خلافتِ ثانی

بیعتِ ثاقب

یہ نظم مسدس مولوی محمد نواب خان صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی نے جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء پر پڑھی

اے مسیحا کے خلیفہ پیارے مرزا کے رشید   مہدی صاحبقراں موعود [illegible] کے رشید
والا شان کے نام لیوا کے رشید   میرے آقا کے رشید اور میرے [illegible] والا کے رشید
رنگِ سلطان القلم ہے آپ کی تحریر میں
ہے اک اعجاز مسیحا آپ کی تقریر میں

آپ کے چہرے سے ہے نورِ سعادت آشکار   آپ کے روئے مبارک سے نبوت آشکار
خال و خط سے آپ کے نقشِ ولایت آشکار   تیوروں سے آپ کے نورِ [illegible] آشکار
آپ کی آنکھوں کو حق بینی کا آئینہ کہیں
سینۂ صافی کو زیبا ہے کہ بے کینہ کہیں

موجزن ہے آپ کے سینہ میں دریائے علوم   آپ کے دل میں نہاں لولوئے لالائے علوم
آپ دارائے معانی اور دانائے علوم   آپ میں عرفانِ حق کے [illegible] علوم
آپ نے دیکھی ہیں آنکھیں پیارے نورالدین کی
پائی ہے تعلیم ان سے دنیا کے آئین کی

مرنے والا جانتا تھا علمِ قرآں کے رموز   ان کو از بر تھے کلامِ پاک [illegible] کے رموز
دل میں کرنے والے گھر وہ خلدِ جاناں کے رموز   آہ وہ دیں کے اشارات اور بیاں کے رموز
ان کی میراث آگئی ہے آپ کی تقسیم میں
یہ وہی گنجِ نہاں ہے آپ کی تعلیم میں

فخرِ دیں بھی آپ ہیں نورِ نبی بھی آپ ہیں   ایسے نازک وقت میں مردِ جری بھی آپ ہیں
المعی و لوذعی و منتہی بھی آپ ہیں   آپ ہیں حق کے ولی مردِ [illegible] بھی آپ ہیں
آپ ہیں وہ جن کی آمد کی دعا کرتے تھے ہم
بھیجدے ہاں بھیجدے کی التجا کرتے تھے ہم

آپ نے شیرازۂ وحدت میں باندھا قوم کو   کر دیا اپنی اخوت میں اکٹھا قوم کو
آپ نے وحدت سکھائی اور ایکا قوم کو   پھر وہی لذت ملی تھا جس کا چسکا قوم کو
یہ ہے وہ نورِ خلافت تھا جو نورالدین میں
تھی یہی تسکین و شوکت مردِ باتمکین میں

اللہ اللہ اس بڑھاپے میں وہ طاقت الحذر   الحفیظ اللہ ایسی پیری میں وہ قوت اور زور
یہ توکل کی بات ہے وہ اس کی شوکت اور [illegible]   ہم نے خود دیکھا ہے تھی جوش میں سطوت اور زور
کوئی اٹھتا تو جھڑ دیتا اسے تادیب سے
روٹھتا بھی تو پھر آتا تھا اک ترکیب سے

[illegible] تھا ایک ہادی اور رہبر قوم کا   قافلہ سالار و ملک سالارِ لشکر قوم کا
ایک تھا سردار قوم اور ایک سرور قوم کا   ایک ہی تھا زینتِ محراب و منبر قوم کا
اس کو کہتے تھے مسیحا کا خلیفہ ہے یہی
جانشینِ مہدی و موعودِ عیسیٰ ہے یہی

[illegible] تک ہم رہے اس کی خلافت کے تلے   اس کی حکومت کے تلے اس کی حکومت کے تلے
اس کی [illegible] کے اس کی حمایت کے تلے   چھ برس تک اس کے ظلِ امن و راحت کے تلے
اس کے آگے کر دیا ہم نے سرِ تسلیم خم
ہے پتہ کس کا اس کے سامنے مارا نہ دم

تھا خدا کا ہاتھ ہی تھا جو ہمارے ہاتھ پر   عہد تھا جس نے لیا ہم سے خدا کی بات پر
ملک [illegible] تھی ہمارے طور پر عادات پر   جس کا قابو تھا ہمارے نفس کے جذبات پر
توڑ دی بیعت تو پھر بیعت کئے آخر بنی
تھی مصیبت تو ہماری جان اور دم پر بنی

تو [illegible] کہ بیعت کر کے ہم زندہ ہوئے   جو پریشاں پھر رہے تھے ہم آغوش یکجا ہوئے
رشتۂ وحدت میں آئے اور کیا سے کیا ہوئے   عیسیٰ احمد نے بت مٹ کر دم عیسیٰ ہوئے
زندہ کر لینا ہی مُردوں کا آساں ہو گیا
الغرض در اصل دکھ کا ہم سے درماں ہو گیا

یہ جو کچھ حاصل ہوا وحدت کی برکت سے ہوا   نورِ دیں کے فیض سے اور اس کی صحبت سے ہوا
یہ جماعت سے ہوا اور اخوت سے ہوا   کہہ بھی دو کیا دیر ہے سب کچھ یہ بیعت سے ہوا
الوصیت کا معمہ نورِ دیں حل کر گئے
جو وصیت لے نے بیعت ہی مکمل کر گئے

بات کہہ دینا لگا کر اپنی عادت میں نہیں   چوٹ کرنا چھیڑنا حق طبیعت میں نہیں
دیکھ کر مکر وہ چپ رہنا بھی فطرت میں نہیں   یہ جو کہتے ہیں خلافت الوصیت میں نہیں
اک جماعت اور خلیفہ دو یہ نقشہ خوب ہے
اک نیام اس میں دو تلواریں یہ حربہ خوب ہے

جب خلافت ہی سرے سے الوصیت میں نہ تھی   یا کہو اس کی ضرورت اخوت میں نہ تھی
شرطِ وحدت اور اخوت کی جماعت میں نہ تھی   یا جماعت کی ضرورت ایسی صورت میں نہ تھی
کوئی پوچھے کیوں بنائے دو خلیفے نام کے
ہے غضب کی بات بندے ہو گئے اوہام کے

قادیاں میں بیٹھ کر لڑتے جھگڑتے کچھ نہ تھا   رہ کے دارالامن میں بنتی بگڑتے کچھ نہ تھا
بحث کرتے رائے دیتے اور لڑتے کچھ نہ تھا   اختلافِ رائے کی صورت میں اٹھتے کچھ نہ تھا
اب جو بھانڈا پھوڑ کر ہو بیٹھے ہو ہم سے جدا
اب بھی کچھ بگڑا نہیں آ جاؤ از بہرِ خدا

اپنی بستی میں مسافروں بیٹھنے والے ہوا اگر ہم نشینی کا ہوا تھوڑا سا کچھ مجھ پر اثر
سو گیا بیٹھا وہ دل ہی دل میں باقی روز ہی خیر درد بڑھتا ہی گیا پہنچے بہت ہی چارہ گر
واعظ خاص و عام آئے بہت تھا ایک کی
کیا کروں دل میں بیٹھی خوش بیانی ایک کی
قادیاں سے پھر جا کے جانا تم یا نگاہ تھا درد دل سے میرے آگہ بس و اللہ تھا
سامنے آنکھوں کے نور الدین عالیجاہ تھا اک تصور روئے جاناں کا مرے ہمراہ تھا
دل کو سمجھانے یہ ناداں کوشش سمجھانے کا تھا
مرحلہ دشوار اس کو راہ پر لانے کا تھا
آئی لنڈن سے خبر لیڈی مسلماں ہو گئی انگلستان کی [illegible] مسلماں ہو گئی
اور اک خاتون انگریزی مسلماں ہو گئی دختر اک اسقف کے گھرانے کی مسلماں ہو گئی
دل یہ کہتا تھا کہ میں کیسے کہاں بستا ہوں
میں جو ہو جاؤں مسلماں پھر ولایت جانا ہوں
یوں تو ہفتہ میں اکثر میں بھی جیتا تھا تمام پڑھ کے چند آیات کرتا تھا بہت اچھا کلام
وعظ کا پند کا ہوتا تھا خاصا اہتمام الغرض جمعہ کا تھا ہفتہ میں تو یہ التزام
سب کو سمجھاتا تھا اپنے دل پہ کچھ قابو نہ تھا
اپنے دل کو راہ پہ لانے کا کوئی پہلو نہ تھا

میں یہ کہتا تھا دل بیتاب پر آفت ہے کیا بیٹھا جاتا ہے کیوں اس کا سبب علت ہے کیا
کیوں گھلا جاتا ہے درد و غم کی یہ حالت ہے کیا چارہ گر آ کر بتا دے اس کی اب صورت ہے کیا
یک بیکسانی در دل ہو صدائے شاد باش
قادیاں سے چل بھی جن کے دعائے یاد باش
کو اپنا آقا وہ جہاں ہم پاتے ہیں شفا درد مند دل کو ملا کرتی ہے اس گھر سے دوا
قلب مومن پر چڑھا کر ہے یاں رنگ وفا دل میں جم جاتا ہے رہ کر اس جگہ نقش دعا
دل کے اندوہ و الم کافور ہو جاتے ہیں یاں
تنگ دلہائے حزیں مسرور ہو جاتے ہیں یاں
لے میرے آقا نے نعمت دل مجھ کو لایا یہاں شکر للہ پھر مرے مولا نے پہنچایا یہاں
میرا پھر چمکا ستارہ اور میں آیا یہاں دولت گم گشتہ اقبال کو پایا یہاں
میں نے کیا لینا تھا جا کر بلدۂ لاہور میں
سر پھرا تھا میرا میں پھنستا جفا و جور میں
جذب تھا یہ آپ کا جو کھینچ کر لایا مجھے بخت نے پھر آپ کی خدمت میں پہنچایا مجھے
میرے دل کی قوت ایمان نے چمکایا مجھے میری غفلت اور غلط فہمی نے شرمایا مجھے
ناصح مشفق بتا میرا دل ہشیار ہے
چارہ گر آخر ہوا اپنا دل بیمار ہے

مرکز امن و اماں میں برکتیں وحدت کی ہیں احمدیت کی اداؤں میں ہی صورت کی ہیں
الفت و مہر و وفا زباں کی ہی رنگت کی ہیں رنگتیں جتنی ہیں ساری آپ کی صحبت کی ہیں
اک الٰہی رنگ ہے جس میں کہ سب رنگیں ہیں
حشمت و اقبال و دولت کے یہ سب آئیں ہیں
ظلم ہے اس مرکز امن و اماں کو چھوڑنا مہبط وحی خدا کے آسماں کو چھوڑنا
بے نشاں کے واسطے زندہ نشاں کو چھوڑنا حیف ہے دارالامان قادیاں کو چھوڑنا
ہر کا سب دیوار و در اک زندہ کن اعجاز ہے
مسکن وہ ہے مسیحائی کا جس میں راز ہے
دل سے داخل ہو گیا میں آپ کی بیعت میں یہ اپنی طاعت پھر [illegible] لائے ہیں یہ
حضرت والائے احمد کی ارادت میں یہ رو چکا ہے نور دیں کی [illegible]
آپ کا دل سے مرید اور بندہ احکام ہے
جانتے ہیں آپ اسے یہ ثاقب گمنام ہے

منفعل تھا یہ کہ اتنی دیر تک چھوڑا رہا اپنے دل میں تھا خجل اور اپنے گھر بیٹھا رہا
بولتے تھے اور تو یہ دم بخود چپکا رہا [illegible] اپنے دل میں [illegible] درد دل تنہا رہا
یہ کسی مناظرہ میں آیا اور نہ منصوبہ کیا
عہد جو دل میں لیا تھا آ کے اب پورا کیا
یہی کہا کرتا تھا صدر تھا نور الدین کا درس قرآں اس نے خود سیکھا تھا نور الدین کا
اس کی نظروں میں وہی جلوہ تھا نور الدین کا اس کا دل [illegible] دیا تھا نور الدین کا
بس اسی عشق و محبت میں گیا دیوانہ وار
رہ کے تنہائی میں تڑپا کیا با حال زار
یاد کر کے اس کو ہو جاتا تھا اکثر اشکبار اس کی پڑھتا تھا [illegible] بادل پر اضطرار
دل میں رہ رہ کر خیال آتا تھا اس کا بار بار یاد آتا باغ کا جوبن وہ ایام بہار
نیم بسمل کی طرح سینہ میں رہ جاتا تھا دل
یاد نور الدین میں خوں ہو کے بہ جاتا تھا دل
بند کر کے دونوں آنکھیں درس قرآں دیکھتا ظلمت اندوہ و غم میں نور عرفاں دیکھتا
دل میں ہو کر سرنگوں تصویر جاناں دیکھتا نور دیں کو دیکھتا تفسیر قرآں دیکھتا
نکتہ ہائے معرفت وہ پند ہائے دل نشیں
پند ہائے دلربا انداز ہائے نور دیں

میں نے پوچھا خواب میں اے میرے چارہ و رہنما تو ہے دریائے معانی معدن فہم و ذکا
بے بہا موتی ہیں تیرے پاس دے ان کو بہا میرا مطلب تھا پڑھا دے اک سبق قرآں کا
مہرباں لیکر بغل میں مجھ کو یہ کہتا گیا
ہاں سمجھ لیا کہ ہے قرآں کلام مصطفیٰ
میں نے سمجھا قادیاں میں درس قرآں ہے وہی مصحف رخ ہے وہی اور روئے جاناں ہے وہی
نکتہ ہائے معرفت تفسیر قرآں ہے وہی نور دیں کا فیض اس کا نور عرفاں ہے وہی

یعنی نبی لوگوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔ کہ تم لوگ اس نبوت کے دعویٰ میں مفتری نہیں۔ کیونکہ تم میری گذشتہ زندگی کے حالات جانتے ہو۔ کہ میں نے کبھی کسی انسان پر بھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ میں خدا پر جھوٹ باندھوں۔ یہی معیار ہے۔ جو اس الزام کو حضرت عمر سے دور کرتا ہے۔ حضرت عمر کی زندگی کے حالات ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت عمر کو اس الزام سے بری سمجھیں کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلعم کے سینکڑوں حکم مانے آپ کے بڑے بڑے حکموں کی تعمیل کی۔ آپ کے حکم پر اپنا وطن چھوڑا۔ اور آپ کے ہی ارشاد پر اپنے بھائی بندوں سے بیسیوں دفعہ جہاد کیا۔ صرف محض رسول صلعم کے لئے اپنا مذہب تک تبدیل کر لیا۔ اور صرف خدا کی خاطر اپنے وطن جیسی عزیز چیز چھوڑ دی۔ اور صرف ارشاد رسول پر اپنے رشتہ داروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور کسی موقعہ پر بھی کوئی کمزوری نہ دکھائی۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ رسول صلعم کے ایک معمولی سے حکم کا انکار کر دیں۔ جو شخص سینکڑوں حکموں کی تعمیل کر چکا ہو۔ اور رسول صلعم کی خاطر سب کچھ قربان کر چکا ہو۔ اس کا ایک معمولی بات پر اڑ بیٹھنا اور نافرمانی کرنا ایک صحیح الدماغ اور سلیم العقل شخص کے نزدیک ناممکن بات ہے۔ سو پہلا جواب تو یہی ہے۔ کہ حضرت عمر کی گذشتہ زندگی ان کی قربانیاں اور جانفشانیاں ہمیں شیعی الزام کے رد کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔

جواب دوم۔ گو ہم اس واقعہ کے قائل نہیں۔ لیکن چونکہ معترض شیعہ ہیں۔ اس لئے میرا روئے سخن انہی کی طرف ہے میں کہتا ہوں۔ کہ یہ روایت خود شیعی روایت کے خلاف ہے کیونکہ شیعہ حضرت عمر پر نفاق کا الزام لگاتے ہیں۔ اور معاذ اللہ انہیں منافقین میں شمار کرتے ہیں۔ سو جب بقول ان کے حضرت عمر منافق ہوئے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ایک منافق کس طرح جرأت کر سکتا ہے کہ رسول کریم کے صریح حکم کا مجمع عام میں انکار کر دے کیا کوئی منافق بھی یہ جرأت کر سکتا ہے کہ بھرے مجمع میں سب کے سامنے رسول صلعم کے حکم کی کھلے لفظوں میں آپ کے منہ پر تردید کر دے۔ اس لئے یا تو شیعوں کو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یہ روایت ہی غلط ہے یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ حضرت عمر منافق نہ تھے۔ بلکہ وہ اپنے عقائد کے اظہار میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔

جواب سوم۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ نہ حضرت عمر نے نافرمانی کی۔ اور حسبنا کتاب اللہ کا جملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی کی تائید حضرت عمر نے کی۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا۔ ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہٗ یعنی مجھے ایک کاغذ لا دو [illegible] تمہیں کچھ لکھ دوں۔ جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ اب اس عبارت میں لن تضلوا بعدہٗ کے الفاظ پر غور کرو ان الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں وہ بات بتاؤں گا جس کو پکڑ کر تم گمراہ نہ ہو گے اب ہم قرآن مجید میں غور کرتے ہیں۔ تو وہاں تو قرآن مجید کے متعلق ایسے الفاظ وارد ہیں۔ چنانچہ سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یبین اللہ لکم ان تضلوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہ کتاب مفصل نازل فرمائی ہے۔ اس لئے کہ تم گمراہ نہ ہو۔ [illegible] کی آیت سے معلوم ہو گیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ کو فرمایا تھا۔ کہ کاغذ لاؤ۔ میں وہ بات بتاؤں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ اس سے مراد خود قرآن مجید ہے۔ کیونکہ جو تعریف آپ نے اس بات کی فرمائی۔ وہی قرآن مجید نے اپنی کی ہے۔ اس [illegible] پس حضرت عمر سمجھ گئے۔ اور [illegible] یعنی یا رسول اللہ آپ لکھنے کی تکلیف نہ فرماویں ہم سمجھ گئے۔ آپ ہمیں کتاب اللہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں اس پر رسول اللہ صلعم نے سکوت فرمایا۔ کیونکہ آپ کو پتہ لگ گیا کہ یہ لوگ میرا منشا سمجھ گئے۔ تبھی آپ نے دوبارہ کاغذ طلب نہیں کیا۔ ورنہ اگر اس کے سوا کوئی اور بات لکھوانی ہوتی۔ تو آپ دوبارہ ارشاد فرماتے۔ اور تاکید سے منگواتے اور اگر حضرت عمر نے تعمیل نہیں کی تھی۔ تو حضرت علی مرتضیٰ ہی کو ارشاد فرماتے۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ حالانکہ آپ اس واقعہ کے بعد کئی دن زندہ رہے۔ اور اگر یہ مانا جاوے۔ کہ آپ نے کوئی بات لکھوانی تھی۔ لیکن حضرت عمر کے انکار کی وجہ سے خاموش ہو رہے۔ تو اس سے آپ کی رسالت پر دھبہ آتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فاصدع بما تؤمر یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہو۔ وہ کھول کر لوگوں کو سنا دو۔

لیکن بقول اہل شیعہ آپ نے حضرت عمر کے انکار پر اس کو چھپا لیا۔ پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ یعنی جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہو۔ وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ ورنہ تم نے عہدہ رسالت کو نہ نباہا۔ اب اگر شیعوں کے اعتقاد کے مطابق یہ تسلیم کیا جاوے۔ کہ حضرت عمر کے انکار پر آپ نے وہ بات جس سے امت گمراہی سے بچ جاتی۔ لوگوں تک نہیں پہنچائی۔ تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا۔ کہ آپ نے عہدہ رسالت کے فرائض سرانجام نہ دیئے۔ جس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر لوگوں کی طرف بھیجا۔ لیکن آپ اس کام کے تابع ثابت نہ ہوئے۔ معاذ اللہ۔ اور علاوہ ازیں یہ بات اس طرح بھی غلط ثابت ہوتی ہے۔ کہ مکی زندگی میں جب سارا ملک مخالف تھا۔ لوگ قتل کے درپے تھے۔ طرح طرح سے ایذا دیتے تھے۔ ایسے خطرناک وقت میں آپ نے کوئی بات نہیں چھپائی۔ کبھی ایسا نہیں کیا۔ کہ چونکہ یہ لوگ مکہ کے کفار انکار کرتے ہیں۔ اس لئے وعظ و تبلیغ ہی بند کر دی ہو۔ بلکہ باوجود ان کے کہ لوگ آپ کی بات کا انکار کرتے تھے۔ اور کوئی بات سننے کا بھی روادار نہ تھا۔ آپ کبھی حق بات کہنے سے نہیں رکے۔ بلکہ ہر ایک بات ان کو سنا کر چھوڑی۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مدنی زندگی میں جب آپ بادشاہ ہو گئے۔ ظاہری خطرہ بھی کوئی نہ رہا۔ آپ صرف حضرت عمر کے انکار سے ایک حق بات چھپا لیتے ہیں۔ اور بات بھی وہ جو ہمیشہ کے لئے امت کو گمراہی سے بچانے والی تھی۔ کیا یہ رسول اللہ صلعم کی رسالت پر دھبہ نہیں۔ کیا آپ کی شجاعت لیاقت پر حرف نہیں۔ کیا یہ منا[illegible] خاکہ وہ بات جس کے منہ سے نکالنے پر امت گمراہی سے بچ جاوے۔ وہ صرف ایک خادم کے انکار پر چھپا لی جاوے۔ اور ہمیشہ کے لئے امت کو گمراہی میں ڈال دیا جاوے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ کیا واللہ یعصمک من الناس کی بشارت آپ کو نہیں پہنچی تھی۔ اب میری اس بات پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ کس طرح معلوم ہوا۔ کہ حضرت عمر نے اس خیال سے حسبنا کتاب اللہ پڑھا۔ کہ آپ کو لکھوانے کی تکلیف نہ ہو۔ اس کا یہ جواب ہے۔ کہ جن روایتوں میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ اس کے لفظ ہمیں یہ بات بتاتے ہیں۔ چنانچہ میں اپنے ناظرین

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

[illegible] الدین [illegible] بھی الفرقانی [illegible]

الفضل

خدا تعالیٰ نے رسالت کے ثابت کرنے کے لئے کئی ہزار ایسے نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی ... لوگ ... نہیں مانتے۔ (چشمہ معرفت ۳۱۷)

چندہ مقامی خریداروں سے ... [illegible]

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان

دار الامان ضلع گورداسپور پر ہو

چندہ غیر ممالک سے ... روپے

(معہ [illegible])

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی ۵۱)

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے اور اعلیٰ کاغذ [illegible] روپے

جلد ۲ | مورخہ ۷ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۸ ماہ صفر ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۸۸

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ ثانی کو کھانسی سے ہنوز افاقہ نہیں ہوا۔ حضور باوجود اس تکلیف کے تمام امور متعلقہ سرانجام دے رہے ہیں۔ البتہ درس قرآن مجید آواز صاف ہونے تک شروع نہیں ہو سکتا۔

(۲) نواب محمد علی خان صاحب صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔

(۳) دونوں مدرسوں میں پڑھائی شروع ہے احباب کو چاہیئے کہ اپنے بچے ان سکولوں میں پڑھنے کے لئے بھیجیں۔

(۴) پچھلے ہفتے منشی فرزند علی صاحب کے بیٹے بدر الدین کا نکاح فقیر محمد خان افغان کے ہاں ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

تازہ خبریں

(لندن ۲ جنوری) پیٹروگراڈ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ساری کیتھیلو خونریز لڑائی جاری ہے۔ اردہان میں بھی لڑائی بدستور جاری ہے۔ اور ہم نے اولٹی کی سمت میں ترکی سپاہ کی جارحانہ کارروائی کو روک دیا ہے۔

(لندن ۲ جنوری) پیرس کی شب گذشتہ کی سرکاری اطلاع میں لکھا ہے کہ کوئی تازہ واقعہ قابل تحریر نہیں بجز اس کے کہ غنیم نے وریلز کے مشرق اور چانے کے شمال میں فرانسیسی خندقوں پر رات کو نہایت سختی سے گولہ باری جاری رکھی۔ اور دشت کانسٹوانے کے مغرب میں بھی حملہ کیا جو ناکام رہا۔

(لندن ۲ جنوری) ملک معظم نے کمانڈر ہیولٹ کو اس مضمون کا تار دیا ہے کہ تمہاری سلامتی کی خبر سنکر مجھ کو مسرت و اطمینان حاصل ہوا۔ میں تمکو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔

(لندن ۲ جنوری) جرمن ہوا بازوں نے کل فرانس کے مختلف مقامات تک پرواز کی جنمیں نینسی بھی شامل ہے مگر انہیں پسپا کر دیا گیا۔

(لندن ۲ جنوری) پریزیڈنٹ پوئنکاری نے پیرس میں سفراء دول کو شرف باریابی بخشا۔

لندن ۲ جنوری۔ پاپائے روم نے قیصر ولیم کو تار دیا ہے اور ان کی مسیحی فیاضی سے یہ بات سے اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نہایت خونریز جنگ کا خاتمہ کیجئے۔ اور نئے سال کے آنے میں شاہی فیاضی سے کام لیکر اس تجویز کو قبول فرمائیے کہ ایسے قیدی جو جنگی خدمت کے قابل نہ ہوں ایکدوسرے کو واپس کر دیئے جاویں۔ قیصر نے اس کے جواب میں پاپائے روم کو یقین دلایا ہے کہ اس تجویز کے ساتھ مجھ کو کامل ہمدردی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مسیحی فیاضی کے جذبات جو آپکی اس تجویز کے محرک [illegible]

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

قادیان دارالامان - مورخہ ۷ جنوری ۱۹۱۵ء

موجودہ زمانہ کا نذیر

اور

نبوت رحمت ہے یا زحمت

نمبر ۲

جہاں خدا اور اسکے پیارے رسول نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ امت محمدیہ بنی اسرائیل کے قدم بقدم چلکر جب اسکے قریب آجائیگی اور آخر کو ایک عام ہلاکت اور عذاب کا بازار گرم ہوگا۔ وہاں اس نے قرآن کریم میں صاف لفظوں میں یہ بھی پیشگوئی فرمادی تھی۔ کہ یہ ہلاکت نتیجہ ہوگی۔ گروہ گروہ میں تقسیم ہوجانیکا۔ اور نہ صرف تقسیم ہوجانیکا اور آپس کی نااتفاقیوں کا بلکہ قرآن عظیم کی تعلیم سے غفلت اور اس کی تعلیمات کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے اور اس کی بعض باتوں کے ماننے اور بعض کے نہ ماننے اور بعض پر عمل کرنے اور بعض پر عمل نہ کرنے کا۔ اور یہ بھی دہیں پر بتلادیا۔ کہ ایسی حالت جب ہوجائیگی۔ تو قبل کامل ہلاکت اور عذاب شدید کے ایک نذیر بھی آجائیگا۔ جو آنحضرت صلعم کے فرض نذارت کو ادا کریگا چنانچہ وہ پیشگوئی یہ ہے ؛

وقل انی انا النذیر المبین ۝ کما انزلنا علی المقتسمین ۝ الذین جعلوا القرآن عضین ۝ (سورۃ الحجر رکوع ۶)

یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ظاہر کر دے۔ کہ میں ایک کھلی کھول کر خدا کے عذاب (چاہے وہ دنیوی ہو یا اخروی) سے ڈرانیوالا ہوں۔ (وہاں) اسیطرح ایک ڈرانیوالا نذیر ہم ان گروہ در گروہ ہوجانیوالوں پر بھی بھیجیں گے۔ جو قرآن عظیم کو بوٹیاں بوٹیاں کرلیں گے۔ (یعنی اس کی ساری تعلیمات پر قائم نہیں رہیں گے)

ایسا ہونا ضرور تھا۔ کہ مسلمان یہودیوں کی طرح گروہ در گروہ ہوجاتے اور آخر کار قرآن کریم کی تعلیم پر قائم نہ رہتے جیسا یہود تورات کی تعلیم پر قائم نہیں رہے تھے۔ اور جب یہی حالت ہوجاتی۔ تو یہ بھی لازمی تھا کہ پہلی سی ہلاکت اور عذاب کا منظر پیش آجاتا جس کی خبر تورات کی پیشگوئی میں کھلے الفاظ میں دیگئی ہے۔ مگر ساتھ ہی قبل کامل ہلاکت اور عام عذاب کے ایک نذیر کا بھی آجانا بعض ضروری تھا کہ اس کی خبر بھی اس آیت میں صاف صاف دیدی گئی تھی۔ اور بتا دیا گیا تھا۔ کہ وہ کس وقت اور کیسے حالات میں آئیگا۔ چنانچہ اسی نذیر کو خود بھی الہام ہوتا ہے کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کردیگا" (براہین احمدیہ)

الحمد للہ دنیا میں نذیر آیا بھی۔ اور لوگوں نے اس کا انکار بھی کیا۔ اور آسمان کے زور آور حملے بھی ہو رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی اکثر آنکھوں پر پردے ہی پڑے ہوئے ہیں۔

اس امر کی شہادت بھی ضرور ملتی ہے۔ کہ بعض معمولی اصلاح کے لئے بھی ایسا مصلح بھیجا جاتا ہے۔ جو مامور من اللہ ہوتا ہے۔ مگر چونکہ خرابی عام نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا انکار بھی عام نہیں ہوتا۔ اور نہ اسکا دائرہ تبلیغ ہی عام ہوتا ہے۔ اسلئے جو مامور من اللہ کے انکار کا خمیازہ ہے۔ اس سے اس وقت کے لوگ محفوظ رہ جاتے ہیں۔ اور وہ اصلاح کرکے چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت الیاس اور حضرت زکریا علیہم السلام وغیرہ انبیاء کی حالت تھی۔ اور یہ گویا ویسی بارشیں ہوتی ہیں۔ جو برسات کی بارشوں کے علاوہ اور موسموں میں بھی خدا کی مصلحتوں سے چھوٹی چھوٹی بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ضروریات جسمانی کو رفع کرتی رہتی ہیں۔ مگر بڑی خرابی اور عام خشکی کے وقت ایک سخت بارش ہوتی ہے تو اس وقت جہاں ایک عظیم انقلاب اصلاح کے رنگ میں ہوتا ہے۔ وہاں جیسے جیسے تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ ویسے ویسے لوگوں کے انکار کا سلسلہ بھی وسعت پکڑتا ہے۔ اور لازماً اسکا خمیازہ بھی لوگوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ یہی حالت مسیح موعود کے وقت بھی ہوئی تھی۔ جس کی تصدیق خدا کے قول اور خدا کے فعل دونوں سے ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ جو پہلے بھی تھی۔ اور اب بھی ہے اور یہ کہنا کہ ایسا کیوں ہوا۔ بلکہ جیسا ہم مناسب سمجھتے ہیں ویسا ہونا چاہئے تھا۔ نادانوں کا کام ہے ؛

ایسے نادان تو خدا کے ہر ایک فعل پر اعتراض کرسکتے ہیں مثلاً کہہ سکتے ہیں۔ کہ انسان کو بجائے سامنے کی دو آنکھوں کے پیچھے بھی دو آنکھیں ہوتیں۔ کہ ایک ہی وقت میں انسان آگے کی ٹھوکر اور پیچھے کے اچانک حملہ وغیرہ سے محفوظ رہ سکتا۔

وقس علی ھذا۔ فیلسوف دان تو قدرت کے اس عام قانون پر بھی اعتراض کریں گے۔ کہ جو اعلیٰ پر ادنیٰ کو قربان کرنے اور "سروائیول آف دی فٹسٹ" کے عمل در آمد کا قدرت کے ہر ایک منظر میں ظہور ہو رہا ہے۔ وہ کہیگا۔ کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ کہ انسانوں کی ایک تھوڑی سی تعداد کے لئے کثیر التعداد جانیں جو پانی اور ہوا میں موجود ہیں ضائع کی جاتی ہیں۔ اور بعض جانوروں کو گوشت خور بنا کر ہزاروں جانوروں کی جانیں روز لیجاتی ہیں فطرت نے کیوں ایسی حالتیں پیدا کیں۔ کہ جو انسان اور دوسرے اعلیٰ مخلوقات کے لئے ادنیٰ مخلوقات قربان کئے جاتے ہیں۔ یا تو ایسی حالت ہی نہ بناتا یا ان اعلیٰ مخلوقات ہی کو پیدا نہ کرتا۔ اگر ایسے اعتراضات کے پیش کرنے کا حق نہیں۔ اور یقینی نہیں۔ تو کسی کو اس اعتراض کے پیش کرنے کا بھی حق نہیں ہے۔ کہ نبیوں کو بھیجکر کے ایک تھوڑی سی جماعت کے لئے (جو روحانیت کے لحاظ سے اعلیٰ مخلوقات ہوجاتی ہے) بقیہ سارے لوگوں کی ہلاکت دنیا ہی کی کوئی ہستی کیوں نہیں سمجھی جاتی؟ اور یاد رہے۔ کہ یہ اعتراض اور بھی بے وقعت ہوجاتا ہے۔ جب یہ خیال کیا جائے جبکہ وہ لوگ نبیوں کا زمانہ پانے پر بھی اپنی اصلاح نہ کریں۔ تو پھر اس سے بڑھکر اور کیا علاج ہوسکتا ہے۔ کہ ان کو دوزخ کے آتشیں اصلاح خانہ میں بھیجکر اصلاح کی جائے۔ اور ان کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ فضائے جنت کی ہوا کھانے کے لائق ہوں۔ یہ معلوم ہونا چاہئے۔ کہ قرآن کریم اور احادیث نبوی کی حقیقی تعلیم یہی ہے۔ کہ دوزخ کو ہمیشگی نہیں اور وہ حقیقی معنی میں شفاخانہ ہے۔ کہ ہر ایک سزا کی اصلی غرض اصلاح ہونی چاہئے۔ نہ کہ کچھ اور ؛

ہاں فیلسوف دان تو یہ بھی اعتراض کرسکتے ہیں۔ کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے سے بجائے فائدہ کے نقصان زیادہ ہوا کیونکہ اگرچہ عام خرابی پھیلی ہوئی تھی مگر جہاں آنحضرت صلعم نے آکر کچھ لوگوں کو نجات یافتہ بنادیا۔ وہاں سارے عالم کی عام خرابیوں میں ایک بڑی خرابی بلکہ بہت بڑی خرابی زیادہ کردی۔ کہ افضل الرسل کے کفر کا گناہ ان کی گردنوں پر بار کردیا۔ اور اگرچہ رفتہ رفتہ آپکی اصلاح کا دائرہ آپکے متبعین کے ذریعہ وسیع ہوتا گیا۔ مگر ساتھ ہی آپ کی نبوت کی تبلیغ

کی زندگی تک ہی ہے۔ اور کی آنکھ بند ہونے کی دیر ہے بس پھر تباہ ہو جائیگا۔ یہ بات صرف لوگوں کے دلوں میں ہی نہ تھی بلکہ اسے اخباروں اور رسالوں میں چھاپا گیا اور ہم نے خود پڑھا۔ کہ یہ سلسلہ مولوی صاحب کی زندگی تک ہے دنیا میں کونسا انسان ایسا ہو سکتا ہے جو ہمیشہ کے لئے

- - - - - - - - -

زندہ رہے۔ نبی کریم صلعم جیسا عظیم الشان انسان فوت ہو گیا۔ اب تک مسیح ناصری کو لوگوں نے زندہ رکھا ہوا تھا۔ اسے بھی نبی کریم صلعم نے آکر فوت شدہ ثابت کر دیا۔ آخر حضرت خلیفۃ المسیح بھی وفات پا گئے۔ اور جیسا خدا نے پہلے سے بتلا دیا تھا۔ کہ دنیا کا بھی ایک وار نکلا۔ دشمنوں کو اب پھر موقعہ مل گیا۔ اور انھوں نے خیال کیا۔ کہ اب یہ جماعت بکھر جائے گی۔

دو قسم کے لوگ ہندوستان میں دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ جو علماء و عوام کے طرفدار تھے اور دوسرے وہ جو انگریزی خوانوں کے حامی تھے۔

حضرت مسیح موعود کی وفات پر لوگوں نے کہا۔ کہ مولوی نور الدین (حضرت خلیفۃ المسیح) کے سبب یہ سلسلہ قائم تھا لیکن جب وہ بھی رحلت فرما گئے۔ تو لوگوں نے کہا۔ کہ اس جماعت میں بعض انگریزی خوان ہیں۔ انہی کے سہارے یہ سب کام ہوں گے۔

چونکہ خدا نے چاہا۔ کہ اس زمانہ میں شرک مٹے اور توحید قائم ہو۔ اور اسلام روشن ہو۔ دشمن نے چاہا۔ کہ اپنے خیالات اور اپنے منہ کی پھونکوں کے ساتھ اس روشنی کو بجھا دے لیکن خدا نے جس کی طرف سے یہ سلسلہ تھا اسے محفوظ رکھا۔ اور دشمن ناکام رہا۔ ان انگریزی خوانوں کو جن کے سہارے اس سلسلہ کا قائم رہنا سمجھا جاتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے نکال کر پھینکوا دیا۔ کہ ہم اس کے قائم رکھنے والے ہیں اور کوئی نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ جماعت پر خطرناک زلزلے آئے۔ لیکن اس خدا کی بنائی ہوئی عمارت پر کوئی غالب نہ آ سکا۔ اور یہ عمارت زلازل سے محفوظ رہی۔

یوں بھی تو تفرقہ دور ہو چکا تھا۔ لیکن خدا نے جلسہ سالانہ پر دکھلا دیا۔ کہ جماعت ٹوٹی نہیں۔ بلکہ اور خدا تعالیٰ نے اسے مضبوط کر دیا۔

مجھے یہ یقین ہے۔ اور خدا کی یہ [illegible] بھی [illegible] ہے۔

خدا تعالیٰ نے مجھے الہام کیا۔ یا تا دُکُوفِی اَیَّامِ [illegible] وہ آگ بجھ گئی۔ اور خدا تعالیٰ اسے بجھاتا رہیگا۔ اور کوئی تم میں تفرقہ نہیں ڈال سکے گا۔ کیونکہ دلوں کی حکومت خدا کے ہاتھ میں ہے۔

میں نے سورہ فاتحہ اس لئے پڑھی ہے کہ اس کی ابتدا بھی الحمد للہ سے کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ تم اگر شکر کرو گے۔ تو میں تمہیں بیش از پیش نعمتیں دوں گا۔ اور تم پر ایک سے ایک بڑھکر انعام کروں گا۔

تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو۔ تو یہ جو کچھ تھوڑا سا تفرقہ رہ گیا ہے۔ یہ بھی جلدی ہی دور ہو سکتا ہے۔ وہ دن آتے ہیں۔ اور وہ بعید نہیں ہیں۔ صرف ایک دو سال اور ہیں کہ یہ سب مشکلات دور ہو جائیں گی۔ صرف دو سال مشکلات کے اور ہیں۔ اور جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ تیسرا سال ایسا آنے والا ہے۔ کہ جماعت کے لوگ بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں گے۔ پس آؤ! سب مل کر دعا کریں۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الٰہی آپ بڑی خوبیوں والے ہیں۔ الرحمٰن۔ بڑے رحمٰن ہیں۔ ہم نے کیا کام کیا۔ اور ہم نے کیا کیا۔ ہم کس طرح لوگوں کے دلوں سے کفر کو نکال سکتے تھے یہ سب آپ ہی کا رحم اور فضل تھا۔ الرحیم۔ اگر ہم نے کوئی کوشش کی۔ تو آپ نے اس کا عمدہ سے عمدہ پھل دیا۔ اور اسے ضائع نہیں جانے دیا۔ آپ مالک یوم الدین ہیں۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ پہلے جو کچھ ہم نے کیا وہ آپ ہی کا فضل تھا۔ کہ ہم نے کیا۔ آئندہ بھی ہم آپ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ آپ ہی ہمیں مدد دیں۔ تو ہم کچھ کر سکتے ہیں۔

اھدنا الصراط المستقیم۔ آپ ہی ہماری رہنمائی کریں۔ اور اپنے مقصود تک پہنچائیں۔

صراط الذین انعمت علیہم۔ ہماری نظریں آپ ہی پر ہیں۔ آپ کے پاس ہی صداقت ہے ہم آپ سے صداقت کے طالب ہیں۔ پس ہمیں صداقت دیکر صادقوں کی راہ پر چلائیے۔

غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ ایسا کبھی نہ ہو کہ آپ ہم پر ناراض ہوں۔ اور ہم گمراہ ہو جائیں۔ اور ہم آپ سے چھوٹ جائیں۔ اور ہم اپنا کوئی [illegible] نہ ہو کہ ہم اسے چھوڑ دیں۔

(آمین یا رب العالمین)

نادر تحفہ

ہمارے پاس بہت نفیس مصر کے طبع شدہ قرآن کریم اور حمائلیں اور صحیح بخاری موجود ہیں۔ جو حال ہی میں خاص مصر سے منگائی گئی ہیں۔ شائقین جس قدر مطلوب ہوں جلد درخواستیں بھیجدیں۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ قیمت میں بھی رعایت کردی ہے۔

حمائل شریف بہت ہی نفیس خط اور اعلیٰ جلد قیمت (عہ)

حمائل شریف بہت نیا طرز کا خط دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ (عہ)

حمائل شریف خط عمدہ کاغذ بھی اچھا ہے۔ (عہ)

بخاری شریف عمدہ خط اور کاغذ بھی عام کتابوں سے اچھا ہے۔ اگر براہ راست ایک دو کتابیں بمبئی سے منگوائی جائیں۔ تو چار روپے سے کم خرچ نہیں ہوگا۔ ہم نے صرف [illegible] قیمت رکھی ہے۔

درخواستیں بنام ن۔ و۔ دفتر اخبار الفضل قادیان ہوں۔

مرہم عیسیٰ کیا ہی ایک نادر نسخہ ہے جسے نانہ کے ہر فاضل طبیب نے اٹھایا۔ اور اس کی عمدہ تاثیرات کو بلا تکلف تسلیم کیا۔ تم بھی ضرور آزماؤ۔ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی مسیح علیہ السلام کی یادگار ہے جو ہر قسم کے زخموں جراحتوں۔ پھوڑوں۔ جلدی بیماریوں۔ اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے۔ پھنسیوں۔ ناسوروں۔ ورموں۔ اور خنازیر سرطان۔ طاعون۔ گنگھار گنج۔ خارش بواسیر۔ جانوروں کے کاٹے اور جل جانے۔ وغیرہ وغیرہ کے لئے خصوصیت کے ساتھ نسخہ شفا اور لاثانی علاج ہے۔ قیمت فی ڈبیہ خورد [illegible] کلاں [illegible] علاوہ محصولڈاک۔ دفتر الفضل سے طلب فرماویں۔

جنازہ غائب [illegible] منشی سید احمد حسین صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ سونگڑہ بتاریخ ۲۳ دسمبر ۱۹۱۵ء [illegible] سے اس جہان [illegible] سے رحلت فرما گئے ہیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء

پیغمبر خدا کی تصویر

آج کل کے روزانہ اخبارات میں اس امر کا تذکرہ ہے۔ کہ ایک صاحب احمد علی زبدۃ الحکما نے قرآن مجید کی تفسیر شائع کی ہے۔ اور اس کے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوٹو لگا دیا ہے۔ جس پر مسلمان برہم ہو رہے ہیں۔ اس لئے تفسیر شائع کرنے والے سے مطالبہ ہے۔ کہ وہ جلد اس تصویر کو تلف کر دے۔ ورنہ حکام کو اس معاملہ میں دخل دینے کی درخواست کی جائیگی۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے اس پر مفصلہ ذیل نوٹ لکھا ہے:

"معلوم ہوا ہے۔ کہ حکیم احمد علی صاحب زبدۃ الحکما رسنے جو مولوی عبداللہ چکڑالوی اہل قرآن کے پیرو ہیں۔ ایک تفسیر قرآن لکھی جس کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر چھاپی ہے۔ میں تفسیر کی نسبت ابھی کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ لیکن نہایت افسوس ہے۔ کہ حکیم صاحب نے حضرت رسول اللہ کی تصویر چھاپنے کی کیوں جرأت کی ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم بھی ایسی جرأت کرے تو اسے مسلمان برا سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ کراچی میں سینماٹوگراف کی فلم کی نسبت آنحضرت صلعم کی تصویر ہونے کا صرف شبہ ہی ہوا تھا۔ بہتر ہے۔ کہ حکیم صاحب خود ہی اس تصویر کو اڑا دیں۔ ورنہ شہر میں اس تصویر کے متعلق ہونا راضگی پھیل رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ حکام کو اس تصویر یا کل کتاب کو تلف کرنا پڑے گا"۔

جن دو فریقوں میں اس تصویر کے بارے میں بحث ہے۔ وہ ہمارے نزدیک ملت واحدہ کے حکم میں ہیں۔ اس لئے ہماری رائے کسی کی جنبہ داری پر محمول نہیں ہونی چاہئے۔ ہم اصولی طور پر اس بارے میں ایک نظر کرنا چاہتے ہیں۔

پہلا سوال۔ تو یہ ہے۔ کہ آیا تصویر کی حرمت لذاتہ ہے یا لغیرہ۔

دوسرا سوال۔ یہ ہے۔ کہ متفرق مسلمانوں کا اپنا طرز عمل کیا ہے؟

تیسرا سوال۔ یہ ہے۔ کہ آیا کسی پیغمبر کی تصویر کو شائع کرنا اس کی ہتک ہے؟

چوتھا سوال۔ یہ ہے۔ کہ آیا قرآن مجید کے سرورق پر کوئی تصویر ہونی چاہئے؟

پانچواں سوال۔ یہ ہے۔ کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اصل تصویر ہو سکتی ہے؟

چھٹا سوال۔ یہ ہے۔ کہ کراچی کی فلم کو اگر مسلمانوں نے برا منایا یا تھا۔ تو کس پہلو سے؟

ساتواں سوال۔ یہ ہے۔ کہ مسلمان برہمی میں حق بجانب ہیں یا نہیں؟

سو پہلے سوال کے جواب میں عرض ہے۔ کہ جہاں تک ہم قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر نظر کرتے ہیں۔ تصویر فی نفسہا حرام نہیں۔ دو پیغمبروں کے بارے میں یہ آیات ہیں۔ اول حضرت داؤد کی نسبت یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل۔ (جن اس کے لئے محاریب وتماثیل بناتے تھے) دوم حضرت عیسیٰ کہ خود جانوروں کی صورت بناتے۔ انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر۔ ان دونوں باتوں سے یہ تو ثابت ہو گیا ہے۔ کہ فعل مصوری اور تصویر کی حرمت لذاتہ نہیں۔ بلکہ کسی امر دیگر سے ہوتی ہے۔ اور وہ حضرت ابراہیم نے بیان فرما دی۔ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون۔ یعنی وہ تماثیل منع ہیں۔ جن پر عکوف کیا جائے۔ جن کی پرستش ہو۔ احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ کہ وہ کتا جو شکار یا کھیتی کی حفاظت کے لئے رکھا جائے اور وہ تصویر جو فرشوں پر روندی جائے۔ وہ دخول ملائکہ کو مانع نہیں۔ اسی طرح ہدایہ میں ہے۔ کہ تصویروں والے فرش پر نماز پڑھنی منع نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں تصاویر کی اہانت ہے۔ پھر فتح القدیر میں بتایا گیا ہے۔ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر دو مکھیوں کی تصویر تھی۔ اور دانیال نبی کی انگوٹھی پر ایک بچہ کی تصویر تھی۔ جسے شیر اور شیرنی چاٹ رہے تھے۔ ان تمام شہادتوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ تصویر کی حرمت لذاتہ نہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خود مسلمانوں کا طرز عمل کیا ہے سو اکثر دیندار خاندانوں کا عمل تو ان کے کمرے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کس طرح پر نگار خانہ چینی بنے ہوئے ہیں۔ اور حضرات مفتیان شرع مبین وعلمایان دین متین کی جیبیں ٹٹولنے سے یا ان کے گھروں سے ایسی منقوش مل سکتے ہیں جن پر کہ تصویریں ہیں۔ اور اگر یہ تصویریں دخول ملائکہ کو مانع ہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ [illegible] مفتیوں کے گھر ملائکہ سے بالکل خالی رہتے ہیں۔

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا کسی نبی کی تصویر شائع کرنا اس کی ہتک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہرگز نہیں۔ جبکہ وہ کسی دینی غرض کے ماتحت ہو۔ اور لغو کام تو مومن کرتا ہی نہیں۔ دیکھو! اس صدی کے سر پر مسلمانوں میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہوا۔ اس نے خود اپنا فوٹو کھچوایا۔ اور اسے شائع کرایا۔ اور جو اصل مقصد تھا۔ وہ بھی بتایا۔ کہنے والا کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم اسے کب نبی مانتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جن دلائل کی بنا پر آپ کسی کو نبی یا رسول مانتے ہیں۔ وہ پیش کیجئے۔ انہی دلائل سے ہم احمد جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نبوت و رسالت ثابت کر سکتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ کسی پہلے نبی کے بارے میں ثابت کرو۔ کہ اس نے اپنی تصویر شائع کی ہو۔ تو میں کہوں گا۔ کہ آپ بھی یہ ثابت کریں۔ کہ اس نبی کی بعثت تمام جہان کے لئے تھی۔ اور وہ صرف اپنی محدود جماعت و محدود قوم کے لئے نہیں تھا۔ جہاں لوگ اسے علی العموم دیکھ سکتے تھے۔ اور پھر سامان فوٹو وغیرہ بھی مہیا تھے۔ اور قوم میں بت پرستی کا مرض اس درجہ نہیں تھا۔ جس کے لئے قطعی طور پر تصاویر و تماثیل سے الگ ہو جانے کا حکم دینا ضروری ہو۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ کئی گھرانوں میں بزرگان سلسلہ کی تصاویر محفوظ چلی آتی ہیں۔ اور ان توحید کی اشاعت کرنے والے صوفیوں میں جو تصویر شیخ و تصویر نبی کریم کا مسئلہ ہے۔ اس پر بھی ایک نظر ہونی چاہئے۔ اور پھر اس بات کا فیصلہ کہ تصویر دیکھنے کی خواہش ایک فطرتی خواہش ہے یا نہیں؟

تین سوال تو حل ہو چکے۔ اب چوتھے سوال کو لیجئے۔ کہ آیا قرآن مجید کے سرورق پر کوئی تصویر ہونی چاہئے۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ قرآن مجید کسی مخلوق کی تصنیف نہیں۔ کہ اس کے مصنف کی تصویر حسب دستور زمانہ دی جائے۔ وہ تو اس قادر توانا کا کلام ہے۔ جو لیس کمثلہ شیء ہے۔ پس جو قرآن مجید کی تفسیر سے پہلے کوئی تصویر لگاتا ہے۔ وہ بالواسطہ یہ خیال ظاہر کرتا ہے

کیا مُردے دنیا میں واپس آسکتے ہیں

(۱)

ہر ایک بیماری کے لئے دنیا میں دوا ہے مگر نصیب موت کا بھائی ہے جس کے لئے کوئی دوائی کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ بلا ہے کہ ایک اچھا بھلا آنکھوں والا انسان اس کی وجہ سے دن دوپہر میں کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ اور قوت شنوائی رکھتے ہوئے کچھ نہیں سُن سکتا اور کیسی ہی کھلی اور روشن صداقت کیوں نہ ہو اُسے نہیں مان سکتا اور لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین لا یبصرون بها ولهم اٰذان لا یسمعون بها اولٰئک کالانعام بل هم اضل اولٰئک هم الغافلون کا مصداق بن جاتا ہے۔ اسی طرح بیماری نے غیر احمدی مولویوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں سرگشتہ و سراسیمہ کر رکھا ہے۔ جو زندہ خدا کو پیش کر رہا ہے کے مقابلہ میں عیسائیوں کے مردہ خدا کو زندہ کرنے کی سر توڑ کوششیں کر کے دین اسلام کا خاتمہ کرنے کے درپے ہیں اور مُردہ پرستوں کا ساتھ دے کر یقولون للذین کفروا هٰؤلاء اهدٰی من الذین اٰمنوا سبیلا کا پورا پورا نمونہ دکھلا رہے ہیں۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے کے بغیر کوئی چارہ اور کوئی سبیل نہیں تو اپنے گرتے ہوئے دلوں کو سہارا دینے کے لئے ناچار یہ بہانہ تراشنے لگتے ہیں کہ مُردے بھی تو دنیا میں واپس آسکتے ہیں۔ اور پھر نہایت بیباکی سے اس فاسد خیال کی تائید میں قرآن کریم کی آیات پیش کرنے لگے ہیں۔ اور بالآخر یہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ جن آیات سے اس فاسد خیال کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ ان میں جرح قدح کر کے اس مسئلہ صداقت کو چھپا دیں کہ کوئی مُردہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ اور کہ عدم سے وجود میں آنے کے بعد ہر ایک آدمی کے لئے صرف ایکبار مرنا اور ایک ہی بار پھر زندہ ہونا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ آیت وحرام علیٰ قریة اهلکنٰها انهم لا یرجعون قطعی طور پر فیصلہ کر رہی ہے کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ لیکن ان لوگوں کو ان کے ناپاک اغراض اور باطل خیالات نے کچھ ایسا از خود رفتہ کر رکھا ہے کہ ایسی روشن اور صاف بات کو بھی چھپانے لگتے ہیں کہ اس آیت سے نہیں ثابت ہوتا کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں آسکتے بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کا واپس نہ آنا اتنا ہی حرام ہے یعنی ممکن نہیں کہ وہ واپس نہ آویں۔ اور کم از کم یہ تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ واپس آسکتے ہیں۔ پس نعوذ باللہ مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس باطل خیال کا بطلان اول تو اسی بات سے ظاہر ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک مُردہ مرنے کے بعد پھر واپس دنیا میں آنا ضروری ہے کیونکہ واپس نہ آنا حرام ہونے کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ واپس آنا ضروری ہے۔ پس ہر ایک مُردہ کے لئے پھر واپس دنیا میں آنا ضروری ٹھہرا۔ جسے روزانہ مشاہدہ باطل ثابت کر رہا ہے پس اگر اس آیت کے وہی معنے ہیں جو ہمارے یہ مہربان فرماتے ہیں تو ان سے نعوذ باللہ قرآن کریم کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ روزانہ مشاہدہ اس دعویٰ کو غلط ثابت کر رہا ہے ہاں اگر در پردہ یہ لوگ تناسخ کے قائل ہوں۔ اور قرآن کی تکذیب میں آریوں کے حلیف ہوں تو کچھ بعید نہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں احمدیوں کے ہاتھ سے ان کے بعض ایسے اسرار بھی فاش ہو چکے ہیں +

اور یہ کہنا کہ اس آیت سے مُردوں کا پھر واپس دنیا میں آنا صرف جائز ثابت ہوتا ہے ضروری نہیں ثابت ہوتا ایک صریح مغالطہ اور وہم فاسد ہے۔ کیونکہ ان کے پیش کردہ معنوں کی بناء پر اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ مُردوں کا واپس نہ آنا حرام ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اس آیت کے معنے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں "حرام علیٰ قریة هالکة عدم الرجوع یعنے جو مر گئے ان پر عدم رجوع حرام ہے" یعنی ناممکن اور محال ہے کہ وہ واپس نہ آویں۔ جس کے مساوی اور ماحصل یہی ہے کہ ان کا واپس آنا ضروری ہے نہ یہ کہ صرف جائز ہے اور یہ کہنا کہ منطقی طریق سے صرف جواز ثابت ہوتا ہے ایک باطل دعویٰ ہے۔ کیونکہ حرام کا لفظ سلبی معنی کے رُو سے جو یہ لوگ مُراد لیتے ہیں۔ مفید معنے ضرورة السلب ہے نہ کہ سلب الضرورة۔ اور جب لا بھی مفید معنی سلب قرار دیا جاوے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو یہ مجموعہ سلب السلب پر مشتمل ہوگی۔ اور یہ متفق علیہ اور بدیہی مسئلہ ہے کہ سلب السلب مساوی ایجاب ہوتا ہے۔ پس ضرورة سلب السلب کے معنے بجز ضرورة الایجاب کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ غرض ان لوگوں کے پیش کردہ معنوں کے رُو سے اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ مُردوں کا واپس آنا ضروری ہے۔ اب یہ بات ظاہر ہے اظہر من الشمس ہے کہ ہر ایک مُردہ پھر زندہ ہو کر واپس دنیا میں ہرگز نہیں آتا۔ ہر ایک کیا کوئی بھی واپس یہاں نہیں آتا۔ پس اس دعویٰ کو قرآن کریم کی طرف منسوب کرنا قرآن کریم کی تکذیب ہے نہیں۔

علاوہ اس کے خود قرآن کریم کا محاورہ ان معنوں کو غلط ہونا صاف اور بیّن طور پر ثابت کر رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ انعام کے اُنیسویں رکوع کی پہلی آیت میں فرماتا ہے۔ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا به شیئا۔ اس آیت کا ماحصل ان موحد کہلانے والے مولویوں کے پیش کردہ معنوں کے رُو سے یہ ہوگا کہ شرک نہ کرنا حرام ہے سبحانه وتعالیٰ عما یصفون۔

اشعار فصحاء عرب سے بھی یہ محاورہ ثابت ہے۔ چنانچہ اس پر سند ذیل شعر شاہد ہے جو ایک جاہلی شاعر کا ہے۔ ؎

فان حراما لا اریٰ الدهر باکیا
علیٰ شجوه الا بکیت علیٰ عمرو

(ترجمہ) اب میں نے اپنے اُوپر واجب و لازم کر لیا ہے کہ جب کبھی کسی شخص کو غم میں روتے دیکھوں تو میں عمرو پر رونے لگ جاؤں۔

اس شعر میں حرام کا لفظ بھی موجود ہے اور اداۃ نفی بھی اور اس کے معنے سب السلب کے یعنے ایجاب کے کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے۔ پس ماننا پڑتا ہے کہ حرام کے معنے سلبی نہیں بلکہ ایجابی یعنے واجب۔

تفاسیر میں اس آیت کے جس قدر معانی مفسرین نے لکھے ہیں ان سب میں یا تو حرام کے معنے واجب بتائے گئے ہیں۔ یا لا کو زائد مانا ہے۔ اور اگر کسی مفسر نے دونوں کو سلبی معنے لئے ہیں تو یہی ان دنیا میں رجوع کی نفی کر کے عالم اخروی میں جزا کے لئے واپس آنا مُراد لیا ہے۔ اس روحانی طور پر صوفیا کے نزدیک ہر ایک مُردہ کا واپس آنا ضروری ہے جس کی طرف احادیث میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتیٰ لو دخلوا جحر ضب لتبعتموهم یعنے ضرور تم پیروی کرو گے۔ ان لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے تھے۔ بالشت بالشت اور دست بدست۔ یہاں تک کہ اگر گھسے ہونگے وہ سوسمار کے بل میں تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔ اسی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت مذکورہ کے ماتحت تحریر فرمایا ہے کہ اس آیت میں یہ پیشگوئی ہے کہ تمام شریر اور بدکار آخری زمانہ میں پھر دنیا میں واپس آئیں گے۔ اور جس قدر شرارتوں اور مفاسد کی

(باقی دیکھو صفحہ پر)

قسمیں یہ سب اس زمانہ میں جمع ہونا ہی لیکن تمام رہے کہ وہ سنے اور ثابت (حق) اس کی تاریخی ذکر سلف صالح کے رو سے ہ

غرض مُردوں کا پھر زندہ ہو کر واپس دنیا میں آنا اس آیۃ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ صرف یہ آیت اس باطل خیال کی تردید کرتی ہے بلکہ قرآن کریم کی اور بھی کئی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مُردے زندہ ہو کر واپس دنیا میں نہیں آسکتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ زمر کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے۔ فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ۔ یعنی جن جانوں پر موت آچکی ہوتی ہے انہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں واپس آنے سے روک دیتا ہے اور جن پر موت نہیں آئی ہوتی۔ صرف نیند سے ان کا قبض ہوا ہوتا ہے انہیں بھیجا یا چھوڑا جاتا ہے۔ اور سورۃ یٰس کے دوسرے رکوع میں فرماتا ہے۔ الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون۔ یعنی کیا یہ لوگ دیکھ نہیں رہے کہ کتنی قوموں کی قومیں ان سے پہلے ہلاک ہو چکی ہیں جنہیں سے کوئی بھی واپس دنیا میں نہیں آیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ مومنون کے رکوع ۶ میں فرماتا ہے۔ حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون۔ یعنی یہاں تک کہ جب ایک ان میں سے مرجاتا ہے تو کہتا ہے اے میرے رب مجھے پھر واپس بھیج۔ تاکہ میں کوئی نیکی کروں اس عالم میں جو میں چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ بس یہ ایک بات ہے جو وہ منہ سے کہتا ہے۔ اور ان لوگوں کے درمیان تو ایک پردہ حائل ہے۔ جو اس دن تک رہیگا۔ جس دن کہ یہ لوگ اٹھائے جائینگے یعنی قیامت کے دن تک۔ اسی طرح اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ جن کی تفصیل کی اسجگہ گنجائش نہیں ؛

پھر اس بارہ میں احادیث اس کثرت سے آئی ہیں کہ کسی مسلمان سمجھنے کے لئے ذرہ بھی گنجائش انکار باقی نہیں چھوڑتیں۔ نہ صرف مُردوں کے دوبارہ دنیا میں آنے کے خیال کو باطل ثابت کرتی ہیں۔ بلکہ آیت زیر بحث کی بھی بالفاظ طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری تفسیر پیش کرتی ہیں۔ جیسی تمام احادیث اس جگہ ذکر کرنے سے تو بغرض عدم تطویل لازم آتے گی۔ ہاں بطور نمونہ دو تین بیان کی جاتی ہیں :-

(۱) عن جابرؓ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرک ما قال اللہ لابیک قال یا عبد اللہ تمن علی اعطک۔ قال یا رب تحیینی فیک ثانیۃ قال انہ سبق منی انھم لا یرجعون (رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ)

(ترجمہ) جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کو کہا وہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے فرمایا کہ اے عبد اللہ۔ مجھ سے کچھ مانگ میں تمہیں دونگا۔ عبد اللہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ کہ یا الٰہی میری درخواست تیرے حضور یہ ہے کہ پھر مجھے زندہ کیا جاوے تاکہ دوبارہ تیری راہ میں شہادت پاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ انھم لا یرجعون۔ یعنی جو مرجائیں۔ وہ لوٹ کر دنیا میں نہیں جاسکتے۔ اس حدیث سے صاف طور پر نہ صرف یہ ثابت ہو گیا کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ بلکہ اس آیۃ زیر بحث کے معنے بھی پورے طور پر حل ہوگئے۔ طرفہ یہ کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا تھا کہ جو کچھ تم مانگوگے تمہیں دیا جاوے گا۔ اور وہ عدہ بھی ایسی درخواست پر ہوا تھا۔ جس کے پیش کرنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ پھر یہ درخواست منظور نہ ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے فرما چکا ہے۔ اور مقرر کر چکا ہے کہ کبھی کسی مردہ کو دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائیگا ؛

(۲) کنز العمال میں یہ حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ سے فرمایا۔ یا جابر الا ابشرک بشارۃ من اللہ ورسولہ ان اللہ تعالیٰ احیٰی اباک وعمک فعرض علیہما وسألا ربھما ان یردھما الی الدنیا فقال انی قضیت فی الکتاب انھم لا یرجعون۔ یعنی جابرؓ کے باپ اور چچا نے خدا کے حضور دنیا میں واپس آنے کی درخواست کی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی کتاب میں قطعی فیصلہ کر چکا ہوں کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں جائیں گے۔ اس حدیث نے نہ صرف یہ بتایا کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں آسکتے بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بتا چکا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۳) صحیح بخاری میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ والذی نفسی بیدہ لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ پھر دوبارہ دنیا میں آئیں۔ اور پھر شہادت پائیں۔ لیکن یہ تمنا کیونکر پوری ہو سکتی تھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کے خلاف فیصلہ کر چکا تھا۔ اس حدیث کے نیچے علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ وفیہ جواز تمنی ما یمتنع فی العادۃ۔ یعنی اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ محال عادی کی تمنا بھی جائز ہے یعنی مُردوں کا دنیا میں واپس آنا محال اور ناممکن ہے ؛

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نمونے کے طور پر مفسرین کے بھی چند اقوال نقل کر دئے جائیں۔ سو واضح ہو کہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ عن ابی المعلی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس کان یقرأ ھا وحرم علی قریۃ قال (ابو المعلی) فقلت لسعید ای شیء حرم قال عزم ۔۔۔۔ عن عکرمۃ قال وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون۔ قال لم یکن لیرجع منھم راجع حرام علیھم ذلک ۔۔۔۔ ثنا جابر الجعفی قال سألت اباجعفر عن الرجعۃ فقرأ ھذہ الآیۃ وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون۔ فکان اباجعفر وجہ تاویل ذلک الی انہ وحرام علی اھل قریۃ امتناھم ان یرجعوا الی الدنیا ۔۔۔۔

(ترجمہ) (۱) ابو المعلی نے سعید سے روایت کی ہے کہ ابن عباس یہ آیت یوں پڑھا کرتے تھے۔ وحرم علی قریۃ الآیۃ۔ ابو المعلی کہتے ہیں کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ حرم کے اسجگہ کیا معنے ہیں تو انہوں نے کہا حرم یعنی لازم و واجب (نہ کہ ممنوع) ۔۔۔۔ (۲) اور عکرمہ سے یوں مروی ہے کہ حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون۔ اور اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ کوئی واپس نہیں ہو سکتا یہ امر ان پر حرام ہو چکا ہے ۔۔۔۔ (۳) جابر جعفی روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے روافض کے عقیدہ رجعت کی بابت استفسار کیا تو انہوں نے یہ آیت پڑھ سنائی۔ وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون۔ غرض ابو جعفر نے اس آیت کی یہ تفسیر کی کہ وحرام علی اھل قریۃ امتناھم ان یرجعوا الی الدنیا۔ یعنے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ کسی

گئے ہیں بستی والوں کو ہم دنیا سے مٹا چکے ہیں۔ ان پر حرام ہے کہ دنیا میں واپس آئیں ۔۔۔

لسان العرب میں لکھا ہے: قال الاصمعی الحرم و حرام بمعنی واحد ... وقال الحسن و مجاهد حرام بمعنی الواجب ای واجب علی قریۃ اهلکناها انهم لا یرجعون ... کما قال الشاعر ے

وان حراما لا اری الدھر باکیا ۔
علی شجوه الی بکیت علی صخر

ومن ذالک قولہ تعالی۔ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا ۔۔۔ فانہ ترک الشرک واجب و علی هذا قال مجاهد والحسن لا یرجعون لا یتوبون عن الشرك و قال قتادة و مقاتل لا یرجعون الی الدنیا"

پیشتر اس سے کہ اس عبارت کا ترجمہ لکھا جائے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ غیر احمدی مولوی حرام کے معنے واجب اور زیادت لا کا انکار کرکے اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ مردے دنیا میں واپس آسکتے ہیں۔ اس مذکورہ بالا عبارت میں اس خیال باطل کا نہایت زور سے قلع قمع کیا گیا ہے۔ اور بتا یا گیا کہ اس آیت کے معنے یہی ہیں کہ ہلاک شدہ واپس نہیں آسکتے۔ رہا یہ کہ واپسی سے کیا مراد ہے جسمانی واپسی یا توبہ۔ سو بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس میں توبہ کی طرف متوجہ نہ ہونے کی بابت اشارہ کیا گیا ہے (یہ معنے احادیث ثابت شدہ معنوں کے مخالف ہیں) بہرحال اس آیت کے معنے اس صورت میں بھی یہی تسلیم کئے گئے ہیں کہ رجوع نہیں ہوگی جس کو محاورہ عرب اور خود قرآنی محاورہ سے ثابت کرکے دکھایا گیا ہے۔

ترجمہ مذکورہ بالا عبارت کا یہ ہے۔

اور ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جس بستی کی ہلاکت مقدر ہو چکی ہے یا ہلاکت کی خبر دی جا چکی ہے۔ اس کے باشندوں کا دوبارہ کی طرف رجوع کرنا یعنے توبہ کرنا ممتنع ہے۔ اس معنے کی بنا اس امر پر ہے کہ لا سیبویہ حطیب (یعنے زائدہ اور بے معنی) ہو جیسے کہ اس آیت میں ما منعک ان لا تسجد اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حرام بمعنے واجب ہے جیسا کہ اس مذکورہ بالا شعر میں ہے (شعر کا ترجمہ یہ ہے) میں نے اپنے اوپر لازم و واجب کر لیا ہے کہ جب کبھی کسی کو مصیبت زدہ دیکھوں تو میں صخر پر روئے لگوں) اور یہی معنے (یعنے حرام سے مراد واجب) آیت: قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا

یشرکوا الآیۃ میں بھی ہیں کیونکہ ترک شرک واجب ہے (نہ کہ حرام) اسی بنا پر مجاہد اور حسن نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں کہ ایسے لوگ شرک سے رجوع نہیں کرینگے۔ اور اسی بنا پر قتادہ اور مقاتل نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں کہ وہ دنیا کی طرف واپس نہیں آئیں گے"

اب میں بتاتا ہوں اہل لغت و نحو نے اس آیت کیا معنے کئے ہیں۔ سو واضح ہو کہ تاج العروس شرح قاموس میں مادہ حرم کے ذیل میں لکھا ہے:- قال ابن بری انما تاول الکسائی۔ وحرام فی الآیۃ بمعنی واجب لتسلم لا من الزیادۃ فیصیر المعنی عندہ واجب علی قریۃ اهلکناها انهم لا یرجعون۔ ومن جعل حراما بمعنی المنع جعل لا زائدۃ تقدیرہ۔ وحرام علی قریۃ اهلکناها انهم یرجعون قال و تاویل الکسائی هو تاویل ابن عباس۔ ویقوی قول الکسائی ان "حرام" فی الآیۃ بمعنی واجب قول عبد الرحمن بن جمانۃ المحاربی جاهلی ے

فان حراما لا اری الدھر باکیا
علی شجوه الا بکیت علی عمرو ۔

(ترجمہ) ابن بری کہتے ہیں کہ کسائی نے (جو امام لغت و نحو ہے) آیت مذکورہ بالا میں حرام کے معنے واجب کئے ہیں تاکہ لا کو زائدہ نہ قرار دینا پڑے (یعنے ضروری ہے کہ یا تو اس آیۃ میں حرام کے واجب معنے کئے جاویں ورنہ لا کو زائدہ قرار دیا جاوے بہرحال مراد عدم رجوع ہے نہ کہ رجوع) سو اس کے نزدیک اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ جس بستی کو ہم ہلاک کر چکے ہیں وہ ہرگز واپس نہیں آئینگے اور جو معنے کسائی نے کئے وہی معنے ابن عباس نے کئے ہیں۔ اور کسائی کے اس قول کی کہ اس جگہ حرام بمعنی واجب ہے۔ عبد الرحمان بن جمانہ محاربی جاہلی شاعر کے اس شعر سے تائید ہوتی ہے"

بالآخر یہ بتا دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ یہ غیر احمدی مولوی جہل مرکب اور رعونت کی لا علاج بیماری کے غلبہ و تسلط کے باعث ہمیشہ احمدیوں کو جاہل بتایا کرتے ہیں۔ کمال جہالت اس آیت کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں کہ "آیت موصوفہ کی ترکیب یوں ہے۔ حرام مبتدا۔ انہم خبرہ" یہ ایک فاش غلطی ہے جو ایک ایسے مبتدی سے بھی سرزد ہونی بعید از قیاس ہے جو ہنوز نحو کا بالکل ابتدائی رسالہ نحو میر پڑھتا ہو۔ تعجب ہے کہ جو شخص مبتدا اور خبر کو بھی نہ پہچان سکتا ہو وہ یہ کہے کہ

وہ ہر اہل علم کو تعجب ہوگا کہ مرزا صاحب اور انکی جماعت میں کوئی اہل علم نہیں جو اس کی ترکیب سمجھ سکے"

یاد رہے کہ یہ کسی صورت میں کسی نحوی کے نزدیک جائز نہیں کہ اس آیت میں حرام مبتدا اور انہم اس کی خبر ہو۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حرام محکوم بہ یا مسند ہے۔ اور انہم لا یرجعون محکوم علیہ یا مسند الیہ ہے۔ رہا یہ کہ حرام کونسا مسند ہے اور انہم لا یرجعون کونسا مسند الیہ۔ سو جمہور کے مذہب کی رو سے حرام خبر مقدم اور انہم لا یرجعون مبتدا موخر ہے۔ اور اخفش کے مذہب کی رو سے حرام مبتدا ہے مگر انہم لا یرجعون حرام کی خبر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے نہ کہ خبر۔ چنانچہ علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں "انهم لا یرجعون فی تاویل اسم مرفوع علی الابتداء۔ خبرہ حرام ... وجوز ان یکون حرام مبتدا وانهم فاعل لہ سد مسد خبرہ۔ وان لم یعتمد علی نفی او استفهام بناء علی مذهب الاخفش"

(ترجمہ) انہم لا یرجعون مبتدا ہے۔ اور حرام اس کی خبر ہے اور یہ بھی جائز قرار دیا گیا ہے کہ حرام مبتدا ہو۔ اور انہم لا یرجعون اس کا فاعل قائم مقام خبر ہو گو اس سے پہلے نفی یا استفہام موجود نہیں ہے۔ اور یہ جواز اخفش کے مذہب کی بنا پر ہے۔

خاکسار محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ ۔ از قادیان

(بقیہ دیکھو صفحہ ۵)

اور یہ کہنا کہ حرام کی نقیض جائز ہے اور عدم رجوع کی نقیض رجوع ہے تو لازم آیا کہ مردوں کا دنیا میں واپس آنا جائز ہے محض جہالت پر مبنی ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ اگر کسی جملہ کی دو جزؤں کی بجائے ان دونوں جزؤں کی نقیضیں رکھی جائیں تو جملہ حاصلہ کا مفہوم اصلی جملہ کے مساوی ہو۔ بسا اوقات معنی بالکل اور ہو جاتے ہیں حتی کہ جملہ حاصلہ کا مفہوم بعض اوقات سراسر باطل ہوتا ہے حالانکہ اصلی جملہ بالکل درست اور مطابق واقعہ ہوتا ہے۔ مثلاً زید ایک انسان ہے۔ انکی نسبت یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ زید انسان یعنی زید انسان ہے۔ لیکن جب ہم اس جملہ کی دونوں جزؤں کی نقیضیں لیکر ایسا ہی جملہ بنا دیں تو وہ یہ ہوگا غیر زید لا انسان۔ یعنی ہر ذی زید کے سوا ہے وہ انسان ہی نہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ غرض یہ خیال بالکل فاسد ہے کہ جزؤں کی بجائے انکی نقیضیں رکھنے سے جو مفہوم

[illegible] واللہ واسع علیم [illegible]

[illegible] میں آج کل [illegible]

خدا تعالیٰ نے ایسا کبھی نہیں کیا کہ جس کے مرسل کی طرف ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ پھر بھی ۔ ۔ لوگ نہیں مانتے ۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

الفضل

چندہ مقامی فی پرچہ سالانہ چار روپیہ

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان

دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

(مقرر)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہو ... مسیح موعود ۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۱۲ - جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۲۵ - ماہ صفر ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۹۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے ۔ احباب دعا میں مشغول رہیں ۔

حضور نے خطبہ جمعہ میں صدقہ دینے کے لئے ارشاد فرمایا تھا ۔ کیونکہ طاعون کے پھیلنے کے دن ہیں ۔ چنانچہ ساٹھ روپیہ کے قریب جمع ہوئے ۔ جو کہ مساکین اور غربا میں تقسیم کئے گئے ۔

مبلغین کی ایک خاص جماعت جس میں داخل ہونیوالے طلباء کا سارا وقت پڑھائی ہی میں صرف ہوگا ۔ کھل گئی ہے ۔ اور پڑھائی باقاعدہ شروع ہو گئی ہے ۔ اس وقت تک ۹ لڑکے داخل ہو چکے ہیں ۔

تازہ خبریں

(لنڈن ۹ جنوری) پیرس ۔ باربرداری کا ایک بڑا انگریزی جہاز اس مقام پر جہاں سے باسفورس شروع ہوتا ہے ۔ ایک سرنگ سے غرق ہو گیا ۔ اور ترکی جہاز مجیدیہ کا ایک ملاح جہاز سوپ اور طرابزون کے درمیان غرق کر دیا گیا ۔ روسی کروزر مرکور یا اور ایک تباہ کن کشتی نے مجیدیہ پر حملہ کیا ۔ جو بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا ۔ اگرچہ اسے روسی کروزر کا گولہ لگا ۔

لارڈ کرو نے سکاربرو پر حملہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ۔ کہ معاہدہ ہیگ کی خلاف ورزی کا انتقام لیا جا سکتا ہے مگر اس کے انتقام کی یہ صورت نہیں کہ ہم بھی بے تمیزی سے کام لیکر اسی قسم کے ڈاکے ڈالیں ۔ اور امید ہے ۔ کہ بلجیم کے مظالم کا بدلہ اور ان مظالم کا بھی تلافی کی جائیگی ۔

جھلکیاں ۔

(لنڈن ۹ جنوری) ملک معظم آج برائٹن میں ہندوستانی مجروحین کا ملاحظہ فرمائیں گے ۔

(لنڈن ۹ جنوری) پیرس میں سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ فرانسیسی وزیر اعظم کا بیٹا جو ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے فرانسیسی فوج میں لڑ رہا تھا ۔ جرمن خندقوں پر حملہ کرنے کے دوران میں مارا گیا ۔

(لنڈن ۹ جنوری) پیرس کی اطلاع مظہر ہے ۔ کہ سائسن کے شمال کو ہم نے ایک جرمن مورچہ پر قبضہ کر لیا ۔ اور جرمن خندقوں کی دو قطاروں پر بھی بعد ازاں قبضہ کرکے تیسری قطار تک جا پہنچے ۔ جرمنوں نے تین مرتبہ حملہ کیا ۔ جو ناکام رہا ۔ اٹ جیا سے واقع ارگون پر جرمنوں کے ایک شدید حملے سے ہمارے محاذ کو جس کی لمبائی ایک کیلومیٹر تھی ۔ پسپا ہونا پڑا ۔ لیکن ہم نے جوابی حملہ کرکے اپنی پہلی جگہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا ۔

[illegible] عبد الرحمن صاحب [illegible] اسلامیہ [illegible] میں چھپکر شائع ہوا

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ

الاسلام

انما الاعمال بالنیات

مسلم کی زندگی محض اللہ کے لئے ہے۔ جب مسلم اقرار کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو قابل عبادت اور پرستش نہیں سمجھیگا۔ وہ تو اسی وقت اپنے جذبات۔ خیالات۔ ارادے۔ اقوال اور افعال اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کر دیتا ہے۔ اور اپنا کچھ بھی نہیں رکھتا اسلام کامل انقیاد اور اطاعت کا نام ہے۔ مگر طبعاً یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلم اپنے تئیں کس کا منقاد اور مطیع بناتا ہے۔ بلیٰ من اسلم وجہہ للّٰہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس طالب اس کو بہشتی زندگی ملتی ہے جب اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور جب نیک اعمال اس طرح سے بجا لاتا ہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اس کو اس کی خوشنودی کے رنگ پاس سے ملیگی۔ اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غم کرینگے۔ یہ ہے جنتیوں کی زندگی اور یہ ہے اعلیٰ کامیابی۔ اور یہی انسانی پیدائش کی علت غائی ہے مبارک ہیں وہ جو اس کو حاصل کرلیں۔ اور اپنے رب سے رضامندی کا [illegible] حاصل کریں۔ نجات کسی موہوم کفارہ سے نہیں ملتی نجات کسی [illegible] سے عطا نہیں ہوتی۔ ہر ایک شخص ہی [illegible] قابل بنتا ہے۔ جبکہ وہ اپنی صلیب خود اپنے کندھوں پر اٹھاتا ہے۔ اسلام کیا ہی پاک مذہب ہے۔ فطرت سلیم اور عقل مستقیم اس سے انکار کرنے کی گنجایش نہیں رکھتے۔

ہم دنیا کی اشیاء میں دیکھتے ہیں کہ جتنی کوئی چیز عظیم الشان اور بیش قیمت ہے اتنی ہی بڑی محنت اور سعی اس کے لئے کی جاتی ہے۔ اور بغیر کسی زبردست کوشش اور قربانی کے اس کا حصول آسان نہیں ہوتا۔ ایم۔ اے پاس کرنا کوئی معمولی سی کوشش کا محتاج نہیں ہے۔ سرجری میں کمال حاصل کرنا کوئی دو دن والا معاملہ ہی کرتا ہے۔ دنیا کے کاموں کے لئے لوگ اسقدر محنتیں برداشت کرتے ہیں۔ اور اسقدر تکالیف شدیدہ اٹھاتے ہیں کہ کچھ بیان ہی نہیں ہوسکتا۔ مگر دینی کاموں میں وہ بڑے جلدباز ہوتے ہیں۔ وہ [illegible] پر سیڑھیوں جانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ بغیر [illegible] اٹھانے کوئی کامیابی تمہارے پاس نہیں آسکتی۔ اگر تم کامیابی کا منہ دیکھنا چاہتے ہو تو اس کا لو استقلال صبر اور عزم مستقیم سے کمر باندھو۔ اور نہایت مستعدی کے ساتھ اس کی طرف آگے قدم بڑھاتے چلے جاؤ۔ وہ تمہارے لئے ہاتھ باندھ کر انتظار کر رہی ہے۔ کہ کب تم اس تک پہنچو۔ اور وہ تم سے بغلگیر ہو جاوے۔ مگر شرط ہے کہ اس کے صحیح صحیح طریق اور راستہ ہے۔ اس سے داخل ہو جاؤ۔ واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللّٰہ لعلکم تفلحون۔ گھروں میں اپنے دروازہ کے ذریعہ سے آنا چاہئیے۔ اور وہ دروازہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اللہ سے ڈرو۔ تم کامیاب ہو جاؤ گے ☆

پس رستگاری اور نجات کا طریق صحیح طور سے صرف اسلام نے بتایا ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر۔ راس الحکمۃ مخافۃ اللّٰہ سے بڑھ کر کیا اقدس ہے۔ مبارک ہیں۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ کامیاب ہونگے اسلام نے اس کے لئے بہت ہی صاف تعلیم دی ہے۔ اور ہر عمل کی کامیابی کا مدار نیت ہوتا ہے بہت ہی سہل اور آسان ہے۔ مگر بالحقیقت میں پوچھو۔ تو بہت ہی مشکل اور دشوار ہے۔ اور اس کو نبھانا خدا کی توفیق اور اس کے فضل خاص سے میسر آسکتا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ۔ حضور وہ زریں اصول جس کی پابندی سے انسان اعلیٰ مراتب حاصل کرسکتا ہے۔ اور تقویٰ کے مدارج عالیہ تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ امام بخاری کی صحیح بخاری کی پہلی حدیث شریف میں مذکور ہے۔ اور وہ ہے انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کے نیک نتائج اور ثمرات حسب نیتوں کے ملتے ہیں۔ اگر کوئی کسی نیک عمل کو عادتاً یا رسماً کرتا ہے۔ تو اسے کوئی ثواب نہیں ملیگا اور اگر کوئی اسی کام کو اللہ کی رضاء حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ تو وہی کام نیک نتائج اور اچھے ثمرات دے دیتا ہے۔ بات یہ ہے جیسی نیت ویسے پھل۔ آج کل کے زمانہ میں اسلام کی عبادات صرف قشر رہ گئی ہیں۔ ان میں سے روح بالکل نکل گئی ہے۔ کیونکہ صرف رسم کو پورا کرنے کے لئے ادا کی جاتی ہیں۔ ان سے کوئی خاص نتیجہ مدنظر نہیں ہوتا۔ نماز عادت کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ نماز جو رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے پڑھی جاوے تو ضرور ہے۔ کہ اس کے اچھے نتائج جو کہ قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں۔ حاصل ہوں۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ نماز کی نسبت قرآن شریف میں لکھا ہے۔ ان الصلٰوۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللّٰہ اکبر۔ ضرور نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر تو بہت ہی بڑا ہے۔ بھلا قدوس اور پاک سے تعلق رکھنے والے اور اس سے تعلق اور پیوند لگانے والے کہیں گندے اور ناپاک رہ سکتے ہیں

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے

کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

اگر ہماری نماز ہمیں برائیوں اور بدیوں سے نہیں روکتی۔ تو وہ نماز نہیں کہلا سکتی۔ وہ صرف رسم ہے جو کہ گلے پڑا ڈھول ہمیں بجانا پڑتا ہے۔ اگر ہم ہر کام کرتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیا کریں۔ اور ہر کام صرف اس کی رضاء کے لئے کیا جاوے۔ تو امید قوی ہے کہ ہم تھوڑے دنوں تک گندگی کی آلائشوں سے پاک ہو جاویں نماز مومن کا معراج ہے۔ اگر ہم اس کے ذریعہ عروج نہیں کرسکتے تو حیف اور افسوس ہم پر۔

غرضیکہ یہ خوب یاد رہے کہ اعمال کے نتائج نیات پر موقوف اور منحصر ہیں۔ ہر عمل کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے رضوان کا حصول مسلم کی نیت میں ہو۔ اور اس کی ذات پاک کے سوا کسی کی خوشنودی کے لئے کوئی کام بھی نہ کیا جاوے۔ اگر انسان روزمرہ کے کاموں میں اس بات کا لحاظ رکھے۔ کہ میں اللہ ہی کے لئے کھاتا ہوں۔ اللہ ہی کے لئے پیتا ہوں۔ اللہ ہی کے لئے چلتا ہوں۔ اللہ ہی کے لئے بیٹھتا ہوں۔ اللہ ہی کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔ غرضیکہ میرا جینا مرنا نماز روزہ اور عبادت اللہ ہی کے لئے ہے۔ تو وہ جلد جلد اللہ کی طرف بڑھیگا۔ یہ ایک بڑا سخت مجاہدہ ہے۔ نفس کے برخلاف اور بہت بڑی ریاضت ہے۔ قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین۔ لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین۔ کہدے میری نماز میری عبادت۔ میرا جینا میرا مرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو تمام کے پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور یہی مجھے حکم ہوا ہے۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں

درس قرآن شریف کے نوٹ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے درس قرآن کے تفسیری نوٹ آپ کو دفتر الفضل قادیان سے چار روپے قیمت پر مل سکتے ہیں۔ حجم ۳۰۲ صفحے ☆

(منیجر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ؕ

فلسطین کا نور ہو جائیگی اکدن دیکھنا	عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

خداتعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی اُنسے نبوت ثابت ہوسکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن پھر بھی ۔ ۔ ۔ ۔ لوگ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں مانتے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

ہفتہ وار پرچہ ہے مقامی خبروں کا چار روپیہ سالانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۲۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹۱

مدینۃ المسیح

خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے ۔ خاندان رسالت میں ہمہ وجوہ خیر و عافیت ہے +

منشی سخاوت حسین صاحب شاہجہانپوری کچھ عرصہ سے یہاں دینی تعلیم حاصل کرنے اور قرآن شریف کے حفظ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور جماعت مبلغین کے سبقوں اور لیکچروں میں شامل ہوتے تھے انھوں نے اپنی تعلیم کو تکمیل تک پہنچانے کے بعد واپس وطن روانہ ہونے پر تمام مبلغین کو ٹی پارٹی دی +

مبلغین کی تازہ جماعت میں دن بدن اور طلباء داخل ہو رہے ہیں اور انکی پڑھائی باقاعدہ شروع ہو گئی ہے ہم انشاءاللہ اس جماعت کے مضامین درس و تدریس کے متعلق عنقریب مفصل حالات سے ناظرین کو مطلع کرینگے +

تازہ خبریں

(۱) لنڈن ۱۱ جنوری ۔ پیٹروگراڈ میں سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ دسویں جیش کی باقیماندہ سپاہ کو افسوسناک تباہی سے بچانے کیلئے ترکوں نے زبردست جارحانہ کارروائی اختیار کی ہے + لنڈن ۱۱ جنوری ۔ روئٹر ایجنسی کو معلوم ہوا ہے کہ ایتھنز کے سرکاری تار سے پایا جاتا ہے کہ ایشیائے کوچک میں یونانیوں کی حالت نہایت ہی ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئی ہے ترک حکام یونانی باشندوں کے قتل اور تاخت و تاراج کے واقعات سے اغماض ہی نہیں کرتے بلکہ علانیہ ان کے ارتکاب میں مدد دیتے ہیں اور یونانی عنصر کا استیصال کرنیکے لئے بڑے بڑے بدمعاشوں سے کام لے رہے ہیں ۔ سال گزشتہ کے موسم سرما میں ایشیائے کوچک سے ایک لاکھ بیس ہزار یونانی نکالے جاچکے ہیں جسکے بعد موجودہ حالت نہایت نازک ہو گئی ہے اور یونانی گورنمنٹ کو نہایت اندیشناک صورت کا سامنا ہے + ایتھنز یا حال نے دول اسلاف ثلاثہ اور یونان کی تمام رعایا کو حلب میں جمع کر دیا ہے +

(۲) یونان اور ٹرکی کی اندیشناک حالت نہایت نازک صورت اختیار کر گئی ہے +

(۳) لنڈن ۱۰ جنوری ۔ رائٹر کو بغداد سے معتبر خبر ملی ہے کہ وہاں جہاد کا اعلان کرنیکی کوشش میں ناکامی ہوئی ہے اور عرب ترکوں کے اس استدلال کو تسلیم نہیں کرتے کہ موجودہ جنگ کو مذہبی معاملات سے کسی قسم کا تعلق ہے +

(۴) لنڈن ۱۰ جنوری ۔ گورنمنٹ پرشیا نے حکم دیا ہے کہ قیصر کی سالگرہ کے روز کسی قسم کا جلسہ ناچ راگ یا ضیافت نہ کیجائے بلکہ اسے ایک مذہبی تہوار کیطرح خاموشی سے منایا جائے اور صرف کلیسا کی پریڈ ہو +

(۵) قاہرہ ۱۰ جنوری ۔ سر آرتھر میکمین ہائی کمشنر آج یہاں پہنچ گئے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جنگ یورپ

کلکتہ ۱۲ جنوری۔ [illegible] کو کامریڈ کی جو کاپی تیاد لہ [illegible] ملی تھی مولانا کی ضبطی کے خلاف الہلال کی [illegible] ہائی کورٹ سنے [illegible] فیصلہ کر دیا ہے۔

ایک شخص کا چشم دید بیان۔ لنڈن ۱۰ جنوری [illegible] کوارٹر کے ایک شخص کا بیان ہے کہ موسم ہنوز گرم ہے۔ گو بارش کا طوفان [illegible] ہے۔ ذیقین کے لئے پانی کے مسئلہ کا حل نہایت مشکل ہو رہا ہے۔ اور [illegible] سے پانی کے مسلسل اخراج [illegible] کی ضرورت ہے۔ دشمن نے کیچڑ آمیز پانی نکال کر اس کا رخ ہماری طرف بہنے کی ناکام سعی کی۔ یقین کیا جاتا ہے کہ جرمن بلی کی برقی طاقت سے پانی خارج کرتے ہیں۔

دریاؤں کی طغیانی۔ آلات پر واز رپورٹ کرتے ہیں۔ کہ فلنڈرس کا تمام علاقہ سیلاب سے غرق آب ہے۔ شیلڈ اور لیسر کے دریا طغیانی پر ہیں۔

روسی بیان۔ لنڈن ۱۰ جنوری۔ پیٹرزگراڈ کا سرکاری تار مظہر ہے کہ وسچولا کے بائیں جانب جنگ سخت ہوتی جاتی ہے۔ باوجود سخت نقصان کے جرمنوں نے مختلف مواقعہ پر سختی سے حملہ کیا۔ اور عارضی طور پر ہمارے آگے کی خندقوں پر قابض ہو گئے۔ مگر ہم نے سنگینوں کے زور سے دشمن کو ان خندقوں سے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔

روسیوں نے بوکووینہ میں ایک ہفتہ کے اندر لڑتے ہوئے ۶۰ میل پیشقدمی کی۔ اور اس سلسلہ کوہ تک پہنچ گئے ہیں۔ جو بوکووینہ کو ہنگری سے جدا کرتا ہے ہزاروں آدمیوں کو گرفتار کرنے کے علاوہ بہت سا مال غنیمت بھی ان کے ہاتھ آیا۔

توپخانہ کی جنگ۔ ۴ جنوری کو ہمارے توپخانہ نے لابسی کے جنوب میں دشمن کی گولہ و بارود سے بھری ہوئی ایک گاڑی اڑا دی۔ اور دشمن کی توپ کو خاموش کر دیا۔ دشمن کا توپخانہ سہ شنبہ کو زیادہ مستعد تھا۔ مگر ہمارا توپخانہ اس پر بھی فوقیت رکھتا تھا جس نے ہماری خندقوں پر دشمن کی آتش فشانی کا سدباب کر دیا۔ جرمنوں نے چہار شنبہ کو ارمنٹیرز کے نواح پر سختی سے گولہ باری کی۔ باوجود اجتماع آب سیلاب دمنی طرف ہماری پیشقدمی کا سلسلہ جاری رہا۔ دشمن نے شب کو خندقوں کے عقب میں غیر معمولی مستعدی کا اظہار کیا۔ پنجشنبہ کو ہمارے توپخانہ نے مرکز سے دشمن کو نکال دیا۔ اور ایک بارڈر بہتی طرف کے مکان کو منہدم کر کے چند آدمیوں کے اتلاف کا موجب ہوا۔

یہ لڑائی جہاد نہیں۔ لنڈن ۱۰ جنوری رپورٹر کو معلوم ہوا ہے کہ بغداد میں اس لڑائی کو جہاد سے منسوب کرنے کی جو کوششیں کی گئی تھیں وہ ناکام رہیں۔ اہل عرب ترکی حکام کے اس بیان پر کان نہیں دہرتے۔ کہ یہ مذہبی لڑائی ہے۔ وہ جنگ ہذا سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں دیکھتے۔

صلح کی افواہ۔ لنڈن ۷ جنوری۔ پیرس اخبار ٹیمس اس افواہ پر کہ جرمنی روس و فرانس سے جداگانہ صلح کرنے کے لئے ریشہ دوانیاں کر رہا ہے۔ اور گریٹ برٹن کو اس نے اس بارہ میں بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ بحث کرتا ہوا اظہار ناراضی کرتا ہے کہ جرمنی کیوں ایسی فضول گفتگو میں وقت ضائع کر رہا ہے ایسی شرمناک تجاویز کو روس و فرانس میں سے کوئی بھی رضا و رغبت سے نہ سنیگا۔ اگر یہ دونوں جرمنی کے چکر میں آ گئے۔ تو پھر بھی انگلستان مقابلہ میں اٹل رہیگا۔ اور جرمنی کی بحری تجارت گریٹ برٹن کے رحم پر ہوگی۔

کامرونز میں جرمن شکست۔ لنڈن [illegible] جنوری سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ جرمنوں نے بہت بڑی سپاہ سے الابہ (کامرونز) پر حملہ کیا۔ مگر پسپا ہوئے۔ ۲ یورپین اور ۵ دیسی مقتول میدان میں چھوڑ گئے۔

زخمیوں کا معائنہ۔ لنڈن [illegible] جنوری۔ ملک معظم و ملکہ معظمہ برائٹن میں ہندوستانی زخمیوں کے متعلق انتظامات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ایک زخمی نے جس سے ہز میجسٹی نے گفتگو فرمائی۔ ہندوستان میں اپنی اراضی کے بارہ میں درخواست کی۔ ہز میجسٹی نے اسے تحریری درخواست بھیجنے کے لئے کہا۔ [illegible] دینک سنگھ ہے۔ اپن سا ساتی دیہار سے مخاطب ہے۔ جو ہنیر میڈیکل افسر کے ہندوستانی مشیر ہیں۔

انگلستان سے مزید گوں فوج کے دو جہاز ۹ جنوری کو بمبئی پہنچے۔

ہوائی بم۔ لنڈن ۱۱ جنوری۔ لنڈن ٹائمز [illegible] جرمن ہوا بازوں نے اتوار ۱۰ جنوری کے دن ڈنکرک اور اس کے مضافات پر پرواز کر کے تیس قریب بم پھینکے مگر پیش بندیوں کی وجہ سے جانوں کا چنداں زیادہ نقصان نہ ہوا۔

ترکی مستعدی۔ پیٹرزگراڈ روسی سرکاری بیان ہے۔ کہ ترکوں نے اپنے دسویں حصہ کی بقیۃ السیف کو قابل رحم حالت سے نکالنے کے لئے مستعدی جارحانہ پہلو اختیار کیا ہے۔

جرمن مظالم کی داستانوں کو سنکر بقول سول اینڈ ملٹری خود انگلستان اور ہندوستان میں بھی کئی ایسے شخص ہیں جو ناک بھوں چڑھا کر کہدیتے ہیں۔ کہ یہ سب اخبار مبالغہ آمیز قصے ہیں۔ اور اگر صراحت کی جائے۔ تو جواب دیتے ہیں کہ جنگ آخر جنگ ہے۔ دوسرے ملکوں کی فوجیں بھی وہی کرتیں جن کا الزام جرمنوں پر لگایا جاتا ہے۔ مگر ایسا انداز اختیار کرنے والے حقائق سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور جو کچھ اہل بلجیم پر گذرا ہے۔ اگر اس کا عشر عشیر بھی ان پر گذرے۔ تو کبھی ایسے لفظ زبان سے نہ نکالیں۔ جرمن قساوت کا یہ کیا کم ثبوت ہے۔ کہ مشرقی ساحل انگلستان کے تین بے بنا شہروں پر خواہ مخواہ گولہ باری کر کے کئی معصوم اہل شہر اور عورتوں بچوں کا خون بہا دیا۔ ان لوگوں کو یہ نہیں سوجھتا۔ کہ جرمن سپاہی لڑائی کی دیوانگی یا وحشی بدمستی میں دخیلانہ کاشت کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں بلکہ یہ ان کی حکومت کا بھی یہی منشاء ہے۔ جس نے اپنی مستقل پالیسی قائم کر لی ہے۔ کہ اسلحہ سے لوگوں کے دلوں میں دہشت بٹھا دی جائے۔

ضبطی ضمانت۔ [illegible] کے انگریزی اخبار کامریڈ کی ضمانت تعدادی پانسو روپیہ ضبط ہو گئی ہے۔ ہمارا سمجھ پرچہ میں اس نے معاملات جنگ پر ایسی رائے ظاہر کی تھی جس کا صاحب صوبجات متحدہ نے سرکار کے حق میں مکروہ تصور کیا۔ اسی تاریخ کے تمام

[illegible]

کی زبانیں جو ہر وقت دعائیں کرتے تھکا اور ماند نہیں ہوتیں منفلہان کے سمندر کی دل مچھلیاں ہو جاتی ہیں۔ وہ دل جو زمین و آسمان کی وسعت اپنے اندر رکھنے کے مدعی ہوتے ہیں۔ ایسے تنگ ہو جاتے ہیں کہ ان میں وہ خود بھی نہیں سما سکتے۔ اور آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اغیار کے لئے ان کے دسترخوان کھلے ہیں۔ مگر اپنوں کے واسطے بائیکاٹ اور مقاطعہ ان کا محبوب طریقہ عمل ہے۔ خدا ایسے لوگوں سے بچائے۔ یہ بہت خطرناک ہیں۔ ان کا علاج میرے نزدیک خاموشی اور حضرت اقدس کا مذکورہ الصدر شعر ہے۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت المسیح

جناب میر حامد شاہ صاحب اپنے متعلق ایک واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح کی ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔ گو اس کے الفاظ تھوڑے اور فقرات مختصر ہیں۔ لیکن اہل ذوق کے لئے بہت بڑا ذوق اور حظ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں اس واقعہ کو جناب شاہ صاحب موصوف کے الفاظ میں درج کرتے ہیں:۔

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ایام حیات میں حضرت سیدنا محمود حضور مرحوم کی صحبت اور معیت ایک دم کے لئے ترک نہ کرتے۔ گویا سایہ فرماتے تھے۔ حضور مرحوم کی ہر وقت کی اندرونی اور بیرونی معیت ایک خصوصیت کے ساتھ ہے۔ جب کبھی حضور برآمد ہوتے تھے۔ تو آپ سایہ کی طرح ساتھ ہو لیتے تھے۔ اور جب حضور امت محمدیہ کے غم میں اور اسلام کی ترقی کے تفکرات میں صحن خانہ میں سرگرداں قدم انداز ہوتے تھے۔ تو آپ بھی قدم بقدم سر جھکائے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ یہ ابتدائے زمانہ کا ایک واقعہ ہے۔ اور ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے حضور مرحوم و مغفور کی خدمت میں قادیان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد رخصت حاصل کرنے کے واسطے عرض کیا۔ حضور اندر تشریف رکھتے تھے۔ اور چونکہ حضور کی رفت

درخواست بے پایاں نے خادموں کو اندر پیغام بھیجنے کا موقعہ دے رکھا تھا۔ اس واسطے اس عاجز نے اجازت طلبی کے واسطے اندر پیغام بھجوایا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ وہ ٹھہریں ہم بھی باہر آتے ہیں۔ یہ سنکر میں بیرونی میدان میں گول کمرہ کے ساتھ کی مشرقی گلی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور باقی احباب بھی یہ سنکر کہ حضور باہر تشریف لاتے ہیں۔ پروانوں کی طرح ادھر ادھر سے اس شمع الانوار الٰہی پر جمع ہونے کے لئے اکٹھے ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا مولوی نورالدین صاحب بھی تشریف لے آئے۔ اور احباب کی جماعت اکٹھی ہو گئی۔ ہم سب کچھ دیر انتظار میں خم بر سر راہ تھے کہ حضور اندر سے برآمد ہوئے۔ اور خلاف معمول کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کے ہاتھ میں دودھ کا بھرا ہوا لوٹا ہے۔ اور گلاس شاید حضرت میاں صاحب کے ہاتھ میں ہے اور مصری رو مال میں ہے۔ حضور گول کمرہ کی مشرقی گلی سے برآمد ہوتے ہی فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کہاں ہیں۔ میں سامنے حاضر تھا فی الفور آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضور حاضر ہوں۔ حضور کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں اسی وقت زمین پر بیٹھ گیا۔ گلاس میں دودھ ڈالا گیا۔ اور مصری ملائی گئی۔ مجھے اس وقت یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت محمود نے میرے ہاتھ میں گلاس دودھ بھرا دیا یا خود حضور نے مگر یہ ضرور ہے کہ حضرت محمود اس کرم فرمائی میں شریک تھے۔ میں نے جب وہ گلاس پی لیا۔ تو پھر دوسرا گلاس پُر کر کے عنایت فرمایا گیا۔ میں نے وہ بھی پی لیا۔ گلاس بڑا تھا۔ میرا پیٹ بھر گیا۔ پھر اسی طرح تیسرا گلاس بھرا گیا۔ میں نے بہت شرمگین ہو کر عرض کیا کہ حضور اب تو پیٹ بھر گیا ہے۔ فرمایا ایک اور پی لو۔ میں نے وہ تیسرا گلاس بھی پی لیا۔ پھر حضور نے اپنی جیب خاص سے چھوٹی چھوٹی بسکٹیں نکالیں اور فرمایا۔ کہ یہ جیب میں ڈال لو راستہ میں اگر بھوک لگی تو یہ کھانا۔ میں نے وہ جیب میں ڈال لیں۔ حضرت محمود لوٹا اور گلاس لے کر اندر تشریف لے گئے اور حضور نے فرمایا کہ چلو آپ کو چھوڑ آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اب میں سوار ہو جاتا ہوں اور چلا جاؤں گا۔ حضور تکلیف نہ فرمائیں۔ مگر اللہ رے کرم و رحم کہ حضور مجھ کو ساتھ لے کر روانہ ہو پڑے۔ باقی احباب بھی جو موجود تھے ساتھ ہو لئے۔ اور یہ پاک مجمع اسی طرح اپنے آقا مسیح موعود کی معیت اس عاجز کے ہمراہ روانہ ہوا۔ حضور حسب عادت مختلف تقاریر فرماتے ہوئے آگے آگے چلتے رہے یہاں

تک کہ بہت دور نکل گئے۔ تقریر فرماتے ... جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ... صاحب اور حضور نے قریب آکر ... ہو کر عرض کیا اور رخصت لی ... حضور آگے بڑھتے چلے جائیں گے ... بڑھا اور عرض کیا کہ حضور اب سوار ہوتا ہوں حضور تشریف لے جائیں۔ اللہ اللہ کس لطف اور شفقت سے ہوئے فرمایا کہ اچھا ہمارے سامنے سوار ہو جاؤ۔ میں یکہ پر بیٹھ گیا اور سلام عرض کیا تو پھر حضور واپس ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ محمد شاہ صاحب بھی اس وقت بٹالہ جانے کے واسطے میرے ساتھ سوار تھے انہوں نے حضور کی اس کریمانہ عنایت خاص پر تعجب کیا اور دیر تک راستہ میں مجھ سے تذکرہ کرتے رہے۔ اور ہم خوش ہو کر آپ کے اخلاق کریمانہ کے ذکر سے مسرور ہوتے جاتے تھے۔ اے خدا کے پیارے اور محمد کے دلارے مسیح موعود تجھ پر ہزار ہزار سلام ہوں کہ تو اپنے عاجز خادموں پر کیسا مہربان تھا۔ تیری محبت ہمارے ایمانوں کے لئے اکسیر تھی۔ جس سے ہم کو مس خام کو کندن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تیرے اخلاق کریمانہ اب بھی یاد آ کر خدا تعالیٰ کے حضور میں ہمارے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔ حضرت محمود کی اس وقت کی معیت کا راز اب کھل گیا ہے کہ اس عاجز پر تمام فضل ہوا۔ اور وہ دودھ جو اس وقت خصوصیت سے مجھے پلایا گیا تھا حضرت فضل عمر کی معرفت کا علم بخشنے والا تھا۔ اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ مجھے وہ دودھ نصیب ہوئی۔ کہیں کم مجھ کو شان و گمان بھی نہ تھا کہ ... ... چھوڑ کر ... ہو گئے اور مجھ سے ... ہو گئے۔ وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

ناظرین الفضل، الفضل کی ترقی کی
کے لئے خاص طور پر کوشش فرمائیں

(منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے

۸ جنوری ۱۹۱۵ء کو دیا۔

چونکہ میری طبیعت علیل ہے۔ اسلئے میں زیادہ نہیں بول سکتا لیکن ایک ضروری بات کی طرف آپ لوگوں کو متوجہ کرتا ہوں۔ قریباً ڈیڑھ دو مہینے سے قادیان کے اردگرد کے گاؤں میں ایک ضلع کی طرح طاعون پھیلا ہوا ہے۔ میں بہت دعائیں کرتا رہا ہوں کہ آلہی قادیان کو محفوظ رکھیئے۔ ہمارا سالانہ جلسہ آنے والا ہے۔ بہت ہجوم ہوگا۔ ایسے ہجوم میں تو اگر کوئی بیماری نہ ہو تو بھی خطرہ رہتا ہے چہ جائیکہ قادیان میں طاعون ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے ہونے تک قادیان کو محفوظ ہی رکھا ہے۔ لیکن اب سنتا ہوں کہ یہاں بھی کچھ کیس ہونے شروع ہو گئے ہیں یہ مرض مارچ۔ اپریل تک شروع رہتا ہے۔ اور بعض دفعہ مئی میں بھی رہتا ہے۔ اس کے لئے دوستوں کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ ہوشیار آدمی پر اگر دشمن کا حملہ ہو بھی جائے تو وہ برداشت کر لیتا ہے لیکن جس پر غفلت کی حالت میں حملہ ہو وہ بہت مشکل سے اپنی جان بچا سکتا ہے۔ سو تمہیں ہوشیاری اختیار کرنی چاہیئے۔

جب کسی جگہ آگ لگتی ہے تو باقی مکانوں کو بچانے کا آسان طریق یہ استعمال کیا جاتا ہے کہ درمیان کے کچھ مکان گرا دیئے جاتے ہیں تاکہ ان کی وجہ سے دوسرے مکانوں تک بھی آگ نہ پہنچ جائے۔ اس طرح مکان گرانے سے دوسرے جلنے سے بچ جاتے ہیں۔ انسان کو بھی چاہیئے کہ اس آگ کے وقت اپنے نفس کی شرارتیں اور برائیاں گرا دے تاکہ محفوظ ہو جائے۔ پس تم بہت دعاؤں سے کام لو۔ بیماریاں تو ہوا ہی کرتی ہیں لیکن طاعون عذاب کے طور پر ہے۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفوں کے لئے ہے۔ ہماری جماعت کو اس سے بہت ڈرنا چاہیئے۔ تم خاص طور پر دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام جماعت کو اور خصوصاً قادیان میں رہنے والوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ مصیبت اور عذابوں سے بچنے کے لئے صدقہ ایک عمدہ چیز ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ دنیا میں گورنمنٹ رعایا کے بچاؤ کے سامان کرتی ہے۔ اگر کہیں آگ لگ جائے تو فائر بریگیڈ کے پانی کے ذریعے جا کر آگ بجھا دی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بھی روحانی آگ کے بجھانے کے لئے سامان کیا ہوا ہے اور وہ صدقہ ہے۔ دنیا میں جس کے گھر آگ لگتی ہے وہ فوراً فائر بریگیڈ کے محکمہ میں اطلاع دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ جب خدا کے غضب کی آگ لگی ہوئی دیکھے تو صدقہ کرنا شروع کرے اس سے فائر بریگیڈ کی طرح یہ آگ بجھ جاتی ہے۔ اس میں حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک انسان یہ پسند کرتا ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والی چیزیں ایسے لوگوں کے ماتحت ہوں جو نرم دل ہوں۔ باپ ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا نرم دل اور رحم کرنے والے استاد کے سپرد ہو۔ اور کبھی وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے لڑکے کا استاد ظالم اور بدخو ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو ماں باپ سے زیادہ انسانوں سے تعلق رکھنے والا ہے وہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی مخلوق جابر اور ظالم لوگوں سے دکھ میں رہے تو جب انسان صدقہ دے کر خدا کی مخلوق سے نیک سلوک کا اظہار کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ان پر مہربان ہو جاتا ہے۔ اسلئے صدقہ بہت مفید چیز ہے۔ پس تم صدقہ دو۔ غربا اور مساکین کو کھانا اور کپڑے بنوا دو۔ اور دعائیں مانگو کہ جہاں کہیں بھی ہماری جماعت کا کوئی آدمی ہے خدا اسے بچائے۔ اور طاعون ہماری ہلاکت نہیں بلکہ جیسا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ ترقی کا موجب ہو۔

استفسار

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت خلیفہ اول اور خود حضور کی تصاویر بکتی ہیں۔ کیا یہ حضور کو پسند ہے؟

فرزند علی

الجواب۔ سوائے کسی خاص ضرورت کے ایسی تصویروں کا خریدنا یا بیچنا میں نہایت ہی ناپسند کرتا ہوں۔

دستخط۔ مرزا محمود احمد

نو مبائعین

میاں محمد دریام صاحب سید والہ ۔ میاں بلاقی صاحب سامانہ
عبد الحکیم صاحب ضلع بھاگلپور ۔ میاں عبد العزیز صاحب

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "براے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ ضعف جالا۔ پڑوال۔ سبل (درشروع) اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بسیار مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول قسم فی تولہ عار قسم دوم عہ قسم سوم عہ۔ اصلی ممیرا جس کی قیمت للعہ روپے فی تولہ ہے۔ ترکیب استعمال۔ ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں لگایا جائے۔ یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور مجرب ہے۔

ست سلاجیت

میزان الطب سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی اعضا رفع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و حیض امراض استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و تنوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست۔ درد مفاصل و نقرس وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح بہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ قسم اول فی تولہ عہ قسم دوم ۸ فی تولہ۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم ۔ ہر قسم کی لنگیاں شہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید۔ ماشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ ترکی صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر۔ احمد نور۔ کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

پنجابی نظم

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پنجابی نظم میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ارشاد و پسندیدگی سے خاکسار نے لکھی اور چھپوائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے تحریک فرمائی تھی۔ اب خلیفہ ثانی نے [illegible] کے سالانہ جلسہ پر اس کتاب کی سفارش کا اعلان فرمایا تھا جس کی قیمت ۴ر بجائے ۸ر علاوہ محصولڈاک۔

منشی جھنڈے خان۔ قلم احمدی۔ مدرس [illegible] ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

"پیغام والوں کا چیلنج منظور"

اخبار زمیندار مورخہ ۱۳۔ جنوری ۱۹۱۵ء میں ایک مضمون احمدی انجمن اشاعت اسلام کے عنوان سے چھپا ہے جس میں مفصلہ ذیل فقرے درج ہیں :۔

(خواجہ صاحب نے) صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے رفقاء جو جناب مرزا صاحب کے درجہ کے متعلق اسقدر غلو کر رہے ہیں اور انکے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں ان کو پرزور الفاظ میں نصیحت کی کہ افراط و تفریط کی راہ چھوڑ کر میانہ روی اور اعتدال اختیار کریں۔ اور محکمات کو چھوڑ کر محض متشابہات پر اپنے عقیدہ کی بنیاد نہ رکھیں اور صاحبزادہ صاحب کو خود امر متنازعہ فیہا میں قرآن و حدیث و تحریرات جناب مرزا صاحب مرحوم کی بنا پر اپنے ساتھ فیصلہ کرنے کی دعوت کی۔

مولوی محمد علی صاحب نے بھی بارہا نبوت کے متعلق اس قسم کا بیان شائع کیا ہے اور ہمیں غلو کا الزام لگایا ہے۔

خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کا چیلنج (سیدنا حضرت خلیفۃ ثانی مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ کے منشا کے تحت) منظور ہے۔ وہ جناب خلیفۃ وقت کے مقرر کردہ مناظر کے ساتھ سیدنا مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے درجہ کے متعلق قرآن مجید و حدیث و تحریرات جناب ممدوح کے ساتھ مناظرہ کریں۔ اگر خواجہ صاحب اور مولوی صاحب قادیان تشریف لائیں گے تو ان کا سفر خرچ اور ایام رہایش دارالامان کی ضیافت (انکی اور انکے تمام رفقاء) کی ہمارے ذمے ہوگی۔ اور اگر وہ دارالامان کو دارالحرب والفساد سمجھتے ہیں۔ تو ہمارے مناظر وہاں لاہور پیغام بلڈنگس میں پہنچ سکتے ہیں۔ اس صورت میں تمام اخراجات سفر و رہایش ہم خود ہی برداشت کرینگے۔ آپ صاحبان کو تکلیف نہ دیجائیگی۔ صرف حفظ امن کی ذمہ واری لے لیں۔ تاریخ اور شرائط متعلقہ سے اطلاع دیں تاکہ اسکے مطابق تعمیل کی جائے۔ ابتدائی منظوری آنے کے بعد مناظر و دیگر شرائط تعداد تقاریر و دیگر امور متعلقہ کا فیصلہ کر کے شائع کرا دیں گے ؂

ایڈیٹر الفضل

چند سوالات کے جواب

(جو ایک دوست کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے [illegible] لکھ کر بھجوایا)

مکرمی! السلام علیکم۔

آپکے دونوں خط ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلسہ پر نہ آنے کا جو رنج ہوا ہے۔ اس کے بدلے میں جلسہ پر آنے کے برابر ثواب دیگا۔ آپنے جو سوالات لکھے ہیں۔ ان کے جواب مختصراً حسب ذیل ہیں۔ سوال ا و ۲ کے جواب آخر میں دوں گا۔ کیونکہ بخاری شریف منگوائی ہے۔ اس میں سے حدیث کے لفظ نکال لوں۔

۳۔ آپ کا یہ سوال ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے من اظلم کی آیت سے جو یہ نکالا ہے۔ کہ مکذب آیات الٰہیہ کافر ہوتا ہے۔ تو کیا پھر دوسرے مجددین کے منکر بھی کافر ہوتے تھے؟ اس کے لئے یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان فرمایا ہے۔ کہ (۱) اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے۔ یعنی جھوٹا الہام بنائے۔ (۲) یا اس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جو اللہ کی آیات کا انکار کرے۔ یعنی سچے الہام کا انکار کرے اب اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ جھوٹا الہام بنانے والا یا سچے الہام کا انکار کرنے والا دونوں اظلم گروہ میں داخل ہیں۔ یعنی کافر ہیں۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہر سچے الہام کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت سے لوگوں کا الہام دوسروں پر حجت بھی نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ باپ کا الہام بیٹے پر حجت نہیں۔ پس اس کا انکار کفر باکل نہیں جس سے معلوم ہوا۔ کہ اس آیت میں سب الہاموں کا ذکر نہیں۔ بلکہ خاص الہاموں کا ذکر ہے۔ جو ہمیں کسی اور آیت کی مدد سے دریافت کرنا پڑیگا۔ اور ہم اس کی دو تشریحیں کر سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر مامور کا الہام مراد ہے۔ اور دوسرے یہ کہ صرف رسل و انبیاء کا الہام مراد ہے۔ قرآن کریم کی وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نبیوں اور رسولوں کے انکار کو کفر قرار دیتا ہے۔ ثابت کرتی ہے۔ کہ اس آیت سے مراد بھی وہی لوگ ہیں۔ پس اس آیت کا نبیوں اور رسولوں کے الہام کا مکذب ہے۔ اور یہی مراد ہیں حضرت مسیح موعود چونکہ اسی گروہ میں شامل تھے۔ اس لئے ان کا انکار بھی اسی آیت کے ماتحت آتا تھا۔ یہ یاد رہے کہ ہر رسول اور نبی مامور ہے۔ ہر مامور رسول یا نبی نہیں اسی لئے حضرت صاحب اپنے آپکو مامور بھی کہتے تھے۔

۴۔ میرا اب تک یہی مذہب ہے۔ کہ صرف انبیاء و رسل کا منکر کافر ہوتا ہے۔ غیر مامور خلیفہ یا مامور خلیفہ کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ بلکہ فاسق ہوتا ہے۔ ہاں اگر اس کا انکار شرارت سے ہوتا ہے۔ یا ایذا رسانی میں یہ شخص بڑھ جاتا ہے۔ تو پھر رفتہ رفتہ اس کا ایمان ضائع ہونے لگتا ہے۔ اور آخر یہ کافر ہو جاتا ہے۔ مگر یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ جیسے کسی کا معدہ خراب ہو جائے اور رفتہ رفتہ قولنج ہو جائے۔ یا اور کوئی سخت مرض ہو کر مر جائے۔ تو وہ موت اس مرض کی ترقی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اصل بیماری موت کا باعث نہ تھی۔ اسی طرح خلیفہ کا انکار ہے خواہ مامور ہو یا غیر مامور اس کا انکار آخر دم تک لیجاتا ہے۔ لیکن اصل نام منکر کا فاسق ہی رکھا گیا ہے۔ اور یہ جو میں نے کہا۔ کہ اگر میں مامور ہوتا۔ تو میرے منکر کافر ہوتے۔ یہ مامور و خلیفہ نبی سے مراد تھی۔ کیونکہ مامور اور خلیفہ سے مراد نبی بھی ہوتی ہے۔ اور یہ لفظ عام ہیں۔

۵۔ فاسق کی نسبت جو میں نے کہا ہے۔ کہ وہ بسبب کثرت نیکی کے جنت میں جا سکتا ہے انہیں اور شہید صاحب اور شاہ صاحب کے قول میں فرق نہیں ہے۔ کیونکہ شہید صاحب سزا کے قائل ہیں۔ اور سزا کا میں بھی قائل ہوں۔ لیکن ایک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ سزا کا ملنا اور چیز ہے۔ اور کفر کی سزا دوزخ اور چیز ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ ہم اور نیک اعمال جو کرتے ہیں۔ اس لئے اگر ایک یہ بات نہ مانی۔ یا امام کو نہ مانا۔ تو کیا حرج ہے۔ ایسا آدمی چونکہ باشیا نہ خیالات کی وجہ سے انکار کرتا ہے۔ اس لئے وہ سزا ضرور پائیگا۔ اور ایسے ہی لوگ شہید صاحب کی مراد معلوم ہوتے ہیں۔ ہاں جو لوگ نیک نیتی سے اور غلط فہمی سے انکار کرتے ہیں۔ اور شرارت اور عبرت اور مقابلہ سے بچتے ہیں۔ [illegible] لوگ اس بات کے مستحق ہونگے کہ اگر ان کے اعمال خاص طور پر [illegible] میں بڑھے ہوئے ہیں۔ تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں۔ اور اگر اور کسی طرح سے بات [illegible] جو شفاعت سے آپ سمجھتے ہیں۔ شفاعت ایسے ہی لوگوں کے لئے ہو گی جن کے اعمال اور نیک نیتی ان کے لئے جنت کا باعث ہونگے اور کوئی بڑا جرم بھی ان سے سرزد ہوگا۔ جو غلط فہمی یا سہوات کے باعث ہوگا۔ پس ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ شفاعت کے ذریعہ بخشدیگا۔ شاہ صاحب کے اقوال سے بھی ایسے ہی لوگ مراد ہیں۔ جو اس بناء پر کہ ہم نمازیں پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں۔ ہم کو تمہارے ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ انکار کر دیتے ہیں یا بدنیتی یا شرارت سے انکار کرتے ہیں۔ یا مقابلہ کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی تشریحات بھی میری تشریح کی تائید کرتی ہیں۔

ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا۔ فھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذالک السم یہ یعصمک من الناس کے خلاف نہیں۔ کیونکہ کوئی ایسا زہر نہیں ہے۔ جو چار سال بعد جا کر کسی آدمی کی جان لے۔ کوئی طب ایسے زہر پر دلالت نہیں کرتی۔ پس یہ مراد تو اس حدیث سے نہیں ہو سکتی۔ اور نہ عقل سلیم اسے تسلیم کرتی ہے۔ کہ آپ کی وفات اس زہر سے ہوئی۔ پھر اس حدیث سے کیا مراد ہو سکتی ہے۔ سو اس سے مراد یہ ہے کہ بعض تکلیفیں جو انسان کو پہنچ جاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہی رہتی ہیں۔ بعض کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک انسان کو تپ چڑھے۔ اور ایک دو دن کے بعد اتر جائے۔ تو اس کا اثر چند دن کے بعد جاتا رہیگا۔ لیکن ایک شخص کا دانت ٹوٹ جائے تو اس کا اثر موت تک رہیگا۔ اسی طرح ایک شخص بڑھاپے کی عمر میں سال تک بیمار رہے۔ تو اس کی صحت پر اس کا اثر باقی رہے گا۔ وہ اس صحت کو حاصل نہیں کر سکتا جو اس کو پہلے حاصل تھی۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے سے گرے۔ اور پھر اس بیماری سے اچھے ہو گئے۔ لیکن آپ کی وفات تک اس بیماری کا اثر رہا۔ اور ایک ضعف تھا۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس گرنے کا اثر آپ نے موت تک محسوس کیا۔ لیکن نہیں کہہ سکتے۔ کہ آپکی وفات گرنے کے باعث ہوئی۔ یعصمک من الناس سے مراد تو یہ ہے کہ تیری جان پر ان کو قابو نہ ہوگا۔ [illegible] آپ کے

پہنچ گیا ... [illegible] جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کا لیوا ثابت ہوا۔ چنانچہ چار سال تک
آپ زندہ رہے اور یہ ایک قطعی ثبوت ہے اس بات
کا کہ آپ اس سے فوت نہیں ہوئے۔ لیکن چونکہ بعض زہروں
کا اثر ہمیشہ کیلئے اعصاب پر ہوتا ہے۔ اس کا کچھ
اثر آپ کی صحت پر پڑا یعنی اعصاب میں کچھ ضعف ہو گیا
اور اس تکلیف کو آپ نے ہمیشہ محسوس کیا۔ یعنی ضعف
اعصاب کو۔ اور چونکہ ضعف میں ضعف اعصاب کی بھی
تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ جیسے دیر کا بیمار ہو۔ تو خود
بخود اس کے مختلف جگہ پٹھوں میں درد ہو جاتا ہے۔ اسی
طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے۔ تو اس
وقت آپ کو پٹھوں کی تکلیف زیادہ محسوس ہوئی۔ اور
اسی کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ میرے پٹھے کٹے
جاتے ہیں۔ یعنی ان میں تشنج اور درد محسوس ہوتا ہے۔ اور یہ
لمبی بیماری یا ضعیف کر دینے والی بیماریں اکثر بیماروں کو
محسوس ہوتا ہے۔ خصوصاً جن کے اعصاب کو پہلے کوئی صدمہ
پہنچ چکا ہو۔ اور آپ کے ساتھ ایسا ہو چکا تھا۔ غرض کہ
وہ آپ کی وفات کا باعث نہ تھا۔ بلکہ اس کے باعث
آپ کے اعصاب کو جو تکلیف پہنچی تھی۔ اس تکلیف کا اعادہ
اس بیماری میں طبعاً ہو گیا تھا۔ اور اس سے آیت
یعصمک من الناس پر کوئی زد نہیں۔ آپ نے یہ
نہیں فرمایا کہ میری موت اس زہر کے باعث ہے۔ بلکہ
انقطاع ابہری کو زہر کا باعث قرار دیا۔

۳۔ سوال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ کہ انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو۔

اس حدیث سے بہت سے لوگوں کو دھوکا لگا
ہے۔ اور وہ اس مشکل میں پڑ گئے ہیں۔ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی پر افضل قرار دینا جائز ہے یا
نہیں۔ میرے خیال میں یہ حدیث صاف ہے۔ مگر اس کے
سمجھنے کے لئے ایک اصل کو پہلے خوب سمجھ لینا چاہئے۔

اور وہ یہ کہ بدقسمتی سے دنیا میں افراط و تفریط کی
مرض ہے۔ انسان اپنی غفلت کی وجہ سے بعض باتوں کو
بڑھا دیتا ہے۔ اور بعض کو گھٹا دیتا ہے۔ اور انبیاء کا
ایک یہ بھی کام ہوتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔ وہ ایسی
[illegible] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ نے سوال کیا۔ کہ آپ
تو جنتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا کے فضل کے ماتحت
یعنی خدا کا فضل ہو گا۔ تو جنتی ہونگا۔ اب اس پر حیرت
ہوتی ہے۔ کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس حسن
کا بل نہ تھے۔ کہ جنت میں جائیں۔ مگر بات یہی ہے۔ کہ آپ
نے لوگوں کو یہ بتانا چاہا۔ کہ بندہ اور خدا کا معاملہ جہاں
آ پڑے۔ وہاں خواہ کیسا ہی بڑا نبی ہو۔ اسے بندہ کی حیثیت
دو۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں وہ بھی محتاج ہے۔ اب اس
حدیث سے اگر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم گنہگار تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور وہ بھی
ہم سے ہی بخشے جائیں گے۔ ورنہ نجات کے مستحق نہ تھے۔
تو یہ اس کی بے وقوفی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا کام تھا۔ کہ وہ لوگوں کو بتلاتے۔ کہ دربار الٰہی میں میں
بھی ایک خادم اور فضل کا محتاج ہوں۔ اور آپ نے
اپنا فرض پورا کر دیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔
کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں۔ اس میں بھی یہی بتایا
ہے۔ کہ شان الٰہی کے مقابلہ میں میری کوئی ہستی نہیں۔ انہی مثالوں
سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا۔ کہ بعض کلام سے اصل غرض ایک اور
نقص کا دور کرنا ہوتا ہے۔ اور اس کلام کے معنی مقابلہ اور
معارضہ کے ساتھ کرنے چاہئیں۔ ورنہ دھوکا لگ جاتا ہے۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ امتوں میں یہ بھی ایک مرض
ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے نبی کو ایسا بڑھانا چاہتے ہیں۔ کہ ہر رنگ
میں اس کو ایسا مکمل کرتے ہیں۔ کہ یا تو دوسرے بزرگوں کی
اس سے ہتک ہو یا اس میں صفات الوہیت پائی جائیں۔ جیسے مسیحیوں
نے مسیح کی فضیلت ثابت کرنے کیلئے دوسرے انبیاء کو گنہگار قرار دیا
اس اصل کو سمجھ کر اب آپ اس حدیث کی طرف آئیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے۔ تو مدینہ میں
یہود اور مسیحی بھی موجود تھے۔ یہود زیادہ اور مسیحی کم۔ لیکن ان کے
پاس بہت تھے۔ چونکہ مقابلہ تھا۔ اس لئے جب آپس میں ملتے
تو ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے کہتا کہ ہمارا نبی سب سے بڑا ہے دوسرا
اس کے مقابلہ میں اپنے نبی کو بڑھاتا ہے۔ اس کا نتیجہ آخر کیا نکلتا۔ دوسرے
مذاہب تو پہلے ہی تباہ ہو چکے تھے۔ اسلام بھی تباہ ہو جاتا۔ پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دیکھو۔ انبیاء کو ایک
دوسرے پر فضیلت نہ دو۔ اور اس طرح اپنی امت کو اس تباہی
سے بچا لیا۔ ہاں خود جو مثال دی۔ اس میں اپنی فضیلت
بھی بتا دی۔ تا کہ اس سے یہ خیال نہ پیدا ہو۔ کہ رسول اللہ افضل
نہیں ہیں۔ اور وہ یہ کہ فرمایا۔ کہ قیامت کے دن موسیٰ سب سے
پہلے اٹھیں گے۔ اور وجہ بتا دی۔ کہ غالباً اس کی وجہ وہ صعقہ
ہے۔ جو اس دنیا میں ان کو ہوا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ
ان کا اٹھنا کوئی حقیقی فضیلت نہیں۔ بلکہ اصل پہلے اٹھنے
والے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ اور
حضرت موسیٰ کا پہلے اٹھنا کسی اور سبب سے ہوگا۔ اسی طرح
حضرت یونس کی فضیلت یہ بتائی۔ کہ ان کی سب قوم مسلمان
ہو گئی۔ (قرآن میں مذکور ہے) اور آپ نے فرمایا۔ یونس
پر مجھے فضیلت نہ دو۔ اس میں بھی اسی طرف اشارہ تھا۔
کہ ایسی ضروری باتیں جن کا کمالات نبوت سے تعلق نہیں
ان میں بعض نبی بڑھ سکتے ہیں۔ مگر وہ فضیلت ایسی ہی ہے
جیسے ایک شخص پڑھا ہوا ہو۔ اور رسول اللہ پڑھے ہوئے نہ
تھے۔ اور یہ کمال کمالات نبوت سے نہیں۔ اور اپنی فضیلت
کی نسبت آنحضرت نے خود فرمایا ہے۔ کہ انا سید ولد آدم اور
اسی طرح لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین۔ اسی طرح حدیث
معراج وغیرہ۔ پس ان سب حدیثوں کے مقابلہ سے معلوم ہوتا
ہے۔ کہ اصل غرض ایک تو فساد کو روکنا تھی۔ دوسرے یہ کہ
چونکہ آپ انسان تھے۔ بشریت کے اظہار کے لئے بعض ایسی
باتوں میں جو کمالات نبوت سے تعلق نہیں رکھتیں دوسرے
انبیاء بلکہ غیر نبی بھی آپ سے بڑھ سکتے ہیں۔ جیسے میں نے
لکھنے پڑھنے کی مثال دی ہے۔ لیکن اس سے وہ آپ سے افضل
نہیں کہلا سکتے۔

(۴) حضرت مسیح موعود کا یہ مذہب تھا۔ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی غیر تشریعی انبیاء گذرے
ہیں۔ میں بائیبل کا ایک [illegible] کی مثال
آپ ہمیشہ دیا کرتے تھے۔ آپ کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ ان لوگوں
کو نبوت بلاواسطہ ملی۔ اور مجھے بالواسطہ۔ اور یہی آپ میں
اور پہلوں میں فرق تھا۔ تریاق القلوب میں اس کے
خلاف کچھ نہیں لکھا۔ آپ اسکا پھر مطالعہ کریں۔ یا وہ
فقرہ لکھیں۔ جس سے یہ مطلب نکلتا ہو۔ پھر کچھ لکھ
سکوں گا۔ مجھے یاد نہیں۔ والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد

سے ملی ہے۔ متعلق ایسا گمان بھی کریں ۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری جگہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا فرماتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جو کچھ تھے سو تھے ہی۔ قرآن شریف تو آپ کے صحابہ کرام کی نسبت فرماتا ہے۔ فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ۔ ۸۰-۱۵۔ یعنی جو کوئی چاہے اس کو (قرآن کو) یاد کرے۔ تعظیم والے صحیفوں میں ہے جو کہ بلند کئے گئے۔ اور پاک کئے گئے ہیں۔ لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ اور وہ بزرگ اور نیکوکاروں کے ہاتھ ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ کہ قرآن شریف ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو اصلاح کرنے والے جھگڑوں کے دور کرنے والے بڑے بزرگ بڑے نیک ہیں۔ یہ برائیاں ہرگز نہیں کرتے۔ تو قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی جب یہ تعریف بیان کرتا ہے۔ تو اس سے ہر ایک عقلمند آپ کی شان کو سمجھ سکتا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ ۵۶-۸۰۔ یعنی قرآن شریف کو مطہر اور پاک لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں چھو سکتا۔ اس سے تعلق رکھنے والے اور اس کا علم رکھنے والے نیک۔ اور پاک لوگ ہی ہوتے ہیں۔ یہ بدکاروں کے لئے نہیں ہے اب جبکہ قرآن شریف کے معانی اور مطالب کے سمجھنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ شرط بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ ناپاک اور برے نہیں ہو سکتے۔ تو غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ جس انسان پر قرآن اترا ہے۔ اس کا کیا حال ہوگا۔ وہ تو سب پاکوں سے پاک سب نیکوں سے نیک اور سب متقیوں سے متقی ہوگا ۔

پھر قرآن شریف میں آیا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ ۲۱-۳۳۔ یعنی اس ہمارے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ جو اس کی نقل کریگا۔ وہ پاک اور متقی ہو جائیگا۔ اس آیت سے بھی یہی پتہ نہیں لگتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گنہگار نہیں تھے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ تمام انسانوں کے لئے نمونہ تھے۔ اور اس کا نمونہ پکڑنے والے بدیوں اور گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔ پس اگر قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگار قرار دیتا۔ تو پھر یہ کیوں کہتا کہ ان کو اپنا نمونہ بناؤ۔ کیا (نعوذ باللہ) قرآن شریف نے بدیوں میں پڑنے کے لئے لوگوں کو حکم دیا ہے۔ دنیا میں عام بات ہے کہ اچھا نمونہ پکڑا جاتا ہے ایک کاتب اسی کاتب کے لکھے ہوئے کو اپنے لئے نمونہ بنائیگا جو کہ اس سے اعلیٰ خط رکھتا ہوگا۔ اور جس کی نسبت سب کاتبوں کا اتفاق ہوگا۔ کہ وہ بہت اچھا لکھتا ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اپنے سے خراب خط والے کاتب کے لکھے ہوئے کو اپنے لئے نمونہ قرار دے۔ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے لئے اسوہ قرار دیتا ہے۔ اور معمولی اسوہ نہیں۔ بلکہ اسوۃ حسنۃ جس سے بہتر کوئی اور نمونہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جب قرآن شریف آپ کی نسبت یہ بتاتا ہے۔ تو کون نادان ہے۔ جو آپ کی طرف کوئی ذرا سی بدی بھی قرآن شریف کے رو سے منسوب کرنے کی جرأت کر سکے ۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما ضل صاحبکم وما غوی۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ اے لوگو! جن کے پاس یہ نبی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) آیا ہے۔ تم کو بتایا جاتا ہے۔ کہ یہ کبھی گمراہ نہیں ہوا۔ اور نہ اس نے کبھی اپنے مواد ہوس کی پیروی کی ہے اپنی خواہش اور مرضی سے تو یہ کوئی کلام ہی نہیں کرتا اس کے منہ سے تو وہی باتیں نکلتی ہیں۔ جو ہماری وحی کے ماتحت ہوتی ہیں۔ پس قرآن شریف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ کہ نہ انہیں کبھی ٹھوکر لگی ہے اور نہ گمراہ ہوئے ہیں۔ یہ آپ کے چال چلن کی عمدگی کی قرآن شریف نے تصدیق کی ہے ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ یعنی تو تو ایسے درجہ پر ہے۔ کہ تیرا درجہ حد کو پہنچا ہوا ہے۔ تیرے اخلاق بہت ہی اعلیٰ اور ارفع ہیں ۔

ایک اور جگہ فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ یعنی اے رسول! ان لوگوں کو سنا دو۔ کہ اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ خدا کے محبوب ہو جاؤ۔ اور خدا تم سے محبت کرے۔ تو تم میری اتباع کرو۔ جب تم میری پیروی کرو گے۔ تو ایسے بلند مرتبہ پر پہنچ جاؤ گے۔ کہ خدا تعالیٰ تم سے پیار اور محبت کرنے لگ جائے گا۔ اب بتاؤ جس انسان کی نسبت خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ کہ اگر لوگ تیری اتباع کریں گے۔ تو صرف نیک ہی نہیں بلکہ میرے محبوب ہو جائیں گے۔ وہ خود کونسا درجہ خدا تعالیٰ کے حضور رکھتا ہوگا۔ اس کا تو اتنا بلند درجہ ہے۔ کہ جس کو سمجھنا بھی کوئی آسان بات نہیں ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔ ۳-۱۵۸۔ اللہ نے مومنوں پر بڑا ہی احسان کیا ہے۔ کہ انہی میں سے ان میں ایک رسول بھیجا ہے۔ اس رسول کا اتنا بڑا درجہ ہے۔ کہ اللہ کے نشان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور لوگوں کو پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایک تو بادشاہ ہوتا ہے۔ اور ایک بادشاہ گر ہوتا ہے۔ جس کا درجہ بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ یہ نبی خود ہی پاک نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے لوگوں کو بھی پاک کرتا ہے ۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی کھلی اور بین آیات کے ہوتے ہوئے کس طرح ذرا سا گناہ کا لفظ ہو سکتا ۔

(باقی آئندہ)

نومبائعین

جناب گل باز خان صاحب۔ علاقہ بلوچستان۔
چوہدری فیروز جنگ خان صاحب ضلع ہوشیارپور۔
شاہ دین صاحب۔ ضلع سیالکوٹ۔
میاں شیان صاحب۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

[illegible] | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | میں بھی اک فدائی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

الفضل

خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی ... لوگ ... نہیں مانتے۔ (چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل

قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (مہ)

قیمت سالانہ پیشگی چھ روپے اور اعلیٰ کاغذ سات روپے

جلد ۲	مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ	نمبر ۹۳

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ الوقت کی طبیعت اچھی ہے صبح و شام ابھی کھانسی اٹھتی ہے ❖

(۲) اہل بیت نبوی میں خیریت ہے ❖

(۳) جناب میر ناصر نواب صاحب قبلہ کی طبیعت پچھلے دنوں بہت ناساز ہو گئی۔ اب صحت پا رہے ہیں احباب دعا فرماویں ❖

(۴) الحکم ۱۴۔ جنوری ۱۹۱۵ء کو قابل دید مضامین کے ساتھ نکلا ہے ❖

(۵) ۱۴ و ۱۵ جنوری بارش رہی موسم پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا ❖

(۶) اسی مہینے کے اندر تار لگ جانے کی خبر سنی تھی۔ مگر تا حال کچھ آثار نظر نہیں آتا ❖

تازہ خبریں

لنڈن ۱۴ جنوری۔ جہاز سسیلیا کا ہوائی تار آیا ہے کہ اس کی ٹکر جہاز فلول سے ہو گئی جو کلکتہ سے آ رہا تھا۔ آخر الذکر کو غرق ہونے کی حالت میں چھوڑ آگیا عملہ والے بچا لئے گئے ❖

آسٹوریپ کی جرمن پوزیشنوں پر برطانوی ہوا بازوں نے بم پھینکے۔ مگر ان سے جو نقصان پہنچا اس کا اندازہ نہیں لگ سکے۔ (۱۵ جنوری) ❖

ایمسٹرڈیم ۱۴ جنوری۔ جرمنوں نے سوزانز کے شمال مشرق میں ورگنی کی بلندیوں کو موسلا دھار بارش میں حملہ کر کے فتح کر لیا۔ وہ پیچھے بعد دیگرے خندقوں کو فتح کرتے چلے گئے۔ تا وقتیکہ رات نہ پڑ گئی۔ انھوں نے کلہم چودہ فرانسیسی افسر۔ ۱۱۳۰ سپاہی۔ چار معمولی اور چار

کلدار زنبور یکڑلیں۔ یہ شاندار کارنامہ عین قیصر کی نظروں کے سامنے ظہور میں آیا ❖

پیرس ۱۴ جنوری۔ بلجیم میں دھند کی وجہ سے ہمارے توپخانہ کی کارگذاری میں خلل پڑتا رہا۔ تاہم پیرس اور نیو پورٹ میں شدید گولہ باری جاری رہی۔ بلجیک فوج نے مقام سٹو کنکرک کے جنوب مشرق میں اس مکان کو اڑا دیا جہاں جرمنوں کا بارودی میگزین تھا۔ ہمارے توپ خانہ نے بمقام لنس دشمن کی کارکن ٹولیوں کو منتشر کر دیا۔ اور نائٹری ڈیم کے متصل اس کی خندقوں اور مورچوں پر گولہ باری کی۔ سوزانز کے شمال میں سارا دن سخت لڑائی ہوتی رہی ❖

پیرس ۱۵ جنوری۔ رائے کے شمال اور نوفسکورٹ کے شمال مغرب میں جرمنوں نے حال میں جو خندقیں تیار کی تھیں ہم حملہ کر کے ان کو مسمار کرنے میں کامیاب ہو گئے اور ...

[illegible]

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۵ء

یرید اللہ بکم الیسر

تمام جہان کے لئے وہی مذہب ہو سکتا ہے جو مختلف الاحوال مختلف المذاق مختلف المزاج قوموں کے لئے کارآمد ہو۔ اور ہر ملک ہر وقت ہر زمین ہر حالت میں بیسہولت عمل کرنا انسانی مقدرت کے اندر ہو۔ مذاہب میں سے ایک مذہب کو اختیار کرنے کے لئے۔ اور بھی کئی معیار ہیں مگر انمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس پر عمل ہو سکے اور وہ عملی زندگی میں چل سکے۔ ذیل میں مہاراجہ گائیکواڑ کی ایک تقریر کا ایک حصہ دیا جاتا ہے۔ (ملخص) +

ہوٹل کی مشکلات۔ یورپ میں علیحدہ کھانے پینے اور جدا ہی رسوئی (باورچی خانہ) کا بندوبست کرنے میں سخت دقت لاحق ہوئی۔ ہوٹل میں اسقدر آدمیوں کا انتظام کرنا سخت دشوار معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہمارے مذہب میں فرق نہ آئے چونکہ رسوئیا (باورچی) ہمارے ہمراہ تھا علیحدہ ہی کھانے پکانے کا انتظام کیا گیا تھا جسکے لئے مزید اخراجات اٹھانے پڑے۔ ہوٹل میں فرش فروش کی دقت واقع ہوئی۔ عورتیں فرش و فروش پر چلنا پھرنا پسند نہیں کرتی تھیں۔ اور اہل ہوٹل فرش اُٹھانا قبول نہیں کرتے تھے۔ اس کا فیصلہ عورتوں نے خود ہی عقلمندی سے کر دیا۔ وہ فرش کا ایک گوشہ اٹھا کر کود کر جانے لگیں۔ اور جب کوئی پاس ہوتا تھا تو آہستہ آہستہ نکل جاتی تھیں پیرس اور لنڈن جیسے بڑے بڑے شہروں میں ہماری مشکلات نہ پوچھئے کیونکہ اسقدر آدمیوں کیلئے نیز علیحدہ باورچی خانہ بنانے کے لئے ہوٹل والے نے انکار کر دیا۔ ہرچند انھیں لالچ اور محبت سے منانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ متفق نہیں ہوئے انھوں نے کہا کہ اگر ہم آپکے حکم کی بجا آوری کریں تو ہم ہمیشہ کے خریداروں کو کھو بیٹھیں۔ اس لئے ہمیں خانگی مکانات کرایہ پر لینے پڑے جسکے لئے بڑا خرچ اُٹھانا پڑا۔ پھر ایک دقت واقع ہوئی مگر مالک اپنا اسباب مکان سے تبدیل کرنے پر رضامند نہیں ہوا۔ ہمیں یہی ہمیں قبول کرنا پڑا۔ بعد ازاں کیا اسلام کی بھی شکل واقع ہوئی۔ کہ مسلمان بھائیوں کے رسم و رواج کی رو سے حلال کئے بغیر گوشت نہیں کھایا جاتا ہے آپکے [illegible] میں کیا انتظام کرنا چاہیئے۔ [illegible]

موجود ہیں وہ بتا سکتے ہیں کہ یورپ میں مشغلوں بحث کے قواعد کسقدر سخت ہیں۔ کیونکہ اگر ہمارا سامان میں ذرا تنگ کیا جائے۔ تو دلوں میں سخت اضطراب پیدا ہو جاتے۔ اور اگر ان سے رہائی حاصل کرنی ہو تو جیسا کہ کرنی چاہیئے گویا ایسی باتوں کے لئے کسقدر کثیر خرچ اُٹھانے پڑے۔ اسکی مجھے خبر نہیں ہے کیونکہ تمام انتظام میرے ملازمان کرتے تھے +

برادری سے خارج کرنے کا سوال۔ ہندوستان میں واپس آنے پر ذات سے باہر کرنے کا سوال پیدا ہوا۔ ہرچند کرودن آشرم (ذاتی امتیاز) اور دیگر باتوں میں ہم نہایت محتاط ہے لیکن آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ وہاں کی رسم رواج اور ہی نئی اصلاحوں کے باعث ہماری حالت بالکل جدا تھی کیونکہ ہمارے عقائد اور رسم و رواج قدیم سے ایک طرح کے چلے آتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ قدیم اصولوں میں تبدیلی کرنی پڑی +

طاقت کسی کام کی نہیں ہے عقل اور غور و خوض کی طاقت کا میں بڑا مداح ہوں۔ کیونکہ اس سے ہماری جہالت اور توہمات رفع ہوتے ہیں۔ نیز مذہبی معاملات میں اصلاح پسندوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جسمانی طاقت سے کوئی کام نہیں ہوگا اور وسائل ناکام ثابت ہوں۔ تو لوگوں کو ان خیالات اور رسم و رواج کے لئے انھیں خود تجربہ کرنے دو جسوقت وہ تمہاری زندگی کو سادہ اور مطمئن حالت میں دیکھینگے تو انھیں معلوم ہوگا۔ کہ ان میں کوئی نقص ہے +

برہمن اور پٹھان ایک میز پر۔ میں اس اصول کا دل سے پابند ہوں لیکن کسی دوسرے شخص کو اسکی ضمیر کے برخلاف کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ جنوبی ہند اور شمالی ہند مختلف اقوام کے لوگ پٹھانوں کے پہلو بہ پہلو گجراتی اور ناگر برہمن وغیرہ ایک ہی میز پر کھانا کھاتے ہوئے دیکھے ہونگے +

اس کے پڑھنے سے آپ کو واضح ہوگا۔ کہ ہندو مذہب کو لیکر دوسرے ممالک میں جانا کسقدر مشکلات رکھتا ہے۔ برخلاف اسکے اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس کا عامل کہیں شرمندہ نہیں ہوتا۔ کہیں مشکلات میں نہیں پڑتا۔ کیونکہ اس نے کھانے پینے کے متعلق ایسی بندشیں نہیں رکھیں۔ جو غیر ضروری ہوں اسمیں طعام [illegible] الکتب حل لکم وطعامکم حل لہم

فرما کر عام اجازت دیدی ہے کہ اہل کتاب کا کھانا بے کھٹکے کھاؤ۔ اُن چند اصول میں ان کا لحاظ رکھو وہ بھی اسلئے کہ تا تم کو نہ اُٹھاؤ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اہل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم +

ایک تو مردار نہ کھاؤ۔ دوسرا خون جاری۔ سوم خنزیر کا گوشت کیونکہ یہ سخت مضر اور ناپاک چیزیں ہیں اور ایسا ہی وہ چیز نہ کھاؤ۔ جو تمہارے روحانیات و عقائد کے لئے مضر ہو۔ مثلاً اسے غیر اللہ کیلئے نامزد کیا گیا ہو۔ اور پھر یہ چیزیں بھی قابل معافی ہو سکتی ہیں۔ اگر تم مضطر ہو جاؤ۔ بجائیکہ تم اپنی دلی خواہش سے انھیں نہ کھاؤ اور حد سے بڑھنے والے نہ ہو +

پس یہ ہے سادہ سادہ حکم جسکی ہر شہر ہر دیار میں تعمیل ہو سکتی ہے۔ اور اس تعمیل کا فائدہ بھی انسان کی اپنی جان کے لئے ہے۔ اسکے علاوہ نہ تو کہیں جانے سے مسلم بھرشٹ ہو جاتا ہے نہ کسی کافر کے ساتھ حلال چیز کھا پی لینے سے ذات سے باہر ہوتا ہے نہ کسی قسم کے لباس کی ممانعت ہے۔ نہ ننگے پاؤں چلنا ضروری ہے نہ فرش پر چلنا ممنوع ہے اور نہ کوئی ایسی مشکل۔ جن باتوں کو لوگ ضرورتاً اور بعد از ہزار رسوائی اختیار کر رہے ہیں یا ناجائز سے جائز سمجھنے لگے ہیں۔ ہمارے اسلام نے پہلے ہی سے ان کی اجازت دے رکھی ہے اور جن کو تہذیب دنیا اب مضر سمجھ کر چھوڑ رہی ہے ہمارے اسلام نے پہلے ہی سے ان کی ممانعت کر رکھی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

دنیا اسلام کو مانے یا نہ مانے مگر اس کے اصول آہستہ آہستہ خود بخود ہی اختیار کئے جاتے ہیں اور انشاء اللہ کئے جاینگے +

قصص باطلہ
نمبر ۶

حضرت ابراہیمؑ کے چار پرند

قصص باطلہ کے مضمون سے عام طور پر احباب نے دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اور جیسا کہ ہمارا خیال تھا یہ مضمون بہتوں کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اس لئے اس خیال سے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کے ذریعہ سے بہت سے ان لوگوں کو جو اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور جھوٹے قصوں سے واغدار اسلام کی شکل سے نفرت رکھنے کی وجہ سے اسلام سے بیزار ہیں۔ یا اس کی طرف متوجہ ہونے اور اپنی زندگیوں کو اس کے احکام کے ماتحت چلانے کا کوئی جوش اپنے اندر نہیں رکھتے۔ فائدہ پہنچا ہے۔ ہم بتوفیق الٰہی اس سلسلہ کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پچھلے نمبر میں ہم نے تابوت سکینہ اور بقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ہارون پر ایک مضمون لکھا تھا۔ آج ابراہیم علیہ السلام کے چار پرندوں کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں یہ واقعہ ان الفاظ میں درج ہے۔ و

اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولٰکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم۔

اور جب کہا ابراہیم نے کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دیجئے۔ کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تجھے ایمان نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں عرض کیا۔ کہ ایمان تو ہے۔ لیکن میں اس لئے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اچھا تم چار جانور لو۔ اور ان کو اپنے ساتھ سدھا لو۔ پھر ہر ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک جزو رکھ دو۔ پھر ان کو بلاؤ۔ تمہاری طرف بھاگتے آئیں گے۔ اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیت پر لوگوں نے جو حاشیے چڑھائے ہیں وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

جانور کون سے تھے۔

۱۔ ایک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے شتر مرغ کا بچہ، مرغ اور مور یہ جانور لئے تھے۔

۲۔ دوسرے صاحب فرماتے ہیں۔ کہ نہیں انہوں نے کلنگ، مرغا، مور اور کبوتر یہ جانور پکڑے تھے۔

۳۔ ایک تیسرے صاحب فرماتے ہیں۔ کہ باقی جانور تو وہی تھے۔ جو دوسرے صاحب فرماتے ہیں۔ مگر ہماری تحقیقات میں مرغ تو ان میں نہ تھا۔ بلکہ چوتھا جانور کوا تھا۔

صرھن کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ اصل میں اس سے مراد کاٹنا ہی ہے۔ اور مطلب ہے کہ خوب ٹکڑے کرو ان جانوروں کے۔ اور کہتے ہیں کہ جزو کا لفظ انہی معنوں کی تائید کرتا ہے۔ پہاڑوں کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ

۱۔ وہ پہاڑ جن پر پرندوں کا قیمہ رکھا گیا۔ چار تھے۔

۲۔ ایک اور صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہ سات پہاڑ تھے پرندوں کا قیمہ کس طرح کیا گیا۔ اس کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم نے پہلے چھری لیکر ان کو ذبح کیا پھر ان کے ٹکڑے کئے۔ پھر ہر ٹکڑے پر سے پر نوچے۔ پھر باقی گوشت کو خوب پیسا۔

پہاڑوں پر قیمہ رکھنے کی کیفیت بھی مخفی نہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کہ قیمہ کرنے کے بعد ان سب جانوروں کا قیمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملا دیا۔ اور خوب ملا کر پھر اس کے کچھ حصے تقسیم کر دیئے۔ اور ہر پہاڑ پر قیمہ کا ایک ایک حصہ رکھ دیا۔

برتر اور یہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ان کے گوشت کا قیمہ نہیں کیا۔ بلکہ پرندوں کے سر قیمہ کرنے سے پہلے علیحدہ کر لئے تھے۔ اور ان کو اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا۔ غرضیکہ جب ان سب کاموں سے حضرت ابراہیمؑ فارغ ہو چکے۔ تو آپ ایک پہاڑ ہی کے سرے پر آ کھڑے ہوئے اور آپ نے ان جانوروں کو آواز دی۔ آواز کا سننا تھا کہ قطرات خون الگ جمع ہونے لگے۔ قیمہ الگ جمع ہونے لگا پر الگ جمع ہونے لگے۔ آخر سب پرندوں کے قیمہ سے اپنے اپنے حصے سے مل گئے اور پورا کر کے کھڑے ہوگئے۔ اور جو ان دو نفس ہوگیا اور بلا سر کے پیدل حضرت ابراہیمؑ کی طرف بھاگے۔ اور وہاں پہنچ کر ہر ایک پرندہ سیدھا اپنے سر کی طرف بڑھا۔ اور سر کو اپنی گردن میں پرو لیا۔ اور چار جانور پورے کے پورے ہوگئے۔

اور اس نشان میں یہ دلیل ہے۔ کہ ایسا ہی ہے کہ مردہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی دنیا میں ہو جاتے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت مسیح بھی مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ ہمیں اس موقعہ پر اس بحث میں پڑنے کی تو کوئی ضرورت نہیں کہ سارے قصوں کو صحیح مان کر بھی یہ آیت مسیح علیہ السلام کے مردوں کے جی اٹھنے پر کیونکر دلیل ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم اصل مضمون کے متعلق یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ سب قصے بلا کسی سند اور دلیل کے ہیں۔ اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ان کی ہرگز تائید نہیں کرتیں۔ اور ان کے بنانے والوں نے اپنی نادانی سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ قرآن کریم کی آیت موجود ہے۔ احادیث میں اس آیت کے متعلق جو تفسیر ہے وہ بھی موجود ہے۔ کہیں بھی قیمہ کرنے پر نوچنے سر چھپا رکھنے وغیرہ اباطیل کا ذکر نہیں آتا۔ مگر قصہ بنانے والوں نے دروغ گویم بر روئے تو کی مثال سے کام لے ہی لیا۔ اور پھر بڑے بڑے بزرگوں کی طرف اپنی باتوں کو بلا سند منسوب کر دیا۔ کسی بات کی نسبت کہہ دیا کہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔ کسی کو مجاہد کی طرف منسوب کر دیا۔ اور کوئی بات حسن بصری کے ذمہ لگا دی۔

اور جہاں تک ہمارا یقین اور ایمان ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ یہ بزرگ ان قصوں سے پاک ہیں۔ اور قرآن کریم پر جرأت کرنے سے ان کی شان بلند ہے۔ اور یہ سب کچھ بعد میں آنے والے لوگوں کی بناوٹ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان قصص کے بیان کرنے کے بعد ہم بتاتے ہیں کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں کن کن باتوں کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اور کن صداقتوں پر ہمیں آگاہ کیا ہے۔

انبیاء کی جو شان قرآن کریم بیان فرماتا ہے اس سے یہ بات بالکل بعید معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کو احیاء موتیٰ میں کچھ شک تھا۔ بلکہ عام مومن کی بھی یہ شان نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے مردوں کے زندہ کرنے کی نسبت اسے کچھ شک ہو۔

پس حضرت ابراہیم کی طرف یہ بات تو منسوب نہیں ہو سکتی کہ وہ بزرگ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ صرھن الیک ہے جس کے معنی (بعض) مفسرین نے قیمہ کرنے کے کیے ہیں۔ کیونکہ اگر صرھن کے معنی قیمہ کرنے کے ہوتے۔ تو اس کے ساتھ الیک نہ آتا۔ ورنہ اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ پرندوں کو اپنی طرف قیمہ کرلے جو کہ اپنی طرف قیمہ کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے۔ اور اگر ہلانے کے معنی کریں۔ تو یہ معنے ہوں گے۔ کہ اپنے ساتھ سدھا لے۔ ہلا لے۔ اور یہ معنی بالکل بامحاورہ ہیں۔ پس ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قیمہ کرنے کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔ اور جب قیمہ کا کوئی ذکر نہ ہوا۔ تو اس آیت کے یہی معنی ہو سکیں گے کہ چار جانور اپنے ساتھ سدھا لے۔ اور پھر ان کو اپنی طرف بلا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ دلیل احیاء موتیٰ کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ جانوروں کے آجانے اور مردوں کے زندہ ہو جانے کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ پس اب ہمیں احیاء موتیٰ کے کوئی اور معنی تلاش کرنے ہوں گے کیونکہ اگر مردہ زندہ کرنے کے کریں۔ تو آیت کا مضمون نعوذ باللہ لغو ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صرھن کے معنے قیمہ کرنے کے تو ہیں نہیں۔ اور اگر سدھا لینے کے معنی کریں۔ تو یہ احیاء موتیٰ کی دلیل ہی نہیں۔ اور اس سے تو اسیات پر ایمان بھی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اطمینان تو بڑی چیز ہے۔

جب ہم لغت اور قرآن کریم کے محاورہ کو دیکھتے ہیں۔ تو آبادی اور ویرانی اور ترقی اور تنزل کے معنوں میں بھی احیاء اور اماتت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں زمین کی آبادی و ویرانی کی نسبت یہ لفظ ذیل کی آیت میں استعمال ہوئے ہیں۔ وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا به الارض بعد موتها وبث فیها من کل دابة بقرہ ع ۲۰ یعنی عقلمندوں کے لئے نشان ہیں۔ (انہیں) جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی (میں) زندہ کیا اس کے ساتھ زمین کو اس کے مرنے کے بعد اور اس میں پھیلائے ہر قسم کے جانور۔ اسی طرح سورۃ نحل میں ہے۔ واللہ انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها۔ سورۃ جاثیہ اور عنکبوت میں بھی یہ بیان ہے۔ پس ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمین کی آبادی و ویرانی اور سرسبزی و خشکی پر احیاء و موتیٰ کا اطلاق ہوا کرتا ہے۔

انسانوں کے بدی سے بچکر نیکی اختیار کرلینے کی نسبت سورہ انعام میں فرماتا ہے۔ اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس کمن مثله فی الظلمات لیس بخارج منها۔ کیا وہ شخص جو مردہ تھا۔ پس ہم نے اسے زندہ کیا۔ اور اس کے لئے نور مقرر کیا۔ کہ اس کے ذریعہ سے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے۔ جو اندھیروں میں ہے۔ اور ان سے نکل نہیں سکتا۔ اس آیت میں بے دینی سے دینداری کی حالت کے بدل دینے کا نام مردے سے زندہ کرنا رکھا ہے۔

اس تشریح کے بعد ہم آیت مذکورہ کے معنوں کے حل کرنے کی طرف آتے ہیں۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ بالا میں کسی پرندہ کے مارنے اور پھر زندہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ چار پرندوں کو سدھانے اور پھر ان کو بلانے کا ذکر ہے۔ پس اگر کیفیت تحیی الموتیٰ کے یہ معنی کریں۔ کہ الٰہی! آپ مردہ کو زندہ کیونکر کرتے ہیں۔ تو جانوروں کا سدھانا اور ان کو بلانا اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اور نعوذ باللہ قرآن کریم پر اعتراض آتا ہے۔ پس ہمیں کوئی اور معنی تلاش کرنے چاہئیں۔ اور جب ہم قرآن کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو وہ خود ہمیں احیاء موتیٰ کے دو اور معنی بتاتا ہے۔ زمین کی سرسبزی و خشکی آبادی و ویرانی اور کسی قوم کا بے دینی کو چھوڑ کر دیندار ہو جانا۔ پس جب پہلے معنی اس آیت کے مطابق نہیں تو ان معانی میں سے کوئی ہمیں اختیار کرنے پڑیں گے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم کی شان کے مطابق آخری معنے بالکل درست ہیں۔ اور ہم جب اس آیت کی مزید تشریح کریں گے۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہی درست بھی ہیں۔ اور حضرت ابراہیم نے یہی سوال فرمایا ہے۔ کہ الٰہی آپ مجھے بتایئے۔ کہ آپ ایک بدکار قوم کو کیونکر نیک بنا لیتے ہیں۔

اس سوال کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ کہ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں۔ کہ حضرت ابراہیم کو اس بات میں شک تھا۔ بلکہ بعض سوال حصول مطلب کے لئے ہوتے ہیں۔ یعنی ان سے اس چیز کا وجود یا اس کی کیفیت مراد نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ ہمیں بھی اس چیز سے متمتع کیجئے۔ اس بات کے سمجھانے کے لئے میں ایک مثال دیتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ہم ایک رئیس کے پاس تھے۔ اس کا لڑکا بیمار تھا۔ اور ہم سے علاج کروایا کرتا تھا۔ اس رئیس نے کہیں سے بے موسم کے آم منگوائے۔ اور کچھ اپنے بیٹے کو بھی بھیجے۔ چونکہ وہ بیمار تھا۔ ہم سے پوچھا۔ کہ حکیم صاحب آم کھانے کی آپ مجھے اجازت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں چونکہ بے موسم کے آم تھے۔ میرا دل بھی چاہا۔ لیکن چونکہ میری عادت سوال کرنے کی تو تھی نہیں۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ جناب آم کیسے؟ اس نے بات نہ سمجھی۔ اور چپ ہو رہا۔ ایک دو دن کے بعد پھر پوچھا۔ اور پھر میں نے وہی جواب دیا۔ اتفاقاً وہ آم خراب ہو گئے۔ جب اس رئیس کو لڑکا ملا۔ تو اس نے دریافت کیا۔ کہ تم کو ہم نے آم بھیجے تھے۔ تم نے کھائے؟ اس نے کہا۔ میں نے طبیب صاحب سے دو مرتبہ دریافت کیا تھا۔ انہوں نے دونوں دفعہ یہی جواب دیا۔ کہ کیسے آم؟ اور آم پڑے پڑے سڑ گئے۔ اس پر اس کا والد سخت ناراض ہوا۔ کہ تم ہرگز ریاست کے لائق نہیں۔ تم نے اسی وقت ایک ٹوکرا بھر کر آموں کا ان کی خدمت میں بھجوا دینا تھا۔ تم اس قدر بات بھی نہیں سمجھے۔ اس سوال سے مراد ان کی یہ تھی۔ کہ آموں کی کیسی شکل ہوتی ہے۔ بلکہ یہ مراد تھی۔ کہ مجھے بھی کچھ بھیجئے۔ اس مثال سے میرا مطلب پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ کبھی کیسے یا کس طرح سے غرض کیفیت معلوم کرنی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ بھی طلب کرنے کا ایک طریق ہے۔ پس حضرت ابراہیم نے اس سوال میں یہ دریافت نہیں فرمایا۔ کہ آپ کسی بے دین قوم کو دیندار کس طرح بناتے ہیں۔ بلکہ یہ چاہا ہے۔ کہ میری قوم کے ساتھ بھی یہ معاملہ کیجئے۔ اور میری نسل کو بھی دین کی اعلیٰ ترقیوں کا وارث کر کے حقیقی زندگی سے آشنا کیجئے چنانچہ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اولم تؤمن کیا تم کو ایمان نہیں۔ کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ بلیٰ ایمان تو مجھے ہے۔ اس جواب سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کی غرض دریافت کیفیت احیاء موتیٰ نہ تھی۔ بلکہ طلب انعام احیاء موتیٰ تھی۔

حضرت ابراہیم کا اگلا فقرہ اور بھی اس جواب کی تشریح کر دیتا ہے۔ اور وہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ ولکن لیطمئن قلبی لیکن میرا یہ مطالبہ اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے ہے۔ اس

آیت سے یہ معنے ہیں جو بعض نے کیا۔ کہ میں اسلئے
یہ نظارہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے اطمینان حاصل ہو۔ تو اس
سے نعوذ باللہ ظاہر ہوگا۔ کہ آپکو اللہ تعالیٰ کے مردہ زندہ
کرنے پر کامل ایمان نہ تھا۔ کیونکہ جب کسی چیز پر ایمان ہو۔ تو
اطمینان جو ایمان کے ہی معنوں میں ہوتا ہے۔ وہ بھی حاصل
ہوتا ہے۔ مثلاً جب ایک انسان کو یقین ہو کہ خدا ہے۔ تو
پھر اس حالت میں اسے بے اطمینانی ہرگز حاصل نہ ہوگی۔ اور
اگر اسے اطمینان نہیں۔ بلکہ گھبراہٹ ہے۔ تو پھر لازماً یہ
بھی ماننا پڑیگا۔ کہ اسے ایمان بھی نہیں۔ اور اگر ایمان ہے۔
تو اطمینان بھی ضروری ہے۔ پس مذکورہ بالا معنوں کے لحاظ
سے حضرت ابراہیم کا یہ کہنا لغو ہوجاتا ہے۔ کہ مجھے ایمان تو ہے
مگر اطمینان چاہتا ہوں۔ کیونکہ کسی بات پر ایمان ہونا [illegible]
ہی ہے۔ اسی بات کو چاہتا ہے۔ کہ انسان کے دل کو پھر اس
طرف سے گھبراہٹ نہ رہے ؛

جب اطمینان کے یہ معنی نہیں ہوسکتے۔ تو ہم اطمینان
کے کوئی اور معنے تلاش کریں۔ جن معنوں کے لحاظ سے
ایمان کے باوجود اطمینان کی ضرورت ہو۔ اور وہ معنی ہیں
تسلی کے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو ایمان ہو۔ کہ مرنے
کے بعد جزا سزا ہے۔ اور دوزخ و جنت ہیں ؛
لیکن اگر اس کو یہ یقین نہ ہو۔ کہ میں جنت میں جاؤنگا۔ کہ
دوزخ میں۔ تو اس کو اطمینان نہ ہوگا۔ پس ایمان تو اس بات
پر ہوتا ہے۔ کہ فلاں انعام ملیگا۔ یا فلاں سزا دیجائیگی۔ لیکن
اطمینان تب ممکن ہے۔ جب یہ بھی یقین ہو جائے۔ کہ فلاں
انعام ہم کو بھی ملیگا۔ اور فلاں سزا سے ہم ضرور بچ جائیں گے
مثلاً قیدی جانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کبھی قیدیوں کو کسی خوشی کے
موقعہ پر چھوڑ دیتی ہے۔ اور اس بات پر ان کو ایمان ہے کہ ایسا
ہوتا ہے۔ مگر اس ایمان کے حصول سے ان کے دل کو اطمینان
نہیں اور اس وقت تک نہیں۔ جبتک ان کو یہ نہ معلوم ہو جائے
کہ گورنمنٹ اس موقعہ پر ان کو بھی چھوڑنا چاہتی ہے۔ جب
وہ یہ معلوم کریں گے۔ تو ان کے ایمان کے ساتھ اطمینان بھی
مل جائیگا۔ اور اس صورت میں حضرت ابراہیم کی شان کے خلاف
کوئی بات بھی تسلیم نہیں کرنی پڑتی۔ حضرت ابراہیم فرماتے
ہیں۔ کہ الٰہی مجھے ایمان ہے۔ کہ تو مردے یعنی قوموں کو زندہ
کر دیا کرتا ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ حضور میری
نسل کی نسبت بھی وعدہ فرمائیں۔ کہ ان کو بھی حضور [illegible]

[illegible] ان کو زندہ کرینگے اور جب وہ گر کر مردہ ہو
جائیگی۔ تو آپ اسے پھر زندہ کریں گے تاکہ حضور کے دل کو
اطمینان حاصل ہو۔ کہ جیسا حضور چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔ چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا۔ کہ ہاں ہم ایسا کرینگے
چنانچہ فرمایا۔ کہ فخذ اربعة من الطیر فصرهن
الیک ثم اجعل علی کل جبل منهن جزءا ثم
ادعهن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز
حکیم۔ یعنی چار پرندوں کو لے۔ پس ان کو اپنے
ساتھ سدھا۔ اور پھر ایک ایک پہاڑ پر ایک ایک پرندہ
رکھدو۔ پھر ان کو اپنی طرف بلاؤ۔ وہ بھاگے آئیں گے۔
اور جان لو۔ کہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے ؛
یعنی تم پرندے لیکر ان کو سدھا کر انہیں مختلف جگہ
پر رکھ کر دیکھو۔ کہ وہ تمہارے بلانے پر آتے ہیں یا نہیں
کیوں آتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ تمہارے ہاتھ سے دانا لینا
سیکھ چکے ہیں۔ پس جب رب العالمین کسی قوم کو بلائیگا۔
تو وہ کیوں ترقی نہ کریگی۔ اس آیت میں بجائے اس کے
کہ یوں کہا جاتا۔ کہ کوئی شخص پرندہ کو سدھا لے۔ اور پھر
اسے بلائے۔ تو وہ اس کی طرف دوڑا آتا ہے۔ یوں فرمایا ہے
کہ تم چار پرندے لیکر انہیں سدھاؤ۔ جس میں حضرت ابراہیم کے
مطالبہ کی قبولیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور بتایا
ہے۔ کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہوگا۔ ان معنوں میں وہ اعتراض
بھی دور ہو جاتا ہے۔ جو پرندوں کی تعداد پر پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر
مردہ زندہ ہونیکی مشق تھی۔ تو پھر چار پرندوں کی کوئی ضرورت
نہیں تھی۔ ایک پرندہ کا قیمہ کرکے بلا لینا بھی کافی تھا۔ بفائدہ
چار پرندوں کی شرط کیوں لگائی۔ اللہ تعالیٰ تو لغو سے پاک
ہے۔ لیکن جو معنے میں نے کئے ہیں۔ اس پر یہ اعتراض بھی
اٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ چار پرندوں کی طرف اشارہ فرمانا حضرۃ
ابراہیم کی اولاد کی چار دفعہ کی ترقی کی طرف اشارہ تھا۔
چنانچہ قرآن کریم میں بھی اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے
چنانچہ سورہ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ
نے بنی اسرائیل کی دو ترقیوں اور تنزلوں کی طرف اشارہ
فرمایا ہے۔ کہ ان کا پہلے سے وعدہ دیا گیا تھا۔ اور آنحضرۃ
صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ کے مثیل ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے۔ کہ انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا
علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ ہم نے

تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو [illegible]
ہے۔ اور یہ رسول ان لوگوں میں بھیجا گیا ہے۔ جیسے فرعون کی
طرف رسول بھیجا گیا تھا۔ پس آپ کی امت کے ساتھ بھی ویسا
معاملہ ہونا تھا۔ جو بنی اسرائیل سے ہوا تھا۔ یعنی وہ دو دفعہ [illegible]
ترقی کرنی تھی۔ اور دو دفعہ تنزل۔ چنانچہ سورہ جمعہ کے پہلے
رکوع میں واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم فرماکر مسلمانوں کی
دو ترقیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ غرضکہ بنی اسرائیل کی
دو خاص ترقیاں اور بنی اسمٰعیل کی دو خاص ترقیاں ایسی ہونے
والی تھیں۔ جو خاص فضلوں کے ماتحت تھیں۔ اور یہ دونوں
جماعتیں حضرت ابراہیم کے دو بیٹوں سے تعلق رکھنے والی
ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان چار ترقیوں کی طرف اشارہ
فرمانے کے لئے فرمایا۔ کہ چار پرندے لو۔ اور ان کو سدھاؤ۔ ورنہ
اصل مطلب تو ایک پرندہ سے بھی حاصل ہوسکتا تھا۔ لیکن چار
میں آنیوالی ترقیوں کی تعداد کی طرف اشارہ کرنا تھا۔ پس
چار کا لفظ فضول نہیں تھا۔ بلکہ اس کے اندر ایک عظیم الشان
پیشگوئی مخفی تھی ؛

اب ایک سوال رہ جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس آیت
میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ ثم اجعل علی کل جبل منهن جزءا
ہر ایک پہاڑ پر ایک جزو رکھدو۔ پس اگر قیمہ نہیں کیا گیا تھا
تو جزو کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا۔ لیکن یہ اعتراض بھی
قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جب ایک چیز کی جزو ہو۔ تو
وہ ایک حصہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر جماعت کی جزو کہا جائے
تو اس سے اس کے افراد مراد ہوں گے۔ ایک بکرے کے جزو
اس کے اعضاء ہیں۔ لیکن ایک ریوڑ کے جزو پورے پورے
بکرا ہیں۔ اور چونکہ اس آیت میں چار جانوروں کا ذکر ہے
اس لئے ہر پہاڑ پر جزو رکھنے سے مراد یہ ہے کہ ہر پہاڑ پر
ایک ایک پرندہ رکھ دو۔ اور یہ معنے جزو کے میں اپنے پاس
سے نہیں بتاتا۔ بلکہ قرآن کریم میں جزو کا لفظ انہی معنوں
میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ دوزخیوں کی نسبت اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ ان جهنم لموعدهم اجمعین لها سبعة ابواب
لکل باب منهم جزء مقسوم۔ سورہ حجر ع ۳۔ [illegible]
ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کے لئے ایک جزو مقرر ہے
اگر جزو کے معنے ٹکڑے کے ہی کئے جاویں۔ تو اس آیت کا مطلب
یہ ہوگا۔ کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں [illegible] دوزخیوں
کے لئے دوزخ میں ڈالنے سے پہلے حکم ہوگا کہ ان کا قیمہ [illegible]

اور تو ان پرندوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہاڑوں پر رکھ دے۔ پھر بلا وہ تیرے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ حالانکہ اس آیت کے یہ معنے کوئی بھی نہیں کرتا۔ اور تیرہ سو سال میں آج تک کبھی کو یہ معانی نہیں سوجھے۔ بلکہ اس کے یہی معنے کئے جاتے ہیں کہ وہ پرندوں کی جماعت کے حصے ہوں گے۔ اور کچھ ایک دروازہ سے کچھ دوسرے دروازہ سے داخل ہوں گے اور یہی معنے درست ہیں۔ اور ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء میں یہ معنے کرنے چاہئیں یعنی چاروں پرندوں کو بانٹ کر ایک کو ایک پہاڑی پر اور دوسرے کو دوسری پر۔ اور تیسرے کو تیسری پر اور چوتھے کو چوتھی پہاڑی پر رکھ دو۔ اور پھر بلاؤ۔ وہ بھاگے چلے آئیں گے۔

اب میں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ اس آیت کی نسبت جو قصے بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ محض لغو اور باطل ہیں نہ صحیح احادیث سے ان کا پتہ چلتا ہے۔ اور نہ قرآن کریم کے الفاظ ان کے متحمل ہیں۔ اور اس کے بعد میں نے بتایا ہے کہ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنی نسل کی ترقی اور بلندی کی درخواست کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ کہ ہاں ہم ایسا کریں گے۔ اور اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کو اطمینان بخشا ہے۔ اور یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ چار موقعوں پر تمہاری نسل پر خاص فضل ہوگا۔

مرہم عیسیٰ

کیا ہے؟ ایک نادر نسخہ ہے۔ جسے زمانہ کے ہر فاضل طبیب نے آزمایا۔ اور اس کی عمدہ تاثیرات کو بلا اختلاف تسلیم کیا آپ بھی ضرور آزمائیں کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی مسیح کی یادگار ہے۔ جو ہر قسم کے زخموں۔ جراحتوں۔ چوٹوں جلد کی بیماریوں اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے پھنسیوں کا سوروں۔ ورموں اور خنازیر سرطان۔ طاعون گھاؤ گنج۔ خارش۔ بواسیر۔ جانوروں کے کاٹ لینے جل جانے وغیرہ وغیرہ کے لئے خصوصیت کے ساتھ شفا اور لاثانی علاج ہے۔ قیمت فی ڈبیہ خورد ۲/ کلاں ۴/ علاوہ محصولڈاک (دفتر الفضل سے خریدو)

عیسائیوں کے ایک اعتراض کا جواب

لفظ ذنب اور غفر کی اصلیت

نمبر ۳

گذشتہ دو نمبروں میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ذنب کا لفظ گناہ کے معنوں میں اور غفر کا لفظ گنہگار ہونے کی صورت میں قرآن شریف کی رو سے استعمال نہیں کیا گیا۔

اب ہم یہ بتاتے ہیں۔ کہ لفظ ذنب اور استغفار کے کیا معنی ہیں۔ اور یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کن معنوں میں اور کیوں استعمال کئے گئے ہیں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ انا فتحنا لك فتحاً مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ويتم نعمته عليك ۝ اے رسول! ہم نے تجھے ایک فتح دی ہے۔ مگر یہ کوئی معمولی فتح نہیں ہے۔ بلکہ فتح مبین یعنی بڑی بھاری فتح ہے۔ یہ فتح کیوں دی ہے۔ اس لئے تاکہ اللہ بخش دے۔ جو گناہ تم نے اگلے پچھلے۔ اور جو پیچھے رہ گئے۔ اور تم پر اللہ اپنی نعمت کو پورا کرے۔ (یہ وہی معنی کئے گئے ہیں۔ جو عیسائی کرتے ہیں) ایک دوسری جگہ قرآن شریف میں اسطرح آیا ہے۔ اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون في دين الله افواجا فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ جب تمہیں بڑی بھاری فتح حاصل ہوتی ہے۔ اور فوجوں کی فوجیں دین الٰہی میں داخل ہو رہی ہیں۔ تو ان لوگوں کے لئے استغفار کرو۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ ذنب کے کیا معنی ہیں۔ ذنب اصل میں دُم کو کہتے ہیں۔ اور گناہ کے لئے اصل عربی زبان میں جناح کا لفظ ہے۔ جو کہ بدلتے بدلتے گناہ بن گیا ہے۔ پھر اثم۔ طغیان۔ عصیان وغیرہ الفاظ گناہ کے مترادف عربی زبان میں استعمال کئے جاتے ہیں ان الفاظ میں سے کوئی ایک بھی کسی نبی کے متعلق قرآن شریف میں استعمال نہیں کیا گیا۔ ذنب کے معنی دُم ہیں۔ اور چونکہ دُم ایک تابع چیز ہوتی ہے۔ اور گناہ بھی ایک تابع بات ہی ہوتی ہے۔ جو کہ انسان کو کرنی نہیں چاہئے۔ اور وہ اسے کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس وسعت مطلب کے لحاظ سے ذنب کا لفظ گناہ کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ معنی کرنے کے لئے قرینہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تو ہمیں اس کے قرینہ کو دیکھنا چاہیئے چونکہ کئی جگہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت آچکا ہے۔ کہ آپ ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے خود ہی پاک نہیں تھے بلکہ اوروں کو بھی پاک کرنے والے تھے۔ اس لئے ذنب کے معنی آپ کی نسبت گناہ کے کسی صورت میں نہیں کئے جاسکتے۔

اب ہم اس آیت کے معنی کرتے ہیں۔ جو کہ تین طرح پر کئے جاسکتے ہیں۔ اول اس طرح کہ بعض جگہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے حالانکہ وہاں آپ مخاطب نہیں ہو سکتے جیسا کہ آیا ہے۔

اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما ۱۷-۲۴۔

اے ہمارے رسول! اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائے۔ یا وہ دونوں تیرے سامنے بوڑھے ہو جائیں۔ تو ان کو جھڑکی مت دو۔ بلکہ اف بھی نہ کہو۔ اس حکم کا مخاطب گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر مراد اس سے آپ کی امت ہے۔ کیونکہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اور بلا کسی قسم کے اختلاف کے یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آپ کے بچپن میں ہی فوت ہو چکے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ آپ ہی کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ ماں باپ میں سے ایک یا دونوں اگر تمہارے سامنے بوڑھے موجود ہوں۔ تو ان کو اف بھی نہ کہنا۔ تو اس آیت کے یہی معنے کئے جاتے ہیں۔ کہ اس سے آپ کی امت مراد ہے۔ اور تمام امت کو یہ حکم دیا گیا ہے اور اس طرح کا طریق کلام دنیا میں بھی رائج ہے۔ مثلاً ایک مجسٹریٹ اپنے سلوان سے کسی مقدمہ کا فیصلہ اس طرح لکھواتا ہے۔ کہ لکھو تمہیں اتنے سال قید اور اتنا جرمانہ کیا جاتا ہے۔

یہ سن کر وہ سمجھنے والا یہ تو نہیں سمجھتا کہ مجھے کیوں قید کیا جا رہا ہے۔ اور کیوں مجھ پر [illegible] ہے جیسے تو کوئی جرم نہیں کیا۔ ایسے موقعہ پر جو لکھا جاتا ہے وہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک بادشاہ اپنے منشی سے ملازمین کو انعام و اکرام دینے کے لئے لکھتا ہے۔ کہ تم کو تمہیں فلاں جاگیر یا استنے روپے انعام دیا جاتا ہے۔ تو اسے سمجھنے والا یہ نہیں سمجھ لیتا۔ کہ مجھے جاگیر یا انعام دیا گیا ہے۔ بلکہ جس کی نسبت ہوتا ہے۔ اس کے متعلق وہ بھی خوب سمجھتا ہے۔ تو یہ طریق دنیا میں بھی جاری ہے۔ اور قرآن شریف میں بھی خدا تعالیٰ نے اس کو استعمال فرمایا ہے۔ تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کے خدا تعالیٰ نے ایسی کلام بھی کی ہے۔ جس سے آپ مراد نہیں ہیں۔ تو یہاں اگر یہ لکھا ہوا ہے کہ تیرے ذنب اور دوسری کئی جگہ آپ کو پاک بنایا گیا ہے۔ تو ہم اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں لیں گے۔ بلکہ آپ کی امت کو مراد لیں گے۔ اور آپ کے ذنب نہیں۔ بلکہ آپ کی امت کے ذنب اس کے معنی ہوں گے ایک تو اس کے یہ معنی ہوئے۔ اور دوسرے یہ کہ "تیرے گناہ" سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (نعوذ باللہ) گناہ کئے۔ بلکہ یہ کہ جو غیروں نے تیری نسبت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گناہ کئے ہیں وہ گناہ مراد ہیں۔ مثلاً یہ کہا جائے۔ کہ فلاں نے میرا گناہ کیا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ میں نے کوئی کسی کا گناہ کیا ہے۔ بلکہ یہ کہ کسی نے میرے متعلق جو گناہ کیا ہے۔ وہ مراد ہے۔ اور یہ بھی کلام کا ایک طریق ہے۔ اس صورت میں یہ معنی ہوئے۔ کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ جو تیرے لئے گناہ کئے گئے ہیں۔ یعنی تیری بتائی ہوئی جو باتیں انہیں کرنی چاہئے تھیں۔ انھوں نے نہیں کیں۔ اور تیری منع کی ہوئی باتیں جن سے انہیں رکنا چاہئے تھا۔ وہ نہیں رکے۔ ان کو ہم معاف کر دیں گے تم کو اب چونکہ ان پر ایک عظیم الشان فتح دی گئی ہے اس لئے انھوں نے جو تمہیں تکلیفیں اور دکھ پہنچائے تھے۔ آج ہم ان کے بدلہ میں انہیں سزا نہیں دیں گے۔ اور معاف کر دیں گے۔ چنانچہ قرآن شریف میں دوسری جگہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ اسی لئے خدا تعالیٰ

نے بیان فرمایا ہے۔ جب مکہ فتح ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے پوچھا۔ کہ بتاؤ تم سے کیا سلوک کیا جائے۔ انھوں نے کہا جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے سلوک کیا تھا۔ وہی آپ ہم سے کیجئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ جاؤ آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جاتا۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا۔ کہ تمہیں جو ہم نے بھاری فتح دی گئی ہے۔ پس تمہارے حق میں جو ان لوگوں کی طرف سے گناہ کئے گئے تھے۔ ان کو ہم معاف کر دیتے ہیں اور ان کو کوئی سزا نہیں دیتے۔ اور یہ بھی ایک کھلی بات ہے۔ کہ فتح کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کرتا ہے۔ کہ فاتح کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بلکہ مفتوح کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ دوسرے معنی ہوئے۔ تیسرے معنی اگر ذنب کے معنی گناہ کے ہی کئے جائیں۔ تو اس طرح ہیں کہ ذنب کے لفظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک خاص موقعہ پر استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی فتح کے ساتھ ذنب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ پہلی دونوں آیتوں میں فتح کے ساتھ ہی ذنب کا لفظ آیا ہے۔ اس بات پر غور کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ فتح کے ساتھ کچھ ذنب ہوتا ہے۔ اور اس کی ایک وجہ بھی ہے۔ دیکھو۔ سکولوں میں گورنمنٹ نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ کسی ایک استاد کے پاس چالیس سے زیادہ لڑکے جماعت کے نہ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہ اس سے زیادہ لڑکوں کی غور و پرداخت نہیں کر سکتا۔ اس بات کو مد نظر رکھ کر یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور ابھی تک فتح نہیں ہوا تھا تو آپ کے پاس تھوڑے آدمی تھے۔ جو کہ مسلمان تھے۔ ان کی خبر گیری آپ آسانی اور اطمینان سے کر سکتے تھے۔ لیکن فتح مکہ کے بعد جب اسلام میں فوجوں کی فوجیں آنی شروع ہو گئیں۔ تو ضروری تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی حال ہوتا۔ جو ایک ایسے ماسٹر کا ہو جس کے سپرد سو ڈیڑھ سو لڑکا کر دیا جائے۔ اور ایسا ہونے کا نتیجہ بہت خطرناک نکلنا تھا۔ کیونکہ ہر ایک قوم و ملک کی تباہی اسی وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ اس کی تعداد

فرمیں ہوتی ہیں کہ ایک بڑی وسعت رکھتی ہو کہ اس کا انتظام نہیں رکھ سکتے تو قریب تھا کہ ان لوگوں کا اسلام میں ایسا نقص پیدا ہو جاتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم دینا مشکل تھا۔ اور اس طرح تعلیم میں نقص واقع ہونے کا بڑا خطرہ تھا اور جب کہ خدا تعالیٰ ہی کا منشاء نقص دور کرنا تھا تمام لوگ دین سے بے بہرہ رہ سکتے تھے۔ جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوا۔ تو خدا تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔ کہ ہم نے تم کو ایک ایسی فتح دی ہے جس میں خاص جلال اور شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ اور لوگوں کے گروہ کے گروہ تمہارے پاس کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ اس لئے تمہیں شاید یہ خوف ہو۔ کہ اس فتح کا نتیجہ تنزل نہ ہو۔ اس لئے ہم تمہیں بتلاتے ہیں۔ کہ ہم اس نقص کو دور کر دیں گے۔ اور اس تمہاری کمزوری کو کہ تم سب کو تعلیم نہیں دے سکو گے۔ ہم ڈھانپ دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب اسلام لائے۔ انھوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی اور اسلام کی بڑی اشاعت کی ہے۔ حالانکہ ایسے لوگ جنہوں نے نبی کی زیادہ صحبت حاصل نہ کی ہو۔ انہیں جلدی ابتلا آ جانا ممکن ہوتا ہے۔ تو اس آیت میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ کہ تم کوئی فکر نہ کرو۔ ان تمام لوگوں کا ہم خود فکر رکھیں گے۔ اور اس نقص کو دور کر دیں گے۔ لیکن اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گناہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ بشریت ہے۔ اور تمام جہان کو خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد کے بغیر تعلیم دینا کسی بشر کی طاقت میں نہیں ہے۔ پس اس آیت کے یہ تین معنی ہیں جو بیان کر دیئے گئے ہیں۔ نہ کہ اس کے وہ معنی ہیں جو عیسائی صاحبان کرتے ہیں۔

معین المبلغین

ایک چھوٹا سا رسالہ ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کا تالیف کردہ ہے۔ یہ احمدی مبلغوں کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوگا۔ احباب ۱/ کے ٹکٹ بھیج کر دفتر الفضل قادیان سے طلب فرماویں۔

(مینیجر)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

[illegible] دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

خدا تعالیٰ نے اسباب کے ثابت کرنیکے لئے کئی راہیں اپنی طرف سے ہیں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے…… لیکن پھر بھی …… لوگ…… نہیں مانتے۔ چشمہ معرفت ۳۱۷

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ مقامی پیداواروں سے

چندہ غیر ممالک سے

سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

قیمت بہرحال پیشگی [illegible]

جلد ۲ | مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹

مدینۃ المسیح

۲۲- ماہ حال سے مبلغین کلاس کے لیکچروں کا ہفتہ واری سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ کسی دوسری جگہ اخبار میں تمام ماہی کا پروگرام شائع کیا جاتا ہے۔ لیکچر کا دن اتوار مقرر ہوا ہے۔ تاکہ بیرونجات کے احباب بھی شامل ہو کر مستفیض ہو سکیں۔

شیخ عبدالرب صاحب اور بابا محمد حسن صاحب چند روز مضافات میں تبلیغ کر کے واپس آگئے ہیں۔

آمد مہمانان۔ (۱) غلام حیدر صاحب دھنی وصوریا۔ ضلع گجرات۔ (۲) بابو فضل حق صاحب ریلوے گارڈ کوٹلی (کراچی) (۳) غلام محی الدین خانصاحب انسپکٹر بٹالہ (۴) منشی عبدالحق صاحب ملی پور ضلع ملتان۔ (۵) بابو عبدالغفور صاحب پوسٹماسٹر فیروزآباد (۶) عبدالرب خانصاحب علاقہ خوست (۷) مرزا احمد صاحب سودن سنگر (لاہور)

تازہ خبریں

ایک مقام سے فرنچ مراجعت۔ مرکز میں شمال و مشرق سوئسنز سختی سے جنگ ہوئی۔ فرنچ ایک مقام پر جگہ چھوڑنے اور این کو پھر عبور کرنے پر مجبور ہوئے۔ کیونکہ دشمن کو بہت بڑی کمک پہنچ گئی تھی۔

فرنچ تسلط۔ فرانس ۸ جنوری کو کوہ نمبر ۱۳۲ فتح کر لیا۔ جو سوئسنز کے شمال میں دو میل کے فاصلے پر ہے نیز جرمن خندقوں کی تین لائنیں چھین لیں۔ اور تین جرمن جوابی حملے پسپا کئے۔

جارحانہ حملے۔ جرمنوں نے بتعجیل کمک طلب کی۔ اور دو شنبہ گذشتہ سے جارحانہ پہلو اختیار کر کے کوہ ۱۳۲ اور قلعہ پر تیر پر جو ایک میل مشرق میں واقع ہے سخت حملے کئے۔ سہ شنبہ کو فرنچ دونوں مقامات سے کسی قدر پیچھے ہٹ گئے۔ اور دریا کی طغیانی کی وجہ سے جوان کے رسل و رسائل کے راستہ کو معرض خطر میں ڈالنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ جنوب این میں مورچہ بند ہونے پر مجبور ہوئے۔ خود قیصر جرمنی بھی اس حملہ کے موقعہ پر موجود تھا۔

برٹش کامیابی۔ انگریزوں نے شاندار لڑائی کے بعد لابسی کے متصل جرمن مورچہ کو مسخر کر لیا۔

روسی پیشقدمی۔ روسیوں نے لوئر وسچولا کے شمال میں پیشقدمی کر کے سیون سیرپی پر قبضہ کر لیا۔ جو جرمن قلعہ تھارن کے مشرق میں ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔

جرمن ادعائے فتح۔ سوئسنز کے متصل جرمن بہت بڑی فتح حاصل کرنے کا ادعا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرنچ پیشقدمی کو روکنے سے بڑھکر کوئی اہم واقعہ نہیں۔ وہ لائن سے تین میل اس مقام پر لوٹ آنے پر مجبور ہوئے۔ کہ جہاں سے دو ہفتہ پیشتر انہوں نے جارحانہ حملے شروع کئے تھے۔ مگر اس سے سپاہ فرانس کو کوئی بڑا ہنیم نقصان نہیں پہنچا۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا)

جنگ یورپ

فرنچ مراسلت۔ فرنچ مراسلت مظہر ہے۔ کہ سینٹ پال نامی گاؤں ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس پر پھر تصرف کر لیا گیا۔ یہ گاؤں شمالی ایلسیس میں واقع ہے اور سوئسنر کے شمال مشرق میں ایک میل مسافت رکھتا ہے۔ اراس نزد واس کے متصل کوئی اہم امر وقوع میں نہیں آیا۔ اراس ملی کی سڑک کے قریب سخت حملہ سے دشمن کا مورچہ چھین لیا گیا۔ داسگس میں جرمنی جنوب سونوز کی طرف دھکیل دیئے گئے۔

روسی بیان۔ روسی شمالی دیکھ لا کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں۔ سیرلی کے مغرب میں چند میل کے فاصلہ پر وہ دریائے سکر پیا کے جلکے عبور پر قابض ہو گئے ہیں ضلع نوشران کی چوکیوں پر حملوں کی مدافعت کا بھی روسی مراسلت میں ذکر کیا گیا ہے۔ روسی بظاہر کارپیتھین کے شمالی دروں پر قابض ہیں۔ مگر خرابی موسم ہنگری میں مزید پیشقدمی میں مزاحم ہے۔

جنگ قفقاز۔ قفقاز میں معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کو بھاری زک پہنچ گئی ہے۔ قراگان کے متصل جنگ ہوا ہے۔ ترک جنہیں بظاہر ارض روم سے کمک پہنچ گئی ہے۔ سختی سے روسی پیشقدمی کی مزاحمت کر رہے ہیں۔

شکست یافتہ ترکوں کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔

بم اندازی۔ لنڈن ۱۲ جنوری۔ پولیس نے پیرس میں روشنی کم کرنے کی ہدایت کی ہے۔ تاکہ آلات پرواز کو بم اندازی کا موقعہ نہ ملے۔

البانوی پناہ گزیں۔ لنڈن ۱۵ جنوری۔ ۸۰ ہزار البانوی ترکوں سے بھاگ کر روسی علاقہ میں پناہ گزین ہوئے ہیں۔

لنڈن۔ ۱۶ جنوری۔ واشنگٹن۔ ہوس آف ریپریزنٹیٹوز نے ایک ریزولیوشن پاس کر کے مسٹر گرین سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ سواحل کی حفاظت کی نسبت رپورٹ کریں۔ کیا در بارہ ایرنج سے بڑی توپیں رکھتے ہیں۔ اور کیا جدید جنگی جہازات پر نمونہ ونی قسم کی توپیں بار ہیں۔ مسٹر گرین سیکرٹری سیٹ جنگ ہیں۔

جرمنوں کو جزوی کامیابی۔ پیرس ۱۵ جنوری گزشتہ شب کی مراسلت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ فوکس کورٹ کے شمال مغرب میں ہم نئی جرمن خندقوں کے تباہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ شمال سوئسنز میں دشمن کے حملے روکے گئے۔ ہماری جگہ چھوڑنے کی بڑی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ایسن میں سیلاب کے باعث پل ٹوٹ گئے تھے۔ بعض اتواپ جن کو ہم پیچھے چھوڑ جانے پر مجبور ہوئے۔ ناکارہ کر دیگئیں۔ جرمنوں نے جو آدمی گرفتار کئے۔ ان میں زیادہ تر زخمی ہیں۔ کیونکہ ہم ان کو ساتھ لانے کے ناقابل تھے۔ لیکن ہم نے دشمن کے بہت سے آدمی اسیر کئے ہیں۔ بہر حال اگرچہ جرمنوں کو جزوی کامیابی حاصل ہوئی۔ جو لڑائی کی حالت پر کچھ اثر نہیں ڈال سکتی۔

وزیر خارجہ آسٹریا۔ آسٹروی وزیر خارجہ کونٹ ماں برچٹولڈ کا مستعفی ہونا۔ اور اس عہدہ پر ایک ہنگرین وزیر کے مامور کئے جانے سے ظاہر ہے۔ کہ اہل ہنگری کس قدر جنگ سے مضطرب ہو رہے ہیں۔ ہنگری کے اس عہدہ دار کو وزیر خارجہ کے غیر معمولی منصب پر مامور کر کے اہل ہنگری کی ناراضگی کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ترک تبریز میں۔ لنڈن ۱۵ جنوری۔ طہران ترکی سفیر نے گورنمنٹ ایران کو مطلع کیا ہے۔ کہ ترک اس وقت آذربائیجان سے چلے جائیں گے۔ جبکہ روسی سپاہ یہاں سے بالکل خارج ہو جائے گی۔ اور ولیعہد ایران تبریز میں پہنچ جائیگا۔ موخرالذکر عنقریب طہران سے روانہ ہونیوالا ہے۔

اٹلی کا ہولناک زلزلہ۔ لنڈن ۱۵ جنوری روما۔ شاہ وکٹر عمانوئیل جنہوں نے زلزلہ زدہ مقامات کا معائنہ کیا ہے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ زلزلہ مذکور سسینا کے زلزلہ سے بھی زیادہ ہولناک تھا۔ اویزانو کی آبادی میں سے صرف تین فیصدی آدمی زندہ بچے ہیں۔ دراں حالیکہ سسینا کے زلزلہ میں تیس فیصدی زندہ بچے تھے۔

ہندوستان کی خبریں

نواب صاحب ڈھاکہ کا انتقال پرملال۔ کلکتہ ۱۶ جنوری۔ نواب صاحب ڈھاکہ جو کلکتہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور چہارشنبہ کو وہاں سے ڈھاکہ روانہ ہونے والے تھے۔ شب سہ شنبہ کو انہیں دفعتہً بخار ہو گیا۔ کرنل ڈیری و ڈاکٹر بمپا رنجی علاج کر رہے تھے۔ کل صبح بخار اتر گیا۔ مگر تیسرے پہر بخار کے عارضہ بول میں مبتلا ہو گئے اور اڑھائی بجے نواب صاحب کا انتقال ہو گیا۔

زخمیوں کی آمد۔ ہسپتالی جہاز جو زخمی میدان جنگ سے لایا ہے۔ ان میں تین ہندوستانی افسر بھی ہیں۔ جو ٹانگا نیقا (افریقہ) میں زخمی ہوئے۔ ان میں سے ایک لفٹنٹ کرنل بھگا سنگھ۔ دوئم نواب صاحب سچین جو کیڈٹ کور کے لفٹنٹ اور جنرل تبائی کے اے ڈی کانگ تھے۔ سوئم لفٹنٹ پرتھی سنگ آف کوٹہ ہیں۔

اموات طاعون۔ ہفتہ مختتمہ ۹ جنوری میں ہندوستان میں پلیگ کے ۵۵۹۰ کیس ہوئے جن کی تفصیل ۱۵۰۸ اموات وقوع میں آئیں۔ بمبئی پریزیڈنسی وسندھ ۲۰۲۔ مدراس ۲۲۔ بہار و اڑیسہ ۲۸۴۔ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ ۷۵۲۔ پنجاب ۲۱۳۵۔ برہما ۱۷۲۔ ممالک متوسط ۲۸۶۔ میسور ۸۲۔ حیدرآباد دکن ۷۔ وسط ہند ۵۵۔ اور کشمیر ۱۴۔ گویا ہندوستان کی کل اموات طاعون میں سے تقریباً نصف پنجاب میں ظہور میں آئیں۔

ہندوستانی عیسائیوں کی کانفرنس۔ کانفرنس ہذا کا آئندہ اجلاس موسم گرما میں مدراس میں ہوگا۔

بازار پٹنہ۔ بمبئی ۱۴ جنوری۔ کل روئی کا بازار کچھ سرد تھا۔ قیمتیں قدرے گر گئیں۔ بالخصوص بنگالی روئی کا نرخ گھٹ گیا۔ کیونکہ سابقہ خریدار بیرونی روئی بیچنا چاہتے تھے۔

گورنمنٹ پنجاب نے تجربہ کے طور پر میانکی اور دیوالی تہواروں پر خاص شہر امرتسر میں شراب کی دوکانیں بند رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ریل کی آمدنی۔ ہندوستان کی سرکاری و غیر سرکاری ریلوے کو یکم اپریل سے ۲۰ جنوری ۱۹۱۶ء تک سال گزشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ۱۱۷۵۲۴۰۰ روپیہ کم آمدنی ہوئی ہے۔

الفضل

قادیان دارالامان ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء

حضرت اقدس کی سلسلہ تصنیفات معرض تحریف میں

"خطرے کا الارم"

پادری لوگ جنہوں نے دین اسلام سے برگشتہ کرنے اور اپنے عقائد کی اشاعت کے لئے ایک ہتھیار یہ بھی رکھا ہے کہ وہ مسلمانوں کی مذہبی کتب بالخصوص قرآن مجید اور اس کے ترجمہ کو نہایت عمدہ کاغذ پر دلکش چھپوائی کے ساتھ سستی قیمت پر جو لاگت سے بھی کم ہو۔ شائع کرتے ہیں۔ اور اس کے انڈکس یا فہرست مضامین یا ترجمہ میں اپنی خاص اغراض کو مد نظر رکھتے ہیں۔ جس کا اثر نہایت نامعلوم طریقے پر پڑھنے والے سادہ لوح کے قلب پر ہو جاتا ہے۔ اگر اور کچھ نہ ہو۔ تو کم از کم ان کی ہمدردی تو حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ تعارف کے سلسلہ مواخات و موانست شروع کر کے اپنے مذہب کو پھیلا سکتے ہیں یہ ایک تبلیغ کا راز ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔ اس طریق پر چل کر بہت سی پادریوں نے اپنا مذہب پھیلایا ہے۔ پچھلے دنوں ہمارے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے ایک پادری سے ملاقات کا حال لکھا تھا جس نے سب سے اول ایک قرآن مجید اور ایک بخاری شریف نہایت عمدہ چھپی اور لکھی ہوئی دکھائی اور کہا کہ میں انہیں بڑا محبوب رکھتا ہوں۔ اور پھر وہ حدیث دکھائی جس پر وہ اپنے خیال میں اسلام پر ایک بہت اعتراض رکھتا تھا۔ مطلب احمدی تھا۔ اس لئے پادری اپنی غرض میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ورنہ اپنی طرف سے وہ تیر نشانہ پر بٹھا چکا تھا جس کی خاطر بصرف زر کثیر یہ کتب اس نے اپنے پاس رکھی تھیں۔ میں نے اس واقعہ کو احباب کرام کے سامنے اس واسطے دہرایا ہے کہ وہ خذوا حذرکم کے ماتحت ہمیشہ چوکس رہیں۔ اور اصل غرض و نیت پر نظر رکھا کریں۔ اور معاندوں کے حملات کو اس میزان میں رکھ کر صحیح اندازہ لگایا کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے۔ دیکھو تمہارا سب سے بڑا اور خوفناک دشمن وہ ہے جو دوستی کے لباس میں تم پر حملہ کرے۔ اس نے تم پر بڑی بڑی حملے کئے۔ اور تم محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچے رہے۔ اب بھی وہی تمہارا حافظ ہے۔ اور تمہارا پوزیشن محض دفاعی ہے اب اس نے ایک اور حملہ کی تجویز کی ہے۔ اور سلسلہ کی روح پر اس نے ہاتھ ڈالا ہے۔ وہ حضرت اقدس کی کتابوں کو کلیات کی صورت میں چھاپ کر کتابوں کے نام اور ان کے اثر کو جو علیحدہ علیحدہ رہنے کی صورت میں متصور ہے۔ اور پھر سلسلہ کی تاریخ کو محو کر دینا اور اس کے کارناموں کو مٹانا چاہتا ہے۔ پھر وہ ایک فہرست اپنے نہاں در نہاں اغراض کے ماتحت تیار کر کے اور ہر پیرگراف کا خلاصہ اپنی عبارت میں حاشی پر لکھ کر مطالعہ کرنیوالے کی طبیعت پر سے اس اثر کو محو کرنے کے ارادہ میں ہے۔ جو براہ راست اسے اپنی تحقیق اور فطرت سلیمہ و ذوق صحیح کے مطابق ہو سکتا تھا ؛

میرے دوستو! سنو اور کان کھول کر سنو۔ کیا وہ ناخلف خلف الرشید کہلا سکتا ہے۔ اور اس کی نیت کو صحیح اور اس کے ارادہ کو نیک کہا جا سکتا ہے۔ جو اپنے باپ ان مقدس و مطہر مسیح و مطہر خدا تعالیٰ کی وحی کی ہدایت پر چلنے والے باپ کے مال کو تو ناقص اور غیر ضروری قرار دے۔ اور خود اس کے مقابل طبع کردہ اشیاء کو سونے اور چاندی سے گراں سنگ ظاہر کرے۔ مجھے صاف طور پر کہہ دینا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود کے پاک مال سے چھپی ہوئی کتابیں جو حضور مغفور کے اہتمام میں شائع ہوئی۔ سینکڑوں کی تعداد میں ابھی موجود ہوں اور پہلے ایڈیشن کی موجود ہوں۔ اور ایک شخص خیر خواہی کے لباس میں اٹھے۔ اور اپنی تجارتی طرح یوں ڈالے کہ وہ گراں ہیں یا ناقص ہیں یا نکمی ہیں۔ مجھ سے سستی خریدو۔ گویا خدا کے برگزیدہ نبی نے بے جا طور پر لوگوں کا مال کھانا چاہا تھا۔ اور اپنے خزینے کی واجب قدر نہیں کی۔ اسلئے اب قدر کرنیوالے آئے ہیں۔ اور اسے اعلیٰ اور عمدہ بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں ہمیں خوف ہے کہ کہیں قطع و برید میں اصل مال ہی پر ہاتھ صاف نہ ہو جائے۔ فیشن کے مطابق بناتے بناتے ایسی خلعت تیار نہ ہو جو کسی قد کے مطابق ہی نہ رہے۔ آثار تو ایسے ہی نظر آتے ہیں۔ خدا ہی ہے جو اس سے محفوظ و مصئون رکھ سکتا ہے۔ سلسلہ کے مرکز میں حضرت اقدس کی کتابوں کے پہلے ایڈیشن ہیں۔ اور جو ختم ہیں۔ ان کی طبع کا انتظام بھی احسن پیرایہ پر موجود ہے اب جو ان کی اشاعت کا جوش اپنے دل میں رکھتا ہے وہ اپنا مال اپنی کوشش اس میں لگا سکتا ہے۔ ایک چیز (جس کے معمول میں کسی قسم کی روک نہیں ہے) کی موجودگی میں دوسری چیز کا مہیا ہر شخص کی نیت اور ارادہ پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ مسجد پہلے سے موجود ہے۔ اس کے دروازے کھلے ہیں کوئی ممانعت بھی نہیں۔ جو اخلاص و صدق سے نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ تو اسی میں پڑھیگا۔ مگر جس کے قلب میں زیغ اور فساد ہو۔ وہ اس بہانے سے کہ اس کی دیواریں سنگ مرمر کی نہیں۔ اگر پاس ہی ایک اور مسجد بنائے۔ تو پھر کس قدر روپیہ اس پر خرچ کرے اور کتنا ہی خشوع و خضوع دکھائے وہ مسجد ضرار بنانے کا مرتکب ہو چکا۔ اسکی نماز ہرگز نماز نہیں۔ اور مومن کو اجازت نہیں کہ اس میں کھڑا بھی ہو۔ کیونکہ وہ ناپاک ارادے ناپاک عزم سے بنائی گئی۔ گو اس کا نام مسجد ہی رکھا ہے مگر خبیث نیت نے اسے اللہ کے لئے پاک نہیں رہنے دیا بلکہ ناپاک بنا دیا۔ ایک مندر میں ایک گرجا میں تو مومن کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس مسجد میں کھڑے ہونے کی اجازت نہیں کیونکہ بنانیوالے کی نیت اور ارادہ کا اثر اسمیں نفوذ کر گیا ہے۔ دیکھو ڈاکٹر عبدالحکیم کی تفسیر قرآن کو۔ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو تفسیر کی ہے وہ مسیح موعود نے سنکر اس کی تعریف فرمائی۔ خود مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق تمام معارف یکجا جمع کر دی ہیں حضرت خلیفۃ اول کی تالیفات مطبوعہ و غیر مطبوعہ کا عمدہ اقتباس ان میں موجود۔ مگر جب اس نے مرکز سے قطع تعلق کیا تو وہی تفسیر جو اپنے اپنی مضامین کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور کوئی تغیر و تبدل بھی نہیں ایسی ہو جاتی ہے کہ کوئی اس کو ہاتھ تک نہیں لگاتا۔ اور مولانا نور الدین جیسا باغیرت انسان تو اس کی طب کی کتابوں کو بھی واپس کر دیتا ہے۔ کیوں ؟ اس تفسیر کا تعلق ایک ایسے انسان سے ہے۔ جس نے اطاعت سے خروج کیا اور صداقت کا انکار کیا خدا کے مامور اور اس کے پاکباز بندے نے نہ چاہا۔ کہ پڑھنے والوں کی روحانیات پر اس کا اثر پڑے۔ پس میرے عزیزو! جو قطع تعلق کر کے اپنی علیحدگی کا اعلان کر چکے ہوں۔ جن کے عقائد خدا کے نبی کے عقائد کے صریح خلاف ہوں۔ جو ہتک حضرات میں دلیر ہوں۔ انکے کسی باغ کو گلزار پر بہار نہ سمجھو کہ اس میں کانٹے ہی کانٹے ہیں اور وہ جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ دراصل سراب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دھوکا کھا جاؤ۔ تمہارے باپ کو بھی ایک دھوکا دے کے مشکلات میں ڈالا گیا تھا۔ مگر وہ سنبھل گیا۔ اور دعاؤں کے زور سے فتحیاب ہوا۔ تم بھی استغفار سے کام لو۔ اور اس ہدایت کی پیروی کرو جو تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ✤

ردِ تناسخ

تناسخ ایک ایسا ناقابلِ تسلیم اور دور از فہم مسئلہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں میں سے صرف ایک قلیل حصہ یعنی ہندو مذہب والے اس کے قائل ہیں۔ اور وہ بھی اس لئے نہیں کہ کوئی دلیل یا ثبوت اس کے متعلق اپنے پاس رکھتے ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کی مذہبی کتب میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور اس کے نہ ماننے سے ان کے بڑے بڑے اہم مذہبی اصول پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ تناسخ سے وہ یہ مراد لیتے ہیں کہ انسان اپنے اعمال کے مطابق قالب بدلتا رہتا ہے یعنی کبھی وہ مرنے کے بعد عورت۔ کبھی مکھی۔ کبھی بیل۔ کبھی گھوڑا۔ کبھی کتا۔ اور کبھی سور وغیرہ وغیرہ بنتا رہتا ہے۔ یہ غلطی ان کو اس وجہ سے لگی ہے۔ کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو محض ایک جج اور منصف کی حیثیت دے رکھی ہے۔ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ کہ کسی کے گناہ بخش دے۔ یا کسی کے تھوڑے اعمال کا اسے زیادہ بدلہ دے سکے۔ بلکہ اس کا تو یہ کام ہے۔ کہ انسان جو کچھ کرے۔ اسی کے مطابق وہ اس کے نتائج مرتب کرے اور ان میں ذرا کمی بیشی نہ کرے۔ پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ چونکہ لوگوں کے اعمال محدود ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا کسی کو دائمی مکتی یعنی نجات نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اگر وہ لوگوں کے محدود اعمال کے بدلہ میں ان کو ہمیشہ کے لئے نجات دیدے تو وہ نا انصاف ٹھہرتا ہے۔ گو دائمی نجات نہ دینے کی وجہ تناسخ کے قائل یہ بیان کرتے ہیں۔ لیکن دراصل ایک اور ہی وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ وید کی رو سے پرمیشور کسی روح کو دائمی نجات دینا ہی نہیں چاہتا۔ کیونکہ وید کہتا ہے کہ تمام ارواح غیر مخلوق ہیں۔ اور خدا کا ان کے بنانے یا مٹانے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس صورت میں اگر پرمیشور ان کو دائمی نجات دیدیتا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا تھا۔ کہ ہر ایک وہ روح جو دائمی نجات پا لیتی۔ ہمیشہ کے لئے پرمیشور کے قبضۂ تصرف سے نکل جاتی۔ اور رفتہ رفتہ آخر وہ زمانہ آ جاتا۔ کہ ایک روح بھی پرمیشور کے ہاتھ میں نہ رہتی۔ اور پھر مجبوراً پرمیشور کو خالی ہاتھ بیٹھنا پڑتا اور آئندہ دنیا کا سلسلہ نہ چل سکتا۔ کیونکہ تناسخ کے ماننے والوں کے نزدیک پرمیشور کسی روح کے پیدا کرنے پر تو قادر ہی نہیں ہے۔ اور جب وہ کوئی نئی روح پیدا نہیں کر سکتا۔ اور جو پہلے پیدا ہو چکی ہوئی ہیں۔ وہ اس کے قبضہ سے نکل جاتیں۔ تو ناچار یہی ہوتا۔ کہ آئندہ دنیا کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ بس اس خوف اور ڈر کی وجہ سے پرمیشور کسی روح کو خواہ اس کے اعمال تناسخ کے چکر میں پڑنے کے قابل نہ بھی ہوں۔ تو بھی کسی نہ کسی حیلہ سے اسے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ اور کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے بدلہ میں جو اسی غرض سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔ تاکہ قالب بدلانے کے کام آئے۔ اسے کسی اور جون میں بھیجا جاتا ہے۔ اور اس طرح تناسخ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تناسخ کے ماننے والوں کو اس کے ایجاد کرنے کی صرف اسی لئے ضرورت پڑی ہے۔ کہ ان کے ویدوں نے خدا تعالیٰ کو وہ حیثیت دی ہے۔ جو دنیا میں ایک مجسٹریٹ یا جج کی ہوتی ہے۔ مجسٹریٹ کے یہی اختیار ہوتے ہیں۔ کہ وہ فریقین کے بیانات پر مقدمہ کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور اسے یہ اختیار نہیں ہوتا۔ کہ اپنی مرضی سے مدعی یا مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ کر دے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو یہ درجہ دینا بہت بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا تعلق ہر ایک چیز سے منصف یا جج کی طرح نہیں۔ بلکہ مالک اور مملوک کی طرح ہے جس طرح دنیا میں ایک مالک اپنی مملوکہ اشیاء پر اختیارات کلی رکھتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کے متعلق پورے پورے اختیارات رکھتا ہے۔ وہ چاہے۔ تو کنگال اور مفلوک الحال کو بادشاہ بنا دے۔ اور چاہے۔ تو بادشاہ کو مفلس اور نادار کر دے۔ چاہے تو گناہوں کے بدلہ جہنم میں ڈالدے۔ اور چاہے تو عصیان کو اپنے رحم اور فضل کے پانی سے دھو کر صاف کر دے۔ یہ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے بندوں کو دائمی نجات دیتا ہے۔ کیونکہ اسے یہ خطرہ نہیں ہے۔ کہ ارواح میرے ہاتھ سے نکل کر مجھے بیکار چھوڑ جائینگی۔ وہ روحوں کو پیدا کر سکتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ وہ ان کو ہر وقت اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے۔ اور رکھتا ہے کیونکہ وہ ہر ایک چیز کا مالک ہے۔ اس کی نسبت ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ایسا مالک ہے۔ جو رحیم ہے۔ جو جواد ہے جو فیاض ہے۔ جو گناہ بخشنے والا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ اپنی مملوکہ چیزوں کی نسبت منصف ہے کیونکہ منصف کا درجہ مالک کے درجہ سے بہت ادنیٰ نسبت نہیں رکھتا۔ دیکھو اگر ایک منصف کے سامنے قرضخواہ اپنے قرضہ کا مقدمہ پیش کرے۔ تو اس منصف کو یہ اختیار نہیں ہے۔ کہ مقروض کا قرضہ معاف کر دے۔ اور ایسا کرنا کسی بہت بڑے اختیارات رکھنے والے منصف کے بھی اختیار میں نہیں ہے۔ کیونکہ اسے کام انصاف کرنا ہے۔ اور انصاف یہی چاہتا ہے۔ کہ قرضخواہ کو مقروض سے قرضہ دلوایا جاوے۔ تو پھر منصف کے لئے کوئی صورت نہیں ہے۔ کہ مقروض کو معاف کر دے۔ لیکن قرضخواہ اپنے مقروض کو معاف کر سکتا ہے۔ اور اسے کوئی روک پیش نہیں آ سکتی۔ کیونکہ وہ اپنے قرضہ کا آپ مالک ہے۔ اس لئے اسے اختیار ہے۔ کہ معاف کرے۔ یا نہ کرے۔ پس خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک ہے۔ اس لئے جسطرح چاہے وہ کر سکتا ہے۔ نہ کہ ہر ایک چیز کی نسبت منصف ہے۔ کہ بعض معاملات کو طے کرنے میں عاجز آ جاتا ہے۔ ہندوؤں نے چونکہ خدا تعالیٰ کو ایک منصف کی حیثیت دی ہے۔ اس لئے انہیں تناسخ کا مسئلہ ایجاد کرنا پڑا ہے۔ جس کے لئے ان کے پاس نہ کوئی عقلی اور نہ کوئی نقلی دلیل ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تناسخ کے چکر میں گھوم رہے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتا سکتے۔ کہ پہلے کس قالب میں تھے۔ اور کس کس جون میں رہ چکے ہیں۔ اگر تناسخ کے قائل صرف یہی سوال حل کر دیتے۔ تو پھر کسی کو ان کے اس مسئلہ پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہتی۔ لیکن افسوس کہ اس کا جواب کسی سے بن نہیں پڑتا۔ البتہ اس سوال کی اہمیت اور معقولیت کو وہ خود بھی خوب تسلیم کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی اس کا وہی جواب دینے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ جو ان سے طلب کیا جاتا ہے۔ یعنی اپنے پہلے جنم کے حالات بیان کرنے والے کسی انسان کا قصہ پیش کر کے اپنی تائید چاہتے ہیں۔ چنانچہ حال میں ایک ہندو اخبار نے لکھا ہے کہ "آج ہم ایک زبردست ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں امید ہے کہ وہ منکرین تناسخ کو سرِ تسلیم خم کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہنے دیگا۔" اور وہ واقعہ یہ درج کرتا ہے۔ کہ "قصبہ کھنڈیار تحصیل گوہر ریاست گوالیار میں ۲۷۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو کچھ راجپوتوں میں اراضی کے متعلق باہم تکرار ہو گیا۔ اور نوبت مار پیٹ تک پہنچی۔ بسمی ہر مل نے اپنے بھتیجے کو گولی سے مار دیا۔ اور خود فرار ہو گیا۔

چند آدمی گرفتار کئے گئے۔ اور مقدمہ عدالت میں سماعت ہونے لگا۔

یہ مقدمہ مدت تک چلتا رہا۔ اور اس کا کچھ فیصلہ نہ ہو سکا۔ اسی اثناء میں ۱۸۸۱ء میں ایک پنجسالہ لڑکے نے جو کہ دیارام نامی شخص موضع تناداس پرگنہ جیگن سے اپنے گذشتہ جنم کا حال اپنے والدین کو سنایا۔ اور اپنے حسب نسب وغیرہ کا ذکر بھی کیا۔ اور اپنے قتل ہونے کا ماجرا بھی سنادیا۔ یہ خبر چاروں طرف اڑی۔ اور اس لڑکے کا گذشتہ جنم کا بھائی بیر بھدر اس کو دیکھنے کے لئے دیارام کے گھر پہنچا۔ لڑکے نے اس کو پہچان لیا۔ اور گذشتہ جنم کی باتیں سنانے لگا۔ اس نے یہ بھی بتلایا۔ کہ فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا لڑکا منشی پربھودیال صاحب نائب دیوان کی عدالت میں ثبوت کے لئے پیش کیا گیا۔ اس نے مقدمہ کے متعلق تمام سوالات کا جواب دیا۔ اور کئی آدمیوں میں سے اپنے دو بھائیوں کو شناخت کر لیا۔ اور کہا کہ وہ اپنی استری کو بھی پہچان سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ"۔

اول تو یہ ایک ایسا من گھڑت قصہ ہے۔ جو ۱۸۸۱ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اور آج اس کو ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ جس کی نہ کوئی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اور نہ حق اور باطل علیحدہ ہو سکتا ہے۔ تاہم اگر ہندو صاحبان اس واقعہ کو تناسخ کے مسئلہ کے متعلق زبردست ثبوت مانتے ہیں۔ تو امید ہے۔ کہ مندرجہ ذیل باتوں کو حل کر دیں گے۔

اول ۱۸۸۱ء میں اس آدمی کے مارے جانے اور ۱۸۸۱ء میں ایک پانچسالہ لڑکے کے قالب میں حلول کر کے اپنے گذشتہ جنم کی باتیں سنانے کو اگر صحیح مان لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مرنے کے ساتھ ہی اپنے نئے والدین کے ذریعہ جنم لینے کے قابل ہو گیا تھا۔ کیونکہ ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۱ء تک پانچسال بنتے ہیں۔ پس اگر "انسان اپنے اعمال کے مطابق قالب بدلتا رہتا ہے"۔ تو اس شخص نے ایک قالب سے [illegible] کر دوسرا اور کوئی قالب کیوں نہ بدلا۔ اور فی الفور پہلے قالب میں ہی کیوں جنم لیا یعنی انسان ہی بنا۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ اس کے پہلے اور دوسرے والدین کے حالات میں فرق ہوگا۔ اس لئے اس کے حالات میں بھی تغیر واقعہ ہو جائیگا۔ یعنی پہلے اگر وہ دولتمند والدین کے گھر پیدا ہوا تھا۔ تو دوسرے جنم میں وہ اس لئے انسانی قالب میں ہی ڈھالا گیا۔ تاکہ اپنے اعمال کے باعث غریب والدین کے گھر پیدا ہو کر سزا بھگتے۔ یا اس کے برخلاف پہلے وہ غریب گھر میں پیدا ہوا تھا۔ تو دوسرے جنم میں وہ دولتمند ماں باپ کے ہاں اس لئے پیدا ہوا۔ کہ اپنے اعمال کے باعث آرام و آسائش کی زندگی بسر کرے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ دنیا میں ہزاروں لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں۔ جو غریب اور مفلس والدین کے ہاں پیدا ہو کر بڑے امیر اور کبیر بن جاتے ہیں۔ اور اسی طرح بڑے دولتمند اور مالدار ماں باپ کے ہاں پیدا ہونے والے دربدر ٹھوکریں کھاتے اور بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دنیا میں ہی بغیر دوسرے قالب اور دوسرے خاندان میں پیدا کرنے کے کسی غریب کو امیر اور امیر کو غریب بنا سکتا ہے۔ پس اگر یہی وجہ اس کے قالب بدلنے کی بیان کی جائے۔ تو کسی صورت میں بھی اس کو صحیح نہیں مانا جا سکتا۔ کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ پھر کیا کوئی تناسخ کے قائل صاحب تناسخ کے منکرین کو اس بات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ کہ کیوں ان کے پرمیشور نے اس شخص کو ایک انسانی قالب سے نکال کر فوراً ہی دوسرے انسانی قالب میں ڈھال دیا۔

دوم یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب ہر ایک روح متواتر قالب بدلتا رہتا ہے۔ اور پھر ایک انسان کئی دوسرے قالب سے مخلصی پا کر انسانی قالب حاصل کرتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہر ایک انسان کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ میں پہلے فلاں قالب میں تھا۔ اور اب انسان بنا ہوں۔ اور کیوں کسی ایک آدھ کی طرف سے ہی گذشتہ جنم کے حالات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور تمام کے تمام انسان نہیں بتا سکتے۔ کیا کوئی ایسی خصوصیت بتائی جا سکتی ہے۔ جو گذشتہ جنم کے حالات یاد دلانے کا موجب ہوتی ہو۔

تناسخ کے ثبوت میں اس قسم کے بناوٹی قصص پیش کرنے سے تناسخ کی تائید نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا اور پول ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے قصوں کا نہ بیان کرنا بیان کرنے سے اچھا ہے۔ امید ہے۔ کہ سمجھدار لوگ اس بات کو سمجھ جائینگے۔

خوشخبری

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے درس قرآن شریف کے نوٹ تیسویں پارہ کے شائع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب پہلے پارہ سے عمدہ کاغذ پر درس قرآن کے نوٹ چھپنے شروع ہو جائیں گے۔

"درس قرآن کے نوٹ" تو اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت **خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ** کی تقریر کا جو نہائت تیز اور رواں ہوتی ہے۔ سارا لکھ لینا ناممکن ہے۔ اور جو کچھ سعی بلیغ سے لکھا جاتا ہے۔ اس کو ہو بہو وہی درس نہیں کہا جا سکتا تاہم ہر ایک آئت کے معانی اور مطالب مسلسل لکھے جاتے ہیں۔ اور تقریباً تمام تقریر ضبط کر لی جاتی ہے۔ اس لئے ان نوٹوں کو تفسیر القرآن کہنا چاہئے۔ جو علاوہ حقائق اور معارف کا ایک خزینہ ہے۔ اس لئے کسی احمدی کو اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرنی چاہئے۔ اخبار الفضل میں انشاء اللہ مسلسل درس چھپتا رہیگا۔ اسلئے احباب الفضل کے خریدار بنکر اسکو حاصل کریں۔ اور درس کے علاوہ اخبار الفضل جو نہایت مفید اور کارآمد مضامین شائع کر رہا ہے۔ اور جس کا کاغذ بھی حال میں باوجود گرانی کے آگے سے بہت عمدہ کر دیا گیا ہے۔ اخبار کی قیمت چھ روپے سالانہ ہے۔ اور اسی قیمت میں درس بھی دیا جائیگا قیمت باقساط بھی وصول کی جا سکتی ہے۔ لیکن بہر حال پیشگی قیمت وصول کی جاتی ہے۔ جو احباب اخبار الفضل کے خریدار ہیں۔ ان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ دوسرے احباب کو یہ خوشخبری [illegible]

حضرت مسیح موعود کا ایک مکتوب

نواب صاحب کے بارے میں جو آپ نے دریافت فرمایا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دُعا کرتا رہا ہے۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبتدل ہو گئی ہے۔ اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں۔ اور بشاشت خوشی اور صفائی سے یہ خواب آئی۔ اور یہ خواب بطور کشف تھی۔ چنانچہ اسی صبح نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دُعا کے لئے درخواست کی۔ اور بطور نذر پچاس روپے بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی۔ اس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دُعا کے لئے الحاح ہو چکی تھی چونکہ یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا۔ اس لئے ان کے لئے دُعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا۔ اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دیکھی گئی۔ تو اس دن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے بھی توجہ سے دُعا کریں۔ سو بعد نماز عصر وقت صفا پایا۔ اور دُعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی بعد دُعا اسی جگہ الہام ہوا۔ کہ نجّیٰ ہما من الغم۔ یعنی ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے۔ چونکہ یہ عاجز اسی دن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا۔ اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت سی تسلی دی گئی تھی اس لئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دی گئی۔ اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے۔ اور اتفاقاً دو ہندو ملا وامل اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں۔ عین اس وقت پر موجود تھے۔ انکو بھی اسی وقت اطلاع دی گئی۔ اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے انکو بھی خبر دی گئی۔ پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آ گیا کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے۔ سو چونکہ یہ دُعا اسی کام کے لئے گئی تھی پھر اطلاع دینا فضول سمجھا گیا۔ مگر خداوند کریم کا بڑا شکر ہے۔ کہ جمع کثیر میں یہ الہام ہوا۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ عین الہام کے صدور کے وقت دو ہندو موجود تھے۔ جن کو اسی وقت مفصل بتایا گیا۔ اور دوسرے نمازیوں کو بھی خبر دی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو بھی لکھا گیا ۔

نواب علی محمد خان صاحب کی ارادت اور محبت اور دلی توجہ اور اخلاص قابل تعریف ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہر ایک غم سے خلاصی بخشے۔ اور حسن عافیت عطا فرمائے۔ آپ نواب صاحب کو بھی اطلاع دیں کہ مالیر کوٹلہ سے نواب ابراہیم علی خان صاحب والی مالیر کوٹلہ کے ایک سررشتہ دار کا خط آیا ہے کہ وہ مبلغ پچاس روپے بطور امداد بھیجیں گے مگر ابھی نہیں آئے ۔

(۲) مخدومی مکرمی حضرت والاشان نواب صاحب دام اقبالہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا و الانامہ آنحضرت عین انتظار میں اس احقر عباد کو پہنچا۔ خداوند کریم کے لطف و احسان کا کیا شکر یہ ادا کیا جاوے جس نے اس ناچیز کی دُعا کو قبول فرمایا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آنمخدوم کا منی آرڈر بھی پہنچ گیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ واحسن الیکم فی الدنیا و الآخرۃ۔ آنمخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت سی مدد فرمائی خدا تعالیٰ آپ کو خوش و خورسند رکھے۔ اور آپ کی عمر و عزت اور عافیت میں برکت اور ترقی بخشے۔ حضرت خداوند کریم کی محبوبیت کی ایک یہ نشانی ہے۔ کہ بعض اوقات آپکی ترقیات کی مجھ کو وہ خبر دیتا رہتا ہے۔ اور پرسوں کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی۔ کہ ابھی آنمخدوم کا منی آرڈر نہیں پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آرڈر آپکی طرف سے برنگ زرد مجھ کو حالت کشفی میں دکھایا گیا۔ اور پھر آنمخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی۔ اور آپکے مافی الضمیر اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا۔ جس میں بہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آنمخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا کہ میرے خیال میں یہ آپ ہی کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشاء تین ہندوؤں اور بہت سے مسلمانوں کو بھی بتلایا گیا اور از اں بعد آں مخدوم کا منی آرڈر۔ اور خط بھی آگیا۔ سو حضرت خداوند کریم کا پیش از وقوع آپکے نام اور آپکے منی آرڈر اور آپکے خط اور آپکے مضمون خط اور آپکے مافی الضمیر سے مطلع فرمانا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپکے حال پر رحمت شامل ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ آں مخدوم کے لئے یہ عاجز دُعا کرے گا۔ اور آپکے دلی اعتقاد اور ربط بھی قائم مقام دُعا کا ہی ہو رہا ہے۔ اور دلی دُعا اور ربط کو دُعا میں بہت دخل ہے۔ اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اس کے حق میں کسی وقت دُعا نہ کرے تب بھی اثر ہو جاتا ہے مجھ کو یاد ہے کہ شاید عرصہ تین ماہ کا یا کچھ کم و بیش ہوتا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجھ کو بھیجا کہ جو میں نے امتحان تحصیلداری کا دیا ہے۔ اس کی نسبت دُعا کریں کہ پاس ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور ہی دُعا کریں مجھ کو وہ خط پڑھ کر بجائے دُعا کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارے میں کس قدر ہم و غم ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی تمام تر نفرت اور کراہت چاک کر دیا۔ اور دل میں کہا کہ دنیوی غرض اپنے مالک کے پیش کروں۔ اس خط کے چاک کرتے ہی الہام ہوا کہ ” پاس ہو جاویگا “ وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتایا گیا۔ چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا۔ فالحمد للہ سو خداوند کریم کی عالی شان درگاہ نازک آداب ہیں۔ جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہوتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط اور محبت اور اعتقاد کرنا ان معاملات میں بہت کچھ دخل ہے۔ صاحب محبت اور ارادت کے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات بباعث عین محبت دُور کئے جاتے ہیں۔ کہ اُن کی اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کا اب تک کچھ روپیہ نہیں آیا۔ مناسب ہے کہ آں مخدوم تاکیدی طور پر ان کو یاد دلائیں

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان
۱۱۔ مئی ۱۸۸۴ء

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ کر اثر رکھتا ہے کیونکہ یہ وہ اشعار ہیں جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں انہیں جو رقت و سوز ہوتا ہے وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں۔ اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولیٰ کی الفت و محبت میں لکھے جاویں۔ ان کا اثر جادو سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ ناظرین ایک نسخہ منگا کر ملاحظہ فرماویں کاغذ، لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے۔ قیمت ۸ علاوہ محصولڈاک ۔ دفتر الفضل قادیان سے طلب کرو ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۵ جنوری ۱۹۱۵ء کو دیا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۔ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔

ایک بہت بڑی مرض جو انسان کی روح کو کھانے والی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنے منشا۔ اپنے ارادے اور اپنے خیالات اور اپنی آرزو کے مطابق مذہب کی جو بات دیکھتے ہیں۔ صرف اسی پر عمل کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ اور اس سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اطاعت ہو گئی ہے چونکہ انسانوں کی فطرتیں انکے اخلاق اور عادات مختلف حالات اور مختلف صحبتوں کی وجہ سے بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک انسان اپنا ایک خاص ذوق رکھتا ہے۔ اپنے ذوق کو انسان آسانی سے پورا کر لیتا ہے۔ اگر ہندوستان کے ہی مختلف علاقوں میں لوگوں کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض جگہ کے لوگ نمازوں کے زیادہ پابند ہوتے ہیں۔ اور روزوں میں سستی کرتے ہیں۔ اور بعض جگہ کے لوگ زکوٰۃ تو بڑی پابندی سے دیتے ہیں۔ مگر نماز روزہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ اسی طرح بعض جگہ نماز روزہ کی تو پابندی کی جاتی ہے۔ مگر زکوٰۃ نہیں دیتے۔ بعض جگہ کے لوگ حج نہیں کرتے۔ اور بعض تو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر حج کے لئے بھی جائیں تو شاذ ہی اس سفر میں بھی نماز پڑھیں۔ اب اس نماز اس روزہ اس زکوٰۃ اس حج کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوتے تو جس خدا نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اسی نے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور جس خدا نے زکوٰۃ دینے کا ارشاد فرمایا۔ اسی نے حج کی تاکید فرمائی ہے۔ لیکن انکے ایک حکم ماننے اور دوسرے کو ترک کرنے۔ ایک حکم کے قبول کرنے اور دوسرے کو رد کرنے نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ایسے لوگ جس فعل کو خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سمجھتے ہیں وہ اصل میں فرمانبرداری نہیں بلکہ ان کے نفس اور ذوق کے مطابق وہ بات تھی جو کہ انھوں نے کر دیا ہے۔ اس اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت تب ملتا ہے جبکہ ہر ایک جگہ میں اور ہر ایک حکم کا مطیع اور فرمانبردار انسان اپنے آپ کو کر دکھائے۔ خواہ وہ حکم اس کے ذوق۔ منشاء خواہش خیالات رسم و رواج اور عادات کے مطابق ہو یا مخالف۔ وہ اس میں اپنی اطاعت اور فرمانبرداری میں سر مو فرق نہ آنے دے۔ لیکن اگر کوئی انسان احکام کے ایک حصہ کی اطاعت اور ایک حصہ کی مخالفت کرتا ہے تو اسے خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اس بات کو اطاعت اور فرمانبرداری سمجھنے سے اس کا نفس اسے دھوکا اور فریب دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں اطاعت کیش ہوں۔ حالانکہ وہ نافرمان ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے دوستوں میں داخل ہوں۔ حالانکہ اس کا دشمنوں سے تعلق ہے۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی فرمانبرداری کا ثبوت تب ہی ملتا ہے جبکہ وہ اپنے عادات۔ خیالات اور ذوق کے خلاف باتوں میں بھی اطاعت کرے۔ اور انکے پورا کرنے میں پورا نکلے۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی طبیعتوں میں غصہ نہیں ہوتا۔ انکے خلاف اگر کوئی بات کہتا ہے تو وہ بڑی خندہ پیشانی سے اس کو برداشت کرتے ہیں۔ اور عفو اور درگذر خدا تعالیٰ کی ان پاک تعلیموں میں سے ہیں۔ جو اس نے انسان کے لئے مقرر فرمائیں تو بیشک ایسے انسان عفو اور درگذر کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسا موقع آئے۔ جہاں خدا تعالیٰ کے لئے غضب اور ناراضگی کی ضرورت ہے۔ اور وہ وہاں بھی عفو اور درگذر کرتے ہیں تو معلوم ہوا۔ کہ ان کا یہ عفو اور درگذر کوئی اور چیز ہے۔ کیونکہ ان کا عفو اگر خدا تعالیٰ کے حکم اور منشاء کے ماتحت ہوتا تو جہاں اللہ تعالیٰ کا منشاء تھا کہ عفو کی بجائے غضب ہو وہاں کیوں غضب سے کام نہ لیتے۔ اور عفو کو دور کر دیتے یہ ان کی عادت ذوق اور طبیعت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ایسا کرتے تھے۔ اور اس کو خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں کہا جا سکتا۔ اطاعت اسی کا نام ہے۔ کہ جب اپنے عادات۔ اپنے خیالات اپنی خواہشات اور اپنی آرزوؤں کے خلاف کوئی حکم پہنچے۔ تو اس پر عمل کر کے دکھایا جائے۔ یہود کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کا یہی حال تھا۔ یہ بڑے بڑے گناہ تو کر لیتے تھے اور بڑے ضروری احکام کی خلاف ورزی کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن چھوٹی باتوں اور حکموں کے متعلق کہتے کہ ہم انکی پابندی کرتے ہیں کیونکہ یہ خدا کے حکم ہیں۔ ان کو حکم تھا کہ یہود کو قتل مت کرو جس طرح ہمیں حکم ہے۔ اسی طرح ان کو تھا۔ کہ وہ لوگوں پر ظلم نہ کریں۔ انہیں قتل نہ کریں۔ اور اپنے لوگوں کو گھروں سے نہ نکالو۔ یہی حکم مسلمانوں کو ہے مگر یہود لڑائی جھگڑے میں خوب ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ انکے تین قبیلے مدینہ میں رہتے تھے۔ بنو نضیر۔ بنو قینقاع۔ بنو خزاعہ انکے نام تھے۔ بنو نضیر مشرکین کے ایک گروہ کے ساتھ تھے اور بنو قینقاع اور بنو خزاعہ دوسرے کے حلیف تھے۔ جب مشرک آپس میں لڑتے۔ تو انہیں بھی ساتھ ہی لڑنا پڑتا تھا۔ اور ایک دوسرے کے آدمی بھی مارے جاتے تھے۔ جلاوطن کئے جاتے تھے۔ یہاں تک تو کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے قتل کرنے اور جلاوطن کرنے سے منع کیا ہوا ہے اس لئے نہ کریں لیکن جب ان کا کوئی آدمی قید ہو جاتا تو پھر وہ چندہ کر کے اس کے چھڑانے کی فکر کرنے اور کہتے کہ بائبل کا چونکہ حکم ہے کہ کوئی یہودی غیر قوم کے پاس قیدی نہ رہے۔ اس لئے ہم اس حکم کی تعمیل کے لئے اسے چھڑاتے ہیں انہیں قتل کرنے اور جلاوطن کرنے کے وقت تو بائبل کا حکم یاد نہ آیا لیکن قیدی کے لینے یاد آ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بھلا انکی اس اطاعت سے ہم خوش ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ایسی اطاعت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں جو حکم اپنی مرضی کے مطابق دیکھا۔ اس کی تعمیل کر لی۔ اور جو نہ دیکھا اس کو پس پشت ڈال دیا ایسی اطاعت سے ہم خوش نہیں ہو سکتے بلکہ اور غصہ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم ذلیل اور خوار کرینگے۔ یہ شریر آدمی جب اپنی مرضی کے خلاف بات دیکھتے ہیں تو بڑے بڑے احکام کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور انکی خلاف ورزی کر لیتے ہیں۔ اور جب اپنی مرضی کے مطابق پاتے ہیں تو مان لیتے ہیں۔ مومن کی شان سے یہ بات بعید ہے۔ مومن تو ہر ایک بات اور ہر ایک حکم میں خواہ وہ اسکی مرضی کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی رضامندی کے حاصل کرنے کی سعی اور کوشش کرتا ہے یہ بہت گندی مرض ہے کہ جو بات اپنی مرضی کے مطابق دیکھی اس کو مان لیا اور جو خلاف ہوئی۔ اس کو ترک کر دیا۔ مومن خدا تعالیٰ کے احکام میں اپنی مرضی نہیں دیکھتے۔ وہ ہر بات میں خدا تعالیٰ کی مرضی

کو نظر رکھتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے۔ کہ ایک شخص زانی تھا۔ جسے اس کو نصیحت کی کہ یہ کام چھوڑ دو وہ کہنے لگا یہ تو اس صورت میں عہد کیا ہوا تھا اگر تم سے بے وفائی نہیں کروں گا اچھا اب آپ فرماتے ہیں تو میں بے وفائی کا جرم کر لیتا ہوں اس شخص نے تب بے وفائی اور عہد کے توڑنے کو تو گناہ سمجھا لیکن زنا کرنے کے وقت اسے کسی گناہ کا خیال نہ آتا تھا۔ تو بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ایک مذہب جب اپنی خواہشات کو پورا کر لیتے ہیں۔ اور جوش نکال لیتے ہیں تو پھر کسی چھوٹی سی بات کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا حکم اس کے خلاف ہے اسلئے ہم اس گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے۔ لیکن مومن کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ہر وقت ہوشیار رہے۔ اور خدا تعالیٰ کے تمام حکم خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔ اس کی مرضی اور خواہش کے مطابق ہوں یا خلاف۔ سب میں فرمانبرداری اور اطاعت کرے۔ اور کسی بات کی بھی خلاف ورزی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو اپنے تمام احکام کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق دے۔ اور ہر قسم کی نافرمانی سے بچائے ۔

نومبائعین

میاں نقیب محمد صاحب ۔ ضلع گوجرانوالہ
اہلیہ صاحبہ " " "
میاں لدھا صاحب " "
میاں یٰسین صاحب " "
مولوی ابراہیم صاحب ۔ ضلع لائل پور
شیخ غلام محمد صاحب ۔ ضلع گوجرانوالہ
بھاگ دین صاحب " "
غلام محمد صاحب " "
میاں محمد حیات صاحب " "
میاں فتح الدین صاحب ۔ ضلع لاہور
حکیم جمال دین صاحب ۔ ضلع جالندھر
میاں غلام محمد صاحب ۔ ضلع ہوشیار پور
ہمشیرہ " " "
چوہدری نواب خاں صاحب ۔ ضلع گورداسپور
میاں غلام محمد صاحب ۔ ضلع جہلم ۔

مُبلغین کالج کے لئے لیکچروں کا سلسلہ

مبلغین کالج کی جس میں حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر اندر مبلغین تیار کئے جاویں گے باقاعدہ پڑھائی شروع ہو چکی ہے۔ اور ان کے لئے لیکچروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ یعنی سلسلہ کے چیدہ چیدہ علماء کے مختلف مضامین پر لیکچر ہونگے۔ سر دست پہلی سہ ماہی کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام مقرر ہوا ہے۔ یہ لیکچر [illegible] اس لئے مقرر ہوا ہے تاکہ بیرونی احباب بھی اگر لیکچروں سے مستفید ہونا چاہیں تو ہو سکیں۔ اس سہ ماہی کے گذرنے پر انشاء اللہ تعالیٰ دوسری سہ ماہی کا پروگرام شائع کیا جاویگا۔

پروگرام سہ ماہی اول کا یہ ہے۔

تاریخ		مضمون	لیکچرار
۲۴۔ جنوری ۱۹۱۵ء	بروز یکشنبہ	ہستی باری تعالیٰ	حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یا میر محمد اسحٰق صاحب۔
۳۱ " "	"	ملائکہ	میر محمد اسحٰق صاحب۔
۷۔ فروری ۱۹۱۵ء	"	کفر و اسلام	حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب۔
۱۴ " "	"	دعا	مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔
۲۱ " "	"	فضیلت قرآن شریف	مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب۔
۲۸ " "	"	سکھ ازم	ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور
۷۔ مارچ ۱۹۱۵ء	"	ختم نبوت	میر محمد اسحٰق صاحب۔
۱۴ " "	"	تقدیر	مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۲۱ " "	"	قدامت وید	ماسٹر محمد یوسف صاحب نور
۲۸ " "	"	بدھ و جین مذاہب	ماسٹر عبد الرحیم صاحب۔

خاکسار شیر علی سیکرٹری
ترقی اسلام

ریویو

خدا تعالیٰ جزائے خیر دے منشی محمد وزیر خان صاحب احمدی کو جنہوں نے حضرت حجۃ اللہ علی الارض امام ربانی حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ مکتوبات جو آپ نے وقتاً فوقتاً ہنود و دیگر برہمو مذاہب کے لیڈروں کے نام اتمام حجت کے لئے لکھے۔ چھپوا کر ان کی تیسری جلد [illegible] صفحہ کی شائع کی ہے گو لکھائی چھپائی کی طرف خاص توجہ نہیں کی گئی تاہم یہ کوئی ایسا نقص نہیں جو المکتوبات نصف الملاقات کے مقولہ کو نظر رکھنے والے اصحاب کے لئے اس کی خریداری میں روک کا باعث ہو سکے۔ جسقدر حقایق اور معارف ان خطوط میں بھرے ہوئے ہیں۔ انکے متعلق کسی تعریف کی ضرورت نہیں۔ انسان پڑھ کر وجد میں آجاتا ہے۔ یہ مجموعہ ۸ر قیمت پر محمد یٰسین صاحب مہاجر تاجر کتب قادیان سے مل سکتا ہے ۔

جنازہ غائب

مسماۃ فاطمہ بی بی زوجہ نور احمد صاحب طالب علم ہائی سکول قادیان اور مرزا افضل علی صاحب ساکن [illegible] جو کہ بڑے پرجوش مخلص احمدی تھے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کریں۔

(۲) منشی چوہدری محمد دراز خان احمدی اسٹام فروش سرگودھا کچھ عرصہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے ہیں۔ احباب ان کے لئے نماز جنازہ غائب پڑھیں۔ مرحوم مخلص احمدی تھے۔

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

[illegible] دن دیکھنا ● عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ● میں بھی اک نورانی شہر کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

الفضل

خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں، تو اُن کی بھی اُن سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن . . پھر بھی ......لوگ... نہیں مانتے۔ (چشمہ معرفت [illegible])

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداران ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے ([illegible])

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی [illegible])

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے اعلیٰ کاغذ سات روپے

جلد ۲ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ نمبر ۹۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی ناسازیٔ طبیعت کیوجہ سے خطبہ جمعہ مولوی محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔

حافظ روشن علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب جلسہ [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح تبلیغ کے لئے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔

کالج کے مبلغین کا انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ ان کیلئے الگ بورڈنگ، سپرنٹنڈنٹ وغیرہ مقرر ہو چکا ہے۔ اور ان کی پڑھائی باقاعدہ جاری ہے۔

شیخ غلام احمد صاحب واعظ اور [illegible] صاحب بھی وعظ کے لئے باہر بھیجے گئے ہیں۔

تازہ خبریں

ایڈریانوپل کی قلعہ گیر فوج لندن ۲۰ جنوری۔ ایتھنز کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ایڈریانوپل کی تمام قلعہ گیر توپخانہ سے بلا لیا گیا ہے۔

ساشان میں فرانسیسیوں کی شجاعت لندن ۲۰ جنوری۔ اخبارات اپنے افتتاحیہ مضامین میں اس فرانسیسی فوج کا بہت اعتراف کر رہے ہیں۔ جو ساشان کے مقام پر خوفناک مصائب کی حالت میں اپنے سے بدرجہا زیادہ غنیم کا مقابلہ کرتی رہی۔ اخبارات لکھتے ہیں کہ فرانسیسیوں نے اپنی اعلیٰ شجاعت کا ثبوت دیا۔ اور فرانسیسی کمانڈر نے اعلیٰ درجے کی اخلاقی جرأت سے بڑی کمک کو ٹھکرانے اور خطرے میں ڈالنے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ کمک کی تجویز جنرل جافرے کی سکیم اور درست جنگی چال کے عین مطابق تھی۔

لندن ۱۹ جنوری۔ سواکوپمنڈ سے رپورٹر کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ متحدہ افواج ۱۴ جنوری کی صبح کو شہر میں داخل ہو گئیں۔ قبضہ سے پہلے دشمن نے ہماری پیشقدمی کو روکنے کے لئے سرنگیں اڑا دیں۔ جو زمین پر بچھائی گئی تھیں۔ دو برطانوی سپاہی مارے گئے۔ شہر کی عمارتیں محفوظ ہیں لیکن برقی اسٹیشن کا کارخانہ اور تار کے آلات تباہ ہو گئے ہیں۔ اشیائے خوردنی کی تمام چیزیں ہٹالی گئی تھیں مگر کچھ مفید کلیں اور اوزار رہ گئے ہیں۔

لندن ۱۹ جنوری۔ سنڈرلینڈ اسٹیمر جارج رائل سر [illegible] کے کنارے پر تباہ ہو گیا۔ جہاز کے ۲۲ آدمی غرق ہو گئے۔ اسٹیمر جارج [illegible] سے ہل کی طرف جا رہا تھا۔ اور جہاز کی تیزی [illegible] رفتاری کی حالت میں کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ [illegible] کے کنارے

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

جنگ یورپ

بلجیم میں قابل اطمینان حالت۔ لنڈن ۱۸ جنوری۔ اسٹرڈم۔ یسر میں گولہ باری پھر شروع کی گئی ہے۔ بلجیم کی حالت بظاہر زیادہ قابل اطمینان ہوتی جاتی ہے۔ اور ہزارہا باشندے اپنے گھروں کو واپس آ رہے ہیں۔ اور جارحانہ کارروائی اختیار کرنے سے پہلے عمدہ موسم کا انتظار کر رہے ہیں۔

ایک فرانسیسی آبدوز کشتی کا حشر۔ لنڈن ۱۸ جنوری۔ پیرس۔ فرانسیسی آبدوز کشتی "فینرڈ" جو ۱۵ جنوری کو دردانیال کے قریب پہرہ دینے کی غرض سے متعین کی گئی تھی۔ اپنے اسٹیشن پر واپس نہیں پہنچی۔ غیر ملکی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ یہ کشتی غرق کر دی گئی ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ترکوں نے اس کے کچھ آدمی بچا لئے ہیں۔

جرمنوں کے ۵ تجارتی سٹیمر ڈوب گئے۔ لنڈن ۱۸ جنوری۔ سٹاک ہالم۔ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گذشتہ دو ہفتے کے اندر جرمنوں کے ۵ تجارتی سٹیمر بحیرہ بالٹک میں اپنے عملے سمیت سرنگوں سے ٹکرا کر غرق ہو گئے۔

آسٹریا کی مستحفظ فوج کا آخری حصہ۔ لنڈن ۱۹ جنوری۔ اسٹرڈم۔ بوڈاپسٹ کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ آسٹریا کی اس مستحفظ فوج کو جو ۱۸۷۰ء تا ۱۸۷۱ء کی عمر میں آتی ہے اور جو بوقت اشد ضرورت طلب کی جاتی ہے۔ میدان جنگ میں جانے کا حکم ملا ہے۔

جرمن افواج کا جدید کوارٹر ماسٹر جنرل۔ لنڈن ۱۹ جنوری۔ اسٹرڈم کی خبر مظہر ہے کہ جنرل وائیلڈ وان ہوہنبورن جرمن افواج کا کوارٹر ماسٹر جنرل مقرر ہوا ہے۔

جرمنوں کے نقصانات۔ لنڈن ۱۹ جنوری۔ پروشیا کے نقصانات کی فہرست نمبری ۴۲۶ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ نقصان کی تعداد ۷۷۱۰۷ ۸ تک جا پہنچی ہے بویریا، سیکسنی اور ورٹمبرگ کی فہرستیں اس میں شامل کرنے سے جرمنی کے نقصانات کی مجموعی تعداد ساڑھے بائیس لاکھ ہو جاتی ہے۔

لنڈن ۱۸ جنوری۔ پیٹرو گراڈ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ ہم نے شب کو جوابی حملہ کیا۔ اور گم شدہ [illegible] ہوئی خندقوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ ان خندقوں پر بیٹھے جرمن تھے۔ سب کے سب مار ڈالے گئے۔ جرمنوں کے دو جوابی حملے بے سود ثابت ہوئے۔ غنیم نے بھی [illegible] کے مقام پر رات کے وقت شب خون مارنے کی کوشش کی۔ مگر ہم نے اپنی دوربینوں سے ان کا پتہ لگا کر انہیں شکست دی۔ آسٹریا کی بھاری توپوں نے گارنوپر گولہ باری کرنے کی مزید کوشش کی تھی لیکن ہمارے توپخانہ نے ان کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

ساحل انگلستان پر جرمنوں کا ہوائی دھاوا۔ لنڈن ۲۰ جنوری۔ ۵ بجکر ۵ منٹ صبح ایک سپلین ڈور ہنگھم کے اوپر سے سینڈرنگھم ہاؤس سے نصف میل کے فاصلے پر گذرا۔ مگر نزدیک ترین مقام جہاں بم پھینکا گیا۔ ہیچم کا بازار تھا۔ جو ہنسٹینٹن کے قریب ہے۔ ایک بم مقام کنگز لائن پر بھی پھینکا گیا۔ جہاں مکانات منہدم ہو گئے۔ اور بیرونی دروازے ٹوٹ گئے۔ فرنیچر ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔ کہ ایک زیپلین ہنسٹینٹن میں گرا لیا گیا ہے۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کل سینڈرنگھم سے روانہ ہو کر جرمن ہوائی جہازوں کے حملے سے کئی گھنٹے قبل لنڈن میں پہنچ گئے تھے۔ (ہنسٹینٹن ضلع نارفوک میں انگلستان کے شرقی ساحل پر ایک شہر ہے یہاں سے سینڈرنگھم ہاؤس ۹ میل جنوب کو واقع ہے۔ جہاں شاہی دیہاتی محل ہے)

ہوائی حملے کے نقصانات۔ لنڈن ۲۰ جنوری ۳ بجکر ۵ منٹ شام۔ کنگز لائن میں دو مکانات مسمار ہو گئے اور ایک کو کچھ نقصان پہنچا۔ ایک لڑکا مر گیا۔ اور ۳ شخص زخمی ہوئے۔ معلوم نہیں۔ سینڈرنگھم میں کس قدر نقصان ہوا۔ لنڈن میں خاص خاص کنسٹبلوں کو اس ہوائی حملہ کی وجہ سے طلب کیا گیا ہے۔ (کنگز لائن انگلستان کے مشرقی ساحل پر ایک بندرگاہ ہے)

جرمن ہوائی جہازوں کی واپسی۔ لنڈن ۲۰ جنوری ۵ بجکر ۳ منٹ صبح۔ اسٹرڈم آج دو بجے رات کو ۳ جرمن ہوائی جہاز ہیلیم، ملاتی [illegible] اور [illegible] کے اوپر سے گذرے۔ جو مغرب کی طرف سے واپس آ رہے تھے۔ (ہالینڈ [illegible] اور [illegible] ہالینڈ کے شمالی ساحل پر چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں)

پیٹرو گراڈ کی سرکاری اطلاع۔ لنڈن ۲۰ جنوری۔ پیٹرو گراڈ کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ۱۷ اور ۱۸ ماہ حال کو دریچوا کے دائیں کنارے اور [illegible] کے درمیان بعض مورچے [illegible] جو [illegible] اہمیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں [illegible] کے [illegible] جنگ در قوع میں آئی جہاں [illegible] کے توپخانہ کو خاموش کرا دیا گیا۔ جرمنوں نے [illegible] پر جارحانہ کارروائی کی لیکن انہیں سخت نقصان پہنچا کر پسپا کیا گیا۔ جو [illegible] دریچوا کے بائیں کنارے پر ہیں۔ انہوں نے ۱۷ ماہ حال کو روسی مورچوں پر جو [illegible] اور [illegible] ہیں۔ گولہ باری کی۔

ہندوستان کی خبریں

ایک حیرت انگیز ڈاکہ۔ کلکتہ کی ۲۰ جنوری کی خبر مظہر ہے۔ کہ چندرا کنتو گھوش ساکن مجھا واقعہ فرید پور کے مکان پر ڈاکہ پڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ یا ۱۲ نوجوانوں کا ایک جتھا جو دھوتیاں، کوٹ، سویٹر پہنے ہوئے اور بندوقیں پستولیں اور لاٹھیاں لئے ہوئے تھے۔ نصف شب کے قریب مکان پر حملہ آور ہوئے۔ پہلے ایک فائر کیا گیا، اور ڈاکوؤں نے چندر بابو کو پکار کر ایک ہزار روپیہ طلب کیا۔ اور بصورت عدم ادائیگی تمام اہل خانہ کے قتل کی دھمکی دی۔ چندر بابو نے فوراً رقم مطلوبہ ادا کر دی جس سے ڈاکو وہاں سے چلے گئے۔

ایک کچہری پر ڈاکہ۔ کلکتہ کی ۲۰ جنوری کی خبر مظہر ہے۔ کہ ڈائمنڈ ہاربر کی سب ڈویژن میں ڈاکہ کی ایک اور سنگین واردات وقوع پذیر ہوئی ہے۔ جس میں چند شریف ورسی مسلمانوں کی شرکت بتلائی جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ڈاکو خطرناک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ایک کچہری میں گھس گئے۔ اور حاضرین کو قابو کر کے ۱۸ ہزار روپیہ نقد لیکر چلتے بنے۔ یہ روپیہ کلکتہ کے کسی زمیندار کا تھا۔ بنگال کا محکمہ تفتیش جرائم اس کی تحقیقات کر رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۴ جنوری ۱۹۱۵ء

چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار

اٹلی کا ہولناک زلزلہ

آگ - زلزلہ تو کل ہی برپا ہوا ہے اور ابھی تک اس کا [illegible] جاری ہے یعنی جنگ - خوفناک جنگ - جسمیں دنیا کی تقریباً بڑی سلطنتیں گرفتار ہیں - مال جان اور عمارت کا نقصان اس قدر روز افزوں ہے کہ حد شمار سے بیرون - ولایت کے ایک رسالہ [illegible] کا اثر اقتصادی ترقی پر بتایا گیا ہے کہ ۲۳ لاکھ جرمن ۳۴ لاکھ فرانسیسی - ۲۵ لاکھ آسٹرین - ۵۰ لاکھ روسی - ۲ لاکھ بلجین - ۳ لاکھ سروین - اور ایک کروڑ ۸۵ لاکھ انگریز ہندوستانی اور کنیڈین سپاہی ہیں - اگر یہ اوسطاً ساڑھے سات روپے کا مال پیدا کرتے ہوں تو ایک ارب ۹۶ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ کے نقصان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - اور اگر ان میں سے ۱۰ فیصدی ہلاک ہو جائیں تو ساڑھے تیرہ لاکھ مر گئے - اور یہ ایک شنشاہی کا اندازہ ہوگا اُف کس قدر ہولناک بربادی ہے - پھر ایک اور صاحب ہیں جنہوں نے بلجیم کے نقصانات کا اندازہ لگایا ہے - جو صرف ۸۲ روز میں ہوا - یعنی لواج لیمی - ریمنٹ لووین - ارشاٹ میلائنس - نامور - دینانت - چرلوری - مانس - تورنائی - ملٹ ڈرین شاٹ - اینٹورپ - قلعہ جات - عمارات اور بھیڑوں بیلوں سوروں - گھوڑوں کے ضائع ہونے سے اکیس کروڑ میں لاکھ ستاون ہزار چھ سو پونڈ نقصان ہوا - اور جانیں الگ - اب بتائیے کہ اس زلزلہ سے بڑھ کر اور کیا زلزلہ ہوگا - کہ یاد آ جائیگی جس سے قیامت - لیکن ابھی اسی پر بس نہیں ہوئی - خدا تعالیٰ کا غضب اٹلی میں دوسری قسم کے زلزلہ کی صورت میں ظاہر ہوا جس کی کیفیت نامل ان الفاظ میں وصول ہوئی -

بارہ ہزار آدمی مقتول

لندن جنوری ۱۴ - ۱۲ بجکے ۴۰ منٹ دن - روما اٹلی سے خبر آئی ہے کہ ایک نیا یوتند زلزلہ محسوس ہوا - بہت سے مقامات میں بہت سی عمارتیں گر گئیں اور بہت سے آدمی زندہ زیر زمین ہو گئے - اور بہت سے مقام ایوازانو بالکل برباد ہو گیا - اور ہزاروں آدمی بالکل نیست و نابود ہو گئے - سینٹ بال کا بت پورا ۸ فٹ لمبا گر پڑا - اور پارہ پارہ ہو گیا - یہ ایک بہت بڑے سینٹ جان سیٹرن پر نصب تھا جب گرا ہے تو دو آدمیوں کو بھی جو اس کے نیچے تھے سب کے چکنا چور کر دیا ؛

مزید تباہی

بارہ بجکے ۴۰ منٹ دوپہر مقام ایوازانو تو اول سے اخیر تک بالکل تباہ ہو گیا - اور اس کے گرد و نواح کے بیسیوں قصبے شہر تھے - سب پر تباہی پھر گئی - صرف آٹھ سو آدمی بچے ہیں - باقی سب مجروح و مقتول ہو گئے - ویران و برباد شدہ اضلاع کو شاہ اٹلی نے خود جا کے دیکھا - اسی طرح

ہولناک بربادی

بیشتر اضلاع کی بھی ہوئی - رسل و رسائل اور آمد و رفت وہاں کی بالکل بند ہے

ہزاروں جانوں کا صفایا

روما - ۱۱ بجکے ۵۵ منٹ دن - زلزلہ سے بارہ ہزار مقتول اور بیس ہزار مضروب ہوئے ؛

روما میں پریشانی

روما - ۴ بجکے ۲۰ منٹ شام - یہاں کوئی شخص مضروب تو نہیں لیکن بڑی بڑی قدیم عمارتوں کو سخت نقصان پہنچا - ٹیلیفون کے محکمہ میں جو لڑکیاں کام کر رہی تھیں وہ بدحواس ہو کے اپنے اپنے کمروں سے بھاگ کھڑی ہوئیں - ٹیلیفون کے کام کا بالکل ستیاناس ہو گیا ؛

ایوازانو کی تباہی کا منظر

ایک شخص جو اس عالمگیر تباہی سے بچ گیا وہ ذکر کرتا ہے کہ جس وقت زلزلہ آیا ہے - میں سڑک پر چل رہا تھا - میں نے خود دیکھا کہ کل عمارتیں اور ساری چیزیں پارہ پارہ ہو گئیں - منہدم مکانات اور دکانوں سے مٹی کے بغے کے بغے اُٹھ رہے تھے - مقتولین میں کمانڈر اور اس کا پورا اسٹاف - کل ممبر - کل جج گورنمنٹ کے محکموں کے کل ادنیٰ و اعلیٰ افسر و ملازم - میونسپل ممبر اور سو سپاہیوں میں سے ۹۵ سپاہی - تمام محل چیڑے نو پولیسمینوں میں سے آٹھ پولیسمین تہ و بالا رہا

عمارات کا انہدام

اس کی بھی کچھ نہ پوچھو - مشہور کورونس کا عظیم الشان قلعہ سرتا پا برباد و منہدم ہو گیا - اور اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی - خاص مربع رقبہ میں سے صرف چند بے نفوس بچے ہیں - مگر ان کے حواس خمسہ میں اس قدر فرق آ گیا ہے کہ انکی زبانیں بند ہو گئی ہیں اور وہ مطلق بات نہیں کر سکتے -

شدید ترین زلزلہ کے ہولناک مناظر

روما - ۱۵ جنوری - شاہ و کر عمانوئیل جنہوں نے اپنے زمانہ کے تمام زلزلوں کا جو اٹلی میں آئے معائنہ کیا بیان کرتے ہیں کہ یہ زلزلہ تمام سابقہ زلزلوں سے یہاں تک کہ سسلی کے زلزلہ سے بھی زیادہ ہولناک واقع ہوا ہے کیونکہ سسلی کے زلزلہ میں ۳۰ فیصدی آبادی بچ رہی تھی - حالانکہ اس زلزلہ میں ایوزانو کی صرف ۳ فیصدی آبادی زندہ بچی ہے - بہرحال ایسے شدید زلزلہ کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی

لندن ۱۵ جنوری - گورنمنٹ برطانیہ نے زلزلہ اٹلی کے متعلق تار کے ذریعہ سے ہمدردی اور افسوس کا اظہار کیا ہے -

روما کا تار مظہر ہے کہ زلزلہ کے مصیبت زدگان کی جان بچانے کے کسی قسم کا کافی اور قابل اطمینان انتظام کر سکنا انسانی طاقت سے بالکل باہر ہے - مشہور اطالوی شاعر ڈینٹی نے اپنی کتاب میں ہولناک مناظر کے جو نقشے کھینچے ہیں - موجودہ زلزلہ کے مناظر ان سے بدرجہا ہولناک ہیں - گرے ہوئے مکانات کے نیچے سے دبے آدمیوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں - خاص خاص مقامات پر اس غرض سے بانس گاڑ کر نشان کر دیئے گئے ہیں کہ بان نکالنے والے اس جگہ واپس آکر دبے ہوئے لوگوں کو باہر نکال سکیں گے - مگر اکثر صورتوں میں جب وہ واپس پہنچے - تو ان لوگوں کی روح پرواز کر چکی تھی - کئی لوگ گردے کی کثرت سے دم گھٹ کر اور کئی سردیوں کی شدت سے اکڑ کر رہ گئے - آتشزدگی کی وارداتیں اور بھی مصیبت ڈھا رہی ہیں - اور آگ بجھانے کے لئے کافی پانی دستیاب نہیں ہو سکتا" ؛

بارہ ہزار آدمی کا یکدم مقتول ہو جانا (اور بھی مزید خبروں کا انتظار ہے) اور ان شہروں میں صرف تین فیصدی آدمی کا بچنا اور عمارتوں کا بکل معدوم ہو جانا کیا ایک چونکا دینے والی خبر نہیں جس کے سننے ہی کپکپی لگ جائے - اور ہوش و حواس

بیان ہو۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ جو کچھ دنیا نے دیکھا۔ اس کی خبر پہلے خدا کے کسی نبی نے دی ہے یا نہیں ضرور دی ہے۔ اور کھلے کھلے الفاظ میں دی ہے تا لوگ عذاب کے آنے سے پہلے اپنی اصلاح کر لیں اور فلاح پائیں۔

خدا کی وحی جو اس کے پاک نبی پر نازل ہوئی وہ اس مضمون کے عنوان میں لکھی ہے۔ اور حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"دو سخت زلزلے تو آ چکے * * * مگر اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پانچ زلزلے اور آئیں گے۔ اور دنیا ان کی غیر معمولی چمک کو دیکھے گی اور اس کا ثبوت کیا جائے گا۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کے نشان ہیں جو اس کے بندہ مسیح موعود کے لئے ظاہر ہوئے"۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

"یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو تم سمجھ لو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ لیکن ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا۔ اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچایا۔ تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا"۔

پھر اعلان فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک کی ان میں سے ایک ایسی چمک ہوگی کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آ جائیگا۔ اور دلوں پر ان کا خوفناک اثر پڑیگا۔ اور وہ اپنی قوت اور شدت اور نقصان رسانی میں غیر معمولی ہوں گے۔ جن کے دیکھنے سے انسان کے ہوش جاتے رہیں گے۔ یہ سب کچھ خدا کی غیرت کریگی کیونکہ لوگوں نے وقت کو شناخت نہ کیا"۔

اور یہ سب کچھ اس آنیوالے وقت سے بہت پہلے لکھا۔ اور بہت پہلے اطلاع دی۔ ۵۔ مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔

"خدا نکلنے کو ہے۔ (انت منی بمنزلۃ بروزی) وعد اللہ۔ ان وعد اللہ۔ ان پانچ زلزلوں کو لانے سے اپنا چہرہ ظاہر کریگا۔ اور اپنا وجود دکھلائے گا"۔

نوٹ ضروری:۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت دنیا کی نجات مسیح موعود کے نام کے اظہار میں ہے کیونکہ اسی کے لئے یہ نشان ظاہر ہوا ہے۔

پھر یہی شان بار بار فرماتے ہیں:۔

"پانچ زلزلوں کا آنا خدا تعالیٰ کا ایک وعدہ ہے۔ جو ضرور ہو کر رہیگا۔ اس وقت شخص توبہ استغفار کریگا۔ اور ابھی سے خدا سے صلح کریگا اور کوئی سرکشی کی آگ اس میں باقی نہیں رہیگی خدا اس پر رحم کریگا۔ مگر اس پر رحم کرنے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ پانچ زلزلے نہیں آئینگے۔ آویں گے وہ تو ضرور آئینگے۔ مگر ایسا شخص ان کے صدمہ سے بچ جائیگا"۔

سنو کوئی! انسانوں میں سے ایسا انسان ہے جو اس جزم اور ثبات اس قوت کے ساتھ ایک پیشگوئی کرے۔ میرے دوستو! کوئی نہیں سا نکو۔

خدا کا نبی عظیم الشان نبی

جسے خود خدا تعالیٰ نے اس کی خبر دی۔ اور اس نے قبل از وقت پیسہ اخبار کے ایک لاکھ شائع ہونے والے پرچے میں اس وحی الٰہی کو مع اس کی تشریح کے شائع کیا۔ کیوں شائع کیا؟ کیا اپنی بڑائی کے لئے یا لوگوں میں سنسنی پھیلانے کے لئے۔ ہرگز نہیں قطعاً نہیں۔ بلکہ محض ہمدردی خلایق سے مجبور ہو کر تا کہ ہم اپنے اپنے عملوں میں اصلاح کر کے آنے والے عذاب سے بچ جائیں۔ اور اس کے بھیجے ہوئے پر ایمان لا کر دنیا و آخرت میں آرام پائیں۔ مبارک وہ جو اسے قبول کرتے ہیں۔ کیونکہ یہاں آجکل جہنم بھڑکائی گئی ہے۔ وہاں جنت بھی بہت قریب کر دی گئی ہے۔ اور وہ مسیح موعود کے قدموں میں ہے۔ کون مسیح موعود جسے خدا نے اپنے کلام میں اس کے برگزیدہ رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے کلام میں نبی کہا۔ کیسا نبی۔ امتی نبی۔ اور امتی کہنے سے نبی ہونے میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ کیونکہ امتی کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا ہے نہ براہ راست۔ (یہ حضرت اقدس کے اپنے الفاظ ہیں) اور خاتم النبیین کے بعد شریعت والا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو (یہ بھی مسیح موعود کے اپنے الفاظ ہیں) اے کاش لوگ آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا پر ہی غور کرتے کہ اللہ تعالیٰ کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتا۔ جب تک ان پر اتمام حجت کے لئے رسول نہ بھیج لے۔ اور اے کاش وہ یہ جانیں کہ ۴۔ اپریل کے زلزلہ کا اثر کانگڑہ کی سرزمین پر خصوصیت سے کیوں ہوا۔ اور اب اس زلزلہ کی تباہی

الٰہی میں کیوں ظاہر ہوئی۔ * * * * * * * * *

* * * اور کیا قرآن مجید میں یہ آیت نہیں کہ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۔ (قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ گر جائیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ خدا پر ایک بہت ظلم کیا جا رہا ہے۔ اور کیا جائے گا۔ وہ یہ کہ رحمٰن کے لئے بیٹا ثابت کریں گے) یہ اور ضرور ہے۔ اور کیا انجیل میں ۲۲ برس قبل خدا تعالیٰ نے کہا جعلہ دکا دکا اور الامراض تشاع و النفوس تضاع نہیں چھپ سکا۔

پس مسیح موعود کے الفاظ میں۔ میں دنیا کے رہنے والوں سے کہتا ہوں:۔

کیا یہ غیر معمولی عذاب نہیں جو تم کئی سال سے بھگت رہے ہو۔ تم وہ مصیبتیں دیکھ رہے ہو۔ جن کا تمہارے باپ دادوں نے نام نہیں سنا تھا۔ اور جن کی ہزاروں برس تک اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی (پس) اسے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔ یاد رکھو کہ اس طوفان زلازل میں ایک نوح ہی کی کشتی ہے جو بچا سکے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے۔

خوشخبری

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے درس قرآن شریف کے نوٹ تیسویں پارہ کے شائع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب پہلے پارہ سے ہر کاغذ پر درس قرآن شریف کے نوٹ چھپنے شروع ہو جائینگے۔ جو بلاشبہ حقایق و معارف کا ایک خزینہ ہے۔ اس لئے کسی احمدی کو اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔ اخبار الفضل میں انشاء اللہ مسلسل درس چھپتا رہیگا۔ اس لئے احباب الفضل کے خریدار بنکر اس کو حاصل کریں اور اس کے علاوہ اخبار الفضل جو نہایت مفید اور کار آمد مضامین شائع کر رہا ہے۔ اخبار کی قیمت صرف چھ روپے سالانہ ہے اور اسی قیمت میں الفضل بھی دیا جائیگا قیمت بااقساط بھی وصول کی جا سکتی ہے۔ لیکن بہر حال پیشگی قیمت وصول کی جاتی ہے۔ جو احباب اخبار الفضل کے خریدار ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسرے احباب کو بھی یہ خوشخبری سناویں تاکہ وہ ضرور اس کے خریدار بن جاویں۔

صداقت اسلام

مغرب کی وادیوں سے

اس دنیا میں اسوقت تک امن وامان قائم نہیں رہ سکتا جبتک کہ خدا تعالیٰ کے احکام کے آگے لوگ اپنا سر تسلیم طوعاً کرہاً خم نہ کر دیں۔ اس عالم فانی سے بدیوں اور پلیدیوں کا اسوقت تک مکمل استیصال نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ احکام ربانی کی پابندی خوشی و ناخوشی سے نہ کی جائے۔ اور اس چند روزہ دنیا سے گناہوں اور شرارتوں کا اسوقت تک قلع قمع نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ خدا تعالیٰ کے سچے اور پاک مذہب کے فرائض کو حقہ طور پر بجا نہ لایا جائے۔ کہا جاتا تھا۔ کہ اس زمانہ میں دنیا میں ہر طرف امن وامان اور راحت و آرام کی خوشگوار ہوائیں چل رہی ہیں لیکن صفحہ عالم پر رونما ہونے والے واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ خیال غلط تھا۔ اور بظاہر امن وامان کی نظر آنیوالی گھڑیوں میں وہ کچھ تیار کیا جا رہا تھا۔ جس نے گذشتہ قرون کی زمانہ جاہلیت کی تباہیوں اور بربادیوں سے بہت بڑھ چڑھ کر خطرناک اور تباہی خیز واقعات آشکارا کر دیئے۔ کیا جرمنی کا وہ سامان حرب جس نے آج دنیا کے بہت بڑے حصہ کو کشت و خون سے آلودہ کر دیا ہے۔ اسی امن و امان کے زمانہ کا تیار کردہ نہیں ہے۔ جسمیں کہا جاتا تھا کہ اب دنیا میں تہذیب پھیل گئی ہے۔ اس لئے گذشتہ نامہذب زمانہ میں جو جنگ و جدل ہوا کرتے تھے۔ وہ اب نہیں ہو سکتے۔ کیا جرمنی کی وہ ملک گیری کی ہوا و ہوس اسی زمانہ میں نشوونما نہیں پاتی رہی۔ جسمیں کہا جاتا تھا کہ کمزوروں اور بیکسوں کی مدد اور دستگیری کرنا زور آوروں اور طاقتوروں پر فرض ہے۔ اور کیا جرمنی کے وہ حالات اور الحادی اور بخشیانہ عقائد اسی وقت کے پرورش یافتہ نہیں ہیں۔ جبکہ امن وامان اور صلح و آشتی پھیلانے کے مواعید پر دستخط کئے جاتے تھے۔ یہ سب کچھ اسی وقت کا ہے۔ لیکن چونکہ جرمن تہذیب مذہب سے ناآشنا تھی۔ وہ کمزوروں کی مدد کرنا الٰہی احکام کو مدنظر رکھکر نہیں تھا اور وہ امن وامان کے وعدے محض مطلب برآری کے لئے تھی سکے پیچھے خنجر رکھیتا تھا۔ اس لئے آج یہ سب باتیں نقش برآب ثابت ہوئیں۔ اور جرمنی نے ان میں کسی ایک چیز سے بھی اپنی صداقت اور راستی کا ثبوت نہ دیا۔ اس نے منہ بولی تہذیب کے پیچھے تلوار دے

اتہا سے گمراہ اور نہیں دستوں کو ہلاکت اور تباہی کے گھاٹ اتار دیا۔ اس نے وعدوں اور عہدناموں کو "کاغذ کے پرزہ" سمجھکر ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور اپنے جذبات اور خواہشات سے مجبور ہو کر وہی کچھ کیا۔ جو آج سے پہلے وہ زبانی طور پر ناپسند کرتی تھی۔ کیوں ایسا ہوا؟ اس لئے کہ اس نے خدا تعالےٰ کے حکموں اور قانونوں کے خلاف دنیا میں امن قائم کرنا چاہا۔ اور حقیقی مذہب کے بتائے ہوئے قواعد اور ضوابط سے علیحدہ اور الگ ہوکر صلح کی طرح ڈالی۔

ارباب عقل و بینش کے لئے یہ بات بڑے الم اور رنج کا موجب ہے۔ کہ اہل دنیا کے حلق و کام کو اس غلط تجربہ کے نہائیت تلخ اور ترش نتائج نے بہت تکلیف پہنچائی ہے لیکن اسبات سے کچھ دلبستگی بھی ہو جاتی ہے۔ کہ اسکی وجہ سے خالق فطرت کے فرمودہ احکام پر عمل پیرا ہونے کی طرف اب کچھ توجہ کی گئی ہے اور گو جرمنی نے اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ جو کہ اس کی کمبختی کی صاف اور بین دلیل ہے۔ تاہم اور سلطنتوں نے ضرور اس سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ اسکی ایک مثال اسوقت پیش کیجاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے صحیفہ مقدس میں فرمایا ہے

یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۵ ۹۲ - کہ اے وہ لوگو جو کہتے ہو۔ کہ ہم خدا کے احکام پر ایمان لائے۔ تم کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ شراب اور جوا اور بت اور تیروں کے ذریعہ قرعہ اندازی یہ بہت بُری چیزیں ہیں۔ اور یہ شیطان کے کام ہیں۔ اگر تم دنیا میں آرام و اطمینان سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ تو ان سے بچو۔ اور ان کے قریب نہ جاؤ۔ یہ خدا تعالیٰ نے انسانوں کے اخلاق کو درست کرنے اور دنیا میں فلاح یعنی کامیابی حاصل کرنے کے لئے حکم فرمایا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ جو کوئی اس حکم سے ہٹ کے فلاح پانے کی کوشش کریگا۔ وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکیگا ہر ایک انسان یہ بات جانتا ہے۔ کہ جن چار چیزوں سے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ انہیں کی پہلی ہی چیز یعنی شراب کا یورپ میں کسقدر رواج ہے۔ ایک بچے ایسے لیکر فرتوت بوڑھے انسان تک شراب نوشی کا عادی ہوتا ہے۔ اور پانی کیطرح اسکا استعمال کیا جاتا اسکی روک تھام کرنے کے لئے اسوقت تک نہ کسی گورنمنٹ نے توجہ کی تھی۔ اور نہ ہی کوئی مذہبی تحریک۔ اور حکم اسکے خلاف کامیاب ہو سکتا تھا۔ اور کامیاب بھی کسطرح ہوتا۔ جبکہ عیسائی مذہب

اسکو روا رکھتا ہے۔ لیکن جسقدر اس سے نقصان اور قباحتیں پیدا ہو رہی تھیں۔ ان سے بھی کسی کو انکار نہیں تھا۔ حال میں جب اس تباہی خیز جنگ کی بنیاد پڑی۔ تو سب سے پہلے روس کی گورنمنٹ نے نہائیت عقلمندی اور دانائی سے اپنی مملکت میں سرکاری طور پر شراب نوشی کی ممانعت کر دی۔ اور یکقلم لاکھوں کروڑوں روپیہ کی شراب کی آمدنی اس نے ترک کرنا منظور کر لیا۔ روس میں جسقدر شراب نوشی کی کثرت تھی سو وہ اس ایک واقعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور یہ تو جنگ روس اور جاپان کے وقت کا حال ہے اب تو جیسا تمام دوسرے ممالک میں اس ام الخبائث کی روز افزوں ترقی ہوتی رہی ہے ضرور ہے کہ روس میں بھی ہوئی ہو۔ جنگ روس و جاپان سے پیشتر کی پورٹ آرتھر کی حالت کے متعلق ایک یورپین مصنف لکھتا ہے۔ کہ میں نے کبھی کہیں بھی ایسا نہیں دیکھا۔ اور میں دنیا کی تمام نہائیت بانکی ترچھی جگہوں کو جانتا ہوں۔ کہ اتنی کثیر مقدار شراب ذخیرہ میں موجود ہو۔ یا اتنی تعداد فاحشہ عورتوں کی جمع ہو۔ بہت سے روسی افسروں کے پرائیویٹ حرم تھے۔ میں اکثر ایک قمارخانہ میں بیٹھکر دیکھا کرتا تھا۔ کہ پہلی ڈاسک رجمنٹ اور مشرقی سائبیرین رائفلس کے افسر اپنی نو حاصل شدہ ماسر بندوقوں سے ان میزوں پر بیٹھ کر بحثیں کیا کرتے تھے۔ جو کہ نہائیت قیمتی وائین اور کوگناک شراب کی بوتلوں سے لدی ہوئی ہوتی تھیں بعض اوقات میں پیچ پیچ اس جگہ میں شراب ٹخنوں تک زمین پر بہ جاتی۔ اسوقت پورٹ آرتھر میں ساٹھ سے زیادہ قمارخانے اور ناچ گھر تھے۔ کہ جن میں ایک ہزار سے زیادہ ارباب نشاط ہوں گے۔ حاصل کلام یہ کہ شراب خوری کا وہ زور تھا۔ کہ امیر البحر توگو کے حملہ کی شام کو روسی بیڑے کے آدھے سے زیادہ افسر کنارے پر اترے ہوئے ایک روسی ولی کے تیوہار کے اعزاز میں شراب پیکر سیاہ مست ہو رہے تھے"۔ موجودہ جنگ کے ایام میں ہی موسیو پونکاری پریزیڈنٹ فرانس نے اس حکم نامہ پر دستخط کئے ہیں جس کی رو سے تمام فرانس میں شراب افسنتین اور اسی قسم کی دیگر شرابوں کی فروخت کی ممانعت کر دی گئی ہے نیز حکم دیا گیا ہے کہ آئیندہ شراب کی فروخت کیلئے کوئی نئی دوکان کھلنے نہ پائے۔ فرانس وہ ملک ہے جو موجودہ زمانہ میں اخلاقی نقائص کو نشوونما دینے میں دوسرے سب ممالک سے سبقت لیگیا ہے۔ اور جو بانکپن اور نزاکت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا لیکن اس نے بھی شراب کے ناسور تنگ آکر اسکی ممانعت کر دی ہے اور امید ہے کہ یورپ کی دوسری سلطنتیں بھی اسکی تقلید میں شراب کو متروک کرنیکے احکام جاری کر دینگی۔ اور جیسے روس اور فرانس نے اسلام کی صداقت کو عملی طور پر قبول کر لیا ہے ... اسلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت بہم پہنچا دیں گی۔ (غلام نبی - بلانوی)

دلچسپ نوٹ

(از ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی از دہلی)

مخالفین سلسلہ خدا سے ڈریں

صحبت صادقین کے ارشاد (سورۃ توبہ رکوع ۱۵) میں مخاطب مومن ہی تو ہیں۔ پھر جنہیں ایماندار ہونے کا دعویٰ ہے وہ کیونکر بے صدق ہو سکتے ہیں۔ جب تک پہلے اس ارشاد کی تعمیل میں طریق تقویٰ پر قدم نہ ماریں۔ جس کی شرط اول ایمان بالغیب ابتداء کتاب اللہ میں بتا دی گئی ہے۔ پھر اس حسن ظن و ایمان بالغیب سے کام لینے اور تحقیق حق کرنے کے بعد اگر انہیں سچا پائیں۔ تو ہمارے ساتھ ہو جائیں۔ ورنہ ایسی وزن دار وجوہ انکار پیش کریں۔ جن کے جواب شافی ہماری طرف سے نہ ہو چکے ہوں۔ یہ کیسا ظلم اور بدنصیبی ہے کہ مسیح موعودؑ کا اسقدر عظیم الشان تو دعویٰ۔ اور اس کے متعلق بدگمانی و تنگدلی و غفلت کا یہ حال۔ کہ لاکھوں انسان محض مولوی ملاؤں کی غرض آلود ہٹ دھرمی کے پیچھے لگ کر اپنی آنکھوں، عقلوں اور قوت ایمانی کو بیکار کئے ہوئے ہیں ٭

کوئی بتلائے!

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قوت قدسی اور کشش روحانی کس میں ہو سکتی ہے؟ آپ کی بعثت اولیٰ کے وقت میں تو کم و بیش ایک لاکھ انسان ہی ایمان لایا۔ پھر اگر ہمارا مسیح موعودؑ بموجب احادیث صحیحہ بروز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھا۔ اور اسؑ کا ظہور حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی دوسری بعثت نہ تھی جیسا سورۃ جمعہ میں بصراحت ذکر ہے۔ تو اسؑ کو ۴۔۵ لاکھ کی جماعت نے کیونکر مان لیا؟ قطع نظر اس سے کہ کاذبوں اور مفتریوں کو اتنی مہلت اور ڈھیل دینا بھی سنت اللہ کے خلاف ہے جو انبیاء سابقین اور خاص کر حضرت ختم المرسلین کی مدت رسالت سے متجاوز یا اس کے برابر بھی ہو۔ اور یہ ایک واقعہ نفس الامری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ۳۰ سال تک اپنی ماموریت کا اعلان کیا ٭

یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق

تمام ماموروں و رسولوں کے وقت میں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ لیکن جب کسی مامور من اللہ کا ماننا یا کسی مدعی نبوت کا ظہور ہو تو ہر خیر اندیش ایماندار کا فرض یہ ہونا چاہیئے۔ کہ دین کے معاملہ کو دوسروں کی رائے کیا سننے سنانے و طلب و یا اپنے معتقدات پر منحصر نہ رکھیں۔ کیونکہ ماموروں کی مخالفت کرنے والے عموماً وہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔ جو قوم میں نمبردار و ذی وجاہت ہوں۔ یا علماء دین کہلانے کی وجہ سے قابل احترام و بااثر ہوں یا نرے متشدد یا آزاد منش، رند مشرب اور اوباشوں کو بہت کم دیکھا ہوگا۔ کہ مذہبی معاملات میں دخل دیں یا خلق اللہ کو کسی ہادی و مرشد کی ہدایت کی طرف آنے سے روکیں ٭

علماء کی وجہ مخالفت

بجز اس کے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ یا تو فی الواقعہ انہیں خود بھی از راہ صدق و اخلاص دعاوی مامور کے ماننے میں تامل ہو یا بسبب دنیا پرستی و نفسانیت کے وہ اسی میں اپنی خیر سمجھتے ہوں۔ کہ منجانب اللہ مصلح خلائق یا جانشین رسول ان کے سوا کوئی اور نہ مانا جائے۔ ورنہ اپنے حلوے مانڈے میں فرق آئیگا۔ یہی سبب ان کی باہمی تکذیب تفسیق و تکفیر کا ہوتا ہے۔ یہ دوسری صورت صریحاً ایسی ہے کہ کوئی خدا ترس دیندار ایسوں کے دام تزویر میں نہ پھنسنا چاہیئے لیکن جب کسی قوم میں خدا ترسی کا مادہ ہی الشاذ کالمعدوم رہ جائے۔ تو پھر خدا کی راہ سے روکنے والوں کا داخل جانا یقینی ہوتا ہے۔ افسوس کہ آج مسیح موعودؑ کے منکروں کا اکثر یہی حال ہے۔

صدق و اخلاص ضائع نہیں ہوتا

جن لوگوں کو مامورین اللہ کے ماننے میں ابتداءً اس لئے تامل ہو۔ کہ وہ کسی ضد نفسانیت تنگ خیالی و تعصب کی بناء پر نہیں۔ بلکہ درحقیقت شرح صدر نہ ہونے کے باعث منکرین میں شامل رہنے پر مجبور رہیں تو ایسے سعید الفطرۃ لوگ خداتعالیٰ کی طرف سے زیادہ عرصہ تک انکار یا تذبذب میں نہیں چھوڑے جاتے۔ نہ اکا فضل جلدی ہی ان کی دستگیری فرماتا انہیں چشم بصیرت اور ایمانی فراست بخشتا ہے۔ لیکن یہ ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں۔ وقلیل ما یومنون۔ اکثرھم لا یعلمون اور اسی تبدیل کے بہت سے میرے اصول محکم قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اور [illegible] مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہم اپنے صدہا قرائن سے اقتداء علیٰ منہاج النبوۃ موجود دیکھیں ٭

قلت مومنین کا سبب

یہ نہیں تھا کہ معاذ اللہ خود حضرت خیر البشر صلعم خلائق کو گرویدہ کرنے میں ناقص تھے بلکہ دراصل امر ربانی مرسلوں کے ظہور کا ایسے زمانہ میں ہوا کرتا ہے۔ جب کہ دنیا میں خدا ترس۔ سعید الفطرۃ ایمان بالغیب والے اور تصدیق و صحبت انبیاء کے اہل بہت قلیل ہی رہ جاتے ہیں۔ پھر اوپر کو ایسے خواص کی چھانٹ بتدریج ہوا کرتی ہے۔ اور ہر زمانوں کے نزدیک [illegible] قبل از بعثت رسول ہوتا ہے۔ عام لوگوں کا گمشدہ مادہ خشیۃ اللہ اور اہلیت مطلوبہ ایک دھیمی رفتار سے عود کرنے لگتی ہے اس طرح صادقین کی جماعت کثیرہ کہیں صدیوں میں جا کے تیار ہوتی۔ اور خاطر خواہ ترقی کیا کرتی ہے۔ سنت اللہ اور منہاج نبوۃ سے بالکل بے بہرہ ہیں وہ لوگ جو اس پر بھروسے بیٹھے ہیں۔ کہ مہدی آتے ہی چاردانگ عالم میں دین کا ڈنکا بجا دیگا کیونکہ نہ بزور شمشیر نہ بذریعہ قوت قدسی اسلام میں کوئی ایسا مہدی بروئے کتاب و سنت ثابت ہے۔ جو معاذ اللہ رسول کریمؐ کے کمالات کو بھی ہیچ ثابت کر دکھائے۔ ہو تو پیش کرو ٭

کس طرح چھوٹے بڑے کئے جاتے ہیں اور بڑے چھوٹے

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم جماعت احمدیہ کے اکثر ناچیز و کس مپرس افراد کو جنہیں نہ کبھی باقاعدہ مذہبی تعلیم کا موقعہ ملا نہ انہیں کسی مولویانہ قابلیت کا دعویٰ۔ محض بفضل خداتعالیٰ بطفیل مصطفےٰ صلعم و ببرکت غلامی امام آخر زمان علیہ السلام بارہا ایسا اتفاق پڑتا ہے۔ کہ اچھے اچھے سند یافتہ مولوی ان کی معلومات کتاب اللہ سے مرعوب و مبہوت ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور بجز اس کے ان کو اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ کہ یا تو اناپ شناپ دراز کلمہ باتوں سے خلط بحث کریں۔ رگیں پھلائیں اور منہ پر جھاگ لائیں یا اپنے فلاں و فلاں مشہور و شہنشاہ حق لڑاکا مولوی کی دہائی دیں۔ کہ اچھا ہم ان کی تحریر سے اسکا جواب منگا دیں گے گویا ان داعیان الی الخیر کے مقابلہ میں وہ اپنا عجز تسلیم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ بلحاظ رسمی مولویت اور باضابطہ دینی تحصیل کے یہ غریب بمنزلہ امی ہی ہوتے ہیں یہ ہیں بیت حق کے کرشمے۔ اور یوں مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں بار بار مختلف رنگوں میں پوری ہو رہی ہیں ٭ فسبحان الذی اخزی الاعادی ٭

سات صدیوں کے مجدد سلاطین

امیر تیمور کے زمانہ میں امیر سید شریف ایک بڑے بزرگوار پارسا انسان گذرے ہیں۔ انہوں نے یہ خط امیر تیمور کو لکھا تھا جس میں انہوں نے مجددین کے نام درج کئے ہیں۔ ہم اس خط کو بعینہ وطن سے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"خدایا اس کی مدد کر جو دین محمد کی مدد کرے اور اسے پریشان کر جو دین محمد کو پریشان کرے۔ علمائے سلف نے ہر صدی کے آغاز پر تجدید کا کام کرنے والوں کی جو کیفیت اپنی تصانیف میں لکھی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

ہجرت کے بعد پہلی صدی کے سرے میں دین کے مجدد عمر عبدالعزیز ہوئے۔ خارجی منبروں پر علانیہ حضرت علی کو لعن وطعن کرتے تھے۔ حضرت عبدالعزیز نے اس رواج کو بند کیا۔ اہل اسلام میں باہم بغض وعداوت پیدا ہو گئے تھے۔ ایک گروہ بعض خلفائے راشدین پر ایک جماعت امیرالمومنین علی وحسن وعباس پر طعن کرتی تھی۔ اور ایک دوسرے سے تعصب اور منافقت رکھتے تھے۔ عمر عبدالعزیز نے اسے دور کر کے دین کی تجدید کی۔

دوسری صدی کے سرے میں دین کے مجدد مامون الرشید ہوئے کہ ۲۷ مذاہب باطلہ کو برطرف ومنسوخ کر کے مذہب برحق سنت وجماعت کو رواج دیا اور علی ابن موسیٰ جعفر رضی اللہ عنہم کو خراسان سے طلب کر کے اپنا ولی عہد بنایا۔ اور اس کی اجازت سے مملکت پر متصرف ہوئے۔

تیسری صدی کے سرے میں دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے مروج معتضد باللہ عباسی ہوئے۔ کیونکہ قوم قرامطہ جس کا رئیس ابوطاہر تھا۔ مکہ معظمہ پر مستولی ہو گئی اور تیس ہزار سے کچھ اوپر لوگوں کو عید کے دن قتل کر کے شہید کیا اور حجر اسود کو ارکان خانہ کعبہ سے اکھاڑ ڈالا۔ اور اسلامی بلاد کو خراب کر کے قتل وغارت کا بازار گرم کرنے سے دین اسلام کو ضعیف کیا۔ معتضد باللہ نے اس قوم پر لشکر کشی کی۔ اور اس کو تہ وبالا کر کے دین اسلام اور شریعت کو رواج دیا۔

چوتھی صدی کے آغاز میں منجملہ مروجان دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم عضدالدولہ دیلمی ہے۔ جس نے امرائے عباسی کے فسق وفجور اور اس کے لواحقین اور باغیوں کے ظلم سے دین اسلام کمزور ہو گیا تھا۔ اور اسلامی ممالک میں طرح طرح کی خرابیاں اور بدیاں شائع ہو گئی تھیں۔ عضدالدولہ نے اسے خلافت سے معزول کر کے اس کے بیٹے طائع باللہ کو ولی عہد بنایا۔ اور خود دین کو رواج دینے کا متصدی ہو کر بدعات ونامشروعات اور جور وظلم کو دور کر کے شریعت محمدی کو رواج دیا۔

پانچویں صدی کے شروع میں دین وشریعت کا مروج سلطان سنجر بن سلطان ملک شاہ ہوا۔ شیخ احمد جامی اور حکیم سنائی اس کے ہمعصر تھے۔ اور وہ ان کا مرید تھا۔ ان دنوں ملحدوں اور جاہلوں نے اسلام کے دین کو کمزور کر رکھا تھا۔ اس نے ملاحدہ کے قلع قمع پر کمر ہمت استوار کی اور دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وتابعداری میں اس قدر ثابت قدم رہا کہ مدت العمر اس سے کوئی امر خلاف شریعت سرزد نہ ہوا۔

چھٹی صدی کے سرے پر دین کا مجدد غازان خان بن ارغون خان بن ہلاکو خان ہوا۔ جب دین اسلام ترکستان کے کفار کے غلبہ واستیلاء کی بدولت کمزور ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے غازان خان کو نیکی کی توفیق بخشی۔ اور وہ مع ایک لاکھ ترکوں سمیت صحرائے لار میں شیخ ابراہیم حموی کے ہاتھ پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اپنا ورد بنا لیا۔ اور آثار کفر وبدعت کو مٹا کر شریعت کو بلاد وممالک میں رواج دیا۔

ساتویں صدی کے شروع میں الجایتو سلطان بن ارغون خان کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ وہ سلطان خدابندہ کے لقب سے ملقب ہو کر سنہ مذکور میں اپنے بھائی غازان خان کے بعد تخت نشین ہوا۔

نومبائعین

میاں محمد ابراہیم صاحب - ضلع لائل پور
میاں محمد حسین صاحب - 〃 〃
میاں حسن محمد صاحب - 〃 〃
میاں چراغ دین صاحب - 〃 〃
سید جلال شاہ صاحب - ضلع لائل پور
میاں دین محمد صاحب - ضلع راولپنڈی
سید امیر خان صاحب معہ عیال - ضلع پشاور
گل میر خان صاحب - 〃 〃
مرزا امداد بیگ صاحب - ریاست نابھہ
اہلیہ مرزا امداد بیگ صاحب - 〃 〃
والدہ 〃 〃 - 〃 〃
دختر 〃 〃 - 〃 〃
منشی غلام عباس صاحب - ضلع جہلم
میاں محمد الدین صاحب - ضلع گوجرات
سید نقیر علی صاحب - بلاسپور
مساۃ حشمت بی بی - 〃 〃
مساۃ نصیبا - 〃 〃
گل زمان صاحب - ضلع پشاور
میاں امام الدین صاحب - ریاست جھبل
میاں عمر الدین صاحب - 〃 〃
شیخ برکت علی صاحب - سوداگر چرم - ضلع گورداسپور
شیخ فتح محمد صاحب - ضلع ہوشیارپور
میاں عبداللہ صاحب - ریاست پٹیالہ
میاں اللہ دیا صاحب - 〃 〃
میاں عبدالصمد ولد سوندھا صاحب - ریاست پٹیالہ
میاں احمد صاحب - 〃 〃
میاں محمد ابراہیم صاحب - ضلع گوجرات
عبدالحق وغلام محی الدین صاحب - 〃 〃
سید تفضل حسین صاحب - ضلع میرٹھ
میاں تفضل احمد صاحب - ضلع سیالکوٹ
سید مبارک علی شاہ صاحب - ضلع لودیانہ
میاں محمد دین صاحب - دہلی

معین المبلغین

ایک چھوٹا سا رسالہ ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کا تالیف کردہ ہے یہ احمدی مبلغوں کے لئے بہت کارآمد ثابت ہو گا۔ احباب ۱/ کے ٹکٹ بھیجکر دفتر الفضل قادیان سے طلب فرماویں۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۶

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں بھی اک نورانی چہرے کے پرستار دیکھیں ہم

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

الفضل

خداتعالیٰ نے اسکے اثبات ظاہر کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... ... لیکن پھر بھی لوگ ... ... نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (۷ؔ)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹۵)

قیمت سالانہ پیشگی چھ روپے اعلیٰ کاغذ پر سات روپے

جلد ۲ | مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹۶

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر نے ۲۰ و ۲۱ جنوری کی درمیانی رات کو ۹ بجے ایک مخالف رسالہ طلب فرمایا اور صبح آٹھ بجے اس کا جواب لکھنا شروع کیا باوجود ناسازی طبع و معمولی مشاغل کے عشاء تک ساٹھ سطر کے ۳۸ صفحے کا رسالہ تالیف فرما دیا۔ اور احباب کو اپنی حضوری میں طلب فرما کر رات کے گیارہ بجے کے قریب سنایا جس سے حضرت اقدس مسیح موعود کا زمانہ یاد آ گیا۔ ایدہ اللہ بنصرہ ✦

آریہ دھرم کو ۱۲ بجے مولوی فاضل میر محمد اسحٰق صاحب نے ان لیکچروں کے سلسلہ میں جو مبلغین کی اعلیٰ جماعت کیلئے دینے تجویز ہوئے ہیں۔ ہستی باری تعالیٰ پر مسجد اقصیٰ میں لیکچر دیا۔ سات دلائل قرآن مجید سے اور سات دلائل عقلی کہ ان کا ماخذ بھی قرآن و حدیث ہے وضاحت و فصاحت سے نہایت عمدگی کے ساتھ مؤثر پیرایہ میں بیان کئے۔ بوجہ بارش دار العلوم سے طلباء

تازہ خبریں

برطانوی ہوائی جہاز کی ہلاکت۔ لنڈن ۲۳ جنوری۔ نقصانات کی تازہ فہرست سے پایا جاتا ہے کہ ہوائی جہاز کا کمان افسر جیری میدان جنگ میں کام آیا ✦

لنڈن ۲۳ جنوری۔ سینٹ اومر (فرانس) سے ۲۰ جنوری کا ایک مراسلہ مظہر ہے کہ ۱۸ ماہ حال کو جب جرمنوں نے رات کے وقت برطانوی صفوں کو توڑنے کی کوشش کی تو برطانوی سپاہ نے کمال شجاعت و مردانگی کی داد دی۔ جرمن سپاہیوں نے بار بار عظیم جمعیت کے ساتھ برطانوی سپاہ پر حملہ کیا مگر انہیں ہر دفعہ شدید نقصان کے ساتھ پسپا کیا گیا ✦

ٹائمز کا نامہ نگار جزیرہ نمائے بلقان سے لکھتا ہے کہ ۴ لاکھ فوج سے جس میں ۸۰ ہزار جرمن ہونگے سرویا پر حملہ کرنے کی عظیم طیاریاں ہو رہی ہیں ✦

لنڈن ۲۰ جنوری۔ صیغہ تجارت نے حدود سلطنت سے باہر ہر قسم کے روغن بجز روغن السی کے لیجانے کی ممانعت کر دی ہے۔ علاوہ ازیں روغندار مغزیات۔ روغندار تخم۔ لحم خنزیر اور مصفا چربی کی برآمد بھی روک دی گئی ہے ✦

لنڈن ۲۳ جنوری۔ کل لنڈن میں اسقدر شدید برفباری ہوئی کہ کئی سال سے اسکی نظیر نہیں ملتی۔ عام طور پر ہر قسم کی آمد و رفت مسدود ہو گئی مضافات کے بعض میں آٹھ انچ تک برف پڑی ✦

لنڈن ۲۰ جنوری۔ دوشنبہ کو ساڑھے دس بجے رات کے وقت بلفورٹ میں ایک زلزلہ محسوس ہوا۔ نقصان خفیف تھا ✦

لنڈن ۲۳ جنوری۔ نیویارک سے ڈیلی میل کا ایک مراسلہ مظہر ہے کہ برطانوی سفیر کے اس بیان سے اچھا اثر پیدا ہوا ہے کہ اگر ڈیلیہ گرفتار کیا گیا اور ثابت ہوا کہ اسپر جو مال لدا ہوا ہے وہ امریکن باشندوں کا ہے تو گورنمنٹ برطانیہ تمام مال کو خرید لے گی یا اُسے راٹرڈم (ہالینڈ) کو بھیجدے گی ✦

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۶ جنوری ۱۹۱۵ء

ہمارا قبلہ مقصود کیا ہے!

اس سوال کا جواب - نہایت مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ وہی جو ہمارے امام کی بعثت کی غرض تھی - وہ غرض کیا تھی اس کا جواب بھی آسان ہے کہ وہی جو انبیاء علیہم السلام کے مبعوث ہونے کی غرض ہوا کرتی ہے - یہ سچ ہے کہ انبیاء لا الٰہ الا اللہ کی تبلیغ کے لئے دنیا میں آتے ہیں - لیکن اگر توحید کافی ہوتی تو یہود پرست کوئی جرم نہ تھا وہ بھی تو موحد تھے - پس خشک توحید کسی کام کی نہیں - کیونکہ بقول حضرت اقدس جو ایمان خدا تعالیٰ کے رسول کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتا - اور محض انسانی فطرت خدا تعالیٰ کے وجود کی ضرورت محسوس کرتی ہے جیسا کہ فلسفیوں کا ایمان ہے اس کا آخری نتیجہ اکثر لعنت ہی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ایمان تاریکی سے خالی نہیں ہوتا - اس لئے وہ لوگ جلدی اپنے ایمان سے پھر کر دہریہ بن جاتے ہیں - پہلے تو صحیفہ فطرت اور قانون قدرت پر زور دیتے ہیں - مگر چونکہ شمع رسالت کی روشنی ساتھ نہیں ہوتی جلد تاریکی میں پڑ کر گمراہ ہو جاتے ہیں - مبارک اور بے خطرہ وہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے بلکہ صدہا آسمانی نشان اس کو اس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے - پس اصل بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا شرط ضروری ہے - اور خدا پر اسی وقت تک ایمان قائم رہ سکتا ہے جب تک کہ رسول پر ایمان ہو اور جب رسول پر ایمان نہ رہے تو خدا پر ایمان لانے میں بھی کوئی آفت آ جاتی ہے اور خشک توحید انسان کو گمراہی میں ڈالتی ہے - اسی واسطے مسیح نے کہا کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے یعنی جس کی بنیاد صرف صحیفہ فطرت ہے اور جس کی بنا محض فطرت ہے اور رسول کی روشنی سے حاصل نہیں - آخر وہ لعنتی خیال تک پہنچا دیتا - غرض خدا کے رسول کو چھوڑ کر اور رسول کے معجزات کو چھوڑ کر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے وہ ایک دیوار ریگ ہے وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی - ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اس ایمان کو زوال نہیں ہوتا اور اس کا انجام برا نہیں ہوتا - ہاں جو شخص رسمی طور پر رسول کا تابع ہو گیا اور اس کو شناخت نہیں کیا اور اس کے انوار سے مطلع نہیں ہوا اس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں اور آخر ضرور وہ مرتد ہو گا - جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور عبداللہ ابن ابی سرح اور عبید اللہ بن جحش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور یہودا اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور جموں والا چراغ دین اور عبد الحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے -"

پس وہی توحید معتبر ہے جو اس کے رسول کے وسیلے سے ملے اور جس میں ساتھ ساتھ اس کے رسول کا ذکر ہو اور اس کی وجہ بھی میرے آقا نے کھول کر بتا دی ہے کہ خدا کے رسول کو چھوڑ کر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے وہ ایک دیوار ریگ ہے وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی - اب سوال یہ ہے کہ ایمان تو ثریا پر چلا گیا تھا کون ہے جو اسے واپس لایا - اور کون خدا کے رسول بلکہ خدا کے رسولوں کے حلّے میں ظاہر ہوا - اور کس کے ہاتھ پر وہ نشان ظاہر ہوئے جو توحید پر قائم کرنے والے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کا سکّہ قلوب پر بٹھاتے ہیں - صاف ظاہر ہے کہ وہ اس زمانہ میں

حضرت مرزا غلام احمد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

تھے - پس جو اس ایمان کو پانا چاہتا ہے جس کو زوال نہیں اور جس کا انجام برا نہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کھڑکی کی راہ سے اسلام کے محل میں داخل ہو جو لوگوں کے واسطے محض اللہ کے فضل سے کھولی گئی - اگر کوئی نادان کہے کہ وہ تو مجددوں میں سے ایک مجدد تھے - خدا کے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں تو میں کہوں گا یوں تو تمام انبیاء مجدد ہی ہوتے ہیں چنانچہ افضل الرسل محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہمارے امام نے مجدد ہی لکھا ہے - دیکھو لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴ -

"پس ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے -"

علاوہ ازیں آپ نے اپنے آپ کو صدی کے مجددوں میں نہیں رکھا - بلکہ جیسا نبی کریم کے بارے میں لکھا کہ "وہ پھر ہزار ہجم کا دور آیا - جو ہدایت کا دور تھا یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے × × × پس آپ کے نبی آب ہونے پر بھی ایک زبردست دلیل ہے -" اسی طرح اپنی بابت میں لکھا ہے کہ "وہ اسی دلیل سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہے - کیونکہ اسی تقسیم کی رو سے × × × ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں × × × اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح - مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو -" (صفحہ ۴ و ۵) دیکھو اپنے آپ کو ہزار سالہ مجددوں پر رکھا جو اولوا العزم رسل ہوتے ہیں - اور ان میں سے بھی وہ جس کے بعد جو آئے بطور ظل کے آئے - پھر میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت اقدس اس لئے نبی نہیں ہو سکتے کہ وہ مجددوں میں ایک مجدد تھے - اگر وہ دوسرے مجدد و رسل میں داخل ہیں تو نبی ہو سکتے ہیں تو پھر آپ مسیح موعود بھی نہیں - کرشن بھی نہیں مہدی موعود بھی نہیں - کیونکہ دوسرے مجدد بھی تو تھے یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے ایک انسان تھے - پس اگر دوسرے انسان انبیاء کے زمرے میں داخل ہیں تو یہ بھی داخل ہیں ورنہ نہیں - پیارو! یاد رکھو کہ آپ رسول اور نبی تھے اور ایسے ہی مرسل تھے جیسے اور انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں - اس میں کوئی غلو کی بات نہیں بلکہ واقعی امر کا اظہار ہے - کیونکہ اگر یہ غلو تھا تو آپ کے ہاتھ پر اس قدر نشانات الٰہی ظاہر نہ ہوتے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو جائے تعجب کی بات ہے کہ جس کے ہاتھ پر اس قدر نشانات ظاہر کئے جائیں کہ ان کے ہزارویں حصے سے ایک نبی کی نبوت ثابت ہو سکے وہ خود بھی نبی نہ ثابت ہو سکے - پھر اگر آپ انبیاء کے گروہ میں داخل نہ ہوتے تو تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض کے ماتحت بعض رسولوں سے افضل نہ ہوتے - اور بالخصوص حضرت مسیح علیہ السلام سے تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا دعویٰ نہ فرماتے - کیونکہ جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے کہ غیر نبی کو نبی پر کلی فضیلت نہیں ہو سکتی - یہ زبردست ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ نبی تھے - اور اس زمانہ میں کوئی توحید کوئی اسلام کوئی ایمان مقبول نہیں بغیر آپ کی وساطت کے اور بغیر آپ کے معجزات پر ایمان لانے کے - یہی سبب ہے کہ آپ کو وحی نازل ہوئی - انت منی وانا منک - یعنی جیسے آپ خدا کی طرف سے ہیں - ایسے ہی خدا کی چہرہ نمائی آپ ہی کے

ذریعہ سے مقدر ہے۔ یہ مت سمجھو کہ حضرت مسیح موعود گویا اشاعت اسلام کی ایک انجمن قائم کرنے آئے تھے جس کے ممبروں سے آپ صرف یہ وعدہ لے لینا کافی سمجھتے تھے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور اس میں چندہ دیں گے۔ بلکہ آپ اس حقیقی ایمان کو پیدا اور اسلام کو زندہ کرنے آئے تھے۔ جو دنیا سے مفقود ہو چکا تھا اور مر چکا تھا۔ اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ قبلہ مقصد ہے۔ جس کی طرف ہمیں متوجہ کیا گیا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اپنے ہادی کے قدم بقدم چلیں۔ اور اس کے اصل مرتبہ کو دنیا پر ظاہر کریں۔ کیونکہ جتنا بھی اس کا درجہ بیان ہوگا۔ اتنی خاتم النبیین کی شان بڑھے گی۔ اور اس کے لائے ہوئے اسلام کی وقعت دلوں میں بیٹھے گی۔ حضور کو تو اپنے درجے کا بیان تک [illegible] تھا کہ [illegible] میں جب ایک صاحب نے کسی مخالف کو وہی اس کے اعتراض کے جواب میں کہا۔ کہ حضرت صاحب نبی نہیں تو آپ نے ایک غلطی کا ازالہ اشتہار نکالا۔ اور فرمایا۔ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ پھر جب لاہور کے آخری لیکچر میں بعض فقرات سے بعض لوگ یہ سمجھے۔ کہ آپ نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ تو فی الفور روزانہ اخبار عام میں چٹھی چھپوائی۔ کہ میں نبی ہوں اور اس وقت تک اس دعوے پر قائم ہوں۔ جب تک اس دنیا سے گذر جاؤں۔ اگر حضرت صاحب نبی نہیں تھے۔ اور آپ کی نبوت کی نفی سے کوئی حرج نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ایسا امر تھا کہ جس کی تردید ہر خطبے ہر تقریر ہر تحریر میں کرنی ایک احمدی پر فرض ہے تو پھر اس قدر اہتمام کی کیا ضرورت تھی کہ حضور نے نبوت کی نفی پر فوراً اشتہار شائع کیا۔ اور خط چھپوایا کہ میں نبی ہوں۔ اس سے یقینی طور پر ثابت ہے کہ توحید و اسلام کی اشاعت اس زمانہ میں آپ کی نبوت یعنی ان پیشگوئیوں اور معجزات پر ایمان لانے پر مبنی ہے جو آپ کے ذریعے حق کی صداقت کے لئے ظاہر ہوئے۔ فتدبر ولا تکن من الغافلین ۔

نو مبائعین

میاں مہر الدین صاحب ۔ ضلع گورداسپور
اہلیہ نظام الدین صاحب ۔ ضلع گوجرانوالہ
شاہ دین صاحب ۔ ضلع جالندھر
میاں جھنڈا صاحب ۔ ضلع سیالکوٹ ۔

اِنَّ الدِّینَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

توحید الٰہی

اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ اور اس کے سوا اور جتنے مذاہب ہیں۔ ان سب میں کسی نہ کسی راہ سے شرک داخل ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے مذہب نہیں رہے۔ کیونکہ ان میں شرک کی خونی اور گند مل گیا ہے۔ صرف اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس بہا پاپ سے محفوظ رکھا ہے۔ یہ بالکل صحیح اور درست بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اسلام کی حفاظت کا ذمہ لیا اور واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مرور زمانہ کے بعد دیگر ادیان میں باطل نے جگہ لی۔ مگر اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک بہت مدلل مبرہن کتاب قرآن مجید دنیا میں نازل فرمائی اور اس کے تمام احکام اور اوامر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال میں آگئے۔ اور اقوال الٰہی نے افعال کا جامہ پہن لیا۔ اور تمام باتیں محفوظ ہو گئیں۔ اگر ہم مذاہب کو صرف توحید الٰہی کے معیار سے پرکھیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام کا مذاہب میں کتنا بڑا اعلیٰ پایہ ہے اور عملی شکل میں مذاہب کی طہارت اور تقدس کا فرق بھی اس مناسبت اور توازن سے کما حقہ معلوم ہو جاتا ہے۔ یہ تو ظاہر بات ہے کہ تمام گناہ شرک سے پیدا ہوتے ہیں اور تمام آثام اور گناہوں کی جڑ شرک ہے جوں جوں مذاہب اپنے بانی سے دور ہوتا گیا ہے وہ شرک میں اسی قدر زیادہ مبتلا ہوتا گیا ہے۔ سوائے اسلام کے۔ کیونکہ اس کا ذمہ خود حضرت احدیت نے لیا تھا کہ میں اسلام کی حفاظت کروں گا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم نے اس قرآن مجید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ قرآن شریف میں قرآن شریف کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کے پہلے تمام بر و بحر میں فساد ظہور پذیر ہو گیا تھا۔ اور تمام مذاہب میں شرک نے گھر کر لیا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آ کر شرک کی جڑ اکھیڑ دی۔ اور جزیرہ عرب سے اس طرح شرک کا استیصال کیا کہ پھر باطل نے وہاں کبھی سر نہیں نکالا۔ ساتھ ہی اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ مقرر فرمایا کہ وہ ہر صدی کے بعد تجدید دین کے لئے ایک مجدد بھیجتا رہے گا اور وہ اسلام کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے ظاہر کرے [illegible] در غلطی پڑ گئی تھی اور غلطی نکالنے والا کوئی ان میں اللہ کی طرف سے پیدا نہیں ہوا۔ جو مذہب کو [illegible] یہی وجہ ہے کہ ان کے مذاہب محض قصے اور کہانی رہ گئے ہیں اور ان میں کوئی زندگی اور شوکت نہیں ہے۔ محض لاف زنی اور زبانی باتیں ہیں بھلا کون نہیں کر سکتا۔ مگر یہ ایسا بڑا درخت ہے کہ خوفناک و خشک ہے۔ جہاں کہ خشک لفاظیاں کسی کام نہیں آتیں جب تک کہ تزکیہ قلب اور یقین کامل اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا نہ ہو۔ کذٰلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام مذاہب مُردہ ہو گئے۔ اور ان میں کچھ باقی نہ رہا۔ کیونکہ اب استفاضہ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی سے مل سکتا ہے اور اسی وجہ سے شریعت محمدیہ کے ساتھ کل شرائع کا خاتمہ ہو گیا۔ جب ان میں نور نہ رہا تو ضروری تھا کہ ان میں ظلمت اس کی بجائے جگہ لیتی۔ ظاہر ہے کہ نور سے تیرگی ہٹتی ہے اور ظلمت نور کو اٹھا دیتی ہے۔ چنانچہ مذاہب میں نور الٰہی نہ رہا اور بجائے نور الٰہی بھرنے کے وہ ظلمت کدہ بن گئے۔ اس لئے ادیان باطلہ کے پیرو بجائے خدا کو چھوڑ کر معبودان باطلہ کے پرستار بن گئے اور انہوں نے خالق حقیقی اور بتوں میں کوئی فرق نہ کیا۔ اور خالق حقیقی کی بجائے حجر و شجر کو پوجنے لگے اور توحید کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ۔

اب ہم عالم کے مشہور مذاہب کو لیتے ہیں۔ ہند میں عام طور پر تین بڑے بڑے مذہب پائے جاتے ہیں۔ ہندوازم مسیحیت اور اسلام۔ ہندو چونکہ بہت پرانا مذہب ہے۔ اس لئے ان کا اپنے بانی سے بہت بُعد ہے۔ لہٰذا وہ توحید سے بہت دور چلے گئے ہیں اور بجائے خدا کے وہ تینتیس کروڑ معبود اپنے گھڑ لئے ہیں۔ یہاں تک الحاد اور ضلالت نے ترقی اور کمال کیا ہے کہ ان کی کتب مقدسہ میں بھی کوئی ایسی زبردست شرتی توحید کے متعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی اشیاء پرستی اور اجرام پرستی کا کھنڈن بڑے زور سے کیا گیا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ اور غضب ڈھایا ہے کہ قدرتی اشیاء سے کثیر پیار رکھا گیا ہے اگرچہ فلسفی الطبع انسان اس کے تحت اندر ناوٹ سے کچھ اور

سے مختلف نہیں ہے۔ بہر حال ان میں توحید اور شرک اور خبیث اور طیب کا امتیاز ان کے مضامین سے نمایاں ہے۔ مگر قرآن میں اس قسم کا تصرف کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ بلکہ ابد تک توحید کے متعلق جس قدر الفاظ ہیں ان میں کوئی شرک کی بات نہیں ہو سکتی۔ ہندو لوگ اپنی کتابوں میں جس قدر چاہیں رد و بدل کر لیں۔ اور یہ خدا میں ایسی باتیں ہیں الٰہی توحید ہوتی ہوگی۔ مگر ہمیں تو موجودہ کے متعلق کلام ہے ۔

مسیحیت نے توحید کی بجائے تثلیث کا مسئلہ اختراع کیا۔ اور خدا نے کوئی بیٹا گھڑ کر خدا ٹھہرایا ہوا ہے کہ تین ہیں۔ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں اور انکار بھی۔ ساتھ ہی مسیح اور روح القدس کو اس کے شریک بھی ٹھہرا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو دنیا میں توحید لانے تھے۔ مگر ان کے بعد بعض لوگ پیدا ہو گئے اور انہوں نے توحید کو تثلیث سے بدل ڈالا۔ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ذٰلک قولہم بافواہہم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلہم اللہ انی یؤفکون۔ اتخذوا احبارہم ورھبانہم ارباباً من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰہاً واحداً۔ لا الٰہ الا ھو سبحانہٗ عما یشرکون۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ اسلام کے پہلے جتنے مذاہب تھے۔ وہ سب شرک کا شکار ہو گئے تھے۔ اور توحید کا ان میں مطلق نام نہ تھا۔ یہودیوں نے عزیر کو اللہ کا بیٹا ٹھہرایا۔ اور عیسائی مسیح مریم کے بیٹے کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ بھلا ان کے کہنے سے کوئی خدا کا بیٹا بن جاتا ہے۔ نہیں نہیں یہ تو ان کے منہ کی باتیں ہی ہیں کافروں کے قول کی ریس کرتے ہیں۔ جو کہ ان سے پہلے تھے۔ اللہ انہیں تباہ کرے۔ کیسا الٹا راہ اختیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا ہے۔ اور مریم کے بیٹے مسیح کو بھی رب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کریں۔ وہ پاک اور بلند ہے۔ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نور کا ذکر کرتا ہے کہ ہم نے اس ظلمت۔ شرک کے استیصال کرنے کے لئے اسلام جیسا نور الٰہی دنیا میں بھیجا ہے۔ تاکہ لوگ اس کے ذریعہ توحید الٰہی کو دیکھ سکیں۔ اور جھوٹے معبودوں اور معبود حقیقی میں تمیز کر سکیں۔ اس لئے کمزور آنکھوں والوں کو ظلمت پسند تھی۔ اور اس نور کو نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کے اثر سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے ہی کام ہیں کہ وہ نور اللہ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ بھلا ان کے منہ کی پھونکوں سے نور الٰہی کو کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ اللہ تو ضرور اس نور کو پورا کر دیگا اگرچہ مشرک لوگ اس کو کراہت ہی کریں۔ اس غرض کے لئے اس نے اس آخری زمانہ میں رسول بھیجا ہے اور وہ ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے کہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔ اگرچہ یہ بات مشرکوں کو ناگوار ہی گذرتی ہو۔ ان آیات کریمہ میں بطلان شرک اور اثبات توحید عجیب پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ مشرکانہ باتیں جو اہل کتاب میں داخل ہو گئی ہیں یہ کفار کی ریس کا نتیجہ ہے اور فرمان الٰہی سے انحراف کا خمیازہ ہے۔ حالانکہ ان کو توحید کی تاکید کی گئی تھی۔ مگر چونکہ وہ اس سے باز نہیں آتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پھر یہ طریق اختیار کیا کہ اپنا برگزیدہ رسول دنیا میں بھیجا۔ اور اس کے ذریعہ سے دنیا میں توحید کا ڈنکا بج گیا اور شرک کا ستیاناس ہو گیا ۔

ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا۔ جس کو ھو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کا الہام ہوا۔ اور اس نے توحید الٰہی کے اثبات کے لئے زبردست براہین لکھے اور دنیا میں ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم اگلے مضمون میں بتائیں گے انشاء اللہ۔ کہ توحید کے لئے اسلام نے کیا کیا عجیب دلائل دیئے ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے توحید الٰہی کے متعلق اسلام ہی منفرد ہے۔ اور دیگر مذاہب میں شرک پھیل گیا ہے ۔

مفرح یاقوتی

مقوی اعضائے رئیسہ اور دماغ۔ بہترین ممسک مزید الباہ والقوی بہت ہی مفید اور کارآمد دوا ہے۔ مردہ دلوں کو ایک نئی زندگی بخشتی ہے۔ ضعف دل بے چینی۔ پراگندہ خیالی کے لئے کارآمد اور تریاق ہے۔ قیمت رعایتی بجائے عشرہ کے للعہ روپیہ ۔

(دفتر اخبار الفضل سے طلب فرمائیں)

رام چندرؑ اور ہاجرہؑ

(از جناب سید محمد اسحٰق صاحب)

ہندو قوم رامچندر علیہ السلام کے وجود پر جس قدر فخر کرے بجا ہے اور جس قدر ناز کا اظہار کرے مناسب۔ کیونکہ اس جوانمرد نے محض اپنی سعادت مندی سے والد کے اشارہ پر اپنی تمام جائز امنگوں سے ہاتھ دھو کر چودہ برس کا بن باس لیا۔ اور اس قدر لمبے عرصہ تک دنیا کی قریباً تمام نعمتوں سے محروم ہو کر محض والد کی اطاعت کے لئے جنگل میں سکونت اختیار کی۔ واقعہ میں رام چندرؑ نے دنیا کو دکھا دیا کہ ایک فرمانبردار اور سعادتمند بیٹے میں والدین کی فرمانبرداری کا کیسا جذبہ ہونا چاہیئے۔ اور ایک بیٹا اپنے والدین کا حقیقی مطیع تبھی کہلا سکتا ہے جب وہ اپنے ماں باپ کے اشارے پر اپنی تمام خواہشات پر لات مار کر رام چندر کی طرح جانفروشی کا ثبوت دے۔ لیکن حضرت رام چندر کی اس قابل تقلید قربانی کو اس قدر اہمیت دیتے ہوئے بھی میں اس بات کے کہنے سے ہرگز رک نہیں سکتا۔ کہ ان کی قربانی مجھے اس بات پر مجبور نہیں کرتی کہ میں اور لوگوں کی قربانیوں کو نظرانداز کر دوں خصوصاً اس صورت میں جبکہ بعض اور قربانیاں میری نظر میں حضرت رام چندر کی اس نہایت قابل تعریف قربانی سے بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ گو میری یہ بات ہندوؤں کو ناگوار گذرے۔ لیکن میں جب واقعات پر نظر ڈالتا ہوں تو میں حق کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ اور مجھے اس امر کے اظہار کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ میں مانتا ہوں کہ حضرت رام چندر کی قربانی کوئی معمولی قربانی نہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان کی سعادت اپنے رنگ میں ایک بے نظیر سعادت ہے۔ مگر جب میری توجہ حضرت ہاجرہ اور شیرخوار اسمٰعیل کے بن باس کی طرف منعطف ہوتی ہے تو میں بے اختیار کہہ اٹھتا ہوں کہ ہاجرہ تم ایک عورت ہو کر حضرت رام چندر جیسے جری مرد سے بڑھ گئیں اور کمزور ہو کر ایک طاقتور سے تمہارا پلہ بھاری رہا۔ میری یہ بات صرف میرے ذوق پر مبنی نہیں نہ کسی تعصب پر اس کی بنا ہے۔ تاریخ واقعات ہیں جو میری رائے کی تائید کرتے ہیں۔ اور ساری صحیح واقعات ہی ہیں۔ جن پر میرے اس دعویٰ کی بنیاد ہے۔ اور ہر شخص جو تاریخ کا کچھ بھی علم رکھتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ضرور

جناب اس لیتی سے اور خدا تعالیٰ بھی اس کے عزم و استقلال کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن کیا واسطے رام چندر کی طرح وطن میں پھر واپس آنا پڑا نہیں۔ بلکہ رحیم کریم خدا نے اسی بے وطنی کو ابدی کا وطن بنا دیا۔ اسی غیر آباد جگہ کو آباد کر دیا۔ بھیڑیوں اور درندوں کے جنگلوں کو مہذب انسانوں کے عظیم الشان محلوں سے تبدیل کر دیا۔ اس وادی غیر ذی زرع کو یجبیٰ الیہ ثمرات کل شی کا مصداق بنا دیا۔ اور وہ مقام جس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا ہاجرہ اور شیر خوار اسمٰعیل کی خاطر وہاں سے اب زمزم کا وہ چشمہ نکالا جس سے ساری دنیا پیتی ہے مگر ختم نہیں ہوتا۔ ہاجرہ اکیلی تھی۔ خدا نے قوموں کی قومیں اس کے پاس آباد کر دیں۔ وہ بے یار و مددگار تھی۔ خدا نے ہزاروں آدمیوں کو اس کا خادم بنا دیا۔ وہ رام چندر کی طرح اپنے وطن میں نہیں آئی۔ بلکہ خدا نے دین کے لئے اسی جنگل میں مشکل کر دیا۔ اب ذرا انصاف سے دیکھو خدا کے حضور رام چندر کی قربانی فوقیت لیگئی یا ہاجرہ کی؟ دیکھو شیر خوار اسمٰعیل جس مقام پر پانی کے لئے ایڑیاں رگڑ رہا ہے اس چشمہ نکلتا ہے۔ اور جس مقام پر پانی کی تلاش میں ہاجرہ ایک تھوڑی سی دیر کے لئے دوڑتی ہے۔ اسی مقام پر آج محض ہاجرہ کی اتباع میں لاکھوں آدمی دن رات اسی انداز سے دوڑتے ہیں۔ اور جہاں ہاجرہ صرف خدا کے حکم کی تعمیل میں وحشت سے زندگی بسر کرتی ہے۔ اور جس گمنام قطعہ میں الٰہی رضا جوئی کے لئے زندگی گذارتی ہے وہ آج دنیا کا مرکز بن رہا ہے۔ ہزاروں انسان خواہشمند ہیں کہ انہیں اس سرزمین میں مرنا نصیب ہو۔ اور لاکھوں حسرت آمیز اسبابات کے متمنی ہیں کہ انہیں اس متبرک مقام کی زیارت نصیب ہو۔ اور بے شمار مشتاق اپنے گھروں سے منہ موڑ کر وہاں جا بستے ہیں۔ اور ہر سال دنیا کے کناروں سے لوگ دیوانہ وار وہاں دوڑے جاتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ ہاجرہ کی ہجرت گاہ اور امام اسمٰعیل کے بن باس کی زیارت کریں۔ بتاؤ کیا رام چندر کو یہ بات نصیب ہوئی۔ کیا اس کے بن باس کا مقام دنیا کا مرکز بنا یا ہاجرہ کی طرح رام چندر پر افضال الٰہیہ ہوئے ہرگز نہیں۔ پھر اس سے آگے چلو۔ رام چندر کی اولاد دنیا میں پھیلتی ہے۔ اور آج لاکھوں کروڑ آدمی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم چندر بنسی خاندان سے حضرت رام چندر کی اولاد ہیں۔ اور ہم بھی ان کے اس دعوے کو تسلیم کرتے ہیں لیکن حضرت ہاجرہ کی طرف توجہ کرو۔ وہ بھی صاحب اولاد ہوتی ہیں انکی نسل بھی عرب میں پھیلتی ہے۔ اور انہیں میں ہاجرہ کا ایک فرزند سعادت مند سید دنیا کا نبی ہو کر آتا ہے۔ جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ ہاجرہ کی اولاد کو وہ عزت و شان دیتا ہے کہ اس کی اولاد ہندوستان میں آکر رام چندر کی اولاد پر حکمران ہوتی ہے اور سینکڑوں برس وہ ان کے ماتحت رہتے ہیں۔ اور قربانی کرنیوالی ہاجرہ کی اولاد مسلمانوں پر جان نثاری کرنے والے رام چندر کی اولاد مفتوح ہوتی ہے۔ بتاؤ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ ہاجرہ کی قربانی رام چندر کی قربانی پر فوقیت لے گئی۔ اور کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ ہمارے رسول کی ماں ایک عورت ہو کر رام چندر جیسے عظیم الشان مرد سے آگے بڑھ گئی۔ یہ کیوں ہوا۔ صرف اسی لئے کہ اس کی نسل میں سید الورٰی اور خاتم الانبیاء پیدا ہونے والا تھا۔ اس لئے خدا نے نہ چاہا کہ دنیا کے نبیوں کی ماں کسی مرد سے کم رہے ✦

کیا ہم دنیا کی تباہیوں سے خوش ہوتے ہیں

نادان ہے وہ جو دوسروں کی تکلیف پر خوش ہو۔ کم عقل ہے وہ جو اوروں کی مصیبت پر شاداں ہو۔ اور بے وقوف ہے وہ جو غیروں کے رنج و الم پر فرحاں ہو کیونکہ کوئی سمجھدار کوئی عقلمند اور کوئی دانا گرفتاران بلا پر از راہ تمسخر زبان طعن دراز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا دل ان کی حالت کو دیکھ کر پگھل جاتا ہے۔ اور وہ اپنے مولا کے حضور اس لئے سجدہ شکر بجا لاتا ہے کہ میں ان مصائب اور آلام سے مامون و مصئون ہوں۔ ہاں ایسے انسان کو ان لوگوں پر افسوس ضرور آتا ہے جنھیں اس نے تکلیفوں سے بچنے اور آرام میں رہنے کی درد دل سے نصیحت کی ہو۔ اور انھوں نے اس کی باتوں پر کان نہ دھرا ہو۔ ایک مہربان باپ اپنے نافرمان بیٹے کو دکھ کی حالت میں دیکھ کر ضرور اس کو ملامت کرتا ہے۔ ایک مشفق دوست اپنے دوسرے ساتھی کو تکلیف میں پا کر ضرور اسے خدمت کرتا ہے۔ اور ایک محبت کرنیوالا بھائی اپنے دوسرے کوتہ اندیش بھائی کی ناعاقبت اندیشی پر ضرور اسے ملزم قرار دیتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باپ اپنے بیٹے کو دوست اپنے دوست کو بھائی اپنے بھائی کو مصیبت زدہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ انکی نسبت ایسا خیال کرنے والا نادان ہے۔ ہمیں ایک آریہ اخبار کو پڑھ کر بہت ہی افسوس ہوا ہے۔ جو اٹلی میں تباہ کن زلزلہ اور مرنا کا خوفناک راگ کے عنوان کے نیچے لکھتا ہے کہ مذہب کے مسلمانوں میں کچھ عرصہ سے ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو دنیا کی تباہی لوگوں کی بربادی اور قتل و خونریزی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ جب کبھی کہیں طوفان آئے۔ کوئی ہولناک ہیبت ناک اور تباہ کن زلزلہ آئے کسی جگہ خونریز جنگ جاری ہو کہیں قحط پڑے یا وبا پھیلے یہ فرقہ سب سے پہلے خوشی کا ایک راگ گا لیتا ہے"

ہم اس ناواقف آریہ اخبار کو بتلاتے ہیں کہ احمدیوں کو کبھی دنیا کی تباہی لوگوں کی بربادی کسی خطرناک طوفان اور تباہ کن زلزلہ کے آنے کی وجہ سے اس لئے خوشی نہیں ہوئی۔ کہ ہم دنیا کی تباہی کے خواہشمند ہیں۔ بلکہ سخت رنج اور افسوس ہی ہوا اور ہوتا رہے گا۔ کیونکہ ہم نے خدا تعالیٰ کے ایک مرسل کی باتوں سے پیش از وقت دنیا کو آگاہ کیا۔ اور بار بار آگاہ کیا کہ ان کو مان لو۔ تاکہ تم مصائب اور آلام سے مخلصی پا سکو۔ اور اگر نہیں مانو گے تو خدا کے فرستادوں کا انکار کرنے والوں کا جو حال ہوا کرتا ہے وہی تمہارا ہوگا۔ لیکن اکثروں نے توجہ نہ کی۔ اس لئے وہ ہدف مصائب بنے۔ اور بنتے رہیں گے احمدی ایک مشفق دوست اور مہربان بھائی کی حیثیت سے لوگوں کو آنے والے خطرات سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔ لیکن نہ ماننے والوں میں سے کچھ لوگوں پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹتا دیکھ کر انہیں اور زیادہ زور سے لوگوں کو مطلع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ شاید دوسرے بچ جائیں۔

اب اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد دنیا پر مصائب و آلام آنے سے خوش ہوتے ہیں۔ تو وہ غلطی پر ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ لوگوں کی مصیبتوں پر خوش ہونے کے لئے نہیں۔ بلکہ مصیبت میں مبتلا شدہ لوگوں کو رہائی پانے کی تدابیر بتانے اور تباہیوں سے بچنے کی تدبیر سکھانے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ پس جو کوئی ہماری احمدی کی باتوں کو پس پشت ڈال دینے کی وجہ سے رنج و محن میں مبتلا ہوتا ہے وہ احمدیت کی زبان حال سے تصدیق کرتا ہے اور دوسرے کو مطلع کرتا ہے کہ

من نہ کردم شما حذر بکنید۔

پس مبارک ہے وہ انسان جو ہماری باتوں پر غور کر کے اپنے بچاؤ کی فکر کرتا ہے۔ اور نادان ہے وہ انسان جو صدہا کو دیکھ کر اس پر ہنسی اڑاتا ہے ✦

علمی جنتری

ہمیں کئی احباب نے زبانی اور خطوط کے ذریعہ اس طرف توجہ دلائی تھی کہ "علمی جنتری ۱۹۱۵ء" جو سید محمد عبداللہ علم سوداگر کانپور نے مرتب کی ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سراسر غلط فہمیوں سے مملو ہے۔ اسکی تردید ہونی چاہیئے۔ ہم نے پیشتر اسکے کہ ان باتوں کی تردید کرتے۔ مناسب سمجھا کہ جنتری مرتب کرنے والے سے دریافت کر لیا جائے کہ آیا انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح سمجھ کر لکھا ہے یا ناواقفیت کی وجہ ان سے غلطی ہو گئی ہے۔ ہمارے خط کا جو جواب آیا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

کرمفرمائے بندہ جناب ایڈیٹر الفضل صاحب زاد لطفہٗ

ہدیۂ تسلیم اور تحفۂ نیاز کے بعد خدمت سراپا برکت میں عرض ہے کہ نوازشنامہ موصول ہوا۔ جواباً گذارش ہے کہ سب ایڈیٹر نے یہ مضمون پیسہ اخبار سے مورخہ ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۴ء سے لیا ہے آپ اُس اخبار کو دیکھ سکتے ہیں اگر مہتمم بیان کے ایڈیٹر کی آپ کی رائے میں کچھ غلطی اور قصور ہو تو معاف کیا جا سکے۔ خیریت مزاج و کار لائقہ سے یاد فرماتے رہیئے۔ فقط زیادہ نیاز

خادم۔ سید محمد عبدالعلیم سوداگر و مؤلف علمی جنتری کورسوان کانپور

مؤلف جنتری کو سلسلہ احمدیہ جیسے معروف اور مشہور سلسلہ کے حالات درج کرنے کے لئے پیسہ اخبار کے کسی ناواقف اور غیر ذمہ وار نامہ نگار کی غلط تحریر کا منت کش نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ قادیان میں ایک پیسہ کا کارڈ لکھ کر وہ مفصل اور صحیح حالات معلوم کر سکتا تھا اور ہم بڑی خوشی سے اسکی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے تیار تھے۔ اب جبکہ اپنی غلطی کا اعتراف کیا گیا ہے تو ہمیں بھی ضرورت نہیں کہ اسکے متعلق وضاحت سے کچھ لکھیں ◆

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آئندہ سال کی جنتری تالیف کرنے کے وقت ہم سے سلسلہ احمدیہ کے متعلق صحیح حالات معلوم کر کے لکھے جائینگے ◆

بشارت! بشارت!! بشارت!!!

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے درس قرآن شریف کے نوٹ تیسویں پارہ کے شائع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب پہلے پارہ سے عمدہ کاغذ پر درس قرآن کے نوٹ چھپنے شروع ہو جائیں گے" درس قرآن کے نوٹ" تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تقریر کا جو نہایت تیز اور رواں ہوتی ہے سارا لکھ لینا ناممکن ہے اور جو کچھ سعی بلیغ سے لکھا جاتا ہے اسکو ہو بہو وہی درس نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم ہر ایک آیت کے معانی اور مطالب مسلسل لکھے جاتے ہیں اور تقریباً تمام تقریر ضبط کر لیجاتی ہے۔ اس لئے ان نوٹوں کو تفسیر القرآن کہنا چاہیئے۔ جو بلا شبہ حقائق اور معارف کا ایک خزینہ ہے کسی احمدی کو اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے اخبار الفضل میں انشاء اللہ مسلسل درس چھپتا رہیگا احباب الفضل کے خریدار بنکر اسکو حاصل کریں اور اسکے علاوہ اخبار الفضل جو نہایت مفید اور کار آمد مضامین شائع کر رہا ہے اور جس کا کاغذ بھی حال میں باوجود گرانی کے آگے سے بہت عمدہ کر دیا گیا ہے اس سے بھی مستفیض ہونا چاہیئے۔ اخبار کی قیمت چھ روپے سالانہ ہے اور اسی قیمت میں درس بھی دیا جائیگا۔ قیمت باقساط بھی وصول کیجا سکتی ہے لیکن بہرحال پیشگی قیمت وصول کیجاتی ہے جو احباب اخبار الفضل کے خریدار ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسرے احباب کو یہ خوشخبری سنا دیں تاکہ وہ شروع سے خریدار بنجائیں ◆

اعلان

حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے اپنے قلم سے نکلا ہوا ایک رسالہ بجواب لیکچر خواجہ کمال الدین صاحب عنقریب انشاء اللہ چھپکر شائع ہوگا سکرٹری صاحبان فوراً دفتر میں تعداد مطلوبہ کی اطلاع دیں۔

سکرٹری
انجمن ترقی اسلام قادیان

ظہور المہدی یا حجج احمدیہ

یہ ظہور المسیح نہیں بلکہ اور کتاب ہے ۳۵۲ صفحے حجم۔ گنجان تحریر جس میں یقیناً پانچ چھ سو صفحہ کا مضمون ہے۔ احمدی مذہب کو امنت باللہ سے لیکر الیوم الآخر تک مدلل و مفصل بیان کیا گیا ہے ہر مسئلہ کیلئے آیات سے احادیث سے رؤیا سے اسقدر دلائل جمع کر دیئے ہیں کہ طبیعت سیر ہو جاتی ہے یہ کتاب ایک مناظر کیلئے ایک مبلغ کیلئے ایک طالب حق کیلئے۔ ایک احمدی کو وسعت معلومات کیلئے ایک مذاہب عالم پر نظر تنقید کرنیوالے کیلئے یکساں مفید ہے منگوا کر دیکھئے۔ قیمت بجائے دو روپیہ کے ایک روپیہ عم۔ دفتر الفضل سے طلب فرماویں

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیان دارالامان - ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء

مسلمانوں کی دل آزاری

ایک آریہ سیوک کیطرف سے

امرت ۲۲ - جنوری میں [illegible] کی ستم آرائی ایک مضمون قرآن ذریعہ کیگئی ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہز آنر سر مائیکل اڈوائر لفٹنٹ گورنر کی بیدار مغز گورنمنٹ اس کو اس نازک وقت میں نامناسب فرمائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس پرچہ کو نوٹس سے کہ بات کو بڑھانا نہیں چاہتے۔ صرف اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو اعتراضات امرت کے مہذب و امن پسند ایڈیٹر نے کئے ہیں وہ اس سے اچھے پیرایہ میں کئے جا سکتے تھے۔ لیکن جو صورت اختیار کی گئی ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ محض مسلمانوں کی دل آزاری اور ان کے مذہبی جذبات کو برانگیخت کرنا مقصود ہے۔ مفصلہ ذیل فقرے ملاحظہ ہوں:۔

فقرہ نمبر اول۔ قرآن میں خدا کی جو تصویر پیش کی گئی ہے وہ نہایت ہی بھونڈی اور بدنما ہے۔ کوئی برائی نہیں جو خدا کے ساتھ منسوب نہ کیگئی ہو۔ کوئی [illegible] نہیں جس کا ذمہ وار خدا کو نہ ٹھہرایا گیا ہو۔ کوئی گناہ نہیں جس کا تعلق خدا کے ساتھ پیدا نہ کیا گیا ہو۔ قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوگ برائی کرتے ہیں تو خدا کے اشارہ پر۔ اگر جھوٹ بولتے ہیں تو خدا کی مرضی سے۔ اگر پاپ کرتے ہیں تو خدا کے حکم سے اور اگر گناہ کرتے ہیں تو خدا کے فرمان سے غرضیکہ دنیا میں آج کل جو کچھ برا کام ہو رہا ہے۔ قرآن نے اس تمام کو خدا کے ساتھ منسوب کیا ہے۔

فقرہ نمبر دوم۔ ہم مان لیتے ہیں کہ قرآن کی بعض کیا بلکہ بہت سی آیتوں نے اس کے مصنف حضرت محمد کی مشکلات کا خاتمہ کر دیا ہو۔ [illegible] اپنے مجبوریوں کی [illegible] میں ذکر شدہ ہوتے [illegible]

فقرہ نمبر سوم۔ دنیا میں جس قدر بھی گمراہ اور منحرف لوگ ہیں جو خدا کو نہیں مانتے وہ سب کے سب قرآن کے خدا کی ہی کرتوت ہے۔

فقرہ نمبر چہارم۔ دیکھئے کس طرح خدا کے منہ سے قرآن کا مصنف کہلواتا ہے کہ قرآن دنیا کے بہت سے لوگوں کو زیادہ شرارت اور کفر کرنے پر آمادہ کریگا۔

فقرہ نمبر پنجم۔ کیا وہ کتاب اس قابل ہے کہ ہم اس کی کچھ بھی عزت کریں۔ ہماری رائے میں اس قسم کی کتاب ردی سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتی۔

فقرہ نمبر ششم۔ کیا ضرورت تھی کہ قرآن سے ان فضول اور واہیات الفاظ پر کچھ زیادہ حاشیہ چڑھایا جاوے۔

مسلمانوں کے جان و مال سے پیارے خدا اور اس کی بھیجی ہوئی کتاب کے لئے یہ نامرغوب الفاظ کہاں تک روا تھے۔ اس کا انصاف میں معزز نیک دل آریہ اصحاب پر ہی چھوڑتا ہوں۔ باقی رہیں وہ آیات جن کی بناء پر یہ لکھا گیا ہے۔ سو ان پر غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ معترض کی کم فہمی ہے ورنہ بات صاف ہے۔ قرآن مجید نے جو خدا دنیا کے سامنے پیش کیا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو اپنی صفات بیان فرمائے ہیں وہ ایسے ہیں کہ دنیا کے کسی مذہب نے اس سے اعلےٰ صفات نہیں بتائے۔ اسلام تو اپنے خدا کو ہر برائی ہر نقص سے منزہ اور جامع جمیع صفات کاملہ بیان کرتا ہے۔ اس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہر برائی ہر گناہ کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ایک ظلم عظیم ہے۔ دیکھو اس میں لکھا ہے۔ ان اللہ لا یامر بالفحشاء۔ اللہ تعالیٰ کبھی برائی کا حکم نہیں دیتا۔ اب یہ کہنا کہ اگر پاپ کرتے ہیں تو خدا کے حکم سے۔ اگر گناہ کرتے ہیں تو خدا کے فرمان سے کتنی بڑی جرأت ہے۔

اب میں وہ آیات لیتا ہوں۔ جن پر امرت نے اعتراض کیا ہے اور یہ نامناسب فقرے لکھے ہیں جو اوپر ذکر ہوئے۔

۱۔ سورہ مائدہ آیت - (یہ حوالہ غلط ہے) بلکہ سورہ النحل رکوع ۱۳ میں یہ آیت ہے کہ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن یضل من یشاء ویھدی من یشاء ولتسئلن عما کنتم تعملون۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک راہ پر کر دیتا ہے۔ لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔ اور تم اپنے اعمال سے باز پرس کئے جاؤ گے۔ آخری ارشاد کہ تم سے باز پرس اعمال ہوگی۔ اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی مقدرت میں یہ بات رکھی ہے کہ خواہ وہ نیک اعمال کرے خواہ برے اعمال کرے۔ اللہ تعالیٰ تو نیکی ہی کو پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اپنے کلام میں فرمایا۔ مگر وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ اگر مجبور کرتا تو پھر ہدایت پر کرتا۔ لیکن اس نے مجبور نہیں کیا۔ اب رہی یہ بات کہ اس کے کیا معنے جسے چاہے گمراہ کرتا ہے جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ سو واضح ہو کہ دوسرے مقام پر ایک اصل بتا دیا ہے کہ ما یضل بہ الا الفاسقین نہیں گمراہ کرتا مگر نافرمانوں کو۔ اور یھدی الیہ من اناب۔ ہدایت دیتا ہے جو اس کیطرف جھکے۔ یہی قاعدہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ سرتابی کروگے تو گمراہی کا فتوےٰ ضرور لگیگا۔ پھر من یشاء کے یہ معنے بھی کئے گئے ہیں کہ گمراہ کرتا ہے اسے جو گمراہی چاہے۔ اسطرح پر بھی بات صاف ہو جاتی ہے۔

۲۔ سورہ ہود آیت ۱۱۷ - ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ۔ اگر اللہ چاہتا تو سب ایک راہ پر کر دیتا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ خدا نے ہی لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ بلکہ اس میں تو یہ سمجھایا کہ انسان کو ہم نے ہدایت پر مجبور نہیں کیا۔ جیسا کہ گمراہی پر بھی مجبور نہیں کیا۔ اگر خدا کے مجبور کرنے سے لوگ نیکی یا بدی کریں۔ تو پھر ثواب وعقاب کیسا ہو۔ خدا تعالیٰ قدوس ہے وہ تو پاکیزگی ہی کو پسند کرتا ہے اسی لئے اس نے اپنے رسل وانبیاء بھیجے تاکہ سب دین واحد پر جمع ہوں۔ اور سب نیکی وتقوےٰ اختیار کریں۔

۳۔ ولیزیدن کثیرا منہم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا۔ (المائدہ ع ۱۳) اس آیت کے یہ معنے نہیں جو معترض نے بتلائے ہیں۔ کہ قرآن دنیا کے بہت سے لوگوں کو شرارت اور کفر پر آمادہ کرے گا۔ کیونکہ منہم میں ھم کا مرجع وہ لوگ ہیں۔ جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔ یسارعون فی الاثم والعدوان واکلہم السحت (گناہ اور سرکشی میں اور حرام خوری میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں) اور جب انہیں خدا کے نام پر کچھ خیرات دینے کو کہا جائے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ ید اللہ مغلولۃ۔ (خدا کے خزانہ میں کمی آگئی) سو اس قسم کے یہودیوں کو جب خدا کا کلام سنایا جائے۔ تو وہ کب مانتے ہیں۔ وہ تو اور بھی سرکشی اور کفر میں بڑھیں گے۔ خود اس آیت میں لیزیدن [illegible]

ہیں ہم یقین رکھیں گے۔ ایک شخص مشکل سے مشکل کام کر سکتا ہے۔ اور وہ پیچیدہ سے پیچیدہ امور کو سلجھا سکتا ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ اس میں عقل ہے کیونکہ عقل سے مشکل کام کرنا اور پیچیدہ امور کو سلجھانا عقل کا نتیجہ ہے۔ پس جب ہم نے نتیجہ کا مشاہدہ کیا تو ہمیں اصل چیز کا بھی پتہ لگ گیا۔ اسی طرح ہم ایک دہریہ کو کہتے ہیں۔ کہ گو خدا تعالیٰ کی ہستی حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی۔ تو کوئی حرج نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ ہر چیز حواس خمسہ سے ہی معلوم ہو۔ بلکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو حواس خمسہ سے تو معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ اپنے اثرات اور نتائج سے۔ اور انہیں تم بھی مانتے ہو۔ مثلاً عقل کا وجود اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اس کے افعال کے نتائج اور اثرات سے ہم پیش کریں۔ تو کیا ہے اور پھر کسی دہریہ کو اس کے ماننے میں پس و پیش نہ کرنا چاہئے اور نہ وہ پھر یہ عذر کر سکتا ہے۔ کہ چونکہ خدا کی ہستی مجھے حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے میں اس کی ہستی تسلیم نہیں کرتا کیونکہ خود دہریے ایسی چیزوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ جنہیں وہ حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم نہیں کرتے بلکہ کسی اور ذریعہ سے اس کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں جیسے عقل و فہم دیکھو عقل کے وجود کو دہریے بھی مانتے ہیں۔ اسی لئے کسی کو عقلمند اور کسی کو بیوقوف کہتے ہیں حالانکہ حواس خمسہ کے ذریعہ انہیں عقل کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اسی طرح انسان کے جسم میں جو روح ہے۔ وہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے وجود کا سبھی اقرار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہمیں آنکھوں سے دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور نہ حواس خمسہ میں سے کسی حواس سے اسے ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ ہاں اس کے نتائج اور اثرات کو دیکھ کر ہم اس کے وجود کے قائل ہوتے ہیں۔ مثلاً جب ہم ایک زندہ کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ چلتا ہے پھرتا ہے ہنستا ہے روتا ہے۔ بیٹھتا ہے بولتا ہے اور پھر ایک مردہ کو۔ وہ نہ چلتا پھرتا ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے۔ اس فرق کو دیکھ کر ہم نے معلوم کیا کہ اس زندہ میں ایک ایسی چیز ہے۔ جو بولنے سننے دیکھنے چلنے پھرنے کا موجب ہے۔ اور اس مردہ میں وہ چیز نہیں۔ تب ہی وہ [illegible] زندہ [illegible] کام کر سکتا ہے [illegible] کو [illegible] ایک ایسی چیز ہے۔ جس کو [illegible] تسلیم کرتے ہیں حالانکہ وہ حواس خمسہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے نتائج اور اثرات سے [illegible] نہیں کہیں گے۔ کہ [illegible]

کیونکہ کسی چیز کے ثبوت کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ بھی حواس خمسہ کے ذریعہ محسوس کی جاوے۔ بلکہ کبھی ایک چیز کا ثبوت اس کے فعل کے نتائج اور اثرات سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ روح کا وجود نہ دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے اور نہ حواس خمسہ کے ذریعہ بلکہ اپنے اثرات اور نتائج کی وجہ سے۔ اسی طرح اگر ہم باری تعالیٰ کے افعال اور صفات کے اثرات سے اس کا وجود ثابت کریں۔ تو تمہیں ماننے میں مضایقہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ تم خود بہت سی ایسی چیزیں مانتے ہو جنہیں تم نے دیکھنے یا حواس خمسہ کے ذریعہ تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ صرف ان کے اثرات اور نتائج سے جیسے عقل روح قوت عقل فہم محبت غضب وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا ذریعہ

پھر اس کے بعد کسی شے کے ثبوت کے لئے ایک تیسرا ذریعہ ہے۔ اور وہ سماع یا دوسرے لفظوں میں صادقوں کی شہادت ہے کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ اور بہت سے ایسے واقعات ہیں۔ جو ہمیں نہ حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور نہ اپنے اثرات اور نتائج سے بلکہ صرف لوگوں کی شہادت سے دیکھو نپولین بوناپارٹ کو نہ تو ہم نے دیکھا۔ نہ ہمارے حواس خمسہ نے اسے محسوس کیا اور نہ وہ اپنے اثرات سے ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ صرف سماعی شہادت ہے۔ جو نسلاً بعد نسلٍ دیتے آئے اور اس کے وجود کا اقرار اس کے زمانہ سے لیکر اب تک ہر قوم کے ایسے راستباز کرتے چلے آئے ہیں۔ جن کے متعلق ہمارا وہم بھی یہ گمان نہیں کرتا۔ کہ وہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور کسی بات کے معلوم کرنے کا یہ ایک ایسا زبردست ذریعہ ہے۔ کہ اسکو ایک دہریہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ کیا کوئی ایسا دہریہ ہے۔ جو اورنگ زیب یا اکبر کے وجود کا منکر ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ سب کے سب مقر ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ راستبازوں کی شہادت پر مجبوراً انسان کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ علم تاریخ سب کا سب باطل ہو جاوے گا۔ اچھا پہلے واقعات کو جانے دو۔ اب جو یورپ میں عظیم الشان جنگ ہو رہی ہے۔ اور فرانس ایک بڑے معرکہ کا مقام بن رہا ہے لاکھوں کروڑوں ہندوستانی اس مقام سے ہزاروں میل دور ہیں۔ اور انہوں نے جنگ کا نظارہ نہیں دیکھا۔ توپیں چلتی ہوئی نہیں دیکھیں۔ نہ بندوقیں چلتی ہوئی ان کو سنائی دیں۔ لیکن تب بھی سب کو اس جنگ کے وجود کا یقین ہے۔ اس کے علاوہ جتنے دہریے ہیں۔ وہ بھی یقین کرتے ہیں۔ کہ فرانس میں جنگ ہو رہی ہے۔ حالانکہ ان کے اصولوں کے مطابق انہیں منکر ہونا چاہئے۔ کیونکہ انہوں نے جنگ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر کوئی ایک دہریہ بھی اس جنگ کے وجود کا منکر نہیں صرف اسی لئے کہ سچ بولنے والوں نے شہادت دی ہے کہ واقعی فرانس میں ایک جنگ ہو رہی ہے۔ اسی طرح ہم دہریوں کو کہتے ہیں۔ کہ اگر ہر قوم کے صادق اور راستبازوں کی شہادت خدا کے وجود کے متعلق ہم پیش کریں۔ تو تمہیں اس ہستی کے اقرار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کیونکہ جس طرح تم تھوڑے سے راستبازوں کی شہادت پر بڑے بڑے واقعات کا اقرار کرتے ہو۔ اسی طرح اگر دنیا کی ہر قوم کے بڑے بڑے صادق اور راستباز جنہوں نے راستبازی کی خاطر اپنا وطن جان و مال عزت کی بھی پرواہ نہ کی۔ خدا کے وجود کی شہادت دیں۔ کہ وہ ہے۔ اور اس نے اپنا وجود ہم پر ظاہر کیا ہم سے باتیں کیں۔ ہمیں بشارتیں دیں جو پوری ہو گئیں۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق تباہی و بربادی کی پیشگوئیاں قبل از وقت خبر دی۔ جو عین وقت پر پوری ہوئی۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ایسی زبردست شہادت کا دہریے انکار کرتے ہیں حالانکہ اگر ایک دہریہ جج ہو۔ اور اس کی عدالت میں قتل کا مقدمہ درپیش ہو۔ اور دو صادق راستباز حلفی شہادت دیں کہ ہمارے سامنے زید نے بکر کو قتل کیا ہے۔ تو یقیناً وہ دہریہ جج زید کو پھانسی کی سزا دیگا۔ حالانکہ دہریوں کے اصول کے مطابق خود اس جج نے تو قتل کا وقوعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ لیکن پھر بھی اسے ضرور پھانسی کی سزا دیگا۔ یہ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ دنیا کا تمام کاروبار صادقوں اور راستبازوں کی شہادت پر چل رہا ہے۔ غرض مذکورہ بالا تین ایسے اصول ہیں۔ جن سے ہم کسی چیز کے وجود کو ثابت کر سکتے ہیں۔

(۱) اول حواس خمسہ۔
(۲) دوم۔ اشیاء کے خواص اور افعال کے نتائج اور اثرات
(۳) سوم۔ سماع یعنی راستبازوں اور صادقوں کی شہادت

اب میں اپنے مضمون کے پہلے حصہ کو ختم کرتا ہوں۔ اور بتوفیق ایزدی انشاء اللہ اگلے نمبر میں دہریوں کے اعتراضوں کا جواب دونگا۔ اور اس کے علاوہ ہستی باری کے چند اور دلائل۔

وما توفیقی الا باللہ

ملتا کیسے سکتا ہے کہ کبھی آپ نے غیر احمدیوں سے چندہ مانگا ہو
ہرگز نہیں۔ ہی وعظ آپ نے کہنا ہوتی اور اس غرض کی ترہ مار کرتے پہلا
مجھے قبضہ میں میری جان ہے کہ شبہ کے کانوں سے روایتا
کسی سے سنا۔ نہ میری آنکھوں نے کبھی دیکھا کہ حضرت مسیح
موعود علیہ السلام نے غیر احمدیوں سے چندہ مانگا۔ اور نہ یہ
کہ چندہ کی ان کو ترغیب ہی دی ہو اگا۔ تو فقط اشاعت اسلام ہی
ہمارا اور تمہارا مشترک فرض ہے الحمد یہ کہ میری تبلیغ فرقہ
بندیوں سے پاک ہے اور خالص لور محض اسلام کی تبلیغ
ہے لہذا اسلام کے سب فرقوں کو چاہیئے کہ تبلیغ اسلام
کے لئے مجھے چندہ دیں۔ حالانکہ وہ وقت ایسا تھا کہ روپیہ
کی بہت ضرورت تھی۔ لیکن آپ نے نہ کبھی کسی کو صراحۃً کی صورت
میں اور نہ کسی کے آگے چندہ کیلئے دامن پھیلایا
پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت مسیح موعود نے ایسا کیا ہے کہ
اشاعت اسلام کا جو کام آپ کرتے تھے اس میں آپ نے اپنے
نام اور دعوے کو علیحدہ کر کے مردہ اسلام کو پیش
کیا ہو۔ آپ نے جتنی کتابیں بھی لکھی ہیں کیا ان میں سے کوئی
ایک بھی ایسی کتاب پیش کر سکتا ہے جس میں آپ نے صرف اسلام
کو پیش کیا ہو اور اپنا ذکر نہ کیا ہو۔ کوئی لیکچر ایسا نہیں اور کوئی
مباحثہ ایسا نہیں اور کوئی مناظرہ ایسا نہیں۔ جس میں یہ بات
پائی جاتی ہو کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نہ پیش کیا ہو بلکہ
آپ نے خلوت میں جلوت میں تقریروں میں تحریروں میں گفتگو میں یہی
فرمایا کہ اسلام میرے سوا دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے
مردہ ہے۔ اس لئے اس سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ اور جس
طرح پہلے لوگ اپنی اس کوشش میں ناکام رہے ہیں اسی طرح
اب بھی اگر کسی نے میرے سوا کوئی اسلام پیش کیا تو وہ
بھی ناکام اور نامراد ہی رہیگا۔ تو حضرت مسیح موعود نے
سالہا سال اشاعت اسلام کر کے ہمیں بتا دیا کہ کس طرح یہ
کام کرنا چاہیئے۔ لیکن اب ایک امیر القوم کا خطاب پا کر کسی
کیا حقیقت کیا ہے۔ اسکی حقیقت تو یہ ہے کہ مسیح موعود ایک
خادم اسلام تھے اور آپ کا اصل کام اشاعت اسلام تھا اُنکی
ساری زندگی کی غرض ایک انجمن بنانا تھی جو کہ اشاعت اسلام کا
کام کرے۔ اس انجمن میں گویا چندہ دینا احمدیت ہے۔ اب
غور کرنے کی بات ہے کہ آیا یہ جو کچھ کہا جاتا ہے یہ ٹھیک ہے
ہم ایک مثال سے کر کے سمجھ [illegible] کوئی بڑا [illegible] تو [illegible]
لیکن [illegible] ہے۔ اور کہا جاتا ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام صرف اشاعت اسلام ہی
تھا۔ اور اسکے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے
اگر یہی احمدیت تھی تو انہوں نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے زمانہ میں اشاعت اسلام کیلئے اٹھتے تھے ان کے
لئے حضرت مسیح موعود کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے تھا اور
انہیں احمدیت سے بڑے کارآمد فرد سمجھنا چاہیئے تھا
آپ انکی انجمنوں میں شامل ہوتے انہیں چندہ دیتے۔
مگر آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ یہ محض دھوکا دیا جا رہا
ہے اور اس سے ان کا بیٹے والوں کی اور ہی غرض
ہے۔ ان کی اس غرض کے معلوم کرنے کے دو طریق ہیں
اول یہ کہ انہوں نے اپنے خیال میں ایک مدعا مقرر کر لیا
ہے۔ اس مدعا کی رو کے وہ جن باتوں کو سمجھتے ہیں ان کو
ترک کر لیتے ہیں اور جنکو مفید سمجھتے ہیں ان کو اختیار کرتے
ہیں۔ یا یہ کہ ان کے پہلے ہی سے ایسے خیالات تھے جنکی
وجہ سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ لیکن اگر ان کے پہلے
بھی یہی خیالات ہوتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف
مجدد تھے اور آپ نبی نہیں تھے اور آپ کے مخالف فتوی
کفر کے مستحق نہیں ہیں مخالفوں سے چندہ لینا چاہیئے ان
کے کاموں میں شریک ہو جانا چاہیئے تو ہم کہتے کہ ان کو
پہلے خیالات نے دھوکا دیا ہے مگر ایسا نہیں ہے ہم جب انکی
پہلی تحریریں دیکھتے ہیں اور اس وقت سے پہلے کی
تحریریں جبکہ وہ یہاں سے قطع تعلق کر چکے ہیں تو وہ حلف
اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہم پیغام سے تعلق رکھنے والے خدا تعالیٰ
کی قسم کھا کر شہادت دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ایسے
نبی ہیں۔ جو نجات دینے والے ہیں اور ان کے بغیر نجات
ہو نہیں سکتی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اس
وقت تو خدا تعالیٰ کے لئے شہادت دیکر حضرت مسیح
موعود کو نجات دہندہ نبی سمجھتے تھے۔ لیکن اب معمولی
مجدد کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبی کہتا ہے وہ کافر ہے گویا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر (نعوذ باللہ) کفر کا فتوی
لگا رہے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے ان
لوگوں کو امید دلا دی کہ ہم دوسروں سے بہت سا
روپیہ لے سکتے ہیں۔ لیکن انہیں غلطی پر کہنا چاہیئے

سلام کے حاصل کرنے کو مانع ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھکر
انہوں نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ غیر احمدی کافر نہیں ہیں
لیکن جب غیر احمدیوں نے انہیں یہ کہکر تنگ کرنا شروع
کیا کہ جب تم ہمیں کافر نہیں سمجھتے تو ہمارے پیچھے نماز
کیوں نہیں پڑھتے۔ اس پر انہوں نے یہ بات نکالی کہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز
پڑھنے سے منع فرمایا تو وہ وقتی مصلحت تھی نہ اس
لئے کہ نعوذ باللہ وہ کافر ہیں۔ جو وقت یہ مصلحت دور ہو جا
گی اس وقت اس بات کا بھی فیصلہ ہو جائیگا۔ پھر چونکہ یہ
لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی لکھتے اور کہتے تھے
اسلئے غیر احمدیوں نے کہا کہ اگر مرزا صاحب نبی ہیں تو ان
کے منکر کافر کیوں نہیں اور اگر ان کے منکر کافر نہیں ہیں
تو تم مرزا صاحب کو نبی کیوں کہتے ہو؟ یہاں ایک مولوی
محمد جی صاحب رہتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب ترجمۃ
القرآن میں ان سے مدد لیا کرتے تھے۔ انہوں نے سنایا
کہ میں ایک دن مولوی محمد علی کو نوٹ لکھا رہا تھا تو انہوں نے
کہا کہ غیر احمدیوں کو کافر کہنا مشکل امر ہے میں نے کہا کہ
جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں تو ان کے منکر
ضرور کافر ہوں گے ہاں منکروں کو کافر نہ کہنے کی اب ایک
ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ حضرت صاحب کی نبوت اُڑ
جائے۔ مولوی محمد جی صاحب نے تو یہ بات ایک نیتی
سے کہی کہ نہ یہ حضرت صاحب کی نبوت کو اڑا سکیں گے اور
نہ منکران مسیح موعود کو کافر کے سوا کچھ اور کہا جا سکیگا۔
لیکن وہ اسی بات کے پیچھے لگ گئے۔ پہلے انہوں نے
کہا کہ مسیح موعود علیہ السلام مجازی اور فرضی نبی ہیں۔ اور پھر
کہا کہ مسیح موعود ان معنوں میں نبی ہیں جن میں امت محمدیہ
کے دوسرے بزرگ نبی ہو سکتے ہیں۔

اب آپ لوگ خدا کے لئے غور کریں کہ مرزا تو کہتا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک میں
ہی نبی کے خطاب کا مستحق ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد اس زمانہ تک کوئی نبی نہیں آیا۔ لیکن یہ
جماعت گروہ کہتا ہے کہ مرزا اس طرح کا نبی اور رسول تھا
جسطرح اور بھی کئی لوگ ہو سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہمارا
ان لوگوں کو چھوڑ دینا بتاتا ہے کہ ہم نے ان کو خدا اور
اسکے رسول کے لئے چھوڑا ہے۔ ایسی اختلاف کا نام د

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

[illegible] بانگ دراجیسا (عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں بھی اک نورانی چہرے کے پہلو میں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

قیمت ہر سال پیشگی چھ روپے اعلیٰ کاغذ پر سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے

سات روپے

(انتہا)

الفضل

چندہ مقامی

ساڑھے چار روپے

خرید ار ان سے

خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ...... لیکن پھر بھی ...... لوگ ...... [illegible] (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے [illegible]

جلد ۲ | مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت پہلے سے اچھی ہے۔ ابھی [illegible] صاف نہیں ہوا۔ [illegible] دیکھیں [illegible] اس کا حجم ۸۰ صفحے ہو گا۔ اسے [illegible] صرف دو ماہ میں لکھا ہے۔ اب چھپ رہا ہے [illegible] انجن نہیں۔ آدمی کام کرتے ہیں [illegible] الفضل کے دو تین نمبر لیٹ ہو رہے ہیں۔ امید ہے جلد ختم ہو گا۔

۲ - مدرسہ احمدیہ کے طلباء میں تقسیم انعامات کا جلسہ بصدارت مولوی [illegible] صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر [illegible] [illegible] خوشی [illegible] تعلقات کو [illegible] بہت خوشی ہے کہ حضرت صاحبزادہ [illegible] صاحب کی توجہ اور [illegible] صاحب کی سرگرم کوششوں سے طلباء میں شائستگی بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ وہ انعام لینے اور اس کے لئے آنے جانے اور اٹھنے بیٹھنے میں ایک خاص نظام اور ادب کے ماتحت رہے۔ انعام کے درمیانی وقفوں میں محمد علی اور محمد یوسف و محمد صادق کی نظمیں پڑھنے نے خوب لطف دیا۔

۳ - ہم جانتے ہیں۔ کہ الفضل کے پہلے صفحہ پر سلسلہ احمدیہ کے متعلق خبریں ہوں۔ اگر بیرونجات کے احباب اپنے اپنے علاقہ کے متعلق دینی خبریں۔ مباحث۔ مناظرے اور ضرورتیں لکھ بھیجا کریں۔ بلکہ اگر کوئی نیا سوال کسی مخالف (غیر احمدی۔ آریہ۔ عیسائی) کی طرف سے پیش ہو۔ تو وہ بھی لکھ بھیجا کریں۔ تا کہ اس پر مضمون لکھا جا سکے۔

۴ - ہم الفضل کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ [illegible] اہم تغیر ہو سکتے ہیں اور اخراجات [illegible] افسوس ہے کہ [illegible] احباب نے خریداری [illegible] بڑھانے میں کوئی قابل ذکر یا قابل تعریف کام نہیں کر رہے۔

۵ - ۲۹ جنوری کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بعد از نماز عصر پیر اکبر علی صاحب وکیل فیروزپور کا نکاح ممتاز بیگم دختر مرزا ناصر علی صاحب وکیل سے دس ہزار روپے مہر پر پڑھا۔ خطبہ نہایت لطیف تھا۔ افسوس کہ لکھا نہیں گیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ نکاح اس نیت سے کرو۔ کہ تقویٰ حاصل کرو۔ اولاد مسلم ہو اور اللہ کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہو۔ اور یہ موقوف ہے۔ اس پر کہ بچوں کی تربیت عمدہ ہو۔ اس کا انحصار بیویوں کی دینی تعلیم پر ہے۔ پس ہر مرد نہ صرف خود قرآن مجید با ترجمہ پڑھے۔ دین سیکھے۔ بلکہ اپنی بیوی کو بھی سکھلائے۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان ۔ دارالامان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۵ء

کوئی ہے ان مظلوموں کا خبرلیوا؟

اسلام نے عورتوں کے متعلق اتنے حقوق رکھے ہیں۔ کہ دنیا کی کوئی متمدن سے متمدن مہذب سے مہذب قوم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ان تمام ہدایات کی موجودگی میں مسلمانوں کا سلوک اپنی بیبیوں سے ایسا خوش آئیند نہیں۔ جسے بطور نمونہ اور مثال کے پیش کیا جاسکے۔ ایک بدبخت گروہ ایسا پیدا ہوگیا ہے۔ کہ جو اپنی بیبیوں کو نہ تو طلاق دیتا ہے۔ اور نہ بساتا ہے۔ بلکہ معلقہ چھوڑتا ہے حالانکہ کلام پاک میں صریح حکم موجود ہے۔ فتذروھا کالمعلقۃ اور پھر ارشاد ہے۔ فامساک بمعروف او تسریح باحسان یعنی یا تو انہیں عمدگی سے اپنی زوجیت میں رکھو۔ یا نیک سلوک سے علیحدہ کردو۔ اب اس کے خلاف جس کا عمل ہو۔ وہ کیسا مسلمان ہے۔ انسان جس مذہب کا پیرو ہو۔ اس کی الہامی کتاب میں ایک ہدایت موجود نہ ہو۔ تو پھر بھی ایک عذر کی بات ہوسکتی ہے۔ مگر صریح صریح حکم موجود۔ پھر اس کی خلاف ورزی۔ لاریب لعنت الہٰی کو اپنے اوپر واجب کرنے والی ہے۔ ایسے لوگوں کا ضرور کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ مشکل یہ ہے کہ عدالت کے محکموں سے بچنے کے لئے شریف خاندانوں کی بیبیاں اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مرجاتی ہیں۔ اور اس کے ظلم کے متعلق وہ یا ان کے اولیاء کوئی چارہ جوئی نہیں کرتے یا کرنا چاہتے۔ البتہ ایک صورت ہے۔ کہ شریعت کے علماء کا فتویٰ ہو۔ اور جو خاوند یا شوہر اپنی بی بی کو ایسی حالت میں معلق رکھتا ہو۔ اس کا نکاح فسخ ہوجائے۔ میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ ایک مولوی صاحب نے زوجہ منکوحہ کو چار سال تک معلق رکھا۔ عورت بیچاری سخت بے بسی میں ہے۔ لوگ اسے گھر بسانے کے لئے [illegible] بدقسمتی سے [illegible] سال گذر جائیں۔ اور کوئی ان کا خبر لیوا نہ ہو۔ ان کا نکاح کیوں فسخ نہ ہوجائے۔ اور کیوں انہیں کسی اور خاوند کی زوجیت میں جانے کی اجازت نہ ہو۔ ہماری شریعت میں تو یہاں تک حسن معاشرت کی تاکید ہے۔ کہ ایلاء کی مدت چار ماہ ہے۔ یعنی جب کوئی شخص اپنی عورت سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالے۔ تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ اس کے بعد ایک مسلک کے مطابق عورت خود بخود آزاد ہوجاتی ہے اور ایک قول کے مطابق طلاق لینے کی مستحق یعنی قاضی حکماً اس سے طلاق لیگا۔ اسی طرح لکھا ہے۔ کہ اگر خاوند عورت کو باوجود قدرت کے نفقہ نہیں دیتا۔ تو بھی عورت کو نکاح فسخ کرالینے کا حق حاصل ہوجاتا ہے۔ پس کوئی شوہر جو نیت ضرر اپنی بی بی کو بساتا بھی نہیں۔ حقوق زوجیت بھی ادا نہیں کرتا۔ نفقہ بھی نہیں دیتا۔ تو ان تینوں باتوں کے جمع ہوجانے کی صورت میں تو بطریق اولیٰ عورت کو فسخ نکاح کرالینے کا حق حاصل تھا۔ مگر یاد رہے کہ سب کام حکومت وقت کے قواعد کے ماتحت ہونے چاہیئے یعنی ایسی عورت کے ورثاء باضابطہ طور پر عدالت میں اطلاع کریں۔ اور پھر وہاں حسب قانون اجازت ہوجائے۔ تو قاضی نکاح فسخ کا اعلان کرسکتا ہے۔ اور پھر وہ بی بی کسی دوسری جگہ اپنا نکاح کراسکتی ہے۔ یہ سب کام ایک اتفاق اور ہمت کو چاہتے ہیں۔ ہمارے امام نے عورتوں کو ایسی مصیبتوں سے یوں چھڑا دیا۔ کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔ باقی جو احمدی ہوگا۔ اول تو اس سے یہ امید نہیں۔ اگر ہو تو وہ اپنے امام (جس کی بیعت میں وہ داخل ہے) کے حکم کی تعمیل کریگا۔ اور لا تمسکوھن ضرارا کی تعمیل کرے گا۔ شریعت نے مضاجع سے دور رکھنا بطور سزا اجازت دی تھی۔ مگر اب لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اور اسے معمولی بات سمجھتے ہیں۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ ان مظلوموں کو ان مصائب سے چھڑایا جائے۔ اور اس کے لئے فی الوقت یہی تجویز ہے۔ کہ لوگوں کو احمدیت کی طرف توجہ کیا جائے۔ اور انہیں قرآن مجید کا حکم کھول کھول کر سنایا۔ اور عذاب الہٰی سے ڈرایا جاوے۔

عسل مصفیٰ کے بارے میں ایک ضروری اطلاع

حسب حکم حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی سیدنا میرزا بشیرالدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ تمام احمدی جماعت کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ تا اطلاع ثانی کوئی شخص مرزا خدابخش صاحب کی کتاب عسل مصفیٰ ہر دو حصہ نہ خریدے۔ نہ ان سے وی۔پی منگوائے۔ اور اگر اس اعلان کے بعد کسی صاحب کے پاس عسل مصفیٰ کا وی۔پی ازخود پہنچے۔ تو اسے وصول نہ کریں۔ کیونکہ اس میں کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور علاوہ ازیں جو احباب اس اعلان سے پہلے یہ کتاب خرید چکے ہوں۔ اس اعلان کے پڑھتے ہی دفتر الفضل میں اپنے پتہ سے اطلاع دیں۔ تاکہ اصلاح کے بعد ان کو اطلاع دی جائے۔

نومبائعین

مرزا امداد بیگ صاحب مع والدہ و دختر و اہلیہ جوگ پٹیالہ۔
مسماۃ بیگم بی بی و مسماۃ گوہر بی بی۔ ضلع سیالکوٹ
حکیم عبداللطیف صاحب ضلع بھاگلپور۔
اہلیہ صاحبہ شیخ مولا بخش صاحب ۔ نوشہرہ
اہلیہ نبی بخش صاحب، سہ چار پسر، دختر — ضلع سیالکوٹ
شیخ امام الدین صاحب ۔ ضلع لائلپور
منشی قادر حسین صاحب ۔

دوسرا ضمیمہ جو رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

کیا مرزا صاحب نے زمین و آسمان بنایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امت محمدیہ کے ۷۳ فرقے ہوگئے۔ اور ان میں سے ناجی وہ ہے جو اس عقیدہ پر قائم ہے۔ جس پر خدا کا برگزیدہ رسول اور اس کے اصحاب قائم ہوں۔ اس کثرت اختلاف میں جبکہ ہر ایک فرقہ اپنے ہی عقیدہ کو صحیح قرار دیتا ہے۔ اور اس کی سند میں قرآن و حدیث پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو ازبس ضروری تھا۔ کہ خدا کی طرف سے یقینی طور پر ہدایت پانے والا ایک شخص مبعوث ہو۔ جو ان مختلف فرقوں میں **حکم و عدل** ہو۔ وہ اپنے کسی علم سے نہیں بلکہ الہٰی علم سے احقاق حق اور ابطال باطل کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ایسا برگزیدہ مبعوث ہوا۔ مگر لوگوں نے اسے قبول نہ کیا۔ بجائے اس کے کہ اس حکم و عدل کے فیصلہ کو خوشدلی سے قبول کرتے۔ الٹے اس پر کفر کے فتوے دینے لگے۔ ان فتاویٰ کے وجوہات صحیح تو ہو نہ سکتے تھے۔ اس لئے اس کی عبارتوں کو سیاق و سباق سے علیحدہ اور عجیب طور پر کاٹ چھانٹ کر کے پیش کرنے۔ تاکہ عوام الناس دھوکہ کھا جائیں اور خدا کے اس نبی پر ایمان نہ لائیں۔

انہی معترضات میں سے حال کا وہ اشتہار ہے جو علمائے اسلام کے نام سے لاہور سے شائع ہوا ہے۔ اسمیں بعض عبارتیں حضرت اقدس کی کتب کی اس طور پر پیش کی گئی ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہو سکے۔ کہ حضور علیہ السلام اور ان کی جماعت کے عقائد۔ اسلام کے عقائد کے بالکل خلاف تھے۔ اس کا جواب دینے کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر اسے ایک مدعی علم و عمل بالکتاب والسنۃ نے بھی اپنے فتنے اپنے سینے میں درج کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ منصف مزاج حق پسند۔ خدا ترس اصحاب کو اصلیت دکھلائی جائے۔

پہلا اعتراض۔ یہ ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صفحہ ۷۹ پر یہ لکھا ہے۔

"میں نے آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ اور میں دیکھتا تھا۔ کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ پھر کہا۔ کہ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا۔ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرتے ہیں۔ (اعتراض میں مرزا بھی عیسیٰ خالق زمین و آسمان و انسان ہیں جیسے خداوند تعالیٰ یہ شرک فی التوحید ہے۔ جو رسول کے اسلام کے دینیات میں کم و بیش موجود ہے)"

جواب۔ یہ تو کشف ہے۔ اگر معترض دیانتداری سے کام لیتا۔ اور صرف ایک سطر اور نقل کر دیتا۔ تو اس کے تمام اعتراض کی حقیقت کھل جاتی۔ دیکھیں اسی کے آگے لکھا ہے "پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی۔ اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔"

پس یہ تو کشف ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ آیا کشف میں صاحب کشف کا کچھ اپنا اختیار ہوتا ہے؟ دوم یہ کہ آپ کے مسلم اولیاء امت محمدیہ میں سے اگر بیسیوں ایسے نکل آئیں جن پر کشف میں ایسی حالت طاری ہوئی ہو۔ تو پھر آپ کے اعتراض کی کیا حقیقت رہ جائیگی۔ مثلاً شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مجھے اتنی قدرت ہے۔ کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو پکڑ کر کھینچ لاؤں۔ اور زمین پر پاؤں مار دوں۔ اور تحت الثریٰ تک پہنچا دوں"۔ ان کی یہ بات کشفی حالت سے بھی بڑھ کر ہے۔ پھر حضرت بایزید بسطامی کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے لوگوں کی طرف رخ کیا۔ اور فرمایا۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون (میں ہی وہ اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو) اب بتاؤ۔ کیا ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگاتے ہو۔ اور آیا وہ بھی اشاعت اسلام کرتے تھے یا نہیں۔

دوسرا جواب۔ دیکھنا چاہئے۔ کہ یہ کشف آپ نے کس غرض سے درج کیا ہے۔ آیا اپنی خدائی کے ثبوت کے لئے یا کسی اور غرض سے۔ سو جو عبارت میں نے نقل کی ہے۔ اسی کے آگے صفحہ ۷۹ کتاب البریہ پر اس کی وجہ لکھی ہے۔

"یہ الہامات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن کو میں قریباً پچیس برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور بہت سے ان میں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپکر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں۔ اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں۔ اور پھر انصافاً گواہی دیں۔ کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے خود اس کی خدائی نکلتی ہیں۔ ان الہامات سے بڑھکر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات و کلمات سے نکل سکتی ہے۔ تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی؟"

"نعوذ باللہ" کو غور سے پڑھو۔ اور حضور کی اصل غرض معلوم کرو۔ آپ پادریوں کو ملزم فرما رہے ہیں۔ اور انہیں متنبہ کرتے ہیں۔ کہ اگر ایسی باتوں سے یسوع کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ تو میری بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ نہ میں خدا ہوں۔ نہ میرا دعویٰ خدا ہونے کا ہے۔ اس لئے ایسے الہامات و کشوف کی بنا پر یسوع مسیح کو بھی خدا نہیں ماننا چاہئے۔ چنانچہ آپ صفحہ ۸۰ کتاب البریہ پر دوبارہ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں دوبارہ کہتا ہوں۔ کہ میری تقریر کا ماحصل یہ ہے۔ کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے۔ یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے۔ جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے ان کلمات سے بڑھکر میرے الہامی کلمات ہیں۔ پادری صاحبان سوچیں۔ اور خوب سوچیں اور بار بار سوچیں کہ یسوع کو خدا بنانے کے لئے ان کے ہاتھ میں بجز چند کلمات کے اور کیا چیز ہے۔ پس میں ان سے یہی چاہتا ہوں کہ وہ میرے الہامی کلمات کو ان کلمات کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ اور پھر انصافاً گواہی دیں۔ کہ اگر ظاہر الفاظ پر بنیاد کیا جائے۔ تو ایک شخص کے خدا بننے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں۔ یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسی دلالت نہیں رکھتے۔ کہ پھر کیا وجہ کہ ان کلمات سے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے"

[illegible]

دنیا میں تشریف لایا تو حضرت یہ صرف پولوس کی مہربانی تھی کہ تثلیث اور کفارہ اور الوہیت کا عقیدہ گھڑا۔ ورنہ نفس انجیل سے یہ باتیں ثابت نہیں ہوتیں۔ ان کے بعد اسلام آیا وہ دونوں مذہبوں کا مصداق بنکر آیا۔ غرض تمام مذہب آپس میں متفق ہیں اور اصول کے لحاظ سے بالکل ایک ہیں ہاں اگر فروع میں کہیں کہیں کوئی فرق نظر آتا ہے تو وہ قوموں کی حالتوں کی تبدیلی کی وجہ سے ہے۔

اعتراض سوم:۔ اگر کوئی خدا ہوتا تو دنیا میں یہ تفرقہ نہ ہوتا کہ کوئی غریب ہے اور کوئی امیر۔ کوئی مریض ہے اور کوئی تندرست۔ کوئی کمزور اور کوئی طاقتور؟

جواب اول:۔ یہ اعتراض تو ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص کہے۔ ہندوستان کا کوئی حاکم نہیں کیونکہ یہاں تفرقہ ہے۔ کوئی ڈپٹی کمشنر ہے۔ کوئی لفٹنٹ گورنر اور کوئی گورنر۔ کیا یہ استدلال کسی صحیح العقل انسان کیطرف سے ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔

جواب دوم:۔ اصل میں تفرقہ کے بانی چند آدمی ہی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالے نے سورج چاند ہوا پانی وغیرہ تمام چیزیں جو کہ زندگی کا مدار ہے سب کو یکساں طور پر دی ہیں اور پھر ترقی کرنے کے اصول اور قوانین مقرر کر دیئے ہیں ایک شخص ان قانونوں پر عمل کرتا ہے وہ ترقی کر جاتا ہے دوسرا شخص غفلت سے کام لیتا ہے وہ ان قواعد پر عمل پیرا نہیں ہوتا اور اس طور پر ترقی سے محروم رہجاتا ہے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے سکول اور کالج کھول رکھے ہیں اور عام اجازت دی ہوئی ہے کہ جو شخص چاہے وہ ان میں داخل ہو جائے ایک شخص اپنے بیٹے کو مدرسہ میں داخل کراتا ہے اور تعلیم وغیرہ کی نگرانی کرتا ہے اس بات کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسکا لڑکا ایک مدت مقررہ کے بعد ایم۔ اے ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک دوسرا شخص باوجود گورنمنٹ کے اعلان کے سستی کرتا ہے اور اپنے لڑکے کو سکول میں داخل نہیں کراتا۔ اور آوارہ پھرنے دیتا ہے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اس کے پڑھنے کی عمر گذر جائیگی۔ اور وہ ایم۔ اے نہ ہو سکیگا۔ اب ان دونوں شخصوں کی حالتوں میں تفرقہ ہے۔ لیکن اس تفرقہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ کا کوئی قصور ہے۔ بلکہ سراسر قصور اس دوسرے غفلت کرنے والے شخص کا ہے اسی طرح اگر دنیا میں لوگوں کی حالتوں میں تفرقہ ہے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ کوئی ایک خالق نہیں یا یہ کہ وہ بخیل اور ظالم ہے بلکہ اس تفرقہ کے ذمہ وار سراسر انسان ہیں۔

تیسرا جواب۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک افسر کے ماتحت مختلف ملازم ہوتے ہیں۔ پھر کچھ ان میں سے اعلیٰ کچھ ادنیٰ پھر کوئی کسی کام پر اور کوئی کسی کام پر۔ اگر ایک باورچی خانہ کا داروغہ ہے تو دوسرا باغ کا مالی۔ اسی طرح اسکے اصطبل میں مختلف جانور ہونگے۔ ایک دس ہزار کا گھوڑا تو ایک دس بیس روپیہ کا گھانس لادنے والا گدھا۔ لیکن باوجود مختلف حیثیتوں کے اور باوجود ایسے بین تفرقہ کے ان سب کا مالک ایک ہی ہے اسی طرح اگر مخلوقات میں تفرقہ ہو تو خالق اور مالک کے ایک ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ پھر دیکھو ایک ہی درخت ہے اس میں مختلف چیزیں ہیں۔ پتے ہیں پھول ہیں پھل ہیں۔ شاخیں ہیں ڈالیاں ہیں لکڑی ہے لیکن باوجود ان تفرقوں کے وہ درخت ایک ہی ہے۔

اعتراض چہارم۔ جو لوگ خدا کے وجود کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ بھی گناہ کرتے ہیں اور بہت سے ایسے لوگ جو خدا کے وجود کے منکر ہیں وہ نسبتاً بہت سے ایسے لوگوں کے جو خدا کی ہستی کے قایل ہیں زیادہ نیک ہیں اگر خدا ہے تو اس کے قایل کیوں گناہ سے نہیں بچتے

جواب اول:۔ اگر نافرمانی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا نہیں ہے تو یہ تو ایسی بات ہوئی جیسے کوئی شخص کہے کہ چونکہ ہندوستان میں بہت لوگ چوری کرتے اور ڈاکے مارتے ہیں اسلئے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں کوئی حاکم نہیں ہے یا یہ کہ چوری کرنے والے لوگوں کے نزدیک ہند میں کوئی حاکم نہیں حالانکہ یہ بات بالبداہت غلط ہے۔ دنیا میں چوری کرنے والے چوری کرتے ہیں اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ فلاں شخص ہمارا حاکم ہے اور فلاں شخص اس ملک کا بادشاہ ہے لیکن پھر حرص طمع کی وجہ سے وہ چوری کرتے ہیں اسی طرح بہت سے لوگ گناہ کرتے ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خدا کی ہستی نہیں

جواب دوم۔ یہ کہنا کہ خدا پر ایمان لاکر لوگ گناہ کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ منہ سے کہنا کہ ہم خدا کو مانتے ہیں یہ اور بات ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ واقعی ان کے دل میں بھی ایمان ہے بلکہ اگر ایسا شخص جو منہ سے کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں اور پھر وہ صریحاً نافرمانی کرتا ہے تو واقعہ میں اس کے دل میں حقیقی اور کامل ایمان نہیں بلکہ اس کے ایمان میں ضعف ہے۔

جواب سوم:۔ یہ کہنا کہ بہت سے دہریہ نیک ہیں حالانکہ وہ خدا کو نہیں مانتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کوئی نہیں ایک بالکل غلط استدلال ہے کیونکہ جسطرح ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے الہام نازل کرتا ہے اسی طرح ہمارا مذہب ہے کہ اس نے بندوں کی فطرت میں بھی ایک حد تک نیکی کا وجود رکھا ہے۔ سو جو دہریے نیک ہیں وہ بھی خدا ہی کے فضل سے۔ کیونکہ نیکی کا تخم ان کی فطرت میں اس نے اپنے ہاتھ سے بویا۔

جواب چہارم یہ کہنا کہ دہریے بھی نیک ہوتے ہیں لیکن غلط بات ہے۔ کیونکہ نیکی کہتے ہیں بادشاہ ملک اور حاکم وقت کے قوانین پر چلنے کو۔ تو جو شخص سرے سے مقنن اور بادشاہ کا ہی منکر اور اس سے باغی ہو۔ وہ کسطرح نیک کہلا سکتا ہے اور اسے کس طرح قوانین پر چلنے والا کہیں گے۔

کیا ایک ہندوستانی جو وایسرائے اور جارج پنجم کو تسلیم نہ کرے اور ان سے باغی ہو۔ اس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوانین مروجہ اور قواعد سلطنت کا بڑا فرمانبردار ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جو شخص خالق رازق ہی سے باغی ہو وہ بظاہر ہزار نیک کام کرے کبھی نیک کہلانے کا مستحق نہیں۔

سوال پنجم:۔ اگر خدا ہے تو کہاں ہے؟ اور کب سے ہے؟

جواب اول:۔ یہ سوال ہی مہمل ہے کیونکہ کب زمانہ کا نام ہے اور کہاں مکان کا اور زمانہ اور مکان تو خود دونو مخلوق چیزیں ہیں۔ وہ خدا پر حاوی کس طرح ہو سکتی ہیں تو جبکہ مکان اور زمانہ خود حادث ہیں تو ان میں قدیم کا محدود ہونا محال ہے۔

جواب دوم:۔ اسی طرح ہم دہریوں سے پوچھتے ہیں کہ دنیا کب سے ہے اگر وہ کہیں کہ قدیم ہے تو ہم کہینگے کہ خدا بھی قدیم ہے اگر وہ کہیں کہ دنیا فلاں زمانہ سے ہے تو ہم کہینگے کہ یہیں تم نے اقرار کر لیا کہ دنیا قدیم نہیں بلکہ حادث ہے تو بتاؤ یہ حادث

میدان جنگ سے خطوط

جیسا کہ ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ ہمارے بہت سے احباب برٹش گورنمنٹ کی طرف سے میدان جنگ میں گئے ہوئے ہیں ان کے خطوط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت اقدس میں آتے رہتے ہیں۔ جن تازہ خطوط میں سے دلچسپ ناظرین کی خاطر ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان جنگ میں بیٹھ کر بھی سلسلہ احمدیہ کے افراد اپنے فرض سے بیا ہی یعنی تبلیغ کو پورا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جہاں وہ اپنی گورنمنٹ کیلئے جان نثار کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ وہاں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے امر بالمعروف میں بھی کوشاں ہیں۔ ان خطوط کے درج کرنے سے ہماری یہ بھی غرض ہے۔ کہ احباب کو میدان جنگ میں جانے والے بھائیوں کے لئے دعا کرنے کی تحریک ہوتی رہے۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں کامیاب اور بامراد گھر تک پہنچائے۔

ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن رسالہ نمبر ۹ اچپ ونی جانسہر لکھتے ہیں:۔ "احقر تا حال بفضل تعالیٰ ہر طرح خیریت سے ہے۔ اور حضور کے لئے نیز سلسلہ عالیہ کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا رہتا ہے۔ ایک کاپی ٹیچنگز آف اسلام کی احقر کے پاس ہے جسے احقر نے ایک فرانسیسی آفیسر کے پیش کیا۔ اسے مذاہب کے ساتھ خاص دلچسپی ہے وہ اس کو پڑھ کر اس نے خوب غور سے پڑھ کر شکریہ کے ساتھ واپس کی۔ اور اصولوں کی بہت ہی تعریف کی۔ احقر کا مدعا یہ تھا کہ اگر موقع ملے تو اسی آفیسر کے ذریعہ اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کرا کر اگر اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ تو اسی ملک میں ہی چھپوایا جائے۔ اور بڑے بڑے شہروں میں فی الحال ایک ایک کتاب ہی بھیجدی جائے مگر موجودہ جنگ کی وجہ سے تمام کارخانے چھاپے خانے بند ہیں۔ دوم فیلڈ پر ہماری تنخواہ نہیں ملتی۔ معمولی اخراجات کے لئے ایڈوانس ملنے کا حکم ہے مگر تا حال کسی کو نہیں ملا۔ سوم احقر کو معلوم نہیں۔ کہ احمدی احباب کس قدر تعداد میں اس فیلڈ میں شامل ہیں۔ اور کہاں کہاں ہیں۔ حضور دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کوئی صورت پیدا فرمائے۔ احقر نے یہ کتاب فرانسیسی آفیسر کی خدمت میں پیش کرتے وقت ایک نہایت ہی قلیل رقم فرینک جو ہندوستانی تیرہ روپے کے برابر ہے۔ فرانسیسی یتیم بچوں کی امداد کے لئے اور اپنی دعا کی قبولیت کے لئے اس آفیسر بہادر کو دی جس نے اسی وقت اپنے کسی جرنیل کو دیدی صاحب بہادر فرماتے تھے کہ ہمارا جرنیل بہت ہی مشکور ہوا اس نے اس کی رسید انگریزی فرانسیسی فوجی کمانڈر جنرل ہیر ویلاگس صاحب بہادر کی معرفت مجھ تک پہنچائی۔ جب دوبارہ احقر فرانسیسی آفیسر صاحب بہادر سے ملا۔ تو اس نے دریافت کیا۔ کہ ان صفحات کی رسید پہنچ کر وصول کی ہے یا نہیں۔ میں نے کہا کہ میں نے تو یہ کام اپنے مولا کریم کو خوش کرنے کو کیا تھا۔ نہ کہ بڑے بڑے آفیسروں کو جس پر انہوں نے شکر ادا کیا۔ حضور نے جو انگریزی زبان میں ترجمہ نماز کا چھپوایا ہے۔ اس کی چند کاپیاں ارسال فرمائی جائیں۔ حضور ہماری اور شفیق گورنمنٹ برطانیہ کی بہتری اور کامیابی اور بہبودی کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا فرما دیں۔ ہمیں یہاں عمدہ سے عمدہ راشن (خوراک) ملتا ہے۔ اور سردی سے بچنے کے لئے عمدہ سے عمدہ گرم کپڑے مہیا کئے جاتے ہیں۔ حضور احقر اور اس کے متعلقین کو فراموش نہ فرمائیں۔

ڈاکٹر محمد عالم الدین صاحب لکھتے ہیں۔ "حضور کا غلام تا دم تحریر ہذا اللہ کے فضل سے بخیریت ہے۔ حضور کا حکم واسطے چندہ دینے امپیریل ریلیف فنڈ بتوسط ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب رسالہ نمبر ۱۵ ملا۔ معلوم نہیں یہاں سے منی آرڈر جا سکتے ہیں یا نہیں دریافت کر رہا ہوں۔ دریافت کر کے انشاء اللہ چند روپیہ حضور کی خدمت والا میں بابت چندہ امپیریل ریلیف فنڈ ارسال کروں گا۔ اعلان "جماعت احمدیہ" بھی ڈاکٹر صاحب موصوف سے ملا۔ اس کے پڑھنے سے ایمان میں زیادتی ہوئی۔ اس عاجز کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ بخیریت حضور کے قدموں میں لاوے۔ میرے بچوں و عیال کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کی فتح و ترقی و اقبال کے لئے بھی دعا فرما دیں۔ کل احمدیوں کی خدمت میں میرا سلام پہنچے۔"

نعمت اللہ خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کی نمبر لکھتے ہیں۔ اگر کوئی عمدہ کتاب عربی میں حضرت اقدس کے دعوے کے متعلق ہو۔ تو ارسال فرمائی جائے۔ اور اس عاجز کے لئے ضرور دعا فرمایا کریں۔ نیز ہر ایک صاحب کی خدمت میں مسافر بھائیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔"

ڈاکٹر یعقوب خاں صاحب وٹرنری اسسٹنٹ تحریر کرتے ہیں۔ "بندہ تا دم تحریر بفضل خدا وند کریم خیریت سے ہے۔ صحت و عافیت حضور والا کی جناب الٰہی سے ہمیشہ خواہاں ہوں میں نے حضور سے پیشتر نہیں دریافت کیا تھا کہ اس سفر میں نماز دوگانہ ادا کی جائے یا پوری۔ ہم لوگ مارسلز (فرانس) میں متقیم ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ اسی جگہ رہیں گے۔ اس لئے میں نماز پوری پڑھتا ہوں۔ مگر چونکہ مجھ کو اس معاملہ میں پوری تسلی نہیں ہے۔ اس لئے حضور کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ نماز دوگانہ یا پوری ادا کی جائے۔ اور التجا ہے کہ براہ خدا بندہ کے واسطے اور بندہ کے عیال و اطفال کے واسطے دعا فرمائی جاوے۔"

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن لاہور انڈین جنرل ہسپتال یونون ملک فرانس سے لکھتے ہیں "با ادب عرض ہے۔ کہ اس خاکسار اور تمام احمدی برادران کے لئے جو کہ اس لڑائی کی وجہ سے گھر چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔ حضور و دیگر احمدی احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے سب کو بخیریت اپنے اپنے گھر واپس لے جائے۔"

پانچ سو ۵۰۰ روپیہ انعام

میں نے ایک رسالہ بنام "آج کل کے مولویوں کا ایمان" لکھا ہے۔ گر کوئی غیر احمدی۔ ملاں۔ مولوی۔ قاضی اس کا صحیح اور عمدہ جواب لکھ دے۔ تو اسے پانچسو روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ رسالہ کا حجم ۱۲۱ صفحہ ہے۔ صرف ۱/ ار کا ٹکٹ محصول ڈاک ارسال کرنے پر مفت بھیجا جاتا ہے۔

المشتہر۔ رحمت اللہ احمدی۔ ڈاکخانہ بگا کلاں۔ (ضلع امرتسر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

ظلمتیں سب دُور ہو جائیں گی [illegible] دیکھنا | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں بھی ایک نورانی چہرے کے زیر روشنی میں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا

الفضل

اللہ تعالےٰ نے اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں۔ تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن پھر بھی ۔ ۔ ۔ ۔ لوگ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں مانتے + (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (مع محصول)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (سفینۃ الحق صفحہ ۶)

قیمت پیشگی چھ روپے اعلیٰ کاغذ سات روپے

جلد ۲ | ۲ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۹۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو خطبہ نکاح پڑھا تھا۔ اسمیں یہ بھی فرمایا کہ لوگ مہر یا تو ۳۲ روپے مقرر کرتے ہیں اور اسے مہر شرعی کہا جاتا ہے یا تین من سونا اور اتنے من چاندی اور اتنے گاؤں۔ یہ دونوں فضول باتیں ہیں۔ مہر طرفین کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے +

حضور کی تصنیف القول الفصل شائع ہو چکی ہے اور ابھی پریس پر چھپ بھی رہی ہے چند سو کتابیں جلدی میں تیار کرالی گئی تھیں۔ کچھ غلطیاں بھی رہ گئیں ہیں۔ اب جو چھپ رہی ہے اسکی تصحیح کر دی گئی ہے۔ یہ کتاب فی الحال مفت تقسیم ہو رہی ہے۔ اس لئے صرف درخواست اور مطلوبہ کاپیوں کی صحیح تعداد بتا دینا کافی ہے۔ درخواستیں بنام سکرٹری ترقی اسلام قادیان ہوں۔

۳۰ جنوری بین المغرب و العشاء حضور نے ایک لطیف تقریر فرمائی۔ امید ہے کہ اس کا خلاصہ منشی فرزند علی صاحب (جو یہاں موجود تھے) قلمبند کرکے بھجوا دیں گے۔ تاکہ الفضل میں دیگر احباب کے استفادہ کے لئے چھاپ دیا جائے +

۳۱ جنوری ۲ ½ بجے جناب میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل نے ملائکہ پر مبلغین کی اعلےٰ جماعت اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء و دیگر سکنائے قادیان کے سامنے کامیابی سے لیکچر دیا۔ آپنے اسقدر عقلی و نقلی دلائل پیش کئے کہ جو ملائکہ پر ایمان لانے کے لئے کافی ہیں۔ اگلے اتوار کو صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب کا لیکچر مسئلہ کفر و اسلام پر ہوگا +

فیروزپور سے منشی فرزند علی صاحب۔ مرزا ناصر علی صاحب وکیل۔ پیر اکبر علی صاحب وکیل اور بعض دیگر احباب مختلف شہروں اور گاؤں سے تشریف لائے +

صاحب انسپکٹر مدارس کی آمد آمد ہے جو ہائی سکول کا معائنہ فرمائیں گے +

اخبار احمدیہ

ہمنے اپنے بعض احباب کے اصرار اور تحریک سے یہ ایک نیا عنوان مقرر کیا ہے جسکی ذیل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیرونی خبریں اور حالات درج کئے جایا کرینگے تاکہ احباب ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ رہیں اور باہمی محبت و اتحاد ترقی کرے اسکے لئے ضروری ہے کہ ہمیں ایسے اخبار اور واقعات بہم پہنچائے جائیں تاکہ یہ کالم بہت دلچسپ ہو سکے +

درخواست دُعا۔ ملک غلام احمد صاحب احمدی بندہ پور کشمیر سے ایک مقدمہ میں کامیابی کے لئے دُعا کے ملتجی ہیں جو یہ ہے کہ ایک احمدی بھائی کے نکاح کو غیر احمدی مولویوں نے فسخ قرار دیا ہے۔ غیر احمدیوں کیطرف سے وکیل اور بیرسٹر مقدمہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ سب احمدی احباب خشوع خضوع سے دُعا کریں کہ خدا تعالےٰ انھیں کامیابی عطا فرمائے +

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر منار الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جنگ یورپ

پیٹرس برگ کی ۲۷ جنوری کی تار برقی۔ افواج متحدہ کی نسبت مظہر ہے کہ نیو پورٹ اور یپریس کے مابین توپ کی لڑائی ہوتی رہی۔ پیپریس کے مشرق میں جرمنوں کے سالم بریگیڈ نے حملہ کیا تھا۔ اور اس میں انکی ڈیڑھ بٹالین ضائع ہوئی۔ لنس سے سوز انسر تک۔ توپ کی سوکے ہوئے کرانون کے قریب فتح کردہ خندقوں پر ہمارا قبضہ قائم رہا۔ پرتھس کے قریب پہاڑی ۲۰۰ پر ہم نے چار شدید حملے پسپا کئے سینٹ ہوبرٹ میں ایک جرمن حملہ نوک سنگین روکا گیا۔ سینٹ ہیل میں ہم نے دریائے موس کا نیا کشتیوں کا پل توڑ دیا۔ اسکے سوا اور کسی جگہ لڑائی نہیں ہوئی۔

۲۷۔ جنوری ۱۹۱۵ء کی اطلاع جو پیٹرو گراڈ دارالخلافہ روس سے موصول ہوئی ہے بیان کرتی ہے کہ مشرقی پرشیا کے علاقہ پلکا کن میں جارحانہ پہلو اختیار کرنے کے ہم نے عموماً نوک سنگین افواج جرمنی کو مالو شکن لاسرن کے محاذ کی طرف دھکیل دیا۔ مواضع بیر جنیوت اور جومینی کے قریب دریائے وسٹولا کے بائیں کنارہ پر جرمنوں نے پھر شدید حملے کئے۔ مگر بنقصان کثیر ہٹا دیئے گئے۔ سکرنی وریس کے شمال مشرق میں جرمن باتریاں چپ کرا دی گئیں۔ گلیشیا میں مقامات اسالک رجوک۔ بجنور۔ اٹاک۔ اور مگو انا کے محاذ پر دشمن کی مستعدی بڑھ رہی ہے اس نے توپ کی گولہ باری بھی کی۔ اور حملے بھی۔ مگر ہر جگہ سے ہٹا دیا گیا +

نہر سویز پر لڑائی۔ قاہرہ کی ۲۷ جنوری کی تار سے معلوم ہوا ہے کہ قنطرہ سے مشرق میں کل ۲۶ کو لڑائی ہوئی۔ برطانوی فوج کے چار سپاہی اور ایک افسر خفیف زخمی ہوئے۔ دشمن کا غالباً زیادہ تر نقصان ہوا ہوگا +

برلن دارالخلافہ جرمنی کا ایک اخبار لکھتا ہے۔ کہ متحاربین کا یومیہ خرچ لڑائی پر ۹۶ لاکھ پونڈ ہو رہا ہے بلجیم میں املاک کا نقصان دو کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کا ہوا۔ اور مشرقی پرشیا میں روسیوں کے ہاتھوں بیس لاکھ پونڈ کا +

شائع ہوا ہے کہ پولینڈ میں جرمنوں نے تیزاب بھی دشمن کے خلاف استعمال کیا ہے۔ چنانچہ کئی سپاہی اندھے ہو گئے ہیں۔ کراؤ دا اور راوکا کے محاذ پر ۴۸ گھنٹوں تک لڑائی کے شعلے

آتشین سمندر کی طرح متلاطم رہے تھے۔ لڑائی کے دن بالخصوص جرمنوں نے نہایت شدت سے حملہ کیا۔ دشمن کی توپوں سے روسی خندقوں پر گولہ باری کی گئی۔ اور جرمن جرنیلوں نے اپنی سپاہ کا خون پانی کی طرح بہایا۔ چنانچہ کراؤ دا میں بیس ہزار جرمن ہلاک ہوئے۔ اور اس معرکہ میں کل محاذ پر ۴۰ ہزار قتل اور نوے ہزار زخمی ہوئے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ قیصر نے سپاہ کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ اگر ہمیں پولینڈ چھوڑنا ہی پڑے۔ تو یہاں کوئی شہر یا مکان سالم نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ صرف لق و دق میدان باقی رہے +

فرانس کے قصبہ والنستی کے باشندوں پر جرمنوں نے آٹھ ہزار پونڈ اس خطا میں جرمانہ کیا۔ کہ بعض باشندوں کے پاس قیصر کی توہین آمیز نظم پائی گئی تھی۔ اور چار ہزار مزید جرمانہ میں خطا کہ اہل شہر نے آٹا بہم نہ پہنچایا تھا +

فرانس گورنمنٹ نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ قصر ہائے کی غارت گری میں جرمن ولی عہد بالکل شریک نہ تھا۔ بلکہ اس کا سالا اور آٹھ جرنیل و دیگر امرا تھے +

زلزلہ کے نقصان میں اضافہ۔ اٹلی میں پچھلے دنوں جو زلزلہ آیا تھا اسکے نقصان کے اندازہ کی فہرست شائع ہو چکی ہے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ سابقہ اندازے سے بہت زیادہ جانوں کا نقصان ہوا ہے۔ ۱۶۔ جنوری کی خبر ہے کہ صرف سوبرا و زونی میں تیس ہزار ہلاک ہوئے اور شہر اوزونی کے مکانات تو سرمہ کی طرح پس گئے۔ زلزلہ کا رقبہ بھی بہت ہی وسیع ثابت ہوا۔ صرف سوبرا و زونی کے ہی ۱۸ قصبات بالکل نابود ہو گئے۔ اور بیس قصبے ویران ہو گئے +

ایتھنز ۲۷ جنوری۔ سابق وزیر بحریہ جمال پاشا مصری محاربہ میں ترکی سپہ سالار مقرر ہوا ہے۔ اور تین جیش مصر پر بڑھ رہے ہیں۔ رومانیا کو بنک آف انگلینڈ ساڑھے سات کروڑ روپیہ قرض دینے والا ہے۔ رومانوی مالی کمیشن چند ہفتوں سے لنڈن میں وارد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رومانیہ۔ روس۔ انگلینڈ اور فرانس سے ملے گی +

سویڈن کا ایک سٹیمر جرمنی جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں ایک غوطہ خور کشتی کو دیکھ کر جو جرمن نہ تھی۔ اپنے ملک کے بندر ٹریل بورگ کو واپس آ گیا۔ اس سے وہاں خاصی ہلچل پڑ گئی ہے کیونکہ اس کشتی کی وجہ سے سویڈن اور جرمنی کا تجارتی راستہ رک گیا ہے +

مصری معرکہ کے متعلق سرکاری تار کے الفاظ یہ ہیں۔ دہلی ۲۹۔ جنوری مصر کی محافظ [illegible] مقابلہ ترکوں سے ہو گیا ہے۔ ایک [illegible] الشطرہ کے قریب ہوا۔ اور کہ ترکی افواج [illegible] دستے اور مقامات پر بھی دیکھے گئے ہیں +

مسٹر ولڈن بیکر نے لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جرمنی کے سرکاری بنک میں ابھی دس کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کا سونا موجود ہے۔ اس لئے وہ ابھی ایک سال بلکہ اور زیادہ عرصہ تک مالی تنگی سے چھوٹنے پر مجبور نہ ہوگی۔ البتہ آسٹریا کی حالت نازک ہے اور اگر جرمنی نے اسکو مالی مدد نہ دی تو وہ نہ ٹھہر سکے گی +

جرمن ہندوستانی فوج کے اسیران جنگ سے بقول نامہ نگار اخبار پاؤ نیر اچھا سلوک کر رہے ہیں کچھ تو پچھلی بدنامی دھونے کے خیال سے اور کچھ اس لغو خیال سے کہ شاید اسی مسلمان فوجیوں میں برطانوی مخالفت کی لہر پیدا کر سکیں +

روسی سفیر متعینہ دربار لنڈن نے ریوٹر ایجنسی کے نمائندے سے کہہ دیا ہے کہ تم بذریعہ تار برقی کے دنیا کے طول و عرض میں اس خبر کو پہنچا دو۔ کہ یہ جو خبریں اڑ رہی ہیں کہ جرمنی علیحدہ روس سے شرائط صلح طے کرنے کی خواہش رکھتا ہے ایسا ہرگز نہ سمجھنا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ روس اتحادیوں سے علیحدہ ہو کر جرمنی سے صلح کر لے گا +

کلکتہ کے کارخانہ سن واقع سب پور میں آتشزدگی سے پانچ لاکھ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے۔ اور ابھی آگ فرو نہیں ہوئی +

۲۷ جنوری کی کلکتہ کی ایک تار مظہر ہے کہ آج سب پور ہاوڑا گینجیز جوٹ مل میں یکایک آگ لگ گئی۔ سہ پہر کو کلکتہ میں خبر آئی۔ دو موٹر انجن فوراً روانہ کئے گئے۔ اور ان کے پیچھے شہر کے دوسرے حصوں سے بھی انجن بھیجے گئے۔ جوٹ کی کئی ہزار گٹھڑیاں رکھی ہوئی تھیں جنہیں آگ لگ گئی۔ شام کو فائر بریگیڈ کا ایک حصہ پولیس چلا آیا تھا۔ گو اس کے چند گھنٹے بعد تک آگ برابر لگتی رہی +

ضلع رنگپور میں مقام کوری گرام ۲۲ جنوری کی شب کو ایک مہاجن کے مکان میں ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں کی تعداد پوری ساٹھ تھی جو بندوقیں اور

جنگ یورپ

پیرس کی ۲۰ جنوری کی تار برقی - افواج متحدہ کی نسبت مظہر ہے کہ نیو پورٹ اور پیرس کے مابین توپی لڑائی ہوئی - پیرس کے مشرق میں جرمنوں کے سالم بریگیڈ نے حملہ کیا تھا - اور اس میں انکی ڈیڑھ بٹالین ضائع ہوئی - لنس سے سونا شرنک توپی معرکے ہوئے کراؤن کے ذریعہ فتح کردہ خندقوں پر ہمارا قبضہ قائم رہا - پیرس کے قریب پہاڑی ۲۰۰ پر ہم نے چار شدید حملے لیے - سینٹ جوبرٹ میں ایک جرمن حملہ کو سنگین سے روکا گیا - سینٹ ہیل میں ہم نے دریائے موسی کا بنا کشتیوں کا پل توڑ دیا - اسکے سوا اور کسی جگہ لڑائی نہیں ہوئی۔

۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء کی اطلاع جو پیٹرو گراڈ وار الحاق روس سے موصول ہوئی ہے بیان کرتی ہے کہ مشرقی پرشیا کے علاقہ پلکاکن میں جارحانہ پہلو اختیار کرکے ہم نے عموماً بنوک سنگین افواج جرمنی کو مالوشکن لاسڈن کے محاذ کی طرف دھکیل دیا - مواضع بورجیموف لور جو بینی کے قریب بائیں دسٹولا کے بائیں کنارہ پر جرمنوں نے پھر شدید حملے کئے - مگر بنقصان کثیر ہٹا دیئے گئے - سکرنی ویپس کے شمال مشرق میں جرمن باتریاں چپ کرا دی گئیں - گالیشیا میں مقامات اسا نک رجوک - بخوزر - اٹاک اور مکڈانا کے محاذ پر دشمن کی مستعدی بڑھ رہی ہے اس نے توپی گولہ باری بھی کی - اور حملے بھی - مگر ہر جگہ سے ہٹا دیا گیا +

نہر سویز پر لڑائی - قاہرہ کی ۲۷ جنوری کی تار خبر سے معلوم ہوا ہے کہ قنطرہ سے مشرق میں کل ۲۶ کو لڑائی ہوئی - برطانوی فوج کے چار سپاہی اور ایک افسر خفیف زخمی ہوئے - دشمن کا غالباً زیادہ تر نقصان ہوا ہوگا +

برلن وار الخلافہ جرمنی کا ایک اخبار لکھتا ہے - کہ متحاربین کا یومیہ خرچ لڑائی پر ۶۰ لاکھ پونڈ ہو رہا ہے - بلجیم میں املاک کا نقصان دو کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کا ہوا - اور مشرق پرشیا میں روسیوں کے ہاتھوں بیس لاکھ پونڈ کا +

شائع ہوا ہے کہ پولینڈ میں جرمنوں نے تیزاب بھی دشمن کے خلاف استعمال کیا ہے - چنانچہ کئی سپاہی اندھے ہو گئے ہیں - کراکو اور راوکا کے محاذ پر ۳۰ گھنٹوں تک لڑائی کے شعلہ آتشین سمندر کی طرح متلاطم رہے تھے - اور روسکے دن بالخصوص جرمنوں نے نہایت شدت سے حملہ کیا - وزنی توپوں سے روسی خندقوں پر گولہ باری کی گئی - اور جرمن جرنیلوں نے اپنی سپاہ کا خون پانی کی طرح بہایا - چنانچہ کراکو میں چھ ہزار جرمن ہلاک ہوئے - اور اس معرکہ میں کل محاذ پر ۴۰ ہزار قتل اور ۸۰ ہزار زخمی ہوئے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ قیصر نے سپاہ کو حکم دے رکھا تھا - کہ اگر ہمیں پولینڈ چھوڑنا ہی پڑے - تو یہاں کوئی شہر یا مکان سالم نہ چھوڑا جائے - بلکہ صرف لق و دق میدان باقی [illegible]

فرنچ قصبہ والسنشی کے باشندوں پر جرمنوں نے آٹھ ہزار پونڈ اس خطا میں جرمانہ کیا - کہ بعض باشندوں کے پاس قیصر کی توہین کی نظم پائی گئی تھی - اور چار ہزار [illegible] بدیں خطا کہ اہل شہر نے آٹا بہم نہ پہنچایا تھا +

فرنچ حکومت نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ قصر ریمز کی غارت گری میں جرمن ولی عہد بالکل شریک نہ تھا - بلکہ اس کا سالا اور آٹھ جرنیل و دیگر امرا تھے +

زلزلہ کے نقصان میں اضافہ - اٹلی میں پچھلے

دنوں جو زلزلہ آیا تھا - اسکے نقصان کے اندازہ کی فہرست شائع ہو چکی ہے - لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ سابقہ اندازہ سے بہت زیادہ جانوں کا نقصان ہوا ہے - ۱۶ - جنوری کی خبر ہے کہ صرف صوبہ اوزونی میں تیس ہزار ہلاک ہوئے اور شہر اوزونی کے مکانات تو سرمہ کی طرح پس گئے - زلزلہ کا رقبہ بھی بہت ہی وسیع ثابت ہوا - صرف صوبہ اوزونی کے ہی ۱۸ قصبات بالکل نابود ہو گئے - اور بیس قصبے ویران ہو گئے +

ایتھنز ۲۷ جنوری - سابق وزیر بحریہ جمال پاشا مصری محاربہ میں ترکی سپہ سالار مقرر ہوا ہے - اور تین جیش مصر پر بڑھ رہے ہیں - رومانیا کو بنک آف انگلینڈ ساڑھے سات کروڑ روپیہ قرض دینے والا ہے - رومانوی مالی کمیشن چند ہفتوں سے لندن میں وارد ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رومانیہ - روس - انگلینڈ اور فرانس سے ملے گی +

سویڈن کا ایک سٹیمر جرمنی جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک غوطہ خور کشتی کو دیکھ کر جو جرمن نہ تھی - اپنے ملک کے بندر ٹریل بورگ کو واپس آگیا - اس سے وہاں خاصی ہل چل پڑ گئی ہے کیونکہ اس کشتی کی وجہ سے سویڈن اور جرمنی کا بڑا بحری [illegible] رک گیا ہے +

مصری معرکہ کے متعلق سرکاری تار کے الفاظ یہ ہیں دہلی ۲۹ - جنوری مصر کی محافظ [illegible] ترکوں سے ہو گیا ہے - ایک برطانوی [illegible] کا مقابلہ القنطرہ کے قریب ہوا - اور کہ ترکی افواج [illegible] دستہ اور مقامات پر بھی دیکھے گئے ہیں +

مسٹر ہولڈن [illegible] نے لندن میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جرمنی کے [illegible] میں ابھی [illegible] لاکھ پونڈ کا سونا موجود ہے - اس لئے وہ [illegible] اور زیادہ [illegible] مالی تنگی [illegible] - البتہ آسٹریا کی [illegible] جرمنی سے [illegible] مدد کی توقع نہ رکھ سکے گی +

جرمن ہندوستانی فوج کے [illegible] کے مطابق نامہ نگار اخبار یا ڈیلی [illegible] کر رہے ہیں - کچھ تو پہلی بد [illegible] دھونے کے خیال سے اور کچھ اس لغو خیال سے کہ شاید اسی طرح مسلمان فوجوں میں برطانوی مخالفت کی لہر پیدا کر سکیں +

روسی سفیر متعینہ بارلنڈن نے رائٹر ایجنسی کے نمائندے سے کہا ہے کہ تم بذریعہ تار برقی کے دنیا کے طول و عرض میں اس خبر کو پہنچا دو - کہ یہ جو خبریں اڑ رہی ہیں کہ جرمنی علیحدہ روس سے شرائط صلح طے کرنے کی خواہش رکھتا ہے ایسا ہرگز نہ سمجھنا یہ کبھی نہیں ہو سکتا - کہ روس اتحادیوں سے علیحدہ ہو کر جرمنی سے صلح کر لے گا +

کلکتہ کے کارخانہ سن واقع سب پور میں آتشزدگی سے پانچ لاکھ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے - اور ابھی آگ فرو نہیں ہوئی +

۲۷ جنوری کی کلکتہ کی ایک تار مظہر ہے کہ آج سب پور والا گینجز جوٹ مل میں یکا یک آگ لگ گئی - سہ پہر کو کلکتہ میں خبر آئی - دو موٹر انجن فوراً روانہ کئے گئے - اور مائی [illegible] شہر کے دوسرے حصوں سے بھی انجن بھیجے گئے - جوٹ کی کئی ہزار گٹھریاں رکھی ہوئی تھیں جنہیں آگ لگ گئی - شام کو فائر بریگیڈ کا ایک حصہ واپس چلا آیا تھا - مگر اس کے چند گھنٹے بعد تک آگ برابر لگتی رہی +

ضلع رنگپور میں مقام کوری گرام ۲۴ جنوری کی شب کو ایک تاجر کے مکان میں ڈاکہ پڑا - ڈاکوؤں کی تعداد [illegible]

ہستی باریتعالیٰ

نمبر ۳

پچھلی دو نمبروں میں میں اپنے لیکچر کے ابتدائی حصوں کے نوٹ درج کر چکا ہوں۔ اور کسی قدر ثبوت کے ذریعہ اور ہستی باریتعالیٰ کے عقیدہ پر جو اعتراض ہوتے ہیں ان کے جوابات عرض کر چکا ہوں۔ اب اس نمبر میں وہ دلائل لکھتا ہوں جن سے ہم ظاہر دلائل پر غور کر کے عقل سے ہستی باری تعالیٰ کو پایہ ثبوت تک پہنچا کر حجت پوری کر سکتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

دلیل اوّل دنیا میں جسقدر قومیں آباد ہیں خواہ وہ متمدن ہوں یا غیر متمدن۔ تعلیم یافتہ ہوں یا جاہل آباد ملکوں میں زندگی بسر کرنے والی ہوں یا ویران جزیروں اور غیر آباد ٹاپوؤں میں۔ ان سب کا متفق علیہ مسئلہ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ ایک کامل مقتدر ہستی کا ماننا ہے۔ دنیا میں جسقدر مذاہب مروج ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ سچے ہیں یا جھوٹے ان سب کا اصل اصول اعتقاد اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ ذات باری کا وجود باجود ہے۔ دنیا کے کسی گوشہ میں چلے جاؤ۔ کرۂ ارض کے کسی قطعہ پر نظر ڈالو۔ کوئی قوم ایسی نہیں جو اس کامل ہستی کی منکر ہو۔ دنیا کی ایک قوم کی عادتیں دوسری قوم کی عادتوں کے مخالف ہیں۔ ایک کے قوانین دوسری کے قوانین کے مغائر ہیں۔ ایک کا مذاق دوسری کے مذاق کے خلاف ہے لیکن اس عقیدہ میں تمام قومیں متفق ہیں کہ کوئی ہو کوئی ہمارا پیدا کرنے والا اور ہماری ربوبیت کرنے والا ضرور موجود ہے۔ اسی صداقت کو قرآن مجید بیان فرماتا ہے۔ ولئن سالتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ۔ یعنے اگر دنیا کے لوگوں سے پوچھو کہ تمہارا پیدا کرنے والا کون ہے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارا خالق اللہ ہے۔ اس عظیم الشان اتفاق اور ایسے بے نظیر اجماع کی وجہ صرف فطرت کی گواہی ہے۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی فطرت اور اس کی سلیم کانشنس اس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس شہادت کا اقرار کرے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ الست بربکم قالوا بلیٰ۔ یعنی انسان کی فطرت ہر وقت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ایک ایسی ہستی ضرور موجود ہے جو میری ربوبیت کر رہی ہے بلکہ ایک صحیح الفطرت انسان ایک لحظہ کے لئے بھی اس بات کا وہم و گمان نہیں کر سکتا کہ وہ ایک عالم کے بغیر زندگی بسر کر رہا ہے۔ چنانچہ خالق فطرت کا کلام فرماتا ہے۔ افی اللہ شک فاطر السموات والارض۔ یعنی فطرت صحیحہ حیرانی سے ظاہر کرتی ہے کہ کیا خدا کے وجود میں بھی کوئی شک ہو سکتا ہے۔ غرض ہستی باری تعالیٰ کی پہلی دلیل یہ ہے کہ دنیا میں جسقدر قومیں ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کے وجود کی مقر ہیں۔ حالانکہ آپس میں ہر بات میں مختلف ہیں اور نہ ایسے وسائل ہی تھے کہ وہ قومیں آپس میں ملکر تبادلہ خیالات کر کے ایک عقیدہ پر متفق ہو جاتیں۔ سو وہ جو کہ سب اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ اس لئے یہ بات دلالت کرتی ہے کہ انسان کی فطرت میں یہ عقیدہ ودیعت ہے ورنہ اگر فطرت میں نہ ہوتا بلکہ خارجی محرک اس کا موجب ہوتے تو یہ اتفاق نہ ہوتا۔ کیونکہ نہ وہ قومیں آپس میں ملیں نہ ان کا تبادلہ خیالات ہوا۔ کوئی امریکہ میں ہے اور کوئی افریقہ میں۔ کوئی ہندوستان میں ہے تو کوئی یورپ میں۔ نہ آج کی طرح ریل و تار اور ڈاک خانے تھے۔ اس لئے باوجود ظاہری محرک کے نہ ہونے کے اور آپس کے میل ملاپ کے بغیر ان کا اس عقیدہ پر متفق ہونا دلالت کرتا ہے کہ یہ عقیدہ فطرت میں رکھا گیا ہے۔ اور جب فطرت میں یہ بات ودیعت ہے تو معلوم ہوا کہ خالق فطرت نے رکھا۔ اور اسی کو ہم خدا کہتے ہیں۔

دلیل دوم بہت سی باتیں ہم صرف سنکر مانتے ہیں مثلاً لندن میں ہم کبھی نہیں گئے۔ لیکن جب لوگوں سے سنا۔ اور قابل اعتبار لوگوں نے ہمارے سامنے اس کے وجود کی شہادت دی تو ہمیں اس کے موجود ہونے کا یقین ہو گیا اس لئے کہ وہ لوگ جن کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں جو ہمارے خیال میں جھوٹ بولنے کے عادی ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اس شہر کو دیکھا۔ سو جب معمولی دنیا داروں کے کہنے سے ہم لندن کے وجود کے قائل ہو گئے تو کیا وجہ کہ ہم تمام دنیا کے راستبازوں اور صادقوں کی متفقہ شہادت سے انکار کریں اور ان کو جھٹلائیں۔ اور راستباز بھی وہ راستباز جنہوں نے راستی کی خاطر اپنی جان دیدی۔ لیکن سچ کہنے سے منہ نہ موڑا اپنے مال و متاع کو اپنی آنکھوں کے سامنے لٹتے دیکھا لیکن صداقت کو ہاتھ سے نہ دیا۔ انکے بیوی بچے اور رشتہ دار انکی آنکھوں کے سامنے ذبح کئے گئے۔ لیکن ان کا قدم نہ ڈگمگایا وہ سب متفق ہو کر اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یقیناً ایک وراء الوراء ہستی موجود ہے اور وہ ہم پر خاص طور پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نے ہم سے تعلق پیدا کیا۔ دیکھو قتل جیسے اہم معاملہ میں صرف دو تین قابل اعتبار آدمیوں کی گواہی پر ایک شخص کو پھانسی دیدی جاتی ہے۔ اور صرف چند بھلے مانس آدمیوں کی شہادت پر ایک شخص کو جان سے مار دیا جاتا ہے تو کیوں اس گواہی کو رد کیا جائے۔ جو تمام دنیا کے راستبازوں کی طرف سے ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

دنیا کے ابتدا کی طرف جاؤ۔ ابو البشر آدم صفی اللہ ربنا ظلمنا انفسنا کہکر خدا کے وجود کی گواہی دیتے ہیں۔ پھر پارسیوں کو لو۔ ان کے نبی بھی خدا کے وجود کی شہادت دیتے ہیں۔ پھر وید کے رشیوں کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ ایک وراء الوراء ہستی ہے۔ پھر یہودیوں اور عیسائیوں کے راستباز بھی اسی پر متفق نظر آتے ہیں۔ پھر سب کے بعد خیر الانس والجان نے بھی دنیا کے سامنے یہی شہادت پیش کی۔ اب کیا ہم ان تمام راستبازوں کی گواہی کو رد کر دیں ہرگز نہیں۔ ہمیں سوائے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں غرض کہ تمام دنیا کی مختلف قوموں کے راستبازوں کا متفق ہو کر خدا کے وجود کا اقرار کرنا اس کے واقعہ میں موجود ہونے کا ایک بڑا بھاری ثبوت ہے۔

(باقی دیکھو صفحہ پر)

نومبائعین

مسماۃ محمد بی بی - ضلع سیالکوٹ
کریکاں وڈی صاحب - کیناؤر میسور
محمد عبد اللہ صاحب - خانیوال
غلام محمد ڈون معہ اہلیہ - کنڈپورہ کشمیر
عبد اللہ " " "
عبد الغنی " " "
عزیز " " "
شعبان ڈون " "

نوٹ میرے ایک دوست کو رسالہ جہاد کی ضرورت ہے کوئی صاحب بھیجدیں۔ واپس نہیں دیا جائے گا۔ قاضی فضل کریم۔ معرفت میاں محمد امین صاحب سوداگر چرم۔ لنڈہ بازار۔ لاہور۔

ہستی باری تعالیٰ

نمبر ۲

میں ان تحریروں میں اپنے لیکچر کے ابتدائی حصوں کے نوٹ ہدیۂ ناظرین کر چکا ہوں۔ اور کسی قدر چھپے ہوئے شبہ کے ذریعہ اور تیار یا تھا کے عقیدہ پر دہریوں کے اعتراضوں کے جوابات عرض کر چکا ہوں۔ اب اس تحریر میں وہ دلائل لکھتا ہوں جن سے ہم دہریوں پر خدا کے فضل سے ہستی باری تعالیٰ کو پایۂ ثبوت تک پہنچا کر حجت پوری کر سکتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

دلیل اوّل دنیا میں جس قدر قومیں آباد ہیں خواہ وہ متمدن ہوں یا غیر متمدن۔ تعلیم یافتہ ہوں یا جاہل آباد ملکوں میں زندگی بسر کرنے والی ہوں یا ویران جزیروں اور غیر آباد ٹاپوؤں میں۔ ان سب کا متفق علیہ مسئلہ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ ایک کامل مقتدر ہستی کا ماننا ہے۔ دنیا میں جس قدر مذاہب رائج ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ سچے ہیں یا جھوٹے ان سب کا اصل اصول اعتقاد اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ ذات باری کا وجود باجود ہے۔ دنیا کے کسی گوشہ میں چلے جاؤ۔ کرۂ ارض کے کسی قطعہ پر نظر ڈالو۔ کوئی قوم ایسی نہیں جو اس کامل ہستی کی منکر ہو۔ دنیا کی ایک قوم کی عادتیں دوسری قوم کی عادتوں کے مخالف ہیں۔ ایک کے قوانین دوسری کے قوانین کے متضاد ہیں۔ ایک کا مذاق دوسری کے مذاق کے خلاف ہے لیکن اس عقیدہ میں تمام قومیں متفق ہیں کہ کوئی نہ کوئی ہمارا پیدا کرنے والا اور ہماری ربوبیت کرنے والا ضرور موجود ہے۔ اسی صداقت کو قرآن حکیم بیان فرماتا ہے۔ ولئن سالتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ۔ یعنے اگر دنیا کے لوگوں سے پوچھو کہ تمہارا پیدا کرنے والا کون ہے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارا خالق اللہ ہے۔ اس عظیم الشان اتفاق اور ایسے بے نظیر اجماع کی وجہ صرف فطرت کی گواہی ہے۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی فطرت اور اس کی سلیم کانشنس اس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس شہادت کا اقرار کرے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ الست بربکم قالوا بلیٰ۔ یعنی انسان کی فطرت ہر وقت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ایک ایسی ہستی ضرور موجود ہے جو میری ربوبیت کر رہی ہے بلکہ ایک صحیح الفطرت انسان ایک لحظہ کے لئے بھی اس بات کا وہم و گمان نہیں کر سکتا کہ وہ ایک حاکم کے بغیر زندگی بسر کر رہا ہے۔ چنانچہ خالق فطرت کا کلام فرماتا ہے۔ افی اللہ شک فاطر السموات والارض۔ یعنی فطرت صحیحہ پکار کر ظاہر کرتی ہے کہ کیا خدا کے وجود میں بھی کوئی شک کر سکتا ہے۔ غرض ہستی باری تعالےٰ کی پہلی دلیل یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر قومیں ہیں۔ وہ سب خدا تعالیٰ کے وجود کی مقر ہیں۔ حالانکہ آپس میں ہر بات میں مختلف ہیں اور نہ ایسے وسائل ہی تھے کہ وہ قومیں آپس میں مل کر تبادلۂ خیالات کر کے ایک عقیدہ پر متفق ہو جائیں۔ سو وہ چونکہ سب اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ اس لئے یہ بات دلالت کرتی ہے کہ انسان کی فطرت میں یہ عقیدہ ودیعت ہے ورنہ اگر فطرت میں نہ ہوتا بلکہ خارجی محرک اس کا موجب ہوتے تو یہ اتفاق نہ ہوتا۔ کیونکہ نہ وہ قومیں آپس میں ملیں نہ ان کا تبادلۂ خیالات ہوا کوئی امریکہ میں ہے اور کوئی افریقہ میں۔ کوئی ہندوستان میں ہے تو کوئی یورپ میں۔ نہ آج کی طرح ریل دتار اور ڈاک خانے تھے۔ اس لئے باوجود ظاہری محرک کے نہ ہونے کے اور آپس کے میل ملاپ کے بغیر ان کا اس عقیدہ پر متفق ہونا دلالت کرتا ہے کہ یہ عقیدہ فطرت میں رکھا گیا ہے۔ اور جب فطرت میں یہ بات ودیعت ہے تو معلوم ہوا کہ خالق فطرت نے رکھا۔ اور اسی کو ہم خدا کہتے ہیں۔

دلیل دوم بہت سی باتیں ہم صرف سن کر مانتے ہیں مثلاً لندن میں ہم کبھی نہیں گئے۔ لیکن جب لوگوں سے سنا۔ اور قابل اعتبار لوگوں نے ہمارے سامنے اس کے وجود کی شہادت دی تو ہمیں اس کے موجود ہونے کا یقین ہو گیا۔ اس لئے کہ وہ لوگ جن کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں جو ہمارے خیال میں سچ بولنے کے عادی ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اس شہر کو دیکھا۔ سو جب معمولی دنیاداروں کے کہنے سے ہم لندن کے وجود کے قائل ہو گئے تو کیا وجہ کہ ہم تمام دنیا کے راستبازوں اور صادقوں کی متفقہ شہادت سے انکار کریں اور ان کو جھٹلا دیں۔ اور راستباز بھی وہ راستباز جنہوں نے راستی کی خاطر اپنی جان دیدی۔ لیکن سچ کہنے سے منہ نہ موڑا اپنے مال و متاع کو اپنی آنکھوں کے سامنے لٹتے دیکھا لیکن صداقت کو ہاتھ سے نہ دیا۔ انکے بیوی بچے اور رشتہ دار انکی آنکھوں کے سامنے ذبح کئے گئے۔ لیکن ان کا قدم نہ ڈگمگایا وہ سب متفق ہو کر اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یقیناً ایک وراء الوراء ہستی موجود ہے اور وہ ہم پر خاص طور پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نے ہم سے تعلق پیدا کیا۔ دیکھو قتل جیسے اہم معاملہ میں صرف دو تین قابل اعتبار آدمیوں کی گواہی پر ایک شخص کو پھانسی دیدی جاتی ہے۔ اور صرف چند بھلے مانس آدمیوں کی شہادت پر ایک شخص کو جان سے مار دیا جاتا ہے تو کیوں اس گواہی کو رد کیا جائے۔ جو تمام دنیا کے راستبازوں کی طرف سے ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

دنیا کے ابتدا کی طرف جاؤ۔ ابو البشر آدم صفی اللہ ربنا انا ظلمنا انفسنا کہہ کر خدا کے وجود کی گواہی دیتے ہیں۔ پھر پارسیوں کو لو۔ ان کے نبی بھی خدا کے وجود کی شہادت دیتے ہیں۔ پھر وید کے رشیوں کو دیکھتے ہیں۔ تو وہ بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ ایک وراء الوراء ہستی ہے۔ پھر یہودیوں اور عیسائیوں کے راستباز بھی اسی پر متفق نظر آتے ہیں۔ پھر سب کے بعد خیر الانس والجان نے بھی دنیا کے سامنے یہی شہادت پیش کی۔ اب کیا ہم ان تمام راستبازوں کی گواہی کو رد کر دیں ہرگز نہیں۔ ہمیں سوائے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں غرض کہ تمام دنیا کی مختلف قوموں کے راستبازوں کا متفق ہو کر خدا کے وجود کا اقرار کرنا اس کے واقعہ میں موجود ہونے کا ایک بڑا بھاری ثبوت ہے۔

(باقی دیکھو صفحہ ۹ پر)

نو مبائعین

مسماۃ محمد بی بی - ضلع سیالکوٹ

کریکاں ڈانی صاحب - کینانور میسور

محمد عبد اللہ صاحب - خانیوال

غلام محمد نون معہ اہلیہ - کنڈپورہ کشمیر

عبد اللہ " "

عبد الغنی " "

عزیز " "

شعبان نون " "

اعلان

تیسری دلیل

خدا تعالیٰ کی ہستی کی تیسری دلیل دعا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون یعنی جب میرے بندے میری ہستی کی کوئی دلیل تجھ سے پوچھیں۔ تو تو ان کو کہدے۔ کہ خدا تعالیٰ کے وجود کی ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اور اس کے پیارے بندے جب مشکلات میں گھر جاتے ہیں تمام دنیا ان کی دشمن ہو جاتی ہے ظاہری سامان اور اسباب ان کے مخالف ہوتے ہیں اور مصیبتوں سے خلاصی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ لیکن جب وہ بندہ ایسی حالت میں اپنے مولیٰ سے دعا کرتا ہے۔ اور اس کے حضور گڑگڑاتا ہے۔ اور اسکے آگے اپنی مصیبتوں کا اظہار کرتا ہے۔ تو معاً حالت بدل جاتی ہے۔ سب دشمن ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ان کی سب شرارتیں رک جاتی ہیں۔ تمام مصیبتوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اب بتاؤ۔ کہ اگر کوئی قادر مقتدر ہستی نہیں۔ کسی وراء الوریٰ ذات کا وجود موجود نہیں۔ تو ان مصیبتوں میں گھرے ہوئے بندوں کی مصیبتوں کو کس نے دور کیا۔ اگر کہو۔ کہ اسباب نے۔ تو یہ تو غلط ہے۔ کیونکہ ظاہری سامان تو ان کے مخالف ہوتے ہیں۔ دیکھو حضرت نوحؑ اکیلے ہیں۔ ساری قوم مخالف ہے۔ وہ تکلیفیں دیتی ہے۔ اور کوئی مددگار نہیں۔ نہ آپ کے پاس حکومت ہے۔ جس کے ذریعہ دشمنوں کو روکیں۔ ہر طرف سے مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ لیکن ایک دفعہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔ رب انی مغلوب فانتصر۔ یعنی اے میرے رب میری مدد کر۔ اب بتاؤ کیا یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ کیا ان کی قوم تباہ نہیں ہوئی۔ کیا حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھی مصیبتوں سے رہا نہیں ہوگئے۔ ہوگئے اور ضرور ہوگئے۔ پھر بتاؤ کہ اگر کوئی قادر مقتدر ہستی نہیں۔ تو حضرت نوحؑ کی کس نے مدد کی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو دیکھو۔ وہ عرض کرتے ہیں۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ یعنی اے میرے خدا ملک عرب کے رہنے والوں میں ایک نبی مبعوث فرما۔ جو تیری آیتیں ان کے سامنے پڑھے۔ اور کتاب و حکمت انہیں سکھائے۔ لیکن ملک عرب کی حالت کو دیکھو۔ سب گنوار۔ جاہل۔ اجڈ۔ بات بات پر لڑ مرنے والے نہایت گندے اخلاق میں ایک شخص بھی اس قابل نہیں۔ کہ وہ ایسی دعا کا مصداق بن سکے مگر ابراہیم کی دعا سنی گئی۔ اور دو ہزار برس بعد انہیں نالائقوں میں سے ایک ایسا فرد اٹھا جس کے ذریعہ تمام دنیا کے لوگ ہدایت پا گئے۔ اور آنحضرتؐ پیدا ہوئے۔ جو کل دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے۔ اور جن کے ذریعہ سے ابراہیم کی دعا قبول ہوگئی۔ اور یہ خاص خاص طور پر دعا کا قبول ہونا ہی دلالت کرتا ہے کہ ایک با اختیار دعاؤں کے سننے اور قبول کرنے والی ہستی موجود ہے۔

پھر حضرت مسیح ناصری کی دعا کو دیکھو۔ وہ ساری رات دعا کرتے ہیں کہ الٰہی یہ موت کا پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ اور ادھر یہودی مخالف ہیں۔ عدالت قتل کا فتویٰ دیتی ہے۔ کوئی سامان موجود نہیں۔ مگر صادق راستباز کی دعا ضائع نہیں گئی۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو بچا لیا۔ اور صلیب پر لٹکنے کے دو تین گھنٹہ کے بعد آندھی آگئی۔ وہ دستور بہت تھا۔ پیلاطوس کو رحم آگیا اس کی بیوی کے پاس خواب میں مسیح کی سفارش کرنے کیلئے فرشتہ آیا ساتھ کے چوروں کی ہڈیاں توڑی جاتی ہیں۔ لیکن مسیح اس سے بچ رہتا ہے۔ پھر نیم مردہ لاش بھی یہودیوں کے ہاتھ نہیں آتی۔ بلکہ ایک خیر خواہ شاگرد کو ملتی ہے۔ اور اسطرح مسیح اس لعنتی موت سے بچ جاتے ہیں۔ اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے بھلا بتاؤ کیا مسیح کی یہ دعا اور اس کی قبولیت خدا تعالیٰ کی ہستی کی ایک دلیل نہیں۔

پھر رسول کریمؐ کے حالات پر غور کرو۔ مدنی زندگی اور صحابہ کی قلت و دشمن کی کثرت پر نظر ڈالو۔ دشمن بڑے غرور اور تکبر کے ساتھ ایک بڑی جمعیت اور سامان لیکر چڑھائی کرتا ہے۔ ادھر آپ کے پاس نہ جمعیت نہ سامان۔ بدر کے مقام پر دونو گروہوں کا مقابلہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی فتح کی کوئی سبیل نہیں۔ لیکن رسول کریمؐ ایک بیت الدعا بنا کر اس میں بڑے عجز و انکسار سے خدا کے حضور دعا کرتے ہیں۔ اور ایسی تڑپ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ خونخوار دشمن تباہ ہو جاتا ہے اور وہ بے سر و سامان جماعت فاتح ہو جاتی ہے کیا یہ دعا کا نتیجہ نہیں؟ اگر ہے تو ذرا خیال کرو۔ کہ اگر کوئی علیم و سمیع خدا موجود نہیں ہے۔ تو یہ تبدیلیاں کس کے دست تصرف سے ظہور پذیر ہوئیں۔ پھر آج مسیح موعود کا زمانہ لو۔ آپ کی دعاؤں کو دیکھو۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں دعائیں پوری ہوئیں۔ کئی بیمار صرف ایک ہی دعا سے از سر نو زندہ ہوئے۔ مصیبتوں بلاؤں اور مقدموں میں گرفتار لوگ جن کی خلاصی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی۔ محض آپ کی دعا سے اپنی تمام مشکلات سے صاف نکل آئے۔ دشمن برباد ہوئے۔ اور دوست شاد۔ پنڈت لیکھرام کا مارا جانا۔ سنگ گڑھ عبد الکریم کا بچ جانا۔

طاعون کا پنجاب میں پھیلنا۔ آپ کا مقدموں میں فتح پانا کیا یہ قبول شدہ دعائیں [illegible] نہیں۔ اور کیا دعا کی قبولیت خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ اور ضرور کرتی ہے۔

چوتھی دلیل

چوتھی دلیل خدا کی ہستی کی یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے دعویٰ کیا کہ خدا ہے وہ ضرور کامیاب ہوئے۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا وہ خائب و خاسر رہے۔ اگر خدا نہ ہوتا۔ تو یہ تفرقہ کیوں ہوتا۔ یہ بات صرف دعویٰ کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ واقعات پر اس کی بنا ہے۔ حضرت ابراہیم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کہ خدا ہے۔ نمرود نے انکار کیا اور ابراہیم کا مقابلہ کیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ ابراہیم کامیاب ہوا۔ اور نمرود ناکام رہا۔ پھر موسیٰ کی حالت کا مشاہدہ کرو۔ وہ فرعون جیسے جبار بادشاہ کے پُر ہیبت دربار میں دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا ہے۔ مگر فرعون انا ربکم الاعلیٰ کہہ کر انکار کرتا ہے پھر جو نتیجہ نکلا۔ وہ دنیا جانتی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کا زمانہ آیا۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی کو پیش کرنے دنیا میں آئے یہود نے آپ کی تکذیب کی۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ آج یہودی دنیا میں تمام قوموں سے ذلیل و خوار ہیں۔ ایک چپہ زمین بھی ان کے قبضہ میں نہیں۔ پھر سب کے سردار خیر الرسل کی باری آئی۔ آپ نے مکہ والوں کے سامنے خدا کا وجود پیش کیا۔ لیکن بدبختوں نے انکار کیا۔ اور سب کے لیڈر سید الوادی ابو الحکم نے مقابلہ کیا۔ لیکن جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ کسطرح تباہ ہوا۔ اور ابو الحکم سے ابو جہل بن گیا۔ پھر مسیح موعود کا دور آیا۔ اور تمہاری آنکھوں کے سامنے اس نے دنیا کو پکارا۔ لیکن مولویوں نے مخالفت کی۔ اور اہلحدیث کا ایڈوکیٹ ان کا سرگروہ بنا۔ لیکن کیا مخالف کامیاب ہوئے ہرگز نہیں بلکہ ناکام رہے۔ اور مسیح موعودؑ کامیاب ہوا۔

غرض تمام وہ صادق راستباز جو خدا کے وجود کا اقرار کرنے والے تھے۔ کامیاب ہوئے۔ اور تمام مخالف ناکام اور یہ بات خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک بڑا بھاری ثبوت ہے اس دلیل کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغالبون اور ایک مقام پر فرمایا۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر

قادیان ضلع گورداسپور کے

چندہ مقامی ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے

...ہیں کہ اگر دہ ہزار بنی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ... نبوت ثابت ہو سکتی ہے ...... لیکن پھر بھی ... (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

آخری زمانہ میں ایک شخص کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۲	۴ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ	نمبر ۱۰۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفہ ثانی کو ریزش سے تکلیف ہے مگر حضور بنفس نفیس خود خدمت دین میں مصروف ہیں احباب کو دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ بخشے خصوصاً احباب قادیان جو ۱۵۔ دسمبر ۱۹۱۴ء سے درس قرآن نہیں سن سکے +

اہلبیت رسالت میں بحمد اللہ خیریت ہے +

یکم فروری دوم فروری مسٹر سینڈرسن مع تین اسسٹنٹوں کے ہائی سکول کا معائنہ فرمایا +

احمدیہ ٹورنمنٹ شروع ہے یکم فروری جنٹلمین۔ اور ہائی سکول ٹیم کا ہاکی میچ ہوا جس میں فریقین برابر رہے ان کا کھیل پھر فروری تک رہیگا +

۲ فروری جنٹلمین کا مدرسہ احمدیہ سکول ٹیم سے فٹ بال میچ ہوا جس میں جنٹلمین جیتے +

اخبار احمدیہ

چوہدری نبی بخش صاحب ساکن اجمیر ضلع ہوشیارپور تبلیغ کے کام میں مشغول ہیں۔ انھوں نے شیخ عبدالرب اور بابا محمد حسن کے ساتھ ملکر کئی جگہ وعظ کیا۔ ان کے ذریعے کئی آدمیوں نے بیعت کی۔ بیعت کنندگان میں ان کے دو لڑکے بھی شامل ہیں +

بعض دیہات میں آجکل طاعون کا زور ہے۔ احباب خداوند تعالیٰ کے حضور بہت بہت دعائیں کریں کہ احمدی بھائی اس سے محفوظ رہیں +

مستری احمد الدین صاحب بھیرہ کی غیرت دینی قابل تعریف ہے اور نمونہ ہے ان کا بھائی جو سلسلہ کا مخالف تھا فوت ہو گیا۔ اس حالت میں اس نے اپنے بھائی (مستری صاحب) کو بلایا اور حضرت اقدس کا ذکر شروع کر دیا اور کہا میں توبہ کرتا ہوں خدا مجھے رہائی دے۔ آئینہ کمالات بھی سنتا رہا۔ آخر فوت ہو گیا۔ چونکہ بیعت نہیں کی تھی اس لئے مستری صاحب اس کا جنازہ نہیں پڑھا +

ماسٹر عبدالعزیز صاحب احمدی اوورسیئر ہائی سکول ... ضلع سیالکوٹ نے اڑتالیس اشخاص مبائعین کی فہرست ارسال فرمائی ہے انکی سعی کا خدا تعالیٰ نے انہیں نتیجہ بخشا ہے یہ نمونہ ایک احمدی کیلئے قابل رشک ہے ان مبائعین کے نام انشاء اللہ فہرست مبائعین میں درج کئے گئے ہیں +

حکیم خلیل احمد صاحب ساکن مونگیر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے منشاء کے ماتحت باریسال ملک بنگال کے ایک ہائی سکول کے بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ ہو کر وہاں گئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اسلامیہ بورڈنگ کے لڑکے اور ماسٹر وغیرہ بہت خلوص سے ملے۔ ۲ ماہ میں لڑکوں اور ماسٹروں کو جمع کر کے پابندی نماز اور تلاوت قرآن کے متعلق باتیں سناؤنگا۔ اللہ تعالیٰ میری زبان میں اثر ڈالے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان - دارالامان - مورخہ ۴ - فروری ۱۹۱۵ء

ہم کو واقعی رنج ہے

کہا جاتا ہے کہ احمدی دنیا کے مصائب سے خوش ہوتے ہیں۔ نبی نوع انسان کے رنج و آلام کو دیکھ کر بجائے افسوس کرنے کے وہ ایک نشان پورا ہونے پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ ہماری نیت پر حملہ اور ہمارے عقائد کی ہتک ہے۔ کیونکہ نہ ہم دنیا کے مصائب پر خوش ہوتے ہیں۔ اور نہ بنی نوع انسان کے رنج و الم پر اظہار مسرت کرنا ہمارے عقائد میں داخل ہے۔

ہمارا آقا ہمارا پیشوا۔ ہمارا مقدس ہیرو جہانوں کے لئے رحمت تھا۔ اس کی تعلیم عالمگیر اس کا اسلام وہی اسلام ہے جو اس کے آقا محمد رسول اللہ نے سکھلایا تھا۔ اور ایسے اسلام کی رو سے ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ کہ بنی نوع انسان کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آئے۔ اور تعظیم لامر اللہ کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کو اپنا شعار بنائے۔ چنانچہ خدا کے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا مسیح موعود فرماتا ہے۔ کہ جو شخص اپنے پڑوسی کے ساتھ محض باس لئے کہ وہ اس کا ہم مذہب نہیں۔ سلوک سے پیش نہیں آتا۔ وہ مجھ میں سے نہیں۔ پس ایسی تعلیم کا ماننے والا کیونکر اس امر کا مرتکب ہو سکتا ہے کہ وہ آدم کے بچوں اور اپنے بھائیوں کے مصائب پر خوش ہو۔ یاد رکھو ہم کسی کی بربادی پر خوش نہیں ہوتے۔ نہ کسی کی تباہی پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ بلکہ ہم اپنے خدا کے کسی فعل کو۔ اور وہ بھی ایسا کہ جس کی نسبت اس نے اپنے فرستادہ کو پہلے سے خبر دے دی ہو عبث نہیں سمجھتے۔ اس کے نشانات کی بے قدری نہیں کرتے اس کے غضب کو محض محبت کی امید پر بھول نہیں جاتے اور چاہتے ہیں کہ اس کی ہستی کا کوئی ثبوت ملے۔ تو اس کے اظہار میں علوم و خواہش کے جذبات کی پرواہ کو اپنے نزدیک تک نہیں پھٹکنے دیتے۔ اور یہ محض اس لئے کہ غافل دنیا ہوشیار ہو جائے۔ سوئے ہوئے جاگ اٹھیں۔ بھولے ہوئے راہ راست اختیار کریں۔ اور سیلوں کی حالت سے عبرت پکڑ کر اس بربادی و تباہی کے طوفان میں نوح وقت کی کشتی پر سوار ہو جائیں۔ پس چاہئے کہ ہم کو الزام دینے والے ہماری قدر کریں۔ نہ کہ شکایت۔ کیونکہ ہم ان کی روح کو ہلاکت سے بچانے ان کے نفوس کو غلط سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کی بہی خواہی کا بہترین فرض نہایت عمدگی سے ادا کر رہے ہیں۔

وہ مستور ہم تو اس پاک رمز کی انسان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والے ہیں جو نذیر اور بشیر تھا۔ اور جو اپنے پیارے بچے کے مرنے کو بھی ایک نشان الٰہی سمجھتا اور اس سے فائدہ اٹھا کر اپنے خدام کا ترکیہ کرنے کی ایک راہ نکال لیتا تھا۔ سنو ہم تم کو ایک واقعہ سناتے ہیں۔ جو اس موضوع پر کافی روشنی ڈالتا ہے جب حضرت مسیح موعود کا پیارا بیٹا مبارک احمد اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ ایک طرف تو یہ تقاضا بشریت حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

اور دوسری طرف اس بیٹے کی موت کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان قرار دے کر اپنے دعویٰ کی صداقت میں پیش کرتے ہیں اور اس کی موت کو الہام الٰہی کے ماتحت واقع ہونے والی دکھا کر اسے بھی ایک نشان قرار دیتے ہیں۔ الہام ہے۔ انی اسقط من اللہ و اصیبہ۔ اب اس سے صاف واضح ہے۔ کہ ہم نشانات الٰہیہ کو پیش کرتے وقت دنیا کے مصائب سے خوش نہیں ہوتے۔ بلکہ بہ تقاضائے بشریت و اخوت انسانی صدمات عالم سے متاثر ہو کر بھی خدا تعالیٰ کی مرضی اور رضا کو مقدم کرتے اور نشانات سماویہ کو ہستی باری کا ایک ثبوت قرار دے کر خیر خواہی خلق کی خاطر اپنے رنج پر بھی خالق کو ترجیح دیتے ہیں۔

پس اگر ایک طرف ہم رود بار انگلستان کے کنارے پر خون کی ندیاں بہتے کو سارے یورپ کے پانیوں کو شراب انجبار کی طرح سرخ ہوتے اور بحیرہ شمالی کی سطح پر سرکار برطانیہ کی تازہ فتح سے کشتیاں جلتی ہیں تا ہوں کشتیاں کا تماشا دیکھتے ہیں یا ڈنکرک دبرو جیسی پرتازہ ہوائی جنگ کے باعث آسمان سے گند بک برستی ہوئی مشاہدہ کرتے ہیں۔ یا اٹلی کے ہولناک زلزلہ سے اوینرانو اور اس کے ساتھ ۲۸ دیگر قصبات کی تباہی و نقصان کے جیسا تک نظارہ کو عالم تصور میں لاتے ہیں۔ اور اسان سب کو پیش موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق واقع ہونے کے سبب نشانات آسمانی قرار دیتے ہیں تو ساتھ ہی ہمارے قلب میں ان مصیبت زدہ ابنائے آدم کے لئے رنج و الم پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمدردی کے جذبات اٹھتے ہیں۔ جو کہ اس تباہی و بربادی کا شکار ہوئے۔ یا اس کی وجہ سے مورد مصیبت ہو رہے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر ہم کو واقعی اس بات کا سخت رنج ہے۔ کہ کیوں دنیا ان نشانات کو دیکھ کر بھی صداقت سے دور ہے اور رہ رہ کر خیال اٹھتا ہے۔ کہ آہ کیوں مرنے والے اس آب حیات سے محروم رہے جو ان کو ابدی زندگی عطا کرتا اور ہمیشہ کیلئے زندہ رکھتا۔

اگرچہ ہم پائنیر کے لندنی نامہ نگار کی طرح یہ کہنا اور لکھنا جائز نہیں سمجھتے۔ کہ نئے سال کا آغاز منحوس اور پر الم ہے کیونکہ اس کا حرف ملامت کے بنانے والے کی ذات پر آتا ہے۔ اور نہ یہ ہم پسند کرتے ہیں۔ کہ آسمان کا شکوہ و شکایت کریں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک آسمان بجائے خود کوئی چیز نہیں۔ نہ قضا و قدر کوئی علیحدہ وجود ہے۔ بلکہ جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ وہ الٰہی منشاء کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور خود خداوند عالم ہی لفظ آسمان کے مرادف ہے تاہم ہم کو یہ دیکھ کر واقعی رنج ہے۔ کہ نیا سال بظاہر مسلمانوں کے لئے صدمات کا سال ہے۔ غریب ٹرکی اپنی خاص مصائب سے جو ان کی جنگی سے نکل کر ایک اور جلا دینے والی آگ میں کود پڑی ہے۔ ایران روسی و ترکی افواج کی باہمی چپقلش کا آماجگاہ بن رہا ہے۔ بلقان کے بچے کھچے مسلمان خدا معلوم ابھی کن کن مصائب کا ہدف ہوں گے البانیا کی آگ کے شعلے جنگ بلقان سے بھی بڑھ کر آج کمبہ اور بعد کو چلے گئے ہیں۔ افغان کے بچوں کی تا حال کوئی صورت نہیں کہائی دیتی۔

گو ہم مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت کو عذاب الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ تاہم ہمیں یہ رنج ہے۔ کہ کیوں ترکی اور ایران نے ان زور آور حملوں سے قبل اس زمانہ کے موعود نذیر کی آواز پر لبیک نہ کہا۔ اور کیوں طوفان آنے سے قبل کشتی کی تلاش نہ کی۔

پھر جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی قوم ہر طرح سے پستی اور ذلت کے ایک خوفناک گڑھے میں گر رہی ہے۔ ان کی رہی سہی سیاست بھی خدا تعالیٰ خاک میں ملا رہا ہے۔ اور نہ صرف یہ ان کے ظاہری علماء کو بھی روئے زمین سے اس طرح پر اٹھا رہا ہے۔ کہ ان کا کوئی بدل ان کے پاس نہیں۔ تو ہمیں اس غلطی خوردہ گمراہ قوم کی حالت پر رحم آتا ہے۔ ان کی بہبود کی سعی کو بے سود

باوا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کی پانچ زبردست دلیلیں

چونکہ سکھوں کے موجودہ مذہب کو پنجاب کے ہندوؤں کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔ اور ان کی بنیاد ہی پانچ ٹکڑوں پر ہے۔ اس لئے میں اپنے اس مضمون میں باوا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کی پانچ دلیلیں بیان کرونگا۔ اور پھر دیکھوں گا کہ نانک کے شیدائی اس پانچ کے عدد کی کہاں تک قدر کرتے ہیں۔ اور صداقت کو قبول کرنے میں وہ کہاں تک کوشاں ہیں۔

دلیل اول تمام سکھ اس بات کے قائل ہیں کہ باوا صاحب اپنی زندگی میں ایک دفعہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔ اور دو برس کے قریب وہاں مقیم رہے تھے۔ ہم باوا صاحب کے اسی سفر سے اور مکہ معظمہ میں تشریف لے جانے سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ مسلمان تھے۔ کیونکہ مکہ ایسا مقام ہے کہ جب سے حضرت رسول کریم نے اس کو فتح کیا اور وہ مسلمانوں کا مذہبی مرکز بنا۔ اس وقت سے اب تک بالکل ممانعت ہو گئی کہ کوئی غیر مذہب کا آدمی وہاں داخل ہو۔ بلکہ مکہ کو چھوڑ تمام ملک عرب کے متعلق مسلمانوں کا یہی مذہب ہے کہ اس پر کسی غیر مذہب والے کو داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ تیرہ سو برس سے آج تک کبھی کسی غیر مسلم کو یہ موقعہ نہیں ملا کہ وہ غیر مسلم ہونے کی حالت میں مکہ میں داخل ہوا ہو۔ اگر کبھی شاذونادر کے طور پر کوئی غیر مذہب کا آدمی چلا گیا۔ اور کسی اتفاق سے وہاں کے لوگوں پر کھل گیا کہ یہ مسلمان نہیں تو بس یہی ہوا۔ کہ وہاں کے رہنے والوں نے اسے اسی جگہ سنگسار کر دیا۔ اور آج جبکہ یورپ زوروں پر ہے۔ اور ترکی اُن کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ تب بھی یہ ناممکن ہے کہ کوئی یورپین کھلے بندوں مکہ میں داخل ہو۔ ہرگز نہیں فوراً سنگسار کر دیا جاوے تو باوا صاحب ایسے زمانہ میں جبکہ تمام دنیا پر مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ مکہ شریف میں دو ہی طرح جا سکتے تھے یا تو وہ حقیقی مسلمان ہو کر مکہ میں جاتے۔ اور نماز۔ روزہ اور حج کے ارکان ادا کرتے۔ اور یا اس طرح کہ مسلمان تو نہ ہوتے مگر ظاہر کرتے کہ میں مسلمان ہوں۔ مگر یہ دوسری بات بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ ایک معمولی شریف آدمی بھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ وہ جھوٹ بولے۔ اور کسی قوم میں منافق بن کر رہے۔ اور وہ دین ظاہر کرے جو اس کے دل میں نہیں تو یہ بات ایک گورو اور ایک ولی اور دھرماتما سے کس طرح سرزد ہو سکتی ہے کیا باوا صاحب دو سال کے دوران سے جھوٹ بولتے رہے؟ معاذ اللہ۔ کیا دو سال تک باوا صاحب نے نفاق چھپا کر رکھا۔ ہرگز نہیں کیا گورو کے سکھ اپنے پیشوا کے متعلق یہ الزام گوارا کر سکتے ہیں۔ بالکل نہیں پھر تو ماننا پڑیگا کہ باوا صاحب مکہ میں اس صورت سے گئے تھے کہ انکے دل نے اسلام کی صداقت کو محسوس کر لیا۔ اور وہ دل سے مسلمان ہو گئے۔ اور پھر ایک مسلمان کی طرح انہوں نے فریضہ حج ادا کیا غرض مسلمانوں کی حکومت اور ان کا یہ قانون کہ کوئی غیر مسلم مکہ میں داخل نہ ہو۔ اور پھر باوا صاحب کا مکہ میں جانا اور وہاں دو برس تک کھلم کھلا رہنا حضرت باوا صاحب کے اسلام کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

دلیل دوم قومی رواج اور سوسائٹی کے قوانین بھی ایک حد تک بہت سے واقعات کے کھوج لگانے میں مدد دیتے ہیں۔ ہم بھی قومی رواج کے ذریعہ حضرت باوا صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اور وہ اس طرح پر کہ سکھوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیات خاں پٹھان کے ہاں ایک دفعہ باوا صاحب تشریف لے گئے۔ وہاں پر جب آپ کا آنا ہوا تو آپ کی بزرگی کو دیکھ کر حیات خاں کی بیوی نے اپنے خاوند کو کہا کہ اتفاق سے یہ بزرگ آگیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر ہم اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دیدیں۔ اس تجویز سے حیات خاں نے بھی اتفاق کیا۔ اس طرح پر اس لڑکی کا باوا صاحب سے نکاح ہو گیا اور اس کے بطن سے باوا صاحب کے ہاں دو بچے بھی پیدا ہوئے اس واقعہ سے بھی ہم یہی نتیجہ نکالیں گے کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کے مذہب میں حرام اور قطعی حرام ہے کہ وہ اپنی لڑکی کسی غیر مسلم سے بیاہ دیں۔ اس لئے حیات خاں ایسے فعل کی ہرگز جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ پھر علاوہ مذہب قومی رواج کو دیکھئے۔ جب سے مسلمان ہندوستان میں آئے کبھی کسی مسلمان نے اپنی لڑکی کسی ہندو کو نہیں دی۔ خواہ وہ راجہ ہی کیوں نہ ہو۔ برخلاف اس کے ہندوؤں میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنی بیٹیاں خوشی سے مسلمان بادشاہوں کے نکاح میں دیدیتے تھے اس لئے حیات خاں کا باوا صاحب کے نکاح میں اپنی بیٹی دینا دلالت کرتا ہے کہ باوا صاحب اپنا آبائی مذہب تبدیل کر چکے تھے۔ ورنہ نہ شریعت اُسے اجازت دیتی ہے نہ قومی رواج۔ اور پھر خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ اس ملک میں حیثیت فاتح کے ہوں۔ دیکھو آج جبکہ مسلمان اور ہندو مساوی حیثیت رکھتے ہیں کوئی بے دین سے بے دین مسلمان بھی اپنی لڑکی کا نکاح ہندو سے کرنے پر راضی نہیں۔ اور ایسے فعل سے تو مرجانا ہی ہزار درجہ اچھا سمجھتا ہے تو ایک ایسے زمانہ میں اس فعل کا واقعہ ہونا کیسا تعجب انگیز ہے۔ جبکہ مسلمان فاتح اور ہندو مفتوح مسلمان حاکم اور ہندو محکوم تھے۔

دلیل سوم یہ بھی سکھوں کے مسلمات سے ہے کہ جب باوا صاحب کی وفات ہوئی تو مسلمانوں اور ہندوؤں میں ان کی نعش کے متعلق بڑا جھگڑا برپا ہوا۔ مسلمان کہتے تھے کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ اس لئے ہم انہیں دفن کرینگے اور جنازہ پڑھیں گے۔ اور ہندو کہتے تھے کہ نہیں ہم انہیں ہندوؤں کی رسم کے مطابق جلائیں گے۔

اس روایت سے بھی ہم یہی یقین کرتے ہیں کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ کیونکہ ایک ایسے شخص کی وفات پر کبھی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ جو ہندوؤں کے گھر پیدا ہو۔ اور پھر ساری عمر ہندو ہی رہے۔ کیا کبھی کہیں اور بھی ایسا ہوا کہ ایک ہندو کی نعش کو مسلمان کھینچتے ہوں اور اسپر جنازہ پڑھنا چاہتے ہوں۔ اور اسے اپنے قبرستان میں دفن کرنا چاہتے ہوں۔ غور کرنا چاہیئے کہ اگر باوا صاحب مسلمان نہ ہوتے۔ اور اسلام کے شعار ادا نہ کرتے اور مسلمانوں کی عبادت نہ بجا لاتے تو کبھی مسلمان لوگ ان کی نعش کو لینے کی کوشش نہ کرتے۔ مسلمانوں کی یہ چھینا جھپٹی ہمیں بتاتی ہے کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ یہاں ایک شخص سوال کر سکتا ہے کہ اگر باوا صاحب مسلمان تھے۔ تو ہندوؤں نے کیوں ان کی نعش کے لینے کی کوشش کی۔ اس کا یہ جواب ہے کہ باوا صاحب چونکہ پیدائشی مسلمان نہ تھے۔ بلکہ آپ ایک ہندو کے گھر پیدا ہوئے۔ اور اسی مذہب میں جوان ہوئے۔ اس لئے آپ کی پیدائش کے لحاظ سے ہندو آپ کو ہندو سمجھتے تھے۔ اور مسلمانوں کی پوزیشن اور ہے۔ وہ باوا صاحب کے اعمال کی وجہ سے اُنہیں مسلمان تسلیم کرتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے کہ پنج وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں مکہ تک ہو آئے ہیں۔ ایک بزرگ حاجی ہیں۔ قرآن کی تعریف میں شبد کہتے ہیں۔ اس لئے انکی وفات پر ان کی نعش لینا چاہتے تھے۔ لیکن ہندوؤں سے جھگڑے کی وجہ یہی تھی کہ وہ

باوا صاحب کی پیدائش کی طرف جلتے تھے۔ اور باوا صاحب گیا۔ واحد اوں کی طرف نظر کرتے تھے۔ غرض باوا صاحب کی وفات پر مسلمانوں کا ہندوؤں سے برسر پیکار ہونا ایک محقق کے نزدیک باوا صاحب کے اسلام لانے پر ایک زبردست برہان ہے۔

دلیل چہارم

بزرگوں اور ولیوں کو خدا تعالیٰ ایسی قبولیت بخشتا ہے کہ دنیا ان کی طرف کھنچی چلی آتی ہے۔ وہ لوگ ان کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ پھر یہ کشش یہاں تک رنگ لاتی ہے کہ بزرگوں کی جوتیاں اٹھانا لوگ اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اگر ایک بزرگ کی جوتی میں سے چمڑے کا ایک ٹکڑہ ٹوٹ کر گر جاوے تو لوگ اٹھا کر بطور تبرک رکھ لیتے ہیں۔ کون سا وہ سکھ ہے جو باوا صاحب کی جوتیاں اٹھانا اپنے لئے فخر نہیں سمجھتا۔ بھلا جب جوتیوں کی یہ قدر ہوتی ہے۔ تو ان تبرکات کی کہاں تک قدر ہونی چاہیئے۔ جن کو خود وہ بزرگ بابرکت سمجھتے ہوں۔ اس کا تو اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ غرض بزرگوں کی قبولیت ان کے جذب اور ان کے تبرکات پر غور کرنے سے بھی میں یقین کرتا ہوں کہ باوا صاحب مسلمان تھے کیونکہ باوا صاحب کا وہ متبرک چولا جس کو وہ برکت کے خیال سے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آج بڑے ادب اور احترام سے ڈیرہ باوا نانک میں سینکڑوں ریشمی رومالوں میں لپٹا ہوا رکھا ہے۔ اور جس کی زیارت کے لئے ہر سال ہزاروں آدمی وہاں جاتے ہیں۔ اور ایک بڑا بھاری اجتماع ہوتا ہے۔ اس چولا کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے چولا پر قرآن مجید کی کشیدہ کی ہوئی آیات ہیں۔ اور جابجا ایسی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ جن کا یہ مضمون ہے کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب سچا نہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے رسول ہیں اور اسلام کے بغیر نجات نہیں۔ اور کلمہ شریف سورہ فاتحہ۔ سورہ اخلاص بھی چولا پر کاڑھی ہوئی ہیں۔ اور ایک بھی ایسا فقرہ اس پر نہیں۔ جو اسلام کے خلاف ہو۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ اور اسلام کے اظہار میں ایسے نڈر تھے کہ ایک چولہ پر آیات قرآنی کشیدہ کروا کر ہمیشہ پہنے رہتے تھے تاکہ آپ کے اسلام سے خاص و عام آدمی آگاہ ہو جاویں پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور آج تک نسل بعد نسل انہیں کے خاندان میں بڑی حفاظت سے رکھا ہوا ہے۔

پانچویں دلیل

ایک شریف انسان کی زبان اس کے دل کا حقیقی ترجمہ ہے۔ وہ کبھی ایسی بات نہیں کہتا۔ جو اس کے دل میں نہ ہو۔ اور وہ کبھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالتا جسے اس کا قلب قبول نہیں کرتا۔ بلکہ وہ جو کچھ کہے گا۔ اسے دل سے بھی تسلیم کرتا ہو گا۔ اور جب یہ بات معمولی شریف انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ تو ان بزرگوں اور مہاتماؤں میں تو ضرور پائی جانی چاہیئے۔ جو دنیا کی ہدایت کے لئے آتے ہیں۔ اور وہ جو رذیلوں کو شریف بنانے آتے ہیں۔ میں شریفوں کی اس عادت سے استدلال کرتا ہوا دعوے کرتا ہوں کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ کیونکہ جنم ساکھی جو حضرت باوا صاحب کے شاگرد رشید مردانہ نے لکھوائی اور گورو انگد صاحب آپ کے خلیفہ اول نے لکھی۔ اس میں حضرت باوا صاحب کے بہت سے ایسے شبد ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مسلمان تھے۔ ذیل میں مختصر طور پر ان کا ماحصل مطلب بیان کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص حوالہ کا خواستگار ہو۔ اسے ہم اصل الفاظ اور جنم ساکھی کے حوالہ سے مطلع کر سکتے ہیں سلسلہ وہ یہ ہیں۔

۱۔ باوا صاحب نے مکہ میں اذان دی۔
۲۔ باوا صاحب اپنے ساتھ مصلیٰ رکھتے تھے۔
۳۔ باوا صاحب نے فرمایا جو نماز کے تارک ہیں۔ وہ لعنتی ہیں۔
۴۔ قرآن کے تیس سپاروں میں پند و نصیحت ہی ہے۔ سن کر یقین کرو
۵۔ جو کلمہ نہیں پڑھتے وہ دوزخ میں جلینگے۔
۶۔ وید پڑھ کر برہما مر گیا۔ ویدوں نے کچھ فائدہ نہ دیا
۷۔ اے نانک مدینہ جا کر حج کر۔
۸۔ وید وغیرہ میں نجات نہیں صرف قرآن میں ہے۔
۹۔ رسول کریمؐ پر درود پڑھنے کے بغیر کوئی شخص برکت حاصل نہیں کر سکتا۔
۱۰۔ باوا صاحب مکہ میں ایک برس تک روزے رکھتے رہے

اب ایک سلیم الفطرت صحیح العقل شخص غور کرے کہ آیا مندرجہ بالا باتوں کا کہنے والا کوئی غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے یا یہ باتیں صرف ایک مسلمان کی شان کے شایاں ہیں ◆

نظم میر حامد شاہ صاحب

خدا کی راہ

خدا کی راہ کیا ہے کام کرنا
مگر اس میں خدا کا نام کرنا

سدا رکھنا نفس کو بے کار اک دم
ستائش حق کی صبح و شام کرنا

لگانا طاقتوں کو امر حق میں
نہ محنت کے بغیر آرام کرنا

ہمیشہ اپنی نیت نیک رکھنا
کسی کو یوں ہی مت بدنام کرنا

جو غیروں کا ہو دنیا اپنا لینا
کسی شے میں نہ طمع خام کرنا

تصرف کر کے بے جا مال و زر میں
نہ نقل پستہ و بادام کرنا

نصیحت ہے نصیحت ہے نصیحت
اسے مشہور خاص و عام کرنا

یہ حامد کا تمہیں پیغام حق ہے
نہیں منظور اپنا نام کرنا

ظہور المہدی

جس میں احمدی مذہب کا آمنت باللہ سے لیکر الیوم الآخر تک مکمل بیان ہے۔ اور تمام دعاوی مسیح موعود کا قرآن و حدیث سے ثبوت دیا گیا ہے۔ اور احمدی تصنیفات کا خلاصہ اس میں موجود ہے ۲۰۲ صفحے حجم۔ اب کل قیمت بجائے دو روپے کے سوا روپیہ ہے۔ ایک روپیہ پچھلے اشتہار میں غلطی سے لکھی گئی تھی۔

(مینیجر الفضل)

امام الزمان

حضرت مسیح موعود و مرسل یزدانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف لطیف اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگوں کی کتب مصور یا میں احمدی تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں ◆

متفرقات

لارڈ ہیڈلے کا اسلام

پیسہ اخبار میں ایک صاحب نے مسلم انڈیا کے ایک مضمون کے کچھ حصے کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین افسوس کے ساتھ اسے پڑھ سکیں:۔

لارڈ ہیڈلے نے اپنی صداقت کی تقریر رسالہ اسلامک ریویو یعنی مسلم انڈیا لنڈن (بابت ماہ رواں) میں طبع کروائی ہے اور فرقوں کی عبادات اور اعتقادات کا ذکر کرتے کرتے وہ فرماتے ہیں کہ مثلاً شہروں کے کاروباری آدمیوں کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ رات دن میں پانچ دفعہ نماز مسلمانوں کی سی پڑھیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے خیال میں وہ مسلمان پکے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا پر ان کا اعتقاد ہی کافی ہے وہ غالباً اپنی خاموش دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں ارسال کرتے ہیں کہ وہ ہر امر میں ان کو ہدایت دے۔ اور ان کے [illegible] کو بیدار رکھے۔ اور گو ان کو اپنا سر نیاز زمین پر رکھنے کا موقع نہ ملے تاہم ان کی یہ دعا یقیناً قبول ہوتی ہے۔ اس دنیا میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو مفید تو ہیں مگر ضروری نہیں۔

آگے چل کر لارڈ صاحب شراب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " جو اس عالم میں ہمارے لئے ضروری ہے وہ یہ بات ہے کہ ہمارا اپنے آپ پر قابو رہے۔ جو لوگ شراب پینے والے ہیں یا پی کر ترک کر دینے والے ہیں وہ ان لوگوں سے بدرجہا مفید ہیں۔ جنھوں نے کبھی شراب نہیں پی۔ جو شخص میدان میں نکلنے سے گھبراتا ہے وہ بزدل ہے۔ مفید وہی شخص ہے جو میدان میں جا کر بہادرانہ کارنمایاں کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے تو صاف یہ معنے ہیں کہ اگر تھوڑی سی پی لی جائے تاکہ ایمان ایک چلو شراب میں بہ نہ جائے تو تو خیر مضائقہ کی بات نہیں۔ البتہ اتنی پینا درست نہیں ہے جس سے انسان کا قابو اپنے پر سے جاتا رہے۔

اٹلی کا ہولناک زلزلہ

خدا کے مسیح کا وہ نشان جو ۱۳ جنوری میں ظاہر ہوا اس کی کچھ مزید کیفیت پہنچی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اطالیہ کا زلزلہ

مزید کیفیت

قصبہ اوزانو کے آٹھ ہزار باشندوں میں صرف سو شخص بچے باقی سات ہزار نو سو فنا ہوگئے۔ غرض یہ ہے کہ سارا قصبہ ایک

کھلا ہوا گورستان

بن گیا ہے۔ ایک کالج کی گری ہوئی عمارت سے یہ دلگداز آواز آرہی تھی۔ ہم پوری ایک سو چالیس لڑکیاں یہاں دبی ہوئی ہیں برائے خدا جلد ہم کو نکالو۔

نظارہ

اوزانو کا شہر بجائے خود ایک مہیب اور ہولناک منظر ہے بڑی دشواری سے اب تک پوری دو سو لاشیں اور ایک سو ساٹھ زخمی انسان کھنڈرات میں سے نکالے گئے ہیں ہر جگہ سے ہر مقام سے دردناک صدائیں آرہی ہیں۔ پرینڈی کی بارکوں میں ۱۰۰ سپاہی موجود تھے۔ انہیں سے ۹۵ بارک کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ اور صرف پانچ زندہ بچے ہیں۔

زلزلہ کا دائرہ جیسا پہلے خیال کیا گیا تھا اس سے بہت زیادہ ہے۔ شمال میں اس کا اثر سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کی سرحد تک پہنچا ہے اور جنوب میں اٹلی کے ......

سرحد میں دور تک پھیلا ہوا ہے۔ جھیل فکینو کے قریب پورے ۱۸ چھوٹے چھوٹے قصبے برباد ہوئے ہیں۔ اوزانو کے قریب روم سے چالیس میل تک جانب شرق سارے کا سارا ملک برباد ہوگیا۔ اور یہ گویا تباہی کا صدر مقام سمجھنا چاہیئے اس کے علاوہ میں چھوٹے چھوٹے گاؤں اور برباد ہوئے جن کی عمارتیں زمین کے برابر ہوگئیں

روم ۱۷ جنوری۔ سب سے تازہ فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ سے تیس ہزار آدمی تو صرف ابرزی کے صوبہ میں ہلاک ہوئے یہ بھی پتہ لگا ہے کہ پیٹرنو کے ضلع میں جو بہت سے چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں ان کی آبادی اٹھارہ ہزار تھی۔ اور اس میں پورے دس ہزار آدمی یعنی نصف سے زیادہ ہلاک ہوئے۔

اسی طرح چھوٹے چھوٹے مقامات میں مثلاً سمبیلنو

میں سولہ سو آدمیوں میں چھ سو ہلاک ہوئے۔ اور گاؤں تو بالکل صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ میگیانو میں ۲۰۰۰ سالا جیبنا میں ۴۰۰۰ سان نیلیو میں تین ہزار۔ لابیلی میں ۸۰۰۔ اور اسی طرح اور جگہ بھی بہت بہت آدمی مرے ہیں۔

اوزانو کی تو ایسی حالت ہوگئی ہے۔ گویا کسی مشین میں اس کی شاندار عمارتوں کا دلیہ پیسا گیا۔

یہ حالات پڑھ کر ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ خدا کی جناب میں جھک جائیں۔ خشوع و خضوع و تضرع سے کام لیں۔ نشان پر نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر اہل دنیا کچھ ایسے نیند کے ماتے ہیں کہ غفلت کے لحافوں سے باہر نہیں نکلتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی راہوں پر چلائے۔ اور وہ اپنے آپ کو مورد عذاب بننے سے بچالیں +

طاعون کا زور اور بھیڑیوں کی بے باکی

موسم بہار شروع ہوتے ہی طاعون جاگ اٹھا ہے۔ بعض علاقوں میں اس کی تباہی خوفناک حد تک پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ ایک اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ در گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں اس وقت بیماری پلیگ کا سخت زور شور ہے۔ گڑھ مہاراجہ کی آبادی قریباً دو ہزار ہے۔ لیکن اوسطاً اموات ہر روز دس بارہ کے قریب ہیں۔ اس چھوٹے سے قصبہ میں اس قدر اموات کا ہونا قہر الٰہی ثابت ہو رہا ہے۔ نہ اسجگہ کوئی ہسپتال ہے اور نہ ہی کوئی نزدیک ہسپتال ہے کہ لوگ دوائی وغیرہ لے سکیں یا کچھ ہدایات جو اس بیماری سے بچنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں دریافت کر سکیں۔ لوگ کتوں کی موت مر رہے ہیں۔ سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپے فی مردہ اٹھا کر کوئی شہر سے باہر دریا میں پھینکنے کے لئے نہیں لیجاتا۔ دفنانا اور جلانا تو ایک طرف رہا۔ مردے یونہی پڑے سڑ رہے ہیں۔ ادھر چوروں نے لوٹ مچا رکھی ہے۔ بیس بیس تیس تیس چور دن دھاڑے مسلح ہو کر آ جاتے ہیں۔ اور مال و اسباب لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ ایک دو آدمیوں کو چوروں نے (رہٹی) کی چابیاں نہ بتانے کے عوض جان ہی سے مار ڈالا ہے۔

خدا کے عذاب کے وقت تو کم از کم اپنی حالتوں میں اصلاح کر لینی چاہیئے۔ مگر یہ بھی شامت اعمال ہی ہے کہ بجائے نیکی کے او۔

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی ... لوگ ...... نہیں
(چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

الفضل

قیمت سالانہ ... چندہ

قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

باقی تمام خط و کتابت بنام ایڈیٹر الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد [illegible] مورخہ ۷ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۰۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت بدستور ہے۔ ریوڑھ کی شکایت باقی ہے۔ آجکل حضور بعد از ظہر سیر کو تشریف لیجاتے ہیں (۲) صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب آئیندہ جمعرات کو مسئلہ کفر و اسلام پر ایک لیکچر دینگے (۳) ۵ فروری خطبہ جمعہ مولوی سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ (۴) نواب محمد علی خان صاحب آجکل دفاتر کے نظم و نسق میں اپنے قیمتی وقت کا بہت سا حصہ دے رہے ہیں (۵) پچھلے خطبہ جمعہ پر ابھی نظر ثانی نہیں ہوئی اس لئے چھپ نہیں سکا۔ (۶) احمدیہ گورنمنٹ ۳ فروری سے ملتوی کر دیا گیا۔ (۷) ۳ فروری شام سے ۴ فروری شام تک بارش ہوتی رہی (۸) ترجمہ اردو انگریزی کے طبع کا انتظام ہو رہا ہے۔ عربی کتابیں لکھی جا رہی ہیں ✦

اخبار احمدیہ

(۱) برادر محمد ابراہیم صاحب سٹر فیری اسسٹنٹ اور محمد الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن میدان جنگ سے اپنے اور برٹش گورنمنٹ کے حق میں دعا کے لئے عرض کرتے ہیں (۲) شیخ محمد شفیع صاحب لطیف آباد رسالہ القول الفصل پڑھ کر لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب کو چاہئے کہ یا تو اب توبہ کر کے مبایعین میں شامل ہو جائیں ورنہ پھر احمدیت کو خیرباد کہدیں مجھے تو اب یقین کامل ہو گیا ہے کہ مصلح موعود سیدنا محمود ہی کی ذات مبارک ہے (۳) شیخ غلام احمد صاحب لکھتے ہیں سرہند میں تین وعظ ہوئے ہر فرقے کے مسلمان اور ہندو بھی جمع تھے۔ ایک ہندو بولا اصل سچا مذہب تو یہی ہے اسکے علاوہ وہاں انجمن وغیرہ کا بندوبست کیا ✦ (۴) برادر محمد حسین صاحب [illegible] سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک پادری کے جلسہ میں نہایت جرأت سے مسیح کی زندگی از روئے اناجیل دکھا کر لوگوں کو سلسلہ کیطرف متوجہ کیا۔ (۵) منشی دوست محمد صاحب حجام نے درخواست کی ہے کہ جاپور کے جلسہ میں واعظوں کو بھیجا جائے حضرت خلیفہ ثانی نے منظور فرمالیا ہے۔ (۶) برادر محمد امین صاحب ساکن لاہور تحصیل صوابی نے اپنی از حد مظلومی کے حالات بھیجے ہیں مخالفین ان کو کافر قرار دیکر انکی بیوی کا نکاح فسخ بتاتے ہیں خدا ان مکفروں کو ہدایت دے اور وہ حقیقی اسلام کو پہچانیں۔ (۷) مولوی رحمت اللہ صاحب اروی بیری (گورداسپور) سے ۹ مبایعین کی فہرست بھیجتے ہیں۔ اس نواح میں طاعون کی شکایت ہے ✦ (۸) مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جہلم میں ہیں درس تدریس اور کاروبار تبلیغ میں مصروف (۹) برادر خدا بخش احمدی اور جمہ (شاہ پور) سے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفہ ثانی کی دعا سے چیف کورٹ سے ہمارے حق میں فیصلہ ہوا (۱۰) میاں اسمٰعیل صاحب احمدی بھڈال (سیالکوٹ) میں ہر روز [illegible]

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جنگ یورپ

نہر سویز کے بند ہونے کی افواہ۔ لنڈن ۲ فروری۔ نہر سویز کی بندش کی افواہ کی کمپنی متعلقہ کی طرف سے تردید کی گئی ہے کمپنی مذکورہ کا بیان ہے کہ جہازوں کی آمد و رفت حسب معمول جاری ہے +

دریائے دجلہ پر جنگ۔ ۳۱ جنوری کو علی الصباح مزرعہ کے برطانوی کیمپ پر جو دریائے دجلہ کے دائیں کنارے پر واقع ہے۔ ...۳ ترکوں نے حملہ کیا مگر پسپا کئے گئے۔ اور انکے ۷ آدمی ہلاک اور ۴ [illegible] گئے۔ اسکے بعد ہم نے دو احاطوں پر جن [illegible] کا کام لے رہا تھا۔ قبضہ کرکے انکی چار دیواری [illegible] کردیا۔ ہماری طرف ایک برطانوی افسر ہلاک اور چھ آدمی زخمی ہوئے +

ڈاک کے جہاز آبدوز کشتیوں سے بچکر نکل گئے۔ لنڈن یکم فروری۔ ڈاک کا جہاز گریلیک جو بلفاسٹ (آئرلینڈ) سے لورپول کو آرہا تھا پوری رفتار کے ساتھ چلکر آبدوز کشتیوں کی زد سے بچکر نکل گیا۔ اس کے بعد انھوں نے ایک فنس والے جہاز کو مصیبت میں گرفتار دیکھا جو فوراً الٹ کر غرق ہوگیا +

ہیور (فرانس) جہاز اکاریا (جو لاپلاٹا سے آرہا تھا) بیمبری میں چل رہا تھا جبکہ اس کے سطح آب کے نچلے حصہ میں دھماکہ ہوا جہاز فوراً غرق ہونے لگا۔ فرانس کی تباہ کن کشتیاں فوراً مدد کو آپہنچیں اور دو کشتیاں جہاز کو بندرگاہ میں لے آئیں +

جرمنوں نے سرنے خالی کردیا۔ لنڈن ۳ فروری۔ جرمنوں نے السیاس میں مقام سرنے کو خالی کردیا ہے +

ڈنکرک پر اور گولے پھینکے گئے۔ لنڈن ۳ فروری۔ جرمن ہوا بازوں نے اتوار کی شب کو ڈنکرک پر اور گولے گرائے متحدہ سپاہ کی توپیں دو گھنٹہ تک اُن پر آتشبازی کرتی رہیں +

جرمنوں کے ہولناک نقصانات۔ لنڈن یکم فروری گذشتہ ایک دو روز میں جرمنوں کو شمالی فرانس میں ہولناک نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ سفری شفاخانہ کی ۱۲ ٹرینیں جنمیں شدید مجروح سوار تھے صرف ہفتہ کے روز بلجیم میں آکر گزریں +

پولینڈ اور گلیشیا کی معرکہ آرائیاں۔ لنڈن ۳ فروری یکم فروری کو جرمنوں نے بولیموف کے شمال میں حملہ کیا مگر شدید نقصان کے ساتھ پسپا کئے گئے۔ موضع گومین کے جنوب میں نہایت خونریز جنگ وقوع میں آئی۔ پلنرا کے جنوب میں ۳۱ جنوری کو جو خندقیں ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تھیں ہم نے ان پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ دریائے ڈونیز پر جرمنوں نے نہایت شدت سے آتشبازی کی۔ مگر ان کو آگے بڑھنے میں ناکامی ہوئی +

کوہستان کارپتھین میں ۳۰ جنوری اور یکم فروری کو درہ دکلا میں لڑائی جاری رہی اور روسی بہت سے درے کو عبور کرگئے۔ اور معمولی اور ہاوٹیزر توپیں اور بہت سے قیدی انکے ہاتھ آئے۔ روسیوں نے درہ اچوک کے جنوب مشرق میں ایک حملے کو پسپا کیا جسمیں جرمنوں کو شدید نقصان اٹھانا پڑا +

تجارت پر لڑائی۔ لنڈن یکم فروری۔ جرمنی کی آبدوز کشتیوں کی بابت عام طور پر مشہور ہے کہ وہ ۲۰۰۰ ہزار میل کا چکر لگا سکتی ہیں جو زیبروگ (بلجیم) سے فلیٹ وڈ تک (جو لورپول سے تھوڑے فاصلہ پر انگلستان کی بندرگاہ ہے) واقع ہے۔ اس سے لامحالہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان آبدوز کشتیوں کو سمندر میں کسی جہاز یا بندرگاہ سے مدد پہنچتی ہے +

جرمنی میں خوراک کی قلت۔ یکم فروری سے برلن کے ہر باشندے کو زیادہ سے زیادہ دو کیلوگرام (کیلوگرام ایک سیر) روٹی اور آٹا استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ جو لوگ دیگر اقسام کی خوراک خرید سکتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ اسے کم مقدار میں استعمال کریں +

امریکہ میں ڈائنامیٹ سے پل اُڑا دیا گیا۔ نیویارک ۲ فروری۔ ڈائنامیٹ کے ایک حملہ سے جو ایک اہم ریلوے لائن کے پل پر کیا گیا۔ نہایت دہشت پھیل گئی ہے یہ پل دریائے سینٹ کروکس پر ریاست مینی کی سرحد کے قریب اس سڑک پر واقع ہے جو مونٹریال سے سینٹ جانز (واقع نیوبرنزوک) کو جاتی ہے۔ ایک آدمی جو اپنے آپ کو جرمن افسر بتلاتا ہے امریکن علاقہ میں شبہ پر گرفتار کیا گیا ہے +

ہرزیگووینا میں شدید جنگ۔ [illegible] کی لڑائی کے بعد ترکی کو شدید نقصان اُٹھانا پڑا [illegible] رات کو [illegible]

روسی [illegible] کے بعد [illegible] داخل ہوگئے

لنڈن ۲ فروری۔ انگلستان اور [illegible] بعض تجارتی جہازوں کی آمد و رفت [illegible] ہے۔ مگر [illegible] چنداں خلل محسوس نہیں کیا گیا +

زپلین جہازوں کے حملہ کی افواہ۔ لنڈن یکم فروری۔ اطلاع پہنچی کہ آج شب کو غنیم کے ہوائی جہاز انگلستان کے جنوب مشرقی ساحل پر نمودار ہوئے مگر ساحلی [illegible] نے انہیں [illegible] کے نزدیک رو برو پار سے اس پار دھکیل دیا +

۳ فروری۔ ساحلی باٹریاں آتشباری کرتی رہیں اور [illegible] روشنیاں بھی اپنے کام میں مصروف رہیں مگر غنیم کا کوئی ہوائی جہاز نمودار نہ ہوگا +

پیرس ۲ فروری۔ آج صبح غنیم نے لاباسی کی [illegible] میں ہماری خندقوں پر شدید حملہ کیا۔ مگر بہت سی لاشیں چھوڑ کر پسپا ہوا +

ہندوستان کی خبریں

چلتی ٹرین میں چوری۔ سیسوا اور شکوہ کے درمیان چلتی ٹرین میں سے ایک کیش بکس کو جس میں کا سرکاری روپیہ بند تھا توڑ کر آٹھ ہزار روپیہ نکال لیا گیا تھا اسکے مجرموں کا ہنوز کچھ پتہ نہ لگنے پایا تھا کہ امرتسر چلتی گاڑی میں سے آہنی صندوق کو توڑ کر ۳۰۲۷ روپیہ کے نوٹ اور نقد روپیہ نکال لیا گیا +

آتشبار اسلحہ سے ڈاکوؤں کی امداد۔ برہما کے ضلع ٹیکسی انسکین میں ڈی ایس ولیمز نامی ایک اینگلو انڈین کو اس جرم کی پاداش میں ۵ سال قید با مشقت کی سزا ہوئی کہ اس نے اپنی بندوقیں ڈاکوؤں کو مستعار دی تھیں +

والیان ریاست کی طرف سے جنگی امداد۔ دھار۔ نیروا اور راجپور اور جیوا کے والیان ریاست نے گورنمنٹ ہند کی خدمت میں چھ موٹر ایمبولینس کی نذر جنگی خدمات کے متعلق پیش کی +

ریاست حیدر آباد میں چرٹ پینے کی ممانعت۔ ریاست حیدر آباد نے ایک نہایت مفید اور قابل قدر اصلاح رائج کی ہے کہ آئندہ ۱۶ سال سے کم عمر کا کوئی لڑکا چرٹ سگار یا کسی اور صورت میں تمباکو استعمال نہ کرنے پائے +

علیگڑھ کالج میں چوری۔ اخبار عام لکھتا ہے کہ علیگڑھ کالج [illegible]

وکفیٰ بہ شہیدا ۔ ۔ ۔ احمد

تصدیق المسیح

کیا مرزا صاحب نے زمین و آسمان بنایا

نمبر ۲

تیسرا جواب ۔ مسیح موعود کا دعویٰ نبی ہونے کا تھا ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی اور نبی کے لئے بھی اس قسم کے الفاظ آئے ہیں یا نہیں اگر آئے ہیں اور آئے بھی نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں تو پھر ان الفاظ کی بنا پر کفر کا فتوےٰ نہیں ہونا چاہیئے ۔ چنانچہ دیکھو ارشاد ہوتا ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ۔ اور یہ (محمد مصطفےٰ) خواہش نفسانی سے نہیں بولتا ۔ بلکہ وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے ۔ اور فرمایا ۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ۔ جو تیرے بیعت کرتے ہیں ۔ اللہ کی بیعت کرتے ہیں ۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے ۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (یہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا) اور پھر آیت کہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم ۔ کہدے اے محمد مصطفےٰ ۔ ان لوگوں کو اے میرے بندو! اب کیا ان آیات کی بنا پر یہ کہنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائی کا دعوےٰ کیا ۔ ہرگز نہیں ۔ پس جب اور بہت سے محکمات امر کے بارے میں موجود ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا ایک بندہ سمجھتے تھے ۔ اور اللہ تعالیٰ کو زمین و آسمان کا خالق ۔ دیکھو الوصیۃ ۔ خدا تم سے کیا چاہتا ہے ۔ بس یہی کہ اس کے ہو جاؤ ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو ۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں (صفحہ ۱۱) اور ان لوگوں کا جو آپ کے مرید ہیں ان کا بھی یہی عقیدہ ہے ۔ تو اب کسی کا کیا حق ہے کہ آپ کو خالق ارض و سماوات ہونے کا مدعی ٹھہرائے ۔

چوتھا جواب ۔ خود اس کشف کی مندرجہ عبارات میں اس امر کی شہادت بلکہ بہت سی شہادتیں موجود ہیں کہ آپ زمین و آسمان کے خالق ہونے کے مدعی نہیں ۔ یہ کشف آئینہ کمالات اسلام میں بھی چھپا ہے ۔ اس میں آپ نے لکھا ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا ۔ ۔ ۔ ۔ سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا سو دونوں میں ہی رہا ۔ اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی ۔ ۔ ۔ ۔ مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی ۔ ۔ ۔ میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں ۔"

اب سوچنا چاہیئے کہ ایسی حالت میں حضرت اقدس کا کیا دخل ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ آپ نے خود ہی فرمایا ہے ۔ اور اس کشف کے لکھنے سے پہلے کھول کر بتایا ہے ۔ کہ

"اس میں کیا شک ہے کہ جب کوئی انسان سے محبت کرے یا خدا سے ۔ تو جب وہ محبت کمال کو پہنچتی ہے تو محب کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی روح اور اس کے محبوب کی روح ایک ہی ہو گئی ۔ اور فنا نظری کے مقام میں بسا اوقات وہ اپنے تئیں محبوب ہی دیکھتا ہے جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں مخاطب کر کے فرماتا ہے " (کتاب البریہ ص)

پس اس عبارت کے ہوتے پھر بھی آپ کو خدائی کا مدعی قرار دینا ایک ظلم بلکہ بے ایمانی کی بات ہے ۔

پھر اسی پر بس نہیں ۔ بلکہ آپ نے اس کشف کی تعبیر بھی لکھی ہے ۔ اول آئینہ کمالات اسلام میں جس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے :-

"سو اس کشف کے بارہ میں اللہ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ خلق جو میں نے دیکھی یہ اشارہ ہے تائیدات سماویہ و ارضیہ کی طرف ۔ گویا فرماتا ہے ۔ کہ

اسباب مقصد کے مطابق بنا دیئے ۔ اور ہر ایک فطرۃ کو بنایا ۔ جو پاکوں اور مخلصوں سے لحوق کی استعداد رکھتی ہے ۔ اور میرے دل میں ڈالا کہ اللہ ہر فطرت صالح کو آسمان سے پکارتا ہے کہ تیار ہو جا ۔ اور میرے بندے کی نصرت کر ۔"

پھر مزید تشریح کے طور پر فرمایا

"ہم اس واقعہ سے یہ مراد نہیں لیتے جو وحدت وجودی لیتے ہیں اور نہ ہم حلول کے قائل ہیں ۔ ۔ ۔ بلکہ یہ واقعہ اس حدیث بخاری کے مطابق ہے ۔ جو عباد الصالحین کے مرتبہ قرب باللہ اتم کے بارے میں آیا ہے ۔ الخ"

پس ہم نہیں خیال کرتے کہ اس تشریح کی موجودگی میں کوئی شخص خدا ترسی سے کام لیکر اعتراض کر سکتا ہے ۔ اور اس کشف کی بنا پر ہمارے عقائد کو عقائد اسلام کے خلاف بتا سکتا ہے ۔

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے ۔ سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ کر اثر رکھتا ہے ۔ کیونکہ وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں انہیں جو رقت و سوز ہوتا ہے وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولیٰ کی الفت و محبت میں لکھے جاویں ۔ ان کا اثر جادو سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے ۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت مسیح موعود کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں ۔ ناظرین ایک نسخہ منگوا کر ملاحظہ فرماویں ۔ کاغذ لکھائی ۔ چھپائی ۔ سب کچھ عمدہ ہے ۔ قیمت صرف چار آنے (۴) علاوہ محصولڈاک

دفتر اخبار الفضل قادیان سے طلب فرماویں

امام الزمان

حضرت مسیح موعود مرسل یزدانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں کی کتب محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں ۔

درس قرآن شریف کے نوٹ حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ آپ کی پڑھائی ہوئی ۔ ۔ ۔ ملتے ہیں حجم ۲۰۲ صفحے ۔ (منیجر)

ہستی باریتعالیٰ

ساتویں دلیل ساتویں دلیل اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے منوانے کے لئے قرآن مجید میں یہ بیان فرمائی ہے کہ میں یہ کتاب یعنی قرآن مجید نازل کرتا ہوں۔ اور یہ کتاب کیا بلحاظ فصاحت و بلاغت اور کیا بلحاظ اپنی معنوی خوبیوں کے ایسی بے مثل ہے کہ اس کی نظیر کوئی نہیں بنا سکتا اور اگر کسی میں طاقت ہے تو وہ آزما دیکھے۔ پھر زور دے کر فرمایا کہ اگر دنیا کے جن و انس اگلے اور پچھلے عالم اور جاہل مل کر بھی اس پایہ کی کتاب بنانا چاہیں تو بھی نہیں بنا سکتے۔ اور یہ بات دلیل ہے اس امر کی کہ یہ کتاب کسی انسان کی نہیں۔ کیونکہ اگر کسی انسان کی تصنیف ہوتی۔ تو اور بہت سے انسان بھی تصنیف کر سکتے لیکن جبکہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا عالم ہو۔ اس کی مثل لانے پر قادر نہیں۔ اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ یہ انسانی فعل نہیں بلکہ کسی ورا ء الورا ہستی کا ہے۔ جو تمام انسانوں سے زیادہ قادر اور علیم و حکیم ہے۔ اور اسی کو دوسرے لفظوں میں مسلمان خدا کہتے ہیں۔ غرض قرآن کا بے مثل ہونا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک زبردست ثبوت ہے ۔

آٹھویں دلیل آٹھویں دلیل جس قدر چیزیں ہم کو نظر آتی ہیں اصل میں ان کی ذات ہم نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ صفات کو دیکھتے ہیں۔ مثلاً ہماری آنکھوں کے سامنے ایک درخت ہے۔ اور ہم اُسے دیکھ رہے ہیں تو اس کی ذات کو نہیں دیکھتے بلکہ کچھ صفتوں کو دیکھ رہے ہیں۔ مثلاً اس کا طول و عرض نظر آتا ہے اور طول و عرض صفات میں سے ہے نہ ذات سے۔ پھر اس کا رنگ دیکھتے ہیں اور وہ صفت ہے نہ کہ ذات۔ پھر ہاتھ لگا کر اس کی سختی نرمی معلوم کرتے ہیں تو وہ بھی ذات نہیں بلکہ صفات ہیں پھر اس کا میوہ کھاتے ہیں تو اس کی ذات نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ مزہ محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ بات صاف ظاہر ہے کہ مزہ بھی میوہ کی ایک صفت ہے نہ کہ ذات۔ غرض جمادات نباتات حیوانات ان تمام قسموں میں سے ہم جب کوئی چیز دیکھتے ہیں تو اس کی ذات ہمیں نظر نہیں آتی۔ بلکہ صفات ہی صفات دیکھتے ہیں۔ طول عرض۔ رنگ سختی نرمی مزہ وغیرہ یہی باتیں ہم کو نظر آتی ہیں۔ اس لئے یہ مطالبہ کرنا کہ خدا کی ذات ہمیں دکھا دو ایک بے ہودہ مطالبہ ہے۔ کیونکہ ذات تو کسی چیز کی بھی نظر نہیں آتی۔ سب چیزوں کو ان کی صفات کے ذریعہ ہم پہچان سکتے ہیں اسی طرح ہم بھی خدا تعالیٰ کو اس کی صفات دیکھ کر تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں رحمانیت ہو رہی ہے اور بہت سی چیزیں ہمیں بغیر ہماری محنت کے بے مانگے کے مل رہی ہیں۔ مثلاً سورج۔ چاند۔ ہوا۔ پانی وغیرہ یہ سب کچھ نعمتیں ہمیں بے محنت کے ملی ہیں۔ اور اسی کا نام رحمانیت ہے۔ سو جب ہم رحمانیت کی صفت دنیا میں دیکھتے ہیں تو اس کا موصوف بھی ماننا پڑے گا۔ کیونکہ کوئی صفت بغیر موصوف کے نہیں ہوتی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ربوبیت ہو رہی ہے دیکھو جب ہم ماں کے پیٹ سے نکلے اس وقت ہمارے لئے دودھ مہیا کیا گیا۔ اور ہم نے ایک دو سال تک بڑے آرام سے زندگی بسر کی۔ پھر جب کہ ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہ رہا اور اناج وغیرہ کے کھانے کی ضرورت پڑی تو ہمیں دانت دیئے گئے۔ تاکہ سخت چیزیں ہم چبا سکیں۔ سو جب ہم دنیا میں صفت ربوبیت کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو اس کے موصوف کا کیوں انکار کریں ۔

پھر صفت علم کو دیکھو۔ اس کا بھی قانون قدرت سے پتہ لگتا ہے مثلاً جب ایک مقام پر سورج بنایا تو اس بنانے والے کو باقی جگہوں کی بھی اطلاع تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس سورج سے اتنے فاصلہ پر انسانی آنکھ ہے نہ تو سورج کو زیادہ قریب کیا کہ انسان کی آنکھیں چندھیا جاویں۔ اور وہ کچھ دیکھ نہ سکے۔ اور نہ اس قدر دور کہ وہ اندھا ہو جاوے۔ اور کھیتیاں بھی نہ پکیں غرض انسانی آنکھ اور سورج دونوں کے تعلقات سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں کا بنانے والا ایک ہے۔ اور سورج بناتے وقت اُسے آنکھ کا اور آنکھ بناتے وقت اُسے سورج کا علم تھا۔ پھر جب ہمارے کان بنائے۔ تو ادھر خوش آواز بھی پیدا کی۔ اور جب ذائقہ کی قوت زبان میں ودیعت کی۔ تو میووں اور بہت سے کھانوں کو مزیدار بنایا۔ اسی طرح ناک میں قوت شامہ رکھی۔ تو ادھر بہت سی خوشبودار پھول بھی اس کے لئے پیدا کئے۔ غرض دنیا کی چیزیں آپس میں ایک گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ بات علم پر دلالت کرتی ہے۔ اور علم بغیر عالم کے نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی صفت بغیر کسی موصوف کے قائم نہیں ہوتی۔ سو اسی عالم کو ہم اپنی اصطلاح میں خدا کہتے ہیں ۔

نویں دلیل دنیا میں جس قدر چیزیں ہم کو نظر آتی ہیں۔ سب مرکب ہیں۔ کوئی بھی مفرد نہیں۔ ہوا کو لو۔ وہ بھی مختلف گیسوں سے مرکب ہے۔ پانی بھی مرکب ہے غرض دنیا مرکبات کا مجموعہ ہے۔ ان مرکبات کا کوئی جوڑنے والا اور مرکب کرنے والا تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور وہی خدا ہے لیکن اگر کہو کہ یہ خود بخود مرکب ہوئے ہیں۔ اور مرکب ہونا ان کی خاصیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ اگر مرکب ہونا ان کا خاصہ ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ جب ہم ان چیزوں کو توڑ دیں۔ تب بھی وہ دوبارہ مرکب ہو جایا کریں۔ کیونکہ بقول تمہارے مرکب ہونا ان کا اپنا خاصہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ دیکھو جب ہم ایک درخت سے اس کے پھل پھول پتے۔ شاخیں۔ ڈالیاں۔ تنے جدا کر دیں۔ تو وہ پھر کبھی نہیں جڑتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جڑنا اور مرکب ہونا درخت کا اپنا خاصہ نہیں۔ ورنہ توڑنے کے بعد پھر دوبارہ جڑ جاتا۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ مرکب ہونا چیزوں کا اپنا خاصہ نہیں تو لامحالہ ایک مرکب کرنے والا ماننا پڑیگا یہ بات گھڑے سے خوب حل ہوتی ہے۔ گھڑا پہلے مٹی تھا لیکن ایک شخص نے اپنے ارادہ سے اس مٹی کو پانی سے مرکب کیا۔ پھر ایک خاص صورت بنائی۔ پھر اُسے آگ میں ڈالا۔ اور تب جا کر وہ گھڑا بنا۔ اب بتاؤ کہ وہ گھڑا خود بخود بنا۔ یا اُسے کسی نے بنایا اگر کہو کہ خود بخود بنا تو ہم کہتے ہیں آؤ اسے تھوڑی دیر کے لئے توڑ دیں۔ پھر دیکھیں کہ آیا یہ دوبارہ ویسا بن جاتا ہے۔ ہرگز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ گھڑے نے موجودہ صورت خود بخود اختیار نہیں کی۔ بلکہ اس کا کوئی بنانے والا ضرور موجود ہے اسی طرح دنیا کی تمام چیزیں مرکب اور ایک خاص صورت پر ہیں اگر کہو کہ وہ خود بخود اس ترکیب سے اور اس ہیئت پر ہیں تو یہ تو صریح غلط ہے۔ ان کو توڑ کر دیکھ لو۔ دوبارہ کبھی خود بخود نہ بن سکیں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کا ترکیب دینے والا کوئی اور وجود ہے ۔

دسویں دلیل سورج روشنی دیتا ہے۔ کھیتیاں پکاتا ہے ہمیں گرمی پہنچاتا ہے۔ گندے اجرام

ہلاک کرتا ہے۔ چاندرات کی مشعل ہے۔ میوہ پکاتا ہے۔ مدوجزر پیدا کرتا ہے۔ پانی ہماری پیاس بجھاتا ہے۔ ہمارے اور بہت سے کاموں میں کارآمد ہے۔ غرض دنیا میں بہت سی چیزیں انسان کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ ان کے متعلق تین ہی صورتیں عقل میں آسکتی ہیں یا تو کہا جاوے کہ یہ سب اتفاقی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ اتفاقیہ وہی بات ہوتی ہے جو کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔ لیکن سورج کا چڑھنا اتفاقیہ نہیں۔ ہر روز چڑھتا ہے اور وقت معین پر غروب ہوتا ہے۔ اور جب سے دنیا بنی ہے اور انسانی تاریخ گواہی دیتی ہے یہی ہوتا چلا آیا کہ وقت مقررہ پر سورج نکلا۔ اور مقررہ پر ہی غروب ہوا۔ گرمی ہو سردی ہو۔ برسات ہو۔ بہار ہو خزاں ہمیشہ طلوع ہوا۔ اور ہمیں روشنی بخشی۔ ہماری کھیتیاں پکائیں۔ اسی طرح چاند کا بھی یہی حال ہے۔ پانی لو تو وہ بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سورج کا چڑھنا چاند کا طلوع ہونا۔ پانی کا پیاس بجھانا اتفاقیہ نہیں کیونکہ اتفاقیہ اسے کہتے ہیں۔ جو کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔ کیا کبھی وہ لڑکا جو روز مدرسہ میں حاضر ہوتا ہے۔ وہ کبھی کہہ سکتا ہے کہ میں مدرسہ میں اتفاقیہ آیا کرتا ہوں۔ دوسری صورت یہ ہے یہ باتیں اتفاقیہ نہیں ہوتیں بلکہ سورج چاند پانی اپنے ارادہ اور مرضی سے ایسا کرتے ہوں۔ مثلاً سورج خود مہربانی سے انسانوں پر رحم کرنے کے لئے دن کو نکلتا اور رات کو غروب ہوتا ہو اور ہمارے آرام کے لئے وہ اناج۔ غلے پکاتا ہو۔ اور چاند بھی اپنی مرضی سے نکلتا اور چھپتا ہو۔ اور پانی بھی جان بوجھ کر اپنی مرضی سے ہماری پیاس بجھاتا ہو۔ سو اس صورت میں چاہئیے کہ دہریے بجائے ایک خدا ماننے کے بہت سے خداؤں کا اقرار کریں۔ سورج کا بھی شکریہ ادا کریں اور اس کی عبادت کریں اور اس کے حضور عرض کریں کہ اے ہمیں روشن کرنے والے ہمیں اناج اور غلے دینے والے تو ہم سے خوش رہ۔ اور کبھی ہم سے ناراض نہ ہونا۔ کیونکہ اگر تو ناراض ہوا۔ تو ہم کہیں کے نہ رہینگے۔ اسی طرح چاند کی بھی پرستش کریں۔ اور پانی کو بھی پوجیں۔ کیونکہ جب یہ چیزیں اپنے ارادہ اور اپنی مرضی سے ایسا کرتی ہیں تو ہو سکتا ہے کہ ایک دن ایسا کرنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ تابع ہو کر کسی کی قید میں وہ نہیں ہیں۔ دیکھو جو شخص ایک کام اپنے ارادہ سے اور اپنی مرضی اور خوشی سے کرتا ہے۔ وہ ایسا بات پر بھی قادر ہے کہ وہ ایک ساعت میں اسے چھوڑ دے۔ اس لئے چاہئیے کہ دہریہ لوگ سورج چاند اور پانی ہوا وغیرہ کی عبادت کریں۔ ان کو پوجیں۔ ان سے دعا وغیرہ کریں۔ کیونکہ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے ایسا کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو کر ہمیں تباہ کر دیں۔ غرض اگر یہ مانا جاوے کہ سورج اور چاند وغیرہ کے فوائد اور منافع اتفاقیہ نہیں بلکہ وہ اپنی خوشی اور ارادہ سے ایسا کرتے ہیں۔ تو پھر تو بجائے ایک خدا کے بہت سے وجود قابل عبادت ہو گئے۔ چنانچہ اسی لئے بعض قومیں کواکب پرست اور شمس و قمر پرست ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ نہ یہ تمام باتیں اتفاقیہ ہیں اور نہ سورج چاند وغیرہ اپنی مرضی اور خوشی سے چڑھتے اور غروب ہوتے ہیں۔ بلکہ کوئی ان پر حکمران ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں یہ سب چیزیں ہیں۔ جس کے حکم سے چڑھتے اور غروب ہوتے ہیں۔ اس تیسری صورت کو تسلیم کرتے ہوئے ہم کہیں گے کہ بس اسی متصرف کو ہم خدا کہتے ہیں۔ اور یہی اس کے وجود کی دلیل ہے۔ غرض دنیا کے کارخانہ اور اس کے نظام کے متعلق تین ہی صورتیں ہیں یا تو کہا جاوے کہ یہ سب کام اتفاقیہ ہیں تو اعتراض ہوتا ہے کہ اتفاقیہ نہیں کیونکہ ایک بے نظیر باقاعدگی پائی جاتی ہے۔ اور اتفاقیہ کام تو وہ ہوتا ہے جو کبھی ہوا اور کبھی نہ ہوا۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ ہوا پانی۔ سورج۔ چاند سب اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں تو یہ بھی دہریہ نہیں مانتے۔ اور اگر مانیں تو پھر دہریہ نہیں رہتے کیونکہ ایک خدا چھوڑ انہیں بہت سے خدا ماننے پڑینگے اور ان سب چیزوں کی پرستش کرنی پڑے گی۔ اور ان سب کا شکریہ ادا کرنا پڑے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ سب چیزیں اپنی مرضی سے کام نہیں کرتیں بلکہ کسی کے حکم سے۔ تو پھر بھی دہریوں کا مذہب باطل ہو گیا۔ کیونکہ اسی حاکم کو ہم خدا کہتے ہیں۔

گیارھویں دلیل [۱۱]

دنیا کے وجود کے متعلق دو باتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ کہ وہ خود بنی ہے دوسرے یہ کہ اسے کسی نے بنایا ہے۔ اگر کہو کہ خود بخود بنی ہے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ عدم سے وجود میں آنا ایک فعل ہے اور فعل بغیر فاعل کے نہیں ہوتا۔ اور فاعل ہمیشہ اپنے فعل سے پہلے موجود ہوتا ہے۔ پس اگر یہ دنیا عدم سے وجود میں آنے کا فاعل خود دنیا ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ دنیا اپنے خود بخود بننے سے پہلے بھی موجود تھی۔ کیونکہ خود بخود بننا ایک فعل ہے۔ اور دنیا اس کی فاعل۔ اور فاعل فعل سے پہلے موجود ہوتا ہے۔ اس لئے نتیجہ یہی نکلے گا کہ دنیا اپنے پیدا ہونے سے پہلے بھی موجود تھی حالانکہ یہ بات ایسی بیہودہ ہے کہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ کوئی چیز اپنے پیدا ہونے اور بننے سے پہلے نہیں ہوتی۔ اس بات کا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں رد کرتا ہوا فرماتا ہے۔ ام ھم الخالقون۔ خیر یہ بات تو اس طرح بالکل باطل ہوئی۔ اب دوسری بات لو یعنی یہ دنیا خود بخود نہیں بنی بلکہ اس کا بنانے والا کوئی ایک وجود ہے سو یہ بات واقعہ میں درست ہے۔ اور اس بنانے والے کو ہم خدا کہتے ہیں۔

بارھویں دلیل [۱۲]

دہریوں کا یہ دعوےٰ کرنا کہ ہم خود بخود دنیا میں پیدا ہوئے یہ غلط ہے۔ کیونکہ خود بخود پیدا ہونا ایک ترجیح ہے۔ یعنی نیست پر ہست کو ترجیح دیگئی اور ترجیح بلا مرجح ہوتی نہیں ضرور کوئی مرجح ماننا پڑے گا۔ اگر دہریہ کہیں کہ خود مرجح ہیں تو یہ غلط ہے کیونکہ مرجح ترجیح سے پہلے ہوتا ہے۔ اور ہم اپنے عدم سے وجود میں آنے سے پہلے موجود نہ تھے۔ کیونکہ اگر ہم عدم سے وجود میں آنے سے پہلے بھی موجود تھے تو عدم سے وجود میں آنا کیسا۔ غرض ہم مرجح نہیں ہو سکتے۔ اور جب ہم نہ ہوئے۔ تو کوئی اور ہوگا۔ بس اسی کو ہم خدا کہتے ہیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

ظہور المہدی

جس میں احمدی مذہب کا ابتدا سے لے کر الیوم الآخر تک مکمل بیان ہے۔ اور تمام دعاوی مسیح موعود کا قرآن و حدیث سے ثبوت دیا گیا ہے۔ اور احمدی تصنیفات کا خلاصہ اس میں موجود ہے۔ ۳۵۲ صفحے حجم۔ اصل قیمت بجائے دو روپیہ کے سوا روپیہ ہے۔ [illegible] ایک دفعہ پہلے اشتہار میں غلطی سے [illegible] چھپ گئی تھی۔

(منیجر الفضل قادیان)

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور دیگر مجددین امت

اس وقت بعض احمدیوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ایسے معنوں میں نبی ہیں جن معنوں کے لحاظ سے ہم اس امت کے اور مجددین کو بھی نبی کہہ سکتے ہیں۔ میں اس خیال کی تردید کیلئے مفصل بحث سے قطع نظر کرتا ہوا صرف ایک نکتہ خیال کی طرف احباب کو توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود نے وفات مسیح کا عقیدہ شائع کیا تو علماء نے بڑی مخالفت کی اور اس عقیدہ کو قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیا اس پر حضرت اقدس نے قرآن و حدیث سے وہ دلائل تحریر فرمائے جن سے وفات مسیح پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی شائع فرمایا کہ میں اس عقیدہ میں منفرد نہیں بلکہ امام مالک بھی میرے مؤید ہیں اور صحابہ بھی میرے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر فتوحات مکیہ کے حوالے سے آپ نے ثابت کیا کہ ابن عربی شیخ اکبر بھی اس بات کا معتقد ہے اور امام بخاری صاحب اور ابن عباس بھی میرے ہم خیال ہیں اور رسول کریم کی وفات کے بعد تمام صحابہ نے بھی اسی بات پر اجماع کرتے ہیں۔ اتنے حوالے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف اسی لئے کہ اگر اس عقیدہ کی وجہ سے مجھے خارج از اسلام کہتے ہو تو تمہارے ان بزرگوں اور صحابہ کو کیا کہو گے۔ پھر اس کے بعد آپ نے لوگوں کے سامنے دعویٰ مجددیت پیش کیا اور شائع کیا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں۔ اس دعویٰ پر بھی بہت سے لوگ بھڑکے اور آپ کو سب و شتم سے یاد کیا جس پر آپ نے ان کا رد اس طرح پر کیا کہ اگر میں مجدد نہیں تو بتاؤ صدی کا سر آگیا اور کون ہے جس نے اس صدی میں دعویٰ مجددیت کیا ہو۔ پھر آپ نے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا والی حدیث پیش کر کے استدلال کیا کہ اس صدی کے سر پر بھی مجدد کا آنا ضروری ہے ورنہ رسول صلعم کی . . . . تکذیب ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد آپ نے ان مجددین کا ذکر کیا جو آپ سے پہلے گذر چکے ہیں اور لوگوں کو جتایا کہ میرا یہ دعویٰ کوئی انوکھا دعویٰ نہیں پہلے بھی بہت سے صلحاء اس منصب کے مدعی گذر چکے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مجدد الف ثانی صاحب سرہندی، سید احمد صاحب بریلوی وغیرہ وغیرہ اگر مجددیت کے دعویٰ کی وجہ سے مجھے کافر کہتے ہو تو شاہ صاحب اور مجدد صاحب اور سید صاحب کو کیا کہو گے۔ پھر جب وہ زمانہ آیا جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت پر کھڑا کیا اور بارش کی طرح متواتر وحی میں آپ کا نام نبی رکھا گیا تب مخالفین نے اگلے سے زیادہ شور و غوغا بلند کیا اور کفر کے فتووں کا ٹھاٹھ مار گیا۔ حضرت اقدس نے تحفہ گولڑویہ رنگ میں ان کے جوش و خروش کی غلطیاں ظاہر کرتے ہوئے اس مسئلہ کو ترجیحی رنگ میں پبلک کے سامنے پیش کیا اور آپ نے انہیں کہا کہ خاتم النبیین کا لفظ جس سے تم نبوت کا دروازہ بند کرتے ہو۔ وہ تمہاری نہیں بلکہ میری تائید کر رہا ہے اور ختم نبوت ہی تو ہمیں بتا رہی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبیوں کے آنے کا امکان ہے۔ سو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کے بعد نبی کا آنا ممکن نہیں تو مسلم کی صحیح حدیث کو کیا کہو گے جس میں میرے متعلق صاف کہا ہے کہ آنیوالا عیسیٰ نبی ہو گا۔ پھر آپ نے انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان یاد دلائی اور فرمایا کہ موسیٰ کی امت میں تو فیضان جاری ہوا اور محمد رسول کی امت ایسی بدنصیب کہ اس میں ایک بھی شخص اس منصب پر کھڑا نہ کیا جاوے۔ پھر آپ نے انہیں سلسلہ موسویہ و محمدیہ کی مشابہت کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ جس طرح مثیل موسیٰ موسیٰ کے رنگ میں بلکہ اس سے بڑھ کر ہے اسی طرح مثیل عیسیٰ عیسیٰ کے رنگ میں بلکہ بڑھ چڑھ کر آنا چاہیئے۔ غرض آپ نے ختم نبوت پر بحث کی مسلم کی حدیث کی طرف توجہ دلائی۔ سلسلہ کی مشابہت کو پیش کیا۔ لیکن یہ کبھی پیش نہیں کیا کہ دعویٰ نبوت ہی سے مجھے کیوں برا کہتے ہو فلاں بزرگ نے بھی دعویٰ کیا تھا اور فلاں ولی اللہ بھی نبی ہو کر آئے تھے اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ تیرہ سو برس میں آپ کے سوا کوئی شخص مجدد یا غیر مجدد اس منصب پر کھڑا نہیں کیا گیا آپ اپنے ڈیفنس میں فوراً اس کی مثال پیش کر سکتے۔ لیکن چونکہ آپ نے کوئی ایک مثال بھی پیش نہ کی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس کا یہی مذہب تھا کہ آپ سے پہلے کوئی شخص نبی نہیں ہوا۔ دیکھو وفات مسیح کے مسئلہ کو آپ نے فوراً ان لوگوں کے نام گنوائے جو اس مسئلہ کے متعلق متفق تھے اور مجددیت کی بحث پر آپ نے علاوہ اور دلائل کے ان لوگوں کی فہرست پیش کی جنہوں نے اس امت میں دعویٰ مجددیت کیا۔ لیکن نبوت جیسے عظیم الشان مسئلہ پر ایک شخص کا بھی نام نہیں لیا کہ دیکھو مجھ سے پہلے اس شخص نے یہ دعویٰ کیا۔ اگر ان غلط خیال لوگوں کے خیال کے مطابق واقعہ میں اس امت کے مجدد نبی ہوتے اور حضرت اقدس کی نبوت بھی ان مجددوں کی سی نبوت ہوتی تو حضرت اقدس مخالفین کے اعتراض کے جواب میں ضرور ان کا نام لیتے اور فرماتے کہ نبوت کے دعویٰ کرنے کی وجہ سے تم لوگ مجھے کیوں کافر کہتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اس امت کے تمام مجددین نبی ہوئے اور فلاں فلاں شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور پھر آپ ان مجددوں کی کتابوں سے ثابت کرتے کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا۔ اس طرح پر فوراً مخالفین کا منہ بند ہو جاتا۔ اور ان پر حجت پوری کرنے کا ایک نہایت آسان ذریعہ تھا۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا اور یقیناً نہیں کیا۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ آپ سے پہلے مجدد نبی نہیں تھے اور نہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا۔ نہ ان کے متعلق رسول صلعم کی پیشگوئی ہے اور نہ مسیح موعود ہی نے فرمایا کہ وہ نبی تھے۔ غرض وفات مسیح اور مسئلہ مجددین کے متعلق سلف صالحین کی مثالیں پیش کرنا اور دعوے نبوت کے متعلق باوجود اعتراضوں اور سب و شتم اور کفر کے فتووں کے ایک مثال بھی پیش نہ کرنا اس بات کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ مسیح موعود کے اعتقاد میں تیرہ سو برس میں آپ سے پہلے کوئی مجدد یا غیر مجدد نبوت کے منصب پر کھڑا نہیں ہوا اور نہ الہام الٰہی میں کسی مجدد کو خدا تعالیٰ نے نبی کہکر پکارا ہے۔

ضروری اطلاع

جن خریداروں کا چندہ ماہ فروری میں ختم ہوتا ہے ان کے نام وی پی آتے ہیں براہ مہربانی وصول فرما کر مشکور فرماویں نیز خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر (خریداری) کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

(مینیجر)

مناظرہ پیغام کا انجام

ناظرین الفضل منتظر ہوں گے کہ مناظرہ کا چیلنج جو خواجہ صاحب کی طرف سے کسی نامہ نگار نے زمیندار میں چھپوایا تھا۔ اس کا انجام کیا ہوا۔ سو واضح ہو کہ ۱۳۔ جنوری کے زمیندار میں یہ فقرہ چھپا تھا۔

"امر متنازعہ فیہا میں قرآن و حدیث و تحریرات جناب مسیح احمد مرحوم کی بنا پر اپنے ساتھ فیصلہ کرنے کی دعوت کی"

اس کے معنے سوا اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ پیغام اس کے جواب میں لکھتا ہے۔

"حضرت خواجہ صاحب ممدوح یا کسی اور بزرگ قوم نے کہیں بھی کسی تحریر یا تقریر میں صاحبزادہ صاحب یا آپ کے کسی مرید کو کبھی مناظرہ کا چیلنج نہیں دیا"

مگر اس سے اصل بات پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ نہ تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس فقرہ سے مراد چیلنج نہ تھا۔ اور نہ صاف لفظوں میں اقرار کیا جاتا ہے کہ نامہ نگار نے جھوٹ لکھا اور زمیندار نے جھوٹ چھاپا۔ اور جب تک ان دو باتوں سے ایک بات تسلیم نہ کی جائیگی ہمارا مطالبہ قائم ہے۔

اس جواب کے ساتھ پیغام نے یہ بھی لکھ دیا کہ مباحثہ صرف مولوی محمد علی سے ہونا چاہئیے (۲) فریقین اپنے اپنے عقائد مناظرہ سے پہلے شائع کر دیں۔ ہم نے الفضل میں جواب دیا کہ (۱) پہلے مولوی محمد علی صاحب اپنی وہ پوزیشن بنا لیں جو حضرت صاحبزادہ کی ہے۔ اگر نہ بنا سکیں تو بھی انہیں مایوس نہیں کیا جائے گا۔ (۲) عقائد اگر مخفی ہیں تو بحث کس بات کی ہے؟ بہر حال اگر ان کا شائع کرنا ضروری ہے تو ہم شائع کر دینگے۔ بشرطیکہ مولوی محمد علی کو قادیان آ کر مناظرہ کرنا منظور ہو۔ اور وہ چیلنج بھی دیں۔ (دیکھو الفضل ۲۸ جنوری) کیونکہ ہمارا پہلو ابتدا سے دفاعی رہا ہے۔ اور ہم نے جب کوئی تحریر شائع کی۔ تو مدافعت کے رنگ میں۔

اس کے جواب میں تازہ پیغام بہت سی گالیوں سے بھرا ہوا آیا ہے جس میں اصل بحث پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ ایسی گالیاں تو وہ پہلے بھی بہت دیا کرتا ہے۔ بہر حال تین امور جو اس نے پیش کئے وہ یہ ہیں۔ (۱)

(۱) کیا حضرت مسیح موعود نے عبد اللہ آتھم۔ محمد حسین بٹالوی سے بحثیں اور مناظرات نہیں کئے (۲) صاحبزادہ صاحب لاہور میں آ کر بحث کریں۔ غیر احمدیوں کو بھی مدعو کیا جائیگا۔ (۳) عقائد ضرور شائع ہونے چاہئیں۔

بہت اچھا جب پیغام یہ مانتا ہے کہ مولوی محمد علی کی حضرت صاحبزادہ کے مقابل میں وہی پوزیشن ہے۔ جو مولوی محمد حسین بٹالوی یا مسٹر عبد اللہ آتھم کی حضرت مسیح موعود کے مقابل میں تھی تو ہم مولوی محمد علی کو مجبور نہیں کرتے کہ وہ اپنے جرگہ کی قائمقامی کی سند حاصل کریں۔ امر دوم کی نسبت عرض ہے کہ ہم نے لاہور مباحثہ ہونے کی صورت میں صاف لکھ دیا تھا (دیکھو الفضل ۱۴ جنوری) کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا مقرر کردہ مناظر وہاں پہنچیگا۔ مگر سب سے بڑی اور مقدم بات تو یہ ہے کہ پیغام والوں کی طرف سے چیلنج بھی ہو۔ مگر اسی پیغام میں لکھا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب

"کو یہ کہہ دینے کی ضرورت نہیں کہ میں صاحبزادہ صاحب کو چیلنج دیتا ہوں۔ ہماری طرف سے کوئی چیلنج کسی کو نہیں دیا گیا۔"

تو جب چیلنج ہی کوئی نہیں نہ خواجہ صاحب کی طرف سے نہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے تو پھر مباحثہ کس سے ہو۔ ہم تو صرف چیلنج کو منظور کرنے والے ہیں۔ اگر خواجہ صاحب یا مولوی محمد علی صاحب میں جرأت ہے تو وہ چیلنج دیں ہم منظور کرتے ہیں۔ لیکن جب ان دونوں کی طرف سے کوئی درخواست مباحثہ ہی نہیں تو پھر یہ مناظرہ ہو گا کس سے۔ لاہور آ کر بحث کرنے یا اس قسم کی اور بہت سی شرائط جو ہیں وہ سب پہلے طے ہو سکتی ہیں مگر اول ان کی طرف سے درخواست ہو۔ جب درخواست ہی سے انکار ہے تو صرف چیلنج منظور چیلنج منظور کی چیخ پکار سے کیا فائدہ۔ زمیندار کے فقرہ میں چیلنج کا ذکر نہیں تو ہم نے کونسا چیلنج دیا۔ ہم نے تو جس چیلنج کو منظور کیا۔ اس درخواست چیلنج ہی سے انکار ہے۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے بھی انکار شائع کیا گیا ہے۔ باقی رہے عقائد سو وہ تو "القول الفصل" میں شائع ہو چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو

اصلی ہیرا اور میٹ کا سرمہ

اصلی ہیرا اور میٹ کے سرمہ کا اعلان جو عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح حاذق حکیم نور الدین صاحب کا تیار کردہ ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ یہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند جالا۔ پڑبال۔ پھولا اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بسیار مفید ہے۔ قیمت قسم اول فی تولہ [illegible] قسم دوم [illegible]۔ قسم سوم سرمہ اصلی ہیرا جس کی قیمت [illegible] فی تولہ۔ ترکیب استعمال۔ ہیرا پتھر پر رگڑ کر باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں۔ ان کے لئے بہت مفید اور مجرب ہے۔

ست سلاجیت میط الطب سے نقل کیا گیا۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع و شقیقہ و طاعون۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء و فربہی و تنگی نفس و دق و تخفیف سقاوہ و قتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست درد مفاصل وغیرہ دیگر [illegible] بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول [illegible] فی تولہ قسم دوم [illegible]

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم کی لنگیاں۔ شہدی اور پشاوری بادامی۔ سیاہ اور سفید۔ ناشی اور ریشمی۔ سوتی۔ فشری۔ ململ سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر۔ احمد نور۔ کابلی مہاجر۔ سوداگر قادیان (گورداسپور)

القول الفصل

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خواجہ صاحب کے رسالہ "اندرونی اختلافات سلسلہ کے اسباب" کا جواب خود اپنے قلم سے لکھا ہے۔ ۸۰ صفحہ حجم مفت منگوایئے۔ درخواست بنام سیکرٹری ترقی اسلام قادیان اگر محصول ڈاک کے لئے [illegible] رسالہ کے حساب سے بھیجا جائے تو بہتر ہے۔ منیجر الفضل [illegible] منگوائیں۔

ضروری اطلاع۔ ایک صاحب مولوی عطاء اللہ صاحب [illegible] جب سے [illegible] اخبار [illegible] پشاور لکھوایا تھا۔ وقت سے ان کو اخبار جاتا رہا لیکن واپس آ جاتا ہے اب [illegible] ہے۔ اگر کسی صاحب کو ان کا پتہ معلوم ہو تو تحریر فرماویں۔

الفضل

قادیان دارالامان ۔ ۹ فروری ۱۹۱۵ء

سکھ وفادار رعایا سرکار کے ہیں!

فیروز پور کے سپیشل ٹریبونل مقدمہ کا ۶ فروری کو عدالت سشن سے فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور ڈیلدار جوالا سنگھ وغیرہ سب انسپکٹر بشارت علی کے قاتلوں کو جن کی تعداد سات تقریباً ہے۔ سزائے موت مل چکی ہے اور اس طرح گویا کاماگاٹا مارو سے شروع ہونیوالے افسوسناک سلسلہ حادثات کا آخری منظر پس پردہ ہو گیا ہے لیکن اس مقدمہ کی نسبت سرکاری گواہ کے جو بیان دیتے والے بیانات اور عدالت کا یہ فیصلہ قتل و سازش کا جرم ثابت ہے۔ اور نیز موجودہ اجنبی ممالک سے زہرآلود سیاسی اثر کے کرتا ایسے واقعات ہیچ ہندوستان کے ہر ایک بہی خواہ کے قلب پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب مجرموں کا تعلق اس ممتاز اور صدر درجہ کی وفادار قوم سے ہو جن کی وفاداری اور خدمت گذاری صرف زبانی دعوے تک محدود نہیں بلکہ اس کے بہادر اور شجاع فرزند اپنی وفا اپنے صدق اور اپنی خدمات پر ایک سے زیادہ مرتبہ خونی مہر لگا اور اپنے دوسرے ابنائے وطن کے دوش بدوش سرکار انگلشیہ کے دشمنوں کو خون کا غسل دلانے میں نام پیدا کر چکے ہیں۔ ابھی گوردت سنگھ کی نامناسب حرکات اور اس سے پیدا ہونے والے مصائب بجبج کا اندوہناک حادثہ اور اس کے الم افزا نتائج ہماری یاد سے محو نہیں ہونے پائے تھے کہ فیروزپور کا ناگوار اور رنجیدہ واقعہ ظہور میں آ گیا۔ ابھی سکھ قوم حادثہ بجبج کے مجرمین کی حرکات ناشائستہ پر اظہار ناراضگی کرنے سے فارغ نہ ہوئی تھی کہ جہاں کے دیوتانے اپنی پوجا کے لئے اس کے نئے فرزندوں کا انتخاب کر لیا اور بہی خواہان قوم کو ایک مزید فکرمندی میں ڈالدیا۔

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ چند جہلاء اور از خود رفتہ لوگوں کا فعل کسی قوم پر بحیثیت مجموعی حجت نہیں ہو سکتا۔ اور جس طرح کسی دیوانہ شوری ملا کا شورش پسند فتوے جہاد و غازی گری یا کسی بنگالی جماعت کا سفیہانہ و [illegible] مسلمانوں یا ہندوؤں کے دامن وفا پر دھبہ نہیں لا سکتا اسی طرح گوردت [illegible] سکھ [illegible] کچھ ناعاقبت اندیش لوگوں کی ان [illegible] سے سفید دامن پر بدنمائی کا داغ نہیں لگا سکتیں۔ اور نہ ہی پنجاب کا بہادر سورما اپنی مہربان اور دوراندیش گورنمنٹ کی آنکھ میں قابل الزام یا لائق شہر سکتا ہے۔ تاہم ایسے واقعات قابل افسوس ضرور ہیں۔ کیونکہ بقول بلبل شیراز ؎

چو از قومی یکے بیدانشی کرد — نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

یعنی جب ایک بیل کسی چراگاہ میں چلا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے تمام گاؤں کے بیل بد والزام ہو جاتے ہیں اور معترض کو اعتراض کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ جو افسوسناک واقعات اس وقت ہمارے زیر قلم ہیں۔ انکی وجہ سے بھی گورنمنٹ کے نادان دوستوں اور کوتاہ اندیش خیرخواہوں کو بدگمانیاں کرنے کا موقعہ مل گیا ہے اور ایسے نازک وقت میں جبکہ سلطنت کو ہر ایک فرد بشر کی وفادارانہ خدمات کی اشد ضرورت ہے۔ ان لوگوں نے ناگوار مباحث کا باب ڈالنے میں نہایت کوتاہ بینی سے کام لیا ہے جس بات کو بہ آسانی نظرانداز کیا جا سکتا تھا اُسکو خواہ مخواہ اخبار کے کالموں میں لا کر گورنمنٹ کے ایک مخلص طبقہ کی دل آزاری کی ہے۔

ہمارا روئے سخن اور اشارہ اسوقت انگلستان کے نوزائیدہ پرچے Indian man انڈیا مین کیطرف ہے۔ جس نے اپنی قریب کی اشاعت میں مفصلہ ذیل سطور لکھ ماری ہیں۔

"جنوبی افریقہ میں اطمانیت بخش فیصلہ ہو چکا تھا لیکن کینیڈا کی حالت میں کوماگاٹا مارو کے احمقانہ اور تباہ کن سفر کی بدولت مزید پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں یہ تحریک دراصل اس جھگڑالو سپرٹ کا نتیجہ ہے۔ جو کچھ عرصہ سے سکھوں میں نمودار ہو چکی ہے ان لوگوں نے ترک الوطنی کے ذریعہ اور پنجاب کی نہری نوآبادیات میں رہائش اختیار کر کے جو خوشحالی حاصل کی ہے اسکی بدولت وہ بہک گئے ہیں۔ اور بہت سی تکلیف کا موجب ثابت ہوئے ہیں"

محولہ بالا ریمارک پر جسقدر افسوس کیا جائے اور انڈیا مین کے مدیر کی ناعاقبت اندیشی پر جسقدر اظہار ناراضگی کیا جائے بجا ہے۔ کیونکہ گورو نانک علیہ السلام کا نام لیوا سکھ حکومت انگلشیہ کا عقیدتمند اور وفادار سپاہی اور پرامن شہری رہا ہے۔ وہ خیبر کا تنگ و دشوار گذار پہاڑی راستہ مشرق بعید کی [illegible] زمین۔ اور یورپ کی [illegible] سرزمین [illegible] میدان [illegible] سکھ کی شجاعت کے شاہد ہیں [illegible] نیلی زمین کا نوبی بیگل اور جرمنی سکھ سپاہی مسلمان ہموطنوں کے ساتھ ساتھ اپنے خون کے قطرات گرا کر برطانیہ سے عہد وفا رکھنے کا ثبوت دے چکا ہے۔ پس جو کوئی اسکی مسلمہ وفاداری پر حرف لانے کی کوشش کرتا ہے اپنی کم علمی کا ثبوت دیتا ہے۔

انڈیا مین کی اس ناملائم تحریر کا جو بہترین جواب خالصہ قوم کیطرف سے ہو سکتا تھا وہ معزز سکھ ہمعصر خالصہ گزٹ نے ۱۳ جنوری ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں دیا ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہے۔

"سکھوں کی وفاداری مسلمہ ہے۔ اگر کوئی ایک آدھ آدمی اپنی قدیمی روایات کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی حماقت کر بھی بیٹھے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ساری سکھ قوم ہی باغی ہے۔ افسوس کہ ان متعصب اور خود غرض مخالفوں کو عیوب تو نظر آ جاتے ہیں لیکن وہ تمام خدمات جو سکھ اس جنگ میں گورنمنٹ کی سرانجام دے رہے ہیں۔ انکی نگاہوں میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں"

اس جواب کے بعد جو مناسب جگہ اور مناسب قلم سے نکلا ہے۔ ہم اور کچھ نہیں لکھ سکتے۔ البتہ اپنی مہربان حکومت سے یہ ضرور درخواست کرینگے کہ انڈیا مین ایسے اخبارات کو آئندہ ایسے مباحث پر خامہ فرسائی کرنے سے جلد روکا جائے۔ کیونکہ اگر اس کا جلد سدباب نہ کیا گیا تو مبادا فیروزپور کے مقدمہ کا بھی بات بتنگڑ بنا کر پیش کیا جائے۔ اور وفادار سکھ رعایا سرکار کی دل آزاری کا موجب ہو۔

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ وفاکیشی اور اخلاص کے جذبات کی قدر کرتی ہے اور سکھوں کی وفاداری سے متاثر ہے اور یہ پسند نہیں کرتی کہ انکی بے جا دلشکنی اور دل آزاری ہو۔ چنانچہ ردنق رام آریہ کی کتاب کی ضبطی سے سرکار نے اسبات کا تازہ ثبوت بھی دیدیا۔ تاہم حکومت کی توجہ ضروری امور کی طرف منعطف کرانا وفادار اخبارات کا فرض ہے اور خصوصاً احمدی اخبارات کا جو سکھوں کو اپنا ایک بہت قریبی فرقہ سمجھتے ہیں۔ فرض اولین ہے کہ اپنے بھائیوں کی تکلیف کو تکلیف اور آرام کو آرام سمجھیں۔ اور ایسا کرنے میں ہم اپنے آقا مسیح موعود کے ایک حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ آپنے ۸ جون ۱۹۰۸ء کو فرمایا۔

"اخبارات میں شائع کرنا چاہئیے کہ سکھ وفادار رعایا سرکار میں ان کا گورو مسلمان تھا جیسا کہ چولہ صاحب سے معلوم ہوتا ہے"

پھر فرمایا "عجب ہے کہ بعض سکھ ہمارا تھا ایک خاندانہ سکھ تھا [illegible]

[illegible]

ان الدین عند اللہ الاسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جو اور مذاہب میں نہیں

نمبر ۲

دوسری خصوصیت

مذہب ایک باغ ہے جسے خدا تعالیٰ دُنیا میں قائم کرتا ہے اسکی آبپاشی کے لئے انبیاء بھیجے جاتے ہیں اور اسکو ہرا بھرا رکھنے کے لئے کلام الٰہی کا پانی اُتارا جاتا ہے اور جسطرح ایک باغ مالی کے بغیر برباد ہو جاتا ہے اور پانی کے بغیر خشک ہو کر تباہ ہو جاتا ہے اسی طرح انبیاء اور کلام الٰہی کے بغیر کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا اور اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اسے میسر نہو تب بھی وہ مُرجھا جائیگا اور پھل دینے کے قابل نہیں رہے گا اس لئے کسی مذہب کو زندہ رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی مالی اسکی خدمت کیلئے رکھا جائے۔ اور پانی کی بجائے کلام الٰہی کا نزول ہو۔ اب ہم اس اصول کو پیش کرتے ہوئے دُنیا کے مذاہب پر نظر کرتے ہیں تو سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب اس معیار پر پرکھا جاکر زندہ مذہب اور سرسبز باغ ثابت نہیں ہوتا۔ دیکھو آریہ مذہب کو لو۔ اسے بقول آریوں کے ابتداء میں قائم کیا گیا اور چار رشی اسکے مالی مقرر ہوئے اور کلام الٰہی یعنی وید آبپاشی کے لئے اُتارا گیا۔ اور اس طرح آریہ ورت میں ایک روحانی باغ لگایا گیا لیکن تھوڑا عرصہ نہیں گذرا کہ چاروں مالی ایک ایک کرکے رخصت ہوگئے اور باغ کا کوئی نگران نہ رہا۔ پانی تو بیشک موجود تھا لیکن آپ جانتے ہیں کہ مالی کے بغیر پانی کیا فائدہ دے سکتا ہے کیا ایک تلوار واقف کار سپاہی کے بغیر اپنے پورے جوہر دکھا سکتی ہے ہرگز نہیں اسی طرح صرف پانی باغ کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ جبتک کہ کوئی مالی نہو جو پانی کو موقعہ پر استعمال کرے خس و خاشاک کو دُور کرے۔ روشوں کی اصلاح کرے سڑکوں کو سیدھا اور ہموار کرے اور نگاہ کرنیوالے جانوروں اور اُجاڑ دینے والے پرندوں کو دفع کرے لیکن آریہ ورتی قدیمی باغ مالیوں سے خالی ہوگیا اسکا کوئی نگران نہ رہا اور چار رشیوں کے بعد کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوا جس نے کہا ہو کہ خدا نے مجھے

اس باغ کی نگرانی کے لئے بھیجا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد یہ باغ اُجڑ گیا اور ابتداء میں ایک یہودی قوم مالی اس کی خدمت کے لئے مقرر کئے گئے لیکن نامعلوم بعد میں مالک نے کیا بات دیکھی کہ باغ کی طرف سے توجہ ہٹالی اور مالی بھیجنے اور نگران مقرر کرنے چھوڑ دیئے اور اس لئے وہ باغ خشک ہو گیا اسکے بعد یہودیوں اور عیسائیوں کو لو ان کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند خدا نے موسیٰ کے ذریعہ ایک شریعت کی بنیاد ڈالی اور موسیٰ کو اُسے باغ کا مالی مقرر کیا اور آبپاشی کے لئے تورات نازل کی اور جبتک موسیٰ زندہ رہا اس باغ کی حفاظت کرتا رہا لیکن جب وہ فوت ہو گیا تو مہربان مالک نے اس باغ کی حفاظت کا کام حضرت یوشع بن نون کے سپرد کیا۔ جو زندگی بھر اس باغ کے کام میں مشغول رہے اور جب انکی وفات ہوئی تو مالک نے اپنے باغ کے لئے اور مالی تجویز کئے اور اس طرح چودہ سو برس تک پے در پے یکے بعد دیگرے مالی مقرر ہوتے گئے اور باغ سال بسال اپنے پھل لاتا رہا۔ یہانتک کہ مسیح سا عظیم الشان شخص اس کا مالی مقرر ہوا اور اسکی حفاظت اور درستی کے کام پر لگایا گیا لیکن شریروں نے اسکی قدر نہ کی اور بدبختوں نے اسے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا۔ اور اس طرح اس عظیم الشان مالی کا خاتمہ ہو گیا مگر افسوس کہ پھر مالک نے اس باغ سے اپنی توجہ ہٹالی اور مسیح کے بعد کوئی مالی اپنی طرف سے مقرر نہ کیا۔ اور اس طرح باغ خشک ہو کر ایندھن بننے کے قابل بنگیا۔ اور پھل دینے سے بند ہو گیا اور اسی لئے ہم اس باغ میں سیر کے لئے نہیں جاتے۔ اب انکے بعد اسلام کی باری ہے وہ بھی اس رحیم کریم کے ہاتھ کا لگایا ہوا باغ ہے اور اسکی ذات بابرکات کا قائم کیا ہوا چمن ہے مالک نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سا مالی اسپر مقرر کیا اور صاف صاف فرمادیا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یعنی یہ باغ پہلے باغوں کیطرح فنا نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ محفوظ اور مصئون رہیگا سو رسول اکرم نے اپنی حین حیات میں اس باغ کو ایسا آراستہ کیا کہ باید و شاید اور اسے اس قابل بنادیا کہ وہ اپنے سے پہلے باغوں کی نسبت دگنا پھل دینے لگا اور جب الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کے سارٹیفکیٹ نے ثابت کردیا کہ مالی اپنا

کام کر چکا تو وہ اپنے حقیقی مالک کے پاس واپس چلا گیا لیکن وہ باغ کو اکیلا نہیں چھوڑ گیا بلکہ تمام کام اپنے خلیفہ صدیق اکبر کو سونپ گیا اور اس طرح باغ تباہی سے بچ گیا اور پھر ہمیشہ کیلئے بندوبست کر گیا جو اُنکو اس طرح بتایا گیا تھا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی باغ کا مالک ہر صدی کے سر پر اسلامی باغ میں ایک ایسا عظیم الشان مالی مقرر کیا کریگا جو سو برس تک کیلئے باغ کو خوب آراستہ پیراستہ کر دیا کرے گا اور باغ ہمیشہ تازہ بتازہ میوے دیگا۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۂ نور میں فرماتا ہے لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنی میں ہمیشہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں کہ اس باغ کو سرسبز رکھنے کے لئے بڑے بڑے ماہر اور باغبانی کے فن سے واقف آدمی اپنی طرف سے بھیجا کرونگا جو اس باغ کے خدمتگذار ہونگے اور اسکو تباہی سے بچائیں گے چنانچہ واقعات ہمیں بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنا وعدہ پورا کیا دیکھو رسول اکرم کی وفات کے وقت قریب تھا کہ مسیلمہ کذاب کا لشکر باغ کو اُجاڑ دیتا اور مرتدین کا گروہ اس کو تباہ کر دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو کھڑا کرکے باغ کو ہلاکت سے بچا لیا۔ پھر ابوبکرؓ کے بعد قیصر و کسریٰ سے عظیم الشان بادشاہ باغ پر چڑھ کر آئے اور انکی شوکت اور جاہ و جلال نے اسے ویران کر دینا چاہا لیکن باغ کے مالک نے توجہ کی اور عمرؓ جیسے مالی کے ذریعہ دونوں عظیم الشان سلطنتوں کو خاک میں ملا دیا پھر حضرت عثمان کے عہد میں باغ نے اتنے پھل دیئے کہ وہ افریقہ کے دُور دراز علاقوں تک بھیجے گئے۔ اسی طرح جب رسول کریم کے قریباً سب اصحاب اس دُنیا سے کوچ کر گئے اور آپکے اقوال اور ارشادات کا ایک بڑا حصہ دُنیا سے گم ہونے لگا اور اس طرح باغ کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہوا۔ تو مالک نے امام مالک کو بھیجا جنھوں نے باغ کے اس حصہ کی حفاظت کی اور بعد میں پے در پے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ جیسے ماہران فن باغ کے اس حصہ کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور جب فلسفہ و منطق نے باغ کو اُجاڑنا چاہا تو غزالی اور ابن تیمیہ سے مالی بنکر آئے اور دشمنوں کے حملوں کو روک کر باغ کو تباہی

بچالیا۔ اور جیسا کہ [illegible] نے [illegible] کیا۔ اور ظاہری اعمال
[illegible] کو ہٹا یا گیا اور
اس رنگ میں باغ کو صدمہ پہنچنے کا ڈر ہوا تو امام حسن بصری
جنید بغدادی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور ابن عربی ہسپانوی کی
جماعت مقرر کی جس نے تصوف کی تلوار سے دشمنوں کو قتل کیا۔
اور اس طرح یہ باغ کو بچانے والی ہوئی۔ پھر ایک وقت وحدت
وجود کے مسئلہ نے باغ کے پودوں کو اکھیڑنا شروع کیا۔ اور
شیعیت نے باغ کو برباد کرنا چاہا تو احمد سرہندی سا بہادر میدان
جنگ میں آیا۔ اور دونوں حملوں کو روک کر باغ کا محافظ ہوا۔ پھر جب
حدیث کا چرچا جاتا رہا۔ اور لوگ اپنے پیشواؤں کی باتوں کو رسول
کے کلام پر فوقیت دینے لگے اور تقلید نے ہندوستان سے سر نکال کر
باغ پر حملہ آور ہوئی تو شاہ ولی اللہ جیسا بہادر جنگ دشمنوں کی ہلاکت
کا باعث ہوا۔ اور آج ہندوستان اس اثر تقلید سے [illegible]
شاہ صاحب کی کوشش کا پھل ہے۔ پھر [illegible]
[illegible] دونوں وقت [illegible] حملہ [illegible]
ہوئے تمام دنیا سے اٹھے چلے آئے۔ آریہ لوگ [illegible] کی سرکردگی
میں باغ پر حملہ آور ہوئے [illegible] یہ تمام فرقے عملاً اور اعتقاداً باغ
کے [illegible] ثابت ہوئے اور باغ پر ایسی مصیبت کا دن آیا کہ جب سے
وہ لگایا گیا تھا ایسا دن کبھی نہیں آیا تھا لیکن باغ کا مالک غافل
نہ تھا۔ اس نے جھٹ ایک جری اللہ فی حلل الانبیاء کو بھیجا جس نے
آکر تمام دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ اور جس جس طریق سے انہوں نے حملہ
کیا تھا انہیں راہوں سے اس نے انہیں شکست دی۔ اندر سے بھی دشمنوں
کو نکال دیا اور باہر سے بھی بھگا دیا۔ ایک طرف صلیب توڑی تو دوسری
طرف خنزیروں کو قتل کیا۔ کبھی ثریا تک پہنچا اور ایمان واپس لایا۔
کبھی دشمنوں کی صفوں کی صفیں الٹ دیں۔ غرض اس نے اپنے آنے سے
ثابت کر دیا کہ یہ باغ خداتعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے اور خدا
چاہتا ہے کہ اسے ہمیشہ کیلئے سرسبز اور تروتازہ رکھے اور قیامت تک
وہ ہر خطرہ کے وقت اپنے سپاہی بھیجے گا۔ اور اس طرح وہ باغ دشمنوں
سے ہمیشہ کیلئے محفوظ رہے گا۔ غرض اسلام کی دوسری خصوصیت یہ ہے
کہ اور مذاہب میں خدا کے مامور ایک وقت تک آئے لیکن بعد میں
ان کا سلسلہ موقوف ہو گیا اور اس طرح وہ مذہب زندہ نہ رہے
مگر اسلام میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ آتے رہے اور قیامت تک آتے
رہیں گے یہ وہ خصوصیت ہے جو اور مذاہب کو حاصل نہیں۔ کیا
کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ چاروں رشیوں کے بعد بھی ایسے لوگ دنیا میں پیدا
ہوئے جن سے خدا ہمکلام ہوا۔ اور نئی تازہ وحی کے
ساتھ مامور کرکے دنیا میں انہیں بھیجا اور اپنے باغ کا محافظ
بنایا۔ اس طرح کیا کوئی یہودی تسلیم کرسکتا کہ ملاکی نبی کے بعد
انہیں پھر کوئی نبی ملا۔ اور کیا کوئی عیسائی عقیدہ رکھتا ہے کہ
مسیح و اس کے رسولوں کے بعد بھی کوئی شخص نبوت کے منصب
پر کھڑا ہوکر اور الہام پاکر عیسوی باغ کا محافظ مقرر ہوا۔ ہرگز
نہیں لیکن اسلام ہاں اسلام میں یہ خصوصیت ہے کہ ہر
زمانہ میں ایسے لوگ آتے رہے اور قیامت تک آتے رہیں گے
جو خدا سے ہمکلام ہوکر اور وحی کا علم پاکر اسلامی باغ کی محافظت
کے لئے کھڑے ہوئے۔ کیا اس خصوصیت میں کوئی اور مذہب
بھی اس کا مقابلہ کرسکتا ہے ہرگز نہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

ککے زئی احمدی احباب توجہ کریں

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معروض آنکہ۔ گزشتہ سال بھر کی جدوجہد کا یہ نتیجہ نکلا
ہے کہ آج تک صرف . . . پانچ اصحاب کی اولاد کی
فہرستیں خادم کے پاس آئی ہیں۔ تاوقتیکہ جملہ احباب
قوم ککے زئی جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں منسلک ہیں اپنے اپنے
حلقہ اثر اور دیگر مضافات کے جملہ ممبروں کی مکمل فہرست
تیار کرکے روانہ فرماویں۔ خادم جنرل لسٹ شائع کرنے
سے معذور ہے۔ لہذا مکرر عرض ہے کہ جہاں تک جلد ممکن
ہوسکے ہر احمدی بھائی اپنی اپنی اولاد کی فہرست مرتب کرکے
خادم کے پاس بھیج دیوے۔ اور جن احباب کو اس امر سے
خبر نہ ہو۔ یا وہ خریدار اخبار "الفضل" نہوں۔ انکو بھی مطلع
کرکے شمولیت کی درخواست کریں +

نوٹ۔ فہرست کے خانہ کیفیت میں جملہ اوصاف والدین و
اولاد مشرح درج کرنا چاہیئے۔ تاکہ بوقت انتخاب تردد ات
نہ ہوں +

جملہ فہرستیں آخیر فروری ۱۹۱۵ء تک
مکمل ہوکر پہنچ جانی چاہئیں +

خط وکتابت بنام ماسٹر عبدالعزیز
توپخانہ بازار انبالہ چھاؤنی

نظم

"ہمارا مرکز وحدت"

بجز کدعہ کے کوی مرکز وحدت کہاں ہوگا
ازل سے قادیاں تھا قادیاں ہی قادیاں ہوگا
جہاں سے چشمے کوثر کے بہینگے سارے عالم میں
یہی وہ قادیاں ہوگا یہی دارالاماں ہوگا
جہاں میں کوئی بھی ہو سخت سے سخت ابتلا نازل
مسیحا کے مدینے میں مگر امن و اماں ہوگا
حفاظت اپنے قریہ کی اگر خود چھوڑ دے مولی
مخالف کے لئے دنیا میں پھر یہ کیا نشاں ہوگا
جو بدبختی سے کوئی قادیاں کا چھوڑ دے مرکز
تو پھر کیا فرق غیروں اور اس میں مہرباں ہوگا
بھلا کیوں آل مہدی کی یہ بدگوئی یہ سرتابی
قیامت یاد ہے جسدن قیامت کا سماں ہوگا
مسیحا کے جگر گوشہ پہ یہ تیر افگنی کیسی
نہ دنیا میں کوئی تم سے بڑا ایذا رساں ہوگا
خدا نے خود بشارت دی تھی یہ اپنے مسیحا کو
ترا محمود دنیا میں عظیم الشاں نشاں ہوگا
بنانے جاہل و کاہل ہو جن اصحاب صفہ کو
سعادتمندان سا کوئی زیر آسماں ہوگا ؟
نہ مانے جو مسیح وقت کے الہام کو سچا
یقیناً دین و دنیا میں وہ رسوا بیگماں ہوگا
بنا ہوں جسکے نفخ روح سے اک طائر سدرہ
اسی کے بلدۂ طیب میں میرا آشیاں ہوگا

قدرت اللہ از لاہور

امام الزّمان

حضرت مسیح موعود مرسل یزدانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف
لطیف اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں کی کتب محمد یامین احمدی تاجر
کتب قادیان سے مل سکتی ہیں +

ہستی باریتعالی

نمبر ۳

(از سید محمد اسحٰق صاحب)

تیرھویں دلیل دنیا یا تو قدیم ہے یا حادث۔ اگر کہو کہ قدیم ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ قدیم وہ چیز ہو سکتی ہے۔ جو کسی اور کی محتاج نہ ہو کیونکہ جس چیز کا قیام دوسروں کے سہارے ہو۔ وہ قدیم کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور ہم دنیا کی چیزوں کو دیکھتے ہیں کہ سب کی سب محتاج ہیں۔ زمین اناج اگاتی ہے۔ لیکن اس میں بھی وہ پانی کی محتاج ہے۔ اگر پانی نہ برسے تو زمین اکیلی کیا کر سکتی ہے۔ پانی کھیتیوں کو فائدہ دیتا ہے لیکن اکیلا کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ اگر زمین سے خوراک نہ پہنچے۔ تب بھی درخت نہ اگیں۔ یا اگر سورج گرمی نہ پہنچائے۔ تب بھی اناج پیدا نہ ہو۔ سو پانی بھی مستقل حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح سورج گرمی پہنچاتا ہے۔ مگر ہوا کا محتاج ہے۔ اگر ہوا نہ ہو تو اس کی شعاعیں ہم تک نہ پہنچیں۔ غرض دنیا کی ہر چیز محتاج ہے۔ اور کوئی محتاج قدیم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ دنیا کی ہر چیز حادث ہے تو جب حادث ثابت ہوئی تو کوئی ان کا محدث ہونا چاہیئے۔ اور جو ہستی اتنے بڑے عظیم الشان کارخانہ کی محدث ہو۔ وہی عبادت اور پرستش کے لائق ہے۔ اور اسی کو مذہبی اصطلاح میں خدا کہتے ہیں۔

چودھویں دلیل دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی مصنوع بغیر صانع کے نہیں۔ دیکھو اگر جنگل میں ہم کو ایک صندوق مل جائے۔ گو اس کے بنانے والے کو ہم نے نہیں دیکھا۔ اور نہ وہ صندوق ہمارے سامنے بنایا گیا تب بھی ہم یہی یقین کرینگے کہ ضرور اسے کسی نہ کسی نے بنایا ہے غرض ایک ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی جب ہمارے سامنے ہو گی تو ہم اسے دیکھتے ہی اپنے دل میں اس خیال کو جگہ دینگے کہ اسے کسی نے بنایا ہے۔ اور یہ خود بخود نہیں بنی۔ اور اس بات میں ایک دہریہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہے۔ وہ جب کوئی عمارت بنی ہوئی دیکھتا ہے تو اسے بھی یہی یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ خود بخود نہیں بنی بلکہ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ حالانکہ اس نے اس کے بنانے والے کو نہیں دیکھا ہوتا۔ سو جب ہماری فطرت یہی یقین رکھتی ہے کہ ہر مصنوع کا کوئی نہ کوئی صانع ضرور ہوتا ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ بھی یہی کہتا ہے۔ تو پھر دہریوں کا یہ کہنا کہ اتنے بڑے نظام کا کوئی خالق نہیں۔ اور یہ تمام دنیا خود بخود ہے۔ زمین سورج۔ چاند ستارے آپ ہی آپ ہیں کیسا غلط اور فطرت کے خلاف عقیدہ ہے۔ جب ایک قلم ایک دوات ایک کاغذ بھی بغیر بنانے والے کے نہیں بنتے تو اتنا بڑا انتظام اور ایسا پر حکمت انتظام کس طرح بغیر صانع اور خالق کے قائم ہے۔ اگر یہ کہیں کہ ہم مکانوں اور عمارتوں کو بنتا دیکھتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں ان کو کسی نے بنایا ہو گا۔ لیکن دہریوں کی یہ بات بالکل لغو ہے کیا مصر کے میناروں کے معمار کسی نے دیکھے ہیں ہرگز نہیں لیکن پھر بھی دہریہ تک مانتے ہیں کہ وہ مینار بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر ایک اور بات سنو۔ کیا ایسی ایجاد جو پہلے کسی نے نہ کی ہو۔ وہ ایک دہریہ کو دکھائی جاوے۔ تو کیا دہریہ اقرار کریگا کہ یہ خود بخود ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیا فوٹوگراف جو دنیا میں پہلے کسی نے نہیں بنایا۔ کیا پہلے پہل جب کوئی دہریہ اسے دیکھتا ہے تو یہی سمجھتا ہے کہ وہ خود بخود ہے ہرگز نہیں۔

غرض یہ بات صاف ظاہر ہے کہ کوئی چیز بغیر صانع کے نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ کہنا کہ دنیا خود بخود ہے۔ اور کوئی اس کا پیدا کرنے والا نہیں۔ ایک بالکل غلط بات ہے۔ علاوہ ازیں ایک مثال پر غور کرو۔ ایک شخص ایک کاغذ پر سیاہی گری ہوئی دیکھتا ہے۔ تو وہ خیال کرتا ہے کہ کسی انسان نے گرائی ہو گی مگر ساتھ ہی یہ خیال بھی آتا ہے کہ شاید کسی چوہے وغیرہ نے دوات الٹا دی ہو۔ لیکن اگر اس کاغذ پر تین چار سطریں لکھی ہوئی ہوں۔ خواہ وہ ایسی زبان میں کیوں نہ ہوں۔ جس کو دیکھنے والا نہیں سمجھتا تب بھی یہی یقین کریگا۔ کہ یہ صرف انسان کا فعل ہے کسی جانور کا نہیں یہ اسی لئے کہ سطروں کا لکھنا ایک اعلیٰ کام ہے۔ اور ترتیب پر مبنی ہے۔

سو جس طرح ایک شخص تین چار سطروں کو دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس ترتیب کا ضرور کوئی مرتب ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ہم بھی جب دنیا اور نظام عالم کو دیکھتے ہیں تو ہم بھی اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ایسے پر حکمت اور مرتب نظام کا بھی کوئی پیدا کرنے والا ہے جس کو ہم خدا کہتے ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کیا کوئی عیسائی اب کے سکتا ہے

جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تو اس ملک کے بادشاہ ہیرودیس نے انہیں مروا ڈالنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس کے ایسا کرنے سے پہلے ہی یوسف نجار حضرت مریم اور مسیح کو لے کر مصر کی طرف بھاگ گیا۔ اور ہیرودیس کے مرنے تک مصر میں ٹھہرے رہے لیکن جب ظالم بادشاہ مرگیا۔ تو پھر ملک شام میں واپس آگئے۔ اور ناصرت نام شہر میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ ایک معمولی واقعہ ہے لیکن متی نے اس بات کو اپنی انجیل میں لکھ کر اسے بڑی اہمیت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مصر سے واپس آکر ناصرت میں رہنے سے ایک بڑی بھاری پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

" اور ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا جا رہا۔ کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا "

متی ۲ باب آیت ۲۳

اسجگہ متی نے یہ بیان کیا ہے کہ مسیح کے متعلق بہت سے نبی یہ پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ چنانچہ نبیوں کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور مسیح ناصرت میں آکر رہا۔ لیکن متی نے یہ بات بالکل غلط بیان کی۔ کیونکہ کسی ایک نبی نے بھی یہ پیشگوئی نہیں کی کہ وہ ناصری کہلائیگا۔ تمام بائبل پڑھ جاؤ کہیں ایک مقام پر بھی ناصری کہلانے کا ذکر نہیں۔ ساری توریت کا مطالعہ کر جاؤ۔ کہیں اشارہ تک بھی اس بات کا نہیں پاؤ گے۔ کہ کسی کے ناصری کہلانے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ کیا کوئی عیسائی ہے جو مرد میدان بنکر آوے اور ثابت کرے کہ نبیوں نے مسیح کے متعلق ناصری کہلانے کی پیشگوئی کی ہے۔ میں عیسائیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اپنے رسول متی کے دعویٰ کو ثابت کریں۔ اور گو متی دعویٰ کرتا ہے کہ نبیوں نے پیشگوئی کی۔ مگر میں رعایت کرتا ہوں اور اتنا ہی مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ تمام بائبل میں سے صرف ایک ہی نبی کا قول دکھا دیں جس نے مسیح کی پیشگوئی کی ہو۔ اور کہا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا۔

کیا حضرت مسیح عمانوئیل تھے؟

پرانے صحیفوں میں بہت سی پیشگوئیاں مختلف لوگوں اور مختلف واقعات کے متعلق ہیں مگر عیسائی صاحبان تمام پیشگوئیوں کو

[illegible] لیکن کہیں [illegible]

کہ حضرت [illegible] کسی طرح بھی مصداق نہیں بن سکتے۔ لیکن کیونکہ

کہ سب کا مصداق حضرت مسیح کو ہی بتایا جاتا ہے۔ میں ان سب

تمام پیشگوئیوں سے قطع نظر کرتا ہوا صرف یسعیاہ نبی کی ایک

پیشگوئی پیش کرتا ہوں۔ یسعیاہ کی کتاب میں ایک کنواری کے حاملہ

ہونے اور بیٹا جننے کا ذکر ہے۔ اس پیشگوئی کے متعلق متی کا

یہ دعوی ہے کہ اس کے مصداق حضرت مسیح ہیں۔ چنانچہ وہ

لکھتا ہے :۔

"یہ سب کچھ ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا

پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی

اور اس کا نام عمانوئیل رکھیں گی" متی ۱ باب آیت ۲۳

اس مقام پر متی نے یہ دعوی کیا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش

اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو یسعیاہ نبی نے کی تھی۔ اس لئے

ہم متی کے دعوی کو پرکھنے کے لئے یسعیاہ نبی کی اصل پیشگوئی

پیش کرتے ہیں دیکھو وہاں لکھا ہے :۔

"دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا

نام عمانوئیل رکھے گی۔ وہ دہی اور شہد کھاویگا

جس وقت کہ وہ برا ترک کرنے کا اور بھلا پسند کرنے کا

امتیاز پاوے۔ پر اس سے آگے کہ یہ لڑکا بد ترک کرنے

اور نیک پسند کرنے کا امتیاز پاوے۔ یہ سرزمین جس

تو بیزار کرتا ہے۔ اپنے دونو بادشاہوں سے چھوڑی

جاویگی" یسعیاہ ۷ باب آیت ۱۴ تا ۱۶

یہ اصل پیشگوئی ہے جسے متی نے مسیح پر چسپاں کیا۔ حالانکہ وہ

چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ

(۱) اس میں لکھا ہے کہ بیٹا جنے گی اور عمانوئیل اس کا نام رکھیگی۔ مگر

مسیح کا نام والدہ نے ہرگز عمانوئیل نہیں رکھا۔ حالانکہ پیشگوئی

کے الفاظ صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ لڑکے کی والدہ اپنے بیٹے

کا نام عمانوئیل رکھیگی۔ مگر مریم نے عمانوئیل نہیں رکھا۔

بلکہ یسوع رکھا۔ چنانچہ خود متی اس بات کا معترف ہے دیکھو :۔

"جب تک کہ وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا نہ جنی

اور اس نے اس کا نام یسوع رکھا"

متی ۱ باب آیت ۲۵

دیکھئے متی خود اقرار کرتا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش پر

ان کا نام یسوع رکھا گیا نہ کہ عمانوئیل۔ پھر یہ مریم [illegible]

بلکہ خدا کا حکم تھا چنانچہ لوقا لکھتا ہے :۔

"فرشتے نے اس کو کہا کہ اے مریم خوف نہ کر

کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا اور دیکھ تو حاملہ

ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام یسوع رکھیگی"

لوقا ۱ باب آیت ۳۰۔۳۱

دیکھئے لوقا کے اس حوالے نے بات بالکل صاف کر دی۔ خود

خدا کا فرشتہ مریم کے پاس آکر پیشگوئی کرتا ہے کہ تو بیٹا جنے گی

اور اس کا نام یسوع رکھے گی۔ اب عیسائی صاحبان بتاویں کہ

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی یسوع پر کس طرح صادق آتی ہے کیونکہ

وہاں لکھا ہے کہ والدہ اپنے بیٹے کا نام عمانوئیل رکھیگی۔ اور

لوقا میں ہے کہ مریم اپنے بیٹے کا نام یسوع رکھیگی۔ اور متی

لوقا کی تصدیق کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ واقعہ میں پیدائش پر

یسوع ہی نام رکھا گیا۔

(۲) دوسری علامت عمانوئیل کی یسعیاہ کی پیشگوئی

میں یہ ہے۔ کہ برا ترک کرنے اور بھلا پسند کرنے کے دنوں سے پہلے

یعنی بالغ ہونے سے قبل ملک شام کے بادشاہوں کی سلطنت

جاتی رہے گی۔ مگر یہ علامت بھی حضرت مسیح میں بالکل پوری نہ

ہوئی۔ کیونکہ جب آپ پیدا ہوئے۔ تب بھی رومیوں ہی کی

سلطنت تھی۔ اور جب برا ترک کرنے اور بھلا پسند کرنے

پر قادر ہو گئے یعنے بالغ ہوئے۔ تب بھی رومی لوگ ہی برسر

حکومت تھے اور جب بقول نصاری آپ صلیب پر وفات پاکر

آسمان پر چلے گئے۔ تب بھی سلطنت رومیوں ہی کی تھی مگر

یسعیاہ میں تو صاف لکھا ہے کہ اس لڑکے کے بالغ ہونے سے

پہلے اس ملک کے بادشاہوں کی سلطنت جاتی رہے گی۔ اس

علامت سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ متی نے بڑی بھاری غلطی

کی کہ یسعیاہ نبی کی پیشگوئی مسیح پر چسپاں کی ‌۔

(۳) تیسری بات جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح

کے حق میں نہیں۔ کیونکہ یسعیاہ کے ۸ اور ۹ باب میں ذکر ہے

عمانوئیل بھی پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ۸ باب آیت ۸ میں اس کو

عمانوئیل کے نام سے پکارا گیا ہے جیسا کہ لکھا ہے :۔

"اور وہ یہوداہ کے درمیان بہیگا۔ اور اس کی

باڑھ چلی جائے گی۔ اور اس کے پروں کے پھیلاؤ

سے تیری سرزمین کی چوڑائی اے عمانوئیل چھپ

جائے گی"

یہ مشکل کس طرح حل ہو

ملاکی نبی کی کتاب ۴ باب آیت ۵ میں ایک پیشگوئی ہے۔

"دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے

پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا"

یہ پیشگوئی یہودیوں میں عام طور پر مشہور تھی چنانچہ جب مسیح نے

دعوی کیا۔ میں خداوند کا جلال ظاہر کرنے آیا ہوں تو یہودیوں

نے کہا۔ پھر ہم کس طرح سچا سمجھیں۔ ابھی الیاس نبی آسمان سے

نہیں آیا۔ اس پر مسیح نے انہیں کہا۔

"اور یہی یوحنا کے وقت تک آگے کی خبر دیتے تھے اور الیاس

جو آنیوالا تھا۔ یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو" متی ۱۱ باب آیت ۱۳ و ۱۴

اس عبارت میں مسیح کہتا ہے کہ وہ جو ملاکی نبی کی پیشگوئی ہے کہ

الیاس آئیگا۔ اس سے مراد ذکریا کا بیٹا یوحنا (یحیی) ہے۔ مسیح نے

تو بیشک کہدیا۔ مگر ہمیں دیکھنا تو یہ ہے کہ خود یوحنا اپنے متعلق کیا

کہتا ہے۔ اسلئے یہ سوال یوحنا سے پوچھنا چاہیئے کہ تو الیاس ہے یا

نہیں۔ چنانچہ یہودیوں نے خود یوحنا سے یہ سوال کیا کہ تو الیاس ہے

یا نہیں۔ دیکھو انجیل یوحنا ۱ باب آیت ۱۹

"تب انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو اور کون ہے؟ تو الیاس ہے

اس نے کہا کہ میں نہیں ہوں"

دیکھئے۔ یہودی یوحنا سے پوچھتے ہیں کہ کیا تو الیاس ہے، تو وہ صاف

جواب دیتا ہے کہ میں الیاس نہیں ہوں۔ بھلا سوچنے کی بات ہے کہ اگر

حضرت یوحنا واقعہ میں الیاس کے مرتبہ پر ہوتے اور اس کے مثیل ہوتے

تو خود انکو بھی اس بات کا علم ہونا چاہیئے تھا مگر وہ بیچارے تو صاف

انکار کر رہے ہیں مگر مسیح کہے جاتا ہے کہ نہیں یوحنا ہی ہے

اب اگر مسیح کی بات کو سچ سمجھیں تو یوحنا پر جھوٹ کا الزام آتا ہے

اور اگر یوحنا کو صادق ٹھہرایا جاوے تو مسیح کا کذب لازم آئیگا۔

بہرحال یوحنا کو اگر علم نہیں تھا تو اتنا ہی کہدیتا کہ مجھے علم نہیں

مگر وہ تو الیاس ہونے سے صاف انکار کر رہا ہے۔ بلکہ جب یہودیوں نے

اس سے پوچھا تو الیاس نہیں تو اور کون ہے تو اس نے کہا۔

"میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا بیابان میں ایک پکارنے والے

کی آواز ہوں کہ تم خدا کی راہ سیدھی کرو"

انجیل یوحنا ۱ باب آیت ۲۳

غور کیجئے کہ مسیح کہتا ہے کہ یوحنا الیاس ہے۔ مگر یوحنا کہتا ہے کہ میں

الیاس نہیں۔ پھر مسیح کہتا ہے کہ یوحنا ملاکی نبی کی پیشگوئی کا

مصداق ہے مگر یوحنا کہتا ہے کہ نہیں بلکہ میں یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵ ۲۳

[illegible] اللہ [illegible] واللہ [illegible]

[illegible] | عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا | میں بھی اک کرانی [illegible]

الفضل

پیشگی چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

پیشگی چندہ بیرونی خریداروں سے ساڑھے پانچ روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل

قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

خدا تعالیٰ نے نشانات ثابت کئے کہ اگر بہت ہی عرف ہوں سعد لستان دیئے جاویں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی ... لوگ ... نہیں مانتے +

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

[illegible] امت میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے +

جلد ۲ | ۱۵ فروری ۱۵ سنہ مطابق ۲۵ ربیع الاول ۳۳ سنہ ہجری | نمبر ۱۰۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کو دوران [illegible] سے نسبتاً آرام ہے۔ احباب دعا کرتے رہیں +

(۲) زوجہ محترمہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت بخشے +

(۳) نواب محمد علی خان صاحب باہر سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامیاب واپس لائے +

(۴) ۱۴ فروری کو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی [illegible] کی اہلی جماعت کے سامنے لیکچر دیں گے۔ مولوی صاحب موصوف کچھ بیمار سنے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لاہور سے قادیان تشریف لانے کی توفیق بخشے +

(۵) ۸ فروری کو بڑی بھاری بارش ہوئی +

اخبار احمدیہ

(۱) ایک چٹھی کھولی تو اس میں ایک مظلوم کی داستان درد درج تھی۔ جو مظلوم بن کر زبان قلم سے نکلی ہے +

کل اک ستم نواز کو آیا نہ جب جواب

جل بھن کے بزم خاص میں وہ ہو گیا کباب

جھوٹا کہا اور اس کے علاوہ کچھ اور بھی

پھر دوستو بزرگ نے پورا کیا حساب

وہ وہ مغلظات سنائے کہ الاماں

لازم ہے متقی کو بہت جن سے اجتناب

اس پر بھی جب نہ آپ کا دھیما ہوا غضب

دے ماری منہ پر احمدی بھائی کے کل کتاب

مجلس میں غل پڑا کہ یہ کیا سانحہ ہوا

کس بات پر حضور کا نازل ہوا عتاب

میں نے کہا کہ کچھ نہیں معمولی بات ہے

لایا ہے رنگ ان کی امارت کا انتخاب

---

(۱) برادر محمد الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ حافظ غلام رسول صاحب کے تھال اور [illegible] میں وعظ ہوئے پانچ اشخاص سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایک سخت مخالف تھا اللہ تعالیٰ استقامت بخشے +

(۲) قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری تصنیفات احمدیہ کی ایک وڑی لائبریری مہیا کر رہے ہیں۔ جب برادر دلاور خان نے حضرت خلیفہ ثانی کا مذہب دربارۂ نبوت سنایا تو معزز غیر مبایعین نے بھی اقرار کیا کہ مسئلہ نبوت میں ہمیں ان سے اتفاق ہے +

(۳) ایک شخص نے دریافت کیا کہ نماز کے بعد امام کا مع مقتدیاں دعا کرنا کیسا ہے حضور نے جواب میں لکھا کہ حضرت اقدس اسے پسند نہیں فرماتے تھے +

زیر اہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

جنگ یورپ

نہر سویز پر جنگ !!

لنڈن ۵ فروری کل علی الصبح غنیم نے طوسوم (طوسون) پر فوج کشی کر کے اس پر گولہ باری کی ہمارے توپخانہ اور جنگی جہازوں نے اس کا جواب دیا۔ ترکوں نے بیڑیوں کے ذریعہ سے نہر کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ مگر ۸ افسر اور ۲۸۲ قیدیوں کا نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے جسکے علاوہ انکے بہت سے آدمی کام آئے۔ ہمارے دو افسر اور ۱۳ آدمی ہلاک اور ۵۸ مجروح ہوئے۔ غنیم نے قنطرہ پر بھی حملہ کیا۔ مگر اسے پسپا کیا گیا۔ اور اس کے ۲۱ ہلاک اور ۵۰ زخمی ہوئے اور ۲۵ قیدی ہمارے ہاتھ آئے۔ غنیم کے پاس ۱۲ ہزار فوج اور ۶ یا ۷ پلٹنیں تھیں ✦

لنڈن ۴ فروری۔ نیوزیلینڈ کی پیدل سپاہ نے غنیم نے نہر سویز پر آتشبازی کی اور اس معرکہ میں سپاہ مذکور نے سب سے خراج تحسین وصول کیا ✦

قاہرہ کا ایک تار مظہر ہے کہ ترک اب دیکھ بھال کے کام میں مصروف نہیں بلکہ خندقیں کھود کر مورچے بنا رہے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ جنرل ون کریسٹین ترکی سپاہ کی کمان کر رہے ہیں۔ اونٹوں کے مرنے کی وجہ سے ترکوں کو باربرداری کے متعلق مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ نہر سویز کے ایک جہاز کا رہنما زخمی ہوا ہے ✦

۳ ماہ رواں کو نہر سویز پر غنیم کے حملہ کو پسپا کرنے میں فرانس کے دو جنگی جہازوں نے شرکت کی ✦

ترکی سپاہ نہر سویز تک کس طرح پہنچی

لنڈن ۶ فروری۔ قیدیوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ ترکی کمانڈر بھی زخمی ہو گیا تھا مگر وہ بچکر نکل گیا۔ ترکی سپاہ نے حجاز ریلوے کے سٹیشن سیلا سے کوچ کیا اور نہر سویز تک پہنچنے میں اسے ۲۵ روز لگے ✦

لنڈن ۷ فروری۔ بلجیم اور دریائے این کی وادی میں توپخانہ کی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اور شمپین کے علاقہ میں مقام میسی کے شمال میں ہم نے کسی قدر ترقی کی۔ اس کے علاوہ اور کوئی امر قابل رپورٹ نہیں ✦

اتحادی ہوابازوں کی سرگرمی

پیرس ۶ فروری۔ ان ہوائی جہازوں نے جو پیرس کی حفاظت کے لئے مامور ہیں۔ گذشتہ چند یوم میں ۵۰ سے زیادہ مرتبہ گرداوری کا کام سرانجام دیا۔ اور رات کو بھی اپنے کام میں مصروف رہے ✦

وسطی پولینڈ میں خونریز جنگ

طرفین کی عظیم سپاہ کے درمیان اس موقع پر جو لڑائی ہوئی وہ جنگ یارو ڈینو کی یاد دلاتی تھی۔ جرمنوں کے پاس ۷۰۰ توپیں تھیں جن میں متعدد بھاری بلو ٹرز توپیں بھی شامل تھیں اور جنھوں نے مہلک آتشبازی کے ساتھ خندقوں کا بالکل صفایا کر دیا ✦

روسیوں کی سرکاری اطلاع

کوہستان کارپیتھین میں ہولناک معرکے وقوع میں آ رہے ہیں اور روسیوں نے غنیم کی پیشقدمی کو روک دیا ہے درہ لبیین میں اور دیگر مقامات پر روسیوں نے دو ہزار قیدی گرفتار کئے ✦

بحری جنگ کے متعلق جرمنی کے اعلان

لنڈن ۶ فروری۔ برلن کے اخبار لیشن شائز نے اس اعلان کی نقل شائع کی ہے جسکی رو سے برطانیہ اور آئرلینڈ کے تمام نواحی سمندر جنمیں رود بار انگلستان تمام و کمال شامل ہے "فوجی رقبہ" قرار دیئے گئے ہیں اس اعلان میں لکھا ہے کہ (۱) ۱۸ فروری کے بعد ان سمندروں میں غنیم کا جو کوئی تجارتی جہاز نظر آئے گا تباہ کر دیا جائیگا۔ اگرچہ اس سے عملہ جہاز اور مسافروں کی جان بچانے کا مناسب انتظام نہ بھی ہو سکے (۲) غیر جانبدار سلطنتوں کے جہاز بھی اس فوجی رقبہ میں خطرہ سے محفوظ نہ رہ سکینگے کیونکہ بحری جنگ میں حادثوں سے ہمیشہ محفوظ رہنا مشکل ہے۔ (۳) جو جہاز شمال کی طرف سے جزائر شٹ لینڈ کی راہ سے بحیرہ شمال کے مشرقی حصہ میں اور ساحل ہالینڈ کے قریب کم از کم تیس میل چوڑے راستہ میں [illegible] پہنچینگے وہ کسی قسم کے [illegible] محفوظ رہینگے ✦

واشنگٹن کا ایک تار مظہر ہے کہ [illegible] پریذیڈنٹ ولسن نے گورنمنٹ برطانیہ سے استفسار کیا کہ امریکہ کے جہاز حامل [illegible] کسی قسم کے خطرہ کے خود ذمہ دار ہوں ✦

پریذیڈنٹ فرانس

پریذیڈنٹ پوانکارے نے ملک [illegible] اور دیگر وزرا سفرا اور انگلستان بینک کے گورنر کو مدعو کیا ✦

جنوبی افریقہ کے باغی

لنڈن ۶ فروری۔ یونینگٹن کیپ نے جب ہتھیار ڈالے تو وہ بیمار تھا اور اسے ہسپتال پہنچایا گیا۔ اسکی جمعیت ۴۰ افسر اور ۵۱۷ آدمیوں پر مشتمل تھی۔ جو زیادہ تر ٹرانسوال میں اور اورینج فری سٹیٹ تھے۔ یہ تمام لوگ جرمن وردی میں تھے لیکن بہت سے آدمیوں کے پاس یونین کی بندوقیں اور پیٹیاں تھیں ✦

ہندوستان کی خبریں

ڈاکوؤں کی گرفتاری ۔ پونا سے ۴۷ ڈاکوؤں کی ایک اور جماعت کے گرفتار کئے جانے کی خبر آئی ہے۔ انھوں نے ۱۸ ہزار روپیہ کا مال چرایا ہے اور پونا کی عدالت میں انکا مقدمہ پیش ہے ✦

اسلامیہ کالج پشاور کے روس کیپل ہال کا افتتاح جمعرات کے روز بصدارت ہارکورٹ بٹلر عمل میں آیا ✦

شملہ میں برف باری ۔ شملہ میں برف باری شروع ہے

باغیانہ تصانیف ۔ سیتا رام ٹوکا رام سودار ہری رام چندر بسین جوتی اخبار پرچہ لبرل نمبر ۴ کی اشاعت کے جرم میں چھ چھ ماہ سزائے قید بھگت رہے ہیں انپر زیر دفعہ ۱۲۴ الف و ۱۲۰ و بغاوت پیدا کرنے اور مجرمانہ سازش کے الزام میں اور مقدمہ دائر کیا گیا ہے ✦

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قادیان دارالامان ۔ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء

لارڈ ہارڈنگ کا ایک اہم سیاسی کارنامہ

پوٹر سیا کے الزبتھ اور وکٹوریا کی سلطنت کو تاریخ کہ اسکی خاک سے ڈریک۔ ہووڈ۔ ارنیلسن اور ٹی وقت ایسے جانباز ملاح پیدا ہوئے۔ برطانیہ کا چھوٹا سا ملک بلکہ ایک جزیرہ کہلایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ سرزمین انگلستان کو بجا فخر ہے کہ اسکے فرزندوں نے میدان سیاست میں ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے حریفوں کو نیچا دکھایا ہے اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ جو کام انکے ہمرو ذہب اپنی فوجی طاقت و شدید نقصان جان سے بھی نہ نکال سکے اُسے ہوشیار انگریز نے محض باتوں اور حکمت عملی سے اپنے حسب منشاء کرالیا ہے چنانچہ تاریخ ہندشاہد ہے کہ فرنچ و برٹش رقابت کے زمانہ میں گو اثر و طاقت فرانس کے ہمرکاب تھی مگر برطانیہ کے مدبر بیٹوں نے اپنی دانائی اور تدبیر کے باعث فرانس کی تمام کوششوں کو پیوند خاک کردیا۔ اور اپنی سلطنت کے لئے وہ حاصل کیا جو آج برطانیہ کے تاج کا درخشاں ترین گوہر ہے۔

غرض انگلستان کو بجا ناز ہے کہ اس کے فرزند نہ صرف میدان کارزار میں (خصوصاً سطح سمندر پر) ہمیشہ سے غالب و کامیاب ہوتے آئے ہیں بلکہ اُسے یہ بھی فخر ہے کہ زمین سیاست میں انگریز مدبرین کی چال اکثر صحیح ثابت ہوئی اور حریف کو عجز یا تسلیم کرنے اور ہار مان لینے کے چارہ نہیں رہا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ شاہ انگلستان کی وسیع سلطنت پر آج سورج غروب نہیں ہوتا۔ آج بھی اگر آپ دیکھنا چاہیں تو برطانیہ عظمیٰ کی اس سلک سیاست کا ایک درخشندہ موتی۔ سیاسی لشکر کا ایک قابل ترین سپاہی اور شاہ انگلستان کے اقتدار کا بہترین نمایندہ لارڈ ہارڈنگ کے وجود میں پانڈوں کی قدیم راجدھانی اندر پرستھ اور سلطنت مغلیہ کے شاندار دارالسلطنت دہلی میں جمنا ندی کے کنارے بصورت فرشتہ [illegible] مقیم ہے۔ انگلستان نے ہندوستان کی حکومت کیلئے قابل سے قابل آدمی بھیجے اور بہتر سے بہتر ماہر سیاست کو اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب کیا مگر جتنا لارڈ ہارڈنگ [illegible] کامیاب [illegible] حکمران نہیں ہوا تھا۔

لارڈ کرزن سابق وائسرائے ہند کی روانگی کے وقت ہندوستان کا مطلع سیاست گرد آلود تھا۔ خلیج بنگالہ اور گنگا کے دہانہ کیطرف سے عجب بازسیاست کا طوفان بے تمیزی اٹھ رہا تھا۔ اور جنوب مغربی مانسون کیطرح ہمالہ کے بلند پہاڑوں سے ٹکرا کر تمام شمالی ہند پر پھیل رہا تھا۔ اور کلکتہ حکومت کا جہاز ایک گونہ خطرہ میں تھا ایسے وقت میں جو ہاتھ جہاز کو طوفان سے بچا کر نکال لایا۔ وہ ہارڈنگ کا ہاتھ تھا اور تنسیخ تقسیم بنگال سے پیدا شدہ طوفان مخالفت کم کیا۔ وہ اسی وائسرائے کا مدبرانہ طرز عمل تھا۔

پھر کانپور کے افسوسناک قضیہ اور نوجوان مسلمانوں کے سر پر چڑھے ہوئے سیاسی بھوت کو جس عامل نے نہایت آسانی سے اُتار دیا۔ وہ شاہ انگلستان کے موجودہ نائب کا وجود تھا۔ لیکن ان سب سیاسی کامیابیوں سے بڑھ کر موجودہ وائسرائے ہند کا وہ نازہ ترین سیاسی کارنامہ ہے جو جنوری سنہ رواں کے آخری دن سے شروع ہونیوالے ہفتہ میں ظہور پذیر ہوا ہے اور وہ یہ کہ لارڈ ہارڈنگ نہایت خاموشی و سکون کے ساتھ ۲۶ جنوری کو بمبئی سے بظاہر تفریحی لیکن درحقیقت اہم ترین ملکی غرض کیلئے جہاز پر سوار ہوئے۔ اور دنیا پر اس تاریخی سفر کا حال اُسوقت عیاں ہوا جب وائسرائے ہند کویت۔ بحرین۔ اور محمرہ کے شیوخ سے ملاقی اور بصرہ کا بذات خود معائنہ کر چکے۔

پانچ بصرہ سے آئے ہوئے برقی پیامات مظہر ہیں:۔ وائسرائے ۳۱ جنوری کو معہ عملہ کے کویت پہنچے۔ برٹش ریذیڈنٹ خلیج فارس نے تخت جہاز پر تخلیہ میں ملاقات کی پھر شیخ جابر بن مبارک شیخ کویت اور بعدازاں شیخ عبداللہ بن عیسیٰ شیخ بحرین سے ملاقاتیں کیں۔ یکم فروری کو حضور وائسرائے نے شیخ مبارک بن صباح فرمانروائے کویت کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا نشان اور شیخ عبداللہ بن عیسیٰ کو سی۔ آئی۔ ای کے خطاب عنایت فرمائے۔ اور ہر دو سے تخلیہ میں گفتگو فرمائی۔ اسی دن سہ پہر حضور وائسرائے نے سر شیخ مبارک سے ملاقات بازدید کی اور عقب بصرہ کو شرف مکالمہ عطا فرمایا۔ ۲ فروری کو جزیرہ آبادان کے کارخانہ ہائے تیل کا معائنہ فرمایا۔ ۳ فروری کو شیخ محمرہ اور اُن کے وزیر سے ملاقات کی۔ اور شیخ صاحب کو جی۔ سی۔ ایس آئی کا۔ اور اُن کے وزیر کو سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا۔ [illegible] بعدہ اسی دن بصرہ تشریف لے گئے اور وہاں کی برٹش جماعت کیطرف سے ایڈریس پیش ہوا جس کا جواب حضور وائسرائے نے نہایت عمدہ اور رسیلے ہوئے الفاظ میں دیا جسکا خلاصہ یہ تھا۔ ”میں بصرہ اس غرض سے آیا ہوں تاکہ بچشم خود تمام حالات کا معائنہ کروں۔ اور دیکھوں کہ اس مقام کی حفاظت اور عمدہ حکومت کے لئے کیا تدابیر ضروری ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ سالہا سال کی بدامنی اور خراب حکومت کے باعث یہ علاقہ جو کسی وقت نہایت زرخیز تھا۔ اب ویران و بنجر ہو رہا ہے چونکہ اس جنگ میں ہم تنہا نہیں اس لئے عراق کے مستقبل کی نسبت اپنے حلیفوں سے استصواب آرائی کئے بغیر ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ البتہ میں آپ کو یہ امید دلاتا ہوں کہ اسکے بعد سے عراق اعلے انتظام کے ماتحت ہوگا۔ اور اُسی عروج و ترقی سے بہرہ ور ہوگا جس کا بوجہ اپنی زرخیزی اور اعلے خوبیوں کے یہ علاقہ مستحق ہے۔“

یہ ہے لارڈ ہارڈنگ کا آخری مگر سب سے اہم سیاسی کارنامہ۔ وہ خلیج فارس کو جاتے ہیں مگر کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ شیوخ سے خود جا کر ملاقات کرتے ہیں۔ اور بصرہ پہنچکر سب سے پہلا وعدہ اور یا امید جو کچھ بھی دلاتے ہیں وہ ”حفاظت۔ عمدہ حکومت اور اعلے انتظام“ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر سابق وائسرائے لارڈ کرزن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے ہم اسوقت اس سفر کے نتائج اور اسکی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں صرف اسقدر یاد دلا کر چھوڑ دیتے ہیں کہ اگر بنگال کے بے تاج شہنشاہ سریندر ناتھ بینرجی کے مکان پر جا کر لارڈ ہارڈنگ کا اُن سے ملاقات کرنا ہندو قوم کیلئے باعث اطمینان ہو سکتا ہے اور اگر لارڈ ہارڈنگ کا اسلامیہ کالج پشاور میں [illegible] ہال کے افتتاح پر سر آرکورٹ بٹلر کی معرفت اپنے سفر میں سے ۱۱ فروری کو مسلمانوں کی تعلیم سے اظہار ہمدردی کا تار بھیجنا۔ اور اسلامیہ کالج پشاور سے اپنی خاص دلچسپی کا اظہار کرنا۔ یا امپیریل کونسل میں مسلمانوں کی دلجوئی کے الفاظ فرمانا مسلمانوں پر اثر ڈال سکتا ہے تو یقیناً اسی نیکدل افسر کا (جو اپنے ملک و بادشاہ پر اپنی بہترین چیز یعنی بیٹے کو قربان کر کے خوش ہے) عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کریگا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیونکہ تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء کا کہنے والا خدا ملک گیری اور جہانبانی اُسی کے سپرد کرتا ہے جو اُسکی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے۔ اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اسکا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی وسعت کے ساتھ [illegible] اشاعت [illegible] میدان بھی وسیع ہو جائیگا۔ اور [illegible] ہم مسلمان [illegible] اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ بعید نہیں [illegible]

[illegible] ۔ اسلام سے ۔ [illegible] الفضل [illegible] دولت [illegible]

استفسار اور جواب

الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ جو صاحب کوئی بات دریافت طلب سمجھیں وہ ہمیں لکھ بھیجیں۔ ہم انشاء اللہ اس کا جواب الفضل کے ذریعہ شائع کریں گے۔ اسی طرح اسلام کے کسی مسئلہ کے متعلق یا احمدیت کے۔ سو ہمیں کوئی سوال یا کوئی علمی امر دریافت ہو۔ اس سے بھی ہمیں مطلع کریں۔ انشاء اللہ ان کے استفسار کا جواب دیا جاوے گا۔ اس پر میاں محمد سلطان صاحب احمدی سوداگر چرم تحصیل لودھران ضلع ملتان تین سوال بغرض جواب ارسال فرماتے ہیں۔ ان کا جواب دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی تمام احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ بھی ضرور ایسی خط و کتابت جاری کریں۔

سوال اوّل۔ کیا کرشن نبی تھے۔ اور اگر تھے تو ان کی نبوۃ کا کیا ثبوت ہے۔

جواب - پہلے ایک اصول یاد رکھنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر نبی گذر چکے ہیں۔ انہیں سے ایک نبی بھی ایسا نہیں جو بطور خود نبی ثابت ہو سکے۔ مثلاً حضرت شعیب ایک نبی تھے لیکن آج نہ تو وہ خود موجود ہیں نہ ان کی کوئی کتاب ہم دیکھتے ہیں۔ ہاں اگر قرآن مجید ان کا ذکر نہ کرتا۔ تو وہ کبھی نبی ثابت نہ ہو سکتے۔ غرض قبل از زمانہ نبوی جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں۔ ان کی نبوت ہم الگ طور پر ثابت نہیں کر سکتے۔ نہ ابراہیم کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے نہ آدم کی نہ اسمٰعیل و اسحٰق کی۔ لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لا کر اپنا خدا کی طرف سے ہونا ثابت کر دیا۔ اس لئے جو بات بھی آپ فرما دیں وہ درست اور صحیح ہوگی۔ سو جب آپ نے فرمایا کہ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ وغیرہم خدا کے نبی تھے تو ہم نے تسلیم کر لیا۔ اسی طرح حضرت کرشن کی نبوت بھی بطور خود ثابت نہیں ہو سکتی۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں اگر ثابت کر دیا۔ کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ اس لئے جو بات بھی آپ فرما دیں وہ درست اور صحیح اور حق ہوگی سو جب آپ نے فرما دیا کہ کرشن نبی تھے۔ اس لئے ہمیں تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ غرض کہ ایک غیر احمدی ہم سے سوال کرے کہ کرشن کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے تو ہمیں اس سے سوال کرنا چاہیئے کہ شعیب کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے۔ اگر وہ کہے کہ چونکہ صادق مصدوق رسول نے فرمایا کہ وہ نبی تھے۔ اور اس پر جو وحی ہوئی ہے۔ وہ اس کی تصدیق کرتی ہے۔ ہم بھی اسے یہی کہیں گے۔ کہ صادق مصدوق المسیح نے کہا ہے کہ کرشن نبی تھے۔ اور ان کو الہام الٰہی سے اطلاع ملی۔ اگر وہ کہے کہ میں تو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا۔ تو ہم کہیں گے کہ ایک عیسائی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا وہ کس طرح شعیب کو نبی تسلیم کرے۔

جواب دوم کرشن کے نبی ہونے کی ایک بہت دلیل یعنی حضرت مسیح موعود کا فرمانا اور آپ کو الہام میں بطور کرشن کہا جانا ابھی بیان کر چکا ہوں۔ دوسری دلیل خود۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمہ کاھنا۔ یعنی ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے جس کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اس کا نام کاہن تھا۔ اب دیکھو حضرت کرشن ہندوستان میں ہوئے۔ رنگ بھی ان کا سیاہ تھا۔ ہندوؤں کی تصاویر اس کی گواہی دیتی ہیں۔ اور نام بھی کاہن تھا جو بگڑی ہوئی تغیر کرشن سے۔ یہ قاعدہ ہے کہ ایک زبان کا نام دوسری زبان میں متغیر ہو جاتا ہے۔ مثلاً عرب لوگ لندن کو لندرا کہتے ہیں۔ اسی طرح کرشن کو عربی زبان میں کاہن کے لفظ سے بولنا معمولی بات ہے۔

سوال دوم کیا کوئی نبی ملک عرب اور شام کے باہر بھی مبعوث ہوا۔ اگر ہوا تو نام لو۔

جواب اول نام لینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اصول کے طور پر فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں اللہ کے نبی نہ آئے ہوں۔ اس اصول سے ہمیں اتنا معلوم ہو گیا کہ نبوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے شام و عرب کی کوئی خصوصیت نہیں رکھی۔ بلکہ ہر قوم پر نظر ترحم کی پھر ایک مقام پر فرماتا ہے۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ یعنی ہم دنیا میں رسول اور نبی اس لئے بھیجتے ہیں کہ تا دنیا کے لوگ اللہ پر اس بات کا الزام نہ لگا سکیں کہ اس نے ہمیں غفلت میں رکھا۔ اور ہماری طرف کوئی رسول نہ بھیجا۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر شام و عرب کی طرف ہی [illegible] نبوت کے لئے مخصوص ہو گیا ہوتا تو دوسرے ملکوں والے اللہ تعالیٰ پر الزام نہیں لگا سکتے۔ پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ومنھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص یعنی تمام نبیوں کے نام معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔

جواب دوم ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجھ سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گذر چکے ہیں۔ اب یہ اتنی بڑی تعداد صرف ملک عرب اور شام کے لئے مخصوص تھی۔ اور یہ کثرت زمانی اور مکانی محدودیت میں سما سکتی ہے؟

جواب سوم ایک حدیث میں آیا ہے کہ میں تمام دنیا کے لئے نبی ہو کر آیا ہوں۔ لیکن مجھ سے پہلے نبی اپنی اپنی قوم کے لئے آتے تھے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ملک عرب و شام کے علاوہ بھی اور قوموں میں نبی آئے۔ کیونکہ شام کے نبی اور قوموں کی طرف نہیں بھیجے گئے وہ تو بموجب حدیث شریف صرف اپنی قوم کے پاس تھے۔ اس لئے دوسرے ملکوں کی قوموں میں انہیں میں سے نبی آتے ہونگے۔

جواب چہارم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک عرب و شام کے باہر یعنی ملک ہند کے ایک نبی کاہن کا نام لے دیا۔ تو ہمیں کسی اور مثال کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہ رہی۔ اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ حدیث میں کاہن سے مراد کرشن نہیں تب بھی اتنا تو ثابت ہو گیا کہ ہند میں ایک نبی آیا جس کا نام کاہن تھا۔ اور خواہ وہ کرشن ہو یا کوئی اور۔ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ ہند میں نبوت کا دروازہ کھلا تھا۔ اور شام و عرب کی خصوصیت کوئی نہ تھی۔

جواب پنجم کتابوں میں خواہ کتنی ہی تحریف ہو گئی۔ اور گو وہ قابل سند نہ رہیں۔ مگر کچھ نہ کچھ اصلیت ان میں ضرور ملتی ہے۔ دیکھو توریت و انجیل محرف ہو گئیں۔ اور قرآن مجید بھی ان کے محرف و مبدل ہونے کا ذکر فرماتا ہے۔ مگر پھر بھی انہیں غور کرنے سے کئی صحیح باتوں تک ہم پہنچ سکتے ہیں۔ مثلاً توریت میں غور کریں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق صاف صاف پیشگوئیاں ملتی ہیں۔ اسی طرح ان کتابوں کے مطالعہ سے ہی پتہ چلتا ہے کہ وید الہامی ہیں اسی طرح حضرت کرشن کی گیتا کو دیکھو۔ گو اس میں نقص اور فتور پیدا ہو گئے ہوں۔ مگر اس کی طرف سے پتہ چلتا

کہ وہ ایک زمانہ میں مصفا الہامی کتاب تھی ❖

جواب ششم حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن مجید مفتریوں کے متعلق ایک اصول مقرر کرتا ہے۔ ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلة فی الحیاة الدنیا وکذلک نجزی المفترین۔ یعنے جو لوگ نبوت کا دعوے کرتے ہیں لیکن دراصل وہ جھوٹے ہوتے ہیں تو خدا ایسے لوگوں کو دنیا ہی میں ناکام رکھتا ہے۔ اور ذلیل ہو جاتے۔ انکی عزت نہیں ہوتی۔ اور جو سچے ہوتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں اور قوموں کی قومیں انکی مدح ہوتی ہیں۔ اس لئے تمام وہ لوگ جن کو کروڑوں آدمی اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہوں۔ اور ان کا اعتقاد ہو کہ یہ شخص خدا کا نبی تھا۔ اور آج تک کروڑوں انسان اس کا نام عزت سے لیتے ہوں۔ اُسے ضرور خدا کی طرف سے سمجھنا چاہئیے۔ مفتریوں کو یہ عزت نہیں ملتی۔ اسی اصل کے ماتحت ہم کرشن کی نبوت کے قائل ہیں۔ دیکھئے ایک طرف انکی کتاب موجود ہے جس میں خدا کیطرف سے ہونے کا دعوے ہے۔ دوسری طرف کروڑوں آدمی ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ عزت سے نام لیتے ہیں تکریم کرتے ہیں۔ حالانکہ جھوٹے کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت کرشن واقعہ میں خدا کیطرف سے تھے۔

خواجہ صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب

(از حضرت قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاوری)

ہمارے ناظرین قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاوری کے نام سے خوب واقف ہوں گے یہ وہ نوجوان ہیں جو لاہور جلسہ سے ہو کر قادیان تشریف لائے تھے۔ اور پھر یہاں کر قادیان میں ہی ٹھہر کر۔ اور حضرت امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کر کے مبایعین کی جماعت میں داخل ہوئے۔ ان کے پشاور واپس جانے پر جو سلوک ان کے ساتھ غیر مبایعین کی طرف سے ہوا۔ وہ ہم اس جگہ لکھنا پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ بہت سے دلوں کو تکلیف دینے والا ہے۔ قاضی صاحب موصوف کا چونکہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل لاہور کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ اس لئے خواجہ صاحب کو بوجہ قاضی صاحب کے [illegible] سے نکل جانے کا جو رنج پہنچا ہے وہ ظاہر ہے۔ خواجہ صاحب نے ایک خط قاضی صاحب کے نام لکھا ہے جس میں انہوں نے قاضی صاحب سے پانچ سوال کئے ہیں۔ قاضی صاحب چاہتے ہیں کہ ان کا جواب الفضل کے ذریعہ خواجہ صاحب تک پہنچائیں کیونکہ خواجہ صاحب پر جو اثر ہوگا۔ وہ تو ظاہر ہے۔ شاید کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ ہم اسکے پہلے خواجہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں۔ اور پھر نمبروار ہر ایک سوال کا جواب لکھ دینگے۔ (ایڈیٹر)

خواجہ صاحب کا خط بنام قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری

مشفقی قاضی محمد یوسف صاحب۔

السلام علیکم۔ بہتر ہوتا کہ آپ مجھ سے زبانی گفتگو کر کے مختصر الفاظ میں ذیل کے امور لکھ دیتے۔ اور بہت سی باتوں کا فیصلہ ہو جاتا۔ آپ نے لوگوں سے گفتگو کی۔ اور مجھ سے شاید گفتگو کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ بعض جو باتیں آپ کے متعلق سنی ہیں۔ ان سے میں ذیل کی باتیں اخذ کرتا ہوں۔ آپ کوئی لمبی چوڑی تحریر نہیں میں خلاصۃً تحریر چاہتا ہوں۔ آپ کے لکھنے پر میں خود حضرت میاں صاحب سے فیصلہ کروں گا۔

سوال (۱) حضرت میاں صاحب حضرت مرزا صاحبؑ کو صرف ظلی نبی مانتے ہیں؟

سوال (۲) حضرت میاں صاحب کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔

سوال (۳) حضرت میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے سے میں یا مولوی محمد علی صاحب یا مولوی غلام حسن صاحب میاں صاحب کے نزدیک فاسق نہیں ٹھہرتے۔

سوال (۴) انجمن سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ یہ فقرہ بالکل مہمل ہے۔ آیا میاں صاحب اپنے اس اختیار سے مستعفی ہونا چاہتے ہیں جو دفعہ ۱۸ میں انکو دیا گیا ہے یعنی ان کی رائے انجمن کے فیصلہ پر فوقیت رکھتی ہے۔

سوال (۵) کافر بالمامور، کافر بالمحمدؐ کے برابر نہیں کیا یہ عقیدہ حضرت میاں صاحب کا ہے؟

آپ ان کے جواب میں بہت حد تک اس پانے سے کام لیں لمبی تحریریں لکھنے کی آپ کو ضرورت نہیں نہ استدلال کے رنگ میں کچھ لکھیں صرف بطور امر واقعہ لکھ دیں۔

مورخہ ۵ جنوری ۱۹۱۵ء ۔ خواجہ کمال الدین

قاضی صاحب کا خط خواجہ صاحب کی طرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ افسوس ہے کہ غیر مبایعین احباب پشاور نے میری بیعت کے کرنے کا نتیجہ ہی مجھ سے وہ سلوک کیا اور کرنا چاہا جو ان کے ان تمام غصوں اور رنجوں کا نتیجہ تھا جو ان کو مولانا مولوی نور الدین صاحب کے بارے میں مبایعین حضرت میرزا محمود احمد کے بارے میں انکے دلوں میں جو بغض تھا تھے۔ انہوں نے ہر طرح سے آپ کی موجودگی میں یا جو آپ کے علم میں آ چکے ہیں۔ ظاہر کئے۔ خیر ان اللہ مع الصابرین

آپ خود فرما دیں کہ کونسا موقع مجھ کو آپ سے بلکہ زبانی گفتگو کرنے کا احباب پشاور نے باقی رکھا کہ میں حاضر خدمت ہو کر وجوہات بیعت عرض کرتا ❖

آپ فرماتے ہیں کہ میں آپ سے بلکہ مجمل الفاظ میں کچھ لکھ دیتا۔ جناب من! مجمل الفاظ نے اس وقت کس قدر اندھیر مچا دیا ہے۔ اب تو مجمل الفاظ کا وقت رہا ہی نہیں مگر تاہم جو عرض کروں گا۔ انشاء اللہ اختصار سے کام ہوگا ❖

میں نے جو حضرت میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح سے امور مستفسرہ کے بارے میں سمجھا ہے۔ وہ عرض کرتا ہوں مگر میری سمجھ کے جناب امیر المومنین ذمہ وار نہیں ہو سکتے۔

سوال (۱) حضرت میاں صاحب حضرت مرزا صاحب کو صرف ظلی نبی مانتے ہیں؟

جواب (۱) حضرت میرزا محمود احمد حضرت اقدس امام ہمام غلام احمد مسیح موعودؑ کو نبی اللہ اور رسول اللہ یقین کرتے ہیں۔ حضرت اقدس کے زمانہ میں بھی یہی اعتقاد تھا۔ حضرت سید نور الدین خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں بھی یہی اعتقاد تھا۔ اور اپنے زمانہ خلافت کے ابتدا سے لیکر آج کے دن تک یہی عقیدہ ہے کہ حضرت صاحب ظلی۔ بروزی۔ اُمتی۔ نبی اور رسول ہیں نہ توحقیقی یا مستقل نبی

یا رسول کبھی مانا ہے۔ اور نہ مانتے ہیں۔ اور نہ کبھی تحریر کیا ہے۔ اور نہ کبھی تقریر میں ظاہر کیا ہے۔

حقیقی نبی کے معنے حضرت اقدس مسیح موعود نے صاحب شریعت رسول کے کئے ہیں۔ پس آپ خوب جانتے ہیں کہ حضرت میرزا محمود احمد صاحب نے ہرگز کبھی حضرت اقدس کو صاحب شریعت نبی نہیں فرمایا اگر حقیقی رسول یا نبی کے کوئی اور معنے ہیں تو ہم کو علم نہیں۔ حقیقی رسول یا نبی کے معنے حضرت مسیح موعود نے فرمائے ہیں کہ وہ کسی سابقہ شریعت پر کچھ کم و بیش کرے یا ترمیم و تنسیخ کرنے آیا ہو۔ یا بلا واسطہ فیوضات محمدیہ کے براہ راست نبی یا رسول بنا ہو۔ اور سیدنا محمدؐ سے الگ ہو کر دعویٰ نبوت یا رسالت کرتا ہو۔ پس ان معنوں میں تو حضرت اقدس کو مستقل نبی ہرگز حضرت میاں صاحب نے نہ کبھی مانا ہے اور نہ مانتے ہیں۔ اور جو اس امر کا الزام دیتے ہیں بار ثبوت ان کے ذمہ ہے تعجب ہے کہ آپ نے کیونکر بغیر خود پڑھنے یا سننے کے اسے تسلیم کر لیا۔

بروزی یا ظلی رسول حضرت اقدس کے نزدیک وہی ہے جو فیض محمدی سے نور پائے۔ اور حضرت سیدنا محمدؐ کا اُمتی ہو کر نبی کا خطاب پائے اور نبوت کا کام کرے۔ نبوت تو اس کی ویسی ہے جیسے کہ گذشتہ انبیاء و رسل کی تھی۔ ان صرف ذریعہ حصول میں فرق ہے۔ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں یعنی حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ نبی وہی شخص ہے جس کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہو۔ اور اطلاع عن الغیب ہوتا ہو۔ یہی تعریف گذشتہ انبیاء پر صادق آتی ہے۔ اور یہی تعریف حضرت اقدس کی نبوت کی ہے۔

انبیاء کے درجات میں فرق ہے اور ضرور ہے۔ کوئی صاحب شریعت ہیں کوئی تابع شریعت۔ حضرت موسیٰ و حضرت سیدنا محمدؐ صاحبان شریعت یعنے شارع رسول ہیں۔ اور حضرت مسیح ناصری اور حضرت مسیح موعود تابعان شریعت نبی اور رسول ہیں۔ ان حضرت مسیح ناصری براہ راست رسول تھا یعنی کسی نبی کا اتباع کر کے نبی یا رسول نہیں ہوا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود تو تابع شریعت محمدیہ و سیدنا محمدؐ کا اُمتی تھا۔ اور وفات تک غلام احمدؐ رہا۔ اور فیض محمدی سے پایا جو کچھ کہ پایا۔

نبوت کو نام بھی پایا اور کام بھی پایا۔ صرف نام کا رسول یا نبی [illegible] نہیں [illegible] کام بھی کر دکھایا اور اعلیٰ پیمانہ پر کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود اپنے منصب اصلاح نفس کے ادا کرنے کے واسطے بذاتہٖ بالکل کامل نبی اور رسول تھے۔ اور حضرت مسیح ناصری سے کسی بات میں کم نہ تھے بلکہ بدرجہا بڑھ کر تھے۔ ان حضرت مسیح ناصری اور نہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود صاحب شریعت تھے اور نہ ہم ان کو شارع رسول جانتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ظلی یا نبی صاحب شریعت نہ ہو بلکہ تابع اُمتی یا بروزی ہو تو اس سے اس کی نفس نبوت میں کوئی فرق ہرگز نہیں آتا۔ الغرض حضرت غلام احمد انہی معنوں سے اُمتی نبی۔ ظلی رسول۔ بروزی نبی تھے۔ اور محض نام کے نبی نہ تھے۔ بلکہ کام کے بھی تھے۔

سوال (۲) حضرت میاں صاحب کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔

جواب (۲) حضرت میاں صاحب کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے یا نہیں۔ یہ سوال تو آپ کو حضرت مولانا نورالدین کے چھ سال کے عرصہ میں کرنا چاہئے تھا نہ کہ آج چھ سال کے بعد۔ مگر تاہم جواب عرض خدمت عالی ہے کہ میں اصل خلافت کی صرف اسقدر سمجھا ہوں کہ جماعت کی وحدت بغیر واحد امام کے اور بغیر ایک خاص مرکز کے قائم رکھنا ناممکن ہے اور اس غرض کے واسطے واحد امام کا انتخاب ضروری ہے اور حضرت اقدس کے نزدیک بموجب الوصیت مرکز قادیان ہے پس قادیان میں ہی وہ امام ہو۔ اس کے ماتحت جسقدر لوگ بیعت لینے کے واسطے مختلف علاقوں میں منتخب ہوں وہ قادیان کے ساتھ متعلق ہوں۔ احادیث میں آیا ہے کہ اگر دو آدمی کہیں ہوں تو ان پر تیسرا شخص بطور امیر کے ضرور منتخب کیا جاوے۔ اور جہاں چار ہوں۔ وہاں ایک کو بطور امیر ضرور منتخب کریں۔ ہمارا خلیفہ نہ تو مامور من اللہ ہے۔ اور نہ مادی بادشاہ۔ اگر مامور ہوتا تو اس کا مقابلہ کرنے والے فاسق کافر بھی ہوتے۔ اور اگر بادشاہ ہوتا فاسق یعنے باغی سلطنت ہوتے۔ اور تیغ کے ذریعہ سے موت کے گھاٹ اتارے جاتے۔

مگر ہمارے خلیفہ صاحب نے تو اپنے غیر مبائعین مخالف میں ایک کو بھی منع نہیں کیا۔ جب تک غیر مبائعین حضرت اقدس کے کسی صریح فرمان اور فیصلے کے خلاف کھڑے ہو کر منکر نہ ہو جاویں یا خصوصیات سلسلہ کے توڑنے والے نہ ہوں۔ جو حضرت اقدس نے اپنا مرا اور ارشاد الٰہی سے

قائم کئے ہیں

پس خلافت جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود فرما گئے ہیں۔ کہ جس شخص پر جماعت کے پاک نفس لوگ کہ ان کم چالیس اتفاق کریں وہ حضرت اقدس کے نام سے لوگوں سے بیعت لے تو جہاں سو سے ایک وقت میں ایک سو زیادہ ثابت ہوتے ہیں ہاں اگر بعض ایک ہی شخص منتخب ہو جائے۔ جیسا کہ سیدنا نورالدین تو الوصیت کے خلاف نہیں۔ بشرطیکہ ایک سے زیادہ منتخب شدہ قادیان کو بطور مرکز اور قادیان والے خلیفہ کو اپنا امیر اور مطاع جیسا کہ سیدنا نورالدین کو جانتے تھے۔ اب بھی مانیں ورنہ اگر وہ مرکز کو خلاف الوصیت قرار دیں۔ اور الگ ڈھائی اینٹ کی مسجد بناتے ہیں۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خلاف نئی انجمن کھڑی کریں تو وہ وحدت کے توڑنے والے ہیں۔ اور قرآن کریم کے لا تفرقوا کے حکم کے خلاف تفرقہ کو پسند کرتے ہیں۔ اور لا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم کے خلاف تنازعت برپا کرتے ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کی وحدت کی ہوا کو گندہ کرتے ہیں۔ اور احمدیت کو بے آبرو کرتے ہیں۔ حضرت اقدس نے وحدت کی تعلیم دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین نے وحدت کے لیکچر اور خطبے سنائے۔ مگر جناب آخر وحدت کو توڑ ہی دیا۔

خواہ حضرت میاں صاحب کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہو یا نہ ہو۔ تو بھی [illegible] عالم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت غلام احمد اور سیدنا نورالدین کے صریح حکم کے خلاف وحدت کے توڑنے والے ہیں۔ اور اس جرم سے بری نہیں حضرت میاں صاحب تو نفس خلافت کو جو میں نے تشریح کر دی قائل ہیں۔ اور آیت استخلاف کا استدلال تو مولانا نورالدین نے کیا ہے۔ اور بعض کرتے ہیں۔ خواہ یہ استدلال درست ہو یا غلط مگر خلافت کی اصل یہی ہے۔ جو عرض کر دی گئی ہے۔ اور وہ یہی واحد امام اور واحد مرکز ہے۔ جس کے بغیر جماعت جماعت کہلانے کی مستحق نہیں رہتی یہ صحیح ہے اور باطل نہیں ہے۔

سوال (۳) حضرت میاں صاحب کی بیعت نہ کرنے سے ہم یا مولوی محمد علی صاحب یا مولوی غلام حسن صاحب میاں صاحب کے نزدیک فاسق نہیں ٹھہرتے۔

جواب (۳) حضرت میرزا محمود احمد صاحب کی بیعت نہ کرنے سے زید یا بکر یا عمر فاسق ہو سکتا ہے یا نہیں اس کا علم تو خدا کو ہی ہے۔ ان میرے خیال میں اگر کوئی شخص حضرت اقدس مسیح موعود [illegible]

کی امام حکم اور عدل مانتا ہے - اور ان کے دعاوی اور تعلیمات کو ایسا ہی مانتا ہے جیسا ثابت ہے - اور اس کے دعاوی کو بعض انکار نہیں کرتا - اور ایسا امام بعد وفات مرکزیت کے اصول کا قائل ہو اور صدر انجمن احمدیہ کے کاموں میں بدستور سابق حصہ لیتا ہے اور صرف حضرت میاں صاحب کی کسی ذاتی کاوش اور ذاتیات کے باعث بیعت نہیں کرتا - تو فاسق تو نہیں مگر مومن کا شیوہ بھی نہیں کہ ذاتیات کو قربان نہ کرے بیگانہ سمجھتا ہو کہ صرف اپنے نفس کی قربانی سے وحدت سلسلہ میں فرق آتا ہے - اور وہ ذاتیات کو ترک نہیں کرتا -

حضرت علی اور حضرت معاویہ کا باہمی تنازعہ تھا - اور حضرت معاویہ خلافت علی پر خاص وجوہات سے معترض تھے مگر قرآن کریم نے ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا میں دونوں طائفوں کو مومنین کے نام سے یاد کیا ہے - لو حضرت میاں صاحب بھی آپ لوگوں کو احمدی مسلمان ہی مانتے ہیں جب تک آپ لوگ احمدی مسلمان کہلانا فخر سمجھیں - اور ان ہی کے احداً ھا علی الاخرٰی میں خلافت کے مخالف گروہ کا نام باغی رکھا ہے - اور حضرت علی نے بھی حضرت معاویہ کے گروہ کی اخواننا بغوا علینا سے یاد کیا ہے - - - - - - -

اور جہاں تک میرا خیال ہے - فاسق کے کئی معنوں میں سے ایک معنی حدود امر سے نکلنے والا اور وحدت کو توڑ کر مقابلہ کرنے والا ہے - پس اس کو باغی بھی کہتے ہیں -

پس اگر حضرت میاں صاحب خلیفہ ہوں جیسا کہ ان کے مبائعین ان کو تسلیم کرتے ہیں تو ان کے نزدیک - اور حضرت میاں صاحب کے نزدیک انکی خلافت کو نہ ماننے والے فاسق بمعنی باغی ہیں یعنی خلافت محمود کو نہ ماننے والے اور اس کا مقابلہ کرنے والے - پس کیا اگر ان معنوں میں حضرت میاں صاحب فاسق بمعنی باغی کہیں تو کیا آپ انکو برا خیال کرتے ہیں - اور درحقیقت غیر مبائعین ان کا مقابلہ نہیں کرتے ؟

جو معنے فاسق کے آپ لیتے ہیں یعنے کافر یا بدکار یا منافق وہ معنے حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہرگز کہیں آپ کے حق میں استعمال نہیں کئے - کیونکہ فاسق بمعنی کافر و منکر مامور من اللہ کا منکر اور مقابلہ کرنے والا ہو تا ہے - اور بمعنی بدکار یا منافق تو حضرت میاں صاحب آپ لوگوں کو ہرگز نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ ظاہری اور نفاق کا علم خدا کو ہے نہ حضرت میاں صاحب کو - کیونکہ نہ انکو علم غیب

تعلق رکھتے ہیں - اور دلوں کا مالک خدا ہے -

سوال (۴) انجمن سے میاں کو کوئی تعلق نہیں -

یہ فقرہ بالکل مہمل ہے کیا میاں صاحب اپنے اس انتخاب سے مستعفی ہونا چاہتے ہیں جو دفعہ ۱۸ میں ان کو دیا گیا ہے - یعنی انکی رائے انجمن کے فیصلہ پر فوقیت رکھتی ہے -

جواب (۴) صدر انجمن احمدیہ سے حضرت میاں صاحب کو کوئی تعلق نہیں - یہ فقرہ تو آپ کے بر خلاف نہ زبان سے ادا کیا ہو اور نہ کسی کو بیان کیا ہے - نہ معلوم آپ تک کس طرح پہنچا اور پہنچانے والے نے کہاں اور کس سے سنا -

آپ فرماتے ہیں یہ فقرہ بالکل مہمل ہے - میں عرض کرتا ہوں بالکل غلط ہے - ہاں یہ امر کہ حضرت میاں صاحب ان اختیارات سے جو دفعہ ۱۸ - کے ماتحت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے اکثر ممبروں نے حضرت میرزا محمود احمد کو خلیفۃ المسیح ہونے کی حیثیت سے دئے ہیں - ان سے حضرت میاں صاحب مستعفی ہوتے ہیں یا ہونا چاہتے ہیں - میں تو آج تک نہیں جانتا کہ دفعہ ۱۸ قرآن کریم کی کوئی آیت ہے یا سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین کی کوئی صحیح ثابت شدہ حدیث ہو یا حضرت مسیح موعود کا کوئی الہام ہے یا ان کا کوئی فرمان ہے یا بحیثیت حکم و عدل امام ہونے کے کوئی فیصلہ کسی امر متنازعہ فیہ میں صادر شدہ ہے - اگر ان امور میں سے کوئی امر ہے تو میں اس کے بارے میں حضرت میاں صاحب سے دریافت کرونگا - ہاں اگر کسی وقت صدر انجمن احمدیہ کے چند ممبروں نے کثرت رائے سے یہ کہدیا کہ ہمارے فیصلوں پر حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی رائے کو فوقیت حاصل ہے - اور بعدہٗ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سکرٹری نے (جو شاید جناب ہی تھے) اس دفعہ ۱۸ کو اس طرح ترمیم کرکے اعلان کر دیا ہو کہ حضرت غلام احمد مسیح موعود کی وفات کے بعد حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح منتخب ہوگئے ہیں - نئے اور پرانے احمدی کل ان سے بیعت کریں - اور انکے احکام اور فرمان ہمارے واسطے (شاید اس میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر بھی داخل ہوں) بمنزلہ مسیح موعود کے ہونگے - اور اسطرح بعد از وفات حضرت مسیح موعود اس دفعہ کو صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری نے خود منسوخ قرار دیدیا ہو یا بدل دیا ہو تو اب اگر بار دیگر حضرت خلیفۃ المسیح نور الدین کی وفات پر صدر انجمن قادیان کے ممبروں سے کثرت رائے سے اس دفعہ منسوخ شدہ

پھر بار دیگر منسوخ قرار دیا یا پہلے اعلان کی اشاعت بتجدید الفاظ کردی تو اس میں اصول نے کونسا حرج کیا ہے - اگر قانون دفعہ ۱۸ پاس کیا تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبروں نے کثرت رائے سے - اور اگر منسوخ کیا تو خلیفۃ اول کی خلافت کے ابتداء میں کثرت رائے سے - اور اگر بار دیگر تجدید ہوئی یا پہلے اعلان کی تائید ہوئی تو کثرت رائے سے - اگر شکایت ہے تو اسی سکرٹری صاحب قادیان سے جس نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خلافت پر کیوں اس نے دفعہ ۱۸ کو جو حضرت غلام احمد مسیح موعود کے لئے مخصوص تھا - یوں منسوخ قرار دیا کہ اب کل جماعت کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح نور الدین کے فرمان بمنزلہ مسیح موعود کے ہونگے دوسرے سکرٹری صاحب نے جو کچھ کیا پہلے سکرٹری صاحب کے نقش قدم پر چل کر کیا - اس پہلے سکرٹری صاحب جو اس وقت اپنے اعلان پر خود معترض ہیں یا اپنے دام میں خود پھنسے ہوئے ہیں یہ شعر غور سے پڑھ کر لطف اٹھائیں ؎

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ - خود اند سبو کش
خود بر سر آں کوزہ خریدار برآمد - بشکست و رواں شد

دفعہ ۱۸ - حضور ہی کا پاس شدہ قانون تھا - حضور ہی نے پہلے اعلان سے ترمیم کر دیا یا منسوخ کر دیا - اور حضور ہی خود اس وقت معترض ہیں - حضور خود ہی اس عقدہ لاینحل کو حل فرمادیں -

آپکے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح اول کے فرمان بمنزلہ حضرت مسیح موعود کے ہیں - اور خلافت ثانیہ کے وقت میں مولوی شیر علی صاحب کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے فرمان بمنزلہ حضرت مسیح موعود کے ہیں - دونوں میں فرق ہے تو صرف آپ کا اختلاف - مگر نفس قانون میں سر مو فرق نہیں - ہاں کثرت رائے پر فیصلہ کا قرار دیا جانا خود اس امر کا مستلزم ہے کہ اختلاف ضرور ہوگا اور قلت کے مقابلہ میں کثرت کی رائے درست قرار دی جاوے - اور کثرت میں ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ حضرت غلام حسن خان صاحب اور آپ اور حضرت مولوی محمد علی صاحب وغیرہ احباب بھی شامل ہوں - ورنہ کثرت کہلائے

ایک خاص عرصہ تک آپ کی کثرت رہی - اور اب انکی کثرت ہے جن کی پہلے قلت تھی نہ ان کو اس وقت گلہ تھا اور نہ اس وقت آپ کو شکایت چاہئے - ہاں اگر ان کو اس وقت آپ سے گلہ تھا تو اس وقت آپ کو ان سے شکایت ہے - غرض معاوضہ گلہ بنداز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۴ فروری ۱۹۱۵ء

موتا موتی لگ رہی ہے

(خدا کا کلام جو ۲۶-۲۷ فروری ۱۹۰۶ء کی درمیانی شب کو مسیح موعود پر نازل ہوا) جو کلمہ آج کے لیڈر کا زیب عنوان ہے۔ وہ آج سے کئی برس پہلے خدائے عالم الغیب کی طرف سے اس زمانہ کے ہادی و مرسل خدا کے فرستادہ مسیح موعود کو الہام ہوا تھا۔ اور اسطرح جن واقعات سے آج بنی نوع انسان کو دوچار ہونا پڑا ہے۔ ان کی اللہ تعالیٰ نے سالہا سال پہلے خبر دیدی تھی۔ اور اس قبل از وقت خبر دینے سے ذات باری کی اپنی قدیم سنت کے مطابق یہ غرض تھی کہ گمراہ و گنہگار مخلوق عذاب کی آمد سے قبل اپنے خدا کو پہچانے اور اسکی عتبہ عالیہ پر سر رکھ کر سجدہ ہائے توبہ کرے۔ اور زمانہ کے نذیر کو پہچانے۔ مگر بمصداق آیت مجید یاحسرة علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔ ترجمہ۔ افسوس ہے لوگوں پر کہ نہیں آتے ان کے پاس رسول مگر انہوں نے اُن پر ہنسی کی۔ خدا تعالیٰ سے دور افتادہ مخلوق نے الٰہی کلام پر ہنسی اڑائی۔ اور ایک رسول من اللہ کے پیام کو تحقیر کی نظر سے دیکھا۔ یورپ اور امریکہ نے ٹیکسٹ اور ڈونگی کی زندگیوں سان فرانسسکو۔ میسنا اور پرتگال کے زلازل میں آسمانی نشانات دیکھے۔ ایشیا نے کوریا کی نازک حالت اور ایک مشرقی طاقت اور تزلزل ایوان کسریٰ اقتدار نیز طاعون و زلازل کی صورت میں خدا کا ہاتھ ملاحظہ کیا مگر دیکھتے ہوئے نہ دیکھا۔ اور سنتے ہوئے نہ سنا۔ آخر وہ زمانہ آگیا جو شدید ترین عذاب کے لئے مقرر تھا اور جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے مسیح نے فرمایا تھا۔

"زمین پر اسقدر تباہی آئیگی۔ کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی"

موت کا بازار گرم ہوا۔ اور کشتی سے گزر ہوا انسانی خون کی ندیاں چلیں اور بلند پہاڑ نہ پہاڑ چلیں دنیا پر قیامت کا عذاب اور بے نظیر تباہی دیرپا [illegible] ہیبت کے ساتھ روز نما ہو رہا ہے اور ابھی تک سیاسی و طبعی زلازل کی صورت میں جاری ہے۔ یورپ کی مہیب و خونریز جنگ تباہی و بربادی و خون آشامی کی سب سے اعلیٰ آپ ہے۔ اور ابھی تک اس کے جلد ختم ہونے کے آثار تک بھی دکھائی نہیں دیتے بلکہ [illegible] سے فیصلہ اور طیش کی آگ دن بدن زیادہ تیزی اختیار کرتی اور حضرت عزرائیل کی ہیبت سے بڑھی ہوئی مصروفیت پر مزید اضافہ کرنے کے سامان مہیا کر رہی ہے۔ جزیرہ نما سیلسا کی ریت جو ابھی تک اپنی اصلی خاکستری رنگ روپ میں ملبوس تھی۔ اب اسپر جرمن سادہ مزاج بہادر ترک کے خون سے رنگین ہو رہی ہے۔ اور قرائن بتاتے ہیں۔ کہ قریب مستقبل جزیرہ نما بلقان کی سنگلاخ زمین کو گہرے ارغوانی رنگ سے رنگین کریگا۔ اور موتا موتی کا عالم اب سے بھی زیادہ زور کے ساتھ دنیا کو اپنا چہرہ دکھائے گا۔

جرمنی نے خون میں کھیلنے بلکہ یوں کہو کہ خون پینا نہ چھوڑنے والے قیصر نے آخری گھوڑے اور آخری سوار تک لڑنے کے تباہی خیز ارادہ کو ابھی تک دل میں مضبوط جگہ دے رکھی ہے۔ اور ریوٹر کی تازہ ترین برقی خبریں نہ صرف حسب معمول بھاری نقصان جان اور ہولناک اتلاف جان کی خبریں لا رہی ہیں۔ بلکہ یہ بھی بتاتی ہیں۔ کہ قیصر کی فوج کا ایک حصہ لشکر موت کے نام سے موسوم ہے۔ اور جان دینا ہی اپنا فرض سمجھتا ہے۔ چنانچہ مسٹر ریوٹر فرماتے ہیں۔

لنڈن ۵ فروری۔ پیٹروگراڈ سے آئی ہوئی خبریں مظہر ہیں۔ کہ بورز بیموف کے جنگ میں سات جرمن ڈویژنوں نے گھنی صفوف میں روسیوں پر حملہ کیا۔ اس حملہ آور فوج کا نام لشکر موت تھا۔ کیونکہ اس فوج کے سپاہیوں کی نسبت موت اور بربادی کے گھاٹ اترنے کا پہلے ہی سے یقین کر لیا گیا تھا۔ حملہ آوروں کی صفوف میں اسقدر ہولناک قتل عام بپا ہوا۔ جسکا نظارہ نہایت ہی بھیانک تھا۔"

پھر اس تار کی تصدیق سکرٹری آف سٹیٹ نے اپنے ۸ فروری کے برقی مراسلہ میں ان الفاظ فرمائی ہے۔ "جرمن قیدیوں کا بیان ہے کہ انکی گھنی صفوف میں اور میدان جنگ کے اندر اسقدر ہولناک قتل عام بپا ہوا۔ جسکا نظارہ نہایت ہی بھیانک تھا"

اب ایکطرف اس بیان سے اور دوسری طرف صرف جرمنی کے ۲۵ لاکھ یعنی ۲۵۰۰۰۰۰ ہزار بہادر سپاہیوں کے نقصان کی صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ایسن۔ میوز اور ایسر کے پانی خون آلود ہیں۔ بلکہ ڈینوب وسچولا اور بزورا کا منہ بھی خون آلود ہو رہا ہے۔ اور ان پانیوں کے قدرتی سفید رنگ کو انجیار کا رنگ دینے میں قضا وقدر نے تنہا جرمن خون کا استعمال نہیں کیا۔ بلکہ اسمیں نیس رد ینگلش اور سولین و ڈیپلے کے ہمقوم بہادروں نیز سٹریا ہنگری۔ بلجیم اور سرویا کے فرزندوں اور بھارت ورش اور ریاستہائے برطانیہ کے جانباز بہادروں کے خون کی بھی آمیزش ہے۔ اور اگر چشم پر آب کے خونی اشکوں کو تھام کر میدان کارزار کا تماشہ مغرب سے شمال و مشرق و جنوب پر بھی ایک نظر دوڑائی تو پھر وہ دیکھیگا۔ کہ کوہ قاف کی سفید برف پوش چوٹیاں کاسک کرد کے گرم خون سے رنگین اور آذر بائیجان کا بدقسمت صوبہ اور اسکا شکستہ انتیمریل نی باشندہ عرب اور عثمانی و روسی ای خونی جرہ جیسے تباہی و بربادی کا ایک ہولناک منظر بن رہے ہیں۔ اور بحر کاسفین رود بار انگلستان بحیرہ شمالی۔ بحیرہ بالٹک۔ بحیرہ روم۔ بحیرہ قلزم اور خلیج فارس کے پانیوں پر ہو رہا ہے۔ بلکہ پانیوں سے گذر کر افواج موت کی یورش یورپ ایشیا اور افریقہ کے سواحل پر بھی ہو رہی ہے۔ پھر حضرت عزرائیل کے سپاہی موت کی اس گرم بازاری پر مطمئن نہیں رہے۔ انہوں نے جیسیں مدکر تقدس مآب پاپائے روم کے مقدس محل کے قریب دیوار پر زلزلہ کی شکل میں حملہ کیا۔ اور سوئٹیزر لینڈ و آسٹریا کی سرحد سے لیکر جنوبی اٹلی تک تمام ملک کو کم و بیش نقصان پہنچایا ہے۔ ۲۰ قصبے تو بالکل پیوند خاک کر دیئے گئے۔ اور جہاں پر قصبے تھے وہاں گرد اور دھوئیں کے بگولے اٹھتے ہوئے دکھائی دیتے تھے قصبات کا نام و نشان نہ تھا۔ ریلوے لائین کے گرد کی تمام عمارتیں برباد ہو گئیں۔ بہت سے اور قصبوں کو نقصان پہنچا اور خاص روم میں ۸۰ گھر متاثر ہوئے۔ قصبہ اویزینو کی کل آبادی میں سے ۵ نفوس باہر تھے۔ باقی سب کو بقول ٹائمز آف لنڈن زلزلہ نے سوتے ہوئے آ لیا۔ فاخذتھم الرجفة فاصبحوا فی دارھم جٰثمین ۔ غرض آج چاروں طرف موت کا بازار گرم ہے۔ اور ہر جگہ موتا موتی لگ رہی ہے اور اس حیرت انگیز تباہی نے ہمعصر خطیب دہلی سے بھی مفصلہ ذیل الفاظ لکھوا دیئے ہیں "آجکل تمام دنیا ایک سرے سے دوسرے سرے تک نازل دو زلازل اور حوادث و خطرات کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے ایسی مہیب تاریخ عالم میں کسی شعبہ سے کوئی ملک اور کوئی قوم محفوظ و مصئون نظر نہیں آتی" پھر اسکے بعد خطیب لکھتا ہے کہ "یہ عذاب الٰہی ہے"۔ ہم اپنے ہمعصر اور تمام طالبان حق کو خدا تعالیٰ کا یہ قول یاد دلاتے ہیں [illegible]

ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

کیا مرزا صاحب خدا کے بیٹے تھے؟

معترض ۔ خداے ذرکر الزام لگانے والا معترض توضیح مرام صفحہ ۲۷ کا حوالہ دیکر لکھتا ہے ۔

مسیح قادیانی (مرزا) اور مسیح ابن مریم کو ابن اللہ یعنی خدا کا بیٹا کہنا درست ہے ۔ خدا کی محبت نر انسان کی محبت مادہ کی حیثیت سے جب ملتی ہیں تو ہر دو کا ولد روح القدس پیدا ہوتا ہے ۔ انہماں ہرسہ کے مجموعہ کا نام پاک تثلیث ہے یعنی عیسائیت میں صرف تثلیث ہے ۔ اور احمدیت میں پاک تثلیث ۔ کچھ بڑا فرق نہیں ۔

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ کا حوالہ دیا ہے ۔

انت منی بمنزلۃ اولادی (یہ آپکی عربی دانی ہے ۔ یعنی ولدی یا قم) تو رائے مرزا تیرے لئے بمنزلہ بیٹے کے ہے ۔ احمدیت میں مرزا صاحب بمنزلہ خدا کے بیٹے کے ہیں ۔ عیسائیوں میں مسیح ابن اللہ ہے ۔ احمدیت میں دو ابن اللہ ہیں ۔ ابن مریم اور مسیح قادیانی ۔

آپ ذرا مہربانی فرماکر اصل کتابیں دیکھئے ۔ اور معترض کی تقویٰ شعاری کی داد دیجئے ۔

" اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکھتے ہیں ۔ وہ کیا شے ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے ۔ کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے ۔ جو ہم دونوں کے روحانی قویٰ میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایکطرف اوپر کو جاتی ہے نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے ۔ جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے ۔ اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو اول بندہ کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے ۔ اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں ۔ ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جسکا نام روح القدس ہے ۔ سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اس وقت سے سمجھی جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے ۔ اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بیجا نہیں ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادۂ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے ۔ ایک نیا تولد بخشتی ہے اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے ۔ اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے ۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے ۔ اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے ۔ اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے ۔ حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے "

[illegible]

اب اس عبارت کو پڑھ کر کیا یہ وہم بھی رہ جاتا ہے ۔ کہ آپکو ابن اللہ [illegible] آپ تثلیث کے قائل ہیں ۔ آپ نے تو اس غلطی کو واضح کیا ہے جو عیسائیوں کو حقیقت ابنیت کو نہ سمجھنے میں لگی ۔ اور جس سے وہ دھوکہ کھا کر تین اقنوم بنا بیٹھے چنانچہ آپ نے بشدو مد الٰہی خالق اور مخلوق کا لفظ تحریر کر دیا ہے ۔ کہ کوئی ایسی تثلیث نہ سمجھ لے ۔ جس کے عیسائی قائل ہیں ۔ پھر آخر میں جسکو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے ۔ اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے ۔ حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے ۔

یہ الفاظ لکھ کر تثلیث کی سخت تردید کی اول تو اسے مشرکانہ ٹھہرایا ہے ۔ پھر ایک دلیل دی ہے ۔ کہ جو ذرہ امکان ہے ہالکۃ الذات ہے باطلۃ الحقیقت ہے ۔ وہ کیونکر حضرت واجب الوجود کے برابر ہو سکتا ہے اور اس طرح یہ تثلیث کا عقیدہ غلط ثابت کیا ہے ۔ باوجود اس کے یہ کہنا کہ احمدیت میں بھی تثلیث ہے ۔ اور عیسائیت میں بھی تثلیث کس قدر ظلم اور بہتان ہے ۔ وہ برگزیدہ کبریا جو اس لئے مبعوث ہوا ۔ کہ دلائل حقہ و براہین نیرہ سے تثلیثی عقائد کا رد کرے اسے تثلیث کا قائل بتانا ۔ ایک امر باطل ہے ۔ ہر شخص کے عقائد اس کی محکم عبارتوں سے دیکھے جا سکتے ہیں ۔

حضرت مسیح موعود تو اپنے پیروؤں کو بھی ہدایت فرماتے ہیں ۔ پس ان پر کیوں کر گمان ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ تثلیث کے قائل تھے ۔ جبکہ ان کے مریدوں سے بھی کسی کا یہ مذہب نہیں ۔ باقی پاک اور پلید کوئی بڑا فرق نہیں ۔ یہ کہنا بھی اسی کا کام ہے ۔ جس کا دل ایسا گندہ ہے کہ خبیث و طیب میں فرق نہیں کر سکتا ۔

دوسرا الہام انت منی بمنزلۃ اولادی کی تشریح بھی حضرت اقدس نے خود ہی فرما دی ہے ۔ دیکھو دافع البلاء صفحہ ۶

" یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اسکا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے ۔ کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں ۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے ۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا ید اللہ فوق ایدیھم ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللہ کے قل یا عبادی بھی کہا ۔ اور یہ بھی فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم [illegible]

[illegible]

ثبوت ملائکہ

نمبر ۱

(از سید محمد اسحٰق صاحب۔ مولوی فاضل)

۱۲ جنوری کو میں نے مبلغین کی اعلیٰ کلاس اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے سامنے ملائکہ کے متعلق ایک لیکچر دیا تھا۔ جو ذیل میں درج ہے۔ تمہید کے طور پر میں نے یہ بیان کیا تھا۔ کہ کسی بات کے ثبوت کے دو ہی پہلو ہوتے ہیں۔ عقلی اور نقلی۔ اور جب ایک بات کو عقل سلیم غلط قرار دے۔ گو وہ نقل کے لحاظ سے کیسی ہی اعلیٰ پایہ کی ہو۔ لیکن تاہم وہ درست اور صحیح ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس کی مثال میں ہم عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث پیش کر سکتے ہیں۔ یہ عقیدہ نقل کے لحاظ سے درست ہے یعنی عیسائیوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے علماء اس کو مانتے ہیں۔ اور پولوس جو عیسوی مذہب کا ایک طرح سے بانی ہے۔ وہ بھی اس عقیدہ کو تسلیم کرتا ہے لیکن چونکہ یہ مسئلہ عقل کے خلاف ہے۔ اور ایک منٹ کیلئے بھی ہماری تمیز تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ ایک ہی وقت میں تین ایک ہوں۔ اور ایک تین۔ اس لئے ایسے مسئلہ کو فوراً رد کر دیا جائیگا۔ اور گو نقل کے لحاظ سے درست ہے۔ مگر عقل اس کو نہیں مانتی۔ اس لئے ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے دوسرا پہلو نقل ہے۔ سو اگر ایک بات عقل کے مطابق ہو اور عقل اسکا انکار نہ کرے۔ اور عقل کے نزدیک وہ ناممکن نہ ہو۔ مگر نقل سے اسکا کچھ ثبوت نہ مل سکے۔ تب بھی ہم اسے نہیں مان سکتے۔ مثلاً کوئی کہے۔ کہ ملکہ معظمہ ایک دفعہ ہندوستان میں تشریف لائی تھیں۔ تو ہم اس بات کو درست نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ یہ نقل کے خلاف ہے۔ گو ملکہ معظمہ کا ہندوستان میں آنا ان کی زندگی میں ناممکن نہ تھا۔ نہ عقل اس کے مخالف ہے۔ سامان موجود تھے۔ ریل اور جہازوں کی آمد و رفت تھی۔ ہر شخص آسانی سے آجا سکتا تھا۔ اور اگر ملکہ معظمہ چاہتیں۔ تو ہندوستان آسکتی تھیں۔ لیکن یہ بات نقل کے خلاف ہے۔ یعنی ان کے ہندوستان میں آنے کی کوئی صحیح روایت موجود نہیں۔ بلکہ صحیح روایات بیان کرنے والے اور ملکہ معظمہ کے حالات تحریر کرنے والے اس بات کے مخالف ہیں۔ اس لئے ہم اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ غرض جو بات عقل کے خلاف ہو وہ بھی درست نہیں۔ اور جو بات نقل کے موافق نہ ہو۔ اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور جو دونو کے خلاف ہو۔ وہ تو بالکل ہی بیہودہ ہے۔ اس لئے جو بات ہم ثابت کرنا چاہیں اسے انہی عقلی و نقلی دو پہلوؤں سے پرکھنا چاہئے۔ اب ہم فرشتوں کے وجود اور ملائکہ کی ہستی کو پہلے عقلی میعار پر پرکھتے ہیں۔

ملائکہ کا وجود عقلی پہلو سے

سو اگر ہم فرشتوں کے متعلق عقل سے فتویٰ پوچھیں۔ تو وہ انہیں ناممکن نہیں بتاتی۔ بلکہ اس بات کو جائز اور قرین قیاس سمجھتی ہے۔ کہ فرشتے ہوں کیونکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے تمام فیوض ہمیں بلا واسطہ نہیں ملتے۔ بلکہ واسطوں اور وسیلوں کے ذریعہ سے ہم تک پہنچتے ہیں۔ دیکھو ہمیں پیاس لگتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے اسے بجھاتا ہے۔ مگر بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ پانی کے ذریعہ اسی طرح ہمارے بدن میں تحلیل کا سلسلہ رکھا گیا ہے۔ اور ہمیں بھوک لگتی ہے۔ اور وہی رحیم کریم خدا اپنی بندہ نوازی سے ہماری بھوک دور کرتا ہے۔ مگر کیا کسی واسطہ کے بغیر؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اناج کے ذریعہ میووں کے واسطہ سے۔ جانوروں کے گوشت کے وسیلہ سے۔ پھر ہمیں گرمی سردی ستاتی ہے۔ ان کا دفیعہ بھی اللہ ہی کرتا ہے۔ مگر لباس کے ذریعہ۔ روئی اون اور ریشم کے واسطہ سے۔ پھر ہم روشنی کے محتاج ہیں۔ وہ بھی اسی نے ہمیں دی مگر سورج کے ذریعہ۔ غرض جسمانی عالم میں جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض ہم تک پہنچتا ہے۔ وہ بلا واسطہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ کسی نہ کسی واسطہ سے۔ اسی طرح عقل تقاضا کرتی ہے۔ کہ روحانی عالم میں بھی کوئی ذرائع ہوں۔ اور وحی و الہام بھی نبیوں کو کسی واسطہ سے ہوتے ہوں۔ سو انہی واسطوں کا نام ملائکہ ہے۔ اور وہ ہستیاں جو خدا کا پیغام نبیوں اور رسولوں تک پہنچاتی ہیں۔ انہی کو اسلامی زبان میں ملائکہ کہتے ہیں۔ اور وہ وجود جو روحانی تحریکوں اور لوگوں کو نیک ترغیب دینے کے کام پر مقرر ہیں۔ انہی کو ہم فرشتہ کہتے ہیں۔ غرض فرشتوں کے وجود کو عقل ناممکن نہیں بتاتی۔ بلکہ عقل جب مشاہدہ کرتی ہے۔ کہ اس جسمانی عالم میں الٰہی فیوض اور برکات کے لئے مختلف وسیلے ہیں۔ اور کوئی کام بے وسیلہ نہیں ہوتا۔ تو وہ فوراً یقین کر لیتی ہے۔ کہ عالم روحانی میں بھی کچھ وسائط ہونے چاہئیں۔ وہ روحانی فیوض جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں تک پہنچتے ہیں۔ وہ بھی وسیلوں کے ماتحت ہونے چاہئیں۔ سو عقل بجائے اس کے کہ فرشتوں کو ناممکن الوجود ٹھہرائے۔ ان کی ہستی کو قرین قیاس بلکہ یقینی تسلیم کرتی ہے۔ سو دونوں پہلوؤں میں سے عقلی پہلو سے تو فرشتوں کا وجود ثابت ہو چکا۔ اب نقلی پہلو دیکھو۔

فرشتوں کا وجود نقلی پہلو سے

نقلی لحاظ سے فرشتوں کا وجود اظہر من الشمس کی طرح ثابت ہے۔ کیونکہ کوئی مذہب نہیں۔ جس میں کسی نہ کسی رنگ سے فرشتوں کا اقرار نہ کیا گیا ہو۔ ہندو بھی دیوی دیوتوں کے قائل ہیں۔ زرتشتی بھی روحانی مظاہر کے مقر ہیں۔ یہودیوں کو بھی فرشتوں کی ہستی مسلم ہے۔ اور عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے پھر ان کے بعد اسلام بھی کھلے لفظوں میں ملائکہ کا وجود تسلیم کرتا ہے۔

سو اگر نقلی پہلو سے فرشتوں کی ہستی کا ثابت کرنا مطلوب ہو۔ تو اس کے لئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے۔ کہ صرف کوئی ایک مذہب ہی ان کے وجود کا مقر نہیں بلکہ تمام مذہب مختلف رنگوں میں ان کو مانتے ہیں۔ سو جب عقل بھی ملائکہ کی ہستی کو تسلیم کرتی ہے۔ اور نقلی طور سے بھی کافی ثبوت موجود ہے۔ تو ایک صحیح العقل شخص کا ہرگز حق نہیں۔ کہ وہ انکار کرے۔ اس کے بعد میں تفصیل سے وہ دلائل لکھتا ہوں جن سے فرشتوں کے وجود کو ہم منکرین پر ثابت کر سکتے ہیں۔

دلیل اوّل

دنیا میں جستقدر مذاہب ہیں۔ وہ سب کے سب فرشتوں کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔ قدیم ہندو بھی بہت سی ایسی ہستیاں مانتے ہیں جو انسان کو نظر نہیں آتیں۔ بلکہ نہاں در نہاں ہیں۔

لیکن روحانی لحاظ سے ان کا انسان سے تعلق ہے۔ چنانچہ دیوتوں اور دیویوں کو جو دوسرے لفظوں میں فرشتوں کے نام سے موسوم ہیں۔ اب تک ہندو مانتے ہیں۔ اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ خیر و شر پہنچانے کے لئے بہت سے ایسے وجود ہیں جو ان جسمانی آنکھوں سے نظر نہیں آتے۔ اور چونکہ ہندوؤں کے دل میں جسمانیت نے اپنا گھر کر لیا ہے۔ اور ہر چیز کو وہ بچشم مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان دیوتوں اور دیویوں کے مجسمے بنا لئے ہیں۔ اور پتھر تراش کر انہیں مختلف پوشیدہ ہستیوں کی خیالی تصویر سمجھ لیا ہے۔ اور اس سے بھی آگے بڑھے اور خدا کی تصویر بنائی۔ اور بت بنا کر انہیں خدا و صفات دیگر پوجنے لگے۔ غرض فرشتوں کو ہندو بھی دیوتوں اور دیویوں کے نام سے مذہباً تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح پارسی بھی خیر و شر کے مظہر بہت سے نہاں در نہاں وجود مانتے ہیں۔ پھر یہود کو لو۔ اور عیسائیوں کے مذہب کی طرف توجہ کرو۔ ان کی کتابوں میں سینکڑوں مرتبہ کھلے لفظوں میں فرشتوں کا ذکر ہے۔ اور بہت سے فرشتوں کے نام بھی اسمیں درج ہیں۔

پھر اسلام کو لو۔ اس میں تو ملائکہ کو ماننا ایک فرض قرار دیا ہے۔ اور ان کا ماننا ایمان کا ایسا رکن تسلیم کیا ہے۔ جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اب جبکہ ہم نے ثابت کر دیا۔ کہ تمام مذاہب اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ تو نتیجہ نکلا۔ کہ واقعہ میں فرشتوں کا وجود ہے۔ ورنہ تمام مذاہب میں یہ اتفاق نہ ہوتا۔ مذاہب کا اتفاق ہی فرشتوں کے وجود کی ایک بڑی زبردست دلیل ہے۔ صرف وہم پر اس کی بنیاد نہیں ✤

درس قرآن شریف کے نوٹ

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ دفتر اخبار الفضل سے چار روپے میں مل سکتے ہیں۔ حجم ۴ ۱ صفحے۔

(مینیجر)

آریہ صاحبان جواب دیں

سوامی دیانند اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۳ میں ان عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے جن سے نکاح نہیں کرنا چاہیئے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جس عورت کی آنکھیں بھوری ہوں۔ اس سے کوئی شخص نکاح نہ کرے۔ میں نے جب یہ مقام پڑھا تو سمجھا، کہ شائد آگے چل کر سوامی صاحب نے کوئی معقول وجہ اس ممانعت کی پیش کی ہو گی۔ مگر ورق گردانی کے باوجود مجھے اس میں ناکامی ہوئی یا اب تو وہ اس دنیا میں موجود نہیں۔ ہاں ان کے متبعین سے پتہ چل سکتا ہے۔ اس لئے ہر سچے آریہ کا فرض ہے کہ وہ مجھے مندرجہ ذیل باتوں کا جواب دے ✤

۱ - بھوری آنکھوں والی عورت سے نکاح نہ کرنے کی کیا وجہ مانتے ہیں۔ کیا طبی اصول بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ یا نہیں۔

۲ - یورپ میں تمام عورتیں بھوری آنکھ والی ہوتی ہیں۔ اب بتلایئے۔ یورپ والے ان سے شادی نہ کریں۔ تو کیا کریں۔ اور اب جو آریہ سماج قائم ہوا ہے اگر اس کی تبلیغ سے یورپ اور امریکہ والے آریہ ہو جاویں۔ تو وہ ستیارتھ پرکاش کے مطابق کن عورتوں سے شادی کریں۔ آیا ہندوستان کی آریہ عورتیں اس قدر تعداد میں ہیں۔ کہ ان کے نکاح میں آکر پھر آریہ مردوں کے لئے کفایت کر سکیں گی ✤

۳ - اگر بھوری آنکھ نکاح میں ایک روک ہے۔ تو بتایئے۔ کہ جس مرد کی آنکھیں ایسی ہوں۔ اس کے نکاح میں کوئی سیاہ چشم عورت آ سکتی ہے یا نہیں۔ اگر آ سکتی ہے۔ تو بتاؤ۔ باوجود مرد کی بھوری آنکھ ہونے کے پھر نکاح کی کیوں اجازت ہے؟ کیا مرد کی بھوری آنکھ موجب نقصان نہیں۔ اور اگر ایسے مرد سے بھی اجازت نہیں تو بتاؤ۔ سوامی صاحب نے اس کی ممانعت کہاں پر بیان کی ہے۔ اگر نہیں کی۔ تو اقرار کرو۔ کہ تمہاری تعلیم ناقص ہے۔

۴ - یہ تعلیم کہ بھوری آنکھ والی عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیا خاص وید میں مذکور ہے۔ یا منو وغیرہ میں۔ اگر وید میں ہے تو شرتی مع لفظی ترجمہ شائع کر دو۔ اور اگر وید میں نہیں ہے۔ تو بتاؤ۔ کہ یہ تعلیم درست ہے یا غلط اگر درست ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ انسانوں کے لئے ایک مفید تعلیم تھی۔ لیکن وید میں اس کا ذکر نہیں۔ اور اس طرح وید نامکمل ٹھہرتا ہے۔ اور اگر یہ تعلیم غلط ہے۔ اور وید نے بھی اسے بیان نہیں کیا۔ تو سوامی دیانند پر دو الزام آتے ہیں ایک افترا کا۔ کہ باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ ہماری ساری تعلیم وید سے اخذ کردہ ہے۔ پھر ایک ایسی بات بطور تعلیم دینی کتاب میں لکھی۔ جو وید میں نہیں۔ دوسرا الزام جہالت کا عائد ہوتا ہے۔ کہ دینی کتاب میں ایک بات ایسی لکھی جو طب سائنس اور علم صحیح کے خلاف ہے۔

۵ - اگر ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کے مطابق بھوری آنکھ والی عورت سے شادی نہ کی جاوے۔ تو وہ عورتیں باوجود قوی شہوانیہ کیا کریں۔ وید نے کوئی اسکا تدارک بھی کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے۔ تو شرتی مع لفظی ترجمہ لکھو۔ اگر نہیں۔ تو کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ عورتوں کو قویٰ دیئے جائیں۔ خواہشات انہیں رکھی جاویں۔ مگر پھر ان کے نکاح کی ممانعت کی جاوے۔

معاصرانہ ہمدردی

اخبارات میں یہ پڑھکر ہمیں افسوس ہوا۔ کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن کے چھوٹے بھائی مولوی محمد اکرام اللہ خان بی اے انسپکٹر ڈاکخانجات نے بمرض طاعون عین عالم شباب میں وفات پائی۔ اس صدمہ میں ہمیں مولوی انشاء اللہ خان صاحب اور مولوی محمد شجاع اللہ صاحب ایڈیٹر ملت سے ہمدردی ہے ✤

۲ - اردو زبان کو مولوی الطاف حسین صاحب حالی کا صدمہ ابھی فراموش نہیں ہوا تھا۔ اب خبر آئی ہے۔ اودھ پنچ کے ایڈیٹر مولوی سجاد حسین صاحب فوت ہو گئے۔ ہر زبان کیلئے ظرافت بھی ضروری ہے۔ اودھ پنچ کے ذریعہ مولوی صاحب مرحوم نے ملک و قوم کی اچھی خدمت کی۔ دیکھئے اس خدمت میں ان کا کوئی قائمقام ہوتا ہے یا نہیں۔ ظرافت کو تمسخر تک پہنچا دینا آجکل ملک کے مذاق میں بہت ہو رہا ہے۔ جو بجائے ترقی کے تنزل کی علامت ہے۔ مرحوم نے بھی حالی کی طرح اردو شاعری کو نیچرل طبیعت کا لباس پہنا دیا تھا۔

[illegible]

اور اطاعت الٰہی میں ایسا محو ہو جاتا ہے۔ کہ اس کا اپنا وجود درمیان [illegible] اللہ تعالیٰ ہی اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے۔ اور اللہ ہی اس مومن کے پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اللہ ہی اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اب اس حدیث کو ایک طرف رکھو۔ دوسری طرف قرآن مجید کی صاف اور صریح نصوص کو جو بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم ہونے سے پاک ہے۔ اور جسم کا نام اس کی قدوسیت کے منافی ہے۔ اور اس طرح پر حدیث اور آیات قرآنی باہم متناقض ہو جائیں گے۔ مگر ایک مسلمان اس کا قائل کو اس طرح دو کہے گا۔ کہ حدیث کا یہ منشاء نہیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقت میں مومن کے ہاتھ بن جاتا ہے۔ بلکہ مجازی معنے مراد ہیں یعنی مومن کی نفسانیت جاتی رہتی ہے۔ اور وہ خدا میں محو ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت اقدس کا جو الہام ہے۔ اس کا یہ مراد نہیں کہ خدا کا کوئی بیٹا ہے یا یہ کہ مرزا صاحب کا تعلق خدا سے فرزندانہ ہے بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے محبوب ہیں۔ اور محبت کی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے ایک تشبیہ سے کام لیا ہے کہ جیسے باپ کو بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کو حضرت اقدس سے ہے۔ یہاں پر پہنچ کر مجھ کو قرآن مجید کی ایک آیت خیال میں آئی۔ جو اس اعتراض کا بالکل قلع قمع کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم۔

اس آیت میں جو مضمون ہے وہ حضرت اقدس کے الہام سے ملتا جلتا ہے۔ کیونکہ الہام کے یہ معنے ہیں کہ تو میرے بیٹے کے درجہ پر ہے۔ اور اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ اے لوگو! میرا ذکر اس طرح کرو۔ جس طرح اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو۔ دیکھو یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے تشبیہ سے کام لیا کہ تم مجھ کو یاد کرو۔ اور میرا شکر کرو۔ اور میری تعریف کرو۔ جیسا کہ تم ایام حج میں منیٰ مقام پر اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو۔ اور ان کی تعریفیں کیا کرتے ہو۔ سو اس آیت سے الہام کے معنے بھی حل ہو گئے۔ کہ اس کے یہ معنے نہیں کہ مرزا صاحب خدا کے بیٹے ہیں۔ بلکہ صرف اپنی محبت کی کیفیت اور کمیت لوگوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے ایسی بات سے اسے تشبیہ دی ہیں جس سے عام طور پر لوگ آشنا ہیں۔ اور ہر صاحب اولاد خوب سمجھتا ہے کہ اسے اپنے لخت جگر سے کتنی محبت ہوتی ہے۔ بس ان کو سمجھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مرزا صاحب سے میری محبت کو تم اس محبت پر قیاس کر لو جو تمہیں اپنے بیٹوں سے ہوتی ہے ✦

تعلیم الاسلام ہائی سکول

(۱) تعلیم الاسلام ہائی سکول تقریباً پندرہ سال سے جاری ہے۔ یہ سکول ایک نہایت عمدہ پُر فضا مقام پر واقع ہے۔ جہاں کی آب و ہوا کو ڈاکٹروں۔ انجنیروں۔ انسپکٹروں اور دیگر سرکاری حکام نے بہت ہی پسند کیا ہے۔ لڑکوں کی جسمانی صحت کا پورا پورا انتظام کیا گیا ہے۔ ہاکی۔ فٹ بال۔ کرکٹ اور دیگر ضروری کھیلیں ان کے لئے مہیا کی گئی ہیں اور ان کو کھیلنے کے لئے کافی سے زیادہ سامان دیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ طلباء کی اخلاقی تعلیم کے لئے ایک ایسا بندوبست کیا گیا ہے جو کسی دوسرے سکول میں نہیں ملیگا وہ یہ کہ ان کے لئے ٹیوٹروں کا انتظام کیا گیا ہے یعنی جو لڑکے بورڈنگ ہوس میں رہتے ہیں۔ وہ کئی ایک متقی اساتذہ کی نگرانی میں رہتے ہیں۔ اور اساتذہ کو صبح شام اپنے ماتحت لڑکوں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ اور انکی جسمانی اور اخلاقی تعلیم کے ذمہ وار اساتذہ ہوتے ہیں ✦

(۲) ان بورڈروں کے لئے بورڈنگ ہوس میں ایک ہسپتال ہے۔ جہاں ہر وقت لڑکوں کو دوائی مل سکتی ہے ایک اسسٹنٹ سرجن۔ ایک سب اسسٹنٹ سرجن اور ایک کمپونڈر بورڈروں کے علاج کے لئے موجود رہتے ہیں ✦

(۳) سکول اور بورڈنگ میں جُدا جُدا لائبریریاں ہیں۔ جنمیں علم ادب کی کتابوں کے علاوہ طلباء کے لئے انگریزی اور اردو کے مفید مفید اخبار بھی منگوائے جاتے ہیں ✦

(۴) لڑکوں کے لئے کھانے کا انتظام بہت وسیع پیمانے پر کیا گیا ہے۔ مسلمان لڑکوں کے لئے مسلمان باورچی اور ہندو طلباء کے لئے ہندو رسوئی ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ دیہات سے آنے والے طلباء کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ نقد روپے خرچ خوراک کے لئے ادا کریں۔ بلکہ آٹا۔ دال۔ گھی گھروں سے لے آئیں۔ تو ان کو بھی ویسا ہی عمدہ کھانا ملیگا۔ جیسا کہ دوسرے لڑکوں کو بورڈنگ کا۔ اور خرچ مبلغ ۵ روپیہ ماہوار ادا کر سکتے ہیں۔ آٹا و گھی و دال لانے کی صورت میں صرف بورڈنگ کی فیس ایک روپیہ اور ایندھن اور ذکر دیگ خرچ لیا جاتا ہے۔ مبلغ ۵ روپے میں بورڈنگ کے طلباء کو دونوں وقت دال یا سبزی کے علاوہ ہفتہ میں دو دفعہ گوشت بھی دیا جاتا ہے۔ مسلمان طلباء کے واسطے ایک مسجد بورڈنگ کے پاس ہی ہے جسمیں وہ پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ نماز ہر ایک مسلمان طالب علم کے لئے ضروری ہے۔ سردیوں میں وضو کرنے کے لئے گرم پانی دیا جاتا ہے۔ جا بجا پانی کے نلکے مناسب ضروریات کے لئے موجود ہیں۔ بورڈنگ ہوس کی عمارت بھی ایک نہایت ہی خوشنما اور پُر فضا عمارت ہے۔ جتنے افسر آتے ہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور اسکی تعریف کرتے ہیں۔ جیسی عمارت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ویسے ہی اس کے لئے اُستاد بھی قابل سے قابل منگوائے گئے ہیں موجودہ ہیڈماسٹر۔ سکینڈ ماسٹر اور تھرڈ ماسٹر سب علی گڈھ کے پاس کردہ سینئر ٹرینڈ اور نہایت ہی قابل اُستاد ہیں۔ باقی سب اُستاد قریباً ٹریننگ کالج لاہور کے سند یافتہ ہیں۔ مسلمان طلباء کے لئے دینی تعلیم کا نہایت اعلیٰ اور عمدہ بندوبست کیا گیا ہے۔ یعنی قرآن شریف اور حدیث شریف باقاعدہ اور ترتیب وار پڑھائی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ دیہاتی طلباء جو پرائمری اور مڈل ورنیکلر پاس کر کے آتے ہیں۔ ان کے لئے سپیشل کلاس کا انتظام کیا ہوا ہے ✦

محمد دین۔ ہیڈماسٹر ہائی سکول قادیان

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین۔

یہ عجیب و غریب مشین ہم نے خاص و عام کی سہولت کے لئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے۔ اسمیں میدہ باہر سے ڈالا جاتا ہے۔ ہر ایک شخص اس کا استعمال کر سکتا ہے۔ اس میں سیویاں ایک گھنٹے کے اندر اندر سیر تک بن سکتی ہیں۔ قیمت میں ارزاں اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے۔ تاجروں کیلئے خاص رعایت ہوگی۔ قیمت مشین مع دو چھلنیاں مع ٹکی اور بار یک صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک۔ پتہ

مستری فضل کریم مہمانخانہ مسیح موعود قادیان ضلع گورداسپور

وصیتیں

آج دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے ذیل کا مضمون برائے اشاعت موصول ہوا ہے اس میں صرف اُن اشخاص کا نام درج ہے جنہوں نے صرف ماہ جنوری میں وصیتیں کی ہیں اس تعداد سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی انسانی تحریک اور کوئی کوشش خدائی کاموں کو روک نہیں سکتی ۔

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

نمبر وصیت	نام موصی مع مفصل پتہ سکونت	خلاصہ وصیت
۸۳۹	محمد خان ولد کرم داد گوندل ساکن کوٹ گوندل۔ حال وارد چک نمبر ۹۹۔ شمالی سرگودھا۔	اپنی جائداد مالیتی ۱۶۰۰ کے ۱/۱۰ حصّہ کی بعد از وفات وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے
۸۴۰	مسماۃ محمد بی بی زوجہ محمد خان گوندل مذکورہ بالا ۔	اپنے زیور قیمتی ۲۴۰ کے ۱/۳ حصّہ کی
۸۴۱	مسماۃ بیگم بی بی زوجہ میاں خان ساکن کوٹ گوندل حال چک نمبر ۹۹۔ شمالی سرگودھا۔	اپنی جائداد مالیتی ۱۴۰ کے ۱/۳ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے
۸۴۲	بختاور بی بی۔ بیوہ غلام حسین مرحوم قریشی ساکن چک نمبر ۹ شمالی نہر جہلم ۔	اپنی جائداد مالیتی ۱۵۰ کے ۱/۳ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے
۸۴۳	حیات بیگم زوجہ محمد ابراہیم بقاپوری حال وارد چک نمبر ۹ شمالی نہر جہلم	اپنی جائداد مالیتی ۱۵۰ کے ۱/۳ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے
۸۴۴	صالحہ بنت پیر منظور محمد صاحب اہلیہ میر محمد اسحاق صاحب۔ ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور۔	اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۳ حصہ کی جس کی قیمت ۱۰۰۰ ہے وصیت کرتی ہے ۔
۸۴۵	میر حسین و محمد حسین پسران محمد اشرف صاحب مرحوم ساکن ٹرپچی۔ تحصیل و ضلع امرتسر	اپنی اراضی ۹ کنال ۱۰ مرلہ کا بحصہ مساوی پنجم حصہ مع ایک سو پچاس روپیہ نقد کے وصیت کر دیتے ہیں۔ اور مکان سکونتی ۳۰۰ کا اور نقد مبلغ ۸۰۰ کا پانچواں حصہ ... داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دیتے ہیں
۸۴۶	مسماۃ بصری۔ زوجہ منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین۔ شہر فیروز پور	اپنے زیور مالیتی ۹۱۰ کا ۱/۳ حصہ بعد از وفات صدر انجمن احمدیہ کو دیا وصیت کرتی ہے
۸۴۷	مسماۃ زینب بی بی۔ زوجہ بابو محمد فاضل صاحب اوورسیر میونسپلٹی ۔ فیروز پور	اپنے زیور مالیتی ۲۵۰ کے ۱/۳ حصہ کی بعد از وفات وصیت کرتی ہے۔
۸۴۸	میر محمد اسحٰق ولد میر ناصر نواب صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور	اپنی تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کر کے حسب وصیت کرتا رہوں گا ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے۔ جس سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق فرمایا۔ کہ برائے امراض چشم جیسا کہ ضعف بصارت، دھند، جالا، پڑوال، سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ ۴ قسم دوم ۲ قسم سوم ۸ اصلی ممیرا کی قیمت ۵ روپیہ فی تولہ ہے ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ خاص کر شب کی گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور مجرب ہے۔

ست سلاجیت ۔ محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و مقابل استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس۔ مدقوق و شغو خیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ سخت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول۔ و سیلان منی و یبوست۔ درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت بہمراہ شیر گاؤ استعمال کرد۔ قسم اول عہ فی تولہ۔ قسم دوم ۸ ۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی۔ سیاہ اور سفید ماشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ نسری۔ صافہ سفید اور بادامی اور پشاوری ہر قسم ہر وقت اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ۔

المشتہر۔ احمد نور کابلی۔ مہاجر۔ سوداگر۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

تحفۃ الملوک

جس میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خواب کی بنا پر ایک والئ ریاست کو نہایت دل آویز اور دلکش پیرائے میں تبلیغ فرمائی ہے۔ علاوہ مضمون کی لطافت کے اس کی لکھائی چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ تقطیع کلاں کاغذ چکنا اور عمدہ مگر قیمت کاغذ درجہ اول کی صرف ۸ اور کاغذ درجہ دوم ۴ مشاہدہ ہے۔ احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں ورنہ بعد میں کمیاب ہو جانے پر کف افسوس ملنا پڑیگا ۔

نوٹ درس حضرت خلیفۃ المسیح اول رض بقیمت ۱۲ دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں

اشتہارات مندرجہ ذیل دفتر ترقی اسلام سے مفت مل سکتے ہیں

سبز اشتہار ۔ نشان فضل ۔ انگریزی اشتہار ۔ القول الفضل ۔ ... معین المبتدئین

ایک افترا کی تردید

گورنمنٹ کی شہادت

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک اشتہار کے ذریعے اس خبر کی تردید کروائی تھی جو میری نسبت احمدیہ بلڈنگز سے شائع کی گئی تھی کہ گویا میں نے گورنمنٹ سے کوئی درخواست اس مضمون کی کی تھی کہ وہ مجھے خلیفۃ المسلمین یا خلیفۃ المسیح سب مسلمانوں سے منوا دے یا یہ کہ ان سے تو میں گورنمنٹ کی خدمت کر سکتا ہوں لیکن گورنمنٹ نے اس سے انکار کیا۔ اور نیز اس اشتہار میں لکھا تھا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔ یعنی جو جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔ پس اگر میری نسبت مشہور کرنے والے جھوٹے نکلے تو یہ لعنت ان پر پڑتی تھی۔ لیکن اگر وہ سچے نکلے تو یہ لعنت مجھ پر پڑتی تھی۔ لیکن باوجود ایسے سخت انکار کے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے میرے اس اشتہار کی تردید میں ایک اعلان شائع کرایا۔ جس میں پھر اس خبر کی صحت پر زور دیا ہے۔ اور ظاہر کیا ہے کہ یہ خبر نہایت وثوق سے سنی گئی تھی۔ اور اس کے باور کرنے کے لئے ہمارے پاس بہت سی وجوہ پیدا ہو گئی تھیں۔ اول۔ میاں صاحب نے اپنی خلافت پر لاٹ صاحب کو تار دلوایا پھر گورنمنٹ کے پاس ایک وفد بھیجا گیا۔ اس کے بعد ایک درخواست گورنمنٹ کے پاس بھیجی گئی۔ اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ خبر ہم نے خود نہیں بنائی۔ بلکہ ہم نے بھی اور شخص سے سنی تھی۔ اور میاں صاحب نے جو ہم پر افتراء کا الزام لگانے میں تقویٰ سے کام نہیں لیا اور لکھا ہے کہ اب بھی میاں صاحب کا انکار صرف اسقدر ہے کہ مجھے گورنمنٹ سے کوئی خطاب نہیں ملا۔ اصل درخواست کا انکار نہیں کیا گیا ۔

ڈاکٹر صاحب نے جو ثبوت اپنے خیال کی تصدیق میں پیش کئے۔ انکی نسبت تو اسقدر کہنا کافی ہے کہ جو کچھ وہ میری نسبت منسوب کرتے ہیں وہ بعینہٖ انکے مطابق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں کیا گیا۔ اور جو حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کے وقت میں ڈاکٹر صاحب کے دوست کرتے رہے۔ میری خلافت کے وقت جو تار دیا گیا۔ اس سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ سے مجھے کوئی مطالبہ کیا۔ حضرت خلیفہ اول کی وفات پر خلافت کے قیام کے متعلق جب مختلف جماعتوں کو تار دئے گئے۔ تو شیخ محمد نصیب صاحب نے جو دفتر سکرٹری کے ہیڈ کلرک تھے۔ مجھے بتایا کہ حضرت خلیفہ اول کے خلیفہ ہونے پر ایک تار لاٹ صاحب کو بھی دیا گیا۔ اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کو بھی بغرض اطلاع لکھی گئی تھی میں نے بھی اسی طرح کر دینا چاہیئے۔ مجھے نہیں یاد کہ اس کے جواب میں کیا کہا۔ مگر کسی شخص نے جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں تار دیدی۔ پس یہ جو کچھ ہوا۔ پہلی مثال کے تتبع میں ہوا۔ جس کے ذمہ وار خواجہ صاحب یا مولوی محمد علی صاحب ہو سکتے ہیں کہ اول الذکر اس وقت سکرٹری انجمن تھے اور دوسرے صاحب لیٹ سکرٹری ہونگے جو سے بسبب تجربہ سابقہ ممبر کن اعظم۔ باقی رہا وفد کا بھیجنا سو یہ بالکل افترا ہے کوئی وفد نہیں بھیجا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کو یا تو خبر غلط ملی ہے یا وہ وفد کے معنے غلط سمجھتے ہیں۔ جناب لفٹنٹ گورنر صاحب پچھلے سال دورہ پر ضلع گورداسپور تشریف لائے تھے۔ اور تحصیل بٹالہ میں بھی آپ نے چند دن قیام فرمایا تھا۔ اور ایک ایسی جماعت کا امام ہونے کی وجہ سے جو زیادہ تر پنجاب ہی میں پھیلی ہوئی ہے میرا فرض تھا کہ میں آپ سے ملتا یا بعض احباب کو آپ کی خدمت میں بھیجتا۔ جب آپ قادیان سے صرف چند میل پرانے ہوئے تھے بعین وقت پر خبر سنکر میں نے چند دوستوں کو بھیجا کہ آپ سے مل لیں۔ چنانچہ ہز آنر نے نہایت فراخ حوصلگی اور مہربانی سے ان سے ملاقات فرمائی۔ سلسلہ سے دلچسپی رکھنے کے اظہار کے علاوہ قادیان دیکھنے کی خواہش بھی ظاہر فرمائی۔ اور فرمایا کہ آپ کی جماعت کی وفاداری پر گورنمنٹ کو پورا بھروسہ ہے اسی طرح قادیان کے ریل سے محروم ہونے پر بلا کسی تحریک کے اظہار افسوس فرمایا اور کہا کہ آپ لوگ اس معاملہ کے متعلق باقاعدہ تحریک کریں۔ اگر یہ بات کوئی مذموم پہلو اپنے اندر رکھتی ہے تو جناب ڈاکٹر صاحب کے اول تو ایسی گورنمنٹ کی ملازمت سے استعفا دیدینا چاہیئے جس کے اعلیٰ افسروں سے ایسے وقت میں ملاقات کرنے پر کہ جب وہ خود کسی مقام پر ہوں یا اس کے قریب سے گذر رہے ہوں۔ انسان مطعون ہوتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود پر اعتراض کریں کہ جب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دورہ پر قادیان تشریف لائے تھے تو آپ نے اس خبر کو سنکر تمام جماعت کے ذی حیثیت آدمیوں کو خطوط لکھ کر قادیان بلوایا۔ اور ان کے قادیان تشریف لانے سے پہلے زمین مدرسہ میں ایک بڑا دروازہ لگوایا گیا تھا۔ اور ان کے خیمہ تک ایک عارضی سڑک بنا دی گئی تھی۔ اور جس وقت انکی آمد کی اُمید تھی تمام جماعت کو جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول اور مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے حکم دیا تھا۔ کہ اس دروازہ کے دونوں طرف دو رویہ کھڑے ہو جائیں اور پھر مجھے اپنا قائم مقام کر کے آپ کے استقبال کے لئے آگے بھیجا تھا۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب کو میرے ساتھ کیا تھا

خدا کے مسیح کی پاک باتیں

۴ جون ۱۹۰۶ء کا ایک خط

ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے حضرت میر ناصر نواب صاحب [illegible] کو لکھا تھا :-

پرسوں حضرت اقدس امام الزمان کے حضور میں کوئی زیادہ گفتگو نہیں ہوئی۔ کل بوقت ظہر ایک شخص کا سوال پیش ہوا۔

سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آتش یا نار [illegible] کا ٹھنڈا ہو جانا آیا ہے اس کی تشریح فرما دیں ؛

جواب یہ کوئی عجیب بات نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت وسیع ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم سیالکوٹ میں تھے جس مکان میں ہم رہتے تھے۔ اس کی چھت پر بجلی گری۔ خدا نے ہمارے لئے اسے سرد کر دیا۔ اور کئی دروازوں میں سے گذر کر ایک کمرے میں جا [illegible] ہمارا [illegible] حالت تو جا ہیں گری۔ اور اسے جلا دیا ؛

ایک دفعہ ہماری لحاف میں سے ایک بچھو مرا ہوا نکلا۔ اور ایک دفعہ زندہ ہی نکلا۔ اس کے ڈنک نے قطعاً اثر نہیں کیا۔ ایک مرتبہ ہمارے کپڑے میں آگ لگ گئی۔ کپڑے کی آگ کا بجھانا مشکل ہوتا ہے۔ ہمیں پتہ بھی نہ تھا کسی نے بتلایا۔ تو پھر سرد ہو گئی۔ کچھ ضرر نہیں پہنچا ؛

سوال بعض لوگ افریقہ میں جا کر وہاں شادی کر لیتے ہیں وہاں کی عورتیں یقیناً ہندوستان میں آنا پسند نہیں کرتیں پھر انہیں طلاق دینی پڑتی ہے۔ کیا یہ جائز ہے ؛

جواب یہ کوئی منع نہیں۔ شرعی نکاح ہے۔ اپنی طرف سے ساتھ لانے کی کوشش کرے۔ اگر نہ آئے تو طلاق دیدے۔

پھر عورتوں کے متعلق فرمایا۔ یہ عجیب نکتہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اگر ایک دوسرے سے [illegible] کو برداشت رکھتیں تو پھر سوت کرنے والے کا کیا [illegible] حضرت مولوی نور الدین صاحب نے عرض کی۔ ایک دفعہ حضرت ام سلمہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی بے [illegible] خادمہ سے نکاح کر لینے کی درخواست کی۔ حضور نے اس وجہ سے انکار کیا کہ اس عورت کا باپ اور پیغمبر خدا [illegible] تو [illegible] کا دودھ پینے والے تھے)۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا کی بیویاں نہ کثرت ازدواج کی مخالف تھیں نہ سوتوں سے ڈرتی تھیں نہ باوجود احترام شوہر کا کلمہ راستے چلتی تھیں۔ بلکہ [illegible] فتنہ کہتا ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معجزات ہیں عورتوں ہی سے بیان کئے ہیں۔ پتہ ہے کہ بیوی سے بڑھ کر کوئی محرم راز نہیں ہوتا ؛

فرمایا۔ اخبارات میں یہ شائع کرنا چاہیئے کہ سکھ وفادار رہا یوسف کا رہیں ان کا گورو مسلمان تھا۔ جیسا کہ چولہ صاحب معلوم ہوتا ہے سکھوں کو آریہ سماج سے کچھ تعلق نہیں [illegible] نے اسکے گرو بابا نانک صاحب کو بُرے الفاظ سے یاد کیا ہے ؛

فرمایا۔ جب ہم نے ست بچن کتاب لکھی تھی تو ایک خواندہ سکھ میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے جو کچھ لکھا ہے سچ ہے۔ جب ہماری قوم سے جہالت دور ہو جائے گی ہم سب مسلمان ہو جاویں گے۔ ایک دفعہ ایک سکھ نے گرنتھ صاحب کا وعظ کرنے کی ہم سے اجازت مانگی۔ ہم نے بڑی مسجد میں اس کا وعظ کرایا۔ ہندو بڑے شوق سے سنتے رہے۔ آخر میں اس نے کہا کہ بابا صاحب ایسے صلح کل تھے۔ کہ پانچ وقت نماز بھی پڑھتے رہے۔ تب ہندو اُسے مُسلا مُسلا کہتے ہوئے بھاگ گئے۔ والسلام

آپ کا تابعدار غلام۔ عبدالرحیم ہیڈ ماسٹر [illegible] قادیان

ہمارا تعلیم الاسلام ہائی سکول

تعلیم الاسلام ہائی سکول کا سالانہ معائنہ یکم و دو فروری کو ہوا۔ مسٹر سینڈرسن ایم اے پرنسپل [illegible] کالج بحیثیت انسپکٹر صاحب تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ پنڈت ہری داس اور شیخ محمد نواز اور لالہ ایشر داس صاحب تھے۔ تمام انسپکٹر صاحبان سکول اور بورڈنگ کی تعلیمی حالت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اپنے اطمینان کا اظہار فرمایا۔ آپ نے افسوس کیا کہ آپ کا ارادہ یہاں زیادہ ٹھہرنے کا تھا۔ لیکن بعض ضروری امور کی سرانجام دہی کی وجہ سے آپ زیادہ نہیں ٹھہر سکے ورنہ آپ کا منشاء قادیان کی پوری [illegible] دیکھنے کا تھا۔ ان کو فرمایا کہ [illegible] میں [illegible] کر فرمایا کہ یہ ایک عظیم الشان [illegible] ہو گی۔ نیا سامان [illegible] اس [illegible] کے لئے [illegible] اس کو دیکھ کر آپ نے [illegible]۔ بورڈنگ کے [illegible] کے متعلق پنڈت ہری داس صاحب نے بڑی مفصل ہدایات دیں۔ اسکول [illegible] کے بہت ممنون ہیں۔ اور انشاء اللہ ان کے مطابق عمل درآمد کیا جائیگا۔ افسوس ہے کہ اس دفعہ مسٹر [illegible] خود تشریف نہیں لاسکے کیونکہ ان کو کام زیادہ تھا ورنہ آپ بھی ضرور تشریف لاتے۔ انسپکٹر صاحب حسب معمول آئندہ کے لئے ہدایات مفصل طور پر دے گئے ہیں۔ جن پر انشاء اللہ آئندہ عمل کرنے کی کوشش کی جاوے گی ؛

مورخہ ١٢۔ فروری کو گرلز سکول کا معائنہ ہوا۔ پنڈت ہری داس صاحب اور لالہ ایشر داس صاحب تشریف لائے۔ تمام کام دیکھ کر خوش ہوئے۔ اُمید ہے کہ اب کے سال نسبت سابق کے بہت اچھا رہے گا ؛

محمد الدین ہیڈ ماسٹر۔

مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ کا جواب

مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ مسئلہ کفر [illegible] القول الفصل کی ایک غلطی کے نام سے لکھکر شائع کیا ہے اس کا جواب خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] صاحب [illegible] نے تحریر فرمایا ہے جو انشاء اللہ تمام [illegible] متعلقہ نبوت کو دور کرنیوالا ہو گا۔ اور جس کا حجم ۱۵۰ صفحے کے قریب ہو گیا ہے۔ ١۴۔ فروری تک ختم ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد چھپ کر احباب کے پاس پہنچے گا۔ تمام غریب جگہ کے دوستوں کو اطلاع دی جاوے۔

جنازہ غائب

احباب [illegible] صاحب [illegible] گمشدہ [illegible] کی نماز جنازہ غائب پڑھیں ؛

احباب [illegible] کی کامیابی امتحان کے لئے دعا فرماویں

ثبوت ملائکہ

نمبر ۴

(از سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل)

چوتھی دلیل دنیا میں کوئی فعل بغیر کسی فاعل کے نہیں ہوتا۔ اور کوئی صنعت بغیر کسی صانع کے ظہور پذیر نہیں ہوتی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کو لو اور معمولی سے معمولی واقعہ پر نظر ڈالو۔ کوئی چیز اور کوئی واقعہ بغیر کسی علت کے ہرگز وقوع پذیر نہیں آتا۔ دنیا میں ہر سانحہ اور حادثہ کا کوئی نہ کوئی پیدا کرنے والا اور صنعت کی ہستی پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم فرشتوں کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور بعض واقعات کی علت ملائکہ کو یقین کرتے ہیں۔ دیکھو ایک انسان ایک وقت اپنے بُرے ہم صحبتوں میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ اور ان کی مجلس میں گرفتار اور مشغول ہوتا ہے۔ مگر یکایک اس کے دل میں نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ ان برائیوں کے چھوڑنے کی ایک زبردست تحریک اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ کوئی خارجی محرک نہیں ہوتا۔

نہ اس مجلس میں کوئی واعظ ہے۔ نہ اہل مجلس ہی ان بدیوں سے روکنے والے بلکہ وہ تو بدی کی طرف مائل کرنے والے ہوتے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے پھر دل میں ایک زبردست تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ کوئی فعل بغیر فاعل کے اور کوئی تحریک بغیر محرک کے نہیں ہوتی۔ اس لئے ہمیں مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس تحریک کا بھی کوئی محرک ہے۔ جو ان بدیوں میں گرفتار آدمی کو نیکی کی طرف توجہ دلانے والی بھی کوئی ہستی ہے۔ اور اسی ہستی کو اسلامی اصطلاح میں ملائکہ کہتے ہیں۔ اور ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کام سپرد ہے۔ کہ وہ اس کے بندوں کو نیک کاموں کی ترغیب دیں۔ اور بدی میں گرفتاروں کو نیکی کی تحریک کریں۔ غرض یہ جو بیٹھے بیٹھے بغیر کسی ظاہری محرک کے اچانک انسان کے دل میں نیک کام کرنے اور لوگوں سے حسن سلوک کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ یہی فرشتوں کے نورانی وجود کی ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ اگر فرشتوں کو اس نیکی کا محرک نہ مانا جائے۔ تو پھر اور کون محرک ٹھہر سکتا ہے۔ کیا کوئی انسان محرک ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ بُری مجلس میں تو اہل مجلس برائیوں کی تحریک کرتے ہیں۔ مگر پھر ایک شخص کو ان میں سے نیکی کی تحریک کا ہونا انسانی تحریک کس طرح قرار دی جا سکتی ہے۔

اگر کہو کہ دماغ میں خود خیال پیدا ہوا۔ اور خود انسانی دماغ ایسی تحریکوں کا محرک ہوتا ہے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب ایک بُری مجلس میں ایک شخص کو نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ تو تحریک کے وقت سے پہلے بھی تو اس شخص کا دماغ موجود تھا۔ مگر پہلے تحریک نہیں ہوئی۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ دماغی تحریک نہیں۔ کیونکہ دماغ تو تحریک سے پہلے بھی اپنا کام کر رہا تھا۔ پہلے کیوں نہ تحریک کی۔ بلکہ تحریک سے پہلے تو دماغ بھی بدیوں میں محو تھا۔ اور برائیوں کے نئے نئے طریقے سوچتا تھا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ نیکی کی اچانک تحریک کا محرک دماغ نہیں ہوتا۔ سو ملائکہ کے وجود کی چوتھی زبردست دلیل کے لئے ہم نیکی کی تحریک کو پیش کرتے ہیں۔ اور فرشتوں کے ایک تذکرہ کو ہم کہتے ہیں۔ کہ ملائکہ وہ نورانی ہستیاں ہیں جو انسانوں کو نیکی اور عمدہ کاموں کی وقتاً فوقتاً تحریک کرتی ہیں۔ اور جو شخص ان پر عمل کرتا ہے۔ اور ان کی تحریکوں سے متاثر ہو جاتا ہے۔ اس سے ان فرشتوں کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اور وہ آئے دن اسے نیک تحریکیں کرتے ہیں۔ اور جوں جوں وہ شخص ان پر عمل کرتا ہے۔ توں توں وہ بھی تحریکوں میں زیادہ زور دیتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایسا شخص بدیوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے اور جو شخص باوجود ملائکہ کی تحریک کے ان پر عمل نہیں کرتا تو ملائکہ کی طرف سے اسے دن بدن کم تحریکیں ہوتی ہیں اور ایک دن ایسا آتا ہے۔ کہ وہ محض شرارت مجسم بن جاتا ہے۔

غرض یہ بات ہر شخص کے تجربہ میں آتی ہے۔ کہ بعض دفعہ بغیر کسی ظاہری محرک کے خود بخود اچانک نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ اور چونکہ کوئی کام بغیر کسی علت کے نہیں ہوتا۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ کوئی نورانی ہستی اس خیر اور نیکی کی محرک ہے۔ اور انہی کو اسلامی اصطلاح میں ملائکہ کہتے ہیں۔

نظم

خدا کا فضل و احساں ہو نشاں سے	ہوا نازل کلام آسماں سے
خدا نے حضرت خیر الرسل کو	اٹھایا تھا عرب کے بوستاں سے
جو پہلے سب سے کہ تھا اشہر پہلے	بتا دو پورب تا پچھم و دلستاں سے
امام مہدی آخر زماں کو	کیا مبعوث ہی جاد[illegible] سے
جو تھا گمنام کا معدوم پہلے	وہ اب مشہور ہے سارے جہاں سے
زباں لائیں ہم یارب کہاں سے	ثنا تیری کریں ہم جسم و جاں سے
خلیفہ دوسرا محمود احمد	کیا [illegible] سے
خدا ہی ہے بنایا جس نے اسکو	مسیحا کا خلیفہ [illegible] سے
ہوا ہم سب سے جب وہ برگزیدہ	اطاعت [illegible] اسکی جاں سے
نہیں ثانی کوئی جب اس خدا کا	شریک اس کا کیا پایا کہاں سے
نہیں آتا سمجھ میں دوستو تم	پھٹے کیوں اپنے مہدی کی زباں سے
سمجھتے تھے تمہیں نیچا دکھایا	سبھی نے کھو دیا تم کو جہاں سے
پڑے ظلمت میں ہو تم انوار سے دور	ہٹے ہو تم بھی دار الاماں سے
سنو اب نیند غفلت کو چھوڑو	جو [illegible] ہو جاؤ وہاں سے
اٹھو اور چل پڑو اپنے اماموں کو	گئے ہو کل نکل کر تم جہاں سے
مدینہ گھر ہے مہدی زماں کا	ملا ہے نور سب کو اس مکاں سے
چلو تم بھی کرو سب مل کے بیعت	محبت کر رہا اسلام جہاں سے
ملو جلدی سے آکر تا جیوں سے	یہ دولت پاؤ گے ورنہ کہاں سے
کتاب اللہ اور حکم النبی سے	ہیں سارے آگئے خدام جاں سے
یہی وہ باغ ہے امن و اماں کا	کہ ملتی ہے [illegible] جہاں سے
نہیں غلطو کوئی [illegible]	وہ چھپ جائیگا [illegible] گماں سے

حافظ نور الدین صاحب کشمیری طالب علم
مدرسہ احمدیہ قادیان

مبین المتقین

ایک [illegible] سلسلہ [illegible] [illegible] کا [illegible]

[illegible]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک تازہ خط

مبلغین کے لئے ہدایات

ذیل میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک والانامہ بنام مولانا مفتی صاحب و مولانا حافظ روشن علی صاحب داعیان احمدیت حیدرآباد دکن درج کیا جاتا ہے احباب اسے بڑی توجہ سے پڑھیں۔ اور سجدہ ہائے شکر بجا لائیں اور خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو وہ آقا عطا کیا ہے۔ جو اپنے کاموں میں اولوالعزم "کو قول" بات سے پرہیز کرنیوالا اعلان حکمت میں بے خوف ہے۔ اور اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ لوگوں تک کلمہ حکمت پہنچانا ہی سمجھتا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس کے ہاتھ میں اللہ دیکھ کر آسمان سے اترنے والے فضل کا جام جان بخش نوش فرما دیں۔ حضور نے مولانا صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ داعی احمدیت ماریشس و سیلون کو بھی اسی خط کے نقل کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ وہ خط یہ ہے۔ (ایڈیٹر)

مکرمی مفتی صاحب و حافظ صاحب

السلام علیکم۔ آپ کے خط ملے۔ حافظ صاحب کا اپنا لکھا ہوا خط دیکھ کر مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ کیونکہ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ وہ لکھ سکتے ہیں۔

دعا کی بہت ضرورت ہے۔ میرے رسالہ "القول الفصل" پر مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اور اس کا جواب میں نے بھی لکھا ہے جو چھپ رہا ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کا رسالہ ہوگا۔ نبوت کی حقیقت پر میں نے لکھا ہے۔ اور اصولی بحث کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا پہلو سمجھایا ہے۔ کہ ان لوگوں کے سب حوالے ایک ہی جواب سے حل ہو جاتے ہیں۔ چھپنے پر انشاء اللہ بھیج دیا جائے گا۔

آپ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ بات گول مول نہ ہو۔ بلکہ صاف اور واضح ہو۔ اور ایسی شہرت کریں۔ حقیقت بیان کرنے سے دل رکتا ہے۔ اور مشکل پیش آوے۔ اگر کوئی شخص مثلاً سوال کرے۔ کہ آپ ہمیں کیا خیال کرتے ہیں۔ تو اس کو بجائے یہ جواب دینے کے کہ جو کسی کو کافر کہے۔ وہ خود کافر ہوتا ہے۔ اور اس طرح بجائے اسے ساوہ نیچہ آپ کو ابتلاء میں ڈالنے کے اسے یہ سمجھایا جاوے۔ کہ سیدنا حضرت انسان کا کام یہ نہیں۔ کہ یہ پوچھے۔ کہ آپ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ بلکہ اسے چاہیئے۔ کہ یہ دیکھے کہ حق کس طرف ہے۔ اگر مرزا صاحب سچے تھے۔ تو اس حق کو قبول کرنا چاہیئے۔ خواہ ہم کسی کو کیا ہی سمجھیں اگر اس طریق پر فیصلہ ہوتا۔ تو کیا اسلام پھیل سکتا؟ کبھی نہیں۔ اسلام تو سب باقی مذاہب کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ پھر کیا کوئی اسلام کو قبول کرتا۔ صداقت دیکھنی چاہیئے۔ صداقت کے لئے ہر ایک چیز کی قربانی کرنی چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب سچے ثابت ہو جائیں۔ اور ان کا خدا کی طرف سے ہونا معلوم ہو جائے۔ تو اب اگر ان کو ماننے کے لئے ہر ایک چیز کو چھوڑنا پڑے۔ تو بتاؤ کیوں نہ چھوڑا جاوے آج مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے مگر ذلیل ہیں۔ پہلے کم تھے مگر معزز تھے۔ پس یہ نہ خیال کرو۔ کہ فرقہ بندی سے اسلام کمزور ہو جاتا ہے۔ بلکہ جس قدر لوگ خدا کے بنائے ہوئے فرقہ میں آ ملیں گے۔ اسی قدر جلد اسلام کی ترقی ہوگی۔ نہ اسلام نے پہلے مسلمانوں کی کثرت سے ترقی کی۔ نہ اب کریگا۔ پہلے بھی خدا کے فضل سے کی۔ اب بھی خدا کے فضل سے کریگا۔ پس اگر مرزا صاحب سچے ثابت ہو جائیں۔ تو ان کو ماننے والی چھوٹی جماعت دنیا کو فتح کریگی۔ اور سان کی خاطر دنیا کو چھوڑنے والا ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور وہی خدا کا پیارا۔ پس پہلے یہ تحقیق کرلو۔ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ سچا تھا۔ یا نہیں۔ اگر وہ سچا ثابت ہو جائے۔ تو پھر خدا کے حکم کے ماتحت ہر ایک قسم کی قربانی ضروری ہے۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو اسلام کے لئے فکر نہ تھی۔ کہ اس نے ایک نیا فرقہ بنایا۔ خدا نے ایک نیا فرقہ بنایا۔ اور اسے دوسروں سے الگ کیا۔ اور وہی اس کو بڑھائے گا۔ جیسا کہ اس کا وعدہ ہے۔

اس مضمون کو آپ وسیع کر سکتے ہیں۔ سمجھا سکتے ہیں اس کو اگر عمدگی سے ادا کیا جائے۔ تو کسی کو گنجائش نہیں رہتی۔ نہ اسے برا لگتا ہے۔ اور اس طرح ان لوگوں کی مخالفت بھی کم ہو جائیگی جو کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب سچے آدمی تھے ان کے ماننے کی کیا ضرورت ہے۔

اگر کوئی صاحب غیر مبائعین میں سے خود گھر پر آئیں۔ تو ان سے شریفانہ برتاؤ کریں۔ جھگڑا کے متعلق بات چیت کرنا چاہیں۔ تو کہدیں۔ کہ یہ بات ہو چکی ہے۔ اگر چاہیں تو ایک جگہ تحریر کر کے فیصلہ ہو جائے۔ اور نہیں تو آپ قادیان جا کر فیصلہ کر لیں۔ [illegible] کوئی صاحب اس خیال کے پھیلانے کی کوشش کریں [illegible] کام کرنا چاہیئے۔ آپ اس خیال کو رد کریں۔ اور [illegible] آتی ہوتی۔ تو ملا کا [illegible] تھا۔ لیکن جبکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بگل بجایا ہے۔ تو اس کی آواز کے مقابلہ میں ہر ایک شخص کا اپنی حالت پر کھڑے رہنا ایک خطرناک جرم ہے ایک گناہ عظیم ہے۔ جس سے اسلام کی ترقی رکیگی۔ مذکر کرکے فرض پورے زور سے ان کے خیالات کا قلع قمع کریں۔ اور ہرگز نہ ڈریں۔ اگر حیدرآباد میں حق بات کہنے پر روک ہو۔ تو اس شہر کی خاک اپنے پیروں سے جھاڑ کر واپس آ جائیں۔ کہ پھر اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اور حق کو چھپانے سے بہتر ہے۔ کہ حیدرآباد کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ میری ہدایات۔ جن کو آپ دونوں صاحبان اچھی طرح سے سمجھ لیں۔ اور مولوی [illegible] صاحب۔ حافظ صاحب محمد [illegible] اور میر بشارت علی صاحب کو واقف کر دیں۔ جن سرکاری ملازمین کو اس میں خطرہ ہو۔ وہ بالکل الگ رہیں۔ بات ہمیشہ نرم ہو۔ لطیف پیرایہ میں ہو۔ میں نے حضرت صاحب کو دیکھا ہے سخت سے سخت بات کو عمدہ پیرایہ میں بیان فرماتے جو بری نہ لگے۔ اسی کا نام حکمت ہے۔ نہ اس کا نام کہ حق کو چھپایا جاوے یا ایسے الفاظ میں ادا کیا جاوے۔ کہ [illegible] ہو جائے۔ اور سننے والا اصل مطلب سمجھ نہ سکے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھیں۔ یہ خدا کا کام ہے۔ نہ ہمارا۔ یہ اس کی امانت ہے۔ جو اس کی امانت میں خیانت کرتا ہے اور اس کے کرنے پر اپنے نفس یا اپنی ہر دلعزیزی کو مقدم رکھتا ہے۔ وہ خدا کا مجرم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے مجرموں کو اگر وہ توبہ نہ کریں۔ چھوڑتا نہیں۔ صحابہ نے دین کے لئے جانیں دی ہیں۔ کم سے کم گالیاں سننے سے تو ڈرنا نہیں چاہیئے۔ افسوس اس مرید پر جس کے کانوں نے وہ گالیاں نہیں سنیں جو اس کے پیر کو ملیں۔ اور افسوس اس متبع پر جس نے اس تکلیف کو برداشت نہ کیا جو اس کے پیر نے برداشت کیا۔ تمام بہت ہے اور زندگی کم معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے

تادیب النساء

میر ممتاز علی [illegible] مستورات کی تعلیم [illegible] سے ایک [illegible] دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے عورتوں میں تعلیم و تعلم و اخبار بینی کا چرچا پیدا کرنے میں جو کام کیا ہے۔ وہ ایک حد تک قابل شکریہ ہے مگر افسوس ہے کہ بعض اوقات ان کے مشورے دین اسلام کے لئے سخت خطرناک ہوتے ہیں۔ جو انکی ساری خدمات پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے خیال کی تائید حاصل کرنے کے واسطے قرآنی آیات کے عجیب غریب معنی کرتے ہیں۔ جو آج تک کسی مفسر کو نہ سوجھے ہیں مثلاً الرجال قوامون علی النساء کے معنے کئے کہ مرد تو عورتوں کے [illegible] [illegible] اب مردوں میں اپنی تحریک کا اثر نہ دیکھا۔ وہ عید میلاد کی بدعت اسلامی عورات کے ذریعہ پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسلام سے ان الفاظ میں مخاطب ہوتے ہیں۔

"مسلمانوں کی نسبت یہ بات مشہور ہو گئی ہے۔ کہ ہمیں اپنے دین کی بہت غیرت اور اپنے مذہب کا بے حد پاس ہے مجھے تو اس قول [illegible] کی صحت میں بہت شک ہے۔ × × × [illegible] شریعت کے آداب اور حفظ مراتب و مدارج بالکل بھول گئے ہیں اور شعائر اسلامی کو الٹ پلٹ کر دیا ہے × × × مگر میں تو اہل لاہور کے آگے ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہتا کہتا تھک گیا کہ یارو خدا سے شرماؤ۔ اور جناب رسول خدا کا دن [illegible] [illegible] آغا خان کے [illegible] تو دیکھو۔ مگر کسی کو یہ بات نہیں بھائی لوگوں کے دل مسخ اور عقلیں مسلوب ہو گئی ہیں × × × × × عید میلاد کو اگر سب مسلمان اتنا بھی کریں۔ کہ وہ سب غسل کریں۔ جو پوشاکیں انکے گھر میں موجود ہیں ان میں سے ہر ایک شخص [illegible] کے لئے اچھی سے اچھی پہنے۔ مساجد میں نماز کا ہجوم ہو۔ ایک دوسرے کو نوروز نبوی کی مبارکباد دیں۔ نعت خوانی کے جلسے کریں۔ × × × تو ان کا [illegible] ایسے خوش [illegible] ہے۔ جو [illegible] سے برداشت نہیں ہو سکتا [illegible] ہے کہ رسول اللہ کی محبت لوگوں کے دلوں میں نہیں ہے صرف زبان [illegible] بھی ہے × × × ہر کوشش [illegible] اپنی زندگی میں ہندوستان کے کسی شہر میں عید میلاد کا شاندار نظارہ ایک دفعہ بھی دیکھ سکتا۔ × × ×

۱۔ جس طرح عید کی شب ہلال کے وقت گولے چھوڑے جاتے ہیں۔ اسی طرح عید میلاد کی صبح صادق کو ہر شہر کے مختلف اطراف میں نماز صبح کی اذان کے وقت گولے چھوڑے جائیں۔

۲۔ ہر شخص [illegible] صبح کی نماز اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھے۔ اور [illegible] مساجد۔ نمازیوں [illegible] ہونی چاہئے۔

۳۔ شہر کے مختلف حصوں میں متعدد مجالس وعظ کی منعقد کیجائیں۔ اور ان میں فضائل نبوی پر وعظ و تقریریں ہوں۔

۴۔ ہر شہر کے باہر ایک میلہ لگے جو عید میلاد کا میلہ کہلائے۔

۵۔ نماز مغرب کے بعد کوئی عالم باعمل ایک بہتر سے بہتر تقریر ہماری مذہبی حالت پر کریں۔

۶۔ لوگ خط و کتابت اور ملاقاتوں میں ایک دوسرے کو اس عید کی مبارکباد دیں۔ اور [illegible] تحائف بھیجیں اور آپس میں ضیافتیں کریں۔

۷۔ غریبوں محتاجوں کو صدقہ خیرات دی جائے۔ اور کھانا کھلایا جائے"

یہ ساری تجویزیں جو میر ممتاز علی صاحب کو سوجھی ہیں وہ محض اسلئے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ نہیں پہچانا۔ انہوں نے اس ذات ستودہ صفات کی زندگی کا قیاس دوسرے بندگان [illegible] قوم کی زندگیوں پر کیا ہے اسلئے آپکی حیات کو بذریعہ نوروز منانے کے قائم رکھنا چاہا ہے کاش میر صاحب موصوف کو معلوم ہوتا کہ ہمارا رسول زندہ رسول ہے اور اسکی حیات کا زبردست ثبوت ہر صدی کے سر پر ملتا رہتا ہے اسلئے ہمیں ضرورت نہیں کہ عید میلاد منائیں ہمارے خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات ہرگز اس بات کی محتاج نہیں کہ اسے بذریعہ عیدوں کے زندہ رکھا جائے۔ بلکہ وہ زندگی بخش رسول تو ایسا عالی مقام ہے کہ خود ہماری زندگی اسکے فیوضات سے وابستہ ہے۔ پس ہمارا فرض بجائے کسی عید نوروز منانے کے یہ ہے کہ آپکی تعلیم پر چلیں اور ہماری عملی زندگیاں ایسی اسلئے ہوں کہ ان سے اپنے عظیم الشان رسول کی زندگی کا ثبوت ملے۔ برخلاف اس کے ان امور کا مرتکب ہونا۔ جن کی اجازت دین اسلام میں نہیں رسول اللہ کی حیات کا ثبوت دینے کی بجائے یہ ثابت کرتا ہے کہ دین اسلام کے معتقدوں کی قوت قدسیہ جاتی رہی سوچنے کی بات ہے۔ کہ آیا صحابہ کرام رضو اور پھر ائمہ عظام سے بڑھکر کوئی رسول اللہ کا محب ہو سکتا ہے تو کیا انہوں نے یہ عید منائی۔ جس کی تحریک میر ممتاز علی صاحب کرتے ہیں۔ ہاتھ جوڑ جوڑ کر تھک گئے ہیں۔ اور اسکے نہ ماننے پر اپنے بھائیوں کو شریعت کے آداب و حفظ مراتب و مدارج کے بھلانے والے اور شعائر اسلامی کے الٹ پلٹ کر دینے والے فرما رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میر صاحب اپنی اصلاحی تجاویز کو اپنے تک ہی رہنے دیں گے اور کم از کم خواتین کو کسی بدعت کے اجرا پر جو دین اسلام کے لئے موجب صد ننگ و عار ہے متوجہ نہیں کرینگے اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ ایک عید اضحی ایک عید الفطر۔ اب خاتم النبیین کے بعد کوئی صاحب شریعت رسول نہیں آسکتا۔ جو شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے۔ بڑے غضب کی بات ہے۔ کہ ہم لوگ تقلید اور ریا میں ان باتوں کو اپنی ترقی کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں۔ جو انسانی دماغ کا اختراع ہے اور ان روشن ہدایات سے روگرداں ہیں۔ جو خدا کے رسول پر نازل ہوئیں۔ جماعت احمدیہ کی خواتین کو چاہئے۔ کہ وہ میر ممتاز علی صاحب کے اس خیال فاسد کی تردید اپنے اپنے حلقہ اثر میں کریں۔ اور ہرگز اس بدعت سیئہ کو نہ پھیلنے دیں۔ جو نہایت مکروہ اور اسلامی زوال کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ۔

احباب اگر خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر دیدیا کریں۔ تو جواب دینے میں سہولت ہو جایا کرے۔

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۵ فروری ۱۹۱۵ء

صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے
مبلغ ماریشس

الفضل کے گذشتہ نمبر میں یہ خبر شائع کی جا چکی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد عالی کے ماتحت ۲ فروری کو وقت سہ پہر مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے قادیان سے بغرض تبلیغ و اشاعت اسلام ماریشس کی طرف روانہ ہو گئے۔ خود حضرت خلافت مآب مع جملہ خدام (جن میں مدرسہ کے طلباء و اساتذہ بھی شامل تھے) قریباً ڈیڑھ میل تک آپ کی مشایعت کیلئے تشریف لے گئے۔ [illegible] دعائیں کرنے کے بعد آپ کو رخصت کیا۔

ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح ہمارے آقا و امام نے مولوی صاحب کی روانگی کو خاص اہمیت دی ہے اسی طرح ہم بھی اس خبر کو خاص اہمیت دیں۔ اور احباب تک صرف مولانا موصوف کے مختصر حالات پہنچائیں۔ بلکہ ان کے تبلیغی سفر کے حالات کا بھی ذکر کریں اور جماعت کو اپنے فرض کی طرف [illegible]۔

آپ مولوی غلام محمد صاحب سے پہلے چوہدری فتح محمد صاحب مبلغ اسلام انگلستان میں کامیابی سے کام چلا رہے ہیں۔ اور ہندوستان میں متعدد واعظ ترقی اسلام کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ وعظ و تبلیغ کا کام باقاعدگی کے ساتھ خلافت ثانیہ میں ہی شروع ہوا ہے۔ اس لئے گو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ماریشس کا مبلغ خلافت محمود کا پہلا مبلغ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی امر واقعہ سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مولوی غلام محمد صاحب پہلے مبلغ ہیں۔ جن کو خلیفہ ثانی نے [illegible] ہندوستان سے باہر بھیجا ہے۔ [illegible]

اپنی خاص توجہ اور دعاؤں کے ساتھ بھیجا ہوا واعظ انشاء اللہ خصوصیت کے ساتھ کامیابی کا تاج پہنے گا۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب و بامراد ہوگا۔

ہمارا قابل دوست اور احمدیت کا ممتاز واعظ بھی چوہدری فتح محمد صاحب کی طرح تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا طالب علم اور علیگڈھ کا تعلیم یافتہ ہے۔ اور عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس کالج کے طلباء اپنی دینی سستی اور آزاد خیالی میں مشہور سمجھے جاتے ہیں۔ خدا نے چاہا کہ اسی کالج کے طلباء سے احمدیت و اسلام کی تبلیغ کا کام لیا جائے۔ پس ہم جہاں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی خوش قسمتی پر نازاں ہیں۔ وہیں علیگڈھ کو بھی قابل مبارکباد دیکھتے ہیں۔ اور دل سے چاہتے ہیں کہ یہ کالج اور اس کے متعلقین اس نور کی شناخت کریں جو آسمان سے مسلمانوں کے گھروں کو منور کرنے کے لئے مسیح موعود کے وجود میں نازل ہوا۔ اور جس کی شعاعوں کے حامل ہو کر علیگڈھ کالج کے سابق طلباء تاریک دنیا کو روشن کرنے جا رہے ہیں۔

ہاں ہمارا معزز اور خدا پرست بھائی (جسے ہم دین کا خادم ہونے کے باعث مبارک انسان کہہ کر مخاطب کرتے ہیں) علیگڈھ سے واپس آکر ٹریننگ کالج لاہور کے اعلیٰ درجہ یعنی سینئر اینگلو ورنیکولر کلاس میں داخل ہوا۔ اور وہاں سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہو کر تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں اول مدرس عربی و دینیات کے عہدہ پر مقرر ہو کر بچوں کی تعلیم و تربیت کے مقصد اعلیٰ کی انجام دہی میں مصروف ہوا۔ ہمارے قابل و [illegible] عبرانی جناب مفتی محمد صادق صاحب سے اور علوم عربی اور دینیات کی تحصیل حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی حافظ نورالدین رضی اللہ عنہ کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہو کر حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کو خواہش ہوئی کہ حفظ قرآن کی نعمت عظمیٰ کو بھی تابوت سینہ میں محفوظ کیا جاوے۔ چنانچہ ماریشس کی طرف روانہ ہونے والے گریجوایٹ بزرگ نے حال ہی میں اس قابل رشک زینت سے اپنے تئیں مزین کر لیا۔ ہمارے مولوی صاحب کو اکثر لوگ صوفی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور اس لفظ کا اطلاق آپ پر صحیح معنوں میں ہو سکتا ہے کیونکہ آپ صافی القلب اور متقی انسان واقع ہوئے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کے راستے میں [illegible] پاکیاں و ظاہری علوم [illegible]

تقویٰ و نیک نمونہ اعانت و امداد ثابت ہوئے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان صوفیائے کرام کی طرح (جو ہندوستان کو اصنام پرستی و [illegible] سے نجات دلا کر توحید کا حلقہ بگوش بنا چکے ہیں) آج پھر ایک صوفی کو راون کے جزیرہ اور مریچ کی سرزمین کی طرف روانہ کیا جاوے۔ اور جہالت و مادہ پرستی کے راکھشوں اور دیوؤں کی افواج کو اس کے دم سے ہلاک کر کے ان جزائر کی چوٹیوں پر وہ جھنڈا بلند کیا جاوے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مسیح سے فرمایا۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

صوفی صاحب کے داعی اسلام بنکر بھیجے جانے کی ایک خصوصیت بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ وہ یہ کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود نے خواہش ظاہر فرمائی تھی کہ چند لوگ اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کیلئے پیش کریں۔ اس پر صوفی صاحب نے دوسرے چند احباب کے ساتھ اپنے تئیں پیش کیا۔ پھر خلیفۃ المسیح اول کے سامنے بھی اس عہد کا اعادہ کیا۔ آخر خدا تعالیٰ نے مسیح کے سامنے پیش کردہ نذر کو پسر موعود کے ہاتھ پر پورا کر دیا۔ اور مولانا صوفی صاحب نے روانگی سفر سے پیشتر رویا میں دیکھا کہ

مسیح موعود تشریف لائے۔ اور خوش خوش [illegible] فرمایا کہ کب روانہ ہوگے۔

پس ہم خوش ہیں اور اپنے مبلغ بھائی کی خوش طالعی اور سعید بختی پر سجدہ شکر بجا لاتے اور مبارکباد عرض کرتے ہیں کیونکہ وہ نہ صرف خلافت محمود کے ایک رنگ میں پہلے واعظ ہیں بلکہ اسی نذر کو پورا کرنے میں جو مسیح موعود کے ہاتھ پر مانی تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ۔۔

اب احمدیت دنیا کے کونوں تک پہنچ جائے دجال کا فتنہ پاش پاش ہو جائے۔ اور اسلام پھر اپنی پہلی شان کیساتھ دنیا کو اپنی چمک دکھائے۔ چنانچہ خلافت ثانی کا دور شروع ہونے کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے یہ کام شروع کر دیا ہے۔ اور ایسی تحریک کا نتیجہ تھا کہ سیلون سے برادر محمد منیر۔ محمد ہاشم۔ ایل مارکسگا(?) اور دیگر احباب نے اور ماریشس سے برادر محمد نوردیا(?) ہیڈ ماسٹر [illegible] اسکول اور [illegible] و مسٹر سلطان غوث سکینڈ ماسٹر سکول [illegible] و میاں جی سبحان محمد اور دیگر مخلصین نے دربار خلافت میں ایک مبلغ کے بھیجے جانے کی درخواست پیش کی۔ جس کی منظوری ہمارے قابل۔ نیک اور قابل رشک مبلغ و واعظ مولانا مولوی حافظ صوفی غلام محمد بی۔ اے۔ [illegible]

[illegible] تعالیٰ نے مسلمانوں کو بچایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحا وجنودا لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیرا۔

یعنی اے مسلمانو اللہ تعالیٰ کا وہ احسان یاد کرو جب تم پر بڑے بڑے لشکر چڑھ آئے تھے۔ اور تم ان کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے تھے۔ اور دنیوی اسباب تمہاری مدد کے لئے تیار نہیں تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہوا کے ذریعہ تمہاری مدد کی۔ جس نے کافروں کے خیمے اڑا دیئے۔ اور فرشتوں کے ذریعہ تمہاری نصرت کی۔ جنہوں نے کفار کو ڈرا دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا اور تمہاری [illegible] سے انہیں نکال لیا۔ دیکھئے یہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے خوفناک موقعہ پر تمہاری ہمت نہ تھی۔ کہ کافروں کو بھگا دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرما کر فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جو تمہاری مادی آنکھوں سے نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے ان کفار کو تم سے بھگا دیا۔ اور اس طرح پر تم تباہ ہونے سے بچ گئے۔ یہاں پر خدا تعالیٰ نے آخر میں ایک عجیب اشارہ یہ کیا ہے کہ وہ فرشتے تم کو نظر نہیں آتے تھے۔ اس لئے تم انکار نہ کر بیٹھنا۔ کیونکہ تمہیں فتح دیکر اور کفار کو شکست دیکر انہوں نے اپنے افعال اور اپنے اعمال کے نتائج سے تم پر ثابت کر دیا۔ کہ وہ وجود رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر واقعہ میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ تو بتاؤ دس ہزار آدمیوں کو کس نے بھگایا۔ کیا خود بخود بھاگ گئے؟ نہیں۔ کیونکہ وہ تو مرنے مارنے کی نیت سے آئے تھے۔ یا کیا تم نے زور بازو سے بھگایا؟ ہرگز نہیں کیونکہ تم تو ڈر کے مارے اندر بیٹھے تھے۔ پھر وہ جو بھاگ گئے۔ تو کوئی نہ کوئی سبب اور موجب ماننا پڑے گا۔ سو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس فتح کا سبب اور موجب فرشتوں کو ٹھہرایا ہے۔

پھر اس کے بعد جب جنگ حنین کا موقعہ آیا اور عرب کی [illegible] صحابہ میں کھلبلی پڑ گئی۔ اور مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ صرف ۱۲ آدمی رہ گئے۔ اور کفار نے بظاہر غلبہ پا لیا۔ اس وقت [illegible] رنگ [illegible] اور [illegible] بھاگے ہوئے [illegible] فتح [illegible] غالب ہو گئے صحابہ کے پیر جمے تھے اور کفار ان کے پیر اکھڑنے شروع ہو گئے۔ اور بھاگنے والے مسلمانوں نے بھاگنے والے کافروں کو چشم زدن میں بھگا دیا۔ اور سینکڑوں آدمی قید کر لئے۔ اور تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

اس کی کیا وجہ ہے۔ اور کیا سبب ہے۔ کہ جنگ کا رنگ ایک لمحہ میں بدل گیا۔ سو اس کی وجہ خود عالم الغیب والشہادۃ خود بیان فرماتا ہے۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا۔ یعنی اس لڑائی میں بھی تم زور بازو سے فتحیاب نہیں ہوئے۔ بلکہ فرشتوں کا ایک لشکر [illegible] نے تمہاری مدد کی۔ اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر مکہ والوں کے ظلم سے تنگ آ کر مدینہ کی طرف صرف حضرت ابوبکرؓ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ تو پتہ لگنے پر کفار چاروں طرف سے دوڑ پڑے۔ اس پر رسول اللہ صلعم کو ایک غار میں پناہ لینی پڑی۔ کفار تلاش کرتے ہوئے بعض کافر غار کے منہ تک پہنچے۔ اور کہا۔ کہ محمد صلعم اور ابوبکرؓ کے پاؤں کے نشان یہاں تک ختم ہو گئے ہیں۔ ہو نہ ہو دونوں اسی کے اندر ہیں۔ اور یہ گفتگو حضرت ابوبکرؓ اور رسول صلعم نے سنی۔ مگر قدرت خدا کہ وہ کافر غار میں داخل نہیں ہوئے۔ اور جب آپ غار سے نکلکر مدینہ تک گئے ہیں تب بھی کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔ حالانکہ انعام کی طمع میں سینکڑوں آدمی آپ کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ مگر سب کی آنکھوں پر پردہ ڈالا گیا۔ اور ان کی آنکھیں آپ کے دیکھنے سے گویا اندھی کر دی گئیں۔

اب بتاؤ۔ کہ کیا یہ کام انسانی طاقت سے ہوا؟ ہرگز نہیں۔ یا کیا مادی اسباب کی تائید سے یہ سب کچھ ہوا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ انسانی کوششیں اور مادی اسباب تو آپ کے خلاف تھے۔ پھر یہ کیوں ہوا؟ اس کی وجہ بھی یہی فرشتوں کی مدد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ [illegible] رکوع ۵ میں فرماتا ہے۔

اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ وجنودا لم تروھا۔ یعنی اس کی وجہ بھی صرف فرشتوں کی مدد تھی۔ غرض پانچویں دلیل فرشتوں کے وجود کی یہ ہے۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے افعال سے اور اپنے خارق عادت افعال کے ذریعہ دنیا پر اپنی ہستی کا ہونا ثابت کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ بدر، خندق، حنین اور ہجرت کے واقعات نے دنیا کو دکھلا دیا۔ کہ جو کام مادی اسباب سے نہ ہو سکیں اور جو خارق عادت دنیوی عقل سے ظہور پذیر نہ ہوں۔ وہ خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ دکھاتا ہے۔

حقیقۃ النبوۃ کی تعلیم کے متعلق قابل نمونہ تحریک

برادر سراج الدین صاحب سوداگر چرم بریلی لکھتے ہیں کہ سو کاپی القول الفصل کی اور سو کاپی حقیقۃ النبوۃ کی جو مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ کے جواب میں چھپ رہی ہے میرے خرچ پر تقسیم کی جائے۔ جزاکم اللہ باحسن الجزاء۔ میرے خیال میں یہ قابل نمونہ کام ہے۔

امید ہے کہ دوسرے بھائی بھی اپنے اپنے خرچ پر حسب استطاعت حقیقۃ النبوۃ کی کاپیاں تقسیم کرائیں گے۔ اور اس طرح انجمن ترقی اسلام کو بہت مدد مل جائے گی یہ ایک ثواب کا کام ہے جس میں ہر مستطیع احمدی کو حصہ لینا چاہیے اس قسم کی درخواستیں ترقی اسلام قادیان کے پتہ پر آنی چاہئیں

خریداران الفضل کی توجہ کے لائق — جن احباب کی قیمت ختم ہو چکی ہے۔ ان کے نام وی۔پی آتے ہیں۔ اگر کسی نے حساب کی بابت دریافت کرنا ہو۔ وہ پہلے وی پی وصول کریں پھر بعد میں تفصیل حساب معلوم کر سکتے ہیں۔ وی پی واپس آنے سے نہ صرف دفتر کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ خریداران اخبار پر بھی بوجھ پڑتا ہے اس لئے عرض ہے۔ کہ خریداران الفضل وی پی وصول کر کے مشکور فرمادیں۔

(منیجر)

نے یونہی کہہ دیا تھا۔ مجھے کوئی حق نہیں کہ میں فیصلہ کروں آسان طریق یہی ہے۔ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ قادر ہے۔ اُسے طاقت ہے جو چاہے کرے۔ وہ ہر ایک امر کا آسانی سے فیصلہ کر دیتا ہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں۔ میں بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کا فیصلہ صادر فرمائے۔ اور حق کو حق اور باطل کو باطل ظاہر کر دے۔ میں کسی کو بد دعا نہیں دیتا بلکہ میرا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہ ملے یا وہ اللہ تعالیٰ کوئی کلمہ زبان سے نہ کہلوا دے (یعنی زبان پر بے ساختہ کلمات جاری نہ ہو جائیں) تب تک بد دعا کرنا نا جائز ہے۔ یہی دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ حق کو باطل سے الگ کر دے۔ خواہ کسی طریق سے ہو۔

مجھ پر حملے کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں میں نے کب اپنے آپ کو پاک کہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ میرے خدمات ایسے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ ایک خدمت میرے سپرد کر دی ہے میں نے اس کی درخواست نہیں کی۔ خدا نے مجھے خلیفہ بنا دیا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے قبل از وقت ایسی خبریں بتلائیں جو بتاتی تھیں کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ بعد میں بھی اس نے مجھے دعا میں دی۔ کہ میں حق پر ہوں۔ میں نے اگر اپنی خلافت دھوکے سے منوائی ہے۔ تو آپ فیصلہ کر لیں۔ اگر یہ فیصلے کے لئے بھی نہ آویں۔ تو خدا خود فیصلہ کرے گا۔ میں ان تمام لوگوں کو جن کو میرے ساتھ تعلق ہے۔ اور جنہوں نے میری بیعت صداقت اور صدق دل سے کی ہے۔ نفاق اور شرارت سے نہیں کی۔ کہتا ہوں کہ وہ ساتھ مل کر دعا کریں۔ کہ خدا حق کو باطل سے علیحدہ کر دے چالیس دن تک وہ اس دعا میں لگے رہیں میں پھر کہتا ہوں کہ بد دعا کسی کے لئے نہ کریں۔ خدا تعالیٰ سے یہ طلب کریں کہ وہ خود صادق کو کاذب سے الگ کر دے اور ان میں فرق کر دے۔ اگر خلافت حق ہے۔ تو اسے قائم کر دے اور دشمنوں کو ذلیل کر دے۔

پھر خدا ایسے سامان کر دے۔ کہ حق و باطل علیحدہ ہو جاوے۔ سو چالیس دن میں نے اس لئے کہا ہے۔ کہ چالیس کا عدد تکمیل کو چاہتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میعاد کا وعدہ کیا۔ لیکن پھر دس بڑھا کر چالیس کر دیا۔ پس چالیس دن تک دعائیں کرتے رہیں۔ چونکہ دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ جلد حق کو باطل سے جدا [illegible]

کرکے مجموعوں کا حیث ظاہر ہو۔

خدا تعالیٰ اپنی تمام محبوب چیزوں کے واسطہ سے۔ اپنے پیارے رسول صلعم کے واسطہ سے۔ اور اپنی کلام برحق قرآن کریم کے واسطہ سے وہ قدوس ہے۔ اپنی قدوسیت کے واسطہ سے۔ وہ سبحان ہے۔ وہ صادق ہے۔ وہ صدق کو چاہتا ہے۔ وہ اپنی تمام صفات پاک کے طفیل سے پھر اپنے پیارے مسیح موعود کے طفیل سے حق و باطل میں فیصلہ کرے۔ تا دنیا کو صدق و کذب کا پتہ لگ جاوے بہت مباحث ہو چکے ہیں۔ اب بات حد سے بڑھ رہی ہے خدا خود کوئی فیصلہ صادر فرمائے۔ خدا کی آواز آسمان سے نہیں آیا کرتی۔ بلکہ زمین پر ہی کشوف اور الہامات کے ذریعہ سے وہ حق ظاہر کر دیتا ہے۔ سو الحمد للہ خدا تعالیٰ نے میری تائید اسطرح بھی کی۔ اور کئی سو مومنوں کو بذریعہ الہامات و کشوف و رؤیا و صادقہ میری خلافت حقہ کی خبر دی۔ ہاں ایک طریق جھوٹے کو ظاہر کر دینے کا ہے۔ پس خدا اب یہ نشان بھی دکھلاوے۔ خدا تعالیٰ نے نشان تو بہت سے دکھلائے۔ لیکن اندھی دنیا نے نہ دیکھا۔ پس خدا خود ایسے طریق سے باطل کی بطالت کو ظاہر کرے۔ کہ لوگوں پر حق روشن ہو جاوے۔ اور دنیا کو پتہ لگ جاوے کہ باطل پر کون ہے۔

نمبر ۲

(۱۹۔ فروری ۱۹۱۵ء)

و اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی و لیؤمنوا بی لعلھم یرشدون (۲-۱۸۷)۔

دنیا میں کسی شخص کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی بہت بڑی وجہ احسان ہوتی ہے۔ ایک شخص دوسرے کی بعض حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔ اس کی بعض تکلیفوں کو دور کرتا ہے۔ اس کی بعض مصیبتوں میں اس کے کام آتا ہے اور اس کے بعض دکھوں کو اس سے ہٹاتا ہے۔ اس کے بدلہ میں وہ شخص اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا چاہتا [illegible] دیکھو۔ گورنمنٹ کا ایک سپاہی بارہ چودہ روپیہ [illegible] [illegible] کے لئے جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ

اس کو کھانے پینے وغیرہ کاموں کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی۔ جس کو گورنمنٹ پورا کرتی تھی۔ تو چونکہ گورنمنٹ اس کی ضروریات اور حاجتوں کو پورا کرتی رہتی ہے۔ اس لئے وہ بھی گورنمنٹ کے لئے فرمانبرداری کرنے کو تیار ہوتا ہے۔

غرضیکہ جو ہستی کسی دوسرے کی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ اس کے لئے فطرت کے مطابق اور ان قواعد اور قوانین کے مطابق جو کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے جاری کردہ ہیں انسان مطیع اور فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ و اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی و لیؤمنوا بی لعلھم یرشدون (۲-۱۸۷)
کہ تم لوگ ہمیشہ جو ایسا کرتے ہو کہ جو تمہاری ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ تم اس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ تو آؤ ہم بھی تمہیں کچھ بتائیں۔ کہ جب کسی بندہ کو کوئی مصیبت پیش آجائے۔ کوئی دکھ پہنچے۔ کوئی رنج و الم ہو۔ اور وہ میری نسبت سوال کرے اور کہے۔ کہ وہ خدا جو مشکلات کو دور کیا کرتا ہے مصائب اور آلام کو ہٹاتا ہے کہاں ہے۔ اور وہ خدا جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے آج کہاں ہے۔ کہ میری مشکلات کو بھی دور کرے۔ فرمایا۔ اس کو کہو کہ تمہیں خدا کے متعلق یہ پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کہ وہ کہاں ہے۔ وہ تو تمہارے پاس اور بہت ہی قریب موجود ہے۔ اور ہر وقت ہر ایک انسان کے پاس موجود رہتا ہے تم سے دور نہیں ہے جب کوئی پکارنے والا دکھ اور درد کی حالت میں پکارتا ہے۔ تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ اور اس کے مصائب اور آلام کو دور کرتا ہوں ہاں اب یہ چاہئے۔ کہ جیسے دنیا میں ہر ایک محسن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ اسی طرح میری بھی اطاعت کریں۔ جب انسان اپنی ایک دو حاجتوں کے پورا کر دینے والے اور بعض ضرورتوں میں کام آنے والے لوگوں کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ خدا جس کے احسانوں اور انعاموں کو انسان گننے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کی فرمانبرداری اور اطاعت نہ کرے۔ اس کی فرمانبرداری کے نتیجے سے کوئی فائدہ [illegible]۔ بلکہ تمہارا ہی اس میں بھی فائدہ ہے

کیا حضرت مسیح صلیب سے زندہ نہیں اترے؟

عیسائی مذہب کا تمام دارمدار صرف ایک تاریخی واقعہ پر ہے کیونکہ عیسوی مذہب کی بنیاد صرف حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھ کر جان دے دینے پر رکھی گئی ہے۔ اور اگر یہ ثابت کر دیا جاوے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ اتر آئے تھے تو عیسوی مذہب کا تانا بانا ادھڑ جاتا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ چونکہ آدم ممنوع درخت کھا کر گنہگار ہوا۔ اس لئے اس کی نسل بھی تمام گنہگار ہے۔ اور دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو پاک ہو سب گناہوں میں گرفتار اور برائیوں کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ عادل ہے۔ اس لئے وہ بغیر سزا کے کسی کو چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ اور اگر سزا دیتا ہے تو تمام دنیا دوزخ میں جاوے۔ کیونکہ ہر فرد بشر گنہگار ہے اور گناہ کی سزا دوزخ ہے۔ اس گورکھ دھندے کو سلجھانے کے لئے خداوند مسیح نے جو خداوند باپ کا اکلوتا بیٹا ہے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا کہ اے باپ میں نے تیرے بندوں کے چھڑانے کی ایک تجویز سوچی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں ان سب کے گناہ اٹھا لیتا ہوں۔ اور جب میں گناہ اٹھاؤں گا تو وہ سب بے گناہ ہو جاویں گے اور میں گنہگار ہو جاؤں۔ اور چونکہ گناہوں کی سزا موت ہے اس لئے میں ان گناہوں کی پاداش میں صلیب پا کر وفات پا جاؤں گا۔ اس طرح پر تیرے بندے بھی دوزخ سے چھوٹ جائیں گے۔ اور تیرا پیارا بیٹا بھی تین دن مردہ رہنے کے بعد زندہ ہو کر پھر تیرے پاس آ جائے گا۔ یہ ہے اصل بنیاد عیسوی مذہب کی اور اسی کا نام وہ کفارہ رکھتے ہیں لیکن اگر انجیل سے یہ ثابت کر دیا جاوے کہ حضرت مسیح صلیب پر مرے ہی نہیں بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے تو عیسائی مذہب خاک میں مل جاتا ہے۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ صلیب پر مرے ہی نہیں تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہوں نے بندوں کے گناہ بھی نہیں اٹھائے اور وہ بندوں کے گناہوں کے لئے نہیں مرے کیونکہ گناہ کی سزا تو موت ہے۔ جب موت ہی واقع نہیں ہوئی تو معلوم ہوا کہ گناہ بھی نہیں اٹھائے۔ اور جب مسیح نے گناہ نہیں اٹھائے اور بندوں کے گناہ بندوں پر ہی ہیں تو پھر شریعت کی ضرورت ہے اور کفارہ وغیرہ سب باطل ہو جاتا ہے۔ سو اس بارہ میں ہمیں خود انجیل پر غور کرنا چاہیئے۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ آیا مسیح درحقیقت صلیب پر ہی فوت ہوئے یا زندہ اتارے گئے۔ سو جب ہم انجیل میں غور کرتے ہیں تو الٰہی کلام اور حضرت مسیح کی پیشگوئی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے۔ اور آپ کی جان اس خطرناک حادثہ میں سلامت رہی تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ یہودیوں نے حضرت مسیح سے کہا کہ ہمیں کوئی نشان دکھائیے۔ اس پر مسیح نے کہا کہ تمہیں یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہیں دکھایا جاویگا۔ چنانچہ اس جگہ پر ہم مسیح کے الفاظ درج کرتے ہیں:۔

”تب بعضے فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں کہا کہ اے استاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھا چاہتے ہیں اس نے انہیں جواب دیا اور کہا کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوا انہیں کوئی نشان دکھایا نہ جاوے گا۔“

(متی ۱۲ باب آیت ۳۹)

ناظرین یہ ایک نہایت زبردست ثبوت اس بات کا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ اتارے گئے اور قبر نما ایک غار کوٹھے میں تین دن تک رہے۔ کیونکہ جب یہودی مسیح سے نشان مانگتے ہیں تو حضرت مسیح انہیں یہ نہیں کہتے کہ تمہیں یہ نشان دکھایا جاوے گا کہ مر کر زندہ ہو جاؤں گا۔ بلکہ انہیں جواب دیتے ہیں کہ تمہیں یونس نبی جیسا نشان دکھایا جاویگا۔ اب جب ہم یونس نبی کے نشان کو دیکھتے ہیں تو وہاں یونس مرنے کے بعد زندہ نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن مردہ رہے تھے بلکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے اور یہی ایک بھاری نشان تھا کہ باوجود ایسے خوفناک حادثہ کے پھر حضرت یونس زندہ رہے۔ سو حضرت مسیح بھی کہتے ہیں کہ میرا حال بھی یونس نبی سا ہوگا۔ اور جس طرح حضرت یونس باوجود سمندر میں گرنے اور مچھلی کے نگلنے کے مرے نہیں اسی طرح میں بھی باوجود صلیب پر چڑھنے اور ہاتھ پاؤں میں میخوں کے ٹھکنے کے مروں گا نہیں۔ اور جس طرح حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک زندہ رہے۔ اسی طرح میں بھی زمین کے ایک قبر نما غار میں تین دن تک زندہ رہونگا۔ یہ ہیں اصل معنے مسیح کی پیشگوئی کے۔ ورنہ اگر عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق یہ سمجھا جائے کہ حضرت مسیح تین دن تک غار میں مردہ ہونے کی حالت میں رہے تھے۔ تو آپکی پیشگوئی غلط ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ پیشگوئی تو یہ ہے کہ آپ کا نشان یونس کے نشان کی طرح ہوگا۔ حالانکہ یونس زندہ رہا اور مسیح مر گیا۔ لیکن چونکہ نہ عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح کی پیشگوئی غلط نکلی اور نہ ہم ہی حضرت مسیح کو جھوٹا نبی سمجھتے ہیں اس لئے ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئی درست نکلی۔ اور یونس نبی کے نشان کی طرح آپکا نشان دنیا نے دیکھا۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے یونس کو ایک خوفناک مصیبت سے بچا لیا۔ اس طرح اپنے پیارے مسیح کو بھی ایک خطرناک حادثہ سے محفوظ رکھا۔ اور جس طرح یونس نبی تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اسی طرح مسیح بھی زمین کے غار میں تین دن رہے۔ ورنہ اگر مسیح کو صلیب پر فوت شدہ تسلیم کر لیا جائے تو یونس کی مشابہت باطل ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت یونس کا یہ معجزہ نہیں کہ وہ مر کر زندہ ہو گئے تھے یا یہ کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن مردہ رہ کر باہر آئے۔ بلکہ ان کا معجزہ اور نشان تو یہ ہے کہ وہ باوجود مچھلی کے نگلنے کے زندہ رہے۔ اور تین دن تک اس کے پیٹ میں زندہ رہ کر باہر آئے۔ اس طرح اگر مسیح کو یونس سے مشابہت ہو سکتی ہے تو اس صورت میں کہ مسیح بھی باوجود صلیب پر چڑھنے کے زندہ اتر آیا ہو۔ اور پھر غار میں تین دن تک زندہ رہ کر باہر آیا ہو۔

اور اگر یہ مانا جاوے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ نہیں اترا بلکہ مر کر اترا۔ اور پھر تین دن تک غار میں مردہ ہونے کی حالت میں رہا تو پھر مسیح کا نشان یونس کے نشان کی طرح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسیح صلیب کے حادثہ سے مر گیا۔ اور یونس مچھلی کے ساتھ بھی زندہ رہا۔ اور مسیح غار میں تین دن مردہ رہا

اور یونس تین دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ غرض دونوں واقعات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ اگر تسلیم کر لیا جاوے کہ مسیح صلیب سے زندہ اُترا۔ اور غار میں تین دن زندہ رہا تو اس صورت میں بے شک مسیح اور یونس نبی کے واقعات بالکل مشابہ اور ہم رنگ ہیں۔ اب ہم خود مسیح کے لفظوں سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ مسیح کہتا ہے۔

"کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا"

متی ۱۲ باب آیت ۴۰۔ لوقا ۱۱-۳۰

دیکھئے اس جگہ مسیح نے تصریح کر دی۔ اور ویسا کے لفظ سے معاملہ بالکل صاف کر دیا۔ اور پیشگوئی کی جس طرح اور جس حالت میں یونس نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا اسی طرح اور اسی حالت میں ابن آدم بھی تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ اب ہمیں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔ اپنی خود حضرت مسیح پیشگوئی کرتے ہیں۔ اور ویسا کے لفظ سے اپنے متبعین کو سمجھاتے ہیں کہ جس طرح یونس باوجود مچھلی کے نگلنے کے مرا نہیں تھا۔ اسی طرح میں بھی باوجود صلیب پر چڑھنے کے مرونگا نہیں۔ اور جس طرح یونس نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہونے کی حالت میں رہے تھے۔ اسی طرح میں بھی تین رات دن زمین کے ایک غار میں زندہ ہونے کی حالت میں رہوں گا۔ غرض متی کے اس حوالہ میں خود مسیح نے ویسا کے لفظ بولنے سے ثابت کر دیا کہ آپ صلیب پر نہیں مرے۔ اور نہ تین رات دن تک زمین میں مردہ رہے۔ بلکہ یونس نبی کی طرح جو مچھلی کے نگلنے پر زندہ رہا۔ اور اس کے پیٹ میں بھی زندہ ہونے کی حالت میں تین دن گذارے۔ آپ بھی صلیب سے زندہ اُترے اور زمین کے پیٹ میں بھی تین دن زندہ رہے۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تھا۔

اور جبکہ خود حضرت مسیح کی پیشگوئی سے ثابت ہو گیا کہ آپ صلیب پر نہیں مرے تو ساتھ ہی یہ بات بھی منکشف ہو گئی کہ آپ نے لوگوں کے گناہ نہیں اُٹھائے اور نہ ان کے گناہوں کا کفارہ [illegible] آپ کفارہ ہونے [illegible] [illegible]

پس سے پیشگوئی یونس نبی کی تھی کہ میرا نشان بالکل یونس کے نشان کے مشابہ ہوگا۔ اور جس طرح یونس نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ بالکل اسی طرح میں بھی زمین میں رہوں گا۔ مگر یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ ہو سکتا ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مُردہ ہونے کی حالت میں رہا ہو۔ اور پھر باہر آ کر مسیح کی طرح دوبارہ زندہ ہوا ہو۔ اس کے جواب میں ہم اس شخص کو یہ کہیں گے کہ خود یونس نبی کی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں بلکہ زندہ رہا۔ اور وہ ایک بڑی لمبی چوڑی دعا بھی ہے جو یونس نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند خدا سے مانگی۔

چنانچہ حوالہ ملاحظہ ہو۔

"تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی۔"

یوناہ ۲ باب آیت ۱

حقیقۃ النبوۃ کی تقسیم کے لئے احباب توجہ کریں

برادر سراج الدین صاحب سوداگر چرم بریلی نے سو جلد حقیقۃ النبوۃ اور سو جلد القول الفصل اپنے خرچ پر تقسیم کرانے کی غرض سے بھیجی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس ایثار کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ اور احباب بھی اس نیک مثال کی پیروی کریں۔ اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چار آنے فی جلد کے حساب سے کچھ جلدیں حقیقۃ النبوۃ کی تقسیم کرائیں۔ قادیان کے بعض بزرگوں نے دس دس روپے جمع کرا دئے ہیں تاکہ چالیس چالیس کتابیں ان کی طرف سے مفت تقسیم کی جا سکیں۔ باہر سے بھی کم از کم سو احباب ایسے ہونے چاہئیں اور امید ہے کہ جماعت کے [illegible] اخلاص اور جوش [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] القول الفصل کی طرح حقیقۃ النبوۃ بھی [illegible] [illegible] تقسیم کی جائیگی۔ ایسی تقسیم کی تمام [illegible]

نیاز مند سکرٹری ترقی اسلام قادیان آنی چاہئیں۔

اذا الجنۃ ازلفت

برادر منشی فخر الدین صاحب ملتانی نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں نہایت دلچسپ و مؤثر پیرایہ میں حسب حکم مسیح موعود علیہ السلام وصیت کرنے کی تحریک کی ہے۔ جو صاحب چاہیں یہ اشتہار ترقی اسلام کے پتہ سے محصولڈاک بھیجکر حسب ضرورت منگوا لیں اور اس نیک تحریک کو کامیاب کرنے میں ساعی ہوں۔

بیعت خلافت

عبد المجید صاحب - ہیڈ کنسٹیبل - پھلور علاقہ پھلور
منشی احمد الدین صاحب مرحوم قریشی معرفت عبد المجید صاحب
میاں شیخ محمد خان صاحب - ضلع کانگڑہ
دختر رحمت اللہ صاحب نمبردار ضلع جالندھر

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان جو صبار آئے شائع ہوا ہے اس اشتہار سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس کے متعلق فرمایا کہ بہا امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ ڈھلکا۔ موتیا بند ابتدائی موتیا بند کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ [illegible] قسم دوم [illegible] قسم سوم [illegible] - اصلی ممیرا قیمت [illegible] روپیہ تولہ ہے۔ ترکیب استعمال - ممیرا [illegible] پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنا چاہئے۔ یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی [illegible] بہت مفید واکسیر ہے۔

[illegible] ممیرا [illegible] نقل کیا گیا ہے جس کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] قادیان [illegible]

اب تمام کتب مقدسہ میں انبیاء اور صلحاء خدا کے فرزند
اگرچہ انہی معنوں میں آتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ کہ محض ان کے موحد
ہونے کی وجہ سے تھا۔ نہ کسی اور حقیقت کی بنا پر۔ اور
حضرت مسیح کو جو ابن اللہ کہا گیا۔ تو وہ بھی ان کے موحد
ہونے کی وجہ سے ہی تھا۔ جس کو ایک قوم بُرے معنوں میں
استعمال کر کے بجائے موحد ہونے کے مشرک ہو گئی۔ اور
وہ لفظ جو توحید کے قیام اور استحکام کی تاکید اور تقویت
کے لئے قائم ہوا۔ اس کو اُلٹے معنوں میں لیکر توحید سے
تثلیث بنالی۔ حالانکہ ابن اللہ اور ولد اللہ کا لفظ توحید
کے لئے قائم کیا گیا۔ نہ شرک اور تثلیث کے لئے۔

کیونکہ مسیح موحد ہونے کی وجہ سے ابن اللہ اور
ولد اللہ تھا۔ جیسا کہ دوسرے انبیاء۔ نہ اسی غلط توجیہ
کے لحاظ سے جو عیسائیوں نے اپنی غلط فہمی سے بنالی۔
اور قرآن میں جن معنوں میں عیسیٰ کے ابن اللہ اور ولد اللہ
ہونے کو معیوب اور قابل اعتراض قرار دیا ہے۔ وہ عیسائیوں
کے موجودہ اعتراضی مفہوم کے لحاظ سے ہے نہ موحدانہ
پہلو کے لحاظ سے۔

اب جبکہ مسیح کی نسبت ولد اللہ اور ابن اللہ کا
لفظ اور تمام انبیاء کے متعلق اولاد اور ابناء کا لفظ اصل
حقیقت کے لحاظ سے موحد کے معنوں میں ہے۔ تو اب
بتلاؤ۔ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کہ انت منی بمنزلۃ
ولدی اور الہام انت منی بمنزلۃ اولادی کس طرح
سے قابل اعتراض ٹھہرا جبکہ ان دونوں الہاموں کا مطلب
وہی ہے۔ جو اوپر بیان کیا گیا۔

پس انت منی بمنزلۃ ولدی کا استعارہ ان
معنوں میں ہے۔ کہ تو مجھ سے جیسے بیٹے کے قائمقام ہے
یعنی مسیح کے قائمقام۔ اور جس طرح مسیح میرا موحد بندہ تھا۔ اور
مجھے واحد لاشریک ماننے والا اور میری توحید کیلئے غیور
اور غیرت مند۔ اسی طرح اس زمانہ میں تو میرا موحد بندہ ہے
اور میری توحید کے لئے غیرت دکھلانے والا۔ ایسا ہی الہام
انت منی بمنزلۃ اولادی کا مطلب ہے جسکو حضرت
مسیح موعود کے دوسرے الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء نے
صاف کر دیا۔

ہاں یہ سوال کہ اس قسم کا استعارہ کیوں الہامی الفاظ
میں کیوں اختیار کیا گیا جس سے عوام کے گمراہ ہونے کا خطرہ
ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اس مسئلہ میں تو پہلے ہی دنیا
کی ایک کثیر التعداد قوم مبتلا ہو چکی ہے۔ جس نے محض غلط
فہمی کی وجہ سے مسیح کی ابنیت کی خصوصیت قائم کی۔ اور جس کی
خصوصیت کو توڑنے کے لئے مسیح محمدی کی ابنیت بطور علاج
کے تھی۔ [illegible]
اور اسی لئے ولدی کے ساتھ دوسرے الہام میں اولادی
کا لفظ بھی فرمایا تا مسیح کے ابن اللہ ہونے کی خصوصیت
جو عیسائیوں کے نزدیک صرف مسیح کے لئے ہے۔ اسے
عمومیت سے مٹا کر توحید الٰہی کی خصوصیت کو قائم کیا جائے

اب جبکہ الہام کی اصل حقیقت یہ ہے۔ تو اس پر
علم صحیح اور عقل سلیم کے رُو سے اعتراض کیسا؟

مناجات حقانی

رکھا ہے سر تیرے آستاں پر تو اپنے فضلوں سے کچھ دلا دے
ترا ظلوم و جہول ہوں میں سوال فقیرانہ اک سکھا دے
دیا ہی جب درد تو نے دل کو تڑپ اس انداز کی سکھا دے
مری دعا کو گلے اجابت کے۔ اٹھ کے رحمت تری لگا دے
حمید کو اپنی ذات سے کر۔ وحید اپنی صفات سے کر
تری محبت جو آگ ذرہ میں۔ اس کو خورشید سے بڑھا دے
وہ تیرا بندہ۔ وہ تیرا عاشق وہ تیرا محبوب تیرا پیارا۔
زباں پہ جب نام اسکا آئے تو تیری تحمید کا مزا دے
ترا محمد وہ تیرا احمد کہ اک غلام اس کا ہو کے عاشق
مٹا دے ہستی کو اپنی ایسا کہ احمدیت کا رُخ دکھا دے
وہ تیرا محمود جس کی ہستی ابھی ہو پردے میں نیستی کے
رُخ منور کا اس کے جلوہ تو پرتو مہر میں دکھا دے
وہ کھیلے احمد کی گود میں جو وہ سایۂ پیر دو دیں ہو
وہ نور ایماں ہو اسکا روشن کہ کفر کی ظلمتیں مٹا دے
الٰہی وہ راہ راست اپنی۔ چلے یہ منعم علیہ جس پر
مجھے دکھا دے مجھے بتا دے۔ مجھے دکھا دے مجھے بتا دے
نہیں بتا جب میں تو کچھ نہیں ہوں تیرا ہوں کُن تو نے ہو گیا میں
بگڑ گیا ہوں میں تو کیا ہوا۔ تو بنانے والا ہے پھر بنا دے
حجاب اٹھ جائیں میری آنکھوں سے کوئی مجھکو نہ دیکھتا ہو
تو میری ہستی کے ذرہ ذرہ میں اپنا جلوہ مجھے دکھا دے
ہمارے کچھ شہسوار بانکے رہ ضلالت پہ پڑ گئے ہیں۔
تو شام سے پہلے انکی باگوں کا راہ منزل کو رُخ پھرا دے
بدل چکے ہیں فلک کے تیور زمیں کا نقشہ بگڑ رہا ہے
خبر نہیں کیسی کیسی صورت ہماری غفلت میں نہ دکھا دے
بپا ہے طاعون کا وہ طوفاں کہ اک جہاں غرق ہو چکا ہے
وہ آتش جنگ ہے بھڑکتی کہ خشک و تر سب کا سب جلا دے
چلیں بہت کشتیاں سمندر میں اور ہوئیں کشتیاں ہزاروں
مچا ہے وہ شور کشت و خوں کا [illegible]
ہوئیں وہ سب تیری باتیں پوری کہیں جو احمد کے رب تو نے
جلال کی تیری تاب کس کو؟ جمال کی اک جھلک دکھا دے
پلک پہ رحم اپنی بیٹھ لاکھوں ہزاروں بیوائیں رو رہی ہیں
تو اشک باراں سے بیکسوں کی اس آتش قہر کو بجھا دے
بٹھا دے کشتی میں نوح کی اپنی طوفاں سے تو ہٹا دے۔
کہ تیری ہستی کی نقش آدم کہیں نہ دست فنا مٹا دے
دعائے حقانی پشیماں کو بخش دی خلعت اجابت
تو اپنی رحمت کو دے اجازت کہ وہ غضب کو تیرے ہٹا دے

تحفۃ الملوک

جس میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خواب کی بنا
پر ایک والئے ریاست کو نہایت دل آویز اور دلکش پیرائے
میں تبلیغ فرمائی ہے۔ علاوہ مضمون کی لطافت کے اس کی لکھائی
چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ
رکھا گیا ہے۔ تقطیع کلاں کاغذ چکنا اور عمدہ۔ مگر قیمت کاغذ
درجہ اول کی صرف ۴/ اور کاغذ درجہ دوم صرف ۱۲/
احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں۔ ورنہ
بعد میں کمیاب ہونے پر کف افسوس ملنا پڑے گا۔

بشارت

مولوی حسام الدین حیدر بی۔ اے سب ڈپٹی کلکٹر ماری پور بنگال
حضرت خلیفۃ ثانی کے ہاتھ پر نومبایعین سلسلہ میں داخل ہوئے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ آپ زبان انگریزی میں خصوصیت...

ثبوت ملائکہ

نمبر ۲

(از سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل)

چھٹی دلیل | دنیا میں ہر بات ایک ترتیب سے ہے اور ہر کام کسی نہ کسی ترتیب کے ماتحت ہو رہا ہے۔ انسانی پیدائش ہی کی طرف دیکھو۔ ابتداء میں پانی کا ایک قطرہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک وقت آتا ہے، کہ وہی قطرہ ایک عظیم الشان و شوکت اور قدرت والے وجود میں تبدیل ہو جاتا ہے جس سے [illegible] کو عجیب انگیز باتیں خیال کی جاتی۔ لیکن کیا یہ ترقی یکدم ہو گئی اور یہ تغیر اچانک واقع ہوا؟ نہیں بلکہ بہت دیر کے بعد ایک ترتیب کے ماتحت انسانی پیدائش کا پہلا زینہ منی کا ایک قطرہ تھا۔ پھر وہ علقہ بنا۔ پھر مضغہ پھر کسونا العظام لحماً کا مرتبہ آیا۔ پھر انشأنا خلقاً آخر کا دور آیا۔ اور وہ ماں کے پیٹ سے نکلا۔ اس پر بھی وہ مدت تک نہ چل سکتا تھا۔ نہ بات چیت کر سکتا تھا نہ قابلیت تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ ترقی کرتا کرتا بلوغت کے بعد ایک کامل قوی مرد بن گیا۔ اسی طرح ترقی مدارج کو لو۔ بادشاہ انسانی سوسائٹی کا اعلیٰ عہدہ دار ہے وہ کبھی ہر شخص سے بات نہیں کرتا۔ بلکہ صرف ایسے شخصوں سے ہمکلام ہوتا ہے جو کہ عہدہ اور مرتبہ اس کے عہدہ اور مرتبہ کے قریب اور اس سے مناسبت رکھتا ہو۔ جیسے وزیر اعظم سفراء وزراء نواب وغیرہ وغیرہ۔ پھر وزیر اعظم بھی ہر شخص سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ صرف انہی سے جو اس سے مناسبت رکھتے ہوں۔ پھر اس سے اتر کر ملکی اور فوجی عہدہ دار بھی اپنے اپنے حلقہ کے اندر اپنے تعلقات محدود رکھتے ہیں۔ اور بادشاہ جو حکم اپنی رعایا کے نام صادر کرتا ہے۔ وہ وزراء اور گورنروں اور ڈپٹی کمشنروں کے ذریعہ سے ہی اپنی رعایا کو پہنچاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اپنے احکام اور قوانین اسی ترتیب سے نازل کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ وراء الوریٰ ہستی ہے۔ اور تجسم سے [illegible] پاک ہے۔ اس لئے وہ اپنے احکام ایسی ہستیوں کو دیتا ہے۔ جو اس کی طرح نہاں اور ان جسمانی آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ لیکن کبھی کبھی تمثیل کے رنگ میں جسم اختیار کر سکتی ہیں۔ اور وہ ہستیاں الٰہی احکام نبیوں کے پاس لاتی ہیں۔ جو بالکل مجسم ہوتے ہیں۔ لیکن روحانی تعلقات خدا سے ہوتے ہیں۔ پھر وہ نبی اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام ان بندوں کو پہنچاتے ہیں۔ جو مجسم ہوتے ہیں۔ اور مدارج کے لحاظ سے بھی ان کا کوئی تعلق خدا سے نہیں ہوتا۔ غرض دنیا میں ہر چیز کا ایک باقاعدہ نظام کے ماتحت ہونے اور بادشاہوں کے احکام کا ایک ترتیب سے رعایا تک پہنچنا دلالت کرتا ہے کہ الٰہی احکام بھی کسی نہ کسی ترتیب سے ہم تک پہنچنے چاہئیں۔ اور واقعہ میں ایسا ہوتا ہے۔ وہ خدا جو نہاں در نہاں ہے۔ اور کبھی مجسم نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا پیغام ایسی ہستی کو دیتا جو نہاں در نہاں تو ہوتی ہے۔ اور مجسم نہیں ہوتی۔ مگر کبھی کبھی مجسم ہو سکتی ہے۔ (اور ایسے ہی ہم فرشتہ یا ملک کہتے ہیں)

پھر وہ ہستیاں خدا کا پیغام نبیوں کو پہنچاتی ہیں۔ جو من وجہ مجسم اور من وجہ روحانی ہوتے ہیں۔ پھر وہ انبیاء ان احکام کو عام بندوں کو سناتے ہیں۔ جو ہر طرح جسمانی ہوتے ہیں۔

غرض ترتیب کا اصول دلالت کرتا ہے۔ کہ انبیاء اور خدا کے درمیان بھی وسائط ہونے چاہئیں۔ اور انہی کو ہم ملائکہ کہتے ہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ | اس کے بعد میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ سید احمد خان صاحب اور ان کے ہم خیال یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ملائکہ کوئی مستقل وجود نہیں رکھتے۔ اور نہ واقعہ میں کوئی خاص ہستیاں ہیں۔ بلکہ قرآن مجید میں ملائکہ سے مراد قویٰ ہیں اور جو قوتیں انسان میں ہیں۔ انہیں ہی دوسرے لفظوں میں فرشتوں اور ملائکہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مگر سید صاحب کا یہ خیال ایک بالکل سطحی خیال ہے۔ جس کی تردید کے لئے قرآن مجید کی صرف ایک آیت کافی ہے اور وہ یہ ہے۔ و اذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء۔ یعنی آدم کے پیدا کرنے سے پہلے ہم نے فرشتوں کو کہا۔ کہ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ ہم زمین میں اپنا خلیفہ یعنی آدم کو پیدا کریں۔ اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ملائکہ سے مراد انسان کی قوتیں ہیں۔ تو یہ خیال اس آیت سے باطل ہوتا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ کہ انسان ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اس وقت ہم نے فرشتوں پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ چنانچہ اگر ملائکہ سے مراد انسانی قوتیں ہیں۔ تو وہ تو انسان کے پیدا ہونے پر لے ملیں۔ وہ انسان سے پہلے کہاں تھیں۔ کیونکہ قوت ایک صفت ہے۔ اور صفت کبھی موصوف سے پہلے نہیں ہوتی۔ اور موصوف یہاں پر انسان ہے۔ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ تو وہ قوتیں کونسی ہیں۔ جن کے آگے اللہ تعالیٰ اپنا ارادہ پیش کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ انسانی قویٰ کا نام ملائکہ نہیں۔ بلکہ ملائکہ ایسی ہستیاں ہیں۔ جو انسانی پیدائش سے بھی پہلے سے موجود ہیں۔ پھر اس آیت کا اگلا حصہ بھی واضح کرتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ انسان کے پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم تیری تحمید و تقدیس کرتے ہیں۔

دیکھئے اگر انسان کی ہی قوتوں کا نام ملائکہ ہے۔ تو وہ تو انسان سے پہلے نہ تھیں۔ تحمید اور تقدیس کون کرتا تھا۔ تو آگے چلکر فرماتا ہے۔ کہ ملائکہ چیزوں کے نام نہ بتا سکے۔ مگر آدم نے بتا دیئے۔ اس سے بھی معلوم ہوا۔ کہ ملائکہ کچھ اور ہیں۔ اور انسانی قویٰ کچھ اور۔ کیونکہ علم بھی ایک قوت ہے۔ تو آیت کے یہ معنی ہونگے۔ آدم کے علم کی قوت کچھ نہ بتا سکی۔ اور آدم نے بتا دیا۔

دیکھو کیا یہ ایک بیہودہ بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ انسانی قویٰ کا نام ملائکہ نہیں۔ بلکہ وہ مستقل وجود رکھنے والی ہستیاں ہیں۔ جو اس زمانہ سے موجود ہیں۔ جبکہ ابھی انسان پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۲۸۔ فروری ۱۹۱۵ء

پولٹیکل بداعتدالیاں

آجکل ہندوستان کا مطلع امن اگرچہ توپ و تفنگ کی آواز اور زہریلے دھوئیں سے متاثر نہیں۔ اور نہ ہی اس کے آباد اور غیر محفوظ شہر دشمن کے طیارہ بازوں آسمان سے آتشباری کر سکتے ہیں۔ مگر باوجود اس امن کے ہمارے وطن کا کو عافیت کوتاہ اندیش سیاسی وطن پرستی کی رذیل حرکات کے باعث اپنا اعتدال ضائع کر چکا ہے اور ایک طرف ہندوستان کے مشرقی دروازہ سے ڈکیتیوں کے طوفان کی خبر آتی ہے۔ تو دوسری طرف ملک کے مغربی بھائک کے دارالسلطنت میں دن دہاڑے ہیڈ کانسٹیبل اور سب انسپکٹر پولیس کے قتل کا سنسنی خیز واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی ہولناک فساد و امن شکنی کے بادلوں کو یکدم خلیج بنگال کے سرا سے اڑا کر راوی کے کنارے پر لا گرایا ہے۔ اور پنجاب کو بنگال کا عکس میں تبدیل کرتا چاہتا ہے۔ چنانچہ جہاں بنگال سے یہ خبر آئی ہے کہ ۱۴۔ فروری کی شام کو ایک چاول کے سوداگر کی دکان پر چار آدمی گاڑی میں بیٹھ کر آئے۔ اور نقدی کے صندوق کا جس میں ۲۰ ہزار روپیہ تھا۔ مطالبہ کیا۔ خزانچی نے انکار کیا۔ اس پر اسے زخمی کر کے گرا دیا گیا۔ اور صندوق گاڑی پر رکھ لیا گیا۔ گاڑیبان نے گاڑی چلانے سے انکار کیا۔ تو اس کو گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ اور نو دو گیارہ ہو گئے۔ وہاں پنجاب میں یہ کیفیت ہے کہ ۲۰۔ فروری کو ۵ بجے شام انارکلی لاہور میں سکھوں نے ڈاکخانہ کے قریب ہیڈ کانسٹیبل اور سب انسپکٹر پولیس کو قتل کیا۔ اور اسی تاریخ کو ایک پنشن یافتہ سکھ رسالدار کے گھر پر لدھیانہ میں بم گرایا گیا۔ اور اس سے ایک روز قبل یعنی ۱۹۔ فروری کو ایک شخص [illegible] لدھیانہ میں اور سات سکھ لاہور میں گرفتار ہوئے۔ ان کے پاس سے بم بنانے کا سامان کچھ بم بھرے ہوئے ادر پستول اور کیپ وغیرہ اشیاء برآمد ہوئیں۔ اور بعض بڑھ کر ان کے ان سے نیلے رنگ کے اور لدھیانہ کے کپڑے تھے جن کی نسبت گمان کیا جاتا ہے۔ کہ انہیں سے قومی جھنڈے بنائے گئے

بنے رکھے گئے تھے۔

اب اگر مذکورہ بالا قرائن کو نظر غائر سے دیکھا جائے۔ اور ایک طرف بنگال کے ڈاکوں میں کالجوں کے طلباء کا ریوالور و کارتوس سے مسلح ہونا اور دوسری طرف برٹش نو آبادیات سے واپس آنے ہوئے سکھوں کا آہنی اوزاروں کا استعمال کرنا ملاحظہ کیا جائے تو یقیناً کہنا پڑتا ہے۔ کہ حالت محض تشویشناک نہیں۔ بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہے۔ کیونکہ بنگال کے بنیے اور بنگالی نوجوانوں کے ریوالور ایسے خطرناک نہیں۔ جیسے پنجاب کے سکھوں کی کرپانیں اور چھریاں ہیں۔ موخر الذکر قوم سپاہی قوم ہے۔ اس کے بگڑے ہوئے فرزند بنگال کے نااہل بیٹوں سے بدرجہا بڑھ کر امن کے دشمن ثابت ہوں گے۔ اور گذشتہ ایک ماہ کے واقعات ہمارے اس بیان کے موید ہیں۔ ان امن سوز حرکات پر اگر اس افواہ کا اضافہ کر دیا جائے جس کی صداقت کے زمیندار و پیسہ اخبار ذمہ دار ہیں۔ اور جس کی رو سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ بعض کالجوں کے مسلمان طلباء جن کی تعداد ۱۲ اور ۱۵ کے درمیان ہے۔ پراسرار طور پر غائب ہیں۔ یہ طلباء بی اے اور ایم اے کے قابل متعلمین تھے۔ اور ان کے یکدم غائب ہو جانے کی تہ میں کسی خفیہ سوسائٹی کا ہاتھ ہے۔ اور یہ کہ غائب ہونے والے طلباء کی نسبت خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ سرحد پار چلے گئے ہیں۔

تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ پولٹیکل بداعتدالیوں کے مقیاس الحرارت کا پارہ انتہائی درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ اور اب نہ صرف گورنمنٹ کو سخت تدابیر استعمال کرنی چاہئیں بلکہ رعایا کے ہر طبقہ کو ان خفیہ اور مذموم حرکات کا سدباب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

پنجاب کو ناز ہے۔ کہ اس نے گورنمنٹ برطانیہ کا اکثر وقتوں میں ساتھ دیا ہے۔ پنجاب کو ناز ہے کہ اسمیں وفادار رعایائے سرکار کی کثرت ہے۔ پنجاب کو فخر ہے کہ اس میں شاہجہانی کی رعایا سے ایک مخلص طبقہ یعنی احمدیت کا مرکز ہے پس پنجاب کی رعایا کے ہر فرد پر فرض ہے۔ کہ وہ ہندوستان کے باہر سے آنیوالے سیاسی اجرام کو وفاداری کے تریاق سے ہلاک کر ڈالے۔

مسلمانوں نے ہندوستان کے دونوں پھاٹکوں پر آباد ہونے کا اکثر فخریہ ذکر کیا ہے۔ اور اپنے تئیں اس ملک کا پاسبان بتایا ہے۔ اور پنجاب میں خصوصیت سے ان کا عنصر زیادہ ہے پس یہاں امن کی ذمہ داری میں سب سے زیادہ مسلمان ذمہ دار ہیں ان کا فرض ہے۔ کہ اب اس پاسبانی کا ثبوت دیں۔ نہ صرف اپنے نوجوانوں کو گمراہی کی تعلیم سے بچائیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس مہلک مرض کے حملہ سے محفوظ رکھنے کی سعی کریں۔

اسمیں شک نہیں کہ یورپ کی موجودہ جنگ نے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لینے والوں کی وفاداری پر خون کی مہر لگا دی ہے۔ فرانس کے میدان جنگ میں جرمن ہوا بازوں کا مسلمان سپاہیوں میں جہاد کے اعلانات تقسیم کرنا دشمن کی ناکامی کے سوا کسی اور نتیجہ کا باعث نہیں ہوا۔ ہندوستانی ٹروپس الجیرین زوآوز۔ مراکو کا سفید پگڑی والا ٹرپ اپنے دعویٰ کا عملاً ثبوت دے چکا ہے۔ امیر عبد القادر کا پوتا بہادر کپتان خالد فرانسیسی افواج کے ساتھ ہو کر جوہر مردانگی دکھا رہا ہے۔ مصر، عرب اور ہند کے مسلمان حکمرانوں نے قول و فعل سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ تاہم ضرورتاً ہم اب اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ گھر پر بیٹھنے والے بھی میدان جنگ میں داد شجاعت دینے والوں کی طرح اپنے فرائض کو پہچانیں۔ اور اپنے عہدوں کو نباہیں ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں جہاں وطن اور بیتیہ اور دیگر اعتدال پسند اخبارات ہیں۔ وہاں بدقسمتی سے ایسے اخبارات کا بھی وجود ہے۔ جو پولٹیکل بداعتدالیوں کا ارتکاب کرتے رہتی ہیں اور برائے نام اسلامی حکومتوں کی حمایت میں حکومت برطانیہ کے احسانات کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور اعتدال پسند گروہ پر پھبتیاں اڑانا اپنا معمولی شغل سمجھتے ہیں۔ یہ ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ ایسے نازک وقت میں ہر قوم کے اندر سے اعتدال پسند منعدم ہو رہا ہے۔ ایکطرف مسٹر گوکھلے کی موت نے ہندو قوم کو ایک با اثر ممتاز اعتدال پسند لیڈر کے وجود سے محروم کر دیا ہے اور تلک پارٹی کو اور طاقتور بنا دیا ہے دوسری طرف مسلمانوں میں انتہا پسندوں کی جماعت کا نشوونما ہو رہا ہے۔

پس ایسی بداعتدالی کے زمانہ میں جبکہ قرآن کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بجائے فرضی فتوح الاسلام

اور جبکہ مسلمانوں کے اصل لیڈروں کی حکومت کا دور دورہ ہے۔ ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پہلے مسیح موعود کی تعلیم کی [illegible] اور لارڈ ہیڈلے کے الفاظ میں سنا دیں۔ لارڈ موصوف نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ سیدان میں انکی تعلیم سے [illegible] ورنہ کیونکر ہیں یقیناً وہ کہتا ہے کہ [illegible] ینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی کا حکم اسلام کا [illegible] کر کے مسلمانوں کو مسلمان بنیں لے کی پاک تعلیم [illegible]

[illegible]

وما ینطق عن الہوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی

تصدیق المسیح

کیا مرزا صاحب خدا کے بیٹے تھے؟

نمبر ۲

پچھلے نمبر میں میں نے انت منی بمنزلۃ ولدی کے وہ معنے نقل کر دیئے تھے۔ جو حضرت اقدس نے دافع البلاء میں لکھے ہیں۔ ان سے کم از کم یہ تو ثابت ہے۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو اتخاذ ولد سے مطہر جانتے ہیں اور یہ لفظ جو وحی میں آگیا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ آپ نعوذ باللہ خدا کے بیٹے ہیں۔ جیسے عیسائی مسیح ابن مریم کو مانتے ہیں۔ بلکہ سب ایسے الہامات از قبیل متشابہات ہیں جن کی تاویلات صحیحہ سے محکمات کی تائید ہوتی ہے۔ اور جن کو حقیقت پر حمل کرنا ملہم کے اپنے نزدیک سخت جرم ہے کیا کسی کا حق ہے۔ کہ انہیں عوام کو مغالطہ دینے کے لئے ایسے معنوں میں لے۔ جو ملہم کے منشاء کے خلاف واقعات صحیحہ کے خلاف اور پھر علوم حقہ کے خلاف ہوں۔ معترض کا اعتراض نفس الہام کی وجہ سے ملہم پر نہیں ہونا چاہیئے تھا بلکہ الہام کے اس مفہوم کی وجہ سے ہونا چاہیئے تھا جو ملہم کی طرف سے قابل اعتراض صورت میں شائع کئے جاتے۔

لیکن جب ہم ملہم کے اپنے بیان کردہ مفہوم اور معنی پر غور کرتے ہیں۔ تو وہ علم تشبیہات اور استعارات اور مجازات کے نیچے بیان کئے جانے سے صحیح ملتے ہیں۔ نہ قابل اعتراض۔

اور یہ ظاہر ہے کہ علم تشبیہ اور مجاز بھی علوم ادبیہ کی اقسام سے ایک قسم علم کی ہے۔ جسکا انکار بجز جاہل اور مجنون انسان کے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ چیستان اور پہیلیاں تو ہر ملک میں اسی سے اہی اور عوام لوگوں میں ہی رائج ہیں۔ اور ان کی ساری بناء مجاز اور استعارات پر ہے۔ ان کے بارے میں یہ لوگ بھی اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ کلام کبھی تشبیہ اور استعارات کے رنگ میں بھی کیا جاتا ہے کیا معترض کو اس بات سے انکار ہے۔ اور اگر کسی کو گدھا کہا جائے۔ تو معترض ایسا کہنے والے پر یہی اعتراض ہی کریگا۔ یا اسے از قبیل استعارات سمجھ کر اس کی کوئی اور حقیقت سمجھیگا۔

ہمیں تعجب ہے۔ کہ بعض لوگ باوجود خدا پر ایمان رکھنے کے پھر آداب عبودیت حقہ کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور ایسی باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ کہ جن سے وہ اپنی پردہ دری کراتے ہیں۔ اور اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہیں۔

اگر معترض کو حضرت مسیح موعود کے الہام انت منی بمنزلۃ ولدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی پر اعتراض ہے۔ اور وہ اعتراض مخالفت کی وجہ سے نہیں بلکہ انصاف کی بناء پر ہے۔ تو اسے چاہئے۔ کہ اول یہ اعتراض پہلی تمام کتب مقدسہ پر کرے۔ اور پھر قرآن اور احادیث نبویہ پر کرے پھر علم تشبیہ اور علم مجاز کی تمام شاخوں پر کرے۔ اور اگر یہ سب باتیں قابل اعتراض نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے الہامات کے سوا پائی جاتی ہیں۔ لیکن معترض کی نظر میں صرف حضور کے الہامات ہی قابل اعتراض ہیں۔ جو انہیں کے اقسام اور قبیل سے ہیں۔ تو ایسے اعتراض کو کون بھلا مانس انصاف پر مبنی سمجھے گا۔

الہام انت منی بمنزلۃ اولادی اور الہام انت منی بمنزلۃ ولدی کوئی نیا الہام نہیں۔ قدسی زبان کے محاورات کو دیکھو۔ اور پہلی کتب مقدسہ کو دیکھو وہاں خدا کے نبیوں کو خدا کے فرزند اور بیٹے کہا گیا ہے یا نہیں۔ اور یعقوب کے متعلق اکلوتا بیٹا لکھا ہے یا نہیں۔ اور ایسا ہی انجیل میں تمام صالح اور نیک لوگوں کو بھی خدا کے فرزند کہا گیا ہے یا نہیں۔

اب جبکہ معترض کی نظر میں باوجود تسلیم حق کے کتب مقدسہ کی یہ باتیں قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ انکو متشابہات سمجھ کر ان کی تاویل کر کے انہیں محکمات کے تابع کیا جاتا ہے۔ تو کیوں ایسے ہی کلام اور الہام کو جن کے متعلق ملہم کا اپنا بیان ہے۔ کہ یہ از قسم متشابہات ہیں۔ نہ محکمات ان کو لوگوں کی نظر میں قابل اعتراض دکھایا جاتا ہے۔ کیا یہ انصاف ہوگا۔ یا بے انصافی۔

بات اصل میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض ضروری مسائل کو جو نازک ہوتے ہیں۔ ان کو ہر بیات سے ... لوگوں کو مشکلات سے نکالتا ہے۔ اور مسائل انکو ایسے ایسے امثال سے حل فرماتا ہے۔ کہ جس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتا چنانچہ مسئلہ توحید کہ جس پر سارے دین حق کا دارومدار ہے اور جس کے سوا عبادات اور طاعات سب ہیچ اور نکمی ہیں۔ اس کے قیام اور استحکام کے لئے سب انبیاء کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اور اس کے لئے موحد قوم کو ایک ایسی مثال کی طرف توجہ دلائی۔ جو روزمرہ ان کے مشاہدہ میں رہتی ہے۔ وہ یہ کہ انسان اپنے باپ کو اس کی ابوت کی شان میں واحد لاشریک مانتا ہے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا۔ بلکہ اس کے شریک دکھانے پر سخت غیرت دکھاتا ہے۔ اور اسے اپنے لئے ایک گندی گالی سمجھتا ہے۔ بلکہ اپنے والد کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے اپنی ولادت اور اپنی ماں پر ناجائز تعلق کی وجہ سے ایک ناپاک حملہ جانتا ہے۔

اور اگر اس کا باپ جو زید ہے۔ اس کے ساتھ بکر کو شریک قرار دیا جائے۔ تو اس سے وہ اپنی ہتک سمجھ کر جنگ کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور یہ تمام غیرت محض اپنے والد کی توحید کے لئے دکھاتا ہے۔ تو چونکہ یہ مسئلہ ہر ایک انسان کے لئے روزمرہ کے عام حالات میں سے تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کے مسئلہ کو بھی اسی طرز پر پیش فرمایا کہ تم جس طرح اپنے باپ کو واحد سمجھتے ہو۔ اور اس کی توحید کے لئے غیرت دکھانیوالے ہو۔ اسی طرح مجھے بھی واحد سمجھو۔ اور میری توحید کے لئے بھی کم از کم اپنے والد کی توحید کیطرح ہی غیرت دکھانے والے بنو۔ جیسا کہ فرمایا۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔

گویا ان معنوں میں ہر ایک موحد کا نام ابن اللہ اور ولد اللہ رکھا۔ اور قدسی زبان کے محاورات میں ہر ایسے انسان کو جو خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے ایسا غیرت مند ہے۔ اور ایسا غیور ہے۔ کہ جیسے ایک بیٹا اپنے باپ کی توحید کے لئے۔ تو اس کو اس موحدانہ حیثیت کے لحاظ سے ابن اللہ اور ولد اللہ کہا جاتا ہے۔ نہ حقیقی طور پر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیان دارالامان - ۱۱ مارچ ۱۹۱۵ء

تجدید کے کیا معنے ہیں؟

جس طرح ظلمت کے تاریک بادلوں کو پھاڑنے اور اندھیرے کی سیاہ بھیانک صورت کو روشن و خوبصورت شکل میں مبدل کر کے رات کو دن بنانے کے لئے آفتاب عالمتاب کے وقت طلوع ہوتا ہے۔ اسی طرح دلوں کی تاریکیوں کو اجالا ۔ ۔ ۔ اور اندھیرے گھروں کو روشن کرنے کے لئے روحانیت کے سورج عین ضرورت کے وقت آسمان ہدایت پر طلوع ہوتے ہیں اور اپنی شعاعوں کی فوج کو ملائکہ کے لشکر کی طرح ایک طرف تو بیقرار اور مدد کی محتاج و منتظر ارواح کی اعانت کے لئے ارسال فرماتے ہیں اور دوسری طرف ایک اہم ظلمت کے فرزندوں اور شہزادوں کے ۔ ۔ ۔ سپاہیوں کی گوشمالی اور گرفتاری کے لئے بھیجتے ہیں۔ اول الذکر لشکر کی آمد پر اہل بصیرت و ضرورت گروہ خوش آمدید کی آواز بلند کرتا اور اپنی بروقت دستگیری کے لئے بارگاہ مجیب الدعوات میں سجدۂ شکر بجالاتا ہے مگر موخر الذکر کے رونما ہونے پر ایک کشمکش اور جد و جہد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور آسمانی لشکر کو پے درپے زور آور حملے کر کے دشمن کو زیر کرنا پڑتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ جب کوئی مامور من اللہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو اس کی آمد کے وقت دنیا میں دو گروہ موجود ہوتے ہیں۔ ایک تو اولوالالباب لوگ ہوتے ہیں۔ جو آسمان و زمین کے نشانات کا ملاحظہ اور ضروریات وقت کا احساس کر کے آسمان سے نزول رحمت اور بعثت موعودہ کے ظہور کے لئے دست بدعا ہوتے ہیں۔ اور آنے والے کو فوراً اس طرح پہچان لیتے ہیں۔ جس طرح باپ اپنے بچوں کو۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ مگر ان کے خلاف ایک اور گروہ ہوتا ہے جو کسی شخص کی آمد کا کوئی منتظر تو ہوتا ہے لیکن اس کا آنا اپنی خواہشات اور تصورات کے برخلاف سمجھ کر حق کی مخالفت کرتا ہے اور نامرادیت و ناکامی کا داغ پہنچتا ہے۔

غرض جب کوئی مجدد یا مامور من اللہ اس دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو افراد کی طبائع دو قسم پر بٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایک حق کے قبول کرنے کے لئے تیار اور دوسری اپنی بداعمالی اور بد ارادگی کے باعث اس کی مخالفت پر آمادہ ہوتی ہے چونکہ مامور من اللہ کی غرض اصلاح بعض نیک کو مزید انعامات سے سرفراز کرنا اور بد کو بدی سے بچانا ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں جو سب سے زیادہ ضرورت کے وقت اور اتم و اکمل اصلاح کے ساتھ نازل ہوا فرماتا ہے ۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔ (ترجمہ) اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو ایک جماعت وسطی تاکہ ہو جاؤ تم لوگوں پر گواہ اور ہو رسول تم پر گواہ۔

اس آیت مجیدہ سے واضح ہے کہ ہر ایک آسمانی مصلح اور مجدد امۃ وسطی کے پیدا کرنے کے لئے آتا ہے۔ یعنی دو مختلف الخیال اور طرز و انداز میں بعد المشرقین رکھنے والے گروہوں میں سے ایک نئی جماعت پیدا کر دیتا ہے جس کے خیالات اور انداز اور عادات میانہ روی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس قدوسیوں کی جماعت میں اصلاح پسند طبیعتیں آسانی سے اور متمرد اور ضدی طبائع بڑی جد و جہد کے بعد داخل ہوتی ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور فرقان حمید ہدایت و نور کے ساتھ نازل ہوا تو ان کی جماعت جو پہلے سے اصلاح کی خواہاں اور ایک خدا کی پرستش کے لئے تیار تھی۔ بکثرت آپ کے ساتھ ہو گئی مگر لکیر کے فقیر اور اندھی تقلید کے حلقہ بگوش گروہ نے آپکی مخالفت کی۔

آخر اس نزاست مخالفت سے ہر دو گروہ ۔ ۔ ۔ سے مخلصین مومنین کی ایک جماعت پیدا ہوئی جس نے نہ صرف اپنی اصلاح کی بلکہ کل دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا پس تجدید کے معنے ہیں۔ امۃ وسطی کا پیدا کرنا اور کامیاب مجدد وہ ہے۔ جو ضرورت زمانہ کے مطابق دو مختلف الخیال جماعتوں کے اندر سے ایک تیسری پاکباز اصلاح شدہ اور مصلح جماعت پیدا کرے۔

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے ایک وہ جو یورپ کی تعلیم کو ہی مدار نجات سمجھے بیٹھا تھا گویا اس کے نزدیک اسلام و فلاح متضاد تھیں دوسرا وہ گروہ تھا۔ جو مغربی تعلیم کو سم قاتل سمجھتا اور اس کے نزدیک یورپ کا لباس یورپ کی زبان سب کچھ مہلک زہر تھا اس کے نزدیک جانا گویا اسلام کی تعلیم کے منافی اور بمنزلہ کفر تھا۔ ایسے وقت میں ضرورت تھی کہ ایک ایسی جماعت پیدا ہو جو اعمال میں پابند خیالات میں بلند پرواز ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت وہ شخص پیدا کیا جس کا انبیائے سابقین نے وعدہ دیا تھا۔ جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔ اور جس کے تمام صلحائے امت منتظر رہے تھے۔ وہ مہدی آیا اور پوری شان کے ساتھ آیا۔ اور اس نے وہ جماعت پیدا کی جو مغربی علوم کو پڑھنا گو مدار نجات نہیں سمجھتی۔ اور نہ ہی اسے کفر قرار دیتی ہے بلکہ ہر قسم کی علمی ترقی کو عین اسلام یقین کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی اسلام کے جملہ احکام کی پابندی پر ہے۔ اصلی فلاح و خیر کا انحصار یقین کرتی ہے۔

اس جماعت کا نام احمدی جماعت ہے اور یہی جماعت ہے جس کی نسبت شبلی نعمانی آنجہانی نے کہا تھا۔

"میں نے کوشش کی کہ انگریزی خوان عربی پڑھیں دیندار ہوں۔ مگر میں ناکام رہا۔ یہ کامیابی مرزا صاحب کو حاصل ہوئی ہے"

اسی کامیابی کا نام تجدید ہے۔ اور یہی انبیاء کا کام ہے۔ پس معزز ہم قلم آگرہ اخبار کا ۱۴۔ فروری ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں یہ لکھنا صحیح نہیں کہ۔

"فرقہ احمدی جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا پیرو ہے بہت زیادہ پابند مذہب گنا جاتا ہے۔ لیکن اسی فرقہ کے اعمال و افعال دیکھنے سے صاف واضح ہے کہ اس میں مغربی تقلید کا رنگ اس درجہ قائم ہے کہ گویا وہ بادی النظر میں مسیح موعود کے پیرو نہیں بلکہ مسیح کلیسائی کے متعلم ہیں۔ جب ہم ان کی تعلیمی حالت کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو ان کے مدرسہ کے نام ہائی اسکول دیکھنے میں آتے ہیں۔ وہ احمدیہ ٹورنمنٹ۔ ہاکی میچ۔ کرکٹ ٹیم جیٹلمین ٹیم وغیرہ وغیرہ۔ مغربی کھیلوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ۔ ۔

میرا مسیح

مسیحا گو تو آنکھوں سے نہاں ہے
مگر تو باحیات جاوداں ہے
سمجھنا تجھ کو مردوں میں خطا ہے
کہ تو اسلام کی روح رواں ہے
تو [illegible] ہے [illegible] اسلام
کہ تو اسلام کی [illegible] نواں ہے
تیرا [illegible] تجھ کا ہے [illegible]
یہی حکم رسول انس و جان ہے
ثریا جاہ ہے تو مرد فارس
حدیث پاک میں تیرا بیاں ہے
زماں تیرا زمان احمدی ہے
یہ تیرا وقت وقت با نشاں ہے
محمدؐ نے کیا ہے ذکر تیرا
کہ تجھ بن دین احمدؐ مردہ جاں ہے
نبی ہو اور پھر ہو اُمتی بھی
یہ تیری شان پیارے بیگماں ہے
کوئی مانے نہ مانے سچ یہی ہے
مسلمانوں کا اس میں امتحاں ہے
من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ اپنوں کا بھی پاؤں درمیاں ہے
مزاج ان کا ہے کچھ بے وقت بگڑا
کہ اقرار اس کا اب ان پر گراں ہے
یہ کیسا اک جنون پُر فنوں ہے
گرفتار ان کا ہر پیر و جواں ہے
تعجب ہے تعجب ہے تعجب!
عیاں جو تھا وہ اب ان پر نہاں ہے
مسیحا کی خصوصیت نہیں جب
تو پھر اُمت میں کیا شور و فغاں ہے
کلام اس پر ہیں ارباب سیر کے
کشوف اولیا میں بھی نشاں ہے
یہ قول الفصل ہے اس میں نہیں ہزل
یہ دعوائے مسیحائے زماں ہے
نہیں یہ مسئلہ گر غیر و اسلام
تو کیوں اس پر کلام اہل آں ہے
یہاں آتی تھی صدیوں سے بشارت
بشارت کیا ہے یہ تو حرز جاں ہے
نہیں مُہر نبوت سے یہ باہر
نبی اللہ محمدؐ کی زباں ہے
صداقت ہے صداقت ہے صداقت
کہ ہر پہلو سے صدق اس کا عیاں ہے
ہوئی شہرت ہے اس کی ہر زباں پر
کہ یہ اسلام کا اک پہلواں ہے
وہ خدمت جو ادا کی اس نے اکثر
یہی خدمت تو کار مرسلاں ہے
وہ بیشک اُمتی ہے اُمتی ہے
مگر سب انبیاء کا ہم عناں ہے
تو کر اقرار اس احمدؐ کا حامد
محمدؐ کا شرف جس سے عیاں ہے

کسی وقت کی ایک بات

کہ دلہا را بدلہا راہ باشد

جب وہ کہہ کر خود مکر جانے لگے
ہم بھی ان سے صاف کترانے لگے
بیعت محمود کر لیں گے کہا
وقت جب آیا تو قسم کھانے لگے
ہم نے سمجھا تھا کہ فرماتے ہیں سچ
کیا خبر تھی یونہی بہلانے لگے
بعد کی ہیں مصلحت اندیشیاں
جوش سے جو منہ پہ اب لانے لگے
ہم کو امید وفاء عہد تھی
جس سے اب یہ دوست گھبرانے لگے
دم دلاسا دے گئے تو خوش کیا
وقت پر کچھ اور سمجھانے لگے
یہ نہیں حضرت وفاداری کا رنگ
آپ آخر میں جو دکھلانے لگے
آپ ہیں اور ہم ہیں شاہد ہے خدا
ہم نہیں کچھ یونہی جھٹلانے لگے
اب تو ہے انکار پر اقرار تھا
کیوں پرت [illegible] کو کھجلانے لگے
ہو گیا ان کو گوارا ناگوار
اب بھلا وہ کب ہیں شرمانے لگے
ان سے حامد ہے تیرا شکوہ بجا
تیر جو اپنوں پہ برسانے لگے

ایک مشکل کا کیا علاج

قریباً تمام اخبار والوں کو یہ مشکل ہے کہ وہ اپنے خریداروں کو متنبہ کرتے رہتے ہیں خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری لکھیں۔ رجسٹرڈ نمبر اخبار کا نہ لکھیں مگر بعض لوگ کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ نہ اس چیخ پکار کو سنتے ہیں وہ اخبار کا رجسٹرڈ نمبر لکھ دیتے ہیں۔ اخبار بدر نے ایک دفعہ یوں کیا کہ رجسٹرڈ نمبر کے ہندسوں کو اس صورت میں لکھا جس میں عموماً گھڑ لوک کے ہندسے ہوتے ہیں۔ تاکہ عام خریدار نہ اسے پڑھ سکیں نہ وہ نقل کریں مگر ہیں نے دو تین خطوط ایسے بھی دیکھے کہ جن میں نہایت احتیاط سے نقل مطابق اصل کر کے اپنا نمبر لکھا گیا تھا جو دراصل اخبار کا رجسٹرڈ نمبر تھا پس کیا ہمارے ہمعصر کوئی ایسی تجویز نکال سکتے ہیں جس سے یہ مشکل حل ہو اور عملہ منیجر کو پریشانی نہ ہو۔

میدہ کی سویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب و غریب مشین ہم نے خاص و عام کی سہولت کے لئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اس میں میدہ باہر سے ڈالا جاتا ہے بچے سے لیکر جوان تک اس کا استعمال کر سکتا ہے اس میں سویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں اور قیمت میں بھی ارزاں اور وزن میں بھی ایک سیر ہے تاجروں کے لئے خاص رعایت ہوگی۔ قیمت مشین معہ دو چھلنیاں نمونہ اعشاریہ صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ

مخالف کیمپ میں کھلبلی

آسمان جب زمینی لوگوں کی امیدوں کے خلاف کچھ دکھاتا ہے۔ واقعات جب آناً فاناً تغیرات کے نیچے آکر صورت بدل لیتے ہیں۔ اور منصوبہ باز گروہ جب اپنے خرمن تمنا کو مایوسی کے اچانک آنے والے شعلوں سے جلتا ہوا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو وہ حیرت کا مجسمہ بن کر رہ جاتا ہے۔ بہکی بہکی باتیں کرتا اور بے تکی ہانکنے لگتا ہے چنانچہ یہی حال آج سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عناد رکھنے اور آنکھیں رکھتے ہوئے نہ دیکھنے۔ دل رکھتے ہوئے نہ غور کرنے اور دماغ رکھتے ہوئے نہ سوچنے والے مخالفین کا ہے۔ آسمان چاہتا ہے کہ مسیح کے مسیحا کی پیشگوئیوں کو پورا کرے۔ اور مادیات پر گری ہوئی زمین کو اپنے قہری نشانات دکھا کر اپنی طرف متوجہ کرے۔ اور اسی لئے آج دنیا میں وہی کچھ ہو رہا ہے۔ جس کی نسبت اس زمانہ کے نذیر کی زبان سے خدا تعالیٰ نے قبل از وقت دنیا کو مطلع کیا تھا۔ ہزار ہا دیہات شہر اور مرغزار گردش کھا چکے ہیں زمین کے ہر ایک کونے پر انقلاب آ رہا ہے۔ نہ صرف رود بار انگلستان کے کنارے پر خون کی ندیاں چل رہی ہیں۔ بلکہ ہر ایک خونریز جنگ خواہ وہ ایشیا میں ہو خواہ یورپ میں دریاؤں نہروں۔ اور آبناؤں کے کناروں پر واقع ہوئی۔ اور بقول نامہ نگار "ٹائمز آف لنڈن" محاصرہ پلیون کے وقت میدان جنگ سے میلوں فاصلہ پر واقع ہونے والی ندیاں خون آلود تھیں۔ ادھر آسٹریا و پولینڈ کی جنگوں کا نام ہی دریاؤں کی لڑائیاں رکھا گیا ہے غرض تاریخ کا بے نظیر ہنگامہ کارزار اور کرشن موعود کے زمانہ کا خونریز مہابھارت اسی طرح وقوع میں آ رہا ہے۔ جس طرح آج سے کئی سال قبل حقیقۃ الوحی اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا گیا تھا۔ پھر اس سیاسی زلزلہ کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اٹلی کے زلزلہ کی صورت میں ایک ظاہری زلزلہ بھی لے آئے۔ اور سوتے ہوئے غافل لوگوں کو اسی حالت میں لے گئے۔ (دیکھو ۱۳ جنوری) اور اب ایسے لوگوں کو جو اس شعر کے مصداق ہیں ؎

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

خواب غفلت سے بیدار ہونے کی آواز سنا رہے ہیں لیکن کوتاہ اندیش انسان بقولہ ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن۔ ان انذاری نشانوں کو دیکھ کر ہنسی اڑاتا۔ اور زلزلے کا ذکر کرتے ہوئے اگرچہ دل میں تو کلام محمود کے مندرجہ ذیل صداقت آمیز کلام کا معتقد ہے ؎

اٹھیں اسلام جب دیکھینگے اک قہری نشان
جان نکل جائیگی انکی دم فنا ہو جائیگا

مگر ظاہراً اپنی عادت کے موافق۔ اور قدیم برادری کی سنت پر عمل پیرا ہو کر لکھتا ہے۔

"ہمیں خیال ہوا۔ کہ آج ہمارے پنجابی نبی مرزا صاحب قادیانی ہوتے۔ تو اس موقعہ سے اپنا فائدہ نکالتے" پھر آگے چلکر اپنی ظرافت کا ثبوت اس شعر سے پیش کرتا ہے ؎

کوئی بھی کام تیرا ایسا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

ہمیں ضرورت نہیں۔ کہ تمسخر کا جواب تمسخر سے دیں کیونکہ ماموران الٰہی پر تمسخر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ڈھیل دیکر یمدہم فی طغیانہم کرتا اور آخرش ایک دن سختی سے پکڑ لیتا ہے۔ اور دنیا کو دکھا دیتا ہے۔ کہ بامراد کون ہے اور نامراد کون۔

اگر پنجاب کے مقدس نبی۔ محمد رسول اللہ صلعم کے پاک نائب مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام کا دنیا کے ہر ایک کونے میں پہنچنا اور اسلام کی زینت و ترقی کا باعث ہونا پھر گمنام کرعہ کا روشن و مشہور قادیان ہو کر تعلیم اسلام و اشاعت قرآن کا مرکز ہونا ناکامی ہے تو فتوے کفر کی طرح ہم اس کو بھی مبارک اور باعث کامیابی سمجھتے ہیں۔ ہمارے آقا مسیح موعود نے فرمایا۔ ؎

گر بیں کفرم بدست آید چہ در کار مسلمانی

پس مسیح کا منکر یاد رکھے۔ کہ سچائی کے فرزند ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اور خدا کے فرشتے ان کا ساتھ دیتے ہیں مسیح موعود کے سر پر کامیابی و بامرادی کا تاج ہے۔ لنڈن میں اس کی فتح و نصرت کا علم بلند ہے جہاں آج الٰہی سلسلہ کے نظام کے ماتحت اس کی روشنی پھیل رہی

جلوہ دکھا رہی ہے۔ جنگل میں اس کی عظمت و تبلیغ کا سکہ ہے سیلون و ماریشس میں اس کے خدام اس کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ اور ہر طرف سے

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

کی کسی قریب آنے والی بشارت کا پتہ دے رہی ہے۔

مزید براں خود معترضین کے کیمپ میں کھلبلی ہے۔ اور وہ قہری نشانات دیکھ کر گھبرا رہے ہیں۔ اور انہیں عذاب الٰہی تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ علیگڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اپنی ایک اشاعت میں زلزلہ اٹلی پر رقمطراز ہے۔

"زلزلہ اور اسی قبیل کے تمام حادثات انسان کی تنبیہ کے لئے اور اسی کے بلائے ہوئے ہوتے ہیں۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (کوئی مصیبت ایسی نہیں۔ جو خود تمہاری پیدا کی ہوئی نہیں ہوتی)

جس طرح ۱۳ جنوری ۱۹۱۵ء کے زلزلہ کی نسبت اطلاع ملی ہے۔ کہ قوی دل سپاہی تک اسقدر بدحواس ہیں۔ کہ وہ بالکل خاموش ہو گئے ہیں۔ علی ہذا اس آخری روز کے متعلق بھی خبر دی گئی ہے۔ کہ لوگ نشے کے سے عالم میں ہوں گے۔ وتری الناس سکاری وما ہم بسکاریٰ ولکن عذاب اللہ شدید۔ غرض یہ اور بہت سی دوسری نشانیاں جو انسان کو اس روز سے ڈرانے کے لئے کافی ہونی چاہئیں۔ جبکہ اس وقت کا دلی ایمان بھی کام نہ آئیگا۔ اور صرف وہ اعمال محسوب ہوں گے جو انسان نے اس دن سے پہلے کئے ہوں گے۔ اور یہ عین مقتضائے انصاف ہوگا۔ وما ربک بظلام للعبید۔"

اسی طرح دہلی خطیب صاحب مصائب و حوادثات کی نسبت لکھتے ہیں۔

"قرآن کریم میں تدبر و تفکر کرنے والے کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کے زلازل و نوازل بندوں کے فسق و فجور ظلم و طغیان اور جور و عصیان کے عواقب و نتائج ہوتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے ان کو متنبہ کرنے کے واسطے نازل فرمائے ہیں"

"چنانچہ اقوام سابقہ پر ان کے طغیان و عصیان اور جور و فساد کی پاداش میں عذاب الٰہی، قحط و طاعون وغیرہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

[illegible]

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر
قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

قیمت ہر حال پیشگی ... روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے ... [illegible]

جلد ۲ ... ۱۳ مارچ ۱۹۱۵ء ... [illegible] ... نمبر ۱۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۰ - مارچ ۱۹۱۵ء بعد نماز عشاء فرمایا کہ میں چاہتا ہوں ایک مختصر ٹریکٹ میں بھی ان غلط فہمیوں کا ازالہ کر دوں جو ہمارے اعتقادات کی نسبت پھیلائی جاتی ہیں کیونکہ حقیقۃ النبوۃ ایک ضخیم کتاب ہے وہ ہر ایک شخص غالباً نہیں پڑھ سکے گا۔ اسکے بعد آپ بارہ بجے رات کے سوا صفحے کا مضمون لکھ کر لائے جو اسی وقت کاتب کو دیدیا گیا اور علی الصبح ۹ بجے تک کاپیاں تیار ہو گئیں جس میں چند غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے ٹریکٹ جو صاحب چاہیں دفتر ترقی اسلام سے منگوا لیں۔ [illegible] احباب کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے حلقۂ واقفیت میں [illegible] آج کے الفضل میں بھی اس کی نقل شائع کی گئی ہے ۔

(۲) حقیقۃ النبوۃ سب سے اول مولوی محمد علی صاحب کو بھیجی گئی۔ حالانکہ باہر دوستوں کو سوائے پانچ کتابوں کے ۱۱ - مارچ تک نہیں بھیجی گئی - اس سے اُس قوت قلب کا اندازہ ہو سکتا ہے جو اپنے حریف کو کافی موقعہ اپنے خلاف زور لگا لینے کا دیتا ہے کیونکہ صدق بہر حال صدق ہے اس بات کی پروا نہیں کہ حریف اس کی اشاعت تک کچھ نہ کچھ جواب شائع کر سکے گا ۔

(۳) جمعہ کا خطبہ اپنے وقت پر شائع ہوگا تو احباب دیکھیں گے کہ ہمارے خلیفہ ثانی کیسے پاک ارادہ رکھتے ہیں ۔ (۴) ۱۰ و ۱۱ - مارچ کو بارش ہوئی ۔ (۵) جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا بخشا ہے - مبارک ۔

خلیفہ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت علیل رہی ہے۔ اب اچھے ہیں ۔

اخبار احمدیہ

۱ - میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل نے ڈیرہ غازیخان میں مسئلہ خلافت و نبوت پر بڑی لمبی تقریر کی۔ مولوی عزیز بخش صاحب برادر مولوی محمد علی صاحب نے مباحثہ کرنا چاہا - چنانچہ ہوا۔ مولوی عزیز بخش صاحب نے پہلے اپنے اعتراض پیش کئے - جس کا جواب میر صاحب نے دیا۔ اسپر مولوی عزیز بخش صاحب خاموش رہ گئے ۔

۲ - برادر محمد الدین سب اسسٹنٹ سرجن فاتش کی سید عبدالقادر فتحپوری بیمار ہسپتال نٹلی سلک عبدالرحمٰن ہتھو انچارج ہسپتال دُعا کے لئے عرض کرتے ہیں ۔

۳ - مولوی نور الدین چک نمبر ۲۲۳ سے ۱۶ کس کی بیعت بھجواتے ہیں ان کے نام فہرست مبائعین میں اپنے وقت پر شائع ہو جائینگے وہ لکھتے ہیں انہیں مولوی محمد علی کے

کے پیغام [illegible] صاحب [illegible]

(۴) [illegible] صاحب [illegible] تحریر فرماتے ہیں حضور کی [illegible] کی طفیل [illegible] غلام کے حق میں ہوگئی +

(۵) قاضی [illegible] یوسف صاحب پشاوری۔ حافظ محمد علی صاحب [illegible] کی بیعت خلافت بھجواتے ہیں اور لکھتے ہیں جہاں [illegible] بستے ہیں نماز جمعہ اور درس قائم ہوتا ہے +

(۶) [illegible] صاحب مدرس [illegible] اپنے لڑکے کریم داد کے جنازہ غائب کے لئے عرض کرتے ہیں +

(۷) مختلف اضلاع [illegible] کے گاؤں سے طاعون کی خبریں۔ احمدیاں [illegible] الخلق [illegible] کی درخواستیں آرہی ہیں +

(۸) نذیر احمد احمدی [illegible] (گوجرانوالہ) سے بھائی [illegible] احمدی کا جنازہ غائب پڑھنے کے لئے اور تمام احمدی ساکنین کے واسطے دعائے خیریت کے مستدعی ہیں +

(۹) ایک صاحب نے اپنی بیوی کو لکھا کہ اگر [illegible] اس مکان پر [illegible] تم خود [illegible] تو تم پر طلاق۔ اب وہ اپنی بیوی کو اس مکان پر بلانا چاہتے ہیں۔ جواب لکھا گیا کہ اس مکان میں آجانے پر ایک طلاق واقع ہوگا۔ جس سے اسی وقت بلا نکاح رجوع ہو سکتا ہے اگر مدت گذر جائے تو پھر بالنکاح رجوع ہوگا +

(۱۰) ایک شخص نے دریافت کیا کہ جسکو اس بات میں تمیز نہ ہو سکے کہ حق کس کیطرف ہے۔ فرمایا حضرت عثمان سے ابن عمر نے پوچھا کہ آپ کے بعد میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں تو انھوں نے فرمایا۔ جماعت کے ساتھ (جماعت وہ ہوتی ہے جو ایک زندہ امام واجب الاطاعت کے ماتحت ہو) انھوں نے سوال کیا کہ اگر جماعت والے آپکے قائل نہ ہوں تو پھر کدھر۔ پھر بھی وہی جواب دیا یعنی جماعت کے ساتھ +

(۱۱) برادر عبدالرحیم کلرک [illegible] پوسٹ آفس [illegible] سے دعا کے لئے التجا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اپنے حفظ وامان میں رکھے +

(۱۲) ایک صاحب پوچھتے ہیں کیا رسول کریم کے بعد [illegible] از نماز [illegible] دعا مانگنا ثابت ہے فرمایا نہیں +

(۱۳) حافظ محمد شفیع صاحب درخواست بیعت کرتے ہیں جو اس عورت کے بیٹے ہیں جو کہ حضرت مسیح موعود کی رہایش سیالکوٹ کے وقت آپ کے لئے کھانا پکایا کرتی تھی اور اب تک زندہ ہے اور حضور کے حالات سے بخوبی واقف ہے +

(۱۴) ایک احمدی نے دریافت کیا۔ زکوٰۃ دار الامان بھیجوں یا یہیں کسی غریب کو دی جا سکتی ہے۔ ارشاد فرمایا زکوٰۃ امام کے پاس جمع ہونی چاہیئے اجازت سے وہاں خرچ ہو سکتی ہے +

(۱۵) ایک صاحب لکھتے ہیں ایک غیر مبائع نے مجھ سے کہا میاں صاحب نالائق اور گنہگار بقول خود الفضل میں اقرار کرتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو ہم انھیں ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اگر جھوٹ ہے تو پھر جھوٹے ہوئے میں نے جواب دیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا ہے :۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اپنی منطق اسپر بھی چلاؤ۔ نادم ہو کر رہ گیا +

(۱۶) برادر شیر محمد خان صاحب ضلع گوجرانوالہ سے نہایت مخلصانہ الفاظ میں اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں لکھتے ہیں الفضل کے فقرہ فقرہ پر جان نثار ہوتی ہے اور اسقدر ایمان تقویت و استقامت پکڑتا ہے کہ اللہ اکبر۔ یہ تو قدرت کی مشین چل گئی۔ حال ہی میں سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں دس آدمی اپنے ساتھ ملا چکے ہیں ینصرہ اللہ نصراً عزیزاً +

(۱۷) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب لکھتے ہیں حضور کا القول الفصل بہت ہی مقبول ہوا ہے جس نے ایک دفعہ شروع سے اخیر تک پڑھ لیا اسکو تو پھر سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں +

(۱۸) ایک صاحب نے از راہ خاکساری اپنے نام کے ساتھ کتا لکھا آپ کے دروازہ کا کتا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تو کتوں سے آدمی بنانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ آپ کیوں آدمی سے کتے بنتے ہیں +

جنگ یوروپ

حالات [illegible]

میں اسی بات پر [illegible] حکومت [illegible] ہے یہ مسئلہ [illegible] میں ممبروں کا انتخاب بالکل [illegible] مخالف ہے کیونکہ وہ انتخاب [illegible] ممبروں کو بکثرت بھرتی کریگا [illegible] [illegible] کی کریں امید [illegible] موجود۔ توقف نہیں ہوگا + [illegible]

مصالی جہاز [illegible] [illegible] داخل ہو [illegible] قلعہ [illegible] پر جو [illegible] جنوبی گوشہ پر ہے گولہ باری کی۔ موسم کی خرابی [illegible] میں [illegible] +

ہمارے سرنگ بردار جہازوں نے سرنگیں اٹھا کر راستہ صاف کرلیا۔ آبنائے سے بجانب شمال فرنچ جہاز [illegible] پر انگریزی جہاز گولہ باری کر رہے ہیں تیز سمت کے قلعوں [illegible] ان [illegible] بھیجی ہے جنگی سواری سے ترکی [illegible] سخت صدمہ پہنچا۔ ترکی [illegible] میں چند انگریزی [illegible] پانچ فرانسیسی مصالی جہاز اور تین برطانوی کروزر مصروف پیکار ہیں۔ مشرقی محاذ میں اب دریا [illegible] پر جو دار سا کے [illegible] میں دریا دستولا کو جا ملتا ہے شدید لڑائی شروع ہوئی ہے جس کا رخ دوسرے ہی دن روسیوں کے موافق ہوگیا +

مغربی محاذ پر بدستور مقامی معرکے ہو رہے اور شامپین کی شدید لڑائی میں فرنچ قدم بقدم زمین فتح کر رہے ہیں اور ہماری فوج جرمنوں کی کثیر التعداد افواج کو روکے رکھنے کا بیشتر [illegible] +

حاجیوں کے غلہ کی ضبطی [illegible] مارچ [illegible] قونصل مقیم جدہ کے سخت اعتراضات کے باوجود [illegible] ترک حکام نے تیس ہزار بوری [illegible] ضبط کرلی ہے [illegible] جہاز [illegible] [illegible] کے لئے بھیجا گیا تھا اور [illegible] برطانیہ نے محض حاجیوں کی خاطر [illegible] اشیاء میں سے غلہ کو مستثنےٰ فرما دیا تھا۔ البتہ سرکار انگریزی [illegible] کے احترام کو ملحوظ رکھنے کی پالیسی پر برابر [illegible]

الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان — مارچ ۱۹۱۵ء

آج کا اہم اور تاریخی دن

خلافت ثانی کا ایک سال

آج مارچ کی چودہ تاریخ ہے اور مارچ وہ مہینہ ہے جو موسم بہار کے شباب کا وقت ہونے کے باعث

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

کا جلوہ قوت کے ساتھ دیکھ چکا ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ وہی مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو مخاطب کر کے فرمایا۔ قل ایها الکفار انی من الصادقین (۴۔ مارچ ۱۸۹۹ء) اور اسی طرح جس مسئلہ کو قرآن سورج گہن میں لایا جا چکا ہے اس کا آج سے ۲۰ سال قبل فیصلہ فرما دیا۔ پھر وہی عزت دیا گیا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو الہام کر کے آنے والے واقعات اور ابتلاؤں کے متعلق مومنین کو قبل از وقت تسلی دی اور فرمایا۔

(۱) جو کچھ تھا اس کے پاس آ گیا (۔ مارچ ۱۹۰۳ء) (۲) ان شانئک هو الابتر (تیرا دشمن ہی نامراد ہو گا مارچ ۱۹۰۳ء) (۳) لا تقنطوا من رحمة الله (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو مارچ ۱۹۰۵ء) (۴) جس سے تو پیار کرتا ہے میں اس سے پیار کروں گا جس سے تو ناراض ہے میں اس سے ناراض ہوں گا (۔ مارچ ۱۹۰۵ء) (۵) جب کچھ خصوصیت کے ساتھ [illegible] ذکر کیا جب زمانہ شاہی شروع کیا تو مسلمانوں کو پھر مسلمان کیا۔ (۔ مارچ ۱۹۰۶ء) (۶) ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائیں گے اور بعض چھوڑے جائیں گے۔ (۔ مارچ ۱۹۰۶ء) (۷) چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار (۔ مارچ ۱۹۰۶ء) (۸) انعام سینہ الا ربانی [illegible]۔ بعد ازیں رسول اللہ ذکر کردہ۔ (۔ مارچ ۱۹۰۶ء) (۹) انا نبشرك بغلام نافلة لك (ہم تجھے ایک لڑکے

کی بشارت دیتے ہیں جو تیری ہی نسل سے ہو گا ۔ مارچ ۱۹۰۶ء) (۱۰) انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔ اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔ ۔ مارچ ۱۹۰۷ء

اور ہاں یہ وہی عظیم الشان مہینہ ہے جس کی ۶ تاریخ کو ہفتہ کے چھٹے دن اور پانچ بجے شام کے وقت خدا تعالیٰ نے کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیا بنگر ز غلمان محمد کا ایک ابد الآباد تک قائم رہنے والا نشان دکھایا اور آریہ سماج کی موت پر خود آریوں کے اپنے ہاتھوں سے خونین مہر لگا دی

پھر یہ وہ قابل ذکر مہینہ ہے جس کی چودھویں تاریخ خصوصیت کے ساتھ اہمیت کے قیمتی زیور سے آراستہ اور امتیاز کے بیش بہا خلعت سے پیراستہ ہے کیونکہ

اسی تاریخ کو گذشتہ سال مسیح موعود کا پہلا خلیفہ مسند خلافت کا بہترین مفسر و شارح۔ اہل بیت مہدی سے خصوصیت کے ساتھ انس رکھنے والا اور قرآن کریم کا سچا عاشق یعنی مقدس نور الدین رحمۃ اللہ علیہ (ختم القرآن) کی بشارت کے مطابق اپنے آقا۔ اپنے ہادی۔ اپنے پیشوا اور اپنے مولا مسیح موعود کو پہلو میں مدفون ہوا۔ اور اسی تاریخ کو سیدنا نور الدین کی وفات پر برپا ہونے والے زلزلہ سے فائدہ اٹھا کر خود احمدی جماعت پر شورش پسند گروہ کی طرف سے ایک ضروری اعلان نامی بم پھینکا گیا۔ جو قدرت ایزدی سے نار کی بجائے گلزار ثابت ہوا۔ اور نقصان کی بجائے نفع رسانی کا کام کر گیا۔ پھر اسی تاریخ ہاں اسی تاریخ کو مسیح موعود کا مبشر اشتہار والا بشیر فضل عمر اور بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ تعالیٰ وعدہ الٰہی کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ اور اس انتخاب سے صدمہ خوردہ قلوب کو تسلی۔ رنجیدہ دلوں کو راحت حاصل ہوئی اور مایوس طبیعتوں نے عالم پریشانی و یاس میں مسیح امید کی جھلک ملاحظہ کی۔

غرض جس طرح چاندنی راتوں میں ۱۴ رات خاص نشانہ ہے جس کی گود کو بدر کامل بھرتا ہے اور جس طرح صدیوں میں وہ صدی قابل عزت و حرمت ہے جس کے سر پر مسیح موعود کی بعثت مبارکہ کا سہرا ملتا ہے۔ اسی طرح مارچ کے مہینے میں آج کا دن خاص طور پر اہمیت و امتیاز رکھتا ہے کیونکہ

یہ وہی دن ہے جس سے خلافت ثانی کا عہد شروع اور احمدیت کی ترقی کے نئے زمانہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اور یہی دن ہے جس کے آنے کے ساتھ آسمان نے فضل کی آمد شروع کر دی تھی اور فرشتوں کو حکم تھا کہ اس اولو العزم کے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے ساتھ ہی قلوب کی زمین میں کلبہ رانی شروع کر دیں اور ترقی اسلام کے لئے نئے نئے ذرائع اور راستے نکالیں۔ چنانچہ اس حکم الٰہی کی تعمیل جس سرعت اور ہوشیاری کے ساتھ ہوئی ہے اس کی تین شہادت:

خلافت محمود کے ایک سال

یعنی ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء سے ۱۴ مارچ ۱۹۱۵ء تک ہونے والی مفصلہ ذیل ترقیات ہیں۔

(۱) اہل الرائے کہلانے والے اصحاب جاہ و دولت کی پُر فتن بغاوت کا فرو کیا جانا اور قادیان کا بدستور مرکز سلسلہ قائم رہنا (۲) صدر انجمن احمدیہ کا باوجود سابقہ قرض اور مالی مشکلات کا رہا سلسلہ کو عمدگی اور کامیابی سے چلاتے رہنا (۳) انجمن ترقی اسلام کا قیام اور اس کے ماتحت (ا) ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو کی اشاعت کا نہایت اعلیٰ اور قابل اطمینان انتظام۔ (ب) واعظین کا تقرر جن کی تعداد اس وقت ۱۰ ہے (ج) تحفۃ الملوک کی الحقیقۃ الظہور جیسی کتب کا ظہور میں آنا اور تازہ الہام پیشگوئیاں جیسے رسائل کا انگریزی میں شائع ہونا۔ (د) تبلیغی خط و کتابت کے انگریزی دفتر کا باقاعدہ قیام (س) مبلغین کلاس اور ہفتہ وار لیکچروں کے سلسلہ کا اجراء (م) مختلف مقامات پر پرائمری سکولوں کا کھولا جانا۔ (۴) منارۃ المسیح ایسے اہم اور بابرکت کام کی تکمیل کی طرف عملی توجہ اور ہائی اسکول کی عمارت کا مکمل کیا جانا۔

پھر ان سب کے علاوہ ایک ہزار سے زیادہ غیر احمدیوں کا سلسلہ میں داخل ہونا اس امر کی بین دلیل ہے کہ آج کے دن وجود میں آنے والی خلافت محمود برکتوں کا مجموعہ اور آج کا دن اہم اور تاریخی دن ہے۔ ہم اس دن کے ایوان الفضل میں [illegible] پر صمیم دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ فالحمد للہ و لرسولہ

فٹ نوٹ (۲) صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں خلیفۃ المسیح اول کی وفات پر صرف ۱۷ روپیہ نقد تھا اور انجمن ۱۸ ہزار روپیہ کی مقروض تھی (۳) انجمن ترقی اسلام کا وجود خلافت ثانی کی ایک خصوصیت اور اولو العزم خلیفہ ثانی کے عزم و ہمت کا نتیجہ ہے تمام کام (جو ایک بڑی انجمن کے کاروبار کے قریب قریب ہے) آنریری طور پر ہو رہا ہے صرف دفتر میں [illegible]

"آج کی ایک تازہ اور ضروری خبر"

"مقصد ذیل اشتہار (جو لکھنؤ میں شائع ہوا ہے) پڑھ کر احباب جماعت احمدیہ پر منکشف ہوگا۔ کہ عزت اور کامیابی صرف خدا کے مسیح کی اطاعت میں ہے۔ اسے چھوڑ کر دوسرا پہلے معزز بھی ہو وہ ناکام اور ذلیل ہوتا ہے۔"

"خواجہ کمال الدین صاحب کا مذہب خود ان کی زبان سے"

چونکہ لکھنؤ بلکہ ہندوستان کے اکثر مسلمان خواجہ صاحب ممدوح کے مذہب کے متعلق مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ کوئی انکو مرزائی سمجھ کر یہ خیال رکھتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کیطرف جو اسلامی خدمتیں منسوب کیجاتی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے لندن میں لارڈ ہیڈلے وغیرہ کو مسلمان کیا۔ یہ سب یا تو غلط ہے۔ یا خواجہ صاحب محض ایک حکمت عملی کے طور پر عام مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لئے تبلیغ اسلام کی نقالی کر رہے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی خصوصیات سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر اپنا معتقد بنا کر مرزائیت کی اشاعت کریں گے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرزائیوں سے بالکل الگ ہوگئے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی اقتدا سے توبہ کر چکے ہیں اور اب وہ ہماری طرح خالص مسلمان ہیں لکھنؤ میں بھی کئی روز سے چونکہ خواجہ صاحب کے دو تین لکچر ہوئے۔ یہ کھچڑی پک رہی ہے۔ بالآخر کل بوقت عصر چند مسلمانوں نے مولوی محمد عبد الشکور صاحب کو مجبور کیا کہ خواجہ صاحب کے مکرر ان کا مذہب دریافت کر لیں۔ اور مسلمانوں کو اس کشمکش سے نجات دلائیں چنانچہ آج بتاریخ ۱۴۔ فروری شنبہ صبح ۹ بجے جناب مولوی صاحب ممدوح خواجہ صاحب کے قیام گاہ یعنی قیصر باغ کوٹھی مسٹر محمد وسیم صاحب بیرسٹر میں تشریف لے گئے اور حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی گفتگو

مولوی صاحب:۔ میں اسلئے حاضر ہوا کہ آپ چونکہ مسلمانوں کی نیابت حاصل کر کے مسلمانوں کی طرف سے دینی کام کرنا چاہتے ہیں لہذا مسلمانوں کو یہ خواہش ہے کہ آپکے مذہب کیطرف سے جو شبہات ہیں انکا ازالہ کر دیا جائے۔

خواجہ صاحب:۔ میں بحث کے لئے تیار نہیں ہوں۔

مولوی صاحب:۔ بحث بالکل نہیں صرف یہ پوچھنا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔

خواجہ صاحب:۔ میں مرزا صاحب کو مجدد مانتا ہوں جیسا اور بہت سے مجدد ہو گذرے ہیں۔ آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں اب رہا یہ کہ مرزا صاحب کی تحریرات میں نبوت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو جو ہمیں نبوت سے مراد ظلی اور جزوی نبوت ہے اور یہ وہ نبوت ہے جو کہ ہمیشہ ہر ایک مجدد میں پائی جاتی ہے اور جس کا سلسلہ بعض افراد امت محمدیہ میں باقی رہیگا۔

مولوی صاحب:۔ جواب مذکور میں دو امر قابل گذارش ہیں (۱) جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تصریح فرمادی ہے۔ کہ سوائے میرے اس تیرہ سو برس میں کوئی نبی نہیں ہوا اور نہ کوئی شخص اس خطاب کا مستحق ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے اپنے لئے وہ نبوت ثابت نہیں کی جو ہر مجدد کیلئے آپ ثابت کرتے ہیں (۲) جناب مرزا صاحب نے اپنی تحریرات میں جو نبوت اپنے لئے ثابت کی ہے وہ وہ نبوت ہے کہ بہت سے انبیاء سابقین خصوصا حضرت مسیح بن مریم جیسے اولو العزم رسول اس حیثیت نبوت میں مرزا صاحب سے گھٹے ہوئے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ میں ہے۔ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔ نیز اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۰ میں ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ نیز صفحہ ۳۹۱ میں ہے کہ صرف یہی جواب نہیں دیتا کہ میں معجزہ دکھا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے اسقدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی آئے ہیں جنہوں نے اسقدر معجزات دکھائے ہوں۔

خواجہ صاحب:۔ میں اسوقت اسکا جواب نہیں دیسکتا۔ بعد میں دونگا۔

مولوی صاحب:۔ کیا آپکا ابھی قیام رہیگا؟

خواجہ صاحب:۔ آج چلا جاؤں گا۔

مولوی صاحب:۔ تو افسوس ہے کہ مسلمانوں کا شک آپنے زائل نہ کیا یہ تو آپنے کہا کہ میں مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا اور جو نبوت انکی مانتا ہوں وہ تمام اولیاء و مجددین میں ہے۔ مگر مرزا صاحب کی تعلیمات جب آپکے اس خلاف دکھائی گئیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اسوقت جواب نہیں دیسکتا۔ پھر دونگا۔

گفتگو ختم ہوگئی۔ اب مسلمان کافی نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرزا صاحب قادیانی مدعی نبوت سے الگ نہیں ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو وقتی طور پر اپنا ہم خیال بنانے کے لئے خفیہ سنتوں میں تاویلات کرتے ہیں جو خود ان کے نبی کی تحریر سے رد ہو جاتی ہیں۔ اس گفتگو کے وقت بہت سے حضرات موجود تھے۔ مسٹر محمد وسیم صاحب کا ذکر اوپر ہوا تھا جن میں سے چند حضرات کے نام یہ ہیں۔ مسٹر محمد نسیم صاحب ایڈوکیٹ برادر محمد وسیم صاحب بیرسٹر جناب اقتدار احمد صاحب۔ جناب منشی رمضان علی صاحب جناب منشی مقصود خان صاحب۔ جناب سید لطیف احمد صاحب خلف نواب منعم الدولہ بہادر مرحوم۔ جناب حافظ سید عبد المجید صاحب وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ (۱)۔ اس سے پہلے جو اشتہار خواجہ کمال الدین صاحب کے لکچر کے لئے شائع ہوا ہے۔ جس میں ان کی مدح سرائی اور ان کی اسلامی خدمات کا مبالغہ آمیز اعتراف کیا گیا ہے۔ اس کے مشتہرین میں میرا ناچیز نام بالکل فرضی ہے۔ مجھ سے اس کے متعلق قبل از طبع بالکل نہیں پوچھا گیا۔ بعد طبع مجھ سے دریافت کیا گیا۔ تو میں مجبور تھا۔ کیونکہ وہ چھپ چکا تھا۔

نوٹ (۲)۔ لارڈ ہیڈلے وغیرہ کا اسلام خواجہ صاحب سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ جیسا کہ صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲ میں بہ تفصیل مذکور ہے۔ اور جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلماء کے وسیلہ سے پوری تحقیقات ہوگئی۔ کہ یہ لوگ خواجہ صاحب کے جانے سے بیس برس قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ خود لارڈ موصوف کی تحریر پنج کے خطوط اور انگریزی اخبارات سے رسالہ مذکور میں نقل کی گئی ہے۔ رسالہ مذکور شہر مونگیر خانقاہ رحمانیہ سے مل سکتا ہے۔ فقط

المشتہر

فیض بخش تاجر چکن لکھنؤ گلی پاچہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے

درس قرآن شریف کے نوٹ قیمتی چار روپیہ حجم ۴۰۲ صفحہ آپکو دفتر الفضل قادیان سے مل سکتے ہیں۔ (منیجر)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا چیلنج مباحثہ منظور

وان تاملت فی فترۃ سہا می
دملئی کاین من النضال

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ بوجہ ذاتی اغراض اور مفاد کے جو عداوت ہے وہ سلیم الفطرت انسانوں سے مخفی نہیں اور انکی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے اخبار کی رونق کے لئے سلسلہ کے خلاف کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں جس کی اصل غرض اظہار حق نہیں ہوتا بلکہ محض شہرت ۔

آجکل لاہوری پارٹی کے اختلافات کو زیر نظر رکھ کر اہلحدیث میں بعض مضامین شائع ہو رہے ہیں جن میں سے زیادہ اہم اور قابل توجہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا

چیلنج مباحثہ ہے

لاہوری حضرات کیطرف سے جو ایک چیلنج مناظرہ کا زمیندار میں شائع ہوا تھا جسکو ہم نے منظور کیا لیکن بعد میں لاہوری حضرات نے چیلنج سے انکار کر دیا اس موقعہ پر ہمارا امرتسری مخالف کب خاموش رہ سکتا تھا ۔ اس نے حضرت مسیح موعود کے دعویٰ مسیح موعود پر ایک چیلنج اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۸ ۔ فروری ۱۹۱۵ء میں شائع کیا اور پھر اسکی تجدید اور تکرار اخبار مذکور کی ۵ مارچ ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں کیا ۔ اور ضمناً یہ بھی ظاہر کیا کہ مباحثہ میں لاہوری فریق احمدی جماعت کے ساتھ شامل کرتا ہوں ۔

یہ ہم اور سب جانتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے چیلنج کی کیا غرض ہے لیکن ہم محض اظہار صداقت اور ابطال باطل کے لئے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اظہار حق کے لئے قائم کیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو مقتدر کو لیکر جس منصب پر مامور ہو کر آئے تھے ہم نے اس کو بصیرت کے ساتھ حق یقین کیا ہے اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے منہاج نبوت پر مقتدر دلائل اور آیات بینات ساوی و ارضی پیش کی ہیں کہ ہر ایک شخص کے جسکو حق سے دشمنی ہو یا جو علم اور عقل سے تہی دست ہو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ۔ اس لئے ہم اس حق کی صداقت کیلئے اسی طریق منہاج نبوۃ پر خدا کے فضل اور تائید سے

ہر سلیم الفطرت حق جو سے گفتگو کر سکتے ہیں

مولوی ثناء اللہ کی غرض اگر محض حق کی تائید اور صداقت کا اظہار تھا تو اسکو ہمارے اندرونی اختلافات یا اتفاق سے اس مباحثہ کو مشروط کرنا جائز نہ ہوتا ۔ کیا مولوی ثناء اللہ کی یہ دلی خواہش ہو سکتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ان باطل خیالات اور فرضی اجتہادات کے بتوں کو پاش پاش کرے اور جو علمائے سوء کے فیج اعوج نے تراش لئے اور گوسالہ سامری کی جگہ انکو کھڑا کر دیا ؟ خونی مہدی اور خونی مسیح کی آمد کی خوشگوار امیدوں اور جہاد بالسیف کے خوش آیند خوابوں نے انہیں حق سے دور ڈال دیا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے مسیح موعود کو نازل کیا ۔ جس سے ان حق پوش لوگوں نے عداوت کی ۔ دکھ دیا ۔ اور کفر کے فتووں کے تیرا سپر اور اسکی جماعت پر چلائے ۔ پس یہ مخالف الرائے علماء تو اس موجودہ اختلاف سے خوش ہوتے ہیں نہ کہ اسے ناپسند کرتے ہیں لہذا مولوی ثناء اللہ صاحب کا ادعائے خیر خواہی

لا بحب علی بل ببغض معاویہ

کا مصداق ہے ۔ غرض مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو چیلنج مباحثہ دیا ہے اس میں اس شرط کو پیش کرنا کہ لاہوری پارٹی ساتھ ہو محض ایک حیلہ ہے جسکی آڑ میں وہ اپنے ہی پیش کردہ چیلنج سے بھاگنا چاہتے ہیں کیونکہ صداقت کا اظہار زید یا بکر کی رفاقت پر مبنی نہیں ہر شخص اپنے عقیدہ اور مذہب کے ثبوت کے لئے جوابدہ اور ذمہ وار ہے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہی مسیح یقین کیا ہے جسکا وعدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا ۔ اور دلائل اور براہین کے ساتھ ہم نے اس دعویٰ کا مصداق صحیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو پایا ۔ پس ہم خدا کے فضل و کرم سے اس بات کو ہم کے لئے ایک غیرت اور جوش رکھتے ہیں اور اس طریق سے کہ ہم منہاج نبوۃ ثبوت کے لئے بفضلہ ہر وقت طیار رہیں اور

مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج منظور کرتے ہیں

لاہوری حضرات کو اگر ضرورت ہوئی تو وہ جداگانہ آپ سے مباحثہ کرینگے فی الحال ہم آپکی درخواست کو رد نہیں کرتے ۔ بلکہ منظور کرتے ہیں ۔ علاوہ بریں جبکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اسبات کا اظہار کر چکے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود کے اقوال و افعال کے متبع ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ آپ اس گروہ کو ہمارے ساتھ شامل کریں جو آپکے خیال میں بھی حضرت مسیح موعود کے اقوال و افعال کے خلاف کر رہا ہے بلکہ جن سے آپ جلد بغلگیر ہونے کے متوقع ہیں ۔ اس لئے اگر آپ کی نیت نیک ہے اور آپ مباحثہ سے بچنا نہیں چاہتے اور لاہوری گروہ کو ہمارے ساتھ شامل ہونے کی شرط اپنے بچاؤ کے لئے تجویز نہیں کی تو بسم اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر ترتیب طبعی کے ساتھ علیٰ منہاج نبوۃ مباحثہ کر لو جیسا آپ درخواست کرتے ہیں ۔

ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر اس درخواست مناظرہ میں کوئی مخفی چالاکی نہیں بلکہ اظہار حق ہے تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو اب میدان میں آجانا چاہیئے ۔ ہاں اگر اس اصل پیش کردہ و مجوزہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر مصالحت ہو سکتی ہے تو ہم بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ اہلحدیث کی خانہ جنگی (جس کا باعث مولوی ثناء اللہ صاحب کا وجود قرار دیا جاتا ہے اور خود مولوی ثناء اللہ صاحب باہمی مصالحت کی اپیلیں کرتے رہتے ہیں) کو دور کرنے کے لئے اسی اصل کا استعمال کرنا چاہتے ہیں ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے استاد کے استاد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور بنفس نفیس استاد مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور غزنوی جرگہ کو جو آپکے برسر پیکار رہتے ہیں اپنے ساتھ ملالیں اور وہ سب کے سب ملکر جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں ایک ہیں آپکے منصب و دعویٰ مسیح موعود کے مباحثہ میں آپکے شریک ہوں اور آپ ان سب کیطرف سے بطور قائمقام پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

جب انسان جلد بازی سے کام لیتا ہے۔ اور تھوڑا فی غور کرنے کے ایک بات پر بحث کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ وہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ اور بجائے راستی کو پانے کے دروغ پر ہاتھ مارتا ہے۔ اور اپنے ساتھ اور بہت سے بے خبروں کو بھی باطل کے عمیق گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے رسالہ "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" پر جو میں نے رسالہ القول الفصل لکھا تھا۔ اس کے ایک حصہ کے جواب دینے کی مولوی محمد علی صاحب نے کوشش کی ہے۔ اور مجھے افسوس ہے۔ کہ انہوں نے بہت سی غلط فہمیوں میں پڑ کر بہت سے اور لوگوں کو بھی حق کے سمجھنے سے روکا ہے۔ اور جلد بازی سے کام لے کر میرے مضمون پر کافی غور کئے بغیر ہی اس کا جواب لکھنے کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ جب آپکا رسالہ میرے پاس پہنچا۔ اور میں نے اسے پڑھا۔ تو اس کے پڑھتے ہی میں نے یہ معلوم کر لیا۔ کہ بجائے اس کے کہ مولوی صاحب رسالہ القول الفصل کو پڑھکر ان غلطیوں سے متنبہ ہوتے جن میں آپ گرفتار تھے۔ آپ نے اس کے جواب لکھنے کی فکر میں اس رسالہ کی عبارت پر بھی غور نہیں کیا۔ اور چند اور غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور القول الفصل کی کسی غلطی کا ازالہ تو کیا کرنا تھا۔ اپنی سمجھ کی بعض غلطیوں کو دور کرنے تک سے گئے۔ اور گو بعض وہ اشخاص جنہوں نے رسالہ القول الفصل نہ پڑھا ہو۔ دھوکا کھا جائیں کہ جناب مولوی صاحب نے واقع میں القول الفصل کی کوئی سخت غلطی معلوم کی ہے۔ لیکن جو لوگ القول الفصل کے مضمون سے آگاہ ہیں۔ وہ اس رسالہ کو دیکھتے ہی معلوم کر لینگے کہ مولوی صاحب موصوف نے بجائے القول الفصل کی کسی غلطی کا ازالہ کرنے کے خود ایک غلطی ایجاد کی ہے۔ اور پھر اس کا جواب دینا شروع کر دیا ہے۔ گو چونکہ ممکن تھا کہ مولوی صاحب کے رسالہ کو کوئی شخص میرے رسالہ کی تردید خیال کر لیتا۔ اس لئے میں نے اس رسالہ کے پہنچتے ہی اس کے جواب میں ایک رسالہ لکھنا شروع کر دیا۔ لیکن پھر میں نے خیال پیدا ہوا۔ کہ مسئلہ نبوت پر ایک مستقل کتاب لکھنی چاہئے۔ تا کہ اپنی جماعت کے لوگ اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔ اور آئندہ ہر رسالہ کے جواب دینے کی ضرورت نہ رہے۔ اور ہر شخص احمدی خود بخود ہر اعتراض کا جواب دینے پر قادر ہو جائیں اور انہیں ایسے ٹریکٹوں کے جواب کے لئے قادیان سے جواب شائع ہونے کی انتظار نہ کرنی پڑے۔ اس لئے میں نے اس رسالہ کو کتاب کی صورت میں تبدیل کر دیا جو کہ اللہ تعالے کے فضل سے شائع ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ احمدی جماعت کو واقف کرنے کے علاوہ غیر مبائعین کا سمجھانا بھی اور غیر احمدیوں کے دلوں سے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا بھی جو ان میں ہمارے اعتقادات کی نسبت پھیلائی جاتی ہیں۔ نہایت ضروری ہے۔ اور اتنی بڑی کتاب کثرت سے شائع کی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہر ایک شخص اس کو پڑھ سکتا ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ ایک ایسے مختصر ٹریکٹ میں مولوی صاحب کی غلط فہمیوں کو ظاہر کر دیا جائے جسے تمام غیر مبائعین اور غیر احمدی بھی آسانی سے پڑھ سکیں۔ اور اس کی اشاعت بھی کثرت سے ہو سکے۔

جناب مولوی صاحب نے اپنے رسالہ کے شروع میں اسہاب پر بہت زور دیا ہے۔ کہ وہ نیک نیتی سے سب کام کر رہے ہیں۔ اور ہمیں اس بات کے قبول کر لینے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ کہ وہ واقع میں نیک نیتی سے ہی سب کام کر رہے ہیں۔ لیکن ہم اس بات کے اظہار سے بھی نہیں رک سکتے۔ کہ نیک نیتی کے ساتھ ساتھ تعصب بھی ضرور شامل ہے۔ کیونکہ گو اس بات کو ہم تسلیم کر سکتے ہیں کہ وہ جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکا نہیں دے رہے لیکن اس بات کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔ کہ وہ ہماری تحریرات کو ٹھنڈے دل اور اطمینان قلب کے ساتھ پڑھتے ہیں بلکہ اس کے برخلاف ان کی تحریرات کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ جوش و غضب سے مجبور ہو کر اپنی رائے سے اختلاف رکھنے والے کی تحریر پر کافی غور نہیں کرتے اور اس کے غلط معنے سمجھ کر اپنی غلط فہمی کا ازالہ شروع کر دیتے ہیں۔ اور یہ عادت انسان کے لئے بہت سی ٹھوکروں کا موجب ہو جاتی ہے۔

ہم جناب مولوی صاحب کی اس نصیحت کو بھی قبول کرتے ہیں۔ کہ غلو نہایت بری شئے ہے اور مانتے ہیں۔ کہ غلو بھی انسان کو ویسا ہی تباہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ کسی کو اس کے درجہ سے گھٹانا۔ لیکن آپکے اس خیال کو ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔ کہ کسی مصلح کی جماعت اسے اپنے درجہ سے گھٹاتی نہیں۔ اور تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ تمام مصلحین کی جماعتوں نے ان کے درجہ کے متعلق تفریط سے کام لیا ہے۔ تفریط سے۔ کیونکہ ہمارے سامنے خود ایسے لوگ موجود ہیں۔ کہ جو اپنے پیشواؤں کے درجہ کو بڑھانے کی بجائے گھٹانے کے عادی ہیں۔ چکڑالوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو حجت نہیں قرار دیتے۔ اور جہاں رسولوں کی اطاعت کا حکم آتا ہے اس سے مراد قرآن کریم کو لیتے ہیں۔ اسی طرح خوارج کا گروہ تھا۔ کہ وہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہی کے علاوہ عام مسلمانوں کا سا درجہ دیتا تھا اور ان الحکم الا للہ کے مفہوم کو غلط سمجھ کر حق سے دور ہو رہا تھا۔ پھر احادیث سے ثابت ہے۔ کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر کہدیا۔ کہ آپ عدل سے کام لیں۔ پس یہ بات غلط ہے۔ کہ تفریط سے کسی جماعت نے کام نہیں لیا۔ بلکہ اگر افراط سے کام لیا گیا ہے۔ تو تفریط سے بھی کام لیا گیا ہے۔ پھر ہم اس بات کے اقرار کرنے سے بھی نہیں رک سکتے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے

---

[1] مولوی صاحب اس حدیث کو پیش کرکے جس میں مسلمانوں کے یہودیوں اور عیسائیوں کے مشابہ ہو جانے کی پیشگوئی ہے۔ اشارۃً ہمیں ضالین بھی قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ کہ یہودی تو غیر احمدی ہیں۔ ضال احمدیوں میں ہونے چاہئیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے عیسائیوں کے مشابہ ہونیوالا گروہ بھی ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو اپنی رفتار گفتار اور لباس میں عیسائیوں کے مشابہ ہو رہے ہیں۔ اور غیر احمدیوں کو ہی دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ پس اس شخص کی بات کو چھوڑ کر جو مغضوب علیہم اور ضالین کی اصلاح کے لئے آیا تھا ہم آپ کی بات کس طرح

[illegible] ضالین ہ [illegible]

جیسے ہندوؤں کی جماعتوں میں سے ایک جماعت بھی ایسی تھی۔ جس کے اکثر افراد اس کی وفات کے ساتھ ہی بگڑ گئے ہوں۔ بلکہ وہ لوگ جو اس کے صحبت یافتہ ہوتے ہیں ان کا بڑا حصہ ہمیشہ حق پر قائم رہتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے صحبت یافتوں کا ایک بڑا حصہ ہمارا ہم خیال ہے۔ پھر یہ بھی بات ہے۔ کہ اگر جناب مولوی صاحب کے مقرر کردہ اصل کو قبول کر لیا جائے۔ تو ہمیں پہلے جماعت احمدیہ کے تمام لوگوں کے عقائد معلوم کرنے ہوں گے۔ اور پھر ان میں سے جس شخص کے عقائد میں حضرت مسیح موعود کا درجہ سب احمدیوں کے عقائد کی نسبت کم ہو اسے قبول کرنا ہوگا۔ کیونکہ اگر اس کے سوا کسی اور عقیدہ کو قبول کیا جائیگا۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ ماموروں کی جماعت میں سے بعض درجہ کو بڑھانے کی بجائے کم بھی کر دیتے ہیں۔ اور یہ بات جناب مولوی صاحب کی تحقیق کے بالکل خلاف ہے۔ پس جو احمدی حضرت مسیح موعود کے درجہ کو باقی سب احمدیوں کی نسبت گھٹا کر بیان کرتا ہے۔ اسی کا خیال صحیح تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور میں ایسے آدمی پیش کر سکتا ہوں۔ جن کے خیال میں حضرت مسیح موعود کی وہ باتیں جو آپ وحی سے نہ کہیں۔ ماننے کے قابل نہیں۔ اور ایسے آدمی بھی پیش کر سکتا ہوں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ مسیح موعود نے چونکہ ہم کو [illegible]۔ اس لئے نعوذ باللہ ان کی عمر کم کر دیگئی۔ اور ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ آپ بلحاظ ماموریت کے جو کچھ فرماتے ہیں وہ درست ہے۔ لیکن مامور بھی بشر ہوتا ہے۔ اور بلحاظ بشریت گناہ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایک غیر مبائع صاحب نے پیسہ اخبار میں ایک خط لکھا ہے اور اس میں تسلیم کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود بھی نفسانیت سے پاک نہ تھے۔ بلکہ آپ میں بھی ایک حد تک شخصیت پائی جاتی تھی۔ پس اگر اس اصل کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو ان لوگوں کے خیالات کو اصل اور درست قرار دینا ہوگا۔ کیونکہ تفریط تو کوئی جماعت کر ہی نہیں سکتی۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ بعض لوگ افراط کرتے ہیں۔ اور بعض تفریط۔ لیکن ہمیشہ مامور کی صحبت پانے والا حصہ زیادہ تر حق پر رہتا ہے۔ دکھ افراط و تفریط میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ حق کو چھوڑتے ہیں۔ خواہ افراط کریں یا تفریط۔ وہ ماموروں کی فیض صحبت یافتہ جماعت کا ایک قلیل گروہ ہو سکتے ہیں نہ کثیر ورنہ مامور پر ناکام جانے کا الزام آتا ہے۔

اسبات کے ظاہر کرنے کے بعد کہ مولوی صاحب کا اس امر سے حجت پکڑنا کہ ہمیشہ کسی مصلح کی جماعت اس کے درجہ میں افراط سے کام لیتی ہے۔ نہ کہ تفریط سے۔ اس لئے ہم حق پر ہیں۔ غلط ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی وہ کونسی غلط فہمیاں ہیں۔ جن کے ازالہ کے لئے انہیں قلم اٹھانی پڑی ہے۔ سو یاد رہے کہ میں نے اپنے رسالہ القول الفصل میں لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو جزوی نبی ہم اس لئے نہیں کہہ سکتے۔ کہ آپ گو پہلے اپنے آپ کو جزوی نبی خیال کرتے تھے۔ لیکن بعد میں آپ نے اس عقیدہ کو ترک کر دیا۔ مولوی صاحب نے میرے منشاء کو سمجھے بغیر اپنے رسالہ میں لکھ دیا۔ کہ میاں صاحب کے خیال میں پہلے تو مرزا صاحب جزوی نبی تھے۔ مگر بعد کے الہامات میں آپ کو نبی قرار دیا گیا۔ اور وہ میرا یہ عقیدہ خیال کر کے مجھ سے اس الہام کا مطالبہ کرتے ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود پہلے جزوی نبی تھے۔ لیکن اب نبی بنائے جاتے ہیں۔ (گو وہ خود اس الہام کے پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ جس میں حضرت مسیح موعود کو جزوی نبی کہا گیا ہو) اسی طرح وہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے چند عبارات نقل کر کے ثابت کرتے ہیں۔ کہ دیکھو حضرت مسیح موعود ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں۔ کہ آپ کی نبوت سے صرف مکالمہ مخاطبہ اور امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا مراد ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود ہمیشہ اپنی نبوت کی ایک ہی تشریح کرتے رہے ہیں۔ لیکن ہر ایک ایسا انسان جس نے اللہ تعالیٰ کے عنایت کردہ فہم کو ضائع نہ کر دیا ہو سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان دونوں باتوں سے مولوی صاحب کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ اور ان سے میری بات کی تردید نہیں ہوتی۔ کیونکہ نہ تو میں نے لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو پہلے خدا تعالیٰ جزوی نبی کہتا تھا۔ اور پھر بعد میں اس نے آپ کو نبی بنا دیا۔ اور نہ میں نے یہ لکھا ہے۔ کہ پہلے حضرت مسیح موعود اپنی نسبت یہ سمجھتے تھے۔ کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے۔ اور میری نبوت یہیں تک محدود ہے۔ اور بعد میں آپ نے اس سے بڑھ کر کوئی اور دعویٰ شروع کر دیا۔ بلکہ میں نے اپنے رسالہ القول الفصل کے صفحہ ۱۹ پر صاف لکھا ہے کہ

"میں اس مضمون کے ختم کرنے سے پہلے یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود پر دو زمانے گذرے ہیں۔ ایک تو وہ زمانہ تھا۔ کہ آپ کو جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں نبی کہا جاتا۔ تو آپ اس پرانے عقیدہ کی بناء پر جو اس وقت کے مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اپنے آپکو نبی قرار دینے کی بجائے ان الہامات کے یہ معنی کر لیتے تھے۔ کہ نبی سے مراد صرف ایک جزوی نبوت ہے۔ اور بعض دوسرے انبیاء پر جو مجھے فضیلت دی گئی ہے۔ وہ بھی ایک جزوی فضیلت ہے۔ اور جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو بھی نبی پر ہو سکتی ہے" اب اس عبارت پر غور کرو۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود پہلے جزوی نبی تھے۔ اور بعد میں نبی ہو گئے۔ یا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ نبی تو ہمیشہ سے آپ کو کہا جاتا تھا۔ اور آپ شروع وقت سے نبی ہی تھے۔ لیکن ایک وقت تک احتیاط انبیاء سے کام لیکر آپ لفظ نبی کی تاویل کر لیا کرتے تھے۔ مگر کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ جناب مولوی صاحب ایسی صاف عبارت کے ہوتے ہوئے بھی لکھتے ہیں۔ کہ "آپ اس حد تک اور بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں کہ بیشک یہی محدثیت والی نبوت ہی اوائل میں حضرت مسیح موعود کو ملی تھی۔ مگر آپ کا خیال ہے۔ کہ محدثیت یعنی نبوت جزوی کے مرتبہ سے آپ کو ترقی دے کر نبوت تامہ کاملہ کا خلعت پہنایا گیا۔ اور اس کے مقابل میرا یہ دعویٰ ہے۔ کہ نبوت تامہ کاملہ کا خلعت آپکو کبھی نہیں پہنایا گیا"۔ (صفحہ ۲ غلطی کا اظہار)

اب انصاف پسند طبائع اسبات پر غور کریں۔ کہ میں تو صاف لکھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کے الہامات میں نبی پہلے سے کہا جاتا تھا۔ لیکن عام مسلمانوں کے عقیدہ کے ماتحت آپ اس کی تاویل کر لیتے تھے اور مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرا یہ خیال ہے کہ حضرت

مسیح موعود پہلے جزوی نبی تھے ۔ پھر نبی بن گئے ۔ کیا القول الفصل کی وہ عبارت جو میں اوپر نقل کر آیا ہوں ۔ کھلی کھلی زبان میں ہے جسے مولوی محمد علی صاحب سمجھ نہ سکتے تھے ۔ القول الفصل کی عبارت صاف ہے ۔ اس کے معنے پیچدار عبارتوں میں پوشیدہ نہیں ہیں ۔ لیکن جہاں غور و فکر کے بغیر ہی جواب دینے کا ارادہ ہو وہاں مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرنے کی طرف توجہ ہو تو کیونکر ۔ لیکن اگر جناب مولوی محمد علی صاحب القول الفصل کے صفحہ ۱۰ کو پھر ایک دفعہ پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ میری جس غلطی کا ازالہ انہوں نے کیا ہے وہ درحقیقت انکی اپنی ہی غلطی تھی ۔ اور یہ کہ انہوں نے بجائے میرے خیالات کا جواب دینے کے اپنی ہی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے ۔ میرا مذہب ہرگز یہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود پہلے جزوی نبی تھے ۔ اور بعد میں نبی ہوگئے بلکہ میرے نزدیک حضرت مسیح موعود دعوے سے ایک سے ہی نبی تھے ۔ ہاں پہلے آپ اپنے آپ کو جزوی نبی قرار دیتے تھے اور اپنے الہامات کی تاویل کرتے تھے ۔ لیکن بعد میں الہامات میں جب بار بار آپ کو نبی قرار دیا گیا تو آپ نے ان الہامات کی تحریکات سے اپنے اس عقیدہ کو بدلا کہ آپ جزوی نبی ہیں نہ کہ آپ کو جزوی نبی سے نبی بنا دیا گیا ۔ پھر میں نے حضرت مسیح موعود کا جو حوالہ اس خیال کی تائید میں نقل کیا تھا اس میں حضرت مسیح موعود اس اختلاف کو وفات مسیح کا سا اختلاف قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف بھی ویسا ہی ہے ۔ جیسا کہ میں حضرت مسیح کی نسبت ایک وقت میں حیات کا قائل رہا اور پھر وفات کا ۔ اور باوجود اس کے کہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا پھر بھی میں پہلے مسیح کی دوبارہ آمد کا قائل رہا ۔ اب غور کرو کہ جب میں نے اپنی تائید میں حضرت مسیح موعود کے اس حوالہ کو نقل کیا تھا جس میں حضرت مسیح موعود نے نبوت کے متعلق اپنی تبدیلی رائے کو حیات و وفات مسیح کے ساتھ مشابہت دی ہے تو میری نسبت یہ کسطرح خیال کیا جا سکتا تھا کہ میں حضرت مسیح موعود کی نسبت یہ خیال رکھتا ہوں کہ آپ پہلے جزوی نبی تھے ۔ اور بعد میں نبی ہوگئے ۔ کیا حضرت مسیح ناصری براہین لکھنے کے وقت زندہ تھے اور بعد میں فوت ہوگئے کہ ہم یہ سمجھیں کہ حضرت مسیح موعود پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہوگئے ؟ کیا مسیح کی حیات اور اس کے دوبارہ آنے کے متعلق حضرت مسیح موعود کے عقیدہ کی تبدیلی اس طرح نہیں ہوئی کیا وجود اس کے کہ قرآن کریم میں حضرت مسیح کی وفات کا ذکر تھا اور باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود کو مسیح موعود قرار دیا گیا تھا آپ حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتے رہے ۔ اور انہی کی آمد کے منتظر رہے اور بعد میں بار بار کے الہامات سے آپکی توجہ اس طرف ہوئی کہ وہ فوت ہوگئے ہیں ۔ اور آپ ہی مسیح موعود ہیں پھر جبکہ آپ اپنی نبوت کے عقیدہ کے متعلق اپنے دو مختلف بیانات کو اسی کے مشابہ قرار دیتے ہیں تو کیا اس کا یہی مطلب نہیں کہ جسطرح حضرت مسیح براہین احمدیہ کے وقت بھی فوت شدہ تھے ۔ حضرت مسیح موعود بھی شروع دعویٰ سے نبی تھے ۔ اور جسطرح بعد کے الہامات سے آپ کی توجہ اسطرف ہوئی کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں اور آپ ہی مسیح موعود ہیں ۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں براہین لکھنے کے وقت بھی آپ کو الہاماً بتائی گئی تھیں اسی طرح حضرت مسیح موعود کو بار بار وحی الٰہی میں نبی اور رسول کے نام سے پکارے جانے سے آپ کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی کہ آپ واقع میں نبی ہیں ۔ گو آپ کو مدت سے نبی کہا جاتا تھا ؟ پس میری ایسی صاف تحریر اور حضرت مسیح موعود کی ایسی صاف عبارت کے ہوتے ہوئے ایسے غلط مفہوم کو لوگوں میں پھیلانا جو کسی قیاس کے ذریعہ نہیں بلکہ میرے صاف الفاظ سے رد ہو کیا یہ ثابت نہیں کرتا ۔ کہ مولوی صاحب موصوف نے انصاف سے کام نہیں لیا ۔ اور خود ہی ایک غلطی ایجاد کی ہے ۔ اور پھر اس کا ازالہ کرنے لگ گئے ہیں ؟

چونکہ ایک غلطی کا نتیجہ دوسری غلطی ہوتی ہے اسلئے ضرور تھا کہ مولوی صاحب میرے مضمون کو غلط سمجھ کر اور کئی غلطیوں میں پڑ جاتے ۔ چنانچہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں ۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کی مختلف تحریرات اس امر کے ثابت کرنے کے لئے نقل کی ہیں کہ حضرت مسیح موعود ہمیشہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانے کا نام نبوت رکھتے رہے ہیں ۔ اور ابتدائی تحریروں میں بھی انہی معنوں سے اپنے آپ کو نبی قرار دیتے تھے ۔ اور بعد میں بھی انہی معنوں سے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت ایک ہی قسم کی رہی ہے ۔ لیکن مولوی صاحب کے ان مختلف حوالجات کے تلاش کرنے کی ضرورت بھی صرف اسی غلط فہمی سے پیدا ہوئی ہے کہ گویا میرے نزدیک حضرت مسیح موعود پہلے جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہوئے ہیں تو جیسا کہ پہلے ثابت کر چکا ہوں میں عقیدہ رکھتا ہوں اور یہی درست ہے کہ حضرت مسیح موعود پہلے اپنی نبوت کا نام جزوی نبوت رکھتے رہے ہیں لیکن بعد میں کثرت سے نبی اور رسول کے لفظ سے اپنے آپ کو پکارا جاتا دیکھ کر آپ نے اپنے نام میں تبدیلی پیدا کی ۔ اور معلوم کیا کہ میں جزوی نبی نہیں بلکہ نبی ہوں پس جبکہ آپ ہمیشہ سے نبی ہی تھے تو آپ کی تحریرات میں کوئی ایسا فرق کیوں آتا ۔ جس سے یہ ثابت ہوتا کہ آپ پہلے نبی نہ تھے ۔ اور جبکہ آپ شروع سے نبی تھے ۔ اور جیسے نبی ابتدائے دعویٰ کے وقت تھے ویسے ہی بلحاظ نبوت کے وفات کے وقت تھے تو کیا وجہ تھی کہ آپ آخری عمر میں اسبات کا اعلان کرتے کہ اب میری نبوت سے مراد امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا نہیں بلکہ اور ہے یہ بات تو دو ہی صورت سے ہو سکتی تھی یا تو اس صورت میں کہ حضرت مسیح موعود پہلے جزوی نبی ہونے بعد میں نبی بنائے جاتے ۔ تب ضروری تھا کہ آپ اپنا کوئی نیا کام بتاتے کہ اب میں جو کہ نبی بنایا گیا ہوں ۔ مجھے فلاں نیا کام سپرد کیا گیا ہے یا فلاں نیا انعام مجھ پر کیا گیا ہے یا اس صورت میں آپ کی تحریرات میں اختلاف ہونا چاہیئے تھا کہ پہلے آپ جن باتوں کے اندر پائے جانے کے مدعی تھے ان کے سوا نبیوں میں کچھ اور باتیں ہوتی ہیں ۔ پس جب آپ نے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا تو ان باتوں کے پائے جانے کا دعوےٰ بھی کرنا چاہیئے تھا جن سے کوئی شخص نبی ہوتا ہے لیکن جبکہ یہ دونوں خیالات غلط ہیں نہ تو آپ جزوی نبی سے نبی بنائے گئے ۔ اور نہ یہ کہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانے کے سوا نبوت کسی اور چیز کو کہتے ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں اختلاف کیوں ہوتا ؟ افسوس ہے کہ جناب مولوی صاحب نے رسالہ القول الفصل میں وہ عبارات نہ دیکھیں جو صفحہ ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ پر میں نے لکھی ہیں اور حضرت مسیح موعود کے حوالجات سے ان کی تصدیق کی ہے جن کا یہ مطلب ہے کہ نبی کہتے ہی اسی کو ہیں جس پر کثرت سے امور غیبیہ

ظاہر کئے جائیں۔ اور خدا تعالیٰ اور اسکے بھیجے ہوئے
نبیوں اور قرآن کریم اور اسلام کی اصطلاح میں ایسے ہی
شخص کو نبی کہتے ہیں جبکہ کثرت سے اُمور غیبیہ ظاہر کئے
جائیں۔ کیونکہ اگر مولوی صاحب نے ان صفحات کو غور سے
پڑھا ہوتا تو آپ میرے خلاف وہ حوالجات کیوں پیش کرتے
جن میں حضرت مسیح موعود مکالمات مخاطبہ و مکالمہ اور امور
غیبیہ پر اطلاع پانے کو اپنے نبی کہلانے کی وجہ بتاتے ہیں
کیا ایسی بات سے میں نے انکار کیا تھا؟ جبکہ میں نے آپ کے
نبی ہونے کے ثبوت میں خود آپ ہی کی کتب میں سے یہ
ثبوت دیا تھا کہ نبی اُسے کہتے ہیں جبکہ کثرت سے اُمور غیبیہ
ظاہر کئے جائیں تو مولوی صاحب کے ایسے حوالے نقل کر دینے
سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جنمیں حضرت مسیح موعود
نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ میری نبوت سے مُراد کثرت سے
اُمور غیبیہ پر اطلاع پانا ہے؟ کیا پہلے نبیوں کے نبی کہلانے
کی کوئی اور وجہ تھی؟ پہلے نبی بھی تو اسی لئے نبی تھے کہ ان
پر کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار ہوتا تھا۔ جیسا کہ خود حضرت
مسیح موعود فرماتے ہیں "یہ ضرور یاد رکھو کہ اس اُمت کے
لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی
اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں
اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رُو سے انبیاء علیہم السلام
نبی کہلاتے رہے" ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ۔
پس ایسی باتوں کے ثابت کرنے سے کہ حضرت مسیح موعود ہمیشہ اپنی
نبوت کے یہی معنے کرتے رہے کہ آپ کو کثرت سے امور غیبیہ
پر اطلاع دی جاتی تھی۔ نبوت کا رد نہیں ہوتا بلکہ نبوت
ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ نبوت اسی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی
قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ فلا یظہر علیٰ غیبہ
احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی اللہ تعالیٰ
سوائے اپنے رسولوں کے کسی کو غیب پر غلبہ عطا نہیں فرماتا
پس کثرت سے اُمور غیبیہ پر اطلاع پانے کا یہ مطلب کیونکر
نکالا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں اس سے تو یہ
ثابت ہوتا ہے کہ آپ ضرور نبی تھے۔ غرض کہ جب میں نے
القول الفصل میں نبی کی تعریف ہی یہ کی ہے کہ نبی اُسے
کہتے ہیں جسے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہو
خود حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ثابت کیا ہے کہ نبی

ایسے ہی شخص کو کہتے ہیں تو میرے مضمون کے رد کرنے کے
لئے ایسی عبارتوں کے نقل کرنے سے کیا فائدہ جن سے یہ
ثابت ہو کہ حضرت مسیح موعود ہمیشہ اپنے نبی ہونے کے یہ معنے
کرتے رہے ہیں کہ آپ کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی
جاتی ہے۔ جب کثرت سے اُمور غیبیہ پر اطلاع پانیوالے کو
ہی نبی کہتے ہیں تو ان حوالوں سے تو یہ ثابت ہوگا کہ حضرت
مسیح موعود ہمیشہ سے نبی تھے نہ یہ کہ آپ کبھی بھی نبی نہیں ہوئے
وہ حوالے تو میری تائید میں ہیں نہ کہ میرے مخالف۔ ان حوالوں
کو پڑھ کر شاید ان لوگوں کو تو دھوکا لگ جائے۔ جنہوں نے
القول الفصل کو غور سے نہیں پڑھا لیکن جنہوں نے
القول الفصل کا غور سے مطالعہ کیا ہے وہ تو انہیں پڑھ
کر حیران ہوتے ہیں کہ مولوی صاحب تردید میں رسالہ لکھ رہے
ہیں یا تائید میں۔ کیونکہ جو باتیں وہ میرے مضمون کی تردید
میں پیش کرتے ہیں وہ در حقیقت میری تائید میں ہیں اور
یہ سب اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے جو میں پہلے بتا آیا ہوں
کہ آپکے خیال میں میرے نزدیک حضرت مسیح موعود پہلے
جزوی نبی تھے اور بعد میں نبی ہو گئے۔ حالانکہ جیسا کہ میں
القول الفصل کی ایک عبارت نقل کر چکا ہوں اس نتیجہ پر وہ
بغیر غور کے ہی پہنچ گئے ہیں۔ اور ایک عقیدہ انہوں نے
خود ہی ایجاد کیا ہے اور خود ہی اسکی تردید کرنی شروع کر
دی ہے میرے رسالہ کا جواب تو وہ اسی طرح دے سکتے
ہیں کہ یا تو یہ ثابت کریں کہ اُمور غیبیہ پر اس کثرت سے اطلاع
پانا کہ گویا ان پر ایک غلبہ حاصل ہو جائے اس کا نام نبوت
نہیں بلکہ انبیاء کے نبی کہلانے کی کوئی اور وجہ تھی اور یا
یہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح موعود کو اس کثرت سے اُمور
غیبیہ پر اطلاع نہیں دی گئی جس کثرت سے نبی ہونے کے
لئے ضروری ہے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر
سکتے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود تو ایک طرف یہ فرماتے ہیں۔
"اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رُو سے
کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی
باقی نہ ہو اور کھلے طور پر اُمور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے
لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر سب
نبیوں کا اتفاق ہے" الوصیت۔ اسی طرح فرماتے ہیں "جبکہ
ایک شخص اپنی پیشگوئیوں میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے

لکل ان یصطلح۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات
و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے" چشمہ معرفت ۳۲۵
اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ "اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ
جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوتی تھی۔ معجزات اور
پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں
کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ
بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو
ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں"
(نزول المسیح صفحہ ۸۲)
ان تینوں حوالوں کو ملا کر پڑھو تو کیسا صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ
نبی خدا تعالیٰ اور اس کے نبیوں کی اصطلاح میں اُسے کہتے
ہیں کہ جو کثرت سے اُمور غیبیہ پر اطلاع پائے (اور قرآن کریم
بھی فلا یظہر علیٰ غیبہ کی آیت کے ماتحت ایسے ہی شخص
کو نبی کہتا ہے) اور یہ کہ حضرت مسیح موعود کو اکثر گذشتہ انبیاء
کی نسبت امور غیبیہ پر بہت زیادہ اطلاع دی گئی ہے جسکے
یہ معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ آپ یقیناً یقیناً بلا ریب بلحاظ
نبوت ویسے ہی نبی ہیں جیسے پہلے انبیاء تھے۔ ہاں بلحاظ خصوصیات
کے یہ بالکل درست ہے کہ پہلے نبیوں میں سے بعض شریعت لائے تھے
لیکن آپ کوئی شریعت نہیں لائے۔ اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پہلے انبیاء بلا واسطہ نبوت پاتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد اس کی کوئی ضرورت نہ تھی اسلئے حضرت مسیح موعود نے
نبوت کا درجہ آپکی غلامی میں پایا۔ اور اگر دیکھنے والی آنکھ ہو تو
وہ دیکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں بھی بننے والا
اپنی شان میں بعض پہلے نبیوں سے بھی افضل ہو سکتا ہے۔
غرضیکہ ہر ایک شخص القول الفصل اور مولوی صاحب کے
رسالہ کو پڑھ کر بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مولوی صاحب نے القول الفصل

٭ نعیم اپنی ناواقفی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ لکل ان یصطلح
کے ماتحت نبی کے جو معنے کرنے چاہیں کر لیں ہم ماننے کے قابل نہیں بلکہ ماننے کے
قابل تو شریعت اسلام کی اصطلاح ہوگی [illegible]
[illegible] خدا تعالیٰ کی اصطلاح
کے مطابق نبی ہو [illegible] اسلام خدا تعالیٰ
کے [illegible] کیا یہ ممکن ہو
خدا تعالیٰ کی اصطلاح کچھ اور ہو اور اسلام کی اصطلاح کچھ اور
[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸

[illegible]

مضامین

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

قادیان ضلع [illegible]

چندہ غیر ممالک سات روپے

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے [illegible]

جلد ۲ | ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۱۴

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت خلیفۃ ثانی کو ریزش سے آرام ہے اور حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ میرا ارادہ ہے اس ہفتہ کے اندر درس قرآن شریف شروع کرنے کا۔ گو ایک دن ناغہ سے ہی ہو۔

۲۔ ایک پادری صاحب سے حضور گفتگو فرما رہے ہیں جس سے ہمیں بہت فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ پادری صاحب اپنی نسبت بتاتے ہیں کہ وہ چھ سات سو کے قریب لوگوں کو عیسائی بنا چکے ہیں +

۳۔ صدر انجمن کا اجلاس دو تین دن ہوا۔ صدر انجمن میں میر محمد سعید صاحب حیدر آباد دکن۔ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر۔ میاں چراغ الدین صاحب لاہور۔ تین ممبروں کا اضافہ ہوا۔ اور اس کا علم مجھے آج ہی ہوا ورنہ اس سے پہلے اطلاع دیتا +

۴۔ طلباء ہائی سکول سرکل ٹورنمنٹ لاہور پر چلے گئے +

اخبار احمدیہ

(۱) علاؤ الدین احمد ساؤتھ افریقہ سے درخواست بیعت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب (جن کا حلیہ یہ ہے) نے مجھے رؤیا میں فرمایا کہ تو مرزا غلام احمد قادیان کو جانتا ہے جنکا نام تو سنتا ہے فرمایا وہ تمہارے سامنے کھڑا ہے قیامت نزدیک ہے موجودہ خلیفہ کے ہاتھ پر جلد سلسلہ میں داخل ہو جاؤ۔ ورنہ افسوس کرو گے + (۲) غلام حیدر ولد علی محمد سکھیوہ باجوہ کا جنازہ غائب پڑھا جائے (۳) مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ کسی غیر مبائع نے کسی غیر احمدی سے کہا کہ مرزا صاحب نبی نہ تھے میں نے کہا کہ ضرور نبی تھے چونکہ انکی نبوت بفیضان آنحضرت صلعم تھی اس لئے اسمیں فضیلت نبی کریم ہی کو ہے ایک غیر مقلد مولوی آ گیا اس نے کہا میں نے القول الفضل پڑھا ہے فی الواقع صاحبزادہ صاحب ہی بیان کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کا مذہب تھا۔ یہ لوگ جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ اسپر غیر مبائع بہت نادم ہوا + (۴) ایک صاحب کسی غیر احمدی اشد مخالف سلسلہ کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں کہ اس نے اپنے بیٹے کی زوجہ کو طلاق دلوا کر خود نکاح کر لیا ہے جس کا بہت شور پڑا ہے ہماری سمجھ میں تو یہ بات نہیں [illegible] مطابقت [illegible] رکھنے والوں سے بعید تھا لیکن پھر خیال گذرتا ہے کہ کوئی حیلہ بنا لیا ہوگا۔ مفصل لکھیں (۵) امام الدین صاحب [illegible] دریافت کرتے ہیں تمباکو شراب جوا کی طرح حرام ہے یا کس طرح۔ یہ سوال عجیب ہے۔ شراب اور جوا قطعی حرام ہیں۔ تمباکو مکروہ اور لغو۔ اور مضر شئے کا کھانا اپنے ملک کے شرفاء کے دستور پر ہے حرام نہیں + (۶) ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر غیر احمدی (جسے دعوت پہنچی اور اس نے قبول نہ کیا) والد کے لئے دعائے مغفرت ناجائز ہے تو میں ربنا اغفر لی ولوالدی چھوڑ دوں۔ حضرت خلیفۃ ثانی نے جواب

[illegible] شائع ہوا

لکھا یا کہ والد بھی تو باپ دادا کہلا سکتے ہیں نام دلیا جا اور بیرونی ادا دیجیوڑ دی جائے ۔ (ع) مولوی عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ سے بعض علماء نے مباحثہ کیا اور دوان تفق الفاظ تسلیم کرلیا گیا کہ مولوی صاحب موصوف نے وفات مسیح ثابت کر دی۔ [illegible]

ضرورت ملازمت [illegible] کو زمین کے کاروبار کے لئے [illegible] ایجنٹ کی ضرورت ہے جو [illegible] قاعدہ اور عدالتی کاروبار سے خوب واقف ہو۔ پٹواری سے واقف [illegible] بیکار کو ترجیح دیجائے گی تنخواہ آٹھ روپیہ سے پندرہ روپیہ تک۔ کھانا اسکے علاوہ ہوگا۔ درخواستیں بنام [illegible] نور منزل ۔ بٹالہ +

جنگ یورپ

معرکہ سرقیمش میں بقول روسیاں صرف ایک گھاٹی میں پندرہ سو ترکی لاشیں ہیں۔ ترک گولے بہت کم پھٹے۔ اسی معرکہ میں دیگر مال غنیمت کے علاوہ ڈیڑھ سو اونٹ بھی [illegible] +

ہندوستانی فوج اور چوتھے برطانوی جیش نے ۱۱ مارچ کو چار ہزار گز کے محاذ میں نیو چیپل پیشقدمی کر کے تمام مورچے اور خندقیں فتح کر لیں۔ اور سات سو قیدی پکڑے۔ برطانوی طیارے بھی مستعد رہے اور کورٹرائی اور مینین کے ریلوے جنکشنوں کو تباہ کیا۔ ویسٹنڈ پر موثر برطانوی گولہ باری ہوئی۔ علاقہ پیرس میں فرانسیسیوں نے اور علاقہ نیو چپل میں برطانوی سپاہ نے دو دو جوابی حملے پسپا کئے لیکن فوج کے دو ڈویژن نیو پورٹ کے جنوب مشرق میں چار یا نسو میٹر آگے بڑھ گئے ہیں +

روسی محاربہ پیٹروگراد ۱۲ مارچ۔ نیمن اور وسٹولا کے درمیان ۱۰ مارچ کو علاقہ ممنو بجانب پرانیش اور دریا او موافد اور گٹی کی وادی میں نہایت سخت لڑائیاں ہوئیں۔ کارتیقین میں دشمن کے تمام حملے پسپا کئے گئے۔ گورلس کے قریب ایک آسٹریائی دستہ کو جوابی حملہ کرکے ہم نے بالکل فنا کر دیا۔ شمبون میں ناکام رہنے پر اس نے ہمارے مورچہ [illegible]

ہونے کی کوشش کی تھی +

دارو دنلز کلکتہ ۱۴ مارچ۔ جرمن گورنر گوبن سے دوس گیارہ ابھی تو بھی آثار کر خشکی کے قلعوں پر لگائی گئی ہیں۔ ۱ در کہ خط بولیر آور بولیری قلعہ جات پر متعدد گولہ باری سے خاکنانے گیلی پولی کا راستہ بالکل بند ہوگیا ہے اور جزیرہ نما گیلی پولی کا قسطنطنیہ سے کچھ تعلق نہیں رہ گیا۔ نہ وہاں کی فوج اور جرمن افسروں کو کوئی کمک پہنچ سکتی ہے قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے ترک زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ لاکھ فوج جمع کر سکتے ہیں +

لاہور میڈیکل سکول کے ملازمی کلاس کے طلباء کو مطلع کیا گیا ہے کہ جناب لاٹ صاحب انکے معاملہ میں دخل نہیں دے سکتے۔ کیونکہ وردی وظیفہ کا معاملہ فوجی صیغہ سے متعلق ہے جس سے لوکل گورنمنٹ کا کوئی تعلق نہیں +

برطانیہ میں دو لاکھ بلجیک پناہ لے چکے ہیں اور ابھی اور آنیوالے ہیں۔ انکی اقامت و خوراک کا مسئلہ خاصہ اہم ہوتا جاتا ہے +

بلگیریا میں بھی یونان کیطرح وزیر اعظم اور بادشاہ میں اختلاف رائے ہوگیا ہے راڈوسلاف وزیر اعظم چاہتا ہے کہ بلگیریا ایڈریانوپل پر حملہ کردے

اٹلی و یونان ۱۱ مارچ۔ امریکہ کے مدبرین کا نتیجہ خیال ہے کہ اٹلی و یونان ماہ مارچ ختم ہونے سے پہلے پہلے مغربی خلفاء سے ملجائینگے۔ اٹلی مہینوں سے سامان جمع کر رہی ہے اور جہانتک اسکے ایجنٹوں کا تعلق ہے سب چیز تیار ہو چکی ہے +

جرمن غوطہ خوروں نے ایک ہفتہ کے بعد اب پھر تین برطانوی تجارتی جہاز بلا اطلاع غرق کئے ہیں، ۳ جانیں ضائع ہوئیں [illegible]

یونانی وزیر اعظم باغلب وجوہ ارتباط ثلاثہ جدید کے متعلق ایسی بے تعلقی کی پالیسی اختیار کرے گا جو ارتباط کے حق میں مائل ہو۔ اسکے پسند کردہ وزراء میں سے تین ارتباط کے بڑے حامی ہیں۔ (۱۰ مارچ) +

جرمن آلو جہاز امریکن بندرگاہ میں [illegible] جرمن مسلح تجارتی جہاز پرنز ایتل فریڈرک [illegible] اور اہل عملہ نے [illegible] نیوپورٹ میں پہنچا ہے سمندر میں غرق کئے تھے۔ انمیں سے تین برطانوی [illegible] ایک روسی اور ایک امریکن بھی فراق تھا +

مہاراجہ صاحب بیکانیر اور سر آغا خان جمعہ [illegible] دہلی میں وارد ہوئے اور وائسرائے کے مہمان ہوئے +

گورنمنٹ ہند کے دفاتر دہلی میں ۱۷ مارچ کو بروز شنبہ بند ہو کر [illegible] کو بروز دوشنبہ کھلینگے +

سنگاپور کے باغی جہاز گلینوگل بیان کرتا ہے کہ تمام باغی باستثناء ۴۹ کے مقتول یا گرفتار کرلئے گئے ہیں باقیماندہ باغی جنگل میں جہاں سے جنگ [illegible] دھوئیں کے طفیل انھیں باہر نکالا جائے گا +

یہ خبر چند دن ہوئے آئی تھی کہ ترکوں نے کربلائے معلے کے خزائن مالیتی تین کروڑ روپیہ اپنے قبضہ میں کرلئے ہیں +

میکسیکو میں بدامنی پریزیڈنٹ ولسن نے دو جنگی جہازوں کو کانٹانامو سے ویراکروز جانے کا حکم دیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سینور کا نزا نے ایک برطانوی جہاز کو گرفتار کر کے کپتان کو اسیر کر لیا ہے۔ مسٹر برائن نے اہل امریکہ کو پھر مشورہ دیا ہے کہ وہ میکسیکو سے چلے آئیں گورنمنٹ انکے لئے باربرداری کا انتظام کرنے کی کوشش کرے گی +

یونان کی جدید وزارت نے بیان کیا ہے کہ [illegible] محاربہ کے بعد یونان کے لئے امن و صلح نہایت لازمی تھی۔ اس لئے وہ آغاز محاربہ یورپ ہی سے بے تعلق ہو گیا۔ تاہم بطور رفیق معاہد وہ ان کی پابندیوں کو پورا کرتا رہے گا +

اٹلی نے ریزرو فوج کی چند اقسام کو طلب کیا ہے +

حضرت مسیح کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانیکی تردید

قرآن کریم میں حضرت مسیح ناصری کے متعلق اللہ تعالیٰ نے رافعك الی اور بل رفعه الله فرما کر یہودیوں کے اس اعتراض کا رد کرتا ہے جو انکی طرف سے حضرت مسیح کی مفروضہ صلیبی موت کی بناء پر کیا جاتا تھا اور جسکی وجہ سے وہ اس بات کے قائل تھے کہ یسوع مسیح ملعون ہو کر خداوند خدا کی درگاہ سے دُور کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما قتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه یعنی مسیح کا قتل ہونا اور اسکی صلیبی موت جسکی بناء پر تم اسے خدا کے دربار سے دُور کرتے ہو۔ ایک غلط واقعہ ہے۔ مسیح ناصری ہرگز ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوا۔ اور جب وہ اس لعنتناک موت سے بچا لیا گیا تو ساتھ ہی لعنت کے داغ سے بھی خدا نے اُسے محفوظ رکھا۔ اور تم تو اسے خدا سے دُور کرتے ہو مگر خدا نے اسے اپنے دربار میں معزز جگہ دی +

غرض رفع کے لفظ سے اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا کہ مسیح ذلیل نہیں ہوا اور نہ صلیبی موت میں گرفتار ہو کر وہ بُعد کا مستحق ہوا بلکہ وہ تو خدا کے حضور مقبول ہو گیا مگر نہایت افسوس ہے کہ جو آیت اللہ تعالیٰ نے یہود کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے نازل فرمائی۔ اسی سے آج مسلمان ٹھوکر کھا کر راہ سے بے راہ ہو رہے ہیں اور بجائے اس کے کہ وہ فکر سے کام لیتے اور غور کرتے کہ رفع الی اللہ سے مُراد رفع جسمانی نہیں بلکہ مقصد صرف اسی قدر ہے کہ یہود مسیح کو مصلوب سمجھتے تھے اور توریت کی رو سے جو مصلوب ہو وہ ملعون ہوتا ہے اور خدا کے قرب سے محروم رہ جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ازالہ کر دیا اور ما قتلوہ وما صلبوہ سے صلیبی موت کا دفعیہ کیا۔ اور بل رفعه الله الیه سے صلیبی موت کے نتیجہ یعنی لعنت اور بُعد عن اللہ کی تردید کی +

غرض بجائے اس اصل مقصد کے سمجھنے کے انھوں نے یہ مطلب سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو جسم سمیت آسمان پر اٹھا لیا اور نصاریٰ جنھیں قرآن مجید کے پہلے صفحہ پر ہی ضالین کہا گیا ہے انکے ہمخیال ہو گئے اور مسیح کے رفع جسمانی کو اپنا عقیدہ بنا لیا۔ لیکن ایک غور کرنیوالا شخص اور فکر سے کام لینے والا انسان خشیۃ اللہ کو دل میں جگہ دیتے ہوئے اگر قرآن مجید میں تدبر کرے اور عقل خداداد کو کام میں لائے وہ ہرگز اس نتیجہ تک نہ پہنچیگا جس پر ہمارے غلطی خوردہ مسلمان پہنچے ہوئے ہیں بلکہ ادنیٰ تامل سے اسپر واضح ہو جاوے گا کہ حضرت مسیح کا جسمانی رفع ہرگز نہیں ہوا۔ اور نہ رفع جسمانی کے ہونے سے یہود کے اعتراض کا دفعیہ ہو سکتا ہے میں ذیل میں مختصر طور پر اس مسئلہ کی وضاحت کرتا ہوں +

(۱) اگر تسلیم کر لیا جائے کہ بل رفعه الله الیه میں مسیح کا رفع جسمی مُراد ہے تو یہ بات معاذ اللہ خدا کے علم پر دھبہ لگانے والی ہوگی۔ کیونکہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول الله میں یہود یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ ہم نے مسیح کو صلیب پر مار ڈالا۔ اور توریت کی رو سے جو صلیب پر ہلاک ہو وہ ملعون ہوتا ہے اور ملعون اسے کہتے ہیں جو خدا کی درگاہ سے دُور ہو اس لئے مسیح اپنے دعوائے نبوت میں جھوٹا ہے۔ اب غیر احمدیوں کے خیال کے مطابق قرآن کا خدا یہود کو یہ جواب دیتا ہے کہ اے یہودیو تمہارا نتیجہ غلط ہے کیونکہ میں نے مسیح کو آسمان پر اُٹھا لیا حالانکہ یہودی مسیح کے رفع جسمی کے نہ ہونے پر معترض نہیں بلکہ ان کا اعتراض تو صرف اسی قدر ہے کہ اس کا روحانی رفع نہیں ہوا اور وہ ملعون ہو کر خدا کے حضور مقبول ہونے سے محروم رہ گیا مگر جواب انھیں یہ دیا جاتا ہے کہ ہاں اس کا رفع ہو گیا اور وہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا حالانکہ یہودی مسیح کے رفع روحانی کا مطالبہ کرتے ہیں اور انکے سامنے رفع جسمانی پیش کیا جاتا ہے وہ یہ مطالبہ کب کرتے تھے کہ مسیح کا جسمانی رفع ہونا چاہئیے +

(۲) قرآن مجید میں رفع الی اللہ کا ذکر ہے نہ کہ رفع الی السماء کا۔ لیکن ہزار افسوس کہ غیر احمدی مسلمان جب بل رفعه الله الیه کی آیت کے معنے کرینگے تو یہی بیان کرینگے کہ حضرت مسیح چوتھے آسمان پر جا پہنچے ہیں حالانکہ رفع الی اللہ سے مراد رفع الی السماء لینے سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ قرآن مجید میں اللہ کے لفظ سے مراد آسمان ہو اور اس طرح یا اللہ خالق کل شیء کے یہ معنے ہونگے کہ ہر چیز کا خالق آسمان ہی ہے۔ غرض قرآن میں بل رفعه الله الی السماء یا رافعك الی السماء نہیں اس لئے یہ عقیدہ قرآن مجید میں تحریف کئے بغیر کبھی بھی درست نہیں ہو سکتا کہ مسیح کا رفع آسمان کی طرف ہوا +

(۳) اگر رفع سے مراد رفع جسمی ہو تو ماننا پڑے گا کہ ہر مسلمان کا جسمانی رفع ہونا چاہئیے کیونکہ جس طرح رفع کا لفظ مسیح کے لئے آیا ہے اسی طرح دو سجدوں کے درمیان جو دُعا اسلام کے فرمانے کے مطابق ہر مسلمان دن میں بیسیوں مرتبہ نماز میں خدا سے مانگتا ہے اس میں وارفعنی کا لفظ بھی ہے حالانکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ دُعا سکھلائی مگر تیرہ سو برس میں ایک بھی ولی قطب غوث اور مجدد ایسا نہیں گذرا جو آسمان کی طرف اُٹھایا گیا ہو کیا ایک دُعا جو خود خدا تعالیٰ سکھلاتا ہے اور اس کے فرمانبردار بندے خلوص دل سے مانگتے ہیں ایک شخص کی بھی قبول نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ رفع ہمیشہ روحانی ہوتا ہے جسمانی نہیں ہوتا ہے کیونکہ اگر جسمانی رفع بھی کوئی انعام ہے تو کیا وجہ کہ امت محمدیہ میں باوجود ہزاروں دفعہ وارفعنی کہنے کے ایک کو بھی یہ انعام نصیب نہیں ہوا +

(۴) اگر کوئی شخص کہے کہ قرآن مجید میں رفع کے ساتھ الی کا لفظ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کو مطلق رفع نہیں ہوا بلکہ الی اللہ یعنی الی السماء ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ الی اللہ کا لفظ الی السماء کا مترادف نہیں لیکن اگر بطور فرض مان بھی لیا جائے تب بھی غیر احمدیوں کا جواب پورا نہیں ہوتا کیونکہ الی کے لفظ کا استعمال قرآن مجید میں کئی موقعوں پر ہوا ہے وہ مواقع دیکھیں تو اس معاملہ کا فیصلہ ہو جاوے گا۔ حضرت ابراہیم ایک مقام پر فرماتے ہیں انی ذاهب الی ربی یعنی میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائیگا۔ دیکھو یہاں پر الی کا لفظ ہے لیکن کوئی شخص اس آیت سے یہ استدلال نہیں کریگا کہ حضرت ابراہیم ایک دفعہ آسمان پر گئے تھے حالانکہ جیسے رفع الی ربه ہے ویسے ہی ذهب الی ربه کا لفظ ہے

مسیح کی پاک باتیں

(مورخہ ۹ نومبر ۱۹۰۵ء کا ایک خط)

ماسٹر عبد الرحیم صاحب اپنے خسر سید عزیز الرحمٰن بریلوی کو لکھتے ہیں:۔ آج حضرت اقدس نے فرمایا

"ہر ایک شخص جو یہاں آتا ہے وہ ایک نشان ہوتا ہے کیونکہ یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق آج سے بہت عرصہ پہلے کا الہام ہے۔ جب یہ براہین چھپوائی تھی تو میں اور یہاں کے دو ہندو امرتسر گئے پادری رجب علی کے مطبع میں کتاب چھپوائی تھی۔ ہمیں کوئی امرتسر میں بھی نہیں جانتا تھا۔ اور مہینوں میں بھی کوئی خط نہیں آتا تھا"

آج پھر بنک کے سود کے متعلق سوال ہوا۔ فرمایا:۔

"ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ اب بھی ہمارا یہ فتویٰ ہے کہ موجودہ صورت میں اسلام کو سخت ضرورت ہے۔ مخالف لوگ گندی کتابوں کتابوں سے پھر کر شائع کرتے ہیں ہم بہت سے مفید کام بھی نہیں کر سکتے۔ جن کی وجہ روپیہ کی کمی ہے سنا کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ وہیں رکا ہوا ہے۔ غرض حرام چیزیں انسانوں کے لئے حرام ہیں خدا کے لئے حرام نہیں۔ اگرچہ سود قطعی حرام ہے مگر اضطراری حالت میں تو سؤر کھانا بھی جائز ہے۔ انما الاعمال بالنیات"۔

سوال ہوا کہ اگر کوئی عمداً روپیہ بنک میں جمع کرے اور سود لے کر دیدے تو کیا؟ فرمایا:۔

"بخاری میں پہلی حدیث ہی انما الاعمال بالنیات۔ سب بات کا مدار نیت پر ہے۔ اگر اشاعت اسلام کے لئے ہے تو کوئی حرج نہیں" فرمایا کہ:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اپنے مخالفوں کو شیطان کے بچے کہہ کر پکارتے تھے ہیں اس کا یہ بہتر ہے کہ وہ لوگ ان کو متہم کرتے تھے۔ اور اس کی بریت کے لئے وہ کہتے ہیں۔ میں خدا کی طرف سے ہوں اور تم شیطان کی ذریت ہو"

معین المبلغین۔ کل مناسب آیات قرآنی مع معانی و استدلال ... قیمت فی نسخہ ۸ آنہ

در شان سیدنا مسیح موعود

عنادم احمد آمد بشیراً نذیراً	منور ز نور سراجاً منیراً
بقوام عالم ہمے گرد عوت	سری کرشن آسا بیامگ نفیراً
کساتیکہ لبیک و سعد یک گفتند	بیابند جنت و ملکاً کبیراً
مگر آنکساں را کہ گشتند منکر	بود جائے دوزخ و ساءت مصیراً
ببینی تو زودا کہ مرو و مخالف	بدعوا ثبوراً و یصلیٰ سعیراً
بزمیت از دیانت حزب الشیاطین	ولو کان بعضاً لبعض ظہیراً
گیونشنہ لب ہا اشتو قادیان	کہ یابی در آنجا شراباً طہیراً
برو تا رساند ترا تا بجائے	نہ آنجاست شمساً ولا زمہریراً
دعا کن ز حق تا بتو حق نمائد	کہ مولاست دائم سمیعاً بصیراً
نیابی تو این مہ عما نا نباشی	شب و روز مشغول ذکراً کثیراً

رسانید پیغام و یوسف ندا ند

دل خلق را عجز لطیفاً خبیراً

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

اعلان ضروری

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بی۔ اے کا ایک ضروری مضمون "مسئلہ کفر و اسلام پر" ریویو میں انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہونیوالا ہے۔ جو ایک رسالہ میں نہیں آسکیگا۔ اگر دو رسالوں میں دو بار دقفہ دے کر شائع کیا گیا تو ناظرین کو لطف نہیں آئیگا۔ اس لئے یہ تجویز ہے کہ مارچ و اپریل کا رسالہ اکٹھا شائع کیا جاوے۔ پس ان وجوہات کے باعث اگر چند یوم کا توقف رسالہ پہنچنے میں ہو جائے تو خریداران ریویو خطوط بھیجنے کی تکلیف نہ فرماویں بلکہ ریویو کی انتظار کریں۔ انشاء اللہ بہت جلد ریویو بھیجنے کی کوشش کی جائے گی۔

مینجر ریویو

(۲) ریویو ماہ فروری ۱۹۱۵ء میں ایک مضمون بعنوان "حضرت مسیح موعود کا تازہ نشان شائع ہوا ہے" بغرض اشاعت اس کی سولہ سو زائد کاپی چھپوائی گئی تھی بعض احباب نے ٹکٹ بھیج کر تین سو کے قریب اشتہار منگوایا ہے۔ چونکہ غیر احمدیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں اس اشتہار کا شائع کرنا از بس ضروری ہے۔ اس لئے احباب . . . . . . بقیہ تیرہ سو اشتہار بھی ٹکٹ بھیج کر دفتر ریویو سے طلب کریں اور لوگوں میں تقسیم کر کے ثواب حاصل کریں۔ آدھ آنے کے ٹکٹ میں پانچ اشتہار جاسکتے ہیں۔

(مینجر ریویو)

نومبایعین

اہلیہ صاحبہ محمد یوسف صاحب بڑود	نواب بی بی صاحبہ علاقہ سرگودہ
اہلیہ صاحبہ بابو اکبر علی صاحب	سردار بی بی " "
سب انجنیر - بنگال	میاں کرم الٰہی صاحب "
اہلیہ صاحبہ مقبول احمد صاحب	چودھری نبی بخش صاحب "
گارڈ ضلع گورداسپور	امیر بی بی صاحبہ علاقہ سرگودہ
اہلیہ کرم داد صاحب ضلع شاہ پور	حسین بی بی صاحبہ "
عبد العزیز صاحب لاہور	

بیعت خلافت

میاں رفیع اللہ صاحب ایبٹ آباد۔

بشارت

ایک اور انگریز احمدی ہوا۔

احمدی مبلغ اسلام چودھری فتح محمد صاحب لکھتے ہیں

اس ہفتہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اور انگریز احمدی ہوا ہے۔ اُسے قریباً ۳ ماہ سے میں ریویو آف ریلیجنز پڑھنے کے لئے دیتا تھا اور "The Teachings of Islam" بھی اُس نے پڑھی ہے۔ کئی دفعہ سلسلہ کے متعلق اس سے گفتگو بھی ہوئی۔ اب اُس نے مجھ سے عربی قاعدہ بھی پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ اللّٰھم زد فزد

امام الزمان حضرت مسیح موعود مرسل یزدانی علیہ السلام کی تصانیف لطیف اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں کی کتب محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

(نوشتہ منشی غلام نبی - بانوی)

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے

۵ - مارچ ۱۹۱۵ء کو دیا

کلا ان کتب الفجار لفی سجین - وما ادراک ما سجین کتب مرقوم - ویل یومئذ للمکذبین الذین یکذبون بیوم الدین وما یکذب بہ الا کل معتد اثیم - اذا تتلیٰ علیہ ایتنا قال اساطیر الاولین - کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون - ۸۳ - ۸ تا ۱۵

ایک چھوٹی بدی کا نتیجہ بڑی بدی پیدا ہوا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ترقی کرنے اور کامیابی حاصل کرنے کی یہ قوت رکھ دی ہے کہ ہر ایک کام جو وہ کرتا ہے اسے اسی طرح کے آگے پیش آنے والے اور کام کے لئے مضبوط کر دیتا ہے۔ دیکھو ایک طالب علم الف پڑھتا ہے تو پھر اس کے بعد با پڑھنی اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ الف۔ با۔ تا پڑھ لیتا ہے تو اس کے لئے قاعدہ پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور قاعدہ پڑھنے کے بعد قرآن آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔ غرضیکہ ایک لفظ جو انسان سیکھتا ہے۔ اور ایک ایک کام جو کرتا ہے وہ اسے اگلے الفاظ اور اگلے کاموں کے لئے تیار کر دیتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان بہت سی ترقیوں سے محروم رہ جاتا کبھی کوئی علم نہ سیکھ سکتا۔ اور کبھی کوئی کام اعلیٰ درجہ پر نہ کر سکتا۔ اگر پہلے دن ہی کوئی طالب علم سیپارہ پڑھنا شروع کر دے تو وہ ہرگز اسے یاد نہیں کر سکتا۔ لیکن جب وہ تھوڑے تھوڑے حروف یاد کر لیتا ہے۔ پھر اس کے لئے ایک دن میں کتاب ختم کر لینا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ غرض کہ انسان کی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ نے اس کے اندر کچھ قوتیں رکھی ہیں مگر شریر اور گندہ انسان انہی قوتوں کو استعمال کر کے شرارت اور بدکاری میں بڑھ جاتا ہے۔ وہ پہلے ایک بدی کرتا ہے۔ اس کے کرنے کے بعد ایک اور کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح بڑھتا جاتا ہے تھوڑے دن ہوئے ایک شخص نے مجھ سے فتویٰ پوچھا کہ اگر ایک انسان صغیرہ گناہ کر کے کبیرہ سے بچ جانے کی امید رکھتا ہو تو کیا صغیرہ گناہ کر لینا جائز ہے۔ میں نے اسے یہ جواب لکھا کہ صغیرہ گناہ بنیاد ہے کبیرہ گناہ کی۔ جو صغیرہ کریگا ضرور ہے کہ وہ کبیرہ بھی کرے۔ اس لئے کبیرہ سے بچنے کے لئے صغیرہ گناہ کر لینا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ اس طرح تو دو گناہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ صغیرہ تو کبیرہ سے بچنے کے لئے کیا جائیگا اور کبیرہ صغیرہ کا نتیجہ ہوگا۔ تو جس طرح انسان الف۔ با۔ تا وغیرہ کے پڑھنے سے قاعدہ۔ سیپارہ اور قرآن پڑھنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ کے لئے تیار کرتا ہے۔ دیکھو جس طرح چھلانگ مار کر کوٹھے پر پہنچنا مشکل امر ہے۔ اسی طرح ایک پاک انسان کا کبیرہ گناہ کرنا بھی مشکل ہے۔ لیکن مکان پر چڑھنے کے لئے جو شخص سیڑھی پر پہلا قدم رکھتا ہے وہ بہ نسبت پہلے کے اپنے آپ کو چھت کے قریب کر لیتا ہے۔ یہی حال صغیرہ گناہ کرنے والے انسان کا ہے وہ بھی اپنے آپ کو اس طرح کبیرہ گناہ کے لئے تیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ تمہیں معلوم ہے یہ شریر لوگ بدکاریوں میں کیوں مبتلا ہوتے۔ اور بڑھتے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ جو کچھ یہ کرتے تھے۔ اس نے انکے دلوں کو جکڑ لیا ہے۔ پس تم یاد رکھو بہت لوگ غلطی سے ایک گناہ کو چھوٹا گناہ اور ایک نیکی کو چھوٹی نیکی سمجھتے ہیں۔ لیکن نہ کوئی گناہ چھوٹا گناہ ہے اور نہ کوئی نیکی چھوٹی نیکی ہے۔ کیونکہ ہر چھوٹا گناہ بڑے گناہ کے لئے تیار کرتا ہے۔ اور ہر چھوٹی نیکی بڑی نیکی کے لئے مستعد کرتی ہے۔ اس اصول کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ایک نیکی خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ دوسری نیکی کے حاصل کرنے کو آسان کرتی ہے۔ اور ایک بدی خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ دوسری بدی کے کروانے کو آسان بناتی ہے۔ پس نیکیوں اور بدیوں کا معاملہ اسی طرح پر ہے جس طرح کسی کا چھت پر چڑھنا۔ چھت پر بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھا جاتا۔ لیکن جو پہلی سیڑھی پر چڑھ جاتا ہے

چھت کے کچھ نزدیک اور قریب ہو جاتا ہے وہ انسان جو خدا کی ناراضگی سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے یہ کہے کہ میں چھوٹا گناہ کروں تاکہ بڑے کے کرنے کی نوبت نہ پہنچے۔ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ میں کوٹھے پر نہ چڑھنے کے لئے پہلی سیڑھی پر چڑھ جاتا ہوں۔ جب وہ پہلی سیڑھی پر چڑھیگا تو اس کا دل دوسری پر چڑھنے کی طرف راغب ہوگا۔ اور جب اسپر چڑھا تو آگے چڑھنے کی تحریک اس کے دل میں ہوگی۔ اور ہوتے ہوتے وہ ایک وقت چھت پر پہنچ جائے گا۔ اسی طرح جب ایک شخص ایک نیکی کرے گا تو دوسری کے کرنے کی اُسے امنگ اور خواہش پیدا ہوگی۔ اور جب وہ دوسری کر لیگا تو تیسری کے لئے اسے اور زیادہ شوق پیدا ہوگا۔ اور اس کا قدم دن بدن نیکیوں کی طرف بڑھتا جائے گا۔ تم نے کبھی کوئی آبشار دیکھی ہے؟ جس طرح آبشار کے قریب پانی آکر بہت تیز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان گناہوں کے گڑھے کی قریب کی راہ تک پہنچ جاتا ہے تو بہت تیز ہو کر اس تیز رفتاری میں گڑھے میں بہت جلدی گر پڑتا ہے۔ اور جب انسان نیکیوں کی راہ پر چل کر انعام کے مرتبہ کے نزدیک ہو جاتا ہے تو بہت جلدی اس درجہ کو حاصل کر لیتا ہے۔ پس اس بات کو خوب یاد رکھو کہ ایک بدی دوسری بدی کی طرف ایک گناہ دوسرے گناہ کی طرف۔ ایک نیکی دوسری نیکی کی طرف اور ایک تقویٰ کی بات دوسرے تقویٰ کے کام کی طرف انسان کو کھینچ کر لے جاتی ہے۔ دیکھو ابھی سال بھی نہیں گذرا۔ آج پانچ مارچ ۱۹۱۵ء ہے اور ۱۴ - مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت نے ایک صداقت کا انکار کیا تھا۔ اور ایک راستبازی کو جھٹلایا تھا۔ بظاہر تو انہوں نے یہ کہا کہ جماعت کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن خلیفہ کے وجود کو ایک ک کے یہ ایک صداقت تھی۔ جس کا انہوں نے انکار کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابھی سال بھی نہیں ہوا کہ اسی جماعت کے لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کرنے شروع کر دئے ہیں۔ ایک اخبار میں ایک شخص نے بحضرت مولانا [illegible] علامہ مولوی محمد علی صاحب سلمہ ربہ کر کے لکھتا ہے۔ اور اسی شخص کا ایک خط انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے رسالہ "المہدی" میں ایک مخلص [illegible] کے عنوان سے چھپتا ہے وہ لکھتا ہے [illegible]

پیغمبر مرزا صاحب میں بھی بے شک اتنی شخصیت ضرور تھی کہ ان کو رسول و نبی کہلانے کا شوق ضرور تھا۔ جب ہی تو ایک طرف لکھتو جاتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔ رسول ہوں ساتھ ہی پھر گول مول حیلہ بنانے کی غلط یہ بھی لکھتے جاتے ہیں کہ میں مجازاً رسول ہوں۔ اور لغوی معنوں سے نبی ہوں۔ اسلامی اصطلاح پر نبی و رسول نہیں ہوں۔ ادھر وحی کا دعویٰ ہے تو ادھر الہام کے معنی ہیں۔ کبھی وحی رسالت کا دعویٰ ہے تو کبھی وحی ولایت کا اقرار ہے۔ شخصیت نہ ہوتی تو صرف یہ کافی تھا کہ مجدد ہوں۔ مہدی ہوں۔ مسیح ہوں۔ ملہم ہوں۔" پھر (یہ) شخص آگے چل کر لکھتا ہے "قیامت میں تمہارا شفیع محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ نہ مرزا محمود ہوگا۔ بھیڑ کی دم پکڑ کر دریا عبور کرنا چاہتے ہو۔" پھر لکھتا ہے "اس مسیح یعنی مرزا صاحب نے تثلیث و صلیب کی خوب کسر کی۔ کہ تثلیث کی بھی بگڑ داوا گمراہی ان کے مرنے کے بعد نکل آئی۔" یہ باتیں لکھنے والا بھی اس جماعت کے امیر کا مخلص ہے۔ اور اس مخلص کا خط احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے رسالہ المہدی میں چھپتا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے "اسلام نے اسلام کا عاشق محمد کا عاشق سمجھ کر خادم اسلام سمجھ کر مرزا صاحب کو قبول کیا ہے۔ جب یہ قلعی کھلی کہ یہ تو در پردہ محمد سے بڑی دشمنی کی گئی ہے۔ اور ان کی عزت عظمت حرمت خاک میں ملائی گئی ہے۔ تو ایک قوم مسلمان چونک پڑینگے۔" پھر اسی رسالہ المہدی کا ایڈیٹر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ "چند الہامات اور کشوف اور غیب کی خبروں سے جو صرف اس کی اپنی ہی ذات یا متعلقین یا چند دیگر اشخاص یا حوادث کے متعلق ہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہوگیا۔ کبرت کلمۃ" آگے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہونے کی نسبت لکھتا ہے "تم کیوں اس کے کامل پردہ حضرت غلام احمد کو نبی کہہ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہو۔ نادانو! اگر امتی نبی نبی ہوتا تو اس کو نبی کہنا کیوں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہوتا۔" پھر لکھتا ہے "اب میں عرض کرتا ہوں کہ کیا مسیح موعود کو اگلے انبیاء کی طرح کا نبی مان کر قرآن کی تکذیب کروگے یا تصدیق۔ آخر کیا کروگے کچھ تو بتلاؤ۔" پھر لکھتا ہے "سو ہر جگہ ادھر کتاب اور

ہر مکتوب اور ہر اشتہار میں حقیقی معنی میں نبی ہونے سے حضرت صاحب نے صاف انکار کیا ہے۔ اور جب آپ حقیقی نبی نہیں ہیں بلکہ مجازی نبی ہیں تو اس سے یہی لازم آیا کہ آپ واقعہ میں نبی نہیں۔" یہ کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس رسالہ میں لکھا گیا ہے۔ جو انجمن احمدیہ کا رسالہ اور جس کے اجراء کا مقصد موٹے الفاظ میں یہ لکھا ہوا ہے "اشاعت احمدیت۔ مسائل احمدیت۔ احیاء احمدیت۔" یہ احمدیت کا مشن ہے۔ اور یہ احیاء احمدیت ہو رہی ہے ادھر حضرت مسیح موعود نزول المسیح صفحہ ۸۲ و ۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ: "جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہے ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے۔ اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی۔ معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ اور نیز ان کی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں۔ مگر یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہزارہا لوگوں کے لئے واقعات چشم دید ہیں اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں یعنے دنیا میں ہزارہا انسان انکے گواہ ہیں۔" پھر آپ چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں "اور خدا نے اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کیطرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے

کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دئے۔" یہ تو حضرت مسیح موعود اپنے نشانات معجزات اور پیشگوئیوں کی نسبت لکھتے ہیں۔ لیکن وہ یہ لکھتا ہے کہ "چند الہامات اور کشوف اور غیب کی خبروں سے جو صرف اس کی اپنی ہی ذات یا متعلقین یا چند دیگر اشخاص یا حوادث کے متعلق ہیں۔" تم نے اسے نبی بنا دیا۔ انہوں نے کیوں ایسا لکھا اس لئے کہ اس نے ایک صداقت کا انکار کیا۔ اور بہانہ یہ بنایا کہ ہم حضرت مسیح موعود کے اقوال کو مانتے ہوئے او کسی کو نہیں مان سکتے۔ لیکن دراصل انہوں نے حضرت مسیح موعود کے اقوال کو مانا نہیں بلکہ چھوڑا ہے۔ وہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم نے صداقت کو چھوڑا لیکن ہم نے کہاں چھوڑا ہے۔ صداقت کو تو انہوں نے چھوڑا جو حضرت مسیح موعود کو چھوڑ گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑنا پڑے گا! اور یہی نہیں انہیں خدا کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ انہوں نے حق باتوں کو اساطیر الاولین کہہ کر رد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی نسبت فرماتا ہے۔ کلا بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون۔ کہ ان کے دلوں پر ان کے صداقت کا انکار کرنے اور اسے اساطیر الاولین کہنے سے ایسا زنگ لگ گیا ہے کہ اب وہ دور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک صداقت کا انکار دوسری صداقت کا انکار کرواتا ہے۔ اور اس طرح بڑھتے بڑھتے ضلالت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ بھلا کوئی ایسی نظیر پیش کی جا سکتی ہے کہ مبایعین میں سے کوئی دہریہ ہوا ہو۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی دہریہ ہوا تو انہی میں سے جنھوں نے خلافت کا انکار کیا۔ بھلا کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ مبایعین میں سے کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کوئی حملہ کیا ہرگز نہیں اگر کوئی حملہ کرنے والے پیدا ہوئے۔ تو انہیں میں سے جنھوں نے خلافت کو اڑانا چاہا تو کیا یہ باتیں ثابت نہیں کرتیں کہ صداقت ہمارے ساتھ ہے۔ اگر ان کے ساتھ صداقت ہوتی تو ان کے ساتھی کیوں دہریہ ہوتے اور انہی میں سے کوئی یہ کیوں لکھتا کہ "مرزا صاحب میں بھی بے شک اتنی شخصیت ضرور تھی کہ ان کو رسول و نبی کہلانے کا شوق ضرور تھا۔" حضرت مسیح موعود پر حملہ کرنیوالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کو بھی نہیں مانتا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو مسیح موعود کر کے بھیجا

جس میں شخصیت کا نظریہ تھا تو اس نے لوگوں کی اصلاح اس
کے ذریعہ کیا کرنا تھی جب اپنی ہی شخصیت کو ہی منوایا۔
اور اسی کا اسے شوق تھا۔ تو یہ حضرت مسیح موعود پر الزام نہیں
کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مان کر آپ پر کسی
قسم کا الزام لگاتا ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ پر الزام لگاتا
ہے۔ اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرتا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مسیح موعود کو حکماً عدلاً قرار دیتے
ہیں۔ یعنی یہ کہ وہ سچے اور درست فیصلے کیا کرے گا لیکن
یہ شخص لکھتا ہے کہ مرزا صاحب میں شخصیت ضرور تھی۔ پھر
جو یہ لکھتا ہے کہ چند الہامات اور کشوف اور غیب کی خبریں
بتائی گئیں وہ یہ بتائے کہ کیا وہ انسان جس کی خبر خدا تعالیٰ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ اور جسکی نسبت حضرت
دانیال حضرت کرشن اور حضرت زرتشت اپنے اپنے زمانہ
میں خبر دیتے آئے۔ وہ چند الہامات اور کشوف ہی
کا رکھنے والا تھا۔ چند الہامات اور کشوف تو مجھ کو بھی ہوتے
ہیں۔ کیا ایسی انسان کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی۔ جس کو
چند الہام اور کشوف ہونے کہ وہ شیطان سے آخری
جنگ کریگا۔ اور کیا اسی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ فرمایا تھا کہ وہ امت جس کے پہلے میں اور آخر میں
مسیح موعود ہو۔ وہ ہلاک نہیں ہوسکتی۔ چند رؤیا اور
کشوف دیکھنے والے تو قادیان میں سے ہی کئی پیش
کئے جاسکتے ہیں۔ کیا انہیں سے کسی کی نسبت رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہوئی تھی۔ اصل بات یہ ہے
کہ صداقت کے انکار کی وجہ سے ان کی عقل پر پردے
پڑگئے ہیں۔ اور یہ جو کچھ لکھ رہے ہیں یہ اسی صداقت کے
انکار کا نتیجہ ہے۔ اگر کوئی سوچنے والا ہو تو ہماری صداقت
کے لئے یہی ایک بہت بڑا نشان ہے۔ کیونکہ اگر صداقت
انکے پاس ہوتی تو ان کے قدم اس طرف کیوں اٹھتے۔ جدھر
سے خدا اور اس کے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک ہونی۔ کلا
بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ ایک
صداقت کے انکار کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انکے دلوں پر
جھوٹ اور باطل پرستی نے قبضہ کرلیا۔ اس لئے وہ
کہیں سے کہیں جا پڑے ●

تم اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اور اچھی طرح سے
سمجھو۔ اپنے اعمال اور اقوال میں احتیاط کو مدنظر رکھو۔
بہت لوگ ہنسی میں بعض باتوں کو ٹال جاتے ہیں۔ ایسا
نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جب کسی بات کی بنیاد رکھی جائیگی
تو آہستہ آہستہ اس پر عمارت بنائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ
کے لئے انسان کا دل شیشے کی طرح ہے۔ ایک دفعہ
مجھے دکھایا گیا کہ انسان کا دل خدا کے لئے شیشہ کی
طرح ہے۔ جب شیشہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس میں شکل
اچھی طرح نظر نہیں آتی تو توڑ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح
انسان کا دل جب گندہ ہو جاتا ہے تو اس کو بھی خدا توڑ
دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں خدا کا جلال اور عظمت نظر نہیں
آتی۔ پس تم لوگ اپنے دلوں کو اس قابل بناؤ کہ خدا تعالیٰ
کی شان و شوکت ان سے دکھائی دے۔ اور اسبات کو
ڈھونڈو اور دوسروں کو دو۔ تم رہو کہ کسی صداقت کا انکار
ہرگز ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ
ہو ●

خدائی فیصلے کے لئے دعا کرنے میں ایک نشان کے
پورا ہونے پر لوگوں نے سستی کردی ہے لیکن اللہ تعالیٰ
چاہتا ہے کہ ابھی کوئی اور فیصلہ کرے۔ غیر مبایعین میں
سے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور خدا تعالیٰ پر سچے دل سے
ایمان رکھتے ہیں۔ مگر انہیں یہ یقین دلایا گیا ہے کہ ہم ہی
صداقت اور راستی پر ہیں۔ اس لئے وہ انکے ساتھ ہیں تم
دعا کرو کہ خدا تعالیٰ انہیں سمجھ دیدے تا ایسا نہ ہو کہ وہ
ان میں رہتے رہتے انہیں جیسے ہو جائیں تمام جماعت
کا یہ فرض ہے کہ دعا کرے کہ وہ لوگ جو صداقت اور
راستی سمجھ کر ان کے ساتھ ہیں انکو خدا تعالیٰ جلدی ہدایت
دے۔ اخباروں والے اسبات کو شایع کردیں کہ تمام

جماعت آج سے چالیس دن تک خوب زور سے
دعا میں مشغول رہے ●

تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں راستی ہے اور جو فتنہ
کا موجب نہیں رہے انکو خدا تعالیٰ ہدایت دے۔ اور پھر وہ ان
لائے کہ سلسلہ احمدیہ سے جدا ہو کر شقاق پیدا

اتحاد پیدا ہو جائے۔ اور ہماری جماعت ان دونوں اوقات
جو گئی ترقی کرے۔ تاایک ہو وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کو چھوڑ کر اسلام کی ترقی ہو سکتی ہے خبیث
ہے۔ وہ انسان یہ کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود میں شخصیت
تھی۔ اور بہت جھوٹا ہے وہ انسان جو کہتا ہے کہ حضرت
مسیح موعود کو چند الہامات اور کشوف ہوئے۔ ایسے سب انسان
اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے دور ہیں اور اللہ کا ان سے کوئی تعلق
نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرماتا ہے۔
"انی مھین من اراد اھانتک" جو تیری اہانت کا
ارادہ کرے میں اسکی اہانت کرونگا۔ ادھر تو وہ شخص حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت لکھتا ہے کہ چند الہامات اور
کشوف ہوئے۔ اور ادھر لکھتا ہے کہ "حضرت سیدنا
امیر کا انتظار ہے کہ آپ نے ایسی شیر نر دہاڑ کی تحریروں سے
ایک تو غیر قوموں کو دکھا دیا کہ اسلام اس پست اور تاریکی
میں نہیں ہے جو وہ خیال کرتے تھے۔ بلکہ وہ ایک روشن
آفتاب ہے جو سیاہ بادلوں میں چھپا ہوا تھا" پھر لکھتا
ہے "ہاں سیدنا امیر نے ان مردہ دلوں میں ایک کھلبلی
ڈال دی جن کو لوگ زندہ جانتے تھے۔ اور ان طبیعتوں
میں ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ جن میں کسی قسم کی تحریک
کی قوت باقی نہ تھی"
اس کے نزدیک اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
وقت تو بدلیوں میں چھپا رہا۔ اور لوگ مردہ رہے۔ لیکن آج
مولوی محمد علی نے آکر اسلام کو روشن کر دیا۔ اور مردوں
میں جان ڈالدی یہ حضرت مسیح موعود کی ہتک نہیں تو
اور کیا ہے۔ سو تم آج سے پھر دعا کرنا شروع کردو اور
اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ عرض کرو کہ ہمارے بعض
وہ بھائی جو غلطی سے شریروں (حضرت مسیح موعود کی
ہتک کرنے والوں) سے مل گئے ہیں وہ صداقت کو
اندھوں کی طرح رد نہ کریں۔ بہروں کی طرح اس کا انکار
نہ کریں۔ اور مجنونوں کی طرح اس سے بھاگتے نہ پھریں۔
اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ اور ہم پر بھی ہر وقت
اپنا فضل کرے ●

آمین ثم آمین یا رب العالمین

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا
(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

جلد ۲ | ۱۸ مارچ ۱۹۱۵ء مطابق ۱ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو ریزش کی شکایت تو ہے مگر اس پر بھی کو روزانہ دو تین گھنٹے وقت دیتے ہیں حضور کی تقریر یں اس غرض کر جو ایمان میں ترقی ہوتی ہے وہ دارالامان میں رہایش کے بہترین فوائد سے ہے۔ کل ۱۵ مارچ کو بعد عصر حضور نے اثبات پر تقریر فرمائی کہ ایک طالب حق کے لئے صداقت کو پرکھنے کا کیا معیار ہے۔ اور اسے وہی طریق اختیار کرنا چاہیے جو خدا تک پہنچاوے اور اسی دنیا میں نجات یافتہ بنا سکے۔ اسی ضمن میں ذٰلک الکتٰب کا ریب فیہ هدی للمتقین کی عجیب و غریب تفسیر فرمائی۔ اس وقت دل پکار اٹھے کہ ہم حضرت اقدس (مسیح موعود) کے زمانے میں ہیں + (ب) آریا ہندو اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ بعض ہندوؤں نے احمدیوں کے لئے اس بارے میں مشکلات پیدا کر دیں۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے حضور نے ...

اخبار احمدیہ

(۱) حضور نے ایک خط کے جواب میں لکھایا احمدی وہی ہوتا ہے جو احمدی بنتا ہے محمدیت اور نہیں اور احمدیت اور نہیں +

(۲) مولوی اسمٰعیل صاحب بھڈال کے وعظ سے موضع کھکانوالی (سیالکوٹ) انشاء اللہ اشخاص ان الفاظ میں غیر احمدی سے احمدی بنتے ہیں + "ہم سچے دل سے اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود خدا کے سچے نبی تھے۔ انکے خلیفے بھی خدا کی طرف سے سچے ہیں اور انکار کفر ہے۔" نام اپنے موقعہ پر درج ہونگے +

(۳) بعض لوگ امانتوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں سو امانتوں کے رکھنے کا انتظام ...

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

مولوی محمد علی صاحب نے جو چند غلط فہمیاں در بارہ مسئلہ نبوت اپنے ٹریکٹوں میں ڈالی ہیں اس کا جواب اس سولہ صفحے کے رسالے میں حضرت صاحبزادہ اولوالعزم نے دیا ہے۔ اسکی اشاعت بہت ہونی چاہیئے تریاق اسلام قادیان کے دفتر سے مفت منگوا کر تقسیم کرو +

حقیقۃ النبوۃ

حصہ اول

یہ تین سو صفحے کی کتاب شائع ہو چکی ہے جو آنے اسکی قیمت ہے ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ اسے منگوا کر پڑھے ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

(نوشتہ قلمی غلام نبی بلانوی)

جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۲ مارچ ۱۹۱۵ء کو دیا

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطٰن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ ایٰتہ ۔ واللہ علیم حکیم ۔ لیجعل ما یلقی الشیطٰن فتنۃ للذین فی قلوبہم مرض والقاسیۃ قلوبہم وان الظٰلمین لفی شقاق بعید ۔ ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک فیؤمنوا بہ فتخبت لہ قلوبہم وان اللہ لہاد الذین اٰمنوا الی صراط مستقیم ۲۲- ۵۱- ۵۲- ۵۳-

انبیاء کے مقابلہ میں شیطانی روکیں

جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ایسے بندے بھیجے جاتے ہیں جو دنیا کو شیطان کے پنجہ سے چھڑا کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اسی طرح شیطان بھی ہمیشہ نئی نئی طرح سے لوگوں کو گمراہی اور ہلاکت کی طرف لیجانا چاہتا ہے۔ تو اگر ایک طرف ملائکہ کا لشکر انسانوں کے دلوں میں پاک اور عمدہ تحریکیں کرتا ہے تو دوسری طرف شیطان کی ذریتیں گندی اور بری تحریکیں دلوں میں ڈالنے کے لئے لگی رہتی ہیں۔ اور اگر ایک طرف خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور نیک بندے خدا کی طرف بلاتے ہیں تو دوسری طرف شریر اور ناپاک لوگ بدیوں اور گمراہیوں کی طرف کھینچتے ہیں۔ اور اگر ایک طرف نیک اور پاک لوگ تقوی اللہ کی تعلیم دیتے ہیں تو دوسری طرف ایسے بھی جمعیت ہیں جو تقوی اللہ اور خشیت اللہ کا نام دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں۔ اور اگر ایک طرف زبردست آسمانی جماعت خدا تعالیٰ کی تعلیم کو سمجھانے پر [illegible] ہوتا ہے [illegible]

حیلوں خدا کی تعلیم کو مٹانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطٰن فی امنیتہ کہ کوئی رسول اور نبی ایسا نہیں گذرا کہ جب اس نے کسی کام کے کرنے کا ارادہ کیا ہو تو جھٹ شیطان نے اس کے کام میں روکیں ڈال دی ہوں تاکہ وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بہت سے نادان لوگوں نے اس آیت سے ٹھوکر کھائی ہے۔ اور بعض نے تو اس آیت کے ایک غلط معنے کرکے اکی تائید میں جھوٹی حدیثیں بھی پیش کر دی ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ نجم پڑھ رہے تھے۔ کہ آپ کی زبان سے ایک شرک کا کلمہ جاری ہو گیا۔ اس لئے آپنے سجدہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس لئے سجدہ کیا کہ آپ سے شرک کا کلمہ جاری ہو گیا ہے۔ اس کی تلافی ہو جائے لیکن مشرکوں نے اس خوشی میں سجدہ کیا کہ آپکی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہے۔ اس غلط واقعہ کی تائید میں یہی آیت پیش کی جاتی ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ جب کوئی نبی وحی پڑھنے لگتا تھا تو شیطان دھوکہ سے اس میں کچھ ملا دیا کرتا تھا۔ لیکن یہ بات ایسی گندی اور بیہودہ ہے کہ اس کے ماننے سے تمام انبیاء کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے اور کسی شریعت کا نام و نشان بھی نہیں رہ جاتا۔ کیونکہ پھر کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ وحی کا فلاں حصہ شیطان کا ڈالا ہوا ہے یا رحمن کا۔ اس لئے اس عقیدہ کو رکھنے سے شریعت بالکل باطل ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی قدر عظمت اور جلال اٹھ جاتا ہے پس سچی اور پاک بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اس میں روکیں ڈالتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ نبی اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو۔ شیطان کئی طرح کے فتنے کھڑے کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کو حق سے دور لیجائے اور قریب نہ آنے دے لیکن جب شیطان کی ذریت یعنی شریر انسان یعنی شرارتیں کرتے ہیں کہ لوگوں کو حق سے دور ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور نبی کی ناکامی میں کوشاں ہوتے ہیں تو اللہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ ایٰتہ واللہ علیم حکیم [illegible]

کو مٹا دیتا ہے۔ اور انبیاء اور رسولوں کے کاموں کو ترقی دیتا ہے۔ خدا کی طرف سے انبیاء کی معرفت جو نشان آتے ہیں انکو قائم کرتا ہے۔ انبیاء کی بات اور ارادہ کو مضبوط کرتا ہے (انبیاء بھی آیۃ اللہ میں داخل ہیں) خدا ان کے قدموں کو مضبوط کرتا ہے انکی صداقت کو ظاہر کرتا ہے اور شیطانی کارروائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں ہوا جس کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اگر انبیاء میں شامل کر لیا جائے تو ان سے لیکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک بھی نبی ایسا نہیں آیا کہ اس نے کوئی ارادہ کیا ہو اور اس کی مخالفت نہ کیگئی ہو بلکہ جب کبھی بھی کسی نبی اور رسول نے چاہا ہے کہ وہ راستی ہدایت اور پاک تعلیم کو لوگوں میں پھیلائے۔ جب ہی شیطان کھڑا ہو گیا ہے۔ اور اس نے اس ارادہ سے روکنا چاہا۔ لیکن یہ بھی قدیم سے ہی سنت اللہ ہے کہ جو شیطان بشکل انسان انبیاء کو روکنے کے لئے کھڑے ہوتے وہ ہلاک اور برباد ہی ہو گئے۔ اور اگر کوئی جماعت کامیاب ہوئی تو وہی ہوئی جو نبی کو ماننے والی تھی۔ پھر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبی جب اپنے زمانہ میں کسی صداقت کو لیکر کھڑا ہوا ہو۔ اور شیطان لوگوں نے اس صداقت کو مٹا دیا ہو۔ ہاں نبی کے ایک عرصہ بعد تو ایسا ہوتا ہے مگر اس نبی کے زمانہ میں یا اس کی وفات کے ساتھ ہی اس کی جماعت میں کبھی ایسا تغیر نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نبی کے زمانہ میں شیطانی کوششوں اور کاموں کو مٹاتے اور نبی کے کاموں کو مضبوط کرتے ہیں

حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں شیطانی روک

مگر کیسے غضب کی بات ہے کہ آج ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کیطرف سے مبعوث ہو کر آئے اور چالیس سال تک لوگوں کو ہدایت دینے میں لگے رہے۔ پھر ایک ایسی جماعت جس کی تعداد آپنے ہی چار لاکھ بیان فرمائی۔ آپکے ساتھ ہوئی یہ سب کچھ مانتے ہوئے پھر کہتے ہیں کہ شیطان نے حضرت مسیح موعود کے کام میں روک ڈال دی یعنی بجائے اس کے کہ امر واقعی اپنی اصل آیت یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مضبوط کرتا الٹا منسوخ کر دیا ہے اور راستی بگڑی جاتی ہیں

سیرت نبوی

الفضل نے اس خصوص میں جو بیش بہا معلومات اپنے ناظرین کو ہم پہنچائے ہیں وہ پورے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس سے پہلے اس رنگ میں کوئی سیرت نہیں لکھی گئی۔ گو بخاری شریف کی ایک حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کو تحدی کے طور پر پیش کیا جائے یہ سلسلہ پورے طور پر جاری نہیں رہ سکا جیسے ہم خود محسوس کر رہے ہیں اور اسکی ضرورت کا زبردست احساس اسوقت بھی ہو سکتا ہے جبکہ ہم بعض اچھے سمجھدار مسلمان کہلانے والوں کے قلم سے ایسے مزخرفات پڑھتے ہیں جن سے حضور سرور کائنات کے خلق عظیم پر حملہ ہوتا ہے اور دوسرے صحیح تاریخی واقعات بھی مجروح ٹھہرتے ہیں چنانچہ نظام المشائخ میں۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ ابوجہل بیمار ہے آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے +

جب آپ اس کی محل سرا کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک غلام دربان بنا کھڑا ہے۔ غلام نے حضرت کی تعظیم کی اور کہا اندر تشریف لیجایئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈیوڑھی کی دہلیز میں ایک قدم رکھ کر دوسرا اٹھانا چاہا تو دیکھا سامنے جبرئیل علیہ السلام ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ دوسرا قدم آگے نہ رکھئے گا۔ نہیں دشمن کنوئیں میں جا پڑیگے۔ خدا نے سلام کے بعد فرمایا ہے۔ ابوجہل نے کئی دن سے یہ مکر گانٹھا ہے کہ اپنی ڈیوڑھی میں ایک بہت گہرا کنواں کھود کر اس کے منہ پر دو چار کھپچیاں رکھ کر اور گھانس ڈالکر اسکے اوپر سے مٹی ڈالکر زمین بنادی ہے اور آپ جھوٹ موٹ بیمار بن کر گھر میں پڑ رہا ہے کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ خدا کا حبیب کافروں کی بیمار پرسی بھی ان کے گھر جاکر کیا کرتا ہے جب وہ سنے گا کہ ابوجہل بیمار ہے تو وہ بیمار پرسی کے لئے ضرور آئیگا اور جب وہ اندر قدم رکھے گا تو کنوئیں میں گر پڑے گا اور میں اوپر سے مٹی ڈالکر جیتے جی اسے دفن کردونگا۔ چنانچہ اس کا خیال سچا ہوا سامنے آپ اپنی حسب عادت اسے پوچھنے کے لئے چلے آئے مگر اب آپکے پاؤں دولت خانہ کو سدھارنے

یہ سنتے ہی حضور نے مڑکر دروازے سے باہر قدم رکھا اور پلٹ کر تشریف لے چلے۔ غلام یکایک حضور کو مڑتا ہوا دیکھ کر دوسرے دروازے سے گھر میں گیا۔ اور ابوجہل سے کہا میاں بڑا غضب ہوا۔ محمدؐ آئے اور الٹے چلے گئے مگر ابھی تو گلی کے نکڑ تک بھی نہیں پہنچے ہونگے۔ آپ پکار دیئے تو شاید پلٹ آئیں۔ ابوجہل یہ سنکر سٹپٹا گیا۔ اور یہ سوچکر دوڑا کہ میں حضرت سے جاکر کہوں گا کہ خیر ہے آپ کیوں آئے اور کیوں بے ملے پلٹ چلے تکلیف کی ہے تو گھڑی دو گھڑی مکان پر چل کر بیٹھئے۔ اس گھبراہٹ میں دوسرے دروازے کو بھولکر وہ اس دروازے میں آیا جسکی ڈیوڑھی میں وہ کنواں کھدا ہوا تھا اور بولا کر اس نے اس کے پٹاؤ پر پاؤں رکھ دیا۔ تنکوں کی کیا بساط وہ چرمرکر ہو کر کنوئیں میں گرے اور ان کے ساتھ ہی ابوجہل بھی کنوئیں میں گیا۔ اس کے گرتے ہی کہرام مچگیا۔ تو جن میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی جمع ہوگئے رسی کا جھولا بناکر کنوئیں میں لٹکایا گیا تاکہ اس میں بیٹھ کر ابوجہل باہر آجائے رسی دس گز بیس گز ہزار گز کنوئیں میں چلی گئی۔ مگر کنوئیں کی تہ تک جھولا نہ پہنچا۔ جس میں خدا کا دشمن سوار ہو کر کنوئیں سے باہر آجاتا۔ یہاں تک کہ تمام شہر کی رسیاں ایک دوسری میں جوڑ کر لٹکا دی گئیں مگر ابوجہل تک نہ پہنچی تھیں اور نہ پہنچیں جتنی رسیاں لٹکائی جاتی تھیں کنواں گہرا اور نیچا ہو کر دھستا جاتا تھا۔ آخر سب لوگ مایوس ہو کر کہنے لگے۔ ابوجہل کا کنوئیں سے نکلنا اب ہو چکا۔ ابوجہل نے کنوئیں میں سے کہا یارو! یہ ساری محمدؐ کی اور اس کے اللہ کی جادوگری ہے جبتک وہ نہیں آئے گا۔ میں کنوئیں سے کسی طرح باہر نہ آسکونگا خوشامد درآمد سے جس طرح بن پڑے اسی کو بلا کر لاؤ ابوجہل کے گھر والے روتے دھوتے آنسو بہاتے آپ کے پاس پہنچے۔ آپ سچ مچ رحمۃ للعالمین تھے دل توڑنا آپ جانتے ہی نہ تھے کالی کملی کندھے پر ڈال کر فوراً ان کے ساتھ ہولئے۔ اور پہنچکر دیکھا تو ابوجہل کنوئیں میں پڑا پڑا واویلا مچا رہا ہے ×× حضور نے رسیاں وسیاں سب

ہٹوا دیں اور [illegible] تو ابوجہل [illegible] [illegible] [illegible] ابوجہل [illegible] مجھ۔ میں نے جادو ٹونے بہت دیکھے [illegible] کرشمے نت نئے ہوتے ہیں۔ چلو اپنا کام کرو۔ میں ایسے ڈھکوسلوں کو دیکھ کر اپنے [illegible] مذہب نہیں چھوڑ سکتا ہوں +

اب خیال فرمایئے کہ اس واقعہ میں ذرا بھی صداقت ہے اور اس قسم کے قصے درج کرنے سے کیا فائدہ ہم تو ایسی باتوں کو اسلام کی اشاعت کے لئے ایک بھاری روک تصور کرتے ہیں کیا اچھا ہو کہ ہمارے انشا پرداز اپنی ناول نویسی کی قوت کو کسی اور طرف صرف کریں۔ اور اسلام کو اضحوکہ اغیار نہ بنائیں +

کلام محمود

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام ہے سبحان اللہ اپنے اندر کشش مقناطیس سے بڑھ کر اثر رکھتا ہے کیوں نہ ہو وہ اشعار جو ایک درد بھرے دل سے نکلیں۔ ان میں جو رقت و سوز ہوتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز بناوٹ میں نہیں۔ اور پھر وہ اشعار جو اپنے مولیٰ کی الفت و محبت میں لکھے جاویں۔ ان کا اثر جادو سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فراق میں اور قوم کی حالت زار کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں وہ پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں ناظرین ایک دفعہ منگا کر ملاحظہ فرماویں۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب کچھ عمدہ ہے قیمت صرف ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک ۔ دفتر الفضل قادیان طلب کرو

سرکل ٹورنمنٹ [illegible] فٹبال [illegible] اسکول کو چراوالہ کو [illegible] شکست [illegible] ۱۷- مارچ کو فائنل ہونے والا تھا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چوہدری فتح محمد صاحب

اور

خواجہ کمال الدین صاحب

ذیل میں ہم احمدی مبلغ اسلام چوہدری فتح محمد صاحب کا تازہ ترین خط درج کرتے اور تمام احمدی جماعت کو مخلص اور متقی مگر خاموش نوجوان داعی اسلام کے پُرمغز اور معنی خیز کلمات کیطرف توجہ دلاتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ غیر مبائعین حضرات خصوصاً اس خط کو توجہ سے مطالعہ فرمائیں اور غیر احمدیوں کے روپیہ کی خاطر احمدیت اور تقویٰ کو قربان کرنے والے اشخاص کی فرضی وجاہت کا بت توڑ ڈالیں۔

ہم خواجہ صاحب کے بھی مشکور ہیں کیونکہ اگر وہ "سلسلہ احمدیہ کے اندرونی اختلافات" پر قلم نہ اٹھاتے تو نہ القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ ایسی بابرکت کتابیں شائع ہوتیں اور نہ ہی ہمارے خاموش چوہدری صاحب بولنے پر مجبور ہوتے ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

ایڈیٹر

چوہدری صاحب لکھتے ہیں

نعوذ باللہ من شرور انفسنا

اس تحریر کا باعث خواجہ کمال الدین صاحب کے وہ الفاظ ہیں جو انھوں نے اپنی کتاب اختلافات میں میرے متعلق تحریر کرنے پسند فرمائے ہیں۔ احمدی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے۔ اور خواجہ کمال الدین کے دھوکہ سے بچانے کے لئے میں اصل واقعہ کو جوابًا شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں وباللہ التوفیق۔

خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ جو شائع کیا ہے کہ حضرت میاں صاحب نے مجھے [illegible] ان سے اور ووکنگ سے علیحدہ کیا بالکل جھوٹ ہے بلکہ میرے ووکنگ سے چلے جانے اور علیحدہ کام شروع کرنیکے صرف خواجہ صاحب ذمہ وار تھے۔ اور حضرت میاں صاحب کا نام انھوں نے یونہی قوم کو دھوکہ دینے کیلئے ذکر کر دیا ہے۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ خواجہ کمال الدین کو میرا وجود انگلستان میں کسی زمانہ میں بھی پسند نہ تھا۔ اور میں بھی انکے ساتھ رہنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کی اطاعت لازمی تھی اسی لئے چوں توں کرتے دن گذر گئے حضرت مرحوم کی وفات کے بعد اپریل ۱۹۱۴ء میں خواجہ کمال الدین نے عرب صاحب کے ہاتھ مجھے کہلا بھیجا کہ مجھے فوراً ہندوستان واپس چلا جانا چاہیئے اور اس کا انتظام اس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ عاجز اپنے والد صاحب کو بذریعہ تار اسبات کی درخواست کرے کہ میرے والد صاحب واپسی کے لئے روپیہ شیخ رحمۃ اللہ صاحب کے پاس جمع کروا دیں اور روپیہ جمع ہو جانیکے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب خواجہ کمال الدین کو تار دیں اور پھر خواجہ صاحب کمال فیاضی سے مجھے یہاں سے ٹکٹ واپسی خرید دینگے۔ اور غالباً خواجہ صاحب کا یہ بھی خیال تھا کہ دونو طرف سے جو تاروں پر خرچ ہو اس کا خرچ اسی روپیہ میں وضع کیا جائے جو میرے والد صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب کے پاس جمع کروا چکے ہوں میں نے اسبات کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ میں سرزمین انگلستان کو بغیر اجازت حضرت خلیفۃ ثانی کے چھوڑنا گناہ اور گستاخی میں داخل سمجھتا تھا۔ اور خواجہ صاحب جو مجھ سے یہ تمام کارروائی تاروں کے ذریعہ سے کروانی چاہتے تھے اسمیں بھی غالباً یہی حکمت تھی کہ میں بغیر مشورہ کے یہاں سے چلدوں یہ پہلی کوشش علیحدگی کی تھی جو ناکام رہی۔

اس کے بعد ایک اور وقت آیا اور خواجہ صاحب کو غالباً شروع ہی میں یقین ہو گیا کہ میں یہاں انکی مدد کے بغیر بھی ٹھہر سکتا ہوں۔ اسکے بعد خواجہ صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ میں خواجہ صاحب کے ساتھ کام کروں اور اسکے عوض میں خواجہ صاحب مجھے علاوہ کھانا کے [illegible] روپیہ ماہوار دینگے۔ میں نے عرض کیا کہ میں روپیہ وغیرہ کے متعلق کوئی شرط نہیں کرتا۔ آپ میری صرف ایک بات مان لیں۔ تو میں آپکے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہوں اور وہ یہ کہ میں آپسے شرط کرتا ہوں کہ میں ووکنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہیں لونگا۔ نہ لیکچروں میں۔ اور نہ گفتگو میں اور نہ ہی ان مضمونوں میں حضور علیہ السلام کا ذکر کرونگا۔ لیکن ووکنگ سے باہر پرائیویٹ طور پر میں تو دلیکچروں کا انتظام مختلف سوسائٹیوں کے ساتھ کرونگا۔ اور ان لیکچروں کے ساتھ آپکا کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی میں آپسے ان لیکچروں کے انتظام کے لئے کسی قسم کی مدد طلب کرونگا۔ ایسے لیکچروں میں آپ مجھے حضور علیہ السلام کے نام کا ذکر کرنے دیں۔ اور چونکہ ان لیکچروں میں آپ کا کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ پر کسی قسم کی ذمہ واری عائد نہیں ہوگی۔ لیکن آپنے میری اس درخواست کو نامنظور فرمایا۔ اور کہا کہ اگر تم نے حضرت صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرنا ہے تو تم اور میں ایک چھت کے نیچے ملکر کام نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد میں لنڈن چلا گیا اور اپنے طور پر کام شروع کر دیا۔ جسپر آپنے ہندوستانی اخباروں میں یہ شائع کیا۔ کہ لنڈن کی برانچ کھول دی گئی ہے اور قاری صاحب اور فتح محمد وہاں کام کرنیکے لئے چلے گئے ہیں۔ قاری صاحب کے متعلق تو مجھے علم نہیں لیکن مجھے آپنے خود ووکنگ سے نکالا۔ اور اب آپ ایسے حضرت میاں صاحب کے ذمہ لگاتے ہیں۔ افسوس !!!

"اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" میں جو آپنے چند متضاد باتیں بیان کی ہیں۔ انکے علاوہ میرے نزدیک ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ سلسلہ احمدیہ میں ایسے اشخاص کا وجود ہے جنمیں حق پرستی نہیں اور نہ ہی انکی باتوں میں صفائی ہے ....

(اس کے بعد چوہدری صاحب نے چند باتیں لکھی ہیں جو خواجہ صاحب اگر چاہینگے اور دوسرے واقعات مندرجہ مکتوب ہذا کا انکار کرینگے تو شائع کی جا سکیں گی)

یہ واقعات ہیں جن کا میں

ثبوت دینے کے لئے اگر خواجہ صاحب کو ضرورت ہو تو ہروقت تیار ہوں۔ اور وہ ثبوت محض واقعات پر ہونگے نہ کہ ظنوں و نتائج پر۔ لیکن ابھی تک میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اگر خواجہ صاحب آیندہ میرے متعلق ذکر کرنا بالکل ترک کر دیں تو میں بھی انکے متعلق کوئی ذکر نہ کروں جو جھوٹا ہے اللہ تعالے اُسے خود ہی تباہ کر دے گا۔ جنگ و جدل کی ہرگز ضرورت نہیں ہے +

احباب سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ خواہ انھوں نے حضرت میاں صاحب کی بعیت کی یا نہیں کی۔ انھیں چاہیئے کہ ایسے لوگوں سے تعلق ہرگز نہ رکھیں جنکی بات بات میں چال بازی اور جھوٹ ہوتا ہے اور جن کا ساتھی کسی وقت بھی ان سے امن میں نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت اور تقویۃ الایمان یعنی کشتی نوح میں صاف لکھا ہے۔ کہ جو لوگ اپنی بات میں صفائی پسند نہیں اور مبالغہ کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں وہ میرے سے نہیں۔ مسئلہ خلافت میں ہم میں اختلاف ہوا۔ اور اس کے باعث دو جماعتیں ہوگئیں۔ اور احمدی جماعت کے ممبر متقی لوگ ہیں اور مجھو اپنر حسن ظنی ہے لیکن اس اختلاف کے باعث ہمیں تقویٰ کی باریک راہیں ہرگز نہیں چھوڑنی چاہئیں۔ صرف خدا تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اور اس شخص کے رعب میں مت آؤ۔ اور سلسلہ کی ترقی کسی خاص شخص کے وجود کے ساتھ مت خیال کرو۔ سلسلہ کے ہر ایک ممبر کو صداقت کا شیدا ہونا چاہیئے لیکن جو اشخاص سلسلہ کیطرف سے کارکن مقرر کئے جاتے ہیں انہیں اسبات کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے ایسے کارکن لوگوں سے بے ادبی ہر کا۔ ۔ در ہوں تو انھیں ہرگز ہرگز معاف مت کرو۔ کیونکہ اس سے سلسلہ بدنام ہوتا ہے اور اسکے رعب میں فرق آتا ہے جیسا کہ لنڈن میں ہوا +

باقی رہا خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ میرا ان سے علیحدہ ہو نا فضول خرچی ہے اور آیندہ نقصانات کا اور کرو ؟ کا (جیسا انھوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے) موجب ہوگا اور یہ کہ میں ان کے قدم قدم پر چلتا ہوں ان تمام باتوں کے جواب میں یہ عرض ہے کہ میرا وجود یہاں فضول نہیں کیونکہ جو کام میں یہاں کر رہا ہوں نہ تو وہ کام یہاں مولوی صدرالدین صاحب کر سکتے ہیں اور نہ ہی خواجہ صاحب ہندوستان بیٹھے ہوئے میری جگہ پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ میں ادھر اُدھر لیکچر دینے کے لئے جاتا ہوں جسکے لئے مولوی صدرالدین صاحب کو ہرگز فرصت نہیں کیونکہ ووکنگ میں اتنا کام ہے کہ وہ ایک دن کے لئے بھی اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ چہ جائیکہ وہ ہفتوں تک ووکنگ سے غائب رہیں۔ جیسا کہ مجھے ضرورت پڑی اور آیندہ انشاء اللہ پڑے گی۔ مثلاً برمنگھم اور اسکے گرد و نواح میں لیکچر ہونگے اور یہ لیکچر انشاء اللہ تعالےٰ تقریباً سات ہونگے جن کے لئے مجھے دس روز یا زیادہ ٹھہرنا ہوگا۔ باقی رہا خواجہ صاحب کے قدموں کی نسبت۔ اگر میں نعوذ باللہ انکے قدموں پر چلتا ہوتا تو ووکنگ میں مجھ سے کیوں کہا جاتا کہ ہم ایک چھت کے تلے کام نہیں کر سکتے۔ میں اپنے لکچروں میں سادگی سے اسلام کو پیش کرتا ہوں اور موقع بہ موقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر پاک بھی کرتا ہوں جسے سُنا ہے کہ خواجہ صاحب سم قاتل سمجھتے ہیں۔ یہ ہی میری عادت لوگوں کے ساتھ خط و کتابت میں اور بوقت ملاقات ہے چنانچہ پہلا شخص جسکو اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعہ اسلام پہنچایا یعنی مسٹر پشیر کوریو۔ وہ احمدی بھی ساتھ ہی ہوا۔ اور آیندہ اگر اللہ تعالےٰ مجھے توفیق دے تو جو لوگ میرے ذریعہ مسلمان ہونگے وہ احمدی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہونگے۔ اس کے علاوہ ایک لیڈی نے اس خاتون کو کسی غیر احمدی کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا علم ہوا اور اس نے اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھی اور اس بات پر ایمان لائی کہ مرزا غلام احمد صاحب نبی ہیں اور کہتی ہے کہ عیسےٰ فوت ہوگیا۔ اس کے علاوہ میں نے ایک اور انگریز کو احمدیت کی دعوت کی اور اس نے منظور کی اور کل رات (جمعہ سے) سلسلہ میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی اور چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ کیا خواجہ صاحب نے یہ کام کیا جب یہاں پر تشریف رکھتے تھے یا آیندہ کر سکتے ہیں۔ خواجہ! دیکھو! کامیابی اللہ تعالےٰ کے فضل پر منحصر ہے تمہاری اور ہماری چال یا طرز کی کوئی بات نہیں۔ طرز درحقیقت ایک ہی ہے جو اللہ تعالےٰ نے قرآن میں بتلا دی ہے۔ آپکی طرزیں اور آپ کے پاک قدم آپ کو مبارک ہو۔ باقی رہا آپکے "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" اسکی نسبت میری یہ رائے ہے کہ آپ نے جو میرے متعلق اس میں لکھا ہے آپ کو اور مجھے بخوبی علم ہے کہ وہ بالکل لغو اور جھوٹ ہے اس میں باقی باتوں کا بھی جنکی نسبت آپ نے اس میں ذکر کیا ہے قیاس کر سکتا ہوں۔ باقی رہا۔ آپکے الفاظ "پیارو" "اور" "جاؤ" "الغرض" "اور" "خدا را" بھلا سوچئے کہ ان کا میرے پر کیا اثر ہو سکتا ہے کیونکہ میں آپ کے ساتھ نو ماہ تک رہا۔ اور آپ کا میں نے خوب اندازہ کیا۔ جن احمدی احباب نے کے ساتھ آپ کا تعلق ہے ان پر مجھے رحم آتا ہے۔ آپ نے اس حلف شدہ کتاب میں لوگوں کو بہت حلف دیئے ہیں میں تو ادنی ادنی شخص کو بھی حلف دینا پسند نہیں کرتا مگر میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ مندرجہ ذیل اشخاص کے اسلام لانے میں آپکی تبلیغ کا کہاں تک تعلق ہے یعنی (۱) مس لیلی نسیم۔ لارڈ ہیڈلے۔ کپٹن عبدالرحمن ایک شخص جو روس سے۔ دوسرا جو بلجیم سے مسلمان ہوئے دوسری بات۔ اگر یہ لوگ آپ کی تبلیغ سے واقعی مسلمان ہوئے ہیں تو ان لوگوں کے اعتقادات و زندگیوں پر آپ کا کیا اثر ہے +

ان نعود و اعلن

راقم [illegible] محمد ۱۸ فروری

کارو منڈل ۔ میری ہل ۔ ووکنگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں کو دنیا سے ہٹا کر دین کی طرف متوجہ کیا۔ شیطان لوگوں کو کہتا ہی رہا کہ اگر تم انکی بات مانو گے۔ تو ذلیل و حقیر ہو جاؤ گے۔ دنیا میں ترقی نہیں کر سکو گے لیکن خدا تعالے نے اسکی کوششوں کو ناکام کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی ترقی ہوئی کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہم شیطان کے کاموں کو مٹا دیتے ہیں۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی شیطان نے وہی کام اختیار کیا ہے جو ہمیشہ حقانیت اور سچائی کے مقابلہ میں کرتا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جماعت کو کھڑا کیا تھا۔ شیطان نے اس پر ایسے زور کا اور سخت حملہ کیا کہ آجتک اس نے نہ کیا تھا۔ اس نے بہت زور لگایا۔ کہ لوگ خدا کی طرف نہ جائیں لیکن خدا پرست لوگوں نے اس کی ایک نہ مانی اور اسے ناکام اور نامراد کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بہت عرصہ بعد اگر آپکی جماعت پر غلو کرنے کا الزام لگایا جاتا تو کسی حد تک درست بھی ہوتا۔ لیکن اسوقت اس میں ذرا بھی صداقت نہیں ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے اور اپنے متعلق ایسے کسر نفسی کے کلمات استعمال کئے کہ کسی اور نبی کے ایسے الفاظ پیش ہی نہیں کئے جا سکتے۔

آپ فرماتے ہیں :- ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

چونکہ شیطان کا اس زمانہ میں آخری حملہ ہونا تھا جسکے متعلق تمام انبیاء خبر دیتے آئے تھے اس لئے اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسکے سر کو ایسی طرح کچلا کہ گو شیطان نے کہا کہ کرم خاکی ہوں تو انھوں نے کہدیا ہے اب دوسری طرح داؤ لگانا چاہئیے کہ درجہ کو گھٹانا چاہیئے۔ نادان انسان کہتا ہے کہ جماعت میں غلو پیدا ہو گیا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے کیونکہ کسی نبی کے زمانہ میں یا اس کے وفات پانے کے ساتھ ہی ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر پہلے لوگوں نے انبیاء کا درجہ بڑھایا اور غلو سے کام لیا۔ تو آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان کو گھٹانے والے پیدا ہو گئے چاہئیں کیونکہ غلو کے رستے شیطان کے حملہ کو تو حضرت مسیح موعود نے روک دیا۔ اور اب یہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ تفریط کا رستہ رہ گیا تھا اس لئے کچھ ایسے لوگ کھڑے ہو گئے ہیں جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ گھٹانا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم شیطانی کام گھٹاتے اور انبیاء کے کام کو بڑھاتے ہیں اس لئے ہمیں اس روک سے ذرا بھی ملول خاطر نہ ہونا چاہیئے۔

ہمارا کام

لیکن اسکے علاوہ ہمیں اور کام بھی کرنا ہے شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں روکیں ڈالدوں۔ اور یہ انھیں کے دور کرنے میں لگے رہیں اور دوسرا کام نہ کریں۔ اس لئے کہیں وہ مولویوں سے کفر کے فتوے لگواتا ہے کہیں جماعت میں ہی اختلاف ڈلواتا ہے لیکن مومنوں یعنی رسولوں کی جماعت کا کام یہ ہوا کرتا ہے کہ اگر وہ ایک ہاتھ سے پیش آمدہ روک کو ہٹاتے ہیں تو دوسرے ہاتھ سے وہ کام کرتے ہیں جسکے لئے وہ کھڑے کئے جاتے ہیں۔ پس تم لوگ ایک طرف اس گھر کے فتنہ کو دور کرنے کی طرف توجہ کرو۔ اور دوسری طرف ان لوگوں کو راہ راست پر لانیکی کوشش کرو۔ جو گمراہی اور ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ کوئی روک تمہارے راستہ میں اڑ سکے پس تم بھی شیطان کی کسی روک سے نہ گھبراؤ وہ روکیں ڈالا ہی کرتا ہے اس فتنہ کے دور ہونیکے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ مگر ساتھ ہی اپنے اصلی کام کو پیش نظر رکھو۔ اور باطل مذاہب کی کمزوریوں کو لوگوں کے سامنے رکھدو۔ اور اسلام کی حقانیت اور صداقت سے انکو آگاہ کر دو۔ یہی ہے وہ کام جو آج اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ کروانا چاہتا ہے گو شیطان چاہتا ہے کہ تفرقہ کے ذریعہ روک ڈالدے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے کہ شیطان تم پر کامیاب ہو سکے پس ایک طرف تمہارا یہ کام ہے کہ اس اندرونی دشمن کو جو پیدا ہو گیا ہے بے حس و حرکت کر دو۔ اور اسکے دھوکا میں ہرگز نہ آؤ۔ اور دوسری طرف اپنے بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہو کیونکہ دانا وہی انسان ہے جو دونو طرف کے حملہ سے بچنے کیلئے مستعد اور تیار رہتا ہے۔ جلسہ کے لئے یہ آزمائش کا وقت ہے کیونکہ ایک طرف اندرونی دشمن کا مقابلہ ہے تو دوسری طرف بیرونی کا۔ اس لئے تم خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔ کہ وہ تمہیں اس ابتلا میں کامیاب کرے۔ اور اسلام کا قدم آگے ہی آگے ہو۔ تم اپنے دلوں کو مضبوط کرو۔ اور خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو یاد رکھو۔ کہ ہم شیطان کے کاموں کو مٹاتے ہیں اور انبیاء کے کاموں کو بڑھاتے ہیں۔ ہم حق پر ہیں اور یقیناً حق پر ہیں۔ اس لئے ہمارے مقابلہ کرنیوالوں کا نام و نشان ہی مٹ جائے گا اور انکی کوئی حیثیت نہ رہیگی اور وہ اس طرح کہ وہ یا تو ہم میں ہی شامل ہو جائینگے یا غیروں میں ملجائینگے یا ایسے کمزور ہو جائینگے کہ انکا ہونا اور نہ ہونا برابر ہوگا۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے پس تم لوگ اپنے آپ کو اس قابل بناؤ۔ کہ خدا تعالیٰ تم پر اپنے انعامات نازل کرے اور اپنے اندر بہت بڑی اصلاح کرو۔ تا تمہاری خاطر دنیا میں اصلاح ہو۔ اپنے اندر بہت بڑی تبدیلی کرو تا تمہارے لئے دنیا میں تبدیلی ہو تم اس یقین اور ایمان کو لیکر اٹھو۔ تم پر دشمن کبھی غالب نہیں آسکتا۔ اگر دشمن کی فوج کروڑوں کروڑ بھی ہو تو بھی وہ تم پر غالب نہیں آسکتا۔ اور تمہارا ہی قدم آگے ہوگا۔ اور اللہ تمہارے دشمن کو ہی مٹائیگا اور تمہیں مضبوط کرے گا کیونکہ فرماتا ہے۔ واللہ علیم حکیم۔ اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے دنیا میں دو طرح سے ہی کام بگڑا کرتے ہیں۔ اول اس طرح کہ انسان کو علم نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص کسی کے بیٹے کو اسکی غیر موجودگی میں قتل کر دیتا ہے اور باپ اپنے بیٹے کی کچھ بھی مدد نہیں کر سکتا۔ کیوں۔ اسلئے کہ اسے اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جاننے والا ہوں اور ہر ایک بات کا علم رکھتا ہوں۔ اس لئے ممکن نہیں کہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ تباہ ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کا کوئی کام لغو نہیں ہو سکتا۔ ایک انسان اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے درخت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ جو ایک سلسلہ کو قائم کرے اور پھر اس کی حفاظت کا اسے خیال نہ ہو۔ پس اللہ علیم ہے اس لئے وہ شیطان کے کام کو تباہ کرے گا اور اپنے نبی کے کام کو مضبوط کریگا۔ اللہ حکیم ہے اس نے یہ سلسلہ اسلئے قائم کیا۔ تا اس کے ذریعہ دنیا پر ہدایت پھیلائے اس لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اس نبی کے ماننے والوں کو گمراہ کر دے۔ ﴿٭﴾

حضرت مسیح موعود کا حکم

طاعون زدہ علاقوں کے احمدیوں کے واسطے

۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء کی صبح کو حضرت اقدس حسب معمول باہر سیر کے واسطے تشریف لے گئے۔ راستہ میں عاجز راقم (مفتی محمد صادق) کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اخبار میں چھاپ دو اور سب کو اطلاع کر دو کہ یہ دن خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کئی بار مجھے بذریعہ وحی فرمایا ہے کہ غضبت غضباً شدیداً آجکل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے۔ اور چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ میں اپنی جماعت کے واسطے خدا تعالیٰ سے بہت دُعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے مگر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ دیکھو حضرت نوح کا طوفان سب پر پڑا اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد۔ عورت اور بچے کو اس سے پورے طور پر خبر نہ تھی کہ نوح کا دعوےٰ اور اس کے دلائل کیا ہیں جہاد میں جو فتوحات ہوئیں وہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں۔ لیکن ہر ایک میں کفار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ کافر جہنم کو گیا۔ اور مسلمان شہید کہلایا۔ ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے کہ اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا میں مصروف ہیں کہ وہ ان میں اور غیروں میں تمیز قائم رکھے۔ لیکن جماعت کے آدمیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک کہ ہماری تعلیم پر عمل نہ کیا جاوے۔ سب سے اول حقوق اللہ کو ادا کرو۔ اپنے نفس کو جذبات سے پاک رکھو۔ اس کے بعد حقوق عباد کو ادا کرو اور اعمال صالحہ کو پورا کرو۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ۔ اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور [illegible] [illegible] کوئی دن ایسا نہ ہو جس دن تم [illegible]

ظاہری کی رعایت رکھو۔ جس مکان میں چوہے مریں اس کو خالی کر دو۔ اور جس محلہ میں طاعون ہو اس سے نقل مکان کر جاؤ۔ اور کسی کھلے میدان میں جا کر ڈیرا لگاؤ۔ جو تم میں سے بتقدیر الٰہی طاعون میں مبتلا ہو جائے اُس کے ساتھ اور اُس کے لواحقین کے ساتھ پوری ہمدردی کرو اور ہر طرح سے اس کی مدد کرو۔ اور اس کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھو۔ لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنے نہیں کہ اس کے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ بلکہ اس اثر سے بچو۔ اُسے کھلے مکان میں رکھو اور جو خدانخواستہ اس بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے اس کے واسطے ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے اس کے وہی کپڑے رہنے دو اور ہو سکے تو اس پر ایک سفید چادر ڈال دو۔ اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہر اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے۔ اس واسطے سب لوگ اس کے گرد جمع نہ ہوں۔ حسب ضرورت دو تین آدمی اس کی چارپائی کو اُٹھائیں۔ اور باقی سب دُور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دُعا ہے۔ اور اس کے واسطے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر پر کھڑا ہو۔ جہاں قبرستان دُور ہو۔ مثلاً لاہور میں سامان ہو سکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر میت کو لاد کر لے جاویں اور میت پر کسی قسم کی جزع فزع نہ کی جاوے۔ خدا کے فعل پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔

اس بات کا خوف نہ کرو کہ ایسا کرنے سے لوگ تمہیں بُرا کہیں گے وہ پہلے کب تمہیں اچھا کہتے ہیں یہ سب باتیں شریعت کے مطابق ہیں۔ اور تم دیکھ لوگے کہ آخر کار وہ لوگ جو تم پر ہنسی کرینگے خود بھی ان باتوں میں تمہاری پیروی کرینگے مکرر یہ بہت تاکید ہے کہ جو مکان تنگ اور تاریک ہو اور جس میں ہوا اور روشنی خوب طور پر نہ آ سکے۔ اس کو بلا توقف چھوڑ دو۔ کیونکہ خود ایسا مکان ہی خطرناک ہوتا ہے گو کوئی چوہا بھی اس میں نہ مرا ہو۔ اور حتی المقدور مکانوں کی چھتوں پر [illegible] [illegible] [illegible]

قابل توجہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر

جنرل فارم اور وی پی نمبر کے ختم ہونے پر ہم نے ایک درخواست جناب پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں ارسال کی تھی کہ آپ اخبار الفضل کو جو ہفتہ میں سہ بار شایع ہوتا ہے۔ اور جس کے دفتر سے ہر بار میں وی پی بہت سی تعداد میں کئے جاتے ہیں۔ کسی خاص نمبر سے جنرل فارمز اور وی پی نمبر عنایت فرما دیں۔ آپ نے اس کی تعمیل کے لئے ڈویژن ضلع گورداسپور میں وہ درخواست بھیج دی تھی۔ پہلے افسران ڈاکخانہ جات ضلع گورداسپور نے توجہ عنایت ہم پر کی وہ یہ تھی کہ پہلے ایک دو ہفتہ اسی بات میں ٹال دئے کہ آیا الفضل کو ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کس حد تک۔ اس کی تصدیق کے لئے سب پوسٹ ماسٹر صاحب قادیان سے دریافت کیا گیا۔ جب انہوں نے وی پی نمبروں کا صحیح اندازہ لگا کر رپورٹ کی۔ تو جواب یہ ملا کہ جنرل فارم اور وی پی نمبر دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بہتر ہے وہ بغیر جنرل فارم وی پی کر دیا کریں۔ جب پوسٹ ماسٹر صاحب قادیان کے پھر رپورٹ کرنے پر اگر کارکنان محکمہ ڈاکخانہ کی توجہ پھری تو اس طرف پھری کہ کئی سالوں کے بوسیدہ پرانے اور دیمک خوردہ وی پی نمبر اور جنرل فارمز بھیج دئے۔ اور وہ بھی ایسے کہ جنرل فارمز کا نمبر تو ایک ہزار ایک سے شروع ہوتا ہے اور وی پی نمبروں کا نمبر صرف ایک عدد سے شروع ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سٹور کیپر دفتر ڈویژن ضلع گورداسپور بھی ان سے تنگ آیا ہوا تھا وہ ان کو سٹور سے نکالنا ہی چاہتا تھا۔

ہم کو اس سے یہ تکلیف ہو رہی ہے۔ اُمید ہے کہ جناب پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے کوئی مناسب کارروائی عمل میں لا کر مشکور فرمائیں گے۔

خاکسار مینیجر الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم * نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۱۵ء

حضرت خلیفہ اوّل کی دُعا اور اُسکی اجابت

گوشتہ سال جولائی کے مہینہ کا چودھواں دن تھا۔ اس وقت نہ صرف آفتاب اپنی تمازت دکھا رہا تھا بلکہ جماعت احمدیہ کے اندر بھی نفاق و شقاق کی آگ سلگ رہی تھی خلافت احمدیہ کے خلاف ایک جماعت خفیہ ریشہ دوانیاں اور منصوبہ بازیوں میں مصروف تھی۔ اس نازک حالت کے نتائج اور اس آگ کے ایک دن شعلہ ہو کر بھڑک اُٹھنے کو مسیح کے مبصر خلیفہ نے دیکھ لیا۔ اور اس کا دبانا اور اس کا فرو کرنا اپنی طاقت سے باہر دیکھ کر حضرت مجیب الدعوات مالک الملک کے آستانہ عالیہ پر جبہ سائی کر کے اس درگاہ سے استغاثت کی درخواست فرمائی اور کہا

"الٰہی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے مسلمان اول تو سست ہیں اور پھر دین سے بے خبر۔ اسلام قرآن نبی کریمؐ سے بے خبر ہیں۔ تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوت جاذبہ ہو۔ کاہل و سست نہ ہو۔ ہمت بلند رکھتا ہو۔ باوجود ان باتوں کے وہ کمال استقلال رکھتا ہو۔ دُعاؤں کا مانگنے والا ہو۔ تیری تمام رضاؤں یا اکثر کو پورا کیا ہو قرآن و علم حدیث سے باخبر ہو۔ پھر اسکو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔ تباغض انکے اندر نہ ہو۔ اس جماعت کے لوگوں میں بھی جذب۔ ہمت استقلال ہو۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوں اور ان پر عامل ہوں × × × × × اور دُعاؤں کے مانگنے والے ہوں۔ ابتلاء تو ضرور آئینگے۔ ابتلاؤں میں انکو ثبات [illegible] عطا فرما [illegible]

[illegible]

ہوں۔" ✦

یہ دُعا زمین پر ہوئی مگر خدا نے آسمان نے اسکو توجہ سے سُنا اور اپنے پیارے مسیح کے پیارے خلیفہ کی دُعا کو فوراً درجہ اجابت بخشا۔ البتہ اپنی سنت قدیمہ کے مطابق فرشتوں کو حکم دیا کہ جو کچھ آسمان پر طے ہو چکا ہے اُسے تاریخ مقررہ پر دُنیا میں شائع کرنا۔ چنانچہ

۱۴۔ مارچ کو

خلیفۃ المسیح کی دُعا کے مطابق بلکہ یوں کہو کہ مسیح موعود اور آپکے جانشین اوّل ہر دو کی دُعاؤں کے مطابق خدا تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی دستگیری کر کے انکے اندر ایک قوت جاذبہ رکھنے والا۔ دُعائیں مانگنے والا۔ اور مستقل مزاج انسان کھڑا کر دیا۔ اور اس کو جماعت بھی وہ دی جو نفاق سے پاک اور دُعائیں مانگنے والی ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کے ایک نہیں بلکہ بیشمار شاہد ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ آسمان اب پھر مسیح موعود کے زمانہ کا ایک رنگ اختیار کر رہا اور نشانہائے آسمانی کی بارش برسانے کے لئے آمادہ ہو رہا ہے اور زمین اسی وقت کی طرح الوقت۔ الوقت پکار رہی ہے۔

آج جو شخص خدا تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیشوا ہونیکے لئے منتخب کیا ہے اور جو احمدی قوم کے خراج اطاعت وصول کرنے کا مستحق ہے اسکی قلم میں سلطان القلم کا رنگ ہے اسکی دعاؤں میں اعجاز مسیحائی کی جھلک ہے اسکی توجہ میں جلال مہدویہ کی دمک ہے اور اسے خدا نے جو جماعت عطا کی ہے وہ نہ صرف مسیح احمد کے مخلص ترین مومنین اور صالحین پر مشتمل ہے بلکہ اُسکے نئے ارکین میں اخلاص و جوش میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ہم اپنے دعویٰ ہائے مذکورہ کی چند شہادتیں پیش کرتے ہیں ✦

خلیفہ ثانی کی قابلیت

ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ فرماتے ہیں "ایک دہریہ نے حضور کا تحفۃ الملوک پڑھا کہتا تھا کہ یہ شخص اس طاقت اور قوت کا معلوم ہوتا ہے کہ جس کو کوئی انسان غالباً نہیں آسکے گا

[illegible]

گی۔ یہ ایک عجیب ہی شان کا انسان معلوم ہوتا ہے جسکے کلام میں بچپن یا جوش شباب یا ناتجربہ کاری یا پست ہمتی کے شائبہ تک کا اثر بھی نہیں بلکہ بہت بڑے دماغ اور عجیب شان کا انسان ہے جسکے کلام میں قوت عظمت اور جلال کی پُر روح پائی جاتی ہے" ✦

(۳) ایک قابل مسیحی جنٹلمین جو آجکل حضرت سے مذہبی گفتگو کر رہے ہیں فرماتے ہیں "میرا زمانہ تجربہ ۲۵ سال کا ہے اور اس شخص (خلیفہ ثانی) کی عمر ۲۵ سال ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسیحی مذہب کا علم انکو مجھ سے زیادہ ہے۔ میں نے بہت وعظ اور تقاریر سنی ہیں مگر یہ حالت نہیں دیکھی یہ تو خداداد قابلیت ہے" ✦

دُعا کا اثر

ہندوستان سے ہر ڈاک میں اس قسم کے خطوط آتے رہتے ہیں مگر ملاحظہ ہو کہ ہندوستان کے باہر مخلصین پر کیا اثر ہے۔ اخویم ایم سیمیڈین حاجی اسمٰعیل آفندی سکنہ کولمبو سیلون سے انگریزی میں لکھتے ہیں "چونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے موجودہ پیشوا کی دُعا (جو روحانی ترقی کی نسبت کرائی گئی تھی) موثر ثابت ہوئی ہے۔ اس لئے میری طرف سے حضور کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے توفیق اور کامیابی عنایت فرمائے" ✦

مخلصین جماعت

مسٹر سلطان غوث بارشش سے انگریزی میں لکھتے ہیں "میں نہایت ادب کیساتھ اپنے تئیں حضور کے سامنے پیش اور مسیح موعود کی بیعت میں حضور کے ذریعہ سے داخل ہونیکی درخواست کرتا ہوں۔ کیا میں امید رکھوں کہ حضور مجھے اپنے گلہ میں داخل فرما کر میری روح اور جسم کیلئے دُعا فرماتے رہینگے" مولانا حسام الدین حیدر بی اے رقمطراز ہیں۔ "میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں ورنہ میں خود حاضر ہو کر شرف زیارت اور حضور کے ہاتھوں سے برکت حاصل کرتا" ✦

اب اور ملاحظہ ہو کہ مولانا مولوی ابو الہاشم ایم اے کس طرح اپنے اخلاص کا اظہار فرماتے ہیں "میں جسقدر حضرت مسیح موعود کی نسبت سنتا اور پڑھتا ہوں اسقدر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ آہ! میں کیوں اس مقدس ذات کی زندگی میں قدمبوسی سے محروم رہا۔ پھر آپ مسٹر مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی کو لکھتے ہیں میں چاہتا ہوں! آپ میری طرف سے کہدیں کہ بیعت کے وقت [illegible]

[illegible] ... اگر میں اپنے گناہ [illegible] ... ہوں۔ مجھے اپنے خلیفہ [illegible]

و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد

تصدیق المسیح

(سلسلہ کے لئے دیکھو [illegible] فروری ۱۹۱۰ء)

انت من ماءنا وھم من فشل

کیا مرزا صاحب خدا کے بیٹے تھے

اسی طرح معترض نے اپنی جہالت کی وجہ سے الہام انت من ماءنا وھم من فشل پر اعتراض کیا ہے اور اسے الہام انت منی بمنزلۃ ولدی کی تائید میں پیش کرکے لفظ ماء سے حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ کا نطفہ قرار دیا ہے ونعوذ باللہ من ہذہ الجہالۃ والسفاہۃ۔

چونکہ معترض اپنی جہالت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ عوام کو مغالطہ میں ڈالے اس لئے ہم حضرت اقدس کے اس الہام کی بھی تشریح کر دیتے ہیں کہ اس کا اصل مطلب کیا ہے۔

سو واضح ہو کہ عربی زبان میں ماء کا لفظ علاوہ مشہور معنوں کے محاورات عرب میں کبھی حسن وجمال اور عزت اور شرافت کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے اور جب ماء کو لفظ سماء کا مضاف قرار دیتے ہیں تو علاوہ بارش کے مشہور معنوں کے شریف نجیب اور کریم النفس انسان مراد لیتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی کے اس شعر سے ظاہر ہے

ونحن بنو ماء السماء فلا نری
لانفسنا من دون مملکۃ قصرا

مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی اس کے متعلق یوں فرماتے ہیں ماء السماء کنایۃ عن الکرام الخالص والشریف۔

ایسا ہی ماء السماء کے متعلق لسان العرب وغیرہ کتب لغات میں لکھا ہے۔ ماء السماء سمیت المرءۃ لجمالہا [illegible] قیل لولدھا بنو ماء السماء۔ یعنی عرب خوبصورت عورت کو اس کے حسن وجمال کی وجہ سے ماء السماء کے نام سے بلاتے اور اس کے بیٹوں کو بنو ماء السماء کے نام سے پکار [illegible] ماء السماء سے مراد [illegible] بارش [illegible] حدیث ابی ھریرۃ [illegible] ماء السماء یرید العرب [illegible]

ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے بنو ماء السماء [illegible] اسمٰعیل کے بیٹے [illegible] اس جگہ بنو ماء السماء سے آپ کی مراد عرب ہے۔ اس لئے کہ عرب بارش کی بوند میں رہتے ہیں۔ اور اس کا اتباع کرتے ہیں جہاں ہوئی وہاں ہی ڈیرہ ڈالتے ہیں اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ پھر بنو ماء السماء سے مراد ملوک العراق بھی لکھی ہیں چنانچہ زہیر کا شعر ہے

ولازمت الملوک من آل نصر
وبعدھم بنی ماء السماء

یعنی میں نے آل نصر کے بادشاہوں کی ملازمت کی اور پھر ان کے بعد عراق کے بادشاہوں کی ملازمت میں رہا

قرآن کریم میں ماء کا لفظ علاوہ مشہور معنوں کے وحی اور الہام کے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے چنانچہ سورۃ روم میں فرمایا۔ وینزل من السماء ماء فیحیی بہ الارض بعد موتھا ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون۔ اس جگہ ماء کے معنے پانی کے ہیں جو لآیات لقوم یعقلون کے فقرہ لانے سے وحی اور الہام الہٰی کے معنوں میں مستعار کئے گئے۔

اسی طرح سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع میں فرمایا او کصیب من السماء الخ میں بھی الہٰی کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس ضروری تمہید کے بعد ہم حضرت مسیح موعود کے الہام کو لیتے ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا اس کا مطلب وہ ہو سکتا ہے جو معترض نے بیان کیا جو نہ ہی خدا تعالیٰ کی شان کے شایان ہے۔ اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب کے وہم وگمان میں اور نہ ہی آپ کے بتائے ہوئے معانی سے اس کا پتہ لگتا ہے پھر اس کو تسلیم کریں تو کیونکر۔ جب ان گندے معنوں کے سوا نہایت ہی مناسب اور پاکیزہ معنے الہام کے ظاہر ہو سکتے ہیں تو پاکیزگی سے گندگی کی طرف [illegible] اور پاک معنوں پر ناپاک معنوں کو اختیار کرنا کسی نیک اور نیک فطرت انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔

بات اصل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا الہام انت من ماءنا [illegible]

[illegible] آنے والے مہدی اور مسیح موعود [illegible] کی طرف [illegible] اس لئے اس [illegible] جواب میں [illegible] انت من ماءنا وھم من فشل۔ یعنی جس طرح تیری نسبت یہ مخالف لوگ بکواس کرتے ہیں [illegible] یا مسیح ہے ہمارے پانی سے ہے یعنی ہماری وحی اور الہام کے ساتھ اور ہمارے حکم کے نیچے ہے۔ [illegible] جو تیری نسبت بکواس کرنے والے ہیں یا اپنے مخالفانہ اور مکذبانہ اقوال کے لحاظ سے ہم سے نہیں بلکہ فشل سے ہیں کیا مطلب یعنی ان مخالفوں کا تکذیب کرنا خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام یعنی قرآن کریم سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہے کہ جو مقابلہ کرنے سے جبن اور بزدلی کی وجہ سے تو عاجز ہے لیکن اپنی ایک تحریک اور برے وسوسوں سے اپنے پیروؤں کو حق کی مخالفت کے لئے ابھارتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ مخالف لوگ تجھ پر ناپاک الزام لگاتے اور افترا کرتے ہیں۔ اب الہام کی یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کی واقعات سے تصدیق ہوتی ہے اور جس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک طرف آپ پر افترا کرنے والے بھی موجود اور دوسری طرف آپ کا مہدی اور مسیح موعود ہونا خدا کے آسمانی پانی یعنی وحی اور الہام سے ثابت۔

اب اس پر اعتراض کیسا۔ اور اس پر حرف گیری کیسی۔ بلکہ معترض کو اگر کچھ عقل اور شرم ہوتی تو وہ اس الہام پر اعتراض کرنے سے احتراز کرتا۔ کیونکہ یہ وہ الہام ہے کہ جس پر اعتراض کرنے سے [illegible] زد میں آ جاتا ہے جیسا کہ معترض کہ جس نے بکواس کی اور کہا کہ مرزا صاحب خدا کے نطفہ سے ہیں اب الہام کہتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب تو اس کی وحی کے پانی سے مسیح موعود اور مہدی ہیں نہ نطفہ سے کہ جس سے خدا تعالیٰ کی منزہ ذات ہے۔ اور یہ اعتراض کرنے والے معترض خود ہی خرافات اور خانہ ساز ہزلیات کو [illegible] من فشل کے فقرہ کی زد کے نیچے ڈالا گیا [illegible] اور معترض لوگ اس قسم کی جو بھی بکواس کرتے ہیں [illegible] گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ ان کی یہ بکواس خدا تعالیٰ کی وحی سے نہیں ہے کسی الہامی کتاب کے [illegible] ہے کہ یہ [illegible] شیطانی [illegible]

دعوت الی الخیر

حکیم خلیل احمد صاحب بنگال سے لکھتے ہیں۔ یہ عاجز اخویم ابوالہاشم خانصاحب کے ساتھ مختلف مقامات پر تبلیغ کرتا ہوا پرسوں ۲۵ فروری کو فریدپور شہر پہنچا۔ فریدپور کے قریب نگرکندہ ایک مقام ہے جہاں ایک مسلمان سب رجسٹرار مولوی آفتاب الدین احمد صاحب ہیں یہ صاحب اس جگہ اور نیز اس ضلع میں مشہور آدمی ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمنے آجتک کسی قادیانی یعنی احمدی کو دیکھا نہیں دیکھنے کی بہت خواہش و تمنا تھی سو اللہ تعالے کا فضل ہے کہ اُس نے مجھے ملاقات کرادی ہمنے انہیں تبلیغ کی۔ اللہ تعالیٰ نے بہت نیک اثر پیدا کیا۔ اور انھوں نے سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی آخرالزمان مان لیا۔ افسوس کہ مولوی ابوالہاشم صاحب کو وقت نہیں تھا سرکاری کام کی وجہ سے وہاں سے جلد کشتی روانہ کرنی پڑی۔ اور بیعت کی حقیقت اور ضرورت کو میں سمجھا نہ سکا اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ دوسری ملاقات میں تھوڑی سی تحریک کے بعد وہ سلسلہ حقہ میں داخل ہوجائینگے۔ ہمنے انکو کچھ اشتہارات اور ٹریکٹ دیدیئے ہیں اور پتہ لے لیا ہے اگر لوٹ کر اس طرف جانے کا موقعہ نہ ہوا تو خط کے ذریعہ ان کو بیعت کی ضرورت اور اسکی اہمیت کو سمجھا دوں گا۔ حضور ان کے لئے دُعا کریں +

فریدپور۔ جہاں ہم لوگ اسوقت ہیں یہ ایک بڑا شہر ہے اور بریسال سے علیحدہ ضلع ہے چونکہ ابوالہاشم صاحب دونوں ضلع کے اسسٹنٹ انسپکٹر ہیں اس لئے ان کو یہاں آنا بھی ضروری ہوا میں یہاں پہنچکر بھی چند شخصوں پر تبلیغ کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کے مشہور مسلمان وکیل مولوی عبدالرحمن صاحب بی اے بی ایل نے گذشتہ شب کو اپنے مکان پر ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا اور شہر کے تمام تعلیم یافتہ اردو دان پنجاب اور نیز مسلمان افسروں کو مدعو کیا۔ اس عاجز نے [illegible] قبل نماز مغرب [illegible] بہت دعا کی جس کا اثر اللہ تعالےٰ نے یہ دکھایا کہ ہمنے ڈیڑھ گھنٹہ تک حضرت صاحب کی مسیحیت اور مہدویت کے متعلق تقریر کی اور جلسہ کے تمام ہونے کے ساتھ تمام حاضرین نے کھڑے ہوکر کہا کہ ہم لوگ سب آپ کے ساتھ ہیں اور بیشک حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اور مہدی تھے ایک مولوی صاحب بھی مخالفت کی نیت سے آئے تھے وہ کھڑے ہوئے مگر اللہ تعالےٰ نے جو کچھ انکی زبان سے نکالا وہ سب تائید میں تھا اور انھوں نے جوش میں یہاں تک کہدیا کہ میں مولنا کے سارے بیان کی اور آپ کے حرف حرف اور لفظ لفظ کی تائید کرتا ہوں ہم سب لوگوں کو اسی جلسہ میں یہ بات طے کرلینی چاہیئے کہ ہم لوگ ہرطرح سے آپکے سلسلہ کی تائید کرنے اور ساتھ دینے کے لئے حاضر ہیں۔ آخر میں انھوں نے لفظ وحی پر سوال کیا کہ یہ تو رسول اللہ صلعم کے لئے خاص ہے۔ ہاں الہام ہوسکتا ہے۔ پھر خدا نے مجھ کو موقعہ دیا اور ہمنے لفظ وحی اور الہام کی خوب تشریح کردی مسئلہ نبوت تو پہلے ہی بیان کرچکا تھا۔ اس تشریح نے اور بھی لوگوں پر اثر کیا اور مولوی صاحب کی بھی تسلی ہوگئی +

ایک شخص نے جلسہ میں آکر کچھ روپیہ مجھ کو دینا چاہا۔ مگر ہمنے وما اسئلکم علیہ من اجرٍ ان اجری الا علی اللہ کہکر اس کو بٹھا دیا +

اللہ تعالےٰ نے اسقدر نیک اثر لوگوں کے دلوں میں پیدا کردیا کہ اگر میں چاہتا تو اور بیعت کی ایک فہرست اسوقت طیار کرتا۔ تو اسوقت سب کے سب اس پر دستخط کردیتے مگر ہمنے مناسب [illegible]

[illegible]

بیعت کی حقیقت وغیرہ سمجھائے ہوئے دستخط کرا لینا مفید ہوگا ہمنے دیکھا کہ مولوی حمیدالرحمن صاحب بی۔ اے ڈپٹی مجسٹریٹ فریدپور اور مولوی عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ ایڈووکیٹ اور مسلمان وکیل ایم۔ اے۔ بی۔ ایل جیسے لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ مولوی حمیدالرحمن صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحبان اسوقت میرے پاس ملنے کے لئے آئے۔ حضرت کی کتابوں کی مجھ سے فہرست لی ہمنے ضروری ضروری کتابوں کا نام لکھا دیا ہے جو کہ دفتر ریویو آف ریلیجنز سے یا محمد یٰسین صاحب کے یہاں سے منگوائیں گے۔ ان لوگوں کی خواہش ہے کہ میں یہاں رہوں +

ریویو

شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور قادیان نے دو رسالے الموسوم بہ "سندس ست وچن" بزبان سندھی اور "شری گورو نانک وید کا مارگ" بزبان ہندی ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجے ہیں۔ ہر دو رسالے شیخ صاحب موصوف کی تصنیف ہیں اور ہردو میں گورو نانک صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ان رسالوں کی عام پسندیدگی کے لئے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ سندھ گزٹ جیسے اخبارات نے ان کا ذکر کیا ہے۔ . . . . ہمارے نزدیک یہ رسالے مفید اور سندھ و صوبجات متحدہ کے نانک پنتھیوں کے درمیان ان کا مفت تقسیم کیا جانا انشاءاللہ نتیجہ خیز ہوگا۔ ہندی ٹریکٹ لمبی تقطیع کے ۲۳ صفحوں پر اور سندھی رسالہ چھوٹی تقطیع کے ۴۸ صفحوں پر ختم ہوا ہے یہ رسالے مصنف سے مل سکتے ہیں +

تحفۃ الملوک

جسمیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خواب کی بنا پر ایک والئے ریاست کو نہایت دلآویز اور دلکش پیرائے میں تبلیغ فرمائی ہے علاوہ مضمون کی لطافت کے اسکی لکھائی چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے تقطیع کلاں کاغذ چکنا اور عمدہ۔ قیمت کاغذ درجہ اوّل کی صرف ۴ر اور کاغذ درجہ دوم صرف ۲ر ہے احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۱۵ مارچ

ترکی سلطنت کی اندرونی حالت

ہم ترکوں کے دشمن نہیں

ہمارے معاصرین نے بارہا ہمیں الزام دیا ہے۔ کہ ہم اسلامی سیادت کی واحد یادگار یعنی سلطنت ترکی سے متعلق ہمیشہ معاندانہ پہلو اختیار کرتے اور جمہور اہل اسلام کے برخلاف ترکوں پر آوازہ کسنے میں پولیٹیکل بد اعتدالی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لیکن جب اس الزام پر واقعات صحیحہ کی روشنی میں نظر ڈالی جائے۔ اور حقیقت کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا جائے۔ تو یقیناً ہمارا دامن ہر ایک سیاہ داغ سے پاک اور ہمارا اظہار رائے ہر قسم کے تعصب وخوشامد کی بوئی سے مبرا نظر آئیگا ٭

ہماری نظر میں اناطولیہ کا بہادر ریش دار شعائر اسلام کا احترام کرنے والا ترک سپاہی آج بھی ایسا ہی معزز ہے جیسا وہ شارع اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے سلطان محمد فاتح کے زمانہ میں تھا۔ کیونکہ جو ترک قسطنطنیہ و وائنا کی دیواروں کے نیچے ہنگری کے زرخیز میدانوں میں اور کوہستان بلقان کے برفانی پہلوؤں پر اپنی تلوار کے جوہر اپنی شجاعت کے کرشمے دکھا چکا ہے۔ اور اپنے حریفوں کی زبان سے "یورپ کا سپاہی لڑنے کی کل" اور شریف آدمی کا خطاب حاصل کر چکا ہے۔ آج بھی وہ کوہ قاف کی بلندیوں پر آرمینیا کے میدانوں میں اور سلسلہ کیش کی گھاٹیوں کے اندر اپنی زبردست قوت مدافعت کے باعث دشمن کی زبان سے بہادر و دلکش کا معزز لقب حاصل کر رہا ہے۔ پس ہمارا روئے سخن کبھی بھی ترک قوم یا ترک سپاہی کی طرف نہیں ہوا۔ بلکہ ہمارے زیر نظر تو وہ مٹھی بھر نوجوان جماعت ہے۔ جو آج کل شاخ طلا پر

بیٹھا وسطنیاں کا مالک ہے۔ اور سلطنت ٹرکی کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو "اسلامی" کی بجائے "عثمانی" کہلانا اپنے لئے زیادہ موزون ومناسب سمجھتی ہے۔ وہ جماعت جس کے سیاہ کرتوتوں کے طفیل ٹرکی نہ صرف آج ایک تباہ کن جنگ میں مصروف ہے۔ بلکہ ایک طرف اپنے حقیقی بیرونی بہی خواہوں کی ہمدردی سے محروم ہو چکی ہے۔ اور دوسری طرف اندرونی اختلافات و منافشات کا شکار ہے۔ اور قرائن و آثار ہر آن اس کی مغلوبیت بلکہ بحیثیت ایک خودمختار سلطنت کے صفحہ ہستی سے مفقود ہو جانے پر دلالت کر رہے ہیں۔

چنانچہ تازہ ترین خبریں مظہر ہیں کہ

قسطنطنیہ میں بے چینی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ حکومت کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ طلعت بے وزیر داخلہ پر دن دہاڑے سر بازار حملہ کیا گیا۔ اور وزیر موصوف بال بال بچ گیا۔ شہزادہ برہان الدین آفندی خلف سلطان عبد الحمید خاں ثانی کو گلا گھونٹ کر مار دیا گیا۔ عزت پاشا عابد سکرٹری سابق سلطان پیرس میں ہے۔ اور بیان کرتا ہے کہ ۲۰۰ آدمیوں کی ایک کمیٹی سلطان عبد الحمید خاں کو دوبارہ تخت پر بٹھانے کی کوشش کر رہی ہے اس وقت قسطنطنیہ میں ۲۴ ہزار جرمن ہیں۔ جو تازہ شکستوں کی وجہ سے ترکوں کی نظر میں غیر ہر دلعزیز ہو رہے ہیں۔ اور ترک ان کو مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ترکی حکام نے کربلائے معلیٰ کے کل خزائن پر قبضہ کر لیا ہے۔ مصر سے واپسی کے وقت یروشلم کے نواح میں عرب و جرمن افسران میں باہم لڑائی ہو گئی۔ ۳۰ آدمی مقتول و مجروح ہوئے جرمن افسر ترک وعرب سپاہیوں پر سختی کرتے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے قصوروں پر گولی چلا دیتے ہیں جمال پاشا سپہ سالار افواج شام اور جرمن جرنیل میں باہمی ناچاقی ہو گئی۔ ایک مسیحی مکان میں ترکی کمان افسر سکونت رکھتا تھا جرمنوں نے افسر حکام کی خلاف ورزی کر کے ان سے دست درازی کی۔ اور ترکی افسر نے اپنے تئیں لاچار پا کر خود استعفا دے دیا۔ شام کے نوجوان عرب خود مختاری کے شیدا ہیں۔ انہوں نے ایک عربی طغرائے امتیاز وضع

کیا ہے جس کے معنی ہیں "ہم خدا کو وحدہٗ سے ہی سلام کرتے ہیں" ٭

یہ ہیں ترکی سلطنت کے اندرونی حالات اور مبالغہ کو جائز جگہ دینے کے بعد بھی صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترک اب ترکی سلطنت کے مالک نہیں۔ محمد فاتح کی املاک اب جرمن یا ایک جرمن پسند جماعت کے ہاتھ میں ہے۔ جو کسی طرح بھی ترکی قوم یا اسلام کے قائمقام نہیں کہلا سکتے۔ سلطان محمد کا نام اب جو شخص خلیفۃ المسلمین رکھتا ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ ان کی خلافت اگر کچھ تھی۔ تو وہ عبد الحمید کے قید ہونے کے ساتھ ہی رخصت ہو چکی۔ آج ٹرکی میں نہ کوئی سلطان یا خلیفہ ہے۔ نہ اسلامی حکومت ٭

جس ترکی فوج میں عثمان پاشا۔ ادہم پاشا اور عبد اللہ پاشا کے سے قابل فخر نام دکھائی دیتے تھے۔ اور جس میں ابھی جنگ بلقان کے وقت تک شکری پاشا فوزی پاشا۔ جاوید پاشا اور محمود مختار پاشا وغیرہ نام نظر آتے تھے۔ آج اس میں فولتز۔ سانڈرس اور فالکین کو نمایاں جگہ مل رہی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترک زندہ ہی غائب ہو گئے ہیں ٭

ان حالات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ آل عثمان کی سلطنت زندہ یا زندہ رہنے کے قابل ہے۔ پس یہ سمجھنا غلطی ہے۔ کہ ہم ترکوں کے دشمن ہیں۔ ہم جو کچھ لکھتے ہیں۔ واقعات کی بناء پر اور مسلمانوں کی ہمدردی کے لئے لکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہے۔ کہ موجودہ ترکی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ اپنی بد اعمالی اور بدکرداری کے باعث مٹتی ہے۔ تو مٹنے دو۔ اور یاد رکھو۔ کہ ترک اسلام نہیں۔ اسلام وہ طاقت ہے۔ جس نے فاتح ترک کو مغلوب کیا تھا۔ اور اب بھی تاریخ اپنا اعادہ کر سکتی اور اسلام فاتح کو مفتوح بنا سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے اندرونی حالت میں تغیر ضروری ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

ہرقل کے نو معیاروں کی رُو سے حضرت اقدسؑ کی صداقت

بخاری شریف میں ابوسفیان کی روایت سے ایک مکالمہ درج ہے۔ جو ابوسفیان اور ہرقل بادشاہ روم میں ہوا۔ اس مکالمہ میں ہرقل نے جو اہل کتاب میں سے ہونے کی وجہ سے نبیوں اور رسولوں کے معیار اچھی طرح جانتا تھا۔ چند معیار پیش کئے۔ اور ابوسفیان سے دریافت کیا۔ کہ آیا محمد عربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان معیاروں پر ٹھیک اترتا ہے یا نہیں۔ اور جب ابوسفیان نے جواب دیا۔ کہ واقع میں یہ باتیں ہماری قوم کے مدعی نبوت میں پائی جاتی ہیں۔ تو ہرقل نے صاف کہدیا۔ کہ اگر واقع میں یہ باتیں اس میں موجود ہیں۔ تو وہ شخص اپنے دعویٰ نبوت میں ضرور راستباز ہے۔ اس حدیث کو بخاری صاحب نے اپنی اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں اسی لئے درج کیا ہے۔ کہ واقع میں یہ معیار ایک مدعی کی راستبازی اور صدق فی الدعویٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ اب ہم ان معیاروں کو ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ تمام معیار جو ہرقل نے پیش کئے تھے۔ حضرت مرزا صاحب قادیانی پر چسپاں ہوتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ بھی اپنے دعویٰ میں صادق تھے۔ پہلا معیار جو ہرقل نے پیش کیا۔ وہ یہ ہے۔ فقال للترجمان قل له سألتك عن نسبه فذكرت انه فيكم ذو نسب فكذالك الرسل تبعث في نسب قومها۔ یعنے ہرقل نے اپنے ترجمان کو کہا۔ کہ تو ابوسفیان سے کہہ۔ کہ میں نے تجھ سے اس مدعی کے حسب نسب کے متعلق سوال کیا تھا۔ تو تُو نے جواب دیا۔ کہ وہ اعلیٰ نسب والا ہے۔ اور واقع میں نبی جو ہوتے ہیں۔ وہ اعلیٰ قوم کے ہوتے ہیں یہی بات ہم حضرت مرزا صاحب کے متعلق پاتے ہیں۔ کہ جس ملک میں وہ تشریف لائے۔ وہاں کی معزز ترین قوم میں آپ پیدا ہوئے۔

چنانچہ مغل قوم ہندوستان کی ... قوموں میں سے شمار ہوتی ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ مغلوں میں سے بھی سب سے اعلیٰ مغل یعنی برلاس۔ پھر ان میں سب سے معزز خاندان میں سے جو گرد و نواح میں اپنی شرافت اور کیا بلحاظ اپنی ریاست کے ہر طرح معزز و مکرم ہیں۔ دوسرا معیار ہرقل نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ وسألتك هل قال احد منكم هذا القول فذكرت ان لا قلت لو كان احد قال هذا القول قبله لقلت رجل يقول قيل قبله۔ یعنے میں نے تجھ سے سوال کیا۔ کہ تمہاری قوم میں ایسا دعویٰ کسی اور شخص نے بھی کیا ہے یا نہیں۔ تو تُو نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ ورنہ میں کہہ سکتا تھا۔ کہ شاید یہ شخص اپنے سے پہلے مدعی کی تقلید کرتا ہے۔ اب ناظرین اسی معیار پر حضرت مرزا صاحب کو پرکھ لو۔ آپ سے پہلے آپ کی قوم میں سے کبھی کسی نے مسیح اور مہدی ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ ورنہ ایک معترض کو یہ بات کہنے کا موقعہ مل جاتا کہ شاید یہ شخص اپنے فلاں بزرگ کی اقتدا کرتا ہے۔ تیسرا معیار جو ہرقل نے پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ وسألتك هل قال احد منكم هذا القول فذكرت ان لا فقلت لو كان من آبائه من ملك قلت رجل يطلب ملك ابيه۔ یعنے میں نے تجھ سے سوال کیا کہ کیا اس کے باپ دادا بادشاہ تھے۔ تو نے کہا۔ کہ نہیں ورنہ میں کہہ سکتا تھا۔ کہ شاید اپنے باپ کی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ معیار بھی حضرت مرزا صاحب پر چسپاں ہو رہا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد بادشاہ نہ تھے۔ بلکہ قدیم سے بادشاہوں اور اپنے فرمانرواؤں کے وفادار رعایا تھے۔ خصوصاً آپ کے والد ماجد گورنمنٹ انگریزی کے نہایت مخلص وفادار خادم تھے۔ چوتھا معیار جو نہایت زبردست معیار ہے۔ ہرقل ان لفظوں میں بیان کرتا ہے وسألتك هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فذكرت ان لا فقد اعرف انه لم يكن ليذر الكذب على الناس ويكذب على الله یعنے اے ابوسفیان میں نے جب تجھ سے یہ دریافت کیا کہ کیا اس شخص کے دعویٰ سے پہلے بھی تم اسے جھوٹا سمجھتے تھے۔ تو تُو نے کہا کہ نہیں۔ اس سے میں نے سمجھ لیا کہ وہ دعویٰ نبوت میں جھوٹا نہیں۔ کیونکہ یہ بات تو ہو ہی نہیں سکتی۔ کہ یہ شخص انسانوں پر جھوٹ بولنے سے تو ہمیشہ بچتا رہا ہو۔ لیکن خدا پر جھوٹ بولتا ہو۔ اب اسی معیار کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کے دعوے پر غور کرو جب آپ نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ تو کیا کوئی شخص آپ کو جھوٹا سمجھتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ قادیان کے ہندو آریہ۔ سکھ مسلمان سب سے پوچھ لو۔ سب بالاتفاق کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے کبھی مشکل سے مشکل وقت میں بھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور تو اور خود مولوی محمد حسین صاحب جو اس سلسلہ کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہیں۔ انہوں نے براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر مفصل بحث کی ہے۔ اور آپ کے الہاموں کی تصدیق کی ہے۔ اور گواہی دی ہے۔ کہ ہم ابتدائی زمانہ سے مصنف براہین احمدیہ کے واقف ہیں۔ یہ شخص صادق راستباز ہے۔ اور گورنمنٹ کا دلی خیر خواہ ہے۔ اور اشاعت اسلام میں علمی قدمی۔ لسانی امداد میں کوشاں۔ پھر اس کے بعد براہین احمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے مولوی صاحب موصوف یہاں تک لکھ گئے ہیں۔ کہ ایسی اعلیٰ کتاب اسلام میں قرآن مجید کی تائید کے لئے تیرہ سو برس میں نہیں لکھی گئی۔ غرض دعویٰ سے پہلے کی زندگی میں کسی ہندو۔ آریہ۔ سکھ عیسائی اور مسلمان نے کبھی کوئی جھوٹ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ بلکہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کے سب مداح رہے اور مسلمان تو دعویٰ سے قبل براہین کے زمانہ میں آپ کے ایک بڑا ولی یقین کرتے تھے۔ غرض اس چوتھے معیار سے حضرت اقدس کی سچائی اور آپ کا اپنے دعویٰ میں راستباز ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔ اس کے بعد پانچواں معیار ہرقل نے پیش کیا۔ وسألتك اشراف الناس اتبعوه ام ضعفاؤهم فذكرت ان ضعفاءهم اتبعوه وهم اتباع الرسل۔ یعنے میں نے تجھ سے سوال کیا۔ کہ آیا اس شخص کی جماعت میں غریب غربا زیادہ شامل ہوتے ہیں یا قوم کے بڑے بڑے لوگ۔ تو تُو نے جواب دیا کہ اس کی جماعت میں معمولی غربا داخل ہوتے ہیں۔ اور واقع میں رسولوں کی اتباع ایسے لوگ

کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اب یہی معیار حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرتا ہے۔ دیکھو اس ملک میں سید احمد خان نے ایک کام کا بیڑا اٹھایا۔ اور قوم کی خدمت شروع کی۔ فوراً بڑے بڑے آدمی اس کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ بڑے بڑے نوابوں اور امراء کی طرف سے امداد شروع ہو گئی۔ ایم اے بی اے اور پڑھے لکھوں کا ایک اچھا خاصا جمگھٹا علیگڑھ میں لگ گیا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب دعویٰ کرتے ہیں۔ تو طرف ہی اعتراض سنتے ہیں۔ نہ کوئی صاحب دولت داخل ہوتا ہے نہ بڑے بڑے امراء اس طرف توجہ کرتے ہیں۔ ۴-۵ لاکھ کی جماعت میں قریباً سارے ہی ادنیٰ حیثیت کے آدمی ہیں جو چندہ ہوتا ہے۔ وہ بھی غرباء کا ایک ایک پیسہ اکٹھا کر کے جمع ہوتا ہے۔ نہ کسی رئیس کی امداد ملتی ہے۔ نہ کسی والئی ریاست نے کوئی وظیفہ جاری کیا۔ ضعفاء اور غرباء کا ایک خدا پرست گروہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے زیر سایہ پناہ گزین ہو رہا ہے۔

چھٹا معیار ہرقل کا پیش کردہ یہ ہے۔ سألتك أيزيدون أم ينقصون فذكرت أنهم يزيدون وكذلك أمر الايمان حتى يتم۔ یعنے میں نے تجھ سے سوال کیا۔ کہ جیسے اس نے دعوے کیا ہے۔ کیا اس کے مریدوں کا حلقہ بڑھتا ہے۔ یا کم ہوتا ہے۔ تو تو نے جواب دیا۔ کہ کم نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور یہی صداقت کا ثبوت ہے۔ اب یہی معیار ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت کرتا ہے۔ آپ نے جب دعویٰ کیا۔ سب مخالف ہو گئے۔ علماء نے تکفیر کے فتوے شائع کئے۔ عوام دعوے سنتے ہی بھڑک اٹھے۔ قتل کے درپے ہو گئے۔ ایڈیٹروں نے مخالفت میں کالم کے کالم لکھ مارے۔ ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگ گئی۔ لیکن اللہ کی مدد دیکھئے۔ ایک شخص بیعت کرتا ہے۔ دو کرتے ہیں۔ تین کرتے ہیں۔ ہوتے ہوتے سینکڑوں تک تعداد پہنچ گئی۔ نہ کسی مخالفت نے نقصان پہنچایا۔ نہ فتوے کچھ کر سکے۔ آخرکار سینکڑوں سے ہزاروں اور ہزاروں سے لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی۔ اور اب تک دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہے۔ دشمنوں نے خیال کیا۔ کہ یہ ترقی مرزا صاحب کی زندگی تک ہے۔ آپ کے فوت ہوتے ہی سب تتر بتر ہو جائیں گے۔ مگر آپ کا

وصال ہوا۔ اور خدا کی وحی کے مطابق اللہ کا مسیح مرفوع الی اللہ ہوا۔ مگر جماعت آگے سے اور بڑھ گئی پھر حضرت مولوی صاحب کے متعلق مخالفوں کا خیال ہوا۔ کہ اب ان کی وفات پر جماعت ٹوٹ جائے گی۔ مگر اس میں بھی وہ ناکام ثابت ہوئے۔ آج جب کہ حضرت مولوی صاحب کی امامت کو ایک سال کا عرصہ بھی نہیں ہوا۔ حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر چھ سات سو سے زیادہ نئے شخص احمدی ہوئے۔ ہرقل کے چھٹے معیار کی رو سے حضرت مسیح موعود کی صداقت کے ماننے پر ہمیں مجبور ہونا پڑتا ہے۔

ساتواں معیار جو ہرقل نے رسول کریم کے متعلق پیش کیا۔ وہ یہ ہے۔ وسألتك أيرتد أحد سخطة لدينه بعد أن يدخل فيه فذكرت أن لا وكذلك الايمان حين تخالط بشاشته القلوب۔ یعنے میں نے تجھ سے سوال کیا۔ کہ کیا کوئی شخص اس کے مذہب میں داخل ہو کر اور بخوبی واقفیت حاصل کر کے پھر کبھی اس کے دین سے بکلی متنفر ہو کر اس کی جماعت سے خارج ہوا یا نہیں۔ تو تو نے جواب دیا۔ کہ اس طرح پر کوئی شخص مرتد نہیں ہوا۔ اور واقع میں ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اب ہم اس معیار کی رو سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سامنے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا معاملہ ہے۔ وہ اس جماعت میں داخل ہوا۔ اور بخوبی واقفیت حاصل کر کے پھر اپنی بدبختی سے مرتد ہو گیا۔ مگر اس کے عقائد پر نظر ڈالئے۔ تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ وہ سخطةً مرتد نہیں ہوا۔ دیکھو حضرت صاحب نے دنیا میں وفات مسیح کا عقیدہ پیش کیا۔ اور اس پر ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے۔ کہ عبدالحکیم باوجود مرتد ہونے کے وفات مسیح کا منکر نہیں ہوا۔ پھر دوسرا مسئلہ جو آپ نے پیش کیا۔ وہ امت محمدیہ میں مکالمہ مخاطبہ کا ہے۔ عبدالحکیم باوجود ارتداد اختیار کرنے کے اس مسئلہ سے روگرداں نہیں ہوا۔ بلکہ خود اپنے الہامات شائع کرتا ہے۔ تیسری بات جو حضرت صاحب نے صفات کی۔ وہ ان صفات

الہیہ کی تردید ہے۔ جو مسیح کی طرف منسوب کی جاتی تھیں۔ مثلاً یہ کہ وہ جسمانی مردے زندہ کرنے والا تھا خالق تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن باوجود اس سلسلہ سے روگردانی کے وہ ان باتوں میں حضرت صاحب کا مرید تھا۔

غرض اگر کوئی شخص ومن یرتد منکم کے مطابق اگر چار پانچ شخص حضرت صاحب کے سلسلہ سے خارج بھی ہوئے تو وہ سخطةً لدین المسیح ہو کر نہیں ورنہ مطلق مرتد ہونا تو ممنوع نہیں۔ خود رسول اکرم کا کاتب وحی مرتد ہو گیا۔ اور حضرت مسیح ناصری کے ۱۲ حواریوں میں سے ایک حواری نے ارتداد اختیار کر لیا۔

آٹھواں معیار ہرقل کا پیش کردہ یہ ہے۔ وسألتك هل يغدر فذكرت أن لا وكذلك الرسل لا تغدر۔ یعنے میں نے تجھ سے سوال کیا۔ کہ کیا تمہارا مدعی نبوت کبھی عہد شکنی اور پیمان شکنی کا مرتکب بھی ہوا ہے یا نہیں۔ تو نے جواب دیا۔ کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اور واقع میں رسولوں اور نبیوں کی شان اس بات کی مقتضی ہے کہ وہ اس عیب سے پاک ہوں۔ اب اس معیار کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود کے سوانح کو دیکھ جاؤ۔ ایک واقعہ بھی ایسا نہ پاؤ گے۔ جو آپ کو کسی بدعہدی کا مرتکب ثابت کرے۔ آپ نے گورنمنٹ سے عہد باندھا۔ کہ ہم آپ کے ہمیشہ فرمانبردار رہیں گے۔ پھر کیا اس عہد کو کسی موقعہ پر توڑ دیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنے مرفوع الی اللہ ہونے تک اس عہد کو ایسا نبا ہا۔ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ پھر جو عہد خدا نے اپنے مریدوں سے مخلص دوستوں سے باندھے۔ اور جو معاہدات اپنے دشمنوں سے کئے۔ ہمیشہ ان کی پابندی کی۔ اور کوئی موقعہ اپنے اوپر حرف گیری کا نہ آنے دیا۔

نواں معیار جو آخری معیار ہے۔ ہرقل اس طرح پر بیان فرماتا ہے۔ وسألتك بما يأمركم فذكرت أنه يأمركم أن تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئاً۔ الی آخرہ۔ یعنے میں نے تجھ سے دریافت

کیا ۔ کہ وہ تعلیم کیا پیش کرتا ہے ۔ تو اُنہوں نے جواب دیا ۔ کہ وہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے ۔ کہ ہم ایک خدا کو مانیں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں ۔ اور بُرے اعمال چھوڑ دیں ۔ اور اچھے کام اختیار کریں ۔ اور واقعہ میں نبی اور رسول اعلیٰ تعلیم ہی دیتے ہیں ۔ اس معیار کو اگر مدنظر رکھا جاوے ۔ تو حضرت اقدس کی صداقت اظہر من الشمس نظر آتی ہے ۔ جب آپ مبعوث ہوئے ۔ تو اسلام میں ایسے گندے مسئلہ جگہ پکڑ گئے تھے ۔ کہ گویا وہ عین اسلام ہی کی تعلیم ہیں ۔ دیکھو حیات مسیح جیسا خطرناک مسئلہ جسے ایک عیسائی اپنے ہاتھ میں لے کر تمام دنیا کے مسلمانوں پر فتح پا سکتا ہے ۔ کس طرح پر باطل کیا ۔ اور براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے کس طرح پر اس کا قلع قمع کیا ۔ کہ آج ایک بچہ بھی ایک ادنیٰ احمدی کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ اور اس کے سامنے شیطان بھی آنے سے گریز کر جاتا ہے ۔ پھر حضرت مسیح ناصری کو تمام وہ صفات دیدی گئی تھیں ۔ جو خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں مسیح خالق تھا ۔ مُردے زندہ کرتا تھا ۔ دل کی بات بتا دیتا تھا ۔ اسے موت بھی نہیں ۔ خارق عادت طور پر خدا کی طرح بغیر تغیر کے زندہ آسمان پر براجمان ہے ۔ غرض اس فیج اعوج میں مسلمانوں میں شرک آگیا ۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے آکر ہمیں اس شرک سے منع کیا ۔ پھر اعمال کی طرف اگر دیکھا جاوے ۔ تو ایک انگریز کا ناحق قتل کر دینا جہاد اور ثواب سمجھا جاتا تھا ۔ اور مہدی کے متعلق کیسا گندہ خیال تھا ۔ کہ وہ آتے ہی سب کو دین اسلام میں جبراً داخل کریں گے ۔ مگر حضرت صاحب نے مبعوث ہو کر ان تمام اوہام باطلہ اور اعمال فاسدہ سے مسلمانوں کو منع کیا ۔ اور ایک ایسی جماعت قائم کی ۔ جو ان مشرکانہ عقائد سے بیزار اور ان افعال شنیعہ سے پاک ہے ۔ غرض تعلیم صحیحہ کا معیار بھی حضرت مسیح موعود کی نبوت رسالت اور صداقت کو بیّن طور پر دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے ۔

والحمد للہ رب العالمین

حقیقۃ النبوۃ و القول الفصل کا اثر

چوہدری عبد اللہ خان صاحب بہلول پور سے لکھتے ہیں :

(۱) " خدا بھلا کرے ۔ خواجہ اور محمد علی کا ۔ جنہوں نے اندرونی اختلافات اور غلطی کا ازالہ کرکے خدا کے فضل کو جوش دلایا ۔ اور القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ جیسی پُر از حقائق کتابیں لکھوا کر تشنہ لبوں کو سیر کرایا اور حضرت حامد کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی ۔ جو یوں لکھی ہے ۔

خدا کا راز جب مشہود ہوگا
تو ظاہر میرزا محمود ہوگا

حقیقۃ النبوۃ نے دراصل دنیا کو بتلا دیا ۔ کہ اس کے مد مقابل ایک کمسن بچہ نہیں ہے ۔ بلکہ وہ اسم بامسمیٰ محمود ہے ۔ جو خدا کے فضل کو اپنی تقویٰ اور طہارت اور دعاء اور کشش اور عالمانہ تحریروں سے سلطان القلم ہو کر سعید لوگوں کے دلوں پر نازل کرنے والا ہے ۔ جس بردباری ۔ اور متانت اور سنجیدگی اور چشم پوشی اور تقویٰ پہلوؤں سے یہ کتاب لکھی ہے وہ صرف آپ کا ہی حصہ ہے ۔ احمدی قوم کو مبارک ہو آپکے بابرکت وجود کے ذریعہ دوبارہ فضل نازل ہوا ۔ اب دیکھئے اس کا اثر حضرت مولانا پر کیا پڑتا ہے " +

(۲) ایک اور دوست لکھنؤ سے لکھتے ہیں ۔

" حقیقۃ النبوۃ موصول ہوئی جزاکم اللہ احسن الجزاء جس قدر حصہ پڑھا ہے ۔ اس کو دیکھ کر یہ رائے قائم ہوئی ہے ۔ کہ یقیناً روح القدس سے مدد لیکر لکھی ہے ۔ جوابات مسکت ہیں ۔ اور اب مجال دم زدن لاہوریوں کے لئے نہیں ہے ۔ یہ کتاب غیر مبائعین کے نام ضرور جانی چاہیئے " +

نظمیں براہین

براہین احمدیہ حصہ پنجم کی دونوں نظموں کو علیحدہ بغرض تبلیغ چھاپ کر شائع کیا ہے ۔ عہ کے ۲۰ رسالے فی رسالہ اَر ۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان +

کہاں سے کہاں چلے گئے

یہ مسلم امر ہے ۔ کہ ایک جھوٹ کا پاس کرکے انسان اور کئی ایک دروغ بافیوں کا مرتکب ہوتا ہے ۔ اور ایک دفعہ حق کی مخالفت کرکے اگر اس سے رجوع نہیں کرتا ۔ بلکہ اس پر مصر ہوتا ہے ۔ تو یقیناً اس کا آئینہ قلب مکدر اور ایمان سلب ہو جاتا ہے ۔

آہ ۔ افسوس ! یہی حال ہمارے غیر مبائع احباب کا ہے چنانچہ خواجہ صاحب کے رفیق سفر ۔ احمدیہ انجمن ۔ اشاعت اسلام کے مقرر کردہ واعظ اور رسالہ المہدی لاہور کے ایڈیٹر صاحب نے لکھنؤ میں جو درافشانی کی ہے ۔ وہ ہمارے اس دعوے کی مصدق و شاہد ہے ۔ اس کے متعلق اخویم محمد عثمان صاحب لکھنؤ سے لکھتے ہیں ۔

" حکیم مرہم عیسےٰ کہتا تھا ۔ کہ ڈائری قابل سند نہیں ہے ۔ کیونکہ جب انکے سامنے نواب رامپور اور ذوالفقار علی صاحب کی گفتگو کا حصہ ڈائری سے پیش کیا ۔ تو اس نے اس کی صحت سے انکار کر دیا ۔ اگر ڈائری غلط ہے ۔ تو نعوذ باللہ احادیث کا کل حصہ غلط ہے ۔ یہ بھی کہتا تھا ۔ کہ تحدی والی پیشگوئی غلط نہیں ہوتی ۔ اور حضرت کی کئی ایک پیشگوئیاں غلط ہوئیں ۔ لہذا وہ نبی نہیں ۔ اس پر یونس نبی کا حصہ حوالہ میں دیا ۔ تو کہا یہ بھی غلط ہے ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

اُف ! یہ عبارت کہ حضرت صاحب کی تحدی سے پیشگوئیاں کیں اور وہ غلط ہوئیں ۔ پھر ڈائری جو حضرت کے سامنے لکھی نہیں ۔ بلکہ دو اخبارات نے نقل کی ۔ اور ابھی تک اس کے زندہ شاہد موجود ہیں ۔ نا قابل سند کہی جاتی ہے

احمدی جماعت ! کیا تمہارے اندر احساس ہے ؟ مسیح موعود کے ماننے والو ! ماننے کا دعویٰ کرنیوالو ! کیا تمہیں غیرت آتی ہے ؟ کہہ دو تو ہم علانیہ بتا دیں کہ لاہوری گروہ کے واعظ اور معترض مخالف میں کچھ فرق نہیں ہے ۔ یاد رکھو ۔ مسیح موعود کی حرمت پر حملہ ہوتے اور اس مقدس وجود کی صداقت پر حملہ ہوتے دیکھ کر خاموش رہنا گناہ ہے ۔ اور ان خیالات کی اشاعت کرنے والے واعظین یا ان کے مقرر کنندہ لوگوں پر آئندہ حسن ظن رکھنا ایک انتہائی غلطی ہے ۔

دعوت الی اللہ

پروفیسر ریگ کا اعلان

کہ میں احمدی ہوں

تبلیغ کے سلسلہ میں مسٹر فریزر ہل کی بیعت خلافت

کئی انگریزوں کا احمدیت کیلئے تیار ہونا

مکرم محترم مفتی محمد صادق صاحب کو انگریزوں میں تبلیغ احمدیت کا بڑا جوش ہے۔ اور وہ اب سے بلکہ عرصہ سے خط و کتابت کے ذریعہ اس سلسلہ کی طرف متوجہ فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے بعض خطوط کے اقتباس کا ترجمہ جو مسٹر [illegible] فریزر ہل سے [illegible] کیا ہے۔ ہم الفضل میں دیتے ہیں اور اسی کے آخر میں وہ بشارت درج کی جاتی ہے جو مفتی صاحب کے خط سے ظاہر ہے۔

متعلق برطانیہ اور گورنمنٹ انگلشیہ سے جو تعلقات وفاداری [illegible] کو جا سکے کہ اس کاری حکمت تیز [illegible] اور تجارت کی صحبتوں میں اپنا اثر دکھا رہے ہیں۔ مجھے یقین ہو کہ ایشیا ہو یا افریقہ ہر جگہ اسلامی [illegible] سے آج [illegible] ہو رہی ہے۔ ان کا [illegible]

خدا تعالیٰ کے فرستادہ نبی احمد

کی تعلیم اور [illegible] ہم یہاں [illegible] سمجھتے ہیں کہ ذیل میں حضرت احمد نبی اللہ کی ذات بابرکات کی نسبت چند کلمات [illegible] سے نقل کریں۔

مارچ ۱۹۰۸ء میں جب پروفیسر کلیمنٹ ایل ریگ ایف۔ آر۔ جی۔ ایس وغیرہ وغیرہ جب لاہور میں ملے تو مفتی محمد صادق صاحب نے ان کا ایک سائنٹیفک لیکچر سنا۔ اور جناب احمد قادیانی کے بارے میں ان سے تذکرہ کیا۔ مسٹر ریگ سن کر ایسا مشتاق ہوا۔ کہ انہوں نے حضور کی زیارت کی خواہش ظاہر کی چنانچہ جناب مفتی صاحب نے پروفیسر موصوف کی حضرت مسیح موعود (جو کہ ان دنوں لاہور میں تشریف رکھتے تھے) سے ملاقات کروائی۔ مسٹر ریگ نے ایک لمبی مذہبی گفتگو کی۔ اور پھر چند سوالات کئے۔ حضرت مسیح موعود نے جو جواب دیئے۔ وہ سب پروفیسر کے لئے تسلی بخش ثابت ہوئے۔ اور وہ پکار اٹھے۔ کہ میں دور دور تک غیر ممالک میں پھرا ہوں۔ اور یہی سوال میں نے کئی ایک علماء دین اور فقہاء مذہب سے کئے مگر کوئی بھی ان کا تسلی بخش جواب دے کر میرے شکوک کو دور کرنے کے قابل نہ ہو سکا۔ اور صرف احمد (حضرت مسیح موعود مہدی مسعود) ہی ایک ایسا انسان ہے۔ کہ جس نے میرے تمام مذہبی شکوک کا ازالہ کر دیا ہے۔

مسٹر ریگ نے تمام جواب جو حضرت مسیح موعود نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ اپنی نوٹ بک میں درج کر لئے۔ پھر دوسری دفعہ ملنے کی غرض سے آئے۔ اور دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ جب کچھ دنوں کے بعد مسیح موعود اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ تو مسٹر ریگ اگرچہ پھر کبھی آپ کی ملاقات سے فیض حاصل نہ کر سکے۔ تاہم اسی دن سے آپ کے مداح ہو گئے۔ اور مفتی صاحب کے دل سے مشکور رہے کہ انہوں نے پروفیسر موصوف کی ملاقات ایک ایسے اعلیٰ پایہ کے انسان سے کروائی۔ جس کی نظیر باوجود دنیا جہاں دیدہ انسانوں میں سے ہونے کے پروفیسر ریگ کو نہیں ملی۔ اب وہ جناب مفتی صاحب سے تعلق دوستی رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے آپ کو کئی ایک بار یقین دلایا ہے۔ کہ میں اب احمدی ہوں۔ [illegible] احمدیت کی صداقت پر صدق دل سے یقین رکھتا [illegible]

جناب مفتی محمد صادق صاحب اپنے ایک خط مورخہ ۱۸۔ جنوری ۱۹۲۰ء میں کلکتہ سے سکندر بن فیروز کو تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پروفیسر ریگ صاحب نے ایک پاکباز انسان یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود کے بارے میں آپ سے تذکرہ کیا ہوگا۔ وہ اسلام کا ایک زندہ ثبوت تھا۔ یہ صرف اسلام ہی کا خاصہ ہے۔ کہ وہ انسانی روح کو آہستہ آہستہ اس زینہ تک پہنچا دیتا ہے۔ کہ آخر اس پر مخاطبہ و مکالمہ الٰہیہ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ توریت جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔ بہت سے انبیاء کو پیش کرتی ہے۔ اور ایسا ہی مسیح ابن مریم کی روحانی طاقتوں نے کئی ایک کو مسیحیوں کو اس رنگ میں رنگین کیا۔

لیکن اسلام ہر وقت اپنے اندر ایسے پاکباز مرد و عورت رکھتا ہے۔ جنہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا فخر ہے۔ انہی میں سے ایک جناب احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود و مہدی مسعود ہونے کا خطاب پایا ہے۔ اور جن کی صحبت سے ان کے مریدین پاک دل اور پاک خیال اور ظاہر و باطن کے یکساں ہونے کی عادت رکھتے ہیں۔ اب وہ بذات خود ہم میں موجود نہیں ہے۔ مگر اس کی روح اپنے خلیفہ حضرت محمود فضل عمر ایدہ اللہ (جو کہ حرکات و سکنات میں پورا پورا اس کا مشابہ ہے) اور دیگر شاگردوں میں ہو کر اب تک اپنا کام بدستور کر رہی ہے برٹش گورنمنٹ کے لئے آپ کا کام نہایت ضروری اور مفید ہے۔ ہندوستان کو اس میں حصہ لینا لابدی اور ضروری ہے۔ برٹش گورنمنٹ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی ہمارے لئے اور ان تمام لوگوں کے لئے جو یہاں بستے ہیں۔ ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ آپ کے ہندوستان میں تبلیغی دورہ پر آنے کا ارادہ سن کر میں بہت خوش ہوا ہوں۔ میں اپنے دوستوں سے اس معاملہ میں گفتگو کروں گا۔

میں اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ اور آپ کی [illegible] و دنیوی بہتری کے لئے دعا کرتا ہوں یہ خواہش

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا
(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر قادیان ضلع [illegible]

چندہ غیر ممالک [illegible]

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہے [illegible] وہی مسیح موعود (حقیقۃ الوحی)

قیمت ہر حال [illegible] روپے (۶)

جلد ۲ | ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء مطابق جمادی الاول سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ناساز ہے ۔ نماز کے لئے ۲۳ مارچ باہر تشریف نہیں لا سکے ۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مع بنت الرسول و بنت خلیفہ اول اور حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کے لاہور سے ۲۰ مارچ کو واپس تشریف لائے ۔

(۳) مدرسہ احمدیہ و مدرسہ تعلیم الاسلام کی جماعتوں کے سالانہ امتحان ۲۳ مارچ سے شروع ہیں ۔

(۴) ۲۰ مارچ شیخ محمد یوسف صاحب نے قدامت وید پران لیکچر کے سلسلہ میں جو اعلیٰ اسپیشلین کی کلاس کے لئے ہدایت وارد ہے جلسے ہیں ۔ سو گھنٹہ تقریر کی ۔ چند خارجی و داخلی ثبوت عدم قدامت وید کے دئے ۔ ۲۲ مارچ جناب مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے بسلسلہ تقریر اسی سلسلہ میں لیکچر دیا ۔ اور اس کا بقیہ ۲۳ مارچ کو اور کچھ ۲۴ مارچ کو ہوا ۔ میں یہ ضرور کہوں گا ۔ جس اہتمام سے لیکچر تیار کرائے جاتے ہیں ۔ اسی قدر اہتمام ان کو سنانے کا ہونا چاہیئے ۔ ایک خاص مہتمم مقرر ہو جو بذریعہ قلمی اشتہار و دیگر ذرائع تمام احباب احمدیہ سکان قادیان کو اطلاع کرائے ۔

اخبار احمدیہ

برادر عطاء الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ مسقط دعائے خیر کے لئے عرض کرتے ہیں ۔

(۲) پندرہ خط ۱۹ مارچ کی ڈاک میں ایسے پڑھے کہ انہیں طاعون کی شدت کی شکایت ہے ۔ اعاذنا اللہ منہا ۔

(۳) جمیل احمد لوہکی ضلع سیالکوٹ سے اپنے نابالغ بچے کے جنازہ غائب کے لئے درخواست کرتے ہیں ۔

(۴) محمد سعید خان کلرک ڈاک خانہ سرگودھا دو ہزار [illegible]

کی بنا پر حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کر لی ہے انہیں یقین دلایا گیا ہے کہ فریق مخالف کی روحانی حالت بہت گر گئی ہے

(۵) برادر غلام حسین چودھری کھنبات سے لکھتے ہیں کہ بعض مخالفوں کی تنقیدی باتوں سے چند وساوس میرے دل میں سلسلہ احمدیہ کے برخلاف پڑے ہوئے تھے لیکن تحفۃ الملوک دیکھنے سے وہ شکوک رفع ہو گئے ۔

(۶) برادر مولا بخش صاحب بڈر سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ لاہوری پارٹی کے طرفداروں میں سے حسب ذیل احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا ہے اپنے اخبار میں درج فرما کر مشکور فرماویں ۔ (۱) مرزا اعظم بیگ صاحب ۔ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام ۔ سیالکوٹ ۔

(۲) منشی محمد عبد اللہ صاحب محاسب انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ

(۳) منشی کرم الدین صاحب ٹیچر گورنمنٹ سکول ۔ سیالکوٹ

(۴) حافظ محمد شفیع صاحب ۔

[illegible] ہمارے دوست پیغامی لکھا کریں کیونکہ لاہور میں ہمارے مخلص احباب بھی موجود [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان - دارالامان ۲۵ - مارچ ۱۹۱۵ء

ایک اور نبوت پوری ہوئی

آج آسمان مسیح موعود کی نبوتوں کو غیر معمولی شوکت اور کثرت کے ساتھ پورا کر رہا ہے۔ اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا۔ جو مومنین کے قلب کو تسکین اور دل کو سرور نہیں بخشتا۔

نشانات آسمانی کی غیر معمولی بارش ایک طرف تو دوستوں کے لئے شادمانی و خوشی کا موجب اور دوسری طرف دشمنان سلسلہ کے لئے موجب کلفت و خفت ہو رہی ہے۔ اور جیسا کہ ہم الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں مخالف کیمپ میں کھلبلی کے عنوان سے ظاہر کر چکے ہیں۔ مسیح موعود کے مخالفین کا ایک گروہ انکی پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھ کر اندر ہی اندر صداقت کا قائل ہو رہا ہے۔ اور دوسرا محض ہٹ دھرمی کے سوا اب انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں دیکھتا۔

غرض ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بقول اسکے ؎

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

اسوقت آسمان زمین کے قریب آرہا ہے۔ اور کھلے کھلے نشانات دکھا کر دنیا میں آنے والے نذیر کی صداقت کا اظہار کر رہا ہے دیکھو اپریل ۱۹۰۵ء کا جو تھا دن تھا۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ فرستادہ کی معرفت آسمانی بجلی کی طرح الہام کے ذریعہ خبر دی۔ کہ

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی۔ جو بہت ہی سخت ہوگی"۔

یہ آسمانی خبر آج سے آٹھ سال قبل آسمان سے زمین پر آئی۔ اور اسی وقت مخالف سلسلہ میں شائع ہو گئی۔ اور ۲۰ - اپریل کو جب ڈوئی کی موت پر خدائی فیصلہ کے عنوان سے ایک انگریزی رسالہ شائع ہوا۔ تو اس کے صفحہ ۳ پر جہاں موجودہ تباہ کن جنگ و مصائب نوائب کی خبر تھی۔ وہاں اس کے بعد دوسری پیشگوئی بدیں الفاظ درج کی گئی تھی۔

"دوسری پیشگوئی وبا کی نسبت ہے۔ اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی"۔ یہاں پر یہ بنیادی امر بھی بے محل نہ ہوگا۔ کہ ہندوستان میں طاعون کے ظاہر ہونے سے دس سال پہلے مسیح موعود نے اس کی آمد کی خبر دی تھی۔ پھر ابھی پنجاب اس مرض سے محفوظ ہی تھا۔ کہ حضرت مسیح نے ایک رویا و کشف کے یہ خبر دیدی تھی۔ کہ کل پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی۔ اور اس صوبہ میں سخت تباہی برپا کریگی"

اب یہ ایک نبوت ہے۔ جو آج سے کئی سال قبل دنیا کے سامنے الفاظ کی شکل میں نمودار ہوئی۔ اور ناواقف دنیا کو یقین دلایا گیا۔ کہ جسطرح مسیح موعود کی پہلی پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں۔ اسی طرح ایک دن آئیگا۔ کہ آسمان قہری نشان دکھلائیگا۔ اور جو کچھ خدا کے برگزیدہ کی معرفت نبوت کیا گیا تھا۔ وہ الفاظ سے تجسم کی صورت اختیار کریگا

اگرچہ خونخوار خون آشام عفریت جنگ اپنی مہیب اور بھیانک صورت کے ساتھ یورپ اور دیگر عیسائی ممالک میں موجود ہے۔ اور جہاں جہاں اس نے ڈیرے ڈالے ہیں وہیں ایک قسم کی طاعون نے اپنا منہ دکھایا۔ اور تباہی و بربادی کی شکل میں پھیلنا شروع کر دیا ہے۔ اور سمجھدار لوگ جانتے ہیں۔ کہ جنگ بھی ایک قسم کی طاعون ہے۔

چنانچہ احمد آباد گجرات کے ریلوے سٹیشن پر بعض انصاف پسند انگریزوں نے داعی الی الخیر مولانا مفتی محمد صادق صاحب سے اس پیشگوئی کی نسبت کہا کہ یہ بھی پوری ہو چکی ہے"۔ تاہم خدا تعالیٰ کی ہاں پکے وعدوں والے خدائے قدوس نے چاہا۔ کہ اٹلی کے زلزلہ کی طرح طاعون و وبا کی پیشگوئی کو بھی ظاہری الفاظ میں پورا کرے۔ اور ریوٹر کے ذریعہ اس نبوت کے پورا ہونے کا مفصلہ ذیل الفاظ میں اعلان کرے۔

"سرویا میں وبا"

اسکاٹ لینڈ کی ایک لیڈی مسمی فیر بنر نامی جو سرویا میں بطور نرس کے کام کر رہی تھی۔ وبا کا شکار ہو گئی۔ مسلاس لیٹھن جو صلیب احمر کی جماعت کو سرویا لے گئے ہیں۔ اپنی ایک چٹھی میں لکھتے ہیں۔ کہ تمام شفاخانے مریضوں سے لبالب بھرے ہوئے ہیں۔

بکثرت ڈاکٹر نذر وبا

ریوٹر ایجنسی کا نامہ نگار مقام ایتھنس لکھتا ہے کہ بہت سے ڈاکٹر سرویا میں اسی وبا کے نذر ہو گئے اور ایک امریکی ڈاکٹر نے جبکہ اس کے دماغ میں انجرات چڑھ گئے۔ تو خودکشی کر لی۔ اب فرانس سے پورے سو ڈاکٹر اس وبا سے جنگ کرنے کے لئے آرہے ہیں۔ نرسوں کی ایک جماعت براہ سالونیکا سرویا روانہ ہو گئی ہے۔

آسٹریوں کا کیڑا

آسٹریوں نے ایک کیڑا چھوڑ کے یہ وبا سرویا میں پھیلائی ہے۔ اب یہ گھٹ رہی ہے۔ یونانیوں اور بلغاریوں کو اپنی اپنی پڑ رہی ہے۔ دونوں قوموں کے حکام سخت کوشش کر رہے ہیں۔ کہ وبا ان کی حدود میں نہ آنے پائے۔

اس نبوت مسیح کے پورا ہونے اور ہستی باری کے ثبوت کے لئے ایک اور زندہ دلیل ہاتھ میں آنے پر ہم مسیح موعود کے بھیجنے والے خدا کی حمد کرتے ہیں۔ اور زلزلہ اٹلی کی پیشگوئی پورا ہونے پر جو الفاظ امرتسری اہلحدیث ۵ - فروری ۱۹۱۵ء کی توجہ کا موجب ہوئے تھے۔ ہم آج پھر انہی کا اعادہ کرتے اور کہتے ہیں۔

جو آنکھ رکھتا ہے دیکھے۔ اور جو دل رکھتا ہے۔ غور کرے۔ جو دماغ رکھتا ہے۔ سوچے اور معلوم کرے۔ کہ کسطرح خدائے قدوس اپنے فرستادہ کی صداقت ظاہر کر رہا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نظمیں براہین

براہین احمدیہ حصہ پنجم کی دو نظموں کو بصورت رسالہ بغرض تبلیغ چھاپ کر شائع کر دیا ہے قیمت ۲؍ سالہ فی رسالہ ہے محمد یاسین تاجر کتب قادیان۔

متفرق نوٹ

جاپان میں اشاعت اسلام

جینیفار کا ایک نامہ نگار لکھتاہے "عیسائی مشنری جس سرگرمی سے ہندوستان میں کام کرتے ہیں۔ اسی مستعدی کا یہاں بھی ثبوت دیتے ہیں۔ لیکن وہاں کی بہ نسبت ان کو یہاں جلد اور زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ اس کی بعض خاص وجوہ ہیں۔ اہل جاپان تعلیم کو جملہ امور پر مقدم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ عیسائی مشنریوں نے متعدد مدارس کھول دیئے ہیں۔ اور عنقریب ایک یونیورسٹی بھی بننے والی ہے۔ یہاں کئی نوع شدہ سے کام کررہی ہے۔ شہر میں جابجا عیسائیوں کے لیکچر ہوتے ہیں۔ اور عجیب وغریب طریقوں سے جاپانیوں کے تالیف قلوب کی کوشش کی جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کی تصاویر کثرت سے فروخت ہوتی ہیں۔ جاپان کے باشندے السنۂ اجنبیہ میں انگریزی کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس لئے جو یہاں امریکن یا انگریز آتے ہیں وہ بآسانی کامیاب ہوجاتے ہیں۔ جابجا دارالتعریج (?) قائم ہیں۔ جن میں کسی جگہ تو انگریزی سکھائی جاتی ہے اور کہیں عیسائیت پر لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ یہ کام اکثر مفت یا برائے نام فیس پر کیا جاتاہے۔

جاپانی زبان میں مسلمان کو "کوئی فوئی کیو" کہتے ہیں۔ یہاں کے لوگ مذہب اسلام سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ ان میں تصویر پرستی کا رواج زیادہ ہے۔ اور سب سے پہلے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر مانگتے ہیں۔ چند جاپانیوں نے یہی کہا۔ کہ ہم نے پیغمبر اسلام کی ایک ایسی تصویر دیکھی ہے۔ جس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار ہے۔ یہ ان کی جدت طبع کا نمونہ ہے۔ جو والٹیئر (?) براہین سے مغلوب ہوکر آنحضرت صلعم کے متعلق غلط باتیں جھوٹے الزام اور خلاف واقعہ تصاویر شائع کرکے کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اب ٹیچنگز آف اسلام مل گئی ہے۔ وہ بھی بعض لوگوں کو دکھلاؤں گا۔ اس کتاب پر ایک اشتہار [illegible] صاحب کا ہے۔ کہ پبلک لائبریری میں وہ ریلیوانٹ ریلیجن سنت بھیجیں گے۔ (ملخص)

سرکاری رپورٹ

لیبر کانفرنس کی سرکاری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ مسٹر لائیڈ جارج نے کہا۔ کہ پیشتر اس کے کہ گورنمنٹ تازہ ترین "قانون حفاظت" کی رو سے کارخانوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لے۔ جس کے متعلق ابھی شاہی منظوری حاصل کی گئی ہے۔ وہ مالکان کارخانجات سے اس امر کا مطالبہ کرتی ہے۔ کہ وہ محدود منافع پر اکتفا کریں۔ کیونکہ مزدور اس صورت میں اپنی پوری طاقت صرف کرسکتے ہیں۔ اگر ان میں کسی قسم کا تنازعہ برپا ہوگا۔ تو ایک ثالثی بورڈ میں پیش کیا جائیگا۔ جسے گورنمنٹ نامزد کرے گی۔ گورنمنٹ نے کاریگروں سے درخواست کی ہے۔ کہ ان قواعد کی پابندی ابتک کردیں۔ جن کی وجہ سے سامان حرب قلیل مقدار میں تیار کیا جاسکتاہے۔ اور زنانہ مزدوروں کا سوال بھی اس میں شامل ہے۔ مسٹر لائیڈ جارج نے لیبر لیڈروں سے اپیل کی۔ کہ اگر گورنمنٹ مزدوروں سے شراب کی عادت چھڑانے کے لئے کوئی قانون پاس کرے۔ تو اس کی حمایت کریں۔ کیونکہ اس کا سامان حرب کی بہم رسانی اور باربرداری پر بہت بڑا اثر پڑتاہے۔ مسٹر لائیڈ جارج نے کہا۔ کہ ایسے ملک کے لئے جس کے وسائل کسی دوسرے ملک کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔ اب صرف دو راستے رہ گئے ہیں۔ کہ یا تو وہ جرمنی کے قومی طبقہ کے جو کامیابی کے نشہ میں مخمور ہے۔ محکوم بن کر رہے۔ یا اس کی جنگجویانہ روح کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کردے۔

تجارتی بورڈ نے ایک سرکلر شائع کیاہے۔ جس میں ہر صحیح الجسم عورت سے جو کام کرنے پر رضامند ہو۔ درخواست کی گئی ہے۔ کہ اپنا نام مزدوروں یا کاریگروں کی فہرست میں درج رجسٹر کرائے۔ اور اسطرح مزدوروں کو جنگی خدمات بجالانے کا موقعہ دے۔

جنگ کا خرچ

مسٹر [illegible] کمیشنر جو اقتصادیات میں بڑے پایہ کے ہیں۔ اور جنہوں نے موجودہ جنگ سے پیشتر "مصارف جنگ" کے مضمون کا خاص طور پر مطالعہ کیا تھا۔ رائل سٹیٹسٹیکل سوسائٹی کے سامنے مصارف جنگ پر حال میں ایک لیکچر دیا۔ مسٹر [illegible] نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ برطانیہ عظمےٰ کے مصارف جنگ بالواسطہ یا بلاواسطہ ایک ارب ۲۰ کروڑ پونڈ سالانہ اور جرمنی کے ڈیڑھ ارب [illegible] کروڑ پونڈ سالانہ ہیں۔ اور انہی کے اندازہ کے بموجب تمام متخاصم ممالک کا مجموعی خرچ بالواسطہ یا بلاواسطہ جس کا جنگ سے تعلق ہے۔ ۹ ارب پونڈ یعنی ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ یومیہ سے زائد ہے۔

ریویو

مفتاح التواریخ حصہ اول

سرکاری کتب کی تقطیع اور بلحاظ لکھوائی وچھپوائی ویسی ہی عمدہ ایک تاریخی کتاب ہمارے بھائی منشی نعمت اللہ صاحب گوہر نے برائے طلباء ونیز مڈل وعام شائقین بمطابقت سلیبس جدید اور پابندی اصول تعلیم لکھی ہے۔ اور حق یہ ہے۔ کہ خوب لکھی ہے۔ عہد ہندو وافغانیہ کے موٹے موٹے واقعات نہایت بے تعصبی کے ساتھ جمع کردیئے ہیں۔ اور اسی ضمن میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ومسلمان صوفیاء کے حالات بھی دیئے گئے ہیں۔ میں اس تاریخ کو بہت مفید سمجھتا ہوں۔ نہ صرف طلباء کے امتحان کے واسطے ہر باب کے اخیر میں امتحانی سوالات بھی ہیں۔ اور چند دلچسپ اشعار بھی جو پڑھتے ہی ازبر ہوجائیں۔ بلکہ عام شائقین کے لئے بھی جو تاریخ سے کچھ دلچسپی رکھتے ہیں۔ منشی صاحب موصوف احمدی قوم کی طرف سے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ انہوں نے یہ کتاب مذہبی حیثیت سے نہیں لکھی۔ بلکہ ہر مذہب کے طالب علم کے افادہ کا خیال رکھکر لکھی ہے۔ اور تمام مذاہب کے جذبات کا کافی خیال رکھا ہے۔ پھر بھی احمدیت کے اصول کی بہت کچھ خدمت کرگئے ہیں۔

قیمت ۷ ہر آنے۔ حجم [illegible] صفحہ۔

ملنے کا پتہ۔ نعمت اللہ خاں گوہر ہیڈ ماسٹر اینگلو ورنیکولر ایم۔ بی۔ مڈل سکول۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح و المہدی امیر المومنین نے ۱۹ مارچ ۱۹۱۵ء کو دیا

(نوشتہ غلام نبی بلانوی)

یایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیاٰتکم و یغفر لکم و اللہ ذو الفضل العظیم ۸ - ۲۹

انسان کو اپنی زندگی کے راستہ میں بہت سی مشکلات بہت سی تکلیفیں اور بہت سی رکاوٹیں پیش آتی ہیں چونکہ وہ تمام نتائج جو انسان کے کاموں کے نکلتے ہیں زیادہ آئندہ سے تعلق رکھتے ہیں اور آئندہ کا علم کسی کو ہوتا نہیں اس لئے انسان کے لئے زندگی بسر کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ اندھیرے میں کوئی شخص کسی چیز کے پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ وہ چیز کہاں ہے اور میرا ہاتھ کدھر جاتا ہے یہی حال انسان کے کاموں کا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں روشنی میں کام کر رہا ہوں وہ جانتا ہے کہ میں سوچ کر روشنی میں دیکھ بھال کر کام کر رہا ہوں اور وہ خیال کرتا ہے کہ اچھے طور میرا کام ہو رہا ہے مگر دراصل وہ اندھیرے میں ظلمت میں اور تاریکی میں کام کر رہا ہوتا ہے پس چونکہ انسان کے تمام کاموں کی غرض نتائج مرتب کرنا ہوتی ہے۔ اور نتائج آئندہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور آئندہ کا علم انسان کو ہے نہیں اس لئے اس کے تمام کام ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے اندھیرے میں کوئی کام کرتا ہو اور نہ جانتا ہو کہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے جب یہ صورت ہوئی تو سوال ہو سکتا ہے کہ پھر انسان کے لئے اپنے کاموں میں کامیاب اور بامراد ہونے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگو! آؤ ہم تمہیں تدبیر بتلاتے ہیں اور وہ یہ کہ یایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ۔ اے مومنو! اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو۔ اور اسی کی خشیت کو دل میں جگہ دو اور خوف الٰہی اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ یہی تمہاری کامیابی کا گر ہے *

تقویٰ اللہ کے معنی

تقویٰ اللہ کہنے کو تو چند لفظ ہیں جو آسانی سے کہے جا سکتے ہیں لیکن عمل میں تقوےٰ ایک نہایت ہی مشکل بات ہے ایک بزرگ نے تقوےٰ کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ ایک شخص نے لمبے کھلے کپڑے پہنے ہوئے ہوں جو ادھر ادھر لٹکتے جاتے ہوں اور اس نے ایک ایسے تنگ راستہ سے گذرنا ہو جس میں سے صرف ایک ہی شخص گذر سکتا ہے اور اس راستہ کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں جن کے کانٹے قدم قدم پر اس کے کپڑوں کو کھینچتے ہوں۔ ایسی جگہ سے جس طرح یہ شخص اپنے تمام کپڑے سمیٹ کر صحیح و سلامت گذر جاتا ہے اور اپنے کپڑوں کو پھٹنے نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ شخص جو اپنی زندگی میں دنیا کی تمام آلائشوں تمام گندوں اور تمام ناپاکیوں سے گذر جاتا ہو۔ اور اپنے کپڑوں کو ناپاک نہ ہونے دے اس کا نام تقوی اللہ ہے۔ پس کہنے کو تو یہ فقرہ آسان ہے۔ مگر درحقیقت نہایت مشکل ہے۔ اور اس راستہ پر چلنا ہر ایک انسان کا کام نہیں ہے کیونکہ اس کے حصول کے لئے انسان کو بہت سی کوششوں اور ریاضتوں کے کرنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن جو شخص ہمت کرتا ہے وہ ضرور کامیاب بھی ہو جاتا ہے اور صرف یہی ایک طریق ہے جس سے انسان دنیا میں اپنے کاموں اور ارادوں میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ اے مومنو! متقی بن جاؤ۔ اس بزرگ نے تقوےٰ کے معنے بہت درست کئے ہیں۔ تقویٰ کے معنی بچاؤ کرنے کے ہیں! انسان کا نفس جسم ہے۔ پاکیزگی اور طہارت اس کا لباس ہے اور دنیاوی پلیدیاں اور گندگیاں کانٹے ہیں جو ہر وقت پاکیزگی اور طہارت کے لباس کو پھاڑنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ انسان کا یہ کام ہے . . . . . کہ اپنی ساری زندگی میں اس راستہ سے صحیح و سلامت گذرنے کی کوشش کرے۔ اور اس کو ایک تنگ راستہ سمجھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راستہ کو تلوار سے مشابہ قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ تلوار کی دھار کی طرح تیز ہے اور اس کا نام آپ نے پل صراط رکھا ہے گویا کہ جہنم اور بہشت . . . اور یہ کہ یہ راستہ ہے جس پر انسان چل رہا ہے اور اتنا باریک اور تنگ ہے کہ انسان کو اس پر چلنے کے لئے ساری توجہ اور ساری کوشش سے کام لینا پڑتا ہے۔ اگر کسی نے ان بازیگروں کو دیکھا ہے جو رسہ پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں اور اپنے پاؤں سے سینگ باندھ کر اور سینگ کی نوک رسہ پر ٹیک کر چلتے ہیں تو اُسے معلوم ہو گا کہ وہ کیسی عمدگی سے اپنے پیروں کو رکھتے اور کس خوبی سے اپنے وزن کو برابر رکھتے ہیں تا ادھر گرتے ہیں نہ اُدھر گرتے ہیں۔ یہی حال متقی کا ہے اس کو بھی اسی طرح احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں ہی تقوےٰ کی راہ اس کے لئے بہشت کا موجب ہوتی ہے اگر کوئی اس راستہ سے ذرا ادھر ہو جاتا ہے۔ تو وہ جہنم کے گڑھے میں آ پڑتا ہے۔ تو جس طرح بازیگر چند پیسوں کے لئے رسہ پر اعتدال اور کوشش سے چلنے کی مشق کرتا ہے۔ اور پھر اس پر چلتا ہے۔ اسی طرح مومن کا کام ہے کہ اپنے نفس کو بچاتا ہوا اعتدال سے زندگی بسر کرے اور تقوےٰ کے راستے سے ذرا اِدھر اُدھر نہ ہو سکے تاکہ جہنم کے عمیق گڑھے میں گرنے سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ اگر تم اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تمہارے لئے فرقان پیدا کر دیگا۔ فرقان کیا ہے اس کے کئی معنے ہیں۔ اول وہ چیز جو حق و باطل میں تمیز اور فرق کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے تقویٰ کرنے سے ایسی تدبیریں کی جائینگی کہ جس بات پر تم قائم ہو اور جس صداقت کو تم پھیلانا چاہتے ہو اللہ بڑی زور آور تائیدوں سے اس کو لوگوں پر ظاہر کر دیگا اور اس طرح حق اور باطل میں کھلا کھلا فرق ہو جائے گا۔ دوم فرقان کے معنے ایسے راستہ کے ہیں جس پر چل کر انسان مُصیبتوں تکلیفوں اور رنجوں سے نکل جائے یعنی اگر تم اللہ کے لئے تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایسا راستہ پیدا کر دیگا کہ تم ہر قسم کی مُصیبتوں سے بچ کر نکل جاؤ گے واقعہ میں ہر ایک کمزور کے لئے دنیا میں آرام سے رہنے کے لئے یہی ایک راستہ ہوتا ہے کہ وہ طاقتور کا سہارا لے دیکھو ایک کمزور جو چارپائی سے قدم بھی اُٹھا نہیں سکتا میلوں کا سفر اس طرح طے کر لیتا ہے کہ اس کے تندرست ساتھی اس کو اُٹھا کر لے جاتے ہیں پس کمزور اور ناطاقت انسان کے لئے مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچنے کا یہی طریق ہے کہ وہ طاقتور کا سہارا لے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یایھا الذین

اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ۔ اے مومنو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے۔ تو وہ آپ تمہارے لئے مصیبتوں سے بچنے کا راستہ نکالیگا۔ اور تمہیں خود اٹھا کر ہلاکت کے گڑھے سے پار کر دیگا۔ اور ویکفر عنکم سیأٰتکم۔ تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپ دے گا۔ انسان میں بہت سی کمزوریاں ہوتی ہیں۔ اور اس کے پچھلے گناہ اس کے راستہ میں حائل ہو کر گمراہ کر دیتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تو نہ صرف یہ ہو گا کہ خدا تمہیں آنے والی مشکلات اور مصائب سے بچا لیگا بلکہ تمہیں صداقت کے راستہ سے جو حرص اور گناہ روکنا چاہیں گے۔ ان سے بھی محفوظ رکھیگا اور تمہاری پہلی بدیوں کو ڈھانپ دیگا۔ ویغفر لکم۔ اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا۔ یعنی بدیوں کا ڈھانپنا یہ نہیں ہو گا کہ ان پر پردہ ڈال دیگا۔ اور نہ یہ کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیگا تاکہ ان کے سامنے ذلت اور رسوائی نہ ہو بلکہ ان گذشتہ بدیوں اور گناہوں کے بد نتائج سے تمہیں بچا لیگا۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ اور یہ تو معمولی باتیں ہیں جو متقیوں کے لئے بیان کی گئی ہیں ورنہ اللہ تو بہت کچھ رکھتا ہے۔

متقیوں کے لئے انعام

یہ جو متقیوں کے لئے تین انعام بیان کئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ ہر مشکل سے بچائے جائیں گے۔ دوم یہ کہ ان کے گناہوں کو ڈھانپ دیا جائے گا۔ اور سوم یہ کہ ان کے گناہوں کو عفو کیا جائے گا۔ یہ اس دنیا کے لحاظ سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ جو کوئی متقی ہو گا۔ اس کے لئے ہمارے پاس بہت بڑے بڑے انعامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا عین رأت ولا اذن سمعت۔ کہ نہ کوئی آنکھ ہے جو ان کو دیکھ سکے۔ اور نہ کوئی کان ہے جو ان کے متعلق سن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے انعام الفاظ میں بیان کئے جا سکتے ہیں اشارۃً ہی بیان ہو سکتی ہے کیونکہ انسانی لغت محدود ہے مثلاً درد کا ایک لفظ ہے۔ قولنج کی تکلیف ہو تو اسے بھی درد ہی کہیں گے۔ اور اگر کانٹے کی تکلیف ہو تو اسے بھی درد ہی کہیں گے۔ اور دیوانہ کتے کے کاٹے کی تکلیف کا نام بھی لغت درد ہی رکھتی ہے۔ حالانکہ کانٹے کا درد اور ہے قولنج کا درد اور ہے۔ اور کتے کے کاٹے کا اور۔ ان میں بہت بڑا فرق ہے۔ الفاظ ان دردوں کو زیادہ سے زیادہ ان الفاظ میں ادا کر سکتے ہیں کہ یہ بہت ہی سخت درد ہے مگر جس شخص پر کسی درد کی حالت گذرتی ہے۔ وہی اس کی اصلیت سے واقف ہو سکتا ہے دوسرا جس کو درد نہیں ہے۔ اس تکلیف کو اپنے قیاس میں بھی نہیں لا سکتا اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آرام اور راحت انسان کو ملتی ہے۔ دنیا نے اس کا آرام اور راحت ہی نام رکھ دیا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ دھوپ سے سائے میں جانے سے بھی آرام ہوتا ہے مگر الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے آرام اور دوسرے آرام میں کوئی فرق نہیں بتاتے اور نہ الفاظ اس آرام کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم تمہیں اور کیا کیا بتائیں۔ تمہاری زبان میں الفاظ تو ہیں نہیں۔ جن سے تمہیں سمجھایا جاوے۔ اس لئے ہم تمہیں ایک ہی بات بتاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ واللہ ذو الفضل العظیم۔ اللہ بڑے فضلوں والا ہے۔ وہ تمہیں وہ کچھ دیگا۔ جس کے سمجھنے کی بھی اس وقت تمہیں طاقت نہیں ہے۔

تکلیفوں سے بچنے کا راستہ

پس خوب یاد رکھو کہ دنیا کی تکلیفوں سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان متقی ہو جائے بہت نادان ہے وہ شخص جو فروع کی طرف دوڑتا ہے اور اصول کو ترک کرتا ہے اگر کسی شخص کے پاس صرف ایک گلاس پانی کا ہو تو وہ پیاس کے خطرہ سے مطمئن نہیں ہو سکتا کیونکہ اس گلاس کے پی لینے کے بعد جب اسے پیاس لگیگی۔ تو اس کے پاس کچھ نہ ہو گا۔ پس اس کے پیاس سے بچنے کا یہ ذریعہ ہے کہ کوئیں کے پاس چلا جائے۔ پھر اسے پیاس کا کوئی ڈر نہیں رہیگا۔ دیکھو جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے والا انسان پانی کی دور دور تلاش کرتا رہتا ہے۔ اور بڑی تکلیف اٹھاتا ہے۔ لیکن جن شہروں میں لوگوں کے گھروں میں نلکے لگے ہوتے ہیں۔ یا کوئیں موجود ہوتے ہیں۔ ان کو پانی کے حاصل کرنے کے لئے کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔ پس دانا انسان کا یہ کام ہے کہ بجائے پانی کا ایک گلاس اپنے پاس رکھنے کے چشمہ کو تلاش کر کے اس کے پاس بیٹھے۔ اور بجائے ایک دو پھلوں کے تلاش کرنے کے پھل دار درخت کی تلاش کرے۔ لوگ سکھ اور آرام حاصل کرنے کے لئے مختلف تدبیریں کرتے ہیں کوئی علم پڑھتا ہے کوئی دولت جمع کرتا ہے کوئی عزت حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ کوئی ہنر سیکھتا ہے۔ اور کوئی کسی اور طریقہ سے آرام حاصل کرنا چاہتا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ دنیا کے سکھ اور دکھ ہزاروں قسم کے ہیں۔ ان کے لئے انسان اپنی کوشش سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک انسان ایک ہنر اور پیشہ اس لئے سیکھتا ہے کہ میں اس کی وجہ سے تکالیف سے بچ جاؤں گا۔ لیکن کل اس پیشہ میں مرور زمانہ کی وجہ سے کوئی ایسا نقص پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ چلتا نہیں۔ مثلاً پہلے زمانہ میں کپڑا بننے کا ہنر سیکھا جاتا جو بہت عمدہ بھی تھا لیکن اب مشینوں کے نکل آنے کی وجہ سے وہ باطل ہو گیا ہے اور ہندوستان کے لاکھوں جولاہوں کا کام رک گیا ہے۔ کیوں اس لئے کہ مشینوں کا مقابلہ جولاہے کہاں کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دیکھو طب ایک ایسا پیشہ تھا جس کے بدلنے کا کبھی کو خیال بھی نہ تھا۔ مگر اب اس میں بھی نقص پیدا ہو گیا ہے ہندوستان میں یونانی طب تھی۔ جب اس سے بڑھ کر ڈاکٹری آگئی تو اب اسے کوئی پوچھتا بھی نہیں اور وہی طبیب جن کے دروازے پر ہاتھی جھوما کرتے تھے اب کھانے کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں تو آج انسان کوئی تدبیر نکالتا ہے کل اس سے بڑھ کر تدبیر نکل کر پہلی کو بے کار کر دیتی ہے یہی حال مصیبتوں اور تکلیفوں کا ہے۔ اگر ایک انسان کسی کی دیوار میں سوراخ کر دے۔ اور وہ دیوار والا اس سوراخ کو بند کر دے تو وہ دوسری جگہ سے کر دیگا۔ اس لئے اس کی شرارت سے بچنے کا یہی ذریعہ ہے کہ اس شخص کو پولیس میں دے کے حوالہ کیا جاوے تاکہ کسی اور جگہ سے اس کے سوراخ کرنے کا خطرہ نہ رہے تو ایک ایک چیز جو انسان حاصل کرتا ہے۔ اور ایک ایک رستہ جس سے انسان راحت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور ایک ایک تدبیر جس سے وہ دکھوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اس کے لئے کامل سکھ اور کامل راحت کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ جس کے قبضہ میں سکھ اور جس کے اشارہ سے سکھ اور دکھ ہے۔ اس سے انسان دوستی پیدا کر لے پھر اس کے

باغیان خلافت

باغیان خلافت سے استغنا

اُن قدیمی دوستوں سے میرا استغنا ہے
بیعتِ محمود احمد سے جنہیں انکار ہے

کن سے توڑا ہے تعلق اور جوڑا کن سے ہے
کیا کبھی سمجھے یہ سوچا اور کتنی بار ہے

باغیان خلافت کا تلون مزاج

نورِ دین کا مانتے تھے پھر پشیمان ہو گئے
مان کر پہلے خلافت پھر گریزاں ہو گئے

کل جسے کہتے ہی تھے کہ حق وہ مرشد تھا
پہلے کیا تھے اور اب کیا تم میری جان ہو گئے

باغیان خلافت کی تعمیل ارشادات مرشد

اقتدا غیر احمدی کے خلف میں کر دی روا
غیر کو اب لڑکیاں دینا بھی جائز کر دیا

غیر کے پیچھے جنازے ہو نہایت شوق سے
کیا ہی تعمیل ہے مرشد کے حکموں کی بھلا

باغیان خلافت کی پالیسی

اپنے مطلب کی کہے گر میرزا وہ بھی درست
نوریں سے ہو اگر حل مدعا وہ بھی درست

جس جگہ دونوں کو پایا اپنے مطلب کے خلاف
بے تامل ترک کر دی اقتدا وہ بھی درست

باغیان خلافت کا منکرین مسیح موعودؑ کے بارے میں اعتقاد

مسلماں ہیں مسلماں۔ انکے بدلے طور ہیں
وہ جو مسلم کو کہیں کافر وہ کافر اور ہیں

ان مسلمانوں کو جو کافر کہیں کافر ہیں وہ
یہ ہیں فتوے سناتے خواجہ لاہور ہیں

۱ مراد نام کے مسلمانوں سے مسلمان سے مراد حقیقی مسلمان ہیں

سیدنا نور الدین کی جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو نصیحت دربارۂ منکران مسیح موعودؑ

ان کا اسلام اور ہے اور اپنا اسلام اور ہے
اور ان کا طور ہے اور اپنا طور ہے

یہ ہمیں کافر کہیں اور ہم انہیں مسلم کہیں
خوب سوچیں خواجہ صاحب یہ مقام غور ہے

(قاضی محمد یوسف احمدی پشاور)

درخواست بیعت

کچھ حصہ کتاب حقیقۃ النبوۃ کا سنا۔ پھر دوستوں کے ساتھ بحث مباحثہ بھی ہوا۔ آخرکار یہ عاجز اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ صراط مستقیم قادیان والوں کا ہی ہے۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح اول مرحوم کی وفات سے لیکر آج تک لاہور والوں کو حق پر سمجھتا رہتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ صرف ان کو حق پر سمجھ کر اُن کی ہاں میں ہاں ملا کر حضور کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ اب مجھ پر حق پورے طور پر کھل گیا ہے میری درخواست ہے کہ میری بیعت قبول فرما کر استقامت کے لئے دعا فرماویں اور اس عرصہ میں جو میں نے باطل کو حق سمجھ کر اس کی حمایت کی ہے اور حضور کی مخالفت کی ہے اس کو معاف فرماویں اللہ تعالیٰ کے حضور میں میرے لئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ہی معاف فرماوے۔ اور باطل کی حمایت کرنے کے باعث جو جو ابتلاء مجھ پر آئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اب مجھ کو ان مشکلات سے رہائی بخشے۔

مرزا حاکم بیگ ہیڈ کلرک ملٹری ورکس سکرٹری
انجمن (پیغام) اشاعت اسلام سیالکوٹ

فہرست نومبایعین

میاں شیر محمد صاحب۔ زمیندار تحصیل ظفروال (سیالکوٹ)
مسماۃ فتح بی بی زوجہ شیر محمد صاحب 〃 〃 〃 〃

طالع مند پسر شیر محمد صاحب زمیندار تحصیل ظفروال
سکندر 〃 〃 〃
برکت بی بی و حاکم بی بی دختران شیر محمد صاحب 〃 〃
برکت بی بی دختر پیر محمد صاحب 〃 〃 〃
فتح علی و حیدر پسران پیر محمد صاحب 〃 〃 〃
مسماۃ بھاگن زوجہ نواب 〃 〃 〃
نواب 〃 〃 〃
حاکم بی بی دختر نواب 〃 〃 〃
حیات محمد صاحب زمیندار 〃 〃 〃
بیگم بی بی زوجہ حیات محمد 〃 〃 〃
غلام رسول پسر 〃 〃 〃 〃
محمد علی 〃 〃 〃 〃 〃
حسین بی بی دختر حیات محمد 〃 〃 〃
سردار بی بی 〃 〃 〃 〃
نور محمد صاحب و بہاول صاحب۔ گوجرانوالہ
والدہ نور محمد صاحب 〃 〃
غلام محمد صاحب و دولت بی بی۔ حافظ آباد کا
میاں فضل الدین صاحب۔ تحصیل پھالیہ
میاں کریم الدین صاحب۔ سیالکوٹ شہر
قاسم دین ولد صدر الدین صاحب کھیوہ
میاں عبد الرحیم صاحب خیرآباد
میاں نظام الدین صاحب۔ ظفروال (سیالکوٹ)
مولوی وزیر محمد صاحب۔ گوندل
ماموں رشید صاحب۔ ڈیرہ دون
شیخ بوٹا صاحب۔ ڈیرہ بابا نانک
شیخ سردار علی صاحب۔ اسثر
مسماۃ جھنڈاں اہلیہ شیخ بوٹا صاحب اسثر
غلام جیلانی صاحب۔ ضلع ہوشیارپور
مسماۃ غلام فاطمہ۔ راہوں
مسماۃ اقبال بیگم دختر چودہری رکن الدین صاحب تحصیل گوجرانوالہ
مسماۃ عائشہ زوجہ میاں احمد الدین صاحب
نواب بی بی زوجہ محمد بخش صاحب تحصیل بٹالہ
محمد خان صاحب تحصیل چونیاں
نور محمد صاحب

ملہ مکفرین مسیح موعود اور ان کے فتویٰ پر خاموشی اختیار کرکے اس کے ساتھ تعلقات مومنانہ رکھنے والے جن کی بیعت شایع نہ کریں۔ حسب الارشاد مسیح موعود سب کافر ہیں۔

ستا ان ... یعنی ہمارے ساتھ اشاعت میں مساوی نہیں ... مراد احمدی ہیں ... عدم پتہ ہونے سے جو کافر کہیں یعنی جو احمدی اب انکو کافر ... وہ کہتے ہیں

سامنے کسی سے بیان کیا کہ خلیفہ اول بار بار فرماتے تھے کہ اللہ نے مجھے خلیفہ بنایا۔ مجھے کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ یہ ان کے صدق کی علامت ہے۔ اسپر مولوی صاحب نے کہا کہ میں بھی تمہارا امام (صلوٰۃ) ہوں۔ کوئی ہے جو مجھے امامت سے ہٹا سکے۔ خدا کی قدرت چند روز بعد جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخان نے الفضل کا فتویٰ پڑھکر باتفاق سے چوہدری نذر محمد کو اپنا امام صلوٰۃ منتخب کر لیا۔ مولوی عزیز بخش صاحب کے اس قول کے وقت تو کسی نے خیال بھی نہ کیا۔ مگر وہ جس نے فرمایا ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید اس نے خلافت کی دلیل کو مشتبہ نہ ہونے دیا۔

ایسی باتوں کا علاج اسلام نے طلاق بتلایا ہے

مفصلہ ذیل واقعہ ایک مرہٹہ نوجوان اور اسکی عورت کے متعلق نوٹ کیا [illegible] قوموں کے متعلق طلاق نہیں انکی مشکلات کا علم اس سے ہو سکتا ہے مگر اسلام میں کچھ دقت نہیں آسان بات تھی طلاق دے دیتا اور بس۔ اسلام کے اس حکم پر چلنے سے ایک جان قتل سے اور دوسرا عمر قید سے بچ جاتی بہر حال واقعہ یہ ہے۔

ایک مرہٹہ نوجوان ہے شولاپور میں رہتا تھا اسکا خاندان بڑا ہی معزز ہے۔ اسکی استری تھی جس کی شادی کو ۷ سال ہو گئے تھے۔ شادی کے وقت تھوڑی نابالغ تھی۔ مگر جوان ہو کر اور اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنے خاوند کے گھر آ گئی۔ خاوند تعلیمیافتہ اور عورت بھی پڑھی لکھی اصول کے مطابق ان دونوں کی بڑی اچھی طرح محبت کیساتھ گزرنی چاہیئے تھی مگر ایسا نہیں ہوا۔ گھر میں ہر روز کوئی نقص نکال کر استری اور خاوند سے لڑا کرتی اور ہر وقت ناراض سی رہتی۔ آزادی اتنی عزیز تھی کہ گھر میں بیٹھی ہی نہیں جاتا ہر روز ادہر ادہر باغوں اور جلسوں میں رنگ رلیاں مناتی۔ بیچارہ اپنے دل کی جلن اور اپنی عورت کے برے چال چلن کی سب باتیں ایک ڈائری میں تاریخوار لکھتا جاتا تھا اور جگہ جگہ ان پر ریمارک بھی پاس کر چھوڑتا تھا آخر کار ۲۴ دسمبر کی رات کو اسکے دکھ کا پیالہ لبالب ہو گیا اسی رات کو غصے سے اندھا ہو کر اسنے اپنی سوتی عورت کو قتل کر دیا مقدمہ چلا وہ ڈائری بھی پیش ہوئی جج صاحب نے کہا کہ اسکے دکھ کی کیفیت آج تک میرے دیکھنے سننے میں نہیں آئی ملزم نے بلا شک اپنی عورت کے ہاتھوں بڑی تکلیف اٹھائی ہے اسی سے مشتعل ہو کر اسنے یہ جرم کیا اسلئے ملزم کو پھانسی کی سزا نہ دیکر عمر قید کالے پانی کی سزا دیگئی۔ ملزم نے بمبئی ہائیکورٹ میں اپیل کی یہاں بھی سرکاری وکیل نے کہا کہ ملزم کی ڈائری میں جو درد اور مصیبت کی کہانی لکھی ہے وہ زیادہ تر ناولوں میں ہی پڑھنے میں آتا ہے بہت کم لوگ اسکا یقین کرینگے کہ ہر روز کی زندگی میں بھی ایسے حالات دیکھنے میں آ سکتے ہیں۔ مگر اپیل خارج ہو گئی۔

دہلی بم کیس کا فیصلہ

مسٹر کونسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی نے سوموار کو گوکل چند کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا۔ جس پر دہلی کلب میں بم پھینکنے کا الزام تھا۔ ملزم کو چھ ماہ قید سخت کی سزا دیگئی۔ اس مقدمہ میں سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ کی طرف سے اور مسٹر مارٹن بیرسٹر ملزم کی طرف سے پیروکار تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ ۲۷ علیگڑھ کالج کو ۹۵ طلباء میں سے کوئی بھی واپس نہیں گیا بلکہ انہوں نے پرنسپل صاحب کو اس مضمون کا تار دیا تھا کہ ہم بغیر کسی شرط کے ڈائرکٹر جنرل کے حکم کی تعمیل میں آنے کے لئے تیار ہیں اگر ہماری شکایات دور کرائی جاویں جنکا پرنسپل صاحب نے ابھی کچھ جواب نہیں دیا ہے معلوم ہوا ہے کہ طلباء نے حضور وائسرائے کی خدمت میں پھر اپیل کی ہے۔

مسلمانوں کی وفاداری

روس کے قنصل جنرل کا بیان ہے کہ موجودہ جنگ میں روسی مسلمان گورنمنٹ روس کے بالکل خیر خواہ ہے۔ روسی فوج کی کامیابی کی دعائیں مسلمان رات دن مسجدوں میں مانگتے رہتے ہیں۔ شیخ الاسلام سنی اور کوہ قاف کے تمام علماء نے ایک اعلان شائع کر کے ترکی کے شریک جنگ ہونے کو نہایت برا بتلایا ہے امیر بخارا۔ ہز ہائینس خان خیوا اور علی العموم روسی مسلمانوں نے جنگی فنڈ میں نہایت فراخدلی سے چندہ دیا اور بہادروں اور زخمیوں کے علاج کے لئے اپنی جیب سے متعدد ہسپتال بنائے اسکے علاوہ روسی مسلمان فوج میں کل چالیس ہزار مسلمان [illegible] کی تعداد اسی ہزار ہے اس جنگ میں روسی مسلمانوں نے [illegible] بینظیر اور لاثانی بہادری دکھلائی ہے جنگ کے پہلے ماہ ہی میں اٹھائیس مسلمان افسروں اور بہت سے مسلمان سپاہیوں کو انکی نمایاں کارگزاری کے صلہ میں تمغے اعزازات اور انعامات عطا کئے گئے۔

ایک اسلامی اصل کی کامیابی

کثرت ازدواج پر اعتراض کیا جاتا ہے مگر بابو شرت کمار نے ورلڈ میگزین میں ایک مضمون لکھا ہے جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ

جنگ کے بعد کثرت ازدواج لازمی ہے

اور اسکے بغیر ان ممالک کو کوئی اور چارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بابو شرت کمار نے اپنے مضمون کے شروع میں ہی لکھا ہے کہ اگر یہ جنگ آج بند ہو جاوے تو مستقبل میں ہر دس آدمیوں میں سے ایک آدمی کو دو عورتوں سے شادی کرنیکی اجازت دینی پڑیگی اگر جنگ چھ ماہ اور جاری رہا تو ہر آٹھ آدمیوں سے ایک کو دو عورتوں سے شادی کرنی پڑیگی اگر یہ تباہی ایک سال تک جاری رہی تو ہر پانچ آدمیوں میں سے ایک کو دو عورتوں سے شادی کرنی ہو گی نتیجہ اس صورت میں ہو گا اگر ہر ایک عورت شادی کرنا چاہیگی۔ اور اگر تین سال تک جنگ جاری رہا تو ضروری ہے کہ ہر مرد کو دو عورتوں سے شادی کرنیکی اجازت دینی پڑے مگر عیسائی تہذیب اسکو گوارا کریگی یا نہیں اسکا فیصلہ جنگ کے خاتمہ پر ہی کیا جا سکیگا خواہ کچھ ہی ہو

اگر یورپ کو اپنی نسل قائم رکھنی ہے

تو کثرت ازدواج کے بغیر کام نہیں چلیگا بابو صاحب نے اسکے بعد گریٹ برٹن جرمنی اور فرانس کی حالت پر غور کیا ہے کیونکہ روس اور آسٹریا سے تعلق رکھنے والے اعداد آپکو نہیں مل سکے آپ کہتے ہیں کہ گریٹ برٹن کی ۴ کروڑ آبادی میں عورتیں مردوں سے ۱۲ لاکھ زیادہ ہیں اور شادی کے لائق عمر کی عورتیں اسی عمر کے مردوں سے ۸ لاکھ زیادہ ہیں۔ بیس سے ۴۰ سال تک عمر کے مردوں کی تعداد ۷۰ لاکھ اور ۱۵ سے ۴۵ سال تک عمر کی عورتوں کی تعداد ۷۸ لاکھ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۸ مارچ ۱۹۱۵ء

مارچ کا مہینہ
اور
قانون تحفظ عامہ۔

مارچ کا مہینہ واقعات کی اہمیت اور معاملات کی سریع الرفتاری کے لئے اپنی نظیر آپ ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں اس مہینہ کے اندر واقع ہونے والے معاملات اسقدر اہم ہیں کہ ہم کو الفضل کے لیڈنگ آرٹیکلز میں امورات داخلیہ سلسلہ پر دو دفعہ قلم اٹھانے کی ضرورت ہوئی ہے۔ اور ہم دکھا چکے ہیں کہ جب احمدؑ کے قائم کردہ نظام سلسلہ کو درہم برہم کرنے کے لئے خفیہ سازشوں کا آغاز ہوا اور مفویانہ گمنام تحریرات کی اشاعت۔ نیز راش بہاری گھوش کے سے سب نما ٹریکٹوں کی ترویج ہوئی۔ تو آسمانی حکومت نے گذشتہ ۱۴۔ مارچ کو امت احمدؑ کے تحفظ کی مناسب تدابیر اختیار کیں۔ اور اپنے آسمانی نمائندہ کی ذریت سے ایک خاص آدمی کھڑا کر کے اولاً "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے؟" اور بعدہٗ القول الفصل یا حقیقۃ النبوۃ جیسے شورش کش اور فتنہ سوز قوانین کا نفوذ کیا۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ ہاں یہ مارچ ہی کا مہینہ تھا۔ جب زمین پر شیطان کے لشکر نے ہمیشہ سے زیادہ ہجوم کر رکھا تھا اور آسمان پر تاریکی کے گھنے بادل اس کثرت سے چھا گئے تھے کہ آفتاب صداقت کا چہرہ نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا۔ ایسے وقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ۷۔ مارچ کو نصف کرہ مشرقی کے اندر اور ۷ مارچ کو نصف کرہ مغربی میں خدائی حکومت سے بغاوت کرنے والوں اور آسمان کے مقرر کردہ وائسرائے سے شوخی کے ساتھ پیش آنے والوں کی سرکوبی کے لئے وہ دکھ اور عذاب کی موت مرے گا۔ کا قانون آسمانی کونسل میں پاس ہو کر دونوں کی موت کے رنگ میں دنیا کے اندر نافذ ہوا۔ اور اس سے مومنین کی بے تابی تسکین ہوئی اور دنیا کو بھی سمجھ میں آ گیا کہ آسمان کا دارالحکومت حفظ عامہ کے متعلق بھی ایسی ہی غیرت رکھتا ہے جیسی کہ وہ اسرائیلی انبیاء کے وقت رکھتا تھا۔

یہ ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے داخلی معاملات۔ اب ہم اپنے دائرہ بحث کو ذرا وسیع کرتے ہیں۔ اور اشہب قلم کو اجازت دیتے ہیں کہ حالات خارجیہ کے وسیع میدان میں جولانی کرے۔ اس اجازت کے ساتھ ہی ہم دیکھتے ہیں۔ مارچ کا مہینہ اپنے ساتھ نہ صرف بلاد غربیہ اور میدان ہائے کارزار میں اہم تغیرات اور تبدیلیاں لے کر آیا ہے بلکہ اس کی ۱۸ تاریخ کو دہلی کے قصر حکومت نے بھی مجبور ہو کر بر امن رعایا و حکومت کی حفاظت کے لئے اور شورش بغاوت و امن شکنی کے انسداد کی خاطر ایک جدید قانون وضع کیا ہے جو

قانون تحفظ عامہ

کے نام سے موسوم ہے۔ اور جس کی غرض وضع قانون کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

"بحالیکہ جنگ کے موجودہ حالات کی وجہ سے ان خاص تدابیر کا کرنا ناگزیر ہے۔ جن سے امن عامہ اور تحفظ برٹش انڈیا ہو سکے۔ نیز بعض جرائم کی تحقیقات نسبتاً جلد کی جا سکے۔ اس قانون کا منشاء یہ ہے کہ غنیم سے نامہ و پیام یا کسی قسم کا ساز باز نہ ہو۔ سرکاری افواج کی نسبت دشمن کو کوئی اطلاع نہ پہنچ سکے۔ غلط افواہیں یا خبریں شائع ہوں۔ فوجی ضروریات سامان و رقبات کی کماحقہ حفاظت ہو سکے۔ ناجائز طور پر اسلحہ یا بھاگ اڑنے والے مادہ پر قبضہ نہ کیا جا سکے۔ عند الضرورت فوجی حکام جس رقبہ یا جائداد پر قبضہ کرنا چاہیں کر سکیں۔ جنگ کو کامیاب بنانے کی کارروائی معرض خطر میں نہ آئے۔"

اس منشاء کے حصول کی خاطر جس طرح انگلستان میں قانون تحفظ سلطنت کا اجرا جنگ کے شروع ہونے کے ساتھ ہی کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہ دیکھ کر کہ بنگال اور پنجاب میں خصوصیت کے ساتھ امن شکنی کی حرکات کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ نے "قانون تحفظ عامہ" کا نفاذ ضروری سمجھا ہے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ انگلستان میں ایسے جرائم مارشل لا کے ماتحت فوجی عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں مگر ہندوستان کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ یہاں ایسے مقدمات کے لئے خاص عدالتیں قائم ہونگی۔ ہر عدالت میں تین کمشنر ہونگے جن میں سے دو کم از کم سابق جج یا دس برس کے تجربہ کار وکلائے ہائیکورٹ ہونگے۔ انکے فیصلہ کی کوئی اپیل نہ ہوگی نہ وہ مقدمات کو ملتوی کر سکیں گے۔ ان کو اختیار ہوگا کہ مجرم کو نوعیت جرم کے مطابق ۷ برس سے ۱۰ برس تک قید اور جرمانہ یا موت یا عبور دریائے شور کی سزا دیں۔ اور یہ قانون اختتام جنگ سے چھ ماہ بعد تک جاری رہے گا۔

اگرچہ اس قانون کے پاس کئے جانے پر انتہا پسند متشاکی ہیں مگر ہندوستان کا ہر ایک بہی خواہ جس نے گذشتہ چند ماہ کی سیاسی دلچسپیاں۔ کالج کے طلباء کے پراسرار طرز پر گم ہونے کی افواہ اور ممالک غیر سے آئے ہوئے سکھوں کا ارتکاب قانون شکنی کرنا وغیرہ واقعات مطالعہ کئے ہیں وہ گورنمنٹ کے اس فعل کو دور اندیشی پر مبنی اور ہندوستان کی ایک خدمت سمجھے گا۔

ہم احمدی احباب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس حفاظت ملک و تحفظ امن عامہ کی تدابیر میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور جائز طریقہ سے حکام کو مدد دیں۔ اور یاد رکھیں جس طرح آسمان کے نافذ کردہ قوانین مسیح موعود و خلیفۃ المسیح دوم کی صداقت کا ثبوت اور سلسلہ کی ترقی کا موجب ہوئے ہیں۔ اسی طرح زمینی حکومت کا قانون ہند اور اہل ہند کے لئے مفید ہوگا۔ ما خلقت ھذا باطلا۔

انجمن ترقی اسلام کے فنڈز کمزور ہو رہے اور اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ احباب توجہ فرما دیں۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

اسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جو دوسرے مذاہب میں نہیں!

چوتھی خصوصیات خدا تعالیٰ کے افعال سے ہم اس کی مرضی معلوم کر سکتے ہیں۔ اور الٰہی خوشنودی اور ناراضی کا پتہ خود اللہ تعالیٰ کے کاموں میں غور کرنے سے لگ سکتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر فرعون جیسے پُرہیبت بادشاہ کے مقابل میں اسی کے دربار میں اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں وہ آپ کو حقیر سمجھتا ہے۔ کبھی مسحور کا خطاب دیتا ہے اور کبھی مجنون بناتا ہے۔ اور اسبات پر بڑا غرور ہے کہ موسیٰ کی قوم میری غلام ہے۔ اور اس کے وہم میں بھی نہیں آتا کہ اس ذلیل و حقیر انسان کے مقابل میں مجھے نیچا دیکھنا ہوگا۔ لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ الٰہی فعل نے اسے تمام لشکر سمیت سمندر میں غرق کر کے ہمیشہ کے لئے بےنام و نشان کر دیا۔ اور خدا کے اس فعل سے ہمیں پتہ لگ گیا کہ خداوند خدا ابراہیم کا خدا موسیٰ پر خوش اور فرعون پر ناراض تھا۔ کیونکہ الٰہی فعل نے فرعون کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اور وہ جو قوموں کا بادشاہ تھا۔ بےیار و مددگار ہو کر فنا ہو گیا۔ لیکن موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اس خوفناک سمندر سے بچا لیا۔ اور وہ جو بےیار و مددگار رہتا قوموں کا بادشاہ ہو گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ کا معاملہ اور سلوک اس کی خوشنودی اور ناراضی معلوم کرنے کا ایک زبردست ذریعہ ہیں۔ موسیٰ کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ پر غور کرو۔ ایک اکیلا شخص بُت پرستی کے خلاف وعظ کرتا ہے۔ سارا ملک مخالف ہے سر پر کوئی مہذب گورنمنٹ نہیں جو خونخوار دشمنوں سے بچاوے اور مسیح ناصری کے قول کے مطابق واقعی میں سر چھپانے تک کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ لیکن بعثت سے تئیس سال گذرنے نہیں پاتے کہ ملک کی بالکل کایا پلٹ گئی اور وہ جو خونخوار دشمن تھے جان نثار دوست ہیں۔ اور وہ جو آپکا خون بہانے کو تیار تھے۔ اب آپکے پسینہ کی جگہ خون گرانے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ اور جس ملک میں ہر گھر میں درجنوں بُت تھے۔ وہاں بتوں کا نام و نشان بھی نہیں۔ اور جس قوم نے آپ کو شہر سے نکالدیا وہی بعد میں مفتوح بنکر لرزاں و ترساں ہاتھ جوڑے۔ سامنے کھڑی ہو کر معافی کی خواستگار ہے۔ اس بےنظیر تبدیلی سے اور اس الٰہی تصرف سے ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کی ذات بابرکات ترقی باری تعالیٰ کی عین مرضی تھی۔ اور کفار عرب کا تنزل بھی اسی کی مرضی کے ماتحت تھا۔ غرض دنیا میں جو بڑے بڑے انقلاب آتے ہیں۔ اور جو عظیم الشان واقعات صفحہ ہستی پر پیدا ہوتے ہیں۔ وہ الٰہی رضا اور غضب سے آگاہ کرنے میں ہمیں مدد دے سکتے ہیں۔ اب اس اصول کو مد نظر رکھ کر اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ کر لو یہی نتیجہ نکلے گا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسلام پھیلے اور تمام دنیا اسے قبول کرے۔ لیکن باقی مذہبوں کے متعلق الٰہی منشاء ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان پر اب کوئی شخص عمل پیرا نہ ہو۔ اور نہ اب وہ اللہ تعالیٰ کے قانون رائج الوقت کی حیثیت میں دنیا پر رہیں۔ ہمارے اس بیان کی تفصیل اسطرح پر ہے کہ ہر مذہب کی بنیاد اس کی الہامی کتاب پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ پارسی مذہب کی بنیاد ژند و ستا ہیں۔ اور یہودیت اور نصرانیت کی بناء توریت پر اور آریہ مذہب کا انحصار ویدوں پر ہے اور اسلام کا وجود قرآن مجید کے ذریعہ قائم ہے۔ غرض ہر مذہب کی بنیاد اس کی الہامی کتاب ہے۔ اگر الہامی کتاب ناقص ہو تو وہ مذہب بھی ناقص ہوگا۔ اور اگر الہامی کتاب محو ہو جائے۔ تو اس مذہب کے محو ہو جانے میں کیا شک ہے۔ اور جس طرح تمام مذہبوں کی بنیاد الہامی کتابوں پر ہے۔ اس طرح تمام کتابوں کی بنیاد انکی زبان پر کیونکہ کتاب مجموعۂ الفاظ اور عبارت ہی کو کہتے ہیں۔ اور ایک کتاب کے اعلےٰ یا ادنےٰ ہونے عمدہ یا خراب ہونے کے لئے اس کی زبان ایک حد تک ذمہ دار ہے اب ہم ان کتابوں پر جن کے متعلق الہامی ہونے کا دعوے کیا جاتا ہے۔ ایک سرسری نظر ڈالکر دیکھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے سوا اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس کی زبان زندہ ہو۔ اور قوموں اور ملکوں میں رائج ہو بلکہ قرآن مجید کے سوا تمام الٰہی نوشتوں کی زبان مُردہ ہو گئی ہے۔ اور دنیا کا کوئی ملک نہیں اور زمین کا کوئی قطعہ نہیں جہاں پر وہ زبان کسی قوم کی عام بول چال میں استعمال ہوتی ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی کتاب کی زبان کا مُردہ ہو جانا خود اس بات کے منسوخ ہونے کی ایک زبردست وجہ ہے۔ اور جب کسی کتاب کی زبان ہی مر جائے تو وہ کتاب کسی طرح بھی دنیا کے لئے ایک ہدایت نامہ کی حیثیت میں نہیں رہ سکتی۔ اب سب سے پہلی کتاب ژند و ستا کو لو اس کی زبان پہلوی ہے۔ جو موجودہ فارسی سے بالکل الگ ایک زبان ہے۔ مگر آج دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس کی گفتگو میں پہلوی زبان رائج ہو اور نہ دنیا میں کوئی ایسا علاقہ ہے جسمیں پہلوی زبان بولی جاتی ہو پھر ویدوں کو لو۔ انکی زبان سنسکرت ہے۔ اور گو سوامی دیانند نے دعوے کیا ہے کہ پہلے زمانہ میں تمام دنیا میں سنسکرت بولی جاتی تھی۔ مگر آج یہ زبان بالکل مردہ ہو گئی ہے۔ اور روئے زمین پر ایک گاؤں بھی ایسا نہیں جس کی زبان سنسکرت ہو۔ اور جس کے باشندے اس زبان میں باتیں کرتے ہوں۔ پھر ویدوں کے بعد توریت کی طرف نظر کرو۔ اس کی زبان عبرانی ہے۔ لیکن وہ بھی بالکل مردہ ہو گئی۔ اور دنیا کے کسی گوشہ میں بھی نہیں بولی جاتی۔ خود یہودی قوم جس کی زبان عبرانی ہے۔ اب عربی بولتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید کی زبان کیطرف نظر کرو۔ عربی زبان ایک زندہ زبان ہے۔ اور جب قرآن مجید نازل ہوا اس وقت صرف ملک عرب میں بولی جاتی تھی۔ لیکن خدائی فعل کی شہادت کے تقاضہ نے ایسی ترقی دی کہ آج عرب شام مصر الجزائر۔ طرابلس اور مراکش وغیرہ بہت سے ممالک میں بولی جاتی ہے۔ اور بجائے مردہ ہونے کے دن بدن زندہ ہوتی جاتی ہے۔ اس سے ہم اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی مرضی ہے کہ قرآن مجید کے سوا اور کوئی کتاب قانون کے رنگ میں اس وقت عمل کرنے کے لئے منتخب نہ کی جائے کیونکہ اگر قرآن مجید کے سوا اور کوئی کتاب بھی ایسی ہوتی جس پر عمل کرنا خدا تعالیٰ کو پسند ہوتا تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اس کے ساتھ ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا زبردست ہاتھ اس

کی زبان کی حفاظت کرتا۔ اور وہ زبان کبھی مردہ نہ ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ہر الہامی کتاب کی زبان مردہ ہو گئی۔ اور زندگی کے آثار بھی ان میں نہیں رہے۔ جس سے پتہ لگا کہ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ وہ کتابیں لوگوں کے لئے ہدایت نامہ سمجھی جاویں۔ ہاں قرآن مجید کی زبان کو اس نے زندہ رکھا اور زمانہ کی دست برد سے بچایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کا منشاء ہے کہ قرآن مجید قیامت تک ایک مکمل قانون کی صورت میں باقی رہے ۔

غرض خصوصیت اسلام کی یہ ہے کہ جو الہامی کتاب اس مذہب کو پیش کرتی ہے۔ اس کی زبان زندہ ہے۔ اور زبان کی زندگی کتاب کی زندگی پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب میں زندگی کی روح نہیں کیونکہ ان کی الہامی کتابوں کی زبانیں مردہ ہیں اور خدا تعالیٰ نے انہیں مردہ ہونے سے نہیں بچایا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ اب کتابوں پر عمل کیا جاوے۔ اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو عربی کے سوا تمام الہامی زبانوں کا مردہ ہو جانا اسلام کی ایک بے نظیر صداقت ہے۔ دیکھو جس وقت وید نازل ہوئے۔ اور خدا نے چاہا کہ لوگ اب ان پر عمل کریں۔ اس وقت سنسکرت ایک زندہ زبان تھی۔ لیکن جب ایک زمانہ کے بعد قوموں کی حالتیں تبدیل ہو گئیں اور وید مقدس منسوخ ہو گئے۔ تو ساتھ ہی ان کی زبان بھی مردہ ہو گئی۔ اور وہ زبان جسے بقول سوامی دیانند تمام دنیا میں بولے جانے کا فخر حاصل تھا۔ آج ایک چھوٹے سے چھوٹے گاؤں کی زبان بھی نہیں۔ اسی طرح توریت عبرانی میں نازل ہوئی۔ اور اس وقت ملک شام میں عبرانی بولی جاتی تھی۔ لیکن ایک زمانہ کے بعد جب توریت پر عمل کرنا ضروری نہ رہا۔ ساتھ ہی یہ تغیر بھی ہو گیا کہ عبرانی زبان دنیا سے مفقود ہو گئی۔ اور ملک شام میں ایک گاؤں بھی ایسا نہ رہا جس میں وہ خصوصیت سے بولی جاتی ہو۔ پھر توریت کے بعد قرآن نازل ہوا۔ اس وقت عربی زبان صرف عرب میں بولی جاتی تھی۔ لیکن کیا بعد میں وہ مفقود ہو گئی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ بجائے مفقود ہونے اور مردہ ہونے کے دن بدن زندہ ہوتی اور ترقی کرتی گئی۔ اور بجائے ایک ملک کے چھ سات ملکوں میں رائج ہو گئی اور یہ ثبوت کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ قرآن مجید پر عمل کیا جاوے اور اسلام کو اپنا مذہب بنایا جاوے۔ غرض خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کی مذہبی زبان زندہ ہے اور باقی تمام مذہبی زبانیں مردہ ہیں ۔

منکران حدیث کے ایک وسوسہ کا ازالہ

میرے مکرم و معظم حضرت میر قاسم علی صاحب دہلوی ان پچھلے دنوں جب حسن اتفاق سے لاہور تشریف لائے تو آپ نے عند الملاقات مجھ سے اس بات کا بھی تذکرہ فرمایا کہ۔ منکران احادیث کی طرف سے ایک وسوسہ پیش ہوا ہے کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے ارشادات کا ماننا انسان کے لئے کوئی ضروری امر نہیں۔ اور یہ کہ اگر کوئی شخص باوجود مسلم ہونے کے آنحضرت کے حکم کو نہ بھی مانے اور ٹال دے تو وہ خدا کے نزدیک مجرم اور عاصی نہیں بن جاتا۔ اور جب مجرم اور عاصی نہیں بنتا تو پھر ان معنوں میں احادیث نبویہ کا انکار کیا ان کو نہ ماننا کسی مسلم کے لئے باعث عصیان اور موجب اجرام نہ ٹھہرا۔ ماحصل یہ کہ حدیثوں کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ وسوسہ قرآن کے جس مقام کے نہ سمجھنے سے انہیں پیدا ہوا وہ یہ ہے۔

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ

اب اس آیت سے انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ امسک علیک زوجک کا حکم جو آنحضرت نے زید کو دیا کہ اپنی بیوی کو اپنے اوپر تھام رکھ یعنی زوجیت میں رکھ اور طلاق نہ دے۔ اس کے بعد ہے فلما قضی زید منہا وطراً یعنی جب زید نے اس (اپنی بیوی) سے اپنی حاجت کو ادا کر لیا یعنی طلاق دے دی۔ کیا مطلب یعنی آنحضرت نے تو حکم دیا تھا کہ طلاق نہ دینا لیکن زید نے آپ کا حکم نہ مانا اور طلاق دے دی۔ اب باوجود اس کے زید صحابی ہے اور مسلم ہے اور پھر اس نے آنحضرت کا حکم نہیں مانا۔ جس پر قرآن نے اس کو اس نافرمانی پر مجرم اور عاصی قرار نہیں دیا۔ اس لئے اس سے ثابت ہوا کہ کسی مسلم کا آنحضرت کے حکم کو نہ ماننا موجب اجرام و عصیان نہیں پس احادیث کا ماننا بھی ضروری نہ رہا۔ اور نہ ہی احادیث کا انکار گناہ ٹھہرا ہے۔

منکران احادیث کا تازہ اور نیا وسوسہ جو انہوں نے اپنے عقیدہ فاسدہ متعلقہ احادیث نبویہ کی تائید میں بہت بڑے زور و شور سے پیش کیا جس کا جواب بحولہ و قوتہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ وھو ہذا :-

یہ بالکل صحیح اور سچا کلمہ ہے کہ ایک نیکی دوسری نیکی کے کرنے کے لئے قوت دیتی ہے۔ اور ایک بدی دوسری بدی کی طرف کھینچتی ہے۔

منکران احادیث جو محض اپنی اٹکلوں اور اپنی توہم پرستیوں کی وجہ سے حق سے دور اور ضال فرقہ ہے۔ جیسے انہوں نے نخوت اور تکبر کے کیڑے کی تحریک اور جنبش سے آنحضرت کے ساتھ مساوات کرنی شروع کی۔ اور اپنی ناقص عقل اور ناقص فہم کو فہم نبوت کے مساوی سمجھنا شروع کیا۔ تنزل اور لغزش میں گرتے پڑتے آج انکی یہاں تک نوبت پہنچی کہ قرآن کریم کے متعلق ان لوگوں کی کوئی اپنی تفسیر اور اپنا حاشیہ تو اس قابل ہے کہ اسے لوگ قبول کریں۔ اور جس طرح یہ چاہتے ہیں اسے مان لیں مگر قرآن کریم کے متعلق جو تفسیر مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے ظاہر ہوئی وہ قابل تسلیم کے نہیں اور نہ ہی اس کے انکار سے کوئی نقصان اور گناہ سرزد ہوتا اور کوئی نہ انکار کرے تو انکے ضالانہ خیالات سے نہ کرے لیکن آنحضرت کے پاک کلمات سے ضرور انکار کرے و نعوذ باللہ ہٰذہ الجہالۃ والوقاحۃ۔

اب منکران احادیث کا یہ وسوسہ جو انہوں نے آیت مذکورہ بالا کے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا کیا۔ اس کا جواب اسی آیت میں موجود ہے۔ اور ان کا رد خود ہی آیت کرتی ہے۔ مگر افسوس کہ اس کم بخت گروہ کو تکبر اور نخوت نے اندھا کر دیا۔ اگر یہ انصاف اور غور سے کچھ بھی غور اور خوض سے کام لیتے۔ تو اس ناپاک وسوسہ سے بچ جاتے ۔

اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت نے صرف امسک علیک زوجک نہیں فرمایا بلکہ واتق اللہ بھی ساتھ زیادہ کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کا ارشاد تقوی اللہ کی بناء پر تھا اور تقوی اللہ کے لئے تھا۔ اب زید کا طلاق دینا اور نہ دینا چونکہ یہ دونوں صورتیں تقوے کے نیچے ہو

سکتی تھیں۔ اور اسی بنا پر آنحضرت علیہ السلام نے امسک زوجک فرمایا۔ اور واتق اللہ کی شرط سے مشروط فرما کر فرمایا جس سے یہ غرض تھی کہ اگر تقویٰ اللہ امساک کی اجازت دیتا ہے تو امسک کے مطابق عملدرآمد کرو۔ اور اگر تقویٰ کا منشا طلاق کی صورت میں ممکن ہے تو طلاق دینا بھی تقویٰ کی رعایت سے ہو۔ چنانچہ اس کے بعد زید کا اس ارشاد کے بعد طلاق دینا اور قرآن کا اس کو جرم قرار نہ دینا صاف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ زید کا طلاق دینا تقویٰ کی جائز اور تقویٰ کی رعایت سے تھا۔ اب جو کام تقویٰ کے ماتحت کام کرنا کسی کو عاصی اور مجرم نہیں بنا سکتا تو زید کو کیوں بنا تا۔ پس بات صاف ہے کہ آنحضرت نے اپنے ارشاد کو تقویٰ کی شرط سے مشروط فرمایا اور زید نے تقویٰ کی رعایت سے طلاق دینے کا کام کیا۔ تو اب اس صورت میں ایسے احادیث کے انکار کا جواز یا وجوب نکالنا کس قدر شرارت ہے۔ پھر جبکہ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا سے آنحضرت کی نافرمانی کو بھی خدا کی نافرمانی کی طرح ضلال مبین سے تعبیر فرمایا گیا۔ تو اس صورت میں کس طرح مانا جائے کہ زید نے باوجود خلاف تقویٰ کے اور بلا رعایت تقویٰ کے آنحضرت کے حکم کو نہ مانا اور پھر بھی وہ ضال اور عاصی نہ قرار دیا گیا۔ حالانکہ دوسرے مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت کی نافرمانی ضلالت اور سخت گناہ ہے۔

الغرض زید کا طلاق دینا اور اس کے اس طلاق دینے کو قرآن کا معصیت الرسول قرار نہ دینا صاف طور سے اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس نے صرف امسک علیک زوجک کو مدنظر نہیں رکھا بلکہ امسک علیک زوجک واتق اللہ کے فقرہ کو ملحوظ خاطر رکھ کر تقویٰ کی بنا پر معاملہ کیا۔ جو معصیت الرسول نہیں بلکہ اطاعت الرسول ہے۔

والحمد للہ علیٰ ذالک۔

غلام رسول۔ راجیکی

پروفیسر محمد عطاء الرحمٰن ایم اے کی مراسلت دربارہ نبوۃ مسیح موعودؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی۔ مطاعی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کی تازہ تصنیفات القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ پڑھے اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے جوابات بھی زیر مطالعہ آئے بہت تعجب ہوا کہ بات تو سیدھی تھی۔ اسقدر موشگافی کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

دو ہی گروہ ہیں۔ یا محدثوں کا گروہ یا نبیوں کا گروہ تیسرا گروہ تو کوئی بھی نہیں کہ جس میں حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کو محدثوں سے بھی اور نبیوں سے بھی الگ کرکے شامل کیا جاوے۔ کیونکہ فریق ثانی کے نزدیک بھی جزئی نبی محدث کا دوسرا نام ہے اور بس۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت میرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو محدث سمجھتے ہیں یا نبی۔

تریاق القلوب میں ہے "یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ:۔

(۱) حضرت اقدسؑ اس وقت اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے نہ کہ نبی۔ اور (۲) محدث غیر نبی ہی ہوتا ہے نہ کہ نبی اگرچہ ایک معنوں میں نبی کہہ سکتے ہیں لیکن اصطلاحی طور پر نبی کے لفظ کا اطلاق محدثوں پر نہیں ہو سکتا ورنہ محدثین انبیاء کی جماعت میں شامل ہو جاتے جو ختم نبوت کے بعد ممتنع ہے۔

پھر حقیقۃ الوحی میں ہے "غرض آنحضرتؐ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ اور اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا۔ اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔" پھر فرماتے ہیں "غرض نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔"

ان دو حوالوں سے ظاہر ہے کہ:۔

(۱) حضرت اقدس اپنے آپ کو نبی سمجھتے تھے نہ کہ غیر نبی یا محدث۔

مگر (۲) محدث کو یہاں بھی حضرت اقدسؑ نے غیر نبی ہی کہا کیونکہ حوالہ اول میں فقرہ "بجز نبی کے" سے ظاہر ہے کہ محدث نبی نہیں۔ اور حوالہ دوم میں وجہ بتلا دی۔

اگر یہ کہا جائے کہ "بجز نبی کے" فقرہ میں نبی کے معنی جزئی نبی کے ہیں تو یہ ایک مضحکہ انگیز بات ہے۔ کیونکہ اس صورت میں صرف یہ نا ممکن ہوں گے کہ کامل نبی پر بھی کثرت سے امور غیبیہ ظاہر نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہنے پڑیں گے کہ محدث (یعنے جزئی نبی) بھی نبی کا نام پانے کے لئے مستحق ہے!! العجب! العجب!!

پس معلوم ہوا کہ یہاں نبی سے کامل نبی ہی مراد ہے نہ کہ جزئی۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت اقدسؑ کا اعتقاد پچھلے زمانے میں بدل گیا تھا۔ چنانچہ صاف صاف لفظوں میں فرماتے ہیں "اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی)

ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی یہی مابہ الامتیاز ہے درمیان مسیح موعود اور دیگر انبیاء کے۔ اور اسی کو سمجھانے کے لئے حضرت اقدس نے کبھی اپنی نبوت کو مجازی۔ اور کبھی ظلی اور کبھی غیر مستقل کہا ہے۔ اور اس قدر سمجھانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس امر میں حضرت اقدسؑ منفرد ہیں پھر اس لئے کہ لوگ آپ کی نبوت کو نبوت محمدی سے الگ نہ سمجھ لیں۔

جناب مولوی محمد علی صاحب نے النبوۃ فی الاسلام کی تمہید کے لئے پہلے ہی صفحہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں "گو نبوت جزئی رکھتے ہوئے آپ کو بعض وہ خصوصیات حاصل ہوں۔ جو دوسرے مجددین علیہم الرحمۃ کو نہیں تھیں

۸ - جناب [illegible] الٰہی صاحب [illegible] کے ذریعہ ایک صاحب عبدالرحیم [illegible] ہیں ٭

۹ - جناب [illegible] میاں عمرالدین احمدی [illegible] مٹے خان ۰ رس [illegible] علی احمدی نوشاہی [illegible] دیا ٭

۱۰ - میرے عزیز [illegible] کے بھائی میاں بشیر احمد صاحب [illegible] کے لئے احباب دعا فرماویں ٭

(ب) ملک [illegible] سخت تکلیف [illegible] انکی صحت کے لئے احباب ضرور دعا کریں ٭

۱۱ - ایک سائل نے دریافت کیا - ایک احمدی ہے - برابر چندہ بھی دیتا ہے - مگر غیر احمدی کو رشتہ لڑکی کا دیدیا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے - جواب میں حضرت خلیفہ ثانی نے لکھا ! -

جس نے حضرت اقدس کے صریح حکم کو ٹال دیا وہ احمدی کہاں ہے جب تک وہ توبہ کرے - اور اپنی توبہ ثابت نہ کرے کہا جاوے وہ احمدی نہیں - حضرت اقدس نے تو یہاں تک فرمایا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھو - پھر جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی کس بات کا ہے (ہمارے دوست توجہ کریں)

۱۲ - برادر فوجدار خان صاحب دندان ساز سابق مینجر حوالدار دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں ٭

۱۳ - قاضی اکبر علی صاحب سیالکوٹی - تین چار آدمیوں کا ذکر کرتے ہیں - جن کو دعا رب کل شئی خادمک سے طاعون و بخار سے صحت ہوئی ٭

۱۴ - برادر انوار الحسن صاحب علی گڑھ سے اطلاع دیتے ہیں کہ پچاس روپے چندہ ترقی اسلام کے لئے گیا ہے - جزاہ اللہ

۱۵ - عزیز فرید عالم ۔۔۔ نے جب نماز جمعہ غیر احمدیوں کی اقتدار میں نہ پڑھی تو سب نے کافر ہو گئے - اور کہنے لگے ارکعوا مع الراکعین - الٰہی حکم کی نافرمانی کی - عزیز موصوف نے جواب دیا - قرآن مجید پر صرف عمل کرتے ہیں - بس میں مومنوں کو تلاش کرتا ہوں - جہاں ملتے ہیں ان کے ساتھ رکوع کر لیتا ہوں ورنہ اکیلا ٭

۱۶ - ایک صاحب لکھتے ہیں - ضلع لائل پور میں نہر پر ہم کو زمین ملی تھی - تو اس گاؤں کا نام احمد آباد اللہ تعالیٰ نے افسروں کی زبانی مقرر کرا دیا - اب ضلع منٹگمری میں سیالکوٹ کے ۱۲ آدمیوں کو ایک وضیت چک ۳ پر دخل ملا - جن میں ۳ احمدی تھے - مگر اللہ نے ایسا فضل کیا کہ اس کا نام محمود پور منظور ہوا (اللّٰھم بارک لہ فی صاعھم وامدالھم و دینھم)

۱۷ - میران شاہ (بنوں) سے خبر پہنچی ہے کہ پٹھانوں کی لڑائی ہماری سرکار کی فوج سے ہوئی - پٹھانوں کو سخت ہزیمت ہوئی ٭

۱۸ - میر اکبر اپیل نویس ایک مقدمہ میں حضرت خلیفہ ثانی کی دعا کا اعجازی رنگ میں مقبول ہونا لکھتے ہیں ٭

۱۹ - رفیع الدین احمد - احمدی مدرسہ اور رحمان سے بہت کچھ اپنے اخلاص کا اظہار فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں - میں اور میرے جیسے کئی جماعت میں احساس پیدا ہونے کا زندہ ثبوت موجود ہیں ٭

۲۰ - قاضی عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ کے وعظ سے ایک گاؤں میں چھ سات نئے احمدی ہوئے ٭

۲۱ - مہر الٰہی صاحب سب پوسٹ ماسٹر لبی اپنے اور دوسرے احمدیوں کے لئے حفاظت از طاعون کی دعا کراتے ہیں

۲۲ - امانت بی بی کا جنازہ غائب پڑھنے کے لئے برادر مولا بخش صاحب ساکن بھسیاں (ہوشیارپور) درخواست کرتے ہیں ٭

وصیت

مخدومی چودہری نصراللہ خانصاحب وکیل شہر سیالکوٹ ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی وصیت میں غلطی رہ گئی ہے اس کو ہم دوبارہ شائع کرتے ہیں ٭

چودہری نصراللہ خاں ولد چودہری سکندر خان ساکن ڈسکہ حال وکیل شہر سیالکوٹ نے اپنی موجودہ جائداد اراضی واقعہ ڈسکہ تین سو گھماؤں - اراضی ۲ مربعہ چک ۹۸ جھنگ برانچ مکانات ڈسکہ و سیالکوٹ مع صندوق کانات و زمین سفید و نقدی مرہونہ پانچ ہزار چھ سو روپیہ واقعہ شہر سیالکوٹ کا دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی ٭

تازہ خبریں

فساد رک گیا - ۹ مارچ کی شام کو کلکتہ [illegible] انٹالی میں چار پانچ سو مسلمان قلی ہر ین خدمت مسجد گرائی جانے لگی ہے - مگر پولیس کے [illegible] فساد رک گیا ٭

دو صد ڈاکوؤں نے مسلح ہو کر [illegible] پیروالہ ضلع ملتان میں چودہری آسارام [illegible] تقریباً تین چار لاکھ روپیہ زر و زیور [illegible] آسارام کو مع ان کے دو بیٹوں کے زخمی کر گئے ہیں ٭

تین جرمن جہاز غرق - سٹاک ہولم - ۲۸ مارچ - تین جرمن جہاز جن پر لوہا بار تھا - بحیرہ بالٹک میں ایک روسی آبدوز نے غرق کر دیئے ٭

حضور والیسرائے کی میعاد کو کم از کم اختتام جنگ تک بڑھانے کی درخواست شہنشاہ معظم سے کرنے کے لئے ایک شاندار عام جلسہ ۲۵ مارچ کی شام کو ٹون ہال میں زیر صدارت رائے رام سرن داس صاحب رئیس لاہور منعقد ہوا ٭

میرٹھ - میں ۲۲ مارچ کی رات کو ایک مرہٹہ وشنو گنیش پکڑا گیا - اس کے قبضہ سے دس بم اور چند بوتلیں خاص قسم کے آتشی عرق کی ملیں وہ حال ہی میں امریکہ سے واپس آیا اور پولیس کچھ عرصہ سے انکی تلاش میں تھی ٭

حساب گندم - اضلاع لائل پور - جھنگ - شاہ پور - ملتان - مظفر گڑھ - لاہور اور گوجرانوالہ کے ایسے زمینداروں کو جو تین ایکڑ سے زیادہ رقبہ کے مالک ہوں یا جن کے قبضہ میں [illegible] من سے زیادہ گندم ہو - ۱۵ - اپریل کو اور پھر ہر پندرہ دن بعد سرکار کو یہ اطلاع دینی پڑے گی کہ اسقدر گندم انکے قبضہ میں ہے نائب تحصیلدار و ذاتی معائنہ و تلاشی کر سکیں گے ٭

ڈاکہ - ضلع سیالکوٹ کی تحصیل رعیہ کے ایک گاؤں [illegible] میں ۲۱ و ۲۲ مارچ کی درمیانی رات کو لالہ جوالا سہائے کے گھر پر جو کہ ضلع بھر میں مشہور ساہوکار ہے - ڈاکہ پڑا - ڈاکوؤں کی تعداد پچاس ساٹھ کے قریب تھی - قیمتی اشیاء اور نقدی ۔۔۔ کے ہاتھ لگی جو ایک لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۳۰ مارچ ۱۹۱۵ء

آپ ترقی اسلام کیطرف توجہ کریں!

خدا آپکے ایمان و اموال کو ترقی دیگا

حضرت فضل عمر کی خلافت کے ساتھ جس کام کرنے والی انجمن کی بنیاد رکھی گئی اور جس نے تھوڑے عرصہ میں بہت کام کر دکھایا ہے۔ جو آیندہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اصل اغراض کو پورا کرنے کے نیک ارادے رکھتی ہے اور جو اپنے اغراض و مقاصد کے مطابق

ترقی اسلام

کے موزوں و مناسب نام سے موسوم ہے۔ آج ہم قوم کو اس انجمن کی طرف پھر توجہ دلاتے ہیں۔ ہم کو علم ہے کہ قحط سالی نے ہماری مخلص اور غریب جماعت کی محدود آمدنی پر مزید بوجھ ڈالدیا ہے۔ ہم کو علم ہے کہ غیر مبائعین کے قطع تعلق کرنے اور مسیح موعود کے قائم کردہ کاروبار کو روکنے کی کوششوں نے آپ کی جیبوں پر اثر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خلافت ثانی کا ساتھ دینے والوں میں سے اکثر نے ایثار کا قابل تقلید نمونہ دکھایا ہے اور بعض دوستوں نے تو اپنے چندوں کو ڈیوڑھا کر دیا ہوا ہے۔ پھر ہم اس سے بھی واقف ہیں کہ باوجود مشکلات و مالی تنگی کے آپنے بڑے استقلال کے ساتھ ابتلاؤں کا مقابلہ کیا ہے۔ اور قادیان کے کارخانوں کو چلانے میں حسب استطاعت مدد دیتے ہیں۔ مگر باوجود اس علم کے ہم آپ ہی کو مخاطب کرتے ہیں کہ آپ ہی سے مخاطب ہونا قرین صواب اور موجب برکت خیال کرتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خدا کے فضلوں کی بارش سب سے پہلے آپ ہی کے [illegible] اور [illegible] بادل [illegible] سب سے پہلے آپ ہی کے [illegible]

وہ سلسلہ خدا کے کام تو ہونگے۔ اور یقیناً ہو کر رہینگے مگر مبارک ہو وہ جسے اس خدمت کا موقعہ ملے۔ قابل رشک ہے وہ جس کے اموال راہ مولا میں اسلام کی زندہ اسلام یعنی احمدیت کی اشاعت کے لئے خرچ ہوں۔ پس آپ ہمت کریں۔ اور خدا کے کھڑے کئے ہوئے اولوالعزم خلیفہ کے ساتھ ہو کر انجمن ترقی اسلام کے فنڈ کو مضبوط کر دیں۔ آپ کو علم ہونا چاہیئے اس انجمن کے ماتحت اس وقت حیدرآباد دکن۔ بنگال۔ راجپوتانہ۔ سیلون۔ ماریشس۔ لنڈن اور دیگر اضلاع ہندوستان و پنجاب میں باقاعدہ کام ہو رہا ہے۔ آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ اس انجمن نے صرف ایک سال میں جابجا واسطے پرائمری اسکول کھولے ہیں۔ اس کے ماتحت ترجمۃ القرآن انگریزی و اردو کا کام نہایت احسن طور پر ہو رہا ہے انگریزی اور اردو میں نئے نئے ٹریکٹ اور کتابیں شائع ہوئی اور ہو رہی ہیں۔

اس کے علاوہ اس انجمن کے ماتحت مبلغین کالج جیسی قابل قدر درس گاہ کا اجرا و قیام عمل میں آیا ہے۔ اور بالآخر یہی انجمن ہے جس کے ماتحت خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کرنے کا محکمہ قائم ہے۔ اور مفید کام کر رہا ہے پس ہم آپ سے ملتجی ہیں کہ آپ پہلے ان تمام کاموں کی اہمیت اور ان کے متعلق ضروریات پر ایک نظر ڈالیں۔ اور پھر غور کریں کہ یہ تمام کام کس طرح چلا اور کس طرح چلیگا۔

برادران! گذشتہ سال آپنے اس مد میں صرف ۱۹ ہزار روپیہ دیا جو قریباً سب کا سب خرچ ہو چکا ہے۔ کام کی اہمیت اور ضروریات کی کثرت کے مقابل یہ رقم بہت کم تھی مگر خدا نے اس میں برکت ڈالی۔ اور تھوڑے روپیہ میں بہت کام کرا دئے۔

اب خلافت محمود کے ساتھ ساتھ انجمن ترقی اسلام کا بھی دوسرا سال شروع ہوتا ہے۔ اخراجات پہلے سے زیادہ ہیں اور بڑھ رہے ہیں اور ضرورت ہے کہ آپ ایثار کا نمونہ دکھائیں اور ہماری اس اپیل پر لبیک کہیں۔

دوستو! دنیا کی اقوام زردار اور زر پرست ہیں انکے [illegible] کام [illegible] روپیہ [illegible] [illegible] آپ [illegible] لکشمی دیوی کی پرستش ضرور ہوتی ہے" ہمارے غلطی خوردہ دوست "ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے" فراموش کر کے احمدیہ پر فتوے کفر لگانے والوں کے آگے دست سوال دراز کرنا اور ان کے روپیہ کی خاطر خصوصیات سلسلہ کو قربان کرنا ایک معمولی سی بات تصور کرنے لگے ہیں مگر ہم نہ روپیہ کے پرستار ہیں نہ چاندی و سونے کی خاطر مداہنت کو اختیار کرنے اور اظہار حق سے مصلحتاً احتراز کر سکتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ قادیان کے کام ہونگے اور آپ ہی کے تھوڑے مگر پاک روپیہ سے ہونگے۔ اس لئے ہم آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ ترقی اسلام کی فکر کریں تا خدا تعالیٰ آپ کی ترقی کے سامان پیدا کر دے۔

اس اپیل کو ختم کرنے کے ساتھ ہی ہم آپسے یہ درخواست کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ترقی اسلام کی امداد ایسے ہی رنگ میں کی جائے جس سے

صدر انجمن احمدیہ

کے خزانہ کو کوئی ضعف نہ پہنچے۔ اور لنگر۔ ہائی اسکول۔ مدرسہ احمدیہ۔ ریویو۔ مقبرہ بہشتی۔ مساکین و یتامیٰ و دیگر صیغہ جات انجمن کے چندوں پر اس کا اثر نہ پڑے۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس طرح نوافل کے لئے خدانخواستہ فرض قضا نہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ آمین۔

ایک قابل اصلاح رسم

جو باتیں اس سے پہلے عبادت کا جزو سمجھی جاتی تھی۔ اب وہ تعلیم اور روشنی کے اثر سے خود بخود قابل اصلاح معلوم ہو رہی ہیں چنانچہ ہمعصر ست دھرم پرچارک لکھتا ہے کہ ۱۰ مارچ کو سوماوتی اماوس کے دن سادھوؤں کی سواری بڑی دھوم دھام سے نکلی ہے آپ کو دیراگ یا تیاگ اور بڑی مدا چک پادھیوں کے ادھیکاری بتلانے والے مالدار فقیروں نے چاندی کے ہودوں اور پالکیوں میں چڑھ کر ہمکو اپنی سیاہی دکھلائی۔ ہر نوبت بڑھکر وہ تریج در فیہ (ہیمیائی کا تماشا رہ) تھا۔ جس نے سینکڑوں ننگے فقیروں کو سر سے پاؤں تک ننگا کر کے بدشیروں [illegible] کے گروہ کا تماشا کر دیا۔ [illegible] [illegible] اور بھارت مہلائیں [illegible] [illegible] دستوں کی

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ

تصدیق المسیح

(سلسلہ کے لئے دیکھو الفضل مورخہ ۱۹۱۵ء)

پھر یہی صاحب لکھتے ہیں کہ احمدیت میں شرک فی النبوۃ ہے اور مرزا صاحب خدا کے رسول ہونے کے مدعی ہیں اور ان کو رسول اکرم سے درجہ میں بلند ہونے کا دعویٰ ہے اور اپنے آپ کو واجب الاتباع ٹھہرایا۔ اسکے جواب میں اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس نے کبھی خاتم الانبیاء کے غلام اور کامل متبع ہونے سے انکار نہیں کیا۔ اور تمام کمالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دامن فیوض سے وابستہ تسلیم کیا ہے۔ آپنے جو خط اپنی وفات سے صرف دو دن اول اخبار عام لاہور میں چھپوایا۔ اس میں بھی یہ لکھا ہے کہ "یہ الزام جو میرے ذمے لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق نہیں رہتا × × × × اس قسم کی نبوت کا مجھ کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے"۔ پس حضرت مسیح موعود کی طرف جب دعویٰ رسالت منسوب کیا جائے تو ہمیشہ اسبات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ کسی شریعت جدیدہ یا براہ راست نبوت کے مدعی نہیں۔

باقی دعوے کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی اور دوسری طرف آیات اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی اور آخرین منہم لما یلحقوا بہم اور ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا اور صراط الذین انعمت علیہم اور احادیث کیف انتم اذا نزل عیسیٰ بن مریم فیکم و امامکم منکم اور تحصر نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ اور لیس بینی و بینہ نبی کی موجودگی میں کس قسم کا نبی آسکتا ہے اور ایسے نبی ہونے سے نبوت محمدیہ کی ہتک ہے یا شان میں اور بھی چمک بڑھ جاتی ہے۔ پھر یہ کہ نبی کس کو کہتے ہیں اور یہ تعریف حضرت مرزا صاحب پر صادق آتی ہے یا نہیں

بس یہ باتیں تمام بحث کو حل کر دینگی۔ انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ میں بتا دیا کہ نبی اور غیر نبی میں وحی کا فرق ہے مگر نزول وحی کا اطلاق غیر نبی پر بھی قرآن مجید میں آیا ہے جیسے امّ موسیٰ کی نسبت یا حواریین کی نسبت۔ پس کوئی مابہ الامتیاز ہونا چاہیئے۔ اور وہ کثرت اور اظہار علی الغیب ہے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ کہ ایسا غیب جو بلحاظ کیفیت و کمیت بڑھ چڑھ کر ہو۔ اور اس زمانہ میں اور کسی میں یہ نظیر نہ پائی جائے یہ سوائے خدا کے رسولوں کے اور کسی میں نہیں پایا جاتا۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت اقدس کی نبوت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور جب رسالت ثابت ہوگئی تو باقی اعتراضات خود بخود حل ہو جاوینگے۔ یہ کہنا کہ حضرت علی جیسے شخص کے مقابل میں دعویٰ نبوت کیونکر سزاوار ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کے فعل پر اعتراض ہے۔ اھم یقسمون رحمت ربک۔ اس نے جسے مناسب سمجھا۔ اس منصب پر فائز کر دیا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ ایک طرف حدیث میں پڑھتے ہیں کہ من اطاع امیری فقد اطاعنی۔ یعنے امیر کی اطاعت بھی واجب ہے چہ جائیکہ ایک نبی کی۔ اور ادھر آپ کو مسیح موعود کے بارے میں اعتراض ہے کہ وہ کیوں اپنے آپ کو واجب الاتباع ٹھہراتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر واجب الاتباع ٹھہراتے تو محل اعتراض تھا مگر یہاں تو آپ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سکھاتے ہیں۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ شریعت محمدیہ کے کسی حکم کو بدلا۔ یا اسکے خلاف کوئی حکم دیا وہ تو فرماتے ہیں:۔

بلست دو دوری ازاں عالیجناب × نزد ما کفر است عنوان وتباب

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود × آں از خود از جہاں جائے بود

افسوس ہے کہ ہزاروں سجادہ نشین ہیں جو ایسے ایسے وظائف اور اوراد اور وصول الی اللہ کے طریق بتلاتے ہیں کہ شریعت محمدیہ میں انکی کوئی اصل نہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ مگر اعتراض کیا جاتا تو اس متبع سنت پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ایسا فنا ہوا کہ نبی کا نام پالیا۔ آپ الہام لولاک لما خلقت الافلاک پر تمسخر کرتے ہیں کہ بچہ سے آسمان کیسے پیدا ہو سکتا۔ وہ تو مرزا صاحب نے بنایا مگر یہی حدیث جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پڑھتے ہیں تو پھر اعتراض کی یہ صورت نہیں رہتی۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ تو ہمارے لئے بھی آچکا ہے۔ جس مبارک وجود کی ہدایت پر لوگوں کی نجات ہو اسی کے لئے افلاک کی پیدائش کا اظہار کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ما خلقت ھذا باطلاً مومنوں کا اقرار ہے۔ حرکت دوری جب تمام اسباب اور واقعات اور حالات کو ایک مقدس انسان کے مطابق اور اس کی مراد کے موافق کر دکھاتی ہے تو افلاک کی پیدائش اسی کے لئے بن جاتی ہے۔ پھر آپنے قادیانی قبلہ کو جدا ٹھہرایا ہے حالانکہ آپ تمام احمدیوں کو خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے دیکھتے ہیں اور اس سے بھی آپ انکار نہیں کر سکتے کہ وہ حج کے لئے بھی وہیں جاتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۰ کا حوالہ دیکر آپنے لکھا ہے کہ بیت اللہ جو مقام ابراہیم کا ہے اسے خدا نے مرزا کی خاطر قادیان میں بدل دیا۔ حالانکہ حضرت اقدس نے اس کے معنے خود اسی الہام کے نیچے کر دئیے ہیں اور فرمایا ہے کہ اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنے اس نمونہ پر چلو۔ اب اس کے خلاف معنی بنانا کہاں تک دیانت پر مبنی ہے۔ وہ تو فرماتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم شرک کے دشمن توحید کے جان نثار تھے ویسے ہی تم بن جاؤ اور تمام مومنوں کو انبیاء علیہم السلام کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی تاکید ہے۔ پس مسیح موعود کی اس تعلیم پر اعتراض کیسا۔ پھر آپ کا اعتراض ہے کہ حضرت صاحب کہیں لکھا ہے کہ قرآن زمین سے اٹھ گیا اور میں اسے آسمان پر سے لایا ہوں یہ حفاظت قرآن مجید پر حملہ ہے۔ سنئے صاحب۔ آپ کا یہ استدلال بالکل غلط ہے کسی چیز کے اٹھ جانے سے مراد اس کا عمل اٹھ جانا ہے۔ بدیہیات کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیا حضرت اقدس سے پہلے تمام قرآن مجید دنیا سے نابود ہو گئے تھے۔ یہاں نظر نہیں آتے تھے یہ تو واقعات کے بھی خلاف ہے۔ دوم اگر تمام قرآن مجید دنیا سے اٹھ کر آسمان پر چلے جاتے تو بھی آپکا اعتراض لازم نہیں

* تعلق نہیں ہے × × × ہر ایک شخص نیا نبی سمجھتا ہو جو قرآن شریف کی پیروی کی

آتا۔ اور نہ آیت قرآنی انا له لحافظون کی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ آسمان پر جاکر بھی اللہ ہی کی حفاظت میں رہتے۔ بات تو یہ ہے اور یہ سب تسلیم کرتے ہیں۔ مخالف علماء بھی وعظوں میں ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن مجید پر مسلمانوں کا عمل نہیں رہا پھر آئندہ بچانے سے مراد ہے۔ اور حدیث میں اس کی تشریح بھی موجود ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ قرآن مجید پر عمل حضرت مسیح موعود نے قائم کیا۔ اور ایک ایسی جماعت بنائی جو عمل بالقرآن اور اشاعت اسلام اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اور جان و دل سے اس کے لئے حاضر ہے۔ پس یہی جماعت ہے جو حفاظت و اشاعت اسلام کرے گی۔ کیونکہ حقیقی اسلام کی یہی وارث ہے۔ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا قائم احمد مرسل اور اس کے پیروؤں کے نام روز ازل سے نوشتہ ہے۔ پس کوئی نہیں جو ان کا قدم اس میدان سے ہٹائے۔ جن لوگوں نے یہ اشتہار شائع کئے ہیں کہ کیا احمدی اشاعت اسلام کر سکتے ہیں وہ نوٹ کرلیں کہ ہاں کر سکتے ہیں بلکہ کرتے ہیں اور کرینگے۔ اور وہ وقت ضرور آئے گا۔ جب ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے

ومن اصدق من اللہ قیلا۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

قرآن مجید دیگر تمام مذاہب کی مزعومہ الہامی کتب سے جو امتیازی خصوصیت رکھتا ہے۔ اس میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ حقائق الاشیاء پر فلسفیانہ نگاہ ڈالتا ہے اور دنیا کی کسی چیز کو لغو نہیں قرار دیتا۔ اور کسی چیز کے خلاف کہتے ہوئے اس کے فوائد یا کسی خوبی سے قطع نظر نہیں کرتا۔ کیونکہ انصاف اسی کا تقاضا کرتا ہے۔

چنانچہ شراب اور جوا کو حرام اور من عمل الشیطان فرمایا مگر ہم تجربہ و واقعات بتاتے ہیں کہ بعض اوقات ان چیزوں سے عارضی نفع بھی پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے اس کا اعتراف بھی کیا مگر ساتھ ہی بتا دیا کہ اس کا نقصان اتنا بڑا ہے کہ کچھ فائدہ اگر ہے تو اس کے سامنے بالکل ہیچ ہے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما (ان دونوں میں بڑا نقصان ہے اور کچھ لوگوں کے لئے فائدے کا موجب بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کا نقصان ان کے نفع سے بہت بڑا ہے) اور دنیا میں ہمیشہ کثرت و قلت ہی کا اعتبار ہوتا ہے کوئی چیز بری ہے تو اس لئے کہ اس میں برائی اس کی خوبی سے زیادہ ہے اچھی ہے تو اس لئے کہ اس میں خوبی برائی سے بڑھ کر ہے۔ کوئی چیز بھی اپنی ذات میں مکمل نہیں کیونکہ اگر ذاتی کمال رکھے۔ اور کوئی نقص نہ ہو تو وہ تو خدا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز بھی لے لو۔ اگر وہ نقصان رساں ہے تو ضرور کسی پہلو سے فائدہ رساں بھی ہوگی۔ صحت ور سے صحت ور انسان میں بھی کچھ نہ کچھ بیماری ضرور ہوگی اور بیمار سے بیمار انسان میں کچھ نہ کچھ صحت ضرور پائی جائے گی۔ اگر صحت غالب ہوگی تو تندرست کہلائیگا۔ بیماری غالب ہوگی تو بیمار کہلائیگا جو نادان ہے وہ ایک پہلو کو دیکھ کر اسپر زور دیگا مگر جو دانا ہے وہ دونو پہلو مد نظر رکھے گا۔ پس شراب اور جوا کے بعض اوقات فائدہ دے جانے کا (گو وہ عارضی ہی ہو) اعتراف نہایت حکیمانہ ہے۔ اور ایسی کامل و اکمل تعلیم اسبات کا قوی ثبوت ہے کہ یہ اس دانا اور بینا مقدس ہستی کی طرف سے ہے تعجب ہے کہ یہ خوبیاں مسافر آگرہ کی آنکھ میں عیب ہیں جسپر مصرعہ عنوان بالا صادق آتا ہے۔ جنگ میں شراب اور جوا کا زور ہوتا۔ شراب سے لڑائی میں مدد لیتے اور جوئے سے اخراجات کا انتظام اور یہ دونو چیزیں بظاہر جنگوں میں مفید۔ مگر اسلام نے حکم دیا کہ نقصان زیادہ ہے اس لئے چھوڑ دو۔ اور چندوں سے کام چلاؤ۔ پھر جنگوں میں یتیم بھی ہوتے تھے۔ انکی نسبت فرمایا کہ جس سے ان کی زندگی خوشگوار ہو سکے وہ کام کرو۔ اور چونکہ جنگوں میں قیدی بھی آتے تھے۔ جن میں عورتیں بھی تھیں۔ انکی نسبت نیک سلوک کی تاکید کی۔ اور انہیں اپنی سوسائیٹی کا جزو بنا لینے کے لئے فرمایا۔ حالانکہ عام طور پر دشمن کے لوگوں کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر اسلام نے تاکید کی کہ تم ان سے بدسلوکی نہ کرو مگر توحید مقدم ہے۔ مسلم تو توحید ہی کی آب و ہوا سے پرورش پاتا ہے۔ اسلئے کسی مشرکہ سے خواہ وہ کس قدر قابلیت کی ہو۔ نکاح نہ کرنا۔ کیونکہ اس کا اثر اولاد پر پڑتا ہے پھر عورتوں کو وہ پوزیشن دی جو دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دی یعنے انہیں کھیتی فرمایا۔ اسپر جیسے چاہو استعمال کرو کی پھبتی اڑانا الخبیث للخبیثین آیت کی تصدیق ہے۔ یعنی بُرے خیالات بُرے لوگوں کے لئے ہے کھیتی کا استعمال اسی صورت میں ہوگا جس میں وہ بہترین طور پر پھل دے سکے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ کسی الہامی کتاب نے عورتوں کے حقوق کی اس سے بہتر کفالت نہیں کی طلاق کا حکم بھی حق شناسی پر مبنی ہے۔ یعنی مرد نے ذرا حقوق میں کمی کی۔ اور حق زوجیت کو ادا نہ کیا تو طلاق واقع ہوگی اس پاک تعلیم کو نیوگ سے نسبت دینا آگ اور گلزار کو ایک دکھانا ہے۔ کہاں یہ بات کہ پہلے خاوند سے تعلقات زوجیت منقطع ہو جائیں اور دوسرے کی خانہ آبادی ہو اور کہاں یہ کہ خاوند تو وہی رہے مگر خاوندی فرض دوسرا ادا کرے۔ فتدبروا۔

النبوۃ فی الاسلام کی تمہید

اور

چند حل طلب معموں کا جواب

ان دو متذکرہ بالا مضامین (جو مولوی محمد علی صاحب نے لکھے ہیں) کا جواب اپریل ۱۹۱۵ء کے تشحیذ الاذہان میں ۹۶ صفحے پر ختم ہوا ہے۔ خریداروں کے پاس تو پہنچیگا ہی۔ باقی جو احباب اسے دیکھنا چاہیں وہ ۳ کے ٹکٹ بھیج کر دفتر تشحیذ سے منگوالیں۔ النبوۃ فی الاسلام کی تمہید سنا ہے۔ پانچ ہزار شائع ہوئی۔ ہمارے احباب کو چاہیئے کہ اپریل کے تشحیذ کی متعدد کاپیاں (چھ جلد فی روپیہ کے حساب سے) منگوا کر مفت تقسیم کریں۔ والسلام

تحفۃ الملوک

جس میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خواب کی بناء پر ایک والئے ریاست کو نہایت دل آویز اور دلکش پیرائے میں تبلیغ فرمائی ہے۔ علاوہ مضمون کی لطافت کے اس کی لکھائی چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے تقطیع کلاں کاغذ بہت اچھا اور عمدہ۔ مگر قیمت کاغذ درجہ اعلیٰ کی صرف [illegible] اور کاغذ درجہ دوم ۲ آنے۔ احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کھلی چٹھی۔

(بنام بابو محمد عبداللطیف صاحب شملہ)

آپکے ہردو رسالجات یعنی ہمارے اندرونی اختلافات مصنفہ آپکے ۔ ۔ ۔ جناب خواجہ صاحب و نبوت تامہ کاملہ مصنفہ جناب ۔ ۔ ۔ مولوی محمد علی صاحب بڑی غور سے پڑھے۔ گو میرا دل ایسی بے ہودہ تحریرات کے پڑھنے پر ملامت کرتا تھا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے آپ کی خواہش مجبور کرتی تھی۔ اور نیز پیغام پارٹی کے اس اختر کو رد کرتا تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے مریدین کو ہماری تحریرات کے پڑھنے سے روکتے ہیں۔ لنڈنی خلیفہ کی تحریر میں روحانیت کا نام تو کوسوں تک نہیں جو عبارت ہے۔ وہ تقوی سے دور اور دھکیول سے معمور۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جناب خواجہ صاحب کو ایسے کون سی ضرورت اس رسالہ کے لکھنے کی پڑی تھی۔ مزا تو یہ ہے کہ مضمون و سنیاب ہنیں مقابلہ پر چڑھاتے ہیں آستینوں کو خواجہ صاحب کے رسالہ کے بعد میں نے القول الفصل کو پڑھا۔ میں خدا کو حاضر ناظر اس امر کی سچی گواہی دیتا ہوں۔ کہ مجھ پر القول الفصل کے پڑھنے سے ایک رقت طاری ہو گئی۔ دل میں ایسی لذت۔ سرور اور کشش پیدا ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ اور یہ حالت بھی ضروری تھی۔ کیونکہ القول الفصل حضرت سلطان القلم صاحب کے حقیقی جانشین کی تحریر ہے۔ میں بابو محمد عبداللطیف صاحب خاص شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کی وجہ سے میں نے القول الفصل کو دوبارہ پڑھا۔ اور جس سے میرا ایمان تازہ ہوا۔ میں نے متذکرہ بالا ہردو رسالجات کو بھی دو ہی دفعہ بڑے غور سے پڑھا تھا۔ میں ایمانا کہہ سکتا ہوں۔ کہ جناب خواجہ صاحب کے سحر سامری کے لئے القول الفصل گویا عصائے موسیٰ ہے ۔

مولوی محمد علی صاحب نے جو رسالہ القول الفصل کے جواب میں لکھا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ انہوں نے القول الفصل کا کیا جواب دیا ہے۔ میں صرف ایک شعر پر اپنی چٹھی کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔ حضرت جناب خلیفہ ثانی صاحب کی بیعت سے مستفید فرمائے۔

قوت قدسی سے جو محمود نے لکھی کتاب
منکر احمدؐ نبی کیا لکھ سکے اس کا جواب۔

والسلام

خادم عبدالعزیز نوشہروی ۔ انبالہ ۲۶ مارچ ۱۹۱۵ء

منکران سید ناؐ مسیح موعودؑ کو خطاب

چہ مے دانی تو اے منکر کلام پاک رحمان را
توئی چوں شپرہ کے تکن کہ بینی مہر رخشان را

ہمہ عمر عزیزت قدیہ کذب و قدوری شد
دمے فرصت نے یابی کہ بینی روئے قرآن را

ہمہ عمرت بسر بردی بجہل و فسق و نادانی
نداری مایۂ ایمان ملامت اہل ایمان را

نمی ترسی ازاں ساعت کہ پیغمبر زند بانگے
کہ یارب قوم من مہجور گردانید فرقان را

ترا گر نقص در چشم است رو فکر علاجش کن
بریں کوری مکن ہجو رخ پرنور جانان را

ترا گر نور جان است زو عالم منور کن
چرا پنہاں بتاریکی نہی آں شمع تابان را

ترا گر پاس اسلام است رو کافر مسلمان کن
چرا چوں ہرزہ مے خواہی تو تکفیر مسلمان را

ہمیں شام است محتاج مہ پرنور ایمانت
ہمیں صبح است تابنائی آں خورشید پنہاں را

ترا ترک بدی باید اگر قرب خدا خواہی
کہ بے پرہیز بیمارے نہ بیند صحت جان را

بیا و ترک عصیان کن نشین در صحبت پاکان
کہ یک دم صحبت ایشاں کند اصلاح انسان را

مصفیٰ قطرۂ باید کہ تا گوہر شود پیدا
تحمل کن کہ پر سنگے رسد لعل بدخشان را

توئی از آدم خاکی بیا و خاکساری کن
پسند آید سرافرازی و استکبار شیطان را

چہ مے نازی تو بر علم و نسب مال و کمال خود
کہ نازیدن بریں ہا بود مرغوب نادان را

ہمہ اولاد آدمؑ را دُرِ از یک صدف دانی
کجا دانا سبک داند دُرے در خاک غلطان را

چرا در فکر نان باشی اگر یار است آں محسن
کہ پیش از طفل در مادر کند پر شیر پستان را

بیا شو طالب مولا کہ قلب مطمئن یابی
کہ قلب مطمئن ہرگز نباشد طالب نان را

اگر قرب خدا خواہی برو شب زندہ داری کن
کہ بکشاید بروئے تو ہمہ ابواب عرفان را

بملک مصر گر خواہی کہ چوں یوسف شوی حاکم
ز دست اخوۂ نامہربان بگذار کنعان را

قاضی محمد یوسف احمدی پشاور

فہرست اسماء نو مبایعین حیدرآباد دکن

معرفت حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب میر صدر انجمن احمدیہ

۱۔ محمد قاسم صاحب ونڈوتی سکنہ یادگیر	۴۔ عبدالرحیم صاحب ولد محمد قاسم صاحب سکنہ یادگیر
۲-۳۔ دو زوجگان محمد قاسم صاحب "	۵۔ پیر محمد صاحب " " " "
۹۔ عبدالرحیم ولد مخدوم جانی خیاط	۶۔ عبدالنبی صاحب " " " "
۱۰۔ حسن بی بی زوجہ عبدالنبی صاحب سکنہ یادگیر	۷۔ عبدالغفار صاحب " " " "
۱۱۔ عبدالرحمن صاحب مقدم "	۸۔ کریم بی بی " " " "
۱۲۔ زوجہ عبدالرحمن " "	۱۳۔ محمد اسمٰعیل ولد عبدالرحمن صاحب "
۱۴۔ دختر عبدالرحمن صاحب "	۱۵۔ رکن الدین صاحب کنفور "
۱۶۔ محمد جلال الدین صاحب ترڈسانی	۱۷۔ زوجہ شیخ حسین صاحب چپراسی
۱۸۔ زوجہ محمود بن مدیر عرب یادگیر	۱۹۔ محمد عبداللہ اسید دار تحصیل یادگیر
۲۰۔ غلام رسول صاحب ملازم شیخ حسن صاحب احمدی	۲۱۔ مولوی عبدالقادر صاحب شاہ پوری علاقہ تیاپور
۲۲۔ صدیق حسن خانصاحب (ابلہ)	۲۳۔ ڈاکٹر صاحب ۔ یادگیر

(نوٹ) مذکورہ بالا فہرست کارخانہ شیخ حسن صاحب احمدی بیڑی مرچنٹ یادگیر کے مختار عام صاحب کے بھیجے ہوئے باضابطہ خط سے نقل کر کے درج کی ہے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کیساتھ مباحثہ کے شرائط

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۵ مارچ ۱۹۲۳ء میں ہمیں چیلنج دیا تھا۔ کہ مجھ سے مباحثہ کر لو۔ اس پر ہماری طرف سے مولوی صاحب کے چیلنج کی منظوری کا اعلان ہوا۔ ہمارے اس اعلان پر مولوی صاحب اس ہفتے کے اہلحدیث میں مباحثہ کی آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ اور کھلے لفظوں میں اقرار کرتے ہیں۔ کہ مجھے احمدیوں سے ہر طرح مباحثہ منظور ہے۔ اس لئے اس مرحلہ کے طے ہو جانے کے بعد ہم ذیل میں مباحثہ کی چند شرائط تحریر کرتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب کو وہ سب کی سب منظور ہوں۔ تو فبہا۔ مقررہ تاریخوں پر مباحثہ شروع ہو جاوے۔ اور اگر ہماری شرائط میں کوئی شرط مولوی صاحب کو ناپسند ہو یا کوئی زائد شرط وہ داخل کرنا ضروری سمجھتے ہوں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اخبار کی قریب ترین اشاعت کے ذریعہ ہمیں مطلع کریں تا کہ ہم بھی مولوی صاحب کی ترمیم پر غور کریں۔ اور اگر ہمارے نزدیک وہ ترمیم درست اور مناسب ہوگی۔ تو عملاً کارروائی شروع کر دی جاویگی۔ ورنہ پھر تبادلہ آراء سے تصفیہ کیا جائیگا۔

شرائط

۱۔ مباحثہ کا مقام لاہور ہوگا۔ اور اس صورت میں ہر قسم کے انتظام کے ہر دو فریق بحصہ مساوی ذمہ وار ہوں گے۔

۲۔ اپریل ۱۹۲۳ء کے آخری ہفتہ اور اتوار دو دن مباحثہ ہوگا۔ تاکہ تعطیلات کی وجہ سے اہل دفاتر بھی شامل ہو سکیں۔

۳۔ مولوی صاحب مناظرہ کے لئے اپنے تئیں پیش کرتے ہیں۔ لیکن ہماری طرف سے مناظر وہ ہوگا جسے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تجویز فرماویں۔

۴۔ ہر مناظر کے تین تین معاون ہوں گے۔

۵۔ مناظرہ تحریری ہوگا۔ یعنی مناظرہ کرنے والے مقررہ وقت میں اپنے پرچے لکھ کر کھڑے ہو کر حاضرین مجلس کو سنا دیں گے۔

۶۔ پرچہ خود مناظر لکھے گا۔

۷۔ ہر پرچہ مباحثہ کے وقت لکھا جائیگا۔ گھر سے لکھ کر لانے کی اجازت نہ ہوگی۔

۸۔ مباحثہ دو دن ہوگا۔ ہفتہ اور اتوار۔

۹۔ پہلے دن حیات و وفات مسیح ناصری پر بحث ہوگی۔ اور دوسرے دن دعاوی حضرت مسیح موعود پر۔

۱۰۔ پہلے دن بحث کا یہ طریق ہوگا۔ کہ چونکہ دونو فریق مدعی ہیں۔ یعنی ہم وفات مسیح کے۔ اور مولوی صاحب حیات مسیح کے۔ اس لئے دونو فریق ہفتہ کے روز صبح ۸ بجے سے اپنا اپنا پرچہ ایک ہی وقت میں لکھنا شروع کریں گے۔ یعنی ہم وفات مسیح پر اور مولوی صاحب حیات بجسد العنصری کے دلائل پر۔ اور آٹھ بجنے پر یعنی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد فریقین سے پرچے لے لئے جاویں گے۔ اور ایک گھنٹہ میں دونو پرچے باری باری یعنی ہر پرچہ آدھ آدھ گھنٹہ میں مجلس کو سنا دیا جاوے گا۔ پھر دونو پرچے سنانے کے بعد ہر فریق کا پرچہ دوسرے فریق کو جواب کے لئے دے دیا جاویگا۔ اور ۹ بجے سے دونو فریق اپنا اپنا پرچہ لکھنا شروع کریں گے۔ اور ۱۰½ بجنے پر پرچے لکھنے موقوف ہو جاویں گے۔ اور ۱۱½ تک ایک گھنٹہ میں پہلے کی طرح دونوں پرچے مجلس کو سنا دئیے جاویں گے۔ اس پر مجلس برخاست ہو جاوے۔ اور جواب الجواب کے لئے ۲ بجے مجلس مباحثہ کا انعقاد ہوگا۔ اور ۲½ بجے سے دونوں فریق جواب الجواب لکھنا شروع کریں گے اور ۴ بجے تک انہیں پرچہ لکھنے کی اجازت ہوگی۔ ۴ بجنے پر ہر دو پرچے ۵ بجے تک لوگوں کو سنا دئیے جاویں گے۔ اور اس پر پہلا مباحثہ ختم ہو جاویگا

دوسرے دن چونکہ صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہوگا۔ اور اس میں صرف ہم مدعی ہیں۔ اس لئے اس روز طریق مباحثہ یہ ہوگا۔ کہ ۷½ بجے صبح ہمارا مناظر اپنے دعوے کے اثبات میں پرچہ لکھنا شروع کریگا اور آٹھ بجے تک لکھ کر کے ۸½ بجے تک مجلس کو سنا کر مولوی صاحب کو اپنا پرچہ جواب لکھنے کے لئے دیدیگا اور مولوی صاحب کو ۱۰ بجے تک جواب لکھنے کی اجازت ہوگی۔ دس بجے کے بعد مولوی صاحب اپنا پرچہ ۱۰½ بجے تک اہل مجلس کو سنا کر جواب الجواب کے لئے وہ ہمارے حوالہ کر دیں گے۔ اور ۱۰½ سے ہمارا مناظر جواب الجواب تحریر کرنا شروع کریگا۔ اور ۱۲ بجے تک لکھ کر ختم کر دے گا۔ اور لکھنے کے بعد ۱۲½ بجے تک وہ پرچہ مجلس کو سنا دیا جاویگا۔ اس پر مباحثہ ختم ہو جاوے گا۔

۱۱۔ ہر فریق کی طرف سے انتظام مجلس اور شرائط مقررہ کے نفاذ اور ان کی خلاف ورزی کے انسداد کے لئے ایک ایک پریذیڈنٹ ہوگا۔ جسے ہر فریق اپنی مرضی سے مقرر کرے گا۔ لیکن درصورت اختلاف ہر دو پریذیڈنٹان ایک تیسرے پریذیڈنٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ یہ تیسرا پریذیڈنٹ غیر مسلم ہوگا۔ اور فریقین کی رضامندی سے مقرر ہوگا۔

۱۲۔ جو مناظر کسی شرط کی خلاف ورزی کریگا۔ یا اپنی تقریر میں کوئی بے جا حملہ کریگا۔ یا مقررہ بحث کے علاوہ کسی اور بات پر گفتگو کرے گا۔ یا اور کوئی ایسی حرکت کریگا۔ جو خلاف داب مناظرہ ہو اسے ہر پریذیڈنٹ روک سکتا ہے۔ اور پریذیڈنٹ کے روکنے پر اسے رک جانا پڑے گا۔ ہاں اگر اس کا اپنا پریذیڈنٹ روکنے کو ناجائز سمجھے۔ اور اس طرح فریقین کے پریذیڈنٹوں میں اختلاف ہو۔ تو تیسرے پریذیڈنٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ اور جو وقت اس اختلاف کے تصفیہ کے لئے صرف ہوگا وہ اصل وقت میں محسوب نہ ہوگا۔

۱۳۔ ہر پرچہ جب لکھا جا چکے۔ تو فریقین اور ہر دو پریذیڈنٹوں کے دستخطوں کے بعد جواب کے لئے فریق ثانی کو دیا جاویگا

۱۴۔ چونکہ مباحثہ کے لئے گورنمنٹ سے اجازت لینے کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ تجویز کی جاتی ہے۔ کہ لاہور کی انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ اور مولوی صاحب کے دستخطوں سے ایک مشترکہ چٹھی ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے پیش کی جاوے۔ اور اجازت پر مباحثہ منعقد ہو۔

۱۵۔ مباحثہ کے مکان کے متعلق یہ بہتر صورت معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک ایسا مکان کرایہ پر لیا جاوے جو فریقین کے پسند خاطر ہو۔ کرایہ اور انتظام فرش فروش وغیرہ کے اخراجات نصف نصف ہر دو فریق برداشت کریں گے۔

۱۶۔ محل مباحثہ میں داخلہ ٹکٹوں کے ذریعہ ہوگا۔ کوئی شخص فریقین میں سے کسی فریق سے ٹکٹ حاصل کرنے کے بغیر محل مناظرہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اور ٹکٹوں کی تعداد محدود ہوگی۔ کوئی فریق ۰۰ سے زیادہ آدمیوں کو شمولیت کی اجازت نہیں دے سکیگا۔

۱۷۔ جو لوگ ہمارے ٹکٹ سے اندر آویں گے۔ اُن کی بے قاعدگی اور خلاف ورزی قواعد کے ہم ذمہ وار ہوں گے۔ اور اسی طرح جو لوگ فریق ثانی کے ٹکٹوں سے مجلس مناظرہ میں آویں گے۔ ان کی بے قاعدگی کا ذمہ وار فریق ثانی ہوگا۔

۱۸۔ مکان اور باقی متفرق انتظامی شرائط کے لئے ہم یہ تجویز پیش کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص ہمارا قائمقام اور ایک مولوی صاحب کا قائمقام یا خود مولوی صاحب ملکر فیصلہ کرلیں۔ اور اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر کرکے لاہور میں دونوں قائمقام فیصلہ کرسکتے ہیں۔ ہماری طرف سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور قائمقام ہیں مولوی صاحب اپنا قائمقام نامزد کریں۔

۱۹۔ اختتام مباحثہ پر طبع مباحثہ کا انتظام ایک مشترک کمیٹی کریگی جس میں دو ممبر ہماری طرف سے ہوں گے۔ اور دو مولوی صاحب کی طرف سے طبع کا خرچ فریقین بحصہ مساوی ادا کریں گے۔

اور طبع ہونے پر نصف کاپیاں ہماری اور نصف فریق ثانی کی ہوں گی۔ اور مفت خواہ قیمتاً جس طرح چاہیں۔ ان کی اشاعت کریں گے۔

۲۰۔ مباحثہ میں فریقین کا استدلال جسے حجت پر حجت سمجھا جائیگا۔ صرف قرآن وحدیث سے ہوگا۔ کیونکہ دلیل شرعی صرف قرآن وحدیث ہیں۔

علاوہ ازیں ناظرین کو یہ یاد رکھنا ضروری ہے۔ کہ حیات ووفات مسیح پر مباحثہ حضرت مسیح موعود کی صداقت اور عدم صداقت معلوم کرنے کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ اور گو ایک سطحی خیال والا انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اس مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ مگر غور کرنے پر امید ہے۔ کہ وہ اس مباحثہ کی اہمیت سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ مباحثہ کی غرض یہ نہیں ہوا کرتی۔ کہ صرف دو بحث کرنے والے مولویوں کی معلومات میں اضافہ ہو۔ بلکہ بڑی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ عام لوگ فریقین کے دلائل سے ناواقف ہیں۔ اس ذریعہ سے انہیں ہر دو فریق کے دلائل سے کافی واقفیت حاصل ہو جاوے۔ اور وہ ایک وقت میں متضاد دعاوی میں سے سچے دعویٰ کو معلوم کرسکیں اور چونکہ آنسوقت عام مسلمانوں کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ ہو چکا ہے۔ کہ حضرت مسیح بن مریم زندہ ہیں۔ فوت نہیں ہوئے۔ اور وہی مسیح آخری زمانہ میں دنیا میں تشریف لانے والے ہیں۔ اس لئے جب وہ حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت کے دلائل سنتے ہیں۔ تو بالکل توجہ نہیں کرتے۔ کیونکہ جب تک ان کے دل سے یہ خیال دور نہ ہو۔ کہ مسیح بن مریم زندہ ہیں۔ تب تک خواہ کتنے مضبوط دلائل پیش کئے جاویں۔ وہ سنتے ہی نہیں اور اگر سنتے بھی ہیں۔ تو توجہ نہیں کرتے۔ اور واقعہ میں یہ عدم توجہ ایک طبعی امر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے روز اس امر پر مباحثہ ہو۔ اور جب پہلے روز کے مباحثہ سے حاضرین فریقین کے دلائل کا موازنہ کرکے کسی ایک نتیجہ پر پہنچ جاویں گے۔ تو ان کے لئے صداقت اور عدم صداقت کے دلائل پر توجہ کرنے کی پرزور تحریک ہوگی۔ یہ بات ہے جس کی وجہ سے ہم اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ پہلے روز حیات ووفات مسیح پر مباحثہ ہو۔ اس میں حرج ہی کیا ہے۔ فرض کرو۔ ضرورت نہ بھی سہی۔ تب بھی جبکہ مسئلہ ایک مہتم بالشان مسئلہ ہے۔ اور احمدیوں اور غیر احمدیوں میں یہ امر بھی متنازعہ فیہ ہے۔ تو کیا حرج ہے۔ کہ پہلے روز اس پر مباحثہ ہو۔ اس سے گریز کیوں کیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے روز صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہوتا ہے۔ غور کرنا چاہئے۔ کہ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ صرف صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہو۔ اور ہم کہتے ہیں۔ پہلے روز حیات ووفات پر مباحثہ ہو۔ اور دوسرے روز صداقت مسیح موعود پر۔ اب بتاؤ۔ کمزوری کس نے دکھائی ہے یقیناً فریق ثانی نے۔ کیونکہ وہ حیات مسیح کے ثابت کرنے سے گریز کرتا ہے۔ اور فرار کرتا ہے۔ مگر ہم کسی بات سے گریز نہیں کرتے۔ بلکہ ہم فریق ثانی کی بات کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ ہاں ہم صداقت مسیح پر مباحثہ کریں گے۔ مگر وہ ہمارے مطالبہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ غرض وہ چاہتا ہے۔ کہ صداقت پر مباحثہ ہو۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہاں مباحثہ کرلو۔ مگر وہ ہمارے مطالبہ سے فرار کرتا ہے۔ بالفرض اگر حیات ووفات کے مسئلہ کو صداقت مسیح موعود کے ساتھ کوئی تعلق نہ بھی ہوتا۔ تب بھی نہایت قرین انصاف یہ تھا۔ کہ ہم اس کا مطالبہ پورا کرتے۔ اور مباحثہ صداقت پر ہوتا اور وہ ہمارا مطالبہ پورا کرتا۔ یعنی وفات حیات کے مسئلہ پر بھی بحث ہوتی۔ مگر یہاں تو صورت ہی اور ہے۔ کیونکہ حیات وفات کے مسئلہ کو صداقت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ اور جب تک وفات مسیح کا خیال نہ ہو تب تک صداقت مسیح کے دلائل کی طرف توجہ پیدا ہی نہیں ہوتی۔ غرضیکہ یہ مناظرہ جو مولوی ثناء اللہ صاحب سے قرار پایا ہے خدا نے چاہا۔ تو ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوگا پہلے روز لوگوں کو حیات وفات کے دلائل سنا دیئے جاویں گے اور دوسرے روز صداقت اور عدم صداقت حضرت مرزا صاحب کے دلائل سے لوگ واقف ہو جاویں گے۔

یہ بحث جو ہم نے اوپر ذکر کی ہے۔ بعض کٹ ملاں پیش کیا کرتے ہیں۔ جس پر پبلک معلوم کرلیتی ہے کہ یہ صاف گریز کرتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب پر ہمیں امید نہیں

کردہ گریز کرنے کی راہ اختیار کریں گے۔ کیونکہ رلم پور
میں اس طرح بحث شروع ہوئی تھی۔ کہ پہلے وفات حیات
مسیح پر مباحثہ ہوا تھا۔ اور بعد میں صداقت پر۔ اور
وہاں پر مناظر خود مولوی صاحب موصوف تھے۔ اور مدّ
میں بھی مولوی صاحب اس طرح پر بحث کر چکے ہیں۔

دوسری یہ بات ہے۔ کہ حیات و وفات پر مباحثہ
اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ جب تک حضرت مسیح ناصری
کی وفات نہ ثابت ہو۔ تب تک کسی مدعی مسیحیت کے
لئے دعویٰ کی مجال نہیں۔ کیونکہ خود مسیح ناصری حقدار موجود ہے
اور اگر یہ ثابت ہو جاوے۔ کہ مسیح ناصری قرآن مجید کی
رو سے وفات پا گئے ہیں۔ تو بھر بیشک ایک مدعی کے
دعویٰ پر بحث ہوگی۔ کیونکہ وہ ابن مریم تو وفات پا گیا
اب جو پیشگوئیاں ایک مسیح کی آمد کے متعلق ہیں۔ وہ
ضرور کسی امتی کے حق میں ہیں ❊

والسلام ۔ ایڈیٹر الفضل

ظہور المہدی

۳۵۲ صفحہ ۔ گنجان لکھائی کی ضخیم کتاب جس میں
احمدی مذہب کا آمنت باللہ سے لیکر الیوم الآخر
تک مکمل و مفصل و مدلل بہ آیات قرآنیہ و احادیث
صحیحہ بیان ہے۔ اور حضرت اقدس کے تمام دعوے
کا کافی ثبوت دیا گیا ہے۔ اور تمام احمدیہ لٹریچر کا
خلاصہ اس میں موجود ہے۔ آجکل بجائے دو روپے
کے صرف سوا روپے (عہ) میں ملے گی۔ ہر ایک خواندہ
احمدی کے پاس یہ کتاب ہونی چاہئے۔ مخالفین پر
اتمام حجت اور اپنی وسعت معلومات کے لئے مفید
ثابت ہوگی ❊

دفتر تشحیذ قادیان سے طلب کرو

ایڈیٹر الفضل کو ایک ضروری اطلاع
اور مفید مشورہ

جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی فرقہ
اہلحدیث کے پرانے ایڈوکیٹ ہیں۔ مولوی صاحب نے باوجودیکہ
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بہت کچھ لکھا اور بہت کچھ
کیا۔ لیکن ہم اس امر کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں
پاتے۔ کیونکہ یہ ایک قبلہ حقیقت ہے۔ کہ انہوں نے اپنے
فرقہ کی بے شمار خدمت کی۔ اور بہت حد تک پولیٹیکل اور
مذہبی اعتراضات کو اپنے فرقہ سے دور کیا۔ وہ فرقہ
اہلحدیث کی تاریخ میں نمایاں جگہ حاصل کریگی۔ بشرطیکہ
تاریخ اہلحدیث لکھنے والے مورخ نے تنگ دلی اثر کے
نیچے کام نہ کیا۔ مولوی صاحب کا رسالہ اشاعۃ السنۃ
ہر چند اس کی حالت اب اچھی نہیں۔ لیکن یہ مسلم امر
ہے۔ کہ یہ پہلا رسالہ ہے۔ جس نے اہلحدیث کو گویا کیا
ہے۔ ایک عرصہ کے بعد مولوی صاحب نے ہمیں ایک
مراسلہ بھیجکر خواہش کی ہے۔ کہ اسے الفضل میں شائع
کر دیا جاوے۔ جو ضروری اطلاع انہوں نے ہمیں دینے
کی تحریک گوارا کی ہے۔ اس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں
مولوی ثناء اللہ صاحب کی تاریخ سے ہم ناواقف نہیں
باوجود اس علم کے کہ ان کے مباحثات کا اسلوب اور
طرز کیا ہوتا ہے۔ اور کہاں تک ان کی غرض اظہار حق
و حمایت صداقت ہوتی ہے۔ اور کس حد تک وہ اخلاص
پر مبنی ہوتے ہیں۔ ہم نے ان کے چیلنج مباحثہ کو منظور
کرنے میں غلطی نہیں کھائی۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے۔ کہ
ہمارے دیرینہ روٹھے ہوئے کرم فرما جناب مولوی ابو سعید
صاحب نے جس طرز پر ہم سے گفتگو کرنے کی تحریک
کی ہے۔ اس میں ظاہراً ہمیں اخلاص اور حق جوئی کی
بو آتی ہے۔ اور حسن ظنی کی بناء پر ہمیں ان کی اس
تحریک کو اسی رنگ میں خیر مقدم کرنا چاہئے ❊

مولوی ابو سعید صاحب کی غرض اگر بازاری تماشا
اور شہرت طلبی ہوتی۔ تو وہ بھی ثناء اللہ صاحب کی
طرح چیلنج دے سکتے تھے۔ اور شائد مولوی ثناء اللہ صاحب
کے مقابلہ میں وہ نہایت عزت اور وقعت سے دیکھا
جاتا۔ ان کا خلوت میں گفتگو کرنا اور شریفانہ رنگ
میں ہمارے مکان پر آکر اور اپنے مکان پر بلا کر گفتگو
کرنا یقیناً ایک ایسی بات ہے۔ جو مباحثات کے سلسلہ
میں قابل قدر ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ ایسی
مبارک اور نتیجہ خیز تحریک کو لبیک نہ کہا جاوے۔
خلوت میں انسان ہر قسم کی تعلیموں اور بلند پروازیوں
سے الگ ہوتا ہے۔ اور خصوصاً جب وہ میزبان کی حیثیت
سے ہو۔ تو اخلاقی طور پر اس کی سلامت روی اور
شرافت اور بھی موثر ہوتی ہے۔ اس لئے جب ہم ان
کے مکان پر اس دوستانہ گفتگو کے لئے حاضر ہوں گے۔
یا جب مولوی صاحب [illegible] قدم رنجہ فرما کر ہمارے مکان پر
تشریف لائیں گے۔ تو خدا کے فضل سے ہم امید کرتے
ہیں۔ کہ یہ گفتگو ہمیشہ ایک پر [illegible] گفتگو ہوگی مگر
نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔ اخیر عمر میں انسان کے جوش
اور تجربات اور بھی کم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہم
اللہ تعالیٰ کے فضل سے متوقع ہیں۔ کہ مولوی ابو سعید
صاحب سے یہ گفتگو خالصۃً خدا کی رضا کے لئے ہوگی

مولوی ابو سعید صاحب کی اس تحریر نے ہمیں
بہت متاثر کیا ہے۔ اور باوجود ان کی مخالفت کے
پہلے سلسلے کے ہمارے دل میں جوش ہے۔ کہ ان کی
آواز پر ہم لبیک کہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج
مناظرہ جو کہ منظور کر لیا گیا ہے۔ اور اس میں بھی ہماری
غرض اظہار حق ہی ہے۔ اس لئے کسی صورت میں اس
کو ہم [illegible] نہیں چاہتے۔ لیکن وہ مناظرہ کسی حالت
میں بھی جناب مولوی صاحب کے مشورہ کی عزت کرنے
سے ہم کو مانع نہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب سے شرائط
مناظرہ کا اعلان آج ہی کسی دوسری جگہ درج کر دیا گیا ہے۔ اور
الفضل کی اس اشاعت کے بعد قریب ہی ہم مولوی صاحب
کو اطلاع دینے کے قابل ہو سکیں گے۔ کہ کب ہم ان کے
در دولت پر حاضر ہو سکیں گے۔ اس یقین اور امید کے
ساتھ ہم اس مراسلت کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔ کہ ہمارے
احباب اور ملک [illegible] مولوی ابو سعید صاحب کی اس

اخلاقی دلیری کی داد دے گی۔ (ایڈیٹر)

ہمارے روحانی فرزند گرامی وسلاً اگر ثناء اللہ امرتسری نے جو مولوی فاضل کہلاتا ہے۔ اور ہم بھی باتباع وموافقت قانون سرکاری اس کو اس خطاب سے یاد کیا کرتے ہیں۔ اخبار اہلحدیث ۲۶ فروری ۱۹۳۰ء میں مرزائیوں کو چیلنج دیا اور کہا ہے۔ کیا ہمارے طریق مباحثہ میں کوئی دھوکا یا فریب ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر یہ طریق صحیح ہو۔ تو سب سے پہلے ہم اس پیشگوئی کو دیکھتے ہیں جو میری موت کے متعلق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی تھی۔

پھر اخبار اہلحدیث ۵ مارچ میں کہا ہے۔ ہمارا چیلنج مناظرہ منظور کریں۔ اور دونوں مرزائی پارٹیاں (لاہوری اور قادیانی) مل کر ہمارے سامنے آویں۔ اور اس بات پر ہم سے بحث کریں۔ کہ ان کے پیشوا اپنے دعویٰ میں سچے تھے یا نہیں۔ اس چیلنج پر ایڈیٹر الفضل نے شائع چکا کھایا۔ اور اخبار الفضل ۴ مارچ میں چیلنج مباحثہ کو منظور کر لیا۔ اور اس کے ساتھ ایک دھوکا یہ کھایا۔ جو صفحہ ۵ اخبار میں لکھ مارا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے استاد کے استاد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ وغیرہ کو اپنے ساتھ ملا دیں جیسے مسیح موعود کی مخالفت میں سب ایک ہیں۔ اور آپ ان سب کی طرف سے بطور قائم مقام ہوں۔ تاکہ یہ مباحثہ زیادہ موثر اور مفید ہو۔ اور کل فرقہ اہلحدیث کے لئے حجت ہو جاوے۔ اس منظوری چیلنج اور دھوکا شائی کے متعلق ہم اپنے نادیدہ آشنا ایڈیٹر الفضل کو جو اطلاع دینا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ثناء اللہ باضابطہ جماعت اہلحدیث سے خارج کیا ہوا ہے اور بجز چند جہلا برائے نام کے علاوہ خریداران اخبار و ممبران کانفرنس کے کوئی اس کو اہلحدیث نہیں جانتا اور اس کے سکوت یا تسلیم یا الزام کو اپنا سکوت یا تسلیم یا الزام نہیں مانتا۔ اشاعۃ السنہ جلد ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ مولفہ خاکسار اور رسالہ القول الفضل حاجی عبدالاحد صاحب اور اس کا ریویو منجانب خاکسار اور رسالہ تحذیر قاضی محمد صاحب وارالبین غزنویہ اور درسایت تفسیری

حافظ عبداللہ مولوی فاضل ملاحظہ کریں۔ اور اس خیال کو دل سے نکال دیں۔ کہ ثناء اللہ پر فتح پا کر آپ جماعت اہلحدیث پر فتحیاب منصور ہوں گے۔ اور جو آپ کو مشورہ دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ ثناء اللہ کا کوئی مباحثہ مسلمانوں کے کسی فرقہ سے ہو۔ خواہ غیروں سے (عیسائیوں۔ آریوں وغیرہ سے) کبھی اور کوئی دھوکا بازی اور دروغ گوئی اور تمسخر سے خالی نہیں ہوتا۔ حق اس کی کلام میں اتنا بھی نہیں ہوتا۔ جتنا کہ آٹے میں نمک ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل و تمثیل میں صرف اس کا معاملہ جو خاکسار سے عرصہ بارہ سال سے ہو رہا ہے۔ ذکر کرتا ہوں۔ وہ میرا شاگرد شاگرد ہو کر بارہا مجھ سے مناظرہ کرنے پر مستعد ہوا۔ اور میں بھی اس خیال سے کہ سلف میں استاد اپنے شاگردوں سے مناظرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کے چیلنج کو منظور کیا۔ مگر وہ ایسا چالاک بکار یگر ہے۔ کہ جب مقابلے کا وقت آتا ہے۔ تو چالبازی اور دھوکا دہی جان کر بھاگ جاتا ہے اس کی پرانی تمثیلات کی تفصیل میں ہمارا مضمون "وہ بھاگا" جو ضمیمہ سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ ملاحظہ کے لئے مرسل ہے۔ اس کو بعد ملاحظہ واپس کرنا ہوگا۔ اور تازہ تمثیلات سے اس کا مباحثہ دہلی سے فرار پھر مباحثہ امرتسر و پشاور سے گریز ہے۔ جو جلد ۲۳ اشاعۃ السنہ کے ابتدائی اوراق میں درج ہے۔ اور ملاحظہ کے لئے مرسل ہے۔ سب سے آخری اس کا مباحثہ سے فرار جلسہ کانفرنس علیگڑھ سے ہوا ہے۔ جس کی تفصیل دو اشتہاروں میں چھپ چکی ہے۔ وہ بھی ملاحظہ کے لئے مرسل ہیں۔ اس سے پہلے اس نے اپنے اخبار اہلحدیث ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء میں بھی چیلنج دیا تھا۔ جس کی منظوری میری طرف سے دو اپنے اخبار ۲۶ جنوری میں چھاپ کر اس چیلنج کو ٹلانے کے لئے اسی اخبار میں لکھتا ہے۔ سب سے پہلے منصف سے استمزاج کرنا ضروری ہے۔ پس ایک مشترک خط جس میں ہم دونوں کے دستخط ہوں۔ مرزا ظفر اللہ صاحب کی خدمت میں بھیجا جاوے۔ کہ آپ اس خدمت کو منظور کریں۔ اس بہانہ سے اس کی غرض [illegible]

کہ مرزا ظفر اللہ صاحب غالباً اس خدمت منصفی منظور نہ کریں گے۔ کہ میں عالم نہیں ہوں۔ لہٰذا دو عالموں کے جھگڑے میں منصفی کیونکر کر سکتا ہوں۔ اور اس پیالہ کو جو میں نے اپنی ندامت یا ہلاکت کے واسطے خود تجویز کیا ہے۔ مجھ سے ٹلا دیں گے۔ لیکن خاکسار نے اس کے اس بہانہ کی ٹانگ کو توڑ دیا۔ اور اس کی تحریر کی تعمیل میں اسی تاریخ کو خط متضمن درخواست منظوری منصفی اس کے پاس بھیج کر لکھا۔ کہ اس پر دستخط کر کے مرزا صاحب کی خدمت میں بھیج دو۔ جس کو اس نے ۲۷ تاریخ کو وصول کر کے اس کی رسید بھی بھیج دی۔ اس خط میں میں نے مرزا صاحب کے اس عذر کو جس کی ثناء اللہ امید رکھتا تھا۔ اٹھا دیا اور یہ لکھ دیا۔ کہ میں ثناء اللہ کا اہلحدیث نہ ہونا اس کی اردو عبارات سے جن کے سمجھنے کے لئے عالم ہونا شرط نہیں۔ بلکہ ایک اردو خوان منصف ان کو سمجھ سکتا ہے مگر ثناء اللہ نے اس رفع عذر کو اپنی غرض و امید کے مخالف سمجھ کر اور ہی مضمون کا رقعہ دستخط کے واسطے بھیج دیا جو ۲۳ مارچ کو مجھے ملا۔ اور ۲۴ کو میں نے اس پر دستخط کر کے اس کے پاس بھیج دیا۔ جو ۲۵ کو اس نے وصول کر کے اس کی رسید بھیج دی۔ اس کی ٹال مٹول میں عرصہ ایک ماہ گذر جانے کی وجہ سے تصفیہ شرائط مباحثہ کا ہنوز روز اول ہے۔ دیکھئے مباحثہ کب وقوع میں آتا ہے۔ اور غالباً وقوع میں نہ آئیگا۔ ایسے بھگوڑے سے آپ کیا امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ آپ سے مباحثہ کریگا۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اگر آپ کو مباحثہ تحقیق کے لئے منظور ہے تو آپ جس مسئلہ پر چاہیں اس خاکسار سے جو مخالفت آپ کے پیشوا میں سب سے بڑھ کر اور اول نمبر ہے حتیٰ کہ آپ کے پیشوا نے اس کو امام المخالفین کا خطاب دیا ہوا ہے۔ بحث کر لیں۔ بجز مضامین سے جو اس وقت تک آپ لوگوں کی مخالفت میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور جو اشاعۃ السنہ میں جلد ۱۳ سے جلد ۲۲ تک جمع ہو کر ختم ہو چکے ہیں۔ تحریری مباحثہ کر لیں۔ تقریری مباحثوں میں جو خصومت پیش آتی ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں۔ میں لنگر فنگر ہا کر عام میدان میں حل من مبارز کہنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ خلوت میں گفتگو کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ پھر اگر خدا آپ خاکسار کے مکان پر تشریف لا کر آویں اور [illegible]

خطبہ نکاح

۲۷ مارچ کو بعد از نماز مغرب حضرت صاحبزادہ اولوالعزم نے باوجود ضعف و علالت قاضی عبدالحق صاحب و محمدی بی بی بنت مکرم جمال الدین صاحب گوجرانوالہ کے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ یہ خطبہ ہماری قومی مذہبی و مذہبی ترقی کی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔ خطبہ غیر متوقع طور پر شروع ہوا لکھنے والا ایک مدھم سی لالٹین کے پاس دور بیٹھا تھا جیسے میں آیا لکھتا گیا اور جو کچھ اس حالت میں لکھ سکا وہ ہدیہ ناظرین ہے۔

بعد از خطبہ مسنونہ فرمایا۔

اسلامی سنت تو یہی ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھا جائے (حضور اسوقت کرسی پر بیٹھے تھے) مگر میں کچھ دنوں سے بیمار ہوں۔ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آج کئی دنوں کے بعد یہ نماز ہے جو میں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہے میرا دل چاہتا تھا۔ کہ اس نکاح کا خطبہ میں خود ہی پڑھوں۔ میرے حلق میں ابھی کچھ تکلیف ہے آواز بلند نہیں (اس وقت ایسی مدھم تھی کہ بالکل قریب کے حاضرین سن سکتے تھے) ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسی توفیق دیدے نکاح میں آنحضرت صلعم جو آیات پڑھا کرتے تھے انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ قولوا قولاً سدیدا۔ سیدھی بات پکی بات مضبوط بات اصلاح والی بات نیکی والی بات کرو۔ نکاح میں لوگ جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ طرفین اپنے اغراض کو پورا اور مدعا کو حاصل کرنے کیلئے قطعاً ایک بات کو نہیں دیکھتے کہ ہمارے اقوال ہمارے دلی خیالات کے موافق ہیں یا نہیں ایک غرض مدنظر ہوتی ہے۔ اسکے حصول کے لئے جس قسم کی باتیں بنانی پڑتی ہیں بنا لیتے ہیں۔ لڑکے والا لڑکی والوں کو یقین دلاتا ہے کہ میں اس دن کے بعد تمہارا غلام ہوں۔ چنانچہ اسی لئے پیغام نکاح بھی جاتا ہے تو ان الفاظ میں کہ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمائیے۔ مگر وہ جو نکاح سے پہلے کہتا ہے کہ غلام بنا لو جونہی شادی ہو جاتی ہے اور لڑکی پر قبضہ۔ تو پھر غلام بننے کی بجائے آقا بننا چاہتا ہے۔ لڑکی پر حکومت چاہتا ہے وہ تو الگ۔ لڑکی کے والدین کو بھی اپنا غلام۔ اور اپنی خواہشات کا مطیع بنانا چاہتا ہے یہانتک کہ سسر ایک گالی ہو گئی ہے۔ اور یہ لفظ ایک حقارت کے اظہار کا ایک ذریعہ بن گیا ہے۔ چونکہ انسان اس بات کا محتاج ہے کہ اسکا کوئی یار و مددگار ہو دوستوں

شرمسار ہو کوئی مکا پیدا ہوا۔ ان مشکلات کو سوچ کر قوتوں کو دیکھکر پہلے تو اپنی غلامی کا یقین دلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو مدعا میں کامیاب ہو۔

اور جو لوگ اس مدعا کے حصول میں حارج نظر آئیں۔ انہیں اڑنگی سے کر پیچھے رگڑتا جاتا ہے۔

لڑکی والوں کا بھی یہی حال ہے۔ جب تک میاں بی بی آپس میں نہیں ملتے۔ کہیں تو لڑکی کی قابلیت پر زور دیا جاتا ہے کہیں حسن و جمال کی کیفیت پر کہیں علم و لیاقت پر کہیں اسکے اخلاق کی خوبیوں پر۔ غرض ہر طرح پر لڑکی کو بے عیب پیش کیا جاتا ہے لیکن جب لڑکے والا یہ یقین کر کے کہ اب اس سے بہتر لڑکی کہیں نہ ملیگی رشتہ کر لیتا ہے تو پھر وہی لڑکی والا ہے جو کہتا ہے کہ سمجھ ہی لڑکی ہے عیب ہے تو ہم کیا کریں۔ حالانکہ پہلے اسقدر تعریف کی تھی۔ کوئی حد ہی نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کوئی شخص کسی کے اخلاق کسی کی صورت کو نہیں بدل سکتا مگر انسان اپنی زبان پر تو قابو رکھ سکتا ہے پس چاہیئے کہ اتنی ہی بات کرے جو فی الواقعہ ہے بیہودہ لافوں کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قولوا قولاً سدیدا۔ تقویٰ اختیار کرو اور دلی مطالب کے حصول کے لئے دھوکہ سے کام نہ لو اگر دھوکہ کر کے مطلب پا بھی لوگے تو وہ کامیابی عارضی اور بہت سی ناکامی کا موجب ہو گی کیونکہ منافع و مقصود ہے تو کلیۃً تقویٰ ہے پس تقویٰ ہی سے کام لو چالاکیاں چھوڑ دو۔ دھوکہ دہی کے نزدیک نہ جاؤ اگر بغیر کسی لاف زنی کے جو اصل معاملہ ہے وہ ظاہر کر دیا جائے تو نہ لڑکی والوں کو شکایت ہو سکتی ہے نہ لڑکے والوں کو کیونکہ جو وعدہ تھا وہ پورا کر دیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے عمارت بنوائی۔ ظہر تک کام کرنے والوں کو ایک دینار دیا۔ پھر دوسرے مزدور لگائے ان سے ظہر سے عصر تک کام کرایا اور وہی مزدوری دیدی پھر اور مزدور لگائے اور ان سے شام تک کام لیا اور انہیں دگنی مزدوری دی پہلے مزدوروں نے شکایت کی۔ تو انکو جواب ملا۔ کہ کیا جو وعدہ میں نے کیا تھا۔ وہ تم سے پورا نہیں کیا انہوں نے کہا پورا کیا تو اب کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی کو میں اپنے مال سے زیادہ دیتا ہوں۔ تو یہ میری مرضی۔

فرمایا۔ یہ مالک مکان اللہ ہے اور وہ مزدور۔ یہودی عیسائی اور مسلمان ہیں۔ پس مسلمانوں کو دوہرا اجر ملنے پر یہود و عیسائی کو شکایت نہیں ہو سکتی کہ ان سے جو وعدہ ہوا وہ پورا کیا گیا اسی طرح اگر ایک شخص جسقدر وعدہ کرتا ہے اور حقوق اپنے ذمے لیتا ہے وہ ادا کر دے گا تو اس سے کوئی شکایت نہیں ہاں انسان پہلے لاف زنی کے طور پر بہت سے وعدے کرے جن کا کسی نے اس سے مطالبہ بھی نہیں کیا اور پھر ان کا ایفا نہ کرے تو یہ غلطی ہے (آواز بلند ہو گئی) یہ بھی یاد رہے کہ مسلمانوں کی مجلس میں بیٹھ کر اسلامی طریق پر جو نکاح کرتا ہے وہ خواہ زبان سے نہ بولے۔ تو بھی [illegible] مذہب کے احکام کے ماتحت وہ نکاح کرواتا ہے گویا یہی نکاح ثبوت ہے اس بات کا کہ دوسرے لفظوں میں اسنے تمام پابندیوں کو اپنے ذمے لیا اب اسکا فرض ہے کہ وہ ان حقوق کو پورے طور پر ادا کرے جو حقوق اسلام مقرر رکھے اگر کوئی وہ پورے کر دے تو پھر اس سے کوئی شکایت کی وجہ نہیں کیونکہ زائد ورثہ تو اسکی اپنی خوشی پر موقوف ہے چاہے تو دے چاہے نہ دے یا درکھو فساد جبھی ہوگا جبکہ خلاف وعدہ انسان کریگا مثلاً ایک شخص ہے وہ نہیں چاہتا کہ مجھے ضرور حسین بیوی ہی ملے۔ مگر لڑکی والے اپنی لڑکی کی خوبصورتی کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں یا مثلاً وہ نہیں چاہتا کہ میری بیوی کے رشتہ دار ہوں یا اعلیٰ پوزیشن رکھتے ہوں مگر لڑکی والے خواہ مخواہ آکر کہتے ہیں کہ ہمارے رشتہ دار اور ہم بڑے مالدار اور اعلیٰ پوزیشن رکھتے ہیں۔ اب بیاہ کے بعد نکاح کرنے والا دیکھتا ہے کہ جس بات کی میرے سامنے تعریف کی گئی تھی وہ اس میں نہیں تو ضرور اسے رنج ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص دوکاندار سے اس سے کوئی کپڑا خریدتا ہے تو وہ دوکاندار اس شخص کے سامنے خواہ مخواہ ایسی تعریف اس کپڑے کی کرتا ہے جو نہ اس کپڑے میں موجود ہے اور نہ اس خریدنے والے کی خواہش تھی کہ ضرور ایسا ہی کپڑا ہو جیسے یہ بیان کرتا ہے اب اسکے خلاف نکلنے پر وہ گاہک ضرور بدظن ہوگا اور اسے رنج پہنچیگا۔

اسلام نصیحت کرتا ہے کہ قولوا قولاً سدیدا۔ تقویٰ اختیار کرو نکاح کے معاملہ میں جھوٹ نہ بولو۔ ہمارے زمانے میں جھوٹ بہت بڑھ گیا ہے۔ اور جس چیز کی بنیاد گناہ پر ہوگی وہ آخر تک نقصان رساں ہوگی ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

سنو! میاں بی بی کا تعلق ایک گھنٹے کا نہیں ساری عمر کا ہے ساری عمر کا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں قیامت تک کا ہے کیونکہ اس تعلق کا اثر نسل در نسل چلنے والا ہے۔ پس یہ تعلق ایک دو دن کا نہیں بلکہ قیامت تک کا ہے جیسا بیج ہوگا ویسا ہی پھل لگیگا۔ عمدہ بیج جو بویا جاتا ہے تو یہ اسی سال کے لئے نہیں بلکہ پھر وہی بیج ہے جو اس سے اگلے سال کے لئے بویا جائیگا اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا جائے گا۔ بعض علاقوں کی بعض پیداوار مشہور ہوتی ہے۔ مثلاً عرب کی کھجور۔ یہ کیوں ہے اسلئے کہ بیج اچھا تھا اور اسکی غور و پرداخت اعلیٰ طریق پر ہوئی۔ اب اسکا اثر آج تک چلا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نکاح میں بھی دینی طور پر ان باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ لڑکی ذات الدین ہو۔ لڑکے کے اخلاق خراب نہ ہوں۔ عرب میں تو گھوڑوں تک میں ذات کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یورپ میں زراعت کے بارے میں احتیاط کرتے ہیں یہی حال انسانی نسل کا ہے جس نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہو اللہ کی رضا مندی کو مدنظر رکھا گیا ہو ضرور ہے کہ اس پر نیک ثمرات مرتب ہوں۔ دیکھو حضرت ابراہیم کی شادی ہوئی۔ اس نکاح کی بنیاد کسی ایسے نیک اصل پر تھی کہ اس سے نبی ہی نبی پیدا ہوتے چلے گئے۔ ایک طرف موسیٰ۔ ہارون۔ مسیح (علیہم السلام) تک دوسری نسل میں اسمٰعیل (علیہ السلام) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان ایک ہی نبی جو سارے نبیوں پر بھاری ہے۔ غور کرو پہلے ایک بیج تھا جس کا اثر آج تک چلا آتا ہے۔ پس جس نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہوگی وہی خیر کثیر پھیلانے والا ہوگا۔ لوگ ایسی باتوں کا بہت کم خیال رکھتے ہیں۔ اور وقت پر جس طرح بن پڑے۔ اپنی غرض کو حاصل کرنیکے درپے ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کے پاس ایک شخص نے عرض کیا کہ غیروں میں لو رشتے کرنے سے حضور نے منع فرمایا۔ اگر ایک رجسٹر ہو جس میں جماعت کے لڑکے لڑکیوں کی فہرست ہو۔ اور ان کے نکاح حضور کی معرفت ہوا کریں۔ تو علاوہ بابرکت ہونے کے سہولت بھی بہت ہو جائے۔ آپ نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک احمدی کی بیوی مرگئی تو حضور نے اسی رجسٹر بنانے والے کو رشتہ دینے کے متعلق فرمایا۔ تو وہ کہنے لگا یہ تو نہیں ہو سکتا ہم مغل وہ پٹھان۔ آخر ایک غیر احمدی کو اسنے لڑکی دی۔ حضرت صاحب نے اسکے بعد رجسٹر چھوڑ دیا۔ ایسا ہی ایک اور شخص تھا اسنے کہا حضور! یہ میری لڑکی آپکے سپرد۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا فلاں شخص سے نکاح کر دو۔ ابھی تو کچھ رہا تھا آپکے سپرد ابھی کہتے لگا کہ حضور وہ تو بوڑھا ہے فرمایا اچھا فلاں سے نکاح کر دو کہنے لگا اسمیں تو فلاں عیب ہے پھر حضور نے دو ایک اور کہا۔ کہ فلاں شخص سے سمجھتو کیا ہے حضور نکاح کر دیں فرمایا احمد نور پٹھان سے کر دو۔ اس نے قبول نہ کیا اور جہاں جی چاہتا تھا وہیں نکاح کر دیا۔ حضور نے اس نکاح کے چھوہارے بھی نہیں لئے۔ پھر میں دیکھتا ہوں یہ سلسلہ خلفاء کے ساتھ بھی چلا ہی جاتا ہے حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں بھی ایسے کئی واقعات ہوئے اور حضرت مولوی صاحب نے علی الاعلان ایسے لوگوں کا ذکر کیا معلوم نہیں ایسے لوگ خلفاء کو بھی شاید نائی (حجام) ہی سمجھتے ہیں۔ اگلے زمانے میں تو نائیوں کی بھی کوئی بات رد نہیں کرتا تھا مگر آجکل آزادی کا زمانہ ہے اب کچھ کچھ اسکے خلاف بھی کر لیتے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ بھی خلیفہ کو وہی پوزیشن دینا چاہتے ہیں کہ مرضی ہوئی تو مان لیا ورنہ خیر معلوم نہیں ایسے لوگوں سے کہتا کون ہے کہ تم ضرور خلیفہ کی معرفت نکاح کرو۔ اگر وہ اپنی مرضی پر چلنا چاہتے ہیں تو پھر خود بخود جو جی چاہے کریں یہ عذر بھی بیہودہ ہے کہ ہو سکتا ہے خلیفہ جہاں نکاح کرتا ہے اسکا نتیجہ اچھا نہ نکلے ہم کہتے ہیں سینکڑوں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ماں باپ نے بڑی تحقیقات کے بعد نکاح کیا اور جھگڑا ہو گیا یا انجام اچھا نہ ہوا۔ میاں بی بی میں ناموافقت ہو گئی۔ یا لڑکی بیوہ ہو گئی۔

پس یہ عذر تو غیر معقول ہے اگر وہ صدق و سداد سے کام لیں تو انشاء اللہ ایسے نکاح بہت ہی بابرکت ہوں مگر لوگ نہیں سوچتے اور نافرمانی کرتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب تیسرا دور شروع ہے۔ اور اس میں بھی ایسے آدمی پائے جاتے ہیں۔ پہلے کہتے ہیں کہ یہ ہماری بیٹی آپ ہی کی بیٹی ہے اسکا نکاح جہاں حضور چاہیں کر دیں مگر جب کہا گیا کہ فلاں جگہ پر کر دو تو کسی اور کا نام لے کر کہتے ہیں کہ فلاں جگہ ہمنے سوچی ہے۔ وہاں حضور کی اجازت سے کرتے ہیں یہ صدق و سداد کی بات نہیں۔ موجودہ نکاح اس سے مستثنےٰ ہے یہ جمال الدین ہیں انہوں نے لکھا تھا آپ جہاں چاہیں کر دیں۔ جب ایک شخص کا نام لیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے کیا پوچھتے ہیں۔ میں تو آپ ہی کے سپرد کر چکا۔ اسی طرح جب بیٹے مہر پوچھا تو کہنے لگے کہ میں تو آپ ہی کے سپرد کر چکا ہوں یہ اخلاص کا اچھا نمونہ ہے میرا یہ منشاء نہیں کہ سب نکاح میرے ہی ذریعہ ہوں مگر جو از خود مجھے کہتا ہے اور معاملہ کو میرے سپرد کرتا ہے تو پھر اسے یہ مدنظر رہنا چاہیئے کہ اب جو کچھ کیا جائے اسے مان لے دیکھو تمہاری بیعت کی شرائط میں سے یہ نہیں کہ لڑکیوں کی شادیاں میری معرفت کرایا کرو۔ جماعت تو بڑھتی جاتی ہے۔ اور انشاء اللہ ساری دنیا میں پھیلے گی اب اگر خلفاء کا یہ بھی فرض ہو کہ تمام شادیاں انہی کی معرفت ہوں تو یہ تو بڑا بوجھ ہے۔ پس اگر بغیر میری اطلاع کے کوئی شادی کرے تو اس سے ایمان میں نقص نہیں آجاتا۔ لیکن اگر ایک شخص کہے کہ یہ معاملہ آپکے سپرد ہے اور پھر جب کہا جائے کہ یوں کر دو اور پھر اس سے پہلو تہی کرے تو یہ ناپسندیدہ امر ہے۔ ایسی شادی میں غور کر کے اگر ہم شامل بھی ہو جائیں تو بابرکت کبھی نہیں ہوگی ضرور فساد ہی ہوگا یہ مت سمجھو کہ فوراً فساد ہو ممکن ہے میاں بی بی صلح سے گزاریں مگر اولاد گندی پیدا ہو غرض نتیجہ کبھی نہ کبھی ضرور گندہ نکلیگا اگر انکی زندگیوں میں نہیں تو نسلوں میں پوتوں میں پڑپوتوں میں کہیں نہ کہیں گند نکلیگا جس کی بنیاد بیج کے طور پر ایسی پڑ چکی ہے اور جس نکاح کی بنیاد سداد پر ہوگی۔ اسکا نتیجہ کبھی نہ کبھی اچھا ضرور نکلیگا۔ دیکھو بعض لوگ شریر اور بدکار ہیں مگر انکی پشتوں سے نیک لوگ نکلتے ہیں جیسے ابوجہل اور اسکا بیٹا عکرمہ۔ باپ تو وہ کہ کوئی مسلمان پسند نہیں کریگا کہ اپنا نام ابوجہل رکھے اور بیٹا وہ کہ بڑے بڑے اولیاء کو ایسا ہونے کی ہوس ہے۔ غرض نیک بیج نیک ثمرہ لائیگا اور بد بیج برا پیدا کریگا (آغاز میں بلندی ایسے میں خاص جلال آگیا) میں نے اب عہد کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس جھوٹ کو مٹایا جائے

کیونکہ اگر ایمان کے تمام پہلو سرسبز نہ ہوں تو ایمان کامل کے جلنے
میں خطرہ ہے جو درخت آدھا سوکھا ہوگا۔ باقی آدھا بھی سوکھ جانے
کا خطرہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں بھی بعض نقص ہیں۔ وقت
کی پابندی نہیں اوقات سے بہترین کام لینے کا مادہ کم ہے حرکات
نہیں۔ دو آدمیوں کو کسی تحقیقات کے لئے لگاؤ یوں تو بہت
نیک ہیں متقی ہیں مخلص ہیں مگر اپنے فیصلہ کے بارے میں بعض اوقات
مجھے صحیح صدمہ نہیں ہوتا کیونکہ اب سلسلہ تو بڑھے گا۔ آپس کے جھگڑوں
کے علاوہ ممکن ہے خلفاء کے ساتھ بھی معاملات دنیا میں کسی
کا جھگڑا ہو تو جو شخص جج کے طور پر مقرر کیا جائے اسے چاہیئے
کہ کوئی حق فیصلہ کرے اور ہرگز خیال نہ کرے کہ ایک طرف خلیفہ
ہے دیکھو جج تو اسوقت خدا کا قائم مقام ہے ایک نبی کو بھی بعض
اوقات دنیاوی معاملہ میں کسی کو کہہ دیتا ہے کہ میرا اور اس کا
اس معاملہ میں فیصلہ کر دو۔ تو اب جج کے لئے ہرگز جائز نہیں
کہ وہ خیال کرے کہ نبی کو فائدہ والی بات پہنچے۔ جج صرف یہ
مد نظر رکھے کہ حق کیا ہے بس وہ فیصلہ سنائے۔ بعض دفعہ
بعض لوگ منہ دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ یوں بڑا تقوی رکھتے ہیں
مگر ایمان کی کئی شاخیں ہیں۔ ایک نہ ایک شاخ میں نقص
ہوتا ہے بعض لوگ کسی بڑے شخص کے مقابل ٹھیک ٹھیک
گواہی دینے میں تامل کرتے ہیں اور بعض صحیح فیصلہ نہیں دیتے
حالانکہ جج کو چاہیئے کہ وہ شہادتوں کے مطابق فیصلہ کرے
اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس فیصلہ کا اثر کس پر پڑتا ہے کس
پر نہیں پڑتا۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک جماعت میں یہ رنگ نہیں آئیگا
یہ مت سمجھو کہ وہ منصب و ماچیان پر آگئی۔ یہ بدی اگر باقی رہی تو ترقی
کرتی کرتی اگلی نسلوں کو تباہ کر دیگی۔ پس ابھی سے اسکا فکر لازم
ہے مثلاً خلیفہ ہے وہ تجارت کرتا ہے ممکن ہے کہ لین دین میں
جھگڑا ہو۔ اب جو جج مقرر ہوگا اسے چاہیئے کہ شہادتوں کی بنا
پر فیصلہ کرے۔ بعض لوگوں کی یہ اخلاقی کمزوری ہے وہ سمجھتے
ہیں کیا ہم خلیفہ کے خلاف فیصلہ کر کے اسے جھوٹا ٹھہرائیں
حالانکہ یہ غلطی ہے کیونکہ حساب کی غلطی اور بات ہے اور کسی
امر کا فی الواقعہ ہونا کچھ اور بات مثلاً زید نے ایک شخص سے
روپے لئے زید کہتا ہے کہ میں اسے سب ادا کر چکا ہوں۔
شخص کہے کہ میں نے نہیں لئے تو یہ بہر صورت جھوٹ نہیں بلکہ
حساب کی غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں
جو اصلاح کے قابل ہیں۔ جب تک ایسی طاقت پیدا نہ ہو جائے
کہ مومنین اپنے اوقات کو بہترین طور پر خرچ کریں اور صدق
و سداد پر قائم ہو کر دلیری سے کام لیں۔ بات نہیں بنتی
یاد رہے کہ بے ادبی اور دلیری میں فرق ہے حق کا اظہار
اور گستاخی یہ بھی الگ الگ ہیں بعض اوقات دلیری
بے ادبی ہو جاتی ہے اور کمزوری۔ دلیری مثلاً ایک شخص
سے پوچھا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے اب وہ
بولتا نہیں کہ یہ بے ادبی ہے تو یہ نہ بولنا درحقیقت بے ادبی
ہے ایک اور شخص ہے وہ بلا پوچھے بولنے لگتا اور بولنا شروع
کرے تو یہ دلیری بے ادبی ہے۔ غرض صداقت کا اظہار اور
ادب متضاد نہیں۔ اسی طرح کمزوری اور ادب ایک چیز نہیں
وقت کو عمدگی سے خرچ کرو۔ عمدگی کے یہ معنے نہیں کہ ایک
انسان چوبیس گھنٹے لگا رہے بلکہ وہ وقت عمدہ طور پر کام لے
اور تھوڑے وقت میں کوئی نتیجہ خیز کام کرے۔ جن لوگوں کو
خدا کی طرف سے کوئی سرداری عطا ہوتی ہے۔ انکا ادب رکھے
اور ضرور رکھے مگر سوتھو کا لحاظ رکھے جیسا کہ پہلے سمجھایا ہے
ایسی کئی ایک باتیں ہیں۔ میرا منشا ہے کہ ان میں اصلاح
ہو۔ اللہ اگر چاہے تو میرے ہاتھ سے کروائے یا کسی اور سے
غرض جس سے وہ چاہے کرائے میری خواہش ہے کہ یہ اصلاح
ہو جائے اپنی عمر کے متعلق میں تو کچھ یقین نہیں رکھتا جب تک
وہ خدمت دین مجھ سے لینی چاہے اسکی مرضی ہے اسکے دین
کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہوں ورنہ اسوقت (اللہم متعنا بطول
حیاتہ راقم) کے لئے تو میں ہر وقت حاضر ہوں۔ اسوقت پر
مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب تک آنحضرت صلعم کی اغراض
و آرزوؤں کے لئے مسیح موعود کے لئے میرے لئے مفید ہے
مجھ سے کام لے یا اپنے پاس بلا لے وہ جو کچھ کریگا حکمت پر
مبنی ہوگا۔ ہاں میں آئندہ کبھی پسند نہیں کرونگا کہ ہماری
جماعت کے لوگ صدق و سداد پر کاربند نہ ہوں۔ جو لوگ
ایسا کرینگے میں انہیں سزا دونگا میرا تعلق ان سے کچھ نہیں
رہیگا۔

یہ شادی ان شکایتوں سے مبرا ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود
بیماری اور حلق میں تکلیف ہونے کے اور سر درد کے اور
بوجہ ایک زخم کے (پھوڑے پر چیرا دلوایا گیا تھا) بیٹھ نہ سکنے
کے میں نے خود یہ نکاح پڑھایا ہے کیونکہ میرا دل خوش تھا اور
یہ رشتہ مجھے پسند تھا۔ ایک طرف نے تو کھلا کھلا اسداد سے کام
لیا اور دوسری طرف سے بھی میں انس رکھتا ہوں اسلئے اپنے نفس پر
بوجھ ڈال کر تکلیف اٹھا کے میں اس میں شامل ہوا ہوں ایک
دوسرے نکاح کی بابت بھی مجھے کہا گیا ہے مگر چونکہ
اسکی بنا سداد پر نہیں اسلئے میں اس نکاح میں شامل ہونا
اور اس نکاح میں بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ کسی کو کہہ دوں کہ یہ
نکاح پڑھا دے یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ ہاں اس نکاح
سے جو میں پڑھانا چاہتا ہوں۔ اس میں میں شامل ہوں
کیونکہ میری طبیعت خوش ہے دوسری طرف سے بھی خوش
ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ وہ قادیان میں آکر کام کریں
محنت اور ایمانداری نیکی اور تقوے کے ساتھ کرینگے تو مجھے
اور بھی محبوب ہو جائینگے۔ اسوقت کام کرنیوالوں کی ضرورت
ہے مگر ایسے کام کرنے والوں کے لئے جو اللہ کے لئے اخلاص
سے کام کریں۔

بی اے ایم اے ہونا کوئی فخر کی بات نہیں۔ بہت سے
بی اے۔ ایم اے۔ ایل ایل بی ہیں۔ ساٹھ ستر روپے
کی ملازمت نہیں ملتی۔ خود مجھے کئی بی اے۔ ایم اے
ایل ایل بی کے خطوط آتے ہیں۔ جنہیں وہ نہایت لجاجت
سے لکھتے ہیں کہ ہمارے گزارہ کا بندوبست ہو جائے
دعا کیجئے۔ دیکھو ایک ایم اے تھا۔ اس نے ایک وقت
نیک نیتی سے کام کیا۔ مسیح کے دامن سے وابستہ ہونے
میں اپنی نجات دیکھی۔ خدا نے اسے یہ اجر دیا کہ دنیا بھر میں
اسے مشہور کر دیا۔ ایک عظیم الشان اور آزاد قوم پر اسے حکومت
دی۔ حتی کہ ایک وقت اس نے اس قوم کے قائمقاموں
سے کہا۔ میں جوتیوں سے تم سے چندہ وصول کرونگا۔ اور
سب نے خوشی سے سنا گویا اسکا اثر تھا۔ گو میں نے
جب سنا تو یہ کہا یہ کلمہ ضائع نہ جائیگا ضرور سزا ملیگی
چنانچہ اسکے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جو کچھ ہوں میں ہوں
خدا نے ایک پل میں ذلیل کر دیا۔ وہی لوگ جو اسکی
بات سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہوتے پکار اٹھے۔ ہم
نہیں سنتے ایسے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔ خدا جماعت بنا
رہا تھا۔ اور انہیں عزت دینے کے لئے انکے ذریعے سے
کام کرا رہا تھا۔ وہ سمجھے جو کام ہو رہے ہیں ہم ہی کر رہے ہیں۔ اسلئے
خدا نے ان سے وہ کام چھین لیا۔ انکے تکبر اور رعونت
کا یہ حال ہے کہ ایک نے ان میں سے کہا ہم تو جانتے ہیں مگر

دس سال کے اندر اس ملک میں عیسائی ہی عیسائی ہونگے ایک سے کہا ہم جاتے ہیں مگر ناک رگڑ کر یہیں آوینگے۔ ایک نے کہا۔ میں نکلونگا تو میرے ساتھ ایک جماعت نکلے گی۔ مگر خدا تو بڑا غیور ہے اسنے تھوڑے دنوں میں انہیں انکی اصل قیمت دکھا دی۔ دیکھو اسوقت جو دنیا کی نظروں میں پہلے کام کرتے نظر آتے تھے۔ وہ سب ہی چلے گئے۔ محاسب کے دفتر میں شاید پانچ روپے چار آنے باقی تھے۔ نیم مینیجر کے اخراجات کے بل ابھی واجب الادا تھے۔ اٹھارہ ہزار کا قرضہ۔ پھر بھی اللہ کا کام چلتا ہی رہا اور جماعت کو اللہ نے یہ ترقی دی کہ ہفتہ وار ایک آدھ نام نومبائعین کا چھپتا اب ایک سہ روزہ اخبار سے سب کے نام چھاپنے مشکل نظر آرہے ہیں۔ سنو! اب بھی وہ ہوتا ہے جو کہ پہلے ہوا کیا کسی نے نہیں کہا نہ پہلے کیا نہ تم نے کیا اللہ نے کیا اور وہی آئندہ کریگا آگے پہلے کیا کہنے والوں کو تو خدا نے الگ کر دیا اب خدا کرے ایسے لوگ پیدا نہوں مگر جماعتوں پر ایسے اوقات بھی آتے ہی ہیں خدا کرے آئیں تو بہت دیر سے آئیں لیکن جب ایسا وقت آئیگا تو نرم گھوڑے انکے نیچے ہونگے۔ اور وہ اپنر قابو پاسکینگے اور اب انکے نیچے منہ زور گھوڑے ہیں۔ مگر وہ اناڑیوں کے ہاتھ سے چلاتا ہے جب خدا کام جاویگا اس باگ کو پاک ہاتھوں میں رکھیگا اور اسوقت کوئی نکل اناڑی بھی ہوگا تو اسکے ہاتھوں سے کام چلتا رہیگا لیکن جب یہ سوال ہوگا کہ ہم کرتے ہیں اور ہم اس قابل ہیں۔ ہم اہل الرائے ہیں تو اسوقت خدا چھوڑ دیگا یہ بدقسمتی کا وقت ہوگا دیکھو انسان جب تک بچہ ہوتا ہے اللہ تعالےٰ خود اسکے لئے غذا بہم پہنچاتا ہے وہ بے حس و حرکت ہوتا ہے تو اسکے اٹھانے والا مہیا کرتا ہے لیکن جب بچہ کہتا ہے میں خود چلونگا۔ تو وہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ جسقدر بھی ترقی ہوئی جتنی بھی کامیابی ہوئی۔ یہ سب کام خدا نے کیا خدا کرے گا خدا ہی کرتا ہے جو کچھ کرتا ہے جھوٹا ہے وہ جو کہتا ہے میں کرتا ہوں۔ ایک انسان کا ہدایت یاب ہونا مشکل ہے اور یہاں تو اپنے فضل محض اپنے فضل سے جماعتوں کی جماعتیں لا رہا ہے پس اس صورت سے کام کرو کہ گویا تم خدا کے ہاتھ میں آلہ ہو اگر کام میں کوئی نقص آیا تو سمجھو کہ یہ خدا کے کام پر نقص عائد ہوگا۔ پس خوب محنت سے کام کرو۔ صدق و صفا پر عمل پیرا رہو جو فلاح پانا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اللہ کے لئے ہو جائیں۔ اللہ خود انہیں سب کچھ دیگا۔ وہ پہلے دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان میرا استعاذہ تو نہیں کرتا جب تک کوئی دکھ برداشت نہ کرو گے سکھ کو نہ پا سکو گے۔ پس جو آسودگی چاہتے ہیں وہ خدا کے لئے تنگی برداشت کرنے کے واسطے تیار رہو جائیں جو اپنے آپکو پہلے اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وہ کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو صدق و سداد عطا فرمائے انکے نفوس کی اصلاح کرے انکی کمزوریوں کو دور کرے۔ ان کے اندر اخلاص تقوےٰ پرہیزگاری پیدا کرے انکو ایسا کر دے کہ اسکے ارادہ کے خلاف کچھ نہ کریں وہ ایسے ہو جائیں جیسے بچہ ماں پر اپنا سب بھروسہ رکھتا ہے۔ انکی غلطیاں جو ہیں معاف کرے۔ کاموں میں برکت دے ہاتھوں میں برکت دے خیالوں میں برکت دے کاموں میں برکت دے۔ نیک خواہشوں میں برکت دے اپنے حق میں بہتر بات ہم نہیں سمجھتے کونسی ہے وہ آپ ہی جو بہتر ہے وہ کرے تکبر۔ خودی۔ ریا۔ خود پسندی ان میں نہ ہے ہر طرح پر انکی اصلاح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ میں برکت دے۔ اللّٰھم آمین۔ ایجاب قبول ہوا۔ اور مجلس برخاست

نصرت الٰہی

کتاب حقیقۃ النبوۃ عام طور پر پڑھی جاتی ہے اور ہر ایک خواندہ غیر احمدی کو پہنچا دی گئی ہے مولوی محمد علی نے اخبار پیغام صلح میں پچیس سوالات کئے ہیں۔ چونکہ انکے خیال میں متضاد ہیں۔ مجھے بڑا لطف آیا جبکہ میں نے دیکھا کہ غیر مبائعین میں سے ایک نومبائع ایک غیر مبائع کو ان سوالات کا جواب حقیقۃ النبوۃ سے دے رہے تھے اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جو لوگ کل مخالف تھے۔ اور مولوی محمد علی کے اعتراضات کو آسمانی اعتراضات سمجھتے آج ان سوالات کو بچوں کے سے سوالات سمجھتے ہیں۔ یہ حضور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے چار اور غیر مبائعین وقت بہت قریب آگئے ہیں۔ حضور دعا فرماویں اللہ تعالیٰ انکو سمجھ نصیب کرے۔ دیہات ضلع سیالکوٹ میں طاعون کا بہت زور ہوگیا ہے قریباً ہر ایک گاؤں اور جہاں ابھی تک طاعون نمودار نہیں ہوئی۔ چوہے کثرت سے مر رہے ہیں اور خاص شہر سیالکوٹ میں بھی طاعون کے کیس ہو رہے ہیں۔ حضور دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک احمدی کو اس ابتلا کی موت سے بچائے رکھے موت اگر آجائے تو ایک گھڑی بھی نہیں لگتی لیکن طاعونی موت سے سلسلہ احمدیہ پر دھبہ لگ جاتا ہے اگرچہ مرنے والے کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے کہ وہ ایسی موت سے ہلاک ہو جاوے[1] اور حضور ہر ایک احمدی کے لئے دعا فرماویں۔ آج میں نومبائعین کو دعوت دونگا۔ مولا بخش (سیالکوٹ)

ساٹھ گاؤں کا قاضی حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں

قاضی حکیم منظور محمد صاحب ساکن جرگ اس عقیدہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں کہ منکرین سلسلہ عالیہ احمدیہ پر وہی فتوےٰ ہے جو انبیاء میں سے کسی نبی کے انکار پر اہل اسلام میں مسلم ہے۔ خدا حکیم صاحب کو استقامت بخشے۔ مرزا امداد بیگ صاحب کہا کرتے تھے اگر یہ شخص احمدی ہو جائے تو ساٹھ گاؤں احمدی ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔

یہ خط اسکے ساتھ یکم اپریل کی ڈاک میں انیس[19] اشخاص کی درخواست بیعت احمدیت تھی۔ میں اسوقت کھولا گیا۔ جس وقت ایک خادم نے پیغام کو کھولکر سنایا کہ تخیب آباد کے ایک شخص عبدالحمید نام جنکے ... بورڈنگ کی ملازمت اور اسی سلسلہ میں قادیان سے نکالے جانے پھر حضرت صاحبزادہ صاحب کی خاص مہربانی سے دوبارہ یہاں رہائش کا موقعہ ملنے پھر بیعت کرنے کئی بار اپنے قرض کی مجبوری سے مبلغات حاصل کرنے اور آخر لاہور میں زیادہ تنخواہ پاکر ادھر متوجہ ہونے اور مبلغات کے تزائد پر اپنے ایمان کا دارومدار رکھنے وغیرہ کے پست کنندہ حالات ایک تفصیل چاہتے ہیں اور فی الحال اتنا لکھ دیتے ہیں کہ اسکے لئے بہتر تھا کہ وہ خاموش ہی رہتا نے اپنے ارتداد کا اعلان کیا ہے۔ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ۔ یہ ایک ہی بیعت کا خط نہ تھا بلکہ اب تو بیعت کے اسقدر خطوط آتے ہیں کہ سہ روزہ اخبار انکے شائع کرنے سے عاجز ہے۔

---

[1] بعض مصلحت شناسی اور حکمت الٰہی پر مبنی ہوتے ہیں۔

ایک نشان

اپنے ایک نشان کا یہاں سے جانا حضرت اولوالعزم کی صداقت کا نشان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت پہلے خبر دے چکا تھا۔ دیکھو اخبار الفضل یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء خطبہ جمعہ ۲۷ ستمبر ۱۴ء

"پچھلے دنوں میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ایک بڑا عظیم الشان مکان ہے اس میں کچھ روشنیاں ہیں اور اسکی چھت میں دو تین کڑیوں کی جگہ خالی ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ خالی جگہ نہیں بلکہ یہاں کے سنتو ہیں۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو نکالدیا۔ پانچ چھ دن ہوئے کہ رؤیا میں مجھے ایک اور شخص دکھایا گیا ہے۔ ایک مکان میں تہجد کی نماز پڑھ رہا ہوں میرے دل میں کھٹکا ہے کہ کوئی شخص چوری کے ارادے سے اس مکان میں داخل ہوا ہے۔ میں اسی خیال سے کہ وہ کوئی چیز نہ چرا لے جلدی نماز ختم کر کے اسکی طرف بڑھا۔ تو وہ بغیر کوئی چیز اٹھانے کے بھاگ گیا۔ اسوقت اس نے چوروں کی طرح تمام کپڑے اتار کر صرف لنگوٹی باندھی ہوئی تھی میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ منافق ہے۔ جو کہ نقصان پہنچانا چاہتا ہے لیکن پہنچا نہیں سکیگا۔"

مبارک ہے وہ خدا جو اپنے بندے محمود کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔

ایک بزرگ صوفی خلیفۂ ثانی کی بیعت میں

جناب سید محمود حسین شاہ صاحب وارثی۔ نہایت اخلاص بحر اخلاص آیت اللہ فی العالمین امیر المومنین کے سرنامہ شروع کر کے لکھتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ مجھے سلسلہ احمدیہ اور اپنی بیعت میں داخل فرما دیں۔ عنقریب حاضر ہونیکا ارادہ بھی ہے۔

لکھنؤ کا سکرٹری جماعت احمدیہ

بابو کبیر الدین احمد کا تبادلہ ہو گیا اسلئے اب لکھنؤ کی جماعت احمدیہ کے سکرٹری بحکم خلیفۃ المسیح بہادر خیر الدین صاحب ہیں تمام انجمنیں اور احباب نوٹ کر لیں۔ خدا انہیں خدمت دین کی توفیق بخشے۔

شیخ رحمت اللہ صاحب کی شہادت درکار ہے

شیخ صاحب! جب آپکے بھائی صاحب فوت ہوئے ہیں اور آپ نے ان کا جنازہ پڑھا ہے تو حضرت اقدس نے کن الفاظ میں آپ سے خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا تھا ذرا حق کہئے۔

دانوی معاند

نے چھ سال میں خلافت کی حقیقت کھلنے کی پیشگوئی کی تھی۔ چھ ہفتوں کے اندر پوری ہو گئی۔ اور خاتمہ ویرانی ہو گئی۔ غالباً یہ اسکے سوا کا نہیں اب وہ اپنے دو بھیڑوں کو اس شیخ پر چڑھانا چاہتا ہے اور جو جرأت نہیں کرتا کیوں نہیں غلام دستگیر صاحب قصوری۔ فقیر مرزا والسیاں۔ چراغ الدین جمونی کی طرح گھر بیٹھے مباہلہ یوعید لعنۃ اللہ علی الکاذبین شائع کر دیتا۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ در و غش باشد یہ وہی شخص ہے جو حضرت اقدس کی خبر وفات سُن کر نماز میں خوب لی پلاد پکا تا کہ یہ امیر المومنین بنونگا مرجع عالم ہونگا مگر کھلا کھلا کر ہنس پڑا تھا۔ آج یہ ناکام متروان بارگاہ صمدی کے منہ آتا ہے۔

غلطی کا اقرار

میں اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے چاہ ضلالت میں گرا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود دستگیری فرما کر آپکی طرف رہنمائی فرمائی۔ یہ شومی اعمال سے حضور پر چند اقوال نے بدظن کر رکھا تھا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سب تاریکیاں رفع ہو گئی ہیں اول مینے بیعت کی ہوئی تھی مگر درمیان میں آنے والے حوادث نے میرے قدموں کو متزلزل کر دیا۔ استغفر اللہ ربی لہذا مکرر گزارش ہے کہ حضور اپنے کمترین خدام میں جگہ عنایت فرما کر استقامت کیلئے دعا فرماویں۔

نیازمند ابوالحسن غلام غوث امرتسر

درخواست بیعت خلافت

بہادر عالمگیر خان صاحب وہ صاحب ہیں جنہیں جلسہ ۱۹۱۳ء میں حضرت خلیفہ ثانی نے خط لکھا تھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ آج تک اسی فکر و پیچ میں رہا لیکن موقعہ نہ مل سکا کہ آنصاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ لیکن افسوس کرتا ہوں کہ آج تک بیعت نہ کر سکا اسواسطے نہایت عاجزی سے ملتمس ہوں کہ آپ بندہ کی بیعت قبول فرماویں اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ توفیق استقامت عطا فرماوے۔

آپکا تابعدار عالمگیر خان سب انسپکٹر

امور غیبیہ پر اطلاع

جو لوگ سیدنا محمود کی صحبت میں رہتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ آپکے رؤیا مثل فلق الصبح پورے ہوتے ہیں۔ اور اسکی اسقدر مثالیں ہیں کہ ایک کتاب بن سکتی ہے۔ صوفی غلام محمد صاحب بی اے ماریشس روانہ ہوئے تو آپ نے ان کے جانے کے دو چار روز بعد سنایا۔ مینے رؤیا میں دیکھا ہے کہ صوفی صاحب جہاز سے اترے اور جس سرزمین پر قدم رکھا ہے۔ اس میں سانپ بہت ہیں۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اولاً انکی مخالفت بہت ہوگی سیلون میں ایک دوست کی وجہ سے بظاہر حالات ہر طرح اطمینان تھا۔ مگر وہاں اترتے ہی جب ان سے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت پوچھا گیا۔ تو صوفی صاحب نے صاف صاف تمام دعاوی سنا دئیے۔ نہ صرف مسیح موعود بلکہ یہ بھی کہدیا۔ کہ ہم انہیں ویسا ہی نبی مانتے ہیں جیسے اور انبیاء علیہم السلام اسپر وہ قوم جس کے ذریعے وہاں پہنچ سکتے تھے کبیدہ خاطر ہو گیا مگر آپ نے حق کہنے میں کچھ پروا نہ کی۔ اور ایک ہوٹل میں اتر کر لوگوں کو خدا کا پیغام سنانا شروع کر دیا۔ انہیں بتایا کہ دوسرے مسلمان مسلمان نہیں اور ہم ان کے پیچھے نمازیں حرام سمجھتے ہیں۔ غرض کھلم کھلا کہہ رہے ہیں جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر و مددگار ہو۔

حقیقۃ النبوۃ

حصہ اول

یہ تین سو صفحے کی کتاب شائع ہو چکی ہے چھ آنے اسکی قیمت ہے۔ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ اسے منگا کر پڑھے۔ اور ذی استطاعت اپنی مقدور کے موافق جلدی تقسیم کریں۔ محصول ڈاک ۱ ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

[illegible] (عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا) [illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن
خدا اسکو قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے
اسکی سچائی ظاہر کر دیگا + (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ معہ محصول [illegible]

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل
قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ
روپے (۱۰)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا [illegible] ظاہر ہوتا اور وہی مسیح موعود ہے

جلد [illegible] مورخہ ۴ و ۶ [illegible] ۱۶ و ۱۹ جمادی الاول [illegible] نمبر ۱۲۲ و ۱۲۳

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت مصلح موعود خلیفۃ ثانی کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے

(۲) اہل بیت نبوی میں سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایدہ اللہ اور حضرت ام المومنین مع امۃ الحفیظ [illegible] یکم اپریل سیالکوٹ تشریف لے گئے

(۳) اسی تاریخ کو حضرت خلیفہ اول کے خاندان میں سے میاں عبد المنان اور انکی والدہ سیالکوٹ گئے۔

(۴) مبلغین کی اعلیٰ کلاس کے چار طالب علم۔ [illegible]

محمد نذیر خان۔ مہر محمد خان یوسف حسین [illegible] اپنے استاد میر محمد اسحٰق صاحب کی نگرانی میں لاہور گئے۔ تا وہاں مختلف علماء کی تقاریر سن سکیں

(۵) ہر دو سکولوں کے سالانہ امتحان ہو چکے ہیں۔ اب تعطیلیں ہیں۔ اکثر بچے اپنے اپنے وطنوں کو گئے ہیں۔

اخبار احمدیہ

ایک شخص نے عرض کیا کہ کوئی بہتر سے بہتر نصیحت فرمائیں۔ حضرت خلیفہ ثانی نے ارشاد کیا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سب سے بہتر نصیحت ہے اسپر عمل پیرا ہو۔

۲۔ برادر محمد عثمان صاحب لکھنؤ سے لکھتے ہیں کہ

الحمد للہ اب مطلع صاف ہو رہا ہے۔ برادرم عبد الغفور لکھتے ہیں۔ اب جب پھر کوئی احمدی باغیان خلافت میں سے نہیں۔ فیاض الدین احمد متذلزل ہیں تھے مگر منصب خلافت نے انکے شکوک کا ازالہ کر دیا۔ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب بھی گونہ بدظن تھے۔ مگر القول الفصل پڑھکر بالکل صاف ہو گئے قاضی رحمت اللہ صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین صاحب نے تحریر دی تھی۔ کہ میرے بعد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ہونگے۔ اور یہ تحریر قاضی صاحب کے رذیلے کے متعلق تھی۔ مولانا عبد الحلیم صاحب شرر نے ڈاکٹر محمد عمر صاحب سے کہا۔ کہ آپ لوگ (پیغامی) غیر احمدیوں میں جذب ہو جائینگے مگر چونکہ قادیانیوں (قادیان میں تو ہندو سکھ غیر احمدی بھی رہتے ہیں۔ احمدی مراد ہے) میں تبیت ہے۔ اسلئے وہ اپنی پوزیشن قائم رکھینگے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

۳۔ ایک دہریہ صاحب ہیں۔ جن کی نسبت انکو بھائی صاحب مایوس ہو چکے تھے۔ ہمارے دوست حکیم خلیل احمد صاحب نے انکے سامنے مذہب اسلام پیش کیا تو وہ کہنے لگے۔ اسطرح مذہب اسلام مجھے کسی نے نہیں بتایا نہیں کیا ورنہ میں منکر نہ ہوتا۔ میں تو اس اسلام سے بھاگتا ہوں۔ جو آجکل مولویوں کے ہاتھوں میں ہے۔ پھر قومی اتفاق پر ذکر کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔ احمدی کیوں نماز الگ پڑھتے ہیں۔ حکیم صاحب نے جواب دیا۔ کہ ہمارا امام یہی چاہتا ہے کہ دنیا میں ایک جماعت ہو۔ اور آنحضرت صلعم کے وقت بھی ایک ہی امام اور ایک ہی مصلّی تھا۔ چار مصلّی کی ضرورت نہیں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ایک مرکز ہو۔ یعنی ایک امام کی اقتداء ہو۔ اس نے یہ اصل تسلیم کیا۔ انشاء اللہ یہ صاحب بہت جلد متوجہ الی الحق ہونگے۔

جنازہ غائب پڑھا جائے برادر ولی محمد احمدی ساکن لکھنو کے چچا کا (۲) برادر فیض احمد صاحب سکنہ داتہ زیدکا (۳) برادر امام دین و محمد دین داتہ زیدکا (۴) سید حامد علی شاہ گوجرہ کے نوسالہ بیٹے صادق علیشاہ کا (۵) خواجہ خاں احمدی کاٹھگڑھ

دعا کی التجا کرتے ہیں (۱) برادر اکبر علی خاں ٹھیکیدار مزدنگا بیٹے (افریقہ) (۲) حکیم علی احمد صاحب سبادانا

(۲) ایک شخص نے دریافت کیا کہ احمدی کی بیوی فوت ہو جائے اور اندیشہ ہے کہ غیر احمدی اسکا جنازہ نہ پڑھینگے مگر تمام گھر کے آدمی احمدی ہوں اور بیوی مذکورہ نے بیعت نہ کی ہو تو اسکے جنازہ کا کیا حکم؟ فرمایا جبکہ ایمان کامل نہیں ہوا۔ اسکے جنازہ کا کیا فائدہ؟

(۳) ٹیکے کے متعلق ایک صاحب کو لکھوایا کہ اگر گورنمنٹ اپنے ملازمین سے حکماً ٹیکا لگوائے تو تعمیل کر لینی چاہئے حضرت اقدس نے اپنی جماعت کے لئے از خود یہ پسند نہیں فرمایا۔

(۴) برادر عبد اللہ احمدی جینڈ وساہی سے لکھتے ہیں۔ کہ حضور کی دعا نے میری بیوی کو گویا پھر زندہ کر دیا۔

(۵) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بعض خطوط اس مسئلہ میں بھیجے ہیں کہ یہ غیر مبائعین اب نماز بھی چھوڑتے جاتے ہیں۔ ایک شخص کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ہے کہ خدا جانے کیا ہو گیا نماز بھی نہیں پڑھی جاتی۔ اور خلافت کا انکار کرو۔ ابھی تو ابتدا ہے۔

(۶) برادر نواب الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ جانگریاں لکھتے ہیں۔ ہر جگہ طاعون شروع ہے۔ ہماری انجمن کے کل احمدی تاحال خیریت سے ہیں۔ لوگ طاعون سے ڈر کر احمدی ہوتے جاتے ہیں ؎

موت کی راہ سے ملیگی اب تو دیں کو کچھ مدد
ورنہ ہیں اے دوستو اک زہر جانکو ہر

(۷) برادر عبد الصمد خاں داتہ زیدکا سے لکھتے ہیں۔ کہ شیخ نور احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود خواب میں ملے اور فرمایا میرا پیغام پہنچا دو۔ جو پیغام پہنچائیگا۔ وہ اس دن امن میں رہیگا (وہاں طاعون کا زور ہے) انکی بیوی کو خواب آیا کہ حضور مغفور نے فرمایا۔ تیس روپے صدقہ کر دو۔ جو اسی وقت کر دیا گیا۔ خدا قبول کرے۔

(۸) برادر رزاق لون ساکن سدوا (کشمیر) بیعت کرتے ہیں کہ میں حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی مانتا ہوں اور چاہتے ہیں کہ بیعت کا اعلان اخبار میں ہو اسی طرح برادر غلام صدیق کنسٹبل متعینہ بنگہ تھانہ قریشی بھی احمدی سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے نام کا اعلان چاہتے ہیں۔ ۳ اپریل کی ڈاک میں چھ سات اور اصحاب نے بھی بیعت کی ہے۔ انکے نام فہرست میں چھپینگے۔

(۹) حقیقۃ النبوۃ کے متعلق متعدد خطوط آ رہے ہیں۔ کہ اسکے ذریعے جماعت میں ایک زندگی آگئی۔ اور مسیح موعود کی نبوت کے نور نے دلوں کو منور کر دیا۔

(۱۰) احباب کرام دعاؤں کا وقت ہے ۳ اپریل کی ڈاک میں مینے ۳۵ خطوط مختلف علاقوں کے پڑھے جن میں یہی شکایت ہے کہ طاعون کا زور ہے اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو محفوظ رکھے۔

جنگ یورپ

جرمن کی بدروزی ناکامی۔ پچھلے ہفتہ برطانوی بنادر ۱۵۵۹ جہاز آئے اور گئے۔ مگر ان میں سے صرف پانچ کو جرمن غرق کر سکے۔

جنرل بوتھا کی افواج نے جنوب مغربی جرمن افریقہ کا اہم مرکز آسس فتح کر لیا ہے۔ جرمن فوجیں آس کو خالی کر گئیں۔

آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے میدان جنگ کے لئے ایک لاکھ کا دستہ پیش کیا ہے۔

برطانوی فوج کے ۴۰۰ ماتحت افسروں اور آدمیوں کو ممتاز خدمت کے میڈل ملے ہیں

پیرس میں ایک جرمن گولہ کی عنقریب نمائش کی جائیگی وہ پانچ فیٹ اونچا اور وزن میں ۲۰۰ من ہے۔ اسکا فلیتہ بجلی کی مدد سے نکال لیا گیا ہے۔

سر ایڈورڈ گرے نے صحت کے خیال سے احتیاطاً تین ہفتہ کی رخصت لے لی ہے مسٹر ایسکوئتھ وزیر اعظم وزارت خارجہ کا بھی کام کرینگے۔

یقین ہے کہ ۱۹۱۵ء کے خاتمہ سے پہلے جرمنی میں قحط پڑ جائیگا (۳ اپریل) کارپیتھین میں روسی حملہ جاری ہے ابھی کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں نکلا۔

جنگ پر بقول مسٹر کرامنڈ نو ارب پونڈ سالانہ کے حساب سے خرچ ہو رہا ہے۔ بلجیم کو ۵۲ کروڑ ۲۶ لاکھ پونڈ کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ جرمنی کا سال بھر میں جنگ پر ۲ ارب ۸ کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ خرچ ہوگا۔ از انجملہ ۵ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ ملکی پیداوار کی بابت ہیں۔ اور ۸۷ کروڑ ۹۰ لاکھ پونڈ انسانی نقصانات کا بدل۔ انگلستان کا کل خرچ ایک ارب ۵ کروڑ ۸۰ لاکھ پونڈ ہوگا۔ فاتحین مغلوبین سے ساڑھے چار ارب پونڈ تاوان جنگ لینگے

جرمنی نے امریکہ سے آٹھ سو موٹر منگوائے تھے مگر متحدہ بیڑہ کی طفیل منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے

متحدہ بیڑے جرمن مال کے اڑہائی ہزار پوسٹل پیکٹ پکڑ چکے ہیں۔ اور پانچ سٹیمروں سے جرمن مال اتار لیا گیا ہے۔

قیصر نے آسٹریا کو سمجھایا تھا کہ ٹرنٹ کا علاقہ اٹلی کو دیدیا جائے۔ مگر قیصر جوزف نے نہ مانا

فرانسیسی سٹیمر شلینڈ بحر شمالی میں اڑ گیا۔ اہل عملہ بل پہنچائے گئے چھ زخمی ہوئے ایک ڈوب گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۶ اپریل ۱۹۱۵ء

جنگ یورپ کا مفید اثر
مُسکرات کی ممانعت
اسلام کی صداقت

اس وقت یورپ کی زمین پر بے نظیر تباہی کے خطرناک اور بھیانک مناظر دکھائی دے رہے ہیں۔ آدم کے بیٹے جس خونخواری اور درندگی سے ایک دوسرے کا خون گرانے کی ادنیٰ خواہش کے والا ہو رہے ہیں۔ اس کی مثال ابنائے آدم کی تاریخ کے صفحات سے مفقود ہے۔ بدقسمت جرمنی اپنے ہونہار فرزندوں کو ۲ لاکھ ۔ ۶ ہزار نفوس ماہوار کی اوسط سے جنگ کے مہیب دیوتا کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھا رہا ہے۔ دولتمند اور با اقبال انگلستان بھی روپیہ فی لمحہ کے حساب سے جنگ کی دیوی کے قدموں پر ڈال رہا ہے لیکن باوجود اس نقصان جان ومال باوجود کثرت مصائب والام ہم دیکھتے ہیں کہ بفحوائے ؎

هر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنهادہ است

یہ ہیبتناک جنگ بھی اپنے اندر برکات رکھتا ہے جو آغاز جنگ کے وقت سے وقتاً فوقتاً اپنا روشن چہرہ دنیا کو دکھاتی رہی ہیں۔

چونکہ اس جنگ کی نسبت انبیائے سابقین اور حضرت مسیح موعود کی عظیم الشان پیشگوئیاں تھیں جو آج اپنی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ یہ جنگ اپنے نتائج کے باعث اسلام کے لئے مفید اور اسلامی ترقی کے لئے ممد و مددگار ثابت ہوتا۔ خدا کے مسیح کا یہ قول ہے ؎

ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار

خدا تعالیٰ کے افعال کس طرح عجیب ہیں تمام انبیاء کے قائم مقام کا ایک پیشگوئی کو مدار سچائی ٹھہرانا سوچنے والوں کے لئے معنی خیز امر ہے۔

پس کوئی شخص ہرگز یہ خیال نہ کرے کہ جنگ یورپ جو عذاب الٰہی کی صورت میں آسمان سے نازل ہوئی ہے محض بنی نوع کی بربادی کا آلہ ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ ممدوح کو ماں سے مشابہت دیتا۔ اور بیماروں کیلئے بطور ہسپتال مقرر کرتا ہے اسی طرح عذاب الٰہی بھی کسی بہتری کے لئے آتا اور ایک آنیوالے جلال کا پیش خیمہ ہوتا ہے یہی حال موجودہ جنگ کا ہے۔ آسمان پر تاریک بادل میں گرجان کے اندر سے ایک روشن جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ زمین پر شمشان ہے۔ جب دیکھا تو ہر طرح وسیع صحرائے اعظم کا پرتو پڑ رہا ہے مگر اس حالت میں بھی بھوکے۔ نجان زدہ اور پیاسے مسافر کو امید ہے کہ دور فاصلہ پر کالا سیاہ داغ کوئی نخلستان یا چشمہ شیریں ہے۔ غرض یہ کہ آگ کے برسنے خون کے بہنے۔ توپوں کی گرج۔ تلواروں کی جھنکار کے درمیان آج صداقت اسلام اور بنی نوع انسان کی بہتری کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔

آوازیں آ رہی ہیں کہ جنگ کے بعد کثرت ازدواج کے اصول پر عمل کیا جائے۔ اور جنگ سے مردوں کی تعداد میں جو کمی واقع ہوئی ہے۔ اسے ترقی نسل کے اس بہترین ذریعہ سے پورا کیا جائے۔

پھر ایک یہی نہیں بلکہ اتحادیوں ثلاثہ کے تینوں ملکوں میں یہ تحریک عام ہو رہی ہے کہ مسکرات کے استعمال کو قانوناً روکا جائے۔ اور جس چیز کا استعمال عیسائی دنیا میں ایک مقدس رسم کا جزو تصور کیا جاتا رہا ہے آئندہ خصوصاً ایام جنگ میں اسے حکماً بند کیا جاوے۔ چنانچہ اس اصلاح میں سب سے پہلا قدم پٹروگراڈ کے خود مختار فرمانروا زار نے اٹھایا۔ اور اپنی تمام سلطنت میں حکم دے دیا کہ مسکرات خصوصاً ووڈکا قسم شراب کی فروخت آئندہ قانوناً منع کی جاتی ہے۔ زار کی حکومت نے اس قانون کے نفاذ سے ایک بڑی قربانی کا اظہار کیا ہے کیونکہ ووڈکا روسی دہاتین کی مرغوب ترین چیز اور روسی خزانہ کی آمد کا بہت بڑا ذریعہ تھا۔ اس کے بعد اگرچہ (بقول پاؤنیر ۴۔ فروری ۱۹۱۵ء) جمہوریہ فرانس کے رئیس پوانکاری نے وہ تو نہیں کیا جو زار نے کیا ہے تاہم اس نے حکم دے دیا ہے کہ آئندہ فرانس میں ابسینتھ اور ابرسنتھ (اقسام منشی اشیاء) کا استعمال قانوناً منع ہے۔ شراب کی دکانیں بند کرادی گئی ہیں۔ روس اور فرانس کی اس اسلامیانہ کوشش کے بعد ہم منتظر تھے کہ برطانیہ کی آہستہ تحریکی اور معقولی سے بڑھنے والی قوم و حکومت اس طرف متوجہ ہو اور لندن بھی وہی یا اس سے بڑھ کر آواز اٹھے جو قبل ازیں پیٹروگراڈ اور پیرس سے اٹھ چکی ہے۔ ہماری خواہش ... آخر پوری ہوئی جو کچھ ہم چاہتے تھے وہی ہوا۔ ذیل میں درج ذیل ہیں

میخوشی کے خلاف سخت تدابیر

(لندن ۳۰ مارچ) مسٹر لائیڈ جارج نے جہاز سازی کارخانہ داران کی مجلس کے ایک وفد کو باریابی کا شرف بخشا جنہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ ان میں ایک بھی ایسا شخص نہیں جسے شراب سے پرہیز ہو۔ مگر وہ درخواست کرتے ہیں کہ جن علاقوں میں ایسا سامان تیار ہوتا ہو جو جنگ کے لئے کارآمد ہے۔ وہاں پبلک ہاؤس اور کلب قطعی بند کر دیئے جائیں۔ انہوں نے یہ کہا کہ بکثرت مے نوشی اس کام میں سخت ارج ہوگی۔

مسٹر لائیڈ جارج نے جواب میں کہا کہ آج صبح انہیں ملک معظم کی حضوری کا شرف حاصل ہوا تھا۔ ہز مجسٹی کو اس معاملہ کا بڑا ہی خیال ہے۔ مسٹر لائیڈ جارج نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ ملک نے اب سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ مے نوشی کی سہولتوں سے کیا کچھ خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور کوئی معمولی طریق اختیار کرنے سے بہت ہی خفیف فائدہ ہوگا۔ موجودہ جنگ میں کامیابی اسی صورت میں ہوگی۔ جب سامان حرب کثرت سے موجود ہوگا۔ ارل کچنر اور سرجان فرنچ کا بھی یہی اعتقاد ہے چانسلر صاحب نے فرمایا کہ وزارت کو آخری فیصلہ کرنے میں وفد کی نمائندگی سے بہت مدد ملیگی۔

(لندن یکم اپریل) مسٹر لائیڈ جارج کو ملک معظم نے ایک خط

روانہ کیا ہے جسمیں تحریر ہے کہ گولی بارود بنانے والے کارخانوں کی افسوسناک حالت کو سدھارنے اور اصلاح کرنے کے لئے سخت تدابیر کی ضرورت ہے۔ اور بلاشبہ زیادہ تر شراب کی بدولت ہی میدان جنگ میں ہمارے بہادر سپاہیوں کو مزید کمک اور سامان حرب بھیجنے میں تاخیر ہوتی رہی ہے۔ اگر استعمال شراب جاری رہا تو اس سے موجودہ جنگ کے خطرات اور بوجھ اور بھی زیادہ بڑھ جائیں گے۔ اگر ضروری خیال کیا جائے۔ تو ملک معظم بھی بذات خود ترک شراب سے ایک عمدہ مثال قائم کرنے کو آمادہ ہیں۔ نیز اس امر کے لئے تیار ہیں کہ شاہی خاندان میں بھی اس کے استعمال کی ممانعت کر دیں تاکہ امیر اور غریب میں کوئی امتیاز نہ رہے ✦

خیال کیا جاتا ہے کہ اس بارہ میں سلطنت کے معزز اور ذی وجاہت کثیر التعداد افسر جنہیں وزرائے سلطنت اور جج بھی شامل ہیں۔ بہت جلد ملک معظم کی مثال کی تقلید شروع کر دینگے ✦

(بعد کی خبر) لارڈ کچنر نے اپنے اختتام جنگ تک استعمال شراب کی ممانعت کر دی ہے۔ ملک معظم کی مثال پر تحسین و آفرین ہو رہی ہے۔ اس سے کاریگر بہت متاثر ہوئے ہیں بعض حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے اس سے تمام مسئلہ شراب حل ہو گیا ہے۔ اور شراب سے پرہیز کرنے کی خواہش خود بخود عام طور پر پھیل گئی ہے ✦

۲۔ اپریل۔ اخبارات میں بعض مراسلات معزز اور سربرآوردہ اشخاص مثلاً لارڈ براسے۔ لارڈ کاوڈرے۔ اور لارڈ سڈنہم کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔ جن میں انہوں نے ملک معظم کی تقلید میں شراب استعمال نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے سر چارلس مکارا کہتے ہیں کہ وہ اس امر پر رضامند ہیں کہ شراب کا ذخیرہ رکھنے والے تہ خانے بھی مقفل کر دیئے جائیں ✦

لندن ۲۔ اپریل۔ مونٹریال (کنیڈا) کا تار مظہر ہے کہ ملک معظم نے مسئلہ مے نوشی کے متعلق جو طرز عمل اختیار فرمایا ہے۔ اسے کینیڈا میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ اور کاروباری دنیا کے سربرآوردہ اشخاص کی رائیں بدیں مطلب شائع کی گئی ہیں کہ زمانہ جنگ میں مے نوشی کی کلی ممانعت کی جائے۔ نیو برنزوک اور نووا اسکوشیا کی گورنمنٹیں انسداد مے نوشی کے مسئلہ پر غور کر رہی ہیں

ساسکیچوان نے شراب خانوں کی بندش کر دی ہے۔ اور تمام کینیڈا اور اونٹیریو میں بھی عنقریب انسدادی تدابیر عمل میں لائی جانے والی ہے ✦

ایک اور موقعہ پر مسٹر لائیڈ جارج وزیر داخلہ برطانیہ نے فرمایا۔ ایسے وقت جبکہ ہم جرمنی و آسٹریا سے مصروف پیکار ہیں۔ ہمارے لئے مے نوشی نہایت ہی خوفناک دشمن ثابت ہوگی ✦

مذکورہ بالا خبروں کے مطالعہ کے بعد کون ہے؟ جو اس امر کا قائل نہ ہوگا۔

اسلام کے عملی اصول آج یورپ کو مغلوب کر رہے ہیں اور جن اقوام کو قضاء و قدر نے یورپ کے اسلحہ آتشیں کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کیا تھا۔ آج یورپ خود ان کے مذہب کے سامنے جھک رہا ہے۔ اور آیت مجید انما الخمر والمیسر ... رجس من عمل الشیطان کے حکم آسمانی کو اسی طرح ماننے کی تیاری کر رہا ہے۔ جس طرح پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں نے آغاز اسلام کے وقت کیا تھا۔ ہم اس مبارک تبدیلی پر خوش۔ آئندہ کی بشارتوں کے امیدوار اور افضال الٰہی کی آمد کے منتظر ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ برطانیہ کے فرزند خصوصیت کے ساتھ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور وہی کریں جو بارہ فتح پور سیکری نے میدان میں کیا تھا اگر بابر کی طرح شہنشاہ جارج کے سپاہی بھی مے نوشی کے سامان کو برباد اور ارادوں کو ترک کر دیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ملک معظم کا شمشیر زن بہادر قیصر کے مخمور و سرفروش سپاہی پر کیوں غالب نہ آئے ✦

نوٹ۔ کہا جاتا ہے کہ جرمن سپاہیوں کو حملہ کرتے وقت شراب سے مخمور کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ بعض اخبارات کے نامہ نگار روسی لکھا ہے "وارسا کے نزدیک روسی فوج ہیڈن برگ کی فوج کی بہادری و دلیری سے دنگ رہ گئی۔ وہ کھلے میدان میں موت کی طرف آ رہے تھے۔ نیز ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ روسی توپ کی گولہ باری سے ذرا بھی خوف نہیں کھاتے۔ خبر ملی ہے کہ اس کا باعث کچھ اور ہی تھا۔ کیونکہ جس وقت روسی سرجن نے قیدی سپاہیوں کا معائنہ کیا تو صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ انہیں نشہ دیا جاتا ہے۔ جس کے سرور میں وہ موت تک کی پرواہ نہیں کرتے" ✦

متفرق نوٹ

ضلع گوجرات کی تعلیمی حالت

سر مائیکل اوڈوائر کے گجرات تشریف لیجانے پر وہاں کے ڈسٹرکٹ بورڈ نے جو ایڈریس پیش کیا۔ ہز آنر نے شمار و اعداد کے ذریعہ سے بتایا کہ تعلیم کے لحاظ سے گجرات کا ضلع راولپنڈی کے تمام اضلاع اول درجہ پر ہے چنانچہ ۱۴-۱۹۱۳ء کے اندر وہاں کے ورنیکولر پرائمری مدارس میں ۱۳ ہزار طلباء (یعنی سکول میں جانے کی عمر کے لڑکوں کا ۴۰ فیصدی حصہ) تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس کے مقابلہ میں اضلاع شاہ پور جہلم اور راولپنڈی میں بالترتیب ۸۴۵ ۹۱۲۶ اور ۱۳۸۶۳ طلباء ورنیکولر پرائمری مدارس میں تعلیم پاتے تھے۔ ہز آنر نے فرمایا کہ اس ضلع میں ۳ ہائی اسکول ۳۔ اینگلو ورنیکلر ۲۔ ورنیکولر مڈل اور ۱۷۶ پرائمری سکول قائم تھے۔ اور سال مذکور کے اندر ۴۲ پرائمری مدارس کا اضافہ ہوا اور اس کے بعد اور سکول بھی قائم کئے گئے ہیں۔ ہز آنر نے یہ بھی فرمایا کہ گورنمنٹ نے اس ضلع میں سیکنڈری مدارس کے کاشتکار طلبا کی فیس میں خاص تخفیف کی ہے۔ اور پرائمری تعلیم کی توسیع کے مصارف کا دو ثلث سرکاری خزانہ سے ادا کیا ہے۔ آپ نے انہیں یقین دلایا کہ گورنمنٹ حتی الامکان ان کے لئے تعلیمی سہولتیں پیدا کرنے سے کسی قسم کا دریغ نہ کریگی

گرجے کو سرنگ سے اڑانیکی کوشش

چند اطالوی انارکسٹوں کی ایک جماعت نے نیویارک (امریکہ) کے مشہور و معروف سینٹ پیٹرک کے گرجے کو ایک سرنگ سے اڑا دینے کی کوشش کی تھی مگر عین اس فعل کو عمل میں لانے کے وقت خفیہ پولیس کے بعض افراد کو علم ہو گیا۔ جس سے گرجا بال بال بچ گیا ✦

رات کے وقت گرجے کے نیچے سرنگ بچھا دی گئی۔ دوسرے دن صبح کو زمین صاف و ہموار کر دی گئی۔ گرجے کے نیچے ایک سوراخ میں دو فیتے لگے ہوئے تھے۔ جن کا تعلق زمین کے اندر پھٹنے والے مادے سے تھا ✦

فرینک ابارنو گرجے کے پیچھے ان دو فیتوں کے پاس آیا۔ اور اپنے سگار سے ان کو آگ لگانے ہی لگا تھا کہ ... لیتے

اس کی مشکیں کس لیں۔ اور عیال نماز میں لے گئے۔ اس کے ہوا بچوں کا ابھی تک پتہ نہیں چلا ÷

صوبہ متحدہ کا محکمہ اخبارات

پراونشل لیجسلیٹو کونسل کے ایک اجلاس میں مسٹر برن چیف سکرٹری نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ محکمہ اخبارات صوبہ متحدہ کا ماہوار خرچ ۵۵۰۰ روپیہ ہوتا ہے جس میں زیادہ تر مطبوعات کے مصارف شامل ہیں۔ محکمہ تحقیقات جرائم اس کام کو بھی سرانجام دیتا ہے۔ البتہ ایک مترجم اور ایک کلارک ملازم رکھا گیا ہے۔ ۴۰۹ روزانہ اخبارات شائع ہوتے ہیں جن میں سے ۱۸۲ انگریزی ۷۰ ہندی اور ۱۴۸ اردو کے اخبارات ہیں۔ جو کلکٹروں کے پاس بھیجدئے جاتے ہیں۔ کلکٹر اپنی حسب پسند انہیں تقسیم کرتے ہیں ÷

درہ دانیال

رائٹر کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ دردانیال کی ترکی سپاہ کی کمان جنرل لیمان وان سانڈرس کے سپرد کیگئی ہے اور رومانوی گورنمنٹ نے جرمنی کے زبردست دباؤ کے باوجود جرمنی کے ایک فوجی جیش کو رومانوی علاقہ میں گذر کر ترکی کی طرف جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ÷

۲۹ مارچ کو بحیرہ اسود کا روسی بیڑا پھر باسفورس کی بیرونی قلعہ بندیوں کیطرف بڑھا۔ مگر کہر کی وجہ سے گولہ باری کی رفتار جاری نہ رکھ سکا ÷

جنگ پر فرانس کا تبصرہ

فرانسیسی جنرل سٹاف کی طرف سے گذشتہ جنگی حالت کا تبصرہ کیا گیا ہے جس میں لکھا ہے کہ جرمنی کا اصل منصوبہ یہ تھا کہ نہایت زبردست جمعیت کے ساتھ فرانس پر حملہ کرکے اسے کچل دیا جائے۔ اور ایک ماہ کے اندر اسے بالکل تباہ کر دیا جائے مگر اس میں جرمنی بالکل ناکام رہا۔ بلکہ اس نے سات مرتبہ سخت شکست کھائی۔ یعنی نینسی اور پیرس کی شکست ماہ اگست و ستمبر کے جاسی حملے۔ ماہ ستمبر میں صفوں کو توڑنے کی کوشش کیلے پر ساحلی حملہ اور بالآخر نیپرز کا ناکام حملہ۔ اسی طرح اگرچہ جرمنی کی طاقت ور سپاہ نے نہایت دلیری اور استقلال سے کام لیا ہے مگر وہ کسی خاص جگہ فوقیت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ چھ ماہ کی جنگ کے بعد اس نے مجبور ہو کر ایک جگہ ٹھہر جانے سے اسے اس کے سوا چارہ نہیں رہا۔ کہ پسپائی پر مجبور ہو جس کا کچھ روسی کامیابیوں کی وجہ سے نسبتاً سرعت کے ساتھ عمل میں بعید از قیاس نہیں مگر یوں بھی اب اسے پسپا ہونے کے سوا اور چارہ ہی کیا رہ گیا ہو بخلاف اس کے فرانسیسی سپاہ نے پہلے دریائے مارن پر اور اس کے بعد فلینڈرز میں جرمنوں پر فتح پائی۔ اور ایک ایسی مہیب کشمکش کے مقابلہ میں جس کی دنیا کی جنگی تاریخ میں مشکل سے نظیر مل سکتی ہے۔ ایک ایسی ستارہ سکندری قائم کر دی۔ جس کو چاک کرنا محض ناممکن ہے اور ابھی فرانسیسی قوت نے پہلے سے بھی زیادہ اپنے جوہر دکھلانے شروع کئے ہیں۔ جرمنوں نے نیپرز پر حملہ کرکے اس امر کا بہت اچھا ثبوت دیا کہ ناکافی تیاری کے ساتھ حملہ کرنے کی کس قدر گراں قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ برطانی سپاہ کو بھی بھاری کمک پہنچ گئی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ انگلستان میں کثیر التعداد سپاہ فوجی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ بلجیم اور سرویا کی سپاہ بھی حاصل کر رہی ہے اور روس اپنے بے شمار لشکروں کی تنظیم جمعیت سے کام لے رہا ہے جنہیں سے ابتک صرف ۵ فیصدی میدان جنگ میں آئی ہیں ÷

چینی ترکستان میں تبلیغ عیسائیت

چینی ترکستان کے ایک تنہا گوشہ میں سویڈن کی مشنری جماعت ۱۸۹۲ء سے تبلیغ و اشاعت تثلیث کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ جولائی ۱۸۹۲ء میں چند پادری کاشغر میں پہنچے ابتداء میں مشن کو بڑی صعوبتوں سے سابقہ پڑا۔ واعظین تثلیث کو بمشکل کوئی مکان کرایہ پر ملتا تھا۔ مدت تک انہیں ایک باغ میں قیام کرنا پڑا۔ اور کئی دفعہ ان پر ڈاکے پڑے غضبناک لوگوں کے گروہ اس محل کے قریب جمع ہو جاتے تھے جہاں ان پادریوں کا ڈیرا تھا۔ اور ان کے خانہ ایمان کو تباہ کر دینا چاہتے تھے۔ آخر کار مشن کو نہ صرف ترکستان میں اپنا کام جاری رکھنے میں کامیابی ہوئی۔ بلکہ اس نے لوگوں کا اعتبار بھی حاصل کر لیا۔ جماعت مبلغین کے افراد جب بازار میں کوئی چیز خریدتے ہیں تو بائع اس روپیہ کو ہرگز شمار نہیں کرتا۔ جو وہ اسے دیں۔ اور جب اسے ایسا کرنے کے لئے کہا جائے تو وہ کہتا ہے جو کچھ آپ دیں وہ ہمیشہ ٹھیک ہوتا ہے ہمیں گننے کی ضرورت نہیں جب مخالفت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور لوگوں کا مبلغین کی طرف ایک قسم کا دوستانہ میلان ہو گیا تو تعلیم کا کام شروع کرنا بھی ممکن نظر آیا۔ مگر آج کل کاشغر۔ ہانگ کانگ اور یارقند کے مدارس میں طلبا اچھی تعداد میں زیر تعلیم ہیں۔ ینگی حصار میں بھی پچھلے نومبر سے تعلیم کا کام شروع ہو گیا ہے۔ کتابیں نہ ملنے کی وجہ سے جو تکلیف ہو رہی تھی۔ اس کا بھی اب انسداد ہو گیا ہے۔ کیونکہ مشن نے اپنا مطبع قائم کر دیا ہے ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جو ابتدا میں ایک ایسے ملک کے لئے موزوں ہو سکتی ہیں۔ عہد نامہ جدید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور اس پر نظر ثانی بھی ہو چکی ہے۔ صرف چار انجیلیں ابھی تک انطباع پذیر ہوئی ہیں۔ جن کی آٹھ ہزار سے زیادہ جلدیں تقسیم ہو چکی ہیں۔ مگر اب مذہبی تاریخ کے علاوہ دیگر علوم کی بہت سی کتابیں چھپ رہی ہیں۔ یہ تجویز زیر غور ہے۔ کہ سال رواں کے اختتام ایک پندرہ روزہ ترکی اخبار جاری کر دیا جائے۔ اور اسے تمام صوبہ کی آبادی کے ہاتھوں میں پہنچایا جائے۔ چینی ترکستان میں اس مشنری سوسائٹی کے چار مرکز مقام۔ چار مدارس۔ تین شفاخانے اور ایک مطبع ہے۔ ۲۳ مبلغین سرگرم دعوت و تبلیغ ہیں۔ یہاں ارمنی سی قدیم ترین جگہ ہے جہاں انگریزی مشن کام کر رہا ہے یہ جگہ صوبہ کے مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ شہر مذکور کاشغر سے ۲۰ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ جب سارا مشن اپنے کاموں میں اضافہ کریگا اس وقت ایک اور مقام ختن کے قدیم شہر میں بھی تعمیر ہوگا جو یارقند سے ۸ دن کی مسافت پر جنوب مشرق کو تبت کی طرف واقع ہے ÷

امتحان انٹرنس پنجاب یونیورسٹی

(۱۹ اپریل پیر صبح انگریزی پیپر ا بعد دوپہر سنسکرت عربی اور لاطینی پیپر اے (صبح کو ۹ روزانہ بجے سے ۱ بجے تک لازمی مضامین میں امتحان ہوا کرے گا اور سہ پہر کو ۲ بجے سے ۵ بجے تک اختیاری مضامین میں) ۲۰ - اپریل منگل۔ صبح انگریزی پیپر بی۔ شام سنسکرت عربی و لاطینی پیپر بی - ۲۱ - اپریل بدھ۔ صبح ریاضی پیپر اے شام دیسی زبانیں پیپر اے - ۲۲ - اپریل جمعرات صبح ریاضی پیپر بی۔ شام ورنیکولر زبانیں پیپر بی - ۲۳ - اپریل جمعہ صبح تاریخ پیپر اے۔ شام ڈرائنگ پیپر (۲۴ - ہفتہ) [illegible]

فزیالوجی او حفظان صحت پیپر اے (۳ سے ۶ تک)
۲۴۔ اپریل ہفتہ۔ صبح جغرافیہ پیپر بی۔ ڈرائنگ پیپر بی
فزیالوجی و حفظان صحت پیپر بی - ۲۶۔ اپریل پیپر بی صبح
فارسی پیپر اے۔ شام فزکس و کمسٹری پیپر اے۔ ۲۷۔
اپریل منگل۔ صبح فارسی پیپر بی شام فزکس و کمسٹری
پیپر بی۔ ۲۸۔ اپریل بدھ انگریزی اور فزیکل سائنس زبانی
و عملی ۷ بجے صبح - ۳۰۔ اپریل جمعہ فزیالوجی و حفظان
صحت زبانی و عملی ۷ بجے صبح یکم مئی ہفتہ فزیالوجی
و حفظان صحت زبانی و عملی ۷ بجے صبح ✽

معرکہ میران شاہ میں فیصلہ کن فتح

تمغہ ۳۰ مارچ خبر آئی تھی۔ کہ

جدرانی قبیلہ کا ایک لشکر وادی ٹوچی کے کسی مقام پر
حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہا ہے۔ چنانچہ ۲۵ مارچ کو آٹھ
دس ہزار کا لشکر سرحد ڈیورنڈ کو عبور کر کے چوکی میران شاہ
سے چھ میل کے فاصلہ پر پہنچ کر سنگر بنانے لگا۔ کیمپ میران شاہ
سے ایک پکٹ بھیجا گیا تو اس پر آتش بازی ہوئی۔ ۲۵۔
۲۶ مارچ کی درمیانی رات بسکوت گذری۔ ۲۶ کی صبح کو
کیمپ میران شاہ سے نکل کر انگریزی فوج نے زیر کمان جنرل
فین دشمن پر حملہ کیا۔ اس فوج میں ۲۵۔ کیولری کے دو رسالے
۲۹ ویں کوہی باتری دہم جاٹ و ۳۲ سکھ پلٹن اور نارتھ
وزیرستان ملیشیا تھی۔ معرکہ میں کامل کامیابی ہوئی دشمن
سرحد ڈیورنڈ سے پار بھگا دیا گیا۔ اس کے دو سو قتل
تین سو زخمی ہوئے۔ اور کئی قیدی۔ رائفلیں۔ تلواریں
خنجر اور جھنڈے ہاتھ آئے۔ ۲۷ کی صبح کو گرد اوری
کی گئی تو چند لاشوں اور شدید زخمیوں کے سوا دشمن کا
کوئی نشان نہ ملا۔ زخمی میران شاہ لائے گئے۔ جہاں
وہ زیر علاج ہیں ✽

فوجی بھرتی

بقول ہز آنر سر مائیکل اوڈوائر ابتدائے محاربہ سے یکم مارچ تک تمام ہندوستان
میں ۵۴ ہزار نئے رنگروٹ بھرتی ہوئے۔ جنمیں نصف سے
کچھ زیادہ فقط پنجاب سے ملے۔ اور ازانجملہ دس ہزار آدمی
پنجابی مسلمان تھے۔ جن کا مرکز راولپنڈی ہے۔ صرف
ضلع راولپنڈی سے ۴ ہزار آدمی ملے۔ اس سے دوسرے
درجہ پر ضلع جہلم ہے۔ اور پہلا ہندوستانی جسے وکٹوریا
کراس ملی یعنی ۱۲۹ ویں بلوچی رجمنٹ کا خداداد خاں اسی
ضلع کا متوطن ہے۔ گجرات و اٹک سے بھی خاصے آدمی ملے
مگر اضلاع سیالکوٹ و شاہ پور میں نسبتاً کم آدمی بھرتی ہوئے
بجز ٹوانہ قبیلہ کے۔ جس نے وفاداری و ایثار کی شاندار
مثال اپنی قدیم روایات کے حسب حال قائم کی ✽

پرزمسل کے اسیران جنگ

روسی قصبہ کیف میں پہنچ گئے ہیں۔ از انجملہ ۲۷۰۴ افسر ہیں۔ جو سب کے سب ہنگری کے
ہیں۔ سرکاری بیان ہے کہ کارپیتھین میں روسی کارروائی
بکامیابی جاری ہے۔ روسیوں نے اتوار کو ازوک در
بارٹفلڈ کے درمیان قلعہ بند پہاڑیاں فتح کریں۔ اور
۵۴۶۰ قیدی مع ۲۶ توپوں اور متراليوزوں کے پکڑ
لئے۔ اسٹرو(؟) بیان ہے کہ روسیوں کی جرار فوج جس
کے ساتھ پرزمسل کے کچھ محاصرین بھی ہیں۔ درہ لپکو
اور ازوک کے علاقہ میں برابر حملہ کر رہی ہے۔

جرمن نقصانات

جرمن فوج میں پچیس جیش تھے۔ آغاز محاربہ پر لینڈ سٹرم کے
علاوہ جرمنی کے پاس ۱۴ جیش تھے۔ اکتوبر میں سات جیش
اور بڑھائے گئے۔ دونوں محاذوں پر وسط جنوری تک
جرمنی کے ۱۸ لاکھ آدمی ہلاک مجروح و اسیر ہوئے ازانجملہ
غالباً پانچ لاکھ تندرست ہو کر پھر فوج میں واپس آچکے
ہیں۔ لہٰذا جرمن خالص ہوا نقصان کی مقدار ۱۳ لاکھ
۰۰ ہزار ہے۔ اگر جرمنی کی پوری فوجی طاقت نوے لاکھ
متصور کی جائے۔ تو اس حساب سے ۱۹۱۵ء کے خاتمہ پر
اس کے پاس صرف ۴۲ لاکھ آدمی رہ جائیں گے۔ جن کو
علاوہ بیس لاکھ ایسے آدمی ہونگے۔ جو زیادہ تر غیر تربیت یافتہ
ہوں گے۔ پس اس کا موجودہ ذخیرہ صرف دس ماہ
کے محاربہ کے لئے کفایت کر سکیگا ✽

نظم

ابنِ مہدی سے جس کو الفت ہو ‏ ‏ اُس کو ہر دم خدا کی رحمت ہے
جو ہے منکر نبوت احمدؐ کا ‏ ‏ اس کی کیا خاک احمدؐ سے محبت ہے
زہر سمجھے جو ذکر احمدؐ کو ‏ ‏ اس کو اللہ سے عداوت ہے
کاش! پیغام یہ بتائیں ہیں ‏ ‏ کیا یہ انصاف اور صداقت ہے
اک خلیفہ کی ہو نہ جب طلعت ‏ ‏ چاند کی کس لئے ضرورت ہے
طعن کرتے ہیں جو مسیحا پر ‏ ‏ ایسے مخلص پہ حق کی لعنت ہے
وہ جو محمود کو مٹاتے تھے ‏ ‏ کاش سوچیں ذرا ہمیں غیرت ہے
کس کا ہے آج وہ خدا حامی ‏ ‏ کس کی ظلمت سے کیسی کلفت ہے
کون ناکام نامراد ہوا ‏ ‏ کس کی جانب خدا کی نصرت ہے
سب بڑائی کا ہیں شکار ہوئے ‏ ‏ کیسے آئی انہیں یہ آفت ہے
ڈال کر پھوٹ کل جماعت میں ‏ ‏ پھر یہ دعویٰ کہ ہم میں وحدت ہے
حق نے دکھلائی قدرت ثانی ‏ ‏ اس سے انکار اک بغاوت ہے
جبکہ مہدی کا ہے پسر محمود ‏ ‏ پھر انہیں اس سے کیوں کدورت ہے
چھ برس مان کر خلیفہ کو ‏ ‏ کیوں خلافت سے اتنی نفرت ہے
جب حقیقت کھلی نبوت کی ‏ ‏ چھائی پیغامیوں پہ دہشت ہے

شکر کر تو نصیر مولیٰ کا
تجھ کو محمودؐ سے عقیدت ہے

شیخ نصیر احمد احمدی خلف شیخ محمد یوسف احمدی۔ انبالہ

سوامی دیانند کا کام ادھورا رہ گیا

جو لوگ خدا کی طرف سے اصلاح کے لئے مامور ہو کر آتے ہیں انکی صداقت کا نشان یہ ہے
کہ وہ جس کام کے لئے آتے ہیں اس کو پورا کر کے جاتے ہیں انکی
سخت مخالفت ہوتی ہے مگر چونکہ ان کا بھیجنے والا وہ خالق کائنات
ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ذرہ ذرہ جہان کی مہار ہے
اسلئے وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں اور دنیا سے نہیں رخصت
ہوتے جب تک کہ یہ ندا نہ سن لیں کہ تمہارا کام مکمل ہو گیا کیونکہ
موت بھی اسی کے اختیار میں ہوتی ہے جس نے انہیں بھیجا
چنانچہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے اکھڑ قوم
میں مبعوث ہوئے جو نہ کبھی کسی کی محکوم ہوئی نہ اس نے اپنی
حالت کی اصلاح کی۔ مگر آپ وہ زبردست شخصیت تھے کہ
اس وقت کام چھوڑا۔ جب اکملت لکم دینکم کی ندائے
ربانی سن لی۔ بخلاف اس کے مدعیٔ اصلاح کے کام
ادھورا چھوڑتے ہیں اور موت جب چاہتی ہے اپنا کام کر
جاتی ہے وہ اس خالق کائنات کی طرف سے مامور نہیں ہوتے
کہ وہ کام پورا ہونے تک موت کو روکے رکھے اس کے ثبوت میں
پرکاش کا مندرجہ ذیل نوٹ ہے:۔
بمبئی سے ایک پنڈت اپنے کام کے لئے یہاں آیا وہ میرا

[illegible]

حضرت اقدس کا نام وعظوں میں

سنتا ہوں کہ وہ جو احمدیت کا ذکر ستم قاتل سمجھتے تھے۔ اور جو حضرت اقدس کے نام کو تبلیغ اسلام میں حارج کہتے تھے اب کہتے ہیں کہ ہم احمدی جلسوں میں اس خبر کو شہرت دینا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس کا نام لیا جاتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ نام لینے سے مراد کیا ہے؟ آریوں کی مجالس میں اولاً کہنا کہ سوامی دیانند جی مہاراج وہ زبردست شخصیت رکھتے تھے۔ کہ ان کے اثر سے بیشمار لوگوں نے بتوں کی جھولیاں بھر بھر کے دریا میں بہا دیں اور پھر دبی زبان سے یہ کہہ جانا کہ محمد عربی نے بھی بت پرستی مٹانے میں مقدور بھر کوشش کی۔ اسلام کے مقدس نبی کے نام کی تبلیغ نہیں بلکہ اسکی توہین ہے کسی شہر یا قصبہ کے باشندوں کے [illegible] پیروں (خواہ وہ کیسے ہی مشرک آموز ہوں) لیڈروں یا مولویوں کی تعریف کے پل باندھ دیئے کہ بس جو کچھ کرتے ہیں یہی کرتے ہیں۔ عماد الدین ہیں تو یہ۔ اسلام کو اسوقت زندہ کرنے والے ہیں تو یہ۔ اور پھر اسی سلسلہ میں جلدی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہ شاید کوئی بول اٹھنے والا تو نہیں یہ کہہ جانا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی عیسائیوں یا آریوں کے رد میں کتابیں لکھیں۔ یہ حضرت مسیح موعود کی توصیف نہیں بلکہ تذمیم ہے۔

وہ جو خدا کا برگزیدہ نبی ہے اس بات کا محتاج نہیں کہ ہم اسے بھری محفل میں مسلمان کہہ دیں اور یہ سمجھا جائے کہ مبلغ نے بڑا کام کیا کہ حضرت مرزا صاحب کو بھی مسلمان کہہ دیا۔ اگر تم میں کچھ ہمت ہے۔ کچھ جرأت ہے تو میرے مطاع میرے آقا کو اسکی اصلی پوزیشن میں پیش کرو۔ دنیا کو اطلاع دو۔ کہ خدا کا ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ نہیں کہ پچھلی شہر میں اما ینفع الناس فیمکث فی الارض کی غلط تفسیر کرو۔ کہ جو انسان سب سے زیادہ نفع رساں ہو۔ وہ سب سے زیادہ عمر پاتا ہے اور پھر سرسید اور محسن الملک کے زمرے میں خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو بھی گن جاؤ اور جب کوئی اعتراض کرے تو سر کھجلاتے ہوئے یہ کہہ جاؤ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اسی آیت کے مصداق ہیں اور کھسیانے ہو کر پیشگوئی کر دو۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی بہت عمر پائینگے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنے ہوتے تو سب سے زیادہ لمبی عمر رسالت مآب حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ رسول رب العالمین کا تھا۔ جن کی عمر ۶۳ برس ہوئی۔ ایک شاہزادہ کو تحصیل کے چپڑاسیوں کی صف میں داخل کرنا اسکی ہتک ہے کوئی تعریف کی بات نہیں حضرت اقدس کا نام وعظوں میں لینے کے یہ معنے نہیں کہ غیروں کے سامنے آپ کے درجہ کو گھٹا گھٹا کر پیش کیا جائے اور آپکو ایک معمولی مولوی یا پیر کی حیثیت میں دکھایا جائے یہ تو اس ذات ستودہ صفات کی ہتک ہے۔ نام لینا تو یہ ہے کہ دنیا کو بتایا جائے کہ آپ اس زمانہ کی ضرورت کے نبی۔ دنیا کی تمام قوموں کے نجات دہندہ۔ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود اور وہ مہدی ہیں جن کا ذکر احادیث صحیحہ میں ہے اور وہ رسول ہیں۔ جس کی ذریعے آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا عہد پورا ہونا تھا۔ اور وہی رسول ہیں جس کی پیشگوئی قرآن مجید میں ہے اور جس کے صدق کے نشانات ایسے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان سے ان کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے یہ جائیکہ اسکی اپنی نبوت ثابت نہ ہو۔ ہاں یہ وہی موعود ہے جو نہ صرف تمام اولیاء امت محمدیہ تمام خلفاء امت محمدیہ بلکہ اکثر انبیاء علیہم السلام سے بھی تمام شان میں بڑھکر ہے اور جو یقیناً محمد ثانی ہے صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالےٰ نے حضرت اولوالعزم کے ذریعے جماعت کی موجودہ حالت کے بارے میں چار برس پہلے ہمیں آگاہ کر دیا تھا

یہ سطور حضرت [illegible] صاحب کے اشتہار "من انصاری الی اللہ" مطبوعہ بدر ۲۳ فروری ۱۹۱۷ء سے نقل کیجاتی ہیں۔

چند دن کا ذکر ہے کہ صبح کے قریب میں نے دیکھا کہ ایک بڑا محل ہے اور اسکا ایک حصہ گرا رہے ہیں اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے اور اس میں ہزاروں آدمی پتھیروں کا کام کر رہے ہیں اور بڑی سرعت سے اینٹیں پاتھتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ کون لوگ ہیں۔ اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں تو ایک شخص نے جواب دیا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے اور اسکا ایک حصہ اسلئے گرا رہے ہیں تا پرانی اینٹیں خارج مسلمٰی (اللہ رحم کرے) اور بعض کچی اینٹیں پکی کیجائیں اور یہ لوگ اینٹیں بنا رہے ہیں تا اس مکان کو بڑھایا جائے اور وسیع کیا جائے یہ ایک عجیب بات تھی کہ سب پتھیروں کا منہ مشرق کی طرف تھا۔"

کیا یہ ہمارے وہم و گمان میں بھی آ سکتا تھا کہ جماعت احمدیہ کا ایک حصہ گرایا جائیگا اور چند پرانی اینٹیں نکالی جائیں گی۔ اور کیا حضرت صاحبزادہ صاحب کے اختیار میں تھا کہ وہ ایسا کر سکتے۔ یہ الٰہی فعل ہے۔ اور اس امر غیب پر اطلاع جس کے ذریعہ دیگئی اسکا مرتبہ ظاہر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کی ڈائری

(منقول از بدر ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء)

ایک دوست نے عرض کیا ۔ ۔ ۔ جنکا انکار (از مسیح موعود) جہاں بوجھ کر نہیں انکو کس طرح ملزم کیا جائے۔ فرمایا گورنمنٹ کے قانون کا سمجھانا کوئی عذر نہیں اس دوست نے عرض کیا گورنمنٹ کو چونکہ دلوں کا پورا علم نہیں ہوتا اسلئے وہ سزا دینے میں معذور ہے اللہ تعالیٰ تو علیم بذات الصدور ہے فرمایا اگر یہی بات ہے تو پھر تلوار مظلوم کو کیوں کاٹتی ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت اقدس نے غیر احمدیوں کے بارے میں بعض مقامات پر ایسی تحریریں لکھی ہیں جن کو انکی نسبت بولنے سے دل ڈرتا ہے مثلاً ایک مقام پر فرمایا تمام سعید لوگ خدا کی اس آواز کو سنکر قبول کرینگے سوائے انکے جو دوزخ کے بھرنے کے واسطے فرمایا۔ ہمارے مخالف ان عیسائیوں کو جو بلاد یورپ میں رہتے ہیں کیا سمجھتے ہیں۔ دہریہ کہتے ہیں کہ اگر خدا میں رحم ہوتا تو چھوٹے بچے نہ مرتے ۔ ۔ ۔ پس اس قسم کے ترس کے لفظوں کا نتیجہ دہریت ہے یا مرزا کا انکار کرنا ہے۔

۲ - ۶ اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح بعض خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا۔ اس کا سرنامہ لکھو۔ جناب من دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو۔ اور سلام نہ لکھو کیونکہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں اور ہم سے ایک طرف ہیں +

مولوی محمد علی صاحب اور غیر احمدی کا جنازہ

یہاں ایک شخص موسیٰ خان نام ہسپتال میں کچھ مدت سے بیمار تھا مر گیا کسی نے کہا کہ اسکے سامنے بارہا احمدیت پیش کی گئی مگر اس نے بیعت نہ کی اسپر خلیفہ ثانی نے تحقیقات کا حکم دیا۔ بہت سی تحقیقات کے بعد معلوم ہوا۔ کہ فی الواقعہ وہ احمدی نہ تھا۔ اسلئے آپ نے حکم دیا کہ تکفین و تدفین کا خرچ ہم دیدینگے اور جنازہ غیر احمدیوں کو اطلاع دیکر پڑھا۔ وہ ایک معمولی واقعہ تھا مگر اسپر طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا اور اس قلم کو پھر حرکت میں آنیکی ضرورت ہوئی۔ جو اس پیغام کا تجربہ کار مگر اکثر ناکامی سے سرنگوں ہونے والا ہے تعجب کی بات ہے کہ جماعت کے شیرازہ اتحاد کو توڑ کر دار الامان کو دار الفساد قرار دینا حضرت اقدس مسیح موعود کی منشاء اور الٰہی تعلیموں سے تیار کردہ جماعت کو مشرک بنانا آنجناب کی قائم کردہ انجمن (جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اور جس کی کثرت رائے کا فیصلہ خود انہی کے مسلمات کے رو سے قطعی ہے) کو کالعدم بنانا آنحضور کے خاص وحی الٰہی کے ماتحت بنا کردہ مقبرہ بہشتی کے مقابل ایک ڈھونگ رچانا تو کوئی جرم نہیں۔ مگر اس زمین پر اس نیلگون آسمان کے نیچے اگر کوئی جرم ہے اگر کوئی گناہ ہے اگر کوئی ایسی حرکت ہے جو احمدیوں کو یک قلم موجودہ عیسائیوں کی طرح گمراہ کر دینے والی ہے تو صرف "غیر احمدیوں کا جنازہ نہ پڑھنا" ہے۔ غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق ہمنے مسلمات اور اصول سلسلہ کو دیکھنا ہو

محکم کہا ہے کہ مسیح موعود نبی ہیں بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے ہی نبی جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ السلام۔

محکم کہا ہے۔ نبی کا منکر اور انکا ہم الکافرون کے فتوے کے نیچے ہے۔

محکم کہا ہے۔ کافر کا جنازہ جائز نہیں؟

اصول سلسلہ کیا ہے؟ حضرت اقدس کا ارشاد کہ تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا (اربعین) چنانچہ اسی لئے آپنے میل جول تعلقات کے جسقدر ذرائع تھے نماز با جماعت۔ نکاح ان سے روکدیا۔

پس ہم کوئی ایسا فعل کرنے کے مجاز نہیں جن میں یہ محکمات برقرار نہ رہیں اور اصول سلسلہ میں کوئی رخنہ پڑے خلیفہ اپنے متبوع کے احکام کا نافذ ہوتا ہے اور جو امر مباح یا جواز کے حد تک ہو اسکو روکنے کا پورا اختیار رکھتا ہے۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اگر کوئی فتویٰ ایسا پائیں جو محکمات یا اصول سلسلہ کے خلاف نظر آئے تو وہ فتوے خاص حالات سے مختص ہوگا اور ہرگز عام نہیں۔

مثلاً ۱۸ ؍ اپریل ۱۹۰۲ء کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے کہ حضور نے فرمایا۔

"اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا ہمیں برا کہتا اور سمجھتا تھا تو اسکا جنازہ نہ پڑھو اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا تو اسکا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔"

اس کے ساتھ یہ عبارت بھی پیغام میں چھپی ہے۔ کہ:۔

"متوفی اگر مکفر اور مکذب نہ ہو تو اس کا جنازہ بیشک پڑھ لیا جائے۔"

مگر ۳۰ ؍ اپریل ۱۹۰۲ء کے الحکم میں جہاں سے ۱۸ ؍ اپریل کی ڈائری نقل کی گئی یہ فقرہ موجود نہیں۔

اب اس فتوے میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔

اول تو یہ کہ پہلے بھی بہت سے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں دو ہی فریق ہوئے ہیں۔ ایک ماننے والے۔ ایک نہ ماننے والے ماننے والے مومن کہلاتے ہیں اور نہ ماننے والے کافر تیسرا گروہ خاموش کسی الگ فتوے کے ماتحت نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ وہ کفار کے ساتھ کے شامل سمجھا جاتا ہے چنانچہ حضرت اقدس نے ایسے لوگوں کے دل کی کیفیت ظاہر کرنے کے لئے یہ طریق بتایا۔

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو انکو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں ان کو مسلمان کہ لونگا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

اب صاف ظاہر ہے کہ اس طریق پر وہی چلیگا۔ جو احمدی ہوگا غیر احمدی سے تو یہ ناممکن اور محال ہے اگر ناممکن نہیں تو کوئی نظیر پیش کرو پھر مکفر کی تشریح بھی فرمادی ہے کہ صرف انہی لوگوں کو مکفر نہ سمجھا جائے جو فتویٰ کفر پر مہر لگا دیں۔ بلکہ فرماتے ہیں:۔

"کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے × × × جسقدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے (یہ کلمہ حصر زیر نظر ہے) وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں۔ جنھوں نے مجھ کو کافر ٹھہرایا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible])

کافر کن لوگوں نے ٹھہرایا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔"

حاشیہ پر فرمایا۔

"جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھہراتا ہے اسلئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

پس ہم ان لوگوں کو بھی جو حضرت اقدس کی بیعت میں توقف کرتے ہیں یا خاموش ہیں۔ انہی کے ساتھ سمجھینگے جو مکفر و مکذب ہیں کیونکہ توقف بھی ایک قسم انکار کی ہے (براہین حصہ پنجم) اور خاموش بھی بقول حضرت اقدس انکے ساتھ ہیں کیونکہ ماننے والے اور مکفر دو قسم نہیں بلکہ ایک ہی قسم ہیں اور جتنے لوگ آپ پر ایمان نہیں لاتے یا کافروں کے کفر کی نفی کرتے ہیں۔ اور اسی واسطے ۲۴ ؍ مئی ۱۹۰۸ء کے بدر میں چھپا ہے کہ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"ہم خوب آزما چکے ہیں ایسے لوگ دراصل منافق ہوتے ہیں اور منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے۔" (ملفوظات احمدیہ حصہ ۹ صفحہ ۱۲۵)

اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پھر حضرت مسیح موعود نے کیوں جنازہ جائز فرمایا۔ تو ہم کہینگے۔ کہ حکم آخری عمل میں معتبر ہے۔ یہ تشریح جو ہمنے اوپر لکھی ہے ۱۹۰۲ء کے بعد کی ہے پس اسی[illegible]

[illegible]

عملدرآمد ہوگا۔

دوم ۔ ہم اس حکم کو خاص حالات کی ماتحت رکھینگے تا کہ کلام میں تناقض لازم نہ آئے وہ یہ کہ جیسا دوسرے ایڈیٹ نے بیں آپ نے فتویٰ بھی فرمائی آپ نے یہ حکم ایسے شخص کے بارے میں دیا ہے (۱) جیسے کوئی اور رشتہ دار سنبھالنے والا نہ ہو (۲) بقول مولوی محمد علی صاحب حسن ظن رکھنے والا ہو مصدق ہو مگر صرف بیعت نہ کی ہو۔ اسکی وجہ کسیقدر تساہل قرار دیجئے یا ابھی وہ تحقیق کر رہا ہے اور اسی حالت میں موت کا نشانہ ہو۔ (۳) برا نہیں کہتا بلکہ اچھا سمجھتا ہے اور اچھا ہی سمجھیگا۔ جو آپکے الہامات کا مصدق ہو۔ ورنہ اس شخص کو اچھا کیونکر سمجھا جاسکتا ہے جو ہر روز اعلان کرتا ہے کہ مجھے خدا کی وحی نازل ہوئی۔ اور در اصل اسپر وحی نازل نہ ہوتی ہو اگر کوئی مجنون سمجھتا ہے تو مجنون کہنے والے بھی کافر ہی ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا نورالدین فرماتے ہیں ۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انہوں نے (دعویٰ الہام میں) سچ بولا۔ اور وہ فی الواقعہ مامور تھے۔ اگر ان کا دعویٰ جھوٹا ہے تو پھر مسلمانی کیسی۔ (بدر ۱۲ اپریل ۱۹۱۱ء) اسی طرح ۹ مارچ کے بدر میں درج ہے ۔ پس یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے۔ اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے جو ناممکن ہے۔ پس برا نہ کہنے والا اور اچھا سمجھنے والا اپنے قول میں جبھی صادق سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ آپ کو دعویٰ الہام میں راستباز جانے ورنہ اس قول کا اعتبار نہیں۔

اور یہ جو میں نے کہا کہ اور کوئی سنبھالنے والا نہ ہو۔ یہ دیکھو اسی الحکم میں درج ہے۔ جہاں سے یہ ڈائری لی گئی ہے۔ چند سطور آگے فرمایا ہے۔

"اگر کوئی ایسا آدمی مرجائے جو تم میں سے نہیں اور اسکا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے غیر لوگ موجود ہیں اور وہ پسند نہیں کرتے کہ تم میں سے کوئی جنازہ کا پیش امام بنے اور جھگڑے کا خطرہ ہو تو ایسے مقام کو ترک کرو اور اپنے کسی نیک کام میں مصروف ہو جاؤ"

(۳۰ اپریل ۱۹۰۲ء الحکم)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپنے صرف اسی صورت میں ایسے رشتہ دار کی (جو حسن ظن رکھنے والا۔ مصدق۔ صرف بیعت سے رہے ہوئے) نماز جنازہ کی اجازت دی ہو جس کا کوئی اور جنازہ پڑھنے والا یا پڑھانے والا نہ ہو۔

ہاں ایک اور شرط بھی آپنے فرمائی کہ جنازہ پڑھنے والا احمدی ہو۔ اب خیال فرمائیے جس شخص میں اس قدر شرائط پائی جائینگی۔ اور وہ احمدیت کی طرف اسقدر قریب ہے۔ کہ پھر اس کا جنازہ خود پڑھانے پر بھی راضی نہیں تو ایسے جنازہ کو صرف جائز کہہ دینا ہمارے طرز عمل کے خلاف استدلال میں نہیں آسکتا کیونکہ آپنے صرف اسے مباح قرار دیا مستحب نہیں فرمایا۔ واجب نہیں فرمایا۔ فرض نہیں فرمایا اور یہ میں بتا چکا ہوں کہ خلیفہ امر مباح کو روک بھی سکتا ہے جبکہ اس مباح کے کرنے میں ایک اہم دینی نقصان ہوتا ہو۔ مثلاً آجکل ایک فریق اپنی فل سپیڈ کے ساتھ غیر احمدیت کی طرف جا رہا ہے اسکو روکنے اور ان سے الگ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ غیر احمدیوں سے ہر قسم کے ایسے تعلقات جو دین کے لئے نقصان رساں ثابت ہوں اور جن سے ہماری قومیت باطل ہو۔ ترک کر دیئے جائیں خلفاء راشدین نے کئی ایسے حکم دئے مثلاً حضرت عثمان نے ایک اذان کا اضافہ کیا حضرت عمر نے نماز تراویح کو عشا کے وقت قائم کیا تین طلاق یک وقت کو نافذ کر دیا۔ اور بائن ہونے کا فتویٰ دیا اور فرمایا کہ اس امر میں جلدی کرتے ہیں جس سے رسول اللہ نے منع فرمایا اسلئے میں نے یہ حکم دیا۔ حالانکہ اصل حکم یہی تھا کہ ایک وقت میں انت طالق تین بار کہنے سے ایک طلاق ہی پڑیگی۔ اور یہاں مانحن فیہ میں تو یہ صورت نہیں۔ حضرت اقدس کے صریح فتاوی بیعت نہ کرنے والوں کے کفر کی نسبت پیش نظر ہیں۔ آپکی نبوت ثابت ہے۔ اصول سلسلہ دوسرے مدعیان اسلام سے کلی انقطاع کا حکم موجود۔ پس طرز عمل ہمارا اسی پر ہوگا۔ جو ان محکمات اصول سلسلہ کے معاون ہو۔

سوم ۔ حضرت اقدس کا اپنا طرز عمل بھی یہی تھا۔ چنانچہ جب سے آپ پر وحی ہوئی کہ مکفر مکذب متردد کے پیچھے نماز ناجائز ہے تب سے آپ نے کسی غیر احمدی کا خواہ وہ خاموش ہو یا مکفر و مکذب جنازہ نہیں پڑھا۔ پس ہم آپکا اتباع کرتے ہیں کوئی اجازت اسکے خلاف ہو بھی تو ہم جانینگے کہ یہ اس سائل سے خاص ہے یا اضطراری حالت کے متعلق بطور خیرات سلسلہ ہے اور اضطرار میں تو سؤر کھانا بھی جائز ہے۔

اور یہ جو پیش کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے اپنی غیر احمدی بھتیجی کا جنازہ پڑھا۔ سو میں حضرت مولانا کا فتویٰ درباره جنازہ غیر احمدی نقل کرتا ہوں۔

"ایک شخص نے دریافت کیا۔ کہ ہم غیر احمدی ورثاء کی خواہش پر اپنے امام کے پیچھے اس غیر احمدی کا جنازہ پڑھ لیا کریں فرمایا یہ خطرناک بات ہے ہمیں سمجھ میں نہیں آیا کہ ہم اسکے لئے کیا دعا کرینگے کہ اے خدا اسنے تیرے مامور کو نہیں مانا اسواسطے اسے جنت نصیب کر" (بدر ۲۰ نومبر ۱۹۱۳ء)

اب یہ فتوے ہے آپ کا تو کیا آپکا یہ مطلب ہے کہ مولانا نعوذ باللہ کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے ۔ ہم تو مولانا کو ایسا نہیں سمجھتے وہ ایک جری مومن تھا اور حق بات کہنے اور اسپر عمل کرنے میں کبھی اسنے کمزوری نہیں دکھائی۔ اس فتوے کی موجودگی میں آپکا فرض ہے کہ آپ ثابت کریں کہ اس مرحومہ کا جنازہ پڑھنے سے پہلے مولانا نے آپکو کہدیا تھا کہ یہ غیر احمدی ہے۔ اور میں اسکا جنازہ پڑھتا ہوں۔

(۲) یا عورتیں جسوقت بیعت کرتی تھیں یا عورتیں جب کبھی بیعت کریں آپکو اطلاع دیدی جایا کرتی تھی۔ اور خاص اس مرحومہ کی بیعت کی اطلاع آپکو نہیں دی گئی (۳) یا خود مرحومہ نے آپکو اطلاع دی تھی کہ میں احمدی نہیں۔

برخلاف اسکے یہاں اکثر بیبیاں یہ شہادت دیتی ہیں کہ مرحومہ کو حضرت خلیفۃ المسیح سے نہ صرف بلحاظ رشتہ داری بلکہ بلحاظ دین ایسی محبت تھی کہ ہم میں سے بعض کو اسکے مقابل میں شرم آتی۔ اور حضرت مسیح موعود کے خاندان سے نہایت درجہ اخلاص تھا۔ اور یہاں کبھی کسی نے محسوس نہیں کیا۔ کہ یہ احمدی نہیں غرض جہانتک ظاہر علامات کا تعلق ہے بیبیاں اسے احمدی ہی سمجھتی تھیں۔ آپ کے پاس کوئی دلیل اسکے خلاف ہے تو پیش کریں۔ ہاں رشتہ دار اسکے غیر احمدی ہیں بلکہ مخالف ہیں۔ باقی کسی دوست کا عمل ہمپر حجت نہیں جو آپ پیش کریں۔ اور ہم سوائے تسلیم چارہ نہ دیکھیں۔ آپکو یہ بڑی فکر ہے کہ اب کسی کی بیوی یا والدہ نے بیعت نہیں کی۔ تو اسکا جنازہ حرام ہوگیا۔ اور یہ خبر سخت دکھ پہنچانے والی ہے افسوس ہے کہ یہ اس شخص کی تحریر ہے جس نے جلسہ سالانہ میں کہا تھا کہ

قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم وعشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین - پر مولوی نور احمد نے لکھا ہے کہ یہ اگلے زمانے کے مسلمانوں کے لئے ہوگی۔ یہ بڑی سخت غلطی ہے۔ قرآن مجید ہر زمانے میں عمل کے لئے ہے۔ اب بھی ایسے مسلمان موجود ہیں جو اس آیت پر ایسا عمل کرنے کو ہمہ تن تیار ہیں۔

قادیان دارالامان چھوڑ کر اب اسی شخص کی روحانی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ وہ بیوی یا والدہ کا جنازہ نہ پڑھنے کو ایک انہونی بات قرار دیتا ہے اور اسے اس خبر سے دکھ پہنچا ہے۔ حالانکہ خدا کے فضل سے سب کے سب مبائعین بیٹے و والد ہی احمدی اب بھی یہ نمونہ دکھانے کو تیار ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے چند ایک خاص دوستوں کی حالت پر غور کرکے سمجھ لیا ہے کہ سب احمدیوں کی مائیں یا بیویاں غیر احمدی ہیں حالانکہ خدا کے فضل سے کئی احمدی ایسے ہیں۔ کہ نہ صرف ان کا کنبہ بلکہ ان کے تمام دوست بھی احمدی ہیں۔ پس یہ فکر بھی ہوگا۔ تو آپکو نہ ہمیں۔ ہم تو خدا کے لئے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔

اخیر میں میں اس امر پر افسوس کے اظہار سے رک نہیں سکتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے لوگوں کو اشتعال دلانے اور ہم سے بدظن کرنے کے لئے بعض ایسی باتیں ہماری طرف منسوب کر دی ہیں۔ جن کے ہم قائل نہیں۔ خدا جانے یہ کیا دیانت اور تقویٰ ہے۔ چنانچہ لکھا جاتا ہے کہ وہ شخص احمدی تو تھا۔ صرف میاں صاحب کی بیعت نہیں کی تھی اسلئے جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ دوم یہ کہ ہمیں (پیغامیوں کو) کافر سمجھتے ہیں اور صرف اعلان سے ہچکچاتے ہیں (وغیر ذالکم) پھر جب اپنے مطلب کی بات ہو تو مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ حضرت خلیفۃ المسیح بتاتے ہیں۔ اور اسوقت مولوی محمد علی صاحب کو وہ مسیح موعود کی حرکت نبضی کے ساتھ حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن جب خلافت کا سوال ہوا اس کے متعلق مولانا کے مذہب کو پیش کیا جاتے کہ وہ ایک خلیفہ ضروری سمجھتے تھے اور اسکے مخالف کو شیطان اور فاسق

بھی کہتے۔ اور انکی وصیت کے بارے میں کہا جائے کہ کیا عمل نہ کیا بلکہ اسکے خلاف کیا۔ حالانکہ خود آپ ہی سے تین بار پوچھا کہ پہلے کی منظوری تھی تو اسوقت مولانا عرف حکیم صاحب مرحوم بتاتے ہیں۔ اسلئے کاش کوئی امر غور کرے اور جاہلیت کی موت نہ مرے۔

طاعون کی شدت کے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چار برس پہلے اطلاع دی

مفصلہ ذیل سطور ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء سے نقل کیجاتی ہیں یہ وہ خطبہ ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے ۲۴ فروری ۱۹۱۱ء کو دیا اسکے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے مسیح کی زبان پر طاعون کی آمد کی اطلاع دی۔ وہاں سے جو حسن و احسان میں اسکا نظیر ہو گیا تھا (مسیح) اسکی شدت سے آگاہ کیا۔ جب کہ ہر سہ کر رہیں متنبہ کیا جا چکا ہے۔ تو ہمارا فرض ہے کہ اس عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے اسی آستانہ پر گر پڑیں جہاں سے یہ عذاب آیا۔ دوم۔ اس خطبہ سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مسیح موعود کو علی الاعلان حضرت خلیفہ اول کے سامنے جمعہ کے خطبوں میں بطور نبی کے پیش کرتے تھے کوئی نیا عقیدہ نہیں جو اب ایجاد ہوا ہو۔ کہا ایدہ المنتظر فرمایا۔ بہت عرصہ پہلے خواب میں دیکھا کہ خدا کا غضب بھڑک اٹھا ہے اور ... ایک ہولناک ہے پہلے طاعون پھیلا ہے پھر اسکے بعد ہیضہ پڑا ہے۔ چند خاص دوستوں کو یہ خواب سنا بھی دیا۔ اور دعا شروع کی کہ الٰہی تو اپنے فضل و کرم سے احمدی جماعت پر خصوصیت سے قادیان کی جماعت پر اپنا رحم فرما۔ پھر چند روز ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ملک میں خطرناک طاعون ہے اور ایک عظیم الشان محل ہے جس میں ہم لوگ ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ اب صرف اتنی بات ہے کہ ہم اپنے تئیں اس محل میں رہنے کے اہل ثابت کریں۔ پھر کچھ دن ہوئے میں نے دیکھا کہ الٰہی ہماری دو کانوں پر

شیر حملہ کر رہا ہے پس میں ڈر گیا اور بہت دعا کی۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ طریق نجات کیا ہے تو مجھے کہا گیا کہ خدا کے حضور گرے رہنا اور دعائیں کرنا یہ ایک کشتی ہے جو ٹوٹی ہوئی ہے مگر دعاؤں سے چل سکتی ہے۔ × × × × × پس تم خدا کی طرف متوجہ ہو اور عبادت میں لگے رہو۔ کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ جب مغز عبادت تم حاصل کرو گے۔ تو پھر تم بلاؤں سے محفوظ رہو گے۔ ایک باغبان بھی پھل والی شاخ کو نہیں کاٹتا۔ پس تمہارا خدا جو ارحم الراحمین ہے تمہیں ہلاک نہیں کریگا۔ یونس کی قوم کافر تھی۔ صرف گڑگڑانے سے ان پر سے عذاب ٹل گیا۔ تو کیا تم جو ایک نبی ایک مامور کے ماننے والے ہو تمہاری دعاؤں میں اتنا بھی اثر نہ ہوگا۔ کہ عذاب الٰہی ہٹا یا جاوے (یونس علیہ السلام تو چند ایک بستیوں کی طرف رسول ہو کر آئے تھے۔ مگر تمہارا نبی تو رسول اللہ صلعم کی غلامی میں تمام جہان کی طرف مامور ہو کر آئے تھے) پس تم اسکے پیرو ہو دعاؤں سے کام لو صدقہ دو استغفار کرو۔ اور خدا کی تسبیح و تقدیس کرو اپنے دلوں کو پاک بناؤ۔"

اب حضرت اولوالعزم کے مخالف بتائیں کہ کیا یہ بھی انسانی منصوبہ ہے اور کیا طاعون کے اجرام آپ کے ہاتھ میں ہیں کہ جب چاہیں پھیلا دیں۔ کیا اس امر غیب کی قبل از وقت اطلاع اس بات کا ثبوت نہیں کہ مصلح موعود وجیہ فی حضرت اللہ ہے۔

النبوۃ فی الاسلام کی تمہید
اور
چند طالب علموں کا جواب

ان دو مذکورہ بالا مضامین (جو مولوی محمد علی صاحب نے لکھے ہیں) کا جواب اپریل ۱۹۱۵ء کے تشحیذ الاذہان میں ۱۷ صفحہ پر چھپا ہے۔ خریداران کے پاس تو پہنچ گیا ہی۔ باقی احباب اگر دیکھنا چاہیں تو وہ ۳ کے ٹکٹ بھیجکر دفتر تشحیذ سے منگوالیں۔ النبوۃ فی الاسلام کی تمہید باہم ہزار شائع ہوئی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اپریل کے تشحیذ کی متعدد کاپیاں [illegible]

ظلّی نبی - دوسرے مستقل و حقیقی انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر

بعض لوگ جن کا مقصد سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی شان کو گھٹایا جائے اور ان کی نبوت کا انکار کیا جائے یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ظلی نبی ہے اور انکی نبوت ظلی ہے اور انکے کمالات ظلی ہیں تو پھر انہیں اصلیت کہاں۔ گویا انکے نزدیک ظلی اور نقلی ہم معنے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا ظل - نبی اصلی کمالات رکھنے والوں سے بڑھ کر ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی ایک ڈائری ۱۷ - اپریل ۱۹۰۲ء شائع کرتا ہوں :-

فرمایا (کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم - ابراہیم - موسیٰ - نوح - داؤد - یوسف سلیمان - یحییٰ - عیسیٰ وغیرہ ہے چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اسواسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بُت خانہ تھا اور لوگ بُت پرست تھے اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتوں کی پرستش میں مصروف ہیں - اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں - مولانا روم نے خوب فرمایا ہے

نام احمد نام جملہ انبیاء است
چوں بیامد صد نود ہم پیش ما است

نبی کریم نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے - پر نبی کریم کے پاس کروڑوں روپے ہو گئے + (الحکم اپریل ۱۹۰۲ء)

اس کلام مسیح موعود میں بعض فقرات توجہ طلب ہیں

اوّل - تو یہ کہ - تمام کمالات متفرقہ انبیاء علیہم السلام حضرت نبی کریمؐ میں سب سے بڑھ کر موجود تھے - اور پھر یہی کمالات ... انبیاء سے بڑھ کر نبی کریم میں موجود تھے - سب کے سب مسیح موعود میں موجود تھے - پس اس سے مسیح موعود کی شان ظاہر ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل سے آپ کی شان اعلیٰ وارفع تھی +

دوم یہ کہ - تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں - پس اگر ظل ہونے سے اصلیت نہیں آتی تو پھر اگلے انبیاء بھی فی الحقیقت اور فی الواقع نبی نہیں ٹھہرے

سوم یہ کہ - اگلے انبیاء تو **بعض صفات** میں ظل تھے مگر مسیح موعود تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں - اب بتاؤ افضل کون ہوا ؟

چہارم یہ کہ - اگلے انبیاء کے پاس اپنے اپنے حالات کے مطابق روپے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ سب کمالات اپنے اندر لئے - اس لئے آپ کے پاس کروڑوں روپے ہو گئے - اور اب یہی کروڑوں روپے مسیح موعود کے پاس ہیں کیونکہ وہ سارے کمالات جو نبی کریم کے پاس موجود تھے وہ مسیح موعود کو عطا کئے گئے - میں یقین کرتا ہوں کہ ظلی نبوت کا مسئلہ اب ہر طرح سے حل ہو گیا -

والحمد للہ رب العلمین - فقطع دابر القوم الذین لا یومنون + +

طاعون کے متعلق پیشگوئی

(کلام مسیح موعود)

والمرسلات عرفاً - فالعاصفات عصفاً والناشرات نشراً - فالفارقات فرقاً فالملقیات ذکراً عذراً او نذراً ○

قسم ہے ان ہواؤں کی جو آہستہ چلتی ہیں یعنی پہلا وقت ایسا ہوگا کہ کوئی کوئی واقعہ طاعون کا ہو جایا کرے پھر وہ زور پکڑے اور تیز ہو جاوے - پھر وہ ایسا ہو کہ لوگوں کو پراگندہ کرے - اور پریشان خاطر کرے پھر ایسے واقعات ہوں کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق اور تمیز کر دیں - اسوقت لوگوں کو سمجھ آجائے گی کہ حق کس امر میں ہے آیا اس امام کی اطاعت میں یا اسکی مخالفت میں - یہ سمجھ میں آنا بعض کے لئے صرف حجت کا موجب ہوگا (عذراً) یعنی مرتے مرتے ان کا دل اقرار کر جائے گا کہ ہم غلطی پر تھے اور بعض کے لئے (نذراً) یعنے ڈرانے کا موجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے بدیوں سے باز آویں - الحکم +

مینیجر کا اعتذار

ہم اپنے معزز ناظرین سے بڑھ کر اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ اخبار الفضل ۲۵ - مارچ سے لیسٹ ہو رہا ہے - کتابت اور پریس کے متعلق چند ایسی دقتیں آئیں کہ ابھی تک ان کا اثر باقی ہے یہ پرچہ بھی اکٹھا دو نمبر ہے اور صفحے بجائے سولہ کے ۱۲ ہی تیار ہو سکے - کیونکہ دیر لگے ہی بہت ہو چکی تھی اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ ایک دن اور اخبار رکا رہے - ناظرین مطمئن رہیں یہ کمی پوری کر دی جائیگی - ایک ضمیمہ ۱۲ صفحے کا نکلنے والا ہے جو ہفتہ عشرہ کے اندر شائع ہوگا - ورس بھی اس اخبار کے ساتھ نہیں اور جبتک اخبار باقاعدہ نہ ہو جائے اس کا چھپنا مشکل معلوم ہوتا ہے + (مینیجر)

ظہور المہدی

اس کتاب میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق تمام مذہبی واقفیت موجود ہے حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت مدلل بہ آیات قرآنمجید و احادیث صحیحہ و اقوال آئمہ نہایت کھول کر لکھا گیا ہے پھر احمدیوں کا جو عقیدہ اللہ تعالیٰ - ملائکہ - کتب - رسل - الیوم الآخر کی نسبت ہے ان سب کا بہ دلائل وضاحت سے اندراج ہے آخر میں مسیح موعود کا مذہب - آپکی تعلیم آپکے تعلق سے تیئس فاید آپکی خدمات دین بھی مرقوم ہیں - غرض غیر مذاہب پر اتمام حجت کیلئے اور اپنے وسعت معلومات کے واسطے یہ کتاب ۳۵۲ صفحہ

دورنگی چھوڑ دے یکرنگ ہوجا

خواجہ کمال الدین صاحب جو آجکل حضرت خلیفۃ المسیح خلیفۂ اول کے حکم کے خلاف غیر احمدیوں سے چندہ حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں وہ جس شہر میں جاتے ہیں وہاں کے احمدیوں کو بھی اپنے زیر اثر لانے کے لئے لطائف الحیل سے کام لیتے ہیں۔ جہاں تو کوئی احمدی نرم ثابت کرتا ہے وہاں جھٹ ان کا ایجنٹ پیغام میں لکھ دیتا ہے کہ فلاں شہر کے احمدی مسئلہ نبوت یا کفر میں بالکل ہمارے ساتھ ہیں گو بعد میں اسکی تردید ہی ہو جائے۔ اور جہاں کوئی احمدی ایسا سمجھیں کہ وہ اس طرح ہر قابو میں نہیں آسکتا وہاں اپنے آپکو ایسا پیش کرتے ہیں کہ گویا حضرت میاں صاحب کے نہایت معتقد ہیں اور بالکل انکے ہمخیال ہیں اور وہ دونوں فریق میں صلح چاہتے ہیں گو اتحاد شکنی کا اولین مرتکب ان کا اپنا ہی وجود ہو یہ نتیجہ ہم نے مختلف خطوط سے نکالا ہے جو ہندوستان سے یہاں پہنچے ہیں برادر کبیر الدین احمد لکھنؤ لکھتے ہیں

"ہم سے تو خواجہ صاحب نے یہی کہا تھا
کہ حضرت میاں صاحب مصلح موعود ہیں میں
اب دل سے ڈرتا ہوں ان کا مخالف تباہ
ہو جانے اور مجھے کسی سے مطلب نہیں
قادیان ہی جاؤں گا" (نقل مطابق اصل)

اور جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج لکھتے ہیں؟۔
کہ خواجہ صاحب نے اپنا رؤیا بیان کیا کہ
ایک بزرگ نے مجھے خواب میں (انگلستان
میں) کہا کہ منشا (لڑکا) تو سچا ہی نکلا۔
خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ صاحبزادہ صاحب
کی نسبت تھا +

جج صاحب موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوران گفتگو میں خواجہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ کفر کا مسئلہ ایک ضمنی بحث ہے اگر اصل اختلافی امر (خلیفہ اور انجمن کے اختیارات) میں اتفاق ہو جائے تو نبوت اور کفر کا مسئلہ طے ہو جائے اور انجمن کا سطاع خلیفہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ کثرت رائے کی وقعت انتظامی امور میں ہو +

یہ تو خواجہ صاحب کا بیان ہے جناب شیخ محمد حسین صاحب جج کے پاس۔ اور اندرونی اختلافات میں وہ لکھتے ہیں کہ اصلی بحث ہی کفر و نبوت میں ہے اور پیغام والوں کے امیر قوم نے بھی اپنے ٹریکٹ میں یہی لکھا ہے کہ تمام اختلافات کی جڑ مسئلہ نبوت ہے جب عقائد نہیں ملتے تو اتفاق کیونکر ہو۔ یہ دورنگی ہماری سمجھ سے بعید ہے خواجہ صاحب کو چاہیئے کہ وہ جو بات کریں صفائی سے کریں اور خواہ مخواہ لوگوں کو فتنہ میں نہ ڈالیں اگر وہ فی الواقع صلح کیطرف مائل ہیں اور اپنی غلطیوں اور غلط کاریوں پر پشیمان تو بجائے حضرت اولوالعزم کے مریدوں سے متفرق طور پر مختلف و متضاد بیانوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے براہ راست حضرت صاحبزادہ صاحب کو کیوں خط نہیں لکھتے۔ ان سے تو یہاں تک نفرت کہ ایک پیسہ کا کارڈ لکھنا بھی گناہ۔ اور باہر اس قدر اظہار محبت۔ کہ مصلح موعود ماننے کو تیار۔ اور اپنی تمام جنگ کی بنیاد صرف انجمن میں کسی خاص عہدہ کے حصول پر بتلاتے ہیں۔ سردار کی موجودگی میں جماعت کے مختلف افراد سے مختلف گفتگو اگر فتنہ ڈالنے کے لئے نہیں تو اور کس لئے ہے پھر امیر قوم تو مولوی محمد علی صاحب اور ایک جماعت سے فیصلہ کے لئے آپ مختار بنتے ہیں یہ بھی تعجب کی بات ہے خیر اب اس صلح کے لباس میں بھاری جنگ کی تیاری کا راز طشت از بام ہونیوالا ہے

نومبایعین

بیوہ ہند خان صاحب	ضلع ہوشیار پور
غلام محمد صاحب . .	ضلع سیالکوٹ
[illegible] صاحب	” لاہور
حسین بخش صاحب	” گجرات
اہلیہ حسین بخش صاحب	” ”
محمد دین صاحب ۔ سخی محمد صاحب	ضلع گجرات
نظام الدین صاحب . . .	ضلع گجرات
ہمشیرہ غلام محمد صاحب . . .	ضلع لائل پور
اہلیہ سردار خان صاحب	” جالندھر
اہلیہ فقیر اللہ صاحب . . .	امرتسر
اللہ دتا صاحب	ضلع لائل پور
خیر الدین صاحب	ضلع گورداسپور
گھسیٹا صاحب	” سیالکوٹ
محمد بخش صاحب ۔ علم الدین صاحب	” ”
مسماۃ کرم بی بی صاحبہ ۔ کرم بی بی دویم	” ”
نبی بخش صاحب ۔ نواب بی بی صاحبہ	” ”
بابو عبد الحمید صاحب	” ”
مرزا الدین صاحب	” ”
اللہ رکھا صاحب	” ”
عمر الدین صاحب	” امرتسر
مہر الدین صاحب	ضلع لائل پور
محمد عبد اللہ صاحب	” لاہور
محمد صاحب ولد خان بخش	ضلع گجرات
محمد صاحب و اللہ دتا و فضل دین صاحب	ضلع ”
مسماۃ خیراں	” جالندھر
مسماۃ برکت بی بی ۔ مولا بخش صاحب	” ”
مسماۃ رحمت بی بی . . .	” ”
اہلیہ حاجی رحمت اللہ صاحب	” ”
ابراہیم صاحب مع اہلیہ صاحبہ	” ”
مسماۃ فاطمہ بی بی . . .	” ”
بوٹے خاں صاحب . . .	ضلع ہوشیار پور
سوہنے خاں صاحب	” ”
رحمت اللہ صاحب	ریاست پٹیالہ
حلیم صاحب	” جموں
علی محمد صاحب	” ”

بیعت خلافت

علی بخش صاحب . . .	ضلع ہوشیار پور
نادر خاں صاحب	” اٹک
سید محمد علی شاہ صاحب . . .	[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

[illegible] الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم [illegible] واسع [illegible]

عسٰی ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کرے گا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا
(الہام مسیح موعود)

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپیہ
چندہ غیر ممالک سے سات روپیہ
قیمت بہرحال پیشگی [illegible]

باقی تمام خط و کتابت
قادیان ضلع گورداسپور پتہ پر ہو

مضامین

جلد ۳ | مورخہ ۸ - اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۲۲ جمادی الاوّل ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۲۴

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک حضور نے ایک صاحب کے پانچ سوالات کا جواب چالیس کالم لکھا ہے ارادہ ہے کہ جلد الفضل میں شائع کر دیا جائے +

۲ - اہلبیت کے درخشندہ اختر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت ام المومنین ۶ - اپریل عصر کے وقت واپس قادیان تشریف لے آئے +

۳ - میاں عبدالحی صاحب اور انکی والدہ دوا کے لئے رخصت لاہور اترے +

۴ - اکثی نام نو مبائعین (غیر احمدی سے احمدی بننے والے) کے محرر ذات خلیفۃ ثانی تین چار دن کے لکھ کر بیٹھے تھے۔ افسوس وہ کاغذ الفضل کے مضامین کی ترتیب دینے والے سے کہیں ہو گیا۔ مل گیا تو چھاپ دیئے جائیں گے ورنہ انا للّٰہ۔ چونکہ اخبار احمدیہ میں بعض دوستوں کا مدعا ان کے اپنے الفاظ میں ہے +

اخبار احمدیہ

ملک عطاء اللّٰہ احمدی کلارک میول کور انڈین اکسپیڈیشنری فورس۔ دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں +

۲ - ایک دوست نے لکھا کہ علماء نے فتویٰ دیا ہے جو طاعون میں گاؤں سے باہر نکلے وہ کافر ہے جنازہ نہیں پڑھا جائیگا فرمایا یہ علماء کی غلطی ہے۔ آپ لوگ کسی کے فتویٰ کی پروانہ کریں اور باہر ڈیرہ لگائیں +

۳ - سید ناصر شاہ صاحب جو حضرت اقدس کے نہایت مخلص اور پرانے مرید ہیں۔ لکھتے ہیں۔ اب میرے لئے یہی نشانہ حضرت اقدس کا آگیا۔ اور یہ بشارت اللّٰہ تعالےٰ نے سب سے پہلے اس عاجز ہی کو بخشی تھی غالباً ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء عرصہ ہوا اور سب سے پہلے میرا ہی ہاتھ حضور والا (خلیفہ ثانی) کے ہاتھ میں دیا گیا تھا۔ (شاہ صاحب اپنا رؤیا بتفصیل بھیجوا دیں تاکہ لوگوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہو) +

(۴) شیخ عبدالرحمٰن صاحب کی خیریت کا خط ۵ - اپریل کو وصول ہوا لکھتے ہیں۔ میں اپنی تعلیم میں ہمہ تن مشغول ہوں۔ اور آجکل زیادہ زور عربی لکھنے پڑھنے پر رہا ہوں کیونکہ یہ بہت ہی اہم امر ہے +

۵ - مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں تبلیغ کا کام بدستور ہو رہا ہے حافظ صاحب کی طبیعت اب اچھی ہے (پہلے بہت بیمار ہو گئے تھے)

۶ - مستری الٰہ بخش صاحب کی بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ کہتے ہیں جب میں نے اضطرار سے دعا کی تو حضور کی برکت سے فوراً بخار اتر گیا +

۷ - برادر کریم اللّٰہ احمدی موضع جادہ (جہلم) سے لکھتے ہیں کہ میں نے ۱۹۰۸ء میں شب جمعہ ایک خواب دیکھا تھا کہ آسمان پر ایک چاند مغرب کی طرف اور دوسرا بطرف قادیان منور ہے۔ اسوقت مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ مگر ۱۹۱۴ء میں جا کر معلوم ہوا کہ خدا کا نبی قادیان میں مبعوث ہو چکا ہے فوراً بیعت کر لی۔ اب حضور کی بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا اور ایک مبشر خواب دیکھا +

جنازہ غائب [illegible] +

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

جماعت احمدیہ فیروزپور

منشی فرزند علی صاحب لکھتے ہیں :-

گذشتہ سالانہ جلسہ کے بعد یہاں کی جماعت کے اخلاص میں حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی ہوئی ہے مسجد کی حاضری بہت باقاعدہ ہو گئی ہے۔ بالخصوص ہمارے معزز دوستوں میں اس معاملہ میں بڑی نمایاں اصلاح ہوئی ہے۔ ہمارے یہاں قرآن شریف کا درس ۱۹۱۱ء سے شروع ہے۔ چونکہ اکثر احباب ملازم ہیں اور فجر کو کافی وقت نہیں ملتا۔ اس لئے بالعموم درس کا وقت مغرب اور عشا کے درمیان ہوتا ہے گرمیوں میں یہ درس مسجد کے صحن میں ہوتا ہے۔ اور سردیوں میں احمدیہ لائبریری میں ہوتا ہے۔ جو ایک چورستے پر واقعہ ہے۔ اور کبھی کبھی غیر احمدی دوست بھی سامعین میں شامل ہوتے ہیں۔ آجکل دیکھا دیکھی غیر احمدیوں میں بھی درس قرآن کے قائم کرنے کی تحریک ہے۔ چند روز ہوئے۔ ایک مسجد میں ان کا درس شروع کیا گیا۔ مگر چونکہ پڑھانے والے مولوی صاحب اہل حدیث میں سے ہیں اور مسجد حنفیوں کی ہے اس لئے چند روز میں ہی فساد کھڑا ہو گیا ؛

ماہ جنوری گذشتہ سے حضرت امام کی عنایت سے مولوی عبد القادر صاحب یہاں کی جماعت کے لئے بطور معلم دینیات کے متعین ہیں۔ قرآن شریف کا درس تو میں دیتا ہوں۔ مولوی صاحب حسب ضرورت حدیث اور صرف پڑھاتے ہیں۔ جس سے انشاء اللہ بہت فائدہ ہو گا۔ یہ بھی خلافت ثانیہ کی برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت ہے۔ جس کے لئے ہم کافی شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ یہاں کے احباب میں سے بابو محمد حنیف صاحب کپتان پولیس کے دفتر کے کلارک ہیں انکے دل میں باوجود حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کر لینے کے بعض شبہات رہتے تھے جو الحمد للہ حضور کی تصنیف القول الفصل پڑھنے سے کلی طور پر رفع ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک عریضہ (اخیر فروری میں) حضرت کی خدمت میں لکھا جس میں مندرجہ ذیل فقرات واقعہ ہیں

"واللہ میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے اس کو (القول الفصل کو) اول سے لیکر آخر تک پڑھا ہے اور اس میں ہر وہم متعلق سلسلہ کا علاج پایا۔ اور اس وقت میرا یقین کامل ہو گیا تھا۔ کہ انشاء اللہ العزیز اب سلسلہ ایک ہو جائے گا۔ اور تفرقہ دور ہو جائے گا مگر ہر ایک کام کے لئے وقت ہوتا ہے۔ مشیت ایزدی یہی ہے کہ ان معاملات کے طے ہونے میں ابھی کچھ دیر ہو۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس میں حکمت الٰہی یہ معلوم ہوتی ہے کہ یوں تو لوگ حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو پڑھتے نہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے ہی انکی اس طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے یعنے فریقین کی تحریروں کو پڑھتے ہیں تو اسی طرح سے بہت سے لوگ ہدایت پا سکتے ہیں ؛

ایک اور بات قابل ذکر یہ ہے کہ بعض غیر احمدی دوست جو سلسلہ سے دلچسپی رکھتے ہیں ہم نے ان سے ابھی سے چندہ لینا شروع کر دیا ہوا ہے تاکہ بیعت کرنے میں کہیں یہ امر روک نہ ہو کہ اب روپیہ کا خرچ بھی ساتھ ہی پڑیگا۔ ابھی سے چندہ دیتے دیتے عادت پڑ جائے گی۔ اور کمال اطمینان ہو جانے پر انشاء اللہ بیعت کی درخواست کرینگے۔ والسلام

فیروزپور کی جماعت سب نمازوں میں بالالتزام حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اور ترقیات مدارج کے لئے دعائیں کرتی ہے ؛

تازہ خبریں

جرمن ناکامی - شملہ ۳۔ اپریل چھ ہفتوں کی آبدوزی ناکہ بندی میں جرمن صرف ۲۷ جہاز غرق کر سکے ہیں حالانکہ اس عرصہ میں برطانوی بنادر کے وارد و صادر جہازات کی تعداد ۸۹۶۰ رہی ؛

نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ہفتہ مختتمہ ۲۰ مارچ میں تیرہ لاکھ ۳۰ ہزار روپیہ آمدنی ہوئی۔ سال ماقبل کے اس ہفتہ میں ۱۲ لاکھ ۹ ہزار ۸۹۷ روپیہ ہوئی تھی ؛

آسٹریا میں حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ وائنا میں لوگ ہنگامے کر رہے ہیں اور کہتے ہیں۔ جنگ فوج اور جرنیلوں کو لعنت بھیجو۔ ہمیں روٹی دو ؛

افغانستان کے نئے سفیر کرنل عبد العزیز خان محمد زئی شملہ پہنچ گئے ہیں وہ امیر صاحب کا ایک مخلصانہ خط اور چند قیمتی تحائف حضور وائسرائے کے لئے لائے ہیں ؛

ڈارڈنلز کی معرکہ کے متعلق سرکاری تار مورخہ ۲ اپریل مظہر ہے کہ بہت ہی خراب موسم اور دیگر اسباب کی بدولت ترکوں اور جرمنوں کو ڈارڈنلز کے مقام سامپرائی پوزیشنوں کو بہت کچھ مستحکم کرنے کا موقعہ مل گیا۔ ان کے پاس توپخانہ کی خاصی مقدار ہے۔ ابھی شدید لڑائی کی جس میں بھاری نقصان کا احتمال ہے توقع رکھنی چاہیئے مگر جو لوگ تازہ معرکوں کو دیکھ چکے ہیں۔ ان کو پختہ یقین ہے کہ ہم اس مشکل مہم کو سر کر سکیں گے ؛

(بقیہ از صفحہ ۳)

اس خبر کی اشاعت نے ملک کے بہی خواہوں کو قدرتاً پریشان کر دیا ہے۔ کیونکہ داخلہ و خارجہ حالات اجازت نہیں دیتے کہ اس نازک وقت میں لارڈ ہارڈنگ کا سا نیک دل ہندوستان اور ہندوستانیوں سے محبت کرنے والا وائسرائے دلی سے روانہ ہو جائے۔ لارڈ ہارڈنگ کی شخصیت کا ہندوستان کے ہر ایک بہی خواہ پر بلا تفریق مذہب و ملت اثر ہے چنانچہ دہلی اور لکھنؤ اور بعض دیگر مقامات پر مشترکہ جلسے ہو چکے ہیں اور لارڈ ممدوح کی توسیع میعاد کی درخواست کی گئی۔ پریس بھی اس آواز سے اتفاق کر رہا ہے۔ پس سلطنت برطانیہ کی وفادار رعایا ہونے۔ ہندوستان کی بہتری کا ہمیشہ خیال رکھنے اور نیز انگلستان کے ساتھ اسلام اور اسلامیوں کے مفاد کی وابستگی کا تیقن کرنے کی وجہ سے ہم دل سے چاہتے ہیں کہ حالات پیش آمدہ کو مد نظر رکھ کر لارڈ ہارڈنگ کی توسیع میعاد اب ایک امر ناگزیر ہے۔ جسکی طرف مسٹر اسکوئتھ کی وزارت کی فوری توجہ درکار ہے۔ اور ہندوستانیوں کا فرض ہے کہ اس معاملہ میں متفقہ آواز اٹھائیں۔ کیونکہ لارڈ ہارڈنگ ہندوستان کا ہمدرد اور مفید وجود ہے۔ اور سنت الٰہی ہے کہ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض پس ایسے مفید وجود کی توسیع میعاد ضروری اور ناگزیر ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - اپریل ۱۹۱۵ء

لارڈ ہارڈنگ کی توسیع میعاد ضروری ہے!

ہندوستان کے عہدہ وائسرائیلٹی کو آج جو شخص زینت دے رہا ہے وہ اپنے قدیم حکومت میں آج بوجود شہنشاہ انگلستان کی نیابت کے فرائض بجا لا رہا ہے وہ اپنی سیاسی قابلیت اپنی خدا داد لیاقت اور اپنی ہر دلعزیزی کے لئے اپنے جلیل القدر عہدے کی تاریخ میں اپنی نظیر آپ ہے۔ ہندوستان میں وائسرائے آئے اور بہت سے آئے۔ انہوں نے کام کیا۔ اور اپنے ملک حکومت کی اغراض کو مدنظر رکھ کر بہترین کام کیا۔ مگر ان افسران عالی منصب کو ان حالات سے ہرگز سابقہ نہیں پڑا۔ جو آج اس منصب عظمیٰ کے گردوپیش نظر آتے ہیں۔

اگرچہ گنگا کے پانی آج بھی پہلے کی طرح متبرک خیال کئے جاتے ہیں۔ اور وہ اسی طرح اور اسی طرف کو بہتے ہیں جس طرف پہلے ان کا رخ تھا۔ اگرچہ ہمالیہ کے سر پر آج بھی اسی طرح سفید برف کی اوڑھنی ہے جیسی کہ زمن سابقہ میں تھی تاہم یاد رکھنا چاہیئے کہ گنگا کے جاتری جس طرح اب پیدل چلنے کی بجائے لوہے کے گھوڑے پر سوار ہونے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ان کے دماغ بھی اب محض گنگا مائی کے اشنان اور گنبد کے جلد پر ساہوؤں کے درشن سے اپنے اوتار بیٹھنے کے خیالات پر قانع نہیں رہے بلکہ وہ خواہش کرنے لگے ہیں کہ گنگا مائی کے پوتر پانیوں کا کنارہ مقدس بھارت کی اونتی کے لئے تدابیر سوچنے کا بہترین مقام ہے۔ اور دیوتاؤں کے مسکن کیلاس پربت کے زائرین اب دنیا کے بلند ترین کوہسار کی بلندیوں پر محض اس لئے نہیں جاتے۔ کہ وہ ہم کی طرح انہیں سورگ لوک میں پہنچا دینگے۔ بلکہ ان میں بہت سے ایسے نام سوامی اور سنیاسی صرف اس لئے اس مقدس پہاڑ کی گپھاؤں میں اقامت گزین ہیں کہ کالی دیوی کے بھینٹ پر برٹشی خون کی بھینٹ چڑھانے کا سامان تیار کریں۔

یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ ہندوستان میں آج قومیت کا احساس ہے۔ حکومت خود مختاری کی مانگ ہے۔ تعلیم یافتہ گروہ آزادی کا خواہاں ہے۔ اور ان اغراض کے حصول کی خاطر جہاں اعتدال پسند گروہ پرامن اور قانونی ذرائع استعمال کر رہا ہے۔ وہاں ملک کی بدقسمتی سے ایک انتہا پسند جماعت بھی پیدا ہو گئی ہے جو خونریزی اور بدامنی کو بھی جائز قرار دیتی ہے۔ اور اسے افعال شنیعہ کو مذہبی رنگ دیکر معمول سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ پس ایسے حالات کے وقت جو شخص حکومت ہند کے پیل تنومند کی گردن پر بیٹھتا ہے۔ اور سوریٔ حکومت کو پُرخار اور گھنے جنگل میں سے صحیح سلامت گذار لیجانے کی اہلیت رکھتا ہے وہ اپنے زمانہ کا بہترین فرد اور پیلبانان سیاست میں سے قابل ترین فیلبان ہے۔ پھر ہم کہیں گے کہ جو ملاح تلاطم سمندر میں آب روز کشتی کے تارپیڈو سے زخم خوردہ جہاز کو اپنی سعی بازو اور عالی حوصلگی سے ساحل سلامتی پر پہنچانے میں کامیاب ہو جائے۔ وہ فرزندان سمندر میں معزز ترین وجود اور سطح سمندر پر بے دھڑک سفر کرنے والوں میں قابل رشک ملاح ہے۔ اب ہم بلا تامل اور کمال یقین سے ہندوستان کی سیاسی حالت۔ حکومت کے مشکلات اور لارڈ ہارڈنگ کی احسن تدابیر ملکی پر نظر غائر ڈالنے کے بعد کہہ سکتے ہیں کہ۔

کشور ہند کا موجودہ وائسرائے

بحر سیاست کا بہترین شناور اور جہاز حکومت کا قابل ترین ملاح ہے

ہم کو علم ہے کہ میدان جنگ کے ناموروں میں آج ایک سے زیادہ ایسے وجود ہیں۔ جن پر انکے ممالک اور اقوام کو ناز ہے جرمنی اپنے ہنڈنبرگ اور کلک پر فخر کر رہا ہے۔ فرانس اپنے جوفرے کا مداح ہے اور روس اپنے نکولس پر نازاں ہے مگر اس علم کے ساتھ ہی ہم اس سے بھی واقف ہیں کہ جہاں ناموران میدان کارزار کی ذیل میں لارڈ کچنر اور جنرل جافرے جیسے فرزندان برطانیہ کے قابل ستائش وجود ہیں وہاں شاہ جارج کو یہ بجا اور قابل رشک فخر حاصل ہے کہ انگلستان کے خیراندیش سیاسی اور کارکنان سلطنت میں لارڈ ہارڈنگ جیسے مدبر اور ملک گیری بھی موجود ہیں جنکی نظیر دوسری سلطنتوں کے ارباب حل و عقد میں کم ہے۔ اگر کوئی برطانیہ کے اقبال۔ انگلستان کے عروج کا راز دریافت کرے تو ہم کہیں گے اس جزیرہ کی خوش قسمتی سے اس کو ہمیشہ نہایت اعلیٰ دماغ اور دل رکھنے والے ارباب سیاست ملتے رہے ہیں اگر ان قابل عزت فرزندان برطانیہ کی یادگار لارڈ ہارڈنگ ہے۔ اگر ملکہ ایلزبتھ کے اراکین نے اپنے اموال و اوقات کی بیش بہا قربانی سے انگلستان کے ناموس کی حفاظت کی تھی۔ اور خدمت ملک کو اغراض ذاتی پر ترجیح دی تھی تو آج لارڈ ہارڈنگ نے اس مثال کو تازہ کر دیا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ دہلی کے حادثہ نے بیشک اس نیک دل انسان کی صحت پر اثر کیا تھا۔ اور اسے جسمانی دکھ پہنچایا تھا کس کو علم نہیں کہ لیڈی ہارڈنگ اور آنریبل ڈائمنڈ ہارڈنگ کی دائمی جدائی سے وفادار بیوی اور محبت کرنیوالے باپ کے قلب پر ناقابل برداشت صدمہ کا بوجھ پڑا ہے مگر باینہمہ یہ پوشیدہ امر نہیں کہ لارڈ ہارڈنگ نے حادثہ بم سے متاثر ہو کر اپنی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور بیوی و بیٹے کے مصائب سے گھبرا کر اپنی ذمہ داری کے بوجھ سے سبکدوش ہونے کی خواہش نہیں کی بلکہ لفٹننٹ ہارڈنگ کی موت کیطرف اشارہ کر کے بصرہ میں فرمایا۔

"جو چیز میرے لئے محبوب ترین تھی۔ میں نے اسے اپنے ملک اور بادشاہ کی نذر کر دیا ہے۔"

یہ ہیں لارڈ ہارڈنگ کے اوصاف ذاتی اور ان سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ انکے کارہائے نمایاں اور خدمتہائے ملک و بادشاہ جن پر انگلستان جسقدر فخر کرے بجا ہے۔ اب اس نیک دل بیدار مغز حاکم ہندوستان کی میعاد عہدہ قریب الاختتام ہے ملک میں افواہیں مشہور ہیں کہ لارڈ کارمیکل گورنر بنگال آئندہ وائسرائے ہند ہونگے۔ اور دارالخلافہ پھر پنجاب سے بنگال کی طرف انتقال کر جائیگا۔ ہم کو اس خبر کے دیگر حصص کی صحت یا عدم صحت سے بحث نہیں البتہ اسقدر بات یقینی ہے کہ آئندہ نومبر میں لارڈ ہارڈنگ کی میعاد عہدہ ختم ہو جائیگی اور ہندوستان کسی دوسرے حاکم کے زیر نگین ہوگا۔

(بقیہ دیکھو صفحہ ۲ پر)

احباب کرام۔ آج کے اخبار میں جو پراسپکٹس شائع کیا جاتا ہے۔ اسے غور سے پڑھیں۔ اور اپنے بچے مدرسہ احمدیہ میں بھیجیں:

(ایڈیٹر)

مدرسہ احمدیہ آپ کی توجہ چاہتا ہے

احمد کے نام پر فدا ہونے والو! دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد وفا باندھنے والو! ہاں احمدیہ سلسلہ میں احمدی کہلانے والے دوستو! مجھے یقین ہے کہ آپ مسیح موعود کے جاری کردہ کاموں کو نہ صرف قائم دیکھنا چاہتے ہو۔ بلکہ آپکی خواہش ہے کہ وہ بار آور ہوں۔ دن دگنی رات چوگنی ترقی کریں۔ اور خدا کے مسیح کی پاک بستی قادیان بہت جلد اس شوکت وعزت وشہرت کو حاصل کرے جو ازل سے اسکے لئے مقدر ہے۔

برادران! آپکی یہ خواہش ہاں پاک خواہش یقیناً قریب مستقبل میں کامیابی کا تاج زیب سر کرے گی اور قادیان کے مطلع پرانوار سے خورشید اسلام اپنی پوری ضیاء و روشنی کے ساتھ طلوع ہوکر تاریک دنیا کو احمدیت کی شعاعوں سے منور کریگا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ حضرت مالک الملک کارساز حقیقی نے تمام کاموں کے لئے کچھ ذرائع مقرر فرمائے ہیں اسلئے اس مقدس غرض کی تکمیل کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز قادیان میں حضرت احمد کی یادگار کے طور پر صدر انجمن احمدیہ نے

مدرسہ احمدیہ

کھولا۔ گو بعض وجوہات سے سابقہ کارکنان انجمن اس طرف کافی توجہ نہ کرسکے۔ اور مدرسہ احمدیہ کو سلسلہ عالیہ کے صیغہ ہائے کاروبار میں وہ اہمیت نہ دیجاتی تھی جس کا یہ مستحق تھا۔ لیکن اب وہ وقت چلا گیا۔ آسمان و زمین دوبارہ مسیح موعود کے زمانہ کا رنگ اختیار کر رہے ہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد دوبارہ زیادہ مضبوطی کے ساتھ پکڑا جا رہا ہے اسلئے ضرورت ہے کہ فدائیان احمد مدرسہ احمدیہ کیطرف بیش از بیش توجہ فرمائیں اور اس تعلیمگاہ کو وہی جگہ دیں جس کی یہ مستحق ہے اس درسگاہ کی اہمیت وعظمت کو ذہن نشین کرانے کے لئے ہم صدر انجمن احمدیہ کے ریزولیوشن نمبر ۴۹۱ مجریہ ۳۱ر جنوری ۱۹۰۹ء سے منصلہ ذیل فقرات نقل کرتے ہیں۔

"چونکہ اس مدرسہ کی تحریک اولاً حضرت اقدس علیہ السلام نے ہی کی تھی۔ اس لئے اب یہ مدرسہ آپ ہی کی یادگار میں قائم ہوتا ہے۔ اس مدرسہ کی غرض احمدیہ علم کلام کے ماہر احمدی مبلغین واحمدی علماء کا پیدا کرنا ہے۔"

مدرسہ احمدیہ کی اس اہمیت اور عظمت کو ذکر کرنے اور قوم کو اپنی اس دینی درسگاہ کی طرف مناسب توجہ دلانیکے ساتھ ہی ہم اس امر کا ذکر کر دینا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ خوش قسمتی یا حسن اتفاق یا یوں کہو کہ منشاء الٰہی کے ماتحت یہ مدرسہ جو مقدس مسیح کی یادگار ہے ایسے وجودوں کی زیر نگرانی رہا ہے۔ جو خود اس مقدس باپ کی جسم یادگار ہیں۔ اس فقرہ سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے سابقہ افسر حضرت اولوالعزم خلیفہ ثانی تھے۔ اور موجودہ افسر صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ہیں اور اس حسن اتفاق سے ہم یہ فال لیتے ہیں کہ ایکدن یہ درسگاہ فرد بہت مفید پھل لائیگی اور یہاں سے مولنا عبد الکریم مولنا برہان الدین کے پایہ کے علماء پیدا ہونگے (انشاء اللہ تعالیٰ)

دیکھو خدا کے وعدے پورے ہوکر رہینگے آسمان کے مقرر کردہ کاموں کی کوئی طاقت نہیں جو روک سکے مگر مبارک ہے وہ جو ان کاموں کی انجام دہی میں حصہ لیتا ہے اور تکمیل میں کوشش کرتا ہے۔ اور خصوصاً ایسے وقت میں جب ابتلاؤں کا زمانہ ہو۔

مدرسہ احمدیہ

اسوقت ۳ ہزار روپیہ کا مقروض ہے اور اس طرح خرچ ماہوار ایکہزار روپیہ ہے لیکن آمد بہت کم ہے اسلئے ہم احمدی قوم کو اپنے فرض کی طرف متوجہ کرنیکے لئے اسی اپیل کا اعادہ کرتے ہیں جو سابق افسر احمدیہ نے خلافت سے قبل قوم کیخدمت میں پیش کی تھی اور فرمایا تھا۔

"یہ مدرسہ . . . ایک معمولی مکتب نہیں۔ عام درسگاہ نہیں۔ بلکہ حضرت خاتم الاولیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار اور آنحضرت کے ارشاد وانشاء کے ماتحت قائم شدہ تعلیمگاہ ہے۔ اسکی غرض علماء کا پیدا کرنا اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا تیار کرنا ہے۔ لیکن میں افسوس سے کہونگا کہ اس مدرسہ کی طرف آپکی وہ توجہ نہیں جس کا یہ مستحق ہے۔ اگر آپ احمد کے مقدس و مطہر نام کی یادگار مدرسہ احمدیہ کا خاص خیال رکھتے تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ مدرسہ مقروض رہتا۔ میں آپ سے اپیل کرتا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد یاد دلاکر درخواست کرتا ہوں کہ اس خالص دینی مدرسہ کی امداد و اعانت پر کمربستہ ہو جاؤ۔ اور میرے افسوس کو مبدل بخوشی کرو۔ اور مالی امداد کے علاوہ لڑکے بھی بھیجیں تا دعا کرونگا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپکے مال اور اولاد میں برکت دے اور حسنات ……" مرزا محمود احمد

ہم امید کرتے ہیں احمد ومحمود کے نام سے انس رکھنے والے لوگ ضرور اس آواز پر لبیک کہینگے اور لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے ماتحت نہ صرف مال پیش کرینگے۔ بلکہ اپنے لخت جگروں کو بھی خدمت دین کے لئے وقف کر کے قادیان بھیجینگے

قواعد وضوابط مدرسہ احمدیہ

عملہ مدرسہ | صاحبزادہ مرزا بشیر احمد بی اے پرنسپل مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ مفسر قرآن و عالم حدیث وتجربہ کار فاضل۔ اول مدرس دینیات۔ قاضی امیر حسین صاحب اول مدرس فقہ۔ مولوی غلام نبی صاحب تعلیم یافتہ مصر مدرس دوم دینیات۔ قاری حافظ غلام یسین صاحب عالم قرأت مدرس قرأت۔ مولوی میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل۔ مولوی محمد جی صاحب مولوی فاضل مولوی عبد الرحمن صاحب مولوی فاضل انٹرنس مصر میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب جو نیر اینگلو ورنیکلر ٹرینڈ مدرس انگریزی ۱۳ سالہ تجربہ۔ ماسٹر محمد اکبر صاحب پیر مظہر قیوم صاحب اسسٹنٹ ٹیچر۔ مرزا برکت علی مدرس حساب جغرافیہ۔ منشی نعمت اللہ خان افسر محرر مدرسہ و بورڈنگ مذکورہ بالا اساتذہ کے علاوہ سید ولی اللہ شاہ بھی بیروت میں مصروف تعلیم ہیں۔ اور امید ہے کہ انکی خدمات سے مدرسہ احمدیہ مستفیض ہوگا۔

عام انتظام مدرسہ کا تمام انتظام ہائی سکولوں کی طرح ہے۔ طلباء کے بیٹھنے کے لئے اسباب ڈیسک مہیا کر دیئے گئے ہیں تمام کام ضابطہ تعلیم کے مطابق ہوتا ہے

بورڈنگ ہوس طلباء کی رہائش کے لئے بورڈنگ ہاؤس مقرر ہے جس میں علاوہ چارپائیوں صندوقوں اور دیگر ضروریات متعلق آسائش بورڈران کے سردیوں میں مطالعہ کرنے کی خاطر گیس کے لیمپوں کا انتظام ہے

عملہ بورڈنگ ہوس مولانا سید سرور شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس ہیں اور انکی اعانت کے لئے عملہ مدرسہ میں سے دو ٹیوٹر مقرر ہیں۔ اور ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ تمام وقت کے لئے ہے عملہ بورڈنگ ہوس کا فرض ہے طلباء کی جسمانی۔ ذہنی اور اخلاقی تعلیم کی نگرانی کریں۔ بورڈروں کی صحت کی خبرگیری کے لئے انجمن کی طرف سے شفاخانہ ہے جہاں سے مفت دوائی ملتی ہے۔ **ورزش جسمانی** صحن مدرسہ میں دیسی کھیلیں کرنے کے علاوہ مدرسہ احمدیہ ہاکی و فٹبال کی ٹیمیں رکھتا ہے جو باہمی اور ہائی سکول کے ساتھ وقتاً فوقتاً میچ کرتی رہتی ہے۔

لائبریری مدرسہ کے ساتھ ایک لائبریری ہے جس میں علاوہ مفید عربی انگریزی اور اردو کتب کے اخبارات بھی آتے ہیں۔

دیگر علمی اشغال مدرسہ اور بورڈنگ ہوس میں طلباء کی انجمنوں کے اجلاس ہفتہ وار اساتذہ کی زیر نگرانی ہوتے ہیں اور عربی۔ انگریزی و اردو میں تقاریر کیجاتی ہیں ماہوار جلسہ ہائے مناظرہ و مکالمہ منعقد کر کے تقریر کی مشق کرائی جاتی ہے۔

اخراجات اس مدرسہ میں تعلیم مفت دیجاتی ہے بلکہ مستحق طلباء کو وظائف بھی ملتے ہیں۔ اہل ثروت طلباء سے علاوہ خرچ خوراک چھ آنے فیس بورڈنگ ہوس لیجاتی ہے۔ خرچ خوراک آجکل قحط کی وجہ سے کم زیادہ ہوتا رہتا ہے مگر اوسط خرچ ۵ روپیہ ماہوار ہے۔

مضامین اس مدرسہ میں مفصلہ ذیل مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے (۱) قرآن کریم (۲) تفسیر القرآن (۳) احادیث (۴) ادب عربی (۵) انگریزی (۶) فقہ و اصول (۷) منطق فلسفہ (۸) علم کلام مناظرہ (۹) تاریخ جغرافیہ (۱۰) حساب

(۱۱) اردو۔ ان مضامین کی کتب مقرر کرتے وقت اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ طلباء کو جہاں دینیات سے کما حقہ واقفیت حاصل ہو۔ وہاں وہ عربی علم ادب میں مولوی فاضل تک۔ انگریزی میں فورتھ ہائی تک جغرافیہ و حساب میں مڈل تک کی قابلیت رکھتے ہوں۔

شرائط داخلہ اس مدرسہ کی جماعت اول میں داخل ہونے کے لئے ہر ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ پرائمری پاس ہو۔ جو طالبعلم پرائمری پاس نہ ہو۔ مگر استعداد قابلیت رکھتا ہو۔ اسے داخلہ کا امتحان دینا پڑیگا۔ اور اگر قابل نہ ہوا جماعت خاص میں داخل کیا جائیگا۔

جماعت خاص میں داخل ہونے کے لئے مروجہ مدارس کی تیسری جماعت کا پاس کرنا یا ایسے برابر قابلیت رکھنا ضروری ہے

تاریخ داخلہ اس مدرسہ میں داخل ہونے والے تمام طلباء کو ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء تک اپنی درخواستیں دفتر مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھیجدینی چاہئیں۔

نواب محمد علیخان سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

دنیا میں ایک نبی آیا بعض لوگ یہ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں۔ کہ وہ الہام جو الفضل کے ٹائٹل پر ہے اسمیں ہمنے تحریف کی ہے یہ غلط ہے دیکھو ایک غلطی کا ازالہ۔ دنیا میں ایک نذیر آیا اسکی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔

دوم۔ دیکھو مکتوب مندرجہ الحکم ۹ ۔۔ ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء اور بدر ۔۔ کہ یہ الہام ہوا۔ دنیا میں ایک نبی آیا۔ مگر دنیا نے قبول نہ کیا۔

ایک ناصر دین لڑکے کی پیشگوئی

۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کو ایک خط حضرت صاحبزادہ صاحب نے منشی فخرالدین صاحب ملتانی کو لکھا۔ جس کے بعض فقرات کا فوٹو ذیل میں شائع کیا جاتا ہے تا ہمارا اس خدا پر ایمان بڑھے جو اپنے بندے محمود کو امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے اس خط کے بعد اللہ تعالے نے آپ کو فرزند ارجمند بخشا جس کا نام ناصر احمد ہے۔ سلمہ اللہ الاحد

Qadian
26th Sept. 1909

السلام علیکم ۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دونگا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

والسلام خاکسار
مرزا محمود احمد

پردہ اٹھ گیا

فانقلب علیٰ عقبیہ

مولوی محمد علی صاحب نے بہت سے پیچ پیچ کے بعد کبھی حضرت خلیفہ اول کی بیعت کو صوفیانہ کبھی تمام جماعت کا اجماع کبھی بوجہ عہدویت قرار دیکر یہ لکھا کہ ہم چھ سالہ عمل کو قربان کرتے ہیں لیکن ہم اتنی مدت گمراہ رہے اور بیعت ہماری غلطی تھی۔ اب جزوی ظلی بروزی کی قیود کے بعد صاف صاف لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کو ماننا اسلام کی تخریب ہے۔

میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی تخریب سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے۔ تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو۔ (نقل مطابق اصل خطبہ جمعہ مولوی محمد علی صاحب مندرجہ پیغام ۶ اپریل ۱۹۱۶ء)

مسیح موعود کیا فرماتے ہیں؟

(۱) یہ جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین × × × × × اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ آپ خاتم ہیں آپ کی مہر نبوت کا سلسلہ چلتا ہے ہم خود بخود نہیں بنگئے خدا تعالےٰ نے اپنے وعدے کے موافق بنایا (الحکم ۶ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

۲۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

۳۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلعم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے۔ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں (غلطی کا ازالہ صفحہ ۶)

۴۔ جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اسپر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں (آخری مکتوب)

۵۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۶۔ آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت کی وجہ سے ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی (اگر اسکے معنے جزوی تھے تو ایسے جزوی تو دوسرے اولیاء بھی تھے پھر ایک کی قید کیسی) (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

۷۔ واٰخرین منہم لما یلحقوا بھم یہ آیت آخری زمانے میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت پیشگوئی ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

۸۔ ہمارا نبی صلعم اس درجہ کا نبی ہے کہ اسکی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے (براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۱۸۸)

۹۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا بغیر شریعت کے آسکتا ہے (تجلیات)

(۲) مسیح موعود کیا فرماتے ہیں

۱۔ مولوی محمد علی صاحب اسپر ہنسی اڑاتے ہیں۔

۱۔ ایک عجیب بات کہی ہے کہ کثرت امور غیبیہ کا نام نبوت ہے × × فرض کرو کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہزار الہامات ہونے پر کوئی شخص نبی بنجاتا ہو اور اس سے کم الہامات پر ولی۔ اب اسکے لازماً دو نتیجے ہونگے۔ اول تو یہ کہ کوئی نبی شروع میں نبی نہ تھا × × دوسرا یہ کہ کوئی ولی ہی نہیں رہتا × × یا تو یہ بتانا چاہیئے کہ جسوقت اسکے الہامات کی تعداد مثلاً ۹۹ تک پہنچ جائے تو پھر اسکے لئے کونسی راہ کھلی ہے یا تو آگے الہام کا دروازہ اسپر بند ہو جانا چاہیئے یا خدا تعالیٰ اسے اٹھالے × × × اگر انکے الہامات بھی زیادہ ہوتے چلے جائیں تو اس سے مصیبت پڑتی ہے اس صورت میں انکو بھی نبی کہنا چاہیئے اور یا پھر مرزا صاحب نبی نہیں رہتے۔ (مولوی محمد علی صاحب پیغام ۳ اپریل ۱۹۱۶ء)

(۱) جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اسپر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

۲۔ خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اسنے نبوت رکھا ہے (چشمہ معرفت)

۳۔ نبی اسکو کہتے ہیں۔ جو خدا کے الہام کی بکثرت آئندہ کی خبریں دے مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں۔ لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔ (چشمہ معرفت)

مسافر آگرہ کا چیلنج منظور

۲ اپریل کے مسافر آگرہ میں یہ چیلنج چھپا ہے کہ الہدیٰ و الفضل کے قائمقاموں کے مابین جب مباحثہ ہو جائے تو طالب فریق مسافر آگرہ کے قائمقام سے اس امر پر مباحثہ کرے کہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ملہم تھے یا نہیں۔ اور یہ کہ وہ بیہودے مفتریوں کی الجھنوں میں نہیں پڑنا چاہتے صرف حفظ امن کی ذمہ واری ہمارے ذمے ڈالتے ہیں سیکرٹری بھی لکھا ہے کہ دو نو فریق کنبھ کے میلہ پر ۵ اپریل ہردوار پہنچ جائیں اور آپس میں بحث کریں ایک ہفتہ ہمارے ساتھ بھی مباحثہ کریں جواباً عرض ہے کہ اگر مسافر آگرہ فی الواقعہ مرد میدان ہے تو غالب مغلوب کی آڑ میں کیوں پناہ لیتا ہے ہمارے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان بحث ہو یا نہ ہو۔ کوئی غالب ہو یا مغلوب آپکو اس سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ ہمارے درمیان مباحثہ حضرت محمد مصطفےٰ کے اپنے دعوی الہام میں صادق ہونے پر نہیں۔ پس آپ ہمت و جرات سے کام لیں۔ ہم آپکا یہ چیلنج بڑی خوشی سے منظور کرتے ہیں۔

اگر آپ لاہور میں بحث چاہتے ہیں تو مکان و حفظ امن اور اجازت سرکاری کا انتظام فریقین کے ذمے ہے لاہور میں آپکے ہمخیال احمدیوں سے زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ پس امن کی ذمہ واری صرف ہمپر کیوں ہو اس میں اگر کچھ تامل ہے تو ہم ایک آسان تجویز پیش کرتے ہیں آپکی منظوری آنے پر ہم حضرت محمد مصطفےٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ملہم صادق کے دلائل الفضل میں چھاپ دینگے۔ ان دلائل کو مسافر آگرہ میں چھاپا درج کرکے ساتھ ہی جواب لکھدیں پھر ہم آپکا جواب مع جواب الجواب کے الفضل میں چھاپ دینگے۔ جوآپ نے بھی چھاپنا ہوگا پس اسپر مباحثہ ختم ہو جائیگا اور پبلک خود فیصلہ کر لیگی اسمیں نہ حفظ امن کی ذمہ واری کی ضرورت ہے نہ کسی مکان وغیرہ کے بندوبست کی از روئے امن مناظرہ کا یہ بہت اچھا طریق ہے۔ اگر آپ پسند کریں فریقین اس بات کے پابند ہیں کہ انکی تحریر تہذیب و پریس ایکٹ کے قواعد کے خلاف نہ ہو اور کمیٹی بھی پہلے مقرر ہو جائیں اگر کسی فریق کو دوسرے فریق کی تحریر پر اعتراض ہوگا کہ اس میں بحث کلام یا تہذیب و قانون کے رو سے ناقابل اشاعت ہے تو معاملہ ان ہر دو ثالثوں کے سامنے پیش ہوگا اور ان کی کثرت رائے سے وہ الفاظ

مجھے لکھنے کو کہتے ہیں لکھوں کیا؟ جو ظاہر ہو رہا ہے میں کہوں کیا؟

جو کچھ لکھوایا وہ قدرت نے لکھوایا۔ اسکے جواب میں ایک ہی نے کیا لکھنا ہے قلمیں ٹوٹ گئیں دل بجھ گئے۔ باقی صرف حرکات مذبوحی ہیں۔ اللہ رحم کرے حقیقۃ النبوۃ میں جو انکشاف ہوا ہے اور جس مقام پر حضرت مسیح اللہ کی نبوت ثابت ہوگئی ہے۔ اگر اب بھی کسی کا دل نہ مانے تو یہ دیدہ دلیری ہے۔ بہت سے معاند سرنگون ہو گئے۔ یا پدر نتواند پسر تمام کند۔ کی ضرب المثل زندہ ہوگئی۔ اور پسر یادگار ہے جنیم کی پیشگوئی نے ظہور کیا۔ حضرت محمود کا قلم سلطان القلم کا ظل ہے۔ میرے دل میں جو سرور ہے قلم اسکے اظہار سے عاجز و معذور ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ چاروں طرف سے حقیقۃ النبوۃ کا نور درخشاں ہو رہا ہے اور مخلصین کے چہرے اس نور میں چمک رہے ہیں۔ وجوہ مسودہ ہونگے مگر ہاتھ ید بیضا انکے چہروں کالک کا دھبہ دھونے کو آگے بڑھا ہے۔ کاش وہ اس پیارے نورانی ہاتھ کو اپنی سر آنکھوں پر رکھ لیتے تو ان کو چار چاند لگ جاتے اور جماعت احمدیہ کے سردار کا ظل ان صورتوں پر عکس افگن ہوتا۔ جہاں دیکھتا کہ وہ کیا ہیں مگر افسوس انھوں نے اقرار کرتے ہوئے انکار کیا۔ اور مانتے ہوئے نہ مانا اور سمجھتے ہوئے نہ سمجھا۔ کیا میں پردہ اٹھا دوں اور صاف کہدوں کہ انھوں نے کیوں ایسا کیا ہے تعجب! میرے منہ سے سوائے دعا کے کیا نکل سکتا ہے۔ اے خدا اے بھولے ہوؤں کے رہنما جب تو نے محمود کو ایک مقام دیا ہے تو اس مقام کو دکھلا۔ اور ان نادانوں کو بتلا کہ وہ کس مقام سے دور ہوتے ہیں اور کیوں دور ہوتے ہیں وہ روح جسکی کشش سے وہ جذب ہوتے تھے ان سے علیحدہ ہوگئی ہے انکے دل ڈ دل نہیں رہے وہ کیا کہتے ہیں اور محمود کیا کہتا ہے وہ بیزار ہوتے ہیں اور وہ انکی دلداری کرتا ہے وہ بدکتے ہیں اور وہ ان کو ٹھہراتا ہے وہ بھاگتے ہیں اور وہ انھیں بلاتا ہے وہ دعاؤں میں دلسوزی سے معروف ہے اور سب خادموں کو مصروف رہنے کی تاکید کرتا ہے وہ مایوس نہیں ہوتا وہ بار بار یاد دلاتا ہے اس کا قلب رحمت کا چشمہ ہے وہ خدا جانے اس کے کس وقت اور زمانہ کو یاد کرتے ہیں۔ ان کو دکھلا کہ اب وہ کیسے وہ جواب تیری کتاب داعظ ت یا آ پڑا ہے اب کوئی اس کو تیری گود سے دور نہیں کر سکتا وہ جسے کہنے والے بچہ بچہ کہتے ہیں اس بچہ کو اپنی قدرت سے جو وہ نہیں دیکھتے اور کیوں نہیں دیکھتے کہ وہ بچہ تیری عشق و محبت میں بوڑھا ہوگیا ہے تیری قدرت نے اسے اٹھایا ہے جو تو نے میرے دل میں ڈالا ہے وہ انکے دل میں ڈال جنکے دل کبھی احساس محبت رکھتے تھے وہ کیوں اور کیسے ہو گئے ہیں محمود سے کیوں روٹھے ہیں ایک اثر وہ قادیان آ محمود کے احباب کو دیکھیں تو ان کو اپنے پیارے سردار مرحوم کی یاد آ جائے جس دروازہ میں سرنگوں آتے تھے پہلے ان کو خدا نے بلندی بخشی اب وہ دروازہ ویسا ہی کھلا ہے وہ تنگ نہیں ہوا۔ ہاں وہ تنگ ہوں۔ لا۔ لا۔ انکو لا۔ اور اپنے محمود کا جمال دکھلا میں عرض کرتا ہوں۔ بار بار عرض کرتا ہوں تو خوب جانتا ہے تو علیم ہے کہ میں تیری درگاہ میں کس طرح دعا کرتا ہوں ہم دعاؤں سے نہ تھکیں۔ ہاں ان کو مخالفت سے تھکا دے یہ کبیدہ خاطر ہیں وہ چین بجبیں نہوں ہنستے ہوئے آئیں خوشی سے آئیں۔ آئیں۔ آئیں تیرے محمود سے ہاتھ ملائیں۔ بیشک مسیح کا لخت جگر تیرا محمود ہے ہاں میرا بھی محمود ہے ہاں قوم کا بھی محمود ہے کیا میں مجنون ہوں کیا میں سودائی ہوں شائد انکے خیال میں ایسا ہی آئے مگر محمود کی محبت میں جس طرح تو نے اسکو مجھے دکھلایا ہے ان کو بھی دکھلا۔ عفو فرما۔ ضرور فرما۔ پیارے ہم معاف کرتے ہیں کہ عفو میں لذت ہے۔ سُن قدرت ثانی کا ظہور سُن۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تو نے مجھے رؤیا میں پیار کیا ہے اور میں نے بہت ہی اعلیٰ شان میں دیکھا ہے تو مسیح موعود کے پہلو میں ہے۔ میں نے تجھ کو اس کے پاس کرسی پر ایک عجیب شان میں دیکھا ہے تو اسوقت آفتاب نظر آیا تیری شعاعیں میری آنکھوں کو اب تک ماند کر رہی ہیں میری حیرانی نے مجھ کو کہیں پہنچا دیا ہے۔ اے مسیح موعود کے باثمر نونہال تو پھل اور پھول۔ تیرا سایہ دراز ہو۔ تیری برکتیں عالمگیر ہوں۔ تیری جگہ دلوں میں ہو۔ وہ جو تجھ سے ہیں وہ تجھ سے ہیں تیرے قلب کے انوار اشعہ چراغ ہدایت ہیں۔ میں بڑھ گیا۔ ہاں بڑھ گیا۔ کہہ دو حد سے بڑھ گیا بیشک حد سے بڑھ گیا مگر کس کے لئے پیارے مسیح کے لئے اسکے لئے جو اس کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اسکے لئے جسکے لئے مسیح موعود کی دعائیں رب العرش تک پہنچ چکی ہیں سنو! سنو! سچ کہتا ہوں۔ یہی حق ہے۔ الحق یعلوا ولا یُعلیٰ۔ حق غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

اچھا پھر سہی۔ پھر ملینگے اگر خدا لایا +

خاکسار میر حامد سیالکوٹی

ضرورت ہے

۲ بیلداروں کی باغ کے لئے۔ بیلدار مضبوط اور دیانتدار اور محنتی ہوں تنخواہ فی عدد ۱۰ سے ۱۲ تک

ایک باغبان کی جو خود ہاتھ سے کام کرے تنخواہ للعہ ر ۱۵ تک +

دو سائیسوں کی (پوربئے ہوں تو اور بہتر) تنخواہ فی عدد ۱۰

ایک نائب پیرو کار کی جو مال کے کام سے قانون سے واقف ہو۔ ایجنٹ کسی وکیل کا رہ چکا ہو یا ہوشیار عرضی نویس وغیرہ ہو۔ احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔ تنخواہ عدد ۲۰ سے ۲۵ تک +

ایک زمیندار پٹواری ہوشیار کی جو مال کے کام سے واقف ہو خط عمدہ ہو۔ احمدی کو ترجیح دیجائیگی تنخواہ عدد ۱۰ سے ۱۵ تک

کل درخواستیں میرے پاس ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء تک پہنچ جانی چاہئیں +

راقم حکیم محمد زمان۔ ملازم خان صاحب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ قادیان۔ ضلع گورداسپور +

نظمیں براہین

براہین احمدیہ حصہ پنجم کی دونوں نظموں کو علیحدہ بصورت رسالہ بغرض تبلیغ چھاپ کر شائع کیا ہے ۲ روپیہ کے ۲۰ رسالے فی رسالہ ۱ ۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان

مختلف خبریں

لنڈن - ۵ - اپریل - برطانوی سٹیمر سٹی [illegible] کے قریب تارپیڈو کا نشانہ بنکر غرق ہوگیا - اہل عملہ چار ڈوب گئے - ۱۳ بچ گئے - جو بمقام پن زانس آ گئے - ڈنمارک کا تار ہے کہ ٹریلیگ اور رسا سنز کے درمیان جہازی آمد و رفت بند کر دی گئی ہے کیونکہ دو سٹیمر سرنگوں سے ٹکرا کر ڈوب گئے - اہل عملہ بچ گئے +

جرمن سٹیمر گریٹ [illegible] سویڈن سے جرمنی کو آہنی دھات لاتا ہوا بالٹک میں ڈوب گیا - ۲۵ - آدمی بھی غرق ہوئے - غالباً سرنگ سے ٹکرا گیا +

چھوٹا سا برطانوی گلاسگوئی سٹیمر اوبیونی اور دوسری جہاز [illegible] چینل میں تارپیڈو کا نشانہ ہوئے - اہل عملہ بچ گئے +

میدان جنگ میں ۲۵ - لاکھ اور اندرونی ملک میں ۱۲½ لاکھ فرنچ فوج موجود ہے بلجیک اور برطانوی فوج کی اتنی ہی تعداد ہے جتنی جرمن فوج ان کے مقابل ہے اور فرنچ فوج کے مقابل صرف ۲۵ لاکھ جرمن فوج مغربی محاذ پر ہے یعنی جرمنی کو مغرب میں دس لاکھ کی کمی پورا کرنا ہے - مگر انگلستان روس اور فرانس کے پاس جرمنی و آسٹریا کی نسبت ملکی افواج بھیجنے کے لئے دگنا ذخیرہ موجود ہے - برطانوی بیڑہ کا بحری محاصرہ جرمنی کا بتدریج بھرکس نکال رہا ہے - کئی بڑے بڑے افسر یہ کہنے لگے ہیں کہ جرمنی نے تا حال کوئی غلبہ حاصل نہیں کیا +

بھائی پرمانند ایم اے کی تاریخ ہند کو صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے قابل ضبطی قرار دیا ہے +

صوبہ بہار پر جنگ کا صرف یہ اثر ہوا کہ پچھلے مالی سال میں سرکار نے تعمیرات وغیرہ پر معمول سے ۳۰ لاکھ روپیہ کم صرف کیا - اور تقریباً اسی قدر رقم نئے سال میں کم صرف کی جائے گی +

ضلع انبالہ کے بندوبست کی تجدید کی تجویز درپیش ہے ضلع فیروزپور کا نیا بندوبست حال میں ختم ہوا ہے + پچھلے سال دو سال میں پنجاب کے دس اضلاع میں بندوبست کا کام جاری رہا - مگر ان میں سے اکثر ختم ہو چکے یا قریب الاختتام ہیں لہذا بتدریج کوئی پرانا اصول مروج ہو جائے گا کہ ایک وقت چار ضلعوں میں بندوبست کا کام ہو +

ترک شراب شاہ معظم جارج پنجم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ ۶ - اپریل سے کسی طرح کی کوئی شراب حضور ممدوح کے محل میں استعمال نہ ہو +

امریکن سٹیمر گرین برائر بحر شمالی میں ڈوب گیا - عملہ جرمن ساحل پر پہنچ گیا +

روسی ترکی بحری محاربہ پیٹروگراڈ ۵ - اپریل - روسی سرکاری بیان ہے کہ ہمارے بیڑہ نے کریمیا کے ساحل کے قریب [illegible] (ترکی جرمن) جہازات گوبن اور برسلا کے ساتھ گولہ باری کا تبادلہ کیا - اور شام تک ان کا تعاقب بھی کیا - ہمارے ڈسٹرائرز کی ان سے بھی رات کے وقت باسفورس سے ایک سو میل پر مڈ بھیڑ ہوئی - مگر وہ زبردست گولہ باری شروع کر کے بچ کر نکل گئے

ترکی محکمہ جنگ کہ رزمجید بے کی غرقابی کو تسلیم کرتا ہے - وہ سرنگ بردار روسی جہازوں کا تعاقب کرتا ہوا اوڈیسے کے قریب پہنچ گیا - اور ایک سرنگ سے ٹکرا گیا - اسکے اہل عملہ کو دوسرے ترکی جنگی جہازوں نے بچا لیا - اور مجیدیہ کو بھی تارپیڈو چلا کر بالکل فنا کر دیا تاکہ (ساحل کے قریب ہونے کی وجہ سے) روسی اسے تیرا نہ لیں یا اس میں سے سامان نہ لیجا سکیں +

بار ٹفلڈ سے بجانب شمال کارپیتھین میں از حد سرفروشانہ لڑائی ہو رہی ہے وہاں ہم نے ۱۲ سو قیدی پکڑے - میرولاور گرا اور ازوک کے علاقوں میں ہماری ترقی جاری ہے - اور ہم دو ہزار قیدی وہاں اور ایک ہزار زرنووزے بجانب شمال کے معرکہ میں پکڑ چکے ہیں +

کوہاٹ تھل ریلوے ریلوے لائن جو کوہاٹ اور رائے سین کے مابین ۴ - ۵ میل پر سخت سیلاب سے بہ گئی +

بقیہ مضمون صد ۳

ریویو آف ریلیجنز کو شائع کیا تھا - اور یہ رسالہ مدت سے اس خدمت میں مصروف ہے - حال ہی میں پروفیسر عطاء الرحمن ایم اے راجشاہی کالج کے قلم سے زیر عنوان "احمد کا مقام سلسلہ انبیاء میں" چار نمبر اس شان کے ساتھ شائع ہوئے ہیں کہ آسٹریلیا سے بھی اخویم مسٹر [illegible] تحریر فرماتے ہیں:-

"ضرورت ہے کہ ایسے ہی مضامین شائع کئے جائیں"

اپنے آسٹریلوی بھائی کے تاکیدی ارشاد پر ہم سلسلہ [illegible] انگریزی دان احباب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اپنے ریویو کیطرف خصوصیت سے توجہ کریں اور ایڈیٹر کا ہاتھ بٹائیں - اتنے بڑے سلسلہ اور اسقدر قابل لوگوں کی موجودگی کے باوجود ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایڈیٹر کو تمام مضامین (سوائے حسن اتفاق کے) خود ہی لکھنے پڑتے ہیں - پھر حضرت اقدس کا ارشاد تھا کہ کم از کم دس ہزار خریدار ہو مگر یہاں یہ حالت ہے کہ اشاعت ہزار بھی بہت کم ہے

ریویو کے بعد جس ہوشیار اور نہایت قابلیت سے ایڈٹ کئے ہوئے رسالہ کیطرف ہم قوم کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں وہ تشحیذ الاذہان ہے خدا تعالیٰ ہمارے بھائی قاضی اکمل صاحب کے علم میں برکت دے انھوں نے اس رسالہ کو اسی حیثیت میں رکھا ہے جس کا یہ مستحق تھا - یہ وہ پودا ہے جسے الفضل کیطرح مگر اس سے بہت پہلے آیندہ سریر خلافت پر متمکن ہونیوالے صاحبزادہ محمود احمد کے مبارک ہاتھوں نے لگایا تھا - جس محنت اور جانفشانی جس قابلیت اور اہلیت سے اس رسالہ کو آجکل چلایا جا رہا ہے وہ خراج تحسین قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتے +

اپنے اخبارات و رسائل کا مختصر ذکر کرنے کے بعد ہم قوم کے اہل علم کو انکی قلمی امداد اور اہل ثروت کو مالی اعانت کیطرف متوجہ کرتے ہیں - اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اخبارات و رسائل کو ہمیشہ اسباب کی توفیق دے کہ وہ قوم کو صحیح راستہ دکھانے کی کوشش کرتے رہیں - اور ہمارے اخبارات میں احمد نبی اللہ کا درجہ ہمیشہ وہی پیش کیا جاتا رہے جو خدا نے انھیں دیا ہے ہمارے اخبارات و رسائل میں ہمیشہ حق و ہدایت و نور کی باتیں ہوں - آمین ثم آمین +

سلہ چنانچہ سال رواں میں جنوری کا رسالہ ان تمام اعتراضات کے جوابات کا حامل ہے جو غیر احمدیوں کیطرف سے حضرت اقدس مسیح موعود پر علماء کیطرف سے کئے گئے - (۲) فروری کے رسالہ میں نبوت احمد پر ایسی مدلل مفصل اور جامع بحث ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اپریل کے رسالہ میں النبوۃ فی الاسلام کی تمہید کا مسکت جواب ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۱۵ء

پریس ایک طاقت ہے

اس کا غلط استعمال مضر ہے

احمدی پریس

مہذب ممالک میں اخبارات ملک کی زبان اور رعایا کے جذبات کے صحیح ترجمان خیال کئے جاتے ہیں کسی ایک معاملہ پر ملک کو متفق کرنا اور ساری قوم کو کسی اہم اور وقیع امر کیطرف متوجہ کرنا قومی اخبارات کا فرض اور ملکی جرائد کا منصب ہوتا ہے +

آج اگر یورپ ایک عالمگیر جنگ میں مبتلا ہے۔ آج اگر دنیا میں قومیت کا دریا اس زور سے موجزن ہے جسکی نظیر اس سے قبل نہیں ملتی۔ آج اگر ہر ایک قوم اپنے جان و مال کو ملک و وطن کی خاطر قربان کرنے اور اپنے ننگ و ناموس کو قائم رکھنے کے لئے مرمٹنے پر تیار ہے تو یہ اخبارات کے وطن پرست مضامین اور ولولہ انگیز تحریرات کا نتیجہ ہے +

ہم دیکھتے ہیں کہ اخبارات بسا اوقات غلطیوں کا ارتکاب بھی کرتے اور جو مقدس فرض انکے سپرد ہے اُسکی ادائگی میں کوتاہی نہیں بلکہ جرم کے مرتکب ہوتے ہیں چنانچہ جرمن اخبارات نے آغاز جنگ سے قبل جو رویہ اختیار کر رکھا تھا اور جس طرح حریت پسند انگلستان کے خلاف جرمن قوم کو اکساتے رہتے تھے اُس کا نتیجہ آج ۱۸ لاکھ فرزندان جرمنی کی تباہی و بربادی کی صورت میں نمودار ہو چکا ہے اور خدا معلوم آئندہ ابھی اس بدقسمت ملک کو اور کیا کیا قربانی کرنی پڑیگی۔ چھوٹے سرویا کے اخبارات نے ترکوں پر فتح پاکر وہ رویہ اختیار کیا اور اس طرح آسٹریا کی حکومت کے خلاف لب کشائی شروع کی کہ فرانس جوزف کی حکومت کو اندار حرب حوالہ کرتے وقت ایک اور بہانہ ہاتھ آگیا اور جب آتش جنگ مشتعل ہوئی تو اس چھوٹی سی ریاست کو ۸۰ قصبات کا پیوست زمین ہونا اور ۱۵۰ فیصلہ کے زرخیز رقبہ کی تباہی و بربادی کا رنجدہ منظر دیکھنا پڑا تھا

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو مغربی دُنیا کے بعض متعصب اخبارات نے ترکوں کی نسبت یہ لکھنا شروع کر دیا کہ ترک ایک لٹیروں کا گروہ تھا جو باسفورس کے کنارے پر قابض ہو گیا اور غلطی سے اُسے گورنمنٹ کا خطاب دیدیا گیا۔ ور دوسری طرف غلطی خوردہ کوتاہ اندیش ترکی اخبارات نے بے پر کی ہانکنی شروع کر دی کہ قیصر ولیم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور حضرت اسلام پناہ حاجی محمد ولیم معہ اپنے حرم کے استنبول آتے ہیں اُنکے ساتھ سات انگریزی گرفتار شدہ ڈریڈناٹ ہیں وغیرہ وغیرہ اس جھوٹ کا اثر یہ ہوا کہ غریب ترکی قوم تباہی کی بھٹی میں گرمی اور سختی سے جل رہی ہے اور ممکن نہیں کہ جلدی واقعات اصل حالت میں انکے سامنے آسکیں لیکن بایں ہمہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اخبارات قوموں کے جذبات کی انگیخت کا آلہ ملک کے نفع و نقصان کا سامان مہیا کرنے کا ایک ضروری ذریعہ ہیں +

جس قوم و ملک کا پریس عمدہ ہاتھوں اور قابل دماغوں کے زیر ہدایت کام کرے وہ قوم و ملک یقیناً بام ترقی پر پہنچکر رہے گا۔ اور جس قوم والے جرائد اپنے اخبارات اور اپنے رسائل کی قدر و منزلت ہو اور وہ سطحی جذبات اور انتہا پسند خیالات کو دور اندیشی و اعتدال کی زبردست طاقت سے مغلوب بھی کرے وہ لازماً شاہراہ ترقی پر گامزن ہوگی اور ع نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد کی مصداق ہو کر رہے گی +

اخبارات کو اگر بلحاظ مضامین عمل تقسیم کے نیچے لایا جائے تو ہم انھیں ذیل کے تین عنوانوں کے ماتحت لاسکتے ہیں +

(۱) سیاسی اخبارات
(۲) مذہبی اخبارات
(۳) علمی اخبارات

اب جس قسم کے اخبارات کیطرف ہم نے محولہ بالا سطور میں اشارہ کیا ہے وہ قسم اول یعنے سیاسی اخبارات کی شق میں داخل ہیں۔ اور بحیثیت ایک مذہبی جماعت ہمیں ان سیاسی اخبارات سے چنداں سروکار نہیں۔ کیونکہ ہماری سیاسیات صرف اسی حد تک محدود ہیں کہ حکومت وقت

کا ہر مفید کام میں ہاتھ بٹائیں اور اطاعت کے عصا کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں پس اس حوالہ سے ہماری غرض صرف اسقدر تھی کہ قوموں کی قسمت پر آج اخبارات بھی ایک بہت بڑا اثر رکھتے ہیں اور جو قوم اسوقت اپنے اخبارات و رسائل نہیں رکھتی اور جسکا پریس کمزور و سست ہے یا جو کم توجگی سے پریس کی طاقت بڑھانے میں تساہل سے کام لیتی ہے وہ اپنی ترقی میں آپ حارج ہے +

احمدی قوم خدا تعالے کے فضل سے زندہ قوم اور کام کرنیوالی مذہبی جماعت ہے اس جماعت کے مقدس بانی نے انکی ترقی کے لئے جو ضروری سامان مہیا کئے اور جنکو اپنی تعلیم کی اشاعت کا آلہ ٹھہرایا وہ سلسلہ عالیہ کے اخبارات و رسائل ہیں +

الحکم سلسلہ کا قدیم ترین اخبار مگر اسوقت کس مپرسی کی حالت میں ہے۔ ضرورت ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب اسے پھر جوان کر دکھائیں +

بدر بیادش بخیر۔ اسوقت مرحوم بدر ہے جن حالات کے ماتحت وہ بند ہوا۔ اور بند ہے۔ اُنکی نسبت ہمیں رنج ضرور ہے لیکن بیت رموز مملکت خویش خسرواں دانند کہنے اور گورنمنٹ عالیہ کے ترحم و تلطف سے خوش آئند امید رکھنے کے سوا احسان مند احمدی قوم کچھ نہیں کہہ سکتی +

انکے بعد فضل عمر کی توجہ کے باعث الفضل کا وجود باوجود عدم سے ہستی میں آیا اور جو خدمت اس نوخیز مگر ہوشیار اخبار نے فضل الٰہی اور حضرت اولوالعزم فضل عمر کی توجہ سے کی ہے وہ اپنی شہادت آپ ہے الفضل نے مالی نقصان اُٹھا کر قوم کو فائدہ پہنچایا اور راہ حق دکھایا ہے +

اخبارات کے ضمن میں ہم اگر الحق کی مفیدمساعی کا ذکر اور اسکے قابل قدر کاموں کا حوالہ نہ دیں تو ہم اپنے فرض منصبی میں قاصر رہینگے پھر نور کا کام سکھوں میں ہے

اخبارات سلسلہ کا ذکر کرنیکے بعد اب ہم اُس ضروری امر کیطرف متوجہ ہوتے ہیں جو ہمارے اس موجودہ مضمون کا اصل محرک ہے +

کون نہیں جانتا کہ حضرت مسیح موعود نے بلاد غربیہ میں اپنے سلسلہ کی اشاعت اور اپنے دعاوی کی تبلیغ کیلئے

ایک استفسار کا جواب

جو

"حضرت خلیفہ ثانی نے دیا"

استفسار: - بقول آپ کے اگر کوئی خاص شخص اتباع قرآن کریم سے بروزی نبوت کے درجہ کو حاصل کر لے۔ اور جزوی طور پر نبی ہو جائے۔ تو ایک دوسرا شخص جو اگرچہ از روئے قرآن مجید کامل الایمان اور سچا مسلمان ہے تاہم آپ کے مجوزہ یا اعلان شدہ نبی کے حق میں کوئی خاص رائے نہیں رکھتا۔ مخالف یا موالف تو بس دوسرے شخص کے حق میں آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ جبکہ اس شخص کا انحصار بھی اس شریعت کاملہ پر ہے جس پر کہ آپ کے بروزی نبی کا خیال کیا جاتا ہے بقول آپ کے نیز ایک جزوی نبی اور کامل نبی میں کیا فرق ہے؟

جواب - مکرم - السلام علیکم - آپ کا خط ملا - آپ کے سوال پر تعجب ہوا جناب فرماتے ہیں کہ ایک شخص بروزی نبی کا انکار کرے اور پھر کامل الایمان اور سچا مسلمان بھی ہو تو اسکی نسبت میرا کیا فتویٰ ہے؟

اول تو کسی کو میرے فتوے سے غیر احمدی ہو کر کوئی تعلق ہی نہیں۔ کیونکہ میں اسے کچھ ہی سمجھوں۔ اس کے ایمان پر اسکا کیا اثر پڑ سکتا ہے دنیا میں فساد کی جڑ یہی ہے۔ کہ لوگ اپنے متعلق دوسروں سے فتویٰ پوچھنے جاتے ہیں حالانکہ انسان اپنے نفس کا بہتر مفتی ہے۔

سوال یہ ہونا چاہیئے کہ صداقت کس کے ساتھ ہے جو حق پر ہو۔ اسکی بات تسلیم کرنی چاہیئے نہ کہ حق کی طرف۔ تب توجہ کیجائے۔ جبکہ حق کے ماننے والے دوسروں کو راستباز بھی سمجھتے ہوں۔ اور اگر وہ غلطی پر خیال کرتے ہوں۔ تو حق کو ترک کر دیا جائے۔

اسلام نے ساری دنیا کو کافر کہکر پھر سب کو اپنی طرف بلایا اور کسی کا حق نہ تھا کہ مسلمانوں سے یہ پوچھتا کہ تم مجھے راستی پر خیال کرتے ہو یا باطل پر اگر باطل پر خیال کرتے ہو تو میں تمہاری بات کی طرف کیوں غور کروں۔ اور اگر حق کے تسلیم کرنے کے لئے یہ امر ضروری ہوتا تو کوئی شخص بھی اسلام نہ لاتا۔ کیونکہ اسلام نے اپنے سوائے سب مذاہب کو حق و باطل کا مجموعہ قرار دیا ہے۔

آپ نے سوال کو کھولا نہیں مگر میں اصل مطلب کو سمجھتا ہوں آپ براہ مہربانی بجائے اس امر کی تحقیق کے کہ میں آپکو کیا خیال کرتا ہوں۔ اس امر پر غور کریں کہ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ وہ درست ہے یا غلط۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ایک بہت بڑا دعویٰ ہے اس کو سن کر کسی کا بے پرواہ رہنا ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اسکے دل میں قدر نہیں۔ گورنمنٹ کے نام پر جھوٹا اعلان ہو جانے تو لوگ کس شوق سے اسے پڑھتے ہیں پس گو ایک شخص کو بعد میں آپکا دعویٰ غلط ہی معلوم ہو۔ اس کا اول فرض یہی ہے کہ اسپر غور اور تحقیق کرے۔ اور اگر کسی نے غور اور تحقیق کیا ہے تو ضرور ہے کہ یا مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ میں صادق کہے یا کاذب اگر صادق سمجھے تو آپ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ضروری ہے اور اگر کاذب سمجھے تو پھر بھی وہ اپنا فتویٰ اپنے دل سے پوچھے کہ مکذب کو کیا کہنا چاہیئے۔ اور اگر اس نے تحقیق کی ہی نہیں تو پھر بھی وہ اس الزام کے نیچے ہے کہ اس نے ایسے بڑے دعویٰ کو سن کر تحقیق کیوں نہ کی۔ غرضیکہ معاملہ صاف ہے اور اس میں کوئی پیچیدگی نہیں۔

کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کامل الایمان اور سچا مسلمان ہو۔ اور قرآن کریم کے سب احکام کا پابند ہو اور پھر خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت کا قائل بھی نہ ہو۔ ایک بروزی نبی کو کچھ بھی نہ سمجھو۔ پھر بھی خدا کی طرف سے ایک ہدایت تو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون (پ ۱ ع ۴)

پس ہدایت الٰہی کا انکار کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ایک شخص سچا مسلمان ہو کسطرح جائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے کونوا مع الصادقین۔ پھر جو شخص خدا کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول اور ہادی کا گو وہ کوئی نئی شریعت نہ لایا ہو گو اسکی نبوت چشمہ محمدی سے نکلی ہوئی ہو۔ انکار کرتا ہے یا یہ کہ اسکے ساتھ اپنے آپکو وابستہ نہیں کرتا۔ وہ قرآن کریم کے حکم کونوا مع الصادقین کے ہوتے ہوئے پھر قرآن کریم کا فرمانبردار اپنے آپکو کب کہہ سکتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو حکم و عدل اور امام قرار دیتے ہیں اور ایک شخص اسکے حکم کو نہیں مانتا۔ اسکی تعظیم نہیں کرتا۔ تو وہ اپنے آپکو احکام خاتم النبیین کا مطیع کیونکر کہہ سکتا ہے۔ پس کامل الایمان اور سچے مسلمان کا تو سوال ہی نہ رہا۔

میں مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بروزی ظلی نبی تو مانتا ہوں یعنے یہ کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور یہ کہ آپ کے سب کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا نتیجہ تھے اور آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور کامل اتباع کا فخر تھا۔ اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر اتم تھے۔ لیکن میرا یہ عقیدہ نہیں کہ آپ ناقص نبی تھے۔ آپکی نبوت ناقص نہ تھی۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ذریعہ تھی۔ اور قرآن کریم میں جہاں نبیوں کے منکرین کا ذکر آیا ہے وہاں یہ شرط نہیں ہے کہ یہ حکم تشریعی یا بلا واسطہ نبوت پانے والوں کے متعلق ہے۔ پس جس کو خدا اور اسکا رسول نبی کہیں۔ میں تو اسکے مخالفین کو قرآن کریم کے فتوے کا مستحق سمجھتا ہوں۔

میں بالآخر پھر آپکو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ یہ سوال کرنا ہی غلط ہے کہ آپ ہمیں کیا خیال کرتے ہیں۔ بلکہ اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ ہم کیا کہتے ہیں اور اس میں کہاں تک صداقت ہے اگر وہ صداقت ہو۔ تو اسے قبول کیا جائے

خاکسار مرزا محمود احمد

ایک ضروری بات

یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم جہاں غیر احمدیوں کے لئے مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے ہماری مراد حسب پیشگوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہی ہوتی ہے کہ گو وہ نہ تو ہندو ہیں نہ عیسائی نہ بدھ۔ کلمہ پڑھتے ہیں اور قومی تشریحی ہونے کے لحاظ سے ضرور ہے کہ ہم انہیں اسی نام سے پکاریں جس کو وہ اپنے لئے مستحق سمجھتے ہیں۔ یہودیوں کیلئے الذین ھادوا قرآن مجید میں آتا ہے اور عیسائیوں کے لئے نصاریٰ اور بعض اوقات عیسائی اور مسیحی بھی کہہ لیا جاتا ہے حالانکہ وہ نہ ہدایت یافتہ نہ حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ کے متبعین پس مسلمان کا لقب بلحاظ قوم ہے اور شرعی فتویٰ جو کسی نبی کے انکار سے لازم آتا ہے وہ اور بات ہے خود معترضین ان لوگوں کو جو احمدیہ

[illegible]

مکتوبات امام الزمان
بنام ڈاکٹر عبد الحکیم خان

تمام جماعت احمدیہ کو لازم ہے کہ ان خطوط کو بہت غور سے مطالعہ کریں کیونکہ پیغامی فتنہ دراصل یہی فتنہ ہے۔ جس کی تردید میں خود حضرت امام الزمان نے قلم اٹھایا ہے۔ انشاء اللہ کسی وقت ان نمونوں کا جو ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے ان خطوط پر لکھے ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب و دیگر صاحبان پیغام کی تحریروں کا مقابلہ کر کے دکھاؤں گا۔ کہ کس طرح یہ لوگ ان خیالات میں باہم متحد ہیں۔"

پہلا مکتوب

خانصاحب! آپکا خط میں نے بہت افسوس سے پڑھا۔ اس خط کے پڑھنے سے صرف یہی معلوم نہیں ہوتا کہ آپ ہمارے اس سلسلہ سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو یہود اور نصاریٰ اور دوسری قوموں سے اللہ پر ایمان لائے اور اپنے طور پر نیک عمل کرے تو نجات پانے کے لئے یہی عمل اسکے لئے کافی ہے اگر ان آیات کے یہی معنے ہیں تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں۔ کیا یہودی آپکے قول کے موافق اللہ پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ یا تمام عیسائی عیسیٰ پرستی میں ہی غرق تھے خدا نے تو صاف فرما دیا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ یعنے دین اسلام ہی ہے اور جو شخص بجز اسلام کے کسی اور دین کا خواہاں ہے وہ مردود ہے۔ مگر آپ کے قول کے موافق مومن بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ہے۔ اگر ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے مگر اللہ تعالے پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ نجات یافتہ ہے یہ عقیدہ ایک سخت گمراہ سید احمد خان کا تھا جس کا آخری مقولہ یہ تھا کہ اگر عیسےٰ کو کوئی خدا بھی کہے تب بھی کوئی حرج نہیں عیسائی بھی ایسے ہی نجات یافتہ ہیں جیسے مسلمان۔ بلکہ بقول اسکے دہریہ بت پرست سب نجات یافتہ ہیں۔ اور نبیوں کی دعوت بالکل فضول۔ اور آپ نے جو میری جماعت پر تہمت لگائی ہے کہ وہ ایسے ہی بے عمل ہیں جیسے دوسرے یہ آپنے سخت ظلم کیا۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ ہماری تھوڑی سی جماعت میں ہزارہا ایسے آدمی موجود ہیں جو متقی اور نیک طبع اور خدا تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں یاد رہے کہ یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالےٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور انکو انکی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے چونکہ آپ محض نام سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے تھے اور حقیقت سے سراسر بے خبر اسلئے آپکو نہ یہ معلوم ہے کہ ایمان کسکو کہتے ہیں اور اللہ کس کا نام ہے اور نہ یہ خبر کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے اسلئے آپکو ٹھوکر اور لغزش بھی ایسی کہ ارتداد تک پہنچ گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں کہ ایک مرتد ہو جائے تو اسکی عوض میں ہزارہا اسے آئینگے آپکا خط اخبار میں شائع کرنے کے لائق نہیں بلکہ ایک ایک حرف اسکا رد کرنے کے لائق ہے۔ جو خدا تعالے کے سلسلہ سے ایسا مخالف ہے جیسا کہ روح القدس کا مخالف اور آپنے جو الہام ذکر کئے ہیں یہ سب شیطانی ہیں اور آپکو خدا تعالے سے ڈرنا چاہئے اور جلد توبہ کرنا چاہئے کہ موت کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ اور خدا کے سلسلہ ...... کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے بجز اسکے کہ اپنا خاتمہ بد کریں اور نامرادی کی موت سے مریں اور آپکا یہ کہنا کہ فطرتی ایمان کافی ہے نشانوں کی ضرورت نہیں۔ آپکو یاد رہے کہ فطرتی ایمان ایک لعنتی چیز ہے جب تک اسکو نشانوں سے قوت نہ ملے

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خانصاحب! آپکا عنایت نامہ مجھکو ملا افسوس کہ آپ دو غلطیوں میں مبتلا ہیں (۱) اول یہ کہ آپ عیسائیوں وغیرہ کو باوجود اسکے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذب ہوں۔ ناجی یعنے نجات یافتہ قرار دیتے ہیں۔ اس صورت میں آپکے نزدیک کسی مسلمان کا عیسائی ہو جانا کوئی گناہ کی بات نہیں کیونکہ وہاں بھی نجات موجود ہے اور پھر عیسائی ہونے کی حالت میں عیسائیوں کے مذہب کے موافق شراب پینا اور دوسرے طریق فسق و فجور اختیار کرنا آپکے نزدیک سب روا ہیں۔ پھر گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام جدوجہد اور اس قدر ہنگامہ کہ زمین خون سے بھر گئی تھی وہ آپ کے نزدیک سب غلطیاں تھیں یہ تو وہی ناپاک اصول ہیں جو سید احمد خاں کی موت ہوئی۔ کیونکہ آخری عقیدہ ان کا جو اس دنیا سے لے گئے۔ یہی تھا کہ جیسا کہ ایک مسلمان خدا کو واحد لاشریک جاننے والا نجات پائے گا۔ ایسا ہی ایک عیسائی خدا کو تین کہنے والا نجات پائے گا۔ اس صورت میں تو آپ عیسائی مذہب کے بڑے ممد و معاون ہیں۔ اور یہ سب لوگ آپ کے بھائی ہیں گویا آپکے نزدیک نعوذ باللہ خدا نے یہ جھوٹ بولا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ یعنے جو شخص بغیر دین اسلام کے کسی اور دین کو اختیار کریگا تو ہرگز وہ دین اس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنے ان کو کہدے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ اب ظاہر ہے کہ عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتے بلکہ گالیاں دیتے ہیں۔ پس آپکے اصول کے موافق لازم آتا ہے کہ دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ناجی ہیں۔ ماسوا اسکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ مگر آپکے نزدیک مرتد ہونا نجات سے محروم نہیں رکھتا۔ غرض آپکی حالت سخت خطرناک ہے معلوم نہیں اس کا کیا نتیجہ ہے *

پھر باوجود اس مخالفت کے آپ کہتے ہیں کہ میں آپکے مسیح موعود ہونے کا مصدق ہوں یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو آپ مصدق بھی ہیں۔ اور ایک طرف آپ ان تمام تعلیموں کے مخالف ہیں جو خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے میرے پر ظاہر ہوتی ہیں۔ تمام نبی وصیت کرتے آئے ہیں۔ جو

؎ اب بھی یہ لوگ باوجود عقاید باطلہ کے کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو

مسیح موعود کے احکام کو دل سے قبول کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی نصیحت کی ہے۔ اور مسیح موعود کا نام حکم رکھا ہے مگر آپ بات بات میں مخالفت اور مقابلہ سے پیش آتے ہیں کیا یہی تصدیق ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم مولوی نور الدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دوسرے ایسے اور ایسے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ اس افترا کا کیا خدا تعالیٰ کو جواب دینگے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں۔ اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں۔ اور باتیں سننے کے وقت اسقدر روتے ہیں کہ انکے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اسقدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے۔ ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور . . . ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنی فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ . . . دست بردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں آپ کی یہ تمام حجاب بباعث دُوری اور بُعد کے سبب ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تین ماہ کی رخصت لے کر آ جاؤ کیونکہ موت کا اعتبار نہیں ایسا نہ ہو کہ محجوب ہونے کی حالت میں موت آ جائے۔ اور اپنے الہامات سے دھوکہ مت کھاؤ ایسے الہامات ایک مشرک اور ہندو کو بھی ہو سکتے ہیں بلکہ ہوتے دیکھے ہیں۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

خانصاحب! آپ کا خط پہنچا۔ میں چند ہفتہ سے بیمار ہوں۔ اور بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ مجھ مباحثات کے لئے سر میں قوت نہیں۔ ہر ایک شخص اپنے عمل سے پوچھا جائے گا مجھے آپ کی اس تحریر سے بہت افسوس ہوا کہ آپنے لکھا ہے کہ گویا مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت قطعی طور پر صحت پانے کے لئے جو تھی وہ غلط نکلی۔ جس حالت میں اور لوگ طرح طرح کے میرے پر افترا کرتے ہیں۔ اگر آپنے یہ افترا کیا تو محل افسوس نہیں۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ جو کچھ مولوی صاحب مرحوم کی نسبت الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا وہ انکی موت تھی۔ چنانچہ بارہا ان کے انجام کی نسبت اخبارات میں الہام چھپوائے گئے۔ ان المنایا لا تطیش سہامہا یعنی موت کے تیر نہیں ٹلیں گے۔ بہرم موت ہے۔ پھر الہام ہوا کفن میں لپیٹا گیا۔ پھر الہام ہوا۔ سینتالیس برس کی عمر۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چنانچہ پورے سینتالیس برس کی عمر میں فوت ہو گئے۔ ہاں ایک خواب میں میں نے دیکھا کہ ان کو مرض سے صحت ہو گئی اور میں نے سورۃ فاتحہ ان کے سر پر پڑھی ہے۔ پس درحقیقت وہ اصل مرض سے صحت یاب ہو چکے تھے اور ذات الجنب سے ان کا انتقال ہوا اور اسی پاوسے میں مرزا یعقوب بیگ صاحب نے انکی نسبت اخبار البدر میں شایع کیا اور وہی انکے معالج تھے۔ آپکا یہ مقولہ شوخی اور جرأت سے خالی نہیں کہ ایسا الہام کیوں شایع کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپکی فطرت میں شوخی اور گستاخی حد سے بڑھ گئی ہے اور اپنے تئیں کچھ خیال کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ کیلئے آپ سے قطع تعلق کر دیا۔ اگر یہ صریح صریح الہامات موت کے مولوی صاحب کی نسبت نہ ہوتے تب بھی آپکا حق نہیں تھا کہ اعتراض کرتے۔ آپ تو اپنی بدقسمتی کی وجہ سے محض بیگانہ اور بے خبر ہیں۔ اور اس جگہ دس ہزار سے زیادہ نشان خدا تعالیٰ کے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور ایسا کوئی مہینہ نہیں جس میں کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا۔ پس یہ امر حق کے طالبوں پر مشتبہ نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک دشمن نامراد مریگا اور ہر ایک منکر ناکام مریگا۔ پہلے نبیوں کے وقت میں بھی بعض بدقسمت مرتد ہو جاتے تھے۔ اگر میرے[1] زمانہ میں بھی کوئی یہودا اسکریوطی پیدا ہو جائے۔ تو وہ خدا کے سلسلہ کو کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ وغیرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نسبت مطمئن نہ ہو سکے وہ نجات پائیں گے۔ اگر یہی بات تھی۔ تو یہود و نصاریٰ سے مقابلہ بیکار تھا۔ کیونکہ وہ لوگ اپنی دانست میں اپنے مذہب کو اچھا خیال کرتے تھے۔ اسلام کی سچائی کی نسبت وہ اپنے خیال میں مطمئن نہیں تھے۔ پس بقول آپکے اس سے لازم آتا ہے کہ وہ سب ناجی تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا ہی بے فائدہ تھا۔ ماسوا اس کے اگر یہی حق بات ہے کہ جن یہود و نصاریٰ کو اسلام پر تسلی نہ ہو وہ نجات یافتہ ہیں تو کیا وجہ ایسا شخص نجات نہیں پائیگا کہ مسلمانوں میں پیدا تو ہو مگر اسلام پر اس کو یقین حاصل نہیں ہوا اُس کے مساوی ہوگا۔

اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ ہزارہا آدمی جو میری جماعت میں شامل نہیں۔ کیا راستبازوں سے خالی ہیں تو ایسا ہی آپ کو یہ خیال بھی کر لینا چاہیئے کہ وہ ہزارہا یہود اور نصاریٰ جو اسلام نہیں لائے کیا وہ راستبازوں سے خالی تھے۔ بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر یہ بات ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت میں سے خارج کر دیا جائے۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ سے آپ اپنی توبہ شایع کریں۔ اور اس خبیث عقیدہ[2] سے باز آ جائیں تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے۔ جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

[1] نبوت کا دعوےٰ فرمایا۔ سوچو

[2] آج بہیں اسی عقیدہ پر پیغام ملزم کیا جاتا ہے

دعوت الی الخیر

ماریشس کے مخلصین

"خدا تعالیٰ جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو خود ہی اسکے سامان کر دیتا ہے۔ جب کسی باغ کو سرسبز رکھنا چاہتا ہے تو خود ہی اسکا باغبان بنجاتا ہے اور آسمان سے خشک زمین کو سیراب کرنیوالا پانی نازل فرماتا ہے ہمارے احباب جانتے ہیں کہ آج سے ایک سال قبل احمدی اخبارات کے کالموں میں ماریشس کا ذکر تک بھی نہ آتا تھا۔ لیکن اب خدا نے خود وہاں ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ جنکی رو سے افریقہ کے اس جزیرہ کی بلندیوں پر احمدیت کا سفید جھنڈا لہرا رہا ہے اور آج تک متعدد احباب بیعت کر چکے ہیں۔ اگرچہ اس زمین میں باطل کے پرستاروں نے حق پرستوں کو حسب عادت ایذا دینا شروع کر دیا ہے۔ مگر حکمت الٰہی ملاحظہ ہو کہ آنیوالے لوگ صرف احمدی ہی نہیں بلکہ خلافت کے قائل اور دامن محمود سے وابستہ ہونیوالے احمدی ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ہم تازہ ڈاک سے کچھ اقتباسات دیتے ہیں اور اپنی جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ وہاں کی دور افتادہ گر مخلص جماعت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ اور مبلغ ماریشس صوفی غلام محمد صاحب کی کامیابی کے لئے درگاہ رب العلمین میں التجا کریں +

برادرم سلطان غوث حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں لکھتے ہیں" ایڈیٹر

(انگریزی سے ترجمہ کیا گیا)

حضور والا ! السلام علیکم۔ میں انجمن ترقی اسلام کیلئے پانچ روپیہ کا منی آرڈر بھیجتا ہوں۔ امید ہے کہ حضور اس حقیر رقم کو قبول فرماوینگے۔ میں اس رقم کو اس مقدس دین کی اشاعت کے لئے بھیجتا ہوں جسکو ہمارے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اور جسکی بہترین تشریح اس صدی میں حضور کے مقدس باپ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے +

گزشتہ ڈاک میں مَیں نے حضور سے درخواست کی تھی کہ مجھے حضور اپنے گلے میں شامل کر لیں اور میری بیعت منظور کر کے مجھے مسیح موعود کی جماعت میں شامل کر لیں میں امید کرتا ہوں کہ یہ خط حضور کو پہنچا ہوگا (خط پہنچا ہے بدیں بیعت کا خط لکھ دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر) میرے دوست اور بھائی جنکو میرے مذہب سے اتفاق ہے اور جو میرا ساتھ دے رہے ہیں ان کو یہاں طرح طرح کی ایذائیں دی جا رہی ہیں۔ حضور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری مدد کرے اور ساری مشکلات کو حل کرے۔ آمین ہم کو بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم کو کوئی آزاد لیڈر ملجائے۔ خدا کرے کہ ہماری خواہش پوری ہو مبلغ جو ہمارے جزیرہ کے لئے مقرر ہوئے ہیں ابھی تک نہیں پہنچے۔ ہم کو یہاں اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے کوئی شخص ہم سے راہ و رسم رکھنا پسند نہیں کرتا۔ اور کسی شخص کو ہمارے ساتھ بات کرنیکی بھی اجازت نہیں دیجاتی۔ لیکن ہمارا خدا بڑا خدا ہے + پیارے آقا آپ ہمیں راستہ دکھایئے اور مجھے ہمارے بڑے مذہب کی مزید تعلیم سے آشنا کیجئے۔ اللہ آپکی کوششوں میں برکت دے اور ان کو کامیابی کا تاج پہنائے۔ اگر مسیح موعود کی سوانح کی کوئی جلد بھیجی جائے تو یہ مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ والسلام

میں ہوں میرے آقا۔ حضور کا نہایت تابعدار

خادم ایم اے سلطان غوث

نوٹ۔ اس ایذا رسانی اور مخالفت کی خبر خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کو ایک رؤیا کے ذریعہ قبل از وقت دیدی حضور نے دیکھا کہ جزیرہ کے ساحل پر سانپ پھن اُٹھائے کھڑے ہیں +

برادرم سلطان غوث اور انکے چچا میاں جی سبحان خدا کے فضل سے ایمان میں بہت ترقی کر رہے ہیں برادرم موصوف کا یہ جملہ اُنکے قلب کی حالت کا انکشاف کرتا ہے اور ان کے اس عزم کا پتہ دیتا ہے جس کا وہ اپنے ایک سابقہ خط میں اظہار کر چکے ہیں انھوں نے لکھا تھا "ہم تمام حق کی حمایت میں آخر دم تک جنگ کریں اور خواہ ہم کو کمر تک خون کے اندر کھڑا ہونا پڑے ہم ہرگز ہتھیار نہ رکھینگے انشاء اللہ"

عالیجناب مسٹر نور دیاہ ایڈیٹر ریویو دی اسلامک (فرنچ) اور ہیڈ ماسٹر اسکول روز ہل تحریر فرماتے ہیں:

(انگریزی سے ترجمہ کیا گیا)

بحضور اقدس حضرت خلیفۃ المسیح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خواجہ صاحب نے مجھے ایک رسالہ بھیجا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کا وہ رسالہ جسمیں انھوں نے القول الفصل پر اعتراض کئے ہیں اور چند اور رسائل وصول ہوئے یہ سب رسائل بغرض تقسیم میرے پاس بھیجے گئے ہیں میں نے مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ اور القول الفصل دونو کو بڑے غور و خوض سے مطالعہ کیا۔ لیکن مجھے آپکے دلائل سے تسلی اور طمانیت حاصل ہوئی میں نے مولوی محمد علی صاحب کے لکھا ہے کہ وہ اور جن کے وہ امیر قوم بنے ہوئے ہیں سب سب آپکا شرف بیعت حاصل کریں اور سب ملکر کام کریں۔ لفظ بروز کی تشریح میں اختلاف ہونا کوئی بڑی بات نہیں جسے علیحدہ کام کرنے کا بہانہ بنایا جاتا ہے۔ وہ آپ سے علیحدہ مباحثہ کر کے فیصلہ کر سکتے ہیں میں نے ان کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا ہے کہ جس طرح وہ علیحدہ ہو گئے ہیں اسی طرح انکی دیکھا دیکھی چند اور لوگ بھی کھڑے ہو سکتے ہیں اور اس طرح ایک تیسری جماعت کا پیدا ہو جانا بھی ممکنات سے ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی جماعت خود مختار ہوگی خدا اس سے محفوظ رکھے۔

آپ چند عالم بزرگوں کو خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کے پاس بھیجیں کہ وہ ان کو علیحدہ طور پر سمجھائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اب بحث مباحثے ختم ہو جائیں گے +

مولوی غلام محمد صاحب ہنوز ماریشس نہیں پہنچے +

آپ القول الفصل کی چند جلدیں میاں جی سبحان رجب علی صاحب کو بھیجیں۔ یہ صاحب فونکس ...

میں بستے ہیں۔ غریب آدمی ہیں قلیل گذران ہے اور مسٹر سلطان غوث کے چچا ہیں +

حضور کچھ کتب عربی ہز ہائینس سلطان سید علی بن سید عمر ناستومبیا افاسکر کو بھیجیں۔ یہ ایک عالم شخص ہیں + میں قادیان چندہ بھیجنا چاہتا ہوں لیکن حضور مطلع فرمائیں کہ ہر ایک احمدی کو تنخواہ کا کونسا حصہ دینا پڑتا ہے جملہ احمدی برادران کی خدمت میں السلام علیکم +

حضور کا خادم نورویاہ

اس خط کا ترجمہ درج کرنے کے ساتھ ہی ہم یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مسٹر نورویا کو سلسلہ عالیہ کے ساتھ مدت سے دلچسپی تھی۔ مگر اُنکے معلومات محدود اور تعلقات بہت کم تھے۔ انجمن ترقی اسلام کے صیغہ خط و کتابت سے ذریعہ اُنکے معلومات میں اضافہ ہوا۔ اور حضرت فضل عمر کی دُعاؤں نے اُن کو احمدیت کا اعلان کرنے پر آمادہ کیا۔ انھوں نے کمال عالی حوصلگی سے انجمن اخوت الاسلام ماریشس کی صدارت سے استعفا دیا۔ اور مخالفت کے باوجود ایمان میں آگے آگے قدم بڑھا رہے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں انکی اور انکے اہل خانہ و بڑی لڑکی کی درخواستہائے بیعت مندرج ہیں احباب انکی استقامت کے لئے دُعا فرماویں +

بخدمت اقدس حضور خلیفۃ المسیح

مجھے قوی دلائل کے بعد یقین ہو گیا ہے کہ جناب مرزا صاحب کا مشن خدا کیطرف سے ہے۔ لہذا میں حضور کی جماعت میں داخل ہونا چاہتا ہوں حضور عاجز کی بیعت قبول فرماویں۔ حضور کا خادم نورویاہ ہیڈ ماسٹر روزہل

(۱) میرے چار بچے ہیں (سارا۔ رشید۔ ادریس احمد رضا عائشہ) میری بیوی اور بڑا بچہ بھی اعلان بیعت کرتے ہیں +

(۲) میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔ حضور میری بیعت قبول فرماویں

خادمہ۔ رضیہ نورویاہ

(۳) میں بھی اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔ میری عمر آٹھ سال ہے +

سارا۔ نورویاہ

ضرورت ہے

مارشیش کی لائبریری کے لئے حضرت اقدس کی عربی کتب خصوصیت سے درکار ہیں۔ جو دوست اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ ایسی کتب سکرٹری انجمن ترقی اسلام قادیان کے پاس بھیجدیں +

نومبائعین

نام	ضلع
میاں شیر ا صاحب	ضلع سیالکوٹ
میاں لہو صاحب	//
محمد یسین صاحب	ضلع ہزارہ
فقیر محمد صاحب	//
منشی خان صاحب	ضلع ہوشیارپور
والد //	//
اہلیہ //	//
دختر //	//
محمد حسین صاحب	//
ولی محمد صاحب	//
علی محمد صاحب	//
عبدالستار صاحب	//
عبدالحق صاحب	//
اہلیہ // //	//
دختر // //	//
مبارک علی شاہ صاحب	//
اہلیہ صاحبہ سراج الدین	ضلع سیالکوٹ
سردار محمد صاحب	// گوجرانوالہ
اہلیہ نظام الدین صاحب	//
خیر محمد صاحب	// سیالکوٹ
اہلیہ // //	//
نبی محمد صاحب	//
انوار حسین صاحب	ضلع جہلم
فیروز الدین صاحب	// گوجرانوالہ
پہلوان صاحب	// جھنگ
سردار علی خاں صاحب رسالدار	کپورتھلہ

تازہ خبریں

برطانوی بری نقصانات اوائل فروری تک ایک لاکھ چار ہزار کی تعداد تک پہنچے اور بحری بیس ہزار تک۔ بحری نقصانات میں کلہم کو ہلاک یا غرق شدہ سمجھنا چاہیئے۔ بری نقصانات میں ۱۰ ہزار مجروح و اسیر ہوئے۔ قتل یا زخموں سے فوت صرف ۲۰ ہزار ہوئے۔ مجروحین میں سے ۸۰ فیصدی شفایاب ہو گئے پس چھ ماہ میں خالص نقصان بری و بحری ملا کر ۴۰ ہزار رہا تو کا ہوا۔ جرمن بری نقصانات اس عرصہ میں تیس لاکھ کی تعداد تک پہنچے۔ اور بحری بیس ہزار تک۔ بحری بیس ہزار اسیر ہیں جو جنگ کے بعد رہا ہو جائینگے۔ بری نقصانات میں سے بیس لاکھ مجروح و اسیر ہوئے جو سب شفایاب اور بخیریت رہا ہو جائیں تو بھی مقتولین کی خالص تعداد دس لاکھ رہجاتی ہے +

جنرل بوتھا کی فتحیابی کیپ ٹون ۶ اپریل۔ برطانوی افواج کو جرمن جنوب مغربی افریقہ کے مقام وارمباد پر بلا مقابلہ قبضہ کر لینے میں بہت اہم کامیابی ہوئی ہے +

جرمن نقصانات لنڈن ۶ اپریل فرنچ سرکاری بیان ہے کہ جرمنی نے اپنے نقصانات کی جو فہرستیں ۱۵ مارچ تک شائع کیں وہ مظہر ہیں کہ اسکے ۹۹۲۵۰ افسر ہلاک اور ۲۱۳۵۱ مجروح و مفقود ہوئے بزمانہ امن جرمن فوج میں کل ۵۲۸۰۵ افسر تھے۔ نقصانات میں ایک سو جرنیل بھی شامل ہیں +

پنجاب میں طاعون ہفتہ مختتمہ ۲۷ مارچ کے اندر پنجاب کے مختلف اضلاع میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئی ہیں + حصار ۱۴۴۔ رہتک ۲۷۔ گڑگانواں ۸۳۔ کرنال ۳۱۹۔ انبالہ ۱۲۷۔ کانگڑہ ۵۔ ہشیارپور ۷۷۱۔ جالندھر ۱۰۴۵۔ جالندھر شہر ۶۴۔ لدھیانہ ۶۳۷۔ فیروزپور ۳۱۔ لاہور ۴۶۵۔ لاہور شہر ۷۔ امرتسر ۱۱۸۶۔ شہر امرتسر ۳۸۔ گورداسپور ۴۷۔ سیالکوٹ ۴۷۹۔ گوجرانوالہ ۱۱۴۴۔ گجرات ۴۵۷۔ شاہپور ۲۳۱۔ جہلم ۸۵۔ راولپنڈی ۳۳۱۔ اٹک ۲۹۲۔ منٹگمری ۴۷۔ لائلپور ۱۸۵۔ جھنگ ۸۔ ملتان ۷۔ میزان ۱۰۳۶۵۔ دیسی ریاستیں۔ ریاست پٹیالہ ۸۵۔ شہر پٹیالہ ۴۔ کپورتھلہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۵۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اگر تُو دیکھنا | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | [illegible]

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

باقی تمام خط و کتابت [illegible] قادیان ضلع گورداسپور

غیر ممالک سے چندہ سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۲ | مورخہ ۱۳- اپریل سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۲۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفہ ثانی نے ۱۰- اپریل کو مسجد اقصیٰ میں درس قرآن مجید دیا۔ سورۂ آل عمران کے آخری رکوع سے پہلا رکوع۔ جو لطائف و معارف و حقائق فرمائے وہ اپنے وقت پر انشاء اللہ شائع ہو جائینگے۔ اللہ تعالےٰ حضور کو شفاء کاملہ بخشے تا ہر روز آپ ہی کی زبان کوثر نشان سے درس سُن کر کام جان و لذت توامان حاصل کریں +

۲- دفتر سکرٹری سے یہ اطلاع شائع کرنے کے لئے آئی ہے کہ مدرسہ ۱۵- اپریل کو کھُلے گا جو لڑکے بیرونجات سے آکر داخل ہونا چاہیں وہ ۲۰- اپریل تک آسکتے ہیں پھر کوئی لڑکا نہیں لیا جاسکے گا +

۳- بابو فقیر علی صاحب ریلوے سٹیشن امرتسر کی اہلیہ نے بعارضہ سل لمبی بیماری کے بعد انتقال کیا۔ اور ان کا جنازہ امرتسر سے لایا گیا۔ اور ۱۱- اپریل بہشتی مقبرہ میں دفن کی گئیں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

زمینی و آسمانی انسانوں میں فرق

آج کے اخبار میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک مکتوب درج کیا جاتا ہے جو ایک طالب حق* کے استفساروں کا جواب ہے۔ اس خط کا حرف حرف اہل بصیرت کے لئے سبق اور اہل دل کی روحانی غذا ہے +

ہم احمدی قوم کو مبارک جماعت کے نام سے یاد کرتے اور محمود کے ہاتھ دینے والوں کو خوش قسمت انسان کہہ کر پکارتے ہیں کیونکہ جس ہاتھ میں انھوں نے ہاتھ دیا ہے وہ ایک معمولی شخص کا ہاتھ نہیں۔ کسی زمینی پیشوا کا ہاتھ نہیں۔ ایسے دنیا دار کا ہاتھ نہیں جو سیم و زر کی محبت کے لئے حق کو قربان کر دے بلکہ وہ اس اولوالعزم انسان کا ہاتھ ہے جو اظہار حق کے لئے اپنے اندر جوش رکھتا اور ابلاغ صداقت کے لئے بے چین ہے وہ چاہتا ہے کہ تمہارا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ تم زمین پر رہکر آسمانی بنجاؤ۔ اور صداقت کو چھپانے کی بجائے اُس کا اعلان کردو۔ جو دل میں ہے وہی تمہاری زبان پر ہو۔ ایسا نہ ہو کہ دنیوی حرص و طمع یا نفسانی خواہشات تم پر غالب آجائیں اور تم تبلیغ کے مقدس کام میں تساہل کرو +

پس دوستو! تم خوش ہو کہ تمہارا موجودہ امام زمین میں آسمانی ہے۔ اور زمینی و آسمانی انسانوں میں یہی فرق ہے کہ اول الذکر تملق و چاپلوسی سے اظہار حق میں تامل کرتے ہیں۔ مگر موخر الذکر اس بارہ میں مخلوق کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتے اور منشائے الٰہی کو مدنظر رکھتے ہیں +

* الحمد للہ کہ ان صاحب نے بیعت کرلی

ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب

از حضرت اولو العزم سید نا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۸ - مارچ کا لکھا ہوا خط جو [illegible] کے نام پہنچا [illegible] ہے اور چونکہ [illegible] سوالات کے جواب مجھ سے پوچھ کر لکھنے کی [illegible] مناسب خیال کیا کہ میں خود ہی ان سوالات کے جواب [illegible] کے ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور [illegible] بر سوائے اسکے کسی کی حکومت نہیں ہیں افسوس کرتا ہوں کہ چونکہ میں کچھ دن بیمار رہا ہوں اس لئے آپ کو جلد جواب نہیں لکھوا سکا۔ آپ نے پانچ سوال۔ کئے ہیں اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں وہ پانچوں سوال درحقیقت ایک ہی سوال کی شاخیں ہیں اور ہر ایک سوال دوسرے کے ساتھ پیوست ہے بہرحال میں آپکے پانچوں سوالات کے جواب ذیل میں لکھواتا ہوں۔ آپ کے پانچ سوال یہ ہیں :-

کہتے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی بہت تعریف سُنی ہے اور اسلام کے متعلق جو آپنے تعلیم دی ہے میں اسے بہت عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں +

میں اس بات کے لئے تیار ہوں کہ انکو ایک مصلح اعظم تسلیم کروں لیکن احمدیت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے مفصلہ ذیل امور کی وجہ سے خوف معلوم ہوتا ہے +

(۱) اگر میں احمدیت کا اظہار کروں تو مجھے تمام مسلمان کافر سمجھینگے اور مجھے بھی ان کو ایسا ہی سمجھنا پڑے گا +

(۲) احمدی لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے اور اس لئے غیر احمدی بھی انکے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اس طرح مجھے تمام اسلامی مساجد سے قطع تعلق کرنا پڑے گا حالانکہ ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ پنجوقتہ جماعت کے ساتھ قریب کی مسجد میں نماز پڑھے اور جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ادا کرے +

(۳) اس صورت میں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ احمدی کا نام اختیار کرنے سے مجھے کس قدر تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ قرآن کریم ہمیں ایسا کرنیکی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کریم میں ہمارا نام مسلمان ہے اور ہمیں تاکید ہے کہ ہم مذہب کو فرقوں میں تقسیم نہ کریں +

(۴) قرآن یا احادیث میں کسی جگہ یہ مذکور نہیں کہ ہر انسان کو اپنی نجات کے لئے مسیح اور مہدی پر علانیہ ایمان لانا ضروری ہے +

(۵) باوجود اسکے مذکورہ بالا حالات کے ماتحت میں آپ میں کوئی حرج نہیں دیکھتا کہ خفیہ طور پر ایمان رکھوں +

یہ میرے عقائد ہیں اگر میں غلطی پر ہوں تو مہربانی کر کے قرآن اور احادیث کے حوالجات سے مجھے اس غلطی پر مطلع کیا جائے +

ان سوالات کا خلاصہ یہی نکلتا ہے کہ آپکے خیال میں حضرت مسیح موعود کے ماننے میں آپکو بعض باتیں روک ہیں اور انکے ہوتے ہوئے سلسلہ احمدیہ میں علی الاعلان داخل ہونیسے اسلام کے بعض فرائض کو ترک کرنا پڑتا ہے گو ان تمام سوالات کے جواب الگ الگ بھی دونگا لیکن پہلے میں سب سوالات پر مجموعی طور سے نظر ڈالنا چاہتا ہوں +

میرے خیال میں ان سب سوالات کے جواب ہم صرف ایک سوال میں دے سکتے ہیں اور وہ یہ کہ آیا حضرت مسیح موعود خدا تعالیٰ کیطرف سے تھے یا نہیں اگر آپ حق پر نہ تھے تو ان سوالات کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ جھوٹے آدمی کا ماننا خواہ پوشیدہ ہو خواہ ظاہر ہر طرح گناہ اور معصیت ہے۔ اور اگر آپ سچے تھے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ ضرور سچے تھے تو پھر بھی یہ سوال حل ہو جاتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنی بیعت کرنے یا نہ کرنے۔ اپنے مخالفوں کے پیچھے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے وغیرہ مسائل کی بنا خدا تعالیٰ کے الہامات پر رکھی ہے اور اپنی طرف سے ان مسائل پر کچھ نہیں لکھا پس آپکی صداقت ثابت ہو جانیکے بعد ایک دانا انسان کے لئے سوائے اسکے اور کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ وہ ان سب باتوں کو قبول کرے کیونکہ انکو رد کرنا خدا تعالیٰ کے احکام اور اسکے فیصلہ کو رد کرنا ہے اور ان کا قبول کرنا درحقیقت خدا تعالیٰ کے فیصلہ کو قبول کرنا ہے غرضکہ اصل جھگڑا صرف حضرت مسیح موعود کی صداقت کے متعلق ہے اور سوال یہ ہے کہ کیا آپ خدا تعالیٰ کیطرف سے تھے ؟ اگر اس سوال کا جواب یہ ملے کہ ہاں خدا تعالیٰ کیطرف سے تھے تو اب جو کچھ اُن کا حکم ہے وہ ہمیں قبول کرنا پڑے گا۔ اور خصوصاً ان باتوں کے رد کرنیکی تو ہمارے پاس کوئی وجہ ہی نہیں جن کی نسبت مسیح موعود نے فرما دیا ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں کیونکہ جب وہ سچے ہیں تو وہ باتیں جو وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کہتے ہیں وہ بھی سچی ہیں اور اُنپر اعتراض نہیں پڑ سکتا پس آپکے ان سوالات کے جواب میں سب سے پہلے تو میں یہی کہوں گا کہ آپ اس بات کی تحقیق کریں کہ مسیح موعود واقعہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے ہیں یا نہیں اگر آپ پر یہ بات کُھل جائے کہ وہ واقع میں اللہ [illegible] ہیں تو پھر آپکو ان سوالات کا جواب بھی خود ہی [illegible] شخص خدا تعالیٰ کیطرف سے ہو اسکے فیصلوں کا ماننا ضروری ہے اور جن باتوں کے متعلق آپنے سوال کیا ہے وہ تو ایسی ہیں کہ انکے متعلق مسیح موعود کا فیصلہ امر الٰہی کے ماتحت ہے اب میں مختصراً آپکے سوالات کا جواب نمبر وار [illegible] ہوں +

۱- پہلا سوال یہ ہے :-

اگر میں احمدیت کا اظہار کروں تو مجھے تمام مسلمان کافر سمجھینگے اور مجھے بھی ان کو ایسا ہی سمجھنا پڑے گا +

اگر آپ اس سوال پر مزید غور کرینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ کے احمدی مشہور ہونے یا نہ ہونے کو مسئلہ کفر و اسلام غیر احمدیاں سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ پہلا سوال تو یہ ہوگا کہ آیا مسیح موعود کے منکر کافر ہیں یا نہیں اگر وہ کافر نہیں تو خواہ آپ احمدی مشہور ہوں یا نہ ہوں آپ کو انھیں مسلمان ہی ماننا پڑے گا اور اگر وہ مسلمان نہیں تو پھر بھی خواہ آپ اپنے احمدی ہونیکا اظہار نہ کریں اور خفیہ رہیں آپ کو انھیں کافر ماننا پڑے گا کیونکہ آپکے احمدی مشہور ہونے یا نہ ہونے سے اصل واقعہ میں فرق نہیں آ جاتا اگر وہ کافر ہیں تو ہر دو صورت میں کافر ہی رہیں گے اور اگر وہ مسلمان ہیں تو ہر دو صورت میں مسلمان رہیں گے اگر فرق ہوگا تو صرف یہ کہ اگر آپ احمدی مشہور ہوں تو لوگوں کو آپکے دلی خیالات کا علم ہو جائیگا۔ اور اگر آپ احمدی مشہور نہ ہوں تو آپکے حقیقی خیالات کے لوگ ناواقف رہیں گے۔ پس سوائے اسکے کہ حقیقت پر ایک پردہ پڑا رہے نفس حقیقت میں کسی کے احمدی مشہور ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں آتا۔ جو شخص مسیح موعود کو سچا مان لے اور اسے یہ بھی یقین ہو جائے کہ اسکے منکر کافر ہیں تو گو وہ اپنی احمدیت کو ظاہر نہ کرے اور لوگوں میں غیر احمدی مشہور ہو تب بھی اپنے دل

میں تو لامحالہ غیر احمدیوں کو کافر ہی سمجھنا پڑیگا- اور اگر ایک شخص حضرت
مسیح موعود کے منکروں کو کافر خیال نہیں کرتا تو خواہ وہ اپنی احمدیت
کا کتنا ہی اعلان کرے غیر احمدیوں کو کافر کہنے پر مجبور نہیں کیونکہ کسی
چیز کے علی الاعلان کہدینے سے اسکے منکروں پر کفر کا فتویٰ نہیں لگ
جاتا بلکہ صرف اسی چیز کے منکروں پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے جس کا انکار
واقعہ میں کفر ہو- اب رہا اس سوال کا دوسرا پہلو- اور وہ یہ کہ
آپکے احمدی مشہور ہونے پر لوگ آپ کو کافر کہینگے- سو اسکا جواب
یہ ہے کہ آپکے اسلام پر دوسروں کے کافر کہنے یا مسلمان کہنے کا کیا
اثر پڑتا ہے حضرت ابوبکر حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم و
دیگر صحابہ کرام کو مسلمانوں کی ایک جماعت منافق کہتی ہے- نعوذ
باللہ من ذالک- اور ان کا خیال یہ ہے کہ یہ لوگ سچے دل سے
اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے بلکہ صرف اسلام کا اظہار کرتے تھے
اور ایسا منافق درحقیقت کافر ہی ہوتا ہے لیکن کیا ان لوگوں
کے ایسا کہدینے سے یہ بزرگ کافر بنجاتے ہیں یا ان کا کوئی نقصان
ہوجاتا ہے پھر انکے بعد جسقدر بزرگ ہوئے ہیں قریباً سب
پر کفر کا فتویٰ لگا- سید عبدالقادر جیلانی پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا گیا
اور بڑے بڑے مولویوں نے اسپر اپنی مہریں لگائیں اور آپکا نام نعوذ
باللہ من ذالک ابلیس رکھا- مجدد الف ثانی احمد سرہندی پر بھی
کفر کا فتویٰ لگا- جنید بغدادی اور شبلی بھی کافر قرار دیئے گئے لیکن
کیا ان لوگوں نے اپنے عقائد کو اس ڈر سے کہ لوگ ہمیں کافر کہتے
ہیں چھپا لیا- اور کیا لوگوں کے کافر کہنے سے وہ واقعہ میں کافر ہو
گئے یا انکے دین میں کوئی نقص پیدا ہوگیا- آج تو سنی شیعوں کو
اور شیعہ سنیوں کو- اور یہ دونوں خوارج کو اسلام سے باہر
خیال کرتے ہیں اسوقت ہندوستان میں کوئی ایسا فرقہ نہیں
جسکے پیروان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگا- لیکن کسی کے دوسرے
کو کافر کہنے سے اسکے مذہب میں کوئی نقص نہیں آجاتا- نقص تو
تبھی آتا ہے جب واقعہ میں کوئی کفر کا عقیدہ انسان کے اندر
پیدا ہوجائے- پس لوگوں کے کافر کہنے سے خوف کھا کر ایک
حق کو قبول نہ کرنا کسی نفع کا باعث نہیں ہوسکتا- اگر ایک شخص
مسلمان ہو اور ساری دنیا اسے کافر کہے تو وہ کافر نہیں ہو
جاتا اور اگر ایک شخص کافر ہو اور سب دنیا اسے مسلمان کہے تو
وہ مسلمان نہیں ہوجاتا ٭

بات یہ ہے کہ لوگوں نے کفر و اسلام کے مسئلہ کو سمجھا
ہی نہیں اگر وہ روحانی معاملات کو جسمانی معاملات پر عرض
کرکے انکی صداقت معلوم کرتے تو ان پر حق کھل جاتا- اور
صداقت روشن ہوجاتی- قرآن کریم کی یہ طرز ہے کہ وہ روحانی
سلسلہ کا جسمانی سلسلہ سے مقابلہ کرکے اپنی پیش کردہ تعلیم
کی موافقت ظاہر کرتا ہے اور کسی بات کی صداقت ثابت
کرنے کے لئے یہ طریق نہایت عمدہ ہے کیونکہ جسمانی سلسلہ
کی نسبت تو کسی کو شک ہی نہیں ہوسکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
طرف سے ہے اور جبکہ کسی مذہب کو ان قواعد کے مطابق
ثابت کردیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے جسمانیات میں جاری
کئے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ وہ مذہب
اسی خدا کی طرف سے ہے جو دنیا کا خالق ہے- اگر ہم
مسئلہ کفر کو اسی رنگ میں دیکھیں تو نہایت آسانی سے
حل ہوجاتا ہے کفر بیماری ہے- اور اسلام صحت کا نام-
ہم دیکھتے ہیں کہ ایک حد تک انسان کے اندر بیماری کا
مادہ ہوتے ہوئے بھی وہ تندرست کہلاتا ہے کیونکہ
دنیا میں اکثر انسان جو تندرست کہلاتے ہیں ان کی
صحت میں بھی خفیف خفیف نقص ہوتے ہیں لیکن ان
کی وجہ سے ہم ان کو بیمار نہیں کہدیتے- اسی طرح ہر بیمار
میں ایک حد تک صحت کا مادہ بھی ہوتا ہے لیکن اسکی وجہ
سے ہم اسے تندرست نہیں کہتے- تندرست اسی کو
کہتے ہیں جس کے سب اعضاء رئیسہ بیماری سے بچے
ہوئے ہوں یا اس کے جسم پر بیماری غالب نہ آگئی
ہو- اور بیمار اسے کہتے ہیں جس کے جسم پر بیماری غالب
آگئی ہو یا اس کے اعضاء رئیسہ میں سے کسی پر اسے غلبہ
حاصل ہوگیا ہو- کفر و اسلام کا بھی یہی حال ہے ایک
شخص باوجود اس کے کہ اس میں بعض گناہ پائے جاتے
ہوں مسلمان کہلاتا ہے اور مسلمان ہے- اس لئے کہ
اس کی روحانیت پر گناہ غالب نہیں آگیا- اور جب بھی
گناہ غالب آجاتا ہے تو وہ کافر ہوجاتا ہے اسی طرح
ایسا شخص بھی جو بہت سے مسائل میں حق پر ہو لیکن کسی
ایک اہم مسئلہ میں جو روحانی سلسلہ کے اعضاء رئیسہ
میں شامل ہو حق پر نہ ہو کافر کہلاتا ہے ٭

پہلی بات کی مثال میں دہریہ پیش کئے جاسکتے
ہیں کہ ان کے سب جسم پر بیماری کو غلبہ حاصل ہے اور
وہ مذہب کے کسی اصل کو بھی قبول نہیں کرتے پھر یہود
ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو قبول کرتے ہیں لیکن آگے الہام
اور نبیوں کو قبول نہیں کرتے- انکی روحانیت کا گویا
ایک عضو درست ہے لیکن باقی بیمار ہیں- کیونکہ اللہ تعالیٰ
قرآن کریم میں فرماتا ہے ومن یکفر باللہ وملئکتہ
وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل
ضلالاً بعیداً- اور یہ ہو ان باتوں میں سے چاروں
باتوں کا انکار کرتے ہیں- پھر مشرکین عرب ہیں جو خدا اور
ملائکہ کو تو مانتے تھے مگر اس کے نبیوں اور کتابوں اور
بعث بعد الموت کے منکر تھے- اس کے بعد ہندو
ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ- الہام- رسولوں اور بعث
بعد الموت کے قائل ہیں لیکن صرف ابتدائی زمانہ کی ہدایت
کے سوا اور سب ہدایتوں کے منکر ہیں- پھر یہود ہیں
ان میں سے دو گروہ ہیں ایک وہ جو سب مسائل کو قبول
کرتے ہیں لیکن نبیوں میں سے دو نبیوں کے منکر ہیں
اور ایک ان کا گروہ وہ ہے جو علاوہ ان دو نبیوں کے
انکار کے بعث بعد الموت کا بھی قائل نہیں- آخر میں
مسیحیوں کا نمبر آتا ہے کہ یہ سب سے زیادہ اسلام
کے قریب ہیں اور سب باتوں کو قبول کرتے ہیں صرف
نبیوں میں ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول
نہیں کرتے لیکن یہ بھی کافر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
جو شرائط اسلام مقرر فرمائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان
ہو- ملائکہ پر ایمان ہو- سب نبیوں پر ایمان ہو سب
کتب پر ایمان ہو- بعث بعد الموت پر ایمان ہو- ان
میں سے ایک شرط ان میں پورے طور پر نہیں پائی جاتی
یعنے وہ سب نبیوں پر ایمان نہیں لاتے بلکہ خاتم النبیین
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں- اب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف
سے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے تو جو مسلمان
کہلانے والے لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ باوجود دیگر
سب مذاہب کی نسبت اس کے قریب ہونے کے
ایک شرط کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے بیماروں میں
ہی شامل ہونگے کیونکہ اعضاء رئیسہ میں سے ان کا
ایک عضو بیمار ہے ٭

اب جس شخص کے خیال میں ایک دوسرے

شخص میں مذکورہ بالا قاعدہ کے ماتحت جو خود قرآن کریم نے بتایا ہے کوئی نقص پایا جاتا ہے وہ اسے کافر کہنے پر مجبور ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اس میں ایک ایسی بیماری پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے وہ بیماروں میں شامل ہونے کے لائق ہے۔ اس شخص کو اس پر ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس کا حق ہے کہ اس کی غلطی اسے سمجھائے اور بتائے کہ مجھ میں سب شرائط اسلام پائی جاتی ہیں بجائے مجھے جو پورا مسلمان ہوں کافر کہنے کے تو اپنے اسلام کی اصلاح کر لیکن اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اسے یہ کہے کہ تو اپنے عقیدہ کو حق سمجھتے ہوئے مجھے کافر کیوں خیال کرتا ہے۔ کافر کے تو صرف یہ معنے ہیں کہ وہ اصولی مسائل ہیں سے سب یا بعض یا ایک مسئلہ کا انکار کرتا ہے اور جو شخص کسی انسان کی نسبت ایسا خیال کرتا ہے وہ اسے کافر خیال کرنے پر مجبور ہے اور اگر وہ اسے مسلم ہی سمجھتا ہے تو اسے اس کے خیالات کو ترک کرنا چاہئے۔ غرض جب کافر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ جس شخص کی نسبت وہ لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ کم سے کم ایک بڑے حق کا انکار کر رہا ہے اور جبکہ اس کے صرف یہ معنے ہیں تو کیسی خلاف عقل بات ہوگی۔ اگر ہم اپنے مخالف سے جس کے نزدیک ہمارا اور اس کا اصولی اختلاف ہے یہ امید رکھیں کہ وہ ہماری نسبت یہ اعلان کرے کہ ہم کسی حق کا انکار نہیں کرتے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم کافر نہیں ہیں ہم اس کو یہ تو ضرور کہیں گے کہ ہمیں کافر کہنے پر تم غلطی پر ہو اور ہم میں سب شرائط اسلام پائی جاتی ہیں اور تم کو بھی چاہئے کہ اس حق کو قبول کرو جو ہمارے پاس ہے لیکن جب تک وہ اپنے عقائد پر قائم ہے وہ ہمیں کافر کے سوا اور کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ پس جو شخص احمدی ہوتا ہے اسے اگر دوسرے لوگ کافر کہتے ہیں تو انہیں ایسا کہنے دے اور ان کو سمجھائے کہ میں حقیقی اسلام پر ہوں۔ اور ان لوگوں کا حق ہے کہ اپنے عقائد کے مطابق اسے کافر ہی سمجھیں کیونکہ ان کے مذہب کے رو سے واقع میں اس نے ایک جھوٹے مدعی کو قبول کیا ہے تو وہ اسے حق پر کس طرح کہہ سکتے ہیں اور اگر یہ واقع میں حق پر ہے تو لوگوں کے یہ سمجھ لینے سے کہ یہ باطل پر ہے اسے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

۳- آپ کا دوسرا سوال یہ ہے:-

کہ احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اگر کوئی شخص احمدی ہو جائے تو اسے کل مسجدوں سے علیحدہ ہونا پڑے گا اور ایک فرض کو ترک کرنا پڑے گا جو جائز نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کی بنا صرف خیالات پر نہیں اور اسلام انسان کو رسومات میں گرفتار کرنے نہیں آیا بلکہ اسلام میں جس قدر احکام ہیں ان سب کی غرض اطاعت الٰہی ہے اور کوئی کام اپنی ذات میں ثواب کا مستحق انسان کو نہیں بنا دیتا بلکہ اطاعت الٰہی انسان کو ثواب کا مستحق بناتی ہے۔ نماز کیسی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور عملی شریعت کے ارکان میں سے ہے لیکن اگر کوئی شخص سورج نکلتے وقت یا سورج ڈوبتے وقت نماز پڑھے تو یہی عبادت گناہ ہو جاتی ہے روزہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے لیکن عید کے دن روزہ رکھنے والا شیطان ہوتا ہے۔ پس کوئی عمل درحقیقت فی ذاتہٖ اچھا نہیں۔ بلکہ عمل وہی اچھا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا مستحق بنا دے۔

جنگ احزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازیں اکٹھی پڑھنی پڑیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں مگر آپ کا یہ فعل شریعت اسلام کے خلاف نہ تھا نہ قرآن کریم کے حکم کے خلاف۔ وہ ایک وقتی مجبوری تھی جس کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا اب بھی اگر کسی کو ایسی مجبوری پیش آئے تو وہ ایسا ہی کر سکتا ہے اور اس کے لئے ایسا جائز ہوگا۔ سونا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں لیکن حضرت عمرؓ نے کسریٰ کے کڑے ایک صحابی کو پہنائے اور جب اس نے ان کے پہننے سے انکار کیا تو آپ نے اس کو ڈانٹا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تیرے ہاتھوں میں مجھے کسریٰ کے کڑے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ایک موقعہ پر کسریٰ کا تاج اور اس کا ریشمی لباس جب غنیمت کے اموال میں آیا۔ تو حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو اس لباس اور اس تاج کے پہننے کا حکم دیا اور جب اس نے پہن لیا تو آپ رو پڑے اور فرمایا چند دن ہوئے کسریٰ اس لباس کو پہنکر اور اس تاج کو سر پر رکھ کر ملک ایران پر جابرانہ حکومت کرتا تھا اور آج وہ جنگلوں میں بھاگا پھر رہا ہے دنیا کا یہ حال ہوتا ہے۔ اور یہ حضرت عمر کا فعل ظاہر بین انسان کو شاید درست معلوم نہ ہو کیونکہ ریشم اور سونا پہننا مردوں کے لئے جائز نہیں۔ لیکن ایک نیک بات سمجھانے اور نصیحت کرنے کے لئے حضرت عمر نے ایک شخص کو چند منٹ کے لئے سونا اور ریشم پہنا دیا۔ غرض اصل شے تقویٰ اللہ ہے۔ احکام سب تقویٰ اللہ کے پیدا کرنے کے لئے ہوتے ہیں اگر تقویٰ اللہ کے حصول کے لئے کوئی شے جو بظاہر عبادت معلوم ہوتی ہے چھوڑنی پڑے تو وہی کار ثواب ہوگا جیسے میں نے بتایا ہے کہ عید کے دن روزہ اور سورج نکلتے اور غروب ہوتے وقت نماز کا ترک ہی ثواب کا موجب ہے اور ان عبادتوں کا ان اوقات میں بجا لانا انسان کو شیطان بنا دیتا ہے اس اصل کو مدنظر رکھ کر اب آپ نماز باجماعت کے معاملہ کو دیکھیں مسیح موعود آتا ہے۔ اس کی صداقت کو ہم نشانات سے دیکھتے ہیں اور اسے سچا پاتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تیری جماعت کے لوگ غیروں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اب بتائیں کہ خدا تعالیٰ کے اس حکم کا ماننا ثواب ہوگا یا اسکو ترک کرنا ثواب ہوگا نماز باجماعت بیشک ایک کار ثواب ہے لیکن اسی وقت جبکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہو اگر خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف وہ نماز ہو تو وہ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے بعض علماء نے بھی اپنے مخالفوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے اپنے متبعین کو روکا ہے لیکن ان کا یہ فعل ناجائز تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ تھا لیکن مسیح موعود کی صداقت کو جب ایک شخص مان لے اور مسیح موعود ایک بات اذن الٰہی سے کہے تو اسکی اطاعت ہی کار ثواب ہوگا نہ کہ اسکی خلاف ورزی ہم تو احادیث میں دیکھتے ہیں کہ بارش کے وقت بھی جماعت ترک کر دینے کی اجازت ہے اور صلوا فی رحالکم کا حکم ہے جب اس چھوٹی سی وجہ کے پیدا ہونے سے نماز باجماعت کو ترک کر دیا

جا سکتا ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو وہاں یہ عذر کیونکر پیش کیا جا سکتا ہے کہ احمدی ہو کر نماز یا جماعت ترک کرنی پڑیگی بس خدا نے نماز با جماعت کا حکم دیا ہے اُسی نے اپنے مسیح کی معرفت یہ حکم دیا ہے کہ اب غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھو پس اگر مسیح موعود سچا ہے تو اب تو اسی میں ہے اور وہی نماز قبول ہے جو علیحدہ پڑھی جائے نہ وہ جو غیر احمدی کے پیچھے۔ آجکل یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ شریعت اسلام تو کامل ہو چکی ہے اب یہ نیا حکم کیونکر جاری ہوا۔ کیونکہ یہ کوئی نیا حکم نہیں حضرت مسیح موعود اگر یہ حکم دیتے کہ نماز با جماعت پڑھنی جائز نہیں تب بیشک ایک نیا حکم ہوتا لیکن آپنے تو یہ حکم دیا ہے کہ غیر احمدی کے پیچھے جائز نہیں اور یہ حکم نیا نہیں نماز با جماعت سے تو آپنے نہیں روکا۔ احمدی آپس میں نماز جماعت سے پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر جو شخص احمدیت قبول کرتا ہے اسے اللہ تعالےٰ اکیلا نہیں رکھتا بلکہ اس کے لئے جماعت کا سامان پیدا کر دیتا ہے آپ غور فرمائیں کہ اگر آپکو معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص جو نماز پڑھا رہا ہے وہ ناپاک ہے اور بلا غسل نماز پڑھا رہا ہے یا بلا وضو تو آپ اسکے پیچھے نماز پڑھ لینگے؟ کبھی نہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ یہ امام تو احکام اسلام کو توڑ رہا ہے اسکے پیچھے نماز کی قبولیت کیا ہوگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ اب جو شخص امام وقت اور مسیح موعود کو قبول نہیں کرتا وہ کسقدر رضائے الٰہی سے دور ہے حتیٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو اصدق الصادقین ہیں اسکی موت کو اسلام سے پہلے کے کفار کی موت کیطرح قرار دیتے ہیں پس جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول کرتا ہے اور پھر حضرت مسیح موعود کی صداقت کو قبول کرتا ہے وہ آپکے منکر کے پیچھے کس طرح نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ نماز کا امام تو سب جماعت کا قائم مقام ہوتا ہے پھر کیا خدا تعالیٰ کے حضور اپنی التجاؤں کے پیش کرنے کے لئے انسان اس شخص کو آگے کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے اس شخص کو اپنا امام بنانا گویا اپنی دُعاؤں کو بھی قبولیت سے محروم رکھنا ہے گورنمنٹ کے پاس لوگ ڈیپوٹیشن بھیجتے ہیں تو یہ دیکھ لیتے ہیں کہ ایسا شخص ڈیپوٹیشن کا رئیس ہو جس سے حکام خوش ہوں اور کبھی ڈاکو یا مجرم کو آگے نہیں کرتے کیونکہ اس سے انہیں خطرہ ہوتا ہے کہ اگر درخواست قبول ہونی بھی ہوگی تو نہ ہوگی۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اتقی الناس اور اعلم الناس کو امام بنانے کا حکم دیا۔ یا کم سے کم متقی انسان تو امام ہونا چاہیئے جسکی

نسبت ہمارا گمان ہو کہ اللہ تعالےٰ اس پر خوش ہے لیکن وہ شخص جو خدا تعالےٰ کے مامور کو رد کرتا۔ اور اسکے حکم کو ٹالتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اشارات کو پس پشت ڈالتا ہے اسکی

نسبت ہم کب خیال کر سکتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کا امام ہونے کے قابل ہے جو اللہ تعالےٰ کے فیصلے کو قبول کر چکے ہیں اور اسکی امان میں آچکے ہیں ان کا امام تو وہی ہونا چاہیئے جو ان میں سے ہو اللہ تعالےٰ

الفضل

۱۳۔ اپریل ۱۵ء

الفضل کے خریدار بڑھانے کی طرف احباب توجہ کریں

الفضل کا یہ نمبر بعض ان احباب کیخدمت میں بھی ارسال ہے جنکی نسبت وی پی کی واپسی یا قیمت پیشگی نہ دینے یا کسی اور وجہ سے اخبار نہیں بھیجا جاتا۔ تاکہ وہ بھی حضرت اولوالعزم کے مضمون سے مستفید ہو سکیں اور اس کے ساتھ الفضل کی آیندہ خریداری جاری رکھنے کے لئے فیصلہ کر سکیں +

الفضل کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے صفحہ پر مدینۃ المسیح کے عنوان سے قادیان دارالامان کی خبریں ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ ہی اخبار احمدیہ جسمیں گویا تمام اخوان ملت کے حالات اور حضرت خلیفۃ ثانی کی رفتار سے اطلاع دیجاتی ہے اور اس طرح پر نہ صرف عقد اخوۃ مستحکم ہوتا ہے بلکہ جو فیض کوئی فرد اس جماعت کا حاصل کرتا ہے اس سے سب احباب یکساں طور پر مفید ہو جاتے ہیں پھر صفحہ ۲ پر تازہ خبریں اور مختلف واقعات اور ضروری نوٹ ہوتے ہیں صفحہ ۳ کسی اہم قومی ملکی۔ مذہبی معاملہ پر لیڈنگ آرٹیکل ہوتا ہے۔ اس کے بعد جو تھے صفحہ پر ہفتہ میں ایک بار تصدیق المسیح کے عنوان سے مسیح موعود کی صداقت پر ایک مضمون اور ایک بار اسلام کی کوئی ایسی خصوصیت جس سے دیگر مذاہب عالم پر برتری ثابت ہو سکے۔ اور ایک بار سیرت نبوی یا اسلامی تاریخ کے متعلق کوئی مضمون۔ باقی صفحات میں عیسائی۔ آریہ۔ سکھ مذہب کے متعلق کوئی نہ کوئی زبردست مضمون ہوتا ہے اور دیگر مفید مضامین صفحہ ۷۔ ۸ پر لنڈن۔ ماریشس سیلون مصر یا ہندوستان کے مختلف مبلغوں کی رپورٹیں اور احمدی سلسلہ میں داخل ہونیوالوں کی فہرست + صفحہ ۸ سے ہوئے اور دو صفحے پر حضرت سیدنا اولوالعزم کے دیئے ہوئے درس قرآن کے نوٹ شائع ہوتے ہیں اس صورت پر کہ پہلے آیات پھر ان کا لفظی رعایت سے ترجمہ پھر تفسیر۔ یہ ایک نہایت نادر مجموعہ ہے جو خریداران الفضل کو مفت مل سکتا ہے +

ابھی مارچ کے مہینے میں الحجر سے اس درس کا سلسلہ شروع ہوا ہے جو صاحب خریدار بننا چاہیں جلد بنجائیں۔ چھ روپے سالانہ قیمت ہے جو بہر صورت پیشگی ہے وی پی کا روپیہ جب تک وصول نہ ہو جائے اخبار جاری نہیں ہوتا اس لئے منی آرڈر بھیجنا اچھا ہوگا + منیجر الفضل

تو قرآن کریم میں مومنوں کی دعا بتائی ہے۔ واجعلنا للمتقین اماما۔ ہمارے مقتدی بھی متقی ہوں۔ پھر بھلا وہ شخص جو امام وقت کو رد کر کے اللہ تعالے کو ناراض کر چکا ہو۔ امام ہونے کے لائق کب ہے۔ پس اصل بات یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے یہ حکم کبھی نہیں دیا کہ نماز باجماعت نہ پڑھو بلکہ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ہے جو امام ہونے کے اہل نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر چکے ہوں تا ایسا نہ ہو کہ ان کو امام بنانے کی سزا میں یہ بھی ایمان سے محروم کر دیا جائے۔ اور اس کی دعا بھی رد ہو۔ اور جہاں ایسے آدمی ملیں جو امام ہونے کے اہل ہوں وہاں نماز باجماعت کا حکم اسی طرح موجود ہے۔ جسطرح اسلام نے دیا ہے۔

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر بھی غور فرماویں ان سے بھی ثابت ہے کہ مسیح کے متبع ایک دوسرے کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم۔ دوسری حدیث میں ہے۔ و امامکم منکم۔ اب اس حدیث پر غور کریں کیسے صاف الفاظ میں بتایا ہے کہ احمدیوں کا امام احمدی ہی ہونا چاہیئے۔ فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے تو تم میں سے ہی امام ہو گا۔ اب یہ تو صاف ثابت ہے کہ نماز کا امام عیسائی یا ہندو تو ہوا ہی نہیں کرتا کہ ہم اس جگہ یہ خیال کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ اس وقت کی یہ خصوصیت ہو گی کہ امام ہندو عیسائی یا یہودی نہ ہوا کرینگے۔ بلکہ مسلمان ہی ہونگے غرض اس جگہ اس حدیث کے یہ معنے کرنے کہ اے مسلمانو! اس وقت تمہارا امام تم میں سے ہو گا یعنی مسلمان ہو گا اس حدیث کو لغو اور بے معنے بنا دینا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ پس اسکے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ مسیح کے نزول تک تو سب فرق کا اختلاف ایسا نہ ہو گا کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز ترک کردیں۔ لیکن چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا مرسل ہو گا۔ اس لئے اس کی جماعت کی خصوصیت یہ ہو گی کہ ان کا امام انہی میں سے ہو گا نہ کہ ان دوسرے فرق سے جو دعوائے اسلام کرتے ہونگے۔ غرض غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کا ترک ہرگز کسی فرض کا ترک نہیں بلکہ قرآن کریم و احادیث کے رو سے امام جماعت امامت کے اہل انسان کو بنانا چاہیئے۔ اور چونکہ ایک مامور اور مامور بھی مرسل مامور۔ اور پھر مسیح موعود کا انکار ایک خطرناک جرم ہے۔ جو انسان کے تعلق کو اللہ تعالیٰ سے توڑ دیتا ہے۔ اس لئے مسیح موعود کا منکر ہرگز ایک احمدی کی امامت کا اہل نہیں۔ اور بموجب حدیث جماعت مسیح موعود کا امام خود انہی میں سے ہونا چاہیئے۔ اور خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو ایسا ہی حکم دیا ہے اور یہ فیصلہ قیاسی نہیں بلکہ مطابق الہام ہے۔

علاوہ ازیں آپ یہ بھی خیال فرماویں کہ مسیح موعود کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حکماً و عدلاً فرماتے ہیں یعنی وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے فیصلہ کرنے کے لئے آئے گا۔ اور اس کے فیصلہ بالکل درست ہونگے۔ پس جب مسیح موعود کے فیصلوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درست قرار دیتے ہیں تو اور کسی انسان کا کیا حق ہے کہ ایک شخص کو مسیح موعود مان کر پھر بھی کہے کہ اسکے بعض فیصلوں کو مانکر اسلام کے بعض احکام کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ کیا حکماً عدلاً کے فیصلہ غلط ہو سکتے ہیں۔ اس کا تو ہر ایک حکم اسلام کے ماتحت ہی ہو گا۔ پس یہ بحث تو ہو سکتی ہے کہ مرزا صاحب واقعہ میں مسیح ہیں یا نہیں مگر انکو مسیح مانکر انکے فیصلوں کو اسلام کے خلاف نہیں کہا جا سکتا۔

۳۔ تیسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہمارا نام مسلم رکھا گیا ہے۔ اور ہمیں مختلف فرقہ بنانے سے روکا گیا ہے پھر ہم کس طرح احمدی کہلائیں۔ اور ایک اور فرقہ کی بنیاد رکھیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ احمدی نام ہمارے مذہب کا نہیں۔ ہمارا مذہب اسلام ہی ہے۔ لیکن چونکہ اس وقت مسلمانوں میں ہزاروں فرقہ موجود ہیں۔ اگر ہم صرف مسلمان کہلائیں تو دنیا ہماری خصوصیات سے کس طرح واقف ہو۔ اس وقت احمدی کا لفظ گویا ہمارے لئے ایک اشتہار ہے اور اس کے یہ معنے نہیں کہ احمدی کوئی نیا مذہب ہے۔ بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور اس جماعت میں شامل ہیں جو مسیح موعود کو ماننے والی ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا خطاب دیا ہے یا نہیں۔ اور پھر بہت سے اور آدمیوں کو نبی کرکے پکارا ہے یا نہیں پھر کیا یہ سمّٰکم المسلمین کے خلاف ہے ہرگز نہیں وہ لوگ نبی بھی تھے۔ مسلمان بھی تھے۔ اسلام ان کا مذہب تھا۔ اور نبوت ان کی خصوصیت تھی جو اور دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی تھی۔ پس نبی یا خاتم النبیین کے نام سے پکارنے سے یہ مطلب نہیں تھا کہ مسلم کے نام کے خلاف کیا گیا ہے۔ بلکہ اس میں ایک خصوصیت بتلائی گئی تھی۔

پھر خود قرآن کریم میں مہاجرین و انصار کے دو گروہوں کا ذکر آتا ہے۔ اور یہ دونوں گروہ مسلمانوں ہی کے تھے۔ کیا پھر قرآن کریم نے خود اپنے ہی بتائے ہوئے قاعدہ کے خلاف کیا کہ آپ ہی تو بتایا کہ تمہارا نام مسلم ہے۔ اور آپ ہی ایک جماعت کو مہاجر کے نام سے پکارا۔ اور ایک کو انصار کے نام سے۔ مگر اس کا جواب یہی ہے کہ یہ نام مسلم نام کے خلاف نہیں۔ وہ لوگ مذہباً مسلم تھے۔ لیکن چونکہ انہیں بعض خصوصیات تھیں۔ جن کا ذکر کرنا انکے درجہ اور انکے حقوق کے اظہار کے لئے ضروری تھا۔ اس لئے ان کا ذکر بھی کیا گیا جو سمّٰکم المسلمین کے خلاف نہ تھا۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے کوئی سید کوئی قریشی کوئی پٹھان کوئی مغل وغیرہ کہلاتے ہیں اور یہ سمّٰکم المسلمین کے خلاف نہیں۔ بلکہ بعض جگہ اس کا اظہار ضروری ہو جاتا ہے۔ گورنمنٹ نے پنجاب میں خاص اقوام کو زمین کے خریدنے کا اہل قرار دیا ہے اور ہر قوم کو مستحق نہیں سمجھا۔ اب اگر مسلمان سمّٰکم المسلمین کے ماتحت اپنے ان ناموں کو پوشیدہ رکھیں جو انکی قوم کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو وہ ان تمام حقوق سے محروم ہو جائیں۔ اسی طرح آپ غور کریں کہ ہر ایک شخص کا ایک نام ہوتا ہے۔ اگر سب مسلمان اسی حکم کے ماتحت نام رکھنے چھوڑ دیں تو دنیا میں کس قدر تباہی آ جائے۔ غرض کہ مختلف وجوہ کے ماتحت انسان کو اپنے بعض نام قرار دینے پڑتے ہیں کبھی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرنے کے لئے وہ اپنا نام رکھتا ہے یا یہ کہ اس کے والدین اس کا کوئی نام رکھتے ہیں۔ اور کبھی ایک قوم کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ایک قومی نام رکھا جاتا ہے۔ کبھی بعض عہدوں اور درجوں کے بتلانے کے لئے نام رکھے جاتے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے مسلمانوں کے مسلم نام میں کوئی فرق نہیں آ جاتا پس ہم جو اپنے آپکو احمدی کہتے ہیں یہ قرآن کریم کے حکم کے خلاف نہیں کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہم مسلم نہیں

بلکہ ہم ہمیشہ اپنے آپ کو مسلم ہی کہتے ہیں۔ احمدی تو ہم صرف اسبات کے ظاہر کرنے کے لئے کہلاتے ہیں کہ ہم وہ مسلمان ہیں جو مسیح موعود کے ہاتھوں پر اسلام کی حقیقت کو پاکر مسلم بنے ہیں۔ اور جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل کو رد نہیں کیا بلکہ قبول کیا ہے۔ جسطرح انصار اس لئے انصار کہلاتے تھے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے رسول کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔ غرضکہ احمدی کہلانے میں اسلام کا انکار نہیں بلکہ ایک خصوصیت کا اظہار ہے ٭

باقی رہا یہ کہ قرآن کریم نے فرقہ بندی سے منع کیا ہے سو یہ بالکل درست ہے۔ اسلام نے فرقہ بندی سے منع کیا ہے جو شخص فرقہ بندی کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے مگر ہم تو کوئی فرقہ بندی نہیں کرتے۔ ہم تو اصل اسلام کو نقلی اسلام اور بناوٹی اسلام سے علیحدہ کرتے ہیں اس وقت مسلمان کہلانے والے لوگ ہزاروں گندے عقاید اور بدرسومات میں مبتلا ہیں۔ اور بہت سی صداقتوں سے منکر ہیں۔ مسیح موعود نے ان سب باتوں کو خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت دور کیا ہے۔ اور حقیقی اسلام کو پیش کر کے اس کی طرف لوگوں کو بلایا ہے۔ پس یہ فرقہ بندی نہیں بلکہ اسلام کی شیرازہ بندی ہے۔ کیا قرآن کریم نے اسبات سے بھی منع کیا ہے کہ اسلام کی شیرازہ بندی بھی نہ کرنا۔ اور خواہ مسلمان اسلام سے کتنے ہی دور ہو تے چلے جائیں تم انکو اصل اسلام کی طرف نہ بلانا اور اگر یہ بات نہیں ہے تو احمدی جماعت کا قیام فرقہ بندی کی بناء پر نہیں بلکہ اسلام کی شیرازہ بندی کی بناء پر ہے۔ اور جو لوگ اسلام سے دور چلے گئے تھے انکو کھینچ کھینچ کر ایک مرکز پر جمع کیا جا رہا ہے۔ اسلام میں کسی شخص کا ہاتھ یا پیر کاٹ دینا منع ہے۔ لیکن ایک ڈاکٹر جب ایک بے کار عضو کو کاٹ دیتا ہے تو یہ عین ثواب ہوتا ہے کیونکہ اس کا ساتھ جڑا رہنا دوسرے اعضاء کو بھی خراب کر دیگا۔ اسی طرح محفوظ اعضاء کو بے کار اعضاء سے جدا کر دینا اور انکو ایک شیرازہ میں لے آنا ہرگز فرقہ بندی نہیں کہلا سکتا۔ اس وقت تو اگر حقیقی اسلام کو الگ نہ کیا جائے۔ تو اسلام کی تباہی یقینی ہے۔ ضروری ہے کہ اسلام کی بہتری اور اسکے احیاء اور قیام کے لئے سچے کو باطل سے علیحدہ کر دیا جائے ٭

۴۔ چوتھا سوال آپ کا یہ ہے کہ قرآن کریم میں یا احادیث میں کہیں اسبات کا حکم نہیں کہ مسیح و مہدی کو کھلے طور پر قبول کیا جاوے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم سے تو سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی کی اطاعت کا قبل از وقت حکم دیا جانا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن جبکہ اللہ تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ کونوا مع الصادقین۔ صادقوں کے ساتھ مل جاؤ۔ اور فرماتا ہے کہ وارکعوا مع الراکعین فرمانبردار لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ تو مسیح اور مہدی کا نام لیکر اسبات کی تاکید کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ انکی فرمانبرداری کرو۔ اگر مسیح موعود صادق ہے تو اس کے ساتھ ہونے اور اس کی جماعت میں علی الاعلان شامل ہونے کی ضرورت ہے۔ اور قرآن کریم کا حکم ہے۔ اور اگر کاذب ہے۔ نعوذ باللہ۔ تو پھر اس سوال کی ضرورت نہیں پھر قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نسل انسان کو فرماتا ہے فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون۔ پس جس کا نام مہدی رکھا گیا ہے وہ جب دنیا میں آئے تو اس کے ساتھ ہونا اور اس کی جماعت میں داخل ہونا تو ایک الٰہی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی اتباع کرنا تو مومن کا فرض اولین ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ تم بہتر امت ہو۔ جو لوگوں کے نفع کے لئے نکالی گئی ہے۔ تم لوگ سب نیک باتوں کا حکم کرتے ہو۔ اور سب بری باتوں سے لوگوں کو روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ مسلمانوں کو دوسری امتوں پر فضیلت ہی اس لئے دیگئی ہے کہ ان کا فرض مقرر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو لوگوں کے نفع کے لئے وقف کر دیں اور حق باتیں لوگوں کو پہنچاتے رہیں۔ اور بری باتوں سے روکتے رہیں۔ پس جبکہ مسلمان کا فرض دوسروں کو حق پہنچانا ہے تو اپنا مذہب پوشیدہ رکھنا سے کس طرح جائز ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک نور اور ہدایت نازل ہو گئی تو ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ اس کو شائع کرے اور لوگوں کو اس کیطرف بلائے۔ اور یہ مسلم کا پہلا فرض ہے اور ایک دوسری جگہ اللہ تعالےٰ تبلیغ کرنے والے لوگوں کو کہتا ہے کہ اولئک ھم المفلحون۔ یعنے جب تک لوگوں کو دعوت حق دیتے رہا وہ مسلمانوں میں رہے گا۔ اسی وقت تک مسلمان کامیاب ہونگے۔ پس ان تمام آیات کے ہوتے ہوئے ایمان کا پوشیدہ رکھنا جائز نہیں۔ اور ان آیات میں ہرگز کہیں نہیں لکھا کہ یہ حکم صرف فلاں فلاں نبی کے لئے ہیں یا یہ کہ فلاں فلاں ہدایت کے لئے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہود کی نسبت آتا ہے کہ الذین اتینا ھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم۔ اہل کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں جسطرح اپنے بیٹوں کو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل سے تو وہ آپ کے مومن تھے۔ لیکن اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ لیکن باوجود اس کے ان پر سخت الزام لگایا گیا ہے۔ پھر ہم حضرت مسیح موعود کے الہامات کو دیکھتے ہیں تو ان میں بھی یہ حکم پاتے ہیں کہ جو شخص اس کشتی میں نہیں بیٹھتا جو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے ہاتھوں سے تیار کروائی ہے یعنے احمدی جماعت میں داخل نہیں ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ نہیں۔ اور اس کے فضلوں کا وارث نہیں ہو سکتا ٭

۵۔ پانچواں سوال آپ کا یہ ہے کہ مذکورہ بالا واقعات کے ہوتے ہوئے اگر میں آپ کو خفیہ طور پر قبول کروں تو اس میں کچھ حرج نہیں؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ میں پہلے سوالوں کے جواب دے چکا ہوں جنمیں میں نے بتایا ہے کہ ماموروں کا ماننا اور انکی جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی جماعت سے عظیم الشان ترقیوں اور انعامات کے وعدے کئے ہیں۔ ان وعدوں کا حصہ دار انسان تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب انکی جماعت میں شامل ہو۔ مکرمی آپ دیکھیں کہ اگر سب لوگ اسی طرح اپنے دل میں فیصلہ کر کے اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیں تو وہ کام جو مسیح موعود کا ہے کس طرح پورا ہو آپنے جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں یہ دوسروں کے لئے بھی روک ہو سکتے ہیں۔ پھر اسلام کا غلبہ جو مسیح موعود کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کرانا چاہتا ہے کیونکر ہو۔ اور کھرے اور کھوٹے میں کیا امتیاز پیدا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے تو بذریعہ الہام

حضرت مسیح موعود کو بیعت لینے پر مقرر فرمایا تھا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء جو غیر مامور تھے۔ انکی بیعت کی نسبت بھی صحابہ کو اسقدر اصرار تھا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمنے زیادہ دیر بغیر ایک امام کے رہنے کو پسند نہ کیا۔ اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اور جس شخص نے بیعت نہ کی۔ اس سے بالکل قطع تعلق کر لیا۔ اور کلام تک چھوڑ دیا۔ پس جب یہ غیر مامور خلفا کا حال ہے۔ تو مامور علیہ اور مسیح موعود اور اُمت محمدیہ کے درخشندہ گوہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے ترقی کرتے ہوئے نبی کا نام پانیوالے انسان کے ساتھ شامل نہ ہونا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ ایمان کی سلامتی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے بندوں اس کی جماعت میں شامل ہوکر ہر ایک مومن باللہ اپنے نفس کی درستی اور خدمت اسلام میں لگ جائے میرے خیال میں تو جو شخص مسیح موعود کو امام برحق مان لیتا ہے۔ اس کے لئے سوائے دنیاوی مشکلات اور مولویوں کے فتووں کے اور کوئی چیز مسیح موعود کے ماننے میں روک نہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہئیے کہ دنیا چند روزہ ہے۔ اور آخر میں اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔ جہاں کسی کی سفارش یا شفاعت کام نہیں دے سکتی۔ الّا ماشاء اللہ۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے علم سے کوئی بات مخفی نہیں۔ ہمارے زمانہ میں تو وہ مشکلات نہیں پہلے زمانہ میں تو لوگوں کو صداقت کی خاطر جانیں دینی پڑتی تھیں۔ اور بعض کو اپنے سامنے اپنی بیویوں اور بچوں کو ذبح ہوتے دیکھنا پڑتا۔ وطن چھوڑنے پڑتے تھے جائدادیں ترک کرنی پڑتی تھیں۔ مگر وہ لوگ صداقت کے قبول کرنے سے انکار نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف ایمان کا دعویٰ کرنے پر انکو چھوڑ دیا جائے۔ اور انکی آزمائش نہ کی جائے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایمان وہی قابل قدر اور انعام الٰہی کا وارث کرتا ہے جس میں انسان آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ پس مومن تو وہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اسی کی قدر ہے جو اپنے پیدا کرنے والے

کو اپنے رازق اور اپنے مالک کے حکم کے ماتحت ہر ایک تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ہماری جماعت میں سے ہی بعض لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے ریاست کابل میں قتل کئے گئے۔ اور بعض کو اپنے وطن چھوڑنے پڑے۔ لیکن انہوں نے صداقت کو نہ چھپایا۔ اور ایسا تو شاید ہی کوئی انسان ہو جس کو اور قسم قسم کے دُکھ نہیں دئے گئے۔ اور کچھ نہیں تو فتواے کفر کے ذریعہ سے اسے ڈرانے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔ اور ایمان قبول بھی وہی ہوگا ہے جو باوجود مشکلات کے ثابت رہے۔ کاش! دنیا اس بات پر غور کرتی۔ اور لوگ اس بات کو سوچتے کہ انسان اس دنیا میں رہے گا۔ اگر صداقت کے قبول کرنے میں اسے سخت سے سخت تکلیفیں بھی دی جائیں۔ تب بھی وہ ایک محدود وقت کے لئے ہونگی۔ اول تو اللہ تعالےٰ اسی دنیا میں مومنوں کی نصرت کرتا ہے۔ اور اگر اس دنیا میں دکھ ہی دکھ ہو تب بھی یہ زندگی زیادہ سے زیادہ سو سال کی سمجھ لو پھر مرنا ہے اور ایک نئے گھر میں بود و باش کرنی ہے۔ جس کا کوئی خاتمہ نہیں پھر اُس نہ ختم ہونیوالے آرام کو قربان کرنا اور اس محدود زندگی کے آرام کو قبول کرنا کہاں کی دانائی ہے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ رضائے الٰہی کے مقابلہ میں دنیا کے دکھوں اور تکلیفوں کی ہستی ہی کیا ہے۔ کاش! مسلمان اسقدر غور کرتے کہ آج اسلام خطرناک مصائب میں گرفتار ہے اور اسے پھر بڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔ اور اس کے ہاتھ سے اسلام کے شیرازہ کو پھر باندھنا چاہا ہے۔ اور اس جماعت میں شامل ہونیکے لئے دوڑتے جسے خدا تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اس جماعت سے علیٰحدہ ہو جاتے۔ جس نے حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعود کو اپنا سلام پہنچا دینے کا حکم ہر ایک مسلمان کو دیتے ہیں۔ تو پھر کیا مسلمان کہلاتے ہوئے کوئی شخص مسیح موعود سے جدا ہو سکتا ہے۔ ہر ایک شخص کو یہ حکم دینا کہ میری طرف سے مسیح موعود کو سلام کہنا اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ اس کی جماعت میں شامل ہو کیونکہ سلام پہنچانا چاہتا ہے کہ اس کے پاس ہی انسان جائے۔ اور الٰہی سلسلہ انسانوں کی وفات کے ساتھ

ختم نہیں ہو جاتا۔ مسیح موعود کا ماننا جیسے اس کی زندگی میں ضروری تھا۔ اسی طرح اب بھی ہے۔ اسلام کو سب سے بڑا نقصان پراگندگی سے پہنچا۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ پھر نئے سرے سے مسلمانوں کو ایک جماعت بنائے۔ اور اسی لئے اس نے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔ اب جس شخص کے دل میں اسلام کی محبت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا تقویٰ رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ مسیح موعود کے دعویٰ کو پرکھنے کے بعد اسکی صداقت معلوم کرکے اسکے احاطہ میں آجائے تا ایسا نہ ہو کہ خدا تعالےٰ کے حضور میں وہ ان لوگوں میں شامل کیا جاوے۔ جو اسلام کو نقصان پہنچانے والے اور جماعت مسلمین کو پراگندہ کرنیوالے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحم فرمائے اور حق کیطرف ہدایت کرے۔ آمین ✦

ضرورت نکاح

ایک صاحب کی ہمشیرہ پانچویں جماعت تک تعلیم یافتہ ہے۔ سینے پرونے۔ کھانے پکانے۔ گھر کے انتظام میں سلیقہ شعار ہے۔ اس کا نکاح کسی علم دوست برسر روزگار نوجوان احمدی سے کرنا چاہتے ہیں جو گوجرات۔ جہلم۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ کا رہنے والا ہو۔ مزید حالات بذریعہ خط و کتابت ۔ معرفت اکمل قادیان

۲ - ایک لڑکی احمدی عمر ۲۲ سال برسر روزگار کو نکاح کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت معرفت سراج الدین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پھیرانوالی سیالکوٹ ✦

منظوم براہین

براہین احمدیہ حصہ پنجم کی دونوں نظموں کو علیحدہ بصورت رسالہ بغرض تبلیغ چھاپ کر شائع کیا ہے ۔ سو کے ۲۰ رسالے فی رسالہ ۱ء

محمد یٰسین تاجر کتب قادیان

النبوۃ فی الاسلام اور چند طلب مسئلہ مولوی محمد علی صاحب کے دو مضمونوں کا مسکت جواب ۳ ہر بنا تنقید سے ملے گا ✦

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

الفضل

قادیان

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا
(الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے چار روپے

چندہ غیر ... سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے (۶ے)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ)

جلد ۲ | پنجشنبہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۲۷

مدینۃ المسیح

حضرت مصلح موعود کی طبیعت اچھی ہے حضور کا درس ایک دن قرآن میں اور ایک دن رجال میں ہوتا ہے کیونکہ ابھی طبیعت میں ضعف باقی ہے +

۲- اہلبیت نبوی میں خیریت ہے (ب) میاں عبدالحی اور ان کی والدہ صاحبہ واپس تشریف لے آئے +

۳- مبلغین کی اعلیٰ کلاس کا امتحان ہو رہا ہے

۴- تعلیم الاسلام ہائی سکول ۱۵- اپریل کو اور مدرسہ احمدیہ ۱۷- اپریل کو کھلے گا- داخلہ کی تاریخ ۲۰- اپریل تک ہے +

۵- انٹرنس کے امتحان میں اسپر ہونیکے واسطے جو طلباء جانیوالے ہیں انکی کامیابی کیلئے احباب دعا کریں +

اخبار احمدیہ

۱- برادر غلام احمد صاحب مختار عدالت حال وارد سٹرعہ تبلیغ کا کام خوب کر رہے ہیں آج (۸- اپریل) بھی چار آدمیوں کی بیعت بھجواتے ہیں +

۲- برادر اللہ دتا صاحب سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول رام نگر ایک جہلمی قمرالدین نام سے اپنے مباحثہ کا حال لکھتے ہیں جس نے آخر جھلا کر کہہ دیا کہ مجھے غیر احمدی سمجھ کر بات کرنی چاہیئے کیونکہ حضرت اقدس کے صریح حوالوں کا کوئی جواب اسکے پاس نہ تھا غیر مبایعین سے بھی یہی امید ہو سکتی ہے +

۳- حضور نے ایک طبیب کو لکھوایا کہ طب اور علاج میں احمدی اور غیر احمدی ہندو مسلم کا کوئی امتیاز نہیں سب سے ہمدردی کرو- اور پوری توجہ +

۴- ہمارے ایک دوست کو کسی دشمن نے کہا کہ فلاں شخص سے جو بڑا آدمی ہے تمہیں تباہ کرا کے چھوڑوں گا- جواب میں کہا گیا- وہ بڑا آدمی ہے تو میں فضل عمر کا غلام- دو تین روز ہی میں اس بڑے آدمی کو پلیگ ہوا- اور معاملہ کا فیصلہ +

۵- ایک دوست لکھتے ہیں کہ حضور کی دعا کا پہلا حصہ پورا ہو گیا اور یہاں سے تبدیلی ہو گئی +

۶- برادر رسول بخش صاحب سب اورسیر روزانہ کارڈ دعا کے لئے بھیجتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی مراد پوری کرے +

۷- برادر کریم الدین صاحب گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ اپنی غلط فہمی کا اقرار کرتے ہوئے خلیفۂ ثانی سے شرف بیعت حاصل کرنے پر اظہار خوشی کرتے ہیں اور لکھتے ہیں حقیقۃ النبوۃ نے نبوت کی حقیقت کو کھول دیا +

۸- برادر محمد الدین صاحب واصلباقی نویس تحصیل کھاریاں لکھتے ہیں کہ مسئلہ وفات مسیح اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے حضرت مسیح موعود کے لئے امانت رکھا تھا اور ایسے عظیم الشان مسئلہ کو اوروں کی نظر سے پوشیدہ رکھا کہ جسپر فلاح دارین

اب اور آیندہ منحصر ہے۔ ایسا ہی مسئلہ نبوت حضور کے حصہ میں آیا۔ اسوقت مسئلہ وفات مسیح اور مسئلہ نبوت شاندار حربے احمدیوں کے ہاتھ آئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ خاکسار نے ۱۸۹۴ء سے بعد کی کتابیں ساتھ ساتھ پڑھی ہیں۔ تریاق ا[illegible] ۱۸۹? کے رمضان میں قبل از اشاعت سیٹھ [illegible] الرحمن صاحب نواب صا[illegible] والے مکان میں [illegible] استعمال ہوتا تھا [illegible] سنگار ستا[illegible] دسمبر کا تھا اور ان دنوں نصیبین [illegible] صاحب نے عربی رسالہ لکھا تھا اور [illegible] امام پر لکھنے کا حکم دیا تھا۔

غیراحمد

[illegible] ایک دوست لکھتے ہیں کہ [illegible] گاؤں میں ایک غیر احمدی کا یا[illegible] اور وہ شخص نہیں چندہ بھی دیا کرتا تھا اور [illegible] پیچھے پڑھتا تھا۔ اور ہمارا قریبی بھی تھا۔ حضرت خلیفہ اول مرحوم مغفور سے بذریعہ کارڈ پوچھا کہ ایسے شخص کا یا اسکی اولاد کا جنازہ پڑھ لیا جائے تو آپ نے تحریر فرمایا کہ نہیں چاہئیے +

برادر فضل کریم صاحب ضلع صوبہ سنگھو سے خطرناک پلیگ کی خبر دیتے ہیں لکھتے ہیں آج چالیس بیمار ہیں اللہ محفوظ رکھے +

حضور نے ایک صاحب کو لکھا کہ مباہلہ کے لئے باہر نکلنا ضروری نہیں آپ انھیں کہیں کہ اول تو یوں دعا کرو کہ اگر مدعی مسیحیت سچا ہے تو ہمیں ہدایت ہو۔ نہ مانیں تو پھر وہ یہ دعا کریں۔ اگر سچا ہے تو ہمیں ہلاک کر مقابلہ کی کیا ضرورت ہے +

برادر رحمت سبزی فروش بنگہ سے لکھتے ہیں کہ ایک بچے ۹- اپریل کو بھیج چکا تھا۔ ۱۰- اپریل مدرسہ احمدیہ کی اپیل پڑھی۔ پانچ روپیہ اس کے لئے بھیجوں گا +

ڈیرہ دون سے ایک صاحب پوچھتے ہیں ایک احمدی۔ اپنا نکاح غیر احمدی سے پڑھوانا مناسب نہیں سمجھتے۔ تو کیا اپنا نکاح خود پڑھ لے۔ فرمایا خفیہ نکاح نہ ہو تو خود پڑھ سکتا ہے +

جنازہ غائب (۱) برادر فضل حق ورحمت صاحب سیالکوٹ موضع محمود پور (پٹیالہ)۔ (۲) چوہدری سردار علی صاحب انسپکٹر میونسپلٹی کی والدہ ماجدہ کا احباب جنازہ پڑھ دیں +

تازہ خبریں

حکومت صوبہ متحدہ نے ایک سرکاری اطلاع شائع کر کے معاملہ صاف کر دیا کہ "درگاہ کربلائے معلیٰ کا خزانہ لوٹے جانیکی جو افواہ اڑی تھی وہ تحقیقات سے بے بنیاد ثابت ہوئی ہے +

کارپیتھین کی جنگ میں فریقین کثیر التعداد محفوظ سپاہ میدان میں لا رہے ہیں۔ آسٹریا اور جرمنی دونوں کو جنگ کارپیتھین کی طرف سے سخت اندیشہ لاحق ہو رہا ہے +

درہ دانیال کی فوجی مہم مصر میں

لنڈن ۱۰- اپریل۔ فرانس کی مشرقی فوجی مہم جو مقام (تونس) میں جنرل ڈامیڈ کے ماتحت مجتمع تھی تمام مہم بخیریت سفر کرنے کے بعد اسکندریہ میں اُتر پڑی اور اب مقام رملہ میں جو دریائے نیل کے دہانہ پر نہایت خوشگوار جگہ ہے فروکش ہے اور جہاں اسکی خدمات کی ضرورت ہو وہاں جانے کے لئے ہمہ تن مستعد ہے +

لنڈن ۱۰- اپریل مصر سے (مزید) افواج کی آمد کی خبر سنکر لوگ حیران و ششدر رہ گئے کیونکہ اتحادی سپاہ کی نقل و حرکت پر رازداری کا جو پردہ پڑا ہوا ہے اس سے اس کا حیرت انگیز ثبوت ملتا ہے۔ اس مہم کے حالات ایسے پردہ اخفا میں رہے ہیں کہ کسی کو اب تک اس کے اُٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی +

پیرس ۹- اپریل۔ آج سہ پہر کی سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ دردانیال کے دہانہ میں اور اس کے اندر ہر روز رات کو سرنگیں صاف کرنے کی کارروائی جاری ہے۔ ترکوں کی مخالفت کمزور اور غیر مؤثر ہے +

جرمن حملوں کی پسپائی

پیرس ۱۰- اپریل۔ تازہ شاندار حملہ کے بعد لی اپارجی کے باڑے پر جہاں سے دور کے میدان پر زد پڑتی ہے اور جہاں دشمن نے نہایت بے جگری کے ساتھ مدافعت کی ہے ہمارا پورا قبضہ ہو گیا۔ دشت ایلی میں ہم مقبوضہ علاقہ پر بدستور قابض ہیں اور جرمنوں کے حملے پسپا کئے [illegible] ووئیور میں جرمنوں نے کھوئی ہوئی خندقوں [illegible] غرض سے پندرہ حملے کئے مگر ہم نے انھیں پسپا [illegible] کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ بوسیجور کے [illegible] سپاہ کی خوب لڑائی ہوئی اور جرمنوں کا توپ [illegible]

۲ سٹیمروں کی غرقابی

لنڈن ۱۱- اپریل۔ ایمسٹرڈم کا تار مظہر ہے کہ [illegible] پر تارپیڈو پھینک کر اسے ۵ منٹ میں [illegible]

لنڈن ۱۱- اپریل۔ سٹیمر گرزسے [illegible] ہوگ کے پرے غرق کر دیا گیا +

مے نوشی کے خلاف مجاہدہ

لنڈن ۱۰- اپریل۔ حلیف سلطنتوں کے اتباع میں فرانس بھی مے نوشی کے خلاف سخت مجاہدہ کر رہا ہے چنانچہ میدان جنگ میں کسی قسم کی شراب نہیں جانے پائی +

مشرقی بنگال کے طوفان باد کی مزید خبروں سے پایا جاتا ہے کہ طوفان مذکور موضع بیوجبل واقع تھا[illegible] سے شروع ہوا اور دریائے شیتلکسیا پر ہوتا ہوا اپنی پوری طاقت سے دریائے میگھنا کے اوپر کیطرف رواں ہو گیا۔ اور جو شے راستے میں آئی اسے تباہ و برباد کرتا گیا۔ یہ طوفان باد اسقدر تند تھا کہ جستی چادروں کی چھتیں اور آہنی صندوق اپنی جگہ سے اُڑ اُڑ کر دور جا پڑے۔ ایک عورت اُڑ کر کسی درخت سے ٹکرائی +

طاعونی اموات ہفتہ مختتمہ ۳- اپریل کے اندر کل ہندوستان میں ۲۳۹۸۲ طاعونی اموات بتفصیل ذیل وقوع میں آئیں +

پنجاب ۱۶۰۹۴- صوبجات متحدہ ۱۹۸۶- بہار اور اڑیسہ ۱۸۳۹- ممالک متوسط ۷۹۹- بمبئی ۷۸۶- برہما ۱۲۳- وسط ہند ۹۶- ریاست میسور ۶- بنگال ۱۴- صوبہ سرحدی پنجاب ۱۳- آسام اور دہلی میں کوئی موت وقوع میں نہیں آئی +

ان تمام ملٹری میڈیکل طلباء کے نام جنھوں نے سٹرائیک کی تھی اور جو ۲۲ مارچ تک اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہ ہوئے تھے شدید بدعنوانی کے الزام میں سکول کے رجسٹر سے خارج کر دیئے گئے ہیں +

جلد ۲ نمبر ۱۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء

مسلمان اور جنگ

برطانیہ واسلام کے اغراض ایک ہیں

جرمنی پادریوں نے ایک مذہبی گیت بنایا ہے اور اس میں وہ موجودہ جنگ کو مبارک اور بابرکت ٹھہراتے اور کہتے ہیں" اے جنگ تو ہمیں نیکی کا سبق دینے والی ہے اے جنگ تو ہمیں ہمارے نجات دہندہ سے ملانے والی ہے۔ جنگ کے بادل جسقدر مہیب ہوتے جاتے ہیں۔ اسی قدر ہماری امیدوں کا آفتاب انکے پیچھے منور ہوتا جاتا ہے کیونکہ ہمارا خداوند ایک دفعہ کہہ چکا ہے " میں تاریکی میں نور پیدا کرتا ہوں"۔ اے جنگ مبارک ہے تو کیونکہ تو خداوند قدوس کی لازوال رحمت اور جلال کا نقشہ خداوند کے جیش کی صورت ہمارے دلوں میں کھینچ دیگی" اور پھر آگے چلکر اسی گیت میں لکھا ہے " اس جنگ نے غیر عیسائی قوموں کو جو عیش و عشرت میں پھنسی ہوئی تھیں ایسا تازیانہ لگایا ہے کہ وہ بھی بیدار ہو گئیں۔ اور اب انہیں بھی اپنی ناکارہ زندگی۔ اپنے گناہوں کی تاریکی۔ اپنی کمزوریاں۔ اپنا کھوکھلا پن اچھی طرح نظر آنے لگا ہے"۔

جرمن پادری یا جرمن قوم اس جنگ کو باوجود تباہی وبربادی وبے نظیر نقصان جان و اموال مبارک سمجھے یا برکت خیال کرے یہ ان کا فعل ہے۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں لیکن ہم یہ ضرور کہینگے کہ یہ گیت مسلمانوں کی قوم کے حسب حال ہے اسمیں شک نہیں کہ مسلمانوں نے اس جنگ میں خاص طور پر قربانیاں کی ہیں اور ہر ایک میدان جنگ میں اپنا خون گرایا ہے۔ مسلمان نہ صرف روس و فرانس و انگلستان کی افواج ظفر امواج میں فخر شرکت رکھتے ہیں بلکہ جرمنی و آسٹریا کے بہادران حرب میں بھی ان کا نام ہے۔ اور جہاں مسیح کے پیرو ایکدوسرے سے مصروف پیکار ہیں۔ وہاں پیغمبر عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا بھی اپنے ہم خیال اور ہم مذہب اہل سیف سے نبرد آزما ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر اپنے ملکی مفاد و تحفظ قومی کی خاطر پیوست خاک ہو رہے اور موخر الذکر محض

عہد وفا کے نباہنے

کی غرض کو مقدم رکھکر سر فروشی کا واجبی خراج ادا کر رہے ہیں مگر باوجود اس تمام قربانی۔ اس تمام نقصان کے جو مسلمانوں کو جنگ کی خاطر برداشت کرنا پڑا ہے ہم کہینگے کہ یہ جنگ مسلمانوں اور اسلام کے لئے مفید ہے کیونکہ وہ دن قریب ہے کہ جب مسلمان اپنے حقیقی بہی خواہ۔ اپنی امیدوں کے آفتاب 'تاریکی میں سے پیدا ہونے والے 'نور' اور 'خداوند کے جیش' کی پورے "جلال' اور لازوال رحمت' کے ساتھ کمان کرنیوالے مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لائینگے اور اس 'تازیانہ عبرت' سے (جو عذاب الٰہی کی صورت میں نمودار ہوا اور جسکی پہلے سے خبر دیگئی تھی) فائدہ اٹھا کر اپنی 'کمزوریوں' اور اپنے 'کھوکھلا پن' کو شناخت کرینگے اور یقین کرینگے کہ اسلام کی حفاظت کوئی زمینی سیاست نہیں کرتی بلکہ خدائے آسمان اس کا محافظ ہے اور آج اسلام کی ترقی و حفاظت کا وہی بہترین ذریعہ ہے جو خدا کے مسیح موعود نے فرمایا ہے اور جو خدا کی کتاب میں مذکور ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ یعنی خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جبتک وہ قوم خود اپنے اندر تغیر نہیں پیدا کرتی +

پس ہمیں یقین ہے کہ جنگ مسلمانوں کو زمین سے اٹھا کر آسمان کیطرف لے جائیگی اور دنیا سے چھڑا کر دین کا راستہ دکھائیگی اور خونین مہدی کے بے سود انتظار کی تکلیف دہ فکر سے نجات دلا کر شہزادہ امن کی قبولیت کا شرف حاصل کرنے کی محرک ہوگی اور مسلمان

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے

کا عہد وفا مضبوط کرکے آسمانی حکومت سے بھی ایسا ہی رشتہ اتحاد قائم کرینگے جیسا کہ آج اس خطرناک اور نازک وقت میں انھوں نے اپنی زمینی حکومتوں کے ساتھ رکھا ہے کون نہیں جانتا کہ جنگ یورپ اور خصوصاً ٹرکی کی شمولیت جنگ نے اتحادی سلاطین کی مسلمان رعایا کو ایک امتحان میں ڈالدیا تھا اور کس پر یہ امر واضح نہیں کہ مسلمان اس امتحان میں پاس ہو گئے۔ انھوں نے عملاً وہی کیا جو خدا کے مسیح نے انکے لئے تجویز کیا تھا اور اس برگزیدہ انسان کے کلام پاک پر عمل کرکے ثابت کردیا ؂

اب آچکا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

سوڈان کے سلاطین نے مواشی و دیگر سامان نذر کرکے مصری سلطان و رعایا نے اپنی خاموشی سے۔ الجیریا و ٹیونس نے اظہار وفاداری سے۔ روس و ہند نے جانباز مردان کارزار مہیا کرکے ثابت کردیا کہ

ترکوں کا اعلان جہاد

اب اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور اس طرح مسلمانوں نے اپنے مسیحی فرمانرواؤں کے ساتھ جو اظہار وفا و اخلاص دکھایا ہے وہ تاریخ کے خونین صفحات کی سرخ زمین پر ہمیشہ کے لئے سنہری الفاظ سے لکھا جائے گا +

ہم خوش ہیں کہ اس وفاداری کا احساس حکمران جماعت کے قابل افراد کے قلوب میں ہے چنانچہ آنریبل مسٹر کلاڈ ہل نے ۷-اپریل کو بمبئی مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا

" میں آج ان واقعات کیطرف اشارہ کرتا ہوں جو آجکل دنیا کی توجہ کے جاذب ہو رہے ہیں۔ میری مراد اس یورپ کی جنگ سے ہے آپ لوگوں نے سلطنت برطانیہ کے ساتھ جو مضبوط رشتہ رکھا اور جس طرح تعلقات وفا کو نبایا ہے۔ اس کے [illegible] نتائج کا وقت بر ظہور ہوگا۔ بعد کے پیش آمدہ واقعات نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت کو نازک بنا دیا تھا۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہر ایک ہندوستانی مسلمان اس امر کو بخوبی سمجھتا ہے کہ برطانیہ تہذیب مذاہب کی جس میں اسلام بھی شامل ہے بہترین دوست ہے۔ اگرچہ حالت بہت نازک ہے مگر آپ سب لوگ اطمینان رکھیں کہ برطانیہ اسلام کے مقاصد کی اپنے مقدور بھر حفاظت کریگی بلکہ یوں کہو کہ

برطانیہ و اسلام کے مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں آپ کو حاجیوں کے معاملہ اور حجاز میں سامان خوراک

بھولنے میں گورنمنٹ کے ارادوں اور خواہشات کا علم ہو چکا ہے۔ اس لئے میں آپ صرف یہی کہوں گا کہ معاملات کی خواہ کیسی ہی صورت کیوں نہ ہو۔ آپ یقین رکھیں کہ حکومت برطانیہ اسلامی حقوق کی حفاظت کے لئے مقدور بھر کوشش کرے گی +

ہم مسٹر کلاڈ کی اس تقریر سے متفق اور ایسے وقت میں ایسی تقاریر کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ برطانیہ اور اسلام کے مفاد یکساں ہیں۔ اور اسلام کی خدمت برطانیہ کو محدوم بنائے رکھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ پس مسلمان یاد رکھیں کہ جو کچھ مسیح موعود نے کہا۔ اور جس پر وہ ضرور تا عمل کر رہے ہیں وہی انکے لئے مفید ہے۔ جنگ ان کے لئے مفید ہوا اور انشاء اللہ ہوگا مگر ضرورت ہے کہ وہ محبت کریں تو لے ہاتھ کو کاٹنے کی بجائے بوسہ دیں +

ایک ذوقی لطیفہ

منشی نعمت اللہ خان صاحب گوہر نے ایک لطیفہ لکھا ہے جو ناظرین الفضل کے لئے ذیل میں مختصراً درج کیا جاتا ہے ؎

زبد نیر خسرو یم شد بلند + زلزلہ در گور نظامی فگند

لفظ نظامی کے عدد ۱۱۳۶ ہیں پس بتایا کہ حضرت مسیح موعود کی شان دیگر مجددین حتیٰ کہ مجدد الف ثانی سے بھی بلند ہے اور ۱۱۳۶ھ انکی بعثت کا سال ہے۔ اور پہلے مصرعہ کے اعداد ۱۹۱۰ء ہیں اور یہ وہ سال ہے جب آپ نے اپنی نبوت کے متعلق اعلان شائع کیا کہ میں نبی اور رسول ہوں اور پہلے جو تاویل فرماتے تھے وہ چھوڑ دی۔ یہ ہجری سن ۱۳۱۸ھ عیسوی کے مطابق ہے پھر اگر زلزلہ کے اعداد کو جو ۲۸۷ ہیں گور نظامی کے اعداد میں جو ۱۲۷۴ ہیں جمع کیا جائے تو ۱۵۶۱ھ مسیح موعود کی بعثت کا سال نکلتا ہے۔ گوہر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ امیر خسرو نے جب یہ شعر کہا تھا تو آسمان سے ایک تلوار نازل ہوئی جو حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین صاحب نے کشفی نظر سے دیکھ کر روک لی کیونکہ یہ ایک گستاخی تھی مگر چونکہ مسیح موعود کو یہ الہام ہوا جانب اللہ ہوا۔ اس لئے یہ گستاخی نہیں اسی لئے آپکے الہام کے نزول کے بعد اور بھی ترقی ہوئی +

در شان سیدنا مسیح موعود علیہ السلام

فرستادۂ حق تھا احمد ہمارا
محمد کا خادم تھا رب کا پیارا

وہ تھا آدم و نوح و موسیٰ و گوتم
مسیح و محمد سری کرشن اوتارا

لگاتا تھا نعرہ وہ ھل من مبارز
جو نکلا مقابل میں دم بھر میں مارا

محمد کا شاگرد تھا پہلوان تھا
جبھی ہر مخالف مقابل پہ ہارا

وہ تھا کون جو ہوتا اسکے مقابل
وہاں کس کو تھا تاب کرنیکا یارا

نہ تھا اسکے آگے کہ از طفل مکتب
وہ جسکو تھا اپنے فنوں پر سہارا

ہزیمت ہے تثلیث نے اس سے پائی
بجائے فتح توحید کا پھر نقارا

سر سنگ میں قبر عیسیٰ دکھا کر
کیا فاش راز طلسم نصارا

ہوا اس سے اسلام کا بول بالا
لگے بھاگنے اس سے ہندو نصارا

مشرف کئے دین اسلام سے وہ
جو صدیوں سے تھے پہلے سنگ خارا

صدی چودھویں کا تھا بدر منور
ہوا روشن اس سے جہاں تیرہ سارا

کسی کو بھی دعوت سے غافل نہ چھوڑا
سکندر حشم تھا کوئی یا کہ دارا

اسی کی شہادت دی شمس و قمر نے
اسی کے لئے نکلا ذو المدار تارا

خدا نے دیا تھا اسے جو دیا تھا
وہاں کچھ نہ تھا بس ہمارا تمہارا

محمد تھا ختم الرسل اور احمد
ہوا خاتم الاولیاء جب سدھارا

نہیں جو بروز محمد کا تابع
رہے پھرتا وہ دربدر مارا مارا

جسے شک ہو یوسف تو تحقیق کر لے
مگر پاس رکھے ادب کا حد ارا

قاضی محمد یوسف احمدی پشاور

انجمن احمدیہ پشاور

جملہ احمدی احباب کی خدمت میں اطلاعاً عرض کیا جاتا ہے کہ مندرجہ عنوان نام سے مراد صرف وہی انجمن ہو سکتی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کے بموجب اپنی اصل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماتحت ہو اور اسکی شاخ ہو۔ کوئی دوسری انجمن اس نام سے موسوم ہونیکا حق نہیں رکھتی +

پس آیندہ جس صاحب کو پشاور تشریف لانے کا موقع ملے۔ یا کسی قسم کی خط و کتابت کرنی مقصود ہو یا کوئی کتاب اس انجمن کے دارالکتب احمدیہ میں برائے ریویو یا بطور ہبہ ارسال کرنی ہو تو سکرٹری صدر انجمن احمدیہ پشاور کے نام سے ارسال کیا کریں +

بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کسی احمدی دوست بھائی کا خط آتا ہے یا کوئی منی آرڈر ارسال کرتا ہے جو قادیان کو کسی مد میں ارسال کرنا مقصود ہوتا ہے۔ وہ غلطی سے یا ارادۃً سکرٹری صاحب انجمن اشاعت پشاور وصول کر لیتے ہیں اور اپنی صدر انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ارسال کر دیتے ہیں۔ لہٰذا موجب پریشانی و تشویش اس صاحب کے ہوتا ہے جو ایسا منی آرڈر ارسال کرتا ہے۔ پس آیندہ اس امر میں محتاط ہوا کریں +

جو صاحب پشاور تشریف لانیکا موقع پائیں تو وہ یہاں بازار جہانگیر پورہ متصل مسجد حاجی عبدالحکیم مرحوم شہر پشاور انجمن احمدیہ کے مہمان خانہ میں بطور مہمان تشریف لا سکتے ہیں اور راقم بھی اس امر کی درخواست سکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام پشاور سے بھی کرنی ضروری خیال کرتا ہوں کہ وہ آیندہ وہ خطوط یا منی آرڈر وصول کرنے میں احتیاط سے کام لیں

جو در اصل انجمن احمدیہ پشاور کے واسطے یا اس کی معرفت سے قادیان ارسال کرنے منظور ہوں +

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی - بازار جہانگیر پورہ
سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

ابو سعید مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی
اور
مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

ہم نے مناظرہ کے شرائط کے ساتھ ابو سعید مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا مضمون محض اس نقطہ خیال سے چھاپا تھا کہ مولوی صاحب موصوف نے بعض واقعات کا حوالہ دیکر ہمیں اس ہونیوالے مناظرہ کی دقتوں سے آگاہ کیا تھا اور نیز اپنا احق بالمناظرہ ہونا جتایا تھا اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث نے ایک مراسلت بھیجی ہے جسمیں انھوں نے تصویر دکھانیکی کوشش کی ہے اگر ہم سلسلہ کے دو حریفوں کو باہم لڑا کر خوش ہونیوالے ہوتے تو ہمارے لئے بہت اچھا موقع تھا کہ دونوں کی مراسلتیں شائع کرتے جائیں اور اس طرح بہت سے راز طشت از بام ہوں مگر ہم مذہب کو اس قسم کے مشاغل سے اعلےٰ وارفع دیکھنا چاہتے ہیں ہم کوئی ایسی بات اپنے اخبار میں لانا پسند نہیں کرینگے جو ہمارے کسی مقصد میں کام آنیوالی نہ ہو اس لئے ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی تمام مراسلت شائع نہیں کرتے کیونکہ اسمیں مناظرہ کے متعلق کوئی بات نہیں اور خود مولوی صاحب کی غیرت بھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ ہماری معرفت اپنی [illegible] کی خبریں تاہم خلاصہ اس مراسلت کا انھیں کے الفاظ میں دیدیتے ہیں جو ان کے مطالب پر حاوی ہے اس طرح مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ شکایت نہ رہیگی کہ ہم نے معاملہ میں تنگدلی دکھائی +

مولانا بٹالوی کا ذکر خیر

*

مولوی صاحب کا اور میرا ۱۹۱۲ء سے اختلاف ہے آپنے دعویٰ کیا کہ میرا اہلحدیث نہیں پہلے آرہ میں تین عام منصف ہونے فیصلہ بحمد اللہ میرے حق میں ہوا۔ مولوی صاحب نے اسکی اپیل یا نظر ثانی کی۔ تینوں منصفوں نے اپیل کو خارج کیا۔ اسکے بعد لاہور کی انجمن اہلحدیث قائم ہونے کے موقع پر مصالحت ہوئی۔ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی مرحوم سے عام مجلس میں مصالحت ہوئی تو اس مصالحت پر آپ نے بھی دستخط کئے اسکے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی صلحیں بھی ہوئیں جن کا ذکر ضروری نہیں ہے میرے اور اہلحدیث کانفرنس کے ساتھ ہمیشہ لنگر لنگوٹا کسنا چاہتے ہیں تاکہ پولیس کو مداخلت کا موقع ملے امرتسر کے جلسے میں ہر چند کہا گیا کہ خاص مجلس میں آئیے نہیں آئے۔ پشاور کے جلسے میں بھی عام ذکر کے خواہشمند رہے علیگڑھ کے جلسے میں بھی ۱۶ اپریل کا دن خاص آپکے لئے وقت رکھا نہیں آئے۔ مگر ان کانفرنس عام جلسہ میں مباحثہ کرنا مصلحت نہیں جانتی تھی اس لئے مولانا بٹالوی مجھ کو جھگڑالو کہتے ہیں آپنے آجکل جناب مرزا ظفر اللہ خان صاحب سب جج سیالکوٹ کو منصف مانا ہے خدا کرے اسبات پر قائم رہیں۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

ابوالوفا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر

خطیب کا خاص نمبر

خواجہ حسن نظامی اپنی قابلیت اپنی لیاقت اپنی ہر دلعزیزی کے لئے ہندوستان کے اہل قلم طبقہ میں خاص پایہ رکھتے ہیں۔ توحید کی ضمانت ہونے کے بعد آپ میرٹھ سے دہلی آئے اور توحید کی بجائے خطیب کے رنگ میں نمودار ہوئے ہیں۔۔۔ خطیب کا ایک خاص نمبر بائیس مارچ کو شائع ہوا ہے جسمیں خواجہ صاحب نے مسلمان قوم کے علماء وصوفیاء کی ذات پر ریویو کیا ہے اور ہم سے کہا گیا ہے کہ اس نمبر کی نسبت ہم اظہار رائے کریں +

ہماری نظر میں عیب شماری اور بیجا نکتہ چینی کی عادت نہایت بُری ہے خواہ وہ حسن نظامی کی زبان سے ہو یا جناب کی قلم سے خطیب کے صفحات ہوں یا نظام المشائخ کے حلقے میں۔ سیاسیات میں دخل دیکر حکومت پر ہو یا ہمدردی قومی کے رنگ میں بزرگان قوم کی نسبت ہو ہمارا خیال تھا کہ خطیب کا قابل ایڈیٹر امتیاز و ترقی کی قابل قدر صفت کا اہل ہے مگر اس خاص نمبر نے ہمارے اس گمان کو صدمہ پہنچایا ہے اور ہم بلاخوف لومۃ لائم کہہ سکتے ہیں کہ جو قلم علی پوری اور بریلوی مخالفین حق کو صوفیا کے گروہ میں داخل کرتی ہے ہمیں خود اسکے اپنے تصوف میں شک ہے۔ اور جو شخص چودھویں کے چاند اور ستارے میں فرق نہیں کر سکتا اور جسے ایک نبی اور غیر نبی میں امتیاز نظر نہیں آتا اور کہتا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب کو پیر ہونا چاہئے تھا اور مرزا غلام احمد صاحب کو مرید۔ اسکی رائے کی ہمارے نزدیک کچھ وقعت نہیں۔ افسوس کہ ہم خطیب کے اس خاص نمبر کی سوائے اس کے کہ زبان اچھی ہے کوئی تعریف نہیں کر سکتے +

طاعون کے مریض کا علاج

(۱) مریض کو گھر کے سب سے زیادہ کھلے اور ہوادار کمرے میں کھڑکیاں اور دروازے کھول کر یا باہر سایہ میں اگر مطلع صاف ہو تو نہایت آرام سے بستر پر لٹا دو اور اسے بالکل بستر سے اٹھنے نہ دو +

(۲) مریض کو ہلکی غذا دو۔ مثلاً دودھ۔ پتلی کھچڑی۔ مونگ کی دال کا پانی چنے کا رس۔ جو آش وغیرہ +

(۳) مریض کو جب پیاس لگے سادہ اور ٹھنڈا پانی کثرت سے پلاؤ۔ پیاسے طاعون کے بیمار کو پانی نہ دینا غلطی ہی نہیں بلکہ ظلم ہے +

(۴) مریض کو ایک قطرہ ٹنکچر آیوڈین سوا تولہ پانی میں ملاکر ہر دو گھنٹے کے بعد پلاتے جاؤ۔ سوئے ہوئے مریض کو دوائی پلانے کے لئے ہرگز نہ جگاؤ + ...

(۵) گلٹی کے اوپر ٹنکچر آیوڈین صبح و شام دو دفعہ لگاؤ اور کوئی دوائی اور نہ دو۔ دوائی [illegible] افسروں اور شفاخانوں سے مفت مل سکتی ہے +

خدا کے مسیح کی پاک باتیں

مورخہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹ء

ماسٹر عبدالرحیم صاحب اپنے خسر سید عبدالرحمن بریلوی کو لکھتے ہیں

کل بوقت ظہر و عصر حاضر دربار ہوا۔ فرمایا۔ آج بھی کثرت سے الہامات ہوئے۔ ان میں سے ایک کا ترجمہ یہ تھا "ہم نے تجھے برگزیدہ کیا" دوسرا الہام جس کا ترجمہ یہ ہے "وہ اپنے پاؤں پر لوٹا" فرمایا اس سے مراد دونوں طرف لوٹنا ہو سکتی ہے۔ یا یہ کہ کوئی ہماری طرف آئے یا یہ کہ جائے سو اللہ اعلم۔ فرمایا "نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو مشکلات تھیں انکی مدافعت ہوئی اور اس کے سامان اس نے بہم پہنچائے۔ اب مدافعت کے بعد ذرائع عطا ہوئے ہیں۔ اسوقت مخالفین اسلام نے جو حملے کئے ہیں ان سب کو اگر ملایا جائے تو ایک بڑا اونچا پہاڑ کوئی کشمیر کا پہاڑ بنجائے۔ اللہ تعالٰے نے نشانات بھی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ظاہر فرمائے ہیں پہلی نبوتوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ دراصل یہ سب رسول کریم صلعم کی عظمت اور عزت ہے اور میرا سب کام تائید اسلام کے لئے ہے" عبداللہ سنوری نے عرض کی حضور عبدالحکیم اور اس کا بیٹا بڑے شوخ ہو گئے ہیں وہ سنور میں آکر بڑے زور سے کہنے لگا "وہ فرشتوں کی ننگی تلواریں کہاں ہیں فرمایا" فرشتے ایسے کم حوصلہ نہیں عذاب کا بھی ایک وقت ہوتا ہے بعض اوقات نبی کریم بھی گھبرا کر عذاب کی جلدی کے لئے دعا کرتے تھے تو عتاب الہی ہوتا تھا۔ ایک نقل ہے۔ کوئی مولوی صاحب وعظ فرماتے تھے دوران وعظ میں کہا کہ جو دودہ میں پانی ملائیگا اس پر عذاب الہی ہوگا۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا میں عرصہ سے پانی ملا کر بیچتا ہوں مجھے تو عذاب نہیں ہوا۔ تب انھوں نے ایک گڑھا کھدوا کر اس سے کہا کہ اندازاً تم نے جسقدر پانی ملایا ہے اس گڑھے میں ڈالو اس نے ڈال دیا یہ تب مولوی صاحب نے اس شخص سے کہا ایسا کھڑے ہو جاؤ جب وہ کھڑا ہوا۔ تو گردن تک پانی آیا۔ مولوی صاحب نے کہا ابھی کچھ کسر ہے پس جب اسقدر اور پانی ملا چکا تو ہلاک ہو گیا۔ یہ نقل سچ ہو یا جھوٹ مگر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب کا وقت مقرر ہوتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نبی ہو کر آئے تو فرعون نے یہ خیال کر کے کہ بنی اسرائیل ایک وقت کام کر نیسے کاہل ہو گئے ہیں اور طرح طرح کے خیالات سوچتے ہیں اس لئے اب ان کا کام دونوں وقت سخت کر دیا جاوے بنی اسرائیل نے موسیٰ سے فریاد کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا پھر جب بنی اسرائیل دلیکر موسیٰ چل پڑے اور فرعون نے تعاقب کیا۔ تو بنی اسرائیل کہنے لگے موسیٰ بہتر تھا کہ ہماری قبریں مصر میں ہی بنتیں اس جنگل میں تو نہ ہوتیں حضرت موسیٰ نے کہا جلد بازی نہ کرو تم دشمنوں کو تباہ ہوتا ہوا دیکھو گے ایسا ہی ہوا عذاب کا ایک وقت ہوتا ہے +

"لاہور سے ایک افسوسناک خبر آئی" حکیم محمد حسین قریشی کی لڑکی طاعون سے مر گئی فرمایا "اگرچہ شماتت اعدا ہے مگر نصرت بھی ساتھ ہی ایک پردہ ہوتا ہے اگر صحابہ کی جنگوں میں کوئی بھی نہ مرتا تو سب مسلمان ہو جاتے"

"لاہور میں ایک بے شرم ہے" جن ایام میں یہ الہام ہوا مہر علیشاہ گولڑہ بھی لاہور میں ہی تھا کل معلوم ہوا۔ ڈوئی کا اشتہار لکھا جا چکا میرے عرض کرنے پر حضور نے اپنا ایڈ ڈوئی کی اصل حالت کا اور مفلوج حالت کے فوٹو اشتہار میں دیدینے کا حکم دیا ہے۔ میں نے عرض کی حضور "مارچ کے پہلے ہفتہ میں ہی . . . مارا گیا تھا اور اس ہفتہ میں ڈوئی مرا۔ اس طرح دو خنزیر قتل ہوئے۔ فرمایا "یہ عجیب نکتہ ہے لکھنے کے قابل ہے۔ رسول کریم صلعم کی پیشگوئی ہوئی خنزیر قتل ہوئے ایک . . . میں اور ایک امریکہ میں یہ سات مارچ کو مرا ہے پہلے سے کچھ بڑا ہے

نظمیں براہین احمدیہ

براہین احمدیہ حصہ پنجم کی دونوں نظموں کو علیحدہ بصورت رسالہ بغرض تبلیغ چھاپ کر شائع کیا ہے ۲۰ عہ کے ۲۰ رسالے۔ فی رسالہ ا ر۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان

نظم

(از خاکسار عبدالخالق مظفر نگری)

دلائل قاطعہ براہین ساطعہ

خدائے پاک ہو محمود احمد حرز جان تیرا
تیرے دشمن کے سینہ پر ہو خنجر خوں فشاں تیرا

بلندی میں ہو بڑھ کر آسمان سے آستاں تیرا
بہ ہے اقلیم دیں میں تا ابد سکہ رواں تیرا

وقود النار دشمن۔ دوست ہووے کامران تیرا
جہاں میں عزت و عظمت سے ہو ہر جا بیاں تیرا

تیرا اقبال اے فضل عمر حضرت عمر سا ہو
مطیع و زیر فرماں ہو زمین و آسماں تیرا

بچایا کشتئ اسلام کو قعر ہلاکت سے
بیاں کیا ہو اولی العزمی و فیض بیکراں تیرا

تیری تقریر گر مُردوں کے حق میں ہے دم عیسیٰ
تو آب زندگی زندوں کو ہے روشن بیاں تیرا

طلسم خود سراں کو توڑ ڈالا ایک حربہ میں
کسے معلوم تھا یہ زور بازو پہلواں تیرا

خدا کے فضل سے لکھی وہ قول الفصل ہے تو نے
کہ جسکو پڑھ کے ہے مداح ہر پیر و جواں تیرا

چمکتا دیکھ کر سر پر تیرے تاج خلافت کو
تعصب سے گیا جل بل عدو خستہ جاں تیرا

خلافت کے ہوا انکار سے منکر نبوت کا
خدا سے رہ گیا انکار باقی بدگماں تیرا

دعا ہے عبد خالق کی یہ درگاہ الٰہی میں
عدو پامال ہووے دوست ہووے شادماں تیرا

تحفۃ الملوک

جسمیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خواب کی بناء پر ایک والئے ریاست کو نہایت دل آویز اور دلکش پیرائے میں تبلیغ فرمائی ہے علاوہ مضمون کی لطافت کے اسکی لکھائی چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے تقطیع کلاں کاغذ چکنا اور عمدہ۔ مگر قیمت کاغذ درجہ اول کی صرف ۳ر درجہ دوم ۲ر احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں +

دعوت الی الخیر

صوفی غلام محمد صاحب کا خط

کولمبو میں لیکچر۔ مسیح موعود کا ذکر

(منشن ہوٹل۔ کولمبو۔ ۲۰ مارچ)

پیارے امام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ کہ ینگ مسلم لٹریری ایسوسی ایشن میں میرا لیکچر کامیابی کے ساتھ ہوا۔ اور لوگ بڑی توجہ اور خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ سورۃ الانعام کی آخری رکوع کی پہلی تین آئتیں لیکر پہلے ثابت کیا کہ اسلام کامل مذہب ہے اور اسلام زندہ مذہب ہے اور باقی تمام مذاہب مرگئے ہیں کیونکہ اب انکی ضرورت نہیں رہی وہ اپنا پارٹ اسلام سے پہلے ایکٹ (عمل) کرچکے اور اسلام زندہ مذہب ہے اور یہ تمام لوگوں اور تمام زمانہ کے لئے ہے اور اس ہمارے زمانہ میں اسلام کے زندہ ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود احمد آخر کو مبعوث فرمایا اور اسکے ہاتھ پر تازہ بتازہ بہت سے نشان ظاہر فرمائے اور بہت سی آپکی پیشگوئیاں پوری ہوئیں جنہیں سے موجودہ جنگ کی بھی پیشگوئی تھی اس سے آپ کی سچائی بھی ثابت ہوگئی۔ اور لوگوں پر ضروری ہوگیا کہ اسکو قبول کریں۔ میں خود انکے پاس قریباً چودہ برس رہا ہوں میں نے اپنی آنکھوں سے آپکی پیشگوئیاں پوری ہوتی دیکھی ہیں۔ اور بہت سے نشان اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ہیں انکے ماننے میں ہی اسلام کی زندگی ہے ورنہ دیگر مذاہب اور اسلام میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اور اسلام کو بھی دیگر مذاہب کی طرح مردہ ماننا پڑتا ہے۔ امید ہے کہ وہ لیکچر ایسوسی ایشن چھپوائیگی مسٹر [illegible] عبدالرحمن ممبر آف کونسل چیرمین تھے انکے ساتھ سلسلہ کے متعلق باتیں ہوتی رہیں ایک کاپی Teachings of Islam ان کو نذر کی گئی۔ عام طور پر لوگ بڑی خاطر سے پیش آتے۔ یہاں سب شوافع ہیں۔ عجیب بات ہے کہ وہاں شام کی نماز کا وقت ہوگیا۔ میں مسجد میں گیا وہ پاس ہی تھی۔ ایسوسی ایشن کے سکرٹری نے کہا کہ پہلے نماز پڑھ آئیں پھر اسکے بعد لیکچر دیں میں دعا کرتا تھا کہ اے خدا مجھے غیروں کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچا۔ اور بہت سے نمازی تھے۔ وہاں کے امام نے خود درخواست کی کہ میں نماز پڑھاؤں سو خدا نے مجھ کو بچا لیا۔ یعنی باآواز بلند نماز پڑھائی۔ الحمد کے خاتمہ پر ایسی باقاعدہ اور زور سے آمین ہوئی تھی کہ مسجد گونج پڑی تھی۔ اور بہت ہی لطف آتا تھا۔ لوگوں سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ تعجب کرتے تھے کہ میں نے بسم اللہ کو جہراً کیوں نہیں پڑھا۔ ہماری گروہ میں تصویر بھی لی گئی۔ لوگوں میں ہمارے سلسلے کے متعلق سخت عناد نہیں۔ سامنے اچھی طرح پیش آتے ہیں۔ یہاں ایک محمد غوث جم مرچنٹ رہتے ہیں ان کو میں نے ریویو دیا وہ اسکے بہت مشتاق اور شائق ہوگئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے تمام جلدیں ریویو کی منگوا دو۔ اور میرے نام پرچہ ریویو جاری کرا دو + روپیہ پہنچ گیا ہے اور میں نے دو سو روپیہ کرا دیا ہے تھامس کک کے دفتر سے معلوم ہوا کہ جہاز ۱۴ مارچ کو غالباً روانہ ہوگا اگرچہ صحیح تاریخ ابھی تک ٹھیک معلوم نہیں حضور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ لیکچر بڑی کامیابی کے ساتھ پورا ہوا اور لوگوں نے اس کو پسند کیا۔ اور کئی ایک نے درخواست کی کہ ہمارے ہاں بھی لیکچر دو۔ وہ لیکچر سکرٹری نے لے لیا ہے اور جب چھپے گا تو حضور کی خدمت میں بھی روانہ کردیا جائیگا۔ اگرچہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں یہاں ہوں گا یا نہیں سیلون مسلم ریویو کے ایڈیٹر کے نام مسٹر نوریا نے خط لکھا ہے کہ وہاں غلام محمد آیا ہوا ہے اسکو کہدو کہ فوراً ماریشس چلا آوے کیونکہ انکی یہاں سخت ضرورت ہے۔ اُس نے وہ خط میرے پاس دیکھنے کے لئے بھیجا اور کہا کہ اس کا کیا جواب دیتے ہو میں نے کہا میں جہاز کا انتظار کر رہا ہوں جب یہاں سے چلے گا میں چل پڑونگا اور یہی جواب اسکو بھیجدو یہاں کے عربی دان لوگ حضرت صاحب کی بعض عربی کتب رکھتے ہیں مگر انہیں اتنی لیاقت نہیں ہے کہ وہ انکے مضامین کو بخوبی سمجھ سکیں ہمدردی سب رکھتے ہیں جیسا کہ میں نے حضور کو لکھا کہ حضور دو ایک ٹریکٹ لکھیں اور ان کو تامل میں ترجمہ کیا جائے امید ہے کہ بہت فائدہ ہوگا کیونکہ یہاں نہ اُردو کام آسکتا ہے اور نہ عربی۔ انگریزی دان بہت تھوڑے ہیں عام لوگ بلکہ تمام لوگ تامل سے خوب مستفید ہوسکتے ہیں۔ حضور کا کوئی ارشاد نامہ میرے نام ابھی تک نہیں آیا۔ امید ہے کہ حضور دعاؤں میں مجھے یاد رکھتے ہونگے۔ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی کتاب آئینہ کمالات اسلام پڑھی ہے واقعی اسلامی کمالات کا اسمیں بخوبی اظہار کیا گیا ہے مجھے اس سے بہت فائدہ پہنچا اسلام کی حقیقت آشکارا ہوگئی۔ واقعی زبردست کتاب ہے محمد غوث کو اپنے سلسلہ کے متعلق خوب آگاہ کیا گیا۔ اتنی آمادگی تو اس نے ظاہر کی ہے کہ ریویو کی خریداری کے لئے طیار ہوگیا ہے وہ اپنے سوالات کے جوابات منتظر کر رہا ہے میں نے اس کو صاف کہدیا کہ آپ کو ہمارا بھائی ہوجانا چاہیئے۔ محمد اسلم کا بھی یہی حال ہے وہ کہتا تھا ہم احمدی ہیں میں نے کہا آپ کو بیعت کرلینی چاہیئے۔ اس نے کہا دعا مانگو۔ سینہ کھل جائے۔ حضور بھی اس کے لئے دعا کریں۔ یہاں کولمبو میں ایک زبردست جماعت احمدیہ قائم ہوجانی چاہیئے یہاں رومن کیتھلک بکثرت ہیں۔ بدھ مت کے لوگ اکثر رومن کیتھلک ہوتے جاتے ہیں۔ تامل اور سنہالیس میں اپنے مشن کی خوب اشاعت ہونی چاہیئے اکثر لوگوں نے مجھے کہا کہ جب ریویو انگریزی میں شائع کرتے ہو عربی میں کیوں کوئی پرچہ شائع نہیں کرتے میں نے کہا زیر تجویز ہے۔ والسلام

ضرورت ہے

۸ بیلداروں کی باغ کے لئے۔ بیلدار مضبوط اور دیانتدار اور چست ہوں تنخواہ فی کس ۸ سے ۱۰ تک +

ایک باغبان کی جو خود ہاتھ سے کام کرے تنخواہ ۱۲ سے ۱۵

دو سائیسوں کی (پوربئے ہوں تو اور بہتر) تنخواہ فی کس ۸ +

ایک نائب پیروکار کی جو مال کے کام سے قانون سے واقف ہو۔ ایجنٹ کسی وکیل کا رہ چکا ہو یا ہوشیار عرضی نویس وغیرہ ہو۔ احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔ تنخواہ ۲۰ سے ۲۵ +

ایک زمیندار پٹواری ہوشیار کی جو مال کے کام سے واقف ہو خط عمدہ ہو۔ احمدی کو ترجیح دیجائیگی تنخواہ ۱۰ سے ۱۵ +

کل درخواستیں میرے پاس ۱۵ اپریل ۱۹۱۶ء تک پہنچ جانی چاہئیں +

راقم حکیم محمد زمان ملازم خان صاحب محمد علی خان صاحب

شافعی مذہب

مدرسہ احمدیہ قادیان

الفضل کے کسی پچھلے نمبر میں خان صاحب محمد علیخان صاحب سیکرٹری صدر انجمن قادیان کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کا پراسپکٹس شائع ہوا تھا انہیں یہ بات ذکر کرنے سے رہ گئی کہ مدرسہ میں داخل ہونے کے لئے کم از کم پرائمری کی لیاقت چاہئیے یہ ضروری نہیں کہ لڑکا انگریزی بھی پڑھا ہوا ہو بلکہ ورنیکلر پرائمری پاس بھی لیا جا سکتا ہے پرائمری سے کم لیاقت والے طلباء کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ان کو ایک سال اسپیشل جماعت میں رکھا جاوے جہاں وہ پرائمری کی پڑھائی پوری کر لیں۔ اس طرح پر ہم مدرسہ میں ایسے لڑکے کو بھی داخل کر سکتے ہیں جو صرف سوم پرائمری پاس ہے۔ ۱۷ اپریل ۱۹۱۵ء سے نئے سال کی پڑھائی شروع ہو جائے گی اس لئے داخل ہونے والے طلباء کو چاہئیے کہ ۲۰ اپریل تک قادیان میں پہنچ جائیں تا بعد میں آنے سے پڑھائی میں ہرج واقع نہ ہو ابھی تک جماعت کے ذی استطاعت اصحاب کی توجہ اس مدرسہ کی طرف نہیں ہوئی بلکہ عام طور پر صرف غرباء کی جماعت نے حصہ لیا ہے اگر جماعت کے ذی استطاعت اصحاب بھی اس طرف توجہ فرماویں تو مدرسہ کی مالی حالت میں بہت کچھ فرق آ سکتا ہے غریب طلباء کے لئے وظیفہ کا بھی انتظام ہو سکتا ہے مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ لڑکا خاص طور پر لائق اور ذہین ہو۔ مدرسہ میں انگریزی کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ انگریزی کا نصاب عام ہائی سکولوں کے قریب قریب رکھا گیا ہے +

مرزا بشیر احمد افسر مدرسہ احمدیہ

وی پی

آتے ہیں۔ احباب وصول کریں +

نومبائعین

غیر احمدی جو احمدی ہوئے

اللہ بخش صاحب ... ضلع گوجرانوالہ
اقبال حسین صاحب .. ،، بھاگلپور
غلام صدیق صاحب ،، مظفر گڑھ
علم دین صاحب ... ،، گجرات
محمد علی صاحب ،، ،،
نور محمد صاحب ... ،، گوجرانوالہ
برکت علی صاحب ... ،، سیالکوٹ
غلام نبی صاحب ،، ،،
پھولی صاحبہ .... ،، ،،
عمر بی بی صاحبہ .... ،، ،،
طالع بی بی صاحبہ ،، ،،
زینب بی بی صاحبہ ،، ،،
محمد بی بی صاحبہ ... ،، ،،
آسیہ بی بی صاحبہ ... ،، ،،
امام دین صاحب ضلع جہلم
حسین صاحب کٹی کنیانور مالابار
حسن صاحب کٹی ،، ،،
عبدالرحمن صاحب کٹی ،، ،،
الہ دین صاحب ریاست نظام
مولوی محمد صبیح العالم ضلع بھاگلپور
مساۃ حاکم بی بی اہلیہ میاں بوٹا ضلع سیالکوٹ
اسماعیل ولد کریم بخش صاحب ،، فیروز پور
مساۃ رحی صاحبہ .... ،، ،،
چاند خان صاحب - ،، ہمیر پور
حاکم دین صاحب ... ،، سیالکوٹ
مساۃ محمد بی بی اہلیہ فتح علی صاحب ضلع ،،
غفور محمد صاحب .... ریاست جے پور
منصب دار صاحب .. ضلع گورداسپور
حبیب اللہ عرف نصیب اللہ صاحب ضلع مونگیر
نواب بی بی زوجہ کرم دین صاحب ،، گوجرانوالہ
برکت بی بی بنت کرم دین صاحب ،، ،،
نواب ولد باگا صاحب ضلع گوجرانوالہ
راج بی بی زوجہ بوٹا صاحب ،، ،،
نعمت دین خان صاحب ضلع سیالکوٹ
سلامت علی صاحب ریاست پٹیالہ
مرزا عبدالرحمن صاحب ضلع جالندھر
حسین بخش صاحب ،، سیالکوٹ
نبی بخش صاحب ،، ،،
رزاق لون صاحب ریاست کشمیر
اہلیہ منشی محمد حسین صاحب ضلع کوہاٹ
فقیر اللہ ولد حسن الدین صاحب ضلع گوجرانوالہ
امیر علی ولد الٰہی بخش صاحب ،، ہوشیارپور
مساۃ کاکو زوجہ فیض بخش صاحب ،، ،،
مساۃ برکت بی بی زوجہ برکت علی صاحب ،، ،،
مساۃ بنو زوجہ بدر بخش صاحب ،، ،،
الہ بخش ولد پیر بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
روڑا ولد رحیم بخش صاحب ،، ،،
مساۃ ہاجراں بنت خدا بخش صاحب ،، ،،
،، رابعاں ،، ،، ،، ،، ،،
غلام قادر ولد فتح محمد صاحب ،، ،،
حاجی صاحب ..... ،، ،،
کھیڑا صاحب .... ،، ،،
اہلیہ تمر لنگ صاحب ،، ،،

بیعت خلافت

عبدالحکیم صاحب کلکتہ۔ محمد افضل صاحب ضلع لائلپور

الفضل فائل جلد اول

معارف و حقائق کا خزانہ۔ اسلام۔ تصدیق المسیح سیرۃ نبوی (جس کی نسبت دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ اس طرز پر تیرہ سو سال میں نہیں لکھی گئی) کا مجموعہ صرف ساڑھے چار روپے میں ہے جلد مجلد [illegible] علاوہ محصولڈاک + منیجر

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۵

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (مسیح موعود)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

چندہ [illegible] ساڑھے [illegible] روپے

چندہ بیرون ممالک سات روپے

قادیان [illegible]

باقی تمام خط [illegible]

مضامین [illegible]

جلد ۲ | مورخہ ۱۸- اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۲۸

مدینۃ المسیح

سیدنا خلیفۃ المسیح نے خطبہ جمعہ میں احباب کو ضروریات سلسلہ کے مہیا اور تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو ہمہ تن آمادہ رکھنے کی تحریک نہایت پر زور اور قلب کے زنگ اتار دینے والے پُر اثر الفاظ میں فرمائی حضور اس بارے میں ایک اعلان بھی لکھنے والے ہیں چونکہ اولین مخاطب یہاں کی غریب جماعت ہے اور اسی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ٹھیرایا ہے اس لئے عنقریب جلسہ ہو کر صدر انجمن اور ترقی اسلام کے اخراجات اور تبلیغ کے ذرائع وسیع کرنیکا انصرام ہوگا +

۲- حضور نے درس قرآن مجید میں مثنیٰ وثلٰث وربٰع کے مسئلہ کو نہایت عام فہم مثالوں سے سمجھایا اور بتایا کہ شریعت اسلامیہ کا منشا ایک سے زیادہ بیویاں کرانے کا ہے +

۳- ۱۵- اپریل تعلیم الاسلام ہائی سکول کھل گیا ہے نئے سال

اخبار احمدیہ

۱- حکیم احمد الدین صاحب ریویو آف ریلیجنز ماہ مارچ ۱۹۱۵ء کے مضمون آخری زمانہ کا مصلح کیطرف توجہ دلاتے ہیں جو مولوی محمد علی صاحب کا لکھا ہوا ہے اور جس میں صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے "ہم اب اس حالت میں ہو گئے ہیں کہ اس نبی آخر الزمان کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے اندرونی شہادہ پر غور کریں" یہاں مسیح موعود کو نبی آخر الزمان لکھا ہے اور اب اسے معمولی مجدد ٹھہراتے ہیں افسوس +

۲- خدا کیطرف سے جواب مسلم انڈیا لنڈن میں لارڈ ہیڈلے کا مضمون شراب کی حمایت میں چھپا جس کا کوٹیشن الفضل میں دیا گیا تھا خواجہ صاحب نے اسکی حمایت کی کہ ان لوگوں سے یہی غنیمت ہے کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں شراب جو پانی کیطرح پیتے ہیں اسکے نہ چھوڑنے میں وہ معذور ہیں لیکن حضور ملک معظم قیصر ہند کی تائید میں انہیں سے بہتوں کا شراب چھوڑ نے کے لئے آمادہ ہو جانا- بتاتا ہے کہ میخواری ترک کرنے کی صلاحیت انہیں موجود ہے اور نومسلم شراب نہ چھوڑنے میں معذور نہیں قرار دیئے جا سکتے +

۳- پیغام نمبر ۱۲ میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر نبی کو کلی طور پر نبی پر فضیلت نہیں ہوتی ہے اور یہی محمد رسول اللہ صلعم سے لیکر کل مسلمانوں کا مذہب ہے (بلفظہ) اب حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ میں مسیح بن مریم سے تمام شان میں بڑھکر ہوں پس بتاؤ کہ مسیح موعود غیر نبی کیونکر ہوئے- اور ایک نبی پر باوجود تمام شان میں یعنی کلی طور پر فضیلت رکھنے کے پھر غیر نبی کہنا غلطی ہے یا نہیں +

۴- منشی الیاس الدین صاحب احمدی ممبر انجمن انصار اللہ بہلولپور سے لکھتے ہیں کہ ایک شخص بنام بھگت عیسائی اس عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوا- اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا خدا تعالیٰ استقامت دے (۲) نو مبائعین کے پورے پتے چھاپنے کے خواستگار ہیں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸- اپریل ۱۹۱۵ء

مولوی محمد علی صاحب
اور
مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن

خاصانِ خدا کا خاصہ۔ غیر مبائعین سے التماس

جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کے فرستادہ مسیح کو دیکھا ہے وہ لوگ اس آسمانی بادشاہت کے تاجدار کا شاندار دربار ملاحظہ کر چکے ہیں۔ جن کے کانوں میں اس برگزیدہ محبوب خدا کی پاک باتیں آجتک گونج رہی ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک دفعہ اخبار وطن کے ایڈیٹر صاحب نے تجویز پیش کی تھی کہ ریویو آف ریلیجنز میں سے وہ حصہ الگ کر دیا جائے جو مسیح موعود کے متعلق ہے چنانچہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اس تجویز کو بارگاہ مسیحی میں پیش کر کے پاس کرانا چاہا اور غیر احمدی لوگوں کی مالی امداد کے وعدے جن کا ایڈیٹر صاحب وطن کی طرف سے یقین دلایا گیا تھا خواجہ صاحب پر اسقدر اثر کر گئے تھے کہ انہوں نے وطن کی تجاویز کو نہ صرف پسند کیا بلکہ ان کا اجرا مفید سمجھا اور اس کے لئے پوری کوشش کی مگر:-

زندہ خدا کے زندہ رسول نے اس کمزوری کو محسوس کیا اور اس خطرناک غلطی کی کنہ کو چشم بصیرت سے دیکھ لیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو کو مخاطب کر کے فرمایا:-

مولوی صاحب! مجھے چھوڑ کر وہ کونسا اسلام ہے جو تم پیش کرو گے۔ کیا مسلمانوں میں ایم اے بی اے نہیں۔ پھر تمہاری تحریر میں کیا خصوصیت ہے جو یہ مقبول ہو + یہ کلمات حضرت مسیح موعود نے غصہ کے لہجہ میں ہمارے سامنے اپنی زبان گوہر فشاں سے مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے فرمائے اور ان کا جواب مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے جو کچھ دیا گیا اس کا مفہوم حسب ذیل تھا +

حضور میری تو پہلے ہی یہی رائے تھی اور یہی میں نے وطن کو لکھ دیا تھا +

اس عتاب مسیح اور اس اقرار خطا کے بعد وطن کی تجویز اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تائید کے ساتھ وہی سلوک ہوا جس کی وہ مستحق تھیں وطن نے کچھ روپیہ بھیجا تھا وہ واپس کر دیا گیا۔ اور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے آرگن

ریویو آف ریلیجنز سے خدا کے مسیح کا ذکر علیحدہ کرنا ایک خطا ایک غلطی اور ایک جرم سمجھا گیا +

دوستو یہ ہے اس زمانہ کی بات جب الٰہی سلسلہ کا آسمانی بانی زندہ تھا جب ریویو کا سابق ایڈیٹر احمدیت کا مخلص اور احمد کا وفادار خادم تھا مگر آہ! واقعات نے رنگ بدلا اور سنت الٰہی کے مطابق وہ آسمانی وجود ہمارے درمیان سے اٹھ گیا۔ اب میدان صاف تھا۔ ایک شخص کو

خلیفۃ المسیح تو تسلیم کیا گیا

مگر اسکے احکام کی نسبت اسی ایڈیٹر صاحب ریویو نے فرمایا:-

کیا ہم کسی کی خاطر اپنی رائے بدل سکتے ہیں
جب عمل مخالفت ہو گی تو دیکھا جائے گا

اور اپنے خیالات وتجاویز جو خدا کے مسیح کی موجودگی میں عملی لباس پہننے سے محروم رہے تھے اور جنکو اس آیت اللہ کے اترنے اسوقت مولوی محمد علی صاحب کی نظر میں بھی ایک جرم اور قبیح غلطی کی شکل میں دکھایا تھا اب پھر عدم سے ہستی میں آنے لگے اور جو بات ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ حاصل نہ ہو سکی تھی وہ مسلم انڈیا اور اسلامک ریویو کے ذریعہ سے پوری کی گئی اور یہ ناممکن نہ تھا کہ موقع ملجاتا تو:-

ریویو کو مسلم انڈیا کے ساتھ

ملحق کر دیا جاتا کیونکہ ایسی تجاویز بھی درپیش تھیں لیکن مسیح کے بھیجنے والے خدا نے یہ نہ چاہا کہ اسکے رسول کی خلاف ورزی ہو اور احمدی کہلا کر احمد کے نام کو دنیا تک نہ پہنچایا جائے اس لئے ریویو آف ریلیجنز اپنی اصل حالت میں رہا بلکہ ضرورت وقت کے ماتحت احمد کو پورے زور کے ساتھ "نبی اللہ" کے طور پر اسی ریویو کے ذریعہ پیش کیا گیا +

اب اللہ تعالیٰ کے ان تصرفات کو دیکھ کر اور مسیح موعود کے پاک منشاء کا علم رکھ کر تقویٰ کا تقاضا تھا کہ ریویو کا سابق ایڈیٹر اپنے مرشد کے خلاف منشاء کارروائی کر کے اس جرم سے احتراز کرتا جسکے ارتکاب سے اسکو مسیح موعود نے روکا تھا +

ہم کو علم ہے کہ خواجہ صاحب نے موقع دیکھ کر وہی کیا ہے جو وہ سیدنا حضرت مسیح کی زندگی میں نہ کر سکے اور نہ کر سکتے تھے ہم جانتے ہیں کہ انکے مسلم انڈیا میں مسیح موعود کا ذکر اسقدر بھی نہیں ہو سکتا جسقدر ایک غیر احمدی اور دشمن سلسلہ اخبار میں ہو سکتا ہے۔ ہم اس سے ناواقف نہیں کہ اسلامک ریویو کا احمدی کہلانیوالا ایڈیٹر اپنے مسیح کا ذکر کرنا بھی فاتل سمجھتا اور اظہار حق کی اس قدر جرأت بھی نہیں رکھتا جسقدر اس رسالہ کے نامہ نگار۔ کو ہے مثلاً مشیر حسین قدوائی مسلم انڈیا کی تازہ ترین اشاعت میں اپنے پیشوا (مسیح موعود کے ہمعصر اور منکر) وارث علی شاہ سکنہ دیوہ کو بطور ایک مسلمان ولی اللہ کے پیش کرتا ہے مگر تعلیم الاسلام سکول کے سابق ہیڈ ماسٹر یا مسیح موعود کی محبت کا دم بھرنے والے خواجہ میں قطعاً یہ اخلاقی قوت نہیں کہ چودھویں صدی کے چاند خدا تعالیٰ کے فرستادہ مسیح موعود مہدی مسعود کا نام اس خاص امتیاز کے ساتھ پیش کر سکے جو خدا نے اسے بخشا ہے لیکن با این ہمہ ہمارا خیال تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کو مسیح موعود کا فیصلہ یاد ہو گا اور وطن کے پیشکردہ

سفید و زرد رنگوں

کے بدلے وہ

ثمناً قلیلاً

پر اللہ تعالیٰ کی آیت مسیح موعود کا ذکر فروخت نہ کرینگے اور جو دلوں میں ہے وہی زبان پر لائینگے مگر آہ! اگر کی نفس تیرا برا ہو تو نے بلعم سے بے ضرر بہ کو موسیٰ کی مخالفت پر اکسایا اور موقع پاکر اسے اپنا لقمہ بنا لیا۔ اور آہ اے الفت سیم و زر تیرا بھلا ہو تو نے بہت سے پارساؤں کے جامہ ہائے تقویٰ چاک کرا کر انہیں چاہِ ضلالت میں ڈالا ہے +

ہمارا خیال غلط نکلا مولوی محمد علی صاحب اب وہ
نہیں جو مسیح موعود کے سامنے تھے اور ممکن نہیں کہ وہ
وہی زبان پر لاتے ہوں جو انکے دل میں ہے
اسپر بھی بات وہی رہی کہ وہ تعصباً اب وہ نہیں جو قادیان
کے مولوی محمد علی صاحب تھے۔ انھوں نے قادیان اور
قادیان کے مسیح کو چھوڑ کر جذبات وطن پرستی کو اپنے اندر
جگہ دی ہے اور جو بات وہ قادیان میں رہ کر نہیں کر سکتے
تھے اب اسے لاہور رہ کر نہایت عمدگی سے کر رہے ہیں
چنانچہ ان کے تفسیری نوٹ متعلق پارہ اول شائع ہو
چکے ہیں جس پر انکے سابقہ مخالف مگر موجودہ دوست وطن
نے نہایت خوشی سے مفصل ریویو کیا ہے اور پچاس
جلدیں خرید کر مدد بھی کی ہے۔ وطن لکھتا ہے :-
"انھوں نے قرآن شریف اور مذہب اسلام کی
خدمت کی ہے نہ کہ خالص مرزائیت کی۔ مثلاً انھوں نے
وبالآخرۃ ھم یوقنون سے اعمال کی جزا سزا پر ایمان لانا
ہی مراد لیا ہے۔ بعض دوسرے مرزائیوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ
وبالآخرۃ ہم یوقنون سے مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لانا
ثابت ہوتا ہے۔ بشرط موقع آئندہ ہم اس کتاب کے بعض
لطیف اقتباس بھی بطور نمونہ ناظرین کی خدمت میں پیش
کرینگے۔ ہماری خواہش ہے کہ مولوی صاحب موصوف اسی
طرح پورے قرآن شریف کے تفسیری نوٹ شائع کر سکیں"۔
ہم مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر وطن کو مبارکباد
دیتے ہیں کہ آخر انکی رائے غالب آئی۔ اور مولوی محمد علی صاحب
نے وہی کیا جس سے مسیح موعود نے ان کو روکا تھا +
غیرت ایمانی احباء! کیا تم کو علم ہے کہ مسیح موعود
ثریا سے قرآن شریف زمین پر لائے تھے اور کیا تم جانتے ہو
کہ وہ برگزیدہ خدا انعمت علیہم کی زندہ تفسیر تھا
اور ام الکتاب کو اپنے دعویٰ کی بین دلیل ٹھیراتا تھا۔ مگر
تمہارا امیر اس سورۃ کی تفسیر کرتے وقت یا تو جو دل میں ہے
اسے زبان پر لانیکی محض مال و زر کی محبت اور غیر احمدی
روپیہ کی خاطر جرأت نہیں کرتا۔ یا پھر اگر اس کا دل اور زبان
ایک ہے تو وہ بھی مسیح موعود کا ذکر سم قاتل سمجھتا ہے۔
دوستو۔ غیرت۔ غیرت۔ تقویٰ۔ تقویٰ۔ تقویٰ
سنو! خاصان خدا کی نظر میں زمینی ملک و ملک اور

تاج و تخت اور مال و متاع کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی
وہ آسمانی بادشاہت میں وہ روحانی خزائن دیکھتے ہیں
کہ زمین کی وجاہت زمین کی دولت اور زمین کا اقتدار
انکی آنکھ میں حقیر معلوم ہوتے ہیں چنانچہ خدا کا برگزیدہ
مسیح فرماتا ہے :-

نہ تاج و تخت زمین آرزو نمے دارم
نہ شوق افسر شاہی بدل مرا باشد
مرا ریاست کہ ملک سما بدست آید
کہ ملک بلکہ زمین را بقا کجا باشد
خوانم بہ فلک کردہ اند روز نخست
بسوئے نظر بہ متاع زمین چرا باشد

یہ تو خاصہ ہے ان لوگوں کا جو زمین پر رہ کر آسمان کے
ہوتے ہیں اب انکے مقابل وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی آنکھ
میں دنیا کی عزت دنیا کا جلال اور دل میں زمین کے لوگوں کا
خوف استقدر جگہ لیتا ہے کہ وہ اظہار حق میں مسائل اعلان
صداقت میں مذبذب ہوتے ہیں +
یاد رکھو! کامیاب آخر میں آسمان پر بھروسہ رکھنے
والے حق پسند اور حق گو آسمانی آدمی ہی ہوتے ہیں جنکا
دل اور زبان کا ساتھ دیتا ہے جو وقت آجائے تو حق
کی خاطر شہید کربلا یا شہید افغانستان کی طرح حرم
صداقت کی مقدس رہت کو اپنے راستی نما خون سے رنگین
کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ اور وہی کہتے ہیں جو مسیح موعود
کے نقش قدم پر چلنے والے محمود نے آج سے کئی برس پہلے
کلام محمود میں کہا تھا ؎

وہی بولیں جو دل میں ہو ہمارے
خلاف فعل ہو اپنی نہ تقریر

پس احمد کی محبت کا دعویٰ کرنیوالو! یا تو اسے امیر کی عظمت
اور امارت کو خدا کے لئے احمد قادیانی کی الفت کے لئے نہیں
نہیں بلکہ حق کے لئے اس طرح ترک کر دو جس طرح اس نے
قرآن کو آسمان سے لانیوالے مسیح کا ذکر ترک کیا ہے اور دامن
محمود سے وابستہ ہو جاؤ۔ یا پھر صراحت سے کہدو کہ ہم مسیح
موعود کو وہ نہیں مانتے جو انکی کتابیں اور انکے دعاوی منوانا
چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تم کو حق شناسی کی توفیق دے۔ آمین
ثم آمین +

تصدیق المسیح

(انی مھین من اراد اھانتک)

ایک وہ زمانہ تھا جب حضرت اقدس نے دنیا میں اپنے
دعوے کا اعلان کیا اور دعوے کی تائید میں اپنی عربی کتابیں پیش
کر کے تمام دنیا کے علماء کو چیلنج دیا کہ آؤ میرے مقابلہ میں ایسی
فصیح و بلیغ عربی لکھ جاؤ اہل زبان عربوں کو لے آؤ۔ بیروت
اور مصر کے عالموں کو اکٹھا کرو لیکن تم کبھی میرا مقابلہ نہ کر سکوگے
اس پر تحدی دعوے کو سنکر دنیا حیران رہگئی علماء نے اپنی
ندامت کے مٹانے کے لئے کہنا شروع کیا کہ مرزا صاحب
کی کتابوں میں عربی کی غلطیاں ہیں فصاحت نہیں بلاغت
نہیں لیکن افسوس کہ کسی نے بھی کوئی کتاب پیش نہیں کی کہ یہ
بہتری کتاب ہے مرزا صاحب کی کتابوں سے ابلغ و افصح۔ گھر
بیٹھے غلطیاں نکالنا۔ فصاحت و بلاغت پر نکتہ چینی کرنا
ایک لغو امر ہے۔ کیا قرآن مجید کی فصاحت اور بلاغت پر سائر
اگرہ کے عربی سے جاہل نامہ نگار نکتہ چینی نہیں؟ اور
کیا اس سے قرآن مجید کے کلام معجز نما پر کوئی دھبہ آتا ہے
ہرگز نہیں بلکہ بات تو تب بنتی ہے جب واقعہ میں کوئی کتاب
اس شان کی تصنیف کیجائے لیکن حضرت اقدس کے مقابلہ
میں کسی عالم کسی اہل زبان کسی بیروتی مصری ہندی نے کوئی
کتاب تصنیف نہیں کی۔ ہاں لونشاء لقلنا کا ورد سب
کی زبان پر ہے منجملہ اور علماء کے مولوی محمد حسین صاحب
بٹالوی بھی ایسے عالم ہیں جنھیں یہ توفیق تو کبھی نصیب نہ ہوئی
کہ کوئی ایک جز کا رسالہ ہی مقابل میں پیش کرتے۔ لیکن یہ شور
مچاتے رہے کہ مرزا صاحب عربی کا صیغہ تک نہیں جانتے
مگر خدا کی غیرت نے انی مھین من اراد اھانتک کے
رنگ میں جلوہ دکھایا اور مولوی محمد حسین نے اشتہار دیا کہ
مرزا صاحب نے عجبت لہ استعمال کیا حالانکہ عجب کا
صلہ لام نہیں آتا۔ اسپر حضرت صاحب نے احادیث صحیحہ اور
دواوین عرب سے بیسیوں مثالیں دیں جنمیں عجب کا صلہ
لام لایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کے اس جواب پر مولوی
محمد حسین صاحب کی سب قلعی کھل گئی اور ملک کو مولوی صاحب
کی عربی دانی کا حال معلوم ہوگیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ خدا

مسیح کو جاہل ٹھہرانے والا خود ایسا جاہل ہے جسے عربی کا ایک معمولی صیغہ بھی نہیں آتا۔ خیر یہ تو ایک مشہور واقعہ ہے لیکن آج ہم ایک اور مثال پیش کرتے ہیں اور وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا وجود ہے مولوی صاحب نے یہ جرأت بھی نہیں کی۔ کوئی چھوٹا سا رسالہ ہی حضرت اقدس کی کتابوں کے مقابل میں پُر فصاحت و بلاغت پیش کرتے لیکن حضرت اقدس کی عربی غلطیاں نکالنے کے مدعی آپ بھی ہیں منجملہ ان غلطیوں کے ایک لفظ کَلَّمَ تَکْلِیْمًا بھی ہے اسکے دو معنے ہیں کلام کرنا۔ اور زخمی کرنا۔ موخرالذکر معنے کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود نے آیت شریفہ واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایٰتنا لا یوقنون کے یہ معنے کئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں طاعون کے کیڑے کی پیشگوئی فرمائی ہے اور تکلمھم کے معنے زخمی کرنے کے ہیں۔ اور واقع میں چودھویں صدی ہجری میں کما قال النبی حتی نبعث فی امھا رسولاً کے مطابق ایک نبی کا مبعوث ہونا اور پھر دابۃ الارض کا زمین سے نکلکر لوگوں کو زخمی کرکے انھیں ہلاک کرنا قرآن اور اسلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے حضرت مسیح موعود کے اس استدلال کو ایڈیٹر تشحیذ الاذہان نے اپنے رسالہ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تشحیذ کا وہ نمبر دیکھ کر اپنے رسالہ مرقع (یہ ستمبر ۱۹۰۷ء کی بات ہے) میں اسکی تردید اس طرح پر کی کہ کَلَّمَ تَکْلِیْمًا کے معنے زخمی کرنا عربی میں استعمال نہیں ہوتے اور کلم کے معنے صرف کلام کرنے کے ہیں زخمی کرنے کے اسکے معنے نہیں چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں:۔

سارا زور اس مضمون کا تکلم کے لفظ پر ہے جسکے معنے آپ نے کئے ہیں کہ وہ دابہ زخمی کریگا۔ حالانکہ اس لفظ کے معنے کلام کرنیکے ہیں" مرقع دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۳ سطر ۸ و ۹

پھر سطر ۱۴ و ۱۵۔ میں لکھتے ہیں۔ یہ صیغہ باب تفعیل سے ہے یعنی تکلیم سے تکلیم کے معنے ہمیشہ کلام کرنیکے آتے ہیں مگر قادیانی نبوت جیسی جدید ہے اسکی لغات بھی جدیدہ ہیں +

ناظرین دیکھئے اوپر کی دو تحریروں میں مولوی صاحب نے کیسے شدّ و مد سے اسبات پر زور دیا ہے کہ کلّم کے معنے صرف بات کرنیکے ہیں اور کوئی معنے ہی اس لفظ کے نہیں اور پھر تحدی سے دعویٰ کیا ہے کہ کلّم کے معنے زخمی کرنے کے لغت عرب میں کہیں نہیں پائے جاتے اور پھر ہنسی کی ہے کہ جس طرح مرزا صاحب کی نبوت جدیدہ ہے اسی طرح کلّم کے معنے زخمی کرنیکے بھی بالکل نئے ہیں لغت عرب میں ان کا نام و نشان بھی نہیں لیکن مولوی کو اس مضمون کے لکھتے وقت یہ خیال نہ تھا کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کو انی مھین من اراد اھانتک کا الہام ہوچکا ہے اور نہ ثناء اللہ مولوی صاحب حضرت اقدس کی اہانت کرکے خود ذلیل ہوتے +

اب میں ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مولوی محمد حسین صاحب کیطرح مولوی ثناء اللہ کی ذلت کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے کردیا اور وہ دن آگیا جبکہ مولوی صاحب موصوف کی عربی دانی کی قلعی کھولی جاوے اور آپکے پُر تحدی دعووں اور آپ کی وسیع علمی معلومات کی حیثیت سے پبلک کو آگاہ کیا جاوے۔ دیکھئے میں ذیل میں عربی کی تمام مشہور اور مستند لغات کے حوالہ سے ثابت کرونگا کہ کلّم تکلیمًا کے معنے زخمی کرنیکے ہیں اور یہ کہ مولوی صاحب نے بالکل جھوٹ لکھا۔ ہے کہ کلّم کے معنے صرف بولنے کے ہیں اور وہ مولوی جو حضرت صاحب کی غلطیاں نکالنا۔ ہے تو کیسا جاہل ہے۔ دیکھئے

(۱) قاموس۔ کَلَّمَہٗ جَرَّحَہٗ (یعنے کلّم کے معنے زخمی کرنیکے ہیں) قاموس جلد ثانی فصل الکاف باب المیم جلد رابع صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر +

(۲) تاج العروس۔ کَلَّمَہٗ تکلیمًا جرحہٗ (یعنے کلّم کے معنے زخمی کرنے کے ہیں) فصل الکاف باب المیم تاج العروس جلد تاسع صفحہ ۴۹ +

(۳) اقرب الموارد۔ کَلَّمَہٗ تکلیمًا جَرَّحَہٗ (یعنے کلّم کے معنے زخمی کرنے کے ہیں) اقرب الموارد +

دیکھئے۔ اوپر میں نے مستند لغات کے حوالوں سے ناظرین کو دکھادیا کہ کلّم کے معنے زخمی کرنے کے ہیں اب مولوی ثناء اللہ کی وہ تحدی کہاں کیا اسی علمیت پر مولوی فاضل کہلانے کا شوق ہے +

کیا مولوی فاضل ہو کر عربی سے ایسی ناواقفیت اور پھر سلطان القلم کے منہ آنا۔ ہم مولوی ثناء اللہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اپنے اِس دعویٰ کو ثابت کریں کہ کلّم کے معنے صرف بولنے کے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ کو کبھی ثابت نہیں کرسکتے اور یہ وبال ہے حضرت جری اللہ کی عربی پر نکتہ چینی کا سچ ہے انی مھین من اراد اھانتک +
فسبحان الذی اخزی الاعادی +

رباعیات

(۱)

نور دین کا قول یہ پیغام قابل غور ہے
اپنا اسلام اور ہے۔ اور ان کا اسلام اور ہے
جب مسیحا خود کہے مومن نہیں منکر میرا
کس لئے محمد علی پر پھر انکا یہ ظلم و جور ہے

(۲)

قدرت ثانی کا مظہر نہیں محمود اگر
کس لئے اسکو مسیحا نے کہا فضل عمر
اس کے انکار سے احمد کا بھی انکار ہوا
کاش یہ غور کرے دل میں پیامی لیڈر

شیخ نصیر احمد احمدی انبالہ چھاونی

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہورہا ہے اس اثناء میں بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بنایا ہوا ہے آپنے اسکے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند جالا۔ پڑوال اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند کیلئے نہایت مفید ہے قیمت سرمہ اوّل فی تولہ ع۱ قسم دوم ۸/ قسم سوم ۴/ اصلی ممیرا قیمت ۵ روپیہ تولہ ہے ترکیب استعمال۔ ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کرکے آنکھوں میں ڈالا جاوے یہ سرمہ خاصکر جنکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں انکے بہت مفید و اکسیر ہے +

المشتھر احمد نور کابلی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

تاکہ نجات حاصل کرے پھر کیا وہ شخص جو یہ کوشش کرتا ہے کہ میری خاص قوم اور خاص شاگردوں کے سوا کوئی شخص نجات نہ حاصل کرے اور اسے تمام لوگوں کا نجات حاصل کر لینا تعجب دیتا ہے اس رحیم کریم انسان کا مقابلہ کر سکتا ہے جس کا مستقل قول یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کے لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے کیا ہم مسلمانوں کے لئے یہ فخر کا مقام نہیں کہ غیر قوموں کے پیشوا محض اپنی اپنی قوم کی ہدایت کے لئے آئے اور ان کے عشق محدود تھے ہمارا لیڈر تمام دنیا کے لئے آیا اور اس کا عشق غیر محدود تھا لیکن عیسائیوں پر افسوس کہ وہ ایسے شخص کو لیڈر سمجھتے ہیں اور اس انسان کو اپنا ہادی اور رہنما رکھا ہے جو دل سے چاہتا ہے اور کوشش بھی کرتا ہے کہ جو لوگ میری بات نہ سمجھیں اور نیک تعلیم پر عمل پیرا نہ ہوں تاکہ وہ نہ توبہ کریں نہ انہیں معافی حاصل ہو ایسا انسان تو اس قابل نہیں کہ وہ کوئی معمولی مصلح بھی سمجھا جا سکے کجا یہ کہ اسے سرتاج اولین و آخرین حضرت محمد مصطفےٰ کے مقابل میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے۔

عدل اور رحم

مسیحی مذہب کی بنیاد عدل اور رحم پر ہے جو تعریف وہ لوگ عدل کی کرتے ہیں اگر وہ تسلیم کر لیجائے اور پھر ساتھ ہی یہ مان لیا جائے کہ خدا عادل ہے تو واقعی پھر کفارہ کے ماننے کے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آتا لیکن عیسائیوں کو یہی ٹھوکر لگی ہے کہ پہلے انہوں نے عدل کی غلط تعریف فرض کر لی کہ عدل کہتے ہیں کسی کا حق مارنا اور نہ حق سے زیادہ دینا نہ کسی کی مزدوری سے زیادہ کچھ عنایت کرنا نہ کسی کو گناہ سے بڑھکر سزا دینی اور نہ نیکی سے بڑھ کر کوئی اجر دینا نہ کسی کو بے قصور پکڑنا۔ اور نہ کسی کا گناہ معاف کرنا پھر اس غلط تعریف کے بعد یہ عقیدہ اختیار کیا کہ خدا تعالیٰ عادل ہے اور جب خدا تعالیٰ عادل ہوا تو ماننا پڑا کہ وہ اپنے بندوں کے گناہ معاف نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے جو صریح تسلیم کیا کہ آدم کا [illegible] گنہگار

ہوئے اور خدا عادل ہوا تو نتیجہ یہ نکلا کہ سب دوزخی ہیں لیکن یہ بھی گوارا نہیں کہ ساری مخلوق دوزخ میں جائے اس لئے اس مشکل کا اس طرح دور کیا کہ بیٹے نے باپ کے حضور اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں بندوں کے گناہ اٹھاتا ہوں اور خود گنہگار ہوتا ہوں مجھ کو سزا دیجئے عدل کو قائم رکھیئے عدل بھی قائم رہا اور رحم بھی ہو گیا بندے بھی بچ گئے باپ نے یہ تجویز منظور کر لی بیٹے نے مخلوق کے گناہ اٹھائے مخلوق بے گناہ ہو کر مستحق نجات ہو گئی باپ نے عدل کی وجہ سے بیٹے کو صلیب پر مروا کر تین دن تک اچھی طرح سزا دیکر پھر زندہ کر کے دائیں ہاتھ بٹھا لیا بیٹا بھی بچ گیا مخلوق بھی بچ گئی عدل بھی ہو گیا رحم بھی ہو گیا یہ ہے عیسائیوں کا کفارہ جس پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے لیکن اول تو عدل کی یہ تعریف غلط ہے لیکن ہمیں اس جگہ اس سے بحث نہیں فرض کر لو عدل اسی کا نام ہے لیکن ساری بحث تو یہ ہے آیا خدا تعالیٰ بھی اس عدل سے موصوف ہے یا نہیں گو عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا عادل ہے اور کسی کو اسکی نیکی سے بڑھکر جزا نہیں دے سکتا۔ اور نہ بغیر سزا دیئے کسی کا جرم معاف کر سکتا ہے مگر انجیل انکے اس عقیدہ کو غلط ٹھہراتی ہے اور ہم ذیل میں انجیل ہی سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ عیسائیوں کے جعلی عدل کی دو نو شقیں یعنی:-

(۱) کوئی جرم اور گناہ بغیر سزا کے نہ چھوڑنا۔

(۲) نیکی کا بدلہ استحقاق سے بڑھ کر نہ دینا۔

انجیل کی رو سے بالکل باطل ہو جاتی ہیں۔ بات کے ثبوت کے لئے ہم ناظرین کو متی کی انجیل کیطرف متوجہ کرتے ہیں اور پہلی بات کہ خدا تعالیٰ کوئی جرم بغیر سزا اور کوئی قرض بغیر ادائیگی کے معاف نہیں کرتا ذیل کے حوالے سے باطل ثابت کرتے ہیں:

آسمان کی بادشاہت اس بادشاہ کی مانند ہے

جس نے اپنے نوکروں سے حساب لینا چاہا اور جب حساب لینے لگا تو اسکے سامنے ایک قرضدار حاضر کیا گیا جس پر دس ہزار توڑے نکلتے تھے مگر چونکہ اسکے پاس کچھ ادا کرنے کو نہ تھا اس لئے اسکے مالک نے حکم دیا کہ یہ اور اس کے جورو بچے اور جو کچھ اس کا ہے سب بیچا جائے اور قرض وصول کر لیا جائے پس نوکر نے گر کر اسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند

مجھے مہلت دے تو میں تیرا سارا قرض ادا کر دونگا اس نوکر کے مالک نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا اور اس کا قرض بخش دیا

متی باب ۱۸ آیت ۲۳ تا ۲۸ +

دیکھئے یہاں پر مسیح نے کیسے کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ آسمان کا بادشاہ یعنی خدا تعالیٰ اس بادشاہ کیطرح ہے جس نے بغیر کسی قسم کی سزا کے مجرم کا قصور معاف کر دیا اور بغیر کسی ادائیگی کے سب کا سب قرضہ معاف کر دیا اب عیسائی صاحبان سے میرا سوال ہے کہ اگر خداوند خدا واقع میں کسی کا جرم بغیر سزا کے معاف نہیں کرتا تو مسیح نے خدا تعالیٰ کی مثال ایسے بادشاہ سے کیوں دی جو بغیر سزا کے جرم معاف کرتا اور بغیر انتقام کے گناہ سے عفو کرتا اور بغیر ادائیگی کے قرض معاف کرتا ہے اور اگر ایک بخیل کو حاتم طائی سے تشبیہ دینا اور رستم کی مثال میں ایک کمزور اور نحیف شخص کو پیش کرنا بیوقوفی ہے تو کیا خداوند خدا کو جو بغیر انتقام کے کسی کا جرم معاف نہیں کرتا ایسے بادشاہ سے تشبیہ دینا جو بڑے سے بڑے جرم کو بغیر کسی خفیف سے خفیف سزا کے بھی معاف کر دیتا ہے کم عقلی نہیں؟ لیکن مسیح نے چونکہ خدا کی بادشاہت کو اس دنیوی بادشاہت سے تشبیہ دی جو بڑے بڑے جرموں کو بغیر کسی سزا کے بخش دیتی ہے تو لا محالہ عیسائیوں کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انکے عدل کی پہلی ٹانگ ٹوٹ گئی اور مسیح کے قول کے بموجب واقع میں خدا تعالیٰ بغیر کسی سزا کے اور بدوں کسی انتقام کے اور بلا کسی کفارہ کے اپنی مخلوق کے گناہ معاف کر سکتا ہے اور انکی خطاؤں سے درگذر کر سکتا ہے اور انکے قصوروں پر چشم پوشی کر سکتا ہے اس کے بعد خود ساختہ عدل کی دوسری ٹانگ یعنی استحقاق سے بڑھ کر اجر نہ دینا۔ اور مزدوری سے زیادہ فائدہ نہ پہنچانا کے ابطال کے لئے بھی متی کو دیکھو۔ مسیح کہتا ہے۔

کیونکہ آسمان کی بادشاہت اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو سویرے نکلا تاکہ اپنے انگوری باغ میں مزدور لگائے اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر انہیں اپنے باغ میں بھیج دیا اور پھر پہر دن چڑھے کے قریب نکلکر اس نے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا اور اس نے کہا تم بھی باغ میں چلے جاؤ جو واجب ہے تمہیں دونگا پس وہ چلے گئے پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر نکلکر ویسا ہی کیا اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے نکلکر اوروں کو کھڑے پایا اور ان سے

رجسٹرڈ نمبر ل ۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

[illegible] عیسیٰ آں [illegible] مقامات [illegible] میں بھی اک نورانی چہرے کے [illegible]

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین [illegible] باقی تمام خط و کتابت [illegible] قادیان ضلع گورداسپور

چندہ غیر ممالک سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ محمود [illegible]

جلد ۲ | [illegible] ۱۹۱۵ء | مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۲۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔ اہل بیت خیریت سے ہیں۔ مہمان بکثرت آتے جاتے ہیں۔ بعض احباب نے دریافت کیا ہے کہ قادیان میں کتنا جاتا ہے [illegible] ہم آئیں یا نہیں۔ واضح ہو کہ [illegible] نہیں ہوئے ہیں ایسی صورت میں یہاں آنے کی کوئی ممانعت نہیں جس کا جی چاہے بے شک آئے۔ مگر خبر کر کے آنیوالے کے نام [illegible]

مہمان: حکیم بخش صاحب جموں — مستری محمد امین صاحب لاہور

فیروز الدین صاحب امرتسر

محمد حسین صاحب مولوی غلام غوث صاحب سعد اللہ پور گجرات

مہر الدین صاحب ذمہ شنگھ تحصیل اجنالہ

تاج دین صاحب [illegible] ضلع گجرانوالہ۔ جلال الدین صاحب باسریاں گجرات

جناب عبد الحمید خان صاحب سب انسپکٹر پنشنر بہوجی ضلع میرٹھ

ڈاکٹر فضل الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ راولپنڈی

اخبار احمدیہ

۱۔ احباب ان کالموں کو مفید بنانے کیطرف توجہ کریں اپنے اپنے علاقہ یا شہر یا گاؤں کی خبریں جنسے احمدی احباب کو دلچسپی ہو سکے یا باہم تعارف بڑھے باقاعدہ بھیجتے رہیں۔ دوستوں نے توجہ نہ کی تو یہ کالم بند کر دینا پڑیگا۔

(۲) تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ایک لڑکا پڑھتا ہے چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اسکی والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں متوفیہ کو اپنے نوجوان بیٹے سے بہت محبت تھی مگر سلسلہ میں داخل نہ تھیں اس لئے عزیز چراغ الدین نے (باوجودیکہ اسکی آنکھیں اشکبار تھیں اور دل غمگین اور وہ تن تنہا غیر احمدیوں میں گھرا ہوا) اسکا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند۔ کہ قوم کو اسوقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔

۳۔ ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے سوال کیا کہ جب سلسلہ محمدی سلسلہ موسوی سے مماثلت رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ کے بعد پے در پے رسول آگئے ایسے ہی حضرت نبی کریمؐ کے بعد پے در پے رسول آتے۔ فرمایا۔ میرے پاس پندرہ روپے ہوں اور تیرے پاس ایک پونڈ تو کیا ہم نقدی رکھنے میں برابر ہوئے یا نہیں۔ اس نے عرض کیا۔ بیشک۔ فرمایا سلسلہ محمدی میں ایک ہی اللہ کا جری تمام نبیوں کے حلے میں انکے کمالات اور فضائل لیکر آگیا۔ اور مماثلت و مشابہت پوری ہو گئی۔

۴۔ نومبائعین کے عنوان کے نیچے جو فہرست چھپتی ہے اسکے یہ معنے ہیں کہ یہ لوگ غیر احمدی تھے اب خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر احمدی ہوئے اور بیعت خلافت سے یہ مراد ہے کہ احمدی تو پہلے ہی تھے اب سیدنا محمود کو خلیفہ ثانی مانتے ہیں۔ احتیاط بہت کیجاتی ہے ممکن ہے کوئی ایک آدھ نام غلطی سے ایک دوسرے عنوان کے ماتحت درج ہو جائے۔

۵۔ برادرم نیاز محمد احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ منٹگمری لکھتے ہیں شیخ اپنی ہمشیرہ سے کہا مسلمان بنی اور خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر۔ ورنہ

[illegible] ہیں جا [illegible] کا تو [illegible]

[illegible] تو عبادت کی نہیں [illegible] کا منتہ لے فکر پیدا ہوئی۔ وہ سمجھانے [illegible] اور اب وہ حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے کا نبی اور رسول مانتی ہے اور بیعت کی درخواست کرتی ہے۔

[illegible] منشی فرزند علی صاحب فیروز پور لکھتے ہیں حقیقۃ النبوۃ کا شائع [illegible] ختم ہو چکا ہے (دوسرے مقامات کے احباب بھی غور کریں [illegible] حضرت خلیفہ ثانی کے ارشاد کی تعمیل [illegible] صاحب نکاح کی نصائح سے بہت متاثر ہوئے [illegible] احباب بیعت اس شخص سے قطع تعلق کو آمادہ ہیں [illegible] جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ [illegible] آباد۔ دکن سے بیعت کرتے ہیں۔

۸۔ [illegible] صاحب متعلم [illegible] لکھتے ہیں کہ چند روز ہوئے [illegible] پور جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میں نے ایک احمدی برادر سے سنا۔ ہمارے حاجی الحرمین۔ امیر الیاسین ولایتی خلیفہ صاحب دام اقبال نے اس جگہ کو اور صوبہ بہار کے بعض اور شہروں کو اپنے پاک اور مبارک قدم سے شرف و عزت بخشا اور کئی لکچر دیئے۔ لیکن [illegible] کی گفتگو کے وقت اپنی ناکامیابی کا اعتراف کیا۔ اطہار [illegible] بیان یوں فرمانے لگے کہ (سید) محمود کی کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ وہ اول تو مسیح موعود کے لڑکے ہیں + دوئم یہ کہ خاص مرکز یعنی قادیان میں ہیں۔ سوئم یہ کہ احمدیوں کو پہلے ہی سے بیعت کرنے کی عادت تھی۔ اور چند ایسے ہی اسباب پیش کئے۔ بات یہ ہے کہ انسانی عقل جس وقت مادیات پر محو ہو جاتی ہے پھر اس کو دنیاوی اسباب کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا۔ کاش! اگر ان کو یہ سمجھ آ جاتی کہ سیدی محمود کا پشت پناہ وہ خدا ہے جو متصف ہے اور راستبازوں کا ساتھی ہے۔ پھر نہ انکو اپنے طرحدار فقرے کے گھڑنے کی حاجت ہوتی اور نہ اتنی مصیبت اٹھانی پڑتی +

تازہ خبریں

روس پیش قدمی لنڈن ۱۸۔ اپریل۔ ہنگری کے ملکی حکام نے [illegible] کو خالی کر دیا ہے درہ ازوک سے [illegible] کو یہ نیوال [illegible] پر یہ پہلا اہم قصبہ ہے +

پیرس ۱۵۔ اپریل۔ بیلجیم۔ ارجون۔ ایلی۔ مونٹ ماری میں جرمن جوابی حملے پسپا کئے گئے اور ہم نے بہت سی رائفلوں اور توپوں کے علاوہ قیدی بھی پکڑے۔ اسگان کی مقامی خندقی لڑائی میں ہم غالب ہیں۔ اور ہمارا غلبہ روز افزوں ہے ایلی میں ہم جرمنوں کی بڑی خندق کے بڑے حصہ کے علاوہ چار سو میٹر طویل ایک سو میٹر عریض علاقہ پر قابض ہوگئے +

روسی محاربات لنڈن ۱۵۔ اپریل۔ درہ ازوک کے علاقہ میں لڑائی جاری ہے ولن سیٹ کے جنوب کیطرف کی پہاڑیوں پر دشمن نے متواتر جوابی حملے کئے مگر پسپا کر دیا گیا۔ اور روسیوں نے ایک ہزار قیدی پکڑ لئے۔ سوکو دنیا اور علاقہ زرزوک میں دشمن کو جارحانہ پہلو اختیار کرنے میں ہر جگہ ناکامی ہوئی + روسیوں نے توپیں اور [illegible] قیدی گرفتار کئے

عراق عرب میں معرکہ لنڈن ۱۴۔ اپریل سرکاری بیان ہے کہ ۱۴ ہزار ترکوں کی گروہ اور عربوں کی جمعیت [illegible] توپیں [illegible] عراق عرب کے مقام شعیبہ کی برطانوی فوج پر بمقام منگل (۱۲ و ۱۳) اپریل کے دن حملہ کیا برطانوی فوج نے منگل کو جارحانہ پہلو اختیار کر کے دشمن کو شمال کیطرف بھگا دیا۔ اور راستے ۱۸۔ افسر تین سو سپاہی دو توپیں اور کئی جھنڈے پکڑ لئے [illegible] دن برطانوی فوج کا کوئی مقتول نہ ہوا۔ صرف چار برطانوی افسر و ۲۳ سپاہی اور ۶۵ ہندوستانی زخمی ہوئے +

روئی کو ممنوع التجارت نہیں قرار دیا گیا۔ کیونکہ ایسا کرنے کے فوجی فوائد چنداں زیادہ نہیں +

ولایت کے ۱۱ ہزار یہودی اسوقت برطانوی فوج میں شامل ہیں لارڈ کچنر نے یہود کی بھرتی کی کمیٹی کی تعریف کی +

طاعون سے ہفتہ مختتمہ ۱۰۔ اپریل میں بہ تفصیل ذیل ۳۱،۲۵ موتیں ہوئیں بمبئی ۵۰۴ مدراس ۱۸ ادبنگال ۲۰ بہار ۵،۱۶ صوبجات متحدہ ۸۰۴۸ پنجاب ۱۹۸۷۹ برہما ۶ صوبجات متوسط ۵۸ میسور ۵۸ حیدر آباد ۱۵ وسط ہند ۳۵ راجپوتانہ ۴۵ جموں ۱۲۵ +

بمبئی [illegible] نگر کے قریب دوان کے ایک کارخانہ روئی میں آتشزدگی سے بارہ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا +

ترقی آغاز محاربہ سے اب تک ۴۳۵ آدمیوں کو سپاہیوں وغیرہ کے زمرہ سے افسری کے درجہ پر ترقی ملی ہے +

برطانوی گورنمنٹ نے مزید غلہ گندم خرید نہ کرنیکا فیصلہ کیا ہے اسے یقین ہے کہ باقیماندہ زرعی سال کے لئے معمولی تجارتی طریق سے ملک کی ضروریات پوری ہو سکینگی +

دیوانی عدالت کے اقتدار و نگرانی اور اس کی اپیلوں وغیرہ کے متعلق چیفکورٹ نے قواعد نافذ کئے

شہر لاہور کی کوتوالی نئی شاندار عمارت میں جو دہلی دروازہ کے باہر لب گول سڑک [illegible] کے سرے پر تیار ہوئی ہے آ گئی ہے۔ دہلی دروازہ کے اوپر کی عمارت انسپکٹر [illegible] کی رہائش کے لئے مختص کر دی گئی ہے +

تمام ریاست ہائے ہند کو ۳۱۔ مارچ ۱۹۱۵ء کو ختم [illegible] سال میں ماقبل کی نسبت ۹۰۹۴ ۲۸۷ رو[illegible]

سنگاپور کے فساد کی پاداش میں ۲۳ مارچ کی شام کو [illegible] ڈنڈے [illegible] خان جمعدار [illegible] خان، [illegible] سپاہی حاکم علی [illegible] عبد الغنی کورٹ مارشل کے حکم سے جیلخانہ کے باہر گولیوں سے ہلاک کئے گئے +

شہزادہ برہان الدین برلن کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے قسطنطنیہ کا جرمن سفارتخانہ اعلان کرتا ہے کہ شہزادہ برہان الدین کے گلا گھونٹ کر مارے جانیکی جو خبر مشہور ہوئی تھی وہ بالکل بے بنیاد ہے +

مدہش ڈگری جہلم میں ایک مدعا علیہ پر حال میں آٹھ لاکھ ۹۹ ہزار کی ڈگری ہوئی ہے اصل قرضہ ۱۲ ہزار تھا جو سود در سود ساٹھ سال میں اس رقم تک پہنچ گیا دو گاؤں رہن سے [illegible] یا بات ہو گئی +

گورداسپور کی خبر ہے کہ موضع [illegible] والے [illegible] خانہ تلاشی کرنے پر ۳ پستول ۱۵۰ کارتوس برآمد ہوئے اسکے متعلق کئی آدمی گرفتار کئے گئے ہیں پولیس کے کئی افسر برائے تحقیقات موجود ہیں +

انگلستان کے شمالی ساحل پر ہوائی تاخت

لنڈن ۱۵۔ اپریل نصف شب زپلن ہوائی جہاز [illegible] ساحل نارتھمبرلینڈ پر تاخت کی نارتھمبرلینڈ انگلستان کے انتہائے شمال میں واقع ہے۔ اسی طرح زپلن جہازوں نے [illegible] واقع [illegible]

نواب ذوالفقار علی خان معلوم ہوا ہے کہ نواب ذوالفقار علی خان سی ایس آئی سردار جیت سنگھ کی بجائے پنجاب کیطرف سے [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء

سلطان حسین کامل پر قاتلانہ حملہ
مصر و ہندوستان کی یکساں حالت
مسلمانوں کیلئے بہت احتیاط کی ضرورت

ماہ رواں کی دس تاریخ کو قاہرہ سے مندرجہ ذیل برقی پیغام دنیا میں شائع ہوا۔ اور مصروف دنیا کی آنکھ کو جو روس، فرانس پولینڈ، گلیشیا اور سوریہ کے مناظر سے شاذ تھی تھوڑی دیر کیلئے حبشی کی زمین کے دارالسلطنت کی طرف متوجہ کردیا اور وہ یہ ہے کہ:۔ سلطان مصر پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ مگر آپ بال بال بچ گئے وار دونہ رسہات نے دیکھا کہ ایک شخص نے سڑک پر آکر پولیس والوں کو للکارا ایک سپاہی نے اسکا ہاتھ پکڑکر جھٹکا دیا گولی وقت گذر چکا تھا۔ گولی پستول سے نکلی اور گاڑی کی چھت سے لگ کر ایک طرف کو سرک گئی۔ حملہ آور کو فوراً مغلوب کرلیا گیا۔ یہ شخص ایک مشہور بدمعاش ہے اسکا لہجہ گستاخانہ ہے وہ کسی سازش میں شرکت رکھنے سے منکر ہے۔

ہمارے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں کہ مصر کی محافظ طاقت یعنی برطانیہ نے خدیو حلمی پاشا سابق والئے مصر کو برطانیہ کے دشمنوں کا ساتھ دینے کے باعث اپنے عہدہ سے برطرف کرکے اسکی جگہ اسکے چچا حسین کامل کو سلطان کا خطاب دیکر فرمانروائے مصر مقرر کیا ہے۔ سلطان موصوف ایک تجربہ کار وطن دوست اہل علم اور ہردلعزیز فرمانروا ہیں۔ مصر کی عزت مصر کی بہتری مصر کی حفاظت اور مصر کی خوشحالی اس نازک وقت میں اگر کسی چیز پر منحصر ہوسکتی تھی۔ تو وہ محض اسی بات پر کہ محافظ سلطنت کا ہاتھ بٹانے کے لئے کوئی نہایت فہیم اور دوراندیش شہزادہ والئے مصر ہو اور خوش قسمتی سے حسین کامل کے وجود میں میسر آگیا ہے مصر خوش ہو اور انکے اختیارات حاصل کرنیکے ساتھ ہی سلطان کے گراں بہا لقب سے موسوم ہوئے ہیں۔ اب اگرچہ سلطان حسین ملک کے تمام بہی خواہ طبقوں اور دور اندیش اعتدال پسند وطن پرستوں کی نظر میں محبوب اور ملک کی آزادی کا محافظ اور نازک وقت میں مصر اور مصریوں کی دستگیری کرنیوالا خیال کیا جاتا ہے .... اور ہم اپنے مناصب پر بدستور قائم رہنا ...... حسب دستور .... کرنا۔ فوجی افسروں کا .... اس امر پر دال ہیں کہ ملک نے اس .... کی نگاہ .... آدم کے فرزندوں میں سے کون ہے جو .... ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں .... ہندوستان کا نقشہ بھی .... ایک غلطی .... نظر سے اس قابل سمجھا جاتا ہے .... اصلی .... جان لیجائے۔ پھر ہم کس طرح .... کا لگا دیا ہوت جو تعلیم یافتہ طبقہ کی لاٹ میں چھپا رہتا ہے .... اپنا انشیاں نہ رکھتا ہو .... جس شخص نے حملہ کیا ہے وہ ضرور .... جماعت سے تعلق رکھتا ہے جو گو اپنے تئیں ملک کی خیرخواہ بتاتے مگر حقیقتاً وہ دشمن اور نقصان رساں ہے۔ اور واقعات بتلاتے ہیں کہ ان لوگوں کا کام محض شورش برپا کرنا اور حاملان سلطنت کی جان لینا ہوتا ہے ملک کی خیرخواہی اور بہتری سے انکو کوئی غرض نہیں۔ اگر .... کا یہ امر نہایت قابل نفرت اور گستنی ہے کہ اپنے انگریزوں کی حمایت میں مصر کو بلجیم اور پولینڈ کی سی تباہی .... سے بچالیا۔ یا دوست نما دشمنان مصر کے نکتہ خیال سے غداری ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ قسطنطنیہ کے بازار میں جب سابق خدیو عباس حلمی پر ایک مصری نوجوان نے قاتلانہ حملہ کیا تھا تو سوقت عباس ثانی نے کیسی غداری کی تھی۔

غرضیکہ مصر میں بھی وہی جرثیم شورش موجود ہیں۔ جنکو مسیحی ممالک کی بیجا آزادی نے پیدا کیا اور ہندوستان کی وفادار زمین میں اول اول بنگال کے اندر انکا نشو و نما ہوا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں ہم باز گروہ پیدا ہوگیا ہے تو مصر میں .... نام اخبار نکالنے والے موجود ہیں۔ اگر ہندوستان میں انتہا پسند جماعت اور انتہا پسند لیڈر ہیں تو مصر میں بھی شیخ شاویش اور انکی جماعت موجود ہے پھر اگر ہندوستان کے طلباء نے اپنے اساتذہ اور منتظمین کو تنگ کرنیکے لئے حربہ مقاطعہ کا استعمال جائز رکھا ہے تو مصر میں بھی اسی ناجائز اور مضرت رساں آلہ کا استعمال کیا جارہا ہے چنانچہ ذیل میں ہم دو تازہ ترین واقعات درج کرتے ہیں۔ جو اپنی تشریح آپ ہیں۔

لاہور میڈیکل سکول کی سٹرائیک

لاہور میڈیکل سکول کے فوجی طلباء نے دو روز کی ہڑتال سکول میں آنے سے انکار کیا اور صاحب پرنسپل کے حکم کی خلاف ورزی کرکے سکول آنا بند کردیا اور ۲۰ طالب علموں نے سٹرائیک کردی انکو پرنسپل نے ایک ہفتہ کی مہلت دی تھی مگر ان میں سے ۹ طلباء واپس نہیں آئے تو انکا نام اسکول سے خارج کردیا گیا

قاہرہ قانونی سکول کے طلباء کی سٹرائیک

سلطان مصر نے تقریباً تمام گورنمنٹ سکولوں کا ملاحظہ کیا اور سوائے ایک کے باقی تمام سکولوں کے طلباء نے نہایت جوش و خروش سے آپکا استقبال کیا۔ جس سکول کے طلباء نے ایسا کرنے سے احتراز کیا قانونی سکول ہے جس کے قریب ایک تہائی طلباء ہز ہائینس کے آنے پر غیر حاضر تھے اس واقعہ کی کافی طور پر تفتیش کیگئی تو معلوم ہوا کہ یہ شرارت بالارادہ تھی ان طلباء کے سرغنوں نے اپنے ہم جماعتوں کو کہلا بھیجا تھا کہ انکے ایک ساتھی کا باپ فوت ہوگیا ہے اسلئے وہ ماتم پرسی کے لئے آئیں اس بارے میں جس مقام کا پتہ دیا گیا تھا وہ ایک باورچی کا مکان تھا۔ اور وقت عین وہی مقرر کیا گیا تھا۔ جبکہ سلطان نے سکول پہنچنا تھا۔ غرضیکہ ان سرغنوں نے بالارادہ ہز ہائینس کی ہتک کی اور جو کچھ انکے پیرا میں فرکتکی انکا تصورات .... کم تھا اب سکول کونسل نے گورنمنٹ کی منظوری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے کہ ۴۵ طلباء کو سکول سے نکالدیا جاوے اور ۳۱ طلباء کو ایک سال پیچھے کردیا جاوے۔

آہ! کوتاہ اندیش اور کم فہم نوجوان محض علم خیالی اور ہیبتی شکایت کی بنا پر اور لنو جذبات آزادی کے مطیع ہوکر اپنا خون آپ کرلیتے ہیں بہت سے جوار پلک ہیں بہت ہیں جو عمر تباہ کرکے بدقسمت ماں باپ کو آرام دینے کی بجائے انکے دُکھ کا موجب ہوتے ہیں۔

مصر کے سلطان کا ذکر اور ہند و مصر کی حالت کا مقابلہ کرنیسے ہمیں آج کیا غرض ہے ہمارا اس خامہ فرسائی اور سنجیدہ باتوں کے اعادہ سے کیا مدعا ہے؟ صرف یہ کہ وہ قوم راہ راست اختیار کرے جسکیہ مسیح دنیا کی ہدایت کے لئے خدا کا مسیح موعود مبعوث ہوا اپنے نوجوانوں کو سمجھا دے کہ بیجا جوش کا مطیع ہونا اچھے اثر نہ لائیگا اسلام کی فتوحات تلوار سے نہ ہوئیں اور نہ اب ہونگی اسلام شورش کو ناپسند کرتا اور فتنہ انگیزی کو قابل نفرت ٹھیراتا ہے۔ پس جس حکومت کے ماتحت خدا نے تمہیں رکھ دیا ہو اور جس سے تم اظہار وفاداری کرتے ہو اسکی مشکلات نہ بڑھاؤ بلکہ اسکا ہاتھ بٹاؤ۔ دیکھو آج حی العزوجل جاہدو فی سبیل اللہ۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیتیں ہیں جو اور مذاہب میں نہیں

پانچویں خصوصیت

اسلام کی [illegible] خصوصیت اس [illegible] بین نظر ین کے سامنے پیش کیجاتی

ہے وہ اسلام کی صداقت پر ایک زبردست شہادت ہے اور دنیا کے تمام مذاہب پر اسلام کی فضیلت کا بہترین ثبوت ہے دنیا کا کوئی مذہب اس فضیلت میں اسلام سے لگا [illegible] نہیں کھا سکتا اور یہی ایک بات اسلام کو تمام مذاہب پر فوقیت دینے کے لئے کافی ہے یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہے اگر قرآن مجید قانون کے طور پر نازل ہوا تو آپ اس کا عملی نمونہ تھے اگر قرآن مجید ہمارے لئے ایک [illegible] نامہ ہے تو ہمارا رسول ہمارا ہادی ہے جتنے احکام خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں مندرج کر کے نازل فرمائے ان سب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کر کے [illegible] اور انسانی زندگی کا [illegible] متعلق قرآن مجید نے [illegible] اسلامی قواعد مقرر کئے ان سب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی کر کے ہمارے لئے نیک نمونہ قائم کیا۔ اگر قرآن میں عفو کی تعلیم ہے اور بندوں کو درگذر اور چشم پوشی کا حکم دیا ہے تو ساتھ ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوش اور غصہ کے موقعوں پر عفو کر کے ہمیں اپنی اقتدار پر آمادہ کیا اگر قرآن نے جائز موقعوں پر قوت غضب کے استعمال کا حکم دیا ہے اور غیرت دینی کو قائم کرنے کی تعلیم دی تو محمد رسول اللہ صلعم نے نہایت احسن طور پر غیرت دینی کا نمونہ دکھایا کسی شخص نے حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان فرما دیں انھوں نے جواب دیا کہ خلقہ القرآن یعنی آپ کے اخلاق کا بیان تو مجھ سے نہیں ہو سکتا پس یہ سمجھ لو کہ آپ قرآن کی تعلیم کا عملی نمونہ تھے اگر قرآن قول ہے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمل خیال کیجئے واقع میں آپکی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے اور دنیا کا ہر شخص زندگی کے ہر شعبہ اور ہر شاخ میں آپکی اقتداء کر سکتا ہے ایک لڑکا یتیم ہو جاتا ہے والدین کا سایہ اس کے سر سے

اٹھ جاتا ہے اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میں اپنی یتیمی کی حالت کس طرح گذاروں اسے ایک نمونہ کی ضرورت ہے لیکن اسے کوئی دقت پیش نہیں آتی کیونکہ اس کے لئے ہمارا رسول یتیمی کی حالت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے وہ اپنی یتیمی میں آپکی اقتدا کر کے یتیمی کے [illegible] سے بچ سکتا ہے پھر ایک شخص جسکے والدین موجود ہیں بزرگوں کا سایہ اس کے سر پر ہے معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میں اپنے بزرگوں [illegible] کس طریق پر زندگی بسر کروں اور کہاں تک [illegible] اطاعت کروں اور کس سلوک سے ان سے پیش آؤں ایسے بھی کہیں [illegible] جانے کی ضرورت نہیں [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نمونہ ہیں آپ نے اپنے دادا عبدالمطلب اور ان کے بعد اپنے چچا کے ماتحت زندگی بسر کی انکی فرمانبرداری کی انکی اطاعت گذاری اپنا شعار بنایا پھر ایک شخص ہے جو بالغ ہوتا ہے جوانی کی عمر میں [illegible] خدا داد قوتوں سے متمتع ہوتا ہے اپنی قوم کی حالت [illegible] جہالت میں گرفتار - ادبار میں مبتلا اور تنزل [illegible] [illegible] اس کے دل میں [illegible] پیدا ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح میری قوم کی اصلاح ہو انکی جہالت دور ہو تنزل کے بدلے ترقی کا منہ دیکھنا نصیب ہو [illegible] کے دن [illegible] طرح [illegible] جاویں اب وہ کیا کرے اپنی کارروائی کس طرح شروع کرے قوم کی حالت کس طرح سدھارے ایسے شخص کے لئے بھی آنحضرت ہی اسوہ حسنہ ہیں آپ کا قومی درد اور احساس اس کے لئے نمونہ اور آپکی کوشش اور ہمت آپکی طرز اصلاح اسکے لئے ایک اسوہ پھر ایک شخص اپنی قوم کی اصلاح کرنا چاہتا ہے قومی ادبار کو ترقی کی شکل میں تبدیل کرنا چاہتا ہے مگر اسکی جاہل قوم اسکی مخالفت پر تلی ہوئی ہے قوم کا بچہ بچہ اس کا مخالف ہو رہا ہے تمام لوگ اسکے قتل کے درپے ہیں کوئی شخص اسکی بات سننے کا روادار نہیں ایسے مشکل وقت میں وہ کیا کرے استقلال اور صبر کیاں تک اختیار کرے خونخوار قوم میں رہکر اپنا مشن کس طرح جاری کرے دشمنوں میں ہو کر حق کو کس طرح ظاہر کرے ان سب باتوں کے لئے صرف آنحضرت صلعم کا نمونہ کافی ہے آپنے بھی جب قومی اصلاح کا کام ہاتھ میں لیا تھا تو قوم مخالف ہو گئی تھی دوست دشمن اور اپنے بیگانہ ہو گئے تھے لیکن پھر بھی اس خونخوار قوم میں رہکر استقلال اور صبر سے اپنا کام کرتے

رہے کبھی حق کو نہیں چھپایا کبھی منافقت سے کام نہیں لیا پھر ایک شخص ہے جسکی اپنی حکومت نہیں بلکہ ایک غیر حکومت کے ماتحت ہے آیا بغاوت اختیار کرے یا بادشاہ وقت کے خلاف ایجیٹیشن پھیلائے یا کس طرح اپنی زندگی اس حکومت کے ماتحت بسر کرے اسکے لئے بھی ہمارا آقا ایک نمونہ ہے آپ اول المسلمین تھے مکہ میں تیرہ برس کفار مکہ کے ماتحت رہے کبھی کسی قانون کو نہیں توڑا۔ اس جمہوری سلطنت کے کسی ضابطہ کے خلاف کارروائی نہیں کی کبھی [illegible] کے خلاف کسی سازش میں شریک نہیں ہوئے پھر ایک [illegible] حکومت کے ماتحت ہو جو جابر ہو ظالم ہو دین میں جبر کرے دینی احکام کی بجا آوری میں مخل ہو دینی شعار کی حرمت میں مخل انداز ہو تو وہ شخص کیا کرے کیا گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرے اور ملک کے امن کو بدامنی سے بدل دے یا کونسا طریق اختیار کرے لیکن ایسے شخص کے لئے بھی کوئی دقت نہیں ہمارا رسول اسکے لئے نمونہ ہے آپ جمہوری سلطنت مکہ کے ماتحت تھے وہ غیر مذہب گروہ تھا آپکے دین میں مخل تھے آپکی عبادت کو دینی احکام کی بجا آوری سے مانع تھے مسلمانوں کے دین میں دخل انداز ہونا چاہتے تھے مسلمانوں پر سخت مظالم کرنے شروع کئے مردوں کو بے عزت اور عورتوں کو بے حرمت کیا ان کا مال و اسباب لوٹ و گھسوٹ کر اپنا گھر بھر لیا اور جب انکے مظالم حد سے تجاوز کر گئے تو ہمارا ہادی بغیر کسی شور برپا کرنے کے بغیر بغاوت کا کوئی وطیرہ اختیار کرنے کے آرام و سکون سے اس ملک سے نکلکر ایک اور [illegible] علاقہ میں چلا گیا اور اپنی جماعت کو بھی وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا۔ پھر ایک قوم ہے جسپر دوسری قوم ظلماً حملہ آور ہوتی ہے اسکے امن میں خلل ڈالتی ہے جبراً اسکے علاقہ میں گھس آتی ہے اسکے جائز حقوق کو پامال کرنا چاہتی ہے ایسی قوم کیلئے بھی ہمارا رسول ایک نمونہ ہے آپ جب مدینہ میں تشریف لاتے ہیں اور تھوڑے عرصہ کے لئے آپ اور آپ کی غریب جماعت کو چین نصیب ہوتا ہے اور دشمنوں کی دست برد سے امن ملتا ہے لیکن یہ حالت دیر تک نہیں رہتی اور مکہ کا خونخوار دشمن مدینہ میں بھی آرام نہیں لینے دیتا اور تیرہ چودہ کڑی منزلیں طے کرتا ہوا بدر کے مقام پر مسلمانوں کے قلع قمع کرنے کے لئے بڑے فخر و غرور سے ڈیرہ لگاتا ہے ہمارا رسول خدا پر بھروسہ

کر کے اسپر توکل کرتے محض اسی کے رحم و کرم کے سہارے پر رہتی تھوڑی سی جماعت کو دشمن کے مقابل پر لاتا ہے اور یہ تھوڑا گروہ دعا مانگتا ہوا استغفار پڑھتا ہوا خدا سے مدد نصرت اور ثابت قدمی کی التجا کرتا ہوا دشمن میں گھس جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنا رحم کرتا ہے خونخوار دشمن بے طرح بھاگتا ہی اور اس کا تکبر ٹوٹ جاتا ہے بڑے بڑے صنادید مارے جاتے ہیں اور قیدار کی ساری حشمت خاک میں ملجاتی ہے پھر ایک قوم ہے جس نے دشمن سے مقابلہ کیا مگر بڑا ابتلاء آیا دشمن کا مباہ ہوا اور اس قوم کے بہت سے مارے گئے بہت سے بھاگ گئے سپہ سالار سخت زخمی ہوا دشمن نے سخت ترکتا زی اب وہ قوم کیا کرے اس کے لئے بھی ہمارا رسول اور آپکی جماعت نمونہ ہیں۔ اُحد کا مقام یاد کرو بہت صحابہ مارے جاتے ہیں خود رسول اکرم سخت زخمی ہوتے ہیں صحابہ کے پیر اکھڑ جاتے ہیں بڑا سخت ابتلاء آتا ہے مگر واہ رے ثابت قدمی ہمارے رسول کی اور استقلال ہمارے رسول کے فدائیوں کا تکلیفیں پہنچتی ہیں زخمی ہوتے ہیں دشمن اپنے خیال میں فتح پاتا ہے جانوں اور مالوں کا نقصان ہوتا ہے مگر خدا پر بھروسہ کرنے والی جماعت صبر و استقلال کا ایک زندہ نمونہ ہے اور آیت وسیجزی اللہ الشاکرین جو خاص اُحد کے مصیبت زدوں کی شان میں اتری انکی حالت کا صحیح فوٹو ہے پھر ایک اور قوم کو دیکھو جو دشمنوں کے مدتوں ظلم سہتی رہی ہے ظالم دشمن نے تنگ کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا تیرہ برس تک جنہوں نے ظلم و ستم کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا جانیں لیں مال چھینے عورتوں کو بے عزت کیا بچوں تک پر بے رحمی کی ہر جائز سے ناجائز کارروائی انکے خلاف کی بیس برس تک ناحق ستاتے رہے لیکن بیس برس کے بعد خدا نے اس قوم کو دشمنوں پر غالب کیا اور انھوں نے اپنے دشمن کو شکست دی اور دشمن کے تمام علاقہ کو فتح کر لیا اور اپنے سپہ سالار سمیت دشمن کے دارالخلافہ میں جا گھسے اب دشمن بالکل انکے قابو میں ہے اور حریف کی تمام جمعیت ان کے بس میں۔ برسوں سے ظلم کرنیوالا دشمن سامنے ہے مدتوں کے ستم یاد آ آ کر انتقام کے لئے طبیعت کو ابھار رہے ہیں رحیم سے رحیم شخص بھی جائز سمجھتا ہے کہ اس دشمن کو ہلاک کر دیا جائے اور تیغ سے رقیق دل انسان ایسے ظالم دشمن کی ہلاکت پر خوش ہے مگر دوسری طرف اخلاق تقاضا کرتے ہیں کہ معاف کر دیا جائے اور ہمدردی اور بنی نوع انسان کی محبت متقاضی ہے کیونکہ دشمن بالکل قابو میں ہے اب وہ شرارت یا ظلم نہیں کر سکتا اسکے گذشتہ قصوروں سے درگذر کیجائے فاتح قوم مذبذب ہے کبھی انتقام کا خیال آتا ہے اور کبھی درگذر کا۔ اب وہ کیا کرے اور دونوں میں سے کس کو اختیار کرے اسی قوم کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ایک اسوہ ہے آپ دس ہزار قدوسیوں سمیت مکہ میں داخل ہوتے ہیں ظالم اور جفاکار دشمن قابو میں ہے ایک اشارہ سے بڑا دشمن ہلاک ہو سکتا ہے صحابہ کی طبیعتیں پرانے ظلموں کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہیں انکی میانوں سے تلواریں نکل نکل پڑتی ہیں بہادر لشکر سپہ سالار کے اشارہ کا منتظر ہے کب اشارہ ہو اور مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاوے اور واقع میں کفار مکہ اسی کے مستحق ہیں دنیا کا کوئی نرم سے نرم قانون ان کا حامی نہیں۔ دشمن بھی سر جھکائے فیصلہ کا بڑی بے تابی سے منتظر ہے اور لرزتے کانپتے اپنے ظلموں کو یاد کرتے ہوئے آپ کی زبان کی حرکت کیطرف کان لگائے ہوئے ہے مگر وہ دنیا کا منجی اور بنی نوع کا حقیقی شفیق اپنے جذبات کو قابو کئے ہوئے لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر سب کی جان بخشی کرتا ہے۔ اللہ اللہ یہ ہیں اخلاق ہمارے ہادی کے اور یہ ہے عفو ہمارے آقا کا۔ پھر ایک اور شخص کو لیجئے وہ تجردانہ حالت سے نکلتا ہے اور ایک عورت سے شادی کرتا ہے ایک ناتجربہ کار۔ ایک اجنبی عورت اسکے گھر داخل ہوتی ہے ہمیشہ کا اس سے ساتھ ہے نہ یہ اس کا مذاق جانتا ہے نہ وہ اسکی طبیعت سے واقف ہے اب یہ حیران ہے کہ اس سے کس طرح سلوک کرے کیا تعلقات دونوں میں قائم ہوں کہاں تک اس کے جذبات کا خیال رکھے اور کیا حقوق اس عورت کے اس کے ذمہ ہیں اور کن حقوق کا یہ اس عورت سے مطالبہ کرے اور کیا برتاؤ اس عورت سے اس کا ہو لیکن اسے حیرانی میں پڑنے کی ضرورت نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے لئے نمونہ ہیں آپنے بھی شادی کی تھی آپ بھی بیاہ کر حضرت خدیجہ کو لائے تاریخ شاہد ہے اور سیرۃ کی کتابیں گواہ ہیں کہ کیسا حسن سلوک آپنے خدیجہ سے برتا اور کیا وفاداری آپ سے ظہور پذیر ہوئی اور کیسی شفقت آپ اپنی بیوی پر کرتے تھے میں اس جگہ صرف دو مثالیں نمونہ کے طور پر حدیث سے تحریر کرتا ہوں +

پہلی بات حدیث میں یہ آئی ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد جب کبھی رسول صلعم دعوت کرتے یا قربانی کرتے تو تقسیم گوشت وغیرہ میں حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کا ضرور خیال رکھتے اور یاد کر کے انھیں حصہ بھجواتے۔ دوسری بات جو اس سے بھی عجیب ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ انکی تعریف اپنی دوسری بیویوں کے سامنے کیا کرتے تھے حالانکہ عام طور پر لوگ دوسری بیویوں کے سامنے پہلی بیویوں کی تعریف تو کجا بلکہ برائی کرتے ہیں تاکہ موجودہ بیویاں خوش رہیں۔ غرض ایک شادی شدہ شخص کیلئے بھی آپ نمونہ ہیں پھر ایک شخص ہے جو شرعی ضرورتوں کے ماتحت ایک سے زیادہ نکاح کرتا ہے اب اس کے گھر میں متعدد بیویاں ہیں ادھر عورتیں بالطبع نازک ہوتی ہیں ایک حد تک لڑائی جھگڑے کا بھی احتمال ہے دوسری طرف خود مرد کی طبیعت ایک کیطرف مائل ہے دوسری سے وہ محبت نہیں اب اس شخص کی جان ایک شکنجے میں ہے کیا کرے کس سے دل لگاوے اور کس سے کیا سلوک کرے دونوں میں مساوات رکھے یا کیا کرے لیکن ایسے شخص کو بھی کوئی دقت نہیں حضرت رسول کریم اسکے لئے بھی نمونہ ہیں۔ آپ نے بھی تعدد ازدواج پر عمل کیا آپ کے گھر میں بھی متعدد بیویاں تھیں لیکن جو حسن سلوک آپ نے ان سے کیا وہ ہمارے لئے ایک سبق ہے اور جو مساوات آپنے انکے درمیان قائم کی وہ تعدد ازدواج والوں کے لئے ایک عملی تعلیم ہے۔ غرض آپنے باوجود بہت سی بیویاں کرنیکے کسی بیوی کیطرف ایسا میلان نہیں کیا جو عدل کے خلاف ہو اور نہ بیویوں ہی کو کبھی آپکے عدل کے متعلق کوئی شکایت پیدا ہوئی۔ پھر ایک شخص ہے جسے خداتعالےٰ اولاد سے متمتع کرتا ہے اور نسل کا سلسلہ اس سے چلتا ہے بچوں کی پرورش اور نگرانی اسکے سپرد ہوتی ہے اور یہ کام ایک بڑا اہم کام ہے وہ اس کام سے کس طرح عہدہ برآ ہو اس کے لئے بھی آنحضرت صلعم کا اسوہ قابل تقلید ہے آپکا بچوں سے شفقت کرنا انکے افعال کی نگرانی کرنا بچپن ہی سے انھیں دینی تعلیم دینا اور آوارگی سے بچانا ایک صاحب اولاد شخص کیلئے اولاد کی تربیت کیلئے ایک سبق ہے بچوں کے افعال کی نگرانی کی ایک عجیب مثال نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ ایک دفعہ صدقہ کی کچھ کھجوریں دربار نبوی میں آئیں حضرت امام حسن یا امام حسین (مجھے اسوقت تعیین یاد نہیں) جو چار سال کے تھے کھیلتے ہوئے آگئے اور ایک کھجور اُٹھا کر منہ

ہیں ڈال لی۔ اب دیکھئے یہ معمولی بات تھی۔ بچہ ایک کھجور منہ میں ڈال لیتا ہے مگر نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً انکے منہ سے وہ کھجور نکلوا دی اور انہیں نصیحت کی کہ ہمارا صدقہ کی چیزیں نہیں کھانی روا تھیں۔ اور دینی تعلیم کی شان میں حضرت امام حسن ہی کے متعلق ایک حدیث سنا [illegible] ہوں۔ حضرت امام حسن فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعائیں یاد کروایا کرتے تھے۔ غرض اولاد کی تعلیم و تربیت اور انکے افعال کی نگرانی کے لحاظ سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک کامل اور قابل تقلید نمونہ ہے پھر ایک شخص کی اولاد فوت ہوتی ہے اور قضاء قدر سے انکی آنکھوں کا نور اس جہان میں نہیں رہتا یا اور رشتہ دار فوت ہوجاتے ہیں یا ماں باپ شفیق یا بھائی بہن سے عزیز [illegible] کے سامنے انتقال کرجاتے ہیں اور ایک بڑی مصیبت کا سامنا اسے ہوتا ہے ایسے صدمے کے وقت بہت سے لوگ جزع فزع کرتے ہیں کوئی سر نوچتا ہے کوئی چھاتی پیٹتا ہے کوئی نوحہ [illegible] ہے لیکن یہ سب باتیں خلاف شرع ہیں۔ ایسے موقع کیلئے سوائے رسول مقبول کے اور کوئی نمونہ نہیں۔ آپکی دو بیویاں آپکے سامنے فوت ہوئیں اور دو جوان بیٹیاں آپکی زندگی میں انتقال کر گئیں اور چار فرزند نرینہ جگر کے ٹکڑوں نے آپکے سامنے جان دی مگر ہمارے ہادی نے کوئی بے صبری نہیں دکھائی کسی جزع فزع سے کام نہیں لیا بلکہ بڑے صبر سے ان صدموں کو برداشت کیا ہاں فطرتی رحمدلی وغیرہ سے آنسو بہائے اور رقت قلبی سے عملاً بے زاری اختیار کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر اپنے عزیزوں کو قبر میں اتارا۔ پھر ایک اور شخص کیطرف توجہ کیجئے جو بستر مرگ پر پڑا ہے بیماری نے مایوسی کی حالت اختیار کرلی ہے۔ دوست آشنا بیوی بچے مال دولت سب کو چھوڑ چلا ہے۔ دنیا کی نعمتیں آنکھوں کے سامنے ہیں اور اگلے جہان کے واقعات مدنظر ہیں یقین ہے کہ اب کوچ کا وقت ہے ایسے خوفناک وقت میں بہادر سے بہادر شخص کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور دلیر سے دلیر شخص کا زہرہ آب ہوتا ہے کبھی دوستوں عزیزوں کی جدائی کا خیال ستاتا ہے کبھی بچوں کے یتیم رہجانے بیوی کے بیوہ ہوجانے کا خیال دل میں برچھیاں مارتا ہے دنیوی نعمتیں ایک ایک کرکے سامنے آتی ہیں اور حسرت دلاتی ہیں غرض نزع سے پہلے نزع سے بڑھ کر تکلیف ہوتی ہے اس

ایسے شخص کو ہمارے آقا کا نمونہ اختیار کرنا چاہیئے۔ آپ بھی بستر مرگ پر لیٹے ہیں بیویاں اور لخت جگر فاطمہ ایک طرف جان سے زیادہ عزیز جان نثار دوستوں کا مجمع دوسری طرف آنکھوں کے سامنے ہے ایک سلطنت کے آپ کامل با اختیار بادشاہ ہیں قیصر و کسریٰ کے ملکوں کی فتوحات کی بشارات مل چکی ہے دنیوی نعمتیں اپنے اعلیٰ رنگ میں سامنے ہیں مگر اس مقدس انسان کو دنیا کی کسی چیز کا بھی خیال نہیں بلکہ الرفیق الاعلیٰ کہہ کر اپنے حقیقی رفیق کی ملاقات چاہتے ہیں۔ اور اپنے [illegible] اس سے واصل ہوتا ہے:۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

غرض دنیا کا ہر شخص اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی اقتدا کرکے اپنی زندگی کو ادنےٰ سے اعلیٰ تک بسر کرسکتا ہے۔ لیکن اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں یہ بات نہیں کہ انکی الہامی کتابوں کے ساتھ انکی تعلیم کا کوئی عملی اور کامل نمونہ بھی ہو۔ وید دں کو لو کہتے کو وہ چار وید ہیں اور فرض بھی کرلو کہ وہ کامل قانون اور مکمل ضابطہ ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ ویدوں کی تعلیم کا کوئی عملی نمونہ بھی ہے یا نہیں کیا وید کے رشی ہمارے ہادی ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ نہ انکی زندگی کے حالات معلوم نہ انکی کوئی مستند سوانح عمری نہ یہ معلوم کہ انہوں نے شادی کی اور بیوی سے عمدہ سلوک کیا نہ انکی اولاد ہوئی نہ انکی تربیت کی ہم تقلید کرسکتے ہیں نہ وہ ملکوں کے فاتح ہوئے کہ ہم فاتح ہونے کی حیثیت میں انکے اسوہ پر چلیں نہ انکی وفات اور بیماری اور مصیبتوں کا حال معلوم کہ ہم ان سے استقلال اور صبر کا سبق سیکھیں غرض وید کے رشی ہماری زندگی کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شعبہ میں بھی ہمارے لئے نمونہ نہیں بن سکتے انکے بعد عیسوی مذہب کو لو۔ اس کے بانی حضرت مسیح ناصری ہیں لیکن انکی زندگی بھی ویدکے رشیوں سے بڑھ کر نہیں نہ انکی زندگی کے حالات تفصیل سے معلوم ہیں نہ انہوں نے شادی کی کہ وہ ایک شادی شدہ عیسائی کیلئے اسوہ ہوسکیں اور نہ تجرد رہنے کی وجہ سے انکے اولاد ہوئی کہ ایک صاحب اولاد شخص اپنی اولاد کی تربیت اور تعلیم میں انکے طرز عمل سے سبق حاصل کرے نہ انہیں کسی ظالم دشمن سے مقابلہ پیش آیا کہ ہم انکے استقلال اور صبر اور دشمن کے مقابلہ میں مستعدی اور جہاد کا مشاہدہ کریں۔ نہ وہ کسی ملک کے حاکم ہوئے کہ انکے عدل اور رعیت پروری سے ایک بادشاہ سبق سیکھے اور نہ ہی مسیح ناصری اپنے خونخوار دشمنوں کے فاتح ہوئے تاکہ امتحان کے وقت آپکے جذبات کے قابو رہنے اور آپکے رحم و کرم کا اندازہ لگایا

جاسکتا۔ غرض مسیح کی زندگی ہماری عملی زندگی کیلئے ہرگز ہرگز اسوہ نہیں بن سکتی۔ اور اسلام کی یہی نظیر خصوصیت ہے کہ اس کی تعلیم کا ایک کامل و عملی نمونہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مقدس ہے مگر ویدکے ملہم اور عیسویت کا بانی کامل چھوڑ ناقص نمونہ بھی نہیں۔ والحمد للہ رب العلمین

خواجہ کمال الدین مرزائیت سے تائب

(مندرجہ ذیل سطور اخبار رسالت کلکتہ سے نقل کیجاتی ہیں)

نہیں معلوم ان لوگوں کی دوستی کیا نتیجہ پیدا کرنیوالی ہے ایک طرف مسیح کے بیعت لینے والے خلیفے بنتے ہیں۔ دوسری طرف احمدیت سے انکار ہے۔ خدا ہی ہے جو انہیں سمجھ دے تا دین کو دنیا کے بدلہ نہ بیچیں؟

(ایڈیٹر)

جناب منشی عبدالعزیز صاحب قائم مقام پیپلز سماج کی تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خواجہ کمال الدین صاحب کو قادیانی سمجھے ہوئے تھے لیکن اصل بات یہ نہیں ہے۔ خاص بانکیپور و پٹنہ کے علماء نے بھی یہی اعتراض کیا تھا۔ چنانچہ وہ لوگ شریک جلسہ بھی نہ ہوئے اگرچہ اس سے جلسے میں ایک شمہ بھر بھی فرق نہ آیا۔ سکرٹری انجمن نے تو چند حضرات کو اس معاملہ میں سمجھایا لیکن وہ کب سمجھنے والے تھے بلکہ ان سے یہی کہا گیا تھا کہ آپ لوگ تشریف لائیں اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب تشریف نہ لائینگے بعض اشخاص نے تو تہیہ جلسہ ہونے کا وعدہ بھی کیا لیکن انہوں نے اپنے وعدہ کا ایفا نہ کیا آخرش خواجہ کمال الدین صاحب کو اسپر مجبور کیا گیا کہ وہ انجمن اسلامیہ میں آکر اپنے عقیدہ کو صاف ظاہر کردیں چنانچہ انہوں نے کہا کہ میں ہرگز قادیانی نہیں ہوں۔ بلکہ میں سیدالانس والجان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی نبی آخرالزمان اور افضل الانبیاء جانتا ہوں چنانچہ اسی روز آپ نے اسبات پر بھی لکچر دیا کہ آنحضرت آخرالزمان و افضل النبی کیوں ہوئے خواجہ صاحب نے اسکو نہایت خوش اسلوبی سے سمجھایا کہ ہر شخص بخوبی سمجھ گیا۔ دوسرے روز خواجہ صاحب نے قرآن پاک پر لکچر دیا۔ تیسرے روز اسلام و دیگر مذاہب پر انگریزی میں تقریریں کیں بہت سے ہندو و بنگالی حضرات بھی تشریف لائے تھے۔

(۲) اکثر اخبارات میں خواجہ صاحب کے عقائد کے متعلق بحثیں ہوتی رہیں اور بیان کیا گیا کہ جس حالت میں کہ خواجہ صاحب قادیانی ہیں ان سے تبلیغ اسلام کی سچی خدمت کیونکر انجام پاسکتی ہے کیونکہ خواجہ

صاحب اس حدیث اور نزول مسیح کے متعلق جس قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ وہ عقائد اہل حق کے بالکل خلاف ہیں۔ مگر ہم کو اسوقت خواجہ صاحب کے عقائد پر بحث کرنا نہیں ہے ہمکو معلوم ہے کہ خواجہ صاحب قادیانی تھے اور مرزا غلام احمد کی زندگی میں ان کے جس قسم کے خیالات تھے ان کو سب کو علم ہے بلکہ اسوقت ہمیں یہ جتلانا ہے کہ مرزا کے مرنے کے بعد جب انہوں نے اپنے پیشہ وکالت کو ترک کر دیا۔ اور وطن سے اور اہل و عیال سے منقطع ہو کر اہل انگلستان کو انوار اسلام سے منور کیا۔ اور جس قسم کے خیالات اسلام کے بارہ میں اسلامک ریویو میں ان کے قلم سے نکلتے رہے ہیں۔ ان سب کے پڑھنے اور دیکھنے کے بعد ہر شخص کو خیال ہو سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنے عقائد باطلہ کو ایک حد تک ترک کر دیا ہے۔ × × × × × × چنانچہ [illegible] کے ایک ایڈیشن سے جو اسی صفحہ کے نچلے کالم میں درج ہے ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے صاف لفظوں میں اس بات کا اقرار کیا کہ میں قادیانی مذہب نہیں رکھتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے اہل تشیع کی طرح تقیہ اختیار کیا ہے۔ اور اہل ملت پر اپنا اثر ڈالنے اور انہیں اپنا گرویدہ بنانے کے بعد بتدریج اپنے عقاید باطلہ ظاہر کرتے رہینگے مگر یہ دعوی بلا دلیل ہے جسے کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا۔

اس میں کلام نہیں کہ تقیہ کی پالیسی اسلام کے حق میں بہت ہی خطرناک اور مہلک ہے لہذا یقین ہے کہ خواجہ کمال الدین جیسے ذی علم حضرات اس سے ضرور متنفر ہونگے اور آپ نے تقیہ سے نہیں بلکہ خلوص نیت کیساتھ مرزائیت سے رجوع کر کے مذہب حق اہلسنت والجماعت کی پیروی اختیار کی ہوگی۔ اور جس کے لئے وہ قابل تحسین ہیں۔ کیونکہ سچے مسلمان کا کام ہے کہ اگر وہ کسی غلطی میں مبتلا ہو جائے تو اس سے رجوع کرنے میں کچھ عار نہ سمجھے اور نفس امارہ اسکے اس ارادے پر مزاحم نہ ہو سکے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ رسالت

[illegible]

احباب انجمن ترقی اسلام
کی
اعانت کیطرف توجہ فرماویں

شاید بعض احباب کو انجمن ترقی اسلام کی ضروریات کا پورا علم نہ ہو۔ اسلئے میں انکو اس انجمن کی اعانت کی طرف پورے طور پر متوجہ کرنے کے لئے یہ اطلاع دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے فضل سے انجمن ہذا نے ایک بہت بڑا کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے جس کے لئے بہت سے اخراجات کی ضرورت ہے۔ اور خدا تعالے سے دعا ہے کہ وہ اس کام میں ہمارا معاون و مددگار ہو۔

اس انجمن کے متعلق ایک کام ولایت میں تبلیغ اسلام کا انتظام کرنا ہے۔ ایک مبلغ چودھری فتح محمد صاحب ایم اے وہاں پہلے سے موجود ہیں مگر ضرورت ہے کہ انکی امداد کے لئے ایک اور آدمی بھیجا جاوے اسکے لئے ایک بڑی رقم کی فوری ضرورت ہے۔ ولایت میں دو مبلغین کے اخراجات کے علاوہ وہاں ٹریکٹوں اور رسالوں کی اشاعت کیلئے روپیہ درکار ہے اور یہ کام صرف کافی روپیہ نہ ہونیکی وجہ سے رکا ہوا ہے۔

تبلیغ ولایت کے علاوہ ایک مبلغ مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی اے سیلون ماریشس کی طرف روانہ کئے گئے ہیں جو علاوہ ان مقامات کے انشاء اللہ تعالے دیگر جزائر میں بھی تبلیغ اسلام کرینگے۔

حیدر آباد دکن میں ہمارے مبلغ موجود ہیں اور وہاں بھی بڑے اخراجات کی ضرورت ہے بنگال میں مبلغین کے ذریعہ کام ہو رہا ہے راجپوتانہ میں مبلغ موجود ہیں۔ پنجاب کے مختلف مقامات میں واعظ کام کر رہے ہیں۔ اور بعض شہروں میں مستقل طور پر مبلغ مقرر کئے گئے ہیں ان مبلغین کے لئے صرف اخراجات سفری کی ضرورت نہیں۔ بلکہ انکے اہل و عیال کے اخراجات کے واسطے ماہوار معین رقوم بھی دینی پڑتی ہیں۔

مبلغین کے علاوہ ایک بڑا کام جس کے لئے بہت سے روپیہ کی ضرورت ہے ٹریکٹوں اور رسالوں کی اشاعت ہے۔ مبلغ ہر جگہ نہیں جا سکتے مگر ٹریکٹوں کے ذریعہ تمام دنیا میں اشاعت ہو سکتی ہے اور جہاں جہاں مبلغ کام کرتے ہیں۔ وہاں انکو بھی ٹریکٹوں کے ذریعے اشاعت اسلام کرنے کی بڑی ضرورت پیش آتی ہے۔ لیکچر سن کر سامعین کو اسلام کے متعلق شوق پیدا ہوتا ہے تو اسلام کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرنے کے لئے رسالے اور کتابیں طلب کرتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگوں میں چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کئے جاویں۔ تو وہ انکو بڑے شوق سے پڑھتے اور بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر ان ٹریکٹوں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود کے نشانات کل دنیا میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ انکی طرف دنیا کو متوجہ کرنیکے لئے رسالوں اور ٹریکٹوں کی ضرورت ہے۔ اور رسالوں اور ٹریکٹوں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے مبلغین اور ٹریکٹوں کے علاوہ ترجمۃ القرآن کا اہم کام خدا تعالے کے فضل سے شروع ہے۔ اور ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کام کے لئے ہزاروں روپیہ کی ضرورت ہے ترجمہ نہ صرف انگریزی میں کیا جاتا ہے بلکہ اردو میں بھی معہ نوٹوں کے کیا جا رہا ہے۔

اور ان تراجم کے لئے صرف چھپوائی اور کاغذ کا ہی خرچ نہیں۔ بلکہ بعض بڑی بڑی کتابوں کے خریدنے کی ضرورت ہے پہلی کتابیں جو صدر انجمن احمدیہ نے اس کام کے لئے خریدی تھیں اور جنکی قیمت قریباً تین چار ہزار روپیہ تک ہوگی۔ مولوی محمد علی صاحب جاتی دفعہ لیگئے تھے اور ابتک واپس نہیں کیں اور نہ امید ہے کہ وہ واپس کرینگے اسلئے ناچار ان کتابوں میں سے کم ازکم بعض کو دوبارہ خریدنا پڑیگا جس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے امید ہے کہ جماعت اس نقصان کی تلافی کو پورا کرنے کی کوشش کرے گی جو قیمتی کتابوں کے اس طور پر ضائع ہو جانے سے پہنچا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

نیز ترجمہ کی چھپوائی وغیرہ کے علاوہ ترجمہ کروائی پر علیحدہ خرچ ہو رہا ہے پہلا ترجمہ جس پر قریباً تیرہ چودہ ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا۔ مولوی محمد علی کے پاس ہی ہے جس کو وہ واپس

جو خرچ کھولا گیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے انجمن ترقی اسلام فنڈ سے اردو کے جلسے ہوتے ہیں۔ اسی تبلیغ کی غرض سے مختلف اضلاع میں مدرسے جاری کئے گئے ہیں۔ یہ ہیں مختلف قسم کے اخراجات جو انجمن ترقی اسلام کو پیش آ رہے ہیں۔ اور جیسی فنڈ کی حالت ہو اسکے مطابق یہ کام وسیع پیمانہ پر ہو سکتے ہیں۔ لیکن موجودہ صورت میں جس قدر کام خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے شروع کر دیا گیا ہے اسکو قائم رکھنا ضروری ہے گزشتہ ۲ ماہ میں یعنی یکم جنوری ۱۹۱۴ء سے آخر مارچ ۱۹۱۴ء تک ۵-۹-۱۶۹۹ خرچ ہو چکا ہے علاوہ ابھی تک قرآن شریف کی چھپوائی کا کام شروع نہیں ہوا۔ اسوقت فنڈ کے لحاظ سے سخت ضرورت ہے کہ جماعت انجمن ترقی اسلام کے اخراجات کی طرف خاص توجہ کرے۔ ہمارے موجودہ امام کو تڑپ لگی ہوئی ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا گاؤں اور شہر باقی نہ رہے جہاں پیغام حق نہ پہنچایا جاوے۔ اسلئے ہمارے امام کی اس تڑپ کو پورا کرے۔ اور اس کو وہ بہار کے دن دکھائے جبکہ تمام اطراف عالم سے اسکو یہ خبریں پہنچیں کہ لوگ فوج در فوج اس زندہ اور سچے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ جس کو حضرت مسیح موعود نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور کہ وہ خدا کے فرستادہ احمد علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لا کر اور اسکے زندہ نشانات اور تازہ و تابناک معجزات کے ذریعہ ہی ایمان حاصل کر کے حضرت خاتم النبیین سید الاولین والآخرین کی غلامی میں داخل ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمت دین کی توفیق بخشے اور جو کام ہمارے موجودہ امام و مقتدا کے ماتحت ہو رہا ہے اس کام میں ہم سب کو شریک ہونے کا شرف عطا فرمائے۔ یہ دین کی خدمت کرنے کے دن ہیں اور مبارک ہیں وہ جو اس نعمت سے حصہ لے رہے ہیں۔

میں پھر اپنے بھائیوں کو اسطرف توجہ کرتا ہوں کہ اسوقت ترقی اسلام کا فنڈ اس امر کا محتاج ہے۔ کہ اسکی طرف پوری توجہ کی جائے اسکے کارکن دور دور علاقوں اور ملکوں میں کام کر رہے ہیں بعض اوقات انکو تاروں کے ذریعہ روپیہ بھیجنا پڑتا ہے۔ اسی طرح انجمن ترقی اسلام کے دوسرے اخراجات بھی تمام کے تمام اسی قسم کے ہیں کہ انکو فوراً ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان میں التوا یا دیر نہیں کی جا سکتی اسلئے ضروری ہے کہ انجمن کے ہاتھوں میں ہر وقت کافی روپیہ موجود رہے۔ احباب اس امر کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماویں۔ اس وقت کئی ضروری امور صرف فنڈ کے کافی نہ ہونے کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں اسکے لئے تو کافی روپیہ مہیا کرنے کی طرف احباب فوری توجہ کریں اور حضرت خلیفۃ المسیح یا سکرٹری ترقی اسلام کی طرف روانہ کیا جاوے خدا ہمارا مددگار ہو اور وہی ہمارے لئے سامان مہیا کرے آمین ثم آمین۔

شیر علی سکرٹری انجمن ترقی اسلام قادیان

ضروری تصحیح

۱۸ اپریل کے الفضل میں جو مضمون بعنوان تصدیق المسیح چھپا ہے اسکے صفحہ ۶ کالم اول میں دو کان مهلات القریٰ حتیٰ یبعث کی بجائے غلطی سے ما کنا مهلكی القریٰ حتی نبعث چھپ گیا ہے احباب درست کر لیں (۲) ایسا ہی مضمون ایمرا کے مثل صفحہ ۹ کالم ۳ میں لعلک کی بجائے فلعلک ہے۔

آج کے اخبار کا ضمیمہ

النبوۃ فی الاسلام کی تمہید مصنفہ مولوی محمد علی صاحب کا مسکت جواب تشحیذ میں چھپ چکا ہے یہ مضمون جو الفضل کیساتھ بلا قیمت ۔ سے مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے الحکم دفتر میں دیا ہوا تھا اور ان ہی دنوں کاتب ۔ کے سپرد کر دیا گیا مگر بعد میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ پندرہ بیس روز تک تو مضمون ہی کاتب سے واپس نہ مل سکا اسی اثنا میں اخبار کے دو چار پرچے لیٹ ہو گئے لہذا تمام کاتبوں کو اسطرف لگایا گیا۔ اب اخبار باقاعدہ ہوا تو ضمیمہ لکھوا کر شائع کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ یہ مضمون اس نقطہ خیال پر لکھا گیا ہے کہ النبوۃ فی الاسلام میں جو باتیں پیش کی گئی ہیں انکا جواب پہلے ہی سے حقیقۃ النبوۃ میں موجود ہے اگر حقیقۃ النبوۃ کو بغور پڑھ لیا جاتا۔ تو اس تمہید کے شائع کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب دلچسپ مشین ہم نے خاص و عام کی سہولت کے لئے اپنے کارخانہ تیار کی ہے اس میں میدہ باہر سے ہی ڈالا جاتا ہے بچے بھی لیکر خوب اسکا استعمال کر سکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں ارزان اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے ناچیزوں کے لئے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین چھلنیاں در موٹی اور باریک قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک پتہ

مستری فضل کریم مہمانخانہ مسیح موعود قادیان ضلع گورداسپور

ست سلاجیت

مجرب اعظم ہے نقل کی ایسے نہیں کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضا۔ نافع صرع۔ مصلح دماغ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع ہائے صیرہ و نسیان و استسقاء و درد کمر و تنگی نفس و دق و ضعف جگر۔ فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و بواسیر۔ درد مفاصل و غیرہ و غیرہ کے لئے نہایت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ شیر گاؤ استعمال کرو۔ علاوہ ازیں بول صرفی تو ہر قسم کی لنگیاں اور کلاہ ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید۔ مالشی۔ ریشمی۔ سوتی۔ لسری۔ صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ہر قسم ہر وقت اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

سمن بغرض سماعت اپیل عدالت چیفکورٹ پنجاب

صیغہ اپیل مقدمہ دیوانی نمبر ۱۰۴۰ بابت سنہ ۱۹۱۴ء

بوا داس اپیلانٹ بنام بھیرا دغیرہ رسپانڈنٹ

اپیل بنارا ضی حکم صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع امرتسر مورخہ ۱۱

اطلاع

بنام [illegible] رسپانڈنٹ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

مطلع ہو کہ اپیل بنا راضی ڈگری مذکور

اس مقدمہ میں اپیلانٹ نے پیش کیا اور اس عدالت میں جو ہج ہیر [illegible] اور اس عدالت نے بتاریخ ۲ ماہ [illegible] واسطے سماعت اس اپیل کے مقرر کی ہے اگر تم خود یا بذریعہ وکیل یا کوئی شخص جو قانوناً تمہاری طرف سے اپیل مذکور میں جواب دہی کر سکتا ہو بروز مذکور آبیٹھا تو اسکی سماعت اور تجویز تمہاری غیر حاضری میں کی جاوے گی اور واضح رہے کہ [illegible] حاضری کے گھنٹے دس سے پانچ تک ہیں اگر ایام تعطیل آ جائیں [illegible] کہ ان روزوں میں سے کسی روز [illegible] بنائے تجویز مقرر ہے بحکم مقدمہ میں حاضر نہ ہو [illegible] کوئی حکم نہ ہوسکا [illegible] واضح ہو کہ اگر تمہارے کوئی وکیل عدالت ہذا کا [illegible] کو کم از کم [illegible] قبل از تاریخ پیشی مقدمہ مقرر کرو [illegible] دیکھو [illegible] تاریخ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء [illegible]

دستخط صاحب رجسٹرار چیفکورٹ پنجاب مقام لاہور

شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا۔

النبوۃ فی الاسلام کی تمہید کا جواب

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

حضرت خلیفۃ ثانی فضل عمر کی تازہ تصنیف لطیف حقیقۃ النبوۃ نے (جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے [illegible] میں [illegible] طیار ہوئی) منکران نبوۃ مسیح موعود کے خود ساختہ امیر قوم کے جملہ اعتراضات کا ایسا قلع قمع کیا ہے۔ کہ اب باطل کے سر نکالنے کی جگہ نہیں رہی۔ [illegible] تمام اعتراضوں کا جواب دیدیا گیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو من وعن پڑھا ہے۔ اور یقیناً نبوۃ مسیح موعود پر آجتک منکروں کی طرف سے جسقدر بھی اعتراضات ہوئے۔ ان کا پورا جواب ہے۔ اور اصولاً نبوۃ کی حقیقت کو ایسا واضح کر کے بیان کر دیا ہے۔ کہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہوسکتا جسکا جواب اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ نرا دعوی نہیں بلکہ ہم واقعات کی بناء پر اس کا ثبوت دیں گے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ۰۰[illegible] صفحہ کی ضخیم کتاب کا نام سن کر ہی اعلان کر دیا ہے۔ کہ آپ کو اس کتاب کا جواب شائع کرنے کے لئے کافی فرصت نہیں ہے۔ شائد جواب کی تکمیل میں چند ماہ لگ جاویں۔ اس لئے جواب کی تمہید بنام مطلع وغیرہ شائع کرتا ہوں۔ اس اعلان سے مولوی صاحب کی حواس باختگی کا کافی پتہ ملتا ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے تمام کتاب کو پڑھنے کے بغیر ہی ایک غلط تمہید لکھ کر اپنے دام افتادہ لوگوں کو کا[illegible] رکھنے کے لئے شائع کردی۔ اور وہ باتیں جن کا جواب کتاب مذکور میں موجود ہے بھی دہرا دیں۔ اور اس تمہید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب اشاعت کتاب حقیقۃ النبوۃ سے پہلے ہی جواب کی طیاری میں لگے ہوئے تھے۔ ورنہ یہ کسطرح ممکن ہے۔ کہ جن باتوں کا مفصل کے ساتھ کتاب مذکور رد کر رہی ہے۔ پھر انہیں کو ایک M. A مولوی بطور سوال پیش کردے۔ اگر سلنہ۱۹۱ء سے پہلے کے بہت سے حوالوں کی تشریح و توضیح کردی گئی تھی۔ تو اس زمانہ کے ویسے ہی دوسرے حوالوں کو اس پر قیاس کر لینا چاہئے تھا۔ بار بار ایک ہی بات جسکا جواب دیدیا گیا ہو پیش کرتے جانا کوئی دانائی کا ثبوت نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل بات کو اپنی پردہ پوشی کے لئے چھپانا اور یہ سمجھ جانا کہ میرا جواب نہیں دیا گیا۔ اور کتابوں سے حوالے دیتے میں چالاکی کرنا تو ایمان سے بعید ہے۔

میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہید کے اندر جسقدر سوالات مولوی صاحب نے بیان کئے ہیں۔ ان کا جواب حقیقۃ النبوۃ سے ہی دوں گا۔ مگر یہیں پر مختصراً خود بھی کچھ عرض کرتا چلوں تاکہ مولوی صاحب کو یہ بھی کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ ہماری تمہید کا جواب ہی نہیں دیا۔

مولوی محمد علی صاحب اپنی تمہید کے صفحہ الف میں فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"دوست احباب کو تمہید سے اسقدر معلوم ہو جائیگا۔ کہ جناب میاں صاحب نے کیا غلطی کھائی جسکی وجہ سے ان کی ساری کتاب حقیقۃ النبوۃ بیکار محض ہے کیونکہ جس کتاب کو یہ فرض کر کے شروع کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی پندرہ سال کی تصانیف مسئلہ نبوت پر باسل غلط دلائل سے پر ہیں۔ ان صرف سات سال کی تصانیف قابل اعتبار ہیں۔ اس نے نبوت کی حقیقت پر کیا روشنی ڈالنی ہے"۔

مولوی صاحب آپکے اس قول میں دھوکہ دینے کے سوائے کچھ بھی حقیقت نہیں۔ کتاب حقیقۃ النبوۃ تو بتا رہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے خود ہی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ پر کھول کر بیان فرمایا ہے کہ کسطرح باوجود اللہ کی طرف سے مسیح موعود بنائے جانے کے براہین احمدیہ میں مسیح ناصری کے نزول من السماء کا عقیدہ لکھا گیا ہے۔ اسی طرح

"اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اسطرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"۔

مولوی صاحب کیا اس صریح حوالہ کی طرف بھی آپ نے توجہ کی تھی۔ یا کیا کتاب حقیقۃ النبوۃ میں یہ آپ کو ملا ہی نہیں۔ یا کیا جو کتاب آپ کو جواب کے لئے ملی۔ اس میں صفحہ ۲۹۰ کسی وجہ سے نہیں ہے۔ آپ پھر غور سے اس صفحہ کو دیکھیں۔ وہاں تو تبدیلی عقیدہ کے متعلق مسیح موعود کے اپنے الفاظ انڈر لائن چھپے ہوئے ہیں۔ اب آپ کا سارا تعجب ہم پر نہیں رہا۔ بلکہ آپ کے خود ساختہ عقیدہ کی وجہ سے مسیح موعود پر ہوا۔ اور جو کچھ اس وجہ سے آپ نے ہمیں کہا۔ وہ آپ نے نعوذ باللہ مسیح موعود کو کہا۔ کیا یہی ایمان ہے۔ ہاں آپنے تمہید میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ:۔

"حقیقۃ الوحی کے چند متشابہ فقرات سے ہرگز وہ نتیجہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ جس کو خود حقیقۃ الوحی کے دوسرے مقامات صاف الفاظ میں مجازی نبوت کا اقرار کر کے دھکے دے رہے ہیں"۔ (صفحہ د)

یہ ہے مولوی محمد علی صاحب کی ایمانداری اور علم کا نمونہ۔ مولوی صاحب کیا واقعی حقیقۃ الوحی کا جو حوالہ اوپر درج ہے۔ وہ اور صفحہ ۳۹۱ کی عبارت چند متشابہ فقرات ہیں۔

مجازی نبوت تو ایک ایسا لفظ ہے۔ کہ جس کی تشریح کے بغیر آپ جیسے فاضل M.A بھی نہیں سمجھ سکتے اور اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ ثانی نے "مجازی نبی" کے متعلق اپنی کتاب میں صفحہ ۱۶۴ سے ۱۸۳ تک مفصل اور کمل بحث کی ہے۔ جسکا جواب نہ بن سکا۔ تو آپ نے لکھ دیا ہے۔ کہ یہ مولویانہ بحث ہے۔ مگر حقیقۃ الوحی کے وہ الفاظ جو اوپر درج ہو چکے ہیں۔ اور مندرجہ ذیل الفاظ بھی صاف ہیں:

"اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی" صفحہ ۲۸

"جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا"

(صفحہ ۳۹۱)

یہ الفاظ ایسے صریح ہیں۔ کہ ہر منصف مزاج تسلیم کر لیتا ہے۔ کہ یہ محکم الفاظ ہیں۔ اور باقی تمام عبارات اس کے ماتحت آئیں گی۔ آپ کو الوصیت کا حوالہ موجب ٹھوکر تھا۔ لیکن حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۳۹ ۔ ۲۴۴ پر اس کی ایسی تشریح و تطبیق موجود ہے۔ کہ ادنےٰ سمجھ کا آدمی بھی اب انکار نہیں کر سکتا۔ آپ بھی اسے بغور پڑھیں۔ جھوٹی امارت کا فکر نہ کریں۔ حق کو قبول کریں +

ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ ۱۵ سال تک مسیح موعود دلائل غلط دیتا رہا۔ بلکہ وہ دلائل بجائے خود درست ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ اس وقت نبی کی جو تعریف عوام میں تھی۔ اس کو آپ صحیح سمجھ کر اپنی نبوت کو محدثیت کہہ دیتے تھے۔ ورنہ اپنی حقیقت وہی بیان کرتے۔ جو نبی کی حقیقت ہے۔ بعد ازاں خدا کی وحی نے اہل اسلام کی مروجہ تعریف نبوۃ کو باطل قرار دیکر نبوۃ کے حقیقی معنے آپ کو بتا دیئے۔ لہٰذا آپ نے محدثیت کے لفظ کو ترک کر دیا اور نبوۃ کا لفظ لکھنے لگ گئے۔ مولوی صاحب کیا وجہ ہے۔ کہ ایک غلطی کے ازالہ کے بعد حضرت مسیح موعود نے ایک بار بھی یہ نہ لکھا۔ کہ میں محدث ہوں۔ نبی نہیں حالانکہ پہلے کئی دفعہ آپ نے ایسا لکھا۔ کیا آپ کسی طرح نہیں جانتے تھے۔ کہ مجازی نبوت کے معنی محدثیت کے ہیں۔ خدا کے لئے جواب دو۔ کہ جب ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوۃ پر اعتراض ہوتا ہے۔ تو آپ جواب دیتے ہیں۔ کہ میں نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہوں۔ لیکن جب ایک غلطی کے ازالہ میں آپ لکھ دیتے ہیں۔ کہ محدثیت میں اظہار علی الغیب نہیں ہوتا۔ اس لئے میں محدث نہیں۔ بلکہ نبی ہوں۔ تو اس کے بعد جب کبھی نبوۃ پر اعتراض ہوا۔ تو آپ کہتے ہیں کہ ہاں میں نبی ہوں۔ اس کا کیا باعث ہے۔ کیا ایک غلطی کا ازالہ ایسا اعلان نہیں۔ کہ جو محدثیت اور نبوت میں فرق کرتا ہے۔ اور یہ تمام اشتہار حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۶۱ ۔ ۲۶۹ پر موجود ہے۔ آپ دوبارہ پڑھ لیں اس اشتہار میں تو حضرت مسیح موعود نے بتا دیا ہے۔ کہ میں جس امر کو محدثیت قرار دیتا رہا ہوں۔ وہ محدثیت نہیں ہے۔ بلکہ نبوت ہے۔ جیسا کہ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۷۴ ۔ ۱۷۵ پر تفصیلاً بتایا گیا ہے۔ پھر آپ کیوں کہتے ہو کہ ایک غلطی کے ازالہ کے بعد بعض جگہ مجازی نبی کا لفظ ہے۔ جس سے مسیح موعود کی مراد محدثیت ہے۔ لوگوں کے جذبات کو بھڑکا کر خدا کی پکڑ سے تو آپ نہیں چھوٹ سکتے۔ مسیح موعود تو محدثیت سے بالا نبوۃ کا اعلان کرتے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں۔ کہ نہیں۔ مسیح موعود محدث ہی ہے۔ کیا یہ بھی دیانت ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ کہ آپ نے تمہید میں یہ جواب لکھا ہے۔ کہ :-

"یہاں حضرت مسیح موعود نے اس بات کا انکار نہیں کیا۔ کہ محدث کو علم غیب دیا جاتا ہے۔ بلکہ صرف یہ کہا ہے۔ کہ محدث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ مگر با ایں اس بات کو ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء سے بعد یکساں تسلیم کیا ہے۔ کہ محدث کو علم غیب بلکہ اظہار علی الغیب کا مرتبہ دیا جاتا ہے" + صفحہ ۱۷

مولوی صاحب نے اس بیان میں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا لیکر اپنی بے بسی کا پورا ثبوت دیدیا ہے۔ مسیح موعود تو نبوت اور محدثیت کا مقابلہ کر کے نبوۃ کے لئے اظہار علی الغیب کی شرط بیان کرتے ہیں جو محدث میں نہیں ہوتی۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ سچ ہے۔ لیکن یہ تردید محدث کے لفظی معنوں کی رو سے ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ جب اظہار علی الغیب شرط نبوت ہے۔ تو وہ محدث میں ہو بھی نہیں سکتی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اظہار علی الغیب کا دروازہ غیر نبی پر یا غیر رسول پر کلی بند کر دیا ہے۔ اور اس کی تفصیل حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۷۸ و ۱۲۸ و ۱۳۴ و ۱۴۱ و ۱۶۰ و ۲۰۲ و ۲۰۳ پر موجود ہے۔ اور مسیح موعود نے بھی صاف فرما دیا ہے۔ کہ اس لئے اب انکشاف تام کے بعد محدث کو اظہار علی الغیب کا مصداق لکھنا مولوی صاحب ہی کا کام ہے۔ کیونکہ یہ معاذ اللہ خدا کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ وہ تو کہتا ہے۔ کہ بجز رسولوں کے کسی پر اظہار علی الغیب کھولا نہیں جاتا۔ مگر مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ نہیں۔ محدثوں پر بھی کھولا جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۰۴ ۔ ۲۰۹ دیکھیں +

مولوی محمد علی کا صریح دھوکہ

مولوی صاحب کے الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ علم غیب کو شرط نبوت ٹھہراتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے علم غیب تو محدث کیا بعض اوقات معمولی لوگوں کو بھی ہو جاتا ہے۔ کیا مولوی صاحب نے کبھی کوئی سچی خواب نہیں دیکھی۔ لیکن اظہار علی الغیب اور چیز ہے۔ جو صرف نبیوں کو ہوتا ہے۔ ہاں آپ نے محض دھوکہ دینے کے لئے خواہ مخواہ تحفہ غزنویہ کا ذکر کیا ہے۔ اور اس میں سے دو حوالے بھی درج کر دیئے ہیں۔ (تمہید صفحہ ۱۷) مگر وہاں محدثوں کے ساتھ اظہار علی الغیب کا نام و نشان بھی نہیں۔ آپ خود اپنے حوالہ کو دوبارہ پڑھ لیں۔ لیکن اس پر بھی محض دھوکہ دینے کے لئے آپ نے لکھ دیا ہے۔ کہ :-

"صرف نمونہ کے طور پر میں ایک چھوٹی سی کتاب تحفہ غزنویہ سے جو اکتوبر ۱۹۰۲ء کی چھپی ہوئی ہے۔ دو مقامات کا حوالہ دیتا ہوں" +

مولوی صاحب کا اس سے یہ مقصد ہے۔ کہ تحفہ غزنویہ ایک غلطی کے ازالہ سے بعد کی کتاب ہے۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اگر مولوی صاحب بھول گئے تھے۔ تو کیا کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۹ پر یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ یہ تحفہ غزنویہ بھی پہلے کی طبع شدہ موجود تھی۔ صرف ۱۹۰۲ء میں شائع کی گئی۔ جیسے تریاق القلوب شائع ہوئی مولوی صاحب آپ کی تمام باتوں کا جواب پہلے ہی موجود ہے۔ کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہو۔ اسی طرح آپ نے تمہید کے صفحہ ۱۴ پر ضرورۃ الامام کا مندرجہ ذیل حوالہ دیا ہے +

"امام زمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں" +

اس سے آپ کا یہ منشاء ہے۔ کہ امام زمان کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ ملتا ہے۔ مگر یہ بھی آپ کی سخن فہمی کی دلیل ہے۔ جب آپ خود لکھتے ہیں۔ کہ ضرورۃ الامام ۱۸۹۸ء کی شائع شدہ ہے۔ تو کیا یہ آپ کو سمجھ نہیں آتا۔ کیونکہ مسیح موعود اس میں لکھتے ہیں۔ کہ امام زمان میں ہوں۔ اور آپ کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ حاصل تھا۔ اس لئے آپ نے لکھ دیا۔ کہ امام زمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب

کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ اس کا یہ منشاء نہیں۔ کہ ہر امام زمانہ اور پہلے مجددین ایک یہ مرتبہ پاتے ہوئے تھے۔ بلکہ [illegible] وقت آپ اپنے آپ کو غیر نبی ہونے میں دوسرے مجددین کے برابر جانتے تھے۔ اور یا ہیں ہمہ اپنے ساتھ اظہار علی الغیب بھی پاتے تھے۔ اس لئے عمومیت کے رنگ میں وہ الفاظ لکھ دیئے جن سے مقصود تو اپنے مرتبہ کا اظہار تھا اور یہی مجددوں ہی سے اگر ایک مجدد پر بھی اظہار علی الغیب کا دروازہ کھولا گیا۔ تو ہم عمومیت کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ مجدد کو بھی اظہار علی الغیب کا مرتبہ دیا جاتا ہے۔ گو صرف ایک ہی مجدد کو وہ مرتبہ ملا ہے۔ ماسوا اس کے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے۔ کہ امام الزمان سے مراد رسول بھی ہوتا ہے جیسا کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۶ پر ہے۔ پس چونکہ مسیح موعود رسول تھے۔ اس لئے آپ پر اظہار علی الغیب کا دروازہ کھلا تھا۔ جیسے آپ نے بیان کر دیا ہو بس۔

حقیقۃ النبوۃ میں تو اصولاً اسکا ایسا جواب ہے کہ مولوی صاحب کبھی جواب سے سبکدوش ہی نہیں ہو سکتے شائد مولوی صاحب نے جن اوراق سے مضمون لکھنا شروع کیا تھا۔ ان میں وہ مضمون نہ آیا ہو۔ اس لئے آپ کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۲۸-۱۳۰ کو اب پڑھ لیں۔

مولوی صاحب جب تک مسیح موعود اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ اس وقت تک اپنے آپ کو دوسرے محدثوں میں شامل سمجھتے رہے۔ لیکن چونکہ وحی الٰہی میں بار بار آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہو تو فوراً محدثوں سے اپنے منصب نبوت کو الگ کر لیا۔ پس جھوٹا ہے وہ شخص جو باوجود اس خصوصیت کا انکار کرتا [illegible] اور دھوکا دینے کے لئے کہتا ہے۔ کہ میں تو نبوت مسیح موعود کا قائل ہوں۔ لیکن خود ہی کہتا ہے۔ کہ ”مجازی“ اس لفظ کے معنے دنیا میں کسی سے پوچھ لو۔ وہ یہی بتلائیگا۔ کہ آپ فی الواقعہ نبی نہیں۔ بلکہ مجازی طور پر خدا نے نبی نام رکھ دیا ہے“۔ (ایک غلطی کا اظہار صفحہ ۱۴)

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔ کہ

”جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتی ہیں۔ کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ ×× × × (اعجاز احمدی صفحہ ۲۷)

× × × گر افسوس جناب میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو اپنے ہی دعویٰ میں پندرہ سال تک نہ صرف غلطی پر بتاتے ہیں۔ بلکہ ان پندرہ سال کے بے شمار دلائل کو ردی کا ذخیرہ ٹھہراتے ہیں“ (تمہید صفحہ ا-ب)

یہ بھی محض مغالطہ ہے۔ ہم حضرت صاحب کے پہلے اور پچھلے دلائل کو ہرگز ردی نہیں ٹھہراتے۔ بلکہ یہی اپنی جگہ سب درست ہیں۔ جب تک حضرت مسیح موعود حقیقی نبوت کے یہ معنے سمجھتے تھے۔ کہ صاحب الشریعت مستقل نبی اس وقت تک کہتے تھے۔ کہ میں نبی نہیں۔ اور یہ بالکل [illegible] ہے۔ لیکن [illegible] کے حقیقی معنے آپ پر یہ کھل گئے۔ کہ براہ راست نبی ہونا یا شریعت لانا شرط نبوت نہیں ہے۔ تو آپ نے کہا کہ میں حقیقی معنوں کی رو سے نبی ہوں۔ پس نبی نہ ہونے کے دلائل ایک معنوں کی رو سے درست ہیں۔ اور نبی ہونے کے دلائل دوسرے معنوں سے درست ہیں۔

اعجاز احمدی کے الفاظ ہمارے لئے مفید ہیں۔ کیونکہ ہم تو کہتے ہیں۔ کہ ابتداء سے ہی اپنے منصب کی جو حقیقت مسیح موعود نے بیان کی ہے۔ وہ ہمیشہ یکساں رہی ہے۔ البتہ اس حقیقت کا نام پہلے محدثیت رکھتے تھے۔ لیکن جب دلائل آفتاب کی طرح چمکے۔ اور تواتر سے جمع ہوئے۔ تو یہ امر بدیہی ہو گیا۔ کہ مسیح موعود محدث نہیں۔ بلکہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے نبی ہیں۔

مولوی صاحب نے پندرہ سال کی غلطی کا ذکر عجیب طرز میں کیا ہے۔ اور اس پر بڑا زور دیا ہے [illegible] ہم آپکے اس اعتراض کو نقل کر دیتے ہیں۔

”آج ایک قوم پیدا ہوئی ہے۔ جو اپنے پیشوا کو حقیقی اور کامل نبوت کا مرتبہ دینے کے لئے اسے بلید سے بلید اور کند ذہن سے کند ذہن اور ناقابل اعتبار انسان بلکہ پندرہ سال تک غلط دلائل دیکر اور صفحوں کے صفحے ان غلط دلائل سے پُر کر کے دنیا کو دھوکا دینے والا قرار دیتی ہے“۔ (تمہید صفحہ ۱۵)

مولوی صاحب نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۶ کے الفاظ اپنا اعتراض مضبوط کرنے کے لئے تو نقل کر دیئے۔ لیکن جوش مخالفت کے باعث وہ اسی کتاب کے صفحات ۷-۹ کو یونہی چھوڑ گئے ہیں۔ حالانکہ وہاں کھلے لفظوں میں حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کی ۱۲ سالہ متواتر وحی کے باوجود اپنے منصب مسیحیت کو نہ سمجھ سکنے کا اسطرح کھولکر ذکر کیا ہے۔ کہ

”وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں۔ کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ کیونکر اس کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھدیا“۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد کے رسمی عقیدہ پر قائم رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا۔ کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ ×× × × اور یہ بات تو کوئی عقل سلیم تسلیم نہیں کرے گی۔ کہ خدا دعوے مسیح موعود ہونے کا براہین احمدیہ سے بارہ سال بعد پیش کیا گیا۔ اس کا منصوبہ اتنی مدت پہلے بنا رکھا تھا۔ غرض اسی کتاب میں جس میں [illegible] موعود ہونیکا ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا [illegible] یہی میری سادگی اور عدم افترا پر ایک زندہ گواہ ہے“۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۷-۹)

اب کیا مولوی محمد علی صاحب جو پندرہ سالہ غلطی کی بناء پر مسیح موعود کو بلید اور کند ذہن وغیرہ مکروہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ بارہ سالہ اجتہادی غلطی جو دعوے مسیح موعود کے متعلق واقع ہوئی۔ اس کی بناء پر مسیح موعود کو انہیں مکروہ الفاظ سے یاد کریں گے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود اسی اپنی سادگی سے واقع شدہ اجتہادی غلطی کو اپنی صداقت کا ایک زندہ گواہ ٹھہراتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجا تا بکجا ست

پھر اگر مولوی محمد علی صاحب کا ہی بیان درست ہے اور

واقعی ہم نے ظلم کیا ہے۔ کہ مسیح موعود کو بلید انسان قرار دیدیا ہے۔ اور دھوکا دینے والے قرار دیا ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایسی پوزیشن کو مولوی محمد علی ہماری قسم کی بناء پر قبول کرنے کو تیار ہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے صفحہ ۱۳-۱۴ پر زور سے لکھ چکے ہیں۔ کہ

"آؤ خدا کی قسم کھا کر کہہ دو۔ کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں تم نے کبھی یہ خیال کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل ہو گیا۔ اور آپ کی بعض کتابیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ تو صرف اس ایک بات پر فیصلہ کرنے کو تیار ہوں"۔

درحقیقت یہ بھی محض چال ہے۔ ورنہ کیا ہماری قسموں سے بڑھ کر مسیح موعود کا اپنا اعلان کافی نہیں۔ جو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر موجود ہے۔ پس اگر مولوی صاحب سچے ہیں۔ تو قبول کریں۔ ورنہ یہ تو ہم پہلے ہی جانتے ہیں۔ کہ آپ کی نیت فیصلہ کرنا نہیں۔ اور یہ ہم بلا دلیل نہیں کہتے۔ بلکہ اس کی بہت سی وجوہات ہیں مثلاً آپ ہمیشہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو علیٰ منہاج النبوۃ پیش کرتے رہے۔ نہ علیٰ منہاج الولایت۔ لیکن آج آپ اسے سلسلہ ولایت قرار دے رہے ہیں۔ پھر پیغام صلح میں آپ لوگوں نے خدا کی قسم کھا کر شائع کیا۔ نہ ایک بار بلکہ دو دفعہ۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول اور سچا نجات دہندہ مانتے ہیں۔ لیکن آج وہ اپنی قسمیں بھی بھول گئے۔ الٹا ہم کو قسم کھانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کو اپنی قسموں پر بھی اعتبار نہیں۔ تو ہماری قسموں کا آپ کیا اعتبار کریں گے۔ بلکہ مجھے تو آپ پر یہ بھی امید نہیں۔ کہ آپ یہ بھی تسلیم کریں۔ کہ ہاں ہم نے پیغام صلح میں خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر مسیح موعود کی نبوت اور رسالت کا اعلان شائع کیا تھا۔ اس لئے آپ کے اصل الفاظ نقل کر دیتا ہوں۔ سنئے!۔

"ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی موعود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی"۔ (پیغام مجریہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

اسی قسم کا ایک اور اعلان خدا کو شاہد کر کے اس طرح شائع کیا گیا تھا۔ کہ

"ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے"۔ (پیغام مجریہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

مولوی صاحب اگر آپ سچے ہیں۔ اور آپ کے ہمراہی اور آپ کے دو اعلانوں کے حلفیہ شائع کرنے میں جھوٹے نہیں۔ تو اب بجائے ہمیں قسم دینے کے اپنی قسموں کی قدر کرو۔ اور مسیح موعود کو سچا نبی مان لو۔ اور ان سے الگ شدہ لوگوں کو کچھ نہ سمجھو کیونکہ وہ نجات پانے والے نہیں ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کا حضرت مسیح موعود کو بار بار بلید کند ذہن اور دھوکہ دینے والا انسان لکھنا آپ کے اندرونی عقیدہ کا پتہ دیتا ہے۔ ہاں اپنی پردہ پوشی کے لئے اس اعتراض کو ہماری طرف منسوب کر دیا ہے۔ آپ کی قلم سے بار بار ایسے الفاظ کا نکلنا بتا رہا ہے۔ کہ آپ کے قلب میں کچھ ارتداد کا مادہ کھول رہا ہے۔ جس کے باعث آپ لکھتے ہو کہ:۔

"مگر یہاں تو ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ خدا کچھ حکم دے رہا تھا۔ نبی کچھ اور سمجھ رہا تھا۔ بلکہ عین اس حکم کے خلاف اعلان کر دیا تھا۔ اور پندرہ سال تک یونہی اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت کرتا چلا گیا۔ حالانکہ خدا بھی ادھر وحی پر وحی کرتا چلا جاتا تھا۔ مگر ادھر مسیح موعود بھی اس حکم کے خلاف دلیل پر دلیل دیتا چلا جاتا تھا"۔

(تمہید صفحہ ۱۹)

ان الفاظ سے مولوی صاحب ہم لوگوں کو ملزم ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارا یہ اعتقاد ہی نہیں۔ اور نہ ہمارے عقیدہ کی رو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب کو ایسا معلوم ہو رہا ہے اس لئے وہ خود یہ اعتراض کرتے ہیں مگر منسوب ہماری طرف کرتے ہیں۔ مولوی صاحب خدا تعالیٰ ہی جب آنکھیں دے تو انسان معرفت پاتا ہے۔ لو سنو! مسیح موعود جو حکم ہے۔ وہ اس نزاع میں فرماتے ہیں۔

"واللہ ما قلت قولاً فی وفات المسیح وعدم نزوله وقیامی مقامه الا بعد الالهام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحة بینة منیرة کفلق الصبح وبعد عرض الالهام علی القرآن الکریم والاحادیث الصحیحة النبویة وبعد استخارات وتضرعات وابتهالات فی حضرة رب العلمین۔ ثم ما استعجلت فی امری هذا بل اخرته الی عشر سنة بل زدت علیها وکنت لحکم واضح وامر صریح من المنتظرین وکنت صنفت کتبا فی تلک الایام التی مضت علیها عشر سنة وسمیتها البراهین وکتبت فیها بعض الهاماتی التی الهمت من ربی من قبل تالیف ذلک الکتب وکانت من جملتها هذا الالهام اعنی یعیسی انی متوفیک ورافعک الی ومطهرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة وان اللہ قد سمانی فی هذا عیسی ومن جملتها الهام اخر خاطبنی ربی فیه وقال انی خلقتک من جوهر عیسی وانک وعیسی من جوهر واحد وکشیء واحد ومن جملتها الهام سمی فیه کل من خالفنی من العلماء الیهود والنصاری ثم ما الهمت الی عشر سنة بمثل هذه الالهامات ما کنت ادری انی امر بعد هذه المدة الطویلة واسمی مسیحا موعودا من اللہ تعالی بل کنت ظننت ان المسیح نازل من السماء کما هو مرکوز فی [illegible] القوم

ولکنی کنت اقول فی نفسی تعجبًا ان اللہ لم سمّانی عیسی ابن مریم فی الہامہ المتواتر المتتابع ولم قال لی انک وانہ من جوہر واحد ولم سمّی المخالفین الیہود والنصاری فظہرت علیّ معانی تلک الالہامات والاشارات بعد عشر سنۃ وبعد اشاعۃ البراہین واذی من الناس وبعد اشاعۃ ہذہ الالہامات فی ذلک الکتاب بین المسلمین والمشرکین ؂

(ترجمہ) اور خود اپنے نفس میں مسیح کی وفات اور عدم نزول اور اپنے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں کبھی کوئی بات نہیں کی۔ مگر جبکہ بارش کی طرح متواتر الہامات ہوئے۔ اور طلوع صبح کی مانند کھلے کھلے مکاشفات دکھلائے گئے۔ اور الہاموں کو قرآن اور احادیث سے مطابق کرکے دکھایا گیا اور استعارے کئے گئے۔ اور عاجزی سے رب العالمین کی بارگاہ میں دعائیں کی گئیں۔ پھر بھی میں نے جلدی نہیں کی بلکہ دس سال سے بھی زیادہ تاخیر کی۔ اور خدا کے کھلے کھلے حکم کا منتظر رہا۔ اور اس زمانہ میں میں نے براہین احمدیہ نام ایک کتاب تالیف کی۔ جس کو اب دس سال ہو گئے۔ اور اس میں میں نے اپنے وہ الہام بھی درج کئے ہیں۔ جو اس کی تصنیف سے پہلے ہو چکے تھے اور منجملہ انکے یہ الہام بھی درج ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ اور منکروں کے اتہاموں سے تجھے پاک کرونگا۔ اور تیرے تابعداروں کو مخالفوں پر قیامت تک غالب کرونگا۔ اور اللہ نے اس میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ اور منجملہ ان کے ایک اور الہام بھی درج ہے۔ جس میں مجھے اللہ مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو عیسیٰ کے جوہر سے پیدا کیا ہے۔ اور تو اور عیسیٰ ایک ہی جوہر اور ایک ہی شے کی مانند ہو۔ اور ایک اور الہام ہے۔ جس میں میرے مخالفین علماء کو یہود اور نصاریٰ کہا گیا ہے۔ پھر دس سال تک کوئی ایسا الہام نہ ہوا۔ اور مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ اسقدر لمبی مدت کے بعد میں مامور کیا جاؤں گا اور خدا کی طرف سے میرا نام مسیح موعود رکھا جاوے گا بلکہ جیسا کہ قوم کے خیال میں گھرا ہوا ہے میں بھی خیال کرتا تھا کہ مسیح آسمان سے اترے گا۔ ہاں میں متعجب ہو کر اپنے دل میں کہتا تھا کہ خدا نے اپنے متواتر الہاموں میں میرا نام عیسیٰ بن مریم کیوں رکھا ہے اور کیوں کہا ہے کہ تو اور وہ ایک ہی جوہر سے ہو۔ اور میرے مخالفوں کو یہود اور نصاریٰ سے نامزد کیا ہے۔ پھر دس سال کے بعد ان الہاموں کے معنے مجھ پر کھلے۔ جبکہ یہ الہام بہت سے اہل اسلام اور مشرکوں میں شائع کئے گئے۔ اور براہین میں بھی چھپ کر ہزار ہا لوگوں میں پھیلائے گئے تھے ؂

اس جگہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود نے دس سال بلکہ زیادہ عرصہ کے بعد بارش کی طرح متواتر الہامات رویا و کشوف وغیرہ مثیل مسیح کے بعد اپنے مسیح موعود ہونے کا اور وفات مسیح کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح اگر ۱۵ سال کی متواتر وحی سے وقت پا کر نبوت کا اعلان کیا گیا۔ تو کونسا ہیچ لازم آگیا جس پر مولوی صاحب بہید وغیرہ کے گندے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ہاں مولوی صاحب یہاں چالاکی سے تلبیس کرتے ہیں۔

اور جو شخص خیال کرتا ہے کہ براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام موجود ہے × × × جس میں آپکو مسیح موعود بنایا گیا۔ تو اس کا ایسا دعوے صحیح نہیں ہے۔ براہین احمدیہ میں ایسا کوئی الہام نہیں۔“

اب مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ دس سال سے زیادہ عرصہ بارش کی طرح الہامات وکشوف میں مجھے مسیح موعود کہا گیا۔ مگر میں نے جلدی نہ کی بلکہ سنت انبیاء کے مطابق انتظار کیا۔ لیکن مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا کوئی الہام نہیں بلکہ اگر ایسا ہو تو آپکے نزدیک مسیح موعود انسانیت کے درجہ سے گر جاتا ہے۔ اور یہ وہ اعتراض ہے جو پہلے غیر احمدیوں کی طرف سے بھی ہو چکا ہے کیونکہ وہ سنت انبیاء کو بھول چکے ہیں۔ اور یہ بات میں اب نہیں کہتا بلکہ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۴۳ پر اس اصول کو بوضاحت بیان کیا گیا ؂

مولوی صاحب کا یہ اعتراض بھی ہے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:-

فلا والذی خلق السماء والارض لہ مثالنا ولہ یوم یبعثون

یعنے مجھے اس خدا کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہونگے۔ مگر افسوس کہ ہمارے میاں صاحب مسیح موعود کی طرح کسی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہونا پسند نہیں کرتے ؂

اس اعتراض کا جواب صرف یہ ہے کہ یہ مولوی صاحب نے اپنے خیال کے مطابق ایک بات بنالی۔ کیونکہ ہم تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ کاملین کو آپ کی اولاد ہی لیتے ہیں چونکہ مسیح موعود بھی کاملین امت میں سے ایک فرد ہے اس لئے یہ صحیح ہے کہ آپ کی طرح اور بھی آنحضرت کے بیٹے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ سب کاملین سے بڑھ کر اکمل ہیں۔ اور آپ ہی وہ بروز اکمل اور اتم ہیں۔ جنکی شان میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس کا آنا محمد رسول اللہ ہی کا آنا ہے (دیکھو خطبہ الہامیہ) اور وہ احمدی بروز ہے۔ جس کی خبر تمام انبیاء نے دی تھی اس لئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہے جو نبی اللہ ہے اور دوسرے تمام کاملین فرزند ہیں مگر وہ منصب نبوت پانے والے نہیں ہیں۔ اور تیرہ سو برس کی اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ کسی ولی نے نبی ہونے کا دعوے نہیں کیا۔ اور کمالات نبوت کا ذکر کیا۔ لیکن ساتھ ہی کہہ دیا کہ کمالات نبوت الگ چیز ہیں۔ اور نبوت الگ امر ہے۔ پس انکے فرزند ہونے کے یہ معنے نہیں کہ وہ سب نبی ہیں۔ جس طرح ایک بادشاہ کا ولی عہد ایک فرزند ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ ولی عہد یہ کہدے کہ میری طرح اور بھی میرے بھائی ہیں تو وہ دوسرے بھائی ولی عہد نہیں بن جاتے۔ اسی طرح اس شعر کا مطلب ہے۔ لیکن حق کی مخالفت نے عقل کو بے کار کر دیا ہے جس کے باعث اصل حقیقت سمجھنے کی بجائے مولوی صاحب نے حضرت میاں صاحب پر الٹا الزام لگاتے ہیں۔

منجملہ اعتراضات کے مولوی صاحب نے حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب کے جزوی نبوت کے عقیدہ کا ذکر کیا ہے لیکن جبکہ مسیح موعود کا کھلا فتوے موجود ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے کلام کو پیش کرنا بے کار ہے اور انکے حوالوں سے بھی وہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی جو آپکی ہے۔ کیونکہ وہ جزوی نبوت کہہ کر بھی اسے ظلی نبوۃ کہتے ہیں جس سے ان کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ امتی نبی نہ یہ کہ ناقص نبی۔ بہرحال ان کا مقصد آپ ان سے اب بھی پوچھ لیں کہ وہ مسیح موعود کو جماعت انبیاء میں شامل سمجھتے ہیں۔ اور جزوی سے مراد صرف یہ ہے کہ صاحب شریعت نبی نہیں اور اگلی نبوت تابع اور ظلی نبوت ہے۔

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

”دیکھو میں تم کو پھر کہتا ہوں کہ کوئی اعلان تبدیلی عقیدہ یا منسوخی کتب یا دعوے کو غلط طور پر پیش کرنے کا پہلے دکھاؤ۔ تب تمہاری بحث کسی بنیاد پر ہو سکتی ہے۔“

(صفحہ ۷)

لیکن مولوی صاحب نے حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۳۸-۱۴۰ ہرگز نہیں پڑھے۔ اور بجائے جواب دینے کے ہم مولوی صاحب سے یہی کہیں گے کہ آپ پھر غور سے کتاب پڑھیں۔ آپکے مطالبہ کا کافی جواب دیا جا چکا ہے

مولوی محمد علی صاحب نے حضرت فضل عمر کی دو تحریریں ایک صفحہ ۱۴۰ حاشیہ اور دوسری صفحہ ۱۵۱-۱۵۲ پیش کر کے دونوں تحریروں میں تضاد ثابت کیا ہے (صہ)

لیکن درحقیقت یہ سچ ہے کہ جس طرح غیر احمدی لوگ حضرت مسیح موعود کے خلاف بعض عبارتوں کو خواہ مخواہ متضاد بنا دیتے تھے۔ اسی طرح مولوی صاحب نے کیا ہے اس لئے ناظرین خود دونوں عبارتوں کو پڑھیں۔ ایک عبارت میں نبوت کی نفی ہے۔ دوسری میں محدثیت کے ملنے کا ذکر ہے پھر دونوں میں تضاد کیا ہوا۔ اگر اب بھی یہ بات آپکے ذہن میں نہیں آئی تو آپ صفحہ ۱۳۸ کتاب مذکور کا پڑھ لیں۔

تمہید کے صفحہ ۳ پر آخری دو سطروں سے پہلی تین سطریں ہیں۔ وہ تو میں نہیں سمجھا کہ کیا مطلب ہے۔ اور ایک ایم اے کی قلم سے کس طرح ایسی غلط عبارت لکھی گئی جس کا مطلب ہی کچھ نہیں بنتا۔ اور بلحاظ زباندانی بالکل غلط ہے گو اس غلطی پر میں انہیں کوئی قابل الزام بھی نہیں ٹھیرایا مگر یہ ضرور کہوں گا کہ وہ فضل عمر کے مقابلہ پر لکھنے میں بہت کمزور ہیں۔ صاحبزادہ صاحب میں مسیح موعود کی شان سلطان القلم کا ظہور ہو رہا ہے۔ وہ حسن و احسان میں مسیح موعود کا نظیر ہے۔

مولوی صاحب کو توضیح مرام کے حوالے کا بار بار پیش کرتے جانا بھی عجیب بات ہے۔ حالانکہ اس کی تشریح صفحہ ۸۳-۸۴ کتاب حقیقۃ النبوۃ پر موجود ہے۔ اس لئے آپ وہاں دیکھ لیں۔ توضیح مرام کی عبارت سے اگر کچھ پایا جاتا ہے تو یہ کہ مسیح موعود ایسے نبی نہیں ہیں جو صاحب شریعت ہوں یا براہ راست ہوں وبس اور ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ لیکن یہ ہم نہیں مانتے کہ اس وقت مسیح موعود محدث تھے کیونکہ خود مسیح موعود نے لفظ محدث کو ترک کر دیا ہوا ہے۔

"تمہید کے صفحہ ۷ پر پھر مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوۃ شرط نہیں ٹھہرائی۔"

لیکن اس کا جواب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۵۲-۵۳ پر موجود ہے شاید یہ صفحات بھی مولوی صاحب نے نہیں پڑھے۔ کیا مولوی صاحب کو علم نہیں کہ یہ الفاظ ان لوگوں کے جواب میں ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ مسیح ناصری جو مستقل نبی ہے وہی آنا چاہیئے کیونکہ حدیث میں نبی اللہ کا لفظ مسیح موعود کے لئے موجود ہے۔ اور چونکہ اوائل دعوی کے وقت آپ نبی کی عام اہل اسلام کی تعریف کو صحیح جانتے تھے۔ اور ادھر آپ کو مسیح موعود کا منصب مل چکا تھا۔ اس لئے نبی کی مروجہ تعریف کے لحاظ سے فرمایا کہ وہ نبوت آنے والے مسیح کیلئے شرط نہیں کیونکہ صاف لکھا ہے کہ وہ ایسا مرد مسلمان ہوگا۔ شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ آنیوالے مسیح کو مسلمان تابع قرآن کہہ کر نبوت کی نفی کرنا ہی بتا رہا ہے کہ نبوت سے مراد نبوت تشریعی ہے جو براہ راست ملا کرتی ہے۔ اور اس کے بعد اپنی محدثیت کا ذکر کر کے اپنے دعوے کی کیفیت وہی بتلائی ہے جو نبوت ہے۔ اور اسی کیفیت کا نام بعد میں نبوۃ رکھا ہے۔ آپکے اصل الفاظ جنہیں مولوی صاحب نے موٹا کر دیا ہے۔ اس طرح ہیں کہ:۔

"نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔"

لیکن پہلے آپ نے اس وقت اس نبوت کا نام محدثیت رکھا مگر بعد ازاں نبوت کی تعریف حقیقی معلوم ہوئی۔ تو آپ نے بجائے محدثیت اسی کیفیت کا نام نبوۃ رکھا چنانچہ حضرت مسیح موعود نے تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے کہ:۔

"چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔ شریعت کا حامل قیامت تک قرآن شریف ہے۔"

جب خود مسیح موعود نے نبی کے معنے سب سے آخر یہ بیان کر دئے ہوئے ہیں تو مولوی محمد علی صاحب کا اپنی تمہید کے صفحہ ۹ پر ازالہ اوہام میں سے رسول کی تعریف مندرجہ ذیل کا پیش کرنا عبث ہے:۔

"حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

شاید مولوی صاحب کو یہاں حسب تصریح قرآنی سے خیال ہو کہ یہ تشریح غلط نہیں ہو سکتی تو میں بتا دیتا ہوں کہ یہ تصریح قرآنی اجتہادی تھی۔ اسلئے مسیح موعود نے وحی الٰہی سے منشاء ہو کر چھوڑ دی اور اب یہ ہم پر حجت نہیں رہی۔ ہاں اگر اس جگہ رسول سے مراد صاحب شریعت رسول لیا جائے۔ تو یہ تشریح اب بھی درست ہے۔ لیکن صاحب شریعت ہونا نبوت کی شرط نہیں بلکہ بعض نبیوں کی خصوصیت ہے۔ اس لئے اس حوالہ کی بنا پر حضرت فضل عمر پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ جس چیز کو نبوت کہتے ہیں۔ اسی کا حامل ہونے کی وجہ سے مسیح موعود نبی ہے۔ اور نبوت اس کے ماسوا اور کچھ نہیں ہوتی۔ پس اگر مولوی صاحب مسیح موعود کی مقرر کردہ تعریف نبوت کی نہ مانیں تو الگ امر ہے۔ ورنہ انہیں ماننا پڑے گا کہ مسیح موعود یقیناً نبی ہے۔

تمہید کے صفحہ ۷ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"گویا جناب میاں صاحب کے اجتہاد کی رو سے حدیث کے یہ معنی ہوئے۔ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ۔ یعنے نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ عین نبوۃ باقی رہ گئی۔ اور اس علم وفضل پر جا بجا نہ صرف یہی بلکہ ایک طرح سے خود حضرت مسیح موعود کو علم قرآن سے عاری بتایا گیا ہے"

مولوی صاحب آپ خود نہ مسیح موعود کے مطلب کو سمجھے نہ حضرت فضل عمر کا منشاء۔ اور اس پر آپکے علم وفضل پر تمسخر کیا ہے کسی نے سچ کہا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں کند

سنو! مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ حدیث کے معنے یہ ہیں کہ

"لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات۔"

چونکہ نبوت کی کئی قسمیں ہیں (۱) تشریعی نبوت (۲) غیر تشریعی (۳) نبوت مستقلہ (۴) نبوت ظلی۔ اس لئے انواع نبوت میں نوع واحد جو باقی ہے وہ ظلی نبوت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئیاں ہیں۔ اس لئے اسے نبوۃ المبشرات کہا گیا ہے پس اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ یہ جزوی نبوت ہے جیسے کہ آپ نے لکھا ہے۔ کیا کسی لغت کی کتاب میں نوع کے معنے جزو

کے بھی لکھے ہیں۔ اگر نوع کے معنے جزو کے کسی لغت میں سے مولویصاحب دکھادیں تو انہیں ہم سو روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ دکھا سکیں تو بجائے حضرت میاں صاحب کی غلطی پر ہنسنے کے اپنی پردہ دری پر روئیں۔ شاید آپ میرا مطلب نہ سمجھے ہوں۔ اس لئے میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ "نسل انسانی کی مختلف انواع میں سے سطالیشیا میں صرف ترک رہتے ہیں" تو کیا اب آپ یہ کہینگے کہ ترک انسان نہیں ہیں بلکہ جزوی انسان ہیں۔ نعیاب اسی طرح ہی البشرات کے معنے سمجھ لیں۔

تمہید کے صفحہ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"مالقوم بعد الا المبشرات۔ ۔ ۔ پر جزوی کا نام ایک جگہ جزوی نبوت رکھا اسی کا نام دوسری جگہ کثرت مکالمہ رکھا"

لیکن یہ محض دھوکہ ہے۔ کثرت مکالمہ جبکہ وہ اس کثرت سے ہو کہ اظہار علی الغیب کے مرتبہ پر ہو۔ تو اس کا نام نبوت ہے اور نبوت کیا ہوتی ہے۔ اور اس کی تشریح تو حقیقت النبوۃ میں کردیگئی ہے۔ غالباً یہ بھی آپنے نہیں دیکھی۔ آپ ۷۷ و ۸۷ پھر دیکھ لیں۔ اور تجلیات الہیہ کا حوالہ جو اوپر گذرا اُسے بھی دیکھ لیں۔ اگر آپکے خفیہ ایجنٹ نے حقیقت النبوۃ کے یہ صفحات آپ کو قبل از وقت چرا کر نہیں بھیجے۔ تو اب تو آپکے پاس یہ کتاب پوری پہنچ ہی چکی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے تمہید کے صفحہ پر بحوالہ صفحہ ۴۲۱ ازالہ اوہام لکھا ہے کہ:۔

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے (حالانکہ جناب میاں صاحب حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب اپنے اجتہاد سے ایک عقیدہ رکھتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو تبلایا یہ عقیدہ درست نہیں"

اس تحریر سے مولویصاحب کی یہ غرض ہے کہ محدثیت کا دعوےٰ حکم الٰہی سے تھا نہ کہ اجتہاد سے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سچ ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کو الہام الٰہی میں محدث بھی کہا گیا ہے البتہ آپکے اندر نبوت کے تمام شرائط موجود تھے۔ اور الہام میں بار بار نبی کا لفظ آیا تھا اسلئے آپنے محدثیت کا اعلان بشرائط نبوت کردیا۔ مگر جب بعد میں نبوت کے حقیقی معنے آپ پر ظاہر ہوئے۔ تو آپنے محدثیت سے بڑھ کر حکم الٰہی سے نبی ہونے کا صریح اعلان کر دیا۔ شاید آپ کو اعتراض ہو کہ پھر حضرت خلیفۃ المسیح نے کس عقیدہ کو اجتہادی قرار دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اور رسول کی جو تاویل آپنے کی وہ اجتہادی تھی۔ اسی لئے آپنے حقیقۃ الوحی میں اپنے غیر نبی ہونے کے عقیدہ کو حیات مسیح کے عقیدہ کے ہمرنگ بیان کیا ہے یہاں آپ کا اعتراض جو حضرت فضل عمر پر تھا غلط ہو گیا۔ کتاب حقیقۃ النبوۃ میں یہ سب ہر دو بیانات کی تصدیق موجود ہے آپ صفحہ " و صفحہ " کو پھر غور سے پڑھیں۔ تعجب ہے کہ معمولی باتوں میں آپ ٹھوکر کھا جاتے ہیں ؂

مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے ۔ ۔ ۔ اس کو اگر مجازی نبوت قرار دیا جاوے ۔ ۔ ۔ تو اس سے کیا نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا"

جزئی نبوت یا ایک شعبہ نبوت قویہ کو یہاں مجازی نبوت کا نام دیا۔ اس سے سمجھ لو کہ حقیقت الوحی میں جو یہ لکھا کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت (الاستفتاء صفحہ) یعنے میرا نام نبی مجازی رنگ میں رکھا گیا نہ حقیقی طور پر۔ سو جب حضرت مسیح موعود نے خود مجازی نبوت کے معنے بتا دئے کہ وہ جزئی نبوت یا ایک شعبہ نبوۃ قویہ کا ہے" صفحہ

مجازی نبوت کے معنے اور حقیقت الوحی کے اس حوالہ کی تشریح حقیقت النبوۃ کے صفحات ۸۷ و ۱۶۴ - ۱۸۳ و ۲۹۰ میں موجود ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ مگر کیا مولویصاحب کو یہ صفحات نہیں پہنچے جو پھر وہی پرانے اعتراض دہرا رہے ہیں۔ سنو! مولوی صاحب محدث کو مجازاً نبی کہنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ نبی نہیں۔ محدث ہے۔ اسی طرح ایک امتی نبی کو صاحب شریعت نبی کے مقابل مجازی نبی کہنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ صاحب شریعت نبی نہیں بلکہ امتی نبی ہے۔ محدث کو مجازی نبی بمعنے جزئی نبی کہنے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مجازی نبی کے معنی ہی جزئی نبی ہے۔ بالکل باطل خیال ہے۔ مجازی الفاظ کے معنے ہر موقعہ اور محل پر الگ الگ ہوتے ہیں۔ بھلا اگر مجازی نبی کے معنے صرف جزئی نبی ہی ہیں جیسے محدث کہتے ہیں جو بالاتفاق غیر نبی ہے۔ تو کیوں مسیح موعود نے ایک طرف جبکہ اپنے آپ کو محدث جانتے تھے۔ مسیح ناصری سے من کل الوجوہ فضیلت سے انکار کیا۔ اور پھر اپنی کلی فضیلت کا سبب اپنے صریح طور پر نبی کا خطاب پانے کو قرار دیا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰) حالانکہ محدث کو بھی مجازاً نبی کہتے تھے۔ اور صریح طور پر محدثوں سے بالاحقیقی معنوں میں نبی کو بھی مجازی نبی کہتے تھے۔ کیا جب دونوں صورتوں میں مجازی نبوت یکساں ہے۔ جیسے آپکے خیال میں جزئی نبوت کہتے ہیں تو میرا یہ سوال ہے کہ مسیح موعود کس طرح من کل الوجوہ مسیح ناصری سے افضل ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ جزوی نبی یا محدث یا کوئی غیر نبی کسی نبی پر کلی فضیلت پا جاتا ہے۔ اور اگر آپ کو اس کا جواب نہ آئے تو پھر سمجھ لیں کہ حقیقت الوحی میں مجازی نبی کا لفظ نبوۃ تشریعی کی نفی کے لئے آیا ہے۔ استفتاء کی محولہ بالا عبارت سے پہلے ایک مدعی نبوت مستقلہ (ڈوئی) کا ذکر ہے۔ اس کی نبوت کو افترا قرار دیتے ہیں۔ چونکہ اس کا دعوےٰ ایسی نبوت کا تھا جسے وہ براہ راست بدون اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیتا تھا۔ اس لئے آپنے وہاں ختم نبوت کے معنے بیان کر کے فرمایا کہ میری نبوت مجازی ہے نہ حقیقی۔ جس سے آپ کی غرض ختم نبوۃ کے کمال کو ظاہر کرنا اور حقیقی نبوت کی نفی ہے یا یوں کہو کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ میں نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پائی نہ یہ کہ میں نبی ہی نہیں۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب خیال فرماتے ہیں کیونکہ اگر مولوی صاحب کا خیال باطل بھی مان لیا جاوے۔ تو پھر اس کے یہ معنے ہیں کہ اسی حقیقت الوحی میں زور شور سے بارش کی طرح وحی الٰہی سے نبی کے خطاب پانے کا ذکر ہے۔ اور وہیں اس کی تردید بھی۔ گویا مسیح موعود معاذ اللہ وحی الٰہی کو رد کرنے والے تھے۔ لاحول ولا قوۃ۔

تمہید کے صفحہ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"پھر ازالہ اوہام میں صفحہ ۵۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام

(نوٹ اول ۲) اصل الفاظ شعبہ قویہ نبوۃ ہیں مگر دونوں جگہ سراسیمگی میں مولوی صاحب نبوۃ قویہ ہی لکھ گئے ہیں۔ شاید یہ بھی کوئی نبوت کی نئی قسم ہوگی۔ منہ

اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کی شرط میں سے ہے آسکتا۔ ۔ ۔ ۔ حسب تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقاید دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر کہو کہ مسیح ابن مریم نبوت تامہ سے معزول کر کے بھیجا جائے گا تو اس سزا کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہیئے۔"

ازالہ اوہام کے اس حوالہ کو پیش کرنے سے مولوی محمد علی صاحب کا منشاء یہ ہے کہ رسول اصطلاح قرآنی میں وہ ہے جس نے احکام و عقاید دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں گویا یہ رسول کا امتیازی نشان ہے۔ اور مسیح موعود میں چونکہ یہ امتیازی نشان پایا نہیں جاتا اسلئے وہ رسول نہیں۔ بس محدث ہیں۔ چنانچہ اوپر کی عبارت کے علاوہ تین اور ایسے ہی حوالے ازالہ اوہام سے نقل کر کے تمہید کے صفحہ پر بطور نتیجہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت صاحب نے یہاں وحی رسالت کا ایک امتیاز بتایا۔ کاش اس امتیاز کو آپ حضرت مسیح موعود میں ثابت کر دکھاتے۔"

پھر ان اپنے اعتراض کو ذہن میں رکھتے ہوئے مولوی صاحب تمہید کے صفحہ پر فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک بات کو خوب یاد رکھو کہ وحی نبوت کے مسدود ہونے پر آخر تک حضرت مسیح موعود کا اعتقاد تھا۔"

مولوی محمد علی صاحب کی تمہید کا یہی خلاصہ ہے۔ لیکن میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ یہ محض بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ اور اس کا رد بھی انہیں الفاظ میں موجود ہے۔ مگر مولوی صاحب جوش مخالفت میں سمجھ نہیں سکے۔ اس لئے میں ذرا مدلل کر دیتا ہوں۔

ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۴ و ۳۵ والے حوالہ میں جس نبوت تامہ کا ذکر ہے۔ اس کی تشریح توضیح مرام میں پہلے ہی کی جا چکی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"الحدیث یدل علیٰ ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت۔"

(ترجمہ) حدیث دلالت کرتی ہے کہ نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے۔ وہ منقطع ہو چکی۔

ہمارا ایمان ہے کہ نبوت تامہ جیسے مسیح موعود نبوت تشریعی کہتے ہیں ختم ہو چکی۔ لیکن خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ نبی کے لئے شریعت لانا شرط نہیں بلکہ آپ ۱۹۰۲ء میں اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"کیونکہ جس حالت میں خدا تعالیٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے۔ اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے۔ مگر مجدد شریعت موسوی تھے اور یہ امت خیر الامم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس امت کو خدا تعالیٰ بالکل گوشہ خاطر سے فراموش کر دے۔" (الحکم پرچہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ شریعت موسوی کے ماتحت ہزارہا ایسے نبی ہوئے جو صرف مجدد شریعت موسوی تھے اور ان کی شان سے خود اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول ہی کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں اب یہ سچ ہے کہ ان نبیوں نے اللہ سے نبوت براہ راست پایا تھا۔ اس لئے اگر ان کے متعلق یہ کہا جاوے کہ انہوں نے جبرئیل کے ذریعہ احکام و عقائد دین سیکھے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ رسول وہی ہے۔ جو صاحب شریعت ہو یا وہ موسوی شریعت کے تابع نہ تھے۔

. . . .

جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک رسول صاحب نبوت تامہ کے لئے تو تصریح قرآنی یہی ہے۔ لیکن نبوت تشریعی کے علاوہ ظلی نبوت بھی ہے۔ جس کے لئے ضروری نہیں کہ تمام احکام و عقاید بذریعہ جبرئیل ہی نازل ہوں۔ اور یہ کچھ منع نہیں کہ بطور تجدید بعض احکام شریعت کو اس پر بھی بذریعہ جبرائیل نازل کیا جاوے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وحی کو وحی نبوت بھی لکھا ہے۔ اور اپنی تعلیم کو تعلیم شریعت بھی قرار دیا ہے۔ جیسے کہ حاشیہ بالا میں ثابت قرار دیا ہے اور سے مولوی محمد علی صاحب کی تمہید غلط بلکہ اغلط ہے اور یہ محض جھوٹ ہے کہ مسیح موعود نے اپنی وحی کو وحی نبوۃ کبھی قرار نہیں دیا۔

مولوی صاحب جس وحی نبوت کے امتیاز کا آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ بیشک وہ تو ختم ہو چکی۔ کیونکہ وحی شریعت اب تا قیامت بند ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ بغیر وحی شریعت مسیح موعود نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شریعت کا لانا نبی کے لئے شرط نہیں۔ اور اگر کہو کہ شرط ہے تو بتاؤ وہ رسول جو پے در پے تورات کی حفاظت کے لئے بھیجے گئے۔ کیا وہ کوئی نئی شریعت لائے تھے۔ اور پھر بتاؤ کہ کیا تمہیں مسیح موعود کے اس فرمان کا انکار ہے۔ جو آپ نے صاف فرمایا کہ نبی کے لئے شریعت لانا یا امتی نہ ہونا شرط نہیں ہے۔ ہاں یہ بھی بتاؤ کیا یہ امر حقیقت النبوۃ میں کھول کر بیان نہیں کیا گیا یا اسے آپ نے پڑھا ہی نہیں۔ اچھا میں آپ کو بتا دیتا ہوں آپ صفحہ ۸۰ سے ۱۱۲ تک اب پڑھ لیں۔

اگر اس پر آپ کہیں کہ شریعت ضرور ہونی چاہیئے تو سنو! مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو زنا نہ کرو خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔"

غالباً اب مولوی صاحب کی تسلی ہو گئی ہو گی۔ اگر اب بھی آپ کہیں کہ یہاں جبرئیل کے آنے کا تو نام نہیں آیا تو میں کہوں گا۔ کہ آپ نے توضیح مرام بھی نہیں پڑھی۔ اور حقیقت النبوۃ کا صفحہ ۲۹۰ بھی نہیں دیکھا۔

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو [illegible]

[illegible]

مولوی صاحب نے نبوت کا امتیازی نشان یہ بھی بیان کیا ہو کہ نبی مطیع نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ محض انبیاء کے حق میں تو درست ہے۔ جو صاحب شریعت ہوں ورنہ کیا ہارون موسیٰ کے ماتحت نہ تھے۔ اگرچہ وہ بلا واسطہ نبی تھے۔ بہتر ہو کہ مولوی صاحب حقیقۃ النبوۃ کے صفحات ۲۸۵ - ۲۸۷ پھر پڑھ لیں۔ وہاں انکے اعتراض کا جواب مدلل موجود ہے ٭

ازالہ اوہام میں جس جگہ نبوت کے بند ہونے کا ذکر ہے وہ اور بات ہے۔ دیکھو اس عبارت میں نبوت کا ذکر ہے جسے مسیح موعود نبوت تشریعی قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاف ظاہر ہے کہ ایسی وحی نبوت جو شریعت جدید لانے والی ہو۔ ختم ہو چکی اور یہ ہمارا ایمان ہے۔ ازالہ اوہام کی ساری بحث صرف مسیح ناصری کے نہ آسکنے پر ہے اور چونکہ وہ امتی نہیں۔ اس لئے اگر وہ خاتم النبیین کے بعد آجاوے تو اس کی وحی براہ راست ہونے کے باعث وحی شریعت جدیدہ کہلائے۔ اور ختم نبوۃ باطل ہو جاوے۔

چنانچہ ازالہ اوہام میں اسی بحث کے ضمن میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر۔ اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی۔ اور کبھی حضرت جبرائیل ان پر نازل نہیں ہونگے بلکہ وہ بکلی مسلوب النبوۃ ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے۔ تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لائیں۔ اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ٹوٹ گئی۔ اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی۔ تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔" (ازالہ اوہام ص۵۷۷)

اس حوالہ سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ایک اسرائیلی نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی نہیں صرف اتنا الہام کہ "تو قرآن کی پیروی کر" یہ بھی وحی رسالت ہے۔ اور یہ صرف اس لئے ممتنع ہے کہ وہ خاتم النبیین کا امتی نہیں۔ نتیجہ یہ نکل آیا کہ وحی نبوت براہ راست بند ہے۔ ہاں وحی نبوت باتباع نبی کریم باقی ہے۔ اور تا قیامت باقی ہے۔ اور یہی نبوت اب کثرت سے مسیح موعود پر بذریعہ جبرائیل نازل ہوئی کہ آپ کا نام نبی اور رسول رکھا گیا۔ جب کہ قدیم سے مقدر تھا۔ اور یہ امر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور نہ حدیث لا نبی بعدی کے خلاف۔ کیونکہ مسیح موعود اور خاتم النبیین میں کوئی مغائرت نہیں بلکہ مسیح موعود کا آنا محمد رسول اللہ ہی کی بعثت ثانی ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جس کیطرف اشارہ کرتے ہوئے مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے کہ:۔

"واعلم ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کما بعث فی الالف الخامس کذالک بعث فی آخر الالف السادس باتخاذہ بروز المسیح الموعود۔"

مولوی صاحب ہمیں مسیح موعود کی یہ بات خوب یاد ہے کہ وہی نبوت جو بدون اتباع آنحضرت ہو تا قیامت بند ہے۔ مگر آپ یہ بتائیں کہ مطلق وحی نبوت بند ہونے کا آپ کو کہاں سے علم ہوا۔ جو حوالہ آپنے پیش کیا ہے وہ تو آپکے مدعا کو پورا نہیں کرتا۔ آپ غلطی سے یہ سمجھے ہیں کہ وحی نبوت ہوتی ہے۔ جو براہ راست بدون اتباع کسی نبی کے ہو حالانکہ مسیح موعود نے بارہا کھول کھول کر فرمایا کہ نبی کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ براہ راست نبی ہو یا وہ شریعت جدید لاوے۔ مگر آپ ان تمام تصریحات کو چھوڑ کر محض دھوکہ دہی کے لئے لکھتے ہو کہ:۔

"ایک بات کو خوب یاد رکھو کہ وحی نبوت کے مسدود ہونے پر آخر تک حضرت مسیح موعود کا اعتقاد تھا اور میں یہ بات انکی کتابوں سے ثابت کر کے دکھاؤنگا اس وقت آپکی سب سے آخری تقریر کا ایک فقرہ درج کرتا ہوں۔ جو ۲۶ - مئی ۱۹۰۸ء کے بدر میں چھپ چکی ہے۔ فرمایا "ہمنے ان معنوں میں کوئی دعوی رسالت نہیں کیا جیسا کہ ملاں لوگ لوگوں کو بھڑکاتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دعوائے ملہم و منذر ہونے کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا ہے وہی ہمیشہ سے ہے۔ آج کوئی نئی بات نہیں ۲۴ سال سے یہ الہام ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی آپنے دعوای تبدیل بھی کیا یا یہ کہ ۲۴ سال سے جب سے آپکو الہام نبوت ہے۔ ایک ہی دعوے پر آپ قائم رہے (تمہید ص۲۴)

اس عبارت میں تو مولوی صاحب نے یہودیوں کے بھی کان کاٹ ڈالے ہیں۔ اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ مولوی صاحب نے کیا۔ دیکر یہ الفاظ لکھے۔ کیا ان کو یہ خیال ہے کہ انکے ساتھی ایسے ہی بے وقوف ہیں کہ وہ اتنی بات بھی نہ سمجھ سکیں گے۔ کہ مسیح موعود نے کس امر کے متعلق یہ فرمایا ہے "کہ آج کوئی نئی بات نہیں"۔ سچ ہے کہ حق کی مخالفت انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ سنئے مولویصاحب حضرت مسیح موعود تو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ رسالت کہ جس کو میری طرف منسوب کر کے ملاں لوگ کو بھڑکا رہے ہیں۔ اس کا دعوی مینے نہیں کیا بلکہ ہمیشہ سے میرا دعوائے نبوت ایسا ہی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت سے جو ہمیشہ سے ہے۔ آج کوئی نئی بات نہیں ٭

مگر آپنے واقعی اسمیں سے ایک نئی بات بنالی تا لوگ دھوکہ میں پڑ جائیں۔ خدا کے لئے اتنا تو بتاؤ کہ حضرت فضل عمر نے کہاں یہ لکھا کہ پہلے تو مسیح موعود محض شریعت محمدیہ کے تابع نبی تھے۔ لیکن بعد میں یہ دعوے تبدیل ہو گیا۔ بلکہ وہ تو بارہا آپ کو بتاتے ہیں کہ مسیح موعود ظلی نبی ہیں۔ اور ہمیشہ سے آپ کا یہی دعوے تھا۔ پھر آپنے مسیح موعود کے مندرجہ بالا کلمات کو کس غرض سے پیش کیا ٭

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس تقریر میں ۲۴ سال سے ایک ہی دعوے کا ذکر ہے۔ اس لئے آپنے جھٹ لکھ دیا کہ:۔

"کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی آپنے دعویٰ تبدیل کیا یا یہ کہ ۲۴ سال سے جبسے آپ کو الہام نبوت ہوتو۔ ایکہی دعوے پر آپ قائم رہے"۔

مگر کیا آپ کو حقیقۃ الوحی کی وہ عبارت یاد نہیں۔ جسمیں مسیح موعود نے کھولکر فرمایا ہے کہ تریاق القلوب کے زمانہ تک تو میں اپنے آپ کو ایک محدث یا غیر نبی سمجھتا رہا اور اسی لئے مسیح ناصری پر اپنی فضیلت کو جزوی فضیلت قرار دیتا رہا۔ لیکن خدا کی وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو دعویٰ پہلے تھا۔ اس میں تبدیلی واقع ہوئی۔ لیکن باوجود اس تبدیلی عقیدہ کے کبھی مسیح موعود نے کبھی اتباع شریعت محمدیہ کو نہیں چھوڑا۔ اسی لئے فرمایا کہ ہمارا جو دعویٰ ہے وہ ہمیشہ سے ہے۔ کوئی نئی بات نہیں۔ اس موٹی بات کو نہ سمجھتے ہوئے بھی مولوی صاحب بڑے فخر سے آخری کلام کا حوالہ دیکر رعب ڈالنا چاہتے ہیں جو اس طرح ہے کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی ایک ایک لفظ میں تطبیق دیکر میں دکھاؤں گا" (ضمیمہ صفحہ ۲۳)

مولوی صاحب یہ صریح [illegible] آپ اس کلام کے اہل نہیں ہیں جیسا کہ ابھی دکھا چکا ہوں اگر آپ میری بات نہیں مانتے تو اس سوال کا جواب دو کہ ۲۴ سال سے جب سے آپکو الہام نبوت ہوئے۔ ایک ہی دعوے پر قائم رہے۔ اس فقرہ کے کیا معنے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ مسیح موعود کا کلام جس سے آپ کو ٹھوکر لگی ہے وہ سنہ ۱۹۰۸ء کا ہے۔ اب اس سے ۲۴ سال پہلے سنہ ۱۸۸۴ء ہوا ہے۔ لیکن سنہ ۱۸۸۴ء میں مسیح موعود کا دعویٰ ماموریت تو تھا۔ اور الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی تھا۔ لیکن اس وقت آپنے نہ مہدویت کا دعویٰ کیا تھا نہ مسیح موعود ہونے کا۔ تو اب آپ کے طرز استدلال کے مطابق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ۲۴ سال سے دعویٰ ایک ہی رہا ہے۔ اس لئے آپ مامور من اللہ تو ہیں ہی پر مہدی یا مسیح موعود نہیں۔ اسی طرح سنہ ۱۸۸۴ء میں دعویٰ محدثیت بھی نہیں تھا۔ صرف الہامات ایسے موجود تھے جنہیں آپکو نبی بھی کہا گیا تھا۔ اور محدث بھی۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۴ سال سے الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ہونے کا ذکر کیا گیا نہ کہ دعوے نبوت کا۔ کیونکہ دعوے محدثیت بھی سنہ ۱۸۹۱ء میں فتح اسلام میں کیا گیا تو کیا اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس کا چونکہ سنہ ۱۸۸۴ء سے دعویٰ ایک ہی تھا۔ اور کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ اس لئے وہ صرف مامور من اللہ ہیں نہ کہ محدث یا نبی۔ آہ! مولوی صاحب۔ ابھی آپ دور دست ہیں۔ بہرحال آپکے اس پیش کردہ حوالہ کا جواب بھی مفصل طور پر حقیقت النبوۃ میں موجود ہے۔ آپ پھر دیکھ لیں۔ کیونکہ آپ نے محض اپنی پردہ پوشی کے لئے جھٹ بڑی تعلی سے بغیر سمجھنے کے ہی تمہید شائع کر دی۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ کہ

الحق یعلو ولا یعلیٰ کی بات ہے ۔

تمہید کے صفحہ ۹ پر ازالہ اوہام کی کچھ عبارتیں پیش کر کے مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"جب میاں صاحب کو نبی اور رسول کے صحیح مفہوم کے جاننے کا بڑا دعویٰ ہے۔ اور دنیا میں اور کوئی شخص ان کے نزدیک اصلی مفہوم سے واقف ہی نہیں ہوا۔ کاش کہ وہ جنی جبے بڑھی ہوئی تھی بلند کا اعلان کرنے سے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کو ایک دفعہ پڑھ جاتے یا واقعات پر ہی غور کرتے۔ انکے نزدیک سوائے مبشرات اور مدد اتمہ کے نبوت اور کچھ چیز نہیں یہ بحث اپنے موقع پر ہوگی۔ لیکن اسقدر میں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بارہ میں حضرت میاں صاحب نے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور انکی ساری حقیقۃ النبوۃ بناء الفاسد علی الفاسد کی مصداق ہے" ۔

خدا جانے یہ کہاں کی عقل ہے کہ باوجود جاننے اور بتا دینے کے کہ نبوۃ کی تعریف میں حضرت مسیح موعود نے الہامات الٰہیہ کے مطابق تبدیلی کر لی تھی جیسا کہ کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۵۔ ۶۳ و ۸۰ و ۱۱۲ پر بالتصریح ذکر ہے پھر بھی متروک تعریف کو پیش کر کے بناء الفاسد علی الفاسد کا مصداق حقیقت النبوۃ کو ٹھہرایا ہے مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو پڑھنے کی طرف حضرت میاں صاحب فضل عمر کو متوجہ کرتے ہیں اور واقعات پر غور نہ کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ لیکن خود نہ واقعات کو سوچتے ہیں اور نہ مسیح موعود کی کتابوں کو دیکھتے ہیں بلکہ مسئلہ نبوت کے متعلق مسیح موعود کی کتابوں کا نچوڑ جب ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اسے پڑھنے کے بغیر ہی جواب لکھنے بیٹھ جاتے ہیں ۔

اگر مسیح موعود کی لکھی ہوئی نبوت کی تشریح دیکھنی ہو تو تجلیات الٰہیہ کا حوالہ پھر دیکھ لیں۔ اور ضمیمہ براہین احمدیہ کا صفحہ ۱۳۸ دیکھ لیں۔ حقیقت الوحی کا صفحہ ۳۹۱ دیکھ لیں۔ اگر متفرق کتابوں کو دیکھنے میں تکلیف ہو۔ تو حقیقت النبوۃ کے صفحات ۵۷۔ ۶۳ و ۸۰ و ۱۱۲ و ۱۵۵ دیکھ لیں۔ یقیناً جو تعریف حضرت فضل عمر نے کی ہے۔ وہی مسیح موعود نے کی ہے۔ اسلئے میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور انکی ساری تمہید کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ:۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

ایک غلطی کا ازالہ

تمہید کے صفحہ ۹ پر مولوی صاحب ایک غلطی کے ازالہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

"[illegible] نہ اس میں حضرت صاحب کسی اپنے غلط خیال کی تردید فرما رہے ہیں بلکہ ایک ایسے شخص کے غلط خیال کی تردید کر رہے ہیں جو آپکے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتا تھا۔ جس نے آپ کی وہ کتابیں جن میں یہ دعوے مذکور تھا بغور نہیں پڑھی تھیں۔ اور نہ وہ صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکا تھا۔ اور اس نے نبوت کے دعوے کے متعلق ایسا جواب دیا تھا۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا تھا۔ گویا نبی اور رسول کا لفظ آپکے الہامات میں موجود ہی نہیں۔ اور نہ آپ کو کسی قسم کی نبوت اور رسالت کا دعویٰ ہے"۔

مولوی صاحب یہ تو صحیح ہے کہ اس اشتہار کے لکھے جانے کا موجب کوئی آپ کی طرح مجازی نبوت کا قائل ہی ہوا ہے۔ آپکے نزدیک بھی مجازی نبی کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود نبی نہیں وہ بھی ایسا ہی سمجھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے بھی اسی طرح جس طرح خواجہ صاحب نے مولوی عبد الشکور سے جان چھڑانے کے لئے نبوت مسیح موعود سے انکار کر دیا ہے۔ نبوۃ مسیح موعود سے انکار کر دیا ہوگا۔ کیونکہ لا نبی بعدی کی حدیث آپ کی طرح اس نے بھی کہیں دیکھ لی ہوگی۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اس اشتہار میں مسیح موعود نے آیندہ کے لئے منکران نبوت کا سدباب کرنے کے لئے اپنے دعوے نبوت کی۔ اور واضح تشریح نہ کی ہو بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ پہلو جو محدثیت کا دعویٰ تھا۔ اس سے بڑھ کر اس اشتہار میں ظلی نبوت کا اعلان ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس نبوت کا میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ صرف تشریعی نبوت کا انکار کیا ہے۔[1]

[1] اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ پہلی کتابوں میں جو جو اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے نہ آنے کے متعلق کئے گئے ہیں وہ سب تشریعی نبوت کے متعلق ہیں اس لئے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلی اور بعد کی کتابوں میں تطبیق کی ایک یہ صورت بھی ہو گئی کہ پہلے نبوت تشریعیہ کے لحاظ سے ...

[illegible]

یہ سوال کہ پھر کتابوں کو غور سے دیکھنے اور صحبت میں رہکر
تحصیل معلومات نہ کرنے کا ذکر کیوں کیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے
کہ آپکی جن تصانیف میں جو کیفیت اپنی نبوت کی بیان کیگئی ہے
وہ فی الحقیقت نبوت ہے۔ اور آپ بیان فرماتے ہیں کہ تو بھی
جو میں نبی اور رسول کہا گیا۔ اس لئے جواب دینے والے کا
فرض تھا۔ وہ اس تفصیل کو سائل کے سامنے رکھتا لیکن میں
نے بجائے انکار کر دیا۔ اس لئے کتابوں کے مطالعہ کا ذکر کیا
اور صحبت میں تحصیل معلومات کا ذکر اس لئے کیا کہ ۱۹۰۱ء کے
آخر اور ۱۹۰۲ء کے شروع میں حضرت صاحب کو نبی اور رسول
کے الفاظ سے خطبات جمعہ میں یاد کیا گیا ہے۔ اور جو
اس زمانہ میں آپکے منصب نبوت کا چرچا ہوتا ہوگا۔ اس لئے
جو شخص آپ کی صحبت میں نہیں رہا اسے کیونکر معلوم ہوا
کہ مسیح موعود نبی اللہ ہے۔ لہذا اس امر کا ذکر بھی کیا۔
مولوی محمد علی صاحب غلطی پر ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ
کتابوں کا ذکر کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اس اشتہار سے پہلے ہی
پہلا عقیدہ ہے جو محدثیت ہے کیونکہ محدثیت اور نبوت کا
تو اسی اشتہار میں فرق کرکے دکھایا گیا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے
کہ جس طرح براہین احمدیہ میں آپکے مسیح موعود ہونے کا ذکر تھا
مگر وہ منکشف نہ ہوا تھا اسی طرح آپ کی کتابوں میں دعویٰ
نبوت تو موجود تھا مگر منکشف نہ ہوا تھا۔ کیونکہ کمزوروں
کو آہستہ آہستہ مضبوط کرنا الٰہی منشاء تھا ✤

تمہید کے صفحات ۱۱ و ۱۲ پر مولوی محمد علی صاحب نے
وحی نبوت کا پھر ذکر کیا ہے۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ حضرت
صاحب کا منشاء یہ ہے کہ ایسی وحی جو کسی مستقل رسول پر آوے
مثلاً مسیح ناصری پر یا ایسی وحی ہو کہ جو احکام جدید لاوے
وہ تاقیامت بند ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ لہذا ازالہ
اوہام اور ایک غلطی کے ازالہ کی عبارتیں جو وحی شریعت یا
وحی نبوت کے متعلق ہیں وہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں
ہیں جیسے کہ میں پہلے تشریح کر چکا ہوں۔ وحی نبوت کے متعلق
اسی ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ کہ اگر مسیح ناصری پر ایک دفعہ
اتنا بھی الہام ہوا کہ تو قرآن کی پیروی کر تو ختم نبوت باطل ہو
جائیگی۔ کیونکہ یہ بھی وحی شریعت ہے۔ (ازالہ اوہام کے
صفحہ ۵۷۷ کا ماحصل) اس سے معلوم ہوا کہ کسی ایسے
شخص پر اب وحی نہیں آسکتی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دامن سے الگ ہو۔ والا وہی وحی اگر مسیح موعود کو
ہو جو امتی کہلاتا ہے۔ تو یہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے ✤

مولویصاحب دیکھتے ہیں کہ ایک غلطی کے ازالہ میں
حضرت مسیح موعود اپنی نبوت اور رسالت کا ذکر فرماتے
ہیں جو سب امت کو حاصل ہے۔ [illegible] لئے آیت انعمت
علیہم کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور خود سارے الفاظ
[illegible] فنافی الرسول کے [illegible] ساری امت کے
لئے [illegible] ایک فرد کے
لئے ✤

یہ اعتراض بھی مثل دیگر اعتراضات کے باطل ہے کیونکہ
انعمت علیہم اور فنافی الرسول کے یہ معنے نہیں ہیں چونکہ
مسیح موعود کو اس ذریعہ سے نبوت ملی ہے۔ اس لئے
ساری امت کو یہ منصب حاصل ہے کیونکہ اس عجیب منطق
کے مطابق تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ آپ کو منصب مسیحیت
و مہدویت محض بباعث آپکے فنافی الرسول ہونے
کے ہے۔ اس لئے تمام امت مسیح موعود بن گئی۔ مولوی صاحب
غالباً [illegible] پورا فرق نہیں سمجھتے۔ نبوت کا
دروازہ کھلا ہونا اور شے ہے۔ اور کسی شخص کا نبی ہونا
اور شے ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا ہونے سے یہ
مطلب لیا جائے کہ پہلے سب بزرگ نبی تھے۔ تو کل کو کوئی
اسی دلیل سے یہ کہدے گا کہ یہ سب مسلمان نبی ہیں کیونکہ
آیت انعمت علیہم میں یہ دروازہ سب امت کے لئے کھلا
ہے۔ بیشک دروازہ سب امت کے لئے کھلا ہے۔ پھر
نبی وہی ہوگا۔ جو اس دروازہ میں داخل ہونے کے قابل
ثابت ہو۔ اور وہ صرف مسیح موعود ہے ✤

اصل بات یہ ہے کہ فنافی الرسول کا مرتبہ تو بے شمار اولیاء اللہ
نے پایا۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ بھی پایا۔ لیکن نہ اسقدر کہ
وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ حکمت الٰہیہ نے ان
سب کو اس حد تک پہنچنے سے روک دیا جیسا کہ حقیقۃ النبوۃ
کے صفحہ ۲۳۸-۲۴۳ میں بالتشریح بیان کر دیا گیا ہے اس
لئے یہ کہنا کہ اس امت کے لئے ظلی نبوت کا دروازہ کھلا ہے
صحیح ہے۔ لیکن ظلی نبی وہی کہلائے گا جسے خدا تعالیٰ
فی الحقیقت ظلی نبی بنائے۔ مسیح موعود سے پہلے کسی کو
یہ منصب ملا یا نہیں۔ اس کا جواب خود مسیح موعود
نے بڑے زور سے یہ دیا ہے کہ ہرگز ہرگز کسی کو یہ منصب
نہیں ملا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰-۳۹۱) لیکن چونکہ
فنافی الرسول کے مختلف مدارج ہیں۔ اور مکالمہ مخاطبہ کے
بھی کئی درجے ہیں اس لئے جو لوگ مسیح موعود سے ادنےٰ
درجہ پر ہیں وہ ناقص طور پر ظلی نبوت کو پانے والے ہیں
اور مسیح موعود فنافی الرسول کے انتہائی مقام کو پہنچ کر
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بنگیا۔ یہاں تک کہ آپنے فرمایا
کہ:۔

"من فرق بینی و بین المصطفٰی ما عرفنی و ما رأی"

اور مکالمہ مخاطبہ کی اسقدر کثرت ہوئی کہ ہزار نبی کی نبوت ثابت
کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے مسیح موعود کامل طور پر ظلی
نبی ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسیح موعود کامل نبی ہیں۔ اور
دوسرے ناقص نبی ہیں۔ اس لئے وہ ولی کہلاتے ہیں نبی
لیکن بحیثیت مجموعی ہم یہ کہیں گے کہ ظلی نبوت کا دروازہ
تاقیامت کھلا ہے یہ ہے اصل حقیقت جسے مسیح موعود
نے چشمہ معرفت میں بھی بیان کیا ہے۔ مگر اسے نہ سمجھ کر
مولویصاحب بار بار کہے جاتے ہیں کہ دروازہ نبوت ظلی
تمام امت کے لئے کھلا ہے۔ اس لئے اور بھی نبی ہونے
مگر وہ لفظوں کی ہڈیوں پر منہ مارتے ہیں۔ اور مغز حقیقت
کو چھوڑتے ہیں۔ بہتر ہو مولویصاحب حقیقۃ النبوۃ کے صفحات
۱۵۲-۱۵۳ کو پھر پڑھیں۔ اور ساتھ ہی صفحہ ۲۳۸-۲۴۳ کو
بھی مد نظر رکھیں ✤

تمہید کے صفحہ ۱۵ پر مولوی محمد علی صاحب مسیح موعود
پر نظر ناک خبث سے پُر الفاظ بولنے کے بعد سوال کرتے ہیں
کہ:۔

"کیا ساری دنیا میں کسی اور نبی کا پتہ بھی بتا سکتے ہو کہ
جسکو خدا کہتا ہے کہ تو نبی ہے۔ اور ۱۵ سال تک
یہی کہتا چلا جاوے کہ میں نبی نہیں"

اس سوال کا جواب بھی تمام دوسرے سوالوں کی طرح بار بار دیا
جا چکا ہے۔ چنانچہ آپ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۱۹-۱۲۱-۱۴۲
کو پھر مطالعہ فرما دیں۔ لیکن کیا آپ ایک ہمارے سوال کا جواب
بھی دینگے جو یہ ہے کہ:۔

کیا دنیا میں کوئی ایسی نظیر بھی ہے کہ ایک شخص کو نبی کہا
گیا ہو۔ رسول کہا گیا ہو۔ نہ ایک بار بلکہ صدہا مرتبہ اور اس

کے انکار کے باعث تمام دنیا پر عذاب شدید آیا ہو۔ اور اس
کے نشانات اس کثرت سے ہوں کہ ہزاروں نبیوں کی
نبوت ثابت کرنے کے لئے کافی ہوں جو وہ شخص نبی نہ ہو
اسی طرح ہمارے اس سوال کا بھی جواب دیں کہ کیا اس کی
نظیر ملتی ہے کہ ایک شخص کو بارہ سال تک الہام ہوتا رہے۔
کہ تجھ کو ہم فلاں عہدہ دیتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی تاویل کرتا رہے۔
مولوی صاحب دل میں خوش ہیں کہ ہم کو دیکھو ہم سے
سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا مجھ پر ہی سوال کر دیا ہے
مگر مولوی صاحب کی یہ خوشی بھی بے سود ہے۔ کیونکہ حقیقۃ النبوۃ
میں مکمل بحث موجود ہے۔ ہاں مولوی صاحب کو اتنا بتاتا
ہوں کہ چونکہ پہلے انبیاء کے راستہ میں ختم نبوت کی روک نہ
تھی۔ اور اسوقت معیار نبوت بھی اتنا اعلیٰ اور نہ تھا
جتنا کہ حضرت خاتم النبیین کے آجانے سے ہو گیا۔ اس
لئے انہیں سے شاید ایسی نظیر نہ ملے۔ گو یہ بھی ممکن ہے کہ
فی الحقیقت ایسی نظیر موجود ہو۔ لیکن بسبب ان انبیاء کی
زندگیوں کے مفصل حالات کے نہ معلوم ہونے کے ہم مطالعہ
مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ مگر قرآن کریم کے بعض مقامات
سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ سنت انبیاء ہے کہ وہ اپنے دعوے میں
جلدی نہیں کرتے۔ منکران نبوت مسیح موعود تو قائل ہیں کہ
مسیح موعود کی نبوت ویسی ہی ہے جیسی کہ حضرت شیخ عبدالقادر
گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نبوت تھی۔ اس لئے ہم انکے کلام سے
تو اس سنت کو ثابت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ فتوح الغیب کے مقالہ
ہفتم میں آپ لکھتے ہیں کہ۔
" اور اپنے نفس سے خواہ حال ہو یا قال کسی امر کو نسبت نہ
دے اور کسی بات کا دعوے نہ کر۔ اور اگر کوئی حال بھی عطا
ہو۔ اور کوئی درجہ بھی ملے تو اس کو بھی لوگوں سے چھپا کیونکہ
اللہ تعالیٰ کے کاموں میں تغیر و تبدل بھی ہے۔ ممکن ہے اس
درجہ سے کہ جس کو تو نے لوگوں سے کہا ہے بدل دیا جاوے
اور اس وقت تجھ کو ان لوگوں کے سامنے جن سے تو نے کہا
ہے ناحق شرمندگی ہو۔ لہذا بہتر ہے کہ اپنے ہی میں ضبط
کرے۔ اور دوسروں کو اطلاع نہ دے۔ اور اگر اس
درجے سے بدلے نہیں۔ اور اس کو ثبات و بقا ہو تو اس
کو بخشش الٰہی سمجھنا چاہیئے "

چونکہ مسیح موعود ولی بھی ہیں۔ اور نبی بھی۔ اس لئے
بحیثیت ایک ولی کے اگر آپ نے انتظار کیا۔ خدا کے حکم
صریح کا تو بلحاظ ولایت کی رو سے یہ کوئی قابل اعتراض
امر نہیں۔ جب آپ کو اپنے منصب پر ثبات و بقا کا علم ہو گیا
تو اس کو بخشش الٰہی سمجھ کر اس کا اعلان کر دیا۔ اور یہ اسلئے
ولیوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ انبیاء کا بھی یہی طریق ہے
جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر میں کھول کر بیان
کیا ہے۔ کیوں مولوی صاحب اب تو آپکی تسلی ہو گئی ہو گی
کیونکہ آپکے نزدیک مسیح موعود کا کلام تو بے اعتبار ہے
اور پہلے اولیاء کا کلام مستند ہے ۔
مہدیہ کے صفحہ ۱۶ پر مولوی صاحب پھر لکھتے ہیں کہ۔
"کیا حکم ایسے ہی ہوا کرتے ہیں جو پہلے اپنے ہی
دعوے کا فیصلہ نہ کر سکیں۔ اور پندرہ سال تک غلط
فیصلہ پر اڑے رہیں۔ اور اس کی حمایت بڑے زور
سے کرتے ہیں۔ اور مسیح تو وہ ہو جو ان کے مخالف
کہیں کیونکہ مخالف تو کہتے تھے کہ مسیح موعود
حقیقی اور کامل نبی اللہ ہونا چاہیئے۔ مگر حکم کر
فیصلہ دے کہ نہیں "
مولوی صاحب یہاں بھی آپنے مغالطہ دیا ہے جس کا
ازالہ میں پہلے کر چکا ہوں۔ یہ محض غلط ہے کہ مسیح موعود
کے کامل اور حقیقی نبی اللہ ماننے میں راستی پر ہوں وہ تو
مسیح ناصری کے آنے کے قائل ہیں۔ جس کی نبوت براہ
راست ہے۔ اسلئے حکم موعود نے ۱۵ سال نہیں۔ بلکہ
تمام عمر اس عقیدہ کو جھوٹا بتایا۔ اور یقیناً یہ عقیدہ جھوٹا
ہے۔ پس آپ کا اعتراض باطل ہی نہیں۔ بلکہ ایک دھوکہ
ہے۔ جس کے پاش پاش کرنے کے لئے مندرجہ ذیل
حوالہ کافی ہے +
"اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ہرگز انسان کی
قدرت نہ تھی کہ دعوے سے ایک زمانہ دراز پہلے
یہ لطیف معارف پیش بندی کے طور پر اپنی کتاب
میں داخل کر دیتا تم خود گواہ ہو کہ اس وقت اور
اس زمانہ میں مجھ کو اس آیت پر اطلاع بھی نہ تھی کہ
میں اس طرح پر حضرت مسیح بنایا جاؤں گا بلکہ میں بھی
تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی

اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا
اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ
حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا۔ اور جو قرآن شریف
کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف
منسوب تھیں، وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں
اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث
میں موجود ہے۔ مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا۔ اور براہین
احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے
کے طور پر لکھ دیا۔ اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور میری آنکھیں اسوقت
تک بالکل بند رہیں۔ جب تک کہ خدا نے بار بار مجھ کو
نہ سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے
اور وہ واپس نہیں آئے گا۔ اس زمانہ اور اس امت
کے لئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے "
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۴-۸۵)
چونکہ مولوی صاحب کو بار بار ۱۵ سالہ اجتہاد پر اعتراض ہے
اس لئے ایک اور نہایت ہی بیّن اور فیصلہ کن کلام مسیح موعود
بلا خوف طوالت درج کر دیتا ہوں۔ سنئیے۔
" اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی
کے ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں جس کو بعض مولوی صاحبان
بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ امر جائے اعتراض نہیں
میں مانتا ہوں کہ وہ میری غلطی ہے۔ الہامی غلطی نہیں۔ میں
بشر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو اور نسیان
اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ گو میں جانتا
ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا۔ مگر یہ
دعویٰ نہیں کرتا۔ کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا
کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے۔ مگر انسان کا کلام غلطی
کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ سہو و نسیان لازمہ بشریت ہے میں نے
براہین احمدیہ میں بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
پھر واپس آئیں گے۔ مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام
کے مخالف تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا۔ کیونکہ اس الہام
میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ اور مجھے اس قرآنی
پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
لئے خاص تھی۔ اور آنے والے مسیح موعود کے تمام

صفات مجھ میں قائم کیے۔ سو خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت
تھی۔ جو میں باوجود اُن الہامی تصریحات کے ان الہامات کے منشاء
پر اطلاع نہ پا سکا۔ اور ایسے عقیدہ کو جو ان الہامات کے مخالف
تھا۔ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ اس تحریر سے میری بریت ثابت
ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ الہامات براہین احمدیہ کے میری بناوٹ
ہوتے۔ جنہیں واقعی طور پر مجھے مسیح موعود قرار دیا گیا تھا۔ تو
میں اپنے بیان میں اُن الہامات سے اختلاف نہ کرتا بلکہ اسی وقت
مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ میرا اپنا
عقیدہ جو پہلے براہین احمدیہ میں تھا اُن الہامات کی منشاء
سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں۔ صریح تناقض پڑا ہوا ہے
جس سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ الہامات میری
بناوٹ اور منصوبہ سے مبرا اور منزہ ہیں۔ اس جگہ یہ بھی
یاد رہے کہ یہ انسان کا کام نہیں کہ بارہ برس پہلے ایک
دعوے سے الہامی عبارت لکھ کر اس دعوے کی تمہید
قائم کرے۔ اور پھر بارہ سال کے بعد ایسا دعوے
کرے۔ جس کی بنیاد ایک مدت دراز پہلے قائم کی گئی ہے
ایسا باریک مکر نہ انسان کر سکتا ہے نہ خدا اس کو ایسے
افتراؤں میں اسقدر مہلت دے سکتا ہے۔"

(ایام الصلح ص ۴۱-۴۲)

مولوی صاحب! ایام الصلح کی اس عبارت سے ۱۲ سال تک
مسیح موعود کے اپنے منصب کو نہ سمجھ سکنے کا ثبوت ملتا ہے
حالانکہ وحی الٰہی میں آپ کو مسیح موعود کا خطاب دیا گیا۔ اور یہ
امر آپ کی دیانتداری اور صادق القول اور راست باز ہونے
پر ایک حجت نیرہ ہے۔ لیکن افسوس آپکے نزدیک ۱۵ سال
تک ایسی موٹی بلکہ ادنیٰ بات کو نہ سمجھ سکنے سے مسیح موعود
انسانیت سے بھی گر جاتا ہے۔ (استغفر اللہ ثم استغفر اللہ)
اور نعوذ باللہ یہ بات آپکے نزدیک مسیح موعود کے بلید اور
کند ذہن ہونے کی دلیل ہے۔ ہم تو ایسے کلمات کو کفر
سمجھتے ہیں۔ اور ایسے معترض کے لئے مسیح موعود کا شعر پڑھ
دیتے ہیں ؎

اے مردہ دل کہ گوش بہتے ہو اہل دیں
چیں و قصور نیست نہ فہمی کلام شاں

تمہید کے صفحہ ۵ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:۔
"جناب میاں صاحب نے حقیقی نبی کے معنے حضرت صاحب کی
تحریروں میں صرف صاحب شریعت نبی کے لئے ہیں۔ اور اسی
معنے پر حقیقۃ النبوۃ کی بنیاد رکھی ہے وہ بھی حضرت مسیح موعود
کی تحریروں سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ سراج منیر ص ۳ پر
حضرت صاحب نے نبی علیہ السلام کو صاف الفاظ میں حقیقی
نبی لکھا ہے۔ حالانکہ میاں صاحب کی اصطلاح کی رو سے
انہیں مجازی نبی کہنا چاہیئے"

یہ اعتراض بھی مثل دیگر اعتراضات کے ایک دھوکہ ہے
آپ حقیقی نبی کے معنے صرف صاحب شریعت نہیں لکھا
آپکے صفحہ ۱۵۹ پر یہ الفاظ موجود ہیں۔
"غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا
دعوےٰ کرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض
سے اپنے تئیں الگ کرکے۔ اور اس پاک چشمہ سے جدا ہو کر
آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے"
ان الفاظ سے حقیقی نبوت کے معنے براہ راست نبی ہونے
کے بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے سراج منیر میں مسیح ناصری
کو جو براہ راست نبی ہے حقیقی نبی لکھا حقیقۃ النبوۃ کی غلطی
کو یا حقیقت فصل ۶ کا عدم واقفیت کرنا بتلانا بلکہ
آپکی دھوکہ دہی کے کھولنے کا ایک ذریعہ ہوا ہے +

تمہید کے صفحہ ۲۳ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔
"ان کو کامل نبی مان کر بھی تم ان کو مرتبہ اس سے زیادہ
کوئی نہیں دیتے جو جو مرتبہ ہم ان کو جزئی نبوت مان کر دیتے
ہیں انکے الہامات کو جس حد تک تم حجت تسلیم کرتے ہو اسی
حد تک ہم تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ عملاً ہم زیادہ تسلیم کرتے ہیں
× × × اگر کوئی فرق پڑتا ہے تو صرف اسقدر کہ تم انہیں
کامل نبی کہہ کر ان نبیوں میں داخل کرنا چاہتے ہو۔ جن کے
انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے"

مولوی صاحب آپ جزئی نبوت کے معنے مجازی نبوت
بارہا لکھتے ہیں۔ اور یہ آپ اپنی ایک غلطی کے اظہار میں لکھ چکے
ہیں کہ مجازی نبی درحقیقت نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ جسطرح آدمی
کو مجازاً شیر کہہ دیں تو وہ شیر نہیں بن جاتا۔ اسی طرح مجازی
نبی نبی نہیں ہوتا۔ پس آپنے کہاں مسیح موعود کے اس مرتبہ
کا اقرار کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو دیا۔ پھر الہامات
کو آپ کہاں حجت تسلیم کرتے ہیں۔ اگر الہامات کو آپ حجت
تسلیم کرتے تو آپ نبوت کا انکار کیوں کرتے۔ مسیح موعود
کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحی نے بارش کی طرح نازل ہو کر مجھے
نبی کا خطاب دیا۔ لیکن آپ اسے ایک ایسا خطاب مانتے ہیں جس
کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ کیا یہی الہامات کا ماننا ہے۔ عملاً تو
آپ منکر ہیں:

چونکہ آج کل غیر احمدیوں کے ساتھ آپکا تعلق ہے۔ اس لئے
آپ کو انکی حمایت نے مسیح موعود کی نبوت کا منکر ٹھہرا دیا ہے
کیونکہ یہ کہنا کہ مسیح موعود نبی تو ہے پر وہ انبیاء میں داخل نہیں
یا ان کے منکر بلاواسطہ یا بالواسطہ کافر نہیں یا دائرہ اسلام
سے خارج نہیں۔ اس کا یہی منشاء ہے کہ وہ انعام نبوت
پانے میں انبیائے سابقین سے ادنےٰ ہے یا یہ کہ وہ نبی نہیں
اور ہم اس پوزیشن کو ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم نہیں کر سکتے
مسیح موعود یقیناً ویسا ہی نبی ہے۔ جیسے کہ انبیائے سابقین
تھے۔ فرق صرف ذریعہ حصول نبوت میں ہے وہ براہ راست
نبی تھے یہ بہ برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ لیکن
آپکی نبوت۔ مسیح موعود انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک اولوالعزم
نبی مسیح ناصری پر بحیثیت نبوت فوقیت لے گیا۔ اس لئے آپ
کے منکر یقیناً ان یہود سے بدتر ہیں جو مسیح ناصری کے منکر تھے
اسی وجہ سے مسیح موعود کے الہامات میں آپکے منکروں کو
یہود و نصاریٰ سے ٹھیرایا گیا ہے (حمامۃ البشریٰ ص ۸) اور
اپنے منکروں کو بعض سے بدتر ٹھیرایا ہے۔ سنو آپ
فرماتے ہیں کہ:۔

نہ لئیم است کہ بہ تر ز لئیم آں ناداں
کہ جنگ او بکلیم حق از ہوا باشد

آپکا غیر احمدی لوگوں کی خاطر یہ کہنا کہ وہ مسیح موعود کے انکار سے
خارج از اسلام نہیں ہو سکتے۔ کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ جبکہ وہ خدا
کے نزدیک مسلمان ہی نہیں۔ جیسے کہ عبدالحکیم پٹیالوی کو آپنے
لکھا تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ہر شخص جسے میری
دعوت پہنچی۔ اور اسنے اسے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں
ہے۔ اس پر اس نے لکھ دیا کہ بے شک وہ لوگ
کافر ہیں۔ لیکن جن کو دعوت نہیں پہنچی۔ ان کو آپ کافر نہ
کہیں۔ تو مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی ص ۱۸۰ پر صاف لکھ دیا
کہ:۔

"اس میں شک نہیں کہ × × × جب خدا تعالیٰ کے نزدیک اتمام حجت
نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے

(جنکی بنا دظاہر ہے) انکا نام بھی کافر ہی رکھ سکتے ہیں اور
ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے پکارتے ہیں"۔
چونکہ مولوی صاحب کے نزدیک دائرہ اسلام ایسا وسیع ہے
کہ جس نے ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ پھر وہ چاہے
ہزار دفعہ کہے کہ میں تو اس لا الہ الا اللہ کو نہیں مانتا۔ مگر لا الہ
الا اللہ کچھ ایسا چمٹ جاتا ہے کہ اب وہ دائرہ اسلام سے
الگ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ بھی اگر وہ مسیح موعود کے
منکروں کو دائرہ اسلام میں رکھیں۔ تو اپنی اصطلاح کے
مطابق وہ صحیح کہتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب جس طرح مومن
کو کافر کہنے سے کفر کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح جنہیں اللہ کافر
کہے۔ انہیں مومن کہنا بھی کفر ہے۔ آپ حقیقۃ الوحی
کے صفحہ ۱۶۵ کا حاشیہ غور سے پڑھ لیں۔ اگر آپ مسیح موعود
کو فی الحقیقت سچا مانتے ہیں۔ تو کافروں کو مومن کہنے سے
بھی ویسا ہی احتراز کریں۔ جیسا مسلمانوں کو کافر کہنے سے
بچنا چاہیئے۔ ورنہ ہم یہ کہیں گے کہ آپ اپنے نفس کے
فتووں کے پابند ہیں نہ کہ مسیح موعود کے حکموں کے ۔
مسیح موعود نے اپنے منکروں کے متعلق لکھا ہے کہ:۔
"اسی زمانہ کے بارے میں جو میرا زمانہ ہے خدا تعالیٰ قرآن
شریف میں خبر دیتا ہے * * * تب انہیں دنوں میں آسمان
سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اور خدا اپنے منہ سے
اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجا دے گا۔ اور اس
کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھچا آئیگا۔
بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے
کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔"

(براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۸۲)

مولوی صاحب وہ شقی ازلی جو دوزخ کے بھرنے کے لئے
ہیں۔ کیا آپکے نزدیک مسلمان ہیں اگر وہ مسلمان ہیں تو پھر
کافر کون ہے۔ کیوں صاف لفظوں میں مسیح موعود کا انکار کر کے
عبد الحکیم کی طرح غیر احمدیوں میں آپ مل نہیں جاتے احمدیوں
میں اب آپکی کوئی عزت و وقعت نہیں رہی۔ اور اگر یہ عقائد
آپ مسیح موعود کے سامنے پیش کرتے تو وہ آپ کو یقیناً
احمدیت سے خارج کر دیتے ۔

تمہید کے صفحہ ۲۲ حاشیہ پر مولوی صاحب لکھتے
ہیں کہ:۔
فضیلت سے جو نبوت کاملہ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ بالکل
غیر متعلق امر ہے۔ یہ فضیلت یا ہمسری کا دعوےٰ ۱۹۰۲ء
سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہے۔ ازالہ اوہام کے الہامی
قصیدہ میں ہے ۔

غیوری خدا بسر تن کرد ہمسرم

"اور سراج منیر میں جو سنہ ۱۸۹۷ء کا شائع شدہ ہے صفحہ ۲
پر مسیح موعود کی نسبت لکھا ہے۔ ھو افضل من بعض
الانبیاء۔ حالانکہ اس وقت تو اپنے آپ کو جزئی نبی مانتے
تھے۔"

اسکا تو مولوی صاحب آپنے ہمارے لئے کوئی پہلو
چھوڑا ہی نہیں۔ کیونکہ حقیقۃ النبوۃ میں اس مسئلہ کو ایسا
واضح کیا گیا ہے کہ کوئی شک کی گنجائش نہیں رہی چنانچہ
آپ صفحہ ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۴۳ و ۵ کو پڑھ لیں۔ وہی کافی
ہے۔ ہاں اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ سراج منیر جو مسیح موعود
نے ھو افضل من بعض الانبیاء کا ذکر کیا ہے
تو وہ ابن سیرین کا قول نقل کیا ہے۔ اور اسے وہاں جزوی
فضیلت مراد لی ہے نہ کلی۔ چنانچہ اس کے الفاظ درج ذیل
ہیں:۔

"اے مفتری لوگو! میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی میں نے
کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ پس اگر تم خود
سمجھو تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت
ایک ادنیٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے
اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم
نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں بلکہ خدا کی نعمت کا شکر ہے
تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے۔ اور اسے کفر سمجھتے ہو
اس کو کیا کہتے ہو جو کہا گیا۔ ھو افضل من بعض
الانبیاء۔ * * * میرے پاس خدا کے فضل
کی اس سے بھی بڑھ کر باتیں ہیں۔ مگر تم ان کی برداشت
نہیں کر سکتے۔"

مولوی صاحب یہاں تو مسیح موعود جزوی فضیلت کا
ذکر کرتے ہیں۔ پر آپ محض دھوکہ دینے کے لئے فضیلت
کلی کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ مجھے اس پر زیادہ کہنے کی
ضرورت نہیں۔ ہر عقلمند خود سمجھ لیگا۔ ہاں آپنے
جواب سے عاجز ہو کر اس بحث کو بے تعلق قرار دیا۔
ورنہ یہ ایک ہی مسئلہ ایسا ہے جو تمام تنازعوں کا فیصلہ کرتا
ہے۔ آپ حقیقۃ الوحی یا حقیقۃ النبوۃ کو خوب غور سے
مطالعہ کریں۔ اگر نیک نیتی سے مطالعہ کر رہے ہیں تو
آپ پر حق کھل جائے گا۔ ورنہ آپکی قسمت ۔

بجز فضل خداوندی چہ درمانے ضلالت را
چہ سود از رہبر کامل تہی دستان قسمت را

عمر الدین احمدی ۔ قادیان دار الامان
(۱۵۔ مارچ ۱۹۱۵ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا اسلام میں ایک ہی نبی ہے؟

اسلام کا نبی اور رسول نہ ایک نہ صرف دو۔ بلکہ کم و بیش
ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ اور جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور انہیں سے ایک کا انکار
بھی نجات ابدی سے محروم کر دیتا ہے۔ کلمہ جو ہم پڑھتے ہیں
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو اس میں بقول
حضرت خلیفۃ اول تمام ماموران الٰہی پر ایمان کا اقرار آجاتا
ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔
پہلے انبیاء کو ہم نے انبیاء مانا۔ تو آپ کی مہر کی تصدیق سے
ورنہ ان کے حالات ان کے معجزات ان کے اصل دعاوی اور
دلائل سب قصوں کے رنگ میں ہو گئے۔ اور اب ذاتی طور پر
اپنے اندر ایسا ثبوت نہیں رکھتے کہ ہم پر ان کے دعوے
کی صداقت براہ راست کھل جائے۔ بلکہ وہ سب کے سب اپنی
نبوت کے ثبوت پر محتاج ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی تصدیقی مہر کے۔ اسی طرح جو راستباز مامور اور ایک نبی
حسب حدیث صحیح مسلم و حدیث لیس بینی و بینہ نبی
امت محمدیہ میں مبعوث ہونے والا تھا وہ بھی اپنی نبوت
کے لئے حضرت خاتم الانبیاء کی تصدیقی مہر کا محتاج ہے
پس نظر برین وجوہات لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ
کہنے سے پہلے (بموجب آیت ما انزل من قبلک)
اور پچھلے (و بالآخرۃ ھم یوقنون) تمام

انبیاء کا اقرار اس میں آ جاتا ہے۔ جو سچے دل سے کلمہ
پڑھتا ہے وہ لازمی طور پر اس زمانے کی ضرورت کے نبی پر
بھی ایمان لاتا ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ پر وہ شخص ایمان
نہیں لایا۔ جو آپ کو خاتم الانبیاء نہیں مانتا۔ اور وہ شخص
خاتم الانبیاء نہیں مانتا۔ جو آپ کے کمال فی الافاضہ کا قائل
نہیں۔ اور جو آپ کے فیض اتباع سے بعض افراد یعنی ایسا
کامل واکمل فرد امت محمدیہ کو منصب نبوت پر فائز نہیں
مانتا۔ اور اس کے یہ معنے نہیں کہ نبی کریم بالصفات کسی کو
نبی بناتے ہیں۔ نبوت و رسالت موہبت الٰہی ہے۔ اور یہ
موہبت اب محمد رسول اللہ کی غلامی میں رکھ دی گئی ہے
یعنے خدا تعالیٰ نے قانون بنا دیا ہے کہ جو حضرت رسول[1]
کی اتباع میں ایسا فنا ہو جائے۔ کہ آپ کے کمالات اور فضائل
کو کلی طور پر اپنے اندر جمع کر لے۔ یہاں تک کہ تمام کمالات
محمدی مع نبوت محمدی اس کے آئینہ ظلیت میں منعکس ہو
جائیں۔ تو وہ نبی ہو جاتا ہے۔ اور اسے ظلی طور پر نبوت
پانا کہتے ہیں۔ یہ نبوت اس حقیقت کے مقابل میں تو مجازی ہے
مگر فی حد ذاتہ اس نبوت اور اگلی نبوتوں میں کچھ فرق نہیں
کیونکہ مسیح موعود نے لکھا ہے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے
نبی کریم کی خاص خاص صفات میں۔ اور اب ہم ان تمام
صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔ پس اگر خاص خاص صفات
میں نبی کریم کا ظل ہونے سے پہلے انبیاء کی نبوت مجازی یا
نقلی نبوت نہیں ہو گئی بلکہ حقیقی نبوت ہی۔ تو کل صفات میں
نبی کریم کا ظل ہونے سے مسیح موعود کی نبوت بھی نقلی نبوت
نہیں ہو سکتی۔ بلکہ فی الواقعہ نبوت کہلائے گی۔ اور یہاں برقی
پنکھوں کی مثال بھی صحیح نہیں کہ جیسے ایک کوٹھی کے سازو
سامان سے غلام اور آقا دونو متمتع ہوتے ہیں مگر غلام
آقا نہیں بن جاتا کیونکہ موجودہ صورت میں ہم دیکھ رہے ہیں
کہ آقا بنفسہ موجود نہیں۔ پھر بھی برقی پنکھے چل رہے ہیں
خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے۔ پس یہ وہ غلام ہے جسے
آقا کے کمالات و فضائل کا ہمرنگ بنا کر آقا کی مسند پر بٹھا
دیا گیا ہے۔ تا اس کا کام چلائے۔ اور واقعات بتلاتے ہیں
کہ اس کمال کا کوئی غلام اس سے پہلے نہیں ہوا۔ جو تمام
جہان کے لئے مبعوث ہوتا۔ کیونکہ ایک ہی بروز محمدی
جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ موعود تھا۔ اور ایک ہی
رجال من ابناء فارس تھا۔ جو آخرین منہم لما یلحقوا بہم
کی مزکی و معلم اور آیات پڑھ کر سنانے والا رسول تھا۔
اور جس کے اصحاب بلا کسی فرق کے پہلے اصحاب کی
جماعت میں داخل ہیں۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے
جدا نہیں۔ بلکہ وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ بندہ بیشک
خدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ محال عقلی ہے مگر بندہ
رسول ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ بھی
بشر تھے۔ اور نبی کریم کے علاوہ اور بندے بھی رسول
ہوتے ہیں۔ [illegible] نہیں بن سکتے
مگر ان کی خو بو رکھنے والے انکی صفات کے مظہر اتم
ضرور بن سکتے ہیں۔ مسیح موعود محمدی تھے۔ اور یہ سچ
ہے کہ وہی محمد عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) نہ تھے۔ جو
مکہ معظمہ میں مبعوث ہوئے۔ اور مدینہ منورہ میں فوت
اور اس لحاظ سے یہ کہنا صحیح ہے کہ آپ حقیقی طور پر محمد
نہ تھے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسیح موعود
محمد اور احمد سے مسمی ہو کر جو نبی بنے تو یہ نبوت بھی
مجازی ہے۔ یعنی فی الواقعہ نبوت نہیں۔ کیونکہ ہم کسی
کو مثلاً حاتم طائی کہتے ہیں۔ تو بیشک اس سے وہ
حاتم طائی نہیں بن جاتا۔ جو فوت ہو چکا ہے۔ مگر اس
سے یہ بھی تو لازم نہیں آتا کہ یہ شخص سخی بھی نہیں۔ اور
اگر سخی ہے تو مجازی طور پر۔ اسی طرح سیدنا حضرت
مرزا صاحب وہ مسیح بن مریم تو نہیں تھے جو وفات پا کر
کشمیر میں دفن ہو چکا۔ مگر باوجود اس کے آپ کیف
انتم اذا نزل ابن مریم فیکم کے صحیح مصداق تھے
اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ چونکہ آپ حقیقی طور پر ابن مریم نہیں
تھے۔ اس لئے حقیقی طور پر مسیح بھی نہیں۔ اور آپ کی
مسیحائی صرف مجازی تھی۔ یعنی فی الواقعہ مسیحائی نہیں
تھی۔ اس طرح پر تو پھر مسیح موعود کی وحی بھی مجازی وحی
کہلائے گی۔ جس کے معنے منکران نبوت کے نزدیک
ہیں کہ وہ وحی فی الواقعہ وحی نہیں۔ نقلی وحی ہے حضرت
اقدس نے جو حقیقت محمدیہ کا نام نبی اور رسول رکھا
ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت محمدیہ کا کسی وجود میں جلوہ گر
ہونا کیا ہے۔ یہی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات
اور فضائل کلی طور پر اس کے اندر آ گئے۔ اور وہ من توشدم
تو من شدی کے درجہ پر پہنچ گیا۔ پس اس کے ساتھ جو
نبوت ہو گی وہ بھی فی الواقعہ نبوت ہو گی۔ حضرت محمد مصطفےٰ
کو ماننے کے بھی یہی معنے ہیں کہ ہم ان کمالات اور فضائل پر
ایمان لاتے ہیں۔ جو اس عرب میں پیدا ہونیوالے مبارک
وجود میں تھے۔ پس اب بھی وہ کمالات اور فضائل جس وجود
میں ہوں گے۔ اس پر ایمان فرض ہو گا نہ حضرت مرزا صاحب
پر بلحاظ مغل ہونے یا قادیان کا رہنے والا ہونے کے
ایمان تھا نہ حضرت محمد رسول اللہ پر اس پہلو سے بلکہ پہلے
بھی حقیقت محمدیہ پر ایمان تھا۔ اور اب بھی اسی حقیقت
محمدیہ پر۔ یعنے ان کمالات و فضائل پر جن کے ساتھ
نبوت لازم و ملزوم ہے۔ پس یہ نبوت حقیقی یعنے
فی الواقعہ ہے نہ کہ مجازی یعنے نقلی اور برائے نام ÷

آزاد سبحانی اور ہم

۱۱۔ اپریل کے ہمدرد میں جو محب مخلص قاضی فضل کریم صاحب
کی عنایت سے آج ۱۷۔ اپریل کو مجھ کو ملا ہے۔ جناب آزاد سبحانی
کا ایک مضمون چھپا ہے جو خواجہ کمال الدین صاحب کی تائید
میں ہے۔ چونکہ اس میں ہمارا ذکر بھی ہے۔ اس لئے اس کا
ایک حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

"ایک بڑا سوال اختلاف عقاید کا ہے کہا جاتا ہے
کہ خواجہ قادیانی ہیں۔ ممکن ہے کہ پہلے وہ کبھی قادیانی
رہے ہوں۔ مگر جب سے انہوں نے اشاعت اسلام
فی الغرب کا کام ہاتھ میں لیا ہے۔ کم از کم اس وقت سے
تو وہ قادیانی نہیں ہیں۔ لاہوری ہیں۔ شاید
آپ کو معلوم ہو کہ لاہوری جماعت جس کی امامت کا[2]
فخر مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز
اور خواجہ صاحب کو حاصل ہے وہ جمہور اسلام سے
قریب آگئی ہے اور اس میں اور عام مسلمانوں میں

[1] انکی مثال حضرت جبرائیل کا نزول ہے جسے بعض صحابہ نے بھی دیکھا۔ دیکھو مشکوٰۃ کی پہلی حدیث ۱۲۔

[2] کیا دونوں امام ہیں؟

اب اتنا ذوق نہیں رہ گیا ہے کہ دونوں کسی کام کے لئے ایک جگہ نظر آتے ہوسکیں۔ یہ جماعت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی نسبت ادعائے نبوت سے قطعاً منکر ہے۔ صرف مجددیت کی مدعی ہے۔ عام اہل اسلام کو مسلمان سمجھتی ہے۔ قادیانیوں کی طرح کافر نہیں سمجھتی۔ باقی جن مسائل میں اختلاف ہے وہ کیسے ہی اہم کیوں نہ ہو گئے اور ایسے مسائل نہیں ہیں جو انکو اسلام کے وسیع حلقہ میں داخل ہونے سے باز رکھتے ہوں ×××××××× مجھ کو سب سے زیادہ شکایت اس بارہ میں خود خواجہ صاحب کے برادران طریقت سے کرنی ہے۔ افسوس تعصب اور عناد کی وہ پرانی بیماری جو حضرات قادیانی کو غیر قادیانیوں سے برابر چلی آتی رہی ہے۔ اور جس کے اظہار میں نہایت بے باکی اور ملافت سے ہمیشہ کام لیا جاتا رہا ہے۔ کہ اسی کو شکایت کا مورد انہوں نے خود اپنے کو بنا رکھا ہے انصاف یہ ہے کہ موجودہ واقعات نے صاف روشن کردیا ہے کہ مدعیان روشن خیالی و وسیع القلبی (حضرات قادیانی) جمہور مسلمانان سے تحمل و خیر اندیشی میں بدرجہا پیچھے ہیں۔

پھر ذرا صبر جو کرتے ہیں تو ہم کرتے ہیں انکو مردہ ایمان مسلمانوں سے تازہ ایمانی و اخلاص کا سبق لینا چاہیئے کہ کس طرح یہ بیچارے فقط اسلام کے خیر و فلاح کی اُمید پر ایک غیر جماعت کے کام کرنے والے کا جوش و محبت سے ساتھ دے رہے ہیں اور ذرا پرواہ نہیں کرتے کہ ایک احمدی شخص کے ہاتھ میں عنان کار ہونے سے معنوی طور پر اس کی خاص جماعت کا اثر کتنا پڑ جائے گا۔ خواہ وہ زبان سے اس کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہے اس کے بالمقابل کتنا دردناک منظر ہے۔ اس تنگ دلی تعصب و عناد کا جو جماعت قادیانی کی کوششوں سے ہم کو دکھائی دے رہا ہے کہ اپنی ہی جماعت کے ایک گروہ کے ساتھ خفیف سے اختلاف کے نتیجہ میں وہ ستم گاریاں کی جا رہی ہیں کہ اللہ تیری پناہ۔ عام مسلمان تو کہتے ہیں کہ اسلام پھیلے۔ خواہ قادیانی ہی رنگ میں سہی۔ لیکن آپ کہتے ہیں کہ قادیانیت ترقی کرے۔ خواہ اسلام چند قدم پیچھے ہی ہٹ جائے" فقط ۔

خواجہ صاحب کو جو سرٹیفکیٹ ملا ہے اس پر تو سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ شاید ان کے لئے یہ خوشی کی بات ہو کہ اُن کا امام تو اسلام سے دور اور مفتری و کافر ہی رہے۔ مگر خود وہ ترقی کرتے کرتے عام مسلمانوں سے بہت قریب ہو گئے ہیں اور عجب نہیں کہ اسی سال کے اندر اندر مع اپنے دوستوں کے اسلام بھی قبول کرلیں۔ البتہ اپنی نسبت کچھ عرض کرنا ہے کہ ہم قادیانی نہیں۔ کیونکہ ہم میں سے اکثر تو قادیان کے رہنے والے ہی نہیں۔ دوم قادیان میں آریہ ہندو بھی بستے ہیں۔ پس قادیانی کہنے سے ہمارا مذہب ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی نسبت زیادہ غلط فہمی کا احتمال ہے۔ تعجب ہے کہ جو شخص ہمیں اس نام سے پکارنا بھی پسند نہیں کرتا جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہ وسیع القلب اور روشن خیال بنتا ہے۔ اور ہمیں تنگ خیال اور تنگ دل کہتا ہے۔ محض اس لئے کہ ہم اپنے اسلام کے لئے غیور ہیں۔ ان لوگوں کی نظر میں تو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی نعوذ باللہ بڑے تنگ خیال ہونگے جنھوں نے مدار نجات اپنے پر ایمان لانا بتایا۔ اور اعلان فرمایا کہ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه۔ پھر ان کے نزدیک حضرت ابوبکر بڑے تنگ خیال اور تنگ دل ہوں گے۔ جنھوں نے تمام ان فرقہائے اسلامی سے جنگ کی ٹھان لی۔ جو اور تو سب کچھ مانتے اور غیر قوموں میں اسلام پھیلانے کے لئے اپنی جانیں دینے کو بھی حاضر تھے۔ مگر صرف صدقات کا روپیہ خلیفہ وقت کے پاس جمع کرنے سے انکار کرتے تھے۔ اونٹ باندھنے کی رسّی نہ دینے کی وجہ سے انہوں کو جنگ کا اعلان دیدیا۔ آزاد سبحانی جیسے وسیع الخیال بزرگوں کے نزدیک فی الواقعہ بڑی تنگدلی ہوگی۔ پھر انکے نزدیک حضرت علی اور حضرت معاویہ بڑے تنگ خیال اور تنگدل ہونگے جو ایک معمولی امر خلافت پر باوجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یکساں ایمان رکھنے کے لڑے اور طرفین سے سینکڑوں کی کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس خفیف سے اختلاف پر جو جنگ برپا ہوئی اس پر بھی آزاد سبحانی جیسے وسیع القلب اللہ تیری پناہ ہی پڑھتے ہونگے کیونکہ صحابہ کرام نے تحمل اور خیر اندیشی کی مثال نہ دکھائی۔

آزاد سبحانی کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ تعصب اور عناد کی یہ مثال اگر ہم نے دکھائی ہے۔ تو ان مقدس وجودوں نے بھی دکھائی اور یقیناً دکھائی جو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ پا چکے ہیں۔ اور بغیر اس کے کوئی قوم ترقی ہی نہیں کر سکتی کیونکہ جس قوم میں عصبیت نہیں جو خطوات الشیطان پر چلنے والوں اور تفرقہ اندازوں کے کام سے عناد رکھے وہ آخر تنزل پائے گی۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر مدعیان اسلام فی الواقعہ مسلمان ہوتے تو خدا اپنے برگزیدہ رسول کو مبعوث فرما کر ایک الگ جماعت تیار نہ کرتا۔ اور اگر غیر احمدی بھی اشاعت اسلام کے اہل ہوتے تو آج تک ہم کوئی نمونہ دیکھتے۔

خواجہ صاحب کا کام جو ابتداء میں چل نکلا تو محض اس لئے کہ انہوں نے وہ فلسفہ اسلام پیش کیا۔ جو مسیح موعود لایا اور اب بھی جو کامیاب ہونا چاہے وہ اسی ذریعہ سے کامیاب ہوسکتا ہے۔ شیشی پر سے لیبل اُتار کر بھی اگر دوائی پلائی جائے گی تو مریض کو فائدہ ضرور ہوگا۔ مگر پلانے والا اس شیشی کے مالک سے غداری کا ضرور مرتکب ہو رہا ہے کیونکہ وہ اس دوائی کو اپنی طرف منسوب کر کے گویا اپنی تعریف حاصل کرنی چاہتا ہے اب اس کارخانہ کا حق ہے کہ وہ اپنے ایجنٹ سے بازپرس کرے اور اس کے غدارانہ سے ملزم۔ اور اگر وہ باز نہ آئے تو آئندہ کے لئے اپنے کارخانہ سے اس کا تعلق منقطع کردے

ہاں آپ تو اس کے مداح ضرور ہونگے کیونکہ وہ کام آپ لوگوں کے نام سے کر رہا ہے اگر یہ کام ہمارا کام ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ لوگوں نے اس کے امام کی شدید مخالفت کی اور اُسے کبھی چندہ نہ دیا بلکہ اس کے کام میں روڑا اٹکانا ثواب کا موجب سمجھا احمدیت ہی اسلام ہے۔ احمدیت سے باہر کوئی اسلام نہیں پس جس اسلام میں احمدیت کا ذکر نہیں وہ اسلام کیسا ہے؟

لے پھر آپکے اخبار ہمدرد کی وسیع القلبی یہ ہے کہ الفضل سے تبادلہ نہیں کیا محض اسلئے کہ وہ روزانہ ہے اور الفضل ثنا ہوگیا حالانکہ یہ بھی کہا گیا کہ بقیہ جو کسر رہتی ہے وہ روپیہ بذریعہ وی پی وصول کرلو مگر جواب تک نہ دیا۔ شاید یہ بھی وسیع القلبی کی کوئی قسم ہو

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

[illegible] ایک [illegible] | [illegible] | میں بھی [illegible] قرآنی [illegible]

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی اخباروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور تمام خط و کتابت بنام مینیجر قادیان ضلع گورداسپور

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۲	مورخہ ۲۲ - اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۶ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ	نمبر ۱۳۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ ثانی کی صحت اچھی ہے - ۱۹ - اپریل بوجہ ناسازی طبع عالی درس قرآن مجید نہ دے سکے +

۲ - ۱۸ - اپریل چوہدری فضل الدین صاحب مختار عدالت بٹالہ نے ابطال الوہیت مسیح پر مبلغین کی اعلیٰ جماعت کے لئے احمدیہ قادیان کے سامنے لکچر دیا - چوہدری صاحب نے اس مضمون کے لئے بہت تیاری کر رکھی تھی پہلے انجیل کو پڑھ کر الوہیت کے دلائل الگ کئے پھر اسی انجیل سے انکی تردید - مضمون پورا سنایا نہ جا سکا - امید ہے تمام چھپ جائیگا - اس سے پہلے دو اتوار خالی گئے اور حسب پروگرام مشتہرہ کوئی لکچر نہ ہوا +

۳ - ۱۹ - اپریل لوکل انجمن احمدیہ کے نظام کو از سر نو قائم کرنے کے لئے احمدیان قادیان کا جلسہ ہوا - اب انشاء اللہ غیر ملازموں سے بھی باقاعدہ چندہ وصول ہو سکیگا +

اخبار احمدیہ

سلسلہ احمدیہ کے ایک نادان دوست نے نہایت دریدہ دہنی سے سیدنا محمود کو کتب فروش لکھا تھا - خدا کی غیرت ایسی ہوئی کہ اس سے تھوڑے ہی عرصے بعد خود اسکے سلسلہ میگزین کا اشتہار شائع ہوا کہ بعض تصنیف شدہ کتب کے لئے وی پی کی درخواستیں اسکے نام آئیں اب کہتے ہیں کتب فروشی +

۲ - بٹالہ طلباء امتحان کے لئے گئے ہیں - انکے نگران حال نے پوچھا کہ نماز جمع اور قصر کریں یا نہیں پہلے تو ہم کرتے تھے - فرمایا خلیفۃ ثانی نے کہ چونکہ سفر کے کوسوں (۷ کوس - ۳ منزل) اور مدت رہایش (۳ روز - ۱۵ روز) میں بھی اختلاف ہے اس لئے جو قصر کرتے ہیں وہ قصر کریں جو نہیں کرتے نہ کریں ایک دوسرے پر اعتراض نہ ہو - ہاں جمع کے سوا چارہ نہیں کیونکہ امتحان ہے +

۳ - برادر عبداللہ خان گردا ورقانونگو لکھتے ہیں کیسی لوگ ہیں قدر نہیں کرتے کشتی سے نکل نکل سمندر کی موجوں میں بر رہے ہیں +

۴ - برادر محمد صدیق گھوگھیاٹ لکھتے ہیں میری زوجہ اور میری چچی کو یقین ہو گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے سچے نبی تھے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے +

۵ - واقہ زید کا اور قلعہ صوبہ سنگھ دوسرے تیسرے روز خط آ جاتا ہے کہ اتنے آدمی سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں +

۶ - ایک دوست ذکر کرتے ہیں کہ ایک خلافت کا دشمن ڈاکٹر قرآنی نکات بیان کرتا ہوا کہنے لگا کہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان وہ ہے جو مرد و عورت کے مرکب نطفے سے ہو - چونکہ حضرت عیسیٰ کا باپ نہیں تھا اس لئے ضرور وہ انسان سے بالاتر ہستی تھے اور اس لحاظ سے اسبارہ میں عیسائی سچے ہی معلوم ہوتے ہیں - دوسرے غیر مبائع نے اسکی تائید کی - اسوقت میں خدا سے پناہ مانگتا ہوا اٹھ آیا کچھ

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۲ اپریل ۱۹۱۵ء

دنیا پر سخت عذاب الٰہی نمودار ہے

اس کا علاج توبہ ہے حقیقی توبہ مسیح موعود پر ایمان لانا ہے!

آج اس سے کس کو انکار ہے کہ آسمان زمین سے کھنچا ہوا ہے اور یہ ملعون دنیا مصائب و نوائب کے گرد و غبار سے مکدر ہو رہا ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ ہابیل و قابیل کی روحیں آدم کے فرزندوں میں حلول کر کے وہی کر رہی ہیں جو ان کے مورثان عیسیٰ کی زندگی میں چھوٹے پیمانے پر ہوا تھا۔ پھر اس سے کون ناواقف ہے کہ بنی نوع انسان کو آج اس عالمگیر اور حیرت انگیز تباہی سے سامنا ہے جس کی نظیر صفحات تاریخ اور ابنائے آدم کی لوح یادداشت سے مفقود ہے۔ لیکن بایں ہمہ بہت کم ہیں۔ جو اس بے نظیر مصیبت کے اسباب سے آگاہ ہوں۔ تھوڑے ہیں جو آسمان کے نشانات کا مطالعہ کرنے کی عادت رکھتے ہوں اور مرض کے اسباب دریافت کر کے اس کے علاج کے درپے ہوں۔

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ دنیا کی موجودہ حالت زار کو دیکھ کر اکثر روحیں پکار اٹھی ہیں کہ یہ عذاب الٰہی ہے۔ اور اکثر یہ پکار رہی ہیں کہ توبہ کر کے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی چاہئے۔ چنانچہ ہم کسی گزشتہ اشاعت میں خطیب دہلوی۔ اور علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے حوالجات سے دکھا چکے ہیں۔ سمجھدار لوگ اب اسی نتیجہ پر پہونچ رہے ہیں جس کی طرف ہم ایک مرسل من اللہ کی تعلیم کے ماتحت ابتدا سے ہی اشارہ کرتے رہے ہیں وہ مانتے ہیں کہ دنیا کی موجودہ نازک حالت اور تباہی و بربادی انسانوں کی حد سے بڑھی ہوئی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ جو کل تک ہمارے ان الفاظ پر ہنستے تھے۔ آج وہ ہمارے ہمنوا ہیں۔ ابھی چند ہی دن کی بات ہے کہ ہمعصر المشیر مراد آباد نے ہمارا نام

"دنیا کے مصائب سے خوش ہونیوالے اور ہر آفت و مصیبت پر بغلیں بجانے والے رکھا تھا"

اور ہمیں اس الزام کا مورد کیا تھا جو ہمارے قلوب کی بیرونی سطح سے بھی اسقدر دور ہے جسقدر آسمان زمین سے۔ ہم اس کی قدرت دیکھئے کہ اب وہی ہمعصر رقمطراز ہے:

"ہمارا اعتقاد ہے کہ دنیا میں حرب و ضرب کے دورے بھی بد اعمالیوں ہی کی وجہ سے پڑتے ہیں اور یہ بھی سوء القوم ہی ڈالتا ہے۔ اور منشاء ایزدی یہی ہوتا ہے کہ غافل اور سرکش بندے مآل کار پر غور کریں۔ اور اپنے اعمال سیاہ سے تائب ہو کر فکر بہبود آخرت کریں۔ چنانچہ جب لبنانیوں اور اطالیوں سے ترکی کو چشم زخم پہنچایا۔ اور عیسائی مصائب نے مسلمانوں کو خون کے آنسو رلایا۔ تو ہم نے ان نامساعدتوں کو اپنے اعمال کا نتیجہ قرار دیا۔ اور برادران ملی کو مشورہ دیا کہ وہ سچے دل سے تائب ہوں اور دعائے مغفرت کریں۔"

گویا ہمارا مراد آبادی ہمعصر بھی ہماری طرح موجودہ مصائب و نوائب کو "اعمال کا نتیجہ" اور "غافل و سرکش بندوں کی بداعمالی" یعنے عذاب الٰہی تصور کرتا ہے۔ اور وہی کہتا ہے جو ہم نے کہا تھا۔ بقول شاعر

> کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
> ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

ہمعصر موصوف کی پشیمانی کو ہم مبارک فال سمجھتے ہیں اور توجہ دلاتے ہیں کہ وہ

> ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا

(یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیج لیں) کا بغور مطالعہ کرے۔

ہمعصر المشیر کے اس حوالہ کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اب ناظرین کو ان اقوام کے خیالات سے بھی آگاہ کر دیں جو آج مصائب میں مبتلا ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں ایک جرمن پادری کے خیالات کا اندراج کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں

"دو چیزیں ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہ سکتیں کتنی دفعہ ہم پادریوں نے اپنے مصیبت زدہ دلوں درد ناک آواز نکالی۔ اور قوم کو اس کی دین فروشی اور ناپاک زندگی پر چلنے سے روکا۔ آہ ہماری آہ وزاری پر کسی نے کان نہ دھرا۔ مگر اب خداوند قدوس کے فرشتوں نے دنیا پر اپنی قہر کی تلوار چمکا کے اور اس کے غصہ کی آگ دکھا کر دنیا کو ہلا دیا ہے۔ اور اب یقیناً مذہب کا پانسہ پلٹیگا۔ اور دنیا میں مذہبی حقوق پھر زندہ ہونگے۔ . . . . نمائشی تہذیب اور تمدن نے ہماری جرمن قوم کو بھی نہ جرمن رکھا تھا نہ عیسائی تھا بیرونی نمائش۔ جھوٹی شان شان۔ عیش کے ناز نخرے۔ اپنے تئیں خدا سے بڑھ کر سمجھنا اور سارے برے کاموں میں دنیا کی تقلید کرنا ان کا گندہ اور ناپاک لٹریچر پڑھنا صنعت اور دستکاری سے بیہودہ چیزیں تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور عورتوں کے بیہودہ عیش میں تو جسقدر رنگ آمیزی اور فضول خرچی کی گئی تھی۔ اسے دیکھ کے ہمارا دل کانپتا تھا۔ یہ ہماری قوم کا سب سے ہولناک اور ناقابل معافی جرم تھا اور وقت ہے کہ ہم ان ہولناک جرائم سے سچے دل سے توبہ کریں . . . . بہت کچھ ہم نے کلنک کا ٹیکا اپنی پیشانی سے دھو ڈالا اور جرمنی قوم کی زندگی بالکل بدل گئی۔ یاد رکھو جرمنی کے گناہ ایک ذرا سی توبہ سے دور نہیں ہو سکتے۔ کبھی توبہ کرنے والے گناہ کے داغ اپنی پیشانی سے دھو سکتے ہیں۔ مگر اعمال بد کی سزا ایک دم بھر میں پوری نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ وہ گناہ وہ ہولناک جرائم جو ساری قوم نے شریک ہو کے کئے ہیں وہ اسی وقت رفع ہونگے جب ایک دفعہ ساری قوم جمع ہو کے ایک خاص وقت اور خاص تاریخ میں سچے دل سے توبہ کرے گی اور خداوند قدوس سے اپنے جرائم کی معافی مانگیگی"۔

اب ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے۔ دنیا کے اندر اپنے گناہوں کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ مسلمان کہلانے والے ایک طرف مسیحی دوسری طرف یہ یقین کر رہے ہیں کہ دنیا کی موجودہ حالت عذاب الٰہی کا نتیجہ ہے مگر وہ توبہ کے اصل راستہ سے بے خبر ہیں حقیقی توبہ مسیح موعود پر ایمان لا کر کافر سے مسلمان اور مسلمان سے مسلمان بننے پر انحصار رکھتی ہے۔ پس ضرورت ہے کہ وہ اس نذیر کو پہچانیں۔ جس کی تائید میں آسمان زور آور حملے کر رہا ہے اور جس نے ان تمام حالات کی قبل از وقت خبر دیدی تھی۔ وہ خدا کا

[illegible]

مسافر آگرہ سے ہمارا مناظرہ

مسافر آگرہ نے اپنے ۱۸ بار میں ہمکو مباحثہ کے لئے چیلنج دیا تھا جسکو منظور کر کے ہم نے الفضل میں لکھ کر پیش کی تھی کہ مسافر آگرہ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ملہم صادق ہونے پر جو ہمارا مناظرہ ہو وہ الفضل اور مسافر آگرہ میں چھپتا جائے۔ اور طرفین جو دلیل دیں وہ اپنی مذہبی کتب سے دیں ✦

مسافر آگرہ نے ۱۲ اپریل کے پرچہ میں لکھا ہے کہ مناظرہ کی کارروائی مسافر آگرہ میں نہیں چھپے گی۔ دوم پریزیڈنٹ تین منظور ہیں۔ مگر وہ کسی مستند مذہبی تاریخی علمی حوالے کو کاٹ نہیں سکیں گے۔ سوم اپنی اپنی الہامی کتاب سے دلیل دینی ضروری نہیں بلکہ ہر جملہ عقلی و نقلی ثبوت دینے کا اختیار ہوگا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ بذریعہ اخبار مناظرہ کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد تو مناظرہ سے یہ تھا کہ آریوں کو فائدہ پہنچے۔ جب اپنے اخبار میں اس کو درج ہی نہیں کرنا چاہتے۔ اور اپنے ناظرین کو اس سے بے خبر رکھتے ہیں تو مناظرہ سے کیا فائدہ۔ البتہ دوسرا طریق مسافر آگرہ نے یہ پیش کیا ہے جو اس کی ہمیں خوشی ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

کہ آپ خود ہمیں جملہ ذمہ داری اپنے سر پر لیکر اپنی مجلس میں بلائیں یا جہاں ہم آپ کو مدعو کریں جاری جملہ ذمہ داری پر آپ تشریف لانا گوارا فرمائیں۔

سو ہمیں یہ بھی منظور ہے۔ ہم جہاں آپ چاہیں آنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے مناظرہ کی اجازت لے کر بھجوا دیں ✦

(۱) پریزیڈنٹ تین ہونگے۔ آریہ ایک احمدی۔ اور ایک طرفین کا مسلمہ۔

(۲) ہماری مستند کتابیں صرف قرآن شریف اور صحیح البخاری ہیں۔ اور لغت کی معتبر کتاب۔ بس اسی میں سب تاریخ بھی آجائے گی ✦

(۳) مباحثہ تحریری ہوگا۔ اور فریقین کی تحریریں حاضرین کو سنا دی جائے گی (دیکھو شرائط مناظرہ مولوی ثناء اللہ صاحب مندرجہ الفضل ۔یکم اپریل ۱۹۱۶ء)

پہلے روز ہم مدعی ہیں گے۔ دوسرے روز آپ وید کے الہامی ہونے کا پرچہ دیں۔ ہم جواب دینگے پھر آپ جواب الجواب۔ تاریخ مقررہ سے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت اور مقام مباحثہ سے بواپسی اطلاع دیں۔ ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ جو دعوےٰ کیا جاوے وہ بھی اپنی الہامی کتاب سے اور پھر اس کی دلیل دی جائے وہ بھی اسی الہامی کتاب سے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ مثلاً ہم قرآن شریف کی ایک آیت پڑھ دیں۔ اور کہیں کہ چونکہ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اس لئے مان لو۔ بلکہ اس سے مراد ایسی عقلی یا نقلی دلیل پیش کرنا ہے۔ جو خود اس الہامی کتاب نے پیش کی ہو۔ یا اس کا التزام آپ کو کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر اس مذہب کا قائم مقام اپنے ذہن سے کوئی دلیل پیدا کر کے دیتا ہے تو وہ اس مذہب کا قائم مقام نہیں۔ بلکہ وہ تو بجائے خود مدعی ہے ✦

اور آپ اپنی مستند کتب سے قبل از مناظرہ اطلاع دیں۔

جناب خواجہ صاحب کا مرشد اور اس کا منکر

آپکا مرشد اگر احمد جری اللہ ہے
جو مثیل ابن مریم اور نبی اللہ ہے
تب تو جو منکر ہو اس کا حسب قرآن و خبر
وہ مسلمان نام کا ہے کافر و گمراہ ہے

مسیح موعود کا منکر

آپکا مرشد اگر وہ عیسیٰ موعود ہے
جس کی قرآن و بخاری میں خبر موجود ہے
پھر تو جو اس کو نہ مانے حسب قرآن و صحف
خواجہ صاحب وہ یہودی اشقیٰ و مردود ہے

امام الزمان کا منکر

آپکا مرشد اگر اللہ سے تھا ہمکلام
تھا امام الوقت اور حضرت محمدؐ کا غلام
اس سے جو منکر ہوا وہ حسب ارشاد نبی

جب مرا جاہل مرے گا جیتے پہچانا امام

ولی اللہ کا منکر

آپکا مرشد اگر اک مرد نیکوکار ہے
ہاں ولی اللہ ہے کچھ عالم اسرار ہے
تب بھی جو اس کا مخالف ہو تو کچھ نہیں ہوتا
وہ عدو اللہ رب سے برسر پیکار ہے

مومن کا مکفر اور مکفر کو مومن جاننے والا

آپکا مرشد اگر اک با خدا انسان ہے
اور دشمن کی نظر میں کافر و شیطان ہے
آپکے نزدیک وہ اور جو اسے مومن کہے
خواجہ صاحب کس طرح پھر مرد با ایمان ہے؟

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

پانچ سوالوں کے جواب

"ایک ہزار"

الفضل میں کسی دوسری جگہ "پانچ سوالوں کا جواب" نوشتہ حضرت خلیفۃ ثانی مندرجہ اخبار الفضل چھپواتے کے لئے احباب سے تحریک کیگئی ہے۔ اس مضمون کے دینے کے بعد حبیب الرحمن صاحب حاجی پور کا خط پہنچا کہ ایک ہزار جلد میرے خرچ پر چھپے۔ اب دوسرے احباب بھی جس قدر جلدیں اپنے خرچ پر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں اطلاع دیں مگر بہت جلد تاکہ اسقدر تعداد چھپوائی جائے۔ اور اگر کوئی صاحب لکھوائی یا چھپوائی کا خرچ دینا چاہے تو بھی بہتر ✦

من لم یعرف امام زمانہ ومات فقد مات میتۃ الجاھلیۃ
من عادی ولیاً لی فقد آذنتہ بالحرب۔
وہ کفر اور جو کفر کو مسلمان کہے ✦

بقیہ جواب الجواب ہا یا ہو گا ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نامۂ حیدرآباد دکن

نمبر ۱

(نوشتہ مفتی محمد صادق)

مخدومی ایڈیٹر صاحب الفضل! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عاجز جب سے مکرمی حافظ روشن علی صاحب کے ساتھ حیدرآباد آیا ہے۔ اکثر احباب کے خطوط آتے رہتے ہیں کہ حیدرآباد میں تبلیغ کے حالات سے ہمیں اطلاع دو۔ بعض احباب کو خطوط کا جواب بھی دیا جاتا ہے۔ مگر تمام احباب وسیع اور سب کو خط لکھنا بھی مشکل ہے کئی دفعہ مجھے خیال ہوا کہ ایک مضمون لکھ کر اخبار کو روانہ کردوں۔ مگر بسبب کم فرصتی کے یہ خیال عمل میں نہ آسکا۔ الحمد للہ کہ آج کچھ لکھنے کی توفیق حاصل ہوئی ٭

سب سے اول اختصاراً میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس مقصد کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہاں بھیجا تھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہوگیا ہے۔ اور ہو رہا ہے۔ کتاب تحفۃ الملوک [illegible] بعض رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے بھی شاہ دکن کے حضور پہنچی۔ پڑھی گئی اور قبول ہوئی۔ اور اظہار خوشنودی کا پروانہ بھی ملا۔ اس کے بعد اراکین ریاست میں وہی کتاب خوب تقسیم ہوئی۔ بالمشافہ بڑے بڑے نوابوں اور ججوں اور اہلکاروں اور مشائخ سے گفتگو ہوئی۔ اور پیام حق سب کو پہنچایا گیا حضرت خاتم النبیین کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود و مہدی مسعود کے آنے کی خبر سب کو دیگئی۔ ہر جگہ کم و بیش سلسلہ کے متعلق گفتگو بھی ہوئی۔ تقسیم کتب کے علاوہ کئی ایک مجلسوں میں بڑے بڑے شاندار جلسوں میں کئی ایک وعظ ہوئے۔ تین جگہ درس قرآن شریف جاری ہوا۔ اتفاقی طور پر بعض علماء کے ساتھ بحثیں بھی ہوئیں۔ اور ان بحثوں کے سننے کے واسطے بعض دفعہ کئی سو آدمی کا مجمع بھی ہوجاتا رہا۔ ان سب باتوں کے علاوہ متفرق طور پر بھی لوگوں کو تبلیغ ہوئی۔ اور ہوتی رہتی ہے۔ کئی ایک آدمی سلسلہ بیعت میں بھی داخل ہوئے۔ شہر اور اس کے نواح میں احمدیت کا خوب چرچا پھیل گیا ہے۔ اکثروں کی بدگمانیاں دور ہو رہی ہیں۔ اور لوگ حق کو قبول کرنے کے نزدیک ہوتے جاتے ہیں ٭

یہی مقصد تھا۔ جس کے واسطے کہ ہم یہاں بھیجے گئے تھے۔ اور وہ بفضلہ تعالیٰ پورا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے کرم سے ہم کو کامیاب کیا۔ لیکن اس جگہ میں اس امر کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے بعض دوستوں نے تبلیغ کے عالم میں کامیابی کے معنے غلط سمجھ رکھے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ جب ہم کہیں جائیں۔ تو غیر احمدی لوگ کثرت سے ہمارے استقبال کو آویں۔ اور ہمارے لیکچر کو سننے کے واسطے ہزاروں جمع ہوں۔ اور ہماری باتوں کو سن کر واہ واہ کریں۔ اور تالی بجائیں۔ اور ہمارے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائیں۔ تو ہم کامیاب ہوگئے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو ناکام رہے ٭

میرے خیال میں بے شک یہ ایک کامیابی ہے۔ اور بہت بڑی کامیابی ہو۔ بشرطیکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہو۔ کہ ہر حال لوگ ہم سے خوش ہو جائیں۔ اور ہم بھرے جلسوں میں پھولوں کا ہار پہنائے جائیں۔ جو چیز کسی شخص کو مد نظر ہو اس کا حصول اس کے لئے کامیابی ہے جو بات کہ سامعین پہلے سے مانتے ہوئے ہوں اسی کے مزید دلائل انکو سنا کر خوش کر لینا کوئی مشکل بات نہیں۔ اہل اسلام میں کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل دیکر انکو خوش کر لینا یا گرجا میں کھڑے ہو کر حضرت مسیح کی تعریف کے گیت گا کر چیئرز لے لینا یا مندر میں جاکر کرشن مہاراج کی خوبیاں بیان کرکے اہل ہنود سے واہ واہ کہلانا ایک آسان کام ہے۔ اور ہر ایک شخص جو تقریر کرنے کی کچھ قوت رکھتا ہو۔ ایسا کام کر سکتا ہے۔ لیکن اس شخص کے واسطے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو کر آیا ہو اور لوگوں کو انکی غلطیوں پر آگاہ کرنے کا کام اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ بہت سے مشکلات کا سامنا ہے۔ اور اس کے ساتھیوں کے واسطے جو دل استوار کرکے پبلک کو حق پہنچانا چاہتے ہیں۔ بڑی کٹھن منزلیں ہیں ایسے لوگوں کی کامیابی اس امر میں نہیں کہ لوگ ان پر خوش ہوں۔ بلکہ انکی کامیابی صرف اس بات میں ہے کہ وہ مخلوق کو حق کا پیغام پہنچا دیویں۔ اگر انہوں نے اس الٰہی منشاء کو پورا کر لیا تو وہ کامیاب ہو گئے۔ خواہ سننے والوں نے اسے قبول کیا یا سنکر پتھر پھینکے۔ اس کی کامیابی میں شک نہیں۔ اور اگر کسی خوف یا طمع یا بزدلی یا کمزوری نے اسے اس خاص پیغام کے پہنچانے سے روک دیا۔ تو پھر وہ ناکام ہے۔ اگرچہ ساری دنیا اس پر راضی ہو جائے۔ دہلی میں حضرت مسیح موعود کے مکان کا دروازہ توڑا گیا۔ مگر حضرت کامیاب تھے۔ اور امرتسر میں آپ پر پتھر پھینکے گئے۔ اور لیکچر کسی نے نہ سنا۔ مگر آپ کامیاب تھے صاحبزادہ عبد اللطیف پتھروں کے درمیان مارا گیا۔ مگر وہ کامیاب اور بامراد اس دنیا سے گذرا۔ کیونکہ ان واقعات نے کلمہ حق کی اشاعت کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی تازہ وحی جو آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ وہ ان واقعات کے ذریعہ سے زمین پر پھیلی۔ پس صادق کی کامیابی اسمیں ہے کہ وہ الٰہی مقصد کو پورا کرے اور کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہ ڈرے۔ ہاں نیک نیتی کے ساتھ حکمت سے کام لینا ضروری ہے لیکن اس کا نام حکمت نہیں کہ اصل مقصد ہاتھ سے جاتا رہے غرض ہمیں یہاں حق پہنچانا ہے اور صاف لفظوں میں پہنچایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور ہم پر اس کی غریب نوازی ہے کہ ہم کسی تکلیف اور ابتلاء میں نہیں ڈالے گئے لیکن ہم نے اپنے آپ کو ہر وقت اس امر کے واسطے طیار رکھا ہے کہ حق کے اظہار سے جو ہو سو ہو ٭

سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ یہاں کے بادشاہ حضور نظام دکن ایک حد تک سلسلہ حقہ کے صحیح حالات سے واقف ہوگئے ہیں۔ اور ہم کو یہ امید ہوگئی ہے کہ ہمارے خلاف بے جا تعصب کی باتیں انکے منصف مزاج قلب پر کوئی اثر نہ کرینگی۔ اور احمدیوں کو وہ تمام حقوق حاصل ہونگے جو ایک عدل گستر بادشاہ کی رعایا کو حاصل ہوتے ہیں خواہ وہ کسی مذہبی عقاید کے ہوں ٭

پھر یہاں کے اکثر اراکین سلطنت سلسلہ حقہ کے حالات سے آگاہ ہوگئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے دعوی اور دلایل سے ایک حد تک وہ واقف ہو چلے ہیں ایک معزز نواب صاحب کے مکان پر درس قرآن شریف ہوتا ہے۔ ایک پبلک

درس چودھری نواب علی صاحب کے مکان پر ہوتا ہے اور بعض چار انگریزوں کی درخواست آئی ہے کہ ہم بھی درس قرآن شریف سننا چاہتے ہیں۔ ایک زنانہ درس قرآن مجید بھی میر احمد صاحب کے گھر میں ہوتا ہے۔ جہاں معزز خواتین قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر سنتی ہیں یہ تمام درس شیخ وحافظ روشن علی صاحب دیتے ہیں۔ اور عموماً یہ عاجز بھی انکے ساتھ رہتا ہے اور کچھ میر بشارت احمد صاحب بھی رہتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے کاروبار کو ترک کر کے رادن سوائے اس کے اور کوئی شغل باقی نہیں رکھا کہ تبلیغ کے کام میں ہمارے ساتھ رہیں یا ہماری خدمت کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمتوں سے حصہ وافر دے۔

ایک خاص خوشی کی بات قابل ذکر یہ ہے کہ یہاں ایک معزز تاجر شیخ الادین صاحب ہمارے ایک لیکچر میں شامل ہوئے تھے۔ اس کو سننے کے بعد انہوں نے اپنے مکان پر لیکچر کرایا اور پھر اپنے مکان پر درس قرآن شریف جاری کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ سلسلہ کے حالات دریافت کرتے رہے اور خوب تحقیقات کی۔ دوران تحقیقات میں کئی ایک مولوی صاحبان بھی ان کے پاس گئے۔ اور ان کو سمجھاتے رہے۔ اور مخالفین کی کتب بھی ان تک پہنچائی گئیں۔ سب کچھ سنکر اور دیکھ بھال کر بالآخر کل جمعہ کو انہوں نے اور انکے ایک ماموں صاحب نے بیعت کر لی ہے۔ چونکہ ان کے تمام خاندان کے ممبر شریف اور فہیم لوگ ہیں۔ اس واسطے ہم امید کرتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ سب اس حق کو قبول کر لیں گے۔

(باقی آیندہ) ۱۰ اپریل ۱۹۱۵ء

دو شعر

تشحیذ پڑھ کر ابوفضل احمد صاحب کلرک کیمل کور راولپنڈی یہ دو شعر بھیجتے ہیں:۔

کہہ چکا کہنا تھا جو کچھ جب رئیس المنکرین
خوب اکمل نے جواب اس کا دیا دندان شکن
شرم و غیرت سے ہو گر حصہ کچھ بھی ملا
ڈھانپ کر منہ اپنا مرد ہے آج وہ پیماں شکن

پانچ سوالوں کے جواب

نوشتہ حضرت خلیفۃ ثانی

کتابی صورت میں

برادر اشم علی صاحب گرداور قانونگوئی تحصیل بھنڈہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ اخبار الفضل ۱۲ اپریل میں جو ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب چھپا ہے اسے کتابی صورت میں چھپا کر مفت تقسیم کیا جاوے۔ کیونکہ بہت مفید اور مؤثر ہے اور وہ کاغذ کا خرچ اپنے ذمے لیتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء اسی طرح اگر کوئی صاحب یا صاحبان لکھوائی اور چھپوائی کا خرچ اپنے ذمے لے لیں تو دو ہزار چھاپ کر شایع کر دینے کا ارادہ ہے۔ لکھوائی سات روپے۔ چھپوائی سولہ روپے بھی جانے ہو تو اٹھارہ روپے کا۔ یہ دو ہزار کے خرچ کا سرسری اندازہ ہے۔ اگر ایک ہزار کے لئے لکھوائی تو وہی رہیگی البتہ چھپوائی آٹھ روپے اور کاغذ نو دس روپے کا ہوگا احباب اگر چاہیں اور اس کے لئے روپیہ بھیجیں تو ہم جلد شایع کر دیں۔

مُردہ پر فاتحہ خوانی

دیہات میں جو مُلّاں رہتے ہیں وہ بعض اوقات عجیب طور پر عربی الفاظ کے معنے کر کے ناخواندہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہو۔ کیونکہ اگلے مسیح مخالفوں سے شبراً بشبر۔ انکے رویہ کی مطابقت ضروری تھی۔ چنانچہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کا تازہ نمونہ یہ حدیث ہے:۔

لا تجالسوا اهل القدر ولا تفاتحوهم رواه ابو داود۔ اس کے معنے مُلّاں صاحب یہ کہتے ہیں کہ قدریوں کے ساتھ مجالست نہ کرو۔ اور انکی فاتحہ خوانی نہ کرو۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں میں سے کوئی مرے تو اس کی فاتحہ خوانی ضرور ہونی چاہئیے۔ اگر مسلمانوں کی فاتحہ خوانی سنت نہ ہوتی تو آپ یہ نہ فرماتے کہ قدریوں کی فاتحہ خوانی نہ کرو۔ واضح ہو کہ تفاتحوهم کے معنے فاتحہ خوانی کے کسی لغت کی کتاب میں نہیں [illegible] شرح حدیث نے یہ معنے کئے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ بجز اس نادان مُلّاں کے کسی کے خیال میں بھی نہیں گذرے ہونگے۔ دیہات کے بعض اوباش بھنگی فقیر بعض آیات یا حدیث کے الفاظ کو اپنی عقل کے مطابق معنے بیان کر کے اپنے طرز عمل کو مستحسن بنایا کرتے ہیں۔ مثلاً کلا سوف کے معنے نعوذ باللہ بھنگ چھان کرانے۔ داڑھی منڈانے کے۔ اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ قدریوں کے ساتھ تعلقات نشست برخاست قائم نہ کرو اور انہیں سلام میں ابتداء نہ کرو۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر میں حدیث ہے۔ اور اس کے حاشیہ پر ولا تفاتحوهم من المفاتحة بضم الفاء وكسرها اي المحاكمة اي لا تحاكموا اليهم قيل لا تبدؤهم بالسلام او بالكلام مرقاة یعنی انہیں حکم نہ بناؤ۔ کوئی اپنا مقدمہ ان کے پاس لیکر نہ جاؤ یا سلام و کلام میں ان سے ابتداء نہ کرو۔ قدریوں کا جنازہ پڑھنے کا بھی۔ مگر سلام و کلام کی ابتداء اور مجالست ان سے منع ہے۔ بلکہ انہیں مجوس ہذہ الامۃ کہکر عیادت اور جنازہ سے بھی روک دیا۔ ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم۔ وہ جو ہیں مجالست مواکلت ترک کرنے یا ابتداء بالسلام و بالکلام یا جنازہ نہ پڑھنے سے تنگ دل ٹھہراتے ہیں وہ اسیر غور فرمائیں۔

دوسرا سوال۔ تین دن میت پر سوگ کے بعد ٹکڑے بانٹنے کی کوئی روایت ہے۔ جب تک اصل حدیث پیش نہ کرو جواب کیا دیں۔

ضرورت مصلح پیغام میں ضرورت مصلح پر ایک نوٹ نکلا ہے جسمیں جناب مولوی محمد علی صاحب نے اس عاجز کو خصوصیت سے یاد فرمایا ہے اس واسطے عرض کرتا ہوں کہ ایک زمانہ تھا جبکہ آپ اور ہم سب حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول مانتے تھے اور انکا ماننا ایسا ضروری جانتے تھے کہ اسکے بغیر نہ قرب الٰہی حاصل ہو سکتا اور نجات مل سکتی ہے۔ اور غیروں کے تعلقات سے ہم ایسے بیزار تھے کہ کسی حالت میں انہیں پیر و مرشد ہونا جائز خیال نہ کرتے تھے اور ایک خلیفہ کی اطاعت میں اپنی سعادت یقین کرتے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ قوم کے بعض افراد نے کسی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو عام علماء امت کی طرح بیان کرنا شروع کیا جسکا ماننا یا نہ ماننا کسی کے اسلام میں کچھ فرق نہیں لاتا۔ بلحاظ مسلمان ہونے کے احمدی اور غیر احمدی سب برابر۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی کھائی۔ جو مسیح موعود کے متعلق خصوصیت سے پیشگوئیاں کیں۔ اور امت کے ہر فرد واحد

جاوے اور اس سے آنکھیں بند کرلے تو وہ اور بات ہے ورنہ قرآن سب جہان کے لئے ہے۔ اس میں مصر، عرب، افریقہ، امریکہ یورپ وغیرہ کسی جگہ کی خصوصیت نہیں ہے جہاں جہاں قرآن پہنچے سب کے لئے ہدایت ہے۔ جو اسکو قبول کرے اسی کو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اور جو قبول نہ کرے اور ہلاک ہو جائے یہ اسکی اپنی غلطی ہے۔ اللہ تعالے نے اپنے انعامات میں کمی نہیں کی۔ اگر بندہ اپنی غلطیوں اور نادانیوں کی وجہ سے خدا تعالے کے انعامات کے دروازے بند کرلے تو یہ اسکا قصور ہے نہ کہ خدا تعالے نے اسکے انعامات کو بند کر دیتا ہے۔

اسوقت ہمارے پاس جو نعمت ہے وہ قرآن کریم ہی ہے اسمیں جتنا زیادہ کوئی غور اور تدبر کرے اتنا ہی زیادہ معارف اور حقائق کی کھڑکیاں کھلتی جاتی ہیں۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ مومن اور کافر کے لئے قبروں میں جنت اور دوزخ کی کھڑکی کھولی جاتی ہے۔ مومنوں کے لئے اس میں سے جنت کی ہوا آتی رہتی ہے۔ اور کافروں کو دوزخ کی لو اس میں سے پہنچتی ہے۔ اگر حدیثوں پر غور کیا جائے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسی دنیا میں یہ دونوں باتیں ہوتی ہیں قبر میں جو کھڑکی کھلیگی وہ تو کھلیگی ہی۔ مگر اس دنیا میں بھی یہ کھڑکی کھلجاتی ہے اور وہ اس طرح کہ خدا تعالے کی باتوں اور احکام کو ماننے والوں کے لئے دنیا میں ہی جنت کی کھڑکی کھولدیجاتی ہے اور خدا تعالے کی باتوں اور حکموں کے رد کرنے والوں کے لئے اسی دنیا میں ہی دوزخ کی کھڑکی کھولدی جاتی ہے قرآن شریف کو میں سمجھتا ہوں کہ جنت کی کھڑکی ہے جتنا اسپر غور کیا جائے اتنا ہی یہ کھڑکی کھلتی جاتی ہے اور اسقدر فراخ ہوجاتی ہے کہ اسی دنیا میں اس کھڑکی کے ذریعے خدا تعالے کو ملائکہ کو جنت کو دوزخ کو عذاب قبر کو انسان دیکھ لیتا ہے اور یہ ایک ایسا آئینہ ہے کہ جب انسان اسپر غور اور تعمق کی نظر ڈالتا ہے تو آئینہ کی وہ باتیں جو مخفی ہوتی ہیں وہ روشن ہو جاتی ہیں۔ اور انسان اور خدا تعالے کے درمیان ایک ایسا راستہ بنجاتا ہے جس پر وہ چلکر خدا تک پہنچ جاتا ہے گویا قرآن کریم ایک ذریعہ اور واسطہ ہے جو خدا اور اسکے بندوں کے درمیان ہے۔ جسکے ذریعہ انسان خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ قرآن شریف پر بہت غور کرکے اس سے فائدہ اور نفع حاصل کریں اور خوب یاد رکھیں کہ کوئی امر ایسا نہیں جو انسان کی روحانیت کو بڑھانے والا ہو اور وہ قرآن میں نہ ہو کوئی بات ایسی نہیں جس سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہو اور اسکا ذکر قرآن شریف نے نہ کیا ہو جب انسان کی تمام ضروریات اسکے اندر ہیں تو اس مخزن اور خزانہ کو چھوڑنا بڑی نادانی اور کم عقلی کی بات ہے۔ لوگ بڑی بڑی کوششیں اسبات کے لئے کیا کرتے ہیں کہ ایک کتاب میں سب قسم کی باتوں کو جمع کردیں اور کوئی بات ایسی نہ ہو جو باہر رہ جائے اس مقصد کیلئے انسائیکلوپیڈیا بناتے ہیں مگر پھر بھی بہت سی باتیں باہر رہ ہی جاتی ہیں اور نئے نئے علوم اور ایجادیں نکلکر انکے مجموعہ کو ناکمل کر دیتی ہیں یہی وجہ ہے کہ چند ہی سال کے عرصہ کے بعد انسائیکلوپیڈیا کے بدلنے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے اور نئی چھاپنی پڑتی ہے پھر دیکھا ہے ڈاکٹر ایسے بکس دوائیوں کے تیار کرتے ہیں جو سفر میں ہر قسم کی بیماریوں میں کام آسکیں مگر اللہ تعالے کے عذابوں کا علاج کہاں ہو سکتا ہے اور اسکے انعاموں کا شمار کس طرح کیا جاسکتا ہے اسلئے کوئی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکا تو اتنک نہ کوئی ایسا بکس تیار ہوا ہے جو تمام انسانی بیماریوں کے لئے کافی ہو سکے اور نہ کوئی ایسی انسائیکلوپیڈیا تیار ہوئی ہے جس میں تمام باتیں درج کیجاسکی ہوں اور جس کے بدلنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو مگر قرآن شریف کا یہ کیسا زندہ معجزہ ہے کہ روحانیت کے لئے کوئی ایسی بات نہیں جو اسنے بیان نہ کی ہو اور اس سے باہر رہ گئی ہو کوئی دنیا کی ترقی اسکی باتوں میں رخنہ نہیں ڈال سکتی انسائیکلوپیڈیا کو بڑے بڑے مدبر عقلمند اور عالم ملکر بناتے ہیں مگر چند سالوں کے بعد کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو غلط نکل آتی ہیں اور کئی ایسی ہوتی ہیں جو انہیں لکھی نہیں جاتیں اور کئی ایسی ہوتی ہیں جنکا انہیں علم ہی نہیں ہوتا اور بعد میں معلوم ہوتی ہیں مگر خدا تعالے کے دین کے لئے جو انسائیکلوپیڈیا ہے اور جو مخزن ہے اسمیں کوئی ہیر پھیر نہیں ڈال سکتی اور نہ کوئی بات اس سے باہر ہے زمانہ کا بدلنا قوموں کی رسومات اور عادات کا تبدیل ہونا ملکوں ولایتوں کا مختلف ہونا غرضیکہ کسی وجہ سے بھی اسمیں نقص نہیں آسکتا بلکہ ہر وقت کامل اور [illegible] ہے جسکے ذریعہ [illegible]

ہونے کیوجہ سے اس سے فائدہ اٹھایا جائے پس بہت ضروری ہے کہ جہانتک ہو سکے قرآن شریف کے علوم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے قرآن شریف انسان کی تمام بیماریوں تمام نقصوں تمام کمزوریوں کا علاج بتلاتا ہے اسلئے ہر ایک انسان کو چاہئے کہ اس سے فائدہ اٹھائے۔

میں نے سنا ہے کہ بعض نادان لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے آکر دنیا میں کیا کیا۔ مسلمان اب بھی ذلیل اور کمزور ہی ہیں جیسے پہلے تھے میں کہتا ہوں کہ یہ بڑی جہالت اور نادانی کی بات ہے۔ دیکھو کونین تپ کے لئے مفید ہے لیکن اگر کوئی تپ کا بیمار کونین کی پڑیا باندھ کر رکھدے اور کہے کہ اس سے مجھے فائدہ نہیں ہوتا تو اسکا یہ کہنا کہاں درست اور عقل کے مطابق ہو سکتا ہے اسکو کس طرح کونین سے فائدہ ہو جبکہ وہ اسے کھاتا ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیا مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کر لیا ہے اور انکی تعلیم پر عمل کرتے ہیں تو انہیں ذلت نصیب ہو رہی ہے یا انہوں نے قبول ہی نہیں کیا جب انہوں نے قبول ہی نہیں کیا تو پھر انہیں کس طرح فائدہ ہو سکتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کا بیفائدہ ہونا تو تب ثابت ہو جبکہ مسلمان انہیں قبول کریں اور پھر ذلیل ہوں لیکن جب انہوں نے قبول ہی نہیں کیا بلکہ رد کر دیا ہے تو پھر انکو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے قرآن شریف کا بھی یہی حال ہے اور ہر ایک خوبی کا یہی حال ہوتا ہے جو کوئی اسے قبول کرتا ہے اسے فائدہ پہنچتا ہے اور جو رد کرتا ہے اسکو نہیں پہنچتا۔ یہی قرآن ان مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے جو ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں اور اسلئے کہ یہ انکے پاس نسخہ ہے لیکن وہ اسے استعمال نہیں کرتے جب وہ اسے استعمال ہی نہیں کرتے تو پھر قرآن شریف کا کیا قصور ہے؟ بہت نادان ہے وہ انسان جو یہ خیال رکھے کہ خدا تعالے نے ہماری بیماریوں اور کمزوریوں کا کوئی علاج نہیں کیا اللہ تعالے نے ہر ایک کے لئے علاج مقرر کیا ہوا ہے یہ انسان کی کمزوری ہے کہ وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ پس فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا انسان کا کام ہے سامان خدا تعالے نے مہیا کر دیئے ہوئے ہیں۔ جسمانی سامان دیکھو تو سب کافروں اور مومنوں کے لئے مہیا کئے ہوئے ہیں روحانی دیکھو تو وہ بھی کسی خاص قوم یا خاص ملک تک محدود نہیں اب اگر کوئی فائدہ نہ اٹھائے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے

[illegible]

الفضل

سالانہ چار روپے مقامی خریداروں سے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

مضامین

... زمانہ میں ایک ... ہوتا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

نمبر ۱۳۱	مورخہ [illegible] اپریل سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۳ھ	جلد ۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ ثانی نے پچھلے جمعہ جو خطبہ پڑھا۔ وہ اس اخبار میں چھاپا گیا ہے میری تجویز ہے کہ جہاں جہاں جماعتیں ہیں آئندہ جمعہ میں امام صلوٰۃ یہی خطبہ سنا دے اگر حالات متساعد نہوں تو کسی دوسرے وقت جماعت کو جمع کر کے سنا دیں +

۲۔ ہمارے معزز بھائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق مع اہل و عیال و اثاث البیت دہلی سے خلیفۃ ثانی کے قدموں میں آگئے اب جس کام پر حضور انہیں لگائینگے وہ کام کرینگے اللہ تعالیٰ اس ہجرت کو وسعت و مراتب کثیرہ سے سرفراز کرے +

۳۔ ۲۲ اپریل مبلغین کی اعلیٰ کلاس کی دو پارٹیوں نے مسئلہ تجارت و زراعت پر باہم مناظرہ کیا۔ تجارت والوں کے دلائل قوی تھے مجھ کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ یہ طلبا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے زیر تربیت بہت عمدہ ترقی کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ

اخبار احمدیہ

۱۔ الفضل میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مناظرہ کی شرائط چھپ چکی ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تازہ اہلحدیث میں مباحثہ سے گریز کیا ہے۔ وہ حیات و وفات مسیح کو ایک متنازعہ بحث قرار دیتا ہے۔ حالانکہ ما بہ النزاع ہی یہی بات ہے کیونکہ غیر احمدی مسیح بن مریم کو آسمان پر زندہ اور اسی کو آخری زمانہ کا موعود سمجھتے ہیں۔ اور ہم اس مسیح بن مریم کو وفات یافتہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بجسدہ نہیں آئے گا پس پہلے روز اسی پر بحث ضرور ہونی چاہیئے۔ دوسرے روز صداقت مدعی پر بحث ہوگی اور اسکے لئے ہم تیار ہیں مگر مولوی ثناء اللہ ہمارے مطالبہ سے کھلا کھلا انکار کرتے ہیں۔ اور مباحثہ سے فرار +

۲۔ مرزا امداد بیگ صاحب اپنے چچا مرزا وزیر بیگ صاحب کی بیعت بھجواتے ہیں۔ نیز بابو سلامت علی صاحب کے لئے دعائے صحت و سلامتی اور مستری علم الدین صاحب اینٹ والی کے اپنی والدہ اور زوجہ کے جنازہ کے لئے عرض کرتے ہیں +

۳۔ ایک شخص نے اپنے طاعون زدہ غیر احمدی بھائی کی خبرگیری کے لئے وطن جانے کی اجازت مانگی۔ جواب ملا کہ اگر اس کا وہاں کوئی خبرگیر نہیں تو جاؤ ورنہ ضرورت نہیں +

۴۔ مدرسہ احمدیہ کے منتہی طالب علم عبید اللہ رحیم حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی لکھتے ہیں۔ ریل پر ایک دو معزز لوگوں کے سامنے حضرت مرزا صاحب کو بطور نبی پیش کیا۔ پہلے بگڑے مگر پھر ایسی صلح ہوئی کہ جب تک گاڑی وزیر آباد کے سٹیشن سے چل نہ پڑی مجھ کو ہاتھ نے نہ دیا۔ پس حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو پھیلانا تریاق ہے نہ سم قاتل +

۵۔ رائچور علاقہ نظام سے برادر محمد عبد السبحان اپنی والدہ اور تین بھائیوں کی بیعت بھجواتے ہیں +

۶۔ برادر قدرت اللہ صاحب لکھتے ہیں حقیقۃ النبوۃ لکھ کر حضور

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

کشتیٔ نوح

نمبر اوّل

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت نصیحت کی اور طرح طرح سمجھایا کہ وہ راہ ہلاکت کو چھوڑ کر راہ ہدایت کو اختیار کریں لیکن ہر قسم بجائے خدا تعالےٰ کے نذیر کی آواز پر لبیک کہنے کے انکار پر اصرار کرنا اپنا شیوہ بنالیا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے مایوسی ہوگئی۔ کیونکہ جس قدر آپ انکو رحمت الٰہی کے قریب کرنے کی کوشش کرتے اسی قدر وہ شریر قوم دور بھاگتی۔ جسقدر آپ کھول کھول کر دعوت حق کرتے۔ اسیقدر وہ بدبخت قوم اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالتی۔ اور اپنے آپ کو نوح علیہ السلام سے چھپاتی اور ضد کرتی۔ اور بہت ہی تکبر کے ساتھ دعوت حقہ کو رد کرتی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکے گناہوں کی سزا کا وقت آپہنچا۔ اور نوح علیہ السلام نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ ۔

ربّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیاراً ۔

یعنے اے میرے ربّ اس زمین پر کافروں کی کوئی بستی نہ چھوڑ۔ اس دُعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیرت الٰہی جو اپنے پیاروں کی خاطر تمام جہان کو زیر و زبر کردیتی ہے ۔ جوش میں آگئی اور حکم دیا کہ ۔

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون ۔

اے نوح تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا۔ اور اب ظالموں کے متعلق کوئی سفارش نہ ہو۔ چنانچہ کشتی بنائی گئی ۔ جس پر قوم ہنستی تھی۔ لیکن غضب الٰہی تھوڑی بارش کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ آسمان پھٹ گیا۔ زمین سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ اور بڑا عظیم الشان طوفان آیا۔ اور نوح کی پکار کے مطابق شریر ہلاک کر دئے گئے۔ اور نوح اور انکے اہل بچائے گئے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے ۔

ونوحاً اذ نادیٰ من قبل فاستجبنا لہ فنجیناہ و اھلہ من الکرب العظیم ۔

یعنے نوح نے جب دعا کی تو ہم نے اس کی دُعا قبول کی جس کا نتیجہ ہوا کہ ہم نے نوح کو بمعہ اس کے اہل کے کرب عظیم سے نجات بخشی۔ دوسری آیات میں آپکے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والے تمام لوگوں کے اس طوفان عظیم سے بچنے کا ذکر ہے۔ اور آپکے مخالف ظالموں کی ہلاکت کا بیان ہے جو دلیل ہے حضرت نوح کے منجانب اللہ ہونے کی۔

اب ہم اس واقعہ کو مدنظر رکھکر مسیح موعود کی صداقت کو پرکھتے ہیں تو آپکی صداقت نہایت صفائی سے ثابت ہوتی ہے بلکہ یقیناً نوح علیہ السلام کی صداقت سے مسیح موعود کی صداقت زیادہ قوی اور روشن دلائل سے ثابت ہوتی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور کئے جاتے ہیں۔ ادھر قدیم سنت اللہ کے مطابق آپ کی مخالفت میں آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ اور لوگ قوم نوح کی طرح شرارت سے پیش آتے ہیں نہ صرف وہ مسیح موعود کی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں بلکہ ہر قسم کی ایذا رسانی سے کام لیتے ہیں۔ اور کوئی بہ ہوا ایسا نہیں باقی چھوڑتے۔ کہ جس سے مسیح موعود کی توہین اور تذلیل ہو۔ کاش لوگ اس شرارت سے باز رہتے۔ اور غضب الٰہی سے دنیا میں تو بچ جاتے۔ ایک طرف معاصی کا زور اسقدر کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے اور کوئی بدی نہ تھی جو اس گروہ میں نہ آگئی ہو۔ غرض یہود و نصاریٰ کی سی حالت تھی اور یہ پیشگوئی جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی کہ ۔

لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبر
وذراعاً بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لا تبعتموہم
قلنا یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ
قال فمن (اخرجہ البخاری)

بالکل پوری ہوچکی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ میں اس حدیث کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ یہ بات پہلے ہی دیکھ لیا۔ واقعی مسلمان یہود و نصاریٰ ہوگئے۔ اور مہدی علیہ السلام مخلف کرمیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ۔

علمنی ربی جل جلالہ ان القیامۃ قد اقتربت والمہدی تہیأ للخروج والکمال قد انقطعت منہ بعد عامل الطریقۃ المتاخرۃ وعسیٰ ان لا یکثرت ھذا الوحی لطول الاعمار فبعان اللہ ماذا نزل من الفتن بحسب امر من الکمال ان ینعکس فیہ انوار الحامل الوحی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(تفہیمات الٰہیہ)

اور حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات میں ظہور المہدی کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ ۔

فانہ لما طغی النصرانیون علی ملۃ الاسلام کان من حکمۃ اللہ ان یظہر من آل النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم قامعاً لطغیانہم ۔

غرض جس بلا کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے آج سے قریباً دو سو برس پہلے دیکھا تھا۔ وہ بلا تیرھویں صدی کے آخر میں کامل ہوچکی۔ اس لئے قدیم وعدوں کے مطابق مہدی موعود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگیا۔ اور سیل ضلالت کو دیکھکر آپ نے طاعون کے بھیجے جانے کی دعا کی۔ جو آپکے مندرجہ ذیل شعر میں ہے ۔

ولما طغی الفسق المبید بسیلہ
تمنیت لو کان الوباء المتبر

یعنے جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنے والی طاعون چاہیئے۔ پس خدا تعالےٰ نے جو قدیم سے اپنے رسولوں کی مدد کرتا آیا ہے۔ انکے دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملادیا۔ اور اہل دنیا کو انکے ظلموں کی سزا دینے کے لئے بڑے بڑے زبردست حملے کئے۔ جنمیں سے ایک طاعون بھی ہے جس کا حملہ معلوم نہیں کب ختم ہو۔ اور اس سال تو وہ شدت سے پھوٹ پڑی ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ ظاہر ہوتی۔ خدا کے مسیح نے از راہ ترحم دنیا کو خبردار کیا اور بتایا کہ طاعون کے سیاہ پودے پنجاب میں لگائے گئے ہیں۔ اسلئے اگر دنیا اپنی بھلائی چاہتی ہے تو اب بھی وہ میری اطاعت اختیار کرلے ورنہ ابدی عذاب ٹل نہیں سکتا۔ لیکن افسوس لوگوں نے ہنسی کی اور کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ حالانکہ یہ وباء کے پڑنے کی خبر براہین احمدیہ میں بھی

[illegible]

ایک سوال اور اُس کا جواب

(سوال) آنحضرت مرزا صاحب حدیث شریف لوکان الایمان معلقاً بالثریا کے مصداق ہیں تو ان کا نسب نامہ سلمان فارسی تک لے جاؤ۔ میرے خیال میں اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ ہیں۔

جواب اوّل حدیث شریف میں کہیں نہیں آیا کہ ایمان کو ثریا سے واپس لانے والا سلمان فارسی کی اولاد سے ہوگا۔ بلکہ وہاں تو لنالہ رجل من ابناء فارس ہے۔ یعنی کوئی ایک شخص جو فارسی النسل ہوگا۔ یہاں سلمان نہیں بلکہ ابناء فارس کا لفظ ہے جس سے مراد فارسی النسل شخص مُراد ہے۔ سلمان کی تخصیص نہیں۔ کیا سلمان کے سوا باقی اہل فارس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مقطوع النسل ہو گئے تھے۔

جواب دوم سائل کا یہ خیال کہ یہ حدیث امام ابوحنیفہ کے متعلق ہے۔ خود سائل کے پیش کردہ معیار کے لحاظ سے غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ سلمان فارسی کی نسل سے نہ تھے۔

تیسرا جواب فرض کے طور پر ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ ثریا سے ایمان لانے والا شخص سلمان فارسی کی اولاد میں سے ہونا چاہئے۔ تب بھی حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ کوئی شخص غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سلمان کی نسل میں سے ثابت کرنا ضروری نہیں۔ اور نہ نسب نامہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں ابراہیمؑ کی اولاد میں سے آخر الزمان پیغمبر مبعوث ہونا تھا۔ چنانچہ یہودی عیسائی سب یہی خیال کرتے تھے۔ آخری پیغمبر ابراہیمی نسل سے ہوگا۔ اور اسی کے مطابق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابراہیم ہی کی اولاد میں سے مبعوث ہوئے لیکن اگر کوئی کہے کہ تم کوئی نسب نامہ رسول کریمؐ سے لیکر ابراہیم تک لاؤ۔ تو ہمارے پاس تو کوئی درست نسب نامہ موجود نہیں۔ چنانچہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب نامہ پڑھا۔ اور عدنان تک پہنچ کر جس کی بائیسویں پشت میں آپ تھے۔ خاموش ہو گئے۔ اور فرمایا کہ عدنان سے اوپر جو نسب نامہ مشہور ہیں وہ صحیح نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گو آپ ابراہیم کی نسل سے تھے۔ اور پیشگوئیاں بھی یہی تھیں۔ لیکن آپ کا نسب نامہ ابراہیم تک کوئی نہیں اور جو لوگوں میں مشہور ہیں۔ وہ آپ نے خود غلط ٹھہرائے۔ اسی طرح اگر فرض کر لیا جاوے کہ ثریا سے ایمان کو واپس لانیوالے کے لئے سلمان کی اولاد سے ہونا ضروری ہے۔ تب بھی پھر نسب نامہ کے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ آخر الزمان نبی نے ابراہیم کی اولاد سے ہونا تھا اور ہوا بھی۔ لیکن ہم کوئی نسب نامہ پیش نہیں کر سکتے۔

چوتھا جواب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ یعنے تین صدیوں تک اسلام ترقی کرے گا۔ اور تین سو سال تک اسلام زوروں پر رہے گا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ دوسری صدی ہی میں پیدا ہوئے۔ اور اسی میں فوت ہوئے تو وہ تو کسی طرح بھی لنالہ رجل من ابناء فارس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس شخص کی آمد کیلئے ضروری ہے کہ اس سے پہلے ایمان ثریا کی طرف جا چکا ہو لیکن ابوحنیفہ کے وقت تو ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ تو ان تین صدیوں میں گذرے ہیں۔ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق اسلام زوروں پر رہا اور کالشمس فی الضحیٰ تھا۔ اس لئے خود حدیث کی علامات کی رو سے حضرت امام ابوحنیفہ اس حدیث کا مصداق نہیں۔

پانچواں جواب اگر سائل کا یہ خیال ہے کہ لنالہ کا مصداق امام اعظم ہیں تو دوسری طرف اہل حدیث کا خیال ہے کہ وہ بخاری صاحب ہیں اور گو ہمارے خیال میں دونو غلطی پر ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں صاحب قرون ثلاثہ کے اندر ہوئے۔ جنکے وقت میں تو ایمان کا ثریا پر جانا ثابت نہیں لیکن تب بھی اہل حدیث حنفیوں سے بعید عن الفطار ہیں کیونکہ امام بخاری نے کم سے کم احادیث رسول کو اکٹھا کیا جو ابتداء زمانہ کی وجہ سے غیر محفوظ ہو چلی تھیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ نے کونسی چیز قائم کی۔ کیا وہ فقہ جو خود انہوں نے بنائی۔ کیا فقہ کو ہم ایمان کہہ سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ اس سے تو لازم آیا کہ صحابہ میں ایمان نہ تھا۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ کی فقہ انکے زمانہ میں نہ تھی بلکہ چونکہ صرف فقہ ہی امام ابوحنیفہ نے آکر دنیا کو سکھلائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں۔ بلکہ صرف اتنا ثابت کرنا ضروری ہے کہ مرزا صاحب اہل فارس میں سے ہیں۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب نے شجرہ نسب اور اپنے آباء و اجداد کی متواترہ شہادت سے مفصل طور پر اپنی تصانیف میں ثابت کر دیا ہے +

ریویو

مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے عدیم المثال نقشے

اصول انجنیری نہایت صحیح اسکیل میں بنے ہوئے ابتک حرمین محترمین اور مقامات مقدسہ کے جسقدر نقشے بنے ہیں وہ نظری ہیں یا فوٹو۔

یہ نقشے اپنی حیثیت میں پہلی دفعہ طبع ہوئے ہیں ہر چیز پیمائش کے ساتھ اور باصول انجنیری صحیح پیمانہ میں سے انکے بلاک خاص اہتمام کے ساتھ بنوا کر تھیکر اسپنک کمپنی کلکتہ سے جو ہندوستان میں سب سے بہتر پرنٹر ہے۔ نہایت اعلیٰ قسم کے کاغذ پر چھپوائے گئے ہیں صحت اصلیت اور عمدگی کا تصفیہ ناظرین خود فرما سکتے ہیں۔

ہدیہ فی سٹ { قسم اول پانچ روپے / قسم دوم دو روپے } محصول بذمہ خریدار

نمبر	تفصیل نقشہ جات		اسکیل
۱	پلین حرم شریف	مکہ معظمہ	۱۰۰ فٹ ایک انچ میں
۲	ایلی ویشن	"	۵۰ " " " "
۳	شہر مکہ معظمہ	"	۴۰۰ " " " "
۴	پلین مسجد نبوی	مدینہ طیبہ	۱۰ " " " "
۵	ایلی ویشن "	"	۴۰ " " " "
۶	شہر مدینہ طیبہ	"	۴۰۰ " " " "
۷	پلین و ایلی ویشن قبہ اہل بیت جنت البقیع	مدینہ طیبہ	۳۰ " " " "
۸	مسجد قبا	"	۳۰ " " " "
۹	جبل احد و مزار حمزہ (رض)	"	۳۰ " " " "
۱۰	قبہ سیدنا عثمان غنی رض	"	۴۰ " " " "
۱۱	حلیمہ سعدیہ (رض)	"	۴۰ " " " "

نوٹ۔ ایجنٹ بذریعہ مراسلت معاملہ کریں

پتہ ۔ محمد معین الدین انجنیئر کسول مراد آباد (یو ۔ پی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء کو دیا۔

ولا تھنوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا تألمون فانہم یألمون کما تألمون و ترجون من اللہ ما لا یرجون و کان اللہ علیما حکیما۔ (۱۰۵)

اسلامی تاریخ کی خصوصیت

اسلام کی ترقی اور اس کے غلبہ کا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ بڑے بڑے بہادر دنیا میں ایسے گذرے ہیں۔ اور بڑے بڑے مستقل مزاج انسان ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے مطالب کے حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ اور دنیا کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو عمدہ نمونہ قرار دیا ہے۔ لیکن اسلامی تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان قرآن شریف کے ماننے والوں اور اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کی زندگیاں تمام لوگوں کی زندگیوں سے [illegible] آج تک عقل انسانی حیران ہے۔ [illegible] تیرہ سو سال گذرے۔ اس حیرانی میں کچھ بھی کمی نہیں آئی کہ وہ کونسی طاقت اور ہمت تھی کہ ایک جنگل اور غیر آباد ملک کے لوگوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو ملیا میٹ کر دیا۔ اور نامور دنیا پر چھائی ہوئی بہادر قومیں اور طاقتور سلطنتیں انہیں روک نہ سکیں۔ اور جو بھی ان کے آگے آیا۔ برکاہ کی طرح اڑا دیا گیا۔ جس طرح دریا جب لہریں مارتا ہوا چلا جاتا ہے۔ تو چھوٹے [illegible] ریت کے بڑے بڑے تودوں کو بھی بہا لیجاتا ہے۔ اور یہ پتہ بھی نہیں لگتا کہ اس جگہ کبھی خشکی تھی۔ اسی طرح قرآن شریف کو لیکر جب صحابہ اٹھے۔ تو تمام دنیا میں اسکو پھیلا دیا۔ جانتے ہو وہ کیا چیز تھی جو ان کے اندر پیدا ہو گئی۔ اور جس کی وجہ سے انہیں کوئی دنیا کی چیز بڑھنے سے نہ روک سکی۔ نہ انہیں دنیا کی لالچیں اور حرصیں روک سکیں۔ نہ جان اور مال کا خوف باز رکھ سکا۔ نہ مذاہب کے پھیلانے والے اور منادوں کے لئے روک کا باعث ہو سکے۔ اور نہ تلوار چلانے والے سپاہی ان کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک سکے۔ وہ ہر ایک روک ہر ایک اڑا اور ہر ایک مشکل کو پاؤں میں روندتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے گئے۔

فاتح بننے کے دنیوی سامان

دیکھو۔ ایک انسان کا اگر ایک سے مقابلہ ہوتا ہے۔ اور اس کو اپنے مقابل میں ایک دشمن دکھائی دیتا ہے۔ تو اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن صحابہ کا تو ایک نہیں دو نہیں بلکہ تمام دنیا ان کی دشمن تھی۔ پھر ان کے پاس نہ مال و دولت تھی۔ نہ حکومت و شوکت تھی۔ نہ رعب و دبدبہ تھا۔ نہ سامان آلات حرب تھے۔ جن سے دشمن کا مقابلہ کرتے۔ اسپر غالب آنا [illegible] سامان جنگ کے [illegible] دشمن خواہ کتنا ہی قوی اور طاقتور ہو وہ بھی مغلوب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جو زخمی ہو۔ اس کو ایک ایسا شخص جو اٹھ کر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ لیٹے لیٹے ہی بندوق سے مار سکتا ہے۔ تو ایک سامان ہوتا ہے جو کمزوروں اور قلیل لوگوں کو فتح دلانے کا باعث ہوتا ہے مگر صحابہ کے پاس یہ بھی نہ تھا۔ بعض اوقات صحابہ جنگ کے لئے نکلے ہیں تو بعض کے ہاتھ میں صرف لٹھ ہی ہوتا تھا اور پیٹ میں [illegible] لڑنے جاتے تھے۔ نہ تو ان کے پاس سامان [illegible] لڑائی کا دارومدار [illegible] سمجھا جاتا ہے [illegible] دشمنوں پر فتح پانے کے لئے بڑی ضروری ہوتی ہے وہ سامان حرب ہوتا ہے۔ صحابہ کے پاس کچھ بھی نہ تھا قلعوں کو فتح کرنے کے لئے جاتے لیکن قلعہ توڑنے کے ہتھیار ان کے پاس نہ ہوتے تھے۔ تاہم دنیا کا کوئی مضبوط سے مضبوط قلعہ ایسا نہیں ہوا۔ جس پر انہوں نے حملہ کیا ہو۔ اور پھر وہ نہ ٹوٹا ہو۔ تو دنیاوی لحاظ سے دشمنوں پر فتح دلانے کے لئے ہتھیار ہوتے ہیں وہ ان کے پاس نہیں تھے۔ اور جو کچھ تھے وہ بھی اس زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے ہتھیاروں میں شمار نہیں کئے جا سکتے تھے۔ تلوار اور تیر ہی لڑائی کے ہتھیار ان کے پاس تھے۔ لیکن [illegible] اعلیٰ درجہ کے یہ ہتھیار رومیوں اور ایرانیوں کے پاس تھے وہ صحابہ کے پاس نہیں تھے۔ پھر دشمن پر غالب آنے کے لئے مال اور دولت ہوتی ہے۔ ایک پلہ کمزور ہوتا ہے۔ مگر مال کے ذریعہ فتح پالیتا ہے۔ یعنی اندر ہی اندر رشوت چلا کر فوج کے افسروں کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ اور وہ صلح کر لیتے ہیں۔ تو روپیہ بھی فتح دلا دیتا ہے۔ لیکن صحابہ کے پاس روپیہ بھی نہیں تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جب صحابہ ایران پر حملہ آور ہوئے۔ تو ایرانیوں نے ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ تم فی سپاہی دو دو پونڈ اور فی سردار چار چار پونڈ اور افسر زیادہ روپے لیلو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ تو صحابہ کی غربت کا یہ حال تھا کہ ایرانی بادشاہ نے انکو دو دو پونڈ دے کر رخصت کرنا چاہا۔ تیسری چیز کامیابی کے فنون جنگ ہوتے ہیں۔ اس سے بھی خواہ فوج تھوڑی ہی ہو۔ لیکن وہ ایسی فوج پر جو فنون جنگ سے ماہر نہ ہو غالب آجاتی ہے۔ کیونکہ ایسی فوج ایسی ایسی تجویزیں کرتی ہے کہ وہ قومیں جو ایسے ہنر نہیں جانتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ مگر صحابہ میں یہ بھی نہیں تھا وہ تو عرب تھے۔ اور عرب کے لوگ ایک افسر کے ماتحت رہ کر لڑنا جانتے ہی نہ تھے۔ اور انہیں حاکم اور محکوم کا تعلق معلوم ہی نہ تھا۔ ہر ایک قبیلہ کی الگ الگ حکومت ہوتی تھی۔ پھر بعض قومیں اس لئے بھی کامیاب ہو جاتی ہیں کہ ان کی بہادری اور شجاعت کی پرانی روایتیں چلی آتی ہیں۔ ان روایتوں کو قائم رکھنے کے لئے وہ جان پر کھیل کر کامیاب ہو جاتی ہیں مگر صحابہ میں یہ بھی نہیں تھا۔ پھر رعب و دبدبہ بھی دشمن کو مرعوب کر کے شکست دینے کا باعث ہوتا ہے۔ اور اس سے بھی بہادر لوگ کمزوروں سے دب جاتے ہیں۔ ایک قصہ مشہور ہے واللہ اعلم کہاں تک درست ہے کہ ایک چور رستم پہلوان کے گھر آیا۔ اور رستم سے اس کی کشتی شروع ہو گئی۔ اس نے رستم کو گرا لیا۔ اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ رستم نے [illegible] کے لئے کہا کہ رستم آگیا۔ رستم آگیا وہ چور یہ سنکر بھاگ گیا۔ دیکھو اس نے رستم کو گرا لیا تھا۔ اور اس کی چھاتی پر بھی چڑھ بیٹھا تھا۔ لیکن رستم کے نام نے اس کو بھگا دیا تو رعب کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ جن علاقوں میں بعض قوموں کا دبدبہ اور رعب بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ وہاں ان قوموں کا کوئی کمزور آدمی بھی چلا جائے۔ تو بھی لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔ لیکن

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵

الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا
(الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

باقی تمام خط و کتابت قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۲ | ۲۷- اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۲

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر کی طبیعت اچھی ہے ایک سبق مردوں کو ایک دن عورتوں کو درس دیتے ہیں آپ کا درس الفضل کے ساتھ ہر دوسرے اخبار میں **دو ورق** بھیجا جاتا ہے کیونکہ ایک ورق ہر اخبار کے ساتھ بھیجنے کے بارے میں بعض احباب نے شکایت کی تھی کہ جلد نہیں بندھ سکتی ÷ ڈیڑھ سو کے قریب تو مبائعین کی فہرست دفتر میں آ چکی ہے جلد شائع ہوگی تبلیغی کام نہایت نتیجہ خیز ثابت ہو رہا ہے ÷

۲- مہمان بھی آجکل بہت ہیں پرائمری مدارس میں فصلی تعطیلیں ہیں اس لئے مدرسوں کو حضوری کا موقعہ ملا ہے فہرست شائع ہوگی فی الحال برادرم محمد عثمان صاحب لکھنوی اور ملک مولا بخش صاحب گوالی جو دس روز میں دوسری بار آئے ہیں یہ دو نام لکھے جاتے ہیں ÷

۳- برادر احمد الدین صاحب درزی کی بیوی فوت ہوگئی جناب نے جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مرحومہ نے ننھے ننھے بچے چھوڑے حضور خلیفۂ وقت نے پسند نہیں فرمایا کہ وہ غیر احمدی رشتہ دار کی نگرانی میں بھی رہیں ÷

۴- آج ایک صاحب معمر سعد الدین نام ملازم یکے از دفاتر لاہور نے بیعت کی جو ۱۸۹۶ء سے حضرت مسیح موعود کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے تھے انھوں نے حضرت فضل عمر کے حضور عرض کیا کہ میں نے یکطرف ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے اس لئے مجھے سلسلہ احمدیہ میں داخل فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے ÷

اخبار احمدیہ

گوجرانوالہ میں مسیحیت و اسلام کا مقابلہ

(ہمارے خاص رپورٹر کی قلم سے)

گوجرانوالہ میں مسیحی لوگوں کی طرف سے مذہبی گفتگو کا سلسلہ ۱۵- اپریل سے جاری تھا۔ مگر ۲۳- اپریل سے اسمیں ایک خاص جان آگئی ہے کیونکہ مسیحی سرگرمی کا علم ہونے پر حضرت محمود قادیانی خلیفہ ثانی کے سپاہی بھی پہنچ گئے۔ انکی آمد کی خبر بجلی کی طرح شہر میں پھیل گئی اور جلسہ کو خاص رونق نصیب ہوئی۔ بحث و مباحثہ کا وقت ۸½ بجے صبح ہوتا ہے ÷

۲۲- تاریخ کی شام کو 'بائبل' پر انگریزی لیکچر ہو چکا تھا جس کا خلاصہ ۲۳- اپریل کو وقت مقررہ پر پادری برکت مسیح صاحب نے سنایا۔ اس پر میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل نے عالمانہ تنقید کی اور حاضرین پر اثر ہوا جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا سب خاموش اور متاثر تھے پادری برکت مسیح صاحب کی بے بسی دیکھ کر پادری جوالا سنگھ صاحب نے اپنی منطقی اصطلاحات سے رعب جمانا چاہا۔ مگر ابھی وہ بمشکل اپنی تقریر ختم کر چکے تھے کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب سٹیج پر جا موجود ہوئے اور لوہے کو لوہے کو اس صفائی سے کاٹ کر رکھ دیا کہ فتح و نصرت حسب معمول

[illegible] قدم بڑھا کر [illegible]

۲۳ [illegible] سنگھ صاحب کا لیکچر توتشلیث [illegible] اسلام اور آریہ عقائد [illegible] وقت ختم کر دیا۔ جسے مولوی [illegible] صاحب [illegible] شاید جلسہ حاضرین مسیحی وہندو مسلمان [illegible] بھی [illegible] سکا ٭

۲۴-[illegible] نے دو دفعہ اٹھ کر بندرہ بندرہ منٹ تقریر کی [illegible] اثر ہوا۔ پادری صاحب کا جواب جواب [illegible] بے اثر ثابت ہوا۔ آخر میں پیر محمد اسحق صاحب ۹ منٹ تک تقریر کی۔ اور ابطال تثلیث وتردید پادری جوالا سنگھ صاحب کے علاوہ اپنے خدا کے پیارے مسیح کو ہمارا خداوند مسیح حضرت مرزا غلام احمد کہہ کر پیش کر دیا۔ اور خداوند یسوع آقا کی ہی تشریح ساتھ ہی کر دی فالحمد للہ علی ذالک۔

مسیحی جلسہ ابھی ہو رہا ہے۔ آج انجمن احمدیہ گوجرانوالہ نے بھی اپنے علیحدہ جلسہ کا انتظام کیا ہے جو ہفتہ۔ اتوار دو دن ہوگا ٭

۱- عبداللہ خان فاد ... باسنگھ سے اپنی ہمشیرہ کے جنازہ غائب ... لکھتے ہیں ٭

۲- منشی محمد الدین لکھتے ہیں کہ میرا لڑکا ۷ سالہ دوسرا کی والدہ بعد ازیں اچھی طرح سمجھتے دعویٰ مسیح موعود او مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ خلافت حضور کی بیعت میں داخل ہوتے ہیں ٭

۴- شیخ فقیر محمد صاحب پوسٹ ماسٹر نانیوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حضرت مرزا صاحب کو نبی آخرالزمان مان کر ایمان لاتے ہیں ٭

۵- محمد حسین صاحب ... کلرک دفتر اکونٹنٹ لکھتے ہیں میری بیوی غیر احمدی تھی تبلیغ کی۔ اب وہ بیعت کی درخواست کرتی ہے۔ جب سے اخبار الفضل میں یہ فتویٰ چھپا ہے کہ غیر احمدی والدہ یا بیوی کا جنازہ بھی نہ پڑھا جائے ہمارے کئی احباب نے تبلیغ کی طرف توجہ کی ہے اور ہر روز دو تین اس قسم کی بیعت کی درخواستیں بھی آجاتی ہیں اگر ہمارے احباب اپنے اہل وعیال کی طرف توجہ کریں تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے قوا انفسکم واہلیکم ناراً کے ارشاد الٰہی پر عمل ہونا چاہیئے ٭

تازہ خبریں

خلیج فارس کی مہم

لنڈن ۲۰- اپریل- شیبہ میں کمانڈر اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر ... لگاتا ہے کہ ۱۴- اپریل کا نقصان ڈھائی ہزار سے کم نہیں ہوا ٭

ترک سیران جنگ

لنڈن ۲۱- اپریل- شیبہ میں جو ۵۱۵ قیدی گرفتار ہوئے تھے ہفتہ کے روز بصرے میں لائے گئے۔ ترک سڑک پر اور بذریعہ دریا عربی کشتیوں پر سوار ہو کر جا رہے تھے جو ۲۰ ... ... ہیں۔ ۱۰ ... کی ۱۲ کشتیاں پکڑ کر غرق کر دی ہیں اب رطابی کے اس طرف کوئی غنیم نہیں ٭

روسی تارپیڈو کشتیوں کی سرگرمی

لنڈن ۲۱- اپریل- پیٹروگراڈ- روسی تارپیڈو کشتیوں نے پیر کے روز ساحل اناطولیہ کا چکر لگاتے ہوئے ۱۰ ترکی جہاز غرق کر دیئے جن میں سامان حرب بار تھا ٭

پھانسی کا حکم

لنڈن ۲۱- اپریل- قاہرہ- خلیل کے بارے جس نے سلطان مصر پر قاتلانہ حملہ کیا تھا پھانسی کا حکم دے دیا گیا ہے ٭

شیبہ کی مزید خبریں

شملہ ۲۲- اپریل- ترکوں کے نقصانات ۱۲- اپریل سے لیکر ... ۶ ہزار کے قریب ہوئے ہیں ٭

۱۷- افسر مقتول اور ۷۳ مجروح

لنڈن ۲۲- اپریل- گزشتہ دو دنوں میں خلیج فارس کی مہم کے ... کی جو فہرست نقصان شائع ہوئی ہے۔ اس میں ... ۱۷- افسر مقتول اور ۷۳ مجروح ہیں ٭

سرحد بلجیم کو عبور کرنے کی ممانعت لنڈن ۲۰- اپریل بلجیم میں تمام ذرائع آمد ورفت محدود ہو گئے ہیں ٭

جرمنوں نے ۱۰۰ سے زائد بم گرائے۔ لنڈن ... اپریل- پیٹروگراڈ- دس جرمن ہوائی جہازوں نے ... میں ۱۰۰ سے زائد بم گرائے ٭

کارپیتھین میں غنیم کی شدید مقاومت

۲۱- اپریل- غنیم کارپیتھین میں بے سود حملے کر رہے ... کے محاذ پر اکی جارحانہ کارروائی خاص طور پر سخت ہے غنیم کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ اسیران جنگ کی پہلی جماعت ... وہاں قید کیگئی ہے تعداد میں ۵۰۰ ہے ٭

آسٹرویوں کے شبخون پیٹروگراد ۲۲- اپریل- آسٹرویوں نے روماینا کے محاذ پر شبخون مارے جو پسپا کر دیئے گئے ٭

لنڈن ۲۱- اپریل- جنرل بوتھا نے سیہیم اور کیتمان شوپ پر قبضہ کر لینے سے نہایت جنوبی صوبہ وارالینڈ دریائے اورنج سے جنوب کو لنڈرز نجٹ مغرب کو اور مہوور مشرق کو ہمارے زیر تصرف آگئے ہیں۔ اس لئے وسطی مشرقی اور جنوبی افواج جو تمام حال جداگانہ کارروائی کر رہی ہیں۔ اب باہم مل کر کارروائی کرینگی۔ اور انھیں جنرل بوتھا کی شمالی مہم سے متمیز کرنے کے لئے جنوبی مہم کے نام سے موسوم کیا جائے گا ٭

لنڈن ۲۲- اپریل- ۸۰۰۰ ٹن سفید گندم کا ذخیرہ جو کراچی سے لایا گیا تھا آج گورنمنٹ کی تجویز کے مطابق ۷ شلنگ فی کوارٹر کے حساب سے فروخت کیا گیا (کوارٹر= ۲۸ پونڈ)

دربار مظفر گڑھ- مظفر گڑھ میں دربار منعقد کرکے سر مائیکل اڈوائر [?] نے ذیلداروں سفیدپوشوں اور دیگر اشخاص کو کہا کہ آیندہ اگر انکے دیہات میں کوئی ہنگامہ یا فساد برپا ہوا تو وہ اس کے جوابدہ ہونگے۔ مظفر گڑھ میں ۱۰۰۰ ضلع جھنگ میں ۸۰۰۔ اور ضلع ملتان میں ۲۰۰ گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۰ کے اختیارات رکھنے والے مجسٹریٹوں کی تعداد بڑھادی جائے گی ٭

میکاڈو نے جاپان کی تاجپوشی ہز میجسٹی میکاڈو جاپان کی رسم تاجپوشی ۱۰ نومبر کو عمل میں آئے گی۔ اور ڈیموسائی کی رسم اسی مہینے کی تاریخ کو ادا کی جائے گی ٭

قندہار میں قتل قبیلہ نورگائی کا بارسوخ سردار بابل خان کسی خانگی فساد کے باعث قندھار میں قتل کر دیا گیا ہے ٭

یعنی ایوب نامی ایک شخص تھا اور وہ شخص کامل و صادق تھا۔ خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا۔ ایوب کی کتاب ۱ باب آٹھ میں لکھا ہے پھر خداوند نے شیطان سے کہا کیا تو نے میرے بندے ایوب کے حال کو غور کیا۔ کہ زمین پر اس سا کوئی شخص نہیں ہے۔ وہ کامل اور صادق ہے۔ وہ خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا ہے۔

پس ہم جو پوچھتے ہیں کہ اگر مسیح کا خون صرف اسی وجہ سے کہ وہ کامل اور صادق تھا۔ گناہوں سے نجات دے سکتا ہے۔ تو ایوب بھی کامل اور صادق ہے۔

اگر کہو کہ ایوب میں پدری وراثت والے گناہ کا خمیر موجود تھا۔ تو پھر چاہیئے کہ حضرات عیسائی خود اس الہام کریں۔ دے دیں خدا سے پوچھیں کہ جس صورت میں کہ ایوب گناہ کے پدری وراثت کا رکھنے والا تھا۔ تو۔ پھر کیوں اسے کامل وصادق فرما کر مسیح یسوع کے ہم پلہ بنا دیا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ ایوب مصلوب نہیں ہوا۔ اور نہ یسوع نے دعویٰ کیا کہ میرا خون تمہیں گناہوں سے نجات دے سکتا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ کس صورت میں دنیا میں۔ دیکھا جاتا ہے اور مشاہدہ و تجربہ بھی بتا رہا ہے کہ پرہیز کا مریض کسی ولی کے دوا کھانے سے یا مر کر اور مر جانے سے نہیں جا سکتا بلکہ خود مریض کے دوا کھانے سے جائیگا۔ تو کس طرح مسیح کے مصلوب ہونے سے اسکی امت کے تمام گناہ زائل ہو سکتے ہیں۔ دنیا کے تمام انبیاء یہی کہتے رہے کہ ہرگز شریر کے بدلے راستباز نہیں مارا جائیگا اور راستباز کے بدلے شریر کبھی نہیں جیئے گا پھر کس طرح تم انبیاء کے ان الہامات کو رد کر سکتے ہو۔ چنانچہ حزقی ایل کو خدا کہتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کو کہہ۔ کہ اگر کسی کا باپ جو بے ساز لیکر اس نے بے رحمی سے ستم کیا اور اپنے بھائی کو ظلم سے لوٹا اور اپنے لوگوں کے درمیان ایسا کام کیا۔ جو اچھا نہیں۔ دیکھ وہ اپنی ہی بدکاری میں مرے گا۔ پھر تم کہتے ہو۔ کہ کیوں۔ کیا بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا ہے سو جبکہ بیٹے نے وہ جو شرع میں درست اور روا ہے

کیا۔ اور اس نے میرے حکموں کو حفظ کیا۔ اور ان پر عمل کیا سو وہ یقیناً جیئیگا وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھائیگا صادق کی صداقت اسی پر ہوگی۔ اور شریر کی شرارت اسی پر پڑے گی ملاحظہ ہو حزقی ایل ۱۸ باب۔ مفصل پڑھنے کے واسطے دیکھو ۱۸ باب کیسی فیصلہ کر دینے والی آیات ہیں۔ خدا را اے مثلثو۔ غور کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام جو بذریعہ وحی و الہام حزقی ایل کو پہنچا کسی طرح اس بات کا کہ مسیح نے مارے جانے سے ہم چھٹے ہوئے رد کرتا ہے۔ دیکھو وہ نجات کا رستہ پیش کرتا ہے۔ جو عین فطرت کے مطابق اصول والے صادق مذہب اسلام مقدس نے پیش کیا ہے۔ اور بتاؤ کہ وہ

اگر شریر اپنی ساری خطاؤں سے جو اس نے کی ہیں باز آئے اور میرے سارے حکموں کو حفظ کرے اور جو کچھ شرع میں درست اور روا ہے کرے۔ تو وہ یقیناً جیئے گا۔ وہ نہ مرے گا۔ اس کے سارے گناہ جو اس نے کئے محسوب نہ ہونگے۔ اپنی راستبازی میں جو اس نے کی جیئے گا۔ حزقی ایل ۱۸ باب ۲۱ و ۲۲

پھر غور کرو یرمیاہ نبی کی معرفت خدا کیا فرماتا ہے کہ جس کفارہ کا مدعا ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا آخری ایام میں یہ پھر نہ کہا جائے گا کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے۔ اور لڑکوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مرے گا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے اسکے دانت کھٹے ہوں گے۔ دیکھو یرمیاہ ۳۱ باب ۲۹ و ۳۰

بس بتاؤ۔ کہ کس طرح مسیح پر ایمان لانے والا اپنے گناہوں کے سبب نہ مرے گا۔ بتاؤ کس طرح ان کتب کو بائبل سے نکال باہر پھینکو گے۔

پھر خداوند یشعیاہ کی معرفت فرماتا ہے راستبازوں سے کہو کہ بھلا ہوگا کہ وہ اپنے کاموں کا پھل کھائیں گے۔ شریر پر واویلا ہے کہ برا ہوگا۔ کیونکہ ان کے ہاتھوں کی کمائی انہیں

ملے گی۔ دیکھو یشعیاہ ۳ باب ۱۰ و ۱۱ آیت

پھر توراۃ کی کتاب استثنا میں یہوواہ قدوس موسیٰ کو ظاہری شریعت کی نسبت حکم دے کر باطنی شریعت کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جائیں۔ نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائے۔ ہر ایک اپنے گناہ کے سبب ہی مارا جائے گا۔ استثنا ۲۴ باب ۱۶ آیت اور بھی دیکھو۔ اور کفارہ کو ترک کرو۔ حزقی ایل ۳۳ باب ۱۱ و سلاطین ۲ باب ۱۴ تواریخ ۲ باب ۲۵ مگر خواہ کوئی لاکھ سر پٹکے ہزار بار سمجھائے قائلان تثلیث یہی کہے چلے جاتے ہیں۔ شریعت انبیاء تک مسیح کے وسیلے خدا کی بخشش اور معافی ہے مگر یہ ہے۔ کہ شریعت جو اندھے فلسفہ و منطق اور مشاہدہ و تجربہ ایک سچی اور پکی بات بتاتی ہے اسے ترک کر دیتے ہیں۔ اور بخشش جو صرف زبانی دعویٰ ہی دعویٰ اور حکایات سے زیادہ وقعت والی حکایت نہیں اسکو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اسوقت عہد عتیق سارے کا سارا پس پشت پھینک کر عہد جدید کی پرچھائیں میں پہنچے پڑے آ رہے ہیں۔ اسی لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اس مضمون کو بتمام تیار کر کوئی دلیل عہد جدید کی کسی کتاب سے جو پیش کر کے اب تثلیث کو بالکل ساکت کر دیں۔ اگر مان جائیں تو خدا کا قرب حاصل کریں یہی وحدانیت کی تعلیم پائیں۔ اگر نہ مانیں تو یہ پچھتائیں۔ اب وہ یہی ثابت ہو۔

پس واضح ہو آپ کا رسول پولوس کہتا ہے مصیبت اور تنگی ہر ایک بدکار کی جان پر آئے گی۔ پہلے یہودی کی پھر یونانی کی مگر جلال اور عزت اور سلامتی ہر ایک نیکوکار کو ملے گی پہلے یہودی کو پھر یونانی کو کیونکہ خدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں۔ روم ۲ باب ۹ تا ۱۱ پس دیکھو آپ کا رسول پولوس جس پر تمام پروٹسٹنٹ کلیسیا میں ناز کرتے ہیں وہ تو یہی فرماتا ہے کہ بدکار کو سزا ملیگی۔ اور نیکوکار خوش ہوگا۔ وجہ یہ کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں پھر مسیح یسوع کا خون کس طرح بدکار کو بچائیگا غور کرو۔ سوچو۔ دنیا چند روزہ ہے۔

اب اس واحد علیم خدا کی یسوع مسیح کے وسیلے (مگر اب مسیح موعود احمد علیہ السلام قادیانی کے وسیلے) ابد تک تمجید ہوتی رہے۔ آمین روم ۱۶ باب ۲۷ فقط

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) کیونکہ پروٹسٹنٹ تمام تثلیثی چرچ موجودہ بائبل کی کتب کو الہامی تسلیم کرتے ہیں یعنی توراۃ اور کیا صحف الانبیاء اور ان کے بادی مسیح یسوع کی بھی تصدیق ان کو مجبوراً کرنا پڑتی ہے چنانچہ بائبل میں جتنی باتیں مسیح نے کی توراۃ اور نبیوں کے صحیفوں سے ہیں تین بھی پوری ہوتی ہیں۔ متی ۵ باب ۱۷ پس مثلثی پادری اور عیسائی صحیفہ کے حوالہ کی تعمیل کرینگے جو عہد عتیق اور مسیح کے ہونے کے اقتباس کے بارے۔ [illegible]

سلف اب یہ میں ایمان کی وضاحت مدد مانگتی ہوں۔ کہ ایک ہاتھ میں کاغذ ہے اور دوسرے میں شانی کی دوات۔ دوات کو ایک کاغذ پر انڈیل دیا اور کاغذ پر سیاہ دھبہ پڑ گیا پھر اسکے بعد دوات کو اس نیت سے توڑ ڈالا کہ آئندہ روشنائی کاغذ پر نہ گرے گا۔ مگر دوات کے توڑنے اور آئندہ روشنائی نہ گرانے کا ارادہ رکھنا سابقہ روشنائی کے دھبہ کو دھو کر صاف نہیں کر سکتا۔ کیا ہوگی کیونکہ حزقی ایل ۱۸ باب اس فلاسفی کا نہایت اعلیٰ طریقہ سے ذکر کرتا ہے۔

سلف اہل تثلیث توراۃ اور صحیفوں کی پرواہ کر کے کفارہ کی پناہ پکڑتے ہیں۔ مگر خود ان کا ہادی یسوع مسیح توراۃ اور نبیوں کی کتابوں کو مکمل کرتا ہے۔ اور منسوخ نہیں کرتا۔ متی ۵ باب ۱۴ تا ۲۰

• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •

دعوت الی الخیر

تبلیغ اسلام چوہدری فتح محمد صاحب کا خط

سیدھے سادے مسلمان ہر طرف سے تبلیغ

مسیح موعود کا ہر جگہ ذکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی- السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

۱۳- تاریخ بروز سوموار- مغربی لندن کے تھیوسافیکل لاج میں میرا لیکچر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی سے ہوا لیکچر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور زندگی کے حالات پر مشتمل تھا لیکن ضمن میں احمدیہ سلسلہ کے متعلق بھی ذکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کامیابی مجھے ان لیکچروں میں عنایت فرمائی ہے۔ اسکے متعلق مجھے ذکر کرتے وقت حیا مانع ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ بعض لوگوں نے یہ کوشش کی ہے کہ یہ مفید کام جو میرے ذریعے سے ہو رہا ہے رک جائے۔ اسلئے اخلاقی رنگ میں مجبور ہوں کہ اسکا ذکر کروں۔ میں جہاں کہیں جاتا ہوں وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر بھی کرتا ہوں کامیابی کا نقشہ کھینچنے کے بجائے میں اس بات کو بیان کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ جہاں کہیں میں لیکچر دیتا ہوں پیشتر اسکے کہ وہ مجلس برخاست ہو لوگ مجھے دوبارہ بلوانے کا فیصلہ کرتے ہیں چنانچہ اس دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ پیشتر اس کے کہ میں ان سے رخصت ہوں۔ ان کی مجلس کی سکرٹری نے جولائی کے مہینہ میں لیکچر دینے کے لئے کہا اور فیصلہ ہوا کہ ۵- جولائی کو لیکچر ہو۔ لیکچر کا ہیڈنگ "قرآن شریف" ہوگا۔ میرے لیکچر کے بعد پریذیڈنٹ صاحب نے تھوڑی دیر تقریر کی۔ رسماً یہ لوگ تعریف تو کر ہی دیا کرتے ہیں۔ لیکن اس تقریر میں ایک فقرہ قابل غور تھا۔

پریذیڈنٹ صاحب نے کہا کہ جو ہم نے سنا ہے اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ "اسلام" عیسائیت سے بہت اعلیٰ مذہب ہے مغربی عیسائی لوگوں کے سامنے علی الاعلان ایسے خیال کا اظہار کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لا الٰہ الا اللہ کہنا مشکل تھا۔ لیکچر کے بعد گفتگو میں ان لوگوں نے اسلام سے اپنی جہالت پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ کس طریق سے ہم لوگ اسلام سے صحیح واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے میں نے یہ حضرت مسیح موعود کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام پہنچنے کے لئے کہا۔ اس خط کے ساتھ ہی کچھ اور خطوط[1] روانہ کرتا ہوں۔ انکا ترجمہ بھی الفضل میں شائع ہو جانا چاہیئے تاکہ احمدی احباب کو علم ہو کہ میں ایک سیدھے سادے مسلمان کی طرح اسلام کی تبلیغ کرتا ہوں اور کسی خاص طرز یا کسی خاص شخص کے قدم پر نہیں چل رہا۔

اخبار الفضل میں حضور کی علالت طبع کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا فرمائے۔ امید کہ سردی کے کم ہو جانے سے طبیعت ٹھیک ہو گئی ہوگی۔ یہاں تو ابھی تک سردی چلی جاتی ہے۔ کل تمام دن برف باری ہوتی رہی۔ آج صبح لکھتے وقت ہاتھ سن ہوئے جاتے ہیں۔ حالانکہ کمرہ میں آگ بھی جل رہی ہے۔ میری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب آرام ہے اس خط میں مسٹر اوڈنان کے دو خط بھی روانہ کرتا ہوں حضور اس عاجز کے لئے بھی دعا فرمائیں والسلام فتح محمد

[1] ان خطوط کا ترجمہ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔ (ایڈیٹر)

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے جس اثنا میں بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بتایا ہوا ہے۔ آپ نے اسکے متعلق فرمایا ہے کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند جالا پڑبال اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ ۱۲ قسم دوم ۸ قسم سوم ۴ اصلی ممیرا قیمت ۱۰ روپیہ تولہ ہے ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھ میں ڈالا جاوے یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی کی موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اکسیر ہے۔

ست سلاجیت جو اعظم نے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع صرع خشکی طعام- قاطع بلغم مبلغ دافع بواسیر خون و استسقاء و دردی رنگ و تنگی نفس و دق و تنفس فیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔

لنگیاں اور کلاہ بہترین اعلیٰ ہر رنگ مشہدی پشاوری بادامی سیاہ سفید سوتی نسری- صاف سفید ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان ضلع گورداسپورہ

مینڈکی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب مشین ہمنے خاص طور پر سولجک کے لئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اس میں میدہ اور سیمی ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اسکا استعمال کر سکتا ہے۔ اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر دس سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں ارزاں اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کے لئے خاص رعایت ہوگی۔ قیمت فی مشین چھلنیاں دو۔ موٹی اور باریک قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱۸) علاوہ محصول ڈاک ۱۔

پتہ عبد الرحمٰن فضل کریم مہاجر پنجابی مسیح موعود قادیان ضلع گورداسپور

نظمین برائین

حضرت مسیح موعود و مرسل یزدانی علیہ السلام کی تصانیف لطیف اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں کی کتب محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔

ضروری تصحیح

درود کے نوٹ جو ۲۲- اپریل کے الفضل کے ساتھ بطور ضمیمہ شائع ہوئے ہیں ان کے صفحہ ۲۳- کالم ۲- سطر ۲۶- اسحٰق کی اولاد میں کی بجائے اسمٰعیل کی اولاد میں چاہیئے صفحہ ۲۴- کالم اول سطر ۸- میں بھی اسحٰق کی بجائے اسمٰعیل اور سطر ۱۰ میں بھی اسحٰق کی بجائے اسمٰعیل چاہیئے۔ یہ غلطی ضرور درست کر لی جائے۔

کاتب کی ضرورت

ہمارے کارخانہ میں ایک خوشنویس کاتب کی ضرورت ہے جو عربی لکھنے کی مشق بھی رکھتا ہو۔ امیدوار اسامی کو چاہیئے کہ وہ اپنے خط کا نمونہ چھپا ہوا بھی ارسال کرے۔ تنخواہ کا فیصلہ بعد ملاحظہ خط ہو سکتا ہے۔ منفعت

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا۔

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

[illegible] میں بھی اک نورانی چہرہ [illegible]

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا

چندہ مقامی [illegible] روپے

ساڑھے چار روپے

مضامین [illegible]

باقی تمام خط وکتابت قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

قیمت بہر حال پیشگی

جلد ۲ | ۲۹ - اپریل سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ ثانی نے ایک اعلان لکھ کر دیا ہے جو عنقریب شائع ہوگا۔ گوجرانوالہ آپکا مضمون نجات تقسیم کیا گیا اور دوست بھی ترقی اسلام سے منگوا سکتے ہیں ٭

مہمان۔ ۱۔ سید اکرام الدین صاحب کٹک ٭ ۲۔ برکت علی صاحب رتوچک تحصیل شکر گڑھ۔ ۳۔ غلام نبی صاحب اول مدرس بلڑاوں۔ ۴۔ محمد امین صاحب طالبعلم جہلم ۵۔ عبد الرحمن صاحب طالب علم جہلم ۶۔ اللہ دتا صاحب کالا جہلم۔ ۷۔ محمد شاہ صاحب معین الدین پور گجرات۔ ۸۔ پیر محمد صاحب تلونڈی ضلع گورداسپور۔ ۹۔ عبد المالک صاحب نائب تحصیلدار لدھیانہ ۱۰۔ امام الدین صاحب لدھیاں۔ ۱۱۔ حکیم محمد صالح صاحب سانگلہ ۱۲۔ حمید الرحمن صاحب بٹالہ ۱۳۔ جھنڈا سنگھ ضلع گوجرانوالہ ٭ ۱۳۔ الیاس الدین صاحب مدرس بہلولپور۔ ۱۴۔ نبی بخش صاحب بٹالہ ۱۵۔ مولوی محمد شفیع صاحب ارجمند ضلع شاہ پور۔ ۱۶۔ علم الدین صاحب اجمیر۔ ۱۷۔ بدر الدین صاحب سرہند۔ ۱۸۔ حبیب صاحب سرہند۔ ۱۹۔ کرم الہی صاحب سرہند۔ ۲۰۔ نبی بخش صاحب اجمیر ۲۱۔ نواب خان صاحب پھگلانہ۔ ۲۲۔ روشن الدین محمد شریف کیواں گورداسپور۔ ۲۴۔ ظہور الدین صاحب حرم کوٹ یگہ۔ ۲۵۔ دائم میر مدرس سنکوہا ۲۶۔ میر قاسم علی صاحب دہلی ۲۷۔ محمد عثمان صاحب لکھنؤ۔ ۲۸۔ منشی غلام حیدر صاحب تلونڈی راہوالی ضلع گوجرانوالہ ۳۰۔ میر محمد فردوس صاحب دہلی ۳۱۔ منشی محمد عمر صاحب دہلی ۳۲۔ ملک مولا بخش صاحب گوراں ۳۳۔ جناب سعد الدین صاحب لاہور۔ ۳۴۔ محمد شادیوال ۳۵۔ رحمت شادیوال ۳۶۔ عبد الرحمن صاحب کپورتھلہ ۳۷۔ عبد اللہ خان صاحب ہوشیار پور۔ ۳۸۔ نو جوان صاحب [illegible] ۳۹۔ مولوی محمد امام الدین صاحب گوجرانوالہ [illegible]

اخبار احمدیہ

(ہمارے اپنے رپورٹر کی قلم سے)

۲۴۔ اپریل۔ آج ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک انجمن احمدیہ گوجرانوالہ کا اجلاس انجمن اسلامیہ برانچ سکول میں منعقد ہوا۔ حاضری خاصی تھی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد میر محمد اسحق صاحب نے اسلام اور دیگر مذاہب پر فاضلانہ تقریر کی صداقت اسلام پر کیاو دلائل دیکر حاضرین کو محظوظ کیا۔ اسکے بعد ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے "کامل مذہب" پر بولنا شروع کیا جس میں تمہیدی اشعار پڑھے اور کامل مذہب کے لئے حق اللہ حق العباد کی نسبت کامل تعلیم ہونے کا ذکر کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل نمونہ اور فیضان جاریہ کا تذکرہ کیا۔ اور اسلام

زندہ مذہب ہونے کا ثبوت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی متعلق جنگ کے لفظ بلفظ پورا ہونے کے حوالے سے پیش کیا اس کے بعد مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا کی لطیف تفسیر کرکے بیعت کا ذکر کیا جس سے حاضرین پر بہت اثر ہوا ÷

۲۵- اپریل- آج بھی انجمن سعیدیہ کا اجلاس ۷ بجے سے ۱۰½ بجے تک رہا۔ اور مولوی غلام رسول صاحب نے قرآن کریم سے تثلیث کا ابطال کیا۔ اسکے بعد شیخ عبدالخالق صاحب نے انشاء اللہ بائبل پر نہایت معقول اور حوالوں سے بھری ہوئی تقریر کی ÷

½ ۱۲ بجے سے پادری جوالا سنگھ صاحب کے ساتھ مباحثہ شروع ہوا۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ میر محمد اسحٰق صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب نے تقاریر کیں۔ الحمد للہ کہ پادری صاحب لاجواب ہوگئے۔ ان کا منطق۔ انکی لسانی اور انکی مغالطہ دہی سب بیکار ہوگئی۔ عربی دانی کی قلعی کھل گئی اور وہ صبح ناکام واپس جاتے ہیں ÷

۲- ایک طالب علم کو لکھا کہ سٹوڈنٹ پر بھی چندہ فرض ہے خواہ پیسہ ماہوار ہو۔ اور جو کچھ بھی کسی کے پاس ہو اس کے حصہ کی وصیت ہو سکتی ہے کیونکہ خدا مال نہیں دیکھتا بلکہ اخلاص دیکھتا ہے ÷

۳- لاہور کے کالجوں کے احمدی سٹوڈنٹس کی ایک متفقہ درخواست خلیفہ ثانی کے حضور دعا کے لئے آئی ہے۔ خدا قبول کرے ÷

۴- منشی گلاب الدین صاحب لکھتے ہیں دھرم پال ترک اسلام نہ لکھتا تو نورالدین جیسی کتاب دیکھنی کب نصیب ہوتی۔ پیغامی ٹریکٹ نہ نکلتے تو القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ کی زیارت کیونکر ہوتی ÷

۵ گولیکی ضلع گجرات سے تین چار عورتوں کی بیعت کی درخواست آئی ÷

۶- ایک دوست کو لکھوایا کہ دنیاوی تعلقات ان لوگوں سے جو مکفر نہوں اس حد تک جائز ہیں کہ دین کا نقصان نہو ÷

۷- برادر محمد مستقیم صاحب پٹواری حلقہ [illegible] (پٹیالہ) بیعت کی درخواست اور اسکی اشاعت چاہتے ہیں ÷

۸- ملک شیر محمد صاحب تبلیغ میں مصروف ہیں کوہ [illegible] کے تین آدمیوں کی بیعت بھیجتے ہیں ÷

۹- سید محبوب عالم آرہ سے لکھتے ہیں کہ پیغام والے کھلے الفاظ میں ہمیں مشرک کہتے ہیں کافر بھی کہدیں کیونکہ ہم انکے نزدیک فلاں فلاں سچے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں فیصلہ ہو جائے اور لکھتے ہیں کہ اب انھیں جواب کی کیا ضرورت ہے وہ جو چاہیں شائع کریں ÷

۱۰- برادر رسول بخش صاحب سب اورسیر جو ہر روز ایک کارڈ بھیجتے تھے لکھتے ہیں کہ حضور کی دعا کا ایک حصہ تو [illegible] طور پر پورا ہوگیا ہے ÷

۱۱- ایک تندرست غیر احمدی نے دریافت کیا ہے کہ میرا بدن پلید رہتا ہے بار بار پاک نہیں کرسکتا نہ وضو تو کیا بے وضو نماز پڑھ لوں۔ فرمایا بیشک نماز پڑھیں۔ پانی پر [illegible] بجائے صرف تیمم کرلیں اگر ظاہری نجاست ہو تو [illegible] اس کا ازالہ کرلیں اور بس ÷

موسیٰ خان احمدی نہیں تھا

اخبار پیغام صلح مورخہ ۴ و ۱۸ اپریل ۱۹۱۵ء جلد ۲ نمبر ۱۲ و ۱۳ صفحہ ۸ کے پرچہ میں مولوی محمد علی صاحب اور غیر احمدی کے جنازہ کا مضمون پڑھ کر بڑا افسوس ہوا کہ یہ لوگ مرکز قادیان کو چھوڑ کر بدظنیوں سے پُر ہوگئے ہیں۔ یہ جو موسیٰ خان قادیان میں جا کر بیمار رہکر مرگیا ہے۔ خداوند کریم کے فضل و کرم سے میں اس شخص کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ احمدی نہیں تھا۔ موسیٰ خان کو بیماری دمہ کی بہت تھی۔ موسیٰ خان کا داماد شادی کے بعد اپنے سسرال موسیٰ خان کے پاس گیا۔ اور قادیان شریف میں علاج کرانے کے لئے تاکید کی۔ موسیٰ خان اپنے داماد کے لکھنے اور تسلی پر قادیان شریف واسطے علاج کے چلا گیا لیکن جاتے وقت داماد سے یہ کہنے لگا کہ مجھے وہاں احمدی تو نہ کرلینگے۔ علی احمد نے کہا کہ جب تک آپکی سچائی تجربہ نہ ہو کوئی زبردستی سے احمدی نہیں کرتا تب موسیٰ خان قادیان شریف میں گیا۔ اور پیغام اجل آگیا مولوی محمد علی کو ایسی بدظنی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ اللہ تعالیٰ اسکو ہدایت دیوے۔ اگر اسمیں شک ہو۔ تو موسیٰ خان کے گاؤں سے اس کے بیٹے سلطان محمد سے مولوی محمد علی صاحب دریافت کرسکتے ہیں اور موسیٰ خان کو تلونڈی میں مربع زمین ملی ہوئی ہے۔ مقام تلونڈی۔ ڈاکخانہ داؤد۔ براستہ جمبر ضلع لائلپور۔ اب بھی موسیٰ خان کے داماد علی احمد دوبارہ دوبارہ دریافت کرکے تحریر کیا جاتا ہے (جھوٹے پر خدا کی لعنت) کیا محمد علی کو موسیٰ خان لکھ کر دے گیا تھا کہ میں احمدی ہوں؟ موسیٰ خان کا بیٹا سلطان محمد قادیان شریف میں گیا تھا۔ اپنے والد صاحب کی وفات سنکر۔ امید ہے اس سے بھی دریافت کیا ہوگا۔ موسیٰ خان احمدی نہیں تھا ÷

والسلام۔ مسکین صوفی محمد گلاب الدین احمدی موضع جکت پور چک ۴۹ ڈاکخانہ کانیاں والا۔ براستہ سمندری ضلع لائلپور ÷

بقیہ مضمون صفحہ ۳

انکے علاوہ اب اس صوبے کی کیفیت سنئے جس پر اسی لشکر کا قبضہ ہے یعنی صوبہ گلیشیا۔ اسکی نسبت لکھا ہے "وہ تمام زرخیز علاقہ چٹیل میدان اور صحرا بن گیا ہے۔ ۱۰ لاکھ سے زائد شہری ترک وطن پر مجبور ہو چکے ہیں وہ سخت افلاس و ناداری کی حالت میں ہیں کہ تن کے کپڑوں کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں۔ ایسی ایسی عورتوں نے آکر بتایا کہ انکے شیرخوار بچے بلک بلک کر ہلاک ہوچکے تھے" ایک اور نامہ نگار اسی علاقہ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ "ایک سو اسی میل میں جنگ کا خونی دریا بہ رہا تھا طرفین سے پچیس ۲۵ لاکھ انسان مصروف پیکار تھے" ÷

آہ! یہ ہے دنیا کی بیتاب کرنے والی حالت اور تباہی و بربادی کا منظر یہی تھا جسے قبل از وقت دیکھ کر خدا کے مسیح کا دل بے تاب ہوا۔ اور یہی تھا جسکی نسبت حضور نے فرمایا:—

تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن

سو اے بے خبر دنیا! تو اس محسن اور ہمدرد کی آواز پر لبیک کہہ اور اس کے دعاوی پر ایمان لا کیونکہ تیری مصیبت کو اس نے قبل از وقت دیکھا اور اس کا علاج بھی بتایا ÷

پس غور کرو۔ اور ایمان لاؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۹-اپریل ۱۹۱۵ء

سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

جو شعر آج کے لیڈر کا زیب عنوان ہے وہ خدا کے برگزیدہ مسیح کی زبان صدق ترجمان سے اسوقت نکلا اور زیب قرطاس ہوا تھا جب دنیا بایں ہمہ امن و امان کی مستقل بحالی کے سامان کر رہی تھی ہیگ کے محل امن کی تعمیر عمل میں آ رہی تھی اور دنیا کے امن کو قائم رکھنے کا سب سے بڑا حامی "شاہ امن" جو زندہ تھا دنیا کا علم دنیا کا مال دنیا کا جاہ و حشم دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا اور اہل دنیا مال و جاہ کے بت کی پوجا میں اسقدر محو تھے کہ انکو آل کار کا کوئی خوف نہ تھا وہ خواب غفلت میں اسقدر بدمست تھے کہ انکو دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ تھی ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے بیسویں صدی کے مصلح اور آخری ایام کے نبی کو وہ کچھ دکھایا جو دس برس بعد معرض ظہور میں آنا تھا۔ اور جو اس خواب غفلت میں سونیوالے گنہگار انسانوں کی شامت اعمال کا نتیجہ تھا ایسے وقت اس برگزیدہ بارگاہ اللہ نے "شہروں کو گرتے" اور "آباد مقامات کو ویران ہوتے" دیکھا اور فرمایا کہ دنیا پر ایک ایسا تباہی کا وقت آئیگا کہ جسکی "پیدائش عالم کے وقت سے آج تک نظیر نہیں ملتی" یہ الفاظ دراصل ان تمام مناظر کا قبل از وقت نقشہ اور ان تمام خونیں میدانوں کا خاکہ تھے جو آج روئے زمین پر اپنا چہرہ دکھا رہے ہیں اور جنکو دیکھکر ہر درد مند دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

پس اس تڑپ کو اس مقدس انسان کے دل نے اسوقت محسوس کیا جب ان واقعات کا آسمان پر تو فیصلہ ہو چکا تھا مگر زمین پر ظاہری حالات کے ماتحت انکے امکان کا بھی شائبہ نہ ہو سکتا تھا۔ اور فرمایا

سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

اب مسیح موعود کی اس تڑپ کو ایک طرف رکھئے اور واقعات ذیل کو دوسری طرف جگہ دیجئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ احمد کا قلب صافی کیوں بے تاب تھا۔

جن بلجیم کی حمایت میں آج رود بار کے کنارے پر خون کی ندیاں بہائی جا رہی ہیں اسکی تباہی و بربادی کا حال صرف اتنا امر سے ظاہر ہے کہ اس ریاست کی بربادی کا حوالہ دیتے وقت یورپین اخبارات لیے

بلجیم کی شہادت

سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور تازہ خبر ہے کہ اہل بلجیم نہ صرف اپنا ملک برباد کر رہے ہے اور اکثر بے خانماں ہو کر بے وطن زندگی گذار رہے ہیں بلکہ وہ اپنے ملک کے اندر ہی جسقدر باقی ہیں قحط و ظلم کا شکار ہیں۔ اور آجکل تو جرمنی نے بلجیم کا بیرونی دنیا سے قطع تعلق کرا دیا ہے۔ اور ریوٹر برقی خبر دیتا ہے

"کہ بلجیم کے ساتھ تمام قسم کی خط و کتابت بند کر دی گئی ہے اور تمام مسافر خواہ ان کے پاس پروانہ راہداری ہی کیوں نہ ہو۔ سرحد پار جانے سے روکے جاتے ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ جرمن فوجی نقل و حرکت کے باعث یہ احکام نافذ کئے گئے ہیں"

اب اور ملاحظہ ہو کہ جس سرویا کی خاطر روس میدان جنگ میں اترا۔ اور سلافی قوم کی حمایت کا بیڑا اٹھایا اسکی کیا حالت ہے تازہ ترین ولایتی ڈاک سے آئے ہوئے اخبارات مظہر ہیں کہ سرویا کی حالت دردناک ہے اور جن لوگوں کو آجکل سرویا میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ دردناک نظارہ ان لوگوں کی واپسی کا تھا جو کچھ عرصہ بے وطن رہنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلے آئے تھے لیکن اپنے مساکن کو بالکل تباہ و برباد پا کر غربت کا ٹکڑا کھانے کو بے وطن ہوئے تھے اکثر کاشتکار سڑکوں پر اور دیہات میں فاقہ کشی کا شکار ہو رہے ہیں۔ پھر ایک سپاہی لکھتا ہے "ہم نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے دو بچوں کی موت پر اشکبار ہے بچے فاقہ کشی اور موسم کی سختی سے ہلاک ہو گئے تھے خود بیچاری ماں بھی قریب المرگ تھی۔ ایک افسر نے دو بچوں کو دیکھا جنکی ماں فاقہ سے مر چکی تھی۔ جولائی میں شاباز سرویہ کا زرخیز ترین علاقہ تھا مگر اب یورپ میں اس سے زیادہ افلاس زدہ علاقہ کوئی اور نہ ہوگا۔ شہر شاباز میں چاروں طرف سناٹے کا عالم تھا۔ بازاروں یا مکانوں میں کوئی متنفس موجود نہ تھا یہ

شہر سرویا کا سب سے زیادہ مالدار شہر تھا مگر اب تباہ و برباد ہو گیا ہے آسٹریوں نے قتل عام بھی کیا بعض کو آنکھیں نکالکر مارا اور بلاشبہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے بعض کو مکانات کے اندر بند کرکے جلا دیا۔ فرقہ اناث کو عذاب ساقی کی بعض مثالیں ایسی وحشیانہ ہیں کہ معرض تحریر میں نہیں آ سکتیں" پھر ایک اور ڈاکٹر صاحب وبا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مجھے یقین ہے کہ دنیا میں آج ایک بھی ایسا ملک نہیں جو اسقدر خطرناک حالت میں ہو۔ جیساکہ سرویا ہے اور کسی ملک کو بھی اس قدر مدد کی ضرورت نہیں جسقدر سرویا کو ہے اور یہ مدد ایک طرف نہیں بلکہ ہر سمت درکار ہے" ایک سروین پادری فرماتے ہیں "ظالم آسٹریا نے ہمیں بلجیم سے زیادہ تباہی اور ظلم کیا ہے اور جرمنوں سے زیادہ اپنی وحشت اور تندخوئی کا ثبوت دیا ہے" اب اور لیجئے کہ وہ بدقسمت ملک جسکا نام پولینڈ ہے اور جسکی خودمختاری کے لئے روس جرمنی اور آسٹریا تینوں اپنی اپنی جگہ کوشش کرنے کے مدعی ہیں۔ اس کی حالت زار حسب ذیل ہے۔

موسیو ہنری ہیں کیپنر نے ڈیلی نیوز کے نامہ نگار سے پولینڈ کی مصیبت کا جو ذکر کیا ہے۔ اسکی نسبت صاحب موصوف رقمطراز ہیں۔ موسیو سین کیونر نے موت تباہی اور بربادی کا جو نقشہ میرے روبرو کھینچ کر دکھایا ہے اس سے زیادہ خوفناک نقشہ کبھی میرے پیش نظر نہیں ہوا وہ کہتے ہیں کہ تاریخ میں اسکی مثال بصد تلاش نہیں مل سکتی۔ صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا "ہمارا وطن محاربات یورپ کی وجہ سے مرغزار ہے پامال بنا ہوا ہے اور ایک گوشے سے دوسرے گوشہ تک تباہ و ویران ہو گیا ہے ہمارے ۱۵ لاکھ آدمی متحارب ممالک کی افواج میں شامل ہو کر برادر کشی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ہماری مصیبت بہت بڑی ہے ۱۵ ہزار گاؤں نیست و نابود ہو گئے ہیں ایکہزار گرجے تباہ ہو چکے ہیں۔ ہزارہا عورتیں اور بچے ہر روز سردی سے ٹھٹھر کر ہلاک ہو رہے ہیں معصوم بچے اپنے کمزور و نحیف بازو پھیلا پھیلا کر اپنی ماؤں سے روٹی کا ٹکڑا مانگتے ہیں لیکن پولینڈ کی مائیں انہیں کیا دے سکتی ہیں ان بیچاریوں کے پاس بجز آنسو کے رکھا ہی کیا ہے قلمرو پولینڈ کا رقبہ ۱۲۷۵۰۰ مربع کیلومیٹر ہے اس میں سے ایک لاکھ مربع میل افواج آسٹریا و جرمن نے پاؤں تلے روند ڈالا ہے زراعت و تجارت تباہ اور برباد ہو گئی ہے ۷ لاکھ آدمی روٹی تک کے لئے محتاج ہیں" انکے

ایک شیعہ مجتہد سے گفتگو

حافظ روشن علی صاحب کی گفتگو ایک شیعہ عالم سے ہوئی چونکہ نہایت دلچسپ سبق خیز ہے اسلئے اپنے معزز بزرگ کی یادداشت سے نقل کی جاتی ہے تا ناظرین الفضل فائدہ اٹھا سکیں۔ (ایڈیٹر)

مجتہد - آپ کا کہاں سے آنا ہوا۔

حافظ صاحب - ہندوستان سے۔

م - آپکا مذہب کیا ہے۔

ح - مذاہب تو مجتہدین کے ہوا کرتے ہیں۔ عام لوگوں کا کیا مذہب۔

م - موجودہ قرآن کو مانتے ہو۔

ح - قرآن کو تو مانتا ہوں۔ لیکن موجودہ قرآن کہلانے پر تعجب آیا۔

(م) ایک قرآن قادیانیوں اور ایک بابیوں نے بھی بنا لیا ہے۔

(ح) یہ بات آپ ہی سے سنی ہے کیا وہ قرآن بابی اور قادیانی آپ کے پاس ہے۔

(م) میرے پاس تو نہیں لیکن ایک بزرگ کے پاس تھا لیکر پڑھ آیا ہوں

(ح) کچھ ان کی کیفیت بتائیے کہ قادیانیوں کا کے پارہ کا قرآن ہے۔

(م) قادیانیوں نے احادیث قدسیہ کو جمع کیا اور قرآنی آیات کے قواعد کو کاٹکر ان کے آخر میں لگا دیا۔ پارہ تو نہیں کہہ سکتا لیکن کئی سورتیں بنالی ہیں۔ بابیوں نے قرآن ایسا بنا لیا ہے کہ عنوان تو سہل لیکن عبارت میں الفاظ ایسے نادر۔ کہے ہیں کہ کسی لغت میں نہیں ملتے

(ح) یہاں بابی یا قادیانی ہیں؟

(م) بابی تو شاید ہی کوئی ہو۔ قادیانیوں کا بہت شور ہے۔ یہاں کوئی تیس ہزار کے قریب ہیں۔

(ح) میں تو ایک مسئلہ کی تحقیق کے لئے آیا تھا۔ امام غایب کے متعلق لوگ پوچھتے ہیں کہ اسکی ضرورت کیا ہے۔ اور اوس کی حیات کا ثبوت کیا ہے۔ مگر یہ نئے قرآنوں کا ذکر بہت بڑی حیرت میں ڈالتا ہے ہم تو یہی جانتے تھے کہ قرآن کی مثل کوئی نہیں بنا سکتا۔ لیکن یہ قادیانیوں اور بابیوں نے کس قدر غضب ڈھایا ہے۔ اس سے اسلام کے پاس تو کچھ نہ رہا۔

(م) قرآن کی مثل تو نہیں بنایا یونہی نام قرآن رکھ لیا ہے۔

(ح) قرآن کو تو ہم یہی سمجھتے ہیں کہ کچھ آیتیں ہیں اور عربی ہے جو نظم و ترتیب ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ اسطرح قادیانیوں نے بھی بنا لیا تو قرآن بے مثل کس بات میں ہے۔

(م) قرآن بے مثل اس بات میں ہے کہ اسکا ہر پہلا جملہ دعوے ہوتا ہے اور دوسرا جملہ اسکی دلیل ہوتی ہے پھر اسی دوسری دلیل کو تیسرے جملہ میں دعوے بناتا ہے اور چوتھے جملہ میں اسکا اثبات کرتا ہے۔ یہی سلسلہ قرآن کریم کا بے مثل ہے جیسے الحمد للہ دعوے۔ رب العالمین دلیل۔ اور رب العالمین دعوی متعدد اور الرحمن الرحیم دلیل پھر مالک یوم الدین اس کی دلیل اور اس کی دلیل ایاک نعبد الخ۔

(ح) یہ آپنے جو بے مثلیت کے متعلق دعوی کیا ہے اس کا اثبات بہت مشکل ہے۔ جب تک کہ اسکی کئی مثالیں آپ پیش نہ کریں۔

(م) بہت بڑا وقت چاہیئے مثالیں تو پیش کر سکتا ہوں۔

(ح) اصل مطلب امام غایب کے متعلق بیان فرمائیں۔

(م) قرآن اور حدیث اور عقل سے اس کا اثبات کرتا ہوں اس شخص کے لیئے جو توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ قیامت کا اقرار کرے۔

(ح) یہ سب باتیں مسلم ہیں آپ دلایل بیان کیجئے۔

(م) حیات امام غایب کی دلیل اول تو استصحاب ہے یعنی کسی چیز کے متعلق جو ہمارا یقین ہے وہ نہیں بدل سکتا جب تک کہ اس کی جگہ اُسکے خلاف کوئی یقین نہ ہو۔ چونکہ امام پانچ سال تک ظاہر زندہ تھے پھر اون کی وفات کا ہمیں علم نہیں۔ ہمارا تو یہ یقین کہ ہم انکو زندہ ہی جانتے ہیں کون بدلا سکتا ہے۔

(ح) جس عورت کا شوہر غایب ہو اسکے تقسیم میراث اور اجازت نکاح ثانی عورت کو کیا دیا جائے گا۔

(م) ایک سو بیس برس میعاد ہے جس سے اسکی معلوم عمر وضع کیجائیگی

(ح) امام غایب کی عمر ۱۲ سال معلوم ہے وہ وضع کیجئے بعد القیمت ۱۰۸ برس کے بعد ان کی وفات کا حکم کیجئے۔

(م) وفات تو ہو نہیں سکتی جب تک دوسرا امام قایم نہ ہو وہ نہیں اسلیئے حیات ثابت ہے۔

(ح) کیا ائمہ میں مثل انبیا فاصلہ ناممکن ہے کہ اگر امام مشہود نہو تو غایب مانیں۔

(م) اتصال ضروری ہے۔

(ح) دلیل کیا ہے۔

(م) فللہ الحجۃ البالغۃ۔ ہر وقت امام ہونا چاہیئے تاکہ کوئی کافر عذر نہ کر سکے مجھے امام معلوم نہیں یا میرے زمانہ میں امام نہ تھا۔

(ح) ان الفاظ میں امامت نہیں نکلی اور نہ مذکورہ ضرورت اس سے پوری ہوتی ہے کیونکہ حجت تو وہ ہے جو بالغہ ہو یعنے ہر جگہ پہنچے مگر امام تو نابالغی ہی غایب ہو گئے۔ وہ کسی کے پاس نہ پہنچے ہیں نہ پہنچ سکتے ہیں۔ کافر صرف کسی مومن کو بھی معلوم نہیں۔ کہ ان سے کسی کو فائدہ ہے۔

(م) خدا غایب ہے تو کیا اس سے بھی تعلق نہیں ہے۔

(ح) قیاس مع الفارق ہے۔

(م) اللہ اور اس کے رسولوں میں تو فرق جایز نہیں۔ کیونکہ یفرقون بین اللہ و رسلہ کو اولئک ھم الکافرون حقا کا خطاب ہے

(ح) اس سے یہ مراد نہیں بلکہ تفرقہ فی الایمان ہے کہ بعض کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا اگر تفرقہ وجہا بھی جایز نہیں تو وہ اور کیوں بنا اور یہ رسول کیوں بنے وہ خالق یہ مخلوق تمام لوازمات بشریہ کے مورد اور وہ منزہ۔

(م) فرق کرنا تو جائز نہیں۔

(ح) فرق ضروری ہے لولا الاعتبارات لبطل الحکمۃ آپ کوئی اور دلیل پیش کریں جس سے ضرورت یا حیات ثابت ہو۔

(م) لیجئے لترکبن طبقا عن طبق کہ ضرور تم ارتکاب کروگے ایک مطابقت کا بعد دوسری مطابقت کے پس جو امم سابقہ میں واقعات ہوں اُن کا وقوع اس امت میں ضروری ہے چونکہ اُس امت میں تین آدمی مسیح خضر۔ الیاس غایب بالحیات ہیں یہاں بھی ضرور ہونا چاہیئے۔

(ح) طبق کے معنی اگر آپ مطابقت لیتے ہیں تو اول خطاب امت کی طرف ثابت کیجئے پھر اگر مطابقت تامہ ہے تو پھر یہاں تین آدمی غایب ہونا چاہئیں۔ اور وہ سب امور جو بنی اسرائیل میں فردا فردا ہوئے ہیں وہ یہاں ہونے چاہئیں۔ اور اگر مطابقت ناقصہ مراد ہے تو پھر ایک امام غایب کا ہونا بھی ضروری نہیں

(م) آدم سے لے کر قیامت تک نبی یا اُس کا وصی یا وصی الوصی علی التسلسل موجود ہوتا ہے۔ پس اگر امام زندہ نہ مانا جائے تو تسلسل ٹوٹتا ہے۔

(ح) نبی الفاسد علی الفاسد کوئی اور دلیل پیش کیجئے۔

(م) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی الخ چونکہ ابتک کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس نے دین کو دوسرے ادیان پر ایسا غالب

علاء استغفراللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۲۳-اپریل ۱۹۱۵ء کو ارشاد فرمایا

(نوشتہ غلام نبی بلانوی)

قل لمن ما فی السموات والارض قل للہ کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ لیجمعنکم الی یوم القیامۃ لا ریب فیہ۔ الذین خسروا انفسھم فھم لا یؤمنون۔ ۶:۱۲

اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان جو مختلف مذاہب نے کیا ہے اس میں بہت بڑا فرق نظر آتا ہے۔ ہر مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں سے کچھ علیحدہ ہی باتیں بیان کرتے ہیں۔ بعض مذاہب نے تو اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت سے ہی انکار کر دیا ہے۔ بعض نے اس کی وحدانیت سے انکار کر دیا ہے۔ بعض اس کی رحمانیت کے منکر ہیں اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس کے صدق سے بھی انکار کر دیا ہے۔ غرضیکہ مختلف خیالات کے پھیلانے والے مذاہب میں کسی نہ کسی نے خدا کی کوئی صفت باطل قرار دی ہے۔ اور کسی نے خدا کی طرف کوئی گند منسوب کر دیا ہے لیکن اسلام اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کہ تمام صفات حسنہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا اور تمام بدیوں اور نقصوں سے پاک ٹھیراتا ہے اور یہ اسلام کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ ہر ایک انسان آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جو نیکیاں اور صفات حسنہ مخلوق میں ہوں کس طرح ممکن ہے۔ کہ وہ اس مخلوق کے خالق میں نہ ہوں ضرور ہے کہ اس میں پائی جائیں۔ اور بہت زیادہ پائی جائیں لیکن بہت مذاہب نے اس بات کی پرواہ نہیں کی۔ اور ان کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان مذاہب کی کتابوں اور عقاید میں انسانوں نے اپنی طرف سے باتیں بنا کر ملا دیں۔ یا وہ مذاہب ہی سرتاپا خود ساختہ ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کو کسی زمانہ میں قائم نہیں کیا۔ ان وجوہات سے مختلف مذاہب میں گند پیدا ہو گیا ہے۔ ان کے مقابلہ میں اسلام خدا تعالیٰ کا نازل کردہ مذہب ہے اور پھر قرآن شریف میں کسی انسان کا دخل ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اسلئے قرآن شریف بھی اسی طرح ہے جس طرح کہ اترا تھا۔ اس وجہ سے اسلام ہر طرح کے گندوں سے پاک اور صاف ہے لیکن مسلمانوں نے اپنی سمجھ اور علم کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو تمام صفات حسنہ والا مانتے ہوئے اس کی بعض صفات کی طرف توجہ نہیں کی۔ ایسے لوگ یہ قیاس کر لیتے ہیں کہ جیسے ہم ایک دوسرے سے سلوک کرنے کے جذبات کو کام میں لاتے ہیں۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ بھی اپنی مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے یا یہ لوگ رائج الوقت خیالات کو اپنے عقاید کے ساتھ ملا کر کچھ اور کی اور ہی باتیں بنا لیتے ہیں۔ مذہب اسلام نے جہاں خدا تعالیٰ کو اور نقصوں سے پاک قرار دیا ہے۔ وہاں ان لوگوں کے عقاید کی تردید بھی کی ہے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ خدا بخشتا نہیں۔ اور کسی پر رحم نہیں کرتا۔ بہت سے مذاہب نے فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ خدا ہرگز نہیں بخشتا ایسے مذاہب والوں کے خیال میں گویا خدا کی انتقام لینے کی صفت اس کی رحم کی صفت کے ماتحت نہیں۔ بلکہ برابر ہے۔ اور جہاں رحم اور انتقام کا مقابلہ ہوتا ہے۔ وہاں رحم دب جاتا ہے اور انتقام اپنا کام کرتا ہے لیکن قرآن شریف نے اس کے خلاف اور بات بیان کی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس نے خدا تعالیٰ کے انتقام لینے کی غرض بتائی ہے کہ خدا لوگوں کو سزا دینے کی غرض سے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان سے انتقام نہیں لیتا۔ بلکہ اسکے سزا دینے سے لوگوں کی اصلاح مد نظر ہوتی ہے۔ پھر بتایا کہ کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ۔ خدا نے تو اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ ہمارا رحم ہمیشہ سزا پر غالب رہتا ہے یعنی اس طرح کہ اگر کوئی ایسا موقع پیش آئے کہ رحم سے کسی کی اصلاح ہوتی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس انسان کے جرم کی چشم پوشی کر جائے گا اور اسے سزا نہیں دے گا۔ اور اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ انتقام اور رحم دونوں کے استعمال کرنے سے اصلاح ہو سکتی ہو تو بھی خدا تعالیٰ وہاں رحم کو ہی کام میں لائے گا لیکن اگر کوئی ایسا موقع در پیش ہو۔ کہ رحم سے اصلاح نہ ہو سکتی ہو۔ اور سزا سے اصلاح ہوتی ہو۔ تب خدا تعالیٰ سزا دے گا اگر کوئی یہ سوال کرے۔ کہ کیوں خدا تعالیٰ ایسا کرتا ہے۔ کہ جب تک عفو اور درگزر سے اصلاح ہوتی ہے اس وقت تک اپنے مجرموں سے انتقام نہیں لیتا۔ حالانکہ ہم انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے دشمن سے انتقام لینا ہو تو خواہ اس دشمن کی اصلاح رحم میں ہی ہوتی ہو۔ تو بھی اس انسان کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوتا ہے جبکہ وہ انتقام ہی لے لیتا ہے۔ اور دنیا میں یہ عام رواج ہے کہ لوگ دکھ کا بدلہ دکھ اور تکلیف کا بدلہ تکلیف دینا ہی پسند کرتے ہیں۔ اور اگر نرمی سے کہیں کام چلتا ہو تو بھی اس سے کام نہیں لیتے۔

پھر خدا تعالیٰ کیوں ایسا کرتا ہے۔ اور تمام انسان جب خدا تعالیٰ کی مخلوق اور مملوک ہو کر اسکے احکام کو توڑتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ انہیں سزا کیوں نہیں دیتا۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے رحم ہی کرتا ہے۔ اسکی وجہ خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ قل لمن ما فی السموات والارض قل للہ۔ اے رسول ان لوگوں کو کہہ بتاؤ جو زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے۔ یہ تو جواب دیں گے یا نہ دیں گے۔ اسکا جواب تم ہی یہ دو کہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے۔ جب یہ اللہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی تباہ کرنا پسند نہیں کرتا جس طرح کوئی اپنی چیز کو خراب نہیں کرنا چاہتا اور جہاں تک اسکی طاقت اور ہمت ہوتی ہے یہی چاہتا ہے کہ یہ چیز درست ہی ہو جائے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ اسکی ہر ایک چیز بغیر سزا پانے کے ہی درست ہو جائے دیکھو کسی کا بیٹا یا بھائی قصور کرتا ہے۔ تو وہ یہی چاہتا ہے کہ لڑکے کو زبانی ہی سمجھا دیا جائے اور اس پر سختی نہ کی جائے لیکن جہاں انسان انتقام لینے کے لئے آمادہ ہوتا ہے وہ جگہ غیر ہوتی ہے جس کے نقصان اٹھانے سے اسکا اپنا ہرج نہیں ہوتا جس کے مرنے سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ اور جس کی عزت و آبرو کے برباد ہونے سے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ مگر جہاں اسکی اپنی چیز ہو اسکو نقصان سے بچانے کے پہلو سوچا کرتا ہے۔ مثلاً اگر ایک مکان کو آگ لگ جائے تو اس کے بجھانے کے دو ہی طریق ہیں۔ اول یہ آگ پر پانی ڈال دیا جائے۔ اور دوسرا یہ کہ اس مکان کی دیواریں گرا دی جائیں۔ اگر کسی کا اپنا مکان ہو تو یہی کوشش کرے گا کہ جس طرح بھی ہو۔ پانی ڈال کر آگ بجھائی جائے اور مکان نہ گرایا جائے۔ اور اگر کسی کے دشمن کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہو۔ تو اسکے متعلق یہی کہے گا کہ بہت جلدی مکان کو گرا دیا جائے تاکہ دوسرے گھروں کو آگ نہ لگے اسی طرح کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی آنکھ کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے ڈاکٹر انہیں مشورہ دیتا ہے کہ اسکو نکلوا دو۔ لیکن وہ سالوں سال اسی امید پر نہیں نکلواتے کہ شاید اچھی ہو جائے لیکن دشمن کی تو صحیح و سالم آنکھ کو نہایت بے دردی سے پتھر مار کر پھوڑ دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دیکھو لوگ کیسے نادان اور کم عقل ہیں کہتے ہیں کہ اللہ میں رحم نہیں ہے اور اگر کوئی اسکا گناہ کرے۔ تو وہ اسے معاف نہیں کرتا بلکہ سزا ہی دیتا ہے لیکن ان لوگوں کا اپنا یہ حال ہے کہ اگر ان کی اپنی کسی چیز میں نقص پیدا ہو جائے۔ تو اسکے بچانے میں پورا پورا زور لگاتے ہیں۔ اور اللہ کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ وہ لوگوں کو جب انہیں کسی قسم کا نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ہلاک ہی کر دیتا ہے۔ یہ ان کی بہت بڑی حماقت ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ یہ تمام اشیاء جو زمین و آسمان میں ہیں کس کی ہیں۔ یہ تو سب کچھ خدا کا ہی ہے جب سب کچھ خدا کا ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ وہ انکو تباہ کر دے سوائے ایسی صورت کے کہ اسکے سوا اصلاح نہ ہوتی ہو۔ جس طرح ایک انسان کو معلوم ہو

رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

[illegible] ملی الدن دیکھنا || عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا || میں بھی اک قرآنی چہرہ [illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

مضامین [illegible]

باقی تمام خط وکتابت [illegible]

قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

ساڑھے چار چندہ مقامی خریدار

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

[illegible] ہفتہ میں [illegible] بار شائع ہوتا ہے

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے

جلد ۲ | مورخہ ۲- مئی ۱۹۱۵ء مطابق ۱۷- جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۴

مدینۃ المسیح

۱- حضرت خلیفۃ ثانی کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے۔ حضور نے جمعہ کے خطبہ میں غیر احمدی کے جنازہ کے مسئلہ کو ایسے طور پر واضح کیا کہ اب انشاء اللہ اس کے متعلق کوئی سلیم الفطرت اعتراض نہیں اٹھائے گا۔

۲- مولانا محمد سرور صاحب اور میر محمد اسحٰق صاحب فاضل اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب اور شیخ عبد الخالق صاحب مظفر و منصور دار الامان ۲۹- اپریل بوقت عصر واپس پہنچ گئے۔ امید ہے کہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب اتوار کو گوجرانوالہ کے سفر پر لیکچر دینگے۔

۳- بہت سے مہمان قادیان میں وارد ہیں۔ ملک شیر زمان صاحب نائب تحصیلدار صوابی برادر محمد عیسیٰ صاحب و برادر نور الحسن صاحب۔

گوجرانوالہ میں مسیحیت اور احمدیت کا مقابلہ

(ہمارے اپنے رپورٹر کی قلم سے)

۲۵- اپریل ۱۹۱۵ء- آج ۴ بجے سے انجمن احمدیہ گوجرانوالہ کا اجلاس شروع ہوا۔ فاضل راجیکی نے قرآن و حدیث پر تقریر کی۔ ضرورت بیان کر کے چکڑالوی خیالات کی تردید کی اور جمع الشمس والقمر کی تفسیر کر کے حاضرین پر صداقت مسیح موعود ثابت کی۔ نہایت عمدہ اور اچھا اثر ہوا۔ چکڑالوی بھی موجود تھے۔ مولوی صاحب کے بعد مولوی فاضل میر محمد اسحٰق نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور صداقت کو مدلل و مبسوط طور پر پیش کیا

انبیائے سابقین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] نے وہاں کو حضرت احمد بروز مصطفےٰ پر چسپاں کر کے اپنے علم فضیلت اور قادر الکلامی کا ثبوت دیا۔ اس کے بعد [illegible] صاحب نے گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی معاملات دیانت میں ایک نرالے ثابت ہونے کی حیثیت میں اخلاص شکریہ ادا کیا اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ اسی شام کو ۸ بجے پادری لیکھرام کا لیکچر "تجسم الوہیت" پر ہوا۔ اس لیکچر کی نسبت دوران لیکچر میں ہی پادری جیون مل صاحب کو آہستہ سے ایک دوسرے پادری کے کان میں کہتے سنا گیا "یہی دلیل کو آپ کاٹ جاتا ہے"۔

۲۶- اپریل- رات کے لیکچر پر شیخ عبد الحق صاحب نے تنقید کی اور بائبل کے حوالجات دیکر مسیحی صاحبان کو قدرت سے متحیر کر دیا۔ پہلے پادری جیون مل جواب دیتے رہے مگر [illegible] دیکھ کر پادری جوالا سنگھ صاحب کو اٹھنا پڑا۔ مگر جناب میر صاحب

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

مولوی سید محمد اسحٰق کی برجستہ و پُرمعنی تقریر سے پادری صاحب کو آج پھر الفاظ کی آڑ میں پناہ لینی پڑی۔ وہ مسیح کو انسان ثابت کرنے سے قاصر رہے۔ کامل نمونہ کا ثبوت نہ دے سکے عوام پر بہت اثر ہوا ہے "قادیانی آگئے" کا شور تمام شہر میں موجود ہے۔ قادیانی کامیابی کے غیر مبائعین بھی قائل ہیں +

۲۶۔ اپریل ۱۹۱۵ء۔ آج ۸ بجے شام پادری کارڈن صاحب نے بزبان پنجابی نجات پر تقریر کی۔ پادری صاحب کی تقریر بحیثیت مضمون تو قابل ذکر نہیں۔ کیونکہ اس میں نفس مضمون پر بہت کم بحث تھی۔ البتہ پادری صاحب نے زبان پنجابی کو اس عمدگی اور اچھے لہجہ سے ادا کیا۔ کہ نفس آواز سے کوئی شخص نہیں پہچان سکتا تھا کہ انگریز بول رہا ہے یا پنجابی۔ اس تقریر کے وقت الفضل کے رپورٹر کو متواتر یہ خیال آتا رہا +

کاش احمدی مبلغ بھی اسی طرح اجنبی زبانوں پر حکمرانی کر سکیں +

۲۸۔ اپریل ۱۹۱۵ء۔ آج ۸ بجے کی بجائے ۸ بجے سے سلسلہ مناظرہ شروع ہوا × × × × × ایک آریہ صاحب کے سوال و جواب ہونے کے بعد میر صاحب سید محمد اسحٰق اٹھے۔ اور رات کی تقریر کا خلاصہ بیان کرکے بائبل سے حوالجات دیکر اپنے گذشتہ مطالبات کا دوبارہ مطالبہ کیا اور فرمایا اگر مسیحی کتب میں لکھے ہوئے معجزات قابل قبول ہیں۔ تو پھر گورو نانک صاحب کا ہاتھی زندہ کرنا پیران پیر کا بیڑی نکالنا۔ اور ہندوؤں کا یہ یقین کہ لنکا میں لچھمن جی زندہ ہوئے۔ اور ہنومان پہاڑ لائے یا رشیوں نے اور ایسے معجزات دکھائے۔ صحیح ہے کیونکہ اس کا ذکر انکی کتابوں میں ہے۔ پادری جوالا سنگھ صاحب نے اس پر کہا ان کا تواتر ثابت نہیں۔ اس پر میر صاحب نے فرمایا کہ جس تواتر کو مسیحی دلیل ٹھہراتے ہیں اس سے بڑھ کر تواتر بالمیکی رامائن میں درج شدہ واقعات کے متعلق ہندوؤں میں مسلم ہے پھر میر صاحب نے مطالبہ کیا کہ از روئے انجیل معجزات تو جھوٹے نبی بھی دکھا سکتے ہیں پھر معجزہ کو مثبت صداقت ٹھہرانا غلطی ہے۔ پادری صاحب نے آج بھی ہمارے مطالبات کی طرف توجہ نہیں کی یونہی وقت

گذار دیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بدستور سابق آج بھی احمدیت کی فتح ہوئی۔

۲۷۔ اپریل ۱۹۱۵ء۔ شام کو ۸ بجے پادری علی بخش صاحب لاہور نے کفارہ پر تقریر کی جس کی نسبت صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ پادری صاحب نے سوائے چند منقول حوالجات دینے اور قربانیوں کا ذکر کرنے کے کوئی معقول بات پیش نہ کی +

۲۸۔ اپریل ۱۹۱۵ء۔ آج ساڑھے نو بجے صبح سے پھر مجلس مناظرہ کا انعقاد ہوا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی بحیثیت غیر احمدی نمایندہ موجود تھے۔ پہلے ایک آریہ صاحب اور پادری علی بخش و جوالا سنگھ میں باہمی گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد میر محمد اسحٰق صاحب نے رات کی تقریر کا خلاصہ بیان کرکے اور بائبل سے حوالہ دے کر کہ باپ کے انگور کھانے سے بیٹے کے دانت کھٹے نہیں ہو سکتے بتایا کہ مسئلہ کفارہ باطل ہے۔ میر صاحب کے مطالبات کا آج بھی جواب صاف رہا۔ مگر پادری جوالا سنگھ صاحب کو اس طرف آنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی۔ میر صاحب کے بعد مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سلسلہ گفتگو شروع کیا۔ اور تعجب ظاہر کیا کہ آج پادری جوالا سنگھ صاحب اپنے دستور کے خلاف کیوں منطقی بحث کی بجائے منقولی گفتگو کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو معلوم نہ تھا کہ احمدی مناظر پہلے ہی مقرر کے منطق کو اپنے علم سے پامال کرکے اسے مجبور کر چکے ہیں کہ وہ منطق کے پردے سے باہر آئے۔ منطقی بحث بھی کافی درانی ہو چکی ہے۔ اور پادری جوالا سنگھ صاحب اب دراصل ایک تھکے ماندے مغلوب حریف کے مشابہ ہو رہے ہیں +

الفضل کے رپورٹر نے نہایت افسوس سے دیکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حسب عادت سابق یہاں بھی عاشقانہ اشعار سے اپنی تقریر کو سجایا۔ اور پادری صاحب کے اس قول پر کہ جب تک سب لوگ مسیح پر ایمان نہ لے آئیں۔ وراثتی گناہ کا اثر دور نہیں ہو سکتا۔ کہا

"فیس لاؤ تاکہ ہم تمہیں نجات دلائیں"

یہ فقرہ گو مذاقاً ہو مگر اس کا مفہوم یہی تھا کہ فیس لاؤ تاکہ ہم عیسائی ہو کر تمہیں پسینہ سے روٹی کھانے اور

درد زہ سے بچہ جننے کی تکلیف سے چھڑا دیں مولوی صاحب کی تقریر میں اگر کوئی مضبوط بات تھی تو وہی جو حضرت اقدس مسیح موعود بارہا پیش کر چکے اور آپکے خدام بھی جانتے ہیں یعنی درد زہ سے بچہ جننا اور پسینہ سے روٹی کما کر کھانا ابطال کفارہ پر دال ہیں۔ اس طرح یہ جلسہ آج ۹ بجے احمدیہ اور احمدیت کی کامیابی پر ختم ہو۔ والحمد للہ علیٰ ذالک +

بقیہ از صفحہ ۳

میں متزلزل نہیں ہوئے۔ اسی طرح ہز آنر نے سکھوں اور ہندوؤں کے متعلق فرمایا کہ عام قومی لحاظ سے وہ وفادار اور جان نثار ہیں اور اخیر میں فرمایا کہ پنجاب کا دل ویسا ہی سالم ہے جیسا کہ غدر کے نازک ایام میں بلکہ اس وقت سلطنت ہند کا کوئی اور صوبہ پنجاب سے بڑھ کر اس جنگ میں کام نہیں کر رہا اور میں چاہتا ہوں کہ یہی سپرٹ قائم رہے۔ اس لئے تمام فرقوں اور جماعتوں کے لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ تمام اختلافات کو بھول جائیں "

اس تقریر کے پڑھنے سے جہاں اخبارات کے لئے اور بھی حزم و احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ثابت ہوتی ہے وہاں یہ خوشی کی بات ہے کہ ہز آنر کو ہماری غیر متزلزل وفاداری پر پورا بھروسہ ہے۔ جس کے بارے میں ہم اہالیان پنجاب کی طرف سے بالعموم اور احمدی جماعت سے (جو نہ صرف پنجاب ہندوستان بلکہ دیگر ممالک و اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے) بالخصوص یہ یقین دلانے کے لئے تیار ہیں کہ وہ ہر مشکل میں اپنی گورنمنٹ کے ممد و معاون ثابت ہونگے۔ اسی طرح اخبارات بھی ایسے مضمون شائع نہیں کرتے اور نہ انشاء اللہ شائع کرینگے۔ جن سے گورنمنٹ کی کسی مشکل میں اضافہ ہونے کا احتمال ہو۔ لیکن باایں ہمہ اتنا عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انسان کمزور ہے۔ ممکن ہے کہ نادانستہ طور پر کسی اخبار سے کوئی ایسی لغزش ہو جائے تو اس صورت میں ہر چند یہ صحیح بات ہے کہ ایڈیٹر کو اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ لیکن پھر بھی اسے اصلاح کا موقعہ ملنا چاہیئے اور تازہ خبروں کی بہم رسانی کا انتظام اگر گورنمنٹ کی طرف سے ہو جائے تو انگریزی اور اجنبی اخبارات کے بیانات نقل کرنے کی ان اخبارات کو ضرورت نہیں رہیگی جو ملک سے چھپتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب

اور

نبوت مسیح موعود

(از قلم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل)

لاہور کے اخبار پیغام صلح پرچہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۸ء جلد ۵ نمبر ۱۱۹ میں مولوی محمد علی صاحب کا جو خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے اس میں مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی [illegible] سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک بات ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو"

لیکن حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر خود جناب مولوی صاحب موصوف نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد ۷ نمبر ۶ و ۷ میں "حضرت مسیح موعود کے کمال" [illegible] نوشتہ بالا کے عنوان کے ماتحت شائع کیا تھا۔ آپ اسمیں لکھتے ہیں کہ

(۱) "اب یہ تمام امور ایسے ہیں جنکا منہاج نبوت کے رو سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے تو منہاج نبوت کے رو سے ہی ہو سکتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مابہ الامتیاز کیا ہے جس سے سچے اور جھوٹے کی شناخت ہو۔۔۔۔۔ سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو خود پیشگوئیوں میں کثرت اور کیفیت کو دیکھنا چاہیئے کیونکہ قرآن شریف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اظہار علی الغیب کو اللہ تعالیٰ انبیاء اور رسل کے لیئے مخصوص کرتا ہے یعنی کثرت سے غیب کی اطلاع دینا۔ پس پہلی بات دیکھنے والی یہ ہوتی ہے کہ ایک مدعی کی پیشگوئیوں میں سچی پیشگوئیوں کی کثرت پائی جاتی ہے کہ نہیں سو اسی معیار کے رو سے پرکھ کر دیکھو تو حضرت مسیح موعود کو اپنے دعوے میں سچا پاؤ گے" صفحہ ۲۹۲

اور پھر اسی مضمون میں لکھتے ہیں کہ

(۲) "اور پھر سارا قانون یہ ہے لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کو نصرت نہیں دیجاتی بلکہ اسے ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ جسطرح جھوٹے کو جلدی ہی ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا کرتا ہے اسطرح مرزا صاحب کے ساتھ نہیں کیا پس جس شخص کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنی کتاب میں مقرر کردہ [illegible] کے [illegible] جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا بلکہ صادق اور اپنے سچے رسولوں والا سلوک کرتا ہے اسکی صداقت پر شبہ کرنا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنا اور اسکے کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکیگی" صفحہ ۲۹۴

اور پھر اسی مضمون میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ

(۳) "علاوہ اس کے خالی پیشگوئی کوئی چیز نہیں جبتک کہ اسکے ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کی تعلیم [illegible] ۔۔۔۔۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ ایسی ہی نصرت اور تائید جانب اللہ ہو جس سے باوجود دشمنوں مخالفوں کے اس [illegible] کی۔۔۔۔ کہیں الٰہی آوازیں آنے جانے کے اس کے سلسلہ کی ترقی [illegible] اور [illegible] سے تند باد مخالفت کا یہ مکان کے پودے کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے یہ تمام باتیں ہرگز ہرگز کسی کاذب میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تمام دنیا کو تلاش کر لو تاریخ کے ورقوں کو ایک ایک کر کے الٹ ڈالو مگر ان سب باتوں کا مجموعہ سوائے خدا کے برگزیدہ نبیوں کے ہرگز کہیں نہ پاؤ گے" صفحہ ۲۹۳

اور اسی مضمون میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ

(۴) "میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ ایک کثیر حصہ پیشگوئیوں کا ابھی ایسا ہے جسکے پورا ہونے کا انتظار باقی ہے کیونکہ یہی سنت اللہ ہے کہ ایک نبی کی پیشگوئیاں اسکی موت تک ہی ختم نہیں ہو جاتی ہیں بلکہ جیسا عظیم الشان نبی ہو اسی طرح اسکی پیشگوئیوں کا زمانہ بھی لمبا ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی۔ اسلیئے ہمیں بہت تاویلیں کرنے کی ضرورت نہیں"

اور رسالہ مذکورہ کی جلد ۵ نمبر ۳ میں مولوی صاحب نے ایک مضمون زیر عنوان "آخری زمانہ کا مصلح" شائع کیا تھا جسمیں آپ پرزور الفاظ میں لکھتے ہیں کہ

(۵) "وہ خود علامتیں بتاتا ہے کہ یہ وہی آخری زمانہ ہے جن کا وعدہ دیا گیا تھا ان کے ماسوا ہر ایک مذہب میں اور بعض آثار اور قرائن ایسے پائے جاتے ہیں جن سے یہ زمانہ معین کیا جا سکتا ہے یہ تمام پیشگوئیاں اس امر پر متفق ہیں کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور شور سے جمع ہو جائینگی جنکی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ گزری ہو اور ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے کہ موعود پیغمبر کے نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی کے درمیان اسوقت ایک سخت خطرناک جنگ ہوگا۔ اور آخر کار حق پرستی اور راستی کی افواج فتح پائینگی" صفحہ ۸۱

(۶) "اور چونکہ پیشتر بیان کردہ نشانات عالم میں پھیل چکے ہیں اسلیئے یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں موعود نبی کا نزول مقدر تھا" صفحہ ۸۳

(۷) "مسیح موعود آخری زمانہ کا مرسل اور آدم ثانی کے نام سے بھی مخاطب کیا گیا ہے" صفحہ ۸۹

(۸) "کسی مدعی نبوت کے دعوے کے صدق و کذب کی شناخت اور فیصلے کے لیئے سب سے محفوظ طریق یہی ہے کہ یہ امر دیکھا جائے کہ بحیثیت مجموعی کیفیت عامہ کے ساتھ وہ پیشگوئی ایسے حالات کے ساتھ موافق ہے یا نہیں۔ یہانتک تو اصول عامہ مشترکہ مسلمہ سے ہمارے بیان کی ترجیح ثابت ہے اب دوسرا امر یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعوی مسیحیت و مہدویت کے بارے میں اندرونی شہادت دیکھی جاوے" صفحہ ۹۰

(۹) "کوئی نبی اللہ صرف دفع شر ہی کے لیئے مامور و مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ دفع شر ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے جس کے بعد الٰہی اصول نہایت جانفشانی اور مضبوطی کے ساتھ قائم کیئے جاتے ہیں اور اگر دفع شر سے یہ مقصد حاصل کرنا مدنظر نہ ہو تو پھر یہ بالکل بے حیثیت اور بے قدر بات ہے اسی طرح مسیح موعود کا حال بھی ہے وہ اس قانون الٰہی سے مستثنےٰ نہیں ہو سکتا" صفحہ ۹۵

(۱۰) "نبی الاصل (رجل من ابناء فارس) کے متعلق جو پیشگوئی وارد ہوئی ہے اسکی جڑ قرآن شریف میں موجود ہے چنانچہ سورۃ الجمعہ میں آیا ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین وآخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ ترجمہ۔ وہ وہی ہے کہ جس نے امی لوگوں

ہیں سے یہ کمال مبعوث کیا کہ انہیں اس کی آیات سناتے اور انہیں پاک بنانے اور کتاب و حکمت کی انکو تعلیم دیتے گو وہ پہلے صاف طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک اور قوم بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہی لوگوں کے ہمرنگ ہوگی اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ جو انہیں خدا کی آیات سنائے گا اور انہیں پاک بنائے گا۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے " صفحہ ۹۶

(۱۱) "آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فرستادہ الٰہی رسول نبی کی بعثت لکھی ہے۔ انہیں آخرین کہا گیا ہے " صفحہ ۹۸

(۱۲) "ایک اور الہام میں لکھا ہے لوکان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من ابناء فارس یعنی اگر ایمان ثریا میں معلق ہوتا ہوگا تو ابنائے فارس سے ایک مرد اسے پھر لا دے گا۔ یہیں ملہم کو رجل من ابناء فارس کے نام سے مخاطب کیا گیا ہے اور پیشگوئی کے بیان میں اوپر یہ ذکر آچکا ہے کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس بھی ہے " صفحہ ۹۹

(۱۳) "ان ابتدائی اور خارجی امور کے فیصلہ سے ہم اب اس حالت میں ہو گئے ہیں کہ اس نبی آخر زمان کے دعوے کی تصدیق کو سمجھنے کے لیے اندرونی شہادت پر غور کریں۔ تاکہ ہر ایک منصف مزاج بالحاظ مذہب و ملت اس امر کو مان سکے " صفحہ ۱۰۰

(۱۴) "یہ امر محتاج بیان نہیں کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی جس قدر مخالفت کی گئی ہے۔ اس کی نظیر صرف انبیاء کے حالات میں مل سکتی ہے " صفحہ ۱۰۱

(۱۵) "اگر بنظر تعمق غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان اور بہت ہی قابل قدر ہے اور یہ ایسا بین علامت اور صریح النبوت معجزہ ہے کہ جس کے برابر ثبوت کی صفائی کے پہلو سے انبیاء بنی اسرائیل کی تواریخ میں کوئی نظیر نہیں پائی جاتی " صفحہ ۱۰۵

جلد مذکور کے صفحہ ۱۴۹ پر مولوی صاحب موصوف ڈوئی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

(۱۶) "اس نے دعویٰ خدا نے (ناقل) جیسا کہ وعدہ فرمایا ہے کہ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اپنے ایک برگزیدہ رسول پر اس انجام کو ظاہر فرمایا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ خدا کے سچے مرسل کے سامنے ہلاک ہوگا "

اور ریویو کی جلد ۵ کے صفحہ ۱۷۴ پر لکھتے ہیں کہ:

(۱۷) "قرآن شریف اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں۔ اور آپ کے دو ناموں محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم میں انہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے "

اور پھر ۳۰۱ پر لکھتے ہیں کہ:۔

(۱۸) "اس سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد اور اس کی اصل غرض دنیا میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان کو از سر نو زندہ اور تازہ کر کے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلاوے اور گناہ سے نجات پانے کی راہ بتائے۔ اس سلسلہ کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اسی میں شامل ہو کر انسان ان راہوں کو پا سکتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کا حصول صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنا علم اور قدرت کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ جس سے ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان صرف قصوں کے ہو گئے ہیں "

اور پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۱۹۱ پر لکھتے ہیں کہ:۔

(۱۹) "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطے کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لیے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لیے یہ دروازہ بند نہیں ہوا ۔۔۔۔۔۔ البتہ آپ کے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آسکتی "

اور پانچویں جلد کے صفحہ ۱۹۹ پر لکھتے ہیں کہ:۔

(۲۰) "کیا یہ امر قابل تعجب نہیں کہ ایک شخص جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کر رہا ہو۔ اور تمام عقاید باطلہ کی تردید کر رہا ہو اس پر تو نکتہ چینی کا اس قدر جوش و خروش ہو کر کھانا پینا اور سونا بھی حرام کر دیا جائے۔ اور جب ایک دوسرا شخص عیسائی مذہب کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو اور بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو تو اس کی مخالفت کیلئے ایک سطر بھی نہ لکھی جائے "

یہ نمونہ ہے ان حوالجات کا جن میں مولوی محمد علی صاحب نے خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کے متعلق نہ صرف اپنا عقیدہ ظاہر کر چکے ہیں بلکہ دلایل قرآن و حدیث سے اسکو بڑے زور سے ثابت کرتے رہے ذیل میں ہم ان حوالجات سے چند نتایج اخذ کر کے ناظرین کے مطالعہ کے لئے درج کرتے ہیں۔

(۱) ان حوالجات میں مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس کو مرسل۔ نبی احمد۔ نبی آخر زمان موعود نبی فارسی الاصل نبی۔ برگزیدہ رسول۔ مدعی رسالت موعود پیغمبر۔ مدعی نبوت۔ پیغمبر آخر زمان آخری زمانہ کا مرسل۔ خدا کا سچا مرسل اور سچا رسول کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور بڑے زور سے آپ کی نبوت و رسالت کو ثابت کیا ہے لیکن آج آپ مرزا صاحب "کو نبی قرار دینا اسلام کی ہتک اور ہمارے حضرت اقدس پر بہت بڑی زد پڑنے کا موجب قرار دیتے ہیں۔ پس یا تو مولوی صاحب ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں اسلام کی خدمت اور اشاعت نہیں بلکہ اس کی بیخ کنی کے درپے رہے ہیں اور تقیہ کا طریق اختیار کر کے حضرت اقدس کے پاس رہ کر آپ پر ایک لمبے عرصے تک بہت بڑی زد کرتے رہے ہیں یا پھر اب کسی مصلحت وقت کی وجہ سے حد تعدی میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق خدا تعالیٰ کے نبی کا یہ مکاشفہ کہ " مولوی محمد علی صاحب کو ۔ رویا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ " دوسری صورت کی ہی تائید کرتا ہے۔

(۲) ان حوالجات میں مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی نبوت کو متعدد قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے لیکن اب آپ اسے "خطرناک غلطی" قرار دیتے ہیں۔ معلوم نہیں اب مولوی صاحب ان آیات کی شہادت کو کس بنا پر رد کرتے ہیں۔ بظاہر اس کی وجہ

[illegible] ہو گئی ہیں۔ الغرض اب مولوی صاحب صرف اسی قرآن شریف کی حقانیت سے ہی منکر ہو گئے ہیں۔ [illegible] کہ ان آیات کو اب آپ قرآن شریف سے خارج یقین کرتے ہوں اور ہو وہ قرآن کریم کو **کلام الٰہی** اور **مفتریات انسانی** کا مجموعہ قرار دیتے ہوں۔ نعوذ باللہ من ذالک ✦

(۳) ان حوالجات میں مولوی صاحب نے "سچی پیشگوئیوں کی **کثرت**" اور "**کثرت** سے غیب کی اطلاع" پانے کو "**انبیاء اور رسل کے لئے مخصوص**" تسلیم کیا ہے اور اس علامت کو **مدعی نبوت** کی صداقت کے لئے ایک اعلیٰ معیار قرار دیا ہے اور آیت فلا یظہر علی غیبہ کو اس کے ثبوت میں پیش کیا ہے لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہی بات کہی اور اسے القول الفصل و حقیقۃ النبوۃ حصہ اول میں بیان فرمایا تو اسی مولوی صاحب [illegible] اور **کثرت** کے لفظ پر بہت تمسخر اڑایا۔ [illegible] اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] مسیح موعود کے ساتھ عداوت اور مخالفت میں حد سے بڑھ [illegible] مولوی صاحب نہ صرف حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں اور دعاوی کے منکر ہو گئے ہیں بلکہ قرآن کریم [illegible]

(۴) نیز ان حوالوں میں مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی صداقت پر شبہ کرنے والے کو بھی خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے والا قرار دیا ہے اور پھر یہ بھی اقرار کیا ہے کہ "یہ سلسلہ تمام دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہوا ہے اور ہر ایک آدمی اس سے واقف ہے" (جلد [illegible] صفحہ ۱۰۵) یعنی جس نے حضرت اقدس کے دعاوی کو سچے دل سے قبول نہیں کیا وہ خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ ایسا ہر ایک فرد خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے والا یا بلفظ دیگر کافر ہے اور پھر حضرت اقدس کو "**لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ**" کا مصداق بیان کر کے ظاہر کیا ہے کہ حضرت اقدس بالکل ویسے ہی محبوب ہیں جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محبوب ہیں اور جو شخص آپ کا حقیقی محب نہیں **وہ مومن ہی نہیں** لیکن اب مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے مخالفین میں سے صرف ان لوگوں پر کافر کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور پھر اس پر مدت تک ضد اور اصرار کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ "جو شخص ایک مسلمان کو کافر کہ کر دائرہ اسلام

ریویو جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ -

سے خارج کرتا ہے بعض وقت **جہالت سے** ایسا کرتا ہے اس صورت میں وہ کافر صرف ایک بڑی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے" (دیکھو پرچہ پیغام صلح جلد اول نمبر ۷۔ صفحہ ۲۔ بابت ۲۴ مارچ سنہ ۱۴ء) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت اقدس پر کفر کا فتویٰ لگائے۔ اور اس بات پر ضد اور اصرار کرے تب بھی اس پر کافر کا لفظ نہیں بولا جا سکتا جب تک کہ وہ تکفیر اور ضد و اصرار پر **مدت تک** قائم نہ رہے پس اس صورت میں "کافر" کا لفظ بولا جا سکے گا لیکن ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ اس شخص کی نسبت یہ احتمال نہ ہو سکے کہ وہ جہالت سے ایسا کرتا ہے اور اگر اس احتمال کی گنجائش باقی ہے کہ وہ جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو خواہ وہ کتنی ہی لمبی **مدت تک** حضرت اقدس کی تکفیر کرتا رہے اس شخص [illegible] کافر کا لفظ نہیں بولا جائے گا۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ "**مدت تک**" سے مولوی صاحب کی کیا مراد ہے [illegible]

(۵) نیز مذکورہ بالا حوالجات میں مولوی صاحب نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت کے ثبوت [illegible] اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکے گی۔ اب مولوی صاحب حضرت اقدس کی نبوت کے عقیدہ کو "بڑی خطرناک راہ" اور "خطرناک غلطی" قرار دیتے ہیں۔ جس سے نتیجہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ تمام انبیاء کی نبوت کے منکر ہو گئے معلوم نہیں باقی انبیاء کی نسبت مولوی صاحب کا اب کیا عقیدہ ہے ✦

(۶) نیز **مولوی** صاحب نے مذکورہ بالا حوالجات میں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ آیت و آخرین منہم کی رو سے حضرت اقدس بھی **اسی طرح کے نبی** ہیں۔ جس طرح کے نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ مگر پچھلے دنوں جب تشحیذ میں حضرت اقدس کی نسبت یہ فقرہ چھپا کہ "ایسا نبی کہ جیسا محمد کا ایمان" تو یہ فقرہ مولوی صاحب کو بہت ناگوار گزرا اور آپ کو اس پر پیغام میں مضمون لکھوا کر شائع کرانا پڑا۔ اور خود بھی اس کے متعلق لکھا ممکن ہے کہ ان کے نزدیک اب آیت و آخرین منہم منسوخ ہو گئی ہو۔

(۷) نیز ان حوالجات میں مولوی صاحب نے جا بجا حضرت اقدس کو **نبی آخر زمان** تسلیم کیا ہے جس کے ثبوت کے لئے آپ نے مختلف مذاہب کی مسلمہ مذہبی کتابوں سے حوالے دئے ہیں اور نیز آیت **و آخرین منہم** سے استدلال کیا ہے اب معلوم نہیں ان نبوتوں کے متعلق مولوی صاحب کا کیا خیال ہے کیا یہ حوالے ان کتب میں سے محو ہو گئے ہیں یا کہ اب ان کی شہادت غیر معتبر ہو گئی ہے ✦

(۸) مولوی صاحب نے مذکورہ بالا مضمونوں میں بار بار مخالفین حضرت اقدس کو دعویٰ کے متعلق **منہاج نبوت** کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور کھول کر لکھا ہے کہ "حضرت مسیح موعود سے اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے تو منہاج نبوت کی رو سے ہی ہو سکتا ہے" ہم کو معلوم نہیں کہ آیا اب مولوی صاحب کے نزدیک پہلے نبی بھی نبی نہیں رہے جس کے باعث منہاج نبوت حضرت اقدس کی صداقت کے لئے معیار نہیں رہا۔ یا یہ کہ خود مولوی صاحب ہی وہ مولوی صاحب نہیں [illegible] جو آج سے چند سال پہلے تھے۔ [illegible] کہ مولوی صاحب بھی وہ مولوی صاحب نہیں رہے۔ جیسا کہ آج سے گیارہ سال پہلے حضرت اقدس نے ایک [illegible] بتا دیا تھا کہ وہ وقت آ رہا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اس وقت کے مولوی صاحب نہیں رہیں گے۔ اور آپ جماعت سے الگ ہو [illegible] اور وہ ان میں فتنہ آ جائے گا۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ "مولوی محمد علی صاحب کو رویا میں [illegible] کہ آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ"

بالآخر ہم پھر ناظرین کی توجہ مولوی محمد علی صاحب کے نئے شائع کردہ عقیدہ [illegible] منعطف کراتے ہیں۔ جسے آپ نے ۷-اپریل سنہ ۱۵ء کے پرچہ پیغام صلح میں شائع کیا ہے یعنی کہ "میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا صرف اسلام کی ہی غلطی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو" (پیغام صلح جلد دوم نمبر ۱۱۹۔ بابت ۷-اپریل سنہ ۱۵ء)

اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ کیا مولوی صاحب کے ارتداد میں کوئی کسر باقی ہے ✦

گوجرانوالہ والے
ہمارے مبلغین

(تیسری چٹھی)

ملاحظہ ہو پہلے شائع ہو چکا ہے تیسری چٹھی ہمارے مبلغ بزرگ ہے

گذشتہ ملاقات کو لکھ چکے ہیں کہ پادری جوالا سنگھ نے تثلیث فی التوحید و توحید فی التثلیث پر تقریر شروع کی ۔ دو گھنٹہ بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے معنی معلول کے ہیں اور علت ہے ۔ خدا ہی پیدا ہوا ہے اور تینوں کو آپس میں یہ فرق رکھتے ہیں کہ اول واجب بالذات اور قدیم بالذات و الزمان ہے لیکن دوسرے دونوں واجب بالغیر اور حادث ذاتی ہوں مگر قدیم بالزمان ہیں اور ان تینوں میں سے ہر ایک ازلی اور ابدی ہے ۔ یہ بات کہ مسیح کے معجزات اور مردے زندہ کرنے سے ثابت ہے اور ان تینوں کا علیحدہ علیحدہ وجود ہے لیکن ان کا مجموعہ مرکب غیر حقیقی مثل آدمی اور پتھر کے جو اس نے بغل میں پکڑا ہوا ہو یا جیسا لشکر جو کہ حقیقی مرکب نہیں مگر ذہن میں ایک چیز خیال کیا جا سکتا ہے اسی طرح ان تینوں کا مجموعہ مرکب غیر حقیقی اور اعتباری خدا ہے پس ہر ایک بھی خدا حقیقی ہے اور مجموعہ مرکب غیر بھی خدائے واحد حقیقی ہے ۔

اس کے جواب میں مولانا محمد سرور شاہ صاحب نے اس پر یہ اعتراض کئے کہ اگر مرکب حقیقی ہے تب وہی اعتراض اور محالات لازم آتے ہیں کہ مرکب ہونے پر خود پادری صاحب تسلیم کرتے رہے ہیں اور اگر مرکب غیر حقیقی ہے تو اس پر یہ ۵ اعتراض ہیں ۔ اول یہ کہ مرکب غیر حقیقی واقعہ اور حقیقت میں موجود نہیں ہوتا بلکہ اس کا وجود اعتبار معتبر پر موقوف ہوا کرتا ہے پس لازم آیا کہ جس طرح آدمی اور پتھر کا مجموعہ یا متعدد افراد کا مجموعہ فی الحقیقت کوئی شئے واحد موجود فی الخارج نہیں بلکہ یہ وحدت شئے محض اعتبار اور ذہن میں ہے اور واقعہ میں محض متعدد اشیاء ہیں اسی طرح ان اقانیم ثلثہ کا مجموعہ مرکب غیر حقیقی خارج میں کوئی شئے واحد موجود نہیں بلکہ محض اعتبار معتبر پر موقوف ہے پس مسیحی مرکب خدا ان کے اعتبار سے پہلے بھی کوئی شئے واحد تھی اور بعد میں ہے تو فقط ان کے اذہان میں نہ واقعہ میں ۔ دوم یہ کہ تم خدا کو واجب بالذات تسلیم کرتے ہو لیکن جن چیزوں سے یہ مرکب ہے ان میں سے ایک واجب بالذات اور قدیم ذاتی و زمانی ہے اور دوسرے دونوں واجب بالذات نہیں بلکہ واجب بالغیر اور حادث ذاتی و قدیم زمانی ہیں (علی تسلیمکم) پس جس طرح آدمی اور پتھر کا مجموعہ آدمی نہیں اور نہ پتھر محض اسی طرح ان کا مجموعہ واجب بالذات نہیں ٹھیرا ۔ یہ کہ عیسائی مذہب میں خدا کی یہ تشریح ہے بلکہ محض پادری جوالا سنگھ صاحب کا خیال ہے ۔ ہوا ۔ مسیحیوں کے نزدیک یہی تشریح مسلم ہے تو پر یزیڈنٹ صاحب اور یہاں کے پادری صاحب کہہ دیں کہ پتھر اور آدمی یا لشکر کی طرح مرکب غیر حقیقی ہم خدا کو مانتے ہیں ورنہ ہمیں یہ یقین ہو گا کہ یہ یقین کرتے کہ یہی عقیدہ اسلامی مقابلہ کے میدان میں ٹھہرنے کے قابل نہیں ۔ لہذا ایک غیر مسیحی عقیدہ بنا کر میدان مقابلہ میں نکالا گیا ہے ۔ چہارم یہ کہ پادری صاحب نے بیان کیا تھا کہ خدا متعدد حقیقی بھی ہے اور واحد حقیقی بھی ہے لیکن اس صورت میں وہ متعدد حقیقی تو ضرور ہے لیکن واحد حقیقی ہرگز نہیں بلکہ واحد اعتباری ہے ۔ پانچواں اعتراض بیان ہونے سے پہلے وقت ختم ہو گیا ۔

اس پر انہوں نے نہایت لایعنی باتیں جن سے لوگ خوب سمجھ گئے کہ یہ رہ گیا اور کسی بات کا جواب نہیں دیا ۔ البتہ اس نے کچھ پردہ پوشی چاہی ۔ وہ بھی میری دوسری تقریر کے ساتھ رفع ہو گئی اس کے بعد میر محمد اسحٰق صاحب نے مسیح کی الوہیت کی دلیل معجزات اور مردے زندہ کرنے کی تردید پر بڑی عمدگی سے تقریر فرمائی اور پہلے سلسلہ کلام کو بھی جاری رکھا ۔ اور اس کی بھی تردید کی کہ مسلمان خدا کو محب اور بندوں کو محبوب کہہ کر بندوں کو افضل قرار دیتے ہیں ۔ پس ہم نے اگر بیٹا کہا تو کیا حرج ہے ۔ میر صاحب کے جواب میں وہ اصل اعتراض کے جواب سے تو بالکل رہ گیا اور کچھ لایعنی سلسلہ جاری رکھا ۔ پھر میر صاحب نے دو اعتراض کئے ایک یہ کہ صفت الوہیت میں تو شریک ہیں ان میں اگر کوئی مابہ الامتیاز ہے تو وہ اچھی وصف ہے یا بری ۔ اگر کسی میں اچھی وصف ہے تو دوسرے میں وہ اچھی وصف نہ ہوئی اور وہ ناقص ہوا ۔ اور اگر بری ہے تو پھر وہ ناقص اور برا ہے اور اگر مابہ الامتیاز نہیں تو پھر تعدد نہ رہا ۔ نیز جب وہ شریک ہیں تو پھر مابہ الامتیاز بھی چاہئے پس ہر ایک مرکب ہوا ۔ مگر ان کے جواب میں بھی بجز لایعنی باتوں کے اس نے کچھ نہ کہا ۔ اسکے بعد مولوی غلام رسول صاحب نے پہلے سلسلہ کلام کو بھی جاری رکھا اور جس قدر اس نے غلط تلفظ کیا تھا وہ سب آپ نے بیان کر کے نہایت اسکو شرمندہ کیا ۔ مگر اسکو صاف اقرار کرنا پڑا ۔ ہاں اس نے حتیٰ یضع یہب الحرب [illegible] قلعہ الا کو شروع کیا تھا اسے کہا کہ یہ متشابہ آیت ہے ۔ تو میر محمد اسحٰق صاحب نے کہا اگر پادری صاحب یہ آیت قرآن سے نکال دیں تو میں ایک سو روپیہ دونگا ۔ الغرض کہ خداوند کریم نے نہایت مبین فتح دی ہے ۔

(چوتھی چٹھی)

رات کو پادری لبھو مل صاحب نے مسئلہ الوہیت پر تقریر کی ۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اس کے دو حصے ہیں ۔ ضرورت تجسم اور دلیل تجسم ۔ دلیل تو کوئی بیان نہیں کی ۔ البتہ ضرورت بتائی کہ خدا آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور جو چیز پوشیدہ ہو اس پر ایمان نہیں ہو سکتا ۔ اسلئے وہ مجسم ہوا تا اسے دیکھ کر ایمان شدید بڑھے ۔

(۲) تمام دنیا گنہگار ہے اسلئے وہ مجسم ہوا تا اس کی پاکیزگی کا نمونہ انسان پکڑے ۔

(۳) اسلئے مجسم ہوا تا کفارہ ہو سکے ۔

اس پر میر محمد اسحٰق صاحب کھڑے ہوئے اور یہ بحث کی کہ خدا کے مجسم ہونے سے تو ایمان نہیں بڑھ سکتا ۔ کیونکہ نظر پھر بھی مادی جسم ہی آیا ۔ اور الوہیت اسی طرح پوشیدہ رہی جس طرح پہلے زمانے میں پوشیدہ تھی اگر یہ کہو کہ افعال سے اس کی الوہیت ظاہر ہوئی تو یہ کام تو پہلے نبیوں نے بھی دکھائے دوم مسیح نے حواریوں سے کہا تم لوگ مجھ سے بڑھ کر کام دکھا سکو گے ۔ پھر یہ کہ معجزے جھوٹے نبی بھی دکھا سکتے ہیں ۔

دوسری بات پر یہ جرح کی کہ ہر شخص گنہگار نہیں دیکھو لوقا ۔ کہ وہاں زکریا اور اسکی بیوی کو بے گناہ لکھا ہے اور نمونہ بننے کی بابت چار اعتراض کئے کہ خدا کے مجسم ہونے سے پہلے کون نمونہ تھا اور بعد والوں کے لیے کون نمونہ ہے پھر مسیح کامل نمونہ بھی نہیں بن سکتا ۔ کیونکہ وہ ایک شادی شدہ ایک صاحب اولاد ایک فاتح ۔ ایک حاکم کے لئے اپنے اندر کوئی نمونہ نہیں رکھتا پھر جب وہ خدا تھا تو ایک انسان کو خیال ہی نہیں آ سکتا نہ ہمت بندھتی کہ اسکا نمونہ بنائے ۔

تیسری بات پر یہ جرح کی کہ صلیب کے دکھوں کو جسم کے ذریعہ الوہیت نے محسوس کیا یا انسانی روح نے ۔ اگر انسانی روح نے تو پھر خدا کے مجسم ہونے کی ضرورت نہ تھی ۔ ایک انسان ہمارے لئے قربان ہوا ۔ نہ اکلوتا بیٹا ۔ اگر الوہیت نے دکھ محسوس کیا تو اس کے لئے نقص ہے اور پھر انسانیت اور الوہیت میں مابہ الامتیاز نہیں رہتا ۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم

ظلمتیں کافور ہوجائیں گی دن کے ابھرنے سے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | میں بھی اک نورانی چہرے پر ...

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین باقی تمام خط قادیان ضلع

چندہ غیر سات روپے

ہفتہ وار شائع ہوتا ہے

قیمت بہر حال

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۲ | ۴ مئی ۱۹۱۵ء مطابق ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۵

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت فضل عمر کی طبیعت ... ہے۔ حضور کی توجہ آجکل ترجمۃ القرآن کے فوائد ... کی ترتیب پر مبذول ہے +

۲۔ نیو دونوں سکولوں میں پڑھائی بدستور ہو رہی ہے +

۳۔ آج آپ دار عصر کے بعد ماسٹر عبدالرحیم صاحب گوجرانوالہ نے تبلیغ کے حالات سنائے۔ سامعین بہت محظوظ ہوئے +

۴۔ امید ہے کہ جلد قادیان میں تار لگ جائے گی +

۵۔ طلباء ہائی سکول امتحان انٹرنس دے چکے بعض ان میں سے ٹھہرے ہیں +

اخبار احمدیہ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے مسافر آگرہ کے مناظرہ کے متعلق مارا مضمون چھاپ دیا۔ بڑی اچھی بات کی۔ مگر اپنے ایڈیٹوریل نوٹ میں دعویٰ کی دلیل اپنی الہامی کتاب دینے کے متعلق یہ لکھا کہ علامہ ابن رشد نے اس طریق کی زیادہ اشاعت کی۔ یہ در اصل حملہ ہے حضرت مسیح موعود پر۔ کیونکہ ہمارے نزدیک یہ اصل اور اس پر کثرت کے ساتھ عمل حضور ہی سے خاص ہے۔ اس سے پہلے اسلام کے مناظرین میں بہت کم ایسی مثال ملتی ہے بلکہ نہیں ملتی۔ اگر اہل حدیث اپنے قول میں صادق ہے تو وہ ابن رشد کی چند مثالیں بیان کرے +

۲۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ صوفی جماعت علیشاہ صاحب کے خلیفہ خاص کا لڑکا نثار محمد۔ حضرت فضل عمر کے خدام میں داخل ہے ... مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا بیٹا ابو اسحٰق عرصے سے یہیں ہے۔ غزنوی خاندان کا ایک نوجوان حضرت خلیفۃ اول کے بعد خلیفہ ثانی کے مبائعین میں ہے۔ مولوی محمد علی بوپڑی کا بیٹا عزیز الرحمٰن دارالامان میں ہے اور بڑے اخلاص سے اپنے مخدوم و مطاع خلیفہ کی خدمتگزاری کرتا ہے تو بے اختیار زبان سے سبحان اللہ نکل جاتا ہے۔ کہ ان سعادتمند نوجوانوں کے باپوں نے تو خدا کے مسیح کی سخت مخالفت کی۔ اور اس سلسلہ کی بیخکنی میں پوری طاقت صرف کی۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا کہ ہمارے افلاذ اکباد احمدی جماعت کے پیشوا کی خدمت اپنی سعادت سمجھینگے +

۳۔ پیغام میں چھپا ہے کہ عصمت انبیاء مولوی محمد علی صاحب کی تصنیف ہے۔ اس جھوٹی خبر کا شائع کرنے والا اپنے ممدوح سے دریافت کر کے لکھے۔ اگر یہی حالت رہی تو کل شاید یہ دعویٰ ہو کہ حقیقۃ الوحی کے سوا تمام کتابیں پیغامی فتنہ کے بانی مبانی کی تصنیف ہیں +

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا +)

۴ - واقعی معاند کو لکھا گیا تھا۔ کہ اگر تمہیں توفیق ہے تو گھر بیٹھے غیر مرزا۔ چراغ الدین جمونی کی طرح دعا شائع کرو کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیوں نہیں کر دیتا۔ اس نے پھر لکھا کہ صاحبزادہ صاحب پیر مقابل پر آئیں۔ نادان نے یہ حقیقت ہی کیا ہے۔ کیا ماسیان پیغام تیرا ساختہ پرداختہ مانتے ہیں۔ تجھ کو وہ تو احمدی کہلانے والے بھی نہیں مانتے۔ غیر مبائع سید سرور شاہ صاحب نے واسطے لکھا ہے کہ اس دیوانہ کو کون خطاب کیا جاتا ہے اگر کچھ ہمت ہے تو اپنی طرف سے بموں کے چراغ الدین یا غلام دستگیر قصوری کی طرح دعا شائع کر دے خدا فیصلہ کر دے گا۔

۵ - سید حامد شاہ صاحب نے بقول پیغام حقیقۃ النبوۃ پڑھ کر لکھا تھا۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ لیے مسیح موعود کی شان [illegible] ہے۔ ان لوگوں کی طرف سے جن کا دن رات مشغلہ ہی یہی ہے کہ خدا کے برگزیدہ کے درجے کو گھٹائیں اور اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ گویا مسیح موعود ناکام گئے۔ حالانکہ وہ سوچیں تو انہیں معلوم ہو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر قیصر و کسریٰ کے خزائن مفتوح ہونے کی پیشگوئی تھی۔ جو حضرت عمرؓ کے عہد میں پوری ہوئی تو کیا نبی کریمؐ ناکام گئے ہرگز نہیں۔ تابع کا کام متبوع کا کام ہے بلکہ یہ تو زبردست قدرت قدسیہ کا ثبوت ہے کہ آنحضرت کا کام ان کے غلام کے ہاتھ سے سرانجام ہوا۔ کیسا خوش قسمت کامیاب و بامراد ہے وہ باپ جس کا تمام کام وہ سنبھال لے اور وہ خود آرام کرے۔ تب تک یا ناکامی تو جب ہو کہ کوئی غیر مسند نشین ہو۔ جب آپ کا تابع آپ کا بیٹا جانشین ہے تو انکے کام در اصل باپ اور متبوع کے کام ہیں۔

۶ - ایک دوست ضلع لائلپور سے لکھتے ہیں کہ حافظ محبت علی صاحب احمدیوں کے خلاف عوام الناس کو اشتعال دلا کر اپنے فتوائے تکفیر لئے پھرتے ہیں جس سے ہم پر بہت سختی ہوئی اس سے پہلے بھی ایسی خبریں پہنچی ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ صوفی صاحب موصوف اپنے طرز عمل کو بدل دیں گے کیونکہ سب رعایائے سرکار ہیں اور عوام الناس مذہبی طور پر مشتعل ہو کر فساد کا موجب ہو سکتے ہیں جو ٹھیک نہیں۔

۷ - مونگیر میں مسجد کا مقدمہ چل رہا ہے وکلاء کی بحث ختم ہو چکی نتیجہ کا انتظار ہے۔ جماعت احمدیہ نے اس مقدمہ میں بہت سے اخراجات اور تکالیف اٹھائے خدا جزائے خیر دے۔

۸ - چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے ایک دوست کو لکھا گیا کہ مخالف مولوی سے بہرحال پہلے وفات و حیات مسیح پر بحث کیجائے پھر پیشگوئیوں پر۔

۹ - مکرم معظم ذوالفقار علی خان صاحب رامپور نے پانچ سوالوں کے جواب کی لکھوائی اور چھپوائی (۲۰۰۰) اپنے دستری ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۱۰ - مرزا حاکم بیگ صاحب نے اپنی لڑکی مسمی اقبال بیگم کا نکاح مرزا ابو سعید احمدی [illegible] پولیس کیمبل پور کے ساتھ مورخہ ۲۱ - اپریل ۱۹۱۵ء کو بمقام گجرات احمدی احباب کی مجلس میں کر دیا ہے۔ حق مہر دو ہزار مقرر ہوا - ایک ہزار معجل اور ایک ہزار غیر معجل۔

۱۱ - روپیہ بھیجیں اپنے اشاعت بھیجتے ہیں۔ بدمت پیغام صلح لاہور - [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کئی خطوط بلکہ [illegible] بارسال [illegible] پایا۔ وجہ [illegible] اخبار الفضل عرض کرتا ہوں کہ وہ پیسہ آپ مجھے واپس بھیج دیں۔

خاکسار [illegible] انسپکٹر ونگی جلالپور جٹاں

مختلف خبریں

لنڈن ۔ ۲۰ - اپریل - [illegible] نے اعلان کیا ہے کہ [illegible] جنگ کے بعد فوج [illegible] کیل پولی میں اترا اور بحری طاقت کی مدد سے وہاں قدم جمانے میں ترقی کر رہی ہے۔ فرانسیسیوں نے ۵۰۰ سو ترکی گرفتار کئے ہیں قاہرہ میں ایک سرکاری اعلان میں مضمون شائع کیا گیا ہے کہ دردانیال کے دونوں ساحلوں پر اطمینان کے ساتھ فوج اتاری گئی۔ بہت سے ترک گرفتار کئے گئے اور سپاہ کی پیشقدمی جاری ہے۔

فرانسیسی سپاہ قوم قلعہ پر فوج کشی کر رہی ہے جو دہانہ دردانیال کے ایشیائی ساحل پر واقع ہے۔ اور غنیم کے سات حملوں کے باوجود جنہیں ان کی بھاری توپیں بھی مدد دیتی رہیں۔ ایک گاؤں پر قبضہ کر لیا۔ ترکی رپورٹوں سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اتحادیوں نے [illegible] پر جو جزیرہ نمائے گیلی پولی کے جنوب مغربی ساحل پر واقع ہے۔ نیز دریائے سفندیر کے دہانہ پر فوج اتاری ہے۔

۲۵ - اپریل کو بحیرہ اسود کے روسی بیڑے نے قلعجات قارتقوئی بوروں اور [illegible] جو باسفورس کے دہانہ پر واقع ہیں اور [illegible] آگے فوانق اور [illegible] جو آبنائے کے اندر واقع ہے گولہ باری کی جس سے عظیم دھماکے وقوع میں آئے۔

پیرز کے قریب جنگ - شملہ ۲۹ - اپریل - جرمنوں نے پیرز کی جنگ میں جو کامیابی حاصل کی تھی۔ اس کا سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ اس عارضی کامیابی کے لئے جرمنوں کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ اور اگرچہ ان کا مدافعانہ زور ٹوٹا نہیں گیا۔ تو کم از کم تمام صرف ہو چکا ہے۔

ایک اور عظیم جنگ - لنڈن ۲۹ - اپریل - فرانس کی غیر سرکاری رپورٹس مظہر ہیں کہ ارس کے علاقہ میں بھی عظیم جنگ شروع ہو گئی ہے فرانسیسیوں اور برطانیوں کی جارحانہ کارروائی جاری ہے [illegible] [illegible] گرفتار کئے گئے۔ جرمن اب دل شکنی موذی حالی حملے کر رہے ہیں۔

لنڈن ۲۷ - اپریل - آج مسٹر اسکوتھ نے دیوان عام میں بیان [illegible] برطانی قیدیوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے نہایت ہی بد نما دھبہ ہے اور انتقام بنگ ہم اس بے رحمی اور مجرمانہ کارروائی کی داستان کو کبھی فراموش نہ کر سکیں گے۔

ہندوستان کے فوجی افسروں کی تنخواہ - لنڈن ۲۶ - اپریل - مسٹر چیمبرلین نے دیوان عام میں اعلان کیا کہ محکمہ جنگ کے ساتھ اس امر کا تصفیہ ہو گیا ہے کہ جن ہندوستانی [illegible] ان کی ذاتی اور نوکروں اور گھوڑوں کی رسد اور جانے اور [illegible] بابت مقررہ رقم وضع کیجاتی ہے۔ انہیں آئندہ اس قسم کی وضعات سے آزاد کر دیا جائیگا اور سابقہ وضعات کی رقم بھی واپس دیدی جائے گی۔

گورنمنٹ ہند نے اعلان کیا ہے کہ امسال برٹش امپائر میں حضور ملک معظم کی سالگرہ نہیں منائی جائیگی۔ حضور کی رحمدلی گوارا نہیں کرتی کہ لاکھوں انسان جانیں قربان کر رہے ہیں اس موقعہ پر عام خوشی ہو۔

مقدمہ سازش دہلی کے ۵ ملزمان نے پریوی کونسل میں اپیل کی تھی۔ معلوم ہوا کہ نامنظور ہوئی۔

مسلمان راجوری پر ہندوؤں کے لوٹنے کا مقدمہ تھا ۶۳ آدمی ماخوذ تھے۔ ۲۹ کو دو سال قید سو روپیہ جرمانہ سے ۱۵ ماہ قید اور ۲۰ روپیہ جرمانہ تک سزائیں ہوئیں۔

کے وقت پڑی۔ اور جیسے پنڈت لیکھرام صاحب کے وقت آمد رفت شروع ہو گئی تھی ۔

پس ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آریہ سماج کے ذمہ وار لیڈر اور اخبارات اس موقعہ پر اپنے علم اور اپنی وطن پرستی کا ثبوت دیں۔ اور غبار کو وسعت دینے کی بجائے کم کریں اور دوسری طرف ہمارے سکھ دوست بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور حالات کو مدنظر رکھ کر اس ناگوار بحث کا خاتمہ کر دیں اور گورنمنٹ عالیہ کی مشکلات میں اضافہ نہ کریں ۔

اس میں شک نہیں کہ موجودہ بحث و مباحثہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سکھ ہندو نہیں ہیں اور آریہ سماج نے بھی سکھوں کے اس فیصلہ پر مہر کر دی ہے اور گو اس وقت کوئی تعصب سے نہ مانے مگر ایک دن ضرور ماننا پڑیگا کہ سکھوں کا مقدس گرو مسلمان تھا اور سکھ ابتداءً ایک اسلامی فرقہ تھے۔

خیر یہ بات انشاء اللہ اپنے وقت پر اپنا کامل ظہور دکھائیگی۔ سر دست ضرورت ہے کہ ارشاد باری لا تفسدوا (فساد نہ پھیلاؤ) پر عمل کر کے سکھ اور آریہ اور مسلمان لیڈر و اخبارات ملک میں بحال امن کا انتظام کرنے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور برطانیہ کے احسانات یاد کر کے چند کوتاہ اندیش لوگوں کے قبیح طرز عمل سے لگنے والی آگ کو بجھائیں

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

اب ہمارے حریف نے یہ شیوہ اختیار کیا ہے کہ کسی دعوے کا جواب دلیل سے نہیں دیتا۔ مگر ہماری نسبت غلط باتیں مشتہر کر کے لوگوں میں غلط فہمی ڈالتا اور یوں انہیں قبول حق سے روکتا ہے۔ اسلئے ضروری ہوا کہ ایک دفعہ ایسی باتوں کی تردید کر دی جائے مگر بہت ہی مختصر الفاظ میں۔

۱۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت اقدس نے یہ جانتے ہوئے کہ فلاں شخص متوفی غیر احمدی ہے۔ پھر اس کا جنازہ غائب پڑھا ہو۔ اگر کسی نے عرض کر دیا کہ میری والدہ یا بیوی یا رشتہ دار فوت ہو گئی۔ حضور جنازہ پڑھا دیں تو اس احمدی پر حسن ظن کر کے پڑھ دیا۔ کیونکہ آپ کا مذہب تو ظاہر تھا کہ آپ نبی ہیں اور نبی کے منکر شرعاً کافر کہلاتے ہیں پس مسلم کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم کا جنازہ پڑھنے کیلئے

عرض کرے ۔

(ب) اگر حضرت اقدس نے یہ فرمایا کہ مکفر کا جنازہ نہ پڑھو تو یہ بہت محکم حکم ہے۔ کیونکہ حقیقۃ الوحی میں آپنے صاف تشریح فرمادی ہے کہ نہ ماننے والے اور کافر کہنے والے دو قسم نہیں بلکہ ایک ہی قسم میں داخل ہیں اور پھر کفار کو تو جو تجھے نہیں مانتا۔ مجھ مفتری سمجھ کر ہی نہیں مانتا۔ اور جواب کو مفتری بنانا ہے وہ مکذب ہے۔ پس کوئی غیر احمدی غیر مکذب یا غیر مکفر نہیں۔ ہاں ہو سکتا ہے کوئی شخص نیک نیتی سے تحقیق کر رہا ہے اور مصدق ہے صرف بیعت کی کسر ہے ۔

۲ - حضرت مسیح موعود مستقل نبی تھے یا نبی سے بڑھ کر تھے - آپکے منکر کافر باللہ تھے۔ تمام کلمہ گو دائرہ اسلام سے خارج ہیں یہ تینوں باتیں غلط ہیں ہم ان کے قائل نہیں ۔

۳ - کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب صرف مجدد تھے یا زیادہ سے زیادہ مثیل مسیح - مگر کیا اس طرح انکی نبوت ثابت نہ ہوگی۔ جب موسیٰ کا مثیل نبی بلکہ خاتم النبیین ہے اور اسے مثیل موسیٰ کہنے سے جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نبوت میں کیا فرق آسکتا ہے

۴ - مسیح موعود کی نبوت کل کمالات نبوت اپنے اندر نہ رکھتی تھی بلکہ صرف پیشگوئیوں کا حصہ آپ کو دیا گیا" اس کے جواب میں یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود ایک غلطی کے ازالہ میں لکھتے ہیں کہ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا اور فرمایا کہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو اور فرمایا۔ تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدی کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں ۔

۵ - حضرت صاحبزادہ صاحب نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع سے بارگاہ الٰہی میں مقرب ہونیوالا انسان اگر یہ دعوے بھی کرے کہ میں آپکے اتباع سے اس درجہ تک پہنچ گیا ہوں کہ پہلے سب نبیوں سے افضل ہو گیا ہوں تب بھی ملنے تعجب نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ غیر نبی کو نبی سے افضل جانتے ہیں کیونکہ نبوت ایک درجہ قرب کا نام ہے (دیکھو حقیقۃ النبوۃ) پس مقرب ہونیوالے سے مراد وہی ہے جو خدا تعالےٰ کا نبی بنا دے ۔

(ب) کہتے ہیں کہ تحفۃ الملوک میں حضرت اقدس کو صرف مجدد پیش کیا گیا یہ غلط ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۲ تا ۶۵۔

اس صدی کے سر پر بھی ایک عظیم الشان انسان مبعوث کیا جو اپنی شان میں پہلے تمام مجددین سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور ان کا نام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود اور مہدی مسعود کا درجہ عطا فرما کر دنیا میں بھیجا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے کرتے آپ کا کامل مظہر ہو جائے گا۔ اور اسمیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی دوئی نہ ہوگی۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دفعہ دنیا کی ہدایت فرمائینگے۔ ایک دفعہ تو اپنے زمانہ میں جو صحابہ کرام کا زمانہ تھا اور ایک دفعہ آخری زمانے میں ۔ ۔ ۔ ۔ جب احادیث پر نظر کرتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل مظہر مسیح موعود ہوگا" دیکھئے آپکو نبی بلکہ نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ کی شان میں پیش کر دیا ہے اب اس سے بڑھ کر تو اور کوئی رتبہ نہیں تھا جس میں پیش کرتے ۔

کہاں سے کہاں پہنچ گئے

ایک غیر مبایع نے لاہور سے مجھے حسب ذیل سطور لکھی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے ناظرین اخبار بھی غیر مبایعین کے خیالات مذہبی سے واقف ہو جائیں اور وہ معلوم کر لیں کہ پہلے ان حضرات نے خلافت کا انکار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسیح موعود سے انکار کر بیٹھے اور اب تو صریح طور پر اسلام ہی سے کلی طور پر علیحدہ ہو گئے ہیں خیالات مذکورہ یہ ہیں۔ "مجھ کو کچھ شک کی بات نہیں نہ کسی تحقیق کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ دنیا میں زندہ رہنے کیلئے کسی جماعت سے تعلق ہونا چاہیئے وہ "الف" ہو یا "ب" (یعنی جماعت احمدیہ یا برہمو سماج ہو یا عیسائی) برہمو سماج اور چاہے دھرم سماج [illegible] زیادہ مذہب [illegible]

[illegible]

جس کو کم [illegible] ہوں۔

(۴) چونکہ بابت حیات و وفات مسیح پر مباحثہ کرنے [illegible] ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں عام مسلمانوں کا یہ خیال ہے۔ کہ مسیح ناصری زندہ ہیں اور یہ خیال انکے دل میں اچھی طرح جم گیا ہے اسلئے جب تک حیات و وفات [illegible] عام لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر کبھی توجہ پیدا نہیں ہوگی۔ اور صداقت مسیح موعود کے ہزار دلائل انکو [illegible] انکی توجہ ہی مصروف نہیں ہوگی اسلئے ضروری ہے کہ پہلے حیات و ممات مسیح پر مباحثہ ہو تاکہ لوگ ایک صحیح نتیجہ پر پہنچ جاویں۔ پھر صداقت مسیح موعود پر مباحثہ ہو۔

(۵) صداقت مسیح موعود سے پہلے حیات و وفات مسیح پر مباحثہ کرنا اسلئے بھی ضروری ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح ہونیکا ہے اور جبتک مسیحیت کا منصب خالی نہ ہو تب تک آپ کا منصب [illegible] نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر منصب خالی ہو تب یہ بحث ہوگی اس منصب کا مستحق کون ہے غرض پہلے یہ بحث ہونی چاہیئے کہ آیا منصب مسیحیت خالی بھی ہے یا نہیں۔ تو پھر عدم صداقت خود بخود ثابت ہے اور اگر منصب خالی ہے۔ تو پھر صرف اسقدر تصفیہ باقی ہوگا کہ اس منصب پر کون سرافراز ہونا چاہیئے۔

(۶) اگر بقول مولوی ثناء اللہ صاحب کے حیات و وفات مسیح پر بحث کرنا حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر کوئی اثر نہیں ڈالتا تو [illegible] اور [illegible] مولوی صاحب نے اس مسئلہ پر کیوں بحث کی۔ ان دونوں مقاموں میں سب سے پہلے حیات و وفات ہی پر مولوی صاحب مباحثہ کر چکے ہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک حیات وفات پر مناظرہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن چونکہ [illegible] اور رامپور کے مباحثوں میں اس مسئلہ میں اپنی کمزوری بین طور پر محسوس کر چکے ہیں۔ اس لئے اس پر بحث کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

(۷) ہر مباحثہ کی ایک طبعی ترتیب ہوتی ہے جبتک اس ترتیب کو اختیار نہ کیا جاوے تب تک بحث تکمیل تک نہیں پہنچتی۔ اور نہ ہی دونوں فریق کسی عمدہ نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں اسی طرح احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اگر مباحثہ ہو۔ تو اسمیں یہ ترتیب ہی ہے پہلے وفات مسیح پر مباحثہ ہو پھر صداقت مسیح موعود پر کیونکہ حضرت صاحب کے دو دعوے ہیں ایک مسیح ناصری کی وفات کا دوسرے اپنے مسیح ہونیکا اعلان دو باتوں میں سے وفات پہلے ہوئی یعنے مسیح کو مرے ہوئے انیس سو برس گزرے اور مسیحیت پر حضرت مرزا صاحب کا قائم ہونا بعد میں ہوا۔ سو جو واقعہ پہلے ہوا اس پر پہلے مباحثہ ہونا چاہیئے اور جو بات بعد میں ظہور پذیر ہوئی اس پر بعد میں مباحثہ ہونا چاہیئے

(۸) حیات و وفات مسیح پر اسلئے مباحثہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ہم چونکہ آپکا مطالبہ پورا کرتے ہیں۔ آپ ہمارا مطالبہ پورا کریں آپ چاہتے ہیں کہ صداقت پر مباحثہ ہو ہم اس مطالبہ کو پورا کرتے ہیں اور آپکو کہتے ہیں کہ ہاں اس مسئلہ پر ہم مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔ اور اس طرح آپ ہمارا مطالبہ پورا کریں اور حیات وفات مسیح پر مباحثہ کرنا منظور فرماویں۔ دیکھو یہ بات کیسی قرین انصاف ہے کہ آپکا مطالبہ ہم پورا کریں اور ہمارا مطالبہ آپ پورا کریں اسمیں کیا حرج ہے فرض کرو حیات و وفات مسیح پر مباحثہ کرنا صداقت مسیح پر مباحثہ کرنے کے لئے ضروری نہیں۔ لیکن کیا حرج ہے کہ ہمارا مطالبہ پورا کیا جائے۔ اور دونوں مسائل پر مباحثہ ہو جاوے۔

اب ہم چونکہ مذکورہ بالا دلائل سے یہ ثابت کر آئے ہیں کہ حیات و وفات مسیح پر مباحثہ ضروری ہے اسلئے تمام غیر احمدیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مولوی صاحب کو حیات و وفات مسیح کے مباحثہ پر آمادہ کریں اور انہیں مجبور کریں کہ وہ ہم سے حیات و وفات اور صداقت مسیح موعود پر مباحثہ کریں کیا آپ لوگوں کا ایمان حضرت عیسیٰ کی حیات عنصری پر نہیں کیا قرآن مجید حیات عیسوی کی تائید نہیں کرتا اور کیا رسول اللہ صلعم کے اقوال طیبہ مسیح ناصری کی زندگی کے ہیں۔ جبکہ یہ سب باتیں آپ کے اعتقاد میں داخل ہیں اور آپکا یہی مذہب ہے۔ تو اس مباحثہ سے کیوں گریز کیا جاتا ہے۔ کیا قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت نہیں یا کیا مولوی صاحب کی قوت استدلال میں کوئی فرق آگیا ہے کیوں لوگوں میں اپنی ہنسی اڑاتے ہو اگر مرد میدان ہو تو آؤ قرآن سے حیات عیسوی ثابت کرو۔ پھر احادیث اس مسئلہ کی تائید میں لاؤ اور دنیا پر ثابت کر دو کہ حضرت مسیح ناصری انیس سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں لاکھوں احمدیوں اور بیشمار روشن خیال غیر احمدی مسلمانوں کو جو وفات مسیح کے قائل ہیں اس غلطی سے باز رکھو اور اس سچائی کو دنیا میں پھیلاؤ ہمت کرو اپنے مولوی صاحب کو جوش اور غیرت دلا کر میدان میں لاؤ جبکہ قرآن مسیح کو زندہ کرتا ہے احادیث اسکی زندگی کی مؤید ہیں تو آپ لاہور میں آؤ۔ تاریخیں مقرر کرو اپنا مناظر بھیجو۔ وہیں بیٹھکر مباحثہ کرو حیات کے دلائل دو۔ وفات کے دلائل سنو پھر صداقت مسیح موعود کا ثبوت ہم سے لو۔ دیکھو کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہم تو تمہارا مطالبہ پورا کرتے ہیں اور مرزا صاحب کی صداقت پر بحث کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور تم ہمارے مطالبہ سے گریز کرتے ہو کیوں اتنا خوف کرتے ہو۔ جب قرآن و حدیث تمہارے ساتھ ہیں پھر میدان میں آنے سے کیوں گریز ہے۔ دو دن مقرر کرو پہلے روز حیات و وفات پر مباحثہ کرو۔ دوسرے روز صداقت مسیح موعود پر مناظرہ کرو۔ دونوں مسئلے حل ہوں دونوں اختلاف دور ہوں۔ دونوں غلط فہمیاں دور کی جاویں۔

آخر میں ہم صاف لفظوں میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تاریخیں مقرر کریں۔ لاہور میں آؤ مرد میدان بنکر ہمارے سامنے حیات وفات پر اور صداقت مسیح موعود پر مباحثہ کرو اور خدا کے لئے آؤ اگر کچھ ہمت ہے۔ (ایڈیٹر)

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب و غریب مشین ہمنے خاص و عام کی سہولت کیلئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اسمیں میدہ باہر سے ہی ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اسکا استعمال کر سکتا ہے اسمیں سویاں ایک گھنٹہ کے اندر دس سیر تک ہو سکتی ہیں قیمت تین روپیہ اور درجن میں بھی صرف ایک روپیہ تاجروں کے لئے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین۔ چھلنیاں دو موٹی اور باریک کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک۔

پتہ مستری فضل کریم صاحب صحابی مسیح موعود قادیان ضلع گورداسپور

نظمین براہین

حضرت مسیح موعود و مرسل یزدانی علیہ السلام کی تصانیف لطیف اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں کی کتب محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا (عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار ہیں معں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

ساڑھے چار روپے ششماہی

چندہ مقامی خریدار

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل

قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

[illegible]

آخری زمانہ میں ایک رسول کی بعثت ہونا ظاہر ہوتا ہے (دیکھو دافع موعود حقیقۃ الوحی ۔ ۹۵)

جلد ۲ | مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۵ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۶

مدینۃ المسیح

حضرت اولو العزم صاحبزادہ صاحب نے جو تقریر اسلام کی حقانیت پر ایک عیسائی جینٹلمین کے سامنے سات روز تک مسلسل فرمائی اس کے نوٹ لے لئے گئے تھے اب مرتب کر کے ۱۰ مئی کے تشحیذ میں تمام چھاپی گئی ہے جو احباب چاہیں تین آنے کے ٹکٹ بھیجکر دفتر تشحیذ سے منگوا سکتے ہیں ۔

۲ ۔ حضور نے جو سالانہ جلسہ پر تقریریں فرمائی تھیں ۔ ان کا بیشتر حصہ چھپ چکا ہے امید ہے کہ جلد تیار ہو کر ترقی اسلام کیطرف شائع ہوگی ۔

۳ ۔ حضور کی طرف سے ایک ضروری اعلان در بارہ چندہ انجمن مدد و ترقی شائع ہوا ہے ۔ مخلص احباب اسکی تعمیل کے لئے دل و جان سے حاضر ہیں ۔

۴ ۔ اہلیہ صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کی طبیعت ناساز ہے ۔ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ بخشے ۔

اخبار احمدیہ

۱ ۔ برادر محمد [illegible] کا نپور سے لکھتے ہیں کہ ایک ہندو برہمن کا لڑکا شدید بخار میں مبتلا تھا ۔ وہ دس دن سے بیمار تھا ۔ میں نے دُعا رب کل شیء خادمک پڑھ کر پھونکی ۔ فوراً صحت ہوگئی ۔

۲ ۔ [illegible] احمدی ۔ عبد السلام کے لئے جنازہ غائب واسطے درخواست کرتے ہیں ۔

۳ ۔ منشی فرزند علی صاحب لکھتے ہیں کہ غیر مبایعین کے لئے جو دعا حضور کے حکم سے جاری تھی کہ بند کی جائیگی یہ دعا التزاماً ہر نماز میں کی ہے یہ نمونہ اطاعت دوسرے احمدیوں میں بھی مرجو ہے ۔

۴ ۔ [illegible] سے سات مرد اور بارہ عورتیں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں ۔ باقی الفاظ کہیم

حضرت [illegible] کو خدا کا برگزیدہ نبی و رسول اور آپ کو ان کا خلیفہ ثانی مانتے ہیں ۔ ایک ایک آنہ ماہوار چندہ دیا کرینگے ۔

۵ ۔ ایم عطاء اللہ صاحب سول کورٹ ۳۰ میدان جنگ سے دعا کے لئے عرض کرتے ہیں ۔

۶ ۔ برادر محمد اللہ داد مدرس اول کھونڈ لکھتے ہیں ایک زرگر ابو رام نام طاعون سے بیمار ہوا ۔ خادم بتقاضائے ہمدردی خلائق بیمار پرسی کو گیا ۔ اس کی گلٹی پر دعا رب کل شیء خادمک پڑھی ۔ اور اس کے بازو پر لکھ کر باندھ دی ۔ اور گھر والوں کو میں نے کہا ۔ یہ خدا کے برگزیدہ مسیح اور اس زمانہ کے نبی کی دعا ہے ۔ بیمار خدا کے فضل سے صحت پائے گا ۔ اس کے بعد وہ بیمار صحت یاب ہو گیا وہ لوگ حضرت مرزا صاحب کو خدا کا اوتار مانتے ہیں ۔

۷ ۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ بیمار نے بارہ روز ... تو اس کو بارہ تیرہ روز پہلے فائدہ دیا گیا ۔ فرمایا [illegible]

نے نماز جنازہ پڑھ کر چھوڑی یا بیماری کی وجہ سے نہ پڑھ سکا دونوں صورتوں میں کوئی کفارہ نہیں ۔

۸ ۔ سوہنے خان ساکن جیٹیانہ (ہوشیارپور) کی بیوی کا جنازہ غائب پڑھا جاوے ۔

۹ ۔ برادر عبد الغنی صاحب احمدی ابن محمد صاحب نائب تحصیلدار (پنیار) اپنی اور اپنے تمام کنبہ کی طرف سے درخواست بیعت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میرے دل میں شبہات جو تو دید اور مولوی محمد علی کی تحریرات کے سلسلہ میں مسیح موعود کی شان نبوت کے متعلق پیدا ہوئے تھے ۔ وہ جن کو میں واہیات سمجھتا تھا القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ کو پڑھ کر سب کالعدم رفع ہو چکے ہیں جس طرح وفات مسیح کے مسئلہ کو خدا نے مسیح موعود کی بعثت کے ساتھ مقدر کر رکھا تھا ۔ اسی طرح [illegible] کی شان نبوت کو آشکار اور ثابت کرنے کے لئے مشیت ایزدی نے اپنے تعاون [illegible] سے مقدر [illegible] لوح محفوظ پر لکھ رکھا تھا

۱۰ ۔ فضل الدین صاحب گنا چور سے لکھتے ہیں میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ سچا اور حضرت مرزا صاحب خدا کے نبی اور رسول اور آپ ان کے خلیفہ ثانی ہیں ۔ بیعت قبول فرمایئے ۔

۱۱ ۔ ایک سوال پیش ہوا کہ ایک شخص دس بارہ سال سے ملازم ہے ۔ احمدی ہو چکا ہے ۔ چندہ بھی دیتا ہے ۔ نماز بھی پڑھتا ہے ۔ وہ چوہڑوں اور عیسائیوں کے ساتھ کھانا کھا لیتا ہے ایسے آدمی سے کیا سلوک ہو ۔ حضور نے لکھوایا اگر حرام چیزیں لے کر کھاتا ہے تو اسے منع کر دو ۔ اگر غیر مذاہب والوں سے مثلاً عیسائیوں سے کوئی حلال چیز لے کر کھائے تو کچھ حرج نہیں ہے ۔

۱۲ ۔ پیغامیوں کے امیر کی طرف سے ہزیمت کا اقرار اس سے زیادہ کھلے الفاظ میں کیا ہو سکتا ہے کہ پہلے مسئلہ کفر و اسلام چھیڑا ۔ لیکن جب اس پر دندان شکن جواب ملا ۔ تو کہا اصل بحث امر خلافت اور اور وصیت ہی ۔ جب وہاں سے بھی منہ کی کھائی تو کہا گیا انجمن اور خلیفہ کے تعلقات ما بہ النزاع ہے ۔ جب قوم نے اس کا بھی فیصلہ کر دیا تو کہا کہ تمام بحث کا دار و مدار تو نبوت پر ہے ۔ جب نبوت کے متعلق تین سو صفحے کی کتاب نکلی تو اب پھر مسئلہ کفر و اسلام کے دو موٹے موٹے اصول بیان کرتا ہے یعنی غیر احمدی کا جنازہ اور مسئلہ وراثت لیکن قریب ہے کہ وہ اس پوزیشن کو بھی چھوڑ دے

۱۳ ۔ موضع پارٹی پورہ میں ایک احمدی ہے محمد اسمٰعیل دوبی ۔ اس کا باپ (غیر احمدی) فوت ہوا تو اس نے جنازہ نہ پڑھا ۔ البتہ زندگی میں اس کی بڑی فرمانبرداری اور خدمت کی ۔ اس پر وہاں بہت شور اٹھا ۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے احمدیت کی طرف توجہ کی اور ایک دو آدمی بیعت کرنے والے ہیں ۔

۱۴ ۔ برادر محمد اسمٰعیل دوبی کی بیوی اور اہلیہ شہاب الدین خزانچی انجمن احمدیہ بسرچ اور مسماۃ حاضران سکنہ بھیاں (ہوشیارپور) کا جنازہ غائب پڑھا جاوے ۔

۱۵ ۔ منشی اقبال حسین صاحب تھانہ بھاگلپور اور مولوی صبغۃ العالم صاحب ایڈیٹر [illegible] سولون [illegible] بھاگلپور نے بیعت کی ہے ۔ اور وہ اس کا اعلان بذریعہ اخبار چاہتے ہیں ۔

۱۶ ۔ [illegible] بیعت جو [illegible] (یالکوٹ) کی رہنے والیاں ہیں نکاح فسخ کو جہ ازالہ کی ۔

۱۷ ۔ ملکانہ سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ طاعون سے موضع کے گاؤں تباہ ہو رہے ہیں ۔ کئی سو جانیں تھانہ میں داخل کی گئی ہیں ۔ کھیتی باڑی سنبھالنے والا کوئی نہیں زیادہ بیماری اس لئے پھیلی ہے کہ ملانوں نے فتویٰ دیا ہوا ہے کہ جو گاؤں سے باہر نکلیگا ۔ جنازہ نہ پڑھا جائے اگر بچ جائے تو سو سال کی عبادت غیر مقبول حالانکہ یہ سب غلط فتاوے ہیں بہ نیت علاج باہر ڈیرہ لگانا ضروری ہے ۔

۱۸ ۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ ممبر منتخب ہونے ہیں ہم احمدی کس کے لئے رائے دیں فرمایا جو شخص لوگوں کے حق میں زیادہ مفید اور نفع رساں ہو ۔

۱۹ ۔ نعمت اللہ خاں اٹک کانگ سے بیعت کرتے ہیں ۔

۲۰ ۔ برادر فضل احمد صاحب یوں لکھتے ہیں میں سولہواں حصہ تنخواہ کا دیتا ہوں ۔ مگر میرا جی چاہتا ہے کہ اسے بڑھا دوں ۔

۲۱ ۔ ایک دوست نے پوچھا کہ محکمہ ریلوے میں جو مال سٹیشنوں پر آتا ہے اس کے چھڑانے کے وقت بیوپاری کچھ پیسے اپنی خوشی سے دیتے ہیں کیا یہ لینے جائز ہیں فرمایا ۔ بالکل حرام ہیں ۔

۲۲ ۔ ایک مختار دکیل پوچھتے ہیں کہ آیا محض عہدہ کو زندہ رکھنے کے لئے سرٹیفکیٹ کی تجدید ہر سال جائز ہے فرمایا ۔ سرٹیفکیٹ بدلوانے کے وقت یہ بھی [illegible] ہے کہ میں کہیں ملازم [illegible] تو بے شک ۔

۲۳ ۔ ابراہیم [illegible] صاحب [illegible] آپ نے میری [illegible] ہے کہ میں امام [illegible] [illegible] آمد چھوڑ دی ۔ اللہ [illegible] کا ذریعہ کر [illegible] گھبراتا نہیں ۔

۲۴ ۔ بار یسال میں قرار پایا ہے کہ حکیم [illegible] سلسلہ [illegible] ایک ایک مضمون پر تقریر کریں پھر جس نے اعتراض کرنا ہے کرے ۔

۲۵ ۔ ایک صاحب کو لکھا یا کہ ولیمہ کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق سامان چاہیئے ۔ سویق (ستو) اور تر بد سے بھی ولیمہ ہو گیا ہے ۔

۲۶ ۔ برادر محمد علی نے کیا خوب لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ کی تبلیغ ہو تو اس میں حضرت مسیح آجاتے ہیں ۔ آجکل ہم اگر اللہ کو پیش کر سکتے ہیں تو حضرت مسیح موعود کے ساتھ حضرت مسیح موعود نے جب دہریوں کو تبلیغ کی تو اپنے وجود کو پیش کیا ۔ جب لا الہ الا اللہ میں نبی کریم کو داخل سمجھتے ہیں اور اسی ذریعے سے خدا منواتے ہیں تو کیا وجہ ہے اس زمانہ میں اسی کے بروز مسیح موعود کے ذریعے خدا نہ منوایا جائے ۔ کہتے ہیں خلیفہ اول نے کہا تھا صرف لا الہ الا اللہ منوانا ۔ مگر پھر اس کے خلاف محمد رسول اللہ اور نماز روزہ کیوں سکھا رہے ہیں ۔

۲۷ ۔ مفتی محمد صادق صاحب کو بذیڈنسی بازار میں لاہور درس قرآن مجید دینے کی اجازت مل گئی ہے ۔

۲۸ ۔ مولوی عبید اللہ بن حافظ غلام رسول جہلم نے میری کئی نشستوں میں گفتگو کی ۔ ایدہ اللہ ۔

بیان نہیں کیا ہوگا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ سو دو سو صحابہ نے روایت کی ہونگی۔ مگر عمل کرنے میں تو سارے صحابہ شریک ہونگے کیونکہ حدیث تو کبھی کبھی بیان کرتے تھے۔ اور ایسا کرنا انکے لئے کوئی ضروری نہ تھا۔ مگر نماز میں پڑھنا تو ہر ایک کے لئے ضروری اسلامی شعار تھا اسلئے تمام صحابہ کے تمام پڑھتے تھے۔ پھر انکو تابعین نے دیکھا پھر انکو تبع تابعین نے ایسا کرتے دیکھا۔ پھر ان کو … دیکھا اسی طرح ہوتے ہوتے آج تک یہ ہم تک پہنچی ہے تو سنت یعنی تعامل قرآن سے اتر کر دوسرے نمبر پر ہے۔ اور حدیث سے بالا درجہ رکھتی ہے۔ کیونکہ حدیث کے چند راوی ہوتے ہیں اسکے مقابلہ میں تعامل کے تمام کے تمام مسلمان گواہ ہیں۔ پھر حدیث قول ہے اور بعض اوقات قول کا سمجھنا بھی مشکل ہوتا ہے اور اسکے سمجھنے میں بعض وقت غلطی لگ جاتی ہے۔ اصل بات کچھ اور ہوتی ہے لیکن سمجھنے والا کچھ اور سمجھ لیتا ہے۔ تو اول قرآن ہے پھر تعامل اور اس کے بعد حدیث کا درجہ ہے۔ حدیث میں بھی جو متواتر ہونگی وہ مضبوط اور قوی ہونگی کیونکہ بہت سے صحابہ ان کے بیان کرنے والے ہونگے پھر اس سے کم پھر اس سے کم راویوں کے ہوتے جائینگے حتی کہ ضعیف اور موضوع بھی حدیثوں کے درجہ ہونگے۔ ان درجوں کی حدیثوں میں سے جو اعلیٰ درجہ کی حدیثوں کے مقابلہ میں آئیں گی وہ رد کر دی جائیں گی۔ جو تعامل کے خلاف آئیں گی وہ بھی ناقابل قبول ہو جائیں گی اور جو قرآن شریف کے مغائر واقعہ ہونگی وہ بھی چھوڑنی پڑیں گی۔

سنت کا حدیث سے بالا درجہ رکھنے کی وجہ

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ تعامل کبھی قرآن شریف کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ ہاں حدیثیں قرآن سے ٹکرا جائیں تو ٹکرا جائیں لیکن تعامل اور قرآن میں کبھی اختلاف واقعہ نہیں ہو سکتا اور یہی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ حدیث اور تعامل یا حدیث اور قرآن میں جو اختلاف ہوتا ہے وہ حدیث کے بیان کرنے والے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ورنہ تعامل اور قرآن میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا۔ اب یہ ثابت ہوا۔ کہ کوئی حدیث تعامل کے مطابق ہوتی ہے اور کوئی تعامل کے خلاف۔ اسیطرح کوئی حدیث قرآن کے مطابق ہوتی ہے اور کوئی خلاف اسکے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اصل قرار دیا ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی حدیث قرآن اور تعامل کے خلاف ہو تو وہ رد کر دینے کے قابل ہے اور اگر موافق ہو تو مان لینی چاہئیے۔ حضرت مسیح موعود کے اس اصل کے مقرر کرنے سے بعض لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا کہ آپ نے حدیثوں کو رد کر دیا ہے اسلئے انہوں نے امام بخاری اور امام مسلم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا جس کی پھر تردید کرنی پڑی۔ اور آپ نے بتایا کہ ہم نے حدیثوں کو رد نہیں کیا بلکہ درجے قائم کئے ہیں جب درجے آپس میں ٹکرا جائیں تو نیچے درجہ کی بات کو چھوڑ دینا چاہئیے اور یہی حق اور درست بات بھی ہے مثلاً خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صاف و صریح حکم کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے اور اسکے حکم کے مقابلہ میں اگر ماں باپ کا حکم ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قبول نہیں کرنا چاہئیے۔ اور ماں باپ کا حکم نہیں ماننا چاہئیے لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ ماں باپ کے تمام احکام … ناقابل عمل ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔ اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماں باپ کو اف بھی نہ کہنی چاہئیے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ میں جب کفار سے لڑائی ہوتی ہے۔ تو بیٹا باپ کو بے دریغ قتل کر سکتا ہے اور توریت میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ تو ان کے لئے حکم ہوا کہ جو قریبی رشتہ دار ہیں وہ … بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو مارے۔ مگر یہ بھی حکم درست اور صحیح تھا جو اسکے خلاف … پس ہر چیز ایک حد تک اور ایک صداقت اپنے اپنے رنگ اور حدود کے اندر اپنی رکھتی ہے لیکن جب وہ اپنے سے بڑے حکم اور اعلیٰ صداقت کے مقابلہ پر آجائے تو کچھ بھی نہیں رہتی۔ مثلاً ایک تحصیلدار اپنی تحصیل میں کچھ اختیارات رکھتا ہے اور ان کے مطابق وہ جو حکم اپنے ماتحتوں کو دیتا ہے۔ وہ ان کے لئے بجا لانا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن جب تحصیلدار کے کسی حکم کے مقابلہ میں ڈپٹی کمشنر کوئی حکم دے تو اسکا حکم منسوخ ہو جاتا ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ اب تحصیلدار کے تمام حکم رد ہو گئے ہیں۔ بلکہ یہ کہ ڈپٹی کمشنر کے مقابلہ میں اسکا حکم رد ہو گیا ہے۔ پس اسیطرح حدیثوں کا معاملہ ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انسان تھے۔ اور انسان انسان ہی ہوتا ہے لیکن آپ جو کچھ بھی فرماتے تھے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہی فرماتے تھے۔ اسلئے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں حکم آپ کا صحیح قول ہے تو ہم اسکو ہرگز نہ چھوڑیں گے لیکن اگر کوئی حدیث ہم چھوڑتے ہیں تو اسلئے چھوڑتے ہیں کہ اسکے صحیح ہونیکا ثبوت نہیں ہے اور معلوم نہیں کہ واقعہ میں آپ نے اسطرح فرمایا بھی ہے یا نہیں۔

حضرت مسیح موعود کی ڈائری اور آپکے تعامل کا مقابلہ

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈائریاں ہیں۔ یہ بھی ہمارے لئے قابل قبول قابل عزت اور حقیقت میں ہمارے ماننے کیلئے ضروری ہیں لیکن آپکے تعامل کے مقابلہ کا آپکی کسی ڈائری کا وہی درجہ ہوگا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کا آنحضرت کے تعامل کے مقابلہ میں ہے۔ پس اگر کوئی بات ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی کتاب میں ملتی ہے یا جس بات پر آپ خود عامل ہوں۔ تو وہ سچائی کے یقینی درجہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ اسکے مقابلہ میں جو ڈائری ہو وہ اگر اسکے مطابق نہ سمجھی جاسکے تو رد کرنیکے قابل ہوگی جیسا کہ حضرت مسیح موعود کی تحریر کے مقابلہ میں اگر کوئی حدیث آتی ہے تو وہ بھی تشریح کے قابل ہے۔ اگر وہ صحیح حدیث ہے تو ضرور آنحضرت اور مسیح موعود کے قول میں مطابقت ہوگی اور اگر مطابقت ممکن نہیں تو پھر اسکی صحت میں ضرور نقص ہوگا۔ اور وہ رد کرنے کے قابل ہوگی۔ اور یہ اسلئے نہیں کہ حضرت مسیح موعود کوئی نئی شریعت لائے تھے۔ بلکہ اسلئے کہ چونکہ آپ قرآن شریف کی غلط تفسیروں اور لوگوں کے غلط اعمال کی اصلاح کرنے کے لئے آئے تھے۔ اسلئے ہم آپکے تعامل اور قول کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کہ وہ حکم و عدل ہوگا اور قرآن شریف کے اس ارشاد کے مطابق کہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم قرآن کریم کی تفسیر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح اقوال کو ثابت کرنیوالے یقین کرینگے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے کبھی خلاف نہ کرینگے۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک بادشاہ رعایا کو کہے کہ فلاں شخص نے میری بات کو اچھی طرح اور صحیح معنوں میں سمجھ لیا ہے۔ وہ جو کچھ تمہیں کہے۔ اسے مان لو۔ تو اسکی بات لوگ اسلئے نہیں مانیں گے کہ وہ کہتا ہے۔ بلکہ اسلئے کہ چونکہ بادشاہ نے کہا ہے کہ اسکی بات مان لو۔ اسلئے مانتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کہنے کو ہم اسلئے نہیں مانتے کہ آپ کوئی نئی شریعت لائے تھے بلکہ اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔ کہ یہ میرے احکام کی سچی تفسیر ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اور عدل ہے اسلئے مانتے ہیں۔

اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ڈائری کو لیتے ہیں۔ اور آپکے تعامل کو دیکھتے ہیں۔ ان کا آپس میں مقابلہ ہوگا۔ اگر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنے کے متعلق جو اس ڈائری میں لکھا ہے قرآن شریف کا کوئی حکم نہ ہو۔ اور حضرت مسیح موعود کا کوئی عمل نہ ہو۔ تو ہمیں اسے رد نہیں کرنا چاہئیے۔ لیکن اگر قرآن شریف کا فیصلہ اور حضرت مسیح موعود کا عمل اسکے خلاف ہو۔ تو وہ رد ہو جائیگی۔ لیکن یاد رکھنا چاہئیے کہ یہ ڈائری اسلئے رد نہیں ہوگی کہ آپ کی ڈائری کی ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے سلسلہ کا بہت بڑا حصہ باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۹ - مئی ۱۹۱۵ء

اسلام فاتحین کا فاتح ہے

دنیا مجبور ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرے

شادی سے متنفر شادی پر تیار ہیں

جو لوگ تاریخ عالم کے صفحات پر نظر رکھتے اور واقعات گزشتہ کا مطالعہ کرتے ہیں اور جن کو اسلام کی سابق عظمت و جبروت کا علم ہے وہ اس سے بے خبر نہیں کہ سلطنت عثمانیہ کے بہادر فرمانروا کا جد امجد ایک غیر مسلم اور خونخوار جنگجو سلطان تھا۔ یہ اسی کا بیرحم ہاتھ تھا جس نے خلافت عباسیہ کے شاندار دارالسلطنت اور اپنے زمانہ کے عروس البلاد بغداد کو عظمت کے تخت سے گرا کر ذلت کی زمین پر لٹایا اور یہ اسی کی خون آشام تلوار تھی جس نے اسلامی تعلیم کو بھلا کر اسلام سے تغافل رکھنے والے اہل بغداد میں سے ۱۸ لاکھ نفوس کو صرف ایک دن میں پیوند خاک کیا۔ اور ہاں یہ اسی کا بے رحمانہ حکم تھا جس کی رو سے مسلمانوں کی سالہا سال کی دماغی محنت دجلہ کے پانیوں کی نذر ہوئی۔ اور سطح مرتفع آرمینیا سے گرانے والے سفید پانیوں سے سیاہ ماتمی لباس پہنا۔

پھر تاریخ کے طالب علم جانتے ہیں کہ اس فاتح کی اولاد کو اسلام کی روحانی طاقت نے آخرش مغلوب کر لیا اور خلافت عباسیہ کا درہم برہم کرنیوالا اتراک خلافت عثمانیہ کے قیام کا مدعی ہوا۔ اور جس مذہب کو وہ بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینکنا چاہتا تھا۔ اسی مذہب کے حلقہ بگوش غلام بننے کو اپنے سعادت دارین سمجھا۔ وہ تھی اسلام کی مقدس اور پاک اسلام کی طاقت جس نے نہ صرف حریف پسند عرب کو مغلوب کیا بلکہ دشمن ترک کو بھی فاتح سے مفتوح کر کے وفادار خادم بنا لیا۔

اور کیا زندہ خدا کے زندہ مذہب کی طاقت اب سلب ہوگئی؟ ہرگز نہیں۔ کیا آسمان کے سکھلائے ہوئے عالمگیر اصول فطرت انسانی سے مطابقت رکھنا چھوڑ بیٹھے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں جس روحانی طاقت نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو جان فدا کرنیوالے احباب بنایا۔ جس نے نہ سیف اور دل لینے والی تعلیم نے فاتح بغداد کے پست کو رام کیا۔ وہ آج بھی لنڈن پیرس اور برلن میں اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ اور اقوام فرنگ کو مجبور کر رہی ہے کہ مسیحیت کی ناقابل عمل تعلیم کو ترک کر کے اسلام کے عالمگیر اور فطرت کے مطابق اصولوں پر عمل پیرا ہوں۔ چنانچہ مسیحی سالکوں نے پولوس کے نہیں بلکہ خداوند کے حکم کو کہ بیوی اپنے شوہر سے علیحدہ نہ ہو (کرنتھیوں ۷-۱۰) کو ترک کر دیا اور اسلامی طلاق کے طریق کو مجبوراً اختیار کر لیا۔ اسکے بعد فوت شدہ بیوی کی بہن سے شادی کر لینے کا قانون پاس ہوا۔ اور اب موجودہ جنگ نے مسیحی مدبرین کو مجبور کیا کہ اس مسئلہ کا استعمال بھی ترک کریں جس کا مسیحی کتب میں بکثرت ذکر ہے۔ مگر ہم آج دکھانا چاہتے ہیں کہ اسی پر بس نہیں بلکہ اسلامی ممالک کا فاتح مسلمانوں کا حکمران یورپ اسلام کی مقدس اسلام کے آگے تو اپنی ترکی کے سامنے سر تسلیم خم کر رہا ہے اور مسیحیت کے احکام پر اسلامی تعدد کو ترجیح دے رہا ہے خدا کی شان ہے کہ جس مذہب کے بانی نے صاف اور صراحتاً کہہ دیا تھا۔

مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے — کرنتھیوں ۷-۱
میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جیسا میں ہوں ویسے ہی سب آدمی ہوں (یعنی مجرد) — ۷-۷
پس میں بے بیاہوں اور بیوہ عورتوں کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ انکے لئے ایسا ہی رہنا اچھا ہے جیسا میں ہوں (یعنی مجرد) — ۷-۸

اب اس مذاہب کے پیرو بقول مشہور امریکن جنرل اینڈ یوسٹ اس بات پر زور دے رہے ہیں اور اسے مستحسن سمجھ رہے ہیں جو شارع اسلام محمد رسول اللہ صلعم نے فرمائی اور وضاحتاً ارشاد فرمایا۔ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ یعنے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیاہ کرنا میری سنت ہے پس جو کوئی میری سنت سے پھرا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اس عبارت کو با الفاظ دیگر یوں ادا کیا جا سکتا ہے کہ مسیحی ممالک پولوس کی تعلیم کو ترک کر کے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر کاربند ہو رہے ہیں اور شادی سے متنفر لوگ شادی کو ایک ضروری امر سمجھ کر اور بڑی نیکی خیال کرنے لگے ہیں۔

چنانچہ انڈیپنڈنٹ رقمطراز ہے کہ:-

"ایسا ہنگامہ جیسا اس وقت طاری ہے۔ عورتوں اور مردوں کو فطرت انسانی کے ابتدائی حقائق یاد دلاتا ہے وہ مصنوعیت کی نقاب کو پھاڑ دیتا ہے اور حیات و ممات کے اسرار ظاہر کر دیتا ہے چنانچہ سارے ملکوں سے ہم ایک مذہبی بیداری پیدا ہونے اور قدیم معیار اخلاق کی طرف لوگوں کے لوٹنے کی خبریں سن رہے ہیں۔ شادی ایسا تعلق ہے جس میں اصلاح پذیر ہو رہی ہے جسے چند ماہ قبل ایک فرسودہ و فضول رسم سمجھی جاتی تھی وائنا اور پیرس میں ایسے جوڑوں نے جو ایسی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے جس کو "آزادی" اتحاد کہتے تھے اپنے تعلقات کو قانون کے مطابق بنا لیا ہے۔ اور کلیسیا کی فیس اور سرکار کی قیود جو ایک حد تک ایسے بے قاعدہ اتحادوں کا باعث تھیں معاف یا دور کر دی گئی ہیں۔ فرانس، جرمنی اور آسٹریا میں ایسے رنگروٹوں کو جنکی منگیتر موجود ہیں۔ اس غرض سے چھٹی دی گئی ہے کہ وہ انکو اپنی بیویاں بنا لیں۔ پرشیا میں شاہزادہ البرٹ نے اگست میں شادی کر کے مثال قائم کی ہے انگلستان میں آج بشپ آف لنڈن کو میدان جنگ میں جانے سے قبل شادیاں کر لینے کی تحریک کر رہے ہیں بہت سے نوجوانوں کو جو نادانی یا خود غرضی سے شادی ہمیشہ مجرد ہی سمجھتے تھے یہ سوال پیش آ گیا ہے کہ آیا وہ اپنے خاندان کے آخری شخص ہونا چاہتے ہیں اور انہوں نے اپنے بندگوں کی مثال پر چلنے کا فیصلہ کیا ہے بہت سی نوجوان عورتیں جو پہلے بیوی یا ماں بننے سے لاپرواہ یا متنفر تھیں۔ اپنے ملک کی نسبت اپنے فرض کا خیال کر کے شادی پر رضامند ہو گئی ہیں اس طرح اجتماع افواج کا ہفتہ شادیوں کا ہفتہ بن گیا ہے اور خاکی وردی کو فیشن ایبل لباس پر ترجیح دی جاتی ہے پس ہمیں اسکا اندیشہ نہ ہونا چاہیئے کہ ۱۹۳۰ء کے مرد محض کمزور یا لڑائی سے جی چرانے والے اشخاص کی اولاد ہونگے ایام جنگ کی دلہنوں نے بقول انڈیپنڈنٹ ایک ایسا فرض اپنے ذمہ لیا ہے جو اس سے کم ضروری و دلیرانہ نہیں ہے جس نے انکے خاوندوں کو میدان جنگ میں بلایا ہے۔"

اسکے علاوہ تازہ ترین اسٹریلین اخبارات لکھتے ہیں کہ:- "مقتولین کی فہرست شائع ہونیکے ساتھ ہی جرمن شادی کرانے والی ایجنسیاں عورتوں کی لمبی لمبی فہرستیں شائع کر کے شادی خواہاں لوگوں کو شادی کی ترغیب دلاتی رہتی ہیں"۔ یہ ہے دین فطرت کی تسخیر قلوب یہ ہے صداقت اسلام کی فتح اور یہ ہے عالمگیر مذہب کے ...

فی شان ابن رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

کیا مسیح موعود کو نبی اللہ ماننا عیسائی بنناہے

مولوی محمد علی صاحب کے حملہ کا جواب

سوال مسیح موعود کو نبی بنانے کیلئے دو ہی قسم کے دلائل ہیں (۱) پیشگوئیوں میں نبی اللہ کا لفظ آنا (ب) الہام میں نبی کا خطاب پانا +

(۲) مسیح ناصری کو بھی انہی دلائل سے خدا بنایا جاتا ہے (ا) تورات کی پیشگوئیوں میں انہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے (ب) دوسرے اسنے خود اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا +

اسکا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ پیشگوئیاں استعارات و مجازات سے مشتمل ہوتی ہے (۲) مسیح نے خود یہودیوں سے کہا کہ تمہارے بزرگوں کو بھی خدا کہا گیا ہے۔ یعنی یہ از قبیل استعارہ و مجاز ہے۔

پس اسیطرح۔ اگر باوجود مسیح موعود کے اپنے آپ کو مجازی نبی کہنے کے اور حدیث کے پرانا استعارہ ہونے کے آپکو نبی مان لیا جائے تو مسیح بن مریم کو بھی خدا کہنا اور ماننا جائز ہے +

جواب:۔ اول تو یہ غلط ہے کہ یہی دو دلیلیں مسیح موعود کی نبوت کی دیجاتی ہیں۔ یہ تو اس بات کی دلیلیں ہیں کہ دعوےٰ آپنے کیا۔ اور دلائل تو وہ خاصہ ہیں جو انبیاء میں پائے جاتے ہیں مثلاً آیت فلا یظہر علی غیبہ کا مصداق ہونا۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل کی محک پر پورا اترنا۔ وغیرہ ذلک۔

دوم اگر ہم یہ دو دلائل مسیح موعود کی نبوت کے پیش کرتے ہیں۔ یعنی پیشگوئی میں نبی اللہ کا لفظ اور خدا کا لفظ نبی سے آپ کو خطاب کرنا تو آپ بھی رسول اللہ صلعم کی نبوت کے لیے یہی دو دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ تورات میں آپکے لیے نبی آیا۔ اور خدا نے آپکو یا ایہا النبی سے مخاطب فرمایا ہے۔ اگر مسیح موعود کی نبوت کمان [illegible] دلائل پر جرح ہوسکتی ہے تو یہی جرح رسول اللہ صلعم کی نبوت پر ہوگی۔ فما ہو جوابکم فہو جوابنا +

سوم:۔ جن پیشگوئیوں میں مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ یا خود مسیح کے الہام میں اسے خدا کہا گیا ہے۔ اس کلام کے لیے یقینی ثبوت نہیں کہ واقعہ میں یہی الفاظ خداوندی ہیں لیکن مسیح موعود کے لیے جو نبی کا لفظ احادیث یا آپکے الہاموں میں آیا ہے وہ حوالے قطعی اور یقینی ہیں۔ کیونکہ مسیح موعود نے خود اس حدیث کو صحیح فرمایا اور اپنے الہام کو دوسرے انبیاء کی طرح تمام شبہات سے منزہ قرار دیا +

چہارم:۔ خدا کا جو مفہوم حقیقی ہے وہ کسی بشر کیلئے حاصل ہونا متعذر ہے اسلیئے ضرور ہوا کہ وہاں حقیقت سے مجاز مراد لیا جائے۔ مگر کسی انسان کا نبی ہونا متعذر نہیں +

پنجم:۔ یہ کہ مسیح اگر خدا کہا گیا تو وہ انہی معنوں میں خدا مانا جا سکتا ہے جن معنوں میں اندروئے صحف انبیاء اگلے رسل کو خدا یا خدا کے بیٹے کہا گیا۔ نئے معنی نہیں لیے جائیں گے جیسا کہ عیسائیوں نے غلطی کی پس اسی طرح حضرت صاحب کو جو نبی کہا گیا ہے تو اسکے نئے معنے لینے ممنوع ہیں بلکہ انہیں انہی معنوں میں ہی مانا جائے گا جن معنوں میں پہلے لوگوں کو نبی کہا گیا۔ اگر تم پہلی اصطلاح کے خلاف نبی کے کوئی نئے معنے لوگے تو عیسائیوں کو حق حاصل ہے کہ وہ مسیح کو خدا ان معنوں میں کہیں جن معنوں میں نہیں کہا گیا +

ششم:۔ اگر پیشگوئیاں استعارات اور مجازات سے پر ہوتی ہیں۔ تو بتاؤ کہاں کہاں رسول اللہ صلعم کو نبی کہا گیا ہے وہاں [illegible] مراد نہ لینے کی کیا وجوہات ہیں۔ تاکہ وہی وجوہات ہم حضرت مسیح موعود میں ثابت کردیں +

ہفتم:۔ استعارہ اور مجاز کے اصول مقرر ہیں اور ہر جگہ جیسے شیر کہکر بہادر مراد لیتے ہیں۔ خدا کا بیٹا کہکر خدا کا پیارا مراد لیا جاتا ہے۔ تو کیا نبی کے لفظ کے مجازی معنی آج سے پہلے کسی الہامی کتاب میں لیئے گئے ہیں۔ کہ کسی کو الہام میں نبی کہا گیا ہو اور مراد اس سے غیر نبی ہو +

ہشتم:۔ مجاز اور استعارہ لفظ میں ہوتا ہے ہم صرف لفظ نبی سے حضرت صاحب کی نبوت ثابت نہیں کرتے بلکہ حضرت صاحب نے جو نبی کی تعریف کی ہے:۔ چونکہ آپ پر چسپاں ہوتی ہے اسلیئے آپ نبی ہیں +

نہم:۔ آپکے نزدیک امت محمدیہ میں سینکڑوں مجازی نبی ہیں۔ اگر حضرت صاحب کی نبوت سے بھی مراد مجازی نبوت ہو۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں یہ لکھا کہ نبی کا نام پانے کے لیئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام صلحا میں وہ شرطیں نہیں پائی جاتی جو مجھ میں پائی جاتی ہے اور جو نبی ہونے کے لیئے ضروری ہے۔ پس اسلیئے وہ نبی کہلانے کے مستحق نہیں۔ اور میں مستحق ہوں +

دہم:۔ یہ کہ مسیح موعود نے جو اپنی نبوت کو مجازی فرمایا تو یہ ضرور کی اپنی اصطلاح بمقابلہ اس حقیقت کے ہے جس سے ہمیشہ آپنے صاحب شریعت یا براہ راست نبی ہونا مراد لیا ہے اور اسکا ایک ثبوت کہ یہ حضرت صاحب کی اپنی ہی اصطلاح ہے یہ ہے کہ حضرت صاحب کی کتب کے علاوہ آپ کہیں سے یہ دکھا دیں کہ حقیقی یا مستقل سے مراد صاحب شریعت یا براہ راست نبوت ہے۔ پس جب حقیقی ان معنوں میں آپ ہی کی اصطلاح ہے تو مجازی کے معنی بھی آپکے کلام میں وہی ہونگے جو بمقابلہ اس حقیقت کے ہونے چاہیئیں۔ یعنی یہ کہ آپ ایسے صاحب شریعت اور براہ راست نبوت پانے والے نبی نہیں۔ گو از روئے نبوت من حیث النبوت مستقل اور شرعی نبیوں کے مساوی ہیں +

یازدہم:۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ کوئی غیر نبی نبی سے تمام شان میں افضل نہیں ہو سکتا۔ پس اگر مجازی نبی سے مراد غیر نبی ہے تو پھر مسیح موعود علیہ السلام کبھی مسیح ناصری مستقل نبی سے تمام شان میں بڑھکر ہونے کا دعویٰ نہ فرماتے +

دوازدہم:۔ مسیح بن مریم کو خدا یا خدا کا بیٹا جو کہا گیا ہے۔ اور وہاں حقیقت مراد نہیں تو اسکا انطباق مسیح موعود پر جب ہوتا کہ مسیح موعود کے حق میں خدا یا خدا کا بیٹا کے لفظ وارد ہوتے اور ہم ان سے مراد حقیقت لیتے۔ یہاں تو بحث نبوت پر ہے اور نبوت کے اثبات کے لیئے اگر پیشگوئیوں میں نبی کا لفظ آنا یا خدا سے الہام میں نبی کا خطاب پانا۔ دلیل نبوت نہیں تو گذشتہ انبیاء کی نبوت بھی (جن کے حق میں پیشگوئیوں میں نبی کا لفظ آیا اور خدا سے نبی کا لقب پایا) ثابت نہ ہوگی +

سیزدہم:۔ مسیح موعود کے لیئے بمنزلۃ ولدی اور عمانوایل (خدا ہمارے ساتھ ہے) الہامات میں آیا ہے اور ہم اس سے مراد حقیقت نہیں لیتے جس سے ثابت ہوا کہ ہم عیسائیوں کی طرح غالی نہیں ہیں +

چہاردہم:۔ کسی خاص مقام پر بوجہ متعذر ہونے حقیقت کے اگر مجاز اور استعارہ مراد لیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا

کہ ہر ایک مقام پر استعارات اور مجازات ہی مراد لیے جائیں۔ اگر ایسا ہو تو تمام احکام شرعیہ اوامر و نواہی کو بھی مجازات اور استعارات ٹھہرا کر حیثیات مخصوصہ اعمال خاصہ کا بھی ابطال کرنا پڑے گا اور اس طرح الحاد و اباحت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے کچھ اور ہی معنی بن جاویں گے۔

پانزدہم۔ یہ کہ اس حدیث کا ہر لفظ آپ کے نزدیک مجاز اور استعارہ ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نبی سے بھی مجازاً نبی مراد ہے تو پھر لفظ اللہ جو نبی اللہ کے ساتھ ہے وہ بھی آپ کے نزدیک کوئی مجازی اللہ ہو جائے گا اور یہ بھی ضروری ہوگا کہ مسیح اور مہدی سے بھی کوئی مجاز یا استعارہ ہی مراد ہے۔ نہ کہ فی الواقعہ کسی مہدی اور مسیح کا آنا۔ اسی طرح اس حدیث میں الفاظ النواس بن سمعان ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خروج دجال اور مسلم بن عبد العزی بن قطن فواتح سورۃ الکہف۔ اذ اوحی اللہ الی عیسیٰ (اور وحی بھی مجازی بن جائے گی) یبعث اللہ یاجوج وماجوج یرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی اللہ سب مجاز اور استعارہ بن جائیں گے اور اس طرح پر آپ نہ صرف مسیح موعود کے تمام دعاوی پر بلکہ رسول اللہ کی پیشگوئیوں پر پانی پھیرنے والے بنیں گے۔

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا نمونہ

قرآن مجید کے سوا دنیا میں کسی الہامی کتاب نے دعویٰ نہیں کیا کہ میں فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہوں۔ یہ شرف صرف قرآن مجید کو ہی حاصل ہے کہ وہ صحیح تعلیم اور ایک مکمل ضابطہ ہونے کے علاوہ فصاحت و بلاغت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اور جب سے نازل ہوا ہے تمام دنیا کو چیلنج دے رہا ہے کہ آؤ میری نظیر بناؤ۔ مگر تیرہ صدیوں کے لمبے عرصہ نے ثابت کر دیا کہ قرآن کے اس چیلنج کو قبول کرکے کوئی شخص کامیاب نہ ہو سکا اور نہ کسی کتاب کا نام لو۔ جو قرآن مجید کے مقابلہ میں تصنیف کی گئی ہو اور پھر عربی زبان کے کسی مستند عالم نے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو اسے قرآن مجید کے مساوی سمجھا ہو۔ کفار عرب کا باوجود ایک پرتحدی چیلنج کے پھر مقابلہ میں کسی قصیدہ یا کسی عبارت کو پیش نہ کر سکنا ہی قرآن مجید کے اس دعویٰ کی ایک بین دلیل ہے۔ خیر یہ ایک اصولی بات ہے۔ اب ہم ناظرین کو قرآن مجید کی فصاحت کی ایک مثال پیش کرتے ہیں جس سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا کہ یہ الٰہی کتاب واقعہ میں فصیح ہونے میں حد اعجاز تک پہنچی ہوئی ہے۔ وہ مثال آیت کریمہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم ہے۔ اس سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے دو عظیم الشان مذہبوں کی دو بنیادوں کو بالکل خاک میں ملا کر ان کے مذہب کی بنا نابود کی۔ وہ دو مذہب عیسویت اور یہودیت ہیں۔ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھتے ہیں اور یہودی لوگ حضرت عیسیٰ کو ایک نیک انسان بھی نہیں مانتے۔ غرض یہ دونو مذہب آپس میں بالکل متضاد مذہب ہیں۔ عیسائی صاحبان مسیح کی الوہیت کے ثبوت میں اسکا بن باپ ہونا پیش کرتے ہیں کہ چونکہ اس کی پیدائش خرق عادت طور پر ہوئی۔ یہ خصوصیت بتاتی ہے کہ وہ انسان نہیں بلکہ خدا ہے۔ اور ادھر یہودی اس بے باپ ہونے کی وجہ سے استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ اسکے حمل کے وقت اس کی والدہ کا کوئی خاوند نہیں تھا اسلئے وہ (نعوذ باللہ) ولد الحرام ہے اور ہم اسے نبی تسلیم نہیں کر سکتے۔ غرض ایک ہی واقعہ سے دونو قوموں نے دو متضاد مذہب پیدا کئے۔ عیسائیوں نے الوہیت اور یہودیوں نے ناجائز ولادت۔ قرآن مجید چونکہ دونو قوموں کی اصلاح کے لئے آیا ہے اور الوہیت مسیح اور ناجائز ولادت دونو کو رد کرتا ہے۔ اسلئے اس نے ان دونو قوموں کے متضاد خیالات کا نہایت فصاحت و بلاغت سے ایک ہی فقرہ میں جواب دیا۔ اور وہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم ہے اس میں عیسائیوں کو یہ فرمایا کہ تمہارا یہ استدلال کہ چونکہ مسیح بے باپ پیدا ہوا۔ اور باقی انسانوں سے اس میں خصوصیت ہے اسلئے وہ انسان نہیں بلکہ الٰہ ہے یہ غلط استدلال ہے۔ کیونکہ آدم کو تم بھی بے باپ جانتے ہو لیکن کبھی نہیں کہتے کہ وہ خدا تھا۔ حالانکہ تمہارے معیار کے مطابق تو وہ بھی خدا ہونا چاہئے لیکن تم اسے صرف انسان سمجھتے ہو۔ سو جب آدم کو تم باوجود بے باپ و بے ماں ہونے کے خدا نہیں مانتے بلکہ انسان سمجھتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ مسیح کو صرف بے باپ ہونے کی وجہ سے خدا سمجھتے ہو۔ اس کے بعد اسی فقرہ سے یہودیوں کی تردید فرماتا ہے کہ تم لوگ مسیح کو اسلئے ولد الحرام سمجھتے ہو کہ اسکا کوئی باپ تم کو معلوم نہیں اور تم اسے ولد الحرام سمجھتے ہو حالانکہ آدم کے متعلق تمہارا یہی عقیدہ تھا۔ سو جب خدا تعالیٰ نے آدم کو بے باپ پیدا کیا تو کیا وہ قادر نہیں کہ مسیح کو بے باپ پیدا کر سکے۔ سو جب وہ قادر ہے کہ کسی کو بے باپ پیدا کرے جیسا کہ آدم کی پیدائش اسکی گواہ ہے تو کیا وجہ ہے مسیح کی نسبت تم شبہ کرتے ہو۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ خدا نے اسے آدم کیطرح بے باپ پیدا کیا ہو جب وہ ایسا قادر ہے کہ بقول تمہارے آدم کو اس نے بے باپ اور بے ماں پیدا کیا تو کیا صرف بے باپ پیدا کرنا اسکے حضور مشکل ہے۔ غرض اس آیت کریمہ میں مسیح کو آدم سے تشبیہ دیکر قرآن مجید نے عیسائیوں اور یہودیوں کے دو غلط اور متضاد عقیدوں کی زبردست تردید کی جس سے حقیقتاً نہ مذہب عیسوی قائم رہ سکتا ہے نہ یہودی۔ اور قرآن مجید کی یہ کمال فصاحت و بلاغت ہے کہ ایک چھوٹے سے جملہ میں دو بڑے مذہبوں کے دو عظیم الشان متضاد بنیادی عقیدوں کو رد فرما دیا ہے۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ۔

تردید خیالات چکڑالوی

کچھ عرصہ سے مولوی عبداللہ چکڑالوی کے ذریعہ حدیث نبوی کے متعلق ایسے خیالات بعض لوگوں میں سرایت کر گئے ہیں۔ جو قرآن مجید اور اسلام کے بالکل برخلاف ہیں اور جس کتاب کو وہ مکمل و مفصل کہہ کر رسول کریم کی صحیح حدیثوں کو باطل ثابت کرنا چاہتے ہیں وہی کتاب مولوی صاحب کے خیالات کی تردید کرتی ہے۔ اور رسول کریم کی احادیث کو واجب العمل اور لائق اطاعت ٹھہراتی ہے لیکن چکڑالوی خیالات کے لوگوں کو چونکہ قرآن مجید کی وہ آیات جن میں قرآن کے کامل کتاب اور کتاب مفصل اور لوگوں کی ہدایت کے لئے کافی ہونے کا ذکر ہے عام طور پر یاد ہیں اسلئے عوام کے سامنے وہ آیات پڑھ کر انہیں لاجواب کر دیتے ہیں عوام عدم واقفیت اور کم علمی کے سبب ان کے جواب سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ اسلئے حضرات چکڑالوی اپنی منگھڑت باتوں پر اور زیادہ فخر کرتے ہیں۔ اور یہ بلا چونکہ پنجاب میں قریباً ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اسلئے اسکے دفعیہ کے لئے ذیل میں چند باتیں لکھی جاتی ہیں :-

(۱) عام طور پر چکڑالوی سوال کیا کرتے ہیں کہ قرآن مجید کامل کتاب ہے یا نہیں جب انہیں کہا جاوے کہ کامل ہے تو وہ کہتے ہیں کہ رسول صلعم کی حدیثیں قرآن کے مطابق ہیں یا خلاف اگر خلاف ہیں تو قابل قبول نہیں اور اگر مطابق ہیں تو ان کی ضرورت نہیں اسکا نہیں یہ جواب دینا چاہیئے کہ بتاؤ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی تفسیر اور رسالے اور تمہاری اپنی گفتگو اور بحث مباحثے اور اپنے مشن کی تبلیغ اور اپنے خیالات کی تلقین آیا قرآن کے خلاف ہیں یا موافق۔ اگر خلاف ہیں تو قابل قبول نہیں اور اگر مطابق ہیں تو ضرورت نہیں۔ قرآن کافی ہے۔ کیوں تفسیر لکھتے ہو اور کیوں اپنے خیالات کی تبلیغ کرتے ہو۔ صرف قرآن کافی ہے وہ آپ اپنی وکالت کرے گا۔ اور اگر قرآن مجید کے مطالب سمجھنے کیلئے مولوی عبداللہ کی تفسیر کی ضرورت ہے اور اس کے ذریعہ لوگ قرآن مجید کے اصل مطلب تک پہنچ سکتے ہیں تو کیا وجہ کہ قرآن مجید کے اصلی مفہوم کو سمجھنے کے لیئے رسول صلعم کے اقوال کی ضرورت نہیں۔ اور کیوں نہ انہیں جمع کیا جاوے اور انہیں مطالعہ میں لایا جاوے۔ اگر مولوی عبداللہ یا کسی اور چکڑالوی عالم کی تشریح اور تفسیر سے لوگ قرآن مجید کے درست مفہوم کو معلوم کرنے میں مدد حاصل کر سکتے ہیں تو کیا وجہ کہ اسی مقصد کے لیئے ان احادیث کی طرف توجہ نہ کیا جاوے جنمیں رسول کریم صلعم نے آیات قرآنیہ کی تفسیر فرمائی ہے +

(۲) دوسری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی چکڑالوی مباحثہ کرے تو اس سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ تمہیں کس طرح یقین ہے کہ موجودہ قرآن واقعہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے۔ اگر وہ کہیں کہ ہمیں لکھا ہے تو ان سے دو باتیں کہو (۱) اول یہ کہ یہ اس کتاب کا دعویٰ ہے اسکی کوئی دلیل لاؤ۔ دوسرے یہ کہ احادیث میں بھی لکھا ہے یہ بات رسول صلعم نے فرمائی اور خصوصاً قدسی احادیث کے متعلق رسول صلعم فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھے خدا نے فرمائی۔ پس ان احادیث کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہوا۔ اور اگر وہ کہیں کہ موجودہ قرآن کو اصل قرآن ہم اسلئے مانتے ہیں کہ یہ ہم تک تواتر سے پہنچا ہے تو اسکا جواب یہ دو کہ قرآن مجید ایسے تواتر سے نہیں پہنچا جس تواتر سے موجودہ نماز میں اوقات کی تعداد اور رکعات ہم تک پہنچی ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید تو دنیا میں کم لوگ پڑھتے ہوئے ہیں۔ لیکن اسکی نسبت نماز زیادہ لوگ پڑھتے ہیں پھر یہ کہ قرآن تو شاید سال میں ایک دو دفعہ لوگ ختم کرتے ہیں لیکن نماز تو دن میں پانچ دفعہ پڑھتے ہیں۔ اور قرآن کو تو لاکھوں آدمیوں نے حفظ کیا لیکن نماز کے الفاظ کروڑوں انسانوں نے یاد کئے ہوئے ہیں علاوہ ازیں قرآن مجید کو صرف مسلمان بالاستیعاب دیکھتے اور پڑھتے ہیں لیکن نماز کے اوقات اور ہیئت کو تو ہندو عیسائی یہودی سب جانتے ہیں۔ باقی اگر موجودہ قرآن مجید کا تواتر سے پہنچنا اسکے صحیح ہونے کی دلیل ہے تو موجودہ نماز کا اس سے قوی تواتر کے ذریعہ ہم تک پہنچنا اسکی صداقت کی بہت زبردست دلیل ماننی پڑے گی پھر اذان کو لو۔۔۔ پانچ وقت ہر ملک ہر شخص بلا فیصلہ ہر مسجد میں ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی جس تواتر کے ذریعہ دنیا میں شائع ہوئی وہ قرآن مجید کے تواتر سے بڑھ کر ہے اسی طرح حج اور زکوٰۃ کے مسائل وغیرہ وغیرہ سب ایسی باتیں ہیں جو بے نظیر تواتر سے ہم تک پہنچی ہیں +

(۳) چکڑالوی کہا کرتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ملا کر پڑھنا شرک ہے کیونکہ قرآن مجید میں دونوں فقرے ایک جگہ نہیں آئے۔ اسکا جواب انہیں یہ کہنا چاہیئے کہ جو نماز مولوی عبداللہ نے ایجاد کی ہے وہ بھی نہیں پڑھنی چاہیئے کیونکہ وہ اکٹھی ایک جگہ قرآن مجید میں کہیں نہیں آئی۔ اگر مولوی عبداللہ کا حق ہے کہ مختلف مقامات کی آیات کو ایک جگہ اکٹھا کرکے ایک مجموعہ بنا کر نماز ادا کرے تو کیا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لیئے یہ ناجائز ہے کہ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ دو جملوں کو ایک فقرہ میں ادا کریں +

(۴) چوتھی بات جو ان کی تردید میں پیش کی چاہیئے وہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا کے سوا کوئی شخص آئندہ ہونیوالے واقعات سے واقف نہیں ہاں اللہ تعالیٰ بعض آئندہ کی خبریں اپنے رسولوں پر ظاہر کرتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی کی پیشگوئی اپنی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ خدا فرماتا ہے تب وہ لوگوں تک پہنچاتا ہے اب ہم اس آیت کی رو سے احادیث کی صداقت کو پرکھتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ صحیح احادیث جو رسول صلعم سے منقول ہیں الہام الٰہی ہیں۔ جو رسول صلعم پر ہوا کیونکہ موجودہ احادیث میں بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو آئندہ زمانہ کے متعلق رسول صلعم نے فرمائیں اور وہ قرآن مجید میں کہیں درج نہیں لیکن واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور بجز قرآن مجید کے لکھا ہے کہ آئندہ کی خبریں سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ رسول کو بھی خدا ہی بتاتا ہے تو اس سے نتیجہ نکلا کہ وہ پیشگوئیاں جو احادیث میں درج ہیں اور اپنے وقت پر پوری ہوئیں ضرور خدا کی طرف سے الہام آپ پر نازل ہوئی تھیں۔ اور وقت پر ان کا ٹھیک ٹھیک درست نکلنا آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے مطابق دلالت کرتا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جو قرآن مجید میں موجود نہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ قرآن مجید کے سوا بھی بہت سے الہام رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئے اور اگر ان پیشگوئیوں کو جو احادیث میں درج ہیں اور پوری ہو چکی ہیں کلام الٰہی نہ مانا جاوے بلکہ کسی انسان کا کلام کہا جاوے تو آیت مذکورہ غلط ٹھہر جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ جب تک خدا الہام نہ کرے کوئی شخص آئندہ کی ایسی کوئی خبر نہیں دے سکتا جو بغیر کسی قرینہ کے معلوم ہو سکے۔ اب ہم نمونہ کے طور پر چند پیشگوئیاں درج کرتے ہیں جو احادیث میں درج ہیں۔ اور پوری ہو چکی ہیں:-

(۱) حدیث میں پیشگوئی تھی کہ القلاص فلا یسعیٰ علیہا کہ ذریعہ تیز سواری پیدا ہوگی اور اونٹ بیکار ہو جاویں گے یعنی اونٹوں وغیرہ کا عام طور پر موقوف ہو جانا اسکی زبردست شہادت ہے۔ (۲) حدیث میں ہے کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ چاند کو خسوف کی پہلی رات اور سورج کو کسوف کی درمیانی رات چنانچہ ۱۳۱۱ھ نے اس پیشگوئی کو صاف طور پر پورا کر کے احادیث رسول کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔ (۳) احادیث میں دجال کے گدھے کی پیشگوئی ہے جو حقیقت میں ریل ہے۔ اسکے سر پر دھوئیں کا بادل ہے یعنی آگ کی راہ دور سے معلوم ہوتا ہے ریل کے وجود نے اس زبردست پیشگوئی کو حرفاً حرفاً پورا کیا۔ اور اسطرح احادیث کی تائید میں ایک زبردست شہادت ہمارے ہاتھ میں آئی۔ (۴) چوتھی بات جو چکڑالوی مباحثین ملحوظ خاطر رہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے بہت سی پیشگوئیاں فرمائیں۔ اور اگر قرآن کے سوا اور کوئی کتاب قابل استناد نہیں تو قرآن مجید کی پیشگوئی کی صحت کسی طرح ثابت ہی نہیں ہو سکتی مثلاً قرآن مجید فرماتا ہے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الیٰ معاد یعنی محمد رسول اللہ تیرے دشمنوں نے تجھے مکہ سے نکالا لیکن قرآن کو بھیجنے والا خدا تجھے پھر تیرے وطن میں کامیابی سے پھرا لائیگا۔ اب بتاؤ کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو قرآن کی تکذیب آئی۔ اگر پوری ہوئی تو بتاؤ کہ اسکے پورا ہونے کا ذکر قرآن میں ہے یا نہیں۔ اگر قرآن میں ہے تو وہ مقام دکھلاؤ۔ اگر قرآن میں نہیں تو بتاؤ کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا کیا ثبوت ہے اگر کوئی ثبوت نہیں تو اس پیشگوئی کے بیان سے کیا فائدہ اور اگر کوئی عیسائی اعتراض کرے تو اسکا جواب کیا۔ اور اگر کہو کہ اسکے پورا ہونے کا ذکر احادیث میں ہے تو ہمارا یہ سوال ہے کہ احادیث قابل حجت ہیں یا نہیں۔ اگر قابل حجت نہیں تو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے ثبوت میں احادیث کس طرح پیش کرو گے اور اگر احادیث قابل حجت ہیں تو پھر تم منکر حدیث نہ رہے اور جس بناء پر تم قرآن کو کامل مانتے ہو وہ بناء باطل ہو گئی اور تم بھی اہلحدیث کے اہلحدیث ہی رہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں رسول صلعم اور مسلمانوں کی کامیابی کی اور کفار کی۔۔۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۭ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

[illegible] الدین [illegible] — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — میں بھی اک نورانی چہرہ [illegible]

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

چندہ مقامی خریداروں کا ساڑھے چار روپے

الفضل

باقی تمام [illegible] قادیان ضلع [illegible] چندہ غیر [illegible] سات روپے

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۲ | ۱۱ مئی ۱۹۱۵ء مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی مع اپنے رفقا، میاں محمد امین صاحب میاں شمس الدین صاحب میاں خیر الدین میاں تاج الدین صاحب کے حاضر ہوئے۔ ایک ضروری اعلان کی تعمیل میں **ایک ہزار روپیہ** ترقی اسلام کیلئے دو سو روپیہ صدر انجمن کے واسطے جماعت لاہور کی طرف سے پیش کیا۔ ۸ مئی بعد نماز شام حضور نے دیر تک نہایت لطیف باتیں فرمائیں۔

فرمایا اب ان لوگوں کی حالت ہو گئی ہے کہ میری ضد اور مخالفت میں اسلام کی مسلمہ صداقتوں کا انکار کرتے جاتے ہیں۔ استجابت دعا کو حضرت اقدس نے دوسروں کے مقابل میں بھی اپنی صداقت کا نشان پیش کیا ہے اور یہ علامت صلحاء قرار دی ہے لیکن ایک دوست نے جب ان (مسکروں) میں سے ایک بڑے آدمی کو لکھا کہ میری (فضل عمر) اتنی دعائیں اسکے حق میں مستجاب ہوئیں تو اس نے ایک بڑا لمبا چوڑا خط لکھا کہ یہ تو شرک ہے افسوس کہ محض میری مخالفت میں اب دعا بھی شرک ہو گئی معلوم ہوتا ہے ان کو یہ معلوم ہی نہیں کہ شرک کسکو کہتے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ شرک پر ایک مضمون لکھوں۔ مبایعین کا نام محمودی رکھکر انہیں بار بار مشرک کہا جاتا ہے۔ اور ایک نے ان میں سے لکھا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ گویا برہمو سماج والے نجات پا سکتے ہیں۔ آریہ نجات پا سکتے ہیں یہودی نجات پا سکتے ہیں اور نہیں نجات پا سکتے تو مبایعین یہ تو اسکے نزدیک ابد الآباد جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ پھر دوسرا نشان کسی کے صدق کا یہ بھی ہے کہ سعید روحوں کو بذریعہ الہام یا رؤیا اسکی طرف متوجہ کیا جائے۔ حضرت صاحب نے دوسروں کے رؤیا اور الہام اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش فرمائے ہیں۔ اللہ نے محض اپنے فضل سے میرے لئے لوگوں کو الہام بھی کئے اور رؤیا بھی دکھائے حتیٰ کہ جو آجکل انکار کر رہے ہیں۔ ان کے لیڈروں میں سے بھی بہتوں کو خواب آئے۔ مگر انھوں نے اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ ایک کو خواب میں بتایا گیا کہ لڑکا تو سچا نکلا۔ اب ایک طرف وہ یہ خواب سناتا ہے۔ اور دوسری طرف مجھے چالباز اور شریر بتاتا ہے دوسرے کو خواب میں قبل از خلافت ہدایت کی گئی۔ کہ میاں کی مخالفت نہ کرنا۔ مگر اس نے بڑے زور شور سے مخالفت کی ہے۔ ایک نے دیکھا کہ میں خلیفہ بن گیا ہوں اسنے بعد میں کہا کہ خلیفہ بے شک بن گئے مگر یہ تو مجھے نہیں کہا گیا کہ تو بھی بیعت کر لینا۔ تعجب ہے کہ دوسرے کو

الاسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جو دوسرے مذاہب میں نہیں

پہلی خصوصیت پہلی خصوصیت جو اسلام میں ہے اور جس کے سوا کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتی وہ اس کا تمام دنیا کو دعوت دینا ہے۔ اسلام کے سوا جس قدر مذہب ہیں صرف خاص خاص ملکوں اور خاص خاص قوموں کی اصلاح کے لیئے دنیا میں آئے لیکن اسلام کے بھیجنے والے نے اسے کسی خاص ملک یا کسی خاص قوم کے لیئے نہیں بھیجا بلکہ اسے تمام دنیا کے لیئے ایک ضابطہ مقرر کیا۔ اور سارے جہان کے لیئے ایک قانون کی صورت میں نازل کیا۔ علاوہ ازیں باقی مذاہب ایک خاص وقت تک اصلاح کرکے منسوخ کیئے گئے لیکن اسلام جسطرح تمام قوموں کے لیئے ہے اسی طرح تمام زمانوں کا حاوی ہے۔ اسلیئے باقی مذاہب جب نازل ہوئے تو جس قوم کی اصلاح کے لیئے آئے تھے۔ صرف اسی قوم کی افراط و تفریط کو اور ان کے لیئے انہیں کے مناسب حال احکام بیان کیئے دوسری قوموں سے انہیں کوئی واسطہ تہا اور نہ ان کی اصلاح سے کوئی غرض چنانچہ توریت کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیئے نازل ہوئی ہے اسے کسی اور قوم سے کوئی واسطہ نہیں۔ دیکھو جب حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے تو اسوقت بنی اسرائیل فرعون کی ماتحتی میں اسکے ظالمانہ رتاؤ اور سلوک سہہ سہہ کر بالکل بے غیرت ہو گئے تھے ان میں ہمت اور خودداری بالکل مفقود تھی قوت انتقام جاتی رہی تھی۔ اور ظالم کا مقابلہ کرنے کی جرأت باقی نہیں رہی تھی چونکہ حضرت موسیٰ خاص انکی اصلاح کے لیئے آئے تھے اسلیئے جب وہ بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجہ سے چھڑا کر ملک شام میں لائے اور توریت شریف نازل ہوئی تو اسمیں بنی اسرائیل کی ان قوتوں کو از سر نو زندہ کرنے کے لیئے جو فرعون کے ظلم سے قریباً مر گئی تہیں سخت سے احکام درج تھے۔ انتقام پر بار بار زور دیا گیا اور قصاص لینا فرض عین قرار دیا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ کان کے بدلے کان ناک کے بدلے ناک دانت کے بدلے دانت غرض انتقام اور قصاص پر

زور دیکر بنی اسرائیل کو پھر ایک غیور اور خوددار قوم بنا دیا مگر اسکے بعد صدیوں بعد جب بنی اسرائیل قصاص لے لے کر سخت دل ہو گئے اور انتقام پر زور دینے کی وجہ سے سخت دلی ان میں پیدا ہو گئی اور وہ ایک کینہ توز قوم ہو گئے۔ اور قساوت میں ضرب المثل ہو گئے تو ان خرابیوں کی اصلاح کے لیئے مسیح سا اولوالعزم رسول آیا۔ اور جو کتاب اس پر نازل ہوئی اسمیں قصاص کو بالکل محو کر دیا گیا۔ اور انتقام کی سخت مذمت کی گئی توریت کے ایسے تمام احکام منسوخ کر دیئے گئے جن میں انتقام یا قصاص کا سبق دیا گیا تہا۔ اور اسکی جگہ عفو پر زور دیا گیا۔ عفو و درگذر کی تعریف کی گئی۔ حلیمی اور چشم پوشی کو سراہا گیا۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ اگر کوئی شخص تیرے ایک گال پر تھپیڑ مارے تو بجائے بدلہ لینے کے بایاں گال بھی اسکے آگے کر دے۔ یہ کیوں؟ صرف اسی لیئے کہ توریت اور انجیل تمام دنیا کے لیئے نہیں بلکہ ایک خاص قوم کی اصلاح کے لیئے نازل ہوئیں۔ اور اپنے اپنے وقت میں جن جن خرابیوں میں اس قوم کو دیکھا ان کے دور کرنے پر زور دیا چونکہ توریت کے وقت صفت غضب اور قوت انتقام کی ضرورت تھی اس لیئے توریت نے ان پر زور دیا۔ اور عفو کو باطل کیا۔ مگر مسیح کے زمانہ میں چونکہ عفو اور درگزر مفقود تھے اور قوم میں ان کی ضرورت تھی۔ اسلیئے انجیل میں انہیں پر زور دیا گیا۔ اور انتقام کو باطل کیا گیا لیکن قرآن مجید چونکہ کسی خاص قوم کی اصلاح کے لیئے نہیں آیا۔ بلکہ تمام دنیا کی اصلاح اسکا مقصود تھی اسلیئے کسی ایک قوم کی برائیوں کو دور نہیں کیا بلکہ مجموعی طور پر تمام قوموں کی خرابیوں سے منع فرمایا۔ اور تمام اخلاق فاضلہ کے حصول پر زور دیا۔ اور جس طرح قوت انتقام اور قصاص پر زور دیا۔ اور انہیں دنیا کے لیئے امن کا موجب ٹھیرایا اسیطرح عفو اور درگزر کی تاکید کی اور انہیں عالم کی سکینت کا سبب قرار دیا۔ غرض افراط کی راہ ضلالت کی اور تفریط کی تمام برائیوں کی اصلاح بھی کر دی اور تمام خوبیوں کی تحریک بھی فرمائی۔ اسلام کے سوا باقی جس قدر مذاہب ہیں انہیں یہ شرف حاصل نہیں۔ وہ صرف ایک خاص قوم اور خاص ملک اور زمانہ کی اصلاح کے لیئے آئے اور اسکے ثبوت میں ہم دو باتیں پیش کرتے ہیں۔ پہلی تو یہ کہ غیر مذاہب کی الہامی کتابوں میں یہ دعوے ہرگز نہیں کہ ہم تمام دنیا کی ہدایت کیلئے آئی ہیں یہ دعوے نہ وید میں ہے نہ توریت میں اور نہ انجیل میں کہیں بھی اسکا ذکر نہیں۔ اور جب وہ کتابیں خود اس بات کا

دعوے نہیں کرتیں کہ ہم تمام جہان کی اصلاح کے لیئے آئی ہیں تو اور کسی کا کیا حق ہے کہ وہ انکے متعلق یہ دعوے کرے ہاں قرآن مجید نے نہایت صاف لفظوں میں اس بات کا اعلان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا یعنی اے میرے لوگو میں بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں کہ میں تمام دنیا کی اصلاح کے لیئے بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر رسول صلعم اس حکم کی تعمیل میں فرماتے ہیں کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ و بعثت الی الناس عامۃ یعنی پہلے نبی صرف اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے لیکن میں تمام دنیا کے لیئے نبی ہو کر آیا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ علاوہ اسکے کہ اور مذاہب نے تمام دنیا کے لیئے مصلح ہونے کا دعوے نہیں کیا خود ان کے مسلمات سے پتہ لگتا ہے کہ وہ خاص قوم اور خاص ملک کے لیئے آئے تھے چنانچہ ویدک دھرم والوں کا یہ مذہب ہے کہ وید ہمیشہ آریہ ورت میں نازل ہوئے اور صرف سنسکرت زبان ہی میں الہام کا نزول ہوا اس عقیدہ سے پتہ چلتا ہے کہ وید صرف ہندوستان کے لیئے آیا۔ اور صرف آریہ ورت والوں کی اصلاح کی غرض سے نازل ہوا ورنہ اگر اور ملکوں اور دوسری قوموں کی ہدایت بھی اسکا مقصود ہوتی تو آریہ سماج کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے تہا کہ وید کبھی ہندوستان میں نازل ہوتا ہے اور کبھی ایران میں اور کبھی کسی اور ملک میں۔ اسیطرح وید کی زبان کبھی سنسکرت ہوتی کبھی عربی کبھی کوئی اور زبان لیکن وہ ایسا نہیں مانتے بلکہ وید کے نزول کو صرف آریہ ورت میں اور وید کی زبان کو صرف سنسکرت میں محدود و مقید خیال کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ وید کے نزول کی غرض آریہ ورت کی اصلاح تھی کوئی اور مقصود نہ تھا۔ اسکے بعد توریت کو لو۔ اسمیں تمام احکام صرف بنی اسرائیل کے لیئے ہیں ہر حکم اسکی میں صرف بنی اسرائیل کو مخاطب کیا گیا ہے اور تمام قوانین اور ضوابط صرف بنی اسرائیل کے لیئے تجویز کیئے گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ توریت کا نزول صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے مقصد کو اپنے اندر لیئے ہوئے تہا۔ پھر توریت کے تیرہ سو برس بعد مسیح کی بعثت ہوئی۔ آپ کا مشن بھی عام نہ تہا بلکہ صرف بنی اسرائیل کی ہدایت آپکے مدنظر تھی۔ چنانچہ انجیل میں آپنے صاف لفظوں میں اقرار کیا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لیئے بھیجا گیا ہوں مجھے اور قوموں سے واسطہ نہیں اور اسکی تائید میں مسیح کے متعلق قرآن مجید رسولا الی بنی اسرائیل اور لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل فرماتا ہے اور بخلاف ان مذاہب کے اسلام تمام دنیا کے لیئے ہے کسی خاص قوم اس کے زیر نظر نہیں اور اس بات کے کئی ثبوت ہیں۔

(۱) اول یہ کہ اسمیں جو احکام ہیں انہیں تمام دنیا کے لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے یا ایھا الناس اعبدوا ربکم اور کسی حکم میں عربوں یا قریش کی کوئی تخصیص نہیں (۲) قرآن مجید میں قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کہکر تخصیص کو باطل کیا ہے (۳) رسول اللہ صلعم نے بعثت الی الناس کافۃ فرماکر دعوت عامہ کا اقرار فرمایا۔ (۴) آپ نے اپنی زندگی میں تمام مشہور و معروف بادشاہوں کے نام تبلیغی خط بھیجے حالانکہ وہ بادشاہ نہ آپ کی قوم سے تھے اور نہ آپ کے ملک سے ان کا کوئی تعلق تھا چنانچہ روم۔ ایران مصر اور حبش کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی۔ (۵) خود آپ کے ہاتھ پر مذاہب کے تابع یہودی عیسائی۔ مجوسی۔ اور ملک کے لحاظ سے رومی ایرانی مصری اور شامی اپنا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے اور آپ نے جس طرح اپنی قوم کو دعوت دی اسی طرح غیر قوموں میں تبلیغ کی بنا ڈالی اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام دنیا کے لیے ہے اور اسی لیے اس کی تعلیم تمام پہلوؤں سے مکمل ہے لیکن دوسرے مذاہب جو خاص خاص قوموں کی ہدایت کے لیے آئے۔ اور یہی وجہ ہے کہ گو وہ اپنی قوم کے لیے کامل کہے جاسکتے ہیں لیکن تمام دنیا کے لیے انہیں ہم مکمل ضابطہ نہیں کہہ سکتے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +

پادری جوالہ سنگھ صاحب سے ہماری مطالبات

پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد کے ماتحت مولانا مولوی سرور شاہ صاحب کے ہمراہ مجھے بھی عیسائیوں کے مقابلہ کے لیے گوجرانوالہ جانیکا اتفاق ہوا تھا۔ وہاں پر جو مباحثہ ہوا اسکی مختصر رپورٹ الفضل میں چھپ چکی ہے۔ اور زیادہ تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں لیکن چونکہ عام طور پر احمدی احباب کا مقابلہ عیسائیوں سے رہتا ہے اسلیے میں یہاں پر ان مطالبات کا دہرا دینا خالی از فائدہ نہیں سمجھتا جو ہم نے عیسائیوں کے لائق مباحث پادری جوالہ سنگھ صاحب سے دوران مباحثہ کیے۔ اور جن کا جواب باوجود بہت توجہ دلانے کے

کہ پادری صاحب سے نہ بن سکا۔ اور اسطرح پر انہوں نے اپنے لاجواب ہونیکا ثبوت دیا ہے۔ مطالبات کے قوی ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ عیسائیوں سے گفتگو کرتے وقت احباب یہ مطالبات ان کے پیش کریں تو ہم کو یقین ہے کہ انشاء اللہ العزیز وہ کبھی بھی ان مطالبات کے جواب دینے سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے اور ہمارے احباب کی فتح ہوگی +

(۱) عیسائی کہتے ہیں کہ خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا ہمیں بخشا جو ہم پر قربان ہوا۔ اسپر ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ جب مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا تو صلیبی تکالیف کو جسم کے ذریعہ مسیح کی انسانی روح نے محسوس کیا یا الوہیت نے اگر انسانی روح نے دکھ محسوس کیے تو ہم پر ایک انسان قربان ہوا نہ کہ خدا کا اکلوتا اقنوم ثانی اور اگر صلیبی دکھ الوہیت نے محسوس کیے تو یہ الوہیت کا نقص ہے کہ وہ بھی انسانی روح کی طرح دکھ سکھ محسوس کرتی ہے اور پھر یہ بھی عیسائی صاحبان بتاویں کہ اگر الوہیت بھی دکھ میں مبتلا ہو سکتی ہے تو انسانیت اور الوہیت میں مابہ الامتیاز کیا رہا؟

(۲) عیسائیوں کے نزدیک تثلیث کے تین اقانیم ہیں۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس اسپر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا تینوں میں کوئی مابہ الامتیاز بھی ہے یا نہیں۔ اگر کوئی بھی مابہ الامتیاز نہیں تو تین اقنوم نہ ہوئے صرف ایک ہوا اور اگر کوئی مابہ الامتیاز ہے تو وہ اعلیٰ صفت ہے یا ادنیٰ اگر اعلیٰ ہے تو ایک اقنوم میں ایک اعلیٰ بات ہے جو دوسرے دو اقنوموں میں نہیں۔ اور اسطرح وہ دو اقنوم ناقص ہوئے اور ناقص افراد کا مجموعہ بھی ناقص ہوتا ہے اور اگر مابہ الامتیاز کوئی بری یا ادنیٰ صفت ہے تو یہ بھی الوہیت کا نقص ہے کہ ایک اقنوم میں ایک بری صفت ہے جس سے دوسرے دو اقنوم بری ہیں +

(۳) عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح کے سوا کوئی انسان گناہ سے پاک نہیں۔ ایک بالکل بے بنیاد دعویٰ ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں بلکہ خود بائبل کے خلاف ہے۔ دیکھو لوقا ۱۔ باب۔ ۵ آیت وہاں لکھا ہے کہ زکریا نامی ایک کاہن تھا۔ اسکی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی اور اسکا نام الیسبات تھا وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔

دیکھیے یہ ذکر یاہ اور اس کی بیوی کی تعریف ہے جو نہ یہ ہی نہیں صرف معمولی کاہن ہیں۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں میاں بیوی بالکل بے گناہ تھے۔ اور خدا تعالیٰ کے جس قدر بھی حکم تھے اور جسقدر بھی قوانین سب پر عمل کرتے تھے پھر انکا عمل کوئی معمولی عمل نہ تھا بلکہ وہ خدا کے حکموں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ اور نہایت راستباز تھے۔ تو یہ دعویٰ کرنا کہ آدم کی اولاد میں سب گنہگار ہیں خود لوقا کے نزدیک غلط ہے کیونکہ زکریا اور اسکی بیوی دونوں جو بالکل بے گناہ تھے۔ باوا آدم ہی کی اولاد میں سے تھے۔ اب عیسائی صاحبان بتاویں کہ مسیح کے سوا باقی سب کے گنہگار ہونے کی کیا دلیل ہے +

(۴) پادری صاحب کا یہ کہنا کہ چونکہ مسیح کے متعلق نئے عہد نامہ میں لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسکی الوہیت کی دلیل ہے اسپر میرا ایک اعتراض ہے کہ اگر مسیح کے ازلی ابدی ہونے کے ذکر سے اس کی الوہیت ثابت ہوتی ہے تو ملک صدق سالیم کو بھی عیسائی صاحبان خدا مانیں کیونکہ اسکے متعلق بھی عہد نامہ جدید میں لکھا ہے کہ وہ ازلی ابدی ہے چنانچہ عبرانیوں ۷ باب آیت ۳ شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے سے مشابہ ہوا۔

دیکھیے یہاں پر صاف اقرار کیا کہ ملک صدق سالم ازلی ابدی ہے سو اگر ازلی ابدی کے الفاظ سے مسیح خدا ثابت ہوا ہے تو ملک صدق سالم کو بھی الوہیت کے مرتبہ تک پہنچا ہوا ماننا پڑے گا +

(باقی آیندہ)

گوجرانوالہ میں غیر مبایعین کا مباحثے سے فرار

غیر مبایعین نے خود ہی مباحثہ کی طرح ڈالی۔ اور پھر خود ہی انکار کیا۔ اور فرار۔ ہم واقعات شائع کر چکے ہیں اسپر کہا جاتا ہے کہ اگر بیلک مباحثہ نہیں کرنا تھا تو قادیان سے اجازت کیوں منگوائی تھی معترض کو شاید

معلوم نہیں کہ انہوں نے اس فقرہ میں کیا فرق سمجھا ہے۔ غیر مبائعین سے اگر کوئی بالمشافہ اور دوبدو سوال کرتا پھر جواب پاتا۔ تو اسکا نام مباحثہ نہیں تھا۔ اور طرفین کی باہمی تقریروں کا نام مباحثہ ہے جس کی اجازت ضروری تھی۔ اور ان دنوں پبلک مباحثہ ہی تھی کیونکہ سب احمدیوں کے آنے کی اجازت تھی لیکن شورش پسندوں نے چاہا کہ کوئی فساد کی صورت نکلے۔ غیر احمدی بھی آئیں۔ ذیل میں ایک شہادت درج کی جاتی ہے جس سے اصل واقعہ کا صحیح علم ہوگا ✤

مجھے یاد ہے اور خوب یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول بدظنی سے بچنے کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ان کی تعلیم سے فائدہ حاصل کیا اور انشاء اللہ آئندہ کرونگا۔ چنانچہ موجودہ تفرقہ میں بھی میرا فریقین کی نسبت حسن ظن ہی رہا۔ دانستہ کوئی بھی غلطی نہیں کرتا۔ دیانت پر اعتراض آنے والے افراد میری نظر میں مستثنٰی تھے۔ میں کہتا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ غیر مبائعین میں کئی اصحاب نیک فطرت رکھنے والے۔ اور حق گوئی پسند کرنے والے ہیں۔ بہتوں کو شخصی طور پر بھی جانتا ہوں۔ اور اکثر ایسا جن کا میں ان کی تحریر سے قائل تھا۔ انہیں سے ایک اور بڑھ چڑھ کے نیک اکبر شاہ خان صاحب بھی ہیں۔ مدت سے اشتیاق تھا کہ کسی میدان میں نہ شرمندہ ہونے والے فطرت کے برخلاف نہ کہنے والے صاف گو[1] حق پسند۔ خوشامد سے کوسوں بھاگنے والے۔ کفایت شعار شاہانہ زندگی بسر کرنے والے۔ تواریخ کی پوری واقفیت رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر لطف یہ کہ موجودہ اختلاف کی ماہیت کو اچھی طرح جاننے والے اکبر شاہ خان صاحب سے نیاز حاصل ہو۔ خدا خدا کر کے گوجرانوالہ میں اتفاق ہوا۔ خیر میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ملاقات سے میرا وہ حسن ظن بالکل جاتا رہا مگر کم از کم اضافہ کی بجائے کمی ہی ہوئی۔[2] میں اسبات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ ظاہر کروں کہ وہ کمی کیوں ہوئی۔ البتہ امر واقعی کو ظاہر کروں گا جو آپنے اپنے اخبار مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۵ء میں غلط بیان فرمایا کہ مبائعین نے پبلک مناظرہ سے گریز کیا۔ کسی دوسرے کی رپورٹ درج فرماتے تو افسوس نہ ہوتا۔ خان صاحب یہ تو آپکے روبرو کا واقعہ ہے روبرو کا کیا بلکہ آپکے اور میرے ساتھ واقعہ ہے۔ یہاں ہی تو گفتگو کا مزہ تھا۔ املیح کی منڈی میں آپ کے استقبالیہ قافلہ کے ہمراہ میں بھی آیا میں نے ہی اس مناظرہ کا اسوقت ذکر کیا اور میں نے ہی اسبات کا ذمہ اٹھایا کہ مبائعین کو گریز نہیں کرنے دونگا کیونکہ بعض آپ میں سے کہتے تھے کہ وہ گریز کر جائیں گے۔ صلاح و مشورہ کے بعد تجویز ہوا کہ مناظرہ پرائیویٹ ہوگا۔ اس بات پر ساری بنیاد رکھی گئی۔ احمدی صاحبان سے بات کی انہوں نے قادیان سے اجازت حاصل کی۔ اجازت آنے پر شرائط طے کرنے کے وقت راہ گریز کی نکالی کہ پبلک مناظرہ ہونا چاہیے۔ گریز کرنے والا کے پیچھے پیچھے میں بھی گریز کرتا ہوا خان صاحب ظفر حسین خان کے مکان پر پہونچا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ اپنی شرطوں پر کیوں قائم نہیں رہتے۔ مجھے یاد ہے آپ جواب دینے سے جھجکتے تھے۔ کیونکہ اسوقت اندر سے کانشنس کچھ اور کہتا تھا اور آپکے ہم جلیس کچھ اور کہتے تھے۔ میں آپکے چہرہ کی طرف دیکھتا تھا اور آپ بات ٹالتے تھے۔ اور مجھے فرماتے تھے کہ آپ نے سمجھا نہیں مطلب کیا ہے۔ اور بجائے صحیح جواب دینے کے پبلک مناظرہ کے فوائد بیان کرتے تھے۔ اور میرا اندازہ لگتا تھا کہ واقعی ایک شخص کو فطرت کے برخلاف کہنا مشکل ہے۔ مگر خان صاحب اخبار میں لکھتے ہوئے آپنے کیوں فطرت کے خلاف لکھ دیا کہ مبائعین نے گریز کیا۔ آپ تو انشاء اللہ ہرگز فطرت کے برخلاف نہیں کہیں گے۔ اور کسی سے مرعوب ہو کر بھی نہیں کہیں گے اور کسی کی دوستی سے بھی نہیں کہیں گے اور اب واقعہ کہیں گے کہ غیر مبائعین نے گریز کیا۔ میں درمیان تھا اور میں نے اسوقت کہدیا تھا کہ آپنے گریز کیا۔ کاش آپ گوجرانوالہ کا مناظرہ ملاحظہ فرماتے مگر مناظرہ کا نہ لکھتے ✤ (راقم صاحب دین)

---

[1] یہ سب تعریفیں آپ اپنی قلم کے حوالے کر چکے ہوئے ہیں ۱۲

[2] پھر ایکبار سابقہ پڑا تو انشاء اللہ دارالامان والوں کے ہمنوا ہو جاؤ گے اور کسی قسم کا حسن ظن بھی باقی نہ رہے گا ۱۲ (ایڈیٹر)

سُبحانَکَ ہٰذا بُہتانٌ عَظیم

۲۰ اپریل کے پیغام میں جناب افتراء پشاوری نے گرفت کیے ہیں ان کی تردید میں قاضی محمد یوسف صاحب نے ایک مبسوط اور زبردست مضمون لکھا ہے۔ چونکہ اخبار میں گنجائش کم ہے اسلئے حقیقۃ النبوۃ کے تعلق جو بات ہے وہ ہم شائع کر دیتے ہیں۔ باقی بجائے خود خلاصہ یہ ہے کہ میاں سیف الدین صاحب اور شیخ ہدایۃ اللہ صاحب کی ذریعہ ایک ناکامیاب سعی دوسروں کے قالب و لباس میں بولی گئی ہے اور جس قدر باتیں قاضی صاحب سے منسوب کی گئی ہیں سب غلط ہیں بہرحال حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۴۴ کے متعلق آپ لکھتے ہیں:-

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۴۴ پر جو پشاور کی کسی غیر مبائع سے خاکسار (محمد یوسف) کے مکالمہ کا خلاصہ درج ہے وہ شیخ ہدایت اللہ صاحب سے نہیں ہوا۔ حالانکہ اسوقت میرے ماسوا دو اور شخص بھی موجود تھے ایک بابو عبدالمجید صاحب احمدی مقیم لنڈی کوتل خیبر۔ اور دوسرا بابو قاسم صاحب غیر احمدی مقیم جمرود اور بندہ جناب میرزا محمد شریف خان صاحب احمدی سب انسپکٹر پولیس گزرتے ہوئے تشریف لائے اور ان کے سامنے میرے سب مکالمہ شیخ ہدایت اللہ کی موجودگی میں اسکی دکان پر ذکر کیا۔ اور شیخ صاحب نے پھر دوہرایا کہ درحقیقت انہوں نے کہا کہ ظلی کیا ہوتا ہے تمہارے ظل تو پاخانہ میں پھینکنے کے لائق تھے اور ظل تو حضرت سیدنا محمد رسول اللہ کا پاخانہ اٹھانے کے قابل بھی نہیں ظل کو جوتیاں مارنی چاہئیں۔ اگر شیخ صاحب کو ان الفاظ یا اسی قسم کے الفاظ جنکا مفہوم یہی تھا انکار ہے تو قسم کھاویں کہ اے خدا اگر میں نے یہ الفاظ منہ سے نکالے ہوں تو طاعون سے یا کسی عذاب شدید سے ہلاک کر۔ کہ اہل پشاور کے واسطے نشان ہو اور پڑے لعنت اللہ علی الکاذبین۔ یاد رہے کہ جب اہل پشاور میں سے بعض شریف غیر مبائعین کو معلوم ہوا کہ شیخ ہدایت اللہ نے یہ گندے الفاظ حضرت صاحب کی شان میں فرمائے ہیں تو آپنے ندامت دھونے کے واسطے ایک مضمون تحریر کیا جسکو نفس الامر سے کوئی تعلق نہ تھا۔

شیخ صاحب یا میرزا منظور علی دونو یا دونو میں سے ایک حلفاً بیان کریں کہ جو ذکر حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۴۴ پر درج ہے۔ وہ خلاف واقعہ ہے اور ہرگز وہ مکالمہ شیخ ہدایت اللہ سے نہیں ہوا۔ اور یہ اس مکالمہ کا صحیح مفہوم نہیں ہے۔ اگر ہم اس حلف میں دروغگو ہیں تو خداوند عالم ہم پر اور ہماری اولاد پر دردناک عذاب نازل کرے۔ اور جب تک ایسا شائع نہ کریں دونوں کاذب ہیں ✤

میں خداوند عالم کو حاضر ناظر کر کے کہتا ہوں کہ نہ میں نے خود اور نہ حضرت میرزا محمود احمد صاحب کی طرف سے ایسا بیان ہے کہ حضرت سیدنا غلام احمد حقیقی نبوت کے مدعی تھے (یعنی صاحب شریعت ہو کے کیونکہ حضرت مسیح موعود اور میرے نزدیک حقیقی نبوت شریعت والی نبوت ہے) یا خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی مہر توڑنے والے تھے (کیونکہ مہر توڑنے والا تو براہ راست نبی یا صاحب شریعت رسول ہوگا نہ کہ ایک امتی اور ظلی نبی) یا یہ کہ اس طرح کے نبی مستقل تھے جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ تھے (کیونکہ سیدنا محمد رسول اللہ براہ راست یعنی نبی مستقل تھے۔ اور حقیقی رسول یعنی شارع رسول تھے حالانکہ ہم حضرت صاحب کو فیض محمدی سے نبی یا نبوت ظلی رسول

[illegible] ✤

ایک بیعت کی درخواست

بحضور سیدنا ومولانا مدظلہم العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
الحمد للہ کہ ہم سب بخیر ہیں
حال سے حضور والا کی راہ پر قربان ہیں۔ میری اہلیہ (ہمشیرہ مرزا ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب) اب تک مخالفین خلافت میں شریک تھی لیکن حسن اتفاق صورت سے اس نے [illegible] فال ڈالی کہ کیا حضرت میاں صاحب حق پر ہیں تو نکلا کہ

نہ آیا منتظر تھے جس کے ذرات | ستا کہنا کیا مشکل ہوئی بات
دکھائیں آسمانی سازی باتیں | [illegible]
پھر اسکے بعد کون آئے گا ہیہات | خدا سے کچھ ڈر و دیکھ وہ بات

خدانے اُس جہان کو یہ ستارہ دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اور پھر فال ڈالی کہ اچھا آپ کی بیعت حق ہے تو فال نکلی کہ

بتایا گیا اس کو الہام میں | کہ پائے گا تو مجھ واسلام میں
کرمو عارف فلاں مرد ہے | وہ اسلام کی راہ میں فرد ہے
طالب خدا اسے ملے کیا پیر | کہ چشتی طریقہ میں تھا دستگیر

مودت سے اس کی ہوا فیضیاب
سنا شیخ سے ذکر راہ صواب

ان اشعار کو پڑھتے ہی اس نے نہایت عجز اور خلوص کے ساتھ عریضہ بیعت کا حضور والا کی خدمت میں لکھ دیا۔ اور دعا کے واسطے ملتجی ہوئی۔

(سید ناصر شاہ اوورسیر کشتواڑ)

حضرت پیر ومرشد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد عرض ہے کہ حضور والا کو بخوبی روشن ہے کہ جو جو احسان اور عنایت حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجھ عاجزہ ناکارہ کے حال پر تھے اور جناب عالی صاحبہ ام المومنین کی جس قدر شفقت ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ میں عاجزہ ناکارہ ہر وقت شکرگزار اور دعاگو ہوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور والا کا سایہ ہمارے پر تاقیامت دائم رکھے آمین ثم آمین۔

جناب عالی اس ناکارہ عاجزہ کی یہ بھی عرض ہے کہ حضور میرے بھائی صاحب ڈاکٹر صاحب کے واسطے بہت بہت دعا فرماویں اور اس عاجزہ ناکارہ کی بیعت منظور فرماویں۔ والسلام

اہلیہ سید ناصر شاہ صاحب
سب ڈویژنل آفیسر
کشتواڑ

ہمارے مبلغین

سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد۔ دکن سے لکھتے ہیں:۔ تفصیلی واقعات یہ ہیں کہ گلبرگہ میں قریباً تین سال سے جماعت قائم ہوئی ہے۔ غالباً سات آٹھ ممبر انگریزی خوان ہیں جن میں کئی گریجویٹ و انڈر گریجویٹ ہیں اور سرکاری دفاتر میں ملازم ہیں۔ ......

...... خدا کے فضل سے تعالیٰ نہایت مخلص اور عقیدہ مند ہیں۔ صرف مولوی محمد علی کے لٹریچر نے ان پر یہ اثر پیدا کیا تھا کہ دریافت حال کریں۔ حضرت مولوی صاحب نے قول الفصل، حقیقۃ النبوۃ روانہ کر کر پڑھنے اور اس کے بعد جواب لکھنے کی تاکید کی۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضور کے فیض بار کتابوں کے مطالعہ نے ان کے قلب پر ایسا اثر کیا کہ انہوں نے کسی کے وہاں جانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور ان وساوس سے محفوظ ہو گئے۔ اور حال کے خط میں انہوں نے بعض اپنے رویا وغیرہ بھی لکھ کر اظہار کیا ہے کہ خدا نے ہیبتناک نقطے سے گویا بچا لیا ہے کہ وساوس ہیں۔ اور اس سے نجات گویا حضور کے پاک خیالات سے ہے۔ سیکنڈ ہال میں انشاء اللہ آج حافظ محمد اسحٰق صاحب کا لیکچر ہوگا مضمون تردید شرک۔

حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب مچھلی بندر سے واپس بخیریت اور کامیاب آئے ہیں۔ ایک نئے احمدی ہوئے ہیں۔ عبد الغفور سیٹھ کی تحریک پر ایک رئیس سلسلہ کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ کل شام ہم ان کو ملنے گئے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور دلائل کے متعلق ان کو خوب سمجھایا گیا۔ اب وہ تحقیق کر رہے ہیں میں دعا کر رہا ہوں۔

ایک دوست لکھتے ہیں کہ قلعہ گولکنڈہ سے ایک میل پرے ایک بزرگ خواجہ حسین شاہ کی گنبد ہے جو حیدرآباد دکن کے شاہ ولایت کہلائے جاتے ہیں۔ جمعہ کے روز ان کا عرس تھا قریباً تین چار ہزار آدمی کا میلہ رہا ہے۔ اس مقام پر بعد مغرب اتفاقاً بہت دیر کے بعد پہنچے جس کے سبب لیکچر تو نہ ہو سکا لہٰذا آج تقسیم کتب کے لئے حکام کے باغات کو روانہ ہوئے۔ ایک یہی افسر اعلیٰ حاکم ہیں۔ ان کے ہاں عاجز و حضرت حافظ صاحب گئے اور بعد ملاقات تبلیغی تقریر کی گئی اور کتاب کے مضمون سے بھی اطلاع دی گئی کتاب دیکھی۔ انہوں نے اور بھی حالات دریافت کئے آخر میں انہیں یہ کہا گیا کہ آپ کے ماتحت جہاں اور لوگ ہیں احمدی جماعت بھی ہے چونکہ اس فرقہ کی نسبت عوام بالکل غلط خیالات حکام تک پہنچایا کرتے ہیں لہٰذا اس سے یہی مقصد ہے کہ آپ جماعت احمدیہ کے حالات اور عقاید سے واقف ہوں۔ اور پھر سب سے بڑی غایت ایک حق بات کا پہنچا دینا ہے۔ انہوں نے نہایت مسرت کا اظہار کیا۔ بعد ازاں رخصت ہو کر اور حکام کے ہاں گئے لیکن وہ مکان پر نہ تھے۔ پھر ایک رکن کے ہاں گئے۔ ایک ممبر حاکم ہیں انہوں نے کتاب لی اور پھر دوسرے روز آنے کے لئے خواہش ظاہر کی چنانچہ آج عاجز اور حضرت حافظ صاحب ۹ بجے ان کے ہاں پہنچے انہوں نے نہایت احترام کے ساتھ استقبال کیا۔ اور گفتگو کی۔ آج منشا بھی انہیں دکھنی اسپر انہوں نے سلسلہ کے ہم خیال ہو کر بہت دیر تک گفتگو کی۔ قریباً ڈھائی گھنٹہ ہر ایک پہلو پر عملی و مذہبی خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے۔ علم نہایت مستحضر ہے علی الخصوص دینیات سے خوب واقف ہیں۔ سلسلہ کے تعلیمی نصاب پر نہایت خوشنودی کا اظہار کیا۔ اکثر احمدی مسائل پر انہوں نے بار اوّل اتفاق کیا۔ ساڑھے گیارہ بجے کے بعد رخصت کی اجازت دی اور فرمانے لگے کہ خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے دعا فرمائیے اور پھر کبھی ضرور تشریف لاویں اور آپ جو آویں تو اقامت کے خیال سے آویں۔ بہر صورت نہایت عمدہ خیالات اور آزاد رائے انسان ہیں اکثر وقت یہ کہا کہ اسلام نے خود آزادی دی ہے اس لئے اس مذہبی تحقیقات میں آزاد ہوں۔

ہمارے دوست حکیم خلیل احمد صاحب نہایت کامیاب تبلیغ کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔ حضور کا خادم بریسال سے جا کر مونگیر کے مختلف گاؤں میں تبلیغ کر رہا ہے آج کل یہاں ڈکیتی اور خون ناحق کے واقعات کثرت سے ہوتے ہیں۔ علاوہ گاؤں کے کشتیوں پر بھی ڈکیتیاں ہوتی ہیں۔ بعض وقت ہم لوگوں کی کشتی بھی خطرہ میں پڑی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچا لیا۔ تقریباً کل مشہور گاؤں میں پیغام حق پہونچا دیا ہے۔ اور جو باقی ہیں انشاء اللہ وہاں بھی پہونچوں گا۔ بعض جگہ مسلمانوں پر تبلیغ کرنے کی صورت نہ نکلی تو وہاں کے ہندوؤں پر تبلیغ کی۔ منجملہ ان کے مقام مڈہریا کے سب ڈپٹی کلکٹر بابو ہیرالال صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زیادہ اثر لیا۔ اور کتابیں بھی منگوانے کا وعدہ کیا ہے۔ اور پتہ لکھا لیا ہے۔

۲۴۔ اپریل کو مقام تنگھائی میں جلسہ تھا۔ مذکورہ ڈپٹی صاحب کو بھی دیکھا۔ میرے اٹھنے کے ساتھ ہی ڈپٹی صاحب بڑے جوش

سے اٹھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ضروری بات جو چھوٹ گئی ہے اسکو دوہرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خاکسار کو پھر اٹھنے نہ دیا۔ احمدیت کی تبلیغ کا جو اثر انہیں ہوا تھا اسکو علم ہندوؤں اور مسلمانوں کے سامنے انہوں نے بیان کیا اور کہا کہ مولوی ابو الہاشم صاحب نے صرف ہندوستان کا موٹی موٹی لکھ کر تعارف کرایا ہے لیکن آپ لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ مولوی صاحب صرف عالم و فاضل ہی نہیں بلکہ مجھکو تو آپ جہاتما ... بہار پڑتی ہیں ---- وغیرہ معلوم ہوتے ہیں بہت سی ایسی باتیں کہیں جو بکا یہ عاجز اہل نہیں۔ اور دل میں شرمندہ تھا اللہ تعالیٰ مجھکو ابتلاؤں سے بچائے۔ میں نے دل میں محسوس کیا کہ کس قدر ناشکرے ہیں وہ انسان جو کہ مسیح موعود کے پیارے اور مقدس نام کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا ذلت اور عار سمجھتے ہیں۔ کاش کہ ایسے لوگ یقین کرتے کہ عزت کا بلند مکان اور سچی شہرت کی کنجی زمین ایسی مبارک وجود کے نام پاک کے اندر پوشیدہ ہے جسکو کہ زمین اور آسمان کے خالق نے کہا ہے انت منی بمنزلة لا یعلمھا الخلق و السماء معک کما ھو معی "

۲۹۔ اپریل کو یہ عاجز " بھنڈریا " پہونچا۔ رجسٹرار صاحب ہم لوگوں سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ جب ان سے کہا گیا کہ یہاں سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہم لوگوں کو سنانا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اس گاؤں کے لوگوں کی عجیب حالت ہے بہت سخت ہیں اور دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ نماز جمعہ و عیدین جائز نہیں ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ ضرور جائز ہے۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ ایک سخت ہنگامہ یہاں ہو چکا ہے۔ دونوں فریق کے مولوی صاحبان آئے تھے۔ قریب پانچ ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ ایک مولوی صاحب جو کہ نماز کو ناجائز کہتے تھے انکی یہ شان تھی کہ ہر وقت ایک شخص ننگی تلوار لیے آگے آگے چلتا تھا اور ایک شخص شاندار چھتری ان کے سر پر لیے ہمراہ رہتا تھا اس مناظرہ میں مولوی صاحب نے اپنے فریق مولوی کو جو کہ جائز کہتا تھا یہ دلیل دی کہ تم اور تمہارے باپ ہمارے یہاں کی غلامی کر چکے ہیں۔ دوسرے مولوی صاحب کے پاس اس دلیل کو توڑنے کا کوئی شافی جواب نہ تھا۔ اسی میں بات بڑھی اور نماز کا وقت آگیا۔ ایک فریق نے اذان دی دوسرے مولوی صاحب نے روکا کہ ہمارے سامنے اس وقت نہ اذان دو۔ اور نہ نماز پڑھ سکتے ہو بات بڑھی۔ پولیس نے سب کو ہٹایا ✦

یہ باتیں سنکر میں نے یہ خیال کیا کہ اس گاؤں میں حضرت مسیح موعود کا پیغام پہونچانا بہت مشکل ہے انسان کے لیے سخت مشکل ہے کیونکہ اس گاؤں میں مذہبی حیثیت سے دو حضرات پیشوا ہیں جنہوں نے پرلے درجہ کی بے حرمتی کرنے والی قوم سے بھی بڑھکر کام کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اگر بے حرمتی کی تھی تو ایسا کبھی نہ کیا تھا کہ ان کے ساتھ جو کوئی بحث کی بے حرمتی نہیں کرتا ہے اس سے جنگ کیا جاوے۔ نہ اسطرح مناظرہ کیا۔ اور نہ مناظرہ میں اس قدر زبردست استدلال لایا۔ میں اول مایوس ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہوا۔ تو خدا نے اپنے فضل سے مسیح مہدی علیہما السلام کا پیغام پہنچانے کے لیے خود لوگوں میں تحریک پیدا کر دی۔ تھوڑی دیر کے بعد خود ہی جناب فضل کریم صاحب رجسٹرار تشریف لائے۔ اور کہنے لگے کہ لوگوں نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے کہ آج قیام کریں اور لوگوں کو وعظ سنائیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور فوراً ان کی درخواست قبول کر لی۔ عصر کے بعد سے جلسہ شروع ہوا۔ اور مغرب تک تقریر کا سلسلہ ختم نہ ہوا تو مغرب کے بعد بھی سننے کے لیے لوگوں کو آمادہ پایا مغرب کی نماز بھی بفضلہ تعالیٰ اسی عاجز نے پڑھائی۔ اور پھر پیغام حق پہونچانا شروع کیا۔ ۹ بجے رات کے وقت جلسہ برخواست ہوا۔ لوگوں نے بہت غور سے حضرت مسیح موعود کے پیغام کو سنا۔ اسکے بعد رجسٹرار صاحب نے کہا کہ لوگ آپکو روپیہ بطور نذر دینا چاہتے ہیں رجسٹرار صاحب سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کو سمجھا دیں کہ ہم صرف پیغام پہونچانے اور مہدی کی آمد کی خوشخبری سنانے اور اسی کے متعلق جو کوئی کچھ سوال کرے تو اسکو جواب دینے کی غرض سے یہاں آئے ہیں روپیہ مقصود نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ کہا گیا ہے اس پر لوگ غور کریں اور پھر سچائی کو قبول کریں۔ جلسہ برخواست ہونے کے بعد سب لوگ چلے گئے۔ لیکن ایک شخص اٹھا اور میرے پاس آیا۔ بہت ہی اصرار کے ساتھ ایک روپیہ میرے ہاتھ میں دیا میں نے ہزار ایسے معافی چاہی لیکن نہ مانا تو میں نے یہ کہکر کہ یہ روپیہ تمہارا قادیان کے مدرسہ میں دیدینگے جس کی رسید تم کو ملجائے گی لے لیا۔

اطلاع

اگر ۱۳۔ مئی کا اخبار وقت پر دیر سے تو احباب انتظار کریں۔ یہ پرچہ یا تو ۱۶۔ مئی کے پرچے کے ساتھ نکلیگا یا دونوں پرچے اکٹھے نکال دیے جاوینگے ✦ (مینیجر)

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ چھوٹی سی مشین ہمنے خاص کام کی سہولت کیلیے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اسمیں میدہ باہر سے ہی ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اسکا استعمال کر سکتا ہے اس سے سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں نقصان اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کیلیے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین ... علاوہ محصولڈاک ✦

امام الزمان

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی تصانیف لطیف اور سلسلہ کے بزرگوں کی کتب ... تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں ✦

اصلی ممیرا اور سے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور سے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے آپ نے اسکے متعلق فرمایا ہے کہ ... چشم بسیار مفید است " یہ سرمہ دھند جالا پڑبال ... آنکھوں کے لیے نہایت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ ... قسم دوم ... قسم سوم ... آلی ممیرا قیمت ... روپیہ تولہ ہے۔

ترکیب استعمال: سرمہ کی طرح ... آنکھوں میں لگانا ہے ... آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لیے بہت مفید و اکسیر ہے ✦

ست سلاجیت ... بہت مفید ہے ... استعمال کریں ✦

لنگیاں اور کلاہ ... رنگ شہدی پشاوری ... سیاہ سفید ... مل سکتے ہیں ✦ المشتہر

مجھے بہت تعجب ہوا۔ خط لکھ کے دریافت کیا جواب آیا۔ کہ رحمۃ اللہ علیہ نہیں کہا۔ وہ مرہم مشہور کیا جا رہا تھا کہ شاہ اللہ قریب آ رہا ہے۔ ہمارے استفسار پر جواب آیا کہ میرا وہی مذہب ہے جو پہلے تھا۔ مرزا صاحب اپنے دعوے میں مصدق ہیں۔ تھے یعنے نعوذ باللہ مفتری۔ جان کر اسپر اصرار کرنے والوں کی نسبت ... فتنہ کے رئیس کا بھی یہ مذہب ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مگر بعض نادان ہیں کہ مواحدینکو اسلام کا ... ور دان بیان کرتے ذرا نہیں شرماتے ۔

(۵) منشی اسد الدین صاحب بھیرہ سے لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر بشارت احمد کے زیر اثر ایک شخص یہاں آیا اور کہا کہ حضرۃ مرزا صاحب نبی نہیں تھے۔ کیونکہ انکی بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ منشی صاحب نے جو خطیب راشد ہی ہیں۔ ایک بڑا خطبہ پڑھا اور حضرت اقدس کی کتب مقدسہ کے حوالوں سے ثابت کیا کہ آپکی اسقدر پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور اسقدر نشانات آپکے لئے ظاہر ہوئے کہ بجز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کسی نبی کیلئے ظاہر نہیں ہوئے ۔

(۶) میر محمد اسحٰق صاحب نے گوجرانوالہ میں راستبازوں کی پہچان کے معیار قرآن مجید سے بیان کئے اور حضرت اقدس کو اسی زمرے میں بیان کیا۔ اب اسپر یہ کہنا کہ راستباز غیر نبی بھی ہو سکتا ہے لغویت ہے۔ جب ایک شخص کو راستباز ثابت کر دیا تو جو اس کا دعوےٰ ہے۔ اس میں وہ صادق ہے۔ نبوت کا دعوےٰ ہے تو اس میں بھی صادق ماننا جائے گا ۔

(۷) میاں امیر احمد صاحب قریشی پسر برادر زادہ حضرت خلیفہ اول لاہور گئے۔ پیغام کے ایڈیٹر سے انہوں نے ملاقات کیا کہ یہ جو پیغام کے لیڈر میں آپنے لکھا ہے کہ حضرت میاں صاحب کا یہ مذہب ہے کہ مسیح موعود کے قول کو نبی کریم کے سچے قول پر ترجیح ہے۔ یہ الفضل کے کس پرچے میں چھپا ہے ذرا میں بھی دیکھوں۔ گالیاں دینے کو موجب فخر سمجھنے والا نہ دکھا سکا اور بہت نادم ہوا۔ امیر احمد صاحب نے اسبات کو بہت سختی سے محسوس کیا کہ صرف پندرہ بیس منٹ کی صحبت میں شرافت کا مدعی دس بارہ گندی گالیاں اپنی زبان پر لایا۔ اور والئی قادیان و ساکنین کو باہمی غصہ سے۔ بیوقوف کم بخت مشرک کہا (خدا رحم کرے اور ہدایت دے)

(۸) چودھری اللہ داد ساکن مدرسہ (گوجرانوالہ) نے اپنی گفتگو جو پیغامی فتنہ کے بانی سے ہوئی۔ سنائی۔ اس کے سننے سے اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھا کہ کس طرح ایک بالکل ناخواندہ ایک اتنے بڑے علم و فضل کے مدعی پر غالب آیا۔ چودھری موصوف سے کہا گیا کہ نماز فرض ہے مگر اس کو نہ پڑھنے والے مسلمان ہی کہلاتے ہیں ۔

تازہ خبریں

لوسی ٹینیا کی غرقابی ۔ شملہ ۹ مئی۔ ہز اکسیلینسی وائسرائے کو صاحب وزیر ہند کی طرف سے کل کی تاریخ کا مفصلہ ذیل پیغام لنڈن سے موصول ہوا ہے :۔

کیونارڈ کمپنی کے جہاز لوسی ٹینیا پر جرمن آبدوز کشتی نے ساحل آئرلینڈ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر تارپیڈو پھینکا جسکے صدمہ سے وہ ۱۵ اور ۲۰ منٹ کے اندر غرق ہو گیا فی الحال جہاں تک معلوم ہو سکا ہے۔ ۶۵۸ بیمار ہی سے خشکی پر اتاری گئے ہیں اور ممکن ہے کہ چند اور آدمی باقی گیہ جہازوں کی وساطت سے اتارے جائیں۔ کیونارڈ کے دفتر سے معلوم ہوا ہے کہ جہاز پر عملے کے آدمی ملا کر کل ۲۱۶۰ آدمی سوار تھے مسافروں میں ۱۹۰۰ انگریز ۱۸۸ امریکن اور باقی دیگر ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ جہاز پر مال بہت کم تھا کیونکہ یہ جہاز صرف مسافروں کی آمد و رفت کے لئے ہی طیار کیا گیا ہے مسٹر لاسن ممبر پارلیمنٹ جو جہاز پر سوار تھے بیان کہتے ہیں کہ لوسی ٹینیا پر بلا اطلاع تارپیڈو پھینکا گیا۔ جس وقت یہ وحشیانہ حملہ وقوع میں آیا اس وقت موسم نہایت صاف اور خوشگوار تھا۔ کپتان بھی جہاز کے ساتھ ہی نیچے چلا گیا مگر ۳ گھنٹے کے بعد بچا لیا گیا اور معلوم ہوا کہ وہ جان بچانے والی پیٹی کے ذریعہ سے تیر رہا تھا ۔

کیا اٹلی بھی میدان میں آئے گا؟ اٹلی کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ وہ عنقریب میدان جنگ میں آنیوالا ہے ۔

چین اور جاپان ۔ لنڈن ۹ مئی۔ جاپانی سفارت خانہ نے نائیٹر ایجنسی کو مطلع کیا ہے کہ چین نے جاپان کے آخری نوٹ کے مطالبات منظور کر لئے ہیں ۔

کیلے تک پہنچنے کی کوشش ۔ لنڈن ۱۱ مئی۔ شمالی فرانس کے نامہ نگاروں کا بیان ہے کہ ایرس سے ساحل ہوگ تک ... میل کے محاذ میں نہایت خونریز جنگ جاری ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جرمن کیلے تک پہنچنے کے لئے فیصلہ کن اور سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ طرفین کا شدید نقصان ہو رہا ہے۔ ہفتہ کے روز غنیم نے ییرز پر ایسی شدید گولہ باری کی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ مگر جب غنیم نے جمعیت کثیرہ کے ساتھ پیشقدمی کی تو ہم نے ان کا صفایا کر کے بالآخر انہیں پسپا کر دیا ۔

درڈانیال پر جنگ ۔ پیرس ۱۲ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جزیرہ نمائے گیلی پولی کی اتحادی سپاہ نے ۹ مئی کی شام کو بیڑے کی مدد سے ترکی مورچوں ... اور قریب کی متصل گھاٹیوں پر خندقوں کی متعدد لائنوں پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ اور ۹ مئی کو دن کے وقت مفتوحہ زمین کو قلعہ بند کیا۔ ترکوں نے کوئی جوابی حملہ نہیں کیا (قریثیہ قلعہ سد البحر جو جزیرہ نمائے گیلی پولی کے جنوبی سرے پر دہانہ کے قریب واقع ہے قریباً ۲ میل کے فاصلہ پر اور مشرقی اور مغربی ساحل سے قریباً ڈیڑھ ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے ۔

پریزیڈنٹ ولسن کی رائے ۔ لنڈن ۱۱ مئی۔ ترک وطن اختیار کردہ امریکنوں کے ایک جلسہ میں پریزیڈنٹ ولسن نے بیان کیا کہ قضیہ لوسی ٹینیا کے متعلق ریاستہائے متحدہ امریکہ کا طرز عمل غالباً آشتی آمیز رہیگا اور ہم جرمنی کو اس امر پر قائل کرنے کی کوشش کرینگے کہ اس نے نوع انسانی کے ساتھ نہایت غیر واجبی برتاؤ کیا ہے ۔

جرمنوں کے ناکام حملے ۔ لنڈن ۱۰ مئی۔ جرمنوں نے ییرز کے مشرق میں کل پانچ مرتبہ ناکام حملے کئے اور نہایت شدید نقصان اٹھایا ۔

جرمن آبدوز کشتیوں کی نذر ۔ ہفتہ مختتمہ ۵ مئی کے اندر آبدوز کشتیوں نے برطانیہ کے ۵ تجارتی اور ۲۲ ماہی گیر جہاز غرق کر دئے۔ مگر اس عرصہ میں برطانی بندرگاہوں میں آمد و رفت کرنیوالے جہازوں کی تعداد ۱۴۰۰ تھی جو ابتدائے جنگ سے سب سے بڑی تعداد ہے ۔

بیش قیمت جواہرات کا سرقہ ۔ گذشتہ شنبہ کو مہارانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۴ مئی ۱۹۱۵ء

قصر امن کی بے حرمتی

تہذیب کے روشن نام پر دھبہ

یہ کاش مسلک احمدؐ سے آشنا ہوتے

ہالینڈ کے دارالخلافہ ہیگ میں ملکہ وہلمینا کی [illegible] چشمک کرتا ہوا ایک عالی شان محل ہے۔ اس محل کا نام تعمیر کرنیوالوں نے اپنے اغراض و مقاصد کے لحاظ سے قصر امن رکھا تھا۔ اس کی بناوٹ و دلکشی اس کی سجاوٹ و آرائش پر یورپ امریکہ کے کروڑپتیوں نے رقوم ہائے خطیر صرف کیں۔ اس عالی شان عمارت کے اندر ایک شاندار کمرہ ہے جس کو "عدالت امن" کے نام سے موسوم کیا جاتا رہا ہے۔ اور یہ "دارالانصاف" بین الاقوامی ججوں کے اجلاس کا کمرہ شمار ہوتا رہا ہے۔ اس قابل احترام عمارت کی چھت پر "ملکہ امن" کا وضعی مجسمہ ہے جس کی آنکھیں بحیرہ شمال کے وسیع پانیوں پر

"دو کشتیاں چلتی ہیں یا ہوں کشتیاں"

کا قابل عبرت و پر ہیبت منظر ملاحظہ کرتی ہیں اور نیز شلٹ و میوز کے پار رود بار کے کنارے بلجیم و فرانس کے میدانوں میں دنیا کے امن کو برہم کرنے والے سیاسی زلزلے کے جھٹکوں کا امن شکن اثر دیکھ کر آنسو بہاتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں یہ مجسمہ اگرچہ بے جان ہے، مگر زبان حال سے پکار رہا ہے۔

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھا گئے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحر

قارئین کرام! اگر آپ عالم تصور میں اس قصر امن اور اس کے اندر کے کمرہ عدالت کی سیر کریں اور پھر اس کی بلند چھت پر چڑھ کر ملکہ امن کے مجسمہ کا قریب سے ملاحظہ کریں تو ہم یقین کرتے ہیں کہ آپکے کان ایک دھیمی مگر درد انگیز آواز سے آشنا ہونگے۔ اور آپ جو کچھ سنیں گے۔ اس کا مفصلہ ذیل خلاصہ ہوگا۔

"اے قصر امن تجھے دنیا میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے تعمیر کیا گیا تھا تیری عدالت کو عہد ناموں کی محافظ خیال کیا جاتا تھا مگر آہ! جن اقوام نے بحالی امن کے عہد ناموں پر خود دستخط کیے تھے۔ ان کا وہی دوست [illegible] کر رہا ہے اور [illegible] جیسا امن و امان کا محافظ ہونا چاہیئے تھا [illegible] امن شکن حرکات پر [illegible] لیکن [illegible] اغراض کی بیحرمتی کر چکا ہے چنانچہ [illegible] گیا۔ صلح کا سفید جھنڈا جنگی اغراض کیلئے بلند ہوا۔ غیر ملکی جھنڈوں کا استعمال کر کے نہتے مسافروں پر دست تعدی دراز کیا گیا۔ آسمان سے گندھک اور اولے (بم) گرا کر عورتوں اور بچوں کی جان لیگئی۔ امن پسند شہریوں کو محض شبہ پر [illegible] کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ خوبصورت شہروں اور علمی مرکزوں کو بلا معقول وجہ کے جلا کر راکھ سیاہ کر دیا گیا۔ جنگی اور مصالحتی جہازوں کو ڈبو کر امدادی دشفاخانے کے جہازوں پر فائر [illegible] کا ارتکاب وقوع میں آیا۔ غیر مسلح کشتیوں کو مع ملاحوں کے زیر آب پہنچایا۔ اور اگر کسی نے بچانے کی کوشش کی تو اسے بھی موت کے گھاٹ اتارا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیگئی بلکہ دم دمی گولیوں اور زہریلی گیسوں کے استعمال اور جنوبی افریقہ کے کنووں میں زہر ڈالنے سے علانیہ احکام جنگ و قوانین بین الاقوام کو توڑا۔

آہ! یہ باتیں اپنی جگہ وزنی اور اپنے مقام پر ثقہ تھیں اور اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کافی سے زیادہ شہادتیں ہیں قصر امن کی بےحرمتی کیگئی ہے۔ مگر دیکھو آئرلینڈ کے ساحل کے متصل ان سے بھی بڑھ کر وحشت انگیز اور خوفناک غارت گری وقوع میں آئی ہے۔

دیکھو! وہ لیوسیٹینا جو اپنی رفتار اپنی خوبصورتی اپنی آرائش اور قیمت کے لئے دنیا میں ایک ممتاز جہاز تھا۔ اور جو ۲۱۸۰ مسافروں کو امریکہ سے لئے آرہا تھا۔ اور جنمیں ڈاکٹر، بیرسٹر، محقق، عالم اور کروڑپتی تاجر شامل تھے۔ ایک جرمن تارپیڈو کی ضرب سے بحر ظلمات کی تہ میں بیٹھ رہا ہے۔ اس میں بچے ہیں۔ عورتیں ہیں بوڑھے ہیں اور باقی سب بھی ہنستے ہیں۔ لیکن وہ سب سمندر کی مچھلیوں کی نذر ہو کر دنیا کے سامنے جو نظارہ پیش کر رہے ہیں وہ [illegible]

ہر مسافر یہ وہ ساعت [illegible] اور دو گھڑی

کا مصداق ہے۔

آہ! دشمن امن حملہ آور نے قصر امن کے قوانین کا اس قدر بھی احترام نہیں کیا کہ حملہ سے پہلے مسافروں کو اطلاع تو کر دیتا وہ بلا اطلاع اور اچانک حملہ آور ہوا اور دنیا کے سامنے

اک برہنہ تیغ یہ ہوگا کہ تا بانی سے آزاد

کا نقشہ کھینچ دیا اور اس طرح نہ صرف قصر امن کے قابل عزت نام کی بےحرمتی کی ہے بلکہ تہذیب و تمدن کے روشن نام پر بھی بٹہ لگا دیا ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ ڈیڑھ ہزار آدمی نہتے بیچارے انسان ہلاک ہوئے ہیں۔ دنیا میں ایک سرے سے دوسرے تک جرمنی پر ملامت کی بوچھاڑ ہو رہی ہے مگر امن کی برہم زن حکومت اس واقعہ پر بھی خوشی مناتی ہے۔ شہروں کو جھنڈیوں سے سجاتی ہے اور اسکولوں میں نصف دن کی تعطیل کی جاتی ہے۔

آہ! قصر امن تیری بےحرمتی ہوئی آہ! تہذیب و تمدن تیرے روشن نام پر نہ مٹنے والا دھبہ لگا ہے۔" یہ آواز ہے جو ہیگ کے مشہور قصر امن کی چھت سے آرہی ہے اور یہ اس بے اصول پن کا نقشہ ہے جو ایک مسیحی قوم نے دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ اور عملاً

اغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء

کی تفسیر کر دی ہے۔ ہمارے خیال میں جرمنی کی اس خلاف انسانیت حرکت پر جسقدر اظہار افسوس کیا جائے بجا ہے اور اگر پادری آر۔ جے کیمبل سٹی ٹیمپل لنڈن نے اپنی دعا میں جرمنی کی نسبت ذیل کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو پادری صاحب نے محض ایک حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔ آپنے واعظی کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے خدا ابھی پرشین دجال کی دوزخی سلطنت کی تباہی میں کیا دیر ہے۔"

غرض ہمیں ان امن شکن حرکات پر افسوس ہے۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر قابل افسوس امر یہ ہے کہ یورپ مسلک احمدؐ سے قطعاً ناآشنا ہے اور اسلام کے نادان دوست ترکوں کے تباہ کن حلیف نہیں جانتے کہ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم یعنی تم اون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ [illegible]

تو اسے مذاہب کے علاوہ نار بھی پڑھنا پڑے گا لیکن اگر وہ ترقی کرے اور سمجھائے اگر اعلیٰ ہو سکے تو مذہب ہی میں وہ پہلی وحی نازل کر دیتا ہے تو پھر الگ نبی کی ضرورت نہیں۔ اس کی مثال قرآن مجید کی ہے کہ اس میں نبوت کی تعلیم بھی موجود ہے جس کو پورا کرنے سے نبی بن سکتے ہیں۔

کیا حضرت یحییٰ بجز اتباع شریعت اور اعلیٰ تعلیم کے نبی ہو گئے تھے

حضرت یحییٰ کی نسبت جیسا کہ الفاظ قرآن مجید میں ہیں تو یہ نہیں بلکہ محاورہ میں بھی ایک معمر شخص کے ساتھ بڑا ہوا لڑکا ہی کہلاتا ہے۔ اور ایسا ہی انبیاء کو ۴۰ سال پر نبوت ملتی تھی۔ مگر انہوں نے ترقی کر کے اس سکیم کو جلدی ختم کیا۔ تقریباً ۳۰ سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔

مخدرات روحانی

مسمریزم اور توجہ ڈالنا روح پر اثر ڈالتا ہے۔ مگر مادی طور پر نہ کہ آسمانی طور پر جیسا کہ افیون اور کوکین فوری اثر ڈالتی ہیں لیکن اصل مرض کو نہیں کھو سکتیں۔ کئی پیر اپنے حلقہ میں توجہ ڈالتے ہیں تو ان کو ایک وقتی سرور ضرور حاصل ہوتا ہے لیکن ان کے اخلاق ویسے ہی رہتے ہیں۔ توجہ تو ہندو بھی ڈال سکتے ہیں۔

دو مثالیں

ایک بڑا توجہ ڈالنے والا ہندو دفتر میں ہیڈ کلرک قادیان دارالامان کے قریب کسی بارات میں آیا۔ تو اس نے حضرت اقدس کا ذکر سنا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ چلو آج مرزا صاحب پر ایسی توجہ ڈالو۔ کہ حلقہ مریدین میں ناچنا شروع کر دیں۔ اور مجلس میں گڑبڑ ہو جائے۔ اس خیال سے وہ چھوٹی مسجد میں جو ابھی وسیع نہ ہوئی تھی۔ حضرت اقدس بیٹھے معارف سنا رہے تھے کہ وہ چپکا سا آ کر کچھ فاصلے پر بیٹھا اور اس نے توجہ ڈالنی شروع کر دی۔ مگر حضرت صاحب اپنی باتوں میں مشغول رہے۔ اب اس نے یہ خیال کیا اگر اسکو کچھ توجہ کی واقفیت ہوتی۔ تو چپ ہو کر توجہ ڈالنی شروع کرتا۔ اس نے توجہ جو ڈالی۔ تو اسکو ایسا معلوم ہوا کہ میری جان نکلنے لگی ہے۔ پھر چھوڑ دیا۔ اور سمجھا کہ یہ کوئی بڑا اعلیٰ دماغ ہے کہ اس پر اثر نہیں ہوتا۔ ذرا اور بڑھ کر توجہ ڈالی جائے۔ پھر بھی توجہ ڈالنے سے اس پر وہی حالت ہوئی۔ پھر تیسری دفعہ جو شروع کیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت صادق المصدوق جری اللہ فی حلل الانبیاء کے دونوں شانوں کے پاس دائیں بائیں دو شیر ہیں اور ابھی مجھ پر حملہ کیا چاہتے ہیں۔ تو فوراً جوتیاں ہاتھ میں لے بھاگا۔ بٹالہ ہی جا آرام لیا اور پھر لاہور پہنچا۔ وہاں سے اس نے یہ واقعہ لکھ کر بھیجا اور پھر حضرت صاحب کو ساتھ کہا کرتا اور خط و کتابت رہتا۔ حضرت بھی اسے کتابیں بھیجا کرتے کبھی ایسے کوئی کتاب نہ پہنچتی۔ اور اسے پتہ لگ جاتا۔ تو لکھتے کہ حضرت آپ اپنے مرید کو بھول گئے ہیں۔

دوسرا واقعہ

ہم (یعنی حضرت صاحبزادہ صاحب اولوالعزم) جہاز میں سوار تھے۔ وہاں ہم بڑے مزے سے بیٹھے تھے۔ جو انگریز تھے۔ ایک ہندو نے کہا۔ کہ میں علم توجہ میں ماہر ہوں۔ انگریز نے بمبئی میں ٹالا۔ تو اسنے ایک انگریز پر توجہ ڈالی۔ وہ لگا خود بخود آپ ہی حرف آنے لگے آپ کھینچا چلا آیا۔ جیسے سوپ ... ایک ... لڑکے پر جو پھیرہ کا تھا۔ توجہ ڈالی اور اسے کہا تصور والی جہاز کی سیر کرائیں۔ اسنے کہا کہ ہاں۔ توجہ ڈالنے والے نے کہا۔ لو یہ جہاز تیار ہے اسپر سوار ہو جاؤ۔ کیوں جی سوار ہو گئے؟ بتاؤ کہاں چلو گے۔ پھیرہ جاؤں گا۔ کہاں اترو گے۔ اپنے گھر۔ اچھا گھر میں اتر پڑیئے۔ کون کون بیٹھا ہے۔ ماں بیٹھی ہے۔ بہن بیٹھی ہے۔ کیا کرتی ہیں۔ کہتی ہیں کہ بڑی جلدی آگیا۔ اور بھی کسی سے ملو گے۔ ہاں۔ فلاں محلہ میں ایک دوست تو ملنے کا۔ چلو۔ کیوں بھئی مل لیئے۔ ہاں۔ اچھا اب کہاں کی سیر کرو گے۔ راولپنڈی کی۔ وہاں کے مختلف مقامات کی سیر کرائی۔ مگر ہم پر ذرا توجہ نہ کر سکا

واقعہ مذکورہ سے وہ پیر سبق حاصل کریں۔ جو لوگوں کو کہتا ہے میں تم کو مرنے کا نظارہ دکھا سکتا ہوں۔ کیا وہ لڑکا واقعی ان مقامات پر گیا۔ اور کیا پیر صاحب واقعی وہ توجہ والی حالت حضرت صاحب میں پاتے ہیں۔

صوفیا میں توجہ کیوں آئی

انہوں نے سمجھا کہ اب مسلمانوں کی روحانی حالت بالکل بگڑ چکی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہندو ہی ان پر غالب آ جائیں۔ اسلئے کہ ازکم بات تو بنی رہے۔ ان کی نیت تو یہ تھی لیکن بعد میں یہ ایک اچھا آسمانی علم سمجھ لیا گیا۔ اور آسمانی روحانیت سے دور لوگوں نے اسے اور طرز میں سمجھ لیا۔

ایک صوفی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک کشتی میں بہت سے ہندو سوار تھے میں نے جو توجہ ڈالی۔ تو سب کے سب کلمہ پڑھنے لگے پھر ایک جوگی کی توجہ سے جو چپکا بیٹھا تھا۔ ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی۔ کہ سب کے سب رام رام کہنے لگے تھے کہ میرے منہ سے بھی رام رام نکلا۔

مادی اور آسمانی توجہ میں فرق

مادی توجہ کرنے والا چپکے بیٹھے عمل کرتا ہے۔ لیکن آسمانی شخص فاصلے پر بیٹھا قوم پر عمل کرتا ہے۔ اور توجہ ڈالنے کا کام خدا تعالیٰ اپنے ذمہ لیتا ہے۔ چنانچہ اسکے حلقہ میں دیرپا روحانی ترقی ہوتی ہے۔

کیا ہر ایک مضطر کی دعا منظور ہوتی ہے

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ تمہاری کیا خصوصیت ہے۔ کہ تمہاری دعا قبول کی جاتی ہے۔ دعائیں تو فلاں پادری کی بھی منظور ہوتی ہیں۔ پھر فلاں سادھو کی۔ پھر فلاں بیوی جی کی۔ تو تم اس بات سے استعارت کرو۔ بلکہ جھٹ قرآن مجید کھول کر سامنے رکھ دو کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء۔

قرآن مجید ہر مضطر کی دعا کو سنتا ہے کسی مذہب کی خصوصیت نہیں۔ یہ تو قرآن مجید کی تصدیق ہوئی۔ باقی رہا فرق۔ یا ما بہ الامتیاز تو وہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ہمارے مقابلہ میں آ کر دعا مانگے تو اسکی دعا ہرگز قبول نہ ہوگی۔ تجربہ کرنے والا کرے۔ اسکی مثال یوں ہے جیسے ایک شخص سپاہیوں کو بھی پیسہ دے اور پھر ایک فقیر کو بھی تو کیا وہ ایک ہی حیثیت سے دیتا ہے۔ انہیں کچھ فرق نہ ہوگا۔ جہاں دیکھے گا کہ لڑکے کا نقصان ہوتا ہے۔ تو اسکے مقابلہ پر پھر فقیر کو نہ ملے گا۔

کوئی پیر صاحب کہیں کہ دیکھ لو۔ ہماری توجہ ایسی ہی چلی آتی ہے تو ہندو کیا اس سے کم ہیں۔ ان سے بڑھ کر توجہ کرنے والے موجود ہیں آسمانی روحانیت سے انکو کچھ تعلق نہیں۔ اور پھر ہمارے مقابلہ پر کیا۔ ہمارے دو طالبعلم پیر جماعت علی شاہ کے حلقہ توجہ میں بیٹھے۔ ان کے سوا تو کچھ سر وغیرہ ہلانے لگے لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہو سکا۔ اور پیر صاحب نے بڑی توجہ ڈالی لیکن آخر اسے یہ کہہ کر چھوڑ دینا پڑا۔ کہ تمہارے دل سخت ہیں۔ ایکدم یہاں سے نکل جاؤ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی

(۷ مئی ۱۹۱۵ء)

(نوشتہ غلام نبی بلانوی)

اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی جو کہ نظر نہیں آتی اسلئے کہ اس کی ذات چونکہ ورا الوریٰ ہے۔ اسلئے کوئی انسان ان مادی آنکھوں سے اسے نہیں دیکھ سکتا جس قدر لطیف چیزیں دنیا میں ہوتی ہیں وہ نظر نہیں آتیں۔ پھر خدا تعالیٰ تو ان لطیف چیزوں کے پیدا کرنے والا ہے۔ اسلئے ان آنکھوں سے اسکا نظر آنا تو ناممکن ہے کسی شاعر نے کیا لطیف بات کہی ہے۔ کہتا ہے ؎

جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا

یعنی اگر کہیں دوئی کا معاملہ ہوتا تو کہیں اس سے ملاقات بھی ہو جاتی لیکن چونکہ یہاں تو دوسری چیز کوئی اسکے مقابلہ میں کچھ ہستی ہی نہیں رکھتی کوئی اسکا ہمسر ہی نہیں اور کوئی اسکی ذات کا مطلق جنس ہی نہیں ہے اسلئے اس سے ملاقات بھی نہیں ہوتی جب اسکا یہ حال ہے تو جو اسکی مخلوق اور اسکی پیدا کردہ چیزیں ہیں۔ انکی آنکھوں سے وہ کہاں نظر آسکتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ ان آنکھوں سے کسی کو دکھائی نہیں دیتا بلکہ اپنی قدرت اپنے جلال اور اپنے کاروبار اور اپنے خاص الخاص بندوں کے ذریعے نظر آتا ہے چونکہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ اور پیارے بندوں کے ذریعہ لوگوں کو نظر آتا ہے اسلئے بعض نادان ان بندوں کو ہی خدا سمجھ لیتے ہیں یا ان میں خدا کی صفات قرار دیتے ہیں جیسے ایک نادان انسان پانی میں سورج کا عکس دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہی سورج ہے حالانکہ اصل سورج تو اوپر ہے۔ اسطرح یہ لوگ کرتے ہیں اسی بات سے بہت سے لوگوں کو بڑا دھوکا لگا ہے۔ یہ جو خدا کے اوتار مانتے ہیں۔ انکو بھی یہی غلطی لگی ہے کیونکہ خدا تو اپنی جگہ ہے۔ انسانوں میں کامل نہیں ہوتا پس اسی دھوکا اور غلطی کی وجہ سے جس قدر بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں انکو نادانوں نے خدا بنانے کی کوشش کی ہے کسی کو انہوں نے خدا کا بیٹا بنا لیا تو کسی کو خدا ہی قرار دیدیا اور کسی کو خدائی صفات کا وارث مان لیا۔ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شرک کے خلاف جیسا زور لگایا ہے۔ جیسا کسی نبی نے نہیں لگایا۔ اسلئے آپ کی امت کو خدا تعالیٰ نے بہت کچھ اس سے بچائے رکھا ہے مسلمان

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ بہت حد تک اس غلطی سے تو بچے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا بناتے یا خدائی صفات دیتے لیکن پھر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت شرک کیا گیا ہے اور آپ کے بعد میں آنے والے بزرگوں کی نسبت بہت زیادہ شرک پیدا ہو گئے۔ چنانچہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت عجیب عجیب قصے مشہور کر رکھے ہیں حضرت معین الدین چشتی۔ بابا فرید الدین شکر گنج وغیرہ بزرگوں سے بہت بڑا شرک کیا جاتا ہے اور ان سے بھی زیادہ شرک ان معمولی قبروں سے کیا جاتا ہے۔ جو قریباً ہر گاؤں میں بنی ہوئی ہیں۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے لوگوں کو قبروں پر اسطرح سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے لئے کیا جاتا ہے اور ان سجدہ کرنے والوں کو یہ یقین ہوتا ہے کہ ہم اسطرح برکت حاصل کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف میں شروع سے لیکر آخیر تک اس شرک کی بیخ و بن کو اکھاڑا گیا ہے۔ اگر مسلمان سمجھتے تو قرآن نے تو ایسا بیان کر دیا تھا۔ کہ ان پر شیطان شرک کی راہ سے کبھی حملہ نہ کرتا لیکن افسوس انہوں نے قرآن کو بالکل چھوڑ دیا اور شیطان کی زد میں آ گئے

اس وقت میرا روئے سخن ایک خاص مسئلہ سے متعلق ہے اور وہ یہ کہ علم غیب کسی انسان کو ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ اس بات پر بڑی بحثیں ہوئی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ علم تھا یا نہیں حنفیوں نے کہا ہے کہ نہیں۔ اسلئے ان کے اس کہنے پر ان پر بڑے بڑے فتوے لگے ہیں۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کی ہے حالانکہ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے۔ اسمیں خدا تعالیٰ نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور نہ کوئی اور شخص۔ بے شک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے بڑے محبوب تھے۔ آپ کی اتباع کرنے والا خدا کا محبوب ہو جاتا ہے۔ مگر باوجود اسکے آپ خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اسی کے محتاج تھے پس آپ میں وہی صفات رہیں گی جو بندوں میں ہوتی ہیں۔ وہ صفات کبھی نہیں آسکتیں۔ جو خدا تعالیٰ نے صرف اپنے لئے مخصوص کر رکھی ہیں۔ علم غیب بھی انہی میں سے ہے۔ اسلئے صرف خدا ہی جانتا ہے کہ کیا کچھ ہوتا ہے اور کیا ہوگا۔ ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ علم غیب کے لئے کتنی چیزوں کے ہونے کی ضرورت ہے اوّل یہ کہ الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ خود قائم رہنے والا۔ اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہو۔ سوئے نہیں اور نہ ہی اسے اونگھ آئے کیونکہ جب سو گیا تو اس

سونے کے عرصہ کا اسے کیا علم رہا۔ دوم لہ ما فی السموات وما فی الارض اسی کے قبضہ قدرت میں وہ سب چیزیں ہوں۔ جو زمین و آسمان میں ہیں۔ وہی انکی حفاظت کرنے والا اور وہی ان کا خالق ہو۔ یہ سب باتیں علم غیب کیلئے ضروری ہیں۔ جب کسی انسان کی نسبت علم غیب کا ہونا کہا جائے گا۔ تو یہ سب صفات بھی اسمیں ماننی پڑیں گی۔ کیونکہ جب تک کسی میں یہ باتیں نہ ہوں وہ عالم الغیب نہیں ہو سکتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو سویا بھی کرتے تھے۔ آپ پیدا بھی ہوئے۔ اور وفات بھی پا گئے۔ جبکو آج تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہونے کو آیا ہے۔ پھر آپ کی نسبت عالم الغیب ہونا کسطرح کہا جا سکتا ہے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یا کوئی اور انسان [illegible] نہ کبھی ایسے تھے نہ وہ طاقتیں ہیں۔ جو خدا نے انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ اور وہ طاقتیں جو خدا نے اپنے لئے مخصوص کر رکھی ہیں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی نہیں پائی جاتیں۔ پس جب آپ میں نہیں تو اور کسی میں کیا بھی نہیں۔ نہ حضرت موسےٰ میں نہ حضرت عیسیٰ میں اور نہ مسیح موعود میں نہ عبد القادر جیلانی وغیرہ میں اور نہ ہماری جماعت میں سے کسی انسان میں بعض لوگ نادانی سے یوں کہہ دیتے ہیں۔ کہ حضور پر سب کچھ روشن ہے حضور تو پوشیدہ حالات کو خود بخود معلوم کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ شرک کے کلمات ہیں۔ اور خطرناک شرک ہے۔ ہمارا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تو حال الگ رہا۔ ہمارے آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سب کچھ روشن نہیں تھا۔ اور نہ آپ خود بخود کچھ پوشیدہ غیب معلوم کر سکتے تھے۔ پھر ہم کیا ہیں۔ جو استاد کے پاس ہوتا ہے وہی شاگردوں میں بھی آتا ہے۔ جب ہمارے اُستاد کے پاس یہ علم نہیں تھا تو ہم میں کہاں سے آتا۔ ہم نے تو جو کچھ سیکھا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔

پس جماعت کو چاہیئے کہ بہت احتیاط سے الفاظ منہ سے نکالا کرے۔ اور اپنے خیالات کو ایسا محفوظ رکھے کہ شرک سے بالکل بری ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم ہر قسم کی بدی معاف کر دینگے مگر شرک معاف نہیں کرینگے پس ہر ایک مومن کو چاہیئے کہ ایسے الفاظ بولے۔ جن میں خدا کی حمد و تعریف اور ستائش پائی جائے۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو اس بات کی توفیق دے۔ کہ اللہ کو اللہ اور مخلوق کو مخلوق سمجھے۔ اور کوئی بدی خدا کی طرف منسوب نہ کرے۔

تردیدِ خیالاتِ چکڑالوی

(۶) ایک بات چکڑالویوں سے پوچھنی چاہیئے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو دنیا میں مبعوث ہوئے کتنا عرصہ ہوا۔ کتنی عمر میں وفات پائی۔ آپکے اخلاق کیسے تھے۔ آپ نے کتنے غزوات کئے کتنے نکاح کئے۔ آپ کا دوستوں دشمنوں سے کیا سلوک تھا آپ کو کیا کامیابی حاصل ہوئی۔ آپکے سوانح لکھنے ... کیا ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی قوم کا کیا انتظام ہوا۔ مسلمانوں نے اسلام کی تعلیم پر کس طرح عمل کیا۔ یہ سب باتیں ان سے پوچھو۔ پھر اگر وہ کہیں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تو سوال کرو کہ جب ایک عیسائی ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ تم اپنے رسول کا چال چلن کو اس جیسا دکھاؤ اور اپنے رسول کی زندگی بے نظیر زندگی ثابت کرو۔ اپنے نبی کی کامیابی کے واقعات جیسے رسولوں کی کامیابی کے واقعات جیسے ثابت کرو۔ اور ثابت کرو کہ تمہارا رسول واقعہ میں قرآنی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ تھا تو اس عیسائی کو کیا جواب دیں۔ اگر وہ کہیں قرآن میں ہمارے رسول کی تعریف آئی ہے۔ تو انہیں کہو کہ یہ صرف دعویٰ ہے۔ جب تک واقعات سے ثابت نہ کرو یہ دعویٰ کبھی قابل قبول نہیں ان واقعات سے ثابت کرو کہ فلاں موقع پر رسول نے کامل شجاعت دکھلائی فلاں حادثہ میں آپکا استقلال ظاہر ہوا۔ اور ایک مقام پر غیض و غضب کرتا ہے۔ مکہ والوں کی تکلیفوں پر صبر کیا باوجود طاقت کے انتقام نہ لیا۔ لاچاروں پر رحم کیا بچوں پر شفقت کی۔ دوستوں سے محبت کی۔ دشمنوں سے عدل کیا۔ غرض واقعات پیش کرو۔ اگر وہ کہیں کہ واقعات کا ہمیں علم نہیں تو کہو کہ جب تمہیں علم ہی نہیں تو ایسے شخص کو رسول کیوں سمجھتے ہو۔ اور اگر کہیں کہ احادیث اور کتب سیر میں وہ واقعات درج ہیں تو بس خود بخود اتباع ڈگری اجرا ہو جائے گی ✦

(۷) چکڑالویوں اور ہم میں یہ بات مشترک طور پر مسلمہ ہے۔ کہ رسول صلعم پر جو وحی نازل ہوئی وہ واجب الاطاعت ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ احادیث واجب التعمیل ہیں۔ کیونکہ وہ وحی الٰہی سے ہیں جنہیں اپنے الفاظ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ میں لوگوں کے سامنے بیان فرمایا لیکن چکڑالویوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سوائے قرآن مجید کے اور کوئی وحی نہیں ہوئی۔ اور اللہ اور رسول کے درمیان جس قدر مکالمہ ہوا وہ سب قرآن میں محدود ہے۔ اب چونکہ چکڑالوی آس خیال میں ہم سے متفق ہیں کہ دونوں مسلم ہیں کہ وحی واجب الاطاعت ہے تو ہمیں مباحثہ کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ صرف اسی قدر ثابت کرنا چاہئے کہ قرآن مجید کے سوا بھی رسول صلعم پر الہام نازل ہوا۔ اگر یہ بات ہم ثابت کر دیں تو پھر چکڑالویوں کا منہ بند ہو جائے گا۔

اسلئے ہم ناظرین کے سامنے یہی بات پایہ ثبوت تک پہنچاتے ہیں۔ اور چونکہ چکڑالوی قرآن مجید کے سوا اور کسی بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ اسلئے قرآن مجید ہی سے یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ رسول صلعم کو اللہ تعالیٰ نے کوئی بات بتائی۔ اور وہ قرآن میں نہیں۔ اور وحی نازل فرمائی جو قرآن میں درج نہیں۔ ایسے الہام ہوں جو قرآن میں موجود نہیں۔ چنانچہ اسکے لیئے سورۂ تحریم کا رکوع ملاحظہ کیجئے وہاں پر اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بات اپنی بیوی کو پوشیدہ طور پر بتائی اور ساتھ ہی فرما دیا کہ یہ بات کسی کو نہ بتانا۔ لیکن غلطی سے اس بیوی نے وہ بات کسی دوسری بیوی کو بتا دی۔ اس عدول حکمی کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو دی کا پھر رسول صلعم نے اس بیوی کو کہا کہ تو نے وہ بات فلاں عورت کو بتا دی ہے تو وہ بیوی حیران ہوئی اور کہا کہ یہ بات آپ کو کس نے بتائی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے کہ تو نے وہ راز دوسری عورت پر ظاہر کر دیا ✦

ناظرین قرآن مجید اس بیان سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ رسول صلعم پر قرآن مجید کے سوا بھی وحی الٰہی ہوتی تھی کیونکہ خود قرآن مجید اسجگہ فرماتا ہے کہ رسول صلعم اللہ نے فرمایا کہ تیری ایک بیوی نے دوسری بیوی کو تیرا راز کہدیا ہے سو اگر ہر ایک وحی کا قرآن میں ہی ہونا ضروری ہے تو بتاؤ یہ وحی کہ تیری بیوی نے تیرا راز دوسری عورت پر کھولدیا قرآن مجید کے کس پارہ میں ہے۔ الحمد سے والناس تک دیکھئے کہیں بھی یہ وحی نہیں حالانکہ سورۂ تحریم میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ اس بات کی خبر اللہ نے اپنے رسول کو دی۔ سو اگر قرآن مجید کے سوا اور کوئی وحی نہیں ہوئی تو قرآن کی یہ بات غلط ہوتی ہے کہ ام المومنین کی عدول حکمی کی اطلاع خدا نے دی۔ کیونکہ یہ اطلاع قرآن میں کہیں موجود نہیں۔ اور قرآن کہتا ہے کہ یہ اطلاع وحی الٰہی سے ہوئی سو اگر قرآن کی تکذیب سمجھا چاہتے ہو تو ماننا پڑے گا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بعض خبریں وحی کے ذریعہ بتایا کرتا تھا۔ اور منجملہ ان کے ایک یہی خبر تھی کہ تیری فلاں بیوی نے تیرا مخفی راز دوسری بیوی کو بتا دیا۔ کیونکہ یہ بات خود قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ یہ خبر رسول صلعم پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کی تھی۔ اب ہم قرآن مجید کے اصل الفاظ لکھتے ہیں۔ تاکہ احباب کو چکڑالویوں سے مباحثہ میں انہیں پیش کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ دیکھئے قرآن مجید نے اس جگہ صاف فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اطلاع دی کہ آپ کی ایک بیوی نے دوسری بیوی کو آپ کا راز بتا دیا اب اس بیان کے بعد چکڑالویوں کے لیئے دو ہی صورتیں ہیں (۱) یا تو وہ یہ وحی قرآن مجید میں کسی مقام سے نکال کر دکھائیں جس میں لکھا ہو کہ اے رسول تیری فلاں بیوی نے تیری بتائی ہوئی بات جس کے ظاہر کرنے سے تو نے اسے روکا تھا ایک عورت کو بتا دی ہے (۲) ورنہ چکڑالوی اقرار کریں کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا سلسلہ رسول اللہ صلعم سے جاری تھا اور ایسے الہام بھی رسول اللہ کو ہوتے جو قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ اور اگر وہ یہ اقرار کرلیں تو پھر احادیث کا تسلیم کرنا کچھ مشکل نہیں ✦

(۸) چکڑالوی کہا کرتے ہیں کہ اللہ اکبر کہنا منع ہے کیونکہ اکبر افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ یعنی سب سے بڑا تو لازم آیا کہ اسکے علاوہ اور بھی بڑے بڑے خدا ہیں۔ کیونکہ سب سے بڑا تو وہی ہوتا ہے جس کے ماتحت اور بڑے بڑے ہوں گو یہ بات نہایت معقول ہے مگر ہم تھوڑی دیر کے لیئے تسلیم کر لیتے ہیں کہ چکڑالوی حضرات کا یہ استدلال درست ہے اور اللہ اکبر سے کئی خدا ثابت ہوتے ہیں۔ اور اسلیئے یہ جملہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قرآن مجید کے بعض جملے بھی یہی دقت پیدا کرتے ہیں۔ اور چکڑالوی استدلال کی رو سے ان سے بھی کئی خدا ثابت ہوتے ہیں چنانچہ سورۂ الاعلیٰ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اسجگہ اللہ تعالیٰ کو اعلیٰ کہا گیا ہے۔ اور جسطرح اکبر تفضیل کا صیغہ ہے اسی طرح اعلیٰ بھی تفضیل ہی کا صیغہ ہے۔ اور جس طرح اکبر کے معنے سب سے بڑا ہیں۔ اسی طرح اعلیٰ کے معنے سب سے بڑے کے ہیں سو اگر اکبر کہنے

ثابت ہوتا ہے کہ اور بھی بڑے بڑے خدا ہیں تو اعلیٰ کہنے سے بھی
یہی نتیجہ نکلے گا کہ اور بہت سے بڑے بڑے خدا ہیں۔ کیونکہ جیسا اکبر
اسم تفضیل کا لفظ ہے۔ اسی طرح اعلیٰ بھی اسم تفضیل کا لفظ ہے۔ اور جو شبہ
اللہ کو اکبر ماننے سے پیدا ہوتی ہے وہی نقص اللہ کو اعلیٰ تسلیم کرنے
سے لازم آئے گا۔ اور اگر بقول چکڑالوی صاحبان اللہ اکبر کہنا ناجائز
ہے تو اللہ کو اعلیٰ کہنا بھی اسی طرح عدم جواز کے فتوے کا مستحق ہے

دوسرا یہ جواب ہے کہ اللہ اکبر کے یہ معنے نہیں کہ اللہ
سب سے بڑا خدا ہے کیونکہ ایسے معنے تو پہلے ہونا چاہئیے تھے۔ اللہ اکبر
اس صورت میں بے شک چکڑالوی صاحبان کا اعتراض ایک
حد تک درست تھا لیکن اللہ اکبر کے تو صرف یہ معنے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ سب سے بڑا ہے یعنی طاقت والوں سے بڑھ کر طاقت والا اور سب
قدرت والوں سے بڑھ کر قادر ہے۔

اسی طرح سبحان ربی الاعلیٰ کے معنے ہیں کہ میرا رب سب سے بڑا ہے سب
مخلوقوں سے زیادہ طاقت رکھتا ہے لیکن اگر اللہ اکبر شرک کا کلمہ ٹھہرایا جائے گا تو
سبح اسم ربک الاعلیٰ میں بھی شرک کی تعلیم تسلیم کرنی پڑے گی

(۹) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی ایک پیشگوئی بدیں
الفاظ نقل فرمائی ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ
احمد یعنی میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ یہ پیشگوئی
چکڑالوی صاحبان کے پیش کر کے سوال کرنا چاہئیے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے متعلق ہے یا کسی اور کے متعلق اگر کہو کہ کسی اور کے متعلق تو ان سے پوچھو
کہ رسول صلعم کے بعد کسی نبی کا آنا جائز ہے اور اگر کہیں کہ یہ پیشگوئی رسول صلعم
کے بارے میں ہے تو سوال کرو کہ آپ کا نام قرآن مجید میں ہر جگہ محمد آیا ہے اور
اس پیشگوئی میں آنے والے نبی کا نام احمد ہے قرآن شریف سے اس بات کا ثبوت
دو کہ رسول اللہ صلعم کا نام احمد ہے اگر کہیں کہ قرآن شریف میں کہیں تو نہیں
کہ اگر قرآن میں اس کا ذکر نہیں تو معلوم ہوا کہ اس قسم کی تکمیل
تم سمجھتے ہو اسطرح قرآن مجید مکمل کتاب نہیں۔ کیونکہ پیشگوئی کا تمام
دارومدار اسم احمد پر ہے اور احمد آپ کے نام کے طور پر قرآن
میں کہیں نہیں آیا۔ اور اگر کہیں کہ خود رسول صلعم نے فرمایا
ہے کہ میرا نام احمد ہے تو ہم پوچھیں گے کہ جب احادیث
قابل استناد ہی نہیں تو اس بات کو آپ نے کیسے درست
تسلیم کر لیا۔ اور اگر آپ ایک بات حدیث سے لیتے ہیں تو پھر
حدیث سے استدلال کرنے کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور یہ
بات آپ کے اصول کے خلاف ہے ●

علیم بذات الصدور

امید ہے مکرمی جناب میر حامد شاہ صاحب کا یہ مضمون
سے پڑھا جائے گا ● (ایڈیٹر)

میرے اللہ میں نے تیری صفت کو زیب عنوان کیا ہے اس میری تحریر
کا ایک باعث یہ ہے کہ میں ایک عاجز بندہ اور ناتواں انسان ہونے کی
حالت میں اپنے نقص کا اقرار کرنے والا ہوں مجھے اپنی فہم و فراست
اور اس علم پر جو اور جس قدر تو نے بخشا ہے کوئی ناز نہیں ہے میں خوب
جانتا ہوں کہ تیرے حضور خالص نیت سے آنا اور نیت کو پاک اور درست
کرکے آنا صحت عمل اور تیری درگاہ میں قبولیت عمل کا موجب ہے خواہ
میرا عمل یا میرا کوئی کلام کسی دوست یا مجھ سے کوئی پرخاش رکھنے
والے کی نظر میں کیسا ہی معیوب پہلو رکھتا ہو۔ اور قابل اعتراض ہو
میرے پیارے مجھ کو اپنے کسی عمل کا اجر لینے یا اپنے کسی کلام کی تعریف
و تحسین حاصل کرنے کے لئے غیر کے منہ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں میرا
تعلق محض تجھ سے ہے۔ دنیا میرے کلام کو کسی قالب میں ڈھالے اور
میرے عمل کو کسی رنگ میں رنگین سمجھے۔ مگر مجھے اس سے کوئی پرخاش نہیں
جب میرا یہ ایمان ہے کہ تیری ہی صفت علیم بذات الصدور
ہے تو پھر مجھے کسی کے فہم پر کیوں رنجیدہ خاطر ہونا چاہئیے جب میرا
معاملہ تجھ سے صفائی نیت کے ساتھ ہے اور تو ہی میرا مقصود اور مدعا
ہے تو مجھ کو میرے عمل و کلام پر نکتہ چینی کرنے والے سے غرض کیا
وہ جو میرے کلام پر اپنی فہم و فراست اور علم و قلم پر ناز کرکے اعتراض کرتا
ہے۔ اور میری نیت کو جو تیرے ہی علم پاک کے ماتحت ہے میرے عمل
پر جھٹلانا چاہتا ہے۔ اور ایسا کرنے سے وہ خوش ہوتا یا کسی کو خوش کرنا
چاہتا ہے تو یہ اسکی اپنی طبیعت کی رفتار ہے میرے مالک جب میں نہایت
صدق یقین سے اپنے نفس کلام پر تیری رضامندی کا اعتقاد رکھتا ہوں
تو مجھے تیرا پیارا چہرہ بس ہے۔ وہ جو میری بدنامی میں اپنے نام کا طالب ہے
جب تو اسکو اور مجھکو دیکھ رہا ہے تو پھر مجھ کو تجھ سے ہی اس فیصلہ کی امید
ہے جو سچا فیصلہ ہو۔ وہ حکومت جو وہ اپنی قلم پر رکھتا ہے۔ وہ اسے
یقین دلاتی ہے کہ اسکی تحریر بہت ہی زبردست اور معقول ہے بیشک
وہ علیٰ الاعلان مجلس میں کوئی فیصلہ کر دے۔ اسکا اختیار ہے۔ مگر اس نیت
پر جو تیرے علم میں آچکی ہے اور جس کی وجہ سے مجھے مطمئن رہنا چاہئیے وہ
قابض نہیں ہو سکتا میرے مولا میرے لئے کافی ہے کہ تو علیم بذات الصدور ہے

پیغام صلح لاہور ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء

کے صفحہ اول کے دوسرے کالم کے اخیر سے چند سطور لیکر ایک صوفی
سرخی باندھ کر کسی دوست نے طبع آزمائی کی ہے۔ اور میری نیت پر سخت
حملہ کیا ہے۔ اسکا نتیجہ نکالا ہے کہ میں نے ایک غیر ماموری کی محبت میں ماموریت
کو ناکام اور ناجائز ثابت کرنے کی معاذ اللہ کوشش کی ہے۔ اور میری بحث
طرز بندگی پیالہ صاف کیا ہے۔ اور میدان مخالفت میں اپنے شبدیز قلم کو
بہت تیزی سے چلایا ہے۔ استدلال کیا ہے کہ وہ اپنی مراد میری بدنامی میں
حاصل کرے اور مجھے حقیر اور ذلیل ثابت کرکے وہ مقرب بن جائے۔ مگر اے
میرے مولا میں پھر وہی مقام حاصل کرتا ہوں جو تیرے حضور مجھے حاصل
کرنا چاہئیے۔ تو خوب جانتا ہے کہ وہ تحریر قلم سے نکالتے وقت جس پر
نے خامہ فرسائی کی ہے میرے دل میں تیرے مسیح موعود و مہدی معہود مرزا
من اللہ کی کس قدر عزت تھی اور ہے۔ وہ پاک اور برگزیدہ انسان جو حضرت
محمد رسول اللہ صلے اللہ کا احمد ہے اور جو ان سب برگزیدوں کا سرتاج
ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اسکے وقت تک دین اسلام
کی تائید اور نصرت کے لئے آتے مختلف زمانوں میں آئے۔ مختلف حیثیتوں
سے آئے اور مختلف ضرورتوں کے لئے آئے اولیاء کہلائے قطب کہلائے
غوث کہلائے۔ مجدد کہلائے۔ محدث کہلائے۔ فقیہ کہلائے۔ امام کہلائے
جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ نبی اللہ۔ قمر الانبیاء۔ تیرا مظہر کیا ہوا انسان
تیرے حریم قدس کا روشن چراغ تیری اور تیرے محمد کی مراد۔ وہ جو ابتدا میں
انبیاء کی زبان پر بولا گیا۔ وہ جس کی آمد اور جس کے مقام پر رسولوں نے ناز کیا
وہ جس نے سب پاکوں اور رسولوں کی تائید اور تصدیق کرتے ہوئے
فرمایا ع مقام او مبیں از راہ تحقیر ۔ برسولاں بر مقامش ناز کردند
وہ جس کو ساری امت کے برگزیدوں میں سے اول و آخر حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام سے ممتاز کیا وہ امت میں آنیوالوں
سے سب سے پیچھے آیا۔ مگر پچھلوں اور پہلوں میں اپنے مولا صلے اللہ علیہ
وسلم کے سلام سے ممتاز کیا گیا۔ وہ جس سے خدا ہم کلام ہوا اور جس کی
عزت اسلام کی عزت قرار دی گئی۔ وہ جس کے نام سے اسلام کا نام بلند
ہوا۔ وہ جو منارة البیضا پر نازل ہوا۔ وہ جو بزرگان امت اور جانثاران
اسلام کی امید جاوید ہے۔ ہائے افسوس مجھ کو اسکی کسر شان
کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ ہاں اب مجھے اسکی محبت میں کھویا گیا کوئی کہہ
تو کہدے۔ میرے علیم ذات الصدور خدا میری تحریر کے مفہوم کو جس کا
نتیجہ صلح اور محبت تھا ترک کر دیا گیا۔ اور اس سے فائدہ اٹھانے کے بجائے
اس سے نفرت دلانے کی کوشش کی گئی اور میری نیت پر حملہ کیا گیا حتیٰ
اسی ہے کہ میں نے پیارے مسیح امت محمدیہ کے آخری عہد کی ایسی شان

حقیقت النبوۃ اور اس کا اثر

حقیقت النبوۃ کی اس جلدیں یہاں کے لکھے پڑھے احمدیوں میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اس کتاب کا یہ اثر ہوا ہے کہ جو احمدی پہلے متردد تھے۔ یا لاہوری منکران خلافت کی دجل کی وجہ سے کچھ مشکوک شبہات دلوں میں پنہاں رکھتے تھے۔ اس کتاب نے ایک حد تک رفع کر دئے جس سے۔ بہت سے احمدی لوگ ابتک مجھے ملنے۔ تبادلہ خیالات کرنے اور حقیقت النبوۃ کے متعلق انکی رائے دریافت کرنے کا موقع ملا ہے۔ سب بالاتفاق یہی کہتے ہیں کہ حقیقت النبوۃ نے فی الواقعہ نبوت کے مسئلہ کا فیصلہ کر دیا اب مولوی محمد علی صاحب یا کسی اور شخص کا محض اپنی ندامت مٹانے یا ضد پوری کرنے کی وجہ سے خامہ فرسائی کرنا بے سود اور فضول ہے وہ تمام شکوک و شبہات جو لاہوری منکران خلافت احمدیوں اور غیر احمدیوں کو **مستقل نبوت** اور **کامل نبوت** وغیرہ الفاظ غلط پیرایہ میں پیش کر کے ڈراتے اور جوش دلاتے تھے۔ ان سب کی حقیقت اس کتاب نے کماحقہ کھول دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاف اور صریح پیشگوئیاں اور تحریرات حضرت خلیفۃ ثانی مصلح موعود کے متعلق جیسا ... ہوتی۔ ... دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ مصلح موعود کو سو سال بعد آنا چاہیئے۔ اب ضرورت نہیں۔ لیکن میں اپنے اعتقاد اور ایمان کی بنا پر یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اگر یہ اصل صحیح ہے کہ مصلحین بوقت ضرورت ہی آیا کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہی وقت مصلح موعود کے آنے کا تھا۔ ضرورت پیدا ہو چکی تھی۔ سلسلہ کے بعض لوگ جو اپنے تئیں ذی وجاہت کہلاتے اور سلسلہ کی زندگی کا انحصار اپنے وجود کو سمجھتے تھے۔ ایک غلط راہ پر گامزن ہو چکے تھے۔ اور وہ خواہشمند تھے کہ اپنے باطل مقاصد کی تکمیل کے لئے جو سراسر مسیح موعود کے منشاء کے خلاف تھی محض غیر احمدیوں کے رویہ کی جھنکار سنکر ان میں خود جذب ہو جائیں۔ بلکہ تمام جماعت کو ساتھ لیتے ہوئے دوڑ میں ملا کے جن سے خدا کا مسیح الگ علیحدہ کرنا چاہتا تھا۔ اور کر چکا تھا۔

مسیح موعود کے مدارج عالیہ جن کا اصلی اور صحیح حالت میں ماننا اور پیش کرنا ضرورت احمدیت کے لئے سبب بقاء اسلام کی عین خوبی اور کمال فخر کا باعث تھا۔ اسکا استخفاف یہی محض اس لئے کرنا شروع کیا گیا کہ غیر احمدی خوش ہوں۔ اور وہ اپنا ہر ترجیح دیں دیں۔ یہی اور صرف یہی غرض تھی کہ ۷ سال تک خلافت اول کو اپنے قول و فعل سے اصلی اور صحیح پوزیشن میں مان کر مصلح موعود کی خلافت کے وقت انکار کیا گیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ ہمارا یہ فعل ہی مصلح موعود کی ضرورت کا ایک ثبوت ہو گا۔ کیا ایسے وقت میں جبکہ ان لوگوں نے جو بظاہر سلسلہ کی گاڑی کا انجن کہلاتے تھے۔ اور ذی وجاہت ہونے کے علاوہ خدمات سلسلہ کے مدعی بھی تھے احمدیت کے اصول اور خصوصیات کو مٹا کر تمام جماعت کو جو حضرت مسیح موعود نے ۲۵ سالہ شبانہ روز دعاؤں سے تیار کی تھی۔ غیر احمدیوں میں جذب کرانا چاہا۔ ایسے وقت میں کسی مصلح کی ضرورت نہ تھی؟ تھی۔ اور پھر ایسے وقت میں جبکہ مسیح موعود کے اصل مقصد بعثت کو جو خدا کی طرف سے اسلام کی عظمت و شان کے اظہار اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہستی قدسی اور فیضان شان کے ثبوت کے لئے عطا ہوا۔ حرف غلط کی طرح مٹا رہے تھے۔ تو بتاؤ کہ مصلح کی ضرورت پیدا ہوئی یا نہیں؟ ہر ایک سلیم کانشنس بالبداہت پکار اٹھے گا۔ کہ مصلح موعود کی ضرورت تھی۔ جو مسیح موعود کی جماعت کو صراط مستقیم پر چلائے۔ کیا مولوی محمد علی یا کوئی اور صاحب مصلح سلسلہ ہونے کا دعوے کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ واقعات زمانہ اسکے خلاف ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست

غیر احمدی اخبارات اور اشد ترین دشمنان سلسلہ تک پکار اٹھے ہیں کہ جس راہ پر لاہوری منکران خلافت چل رہے ہیں وہ مسیح موعود کی راہ نہیں۔ بعض اخبارات نے تو "خواجہ کمال الدین صاحب مرزائیت سے تائب" کی سرخی سے مضمون لکھ ڈالے۔

حضرت خلیفۃ ثانی کے ابتدائی ایام خلافت میں بدقسمتی سے میں بھی ان کی وجاہتوں کی نذر ہو گیا تھا۔ اور محض حسن ظن کی وجہ سے ان کی ہاں میں ہاں ملانے کا خوگر ہو چلا تھا۔ اور ان لوگوں کے ظاہری ادعائے خیر خواہی سلسلہ کے پردہ کے نیچے چھپ چلا تھا۔ اور کچھ عرصہ ان کے ہمخیال رہ کر خوب دھوکا کھاتا رہا۔ اور پھر خواجہ صاحب کے ولایت سے تشریف لانے کے موقع کا منتظر تھا۔ وہ تشریف لائے۔ انکے ہمراہ میں لودیانہ سے لاہور تک گیا۔ اثناء راہ میں ایک شخص کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ "میں ایک ہفتہ کے اندر اندر قادیان جاؤں گا۔ اور ضرور جاؤں گا۔ بشرطیکہ کوئی مانع پیش نہ آجائے" اور فرمایا کہ میاں صاحب کون ہیں۔ وہ میرے آقا کے جسم کا ٹکڑا ہمارے لئے واجب التعظیم ہیں۔ ان الفاظ اور خواجہ صاحب کی مرنجان مرنج پالیسی نے جو مدت سے غیر احمدیوں کے ساتھ برتی جا رہی تھی۔ مجھے بہت امید اور یقین دلایا۔ کہ اگر منکران خلافت نہیں تو کم از کم خواجہ صاحب تو ضرور اس اختلاف کے خاتمہ کا باعث ہونگے۔ مگر واحسرتا! کہ لاہور چند روز قیام فرما کر خواجہ صاحب وہ خواجہ ہی نہ رہے۔ اور قادیان جانیکا خیال دماغ سے کافور ہو گیا۔ اور لاہور میں پہلا سالانہ جلسہ کیا یہ.... کرنے کی ٹھہرائی گئی کہ قادیان سے احمدیوں کا تعلق قطع کیا جائے۔ اگر خدا کا زبردست ہاتھ اس سلسلہ کا محافظ اور نگران نہ ہوتا تو کچھ تعجب نہ تھا کہ لاہور کا یہ جلسہ خواجہ صاحب کی تازہ آمد ولایت اور کشش کے باعث نہایت کامیاب اور بارونق ہو جاتا۔ اور بالمقابل اسکے قادیان کا جلسہ بے رونق اور ناکامیاب ہوتا۔ مگر اس ارادہ میں لاہوری منکران خلافت کو ایسی ناکامی ہوئی کہ جسکے وہ خود بھی معترف ہیں۔ پھر آپکا "اندرونی تنازعات سلسلہ کے اسباب" نامی رسالہ بھی اسی غرض سے لکھا کہ تمام احمدی ہمارے ہم خیال ہو جائیں گے۔ خدا کی شان ہے کہ نتیجہ برعکس ہوا۔ اور میرے جیسے کس مپرس آدمی کی حسن ظنی کا بھی ساتھ ہی خاتمہ ہو گیا۔ اور القول الفصل نے اس تمام سحر کو ملیامیٹ کر دیا۔ اور خدا نے دکھلا دیا کہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کی تائید و نصرت یوں ہوا کرتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر نے اس کا عملی نقشہ دکھلا دیا ہے

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو | کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اسکے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں | نہیں راہ اسکی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو | اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

القول الفصل کے بعد خواجہ صاحب نے تو حسب عادت خاموشی اختیار کر لی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب سے نہ رہا گیا۔ اور اپنے باقی تمام اختلافی مسائل کو چھوڑ کر جن پر خواجہ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت زور دیا تھا۔ اپنی خاموشی سے گویا ان کی غیر معقولیت کو تسلیم کر کے صرف مسئلہ نبوت کو آڑ بنا لیا۔ اور احمدی دنیا کی طرف سے مایوس ہو کر غیر احمدیوں کو بھڑکانے۔ جوش دلانے۔ اور ان کی ہمدردی

جاتا ہے۔ مذہب کی کیفیت انسان پر پڑا تمام خوف دور کا فور ہو جاتا ہے یہ ڈر صرف اس وقت تک رہتا ہے جب تک ہم اپنی زبان سے سلسلہ کے متعلق بولتے نہیں۔ جب ایک دفعہ صاف صاف بتا دیا پھر کوئی ڈر اور خوف نہیں رہتا۔ اور لوگ بھی سمجھ جاتے ہیں کہ یہ صاف گو آدمی ہے سامنے اپنے ایمان کو بیان کیا ہے جیسی مرضی ہے مسٹر ... جس کی مرضی ہے ۔ نرمانے من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر ... کل مجھے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اس کلرکی کو خیر باد کہہ دوں اور اس اعلان کے بعد صرف سلسلہ میں لگ جاؤں۔ بڑا فہیم عقلمند ہے وہ دنیاوی کام کو چھوڑ کر تبلیغ میں اپنے تئیں لگانے کو تیار ہے اس نے یہی یہاں ایک ایسوسی ایشن قائم کی تھی۔ مولوی مخالفت کی وجہ سے اس نے اسکا نام احمدیہ نہیں رکھا تھا بلکہ مسٹر ... سوسائٹی رکھا تھا مگر اب اسنے یہ طوق وار بالکل اتار دیا ہے اور بڑی مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ اسکا بھائی اسکے بھتیجے تمام کے تمام سچے آدمی ہیں۔ میں نے ان چاروں کے نام حضرت کو بھیجے تھے۔

(۳)

فرانس سے ایک دوست لکھتے ہیں۔

میرے پیارے آقا میرے مطاع میرے ہادی رہنما السلام علیکم ورحمۃ اللہ آج حضور کی طرف سے نوازش نامہ شرف صدور لایا۔ نہایت تسلی و تشفی حاصل ہوئی۔ میں نہایت خوش ہوں کہ حضور میرے حق میں دعا فرماتے ہیں۔ میں ایک نہایت ہی عاجز بلکہ ناچیز انسان ہوں۔ کوئی علم نہیں رکھتا ہوں مگر دل میں تبلیغ اسلام کا بہت شوق ہے مگر کیا کروں۔ نالائق ہوں اور ایسی سرزمین میں وارد ہوا ہوں۔ جہاں کہ بڑے بڑے عاقل لوگ آباد ہیں لکھنؤ ہوئے کہ ڈاکٹر ... صاحب نے مجھ کو تحریر کیا کہ کسی طرح ٹیچنگز آف اسلام کا فرانسیسی ترجمہ کرا کے اور اسکی بہت سی کاپیاں چھپوا کر تقسیم کرائی جاویں۔ اسلئے میں ایک کتب فروش کی دوکان پر گیا تو وہاں ایک لیڈی جسکا کہ نام مس فلورا میک کول ہے۔ ایڈریس لے کر اسکے مکان پر پہنچا۔ مس مذکورہ بیمار تھی۔ اسلئے باوجود دروازہ کھٹکھٹانے کے جواب اندر سے نہ ملا۔ آخر پڑوس کے گھر والی عورت نے باہر آ کر کہا۔ کہ شاید وہ باہر گئی ہوئی ہے تم پھر آنا۔ چونکہ نماز شام کا وقت قریب ہو گیا تھا۔ اسلئے میں نے اسکو کہا میرا مکان بہت دور ہے۔ اور میں نے اسکو ملنا ضروری ہے۔ میں گھر سے ہو کر واپس نہیں آسکتا۔ کیا میں اسکی واپسی تک یہاں ٹھہر سکتا ہوں اسنے کہا۔ ہاں۔ پھر وہ مجھے سامنے کے مکان میں لے گئی جہاں کہ گوشت کھانا بھی پکتا تھا۔ اور اسکے اوپر کے مکانوں میں اور لوگ بھی آباد تھے مجھے انہوں نے کرسی دی اور عزت سے بٹھایا اور فرانسیسی زبان میں میرے ساتھ گفتگو کرنے لگی۔ چونکہ میں تھوڑی تھوڑی سمجھ سکتا تھا۔ اسلئے بعد میں نے ان کی فرانسیسی زبان میں کہا کہ میں نے نماز پڑھنی ہے۔ میرے لئے ایک کپڑا لا دو۔ وہ قالین کا ٹکڑا لائی جس پر میں نے نماز کو ادا کیا۔ اور دعا بھی کی۔ نماز پڑھنے کے بعد انہوں نے مجھے انڈا نیم برشت اور کچھ روٹی اور چائے کھانے کے لئے مجبور کیا۔ جسکو میں نے ان کے خوش کرنے کیلئے کھایا۔ اتنے میں مس صاحبہ موصوف کی ملازمہ آئی اور کہنے لگی کہ مس بیمار ہوئی ہے وہ شاید آج ملاقات نہ کرے۔ اور اسکا سوتے سے جگانا بھی درست نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ کیا وہ کھانا کھانے کے لئے بھی نہیں اٹھے گی۔ اسپر وہ ہنس پڑی۔ اور جھٹ میرے ہاتھ سے ٹیچنگز آف اسلام کی کتاب جو ایڈریس جو میں نے کتب فروش سے لیا تھا لے کر چلی گئی۔ اور انگریزی چٹھی میں جواب لائی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ میں ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق آرام کر رہی ہوں۔ مجھے مذاہب عالم سے بہت دلچسپی ہے ٹیچنگز آف اسلام مطالعہ کے لئے لی ہے اس کا شکریہ اتوار ۳ بجے ملنا ہو سکتا ہے۔ میں نے جواب میں لکھا کہ میں ایک اجنبی ہوں چار بجے حاضر ہوں ہاں اگر ساڑھے چھ بجے ... فرما دیں تو آسکتا ہوں لیکن کتاب جو میں لایا ہوں یہ صرف آپکے پڑھنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اسکا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرانا ہے۔ ملازمہ پھر ایک اور جواب لائی۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ بہت اچھا چھ بجے ہی سہی۔ میں نے اسکو سرسری نظر سے دیکھ لیا ہے بہت مفید ہے میں فرنچ میں بغیر اجرت کے آپکے لئے اسکا ترجمہ کر کے بہت خوش ہونگی۔ ... رخصت ہو کر واپس چلا آیا۔ اور حسب الوعدہ اتوار کو مس صاحبہ کے مکان پر جا پہنچا۔ ہر دو لیڈیوں سے ملاقات ہوئی یعنی مس صاحبہ اور اسکی دوست فرنچ لیڈی سے۔ مس صاحبہ نے ذکر کیا کہ یہ کتاب اچھی ہے۔ بلکہ نہایت مفید کتاب ہے۔ آدمی پڑھ لی ہے اگرچہ میں تمام باتوں کے متفق نہیں ہوں۔ ویجیٹیرین ہوں اور صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ گوشت کھانا چاہیئے۔ حالانکہ گوشت نہ کھانے والے بہت طاقتور معلوم ہوتے ہیں۔ یہ تمہاری کتاب کیا تمہاری تصنیف ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ یہ ایک نبی کی کتاب ہے جو کہ ہندوستان میں پیدا ہوا۔ اور جسکی ہزارہا پیشگوئیاں ہیں جو لوگوں نے پوری ہوتی دیکھیں۔ چنانچہ میرے پاس تین چار پمفلٹ تھے وہ دئے۔

ڈولی والی پیشگوئی میں حضرت صاحب کی تصویر بھی موجود تھی۔ نکال کر پیش کی۔ کہ یہ وہ نبی ہے جس نے کہ یہ کتاب لکھی اور جس نے نہ صرف یہی کتاب لکھی ہے بلکہ سو کے قریب قریب لکھی ہیں۔ ڈولی کی پیشگوئی کا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا یہ پیشگوئیاں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ جو کہ پوری ہو جاتی ہیں۔ پیشگوئیاں کوئی بڑی بات نہیں۔ میں نے کہا۔ میں بھی ایک پیشگوئی کر سکتا ہوں کہ کل دن چڑھے گا۔ ایک حکیم کسی مریض کو پیش از وقت کہہ سکتا ہے کہ تو اتنے دن میں اچھا ہو جائیگا۔ یا کسی کے حق میں پیشگوئی کر دیتا ہے کہ وہ اتنے دن تک مر جاویگا۔ بیماری سخت شدید ہے ایسا ہی ایک منجم پیشگوئی کر دیتے ہیں کہ یہ واقعہ ہوگا مگر یہ سب پیشگوئیاں تجربہ اور حساب پر منحصر ہوتی ہیں اگر حساب میں غلطی لگ گئی تو بس کچھ نہیں۔ مگر کیا یہ پیشگوئیاں انبیاء کی پیشگوئیوں کے برابر ہو سکتی ہیں۔ جو حساب اور تجربہ سے بالکل الگ اور علیحدہ ہوتی اور انکا دعویٰ محض یہ ہوتا ہے کہ ہم کو خدا نے یوں کہا۔ اور یوں ہوگا۔ اور پھر سینکڑوں پیشگوئیاں کرتے ہیں جو کہ سچی نکلتی ہیں اور لوگ عجیب نشانات دیکھتے ہیں۔ پھر میں ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس بھی کچھ روپیہ ہے اور آپ کے پاس بھی اور اس لیڈی کے پاس بھی بہت سا روپیہ ہے ان سب کے علاوہ بادشاہ کے پاس بھی روپیہ ہوتا ہے۔ تو کیا ہم روپیہ کے ساتھ بادشاہ کے برابر ہو سکتے ہیں۔ یا بادشاہ کہلا سکتے ہیں۔ بس کہنے لگی نہیں۔ پھر میں نے کہنا شروع کیا کہ انبیاء کی پیشگوئیاں کو پرکھنے اور سمجھنے کے لئے ہر ایک انسان کے اندر ایک نور قلب عطا کیا گیا ہے بعض میں زیادہ اور بعض میں کم اور بعض میں بہت ہی کم۔ پھر میں نے کہا۔ اس نبی کے پرکھنے کے لئے بھی تین چیزوں سے کام لینا چاہیئے۔ سب سے پہلے اسکے دلائل یعنی کتابیں جو اسنے اپنی سچائی کے بارے میں لکھی ہیں۔ اسکے بعد پیشگوئیاں جو کچھ ایک پوری ہو چکی ہیں۔ اور بعض ہو رہی ہیں۔ اور کئی آئندہ پوری ہونگی۔ تیسرے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اے ہمارے خدا اگر یہ انسان سچا نبی ہے۔ تو ہماری قسمت میں اسکی فرمانبرداری کر۔ میں نے دعا کی۔ ... پر بہت زور دیا۔ اسکے بعد میں نے دوسری ملاقات کیواسطے کہا تو اسنے کہا دوسرے اتوار یعنی پندرہ دن تک۔ آٹھ روز کے بعد اس نے مجھے خط روانہ کیا۔ کہ بجائے اتوار کے جمعہ بروز جمعہ بوقت پانچ بجے شام کے ملاقات کے لئے آسکتے ہیں۔ کیونکہ مجھ کو

میں نے کبھی اپنی بہنوں کو ملنے جانا ہے سو میں اسکی چٹھی کے مطابق بدھ کے روز گیا۔ بیکے مکان پر ایک اور دیسی جوان جو کہ [illegible] ہسپتال میں ملازم تھا۔ انگریزی اچھی طرح بول سکتا تھا موجود پایا۔ میں اسکے ساتھ بہت دیر تک باتیں کرتی رہی جو کہ اسلام کا ہم خیال تھا۔ اسکو اپنی کچھ خوابیں بتائیں کہ میں نے [illegible] کی نسبت یہ خواب دیکھی تھی۔ تعبیر سمجھ نہ آتی تھی۔ پھر اس نے کہا اس جنٹلمین نے بھی تمہاری کتاب کو دیکھا ہے۔ [illegible] اسکے پاس ہیں۔ نوکر پڑھنے کے لئے لے گیا۔ اس روسی جوان نے کہا میں نے انمیں سے کچھ نوٹ کرنا ہے۔ پھر اس نے کہا ہم انکو نبی وغیرہ نہیں مانتے [illegible] اور بھی بہت [illegible] اس قسم کے نبی ہوئے ہیں [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ہوا ہے۔ مگر ہم انکو جھوٹے سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا [illegible] کو چھوڑ گیا اور روسی نبی کی نسبت مجھے علم نہیں کیا تم مجھے کوئی اسکی کتاب یا اشتہار دکھا سکتے ہو۔ اس نے کہا اسکو لڑائی کے سبب نہیں مل سکتی۔ میں نے کہا سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان خدا نے ایک شناخت لکھی ہے کہ جھوٹا نبی بہت جلدی تباہ ہو جاتا ہے۔ الا اسکی کوئی جماعت نہیں ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا چونکہ کتاب میں کچھ باتیں میرے مخالف ہیں اسلئے میں ترجمہ نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر بعض مضامین جو اسمیں ہیں جنکو میں پسند کرتی ہوں۔ انکا ترجمہ کر دیتی ہوں۔ میں نے نامنظور کیا اور روسی جنٹلمین کے ہمراہ چلا آیا۔ کتاب ابھی اسکے پاس ہے تاکہ وہ ساری پڑھ لے۔ میرا جی چاہتا ہے ٹیچنگز آف اسلام کے بعد کچھ اور حضرت کی انگریزی ترجمہ شدہ کتابیں ملیں تو انکو دیدی جائیں۔ شاید اللہ تعالیٰ انکو دلکو پھیر دے۔ حضور بھی دعا کریں اور کچھ کتابیں بھی روانہ فرماویں۔ چودھری فتح محمد صاحب کو بھی فرماویں کہ دینی معاملات میں میری مدد کرتے رہا کریں۔ میں نے انکو خط لکھا ہے ایک انکو پہنچ گیا اور دوسرا پھر لکھا جسمیں میں نے لکھا ہے کہ لنڈن میں ہی فرانسیسی ترجمہ کرا لیجئے۔ کیونکہ اسجگہ کوئی لائق آدمی ترجمہ کرنے والا میسر نہیں ہو سکتا ہم انشاءاللہ خرچ کو ادا کریں گے۔

اور نیز حضرت صاحب کی اردو عربی کتابیں میرے مطالعہ کے واسطے بھیجدیں۔ تاکہ گفتگو کے لئے کام آسکیں۔ القول الفصل کو میں نے پڑھا۔ نہایت معقول اور بادلائل پایا۔ اللہ تعالیٰ آپکو بہت اجر بخشے سب احمدی بھائیوں کو سلام علیکم +

(عبد الرحیم)

نتیجہ سالانہ امتحان مدرسہ احمدیہ

امسال مدرسہ احمدیہ میں ۱۰۹ طلباء نے سالانہ امتحان دیا جس میں سے [illegible] کامیاب ہوئے اور چند فیل۔ جماعت ہفتم میں مولوی عبد القدوس نے جماعت میں اول رہ کر اور انعام کے واسطے جو [illegible] نمبر [illegible] سے زیادہ نمبر لیکر اول درجہ کا انعام مبلغ [illegible] روپیہ حاصل کیا ونیز مجموعہ قرآن و حدیث میں جو اول رہنے کیلئے فیصدی ۹۰ نمبر ہیں اوس سے زیادہ نمبر لیکر مبلغ [illegible] روپے انعام حاصل کیا یعنی کل [illegible] روپے انعام لیا۔ جماعت ششم میں [illegible] نے مجموعہ قرآن و حدیث اول درجہ کا انعام مبلغ [illegible] روپے حاصل کیا۔ جماعت چہارم [illegible] نے تیسرے درجہ کا انعام مبلغ [illegible] روپے [illegible] جماعت دوم میں [illegible] انعام مبلغ [illegible] روپے [illegible] جماعت میں [illegible] قرآن و حدیث کا انعام مبلغ [illegible] روپے حاصل کیا۔ امسال کل انعام مبلغ [illegible] طلباء نے حاصل کیا۔ نتیجہ امتحان کے بعد طلباء کثرت سے داخل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اختتام سال پر تقریباً سو طالب علم تھے اور اسوقت ایک سو تیس کے قریب ہیں۔ شائقین علم [illegible] کو ضرور داخل کریں +

ایک ضروری گزارش

بعض احباب حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خطوط لکھتے وقت اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے۔ اور اس وجہ سے جوابات بھیجنے میں بعض وقت دقت واقع ہوتی ہے۔ اسلئے معروض ہے کہ احباب اپنا پورا پتہ تحریر فرمایا کریں + والسلام

ناظر دفتر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی۔ قادیان۔

(۹ مئی ۱۹۱۵ء)

اعلان

منشی غلام حسین صاحب احمدی پٹواری متعلقہ محمد نگر ڈاکخانہ [illegible] ضلع گوجرانوالہ دو غیر استطاعت اشخاص کے نام [illegible] اردو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ جو صاحب [illegible] کی استطاعت نہیں رکھتے وہ منشی صاحب موصوف سے خط و کتابت کریں۔ احمدی و غیر احمدی طلباء کو ترجیح دیجائے گی +

شیر علی۔ افسر صیغہ اشاعت اسلام

قادیان میں رہائش کے خواہشمندوں کو مژدہ

جو احباب قادیان میں رہائش اختیار کرنی چاہتے ہیں اور زمین خریدنے کے خواہشمند ہیں وہ اپنی درخواستیں دفتر الفضل میں بھیجدیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لئے زمین کا بندوبست کرینگے۔ بعد میں انکو نرخ سے اطلاع دیجاوے گی +

(مینیجر)

فہرست نومبایعین تعداد ۲۳۶

([illegible])

نام	مقام	نام	مقام
نذیر احمد خان صاحب	ہوشیارپور	چراغ دین صاحب	امرتسر
[illegible] خان صاحب	"	بنت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب	لاہور
چودھری حسن محمد صاحب	"	فرزند " "	"
اسد یار صاحب	سیالکوٹ	فرزند " "	"
حسن محمد صاحب	"	احمد صاحب	مالابار
فضل دین صاحب	جالندھر	ابراہیم اسمٰعیل صاحبان	"
شکر اللہ خان صاحب	سیالکوٹ	ابوالفضل سید عبد السلام صاحب	کٹک
چودھری فتح دین صاحب	لاہور	منشی عبد الحکیم صاحب	سیالکوٹ
مسماۃ عائشہ بنت بہاول صاحب	[illegible]	اہلیہ فرزند علی صاحب	جالندھر
برکت صاحب	"	محمد حسین صاحب	"
محمد یٰسین صاحب	کشمیر	اہلیہ عمر الدین صاحب	سیالکوٹ
چودھری عبد المالک صاحب	"	حشمت اللہ صاحب	شملہ
حسن محمد صاحب	گورداسپور	نور محمد صاحب	ریاست جیند
چراغ دین صاحب	گجرات	یعقوب خان صاحب	
جلال الدین صاحب	"	اہلیہ حسین شاہ صاحب	
تاج دین صاحب	امرتسر	محمد فیض صاحب	سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ مئی ۱۹۱۵ء

مقدمہ سازش لاہور

مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں

شہزادہ امن کی تعلیم ہی عین اسلام ہے

جس ملک کی حکومت اپنے ہاتھوں کا امن رکھے ۔ جس سلطنت کے ارباب دل و عقل واقعات کی رفتار سے آیندہ آنیوالے خطرات کو بھانپ جائیں ۔ اور قبل اس کے کہ واقعات نازک حالت اختیار کریں وہ انسداد کی تدابیر سوچ رکھیں وہ ملک اور وہ سلطنت یقیناً خوش قسمت ہے ۔ پھر جس حکمران کی رعایا میں امن شکن گروہ پیدا ہو کر اپنی منصوبہ بازی و سازش میں ناکام و نامراد رہے وہ تاجدار بلاشبہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مفید اور مخلوق خدا کی بہتری کا ایک آلہ ہے ۔

یہ حالت سلطنت برطانیہ و قیصر ہند پر صادق آتی ہے اور واقعات بتاتے ہیں کہ جس حکومت کے ماتحت خدا تعالیٰ کا موعود مسیح اور شہزادہ امن پیدا ہوا ۔ وہ سلطنت اپنے مفید عام کاموں کی وجہ سے آسمان کے نزدیک قائم رہنے کے قابل ہے اور اس کی پشتی کوئی خفیہ طاقت کر رہی ہے ۔ چنانچہ لاہور کے مقدمہ سازش نے ہمارے اس خیال کو تقویت دی ۔ اور یہ امر اظہر من الشمس ہو گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ حکومت وقت کی مساعدت نہ کرتا ۔ تو امن شکن جماعت اپنی سیہ کاریوں میں کامیاب ہو کر ہندوستان خصوصاً پنجاب کے آرام و عافیت کی خرمن میں اسی طرح آگ لگا دیتی ۔ جس طرح اشرار ان دنوں اپنے بھائی بندوں کے خرمنوں کو محض ذاتی کد اور دشمنی کے باعث آگ کی بھینٹ کر دیتے ہیں ۔ چنانچہ جو مقدمہ سازش آجکل لاہور کی عدالت مخصوصہ کے سامنے پیش ہے ۔ ہمارے اس خیال کا موید ہے اور اس استدلال کا مصدق ہے ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں ۔ اور اب پھر لکھتے ہیں کہ سرکاری گواہان کے

بیانات کی اصلیت خواہ کچھ ہی ثابت ہو مگر یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کے خلاف ایک خطرناک سازش کے منصوبے ہو رہے تھے اور یہی باعث تھا کہ بغاوت سے پیشتر ہی لاٹ صاحب بہادر پنجاب نے احتیاط کے طور پر قانون تحفظ ہند پاس کر دیا اور پھر دیکھا کہ پنجاب کی حالت نازک ہے تو مشتبہ لوگوں کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں ۔ اور عدالتہائے مخصوصہ کا تقرر عمل میں لایا گیا ۔ مقدمات کی سماعت شروع ہوئی ۔ اور سرکاری گواہان نے جو سنسنی خیز بیانات دئیے ہیں ۔ ان کا خلاصہ کچھ ہم پہلے لکھ چکے ہیں ۔ اور باقی حسب ذیل ہیں ۔

جوالا سنگھ نے قیام امریکہ و سفر کے حالات بیان کرنے کے بعد کہا کہ ہمارا ارادہ گنڈر بال کے تھانہ کو لوٹنے کا تھا ۔ مگر یہ حملہ نہ ہو سکا ۔ اور پھر یہ قرار دیا تھا کہ گورنمنٹ کے خزانے لوٹے جائیں پھر یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ پٹیالہ کی ریاست میں ڈاکہ زنی کی واردات کی جائیں کیونکہ اس ریاست کے راجہ نے برطانیہ کی امداد کے لئے اپنی فوج بھیجی ہے ۔ میانمیر کے میگزین کو لوٹنے کی تاریخ ۲۵ ۔ نومبر ۱۹۱۴ء مقرر ہوئی تھی ۔ اور ہم کو ہدایت کیگئی تھی کہ مختلف راستوں سے میانمیر پہونچیں ۔ اور ایک سکھ سپاہی نے اسلحہ خانہ کی چابی حوالہ کرنے کا وعدہ کیا تھا ۔ مگر اس میں بھی ناکامی ہوئی ۔ سازش میں ماجہ اور مالوہ کے لوگ شریک تھے ۔ ۳۰ ۔ نومبر کو فیروزپور کے اسلحہ خانہ پر ڈاکہ مارنے کی تجویز تھی جو قتل فیروزپور کے واقعہ کے باعث ملتوی ہو گئی ۔ دھیان سنگھ جو روپیہ فراہم کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ اس چندہ سے جو سکھوں میں جمع ہوا تھا کچھ اجیت سنگھ کے بھائی کے ذریعہ لاہور کے ایک ساہوکار سے قرض لیا گیا تھا ۔

ایک سکھ سرکاری گواہ نے بیان کیا کہ ۲۱ ۔ فروری کو دن عام بغاوت کے لئے مقرر تھا ۔ کیونکہ راش بہاری گھوش کی رائے میں وہی موزون تھا ۔ نہ مارچ میں ہندوستانی فوجیں میدان جنگ کو روانہ ہونیوالی تھیں ۔

نواب خان نے بیان کیا کہ گجرات کاٹھیاواڑ کا ایک ہندو جو انگریزوں کا جانی دشمن تھا ۔ مجھے وانکوور میں ملا اس نے اپنا نام رحیم بتلایا اور سرکار برطانیہ کے خلاف نہایت سختی سے تقریر کرنے لگا ۔ اس نے اسلامی نام محض اس غرض سے اختیار کیا تھا کہ مسلمانوں پر اثر ڈال سکے ۔

پھر میں ایک شخص مسمی غلام حسین سے ملا جس نے مجھے سازش کے خیالات سے متاثر کر دیا ۔ یہ شخص ایک ہندو برہمن تھا اور اس کا اصلی نام ٹھاکر داس تھا اس نے کہا کہ میں ایران میں مسلمان ہوا ۔ میرے خیال میں ٹھاکر داس دل سے مسلمان نہیں تھا ۔ کیونکہ جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمان بقرعید پر ایک بچھڑا ذبح کرنا چاہتے ہیں تو روانہ ہونے لگا ۔ اور جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا میں نہ ہندو ہوں نہ مسلمان بلکہ ہندوستانی ہوں ۔ اس کے بعد نواب خان نے بتایا کہ آخر میں مولوی برکت اللہ کی وعظوں سے متاثر ہو گیا اور بغاوت کے خیالات رکھنے لگا ۔ یہ خیالات برکت اللہ کے جاپان سے آجانے پر اور مضبوط ہو گئے ۔ مولوی برکت اللہ اور دوسرے لیڈروں نے امریکہ سے روانہ ہوتے وقت لیڈر مقرر کئے ۔ اور بغاوت کے متعلق خاص ہدایات دیں ۔ ہم مجاز نہیں کہ زیر سماعت مقدمہ کی نسبت رائے زنی کریں تاہم دوران مقدمہ میں یہ کہہ سکتے ہیں فلاں فلاں اشخاص یقیناً مجرم ہیں ۔ ہاں شہادتوں سے ثابت ظاہر ہے ۔ کہ اگر غارت گر گروہ کے ارادوں کو قدرت کا ہاتھ ناکامی کا منہ نہ دکھاتا تو نہایت ناگوار نتائج پیدا ہوتے ۔ اور پھر اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوششیں بڑی ہوشیاری سے جاری ہیں ۔ اور وضعی طور پر اسلام اختیار کر لینا جاہل مسلمانوں کو بہکانے کا بڑا اثر ذریعہ خیال کیا گیا ہے پھر برکت اللہ اور اس کے ہم قماش لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا گیا ہے اور اسلام کی پاک تعلیم کے خلاف وعظ کر کے مسلمانوں کو جادۂ راستی سے منحرف کرنے کی کوشش کیگئی ہے ۔ لیکن مسلمان یاد رکھیں اور یقیناً یاد رکھیں کہ ان کے لئے وہی مفید رستہ ہے اور اسی میں انکی فلاح ہے ۔ جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے جو بلاشک و شبہ شہزادہ امن تھا انکے سامنے پیش کیا ہے ۔ اور ہر ایک مومن سے عہد لیا ہے کہ میں بغاوت کی راہوں سے بیزار رہوں گا ۔ اور یہ راستہ ارشاد الٰہی ینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی کے ماتحت تجویز ہوا ہے ۔ اور یہی عین اسلام ہے ۔ پس مبارک ہے وہ جو دامن مسیح سے وابستہ ہو کر سازشوں سے بچتا وفاکیشی اختیار کرتا اور گمراہوں کی جماعت سے دور رہتا ہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور

آپ کے سلسلہ کی خصوصیات

یہ مضمون قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے ایک تحریر [illegible] منکر خلافت کے جواب میں تحریر کیا ہے۔

مسیح موعود فرماتے ہیں [illegible] میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

(۲) احمد آخر زماں نام من است
آخرین جامے ہمیں جام من است

(۳) آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا۔ تا یہ امت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کرکے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اسنے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا چنانچہ آدم۔ ابراہیم۔ نوح۔ موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ یوسف۔ یحییٰ۔ عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے۔ اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہوگئے۔ یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہوگیا۔ اور جو میرے مخالف تھے انکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔ (نزول المسیح صفحہ ۴ حاشیہ)

انہی لوگوں کا جنازہ تم اور تمہارے امیر باغیان خلافت جائز جانتے ہیں اور تمہارے مبلغ انگلستان قابل اقتدا فی الصلوٰۃ بھی۔ اور تمہارے ان بزرگان ملت ان کو لڑکیاں تک دینا جائز کیا اب بھی تمہارے مرتد ہونے کا خیال [illegible] میں کوئی کسر باقی ہے۔

(۴) حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴ پر فرماتے ہیں:-

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا الخ

(۵) جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ میرا نہیں بلکہ اس کا فرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

(۶) حضرت اقدس کتاب تجلیات الٰہیہ کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں:- یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔

اگر مسیح موعود اپنی وحی میں شک کرے تو وہ کافر ہو جاوے۔ اور اس کی آخرت تباہ ہو جاوے لیکن اگر تمہارے بھائی غیر احمدی [illegible] کریں تو مسلمان کے مسلمان اور مومن کے مومن رہیں۔ افسوس ایسے [illegible]۔

(۷) حضرت اقدس احمدی اور غیر احمدی [illegible] کیا فرق ہے کے جواب میں فرماتے ہیں:-

"غرض اسی طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو ان لوگوں (غیر احمدیوں) میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ کے مخالف ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں (غیر احمدیوں) کو مسلمان نہیں جانتا جب تک وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں۔ اور اس مطلب کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔ ۱۹۰۶ء

(۸) حضرت اقدس اپنے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا اور جہنمی ہے۔

(۹) حضرت اقدس حسین کامی سفیر سلطان روم کو تحریر فرماتے ہیں:- "خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہیگا۔ وہ کاٹا جاویگا۔

(۱۰) حضرت اقدس مسیح موعود تمہارے بھائی عبدالحکیم ڈاکٹر کو تحریر فرماتے ہیں:-

"بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس سے سہل تر یہ بات ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں الخ

کیا یہ کوئی صوفیانہ بڑ ہے یا کسی جلیل القدر مامور کا فرمان ہے۔

(۱۱) حضرت اقدس حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸ پر ارشاد فرماتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے۔ اور میرے دعوے پر اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا۔ الخ

ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکی ہے اور خدا کے نزدیک منکر ٹھیر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگی۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں، کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا۔

اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کی نسبت اتمام حجت ہو چکی ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوئی۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے (جس کی بناء ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک حسب آیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ قابل مواخذہ نہیں ہوگا

(۱۲) حضرت اقدس فرماتے ہیں "وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ (خطبہ الہامیہ)

(۱۳) حضرت اقدس ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ پر تحریر فرماتے ہیں "کوئی ملہم ہو یا خواب بین اگر وہ امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اس کا خاتمہ خطرناک ہے۔

(۱۴) حضرت اقدس فتح اسلام صفحہ ۱۰ پر ارشاد فرماتے ہیں

"اس نے (خدا تعالیٰ نے) اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھ کو فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی طیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا۔ وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا۔ اور جو انکار میں رہیگا۔ اس کے لئے موت درپیش ہے" ٭

(۱۵) حضرت اقدس تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۵ میں تحریر فرماتے ہیں :- "دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا۔ اور یہ سلسلہ مشرق و مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلیگا۔ اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں" ٭

(۱۶) حضرت اقدس فرماتے ہیں "مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہوتے جاویںگے اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں۔ وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائینگے۔ جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔ ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا۔ (کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷۳ و ۷۴)

(۱۷) حضرت اقدس دافع البلاء صفحہ ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں "تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح (حضرت میرزا غلام احمدؑ) کے اور کوئی شفیع نہیں۔ باستثنا آنحضرت (سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت کی ہی شفاعت ہے" ٭

اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے۔ میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں۔ کہ عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے۔ اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں۔ اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت تحقیر کی۔ یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ٭

(۱۸) حضرت اقدس اس جہاز یا کشتی کی تشریح فرماتے ہیں جس کا ذکر اوپر فرما چکے ہیں۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ (حضرت کا الہام ہے براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰)

"یعنی عذاب کا وقت آوے تو ظالموں کی (جو حضرت مسیح موعود کے منکر ہیں) میری جناب میں شفاعت مت کر کہ میں انکو (جو تیری کشتی میں سوار ہونا نہیں چاہتے) غرق کرونگا۔ اس الہام کا دوسرا حصہ یہ ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا۔ یعنی ہمارے حکم اور ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی طیار کر۔ کشتی سے مراد سلسلہ بیعت ہے جو نفس وحی الٰہی اور امر الٰہی سے قائم کیا گیا ہے (نزول المسیح صفحہ ۲۳)

(۱۹) حضرت اقدس پھر فرماتے ہیں۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا ہے۔ اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھیرایا ہے جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔

(۲۰) حضرت اقدس تحفہ گولڑویہ کے ضمیمہ کے صفحہ ۱۸ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں :- "پس یاد رکھو۔ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم۔ یعنی جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوی اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو" ٭

تم اور تمہارے امیر گروہ باغیان اور ان کے مبلغ لندن اور باقی احمدی نامنکران مسیح موعود خواہ پشاور میں ہوں یا لاہور میں انکو غور سے پڑھیں کہ جن سے تم علمبردار اشاعت اسلام کے مدعی ہو۔ اور جن کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا تم نے کہاں تک حضرت مسیح کے اس حکم کی تعمیل کی ٭

(۲۱) سنو حضرت اقدس پھر فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے کہ ایک الگ جماعت طیار کرے پھر جان بوجھ کر ایسے لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے۔ منشاء الٰہی کے مخالف ہے (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۹)

تم اور تمہارے باغی گروہ کا یہ حال ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے حکم اور منشاء الٰہی کے خلاف نہ صرف غیر احمدیوں میں گھسنے جاتے ہیں بلکہ قادیان کا مرکز۔ خلافت۔ حتیٰ کہ احمدیت تک ان کے لئے قربان کر دی۔ واہ قربانی کی عادی قوم خوب قربانیوں کے عادی ہو گئے ٭

(۲۲) پھر سنو! حضرت اقدس فرماتے ہیں :- "تم (احمدی جماعت) اگر (غیر احمدیوں میں) ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت الگ ہو اس میں ترقی ہوتی ہے (مجموعہ فتاوی احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۸)

کیوں تم اور تمہارے باقی احمدی منکران مسیح موعود خواہ پشاور میں ہوں یا لاہور میں۔ غور کریں۔ کہاں تک ارشاد مرشد کی تعمیل کر رہے ہو ٭

(۲۳) حضرت اقدس فرماتے ہیں :- آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ (حضرت کا الہام ہے) اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائینگے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (حضرت اقدس مسیح موعود کا الہامی نام ہے) پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائیگا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳ طبع ثانی)

اب بتاؤ جس قدر غیر احمدی فرق اسلام میں انکو غیر نجات یافتہ اور صرف احمدیہ جماعت کو نجات یافتہ گروہ ماننے کو طیار ہو۔ اور کیا تقیہ ترک کر کے باقی فرق اسلام کو اس ایمان کا اعلان کر دوگے یا تقیہ سے کام لوگے۔ یہاں ڈاکٹر بشارت احمد مقیم راولپنڈی سے بھی سوال ہے کہ کیوں ڈاکٹر صاحب باوجود اس کے کہ باقی غیر احمدی فرق اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ بالاتفاق پڑھتے ہیں۔ مگر حضرت اقدس حکم و عدل انکو غیر ناجی بتلاتے ہیں یہ کیوں۔ کیا آپ بھی تسلیم کرتے ہیں یا اس فرمان کا انکار ہے۔

(۲۴) حضرت اقدس پھر فرماتے ہیں :- (خدا تعالےٰ نے الہاماً بتایا ہے) کہ ہر ایک جو مجھ سے تعلق رکھنے والا ہے گو وہ تیری بیوی یا تیرا دوست نجات پائیگا۔ اور اس کو بہشتی زندگی ملیگی اور آخر بہشت میں داخل ہوگا (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۵)

اس قدر عظیم الشان انسان جسکی وحی اور تعلیم اور بیعت مدار نجات ہے

اور جن کا انکار موجب سلب ایمان ہو [illegible] - ان تحقیقی امور [illegible] بھی ایسا ہی [illegible] اور ان کا انجام بھی ایسا [illegible] ٭

چند حل طلب معمول کا جواب

اب ہم جب کسی ہندو یا عیسائی کو مسلمان بناتے ہیں تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھاتے ہیں جس طرح اس کلمہ کے مفہوم میں حضرت موسیٰ حضرت نوح پر ایمان داخل ہے اسی طرح حضرت احمد قادیانی نبی اللہ پر ایمان مزید ہی ہے کلمہ پڑھنے سے انسان مسلمان ہو جاتا ہے لیکن جیسے مثلاً کوئی کلمہ پڑھے مگر اصول دین میں سے ایک اصل کا منکر ہو یا مثلاً حضرت موسیٰ یا حضرت نوح کو یا حضرت عیسیٰ ابن مریم کو نبی نہ مانے یا حسب تسلیم معترض کسی مسلمان کو کافر کہدے تو اس وجہ کفر کے پیدا ہونے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت احمد جری اللہ پر ایمان نہ لانے سے وجہ کفر پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ مسلمان نہ رہیگا۔ یہی رسالہ بیغمبری کا عذر سو جس مبلغ نے اسے مسلمان بنایا ہے اسکا فرض ہے کہ اس زمانہ کے نبی کی بعثت سے اطلاع دے اب یہ نو مسلم یا اقرار کرے یا انکار۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو محمد رسول اللہ اور اس سے پہلے قریباً سوا لاکھ انبیاء کی نبوت کو سمجھ سکتا ہے وہ ضرور احمد قادیانی کی نبوت کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

۲۔ جو شخص حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور اپنے دعویٰ میں صادق مانتا ہے وہ احمدی ہے اور یہی احمدی کی تعریف ہے البتہ جو خلیفۂ وقت کی بیعت نہ کریگا وہ فاسق احمدی کہلائیگا اگر کہو کہ فسق اور احمدیت کس طرح جمع ہو سکتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب تمہارے نزدیک مامور تسلیم ہیں اور خلفاء مامور کے انکار پر آپکی طرف سے بھی فسق کا فتویٰ ہے پس باوجود اس فتویٰ کے مسلمان جس طرح مسلمان ہیں۔ اسی طرح فاسق احمدی احمدی کہلائینگے۔

۳۔ باوجود بار بار الہام ہونے کے پندرہ سال تک آپ یہ نہ سمجھ سکے کہ میں نبی ہوں تو اسکا واحدہ مسیح موعود کو کیوں نہیں اور اب لوگ اس دعوے کے نہ سمجھنے میں کیوں معذور نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ باوجود کھلی کھلی وحی کے جس میں آپکو نبی کہا گیا مسیح موعود کہا گیا۔ آپ بارہ سال تک یہ نہ سمجھ سکے کہ میں مسیح موعود ہوں تو اسکا مواخذہ مسیح موعود کو کیوں نہیں؟ اور اس دعوے کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے ان لوگوں پر کیا الزام ہے جو خود ملہم نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب خدا کی طرف سے حجت پوری

ظاہر ہو جائے تو پھر کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔

۴۔ چشمہ معرفت کی ایک عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ نبی کریم کے ماننے والے بیس کروڑ مسلمان آج دنیا میں موجود ہیں۔" اور اس سے یہ ثبوت دیا گیا ہے کہ سب غیر احمدی مسلمان ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا ان میں کوئی بھی حضرت مسیح موعود کے مکفر اور مکذب بھی ہیں یا نہیں۔ اور کیا مکفر اور مکذب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے پس حضرت اقدس نے انکو بھی مسلمان کیوں کہا جب مکفر اور مکذب جو آپکے نزدیک سبھی کافر ہیں۔ ان کے بارے میں بھی حضرت اقدس مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو پھر کیا حجت ہوئی۔ سو یہاں اسمی و رسمی طور پر اس لفظ کا اطلاق ہوا ہے فتفہم۔

۵۔ خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی کا نکاح غیر احمدی سے پڑھنے کے متعلق جو اعتراض ہے اسکے جواب میں گذارش ہے کہ آیا وہ لڑکی احمدی ہے یا غیر احمدی۔ اگر غیر احمدی ہے تو غیر احمدی کے نکاح ہونے میں کیا اعتراض ہے؟ (۲) کیا یہ نکاح حضرت صاحبزادہ صاحب نے پڑھایا ہے یا ان کے صاحب اختیار ہونے کی حالت میں ایسا ہوا ہے۔ جب یہ دونوں باتیں نہیں تو حضور پر کیا الزام ہے؟ اگر اعتراض تو ہے اپنے مسلّم خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ پر۔ انکی خلافت حقہ سے انکار شائع کرو۔ پھر ہم جواب دینگے۔ اگر مسیح موعود پر اعتراض ہے تو احمدیت سے کھلا کھلا انکار کرو پھر جواب ملیگا (۳) آیا تمہارے نزدیک مسیح موعود کا یہ حکم ہے یا نہیں کہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دو۔ اگر یہ حکم مندرجہ بالا معاملہ سے منسوخ ہو گیا تو بسم اللہ عملی مثال بلکہ مثالیں قائم کرو۔ ورنہ (۴) تم اس شخص کو جس سے نکاح ہوا ہے۔ مکذب مخالف لکھتے ہو (پیغام ۱۲ مئی صفحہ ۴) پس تمہارے اس قوم کے نزدیک بھی اسے وہی فتویٰ ہے جو ہماری طرف سے صرف بیعت نہ کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے اب اس نکاح کے جواز کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ جبکہ تمہارے نزدیک یہ نکاح حضرت اقدس مسیح موعود کی اجازت سے ہوا۔ اور خود مولانا نور الدین نے مسجد میں یہ نکاح پڑھایا۔

۶۔ اعتراض کیا گیا ہے کہ غیر احمدی کا ورثہ ایک احمدی کے لئے کیونکر جائز ہے۔ جواب یہ ہے کہ جس حدیث سے یہ حکم پیش کیا جاتا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ایک احمدی کا ورثہ

غیر احمدی بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر باوجود اسکے کئی غیر احمدی بیٹے یا باپ اپنے احمدی مورث کے ترکہ کا حصہ پا رہے ہیں۔ جب تک آخری بات کا انسداد نہیں ہو سکتا پہلی صورت ہے۔ بحکم آیت وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم فاٰتوا الذین ذھبت ازواجھم مثل ما انفقوا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مومنون کے سمجھنے میں مسلمان کے لئے کافر کو سلام علیک کہنا جائز نہیں قال سلام علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا غور کیا جائے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ نبی کریم نے بعض وقت یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔

مختصر نوٹ

پیغام صلح لاہور (۱۲ مئی) کے ایڈیٹر نے اپنے افتتاحیہ میں لکھا ہے کہ بے غیرتی کی یہاں تک انتہا ہو گئی ہے کہ ایک آریہ پنڈت تو سندھ جیسے گرم حصہ ملک میں مئی جون کی گرمیوں میں اپنے دین کی اشاعت کے لئے خاک چھانتے اور لوؤں سے جھلستے ہوئے پھرنا ضروری سمجھتا ہے اور نام کے مسلمانوں کو اس قبرستان کی سڑک کھاد ہو جانے والے جسم کی راحت کے لئے کشمیر کے سفر کی تیاری نہایت ضروری معلوم ہوتی ہے۔" تو ہمیں معلوم ہے کہ مولوی محمد علی صاحب (جیسا کہ پچھلے سال کے پیغام میں چھپا تھا) لاہور کی شدید گرمیوں کی تاب نہیں لا سکتے اور انہیں کوہ مری یا کشمیر جانا پڑتا ہے مگر بہتر تھا کہ پیغام کا صاحب مدیر اپنے امیر قوم کو نام کا مسلمان بے غیرت اور آریہ پنڈت سے بدتر کہنے کی بجائے پرائیویٹ طور پر عرض معروض کر لیتا کہ پیغامیہ انجمن کو مزید اخراجات سے بچائیں اپنے محسنوں پر حملہ بے ادبی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

۲۔ حضرت خلیفہ اول کا ایک فتویٰ چھپا تھا۔ کہ آپ نے ایک غیر احمدی کے نابالغ بچے کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی اس پر سلسلہ کے نادان دوست نے اصول دین سے بے خبری اور فقہی مسائل سے ناواقفیت کے سبب سے ان الفاظ میں جرح کی ہے "افسوس ان لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں کہ کسی نابالغ بلکہ شیرخوار پر احمدی و غیر احمدی کا سوال کیسے عائد ہو سکتا ہے" اور لکھا ہے کہ "سوال تو بیعت کا ہے کہ وہ احمدی ہے یا نہیں۔ نہ ان کے والدین کا۔"

اس عبارت کو اگر یوں پڑھا جائے تو شاید کم عقلوں کو بھی سمجھ آ سکے "افسوس ان لوگوں کو اتنا بھی خیال نہیں کہ کسی نابالغ

جارہا ہوں۔ وہ واسطہ [illegible] ہے جاتے۔ اور پھر ایک دانشمند کے نزدیک
یا [illegible] بے معنی حرکت ہے۔ مگر [illegible] اس جہاں [illegible]
ایک ہستی کو ہی [illegible] کر دیا ہے۔ مادہ کے خلاف سے پہلے تو اسکا [illegible]
اور اسکی طاقت مسلم ہو گی۔ ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ [illegible]
لوگوں سے۔ وہ باتیں منوائیں جنکو وہ [illegible] تیار نہ تھے۔ مگر
ان کے ہی اِن لوگوں سے وہ باتیں منوا لیں جنپر وہ عمل [illegible]
ہر شخص سمجھ سکیگا کہ مسیح موعود کی کامیابی [illegible]
[illegible] وہ غالب ہے کہ معمولی سے معمولی [illegible]
بات کرتے ہوئے عیسائی بھی چوکتے ہیں۔ [illegible]
تم قادیانی ہو۔ تم سے ہم بات نہیں کرتے۔ [illegible]
کرتے ہیں کوشش [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible]
اطہر غالب نہیں کر سکتے تھے۔ اور مسلمان کہلانے والے بھی موجود
ہیں۔ مگر احمدیوں سے کیوں عیسائیوں کا دل گھٹتا ہے۔ [illegible]
کی مدد کا نتیجہ ہے کہ انکا [illegible]
[illegible] گفتگو کر سکتے ہیں۔ ہمارے مقابل نہیں آ سکتے۔ پروفیسر
صاحب نے عرض کیا کہ ۔

پنڈت [illegible] بھاگلپور میں گیا۔ مولانا عبدالماجد صاحب
بیٹھے رہے۔ مگر ان کے مقابلہ پر نہ آیا۔ اور بھاگلپور چھوڑ گیا۔ اس پر
حضرت صاحب نے فرمایا حکیم خلیل احمد صاحب سے آریوں کی مٹ بھیڑ
ہوئی مگر مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ پھر فرمایا کہ حضرت صاحب نے لوگوں
سے ان کے خیالات چھڑا دیے۔ ایکطرف تو انکو آپ کے خیالات
سے [illegible] کر دیا کہ بالکل بے جان کیطرح انہوں نے اپنے
تئیں مسیح موعود کے ہاتھ میں سونپ دیا۔ دوسری طرف ان کو آزادی
بھی ایسی دی کہ جو بات مانو دلیل سے مانو بے دلیل کوئی بات نہ مانو
اجتماع ضدین کر دیا ایسی [illegible] مشکل کیا ہوتی ہیں لیکن
حضرت مسیح موعود نے یہ بات کر دکھلائی کہ وہ لوگ جو آزادی
آزادی کرتے تھے کیسے بے جان ہو کر مسیح موعود کے ہاتھ میں آ گئے
دوسری طرف ایسے آزاد کہ کوئی بات مانتے ہی نہیں جب تک مبرہن
طور پر دلیل اسکے حق میں پیش نہ کی جائے۔ قرآن شریف نے اسی اصل
کو پیش کیا ہے اقتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم الخ
یا تو اسقدر خیالات کو دوسرے [illegible] قتل کر دو۔ یہاں سے
جنبش نہیں کرینگے۔ اور دوسری طرف یہ کہا کہ بے دلیل کوئی بات تسلیم
نہیں کیجائیگی۔ وطنوں سے نکلنا گوارا ہے پھر وہ وقت جبکہ دنیا
آزادی آزادی کر رہی تھی مسیح موعود نے ایسے مطیع و فرمانبردار بنایا
کہ تمام سرکشیاں بنتی ہیں۔ اپنی ہی اتباع نہیں منوائی بلکہ خلفاء کی
بھی اتباع و فرمانبرداری ضروری کر دی۔ جیسا کہ پیغام صلح کے
صفحہ ۹ میں ہماری جماعت کی خصوصیت کہ ہمیشہ وہ ایک شخص
کے ماتحت [illegible] بیان کر کے دوسروں کو پراگندہ طبع اور پراگندہ
خیال [illegible] ایسے لوگ ماتحت نہیں چلا سکے
نزدیک عجیب الاطاعت ہو۔ لوگوں نے کہا کہ شخصی حکومت میں
قوم ترقی نہیں کر سکتی [illegible] دیکھ لو دنیا نے کہاں ایک شخص کی ماتحتی
میں قوم [illegible] ترقی کر جاتی ہے۔ [illegible] کی باتیں ہوتی ہیں جن سے
سنوائے [illegible] ایک تو دلائل [illegible] بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں
کہ دلائل کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دلائل
سے انکو تسلی نہیں ہوتی پھر ایسے لوگوں کیلئے ضروری ہوا
کہ بات [illegible] نے ایک شخص کی ماتحتی میں ترقی کرتے
ہوئے مشاہدہ کرا دیا۔ ہماری جماعت کے چند لوگوں نے بھی [illegible]
کے بارے میں غلطی کھائی۔ کہتے ہیں کہ مسیح موعود جو کہتے ہیں
وہاں ہے کہ انکو نبی پیشگوئیوں میں کہا گیا۔ الہام میں نبی کا نام
رکھا گیا۔ اگر یہ سب کچھ استعارات نہیں۔ تو عیسیٰ کو خدا کا بیٹا
سمجھتے ہیں کہ مسیح کو بیٹا کہا گیا۔ اور انہوں نے خود بھی کہا کہ میں بیٹا ہوں
اگر مسیح موعود کی نبوت کا لفظ استعارہ نہیں حقیقت ہے
تو مسیح کو خدا ماننے والے حق پر ہیں فرمایا۔ اسطرح تو آنحضرت
صلعم کی نبوت بھی استعارہ بن جائے گی۔ ان لوگوں نے اتنا
نہیں سمجھا کہ بیٹے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ اول بیٹے
کا اسکا قائم مقام ہو۔ مثلاً انسان ہے آدمی چونکہ اسوقت
سے قیامت تک قائم نہیں رہ سکتا۔ اسلئے اس کی نسل قائم
رکھنے کے لئے اس کی اولاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔

مثلاً جانوروں میں کوئی جانور آدم کے وقت کا نہیں ملتا۔ مگر
اسکی نسل موجود ہے یہی حال درختوں کا ہے۔ لیکن سورج ہمیشہ
ایک [illegible] زمین ایک سونا چاندی ایک ہے وجہ کیا؟ صرف یہ
کہ چونکہ وہ نظام شمسی تک خود قائم رہ سکتی ہیں اسلئے ان کے
توالد تناسل کی ضرورت نہیں لیکن جو چیزیں خود قائم نہیں رہ
سکتیں۔ ان کی قائم مقام پیدا کر دی ہیں۔ پس خدا کے بیٹے
کے لئے اول ثابت کرنا ہو گا کہ وہ ویسا ہی ہو۔ اور یہ کہ خدا کے
لئے کیا بیٹے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ لیکن نبی کے لئے تو یہ صورت
نہیں۔ وہاں تو شرائط مقرر ہیں۔ اگر کسی شخص میں وہ شرائط پائی
جائیں تو وہ نبی ہے۔ نبیوں کیلئے صرف یہ ضروری نہیں کہ۔۔ ان کا
نام نبی رکھا گیا۔ بلکہ انکو غیب پر غلبہ ہو۔ اور ان کی وحی کثرت سے
انذار و تبشیر کے متعلق ہو تب ہم تسلیم کریں گے۔ لیکن یوں تو مجھ کو
بھی بعض اوقات ایسا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے
آئندہ دن کو ہونے والے واقعات خواب میں رات کو دکھائے جاتے
ہیں۔ پس نبوت کے لئے کوئی محال عقلی نہیں جو پہلے نبیوں کے لئے
شرائط ہیں وہ کسی اور میں ملیں تو وہ نبی ہے۔ مگر خدا کے لئے بیٹے کی
ضرورت ثابت نہیں ہوتی۔

پہلی کتابوں میں دلایل نہ تھے۔ نہ لوگ اس قابل تھے کہ ان
کے سامنے دلائل پیش کیے جاویں۔ وہ درجہ تقرب جو اعلیٰ درجہ
کا تھا اسکو ظاہر فرمانے کے لئے بیٹے کا لفظ بول دیا۔ لیکن جب
قرآن شریف نازل ہوا اسوقت لوگ اس قابل ہو گئے کہ انکے
سامنے دلائل پیش کیے جاویں۔ فرمایا کہ ہم جو بیٹا کہتے ہیں اس سے
مراد [illegible] ہیں۔۔۔۔ یہود یہ تبلایا کہ ہم بیٹا کہہ تو دیا
کرتے ہیں۔ لیکن اس سے مراد نیک بندے ہوتے ہیں جو خدا کی
درگاہ میں خاص تقرب رکھیں۔ دیکھئے خدا تعالیٰ نے اپنی ہر
بات کو دلیل سے ثابت کر دیا۔ اسلئے لازم کر لیا کہ بندوں میں بھی
حق تمیز کرنے کی استطاعت پیدا ہو ورنہ اتنا ضروری تھا
کہ یہ بات ثابت کر دیجائے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ پھر اسکے لئے
دلائل کی ضرورت نہیں تھی۔ [illegible] دلائل دے
پس جب کوئی خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ شرائط کے ماتحت نبی ثابت
ہو جاوے تو وہ نبی ہے۔ پھر اسکو مجازی کہنا سراسر غلطی ہے۔
یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ خربوزہ ہو اور کوئی شخص اسکو دیکھ
بھی گول بھی ہے۔ اور پھر اوپر چھلکا ہے۔ قاشوں کے لئے دھاریاں
ہیں۔ اندر گودا ہے۔ بیج ہیں۔ مگر یہ مجازی خربوزہ ہے۔ لیکن وہ نہیں
جانتا کہ یہی شرائط خربوزہ کے لئے مقرر ہیں تو پھر مجازی خربوزہ
کے کیا معنی اسی طرح جب نبوۃ کے تمام وہ شرائط جو پہلے نبیوں
کے لئے ہیں ایک شخص میں ملتے ہیں تو پھر مجازی نبی کے کیا معنی؟

(۲)

(نوشتہ مولوی عبدالقدوس صاحب)

۱ مئی بعد از نماز مغرب اس شخص کا ذکر ہوا جسے شکایت تھی
کہ میری طبیعت میں انقباض ہے۔ اور آپ نے اسے استخارہ کے
لئے فرمایا تھا اسے خواب آیا کہ تو محمود احمد ہے جسکا مطلب وہ
یہ سمجھا کہ وہ محمود احمد کے طریق پر ہے۔ بس یہی نیک ہے حضور
نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری طبیعت میں انقباض ہے کیا محمود احمد کا

شرائط مباحثہ

مابین احمدیاں و غیر احمدیاں

"اکثر دوست خط لکھ کر پوچھتے ہیں کہ کن امور پر مباحثہ کرنا چاہیئے اور کن [illegible] شرائط مباحثے ہوں لہذا یہ مضمون چھاپ دیا جاتا ہے تاکہ سب احباب [illegible] فائدہ اٹھا لیں"

تعیین مبحث اول۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات یا حیات [illegible]

دوم حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں صادق ہیں یا نہیں [illegible] احمدیاں۔

کیفیت بحث بحث اول میں چونکہ احمدی وفات [illegible] اور غیر احمدی حیات [illegible] کے مدعی ہیں اور ہر ایک اپنے دعویٰ کے اثبات کا ذمہ وار ہے لہذا بحث اول میں بحث کی کیفیت یہ ہوگی کہ دونوں اصل بحث [illegible] وقت مقررہ پر اپنا اپنا پرچہ ایک ہی وقت میں لکھنا شروع کرینگے اور وقت مقررہ کے اندر ختم کرینگے اور ختم ہونے پر باری باری ہر ایک مناظر اپنا اپنا پرچہ حاضرین کو وقت مقررہ کے اندر سنائیگا۔ اور سنانے کے بعد ہر ایک مناظر اپنے پرچہ پر اپنا دستخط کر کے دوسرے کو جواب کے لئے دیدیگا۔ اور پھر ہر ایک مناظر وقت مقررہ کے اندر جواب لکھ کر اور پھر وقت مقررہ کے اندر اپنا اپنا پرچہ سنا کر اور اسپر اپنا دستخط کر کے دوسرے مناظر کو دیدیگا۔ تاکہ جواب الجواب لکھا جائے اور وہ بھی اس طریق پر دونوں مناظر ایک ہی وقت میں جواب الجواب کا پرچہ لکھنا شروع کرینگے اور وقت کے اندر ختم کر کے اور پھر وقت مقررہ کے اندر اپنا اپنا پرچہ سنا کر اور اسپر دستخط کر کے اپنے اپنے تینوں پرچے جو کہ اسوقت تک تیار ہو گئے ہیں پریذیڈنٹ صاحب کے حوالے کر دیں تاکہ وہ اپنے زیر اہتمام ان سب پرچوں کی نقلیں تیار کر کے اور انپر اپنے دستخط کر کے اور پرچہ والے مناظر کے دستخط کرا کے ہر ایک مناظر کو اسکے اپنے اصل تین پرچے اور دوسرے مناظر کے تینوں پرچوں کی نقل دیدے۔

اور دوسرے مبحث میں چونکہ احمدی [illegible] مدعی ہیں اور دوسرا فریق مدعی نہیں لہذا مبحث ثانی میں بحث کی کیفیت یوں ہوگی کہ وقت مقررہ کے اندر احمدی مناظر اپنا پرچہ تحریر کر کے اور مقررہ وقت میں حاضرین کو سنا کر اور پھر اپنا دستخط کر کے غیر احمدی مناظر کو جواب لکھنے کے لئے دیدیگا اور وہ وقت معین میں جواب لکھ کر اور مقررہ وقت میں سنا کر اور اسپر دستخط کر کے احمدی مناظر کو جواب الجواب لکھنے کے لئے دیدیگا اور احمدی مناظر مقررہ وقت کے اندر اسکا جواب الجواب لکھ کر اور معینہ وقت میں سنا کر [illegible] اسپر اپنے دستخط کر کے نقول کے لئے پریذیڈنٹ صاحب کو دیدیگا تاکہ وہ اپنے اہتمام سے تینوں پرچوں کی نقلیں کرا کے اور انپر اپنے [illegible] مناظر کے دستخط کرا کے جس جس کا [illegible] ہے اصل اسکو اور اسکی نقل دوسرے کو دیدے تاکہ وہ دونوں جو مناظر چاہیں اس مناظرہ کو طبع کر کے شائع کر سکیں

تاریخ [illegible]

تعیین اوقات ہر ایک پرچہ کا وقت ۱½ گھنٹہ ہوگا اور سنانے کا وقت ½ گھنٹہ ہوگا۔

انتظام مباحثہ فریقین کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ اور مشترک پریذیڈنٹ جنکا کام تنظیم مجلس مباحثہ کا قائم رکھنا اور شرائط اور اوقات کی پابندی کرانا اور انکی خلاف ورزی سے روکنا ہوگا اور نیز [illegible] انکو اختیار ہوگا کہ شرائط اور اوقات کی پابندی نہ کرنے والے مناظر یا فریق کو مجلس مناظرہ سے نکال دیں اور آپکی [illegible] [illegible] کی اشاعت کریں۔ اور انکو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کسی شخص یا اشخاص کو مخل مجلس مباحثہ ہونے [illegible] شور [illegible] مجلس سے خارج کر دیں اور پریذیڈنٹ کو مباحثہ کی نسبت [illegible] دینے اور [illegible] تصفیہ کا کوئی اختیار نہ ہوگا بجز اس صورت کے کہ کوئی ایک فریق بالخصوص شرائط یا اوقات کی پابندی سے باہر ہو کر انکو [illegible] کہ وہ اسکی نسبت بوجہ خلاف ورزی شرائط مباحثہ یا اوقات مقررہ کی عدم رعایت کے قرار کا فتوے دیں۔

اگر مقام بحث کے علاوہ میں فریقین کی کثرت اور طاقت اور اعتبار ہو تب تو دونوں ملکر مباحثہ کے لئے سرکاری اجازت پہلے حاصل کرینگے اور بعد ازاں مباحثہ کی تاریخ سے مناظرین کو اطلاع دینگے اور ہر ایک فریق اور اسکا پریذیڈنٹ حفظ امن کا اپنے اپنے لوگوں کی طرف سے ذمہ وار ہوگا اور اسی حالت میں دونوں کے آدمی بھی مجلس مباحثہ میں مساوی ہونگے اور ہر ایک فریق کے چند معتبر اشخاص اپنے لوگوں کے گروہ کی طرف سے حفظ امن کی ذمہ واری کی تحریر دوسرے فریق کو تقرر تاریخ مباحثہ سے پہلے دیدینگے۔ اور اگر علاقہ میں کسی ایک ہی فریق کو کثرت اور طاقت اور اعتبار میں غلبہ حاصل ہو تو پھر اجازت بھی حکام مجاز سے وہی حاصل کریگا اور وہی حفظ امن کا بھی ذمہ وار ہوگا۔ اور اس حالت میں اسکو اختیار ہوگا کہ اپنے فریق کے جسقدر بھی آدمی چاہے مجلس مباحثہ میں داخل کرے اور فریق ثانی کے آدمیوں کے لئے ان سے کم کوئی تعداد مقرر کر دے یا جیسا چاہے۔ اور اس میں سے چند معتبر اشخاص اپنے لوگوں کی طرف سے حفظ امن کی ذمہ واری کی تحریر فریق ثانی کے پاس تاریخ مباحثہ کے تقرر سے پہلے بھیجدیں۔

شرائط مباحثہ ۱۔ پرچہ خود مناظر اپنے ہاتھ سے لکھیگا اور خود ہی سنائیگا ہاں دو معاون ہر ایک مناظر اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے جو کہ مشورہ اور حوالجات نکالنے میں اسکو مدد دینگے۔

۲۔ کوئی مناظر اپنی تقریر یا تحریر میں دوسرے مناظر کو ہتک آمیز الفاظ سے خطاب کریگا اور نہ اسکے پیشواؤں اور بزرگوں کو ایسے الفاظ سے یاد کریگا اور نہ اور کوئی [illegible] کریگا بلکہ متانت اور تہذیب کے ساتھ تقریر و تحریر کریگا۔

۳۔ اور فریقین کا استدلال قرآن مجید سے اور فریق ثانی کی کتب معتبرہ کی حدیث صحیح مرفوع حقیقی کے ساتھ ہوگا اور بس اور قرآن و حدیث کے معانی کا فیصلہ لغت اور قواعد صرف و نحو اور سیاق و سباق اور قرائن لفظیہ و عقلیہ کے ساتھ ہوگا۔

۴۔ اصل بحث سے خارج بات تقریراً اور تحریراً منع ہوگی۔ اور پریذیڈنٹوں کے لئے ضروری ہوگا کہ ایسی خارج از بحث بات کے سنانے سے روکیں

مرتبہ

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ۔ ۱۳ مئی ۱۹۱۵ء

محمد سرور احمدی

خطبہ ایک صاحب فیروزپور کے رہنے والے ہیں بیس۲۰ روپیہ ماہوار آمد۔ قوم کے افغان ان کو نکاح کی ضرورت ہے خط و کتابت معرفت منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور ہو۔

اٹلی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں ملک کی آئین [illegible] [illegible] انکی [illegible] پالیسی کو تائید و حمایت [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی

۱۴۔ مئی سنہ ۱۹۱۵ء

(نوشتہ غلام نبی بلانوی)

الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتٰب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلاً۔

مخالفت اور بغض انسان کو حق سے بہت دور ڈال دیتا ہے۔ اگر بغض انسان کے دل میں نہ ہو تو غلطیاں اور کمزوریاں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ لیکن انسان بہت دفعہ ٹھوکر کھاتے ہوئے سنبھل جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات گرتے ہوئے محفوظ ہو جاتا ہے۔ تو کمزوری اور غلطی تو انسان کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہاں ان سے بچنے اور علیحدہ رہنے کے سامان خدا تعالیٰ نے مہیا کر دئے ہوئے ہیں۔ اس لئے غلطی خوردہ اور کمزوری کا شکار شدہ انسان ٹھوکریں کھاتے کھاتے ایسا ہی سنبھل جاتا ہے۔ جیسا کہ ابتدا میں بچہ چلتے ہوئے [illegible] گرتا ہے۔ اور بالآخر مضبوط ہو جاتا ہے۔ لیکن جہاں بغض، حسد اور عداوت درمیان میں آجاتے ہیں۔ وہاں کسی [illegible] ماننا اور حق کا قبول کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ دیکھو آدم علیہ السلام کا انکار ملائکہ نے بھی کیا تھا۔ اور ایک [illegible] نے بھی۔ اس میں انہوں نے یہ اعتراض بھی کیا تھا کہ جب آدم پیدا ہو گیا تو فساد ہو گا یا اس کی نسل فساد کریگی۔ لیکن ان کا یہ اعتراض نیک نیتی کی بنا پر تھا وہ چونکہ نہیں سمجھتے تھے کہ ایسی مخلوق کی کیا ضرورت ہے جو [illegible] کریگی۔ اس لئے انہوں نے حصول علم کیلئے سوال کیا۔ اس کے مقابلہ میں ابلیس نے بھی حضرت آدم کی انکار کیا ہے لیکن یہ انکار تکبر اور شرارت تھا چنانچہ اس نے کہا کہ اس کو [illegible] سے پیدا کیا گیا ہے اور مجھے

آگ سے۔ میں اس کی اطاعت کس طرح کر سکتا ہوں۔ ملائکہ نے ایسا نہیں کہا تھا۔ بلکہ یہ کہا تھا کہ خلیفہ کی تو اسوقت ضرورت ہوتی ہے جبکہ فساد کا خطرہ ہو۔ پس آپ کے خلیفہ بنانے سے، یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کوئی ایسی مخلوق بھی پیدا کرینگے جو فساد کریگی۔ اس کی پیدائش کی غرض ہم کو بتائی جائے۔ گو یہ بھی اعتراض ہی تھا مگر تکبر اور غرور کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ ایک رنگ میں علم حاصل کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ ابلیس کی اعتراض کرنے کی یہ غرض نہیں تھی بلکہ اُسے حسد تھا کہ کیوں اُسے بڑا بنایا گیا ہے اور مجھے چھوٹا قرار دیا ہے۔ ملائکہ کو تو ماننے کی توفیق مل گئی۔ مگر ابلیس کو نہ ملی۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے راندا گیا۔ پس اختلاف کوئی بری چیز نہیں ہے اختلاف ہوا ہی کرتے ہیں اور لوگ اعتراض کیا ہی کرتے ہیں لیکن جو نیک نیتی سے ایسا کرتے ہیں وہ تو ہدایت پا جاتے ہیں اور جو حسد، بغض، کینہ اور بدنیتی سے کرتے ہیں انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود نے جب پہلے پہل دعویٰ کیا تو صرف چند آدمی آپکے ساتھ تھے۔ اور باقی تمام لوگ مخالفت پر کھڑے ہو گئے تھے اور آپ پر اعتراض کرنے لگ گئے۔ لیکن جوں جوں ان لوگوں کو جو اعتراض کرتے تھے سمجھ آتی گئی ماننے گئے پس جہاں مخالفت حسد اور ضد کے ہوتی ہے وہاں بہت کچھ [illegible] ہے کہ شاذ [illegible] لیکن جہاں ایسا نہ ہو وہاں ہدایت کبھی نہیں ہو سکتی کیونکہ ایسے لوگ بہت دور نکل جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتٰب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلاً۔ اہل کتاب کو دیکھو ان کی طرف خدا نے کتاب نازل کی تھی۔ اور یہ خدا کے انبیاء کو مانتے ہیں لیکن باوجود اس کے کہ خدا کا کلام ان کے پاس موجود ہے اور آپ ایسا نبی ان کے زمانہ میں پیدا ہوا ہے جو اپنے انبیاء کو سچا سمجھنے والا اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والا خدا کی توحید کو بیان [illegible]۔ لیکن یہ بغض اور ضد میں ایسے بڑھے ہیں کہ آپ کے خلاف تو مشرکوں اور شیطان کے

پرستاروں کی پیروی کرتے اور انکی باتوں کو مانتے ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کی نسبت کہتے ہیں کہ ان سے وہ لوگ اچھے ہیں اور یہ مسلمان کہلانے والے اور اس نبی کے ماننے والے بہت گندے اور برے ہیں۔ فرمایا دیکھو کیسے عداوت میں بڑھ گئے ہیں کہ وہ انسان جو ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے انکے نبیوں کو سچا مانتا ہے توحید کا اعلان کرتا ہے اور شرک کی بیخ کنی کرتا ہے اس کو اور اس کے ماننے والوں کو تو یہ کہتے ہیں کہ گمراہ اور گندے ہیں اور وہ لوگ جو انکے نبیوں کو گالیاں دیتے۔ انکی کتابوں کو جھوٹا سمجھتے۔ شرک کرتے اور قسم قسم کی برائیوں میں مبتلا ہیں۔ ان کو ان سے اچھا سمجھتے ہیں کیونکہ ایسا کہتے ہیں۔ اسلئے کہ ضد اور ہٹ کی وجہ سے یہ حد سے بڑھ گئے ہیں ۔

کہتے ہیں واقعات دوبارہ دنیا میں ہو سکتے ہیں اور پہلی باتوں کا اعادہ کرتے رہتے ہیں یہ درست ہے شاید بعض لوگوں کو تعجب ہوتا کہ یہودی مسلمانوں کو یہ کسطرح کہہ سکتے تھے کہ انکی نسبت مشرک اچھے ہیں یہ مسلمان گمراہ اور کافر ہیں لیکن مشرک اور بت پرست ان سے زیادہ ہدایت پر ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ شاید بہت سے لوگ یہ کہدیں کہ یہ تو ناممکن ہے۔ کون ایسا کہہ سکتا ہے؟ لیکن نہیں۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جیسے نیک لوگ ایک زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں ویسے ہی دوسرے زمانہ میں بھی پیدا ہوتے ہیں اور جیسے شریر انسان ایک وقت میں ہوتے ہیں ویسے ہی دوسرے وقت میں بھی ہوتے ہیں تاکہ ہر زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہو کہ پچھلے واقعات قصے اور کہانیاں نہیں۔ بلکہ واقعات ہیں مثلاً یہی کوئی کہدے کہ یہود نے تو مسلمانوں کو ایسا نہیں کہا۔ یونہی ان کی طرف سے یہ اعتراض بنا کر پیش کر دیا گیا ہے۔ پس ان گذشتہ باتوں کو واقعات کے رنگ میں لوگوں کے سامنے رکھنے کے لئے ہر زمانہ میں دوہرایا جاتا ہے چنانچہ آیت ماننا تھا۔ جبکہ اگر کسی کا بھائی یا بیٹا احمدی ہو جاتا تو وہ کہتا کہ اس سے تو عیسائی ہو جاتا تو اچھا تھا۔ لیکن کاش احمدی نہ ہوتا گو غیر احمدی یہ تسلیم نہ کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احمدی دل سے عزت کرتے ہیں۔ قرآن شریف کو دل سے خدا تعالےٰ کا کلام سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ تو ماننگے۔ اور انہیں ضرور ماننا پڑیگا کہ احمدی زبانی طور پر تو ان باتوں کا اقرار کرتے ہیں اور یہ بھی ان کو ماننا پڑیگا کہ احمدی خدا کو تین نہیں بلکہ ایک ہی

لہٰذا فتویٰ لگانا آسان ہے لیکن کوئی بھی نہیں بتا سکتا کہ پھر مسلمان کون رہ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس مسئلہ پر زور دیا ہے تو ان کے اپنے اصول کے مطابق ان پر حجت قائم کی ہے کیونکہ ان کو ان کے کفر کے منوانے کا یہ سیدھا طریق تھا کہ ان کو کہا جاتا تم اپنے عقیدہ کے مطابق خود ہی کافر ہو کیونکہ جب ہم اپنے آپکو مومن سمجھتے ہیں تو تم ہمکو کافر کہنے والے کافر ہو گئے۔ یہ ایک آسان طریق انکو کافر کہنے کا تھا۔ ورنہ اصل وجہ ان کے کفر کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کی۔ چنانچہ جہاں آپنے انکو مسلمان کہنے سے [illegible] شرط بھی لگا دی ہے "بشرطیکہ [illegible] نفاق [illegible] نہ پایا جاوے اور خدا کے کھلے [illegible] مرسل کے مکذب ہوں" تو ان کا اصل کفر حضرت مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے ان پر عاید ہوتا ہے۔ پس اس مسئلہ میں ہم سے نہیں پوچھنا چاہئے۔ غیر مبائعین خواہ ہمیں کافر چھوڑ اکفر کہیں اور جو ان کا جی چاہے فتویٰ لگائیں اور غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھنے کی خاطر ہمیں کافر قرار دیں۔ لیکن ہم انہیں غیر احمدیوں سے اچھا ہی سمجھتے ہیں اور کافر نہیں مسلمان یقین کرتے ہیں۔ اسلئے ہم الذین اوتوا نصیبا من الکتب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھٰؤلاء اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلا سے بچتے ہیں۔ غیر احمدی حضرت مسیح موعود کا انکار کرتے آپکو گالیاں دیتے اور برا بھلا کہتے ہیں۔ لیکن غیر مبائعین ایسا نہیں کرتے انہوں نے خدا کے ایک مرسل کو مانا ہے خواہ مانکر انہوں نے اسکے درجہ کو گھٹا ہی دیا مگر پھر بھی وہ اٰمنوا میں شامل ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ بلکہ ہم تو عیسائیوں اور غیر احمدیوں کے مقابلہ پر بھی غیر احمدیوں کو اھدیٰ قرار دیتے ہیں نہ عیسائیوں کو کیونکہ غیر احمدی ایمان کے جس درجہ پر ہیں گو وہ انکو مسلمان نہ بناتا ہو مگر عیسائیوں سے بہر حال ہزاروں درجہ بہتر ثابت کرتا ہے کیونکہ غیر احمدی صرف آخری مامور کے منکر ہیں حالانکہ عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بھی منکر ہیں اسی طرح عیسائی اور یہودی مذہب کے مقابلہ میں ہم یہودیوں کو کبھی عیسائیوں سے اھدیٰ نہ کہینگے کیونکہ وہ حق کے قبول کرنے میں یہودیوں کی نسبت مسلمانوں کے قریب ہیں غرض جس قدر کوئی شخص ایمان کی باتوں کو زیادہ مانتا ہے خواہ وہ مسلمان نہ بھی ہو ہم تب بھی اس سے کم درجہ کے انسان سے اسے اھدیٰ ہی یقین کرتے ہیں۔

باقی رہا سزا جزا کا معاملہ وہ خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے اور یہ اسکا اپنا کام ہے ہمیں دخل دینے والا انسان احمق اور نادان ہے اللہ تعالیٰ جسکو چاہے بخشدے اور جس کو چاہے سزا دے ہاں اس نے کچھ قواعد مقرر کئے ہوئے ہیں جو کچھ ظاہری ہیں اور کچھ باطنی باطن کی نسبت ہم نہیں جانتے کہ وہ کس پر منطبق ہو سکتے ہیں البتہ ظاہری قواعد پر ہم کسی کو پرکھ سکتے ہیں۔ لیکن جزا و سزا کا فیصلہ اندرونی خیالات۔ حالات اور اعتقادات وغیرہ پر ہی ہوگا اسلئے کسی کی نسبت جہنمی یا بہشتی ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کر سکتے ممکن ہے کہ ایک مسلمان ہو۔ مگر اعمال سے ایسا گرا ہوا ہو۔ کہ جہنم کے قابل ہو اور ممکن ہے کہ ایک ایسا کافر ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس تک نہ پہنچا ہو۔ مگر اسکے اعمال بتلاتے ہوں کہ اگر وہ آنحضرت صلعم کا نام سنتا تو ضرور مان لیتا اور جس طرح آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو موقع دیا جائیگا ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اسوقت مان کر بہشت میں داخل ہو جائے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ایک احمدی گنہگار سزا پا جائے لیکن ایک غیر احمدی جو مسیح موعود کے نام سے بھی ناواقف ہے وہ دوبارہ موقعہ دیا جانے پر ہدایت کو قبول کرکے انعام الٰہی کا وارث ہو جائے پس کفر و اسلام کے متعلق فتویٰ دینا بہت مشکل ہے جب تک غیر مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعووں کی تاویلیں کرتے ہیں اور انکار نہیں کرتے اور جب تک کوئی ایسا مامور من اللہ نہیں آتا جسکا انکار کفر ہو اور یہ اسکا انکار نہیں کرتے تب تک باوجود ہمارے اس عقیدہ کے کہ انکے عقائد حضرت صاحب کے دعووں کے خلاف ہیں اور یہ حضرت صاحب کے دعووں کی غلط تاویلیں کرتے ہیں انکے متعلق ہمارا اعتقاد یہی ہے۔ کہ وہ احمدی ہیں اور غیر احمدیوں سے اچھے ہیں انکا ہمکو کافر کہنا ضد اور ہٹ کی وجہ سے ہے اور یہ بھی انکی کمزوری کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ وہ ہمکو تو کافر کہتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود کے استعمال کردہ معنوں کو [illegible] خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہدایت بہت کم نصیب ہوتی ہے لیکن [illegible] تو ہم بھی یہی دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں ہدایت دے آمین

از محکمہ نیابت نظامت احمد گڑھ

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی ریاست مالیرکوٹلہ
بعدالت منشی مولوی محمد نواب خان صاحب نائب ناظم
و منصف درجہ اول ریاست مالیرکوٹلہ
مقدمہ دیوانی نمبر [illegible] مرجوعہ ۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء
[illegible] قوم کھتری احمد گڑھ [illegible] بنام [illegible] پسر [illegible] جٹ حلوائی ساکن [illegible]
انگریزی مدعا علیہ
دعویٰ دلانے مبلغ [illegible] بابت [illegible]

مقدمہ عنوان الصدر میں تعمیل سمن مدعا علیہ پر نہیں ہوئی اور مدعی چاہتا ہے کہ نوٹس اخبار میں دیا جائے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۱۵ مئی ۱۹۱۵ء بوقت ۱۰ بجے صبح دن کے حاضر عدالت احمد گڑھ ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ کرے ورنہ بعد انقضائے میعاد کے بوجہ عدم حاضری مدعا علیہ کے کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔ المرقوم ۸ مئی ۱۹۱۵ء
آج میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔
دستخط محمد نواب خان نائب ناظم احمد گڑھ ریاست مالیرکوٹلہ

از دفتر رسالہ

طبیب دہلی

اپنی خدمات و خصوصیات کے سبب بفضل خدا ملک و قوم میں خاصی مقبولیت اور اہمیت پیدا کر چکا ہے اب توسیع اشاعت سے اسکی ہمت بڑھانا بھی خواہان وطن کا فرض ہے یہ جتلانے کی ضرورت نہیں کہ جناب حاذق الملک قبلہ اسکے سرپرست ہیں اور ایک سند یافتہ طبیب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے اسکے علمی مضامین تیر بہدف مجربات کی بزرگان ملت اور برادران فن دل سے قدر کرتے ہیں طبی برادری میں اسنے ایک نئی روح اور بیداری پیدا کر دی ہے نمونہ مفت چندہ سالانہ عہ
درخواستیں پتہ ذیل پر آئیں

حکیم علی رضا خان مالک و ایڈیٹر طبیب دہلی

۱۔ ماریشس سے مرزا جعفر بیگ لکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کے بعد سلسلہ بالکل مرجاتا۔ اگر خدا اپنے فضل سے آپ کو کھڑا نہ کر دیتا

۲۔ برادر جلال الدین [illegible] ملک اسٹریلیا سے نہایت اخلاص بھرا خط لکھا [illegible] تعویذ انکا حضور نے لکھوایا کہ دعا ہی سب [illegible] تعویذ ہے دعا کرو میں بھی دعا کرونگا۔

۳۔ ایک [illegible] حدیث لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی کہاں ہے جواب میں لکھوایا۔ زرقانی الیواقیت و [illegible] جلد دوم ص ۲۱

ملک کرم الٰہی صاحب [illegible] حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں خط لکھتے رہتے ہیں اپنا پتہ نہیں لکھتے اسلئے محکمہ ڈاک ان کو جواب دینے سے معذور ہے ہر خط میں پورا پتہ لکھنا چاہئے اور کبھی یہ خیال نہ کیا جائے کہ ہمیں سب جانتے ہیں۔

۴۔ نبی بخش صاحب حوالدار بہادلی حیدر آباد لکھتے ہیں میں حضرت مرزا صاحب کو اللہ کا برگزیدہ نبی یقین کرتا ہوں بیعت قبول فرمائی جائے۔

۵۔ ایک احمدی اپنی اولاد کے لئے کیا خواہش رکھتا ہے سو ایک دوست کے چند فقرات سے معلوم ہوگا۔ جو اس نے اپنے ہاں لڑکی پیدا ہونے پر لکھے دعا فرمائیں کہ اس لڑکی کے دل میں خاص طور سے دین اسلام اور احمدیت کے لئے وہی تڑپ اور اضطراب ہو جیسے کسی کو نہایت قابل بیٹے کے مرجانے یا بہت سا قیمتی مال ضائع ہو جانے سے ہوتا ہے اسکا مرنا جینا خدا کی رضامندی کے لئے ہو۔

۶۔ مرزا امداد بیگ جرگ۔ ایک ابتلاء میں ہیں دعا کی التجا کرتے ہیں۔

۷۔ چوہدری رحمت خان ساکن مانگٹ اونچے کا جنازہ غائب پڑھ دیا جائے چوہدری ناصر دین نے حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے مطابق اسے بغیر غسل اور کفن دفن کر دیا۔ گاؤں میں ایسا کرنا (دیہات کے رہنے والے جانتے ہیں) کالے [illegible] اللہ تعالےٰ تلافی مافات کرے۔

۸۔ برادر محمد عبداللہ صاحب سرگودہ لکھتے ہیں میرے بھائی محمد فاضل کا بیٹا بیمار ہے دعائے صحت کیلئے

۹ برادر عبدالصمد صاحب مبلغ بھیرہ سے سترہ آدمیوں کی بیعت کا خط بھیجتے ہیں اور افسوس ظاہر کرتے ہیں کہ یہاں کے لوگ داخلوں سے بدگمان ہیں اور تعویذات کے شائق

۱۰۔ برادر رحمت اللہ [illegible] تارا بابو بنگلہ کھیر والہ لکھتے ہیں کہ صدق دل سے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اور نبی اللہ ہیں۔ اور انکو نہ ماننے کے بغیر نجات نہیں۔ پیغامیوں اور آپکی آج تک کی تحریرات کو پڑھنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ خلیفہ ثانی برحق ہیں۔

۱۱۔ مالابار کی دوست کو حضور نے لکھوایا کہ مالابار میں احمدی تو ہیں مگر سلسلہ کے کاروبار میں عملی حصہ بہت کم لیتے ہیں انکو سمجھانا چاہیئے

۱۲۔ برادر محمد عمر الدین سمدرہ سے چاہتے ہیں کہ ان کے بھائی امام الدین اور والدہ ضعیفہ کی بیعت قبول کی جاوے اور اخبار میں طبع ہو۔

۱۳ اسلام پور ڈھاکہ بنگال سے مبارک شاہ سوداگر بیعت کرتے ہیں۔ اور حکیم شیر محمد صاحب اخلاص کا خط بھیجتے ہیں۔

مختلف خبریں

لنڈن ۱۹ مئی۔ لارڈ کچنر نے آج بیان کیا کہ مجھے کامل اعتماد ہے کہ گولی بارود کا سامان مہیا کرنے میں ہمیں عنقریب سہولت ہو جائے گی گیلی پولی کی خبریں نہایت قابل اطمینان ہیں انہوں نے ایریس پر فرانسیسیوں کی کامیابیوں کا خاص طور پر ذکر کیا روسیوں کی بابت کہا کہ وہ اب مغربی گلیشیہ میں ایک مضبوط لائن پر جمے ہوئے ہیں اور کہ دنیا میں انہوں نے عظیم جارحانہ کارروائی کی ہے جرمنوں کا سخت نقصان ہوا ہے بہت سے غیر مجروح قیدی روسیوں کے ہاتھ آئے ہیں لارڈ کچنر نے جنرل بوتھا کی کارروائیوں کی بھی تعریف کی۔

شاہ اٹلی نے سینیئر سیلندرا کا استعفا منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے امید کیجاتی ہے کہ وہ مجلس ندرا ارکان سرکاری اشخاص سے تقویت دے گا جو شرکت جنگ کے حامی ہیں

اوپیوف (پولینڈ) اور دریائے وسچولا کے مغربی کنارے کے درمیان اور کولومیہ تک گلشیہ کے تمام محاذ پر غنیم کی عظیم جمعیت نے ۱۶ مئی کو ہماری فوج پر حملہ کیا۔ اور دریائے وسچولا کے مغرب میں بھی جرمنوں کے شدید حملے پسپا کئے ہیں اور جوابی حملے کر کے تین ہزار قیدی [illegible] گرفتار کیں۔

فرانسیسی اور برطانی جاہلیت کا رعایتوں [illegible] کو شادی میں کامیابی حاصل کرنیکا موقع ملگیا نہایت شدید نقصان پہنچا ہے۔

لنڈن ۱۸ مئی پیرس کی سرکاری اطلاع [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] جرمن میدان جنگ میں ۲ ہزار [illegible] چھوڑ گئے۔ ایرس کے تمام شمالی محاذ میں شب و روز توپوں کی لڑائی جاری ہے۔

پیرز کی صف گزشتہ جنگ میں جرمنوں کا ڈیڑھ لاکھ نقصان ہوا اور مزید کمک بہم نہ پہنچ سکنے کی وجہ سے جرمنی کے منصوبے دھرے رہ گئے۔

سرجان فرنچ کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ ہماری پہلی فوج نے ریش بورگ و فیسٹوبرٹ کے درمیان لاباسی کے شمال مغرب میں غنیم کے دو میل محاذ کا بہت سا حصہ توڑ ڈالا اور ہم قریباً ایک میل تک جرمن لائن میں گھس گئے۔ پیرز میں گزشتہ ۴۸ گھنٹے سے کامل سکوت ہے۔ پیرز کے شمال میں فرانسیسیوں نے غنیم کو شکست دی ہے۔ اور ان کے متعدد جوابی حملے بھی پسپا کئے ہیں۔

بقیہ اخبار احمدیہ

۱۴۔ برادر محمد اسمٰعیل صاحب بھیرہ پہلے اپنے ایک سالہ لڑکے کے حق میں دعائے صحت کے خواستگار ہیں۔ اللّٰہم اشفہ شفاءً لایغادر سقماً۔

۱۵۔ کینانور (مالابار) سے بی بی آمنہ بیعت کی درخواست کرتی ہیں اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتی ہیں۔

۱۶۔ اسد اللہ سنوری شہر سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ . . . لوگوں کے بہکانے سے منحرف ہو گیا اب میں توبہ کرتا ہوں بیعت منظور فرمائیں۔

۱۷۔ صوفی گلاب الدین صاحب لکھتے ہیں موسیٰ خان والا مضمون مطبوعہ الفضل ۲۹ اپریل ۱۵ء میں اسکے بیٹے کا نام سلطان محمد غلط ہے غلام حسن خان صحیح ہے

۱۸۔ میاں شیخ عبدالصمد صاحب واعظ بھیرہ نے سترہ آدمیوں کی بیعت پہلے بھیجی تھی جو دس آدمیوں کے نام اور بھیجتے ہیں کہ یہ سلسلہ [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۳ - مئی ۱۹۱۵ء

مسلمانوں کو گمراہ کرنیکی ناپاک کوششیں
نمبر ا
غلط افواہوں کی اشاعت
ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو مسلمان کیا جائے

ہم گذشتہ اشاعت میں غالب اخلاق و مقدمہ لاہور کی شہادت سے یہ امر دکھا چکے ہیں کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوششوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جو مسلمان "بندے ماترم" کی جگہ "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کرنے اور لفظوں سے خوش ہو جانے کی طرف مائل نہیں ہوئے تھے۔ اب ان پر ہندوستان سے باہر جادو ڈالنے کی کوشش کی گئی اور ہندوستان کے اندر بھی جس طرح ہم سنتے رہتے ہیں کہ کوئی علی احمد یا حامد علی کسی پنڈت صاحب کے اپدیش کے سبب اور قرآن پاک کی تعلیم سے کلیۃً ناواقف ہونے کے باعث دیانند صاحب کے عقیدتمندوں میں شمار ہو گیا ہے۔ اسطرح ناواقف اور خدا اور رسول سے محض نابلد مسلمانوں میں سے بعض کو سیاسی واعظین نے اپنے دام تزویر میں پھانس لیا ہے۔ اور انواع و اقسام کے حیلوں سے ان کے ایمان و ایقان کی دولت کو لوٹا جا رہا ہے۔ اور نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور قرآن کریم کے احکام کی علانیہ خلاف ورزی کی ترغیب دیجا رہی ہے۔ کہیں فرضی اسلام لانے کا بہانہ کرکے امن پر اثر ڈالا جاتا ہے۔ اور کہیں جھوٹے مدعیان دعوت اسلام کو ساتھ ملا کر اسلام سے ناواقف اور دین سے جاہل مسلمانوں کو قعر ضلالت میں گرانے کی قابل نفرت سعی کی جاتی ہے۔ کہیں غلط اور بے بنیاد افواہوں کی اشاعت کو امن شکنی کا ایک آلہ بنا کر مسلمانوں کو مصیبت میں پھنسایا جاتا ہے۔ ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے اپنی معرکۃ الآرا تقریر کونسل میں غلط افواہوں کے متعلق جو الفاظ فرمائے تھے انکی اصلیت اور راز کا اب پتہ معلوم ہوتا ہے ہز آنر نے فرمایا تھا۔

"ہندوستان میں ایسی افواہیں اوڑائی جاتی رہی ہیں جنمیں ہماری طاقت و کامیابی کو کمزور اور دشمن کی طاقت و فتوحات کو زبردست ظاہر کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کو ایسی بے چینی پیدا کرنے والی افواہوں کے پھیلانے میں یا تو خوشی ہوتی ہے یا کسی قسم کا فائدہ ہو"

پنجاب کے رستے بڑے حکمران نے یہ الفاظ واقعات کی بنا پر کہے تھے۔ اور اب ملتان کے مقدمہ سے ڈکیتی نے سر مائیکل اوڈوائر کے خیالات کی تصدیق کر دی ہے اور بے چینی پیدا کرنے والی افواہوں کا جو بد اثر مظفر گڑھ کے علاقہ میں پیدا ہوا ہے۔ وہ دل ہلا دینے والا اور نہایت خوفناک ہے۔ چنانچہ عدالت مخصوصہ ملتان کے سامنے جو شہادت گذری ہے۔ ... اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"ضلع مظفر گڑھ میں جو حادثات ڈکیتی وقوع میں آئے ہیں۔ انمیں سے بدترین وہ حادثات ہیں جو تحصیل علی پور میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ آٹھ نو دن کے عرصہ میں ۳۰ وارداتیں ہوئیں اور ان وارداتِ ڈاکہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ قیصر جرمن کا نام استعمال کیا گیا ہے اور ڈاکوؤں نے اپنے تئیں جرمن قیصر کی رعایا ظاہر کیا اور کہا کہ اب انگریزی حکومت کا ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔ کے بڑے بڑے قصبات کا نام تنخواہ صین مالک ... خدا کے بڑے رد کے شہروں پر رکھا گیا۔ مثلاً علی پور تحصیل کا نام لندن رکھا گیا۔ جتوئی کو فرانس اور رنگی والا کو بلجیم کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ڈاکوؤں کی تعداد بعض حالات میں کئی سو تک پہونچ گئی تہی اور رنگی والا میں پہونچ کر انہوں نے اعلان کیا کہ ہم قیصر جرمن کی رعایا ہیں اور قیصر نے ہم کو حسب مرضی لوٹ مار کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ ڈاکوؤں نے غارتگری کے بعد ہندوؤں کے محلہ کو بالکل جلا کر راکھ سیاہ کر دیا۔ عورتوں کی بے حرمتی کی اس ڈاکہ میں قریباً ۵۰۰ آدمی شریک تھے۔ ڈاکہ سے پہلے بعض لوگوں نے افواہ اوڑا دی کہ جرمن جتوئی سے آئے ہیں ان کی سافت کے آگئے ہیں اور قیصر جرمنی نے ہم کو اجازت دی ہے کہ جس طرح چاہیں لوٹ مار کریں۔ لیڈروں کے بہت سے گروہ جمع ہو گئے اور انہوں نے اپنا نام "سیاہ جرمن" "زرد جرمن" "سرخ جرمن" اور "سبز جرمن گروہ" رکھا۔ رنگی والا کے ساہوکاروں نے کچھ عرصہ سے مسلمان مردوں کو غلہ دینا بند کر دیا۔ اور مسلمان عورتوں سے بات چیت کرنے پر اظہار رضامندی کیا تھا۔ اس نے ڈاکہ کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے مگر علی پور تحصیل کے ڈاکو ہں کا بڑا سبب یہ ہوا کہ جاہل اور ادنےٰ درجہ کے مسلمانوں کو یہ یقین ہو گیا کہ انگریز ہندوستان سے چلے گئے ہیں۔ اور اس یقین کا باعث نیز تمام خطرناک حادثات کا سبب بعض دیسی اخبارات کا وحشت انگیز خبریں شائع کرنا ہوا ہے۔ ....

بعد .... ایک اخبار نے لکھدیا کہ جرمن کراچی سے دو دن کے فاصلہ پر پہونچ گئی ہے بعض ڈاکوؤں نے بعینہٖ یہی الفاظ استعمال کئے۔

ٹرکی کے جنگ میں شامل ہونے سے جاہل ماتول پر بہت اثر ہوا۔ اور ٹرکی اور اس کے حلیفوں کی فتح کی جعلی خبریں بے چون و چرا صحیح تسلیم کی گئیں۔ اور یہ افواہ کہ افغانستان کے راستہ آ رہے ہیں جہلا پر خاص طور سے اور فوری اثر کرنے کا موجب ہوئی۔

اب ان بیانات سے واضح ہے کہ دشمنان امن نے مسلمانوں کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر غلط افواہیں مشہور کیں اور نہ صرف گورنمنٹ کو تشویش میں ڈالا بلکہ خود ہندو مسلمان ہر دو اقوام کا نقصان جان و مال کیا۔ مقدمات عدالت میں ہیں اور ہمیں امید ہے کہ مجرم اپنے کیفر کردار کو پہونچ کر رہینگے۔ اور گورنمنٹ عالیہ ضرور تحقیقات کرکے مشکلات کے بانی مبانی اور جھوٹ کی اشاعت کرنیوالے لوگوں کا بھی پتہ لگائے گی۔

گورنمنٹ عالیہ تو اپنا کام کرےگی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک فرض ہمارے ذمہ بھی ہے وہ یہ کہ ان نام کے مسلمانوں کو مسلمان کریں انکو جہالت کے اندھیرے سے نکالکر اس روشنی میں لائیں جو خدا کا مسیح آسمان سے لیکر آیا۔ دیکھو! او مولوی جو خود حق کی مخالفت کے باعث مصداق ... استغفار کے مصداق ہیں وہ سجادہ نشین جن کا کام محض روپیہ بٹورنا ہے وہ مدعیان دعوت اسلام جن کا ہر فعل انکے قول کے مخالف ہے۔ اب اس قابل نہیں کہ مسلمانوں کے دکھ کا علاج کر سکیں وہ خود

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

تصدیق المسیح

حضرت مسیح کے مردے زندہ کرنیکی اصلیت۔

از [illegible]

پیشتر اسکے [illegible] دنیا [illegible] کرود جا پڑتا ہیں [illegible] متفرق ہوکر [illegible] سے بھٹک جاتے ہیں خدا تعالیٰ [illegible] کسی برگزیدہ کے ذریعہ ان کو راہ راست دکھاتا ہے۔ اور [illegible] سے ہماری [illegible] ہوتا ہے جیسا کہ نبی نوع انسان کی ابتدا [illegible] دنیا پر جب کبھی بھی وہ زمانہ آیا جس میں انسان [illegible] ضلالت میں گر گئے۔ اور روحانیت سے بالکل مردہ ہو گئے جب ہی خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی اپنا برگزیدہ بھیجا۔ یا [illegible] ان کے جسموں میں جو بظاہر متحرک تھے۔ [illegible] ہو چکے تھے۔ نئے سر سے جان ڈالدی۔ [illegible] حقیقی معنوں میں انہیں زندہ کردیا لیکن اس کے مقابلہ میں ہر زمانہ میں ایسے بھی لوگ ہوتے رہے جنہوں نے خدا کے فرستادوں کے ہاتھ سے وہ آب [illegible] پیا۔ جو انہیں پلایا جاتا تھا اسلئے وہ مردہ کے مردہ ہی رہے۔ خدا تعالیٰ اور اسکے برگزیدوں نے ایسے لوگوں کو مردہ ہی قرار دیا۔ کیونکہ انسان کی دو زندگیاں ہیں۔ ایک جسمانی دوسری روحانی خدا تعالیٰ نے ان دونوں زندگیوں کے قائم رکھنے کے لیے اسباب مہیا کر دئیے ہیں۔ وہ انسان جو خدا تعالیٰ کے دونوں قسم کے اسباب میں سے صرف جسمانی اسباب کو کام میں لاتا اور جسمانی زندگی کو ہی اپنے لئے کافی سمجھ کر روحانی زندگی کے اسباب کی طرف توجہ نہیں کرتا وہ ضرور روحانی زندگی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے مردہ کہا جاتا ہے۔ نادان اور کم عقل لوگ مردہ اس انسان کو سمجھتے ہیں۔ جس کے جسم سے روح نکل جائے۔ اور وہ بے حس و حرکت پڑا رہے لیکن خدا تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے لوگ اسکو مردہ نہیں کہتے۔ بلکہ اگر وہ روحانی زندگی حاصل کر چکا ہو تو اسے ہمیشہ کے لیے زندہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انسان کی پیدائش کی یہ غرض نہیں ہے کہ وہ دوسری اشیاء کی طرح چند روز دنیا میں بسر کرکے معدوم ہو جائے۔ اور دوسروں کے لیے جگہ خالی کردے بلکہ یہ ہے کہ دنیا میں [illegible] روحانی زندگی حاصل کرے تا ابد الآباد زندہ اور قائم رہے۔ چونکہ انسانی پیدائش کی اصل غرض یہی ہے اور صرف یہی ہے اسلیئے خدا تعالیٰ بھی اپنے برگزیدوں کو بھیجتا ہے۔ تو اسی لئے بھیجتا ہے کہ وہ لوگوں کو جاکر روحانی زندگی حاصل کرائیں۔ نہ کہ ان کے جسمانی عوارض کے دور کرنے میں لگ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک جس قدر بھی انبیاء ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی دنیا میں [illegible] نہیں کیا۔ کہ میں تمہیں فلاں فلاں جسمانی [illegible] کا علاج بتانے آیا ہوں۔ یا میں تمہارے [illegible] جسمانی [illegible] دور کرنے کے لیے آیا ہوں۔ یا تمہیں [illegible] مردوں کو دوبارہ زندگی بخشنے کے لیے بھیجا گیا ہوں بلکہ [illegible] اور یہ کہ میں تمہیں ہمیشہ کی زندگی کی راہ بتانے آیا ہوں۔ واقعی اگر انسان غور کرے تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ جسمانی مردوں کو زندہ کرتے پھریں یا جسمانی بیماروں کا علاج معالجہ شروع کردیں۔ کیونکہ یہ زندگیاں اور یہ شفا یابیاں پھر بھی بہت محدود وقت تک قائم رہتی ہیں۔ اور آخرکار ان سے ہاتھ دھوکر موت کا پیالہ منہ سے لگانا پڑتا ہے اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ کسی نبی نے کسی مردہ کو زندہ کیا۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ اس زندہ ہونے والے کو کیا حاصل ہوا۔ کیا وہ موت کے دست اجل سے رہائی پاسکا۔ اور تمام عمر زندہ رہ سکا۔ نہیں تو کیا اسکا [illegible] موت کے پنجہ سے رہائی پا جانا بے سود نہ ہوا۔ کیا اسے دوبارہ مرنے سے رنج اور افسوس نہیں ہوگا۔ کیا وہ مرنا اپنی جان بچانے میں کوشاں نہیں ہوگا۔ ضرور ہوگا لیکن اسوقت کچھ بھی نہیں کرسکیگا۔ اور اسطرح اس کی تکلیف اور مصیبت اور بڑھ جائیگی کیا اسکا نام وہی زندگی رکھا جاسکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ لوگوں کو انبیاء کے ذریعہ ہمیشہ کے لیے دیتا ہے۔ نہیں۔ تو پھر کس طرح کہا جاسکے کہ کسی نبی نے کوئی جسمانی مردہ بھی زندہ کیا۔

تو اگر کوئی نظر بلیغ سے دیکھتا۔ اور غور و فکر سے کام لیتا۔ تو کبھی بھی یہ دھوکہ نہ کھاتا کہ کسی نبی نے جسمانی مردوں کو زندہ کیا ہے لیکن کیا کیا جائے ان لوگوں کو جنہوں نے حضرت مسیح ناصری کو ایک نبی مان کر جسمانی مردوں کے زندہ کرنے والا قرار دیا اور اپنے اس اعتقاد کا مدار انجیل کے ان پر از استعارات [illegible] پر رکھا [illegible] روحانی مردے مراد لیے گئے ہیں۔ عیسائی صاحبان اگر مسیح کو ابن اللہ کا درجہ دیکر یہ اعتقاد رکھتے تو اس تو تعجب کا مقام نہ تھا لیکن ان مسلمانوں کی عقل پر رونا آتا ہے۔ جو ایک طرف تو حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ کا اسی طرح کا نبی مانتے ہیں جسطرح کہ پہلے انبیاء گزرے لیکن دوسری طرف اسکے سپرد وہ کام کرتے ہیں۔ جو کسی نبی نے نہیں کیا مسلمان قرآن شریف میں یہ آیت پڑھتے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ یعنی اے مسلمانو اللہ اور اسکے رسول کی باتوں اور احکام کو قبول کرو جبکہ خدا کا رسول تمہیں پکارے۔ اس قبول کرنے سے ہماری یہ غرض ہے کہ تمہیں زندگی عطا کی جائے۔ اس آیت سے صاف اور صریح طور پر پتا لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول تو روحانی مردوں کو باتیں نہیں سنایا کرتے۔ اور نہ انہیں زندہ کرتے ہیں بلکہ جسمانی زندگی رکھنے والوں کو ہی اپنی باتیں سناتے اور زندہ کرتے ہیں۔ پس اگر حضرت مسیح ایک نبی تھے۔ اور ضرور نبی تھے تو انھوں نے بھی اسی طرح مردے زندہ کئے ہیں جسطرح تمام انبیاء کرتے آئے ہیں۔ اور ہر ایک اس شخص کو جو قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھتا ہے۔ یہ وہم دل میں بھی نہیں لانا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے کبھی کسی جسمانی مردہ کو زندہ کیا ہے۔ لیکن جو شخص باوجود قرآن شریف کی آیات بینات کے انجیلی فقرات کے استعاروں کو حقیقت پر حمل کرکے یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح نے جسمانی مردے زندہ کیے ہیں اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ انجیل سے بھی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے اور ثابت ہے کہ حضرت مسیح روحانی مردوں کو ہی زندہ کیا کرتے تھے اور مردہ کا لفظ روحانی مردوں پر استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ متی باب ۸ آیت ۲۱ و ۲۲ میں حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ:-

”ایک شاگرد نے اس سے (مسیح سے) کہا اے خداوند [illegible] مجھے اجازت دے کہ پہلے جاکر اپنے باپ کو دفن کروں۔ یسوع نے اس سے کہا تو میرے پیچھے چل۔ **اور مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دے**“

اس عبارت سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے روحانی مردوں کی نسبت یہ کہا ہے۔ کہ ”مردوں کو اپنے مردے دفن کرنے دے“ کیونکہ اس شاگرد کا باپ تو جسمانی طور پر مرچکا تھا جس کے دفن کرنے کی اس نے اجازت چاہی تھی اور اسکے جواب میں حضرت مسیح نے اسے یہ الفاظ کہے۔ کیا کوئی نادان یہ خیال کرسکتا ہے کہ یہاں حضرت مسیح کا مردوں کے لفظ سے دوسرے مردے [illegible]

میں ہر رات پہلے قرآن کریم کی بیت پڑھ دیتا تھا۔ اور اسکی انگریزی میں تھوڑا سا بیان کر دیتا تھا۔ مگر اس مولوی نے ایک آیت نہ پڑھی۔ پہلے یہ بھی کہا کہ یہود جب حضرت مسیح کو مارنا چاہتے تھے تو اس نے فرمایا تھا کہ میں تجھ کو اپنی طرف اٹھا لونگا۔ میں نے کہا بے شک مگر رفع سے پہلے توفی ہے۔ سو مرنے کے بغیر رفع کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ ترتیب کیسے بدل سکتے ہیں۔ اگر توفی وعدہ ہے تو رفع کا بھی وعدہ ہے۔ اگر رفع کے وعدے کا ایفاء قرآن میں ہے تو توفی کا بھی ایفاء قرآن میں موجود ہے۔ سب کے سامنے وہ وفات کو تسلیم کر گیا۔ الحمد للہ حاضرین پر خوب اثر پڑا۔ کیونکہ میری باتیں قرآن کی آیات سے مبرہن کی گئی تھیں۔ اور اسکے پاس کچھ نہیں تھا۔

اس جلسہ میں لیکچر سننے کے بعد کئی لوگ میرے پاس ہوٹل میں آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات دریافت کرتے رہے اول سے آخر تک حضور کے حالات۔ دعویٰ۔ دلائل سنائے۔ اور حضرت علیہ السلام کا سب سے پہلا انگریزی اشتہار دکھایا اور حضرت علیہ السلام کے اپنے مریدوں کو چند نصائح کا ترجمہ جو تذکرۃ الشہادتین میں ہے سنا دیا۔ جس میں حضرت اقدس علیہ السلام نے لکھدیا ہے کہ وہ دن آرہے ہیں کہ سوائے اس مذہب کے جو میں نے دنیا میں پھیلایا ہے۔ ہر ایک مذہب ذلیل ہو جائے گا۔ اور یہی ایک مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی لیڈر ہوگا۔ اور تین صدیاں گذرنے نہیں پائیں گی کہ مسیح کی آمد از آسمان کا عقیدہ تمام عقلمند آدمی خواہ عیسائی خواہ مسلمان ترک کر دینگے۔ یہ سب کا سب پڑھ کر سنا دیا اور ان آدمیوں سے قرآن شریف کا ترجمہ انگریزی کی خریداری لکھوالی ہے۔ میں کینڈی میں وہ دن رہا ہوں۔ یہاں احمدیت کے متعلق شور پڑ گیا ہے۔ بعض اشخاص میری مخالفت میں باتیں کرتے ہیں۔ اور بعض ان کی طرف سے میری طرف سے جھگڑتے ہیں۔ مگر میرے سامنے آنے کا کسی کو حوصلہ نہیں پڑتا۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اور احباب کی دعاؤں کو قبول فرمایا۔ اعداء دین کو یہ حوصلہ نہیں پڑتا کہ میرے سامنے مخالفت کر سکیں۔

یہاں ایک اور سخت مرض ہے۔ اسمیں لوگ بہت مبتلا ہیں۔ طریقت حقیقت۔ معرفت کے الفاظ پرست ہیں۔ اور شریعت کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ معرفت کے ماتحت ہم میں اور خدا میں کوئی فرق نہیں۔ اور اسلئے ہمیں عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں سکے بوڑھے لوگ اس مرض میں بہت مبتلا ہیں لیکن قرآنی دلائل کے آگے دم بخود ہو جاتے ہیں۔ اگر یہاں ایک

احمدی عربی دان۔ انگریزی دان احمدیت سے خوب واقف اور تامل بھی جانتا ہو اور سکول کالج کے لیے کولمبو رکھا جاوے تو انشاء اللہ بہت سی طبائع قرآن کی دلائل باتوں کے سامنے سر تسلیم خم کر لیں۔ اور انکو مجبوراً ہماری طرف ہونا پڑتا ہے۔ دلیل معقول سلیم پر خوب اثر کرتی ہے۔ اب لوگ جو وہاں موجود تھے انکو بخوبی معلوم ہو گیا کہ اس مولوی کے پاس کچھ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ ہر بات میں ہارتا گیا۔

سیلون انڈیپنڈنٹ کی رائے

معزز مبلغ احمدیت مولوی غلام محمد بی۔ اے کے کانفرنس وغیرہ کی نسبت ۱۴ مئی کا سیلون انڈیپنڈنٹ قلمطراز ہے۔

ایک بہت دلچسپ اور پر معلومات لیکچر اسلام کے متعلق مولوی غلام محمد بی۔ اے نے کانڈی مسلم ینگ مینز ایسوسی ایشن کے ہال میں دیا۔ مسٹر این ٹی۔ ایم صدر جلسہ تھے۔ انہوں نے لیکچرار کا حاضرین سے تعارف کرایا۔ اور فاضل لیکچرار نے اسلام کی پاکیزگی کو قرآن کریم اور احادیث نبوی کے حوالجات سے ثابت کیا۔ اور بتایا کہ یہ تمام باطل خیالات جو مسلمانوں کے اندر باہر سے آگئے ہیں نکال دئے جائیں اور اسلام کو اصل پاکیزگی کے ساتھ اختیار کیا جائے۔ اس لیکچر کو نہایت قابلیت کے ساتھ مسٹر ایس سی۔ سابق [illegible] نے تامل زبان میں ترجمہ کر کے حاضرین کو سنا دیا۔ خاتمہ لیکچر پر مسٹر اے ایم۔ اے۔ عزیز ممبر ایسوسی ایشن نے لیکچرار کے لیے شکریہ کا ووٹ تجویز کیا۔ اور آئی۔ ایم یوسف آنریری سکرٹری نے تائید کی۔ ترجمہ مترجم کا بھی شکریہ ادا کیا۔ نیز مسٹر سی۔ ایچ مختار احمدی آنریری سکرٹری اورینٹ سپورٹس کلب سیلون آئی لینڈ کا ان کی تشریف آوری اور امداد کے لیے شکریہ ادا کیا گیا۔ مسٹر ایس۔ ایم احسان نے حاضرین کی تشریف آوری کا تامل میں شکریہ ادا کیا۔ صاحب صدر جلسہ کے لیے شکریہ کا ووٹ پاس کرنیکے بعد جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔

نقشہ جات مکہ معظمہ

محمد معین الدین تاجر کتب قادیان [illegible] چھپے ہیں کہ فی نقشہ [illegible] روپے کے بلاک بنے اور فی نقشہ چھپنے ۶ / پڑتا ہے۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ کا اعلان [illegible] شائع ہوتا ہے۔ اس اثنا میں بہت لوگوں کی تازہ شکایات ہیں۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے۔ آپ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمارے امراض چشم میں بہت مفید ہے۔ یہ سرمہ بینائی کو [illegible] اور ابتدائی موتیا بند کے لیے نہایت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول [illegible] قسم دوم [illegible] قسم سوم [illegible] اصلی ممیرا قیمت [illegible] روپے تولہ ہے۔

ترکیب استعمال ممیرا کو پیس کر یا سرمہ کو سلائی سے آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لیے بہت مفید و اکسیر ہے۔

ست سلاجیت مجید اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ [illegible] قاطع بلغم [illegible] دافع [illegible] استسقاء [illegible] نفس [illegible] [illegible] وغیرہ کے لیے بہت مفید ہے۔ مقدار [illegible] ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔

لنگیاں اور کلاہ [illegible] مشہدی پشاوری بادامی سیاہ سفید سوتی [illegible] سفید ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان ضلع گورداسپورہ

مینڈکی سیویاں بنانے کی مشین

یہ چھوٹی سی مشین [illegible] کی سہولت کیلئے [illegible] اسمیں سیویاں [illegible] ہر ایک بچے سے لیکر جوان تک اس کا استعمال کر سکتا ہے۔ اسمیں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر [illegible] سیر تک بن سکتی ہیں۔ قیمت میں ارزاں اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے۔ تاجروں کیلئے خاص رعایت ہوگی۔ قیمت فی مشین [illegible] موٹی اور باریک قیمت [illegible] علاوہ محصولڈاک۔ پتہ:۔ شیخ فضل کریم [illegible] مسیح موعود قادیان ضلع گورداسپور

امام الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی تصانیف [illegible] [illegible] کی کتب مجلد یا غیر مجلد [illegible] تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔

(باہتمام [illegible] صاحب قادیانی [illegible] مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم

الفضل

چندہ غیر ممالک سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد [illegible] ۲۵ مئی ۱۹۱۸ء مطابق [illegible] رجب ۱۳۳۶ھ نمبر ۱۴۴

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بفضل خدا خیریت سے ہیں آپ نے بعد نماز جمعہ بعض احباب کو اپنا ایک رؤیا سنایا۔ جس میں کسی ابتلاء سے دوری کی خبر ہے دعائیں کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا انجام بخیر فرمائیگا۔

۲۔ الفضل کو بروقت بھیجنے کے لئے بہت کوشش کی جاتی ہے لیکن بعض وقت صرف دس پندرہ منٹ کی دیر کی وجہ سے ڈاکخانہ والے اخبار لینے سے انکار کر دیتے ہیں اور اسطرح کو ایکدن بعد پہنچتا ہے باوجود یکہ ایک صرف ایجاد ہے اور کوئی غیر معمولی کام بھی نہیں۔ ایک کلرک کی ازدیاد کا ہم سمجھتے تھے ہمیں بھی کچھ فائدہ ہوگا مگر خود غلط ہوا۔ آئندہ ماسٹر صاحب شام کے عملہ کی کمی کے اپنے کام میں کچھ آرام ہوا ہوگا

۳۔ بعض طلباء شیخ نواب الدین گنجابی۔ عبد العزیز صاحب لعل الدین صاحب آئے۔

۴۔ تشحیذ ماہ جون میں ایک بڑا مضمون شائع ہوتا ہے جس میں از روئے کتب شیعہ دعویٰ حضرت مرزا صاحب کا ثابت کیا گیا ہے۔

اخبار احمدیہ

استاد پیغام میں لکھا ہے کہ خواجہ کمال الدین بروزی طور پر مسیح موعود ہے اور اسکے دلائل دینے کی کوشش کی گئی ہے فاصنع ما شئت

۲۔ شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے اپنی خیریت کا خط بھیجا ہے اور لکھا ہے میں حضور کو اس بےنظیر کامیابی پر جو اللہ تعالیٰ نے اس خطرناک قومی فتنہ کی آگ بجھانے میں آپ کے شامل حال کی ہے سچے دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں

کاش یہ لوگ اسی اصل کو جسے مدت دراز تک مخالفین کے سامنے حضرت مسیح موعود کی صداقت کے لئے پیش کرتے رہے اپنے اوپر پیش کر کے ہماری تعداد کے بڑھنے اور اپنی تعداد کے گھٹنے پر غور کرتے۔

۳۔ برادر محمد تقی احمدی مکس سرہند لکھتے ہیں کہ رسالہ [illegible] کی جلد صفحہ ۳۰۵ میں لکھا ہے کہ اگر گذشتہ زمانوں میں خدا تعالیٰ نے انبیاء اس غرض کے لئے مبعوث کئے کہ وہ روحانی مردوں کو اپنے قدسی انفاس سے زندہ کریں تو کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ میں کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ غیر احمدیوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ جب اس سے کم ضرورت پر رسول آتے تھے تو اس زمانہ میں کیوں نہیں آئے۔

۴۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مصنف چھٹی مسیح ترگڑی سے اپنے لڑکے مسمی محمد علی عمر ۱۳ سال کا جنازہ غائب پڑھنے کی التجا کرتے ہیں۔ (۲) ایک عورت کی بیعت بھی انہوں نے

باہتمام شیخ عبد الرحمن پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

بھیجی تھی (ہم اخبار کی صحت کتابت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جس کے جواب میں عرض ہے کہ غلطیاں نہایت قابل جھینک معافی ہیں۔ اور آپ سے زیادہ ایڈیٹر اسکاف کو رنج پہنچا ہے۔

۵۔ ایک صاحب جن کا نام لیبین بر ہا نے برادر عبدالقادر کشمی کے حسن اخلاق کی مدح کرتے ہیں۔ اور حیران ہیں کہ وہ کھانے اور گالیوں کے سننے میں اپنے نوکروں سے کوئی امتیاز نہیں کرتے اور لکھتے ہیں کہ میں اس جماعت کے اخلاق دیکھکر تعجب کرتا ہوں کہ یہاں اول کے مسلمان کہاں سے آگئے (کیا یہ ایک نبی کی صحبت کے تربیت یافتہ ہیں)

۶۔ محمد خان صاحب مدرس ہونگ کانگ طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے اور برادر محمد سلطان احمدی سوداگر چرم لودہیانہ عرق النساء سے صحت کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔

۷۔ برادر محمد اکرام صاحب ولد سید اکبر علی شہر سیالکوٹ اس الزام کی نہایت زور سے تردید کرتے ہیں جو پیغام نے ان پر لگایا ہے کہ وہ غیر احمدی ہیں۔ اور جناب میر حامد شاہ صاحب نے نعوذ باللہ ایک غیر احمدی کو لڑکی دی ہے۔ برادر محمد اکرم صاحب نے اس خط کی نقل بھیجی ہے جو انہوں نے بیعت کے لئے لکھا تھا پھر اسکی منظوری پر جو خط قادیان سے آیا اسکی نقل ہے جھوٹے افترا کرنے والوں کو شرم کرنی چاہیئے۔

۸۔ مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔ ہم ریاست میں تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔ رائچور۔ گلبرگہ۔ یادگیر میں تبلیغ کی گئی۔ اور بڑے عہدہ داروں کو کتابیں دی گئیں۔ یادگیر میں چند آدمی داخل بیعت ہوئے اب ہم تیار پور جاتے ہیں۔ یادگیر میں ایک مدرسہ احمدیہ لوئر پرائمری بہت بارونق ہے عاجز نے معائنہ کیا۔ تعلیمی حالت بہت اچھی ہے۔

۹۔ مسجد مونگھیر کا فیصلہ :۔ آج جج صاحب نے مقدمہ مسجد کی اپیل میں فیصلہ سنا دیا۔ چند پور افیصلہ خود جا کر پڑھ لیا۔ جج نے فیصلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے مسلمان ہونے کے بارہ میں بڑا پر زور فیصلہ لکھا ہے اور احادیث سے اسلام اور ایمان کی بناؤں کو دکھلا کر پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف تصنیفوں سے صفحوں کے صفحے مذہب و تعلیم عقائد اور اعمال و احکام کے متعلق مضامین نقل کر کے دکھلایا ہے کہ ایسے شخص اور ایسی جماعت

کو جو ایسے عقائد رکھتی اور جس کا عظیم الشان لیڈر (اسلام اور محمد صلعم کا ایسا شیدائی) ہو اور جو اپنی زندگی میں اسلام کی اصل حقیقت کا ثبوت پاتا ہو۔ اسکی یا اسکی جماعت کو کافر کہنا جھوٹی دلیری کا کام ہے اور یہ تجویز کیا ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی جماعت ہے اور انکو مسجد متدعویہ میں نماز پڑھنے کا حق بھی حاصل ہے مگر مسجد جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت بہ چند وجوہات میں نہیں دے سکتا۔" (راقم حسین از مونگیر)

پیغامیوں کا سلوک مبائعین سے برادر محمد عثمان صاحب لکھنؤ سے لکھتے ہیں۔ لاہور میں میں مشہور نرم ترین پیغامیوں سے ملا تھا بعض شیخ رحمت اللہ صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب سے نماز مغرب کا وقت آگیا مگر میں نے نماز نہیں پڑھی اور ارادہ کیا کہ جائے قیام پر جا کر مسجد میں نماز پڑھونگا۔ جب نماز ہو رہی تھی تو ایک لڑکا آیا اور ملنے بلا تکلف دو چانٹے رسید کئے اور کہنے لگا کہ نماز نہیں پڑھتا ہے ...... شیخ صاحب نے کھلے طور پر تبرے بازی کی۔ قاضی اکمل صاحب اور مولنا سرور شاہ صاحب کے شان میں بے نقط گالیاں نکالیں اسکے بعد ملیجان نے مجھے مولوی محمد علی صاحب کے پاس چلنے کے لئے کہا میں نے جواب دیا بس معاف کیجئے سزا بھگت لی ہیں لاہور میں گالیاں سننے نہیں آیا ہوں بلکہ سیر کرنے گالیاں سننے میں میرا شہر کچھ کم نہیں ہے۔ اسکا مدت کا تجربہ ہے اگر ایسی ہی شامت آئے گی تو لکھنؤ میں ہی کسی رافضی کے پاس چلا جاؤنگا اور وہاں سن لونگا بہر حال میں گیا انہوں نے مشہور کیا ہے کہ قادیان میں اختلاف خیالات رکھکر کوئی نہیں جا سکتا۔ ٹھہر نہیں سکتا یہ اسکی سزا ہے کہ اسکے یہاں کا ایک بچہ بھی اسقدر غضب ڈھاتا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ بڈھوں کا نہ معلوم کیا عالم ہوگا۔ اللہ رحم کرے۔

ڈلاباری میں احمدیہ انجمن ہم یہاں کو ڈالی میں ایک انجمن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خدا کے فضل و کرم سے ہمارے ارادوں کے موافق کل ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء کو یہاں کے احمدی احباب نے ایک جگہ جلسہ میں جمع ہو کر اپنی اپنی طاقت کے

مطابق ماہوار چندہ انجمن کے لئے مقرر (کیا)۔ بہت غریب لوگ ہیں لیکن خدا غنی ہے یہاں کے چھوٹے بڑے اور مالدار لوگ سب ہمارے دشمن ہیں۔ یہاں کل احمدی احباب ۲۳ ہیں۔ اسکا سکرٹری ... یعنی احمد ... اس جلسہ میں ... نے لیکچر دیا ہے۔ فخر الدین صاحب نے حضور کا خطبہ پڑھ کے سنایا اور شیخ عبد الاحد صاحب نے اتفاق کے متعلق ایک لیکچر دیا کننو اور بینگالی میں احمدی بہت ہیں

تازہ خبریں

عراق و عرب اور دردانیال کی جنگ دیوان خاص میں لارڈ کچنر نے بیان کیا کہ عراق عرب میں ترکوں کو شکست دینے میں ہندوستان نے اپنی قابلیت اور شجاعت کا ثبوت دیا ہے دردانیال میں ترقی کی رفتار لازما سست ہے کیونکہ یہ علاقہ نہایت دشوار گذار ہے۔ لیکن ترک جنہیں دمبدم کمک پہنچتی رہتی ہے بڑی بڑی مستحکم جگہوں سے بتدریج پسپا ہو رہے ہیں۔

گیلی پولی میں جنگ لنڈن ۱۹ مئی ۔ ۷ مئی کو ہماری ہوٹزر توپوں نے ہوائی جہازوں کی امداد سے ترکوں کی بھاری ہوٹزر توپوں کے سامان حرب کی گاڑیوں کو اُڑا دیا۔ اور بعد میں ان ترکوں کی توپوں پر براہ راست گولہ باری کی جو آسٹریلوی فوج کے محاذ پر تھیں۔ نیز ہم نے غنیم کی خندقیں اور توپوں کی نصب گاہیں تباہ و برباد کر دیں۔ برطانوی و فرانسیسی مورچوں کی حالت روز بروز ترقی پذیر ہے۔

باربرداری درگائی اور چترال کے درمیان سامان اسباب کی آمد و رفت یکم جون کو شروع ہو جائے گی اور ۳۱ اکتوبر تک قائم رہے گی

پہلی فوج کی کامیابی :۔ سر جان فرنچ رپورٹ کرتے ہیں کہ ہماری پہلی فوج نے لاباسی کی سمت میں مزید کامیابیاں حاصل کیں۔ جرمن سپاہیوں کی کئی جماعتوں نے خود بخود ہماری فوج کے آگے ہتھیار ڈالدیئے

اطالی اخبارات لکھتے ہیں کہ شاہ گورنمنٹ اور رعایا کی متفقہ رضامندی سے فی الحقیقت جنگ کا اعلان ہو چکا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۱۵ء

مسلمانوں کو گمراہ کرنیکی کوششیں

نمبر ۲

مذہب کی آڑ میں شورش پسندی

ایک قابل ضبطی قصیدہ

ہمارے ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ کس طرح فرضی طور پر اسلامی نام رکھکر اور بہانے نام مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے قلوب کو باغیانہ خیالات اور شورش پسند جذبات سے متاثر کیا جاتا ہے اور کسطرح فرضی قومی جھنڈے کے رنگوں میں سے ایک رنگ کو اسلامیت کا قائمقام قرار دیکر اسلام سے نابلد گروہوں سے اسلام کرنے والوں کو سبز باغ دکھا کر گرداب گناہ و ہلاکت میں ڈالا جاتا ہے پھر قارئین کرام مطالعہ فرما چکے ہیں کہ بے بنیاد اور غلط خبروں نیز مفسدہ انگیز افواہوں کی اشاعت سے اگر کسی قوم کے افراد کو ورطۂ گمراہی میں ڈالا اور باوجود ادعائے خدا پرستی جہالت کی دیوی کے سامنے ماتھا ٹیکنے کی ترغیب دلائی۔ تو وہ مسلمانوں کی بد قسمت اور مغضوب علیہ قوم کے افراد متوطن ضلع مظفر گڑھ تھے۔

اب جس دل میں اس قوم کی بہتری کے لئے درد ہو۔ جس قلب میں انکو ہدایت یافتہ دیکھنے کی تڑپ ہو۔ جس دماغ میں اسکی سابقہ بزرگی اور موجودہ زوال کی یادداشتیں ہر وقت محفوظ رہیں۔ وہ کیوں اس حالت کو دیکھکر کڑھا نہ کیوں ہر وقت یہ سعی نہ کرے کہ کسی طرح اس گمراہ قوم کی رہنمائی کر کے اسے جادہ راستی و سلامتی پر چلایا جائے یہی اور صرف یہی تعلق ہے یہی محبت ہے اور یہی احساس فرض ہے کہ ہم جہاں تک تعلیم سے اس قوم کو آگاہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جو اس مقدس قوم اور اس قوم سے صرف نسبتی حب سے زیادہ مستحق ہو۔

ہماری احساس فرض ہے جو ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم ان گمراہ کن کوششوں پر سے پردہ اٹھائیں جو آجکل پس پردہ مذہب کی آڑ میں شورش پسندی اور بغاوت کا شاخسانہ کھڑا کر رہی ہیں جو ایک ساحری دکھا کر قرآن سے ناواقف مسلمانوں کو فلسفہ سیاست کے جھگڑے کا پرستار بنا رہی ہیں۔ یہ خفیہ کوششیں مذکورہ بالا بیرونی عیاریوں اور غلط افواہوں کی اشاعت سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ یہاں زہر کو تریاق ظاہر کر کے مریض کے سامنے رکھا جاتا ہے اور یہ ایسے مذہب کے نام کی شکر چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے چنانچہ ان کوششوں اور خفیہ ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے کہ بعض نوجوانوں پر دشمنان اسلام کا جادو چل گیا اور بقول ہر آنکہ

ایک بعض مسلمان طلباء سرحد کی طرف چلے گئے

پھر انہی کوششوں کا یہ اثر ہے کہ گورنمنٹ عالیہ نے مصلحتاً مناسب سمجھا کہ ظفر علیخاں۔ مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی جیسے تعلیم یافتہ اصحاب کو نظر بند کرے اور پشاور میں تلاشیاں لے۔ کیونکہ شبہ کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے اس میدان میں دوڑ شروع کی ہے جو بوجہ اپنی ناہمواری اور سنگلاخ پن کے مسلمانوں کی سی کم تعلیمیافتہ اور ناواقف قوم کے لئے غیر موزوں اور نقصان رساں ثابت ہو چکا اور ہو رہا ہے ہمنے ہر موقعہ پر مناسب و مفید مشورہ دیا مگر آہ اسکی تردید یہی کی گئی ہمیں خوشامدی۔ بزدل اور دشمنان اسلام کہا گیا لیکن یاد رکھو کس نشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم ہم یہی کہتے جائیں گے اور یقیناً ایک وقت آئیگا اور اکثر آ چکا ہر کہ ہماری رائے جو ایک ناصح مشفق کی رائے کے ماتحت ہے یقیناً اپنے سامنے ... اطاعت و تسلیم وصول کرا کر رہیگی اب ہم ان مکروہ کوششوں میں سے بعض پر روشنی ڈالتے ہیں۔

بعض ناسمجھ اور کوتاہ اندیش حلقوں میں کوشش ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح کانپور کے تازہ حادثہ کی یاد تازہ رکھی جائے اور ابھی دیر نہیں ہوئی کہ کانپور کی مسجد پر خون کی بارش کے عنوان سے ایک بیہودہ اور بے سروپا گپ اڑائی گئی اور نتائج کا خیال نہیں رکھا گیا۔

پھر (جاہدوا فی سبیل اللہ وغیرہ) مطلب سے خفیہ رسائل شائع کر کے جاہل مسلمان قوم کے تقصد غداری کو جہاد کا نام لیکر لوٹنے کی قبیح تلقین کی اور یہ فراموش کر دیا۔

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا حالانکہ اس پاک مرسل نے کسا قول تھا جسکی صداقت کا نصف زمین نے ظاہر کیا بلکہ خود آسمان نے بھی اس پر مہر لگائی اور پھر طرفہ یہ کہ ان کوششوں کے علاوہ اب ایک اور ریشہ دوانی شروع ہے اور خفیہ خفیہ اسکی اشاعت کیجا رہی ہے اور گمراہ مسلمانوں کو اور گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش میں بعض لوگ اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہے ہیں وہ ایک فرضی قصیدہ کی اشاعت ہے جسکی نقل ہمارے پاس موجود ہے مگر ہم اسکا اخبار میں شائع کرنا نامناسب سمجھتے ہیں اس قصیدہ کو حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور جہلا کو یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں جو واقعات لکھے ہیں جس طرح وہ پورے ہوئے اسی طرح آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

بلقان۔ جوہراکو اور ترکی میں پیش آنے والے واقعات کی تائید کر رہے ہیں۔

اس قصیدہ کا مصنف کوئی شورش پسند سازشی معلوم ہوتا ہے اور اشعار کی عبارت اور ملکوں کے موجودہ ناموں کے استعمال سے پایا جاتا ہے کہ مصنف قصیدہ کو فارسی میں پوری دسترس نہیں اور اسکی زبان گنواری زبان ہے نیز وہ موجودہ زمانہ کا آدمی ہے جس نے واقعات پیش آمدہ کو مد نظر رکھکر قصیدہ مذکور تصنیف کیا اور حضرت نعمت اللہ ولی کی طرف منسوب کر دیا اور اسکی غرض صرف یہ تھی کہ جہاد کے خلاف تعلیم دینے والے احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کو (خاکش بدہنش) غلط قرار دے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو گورنمنٹ برطانیہ سے بدظن کر کے امیر افغانستان اور اسکے بھائی کے ساتھ رشتہ عقیدت باندھنے کی ترغیب دے چنانچہ اس قصیدہ میں حبیب اللہ و نصر اللہ دونوں کا نام مذکور ہے اور افغانستان اور ہندوستان میں اسکی کثرت سے اشاعت ہو رہی ہے۔

ہم اس قصیدہ کے گمنام مصنف اور اس قصیدہ کے شائع کرنیوالوں کو یقیناً اسلام و مسلمانوں کا دشمن قرار دیتے اور اپنی جماعت کو تاکید کرتے ہیں کہ جہاں کہیں کوئی شخص ایسے قصیدہ کا ذکر کرے یا اسکی نقل پیش کرے اسے وہیں اسکی غلطی پر متنبہ کیا جائے اور امید ہے کہ گورنمنٹ بھی اس زہر آلود قصیدہ کی ضبطی کا اعلان فرمائیگی اور ایسے بلغیانہ اشعار پڑھنے والوں کو قانون کی زد میں لا کر امن پسند رعایا پر ایک احسان کریگی۔

احمدی احباب یاد رکھیں کہ حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کا وہی قصیدہ قابل وقعت ہے جسے حضرت مولوی اسمٰعیل شہید مرحوم نے اپنی کتاب منصب امامت میں نقل کیا اور جسے مولوی صاحب کے تقویٰ کی بنا پر معتبر سمجھکر حضرت مسیح موعود نے نشان آسمانی میں درج کیا ہے اور بس۔ پس ہماری جماعت اس قسم کی تمام گمراہ کن

[illegible]

مدینۃ المسیح

خلافت ثانیہ ایدھا اللہ تعالیٰ کے کچھ مدت بعد سے اخبار پیغام صلح میں لاہور کو مدینۃ المسیح لکھا جاتا ہے اور اس بے بنیاد دعوے کے مختلف دلائل بھی دئے جاتے ہیں لیکن جہانتک میں نے غور کیا ہے تمام دلائل کا خلاصہ دو باتیں ہیں ✦

ایک یہ کہ حضرت اقدسؑ کا ایک الہام ہے کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔ اسمیں لاہور کو مدینہ کے لقب سے ملقب کیا ہے کیونکہ یہاں ہی آپ کی وفات ہونے والی تھی ✦

دوسری دلیل یہ کہ جس مقام پر رسول کریم صلعم نے وفات پائی تھی اسکا نام مدینہ ہے۔ اسلیئے جہاں مسیح موعود فوت ہوں اس شہر کو بھی مدینہ کہیں گے ✦

یہ ہے خلاصہ پیغامی دلائل کا۔ اب میں دونوں دلیلوں کو پرکھنے کے لیئے دونو کو الگ الگ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں

پہلی دلیل کے متعلق ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جب یہ الہام ہمارے حضرت کو ہوا تو آپنے اسکی تشریح اسطرح پر فرمائی کہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے ہمیں ہماری تبلیغ اور مخالفوں کے انجام کے متعلق اطلاع دی ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات یا تو ایسی حالت میں ہوگی جبکہ مخالف زوروں پر ہوں گے اور ہماری جماعت مظلومانہ رنگ رکھتی ہوگی۔ اور ہمارے مخالف کفار مکہ کی طرح تشدد سے کام لیتے ہوں گے۔ اور یا اسکے برخلاف آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوگی۔ جبکہ مخالف تھک کر ہمت ہار چکے ہوں گے۔ اور احمدی جماعت عام طور پر پھیل چکی ہوگی۔ اور فتح و نصرت ایسے ہمرکاب ہونگے جیسا کہ رسول صلعم اور آپکے صحابہ کی حالت مدنی زندگی میں تھی یہ ہے وہ تشریح جو حضرت اقدسؑ نے اس الہام کے معنوں کی تحریر فرمائی تھی اور جسے ہم نے اپنے لفظوں میں لکھا ہے۔ اب فہیم ناظرین پر منکشف ہوگیا ہوگا کہ جس الہام سے پیغام صلح والے لاہور کو مدینۃ المسیح ثابت کرتے ہیں۔ اس الہام کے معنے اور مطلب ان کے امام و پیشوا اپنی زندگی میں کچھ اور لکھ چکے ہیں پیغام صلح کو کیا حق ہے کہ وہ اس الہام کے ایسے معنے کرتا ہے جو حضرت اقدسؑ نے نہیں کئے خصوصاً اس صورت میں کہ جب حضرت اقدسؑ ایک معنے کر چلے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ یعنے تمہارے لیئے جائز نہیں کہ اللہ اور اسکے رسول سے کسی بات میں تقدیم کرو۔ جب حضرت مرزا صاحب ہمارے اور غیر مبائع احباب کے امام اور پیشوا ہیں تو ہم میں سے کسی کیلیئے بھی جائز نہیں کہ کسی الہام کے ایسے معنے کریں جو خود امام کی تشریح کے خلاف ہوں۔ ہمارے مبائعین احباب ہمیشہ اس اصل پر پختگی طور پر رہے ہیں۔ اور جب کوئی غیر مبائع لاہور کو مدینۃ المسیح کہے تو فوراً اس کی تردید کریں۔ اور اس سے کہیں کہ تمہارے پیشوا نے اس الہام کے کیا معنے کئے ہیں۔ کیا ان کی تشریح سے تمہارے معنوں کی تائید نکلتی ہے۔ اور کیا تم ان سے زیادہ فہم و فراست رکھتے ہو کہ تمہیں اس الہام کی سمجھ آگئی اور تمہارے پیشوا نہیں سمجھے۔ پھر وہ فوت ہوئے اور وہ شخص جو مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرنے والا تھا۔ ان کی جگہ مسند نشین ہوا۔ اور چھ سال سریر آرائے خلافت رہا وہ بھی ان تحقیقات سے محروم رہا لیکن اچانک مولوی محمد علی صاحب کا دماغ لڑگیا اور وہ نیا مسئلہ جس سے منعم علیہ قوم محروم رہی آپ کی طرف القا کیا گیا ✦

اسکے بعد ناظرین کی توجہ دوسری دلیل کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ اور یہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ یہ سوچیں کہ آیا مدینہ کو مدینہ اسلئے کہتے ہیں کہ وہاں رسول کریم صلعم نے وفات پائی یا کسی اور وجہ سے اگر واقعی طور پر اس شہر کا نام بسبب آپکے وفات پانے کے مدینہ رکھا گیا۔ تو غیر مبائعین کی ایک حد تک شنوائی ہوسکتی ہے لیکن یہ امر نہایت بدیہی ہے کہ مدینہ کو مدینہ آپ کی وفات کی وجہ سے نہیں کہتے کیونکہ یہ نام تو رسول اللہ صلعم کی زندگی ہی میں اسکا مشہور ہوگیا تھا چنانچہ خود رسول اللہ صلعم اسکو مدینہ کہتے تھے۔ جیسا کہ سینکڑوں حدیثوں میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بخاری و مسلم میں مروی ہیں اسکو مدینہ کہا گیا۔ اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ یثرب کا نام مدینہ رکھنا آپ کی وفات کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ اگر وفات کی وجہ سے ہوتا تو آپ کی وفات کے بعد یہ نام رکھا جاتا لیکن یہ نام تو رسول کریم کی زندگی ہی میں زبان زد خاص و عام ہوگیا تھا اب کہاں ہیں وہ لوگ جو لاہور کو حضرت اقدس کی وفات کی وجہ سے مدینہ بنا رہے ہیں ✦

دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ جس مقام میں مسیح موعود کی وفات مقدر تھی اگر اسکا اصطلاحی نام مدینہ ہونا تھا تو یہ الہام کیوں ہوتا کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔ کیونکہ جب وفات کی جگہ کا نام مدینہ ہے تو پھر مکہ میں مرنا کیسا؟ کیونکہ جہاں فوت ہوتے وہ مدینہ کہلاتا۔ پھر مکہ میں کس طرح فوت ہو سکتے تھے اگر کہا جاوے کہ مکہ سے مراد قادیان ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیان میں وفات ہوتی تو پیغام صلح کی اصطلاح میں قادیان ہی مدینہ بنجاتا۔ تو پھر بھی (معاذ اللہ) اس الہام کی عبارت فضول ٹھیرتی۔ کیونکہ جب وفات کے مقام کا نام مدینہ ہے تو مکہ کے لفظ کے کیا معنے صرف یہی ہونا چاہیئے تھا کہ ہم مدینہ میں مریں گے۔ کیونکہ اگر مکہ (یعنی قادیان) میں مرتے وہ بھی مدینہ ہو جاتا۔ خلاصہ یہ کہ جب بقول پیغام صلح وفات کے مقام کا نام مدینہ ہے تو اس الہام میں "ہم مکہ میں مرینگے" کا فقرہ فضول ہے کیونکہ ناممکن تھا کہ آپ مکہ میں مرتے۔ اسلیئے کہ جہاں مرتے اسکا نام مدینہ ہو جاتا پھر اسکو مکہ کس طرح کہہ سکتے ✦

تیسری بات جو توجہ کے قابل ہے یہ ہے کہ یثرب کو مدینہ اس لیئے کہتے ہیں کہ وہاں رسول اللہ صلعم نے ہجرت کی اسے اپنا وطن بنا لیا۔ مکہ کے تمام تعلقات توڑ دئے۔ گھر بار سب مدینہ ہی مدینہ ہوگیا۔ اہل و عیال۔ اسباب سامان وغیرہ سب مدینہ میں منتقل کر دیا۔ بلکہ حکم دیا کہ کوئی شخص مکہ میں نہ رہے۔ یہانتک کہ ہجرت نہ کرنے والے کی سخت مذمت قرآن مجید میں آئی ہے پھر یہ کہ تمام کاموں کا مرکز مدینہ ہوگیا۔ وہی آپ کا دار الخلافہ مقرر ہوا۔ وہیں لوگ اپنا وطن چھوڑ کر آ گئے تھے۔ اور تمام مسلمانوں کا وہی مرجع بنگیا تھا۔ آپ نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔ بلکہ فتح مکہ کے بعد جب کہ آپ مکہ میں رہ سکتے تھے تب بھی واپس مدینہ میں لوٹ آئے اور جتنے دن مکہ میں رہے مسافر کی حیثیت سے رہے۔ چنانچہ اتنے دن نماز قصر کر کے پڑھتے تھے لیکن کیا حضرت مرزا صاحب نے بھی لاہور کی طرف اسطرح کوچ کیا تھا اور کیا قادیان کو مکہ کی طرح چھوڑا تھا۔ اسکا جواب کوئی عقلمند انسان اثبات میں دینے کے لیئے تیار نہیں۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ نے

۱- قادیان سے صرف بطور سفر لاہور میں گئے ✦

۲- لاہور میں مستقل سکونت اختیار نہیں کی ✦

۳- آپکو قادیان سے ہجرت کرنے کا کوئی حکم نہیں ہوا ✦

ہم۔ آپکے سلسلے کے تمام کاموں کا مرکز قادیان ہی رہا جیسے لنگرخانہ۔ مدرسہ تعلیم الاسلام۔ مدرسہ احمدیہ۔ بیت المال۔ دفتر اشاعت اسلام۔ مقبرہ بہشتی وغیرہ وغیرہ ●

۵۔ اپنے سفر کرتے وقت قادیان والوں کو روک دیا تھا کہ کوئی شخص لاہور نہ آئے۔ اگر آپنے قادیان سے ہجرت کی تھی اور لاہور کو اپنا وطن بنا لیا تھا تو کیا وجہ کہ آپ تو ہجرت کر چکے ہیں۔ اور ان لوگوں کو جو آپکے پاس قادیان ہجرت کر کے رہتے تھے اپنے پاس آنے سے روک دیا●

۶۔ آپکا گھر قادیان ہی میں تھا۔ گھر کا تمام سامان اور اسباب بھی قادیان ہی میں رہا صرف ایک ڈو ٹرنک ضروری پاس تھے۔ پھر یہ کہ لاہور سے تاکیدی خط آتے ہیں کہ قادیان میں رات کو طلباء پہرا دیں۔ اور ہمارے مکان میں پٹھان سو دیں ہم انشاء اللہ جلدی آنے والے ہیں۔ ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو خاص اپنے مکان میں اتارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے واپس آنے تک آپ یہاں رہیں۔ گھر کی حفاظت ہو گی۔ پھر مولوی محمد علی صاحب جو آجکل امیر قوم تسلیم کئے گئے ہیں۔ وہ بھی تمام جماعت کے ساتھ قادیان ہی میں رہتے ہیں۔ کیونکہ لاہور آنے کی اجازت نہیں صرف چند احباب ساتھ ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کو بھی کچھ دنوں کے بعد بلایا جاتا ہے۔ حالانکہ صدیق تو ہجرت کے وقت ساتھ تھے۔ کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لاہور کو بطور وطن اختیار کر لیا گیا تھا۔ اگر آپ کا سفر اس نیت سے تھا۔ کہ ہمیشہ کے لئے لاہور میں رہیں گے اور قادیان سے ہجرت کر چلے ہیں تو آپ قادیان کے احباب کو کبھی لاہور جانے سے نہ روکتے بلکہ حکم دیتے اور اعلان کرتے کہ رسول کریم کی سنت کے موافق مجھے حکم ربی ملا ہے کہ میں لاہور کی طرف ہجرت کروں۔ تمام لوگوں کو چاہیئے کہ آیندہ وہ لاہور کی طرف ہجرت کریں۔ اور قادیان کے مہاجرین کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ہجرت لاہور میں منتقل کریں۔ پھر اسکے بعد آپ قادیان سے تمام اسباب اور سامان سمیت تمام احباب و خدام کو ہمراہ لے کر قادیان سے روانہ ہوتے پھر تمام محکموں کو قادیان سے لاہور میں منتقل کرتے اور حکم دیتے کہ کوئی دفتر یا محکمہ قادیان میں نہ رہے پھر لاہور پہنچکر آپ ایک بڑی محلہ لیتے۔ اور تمام مہاجرین کے لیئے ایک قطعہ تجویز فرماتے اور تمام دفتروں اور محکموں کو وہاں قائم کرتے۔ لنگر جاری ہوتا ایک عظیم الشان مسجد بنتی۔ آپ کی رہائش اور آپکے اہل و عیال کے رہنے کے لیئے مکان بنتے پھر مہمانخانہ بنایا جاتا اور سب ملک پر عمل کرنے کے لیئے بڑی بڑی حویلیاں بنائی جاتیں قادیان سے تمام تعلقات توڑ دئے جاتے اپنے مکانات اور زمینیں یا تو فروخت کر دیتے یا یونہی چھوڑ آتے۔ پھر اس کے بعد اپنی تمام کتابیں منگواتے اور جہاں جہاں قادیان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہ مرجع خلایق ہوگا۔ اور یہ کہ قادیان بمبئی کے برابر ہو جائے گا اور یہ کہ یہاں ہجرت کرنی چاہیئے۔ اور یہ کہ قادیان خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ ایسے تمام مقامات میں قادیان کا نام کاٹ کر لاہور کا نام لکھ دیتے پھر الوصیت طلب فرماتے اور جہاں لکھا ہے کہ صدر انجمن کا مرکز ہمیشہ کے لیئے قادیان ہونا چاہیئے۔ وہاں سے قادیان کا نام اڑا کر لاہور لکھ دیتے۔ اور بالآخر مقبرہ بہشتی کی باری آتی۔ تمام قبریں لاہور منتقل کیجاتیں۔ اور احمدیہ بلڈنگ کے قریب کوئی میدان تجویز کیا جاتا جہاں مقبرہ کی بنیاد رکھی جاتی اور بعد اسکے آپ خدا تعالیٰ سے دعا مانگتے کہ اے میرے رب تمام وہ دعائیں جو میں نے تیرے حضور قادیان کے لیئے کی ہیں وہ تو لاہور کے حق میں کیجیو۔ اور تمام وہ وعدے جو تو نے اپنے الہاموں میں مجھ سے قادیان کے متعلق کیئے ہیں وہ سب منسوخ کر کے لاہور کو ان کا مورد ٹھیرائیو۔ اور اے میرے رب تیرے رسول عربی نے اپنی حدیث میں میرے متعلق کدعہ نام گاؤں کی بشارت دی ہے تو اسے بھی منسوخ کر دے اور یہ فضیلت بھی لاہور ہی کی قسمت میں کر دے اور اے میرے پیارے تو نے ایک مرتبہ میری صداقت کے ثبوت میں مجھے غلام احمد قادیانی کے اعداد سمجھائے تھے لیکن الٰہی اب غلام احمد لاہوری کے جملہ سے میری صداقت کا ثبوت دے ●

چوتھا امر یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ مدینہ شہر کو کہتے ہیں۔ تو مدینۃ المسیح کے معنے ہوئے مسیح موعود کا شہر اب میں با انصاف ناظرین ہی کو منصف بناتا ہوں کہ جب آپ سے کوئی ناواقف پوچھا کرتا ہے کہ آپکے شہر کا کیا نام ہے تو آپ اپنے وطن کا نام بتلاتے ہیں یا ایسے شہر کا جہاں آپ بطور سفر کے وارد ہوئے ہوں۔ یقیناً آپ اسے اُس شہر کا نام بتلاتے ہیں جسے آپنے اپنا وطن بنایا ہوا ہوتا ہے۔ سو اسی طرح بتایئے کہ حضرت مسیح موعود کی مستقل رہائش کہاں تھی۔ آپ کا وطن کونسا تھا۔ آپ کی تمام کوششوں کا مرکز کس مقام میں تھا۔ آپکے ماتحت مختلف مدات کس جگہ جاری تھیں؟ قادیان میں۔ اور یقیناً قادیان میں۔ پس قادیان ہی مَدِیْنَۃُ الْمَسِیْح ہے۔ نہ کہ لاہور۔ اسی طرح رسول کریم صلعم جبتک مکہ میں رہے یثرب کا نام مدینۃ الرسول نہ تھا لیکن جب آپنے اسے وطن بنا لیا۔ اور مکہ کو آپ کی رہایش اور آپکے وجود سے محروم کر دیا گیا تب یثرب کا نام طیبہ اور مدینہ رکھا گیا۔ طیبہ اسلیئے کہ وہ وبا سے پاک ہو گیا اور مدینہ اسلیئے کہ رسول صلعم نے اسے اپنا وطن بنا لیا●

پانچویں بات قابل توجہ یہ ہے کہ اگر رسول کریم کی وفات کی وجہ سے کوئی شہر مدینہ بن سکتا ہے۔ تو کیا وجہ کہ کہیں دفن ہونے سے یہ لقب حاصل نہ ہو۔ کیونکہ اگر رسول کریم مدینہ میں فوت ہوئے ہیں تو دفن بھی تو وہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ دفن ہونا اور ہمیشہ کے لیئے کسی شہر میں کسی نبی یا مامور کا مزار ہونا زیادہ فضیلت اور برکات کا موجب ہے۔ کیونکہ وفات پانا تو ایک آنی فعل ہے اور کہیں مدفون ہونا تو قیامت تک کے لیئے ہے اسلیئے زیارت کرنے والوں اور فیوض حاصل کرنے والوں کے لیئے وفات پانے کی جگہ کوئی مرجع نہیں ہو سکتی۔ اسی لیئے صوفیا نے اولیاء کرام نے اپنے پیروں اور بزرگوں کی قبروں پر چلے کاٹے ہیں۔ اور کشف قبور سے ترقیات حاصل کی ہیں۔ چنانچہ باوا نانک صاحب نے ملتان میں۔ اور اجودھن میں خواجہ عبد الشکور سلمیٰ کی درگاہ پر متواتر چلے کاٹے۔ علاوہ ازیں خود حضرت مسیح نے قبور سے برکت حاصل کرنے کا ذکر کیا۔ اور اسی لیئے ہزاروں حاجی بڑی مشقت اٹھا کر صرف اسی واسطے مدینہ جاتے ہیں کہ نبی کریم کے مزار مبارک کی زیارت کریں۔ اگر رسول کریم مدینہ میں وفات پاتے اور آپ کا جسم اطہر کہیں اور دفن کیا جاتا تو لوگ مدینہ میں کبھی نہ جاتے اور جس کثرت سے حاجی وہاں جاتے ہیں یہ کثرت کبھی نہ ہوتی مدینہ کی طرف صرف اسلیئے سفر کیا جاتا ہے کہ وہاں آپکا مزار ہے اسی اصل پر موجودہ معاملہ کو پرکھنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ قادیان میں آپ کا مزار ہے یا لاہور میں۔ مشاہدہ اور واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ آپکا مزار مبارک قادیان میں ہے۔ اور قیامت تک آپکا مزار مبارک آپ کی یادگار رہے گا جس قدر اس امت میں صوفیا کرام پیدا ہوں گے وہ سب آپکے مزار سے فیض حاصل کریں گے۔ نہ کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے مکان سے۔

بعد میں کیوں یہ پیدا ہوا ہے۔ وہ معلوم نہیں انہیں کیا ہو ❖

چھٹا امر جس کی طرف میں آپ کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں یہ ہے کہ مدینہ وہ مقام ہے جسے دار ہجرت کا مرکز قرار پایا ہے۔ اور آپ کے بعد خلافت کے لیے بھی وہی مقام چنا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ بھی مدینہ میں ہی بیٹھے رہے اور مدینہ ہی آپ کا دارالخلافہ قرار پایا۔ پھر حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ آیا تو مدینہ ہی خلافت کا مرکز تجویز ہوا۔ غرض جس طرح مدینہ کو ہجرت گاہ ہونے کا فخر حاصل ہے اسی طرح دارالخلافہ ہونے کا فخر بھی اسی کے حصہ میں آیا۔ اب ہم سلسلہ احمدیہ میں مدینۃ الرسول معلوم کرنا چاہتے ہیں تو وہ قادیان کے سوا اور کوئی ثابت ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہاں ہی بانی سلسلہ کی وفات کے بعد خلافت کا قیام اسی مبارک بستی میں ہوا اور انتخاب خلافت یہاں ہی وقوع میں آیا۔ اور خلیفہ بھی فوت ہوئے۔ غیر مبائعین کو بھی مسلم ہے وہ اپنی تمام خلافت میں یہاں ہی رہا۔ اسی طرح ظل رسول صلعم (مسیح موعود) کی یہاں تمام عمر رہنے اور پھر وفات اسی جگہ ، نہ ہونے نے اس مقام کو مدینہ ثابت کیا۔ اسی طرح آپ کے بعد خلافت کے انتخاب اور آپ کے جانشین نور الدین اعظم کا اسے دارالخلافہ بنانے نے اس بستی کے مدینہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت دیا۔ یہاں پر غیر مبائعین سے ایک سوال ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں فوت ہو گئے اور مطابق الہام ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں ظاہر ہے کہ اگر لاہور مدینۃ المسیح ہے تو مولوی محمد علی صاحب اور انکے ہمنواؤں نے حضور کی نعش مبارک لاہور میں دفن کرنے کی کوشش کیوں نہ کی۔ کیونکہ جب لاہور مدینہ بن گیا تو مسیح موعود کا مزار بھی وہاں ہی بننا چاہیئے تھا جس طرح رسول کریم مدینہ میں فوت ہوئے اور آپ کا مزار بھی وہاں ہی تجویز ہوا۔ اسی طرح جانے دو مدفون بھی اگر قادیان میں ہو جاتے تو بھی کم سے کم خلافت کا انتخاب اور اس کا مرکز لاہور ہی میں آپ لوگ تجویز کرتے۔ اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں عرض کرتے کہ حضور لاہور تشریف لے چلیں۔ کیونکہ حضرت اقدس کی وفات نے ثابت کر دیا کہ لاہور مدینہ ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ جیسے آپ کے مثیل ہیں مدینہ ہی میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ مگر کسی نے بھی حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں یہ عرض نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اب خلافت سے انکار پر گھڑا گیا۔ ورنہ اس سے پہلے سب کے سب قادیان کے مدینۃ المسیح ہونے پر متفق تھے ❖

۷۔ ساتویں بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ غیر مبائعین کہا کرتے ہیں کہ ہم لاہور کو مدینہ بنا کر قادیان کی ہتک نہیں کرتے کیونکہ ہم اسے بھی مکہ کہتے ہیں۔ اور مکہ سے گو رسول کریم نے ہجرت کر لی لیکن اس کا شرف پھر بھی قائم رہا۔ لیکن ان کی یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب رسول صلعم مبعوث ہوئے تو مکہ کو دو شرف حاصل تھے۔ ایک بیت اللہ کے وجود کا، دوسرے رسول صلعم کے مدینہ ہونے کا۔ پھر جب مکہ والوں کی شرارت سے رسول صلعم کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی، اور مکہ پہلا مدینہ نہیں رہا۔ بلکہ جب آپ کا مدینہ بن گیا تو گو مکہ کو مدینۃ الرسول ہونے کا شرف نہیں رہا۔ لیکن بیت اللہ تو قیامت تک وہاں ہی ہے۔ اور اب بھی جو لوگ مکہ جاتے ہیں وہ بیت اللہ کے لیے جاتے ہیں۔ اور گو شرف کے مدینہ بننے سے مکہ کا ایک شرف جاتا رہا لیکن دوسرا شرف تو باقی رہا لیکن قادیان کو تو صرف ایک ہی شرف حاصل تھا۔ اور وہ مدینۃ المسیح ہونے کا کیونکہ بیت اللہ تو اسے کوئی بھی نہیں۔ سو جب یہ شرف بھی لاہور کو حاصل ہو گیا تو قادیان میں تو کوئی بات بھی نہ رہی ایک ہی شرف تھا وہ بھی لاہور نے لے لیا۔ مدینۃ المسیح ہونے کی وجہ سے سب برکتیں ملیں لیکن جب بجائے قادیان کے لاہور مدینۃ المسیح بن گیا تو وہ برکات بھی بند ہو گئیں۔ اب کہاں ہیں وہ غیر مبائعین جو کہتے ہیں کہ لاہور کو مدینۃ المسیح بنا کر ہم قادیان کی ہتک نہیں کرتے ❖ والسلام

عرفانی کی غلط بیانی

مکرم ماسٹر احمد حسین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی ایک لمبا مضمون بھیجتے ہیں جس کا ضروری اقتباس درج کیا جاتا ہے

(ایڈیٹر)

۲۴ اپریل کے اہلحدیث امرتسر میں خواجہ حسن نظامی صاحب کے ایک دوست جو ان کے مرید بھی ہیں اور انہی کے عطا کردہ خطاب عرفانی کہلاتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا مراسلہ بعنوان "قادیانی مناظرے سے گریز" شائع کرایا ہے۔ اسمیں جو کہ دہلی کی احمدی جماعت پر سر تا پا حملہ کیا گیا ہے اور دانستہ یا نادانستہ بعض رنجیدہ غلط بیانیوں سے سلسلہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا میں بحیثیت ایک واقف حال اور نیز ناچیز خادم جماعت موصوف ہونے کے اس غلط بیانی کا ازالہ اور حقیقت واقعات پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ بالکل غلط ہے کہ قادیانی جماعت سے ذوقی شاہ صاحب کا کوئی باقاعدہ مناظرہ قرار پایا تھا۔ جیسا کہ عرفانی صاحب نے بیان کیا ہے۔ ذوقی صاحب معہ اپنے حامیوں کے بھیجیں اور خود ذوقی شاہ صاحب کے بلکہ اپنے مرشد کی مدد سے بھی تا قیامت اسکا ثبوت نہیں دے سکتے۔ انھیں مشیخت کی غرض سے لفاظی و سخن سازی کا پیشہ ہے مگر ہمارے نزدیک واقعات و حقائق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے دگر ❖

اس نام نہاد مناظرہ کی اصلیت صرف اتنی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک نوجوان ممبر میر محمد حسن صاحب آسان دہلوی اپنے ایک عزیز کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کیا کرتے تھے۔ انھوں نے کسی وقت یہ خیال ظاہر کیا کہ مجھے ان مسائل کی چنداں تشفی نہیں اگر کسی ایسے شخص کے ساتھ جو سلسلہ سے واقف اور ذی علم ہو اس بارہ میں آپ کی گفتگو سنوں۔ تو ممکن ہے کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔ اسکے متعلق کچھ زبانی اور ایک دو دفعہ تحریری سلسلہ و پیام بھی طرفین میں بالواسطہ ہوئے۔ مگر اس پر کچھ عرصہ گزر گیا۔ اور کم از کم مجھے تو اسکا خیال بھی نہ رہا تھا کہ ایکدن یکایک ہفتہ (۲۴۔ اپریل) کی غالباً دوپہر حسن نظامی صاحب کا ایک رقعہ دفتر نظام المشائخ میں پہونچا۔ اسمیں چند سطور میرے متعلق بھی تھیں کہ کل یکشنبہ ۲۵۔ اپریل کو گیارہ بجے کی گاڑی سے مولانا خواجہ صاحب کے "دین بسیرے" میں پہنچوں کیونکہ ذوقی شاہ صاحب اور احمدیوں کا مناظرہ ہے۔ میں یہ پڑھ کر حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیسا مناظرہ ہے کہ جس کی نہ کوئی شرائط ہوئیں۔ نہ امور زیر بحث قرار پائے نہ فریق مقابل کو ترار داقعی تجویز و تعیین تاریخ اور اوقات کا کوئی علم۔ اگر دہلی کی جماعت احمدیہ سے مناظرہ ٹھیرا ہوتا۔ تو کیا یہاں سوائے معدودے چند افراد سلسلہ کو بھی اس کی خبر نہ ہوتی۔ اور خصوصاً خاکسار راقم کو بحیثیت سکرٹری کے جو خواجہ صاحب کی دعوت سے ہی بعض پرائیویٹ اطلاع ہے وہ بھی ضمناً دوسروں کے خط میں چند سطور پہنچی۔ اسی روز شام کو ایک خط خواجہ صاحب کی طرف لکھا جسکا مفہوم یہ تھا کہ مناظرے یوں نہیں ہوا کرتے کم از کم میں تو اپنی ذات کے لیے اسمیں شرکت بھی ضروری نہیں سمجھتا۔ تاوقتیکہ ہم لوگ اپنے امام محترم سے اجازت حاصل نہ کر لیں۔ اور شرائط وغیرہ امور طے نہ ہو جائیں۔ ہاں چند احباب میں دوستانہ تبادلۂ خیالات کا مضائقہ نہ تھا۔ مگر اسکا تو موقعہ ہی نہیں۔ کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے آپ لوگ حضرت مسیح کے بارے میں تلاش حق سے مستغنی ہیں۔ ہاں اگر واقعی آپ لوگوں کا منشاء ہو کہ مناظرہ ہی کیا جائے تو قادیان سے اجازت لے کر بعد طے شرائط وغیرہ حسب منشاء اسکا انتظام ہو سکیگا مگر پاس مضمون کا خط لکھ کر ڈاک میں ڈالنے جا رہا تھا کہ راستہ میں

یک ہو کان پر رہو۔ یہ صاحب کے ایک بھائی صاحب جو سلطان کے ازراہ مہربانی منظور کرنے پر وہ خود انہی کے ساتھ بھیج دیئے گئے تاکہ گھر دو کسی وقت پہنچ کی بجائے اسی شام کو پہنچ جائے۔ ابھی وہ ان نامہ بر کی دکان پر کھڑے ہی تھے کہ اتنے میں ماسٹر محمد حسن صاحب بھی اتفاق سے آنکلے۔ میں نے انکو قائل کیا کہ بھئی تم نے آپ ہی آپ یہ مباحثہ کی کیسے ٹھیرائی؟ انہوں نے بڑی حیرت سے کہا۔ کب اور کس طرح؟ اور میری کل کیفیت گوش گذار کرنے پر کہنے لگے کہ بالکل غلط ہے مجھے اس سے پہلے مطلق علم تک نہیں۔ البتہ زبانی و تحریری محض سلسلہ جنبانی تو چند روز سے ہو رہی تھی۔ کہ کسی وقت دوستانہ تبادلہ خیالات کیا جائے۔ مگر باقاعدہ مناظرہ کی کوئی قرارداد تا حال نہیں ہوئی۔ معلوم کیا ہے کہ انکو اسکی خبر نہ ہوتی۔ میں نے پھر ان سے کہا کہ میں تو خواجہ صاحب کو جواب دے چکا ہوں۔ آپ چونکہ اس قرارداد مفروضہ سے خاص تعلق ہے۔ آپ بھی بذریعہ خط یا خود جا کر ذوقی شاہ صاحب سے کہہ دیں کہ مناظرے یوں نہیں ہوا کرتے۔ کہ خود بخود وقت وغیرہ مخصوص کر دیا اور اپنے احباب کو بھی بلا بھیجا اگر ادہر تو کوئی باضابطہ اطلاع ملی نہ اتنی مہلت کہ اپنے سارے دوستوں کو خبر دے سکیں اور آمادہ شرکت کر سکیں۔ چنانچہ ذوقی شاہ صاحب کے دوست اور ماسٹر صاحب کے عزیز مذکورہ صدر کے سامنے اسی شب کو یہ طے ہوا تھا کہ کل بعد مغرب کچھ آدمی جا کر جواب دے آئیں گے۔ اور اگر واقعی انکو باقاعدہ مناظرہ ہی کرنا ہو تو اسکی شرائط وغیرہ کے متعلق ابتدائی گفتگو بھی کر آئیں گے۔ مگر افسوس نہ ماسٹر صاحب جا سکے نہ ہمارے دوسرے احمدی بھائی جان کے ساتھ جا سکے۔ اور یہ کوئی تعجب خیز یا قابل الزام بات نہیں۔ کیونکہ سکرٹری جماعت دہلی کی طرف سے تو تحریری جواب جا ہی چکا تھا پھر ملازمت پیشہ یا کاروباری آدمی کو آٹھویں دن کی چھٹی میں اپنے بیسیوں ضروری کام ہوتے ہیں جنکے بلا اطلاع سابقہ ذرا سا وقت نکالنا بھی اکثر مشکل ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ قریباً سارا دن۔ علاوہ ازیں صرف شب درمیان کی مہلت میں حریف کے یکطرفہ اور ناقابل بے قاعدہ فیصلہ کو منظور کر کے جا حاضر ہونا کسی طرح ماسٹر صاحب یا کسی دوسرے احمدی کا فرض بھی نہ تھا۔ اس پر اخباروں میں چھاپ دینا کہ قادیانیوں نے گریز کیا۔ میں نہیں سمجھتا کہاں کی حق پسندی اور صوفیانہ صاف دلی ہے قطع نظر اس سے کہ قبل ازیں یہی ذوقی شاہ صاحب ماسٹر محمد حسن صاحب سے خود وعدہ خلافی و گریز کر چکے تھے جس کی کیفیت ماسٹر صاحب خود لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

عرفانی صاحب نے لکھا ہے کہ شاہ صاحب نے شعار آئمہ روحانیت کی مناظرہ میں شائستہ تحمل سے مطالعہ اٹھائی۔ اور درویش خانہ میں علی کان من اہتمام کیا گیا سامان کے احباب شوق مناظرہ میں جوق جوق جمع ہوئے وغیرہ مجھے ان لوگوں کی منصف مزاجی اور ایمانداری پر رہ رہ کے حیرت آتی ہے کہ سلسلہ حقہ کی مخالفت میں یہ کیسی کیسی افسوسناک مکروہ باتوں کو بطیب خاطر روا رکھ لیتے ہیں! عرفانی صاحب کا بیان دو حال سے خالی نہیں یا یہ تیاری اور اہتمام کے بارہ میں اگر واقعات کے خلاف ہے تو اسکو دروغ بافی و افتراء کے سوا کیا کہا جائے۔ اور اگر درست ہے تو کیا صوفی مشرب طبقہ میں یہی انصاف ہی کا نام ہے کہ خود تو اسقدر دھوم دھام سے مقابلہ کی تیاریاں کریں اور مقابل کو دو چار روز پہلے بھی اپنے ارادے سے آگاہ تک نہ کریں۔ کہ فلاں روز فلاں وقت اور فلاں امور پر ہم سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ رہنا۔ اسپر دعوائے حریف طلبی "صف شکنی" اور "پسپائی" وغیرہ طعن آمیز باتوں سے بدنام کرنا۔

افسوس چودہویں صدی کے صوفیوں میں یہی تقویٰ رہ گیا ہے۔ اگر عرفان اسی کا نام ہے تو ہمارا اسے دور ہی سے سلام ہے۔ اگر شامان قلم روئے روحانیت ہونے کے مدعی یہی ذوق سلیم رکھتے ہیں تو اس دعا گو میں دین و ملت کی سلامتی کا اللہ ہی حافظ ہے۔

میں بخوف طوالت عرفانی صاحب کے عرفان کی مزید حقیقت کھولنا نہیں چاہتا۔ مگر آخر میں اتنا اور گزارش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

چیلنج اگر آپ لوگ فی الواقعہ تلاش حق مد نظر ہے تو اب بھی ہم نے اپنے امام علیہ السلام سے اجازت لے لی ہے۔ اور حضرت ممدوح کی بھی طرف سے ہمارا کوئی مناظر آجائے گا۔ تاکہ اسکا ساختہ پرداختہ مقامی جماعت یا سلسلہ عالیہ پر آپ کی طرف سے حجت ہو سکے آپ یا آپکے شاہ صاحب بابت قدیم کر مقرر فرماویں آپکے شیدو مولا مرشد و پیشوا خواجہ حسن نظامی صاحب چاہیں تو شرائط وغیرہ کا فیصلہ کر کے مباحثہ کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ پھر ہمارے گریز کی اصلیت پبلک پر ظاہر ہو جائیگی اور آپ لوگوں کا تو اب بھی دل ہی جانتا ہوگا کہ دہلی میں تو ترانی میدان کے روک سکتا ہے اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اجعلنا منہم آمین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ ۱۰ مئی ۱۹۱۶ء

(خاکسار احمد حسین علی خادم فرید آبادی سکرٹری جماعت احمدیہ دہلی)

خلافت کا اہل کون ہے

پیغام نے چار امتیازی نشانات خلافت کے قائم کر کے مولوی محمد علی صاحب کو احق با لخلافۃ قرار دیا ہے تعجب ہے کہ جو مسیح موعود کے بعد خلافت ہی کے قائل نہ تھے وہ اب اس قسم کے مضمون پسند کرتے ہیں۔ الا کہ جب خلافت کا سلسلہ ہی مسلم نہیں تو کسی کا احق بالخلافۃ ہونا کیسا بہرحال ہم اسپر ایک مختصر ریویو کرتے ہیں۔

معترض نے جائز خلیفہ کے لیے چار امتیازی نشانات لکھے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ مولوی محمد علی میں یہ باتیں میاں صاحب سے بڑھ کر پائی جاتی ہیں:۔

۱۔ تصدیق ماموریت میں تقدم ۲۔ علم میں تبحر اور کمال اوّل ۳۔ تقدس اور تطہر ذاتی ۴۔ خدمات دین۔ پہلی بات کا ثبوت دیجئے۔ کہ یہ معیار ہر خلیفہ کے لئے کس آیت و حدیث سے ضروری ثابت ہوتا ہے۔

دوم اگر خلیفہ کے لیے تقدم فی التصدیق ضروری ہے تو حضرت عمر کس طرح خلیفہ ہو سکتے ہیں۔ جب کہ حضرت عثمان اور حضرت علی کو تقدم فی التصدیق حاصل تھی۔ بلکہ ان کے علاوہ زبیر عبد الرحمن بن عوف۔ عمار بن یاسر۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم سب کو تقدم فی التصدیق حاصل تھی۔

سوم اگر ایسی جماعت میں یہ معیار مانا جائے تو ہزاروں احمدی ایسے نکلیں گے۔ جو حضرت اقدس کے اسوقت حلقہ بگوش ہوئے۔ جبکہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحب کا نام بھی نہ سنا ہوگا۔

چہارم حضرت اقدس کا قول دربارہ مولانا عبد اللطیف یاد کرو کہ سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے نکل گیا۔

پنجم دوسرے خلیفہ کی نسبت تو اس اعتراض کا جواب الہام الٰہی نے دیا ہے۔ اے فخر رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ۔ دوسری بات علم میں تبحر سوال ہے کہ علم سے مراد ظاہری علوم ہیں۔ یا کہ باطنی۔ اگر ظاہری ہیں تو انگریزی یا عربی۔ اگر انگریزی! تو حضرت مولانا نورالدین صاحب ایم اے کی موجودگی میں کیونکر خلیفہ جائز نہ تھے۔ اگر عربی علوم مراد ہیں۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی لیاقت حضرت میاں صاحب سے بہت کم ہے۔ یہ ہمارا ہیچ دعویٰ ہے۔ کیونکہ عربی علم کے

پھر شہادت تعلیم حضرت مولانا نورالدین سے آپنے حاصل کی ہیا کہ مولانا موصوف نے اپنی آخر والی پہلی تقریر میں کس کا ذکر کیا اور مولوی محمد علی صاحب سے تو پوچھ کر دیکھ لیجئے وہ خود اقرار کرینگے کہ میں علوم عربیہ سے واقف نہیں اور تبحر کے متعلق نیسرا قسم کا اگر یہی کہہ سکتے ہیں کہ مجھے حاصل نہیں اگر علم سے مراد باطنی علم ہے تو مولانا نورالدین صاحب کی جگہ پر کھڑے ہوکر اپنی جماعت کو درس دینا جو مولانا موصوف سے مولوی محمد علی صاحب جتنا قرآن مجید پڑھ چکی ہے اکاسے وارد ہے اگر کسی کو زعم ہو تو وہ حضرت اقدس کے پیش کردہ سیا۔ پر معارف وحقائق قرآنیہ کے لحاظ سے مقابلہ کرلے۔ پھر تبحر علمی کا اندازہ اس پیشگوئی کے الفاظ سے ہوسکتا ہے۔ جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سخت ذہین ہوگا جلدی جلدی بڑھے گا۔ پھر حضرت خلیفۃ اول جیسے متبحر شخص کا آپ کے خطبے اور آپ کی تقریر سن کر یہ فرمانا کہ ایسے ایسے نکات ہم نے سنے ہیں جو آگے کبھی نہیں سُنے حضرت صاحبزادہ صاحب کے تبحر علمی کی زبردست دلیل ہے۔

تیسری بات تقدس اور تطہر ہے (۱) تقدس اور تطہر ایک امر باطنی ہے وہ آثار سے ظاہر ہوتا ہے اور خدا کی تائید سے پتہ لگتا ہے کہ مقدس مطہر کون ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص مقابلہ پر اٹھا۔ آخر اسے مرکز چھوڑنا پڑا۔ اور باوجود اپنے اور اپنی رفقا کی سرتوڑ کوششوں کے ناکام رہا۔ اور تمہارے مقابل کے ہاتھ پر ایک کثیر حصہ جماعت نے اطاعت کا اقرار کیا (۲) حضرت اقدس کا مقدس و مطہر ہونا ہمارے اور آپکے نزدیک مسلم ہے اور ایک پیشگوئی ایسی ہے جو مولوی محمد علی صاحب بھی حضرت میاں صاحب کے حق میں ماننے پر مجبور ہوئے ہیں اور اسمیں یہ الفاظ ہیں کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا پس حضرت میاں صاحب کے تقدس و تطہر میں کچھ شک کرنا حضرت اقدس کو غیر مقدس ٹھیرانا ہے (۳) پھر حضرت اقدس کا کشف ہے درباره مولوی محمد علی کہ آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اب حضرت میاں صاحب کے مقابلہ کرکے وہ شرعاً صالح کہلانے کے بھی قابل نہ رہے۔ اور مطہر تو اس سے بڑھ کر ہے۔ اگر تفسیر لکھنا مطہر بنا دیتا ہے تو پھر ایک طرف حضرت مسیح موعود غیر مطہر بنیں گے دوسری طرف عبدالحکیم اول المطہرین قرار پائے گا۔

چوتھی بات خدمات دین

اسکے جواب میں عرض ہے کہ خدمات سے مراد اگر ایڈیٹری ہے تو شیخ یعقوب علی صاحب سے کس قسم کی فوقیت ثابت کرو۔ دوم یہ کہ پھر مولانا ابوالعطا صاحب کیوں مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی میں خلیفہ بنائے گئے اور اگر تفسیر نویسی ہے تو پھر اول تو وہ تفسیر پیش کرو جو انہوں نے لکھی ہے۔ اور جو شیخ یعقوب علی صاحب کی مستقبل عالم تفسیر سے بڑھ کر ہے پھر شاہ اسد زیادہ مستحق ہے جو آجکل آپ کا ممدوح بھی ہے اور جو عربی اور اردو تفسیر لکھ چکا ہے اور اگر اپنے سلسلہ کی مثال مانگو تو ڈاکٹر عبدالحکیم نے انگریزی اور اردو دو تفسیریں لکھیں اپنے خرچ سے چھاپ کر شائع کیں کسی سے

دو سو سولہ [۲۱۶] روپے ماہوار تین سال تک تنخواہ بھی نہیں لی۔ وہ گرمیوں میں کوہ مری بھی غریب قوم کے خرچ پر نہیں گیا۔ اور نہ پھر اس نے **چودہ** [۱۴] **پندرہ** [۱۵] **ہزار** کسی انجمن کا جاو بایا۔ اور نہ کسی کی مستعار کتابیں اور ٹائپ رائٹر لے گیا۔ **سوم** حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔ ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار۔ **چہارم** بڑے چھوٹے کئے جائیں گے کی پیشگوئی بھی پوری ہونی تھی۔ **پنجم** مدرسہ انگریزی و احمدیہ اور اسٹیشنات سلسلہ کا قیام باوجود تمہاری مخالفت کے کس کے ہاتھ سے ہوا۔ اور ہر نازک و مشکل موقعہ پر زبردست مضامین کس نے لکھے جن کی تعداد مولوی محمد علی کے مضامین سے بڑھ سکتی ہے بلکہ باہر احمدیت کی تبلیغ کے لئے مختلف مقامات پر جانے میں بھی حضرت میاں صاحب اس سے بڑھ کر ہیں۔

ششم خدمات کے معلوم کرنے کا معیار کیا ہے؟ اور حضرت خالد سے حضرت عمر کو جو فضیلت خدمات دین میں حاصل تھی وہ بیان کرو۔

ہفتم۔ خدمات معلوم کرنے کا وقت کونسا آیا ہے۔

ہشتم۔ اس سوال کا جواب کہ مولوی محمد علی اور اس کے رفقاء نے ایک سال میں کس قدر احمدی بنائے۔

اخیر میں ہمارا سوال ہے کہ وہ جو مسیح موعود کے پیچھے ایسا چلتا تھا جیسے نبض حرکت تنفس کی پیروی کرتی ہے اس نے کیوں حضرت میاں صاحب کو خلافت میں مولوی محمد علی صاحب سے اول نمبر پر پیش کیا۔ اور گھوڑے سے گرنے کے دنوں میں آپکو مسیح کی خلافت کے لیے نامزد کیا۔ اور مسجد نبوی کی امامت کے لئے اپنا قائم مقام بنایا۔

مسافر آگرہ کا بحث سے فرار

پیغام صلح ۲۲ اپریل میں مسافر آگرہ کو لکھا تھا۔ کہ آپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے مناظرہ کی اجازت لے بھیجیں (۲) تینوں پریذیڈنٹ منظور ہوں (۳) ہماری مستند کتب قرآن مجید و بخاری شریف ہیں۔ اپنی مستند کتب کی اطلاع دو۔

(۴) مباحثہ تحریری ہو۔ مزید شرائط دیکھو الفضل ۲۷ اپریل ۱۹۱۸ء

(۵) جو دعوے کیا جائے۔ اسکی دلیل کا تمہاری کتب سے دکھانا۔

(۶) دوسرے ان دو جوابوں کے الہامی ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔

۱۱ مئی کے مسافر آگرہ میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ مسلمانوں اور آریوں میں ایک مباحثہ قرار پا گیا ہے۔ اب مسلمانوں کے قائم مقام بنکر میدان میں آئیں۔

جواب میں گزارش ہے کہ جن مسلمانوں سے وہ مباحثہ قرار پایا ہے وہ قائم مقام بھی مقرر کر چکے ہیں۔ ہم ان کے معاملہ میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ جو مناظرہ ہمارے اور آپکے درمیان قرار پایا ہے اس کی شرائط اوپر درج ہیں۔ ان کے مطابق ہمیں اطلاع دو تو ہم موقع پر پہنچیں گے جب تک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت نہ بھیجو گے جب تک سند ہو بلا شرائط مسلّم نہ ہوں گے۔ آپ کا فرار ثابت ہے۔ ملزم آپ ہیں [illegible] علاوہ ازیں مسافر آگرہ کو ۲۷ اپریل کے الفضل میں جو جواب دیا گیا [illegible]

تجارت پر جنگ

لندن ۱۹ مئی۔ ایک جرمن آبدوز کشتی نے ڈنمارک کو بالکل غرق کر دیا۔ ناروے کا سٹیمر غرق کیا گیا۔ لندن ۲۰ مئی۔ سٹیمر ڈ۔ فرنیہ کو بحیرہ آئرلینڈ میں تارپیڈو سے غرق کر دیا گیا ہے۔ دو جانیں ضائع ہوئیں۔

لندن ۲۰ مئی۔ ایک آبدوز کشتی نے لوسرن اور کرائسولائٹ نامی جہازوں کو بحیرہ شمالی میں غرق کر دیا ہے۔

امام الزمان

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں کی کتب مجموعہ بامین احمدی تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

الفضل

انَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

[illegible] عنوان [illegible] میں بھی اک نورانی چہرے کے [illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ مقامی [illegible]
[illegible] چار روپے

مضامین [illegible]
اور
باقی تمام خط و کتابت [illegible]
قادیان دار الامان ضلع گورداسپور
پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک
(عمر)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | ۲۷ مئی ۱۹۱۵ء (بروز پنجشنبہ) مطابق ۱۲ رجب ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۱۴۵

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیر و عافیت ہیں۔
۲۔ اہل بیت نبوی بھی خیریت سے ہیں۔
۳۔ خلیفہ اول کے خاندان میں خیریت ہے۔
۴۔ خان صاحب محمد علی خان صاحب کوٹلہ تشریف لے گئے ہیں۔
۵۔ مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے مسیح موعود کی صداقت پر مضمون لکھوائے گئے تھے۔ جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طلباء دین میں خوب ترقی کر رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کو با دلائل پیش کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اللہم زد فزد
۶۔ سنا جاتا ہے کہ نتیجہ امتحان انٹرنس کا اسی مہینے کے اخیر یا جون کے پہلے ہفتے میں نکل آئیگا۔ قادیان سے پاس ہونیوالے طلباء کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔
۷۔ احباب کو واضح ہو۔ اتوار قادیان ڈاکخانہ سے صبح سات بجے ڈاک [illegible]

اخبار احمدیہ

۱۔ برادر عبد الرحیم صاحب کے خط سے واضح ہوا کہ آنریبل فرنچ لیڈی نے فرانسیسی میں ٹیچنگ آف اسلام (اسلام کی فلاسفی) کا ترجمہ کرنا منظور کر لیا ہے۔
۲۔ قاضی محمد عالم صاحب گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کے بھائی کو خوب کھول کر تبلیغ کی۔ رات میری بیوی کو خواب آیا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں مجھ کو امام الزمان مان لو۔ چنانچہ اس پر میری بیوی بیعت کی درخواست کرتی ہے۔
۳۔ اصغر علی طالب علم قصبہ [illegible] ضلع [illegible] حقیقۃ النبوۃ پڑھ کر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔
۴۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ آیتوں کو لکھ کر بازو پر باندھنا جائز ہے۔ ایک کتاب التعویذات ہے۔ فرمایا یہ سب لغو باتیں ہیں۔

۵۔ مولوی عمر الدین صاحب شملہ سے لکھتے ہیں کہ جس وقت آپ (خلیفہ ثانی) کی ایک نصیحت یاد کرتا ہوں۔ دل سے ایک حرکت پیدا ہو کر آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں یہ سب کرشمہ آپ کی قوت جاذبہ کا ہے۔ صوفی تکلف سے تصور شیخ کرتے ہونگے۔ یہاں تو خود بخود ہی یہ حالت پیدا ہو گئی (۲) عبد الحق پٹیالوی نہایت مرعوب ہے۔ جب سامنے آتا ہے سب باتیں بھول جاتا ہے۔ معلوم ہوا اس شخص کو حضرت مسیح موعود پر ایمان کامل نہیں ہے (میں تصدیق کرتا ہوں۔ راقم) (۳) ایک مڈل پاس لڑکی چالیس روپے ماہوار کی ملازمہ کو میری اہلیہ نے تبلیغ کی۔ صدق دل سے احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں آپ کو ان کا خلیفہ ثانی مان کر داخل ہوتی ہے۔
۶۔ برادر لے کو پاکٹی کہتے ہیں کہ حضور مسیح موعود کا ایک رؤیا ہے کہ ایک چور گھر میں آ کر کوئی چیز لے بھاگا۔ دیکھا تو تفسیر کبیر ہے۔ یہ تفسیر کا چور کون ہے؟ (سب کو معلوم ہے۔ راقم)
۷۔ ایک عیسائی نے لکھا ہے کہ فلاں شخص کے حق میں [illegible]

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۱۵ء

بیرن ڈلی رویٹر کی خودکشی
کاش وہ مسلمان ہوتا

اخبار بین حضرات اس سے ناواقف نہیں کہ آج اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کا زمانہ ہے۔ اور ہمارے کان ہمیشہ سے لگے ہیں اور اس امر سے قریباً ہر شخص واقف ہے کہ اخبارات کی زینت اور وقعت آجکل بہت حد تک اُس حصہ اخبار پر منحصر ہے جس میں رویٹر کی برقی تحصیل درج ہوتی ہیں۔ رویٹر ایجنسی کے بانی اور مینیجنگ ڈائرکٹر بیرن ہیوبرٹ ڈلی رویٹر کی خودکشی کا حال ناظرین کرام توجہ اور دلچسپی سے مطالعہ فرمائیں گے۔ یوں تو موت ہوئی کہ یہ خبر اخبارات کے کالموں میں گشت لگا چکی ہے۔ مگر مفصل حالات ابھی تازہ ولایتی ڈاک سے موصول ہوئے ہیں جنکو ہم انگریزی سے اردو لباس پہنا کر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

بیرن ڈلی رویٹر کی خودکشی

۲۰ اپریل کو بیرن ڈلی رویٹر کی موت کے متعلق تحقیقات کیگئی۔ بیرن مذکور نے ۱۸ اپریل کو خودکشی کا ارتکاب کیا۔ اور اسکا باعث اوس کی بیوی کی موت ہوئی جو ۱۵ اپریل کو وقوع میں آئی تھی۔

متوفی کے بیٹے مسٹر ہیوبرٹ ڈلی رویٹر نے بیان کیا کہ میری ۱۹ جنوری کے بعد اپنے باپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ البتہ مجھے خط آتے رہے کہ تمہاری والدہ بیمار ہے۔ پہلا خط تین ہفتے ہوئے آیا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے باپ پر میری والدہ کی بیماری کا بہت اثر ہے۔ اور انکو یقین ہو گیا ہے کہ اب وہ جانبر نہ ہوسکیں گی۔

مسٹر برڈشا جنرل سکرٹری رویٹر ٹیلیگرام کمپنی نے بتایا کہ جمعرات کے دن بیرن دفتر میں آئے۔ اُسیدن اُن کی بیوی کا انتقال ہو گیا مگر انکو خبر دے جانے کے بعد پتہ ملا ہم کاروباری معاملات کے متعلق دیر تک حسب معمول بات چیت کرتے رہے۔

اوس وقت مسٹر بیرن موصوف کی حالت میں کوئی تغیر نہ تھا جمعہ کی صبح کو مجھے مفصلہ ذیل خط ملا:۔

پیارے برڈشا۔ میری پیاری بیوی آج رخصت ہو گئی۔ اور اوس کے ساتھ ہی وہ سب کچھ بھی رخصت ہوا جو میرے لیے کچھ اہمیت رکھتا تھا

مخلص ... تمہارا صادق

ہیوبرٹ ڈلی رویٹر

مسٹر واشٹر ... فلنٹ باغبان ... نے ... کہ بیوی کی موت کے بعد بیرن بہت مغموم تھا۔ اور اتوار کو ... متوفیہ کی لاش کے پاس بیٹھا۔ ... جب لاش کو ... اور ... علیحدہ کیا گیا تو وہ ... لکھنے لگا ... کو وہ جانے کے وقت ... آیا۔ اسلیئے میں ... دریافت کرنے کیلئے گیا۔ بیرن کا کتا میرے پاس آیا اور ... کرنے سے ... اوس کے کمرے میں ... وہاں میں نے دیکھا کہ بیرن کرسی پر مردہ پڑا ہے اور اس کی بندوق اُسکے ہاتھ ... نیچے ہے میں نے ... دو خط بھی پائے جن میں سے ایک میرے نام اور دوسرا متوفیہ کی روح کے نام ہے۔ میرے نام کا خط حسب ذیل ہے: (مسٹر فلنٹ باغبان کے نام)

میرے پیارے فلنٹ۔ اب ... اور ... دنیا کو وہ تمام سرانجام دیدیا ہے۔ اور میری پیاری بیوی کی لاش ہمیشہ کے لیئے میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئی ہے۔ اب زندگی میرے لیئے ایک ایسا بوجھ ہے۔ جسے میں برداشت نہیں کر سکتا۔ مہربانی کر کے مجھے میری بیوی کی قبر میں دفن کرنے کا بندوبست کرنا۔ اور ساتھ کا خط جو میری بیوی کی روح کے نام ہے اسے اُسکے تابوت میں رکھ دینا۔

آپکا صادق ہربرٹ رویٹر

متوفیہ کی روح کے نام

میری پیاری بیگم۔ اب تمہارے بغیر زندگی ناقابل برداشت ہے۔ آہ! تمہارا مرغوب قلب جسم تھا اب ختم ہو گیا تمہاری دل پسند وفاداری کے نقصان نے میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا ہے۔ دیکھو! موت ہم دونوں کو جدا نہ کر سکے گی۔ ہم ایک ہی قبر میں آرام کرینگے اور اسطرح ہمیشہ کیلیئے ہمارا سابقہ پر محبت اتفاق قائم رہیگا۔

پیاری روح خدا حافظ۔

ان حالات کا مطالعہ کر کے گو انسانی طبیعت پر ایک گونہ اثر ہوتا ہے اور جذبات محبت وفاداری ایک مرتبہ اپنا دلربا چہرہ دکھا کر انس رکھنے والی انسانی طبیعت پر ایک آن کیلیئے دلپذیر تو ڈالتے ہیں۔ مگر وہ قلب جو اعلیٰ جذبہ محبت کے ساتھ فوق الانسان کی نسبت کو بھی دل میں جگہ دیتا ہے اور شرک کے جرم سے خائف ہے وہ یقیناً کہیگا کہ رویٹر ایک بزدل انسان تھا۔ وہ خدا اور انسان کی آنکھ میں مجرم ہے کیونکہ اسنے ایک ایسی جان کو جو بنی نوع انسان کے لیئے کوئی مفید خدمت کر سکتی ہے۔ بلاوجہ ضائع کر دیا اور اپنی بیوی کی روح کو فائدہ پہونچانے کی بجائے تکلیف دی اور اس بات کا ثبوت دیا کہ یورپ پر مذہب کی کوئی گرفت نہیں اور وہاں کے تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ سب قوم پرستی میں سب مبتلا ہیں۔

اور اگر سچ پوچھو تو یہ اوس مذہب کا قصور ہے جس نے نہ اون کے سامنے کوئی کامل نمونہ پیش کیا ہے نہ کامل اخلاقی تعلیم اون کے سامنے رکھی ہے بلکہ ایسے کفارہ کے مسئلے کی جہت سے ایک ایسی مثال پیش کی ہے جو جہلا کو خودکشی کیطرف مائل کر سکتی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ نزول ... کے غلط مفہوم نے بعض بزرگوں کو خودکشی کے ارتکاب کیطرف مائل کیا اسیطرح ممکن ہے کہ کفارہ بھی اندر اندر اپنا غلط اثر کرتا رہتا ہو۔

دیکھو اگر رویٹر مسلمان ہوتا تو وہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ مطالعہ کرتا کہ لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ یعنی اپنے تئیں اپنے ہاتھوں ہلاکت میں مت ڈالو۔ پھر نبی کریم صلعم کی احادیث میں پڑھتا عن جابر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برجل قتل نفسہ بمشاقص فلم یصل علیہ رواہ مسلم۔ جابر سے روایت ہے کہا کہ نبی کریم کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے اپنے آپکو تیر سے مار ڈالا تھا۔ آپنے اسپر نماز جنازہ نہ پڑھی اسکو مسلم نے روایت کیا۔ عن جابر ابن سمرۃ ان رجلا قتل نفسہ فلم یصل علیہ النبی رواہ الترمذی حضرت جابر ابن سمرۃ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے آپکو قتل کیا۔ آپنے اسپر جنازہ نہ پڑھا۔ قال رسول اللہ صلعم کان فیمن کان قبلکم رجل بہ جرح فجزع فاخذ سکینا فحز بہا یدہ فما رقا الدم حتی مات قال اللہ عز وجل بادرنی عبدی بنفسہ فحرمت علیہ الجنۃ۔ نبی کریم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک زخمی آدمی تھا جس نے گھبراہٹ کی وجہ سے ایک چھری لیکر اپنے ہاتھ کو کاٹ ڈالا جس سے خون نہ رکا یہاں تک کہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندہ نے خود میری طرف آنے میں جلدی کی ہے۔ پس میں نے اسپر جنت حرام کر دیا۔ ان احکام الٰہی پر ایمان رکھتے ہوئے یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ اس جرم کا مرتکب ہوتا۔

الاسلام

اسلام میں کونسی خصوصیات ہیں جو اور مذاہب میں نہیں

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو الفضل نمبر ۱۳۸)

ساتویں خصوصیت

سچے مذہب کیلئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ اسکا لانے والا جس قوم یا جس ملک کی اصلاح کیلئے وہ مذہب لایا ہو واقعہ میں اس مذہب کے اصولوں کو ترویج دے کر اصلاح میں کامیاب ہو گیا ہو۔ اور اپنی قوم یا اہل ملک کی جن غلطیوں اور بدیوں کو دور کرنے کے لیے اسکی بعثت ہوئی ہو وہ اپنی قوت قدسیہ سے ان کے دور کرنے میں کامیاب بھی ہوا ہو۔ کیونکہ کسی مذہب کا سب سے پہلا مستحق وہی ہو سکتا ہے جس پر وہ مذہب بذریعہ الہام الٰہی نازل ہو۔ کیونکہ ایمان اس الہامی کلام پر اسے ہوگا جس پر وہ نازل ہوا دوسرے کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔ اور جب بانی مذہب اور ملہم اپنی تعلیم کا خود کامل متبع بنکر دوسروں کی اصلاح شروع کرے اور کامیاب ہو تو اور کون ایسا شخص ہو سکتا ہے جو اس تعلیم سے دنیا کی اصلاح کر سکے۔ غرض کسی مذہب کی سچائی معلوم کرنے کے لیے منجملہ اور معیاروں کے ایک نہایت ضروری معیار یہ بھی ہے کہ بانی مذہب کی زندگی پر نظر ڈالی جاوے۔ اور معلوم کیا جاوے کہ اسنے اپنی قوم کی طرف مبعوث ہو کر ان کی جن بدیوں اور گناہوں اور غلطیوں کے دور کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ آیا وہ اس میں کامیاب ہوا یا نہیں۔ اور اپنی قوم میں ایک بے نظیر تبدیلی پیدا کی یا نہیں۔ اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ملے تب تو سمجھنا چاہیے کہ وہ مذہب سچا اور من جانب اللہ ہے۔ اور اگر جواب نفی میں دیا جائے تو پھر ثابت ہو گا کہ وہ مذہب من جانب اللہ نہیں۔ کیونکہ خود بانی مذہب اس مذہب کو کام میں لا کر اپنی قوم کی اصلاح نہ کر سکا۔ اور اس نسخہ سے بیمار نے شفا نہیں پائی۔ معلوم ہوا کہ وہ نسخہ ہی کسی لائق طبیب کا تجویز کردہ نہیں۔ اب ہم اس خیال سے اسلام اور دیگر مذاہب میں موازنہ کرتے ہیں۔ سوچنا چاہیے کہ ہمارے سامنے اس ملک میں دو بڑے مذہب اسلام کے مقابل ہیں۔ عیسائیت اور ہندو دھرم۔ پہلے مذہب کا بانی مسیح ناصری ہے اور دوسرے مذہب کے ملہم چار رشی ہیں۔ اب ہم نے معلوم کرنا ہے کہ ان مذہبوں کے بانیوں نے دنیا میں مبعوث ہو کر اپنی تعلیم سے دنیا میں کونسی خارق عادت تبدیلی پیدا کی۔ پہلے رشیوں کو لو۔ ان کے حالات کی تفتیش کرو لیکن ہزار تحقیق و تدقیق کے بعد بھی ان کی کوئی بات معلوم نہیں ہو سکتی نہ پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ کب ہوئے کس علاقہ میں ہوئے کتنے برس زندہ رہے دنیا میں کیا اصلاح کی۔ کن قوموں میں تبلیغ کی اور ان کے کن نقائص کی اصلاح کی۔ اپنی تعلیم سے کیسی کیسی خرابیاں دور کیں بگڑی ہوئی قوم کی کیسی ردی حالت تھی پھر اصلاح کے بعد کیا نقشہ ہو گیا۔ غرض جس قدر بھی تفتیش کرو۔ کوئی بے نظیر تبدیلی نہ پاؤ گے اب اگر کوئی شخص یہ ہونا چاہے تو وہ وید کے ملہموں میں کونسی خصوصیت معلوم کر سکتا ہے۔ جب ملہمین کے حالات ہی کم تر ہیں تو وہ شخص وید کی تعلیم اور اسکے رشیوں کی قوت قدسیہ کا کس طرح اندازہ لگا سکتا ہے۔ جب بانیان مذہب کی شخصیت ہی پردہ میں ہے تو مذہب کے موثر ہونے اور دنیا میں تبدیلی پیدا کرنے اور گری ہوئی قوموں کو ابھارنے اور بد اخلاقوں کو با اخلاق بنانے کا کیا ثبوت ہے جب ایک دوا کا کسی ڈاکٹر نے تجربہ ہی نہیں کیا اور کسی مریض پر استعمال کر کے اس دوائی کا امتحان ہی نہیں ہوا۔ تو اس دوائی کی تعریف کرنی اور اس کے استعمال پر لوگوں کو آمادہ کرنا کھلی کھلی گمراہی ہے۔ اسی طرح وید کی قوت قدسیہ

اور اسکے چار رشیوں کی قوت

جانچنے کا جب پتہ ہی نہیں اور کوئی تاریخی ثبوت ہی نہیں ملتا تو ایسے مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ایک بڑی بھاری غلطی ہے۔ اسکے بعد عیسوئیت کو لو۔ اسکا بانی مسیح ہے۔ آپ کی بعثت یہود میں ہوئی جو نہایت گری ہوئی قوم تھی۔ آپ نے انمیں تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اور لوگوں کو اپنی تعلیم سے اپنی طرف کھینچنے لگے۔ لیکن بقول عیسائیوں کے اس دنیا سے آپ کے رخصت ہونے تک بہت تھوڑے لوگ باقاعدہ آپ کے مذہب میں داخل ہوئے اور کل بارہ آدمی آپ کے فیض صحبت سے تیار ہوئے ہم ان بارہ آدمیوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ آیا مسیح نے ان کے اخلاقیات اور ایمانی حالت میں کوئی تبدیلی پیدا کی۔ یا نہیں۔ انجیل کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تبدیلی نمایاں انمیں پیدا نہیں ہوئی۔ سنیئے بارہ میں سے ایک نے تو اسی وفاداری دکھائی کہ اپنے آقا المسیح کو تیس روپوں کے عوض اسکے خونخوار قاتلوں کے ہاتھ فروخت کیا۔ اب رہے گیارہ ان میں سب سے زیادہ معتبر پطرس تھا سو اسکے متعلق انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے اسے کہا کہ چل دور ہو مجھ سے اے شیطان۔ اور پھر یہ کہ وہ ایسا قوی الایمان تھا کہ تین دفعہ اسنے یہودیوں کے سامنے لعنت کی اور کہا کہ میں مسیح کو نہیں جانتا۔ باقی رہے دس ان کے متعلق لکھا ہے کہ صلیب کے وقت سب تتر بتر ہو گئے۔ اور ایمانی حالت یہ تھی کہ المسیح جب صلیب سے بچکر واپس آئے تو باوجود اسکے کہ انہوں نے شاگردوں کو سنا دیا تھا کہ میں تیسرے دن پھر زندہ ہو جاؤں گا۔ شاگرد مسیح کو ایک خیالی روح ہی سمجھتے رہے اور مسیح کے کہنے پر ہرگز یقین نہ کیا جب تک کہ ان کے زخم ہاتھوں سے ٹٹول نہ لیئے پھر ذرا ذرا سی باتوں پر ایمان کمزور ہو جاتا رہا۔ مثلاً ایک دفعہ ایک حواری کو المسیح نے اپنی قدرت سے پانی پر چلایا۔ مگر اس کا ایمان ایسا کمزور نکلا اور بے اعتقادی اس حد تک تھی کہ وہ ڈگمگا گیا کہ اسکی کمزوری کی وجہ سے مسیح کا معجزہ بھی اسے نہ چلا سکا۔ پھر انہیں حواریوں کے متعلق مسیح نے کئی مرتبہ کم اعتقاد قوم کا لفظ استعمال کیا۔ پھر ایک موقعہ پر جبکہ حواری ایک معجزہ نہ دکھلا سکے مسیح انہیں مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اگر تم میں رائی برابر بھی ایمان ہوتا تو تم یہ معجزہ دکھلا لیتے۔ مسیح کے اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک حواریوں میں رائی برابر بھی ایمان نہ تھا۔ غرض مسیح نے تمام عمر میں ۱۲ آدمی تیار کیے۔ وہ بھی بقول مسیح کم اعتقاد کمزور ایمان تھے۔ اور کسی کا اپنے استاد کو پکڑوا دینا کسی کا استاد کے منہ سے شیطان کا لقب حاصل کرنا کسی کا اپنے استاد پر لعنت بھیجنا۔ پھر صلیب کے موقعہ پر سب کا تتر بتر ہو جانا۔ اور کم اعتقادی کی وجہ سے معجزہ نہ دکھلا سکنا یہ سب امور بتاتے ہیں کہ مسیح نے حواریوں میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی اور آپ کا مشن بالکل بار آور نہیں ہوا۔ اسکے بر خلاف اسلام کو لو۔ اسکا بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوا جو ہر قسم کی بدیوں میں گرفتار تھی۔ کوئی عیب نہ تھا جو ان میں نہ ہو۔ کوئی بے حیائی نہ تھی جو انمیں نہ پائی جاتی ہو۔ اعتقاد ان کے بگڑے ہوئے تھے خیالات ان کے فاسد تھے۔ اعمال ان کے شنیع تھے۔ بت پرستی۔ کواکب پرستی میں تمام دنیا سے قدم بڑھائے ہوئے تھے۔ اوہام اور پریشان خیالی میں اپنی نظیر آپ تھے۔ قتل و غارت کے عادی اور پھر اس پر فخر کرتے تھے۔ شراب کا پینا فرض عین تھا جوئے کے بغیر کسی شریف

کی شرافت قائم رہ سکتی تھی۔ مگر مردوں پر ظلم کرنا امارت کی نشانی تھی۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے تھے۔ اتفاق کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ ایک ملک میں ہزاروں علیحدہ علیحدہ سمجھتے تھے۔ جو صدیوں سے کئی نسلوں سے ہر وقت آمادہ تھے۔ لیکن محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم اسلامی تعلیم اور قرآن حمید ساتھ میں لے کر تشریف لائے۔ اور اپنی ذات سے ایک بے نظیر تبدیلی ان میں پیدا کر دی۔ جو آپ ہی کے شایان شان تھی۔ بت پرستی کا تمام ملک سے استیصال کر دیا۔ غیر اللہ کی پرستش لوگوں کے دلوں سے محو ہو گئی۔ ہزاروں بت جو روزانہ پوجے جاتے تھے توڑ ڈالے۔ کوئی ایک بت بھی سرزمین عرب میں باقی نہ رہا۔ اور پھر عربوں کے قلوب کی اصلاح کی۔ سب خانہ جنگیاں موقوف کیں۔ پرانے کینے دلوں سے دور ہو گئے۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ انتشار کی جگہ اتفاق کی روح پھونک دی۔ وہ قوم جو سراسر جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی علم کے سمندر میں غوطہ زن ہوئی۔ شراب اور جوا موقوف ہوئے۔ کوئی ایک متنفس بھی ایسا نہ رہا جو شراب کا استعمال کرتا ہو۔ جوئے کا نام تک عرب کے لوگ بھول گئے۔ لڑکیوں کے قتل سے لوگ رک گئے۔ اور اس غریب مخلوق کو ہلاکت کے ہاتھ سے بچا لیا گیا۔ ظالموں کے ظلم سے مخلوق بچ گئی۔ بڑے چھوٹے کی تمیز رہی۔ مساوات کا عملی سبق دیا گیا۔ وہ قوم جو تنزل کے گہرے گڑھے میں غرق تھی۔ ترقی کے بلند مینار پر چڑھا دی گئی۔ غرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی جب تک کہ جس قوم کی اصلاح کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے اس کی اصلاح نہ کر لی۔ اور اس کے تمام گندوں کو دور کر دیا۔ اس کی سستی کو چستی سے بدل دیا۔ جن جن عیبوں میں عرب لوگ گرفتار تھے وہ سب ان سے دور کئے۔ تاریخ کے ورق بتاتے ہیں کہ دنیا میں کسی مصلح نے ایسی اصلاح نہیں کی جیسی حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کی۔ ان کی عادتیں بدل دیں۔ بداخلاقیاں دور کیں۔ جہالت کے بدلہ علم سے متمتع کیا۔ بے اتفاقی کی جگہ اتفاق پیدا کیا۔ وہ مردہ تھے۔ ان میں زندگی کی روح پھونک دی۔ اور وہ قوم جو کسی کے شاگرد ہونے کے قابل بھی نہ تھی۔ اسے دنیا کا استاد بنا دیا۔ لیکن ان کے مقابل ویدوں کے رشی اور عیسویت کا بانی جن قوموں میں آئے۔ ان کی کچھ اصلاح نہ کر سکے۔ اور جسے اصلاح کہا جاتا ہے۔ وہ نہ کرنے کے برابر ہے۔ کوئی بے نظیر تبدیلی ان سے ثابت نہیں۔ اور یہ بھی اسلام کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اشاعت اسلام کالج لاہور

کبھی کبھی پیغام صلح میں کسی نو مسلم کے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہونے کی خبر شائع کی جاتی ہے جس سے مولوی صاحب کے مرید تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ ایسی خبر پر فخر کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان نو مسلموں کو کبھی پوچھا جائے کہ تم حضرت مسیح موعود کو کیا سمجھتے ہو تو ساری حقیقت کھل جائے۔ ولایت کے نو مسلموں کا حال تو معلوم ہی ہے۔ ہم آپ کو ایک نو مسلم مولوی مفضل الہی صاحب (جو اس سال مولوی فاضل کا امتحان دینے والے ہیں) کا حال سناتے ہیں۔ مولوی صاحب مسلمان ہونے سے پہلے عیسائی تھے۔ عیسائی ہونے کے دس سال تک عیسائی رہے۔ اب مولوی صاحب کے ہاتھ پر احمدی مسلمان ہوئے تو انکو مدرسہ اشاعت اسلام کالج لاہور کا مدرس بنا دیا گیا۔ اور تمام تعلیم درحقیقت یہی مولوی صاحب دیتے ہیں بلا مبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صرف مولوی صاحب ہی معلم ہیں۔ جو اکثر حصہ سکول ٹائم کا تعلیم دیتے ہیں۔ آجکل صاحب شملہ میں تشریف فرما ہیں۔ میں بھی مولوی صاحب کے جالا میں سے باتوں باتوں میں مولوی صاحب سے حضرت مسیح موعود کے متعلق انکا عقیدہ دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ میں مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتا ہوں۔ جس پر میں نے پوچھا کہ آپ مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں یا نہیں۔

مولوی صاحب۔ میں مرزا صاحب کو صرف مجدد مانتا ہوں نبی نہیں۔

متین۔ کیا آپ مولوی صاحب کو ظلی یا بروزی نبی جس طرح مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں مانتے ہیں یا نہیں۔

مولوی صاحب۔ میں نہیں مانتا ظلی بروزی یہ سب غلط ہے خواہ مخواہ ایسی باتیں بنائی گئی ہیں۔ ظلی بروزی کوئی چیز نہیں ہے۔ سب نے تو صرف بحث کو ٹالا ہے کہ یہ کیا بات ہے کہ تم میاں صاحب کی جماعت سے مناظرہ ہی کرتے ہو اور پھر ظلی بروزی نبی بھی مانتے ہو۔ چاہیئے کہ اسکا صاف انکار کر دیا کرو۔

متین۔ حدیث میں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔

مولوی صاحب۔ وہ سب استعارات ہیں۔ اور اگر احادیث کی بنا پر بحث کی جائے تو مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

متین۔ مرزا صاحب کو خدا نے اپنی وحی میں نبی اللہ کہا ہے۔

مولوی صاحب۔ میں نہیں مانتا۔ مرزا صاحب کی وحی کوئی حجت نہیں ہے قرآن و حدیث حجت ہے۔

متین۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اظہار علی الغیب کا مرتبہ دیا گیا اور قرآن کہتا ہے کہ بجز نبی مرسل کے کسی پر یہ دروازہ نہیں کھلتا۔ پس مرزا صاحب نبی ہوئے۔

مولوی صاحب۔ دلیل تو ٹھیک ہے میں مرزا صاحب کے اس دعوی کو اس طرح تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن کے خلاف ہے۔

متین۔ حضرت مرزا صاحب تو قرآن ہی سکھلانے آئے تھے۔ قرآن کریم کے علم کے متعلق انکا دعوے ہے کہ:۔

آدمی زادے ندارد ہیچ فن تا دریں میداں بیاید دیو و جن

مولوی صاحب۔ یہ دعوے لغو ہے۔ اگر مرزا صاحب علماء ہند کے مقابل یوں کہیں تو کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہندوستان کے مجدد ہیں۔ باہر کبھی نکلے ہی نہیں۔ ورنہ یہ دعوی غلط ہے قرآن کریم کے سمجھنے میں تو میں مولوی نور الدین صاحب کا قائل ہوں۔ مرزا صاحب نے تو بے شمار غلطیاں کیں۔

متین۔ مثلاً

مولوی صاحب۔ آیت استخلاف سے جو استدلال اپنی خلافت کا کیا ہے محض غلط ہے۔ آیت لو تقول علینا کی دلیل سے جو اپنے لئے معیار قائم کیا۔ درست نہیں ہے ایسے ہی اور کئی غلطیاں ہیں۔

متین۔ مولوی صاحب قرآن کریم کی آیت استخلاف سے مسیح موعود نے ہمیشہ استدلال کیا کہ مجدد دین آتے رہیں گے جو خلفاء نبی کریم ہوں گے۔ اور میں خاتم الخلفاء ہوں۔ کیا واقعی یہ غلط بات ہے۔

مولوی صاحب۔ بے شک اگر قرآن میں مجددوں کا ذکر ہوتا تو انکا ماننا جزو ایمان ہو جاتا۔

متین۔ آیت لو تقول کو بھی آپ نے قطعی طور پر پیش کیا ہے اور عقاید نسفی میں اس دلیل کو ایک قانون کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے کیا واقعی مرزا صاحب کا استدلال غلط ہے۔

مولوی صاحب۔ شرح عقاید نسفی قرآن تو نہیں ہے میرے خیال میں اس پر جتنی بحث مرزا صاحب نے کی ہے درست نہیں ہے۔

متین۔ مولوی صاحب میرے نزدیک آپکے عقاید احمدی عقاید نہیں ہیں۔

مولوی صاحب۔ میں منافق نہیں ہوں صاف بات کہہ دی آگے آپ جو چاہیں کہیں۔

یہ ہیں سلسلہ عالیہ کے معلم خاص کے عقاید۔ انکے عقاید بھی واہی ہیں۔ اور خدا جانے غیر احمدی کون ہوگا۔ اور لاہوری مبلغین کی جماعت کا کیا حشر ہوگا اور ان کے عقاید کیا ہونگے۔ مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود کی بیعت کرکے یہ عقاید رکھتا ہے اور پھر مبلغین کا استاد ہے۔ ہم اسکے اور اسکے شاگردوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ

زہے کتاب است بہمہ کلا کا طفلاں تمام خواہد شد ●

عمر الدین احمدی از شملہ مورخہ ۲ اپریل ۱۹۱۵ء

(۲)

میں مولوی صاحب آپ کا عربی سے یہ مفہوم کیوں نہیں جو تفسیر حضرت مسیح موعود نے کی ہے۔ اسے آپ مانتے ہیں یا نہیں۔ اس آیت کے ماتحت حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی دو بعثتیں ہیں۔ پہلی بعثت تو پانچویں ہزار میں اور دوسری چھٹے ہزار کے آخر پر اور دوسری بعثت کا مظہر مسیح موعود ہے اور اسی کے ضمن میں فرمایا ہے کہ ان کی شان بلند نہیں۔ دیکھ ایت مصطفیٰ فما عرفنی وما رأی یعنی مجھے مسیح موعود اور آنحضرت کو الگ الگ جاننا اسنے مسیح موعود کو نہ پہچانا اور نہ دیکھا ●

مولوی صاحب۔ میں اس دعوے کو تسلیم نہیں کرتا اس آیت کی تفسیر میں مرزا صاحب نے غلطی کی ہے ●

میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو تمام انبیاء کے کمالات کا صاحب بتایا ہے۔ اور آپ کا الہام ہے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء جسکا ترجمہ مسیح موعود نے یہ کیا ہے کہ

آدمم نیز احمد مختار ● در برم جامہ ہمہ ابرار

کیا آپ اس دعوے کو تسلیم کرتے ہیں ●

مولوی صاحب۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ کلام حالت سکر کا ہے جسطرح حضرت پیران پیر نے کہا تھا قدمی ہذا علی اعناق الرجال۔ میں مرزا صاحب کو تمام انبیاء کا جامع وجود نہیں مان سکتا۔ میں مرزا صاحب کو صرف مجدد مانتا ہوں جسطرح سرسید احمد خان علیگڑھی کو بھی مانتا ہوں ویسے ●

میں۔ مولوی صاحب حضرت مرزا صاحب کا تو نبوت کا دعوےٰ ہے۔ انہوں نے بار بار پیش کیا اور الہام الٰہی کو گواہ کے طور پر پیش کیا کیا خدا بھی حالت سکر میں الہام کرتا تھا ●

مولوی صاحب۔ یہ سب سکر کے وقت کے کلمات ہیں ورنہ مرزا صاحب ہرگز نبی نہیں۔ کیونکہ نبی کے لئے امتی نہ ہونا ضروری ہے۔ پس امتی ہوکر مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے اور پھر نا صاحب نے لکھا ہے کہ نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت ہو یہ غلط ہے۔

یہ تمام باتیں مولوی صاحب نے متفرق طور پر کہیں۔ آپ انکو شائع کردیں تاکہ ان لوگوں کے ایمان کا حال معلوم ہو۔ فقط

عمر الدین احمدی از شملہ

پادری جوالہ سنگھ صاحب سے ہمارے مطالبات

(نمبر ۲)

(سلسلہ کے لئے دیکھو الفضل نمبر ۱۳۸ صفحہ ۵)

(۵) پادری علی بخش صاحب نے اپنے لکچر میں خدا کے مجسم ہونے کی پہلی ضرورت یہ پیش کی کہ چونکہ خدا انسان کی آنکھ سے پوشیدہ ہے اور پوشیدہ چیزوں پر انسان کا قوی ایمان نہیں ہوتا اسلئے وہ مجسم ہوا۔ کہ تا خدا کو دیکھ کر انسان کا ایمان قوی ہو اسپر ہمارے چار اعتراض ہیں:۔

(۱) تسلیم کرلیا کہ مسیح مجسم خدا تھا۔ مگر پادری صاحب کی بیان کردہ ضرورت پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ خدا کو تو پھر بھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اور جو جسم حواریوں اور یہودیوں دوستوں اور دشمنوں کو نظر آتا تھا۔ وہ انسانی جسم (یہ بات خود عیسائی تسلیم کرتے ہیں) تھا نہ کہ الوہیت۔ پس جسطرح مسیح کے مجسم ہونے سے پہلے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ تھی وہ تو اب مجسم ہونے کے بعد بھی پوشیدہ ہی رہی۔ اور کوئی نیا انکشاف حاصل نہ ہوا۔ مسیح کی الوہیت تو لوگوں نے مشاہدہ نہیں کی صرف اسکا جسم دیکھا اور اسکے جسم کو تم خود انسانی جسم تسلیم کرتے ہو ●

(۲) دوسری جرح اسپر یہ ہے کہ اگر بغیر خدا کے مجسم ہونیکے کسی کو خدا پر قوی یقین نہیں ہوتا تو بتاؤ کہ آدم سے لیکر مسیح تک ہزاروں برس خدا نے کیوں تجسم اختیار نہ کیا۔ کیا مسیح تک تمام لوگوں کے ایمان کا کوئی فکر نہ کیا ●

(۳) تیسری جرح یہ کیجاتی ہے اگر خدا کو مجسم دیکھنے کے بغیر ایمان قوی نہیں ہوتا تو بتاؤ کہ مسیح کے بعد جس قدر عیسائی دنیا میں ہوئے ان کے ایمان کے بڑھانے کا کونسا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اور علاوہ ازیں یہ بھی تسلیم کیجئے کہ مسیح سے لیکر اب تک انیس سو برس کے لمبے عرصے میں ایک عیسائی بھی قوی الایمان پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ سب کے سب ضعیف الایمان ہیں ●

(۴) چوتھی بات آپ سے یہ پوچھنی ہے کہ پولوس صاحب جو انکے ثانی عیسویت ہیں۔ اور خدا کے رسول ہیں۔ انہوں نے تو ایمان کی حالت میں مسیح مجسم نہیں دیکھا کیا وہ قوی الایمان نہیں ہو سکتے اگر نہیں تھے تو رسول کس طرح ہوئے اور اگر قوی الایمان تھے تو آپ کا یہ کلیہ کہ بغیر مجسم خدا کو دیکھنے کے ایمان قوی نہیں ہوتا باطل ہو گیا

(۶) خدا کے مجسم ہونے کی دوسری ضرورت پادری صاحب نے یہ بیان کی تھی کہ وہ اسلئے مجسم ہوا کہ وہ لوگوں کے لئے عملی نمونہ بنے اسپر ہمارے مطالبات ہیں:۔

(۱) مسیح سے پہلے لوگوں کے لئے کون نمونہ تھا۔ کیا پہلوں کی نجات بغیر کسی نمونہ کی متابعت کے ہوسکتی ہے۔ اگر ہوسکتی ہے تو بعد میں مجسم ہونے کی کیا ضرورت۔ اور اگر نہیں ہوسکتی تو مسیح سے پہلے لوگوں کی نجات کس سے ہوئی اور کیا پہلوں کے لئے نمونہ قائم نہ کرنا ان پر ظلم نہیں۔ اور کیا انہیں جان بوجھکر ضلالت میں دھکیلنا نہیں۔

(۲) صلیب کے واقعہ کے بعد جو قومیں اب تک ہوئیں اور قیامت تک ہونگی۔ ان کے لئے کون نمونہ ہے۔ کیونکہ بقول تمہارے ایک نمونہ کی اشد ضرورت ہے۔ اگر کہو کہ مسیح کے سوانح ہمارے لئے نمونہ ہیں تو اسکا یہ جواب ہے کہ اگر صرف الفاظ پر کفایت ہوسکتی ہے تو پھر مسیح کے مجسم ہونے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیا توریت اور صحف انبیاء کے الفاظ ہماری نصیحت کے لئے کافی نہ تھے ●

(۳) یہ بھی یاد رہے کہ مسیح نمونہ نہیں تھا کیونکہ ایک شادی شدہ ایک صاحب اولاد ایک فاتح ایک مفتوح ایک حکمران ایک اپنے دشمنوں پر قابو پانے والے شخص کے لئے مسیح کی زندگی میں کوئی نمونہ نہ تھا غرض یہ کہنا کہ مسیح ہمارے لئے نمونہ ہے غلط ہے ●

(۴) مسیح اگر قابل نمونہ ہو بھی تو اس کو نمونہ بنانے کی کسی کو ہمت ہی نہیں ہوسکتی کیونکہ اسے نمونہ تو وہی بنائے گا جو اسکے انسان ہونے پر ایمان لاوے گا لیکن جو شخص یہ ایمان لاوے کہ یہ شخص مجسم خدا ہے تو اسے ہمت ہی نہ ہوگی کہ المسیح کو نمونہ بناوے جبکہ اسے یقین ہے کہ یہ خدا ہے۔ اسلئے وہ پاک ہے۔ اور اسی لئے ایسے ایسے کام کرتا ہے۔ میں تو انسان ہوں میں بھلا اسکی طرح کسطرح اتباع کرسکتا ہوں۔ یہ خدا ہے۔ میں عاجز انسان ہوں غرض جو شخص المسیح کو خدا سمجھکر اسپر ایمان لاوے اسے ہمت ہی نہیں ہوسکتی کہ

[illegible]

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح والمہدی
۱۴ مئی ۱۹۱۵ء
(نوشتہ غلام نبی بلانوی)

یاایها الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منها کذلک یبین اللہ لکم ایته لعلکم تهتدون ۔

جماعت کی ترقی کیلئے اس بات کی بہت ضرورت ہوتی ہے کہ اسکے سب افراد آپس میں ایک ہو جائیں۔ جب تک کوئی جماعت اس طرح نہیں ہو جاتی ترقی نہیں کر سکتی خواہ وہ جماعت دینی ہو یا دنیوی کیونکہ تمام کامیابیوں اور ترقیوں کے لئے خدا تعالے نے یہ قاعدہ جاری کیا ہوا ہے کہ جب تک ساری جماعت ایک نہ ہو جائے۔ لڑنا جھگڑنا۔ دشمنی و نفسانی حسد کینہ بغض اور عداوت کو چھوڑ نہ دے اسوقت تک ترقی نہ کرے [illegible]۔ جیسے کوئی انسان اسوقت تک سکھ اور آرام نہیں پا سکتا جب تک کہ اسکے تمام اعضاء میں مناسبت اور درستی نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے ممد اور معاون نہ ہوں ایسے ہی کوئی قوم اسوقت تک آرام اور سکھ نہیں پا سکتی جب تک کہ اسکا ہر ایک فرد دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ اور دوسرے کے آرام کو اپنا آرام نہ سمجھے دیکھو کسی طبیب کی طبیعت وہاں علاج کرنے سے گھبراتی ہے جہاں ایک بیماری کا علاج کرے تو دوسری پیدا ہو جائے کیونکہ اسلئے کہ اگر وہ جگر کا علاج کرتا ہے تو معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور اگر معدہ کا علاج کرتا ہے تو سینہ خراب ہو جاتا ہے پھر جب ایسی بیماریاں مقابل میں آجاتی ہیں کہ ایک سے دوسری بیماری اور دوسری سے تیسری بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور ایک عضو کے ساتھ دوسرا بیمار ہو جاتا ہے تو اسوقت انسان کو آرام نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جس قوم کے افراد ایسے ایک دوسرے سے دور ہوں کہ اگر ایک کو دکھ پہنچے تو دوسرے کو دکھ محسوس ہو۔ اور اگر ایک کو تکلیف پہنچے تو دوسرے کو آرام ہو۔ اس قوم کے لئے بھی کسی قسم کی ترقی کی امید نہیں ہو سکتی

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو خدا تعالے نے بار بار قرآن شریف میں اسطرف متوجہ کیا ہے کہ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو اور کامیاب قوم بننا چاہتے ہو تو آپس کی لڑائی جھگڑوں کو چھوڑ کر ایک ہو جاؤ۔ فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کہ آپس کے اختلافات کو چھوڑ دو اور حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو جب تمام آدمی ایک رسی کو پکڑے ہوئے ہیں تو جیسے دیکھا ہے کہ ان میں سے اگر ایک کو جھٹکا لگے تو سب کو لگتا ہے گویا خدا تعالی نے اتفاق اور اتحاد کا یہ نقشہ بتایا ہے کہ حبل اللہ کو ایسا مضبوط پکڑو۔ کہ ایک کے [illegible] سارے [illegible] محسوس کرو۔ اور ایک کے دکھ میں سب کو دکھ پہنچے جب کسی قوم کے لوگ ایسے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہم ایسی قوم کی ترقی کے راستے کھول دیتے ہیں۔

ہماری جماعت کو جہاں اور بڑے بڑے کاموں کی طرف توجہ ہے وہاں اسطرف بھی بہت توجہ کرنی چاہئے جیسے دیکھا ہے کہ اس میں ابھی کمی ہے۔ جہاں کوئی جھگڑا یا اختلاف ہوتا ہے وہاں ذاتی اغراض کو مدنظر رکھکر جماعت کے اغراض اور مقاصد [illegible] قربان کیا جائے تو افسوس کی بات ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اسوقت کبھی ترقی نہ ہوگی جب تک کہ ذاتی فوائد قومی فوائد پر قربان نہ کیا جائیگا پس ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اسطرف بہت توجہ کریں کیونکہ جب تک تمام قوم میں اتحاد اور اتفاق نہ ہو۔ اور تمام قوم ایک سلک میں منسلک نہ ہو۔ اور ہر ایک شخص کے دکھ سکھ کو اپنا دکھ سکھ نہ سمجھے [illegible] ناممکن ہے کبھی کوئی انسان یہ نہ دیکھیگا کہ کسی کی آنکھ کو دکھ ہو۔ اور اس کا باقی جسم آرام میں ہو۔ یا ناک کان ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا میں تکلیف ہو تو باقی جسم میں دکھ نہ ہو۔ پس ہماری جماعت کو چاہئے کہ یہ بھی انسانی جسم کے اعضا کی طرح ہو جائیں کیونکہ جب تک یہ نہیں ہوگا۔ قومی ترقی مشکل اور نہایت مشکل ہے۔ پھر آپس کے اختلافوں کی کئی جھگڑے ہوتے ہیں جنکا اگر نتیجہ دیکھا جائے تو یہ ہوتا ہے کہ کوئی کسی رشتہ دار کا خواہ وہ غیر احمدی ہی کیوں نہ ہو لحاظ کر کے احمدی کو نقصان پہنچایا جاتا ہے پس جو ایسا کرتا ہے وہ قومی اتحاد اور اتفاق کو پراگندہ کرتا ہے اور قومی یک جہتی کو توڑتا ہے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو کوئی ہماری جماعت میں داخل ہو گیا وہ اپنا ہو گیا۔ اور سب امیر و غریب ایک ہو گئے۔ وہی ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں وہی

ایک دوسرے کے عزیز ہیں اور وہی ایک دوسرے کے دوست اور محب ہیں۔ باقی دوسروں سے جب مذہبی جدائی ہو گئی۔ تو پھر وہ جسمانی رشتہ دار کہاں ہو سکتے ہیں۔ پس یہی ہماری برادری ہے جو خدا تعالے نے لاکھوں کی تعداد میں پیدا کر دی ہے جو بھی احمدی ہے وہ ہمارا رشتہ دار ہمارا عزیز اور ہمارا پیارا ہے وہ ہم سے ہے اور ہم اس سے ہیں۔ اور جو احمدی نہیں وہ ہمارا کچھ بھی نہیں ہاں انکے ساتھ اسوقت اسی حد تک تعلق ہے جہاں تک کہ دنیا کے چین اور امن میں اس سے فائدہ پہنچتا ہے اور دنیاوی کاروبار اس سے متعلق ہیں مگر تمدن قومی اور جماعت کے فوائد کا جہاں تعلق ہوگا اور جماعت اور قوم کو جہاں اس سے نقصان پہنچتا ہوگا۔ وہاں وہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اور وہی ہمارا بھائی وہی ہمارا عزیز ہوگا جو ہماری قوم میں سے ہوگا اسی کے فوائد ہمارے زیر نظر ہونگے۔ جب تک یہ بات پیدا نہ ہو جائے اسوقت تک یہ خیال کر لینا کہ خدا تعالے کی طرف سے ہمارے لئے نصرت اور مدد آئیگی محال ہے

اللہ تعالے فرماتا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ تم میری نعمت کو یاد کرو۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے میں نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا کیا ہی لطیف بات بیان فرمائی ہے کہ جب میں نے تمہاری دشمنی کو مٹا کر تمہیں دوست بنا دیا ہے اور تم ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو گئے تو بھائی کے ساتھ بھائی کو محبت رکھنا کیا مشکل ہے یہ بھائی کس طرح بنا دیا۔ بھائی انکو کہا جاتا ہے جو ایک باپ کے بیٹے ہوتے ہیں اور انکا آپس میں اسلئے سلوک ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم ایک باپ کے بیٹے ہیں دنیا میں جب لڑائیاں اور فساد پیدا ہو جاتے ہیں تو خدا تعالے اپنے مامور کو بھیج دیتا ہے۔ پس جتنے لوگ اس مامور سے تعلق پیدا کرتے جاتے ہیں سو ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو جاتے ہیں تو خدا تعالے فرماتا ہے کہ ہم نے ایک آدمی کے ساتھ تعلق کرا کر تم کو ایک باپ کے بیٹے بنا دیا اور یہ ایسی حالت میں بنایا جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ حالانکہ دشمن کو دوستی پیدا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے جب میں نے تمہیں دشمنوں سے ایک دوسرے کے بھائی بنا دیا تو تم ایسے کا توڑنے سے پرہیز کرو۔ جو بہت بھائی دشمن ہو جاتے۔ پس ہماری جماعت کو چاہئے

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے [illegible] ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

باقی تمام ضلع قادیان

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (تحفہ گولڑویہ)

جلد ۲ — ۳۰ مئی ۱۹۱۵ء مطابق ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ — نمبر ۱۴۶

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر کی طبیعت اچھی ہے۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا کہ جو جماعت انعام الٰہی سے حصہ پانے والی ہے اسے ابتلاؤں کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔

۲—۲۷ مئی صبح ۷ بجے میر محمد اسحٰق صاحب ماسٹر عبدالرحیم صاحب۔ برادر مہر محمد خان جاپہوڑ حسب ارشاد خلیفۃ المسیح کسی انجمن اسلامیہ میں وعظ کے لئے گئے اللہ تعالیٰ کامیاب وکامران واپس لائے۔

۳—عمارت کا پانچہزار جو باقی تھا وہ گورنمنٹ کی طرف سے ملگیا جس کے لئے ہم ان افسروں کے ممنون ہیں جنکے متعلق اس رقم کی منظوری کا تھی امید ہے اب خوشحالی کیساتھ مدرسہ کی عمارت بھی مکمل ہو جائیگی۔

۴—میر قاسم علی صاحب اور سید سرور شاہ صاحب جو بتقریب جلسہ

اخبار احمدیہ

۱—ماسٹر قادر بخش صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں کہ ۲ اپریل کا خطبہ جمعہ پڑھکر عاجز اپنے اندر توفیق پاتا ہے کہ اپنا مکان اشاعت اسلام کے لئے نذر کروں سو آپ اسکا کرایہ مقرر کردیں جو میں ادا کردیا کرونگا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا

۲—ایک احمدی نے لکھا کہ قرآن شریف پڑھنے کے قابل نہ رہا تھا میں نے اسے جلا دیا اب گاؤں میں شور برپا ہے فرمایا ایسا کرنا جائز ہے حضرت عثمان کے عمل سے یہ بات ثابت ہے جو سب کو مسلم ہے۔

۳—ایک احمدی نے لکھا ہے کہ ایک غیر احمدی مولوی کا اعتراض ہے کہ مکہ معظمہ میں تو ہمیشہ سچا دین رہیگا اور وہ احمدی نہیں اسلئے احمدی جھوٹے ہیں فرمایا جو کہتا ہے کہ مکہ معظمہ والوں کے ہمیشہ سچے دین پر قائم رہنے کی پیشگوئی ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔

۴—ایک ۸۰ سالہ بوڑھا اپنے بہت سی معذوریاں دربارہ عبادات پیش کرتا ہے فرمایا جس حد تک انسان مجبور ہوتا ہے اس حد تک اس سے کوئی بازپرس نہیں۔

۵—ایک صاحبکو لکھوایا کہ سود سوائے اشاعت اسلام کے اور بھی موجودہ صورت حالات میں اور کسی جگہ خرچ کرنا جائز نہیں۔

۶—مکرم معظم غلام مصطفےٰ صاحب تیم گھمیانہ سے اپنے بھائی و دیگر متعلقین کے حق پالینے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں

۷—مولوی فضل الرحمٰن صاحب ہیلاں سے لکھتے ہیں کہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے اور دل پکار اٹھے ہیں کہ آپ قدرت ثانیہ ہیں بہت سے متردد نفوس خود بخود

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں [illegible] چھپ کر شائع ہوا

[illegible] ۔ یا رب آپ کو اللہ
[illegible] جھوٹے ہیں وہ اشرار
[illegible] میرے ایک چچا زاد بھائی
[illegible] نہیں بلکہ معاند تھے۔
[illegible] کرتے ہیں۔

۸۔ [illegible] اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں [illegible] کا زور ہے خدا ہمارے [illegible] بچائے۔

۹۔ ایک [illegible] کمیٹی کے ممبروں کے بارے [illegible] مفید اور فرض منصبی [illegible] یا عیسائی کیسی مسلمان کو ادا کر [illegible] سے زیادہ نفع رساں ہو تو پھر وہ کیوں نہ ہو

۱۰۔ شیخ غلام احمد صاحب ۲۹ مئی حافظ آباد تھے۔ نکیل پور سے سید احمد شاہ صاحب کی بیعت بھجوائی راولپنڈی کے ایک نوجوان برہمن نے قبول اسلام کا ارادہ ظاہر کیا راولپنڈی کا پبلک لیکچر جس میں وکلاء بعض رؤسا ہر مذہب و فرقہ کے تھے بخیر و خوبی ہوا

۱۱۔ ایک دوست لکھتے ہیں۔ اس سال ژالہ زدگی سے بہت سے گاؤں تباہ ہو گئے ہیں۔ بعض لوگوں کو ایک ایک سیر بھی غلہ نہیں آیا۔ ایک شخص کے ۵۰ کیلے کاشت تھی۔ کچھ بھی گندم نہیں ہوئی۔ ژالہ زدگی سے درخت کریکی ٹہنیاں تک گر گئیں۔

۱۲۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ میں ایک سو گیارہ دفعہ بعد نماز عشاء درود شریف اور اتنی دفعہ سورہ لایلاف اور پھر اتنی بار درود کشائش کے لئے پڑھتا رہا ہوں خواب آیا۔ کہ بندوق سے آسمان کی طرف نشانہ لگاتا ہوں مگر بندوق چلی نہیں۔ صرف دھوآں ہی دھوآں ہو گیا۔ کسی نے کہا ٹوپی پرانی ہے اسلئے یہ صورت ہے۔ ہمارے دوست کو معلوم ہو کہ یہ نبوت کا زمانہ ہے۔ جیسے رسول اللہ کی بعثت اول کے وقت کوئی ورد وظیفہ نہ تھا۔ ایسا ہی اب بھی ورد وظیفہ نہ چلیگا۔ یہ فیج اعوج کی باتیں ہیں اسی لئے حضور نے جواب میں لکھا کہ اصل وظیفہ دعا ہے و دعا ہی سے سب کام ہوتے ہیں۔

۱۳۔ بابا محمد حسن صاحب واعظ لکھتے ہیں کہ اوجلہ وعظ کیا۔ پھر جالندھر پہنچا۔ پھر ننگل وہاں دو تین روز تبلیغ کی۔ چندہ جمع کرتا رہا پھر راہوں پہنچا وہاں کام کر کے کریم پور پہنچا۔ اسجگہ چندہ کر کے لنگڑوعہ پہنچا پھر سڑوعہ وارد ہوا۔ یہاں سے فارغ ہو کر پنام پھر بہرام پور جہاں ایک بڑے مجمع میں تبلیغ کی دو آدمیوں نے بیعت کے خطوط لکھدیے ہیں پھر کریام پہنچکر وعظ کیا۔ ایک آدمی بیعت میں داخل ہوا ماہواری چندہ منی آرڈر کر چکا ہوں ایک سو کا منی آرڈر اور بھجواؤنگا۔

مختلف خبریں

لنڈن ۲۵ مئی۔ وزیر اعظم نے سامان حرب کی وزارت قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور مسٹر لائڈ جارج اس محکمہ کے عارضی اہتمام کے دوران میں وزارت مال کے عہدہ سے دست بردار رہینگے۔

جدید مجلس وزراء ملک معظم نے ذیل کی مجلس وزراء کے متعلق منظوری صادر فرمائی ہے

مسٹر ایسکوئتھ (وزیر اعظم لارڈ اول خزانہ) لارڈ لینسڈاؤن (فی الحال) کوئی قلمدان سپرد نہیں ہوا۔ سر سٹینلی بکماسٹر (لارڈ چانسلر) لارڈ کریو (پریذیڈنٹ کونسل) لارڈ کرزن (لارڈ پریوی سیل) مسٹر میکنا (چانسلر آف ایکسچیکر) سر جان سائمن (ہوم سیکرٹری) سر ایڈورڈ گرے (فارن سیکرٹری) مسٹر بونر لا (سیکرٹری نو آبادیات) مسٹر چیمبرلین (وزیر ہند) لارڈ کچنر (وزیر جنگ) مسٹر لائڈ جارج (وزیر سامان حرب) مسٹر بالفور (اول لارڈ محکمہ بحری) مسٹر رنسی مین (پریذیڈنٹ بورڈ تجارت) مسٹر لانگ (پریذیڈنٹ لوکل گورنمنٹ بورڈ) مسٹر چرچل (چانسلر ڈچی آف لنکاسٹر) مسٹر برل (چیف سیکرٹری آئرلینڈ) مسٹر میکنن وڈ (سیکرٹری سکاٹلینڈ) لارڈ سیلبورن (پریذیڈنٹ بورڈ زراعت) مسٹر ہارکورٹ اول کمشنر تعمیرات) مسٹر ہنڈرسن (پریذیڈنٹ بورڈ تعلیم) سر ایڈورڈ کارسن (اٹارنی جنرل) یہ عہدہ مسٹر ریڈمنڈ کے سامنے پیش کیا گیا تھا مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ کہ آج ہمارے توپخانے نے جرمن کی تین بالحریوں کو خاموش کرا دیا۔ اور ایک ہاشری کو بالکل تباہ کر دیا بیہوز کے مشرق میں جرمنوں کی پیدل سپاہ نے علی الصبح زہریلی گیس کی مدد سے حملہ کیا۔ اور ان کے توپخانہ نے زہریلی گیس کے گولے پھینکے۔ غنیم دو تین جگہ ہماری [illegible] گھس آیا۔ لڑائی جاری ہے اصل لائن کے بعض [illegible] دوبارہ لے لئے گئے ہیں۔

پیرس ۲۴ مئی۔ ۳۰۱ اریونکی خونریز جنگ کے [illegible] گھاٹیوں پر قبضہ کر لینے سے جنہیں غنیم ناقابل [illegible] اتحادیوں کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی تین ہزار جرمن ہلاک ہوئے اور ایک ہزار قید [illegible] ہمیں ہر روز سیدگی ہوئی خندقوں میں [illegible] خندقوں کی توپیں دستیاب ہو رہی ہیں

لنڈن ۲۵ مئی۔ جرمنوں نے [illegible] پر حملہ کیا مگر ہم نے اسے روک دیا۔ غنیم نے ایلیس کے شمال میں ۲ حملے اور نیو مل کے شمال میں چار حملے کئے انہیں بھی ہم نے پسپا کر دیا۔ اور غنیم نے شدید نقصان اٹھایا سپرز نے علاقہ میں علیحدہ کا حملہ ہونیکے باوجود ہماری کسی مقام پر پیچھے نہیں ہٹے

لنڈن ۲۲ مئی۔ اطالوی سپہ سالار اعظم کاونٹ کیڈورنا آدھی رات کو میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گیا

لنڈن ۲۵ مئی۔ بھرتی پیغامات سے پایا جاتا ہے کہ دریائے اڈیچی کی وادی میں سرحد کی ہر دو جانب ریو ولی اور ٹرینٹ کے علاقوں میں فوج مجتمع ہو رہی ہے۔ غنیم کی جو فوج اس علاقہ میں موجود ہے وہ کچھ جنگی اہمیت نہیں رکھتی اور اسکے پاس کافی جنگی سامان بھی نہیں۔

لنڈن ۲۶ مئی۔ ۲۴ ماہ رواں کو میٹرانو کے ۳ میل مشرق میں بمقام کولڈل ٹورنیل جنگ وقوع میں آئی اطالیوں نے آسٹریوں کو جو اٹلی کے علاقہ میں گھس آئے تھے پسپا کیا اور انکے کئی سو قیدی گرفتار کئے۔

لنڈن ۲۶ مئی۔ سرحد ٹرینٹو کی۔ اطالیوں نے ۲ سے ۳ میل تک پیشقدمی کی اور دروں اور گھاٹیوں پر قبضہ کر لیا اور کچھ قیدی گرفتار کئے جنتے کیڈور کے تمام سرحدی دروں پر قبضہ کر لیا۔ غنیم پلوں کو تباہ کرتا ہوا پسپا ہو رہا ہے۔

لنڈن ۲۷ مئی۔ سامرکی جہاز بنا سکن (۲۰۰۰ ٹن) جو لیورپول سے روانہ ہوا تھا۔ آج صبح بروہیڈ کے قریب تارپیڈو پھینکا گیا اپنے ہوائی پیغام کے ذریعہ سے مدد طلب کی حملے کے آدمی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۳۰ مئی ۱۹۱۵ء

انی احافظ کل من فی الدار

وہ حسین ظہور خاص خدا کا ظہور تھا۔ وہ جس کی مسکراہٹ میں سد جلوہ طور تھا۔ وہ جس کی چشم نم باز میں جنت کی سو کھڑکی کھلی تھی۔ وہ جس کی صحبت قدسیہ کی ایک ایک گھڑی زاہد شب زندہ دار صد سالہ عبادت سے قیمتی تھی۔ وہ جس کے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی وہ جس کی قوت قدسیہ دافع ہر شور و شر تھی۔ جسے خدا نے اپنے ولد کے مقام پر فرمایا بلکہ بمنزلہ توحید و تفرید بتایا۔ جسکو آیت انت معی وانا معک و انت منی وانا منک سے مخاطب فرما کر اپنا مظہر اتم بنایا۔ عبرت ہے حسرت ہے۔ رونے کا مقام ہے کہ چند نااہل بے وفا۔ قومی غدار۔ اسکی ہتک میں اپنی عزت۔ اسکے درجے کے گھٹانے میں اپنا بڑھنا دیکھتے ہیں کوئی صبح طلوع نہیں کرتی۔ جب وہ اپنے۔ بے سخط الٰہی کا کوئی باعث پیدا نہیں کرتے۔ اور کوئی شام نہیں اترتی۔ جب وہ اپنے واسطے غضب و تباہی کا موجب ہویدا نہیں کرتے عقلیں ان کی مسخ ہو گئیں۔ وہ ہاتھ جو خدا کے نبی کے ہاتھ پر کٹے تھے۔ زبانیں تیز اور ہاتھ ہر وقت آمادہ ستیز۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم۔

وہ زمانہ اب تک میری آنکھوں میں پھر رہا ہے جب خدا کا برگزیدہ نبی مسیح مبارک میں زیب و سریر رسالت تھا۔ اور کسی نے عرض کیا۔ کہ ایک شخص کہتا ہے۔ ہمارا گھر بھی ابھی تک طاعون کے حملے سے محفوظ ہے۔ فرمایا پھر وہ کیوں اپنے خدا کی حفاظت کا اعلان نہیں کر دیتا۔ اسے چاہیئے کہ یہ دعویٰ شائع کرے پھر دیکھے کہ خدا کی غیرت اپنا کیا جلوہ دکھاتی ہے۔ ایسا کہنے والا خدا کے ایک نشان کو مٹانا چاہتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ اسکا غضب بھڑکے۔ اس وقت تمام جہان میں ایک ہی دار کو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت یا بخشا ہے کہ وہ طاعون جو عذاب الٰہی ہے اس سے امن میں رہے۔

چنانچہ آپ نے اسکے متعلق بعض مخالفان عقیدہ کے نام لکھکر انکو مخاطب کیا۔ کہ اگر انہیں کچھ بھی زعم ہے تو مقابلہ پر آئیں۔ باقی قرآن مجید میں مھلکوا اور معذبوا دو نوالفاظ آئے ہیں۔ پس بعض ہلاک ہوں گے اور بعض بچائے جائیں گے۔ اس نشان کی عظمت تو مقابل پر آنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس بین نشان کے ہزاروں نہیں تو لاکھوں گواہ موجود ہیں۔ کہ اس مبارک دار کا ایک کتا ایک چوہا بھی طاعون سے نہ مرا۔ اب محض ضد سے نہایت بے باکی کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ خواجہ کمال الدین کے گھر کے لئے بھی یہی الہام ہے۔ بلکہ خواجہ صاحب کے گھر کو ایک خاص شرف حاصل ہے کہ قادیان کے دار کے لئے تو الا الذین علوا باستکبار کا استثناء موجود ہے۔ اور خواجہ صاحب کے گھر کے لئے یہ شرط بھی نہیں۔

نادانو! سوچو کہ یہ الہام ہے تو کس پر نازل ہوا اور کس کی خاطر ہوا۔ وہ حضرت اکا رسول جو تمام انبیاء کے حلوں میں نازل ہوا۔ اور اسکے اہل بیت امان فی الدار رہتے تھے۔ اور یہی۔ انہی کی خاطر خدا نے یہ وعدہ کیا۔ جب وہ سب لاہور تشریف لے گئے اور ان دلوں میں اس مکان کے متعلق کسی نے بعض خطرناک اجرام کا خطرہ ظاہر کیا تو اللہ تعالےٰ نے انی احافظ کل من فی الدار سے تسلی دی جس سے ثابت ہوا کہ اہل بیت نبوی تو کل من فی الدار کے وعدہ میں شامل ہیں۔ البتہ ایک ہمہ علوا استکبار ہستی جس کی قسمت میں حضرت آدم ثانی کی خلافت کا ابا اور استکبار لکھا تھا وہ اس دار میں تھی جس کی وجہ سے قادیان کے دار میں ایک استثنا ساللہ تعالےٰ نے بڑھا دیا۔ واقعی اس وقت نظر بحالات ظاہرہ یہ امر نہیں کھل سکتا تھا کہ یہ استثنا کیوں ہے لیکن بعد میں جب واقعات نے اپنا رنگ بدلا تو معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود پر وحی بھیجنے والی وہ علیم بذات الصدور ذات بابرکات تھی جس کی نگاہ جسد تقلب تک پہنچتی ہے۔ اس نے ایک دل کو علو اور استکبار کا مادہ اپنے اندر لئے ہوئے دیکھا۔ اسلئے اس سے متنبہ کیا۔ پس یہ معاملہ تو صاف ہے۔ اگر محض ہمدردی سے پیغام کے مہتمین کو انتباہ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ لڑیں جھگڑیں لیکن خدا کے زبردست نشانوں سے ساتھ استخفاف اور استہزار چھوڑ دیں۔ ایسا نہ ہو کہ اسکی غیرت جوش پر آئے اور کوئی عملی جواب جناب الٰہی سے نازل ہو۔ جسکو روکنے والا تم میں سے کوئی نہیں اور یقیناً کوئی نہیں۔ نہ تو خواجہ کی ذات سے وعدہ ہے اور نہ خواجہ کے مکان کی کوئی خصوصیت ہے۔ پس ہرگز طاعون یا عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا وعدہ ان سے مخصوص نہیں۔ البتہ اگر تم استہزار اور ہماری ضد سے نہیں کہتے بلکہ فی الواقعہ تمہارا یہ عقیدہ ہے۔ تو پھر جرأت سے کام لو۔ ہمت سے کام لو۔ مرد بنو۔ بزدلی اور جبن مومن کا کام نہیں۔ خواجہ صاحب سے شائع کرا دو۔ کہ اسکی ذات یا اسکے دار کے لئے یہ خدا کا وعدہ ہے اور وہ طاعون یا کسی دیگر عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں گے۔ پھر میرے مولیٰ کی قدرت نمائی دیکھیو۔

تم ہمیں بے شک حقیر سمجھو۔ مشرک کہو۔ کافر جانو کفر کے فتوے شائع کرو۔ لیکن خدارا الٰہی نشانوں کا استخفاف چھوڑ دو کہ اس کا نتیجہ برا ہے۔

نتیجہ ہائی سکول قادیان

۲۵ - امیدوار - ۱۸ - پاس

۴ - زیر تجویز - الحمد للہ

رپورٹر

پادری جوالہ سنگھ صاحب سے ہمارے مطالبات

(گذشتہ سے پیوستہ)

(نمبر ۲)

پادری علی بخش صاحب نے اپنے گوجرانوالہ کے لکچر میں بیان کیا۔ کہ موسوی شریعت میں جانوروں کو بطور قربانی ذبح کیا جاتا تھا لیکن وہ قربانی ناقص تھی۔ اور صرف اس بات کے لئے بطور علامت مقرر کی گئی تھی کہ مسیح بندوں کے گناہ اٹھا کر ان کے بدلہ میں قربان ہونے والا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ پادری جوالہ سنگھ صاحب جو گوجرانوالہ میں تمام لکچروں کی تعریف کرتے اور ان پر مباحثہ کرتے تھے چند مطالبات کریں:-

مسیح کی یہ قربانی بالکل خلاف فطرت و خلاف عقل ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ دکھوں سے بچنے اور سکھوں کے حصول کے لئے چھوٹی چیز کو بڑی چیز پر قربان کر دیتا ہے۔ دیکھو فوج جب لڑائی پر جاتی ہے تو وہاں سپاہی لوگ افسروں کو بچانے کے لئے قربان ہو جاتے ہیں پھر ادنیٰ افسر قربان ہو کر بڑے بڑے جرنیلوں اور کرنیلوں کا فدیہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جب سپہ سالار اور کمانڈر انچیف پر حملہ ہوتا ہے تو بڑے بڑے جرنیل قربان کر دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جب بادشاہ کی جان معرض خطر میں ہو تو سپہ سالار تک قربان ہو جاتے ہیں۔ یہ کیوں۔ اسلئے کہ چھوٹی چیز بڑی چیز پر قربان کر دی جاتی ہے۔ اور یہی انسانی فطرت ہے لیکن مسیح کی قربانی فطرت کے خلاف ہے۔ کیونکہ مسیح خدا ہے اور جسکے لئے وہ قربان ہوا۔ وہ انسان ہیں اور خدا اعلیٰ ہے بندے ادنیٰ ہیں۔ تو مسیح کی قربانی کے یہ معنے ہوئے کہ اعلیٰ چیز ادنیٰ پر قربان ہو گئی۔ اور یہ بالکل خلاف فطرت ہے کیونکہ ادنیٰ چیز اعلیٰ پر قربان ہوتی ہے۔ نہ کہ اعلیٰ چیز ادنیٰ پر۔ پس مسیح بندوں پر قربان نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ اعلیٰ ہے اور بندے ادنیٰ ہیں۔ اور اعلیٰ چیز ادنیٰ پر قربان نہیں ہوا کرتی بلکہ ادنیٰ چیز اعلیٰ پر قربان ہوتی ہے ۔

پادری صاحب نے لکچر میں کہا کہ کفارہ کے بغیر نجات نہیں۔ اس پر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر شریعت کافی نہیں بلکہ خدا کے بیٹے کے قربان ہونے کی ضرورت ہے تو بتاؤ کہ۔

(الف) آدم سے لیکر مسیح تک کے لوگوں کے لئے کون قربان ہوا۔ پھر بتاؤ کہ ان کی نجات ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئی تو یہ ظلم ہے۔ اور اگر ہوگئی تو معلوم ہوا کہ کفارہ نجات کو لازم ملزوم نہیں ۔

(ب) اس زمین کے سوا اور بہت سے سیارے ہیں جن میں آبادیاں ہیں اگر خدا کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تو بتاؤ کہ پھر وہاں کون قربان ہوتا ہے۔ خدا کا بیٹا یا کوئی انسان۔ اگر کوئی انسان قربان ہوتا ہے تو اس زمین میں کیوں کوئی انسان قربان ہوا اور اگر ہر جگہ بیٹا ہی قربان ہوتا ہے تو نقلی ثبوت دو۔ اور پھر تسلیم کرو کہ بیٹا باپ کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہوا نہیں بلکہ کسی نہ کسی سیارے میں قربان ہو رہا ہے۔

پادری صاحب یہ فرمائینگے کہ مسیح جب بندوں کے گناہ اٹھا کر مصلوب ہوا تو اب بندوں سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوتے یا ہوتے تو ہیں لیکن معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر کہو کہ سرزد ہی نہیں ہوتے تو یہ مشاہدہ کے خلاف ہے۔ عیسائی بھی [illegible] جرم کرتے ہیں۔ کم سے کم برہمن کو تو گنہ کا مرتکب کرتے ہیں اور اگر کہو کہ گناہ سرزد ہوتے ہیں لیکن سزا نہیں ملتی بلکہ معاف ہو جاتے ہیں تو بتاؤ کہ پھر تم مشن میں قواعد کی خلاف ورزی پر عیسائیوں کو سزا کیوں دیتے ہو۔ دوسرے یہ کہ یہ تو صرف دعوےٰ ہے کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کوئی دلیل پیش کرو۔ اسطرح تو ایک مسلمان بھی کہتا ہے کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۔

پادری صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ بندوں پر قربان ہونے کے لئے اقنوم ابن کی کوئی خصوصیت ہے یا نہیں۔ اگر کوئی خصوصیت نہیں بلکہ تینوں اقنوم مساوی ہیں تو پھر بتاؤ کہ قربان ہونے کے لئے مسیح کو کیوں چنا گیا۔ باپ اور روح القدس کیوں نہ مصلوب ہوئے اور یہ ترجیح بلا مرجح کیوں ہوئی اور اگر کہا جاوے کہ اقنوم ابن کی خصوصیت ہے تو بتاؤ کہ وہ مابہ الاختصاص کونسی بات ہے۔ یا درکھو کہ اگر اعلیٰ ہے تو باقی دو اقنوم ناقص ٹھیرتے ہیں اور اگر ادنیٰ ہے تو اقنوم ثانی ناقص ہوگا۔

عیسائی صاحبان کہتے ہیں کہ مسیح نے نہ مرنا تھا نہ صلیب پر اسے کوئی چڑھا سکتا تھا اور نہ اسے دکھ و تکلیف کوئی پہنچا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خدا تھا لیکن اسے چونکہ بندوں کے گناہ اٹھانے تھے اسلئے وہ گنہگاروں کی جگہ میں سولی پر چڑھا اور موت کا پیالہ اسے پلایا گیا۔ اس پر ہم پادری صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر تمہاری یہ بات مان لیجاوے تو بتاؤ کہ جب مسیح صلیب پر چڑھ کر ایک دفعہ وفات پا چکے اور گناہوں کا بدلہ بھگت چکے اور زندہ ہوئے تو پھر کیوں یہودیوں سے چھپ چھپ کر شاگردوں سے ملتے۔ یہ اب کس بات کا ڈر تھا۔ خدا کو کون پکڑ سکتا تھا۔ پہلی دفعہ تو چونکہ بندوں کے گناہ اٹھانے کی وجہ سے یہودیوں نے اس پر قابو پایا۔ اب تو وہ گناہوں سے دور ہو چکے تھے خوف صلیبی موت سے دوبارہ زندہ ہو کر بھی مسیح کا یہودیوں سے چھپنا اور ڈرنا بتاتا ہے کہ نہ وہ خدا تھا اور نہ وہ بندوں کے گناہ اٹھا کر صلیب پر چڑھا تھا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ مسیح دوسری زندگی میں جبکہ وہ گناہوں سے پاک تھا یہودیوں سے ڈرتا رہا۔ پہلی دفعہ تو گناہوں کی وجہ سے یہودی اس پر قابو پا سکے تھے اب تو وہ بالکل بے گناہ تھا۔ اب تو یہودی لوگ ہزار کوشش کرتے پھر بھی اسے نہ پکڑ سکتے۔ پھر چھپنا اور خوف کرنا چہ معنے دارد ۔

عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح ہماری خاطر قربان ہوا واقعات صلیبیہ کے بالکل خلاف ہے کیونکہ ہم اپنے مینڈھے کو ہم اپنی مرضی سے قربان کرتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ ہمارا کوئی دشمن ہمارا بکرا چرا کر اسے ذبح کر دے۔ اور ہم شور مچاویں کہ ہم نے اپنے گناہوں کے بدلہ میں ایک ذبیحہ دیا کیونکہ قربانی تب ہوتی ہے جب ہم اپنی خوشی سے کسی جانور کو ذبح کریں۔ لیکن مسیح نہ اپنی خوشی سے صلیب پر چڑھا اور نہ اسکی مرضی کا اس میں کوئی دخل تھا ہاں اگر مسیح خود بغیر کسی کے جبر کے صلیب پر چڑھ کر خودکشی کے طور پر موت اختیار کرتا تب عیسائی صاحبان کہہ سکتے تھے کہ مسیح ہم پر قربان ہوا۔ یا خود حواری ملکر مسیح کو صلیب دیتے تب بھی وہ قربانی کہلانے کا مستحق تھا لیکن یہاں تو صورت ہی اور ہے یہودی جبراً پکڑ کر ایک شخص کو صلیب دیتے ہیں۔ اور عیسائی صاحبان شور مچاتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے قربان ہوا ۔

پادری صاحب نہ بتائیے تو سہی کہ بے گناہ مسیح نے گنہگاروں کے گناہ اپنی مرضی سے اپنے ذمہ لئے یا باپ کی مرضی سے اگر جھوٹ کر باپ کے کہنے سے [illegible] تو باپ غیر عادل ثابت ہوتا ہے کیونکہ اسنے ایک بے گناہ پر گنہگاروں کے گناہ ڈال دئے اور اگر خود

تو مسیح نے اپنی خوشی سے ایسا کیا تو مسیح کی کیا خصوصیت ہے +

(الف) اس سے مسیح غیر عادل ٹھہرتا ہے کہ گنہگار کو سزا دی اور اسکا گناہ خود اٹھا کر اسے یونہی معاف کر دیا +

(ب) بندوں کے گناہ اٹھانا اچھی بات ہے یا بری۔ اگر اچھی ہے تو باپ یا روح القدس نے کیوں نہیں لوگوں کے گناہ اٹھائے۔ اور اگر اور وں کے گناہ اٹھانا نقص ہے تو اقنوم ثانی ناقص ٹھہرتا ہے +

(ج) توریت میں لکھا ہے کہ آدم نے گناہ کیا اسکی سزا میں خدا نے اسے بہشت سے نکال دیا اور چونکہ آدم کے گناہ کی وجہ سے اسکی نسل بھی گنہگار ہوگئی۔ اسلئے انہیں یہ سزا دی۔ کہ مرد پسینہ کی محنت سے روٹی کھاوے۔ اور عورت درد زہ سے بچے جنے۔ پھر دوسری طرف عیسائی صاحبان کہتے ہیں کہ مسیح نے آکر لوگوں کے گناہ اٹھا لئے۔ اور ان کی پاداش میں صلیبی موت کا مزہ چکھا۔ اور اسطرح پر وہ بندوں کے گناہوں کا کفارہ ہوئے وقت سے پہلے ادا کیا۔ ہمارا اسپر یہ سوال ہے:-

(الف) اگر آدم کے وقت کے سرایت کردہ گناہ کا مسیح کفارہ ہو گیا تو چاہئے تھا اس کفارہ پر ایمان لانے والے مرد محنت سے روزی کمانے اور ان کی عورتیں درد زہ سے بچے جنتیں۔ لیکن یورپ امریکہ کے عیسائی ہم سے بھی زیادہ محنت سے روٹی کماتے ہیں اور ان کی عورتیں باقی عورتوں کی طرح درد زہ سے بچے جنتی ہیں پس اگر مسیح آدم والے گناہ کو دور کرنے آیا تھا تو چاہئے تھا۔ کہ وہ اس گناہ کی سزا کو بھی دور کر دیتا لیکن وہ سزا عیسائی غیر عیسائی سب کو مل رہی ہے یہ عجیب بات ہے کہ مسیح نے وہ گناہ تو دور کر دیا لیکن اس کی سزا دور نہ کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ بھی اسنے دور نہیں کیا۔ کیونکہ اگر گناہ دور ہو جاتا تو اسکی سزا بھی دور ہو جاتی +

(ب) اگر آدم کے گناہ کی سزا میں عورت درد زہ سے بچے جنتی ہے تو اس سے ماننا پڑے گا کہ آدم کے گناہ میں سب عورتیں ملوث نہیں ہوئیں۔ کیونکہ بہت سی عورتیں بچے ہی نہیں جنتیں۔ اسلئے انہیں درد زہ بھی نہیں ہوتا۔ اور یہ (بقول تمہارے) خدا کے عدل کے خلاف ہے کہ گناہ نے تو آدم کی نسل کی تمام عورتوں میں سرایت کی لیکن سزا صرف ان عورتوں کو ملی جو بچے جنتی ہیں۔ باقی سب محفوظ رہ گئیں +

(ج) اطبا اور ڈاکٹر لکھتے ہیں اور عموماً لوگ جانتے ہیں کہ بعض عورتوں کو بچہ پیدا ہوتے وقت بالکل درد زہ نہیں ہوتا اور بغیر درد محسوس کئے بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درد زہ آدم کے گناہ کی وجہ سے نہیں۔ ورنہ کوئی عورت بھی اس سے محفوظ نہ رہتی۔ لیکن چونکہ بعض عورتیں درد زہ کے بغیر آسانی سے بچہ جنتی ہیں اس سے معلوم ہو گیا۔ درد زہ بطور سزا کے نہیں اور نہ آدم کی نسل گناہ کی پاداش میں ہے +

پادری صاحبان کا یہ کہنا کہ چونکہ مسیح آدم کی نسل سے نہیں اسلئے گناہ سے پاک ہے۔ بالکل غلط ہے کیونکہ:-

(الف) شیطان آدم کی نسل سے نہیں اور پھر گناہگار ہے سانپ بھی آدم کی اولاد میں سے نہیں اور باوجود اسکے توریت سے گناہگار ٹھہرتا ہے۔ پھر وہ دیو یا خبیث روحیں جنہیں مسیح نکالا کرتا تھا آدم کی نسل سے نہیں لیکن پھر گناہگار اور شریر بھی تھیں سو یہ استدلال کہ چونکہ مسیح آدم کی نسل سے نہیں اسلئے پاک ہے بالکل غلط ہے کیونکہ شیطان۔ سانپ اور خبیث روحوں میں سے کوئی بھی آدم کی نسل سے نہیں اور پھر یہ گناہگار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدم کی نسل سے نہ ہونا بے گناہی کا سبب نہیں +

(ب) جسطرح باپ کے خواص بیٹے میں سرایت کرتے ہیں اسی طرح ماں کی عادات بھی بیٹے میں اثر کرتی ہیں۔ اور مسیح کی ماں بے گناہ نہ تھی کیونکہ وہ آدم کی نسل سے تھی سو جب مریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) گنہگار ہوئیں تو مسیح کو بھی گنہگار ماننا پڑے گا کیونکہ ماں کی عادات بیٹے میں بھی سرایت کرتی ہیں +

(ج) اگر مسیح آدم کی نسل سے نہیں تو اسے انجیل میں ابن آدم کیوں کہا گیا +

(د) اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ جو آدم کی اولاد سے نہ ہو تو وہ بے گناہ ہوتا ہے تو مسیح کی اسمیں کوئی خصوصیت نہیں۔ فرشتے بھی آدم کی اولاد سے نہیں۔ اور وہ بے گناہ ہیں۔ ملک صدق سالم بھی آدم کی اولاد نہیں اور بے گناہ ہے تو بتاؤ کہ مسیح کی اسمیں کیا خصوصیت ہے۔ اگر بے گناہ ہونے کی وجہ سے مسیح کو خدا کہو گے تو تمام فرشتے اور ملک صدق سالم کو بھی خدا ماننا پڑیگا +

پادری صاحب کا یہ کہنا کہ آدم کے گناہ سے اس کی ساری نسل گنہگار ہوگئی نہایت قابل اعتراض بات ہے +

(الف) یہ خدا کے عدل کے خلاف ہے کہ باپ گناہ کرے اور بیٹے کو سزا ملے +

(ب) پرانے عہد نامہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ حزقیل اور یرمیاہ میں صاف لکھا ہے کہ باپ کے گناہوں کی وجہ سے میں بیٹے کو سزا نہیں دونگا بلکہ وہاں ایک تمثیل دی ہے کہ باپ انگور کھاوے تو بیٹے کے دانت کھٹے نہیں ہوتے +

(ج) اسنے عہد نامہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ لوقا میں صاف لکھا ہے کہ زکریا کاہن اور اسکی بیوی جو دونوں آدم کی نسل سے تھے بالکل بے گناہ تھے +

(د) مشاہدہ کے خلاف ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت بروں کے گھر نیک لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر باپ کا گناہ بیٹے میں بھی سرایت کرنا چاہئے تو ماننا پڑے گا۔ کہ ہر شرابی کی اولاد بھی لازماً شرابی ہوتی ہے اور یہ بات بالکل بدیہی البطلان ہے +

عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح بے گناہ تھا مسیح کی اپنی تعلیم کے خلاف ہے کیونکہ مسیح صاف اقرار کرتا ہے کہ مجھے نیک مت کہو۔ نیک صرف باپ ہے +

چند ضروری باتیں

(از میاں محمد سعید صاحب سعدی لاہور)

(ا) ۱۵ مئی کے پیغام میں یہ شائع ہوا ہے کہ "حضرت جی نہ تو حقیقی رسول اللہ نہ حقیقی نبی اور نہ ظلی طور پر آپ کا نام احمد ہی تھا۔ آپ کو وہ احمد کہیں مشرک اور ظالم ہیں" گویا صاف طور سے تمام ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کو احمد مانتے ہیں۔ مشرک اور ظالم کہا ہے۔ اب اسکے بالمقابل حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"چونکہ احمد کا نام خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے اسلئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فتح یابی ہوتی ہے اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قوی کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو۔ اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو۔ اور پھر اسکے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو۔ جو خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا ظل ہے یعنی احمد اور اس آخری کشتی کی تاریخ ہزار ششم کا آخری حصہ مقرر کیا گیا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۷)

پھر ایک اور جگہ حضرت صاحب یوں فرماتے ہیں:-

"میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے پس میری تعریف کرو۔ اور مجھے دشنام مت دو" (خطبہ الہامیہ)

غیر مبایعین کے نزدیک اگر ہم حضرت مسیح موعود کو احمد مانیں تو ظالم اور مشرک ٹھیرتے ہیں۔ تو سب سے پہلے یہ الزام خدا پر ہے جس نے حضور

چوتھے روز یعنی بروز جلسہ کے بہت سویرے آپ نے علاوہ مزید برآں نہایت فصاحت سے آقا حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت اور مہدویت و اثبات دعویٰ وحی و الہام و نبوت و رسالت کو ثابت کیا۔

ان موجودہ علماء و فضلاء و وکلاء اور سارے تعلیم یافتہ انگریز میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے ہمارے استدلال اور بیان اور حضرت اقدس کی حیثیت مہدویت اور نبوت اور رسالت پر اعتراض کیا ہو جو کچھ میں نے کہا اسکو سب نے تسلیم کیا۔ مولوی کبیر الدین صاحب بی۔ اے۔ انسپکٹر اسکول نے مجھ کو کھڑے ہو کر مبارکباد دی۔ پھر آخر میں حضرت اقدس مسیح موعود کی مختصر سوانح عمری میں نے بیان کی اور دعا کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔

ایک ڈپٹی کلکٹر صاحب نے مولوی مبارک علی صاحب کے درمیان تقریر میں کہا کہ آپ کی باتیں ایسی دلچسپ ہیں کہ سننے ہی کو دل چاہتا ہے بلکہ ایک اور صاحب نے جلسہ کے بعد شمس العلماء صاحب سے اقرار کیا کہ میں قادیانی صاحب کی نبوت کو تسلیم کرتا ہوں۔

مولوی عبد اللطیف صاحب پروفیسر یا چونکہ ہر روز اپنے قلم کے سر پر بڑی بڑی کتابیں اٹھوا لایا کرتے تھے اور باتوں کو نوٹ کرتے رہے۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے عاجز کی آخری تقریر کے بعد گوارا نہ کیا کہ مخالفانہ تقریر کریں۔ بلکہ نہایت خلوص سے مجھ سے ملے۔ مولانا عبد اللطیف صاحب پروفیسر کالج کا یہ طرز ان کی انتہا درجہ کی طبیعت کا ثبوت ہے کہ آپ حق طلب محقق ہیں۔ آپ معمولی مولوی بھی نہیں بلکہ علم و فن نحو میں چند رسالے بھی آپ نے تصنیف کئے ہیں۔

مخالفین سلسلہ کے رسالوں کو بھی آپ نے دیکھا ہے۔ جب آپ ملنے کے لئے آپ کے مکان پر گیا۔ تو آپ نے حضرت اقدس کی عربی و نیز اردو کتابوں کی فہرست مجھ سے لی۔ اور شوق سے پڑھنے کا وعدہ کیا۔

تقریباً ہر ایک صاحب ایسے تھے جنہوں نے اپنی خوش عقیدگی کا اظہار کیا۔ اکثروں نے حضرت اقدس کی کتابوں کی فہرست لی۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اپنے ہاں جاری کرنے کے لئے کہا۔ انہیں سے مولوی عبد العزیز صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر اسکول و سکرٹری دکٹوریہ اسلامیہ، مولوی جلال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی۔ و مولوی [illegible] علی صاحب بی اے۔ ایل ایل بی۔ اور جناب [illegible]

لیا۔ اسکے ترجمہ کو دیکھنے کے بعد تحریک یہ بھی وعدہ کیا کہ علاوہ اسکے میں ایک چندہ بھی قرآن کے ترجمہ میں مولوی مبارک علی صاحب کی معرفت بھیجوں گا۔

ہاں ابھی چونکہ گھر میں بعض ایسے بھی فقیہی اصولیہی ہیں۔ کہ انہوں نے مخالفت شروع کر دی۔ لوگوں کو شرکت جلسہ سے منع کیا۔ خود اس مکان کو جلسہ بند کرنے کے لئے کہا لیکن برستی ہوئی بارش اور بہتے ہوئے سیل کو کون روک سکتا ہے۔ لوگ برابر آتے ہی گئے۔ عربی و انگریزی علوم کے علماء کے ذوق و شوق میں کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔ آخری دن کے جلسہ میں اور بھی سویرے تشریف لائے اور مالک مکان جناب مولوی عبد الستار صاحب بی۔ اے ایل ایل بی۔ بجائے جلسہ موقوف کرنے کے ہر چہار روز چائے اور ناشتہ وغیرہ سے لوگوں کی دعوت کرتے ہی رہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

ایک اور بات ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی تحمید کرنے کو بار بار دل چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ جب میری تقریر کا اثر عام ہونے لگا تو وہاں کے مولویوں نے مخالفت شروع کی۔ اور جب خود کچھ حیثیت پیدا کرنے کے تو چونکہ کلکتہ کے علماء کو بڑھکانے کے لئے خط لکھے۔ اور مدد کی درخواست کی چنانچہ یہاں سے سلسلہ احمدیہ کے مخالفین کی کتابیں گئیں۔ اور اعتراض لکھ کر بھیجے گئے۔ شاید اسی پر اہل اسلام بورڈ کے ایک مولوی صاحب خدا سے بے خوف ہو کر اس قدر غیظ میں آ گئے کہ ایک خط کے ذریعہ مجھ کو قتل کی دھمکی دی۔ گو گورنمنٹ کے عادلانہ ہاتھ سے ڈر کر یہ بھی لکھ دیا کہ تو خاکسار سلامت نہیں۔ مگر میں کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں۔ کہ پتہ لگا کہ اس ضعیف انسان نے جنہوں نے مخالفت میں کتاب بھیجی تھی کے دل کو اللہ تعالیٰ نے میری تقریر کے بعد بدلوا دیا۔ اور بجائے مخالفت کے محبت اور خلوص کا اظہار اس بزرگ نے کیا۔ اور مجھ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ خط و کتابت جاری رکھیں۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ سب ہمارے پیارے خلیفہ حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ خاکسار محمد علی ڈاکہ

چھپ گئی

کتب حضرت مسیح موعود و تصانیف بزرگان سلسلہ کی مکمل فہرست

المشتہر محمد یامین تاجر کتب قادیان دارالامان

اصلی ممیرا اور میرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور میرے کا سرمہ کا اعلان مدت سے شائع ہو رہا ہے جس سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اسکے متعلق فرمایا ہے کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دھند جالا پڑبال اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند کے لئے نہایت مفید ہے

قیمت سرمہ اول فی تولہ عہ قسم دوم عہ قسم سوم عہ

اصلی ممیرا کی قیمت دس روپیہ تولہ ہے۔

ترکیب استعمال

ممیرا ہیرہ پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ خاصکر جن کی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید و اکسیر ہے۔

سلاجیت

سلاجیت جو طب اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع مرض مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء و درد گردہ و تنگی نفس و دق و تپ کہنہ و فساد معدہ و کرم شکم وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود ہمراہ شیر گاؤ یا آب گرم

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم اور ہر رنگ کی ریشمی لنگیاں اور سیاہ و سفید سوتی و ریشمی کلاہ سفید ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

مینڈکی سیویاں بنانے کی مشین

عجیب و غریب مشین ہمنے خاص عام کی سہولت کے لئے اپنے کارخانہ میں بنائی ہے اس میں میدہ باہر سے ہی ڈالا جاتا ہے بچے سے لیکر جوان تک اسکا استعمال کر سکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر دس سیر تک بن سکتی ہیں قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

چلنیاں موٹی اور باریک۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

مستری فضل کریم مہمانخانہ مسیح موعود قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جون ۱۹۱۵ء

ہر ایک احمدی کا اہم فرض تبلیغ ہے

ایک انگریز نو مسلم احمدی کا جوش

بارہ ماہ میں کم از کم ایک احمدی تو کرو

خدا کے برگزیدہ مسیح کی پاک جماعت! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا آقا تمہارا امام تمہارا پیشوا معمولی ولی نہیں تھا عام مجدد نہیں تھا مصلحانہ امت میں سے ایک فرد نہیں تھا۔ کہ جسکا تیرہ سو سال سے متواتر انتظار ہوتا چلا آیا تھا جس کی نسبت صرف قرآن و حدیث میں پیشگوئیاں نہیں بلکہ کتب ہائے سابقہ میں بھی۔

مشرق سے برپا ہونے والے نبی
کا ذکر تھا

اس مقدس مطہر وجود کو جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف آج تک تنہا اور ہاں تنہا نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا کوئی نادان صرف حضرت جی کہہ کر

x x x x x x x x x x

وہ اپنے خدا کے اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خود فرمائے ہوئے امتی نبی کی ہتک کرے تو تم خاموش رہ سکتے ہو کیونکہ تمہیں دلا حول ولا قوۃ کی عادت کا محافظ ہے مگر

دوستو تم یہانتک تو برداشت کر سکتے ہو اور خاموش رہ سکتے ہو لیکن جہاں اس پاک نام کے دنیا کے کناروں تک پہونچانے کا سوال آتا ہے۔ جہاں اسلام کی اشاعت کے اصل مفہوم کا معاملہ درپیش ہو۔ اس تمہاری خاموشی۔ تمہارا سکوت تمہارا تساہل۔ نہ صرف تمہارے لئے موجب ذلت و رسوائی ہے۔ بلکہ اس اصل غرض کے لئے بھی مضر ہے جس کی آج دنیا ہمیشہ سے زیادہ محتاج ہے ہمارا مدعا اس تمہید سے یہ ہے

کہ اگر زبانی خالی خولی دعوی نہیں ہے کہ فرضی اشاعت اسلام کیا ہے تو خدا کے نام کو بلند کرنا ہے تو اسکی اشاعت کو ہم قابل ہیں تو تم اس یقین کے ساتھ کہ جسطرح خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین دلانے کے لئے محمد رسول اللہ کا وجود پیش کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح آج خدا تعالیٰ کی ہستی و محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اور اس کو آزمانے کا نام لینا ضروری سمجھو جو زمین پر خدا تعالیٰ کی ایک زندہ آیت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز تھا۔ ضرور ہو کر رہیگا یعنی یہ کہ آج احمدیت کی تبلیغ ہی دنیا کو اس دکھ سے اور تکلیف سے نکال سکتی ہے جس میں دنیا مبتلا ہے۔ دنیا آج کی بدحالی بیماریوں کا نسخہ آج سامنے اسکے اور کچھ نہیں کہ ایام آخر کے رسول کو زندہ نشانات کے ساتھ بیمار مخلوق کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ اور ظلمت کدہ دنیائے گمراہوں کی خضر طریقت کیطرح چشمہ حیوان کیطرف رہنمائی کیجائے بلکہ بخلاف خضر ہر سکندر کو آب زندگی کے پانی سے متمتع کرنے کی سعی بلیغ کیجائے۔ نفسانیت کو ترک کرکے ابلاغ حق کیا جائے۔ اور مال و دولت۔ وقت و آرام کی قربانی کرکے اس سچائی کو نام و قف دنیا کے سامنے رکھا جائے۔ جو ویران میں آسمان سے نازل ہوئی۔ اور منارۃ البیضا کی بلندیوں سے اور گرد وار مسیح میں سکونت اختیار کرنے والوں کے سینوں میں مسکن گزین ہے اور اب ہر ایک احمدی یہ سمجھ لے کہ تبلیغ سلسلہ حقہ اسکا فرض نہیں بلکہ اہم فرض ہے اور یاد رکھے کہ مسلمانوں کی نجات اب دامن احمد سے وابستہ ہو رہی ہے۔ دیکھو تم نے اگر لندن میں ایک سو برائے نام مسلمان کیئے اور اسکا نام و کام ان سے مخفی رکھا تو تم نے مردہ لوگوں میں چند اور مردہ لوگوں کا اضافہ کر دیا۔ ایسے مسلمانوں سے دنیا بھری پڑی ہے لیکن اگر تم نے ایک مسلمان کیا اور اُسے احمدی بنایا تو تم نے ایک زندہ روح پیدا کی جو دین متین کے لئے بطور مبلغ کام کرے گی۔ اور ان سو مردہ سے بہتر ہوگی۔ نہیں دوستو اٹھو تبلیغ میں لگ جاؤ۔ سونے کا وقت نہیں۔ تساہل کا زمانہ نہیں۔ فرشتوں اور شیطان کی آخری جنگ ہے تم خدا کے پہلوان ہو خدا کا کام کرو۔ اور ہمت سے کرو۔

ترغیب ہو۔ تمہیں امیر کر دیگا۔ تم کمزور ہو خدا تمہیں طاقت دیگا تم اسکے کام میں لگ جاؤ اور اس بات پر ایمان رکھو کہ خدا نے ہمارا فرض احمدیت کے ذریعہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا۔

دیکھو! خدا نے تمہیں اسوقت جس شخص کے زیر حکم رکھا ہے یا جسکو تمہارا بھائی کے تصفیہ کیلئے اسلئے دین حق کیلئے جوش پر بلاوکی خواہش کر کہا ہے کہ ایک سو مبلغ ہر وقت اسکے گرد پیش رہے۔ دنیا کے ہر کونے میں تبلیغ کا کام جاری ہو۔ مختلف زبانوں کے ذریعہ ہدایات طلب کیا ہر وقت ایک ایک جماعت دین حق کی تبلیغ کے لئے سفر میں ہو۔ اور باقی ہر شخص ہر جگہ دین کا خادم ہو اور اسکی سپرد شدہ...

اے خدا کے لئے خلافت ثانی کی اطاعت اختیار کرنے والو! اٹھو اور تبلیغ میں مصروف ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے تمہارے خلیفہ کا جوش اور کام موجود ہے اور اسکے علاوہ اگر کوئی اور محرک چاہتے ہو تو ہم ذیل میں ایک انگریز بھائی کا پراخلاص پر جوش خط نقل کرتے ہیں۔

مسٹر جی۔ پیج کے خط کا اردو ترجمہ

بحضور حضرت خلیفہ ثانی قادیان ضلع گورداسپور۔ اللہ تعالیٰ اس خط کی تحریر میں میری مدد فرمائے۔ خدا ہی شہنشاہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

میرے پیارے آقا۔ آپ مہربانی فرما کر ہمارے نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے چند رسائل مجھے ارسال فرمائیں بعض شیلائیوں نے مجھ سے یہ رسالے طلب کئے ہیں اور ان کے علاوہ حضور کوئی ایسے رسائل یا کتب بھی ارسال فرمادیں جو سلسلہ کی اشاعت میں مفید ہوں۔ کیونکہ ہمارا سلسلہ احمدیہ خدا کا سچا مذہب ہے اور میرے نزدیک ہم سب احمدیوں کا فرض ہے کہ اپنے مذہب کی اشاعت میں مقدور بھر کوشش کریں اور وقتاً فوقتاً ہر احمدی کے کام کی رپورٹ حضور کی خدمت میں پیش ہوتی رہے۔ ہم تمام احمدیوں کو واجب ہے کہ غیر لوگوں کو سلسلہ حقہ میں (جو اللہ کا سچا مذہب ہے) داخل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور

ہر شخص بارہ ماہ میں کم از کم ایک نیا احمدی پیدا کرے

اسمیں شک نہیں کہ یہ کام بہت تھوڑا ہے مگر خیر اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ اونہیں خدا کے سچے کام سے محبت ہے۔

مجھے خط کے لیئے معافی عطا فرمائیں اسوقت تک حضور کا غلام جبتک کہ موت جدائی کرے۔ حضور کا صادق محمد عبداللہ جی۔ پیج۔ احمدی

خلیفہ ثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد کا ادنیٰ خادم اور مبلغ احمدیت۔

اُسے مبارک ہیں وہ جو اسوقت کو غنیمت سمجھتے اور مال سے جان سے۔ دعا سے۔ ہمت سے سلسلہ حقہ کی تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ مسٹر پیج کی آواز کس قدر کانوں پر اثر کرتی ہے۔ اور کس قدر پاک دل اس اثر کو قبول کرکے کام کرتے۔ اور کام کی رپورٹ دربار خلافت میں ارسال کرتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو اشاعت حق کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

احیائے موتیٰ

حضرت مسیح کے مُردے زندہ کرنیکی حقیقت

نمبر ۲

الفضل کے ایک گذشتہ مضمون میں پہلے از روئے انجیل بتایا ہے کہ جسطرح تمام انبیاء دنیا میں آکر روحانی مردوں کو زندہ کرتے رہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی مُردے زندہ کئے ہیں۔ اور اس طرح کے مردوں کو زندہ نہیں کیا۔ جس طرح کے غلطی خوردہ لوگ سمجھے بیٹھے ہیں۔ دراصل مردہ سے زندہ ہونا اسی کا نام ہے کہ زندہ ہوکر پھر موت نہ آئے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ انبیاء کے زندہ کرنے کو روحانی زندگی قرار دیا جائے۔ اور اگر جسمانی زندگی کہیں۔ تو یہ اس صورت میں کوئی قابل قدر بات نہیں ہوسکتی۔ جب کہ پہلی طرح فرشتہ اجل سر پر منڈلاتا ہی رہتا ہے۔ اور آخر ایک دن اسی گھاٹ اتارتا ہے جہاں سے چند روز کا رہا حاصل کیا گیا تھا۔ حضرت مسیح نے جس قسم کے مردوں کو زندگی عطا کی ہے۔ اس کے متعلق پچھلے مضمون میں بتایا جاچکا ہے۔ اب یہ بتایا جائے گا کہ حضرت مسیح مردوں کو زندہ کرکے جو زندگی دیتے تھے۔ وہ کیسی زندگی تھی۔ آیا وہی زندگی تھی۔ جو لوگ یقین کرتے ہیں کہ جسمانی مُردے جی اُٹھتے تھے یا روحانی زندگی تھی ہم اس بات کے تصفیہ کے لئے انجیل کو دیکھتے ہیں تو اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ روحانی زندگی تھی۔ چنانچہ یوحنا کی انجیل باب ۶ آیت ۶۳ و ۶۴ میں لکھا ہے

"زندہ کرنے والی تو روح ہے جسم سے کچھ فائدہ نہیں جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں وہ روح ہیں۔ اور زندگی بھی ہیں۔ مگر تم میں سے بعض ایسے ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔"

یہاں حضرت مسیح نے زندہ کرنیوالی چیز روح کو قرار دیا ہے۔ اور جسمانی زندگی کو بے حقیقت اور بے فائدہ فرمایا ہے۔ پھر اپنی کلام کو زندگی قرار دے کر یہ بھی بتایا ہے کہ جو اس کو قبول کرتا ہے وہ زندگی پاتا ہے۔ اور جو قبول نہیں کرتا وہ مُردہ رہتا ہے۔ پس جب حضرت مسیح خود فرماتے ہیں کہ زندہ کرنے والی روح ہے۔ تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ جسمانی موتیٰ کا زندہ کرنا بھی انکی طرف منسوب کرے۔ حضرت مسیح نے لوگوں کے لئے زندہ ہونے کا طریق بھی بتادیا ہے۔ اور وہ متی باب ۱۹۔ آیت ۱۶ میں لکھا ہے۔

"ایک شخص نے پاس آکر اس سے (مسیح سے) کہا اے اُستاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اس سے کہا تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے۔ لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو حکموں پر عمل کر۔"

یعنی زندگی پانے کا طریق شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اور ایسا وہی لوگ کرسکتے ہیں۔ جو جسمانی طور پر پہلے زندہ ہوتے ہیں نہ کہ مُردے پہلے شریعت پر عمل کرتے ہیں اور بعد میں زندگی پانے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ پھر دیکھئے حضرت مسیح کیسا صاف طور پر فرماتے ہیں۔

"تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو۔ کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے۔ اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے۔ پھر بھی تم زندگی پانے کے لئے میرے پاس آنا نہیں چاہتے۔"

تو یہ ایسی زندگی ہے جو حضرت مسیح کے پاس آکر حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ قبروں کے مردوں کو ملتی ہے کیونکہ وہ تو حضرت مسیح کے پاس آہی نہیں سکتے۔ اسلئے انکو یہ کہنا کہ پھر بھی تم زندگی پانے کے لئے میرے پاس آنا نہیں چاہتے؛ خلاف عقل بات ہے۔ دنیا میں تو کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا جو جسمانی زندگی حاصل نہ کرنا چاہتا ہو۔ ہاں اس کے برعکس بہت سے نادان ہر زمانہ میں ہوتے ہیں۔ اور اب بھی ہیں۔ جو روحانی زندگی کے قریب بھی آنا نہیں چاہتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح کے پاس زندگی پانے کے لئے نہیں آنا چاہتے۔ وہ روحانی مُردے ہیں جن کے اختیار میں ہے کہ اپنے آپ کو زندہ کرنے کے لئے حضرت مسیح کے پاس آئیں یا مُردہ ہی رہنے کے لئے نہ آئیں۔ اور اس بات کی تائید مزید اس زندگی کی نوعیت کو دیکھ کر بھی ہوتی ہے۔ جس کی تعریف حضرت مسیح نے خود ہی بیان فرمادی ہے۔ اور وہ یہ ہے "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے۔ جانیں" یوحنا باب ۱۷۔ آیت ۳

قارئین کرام یہ ہے وہ زندگی جو حضرت مسیح لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ اور جس کا ثبوت انجیل سے بڑی وضاحت سے ملتا ہے۔ اب بھی اگر کوئی یہ خیال رکھتا ہے کہ ان آیتوں سے بھی جسمانی زندگی مراد ہے۔ تو اسے حضرت مسیح کے اس قول کو پڑھ لینا چاہیئے "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ ابتک کبھی نہ مریگا" یہی وہ زندگی ہے جس کے بعد موت نہیں ہوتی۔ اور جو زندہ رہتی ہے۔ ہمارا یہ اعتقاد ہے۔ اور ہر ایک سچے مسلمان کا ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے جن روحانی مردوں کو زندہ کیا وہ ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ اور ان پر کبھی موت وارد نہ ہوگی۔ لیکن برخلاف اس کے جسمانی مردوں کو زندہ ماننے والے ہرگز یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ جن مردوں کو حضرت مسیح نے زندہ کیا تھا وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ اور ہمیشہ زندہ رہینگے۔

ان آیات کی موجودگی میں اگر کوئی انجیل میں ایسی بات بھی درج ہے جس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح نے جسمانی مردوں کو زندہ کیا۔ تو اول تو اس کا جواب یہی ہے کہ ایسی باتیں قابل قبول ہیں۔ کیونکہ یہ آیتیں جو بالکل بین اور روشن ہیں۔ انکی ہستی کو ناقابل اعتبار ٹھہراتی ہیں۔ دوم۔ وہ قصے اور کہانیاں بجائے خود تاب جرح نہیں رکھتیں اور ان پر غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اصل بات کچھ اور ہی ہے۔ سوم کبھی جسمانی مردہ کو حضرت مسیح نے زندہ کیا ہوتا تو چاہیئے تھا کہ وہ مُردہ زندہ ہوکر ضرور ہی حضرت مسیح کے حواریوں میں شامل ہوجاتا۔ کیونکہ دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے اس پر حجت پوری ہوچکی تھی۔ دنیوی لحاظ سے تو اس طرح کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی احسان اور مروت کیا ہوسکتی ہے کہ مردہ کو زندہ کیا جائے۔ ایک طرف یہ بات اور دوسری طرف جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی کسی کے ساتھ تھوڑا سا بھی مروت اور احسان کرتا ہے۔ اور اُسے تکالیف اور مصائب سے بچانے میں مدد کرتا ہے تو وہ اس کا ہمیشہ کیلئے رہین منت ہوجاتا ہے۔ موت کے بعد زندگی پانے کے

مقابلہ میں دنیوی لحاظ سے اور کوئی بڑا احسان نہیں ہو سکتا لیکن حضرت مسیح مُردہ کو زندہ کہتے ہیں مگر وہ منت کش تو لگ رہا۔ آپ کی حق و حکمت بھری باتوں کے سننے اور ماننے کا بھی روادار نہیں ہوتا۔ یہ کس قدر تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ پھر دینی لحاظ سے اسطرح ماننا ضروری تھا کہ اس شخص کا حضرت مسیح کے انکار کی حالت میں مرنے سے اس سے خدا تعالیٰ نے ضرور اس بات کا مواخذہ کیا ہو گا کہ کیوں تم نے ہمارے یسوع مسیح کو نہ مانا اور اس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم نہ کیا۔ اس کی جواب وہی بھی اسے ضرور کرنی پڑی ہو گی۔ اسلئے وہ اچھی طرح سمجھ گیا ہو گا کہ واقعہ میں حضرت مسیح خدا کے سچے برگزیدہ انسان تھے۔ اور جو کچھ وہ کہتے تھے وہ درست صحیح اور قابل تسلیم تھا جسے ان کا انکار کرنے میں غلطی کی ہے۔ پھر چاہئیے تھا کہ ضرور ان کو مان لیتا اور انکے احکام کو بجا لاتا۔ ایسا شخص پر اس حالت کے گذرنے کے بعد بھی کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس کے دل میں حضرت مسیح کی صداقت میں کسی قسم کا شک و شبہ رہ گیا ہو گا۔ ہرگز نہیں وہ تو اس بات کا بڑا ہی متمنی ہو گا کہ اگر مجھے پھر دنیا میں بھیجا جائے تو میں جا کر ضرور ہی ان کو مان لوں۔ لیکن اس کا زندہ ہو کر پھر بھی حضرت مسیح کو نہ ماننا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ ایسی حالت مراہی نہ تھا۔ جس میں روح پرواز کر جاتی ہے۔ اور انسان کو میدان آخرت نظر آ جاتا ہے بلکہ اسپر غشی اور بے ہوشی کی حالت طاری ہو گئی ہو گی ورنہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ واقعہ میں مرنا اور پھر زندہ کیا جاتا۔ اور پھر بھی حضرت مسیح کو نہ مانتا۔ چہارم۔ اگر حضرت مسیح کے مُردے زندہ کرنے کو صحیح مان لیا جائے تو پھر بھی ماننا پڑے گا کہ مسیح کے حواریوں نے بھی اسی طرح کے مُردے زندہ کئے ہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح کی کوئی بھی خصوصیت نہ رہ جائے گی۔ ان بارہ حواریوں کو تبلیغ کے لئے رخصت کرتے وقت حضرت مسیح نے جو احکام دئے۔ انمیں فرمایا "بیماروں کو اچھا کرنا مُردوں کو جلانا۔ کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا بد روحوں کو نکالنا۔ تم نے مفت پایا مفت دینا۔" گویا حواری بھی مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے جبھی تو حضرت مسیح نے انہیں مُردوں کو جلانے کا حکم دیا ہے۔

یہ ہیں وہ دلائل جن کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح روحانی مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ اور یہی حق اور راستی کی بات ہے۔ اس لئے ہر ایک انسان کو چاہیئے کہ حضرت مسیح کی نسبت وہ بات منسوب کرے جو انہوں نے نہیں کی۔ اور نہ کر سکتے تھے وہ جس مقصد اور مدعا کو لیکر آئے تھے۔ اسی کو ان کا کام قرار دیا جائے۔ تعجب کی بات ہے کہ مسلمان تو حضرت مسیح کی نسبت وہ وہ باتیں کہتے ہیں جو عیسائی بھی نہیں کہتے۔ حالانکہ مسیح کی شان میں غلو کرنے میں عیسائی بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ زندہ مسیح زندہ اٹھا کر آسمان پر بٹھانا اور طیور کا خالق قرار دینا مسلمانوں ہی کی جدت کا نتیجہ ہے۔ کاش وہ یہ جانتے کہ کسی کیطرف وہ بات منسوب کرنا جس کا وہ اہل نہ ہو اس کی عزت کرنا نہیں بلکہ ہتک کرنا ہے۔ مثلاً اگر ایک غریب اور مفلس کو یہ کہا جائے کہ تم شہنشاہ ہو بادشاہ ہو تو وہ یہی سمجھیگا۔ اور یہی اُسے سمجھنا چاہیئے کہ مجھ سے تمسخر کیا جا رہا ہے۔ اور ایسا کہنے والے کو میری تذلیل مد نظر ہے پس وہ لوگ جو حضرت مسیح کو ان صفات سے متصف کرتے ہیں جو صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہیں وہ بجائے عزت کرنے کے انکی ہتک کر رہے ہیں جس کے متعلق وہ خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو سمجھ دے تا وہ ایک نبی اللہ کی ہتک کرنے سے باز آ جائیں :

علمدار باغیان خلافت

(از قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاوری)

چرا اے بدزباں گشتی چنیں منکر خلافت را
چرا ترک ہدایت کردہ میخواہی ضلالت را

چرا گشتی علمدار امیر باغیان آخر
چرا گشتی غلام آں کہ بانی شد بغاوت را

گروہ باغیان مثل گروہ کوفیاں باشد
کہ نوشاند بہ اولاد نبی جام شہادت را

ایا محمود احمد را حسین کربلا دیدی
کہ چوں شمر از میاں آرے بروں تیغ زبانت را

نہ الیفا کوفیاں کردند پیمانِ وفائے خود
نہ ایں باغی گروہ پروا کنند پیمان بیعت را

چرا مذموم پنداری تو محمود غلام احمد
چرا خوانی تو ابن نوح فرزند امامت را

حسین و حضرت محمود مظلوم اند اے ظالم
چرا با ایں چنیں پاکاں روا داری خصومت را

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
کا
نتیجہ امتحان یونیورسٹی

اللہ تعالیٰ الرحمن الرحیم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مولوی محمد الدین صاحب بی اے علیگ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام اور ان کے سٹاف کی محنت کو قبول فرمایا۔ اور اس سال انٹرنس کے امتحان کا نتیجہ نہایت عمدہ و قابل تعریف نکلا۔ یعنی **۲۵** طلباء میں سے **۱۸** پاس ہوئے اور **۴** ابھی زیر تجویز ہیں (اللہ تعالیٰ ان سب کو کامیاب فرمائے) اس سے پچھلے سال مولوی صدر الدین بی۔ اے بی ٹی کے زمانہ میں ۲۶ طلباء میں سے ۹ پاس اور ۳ زیر تجویز رہ کر پاس ہوئے۔ ہم نہایت مسرت اور ابتہاج کے ساتھ تعلیم الاسلام کے قابل قدر سٹاف کو مبارکباد دیتے ہیں جو لوگ کہتے تھے کہ ہیڈ ماسٹری کے لئے ایک شخص ہی مخصوص ہے اور اس کے بعد مدرسہ کی حالت بہت گر جائیگی۔ وہ دیکھیں کہ تمام گذشتہ سالوں سے یہ نتیجہ ہر ایک پہلو سے قابل تعریف ہے۔ ذیل میں ہم کامیاب طلباء کے نام مع نمبر دیتے ہیں :۔

نمبر	نام	نمبر حاصل	نمبر	نام	نمبر حاصل
۱	بدر الدین فیروز پوری	۴۳۸	۱۱	غلام محمد لائل پوری	۲۹۳
۲	غلام فرید کنجاہی	۳۷۷	۱۲	لال دین	۲۸۷
۳	عبد المجید خان ویروال	۳۵۴	۱۳	عبد السلام ابن ثاقب	۲۷۸
۴	عبد القادر صدیقی حیدرآباد دکن	۳۴۷	۱۴	غلام قادر	۲۷۵
۵	محمد ابراہیم جہلمی	۳۴۴	۱۵	غلام محمد پسروری	۲۵۸
۶	محمد اسحٰق امرتسری	۳۳۶	۱۶	بشیر احمد اوجی	۲۴۳
۷	غلام علی	۳۳۴	۱۷	محمد عبد اللہ خان ابن نواب محمد علی خان	۲۲۹
۸	منظور حسن ابن فیض الرحمٰن امرتسری	۳۲۹	۱۸	رحمت اللہ ہزاروی	۲۲۶
۹	سراج الحق	۳۱۶		جو طالب علم ابھی زیر تجویز ہیں ان کے	
۱۰	فیض الحق	۳۰۹		اسماء یہ ہیں احباب سے درخواست ہے کہ ان…	

اُٹھو

اُٹھو خدا کے لیئے۔ اس محسن خدا کی رضا کے لیئے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لیئے۔ نور کو پھیلانے۔ تاریکی کو دور کرنے کے لیئے اٹھو۔ دنیا جو ظلمات میں غوطے کھا رہی ہے۔ تاریکی میں ہاتھ پاؤں مار رہی ہے ضلالت و گمراہی میں ڈوب رہی ہے۔ اُٹھو۔ نور کی روشنی چمکا دکھاؤ۔ دنیا کو راہ راست پر لاؤ۔ تباہ و برباد ہونے سے اسکو بچاؤ۔

یہاں ہم پیدا ہی محض اسلئے ہوئے ہیں کہ خدا تعالے کی عبادت کریں۔ اللہ جلشانہ کی وحدانیت کو پھیلائیں۔ محمد صلعم کے نام کو دنیا میں روشن کریں۔ اور بتائیں کہ قرآن پاک ہی ایک ایسا نور ہے۔ جو گمراہوں کو رستہ دکھاتا ہے۔ اندھوں کو نور بخشتا ہے رب العرش کو ملانے کا ایک واحد ذریعہ ہے اس تک پہنچانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ اور محمد صلعم اس راہ کا رہبر کامل ہے۔

ہم راستی و سچائی کے قائم کرنے کے لیئے ظلم اور بے انصافی کو دور کرنے کے لیئے شرک بدعت کے مٹانے کے لیئے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ سچائی ہمارا کلام ہے۔ صدق ہماری زبان ہے۔ وحدانیت ہمارا ایمان ہے۔ اور محمد ہمارا لیڈر ہے۔ اللہ ہمارا رحمان ہے۔ اور خدا اور اسکے رسول کے مقدس ناموں کو دنیا کے لوگوں تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔

آؤ دلوں میں درد لے کر اٹھیں۔ جوش سے ہمت و استقلال سے دنیا میں پھیل جائیں۔ کوئی ملک کوئی علاقہ۔ کوئی شہر اور قصبہ ہماری موجودگی سے خالی نہ رہے۔ دنیا کے میدانوں میں ہم ہوں۔ صحراؤں میں ہم ہوں۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر سطح سمندر پر دریاؤں کی لہروں پر ہم ہوں۔ دنیا کے کونوں میں۔ دنیا کی آبادیوں اور شہروں میں ہم ہوں۔ لوگوں کے دلوں میں ہم ہوں۔ خدا سے مدد چاہنے والے۔ اسی کے لیئے جینے والے۔ اسی کے لیئے مرنے والے۔ اسی کے لیئے چلنے پھرنے۔ اٹھنے بیٹھنے والے ہم ہوں۔ راستی و سچائی۔ قائم کرنے والے ہم ہوں۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے منہ موڑنے والے ہم ہوں۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے دل برداشتہ ہم ہوں۔ دنیا میں رہ کر خدا سے تعلق جوڑنے والے ہم ہوں۔ دنیا کا نیت [illegible] والے ہم ہوں۔ قرآن کریم پر چلنے والے ہم ہوں۔ احمد صلعم کے نام لیوا ہم ہوں۔ نیک ہم ہوں۔ دنیا کی رہنمائی کرنے والے ہم ہوں۔ اسلام کے لیئے مر مٹنے والے ہم ہوں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے والے ہم ہوں۔ موحد ہم ہوں محمدی ہم ہوں سا محمدی ہم ہوں۔ اپنے آپ کو۔ اپنی اولاد کو۔ اپنی بیوی اور عزیزوں کو۔ اپنی جان اور اموال کو خدا کے لیئے قربان کرنیوالے ہم ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے۔ اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرنے والے ہم ہوں ساتھ خدا کرے ایسے ہی ہوں آمین

احمد کے ہاتھ پر بکنے والو۔ اگر ہم ان ارادوں کو لے کر۔ اگر ہم اس جوش کو سینوں میں دبا کر۔ اگر ہم خدا کی رضا کو ڈھونڈھنے کی خاطر نکلیں گے۔ تو کوئی اونچی سی اونچی پہاڑی۔ کوئی زبردست سے زبردست سمندر کی لہر۔ کوئی سخت سے سخت طوفان کا جھونکا۔ ہمارے راستے میں روکاوٹ نہیں ڈال سکیگا۔ تیز سے تیز خنجر کی دھار یا تیز سے تیز نوکدار نیزہ۔ مہیب سے مہیب توپ کا گولہ ہم کو پیچھے نہ ہٹا سکے گا۔ فتح و نصرت ہماری علم بردار ہوگی۔ عزت شوکت۔ شجاعت و دلیری۔ سچی شہرت۔ اور نامدری ہماری ہمرکاب ہوگی۔ آرام و چین کی جگہ بہشت و جنت کا مقام ہمارے رہنے کی جا ہوگی۔ مال و دولت حکومت و سلطنت۔ آسائش و آسودگی ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہوگی۔

اٹھو ہمت کرو۔ دیکھو خدا تعالے کی نعمتیں ہمارے لیئے تیار ہیں ہمارے پاس آنے کے لیئے ہمہ تن مستعد ہیں۔ ایک متفقہ کوشش درکار ہے۔ پہلے ایک حملے میں اندرونی شیطان کو۔ اندرونی غلاظت اور تاریکی کو۔ اندرونی کثافت و کجی کو دور کر دو۔ اور اپنی عمارت کی بوسیدہ اور خراب شدہ اینٹوں کو دور کر کے۔ ان کی جگہ نئی۔ اور مضبوط اینٹیں ڈالکر۔ اس عالیشان قلعہ کو مضبوط پتھر سے بھی سخت پتھر بنا دو بعد میں بیرونی دشمن کے مورچوں پر دھاوا بولدو۔ دعاؤں سے خدا کی توفیق سے۔ اپنی قلم سے۔ اپنی تقریر سے۔ دشمنوں کے کیمپ پر اس قدر گولہ باری کرو کہ تمام تاریکی دور ہو جائے۔ اور نور ہی نور اس کی جگہ پھیل جائے۔

ہمارے ہر ایک بچے کے دل میں۔ ہمارے ہر ایک نوجوان کے سینے میں۔ ہمارے ہر ایک عمر رسیدہ بزرگ کی رگوں میں اشاعت اسلام کا لہر سمندر کی لہروں سے زیادہ تموج پیدا کرنے والی ہو۔ دنیا کے تختہ کو پلٹنے کا خیال۔ اور ایک روحانی انقلاب عظیم پیدا کرنے کا شوق۔ اور باطل پرست دنیا پر غالب آنے کا ارادہ ہر ایک احمدی کے دل میں پیدا ہوتا ہو۔ اور وہ جو کہ تقریر کر سکتا ہے اپنی جادو بیانی سے لوگوں کو دین حقہ سے واقف کرے۔ وہ جسکے قلم میں زور ہے وہ اپنی سحر نگاری سے اسلام کے منور اور درخشندہ چہرے کو دنیا [illegible] کر دنیا والوں کی نظروں کے سامنے لا کھڑا کرے۔ وہ جسکو خدا تعالے نے زر دیا ہے۔ مال دیا ہے۔ طاقت و ثروت دی ہے وہ دین الٰہی کو پھیلانے اور اسکو عوام الناس تک پہنچانے میں مدد دے۔ وہ جسکی دعا میں اثر ہے اور بارگاہ الٰہی میں ان کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں وہ دعا سے تاریکی کی پرزور گھٹاؤں کو چیر دیں۔ غرضیکہ ہمارا ہر وجود۔ ہمارا ہر عضو بلکہ ہمارا ہر ذرہ اسلام اور اسلام کے خدا کے لیئے قربان ہو جائے۔

تبلیغ کا یہ طریقہ نہیں کرنا موزوں اور شہرت کی خاطر حق کو چھپا یا جاوے۔ ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لیئے۔ واہ واہ اور بلند نعرے دنیا والوں سے سننے کی خاطر اس طرز تبلیغ کو چھوڑ دیا جاوے۔ جس کو حضرت مسیح موعود نے مقرر فرمایا ہو۔ جھوٹی شہرت کچھ چیز نہیں ہے چند دنوں کی ہر دلعزیزی کچھ چیز نہیں ہے واہ واہ اور دیر کے آوازے کچھ چیز نہیں ہیں۔ ہم کو وہ راستہ اور وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ جس سے خدا تعالے کی رضا حاصل ہو۔ مسیح موعود کا مقصد بر آئے۔ اور احمدیت کا بول بالا تمام جہان میں ہو جائے۔

میرے پیارے بھائیو! جہاں اور جس جگہ احمدیت اور اسلام کی ترقی کی گنجائش ہو جہاں ہمارے نبی کا چرچا نہ ہوتا ہو۔ اور لوگوں کے دل دین کی طرف سے منحرف ہوں۔ وہاں ایک آگ لگا دینی چاہیئے لوگ خود بخود آگ کو دیکھیں اور بجھانے کے لیئے دوڑینگے۔ مگر یہ سچائی اور راستی کی آگ ہے۔ اسکو نہ کوئی فرو کر سکے گا۔ نہ اسکو وہاں سے ہٹا سکے گا۔ آخر ایکدن دیکھ لینا میدان صاف ہوگا نہ کوئی کانٹا نہ کوئی خار ہوگا۔ ناپاکی اور پلیدی کو یہ آگ دور کر دے گی یہ آگ کیا ہو۔ خدا کی آگ ہو۔ ہمارے رسول اکرم کے نام کی آگ ہو۔ احمد مرسل کے دعوے نبوت اور رسالت کی آگ ہو۔ جہاں کہیں بھی یہ آگ ہوگی ضرور ہے شیطانی وساوس اور شیطانی خیالات کو یکدم جلا دے گندگیوں اور آلائشوں کو دور کر دے۔ انسانی وحشت کے خارزار بردوں اور جنگلوں کو جلا کر نہایت سرسبز جگہ میں تبدیل کر دے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کہ کسی جنگل میں زور شور کی آگ لگی ہو۔ اور پھر قدرت نے بھی ہوا کے تیز تیز جھونکوں سے اسکی مدد نہ کی ہو۔

انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہوگا اور ضرور ہوگا کہ ہمارا اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب آئے۔ یہ ہوگا اور ضرور ہوگا کہ ہر چہار اطراف میں احمدیت کا جھنڈا لہرائے۔ یہ ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ کہ حق کو فتح ہو اور شیطان کو ایک آخری اور زبردست شکست ہو۔ جب یہ باتیں ہو کر رہیں گی۔ پھر کیوں ہم اس ثواب سے حصہ لیں۔ اور کیوں ہم ہی کوشش نہ کریں۔ خدا تعالے کے کام رکے نہیں رہیں گے۔ اگر ہم انکے کاموں کو سرانجام دینے کی سعی نہ کرینگے تو کوئی اور قوم پیدا ہو جائے گی اور ہماری جگہ کا

دعوت الی الخیر

جزائر میں تبلیغ

چوہدری فتح محمد صاحب کا تازہ ولایتی ڈاک میں یہ خط موصول ہوا ہے -

ایک ہندوی نوجوان جس کے متعلق میں پہلے بھی کئی بار حضور کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں تین دن ہوئے [illegible] ایک مفصل خط [illegible] مسلمان ہو کر [illegible] اسلام کی چیز ہو چکا ہوں وعظ کو [illegible] ہو [illegible] اسلام [illegible] وعظ کرتا ہوں۔ ان لوگوں کو ایسے مشکلات [illegible] کے متعلق جو غلط خبریں [illegible] شائع ہو چکی ہیں - ان سے پڑھ گئے ہیں اسلئے اعلان کرنے سے پہلے ان کے دل میں بہت خطرات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ [illegible] سے پہلے اسلام کا تصور ان کے دل میں نہایت برا ہوتا ہے [illegible] شروع سے ہی میں اس نوجوان کو مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق تحریرات پڑھتا رہا [illegible] رہا ہوں اور زبانی بھی کئی دفعہ گفتگو ہوئی - [illegible] زلزلوں [illegible] اثر ہوا [illegible] یہ [illegible] اسلام یا اعلان [illegible] احمدی ہی ہوگا - [illegible] بھی دعا فرماویں کل [illegible] جاتا ہوں - [illegible] لیکچر ہے - (۱) حضرت محمد صلعم (۲) الہام (۳) سلسلہ احمدیہ

حضور دعا فرماویں - اللہ تعالے ایسے لیکچروں کو کامیابی بخشے -

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

حکیم خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں -

حضرت اقدس کا خادم - چٹا گانگ - برہمن بڑیہ اور کڈوا وغیرہ سے ہوتا ہوا آج اخویم مولوی مبارک علی کے ساتھ ۲۰ مئی کو بریسال پہنچا مولوی عبد الواحد صاحب کے اصرار پر برہمن بڑیہ میں تین روز تک عاجز نے تقریر کی پہلے روز کی تقریر میں ایک شخص بیتاب ہو کر تاب آ گیا میرے قریب آیا کہ ہم کو اسیوقت سلسلہ احمدیہ میں داخل کریں اور میری بیعت لیں مجھ کو بیعت لینے کا حق نہیں تھا اسلئے میں نے مولوی عبد الواحد صاحب کو کہا انہوں نے اسکی بیعت لی اسکا اور ایک شخص کا نام مولوی عبد الواحد صاحب حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کریں گے۔

عاجز کو افسوس ہوا کہ اتنی بڑی جماعت میں چندہ وغیرہ کا باضابطہ انتظام نہیں ہے عاجز نے مولانا عبد الواحد صاحب سے کہا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ابھی تک اسکی طرف چنداں خیال نہیں کیا ہے اسلئے کہ مخالفین کہینگے کہ چندہ[1] وصول کرتے ہیں - وغیرہ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ مخالفین کا خیال نہ کریں جنہوں نے آنحضرت صلعم کو بھی لیا ہے مخالفین کو چونکہ امام نصیب نہیں ہے اسلئے انکو دین کے نام سے چندہ وصول کرنیکا حق نہیں ہے لیکن اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے ہمکو امام اور خلیفہ عنایت فرمایا ہے اسلئے دینی کاموں میں چندہ وصول کرنیکا جائز حق حاصل ہے برہمن بڑیہ کی جماعت کو دیکھکر عاجز کو یہ خیال ہوا کہ اگر اس جماعت کو جس کے افراد پانچسو سے بھی زائد ہیں دینی ضروریات کا حس دلایا جاوے اور تائید الہی بھی شامل حال ہو تو یہ جماعت سارے بنگال کی تبلیغی ضروریات کو پوری کر سکتی ہے پھر برہمن بڑیہ میں درس قرآن جاری کرنیکی ضرورت ہے ابھی میں بنگال جانے والے اتنے آدمی طیار ہو سکتے ہیں جو کہ سلسلہ تبلیغ میں مولوی صاحب ممدوح کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں -

برہمن بڑیہ سے مقام کروا میں اخویم مولوی مبارک علی کے ساتھ آیا - ایک روز ٹھہرا یہاں دس پندرہ آدمی احمدی ہیں سلسلہ کی ضروریات کے متعلق سمجھایا گیا ان لوگوں نے وعدہ کیا ہے کہ ہم لوگ باضابطہ انجمن قائم کریں گے

اللہ تعالی کا شکر ہے کہ مولوی مبارک علی صاحب بنگلہ زبان میں اچھی تقریر کرتے ہیں اور کافی تقریر کرتے ہیں -

آج ۲۰ مئی کو عاجز اور مولوی مبارک علی صاحب کا ارادہ ہے کہ یہاں سے بہ دور ہ [illegible] روانہ ہو جائیں -

حضور کا ادنی غلام خلیل احمد

از بریسال ۲۰ مئی ۱۹۱۵ء

---

[1] حضرت ابوبکر رضی نے زکوۃ کے لئے کلمہ گو مسلمانوں سے قتال جائز سمجھا پس ہر ایک جو احمدی ہو تو ہر ان چندہ اپنا فرض سمجھے اور بغیر عذر قوی کے کبھی چندہ نہ دینے والے وہ حسب فتوی حضرت اقدس احمدی نہیں (ایڈیٹر)

نامہ حیدر آباد نمبر ۳

(نوشتہ مفتی محمد صادق)

حیدر آباد میں جس کام کے واسطے ہم بھیجے گئے تھے وہ اللہ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہو گیا ہے اور اب ہم اضلاع ریاست میں دورہ کر کے کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں اور تبلیغ کر رہے ہیں آج جبکہ میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں ہم شہر گلبرگہ میں ہیں جو ریاست کے ایک صوبہ کا صدر مقام ہے - یہاں کے اعلیٰ افسر صوبہ دار (گورنر) ہیں - جن کے مکان پر جا کر کتاب پہنچائی گئی اور یہاں کے صاحب ڈپٹی کمشنر اور ڈویژنل جج اور لفٹنٹ افواج و دیگر عہدہ داران سے ملاقات کی گئی اور کتابیں دی گئیں - اور انگریزی ترجمہ قرآن شریف کے واسطے خریدار بنائے گئے -

حیدر آباد کے تھیاسوفیکل ہال میں وہاں کے ممبروں کی درخواست پر میرے اور حافظ صاحب کے لیکچر ہوئے - حافظ صاحب نے سورۃ النجم اور الشمس نہایت خوش الحانی سے پڑھکر ترجمہ اور تفسیر کی سامعین پر بہت نیک اثر ہوا - عاجز نے انگریزی میں تقریر کی مضمون اسلام میں صوفیا پر تھا اثنائے تقریر میں حضرت نبی وقت مسیح موعود کا ذکر کیا گیا - جس سے سامعین بہت خوش ہوئے اور سکرٹری صاحب نے خواہش کی کہ یہ لیکچر تحریر کر کے میں انکو دوں نیز چند اور لیکچر دوں چونکہ دورہ پر جانا ضروری تھا اسواسطے اور لیکچر نہ ہو سکے -

اس ریاست میں مہدوی لوگوں کی بھی ایک خاص جماعت ہے انکا عقیدہ ہے کہ حضرت سید محمد صاحب مہدی موعود تھے جو انکو نمانے وہ کافر ہے مگر مسیح موعود کا ہنوز انتظار ہے - ان کی جماعت میں مہدی صاحب کے بعد سب سے زیادہ بزرگ ان کے صاحبزادہ سید محمود نام تھے - سید محمود کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے مجدد اور مہدی[1] تھے اللہ تعالے انکی جماعت کو ہدایت دے کہ وہ اب مسیح موعود کو قبول کریں - فقط

---

[1] یہ مفتی صاحب کا ذاتی خیال ہے چونکہ میں ان کے حالات و عقائد سے آگاہ نہیں اسلئے محفوظ ہے (ایڈیٹر)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۲ | ۳ جون ۱۹۱۵ء بروز جمعرات مطابق ۱۸ رجب ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۴۸

مدینۃ المسیح

۱۔ حضور نے ہفتہ کے روز عصر کے وقت درس قرآن مجید دیا۔ چونکہ درس کے نوٹوں میں بعض غلطیاں ہو گئی تھیں۔ اسلئے حضور نے نہایت مہربانی سے بغرض نظر ثانی منظور فرمائی ہے۔

۲۔ تشحیذ ماہ جون میں ۹۶ صفحے پر اندرونہ کتب شیعہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت ثابت کی گئی ہے۔ احباب بہ توجہ و احتیاط تمام لکھے پڑھے فہم والے شیعہ صاحبان کے پتے مینیجر الفضل کے نام بھیجیں تاکہ ترقی اسلام کی طرف سے یہ رسالہ انکو مفت بھیجا جائے۔

۳۔ پانچ سوالوں کا جواب مفت تقسیم ہو رہا ہے جو صاحب چاہیں مفت منگوالیں۔

۴۔ سیکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ آئندہ خرچ برداشت کرنیکا وقت ہے کاشتکار سے صدر انجمن اور ترقی اسلام کیلئے بعض اشیاء چندہ وصول کرنیکا انتظام کیا جائے۔

۵۔ حضور کی توجہ لنگر خانہ کے انتظام کی اصلاح کی طرف منعطف ہے۔

اخبار احمدیہ

۱۔ مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں کہ تیما پور کے پاس شولاپور ایک بڑا شہر پانچ چھ میل میں پھیلا ہوا ہے یہاں کے قدیم راجاؤں کے وارث حال جاگیردار رائے راٹھو سے ملاقات ہوئی اور اسے تبلیغ کی گئی۔

۲۔ مولوی غلام محمد صاحب ماریشس مسلم مشنری ۱۲۔ مئی کے خط میں کولمبو سے اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں سے جہاز کے متعلق بہت دقت پیش آئی۔ پہلے مارچ کے اخیر میں پھر وسط اپریل پھر آخر اپریل پھر وسط مئی اور اب کہا گیا ہے کہ ۲۷ مئی کو فسٹ کلاس میں جگہ مل سکیگی۔ یہاں ہوٹل میں چار روپے روز لیتے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت قائم کر دی۔ آج رات جلسہ تھا۔ عہدہ دار مقرر کر دیئے گئے تیس کے قریب آدمی جماعت میں داخل ہو گئے ہیں چندہ بھی ہر ایک سے مقرر ہوگا یہاں کے لوگ زبان اردو سے ناآشنا ہیں

براہین کا انگریزی ترجمہ طلب کرتے ہیں طبائع ذہین اور روزمرہ پسند ہیں۔ دلائل کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں مگر ان لوگوں میں آباؤ اجداد کے رسوم کی سخت پابندی ہے جس بات میں شہرت کو نقصان پہنچے اسکے قریب نہیں آتے تامل زبان جاننے والے کسی معلم کی ضرورت ہے؟

۳۔ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ یہاں بیماری ہے اگر میرے گھر کا کوئی آدمی مر گیا۔ میں سب تو بوجہ اسکے غیر احمدی ہونیکے جنازہ نہ پڑھینگا اور غیر احمدی لوگ میرے تعلق کے لحاظ سے نہ پڑھینگے

حضور نے لکھوایا۔ جنازہ احمدی کا پڑھنا جائز نہیں اگر غیر نہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ متوفی کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہتا ہے ایسے وقت میں ان کا جنازہ پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں۔

۴۔ بابو محمد اسمٰعیل صاحب محاسب انجمن احمدیہ ظفروال لکھتے ہیں کہ حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کی تبلیغ سے دو کس نئے سلسلے میں داخل ہوئے ہیں اللہم زد فزد

باہتمام شیخ عبد الرحمن ... پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ رجون ۱۹۱۵ء

مباہلے کے متعلق فیصلہ

پیغام صلح میں نیز [illegible] مضامین نکل چکے ہیں جن میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ہے اگر یہ کسی ذمہ دار ذی شعور شخص کی طرف سے ہوتا تو غور کرنا مستلزم ہوتا ممکن ہے کہ آجتک دنیا کے سامنے اسکا نتیجہ بھی آشکارا ہو چکا ہوتا لیکن چیلنج دینے والا ہمارے ہاں نہیں بلکہ منکران خلافت کے نزدیک بھی جب دیوانہ قرار پا چکا ہے تو اسکی کسی بڑھک کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم پیغام والوں کے بار بار اسکے مضامین کو چھاپنے نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ گو علانیہ طور پر تو میدان میں آنے کی جرأت اور طاقت نہیں رکھتے لیکن خفیہ طور پر بقول سید سرور شاہ صاحب [illegible] ایک دیوانہ کا مباہلے کر مقابلہ میں کھڑے ہونے کیلئے ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں ایسکا [illegible] ہمارا حق ہے کہ ہم پیغام سے کہیں کہ بجائے اسکے ایسے [illegible] کیونکہ ایک دفعہ پھر وعدہ یاد کرا دیں جبکہ وہ اپنے آپکو اہل الرائے اور قوم کا لیڈر سمجھتے ہوئے ذلیل و خوار ہو چکے ہیں [illegible] کا منہ دیکھ چکے ہیں [illegible] اس وقت [illegible] کی طرف ہے۔ اگر انہیں ہمت اور واقعی [illegible] میدان میں نہیں اس مباہلہ کے لئے اپنے امیر کو پیش کریں کہ خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی صداقت کا آخری نشان ان کو دکھا دے لیکن ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کو اپنے امیر کی سرکار سے کبھی نہیں کامیابی نہ ہوگی کہ وہ اسکو اس بات کے لئے آمادہ کر سکیں ہمیں وہ وقت خوب یاد ہے جبکہ عجب خان صاحب نے ایک بناوٹی مکالمہ شائع کیا تھا اور جسمیں بہت سی ایسی باتیں حضرت اولوالعزم فضل عمر کی طرف منسوب کی تھیں جو آپنے ذکر نہیں کیا [illegible] وہ وقت بھی یاد ہے جبکہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک اعلان شائع کیا تھا کہ صاحبزادہ صاحب مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں اسوقت ان دونوں صاحبوں کو مخاطب کر کے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے لکھا تھا کہ آپ اپنی ان شائع کردہ باتوں پر حلف مؤکد [illegible] لعنت اللہ علی الکاذبین قسم کھا جائیں اور تریاق القلوب [illegible] کے مطابق حلف اٹھائیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ اپنے دست قدرت سے سچے کی سچائی اور جھوٹے کی جھوٹ ظاہر کر دے۔ اسوقت بجائے اسکے کہ اس صاف اور سیدھی فیصلہ کن بات کو قبول کیا جاتا۔ اور انجام کار خدا تعالیٰ کے حوالے کیا جاتا پیشوایان پیغام [illegible] اور مباہلہ جو مسلمانوں کے درمیان جائز نہیں [illegible] سے اختیار کیا گیا تھا مسلمانوں سے ایسا مطالبہ ہرگز نہیں کیا گیا تھا جسپر احمدی اصول کے مطابق کوئی بھی اعتراض [illegible] کیونکہ اسی قسم کی حلف کا مطالبہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد علی صاحب اور دیگر احمدیوں سے تریاق القلوب میں کیا ہے اگر اسوقت انہیں صداقت کا کچھ بھی شائبہ ہوتا تو اس مطالبہ کے جواب میں ہرگز خاموش نہ رہتے۔ افسوس کہ اسوقت انہیں کوئی [illegible] بھی نہ مل سکا جسکے سہارے یہ کھڑے ہو کر منہ کی کھانے سے بچنے کیلئے کوشش کرتے۔ اب ہمارا یہ سوال ہے۔ اور ہم اسکے کہنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ اپنے مقرر کردہ اصول کے خلاف نہ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں [illegible] پیامیوں کی طرف سے مباہلے کیلئے کیوں شور مچایا جاتا ہے۔ کیا اب دو مسلمانوں کے درمیان آپکے مسلمات کی رو سے مباہلہ جائز ہو گیا ہے۔ یا آپنے اپنے آپکو یہود و نصاریٰ میں داخل کر لیا ہے۔ جبتک آپ لوگ اس سوال کا تسلی بخش جواب نہ دے لیں اسوقت تک کسی قسم کے مباہلہ کی ایک یا دوسرے رنگ میں تائید کرنا آپ لوگوں کیلئے شرم کی بات ہے کیا آپ لوگ اپنی تحریر کردہ باتیں یاد نہیں رکھتے اور آپ دروغگو را حافظہ نباشد کے مصداق بن جاتے ہیں اگر اس وجہ سے آپ کسی دیوانہ کی طرف سے مباہلہ کا اعلان کرا رہے ہیں۔ تو اب ہمنے آپکو آپکی پہلی بات یاد کرا دی ہے غور کر کے جواب دیجئے مگر آپکا مباہلہ کا شوق [illegible] اس بات کا اقرار کرے کہ [illegible] کی پوزیشن میں [illegible] حیثیت کے مطابق جماعت احمدیہ [illegible] فرد [illegible] کر دے گا۔ جسکے ساتھ مباہلہ کرے گا۔ [illegible] یہ [illegible] فرار اختیار کرنا چاہئے کیونکہ اخبار پیغام پبلک رائے کا آئینہ ہے [illegible] ہر شخص اپنی رائے اور خیالات کا اظہار کر سکتا ہے اگر کسی نے اپنی طرف سے کوئی مضمون شائع کرا دیا ہے تو ہم اسکے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور اسکے عوض ہمیں قابل مواخذہ نہیں قرار دینا چاہئے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بالکل خلاف واقعہ اور لغو بات ہے کیونکہ جو مضمون پیغام میں شائع ہوتا ہے اسمیں [illegible] کا پاس نہیں ہوتا اور ہر ایک آدمی کی رائے اور خیالات کو پیغام میں بغیر تائید کے جگہ دیتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم خلافت کی تائید پر مضامین کا سلسلہ شروع کرتے ہیں آپ چھاپتے جائیں۔

ایک اور بات دریافت طلب ہے اور وہ یہ کہ جو شخص مباہلہ کرنا چاہتا ہے اسنے [illegible] اپنی پوزیشن پیغام میں یہ شائع کی ہے کہ میں آج کا نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے زمانے کا خلیفۃ المسیح ہوں اور میری خلافت مطلقہ کے قائل خود مسیح موعود ہیں چنانچہ اسکے الفاظ یہ ہیں کہ "آپ لوگ علاوہ مضمون جسکا عنوان اعلان بجواب بشارت خلیفۃ المسیح ابن مریم ہے۔ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود کے حکم سے شائع ہوا ہے جسمیں میں نے خلیفۃ المسیح ہونے کا دعوے کیا ہے اور مسیح موعود نے میرے اس دعوی و مضمون کو پسند فرما کر جزاک اللہ احسن الجزا کہا۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ [illegible] مولانا نور الدین جنہوں نے میرا اشتہار چھپایا جسمیں میرا نام امیر المومنین محمد [illegible] بھی [illegible] ہے۔ ہم اسکے متعلق یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا اس شخص کی یہ دونوں حیثیتیں پیغام والے مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر مانتے ہیں تو اس کا اعلان کریں۔ اور اگر نہیں مانتے تو اس شخص کے ساتھ مباہلہ کرنا جس کی خود تجویز کردہ پوزیشن کو اپنے فریق کے لوگ بھی نہیں تسلیم کرتے۔ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ جب وہ [illegible] شخص اپنے لئے کا آپ ہی ذمہ دار ہے تو مباہلہ کے نتیجہ سے فائدہ اٹھانے والا کون ہوگا۔ کیا مباہلہ کا نتیجہ ہمارے حق میں نکلنے پر پیغامی حضرات تسلیم کر لیں گے۔ کہ وہ باطل عقاید پر قائم ہیں۔ اور پھر وہ ان عقاید کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہوں گے اگر انہیں یہ منظور ہو تو بھی فائدہ کی ایک صورت ہو سکتی ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر پیغام والوں کے نزدیک یہ طریق فیصلہ صحیح ہے اور مباہلہ جائز ہے۔ تو وہ کیوں مولوی محمد علی صاحب کو اس بات کیلئے پیش نہیں کرتے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو بھی چاہئے کہ جب وہ مباہلہ کو ایک فیصلہ کن طریق سمجھتے ہیں تو خود میدان میں نکلیں۔ انشاء اللہ ادھر سے بھی ہمارے امام ان کے مقابلہ پر آئیں گے ورنہ اگر یہ منظور نہیں۔ تو پھر حقیقۃ الوحی میں فقیر مرزا چراغ الدین جمونی وغیرہ کا ذکر ہے۔ جنہوں نے گھر بیٹھے دعا شائع کی تھی اسی طرح کر کے دیکھ لے۔

پس جنون کے جوش میں مباہلہ کی بڑ ہانکنے والے کو اگر اتنا ہی جوش ہے تو وہ دعا مؤکد [illegible] بلعنت اللہ علی الکاذبین شائع کر دے کہ ہم کو خدا تعالیٰ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دے لیکن ہمیں امید نہیں کہ وہ ایسا کرے۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ایسی دعا مسجد نور میں ایک صبح کر کے اسکا نتیجہ اسی عصر کے وقت دیکھ چکے ہیں۔

الاسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جو اور مذاہب میں نہیں

آٹھویں خصوصیت

مذہب کی اصل غرض خدا تعالیٰ کو دکھلانا ہے جس مذہب اور دین میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات اور اسکے افعال کو صحت سے بیان نہیں کیا گیا۔ وہ دین اور وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا کیونکہ جب اس سے اصل مقصود ہی نہیں حاصل ہوتا تو اسے اختیار کرنے سے کیا فائدہ لیکن جس مذہب میں اللہ تعالیٰ کی ذات حقہ اور صفات حسنہ اور افعال طیبہ کو صحت سے پیش کیا جائے۔ اور اسکی ذات کے متعلق کوئی ناقص تعلیم نہ دی جاوے۔ اسکی صفات کی نسبت کوئی غلط عقیدہ تسلیم نہ کیا جاوے۔ اسکے افعال کو تمام نقائص سے مبرا ٹھیرایا جاوے۔ وہ مذہب یقیناً من جانب اللہ ہے کیونکہ وہ اپنی اصل غرض کو پورا کرتا ہے۔ اور جس غرض کے لیے کوئی مذہب دنیا میں آنا چاہیئے وہ غرض اسکے وجود سے پوری ہوتی ہے۔

اب ہم اسلام آریہ دھرم اور عیسائیت کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان تینوں مذہبوں میں خدا کی طرف سے کونسا مذہب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اسکی صفات اور اسکے افعال کے متعلق کس مذہب نے عرفان تک پہنچایا ہے۔ سب سے پہلے آریہ مذہب کو لو۔ اور ان کے مسلمہ عقاید پر ایک نظر ڈالو۔ اور خدا کی ذات صفات افعال کے متعلق ان کا مذہب معلوم کرو تو معلوم ہو جاوے گا کہ آریہ دھرم خدا تعالےٰ کے عرفان میں بالکل ناقص ہے۔

کیونکہ خدا تعالیٰ خالق ہے اور تمام روحیں اور اجسام اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور دنیا کا ذرہ ذرہ اسکے ہاتھ کی صنعت ہے وہ قدیم ہے۔ باقی سب حادث ہیں۔ وہ محتاج الیہ ہے باقی سب اسکے در کے محتاج ہیں۔ وہ خالق ہے دنیا اسکی مخلوق ہے۔ وہ بدیع السموات والارض ہے۔ اور یہی اعتقاد انسان کی فطرت میں مرکوز ہے اور فطرت انسانی اسی بات کی مقتضی ہے کہ کوئی چیز بغیر کسی علت کے ظہور پذیر نہ ہو۔ اور ہمارا مشاہدہ اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے کہ دنیا کی کوئی چیز بغیر کسی کے بنانے کے خود بخود نہیں بن سکتی اور دنیا کی سب چیزیں اسی قادر مطلق کی بنائی ہوئی ہیں ہمارا جسم بھی اسکا دیا ہوا ہے۔ اور ہماری روح بھی اسی کا عطیہ ہے لیکن آریہ مذہب میں خدا کو نہ جسموں کا خالق مانتے ہیں نہ روحوں اس کی پیدائش تسلیم کرتے ہیں۔ صرف جو نسبت تو ڑنے کو ایک اٹنے [illegible] حیثیت اسے دی ہوئی ہے۔ اور ایک کمہار سے زیادہ کوئی مرتبہ اسے نہیں دیا گیا۔ اور یہ اس القادر کی ذات میں بڑا نقص ہے کیا آریوں کا یہی عرفان کے سپر نہیں نازہ ہے۔ کیا اپنے خدا کے آگے ہم جبین نیاز رکھ سکتے ہیں جو نہ ہمارے جسم کا خالق۔ نہ ہماری روح اسکی بنائی ہوئی۔ نہ ہمارا مادہ اپنی پیدائش میں اسکا محتاج۔ اور نہ ہماری روح اسکی احسانمند۔ پھر جب ہماری روح اور ہمارے جسم کسی کی پیدائش میں اسکا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تو آریہ مذہب اسکی عبادت اور اسکی اطاعت اور احسان مندی کی کیوں تعلیم دیتا ہے۔ ہم بلاوجہ کیوں کسی کے احسانمند ہوں۔ ایشور کو کوئی استحقاق حاصل نہیں کہ ہم اس کی اطاعت کریں۔ اسکے حکموں پر چلیں۔ اسکے بنائے ہوئے قانون پر عملدرآمد کریں نہ اسکا ہمارے مادہ کے ظہور پذیر کرنے میں دخل ہے نہ ہماری روح کے متعلق اسکا کوئی احسان ہمیں پہنچا۔ کہ ہم اسکے احسانمند ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ آریہ مذہب کا عرفان ناقص ہے اور جو حقیقی پوزیشن ذات باری کو حاصل ہے اس سے یہ مذہب خدا کو گرا رہا ہے۔

پھر دوسری بات جو نظر صحیح خدا کے متعلق تسلیم کرتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ذات والاصفات قادر مطلق ہے۔ تمام چیزیں اوسکے دست تصرف میں ہیں کوئی چیز اسکے قبضہ قدرت سے باہر نہیں۔ وہ سب پر اپنے علم اور قدرت سے محیط ہے ہر چیز اپنے قیام میں اسکی محتاج ہے۔ جسے چاہے فنا کر دے۔ اور جسے چاہے عدم کا مزا چکھا دے لیکن آریہ دھرم اس بات میں بھی غلط تعلیم پیش کرتا ہے۔ اور وہ خدا کو اس بات پر قادر نہیں سمجھتا کہ وہ کسی کو فنا کر سکے۔ بلکہ اسکا یہ عقیدہ ہے کہ خدا میں کسی چیز کے فنا اور معدوم کرنے کی ہرگز قدرت نہیں لیکن غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب ایشور ہمیں معدوم نہیں کر سکتا۔ نہ ہمارے مادہ کو فنا کرنے پر قادر ہے نہ ہماری روح کو معدوم کر سکتا ہے تو پھر اس سے خوف کی کیا وجہ اور اس کی نافرمانی میں کیا نقصان اور پھر وہ ہمارا مالک کیسا۔ اور ہمارا اوس سے تعلق کیا؟ نہ وہ ہمیں پیدا کرتا ہے نہ فنا کرنا اسکے اختیار میں ہے تو ہمیں اس سے کوئی امید بھی کرنی چاہیئے اور نہ کوئی خوف ہی اس کا ہمارے دل میں ہوگا لیکن ظاہر ہے کہ شریعت کا انسان تب ہی پابند ہوسکتا ہے کہ جب خدا کے انعامات کا امیدوار اور اسکے عذاب سے خائف ہو اور یہ دونوں باتیں تب حاصل ہو سکتی ہیں۔ جبتک خدا تعالےٰ کو عدم سے وجود میں لانے اور وجود سے معدوم کرنے پر قادر سمجھا جاوے۔ اور آریہ صاحبان ان دونوں باتوں کے منکر ہیں۔ اسلئے ان کے مذہب کو ماننے کر پھر خدا تعالےٰ کا حقیقی عرفان کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ ان دونوں باتوں کے بعد تیسری بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ جتنا وسیع الحوصلہ اور غنی انسان ہوگا اتنا ہی سخاوت اور فیض رسانی میں وہ اوروں سے زیادہ ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کا وجود چونکہ سب سے غنی تر ہے اور فیض رسانی میں سب سے بڑھ کر ہے اس لیے اسکے متعلق فطرت صحیحہ بھی تجویز کرتی ہے کہ وہ نیکی کا بدلہ بغیر حساب دینے والا ہے۔ اور عاجز انسان کے محدود عملوں کا محدود بدلہ نہیں دیتا۔ کیونکہ جب ایک انسان کو ہم دیکھیں کہ وہ مزدور کو اس کی مزدوری سے بڑھ کر انعام دیتا ہے تو ہم اس شخص کو اچھا سمجھیں گے۔ اور اسکی تعریف کرینگے۔ اور ہمارے دل میں اسکی عظمت پیدا ہوگی۔ سو جب ایک انسان کے لیے مزدوری سے بڑھ کر انعام دینا۔ اور کام سے بڑھ کر اجر دینا خوبی کا موجب ہے اور قابل تعریف امر ہے تو خدا تعالےٰ کے لیے تو یہ ضرور ہی تسلیم کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے فرمانبردار بندوں کے اعمال سے بڑھ کر انعام عطا فرما دے لیکن آریہ دھرم میں خدا تعالےٰ کے درجہ کو بہت گھٹا دیا ہے اور اس کے نزدیک خدا تعالےٰ کسی کو اس کی نیکی سے بڑھ کر جزا نہیں دے سکتا اور جتنا کوئی کام کرے صرف اتنا بدلہ اسے ملیگا۔ خدا تعالےٰ ایک حبہ بھی کسی کو اپنی خوشی سے بخش نہیں سکتا لیکن غور کرنا چاہیئے کہ جب ایشور ہم سے تاجرانہ معاملہ کرتا ہے اور جتنا کام کریں صرف اتنا ہی بدلہ دیتا ہے۔ تو ہمارا وہ محسن کیسا ہے کیا کبھی کسی نے کسی دکاندار کو بھی اپنا محسن سمجھا ہے؟ ہرگز نہیں اس کی وجہ صرف یہ کہ تاجر کوئی چیز بطور احسان نہیں دیتا بلکہ ہمارے روپیوں کے عوض ہمیں اپنا مال سپرد کرتا ہے اسی طرح اگر ایشور صرف کام کے مطابق مزدوری اور عمل کے برابر اجرت دیتا ہے تو ہم اس کے ممنون احسان نہیں ہوسکتے۔ اور ہمارے دل میں اسکے شکریہ کا جذبہ پیدا ہوگا۔ بلکہ ہمارے نزدیک اسکی حیثیت صرف ایک دوکاندار یا کسی کو مزدوری پر لگانے والے کی ہوگی۔ غرض آریہ مذہب کے متعلق جتنا بھی غور کریں اتنا ہی عرفان [illegible]

کے متعلق وہ نقصوں سے پر نظر آئے گا۔ اور جب عرفان الٰہی کا کسی مذہب میں کماحقہ نہیں۔ تو اس مذہب کا فائدہ کیا۔ اس کے بعد عیسویت کو لو۔ یہ مذہب آریہ دھرم سے بھی گیا گزرا ہے۔ اس نے الٰہی صفات کو نہایت برے رنگ میں پیش کیا ہے۔ اور گو آریہ لوگ اللہ تعالیٰ کو عدم سے وجود میں لانے اور وجود کو عدم میں لانے والا کلام سے بڑا کر اجر دینے والا نہیں مانتے۔ لیکن یسوع آریہ نے بھی کبھی یہ نہیں کہا ہوگا کہ خدا کبھی مجسم بھی ہو جاتا ہے۔ اور پھر لوگوں کے ہاتھ پکڑ کر صلیب دیا جاتا ہے۔ اور دشمنوں سے ماریں کھاتا اور روتا چلاتا ہے لیکن عیسویت میں سب انجیل پڑھ کر دیکھو انہیں مسیح کو خدا ٹھیرایا گیا ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی مانا ہے کہ یہودیوں نے خدا کو پکڑا اور صلیب دیا۔ اور اسکے کوڑے مارے۔ اس پر تھوکا اور ٹھٹھا کیا۔ بھلا غور کرو کہ یہ باتیں کبھی خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات کے متعلق نظرۃ صحیحہ تسلیم کر سکتی ہے۔ وہ جو سب طاقتوروں سے بڑھ کر طاقتور ہے کبھی اپنی کمزور مخلوق کے پنجہ میں گرفتار رہ سکتا ہے۔ اور وہ جو سدا سے حی و قیوم ہے کبھی صلیب پر ہلاک ہو سکتا ہے اور وہ جو سب عزیزوں سے بڑھ کر عزت والا ہے کبھی ذلیل کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ ہستی جو نہاں در نہاں ہے کیا کبھی جسم کثیف حاصل کر کے عوارض بشریہ (کھانا پینا پیشاب پاخانہ کرنا) میں گرفتار ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تعالے اللہ عما یصفون ۔

پھر انجیل میں لکھا ہے کہ الوہیت کے اقنوم ثانی سے قیامت کی بابت پوچھا گیا تو اُسنے جواب دیا کہ قیامت کا علم مجھے نہیں۔ کیا عیسائیوں کا یہی عرفان الٰہی ہے کہ خدا ہو کر آئندہ کا علم نہیں کیا اسی خدا کی طرف مسلمانوں کو دعوت دیکاتے ہیں جو العلیم الخبیر اللہ السمیع البصیر ہستی کے پرستار ہیں ۔

پھر ایک مقام پر انجیل میں آیا ہے کہ ایک عورت نے خداوند مسیح سے کہا کہ قیامت کے دن میرے بیٹوں کو تو داہنے اور بائیں بٹھائیو۔ خداوند نے اسے جواب دیا کہ داہنے اور بائیں بٹھانا میرے اختیار میں نہیں۔ بتلایئے اے عیسائی صاحبان کہ یہی بات خدا تعالے کو شایان شان ہے۔ کہ اسے اپنے حضور کسی کی جگہ دینے کا بھی اختیار نہیں۔ کیا قادر مطلق کی یہی حیثیت تمہارے مذہب میں ہے۔ غرض انجیل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسویت میں عرفان الٰہی نے مس تک بھی نہیں کیا ۔

اس کے بعد اسلام کو لو اور اسکی تعلیم میں غور کرو جس قدر بھی گہری نظر سے مطالعہ کرو گے اسی قدر واضح طور پر روشن ہوگا کہ عرفان الٰہی کے لحاظ سے اسلام کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور اس بات میں دنیا کا کوئی مذہب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ نہ ہمیں آریوں کی طرح خدا کو صرف کمہار کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور نہ عیسائیوں کی طرح ایک ذلیل و عاجز انسان کی طرح بلکہ فرمایا خالق کل شیءٍ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارا وجود پیدا کیا۔ اور اسی کی حکمت سے تمہاری روح وجود میں آئی جس طرح تمہارے جسم اس کی مخلوق ہیں اسیطرح تمہاری روحیں بھی اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔ پھر فرمایا یؤتی من یشاء بغیر حساب یعنی وہ ایک دکاندار کی طرح نہیں کہ صرف قیمت کے برابر سودا دیتا ہے بلکہ وہ ایک رحیم و کریم مربی کی طرح ہے جو تمہاری اعمال سے بڑھ چڑھ کر تمہیں اجر دے گا۔ اور بے حساب دے گا پھر فرمایا کہ لا تدرکہ الابصار یعنی وہ عیسائیوں کے خدا کی طرح جسم کثیف نہیں رکھتا بلکہ نہاں در نہاں ہستی ہے اور ایک مقام پر فرمایا للہ العزۃ یعنی حقیقی عزت کا وہی مستحق ہے۔ اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا ...... و عندہ علم الساعۃ یعنی اسلامی خدا کو عیسائیوں کے پیش کردہ خدا کی طرح نہ سمجھنا جسے قیامت کی آمد کے متعلق کچھ علم نہ تھا کیونکہ مسلمانوں کا خدا قیامت کا کامل علم رکھتا ہے۔ پھر ایک مقام پر قرآن شریف فرماتا ہے الحی یعنی اسلامی خدا ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اسے کوئی صلیب پر چڑھا کر ہلاک نہیں کر سکتا۔ غرض اسلامی تعلیم میں جس قدر بھی غور کرو عرفان الٰہی پر مشتمل ہے لیکن آریہ مذہب اور عیسویت میں عرفان الٰہی بالکل ناقص ہے۔ اور یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ وہ ایک سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ۔

ضالین کون ہیں

(اس مضمون میں جو کچھ تحریر شدہ ہے وہ بطور دلیل کے ہے بطور ادلیس کے ہرگز نہیں)

اللہ تعالے نے سورۂ فاتحہ میں تین گروہ بتائے ہیں۔ اوّل منعم علیہم دوّم مغضوب علیہم سوّم ضالین ہیں۔ سیدنا حضرت محمدؐ نے اپنی پاک ذات اپنے اصحاب اور کامل متبعین کو اوّل گروہ میں۔ اہل کتاب کے علماء اور ان کے ہم خیال اور مقلد متبع فرقوں کو دوم گروہ میں۔ پولوس اور اسکے مقلدوں کو سوم گروہ میں داخل کیا ہے ۔

اسی نہج پر سیدنا حضرت غلام احمدؑ نے اپنی ذات پاک اور اپنے اصحاب اور متبعین کو اول گروہ میں۔ نام کے مسلمانوں کے علماء اور مولویوں اور انکی کے ہاں میں ہاں ملانے والے پیروں کو دوم گروہ میں۔ اور مسیح ناصری اور حضرت علی مرتضٰے وغیرہ میں صفات الٰہیہ ماننے والے گروہ کو تیسرے گروہ میں شامل کیا ہے۔ تحفہ گولڑویہ میں یہ امر خوب واضح شدہ موجود ہے۔

مگر جناب (نام نہاد) امیر ملتہ باغیہ نے کسی احمدی کو نہایت جوش میں ایک نئی تحقیق سُنائی۔ جو قادیان سے بھاگ نکلنے کے بعد انکو محقق ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی وہ کل جماعت جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو امام الجماعت اور قادیان کو مرکز بموجب الوصیت مسیح موعود مانتے ہیں۔ وہ اصل ضالین ہیں ۔

پس صاف واضح ہوا کہ قادیان کا خلیفۃ المسیح الموعود خدا کے مقرر کردہ علیہ کی جانشین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبران موجودہ اور کل خدام احمدیت جہاں کہیں ہوں اور قادیان سے جنکا مرکزی تعلق ہو۔ حضرت مسیح موعود کا کل خاندان اور اہل بیت سب ضالین ہیں۔ امیر ملتہ باغیہ جماعت مسیح موعود کو ایسے دن اور ایسے ہی خطاب کی توقع رکھنی چاہیئے تھی۔ اور آخر انھوں نے یہ خطاب عنایت کر ہی دیا۔ فجزاہ اللہ عنا وعن المسیح الموعود حضرت اقدس کے نزدیک ضالین کون ہیں۔ وہ تحفہ گولڑویہ ملاحظہ فرمائیں۔ جناب امیر ملتہ باغیہ کے نزدیک ضالین کون ہیں سو وہ آپکو سنا ہی دیا ہے۔ پس اب جناب امیر ملتہ باغیہ کی تحقیق نے حضرت مسیح حکم و عدل کے فیصلہ اور تحریر پر خط نسخ کھینچ دیا۔ اور امیر صاحب کے نزدیک باطل ہو گیا۔ اور اب صحیح اور درست محل خطاب ضالین کا تحقیق ہو گیا ہے۔ اور اسی سبب سے پشاور اور لاہور کے باغیان خلافت احمدیہ کے منہ سے احمدیوں کو یہی خطاب سنائی دیتا ہے۔

ضالین کیوں بنائے گئے۔ شاید اسی لیئے کہ ہم حضرت غلام احمدؑ کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ مسیح موعود مانتے ہیں۔ حکم و عدل جانتے ہیں۔ اسکی پاک وحی تعلیم اور معتقدات پر ایمان لانا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور اسکے مبارک ہاتھ پر یا

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی
۲۸ مئی ۱۹۱۵ء

حضور نے سورۃ فاتحہ پڑھکر فرمایا

اللہ تعالیٰ کی یہ ایک سنت ہے جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے کہ وہ ہر انسان کیساتھ ہی نہیں بلکہ ہر قوم اور ہر جماعت کے ساتھ اپنے معاملہ میں ایسا طریق اختیار فرماتا ہے کہ ہر ایک انسان اور ہر ایک قوم کی توجہ ایک ہی طرف نہ لگی رہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ مومن کا ایمان اسی وقت کامل اور اسی وقت نفع رساں ہوتا ہے جبکہ وہ خوف اور طمع کے درمیان ہو جیسا کہ فرمایا تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا ومما رزقنہم ینفقون اسکے نتیجہ میں فرمایا فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون تو وہ ایمان کامل جو نفع رساں اور بہتری کا موجب ہو وہ وہی ہوتا ہے جو خوف اور طمع کے درمیان ہو اور دونوں باتوں کے بین بین ہو یعنے اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رحمانیت رحیمیت فضل ربوبیت اور کرم پر نظر ہو اور انسان یہ خیال کرے کہ جتقدر دنیا کی مہربان ہستیاں ہیں۔ انکی محبت اور مہربانی خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی ہستی نہیں رکھتی تو دوسری طرف وہ اس فکر میں بھی لگا رہے۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کی اصلاح کے لئے کبھی کبھی سزا بھی دیتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ سے بڑھکر دنیا و مافیہا میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو خدا کی سزا کے برابر سزا دے سکے خواہ علماء اور حکماء ہوں خواہ ایجاد و اختراع کرنے والے ہوں خواہ دنیا کے امرا اور بادشاہ ہوں خواہ بڑی بڑی حکومتوں اور سلطنتوں والے ہوں اور خواہ عوام الناس ہوں کوئی بھی ان میں سے ایسی طاقت نہیں رکھتا جو اللہ کی سزا اور گرفت کے مقابلہ میں سزا اور گرفت کر سکے تو اسباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جبتک انسان کا ایمان ان دونوں دیواروں کے اندر نہ آجائے اسوقت تک کامل نہیں ہو سکتا بلکہ خطرہ میں رہتا ہے کیونکہ کامل ایمان اسی وقت ہوتا ہے جبکہ یہ دونوں باتیں پیدا ہو جائیں ایک خوف کے اسباب دوسرے طمع کے سامان۔ چونکہ انسان کے کمال کا ظہور اسوقت تک نہیں ہو سکتا جبتک خوف اور طمع کے درمیان نہ ہو اسلئے

خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سے سنت ہے کہ جس قوم یا جس جماعت کو وہ ترقی دینا چاہتا ہے یا جس انسان کا درجہ بلند کرنا چاہتا ہے اس کیلئے یہ دونوں قسم کے سامان پیدا کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ لوگ جہاں دنیا میں سب سے بڑے منعم علیہ ہوتے ہیں وہ جہاں خدا تعالیٰ کے افضال کی ہر وقت ان پر بارش ہوتی رہتی ہے وہاں دوسرے لوگوں کی نسبت انہیں زیادہ خطرناک ابتلاؤں میں سے گذرنا پڑتا ہے جسکو دیکھکر نادان انسان کہہ دیتا ہے کہ جس طرح اور لوگ دکھ اور تکلیف میں پڑے ہوتے ہیں اسی طرح یہ بھی ہے اسلئے ہمیں کسطرح معلوم ہو کہ یہ خدا کا برگزیدہ ہے لیکن اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے کہ ان کے لئے ابتلاؤں کے سامان اسلئے درجہ کی بلندی اور ایمان کی ترقی کے لئے ہوتے ہیں کیونکہ مومن [illegible] ترقی اسی طرح ہوتی ہے پس اگر اللہ تعالیٰ ایکطرف ایمان میں ترقی دینے کے لئے طمع کے اسباب مہیا فرماتا ہے تو دوسری طرف انکے راستہ میں مشکلات کی گھاٹیاں بھی لاتا ہے تاکہ اگر ایک پہلو سے طمع ہو تو دوسرے پہلو سے خوف سے باہر نہ نکل جائیں۔

سورۃ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے جو دعا سکھائی ہے۔ ہمیں بھی اسی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین یعنی وہ رب العلمین جو رحمن اور رحیم ہے اور وہ خدا جس نے اعمال کو دیکھکر جزا و سزا دینی ہے ہم اسکی حمد کرتے ہیں۔ اس آیت میں ایک طرف رحمن اور رحیم صفات کو بیان فرمایا تو دوسری طرف ملک یوم الدین بھی فرمایا ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ صرف صفات الٰہیہ ہی ہیں۔ مگر دنیا کا تجربہ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے اسلئے فرمایا یہ صفات ہی نہیں بلکہ تجربہ بتاتا ہے کہ اگر ایکطرف فضل الٰہی نازل ہو رہے ہیں انعام و اکرام کی بارش ہو رہی ہے اور آرام اور سکھ مل رہے ہیں۔ تو دوسری طرف غضب الٰہی بھی ہے جو خدا کے احکام کے توڑنے والوں پر گرتا ہے اور یہ دونوں قسم کی باتیں ثابت کر رہی ہیں کہ اگر ایک جماعت خدا تعالیٰ کے [illegible] کی طرف جا رہی ہے تو دوسری اس کے راستہ سے بھٹک کر [illegible]

پس یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ انسان کی ترقی کے لئے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے کیونکہ ایمان اسوقت تک کامل نہیں ہو سکتا جبتک کہ خوف اور طمع دونوں کے وقت میں ایمان ترقی نہ کرے [illegible] اگر کوئی خدا کی محبت اور عشق میں ایسا چور ہو کہ ایک مسئلہ [illegible]

خدا کو بھلا دے تو دوسری طرف یہ بھی چاہیئے کہ ایک منٹ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کے احکام کے خلاف کوئی خیال دل میں نہ آنے دے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا رحم اور فضل بیحد و بے حساب ہے تو اسکا عذاب بھی بہت سخت ہے اور اسنے اگر ایکطرف ترقی رکھی ہے تو دوسری طرف تنزل بھی رکھا ہے اگر نور ہے تو اسکے مقابلہ میں ظلمت ہے اگر صحت ہے تو اسکے مقابلہ میں بیماری ہے اگر خیر ہے تو اسکے مقابلہ میں شر ہے اگر راحت ہے تو اسکے مقابلہ میں دکھ ہے خدا تعالیٰ نے مقابلہ میں باتیں رکھی ہیں کیوں اسلئے کہ انسان کی ترقی کے لئے دونوں باتیں ضروری ہیں پس کبھی ایسا زمانہ ہوتا ہے کہ جماعت اور قوم پر راحت اور آرام آتا ہے تو ترقی کرتی ہے اور کبھی ابتلا آتے ہیں انمیں ترقی کرتی ہے جو مومن ہوتے ہیں وہ دونوں حالتوں میں ترقی کرتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو راحت کے زمانہ میں تو ساتھ چلتے رہتے ہیں لیکن دکھ اور تکالیف کے زمانہ میں چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں مومن دونوں حالتوں میں سے گذرتا ہے وہ اگر ایکطرف یہ سمجھتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے انعام واکرام ہوتے ہیں تو دوسری طرف دکھوں اور ابتلاؤں سے اسکا ایمان مضبوط ہوتا ہے اور جب وہ دونوں امتحانوں میں پاس ہو جاتا ہے جیسے آگ اور پانی سے سلامت نکل آتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکا درجہ بہت بلند کرتا ہے پس مومن کو چاہیئے کہ جیسا آرام اور راحت میں خوش ہو ایسا ہی اگر ابتلا آئیں تو بھی خوش ہو کیونکہ اس سے اسکی ترقی ہوگی اس طرح اسے صاف کیا جاتا ہے جیسا کہ سونا کیا جاتا ہے کیا لوہا۔ لوہے کو بھٹی میں اسلئے ڈالتا ہے کہ جلانا نہیں بلکہ صاف کرنے کیلئے ڈالتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اگر ابتلاؤں میں ڈالتا ہے تو اسی لئے کہ انسان صاف ہو جائے

بہت لوگ ابتلاؤں سے ٹھوکر کھاتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ طمع اور خوف کے بغیر ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا خدا تعالیٰ نے بڑھکر کون انسان اعلیٰ درجہ کا ہو سکتا ہے مگر ان کے لئے بھی یہ دونوں باتیں ہوتی ہیں کوئی نبی ایسا نہیں آیا جسکو دونوں قسم کے حالات نہ گذرے ہوں چونکہ ہماری جماعت سے خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہیں اسلئے یاد رکھو کہ اگر ہم ان وعدوں کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں تو دوسری بات کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے کہ ایسے وعدے کس طرح پورے ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلا بھی آتے ہیں اور جو ان میں ثابت قدم رہے انہی کو کامیابی ہوتی ہے اگر کوئی ایسا انسان جو تمام اس جماعت میں رہ کر [illegible] کامیابی کی امید رکھتا ہے تو سنت اللہ [illegible] تو یہ ٹھوکر کھائیگا بالکل یہ نہیں جہاں کامیابی کی امید ہو وہاں [illegible]

مولانا نور الدین سے تو انہیں غیرت کوئی مخالفت نہیں کیونکہ حرف احمد خود علمی خدمات شروع کر رہے ہیں جسمیں مولانا موصوف انہیں احباب [illegible] لکھتے ہیں۔ پہلے آپ لوگوں نے مجھے دلی امداد و مالی [illegible] برعکس جناب چکے ہیں (جو [illegible] خدا کا حسین مولانا نے [illegible] مخالفت [illegible] بیگ ڈاکٹر مستری [illegible] سید محمد حسین تھا تحریر [illegible] ہے۔

۴ - مسٹر عبد [illegible] صدی میں اصول نے اپنی تقریر کا ایک [illegible] کسی وقت شائع ہو چکا ہے اس تقریر میں [illegible] ابن مریم مثلاً (جب بنایا جاتا [illegible] تو اے نبی کریم تیری قوم اس سے منہ پھیرتی ہے) [illegible] آ و بوضاحت ثابت کی ہے۔ پھر ماضربوا لك الا جدلا سے بتایا ہے کہ مثیل مسیح ابن مریم۔ تیرے (نبی کریم صلعم کے) لیے جدل کرنے والا ہے اور انه لعلم للساعة۔ یعنی آنے والا مسیح قیامت کے ہونے کا علم رکھتا ہے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے الغرض لطیف تفسیر ان آیات کی ہے ✦

۵ - مکرم معظم حافظ عبد المجید صاحب منصوری سورۃ دخان کی آیت یوم تاتی السماء بدخان مبین سے گیس جو جنگ میں استعمال ہوتی ہے اور قد جاءهم رسول مبین سے مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی بتاتے ہیں ✦

۶ - برادرم جناب عیسیٰ صاحب سیلح۔ ایک الحکم ضمیمہ ریویو ستمبر [illegible] دیتے ہیں۔ جو حضرت اقدس کا اپنا مضمون ہے۔

[illegible] تم میں سے بہت دیر تک نہیں رہونگا۔ اور وہ وقت جلد آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہیں ملوگے۔ اور بہتوں کو [illegible] ہوگی کہ کاش ہم نے نظر کے سامنے کوئی قابل [illegible] ہوتا۔ تو اس نقصان حسرت کا جلد تدارک کرو [illegible] سے پہلے نبی رسول اپنی امت میں نہیں رہے میں بھی نہیں رہونگا ✦

اگر حضرت مرزا صاحب نبوت کے مدعی نہ ہوتے تو اس طرح لکھنا چاہیئے تھا کہ جس طرح پہلے مجدد ین اور امامین نہیں رہے میں بھی نہیں رہونگا ✦

۷ - سید محمد [illegible] شاہ صاحب میرزا سم [illegible] صاحب [illegible]

ہم پہنچ گئے۔ جو اس تعلق کی راہ میں لکھتے ہیں جس کا فرمان کا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ ہم پور کا سٹیشن کا نور سے ۳۰ میل ہے۔ ہمارے دوست ہم پور سے پہلے سٹیشن پر سوگئے اور وہ اسٹیشن آگے نکل گئے۔ بعد کے واقعات سے معلوم ہوا کہ یہ کیسی مصلحت الٰہی تھی۔ کیونکہ وہاں سے سڑک پختہ تھی اور سواری مل سکتی تھی۔ بحالیکہ سٹیشن ہم پور سے روڈ پہ کوئی سواری نہ تھی اور چونکہ تاریخ مقررہ سے پہلے جا پہنچے اسلئے ہم پور سے بھی کوئی دوست انکو لینے نہ آیا تھا۔ اس تکلیف سے خدا نے ہمارے مبلغین کو یوں بچایا۔ فالحمد للہ رب العالمین ✦

۸ - یہ ایک نوجوان [بھی] لکھا گو جرنام احمدی صاحب فوت ہو گئے ہیں (۲) ایک سیکے اور جو شیلا احمدی مولوی محمود الحسن صاحب اس دار فانی سے دار البقا کو انتقال فرما گئے۔ ان دونوں صاحبوں کا جنازہ تمام احمدی جماعت کے احباب پڑھ دیں۔
(۳) نور الدین صاحب ہم پور [illegible] کا نپور لیسے حاجی عبد المغنی صاحب کے بیٹے دعا کی التجا کرتے ہیں ✦

۱ - ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک جگہ ہے جہاں کی نسبت مشہور ہے کہ یہاں کسی بزرگ کی دعا ہے۔ یہاں جو کھڑا ہو کر خون نکلواتا ہے صحت پاتا ہے۔ کیا میں اپنے مرض کے ازالہ کیلئے وہاں جا سکتا ہوں۔

فرمایا: بعض لوگ اپنی دواؤں اور طریق علاج کیساتھ ایسی باتیں اس علاج کی عظمت کے لیے لگا دیتے ہیں۔ آپ ایسی لغویات کی پروا نہ کریں۔ اور وہاں سے بہ نیت علاج جا کر خون نکلوالیں۔ علاج کروالیں۔ شفا اللہ دینے والا ہے ✦

اطلاع ضروری

تشحیذ ماہ جون۔ تمام انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹریوں کے نام اسلیئے ارسال ہے۔ کہ وہ اپنے قرب وجوار کے لکھے پڑھے شیعہ صاحبان کو پڑھنے کے واسطے دیں۔ خود پاس رکھیں ✦

تازہ خبریں

اٹلی کی مداخلت پر سرویا کا اظہار خوشی گورنمنٹ سرویا اٹلی کو مداخلت جنگ پر دلی خیر مقدم کہتی ہے

گورنر سیلون کے لڑکے کی ہلاکت گورنر سیلون کو خبر پہنچی ہے کہ ان کا لڑکا جو [illegible] سے [illegible] ہونے کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا ✦

اطالیوں کی زبردست پیشقدمی [illegible] اطالوی توپ خانے قلعہ [illegible] پر گولہ باری کر رہے ہیں تا کہ سیل کو لے کر قبضہ کر دیا جس نے سفید جھنڈا بلند کر دیا۔ اسپر لیجو [illegible] کا [illegible] لوسیرنا پر گولہ باری شروع کر دی۔ ہمارے توپخانے نے سماویرنا میں ایک ہمید نمونے تباہ کر دیا ✦

گلیشیا میں لڑائی [illegible] جرمنوں کی بڑی کوشش میں پرزمسل کے جنوب مشرق میں ہے اور ان کی غرض یہ ہے کہ پرزمسل ریلوے کو کاٹ دیا جائے ✦

ایک تجارتی جہاز غرق [illegible] لندن [illegible] جو عدن کو جا رہا تھا۔ روو بار میں تارپیڈو پھینک کر غرق کر [دیا] اہل جہاز بچا لیے گئے ✦

روس کی جارحانہ روش روسی علاقہ شادلی میں برستو جرمنوں کو دبا رہے ہیں جمعہ کے دن انھوں نے قریبا [illegible] کلدار توپیں گرفتار کیں۔ گلیشیا میں جنگ جاری ہے۔ فوج قلب پر متواتر جوابی حملے کر کے ہم نے ۶۰۰۰ قیدی اور بہت سامان غنیمت گرفتار کیا۔ ڈنیسٹر کے پرے بھی شدید جنگ جاری ہے۔ ایک روسی بٹالین دشمن کے عقب میں پہنچ گئی۔ اور ۶۱۷ قیدی اور کلدار توپیں گرفتار کیں ✦

جرمنوں کی میدان جنگ سے فراری لندن ۳۱ مئی پیٹروگریڈ۔ اعلان شائع کیا گیا۔ سان پر لڑائی ہماری حق میں ہو رہی ہے۔ ہم نے کامیابی کے ساتھ جارحانہ روش اختیار کی ہے اور کل رات ہم نے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ اور دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ ڈنیسٹر کے پار دشمن کے تمام حملے رد کر دئے گئے۔ اور دشمن کو بہت سخت نقصان ہوا۔ اس فرنٹ پر ہم پہلے ہی ۷ ہزار قیدی [illegible] جلد چلنے والی توپیں گرفتار کر چکے ہیں۔ اور دشمن منتشر ہو کر پسپا ہونا شروع ہو گیا ہے ✦

میجر سید حسن صاحب کا انتقال پر ملال میجر سید حسن صاحب بلگرامی (انڈین میڈیکل سروس ریٹائرڈ) نے بمقام شملہ ۳۰ مئی کی شب کو یکایک قلب کی حرکت کی وجہ سے انتقال کیا۔ اور وہیں انہیں دفن کیا گیا ✦

مقدمہ ڈاکٹر تولہ مقدمہ ڈاکٹر تولہ صاحب کی سماعت [illegible] [illegible]

[illegible]

پیشگوئی مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

اسمہ احمد کی پیشگوئی کا تعلق حضرت مسیح موعود نبی اللہ کے سمجھنے کے لئے ذیل کی چند باتیں بطور اصول پیش کرتا ہوں جنکا جاننا ہر ایک احمدی کے لئے فرض ہے یہ باتیں انشاء اللہ تعالیٰ ان مشکلات کا حل ثابت ہونگی جو مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے اور پیشگوئی اسمہ احمد کے صحیح اور اصل مصداق ہونے کے بارے میں پیش کیجا سکتی ہیں وھو ھذا

اول یہ کہ آنحضرت صلعم کے دو بعث ہیں جیسے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ السلام کے دو بعث ہیں اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴

دوم ۔ آنحضرت صلعم کے دو بعث کا ماننا فرض ہے جیسے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی × × (۲) دوسرا بعث احمدی × × × " تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

سوم ... آنحضرت صلعم کا دوسرا بعث آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے ماتحت ہے جیسے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جسکی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (۲) دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵

چہارم ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم مسیح موعود پر موقوف ہے جیسے کہ مسیح موعود نے فرمایا ہے

"مہدی موعود اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم پر موقوف ہے" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵

پنجم ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم فقط اسم احمد کی تجلی ظاہر کرنے کے لئے ہوگا جیسے کہ فرمایا

"یہ باریک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم میں تجلی اعظم و اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے × × × اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس بعثت دوم میں بھی اسم محمد کی تجلی ہے جو جلالی تجلی ہے اور جمالی تجلی کیساتھ شامل ہے مگر وہ جلالی تجلی بھی روحانی طور پر ہو کر جمالی رنگ سے مشابہ ہوگئی ہے" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

ششم ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعث اول میں یعنی بعث محمدی میں اسم احمد کی کامل تجلی نہیں ہوئی۔ جیسے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں

"ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کا انتہائی نہ تھا بلکہ اسکے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اسوقت پوری طرح سے تجلی فرمائی" خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۷

ہفتم ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعث دوم کا زمانہ آخر ہزار ششم ہے اور بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جیسے کہ فرمایا

(۱) بعث اول کا زمانہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

(۲) بعث دوم کا زمانہ "بعث دوم آخر ہزار ششم میں ہے" حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

ہشتم ۔ اسم عیسےٰ اور اسم احمد ماہیت میں ایک ہی ہیں جیسے کہ مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اسم عیسےٰ اور اسم احمد ماہیت میں ایک ہی ہیں اور دونوں نام اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جمال اور ترک قتال پر دلالت کرتے ہیں اور اسم محمد جلالی اور جلال پر دلالت کرتا ہے" اعجاز المسیح

نہم ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے کھلی کھلی مماثلت رکھتے ہیں لیکن حضرت عیسےٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت رکھتے ہیں جیسے کہ فرمایا۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلہ خلفاء کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کھلی کھلی مماثلت ہے اسلئے خدا تعالےٰ نے بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے رنگ پر مبعوث فرمایا لیکن چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسےٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی اسلئے خدا تعالےٰ نے ایک بروز کے آئینہ میں اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھایا" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

دہم ۔ آخری زمانہ کے لئے اسم احمد کا ظاہر ہونا مقدر ہو چکا تھا جیسے کہ فرمایا۔

"آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قوتیں کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو۔ پھر اسکے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو جو خدا تعالےٰ کے اسم اعظم کا ظل ہے یعنی احمد اور اس آخری کشتی کی تاریخ ہزار ششم کا آخری حصہ مقرر کیا گیا" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۷

یازدہم ۔ حضرت مسیح موعود آخری احمد ہیں جیسے کہ فرمایا

"ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو احمدوں کی طرف اشارہ فرمایا اور انکو اپنی نعماء کے منکشف میں سے ٹھہرایا ہے اول احمد تو احمد مصطفےٰ اور محمد مجتبےٰ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرا احمد امام آخر الزمان ہے جسکا نام مسیح موعود اور مہدی معہود اللہ تعالےٰ کی طرف سے رکھا گیا ہے" اعجاز المسیح

دوازدہم ۔ حضرت مسیح موعود اسم احمد میں آنحضرت صلعم کے شریک ہیں جیسے کہ فرمایا :۔

"نیز اسم احمد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶

سیزدہم ۔ حضرت موسیٰ نے اپنے مثیل نام کی اور حضرت عیسیٰ نے اپنے مثیل تام کی پیشگوئی کی ہے جیسے کہ فرمایا۔

"یہ نکتہ قرآن کریم میں سے ہے کہ قرآن کریم نے نام احمد کا بیان زبان عیسیٰ علیہ السلام سے ذکر فرمایا۔ اور اسم محمد کا بیان موسیٰ علیہ السلام سے ذکر فرمایا ہو تاکہ پڑھنے والے کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ جلالی نبی یعنی موسیٰ نے اپنا نام پیشگوئی میں اختیار کیا جو اسکے اپنے حال کے موافق تھا یعنی محمد جو جلالی نام ہے اور اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اسم احمد کو پیشگوئی میں ظاہر کیا جو جمالی نام ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ جمالی نبی تھے اور قہر اللہ تعالیٰ سے انہیں کچھ حصہ نہیں دیا گیا تھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ موسیٰ اور عیسیٰ میں سے ہر ایک نے اپنے مثیل نام کی طرف اشارہ کیا اس نکتہ کو یاد رکھو کیونکہ یہ تمام اوہام سے نجات دینے والا ہے" اعجاز المسیح صفحہ ۱۲۳-۱۲۴

چہاردہم ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد تھے مگر مسیح موعود محض احمد تھے جیسا کہ فرمایا۔

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں بطور پیشگوئی محض احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا" انجام آتھم صفحہ ۶۷۳

ان تمام باتوں کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں ایک بعث محمدی دوسرا بعث احمدی۔

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث اول مطابق آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ہے اور بعث دوم مطابق آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے ہے۔

(۳) آنحضرت صلعم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم اور مظہر جلال ہے اور آنحضرت صلعم کی بعث دوم کا زمانہ آخر ہزار ششم اور مظہر جمال ہے۔

(۴) آنحضرت صلعم کی بعث اول خود آپکی ذات مبارک پر موقوف ہے اور بعث دوم مسیح موعود پر موقوف ہے

(۵) آنحضرت صلعم بعث اول میں **محمد** احمد تھے اور بعث دوم میں احمد **محمد** تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان باتوں کو جو کوئی بھی اچھی طرح سے سمجھ لیگا مجھے یقین کامل ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ وہ تمام اوہام باطلہ سے محفوظ ہو جاویگا اور اسپر منکشف ہو جاویگا کہ مسیح موعود بروز کامل ہونیکی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر "کمالات میں نبی ہو گیا ہے" تذکرۃ الشہادتین اسی اسمہ احمد والی پیشگوئی کا صحیح اور اصل مصداق ہے کیونکہ طبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے اور خدا کے حکم اور ازل سے کھلے کھلے طور پر مسیح ناصری کے مقابل بھیجا گیا ہے وہ مسیح موعود ہی ہے اسلئے وہی اس اسمہ احمد والی پیشگوئی کا مصداق ہو سکتا ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"خدا نے میرا نام احمد رکھا ہے پس میری تعریف کرو۔ اور مجھے دشنام مت دو" خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۶

جسکا نام خود خدا احمد رکھے ہم کون ہیں جو خدا کے برخلاف اسکو احمد قرار نہ دیویں۔ والسلام۔ خاکسار محمد سعید احمدی

مولوی محمد علی صاحب سے ایک ضروری سوال

فاضل اسحق نے یہ مضمون سفر سے بھیجا ہے [illegible] ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور منشی مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کی اعانت سے بھی اسکا جواب نہیں دے سکینگے ہمارے احباب جہاں کسی پیغامی سے ملیں اس سوال کا جواب لیں۔ (ایڈیٹر)

مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد شائع کیا تھا جس کا نام مسئلہ کفر و اسلام ہے اس میں غیر احمدیوں کے کفر و اسلام پر بحث کی ہے۔ اس رسالہ میں مولوی صاحب کفر کی دو قسمیں قرار دیتے ہیں ایک کفر وہ جسے اختیار کرکے انسان اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے دوسرا کفر جس کے ارتکاب سے انسان کافر تو ہو جاتا ہے مگر دائرہ اسلام کے اندر رہتا ہے چنانچہ اس رسالہ کے صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں۔

"کفر دو قسم ہے ایک اصل ایمان کا انکار اور وہ ایمان کی ضد ہے اور دوسرا اسلام کے فروع میں سے کسی فرع کا کفر یا انکار جس سے آدمی اصل ایمان سے خارج ہو جاتا ہے"

اس حوالہ کے علاوہ اور مقامات میں بھی مولوی صاحب نے بالتصریح ذکر کیا ہے ایک وہ کفر ہے جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے دوسرا وہ کفر جو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ پھر یہ بتانے کے لئے کہ دائرہ اسلام کی کیا تعریف ہے اور کس اعتقاد یا عمل سے انسان دائرہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ مولوی صاحب صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔

"جو شخص توحید الٰہی کا قائل ہو جاتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے"

مولوی صاحب کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا دائرہ اسلام ہے اور جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اب جو کام بھی کرے اور جو اعتقاد بھی چاہے رکھے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ ہاں جن باتوں کا انکار کریگا انکا کافر ہوگا مگر یہ کفر دائرہ اسلام کے اندر کا ہوگا ایسے کفر سے انسان دائرہ سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اس بات کا مولوی صاحب صفحہ ۴ پر بالتصریح اس طرح ذکر فرماتے ہیں

"جو شخص لا الہ الا اللہ کا انکار کرے وہ تو اس دائرہ ہی سے خارج ہو گیا لیکن جو شخص لا الہ الا اللہ کا اقرار کرکے کسی اور حصہ کو چھوڑتا ہے وہ دائرہ کے اندر تو ہے مگر اس خاص حصہ کا کافر ہے"

اسکے بعد ایک سوال پیدا ہوتا تھا کہ مسیح موعود کا انکار کفر کی دونوں قسموں میں سے کونسا کفر ہے اسلئے مولوی صاحب اپنے رسالہ میں اسکا جواب ان الفاظ صفحہ ۸ میں دیتے ہیں

"مسیح موعود کا منکر بھی اس حصہ کا کافر ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے"

اس عبارت میں مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کا منکر کافر تو ہے مگر یہ کفر دائرہ کے اندر کا کفر ہے اور اس شخص نے مسیح موعود کا انکار کرکے ایسا کفر اختیار نہیں کیا جس سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ پھر صفحہ ۹ پر اس بات کو بالکل واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

مسیح موعود کا کفر ان دو کفروں میں سے ایک کفر ہے۔ اور یہی وہ کفر ہے جو اسلام کے دائرہ کے اندر رہ کر بھی انسان سے سرزد ہو جاتے ہیں"

دیکھئے اس عبارت میں مولوی صاحب صاف فرماتے ہیں مسیح موعود کے دعاوی کا محض انکار بھی کفر ہے اور انسان اس سے کافر ہو جاتا ہے مگر یہ کفر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا بلکہ مسیح موعود کا انکار ایسا کفر ہے جس کے کرنے سے آدمی دائرہ کے اندر ہی رہتا ہے۔ مذکورہ بالا حوالوں سے تین باتیں ثابت ہوئیں

(۱) کفر کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہیں دوسری وہ جو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتیں۔

(۲) دائرہ اسلام لا الٰہ الا اللہ ہے جب تک کوئی شخص اس کا انکار نہ کرے۔ اسلام کے دائرہ کے اندر رہتا ہے۔

(۳) مسیح موعود کے دعاوی کا محض انکار کفر تو ہے مگر دوسری قسم کا کفر ہے جو دائرہ کے اندر رہکر سرزد ہوتا ہے

مولوی صاحب کی ان تین باتوں کو مدنظر رکھکر میں مولوی محمد علی صاحب سے ایک سوال کرتا ہوں جس کی طرف مضمون کی سرخی اشارہ کر رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب مکرم آپ لوگ اپنے اخباروں تقریروں اور رسالوں میں بار بار لکھتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود کے منکر کو کافر نہیں کہتے بلکہ صرف اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو آپ کو کافر کہے تو بتائیے کہ حضرت مسیح موعود کو کافر کہنے والے کو آپ کونسی قسم کا کافر کہتے ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج یا دائرہ کے اندر کا اگر آپ کہیں کہ حضرت صاحب کو کافر کہنے والا اس کفر کا مرتکب ہے جو دائرہ سے خارج نہیں کرتا بلکہ دائرہ کے اندر رہکر سرزد ہوتا ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ دائرہ کے اندر کا کفر تو حضرت مسیح موعود کا محض انکار بھی ہے جیسا کہ آپ خود اپنے رسالہ میں تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا صرف انکار بھی ایسا کفر ہے جو دائرہ کے اندر سرزد ہوتا ہے سو جب انکار بھی داخلی کفر ہے تو پھر اس کہنے کا کیا مطلب ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کے منکر کو کافر نہیں کہتے بلکہ صرف کافر کہنے والے کو کافر کہتے ہیں کیونکہ جب حضرت صاحب کا انکار بھی داخلی کفر ہے اور حضرت صاحب کو کافر کہنا بھی داخلی کفر ہے تو پھر دونوں میں فرق کیسا کرتے ہو۔ اور اگر کہو کہ حضرت مسیح موعود کو کافر کہنا ایسا کفر ہے جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے تو اس پر میں یہ عرض پرداز ہوں کہ آپ کے مسلمات کے رو سے تو حضرت مسیح موعود کو کافر کہنا دائرہ سے کسی طرح بھی خارج نہیں کر سکتا کیونکہ دائرہ تو لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے اور وہ شخص جو مسیح موعود کو کافر کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ کا تو وہ بھی اقرار کرتا ہے اور جب تک کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے بقول آپ کے وہ دائرہ سے خارج نہیں ہو سکتا جیسا کہ آپ صفحہ ۹ میں اسطرح تحریر فرماتے ہیں۔

"وہ دائرہ اسلام سے اسوقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

میں پھر دوبارہ تفصیلاً عرض کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کو کافر کہنے والا شخص کفر کی دو قسموں میں سے کس کفر کا مرتکب ہے۔ اگر کہو کہ حضرت صاحب کا مکفر اس کفر کا مرتکب ہے جو دائرہ کے اندر رہکر ہوتا ہے تو بتائیے کہ پھر آپ لوگ مکفر اور منکر میں کیوں فرق کرتے ہیں جبکہ آپ کے نزدیک محض منکر بھی اس کفر کا مرتکب ہے جو دائرہ کے اندر سرزد ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ صفحہ ۹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"مسیح موعود کا کفر ان دو کفروں میں سے ایک کفر ہے اور یہی وہ کفر ہے جو اسلام کے دائرہ کے اندر رہکر بھی انسان سے سرزد ہو جاتے ہیں"

اور اگر آپ کہیں کہ مسیح موعود کا مکفر اس کفر کا مرتکب ہے جو دائرہ سے خارج کر دیتا ہے تو یہ آپ کے دوسرے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ آپ کے نزدیک دائرہ صرف لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے اور مسیح موعود کا مکفر لا الٰہ الا اللہ کا مقر ہے اور جب تک لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے وہ بقول آپ کے دائرہ سے خارج نہیں ہو سکتا جیسا کہ آپ خود صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں

"وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا جب تک لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

سو (۱) نہ تو حضرت صاحب کا مکفر دائرہ کے اندر کا کافر ہے کیونکہ دائرہ کے اندر کا کافر تو بقول آپ کے محض منکر بھی ہے پھر مکفر اور منکر میں فرق کیوں کرتے ہو (۲) اور نہ ہی حضرت صاحب کا مکفر دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ بقول آپ کے دائرہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے اور مسیح موعود کا مکفر لا الٰہ الا اللہ کا اقراری ہے اور وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا جب تک لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے۔

غرض پہلا کفر تجویز کرنے سے مکفر اور محض منکر میں مساوات ماننی پڑیگی اور دوسرا کفر تجویز کرنے سے دائرہ اسلام ٹوٹتا ہے بھلا دیکھئے آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ ودود شاہ (الفضل)

الفضل کی اشاعت بڑھانے کی طرف توجہ کیجائے

الفضل کو عمدہ اور مفید بنانے کیلئے ہم مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی خدا کی توفیق سے کرتے رہینگے مگر جب بھی اسکا حلقہ اشاعت وسیع نہیں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں افسوس کی بات ہے کہ احمدی جماعت کے پرجوش اور مخلص افراد ایک ہزار بھی الفضل کے خریداروں کی تعداد نہ بنا سکیں اور اسکا یہ کارخانہ بھی بڑھتا اور ترقی کرتا جائے میں چاہتا ہوں کہ معزز ناظرین ایک دفعہ پھر ہمت سے کام لیں اور اپنے حلقہ احباب میں ایک پرزور تحریک کر کے ایک مہینے کے اندر کم از کم دو دو نئے خریدار اور مہیا کر دیں یہ کوئی بہت بڑا مطالبہ نہیں صرف ایک عزم کی ضرورت ہے باقی اخبار اپنی سفارش خود کریگا۔ روپیہ کوئی بڑی بات نہیں قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیئے خواہ باقساط ہو جو صاحب ہماری اس تحریک کا عملی جواب دیں گے انکی فہرست شائع ہوتی رہے گی ۱۸ جون سے نیا سال شروع ہو رہا ہے درس قرآن مجید کا بھی اہتمام کیا گیا ہے پس نئے خریداروں کے لئے یہ موقعہ ہے۔ خاکسار منیجر الفضل

ظہور المہدی اس کتاب میں احمدی مذہب کو ایمان باللہ سے لیکر الیوم الآخر تک مفصل و مدلل بیان کیا گیا ہے اور اسکے علاوہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے تمام دلائل کو یکجا کر دیا ہے۔ حجم [illegible] صفحے جن میں [illegible] صفحوں میں پانسو صفحے کا مضمون ہے قیمت صرف سوا روپیہ معرفت منیجر الفضل

وی پی آتے ہیں

چونکہ ۱۸ جون کو الفضل کا سال ختم ہوتا ہے اسلئے بہت سے احباب کے نام وی پی جائینگے ان کے وصول کرنیکے لئے تیار رہیں اور بہت بہتر ہو کہ بذریعہ منی آرڈر قیمت ارسال فرمائیں۔ - مینیجر

خط و کتابت میں خریداری کا نمبر ضروری ہے جو نمبر نہ پہنچے اسی ہفتہ میں اسکو طلب کرنا چاہیئے۔

جن احباب نے اپنا پتہ تبدیل کروانا ہو وہ ہمیں اطلاع دیں کیونکہ چٹھیں از سر نو بھجوائی جائینگی۔

احیائے موتی
حضرت مسیح کے مُردے زندہ کرنیکی حقیقت
نمبر ۳

میں پچھلے دو مضمونوں میں بائبل سے یہ ثابت کرکے دکھلا چکا ہوں کہ حضرت مسیح روحانی مُردے زندہ کرتے اور روحانی زندگی عطا کیا کرتے تھے۔ سلسلہ مضمون نامکمل رہیگا اگر بائبل کے ان قصوں پر کچھ روشنی نہ ڈالی جائے جن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح نے جسمانی مُردے زندہ کئے ہیں۔ کیونکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان مضامین سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح روحانی مُردے زندہ کرتے اور روحانی زندگی دیتے تھے۔ لیکن یہ کہاں سے نکلتا ہے کہ انہوں نے جسمانی مُردے زندہ نہیں کئے اور جب بائبل میں ایسے واقعات درج ہیں جن سے جسمانی مُردوں کے زندہ ہونیکا ثبوت ملتا ہے تو پھر اسبات کا کس طرح انکار کیا جاسکتا ہے ہاں ایسے کہا جائیگا کہ حضرت مسیح روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ گو اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ جب حضرت مسیح کو ایک نبی مانا جاتا ہے اور اس سے بڑھکر انہیں کوئی درجہ نہیں دیا جاتا۔ تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ انہوں نے ایسے ہی مُردوں کو زندہ کیا ہے جیسے اور انبیاء کرتے آئے ہیں نہ کسی اور طرح کے مُردوں کو اور جبکہ بائبل جسمانی مُردوں کے ایک دو اور وہ بھی مشتبہ واقعات کے علاوہ ہر جگہ روحانی زندگی کے بڑے زور سے تائید کرتی ہے تو ایسا خیال کرنا بالکل غلط ہے تاہم میں بائبل کے ان قصوں پر جنمیں جسمانی مُردے زندہ کرنیکا ذکر ہے۔ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ لیکن پیشتر اسکے چند باتیں بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

اول۔ یہ کہ موجودہ توریت و انجیل کسی مسلمان کے نزدیک اصل توریت انجیل نہیں ہیں۔ بلکہ محرف و مبدل مانی جاتی ہیں۔ مسیحیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے اور اسکا ثبوت بائبل سے دیا جاسکتا ہے۔ اسلئے یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ جسمانی مُردوں کے زندہ ہونے والے قصے ہمارے سامنے اصل رنگ میں موجود ہیں۔

دوم۔ موجودہ اناجیل اصل کتابوں کا ترجمہ کہا جاتا ہے اور یہی ترجمہ ہمارے پاس ہے اصل زبان میں انکا ملنا ناممکنات سے ہے اسلئے ہم اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ایک زبان کے الفاظ اور محاورات کا ہو بہو کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنا ناممکن ہے کہہ سکتے ہیں کہ انجیلی واقعات ہمارے سامنے اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں۔

سوم۔ انجیلوں کا ترجمہ ان لوگوں کی قلم سے نکلا ہوا ہے جو حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے اور انہیں آسمان پر خدا کی داہنی جانب بیٹھا سمجھتے ہیں۔ اور جن کے دل و دماغ میں یہ عقیدہ جڑ پکڑ چکا ہے کہ حضرت مسیح جسمانی مُردوں کو زندہ کرتے تھے اسلئے ضروری ہے کہ انکے اس عقیدہ کا اثر کسی واقعہ کا ترجمہ کرتے وقت الفاظ پر بھی پڑے۔ اور وہ ان کا ترجمہ اپنے مذہب کا کریں۔

ان مشکلات کے ہوتے ہوئے انجیل کے کسی واقعہ کی حقیقت کا صحیح لگانا آسان کام نہیں تاہم عقلمند را اشارہ کافیست کے مطابق اگر کوئی غور سے کام لیگا تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ اصلیت کیا ہے؟

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ چاروں انجیلوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کو اپنی ساری زندگی میں صرف تین ایسے موقعے پیش آئے ہیں جنمیں انہوں نے مُردے زندہ کئے ہیں۔ اگر ان واقعات کی تعداد پر ہی غور کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ جسمانی مُردے زندہ نہیں کئے گئے کیونکہ اگر حضرت مسیح کسی ایک مُردہ کو بھی زندہ کر دیتے تو پھر تو جس کسی کا کوئی عزیز یا رشتہ دار مرتا وہ جس طرح بھی ہو سکتا حضرت مسیح کو اسکے زندہ کرنے پر راضی کر لیتا۔ اور اگر حضرت مسیح اسکے کہنے پر راضی نہ ہوتے تو بھی بائبل میں اس طرح کسی کے عرض معروض کرنیکا ذکر تو ضرور ہونا چاہئیے تھا لیکن یہ بھی نہیں ہے اگر یہ کہا جاوے کہ کسی نے انہیں کہا ہی نہیں ہوگا تو یہ بھی عقل کی بات نہیں۔ کیونکہ کون نہیں چاہتا کہ اس سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جانے والا عزیز زندہ ہو کر اسکے پاس ہی رہے اور اسکی آنکھوں کے سامنے منوں مٹی کے نیچے دبایا جائے یہ تو کہا ہی نہیں جاسکتا کہ حضرت مسیح کی زندگی میں صرف تین آدمی مرے تھے جن کو انہوں نے زندہ کر دیا اسلئے ایسے واقعات کی قلت جن میں سے اگر ایک بھی سچا ہوتا تو اور واقعات کا کثرت سے نہ ہونا ناممکن ہے بتاتا ہے کہ انکی درستی میں شک ہے اور اصل واقعات کسی اور صورت میں ہیں۔

اب میں یکے بعد دیگرے ان واقعات کو پیش کرتا ہوں۔

ایک واقعہ لوقا باب ۷ میں اس طرح درج ہے کہ "تھوڑے عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ وہ (حضرت مسیح) نائین نام ایک شہر کو گیا اور اسکے شاگرد اور بہت سے لوگ اسکے ہمراہ تھے جب وہ شہر کے پھاٹک کے نزدیک پہنچا تو دیکھا ایک مُردے کو باہر لئے جاتے تھے وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ بیوہ تھی اور شہر کے بہتیرے لوگ اسکے ساتھ تھے۔ اسے دیکھکر خداوند (حضرت مسیح) کو ترس آیا اور اس سے کہا کہ رو نہیں پھر اسکے پاس آکر جنازے کو چھوا۔ اور اٹھانے والے کھڑے ہو گئے اسنے کہا اے جوان میں تجھ سے کہتا ہوں اٹھ وہ مُردہ اٹھ بیٹھا اور بولنے لگا اور اسنے اسکی ماں کو سونپ دیا اور سب پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا کی بڑائی کرکے کہنے لگے کہ **ایک بڑا نبی ہم میں اٹھا ہے اور یہ کہ خدا نے اپنی امت پر توجہ کی ہے** اور اسکی نسبت یہ خبر سارے یہودیہ اور تمام گرد و نواح میں پھیل گئی۔"

یہ واقعہ صرف لوقا کی انجیل میں درج ہے اور باقی تینوں انجیلیں اس سے ساکت ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کو متی، مرقس، اور یوحنا نے قابل وثوق نہیں سمجھا کیونکہ اگر وہ ایسا سمجھتے تو ضرور اسکو اپنی اپنی کتابوں میں درج کرتے۔ لوقا کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک بڑا عظیم الشان واقعہ ہے اور حضرت مسیح کی صداقت کا بہت بڑا نشان ہے اگر اسکی کچھ بھی حقیقت ہوتی تو وہ اسکے بیان کرنے میں خاموش نہ رہتے لیکن انہوں نے اسکا ذکر تک نہیں کیا۔

یہ پہلی بات ہے جو اسکی صداقت کو معرض خطر میں ڈالتی ہے دوسری بات وہ عبارت ہے جس کو موٹا کر دیا گیا ہے یعنی جوان لوگوں نے مُردہ کے زندہ ہو جانے پر کہی کہ "ایک بڑا نبی ہم میں اٹھا ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ مُردہ کا زندہ کرنا انکے نزدیک کسی انسان کے نبی ہونیکا نشان ہے پس اگر وہ پہلے نبیوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے تھے۔ کہ وہ جسمانی مُردے زندہ کیا کرتے تھے تو کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح کے ہاتھ سے بھی نظارہ دیکھا ہوگا

اور اگر نہیں تو انہوں نے حضرت مسیح کو نبی کیوں قرار دیا۔ اور اس واقعہ کو انکی نبوت کا نشان کیوں سمجھا۔ [illegible] کا یہ کہنا بتاتا ہے کہ انہوں نے کوئی واقعہ اس طرح کا دیکھا ہے جس طرح کا انبیاء سے ظہور پذیر ہوا کرتا ہے اور [illegible] یہ کہنا کہ خدا نے اپنی امت پر توجہ کی ہے "۔ اسکی تصدیق کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا اپنی امت پر توجہ کرنا یہی ہوتا ہے کہ وہ بھیجے کسی رسول کو انکی راہنمائی کے لئے بھیجتا ہے۔ کہ کسی مردہ کا زندہ ہو جانا خدا کی توجہ کی علامت ہے۔ پس اس واقعہ سے دیکھنے والوں کا یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مسیح ایک بڑا نبی ہے اور خدا نے ان کو بھیجا ہے اپنی امت کی راہنمائی کی ہے صاف طور پر بتاتا ہے کہ وہ مردہ اس طرح کا زندہ ہوا تھا جس طرح انبیاء کیا کرتے ہیں۔ جیسے بیماروں کو جو ظاہری طور پر مردہ ہو چکے ہیں یا قریب المرگ ہو جاتے ہیں۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ لڑکا غشی کی حالت میں ہوگا حضرت مسیح نے اس [illegible] میں جھک کر دعا کی ہوگی۔ جو خدا تعالیٰ نے منظور فرمائی ہوگی۔ اور وہ لڑکا ہوش میں آکر اُٹھ بیٹھا ہوگا۔ اگر اس بات کو کوئی معجزانہ نشان اور علامت قرار دیا جائے [illegible] لوگ انہیں "پرانم" [illegible] ہوں۔ تو کوئی حیرانی کی بات نہیں کیونکہ یہ بھی انبیاء کی [illegible] ایک نشان ہے کہ حالت یاس اور ناامیدی میں جب ظاہری علامات ناکامی کا فتویٰ دے چکی ہے تو انکی دعا سے وہ کام ہو جاتا ہے۔

گو اس واقعہ کو جن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے وہ غلطی میں ڈالنے کا باعث ہو سکتے ہیں تاہم اس بات کی تائید کہ وہ لڑکا مرا نہیں تھا اس طرح ہوتی ہے کہ یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ اسے باہر دفن کرنے کے لئے لے جا رہے تھے بلکہ یہ لکھا ہے کہ باہر لے جا رہے تھے ممکن ہے کہ وہ اسے غشی میں سمجھ کر کسی طبیب کے پاس لئے جا رہے ہوں۔ اور حالت اضطرار اور ناامیدی میں لئے جا رہے ہوں۔ انکو اس حالت میں دیکھنے والے نے از خود یہ نتیجہ نکال لیا ہو کہ مردہ کو لئے جا رہے ہیں اور اگر یہ بھی سمجھا جائے کہ واقعہ میں وہ اسے مردہ سمجھ کر دفن کرنے کے لئے لے جا رہے تھے۔ تو بھی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ [illegible] بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں کہ بیمار مردہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ یہ قرائن تو یہ ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے جسمانی مردے کو زندہ نہیں کیا اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایک ایسے بیمار کو جس کو دوسرے لوگ مردہ سمجھ چکے تھے۔ اور اس کی زندگی کی ظاہری علامات جواب دے چکی تھیں اسکو اپنی دعا سے اچھا کر دیا۔ ﷺ

حضرت اقدس (۲) کی کتاب
اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ
فرانسیسی زبان میں

برادر عبد الرحیم صاحب کا یہ خط نہایت دلچسپی سے پڑھا جائیگا جس میں انہوں نے دوستوں کو کامیاب و کامران کیسے [illegible] اور اپنے ابتلاء کے مقام میں اشاعت اسلام کے متعلق یہ جوش رکھتے ہیں۔

سیدنا پیارے آقا میرے۔ [illegible] میرے اولو العزم خلیفۃ المسیح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ ایک لیڈی نے ترجمہ کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ [illegible] اسلام کا ترجمہ [illegible] کریں گی۔ ترجمہ کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن پھر ازاں ترجمہ کر دینے کو قبول کر لیا۔ [illegible] میں نے ان سے کہا تھا کہ [illegible] ٹھیک نہیں [illegible] سکے۔ جب ترجمہ شروع ہو گیا تو چوہدری صاحب نے تحریر فرمایا کہ ترجمہ لنڈن میں کسی لائق عالم سے کروانا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے۔ کہ وہ لیڈی اچھا ترجمہ نہ کر سکے۔ ایک دفعہ میں نے اسکی اصلی چٹھی کو جو کہ لیڈی نے میری طرف لکھی تھی۔ چوہدری صاحب کے ملاحظہ اور یقین دلانے کے واسطے روانہ کی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ لیڈی سکاٹلینڈ کی رہنے والی ہے [illegible] اسے ترجمہ کرنے سے ایک دفعہ انکار بھی کر دیا تھا۔ [illegible] نہیں پڑتا۔ کہ وہ ترجمہ اچھی طرح تو جسے کرے۔ [illegible] ترجمہ کا پورا ہو جاوے۔ تو ہماری طرف بھیجو تاکہ [illegible] اہل علم سے مشورہ لیا جاوے۔ میں نے جا کر لیڈی سے ذکر کیا۔ اور ترجمہ لے کر چوہدری فتح محمد صاحب کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری روانہ کر دیا۔ الحمد للہ۔ آج ان کی طرف سے وہی ترجمہ واپس آیا ہے جسے انہوں نے پسند کیا ہے۔ چنانچہ مفصلہ ذیل الفاظ جو انہوں نے تحریر فرمائے بجنسہ نقل کرتا ہوں

"ترجمہ بہت عمدہ ہے۔ میں اسکا مسودہ مناسب ہدایات کے ساتھ واپس کرتا ہوں۔ اگر ترجمہ کرنے والی لیڈی پسند کرے تو ان سے فائدہ اٹھائے۔ الحمد للہ۔"

میں کل انشاء اللہ لیڈی مس فلورا میک کول کے پاس جاؤنگا اور اسکو اطلاع دونگا۔ کہ تمہارا ترجمہ عمدہ ہے۔ پھر میں حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے کوئی نشان فلورا میک کول پر ظاہر فرما دیں جس سے کہ سچی گرویدہ اسلام کی طرف جھک کر زمرہ احمدیت میں داخل ہو جاوے۔

پھر میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں۔ کہ اس نے چوہدری فتح محمد صاحب کی معرفت (کہ اسی نے آپکے ہاتھوں سے لنڈن میں ایک پودا لگوایا ہے) ایک جینٹلمین کو مشرف باسلام فرما کر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق فرمائی۔ اور حضور کو بھی مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حضور کے خلافت میں اللہ تعالیٰ اسلام کو دور دور تک بلکہ کل روئے زمین تک پھیلا دے۔ اور دنیا میں وہ پاک دل کثرت سے پیدا ہو جاویں۔ جو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر گرنے والے ہوں۔ اور اسی کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا ماویٰ و ملجا قرار دینے والے ہوں۔ اور تمام دنیا میں جو فساد نظر آتے ہیں۔ امن سے بدل جائیں۔

"فرانسیسی زبان میں ترجمہ اصول اسلام کو چھپوانے کے لئے مفصلہ ذیل بھائیوں نے مفصلہ ذیل رقوم دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین صاحب مالیر کوٹلہ ۲۲۵	ڈاکٹر محمد الدین صاحب مالیر ۱۰۰
قاضی عبد الرحمن صاحب [illegible] ۱۱	بندہ عبد الرحیم کلرک ہیلتھ ماسٹر ۱۲
ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب [illegible] ۴	لاہور جنرل سپتال بولون [illegible] ۵

میزان کل صد ۴۴۰ [illegible]

میں بے علم ہوں۔ وہ مجھے علم سکھا دے میں بے عمل ہوں۔ وہ مجھے باعمل بنا دے۔ میں ناچیز ہوں۔ وہ مجھے چیز بنا دے۔ سب احمدی بھائیوں کی خدمت میں السلام علیکم۔ اور دعا کے لئے عرض کرتا ہوں۔

(عبد الرحیم)

میدہ کی سیویاں بنانیکی مشین

عجیب طرز کی مشین ہے خاص و عام کی سہولت کیلئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے جسمیں میدہ بھرے [illegible] باہر سے کر جو لان تک اسکا استعمال کر سکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر [illegible] سیر تک بن سکتی ہیں قیمت [illegible] اور [illegible] صرف ایک روپیہ ہے تاجروں کیلئے خاص رعایت [illegible] مشین پکی چھپنیاں سوتی اور باریک قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک

پتہ۔ حکیم مستری فضل کریم مہا مشین خانہ [illegible] ضلع [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ال ۸۳۵

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

[illegible] میں بھی الفضل [illegible]

مضامین

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی و غیرہ ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قادیان ضلع گورداسپور سے ہر [illegible]

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۲ | ۸ جون سنہ ۱۹۱۵ء (بروز سہ شنبہ) مطابق ۲۳ رجب سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۵

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو حلق میں ورزش کی کسی قدر شکایت ہے اللہ الشافی

۲۔ سالگرہ ملک معظم کی تقریب پر مدرسہ احمدیہ و مدرسہ انگریزی میں تعطیل کی گئی۔

۳۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب ترقی اسلام و صدر انجمن کے چندہ کے لئے دورہ پر ہیں (ب) جناب نواب صاحب کوٹلہ سے واپس تشریف لائے۔ صدر انجمن کا اجلاس ہو چکا۔

۴۔ کئی معزز مہمان تشریف فرما ہیں۔ از انجملہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سیالکوٹ۔ سید حبیب اللہ شاہ صاحب (جو ڈاکٹری کا امتحان دیکر آئے ہیں) مکرم میر افضل صاحب۔ مستری موسیٰ لاہور

تصحیح۔ پچھلے اخبار نمبر ۱۴ میں صفحہ ۲ پر آیت غلط چھپی ہے صحیح یوں ہے۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین۔ مشیر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کی رقم پڑھنی چاہیئے۔ اسکے علاوہ بھی کچھ غلطیاں [illegible]

اخبار احمدیہ

۱۔ ایک دوست کو لکھا کہ بچوں پر سایہ وغیرہ (آسیب) لوگوں نے بنایا ہوا ہے یہ کوئی بات نہیں۔

۲۔ سید طفیل محمد پٹواری نہر چک ۱۳۱ چک ۳۳ میں سائیں مولا بخش کے پاس پہونچے۔ وہ احمدی ہیں۔ خلافت ثانی کی خبر دی۔ سائیں صاحب نے مع گھر والوں کے بیعت کی درخواست بھیجی۔ ۱۸ کس ہیں اللہم زدفزد۔ چندہ بھی باقاعدہ دینگے۔

۳۔ سب اوورسیر رسول بخش صاحب لکھتے ہیں اعجازی طور پر حضور کی دعا قبول ہوئی۔ اور ایک ایسی کامیابی ہوئی۔ جو انسانی قیاس سے بیرون ہے۔

۴۔ برادر محمد تقی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ہم تبلیغی جلسہ کا اہتمام کر رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا مسیح نہیں ہتھکڑیاں نہ پہنائیں تو کہنا اچھا عہدہ دار تھا۔ ہمنے اللہ کے بھروسہ پر جلسہ وعظ کیا یہ اعلان بھی کیا کہ حیات مسیح کی ایک آیت پیش کرکے حیات ثابت کرنے پر پچاس روپے انعام دینگے۔ مگر کوئی مدعی نہ اٹھا۔ صبح وہ شخص جو ہمیں ہتھکڑیاں ڈلوانا چاہتا تھا۔ طاعون میں مبتلا ہو گیا اور مر گیا۔

۵۔ برادر مہر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ حشمت بی بی بنت نظام الدین ترکھان موضع تسکار ابچیاں سخت مرض میں مبتلا ہے۔ تمام جماعت احمدیہ اس کی صحت کے لئے دعا فرماوے

۶۔ شیخ قدرت اللہ صاحب پریزیڈنٹ جماعت (نام نہیں پڑھا گیا) کی والدہ کا انتقال ہو گیا جنازہ غائب پڑھا جائے۔

۷۔ منشی محمد حسین پنجابی (۲) بابو محمد غنی صاحب (۳) جناب اے کو باکٹی بر بہا سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

۸۔ سنجہ میں مولوی عمر الدین صاحب کے ساتھ پیغامیوں کی بحث [illegible]

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان مورخہ ۹ رجون [illegible]ء

مسلمانوں کی جہالت اسکے اسباب و علاج

ضلع مظفر گڑھ کی ڈکیتیوں نے جب سالک ہلا دینے والے ایک پیدا کرنے والی جہالت کا نظارہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ جو اپنی جگہ سخت و دنی بھیانک اور افسوسناک ہے۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بدقسمت قوم اب اوس مقدس مذہب کی تعلیم سے اس قدر دور ہے جس قدر زمانہ جاہلیت کے عرب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تہذیب تمدن سے دور تھے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تمام دنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کی مصداق تھی۔ اور حضور کی بعثت کے بعد اصلاح کا کام شروع ہوا۔ اور اس سایہ دار و ثمردار درخت کا بیج زمین عرب میں بودیا گیا جس نے ایکدن بڑھکر کل دنیا کو اپنے ظل عاطفت میں جگہ دی۔ یا یوں کہو کہ وہ چاند طلوع ہوا جس نے بدکامل بنکر تاریک دنیا کو منور کیا۔ اور جہالت کی ارواح خبیثہ کو اپنے شان شعاع سے ہلاک کیا مگر یہ مقدر تھا کہ اوس شمع ہدایت سے بعد ہو جانے اور اختلاف زمانہ اور شامت اعمال کے باعث نور اسلام سے فیض یافتہ لوگ پھر جہالت کے تاریک و تار گڑھے میں گر جائیں۔ اور ان کی صورتیں ایسی مسخ ہو جائیں۔ کہ ان کی پہچان بھی مشکل ہو۔ چنانچہ یہی حالت آج مسلمانوں کی ہے۔

اگر کسی شخص کے لیے یہ ممکن ہوتا کہ وہ دنیا کے کسی ایسے بلند پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہو سکے۔ جہاں سے اسلامی دنیا کا نہایت عمدگی سے نظارہ ہو سکے۔ تو وہ دیکھتا کہ مشرق بعید میں دیوار چین کے اندر ایک قوم رہتی ہے جو کہ اپنے تئیں مسلمان ظاہر کرتی ہے لیکن اونکے افعال پر نظر ڈالی جائے اور انکے بعض افراد کا بلا تکلف سور کے گوشت اور مکروہ اشیاء کا استعمال کرنا ملاحظہ کیا جائے تو نوواردان کے دستور العمل سے اون کے دعوے کی تکذیب ہو رہی ہے پھر وہ دیکھتا کہ مشرق بعید کے بحر اعظم میں ستاروں اور ہلالیں کے جھنڈے تلے ایک جزائر کا مجموعہ المسمیٰ فلپائن ہے اس کے باشندے مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر اسلام سے صرف اس قدر واقف ہیں کہ جب اون کے سامنے اللہ کا نام لیا جائے تو اونکے چہرہ پر ایک گونہ بشاشت سی آجاتی ہے اور اس مجمع الجزائر کے قرب و جوار میں رہنے والے اور مسلمان کہلانے والے اہل جزائر کی بیشتر تعداد اون سے ہم رنگ ہے۔

اسکے بعد اگر یہ سیاح آنکھ جزیرہ نمائے ملایا کے سنگاپور میدانوں کی آبادی پر ایک نظر ڈالتی تو اسے معلوم ہوتا کہ یہاں بھی مسلمان کہلانے والے آباد ہیں۔ مگر اون کا مشغل مرغ لڑوانا اور بیہودگی و وحشت کے تمام افعال ناشائستہ کا ارتکاب کرنا ہے۔ ملایا کے بعد بحری سفر کرتے والی متلاشی آنکھ کو اگر جاوا سے گزر کر۔ اون کے جزیرہ (لنکا) اور مریخ کی سرزمین (مارشیس) سے دوچار ہونا پڑتا تو وہ دیکھتی کہ اسلام کے نام لیوا پیر پرستی۔ قبر پرستی۔ پیر پرستی۔ اور اوہام پرستی میں مبتلا ہیں۔ اون کا اسلام محض مولود خوانی اور قصہ گوئی ہے۔

ان جزائر کی حالت کا درد انگیز منظر ملاحظہ کرنے کے بعد بلندی پر کھڑا ہونے والا انسان اگر مغربی دنیا کے وسیع قطعات کی سیر کرتا۔ اور اون ممالک پر نظر ڈالتا۔ جہاں آج بھی برائے نام اسلامی سیادت ہے۔ اور جہاں اسلامی زبان کا تا حال رواج ہے اور جہاں اماکن مقدسہ کے علاوہ بغداد۔ دمشق۔ قیروان کے کھنڈرات موجود ہیں۔ تو اوسکو دو دہرا اون ملکوں کی حالت دیکھکر اور پریشان ہوتا اور زخم خوردہ قلب پر اور گہرے زخم لگ جاتے۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ مدعیان اسلام آج اسلام سے اسی قدر دور ہیں جس قدر یہودی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے دین سے اور مسیحی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم سے۔ ان درد انگیز۔ رقت خیز اور دلگداز مناظر کا ملاحظہ کرنیکے بعد جب تھکی ہوئی متلاشی آنکھ گنگا سندھ اور برہمپتر کی وادیوں۔ ہمالہ کے دامن اور پانچ دریاؤں کی سرزمین کے خلاف کا مشاہدہ کرتی تو اوس سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے۔ اور دیکھتی کہ کہیں اتفاق کرنے کے لیے مفصلہ ذیل تکبیر پڑھی جاتی ہے گول گنبد ترتمت نہ اوسکی چوکھٹ نہ اسکا در۔ اللہ اکبر اور کسی جگہ مولوی صاحب چھری پڑھ کردے آئے ہیں اور اون کے پیرو سال بھر تک اسی چھری سے ذبح کرنے کا کام کرتے رہتے ہیں کہیں مشکیزہ میں مولوی صاحب نکاح بند کر دیا ہے۔ اور اوس مشکیزہ کی ہوا دولہا دولہن کے منہ میں پھونکے جانے سے نکاح ہوتا ہے کہیں جگہ ایک افغان بہادر کافر ہندو کو مسلمان کرنے کے لیے تلوار اٹھا رہے ہیں۔ ہندو کلمہ پوچھتا ہے تو اسلام کا شیدائی اس سے خود ناواقف ہے کسی مقام پر ایک فقیر سائیں وعظ کر رہے ہیں کہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اون کے مریدین زن و فاحشین کے ساتھ مصروف بحث ہیں وغیرہ وغیرہ

اس وقت جبکہ اس آنکھ سے آنسو نکلتے اور صاحب چشم کے دل پردرد سے دعا نکلتی تو اوس وقت سیاہ بادلوں کے پیچھے نیلگوں صاف آسمان کی جھلک دکھائی پڑتی۔ اور گھنی تاریک گھٹا میں سے روشن بجلی کی چمک نظر آتی اور وہ دیکھتا کہ دمشق سے عین مشرق کی طرف ہمالہ کے دامن میں ایک نامعلوم مقام پر مطلع خورشید کی مانند روشنی کی نورانی شعاعیں اوٹھ رہی ہیں۔ اور وہ ان شعاعوں کے منبع میں جو رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت نمودار ہو کر صدی بعد صدی زمانہ میں خصوصاً خلیفہ ثانی کے وقت دنیا کے بیشتر حصہ میں پھیلکر جہالت کی تاریکی کو دور کرنے کا باعث ہوئیں۔ آج حالت یہ کہ غمزدہ قلب کو تسکین اور زخم خوردہ دل کو راحت ہوتی اور پکارتا

سب یہ طالع نے دکھلائی طلعت بدنیر + مطلع نور خدا ہے آسمان قادیان

غرض آج مسلمان کہلانے والے لوگوں کی حالت ہر جگہ دگرگوں ہے۔ وہ نور کی بجائے ظلمت کے فرزند ہو رہے ہیں اور مسلمان کی بجائے یہود بن رہے۔ علما میں اشرک میں مبتلا۔ جہلا میں وہ جہالت میں گرفتار ہو رہے ہیں کیوں؟ اسکا سبب خود ہمارے تشخیص کرنیوالے ڈاکٹر کی زبان سے سنیے ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا | کہ جب تعلیم قرآن کو بھلایا
رسول حق کو مٹی میں سلایا | مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہین کرکے پھل ویسا ہی پایا | اہانت نے اونہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا | کہ سوچو عزت خیر البرایا

ہمیں یہ راہ خدا نے خود دکھا دی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس مرض کا علاج کیا ہے؟ وہ بھی خود ڈاکٹر کے تجویز کردہ نسخہ سے ملاحظہ ہو فرمایا ؎

مسیح وقت اب دنیا میں آیا | خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا | صحابہ سے ملا جب مجھکو پایا
وہی مے اونکو ساقی نے پلادی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پادری جوالا سنگھ صاحب سے ہمارے مطالبات

گوجرانوالہ میں پادری صاحبان نے اپنے مختلف لیکچروں میں اس بات پر زور دیا تھا کہ مسیح نے عظیم الشان معجزے دکھائے اور چونکہ وہ معجزے بشری طاقت سے بالاتر تھے اس سے معلوم ہوا کہ مسیح محض انسان نہ تھا بلکہ خدا بھی تھا۔ پادری صاحبان کے اس استدلال پر چند جرحیں کی جاتی ہیں۔

پہلی جرح پادری صاحبان اگر محض معجزے دکھانا ہی الوہیت کی علامت سمجھی جاوے تو پھر تمام انبیاء خدا کہلانے کے مستحق ہیں اور کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ موسیٰ ایلیا وغیرہ کو خدا نہیں سمجھتے جنہوں نے آپ کے مسیح سے بڑھکر کام بھی دکھائے اسکی تفصیل سنیئے۔

(الف) مسیح کا سب سے بڑا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا ہے مگر اس میں مسیح کی خصوصیت نہیں مسیح کے علاوہ اور انبیاء سے بھی یہ کرامت صادر ہوئی ہے حوالے دیکھئے۔

(۱) الیسع نے مردے زندہ کئے۔ سلاطین دوسرا ۴ باب آیت ۳۵۔

(۲) حزقیل نے ہزاروں پرانے مردے زندہ کئے۔ حزقیل ۳۷ باب آیت ۱۰۔

(۳) ایلیا نے مردے زندہ کئے۔ سلاطین پہلا ۱۷ باب آیت ۲۲

(۴) الیسع کی لاش نے مردہ زندہ کیا۔ سلاطین

ناظرین خود انصاف فرما سکتے ہیں کہ اگر مسیح بسبب مردے زندہ کرنے کے خدا ہو سکتا ہے تو الیسع حزقیل اور ایلیا وغیرہم جنہوں نے ہزاروں مردے زندہ کئے کیوں نہ خدا سمجھے جاویں لیکن عیسائی انکو محض انسان ہی سمجھتے ہیں۔

(ب) دوسرا معجزہ بیماروں کا اچھا کرنا ہے لیکن اس میں بھی اور انبیاء مسیح کے شریک ہیں۔

(۱) الیسع نے نعمان سپہ سالار کو جو کوڑھی تھا اچھا کیا سلاطین دوسرا ۵ باب آیت ۱۴۔

(۲) یوسف نے اپنے باپ یعقوب کو آنکھیں دیں۔ کتاب پیدائش ۴۶ باب آیت ۳۰ و ۴

(ج) تیسرا معجزہ تھوڑے طعام اور شراب کو بڑھا دینا ہے مگر یہ کام بھی بہت سے انبیاء سے ظہور پذیر ہوا بلکہ بعض نبی اس کام میں مسیح سے بھی بڑھے ہوئے ہیں دیکھو حوالے

(۱) ایلیا نے مٹھی بھر آٹے اور تھوڑے سے تیل کو بڑھایا کہ وہ سال بھر تک تمام دہا۔ سلاطین پہلا ۱۷ باب آیت ۱۴

(۲) الیسع نے بھی ذرا سے تیل کو اسقدر بڑھایا کہ گھر والوں کے پاس اسکے رکھنے کے لئے کوئی برتن باقی نہ رہا دیکھو سلاطین دوسرا باب ۴ آیت ۲ - ۶

(د) چوتھا معجزہ بغیر کشتی کے دریا پر چلنا ہے۔ یہ بھی صرف حضرت مسیح کا کام نہ تھا بلکہ موسیٰ نے اس سے بڑھکر معجزہ دکھایا

(۱) اپنے سمندر کو ایسی لاٹھی ماری کہ وہ پھٹ گیا۔ اور سیال پانی الگ الگ دونوں طرف کھڑا ہو گیا۔

(۲) یوشع نے دریا یردن کو خشک کر دیا دیکھو کتاب یوشع ۳ باب آیت ۱۷

(۳) ایلیا نے دریا کو دو ٹکڑے کر دیا دیکھو سلاطین دوسرا ۲ باب آیت ۸ تا ۱۵

دوسری جرح حضرت مسیح نے انجیل میں اپنے حواریوں کو فرمایا کہ اگر تم میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو تم میرے جیسے کام کر سکتے ہو۔ بلکہ مجھ سے بڑھکر۔ اب پادری صاحبان سے سوال ہے کہ اگر عظیم الشان معجزات کی وجہ سے آپ لوگ مسیح کو خدا مانتے ہیں تو پھر تمام حواریوں کو بھی شریک الوہیت ماننا چاہیئے کیونکہ انہوں نے بھی معجزات دکھلائے اور اگر آپ لوگ کہیں کہ حواریوں نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا تو ماننا پڑیگا کہ بقول مسیح ناصری حواریوں میں رائی کے برابر بھی ایمان نہ تھا۔

تیسری جرح مسیح نے انجیل میں صاف فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہونگے جو ایسے ایسے بڑے معجزات دکھائینگے کہ ہو سکتا تو وہ کاملین کو دھوکہ میں ڈالدیں۔ لیکن تم انکے دھوکہ میں ہرگز نہ آنا مسیح کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے نزدیک ایک جھوٹا آدمی بھی معجزات دکھا سکتا ہے تو پھر اے پادری صاحب معجزات الوہیت کا معیار کس طرح ہو سکتے ہیں اور معجزات دکھلانے سے مسیح کی خدائی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے

چوتھی جرح کتاب استثنا میں لکھا ہے کہ جو [illegible] ہو اور پھر معجزے بھی دکھلاتا ہو اسکی پہچان یہ ہے کہ وہ قتل کیا جاویگا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح معجزے دکھلاتا تھا اور قتل بھی کیا گیا۔ اب یا تو یہ کہو کہ کتاب استثنا میں خدا نے موسیٰ سے ایک غلط معیار بیان کیا کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ جھوٹا قتل ہوگا اور یہاں پر مسیح صادق راستباز قتل کیا گیا۔ اور یا یہ کہو کہ خداوند خدا باپ نے موسیٰ سے سچ کہا لیکن پھر مسیح کو غیر صادق ماننا پڑیگا۔ غرض پہلی صورت میں خدا باپ پر کذب کا الزام آئیگا اور دوسری صورت میں خدا بیٹا غیر صادق ٹھہریگا۔ اور دونوں میں عیسائیوں کو شکست ہے

مولوی محمد علی صاحب سے ایک ضروری سوال

مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ "مسئلہ کفر و اسلام" صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"جو شخص اللہ تعالےٰ کی توحید پر ایمان لاتا ہے تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے"

پھر صفحہ ۶ میں رقمطراز ہیں کہ

"وہ دائرہ اسلام سے اسوقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لا الہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

ان دونوں حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک دائرہ اسلام لا الہ الا اللہ ہے اور جب تک کوئی لا الہ الا اللہ کا انکار نہ کرے وہ دائرہ سے خارج نہیں ہو سکتا

اسپر مولوی صاحب سے میرا ایک سوال ہے کہ رسول صلعم کا منکر دائرہ اسلام کے اندر ہے یا باہر۔

(۱) اگر کہو کہ دائرہ اسلام کے اندر ہے مگر ایک خاص حصہ کا کافر ہے تو میں پوچھونگا کہ پھر آنحضرت صلعم کے منکر اور مسیح موعود کے منکر میں فرق کیوں کرتے ہو جبکہ مسیح موعود کا منکر بھی دائرہ اسلام کے اندر ہے اور ایک خاص حصہ کا کافر ہے جیسا کہ آپ خود صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

"مسیح موعود کا منکر بھی اس حصہ کا کافر ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے"

اور اگر کہو کہ رسول صلعم کا منکر دائرہ کے اندر نہیں بلکہ دائرہ سے خارج ہے تو یہ بات آپ کے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ آپ کے نزدیک دائرہ صرف توحید الٰہی کا اقرار ہے جیسا کہ صفحہ ۲ پر آپ فرماتے ہیں کہ :-

"جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آتا ہے تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے"

اور ہم دیکھتے ہیں کہ توحید الٰہی کا مقر تو وہ یہودی بھی ہے جو رسول صلعم کا منکر ہے۔

(۳) اور اگر آپ کہیں کہ دائرہ تو لا الٰہ الا اللہ ہی ہے۔ مگر رسول صلعم کا انکار ایسی خطرناک بات ہے جو انسان کو اس دائرہ سے خارج کر دیتی ہے۔ مگر جناب من میں کہونگا کہ یہ بات بھی آپ کے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ آپ کے نزدیک جبتک کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے کبھی خارج نہیں ہو سکتا خواہ اس سے کونسی حرکت ہی سرزد ہو جیسا کہ آپ صفحہ ۶ پر تحریر کرتے ہیں

"وہ دائرہ اسلام سے اسوقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

اور یہودی باوجود رسول صلعم کے انکار کے لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہیں کرتا

غرض اگر رسول صلعم کے منکر کو دائرہ کے اندر والا کافر کہیں تو پھر ماننا پڑیگا کہ مسیح موعود کے منکر اور رسول صلعم کے منکر میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی فتویٰ ہے جیسا کہ وہ دائرہ کے اندر رہکر ایک خاص حصہ کا کافر ہے اسطرح یہ بھی دائرہ کے اندر رہکر ایک خاص حصہ کا کافر ہے۔

اور اگر آنحضرت صلعم کے منکر کو دائرہ سے خارج تسلیم کرو۔ تو یہ آپ کے رسالہ کے خلاف ہے کیونکہ بقول آپ کے دائرہ سے صرف وہی شخص خارج ہو سکتا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کا انکار کرے۔

سید محمد اسحٰق

قدامت روح و مادہ - مسئلہ تناسخ اس رسالہ میں حل کر دیا گیا ہے اور منشی برکت علی صاحب نے ان عقائد باطلہ کی تردید نہایت عقلی و نقلی کر دی ہے یہ رسالہ بھی مختلف تقاریر کا مجموعہ ہے اور اسکی لکھوائی چھپوائی بہت دلاویز ہے اصلی قیمت ۱۰ اور رعایتی ۲ ہے۔

ملنے کا پتہ: [illegible]

کلامِ حقانی

بتوں کو لات مار اللہ کو کر یاد حقانی
کہ ہے ایمان ان سنگین دلوں کا نفسانی

بتوں کا حسن بالکل عارضی ہے اور ہے فانی
محبت انکی ذلت ۔ دوستی انکی پشیمانی

وہ اگلی بت پرستی اس زمانے میں نہیں چلتی
نئی تہذیب پر ہوتی ہے دینداری کی قربانی

نہ فن سامری اب راہزن نے سحر بابل ہی
کہ یونیورسٹی کے مال کی کافی ہے لسانی

سنے ہے کون نالے ہی جانبے انگلش میں لکچر دو
اگر بلبل کو ہے تو گوش گل تک بات پہنچانی

نہیں گر آپ ایم اے ۔ سرزمین ہند پر حضرت
نہیں سننے کے قابل آپکے اسرار قرآنی

نیا اک بت کدہ لاہور میں سنتے ہیں بنتا تھا
کہ تھا اسکی عمارت میں کچھ انداز مسلمانی

کمال اس کا یہ تھا دو کنگسوں میں اسلام کی قبریں
اکھڑ کر جہاں پڑے۔ لاہور سے ۔ بنیاد ایمانی

پھلائے جہاں میں اس قدر سونا ہو یا چاندی
کہ طرح سومنات اک تازہ ہنوز میں تھی ٹھانی

خدا کے فضل سے محمود احمد بت شکن اٹھا
کہ ہے اسکے قلم میں جوہر صمصام سلطانی

نہ رکھا ضربت الفصل نے تسمہ لگا باقی
دکھایا دودھ کا دودھ اور پانی کا سب پانی

حقیقت کی پڑی وہ چوٹ الباطل کا سر ٹوٹا
نظر طاغوت کو سب آئی اپنے گھر کی ویرانی

ہوئے جادوگروں کی رسیوں کے پیچ وخم ڈھیلے
عصائے موسوی نے جب دکھائی شکل ثعبانی

ید بیضا سے پھیلا نور وہ اقصائے عالم میں
ہوئی پیدائش ظلمت کو مشکل شکل دکھلانی

گرو گھنٹال سے چیلوں نے یہ کہہ کہہ کے رخصت لی
کہ سے چلتے ہیں ہم ۔ تیری ذات ہم نے آج پہچانی

حریم قدس سے جب انبیٹھے وہ آپ نکلے تھے
[illegible] ہے آپکا اغوائے انسانی

نہ ہو محمود اور محمود ہو یہ ہو نہیں سکتا
کہ آدم سے محمد تک یہ ہے آئین سبحانی

انا خیر کہا تھا ۔ اول الحساد نے بڑھ کر
زمانہ تھا حسد کی آگ کا یہ قول شیطانی

نہ بھولیگا مجھے اناظلمنا اپنے آدم کا
کہ تو ان نے بڑھکر چوم لی خاک کی پیشانی

ہمیشہ آدمیت کی ہے زینت خاکساری سے
یہ پتلا خاک کا آتش کی کیوں رکھتا ہے جولانی

بڑائی اور بلندی وصف ذات کبریائی ہے
یہاں سر وہ اٹھائے جس کو آخر منہ کی ہو کھانی

کہو ۔ ناداں ہوں دانا تو سبب ہے دان دانش کا
جتائی اپنی دانائی یہاں ہے سخت نادانی

ابھی جبتک الٰہی سر ہے دہلیز پر تیرے
نہ ہے کوچے میں ٹلے جب تک نہ دی شوریدہ حقانی

ضرورت نبی اسلام

معززناظرین! یہ دو رسالے جنکا حجم علی الترتیب ۲۴ و ۴۲ ہے ضرورت نبی میں منشی برکت علی صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ شملہ نے بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیا ہے کہ دنیا و آخرت میں کامیاب زندگی حاصل کرنے اور اللہ کی مرضیات پر اطلاع پانے کے لئے ایک رہبر ایک نبی کی ضرورت ہے اور پھر شناخت نبی کے کچھ طریق بتائے ہیں یہ رسالہ غیر مذاہب میں اسلام کی تبلیغ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا ۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اسکی قیمت بجائے ۲ کے ار کر دیگئی ہے۔

اسلام - بذریعہ تبلیغ پھیلا یا بزور شمشیر اس سوال پر ایک زبردست تقریر ہے جو منشی برکت علی صاحب نے انجمن اسلامیہ شملہ میں کی آپنے اس میں عقلی و نقلی دلائل سے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ دین اسلام کی ترقی محض قوت قدسیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و دلائل و براہین سے ہوئی نہ کہ شمشیر سے یہ مضمون بھی بہت مفید ہے اور بہت خوشخط عمدہ کاغذ پر چھاپا گیا ہے اصل قیمت ۲ ہے رعایتی قیمت ۱ ہے۔

احیائے موتیٰ

حضرت مسیح کے مُردے زندہ کرنیکی حقیقت

نمبر

دوسرا واقعہ مُردہ زندہ کرنے کا یہ ہے جو یوحنا باب ۱۱ میں درج ہے "مریم اور اس کی بہن مرتھا کے گاؤں بیت عنیا کا لعزر نام ایک آدمی بیمار تھا۔ یہ وہی مریم تھی جس نے خداوند پر عطر ڈال کر اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پونچھے۔ اسی کا بھائی لعزر بیمار تھا۔ پس اس کی بہنوں نے اُسے کہلا بھیجا کہ اے خداوند دیکھ جسے تو عزیز رکھتا ہے وہ بیمار ہے۔ یسوع نے سُن کر کہا کہ

یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے۔ تاکہ اس کے وسیلے سے خدا کے بیٹے کا جلال ظاہر ہو۔ اور یسوع مرتھا اور اس کی بہن اور لعزر سے محبت رکھتا تھا۔ پس جب اُس نے کہا کہ وہ بیمار ہے تو جس جگہ تھا وہیں دو دن اور رہا۔ پھر اس کے بعد شاگردوں سے کہا۔ آؤ پھر یہودیہ کو چلیں۔ شاگردوں نے اس کو کہا اے ربی ابھی تو یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے اور تو پھر وہاں جاتا ہے۔ یسوع نے جواب دیا۔ کیا دن کے بارہ گھنٹے نہیں ہوتے۔ اگر کوئی دن کو چلے تو ٹھوکر نہیں کھاتا۔ کیونکہ وہ دنیا کی روشنی دیکھتا ہے۔ لیکن اگر رات کو چلے تو ٹھوکر کھاتا ہے۔ کیونکہ اس میں روشنی نہیں۔ اس نے یہ باتیں کہیں۔ اور اس کے بعد ان سے کہنے لگا۔ کہ **ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے۔ لیکن میں اُسے جگانے جاتا ہوں۔** پس شاگردوں نے اس سے کہا اے خداوند اگر سو گیا ہے تو بچ جائیگا۔ یسوع نے تو اس کی موت کی بابت کہا تھا مگر وہ سمجھے آرام کی نیند کی بابت کہا ہے۔ تب یسوع نے ان سے صاف کہدیا کہ لعزر مر گیا ہے۔ اور میں تمہارے سبب سے خوش ہوں کہ وہاں نہ تھا تاکہ تم ایمان لاؤ۔ لیکن آؤ ہم اس کے پاس چلیں۔ پس توما نے جسے توام کہتے تھے اپنے ساتھ کے شاگردوں سے کہا کہ آؤ ہم بھی چلیں تاکہ اس کے ساتھ مریں۔ پس یسوع کو آکر معلوم ہوا کہ اُسے قبر میں رکھے چار دن ہوئے۔ اور بیت عنیا یروشلم کے نزدیک کوئی دو میل کے فاصلے پر تھا۔ اور بہت سے یہودی مرتھا اور مریم کو ان کے بھائی کے بارے میں تسلی دینے آئے تھے۔ پس مرتھا یسوع کے آنے کی خبر سنکر اس سے ملنے کو گئی۔ لیکن مریم گھر میں بیٹھی رہی۔ مرتھا نے یسوع سے کہا کہ اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا۔ تو میرا بھائی نہ مرتا۔ اور اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگیگا وہ تجھے دیگا۔ یسوع نے اُس سے کہا **تیرا بھائی جی اُٹھیگا۔** مرتھا نے اس سے کہا۔ میں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اٹھیگا۔ یسوع نے اس سے کہا۔ **قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مرجائے تو بھی زندہ رہیگا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مریگا۔** کیا تو اس پر ایمان رکھتی ہے۔ اس نے اس سے کہا ہاں اے خداوند میں ایمان لا چکی ہوں کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تو ہی ہے۔ یہ کہکر وہ چلی گئی اور چپکے سے اپنی بہن مریم کو بلا کر کہا کہ استاد یہیں ہے اور تجھے بلاتا ہے۔ وہ سنتے ہی جلد اُٹھ کر اس کے پاس آئی۔ یسوع ابھی گاؤں میں نہیں پہنچا تھا۔ بلکہ اسی جگہ تھا جہاں مرتھا اُس سے ملی تھی۔ پس جو یہودی گھر میں اس کے پاس تھے۔ اور اُسے تسلّی دے رہے تھے یہ دیکھ کر کہ مریم جلد اٹھ کر باہر گئی۔ اس خیال سے اس کے پیچھے ہو لئے کہ وہ قبر پر رونے جاتی ہے۔ جب مریم اس جگہ پہنچی۔ جہاں یسوع تھا اور اسے دیکھا تو اس کے قدموں پر گر کر کہا کہ اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔ جب یسوع نے اسے اور ان یہودیوں کو جو اس کے ساتھ آئے تھے روتے دیکھا تو دل میں نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر آیا۔ وہ ایک غار تھا۔ اور اس پر پتھر دھرا تھا۔ یسوع نے کہا پتھر اٹھاؤ۔ اس مرے ہوئے شخص کی بہن مرتھا نے اس کو کہا اے خداوند اس میں سے تو اب بدبو آتی ہے کیونکہ اسے چار دن ہوگئے۔ یسوع نے اس کو کہا کہ میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھیگی۔ پس انہوں نے اس پتھر کو اٹھایا پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا۔ اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سُن لی۔ اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے۔ مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں۔ میں نے یہ کہا۔ **تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔** اور یہ کہکر اس نے بلند آواز سے پکارا کہ اے لعزر نکل آ۔ جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نکل آیا۔ اور اس کا چہرہ رومال سے لپٹا ہوا تھا۔ یسوع نے ان سے کہا کہ اسے کھول کر جانے دو"۔

یہ واقعہ بھی صرف یوحنا انجیل کے صفحات کی رونق افزائی کا باعث ہے۔ دوسری تینوں انجیلیں اس سے محروم ہیں۔ حالانکہ اگر اس کی نوعیت کو دیکھا جائے۔ تو یہ اس قابل تھا کہ ہر ایک انجیل میں ضرور درج ہوتا۔ اور حضرت مسیح کے ایسے خاص الخاص پیروؤں کی دوربین نظر سے پوشیدہ نہ رہتا جن کا کام ہی یہی تھا کہ عقل اور سمجھ سے بالاتر باتوں تک بھی رسائی حاصل کر کے اپنے خداوند کی شان کو بلند ثابت کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ لیکن انکی نظر کا اس بات تک نہ پہنچنا اور صرف یوحنا کے ہاتھ چڑھنا ہر ایک انسان کو اس کی صداقت کا اقبال کرنے سے روک دیتا ہے کیونکہ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ متی۔ مرقس اور لوقا جیسے لوگوں نے اس کو نظر انداز کر دیا ہے تو اس کا انکار کرنا اور تسلی حاصل کر لیتا ہے۔ اب میں اس عبارت پر تنقیدی نظر ڈالتا ہوں[1] جب حضرت مسیح کو لعزر کی بیماری کی خبر دیگئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ "یہ بیماری موت کی نہیں۔ بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے"۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے مرض کی شناخت کر کے یہ معلوم کر لیا تھا کہ اس کی وجہ سے لعزر مریگا نہیں۔ ہاں انہیں چونکہ اس بیماری کی حقیقت

کو معلوم کر لینے کا یقین کلی ہو گیا تھا۔ اسلئے یہ بھی کہدیا کہ یہ بیماری خدا کے جلال کے لئے ہے۔ یعنی لوگ تم اس بیماری کی وجہ سے لعزر کو مُردہ سمجھ لینگے۔ لیکن در اصل وہ مرا نہیں ہوگا۔ اور اس کے نہ مرنے کی خبر چونکہ صرف مجھ ہی کو ہے۔ اسلئے جب میں اس کو باوجود لوگوں کے مُردہ سمجھنے کے اچھا کر دونگا۔ تو یہ میری صداقت کی ایک بڑی نشانی ہوگی۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو الہام کے ذریعہ بتا دیا ہو کہ لعزر کو فلاں بیماری ہوگا اور اس کی ایسی حالت ہو جائے گی۔ تم اس طرح اس کے متعلق کرنا۔ یہ خیال اس وقت بہت پختہ ہو جاتا ہے جبکہ ہم اس فقرہ کو پڑھتے ہیں کہ "یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے"۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ لعزر پر اس بیماری کی وجہ سے "موت" وارد ہو گئی تھی اور حضرت مسیح نے موت کے بعد اسے زندہ کیا ہے۔ تو یہ فقرہ غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس میں تو کہا ہے کہ یہ بیماری موت کی ہے ہی نہیں لیکن جب یہی بیماری موت کی ہو گئی تو یہ کہاں درست رہا۔ پھر حضرت مسیح نے لعزر کی بیماری کا موت کی بیماری نہ ہونا خدا کے جلال کا نشان بتایا ہے نہ کہ لعزر کے مر کر دوبارہ زندہ ہو جانے کو خدا کا جلال قرار دیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ فقرہ اس طرح ہونا چاہیئے تھا کہ یہ بیماری موت کی ہے تاکہ لعزر کو مرنے کے بعد زندہ کیا جائے اور خدا کا جلال ظاہر ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے پس یہ فقرہ بتاتا ہے کہ لعزر کے جسم سے رُوح نہیں نکلے گی۔ بلکہ وہ بے ہوشی اور غشی کی حالت میں ہوگا"۔

(۲) حضرت مسیح کا باوجود لعزر کی بیماری کی خبر پا لینے کے جان بوجھ کر دو دن اسی جگہ ٹھہرے رہنا بتاتا ہے کہ انہیں اپنی پہلی بات پر پورا یقین اور بھروسا تھا کہ لعزر مریگا نہیں اور وہ اس لئے دو دن اور ٹھہرے تاکہ بیماری اپنی آخری حد تک پہنچ جائے۔ تب میں وہاں چلوں۔ اس لئے کسی کا حق نہیں ہے کہ پہلی بات کو لعزر پر موت وارد کرکے غلط قرار دینے کی جرات کرے۔ پس لعزر پر موت آئی ہی نہیں ۔

(۳) حضرت مسیح اپنے شاگردوں کو فرماتے ہیں کہ "ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے۔ لیکن میں اُسے جگانے جاتا ہوں"۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ لعزر مرا نہیں تھا۔ بلکہ سو گیا تھا یعنے غشی کی حالت میں تھا ۔

(۴) جب لعزر کی بہن مرتھا نے حضرت مسیح کے آگے اپنے بھائی کے مرنے کا افسوس کیا تو انہوں نے فرمایا "تیرا بھائی جی اُٹھے گا"۔ اس کے جواب میں مرتھا نے کہا "میں جانتی ہوں کہ [illegible] قیامت میں آخری دن جی اُٹھیگا"۔ اس سے نکلتا ہے کہ مرتھا کا یہ اعتقاد حضرت مسیح پر ہرگز نہیں تھا کہ وہ مُردوں کو از سر نو زندہ کر لیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ یہ سمجھتی تو کبھی منہ سے ایسے الفاظ نہ نکالتی کہ وہ قیامت کو جی اُٹھیگا۔ اور پھر بھی ایسی صورت میں جبکہ حضرت مسیح نے لعزر کے زندہ ہونے کے متعلق اُسے کہدیا تھا۔ پھر حضرت مسیح کا اس موقعہ اور محل پر یہ کہنا کہ "قیامت اور زندگی تو میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ ابد تک کبھی نہ مریگا"۔ صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے مرتھا کو یہ تسلی دی ہو کہ اگر تمہارا بھائی مر ہی گیا ہے تو بھی وہ زندہ ہے۔ کیونکہ زندگی صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ دنیا میں چلا پھرا جائے بلکہ مر کر بھی ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ جو ابد تک کی ہوتی ہے۔ اور یہ انہوں نے اس لئے کہا کہ مرتھا کو یہ یقین تھا کہ اب میرا بھائی تو مر گیا ہے۔ اور مرا ہؤا کوئی زندہ نہیں ہؤا کرتا اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ زندہ کرے اس لئے حضرت مسیح جو فرماتے ہیں کہ وہ جی اُٹھے گا۔ یہ قیامت کے دن کے متعلق ہی ہے۔ حضرت مسیح نے اس کے اس عقیدہ کی تردید نہیں کی۔ بلکہ یہ فرما کر تائید کر دی ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ آپ بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ واقعہ میں جو کوئی مر جاتا ہے وہ کبھی زندہ نہیں ہو سکتا۔ اور لعزر چونکہ مرا نہیں اس لئے وہ اچھا ہو جائے گا۔ میرے خیال میں یہ باتیں اس عبارت سے نکلتی ہیں جو لعزر کے مرنے کی نفی کرتی ہیں۔ باقی اگر وہ الفاظ [illegible] میں ڈھونڈے جائیں تو ان کے متعلق [illegible] باتیں ہمارے پیش نظر ہونگی۔ جو [illegible] کرنے سے پہلے بیان کر دی ہیں۔ [illegible]

تائید میں کہ ہم انجیل کو محرف و مبدل کیوں مانتے ہیں اسی واقعہ کی عبارت سے ایک دو باتیں پیش کرتا ہوں۔ اوّل مرتھا نے حضرت مسیح کو کہا ہے کہ "اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگیگا۔ وہ تجھے دیگا"۔ اس سے یہ نکالا جاتا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ اگر خدا سے آپ میرے بھائی کی زندگی مانگینگے تو وہ دیدیگا۔ لیکن جب حضرت مسیح نے اسے یہ کہا ہے کہ تیرا بھائی جی اُٹھے گا تو اس نے کہا کہ "میں جانتی ہوں کہ قیامت کو آخری دن جی اُٹھے گا"۔ گویا یہ کہکر اس نے اپنی پہلی بات کی تکذیب کر دی ہے کہ اب دنیا میں وہ زندہ ہو کر نہیں آئیگا۔ اور دونوں باتیں ایک دوسری کی متناقض ہیں جو کہ ایک الہامی کتاب کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ دوم لکھا ہے اس نے بلند آواز سے پکارا کہ "اے لعزر نکل آ جو مر گیا تھا وہ کفن سمیت ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے نکل آیا"۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ جب اس کے پاؤں بھی باندھے ہوئے تھے تو وہ قبر سے باہر کس طرح نکل آیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کوئی ایسی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ پاؤں باندھے ہوئے بھی چل سکتا تھا۔ تو پھر حضرت مسیح نے یہ کیوں کہا کہ "اسے کھول کر جانے دو"۔ اگر وہ ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے گاؤں میں جاتا تو اس سے لوگوں پر اور زیادہ اثر پڑتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ پس جب اس کے باہر چلنے کے لئے اس کے پاؤں کو کھولنے کی ضرورت تھی تو اس کے قبر سے نکلنے کے لئے بھی پاؤں کے کھولنے کی ضرورت تھی۔ مگر عبارت اس کے خلاف وہ بات کہتی ہے۔ جو ناقابل قبول ہونے کے ساتھ ہی اپنی صداقت کو بھی جواب دیتی ہے۔ پس جب اس عبارت میں ایسی باتیں ہیں تو ہمیں اس کے تمام و کمال صحیح ماننے کے لئے کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ اور جب ہم نے اس سے ایسی باتیں نکال کر پیش کر دی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لعزر پر موت وارد ہی نہیں ہوئی تو حضرت مسیح کا اس کو زندہ کرنے کے کیا معنے؟ پس ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اب دونوں قسم کی عبارتوں کو تطبیق دینا ان لوگوں کا کام ہے جو اس عبارت کو الہامی مانتے ہیں ۔

دعوت الی الخیر

(۱)

ایک دہریہ اور ایک یہودی کا مشرف بہ اسلام (یعنی احمدی) ہونا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں نوٹنگھم میں آیا ہوا ہوں۔ یہاں دو دفعہ لیکچر ہوئے ہیں۔ ایک جمعہ کے دن۔ اور دوسرا اتوار کے دن۔ مسٹر × × × × × کی نسبت میں نے اس سے پہلے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نوجوان اب پھر مسلمان ہو گیا ہے۔ یہاں بعض لوگوں کا [illegible] بد اثر پڑا تھا کہ وہ دہریہ ہو گیا۔ اور جب پہلی دفعہ میں نے نوٹنگھم میں لیکچر دیا۔ تو میرے لیکچر کے بعد اس نے بحیثیت دہریہ ہونے کے مجھ پر بہت سے سوال بھی کئے۔ بلکہ حضرت صاحب کی جنگ۔ اور زلازل کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں۔ ان کا اس کے دل پر ایسا اثر ہوا۔ کہ اب وہ دوبارہ پھر مسلمان ہو گیا ہے۔

یہودی نوجوان کی نسبت جو میں نے لکھا تھا۔ وہ بھی تین چار روز ہوئے۔ آخر مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کا نام محمد سلیمان رکھا گیا ہے۔ غالباً محمد سلیمان نے مولوی شیر علی صاحب کو خط لکھا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر ناممکن تھا۔ حضور مسٹر روڈکان اور نوٹنگھم مسٹر ہولڈن اور بعض دیگر اشخاص کے مسلمان ہونے کے لیے بھی دعا فرما دیں۔ جماعت کی خدمت میں بھی عرض کریں۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ سوائے دعا کے یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے۔ میری صحت اچھی ہے۔ اور جیسے کہ پہلے خدمت میں عرض کیا گیا تھا۔ ۴۔ ہفتہ ہوا۔ ایک انگریز ساتھ کام کرنے کیلئے رکھا گیا ہے۔ پھر دعا کے لیے عرض کرتا ہوں۔ (فتح محمد)

مختلف خبریں

عراق عرب کی جنگ۔ شملہ ۷ جون۔ کرنا ہمیری کریم نے ۴۹ پونڈ گولہ پھینکنے والی ۳ توپیں مکمل سامان سمیت چھین لیں نیز ۱۴۴ قیدی گرفتار کئے جن میں زخمی بھی شامل تھے۔ بحر عقبہ کو بھی جنگی کارروائی جاری رہی۔ غنیم دیہات دجلہ کے اوپر کو پوری طرح سے [illegible] رہا ہے۔ غنیم اپنے بہت سے خیمے تک شکستہ چھوڑ گیا۔

شملہ ۳ جون۔ اوپر کو جو تعاقب شروع کیا تھا اس کے مزید حالات موصول ہوئے ہیں۔ ایک ترکی سٹیمر بلبل [illegible] علیم اور بعض جہاز۔ اور ۳ دیسی کشتیاں غرق کر دی گئی ہیں۔ اور ۰۰۰ ۳ قیدی ہمارے ہاتھ آئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک [illegible] جبر [illegible] میدانی توپیں۔ سامان حرب اور ایک بحری سرنگ تھی۔ ہمارے ہاتھ آئی۔

لندن نکم جون۔ ترکی [illegible] سے قاہرہ میں پہنچے [illegible] کرتے ہیں۔ کہ ترکی نقصانات نہایت شدید ہیں۔ انجمنوں کی رجمنٹیں تباہ ہو گئی ہیں۔ افسروں کا بھی خاص طور پر بہت نقصان ہوا ہے۔

جنرل لیمان وان ساندرس نے حکم دیا تھا کہ فرنیچر [illegible] مورچوں پر حملہ کرو۔ مگر ترکوں کو بندوق سنگین و [illegible] حملہ کرنا پڑا۔ متحدہ افواج کی متجسس روشنیوں نے کئی مرتبہ ان کا پتہ لگا لیا۔ تین ہزار آدمیوں میں سے صرف ۱۲۰ باقی بچے۔

ایک عرب افسر کہتا ہے کہ دو ہفتہ گزرے جب میں گرفتار ہوا تھا۔ تو ہمارے چالیس ہزار آدمی کام آ چکے تھے [illegible] زمین خاص طور پر [illegible]

لندن ۳ جون۔ برطانوی آبدوز کشتیاں بحیرہ مارمورا میں کام کر رہی ہیں۔ جرمن [illegible] کا جہاز [illegible] غرق کر دیا گیا۔

سٹالیچہ کا استحکام۔ [illegible] ۳ جون۔ ترک سٹالیچہ کو مستحکم کر رہے ہیں [illegible] حملہ کا خوف [illegible] واپس بلا لیے گئے ہیں۔

برزی [illegible] کے [illegible] عظیم جنگ رونما ہے [illegible] کر رہے ہیں۔ [illegible] تمام حملے شدید نقصان کے بعد پسپا کر دیئے گئے ہیں۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس کے متعلق فرمایا "کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ عا قسم دوم ۸/ سوم [illegible] اصلی ممیرا کی قیمت [illegible] فی تولہ ہے

ترکیب استعمال۔ ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید ہے

سلاجیت جس کی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ فاطع بلغم و ریاح و دافع [illegible] جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و خفقان فساد بلغم و قاتل کرم شکم و غیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ [illegible] دانہ نخود ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم اور ہر رنگ مشہدی۔ پشاوری بادامی۔ سیاہ اور سفید۔ سوتی۔ شری اور سفید جالی ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

المشتہر احمد نور۔ کابلی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

تحفۃ الملوک

جسے حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک نواب کی بناء پر ایک والئے ریاست کو نہایت دلآویز اور دلکش پیرائے میں تبلیغ فرمائی ہے۔ علاوہ مضمون کی لطافت کے اس کی لکھائی اور چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ تقطیع کلاں کا غذ چکنا اور عمدہ۔ قیمت کاغذ درجہ اول کی صرف [illegible] اور کاغذ درجہ دوم صرف ۱۲ فی نسخہ۔ احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں۔

چھپ گئی کتب حضرت مسیح موعود و تصانیف بزرگان کی مکمل فہرست

(المشتہر محمد یامین تاجر کتب قادیان دارالامان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۹ء

اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں بہتان ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

(مسیح موعود)

دوستو! جو شعر آج کے لیڈر کا زیب عنوان ہے یہ اس قیصر قلم معظم کلام جری کا حامل سلطان القلم تھا یہ اس رفعتا کا نتیجہ ہے جو آسمان سے نازل شدہ خوشبوؤں سے معطر اور زمینی خیالات سے پاک تھا۔ ہاں یہ اس مقدس انسان کا کلام ہے جس کی معمولی باتوں میں بھی ایک پیشگوئی کا رنگ ہوتا تھا اور جس کی نبوتیں آج بارش کے قطروں کی طرح آسمان سے اتر رہی ہیں۔ اس کلام میں خدا کے فرستادہ مسیح موعود نے اس گروہ کو مخاطب کیا ہے جو اپنی غفلت اپنی جہالت اور اپنے تعصب کے باعث نہ صرف خدا تعالیٰ کے مرسل کا منکر اور عقائد فاسدہ کا قائل تھا۔ بلکہ اس نے دلائل کے میدان میں شکست کھا کر آخر جھوٹ کی نجاست پر بسنہ ما رنا شروع کیا اور مسیح موعود کے عقائد کو بگاڑ کر پیش کرنا اپنا شعار بنا لیا اور کہا کہ

(۱) احمدی جماعت کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ مرزا رسول اللہ ہے
(۲) احمدیوں کا کعبہ قادیان ہے وہ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔
(۳) مرزا صاحب نے نیا قرآن بنایا ہے اسکے چند پارے اصل قرآن سے کم ہیں۔
(۴) احمدی لوگ مرزا صاحب کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔
(۵) حج بیت اللہ کو جائز نہیں سمجھتے۔

پس حضرت جری اللہ نے اس شعر میں اس غافل قوم کو مخاطب کیا تھا جو غیر احمدی کے نام سے موسوم ہے اور جس کے علماء و جہلا نے یہی مصلحت سمجھی کہ خدا کے مسیح کا دروغ بافی۔ بہتان طرازی اور بے سروپا الزامات تراشنے سے مقابلہ کریں۔

اور پھر مقدر تھا کہ ایک وقت ایسا آئے جب احمد کا نام لینے کے مدعی حق کی مخالفت میں اسقدر بڑھیں کہ وہی الہی حربوں کو استعمال کرنا جائز سمجھیں جنکو منکران مسیح موعود نے ایک وقت استعمال کیا اور اب بھی کرنے سے نہیں چوکتے۔ لہذا یوں بھی کہنا چاہئے کہ اس شعر میں ایک نبوت تھی جو پیغام اور اہل پیغام کے وجود اور کردار و افعال سے پوری ہوئی۔ اور جسکا تازہ نمونہ ۱۳ مئی ۱۹۱۹ء کے پیغام صفحہ ۴ پر ہے جس میں ہماری نسبت لکھا گیا ہے

(۱) بعض دفعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سورہ ہود میں لفظ شاہد مسیح موعود کے لئے آیا ہے جیسا کہ نبی کریم صلعم گذشتہ پیغمبروں کے شاہد تھے اور مرتبہ میں افضل تھے علیٰ ہذا القیاس مسیح موعود بھی آنحضرت صلعم کے شاہد ہیں اور نعوذ باللہ مرتبے میں بڑھے ہیں۔

(۲) قرآن شریف دنیا سے اٹھ کر ثریا پر چلا گیا تھا مسیح موعود نے دوبارہ ہمکو لا دیا لہذا ہم پر آنحضرت صلعم کا کوئی احسان نہیں ہے۔

(۳) کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مسیح موعود کا کلمہ ہے

(۴) زیارت قادیان حج بیت اللہ ہے۔

(۵) کفر کے مسئلہ کو مسیح موعود نے تامل کر کے چھپا رکھا

ان دروغ بافیوں کا ایک جواب تو سیدنا حضرت مسیح موعود محمود بالا شعر میں دے چکے ہیں جسے ہم اپنے حسب حال پا کر ایکبار پھر ورد زبان کرتے اور احمدیہ بلڈنگ میں اشتہار لکھنے والے تارکان قادیان کو مخاطب کر کے پڑھتے ہیں ؎

اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتان ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

دوسرا جواب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنے خطبہ جمعہ میں دیا ہے جو آج کے اخبار کیساتھ شائع کیا جاتا ہے اور جس کا مطالعہ یقیناً زخم خوردہ قلوب کے لئے مرہم۔ یاس طبیعتوں کے لئے ڈھارس اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے مومنین کے لئے اطمینان کا موجب ہوگا۔

ان بہترین جوابوں کے بعد ہم ضرورت نہیں سمجھتے کہ کوئی دوسرا جواب دیں البتہ صرف اسقدر عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ یہ ناسمارک کوشش جو مولوی محمد علی صاحب کے پرستاروں کیطرف سے شروع ہے اسکی غرض

قادیان کی عظمت کو گھٹانے

اور اہل قادیان کی صحیح سالم لباس میں رخنہ نکالنے کی ناکام سعی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ کی ہوا سے بجھانے کی کوشش کرنے والے یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے اس مقام کی نسبت مسیح موعود کی معرفت محمود کی آمین میں ہمیں بتا دیا ہے کہ

زمین قادیاں اب محترم ہے * ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے * حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے

پس کوئی زمینی کوشش قادیان کے احترام کو کم نہیں کر سکتی۔ اور خواہ کوئی حاسد غیر معمولی عون و نصرت الہی کے ظہور پر کسی قدر سٹپٹائے وہ اب عہدہ برآ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان اشعار میں بھی حضرت نبی اللہ نے ایک نبوت کی ہے۔

اور محمود کی آمین میں یہ ذکر کر کے بتا دیا گیا ہے کہ حضرت محمود بعد مسیح موعود ایک دن سریر آرائے خلافت ہونگے۔ اسوقت دشمن قادیان کی عظمت و عزت گھٹانے کی کوشش کرینگے مگر ان حاسدوں کے منصوبے خاک میں مل جائینگے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت ہر آن حضرت خلافتمآب کے سر پر سایہ فگن ہوگی۔

اسلئے سنو! اے کان دھر کر سنو! یہ مخالفت یہ معاندت یہ کذب بیانی یہ ناحق گوئی یہ کینہ توزی اب ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی کیونکہ خدا تعالیٰ نے اب احمدی قوم کا منہ اس چشمہ کی طرف پھیر دیا ہے جس طرف مسیح موعود لیجانا چاہتا تھا اور جس کی نسبت اکثر فرمایا جس طرف میں لیجانا چاہتا ہوں تم نے اسطرف رخ نہیں کیا۔

لہٰذا اب یاد رکھو ہمارے مقابل جو بیگانہ منہ کی کھائیگا ناکامی و نامرادی سے ملاقی ہوگا۔ یاد رکھو کاٹھ کی ہنڈیا دوبارہ نہیں چڑھتی ناراستی راستی کا اور ناحق حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسکا تم مشاہدہ کر چکے اور کر رہے ہو۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں آنکھیں دے کہ تم دیکھو تمہیں کان دے کہ تم سنو تمہیں دل دے کہ تم غور کرو اور گوسے ہوئے ہتھیاروں کے ساتھ جنگ کرنے کی بجائے صدق و انابت دکھا کر قادیان آؤ تم خود کہا کرتے تھے کہ

خبیث روحیں قادیان میں نہیں رہ سکتیں

یہ بات جسطرح پہلے صحیح تھی اب بھی صحیح ہے پس سعید ہے وہ جو توبہ کر کے جھوٹ چھوڑ کے صدق کی طرف آئے۔ اور غفلت کو ترک کر کے ان غافلوں کے زمرہ سے نکل آئے جنکی نسبت انکی فتنہ زائی پر مسیح موعود نے فرمایا

غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتان ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

کیا سنہ ۱۹۰۵ء میں مسیح موعود نے نبی ہونیسے انکار کیا؟

خلیفہ رجب الدین صاحب نے بڑی مشکل سے بڑی محنت سے بڑی جانکاہی سے ایک سوال نکالا ہے جس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مسیح موعود نے ۱۹۰۵ء میں نبی ہونے سے انکار کیا مگر دلیل کی لغویت اور کمزوری محسوس کرکے خلیفہ صاحب کو حضور نے اپنے ترکش سے ایک ہی تیر اپنے محسن و مرشد کے اہل بیت اور مہاجرین و ممبران صدر انجمن احمدیہ و کثیر حصہ جماعت احمدیہ پر پھینکا تھا سخت جان بر صدمہ ہوگا۔ مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی ہیڈ ماسٹری کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو یہ رقعہ لکھا

"صاحبزادہ میاں محمود احمد کا نام برائے امتحان آج ارسال کیا جاویگا جس فارم کی خانہ پوری کرنی ہے اس میں ایک خانہ ہے کہ اس لڑکے کا اب کیا کام کرنا ہے پیشہ وان لفظ نبوت لکھا ہے؟"

حضور نے اس کا جواب لکھا ۔

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ نبوت کوئی کام نہیں یہ لکھدیں کہ فرقہ احمدیہ جو تین لاکھ کے قریب ہے۔ اس کے پیشوا اور امام ہیں۔ اصلاح قوم کام ہے۔

(مرزا) غلام احمد

اب ناظرین اس پر غور کریں آیا اس میں آپ نے اپنی نبوت کا انکار کیا یا بڑی شد و مد سے اپنی نبوت کو ثابت کیا۔ اس خط اور اس کے جواب سے تو مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اوّل یہ کہ حضرت اقدس کے زمانے میں لوگ آپ کو نبی یقین کرتے تھے ۔ دوم یہ کہ جب حضور کی خدمت میں یہ لکھا گیا ۔ کہ صاحبزادہ مرزا محمود نبی زادہ ہیں تو آپ نے نبی ہونے سے انکار نہیں کیا ۔ ہاں چونکہ نبوت ایک منصب ایک مرتبہ ایک درجہ ایک موہبت الٰہی ہے ۔ کوئی پیشہ نہیں ۔ اس لئے آپ نے فرمایا ۔ کہ نبوت کوئی کام نہیں ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ بھی ہوں تو بھی آپ کے لئے بلکہ کسی نبی کے لئے بھی اس کا پیشہ نبوت لکھنا جائز نہیں کیونکہ نبوت کوئی کام نہیں وہ تو ایک فضل ہے جیوں کا کام تو اصلاح قوم ہے جس کے بارہ میں آپ نے ارشاد کیا کہ لکھو اصلاح قوم کام ہے ۔

سوم یہ کہ اگر آپ نبی نہ ہوتے تو آپ فوراً لکھتے کہ میں نبی نہیں مگر آپ نے اس کی تائید کی ۔ ہاں صرف ایک اصلاح فرمادی کہ نبوت کوئی کام نہیں کہ نبی کا پیشہ نبوت لکھا جائے ۔ اگر آپ کو اپنی نبوت کے بارے میں انکار ہوتا تو اپنی نسبت لکھتے کہ میں تو نبی نہیں یا میرا منصب نبوت نہیں مگر آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ نبوت پیشہ ہونے سے تمام انبیاء کے بارہ میں تردید فرمائی ۔

بس ہم اس حوالہ سے بہت خوش ہیں کہ ایک اور حوالہ مسیح موعود کے نبی ہونے کا ہمیں مل گیا ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔ اگر کوئی اس فقرہ سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار نکالیگا تو اسے پہلے تسلیم کرنا چاہیئے کہ نبوت کوئی پیشہ ہے ۔ اور انکو انبیاء علیہم السلام کا پیشہ نبوت تھا ۔ اور اصلاح قوم ان کا کام نہ تھا ۔ کیونکہ معترضین کے نزدیک جس کا کام اصلاح قوم ہو وہ نبی نہیں ہوا کرتا ورنہ اس حوالہ کے پیش کرنے سے آپ کا مقصود کیا ہوا ۔

حضرت اقدس کی ایک پیشگوئی

اور

منکران خلافت پر حجت ملزمہ

تجلیات الٰہیہ کی مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ فرمائیں :-

"خدا فرماتا ہے کہ میں حملہ پر حملہ کرونگا ۔ یہاں تک کہ میں تیری سچائی دلوں میں بٹھا دونگا ۔ پس اے مولویو ! اگر تمہیں خدا سے لڑنے کی طاقت ہے تو لڑلو ۔ مجھ سے پہلے ایک غریب انسان مریم کے بیٹے سے یہودیوں نے کیا کچھ نہ کیا ۔ اور کس طرح اپنے گمان میں اس کو سولی دیدی مگر خدا نے اس کو سولی کی موت سے بچایا ۔ اور یا تو وہ زمانہ تھا کہ اس کو صرف ایک مکار اور کذاب خیال کیا جاتا تھا ۔ اور یا وہ وقت آیا کہ اس قدر اسکی عظمت دلوں میں پیدا ہوگئی ۔ کہ اب چالیس کروڑ انسان اس کو خدا کرکے مانتا ہے اگرچہ ان لوگوں نے کفر کیا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا مگر یہ یہودیوں کا جواب ہے کہ جس شخص کو وہ لوگ ایک جھوٹے کی طرح پیروں کے نیچے کچل دینا چاہتے تھے وہی یسوع مریم کا بیٹا اس عظمت کو پہنچا کہ اب چالیس کروڑ انسان اسکو سجدہ کرتے ہیں ۔ اور بادشاہوں کی گردنیں اس کے نام کے آگے جھکتی ہیں ۔ سو میں نے اگرچہ یہ دعا کی ہے کہ یسوع ابن مریم کی طرح شرک کی ترقی کا میں ذریعہ ٹھہرایا جاؤں ۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کریگا ۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا ۔ اور میری محبت دلوں میں بٹھائیگا ۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائیگا ۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کریگا ۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اسقدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کرینگے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے ۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی ۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولیگا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائیگا ۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلا آئیں گے ۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دیگا ۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کریگا ۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا ۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے ۔ سو اے سننے والو ! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا ۔ میں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا ۔ اور میں نے وہ کام نہیں کیا ۔ جو مجھے کرنا چاہیئے اور میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں ۔ یہ محض خدا کا فضل ہے ۔ جو میرے شامل حال ہوا ۔ پس اس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مشت خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا" ۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۲-۲۳)

اس میں چند امور غور طلب ہیں :-

اوّل - یہ کہ آپ نے دعا کی ہے ۔ اور وہ دعا قبول ہو چکی ہے اسلئے آپ فرماتے ہیں اور بڑے وثوق سے فرماتے ہیں کہ :-

میں نے اگرچہ یہ دعا کی ہے کہ یسوع ابن مریم کی طرح شرک کی ترقی کا ذریعہ نہ ٹھہرایا جاؤں ۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کریگا ۔ پس قطعی طور پر غیر ممکن ہے کہ مسیح موعود کی وفات کے بعد جماعت کا سواد اعظم شرک میں گرفتار ہو جائے ۔ اور مسیح موعود کی صحبت میں تربیت یافتہ لوگ کہ سب سے اول درجہ پر انہیں مہاجرین قادیان اور اہل بیت ہیں ۔ آپ کے مرتبہ میں غلو کرنے لگیں اور اس شرک میں گرفتار ہو جائیں

جیسیں ابن مریم کے متبعین ہو گئے۔ یعنی آپ کے مرتبہ میں غلو کرنے لگے۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ایک کثیر حصہ جماعت اور حصہ بھی وہ جو خود مسیح موعود کی صحبت کا تربیت یافتہ ہے غلو میں گرفتار ہے۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ضرور ماننا پڑیگا۔ کہ مسیح موعود کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اور وہ جو انہوں نے یقین سے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کریگا۔ یعنی میں مسیح ابن مریم کی طرح شرک کی ترقی کا ذریعہ نہیں ٹھہرایا جاؤنگا وہ بالکل خلاف واقعہ نکلا۔ اب ہر مرید رشید کے لئے دو ہی رستے کھلے ہیں یا تو وہ حضرت اقدس کی پیشگوئی کو غلط نکلتا اور دعا کی عدم قبولیت کو مانے یا یہ تسلیم کرے کہ جیسا کہ تمام انبیاء کی جماعت سے سنت الٰہی ہے۔ نبی کی دعا کے مطابق صدر اول کے لوگوں کا سواد اعظم ہرگز غلو اور شرک نہیں کر رہا۔ بلکہ یہ ہے کہ ایک شرذمہ قلیلہ تفریط کی طرف متوجہ ہے۔ اور آپکے درجہ کو گھٹا رہا ہے ؛

دوم - یہ کہ حضرت اقدس نے اپنے سلسلہ کو جاذب بنایا ہے۔ مجذوب نہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرا سلسلہ اسلام کے دوسرے فرقوں میں مل جائیگا بلکہ یہ فرمایا کہ خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ جس سے واضح ہوا کہ یہ سلسلہ ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ چشتی سہروردی۔ نقشبندی سلسلوں کی طرح نہیں پس وہ جو غیر احمدیوں میں مل جانا چاہتے ہیں اور اسی لئے انہیں مسلمان کہتے اور جانتے ہیں وہ ہوش سے کام لیں۔ کہ جب احمد سے مراد سیدنا مسیح موعود نہیں تو پھر احمدی تو دوسرے مسلمان بھی ہیں۔ پس مسیح موعود کا سلسلہ کونسا ہوا جو تمام زمین میں پھیلیگا۔ اور دوسرے فرقوں پر غالب آئیگا ؛

سوم - حضرت اقدس تو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولیگا اور یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائیگا اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔ مگر منکران خلافت کا وطیرہ ہے کہ وہ اپنا کوئی چشمہ نہیں بنتے بلکہ دوسرے پانیوں میں جو مکدر ہو چکے ہیں۔ مل کر اپنے آپ کو مکدر کرنا چاہتے ہیں۔ پس قومیں کس چشمہ سے پانی پئینگی ؛

چہارم - حضرت اقدس فرماتے ہیں اس پیشگوئی کو صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔ مگر یہ لوگ اس پیشگوئی کے فضل کے جاذب اسباب کو اڑا دینا چاہتے ہیں۔ پہلے قادیان کو مرکز ہی تسلیم کرنے سے انکاری ہوئے۔ پھر خود اغیار میں ملنے کی کوشش میں ہیں۔ خالص دودھ پھٹے ہوئے دودھ میں مل کر کیونکر درست رہ سکتا ہے ؛

پنجم - خدا تو فرماتا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ مگر منکران خلافت نے اپنے اخبار میں لکھا کہ یہ شرک اور بت پرستی ہے۔ کیا وہ اس پیشگوئی کے مکذبین کی فہرست میں اول درجہ پر اپنا نام نہیں لکھانا چاہتے ؛

نبی کی بجائے مُحدّث کا لفظ

حضرت اقدس کا ایک مکتوب ۳ - فروری ۱۸۹۲ء کا ہے جس کے مندرجہ ذیل فقرات قابل توجہ ہیں :-

۱ - اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام اور ازالۃ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوےٰ نہیں ؛

۲ - اگر وہ ان لفظوں پر ناراض ہیں اور انکے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرماکر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں ؛

۳ - دوسرا پیرایہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اسکو کاٹا ہوا خیال فرمالیں

۴ - اور نیز عنقریب یہ عاجز ایک رسالہ مستقلہ نکالنے والا ہے جس میں ان شبہات کی تفصیل اور بسط سے تشریح کی جائیگی ؛

اس کی نسبت میری گذارش ہے :-

کہ اوّل تو یہ مکتوب ۱۸۹۲ء کا ہے۔ اور ہم بدلائل قاطعہ حقیقۃ النبوۃ وغیرہ میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت اقدس ۱۹۰۱ء تک اپنے آپ کو نبی کی جو تعریف آپکے مدنظر تھی اس کے مطابق نبی نہیں سمجھتے تھے بلکہ محدث تک ہی محدود جانتے۔ اس لئے اس تحریر کو حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی بنا ٹھہرانا درست نہیں ؛

دوم - یہ تحریر اس وقت کی ہے۔ جب آپنے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں پس جیسے صلح حدیبیہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام سے رسول کا خطاب کٹوا دیا تھا باوجودیکہ آپ رسول تھے۔ اسی طرح آپنے فرمادیا کہ اسے کاٹا ہوا خیال فرما لیں جیسے محمد مصطفےٰ کے نام کے ساتھ سے رسول کا لفظ کاٹنے سے حضور کے غیر مرسل ہونے پر استدلال نہیں ہو سکتا ایسے ہی مسیح موعود کے نام کے ساتھ سے رسول کا خطاب کاٹنے سے آپکے غیر مرسل ہونے پر استدلال نہیں ہونا چاہیئے ؛

سوم - یہ بات کہ آپنے تحریر فرمایا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ آپکے نزدیک نبوت حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے × × × × ایسا شخص کوئی نیا کلمہ بنائیگا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کریگا (انجام آتھم)

پس ان معنوں میں نہ آپ حقیقی نبی تھے۔ اور نہ ہم آپ کو ان معنوں میں حقیقی نبی مانتے ہیں ؛

چہارم - یہ امر قابل غور ہے کہ باوجود اس کے کہ آپنے فرمایا نبی کے لفظ کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔ اور آپکو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہ تھا بلکہ بعد اس کے آپنے بہت سی کتابیں لکھیں اور ان سب میں بالخصوص آخری کتب میں شد ومد سے نبوت کا دعویٰ پیش کیا اور اپنے لئے نبی اور رسول کا لفظ بیشمار جگہ استعمال کیا بلکہ جس نے کہا کہ آپ نبی نہیں اسکو ڈانٹا اور ایسے لوگوں کیلئے ایک غلطی کا ازالہ لکھا پھر بدر ۱۹۰۸ء کی ڈائری دیکھو۔ دافع البلاء پڑھو۔ حقیقۃ الوحی کو اول سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی بتاریخ ۴ جون ۱۹۱۵ء

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا - ان اللہ لا یحب المعتدین۔

۱۸۶ : ۲

قرآن کریم نے انسان کی زندگی کے لئے جس قدر ضروری مسائل تھے ان سب کو خوب کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ اسلئے ایک ایسا شخص جو قرآن شریف پر ایمان لاتا۔ اور اسکے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسے اپنی زندگی کے کسی پہلو میں بھی روحانی ترقی کرنے یا روحانیت کو قائم رکھنے کے لئے کسی اور کتاب کی کچھ ضرورت نہیں ہے نہ وہ اس بات کا محتاج ہے کہ دوسرے مذاہب کے علماء سے کسی بات کے متعلق فتوے پوچھے۔ نہ وہ اس بات کا محتاج ہے کہ کسی اور مذہب کی کتاب سے کوئی فتوے ڈھونڈے۔ اور نہ اسکو اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنے عقل و فکر سے کسی معاملے کے متعلق کوئی بات دریافت کرے۔ ہاں اگر اسکو ضرورت ہے۔ تو اس بات کی۔ کہ قرآن شریف پر غور و فکر اور تدبر کرے۔ کیونکہ جو کچھ ضروریات اور دقتیں اسکے رستہ میں حائل ہیں ان سب کو دور کرنے کا طریق قرآن شریف نے بتا دیا ہے۔

انسان کی زندگی میں جہاں بہت سے دوست عزیز اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں وہاں دشمنوں سے بھی اسے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور اگر ایک طرف ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اسکی عزت و آبرو اور راحت و آرام کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ تو دوسری طرف ہر ایک انسان کے لئے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو اسکو دکھ تکلیف اور مصیبت میں ڈالنے کے لئے اپنے آپ کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے انسان ہوتے ہیں۔ جو اپنی جان و مال اور عزت کو اس خیال سے برباد کر دیتے ہیں۔ کہ دوسرے کی جان و مال اور عزت تباہ ہو جائے۔ ہر ایک انسان کو یہ باتیں پیش آتی ہیں کہ کوئی اس کی محبت کا دم بھر رہا ہے۔ تو کوئی اس کی دشمنی کی آگ کو سینہ میں دبائے ہوئے ہے۔ کوئی اسکا عزیز ہے۔ تو کوئی اسکے خون کا پیاسا۔ کوئی اسکے لئے جان دینے کے لئے تیار ہے۔ تو کوئی اسکی جان لینے کے درپے۔ پس جب ہر ایک انسان کی زندگی کا یہ حال ہے تو وہ کتاب جو انسان کی روحانی ترقی کے لئے آئی ہو۔ اسکا یہ بھی کام ہے کہ جہاں وہ دوستوں عزیزوں اور پیاروں کے ساتھ برتاؤ کا طرز بتائے۔ وہاں دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ سلوک کرنے پر بھی روشنی ڈالے۔ قرآن شریف نے دونوں طریق بتلائے ہیں۔ اگر ایک طرف والدین۔ بھائی بہن وغیرہ رشتہ داروں دوستوں آشناؤں اور تمام بنی نوع انسان سے خواہ وہ کسی قوم کسی مذہب کسی ملک کے ہوں۔ خواہ کسی عمر کے ہوں مرد ہوں۔ عورتیں ہوں بچے ہوں۔ بوڑھے ہوں۔ ان سب کے تعلقات اور سلوک کی ہدایت بتائی ہیں۔ تو دوسری طرف دشمنوں اور معاندوں سے بھی سلوک کرنا بتایا ہے۔ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اسمیں بتایا گیا ہے۔ کہ دشمن کے ساتھ تمہیں کس طرح معاملہ کرنا چاہئے فرمایا لڑو اور جنگ کرو اللہ کے رستہ میں یعنی دین کے معاملہ میں تمہیں جنگ کرنے کا حکم ہے۔ مگر کہاں اور کن لوگوں سے لڑنے جو تم پر حملہ آور ہوں۔ اگر وہ تمہیں دین کے معاملہ میں تنگ کریں اور تمہیں دین سے ہٹانے اور پھرانے کے لئے یا۔ تمہارے دین کو مٹانے کے لئے جنگ کریں۔ تو تم بھی ایسے لوگوں سے ضرور جنگ کرو۔ لیکن یہ بھی یاد رکھو۔ کہ تمہیں یہ اجازت نہیں۔ کہ کسی قوم پر اسلئے حملہ کر دو۔ کہ وہ تمہارے دین میں نہیں ہے۔ اور تمہارے مذہب کو قبول نہیں کرتی۔ قرآن شریف کو نہیں مانتی۔ ہاں اگر کوئی قوم تمہیں مذہب سے برگشتہ کرنے اور تمہارے مذہب کو تباہ کرنے کے لئے تم پر حملہ کرے۔ تو پھر تمہیں اس سے لڑنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ حکم ہے۔ پس تم ضرور اس سے لڑو لیکن ایک اور بات بھی لڑائی کے وقت تمہارے مدنظر رہنی چاہئے اور وہ یہ کہ جنگ میں جوش اور غصہ کی وجہ سے انسان کے ہوش اڑ جاتے ہیں بہت لوگ نرم طبع ہوتے ہیں لیکن اگر ایک دفعہ انہیں غصہ آ جائے تو پھر ان کے جوش کی کوئی حد نہیں رہتی۔ وہ اس جوش میں تمام اخلاقی تعلیمیں اور اخلاقی جذبات کو بھول جاتے ہیں۔ بعض انسان تو ایسے ہوتے ہیں کہ بہت سی سخت باتوں کو برداشت کر جاتے ہیں۔ اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا لیتے ہیں۔ اور غصہ نہیں ہوتے۔ لیکن جب ایسے انسان غصہ ہو جائیں تو ایسے سخت غصہ ہوتے ہیں کہ تمام نرمی کو بھول جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ اگر دشمنوں سے تمہاری جنگ ہو۔ تو اس بات کا خیال رکھنا کہ جوش اور غصہ میں حد سے نہ گذر جاؤ۔ کیونکہ مسلمانوں کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسمیں خدا تعالیٰ نے دو شرطیں بیان فرمائی ہیں ایک یہ کہ لڑو مگر ان لوگوں سے لڑو جو تم پر حملہ آور ہوں۔ اور وہ جو حملہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر تم حملہ نہ کرنا یعنی عورتوں بچوں اور بڈھوں سے نہ لڑنا جو تلوار اٹھا کر مقابلہ پر آئیں۔ ان لوگوں سے جنگ کرنا۔ دوسری شرط یہ کہ جن لوگوں سے تم لڑو۔ ان سے ایسے طریق سے لڑو کہ ظالمانہ طریق نہ ہو۔ آجکل جنگ ہو رہی ہے۔ وہی قومیں جو بڑی مہذب بنتی تھیں آج ایسے طریق اختیار کر رہی ہیں۔ جو کہ ظالمانہ ہیں۔ کہیں گیسیں استعمال کیجاتی ہیں۔ تو کہیں قیدیوں کو پکڑ کر لڑائی کے وقت اپنے آگے رکھا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تم ایسے دشمنوں سے لڑو۔ جو تم پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ لیکن لڑائی میں اعتدا نہ کرنا۔ بلکہ وہ طریق اختیار کرنا جو ظالمانہ نہ ہو۔ یہ بھی اعتدا میں شامل ہے کہ دشمن کا لباس پہن کر یا اور کا نشان دکھا کر حملہ آور ہونا۔ یا صلح کے بہانے حملہ کر دینا۔ یہ سب ایسے طریق ہیں۔ جو باوجود دشمن کے ساتھ لڑائی کرنے کے بھی جائز نہیں ہیں۔ لڑائی کے وقت بھی انسان کو انسانی حدود کے اندر رہنا چاہئے۔ اللہ اعتدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ فرمایا مسلمانوں کی قوم تو وہ قوم ہے جسے خدا کا محبوب بننا چاہئے۔ اگر تم لوگ ذاتی غصہ اور جوش میں آکر اعتدا کروگے۔ تو خدا کے محبوب نہیں بن سکوگے۔ کیونکہ اگر تم لڑائی کے وقت ان حدود کو توڑ کر آگے نکل جاؤگے۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا۔ کہ تمہاری لڑائیاں نفسانی اور اپنی خواہشات کی لڑائیاں ہیں۔ نہ کہ خدا کے لئے۔

اس بات پر خدا تعالیٰ نے کیوں بار بار زور دیا ہے میں نے بتایا ہے کہ جنگ کے وقت ہوش نہیں رہتے۔ دیکھو وہی مہذب قومیں جن کا سب سے بڑا اعتراض قرآن شریف پر یہ تھا۔ کہ یہ لڑائی اور جنگ کی تعلیم دیتا ہے۔ اور قتل و غارت کا سبق پڑھاتا ہے آج ایسے ایسے شرمناک طریق پر جنگ کر رہی ہیں کہ انکا نام لیتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ یہ لوگ کیوں ایسا کرتے ہیں۔ اسلئے کہ غصہ اور غضب میں سب کچھ بھول گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا کہ ایسے موقع پر تمہیں بہت ہی ہوشیار رہنا چاہئے۔ تا ایسا نہ ہو کہ کوئی ناجائز بات کر بیٹھو۔

میں نے یہ آیت ایک خاص غرض کے لئے پڑھی تھی لیکن حلق خراب ہے۔ اسلئے زیادہ بولا نہیں جاتا۔ تاہم کچھ مختصر سا بیان کر دیتا ہوں

۔ سہ مشی کے اخبار پیغام صلح میں ایک مضمون چھپا ہے جو کسی ایسے شخص نے لکھا ہے جو کہتا ہے کہ میں قادیان سے ہی اوزنگا ہی خواجہ صاحب کے اہل سند لکھتا ہے کہ وہ بسر اشاعت و مریاہی اختیار کر رکھا ہے کہ بیعت میں عہد لیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو مہدی معہود اور مسیح موعود مانو۔ اور پیغمبر خدا کو خاتم النبیین مانو۔ جب جماعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو رفتہ رفتہ سمجھاتے ہیں کہ مسیح موعود خود خاتم النبیین ہیں۔ پہلے امتی تھے پھر حقیقی نبی ہو گئے۔ لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضرت صاحب کا کلمہ ہے۔ قرآن شریف دنیا سے مفقود ہو گیا تھا۔ موجودہ قرآن شریف مسیح موعود پر نازل ہوا ہے۔ بھلا یہ منافقت نہیں تو پھر کیا ہے" پھر وہ کذاب لکھتا ہے کہ قادیان والے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ زیارت قادیان حج بیت اللہ ہے" پھر ہماری طرف یہ بات منسوب کرتا ہے کہ قرآن شریف دنیا سے اُٹھ کر ثریا پر چلا گیا تھا مسیح موعود نے دوبارہ ہم کو لا کر دیا۔ لہذا ہم پر آنحضرت صلعم کا کوئی احسان نہیں ہے" "مسیح موعود خاتم الانبیاء ہیں" "مسیح موعود حقیقی نبی ہیں" اسی طرح کے کئی ایک جھوٹ اس نے بولے ہیں اور خوب دل کھول کر جھوٹ کی غلاظت پر منہ مارا ہے مجھے حیرت ہے کہ ان لوگوں کی عقل اور سمجھ کہاں گئی ہے۔ اور نہیں کیا ہو گیا۔ یہ دشمنی اور عداوت کا نتیجہ ہے کہ اسمیں عقل ماری جاتی ہے۔ اور جائز ناجائز میں تمیز کرنے کی اہلیت نہیں رہتی۔ قرآن شریف نے کیا ہی لطیف بات بیان کی ہے۔ کہ اے مسلمانو تم اپنے دشمنوں سے لڑو۔ اگر تلوار کی جنگ ہو۔ تو تلوار سے۔ اور اگر تحریری اور تقریری جنگ ہو تو اسطرح۔ اور یہ تمہارا حق ہے کہ جن لوگوں کو تم حق پر نہیں سمجھتے ان سے خوب بحث مباحثہ کرو۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ایک آریہ سے مذہبی بحث کرے۔ اور جہاں تک اسکی طاقت ہو خوب زور سے کرے۔ اور ایسا ہی کرنے کا آریہ کو بھی حق ہے لیکن کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ ایک دوسرے پر افترا کرے جھوٹ بولے اور دوسرے کی طرف وہ باتیں منسوب کرے۔ جو اس نے نہیں کہیں۔ یا اسکا مذہب نہیں کہتا۔ اسی طرح مومن کا فرض ہے اور ہر ایک مومن کا خدا تعالیٰ نے یہ کام مقرر فرمایا ہے۔ اس لیئے چاہیئے کہ آریوں۔ عیسائیوں۔ برہموں۔ اور یہودیوں وغیرہ کو خوب تبلیغ کرے۔ اور پورے زور سے کرے۔ لیکن مباحثہ میں یہ بات ضرور مدنظر رکھے۔ کہ جھوٹ اور افترا سے کام نہ لے۔ کیونکہ جو قوم جھوٹ اور افترا کو استعمال کرتی ہے۔ وہ اپنی شکست کا خود اقرار کرتی ہے۔ گویا وہ یہ مانتی ہے کہ ہمیں اپنے دشمنوں اور مخالفوں میں اب کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ اسلیئے ہم خود ان کے لیے باتیں بناتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا مذہب ہے جو جھوٹ کو پیدا اور سچائی کو دباتا ہے۔ تو اسکے لیئے افترا اور جھوٹ کی کیا ضرورت ہے۔ اسمیں تو خود بہت سی ایسی باتیں ہونگی۔ جو اسکے نقائص کی تصدیق کرینگی۔ اور اسے لطو مذہب مشہور کر دینگی۔

کہا گیا ہے کہ مبائعین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ لیکن مجھے افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور پھر باوجود اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی کہتے ہیں۔ وہ خاتم یعنی مہر ہی کیا ہوئی جو کسی کاغذ پر نہ لگی۔ اور اس نے کسی کاغذ کی تصدیق نہ کی۔ اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین کیا ہوئے۔ جب کسی انسان پر آپ کی نبوت کی مہر نہ لگی۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا۔ اگر آپ کی اُمت میں کوئی نبی نہیں ہے۔ تو آپ خاتم النبیین بھی نہیں ہیں۔ اور اگر نبی ہے تب آپ خاتم النبیین ہیں۔ باقی رہا یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی کو افضل ماننا۔ اگر کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو میں ایسے عقیدہ کو لعنتی عقیدہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ کسی کو کوئی عزت اور کوئی بڑائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کے بغیر نہیں مل سکتی۔ دنیا کی عزتیں اور بڑائیاں تو دنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے حضور عزت اس پاک انسان کی کفش برداری۔ اطاعت و فرمانبرداری کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ خواہ وہ مرزا غلام احمد ہی ہو یا اور کوئی شخص ہو۔ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی عزت ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہاں حضرت صاحب نے غلام احمد میں نسبت اضافی رکھی ہے پس اگر ہم مرزا کو نبی مانتے ہیں۔ اور بعض پہلے نبیوں سے آپ کا رتبہ بلند یقین کرتے ہیں۔ تو اسکے یہ معنی نہیں کہ آپ کو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلند درجہ رکھنے والا سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہی سمجھتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ پایا اور جو کچھ حاصل کیا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں پایا اور آپ آنحضرت صلعم کے غلام ہی تھے۔ پس جو شخص اسکے خلاف کوئی بات ہماری طرف منسوب کرتا ہے وہ افترا کرتا اور جھوٹ بولتا ہے۔

یہاں کوئی غیر مبائع نہیں۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو بھی مدینہ کی طرح بنا دیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ جو خبیث اسمیں پڑتا ہے۔ اسکو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے۔ قادیان میں بھی باوجود اسکے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں سب کچھ تھا۔ اور سیاہ و سفید کے مالک بنے ہوئے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے یہاں سے انکو نکال کر باہر پھینک دیا۔ اب اگر کوئی ان کا ساتھی یہاں رہتا بھی ہے۔ تو وہ منافقت کی حالت میں رہتا ہے۔ اسکو اپنا آپ ظاہر کرنے کی جرات ہی نہیں پس یہاں ایسے لوگوں کے سامنے جو سب کے سب ہی میرے ہم خیال ہیں مجھے ظاہر کچھ اور پوشیدہ کچھ اور کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم لوگوں کو قادیان میں آئے ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔ کیا کسی کو کبھی میں نے یہ کہا ہے۔ کہ اصل خاتم النبیین حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔ جب تم لوگوں کو نہیں کہا تو وہ دکھی بدنصیب جو خدا جانے کس غرض سے یہاں پہنچا تھا۔ وہ ان میں ایسا مخلص کہاں ہو گیا تھا کہ اسے میں نے ایسی پوشیدہ باتیں کہدیں۔ جو تم میں سے کسی کو نہ کہیں۔ پس کسی کی طرف وہ باتیں منسوب کرنا جو اس نے نہیں کہیں لعنتی آدمی کا کام ہے ہمارا اسمیں دخل نہیں۔ خدا تعالیٰ چاہے تو ایسے آدمی کو سزا دے۔ اور چاہے چھوڑ دے۔ مگر ہمارے لیئے یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے دشمن کو اندھا کر دیا ہے اور اسے ہمارے سچے عیب نظر نہیں آتے۔ اگر کسی کا سچا اور درست عیب ظاہر کر دیا جائے۔ تو وہ اسپر شرمندہ ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اسکی طرف جھوٹ منسوب کرے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ ہم میں بھی کئی عیب ہیں۔ کیونکہ ہم انسان ہیں اور کوئی انسان عیبوں سے خالی نہیں ہوتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمارے دشمنوں کو ہمارے عیب نظر نہیں آتے۔ اسلیئے انہیں اب یہ ضرورت پڑی ہے کہ جھوٹ بنا کر پیش کریں یہ ہماری فتح اور کامیابی کی علامت ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں پر کوئی غلط الزام لگتا ہے۔ تو وہ کڑھتے اور رنج محسوس کرتے ہیں لیکن انہیں خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دشمن کا ایسا کرنا خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کی علامت ہے۔ اور یہ اسطرح کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۳ جون ۱۹۱۵ء

قصر امن میں ایک جلسہ

پائدار صلح کیونکر ہو سکتی ہے؟

صلح کا احسن طریق کیا ہے؟

تازہ ولایتی ڈاک سے واضح ہوتا ہے کہ مئی کے پہلے ہفتہ کے اندر ہیگ کے قصر امن میں جنگ کے روکنے اس کے زوال کہنے اور متخاصمین حرب میں جلد صلح کرا دینے کی غرض سے مختلف ممالک یورپ کی خواتین کا ایک جلسہ ہوا اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس جلسہ کی تحریک دراصل جرمنی کی طرف سے ہوئی تھی۔ چنانچہ حاضرین جلسہ کی بیشتر تعداد نے جرمنی سے اظہار ہمدردی کیا۔ اس حالت کو جب انگلستان کی ایک دختر نے جو طانوی قائم مقام کی حیثیت سے شریک اجلاس ہوئی تھی۔ ملاحظہ کیا تو وہ حقیقت حال کو بھانپ گئی اسکی رگ حمیت میں حریت کے خون نے جوش مارا۔ اور اس کی زبان پر ملکہ بوڈیشیا کی طرح غیرت و وطن پرستی سے مملو الفاظ جاری ہوئے۔ اور وہ بولی! "دیکھو انگلستان میں آج اگر ایک عورت صلح کی خواہاں ہے تو اس کے مقابل ایک ہزار ایسی ہیں جو اجازت ملنے کی صورت میں فرانس کے میدان کارزار میں شریک ہونے کے لئے ہمہ تن طیار ہیں۔ دیکھو میں حقوق طلب عورتوں سے تعلق رکھتی ہوں۔ اس لئے مجھے علم ہے کہ کل میری تمام ہم خیال بہنیں مردوں کی طرح جنگ کی حامی ہیں"

دوستو! یہ الفاظ گو ایک عورت کے منہ سے نکلے ہیں مگر نہایت مناسب اور نتیجہ خیز ہیں اور ایسی قوم کے لئے مسکت جواب ہیں جو نہ صرف قصر امن کی بے حرمتی میں سب سے آگے ہے بلکہ امن و صلح کے نام سے اپنی اغراض جنگ کو تقویت دینا چاہتی ہے۔ یہ الفاظ گو جنگ یورپ کے حالات کو مد نظر رکھ کر کہے گئے ہیں۔ اور ان کا منشا صرف یہ ہے کہ برطانیہ کے مرد و عورت باعزت صلح حاصل کرنے اور کمزور اقوام کی حفاظت کا پائدار انتظام کرنے کے لئے آخر دم تک لڑنے کو تیار ہیں۔ لیکن اگر ان کو نظر تعمق و خوض سے دیکھا جائے تو ان کا اطلاق ہر مقام پر ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک ایسا سر جس میں صحیح دماغ ہے۔ اور پھر دماغ میں عقل سلیم ہے اس بات سے اتفاق رکھیگا کہ وہ صلح جو محض دنیا پرستی لذاری اور اچھے موقعہ کی تلاش کیلئے کی جاتی ہے یا اس کی غرض محض دنیا کو دھوکہ دینا اور سادہ مزاج لوگوں کو بہکانا ہوتا ہے وہ کبھی پائدار نہیں ہو سکتی۔ پائدار صلح ایک خونریز جنگ چاہتی اور بھاری قربانیاں مانگتی ہے۔

تاریخ عالم اس امر کی شاہد ہے کہ امن و صلح کے بہترین حامی اور معلمین بھی آخر اس بات پر مجبور ہوئے کہ اپنے گلہ کو اشرار کے شر سے محفوظ رکھنے اور اپنی قوم کے لئے ایک پائدار و دیرپا صلح و امن حاصل کرنے کے لئے تلوار پر ہاتھ رکھیں۔ چنانچہ وہ مسیح ناصری جس کے حلم جس کی بردباری جس کی غریب مزاجی کی حکایات اناجیل کے صفحات کو ... ہیں کی تقاریر کی زینت ہیں آخر مجبور ہوا کہ اپنے پیروؤں کو اسلحہ جنگ خریدنے اور وہ بھی کپڑے بیچ کر خریدنے کی اجازت دے۔ اور اس نے کہا "میں صلح کے لئے نہیں بلکہ جنگ کرانے کے لئے آیا ہوں"

پھر وہ رحمۃ للعالمین رسول عربی جو انبیاء کی جماعت کا سردار اور سراسر رحم و رافت تھا جس نے ظالم سے ظالم جابر سے جابر اور سنگدل سے سنگدل دشمنان اسلام کو مغلوب کر کے معاف کر دیا اور جس نے دنیا میں سب سے پہلے "امن و سلامتی کا سفید جھنڈا بلند کیا" آخر مجبور ہوا کہ دشمنان سیاہ دل و قسی القلب کے مقابل تلوار نیام سے باہر کرے۔

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ صلح کے نام سے دھوکہ دینا چاہیں۔ اور صلح کی اصل اغراض کو پس پشت ڈالدیں اور دنیا کی خاطر شیطان کو سجدہ کرنے میں دریغ نہ کریں انکا جواب وہی ہے جو قصر امن کی چھت کے نیچے انگلستان کی فہیم دلیر بیٹی مس ... نے دیا۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ دنیا میں دیرپا اور پائدار صلح وہی ہے جو جنگ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اور جبکہ شرائط کے طے ہوتے وقت اگر دشمن کو مراعات بھی دی جائیں تو اگر اس کے اندر شرافت ہے تو وہ انکی قدر کریگا۔ اور ایسی صلح پائدار صلح ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ مدبرین انگلستان کے سامنے جب جنگ کے اختتام کا سوال آتا ہے تو وہی جواب دیتے ہیں جو مسٹر ابراہیم لنکن رئیس جمہوریہ امریکہ نے دیا تھا۔ اور وہ یہ کہ

"جب تک ہمارا مقصد حاصل نہ ہو جائے جنگ جاری رہیگی"

پھر جب شرائط صلح کا ذکر آتا ہے تو برطانیہ کے اخبارات لکھتے ہیں "انگلستان ہرگز ہرگز اس وقت تک صلح نہیں کریگا جب تک حرب نوازی کے عفریت کا سر اسطرح نہ کچلا جائے کہ وہ آئندہ دنیا کے امن کو برہم کرنے کی جرأت نہ کر سکے"

ہماری رائے میں احسن اور اکمل صلح بھی یہی ہے اور ایسی ہی صلح اچھے نتائج پیدا کر سکتی ہے مگر اسے پائدار اور مفید بنانے کے لئے وہ احسن طریق ہے جو خدا تعالیٰ کے مقدس نبی و رسول اللہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور جب فتح مکہ کے بعد دشمنوں کی تمام طاقت ٹوٹ چکی۔ اور وہ اسیران سلطانی کی صورت میں پیش ہوئے تو سراپا رحمت رسول خدا نے انکو معاف کر دیا۔ اور آزادی عطا فرمائی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صلح و مذہب کی آغوش میں آ گئے۔ اور وہ نتائج مترتب ہوئے جو اسلامی فتوحات کی صورت میں صفحہ تاریخ پر منقوش ہیں پھر صلح کا احسن طریق وہ ہے جو محمد رسول اللہ کے بروز حضرت احمد نبی اللہ نے پیغام صلح میں پیش کیا۔ اور وہ یہ کہ تم ہمارے معتقدات کا احترام کرو۔ لا الہ الا اللہ پر صدق دل سے ایمان لاؤ۔ اور صلح کا مضبوط رشتہ باندھو۔

احمدی جماعت کے اندر بھی ایک حرب نواز گروہ کے طفیل آتش جنگ مشتعل ہوئی اسوقت صلح صلح کی آوازیں بلند کی گئیں اور قصر امن کے اجلاس کیطرح صلح کے پردہ میں اہل الرائے کہلانے والوں نے اپنی اغراض کے حصول کی کوشش کی لیکن خدا تعالیٰ نے چاہا کہ پائدار صلح کی بنیادیں رکھے اور حق کو کامیاب کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دشمن کی طاقت کمزور ہوئی اور ہو رہی ہے صرف معدودے چند ناواقف یا کمزور ایمان لوگ اس علم کے زیر سایہ جمع ہیں جو قادیان کے برخلاف بلند کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ چاہیگا تو وہ بھی ایک دن سمجھ کر صلح کر لینگے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انی بک اصول و بک احول

مسئلہ نبوت و کفر و اسلام

بجواب ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب:-

ماہوار گالیاں دینے کا اہتمام

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے لکھا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے مرشد اپنے ہادی اپنے رہنما کے اہلبیت اصحاب الصفہ اور سادات عظام حضرت اقدس کو گالیاں دینے کے واسطے تنخواہ دار ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں اور پیسی سعید روپیہ۔ ڈیوڑھے دگنے وظائف دے کر پھیلائی جا رہی ہیں لیکن اسپر بھی جب آپکا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور خاطر عالی کی تسکین نہیں ہوتی تو مہینے میں ایک آدھ بار خود قلم اٹھاتے ہیں پچھلا مضمون جس کی گالیوں کی فہرست الفضل کے ایک نوٹ میں شائع کر دی گئی تھی۔ ۲۰ مئی کو نکلا تھا جب ۲ جون تاریخ گذر گئی تو مجھے کسی قدر تعجب ہوا کہ اپنی محبوب کارروائی میں مولوی صاحب نے صرف کیوں وقفہ گوارا کیا۔ لیکن آج وہ حیرت جاتی رہی۔ کیونکہ ایک ٹریکٹ مولوی صاحب نے دو عکس شائع کرنے کے بعد الفضل کا جواب نہ دے سکنے کی خفت کو مٹانا چاہا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے دو عکسوں کا شائع کرنا ان کے حق میں مفید نہیں ہوا۔ صدر انجمن قادیان کی پوزیشن کے بارے میں ایک عکس بصرف زر خطیر شائع کیا جب خوب اشاعت ہو چکی تو خود ہی اول کافر بلکہ بن بیٹھے۔ دوسرا عکس بھی خفیہ تقسیم کر کے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم وہ مریدان رشید ہیں جنہوں نے خلیفہ اول مولانا نور الدین کو دیا اور ان پر مالی بدظنی کی اور پھر حضرت نواب صاحب اور حضرت میر ناصر نواب اور سید صاحبزادہ مرزا محمود احمد کو نالائق اور بے جا جوش رکھنے والے کہہ کر اس پاک انسان کو دکھ پر دکھ دیا۔ بہرحال

کیا مولوی محمد علی صاحب کے عقائد عبد الحکیم خان کے عقائد نہیں

مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:- کہ احمدیوں کے سوا دنیا کے کل مسلمان کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ آہ وہ مسیح موعود جو ساری عمر لوگوں کو ان کے تکفیر کے فتووں کی وجہ سے کہ وہ ایک کلمہ گو اہل قبلہ مسلمان کو کافر کیوں کہتے ہیں۔ ملزم کرتا تھا آج اسکی اولاد دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے۔ کیا تعجب ہے پھر کیا ہے کہ میرے عقیدہ کو عبد الحکیم کا عقیدہ کہتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اسمیں کیا شک ہے کہ آپ وہی کہتے ہیں جو عبد الحکیم خان نے کہا صرف فرق یہ ہے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے مسیح موعود کو مخاطب کیا۔ اور آپ نے سیدنا محمود کو۔ باقی کامل اتحاد ہے دیکھیے عبد الحکیم خان کے الفاظ یہ ہیں:-

"آپ کے نزدیک تیرہ کروڑ مسلمانوں میں کوئی بھی سچا خدا پرست راستباز نہیں۔ کیا محمدی اثر اس تمام جماعت پر سے اٹھ گیا۔ کیا اسلام بالکل مردہ ہو گیا۔ کیا قرآن مجید بالکل بے اثر ہو گیا ××× کہ آپ کی جماعت کے سوا نہ باقی مسلمانوں میں راستباز ہیں نہ باقی دنیا میں بلکہ تمام کے تمام سیاہ باطن۔ سیاہ کار ماخذ جہنمی ہیں ××× کیا تو وہ وقت تھا کہ آپ مولویوں پر طنز کیا کرتے تھے کہ وہ کلمہ گویوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور قول نقل کیا کرتے تھے کہ جس شخص میں ۹۹ جزو کفر کے ہوں۔ اور ایک جزو اسلام کا ہو اسکو بھی کافر نہ کہنا چاہیئے۔ میں اب تک اس تعلیم پر قائم ہوں اور امت محمدی کو بلا وجہ صریح کافر نہیں کہہ سکتا۔ اور آپ بلا وجہ کافر کہتے ہیں۔ اچھی خاطر ہوئی ××× آپ تیرہ کروڑ مسلمانوں کو جو تیرہ سو سال میں پیدا ہوئے۔ اپنے استدلال کے خلاف کرنے سے کافر کہتے ہیں ×××× تیرہ کروڑ مسلمان ××× سب خارج از اسلام ہیں۔ جیسا کہ تمام یہود و نصاریٰ آنحضرت کے نہ ماننے سے خارج ہو گئے تھے۔ گویا کلمہ بھی یہ چاہیئے لا الہ الا اللہ المرزا۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا تو اب کارآمد نہیں رہا۔ تاوقتیکہ آپ کو نہ مانا جائے ×××× آپ تو صاف لکھتے ہیں کہ مجھپر ایمان لانے کے بغیر نجات نہیں پہلے مجدد و امام بنے پھر جزوی نبی اور امتی نبی بنے۔ پھر جزوی نبی کامل نبی اور امتی نبی سے مستقل نبی"

اب فرمایئے جناب مولوی محمد علی صاحب بالقابہ کیا آپ بھی یہی کہتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا فی الواقع عبد الحکیم خان مرتد کی زبان آپ کے منہ میں ہے یا نہیں۔ لفظ بلفظ اسکا آپکے مضمون سے ملتا ہے پھر آپکے مکرم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے فی الواقع سچ کہا ہے۔ کہ تمہارے عقائد عبد الحکیم کے ہیں۔ اور محمود مجبور ہو کر عبد الحکیم تو مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اور میں مانتا ہوں۔ تو سُن لیجئے۔ کہ ابتداء اس مرتد کا بھی یہی حال تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"میرے جو عقائد ابتدائی زمانہ میں تھے بعینہ وہی اب ہیں اور آپ کی (حضرت مسیح موعود) عزت و عظمت بمنزلہ جزو رسالت میرے اندر وہی ہے۔ جو اسوقت تھی"

پھر لکھتا ہے:-

"السلام و السلام الف الف سلام علیکم و علی المسیح (حضرت صاحب) و علی من کل من لدیکم ××× تیرہ کروڑ مسلمان ××× خواہ وہ کیسے ہی موحد خدا پرست ہوں۔ جو مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ سب کے سب خارج از اسلام ہیں اور ناقابل نجات۔ یہ مسئلہ بینات قرآنی کے خلاف صریح طور پر معلوم ہوتا ہے"

پھر لکھتا ہے:-

"حضرت مسیح الزمان کو مسیح و مہدی مانتا ہوں اور ساتھ ہی بشر بھی"

اور اگر آپ کو یہ غرہ ہے کہ میں اپنے عقاید پر ایسا بھروسہ کرتا ہوں کہتا تھا کہ اگر میں ہلاک بھی ہو جاؤں۔ تو حق یہی ہے جس پر قائم ہوں۔ تو اسمیں بھی ڈاکٹر عبد الحکیم خان آپ سے پیچھے نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"میں کہتا ہوں اے خداوند میں نے اگر یہ سب کچھ تیری عظمت اور جلال کی خاطر نہیں کیا۔ تو مجھے ابھی ایک منٹ کے اندر ہی اس دنیا سے اٹھا لے"

کیا حقیقۃ النبوۃ کی بنیاد ریت کے ٹیلے پر ہے

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حقیقۃ النبوۃ کی بنیاد ریت کے ٹیلے پر ہے۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ جب اس کی بنیاد ریت کے ٹیلے پر ہے۔ تو آپ کیوں اسقدر اس سے گھبرا رہے ہیں۔ کبھی النبوۃ فی الاسلام لکھنے کا نوٹس دیتے ہیں۔ اور پھر تمہید لکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اسکے لغو دلائل کو رد کرنے کی کیا ضرورت ہے کبھی اسکی بنیاد ریت کے

بیٹھے پر بیٹھتے ہیں۔ اور پھر گھبراتے ہیں جبکہ بہت اکثر تو نزیٹ کر رہ جاتے ہیں۔ مدد بہت کا پلہ بھی ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء

کے بعد آپ نے اپنے آپکو کامل نبی کہا نہ اپنی جزوی نبوت سے اور مجددیت

کے منصب سے انکار کیا نہیں یا وجہ بار بار مطالبات کے میاں صاحب نے

آج بھی سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کا الہام پیش کیا۔ جس نے مسیح موعود کو اپنا عقیدہ

بدلنے پر مجبور کیا۔ اور محض عذاب کی دھمکیاں دے کر گزرے ہوئوں کو اس

عقیدہ پر قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود

کی ہتک کی جاتی ہے کہ انہوں نے باوجود الہام پر الہام ہونے کے

پندرہ سال تک اپنے دعوے کو بھی نہ سمجھا x x x اور پھر ان تمام

دلائل کو جن سے پندرہ سال کی تحریریں بھری پڑی ہیں x x x

منسوخ قرار دیا جاتا ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک صریح بات ہے کہ کسی صحابی سے مراد کامل نبی ہوتا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کامل نبی تھے۔ مگر قرآن مجید میں آپکو رسول اور نبی کرکے پکارا گیا ہے۔ تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ حضرت محمد مصطفےٰ کے نام کے ساتھ کامل نبی نہیں آیا اسلیئے آپ کامل نبی نہیں۔ جب نہیں کہہ سکتے تو مسیح موعود کے بارے میں یہ اعتراض کیوں ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد بیسیوں بار آپ نے اپنے آپکو نبی اور رسول لکھا ہے۔ دیکھو دافع البلاء۔ حقیقۃ الوحی وغیرہا کتب۔ بارہا حوالہ دیئے جا چکے ہیں۔ اخبار عام میں جو خط چھپا ہے اسمیں بھی فرمایا

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا"

اور نزول المسیح صفحہ ۴۸ پر ہے "میں وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے" اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں ہے

"نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں"

پس یہ الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ آپ ایسے ہی نبی تھے۔ بلحاظ نفس نبوۃ جیسے اگلے انبیاء علیہم السلام۔ یہ کہنا کہ پھر مجددیت کے منصب سے انکار کیوں نہیں کیا۔ بالکل غلط ہے۔ مجدد ہونے سے نبوت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ مسیح موعود نے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مجدد لکھا ہے (دیکھو لیکچر سیالکوٹ) پس کیا آنحضرت صلعم بھی نبی نہ تھے؟ اور یہ دکھاؤ کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے اپنے آپ کو جزوی نبی کہاں لکھا۔ حوالہ پیش کرو۔ جو نبی کامل ہے وہ جزوی بھی ضرور ہے۔ کیونکہ جزو کل کا ایک حصہ ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ وہ الہام پیش کرو جس سے مسیح موعود نے اپنا

عقیدہ بدلا۔ ہم کہتے ہیں حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ پر لکھا ہے:۔

"بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم رہنے نہ دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

جب تک آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حقیقۃ الوحی مسیح موعود کی کتاب ہے اور یہ کہ مسیح موعود نیک راستباز انسان تھا۔ اور وہ خلاف واقعہ بات نہیں فرماتا۔ اسوقت تک آپ کو ایسے مطالبہ کا حق نہیں۔ دیکھو حضرت صاحب فرماتے ہیں مجھ پر بارش کی طرح وحی نازل ہوئی جس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا۔ اور آپ کہتے ہیں وہ الہام پیش کرو۔ آپ کھلے لفظوں میں مسیح موعود کا انکار کر دیں۔ اور لکھ دیں۔ کہ یہ عبارت انہوں نے جھوٹ موٹ لکھ دی۔ (نعوذ باللہ من ذالک) پھر دوسرے طریق میں آپ کو جواب دیا جائے گا۔

یہ کہنا کہ پندرہ سال تک دعوے نہ سمجھنے میں مسیح موعود کی ہتک ہے۔ صحیح نہیں کیونکہ خود حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں دیکھو اعجاز احمدی:۔

"پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بےخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے **بڑی شدومد سے** براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے"

اسمیں دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو باوجود شدومد سے مسیح موعود قرار دیئے جانے کے اپنے دعویٰ کو نہ سمجھنا اور رسمی عقیدہ پر قائم رہنا۔ اور دوم یہ کہ تواتر سے الہامات کا ہونا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ پس جب ہم سے آپ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ الہام پیش کرو جس نے مسیح موعود کو اپنا عقیدہ بدلنے پر مجبور کیا۔ تو ہم بھی آپ سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ آپ بھی وہ الہامات پیش کریں جن میں تواتر سے حضرت صاحب کو کہا گیا کہ تو مسیح موعود ہے۔

پھر دوسرا ثبوت لیجئے:۔

"واللہ ما قلت قولا فی وفاۃ المسیح وعدم نزولہ وقیامی مقامہ الا بعد الالہام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحۃ بینۃ منیرۃ کفلق الصبح x x x وما کنت ادری الی اوّل بعد ہذہ المدۃ الطویلۃ وانی مسیحاً موعوداً من اللہ تعالیٰ بل کنت خلت ان المسیح نازل من السماء"

(حمامۃ البشریٰ)

حضور علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے وفات مسیح اور عدم نزول مسیح ناصری اور اپنے مسیح موعود ہونے کے بارے میں کوئی قول نہیں کہا جب تک کہ پے در پے الہامات نہ ہوئے بارش کی طرح اور روشن اور کھلے کھلے مکاشفات نہ دیکھے اور میرا خیال نہیں تھا کہ میں اتنی طویل مدت (دس سال) کے بعد مسیح موعود بنایا جاؤں گا اور میرا خیال تھا کہ مسیح آسمان سے اترنے والا ہے۔ دیکھئے باوجود متواتر الہامات کے آپ رسمی عقیدہ پر قائم رہے اور اپنے دعوے کو نہ سمجھے یہ حضرت مسیح موعود خود لکھتے ہیں۔ اگر یہ ہتک ہے تو اس ہتک میں مسیح موعود خود شامل ہیں۔ پس اگر الہامات متواترہ و مکاشفات منیرہ کے بعد بارہ سال میں آپ یہ سمجھے کہ میں نبی ہوں۔ تو کیا حرج کی بات ہے۔ جبکہ تفصیلی کیفیات کے لحاظ سے آپکے دعوے ابتداء سے یکساں رہا ہے اور اسکو تمام مومنین مانتے آئے ہیں واضح ہو کہ براہین کے زمانہ میں مجمل و مبہم الہام درج نہیں ہوئے حضرت مسیح موعود خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"باوجودیکہ براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھیرایا گیا تھا۔" (اعجاز احمدی)

کیا مواہب الرحمٰن میں مسیح موعود نے اپنی نبوت سے انکار کیا

پھر مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مواہب الرحمٰن جو سنہ ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی اسکے صفحہ ۶۶ پر ہے "واں مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ہذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن [illegible] الشریعۃ ولا یعطون الا فہم القرآن [illegible] بقیہ ۔۔۔

محمد علی صاحب ایک معمولی فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس امت کے اولیاء حقیقی نبی نہیں ہو سکتے ۔

میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ نے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ انہوں نے حوالے کاٹ چھانٹ کر پیش کئے علاوہ ایک بھی حوالہ آپ ایسا نہیں بتا سکتے۔ جس میں ایسی قطع برید کی گئی ہو جس سے صاحب حوالہ کے اصل مقصد میں کچھ فرق پڑے اور میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر آپ یا آپ کے رفقاء میں کچھ بھی جرأت اور ایمان ہے تو وہ کوئی ایسا حوالہ پیش کریں جس کو کانٹ چھانٹ کر ایسے طرز پر پیش کیا گیا ہو کہ اصل مفہوم عبارت میں فرق پڑ گیا ہو۔

ہاں آپ اپنی نسبت سنیئے مواہب الرحمن کی عبارت یوں ہے:

"ونؤمن بانہ خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ و اظہرہ وعدہ ولله مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ الخ (صفحہ ۶۶)"

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء ہیں ۔ اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ نبی ہے جس نے اسکے فیض سے تربیت پائی ۔ اور اسکے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ۔ اور اللہ کے اپنے اولیاء امت محمدیہ کے ساتھ مکالمات اور مخاطبات ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب آنکھیں کھول کر پڑھیں کہ حضرت اقدس نے اولیاء امت محمدیہ کا ذکر کرنے سے پہلے اپنے آپ کو مستثنیٰ فرمایا ہے چنانچہ آپنے ارشاد کیا کہ خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں ۔ مگر ایک نبی ہے جس نے اسکے فیض سے تربیت پائی اور وہ اسکے وعدہ کے موافق ظاہر ہو چکا ۔ بس یہ کلام ختم ہوا ۔ اور آگے اولیاء امت محمدیہ کا ذکر کر دیا ۔ ہم اس بات کا کب انکار کرتے ہیں کہ اولیاء امت محمدیہ سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے ۔ ہم تو یہ کہتے ہیں ۔ اور یہی کیا کہنا ہے ۔ خود مسیح موعود فرماتے ہیں کہ نبوت کیلئے جو شرط ہے (کثرت مکالمہ مخاطبہ اظہار علی الغیب) وہ دیگر صلحاء و اولیاء امت محمدیہ میں نہیں پائی جاتی اور مجھ میں پائی جاتی ہے ۔ اسلئے وہ نبی کا نام پانے کا مستحق نہیں اور میں ہوں ۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ ۔

"اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ۔ انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا ۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا ۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط انمیں پائی نہیں جاتی ۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا"

پھر اسی طرح حقیقۃ الوحی میں ایک اور مقام پر فرمایا ہے (صفحہ ۲۸)

"لیکن اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"

دیکھیے یہاں بھی ان اولیاء سے اپنے آپ کو ممتاز کر لیا اگر دوسرے اولیاء بھی نبی تھے ۔ تو ایک وہ بھی ہوا کہنے کی کیا ضرورت تھی ۔ اور اگر آپ کی نبوت بھی دوسرے اولیاء کی نبوت کی طرح تھی ۔ تو بھی اپنے آپ کو کیوں ممتاز کیا ۔ اور کیوں لکھا کہ نبی ایک ہی ہے ۔ اور اولیاء ہزارہا ہیں پس یہ دو حوالے مواہب الرحمن کے حوالہ کی تشریح مزید کرتے ہیں ۔ وہاں تو لا نبی بعدہ کے ساتھ ہی آپنے اپنی نبوت کا استثناء کیا ۔ اور اظہرہ وعدہ (یعنی وعدہ کے موافق ظاہر کیا) فرما کر اپنی نبوت پر مہر لگا دی ہے ۔ اور اسکے بعد دوسرے اولیاء کا ذکر کیا ہے ۔ اور اولیاء کا ذکر کر کے پھر اپنے آپ کو ان سے مستثنیٰ فرمایا ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

"ونعتقد بانہ لا نبی بعدہ الا الذی ھو من امتہ ومن اکمل اتباعہ"

(مواہب الرحمن صفحہ ۶۶)

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ کوئی نبی آنحضرت کے بعد نہیں مگر وہ نبی ہے جو آپ کی امت سے اور آپ کا اکمل متبع ہے پھر آپ اسکی تشریح مزید فرماتے ہیں کہ:

"ومن ادعی النبوۃ من ھذہ الامۃ وما اعتقد بانہ ربی من سیدنا محمد خیر البریۃ × × × فقد ھلک والحق نفسہ بالکفرۃ الفجرۃ ومن ادعی النبوۃ ولم یعتقد بانہ من امتہ وبانہ انما وجد کلما وجد من فیضانہ × × × فھو ملعون"

یعنی جو اس امت سے نبوۃ کا دعوے کرے اور یہ اعتقاد نہ رکھے کہ وہ سیدنا محمد کے فیض سے تربیت یافتہ ۔ تو وہ ہلاک ہوا اور اپنا نفس کافروں فاجروں کیساتھ ملایا اور جو نبوۃ کا دعوے کرے اور یہ اعتقاد نہ رکھے کہ وہ آپ کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا ہے آپ کے فیضان سے پایا ہے وہ ملعون ہے ۔ اسکے ساتھ آپ کو آنحضرت صلعم کی امت سے نہ سمجھے اور یہ کہ جو کچھ پایا آپ کے فیض سے پایا وہ ملعون ہے ۔ دیکھیے مطلق دعوے نبوت یا نبی ہونا ممنوع نہیں بلکہ آنحضرت کے فیض سے الگ ہو کر نبوت کا دعویٰ کفر ہے ۔ پس مواہب الرحمن کا حوالہ تو اول سے آخر تک ہمارا مؤید ہے اگر آپ جیسا نبی مسیح موعود ہو سکتا ہے ایسے ہی دوسرے اولیاء بھی ہو سکتے ہیں تو پھر دوسرے اولیاء کے ذکر سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کیوں کیا ۔ اور کیوں فرمایا کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کوئی نہیں مگر وہ ایک جو وعدہ کے موافق ظاہر ہوا اور یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نے کہا ہے کہ شریعت کامل ہو چکی اسلئے نبی کی ضرورت نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں ۔ مگر حضرت مسیح موعود نے یہ بھی لکھا ہے کہ دو کام ہیں ایک تکمیل ہدایت دوم تکمیل اشاعت ہدایت اور نبی کریم صلعم کے دو بعث ہیں ایک ہزار پنجم میں اور ایک ہزار ششم کے آخر پر پس جیسا تکمیل ہدایت کیلئے ایک نبی ہے ایسا ہی تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے بھی ایک رسول چاہئے اور اسی واسطے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے حق میں ہے اسمیں آپ کو رسول کہا گیا اور اسی لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ میں مسیح موعود کو نبی اللہ کا خطاب دیا گیا ۔

مسئلہ کفر و اسلام

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے [illegible] کے

دلائل قاہرہ میں سے کسی کا رد تو نہیں ہو سکا ۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے دو عکس پیش کئے ہیں ۔ ایک حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ اول کا خط جو مولوی فضل الدین صاحب کے بارہ میں ہے وہ یہ ہے:

"جو لوگ منافق طبع نہیں ۔ اور جو لوگ ہم سے حسن ظن رکھتے ہیں وہ کسی قدر معذور ہو سکتے ہیں آپ بعد الاستخارہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں والسلام ۔ نور الدین ۱۹۰۹ء ۲۹ فروری سنہ"

دوم مفتی صاحب (محمد صادق) کا ایک خط ہے جو غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق ہے ۔ اور اسکے دو فقرے جن سے استدلال کیا ہے یہ ہیں ۔

(۱) جو مخالف بد گو نہ ہو اس کا جنازہ جائز ہے ۔

(۲) بانماز کا جنازہ جائز ہے ۔ مگر بد گو نہ ہو اور کفر کے کلمات بولنے والا نہ ہو ۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ

ان ہر دو غلطیوں سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ غیر احمدی مسلمان ہیں +

میری گزارشیں حسب ذیل ہیں۔

اول یہ کہ ہمیشہ خصم کے مسلمات پر مناظرہ میں گفتگو ہوتی ہے۔ جب ہم خلیفہ سے اختلاف بھی جائز سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری طرف سے اعلان بھی ہو چکا ہے کہ خلیفہ سے اختلاف رکھ کر بیعت کی جا سکتی ہے اور بقول تمہارے مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی حیات میں اسی مطلب کا ایک مضمون الفضل میں چھپ گیا تھا۔ تو پھر حضرت مولانا کی کسی تحریر کو آپ کس غرض سے پیش کرتے ہو۔

(ب) اور خود تمہارا طرز عمل کیسا ہے؟ آیا آپ لوگوں نے حضرت خلیفہ اول کی وصیت کو نہایت بے ادبی نہایت گستاخی سے پاؤں تلے نہیں روندا؟ کیا آپ لوگ خلافت کے منکر نہیں حالانکہ آپ خود بھی انکار نہیں کر سکتے اس سے کہ حضرت مولانا نور الدین مسیح موعود کے بعد خلافت کے سلسلہ کے قائل تھے اور اپنا جانشین ضروری سمجھتے تھے اور خلیفہ کو کلی طور پر پورا حاکم جانتے تھے +

(ج) خود حضرت مولانا کا عمل کس بات پر ہے آیا غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔

(د) تینوں فتوے آپنے یہ دئے کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ بوقت ضرورت ان کا عکس بھی دیا جا سکتا ہے ہزاروں گواہ اسکے موجود ہیں۔ ایک فتویٰ ۵ جنوری ۱۹۱۱ء کا بدر سے نقل کیا جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ جو عکس پیش کیا گیا ہے وہ ۵ فروری ۱۹۱۰ء کا ہے اور فتوے ۱۹۱۱ء کا ہے) اصول کے لحاظ سے بھی اسے ہی ترجیح ہے) +

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ بعض مولوی صاحبان کی جماعت احمدیہ کو کہتے ہیں کہ ہم آپ احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ہمارے امام کے پیچھے پڑھ لیا کریں۔ ہم آپکے امام کے پیچھے پڑھ لیا کریں گے۔ ان صاحبان کو کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا ان کو کہدو۔ قد بدت البغضاء من افواھکم وما تخفی صدورکم اکبر

جب تم ہمارے امام کو مفتری جانتے ہو دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ حضرت اقدس کے یہ الفاظ زیر نظر رکھیں۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ گویا ہر بیعت نہ کرنے والا گویا ان کے کہنے پر مجھے حقیقتاً مفتری ہی جانتا ہے) اور مفتری کو کنجر، دہریہ سے بدتر ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا۔ تو پھر ہم تمہارے پیچھے کس طرح نماز پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا کیا اتنی ترقی جو جماعت کو اب تک ہوئی ہے وہ منافقت کے میل ملاپ سے ہوئی ہے ہرگز نہیں "

پس اس سے آپکا اصل مذہب ظاہر ہے۔ اور یہ ہر حال مقدم ہوگا

دوم :- حضرت خلیفہ اول نے فرمایا ہے۔ دیکھو تقریر سنہ ۱۲ء مندرجہ بدر نمبر ۱ صفحہ ۱۔

"دوستو تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ اول ان مولود مسائل کے متعلق ہیں جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے۔ جو حضرت صاحب کے فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں "

(دوم) پھر دیکھو الحکم ۲۱ ستمبر سنہ ۱۲ء

"اور اگر میں حضرت صاحب کی کسی تقریر یا تحریر کا منکر یا اختلاف کروں۔ تو حق پہنچتا ہے کہ اسے نہ مانا جائے "

اب آپ نماز کے متعلق حضرت اقدس کا اصل حکم مطالعہ فرمائیں جو اربعین میں صفحہ ۲۸ پر یوں ہے :-

"یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو "

یہ خدا کی وحی ہے۔ حضرت اقدس کا اجتہاد نہیں۔ پھر مکروہ یا ناپسند نہیں بلکہ حرام اور قطعی حرام فرمایا۔

عبارت اسکی صاف اور واضح ہے۔ کوئی دوسرے معنے نہیں بن سکتے۔ حکم صریح ہے۔ کسی خاص علاقہ کی قید نہیں صرف مکفر یا مکذب نہیں فرمایا۔ بلکہ ساتھ ہی متردد کو شامل کر کے تمام غیر احمدیوں (کسے باشد) کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اس صریح حکم نماز کو کس طرح چھوڑا جا سکتا ہے جبکہ خلیفہ اول نے اصولی طور پر یہ فرما دیا۔ کہ حضرت صاحب کی کسی تحریر کا صریح خلاف ہو تو نہ مانو اور یہ کہ جن مسائل کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے جو ان کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں +

سوم :- دیکھنا یہ ہے کہ یہ فتوے کن حالات میں دیا گیا۔ اور اصل واقعات کیا ہیں۔ سو مولوی فضل الدین صاحب ہی کی زبان قلم سے سنئے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت قاضی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اصل واقعہ ایک وقت خاص حضرات زمینداران [illegible] جس میں یہ عاجز اور دیگر احباب احمدی بعض بھی شامل تھے بعد کھانا کھانے کے سلسلہ احمدیہ کا ذکر کرتے کرتے ہماری طرف توجہ کر کے کہنے لگے۔ جی دیکھو دیگر ممالک میں یعنی کابل کی ریاست میں وہ لوگ احمدیوں کو تو قتل کر دیتے ہیں جیسا کہ مولوی صاحب عبد اللطیف صاحب مرحوم اور ان کے دوستوں کا واقعہ مشہور ہے لیکن یہاں ہم لوگ تمہارے پیچھے پیچھے تمہاری منتیں کرتے ہیں تو آپ لوگ ہماری کچھ پرواہ کرتے نہیں ہم سے صلح نہیں کرتے۔ ہم آپ کے پیچھے نماز تو پڑھ سکتے ہیں لیکن آپ نہیں پڑھتے۔ ایسی بے پرواہی خلاف مناسب ہے آپ ضرور صلح کرو الخ بالآخر میں نے کہا ہم لوگ خود مختار نہیں امام کے ماتحت ہیں اگر وہ اجازت فرماتے تو ہم کو کوئی عذر نہیں لیکن حضرت مرزا صاحب مسیح موعود تو انتقال فرما گئے اب حضرت مولوی صاحب خلیفہ سے اجازت ہو تو ہم صلح سے خوش ہیں پھر بعد اسکے میں نے حضرت مسیح موعود کی وہ تقریر جو مقام لاہور انتقال سے دو روز اول بدر سے ان کو سنا دی۔ کہ اگر یہ لوگ مکفرین سلسلہ احمدیہ کو بلحاظ حدیث نبوی مرجع کفر سمجھ کر علیحدگی کا اشتہار[1] دیویں تو ہم لوگ صلح پر تیار ہیں۔ لیکن تمہارے امام مساجد تمہارے خیال پر متفق نہیں اسکے بابت جملہ سارا واقعہ مولوی صاحب خلیفہ اول کی خدمت میں ارسال کیا تب مولوی صاحب مرحوم نے یہ خط کہ جو شخص منافق طبع نہ ہو اور واقعی حسن ظن رکھتا ہو بعد الاستفسار اسکے پیچھے نماز پڑھ لیں الخ فرمایا۔ لیکن ہم نے کسی کے پیچھے نماز اس لیے نہیں پڑھی کہ جو لوگ حسن ظن کا ہونا ظاہر کرتے اور فی الواقع حسن ظن کا عمل نہیں کرتے۔ علاوہ بریں وہ لوگ امام مساجد نہیں اور جو لوگ امام مسجد ہیں وہ تو حسن ظن بھی نہیں رکھتے کیونکہ ان کا ہر وقت ایک عالم ہے

[1] ان شاء اللہ کے ساتھ جو حقیقۃ الوحی میں شرح طور پر درج ہے [illegible]

احیائے موتیٰ

حضرت مسیحؑ کے مُردے زندہ کرنے کی حقیقت

نمبر (۵)

تیسرا واقعہ ایک لڑکی کے زندہ ہونے کا ہے۔ جو متی مرقس اور لوقا تینوں انجیلوں میں الفاظ کے تھوڑے تھوڑے تغیر سے بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے یہ بہ نسبت دوسرے واقعات کے زیادہ غور و فکر کا محتاج ہے۔ میں مرقس باب ۵ سے اسکو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ جب یسوع پھر کشتی میں پار گیا تو بڑی بھیڑ اسکے پاس جمع ہوئی۔ اور جھیل کے کنارے تھا۔ اور عبادت خانے کے سرداروں میں سے ایک شخص یائیر نام آیا۔ اور اسے دیکھ کر اسکے قدموں پر گرا۔ اور یہ کہہ کر اسکی بہت منت کی۔ کہ میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے تو آکر اپنے ہاتھ اسپر رکھ۔ تاکہ وہ اچھی ہو جائے اور زندہ رہے۔ پس وہ اسکے ساتھ چلا۔ اور بہت لوگ اسکے پیچھے ہو لئے۔ اور اسپر گرے پڑتے تھے۔ (اسکے آگے ایک بیمار عورت کا قصہ درج ہے جس کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ اسلئے اسے چھوڑ دیا جاتا ہے) وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ "بیٹی تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا۔ سلامت جا۔ اور اپنی اس بیماری سے بچی رہ" کہ عبادت خانے کے سردار کے ہاں سے لوگوں نے آکر کہا۔ کہ تیری بیٹی مر گئی ہے۔ اب استاد کو کیوں تکلیف دیتا ہے۔ جو بات وہ کہہ رہے تھے۔ اس پر یسوع نے توجہ نہ کر کے عبادت خانے کے سردار سے کہا۔ خوف نہ کر۔ فقط اعتقاد رکھ۔ پھر اس نے سوا پطرس اور یعقوب اور یعقوب کے بھائی یوحنا کے اور کسی کو اپنے ساتھ چلنے نہ دیا۔ اور وہ عبادت خانے کے سردار کے گھر میں آئے اور اس نے دیکھا کہ بلوہ ہو رہا ہے۔ اور لوگ بہت رو پیٹ رہے ہیں۔ اور اندر جا کر ان سے کہا تم کیوں غل مچاتے اور روتے ہو۔ لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ وہ اسپر ہنسنے لگے۔ لیکن وہ سب کو نکال کر لڑکی کے ماں باپ کو اور اپنے ساتھیوں کو لے کر جہاں لڑکی پڑی تھی۔ اندر آیا۔ اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اس سے کہا۔ طلیتا قومی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے لڑکی میں تجھ سے کہتا ہوں۔ اُٹھ۔ وہ لڑکی فی الفور اٹھ کر چلنے پھرنے لگی۔ کیونکہ وہ بارہ برس کی تھی۔ اسپر لوگ بہت ہی حیران ہوئے۔ پھر اس نے انہیں تاکید سے حکم دیا۔ کہ یہ کوئی نہ جانے۔ اور فرمایا کہ اسے کچھ کھانے کو دیا جائے"۔ اسی کو متی نے باب ۹ میں۔ لوقا نے باب ۸ میں درج کیا ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل سوال وارد ہوتے ہیں:

اوّل۔ عبادت خانے کے سردار یائیر نے اس وقت یسوع کے قدموں پر گر کر یہ منت کی ہو کہ تو آکر اپنے ہاتھ اسپر رکھ تاکہ وہ اچھی ہو جائے۔ اور زندہ رہے" جبکہ لڑکی ابھی مری نہیں تھی بلکہ زندہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سردار سمجھتا تھا۔ کہ حضرت مسیح کو اپنے گھر لے جانا اسی وقت تک مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ لڑکی میں جان ہے۔ اور جب وہ مر جائے گی تو پھر مفید نہ ہوگا۔ اگر اس کا یہ خیال نہیں تھا تو اسے چاہئے تھا۔ کہ جب تک لڑکی بیماری کی حالت میں تھی اسوقت تک وہ حکیموں اور ڈاکٹروں کی منت سماجت کرتا اور ان سے علاج کرواتا۔ اور جب ان کی دواؤں سے شفا یابی نہ ہوتی۔ اور لڑکی مر جاتی۔ تب حضرت مسیح کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور انہیں لڑکی کے زندہ کروانے کے لئے لے جاتا لیکن اسکا بیماری کی حالت میں آکر حضرت مسیح سے درخواست کرنا بتاتا ہے کہ اسکا یہ اعتقاد تھا کہ ان کی دعا سے وہ اچھی ہو جائے گی نہ یہ کہ وہ مردہ کو زندہ کر دینگے۔

دوم۔ پیشتر اسکے کہ حضرت مسیح اس سردار کے گھر جاتے وہ عبادت خانے کے سردار کے ہاں سے لوگوں نے آکر کہا۔ کہ تیری بیٹی مر گئی۔ اب استاد کو کیوں تکلیف دیتا ہے"۔ یعنی اس سردار کو جس کی لڑکی بیمار تھی۔ اور جو حضرت مسیح کے لینے کے لئے آیا تھا۔ یہ کہا گیا۔ کہ آپ کی لڑکی تو مر گئی ہے اسلئے یسوع کو وہاں لے جانے کی تکلیف نہ دیجئے۔ کیونکہ اب ان کا وہاں جانا صرف تکلیف اٹھانا ہی ہے۔ ان کے جانے سے حاصل تو کچھ ہوگا نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یسوع کسی بیمار کو شفا دلا سکتا ہے لیکن مردہ کو زندہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر وہ یہ سمجھتے کہ مردوں کو بھی زندہ کر لیا کرتا ہے۔ تو پھر وہ آکر اپنے سردار کو یہ کہتے کہ لڑکی مر گئی ہے۔ بڑا کہرام مچا ہوا ہے۔ سب رو پیٹ رہے اور شور ڈال رہے ہیں۔ استاد کو جلدی جلدی گھر لے چلئے۔ تاکہ لڑکی کو زندہ کریں۔ اور لوگ چپ ہوں۔ لیکن بجائے اسکے انہوں نے مسیح کے جانے کی عدم ضرورت کا اظہار کیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ بھی جانتے تھے۔ کہ کسی مردہ کو مسیح زندہ نہیں کر سکتا۔

سوم۔ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے۔ کہ جب عبادت خانے کے سردار کے ہاں سے کسی نے آکر کہا۔ کہ تیری بیٹی مر گئی۔ استاد کو تکلیف نہ دے۔ یسوع نے سنکر اسے جواب دیا۔ کہ خوف نہ کر۔ فقط اعتقاد رکھ۔ **وہ بچ جائے گی**۔ حضرت مسیح کے اس جواب سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ یا ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر تھا تو جب انہوں نے یہ سنا تھا کہ لڑکی مر گئی ہے۔ تو یہ جواب نہ دیتے کہ "وہ بچ جائے گی" بلکہ یہ فرماتے کہ اگر مر گئی ہے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ زندہ کر لیا جائیگی اور یہی جواب درست بھی تھا۔ کیونکہ کسی مردہ کے زندہ ہونے کے لئے یہ الفاظ ہرگز استعمال نہیں کئے جا سکتے۔ کہ وہ بچ جائیگا۔ اسلئے حضرت مسیح کا یہ کہنا کہ وہ بچ جائے گی اسکو مردہ نہیں قرار دیتا بلکہ بیمار ثابت کرتا ہے۔

چہارم۔ حضرت مسیح نے فرمایا "لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے"۔ یہ ایسے صاف اور کھلے الفاظ ہیں کہ جن کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔ ان سے کھلے طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ لڑکی مری نہیں تھی۔ بلکہ سوتی تھی یعنی غشی کی حالت میں تھی۔ اگر کوئی یہ کہے۔ کہ یہ الفاظ حضرت مسیح نے لوگوں کی تسلی کے لئے کہے ہیں۔ نہ کہ درحقیقت یہ کہا ہے۔ کہ وہ مری نہیں تو ہم کہتے ہیں۔ کہ کیا حضرت مسیح نے جھوٹ بول کر ان کو تسلی دی۔ یہ تو ان کی شان سے بالکل بعید بات ہے کہ وہ ایسا کرتے۔ پس انہوں نے سچ کہا۔ اور بالکل سچ کہا کہ لڑکی مر نہیں گئی۔ بلکہ سوتی ہے۔

میں نے دوسرے واقعہ میں۔ یہ بات ثابت کر دی تھی کہ چونکہ بائبل میں اختلاف ہے۔ اور ایک بات دوسری جگہ نقیض ...

چونکہ الہامی کتاب کی شان کے خلاف ہے۔ اسلئے ہم اس میں تصنیف کا دخل مانتے ہیں۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ترجمہ کے قصور سے تغیر اور تبدل سے بات کہاں کی کہاں چلی جاتی ہے۔ انجیل کی اصل عبارت میں لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح نے کہا۔ کہ لڑکی مر نہیں گئی۔ بلکہ سوتی ہے۔ وہ اس پر ہنسے۔ یہاں لفظ اس پر ضمیر ڈالا گیا ہے۔ اسلئے اس کا یہ مطلب نکلتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح کے کہنے پر یقین نہ لا کر اس پر ہنسے۔ لیکن اگر ضمیر کی بجائے کسرہ پڑھا جائے۔ تو اور ہی مطلب نکلتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس پر ہنسے یعنی حضرت مسیح کے اس کہنے سے کہ مر نہیں گئی۔ انہیں خوشی ہوئی اور یقین ہو گیا۔ کہ واقعہ میں مر نہیں گئی۔ اسلئے اس بات پر ہنس پڑے اسطرح کچھ اور ہی مطلب ہو گیا۔ پس ایسے ایک زبان سے دوسری زبان کے ترجمہ میں نقص ہوتے ہیں۔ جو اصل مطلب کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں +

پنجم وہ سب کو نکال کر لڑکی کے ماں باپ کو اور اپنے ساتھیوں کو لیکر جہاں لڑکی پڑی تھی اندر آیا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ لڑکی نہیں مری تھی بلکہ غشی کی حالت میں تھی۔ کیونکہ اگر مر گئی ہوتی۔ اور اس مردہ کو زندہ کرنا ہوتا۔ تو پھر معدودے چند لوگوں کو اسکے پاس لے جانے کی کیوں قید لگائی جاتی۔ اور تمام لوگوں کو کیوں اس کمرے میں نہ آنے دیا جاتا تا مردہ کا زندہ ہو جانا تو ایک دیدالوضوع کام تھا جسکو دیکھکر تمام لوگ حضرت مسیح پر ایمان لے آتے۔ اسلئے انہیں کیوں اس نشان کے دیکھنے سے روکا گیا۔ کیا لوگوں کے انبوہ کی وجہ سے روح مردہ میں واپس آنے سے رکتی تھی۔ یا حضرت مسیح کو اتنے آدمیوں میں یہ کام کرتے شرم آتی تھی۔ کچھ بھی نہیں۔ پس حضرت مسیح کا ایسا کرنا بتاتا ہے۔ کہ اس لڑکی کو غشی تھی۔ چونکہ غش خوردہ انسان کے اردگرد بہجوم کا ہونا مضر ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہوا کثیف ہو جاتی ہے۔ اور بیمار کو ہوش میں لانے کے لئے لطیف ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلئے حضرت مسیح نے بھی سب لوگوں کو اندر نہ آنے دیا +

ششم اس تمام واقعہ کے بعد حضرت مسیح نے انہیں تاکید سے حکم دیا کہ یہ کوئی نہ جانے یعنی اس واقعہ کی تم کسی کو خبر نہ کرنا۔ اس سے بھی بین طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مردہ لڑکی کو زندہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بے ہوشی سے ہوش میں لایا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اسکو زندہ کیا ہوتا۔ تو اس واقعہ کے چھپانے کی کیا تاکید کی جاتی۔ بلکہ چاہیے تھا کہ بڑے زور شور سے اس کی اشاعت کی جاتی۔ اور لوگوں کو نشان کے طور پر اس سے آگاہ کیا جاتا۔ لیکن اسکے برعکس کیا گیا ہے۔ اسکے مشہور کرنے سے روکنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ چونکہ حضرت مسیح...... لڑکی کو غشی کی حالت سے ہوش میں لائے تھے۔ اور ایک بیماری سے اسے شفا دلائی تھی۔ اسلئے انہوں نے اس بات کو مشہور کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اگر لوگوں کو اسکی خبر ہوگئی تو جہاں کوئی ایسا بیمار ہوگا۔ وہاں سے مجھے بلانے کیلئے دوڑ پڑینگے۔ اور اسطرح میرے اصل کام یعنی تبلیغ حق میں حرج واقع ہوگا اسکے سوا اور کوئی وجہ اس واقعہ کو شہرت دینے سے روکنے کی نہیں ہو سکتی +

میں نے اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق ان واقعات پر تنقید کی نظر ڈالی ہے۔ اور خدا کے فضل سے انجیل کے فقروں سے ہی ثابت کیا ہے کہ اگر ان واقعات میں کچھ اصلیت ہے تو وہ یہاں تک ہی ہے کہ یہ آدمی مرے نہیں تھے۔ بلکہ بیمار تھے۔ اور ان کو حضرت مسیح کے ذریعہ شفا ہوئی تھی۔ یہی ثابت کرنا میرا مقصد تھا جو حاصل ہو گیا۔ فالحمد للہ رب العالمین +

غلام نبی (بلانوی)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا تقویٰ

بعض احمدی احباب حسن ظنی سے بہت کام لیتے ہیں۔ گویہ امر بجائے خود بہت اچھا ہے۔ مگر ظن کی کچھ انتہا بھی ہونی چاہیے مذکورہ بالا احباب کا خیال ہے کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صوفی منش متقی آدمی ہے۔ صرف مولوی محمد علی صاحب کے تعلق نے مجبور کر رکھا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کی بیعت نہیں کرتے ہیں ان احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ اب پردہ اٹھ گیا ہے۔ صوفی کی صفائی ہوگئی۔ چھوٹے ہتھیار وں پر اور وہ بھی بالکل بے سرو پا اتر پڑے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذاتی عناد ڈاکٹر صاحب کو حضرت صاحب اور انکی اولاد سے ہے۔ جو بالکل کذب بیانی سے نہیں جھجکتے۔ بر سر بازار لوگوں میں صاحبزادہ صاحب کے متعلق خطاب خلیفۃ المسلمین والی مشہوری کا اوہ بار بار پھیلا رہے ہیں پرسوں کا واقعہ ہے کہ حکیم اخویم محمد عبد الجلیل صاحب جو منشی انشاء صاحب میں سے ہیں ان سے ڈاکٹر صاحب کی ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب نے واقعی درخواست خلیفۃ المسلمین بننے کیلئے گورنمنٹ میں دی ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ کیا گورنمنٹ نے بھی اپنی چٹھی میں جھوٹ بولا ہے کہنے لگے کئی راستوں سے ہمیں پختہ یقین ہے کہ واقعی درخواست دی گئی ہے۔

اب تقوے اور دیانت تو یہی چاہتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہم مسکینوں پر رحم فرما کر ضرور اپنے اخبار پیغام میں حلفیہ طور پر پوری پوری روشنی ڈالیں۔ تاکہ آپ کے تقوے کا پتہ عام کو بھی لگ جائے کہ کہاں تک آپ **ولا تکتموا الشھادۃ** پر عمل کرتے ہیں اور **ولا تقف ما لیس لک بہ علم** سے ڈاکٹر شہادت حقہ بیان کرتے ہیں۔

افسوس کہ آپ لوگ جنبیت سے گذر کر عداوت کی منزل بھی طے کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔ اور سچ جھوٹ کی تمیز نہیں کرتے۔ میں ازراہ ہمدردی ڈاکٹر صاحب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ خداتعالیٰ نے **قول الزور** کو ہمراہ **من الاوثان** بیان فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ جھوٹ بولنے والا بھی ایکقسم کا مشرک ہی ہے۔ اور جناب ڈاکٹر صاحب آپنے عجیب پیرایہ میں **نعوذ باللہ** جناب مسیح موعود نبی اللہ کو مشرک کہا ہے۔ پس خداتعالیٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ آپ کو اس الزام سے پاک رکھے بلکہ آپنے بدولت حکیم عبد الجلیل صاحب سے جھوٹ بولکر ایک قسم کا شرک حاصل کیا اور اگر یہ درخواست سچی بات ہے تو پیغام میں حلفیہ چھاپ دو۔ نہیں تو خود کردہ را علاج نیست والا آپکے معاملہ ہوا۔ اسلئے واسطے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ہزار بار شکستی وباز آ۔

حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی	ڈاکٹر بشارت احمد ۱۵- اپریل پیغام
آپ کی (محمد رسول اللہ) توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔	اول تو کسی نبی کا کسی کو نبی بنانا کیا معنے ... نبوت و رسالت ملنے میں کسی انسان کا دخل نہیں اور ایسا دخل شرک ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

۱۲۲۱۔ بخدمت منشی شاہ نواز صاحب

مدرس

Peshawar

درد دل سے دعا کریں +

لاہور سے قاضی عبد اللہ صاحب اور میاں محمد شریف صاحب وکیل لکھتے ہیں کہ سید حبیب اللہ شاہ صاحب احمدی ڈاکٹری کے امتحان ایم بی بی ایس میں بفضلہ ۴۵۷ نمبر لیکر کامیاب ہوگئے - ایک اور احمدی نور احمد صاحب بھی پاس ہوئے - فالحمد للہ مبارک ہو +

رامپور سے برادر عبد اللہ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ان کو چندہ کے والدین غیر احمدی ہیں گو خیالات ہم سے ملتے جلتے ہیں صرف ماننا باقی ہے انکے حق میں دعا کی جائے - برادر موصوف کو معلوم ہو کہ صرف خیالات میں کسی قدر موافقت کیا فائدہ دے سکتی اور موجب نجات ہوسکتی ہے جب تک امام وقت کے نام دعاوی پر ایمان نہ لایا جائے - انکے لئے بہترین دعا یہی ہوسکتی ہے کہ اللہ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے - تو بھی آپ برابر ان کے لئے دعائیں مانگتے رہیں - اللہ مقلب القلوب ہے +

سرساوہ ضلع الہ آباد کے برادر سراج الدین صاحب کے رسالہ مسیح موعود کی بابت مختصر و مدلل ہونے کے ہر جگہ قدر اور مانگ ہورہی ہے - واقعی ایسے مفید ٹریکٹوں کی بڑی ضرورت ہے اور کثرت سے شائع ہونے چاہئیں +

بنگاڑی (مالابار) سے ایک دوست خبر دیتے ہیں کہ میں کئی روز سے سخت بیمار تھا - حضرت فضل عمر کی برکت (دعا) سے اللہ تعالیٰ نے کامل شفا بخشی - فالحمد للہ +

فیروزپور شہر سے برادر علی محمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں چند اشخاص خود بخود سلسلہ حقہ کیطرف متوجہ ہورہے ہیں - اللہ تعالیٰ معرفت امام کی توفیق عطا فرمائے +

خطوط مبارکباد بتقریب عقد نکاح حضرت صاحبزادی صاحبہ سلمہا اللہ مختلف مقامات سے بکثرت موصول ہوئے ہیں جنسے خاندان نبوت کے ساتھ جماعت کے اعلیٰ اخلاص کا پتہ لگتا ہے - اللہم زد فزد +

گوجرہ (لائلپور) سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ اہلکاران جو روپیہ لوگوں سے بطور بالائی آمدنی لے لیتے ہیں اگر وہ اس میں سے از خود کچھ حصہ دیں تو اسکو لے لیا جائے اور آیا وہ کسی کار خیر میں خرچ کرنا جائز ہوگا؟ حضرت خلیفہ ثانی نے ان کو جواب لکھایا کہ وہ روپیہ حرام ہے - مسکین فنڈ میں بھی داخل نہیں ہوسکتا جو رقم آپکی ہو وہ کسی محتاج کو دیدیں اور آیندہ ہرگز نہ لیں +

خبریں

جنگ

فرنچ فوج کی جارحانہ کارروائی بدستور ترقی پر ہے پیدل سپاہ کا جوش اعلیٰ درجہ کا ہے - پاس سے لڑنے میں جرمن انکا مقابلہ نہیں کر سکتے +

مغربی محاربہ بحری میں جرمنی نے جو نئی شرط آبدوز کشتیوں کے حملہ کے متعلق پیش کی ہے اگر اسپر معاہدہ ہوگیا تو جرمنی مجاز نہ ہوگا کہ کسی امریکن تجارتی جہاز پر حملہ کر سکے خواہ وہ بار برداری کا ہو یا اسپر مسافر سوار ہوں شرط یہ ہے کہ امریکہ آتش گیر مادوں کا لانا بالکل بند کردے +

جرمن شرارت کی ایک تازہ مثال یہ سننے میں آئی ہے کہ اس کے افسروں نے امریکہ کی جعلی مہر لگا کر بعض پروانجات راہداری جاری کردیئے تھے اب اسکی تحقیقات ہورہی ہے اگر الزام ثابت ہوگیا تو خدشہ ہے کہ امریکہ و جرمنی کے مابین مشکلات بڑھ جائیں +

جبری فوجی تعلیم کے متعلق دارالعوام میں سوال ہوا کہ کیا واقعی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو تندرست نوجوان کسی اور سرکاری کام پر مامور نہیں ہیں انکے واسطے جنگی تربیت لازمی قرار دیجائے؟ مسٹر ایسکوئتھ نے جواب دیا کہ نہیں +

لنڈن سے ۹ - جون کی تار خبر ہے کہ ایک روسی آبدوز نے دس جنگی جہازوں پر حملہ کیا کئی تارپیڈو پھینکے - غنیم کی سپاہ اس سرگرمی کو دیکھ کر اور سرنگوں سے نقصان اٹھا کر جانب جنوب مغرب چلی گئی - ایک جرمن سٹیمر سرنگ سے ٹکرا کر غرق ہوگیا اور ایک کروزر کو ضرر عظیم پہنچا +

۸ - جون کا پیام برقی (لنڈن سے) مظہر ہے کہ لوریٹ کے ٹیلے پر پیدل فوج کی سخت لڑائی ہوئی - فرنچ سپاہ نے شبخون مارا - جرمنوں نے اس کے جواب میں تین زبردست حملے کئے مگر فرانسیسیوں نے اپنے مورچے کو برقرار رکھا - لیبرنتھ میں ادھر کی جمعیت نے چند اور گھروں پر بھی قبضہ کرلیا ہے - ایک مقام پر غنیم اپنے ہاتھ سے نکلی ہوئی زمین کے واسطے کوشش کرتا رہا چار بار پسپا کیا +

روسی سرکاری اعلان سے پایا جاتا ہے کہ جرمن فوج ہی محاذ پر ایک جنگ عظیم کی تیاریاں کر رہے ہیں - فوج کو از سر نو ترتیب دیا ہے - ایک موضع پر بار بار دھاوا بولتے رہے - روسیوں نے اس گاؤں کو چھوڑ دیا اور دوسری جگہ جمع ہوگئے ہیں +

متفرق

کولمبو (لنکا) میں بدھ مذہب والوں کے جلوس پر فساد ہوا - کچھ آدمی مارے گئے - بہت زخمی ہوئے - ۷ جون کو ملیبوں کے مکانات کی تلاشی لی گئی - دوکانیں بوجہ بے چینی بند ہیں - سامان خوراک نہایت گراں ہوگیا ہے اور عموماً کمیاب - کئی بلوائی سزا پا چکے ہیں - ۱۹۸۵ اب تک گرفتار ہیں - مارشل لا جاری ہوگیا ہے اور اب حالت رو باصلاح ہے +

پنجابی لوگوں نے کولمبو کے بلوہ میں قابل قدر خدمات انجام دیں - اور امید کی جاتی ہے کہ موجودہ بے چینی جلدی ہی رفع دفع ہوجائے گی +

زنانہ مدرسہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا معائنہ کرکے چیف انسپکٹرس صاحبہ نے اسکی بڑی تعریف لکھی ہے +

فصل پنجاب کی پیداوار امسال اگلے برس سے ۱۲ فیصدی زیادہ رہی اور ۵ سالہ گزشتہ کی اوسط سے ۹ فیصدی زیادہ +

ڈاکٹر ستیش چندر بینرجی یو پی میں ایک نامور اور قابل لیڈر تھے - ان دنوں انتقال کر گئے کہا جاتا ہے کہ متوفی بڑے نیکدل اور مخیر شخص تھے +

آریہ مسافر کا شہید نمبر جس میں آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کیگئی تھی بحکم گورنمنٹ پنجاب ضبط کرلیا گیا - عبرت! +

لاہور میں پنجشنبہ کی شام کو زور کی آندھی آئی اور بڑے بڑے اولے پڑے - "لوط کی زمین کے واقعہ کو تم بچشم خود دیکھ لوگے" مسیح موعود نے برسوں پہلے ان حوادث کی خبر دیدی ہے کاش دنیا کی آنکھیں کھلیں +

خریداران الفضل مطلع رہیں کہ جنکی قیمتیں ختم ہوچکی یا ہونے کو ہیں آپکی خدمت میں وی پی بھیجے جاتے ہیں جن صاحب کو لینے میں کسی وجہ سے عذر و تامل ہو وہ پہلے سے اطلاع دیدیں - ادائیگی رقوم میں چند روزہ مہلت وی پی ڈاکخانہ میں ہفتہ عشرہ تک امانت رکھا کر بھی مل سکتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵۔ جون ۱۹۱۵ء

انسانی تباہی کیلئے نئے سامان
یورپ میں ایک قسم کی وبا
شیطان سے آخری جنگ

سرزمین یورپ میں جو بے نظیر خونریزی ہو رہی ہے۔ وہ جس طرح پادشاہت پر پادشاہت چڑھ رہی ہے جس طرح خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں اس کا بھیانک اور مہیب منظر استقلال سے سنگدل انسان کے قلب پر رعب طاری کرتا اور سخت سے سخت دل کو ہلا دیتا ہے لیکن متخاصمین حرب خصوصاً جرمن قوم کچھ ایسی سخت دل اور خونخوار واقع ہوئی ہے کہ اس کو آئے دن بنی آدم کی جان لینے کے نئے نئے طریقے سوجھتے رہتے ہیں چنانچہ ایک تازہ خبر ہے کہ جرمنوں نے ایک ہوائی تارپیڈو بنایا ہے جسے دور سے قلعوں پر پھینکتے ہیں اور اس میں تقریباً ۱۵ پونڈ آتشگیر مادہ ہوتا ہے یہ تارپیڈو طیارہ کی طرح اڑکر آتا ہے اور اگرچہ ابھی تک اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا لیکن قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ بہت مہلک ثابت ہوگا۔ اس تارپیڈو کے علاوہ یہ لوگ اب زہریلی گیسوں کا استعمال بھی نئے نئے طریقوں سے کرنے لگے ہیں پہلی تو نالیوں کے ذریعہ سے گیس کو خارج کرتے تھے مگر اب ایک جدید طریق سے اس وبا کو پھیلاتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ کوڑا کرکٹ اور ردی اشیاء جمع کرکے چرخے کی نالی سے اس پر ایک مادہ چھڑکتے ہیں پھر اسے آگ دے دیتے ہیں۔ اس سے ایک زہریلا دھواں پیدا ہوتا ہے جس کے اثر سے نہ صرف 'بشر' متأثر ہوتے ہیں بلکہ 'کبوتر اور ہزار بھی اپنے نغموں کو بھول جاتے اور ع

ہوش اُڑ جائینگے انسان کے پرندوں کے حواس

کا سماں نظر آتا ہے ۔

اس کا لنڈن کے ایک مرکزی پیام مورخہ ۵ جون میں اس طرح نقشہ کھینچا گیا ہے۔ دیٹرو گراؤ سے موصول شدہ اطلاع میں مظہر ہیں کہ "روکا (ویلیبٹا) کے علاقہ میں جرمنوں نے پہلی دفعہ ترمری گیس کا استعمال کیا اس سے ایک بہت بڑے رقبہ ملک پر تباہ کن اثر ہوا یعنی کہ تمام کوئی حیوان یا پرندہ جانبر نہ ہوا ہوگا۔ عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد ہلاک ہوئی۔ روسی باربرداری کے گھوڑے پریشانی سے ادھر ادھر بھاگے اور مر گئے۔ ایک محفوظ روسی رجمنٹ متعدد صاحب ہوا پہنچی اور حالت کو سنبھال لیا جرمن میدان خالی پاکر آگے بڑھے مگر روسنا کی آتشبازی ہوتی دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے۔" اب اس بھیانک سین اور نظارۂ تباہی و بربادی کو دیکھ کر کون ہے جو یہ نہ کہے کہ جنگ یورپ تو ایک خطرناک زلزلہ تھا ہی مگر یہ نئے نئے آلات تباہی اور ان کے نت نئے اثرات بھی ضرور

"ایک قسم کی وبا"

ہیں جس کا ظہور سرزمین یورپ میں مسیح موعود کی ایک پیشگوئی کے مطابق ہوا ہے۔ اور خدا جانے ابھی اور کن کن رنگوں میں ہوگا ۔

آہ! تہذیب و تمدن کا مدعی یورپ آج اپنی شامت اعمال سے کس بلا میں گرفتار ہے خاص کر جو ملک ترقیات علوم و فنون کے لحاظ سے شہرۂ آفاق تھا آج وہ کس طرح شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے اور اس کے سر پر خونریزی کا بھوت سوار ہے۔ وہ برادرکشی کے قبیح فعل سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر رہا ہے اور ان کے خون میں ہاتھ لال کئے ہوئے ہیں اس نے تہذیب و انسانیت کے تمام آئین و مراعات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے جرمنوں کی ان آدمیت سے گری ہوئی حرکات پر ٹائمز لکھتا ہے "اگر یہ جنگ شیطان کے ساتھ آخری جنگ ہے تو پھر ہمیں اس کو لوح یادداشت سے کسی وقت بھی محو نہ کرنا چاہیئے۔ اُف! بیسویں صدی نے شیطان کی غیر مرئی طاقتوں کو بشکل مجسم مشاہدہ کر لیا ہے" پھر انہی خلاف انسانیت حرکات خصوصاً گیس کے استعمال کی نسبت سول ملٹری گزٹ کا ولایتی نامہ نگار لکھتا ہے۔ "زہریلی گیسوں کا استعمال ہمیں یہ خیال کرنے کی طرف مائل کرتا ہے کہ ہمارے دشمن کے ساتھ وہ شیطانی اثرات ہیں جو برنہارڈی اور اس کے رفقاء کی جونمنہ حرکات سے بھی قوی تر شیطنت سے مملو ہیں"

اب ایک طرف تو جرمن حرکات پر انہیں 'دجال اور شیطان' کا خطاب دیا جاتا ہے جو ہمارے نزدیک بجا ہے دوسری طرف جرمن لیفٹننٹ وحال بر خوش ہیں وہ زہریلی گیسوں کو آسمان کا عطا کردہ حربہ سمجھتے اور

"خدا کی عنایت"

کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ دنیا کی اس حالت سے اور مادہ پرست لوگوں کے مذہبی اصطلاحات استعمال کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہے اور ع

وحی حق کی بات ہے ہوکر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہوکر متقی اور بردبار

کہنے والے مقدس انسان کے یہ جو خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں ان کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے ۔

جس طرح مسیحی ممالک اب بظاہر 'دجال' اور 'شیطان کی آخری جنگ' وغیرہ الفاظ شرعی کا استعمال کرنے لگے ہیں اسی طرح انشاء اللہ عنقریب انہیں یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ حقیقتاً شیطان سے کس طرح آخری جنگ ہوئی۔ دجال نے کس طرح مسیح موعود کے ہاتھ سے شکست کھائی شیطان کا سر کیونکر کچلا گیا اور کس طرح خدا کا مسیح بالآخر کامیاب ہوا۔ جیسے کہ فرمایا ہے :۔

"خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے بھی اسے شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے "

دوستو! غور کرو کہ دشمنان اسلام نے کیسے کیسے حربے اس کے مٹانے اور اس کا اصل نورانی چہرہ دنیا سے چھپانے کیلئے استعمال کئے لیکن خدا کے مسیح نے کس پامردی و جرأت سے ان سب کا سینہ سپر ہوکے مقابلہ کیا اور الحمد للہ کہ وہی فتحیاب ہوا اور بامراد گیا۔ مبارک وہ جو شیطان کے فاتح کا سپاہی بنے اور ان نشانات سے فائدہ اُٹھائے جو ہزاروں کی تعداد میں ظہور پذیر

فسبحان الذی اخزی الاعادی

لاکھ لاکھ شکر

اس خدائے قدوس کا جو حق کو غلبہ دیتا اور باطل کو نیچا دکھاتا ہے بڑا غیور ہے جو اپنے راستباز برگزیدوں اور سچے پرستاروں کو آخرت کے وعدوں پر ہی نہیں ٹالتا بلکہ ان کی دنیوی زندگی میں بھی ان کی ... نصرت فرماتا اور انہیں اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ ہاں بے شمار شکر ہے اس مولیٰ کریم کا جس نے اپنے مسیح کے اس سلسلہ حقہ کی صداقت سے قوت آزما منکروں اور مخالفت کرنے والوں پر دستگیری کی اور ایسے تباہی و فضیحت سے دوچار رکھا۔ جماعت احمدیہ پر اس کے احسانات بے حد و لا انتہا ہیں مگر یہاں ہم صرف ایک تازہ واقعہ پر اپنے برادران دینی کو توجہ دلاتے ہیں تاکہ وہ اس کے احسان اور خدا کی سپاس گزاری سے "لئن شکرتم لازیدنکم" کے مصداق اور پہلے سے زیادہ انعامات الٰہی کے مستحق بنیں۔ معزز ناظرین! وہی مدرسہ **تعلیم الاسلام** جس کی نسبت ایک منکر خلافت نے دارالامان سے قطع تعلق کرتے وقت یہ الفاظ بدزبان سے نکالے تھے کہ اب یہاں بھی مشنریوں کا عمل دخل دیکھ لینا۔ اور جس کا نتیجہ امتحان انٹرنس اسی شخص کے عہد میں نہایت افسوسناک رہا تھا یعنی ۲ امیدواروں میں سے فقط ۲ پاس ہوئے تھے **اس دفعہ** ماشاء اللہ اپنے نتیجہ امتحان میں بہت ہی بڑھ چڑھ کر اور قابل تعریف نکلا یعنی زیر تجویز طلباء کا نتیجہ بھی آگیا اور ہمارے کل **۲۵ میں سے ۲۱** طلباء پاس ہوئے جس کی نظیر شاذ و نادر ہی اور سکولوں میں ملیگی۔ اس روشن کامیابی پر ہم اپنے مولیٰ کریم کے شکرگزار ہیں اور جماعت کو بالعموم اور مدرسہ موصوف کے موجودہ ہیڈ ماسٹر صاحب کو بالخصوص تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ ہر جگہ کے احباب سجدات شکر بجالائیں اور ترقیات سلسلہ کی دعائیں مانگیں۔

مرکزی اور مقامی ضروریات

بعض جگہوں کے حالات

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے احباب سلسلہ کی مرکزی اور مقامی ضروریات کو اپنی اپنی جگہ پر واجبی وقعت و اہمیت نہیں دیتے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ مختلف شہروں اور قصبوں اور دیہات کی انجمنیں بمنزلہ جوارح کے ہیں اور انکی مجموعی ہیئت جماعت مہدی آخرالزمان کا جسم ہے۔ اور سلسلہ کے مرکزی کاروبار انہیں اعضائے رئیسہ کا درجہ رکھتے ہیں پس اگر مقامی ضروریات کو نظر انداز کرنا ایک غلطی ہے تو دارالامان کی ضروریات کا کما حقہ فکر نہ رکھنا اس سے بھی زیادہ خطرناک غلطی ہے ہمارے بھائیوں کو چندہ کے معاملہ میں ایسی باتوں کا ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ اول تو ہر قسم کے چندے ایک باقاعدگی اور نظام کے ماتحت وصول ہوں اور بھیجے جائیں دوسرے کسی فنڈ کا چندہ معطی کی نیت کے خلاف دیگر مدات میں خلط ملط نہ ہونے پائے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے امام اولوالعزم (ایدہ اللہ بنصرہ) کی رضامندی و اجازت کے بدوں یا سلسلہ کے اصولوں کے برخلاف کوئی کارروائی یا تصرف روا نہ رکھا جائے۔ اگر عملی امور میں یکرنگی ہم آہنگی اور شیوۂ اطاعت پیدا نہ ہو تو ادعائے مسلمانی و توحید پرستی بے اصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریاں دور کرے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

سوچو تم کون ہو۔ اور تم کو کیسا ہونا چاہیئے

خدا کے فضل سے آج اسی ایک جماعت کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ باوجود لاکھوں کی تعداد میں ہونے کے ایک متفق علیہ امام مفترض الطاعت کے تابع ہے وہ کتاب و سنت پر کاربند ہونے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے میں اپنی عملی بیداری کا ثبوت پیش کرتی ہے اس کے بنیادی اصول افراط و تفریط سے پاک اور شریعت حقہ کے بالکل مطابق ہیں دیگر اقوام یا نام نہاد اہل اسلام کے لئے اگر دین کا صرف تذکرہ ہے تو یہاں بفضلہ تعالیٰ سراسر معرفت ہے انکی زبانوں پر یا اوراق کتب میں نرے قصے فسانے ہیں۔ تو یہاں زندہ خدا کے تازہ بتازہ نشانات موجود۔ انکی عقیدت و ارادت کا سارا انحصار صرف سماعی باتوں بے دلیل مسلمات و مزعومات اور رسمی و آبائی ایمان پر ہے تو یہاں رشتہ عبد و معبود کو قائم و مستحکم کرنیوالے اسباب بصیرت نت نئے دیکھنے میں آسکتے ہیں۔ غرض اسی قبیل کی بہت سی باتیں ہیں جن کی پوری تفصیل موجب طوالت ہوگی۔ لیکن یاد رکھو کہ ان تمام انعامات کے وارث ہو کر بھی اگر خدانخواستہ تمہارا انتظام قومی کمزور رہے یا تمہاری روحانیت میں کوئی سقم پایا جائے یا تمہارے حالات و خیالات میں حقیقی نور اسلام کے منافی کسی طرح کی بے اعتدالی و نابرابری باقی رہ جائے یا تم بمقابلہ دوسرے فرقوں اور قوموں کے اپنی روزانہ زندگی میں ایک روشن امتیاز و فرقان پیدا کر کے نہ دکھلاؤ تو تم خدا کی نصرتوں کے وارث کیسے ہو سکتے ہو اور اس نازک وقت میں دین اللہ کو تمہارے وجود پر کیا فخر ہو سکتا ہے خدارا اپنی قدر جانو۔ اپنے فرائض کو سمجھو اور ایک خارق عادت تبدیلی کرو۔ جو نصرت الٰہی کی جاذب ہو۔

کچھ دعا کے متعلق

بارگاہ خلافت میں روزمرہ احباب کے

بہت سے خطوط مختلف اغراض کیلئے دعا کرانے کو آتے ہیں اور انکے حق میں دعائیں برابر ہوتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ وابستگان دامن خلافت کے اخلاص میں ترقی عطا فرمائے اور جماعت کے نظام وحدت کو جو اس اولوالعزم امام کے بابرکت وجود سے قائم ہے روز بروز زیادہ استحکام دے۔ ہم اپنے ان مخلص برادران دینی کو جہاں اس خوش نصیبی و سعادت پر مبارکباد دیتے ہیں کہ خدا کے فضل سے انہیں ایسا امام ملا ہے جس کی نظیر آج دنیا کے کسی مذہبی گروہ میں یقیناً نہیں مل سکتی جو لاکھوں انسانوں کا بار افکار محض بہ تعلق سلسلہ حقہ اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے ہے۔ اور انکے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کے درد دل سے دعائیں کرنے میں نہیں تھکتا۔ اللہ تعالیٰ اسکی صحت و ہمت میں برکت دے۔ اسکے ساتھ ہی ہم یہ بھی اپنا ایک ضروری فرض سمجھتے ہیں کہ ایسے امور میں انہیں دین حق کے اصول و تعلیمات بھی یاد دلاتے رہیں۔ چنانچہ تحریک دعا کرنیوالے احباب کو چاہیئے کہ اپنے اپنے مقاصد کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں لکھنے کے علاوہ خود بھی ضرور سچی تڑپ سے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا دکھ درد عرض کیا کریں۔ قرآن کریم میں استجابت دعا کے واسطے اضطرار کی شرط لازمی رکھی گئی ہے نیز جائز تدابیر ظاہری میں بھی سستی و غفلت نہ کریں۔ مادی اسباب پر تکیہ کرنا لاریب شرک ہے مگر دنیا عالم اسباب ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہی ان اسباب کو پیدا کیا ہے پس رعایت اسباب کو نظرانداز کرنا ایک طرح اپنے مولیٰ کی آزمایش کرنا ہے اور سوء ادب ہے جس سے مومن کو بچنا چاہیئے پھر دعاؤں کے ساتھ اپنے میں پاک تبدیلی کرنے اور صدقات و خیرات کی بھی ضرورت ہے اسکے علاوہ نیک کاموں اور اپنے دینی فرائض کو کسی دعا کی قبولیت پر مشروط رکھنا بھی شان عبودیت سے بعید ہے۔ دعا مانگنا بندہ کا کام ہے قبول کرنا نہ کرنا خدا کے اختیار میں

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

اسلام میں وہ کونسی خصوصیات ہیں جو دوسرے مذاہب میں نہیں!

دسویں خصوصیت دنیا میں ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن لیکن چونکہ باطنی پہلو ہمارے ادراک سے باہر ہوتا ہے۔ اسلیئے ہم اسپر کوئی فتوے نہیں دے سکتے۔ بلکہ ہماری رائے کا دار و مدار سب ظاہری پہلو پر ہوتا ہے اور بھلی یا بری جو رائے بھی ہم کسی کے متعلق قائم کرتے ہیں وہ سب ظاہری پہلو کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اور اسی پر تمام تعریفوں اور مذمتوں کا انحصار ہے۔ ایک شخص کو ہم وضو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں بہت اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ پھر بار بار بلاناغہ پنجوقتہ نماز کے لئے مسجد میں جاتا اور فرائض و سنن کا حقہ ادا کرتا ہے جب ہم یہ تمام باتیں اس سے مشاہدہ کریں گے تو ہم بھی فتوے دینگے کہ فلاں شخص بڑا نمازی بڑا پابند شریعت۔ بڑا عابد ہے۔ کوئی نقص اس کی نماز میں نہیں۔ اور ہم اس کی بزرگی کے قائل ہوں گے۔ حالانکہ ایک شبہ کرنے والا شبہ کر سکتا ہے کہ یہ اس کی نماز کا ظاہری پہلو ہے۔ باطنی پہلو یعنی خشوع اور خضوع اور خالص خدا کے لئے پڑھنا یہ ہماری نگاہ سے پوشیدہ ہے۔ اس لئے ہم کس طرح اس بزرگی کا فتویٰ دے سکتے ہیں مگر تاہم ہر شخص جب تک کوئی ظاہری خرابی اس میں نہ پائے گا۔ تب تک اسے عزت ہی کی نگاہ سے دیکھیگا اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی خوبی یا خرابی معلوم کرنے کے لئے ظاہری پہلو کا بڑا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اور ہماری تمام رائیں ظاہری حسن و قبح پر ہی ہوا کرتی ہیں۔ اور کسی کا نیک و بد معلوم کرنے کے لئے یہ ایک معیار ہے۔ اسی معیار سے ہم مذاہب کی تفتیش بھی بڑی عمدگی سے کر سکتے ہیں اور اچھے اور جھوٹے مذہب میں بھی اس سے تمیز ہو سکتی ہے وہ اس طرح پر کہ مذاہب میں بعض خوبیاں باطنی ہوتی ہیں بعض ظاہری بعض دنیوی ہوتی ہیں بعض اخروی باطنی خوبیاں تب معلوم ہوتی ہیں جبکہ کوئی شخص اس مذہب میں داخل ہو اور اس کے احکام پر چل کر ان باطنی خوبیوں اور فوائد سے متمتع ہو۔ اور اخروی خوبیاں تب منکشف ہونگی جب اس دار فانی سے منتقل ہو کر ہم دار آخرت میں پہنچیں گے۔

ان دونو قسم کی خوبیوں کا دعویدار ہر مذہب ہے اور ہر مذہب کے پیرو کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ اور ہماری تعلیم پر عمل کرو تو بہت سے فوائد حاصل ہونگے اور بہت سی روحانی ترقیات تمہیں نصیب ہونگی۔ اور دار آخرت میں تم نجات یافتہ ہوگے اور نعماء جنت سے متمتع ہوگے مگر ہم ان کو کہیں گے کہ ہمارے مذہب کا یہ باطنی پہلو ہے اور اس بات کا ہر شخص مطالبہ کر سکتا ہے۔ کہ ہمیں تم وہ خوبیاں دکھاؤ جو باطنی نہ ہوں اور تمہارے مذہب میں داخل ہونے سے ہی معلوم نہ ہو سکتی ہوں بلکہ ظاہری ہوں جنہیں ہر شخص دیکھ سکے۔ اور اخروی نہ ہوں کہ قیامت میں ہی معلوم ہوں۔ بلکہ دنیوی ہوں یعنے اسی دنیا میں ہم ان کا مشاہدہ کر سکیں۔ سو جب ہم اہل مذاہب کے سامنے یہ معیار پیش کرتے ہیں تو اسلام کے سوا کوئی مذہب بھی اس معیار پر پرکھا جا کر سچا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور سوائے اسی ایک مذہب کے کوئی سا مذہب اپنے اندر ایسی ظاہری اور دنیوی خوبیاں نہیں رکھتا۔ جن کی وجہ سے ہم اسے منجانب اللہ کہنے پر مجبور ہوں ہمارے سامنے اس وقت آریہ مذہب۔ عیسویت اور اسلام یہ تین بڑے مذاہب اس ملک میں پائے جاتے ہیں پہلے آریہ مذہب کو لو انکی مذہبی کتاب وید ہے اس نے اپنے متبعین سے بہت وعدے کئے۔ اور بشارت دی کہ میرا اتباع کرو تو تم روحانی ترقی کرو گے۔ خدا کے مقبول ہو جاؤ گے اس کے منظور نظر بن جاؤ گے۔ اور دوسرے جنم میں تمہیں سکھ حاصل ہوں گے۔ مگر وید کے یہ سب وعدے اور یہ تمام بشارتیں اپنے اندر صرف باطنی اور اخروی رنگ رکھتی ہیں۔ ہم کس طرح یقین کریں کہ واقعہ میں یہ انعامات ہمیں حاصل بھی ہونے والے ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ وید اپنے متبعین کے لئے دنیوی کامیابی اور ظاہری ترقی کی بشارت بھی دے اور پھر وہ پوری بھی ہو۔ تو ہم کو اطمینان حاصل ہو گا کہ اس کی ایک بات پوری ہوئی تو امید ہے کہ دوسری بات بھی ضرور پوری ہوگی۔ لیکن جہاں تک تاریخ پتہ دیتی ہے۔ کوئی ایک نمونہ بھی اس بات کا نہیں ملتا کہ وید کے متبعین نے وید کی تعلیم پر عمل کر کے علاوہ روحانی ترقیوں کے ظاہری ترقی بھی کی ہو۔ اور باطنی بشارتوں کے علاوہ کبھی اس کی ظاہری بشارتیں بھی ظہور پذیر ہوئی ہوں۔ اور اخروی وعدوں سے قطع نظر کبھی دنیوی وعدے اپنے وقت پر پورے ہوئے ہوں اور وید کی تعلیم پر عمل کر کے کوئی قوم پستی سے عروج کی طرف اور ذلت سے عزت کی طرف ترقی کر گئی ہو یا وید نے کسی قوم کی بگڑی ہوئی حالت سنواری ہو۔ اور بد اخلاقیوں کو اعلیٰ اخلاق کی شکل میں تبدیل کر دیا ہو۔ اور کسی قوم کے جمود کو دور کر کے زندگی کی حرکت ان میں پیدا کی ہو کوئی ایک نمونہ اور کوئی ایک مثال بھی آریہ صاحبان یقینی طور پر پیش نہیں کر سکتے۔ وید کے ماننے والوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ بے شک وید نے اگلے جنم کے متعلق تم کو بہت بشارتیں دی ہیں۔ مگر تم کس طرح یقین کر سکتے ہو کہ وہ ضرور پوری ہوں گی۔ جب تک کہ تم اس کی بشارتوں کو دنیا میں پورا ہوتے نہیں دیکھتے۔ اور وید نے روحانی ترقیوں کا ہزار بار وعدہ کیا۔ مگر تمہیں اس کے وقوع پذیر ہونے پر کس طرح اطمینان ہو جب تک کہ تم اس کی ظاہری ترقی کا کوئی نمونہ مشاہدہ نہیں کرتے۔ اس نے کس قوم کے اخلاق سنوارے؟ کس قوم کی بدیاں دور کیں؟ کس قوم کی پستی کو عروج سے تبدیل کیا؟ جب نہ اس کے اخروی وعدوں کا نمونہ دنیوی وعدوں کے رنگ میں ہے۔ اور نہ روحانی ترقیوں کی مثال اس کی ظاہری ترقی کی شکل میں ہے تو تم وید کا اتباع کس طرح کر سکتے ہو۔ غرض وید تو اس معیار سے بالکل الٰہی کتاب اور منجانب اللہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ اب رہی عیسویت اس کی الہامی کتاب انجیل اور اس کا بانی مسیح ہے۔ انجیل بھی اخروی بشارتوں سے لبریز اور روحانی ترقی کے وعدوں سے بھری پڑی ہے۔ مگر ہم اطمینان اس صورت میں کر سکتے ہیں کہ اخروی وعدوں کے لئے دنیوی وعدے بطور شاہد ہوں۔ اور باطنی ترقیات کے لئے ظاہری ترقیات کے لئے ظاہری ترقیاں بطور گواہ۔ مگر عیسوی مذہب بھی ان دونوں باتوں سے عاری ہے نہ تو اس کی دنیوی بشارتیں جلوہ گر ہوئیں کہ ہم ان پر قیاس کر کے

اس کی اخروی بشارتوں پر ایمان لاویں۔ کوئی عیسائی ایک بھی عظیم الشان بشارت پیش نہیں کر سکتا۔ ہاں ایسے نمونہ بے شک بتلاتے ہیں کہ بشارت دیگئی۔ اور وہ پوری نہ ہوئی۔ جیسا کہ مسیح نے اپنے بارہ حواریوں کو کہا کہ تم بارہ کے بارہ میری آمد ثانی میں میرے ساتھ بارہ تختوں پر ہوگے۔ مگر اس بشارت کا عجیب حشر ہوا کہ تھوڑے دنوں بعد ان بارہ میں سے ایک مرتد ہوگیا اور تیس روپے کے بدلہ مسیح جیسے شفیق استاد کو یہودیوں کے ہاتھ پکڑوا دیا۔ اور پھر خودکشی کر لی۔ اور اس طرح پر اس نے وہ موعودہ تخت خالی کر دیا یہ ہے عیسوی بشارت کا انجام۔ اب اس بشارت کو دیکھ کر کون شخص اس کے اخروی وعدوں پر یقین کر سکتا ہے۔ پھر اپنے متبعین کو کہا کہ روحانی سلطنت اور اخروی حکومت کے تم وارث ہو۔ اس کے ثبوت میں مسیح نے حواریوں سے وعدہ کیا کہ تمہاری اخروی حکومت کی یہ علامت ہے کہ تم ظاہری حکومت حاصل کر لوگے۔ اور اس وعدہ پر مسیح کو یہاں تک ایمان تھا کہ حواریوں کو فرمایا کہ کپڑے بیچ کر تلواریں مول لے لو۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں اور تاریخ کی کتابیں شاہد ہیں کہ یہ وعدہ محض خام خیالی تھا نہ مسیح کو حکومت ملی اور نہ اس کے حواری صاحب حکومت ہوئے۔ اور کوئی ایک شخص بھی جو مسیح پر ایمان لایا۔ اور اس کے متبعین میں شامل ہوا۔ اور مسیح کے منہ سے یہ بشارت سنی کبھی تخت حکومت پر متمکن نہ ہوا۔ اس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ جس شخص کے وعدوں اور بشارتوں کا یہ حال ہے اس کے کہنے سے ہم اخروی کامیابی پر کس طرح یقین کر سکتے ہیں؟ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح نے روحانی ترقیات کا وعدہ کیا مگر ہم کوئی نمونہ ترقی کا نہیں دیکھتے کوئی عیسائی ثابت نہیں کر سکتا کہ فلاں بگڑی ہوئی قوم کو مسیح نے درست کیا اور فلاں ملک میں بے نظیر تبدیلی پیدا کی۔ اور فلاں زمانہ میں ہزاروں آدمی اس صحبت سے اخلاق و عادات میں اعلیٰ پایہ پر جا پہنچے۔ بلکہ یہ تو بڑی بات ہے۔ عیسائی صاحبان زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ مسیح نے بارہ حواریوں کی اصلاح کی اور بس۔ مگر میں کہوں گا کہ حواریوں کی بھی اصلاح میں مسیح کامیاب نہیں رہا۔ یہودا اسکریوطی بھی آخر حواری تھا۔ لیکن کیا وہ بھی اصلاح یافتہ تھا؟ پھر پطرس صاحب

بھی حواری تھے جن کو مسیح کے منہ سے شیطان کا خطاب ملا تھا اور جنھوں نے تین بار جان کے خوف سے مسیح کا انکار کر دیا تھا۔ پھر باقی دس حواری ہی تھے۔ جو اٹھے وقت میں مسیح کے پاس ٹھہر بھی نہ سکے۔ اور صلیب کے موقعہ پر تتر بتر ہو گئے۔ غرض ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح اور انجیل نے روحانی ترقیات کا بے شک وعدہ کیا مگر ہم اس وعدہ کو کس طرح تسلیم کریں۔ جب کہ ہم اس کا کوئی نمونہ مسیح کی زندگی میں اور اس کی اصلاح میں نہیں دیکھتے۔ اس کے بعد اسلام کی باری آتی ہے۔ اسلام نے بھی اپنے متبعین سے اخروی کامیابی کے وعدے کئے ہیں۔ مگر کیا صرف اخروی ہی؟ ہرگز نہیں بلکہ اس نے اس کے ثبوت میں بیسیوں دنیوی وعدے بھی کئے۔ اور وہ پورے ہوئے۔ سینکڑوں بشارتیں دیں۔ اور وہ اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئیں۔ اور اسی طرح ان پورے ہونیوالے وعدوں اور وقوع پذیر ہونیوالی بشارتوں نے ثابت کر دیا کہ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ کے وعدے اور بشارتیں اس دنیا میں پوری ہوئیں اسی طرح اخروی وعدے اور عقبیٰ کی بشارتیں بھی بعینہٖ اپنے وقت پر پوری ہونگی دیکھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بشارت دی کہ تم قیامت کے دن اپنے منکروں پر غالب ہوگے۔ اور اس جہان میں خدا تعالیٰ تم کو تمہارے دشمنوں پر فوقیت دیگا۔ اور اس کا یہ ثبوت ہے کہ اس دنیا میں تم باوجود تھوڑی تعداد میں ہونے کے اور باوجود ظاہری بے سروسامانی کے پھر تم اپنے دشمنوں پر غالب ہوگے۔ اور خدا تعالیٰ اس ورلی زندگی میں تم کو تمہارے حریفوں پر فوقیت دیگا پھر سب جاننے والے جانتے ہیں کہ بدر۔ احد حنین اور فتح مکہ نے کس طرح کھلے کھلے طور پر ان وعدوں کی تصدیق کی۔ اور واقعہ میں ثابت کر دیا کہ محمد رسول اللہ کی اخروی بشارت بھی ضرور پوری ہو کر رہیگی۔ جیسا کہ آپ کی دنیوی بشارت باوجود ہزاروں مخالفتوں کے حرف بحرف پوری ہوئی۔ پھر رسول کریم نے فرمایا کہ تمہاری روحانی حالت تمام لوگوں کی روحانی حالت سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اور اس کا یہ ثبوت کہ تم میری تعلیم پر عمل کرکے ظاہری طاقت اور قوت میں سب سے بڑھ جاؤ گے۔ اور تمہارا یہ بڑھ جانا دلالت کریگا کہ تم روحانی طور پر بھی سب سے بڑھے ہوئے

ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس وعدہ کا ظہور حضرت عمرؓ کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ جیسے زبردست قاہر بادشاہوں کی تخت اور ان کے خزائن اور مقبوضات مسلمانوں کے ہاتھ میں آنے کے رنگ میں پورا ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے صحابہ کا بے نظیر طور پر بڑی بڑی قوموں اور زبردست سے زبردست سلطنتوں پر غلبہ حاصل کر لینا ثبوت ہے اس بات کا کہ جو پیشگوئی مسلمانوں کے اخروی غلبہ کے متعلق رسول کریمؐ نے فرمائی ہے وہ بھی بعینہٖ پوری ہوگی پھر دوسرے پہلو کو لو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ کیا کہ میری تعلیم پر چل کر تم روحانی ترقیات کروگے یہ ایک دعوےٰ ہے اور جب تک کوئی اس کی دلیل نہ ہو کبھی کوئی شخص اسے تسلیم نہیں کر سکتا اسلئے ہم اس دعوے کے ثبوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے نظیر تبدیلی کو پیش کرتے ہیں جو آپ نے مبعوث ہو کر عرب میں کی وہ گرے ہوئے تھے انہیں ان کے قدموں پر کھڑا کیا وہ جاہل تھے انہیں عالم بنا دیا وہ پست ہمت تھے ان میں بلند پروازی کی روح پھونک دی وہ کسی قوم کے شاگرد ہونے کے قابل بھی نہ تھے انہیں تمام دنیا کا استاد بنا دیا۔ شراب ان سے چھڑائی۔ جوئے کی علت ان سے دور کی۔ لوٹ مار اور غارت گری سے انہیں باز رکھا لڑکیاں زندہ گاڑنے کی قطعاً ممانعت کر دیگئی۔ جب آپ انمیں مبعوث ہوئے تو کوئی عیب نہ تھا جو ان میں موجود نہ ہو۔ مگر آپ کی وفات نہیں ہوئی جب تک کہ آپ نے انہیں ایسا نہ کر دیا کہ کوئی عیب نہ تھا۔ جو انمیں پایا جاتا ہو۔ اور کوئی خوبی نہ تھی جس سے وہ متصف نہ ہوں۔ غرض آپ نے ایسی بے نظیر تبدیلی پیدا کی کہ گویا مُردوں کو زندہ کیا اور پھر مُردہ بھی وہ جو صدیوں کا مر کھپ کر گل سڑ گیا ہو۔ پھر ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں۔ پس رسول کریمؐ کی اس بے نظیر تبدیلی اور اس ترقی کو دیکھ کر ہم کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ وہ روحانی ترقی بھی جس کا رسول کریمؐ نے ہم سے وعدہ کیا ہے وہ ضرور ہم کو حاصل ہوگی۔ کیونکہ ایسی بے نظیر روحانی ترقی کا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود اور صحابہ بلکہ کل عرب میں مشاہدہ کرتے ہیں غرض اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ جو ثابت کرتی ہے وہ کامل مذہب ہے ظاہری اور دنیوی اور اخروی ہر قسم کی خوبیوں کا مجموعہ ہے مگر اور مذاہب صرف اخروی وعدوں...

اور ان کی بشارتوں کو محدود رکھا ہے اور ان کی صداقت کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے ۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

پیر پرستی اور گدی پرستی

عیسائی مناد اور آریہ لیکچرار ہمیشہ سے ہم پر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں کہ تم لوگ کعبہ پرست ہو ہم نے ہمیشہ جواب دیا ہے کہ ہم کعبہ پرست نہیں نہ اس کی پوجا کرتے ہیں نہ اس سے مرادیں طلب کرتے ہیں نہ اسے نافع و ضار مانتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ کونسی بات کعبہ پرستی کے متعلق ہم سے سرزد ہوتی ہے؟ کیا نماز کے وقت کعبہ کی طرف منہ کرنا کعبہ کی پرستش ہے؟ اگر یہی کام پرستش ہے تو پھر عدالتوں میں ججوں کے سامنے منہ کرنا اور شاگرد کا استاد کی طرف رخ کرنا۔ اور ہون کے وقت تمہارا آگ کی طرف منہ کرکے بیٹھنا اور گرجے میں عبادت کے وقت پادری صاحب کی طرف متوجہ ہونا کیوں نہ جج پرستی۔ استاد پرستی آتش پرستی اور پادری پرستی سمجھا جاوے۔ اور اگر ہر سال حج کے موقعہ پر خانہ کعبہ اور سرزمین مکہ اور عرب میں جمع ہونا ہی کعبہ پرستی اور مکہ پرستی کی دلیل ہے۔ تو پھر تمہارے گروکل کا اجتماع بلکہ تمام سالانہ جلسے گروکل پرستی قرار دینے چاہئیں کیا تم لوگ اپنی قومی ترقی کے لئے لاہور اور گوروکل میں سالانہ جلسے نہیں کرتے؟ اور اگر حجر اسود کو چومنا اس کی پرستش ہے تو پھر تمام آریہ اور عیسائی جو اپنے بیوی بچوں کو چومتے اور پیار کرتے ہیں۔ زن پرست اور اولاد پرست سمجھے جانے چاہئیں۔ غرض جس قدر بھی ہم نے اس مسئلہ میں تحقیق و تدقیق سے کام لیا کعبہ پرستی اور مکہ پرستی کا کوئی شائبہ تک اپنے میں نہ پایا اور جس بات کو معترضین پرستش کے نام سے موسوم کرکے ہمیں متہم کرتے ہیں۔ اس میں خود انہی کو مبتلا پایا۔ اور خدا خدا کرکے ان سے پیچھا چھوٹا تھا کہ اس بات میں انکے نقش قدم پر چلنے والا ایک اور گروہ آن موجود ہوا۔ اور کعبہ پرستی کی جگہ پیر پرستی کا الزام ہم پر قائم کرنے لگا وہ گروہ غیر مبائعین کی جماعت ہے۔ ان کے اخبار کا مشکل ہی سے کوئی پرچہ ایسا شائع ہوتا ہوگا جس میں وہ ہمیں پیر پرستی یا گدی پرستی کا ملزم نہ ٹھہراتے ہوں۔ ہم نے اس بارہ میں بہت غور کیا اور اپنے دل کو خوب ٹٹولا مگر الحمد للہ کوئی بات پیر پرستی اور گدی پرستی کی ہم نے اپنے میں نہ پائی۔ اور جس طرح ہم نے عیسائیوں اور آریوں سے مطالبہ کیا تھا کہ بتلاؤ تو سہی کونسی بات ہم میں کعبہ پرستی کی ہے۔ اسی طرح ہم غیر مبائعین حضرات سے التماس کرتے ہیں کہ فرمادیں ہم میں کونسی وہ بات ہے جسے آپ پیر پرستی اور گدی پرستی سے تعبیر کرتے ہیں؟ کیا کسی شخص کو خلیفہ تسلیم کرنا پیر پرستی ہے۔ اگر یہ ہے تو سب سے پہلے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ ہی کو پیر پرستی کا بانی قرار دو جس نے "انی جاعل فی الارض خلیفہ" اور "یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض" فرما کر آدمؑ اور داؤدؑ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور پھر آیت استخلاف نازل فرما کر [illegible] کہ میں قیامت تک امت محمدیہ میں خلیفے بناتا رہوں گا۔ پھر معاذ اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر پرستی سکھانیوالا سمجھو جنہوں نے "علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین" فرما کر اپنی امت پر خلفاء اور انکے احکام کا تسلیم کرنا لازمی قرار دیا۔ پھر تمام صحابہؓ (نعوذ باللہ) پیر پرست ہیں جنہوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کو یکے بعد دیگرے خلیفہ تسلیم کیا پھر مسیح موعود بھی معاذ اللہ پیر پرستی کے الزام سے بچ نہیں سکتے کیونکہ آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور کتاب حمامۃ البشریٰ (صفحہ ۲۶ طبع اول) میں "او خلیفۃ من خلفائہ" لکھ کر اپنے خلفاء کی پیشگوئی فرمائی ہے پھر نورالدینؓ کو (جو تمہارے نزدیک مہدی موعود تھا) بڑا غالی پیر پرست ماننا چاہیئے کہ چھ سال تک اپنی خلافت پر زور دیتا رہا۔ اور احمدیہ بلڈنگز میں خلیفہ کے خلیفہ کی پیشگوئی کرکے اپنے بعد سلسلہ خلافت کے جاری رہنے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور تمام غیر مبائعین پیر پرست ہیں کہ چھ برس تک ایک غیر مامور کو خلیفۃ المسیح خلیفۃ المسیح کہہ کہہ کر ان کا منہ خشک ہوتا رہا اور ایک لمبے عرصہ تک اسے خلیفہ تسلیم کرتے رہے۔ اب رہے مبائعین سو وہ بیچارے کس گنتی اور شمار میں ہیں جب اللہ اور اس کا رسول اور صحابہ اور مسیح موعود اور نورالدین سب کے سب غیر مبائعین کے معیار کے مطابق پیر پرست ہیں۔ تو مبائعین کو اس الزام کے قبول کرنے میں کیا عذر ہوسکتا ہے "ہمہ یاراں در بہشت" پر اگر عمل ہو جاوے تو اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کیا ہوگی۔ اچھا خلافت نہ سہی اسے جانے دو یہ بتاؤ کہ کیا کسی کی بیعت کرنا پیر پرستی ہے؟ اگر اسے ہی بقول تم پیر پرستی کہتے ہو تو پھر پیر پرستی کا سب سے بڑا حامی تو خود نعوذ باللہ ذات باری تعالیٰ کا وجود باجود ہے۔ جو "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم" کے مطابق خود بیعت لیتا ہے پھر اس کے بعد پیر پرستی کا الزام نعوذ باللہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر لگاؤ جو "فبایعہن" کے ارشاد کی تعمیل میں عورتوں تک سے بیعت لیتے تھے پھر ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ چاروں خلفاء اس پیر پرستی کے مرتکب ہیں جنہوں نے رسول کریم کی بیعت کی۔ اور پھر باقی صحابہ سے اپنے اپنے دور خلافت میں بیعت لیتے رہے پھر تمام صحابہ پیر پرست ٹھہر گئے۔ جنہوں نے اسلام لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور پھر مرتے دم تک کسی نہ کسی خلیفہ کی بیعت ہی میں رہے۔ اور دم واپسیں تک کوئی لمحہ بھی ان پر ایسا نہیں گذرا جس میں وہ کسی نہ کسی خلیفہ کی بیعت میں داخل نہ رہے ہوں پھر تمام صوفیائے کرام پر اس پیر پرستی کا الزام لگاؤ جو بیعت کرتے اور لیتے بھی رہے۔ پھر اس چودھویں صدی کا حکم و عدل (نعوذ باللہ) پیر پرستی ہی سکھانے آیا جس نے مبعوث ہوتے ہی بیعت کا اعلان کیا۔ اور ساری عمر لوگوں سے بیعت لیتا رہا۔ اور پھر وفات کے قریب وصیت کر گیا کہ اس پیر پرستی کو چھوڑ نہ دینا بلکہ میرے نام پر میرے بعد بھی لوگوں سے بیعت لیتے رہنا پھر مسیح موعود کی وفات کے بعد ہمیں نورالدینؓ سا بے نفس وجود غنیمت معلوم ہوا۔ اور اس کے سایہ میں ہمیں نشو و نما کا موقعہ ملا مگر افسوس کہ وہ بھی (بمعیار غیر مبائعین) پیر پرست ہی نکلا۔ کیونکہ وہ خود کہتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب سے پہلے میں تین بزرگوں کی بیعت کرچکا ہوں۔ اور حضرت مرزا صاحب چوتھے بزرگ ہیں جن کی میں نے بیعت کی پھر اس پر طرہ یہ کہ آپ تو خیر بیعت کی ہی تھی اس پر غضب یہ کیا کہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد تمام احمدی جماعت سے اس نے بیعت لی۔ اور جس نے بیعت نہ کی اس کی نسبت فاسق کا فتوےٰ دیا۔ پھر جب اس سے بیعت کی بابت پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ بیعت لینا میری خصوصیت نہیں بلکہ مامور کے سب خلفاء ایک حیثیت رکھتے ہیں سب کی بیعت کرنی چاہیئے پھر گھوڑے سے گرنے پر بے نفس نورالدینؓ ہی نے جماعت کو تحریری وصیت کی کہ میرے بعد میاں محمودؓ کی بیعت کرنا پھر اس پیر پرستی میں ترقی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر جماعت امۃ الحفیظ کو بھی اپنا امام تجویز کرتی تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرتا اور حضرت مرزا صاحب کی طرح

اس کی اطاعت کرنا۔ پھر اگر بیعت کا ہی پیر پرستی ہے تو تمام غیر مبائعین پیر پرست ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت اقدس کی بیعت لی۔ اور آپ کے بعد ایک غیر مامور کی بیعت میں چھ سال رہے۔ اگر تمہاری اصطلاح میں اسی کا نام پیر پرستی ہے تو تمہارا آقا ہمارا رسول ؐ ہمارے پیارے صحابہؓ ہمارے واجب التعظیم صوفیاء ہمارا مقتدا مسیح موعودؑ اور ہمارا محسن نور الدینؓ سب کے سب پیر پرست ہیں اور بخدا ایسی پیر پرستی میں دل وجان سے منظور ہے۔ آج تک کبھی ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ لوگ ہماری کس بات کو پیر پرستی اور گدی پرستی پر محمول کرتے ہیں۔ خلافت پیر پرستی ہے اپنے بیعت گدی پرستی۔ اچھا شاید قادیان کو ہمیشہ کے لئے مرکز سمجھنا اور یہاں سالانہ اجتماع کرنا اور رخصت نکال کر ایمان تازہ کرنے کے لئے یہاں آنا تمہارے خیال میں گدی پرستی ہے تو یہ بھی کوئی نئی بات نہیں ایسی گدی پرستی تو ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ کہنے والے نے سکھائی۔ پھر اس گدی پرستی کا حکم قرآن مجید وللہ علی الناس حج البیت میں دیتا ہے۔ پھر یہی وہ گدی پرستی ہے جس کی تعلیم حضرت مسیح موعود الوصیت میں دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقام اس انجمن (صدر انجمن) کا ہمیشہ کے لئے قادیان ہی ہونا چاہیئے۔ پھر اس گدی پرستی کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص قادیان کی سکونت اختیار نہیں کرتا یا اس کے دل میں یہاں کی سکونت کی تڑپ نہیں وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ پھر اس گدی پرستی کی بنیاد رکھتے ہوئے آپ اعلان کرتے ہیں کہ ہر سال دسمبر کی تعطیلوں میں ہر احمدی جو آ سکتا ہے قادیان میں آئے۔ اور پھر اگر یہی گدی پرستی ہے تو نور الدین رضی اللہ عنہ سخت گدی پرست تھا جس نے ہمیشہ کہا کہ اگر کوئی شخص مجھے ایک لاکھ روپیہ روزانہ دے تو بھی میں قادیان سے ایک ان کے لئے بھی باہر نہ جاؤں۔ پھر اس گدی پرستی پر مولوی محمد علی صاحب اپنے ضروری اعلان صفحہ ۲ پر اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

ایک جذبہ عشق تھا جو مجھے یہاں کھینچ لایا

اور اگر کہو کہ مسیح موعود کی اولاد میں سے کسی کا خلیفہ ہونا پیر پرستی اور گدی پرستی کی بنیاد ہے۔ اور حضرت صاحب کے صاحبزادہ کے انتخاب کی وجہ سے تم لوگ ہمیں گدی پرست اور پیر پرست کہتے ہو تو یاد رکھو کہ اس پیر پرستی اور گدی پرستی کا الزام سب سے پہلے ابو الانبیاء حضرت ابراہیم پر آئیگا جو انی جاعلک للناس اماما کے جواب میں ومن ذریتی کہہ کر خدا کے حضور درخواست کرتے ہیں کہ میری اولاد لوگوں کی امام ہو پھر فرماتے ہیں۔ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم۔ یعنی اے خدا میری اولاد کی طرف لوگوں کے دل جھکا دے۔ پھر اگر اسی کا نام پیر پرستی اور گدی پرستی ہے تو ایسی پیر پرستی اور گدی پرستی کی بنیاد وورث سلیمٰن داؤد کے مطابق داؤد کے گھرانے میں سلیمان جیسے اولوالعزم نبی کے ہاتھوں پڑ چکی ہے پھر یہی وہ گدی پرستی ہے جس کے لئے ذکریا روز وشب دعائیں مصروف تھے اور عرض کرتے ہیں کہ ھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب۔ یعنی اے میرے خدا مجھے ایسا بیٹا عطا کر جو میرا خلیفہ ہو۔ پھر اس پیر پرستی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو یہ میرے بعد نبی ہوتا پھر اس گدی پرستی کی پیشگوئی کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعود کے متعلق فرماتے ہیں کہ یتزوج ویولد لہ جس کی تشریح حقیقۃ الوحی میں حضرت نے یوں بیان فرمائی ہے کہ مسیح موعود کا ایک بیٹا آپ کا جانشین ہوگا۔ پھر اگر اسی کا نام گدی پرستی ہے تو نعمت اللہ ولی کے قصیدہ کو جہاں سے جلا دو جس میں اس گدی پرستی کی خوشخبری "پسرش یادگار مے بینم" کہہ دیگئی ہے۔ پھر خود مسیح موعود پر الزام لگاؤ کہ انہوں نے

یہ مرجع شہاں ہیں

وغیرہ وغیرہ بہت سی دعائیں مانگ کر گدی پرستی اور پیر پرستی کی بنیاد قائم کی۔ پھر نور الدین کو کوسو جس نے مسیح موعود کی وفات کے بعد باغ میں خلافت کے لئے سب سے پہلے حضرت میاں صاحب کو پیش کیا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں مدت سے اسبات کی فکر میں تھا کہ میاں صاحب اپنی دینی تعلیم حاصل کر لیں کہ مسیح موعود کے بعد خلیفہ ہو سکیں پھر اس پیر پرستی کا اظہار گھوڑے سے گرنے پر کیا جبکہ وصیت میں لکھدیا کہ تمام جماعت حضرت میاں صاحب کی بیعت کرو پھر یہی وہ گدی پرستی ہے جس کے متعلق حضرت مولوی صاحب نے ایک جلسہ میں فرمایا کہ اگر حضرت صاحب کی چھوٹی صاحبزادی کو جماعت اپنا امام تجویز کرتی تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرتا۔ سو اگر اسی کا نام پیر پرستی اور گدی پرستی ہے تو ہم اس پر خوش ہیں کیونکہ اس کا احسان جتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ۔ اور اگر خلیفۃ المسیح کی طرف دعا کے لئے خط لکھنا اور حضرت کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانا پیر پرستی ہے تو یہ پیر پرستی صحابہ میں بھی تھی جو رسول کریم کے حضور دعا کی درخواست کرتے تھے پھر تمام صوفیاء اس پیر پرستی کا شکار ہیں جو اپنے اپنے پیشواؤں سے دعا کی التجا کرتے رہے پھر حضرت مسیح موعود تو اس پیر پرستی کو رواج دیا۔ اور مریدوں کی درخواست دعا پر انہیں کبھی نہیں روکا بلکہ ہمیشہ فرمایا کہ دعا کے لئے یاد دلاتے رہا کرو۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول پیر پرست ہیں جنہوں نے بارہا حضرت امام کے حضور دعا کی درخواست کی۔ اور خلافت کے زمانہ میں فہرست بنوا بنوا کر لوگوں کے لئے دعا کرتے رہے پھر تمام غیر مبائعین پیر پرست ہیں جو حضرت مسیح موعود اور آپ کے بعد حضرت مولوی نور الدینؓ کی طرف دعا کے لئے خط پر خط لکھتے رہے۔ اور پھر مولوی محمد علی صاحب خصوصاً پیر پرست ہیں۔ کیونکہ انہوں نے حضرت مولوی صاحب کی بیعت آپ کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے لئے کی تھی جیسا کہ وہ "ایک نہایت ضروری اعلان" کے صفحہ ۱ پر فرماتے ہیں:-

"یہ بیعت اللہ تعالیٰ سے روحانی تعلق کو بڑھانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح جیسے پاک وجود کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور آپ کے علم وفضل کے آگے سر نیچا کرنے کے لئے کی تھی۔"

غرض میں نے جہاں تک غور کیا ہے کوئی بات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کرنے والوں میں پیر پرستی اور گدی پرستی نظر نہیں آتی۔ لیکن پیغام صلح کے قریباً ہر پرچے میں ہمیں پیر پرست اور گدی پرست کہا جاتا ہے میں اسکے اخبار کے ایڈیٹر کرنیوالوں اور مضمون نگاروں سے پوچھتا ہوں کہ خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بتاؤ کہ ہم میں وہ کونسی بات ہے جسے آپ لوگ گدی پرستی اور پیر پرستی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ خدارا جھوٹے الزام مت لگاؤ:

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ال ۸۳۵

... یشاء ط واللہ واسع علیم ○

[illegible] ... میں بھی اک نورانی چہرے سے نثار ہوں

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط وکتابت بنام مینیجر قادیان ضلع گورداسپور

قیمت بہرحال پیشگی ...

... پرچہ ... کو شائع ہوتا ہے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد ۲	۱۶ جون سنہ ۱۹۱۵ء	بروز چہار شنبہ	مطابق یکم شعبان سنہ ۱۳۳۳	نمبر ۱۵۴

مدینۃ المسیح

ہلال شعبان المکرم۔ دارالامان قادیان میں شعبان کا چاند پیر کی شام کو دکھلائی دیا۔ احمدی احباب نے بہت دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ اس ماہ مکرم کو سلسلہ حقہ کے لئے بابرکت کرے اور حقیقی اسلام کو بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوں۔ آمین +

تبلیغی وفد۔ بحکم حضرت خلیفۃ المسیح مولوی عبید اللہ صاحب و ماسٹر عبدالرحیم صاحب و ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور سنگل کی صبحکو کاٹھ گڑھ (ہوشیار پور) اور روپڑ وغیرہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں جو جلسے ہیں اُن میں شریک ہونگے اور انشاء اللہ مخالفین پر اتمام حجت کرینگے۔ خدا ان کا حافظ وناصر ہو +

نوافل بعد وتر۔ ایک دوست نے بذریعہ خط دریافت کیا کہ نماز عشاء میں وتر کے بعد نفل پڑھنے کی نسبت کیا حکم ہے۔ حضور نے

اخبار احمدیہ

مردان چھاونی کے غلام محی الدین صاحب کسی سخت ابتلا میں ہیں احباب اُن کے لئے دعا کریں +

امرتسر سے قاضی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ حضور کی دعاؤں سے مجھے پورے طور پر صحت ہوگئی ہے جو خطوط میری تسلی کے لئے حضور بھیجتے رہے ہیں۔ میں ان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں +

شملہ سے محمد صدیق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ یہاں مبایعین کیطرف سے مولوی عمر الدین صاحب تقریر کرتے ہیں۔ اور غیر مبایعین کیطرف سے عبدالحق اور مرہم عیسیٰ تقریریں کرتے ہیں۔ محمد عمر صاحب وکیل ثالث مقرر ہوئے ہیں۔ عبدالحق اپنی تقریر میں گالیاں دیتا اور مرہم عیسیٰ یہ افترا کرتا ہے کہ میاں صاحب در پردہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین +

حیدر آباد دکن سے محمد عبدالستار صاحب صدیقی لکھتے ہیں کہ نتیجہ امتحان بے نظیر نکلا یقیناً حضرت خلیفہ ثانی کے عہد خلافت کی برکات سے ہے +

یولون سے عبدالرحیم صاحب کلرک لکھتے ہیں کہ ٹیچنگز آف اسلام کے فرانسیسی ترجمہ چھپوانے کے لئے روپیہ انشاء اللہ عنقریب روانہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں کے دلوں میں اور بھی زیادہ اخلاص عطا کرے اور وہ نیک کاموں میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیں +

برنالہ سے محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ میرا بہنوئی مسمی محمد شفیع ساکن کیتھل ضلع کرنال ملازم نہرو خانساماں عرصہ آٹھ ماہ سے مفقود الخبر ہے احباب اس کی تلاش میں مدد فرماویں +

پوربرائی سے حبیب اللہ صاحب حضور کو لکھتے ہیں کہ بندہ ایک ابتلا میں ہے سب احباب انکے لئے دعا کریں +

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر وپبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جون ۱۹۱۵ء

ہم اور ہمارے کام

خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم اُس امام محترم کی جماعت ہیں جو اس زمانہ میں اصلاحِ خلق کی غرض سے مبعوث ہوا۔ اس نے تیرہ سو برس کی تمام کے بعد رسول عربی (فداہ نفسی) کا بروز بنکر ایک بار پھر وہی نقشہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اولیٰ میں دکھلایا [illegible] تھا اور یہ بعثت ثانیہ اپنی پوری شان و شوکت سے ظہور میں آنا ضروری بھی تھا کیونکہ آنحضرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جو وعدے تھے۔ جا دانگ عالم میں اسلام کا پہنچانا جو مقدر تھا اور جمیع مذاہب دنیا پر دین الحق کی حجت تمام ہونے کے متعلق جو عظیم الشان پیشگوئی قرآن کریم میں کی گئی تھی ان سب باتوں کے پورا ہونے کے لئے زمانہ بھی ایسا ہی موزوں ہونا تھا جیسا کہ آج ہم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ گوناگوں [illegible] ترقیات نے سلسلہ تبلیغ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کے وہ اسباب بہم پہنچا دئیے ہیں جو چشم عالم نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ یہ [illegible] کریم کا احسان ہے کہ ترقی و اشاعتِ اسلام کی راہ سے بہت سی مشکلات جو رسول اکرمؐ و صحابہ کرامؓ کو پیش آئی تھیں اور جن کی تفصیل کو ایک دفتر چاہئے تھا۔ "آخرین منہم" [illegible] دور کر دی گئیں۔ تو اب ہمارا فرض یہ ہے کہ اُس کے شکر گزار ہو کر اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور دین اللہ کا بول بالا کرنے میں امکان بھر اپنی پوری طاقت سے کام لیں۔

[illegible] ہماری جماعت کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اپنی اصلاح اس درجہ کریں کہ صحابہ کرامؓ کا سچا نمونہ کہلا سکیں۔ دنیا ہماری عملی زندگی سے ہی منشائے اسلام کو سمجھ سکے۔ اور ایک زبردست کشش کے ساتھ قبولِ حق کی جانب مائل ہو۔ اسلام آج ہم سے اپنی نصرت و غلبہ کے لئے ہمارے خون کا مطالبہ نہیں کرتا کیونکہ حسب ارشاد نبی کریمؐ مسیح موعود و مہدی مسعود کا مشن یضع الحرب کے ماتحت سیف و سنان کو بالائے طاق رکھ کر دلیل و برہان کے ذریعہ اظہار علی الدین کرانا تھا۔ پھر خدا کی کتاب مجید بھی لا اکراہ فی الدین فرما کر مذہب کے معاملہ میں جبر و اکراہ تک کو ممنوع ٹھہراتی ہے چہ جائیکہ حق کو منوانے کے لئے کسی پر تلوار اٹھائی جائے لیکن جاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم بھی خداتعالیٰ کا صادق و صریح حکم ہے جو تا قیامت منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے اب ہمارے لئے جہاد فی سبیل اللہ کی یہی راہ ہو سکتی ہے کہ اس ممنوع طریق سے بچکر اور تمام طریقوں سے اپنے مالوں اور نفسوں کو تائید دین کے لئے وقف کر دیں۔ مسیح موعود کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد بھی اسی کو چاہتا ہے کہ ہمارے مشاغل حیات میں ایک انقلاب عظیم وارد ہو کر تمام فانی دلبستگیوں اور سفلی خواہشات کی آگ ہمارے دلوں سے بجھ جائے اور مقصود زندگی صرف یہ رہ جائے کہ کسی طرح اسلام کی عزت دنیا میں قائم ہو۔ عقائد فاسدہ اور اوہام باطلہ کی تاریکی [illegible] دل کے جائیں اور [illegible] جو دعوئ مہدی کے ساتھ دنیا پر انوار توحید و رسالت [illegible] پھر وہی بدر کامل اپنی پوری شان و شکوہ سے جلوہ گر ہو جو کہ خیر البشر آپ (صلعم) کے زمانہ مبارک میں ہدایت خلق کا موجب ہوا تھا۔

یہ مقصد عظیم تبھی حاصل ہو سکتا ہے کہ خداتعالیٰ کے وعدوں پر پختہ یقین رکھتے ہوئے اس وقت ہم میں سے ہر ایک یہ سمجھے کہ **میں ہی** وہ شخص ہوں جس کی ذات سے سلسلہ حقہ کی تمامتر امیدیں افضالِ الٰہی کے ماتحت وابستہ ہیں اور جب وہ اُس ارشاد باری تعالیٰ کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر جو مصرف اموال و نفوس کے متعلق اوپر مذکور ہوا۔ مردانہ وار اپنے عہد (تقدیم دین علی الدنیا) پر سختی سے قائم رہنے میں ساعی ہو گا تو پھر تمام متعلقاتِ حیات اور مشاغل زندگی میں اسکو یہ معلوم کرنا کچھ بھی مشکل نہیں رہ سکتا کہ مجھے کونسی راہ اختیار کرنی چاہیئے جو رضائے الٰہی کا موجب ہو اور اپنے نیز دوسروں کے واسطے باعث نجات۔ خداتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" یہی آج اسلام کا بول بالا ہونے کا واحد طریق ہے اور یہی بامرادی و فلاح دارین کا اکیلا ذریعہ۔ اس کے تفصیلی پہلوؤں پر ہم انشاء اللہ آئندہ وقتاً فوقتاً روشنی ڈالینگے۔

وباللہ التوفیق

تبلیغ حق کی تڑپ

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے

دل میں آجکل اپنے خدا اور رسولؐ کا پیغام خلائق کے کانوں تک پہنچانے کے لئے جسقدر جوش ہے کاش اس کا ایک قلیل حصہ بھی ہم سب کے قلوب میں پوری بیداری و مستعدی سے موجزن ہو جائے تو اطراف عالم میں مہدی آخر زمان کا [illegible] بلند کر دینا کچھ بھی بڑی بات نہیں۔ دارالامان مہدی [illegible] کے وفد بحکم حضرت اولوالعزم مختلف مقامات کو جا چکے ہیں کئی جگہ انشاء اللہ روانہ ہونیوالے ہیں۔ ہمارے مقامی [illegible] کا فرض ہے کہ ان کے کام میں انھیں امکان بھر مدد دیں اور ہر جگہ کا ایک ایک احمدی اس کو خوب سمجھ لے کہ سلسلہ کی تائید کسی فرد واحد کا کام نہیں بلکہ مسیح موعود کے سارے غلاموں کا یکساں فرض ہے۔ جب تک سب ملکر پورے پورے اخلاص اور تن دہی کے ساتھ اس اہم ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی کوشش نہ کریں نہ آسمانی تائیدات کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں نہ خداتعالیٰ کے حضور باز پرس سے بری۔ خدا کے وعدے سچے ہیں حقیقی نور اسلام ضرور ہر طرف پھیل کر رہے گا۔ خداتعالیٰ کا یہ اپنا کام ہے جو ادھورا رہ نہیں سکتا۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس عالم اسباب میں اُن وعدوں کے مصداق بنیں اور اپنے اموال۔ اوقات۔ قوائے جسمانی و دماغی کو اس راہ میں قربان کرنے کے لئے بہر حال تیار رہیں۔ یاد رکھو خدا اور [illegible] دین کسی کا محتاج نہیں ہے۔ یہ سارے مطالبات ہماری اپنی ہی فلاح و نجات کے لئے ہیں۔ یہ لازمی نہیں کہ ہر شخص بہت ہی غیر معمولی اور نمایاں کارنامے دکھلائے۔ اللہ تعالےٰ دلوں کے اخلاص کو دیکھتا ہے۔ جرأت اور کچھ بھی نہ بن پڑے وہ کم از کم یہ تو ضرور کر سکتا ہے کہ پورے اضطرار کے ساتھ ان تھک دعاؤں میں لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فرض شناسی اور ادائے حق اسلام کی توفیق دے۔ آمین

الفضل کا تیسرا سال

دو پرچے اور نکلنے کے بعد انشاء اللہ اخبار

کی تیسری جلد شروع ہوگی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ روز بروز زیادہ مفید خدمات انجام دینے کی توفیق دے۔ جہانتک ہمارے امکان میں ہوگا ہم انشاء اللہ اس مقصد کے لئے پوری پوری کوشش کرینگے لیکن موجودہ قلیل اشاعت بہت سی ضروری تجاویز میں مانع ہوتی ہے لہٰذا ہمارے

سردار محمد عجب خان صاحب کی ایک چٹھی کا عکس اور انصار اللہ کی بریت

۲۶ جون ۱۹۵۶ء کے پیغام میں ایک کالم شائع ہوا تھا۔ اس میں سردار عجب خان صاحب حضرت صاحبزادہ اولوالعزم سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں "آپ اپنی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ محبت نہیں ہمارے دل میں تو ہے اگر باہر کے لوگ آپ کو برا کہیں تو ہمارا فرض ہو گا کہ انکو جواب دیں اور آپ اعتراض ہم پر اعتراض ہے" مگر یہی سردار صاحب ذوالعزم "قوم کی خدمت میں اپیل" کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کر کے جہاں سورۂ نور کے ایک فقرہ کی صریح نافرمانی کرتے ہیں وہاں ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ "ہمارے خیال میں تو مرزا محمود صاحب محاسب جاہ و طالب دنیا آدمی ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی خلافت کی خاطر نہ صاف جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بلکہ تکفیر بازی پر اتار دیا (صفحہ ۱۴)

جس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کا دعوٰے محبت اور یہ اظہار کہ آپ پر اعتراض ہم پر اعتراض ہے۔ اور آپکو برا کہیں تو جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ کہاں تک صداقت پر مبنی تھا۔ پھر سردار صاحب موصوف ایک اور ٹریکٹ موسوم بہ "مکالمہ بین خان محمد عجب خان و سید محمد شاہ اپیل نویس" کے صفحہ ۱۴ پر فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود نے بموجب الہام الٰہی ایک جماعت انصار اللہ قائم کر کے اسکا نام جماعت احمدیہ رکھا۔ لیکن کچھ مدت کے بعد ایک خواب کی بنا پر صاحبزادہ صاحب نے اپنے ہم خیال لوگوں کی ایک جماعت قائم کر کے اسکا نام انصار اللہ رکھ کر خود اسکے پریذیڈنٹ بن بیٹھے اور اس طرح جماعت کو ایک خلیفہ کی زندگی میں دو ٹکڑے کر دیا اور باہم منافرت اور مغائرت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس وقت سے لیکر اب تک ایکدوسرے کے برخلاف زور آزمائے جا رہے ہیں۔ اہل بصارت تو اسوقت سے برابر جانتے تھے کہ یہ سب کارروائی اسی غرض سے عمل میں لائی گئی تھی یعنی خلافت کے واسطے اور اب سے وہ کامیاب بھی ہو گئے ہیں"

اس عبارت کو ذہن میں رکھ کر بالغ نظر احباب سردار صاحب کا مندرجہ ذیل خط پڑھیں جو انہوں نے ۱۳-جولائی ۱۹۵۶ء کو حضرت اولوالعزم کے نام لکھا تھا۔ وھو ھذا:-

(نقل خط)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربوہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۶ء

نمبر (۱)

مخدومی مکرم [illegible] — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح [illegible]

[illegible]

[illegible] ضرورت [illegible]

[illegible]

[illegible]

یہاں انصار اللہ جیسی جماعت کی بنیاد مرسوص ہو کر کوئی اسکو توڑ نہ سکے۔ اور اگر کوئی اسکو توڑنا چاہے تو وہ بھی اسکو اپنے توڑنے کا خطرہ ہر وقت دامنگیر ہو۔ بلکہ وہ بھی خدا کے فضل و کرم سے توڑا جاوے۔ تو پھر کامیابی کا میدان ہمارا وسیع ہے۔ اسلئے بہ امہربانی میرا نام اس انجمن کے ممبران میں درج فرمائیں۔ علاوہ ازیں جماعت کے ممبران کے نام کی فہرست ہر ایک ممبر کے پاس ضرور ہونی چاہیئے تاکہ معلوم ہوا کرے کہ کون کون ہیں۔ اور شبیر ظفر دوست الکیدو سرے کی امداد حاصل کیا کریں۔ جو اشخاص میرے ساتھ اس انجمن کے ممبر ہونے کے مشتاق ہیں۔ ہر ایک کرناسکے وجود قائم ہو بھی چکے ہیں۔ وہ سن کر بہت خوش ہونگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر و اجر عظیم عطا فرماوے۔ کہ ہمارے ارادوں کی تکمیل کا اسباب آپ نے بہم پہونچایا۔ کیونکہ یہ احمدی جماعت کے اغراض کی تکمیل و تشہیر میں سستی تباہی کی علامت ہے ✦

العبد آپکا تابعدار محمد مجیب الله خان ریکو

از ہری پور - ضلع ہزارہ

اس خط میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں :-

اول :- اسکی تاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۱۳ء ہے اور مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے یا یعنی حضرت خلیفہ ثانی کا وہ مشہور و معروف مضمون جسمیں مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کا کفر ثابت کیا گیا ہے۔ وہ اپریل ۱۹۱۱ء میں شائع ہو چکا تھا۔ گویا جس تکفیر بازی کی شکایت سردار صاحب کو ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئی۔ وہ اپریل ۱۹۱۱ء کو ہو چکی تھی۔ جسکے تین ماہ بعد انھوں نے یہ خط لکھا ہے جسمیں احمدی جماعت کی علت غائی یہی انجمن انصار اللہ کو بتاتے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مسلمانوں کی تکفیر کر کے (نعوذ باللہ) بخیال سردار صاحب خود کافر بن چکے تھے۔ جسکے تین ماہ بعد وہ اس انجمن کا ممبر بننے کی درخواست کرتے ہیں اور وحی اللہ سے اسکی برکات کا ایقان حاصل کرتے ہیں۔ جس سے صاف طور پر واضح ہوا کہ اسوقت سردار صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اور مسلمانوں کو کافر کہنے میں وہ ہمارے ساتھ شامل تھے۔ تعجب کہ اب کو بھی سردار صاحب کے نزدیک غلطی لگ گئی کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والوں کی انجمن کو برکات الٰہیہ کا مظہر ٹھیرایا ✦

دوم :- یہ کہ اب جو یہ بہانہ بنایا جاتا ہے کہ ہم مسلمانوں کے منکر ہیں۔ اسلیئے ہم سے تعلقات اخوت نہیں رہ سکتے یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ بات اسوقت بھی پائی جاتی تھی ✦

سوم :- یہ کہ جماعت انصار اللہ جسے سردار صاحب منافرت اور مغائرت کی بنیاد ڈالنے اور خلیفہ کی زندگی میں جماعت کو دو ٹکڑے کرنے والی بیان کرتے ہیں یہ وہی جماعت اور وہی انجمن ہے۔

جس کی برکات وحی اللہ سے سردار صاحب نے معلوم کر لی تھیں حتیٰ کہ اسمیں شمولیت کے لیئے استخارہ کی حاجت بھی نہ تھی۔

اب سردار صاحب کو یا تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں نے خلاف واقعہ بیان کیا۔ یا اس وحی اللہ کو وحی شیطانی قرار دینا پڑے گا مگر اسمیں ایک مشکل ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم۔ اگرچہ خود ان کا ضمیر کسی فرضی مکالمہ کی اشاعت کی بنا پر اس بات کو مستحکم کر چکا ہو۔ مگر ہم سردار صاحب کو ایسا ہرگز نہیں کہنا چاہتے۔ پس وحی اللہ کے انکار پر جو وعید ہے۔ اسکا اندازہ سردار صاحب خود ہی کر لیں ✦

چہارم :- انجمن انصار اللہ جسے خلافت کی تمہید اور جماعت کو دو ٹکڑے کرنے کی بنیاد بتایا گیا ہے۔ اس انجمن کو حضرت خلیفۃ المسیح نے منظور اور پسند فرما کر ایسا بنا دیا تھا کہ سردار صاحب بے ساختہ نور علیٰ نور پکار اُٹھے ✦

پنجم :- یہ کہ اسکی ہر وقت اور بڑی ضرورت تھی۔ مگر اب بتایا جاتا ہے کہ انجمن بلا ضرورت قائم ہوئی سلطنت کے لیئے قائم ہوئی اور اسوقت اسکی ضرورت نہیں ✦

ششم :- یہ وہی انجمن ہے کہ سردار صاحب خود اسمیں کوشاں تھے کہ ایسی انجمن ہو۔ اور اسمیں شمولیت کی درخواست بھی کی اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو یہ جماعت قائم کی تو سردار صاحب کے دل کی مراد بر آئی کیونکہ ان کی رائے میں احمدی جماعت کی علت غائی یہی تھی مگر اب سردار صاحب کے نزدیک یہ کہنا جائز ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو حسب الہام الٰہی ایک جماعت انصار اللہ قائم کی۔ اور پھر اسکے مقابلہ میں صاحبزادہ صاحب ایک جماعت قائم کر کے اسکے پریذیڈنٹ بن بیٹھے۔ اور باہم منافرت و مغائرت پیدا کر دی۔

ہفتم :- سردار صاحب نے وحی اللہ سے اس کی برکات معلوم کر کے لکھا۔ کہ اخوت اسقدر مضبوط ہو جائے کہ کوئی اسکو توڑ نہ سکے اور کوئی اسکو توڑنا چاہے تو وہ بھی خدا کے حکم سے توڑا جائے۔ مگر اب اسکے توڑنے میں اپنی نجات دیکھتے ہیں ✦

ہشتم :- سردار صاحب کو وحی اللہ سے تو معلوم ہوا تھا کہ یہ انجمن نور علیٰ نور اور احمدی جماعت کی علت غائی ہے اسلیئے درخواست کی تھی کہ اللہ او مہربانی میرا نام اس انجمن کے ممبروں میں درج فرمائیں۔ مگر اب لکھا ہے کہ اہل بصارت تو اسی وقت سے برابر جانتے تھے کہ یہ سب کارروائی اسی غرض کے واسطے کی گئی تھی یعنی خلافت کے واسطے۔ معلوم نہیں سردار صاحب کو بے بصیرت بننا کیوں پسند آیا۔ کیونکہ سردار صاحب اسوقت وحی اللہ سے اسے جماعت کی علت غائی بتا رہے تھے۔ اور اسے اس چشمہ سے تعبیر کر رہے تھے جو تحت پیاسے کو اچانک مل جاتا ہے ✦

نہم :- اسوقت سردار مجیب خان صاحب دعائیہ کلمات لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا و اجر عظیم عطا فرماوے کہ ہمارے ارادوں کی تکمیل کا اسباب بہم پہونچایا۔ مگر جن ارادوں کی تکمیل کا سبب وہ انجمن انصار اللہ تھی۔ وہ ارادے سردار صاحب کے نزدیک خلافت کے حصول اور جماعت کے دو ٹکڑے کرنے کے تھے ✦

دہم :- انجمن انصار اللہ کو احمدی جماعت کی تکمیل و تشہیر کا ذریعہ اور اس کے مقاصد میں سستی تباہی کی علامت تسلیم کر کے اب اس تباہی میں سردار صاحب اپنی ہستی دیکھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر تو تعجب یہ ہے کہ وہ بات جو وحی اللہ سے معلوم کی تھی۔ وہ تو اب جھوٹ نکلی۔ اور حال کی جہلولی رائے اسپر ہر طرح فوقیت لے گئی۔ کیا سردار صاحب ان امور پر غور فرمائیں گے۔ یا کم از کم انصار اللہ کو بدنام کرنے سے باز آئیں گے۔ کیونکہ یہ وہی جماعت اور وہی انجمن ہے جس کی برکات آپکو وحی اللہ سے معلوم کرائی گئی تھیں۔ اور جسمیں داخل ہونے کے لیئے سات استخاروں کی شرط تھی مگر اسوقت استخارہ کی حاجت نہ دیکھی گئی اور جس کے لیئے آپ خود کوشاں تھے۔ اور جسکو توڑنے والے کو خود ٹوٹنے کا خوف دامنگیر

پروگرام

تقاریر برائے مدرسہ مبلغین

سہ ماہی یکم جولائی لغایہ ستمبر ۱۹۱۵ء

۴ جولائی ۱۹۱۵ء | مولوی عبید اللہ صاحب ۔ روشنیہ

۱۱ " " | میر محمد اسحاق صاحب ۔ ختم نبوت

۱۸ " " | مولوی سید سرور شاہ صاحب ۔ دجال ۔ یاجوج ماجوج وغیرہ کی نسبت تمام پیشگوئیاں مع تاویلات

۲۵ " " | میر قاسم علی صاحب ۔ دعاوی مسیح موعود کی تشریح مع دلائل

یکم اگست ۱۹۱۵ء | شیخ یعقوب علی صاحب ۔ مسیح موعود کی مباہلی مذاہب باطلہ پسطرح حجت پوری کی اندرونی اصلاح

۸ " " | صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں ۔

۱۵ " " | منشی فرزند علی صاحب ۔ بہائی مذہب کے اصول ۔ اس مذہب کی تاریخ اور اسکا نشوونما

۲۲ " " | مولوی شیر علی صاحب ۔ تاریخ اسلام

۲۹ " " | مفتی محمد صادق صاحب ۔ تحریف بائبل

۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء | میر قاسم علی صاحب ۔ احمدیت

" " " | حافظ روشن علی صاحب ۔ قیامت کا ثبوت عقلی و نقلی +

۱۹ " " | مفتی محمد صادق صاحب ۔ وہ تمام بشارات جو بائبل میں اسلام اور احمدیت کے متعلق آئی ہیں

۲۶ " " | حافظ روشن علی صاحب ۔ معجزات کی تعریف ۔ اور قانون قدرت پر بحث مع پیشگوئیوں کے

ضروری التماس خریداران اخبار خط و کتابت کے وقت اپنا چٹ نمبر ضرور لکھا کریں کیونکہ تعمیل میں بہت دقت ہوتی ہے + (مینیجر)

نشان

منشی غلام محمد صاحب بیان کرتے ہیں اپنا ایک چشم دید نشان بیان کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی صداقت کی بین دلیل ہے وہ یوں کہ دانا ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ میں ایک دفعہ لیا تھا ۔ اس سے جب میں نے پہلے پہل اللہ پر ملوا آئے بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کے بقدمہ گورداسپور میں گیا ۔ اور عرض کیا کہ حضور کوئی نشان دکھلائیں ۔ فرمایا نشان دکھلانا تو اللہ کا کام ہے مگر تم دعا کرو ۔ اللہ چاہے گا ۔ تو نشان دکھلا دیگا ۔ کہا میں نے دعا شروع کی تھی تو اذان فجر کے بعد میں ابھی لیٹا ہوا تھا اور آنکھیں بند تھیں ۔ ۔ ۔ جاگنے والوں کی آواز کو سن رہا تھا ۔ کہ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فوجی سپاہی جا رہے ہیں ۔ اور ان کی وردی خاکی ہے اور پیچھے پیچھے بہت مخلوق جا رہی ہے ۔ میں نے آگے ہو کر پوچھا کہ تم کون ہو ۔ تو انہوں نے ایک کارڈ نکالا جس میں ایک ہلالی شکل تھی اور اس پر لکھا تھا کہ مسیح قادیان میں آگیا ۔ تو وہ کہنے لگے ہم مسیح کی منادی پر ہیں ۔ لے میں کہ وہ آگیا ہے میں نے کہا کہ کہاں ہے ۔ کہا قادیان میں ۔ اور میں نے پوچھا کہ اسکا نام کیا ہے ۔ پھر وہ ایک منار اوپر چڑھ گئے ۔ وہ منظر خواب میں تھا ۔ واقعہ میں ہمارے گاؤں میں کوئی منارہ نہیں ۔ اوپر چڑھ گئے اور قادیان کی طرف اشارہ کر کے کہا دیکھو قادیان میں مسیح آگیا ہے ۔ یہ کہتے جاتے ۔ اور وہ دونوں اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے ۔ یہ خواب جب میں نے لوگوں کو اور اپنی بیوی کو سنایا ۔ فوراً انکار کیا ۔ اور مجھے مرتد کہا اور پیر جماعت نے مجھے کو بلا کر لعن طعن کروا کر کہا کہ اپنا پیر الگ کرنے کی دھمکی دے کر پیر صاحب کا مرید مجھے کرا دیا ۔ پھر ایک مقدمہ مجھ پر بنا جس میں میری ذیلداری چھن گئی ۔ اور نمبرداری سے بھی معطل ہو گیا ۔ نمبرداری میرے بیٹے کو لوگوں نے سفارش کرا کر دلوا دی ۔"

میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک کے بدلہ دو نشان دکھلائے اول آسمانی آواز ۔ دوسرا اسکے نہ ماننے پر قہری نشان اللہ عزت کا فضلہ ۔ (غلام نبی از شاہ پور کنڈی ۔ ضلع گورداسپور ۳ جون ۱۹۱۵ء)

نشان ۲

ضلع سیالکوٹ سے محمد الدین صاحب پوسٹ مین ایک خواب لکھتے ہیں ۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر غلام کے پاس آیا اور چارپائی پر بیٹھ گیا میرا بیعت کا کارڈ انہوں نے پڑھا ۔ اور مجھ کو پڑھنے کے بعد

مبارک دی ۔ بعد ازاں میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر مصافحہ کیا اور ایک شخص نے حضرت مسیح موعود کا فوٹو مجھ کو دکھایا ۔ تو مجھ کو خواب ہی میں معلوم ہوا ۔ کہ مبارک دینے والے خود حضرت مسیح موعود ہی ہیں

بقیہ اخبار احمدیہ

گوجرہ سے محمد رشید خان صاحب نے لکھا تھا کہ ایک ملازمت میں ترقی ملتی ہے ۔ اگر حضور فرمائیں تو میں ملازمت کر لوں ۔ تو حضور نے فرمایا مومن جیسے ہو تا ہے جتنی ترقی دین و دنیا میں ہو سکے کریں +

اٹھوال سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ میری لڑکی بیوہ ہو گئی ہے اور اسکے غیر احمدی سسرال والے کسی غیر احمدی سے جبراً رشتہ کرنا چاہتے ہیں ۔ حضور نے فرمایا کہ میں دعا کروں گا ۔ کوشش کریں کہ غیر احمدی کے ساتھ رشتہ نہ ہو +

فیروز پور شہر سے اخویم کرم منشی فرزند علی صاحب لکھتے ہیں ۔ کہ یہاں کی جماعت بہت غریب ہے ۔ اور قحط سالی کے سبب اور بھی ہر میلے پست ہو رہے ہیں ۔ بہت سے دوستوں نے اعانت سلسلہ میں وعدے لکھائے ہیں ۔ جنکے انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں وصول ہونے کی امید ہے ۔ اللہ تعالیٰ جو بصیر بالعباد ہے اور دلی اخلاص کی قدر فرماتا ہے ۔ ان احباب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ہمتوں میں برکت دے +

نہایت ضروری اطلاع

اخبار کو ناظرین کے لئے زیادہ دلچسپ اور سلسلہ کے حق میں پہلے سے بڑھ کر مفید بنانے کے واسطہ از بس ضروری ہے ۔ کہ الفضل کے قلمی معاونین اور بیرونجات کے مبلغ حضرات اپنے مضامین اور اطلاعات کی تحریر و ترسیل میں خاص توجہ اور احتیاط کو کام فرمایا کریں ۔ تمام مراسلات حتی الوسع صاف اور واضح خط میں قلم بند ہونی چاہئیں کاغذ کے ایک طرف لکھا جائے ۔ ضروری اصلاح و نظر ثانی کے واسطے کافی بین السطور یا حاشیہ ضرور ہو ۔ جہاں تک ممکن ہو دفتر مینیجر یا صیغہ ترقی اسلام وغیرہ میں تعمیل ہونے والے خطوط قابل اشاعت تحریرات و معاملات سے علیحدہ بھیجے جائیں تا کہ کام میں حرج اور تاخیر و دقت واقع نہ ہو + (ایڈیٹر)

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

میں بھی اک نورانی چہرے کے بہرد بیں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام اڈیٹر

باقی تمام خطوط

قادیان ضلع گورداسپور

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ... سات ...

قیمت پیشگی ... سالانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی)

جلد ۲ | ۱۹ جون ۱۵ء | بروز ... | مطابق ۵ شعبان ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۵۵

مدینۃ المسیح علیہ السلام

اعراض عن اللغو کا ارشاد۔ قادیان کے قریب گزشتہ پیر کی شام کو عوام کا ایک مشرکانہ میلہ تھا جسمیں ہر سال جاہلانہ اجتماع ہوتا اور بہت سی خلاف شرع لغویات کا ارتکاب کیا جاتا ہے جیسا کہ عوام کا دستور ہے۔ اس دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اپنی جماعت کے لوگوں کو منع فرما دیا کہ کوئی اس میلہ میں نہ جانے پائے نہ اپنے بچوں کو جانے دیں۔ مومن کی شان ہے کہ وہ لغویات سے اعراض کرتے ہیں اور "ولا تعاونوا علی الاثم" کے ماتحت ایسے مشاغل کو اپنی شرکت سے فروغ نہیں دیتے جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں اور داخل معاصی و مآثم۔

دعاؤں کی تحریک۔ مسجد مبارک میں پنجوقتہ نمازوں کی جماعت ماشاء اللہ ڈیڑھ دو سو آدمی کے قریب ہوتی ہے جس میں

اکثر مرزا غلام اللہ صاحب بیماروں کی شفایابی وغیرہ کیلئے احمدی بھائیوں سے دعاؤں کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ دیگر مقامات کے احباب کو بھی اس کار ثواب میں مرزا صاحب کی تقلید کرنی چاہیئے۔ پھر جو تحریکیں وقتاً فوقتاً اخبار میں دعائے خیر و نماز جنازہ وغیرہ کی شائع ہوتی رہتی ہیں انھیں پڑھ کر یونہی نہیں ٹال دینا چاہیئے جیسا کہ بعض جماعتوں میں اس کے متعلق سستی و بے اعتنائی سی اور دیکھی گئی ہے۔ دعا ہمارا ایک زبردست ہتھیار ہے اور جب وہ دوسرے بھائیوں کے حق میں ازراہ اخلاص و للہیت کیجائے تو موجب ثواب ہونے کے علاوہ اس سے باہم محبت بڑھتی اور برادرانہ قومیت مستحکم ہوتی ہے۔ بلکہ ہم تو اسکی بھی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ جہاں کہیں کسی تحریک پر جماعت ملکر دعا کرے اس کی مختصر اطلاع بھی شائع کر دیا کریں۔ اگر احباب لکھ بھیجنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔

حضرت صاحب کی صحت کے لئے دعا سے احباب غافل نہ

اخبار احمدیہ

لکھنؤ سے مرزا اکبر الدین احمد صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ریل میں ایک فیل تن مولوی نے اس احقر کا بیان سنکر کہا کہ تم مرزا صاحب کی بیحد تعریف کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ محمد۔ احمد کے معنی ہی بیحد تعریف کئے گئے کے ہیں قرآن گواہ ہے۔ ہاں اگر لفظ احمد کا الف آپ تحریف کرکے گھٹا دیں۔ تو پھر میں نری تعریف کروں بیحد نہ کروں۔ سنکر جواب دیا کہ قینچی کیطرح زبان چلتی ہے قواعد عربیہ جانتا نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب مسیح کیونکر ہو گئے؟

الجواب۔ خدا کی رحمت سے اور یہ کہ ریزنگ رول میں بوجہ فوت ہو جانے مسیح ناصری کے جگہ خالی تھی۔ پس محمد مصطفےٰ علیہ السلام کی مہر سے حضرت مرزا صاحب مسیح کی جگہ پر ترقی پا گئے۔ پس غلام اپنے مخدوم سے جدا نہیں۔ یہ سنکر جواب دیا کہ راج انگریزی ہے ورنہ گردن کاٹی جاتی۔ میں نے کہا اس سلطنت کا

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ جون ۱۹۱۵ء

تبلیغ کے ذرائع

آنحضرت سرور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی با برکت بعثت کا مقصود و مدعا یہی تھا کہ قرآن کریم جو سچا اسلام پیش کرتا ہے اور جس کا نورانی چہرہ نام نہاد مسلمانوں نے توہمات باطلہ اور عقائد فاسدہ کے تودہ و طوفان بے تمیزی میں چھپا دیا ہے اسکو پھر از سر نو پوری صفائی و خوش اسلوبی سے دکھلا دیا جائے تاکہ تاریکی غفلت میں پڑی ہوئی دنیا دین الحق کے انوار و برکات سے فیضیاب ہو سکے۔ اور چونکہ مذہب صرف دل کے اندر چھپے ہوئے عقیدوں اور خیالات کا نام نہیں بلکہ ساتھ ہی یہ بھی لازمی ہے کہ جو لوگ اسکے پیرو کہلاتے ہوں انکی عملی زندگی اسکے اصول و احکام سے مطابقت رکھتی ہو۔ سو اسواسطے ضروری تھا کہ صدیوں کی بے اعتدالی غلط کاری و غفلت کے بعد جب ملت اسلام کے لئے وہ عہد آخر زمان کے ماتحت اسوۂ رسول کریم پر قدم مارنے کا وقت آئے تو جو جماعت اس امام برحق کے اتباع سے راہ ہدایت پائے وہ بموجب آیۂ بعثت ثانیہ بالکل صحابۂ آنحضرت کے ہمرنگ ہو۔ پس ہماری قوم کا جو بفضل خدا وہی موعودہ جماعت ہے اہم ترین مدعائے حیات تو یہ ہونا چاہیئے کہ اپنی اخلاقی و روحانی حالت میں۔ اپنے معتقدات عبادات اور معاملات میں۔ اپنی دینی غیرت و اسلامی حمیت میں حتی الامکان صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے۔ یہ سب سے بڑی تبلیغ ہے اور یا رو اغیار کو دین حق کی جانب مائل کرنے کا نہایت حاوی جامع اور مؤثر ذریعہ۔

پھر یہ مت سمجھو کہ امر حق کا دوسروں تک پہنچا دینا صرف عالموں فاضلوں اعلیٰ درجہ کے فرشتہ سیرت انسانوں کا ہی کام ہے۔ بلکہ ہر شخص بجائے اپنے حلقہ اثر میں بقدر اپنی حالت حیثیت قابلیت اور معلومات کے اس مقدس فرض کو توفیق الٰہی انجام دے سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے نیک کاموں کی توفیق کب اور کیونکر عطا ہوتی ہے؟ اسوقت جبکہ انسان اپنی طرف سے اسکی رضا پر چلنے میں مستعدی دکھلائے۔ سابق بالخیرات بننے کی ترغیب اپنے دل میں پیدا کرے۔ اور حتی المقدور وہ اعمال بجا لائے جو اللہ تعالےٰ کو محبوب ہیں اسکی راہ میں جان لڑانا بھی نیک ایسا ہی فعل ہے جو خدا کو بہت عزیز ہے اور اسکی نسبت سورۂ صف میں ارشاد ہوا ہے "ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص" یعنی اللہ ان کو دوست رکھتا ہے جو اس کے رستے میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اب چونکہ یہ شہزادہ امن کا زمانہ ہے اور ع

"دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال"

آسمانی قرنا سے شش جہت میں صلحکاری کی منادی پھر چکی ہے اسواسطے ظاہر ہے کہ اس ارشاد باری کی تعمیل بھی اسی رنگ میں ہونی چاہیئے پس آج جو قوم خدا کے سپاہی بنکر دین حق کی حمایت کے لئے میدان میں نکلے اس کا فرض یہ ہوگا کہ احکام شریعت کی پابندی اور اصول مذہبی کی نگہداشت اور دینی غیرت میں ایسی پکی اور مستقیم الحال ہو جیسے بنیان مرصوص کہ دنیا کی کوئی ترغیبات یا مجبوریاں اسے اپنے مسلک سے ٹلنے پر مائل نہ کر سکیں۔ لہٰذا جو شخص فانی تعلقات اور غیر شرعی لحوظات کی پروا نکر کے رسوم و بدعات کے جکڑ بند کو توڑتا اور محض رضائے خالق کی خاطر تاریکی و گمراہی میں پڑی ہوئی مخلوق سے گویا لڑائی ٹھان کر بھی اسلام کے سچے اصول و احکام کی سختی سے پابندی کرتا ہے وہ یقیناً اعلیٰ درجہ کا مجاہد اور محبوب رب ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس راہ میں اکثر بڑے بڑے ابتلا پیش آتے ہیں لیکن آخر فتح اسی کی رہے گی۔ کیونکہ حاصان خدا مغلوب و ناکام نہیں ہوا کرتے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے مخلص بندوں کے لئے بڑی غیرت ہوتی ہے۔ پس رطب و یابس عقائد یا خلاف کتاب و سنت رسوم و اعمال کے موقعہ پر بزدلی و کمزوری نہ دکھلانا۔ مداہنت سے بچنا اور اصل شعار اسلام پر کاربند ہونا بھی ایک زبردست ذریعہ تبلیغ ہے بلکہ مجسم اور زندہ تبلیغ۔

خدا فراموشی کی باتوں اور تباہ کاری کی حرکات میں دلچسپی لینا۔ لغویات میں عمر عزیز گنوانا۔ روح جو امر ربی سے ہے اُسے گندہ و مجروح کرنیوالے مشاغل کو پسند کرنا اور اسی قبیل کے تمام کام حزب الشیطان کے واسطے مخصوص ہیں۔ لیکن مومن غیور ایسے امور سے ہمیشہ دُور و نفور رہتا ہے۔ وہ حزب اللہ کے پاک زمرہ میں شامل ہوتا اور شب و روز انہی اشغال و افکار کی دُھن رکھتا ہے جو ایمان کو تازہ کرنے۔ عاقبت سنوارنے اور خدا کو راضی کرنے والے ہوں۔ پس اے جماعت احمدیہ کے جوان ہمت بڈھو پیر تدبیر جوانو اور ہونہار نونہالو تم اُن بدنیا لوگو کی صحبت اور محبت سے بالکل بیزار ہو جاؤ جو خدا کے فرستادہ مسیح موعودؑ کو رد کر کے مغضوب علیہم بنتے اور "کونوا مع الصادقین" کا صریح ارشاد بری تعالیٰ ٹال کر حزب الشیطان کے بازو کو تقویت دے رہے ہیں۔ تمہاری محبت تمہاری راہ و رسم دوستانہ اور دینی یا تو دنیاوی تمہارے ہر قسم کے تعلقات اسی پاک جماعت کے ساتھ ہوں جو خدا نے خود قائم کی اور اس کے پیارے مامورؑ نے یہ فرما کر انھیں شیر و شکر رہنے کی تعلیم دی کہ مجھ میں ہو کر تمہارے درمیان ایسا گہرا قلبی تعلق ہو جس کی نظیر دنیاوی رشتوں میں کہیں نہ پائی جاتی ہو (مفہوم ملخص بالفاظ راقم) اس طرح جو احمدی احباب "رحماء بینھم" کے مصداق باہم اس درجہ کا اخلاص اور ربط و یکجہتی قائم کر کے تاثیر "عروۃ الوثقیٰ" کا زندہ نمونہ دکھلاتے ہیں وہ بھی ایک رنگ میں سلسلہ حقہ کے مبلغ ہی ہیں۔

پھر جو شخص راہ چلتے ہوئے اپنے تئیں خوبصورتی کے ساتھ مسیح موعودؑ کا غلام ظاہر کر کے کسی غلط خیال۔ باطل عقیدہ۔ اور ناروا فعل کی تردید و اصلاح کر دیتا ہے وہ بھی دین الحق کا خادم مخلص ہے اور ہماری جماعت کا آنریری مبلغ۔ اور وہ جو سلسلہ کے اصول و اغراض سے کماحقہ آگاہی حاصل کرنے کی فکر رکھنا۔ نماز با جماعت میں التزام کے ساتھ شریک ہوتا اپنا چندہ برابر باقاعدہ دیتے جاتا اور نصرت و تائید احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور راتوں کو اٹھ اٹھ کے دعائیں کرتا ملکہ سوتے جاگتے ہر گھڑی ہر حال میں اسی فکر کے اندر گھلتا ہے۔ وہ بھی ہمارا مبلغ ہے۔ ان مبارک اشغال و افعال کی پاک تاثیر سے اک نور اس کے چہرہ پر عیاں ہوگا اور اہل دنیا پر ایسا رعب ڈالکر بتلائے گا۔ کہ وہ مامور برحق کا حلقہ بگوش ہے اور خدا کی چیدہ جماعت کا ایک فرد۔

غرض تبلیغ کے ذرائع گوناگوں اور کثیر التعداد ہو سکتے ہیں انمیں زیادہ سے زیادہ جتنے اور کم از کم جونسا ایک بھی ہمارے بھائی اختیار کر سکیں۔ اس سے خدمت سلسلہ کو اپنا فرض بلکہ مقصد زندگی سمجھیں کہ یہ وقت تبلیغ کی مدد کا۔ پھر انشاء اللہ جلد ہی وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ لوگ فوج در فوج خدا کے دین میں

داخل ہو گئے۔ آج جو کوئی ایک پیسہ از راہ اخلاص اسکی اعانت میں دیتا ہے کل سونے کا پہاڑ دینے کی بھی اتنی وقعت نہ ہوگی۔ آج جو ایک تنکا اتار کر خفیف سا بوجھ بھی اس نے سر سے ہلکا کر لیا ہے کل بہت بڑے انبار ڈھو کر ادھر سے اُدھر رکھ دینے پر بھی وہ درجے نہیں ملنے کے۔ سستی اور غفلت کا چولا اتار کر پھینکدو۔ تم سچے اور زندہ ایمان کے دعویدار ہو اور مومن سست نہیں ہوتا۔ خدا کے جانباز و مستعد سپاہی بنکر اپنے کام پر لگ پڑو۔ تو یہ مشکلات جو اس وقت سلسلہ کی خاطر خواہ ترقی میں روک ہو رہی ہیں انشاء اللہ دیکھتے دیکھتے دور ہو جائیگی خدا تمہارے ساتھ ہو اور اپنے پیارے دین کی لاج رکھنے میں تمہارا حامی و مددگار۔ آمین ✦

خدا حق کا حامی ہے

شملہ میں ہو ہی حجت منکران خلافت

پر خدا کے فضل سے خوب حجت تمام کر رہا ہے۔ لیکن جو لوگ تعصب اور مخالفت کے جوش میں اپنے سابقہ مسلمات بلکہ خود امام وقت تک سے پھر جانے میں نہ شرماتے ہوں۔ انھیں قبول حق کی توفیق ملنا مشکل ہے۔ دلوں کو پھیرنے کی قدرت تو خدا تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پیامیوں نے اپنی بحث گری کے لئے سب سے بڑھکر جوشیلے معاند خلافت میاں مرہم عیسیٰ کو بلا لیا۔ پھر بھی حق آخر حق ہے اس پر کون غالب آ سکتا ہے طرفہ یہ کہ ان لوگوں کا جنون مخالفت جب دلائل و براہین سے عاجز آجاتا ہے تو جہالت مبانی کے لئے طنز و استہزا کی شکل اختیار کر لیتا ہے مگر یاد رہے کہ احقاق حق ان خفیف حرکات سے نہیں ہوا کرتا بشرط ضرورت گنجائش اس مباحثہ کی مفصل کیفیت انشاء اللہ کسی آیندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کی جائے گی ✦

لنکا میں مارشل لا اور رعایا کا فرض

کولمبو میں پچھلے دنوں مسلمانوں اور بدھ مذہب والوں کے درمیان جو

بلوہ و فساد ہوا اسکی مختصر اطلاع گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں دیجا چکی ہے۔ اگرچہ معتبر رپورٹوں سے یہی پایا جاتا ہے کہ اسمیں زیادتی آخر الذکر کی تھی لیکن ہمیں یہاں اس سے بحث نہیں کہ بانئے فساد کون تھا اور اس میں معاون کون ہوا ہمارا مدعا محض تو یہ ہے کہ اس نازک وقت میں رعایا کے ہر فرقہ و ہر طبقہ کو فتنہ و شر کی حرکات سے بچکر ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے جو گورنمنٹ کے لئے کسی طرح ذرا بھی موجب تشویش نہو یہ کیسی نا لائقی محسن کشی اور خباثت ہے کہ جس حکومت کے زیر سایہ امن و عافیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں حالانکہ باقی ممالک دنیا کا بیشتر حصہ ایک عرصہ سے طرح طرح کے عذاب و عقاب میں مبتلا ہے۔ اور جنگ کے شر خیز تہلکہ نے بڑی بڑی بارعب و مقتدر قوموں کی زندگی تلخ کر رکھی ہے۔ اسکی قلمرو میں امن پسندی و شائستگی کے اصولوں کو پامال کر کے اسے اور مبتلائے فکر و تشویش کیا جائے۔ اس ملک میں ابھی طاعون کا نتیجہ مہیب ہنوز مختلف بستیوں پر مسلط ہے۔ لیکن آہ! غافل لوگ اس سے ڈر کر تضرع اختیار نہیں کرتے جو عذاب کی غرض و غایت ہوتی ہے۔ اور خدا کے فرستادہ مسیح موعود کی آواز پر کان نہیں دھرتے جس نے الٰہی وعدوں کے مطابق عین وقت پر ظہور فرما کر تیس سال تک دنیا کو صلح کاری و پرہیزگاری کیطرف بلایا۔ قحط زلازل طاعون اور طرح طرح کی آفات سے ابھی جی نہیں بھرا تو آخر اب اور کیا چاہتے ہو۔ یہ وہی زمانہ ہے جسکی خدا کے راستباز ہزاروں برس پہلے سے خبر دیتے آئے ہیں۔ ایسی قیامت صغریٰ کا جیسے دنیا کا آغاز ہوا تا اب کہیں پتہ نہیں دیتی۔ یاد رکھو انہیں ہر وہ قوم اور وہ شخص جو آسمان کے تیور نہیں پہچانتا اپنی اصلاح نہیں کرتا اور خدا کے بھیجے ہوئے کی پکار پر کان نہیں دھرتا۔ ہر وقت معرض خطر میں ہے۔ واللہ غالبٌ علیٰ امرہ۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے کوئی نہیں جس میں اُسے روکنے کی طاقت ہو ✦

بُرے دن یوں آیا کرتے ہیں

جب شامت اعمال انسان کے سر پر سوار ہوتی ہے تو وہ دین و دانش کو بالائے طاق

رکھکر ایسا دل کا اندھا بنجاتا ہے کہ اُسے آگا پیچھا کچھ نہیں سوجھتا۔ پنجاب پولیس نے حال میں اضلاع جھنگ و مظفر گڑھ کی پچھلی واردات ڈکیتی سے متعلق۔ مہرانا و بھوانا نامی دو ڈاکوؤں کی گرفتاری پر ایک ایک ہزار کا انعام مشتہر کیا ہے بیان کیا گیا ہے کہ مقامات مذکورہ میں تمام بے چینی اور لوٹ مار کے ایک حد تک یہی دونو ذمہ وار تھے۔ اور ان میں سے ایک نے اپنے آپ کو قیصر جرمنی مشہور کیا تھا دوسرے نے سلطان روم

ہم حیران ہیں کہ اس ملک کے بعض کوتہ اندیش جاہلوں کی عقل پر کیونکر ایسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ صاف و صریح باتوں کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ موجودہ حکومت کے ساتھ تو صدی سے زیادہ کے حقوق و تعلقات ہیں جن کا ملحوظ رکھنا عرفاً عقلاً شرعاً ہر طرح شرط احسان مندی اور طرفین پر واجب ہے لیکن قیصر یا کسی اور نا خدا نے ہم پر ایسے کونسے احسانات کئے ہیں جن سے کہ حق گانا یا ان کا طرفدار ہونے کی بنا ملک میں بے چینی پیدا کرنا کسی ہندی قوم یا شخص کا فرض ہو اور دوسروں کی بات تو رہی انکے ساتھ مسلمانوں کی نسبت تو ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کے مذہب میں فتنہ و فساد اور شورہ سری و بغاوت کے خیالات و حرکات کی سخت ممانعت آئی ہے اور وفاداری حکومت کی یہاں تک تاکید ہے کہ اگر ایک اجنبی غلام بھی تم پر حکمران ہو تو اسکی بھی پوری پوری اطاعت لازم ہے۔ بات یہ ہے کہ خیالات فاسدہ کی یہ وبا زیادہ تر انہی لوگوں میں پائی جاتی ہے جو بیدینی و جہالت کے زہریلے جراثیم اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن آہ! سچی شائستگی و دینداری آج دنیا کے پردہ پر آنے میں نمک کی نسبت سے بھی کم ملنی مشکل ہے۔ ہاں اس صفت ہستی پر خدا کے فضل سے۔ اسکے برگزیدہ مسیح کی ایک جماعت ہے جو حقیقی اصول اسلام کے ماتحت امن پسندی۔ وفاشعاری و صلحکاری کو ظاہر و باطن یکساں اپنا فرض سمجھتی ہے مبارک وہ جو اس راستباز کا ساتھ دیں۔ کیونکہ یہی آج دُنیا و دین میں فلاح و رستگاری کی ایک روشن راہ ہے ✦

سبق آموز اعداد

دیگر ممالک اقوام یورپ کے اعداد متعلقہ توخدا جانے

جانے کیسے کچھ تاسف خیز ہونگے۔ صرف ایک دیہاتی ضلع انگلستان میں دو ہزار ایسی نوجوان عورتوں کا پتہ لگا ہے جو کسی کی بیویاں نہیں مگر عنقریب بچوں کی مائیں بننے والی ہیں۔ مدبران برطانیہ اس صورت حال سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور اس اہم معاملہ کی تفتیش کے لئے ایک فوری اثر کمیٹی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے ایسے نتائج جنگ سے منسوب کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنگ سے قبل بھی یورپ ایسے شرمناک واقعات سے پاک نہیں تھا اور ایسی بہت سی تمدنی خرابیوں کی اصل وجہ تہذیب یورپ بلکہ مذہب مسیحی کا تعدد ازدواج سے گریز کرنا ہے۔ حالانکہ انسان کی فطری مصالح و ضروریات بڑے زور سے اسکے جواز کا فتویٰ دیتی ہیں بلکہ ابھی

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

تاریخ عالم پر نظر ڈالنے سے ایسے وجود ملیں گے۔ جن کا نام لینا تک کوئی شخص گوارا نہیں کرتا۔ بدنامی میں وہ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص انہیں عزت سے یاد نہیں کرتا بلکہ وہ ذلت میں ضرب المثل ہو چکے ہیں کوئی عیب نہیں جو ان پر تھوپا نہیں جاتا۔ اور کوئی برائی نہیں جو انکی طرف منسوب نہیں کی جاتی۔ ایسی ہستیوں میں سب سے پہلے جس ہستی کا ہمیں تاریخ پتہ دیتی ہے وہ ابلیس کا وجود ہے جسے دوسرے لفظوں میں شیطان کہتے ہیں یہ دنیا میں بدترین ہستی سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر شخص نام سنتے ہی نفرت سے بھر جاتا ہے۔ اور کوئی شخص گوارا نہیں کر سکتا کہ اسے اس نام سے پکارا جاوے۔ بلکہ جس شخص کی مذمت اور ہتک کرنی منظور ہو اسے اس لقب سے ملقب کیا جاتا ہے مگر غفلت کی یہ حالت ہے کہ باوجود اس قدر نفرت کے پھر لوگ غور نہیں کرتے کہ شیطان کی اس انتہائی ذلت کا سبب کیا ہے؟ اور کیا وجوہات ہیں جن سے وہ ایسا مغضوب و مقہور ہوا۔ اگر لوگ قرآن مجید میں ذرا بھی غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ شیطان کی اس ذلت کا سبب سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ اس نے آدم جیسے راستباز کا مقابلہ کیا اور اس کے حلقۂ اطاعت میں داخل نہ ہوا۔ آدم کی نافرمانی ایسی وبال جان ہوئی کہ آج باوجود ہزاروں برس گذر جانے کے ہر شخص شیطان کو نام تک سے بیزار و متنفر ہے۔ اور وہ لوگ بھی جو حقیقتاً شیطان کے دوست ہیں۔ اور اس کی تحریکوں پر سب کچھ کرنے کو تیار ہیں نام سنتے ہی اس پر لعنت بھیجنے لگتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ راستبازوں کا انکار اور ان کا مقابلہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ نہایت خطرناک کام ہے۔ جس کا نتیجہ انکار کرنے والے کے لئے ہلاکت ہے۔ جیسا کہ شیطان کی تمام ذلت و خواری صرف راستباز آدم کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ پھر آدم سے بعد کے زمانہ پر غور کرو تو حضرت ابراہیم کے زمانہ میں نمرود نامی ایک بادشاہ پاؤ گے جو ایک نہایت زبردست سلطنت کا حاکم ہے اپنی قوم میں سب سے معزز ہے۔ تخت حکومت اس کے قبضہ میں ہے۔ لاکھوں کروڑوں آدمی اس کی ماتحتی اور غلامی پر فخر کرتے ہیں مگر باوجود ایسی عزت اور جاہ و حشم کے جب وہ راستباز ابراہیم سے برسر پیکار ہوتا ہے تو اس کا نام بھی باقی نہیں رہتا وہی نمرود ہے۔ جس پر آج بچہ بچہ لعنت بھیجتا ہے۔ اور اس کا نام ایک گالی بن گیا ہے یا تو وہ زمانہ تھا کہ نمرود ایک معزز لقب اور شاہی خطاب تھا یا یہ حالت کہ آج اگر ایک ادنے انسان کو بھی نمرود کہو تو مرنے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ یہ تغیر کیوں ہوا؟ صرف ابراہیم کی مخالفت اور انکار سے اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ راستبازوں کی مخالفت نہایت خطرناک بات ہے پھر موسیٰ کے زمانہ پر نظر ڈالو تو ایک مصر میں فرعون سا معزز بادشاہ تخت حکومت پر متمکن پاؤ گے جو الیس لی ملک مصر و ھذہ الانہار کا دعوے دار ہے۔ لاکھوں کروڑوں گردنوں کا مالک ہے بڑے بڑے ذی وجاہت دربار میں ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہیں کوئی نعمت نہیں جو اسے حاصل نہ ہو اور کوئی عزت نہیں جو اس کے حصہ میں نہ آئی ہو مگر راستباز موسیٰ کی مخالفت کرنا تھا کہ سب کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ وہی بادشاہ جو کبھی اپنے پر ہیبت دربار میں بڑی تمکنت سے تخت حکومت پر ہزاروں جان نثار خادموں کے حلقہ میں بیٹھا ہوا نظر آتا ہے ایک وقت آیا کہ دریائے قلزم کی خوفناک لہروں میں بے یار و مددگار بڑی ذلت و خواری سے جان دیتے ہوئے پایا جاتا ہے۔ یہ انقلاب کیوں ہوا؟ صرف ایک راستباز کی مخالفت سے۔ پھر اور دوسرے آؤ تو ملک شام میں ایک قوم ملیگی جو بڑے فخر سے اپنے تئیں بنی اسرائیل کہتی تھی اور واقعہ میں اس کا فخر بجا تھا۔ کیونکہ وہ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا کی مصداق تھی اور فضلتکم علی العالمین کے مطابق کوئی قوم اس سے لگا نہ کھا سکتی تھی مگر جو نہی مریم کے غریب بیٹے ناصری راستباز کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئی تب ہی سے زوال پذیر ہوتے ہوتے فباؤ بغضب علی غضب کا مصداق ہو گئی اور وہی قوم جو ملکوں کی مالک تھی۔ آج ایک بالشت بھر زمین بھی اس کے قبضہ قدرت اور حیطۂ اقتدار میں نہیں پھر اور دوسرے آؤ تو ایک ریگستانی لق و دق میدان میں مکہ نام ایک بستی پاؤ گے۔ اور جب اس کے اندر داخل ہو گے تو معلوم ہوگا کہ وہ تمام ملک عرب کا مرکز ہے۔ حج کے موقعہ اور دوسرے جلسوں کی تقریب پر تمام عرب کے باشندے وہاں سمٹے چلے آتے ہیں۔ ایسی معزز بستی اور ایسے متبرک مقام میں عمرو بن ہشام نام ایک شخص تمہاری نظروں سے گذریگا جو بلحاظ اپنی حکمت کے ابوالحکم اور بلحاظ اپنی حکومت کے سید الوادی کے لقب سے ملقب تھا۔ سب داناؤں سے بڑھ کر دانا اور ملک کے سب حاکموں سے بہتر حاکم مانا جاتا تھا مگر باوجود ان عزتوں اور حکومتوں کے جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے تو سب حکومتیں برباد اور سب عزتیں ذلت سے بدل جاتی ہیں۔ اور وہی جو کل اپنی حکمت کے سبب ابوالحکم کہلاتا تھا آج ہر کہ و مہ کی زبان پر ابوجہل کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ جو سید الوادی ہونے کی وجہ سے تخت حکومت کا مستحق تھا۔ بدر کے دن منہ کے بل گھسیٹ کر قلیب بدر میں ڈالا گیا۔ اور یہ سب کچھ ایک راستباز نبی کی مخالفت کا نتیجہ تھا اس سے معلوم ہوا کہ راستبازوں کی مخالفت کوئی معمولی بات نہیں بلکہ ان کا انکار اور ان سے دشمنی رکھنا ایک سم قاتل اور زہر ہلاہل ہے قرآن مجید ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے کہ جہاں راستبازوں کی مخالفت کر کے قوموں کی قومیں تباہ ہو گئیں اور ملک کے ملک ویران ہو گئے مگر افسوس کہ مسلمانوں کو محسوس تک نہیں ہوتا کہ قرآن مجید ایسی مثالوں سے کیوں پر ہے؟ وہ نہیں جانتے کہ یہ ان کے لئے عبرت اور تنبیہ کی غرض سے ہے انہیں ڈرایا گیا ہے کہ دیکھو قومیں راستبازوں کا انکار کر کے ہلاک و برباد ہو گئیں۔ کہیں تم بھی اس بلا میں گرفتار نہ ہو جانا قرآن کریم کی اس تاکید اکید کے باوجود پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ چودھویں صدی میں مسلمان آخر اس ہلاکت کے گڑھے میں جا ہی گرے۔ اور انہوں نے بھی ایک راستباز کا انکار کیا اس کی مخالفت کی اس سے دشمنی رکھی وہ ان کا خیرخواہ تھا مگر یہ اسے حقیقۃ اپنا بدخواہ سمجھتے رہے۔ کوئی دقیقہ اس

کی مخالفت کا انہوں نے باقی نہ رکھا۔ حالانکہ روز قرآن مجید میں پڑھتے ہیں کہ راستبازوں کی مخالفت سم قاتل ہے۔ اور آدم سے لیکر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک کے راستبازوں کی کامیابی اور انکے دشمنوں کی ناکامی اور ہلاکت کی مثالیں ونظائر سنتے اور سناتے ہیں مگر کبھی عبرت حاصل نہیں ہوئی اور کبھی غور نہیں کیا کہ ہم جو ایک راستباز کا انکار کر رہے ہیں۔ اور راستباز بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنے وہ وجود باجود جو آدم سے لے کر حضرت سید الثقلین تک تمام نبیوں کا بروز ہے۔ ذرا غور کرنا چاہیئے کہ موسیٰ علیہ السلام کے مسیح کی مخالفت کرکے تو بنی اسرائیل اس ذلت کو پہنچے ہیں۔ اور سید الانبیاء کے مسیح کی مخالفت کوئی نقصان نہ پہونچائے؟ العجب ثم العجب۔ وہ خدا جس نے مسیح موسوی کیواسطے اپنی غیرت دکھائی اور مخالفت کرنے والوں کی عزت وحشمت سب کو تباہ وبرباد کر دیا۔ کیا آج وہ مسیح محمدی کے لئے غیرتمند نہیں ہے؟ اور ضرور ہے کیونکہ وہ خود فرماتا ہے:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ
کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور
حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔"

پھر یہ صرف دعوی ہی نہیں بلکہ واقعات نے بتلا دیا۔ کہ اگر اس کی غیرت ایک طرف جوالا مکھی میں شعلہ زن ہوئی۔ تو دوسری طرف اسی کی غیرت تھی۔ جس نے سان فرانسسکو کو جڑ سے ہلا دیا۔ اور اگر ہمارے ملک میں حیدر آباد کی موسیٰ ندی کو اس غیور کی غیرت جوش میں لائی۔ تو اس کی غیرت نے "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" کا نظارہ دکھلا کر سارے جزائر بحر شمالی کو تہ وبالا کر دیا پھر اگر اس کے مامور کی تائید میں اس ملک میں کئی زبردست نشان ظاہر ہوئے۔ تو غیر ممالک میں بھی اسی کی تصدیق کے لئے نشان پر نشان ظہور پذیر ہوا۔ اور تزلزل در ایوان کسریٰ نے اگر ایشیا پر حجت پوری کی، تو روس بھی خالی نہیں رہے۔ انہوں نے سلطان عبد الحمید کی گورنمنٹ کے شہزادہ کے وقت ... کی غداری کا اچھی طرح شاہد کرایا۔ پنجاب میں طاعون کی قبل از وقت پیشگوئی سے ... پوری ہوئی تو بنگالہ بھی اس سے خالی

نہیں ہے۔ کیونکہ دہلی میں شہنشاہ جارج کی زبان فیض ترجمان سے مسیح موعود کی صداقت تقسیم بنگالہ کی منسوخی کی صورت میں انہیں ملزم کر رہی ہے۔ اسی طرح اگر پرانی دنیا اس راستباز کے نشانوں سے محو حیرت ہے تو نئی دنیا بھی کچھ کم انگشت بدنداں نہیں۔ کیونکہ امریکہ کے مصنوعی ایلیاس کی تباہی کی بے نظیر پیشگوئی کا پورا ہونا ممالک متحدہ کے لئے کوئی کم حیرت انگیز امر نہیں ہے۔ غرض کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں خدا نے اپنے راستباز بندے کی خاطر نشان پر نشان قائم نکیا ہو۔ اور کوئی ملک باقی نہیں جسمیں تجلیات الٰہیہ نے مسیح موعود کی صداقت کو اظہر من الشمس کر دکھایا ہو مگر ہائے افسوس! یا حسرةً علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن۔ یعنے کوئی مرسل ربانی دنیا میں نہیں آیا جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ اور شریروں نے اسے ہنسی میں نہیں اڑایا سو ہمارے آقا سے بھی یہی سلوک کیا گیا وہ دنیا کا منجی تمہاری نجات کے لئے آیا مگر تم نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ وہ دارو شفا لیکر تم میں مبعوث ہوا مگر تم اس کے آب حیات کو ہمیشہ سم قاتل ہی سمجھا کئے۔ اور گو تم نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا مگر خدا کا مامور اپنے مشن میں ناکام نہیں گیا بلکہ خدا نے اسے کامیاب کامگار اور مظفر ومنصور بنایا۔ لاکھوں سعید روحیں اس سے مستفید اور اس کی تعلیم پر چل کر نجات ابدی کی مستحق ہوئیں۔ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ وہ آیا بھی اور بامراد چلا بھی گیا مگر تمہارے کان پر جوں بھی نہ چلی۔ اور گو اب وہ تم میں نہیں مگر اب بھی موقعہ ہے باب توبہ وا ہے۔ خدارا اپنے بغض وکین کو ایک طرف رکھ کر ٹھنڈے دل سے اپنے حال پر غور کرو۔ زمانہ کی حالت کو دیکھو۔ اپنی پستی اور دن بدن تنزل پر نظر کرو۔ قوم کا حال دیکھو۔ ملک کی حالت کا مشاہدہ کرو۔ اپنی ظاہری شوکت اور باطنی جذبے کا اندازہ کرو پھر اپنے اسلاف کی حالت پر ایک غائر نظر ڈالو اور دل میں خدا کا خوف رکھتے ہوئے کہو کہ کیا تمہیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ تم اور تأمل سے میرے سوال کے جواب میں پکار اٹھو گے کہ ہاں ہاں ہمیں ایک مسیح کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک ناخدا چاہیئے۔ جو ہماری بے طرح گھری ہوئی کشتی کو بھنور سے نکالے۔ میں تمہاری اس پکار کا یہی جواب دونگا کہ کشتی والو!

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس وقمر بھی بتا چکا
بتیس سال اب تو صدی سے گذر گئے
تمہیں سے اے سوچنے والے کدھر گئے

دیکھو سورج نے اس کے لئے گواہی دی۔ چاند اس کا شاہد بنا زمین وآسمان نے اس کی تائید کی۔ قرآن اس کا مصدق ہے حدیثیں اس کی مؤید ہیں زمانہ ضرورت پکار رہا ہے۔ پھر بتاؤ اتنی گواہیوں کے ہوتے تمہیں ماننے میں کیا عذر ہے؟ آؤ اس کے دامن تلے آجاؤ۔ کیوں اپنی دنیا برباد اور عاقبت خراب کر رہے ہو؟ بھلا بتاؤ کس قوم نے راستبازوں کا انکار کرکے کچھ حاصل کیا جو تم ایک راستباز کی مخالفت کرکے دین ودنیا میں آرام پاؤ گے۔ آؤ اس کے قدسی جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ اور اپنی پچھلی غفلتوں پر پشیمانی کے آنسو بہاؤ کہ وہ کہہ گیا ہے۔

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشم

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

تبلیغ احمدیت انگلستان میں

خلاصہ خط چودہری فتح محمد صاحب ایم اے از لنڈن مورخہ ۲۰ مئی

فی الحال زیادہ تر خط وکتابت کے ذریعہ تبلیغ کا کام ہو رہا ہے ایک پونڈ ہفتہوار پر ایک کلرک ہاتھ بٹانے کے واسطے رکھ لیا گیا ہے ووکنگ میں ایک لڑکی احمدی ہونے کو تیار ہے۔ شاید عنقریب اس کا خط حضور کی خدمت میں پہنچے۔ ہریون سے ۲۲ جولائی تک برمنگھم اور اس کے نواح میں میرے لیکچر ہونگے۔ حضور کامیابی اور نیک ثمرات کے لئے دعا فرماویں۔ دیگر احمدی احباب سے بھی یہی گذارش ہے مسٹر ... (Smith ...) میں مسز کرسفورڈ پہلے خفیہ طور پر مسلمان تھی۔ خاوند کے بے خبر تھا مگر وہاں جانے اور لیکچر دینے سے بفضلہ تعالیٰ اس نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا بلکہ تبلیغ بھی شروع کر دی ہے جس کے سبب سے لوگ اسکی مخالفت کرنے لگے ہیں اسکے واسطے بھی حضور دعا فرماویں۔ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

فرمودہ مولانا مولوی قاضی سید امیر حسین صاحب

۱۱ - جون ۱۹۱۵ء

اللہ تبارک و تعالیٰ کی عادت ہے۔ اور قدیم سے رب العالمین کا قانون ہے کہ جب عام مخلوقات خراب ہو جاتی ہے اور خدا پرست اور خدا شناس لوگ بہت کم ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان کا عام لوگوں پر غلبہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کوئی اپنا بندہ بھیجدیتا ہے جو مخلوق کو ہدایت دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف راہ نمائی کرتا ہو ہر زمانہ میں یہی سنت اور عادت اللہ تعالیٰ کی جاری رہی۔ جس دن سے مخلوق پیدا ہوئی ہے اسی دن سے یہ طریق جاری ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں تشریف لائے۔ اس زمانہ میں مخلوق کی حالت نہایت ردی ہو گئی۔ اور حد سے بڑھ گئی تھی۔ حتٰے کہ ماں بہن اور بیوی میں کوئی تمیز نہ کی جاتی تھی جو کام بیوی سے لیا جاتا ہے وہی ماں بہن سے لیا جاتا تھا۔ شراب اس طرح پیتے تھے جس طرح انسان پانی اور شربت پیا کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مخلوق کی راہ نمائی کی اور ہدایت دی۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ جس دن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا ہے اس دن مکہ میں کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ وہ کعبہ جسکی طرف آج تمام دنیا کے مسلمان رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے اندر کا یہ حال تھا کہ ہر روز ایک نئے بت کی پوجا کی جاتی تھی۔ آج اور کل اور کی پرسوں اور کی۔ جس قدر گمراہی تھی اس کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دور کر دیا۔ اور آپکے ذریعہ مخلوق کو ہدایت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واللہ انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتھا۔ انبیاء اور اللہ کے مقرب بندے ہمیشہ سے مخلوق کی راہ نمائی کے لئے آتے رہے ہیں یہ کوئی نرالی بات نہیں ہے اللہ نازل کرتا ہے آسمان سے بارش۔ پس آباد کرتا ہے اس کے ساتھ زمین کو پیچھے ویران ہونے اس کے۔ آج کل تم دیکھتے ہو۔ زمین کی کیا حالت ہے۔ کیسی گرد اور غبار اڑ رہی ہے۔ اسی طرح جس وقت کمال مدت تک بارش کی کمی ہو جاتی ہے تو زمین مردہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت کوئی کھیتی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کوئی میوہ کھل سکتے ہیں۔ ایسے وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ بارش نازل کرتا ہے۔ اس کے ذریعہ مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ ذرا خیال تو کرو۔ جس طرح یہ سامان اللہ نے تمہاری آسودگی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ اور ان سے انسانی زندگی اور انسانی بدن کی پرورش ہوتی ہے۔ چارپائے زندگی حاصل کرتے ہیں۔ خوراک کھاتے ہیں۔ بعض پھول اور میوے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح جس وقت انسان کی روح کفر، شرک اور بدمعاشی کی وجہ سے مر جاتی ہے تو اللہ اس کے لئے بھی ایک بارش نازل کرتا ہے۔ یہ بارش اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اور جس طرح زمین کو مردہ ہونے کے بعد آباد کیا جاتا ہے اسی طرح انسانی روح کو بھی مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا جاتا ہے۔ اور وہ روح خدا شناس ہو جاتی ہے۔ یہی خدا تعالیٰ کا ہمیشہ سے طریق اور قاعدہ ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت اور آپکے زمانہ میں جو گمراہی اور تباہی تھی وہ ہمنے دیکھی نہیں سنی ہے۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت درجہ کی گمراہی پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن ہمارے سامنے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیجا۔ اسکو ہمنے دیکھا ہے اور اس کے زمانہ کی حالت کو بھی دیکھا ہے۔ آپکے ملنے کے پہلے کے ہم اپنے دلوں کو خوب جانتے ہیں کہ کیا تھے ہم ظاہر میں مسلمان تھے مگر اصل میں کافر تھے۔ پڑھاتے قرآن اور حدیث تھے مگر دل میں یہ خیال ہوتا تھا کہ ٹکے مل جائیں لیکن اس اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان بندے کے ذریعہ ایمان نصیب ہوا کہ ہمنے دل میں یقین کر لیا کہ واقعہ میں ہم پہلے کافر تھے اور اب ہی مسلمان ہوئے اور ایمان لائے ہیں جس طرح حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے کافر تھے اسی طرح ہم تھے۔ حضرت صاحب کے آنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ایمان نصیب کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے۔

حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز چھوٹی مسجد کی چھت پر مغرب کے بعد ترکی سفیر کے سامنے تقریر فرما رہے تھے۔ میں شہ نشین سے نیچے بیٹھا ہوا تھا اس وقت آپ کی تقریر کو سنکر مجھے جوش آیا کہ میں آپ کی کوئی خدمت کروں۔ لیکن خدمت کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ ایک آدمی حضرت صاحب کو پنکھا جھل رہا تھا۔ میں نے اس سے پنکھا لے لیا اور جھلنے لگا۔ ابھی ایک دو دفعہ ہی ہلایا ہوگا کہ آپ کی نگاہ مجھ پر پڑ گئی۔ آپنے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اور پنکھا اسی شخص نے لے لیا۔ چونکہ آپ کی تقریر میں نہایت جوش تھا اسلئے مجھے جوش آیا۔ اور میں آپ کا پہلا فرمانا بھول گیا اٹھ کر پھر پنکھا جھلنے لگا۔ لیکن پھر آپنے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آپ کا یہ کام نہیں میں لاچار ہو کر بیٹھ گیا۔ میرا تو دل چاہتا تھا کہ میں آپ کی کوئی خدمت کروں اور اعلٰے درجہ کی خدمت کروں۔ لیکن مجھ جیسا نالائق آدمی کیا خدمت کر سکتا تھا۔ تاہم اگر کوئی ایسا موقعہ ہوتا کہ میں مرزا کے لئے جان قربان کرتا تو مجھے اس میں کچھ دریغ نہ ہوتا۔ اور میں اسے اپنی عین سعادت سمجھتا۔

ان فی ذٰلک لاٰیۃ لقوم یسمعون۔ البتہ اس میں نشان ہے۔ سننے والی قوم کے لئے۔ بارش کا نازل ہونا ایک بہت بڑا نشان ہے اس زمانہ میں تمام روئے زمین پر تباہی آ گئی تھی۔ علماء کا تو یہ حال تھا جو میں نے مختصراً بیان کیا ہے میں بھی ان علماء میں سے ایک عالم تھا۔ تمام دنیا میں جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے اس قسم کا کوئی عالم نہیں دیکھا جو اس زمانہ میں خدا پرست ہو حضرت صاحب کے دعوے سے پیشتر ایسے علماء تھے۔ لیکن جب آپنے دعوے کیا ہے پھر کوئی ایسا نظر نہیں آیا۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف بلائے اور خدا تعالیٰ کے لئے کارروائی کرے مگر وہی جو آپ کا تابع ہو گیا۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبناً خالصاً سائغاً للشاربین۔ اور واسطے تمہارے جانوروں میں عبرت ہے وہ پلاتے ہیں تمکو جو کچھ کہ انکے پیٹوں میں ہے درمیان گوبر اور خون کے دودھ خالص جو خوشگوار ہے پینے والوں کے لئے۔

اللہ تبارک و تعالےٰ ایک اور نظارہ پیش کرتا ہے رات دن

تمہارے سامنے یہ نظارہ ہے کہ جانوروں کو تم کھلاتے ہو۔ یہی گھاس اور بھس۔ لیکن جانتے ہو ان کے اندر سے نکلتا کیا ہے جس سے صبح شام برتن بھر لیتے ہو وہ کہاں سے آجاتا ہے۔ کھلاتے تو تم گھاس بھس۔ اور زیادہ سے زیادہ کچھ دانہ ہو۔ مگر اس کھلائے ہوئے میں سے دودھ کیسی عجیب چیز نکلتی ہے۔ گوبر الگ ہو جاتا ہے خون الگ ہو جاتا ہے۔ اور دودھ تمہارے لئے الگ ہو کر باہر آ جاتا ہے فرمایا جس طرح بھس گھاس اور دانہ کے اندر دودھ کی حیثیت بھی ہے۔ اور گوبر اور خون کی بھی۔ اور یہ سب چیزیں خلط ملط ہوئی ہوئی ہیں۔ جب تک الٰہی کل یعنی چارپاؤں کے اندر نہیں آتیں۔ اس وقت تک کسی کی طاقت نہیں کہ دودھ کو الگ۔ گوبر کو الگ اور خون کو الگ کر دے اسی طرح نبی کے آنے سے پیشتر انسان آپس میں خلط ملط ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل دونوں باہم شیر و شکر تھے آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے۔ رشتے ناطے لیتے دیتے تھے۔ دعوتیں کرتے۔ مجلسوں میں جمع ہوتے تھے۔ لیکن جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپکے ذریعہ دودھ الگ ہو گیا اور گوبر الگ۔ پہلے حضرت ابابکر صدیق رض اور ابوجہل میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ لیکن جب کسی کو آپ کی صحبت اور مجلس نصیب ہوئی۔ اور آپ کی ہدایت اس نے قبول کی اس کی اور ہی حالت ہو گئی۔ اور جس نے نہ کی اس کی اور ہی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ الٰہی بندے جس وقت آتے ہیں اس وقت یہی حال ہوتا ہے و من ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا و رزقا حسنا۔ اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے تم بناتے ہو۔ طرح طرح کی مٹھائی اور رزق اچھے۔ بے شک اس میں نشانی ہے۔ عقلمند قوم کے لئے۔ جس طرح ہمارے ملک کے اندر گنے سے ہر قسم کی مٹھائی یعنی گڑ سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ تک اسی سے بنائی جاتی ہیں۔ اسی طرح عرب میں کھجور اور انگور سے ہر قسم کی مٹھائیاں بنتی ہیں۔ وہاں گنا نہیں ہوتا۔ فرمایا دیکھو تو سہی انسان کیا کمال حاصل کر سکتا ہے۔ گنے میں تھوڑا سا تغیر آیا تو گڑ بن گیا۔ پھر گڑ سے ترقی کر کے کھانڈ مصری اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کی مٹھائیاں بن جاتی ہیں۔ اسی طرح انسان بھی

جوں جوں پاکیزگی اور طہارت میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا جاتا ہے توں توں اس کے نام بھی بدلتے رہتے ہیں۔ پہلے انسان اتباع سے مومن اور مسلمان کہلاتا ہے پھر ترقی کرتے کرتے اولیاء اور متقیوں میں شامل ہو جاتا ہے آخری درجہ کی ترقی یہ ہے کہ جب کامل اتباع کی وجہ سے اپنی تمام خواہشات نفسانی سے بالکل بری اور منزہ ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کو نبی اور رسول کا خطاب ملتا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال ہمیشہ رہتا تھا کہ کوئی دن ایسا آئے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ابابکر سے کسی نیکی میں بڑھ جاؤں ایک دن ایسا آیا کہ کوئی ضرورت پیش آئی تو حضور نے حکم دیا کہ صدقہ کرو میں بھی گھر گیا۔ اور ابابکر بھی گئے۔ میں نے کہا آج بڑھنے کا موقعہ ہے۔ گھر سے ایک روپوں کی تھیلی لایا۔ اور آپکے سامنے رکھ دی۔ حضرت ابابکرؓ اپنے کرتے کی جیبوں میں کچھ جو لایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پتہ تھا کہ عمرؓ کے دل میں یہ خیال ہے۔ آپنے فرمایا عمر تم کیا لائے ہو۔ اور کیا گھر رکھ آئے ہو۔ میں نے کہا کہ حضور پانچسو لایا ہوں اور پانچسو گھر رکھ آیا ہوں۔ آپنے حضرت ابابکرؓ سے دریافت فرمایا تم کیا لائے ہو اور کیا گھر رکھ آئے ہو انہوں نے کہا حضور جو کچھ گھر میں تھا لے آیا ہوں۔ اور باقی اللہ اور رسول کا نام گھر رکھ آیا ہوں۔ آپنے فرمایا یہی تم دونوں کے مدارج میں فرق ہے تو انسان جس قدر خدا اور رسول کی اتباع کرتا ہے اسی قدر رتبہ اور درجہ میں زیادہ بلند ہوتا ہے

واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون۔ اور وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف کہ بناؤ پہاڑوں اور درختوں اور چھتوں میں گھر۔

شہد کی مکھیوں کا اللہ تبارک و تعالیٰ ذکر کرتا ہے کہ ہم نے اس کو حکم دیا کہ پہاڑوں اور مختلف قسم کے درختوں اور چھتوں میں رہا کر۔ ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا۔ پھر یہ حکم دیا کہ ہر قسم کے میووں سے جو دنیا میں ہوتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے میوے کھا کر اس کی نافرمانی نہ کرنا۔ بلکہ چلیو اپنے رب کے رستہ میں تابعدار ہو کر جب تو ایسا کرے گی تو یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ

نکلیگا۔ اس کے پیٹوں میں سے ایک شربت جس کے مختلف رنگ ہونگے کوئی سفید کوئی سیاہ کوئی سرخ وغیرہ۔ جیوں میں میں نے ایک شہد دیکھا تھا۔ خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص لایا جو کونین کی طرح کڑوا تھا۔ فیہ شفاء للناس۔ تمام مخلوق الٰہی میں سے اعلیٰ درجہ کی مخلوق انسان ہے اللہ تعالیٰ مکھی کو فرماتا ہے کہ تیرے شربت کی ایسی قدر ہوگی کہ ہماری جو اعلےٰ درجہ کی مخلوق ہے وہ اس سے صحت پائے گی۔ ان فی ذالک لآیۃ لقوم یتفکرون۔ اس میں نشان ہو ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں *

غور کرو ایک مکھی خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتی ہے تو اسکو اتنا بڑا انعام ملتا ہے کہ اس کے اندر سے ایسا شربت نکلتا ہے جو تمام دنیا سے اعلےٰ درجہ کی مخلوق ہے یعنی انسان اس سے صحت پاتا ہے۔ لیکن اگر انسان فرمانبرداری کرے۔ اور اللہ کے حقوق کو پورے طور پر ادا کرے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اور اس پر کس قدر انعام اور اکرام ہونگے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو تمام لوگوں سے پیچھے جنت میں جائیگا اور جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلیگا۔ اس کو میں جانتا ہوں اس کو خدا تعالیٰ دوزخ کے دروازہ کے قریب بٹھائے گا وہ کہے گا۔ مجھ کو آگ نے جھلس دیا ہے۔ مجھے اس سے ذرا پرے ہو جانے کی اجازت دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اس کے سوا اور تو کچھ نہیں مانگیگا وہ کہیگا نہیں۔ اس پر اسے پرے ہو جانے کی اجازت دیجائیگی۔ اور وہ جنت کے دروازے پر بیٹھ جائے گا۔ اسجگہ تھوڑی دیر تو صبر کر کے بیٹھا رہیگا لیکن جب وہ جنت کی بہار اور خوشبو محسوس کریگا۔ تو پھر کہے گا کہ مجھے تھوڑی سی اس کے اندر جانے کی اجازت دیجائے۔ اسپر کچھ گفتگو ہوگی پھر حکم ہوگا کہ اچھا چلا جا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس شخص کو جنت میں خدا تعالیٰ اتنی جگہ دیگا جو کہ یہ دنیا اور اس سے دس گنا اور زیادہ ہوگی۔ پس جب ایسے انسان کو اسقدر ملیگا۔ تو جو اعلےٰ درجہ کے ہونگے۔ ان کے انعامات کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ انکے مدارج کا تو کچھ حساب ہی نہیں ہے

نوشتہ غلام نبی (بلانوی)

[illegible] يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

[illegible] کا دن دیکھنا | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرہ [illegible]

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام [illegible] اور باقی تمام خط و کتابت بنام [illegible] قادیان ضلع گورداسپور

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی [illegible])

جلد ۲ | ۲۱ جون سنہ ۱۹۱۵ء | دوشنبہ | مطابق ۷ شعبان سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۵۷

مدینۃ المسیح علیہ السلام

تعمیل احکام الٰہی محتاج اجازت نہیں ایک مخلص دوست کا عریضہ حضرت اولوالعزم ایدہ اللہ کی خدمت میں بطلب اجازت دعا پہنچا تھا حضور نے جواب لکھا یا کہ دعا کرنا ارشاد ربانی کی تعمیل ہے اس میں اجازت کی کچھ حاجت نہیں دعا جسقدر زیادہ کی جائے موجب ثواب ہے۔

ایک متلاشی حق ایک تعلیم یافتہ نوجوان جو پہلے مسلمان تھے۔ بعد ازاں ایک عرصہ تک عیسائی رہے۔ اور اب پھر کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ چند روز سے یہاں مقیم ہیں۔ نماز مغرب کے بعد سے قریباً عشا کے وقت حضرت صاحب اپنے شکوک و شبہات رفع کرتے رہتے ہیں۔ انکی بعض باتوں سے پایا جاتا ہے کہ ابھی کچھ مذبذب ہیں۔ حضرت بڑی توجہ اور شفقت سے ان کے سوالات کے تسلی بخش جواب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معرفت حق کی توفیق دے +

اخبار احمدیہ

صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے مبلغ احمدیت Port Louis میں بخیریت پہنچے کی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں +

تخت محل ریاست بہاولپور کے سٹیشن ماسٹر برادرم الٰہی بخش صاحب کا لڑکا عبداللہ سخت بیمار ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ کریم فضل فرمائے۔ برادرم موصوف لکھتے ہیں کہ یہ بچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار ہے۔ حضور کی دعاؤں سے اللہ کریم نے عطا فرمایا تھا۔ خداوند تعالیٰ اس عزیز کو شفا دے +

سنور (ریاست پٹیالہ) کے منشی قدرت اللہ صاحب ایک پر جوش احمدی اور تبلیغ حق کی تڑپ رکھنے والوں میں سے ہیں۔ آپ نے چند ماہ میں تیئیس اشخاص کی بیعت کروائی ہے اور دن رات اسی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

سونی پت سے ماسٹر نور الٰہی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے ایام تعطیلات موسم گرما میں چند ایک قصبات اور شہروں میں تبلیغ کرنیکی اجازت طلب کرتے ہیں جس سے آپکی ہمت اور جوش و اخلاص کا پتہ لگتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا حامی اور مددگار ہو +

جھانسی سے سید محمد شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرا حقیقی بھائی سید حسین شاہ کا نام لڑائی پر جانے والوں میں لکھا گیا ہے۔ اس کے لئے دعا کی جائے ؛

لالہ موسیٰ سے اخویم محمد عبداللہ صاحب ایک شخص میاں رحم [illegible] کا یہ خواب حضرت امیر المومنین کی خدمت میں تحریر کرتے ہیں کہ عبداللہ مدرس مدرسہ ما بعرا [illegible] اور چند اشخاص ساتھ ہیں۔ انہیں سے ایک شخص نے کچھ عربی پڑھنی شروع کی۔ تو سخت تنگ [illegible] پاؤں پاؤں کے گولے بیچ میں سے چیرے ہوئے [illegible] شروع ہوگئے۔ [illegible] نے عربی پڑھنے والے سے دریافت کیا [illegible]

اس نے کہا کہ یہ موتی بھی بہت سے سانپ ہر ایک رنگ کے چھوٹے بڑے [illegible] وار بکثرت آسمان سے آئے اور دل کا دل سامنے سے [illegible] ہوئے گذرے ہیں خوف میں آ کر اس نے پڑھنے والے کے [illegible] ہو گیا۔ اور دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ یہ سورۂ فاتحہ کے خواص ہیں۔ اسکی تعبیر میں حضور نے لکھوایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بتایا ہے۔ کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام اپنے اندر دو پہلو رکھتے ہیں یعنی ماننے والوں کے لئے بشارت اور نہ ماننے والوں کے لئے عذاب کا موجب ہوتے ہیں۔ یہی دونوں پہلو اس خواب میں سورۂ فاتحہ کے خواص کے رنگ میں دکھلائے گئے۔ موتیوں سے مراد قرآنی بشارت ہیں ✚

بیونیاں ضلع لاہور سے برادرم مکرم عبد اللہ خان صاحب اپنے والد صاحب کی بیماری کی اطلاع دیکر دعا کے ملتجی ہیں۔ نیز اپنے متعلقین کے لئے دعا کراتے ہیں۔ ان کے لئے دعا کیجائے خدا تعالیٰ انکی مشکلات کو آسان کرے۔ اور وہ تفکرات جن سے انکی طبیعت مضمحل رہتی ہے۔ اپنے فضل سے دور کر دے۔ برادر موصوف کا زہد اور اتقا نوجوانوں کے لئے قابل رشک ہے۔ اللھم زد فزد۔

مفقود الخبر کی واپسی ۱۷۔ جون کے الفضل میں برسالہ محمد حسن صاحب نے اپنے بہنوئی کی نسبت جو خبر شائع کرائی تھی اسکی نسبت اب لکھتے ہیں کہ وہ ایران سے واپس آ گیا اور بیعت کی درخواست کرتا ہے ✚

ایک شخص نے لکھا تھا کہ میں حال ہی میں احمدی ہوا ہوں مگر میری دو لڑکیوں کی نسبت اس سے پہلے غیر احمدی اقربا میں ہو چکی تھی اب حضور کا کیا حکم ہے؟ حضرت صاحب نے جواب میں لکھوایا کہ غیر احمدی کو بیٹی دینا ہرگز جائز نہیں۔ وہ وعدہ باطل ہو گیا کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں ہے ✚

جماعت زیرہ کے امام مسجد مولوی الٰہی بخش صاحب نے ۱۳ جون کو ملوٹ ضلع فیروزپور میں حضرت مسیح موعود کے متعلق [illegible] تقریر کی جس سے لوگ بفضلہ متاثر ہوئے۔ بلکہ جھنڈے خان نام ایک صاحب نے بھری مجلس میں اعلان کیا کہ مجھے پہلے مرزا صاحب کے [illegible] دعوی میں تردد تھا مگر اب ایمان لاتا ہوں اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو بھی خلیفہ برحق سمجھتا ہوں چنانچہ انھوں نے بذریعہ خط بیعت کر لی خدا استقامت دے ✚

رتھاریاں ضلع گجرات میں میاں محمد الدین صاحب احمدی [illegible]

خبریں

جنگ

گلیشیا میں جرمنوں کی پیشقدمی روکی گئی۔ ان کا بڑا نقصان ہوا۔ اور اسلحہ حاصل۔ ان میدان کے معرکوں نے غنیم کو بہت کمزور کر دیا ہے ✚

برسلز میں ہوائی جہازوں کے شیڈ پر غنیم نے سخت گولہ باری کی۔ جسکے لوگ گھبرا کر باہر نکل آئے۔ برٹش ہوائی جہاز پہلے تو ارد گرد چکر کاٹتے رہے۔ مگر جب جرمن اپنے ہوائی جہاز کو ایک جگہ سے نکالکر دوسری جگہ لیجانا چاہتے تھے۔ ادھر کے جہاز والوں نے نشانہ لگایا اور تین بم پھینکے جو خوفناک طور پر پھٹے۔ پھر ایک دھماکا ہوا اور زیپلین اڑ گیا۔ اہل برسلز کو اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ وہ نعرہ ہائے شادمانی بلند کرتے تھے۔ اسپر دشمن آپے سے باہر ہو گیا اور لوگوں پر رسالہ کا حملہ کر دیا ✚

روس کا سرکاری بیان ہے کہ جنگ انتہائی شدت کو پہنچ گئی ہے جرمنوں نے اسوقت تک آغاز جنگ کی نسبت دوگنی فوج کر دی ہے اور انکی پیدل جمعیت میں بھی شدید مزید اضافہ ہوا ہے۔ دول متحدہ کے حملوں نے غنیم کو مجبور کر دیا ہے کہ دونوں میدانوں میں اندازۂ ظاہری سے بہت زیادہ سپاہ موجود رکھے۔

پیٹروگراڈ کے پیغامات برقی مورخہ ۱۴ جون میں یہ بھی ذکر ہے کہ اتحادی افواج کی روز افزوں طاقت اور انکے زبردست اتفاق و یکجہتی سے روسیوں کی حالت امید افزا معلوم ہوتی ہے ✚

افواج غنیم روسی علاقہ میں اب اپنا میدان کارزار بسرعت تبدیل کرنیکی کوشش کر رہی ہیں۔ پیٹروگراڈ کے ایک اعلان سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ شاول کے شمال میں شدید لڑائی جاری ہے اور ڈنیچولا کے بائیں کنارے وغیرہ بعض مقامات پر جرمن زبردست حملے کر رہے ہیں مگر جوابی حملوں میں اکثر شکست کھاتے ہیں چنانچہ حال میں روسی رسالہ نے دشمن کے دستوں پر حملہ کرکے اس کے پانسو آدمی ہلاک اور دو سو قید کیئے ✚

متفرق

چیفکورٹ پنجاب کو ہائیکورٹ بنانے کی تحریک ہوئی ✚

ضلع امرتسر میں ڈاکے کی کچھ واردات [illegible] ہوئیں چند ڈاکو پکڑے بھی جا چکے ہیں۔ باقی کی تلاش [illegible] کے حالات بڑے خوفناک اور سنسنی خیز ہیں ✚

مسٹر محمد علی (ایکا مرینڈ) نے صاحب کمشنر بہادر دہلی کی چٹھیوں میں توجہ دلائی ہے کہ ہم دونوں بھائیوں کے اخراجات نظربندی سرکار دے مگر صاحب ممدوح اس مطالبہ کی منظوری سے انکار کرتے ہیں۔ اب انھوں نے لکھا ہے کہ میری ساری خط و کتابت حضور وائسرائے کو بھیجی جائے اور وہ فیصلہ فرمائیں ✚

پشاور کی تار خبر ہے کہ مردان میں ایک نوجوان سول افسر خانصاحب محمد یوسف خان آئی اے سی خیرآباد کے قریب دریا میں نہاتے ہوئے ڈوب گئے۔ لاش کو دریا بہالے گیا اور ابتک پتہ نہیں ✚

مونسوں (برساتی ہوا) کی نسبت موسمی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ساحل مالابار کی طرف چل پڑی ہے ✚

نیشنل کانگریس کا آئندہ اجلاس بمبئی میں ہونا قرار پایا ہے ✚

دیوبند کا ایک طالب علم امتحان میں ناکام رہنے پر بہت رویا پیٹا اور اگلی صبح بستر پر مردہ پایا گیا۔ نہیں معلوم صدمہ کے مارے دل کی حرکت بند ہو گئی یا کچھ کھا کے مر رہا۔ بہرحال افسوس ہے ✚

لدھیانہ میں چھ ہائی سکول ہیں اور اچھا کام کر رہے ہیں اب بعض کا خیال ہے کہ وہاں کالج بھی قائم ہو جائے۔ گورنمنٹ کی مرضی پر ہے ✚

لڑائی کے زیادہ طول کھینچنے سے تنگ آ کر بمبئی کے مالدار ہندوں کا ارادہ ہے کہ ایک عظیم الشان "شانتی یگیہ" (جلسہ امن) کریں۔ امراء سے اس چندہ میں کم از کم پانسو روپیہ لیا جائے گا ✚

پیدا کیا۔ اور اسی کی جنس سے اسکے زوج کو پیدا کیا۔ آگے فرمایا وبث منھما رجالًا کثیرًا ونساء تو تمہارے نکاح کی یہ غرض بھی ہو۔ کہ تم تقوی اختیار کرو لیکن یہ بھی ہو کہ تم میں سے رجال اور نساء بھی ہوں۔ اور تم سے یہ سلسلہ چلے لیکن یہ سلسلہ بھی تقوے کے نیچے ہو۔ ورنہ کیا کفار کی اولاد نہیں ہوتی۔ یا حیوانوں کی اولاد نہیں ہوتی۔ اور ان سے سلسلہ نہیں چلتا۔ پھر مسلمانوں اور دوسرے لوگوں اور حیوانوں میں فرق ہی کیا ہوا۔ مسلمانوں کا تو یہ کام ہے۔ کہ نکاح تقوی کے ماتحت کریں۔ تاکہ نیک اولاد پیدا ہو۔ اسی بنا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ نکاح کرو۔ اور ضرور کرو چنانچہ فرمایا النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ یعنی نکاح کرنا میری سنت ہے۔ اور جو شخص میری سنت سے اعراض کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ پس اگر کوئی تقوی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ملحوظ خاطر رکھکر نکاح کرے۔ تو بڑے فائدہ اور بڑے ثواب کا مستحق ہوگا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تناکحوا وتوالدوا۔ کہ نکاح کرو۔ اور اولاد بڑھاؤ۔ میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کرونگا۔ اب ان اغراض اور [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقاصد کو مدنظر رکھکر جو نکاح ہوگا وہ بہت ہی بابرکت ہوگا۔ اور بہت اچھی اولاد ہوگی۔ خدا تعالی نے دوسری جگہ فرمایا ہے نساءکم حرث لکم عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں یعنی جسطرح کھیتی بوئی جاتی ہے اور اس سے غلہ کی پیداوار کاشت کرنے والے کی نیت پر ہوتی ہے اگر اچھی پیداوار کے لیے کاشت کرنا چاہتا ہے۔ یعنی یہ کاشت تقوی کے طریق پر ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی تقوے سے یہ کاشت کریگا تو اس کی اولاد [illegible] درجہ کی ہوگی۔ پھر خدا تعالی نے عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کے اور بھی کئی اغراض بیان فرماتے ہیں چنانچہ فرمایا ھن لباس لکم وانتم لباس لھن کہ وہ تمہارے لیے لباس کا فائدہ دیتی ہیں۔ اور تم ان کے لیے لباس کا فائدہ دیتے ہو لباس کا فائدہ بھی خدا تعالی نے خود ہی بتا دیا ہے یعنی یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا۔ کہ لباس سے انسان کی شرمگاہیں ڈھکی جاتی ہیں۔ اسی طرح زن و مرد کے تعلقات کی وجہ سے بہت سی مرد اور عورت کی برائیاں ڈھانپی جاتی ہیں۔ اگر مرد و عورت کا تعلق نہ ہو۔ تو ممکن ہے کہ وہ جذبات اور طبعی تقاضے جو مرد و عورت کو لگے ہوئے ہیں غلط طور پر استعمال

کئے جائیں۔ اور آنکھ زبان کان ہاتھ سے گذر کر انسان کو کبیرہ گناہ کا بھی مرتکب بنا دیں۔ اور جب کوئی بدی ہوگی۔ تو گویا وہ بدی کرنے والا انسان ننگا ہو جائے گا۔ کیونکہ ہر ایک گناہ کے سرزد ہونے سے انسان اسی طرح شرمندہ ہوتا ہے۔ جسطرح کہ ننگا ہونے سے شرمندہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ان بدیوں کو ڈھانپنے کے لیئے عورتوں کو مردوں کا لباس بنایا ہے۔ اور یہ جذبات جو بدیوں کی طرف لے جاتے ہیں صرف مردوں کو ہی نہیں لگے ہوئے بلکہ عورتوں کو بھی لگے ہوئے ہیں۔ اسلیئے جیسے عورتیں تمہارا لباس ہیں تم انکا لباس ہو۔ اسی لیئے یہ فرمایا کہ تساءلون بہ والارحام اسمیں یہ اشارہ ہے کہ جیسے عورت کے حقوق مرد پر ہیں ویسے ہی مرد کے حقوق عورت پر ہیں پس تم آپس میں اللہ کے نام سے اپنے اپنے حقوق مانگ لو۔ اسمیں ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو جذبات سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ ان جذبات کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے تقاضوں کو پورا کرانا چاہتے ہیں کہ ایسا ایسا ہو ایسے وقت میں اگر کوئی انسان جذبات کی تحریک سے اپنے طبعی تقاضوں کو پورا کرنے کی خواہش کرے۔ تو ممکن ہے کہ وہ جائز ہو یا ناجائز تو اس [illegible] نکاح کے لیئے کہا ہے کہ مرد کی فطرت [illegible] کے نیچے جو تقاضے پائے جاتے ہیں۔ وہ انکو عورت [illegible] اور جو عورت کی فطرت میں تقاضے ہیں [illegible]

[illegible] کے موقعہ پر اور آیت بھی پڑھی جاتی ہے جو سورۃ احزاب کی ہے کہ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولًا سدیدًا۔ یعنے ایمان والو تقوے اختیار کرو۔ اور سیدھی بات کہو [illegible] کیونکہ نکاح کے موقعہ پر [illegible] مبالغہ [illegible] اور فریب کو کام میں لاکر اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ کہ تم نکاح کا معاملہ کرو تو [illegible] ہونا چاہیئے جس میں تقوے [illegible] مدنظر ہو۔ تقوے [illegible] دل کی چیز کا نام ہے۔ [illegible] تقوے کا لفظ بیان فرما کر میرا اس طرف اشارہ ہے [illegible] اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible] آیت ہے۔ یاایھا الذین آمنوا [illegible] معاملہ میں پیدا طبیعت کے ساتھ [illegible] اور ایسی طرز عمل اختیار کرو جو بالکل صاف اور سیدھی اور ایسی بات جو حسن معاشرت اور حسن معاملت کے [illegible] نہ ہو اور نہ پیچیدہ۔ جو کہ دینے والی اور شریعت کے

خلاف۔ پھر فرمایا اسکے فوائد یہ ہونگے کہ یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم تمہارے اعمال کو جو تقوی اور زبان کی راستی کے نیچے ہونگے اونکی اصلاح کی جائے گی۔ دنیا میں فساد تقوے کے چھوٹنے اور زبان کی ناراستی کی وجہ سے ہوتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں اس شخص کے بہشت میں جانے کے لئے ضامن ہوتا ہوں جو دو چیزوں کو قابو میں رکھے۔ ایک زبان کو دوسرے وہ جو دونوں رانوں کے درمیان ہے۔ واقعہ میں انسان سے جسقدر شرور سیئات اور جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ ان کا بہت بڑا ذریعہ یہی دو چیزیں ہیں۔ اور اگر اللہ کے فضل سے ان پر قابو پالیا جائے تو انسان کی بہت سی اصلاح ہو جاتی ہے۔ خدا تعالی نے اس دوسری چیز کے لیے تو فرمایا کہ تقوی کرو۔ اور زبان کے لیئے فرمایا کہ قولوا قولًا سدیدًا۔ اس سے تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ آگے فرمایا۔ کہ کس رنگ میں تقوی ہو ممکن ہے لوگ اپنے رسم و رواج پر عمل کرکے ہی کہدیں کہ ہم تقوی کی راہ پر چل رہے ہیں۔ اسلیئے اسکی تشریح فرمادی ومن یطع اللہ ورسولہ یعنی تقوی اور قول سدید وہی ہے۔ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کے نیچے ہو۔ اور قرآن اور سنت کے مطابق ہو ان آیتوں کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک اور آیت بھی پڑھتے تھے۔ جس میں تقوی ہی پر زور دیا گیا ہے۔ وہ آیت یہ ہے یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون اس آیت میں حصول تقوے کا طریق بتایا ہے اور وہ اس طرح پر کہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد یعنے ہر ایک انسان کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لیئے کیا تیار کیا۔ اس سے اعمال کردہ کی جزا و سزا کی طرف توجہ دلا کر ہوشیار کیا ہے۔ کیونکہ نیکی بدی کی جزا و سزا پر ایمان ہونے سے ضرور ہے کہ انسان تقوے کرے اور بدعملیوں سے بچنے کی کوشش کرے دوسرے ان اللہ خبیر بما تعملون یعنے اللہ تعالی تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔ خدا تعالی کی صفت خبیر پر ایمان لانے سے بھی انسان میں تقوی پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب انسان اس بات کا یقین کرلے گا کہ خدا تعالی میری ہر حرکت و سکون سے میرے قول و فعل اور ہر نیت و عمل سے خبردار اور آگاہ ہے تو وہ ضرور بدی سے بچنے کی کوشش کرے گا +

غرض تقوی کا ہونا نہایت ہی ضروری امر ہے اور تقوی کے بغیر سب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ نکاح

۷ جون ۱۹۱۵ء

جو مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بنت الرسول
حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ صاحبہ
کے نکاح پر پڑھا

(جناب مولوی صاحب کی نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا)

آپ نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر فرمایا۔ آج کا دن خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقتوں میں سے ایک عظیم الشان صداقت اور آیات اللہ میں سے ایک آیت[1] اللہ ہے۔ دنیا میں بہتیرے نکاح ہوتے ہیں۔ اور ہوں گے مگر یہ نکاح جس کے پڑھنے کے لیے میں مامور ہوا ہوں کچھ اور ہی شان رکھتا ہے۔ حضرت عزیزہ مکرمہ امۃ الحفیظ کہ جس کے نکاح کا خطبہ پڑھنے کے لیئے میں کھڑا ہوا ہوں۔ حضرت مسیح موعود کے نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے۔ آپ کی پیدائش کے متعلق حضرت صاحب کا الہام ہے "دخت کرام" اور اللہ تعالیٰ کے فضل نے اس دخت کرام کو ایک اور رنگ میں حضرت مبارک احمد کا رنگ بھی دیا ہے۔ کرام۔ کریم کی جمع ہے۔ اور اسکو جمع میں خدا تعالیٰ نے اسلیئے رکھا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک نبی کی حیثیت نہیں رکھتے تھے بلکہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مطابق تمام انبیاء علیہم السلام کی شانوں کے حامل تھے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے الہام "کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی" سے ظاہر ہے چنانچہ اس کی تشریح میں حضرت صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھیرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں **مظہر اتم** ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں" (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲)

اسلیئے دخت کرام کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوئے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تمام انبیاء کا مفہوم صادق آتا ہے اسلیئے گویا عزیزہ امۃ الحفیظ سارے انبیاء کی بیٹی ہیں دوسرے پہلو کے لحاظ سے صاحبزادہ مبارک احمد کے رنگ میں اس طرح سے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے ؎

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں
یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے

حضور نے جب یہ فرمایا صاحبزادہ مبارک احمد اسوقت زندہ تھے اور مبارک احمد کے سمیت پنجتن تھے۔ لیکن جب مبارک احمد فوت ہو گئے تو اب یہ جو پنجتن کا لفظ تھا اگر مبارک احمد کے فوت ہو جانے پر عزیزہ امۃ الحفیظ ہوئی نہ ہوتی۔ تو ایک مخالف کہہ سکتا تھا کہ بتاؤ اب پنجتن کون ہیں۔ سو خدا کے فضل سے پنجتن کے عدد کی صداقت کو بحال رکھنے کے لیئے خدا کی طرف سے عزیزہ مکرمہ کا وجود مبارک احمد کے قائم مقام ظہور میں لایا گیا۔ پس عزیزہ امۃ الحفیظ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صداقت کے نشانوں میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے۔ اسلیئے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس نکاح کو دوسرے نکاحوں پر فضیلت اور خصوصیت حاصل ہے اور ان معنوں میں یہ نکاح ایسا ہے۔ جس کے مقابلہ میں دنیا کا اور کوئی نکاح اس شان اور مرتبہ کا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ نکاح خدا تعالیٰ کے ایک نبی بلکہ عظیم الشان نبی کی صداقتوں میں سے ایک صداقت ہے۔

میں نے جو یہ چند آیات پڑھی ہیں۔ ان کو خطبہ نکاح میں پڑھا جانا مسنون اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سے ثابت ہے۔ ان آیات میں زن و مرد کے تعلقات نکاح کے اغراض اور غایتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ایک مسلم جو نکاح کرتا ہے۔ اور اسلام زن و شوئی کے تعلقات قائم کرنے کی ہدایت دیتا ہے تو کس غرض کے ماتحت ہونے چاہئیں۔ ان آیتوں میں ایک لفظ کا بار بار تکرار آیا ہے۔ اور وہ **تقوےٰ** کا لفظ ہے گویا خدا نے مسلمانوں کے نکاح کی غرض ہی تقویٰ رکھی ہے۔ تقوےٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ یعنی اگر انسان کے راستہ میں کسی قسم کی مشکلات ہوں۔ اور وہ ان سے نکلنا چاہے اور نکلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تقوےٰ کرے۔ اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسکے لیئے وہ سامان پیدا کر دے گا جن کی وجہ سے ان مشکلات سے مخلصی پا جائے گا پھر فرمایا ویرزقہ من حیث لا یحتسب اور اسکو تقوےٰ اختیار کرنے کی وجہ سے بلا حساب اور بلا تکلیف رزق دیا جائے گا گویا اسمیں یہ بتایا کہ اگر ایک ایسا انسان ہو۔ جسکو نکاح کرنے کی ضرورت ہو لیکن نکاح کرنے کے سامان موجود نہ ہوں اور وہ عاجز مفلس اور کنگال ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ تقوےٰ اختیار کرے۔ تقوےٰ سے یہ ہوگا کہ جس قدر مشکلات بھی اسکے راستہ میں روک ہونگی خدا تعالیٰ ان کو دور کر دے گا۔ اور اسکو ان سے نکال دیگا۔ دوسرا زن و شوئی کے تعلقات کے بعد بھی مشکلات بڑھ جاتی۔۔ اور پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً رزق کے متعلق اور ایسا ہی اولاد وغیرہ کے متعلق تو اللہ تعالےٰ اسکے لیئے بھی فرماتا ہے کہ جب تمہارے تعلقات قائم ہونے سے تمہیں یہ مشکلات پیش آئیں گی۔ تو تقویٰ کرنے سے یہ بھی دور ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں رزق دیگا اور اس قدر دیگا جو بغیر حساب کے ہوگا۔ اور بلا محنت ہوگا۔ بشرطیکہ تم متقی ہو جاؤ۔ اس لحاظ سے یہ بات اولاد پر بھی چسپاں ہو سکتی ہے کہ جو نکاح تقویٰ کی غرض سے کیا جائے گا۔ اس سے جو اولاد ہوگی وہ بہت پاکیزہ اور کثرت سے ہوگی۔ اور ایسے رنگ میں ہوگی کہ تمہیں اسکا وہم و گمان بھی نہ ہوگا کہ کس طرح سے ہو گئی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق مشاہدات سے اور نیز تاریخ سے ثابت ہے کہ ان کی اتنی اولاد ہوئی کہ شاید ہی کسی اور نبی کی ہوئی ہوگی۔ اسکا باعث یہی تھا کہ انھوں نے تقویٰ کے لیئے نکاح کیا اور ان کا تقوےٰ بہت بڑا تقویٰ تھا۔ حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں ؎

میں کبھی آدم کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

یعنے ابراہیم علیہ السلام کی طرح میری اولاد بھی بے شمار ہے تو حضرت ابراہیم کی طرز پر جو نکاح ہوتا ہے۔ یعنی تقوےٰ پر جسکی بنا ہوتی ہے اس سے اولاد بے حساب پاکیزہ ہوتی ہے۔ یہ تقوےٰ کے فوائد ہیں ان آیتوں میں انہی فوائد کو کھول کر پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ اے لوگو تم اپنے اس رب کے لیئے تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان

---

[1] حضرت مسیح موعود کا الہام ہے "یوم الاثنین و فتح الحنین" جسکا ترجمہ آپ نے یوں فرمایا کہ دو شنبہ مبارک ہے دو شنبہ اور چونکہ یہ نکاح دوشنبہ کے دن قرار پایا جس سے ایک پیشگوئی پوری ہوئی۔ اسلیئے یہ دن مسیح موعود کی صداقت کے نشانوں میں سے ایک نشان قرار دیا گیا ۱۲

قدرت کے تازیانے

خدا کی باتیں خدا ہی جانے کوئی سمجھے یا نہ سمجھے مگر وہ کسی نہ کسی طرح پوری ہوکے رہتی ہیں۔ لوگ جب خدا ترسی و پرہیزگاری سے بیگانہ اور ارتکاب مناہی میں دلیر ہوکر مذہبا شعار شرافت وانسانیت کو چھوڑ بیٹھتے ہیں تو خدا تعالے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ کہ کسی دوسرے رنگ میں وہ احکام ربانی کی تعمیل پر مجبور ہو جائیں ارض مغرب میں ترک مسکرات۔ کثرت ازدواج کی ضرورت کا احساس خدا فراموشی و اسباب پرستی سے گونہ بیزاری مصائب و مشکلات میں خالق و معبود حقیقی کیطرف رجوع وغیرہا جو جو نیک تحریکیں ملک کے اندر کر رہی ہیں۔ انہیں بجائے خود رہنے دیجئے۔ وہاں یہ سب طلوع شمس کی تیاریاں ہیں۔ جب آفتاب صداقت نصف النہار پر آئے گا۔ زمانہ آپ دیکھے گا۔ ابھی اپنے ملک میں دیکھئے لوگ کس کس طرح صداقتوں اور پاک تعلیمات کی طرف گردنیں پکڑ پکڑ کھلائے جا رہے ہیں۔ اگرچہ افسوس ان کا خیال اپنی شقاوت قلبی و شامت اعمال کے سبب ادھر منتقل نہیں ہوتا کہ یہ سارا ظہور ظہور مہدی کی نہاں در نہاں برکات کا ہے۔ آسمان پر اصلاح خلق کے لیئے ایک شور قیامت برپا ہے۔ کلنگ کی آخری صف لپٹنے والی ہے۔ کار کنان قضا و قدر اہتمام خاص سے تعمیل احکام الٰہی میں سرگرم ہیں۔ دنیا ایک پاک تبدیلی کیلئے تیار کی جا رہی ہے۔ ہندوستان کو جن جن اخلاقی و تمدنی اصلاحات کی ضرورت تھی ان کی پبلک خود پروا نہیں کی تو اب حکومت یکے بعد دیگرے اُن پر زور دے رہی ہے۔ چنانچہ فتنہ و فساد و ارتداد بغی وطغیان کے گندے سمیت جو ملک میں اپنے دیتے انہیں مٹانے کے لیئے قانون تحفظ ہند پچھلے دنوں پاس ہو چکا ہے۔ اب ایک اور خرابی کی جانب حکام کی توجہ مبذول ہوئی ہے۔ جسکے انسداد کا قانون تو پہلے سے موجود تھا۔ مگر اسپر چنداں زور نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ قانون فحش ہے۔ جس کی خلاف ورزی کیکے اخباروں اور مطابع نے پبلک مذاق کو بہت ہی گندہ کر دیا تھا شکر ہے کہ گورنمنٹ نے اس اشد ضرورت کو محسوس کر لیا۔ اور اس کے احکام صادر فرمائے ہیں کہ آئندہ سے اخباروں میں فحش مضامین و اشتہارات وغیرہ ہرگز نہ چھپنے پائیں۔ ورنہ مالک۔ ایڈیٹر۔ منیجر۔ پبلشر وغیرہ سب سے مواخذہ ہوگا جنہیں دین و دانش سے لگاؤ اور فراست و بصیرت سے کچھ بھی بہرہ ہو وہ سمجھتے ہوں گے مگر یہ سب کچھ اسی خدائے اسلام کی بے آواز لاٹھی ہے۔ جو اپنے کلام پاک میں پہلے ہی "ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر والبغی الایہ" اور "لا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن" فرما کے پرہیزگاری و نکوکاری کی اعلیٰ تعلیم اپنے حبیبؐ کی معرفت نازل فرما چکا ہے۔ اگرچہ آہ! کاش حبیب کبریاؐ کے نام لیوا لوگوں میں آج بھی تھوڑے تھا لیسے ہیں جو اس پاک تعلیم پر قائم ہوں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان کی نمازیں خود خدا کی تبلائی ہوئی اصل یعنی تاثیر سے خالی ہوں وہ انہیں متقی نہ بنا سکیں اور انکو اسکے مامور برحق کے معاملہ میں ایمان بالغیب کی توفیق نہ ملے جو بروئے قرآن کریم سب سے پہلی شرط تقویٰ ہے۔ وہ دنیا کی ہزارہا اور باتوں میں تو صبح سے شام تک محض اعتبار و حسن ظن کے اصول پر اپنے کام چلائیں مگر مسیح موعودؑ کا سوال درمیان میں آئے تو اس تعلیم کو بالائے طاق رکھدیں۔ اور انکار و استہزار میں ٹالتے ہیں۔ یا حسرۃ علی العباد +

عذابوں کا نزول بعثت رسول

سلسلہ حقہ کا قدیم مخالف سراج الاخبار جہلم وبائی امراض کی ہولناکی و تباہی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "امسال طاعون نے جو تباہی دکھائی ہے اسکا ذکر دہرانا بھی فضول ہے۔ کیونکہ وہ حالت یاد کرکے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ بہر نوع آفات میں چیچک اور خسرہ کا اضافہ محض خدائی رنجش ہے۔ اسکے لئے عبادت اور پرستش حق ہی کا امر ہم پہلی ہے" نامہ مذکور کو اس امر کا تو ضرور اقرار ہے کہ ان آفات کے حملے صرف خدا کی رنجش "یعنی عذاب الٰہی کے حربے ہیں جسکا علاج وہ علاوہ عبادت پرستش ہی تجویز کرتا ہے۔ لیکن افسوس اسے خدا تعالیٰ کا یہ قول کیوں یاد نہیں آتا کہ جب تک کوئی رسول مبعوث نہ ہولے۔ عذاب الٰہی نہیں آیا کرتا۔ "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" آہ! چودہویں صدی کے نام نہاد مسلمانوں کی حالت اب یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مسیح موعود جیسے عظیم الشان مامور من اللہ کی مخالفت میں خدا و رسولؐ کی اصل باتوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور حقیقت میں ہونا بھی یہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ قرآن مجید حسب فرمودہ نبی کریمؐ آجکل کے رسم پرست مولوی ملاؤں کے حلق سے نیچے تو اترتا نہیں۔ دلوں میں کلام پاک رحمان کا نور ہو تو قبول حق کی توفیق ملے +

اسباب و نتائج کفر میں تعلق و مناسبت

منکرین مہدی آخر زماں (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی حالت ہر پہلو سے عبرت خیز ہے جب دلوں میں کوئی گند اور تاریکی ہوتی ہے۔ تبھی انسان خدا کے فرستادہ کا انکار کرتا ہے۔ اور جب وہ انکار کرتا ہے تو جہاں اسپر کفر کا وبال دوسری مختلف صورتوں میں مسلط ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی کہ بجائے نیکیوں کی توفیق ملنے کے وہ التاثیرات الجنسیہ کے موجب میں دن بدن سخت ہوتا جاتا ہے۔ اباء و استکبار اسکا شعار اور تکذیب و مخالفت حق اسکی طبیعت ثانیہ بنجاتی ہے۔ آیات اللہ کے ساتھ شوخی و شرارت کا مادہ بڑھتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ اُسے کفر کی تاریکی و ضلالت ہلاکت کے گڑھے تک پہنچا کر چھوڑتی ہے۔ بڑے ہی خوف کا مقام ہے۔ اللھم احفظنا منھا غرض کہ کفر و انکار مرسلین کے اسباب اور نتائج میں ایک گہرا تعلق اور باہم مناسبت ہوتی ہے۔ کاش اسلام کے نام لیوا جنہوں نے ابتک خدا کے موعود اور رسولؐ کے مبشر "مہدی آخرین" کے تبعی اعدہ کو نہیں مانا۔ وہ قرآن کریم کو تدبر سے پڑھیں سنت انبیاء پر غور کریں اور اگلے مکذبین کے حالات سے عبرت پکڑیں۔ ورنہ یاد رکھیں اور اپنے مقدس کی زبانی منکروں غافلوں کو انکی عیثم دیکھا ہو کہ "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا" اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کیا کرتا (قولہ) چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قسیں برحق پوری ہوئیں مختلف رنگوں میں ہر حصہ زمین پر ان حملوں کا ایفا ہو رہا ہے

مومن شکر کے موقعے نکال ہی لیتا ہے

اسلام میں شیوۂ شکر از دیاد نعمت کا موجب ذریعہ ہے۔ سچا اور زندہ ایمان جس دل میں ہو ہر رگ و ریشہ جسم میں سمایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ نازک سے نازک حالتوں۔ سخت سے سخت مصائب غرض عسر و یسر ہر حال میں شکر حق کے پہلو نکال لیتے ہیں۔ ہمارا ایک دوست کچھ دنوں کچھ عرصہ ایک گونہ زحمت و پریشانی میں گرفتار رہے اور دنوں کتب سلسلہ کے گرم مطالعہ میں بسر کئے۔ اور اسطرح انکو اقتدار طبع کی بے چینی سے بچکے۔

الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دار الامان ۲۱ جون ۱۹۱۵ء

"انتظروا انا منتظرون"

سورہ انعام کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ کفار مکہ کی نسبت اپنے رسول کریمؐ سے فرماتا ہے کہ کیا یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں یا خود خدا آئے یا بعض آیات الٰہی اور نشانات ان پر ظاہر ہوں تاکہ انہیں صداقت رسول کا یقین ہو۔ اگرچہ بات یہ ہے تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض آیات و نشانات ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ظاہر ہوچکنے پر تو کسی ایسے شخص کو جو پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ اب ایمان لانا فائدہ نہیں دیا کرتا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اے رسول ان سے کہدو کہ اچھا تم انتظار کرتے رہو۔ ہمیں بھی دیکھنے دو (کہ کب تمہارے منہ مانگے اور من مانے نشان ظاہر ہوتے ہیں)

ٹھیک اسی طرح آج جبکہ بروز مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث ہوئے چوتھائی صدی سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا۔ اور جبکہ چودھویں صدی کا جسمیں اس کا ظہور ہونا تھا ایک ثلث قریب الختم ہے ہم کو اس کے منکروں سے جو اپنے آپ کو بڑے فخر سے مسلمان سمجھتے ہیں یہ پوچھنے کا حق حاصل ہے کہ وہ کونسے نشانات ہیں جن کے پورا ہونے پر تم مسیح و مہدیؑ کی اور اس پر ایمان لانے کی ضرورت تسلیم کروگے۔ کیا تمہاری اپنی حالت باواز بلند یہ نہیں کہہ رہی کہ یہ مسلمان سچے مسلمان نہیں ورنہ آج دنیا کے پردہ پر ہر جگہ انکی یہ درگت نہ ہوتی جو دیکھی جاتی ہے۔ اب تو تمہارے اپنے ہی مسلمہ قومی لیڈروں بلکہ دینی پیشواؤں تک نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ مسلماں در گور و مسلمانی در کتاب کی مثل تم پر فی الواقعہ صادق آچکی ہے۔ کیا ضرورت ہے کہ تم پر جو یہ اقبالی ڈگری ہوئی ہے اس کے سارے پترے کھولکر رکھ دئے جائیں؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے تم کو اور ندامت و خجالت ہی حاصل ہوگی۔ پھر کیوں اپنا زیادہ پردہ فاش کراتے ہو۔ خدارا سوچو سمجھو۔ تمام وہ پیشگوئیاں جو اس زمانہ کے لئے عہد عتیق کی کتب مقدسہ یا صحیفوں میں مندرج تھیں ایک ایک کرکے پوری ہوچکی اور ہو رہی ہیں۔ تمام وہ نشانات جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں مذکور تھے۔ ظاہر ہوچکے۔ تم ہی خدا کو حاضر ناظر جان کر ایمان سے کہو کیا ماہ رمضان میں کسوف خسوف نہیں ہوئے کیا بے در پے قحط نہیں پڑے اور حج بند نہیں ہوئے۔ کیا زلزلوں نے کرہ ارض پر جابجا تہاں شور قیامت برپا نہیں کیا۔ کیا طوفان باد و باراں نے ہزاروں بستیوں کو تباہ نہیں کیا۔ اور کیا خوفناک ژالہ باریوں کی شکل میں تم پر قوم لوطؑ والی واردات نہیں گذری۔ کیا سرزمین حجاز میں آگ پانی سے چلنے والی سواری کی ایجاد سے اونٹنیاں معطل نہیں ہوگئیں؟ کیا قومیں قوموں پر اور بادشاہتیں بادشاہتوں پر چڑھائی نہیں کر رہی ہیں؟ کیا طاعون اور دیگر قسم قسم کی وبائی بیماریوں نے بیشمار گھروں کو ویران شمسان نہیں کردیا؟ اور کیا تم خود اس بات کے اقراری نہیں ہو کہ یہ گونا گوں آفات ارضی و سماوی لاریب عذاب الٰہی ہے۔ پھر کیوں تم اس سنت اللہ پر غور نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا پر عذاب کب اور کیوں آیا کرتے ہیں؟ تم تو قرآن کے ماننے والے ہو۔ کیا تم نے اس میں یہ نہیں پڑھا کہ غضب الٰہی ہمیشہ جبھی نازل ہوا کرتا ہے جبکہ خدا کا کوئی مامور و مرسل دنیا میں مبعوث ہوچکا ہو۔ اور دنیا کے غافل اور شریر بندے اس کا انکار اور اس کے ساتھ شوخی و بیباکی کا برتاؤ کریں۔ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور اس کے فرستادہ کی مخالفت سے باز آجاؤ ؀

جب چودھویں صدی شروع ہوئی ہے۔ تو پہلے آذرایک دمدار ستارہ آسمان پر نمودار ہوا ہے تو عام طور پر مسلمانوں کی زبان سے اس قسم کے کلمات سُنے جاتے تھے۔ کہ "چودھویں صدی لگ گئی ہے۔ اب امام مہدی پیدا ہونگے" لیکن ۳۳ سال گذرنے پر بھی تمہاری یہ جو فطرتیں ہیں تو رمد اول کے مصداق دیکھی جاتی ہیں۔ تم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہو کہ ابن مریمؑ سیڑھی لگا کر آسمان سے نازل ہو۔ اور بزور شمشیر دین کا ڈنکا بجانے والا خونی مہدی تمہاری مدد کو کسی غار سے سر نکالے۔ تب یقین آئے کہ واقعی یہ ایام اللہ ہیں۔ اور اسلام کا بول بالا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ لیکن افسوس تم نے کیوں خدا کی کتاب مجید کو یکسر بھلا دیا؟ مسیح ناصری غریب تو سرے سے آسمان پر گیا ہی نہیں پھر وہ وہاں سے آ کیسے سکتا ہے۔ قرآن کی بیسیوں آیات اس کی موت بڑے زور سے ثابت کر رہی ہیں۔ پھر بشر اور رسول کا آسمان پر چڑھنا اسی کلام پاک کی رو سے محال و ممتنع ہے اسی طرح تمہارا خونی مہدی بھی بموجب قرآن و حدیث کے بالکل اک وہم باطل ہے تعجب ہے کہ حدیث رسول تو آنے والے کی نسبت یہ خبر دے کہ وہ دین کی لڑائیوں کا خاتمہ کردے گا۔ خدا کی کتاب پاک تو مذہب کے معاملہ میں جبر و اکراہ تک کو روا نہ رکھتی ہو۔ ہمارے تو ابن مریم اور مسیح موعود میں فرق بین بتلاتے۔ اور اس کو صریحاً امامکم منکم فرماتے ہوں۔ پھر یہ کہاں کا اسلام اور کیسی ایمانی غیرت ہے کہ جیسے خدا اور رسول کی سب باتیں غلط و باطل ہوجائیں مگر تمہارے موہومہ اسی رنگ میں مسیح کا نقشہ تم اپنے زعم باطل میں جمائے بیٹھے ہو۔ ہم حیران ہیں کہ تم اس کو کس طرح مہدی مان لوگے۔ ہم تو ایسے شخص کو معمولی مسلمان بھی ماننے کو تیار نہیں جو قرآن کریم کی نصوص صریحہ اور نبی کریمؐ کی احادیث صحیحہ کی (نعوذ باللہ) تنسیخ و ابطال پر مامور ہوکر دنیا میں آئے ؀

مگر مانو خدا تمہارے دلوں کے پردے دور کرے کہ حقیقت حال تم پر آشکار ہو یاد رکھو آنے والا آچکا وہ مسیح و مہدی جن کے تم منتظر ہو۔ بالیقین قیامت تک نہیں آنے کے۔ اب تمہارے واسطے دو ہی راہیں کھلی ہیں۔ یا تو سچوں کا ساتھ دیکر خدا سے صلح کرلو یا پھر مسیح کی تکذیب و انکار سے بنی اسرائیل کی طرح یہودی بن کر ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق بن جاؤ دیکھو ہم بار بار تم پر اتمام حجت کرکے اپنے ذمہ سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ ع مانو نہ مانو اس کا تمہیں اختیار ہے" لیکن بموجب آیہ مندرجہ عنوان اگر تم ابھی تک کسی کے انتظار میں ہو تو ہمیں بھی دیکھنا ہے کہ وہ کب اور کس انداز سے رونق افروز ہوکر تمہاری تسلی کرے۔

کچھ بھی لیکن یہ کام حضور کا خطبہ پڑھنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے کہ متعلقین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جو کچھ تقویٰ کی باتیں سننے کا محتاج ہو کیونکہ جو خدا تعالیٰ کا رسول ہوتا ہے۔ جب سب پاک نصیحتیں اور پاک تعلیمیں وہ خود دینے والا ہوتا ہے۔ اور کوئی کام ایسا نہیں ہوتا جس میں رسول کی طرف سے کامل نمونہ پیش نہ ہوتا ہو۔ تو اس نمونہ کے جب پہلے وارث یہی متعلقین ہیں تو پھر انکو مجھ سے کچھ سننے کی ضرورت کیسے ہو۔

خدا کا رسول ہر کام کا نمونہ اور زندگی کا طرز عمل اپنے نمونہ سے بتاتا ہے ہمارے سامنے اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اور آپکے بعد آج پھر تازہ تریں ہمارے سامنے ایک عظیم الشان نبی (مسیح موعود) کا نمونہ موجود ہے جس سے سب سے زیادہ مستفیض ہونیوالے اہلبیت اور آپکے متعلقین ہیں اسلیے اب کسی بات میں انکی اس نمائی کرنا اور خاندان نبوت کو بذریعہ کے طور پر کچھ سنانا یہ میرا کام نہیں ہے اور نہ یہ خاندان نبوت ہماری تقریروں کے محتاج ہیں۔ اور نہ یہ توں کا محتاج ہے اسلیے میری تقریر کسی کی اصلاح کیلئے نہیں اور نہ ہی اسمیں کوئی ایسی بات ہے۔ ہاں ایک عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس عزیزہ کا نکاح ہے جو خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ پھر اس عظیم الشان انسان کی صداقت کا نشان ہے جو خدا کا عظیم الشان مرسل اور عظیم الشان نبی ہے جس کی صداقت اور آیات صداقت کی تجلیات سے زمانہ منور اور بھرا ہوا ہے۔ اور کوئی ملک، کوئی علاقہ اور کوئی جگہ خالی نہیں۔ اور کوئی زمین کا خطہ اور آسمان کا افق ایسا نہیں جہاں آپکی صداقتیں جلوہ گر نہ ہوں۔ پس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو کیا حضرت عزیزہ کا وجود اور کیا نکاح کوئی معمولی بات نہیں۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کا وجود جو تمام رسولوں کے کمالات کی حقیقت جامعہ ہے آپ کی بیٹی کا نکاح ایک عظیم الشان چیز اور نہایت مبارک تقریب ہے اور بہت بڑی سعادت ہے۔ ان لوگوں کی جنکو یہ تعلق حاصل ہوا ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ طوبیٰ لمن عرفنی او عرف من عرفنی (خطبہ الہامیہ) مبارک ہے وہ جس نے مجھے دیکھا۔ اور مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا یا میرے پہچاننے والے کو پہچانا۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ ایک وقت آئے گا جبکہ لوگ حضرت مسیح موعود کے صحابہ کو تلاش کرینگے۔ اسی طرح کہ کاش ہمیں حضرت مسیح موعود کو دیکھنے والا ہی کوئی دکھائی دے۔ ایک وقت آئے گا جبکہ بادشاہ کہیں گے کہ کاش ہم مغلس ہوتے۔ تنگدست اور فقیر ہوتے مگر مسیح موعود کے چہرہ پر نظر ڈالنے کا موقع پا لیتے اور ہم مسیح موعود کے صحابہ میں شامل ہوتے۔ اور وہ بادشاہ جو اس سلسلہ میں آنے والے ہیں اس بات پر رشک کرینگے کہ کاش ہمیں یہ تخت حکومت و سلطنت نہ ملتی مگر مسیح موعود کی گدائی حاصل ہو جاتی۔ وہ نہایت حسرت سے اسطرح کہیں گے۔ لیکن ان باتوں کو وہ پا سکیں گے لیکن کیا آپ لوگ کچھ کم درجہ رکھتے ہیں۔ نہیں بلکہ آپکا تو وہ درجہ ہے کہ

بندگان جناب حضرت او
سر بسجدہ بہار سے بینم

آپ ان کی حضرت کے غلام ہیں۔ کیا یہ آپ لوگوں کے لیے کچھ کم سعادت ہے۔ کہ روحانی رنگ میں آپ کو تاجدار کیا گیا ہے۔ اب فرمایئے کہ حضرت مسیح موعود کے دیکھنے والا انسان کس سعادت کا مستحق ہے۔ پھر جس نے آپ کو دیکھا۔ اور آپکے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اسکا کیا درجہ ہے۔ پھر ایک اور گروہ ہے۔ جو سعادت میں بہت ہی بڑھ گیا ہے۔ اس میں ایک مبارک انسان ہے۔ جسکے ہاں حضرت مسیح موعود کا وہ روحانی تعلق کے خونی رشتہ کا بھی تعلق ہے یعنی سے دامادی کا فخر حاصل ہے۔ اور اس نبی سے تعلق ہے جو جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے اور جس کی پیشگوئی کئی انبیاء کرتے آئے ہیں۔ اور جس کی صداقت کو آسمان اور زمین کے جلالی اور جمالی رنگ کے آیات اور مختلف حالات کے واقعات اور انقلابات بڑے زور سے ظاہر کر رہے ہیں۔ اور جو کہتا ہے کہ آسمان اور زمین میرے لیے نئے بنائے جائیں گے۔ آپنے کشفی نظارہ کے ذریعہ ایسا ہی دیکھا۔ اسکے مطابق اب جو تغیرات دنیا میں ہونگے ان کا بہت بڑا موجب حضرت مسیح موعود کا وجود اور ظہور رہی ہے آپکا الہام لولاک لما خلقت الافلاک ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو یہ جو ذرات عالم کی موجودہ رفتار اور گردش ہے یہ بھی نہ ہوتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تو نہ ہوتا۔ تو یہ بھی نہ ہوتے یہ دنیا کی رفتار اور طرز تیری ہی نصرت اور تائید کے لیے ہے اب بتلاؤ کہ ایسے عظیم الشان انسان کا ایسا لخت جگر اور خونی رشتہ جو صرف مبارک احمد کے رنگ میں ہی نہیں بلکہ بجائے خود بھی ایک عظیم الشان نشان ہے۔ جس انسان کے ساتھ ہوگا۔ وہ کتنا خوش نصیب ہوگا۔ وہ اگر اس نعمت کے بدلے تمام عمر سجدہ شکر میں پڑا رہے۔ تو بھی میرے خیال میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اور نعمتوں اور انعاموں کو جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ کسی کو ملیں جانکو جانے دو صرف یہی ایک عظیم الشان نعمت اللہ نے فضل کیا کم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایکدفعہ دیکھنے اور آپکے چہرہ مبارک پر نظر ڈالنے کا موقع مل گیا۔ اور اگر کوئی ساری عمر اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ پھر ہم سے کب شکریہ ادا ہو سکتا ہے جنہوں نے آپکو بار بار دیکھا۔ اور دنوں آپ کی صحبتوں اور مجلسوں سے مزا اٹھایا ایک تو ہم ہیں۔ اور ایک اور ہیں جنکو اس سے بھی بہت بڑی سعادت نصیب ہوئی ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہوئی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ خدا کی عظیم الشان نعمت اور رحمت ہے اور ان کو نصیب ہوئی ہے۔ جنکو خدا تعالیٰ نے حجۃ اللہ فرمایا ہے۔ اس سے میری مراد حضرت نواب صاحب ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی ایک بیٹی جسکے گھر جائے، اسکو کس قدر سعادت ہے لیکن بتاؤ ان سعادت کا کس طرح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس کی طرف حضرت مسیح موعود کی دوسری بیٹی بھی خدا تعالیٰ کا فضل لے جائے۔ اگر ہزار ہا سلطنتیں اور بادشاہتیں بھی حضرت نواب صاحب کے پاس ہوتیں۔ اور انہیں آپ قربان کرکے حضرت مسیح موعود کا داماد بننا چاہتے تو ارزاں اور بہت ارزاں تھا لیکن اب تو انہیں خدا تعالیٰ کا بہت ہی شکر کرنا چاہیئے۔ کہ انہیں خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نبی کی بیٹی مل گئی ہے اور دوسری بیٹی بھی انہی کے صاحبزادے کے نکاح میں آئی ہے۔ نکاح پندرہ ہزار روپیہ مہر پر محمد عبداللہ خان صاحب سے ہوا +

نوشتہ غلام نبی (بلانوی)

[illegible]

؎ نوٹ متعلق کالم اول صفحہ ھذا

رؤیت اور معرفت سے مراد وہ مرتبہ رؤیت و معرفت ہے جسکی نسبت حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے۔ کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ ما عرفنی وما رای۔ یعنے جسنے میرے اور حضرت محمد مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا۔ اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اسنے نہ مجھے شناخت کیا اور پہچانا اور نہ ہی دیکھا اور سمجھا۔ پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق حضور کا دیکھنا اور پہچاننا انہی معنوں میں ہے۔ کہ حضور کو محمد مصطفیٰ ہی یقین کیا جائے ۔۔

مسافر آگرہ کا فرار

خدا کے فضل سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آریہ صاحبان ہمارے خلاف زبان کھولکر کبھی کبھی مباحثہ کے لیے آواز لگا دیتے ہیں۔ مگر میدان مقابلہ میں آنے کی انہیں جرأت نہیں ہوتی۔ اور گھر بیٹھے ہی ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں۔ اس امر کی تازہ تصدیق مسافر آگرہ نے کر دی ہے۔ بمعصر مذکور کے ایڈیٹر صاحب نے اس وقت جبکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ بحث کے متعلق ہماری بات چیت ہو رہی تھی لکھا تھا کہ جب تم دونوں فریقوں کا مباحثہ ختم ہو جائے تو جو فریق غالب ہو۔ وہ ہم سے اس امر پر مباحثہ کرے۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ملہم تھے یا نہیں۔ اسکا صاف اور سیدھا جواب ہماری طرف سے یہ دیا گیا تھا کہ اگر مسافر آگرہ فی الواقعہ ہمارے ساتھ مقابلہ کی تاب رکھتا ہے۔ تو کسی فریق کے غالب مغلوب ہونے سے اسے کیا تعلق۔ وہ جب چاہے مباحثہ کر لے۔ اسکے ساتھ ہی ہم نے مباحثہ کی چند شرائط بھی شائع کر دی تھیں۔ تاکہ معاملہ جلدی طے ہو جائے۔ وہ شرائط ایڈیٹر صاحب مسافر کو خوب یاد ہونگی۔ اسلئے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ایڈیٹر مسافر جو سخت اور گندے الفاظ استعمال کرنے اور صرف باتوں ہی باتوں میں ٹالنے کا خاص ملکہ رکھتے ہیں کہاں میدان میں آ سکتے تھے۔ مباحثہ کے لئے سب سے پہلے جو بات طے ہونی چاہیئے تھی۔ وہ شرائط تھے۔ انہی پر تمام مباحثہ کی بنا اور دارومدار ہوتا ہے لیکن مسافر آگرہ نے انکو تو بالکل نظرانداز کر دیا۔ ہاں دور از کار باتیں لکھنی شروع کر دیں۔ اول تو یہ لکھا کہ کنبھ کرن کے میلہ پر ۵۔ اپریل کو ہردوار دونو فریق (احمدی اور مولوی ثناء اللہ صاحب) پہنچ جائیں۔ اور آپس میں بحث کر کے ایک ہفتہ ہمارے ساتھ مباحثہ کریں جسکا جواب یہ دیا گیا کہ ہم ہر وقت مباحثہ کے لیے تیار ہیں۔ آپ کی طرف سے دوسرے فریق کی کیوں شرط لگائی جاتی ہے۔ اس سے آپکو کیا۔ آپ ہمارے مقابلہ پر آئیے۔ چونکہ مسافر آگرہ کے ایڈیٹر کو اپنی اسلام واقفیت پر بڑا ناز ہے۔ اور اپنے اخبار کو اسکی تائید میں پیش کیا کرتا ہے۔ اسلئے ہم نے اسی کی آسانی کو مدنظر رکھکر یہ تجویز بھی پیش کر دی۔ کہ آپ کی طرف سے مباحثہ کی منظوری آنے پر ہم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ملہم صادق ہونے کے دلائل الفضل میں چھاپ دینگے۔ ان دلائل کو اپنے پرچہ میں نقل درج کر کے آپ ساتھ ہی ان کے جواب بھی شائع کر دیں۔ پھر ہم آپکے جواب مع جواب الجواب کے الفضل میں چھاپ دینگے جواب کو بھی چھاپنا ہوگا۔ اسپر بحث ختم ہو جائے گی۔ لیکن اس نہایت احسن تجویز کو بھی جو سراسر مسافر آگرہ کے حق میں مفید تھی۔ اس نے مسترد کر دیا۔ اور مباحثہ کا ایک اور طریق پیش کیا۔ یعنی کہ آپ جلسہ داری اپنے سر پر لیکر خود ہمیں اپنی مجلس میں بلائیں۔ جہاں ہم آپکو مدعو کریں ہماری ذمہ داری پر آپ تشریف لانا گوارا فرمائیں۔

مسافر آگرہ کی اس دعوت کو منظور کرتے ہوئے ۲۴ اپریل کے الفضل میں لکھدیا تھا۔ کہ ہم جہاں آپ چاہیں آنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے مناظرہ کی اجازت لے کر بھجوا دیں۔ اور شرائط مباحثہ کو طے کر لیں جس کے ہم پیش جانے تو یہ تھا کہ ہمیں اپنے قول کے مطابق حفظ امن کیطرف سے اطمینان دلایا۔ اور شرائط مباحثہ کو طے کیا جاتا۔ لیکن مسافر آگرہ نے پورا ایک ہفتہ چپ سادھے رہنے کے بعد ۱۲۔ مئی کے پرچہ میں یہ جواب دیا۔ کہ مسلمانوں اور آریوں کے مابین جبلپور میں ایک بڑا مباحثہ قرار پا گیا ہے۔ آپ مسلمانوں کے قائم مقام بنکر میدان میں آئیں اس کا جواب بھی ہماری طرف سے نہایت درست اور واضح دیا گیا کہ یہ مباحثہ جن مسلمانوں کے ساتھ آپ کا قرار پایا ہے آپ انہیں سے کریں۔ ہمارے ساتھ تو آپکا مباحثہ اسی وقت قرار پائے گا۔ جبکہ آپ ہمارے ساتھ شرائط مباحثہ طے کرتے ہوئے حفظ امن اور اجازت مباحثہ کے مرحلوں کو بھی طے کر لینگے۔ اسکے جواب میں مسافر آگرہ کا ایڈیٹر اپنے ۱۱۔ جون کے پرچہ میں پھر وہی بات لکھتا ہے جسکو وہ پہلے دو دفعہ لکھ چکا ہے۔ اور جسکو ہم جائز طور پر رد کر چکے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ آریہ کمار سبھا نجیب آباد ضلع بجنور کا سالانہ جلسہ ۲۸ و ۲۹۔ جون کو ہونے والا ہے۔ جس میں مسافر کا قائم مقام بھی شریک ہوگا۔ پس ایڈیٹر الفضل کو چاہیے۔ کہ وہ ۲۸۔ تاریخ کو نجیب آباد پہنچکر مسافر کے قائمقام سے مباحثہ کرے۔ اسکا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں اب صرف یہ تبلانا چاہتے ہیں کہ کیا اب بھی کسی کو مسافر آگرہ کے مباحثہ سے فرار ہونے میں شک ہو سکتا ہے ہم تو بار بار یہی کہتے ہیں کہ پہلے شرائط مباحثہ طے کر لو۔ حفظ امن کی ذمہ داری کا یقین دلاؤ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری کا سرٹیفکیٹ لو تو ہم ہر وقت اور ہر جگہ مباحثہ کے لیے آنے کو تیار ہیں۔۔۔۔۔۔

لیکن اُدھر سے ان باتوں کا تو کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ اور مرغے کی ایک ٹانگ "اپنا ہی راگ الاپا جاتا ہے کہ فلاں جگہ میلا ہے وہاں آ ملو۔ فلاں جگہ مباحثہ ہے وہاں پہنچ جاؤ۔ فلاں جگہ جلسہ ہے وہاں چلے آؤ۔ لیکن ہم شرائط مباحثہ اور دیگر ضروری امورات کے طے ہونے کے بغیر کہیں پہنچ کر کیا کریں۔ ہم مسافر آگرہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کی یہی جرأت اور دلیری ہے کہ کبھی آپ ہردوار کے میلہ میں چھپنا چاہتے ہیں کبھی جبلپور کے مباحثہ کی آڑ لے کر احمدیوں سے جان بچانے کی فکر کرتے ہیں کبھی نجیب آباد کے آریہ سماجیوں کے جلسہ کو اپنی سپر بناتے ہیں۔ آپ کیوں صاف میدان میں ہمارے ساتھ اپنے مناظرہ کی طرح نہیں ڈالتے۔ اور شرائط مباحثہ طے کر کے اپنی جولانی طبع کے جوہر نہیں دکھاتے۔ آپکا بار بار ایسا کرنا صاف بتا رہا ہے۔ کہ آپ میں ہمارے مقابلہ پر آنے کی ہمت نہیں۔ اگر طاقت ہے۔ تو مقابلہ میں آؤ۔ ورنہ یوں خالی باتیں بنانے سے کیا ہوتا ہے ✦

(ایڈیٹر الفضل)

فہرست نو مبایعین

گذشتہ سے آگے

نام	مقام	نام	مقام
محمد اسمٰعیل صاحب	پٹیالہ	اہلیہ میستری فقیر محمد صاحب	فرید کوٹ
محمد ابراہیم صاحب	"	عبدالرحمٰن صاحب	کشمیر
شیخ محمد صاحب	"	عبداللہ صاحب	"
نور محمد صاحب	"	عبدالعزیز صاحب	"
الٰہی بخش صاحب	"	مکرم صاحب	"
قطب الدین صاحب	"	محمد اسد صاحب	"
والدہ صاحبہ محمد حسن صاحب	فرید کوٹ	حافظ سلیم خان صاحب	آلہ
اہلیہ میستری عبدالصمد صاحب	"	عبدالرحیم صاحب	لدھیانہ
اہلیہ زین العابدین صاحب	گجرات	نبی بخش صاحب	"
خضر احمد صاحب	کشمیر	دین محمد صاحب	گوجرانوالہ

([illegible] قادیان [illegible])

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُل اِنَّ الفضلَ بیدِ اللّٰہِ یُؤتیہِ مَن یَّشآءُ ط واللّٰہُ واسعٌ علیمٌ

میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | [illegible] الدین دکھنا

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ سالانہ چار روپے مقامی خریدار

مضامین بنام اڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر کے قادیان ضلع گورداسپور پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے [illegible] روپے

آخری زمانہ میں جماعت احمدیہ کا مبعوث ہونا ظاہر ہو رہا ہے اور یہی مسیح موعود [illegible]

جلد [illegible] | [illegible] جون سنہ [illegible] | چہارشنبہ | مطابق ۹ شعبان سنہ ۱۳۳۱ھ | نمبر ۱

مدینۃ المسیح علیہ السلام

افاقہ الحمد للہ کہ اب حضرت صاحب ایدہ اللہ کو نسبتاً آرام ہے۔

داشتہ آید بکار حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو پُرانے کاغذات میں سے انہوں دو اہم اور کارآمد خطوط دستیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی مرحوم کا سنہ ۱۹۰۵ء کا عریضہ ہے جو آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ارسال کیا تھا۔ اور دوسرا مولوی محمد علی صاحب امیر منکران خلافت کا ہے۔ ان دونوں میں بہت سی کام کی باتیں ملتی ہیں۔ شاید حضرت صاحب کسی وقت انکی اشاعت مناسب تصور فرماویں۔

مسیح موعود کی نبوت آج نیا خیال نہیں مولوی فضل الدین صاحب مرحوم کے خط سے یہ بات صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ حضرت اقدس کو نبی اللہ سمجھتے تھے۔ اور یہ امر مخفی نہیں کہ مولٰنا مرحوم پیغامی احباب کے نزدیک بھی جماعت کے مستند علماء اور بزرگان سلسلہ میں سے تھے۔ پھر وہ خود امام ہمام علیہ السلام کے حضور ایسے عقائد و خیالات کیونکر ظاہر کر سکتے تھے۔ جو بنیادی اصول سلسلہ کے خلاف ہوں۔

حرف بیٹ دے رہبر و وفا کے توڑنے مولوی محمد علی صاحب کا خط جو حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے نام ہے اور حضرت مولٰنا نور الدین اعظم کی وفات کے بعد قادیان سے جلتے وقت لکھا گیا تھا اس کے مضمون اور مولوی صاحب کے موجودہ طرز عمل کو بالمقابل رکھ کر دیکھا جائے تو نتیجہ اسکا مصرعہ مندرجہ عنوان نکلتا ہے۔ مقام خوف و عبرت۔

آمد و مہمانان حسب معمول کئی احباب اس ہفتہ میں بھی

اخبار احمدیہ

خاندیس (ایسرواڑی) سے برادر محمد حسن صاحب لکھتے ہیں کہ ایک شخص احمد موسیٰ کو میں نے تبلیغ کی۔ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بصدق دل نبی اللہ مان لیا۔ سات روپے چندہ ترقی اسلام میں دے گئے۔ اور اپنا ۹۔۱۰ برس کا ایک بچہ میرے ساتھ دار الامان روانہ کرنے کو تیار ہے نیز لکھتے ہیں کہ اس طرف کے مسلمانوں کی مذہبی حالت اس درجہ تک گر گئی ہے کہ السلام علیکم کہنا تک نہیں جانتے۔

جہلم سے مولوی حافظ غلام رسول صاحب چندہ کے جلسہ میں وعظ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ مددگار ہو۔

ایک ملازم شخص نے اضطراری حالت بتلا کر ایسے مال کے لینے کے متعلق استفسار کیا جو دینے والا اپنی کام کے

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپکر شائع ہوا)

لئے خوشی سے دے۔ حضور نے جواب لکھوایا کہ جو مال ہو حال حرام ہے ❖

مالیر کوٹلہ سے برادر امیر حسین صاحب ملازم امپیریل سروس جنگ کے روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کا حامی اور مددگار ہو۔ اور بخیریت واپس لائے ❖

مونگھیر میں ایک بھائی برق جداری مقدمہ قائم ہو گیا ہے۔ انکے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اس ناگہانی ابتلاء سے نجات دے ❖

چونڈہ ۔ ضلع سیالکوٹ سے مولوی اللہ دتا صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے جلسے کے مقابلہ میں غیر احمدیوں نے بھی جلسہ قائم کرنا چاہا تھا لیکن انکی آپس میں مقدمہ بازی شروع ہو گئی ہے۔ اور ایک دوسرے کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ غیر احمدی مولوی اب سخت حیران اور نادم ہے یہ خدا کے فضل و کرم کا نشان ہے جو احمدیت کی تصدیق میں ظاہر ہوا۔ کاش اگر کوئی اہل بینش ہو تو فائدہ اٹھائے ❖

جنازہ ۔ اسی گاؤں میں جراغدین صاحب جو بہت جوشیلے احمدی تھے۔ وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے ❖

گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب اپنی ایک لڑکی کا خواب جس کی شادی بہت عرصہ سے غیر احمدیوں میں ہو چکی ہے تحریر فرماتے ہیں جو اس نے خود لکھ کر انہیں بھیجا تھا۔ اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کس طرح اپنے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی تحریک سعید روحوں میں کر رہا ہے۔ لڑکی سلسلہ میں داخل نہیں ہے۔ رویا یہ ہے۔ ایک تنگ و تاریک جگہ ہے جسمیں مجھے بدبو آتی ہے۔ اور اس جگہ کوئی آدمی نہیں۔ کچھ برتن پڑے ہوئے ہیں۔ اور مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ پھر وہ جگہ روشن ہو گئی۔ اتنے میں ایک بزرگ آدمی سبز لباس والا آگیا انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں اور ستر دفعہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پڑھنے کی [illegible]۔ اور کہا اگر تم یہ پڑھو گی تو اس تنگ و تاریک جگہ سے نجات ہو گی۔ پھر جانے کو ہی تھے کہ میں نے انکو پکڑ لیا اور پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے۔ انہوں نے مجھے تین دفعہ بتلایا کہ میرا نام غلام احمد ہے ❖

منٹگمری کے علاقہ سے حافظ نبی بخش صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ جو گھوڑیاں چوری ہو گئی تھیں وہ ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکیں۔ دعا کی جائے کہ مل جائیں ❖

صوبہ بہار میں مولوی سعید الحسن صاحب تبلیغ سلسلہ میں مشغول ہیں۔ اور غیر احمدی انکے وعظوں کو توجہ اور غور سے سنتے ہیں۔ فالحمد للہ

باریسال (بنگال) کے اخویم مولوی ابو ہاشم خان صاحب ایم اے دو تبلیغی مضمون ایک بنگلہ زبان میں اور دوسرا انگریزی میں چھاپ کر انشاء اللہ عنقریب شائع کرنے والے ہیں ❖

صوبہ سرحد میں مولوی عبد الصمد صاحب تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ مخالفت دن بدن بڑھ رہی ہے جس کا یہ فائدہ ہے کہ عام و خاص میں سلسلہ کا چرچا ہو رہا ہے اور سمجھدار لوگ دریافت حالات کے لئے آتے ہیں۔ جن کو تبلیغ کرنے کا عمدہ موقع ملتا ہے ❖

شملہ سے مرزا محمد افضل صاحب بلا ناغہ بذریعہ خط بعثہ حضرت خلیفۃ المسیح کو دعا کے لئے یاد دہانی کرتے ہیں خدا تعالیٰ آپ کا حامی ہو۔ اور سب کو ایسے ہی اخلاص کی توفیق دے ❖

لاہور کے اہل قلم احمدیوں میں سے میاں محمد سعید صاحب سعدی خلافت حقہ کے نہایت سرگرم و مخلص خادم ہیں۔ ان کا ایک قریبی عزیز بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے دعا کی جاوے ❖

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ سیٹھ عبد الرحمٰن حاجی اللہ رکھا صاحب کے نام نامی سے ہماری جماعت کے اکثر احباب واقف ہونگے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص الخاص محبان با اخلاص میں سے تھے۔ عہد وفا میں سب سے قدیم پھر آخر دم تک مستقیم الحال عقیدہ میں راسخ خدمت سلسلہ میں نہایت مستعد۔ مالی قربانی میں ایثار مجسم غرض جملہ اوصاف مطلوبہ میں عدیم النظیر تھے۔ حضرت کے لنگر وغیرہ ضروریات سلسلہ میں سو روپیہ ماہوار مستقل امداد اپنے اوپر فرض قرار دے رکھی تھی۔ حضور علیہ السلام کے وقت میں کئی دفعہ پانسو روپیہ تک یکمشت بھیجتے رہے حضرت اقدس کی کتابوں میں جگہ جگہ سیٹھ صاحب کا ذکر خیر ہے۔ آپ کی بے مثل خدمات کا اعتراف پایا جاتا ہے کچھ عرصہ سے صحت خراب تھی۔ کم و بیش ۸۰ سالہ عمر پاکر اس ہفتہ کو وہ نفس زکیہ مطمئنہ اپنے رب رحیم سے جا ملا تھا اس سے راضی ہو۔ اور وہ خدا سے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور سیٹھ صاحب مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تمام مقامی جماعتیں انکی نماز جنازہ پڑھیں۔ اور خاص طور دل سے انکے حق میں دعائے مغفرت مانگیں ❖

تازہ خبریں ❖

افسوس کہ بوجہ عدم گنجائش اس دفعہ زیادہ خبریں نہیں دی جاسکتیں۔ آج کے تازہ پیغامات تار میں سے اہم خبروں کا خلاصہ یہ ہے۔ (ایڈیٹر)

گلیشیا کے سوا روسی ہر میدان میں غالب ہیں۔ بلجیم و ہالینڈ کے محاذ میں ۴ لاکھ جرمن۔ فرنچ سپاہ کے مقابلہ میں ہاتھ دکھانا چاہتے تھے۔ برٹش جمعیت نے انکے سارے منصوبے خاک میں ملا دئے۔ ہوج کے شمال میں ہم نے غنیم کی ۵۰۰ گز خندق پر قبضہ کیا۔ اور ۲۱۳ قیدی مع سامان حرب گرفتار کئے آراس میں توپخانوں کا شدید مقابلہ ہوا۔ دشمن کے بہت سے آدمی اسیر ہوئے۔ آلساس میں ہماری پیشقدمی جاری ہے۔ ٹیرزل اور نٹ کے درمیان ہماری توپوں نے غنیم کا رستہ بند کر دیا ہے۔ لیمبرگ (گلیشیا) کے قریب آسٹرین و جرمن ہر طرف حملہ آور ہیں۔ بلجیم میں غنیم کے مظالم حد سے بڑھتے جاتے ہیں۔ ناروے اور سویڈن میں (جو شریک جنگ نہیں) جرمنی کے ہاتھوں اپنے جہاز غرق کئے جانے پر ناراضی بڑھتی جاتی ہے حضور وائسرائے کی میعاد حکومت نومبر میں ختم ہو جاتی مگر اپریل تک بڑھائی گئی۔ اور ہز ایکسلنسی نے منظور فرمالی ہاؤ آنریبل بیگم صاحبہ بھوپال نے خلیج فارس میں جنگی جہاز کے لئے پچاس ہزار روپیہ دیا ❖

مصر سے واپسی مع الخیر | الحمد للہ کہ شیخ عبد الرحمٰن صاحب احمدی مبلغ چند سال بعد مصر سے عافیۃ السلام لوٹ کر منگل کی شام کو بخیر و عافیت داخل دار الامان مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو گئے۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۳۔ جون ۱۹۱۵ء

محض بحکم ضرورت و مجبوری

چند خاص باتیں

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ الفضل کے دو سال بخیر و خوبی گزر گئے اور اس نمبر سے تیسری جلد کا آغاز ہوتا ہے۔ ناظرین کرام! اخباری دنیا کا قاعدہ ہے کہ شروع سال نو میں گذشتہ کے واقعات پر ریویو کرتے ہیں۔ ہمیں اسکی ضرورت فی الحال گنجائش نہیں جتنی زیادہ ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ پھر دیگر معزز معاصرین کی طرح ایسے موقعہ پر کچھ اپنی نسبت بھی لکھا کرتے ہیں لیکن چونکہ ان مضامین کے لیے وقت ہو جن صفحات پر دین و ملت کے مشترکہ مقاصد کا ذکر زیادہ موزوں ہو۔ ایسی خاص باتیں ہم کچھ نہیں دیتیں اسواسطے ہم تو نہیں چاہتا مگر یہاں ہمکو مختصر اسی قسم کے چند امور گزارش کرنے ہیں۔ پچھلے سال معاندین خلافت حقہ کے ناروا حملوں کی مدافعت اور ضمنی ناگوار بحثیں ہمارا ایک معتد بہ حصہ اور جماعت کے اوقات عزیز کی بہت سی قیمتی گھڑیاں، دیگر ضروری مطالب معاملات پر حقیقی ہیں جسکا گونہ افسوس ہے۔ کیونکہ ہمارا کام احمدیت کی تبلیغ و اشاعت ہے اور احمدیت کا حقیقی اسلام کا اصل نورانی چہرہ پیش کرکے دنیا میں نیکی پرہیزگاری پھیلانا ہے لیکن اس فتنہ کا ذکر بھی ناگزیر تھا پھر اسکے ضمن میں سلسلہ کے بنیادی اصولوں کے متعلق جو جو حقائق و معارف نکلے نیز خیر نتائج اور سبق آموز واقعات روشنی میں آئے انکی اہمیت و منفعت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہم تو انہیں "عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد" کے مصداق پاتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ بہرحال اب سمجھئے کہ الخیر فی ما وقع۔ اب ماضی کی داستان دہرانے سے یہ شاید زیادہ مفید و مناسب ہے کہ ہم اور آپ مل کر آئندہ کا فکر کریں۔ یہ امر محتاج تشریح نہیں کہ جب تک طرفین اپنے اپنے حقوق و فرائض میں پوری پوری مستعدی نہ دکھلائیں اخبار اور جماعت کے مستقبل پر کوئی طمانیت بخش اثر نہیں پڑ سکتا۔ گذشتہ میں نے مختصر الفاظ میں ضروری امور کو آپکی خدمت میں پیش کیا ہے۔ جو کچھ پیش نظر ہے مسلمان اور مخلص احمدی ہونے کے آپکا یہ فرض نا منظور کیسے ہونگے لیکن سمجھ کر ہم آپکو خاص الفضل کے متعلق چند ضروری باتیں بتانی ہیں جو محض رسمی یا اخلاقی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واجب الاحترام واسطے آپ جانتے ہیں کہ بظاہر یہ تو نہیں تھے دنیا کی قصہ فسانوں سے کاغذ کو سیاہ کرنے اور خدا فراموشی کے مکروہ دکھڑے سننے والے اخباروں کی اشاعت ولایت کا کیا ذکر۔ یہاں تو ایک پرچہ کئی کئی لاکھ چھپتا ہے۔ خود تمہارے ہی ملک میں ہزارہا چھپتا ہے۔ مگر تمہارے الفضل کی اشاعت حیف کہ پورے دو سال میں ابھی ۱۰۰۰ تک بھی نہ پہنچی۔ فاش۔ اور یہ سات لاکھ جماعت کا آرگن سمجھا جانے سے نکلنے والا پرچہ ہے۔ تماشا یہ کہ ہفتہ میں تین بار کے کل چھ روپے سالانہ گویا ہفتے کے دو ہی روپے تو ہوئے۔ پھر خلیفۃ المسیح کے مبارک حالات۔ بیرونجات کے اخبار احمدیہ۔ درس قرآن مجید۔ حضرت خلیفہ برحق کے معارف خطبات۔ تصدیق المسیح اور فضیلت اسلام وغیرہ نہایت ایک بڑہ کر قیمتی مضامین۔ ان جواہر ریزوں کی قدر اگر خدا کی برگزیدہ کی جماعت ہی نہ کرے تو پھر دنیا بھر میں اور کس سے اسکی توقع کیجائے؟ اگلے برس کی طرح اسکے بھی میزان مصارف سہ سالہ تمام کی آمدنی سے بقدر صدہا روپے کے زیادہ ہوئی ہے اسکی تلافی کو تو خیر ہر بزرگ دردمند ہیں مگر آئندہ عجب [illegible] بالذات ہو کیا آپکا یہ محبوب جدید والی پہلو سے مصروف نظر میں نہ رہیگا؟ اور بجز توسیع اشاعت کے اسکا چارہ کار کیا ہو سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ آپکو اس اہم ترین سوال کو خاطر خواہ حل کرنے کی توفیق دے۔

مضامین اخبار کا مقصد

ناظرین کرام! یہ جو کچھ ہفتہ میں تین بار آپکے کانوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ اسکا مدعا فقط یہی نہیں کہ ہمنے چھاپ کر بھیج دیا اور آپنے پڑھ کر رکھ دیا۔ آپ لوگ بفضل خدا "آخرین منہم" کے مصداق ہیں۔ اور دین احمد کی خدمت و اشاعت آپکا سب سے مقدم و اہم مقصد زندگی ہے ہم انشاء اللہ حتی الوسع کوشش کرینگے کہ آپکے پیارے الفضل میں کوئی دو سطر ناکارہ درج ہونے پائیں۔ مگر آپکا بھی یہ فرض ہونا چاہیے کہ صرف مشغلہ بیکاری یا دلچسپی و دماغی عیاشی کے طور پر اسے ہرگز نہ پڑھیں بلکہ اپنے امکان بھر اس بات کی کوشش ہو کہ مضامین اخبار سے کچھ آپ فائدہ اٹھائیں۔ کچھ دوسروں کو نفع پہنچائیں۔ جو جو مقامی جماعتوں یا فردا فردا احباب بیرونجات کے اصلاح طلب حالات یا قابل تعمیل تحریکات سے تعلق رکھتے ہوں انپر جلد سے جلد کاربند ہونا مد نظر رکھیں۔ جو باتیں محض اصلاح کے طور پر شائع کیجاتی ہیں خواہ انکا نتیجہ ازدیاد ایمان ہو۔ یا اغراض سلسلہ سے آگاہی انہیں فرصت اولین میں بلا تساہل و توقف کے دوسرے بھائیوں تک پہنچا دیا جایا کرے اور جو مضامین اسلام یا احمدیت یا خلافت کی تائید میں نکلیں وہ جہانتک بن پڑے غیر مسلموں غیر احمدیوں یا منکران خلافت حقہ کے گوش گزار کر دیئے جائیں۔ یہ تبلیغ حق کا ایک ضروری شعبہ اور سہل ذریعہ ہے۔ اگر خدانخواستہ ہمیں ان پاک اغراض کی بجائے محض اخبار نویسی یا اخبار بینی پر چند نقد خرچ کرنا ہوتا اور نیز وقت عزیز جو کسی سے بھی قیمتی تر ہے۔ بالکل کار عبث سمجھو۔ یاد رکھو مومن لغو و بیہودہ کام کوئی نہیں کیا کرتا۔ اور تنہا ایسا اخبار تجارتی کاروبار ہرگز نہیں ہے ورنہ اسکے محترم مالکان پے در پے ہزاروں روپے کا نقصان اٹھا کر بھلا اسے کیوں جاری رکھتے۔

فی الدرک الاسفل من النار

دین مذہب ایک ایسی شے ہے کہ اسکے متعلق انسان کے عقائد و خیالات بمثل شمشیر برہنہ یک رنگ و یکسو ہونے چاہئیں لیکن جہاں طمع دنیاوی یا خواہشات نفسانی و تعلقات عقلی کا قدم درمیان میں آجائے وہاں آدمی کی جان سخت الجھن میں پڑ جاتی ہے پھر اگر وہ سعید الفطرۃ ہے اور خلوص و تقویٰ کا مادہ اسکے نفسانی جذبات پر غالب تب تو خیر اس مہلکہ ہلاکت سے جان سلامت نکال لیجائے گا۔ اور اگر نفاق کا گندہ مواد اسکے اندر بھرا ہوا ہے۔ جسکے متعلق مندرجہ عنوان پر خطر وعید کتاب اللہ میں آچکا ہے تو وہ شوربخت انسان بیک وقت دو کشتیوں میں قدم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسے لوگ کبھی حصول مراد کو نہیں پہنچا کرتے۔ لہٰذا مآل کار یہ ہوتا ہے کہ "ازیں سو راندہ و ازاں سو درماندہ" افسوس یہی حال اسوقت منکران خلافت کا ہو رہا ہے۔ پیغام اخبار کی تازہ اشاعت (۲۰ جون ۱۵ء) میں ایک مراسلہ پڑھکر ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ اسمیں لاہور کے ایک غیر احمدی نے ان لوگوں کی بڑی خبر لی ہے حاصل یہ کہ ہم سے روپیہ لیا تو جاتا ہے اشاعت اسلام کے بہانے اور خرچ ہوتا ہے۔ خانگی جھگڑوں وغیرہ پر۔ اور کہ یہ تو آپ کی بڑی عنایت ہے کہ غیر احمدیوں کی نماز جنازہ جائز بتلاتے ہیں۔ مگر کیا ہمارے علماء کے پیچھے آپ نماز بھی پڑھ لیا کرینگے؟ اب کوئی سلیم العقل واقف کار کہہ سکتا ہے کہ ان سے اسکا کوئی تسکین بخش جواب دائرہ احمدیت میں رہ کر بن پڑے گا؟ دوستو! جن کا ضمیر بالکل خفتہ بلکہ مردہ ہو گیا ہو جن کی حمیت و غیرت خارستان نفاق میں مجروح ہو کر کالعدم ہو گئی ہو ان کے واسطے کیا یہ ذلت جہنم ہی کے جہنم سے کچھ کم ہو گی؟ اللہم احفظنا منہا۔ تاہم تعلقات کی یاد اور انسانی ہمدردی انکے حال زار پر آنسو بہاتی ہے کہ یہ لوگ کبھی ہم میں تھے اور مسیح موعود میں ہوکر ہمارے ہی خویش اقارب سے بڑھ کر قریب تر۔ مگر آہ! نفاق اور انانیت نے انہیں کہاں —

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

(قرآن و بائبل)

قرآن و بائبل دو ایسی کتابیں ہیں جو اسوقت ہر دو کے پیرو اس کوشش میں ہیں کہ ہماری کتاب کو لوگ قبول کریں۔ اور وہی دنیا کے لئے ایک قانون و ضابطہ کے رنگ میں ہو۔ لیکن یہ تو عقل سلیم ہی نہیں کر سکتی کہ دونوں کتابیں درست اور صحیح اور قابل عمل ہیں۔ کیونکہ جب ہم انہیں پڑھتے ہیں تو دونوں کو ایک دوسرے سے مختلف پاتے ہیں۔ اسلئے یہی ہو سکتا ہے کہ اگر قرآن صحیح اور قابل عمل کتاب ہے تو پھر بائبل ضرور غیر صحیح اور ناقابل عمل مجموعہ ہے۔ اور اگر بائبل درست اور قابل عمل اور خدا بطہ ہے تو یقیناً قرآن پایہ اعتبار سے ساقط اور ناواجب التعمیل تعلیم ہوگا اب اس شدید اختلاف اور بالکل متضاد و متناقض کے لئے ہمیں کوئی فیصلہ کن معیار چاہیئے۔ جو حق و باطل اور صدق و کذب میں تمیز کر دے۔ اور جس کے ذریعہ ہم بآسانی اس نتیجہ تک پہنچ جاویں کہ دونوں میں سے فلاں کتاب قابل قبول اور واجب التعمیل ہے۔ ایسے صحیح معیار کا پتہ بھی ہمیں قرآن مجید ہی دیتا اور وہی ہمارے لئے ایک فیصلہ کن راہ تجویز کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ یعنی آسمانی کتاب اور الہامی نوشتہ کی منجملہ اور علامات کے ایک علامت یہ بھی ہے۔ کہ اس میں اختلاف نہ ہو۔ قرآن مجید کے اس معیار پر جب ہم غور کرتے ہیں تو اسے تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔ کیونکہ یہ معیار ایسا بدیہی اور صاف ہے کہ ہر شخص اسے درست اور صحیح سمجھنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ جب ایک انسان کے لئے بھی یہ بات عار و ننگ کا موجب ہے کہ اس کی باتوں میں اختلاف ہو اور اسکی ایک بات دوسری بات کے خلاف اور متضاد ہو تو خدائے قدوس کے لئے جو تمام عیوب سے منزہ اور تمام صفات کا منبع ہے۔ کس طرح یہ خیال بھی کیا جا سکتا ہے کہ اسکا کلام تناقضات کا مجموعہ اور متضاد باتوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن مجید کے اس معیار سے عیسائی صاحبان کو بھی اختلاف نہیں۔ اور نہ کوئی سلیم العقل انسان اس سے اختلاف کر سکتا ہے کیونکہ یہ معیار درحقیقت ایک الہامی اور غیر الہامی کتاب اور الٰہی اور انسانی کلام میں امتیاز ظاہر کرنے کا زبردست ذریعہ ہے۔ اس معیار کے ذریعہ ہم قرآن اور موجودہ بائبل کو پرکھتے ہیں اور ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ دونوں میں سے کونسی کتاب صحیح اور قابل عمل ہے۔ اور کس کتاب کے متعلق ہم یقین اور وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ الٰہی کلام ہے۔ پہلے بائبل کو لو۔ اور اسپر ایک تنقیدی نظر ڈالو۔ تو کوئی صفحہ اسکا مشکل تمہاری نظر سے ایسا گزرے گا جو اختلافات کا مجموعہ نہ ہو۔ اور تھوڑی سی باتیں نہ ہوں جنکی تردید خود بائبل کے دوسرے مقامات نہ کرتے ہوں۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بائبل موجودہ صورت میں اس قابل نہیں کہ اسے الہامی کتاب بنایا جاوے اور حکیم و علیم ہستی کی طرف اسے منسوب کیا جاوے۔ ذیل میں ہم بائبل کے چند ایسے اختلافات درج کرتے ہیں جن کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ اور جو بزبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ ہم انسانی دخل و تصرف کا نمونہ ہیں ۔

(۱) اخزیاہ بائیس برس کا تھا جبکہ وہ بادشاہ ہوا ۲ سلاطین باب ۹ آیت ۲۶	(۱) اخزیاہ بیالیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ ۲ تواریخ ۲۲ باب آیت ۲

(نوٹ) دیکھئے کہ یہ صریح اختلاف ہے۔ ایک الہام کہتا ہے کہ اخزیاہ کی عمر بائیس برس تھی۔ جب بادشاہ ہوا۔ اور دوسرا الہام کہتا ہے کہ جب اخزیاہ بادشاہ ہوا اسوقت وہ بیالیس سال کا تھا ۔

(۲) شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھیرینگے (رومیوں ۲ باب آیت ۱۳)	(۲) کوئی آدمی شریعت پر عمل کرنے سے راستباز نہ ٹھیریگا رومیوں باب ۳ آیت ۲۰

(نوٹ) دیکھئے دونوں حوالوں میں کیسا کھلا کھلا تناقض ہے۔

(۳) انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا (خروج ۲۴ باب آیت ۹	(۳) خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ یوحنا ۱ باب آیت ۱۸

(نوٹ) دیکھئے کتاب خروج سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ اور ہارون اور بنی اسرائیل کے ستر بزرگوں نے پہاڑ پر خدا کو دیکھا۔ مگر کتاب یوحنا میں الہام الٰہی کہتا ہے کہ خدا کو کسی انسان نے بھی نہیں دیکھا بھلا بتلائیے کہ اس سے بڑھکر اختلاف بھی کسی کتاب میں ہو سکتا ہے اور کیا ایسی کتاب الہامی کتاب کہلانے کی مستحق ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک ۔

(۴) خدا انسان نہیں کہ پچھتاوے (گنتی ۲۳ باب آیت ۱۹) وہ انسان نہیں کہ پچھتاوے ۱ سموئیل ۱۵ باب آیت ۲۹	(۴) تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا۔ اور نہایت دلگیر ہوا۔ (پیدائش ۶ باب آیت ۶) تب خداوند اس بدی سے جو اس نے کہا تھا کہ اپنے لوگوں کو کرے پچھتایا (خروج ۳۲ باب آیت ۱۴)

(نوٹ) یہ اختلاف ہے ایک الہام کہتا ہے کہ خدا پچھتاتا نہیں دوسرا اسکی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا بھی پچھتایا کرتا ہے اور کئی موقعوں پر پچھتایا ۔

(۵) ان کے فرزندوں کے بچے قتل کے لئے ان کے باپ دادوں کے گناہوں کے سبب مہیا کرو (یسعیاہ ۱۴ باب آیت ۲۱)	(۵) اولاد کے بدلے باپ دادے نہ مارے جاویں نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کیجائے۔ (استثناء ۲۴ باب آیت ۱۶)

(نوٹ) اس اختلاف کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ ایک الہام منع کرتا ہے کہ خبردار باپ کے گناہ کی وجہ سے بیٹے کو مت قتل کرنا۔ اور دوسرا الہام الٹا حکم دے رہا ہے کہ تم بیٹے کو باپ کے گناہ کی وجہ سے قتل کرکے ہی چھوڑنا۔ عیسائی صاحبان بتاویں کہ بائبل کے ان دونوں الہاموں میں سے کونسا الہام سچا ہے ۔

(۶) اسے حکم کیا کہ سفر کے لئے سوا لاٹھی کے کچھ نہ لو۔ نہ جھولی نہ روٹی۔ نہ اپنے کمربند میں پیسے (مرقس ۶ باب آیت ۸)	(۶) نہ سونا نہ روپا نہ تانبہ اپنے کمروں میں رکھو راستے کے لئے نہ جھولی نہ دو کرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی لو (متی ۱۰ باب آیت ۹ و ۱۰)

ایک الہام کہتا ہے کہ جب تم لوگ سفر کرو تو لاٹھی ساتھ رکھو مگر دوسرا الہام حکم کرتا ہے کہ جب تم سفر کرو تو خبردار لاٹھی ساتھ نہ رکھنا۔ اگر اس کا نام اختلاف نہیں تو کیا اختلاف کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟

(۷) ساؤل کی بیٹی میکل مرتے دم تک بے اولاد رہی ۔ ۲ سموئیل ۶ باب ۲۳ آیت	(۷) ساؤل کی بیٹی میکل کے پانچ بیٹے تھے جو برزلی محولاتی کے بیٹے عدریئیل کے لیے جنی تھی ۔ ۲ سموئیل ۲۱ باب ۸ آیت

(نوٹ) ایک طرف کتاب مقدس کہتی ہے کہ ساؤل کی بیٹی میکل وفات تک ایک بچہ بھی نہ جنی۔ دوسری طرف وہی کتاب مقدس فرماتی ہے۔ کہ وہ ایک چھوڑ پانچ بچے جن چکی تھی۔ کیا اسے اختلاف نہیں کہتے ۔

(۸) اگرچہ میں اپنی بابت گواہی دوں تو بھی میری گواہی سچ ہے ۔ یوحنا باب ۸ آیت ۱۴ تا ۱۸	(۸) اگر میں اپنے پر گواہی دوں تو میری گواہی حق نہیں ۔ یوحنا ۵ باب آیت ۳۱

(نوٹ) ایک طرف خداوند مسیح فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے متعلق گواہی دوں تو وہ بھی قابل قبول اور حق ہے۔ مگر دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے متعلق کوئی گواہی دوں تو وہ حق نہیں ۔

مندرجہ بالا اختلافات پڑھ کر ناظرین بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ موجودہ بائبل ہرگز ہرگز موجودہ صورت میں الہامی کتاب نہیں ایسے صریح اختلافات اور پھر الہامی کلام یہ تو انسانی کلام ہونے کی حیثیت سے بھی گرا ہوا ہے۔ کجا یہ کہ اسے خداتعالے کا کلام سمجھا جاوے جو اختلاف ہم نے اوپر درج کئے ہیں یہ بطور نمونہ ہیں۔ ورنہ عہدنامہ جدید و عتیق ایسے ایسے اختلافات سے بھرا پڑا ہے۔ یہاں بخوف طوالت اتنے پر اکتفا کی گئی ہے۔ اب اس معیار سے قرآن مجید کو پرکھو۔ اور شروع سے آخر تک اسے تنقید کی نظر سے دیکھ جاؤ لیکن ایک اختلاف بھی نہ پاؤ گے۔ تمام غیر مذاہب والے اس کی تردید میں کوشاں ہیں۔ اور اسکی مخالفت میں ہزاروں ہزار صفحے سیاہ کر چکے ہیں۔ مگر کبھی کسی نے کوئی اختلاف اسکا ثابت نہیں کیا۔ حالانکہ اگر یہ انسانی کلام ہوتا تو ضرور اسمیں اختلافات ہوتے کیونکہ بانی اسلام پر ایک وہ زمانہ آیا جبکہ آپ نہایت غربت کی حالت میں تھے۔ دشمن زوروں پر تھا۔ اسلام لانے والے بہت تھوڑے تھے۔ کوئی حکومت آپکے قبضہ میں نہ تھی۔ کفار کا غلبہ تھا۔ آپ ان کے ماتحت تھے۔ اس وقت جو وحی آپ پر ہوئی اور جو آیات قرآنیہ اس زمانہ میں نازل ہوئیں۔ انکو ایک طرف رکھو۔ پھر اس زمانہ پر نظر ڈالو جب آپ کفار کی ماتحتی سے نکل چکے ہیں۔ دشمن پامال ہو چکا ہے۔ تمام ملک آپکے قبضہ میں آ چکا ہے فتح و ظفر آپکے ہمرکاب ہے۔ بےکسی کا نام و نشان نہیں۔ عرب پر پھر مسلمانوں کا اس وقت کی وحی اور آیات قرآنیہ کو دوسری طرف رکھو۔ پھر دونوں مختلف زمانوں کی آیات کو پڑھو۔ کوئی اختلاف نہیں۔ کوئی تناقض نہیں۔ حالانکہ حالات بدل گئے۔ واقعات تغیر پذیر ہو گئے زمانہ پلٹا کھا چکا۔ مگر قرآن چونکہ غیر متغیر ہستی کا کلام ہے اسلئے اسمیں کوئی اختلاف نہ پاؤ گے۔ حالانکہ اگر انسانی کلام ہوتا تو حالات کے بدلنے سے تمام احکام اور قوانین بدل جاتے۔ اگر مکہ کی وحی نرم ہوتی تو مدنی الہام شدت کا نمونہ ہوتے اگر مکہ میں مداہنت کا رنگ ہوتا تو مدینہ میں کفار سے کھلم کھلا بیزاری کا اظہار ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ دونو وقتوں میں حق کا اظہار کیا گیا نہ کفار کے غلبہ کے وقت ان سے خوشامد کا برتاؤ کیا گیا۔ اور نہ ان کی شکست کے وقت کسی آیت میں کوئی ظلم پیدا ہوا اور یہ ایک بڑا بھاری ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ قرآن مجید لایزال و لم یزل ہستی کا کلام ہے ۔

دوسری دلیل جو ہم اس بات کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ اگر اس کتاب میں کہیں بھی اختلاف ہوتا تو قرآن مجید لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کا دعویٰ نہ کرتا۔ اسکا دعویٰ کرنا ہی بتاتا ہے۔ کہ اسمیں کوئی اختلاف نہیں۔ ورنہ اگر اختلاف ہوتا تو پھر یہ معیار مقرر کرکے اپنی تکذیب کا موقعہ دوسروں کو نہ دیتا۔ سو چونکہ قرآن مجید اختلافات سے بالکل پاک ہے اور باقی تمام کتابیں اس خصوصیت میں قرآن شریف سے لگا نہیں کھا سکتیں۔ اسلئے قرآن مجید نے دعوے کیا کہ لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دعوت الی الخیر دکن میں

نامہ حیدرآباد نمبر ۵

(مرقومہ مفتی محمد صادق صاحب)

حافظ روشن علی صاحب بمراہی سید بشارت احمد صاحب اضلاع ریاست میں تبلیغی دورہ [illegible] حکام و معززین میں کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں مفتی محمد صادق شہر میں تبلیغی کام کر رہے ہیں۔ ایک معزز خاندان میمن [illegible] احمد [illegible] ہیں جو مفتی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل سلسلہ حقہ ہوئے۔ یہ صاحب یہاں کے مشہور سیٹھ حاجی کریم بھائی کے پوتے ہیں۔ اور اپنے تقویٰ اور پرہیزگاری کے سبب ولی اللہ کے خطاب سے مشہور ہیں۔ سیٹھ عبداللہ بھائی کی تحریک اور تبلیغ سے انہوں نے سلسلہ کی کتب پڑھیں اور بالآخر استخارہ کیا جس پر انہیں خواب میں ایک نورانی شکل نے فرمایا کہ اس معاملہ میں دیر نہ کرو جلدی بیعت کر لو۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا کرے۔

سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب کی تحریک پر ہونے والے یہ دوسرے احمدی ہیں۔ خداتعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ مفتی صاحب اور حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے کام میں اپنے فضل سے کامیابی دی اور اب انہیں قادیان واپس آنے کا حکم بھیجا گیا ہے۔ امید ہے کہ یکم جولائی تک یہاں پہنچ جائیں گے۔ مخالفین خلافت نے سیٹھ عبداللہ بھائی کو بہکانے کے واسطے ان پر حملہ کیا تھا لیکن سیٹھ صاحب نے ہر دو فریق کی کتابیں پڑھ کر فیصلہ کیا کہ وہ غلطی پر ہیں [illegible] خلافت میں ان کا اخلاص روز افزوں ترقی پر ہے۔ فالحمد للہ۔

ذیل میں مفتی صاحب کا خطبہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ جو تمام مقامی جماعتوں اور نیز فرداً فرداً کل احمدی بھائیوں کے لئے نہایت مفید [illegible] ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے احباب کو توفیق استفادہ عطا فرمائے۔ ایڈیٹر

نمبر (۶)

۱۱-جون کو بعد نماز جمعہ حیدرآباد میں چار نکاحوں کا اعلان حافظ روشن علی صاحب نے ایک خطبہ پڑھ کر کیا۔ اور ریاست کے مقرر شدہ قاضی صاحب نے انکو رجسٹرڈ کیا حسب درخواست شیخ حسن صاحب احمدی سکندرآباد [illegible] انکو درج اخبار کرنے کے واسطے لکھا جاتا ہے۔

(۱) عبدالحی پسر شیخ حسن صاحب یادگیر کا نکاح فاطمہ بی دختر محمود خواجہ صاحب احمدی سے ہوا۔ مہر گیارہ سو روپیہ و سات دینار

(۲) عبداللطیف پسر محمد خواجہ صاحب کا نکاح امۃ الحفیظ دختر شیخ حسن صاحب احمدی سے ہوا۔ مہر ایکہزار روپیہ و پانچ دینار

(۳) احمد حسین پسر محمد حسین صاحب کا نکاح حلیم النساء بیگم دختر حسن شریف صاحب احمدی کے ہمراہ ہوا۔ مہر اڑھائی سو روپیہ و پانچ دینار

(۴) محمد اسمٰعیل صاحب پسر محمد عبدالرحمن صاحب احمدی کا نکاح قاسم بی دختر محمود خواجہ صاحب احمدی کے ہمراہ ہوا۔ مہر اڑھائی سو روپیہ و پانچ دینار

اسکے بعد جناب مفتی صاحب نے احباب کو مخاطب کرکے ایک تقریر کی جو فائدہ عام کے واسطے اختصاراً درج ذیل کی جاتی ہے۔

برادران۔ چونکہ اب ہم واپس قادیان جانے والے ہیں۔ اور غالباً یہ آخری موقعہ ہے کہ آپ کے سامنے کچھ عرض کر سکتا ہوں۔ لہذا چند ضروری

باتیں بیان کرتا ہوں ۔

اوّل ۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس مطلب کے واسطے مجھ کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے یہاں بھیجا تھا وہ پورا ہوا ۔ بہت سے امراء مدراس میں تبلیغ ہو گئی ہے ۔ کئی لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے ۔ اور بہت سے قریب ہو گئے ۔

دوم ۔ میں یہاں کی جماعت کی مہمان نوازیوں اور خاطر داریوں اور ہر طرح سے ہماری امداد کرنے کا شکر گزار ہوں ۔ اللہ تعالیٰ سے آپ لوگوں کے واسطے جزائے خیر کی دعا کرتا ہوں ۔ اور اسی ضمن میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں کی جماعت بحیثیت مجموعی بہت سی جگہوں سے اچھی حالت میں ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک ایک نمونے قائم کئے ہیں جن کا وجود جماعت کے واسطے مفید ہے ۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد سعید صاحب ایک روحانی آدمی ہیں جن سے ہم نے بھی فائدہ حاصل کیا ہے ۔ اور ایسا ہی بعض احمدی دوست ایسے ہیں جو اپنے طرز پر سلسلہ حقہ کی خدمت میں اور تقویٰ و دیانت پر قدم مارنے میں بہت اچھا نمونہ رکھتے ہیں ۔ ایک جماعت کے احباب آپس میں ایسے ہوتے ہیں جیسا کہ ایک جسد کے مختلف اعضاء ۔ آنکھ دیکھنے کا کام کرتی ہے ۔ اور کان سننے کا ۔ اور پاؤں چلنے کا ۔ سب کے کاموں سے مل کر انسان کے وجود کی مشین چل رہی ہے ۔ ایسا ہی جماعت میں کوئی صاحب تبلیغ کے کام کی فرصت و استعداد رکھتے ہیں ۔ کچھ اپنے مالی چندوں سے امداد کرتے ہیں ۔ کوئی دوسرے طرز کی دینی خدمات میں جوش کے ساتھ حصہ لیتے ہیں ۔ سب مل کر در اصل ایک ہی کام کر رہے ہیں ۔

سوم ۔ جہاں ماشاء اللہ اس قدر جماعت ہو وہاں اختلاف طبائع کے سبب کچھ اختلاف رائے بھی ہو جاتا ہے ۔ ایسے اختلافات کو رنجش اور نفسانیت کی حد تک کبھی پہنچنے نہ دیا جائے ۔ اور کوئی خانگی رنجش ہو تو اسکا اثر ہرگز دینی کاموں پر نہ پہنچنے دیا جائے ۔

چہارم ۔ سب احمدیوں کو چاہیئے کہ اپنے گھروں میں احمدیت کو پھیلائیں ۔ لڑکی لڑکے بیوی بچے سب احمدی ہوں ۔ سارا ان کا گھر ایک احمدی گھر کہلائے ۔ بہت افسوس کے ساتھ بعض جگہ دیکھا گیا ہے ۔ کہ احمدی لوگ احمدیت کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھتے ہیں ۔ اور جب وہ دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں تو ان کا گھر احمدیت سے خالی ہو جاتا ہے ۔ یہ نعمت الٰہی کی ایک بھاری ناشکری ہے ۔ بہت ہی مبارک ہے وہ شخص جس کے ذریعہ سے دوسرے لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں ۔ اور اگر تم کو اتنی فرصت نہیں کہ عام لوگوں کو تبلیغ کرو تو تمہارے لئے یہی امر بس ہے کہ تمہارے گھر میں اور تمہارے نیچے جو ہیں وہ تمہارے ذریعہ سے ہدایت پا جائیں ۔ تب بھی تم ایک متقیوں کی جماعت کے امام بن گئے ۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک دعا سکھلائی ہے جس میں بیوی بچوں کے نیک ہونے اور متقی جماعت کا امام ہونے کو دعا کو شامل کیا ہے ۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ۔ اے رب ہمیں اپنی بیبیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقی لوگوں کا امام بنا ۔ ظاہر ہے کہ اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک اسی صورت میں ہوگی کہ وہ نیک ہو ۔ اور وہ تمہارے ذریعہ سے نیک بنی تو تمہیں اس متقی جماعت کا امام بننے کا ثواب حاصل ہوا ۔

پنجم ۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ سید بشارت احمد صاحب کا خصوصیت سے شکریہ ادا کروں ۔ جنہوں نے اپنے تمام کاروبار کو چھوڑ کر ہمارے یہاں کے قیام کے عرصہ میں صرف ہمارے تبلیغی کام میں امداد کرنے اور ہماری خدمات کے واسطے اپنے تمام اوقات کو وقف کر دیا ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ۔ یہی ایک جماعت کا بھی فخر ہے کہ اگر بسبب تجارت یا ملازمت کے آپ لوگ اتنا وقت ہمارے ساتھ خرچ نہ کر سکتے تھے ۔ تو خدا تعالیٰ نے آپ ہی میں سے ایک شخص کو ایسی توفیق دی جس نے سب کی طرف سے اس کام میں حصہ لیا ۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہاں کے کام کا اکثر حصہ مکرمی حافظ صاحب اور میر صاحب نے ہی کیا ہے ۔

ششم ۔ ایک نہایت ضروری نصیحت جو میں آپ صاحبان کو کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ سلسلہ حقہ کا جو مرکز اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے یعنی قادیان اسکے ساتھ اپنے تعلقات بڑھاؤ ۔ جہاں تک ہو سکے خود قادیان جاؤ ۔ دربار خلافت کے برکات سے حصہ لو ۔ اور جب تک وہ موقعہ نہ آوے خط و کتابت کے ذریعہ سے اپنے تعلق کو قائم رکھو ۔ دعاؤں کے واسطے خط لکھو ۔ اور خط کے جواب کا انتظار نہ کرو ۔ تمام ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح خود کھولتے ہیں ۔ پڑھتے ہیں ۔ اور طالبان دعا کے واسطے دعا کرتے ہیں ۔ اگر ایک پیسہ کا کارڈ اور چند منٹوں کا وقت خرچ کرنے سے تمہیں یہ نعمت مل سکے کہ ایک خدا کا برگزیدہ تمہارے لئے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو یہ سودا بہت ارزاں ہے ۔ جب حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی تو مجھے حضرت نور الدین نے جو اسوقت جموں میں رہتے تھے ایک نصیحت یہی کی تھی ۔ کہ حضرت کو خط لکھتے رہنا اور جواب کا انتظار نہ کرنا ۔ میں نے اس نصیحت پر عمل کیا ۔ اور بہت بڑے برکات حاصل کئے ۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان ایام میں حضرت نور الدین ابھی ہجرت کر کے قادیان نہ گئے تھے ۔ اور حضرت مولوی عبد الکریم مرحوم مغفور بھی سیالکوٹ میں رہتے تھے ۔ گاہے گاہے جموں آتے تھے جب وہاں ایک دفعہ مجھے ملے تو حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے ہوئے انگریزی میں مجھے فرمانے لگے ۔ ہی از اے ٹرو پرافٹ آو گاڈ ۔ وہ خدا کا ایک سچا نبی ہے ۔ یہ ۲۲ سال کی بات ہے غرض خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہے ۔ بعض لوگ اسی خیال پر رہتے ہیں کہ ہمارے خط سے حضرت صاحب کا وقت ضائع ہوگا ۔ یا یہ گستاخی ہوگی ۔ ایسا خیال ہرگز نہیں چاہیئے ۔ حضرت ان لوگوں کو پسند کرتے ہیں جو خط لکھتے رہیں ۔

ہفتم ۔ میری آخری نصیحت یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو ۔ مسیح موعود کے دنیا میں آنے کی غرض یہ نہ تھی کہ بحثیں ہوں اور مقابلے ہوں ۔ قوم نے خواہ مخواہ انکو تنگ کیا ۔ اور انکو مباحثات کی طرف کھینچا اور ان کے اوقات کو خراب کیا ۔ جیسا کہ آجکل ہمارے بعض دوست مسئلہ خلافت میں خواہ مخواہ ہمارے ساتھ الجھ رہے ہیں ۔ بلکہ منکرین کی سختیاں کھینچ کر اس میدان میں لائیں ۔ ورنہ اصل غرض اس سلسلہ کی یہی ہے کہ ایک ایسی پاک جماعت طیار کی جائے جو عمل کی پاکیزگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے سو تم پاک دل ہو ۔ اللہ کرو یعنی کہ لو یہ تمہارا موعود کی ایک بڑی غرض ہے کہ جو فوج پاک نفوس کی وہ تیار کرنا چاہتا ہے ۔ تمہیں بھرتی ہونے کے قابل ایک ہو تم پیش کرو ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو دین کا سچا خادم بننے کی توفیق عطا کرے ۔ آمین ۔

فوری توجہ قابل

انجمن کی ضروریات بہت بڑھ رہی ہیں جسکے سبب اسوقت مالی مشکلات کا سامنا ہے ۔ ان مشکلات سے رہائی حاصل کرنے کے واسطے صرف یہ تجویز کی گئی ہے کہ سو احباب ایک یا دو سال کے وعدہ پر ایک ایک سو روپیہ کی رقم بطور امانت یا قرضہ دیں ۔ اسطرح سے دس ہزار کی رقم جمع ہو کر انشاء اللہ کاروبار میں آسانی ہو جاوے گی ۔

مندرجہ ذیل احباب سے یہ رقم وصول ہو چکی ہے ۔ باقی جن جن احباب کو اسکی نسبت لکھا گیا ہے وہ براہ مہربانی بہت جلد ترسال فرماویں ۔ تاکہ موجودہ دقت رفع ہو ۔ اسکے علاوہ جو رقوم وصول ہونگی ۔ وہ بھی انشاء اللہ اسیطرح شائع ہوتی رہیں گی ۔

ایک سو روپیہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آنا ۔ محمد اسمٰعیل خان صاحب گڑھ ولی ...

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ [illegible]

[illegible] میں بھی اک نور [illegible] عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا [illegible] الدین دیکھا [illegible] نور ہو جا [illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں کے ساڑھے چار روپے للعم

چندہ غیر ممالک سے [illegible] روپے

قادیان ضلع گورداسپور سے [illegible] ہو

مضامین [illegible] باقی تمام [illegible] بنام [illegible]

آخری زمانہ میں ایک شخص کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی)

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے سالانہ

[illegible] کو شایع ہوتا ہے

جلد ۳ | ۲۶ جون سنہ ۱۹۱۵ء | شنبہ | مطابق ۱۲ شعبان سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت کی صحت اب بفضل خدا پہلے سے بہتر معلوم ہوتی ہے۔ ایک روز مسجد مبارک میں فرمایا کہ درس قرآن کو بہت دن ہو گئے ہیں میرا خیال ہے کہ درس مسجد کے قریب ایسی جگہ بیٹھ کر ہوا کرے کہ مستورات بھی ساتھ ہی سن سکیں۔ ابھی دن اور وقت مقرر نہیں فرمایا کہ کب شروع ہوگا۔

عربی میں تقریر پنجشنبہ کی شام کو شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے مسجد اقصیٰ میں بزبان عربی ایک فصیح پُرلطف تقریر فرمائی۔ اسمیں مصر کے کچھ حالات ادبی و تمدنی بیان کئے۔ علمی مشاغل اور اپنے تجربات کا ذکر کیا۔ مجمع خاصہ معقول تھا۔ عربی سمجھنے والے قدرتاً کم ہونے پر بھی دلچسپی سے ہمہ تن حاضرین رہے تھے۔ اُمید ہے کہ عنقریب کسی موقعہ پر آپ کا لیکچر اردو میں بھی اسی مبحث پر ہوگا تاکہ خاص و عام سب سمجھ سکیں۔

گارڈن پارٹی جمعۃ المبارک کی صبح کو جناب عبداللہ خان صاحب خلف السعید حضرت نواب صاحب قبلہ مدظلہ (رئیس مالیر کوٹلہ) نے اپنے امتحان انٹرنس میں کامیاب ہونے کی خوشی میں احباب و بزرگان ملت کو ناشتہ صبح کا ہی کی ضیافت دی۔ مہمانوں کی تعداد معقول تھی۔ اور سامان مدارات قابل تعریف۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بھی رونق افروز تھے۔

دعوت شکرانہ مدرسہ احمدیہ کی طرف سے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب (سلمہ اللہ الاحد) افسر مدرسہ موصوف نے شیخ عبدالرحمن صاحب کی مع الخیر واپسی کی خوشی میں احباب و بزرگان کو دعوت دی کھانے کے بعد بعض طلباء مدرسین نے عربی میں مناسب موقعہ تقریریں کیں شیخ صاحب نے عربی ہی میں ان کا جواب دیا۔

اخلاص ایسے کہتے ہیں ایک غریب بھائی جو ایک [illegible]

اخبار احمدیہ

فاضل امروہوی حضرت مولانا محمد احسن صاحب مدظلہ خطبہ جمعہ اور جلسوں وغیرہ کے موقعہ پر حاضرین کو کتاب سدّت کے نکات و معارف سے مستفیض فرماتے رہتے ہیں۔ ایک جلسہ کے نوٹ انکے فرزند رشید سید محمد یعقوب صاحب کے مرسلہ دفتر ہذا میں پہنچے۔ آئندہ بھی وہ بھیجتے رہنے کا وعدہ فرماتے ہیں ہم انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ہدیہ ناظرین کرنیکی کوشش کرینگے۔

اخویم مکرم جناب شیخ عبدالرشید صاحب احمدی (میرٹھ) حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم خدام خاص میں سے ہیں انکی ہمشیرہ محترمہ بھی ایک غیر معمولی طور پر مخلص احمدی خاتون تھیں انہوں نے اپنے شوہر کو بھی جو بیچارہ کوئی ذیعلم آدمی نہ تھے محض اپنی نیک نمونہ اور خوش خُلقی و معاملگی سے داخل سلسلہ حقہ کرایا تھا افسوس ہماری وہ مکرم معظم بہن جو دیگر احمدی خواتین کیلئے ایک قابل قدر مثالی تقلید نمونہ تھیں پچھلے مہینے فوت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ بیرونجات کے احباب ضرور انکا جنازہ غائب پڑھیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپ کر شائع ہوا)

الفضل

قادیان دارالامان ۲۶ جون ۱۹۱۵ء

وحیِ حق کی باتیں

قیصر جرمنی کا اسلام

اور

ہندی مسلمانوں کا خیالِ خام

لوگ سب بک بک کریں پر تیرے مطلب اور ہیں
تیری باتوں کے فرشتے بھی نہیں ہیں رازدار
(مسیح موعودؑ)

خدا جانے اس زمانہ کی رو بدنیا مخلوق موجودہ واقعات سے کیا کیا نتیجے نکالتی ہوگی۔ خود مسلمانوں کا جو اپنے زعم میں خدا کے چہیتے اور لاڈلے فرزند بنے بیٹھے ہیں یہ حال ہے کہ جو سوجھتی ہے الٹی ہی سوجھتی ہے۔ آسمان کے تیور پہچانتے نہیں اپنی اصلاح کی فکر کرتے نہیں۔ خدا کا غضب مختلف شکلوں میں کم و بیش ہر جگہ بھڑک رہا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بے وجہ نہیں (ما یفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم) مگر جو طریقے اس ہستی قادر و قاہر کے ساتھ صلح کرنے کے ہو سکتے ہیں انکی پروا نہیں۔ اسپر توقع یہ کہ اب کوئی دن جاتا ہے دنیا کے پردہ پر ہم ہی ہم ہونگے۔ چار دانگ عالم میں اسلام کا پرچم لہراتا ہوگا اسمیں شک نہیں۔ اسلام کا تو ضرور بول بالا ہو کے رہیگا۔ انشاء اللہ الرحمٰن لیکن یہ فریب خوردہ نفس ادھر خیال ہی نہیں کرتے کہ اسلام ہے کیا چیز؟ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی حاملان اسلام کون لوگ قرار پا سکتے ہیں، پھر دین حق کی تائید و نصرت سے متعلق سنت اللہ کیا ہے؟ قرآن کریم کو تدبّر سے پڑھیں تو جان لیں کہ اسلام تو آدم علیہ السلام کے وقت سے برابر چلا آتا ہے جب لوگ غفلت اور شرارتوں میں پڑ کر اُسے چھوڑ بیٹھتے ہیں تو پھر ایک بشیر و نذیر دنیا میں آجاتا ہے اس کے آنے پر جن کے اندر اطاعت و سعادت کا مادہ ہوتا ہے وہ اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ وہی خدا کی نظر میں مسلمان ٹھہرتے ہیں پر جو [illegible] استکبار [illegible] مصداق [illegible] استکبار اختیار کرتے ہیں وہ [illegible] نظروں سے گر جاتے ہیں خواہ اپنے نزدیک کیسے ہی [illegible] ہوں انہی کا نام کافر و منکر ہو جاتا ہے۔

[illegible] وارث اصلی ہوتے تو کبھی [illegible] دنیا میں اور سب سے [illegible] کتاب [illegible] تو صاف صاف [illegible] پایا جاتا ہے [illegible] قیامت [illegible] انکے اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا۔

انہی غلط عقائد و خیالات کے [illegible] یہ بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ سلطان ترکی خلیفۃ المسلمین ہیں اور ترکوں کی قوم ہی مسلمانوں کا زندہ نمونہ۔ حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں خدا کے برگزیدہ مسیح موعود (علیہ السلام) نے آج سے سترہ اٹھارہ برس پہلے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر سلطنت ترکی کے اس طلسم خیالی کو پاش پاش کیا۔ ترکوں کی افسوسناک اندرونی حالت اور بصورت عدم اصلاح انکے پرخطر مستقبل کی خبریں دی تھیں جو ایک ایک کر کے سچی نکلیں اور آج تک برابر انکی تصدیق ہو رہی ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں نے خدا کے اس پاک فرستادہ کی قدر نہ کی۔ اور ہنسی ہی اُڑاتے رہے (یا حسرة علی العباد الآیہ) قلمرو عثمانیہ میں سخت بدنظمی و بے ربطی واقع ہوئی۔ ایک انقلاب عظیم برپا ہوا۔ اس کا تاجدار۔ ہاں وہ تاجدار جس کی حکمت عملی و سیاست کی دول یورپ تک کے دلوں میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی ہلچل اور غداری کے طوفان بے تمیزی میں ایکدم تخت سلطنت سے اُتار کر دودھ میں سے مکھی کر دیا گیا۔ ملت پرستوں حریت کے دعویداروں اور انقلاب پسندوں نے اپنے جوش جنون میں وہ وہ حرکتیں روا رکھیں کہ آخر انکے پامالی کی ہوا ہی اکھڑ گئی۔ اور اکھڑی بھی ایسی کہ پھر شاید ہی بندھے یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ خدا کے مامور کو جھٹلانے اُسکے منہ سے نکلی ہوئی خدا کی باتوں پر از راہ شقاوت و شرارت تمسخر اڑانے اور نداء آسمانی کی قدر نہ کرنے سے حالانکہ ترکوں [illegible] مسلمانوں کو عبرت و بصیرت حاصل کرنے کا یہ نہایت اچھا [illegible] بہت ہو بات کل ہی کی ہے پہلے خود [illegible] سفیر روم کا جو حضرت مسیح موعود سے آنکر ملا اور آپ کی صداقت کی باتوں پر بگڑ کر یہاں کے یہودی صفت منکروں کا ہمنوا بن گیا خائن ثابت ہونا اسکی معزولی اور [illegible] رہے حدود سلطنت میں غداری و بے چینی کے حوادث کچھ تھوڑے نشان نہ تھے جنھوں نے یکے بعد دیگرے حرف بحرف مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر مہر تصدیق کی مگر آہ!

تھوڑے نہیں نشان جو دکھلائے تھے تجھے کیا یاد کر جو بتائے گئے تمہیں پر تم نے اس سے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ۔ [illegible] خیر وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا۔ [illegible] خام خیالی جو ترکوں [illegible] مسلمان [illegible] دول یورپ کے درمیان [illegible] جرمنی [illegible] دولت عظمیٰ [illegible] و مصلحت نہیں ہو سکتی تھی۔

جرمنی نے ترکوں کو ساری اسلامی دنیا کو دھوکے سے غار ہلاکت میں دھکیلنے کیلئے جال اور کئی طرح کے جال بچھائے از انجملہ ایک چلتا ہوا جادو یہ بھی کیا کہ خود قیصر اور اس کے بہت سے جوانان نبرد جھوٹ موٹ اسلام کا دم بھرنے لگے۔ ان نام نہاد مسلمانوں کی خوشی کا کیا ٹھکانا تھا پھولے نہ سماتے تھے جگہ جگہ بڑے سرگرمی [illegible] میں قیصر اور اسکے سپاہیوں کے اسلام کا چرچا ہونے لگا اچھے اچھے سنجیدہ متین [illegible] نے اس موقعہ پر کمال سادہ لوحی سے باور کر لیا کہ واقعی جرمن مع اپنے تاجدار کے مشرف باسلام ہوگئے اور سب سے ہوتے جاتے ہیں حالانکہ اگر ذرا معاملہ فہمی و متانت سے کام لیتے تو بالکل صاف بات تھی کہ اگر فی الحقیقت ان مسلم نما دشمنان اسلام کے دل میں کچھ بھی [illegible] احترام اس دین متین کا ہوتا تو ہرگز وہ ایسا بدنام کن موقعہ اسکے اظہار کا اختیار نہ کرتے نہ اُن مظالم کو روا رکھتے جو خود اصول و احکام اسلام کے سراسر خلاف ہوں۔ اور یہ سمجھنا تو خاص نور ایمان اور بصیرت و فراست باطنی والوں کا ہی حصہ ہو سکتا تھا کہ خدا کے اسلام کی غیرت کب گوارا کر سکتی ہے کہ کوئی ایسی حالت میں اسکا دین قبول کرے جس سے آئندہ کسی وقت وہ اسپر اپنی نصرت کا احسان جتلا سکے خدا کا دین تو ہمیشہ کمزوروں سے شروع ہوتا اور اس طرح کی [illegible] تائیدوں سے تقویت پاتا ہے۔

ہے۔ خیالات اور اسکی وجہ سے انکو بھی مشلہ کی سرقہ کی کوششیں کرتی ہیں۔ آخر دنیا یہ دیکھتی ہے ساحر برابر فروغ پاتا۔ بڑھتا چلا جاتا ہے جو اہل بصیرت کے لئے ایک بین نشان ہو کہ ضرور کوئی ذی الطوق طاقت ہے جو اسکی مددگار رہتی ہے اور ہمیشہ حمایت حق کے لئے غیرت دکھلاتی ہے۔ ہم کسی پر بدظنی نہیں کرتے اور دوسروں کی نیت پر حملہ کرنے کا کسی کو حق ہی کب پہنچتا ہے۔ دلوں کا حال تو علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ مگر اسباب ظاہری کے نظر کرتے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ترکوں کا کارِ عجیب اور جرمنوں کی مسلم نمائی کو آسمان پر چڑھانے میں ہمارے بہت سے بھولے بھالے بھائیوں نے بلاشبہ اندھی محبت سے کام لیا ہے لیکن شکر ہے کہ اب انہیں سے جو سمجھدار و رمز شناس ہیں رفتہ رفتہ ان غلط خیالات سے رجوع کرتے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب سے لندن کے نامہ نگار شل ہو ر پوسٹ و نیر الیسٹ وغیرہ نے حقیقت حال پر سے پردہ اٹھا کر قیصر کے اسلام کی قلعی کھولی ہے۔ تب سے مسلمانان ہند کے معمولی پرچے کیا بلند پایہ قومی آرگن بھی ماننے لگے ہیں کہ واقع میں یہ ساری قیصر کی عیاریاں اور چالبازیاں ہیں۔ ورنہ اسلام کو ان حرکات سے کیا تعلق جنکا ارتکاب وہ اور اسکی سپاہ قریباً سال بھر سے میدان کارزار میں کر رہی ہے۔

مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ قیصر نے اپنے مقابل قوم کے بے شمار عبادت گزار افراد بلکہ خود معبدوں تک پر وہ ستم ڈھائے ہیں جن کی نظیر تلاش کرنا عبث ہوگا۔ فاتحین اسلام نے بھی اپنے جہادوں میں کبھی ایسے مظالم روا نہیں رکھے۔ وہ تو برخلاف اسکے عبادتگاہوں کا احترام و عزت کرتے اور مسیحی اسقفوں کی حفاظت اپنے ذمہ لے لیا کرتے تھے۔ کسی مسلم جنگی سپہ سالار نے آج تک اپنے ماتحتوں کو ایسے احکام نہ دئے جن میں تہذیب کی ایسی بے عزتی و خلاف ورزی نہیں ہوئی جیسی کہ قیصر ولیم کر رہا ہے۔ مہدی سوڈانی اور اسکے خلیفہ نے بھی (جنکی خونخواری کے افسانے مسیحی دنیا نے بہت کچھ مشہور کر رکھے ہیں) خرطوم میں پادریوں اور عورتوں کے ساتھ کوئی برا برتاؤ روا نہیں رکھا تھا لیکن ولیم کا دل تو بالکل پتھر ہی کا معلوم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ان سچی باتوں سے اب مسلمانوں پر اچھی طرح آشکار ہونے لگا ہے کہ بے شبہ کلیساؤں کو گرانے اور مذہبی و علمی عمارات کو منہدم کرنے والا شخص **کبھی مسلمان نہیں ہوسکتا** اور کہ قیصر کا دعوائے اسلام بالکل غلط ہے۔ جیسا کہ حال میں ان کے مستاز و بارسوخ قومی آرگن وکیل نے انہی الفاظ میں اقرار کیا ہے۔ جسکے ساتھ ہی ہمعصر موصوف کا یہ خیال بھی درست اور قدر کے لائق ہے کہ اس تکلف میں یہ بات کچھ کم طمانیت بخش نہیں کہ دشمنان اسلام جو تا ایں الزام ایں دین حق کے سر تھوپا کرتے تھے وہ رفتہ رفتہ خودبخود دھوئے جاتے ہیں۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں یہ جو کچھ ہوا ہے اسلام کی صداقتیں روشن ہونے کے لئے ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ خود مسلمان نہیں سمجھتے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ مسیح موعود نے آج سے بیسیوں برس پہلے انہیں خوب کھول کھول کر بتلایا کہ یہ جسپر تم نازاں ہو اسلام کا مغز نہیں قشر ہے۔ چنانچہ دیکھئے جنگ و جہاد کے متعلق بھی آپ نے عام خیالات اہل اسلام کی غلطیاں ظاہر کیں تو ان کے مولوی ملانوں میں بڑی برہمی پھیلی اور خدا کے راستباز کو گورنمنٹ کا خوشامدی وغیرہ خدا جانے کیا کیا کہا گیا۔ لیکن اب مشیت الٰہی کے زبردست تازیانے انہیں آہستہ آہستہ سب کچھ منواتے جاتے ہیں۔ اگر نہیں تو منکران مسیح موعود صاف صاف **دونوں میں سے ایک بات کا اقرار کریں۔** یا تو یہ کہ سرکار عالیہ برطانیہ کے ساتھ انکا موجودہ شیوہ وفا اور ظاہری طرز عمل نفاق پر مبنی ہے یا یہ کہ انہوں نے اپنے عقاید فاسدہ کو اب خیرباد کہدیا ہے۔ پس ہمارے **شہزادۂ امن کی بہ صورت فتح ہے اور "زمین کے اوپر فلک کے نیچے"** غرض اسکے جتنے بھی تصرفات تم دیکھو گے وہ انشاء اللہ اسی کے حق میں نشان صداقت و نصرت پاؤ گے +

فالحمد للہ علےٰ ذالک

سِکھوں میں تبلیغ

کے لئے خاص مشن قائم ہونے کی ضرورت پر ایک

دوست کا مراسلہ بھیجا تاکید تائید ملا اور ہم بھی اسی فکر میں تھے کہ جب خلافت حقہ کے ماتحت عام طور پر مخالفین میں تبلیغ کا کام ذوالجلال کے فضل سے باحسن وجوہ جاری ہے تو اب علیحدہ مشن کیسا اور کس اصول پر قایم ہونیکی ضرورت ہے کہ اتنے میں بعض غیر احمدی جرائد میں وہی مراسلہ برنگ تائید شائع ہوتے دیکھ کر ہمیں اور بھی خیال ہوا کہ مجوزہ مشن سکھوں پر کونسا اسلام پیش کرے گا؟ آیا وہ جو بانی سلسلہ عالیہ (علیہ السلام) نے اپنے قول و فعل سے ہم کو اپنی آنکھوں دکھلایا اور سکھلایا۔ جسکے ابتک غیر احمدی مخالف ہیں۔ یا وہ جو مخالف سکتے ہیں۔ پس اب تا وقتیکہ مجوزہ مشن کی پوزیشن صاف ہونے ہم اسبارہ میں کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ مسلم انڈیا کا تلخ تجربہ ہمیں کافی سبق دے چکا ہے +

نومسلموں سے ہمدردی

بلاشبہ ایک مذہبی ہمدردی سے کوئی نیک دل خدا ترس

اختلاف نہیں کر سکتا۔ لیکن نومسلموں کو بھی یہ سوچنا چاہئیے کہ وہ خدا کے بھروسہ پر حق کو قبول کرتے ہیں یا انسانی سہاروں پر تکیہ کرکے۔ انسانی توقعات و انتظامات میں ہمیشہ خلاف امید ضائع اور کمزور ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ پھر جس سلسلہ میں آگئے ہیں ضروریات کی بھول کر اسے کسی جدید قرارداد سے متعلق کوتاہی پر طعن و ملامت ہم نہیں سمجھتے کہاں تک قرین انصاف اور مقتضائے حمیت ہے۔ ع

مگر و خانہ کس است حرفے بس است

کُنتُم اَعدَاءً فَاَلَّفَ بَینَ قُلُوبِکُم

بھائیوں رفتہ رفتہ کے تاکید و افتاء

نے غیر تو اپنی جگہ رہے خود ماں جائے بھائیوں کے بارہ میں پٹیل زبان زد خلائق کر دی ہے کہ نہ بھائی سا دوست نہ بھائی سا دشمن۔ لیکن اسکے ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء میں ہو کر جو لوگ دین حق کے رشتہ سے آپس میں بھائی بھائی بنجاتے ہیں ان کا اخلاص، اتحاد، ایثار اور باہمی ہمدردی و اخوت الٰہی خون کے رشتوں سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ثابت ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں الفضل کے کالموں میں سرود اور کالا گڑاہ وغیرہ کے احمدی بھائیوں کے باہمی اختلاف و رنجش کا تصفیہ نامہ چھپ چکا ہے اب پھر اسی بارہ میں ایک اور طویل مراسلہ ہمارے پاس بغرض اشاعت پہنچا ہے۔ ہم اس ناگوار بحث کو طول دینا پسند نہیں کرتے غیر مشروع رسوم کی اصلاح بہرحال ایک قابل تائید امر ہے اور احمدی قوم کو بتعمیل ارشاد الٰہی (تعاونوا علی البر والتقوی الایہ) نیک کاموں کی تائید اور خرابیوں کے رفع دفع میں ایک دوسرے کا بڑی یکجہتی و محبت سے ہاتھ بٹانا چاہئیے کم و بیش کمزوریاں سبھی میں ہوتی ہیں۔ اسواسطے فریقین کو صلاحیت اور اعتدال کا پہلو اختیار کرنا ضروری ہے۔ احمدیت کا تعلق ایک پاکیزہ اور واجب الاحترام رشتہ ہے۔ باہمی رنجشوں اور نفسانی جوشوں میں اسے نظرانداز کرکے دنیا کو ہنسنے کا موقعہ دینا قرین ہوشمندی نہیں۔ سردست ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ خدا کرے مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہ پڑے +

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد

تصدیق المسیح

ایک احمدی اور غیر احمدی کا مکالمہ

احمدی۔ جناب من! آپ نہایت روشن خیال ہیں۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ آپ میں تعصب کا نام ونشان بھی نہیں۔ فرمائیے حضرت مرزا صاحب کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟

غیر احمدی۔ میرے خیال میں حضرت مرزا صاحب نہایت راستباز اور اسلام کے نہایت پکے خادم اور قوم کے از حد ہمدرد اور بہی خواہ تھے ✦

احمدی۔ آپ حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں؟

غیر احمدی۔ میرے خیال میں حضرت مرزا صاحب کے دعاوی منصور کے انا الحق کہنے کی طرح ہیں ✦

احمدی۔ (۱) اگر آپ کسی ہندو یا عیسائی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تبلیغ کریں۔ اور وہ کہے کہ جناب محمد صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) نہایت راستباز اور پاکباز انسان تھے اور قوم کی خیر خواہی انیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی لیکن آپ کا دعوی نبوت منصور کے دعوی انا الحق کی طرح تھا۔ تو جو جواب آپ اس ہندو اور عیسائی کو دینگے وہی میری طرف سے سمجھ لیجئے ✦

(۲) نبوت کے دعوے کو خدائی کے دعوی پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک انسان خدا تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا اسلئے اگر وہ کہے کہ میں خدا ہوں تو یا تو اس کی تاویل کیجاوی گی یا کہدیا جاوے گا کہ وہ جھوٹا اور شریر ہے۔ لیکن نبوت کا دعوے خدائی دعوے کی طرح نہیں کیونکہ نبی تو انسان ہی ہوتے ہیں اور نبوت کا دعوے ہمیشہ انسانوں ہی نے کیا ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کا دعوی نبوت منصور کے دعوی خدائی (بشرطیکہ آپ نے ایسا دعوی کیا بھی ہو) کی طرح نہیں کیونکہ خدائی کا دعوے تو ایک انسان کی شان ہی نہیں اس لئے انا الحق کے ضرور تاویل کی جاوے گی۔ لیکن مرزا صاحب کا دعوی نبوت کے منصب پر سرفراز ہونے کا ہے۔ اور نبوت کا منصب انسانوں کو ہی ملتا ہے۔ اس لئے مرزا صاحب کے دعوی کی تاویل فضول امر ہے ✦

(۳) اگر انا الحق کے معنے یہ ہیں کہ میں حق ہوں اور برحق ہوں۔ اور مجسم صداقت ہوں تو یہ نہ خلاف شریعت نہ خلاف عقل کیونکہ انبیاء اور کاملین مجسم صداقت اور حق ہوتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں سوتے وقت کی دعا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متعلق فرمایا ہے۔ [illegible] حق یعنے تیرا نبی حق ہے اور برحق ہے اور مجسم صداقت ہے۔ اور اگر انا الحق میں الحق سے مراد ذات باریتعالی ہو تو بھی منصور کا دعوی سچا ہے۔ اور وہ اس رنگ میں ہے جیسا کہ بخاری شریف میں آیا ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کا ہاتھ بنجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور میں اس کے پاؤں بنجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اسی طرح منصور نے بجائے تفصیل کے مجملاً کہدیا کہ میں الحق ہوں یعنی بمحاورہ بخاری خدا ہی ہے؛ جس سے میں چیزوں کو پکڑتا ہوں اور وہی میرے پاؤں ہیں جن سے میں چلتا ہوں اور وہی میری آنکھیں ہے جن سے میں چیزوں کو دیکھتا ہوں اور وہی میرے کان ہے۔ جن سے میں باتیں سنتا ہوں۔ غرض اگر انا الحق میں الحق سے مراد حق وصداقت ہے تو بھی منصور کا دعوی سچا ہے۔ اور اگر انا الحق سے مراد بمحاورہ بخاری ذات باری ہے تو بھی دعوی کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں۔ اور پھر آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی منصور کے دعوی کی طرح ہیں گویا دوسرے لفظوں میں آپ کا کہنا یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے تمام دعاوی سچے ہیں۔ کیونکہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ انا الحق سچا دعوی ہے۔ ادھر آپ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دعوے منصور کے دعوے کی طرح ہے تو نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے بھی سچا ہے ✦

(۴) منصور نے صرف الفاظ انا الحق کہے۔ لیکن جو مفہوم اس کے دل میں تھا وہ اس نے ظاہر نہیں کیا اس لئے انا الحق کے متعلق وثوق سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کے یہ معنے ہیں یا یہ کہ اس کا مفہوم حالت سکر میں ظاہر کیا گیا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب نے الفاظ نبی مسیح رسول وغیرہ [illegible] نہیں کہے کہ ہم انہیں منصور کے الفاظ انا الحق کی طرح تصور کریں۔ بلکہ حضرت صاحب نے تو اپنے دعوے کو کھولکر بیان کیا اور صرف الفاظ پر کفایت نہیں کی بلکہ تشریح سے فرمایا۔ اسلئے منصور کے متعلق تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کا قول انا الحق معلوم نہیں کیا مفہوم ومعنے رکھتا ہے کیونکہ منصور نے اپنے الفاظ کی تصریح نہیں کی لیکن حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق تو یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ نے کن معنوں میں یہ لفظ بولے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے صرف الفاظ نہیں فرمائے بلکہ انکی مفصل تشریح فرمائی ہے اسلئے حضرت صاحب کے دعاوی کو منصور کے انا الحق کی طرح [illegible] ایک جیسا ذو معنی یا مشتبہ سمجھنا کسی طرح بھی جائز نہیں ✦

(۵) جو شخص حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو منصور کے دعوی انا الحق کی طرح سمجھتا ہے غور سے دیکھا جاوے۔ تو حضرت مرزا صاحب کے فرمودہ کو منصور کے قول کے مشابہ نہیں ٹھہراتا بلکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو منصور کے قول کی طرح (معاذ اللہ) حالت سکر یا کسی اور رنگ میں سمجھتا ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے جس قدر بھی دعوے تھے وہ اپنی طرف سے نہ تھے۔ بلکہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تھے جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں مجدد ہوں تو یہ کوئی نیا دعوے نہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ ان اللہ یبعث لهذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها یعنے اللہ تعالی اس امت میں ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد مبعوث فرمائے گا۔ اب جو شخص حضرت مرزا صاحب کے دعوی مجددیت کو حالت سکر یا منصور کی حالت کی طرح سمجھتا ہے وہ دراصل حضرت رسول کریم کی اس پیشگوئی کو حالت سکر یا منصور کی حالت کی طرح سمجھتا ہے۔ دوسرا دعوی حضرت اقدس نے مہدی ہونے کا کیا ہے یہ بھی کوئی نیا دعوے نہیں بلکہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ میری امت کی اصلاح کے لئے ایک مہدی خدا کی طرف سے کھڑا کیا جاویگا۔ پس جو شخص حضرت صاحب کے دعوی مہدویت کو حالت سکر کہتا یا منصور کے دعوی

انا الحق کی طرح خیال کرتا ہے۔ وہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کہ مہدی آنے والا ہے۔ حالت سکر سمجھتا اور منصور کے قول کے مشابہ ٹھہراتا ہے نتیجہ دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی بدبداہت ہاں نہیں بلکہ صادق و مصدوق رسول عربی کی زبان فیض ترجمان سے تیرہ سو برس پہلے پیشگوئی بھی ہے کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم . . . . وامامکم منکم۔ یعنی میری امت ہی میں سے ایک شخص منصب مہدویت پر سرفراز ہونے والا ہے۔ سو اگر حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ منصور انا الحق کے مشابہ ہے تو بقول آپ کے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا حدیث بھی انا الحق کی طرح حالت سکر میں کہی ہوئی ماننی پڑے گی

چوتھا دعوےٰ حضرت مرزا صاحب کا نبوت کا تھا یہ دعویٰ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہے۔ ذیل کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یأتی نبی اللہ عیسیٰ۔ سو جو شخص دعویٰ نبوت کو حالت سکر یا حالت منصور کہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہان مبارک سے نکلے ہوئے یأتی نبی اللہ عیسیٰ کو حالت منصور کہے گا۔ غرض جو شخص حضرت اقدس کے دعاوی مجددیت مہدویت مسیحیت اور نبوت کو حالت سکر سے تشبیہ دیتا ہے وہ دراصل رسول کریم کے اقوال متعلقہ مجددیت مہدویت و نبوت کو حالت سکر کے مشابہ ٹھہراتا ہے۔

(منصور نے انا الحق کہا یعنی میں خدا ہوں (بقول معترض) لیکن خدا کے اوصاف اس میں نہ تھے خدا تعالیٰ کے افعال سے اسے کوئی حصہ نہ ملا تھا نہ وہ قادر مطلق تھا نہ عالم الغیب نہ کسی اور الٰہی وصف سے متصف تھا اس لئے اس کا دعوےٰ غلط تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے دعاوی تو دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے ثابت ہیں۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ میں مہدی ہوں یہ دعوےٰ بے بنیاد نہ تھا بلکہ حدیث کے مطابق رمضان المبارک میں کسوف و خسوف نے ثابت کر دیا کہ آپ واقعہ میں مہدی معہود ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح میں ہوں یہ دعویٰ بھی بے دلیل نہ تھا بلکہ آپ حدیث نبوی کی بیان کردہ علامات کے مطابق مسیح موعود ثابت ہوئے۔ اور کسر صلیب و قتل خنزیر وہ مثال بے نظیر طور پر کر کے آپ نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ میرا دعویٰ مسیحائی مدلل و مبرہن ہے پھر دعویٰ نبوت بھی دلائل سے ثابت کیا۔ اور تمام وہ معیار جو انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کے قرآن شریف نے بیان کئے ہیں اپنے وجود میں دکھلا کر لوگوں پر حجت پوری کی غرض یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے دعاوی منصور کے دعویٰ خدائی کی طرح تھے۔ بالکل قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ منصور نے اپنے دعوے کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اس لئے وہ قابل تاویل یا قابل اعتراض ہے مگر مرزا صاحب نے جو دعوے بھی کیا اس کو دلائل سے ثابت کر دیا ہے اس لئے آپ کے دعاوی کو منصور کے دعویٰ خدائی کی طرح نہیں کہہ سکتے ✦

نعیم احمدی ۔ خاموش ! والسلام

دعوت الی الخیر

دکن میں

اخویم مکرم جناب سید سعادت احمد صاحب کے تین خطوط کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۳ جون ۱۹۱۵ء ۔ مسافر بنگلہ ۔ نظام آباد

حضور لا ایدکم اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آج ۸ بجے صبح کے عاجز اور حضرت حافظ صاحب صوبہ اورنگ آباد کے دورہ پر روانہ ہو گئے ۔ چنانچہ آج ضلع نظام آباد میں ایک بجے پہنچ کر چار سے آٹھ بجے شب تک حکام مقامی میں بعد ملاقات چار کتابیں تقسیم کی گئیں۔ (۱) جائنٹ مجسٹریٹ ضلع (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ (۳) تحصیلدار صاحب (۴) سپرنٹنڈنٹ جیل۔

۱۴ جون ہفتہ کے دن عبد اللہ بھائی الہ دین نے خاص طور پر حضرات مبلغین صاحبان کی ضیافت دعوت نہایت خلوص سے کی تھی۔ اور رات کے گیارہ بجے کے قریب سب نے بڑے تپاک اور اخلاص سے رخصت کیا۔

(۲) ۱۶ جون ۔ مسافر بنگلہ جالنہ ۔ حیدرآباد دکن۔

نظام آباد سے ضلع ناندیڑ روانہ ہوئے یہاں بھی ڈپٹی کمشنری ہے ۔ اول تعلقدار صاحب کے پاس جب پہنچے ہیں تو اکثر حکام ضلع وہاں موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد تعلقدار صاحب سے گفتگو ہوئی۔ آخر میں انہوں نے عدیم الفرصتی کے عذر سے کتاب لینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ اکثر حاضر الوقت حکام کو تعلقدار صاحب کے انکار کی اطلاع ہو گئی تھی۔ اور پھر رات کے آٹھ بھی بج گئے تھے۔ اور حکام کو کتابیں نہ دی گئیں لیکن یہ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ دن کے ۹ بجے جبکہ ناندیڑ کی بدقسمتی پر افسوس اور غور کرتے تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ایک صاحب نے پاس کے کمرے سے جو مسافر بنگلہ میں فروکش تھے کہلا بھیجا کہ نان بریڈ حاضر ہے کچھ نوش فرمائیں میں نے کہلا بھیجا کہ ہمیں سیری ہو گئی ہے۔ طبیعت نہیں چاہتی۔ اس کے بعد وہ خود ہی چلے آئے۔ اور نہایت تپاک سے ملاقات کی کے تعلقدار صاحب کے بے جا انکار پر وہ بھی میرے ساتھ متاسف ہوئے۔ آخر میں انہوں نے حضرت صاحب کے حالات سے دلچسپی ظاہر کی جس پر بہت دیر تبلیغی گفتگو ہوتی رہی اور کتاب کی خواہش ظاہر کی کتاب دی گئی دریافت پر معلوم ہوا کہ وہ اسسٹنٹ انجینئر ہیں پھر یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ سکندر آباد میں ان کے والد حضرت صاحب کے نہایت معتقد ہیں انشاء اللہ تعالیٰ حیدرآباد پہنچ کر ان سے ملاقات کی جائیگی۔ دوسرے روز منگل کے ۸ بجے جالنہ پہنچے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ قریباً ہر ایک حاکم دورہ یا رخصت پر ہے۔ آخر یہاں کے شرفاء میں سے ایک صاحب کے مکان پر چلے گئے انہوں نے نہایت خاطر تواضع سے ہمیں بٹھلایا اور گفتگو کی۔ حضرت صاحب کے بارے میں تبلیغ کی گئی قریباً چار گھنٹہ بات چیت ہوتی رہی آدمی متمول اور تاجر ہے اور مختلف ٹھیکے لئے ہوئے ہیں۔ چاء بسکٹ آم وغیرہ کی بڑی ضیافت کی۔ بوقت رخصت انہیں دو کتابیں دی گئیں کیونکہ انہوں نے بیان کیا کہ جالنہ کے شرفاء کی ایک سوسائٹی ہے یہاں شب کو سب اکٹھے ہوتے ہیں تو انہیں کہہ دیا گیا ہے کہ ایک کتاب سوسائٹی میں دیدی جائے۔ رات یہیں شب باش رہے۔ آج گیارہ بجے کی ٹرین میں اورنگ آباد انشاء اللہ تعالیٰ روانہ ہوں گے۔ اُمید ہے کہ حضرت مفتی صاحب بھی ہمیں اورنگ آباد میں آملیں گے ✦

(۳) ۱۹ جون ۱۹۱۵ء ۔ اورنگ آباد

جمعہ کے روز اکثر حکام وغیرہ کو کتابیں دی گئیں۔ اور صوبہ دار سے بھی ملاقات کی گئی۔ عدم اردو دانی کی وجہ سے انہوں نے ...

(باقی دیکھو صفحہ ۷ کالم ۳)

علاج کروانے کے لئے گھر سے چلے گئے۔ اور آج تک ان کا کوئی پتہ نہیں ملا۔ اسلئے گھر کے لوگ سخت اضطراب میں ہیں یہ صاحب جہاں سکونت رکھتے ہوں وہاں سے جلدی اپنے گھر اطلاع دیں۔

بندہ پور (کشمیر) میں ایک مقدمہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں چل رہا ہے۔ جس کی بنا وہ ہے کہ ایک شخص کے احمدی ہو جانے پر اس کے رشتہ داروں نے یہ دعوےٰ دائر کیا کہ چونکہ یہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے اس لئے اس کا نکاح فسخ قرار دیا جائے۔ اس کے متعلق ہمیں یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مولوی شرف الدین صاحب وکیل مخالفین نے بالآخر یہ تسلیم کر لیا۔ اور مسل پر لکھوا دیا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ نہیں بلکہ مسیح موعودؑ اسی اُمت محمدیہ میں سے ہوگا۔ ایسا شخص مسلمان ہے۔ مخالفین اس مذہبی معاملہ میں زک اٹھانے کی وجہ سے سخت نادم ہیں اور اب متعدد دیگر واقعات پر چل رہا ہے۔ دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ باقی امور میں بھی کامیابی عطا فرمائے۔

کاٹھ گڈھ سے چوہدری عبد السلام صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جلسہ کامیابی سے ختم ہوا۔ حاضری اچھی تھی۔ باہر سے بھی چند مہمان آئے تھے۔ مولوی عبید اللہ صاحب نے وفات مسیح کے متعلق تقریر کی۔ ایک شخص نے اس پر کچھ سوال کئے جن کا اسے جواب دیا گیا۔ پھر ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی تقریریں ہوئیں دو دن رات کے وقت عورتوں میں بھی وعظ ہوا۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی تقریر پہلے ہی سے یہاں مقبول ہے۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب نے سکھ مذہب اور آریہ سماج کے متعلق تقریریں کیں سردار بختاور سنگھ صاحب نے ماسٹر محمد یوسف صاحب کی تقریر پر اعتراض کئے۔ ماسٹر صاحب نے نہایت خوبی سے جواب دئے۔ کاٹھ گڈھ کی جماعت نے اور خاص کر رحمت اللہ صاحب اور عبد المنان صاحب نے ایام جلسہ میں نہایت تن دہی سے کام کیا۔ فجزاہم اللہ۔ اسکے بعد روپڑ کا جلسہ ہوا۔ وہاں احمدیہ جلسہ کا ایک شور برپا تھا۔ مولوی صاحبان اور پبلک نے ناخنوں تک زور لگایا کہ جلسہ نہ ہو۔ لیکن خدا کے فضل سے ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب و ماسٹر محمد یوسف صاحب کی ایک ایک تقریر ہو ہی گئی۔

راولپنڈی سے مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری تحریر فرماتے ہیں کہ تبلیغی دورہ کے بعد یہاں پہنچ کر حسب دستور سابق دونوں جگہ درس قرآن کریم شروع کر دیا ہے مولوی صاحب موصوف کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ دعا کی جائے۔

میر ناصر نواب صاحب قبلہ مدظلہ راولپنڈی سے پشاور روانہ ہو گئے ہیں۔

برادر الٰہی بخش صاحب ملتان سے اطلاع دیتے ہیں کہ میرا لڑکا عبد اللہ (جس کے حق میں دعا کے واسطے بذریعہ اخبار تحریک کی گئی تھی) فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ برادر موصوف کے اس صدمہ جانکاہ کے ساتھ ہمیں پوری ہمدردی ہے خدا تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

جنازہ۔ عزیز مرحوم اور نیز غلام رسول صاحب احمدی لاہور کے والد صاحب کا جنازہ غائب احباب پڑھیں۔

تازہ خبریں

جنگ سول ملٹری گزٹ کے خاص پیغامات برقی سے پایا جاتا ہے کہ مغربی کارزار میں اب فرانسیسی فوجیں مزید پیش قدمی کرنے لگی ہیں۔ اور جرمن پسپا ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

ایک فرنچ افسر کا بیان ہے کہ جرمن پسپائی سے قبل فصلوں کو تباہ کر رہے ہیں جو سابقاً پامال شدہ علاقوں میں بڑی احتیاط سے بوئی گئی تھیں۔ مقام سینٹ کوئنٹن میں انہوں نے سلسلہ آب رسانی منقطع کر دیا ہے اور بجلی گھر کو برباد کر رہے ہیں۔

فرانسیسی افواج کے مقابلہ میں اب دشمن کی ملی جلی سپاہ آ رہی ہے۔ طرفین کی مڈبھیڑیں غیر معمولی جانبازی و ہمت کے کارنامے ظہور پذیر ہو رہے ہیں مگر ایک موقعہ پر ۲۵ فرانسیسیوں کے سامنے سے دو سو جرمن بھاگ نکلے۔

لیمبرگ پر آسٹریا کے سکنڈ آرمی کا قبضہ ہو گیا ہے مگر یہ صوبہ کا پایہ تخت آسٹریا کی ہی خبر ہے۔

بحیرہ مارمورا میں دول متحدہ کے پانچ آبدوز داخل ہو گئے ہیں تاکہ گیلی پولی میں سمندر کی راہ سے دشمن کو کمک نہ پہنچنے دیں۔

ترکیا کے اسقف اعظم نے جرمنی کو تنبیہ کر دی ہے

دخیرہ کی تباہی پر بہت کچھ رنج و ملال ظاہر کیا مگر فرمایا میں اسکی نسبت کوئی فتوےٰ نہیں لگاتا کیونکہ فیصلہ تو خود آسمان کی ہی طرف سے ہو جاتا ہے۔

ہوج کی لڑائی نہایت خونریز اور ہولناک تھی۔ برطانی جمعیت نے خوب داد مردانگی دی اور جانبازی کے جوہر دکھلائے۔

اٹلی اور آسٹریا کی حرب و ضرب اب اور بھی شدت پکڑ گئی ہے۔ دشمن نے کئی موقعوں پر شبخون مارنے کی کوشش کی مگر جس قطعہ زمین پر اطالین قبضہ کر چکے ہیں۔ اسپر وہ قابو نہ پا سکا۔

جرمن افریقہ مشرقی کے ایک اہم مقام پر بلجیک سپاہ قابض ہو گئی ہے۔ اور اس کی قلعہ بندی کو افواج مذکورہ نے تباہ کر دیا ہے۔

مجروحین۔ دردانیال کے لئے شروع حملہ کے وقت بجری شفاخانوں کی کمی تھی مگر اب انتظام کیا گیا ہے کہ دو ہسپتالی جہاز ہندوستانی اور بارہ برطانی فوجوں کے علاج معالجہ کے واسطے مہیا کئے جائیں۔

بلجیم میں جرمن حکام نے قریباً تمام ذخائر گھاس و پیداوار فصل کے اپنے قبضہ میں کر لئے ہیں۔

مختلف دیوان عام میں کئی ممبران پارلیمنٹ نے ۲۲ جون کو سوال کیا۔ کہ اب بھی ہندوستان میں کوئی ایسے جرمن ہیں جنکی کافی نگرانی اور روک ٹوک نہیں ہے خاصکر مشنری لوگ۔ اسکے جواب میں ایک ممبر نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ وہاں انگلستان سے بھی اچھا ضبط و انتظام کر دیا گیا ہے۔

بقول۔ ڈیلی ٹیلیگراف گورنمنٹ نے قطعی طور پر طے کر دیا ہے کہ چین اور سیام میں جرمنی کے ساتھ تجارت بالکل بند کر دی جائے جو لوگ اس وقت تک ایسا کاروبار کر رہے ہیں۔ انہیں مہینہ بھر کی مہلت دیجائیگی۔

جرمنی میں فصل تیار ہو چکی ہے مگر امساک باراں کی وجہ سے کئی اضلاع میں آثار قحط نمودار ہیں۔ پھل ترکاریوں کی پیداوار بھی اچھی برائے نام معلوم ہوتی ہے۔ گھاس جل بھن کر رہ گئی ہے۔

لاہور میں نہال سنگھ نامی ایک سادھو پکڑا گیا ہے جو عادی مجرموں سے تعلقات رکھتا تھا۔ اس کے اکثر چیلے بدمعاش لوگ ہیں۔ اور وہ گورنمنٹ کے خلاف بکواس کیا کرتا تھا اسکی ضمانت نامنظور ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۵ء

اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الھُدیٰ

کے بہ آسانی رسد بخشایدت؟
صد جنوں باید کہ تا ہوش آیدت

اصل ہدایت اللہ وہدایت وہ ہے جو خدا کی طرف سے آئی اور آدمی کو ترقی کی طرف لیجاتی ہے جس میں ہانت یا رنج وملال ہے نہ ادبار وزوال۔ نہ کسی قسم کی روک ہے نہ کوئی پیچیدگی یا الجھن۔ انسان بے تکان برابر ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اسلام ہمیں اسی راہ پر ڈالکر اپنے مولیٰ کی رضا حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے اسی غرض سے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سکھلائی گئی اور اسکی قبولیت کے سارے سامان قرآن مجید میں فراہم کئے گئے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جسپر قدم مار کر آدمی انعام الٰہی کا وارث ہو سکتا ہے۔ اسی پر گامزن ہوکر خدا کے ہزاروں بلکہ لاکھوں پاک بندے نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح کہلائے اور زمرۂ منعم علیہم میں داخل ہوئے۔ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

قرآن پر ایمان رکھنے اور مسلمان کہلانے والے لاکھوں کروڑوں بندے دن رات میں بیسیوں دفعہ زبان سے تو اھدنا الصراط المستقیم۔ اھدنا الصراط المستقیم رٹتے ہیں۔ مگر افسوس! انمیں بہت تھوڑے ہیں جو ان کلمات طیبات کے حقیقی مفہوم ومعانی سمجھنے کی کوشش یا ان سے مستفید ہونے کی چنداں پروا کرتے ہوں۔ مسلمانان عالم پر زوال کیوں آیا؟ وہ طرح طرح کی مصائب ومشکلات کا شکار کیوں ہوئے؟ وہ ادبار ونکبت کے گڑھے میں کیوں گرے؟ اس قبیل کے تمام سوالات کا جواب یہ ایک ہی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے وہ پاک تعلیم دل سے بھلادی۔ اور اسکے مقصود ومدعا سے بے فکر وبیگانہ ہو گئے۔

کچھ شک نہیں کہ مشکلات اور سختیاں اس راہ میں بھی انسان کو پیش آتی ہیں لیکن ایک باطنی سکینت ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور آخر مراد یابی ورستگی کا انعام اسکے استقبال کو موجود۔ اور یہ بھی واضح بات ہے کہ جب دنیا کے حقیر وفانی مقاصد واغراض کے حصول میں آدمی کو قسم قسم کی بے شمار سختیاں جھیلنی اور طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ تو ھدی اللہ کی نعمت لازوال کیسے بدون کسی امتحان وقربانی کے میسر آسکتی ہے؟

پیارے دوستو! جو سچے دل سے چاہتے ہو کہ انعام ربانی کے وارث بنو۔ اور تم پر لاانتہا ترقیات کے دروازے کھولے جائیں۔ وہ رستے تمہارے لئے کشادہ کئے جائیں جو رضائے مولیٰ کی منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں۔ اگر واقعی تمہارے دلوں میں اس فوز عظیم کیلئے کوئی تڑپ ہے تو یاد رکھو آج دنیا بھر میں اسکے حصول کا ایک ہی یقینی ذریعہ ہے اور وہ مسیح موعود پر صدق دل سے ایمان لانا۔ اور اسکی بنائی ہوئی جماعت کا ساتھ دینا ہے۔ جسکا ظہور پاک روز ازل سے بشکل بروز مصطفیٰ اسی زمانہ کیلئے مقدر تھا۔ جسکے انتظار میں لاکھوں نیک بندے ترستے چلے گئے اور الحمد للہ کہ لاکھوں ہی سعید روحوں نے اسے قبول بھی کر لیا ہے۔ مگر حیف ہے اُس گروہ مخلوق پر جنہے اسکا زمانہ پایا اور قدر نہ کی۔ وہ جناب مصطفیٰ کے نام لیوا تو ہیں پر آپ کی بعثت ثانیہ سے بیگانہ اور آپ کی بتلائی ہوئی راہ سے دور جا پڑے ہیں۔ انمیں بیشتر حصہ تو ان لوگوں کا ہے جو بے اعتنائی وغفلت میں پڑے ہوئے۔ اپنی عمر عزیز گنواتے ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے بھی ہیں جو محض تعصب یا نفسانیت سے خدا کے مامور برحق کا انکار کر رہے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو اسکے سلسلہ حقہ کو افترا وضلالت پر تو مبنی نہیں سمجھتے۔ اسکی سچائی ان کے دلوں پر چمک چکی ہے۔ لیکن دنیاوی تعلقات اور موانع ان کے سدراہ بنے ہوئے ہیں۔ انہی سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ دنیا ابدالآباد تک تمہارا ساتھ دے گی؟ کیا تمہارے فانی تعلقات ہمیشہ ہمیشہ بنے رہیں گے؟ کیا عقبیٰ میں کوئی کسی کے کام آسکے گا؟ یا ایکدوسرے کا بوجھ اٹھا سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ اور قطعاً نہیں (ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ)۔ مانا کہ جیتے جی ان علائق کو دین کی خاطر نظر انداز کرنے میں تمکو بہت ابتلاؤں اور آزمائشوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ مانا کہ تمہیں اس راہ میں بڑی بڑی قربانیاں کرنی ہونگی۔ یہ بھی سچ ہی کہ بظاہر انکا کوئی نعم البدل نظر نہیں آتا۔ لیکن کیا دنیا کی مکروہات میں ذلیل سے ذلیل خواہشات کی خاطر تم کوئی زحمت کوئی رنج وتعب اللہ قربانی گوارا نہیں کرتے۔ روزمرہ معاملات زندگی میں ہزاروں ولعہ فانی وسفلی اغراض کیلئے تمہیں بہت کچھ دکھ اٹھانے اور ضرر وزیان سہنے پڑتے ہیں۔ پھر اس نعمت عظمیٰ کو کیوں اتنی اہمیت نہیں دیتے کہ اسکی خاطر بھی ذرا تھوڑی تکلیف وقربانی بطیب خاطر برداشت کر لو؟ جسکے شیریں ثمرات دم نقد بھی ملتے ہیں۔ سچا اسلام تمہیں ادبار پر کبھی نہیں ٹالتا۔ فانی وسفلی اغراض ومقاصد کیلئے میں لوگ بالکل مجنون ومتوالے بنجاتے ہیں۔ حالانکہ انکا انجام صرف حسرت وفضیحت ہوتا ہے۔ تو آہ! کیا خدا کو راضی کرنے اور اسکی راہ کو پانا اتنی بات کا بھی مستحق نہیں کہ انسان اسکے لئے اپنے نفس پر تھوڑا سا جبر کرکے برائے چندے اُن مقاصد اور تعلقات کو خیرباد کہدے۔ جنسے اسکو یوں بھی ایک دن دستکش ہونا ہے؟ نہیں نہیں بلکہ یہ اعلیٰ ترین مراد ایسی بے مثل وبیش بہا ہے کہ اگر کوئی دنیا ومافیہا کا اور سب کچھ بھلا کر اسکی دھن میں دن رات لگا رہے تب بھی حق بجانب ہوگا اور جان مال سارا اسی راہ میں قربان کردے تو بھی بہت سستا سودا ہے۔ اس راہ میں ماسوا قیس عامری ماسوائے محرومی کہیں لیلائے مقصود سے شادکام ہوتا ہے۔ اس کوچہ کا جوش جنون بھی اک چیز ہے۔ جسپر صدہزار عقل وہوش قربان۔ بلکہ حقیقی ہوش وخرد کا پتہ بھی اسوقت لگتا ہے جبکہ انسان طلب حق میں مجنون صفت دوری ومہجوری کی ساری وادیاں طے کر لے۔ اور خوشی خوشی سب سختیاں جھیل چکے +

جنگ کی حالت

رائٹر کی چٹھیات برقی سے پایا جاتا ہے کہ فی الحقیقت کوئی اہم خبر نہیں ہے جو آلا جنگ میں پائے

عدد دو چار روز تک سننے میں آتے تھے۔ کہیں ہوا سی کے ساتھ پسپائی ہوتی ہوئی کہیں اسکی نوح روشن ہوتی جانے سے فاتوں کی اور قیمتی جانکو روانہ ہوکر نا۔ مشرق وسطیٰ میں گو پیچ در پیچ روس سک اور تربال کے سرداروں کو بھی کچھ کم جدوجہد اور زبردست ہمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا لیکن جرمنی کو بھی روسی کا سکوں کے مقابلہ میں قدر عافیت ہی معلوم ہوگئی ہوگی۔ دشمن کی آمد کشتیوں کی شمالی سمندروں کی ثقیل ضیال خطرہ میں ایک عدم ہو چکی تھی اب انکی بیٹا گلی سی تاخت وتاراج سننے میں آتی ہے بلکہ انکی طاقتوں کی آمد جرمن بحری قزاقوں کی خاص خبر ہے۔ بیں اہم اور مشابہ نال کیطرف گیلی پولی کی معرکہ آرائی میں دونوں متحدہ کیطرف سے متفقہ جان توڑ کوششوں کا سلسلہ شروع ہو گئی ہے بلکہ ایک روز تو بارہ گھنٹے تک طرز پر لڑائی ہوتی رہی ہے جسے پایا جاتا ہے کہ دشمن کی دقتیں اور شدید

ہمارے خان صاحب اور خان بہادر

وہ جماعت جسکے امام محترم کو حضرت رب العزت کی بارگاہ عالی سے تمغہ خطاب "الفضل" کا اعزاز مل چکا ہو کسی دنیوی کارنامہ یا ہمت و قابلیت کے صلہ میں نہیں بلکہ اسلام کی اُن بے بہا خدمات کے سبب جنکی انجام دہی پر وہ خود اسی نے [illegible] سرکار کی طرف سے مامور ہوا تھا۔

وہ قوم جو "وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین" پر زندہ اور سچا ایمان رکھتی ہو کسی فانی اعزاز و امتیاز کی کب آرزومند ہو سکتی ہے؟ لیکن جب حسن خدمات کے اعتراف میں حکام عالیمقام کی جانب سے عزت افزائی ہو تو اسکے افراد اس انعام الٰہی کی ناقدری کر کے کفران نعمت کے مرتکب بھی ہرگز نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ قبل ازیں ہم اپنے مکرم دوست جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج غازی پور کو خطاب خان بہادری عطا ہونے پر مبارکباد دے چکے ہیں۔ اور الحمد للہ کہ اب ہمیں ایک اور عزیز بھائی جناب محمد علی خان صاحب تحصیلدار میران شاہ کی خدمت میں اسی قسم کی تہنیت پیش کرنے کا موقعہ ملا جنہیں حال میں خان صاحب کا خطاب گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے دونوں معزز و مکرم بھائی منعم حقیقی کے حضور سجدات شکر بجا لائیں گے۔ اور اپنی محسن گورنمنٹ نیز اسکی پیاری رعایا کی سرگرم و مخلصانہ خدمت میں پہلے سے بھی سوا مستعدی دکھلائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمرؓ ایدہ اللہ کی دعائیں اور آپ کے اولوالعزمانہ عہد کی برکات کن کن رنگوں میں جماعت کے لئے موجب ترقیات و عزت ہو رہی ہیں۔ ماشاء اللہ چشم بد دور! اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے اعمال سے اسکی نظر میں بھی مستحق عزت قرار پا سکیں۔ آمین۔

توسیع میعاد حکومت

الفضل کی [illegible] مورخہ ۹ اپریل [illegible] میں نہایت زور کے ساتھ گورنمنٹ عالیہ کے حضور درخواست کی گئی تھی۔ کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے اس نازک زمانہ میں جس بیدار مغزی، اعلیٰ قابلیت، دوراندیشی، تدبیر، عدالت گستری و مآل اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔ یہ اوصاف اسکے مستحق ہیں کہ گورنمنٹ ان کی قدر کرے اور رعایائے ہند کو ان سے مزید فائدہ اٹھانے کا موقعہ دے۔

اب ہمیں اس خبر سے خاص مسرت حاصل ہوئی کہ ہز مجسٹی کی فرمانروا و [illegible] گورنمنٹ نے رعایا کی تمنائے دلی کو شرف قبول بخشا اور لارڈ ہارڈنگ بہادر بالقابہ کی میعاد وائسرائلٹی کو جو نومبر میں ختم ہو جاتی بڑھا کر آئندہ مارچ تک وسعت دیدی ہے۔ [illegible] صاحب وزیر [illegible] حضور ممدوح کے جو بیان جو باضابطہ نامہ و پیام ہوئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہز ایکسیلنسی بذات خود اس توسیع کے خواہشمند نہ تھے۔ لیکن محض اعلیٰحضرت ملک معظم کی تعمیل ارشاد اور [illegible] والیان ریاست کے پاس خاطر آپنے اس توسیع کو بطیب خاطر منظور فرما لیا۔ لارڈ ممدوح کے اس طرز عمل سے اطاعت اولوالامر، خداترسی اور رعایا نوازی کا قیمتی سبق ملتا ہے۔

ریاست جموں میں قانون انتقال اراضی

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ریاست جموں نے زمینداروں کی حالت زار کو مدنظر رکھ کر اپنے ہاں قانون انتقال اراضی نافذ فرما دیا ہے۔ کشمیر جیسی کچھ دردناک حالت زمینداروں کی دیکھی اور سنی جاتی ہے اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب اگر فریق مخالف کی کوششیں ناکام رہیں تو امید ہے کہ اس قانون کے اجرا سے زمیندار ضرور سنبھل جائیں گے۔ فی الحال صرف چار تحصیلوں یعنی رنبیر سنگھ پورہ، میرپور، بھمبر، کٹھوعہ میں یہ قانون جاری ہوا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر اسکو تمام ریاست میں جاری کر دیا جائے۔ جہاں اس قانون کے نفاذ سے مہاراجہ صاحب کشمیر کی رعیت پروری کا پتہ لگتا ہے اسکے ساتھ ہی ہم اپنے ہمعصر کشمیری میگزین کو بھی مستحق مبارکباد سمجھتے ہیں جو قریباً ڈیڑھ سال سے اس قانون کی ضرورت کی طرف پرزور الفاظ میں توجہ دلاتا رہا ہے۔

خلیفہ برحق مانتا ہوں

منشی دوست محمد صاحب مجاز (جموں) کے متعلق پیغامیوں نے جو خیالات پھیلائے ہیں ان کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں لیکن خود منشی صاحب اپنی نسبت جو کچھ بیان کرتے ہیں۔ اسکا سند میں انہی کی تحریروں سے بڑھکر اور کوئی بات طمانیت بخش نہیں ہو سکتی۔ ہمیں ان کی جو چٹھیاں حال میں پہنچی ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل تازہ خط کی نقل کافی ہوگی امید ہے کہ احباب اسے خاص دلچسپی و توجہ سے پڑھینگے۔ وہ لکھتے ہیں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعض دوستوں کی فہمائش کی غرض سے مجھے احباب مبائعین کی خدمت میں یہ اطلاع کرنے کی ضرورت ہوئی ہے کہ میں بفضلہ تعالیٰ عقیدۃً اور مذہباً حضرت میرزا محمود (ایدہ اللہ بنصرہ) کو خلیفۃ المسیح برحق مانتا ہوں۔ مجھے آنجناب میں حضرت مسیح موعود کی روح کام کرتی نظر آتی ہے۔ اور ان کے سینہ میں حضرت عمرؓ کی سی غیرت دینی اور اولوالعزمی کی سپرٹ موجزن دیکھتا ہوں۔ اور میں نے ان سے شرح صدر سے بیعت کی ہوئی ہے۔ چونکہ میرا ایک قومی انجمن سے تعلق ہے۔ اور اس حیثیت سے بعض اوقات میرے احباب کو میرے ذاتی مذہب کی نسبت کچھ غلط فہمی ہو جایا کرتی ہے یا میرے رویہ میں کچھ لغزش پائی جاتی ہے۔ جو میری کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لہذا دوستوں سے درخواست ہے کہ میری ترقی ایمان اور درستی اعمال کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

خاکسار دوست محمد مجاز (از جامپور) ۲۱ جون [illegible]

اخبار نویسوں کی نازک ذمہ داری

حال میں گورنمنٹ عالیہ کی جانب سے جو ہدایت شائع ہوئی ہے اسکا منشا یہ ہے کہ جو خطوط یا اخبارات پوسٹل سنسر (محکمہ احتساب متعلقہ ڈاک) کے پاس ہوکر نہیں پہنچیں ان کے مطالب کی اشاعت میں بھی بہت حزم و احتیاط سے کام لینا ضروری ہوگا۔ یہ گورنمنٹ کا ایک شاہانہ اعتماد ہے کہ انہیں مکتوب الیہم تک پہنچنے دیتی ہے۔ پس اس اعتماد سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ ہمیں امید ہے کہ تمام معزز معاصرین اس ہدایت پر پورے طور سے کاربند ہونے کی کوشش کرینگے۔ گورنمنٹ کے احسان کا بدلہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ناحق اسے تشویش میں ڈالنے یا رعایا کے خیالات میں اضطراب و انتشار پیدا کرنے والی باتوں کو ہر طرف پھیلایا جائے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔

مرکز سے تعلق توڑنے کا نتیجہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول کے عہد میں پیام نے ایک نوٹ "توڑنا سہل جوڑنا مشکل" کے مضمون پر شائع کیا تھا۔ اس سے اور نیز پیغام کی ایسی ہی دیگر تحریرات سے دردمندان

کو جو صدمے پہنچے یا خبر وہاب بہیے نہ ہوں گے۔ پیغام کی تحریک در حالیکہ تھا کہ غیر احمدیوں سے تعلقات توڑے تو مشکل ہے گو لیکن ہم تبدیلی کی جو اصل میں اب جا کے نکلی ہے کہ وہی خالی رعب و وقار و وجاہت و عیار کے زعم باطل میں سرشار شخصیتیں جنکو کسی کی غلامی کے طفیل یار و اغیار سب سر محمود پر ہملکتے تھے۔ اب بدستی سر بازار دھی [illegible] بھی ناخنوں تک کاٹ رہے [illegible] ہیں۔ مگر کہیں کم نہیں سمجھتا۔ دیکھا یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل الآیہ کے مصداق ایسے ہی تھے پیغامی عبرت ہے بعد اُن کی آنکھیں کھلے۔ اور اب بھی اپنے ناز [illegible] انجام سے سبق حاصل کرکے ہوش میں آجائیں تو ان اللہ ہو التواب الرحیم

دہلی اور احمدیت کی تبلیغ

اکثر احمدیوں کو معلوم ہوگا کہ دہلی جیسے

عظیم الشان شہر میں جس کی آبادی ۲ و ۳ لاکھ کے درمیان بیان کی جاتی ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ اور جو ہیں ان میں بھی خاص دہلی کے باشندے گنتی کے دو چار ہی ہونگے۔ غلامان حضرت مسیح موعود میں سے جنہیں وقتاً فوقتاً اپنے حلقہ اثر میں اہل دہلی کو تبلیغ کرنے کی توفیق ملی۔ انکا تجربہ بتلاتا ہے کہ اہل دہلی زیادہ تر دنیا کے دھندوں میں ایسے منہمک ہیں کہ ادھر متوجہ ہونے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے بجز جنہیں تقلید طبور اعمد مذہبی ہے۔ جیسے وہ عموماً اس مسلک کے لوگ ہیں کہ اپنے معتقدات و مسلمات میں کسی کمزوری کا امکان تک ماننے کو تیار نہیں اسی پر تھوڑے دیگر طبقات کو قیاس کرسکتے ہیں۔ ہمیں جب کبھی اس مایوسی بخش حالت پر غور کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو دفعتاً ہمیشہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف یاد آجاتا ہے کہ جب حضرت آخری بار تشریف لے گئے تو آپ کو دہلی کے دروازے مقفل دکھلائے گئے تھے۔ پس دلی والوں کی جو سرد مہری اب تک دیکھنے میں آئی وہ ایک طرف افسوسناک اور یاس خیز ہے تو ساتھ ہی خدا کے برگزیدہ مسیح کی صداقت پر ایک روشن نشان بھی ہے لیکن ہمارا یہ ایمان ہے کہ جو خدا اپنے مامور کی سچائی پر ایک سے ایک بڑھکر زبردست نشان دکھلا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس نے ہزاروں دکھلائے۔ وہ دلی کے قفل کھولنے پر بھی یقیناً قادر ہے۔ ہمیں اسکی رحمت سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں (لا تیئسوا من روح اللہ) اسی لیے توکلاً علی اللہ اسدفعہ ہمارے دو مکرم و محترم مبلغ جناب مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب اور جناب میر قاسم علی صاحب حسب ارشاد حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ یو۔ پی کے دورہ تبلیغ سے لوٹتے ہوئے انشاء اللہ دہلی میں بھی چند روز قیام فرماکر اہل شہر کو پیغام حق پہنچائیں گے ہم شرفاء دہلی سے ملتجی ہیں کہ کم از کم ایک بار تحقیق دل سے سن تو لیں۔ کہ احمدیت آخر ہے کیا چیز۔ اس میں کون کونسی باتیں کتاب سنت کے موافق یا (معاذ اللہ) مخالف ہیں؟ ہمارے دہلوی بھائیوں کو ہر موقعہ پر خاص سرگرمی و اخلاص سے کام لینا چاہیئے۔ دہلی کا رخ کرنا کچھ آسان نہیں۔ وہ ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ اور بڑی سنگلاخ زمین ہے لیکن خدا ہی نے تمام قدرتوں والا ہے وہ ان اونچے اونچے پہاڑوں پر بھی بڑے بڑے شاندار درخت اگا دیتا ہے۔ دہلی اور اسکے نواح میں بہت سے مقدس بزرگوں کی ارواح پاک آسودہ ہیں۔ وہ صدیوں تک اسلامی علوم کا مرکز رہی ہے بس مقام حیف ہوگا اگر وہ اپنی سابقہ عظمت کے ہی خار بین مرتب رہا اور خدا کے نبیج رسولؐ کے بشارت دیئے ہوئے مہدی آخر زمان کی معرفت سے محروم رہے +

فہرست وصایا ماہ مارچ ۱۹۱۵ء

نمبر ۸۷۲ میاں محمد شریف ولد میاں سراج دین صاحب ساکن لاہور نے موجودہ جائداد قیمتی پانچسو روپیہ اور وفات کے بعد اپنے تمام ترکہ کے ۱/۱۰ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کردی ہے +

نمبر ۸۷۳ فضل الدین ولد شاماں جٹ باجوہ ساکن [illegible] تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ نے اپنی اراضی پندرہ بیگہ اور ایک مکان کے ۱/۱۰ حصہ کی اور اس سے زاید ترکہ کی بھی ۱/۱۰ حصہ پر ہی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کردی ہے +

نمبر ۸۷۴ غلام محمد ولد محمد بخش جٹ ساکن چوکنانوالی تحصیل و ضلع گجرات نے اراضی بارہ کنال اور دو مکان اور سامان رہائش وغیرہ کے ۱/۱۰ حصہ کی اور علاوہ اسکے تمام ترکہ کی جو بعد وفات ثابت ہو ۱/۱۰ حصہ پر ہی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کردی ہے +

نمبر ۸۷۵ مسماۃ رشیم بی بی اہلیہ غلام محمد جٹ ساکن چوکنانوالی ضلع گجرات نے اپنے مہر [illegible] روپیہ اور زیور [illegible] روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرکے لکھدیا کہ میری وفات کے بعد میرے تمام ترکہ کے ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی کہ صدر انجمن احمدیہ کو وصول کرنے کا ہر طرح اختیار حاصل ہے +

نمبر ۸۷۶ مسماۃ عائشہ زوجہ محمد عزیز الدین کمہار ساکن بکریاں ضلع ہوشیارپور نے اپنے زیور [illegible] روپیہ مہر یکصد کل [illegible] روپیہ کے ۱/۱۰ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے لکھدیا ہے کہ میرے ترکہ پر جو اسکے علاوہ ہو بھی یہ وصیت ۱/۱۰ حصے حاوی ہوگی +

نمبر ۸۷۷ مسماۃ کرم بی بی زوجہ محمد خلیل کمہار ساکن میانوالی ضلع امرتسر نے اپنے زیور [illegible] اور مہر یکصد روپیہ کل [illegible] کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت انجمن احمدیہ قادیان کے نام کردی اور لکھدیا کہ اس کے علاوہ ترکہ پر بھی یہ وصیت ۱/۱۰ حصہ سے حاوی ہوگی +

نمبر ۸۷۸ مسماۃ عالم بی بی بیوہ بنت غلام قادر مرحوم ساکن قادیان نے اپنی جائداد [illegible] روپیہ کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرکے لکھدیا کہ یہ میرے ترکہ کے ۱/۱۰ کی ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت ہے +

نمبر ۸۷۹ مسماۃ غلام فاطمہ عرف طاہرہ معلمہ مدرسہ البنات زوجہ محمد اسحاق صاحب نے مہر دو صد روپیہ اور زیور [illegible] روپیہ کل [illegible] روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے لکھدیا ہے کہ میں اپنی تنخواہ [illegible] روپیہ ماہوار کا دسواں حصہ مبلغ [illegible] ماہوار بھی ادا کرتی رہونگی۔ اور میرے ترکہ کی بھی جو اس سے علاوہ ثابت ہو ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن مذکور ہے

نمبر ۸۸۰ محمد اسمٰعیل سوداگر معمار ساکن ریاست مالیر کوٹلہ حال قادیان نے ایک مکان قیمتی [illegible] روپیہ واقعہ ریاست مالیر کوٹلہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے لکھدیا کہ میری تنخواہ [illegible] روپیہ ماہوار ہے اسکا بھی ۱/۱۰ ماہوار ادا کرونگا۔ علاوہ ازیں اگر کوئی زاید ترکہ میری وفات کے بعد ثابت ہو تو اسپر بھی اسقدر حصہ ۱/۱۰ سے یہ وصیت حاوی ہوگی +

نمبر ۸۸۱ بابو عبد الحمید ولد عمر الدین قوم شیخ ساکن [illegible] تحصیل نکودر ضلع جالندھر نے اپنی تنخواہ کے دسویں حصہ کی وصیت کردی ہے +

نمبر ۸۸۲ امیر محمد ولد چودھری سکندر خان راجپوت ساکن اہرانہ تحصیل و ضلع ہوشیارپور حال قادیان نے اپنی ایک ہزار روپیہ کی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے لکھدیا کہ اگر میری وفات کے بعد اس سے زاید کوئی جائداد ہو اسکا ۱/۱۰ بھی وصیت میں داخل ہوگا +

نمبر ۸۸۳ مسماۃ کریم بی بی زوجہ امیر محمد خان ساکن اہرانہ ضلع ہوشیارپور حال قادیان نے زیور [illegible] روپیہ کے دسویں حصہ کی بنام صدر انجمن احمدیہ وصیت کرکے لکھدیا کہ علاوہ ازیں بھی جو ترکہ میری وفات [illegible]

کثرت ازدواج

اور

ارائیں میگزین

ہر شخص کو اس بات کا اختیار ہے کہ جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور کسی کو اس کے کسی جائز فعل پر نکتہ چینی کرنے کا حق حاصل نہیں ہے لیکن بعض انسان ایسے ہوتے ہیں جو اپنے مقصد کے حصول کے لئے غلط پیرایہ یا ناجائز طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کی اس حرکت کا ضرر اور نقصان انہی کی ذات تک محدود ہو۔ تو گو انسانی فرض ہے کہ حق پہنچانے کے لئے انہیں اس سے باز رکھنے کے لئے آواز بلند کرے تاہم اگر انکی خود سری کی وجہ سے انہیں اپنے حال پر ہی چھوڑ دیا جاوے تو بھی ان میں سے بعض آخر کار سدھر جاتے ہیں کیونکہ زمانہ کے شکنجہ میں کسے جاکر خود بخود ان کے پیچ وخم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں مگر وہ لوگ جن کی ناجائز بلند پروازی مذہبی معاملات میں بھی آ رہ اور اندازیاں کرنے لگتی ہے انکی روک ٹوک ضروری ہوتی ہے۔ اسی اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم لاہور کے نئے رسالہ ارائیں میگزین کے متعلق کچھ لکھتے ہیں ناظرین کرام اس کے نام سے یہ تو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کن لوگوں کا رسالہ ہوگا۔ لیکن اگر آپ کے سامنے اس کا ٹائٹل پیج رکھا جائے تو امید نہیں کہ آپ معلوم کر سکیں کہ یہ پرچہ کس قوم کے افراد سے متعلق ہے کیونکہ اس کے محرروں نے اپنی شان بلند پروازی کو قائم رکھنے کے لئے جدت طرازی کا ایک نیا نمونہ دکھایا ہے یعنی "ارائیں" کو "ارامیں" لکھا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ "ارامیں موسوم بہ الراعی" میں کیا خوبی ہے جس کو اختیار کرنے کے لئے انہوں نے اپنے پشتوں کے قومی نام "ارائیں" کو حرف غلط کی طرح مٹانا چاہا۔ ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہئے کہ انکی یہ کارروائی احسن ہے لیکن اس رسالہ کے ایڈیٹر صاحب نے اپنی روشنی طبع اور جدت پسندی کی ترنگ میں اسلام کے مسائل پر بھی قلم کو کشش دی ہے چنانچہ رسالہ کا پہلا نمبر جو ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اس میں سب سے پہلا مضمون بعنوان کثرت ازدواج اور مخالفین لکھا گیا ہے۔ جس کو پڑھ کر لکھنے والے کی مذہب اسلام سے واقفیت پر افسوس آتا ہے۔ کیونکہ اس میں ایسی غلط اور بے سروپا باتیں لکھی ہوئی ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی بات تو یہ لکھی ہے کہ "بعثت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی۔ اور عورتوں پر ظلم وستم کا بازار گرم تھا جس کو مٹانا اور ملیامیٹ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں میں سے ایک تھا"۔ اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اسی وقت ہوئی۔ جبکہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ صفحہ روزگار پر آشکار ہو چکا تھا۔ انسان ارذل ترین حالت کو پہنچ چکے تھے ہر قسم کی بدی اور شرارت اپنا بال پھیلایا ہوا تھا۔ شرم وحیا غیرت وحمیت اٹھ چکی تھی آپ نے ان برائیوں کو دور کیا۔ ہزاروں برس کے فساد کو مٹا کر عالمگیر امن قائم کیا انسانوں کو ذلت اور ادبار کے گڑھے سے نکال کر معزز ترین بنا دیا بے شرمی اور بے غیرتی کو شرم اور غیرت سے بدل دیا۔ حیا وحمیت کا ایک جوش پیدا کر دیا۔ اور کسی ایسے فعل کو جو خدا تعالیٰ کے نزدیک برا تھا۔ آپنے مٹانے میں کسر نہ رکھی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج دنیا کے مادہ پرست اور اسباب پر بھروسہ رکھنے والے لوگ جن باتوں کو برا جانتے ہیں۔ حالانکہ دراصل وہ بری نہیں انکے متعلق بھی یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں برا سمجھا۔ اور ان کے مٹانے میں سعی فرمائی کیونکہ اس سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کوئی بے ادبی نہیں ہو سکتی کہ آپ کی طرف ایک ایسے فعل کا استیصال وامتناع منسوب کیا جائے جسکو آپ نے جائز سمجھا اور اپنے عمل سے اسکی تصدیق فرمائی۔ اسے کاش وہ مدعی اسلام جو یورپ کے بودے اور بیکے اعتراضوں سے ڈر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے سوچے اور غور کرے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں میں سے یہ بھی ایک کارنامہ تھا کہ آپ نے کثرت ازدواج کی رسم کو مٹایا تو کیا آپکا گیارہ تک بیویاں کرنا اور ایک وقت میں نو ازواج مطہرات کا موجود رکھنا اسی بات کا ثبوت ہے یا اسکے خلاف۔ اگر خلاف ہے اور ضرور خلاف ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) کرتے کچھ اور کہتے کچھ تھے؟ ہرگز نہیں تو یہ کہنا بھی ہرگز درست نہیں کہ آپنے کثرت ازدواج کی رسم کو مٹایا۔ ہاں یہ کہنا چاہیئے کہ آپنے اس رسم کی اصلاح فرمائی۔ اور ان عیوب و نقائص کو جو جہالت کی وجہ سے لوگوں نے اسمیں پیدا کر دئے تھے۔ دور کر دیا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ آپنے بہت سی عورتوں کو گھر میں ڈال لینے سے منع فرما دیا اور کچھ شبہ نہیں کہ آپ نے سوتیلی ماؤں کو ترکہ کی طرح تقسیم کرکے اپنے نکاح میں لانے کو سختی سے روک دیا۔ اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ آپ نے عورتوں کے حقوق اچھی طرح ادا نہ کرنے والے مردوں سے باز پرس کی۔ اور انکے حقوق دلائے۔ لیکن جس بات کو خالق فطرت نے خود پسند فرما کر انسانوں کیلئے جائز نہیں کہا بلکہ اس کے کرنے کے لئے حکم بھی دیا۔ اس کو آپنے خود کرکے دکھا دیا۔ اس لئے وہ کثرت ازدواج جس کا قرآن شریف نے حکم دیا ہے یعنی چار تک ایک وقت میں بیویاں کرنا یہ ہر مسلمان کے لئے جائز اور درست ہے۔ بشرطیکہ وہ عورتوں کے ساتھ ظاہری سلوک میں مساوات قائم رکھ سکے۔ کیا اس بات کو خدا تعالیٰ کے جائز رکھتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسپر عملدرآمد کرتے ہوئے کسی مسلمان کے منہ سے یہ الفاظ نکلنے روا ہیں کہ کثرت ازدواج کو مٹانا اور ملیامیٹ کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں میں سے ایک ہے؟ ہرگز نہیں جو شخص ایسا کہتا ہے وہ آنحضرت کی ذات والاصفات پر ایک بہت بڑا حملہ کرتا ہے۔ اور اگر غیر مذاہب والوں نے اپنی سمجھ اور عقل کی کمی اور انسانی فطرت وقانون قدرت سے ناواقفیت کے سبب اسلام پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس نے کثرت ازدواج کی اجازت دیکے جو عورتوں پر بہت بڑا ظلم ہے اور پھر اگر غیر مسلم لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دیدہ دانستہ اور کثرت ازدواج کی ضرورت ومصلحت کو جانتے ہوئے یہ بےادبی کی ہے کہ آپنے (نعوذ باللہ من ذلک) عیش وعشرت کے لئے کثرت ازدواج کی بنیاد ڈالی ہو تو کیا یہ کہنا کہ آپنے اس رسم کو ملیامیٹ کر دیا۔ اور بھی بڑا الزام

ہے کیونکہ انہوں نے تعصب، بغض، ضد اور کم عقلی کی وجہ سے ایسا کیا۔ مگر ایسے شخص نے باوجود کثرت ازدواج کی ضرورت کو جاننے اور ماننے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے ایک صریح حکم کے خلاف کرنے والا قرار دیا۔ حالانکہ کوئی عقلی نقلی ثبوت بھی اپنی تائید میں پیش نہیں کیا۔ اگر اسے اس بات کی صداقت پر یقین تھا۔ اور اس نے کثرت ازدواج پر غیر مذاہب کے اعتراضات سے ڈر کر یہ نہیں لکھا تو اسے چاہیئے تھا کہ اس کا ثبوت بھی دیتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو تائید میں پیش کرتا صحابہ کرام کے عمل در آمد سے [illegible] نمونہ پیش کرتا۔ لیکن یہ باتیں اسکے خلاف [illegible] اس نے پیش نہیں کیں ۔ (باقی آئیندہ انشاء اللہ)

احمد نبی اللہ

سورہ جمعہ سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کے دو بعث ہیں۔ بعث اول تکمیل ہدایت کے لئے اور بعث ثانی تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔ بعث اول میں یہود حضرت مسیح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے بالاتفاق کافر قرار پائے۔ بعث ثانی میں بموجب حدیث لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبرا بشبر الخ ذرا کر مسلمان کہلانے والوں کو بھی یہود قرار دیکر انکار کرنے سے کافر ہی قرار دیا۔ بعث اول نبوت اور رسالت کے معنوں میں تھی نہ ظاہری وجود کے لحاظ سے۔ بعث ثانی بھی انہی معنوں میں۔ بعث اول میں آپ کی نبوت اور رسالت کا انکار منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے والا ہوا۔ اسی طرح بعث ثانی کا حکم ہے ۔

پس ان معنوں میں مسیح موعودؑ (جو آنحضرتؐ کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے اس) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کے بعث ثانی اور آپکے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے ۔

نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی گروہ میں داخل سمجھنا گویا آنحضرتؐ کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔ پس مسیح موعود کو امتی قرار دینے والے اگر آپ کو انبیاء کے گروہ میں داخل سمجھنا کفر جانتے ہیں تو وہ اس دوسری طرف بھی خیال کریں کہ اس سے ساتھ ہی یہ بھی لازم آئیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء سے نکالکر امتی بنایا گیا۔ کیا یہ کفر کچھ کم ہوگا یا اس پہلے کفر سے بھی بڑا۔ پس مسیح موعود احمد نبی اللہ ہیں۔ جنہوں نے بعث ثانی میں ایک امتی کے آئینہ وجود میں ظہور فرمایا اور [illegible] دوسرے کا وجود دکھلانے کے لئے نیستی اور فنا کے مقام کو اختیار کرنے والا ہوتا ہے۔ اور دوئی اور دورنگی سے بکلی پاک۔ اسی طرح امتی ہونے کی حیثیت بطور آئینہ کے ہے جو آنحضرت [illegible] اللہ کے وجود نبوت اور رسالت کو دکھانے [illegible] لیکر [illegible] ایسے احمد نبی اللہ سے غلام احمد [illegible] امتی نہیں بنادیں۔ اور اگر امتی حیثیت کے آئینہ لئے ہوئے احمد نبی اللہ کے غلام احمد اور ایک امتی کو ہی دکھایا تو گویا آئینہ [illegible] اپنے نفس کو دکھایا جو اس کے مرتبہ فنا کے لحاظ سے محال اور مخالف [illegible] مقصد ہے۔ کیونکہ غرض یہ ہے کہ غلام احمد میں احمد اور امتی میں نبی کا وجود بلحاظ مظہریت تام کے بعث ثانی کی [illegible] میں جلوہ گر ہو۔ فافہموا و تدبروا یا اولی الابصار ۔ غلام رسول راجیکی

اقبالی ڈگری

۱۰ جون کے پیغام میں حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر چھاپی گئی ہے جس کی نسبت ایڈیٹر پیغام نے یہ لکھا ہے کہ اس کو موجودہ تنازعات کے متعلق یہ لکھا ہے کہ حق کس طرف ہے۔ بہت اچھا صاحب! اسی تقریر پر فیصلہ کرلیجئے اس تقریر میں مندرجہ ذیل تین فقرے ہیں ۔

پہلا فقرہ ۱۔ میری تکذیب کروگے تو اسلام کو ہاتھ سے دیا پڑیگا

دوسرا فقرہ: اب جو لوگ میری تکذیب کرینگے وہ میری نہیں اللہ اور اسکے رسول کی تکذیب کرینگے ۔

اب ان دونوں فقروں پر غور کریں آیا مسئلہ کفر صاف ہوتا ہے یا نہیں۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ جو حضرت صاحب پر ایمان نہیں لاتا (اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے کہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے ۔) اس نے اسلام کو ہاتھ سے دیا اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا مکذب ہے۔ اور اللہ اور اسکے رسول کو نہ ماننے والے پر جو فتوے ہے اس میں تم اور ہم متفق ہیں اگر دوسرے انبیاء کے نہ ماننے والوں کو آپ کافر نہیں سمجھتے جب تک وہ اس نبی کو نقلی طور پر مفتری نہ کہیں تو یہاں بھی ایسا ہی سمجھئے اگر وہاں مجدد نہ ماننے کے معنے تکذیب ہیں تو پھر مسیح موعود کے معاملہ میں بھی ایسا ہی ماننا پڑے گا۔

تیسرا فقرہ ۱۔ سورہ جمعہ میں جو آخرین منہم والی آیت آپکے فیض اور تعلیم سے ایک اور قوم تیار کرنے کی ہدایت کرتی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ایک بعثت اور ہے۔ اور یہ بعثت بروزی رنگ میں ہے (یعنی بلا [illegible] تناسخ نہیں بلکہ آپکے کمالات اور فضائل اپنے اندر لئے ایک شخص آپکے مشابہ آئے گا (تحفہ گولڑویہ) جو اس وقت ہو رہی ہے پس [illegible] تکمیل اشاعت ہدایت کا ہے۔ اب میری گذارش یہ ہے کہ جب حضرت محمد مصطفےٰ پہلی بعثت میں [illegible] رسول تھے تو ضرور ہے کہ دوسری بعثت میں بھی نبی اور رسول ہوں یا آپ اقرار کریں کہ حضرت محمد مصطفےٰ سے نبوت اور رسالت نعوذ باللہ چھینی گئی ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم کا بھی خیال رہے۔ خلفاء تو آپکے کام چلے ہی کر رہے تھے پس بعثت ثانیہ کا خصوصیت سے ذکر بتاتا ہے کہ اب محض خلیفہ نہیں بلکہ نبی اللہ خلیفہ آنے والا ہے جو لوگ کہتے ہیں شریعت کامل ہو چکی۔ اس لئے نبی کی ضرورت نہیں وہ غور کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں تکمیل اشاعت ہدایت ایک کام باقی تھا۔ اور یہ ایسا کام ہے کہ اس کے لئے خود نبی کریمؐ کی بعثت کی ضرورت ہے غیر نبی خلفاء سے یہ کام نہیں ہوسکتا تھا ۔

اسلامی اصطلاح میں نبی

۱۲ جون کے پیغام میں منشی خلیل الرحمن صاحب نے حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کے دو اقتباس چھپوائے ہیں۔ ایک پیرے میں یہ ہے کہ مسیح موعود سے انحراف کرنے والے فاسق ہیں ہم کہتے ہیں بہت اچھا صاحب۔ مگر اس فاسق سے مراد کافر ہے ثبوت یہ ہے کہ پارہ ۳ رکوع ۱۷ میں آیت ہے۔ واذا اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من ...

۔ فمن تولّٰی بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون

جہاں تمام انبیاء اور خاتم النبیین محمد ﷺ کے رسول سے انحراف کرنے والوں کو فاسق کہا گیا ہے تو کیا تمام انبیاء بالخصوص نبی کریم کے منکر فاسق ہیں؟ یا کافر یہ آپ خود ہی بتائیں (ب) حضرت اقدس کی دو حیثیتیں ہیں ایک خلیفہ۔ ایک نبی یہ فتوے پہلی حیثیت کا ہے۔ دوسری کے لئے حقیقۃ الوحی پڑھو۔

دوسرے پیرے میں یہ فقرہ قابل غور ہے:۔

" خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہیں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے؟ "

(پیغام ۱۳ جون ۱۵ء)

الحمد للہ آپ نے ایسا حوالہ نکالا کہ جو آپ پر قیامت تک حجت ملزمہ قائم کریگا۔ سوال یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود خدا سے کلام پاکر غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں مخلوق کو پہنچاتے تھے یا نہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جواب آپ کا ہاں ہوگا۔ پس کیا وجہ ہے کہ یہ تعریف جب حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ یا حضرت محمد مصطفےٰ پر صادق آئے تو وہ نبی اور فی الواقعہ اور در حقیقت نبی ہوں۔ مگر جب یہی مسیح موعود پر چسپاں ہو تو وہ نبی نہ ہوں۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود نہ یعنی براہ راست اور مستقل طور پر نبی نہ تھے۔ اور نہ تشریعی یعنے صاحب شریعت نبی تھے بلکہ آپ کو مکالمہ مخاطبہ کی کثرت کیا بلحاظ کمیت و کیا بلحاظ کیفیت کی وجہ سے نبی کہا گیا ہے۔ (تقریر مندرجہ پیغام ۱۳ جون) پس جب آپ پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ تو آپ کیوں نبی نہیں۔ جب کہ اسلامی اصطلاح میں نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو زبردست پیشگوئیاں خدا سے پاکر مخلوق کو پہنچائے۔ ہم مسلمان ہیں۔ اسلام ہمارا دین ہے پس جو اسلامی اصطلاح ہے اسی کے مطابق ہم آپ کو نبی کہتے ہیں۔ میرے خیال میں اگر منکرین نبوت مسیح موعود اس تعریف پر جس کا حوالہ خود ہی انہوں نے مسیح موعود کے کلام سے پیش کیا ہے غور کریں تو حق پالیں گے۔ حقیقۃ الوحی میں یہ امر صاف کر دیا گیا ہے کہ یہ تعریف امت محمدیہ میں دیگر اولیاء و صلحاء و خلفاء پر صادق نہیں آتی۔ اور نہ یہ شرط انہیں پائی جاتی ہے پس اس وجہ سے نبوت امت محمدیہ میں صرف مسیح موعود سے مخصوص ہے۔

فہرست نو مبائعین

عبد الرحمان صاحب ؟؟؟ آباد	عبد الرحمن پسر عبد الصمد
محمد خان صاحب ؟؟؟ شاہ دپور	اہلیہ فضل احمد
شیر محمد ؟؟؟ والی ملازمت ؟؟؟	دختر فضل احمد
محمد سلیمان صاحب مصری ؟؟؟	" "

بیعت خلافت

فضل احمد صاحب	اہلیہ عبد اللہ
عبد اللہ فرزند "	سراج الدین ؟؟؟ (دہلی)
	شمس الدین " "

میزان ۱۴ کس

مینڈھی کی سویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب و غریب مشین ہم نے خاص و عام کی سہولت کے لئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے۔ اسمیں مینڈہ باہر سے ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک ہر ایک استعمال کر سکتا ہے ا سمیں سویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں۔ قیمت میں ارزاں اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کے لئے خاص رعایت ہوگی۔ قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں موٹی اور باریک عمر (ایک پیالہ آٹھ آنہ) پتہ۔ مستری فضل کریم نزد مہمانخانہ مسیح موعود قادیان (گورداسپور)

چھپ گئی کتب حضرت مسیح موعود تصانیف بزرگان سلسلہ کی مکمل فہرست۔

(المشتہر محمد یمین تاجر کتب قادیان دار الامان)

ضرورت نکاح عاجز کو اپنے ایک کنوارے خوبصورت نوجوان عزیز بغات سید عمر ۱۹ ساکن سری گوبند پور ضلع گورداسپور کے نکاح کی ضرورت ہے لڑکا کم تعلیم یافتہ ہے مگر درزی کا کام خاصا اچھی طرح کر سکتا ہے جو صاحب اپنی غلامی میں لینا چاہیں۔ وہ مزید حالات کے واسطے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

عاجز سید غلام حسین احمدی۔ فارم اورسیر گورنمنٹ کیٹل فارم حصار

الفضل میں اُجرتی اشتہارات

صرف وہی شائع ہو سکتے ہیں جن میں شرعاً قانوناً و اخلاقاً کوئی پہلو اعتراض کا نہ نکلتا ہو اس لئے مشتہر صاحبان کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ شرح اُجرت واجبی و معتدل ہوگی مگر جو ایک دفعہ طے ہو جائے اسمیں کمی بیشی نہیں کیجائیگی۔ مفصل نرخنامہ ذیل کے پتہ سے منگا ئیں واضح رہے کہ ہمارا اخبار بفضلہ ایک سلسلہ قومی آرگن ہے اور اس کا ایک ایک پرچہ کئی کئی شخصوں کی نظر سے گذرتا ہے اسلئے بفضلہ خاصے کثیر الاشاعت اخباروں کا سا اثر رکھتا ہے۔

(مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور)

کون کہتا ہے؟

کہ الفضل صرف احمدیوں کے دائرہ میں محدود ہے جبکہ حقیقت میں اسکے ناظرین و خریدار بہت سے غیر احمدی معززین بھی ہیں اور اگر بنظر غور دیکھا جائے تو اس کا مطالعہ کئی طرح سے مفید ہو سکتا ہے بعض اسکے دلنشین مذہبی مضامین کو پسند کرتے ہیں بہتیرے احباب حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ) کے پر معارف درس قرآن اور خطبات ہی کے عاشق ہیں۔ بعض تحقیق حق کی نظر سے پڑھتے ہیں بعض سلسلہ احمدیہ اور اس کے مرکزی کاروبار کے حالات ہی معلوم کرنے کے لئے دیکھتے ہیں اور بعض نکتہ چینی و اعتراض کی نیت سے۔ غرض احمدی غیر احمدی مسلم غیر مسلم۔ یار و اغیار شائق اسکے سب رہتے ہیں۔ اسلئے اشتہار کا اچھا ذریعہ ہے انگریزی اخبارات سے ترجمہ ہو کر خبریں بھی تازہ بتازہ دیجاتی ہیں ہفتہ میں تین بار ۱۲ سے ۱۲ صفحوں پر باقاعدہ بپابندی وقت نکلتا ہے قیمت چھ روپیہ سالانہ۔ تین روپے ششماہی۔ نمونہ مفت

مینیجر الفضل قادیان (گورداسپور)

" میٹھی لا اللہ دی بولی " بالکل سچ ہے کہ محمد رسول اللہ بھی اسی کے مفہوم میں شامل ہے افسوس کہ غیر تو غیر خود مسلمان حضور علیہ السلام کے پیارے حالات سے آجکل جیسی چاہیئے آگاہی نہیں رکھتے۔ اگر آپ مل کر پنجابی زبان میں حضور کے سوانح منظوم کا شوق رکھتے ہیں تو چھٹا ریہری ضرور منگا کر پڑھیں حضرت مولانا نور الدین رح جیسے متبحر فاضل

رجسٹرڈ [illegible]

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء [illegible]

[illegible]

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ سالانہ پانچ روپے مقامی خریداروں سے

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۹۵)

جلد ۳ | یکم جولائی ۱۹۱۵ء | بروز پنجشنبہ | مطابق ۱۸ شعبان ۱۳۳۳ھ | نمبر ۴

مدینۃ المسیح

ہمارے سکول کی اصل غرض

تعلیم الاسلام ہائی سکول سے متعلق تعداد دو داخلہ طلباء کا ایک معاملہ پیش ہونے پر حضرت اولوالعزم (ایدہ اللہ بنصرہ) نے فرمایا کہ ہماری درس گاہ کے قیام کا اصل مدعا یہ نہیں ہے کہ امتحانوں میں بہت سے ہی پاس ہوں یا ایسی لڑکوں کو داخل کیا جائے۔ جن کی حالت تعلیمی پہلو سے امید افزا ہو بلکہ غرض حقیقی یہ ہے کہ یہاں رہ کر لڑکے دین سیکھیں۔ اور تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنے کے عادی بنیں۔ اگر امتحانوں کے نتائج قابل فخر یا طمانیت بخش نکلیں۔ تو یہ اللہ تعالےٰ کا انعام ہے ورنہ مہتمموں اور معلموں کے پیش نظر ہمیشہ یہی اصل غرض ہونی چاہیئے ۔

دو دو بیویاں کرنا

منشی فرزند علی صاحب فیروزپوری کے خطبہ نکاح میں جس کی خبر پہلے پرچہ میں لکھی جاچکی ہے۔ حضرت اقدس ایدہ اللہ نے بہت سے معقولی و منقولی دلائل سے اسبات پر زور دیا کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ عام مسلمانوں نے جو اپنے طرز عمل سے کثرت ازدواج کو بدنام کر رکھا ہے وہ برخلاف اس کے اپنے عدل و حسن سلوک سے ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ دو بیویاں کرنا بالکل ممکن العمل اور مستحسن امر ہے۔ جن مسلمانوں کی بدسلوکی نے عورتوں کو اس مفید و دائمی اجازت سے بدظن کر رکھا ہے۔ جتنے کہ مردوں کی ایسی ہی کمزوریاں اور ناانصافیاں بعض جاہل و بے دین عورتوں کے ارتداد تک کا موجب بن جاتی ہیں انہیں خدا کے حضور جواب دہ ہونا پڑیگا کہ انکی غلط کاری سے دین حق کو ضعف پہنچا۔ اور اس کے پاک نام پر حرف آیا۔ (مفہوم بالفاظ راقم) افسوس کہ یہ خطبہ ہمارے رپورٹر صاحب نوٹ نہ کر سکے ورنہ لفظ بلفظ ہدیہ ناظرین کرتے ۔

حضرت نواب محمد علیخان صاحب قبلہ دام اقبالہم [illegible]

اخبار احمدیہ

موضع کرک جاناں ضلع رہتک سے برادر معز الدین صاحب کی گذارش پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ماسٹر [illegible] صاحب کو برائے وعظ جانے کی اجازت دی خدا تعالیٰ کامیاب کرے ۔

ماسٹر عبدالرحیم صاحب مع رفقاء ماچھی واڑہ سے راہوں اور کریام پہنچے۔ ۲۵ جون کو تقریریں ہوئیں۔ اس کے بعد نواں شہر میں وعظ ہوئے ۔

شملہ سے ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ سے پوچھا کہ مکفرین حضرت مسیح موعود کے بارہ میں تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ آیا ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں۔ انہوں نے تو حضرت اقدس کو خارج از اسلام قرار دیا ہوا ہے اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ ہم ایسے لوگوں کو بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا۔)

افسوس اور پھر افسوس کہ ان منکرین خلافت کی حالت کیا
سے کیا ہو گئی۔ اور دن بدن روبہ تنزل ہے۔ پہلے یہ لوگ
اتنا تو مانتے تھے کہ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں مانا
انہیں ہم بھی کافر نہیں کہتے ہیں لیکن اب تو احمدیوں کی محبت نے
اس روک کو بھی دور کر دیا۔ سوال تو یہ ہے کہ جب بقول
مولوی محمد علی صاحب مسیح موعود کے نہ ماننے والے بھی دائرہ
اسلام کے اندر رہ کر کافر بالحق ہیں تو اس فقرہ کا کیا مطلب
جو پیامی کہتے ہیں کہ ہم صرف کافر کہنے والوں کو کافر کہتے ہیں کیونکہ
اگر یہ کفر دائرہ اسلام کے اندر ہے تو مسیح موعود کو نہ ماننے والا
بھی تو بقول مولوی محمد علی ایسا ہی کافر ہے پھر فرق کیا ہوا؟
لاہور کے میاں محمد سعید سعدی شملہ گئے ہیں انہیں حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر انشاء اللہ اچھا عبور ہے
امید ہے کہ شملہ کے مباحثہ میں خوب تائید حق ہوگی۔ آپ
منکرین خلافت کے مناظر مرہم عیسےٰ کے حقیقی بھائی ہیں
اور ان کی حرکات سے خوب واقف ہیں اس لئے مناظرہ میں
ان کی وجہ سے ضرور لطف بڑھ جائے گا +

ایک صاحب نے اخبار کے متعلق ایک تعمیل طلب
خط لکھا ہے۔ نیز یہ کہ جب قادیان آئے تو چندہ ادا کر دیا
لیکن اپنا نام اور پتہ وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ اس لئے دفتر
تعمیل کرنے سے معذور ہے کئی احباب ایسی ہی غلطی کرتے ہیں
جس کی وجہ سے انہیں بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور دفتر
کو بھی۔ اس لئے چاہئے کہ خط لکھتے وقت صاف طور پر
اپنا پورا پتہ ضرور لکھا کریں +

بمبئی سے جناب مفتی محمد صادق صاحب اپنی آخری چٹھی میں
مطلع فرماتے ہیں کہ وہاں ایک جگہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا مباحثہ
ہو رہا تھا۔ آپ بھی وہاں پہنچے اور خدا تعالےٰ کے فضل و
توفیق سے تقریر کرنے کا موقعہ مل گیا جس میں مفتی صاحب نے
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مفصل ذکر کیا۔ دونو
فریق بہت گھبرائے مگر پبلک نے بڑی غور سے سن لیا اگر
وہاں کوئی مبلغ مستقل طور پر اپنا کام کچھ عرصہ تک کرتا
رہے تو بہت تبلیغ ہو سکتی ہے +

منشی محمد ابراہیم صاحب قائمقام منیجر الفضل آج مقدمات کی تاریخ
پر جاتے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں +

خبریں

جنگ

مغربی محاذ کے پیغامات برقی
ہیں ۲۵ جون کی خبر ہے کہ مقام سوز
ونتھ کو لون کی سطح مرتفع پر ایک بڑی بھاری لڑائی
ہوئی۔ جرمنوں نے تمام محاذ پر ایک زبردست دھاوا کیا
فرانسیسیوں پر بم اور شعلہ گیر سیال مادے پھینکے۔
مگر دشمن کو آخر پسپا کر دیا گیا جرمنوں نے آدھی رات کو پھر حملہ
کرنے کی کوشش کی لیکن ادھر کی آتشباری سے تنگ آکر [illegible]
کی بہ نسبت منتشر ہونا پڑا +

دریائے فیچ کے کناروں پر بھی غیر معمولی طور پر
جنگ ہوئی۔ دشمن کے حملوں کی مدافعت اہل یورپ نے کی
فرنچ گوروں نے صد ہا جرمنوں کو اڑا دیا۔ پھر انکی پیدل سپاہ
آگے بڑھی۔ امید کی جاتی ہے کہ یہاں کامیابی ہونے پر جلدی
ہی مقام نسٹر بھی ہمارے قبضہ میں آ جائے گا +

جرمن جنگی وقائع نگار روسیوں کے سپاہیانہ جوہر کی
داد دیتے ہیں کہ انہوں نے لیمبرگ کے معرکہ میں واقعی خوب
مردانگی دکھلائی +

لیمبرگ کی تسخیر پر جرمنی میں بہت خوشیاں منائی جا
رہی تھیں لیکن ۲۵ کی خبر کہ غنیم نے اپنے جو نقصانات
اس معرکہ کے متعلق شائع کئے اُن سے ساری خوشی کرکری ہو
جاتی ہے +

اطالین جنگی جوانوں نے بہت سے جرمن قیدی گرفتار
کئے ہیں جو اپنے بیان کے مطابق میکلنبرگ والی تیس ہزار
جمعیت سے تعلق رکھتے تھے +

۲۴ جون کی تار خبروں میں ایک سرکاری اطلاع ہے
پایا جاتا ہے کہ تمام محاذات کے برلی طرف گرد آوری کی گئی
تو پتہ لگا کہ غنیم اپنے موروں کے استحکام میں کمال مستعدی
دکھلا رہا ہے۔ افواج کمک برابر پہنچ رہی ہیں اور جدید
توپخانے چڑھائے جا رہے ہیں میکو اٹی کے چھوٹے چھوٹے
دستوں نے وہاں پہنچ کر اور بہادرانہ دھاوے کر کے
انکے ہوش باختہ کر دیئے ہیں +

روم (پایہ تخت اٹلی) کا ایک پیام برقی مظہر ہے کہ ۲۲ جون
کو سنفوطری کے بیرونی دامنوں میں مانٹی نیگرو کی سپاہ پہنچ
گئی تھی جس نے رستہ میں چند سو البانیوں کو ضبط کیا جنہوں
نے کچھ کچھ مقابلہ کیا +

برٹش افواج کے ساتھ میدان کارزار میں [illegible]
سکولوں اور مدارس کے [illegible] ۱۹۶ لڑکے بھی داد
مردانگی دے رہے ہیں +

مغربی میدان جنگ کا ایک تار خبر مورخہ [illegible] ہے
کہ جرمنوں نے ایک اور سخت حملہ کیا مگر بڑی خونریز کشمکش کے
بعد دشمن کو پسپا ہونا پڑا +

جرمنی کی ایک آبدوز کشتی پر ۲۰ جون کو پہلے زور کا دھماکا
سنائی دیا پھر ڈوب گئی صرف کمانڈر اور دو اہل کشتی بچے باقی
سب غرق +

ہفتہ مختتمہ ۲۳ جون کے اندر برطانیہ کے تین تجارتی
جہاز جرمن آبدوزوں کی دستبرد سے غرق ہوئے +

مختلف

قسطنطنیہ کا ایک تار ظاہر کرتا
ہے کہ سلطان ٹرکی بیمار ہیں [illegible]
سے ایک سپیشلسٹ ڈاکٹر پتھری نکالنے کے [illegible]
اس کے طبی مشورہ سے اپریشن بہ کامیابی کیا گیا +

لنڈن گزٹ میں ایک اعلان شائع کیا گیا ہے جس کے
رو سے چین۔ سیام۔ آسام۔ ایران اور مراکو کی برطانی رعایا
مجاز ہوگی کہ غنیم کی رعایا سے کاروبار تجارت کر سکے +

ایمسٹرڈم کی ایک تار خبر ہے کہ جرمنی میں فصلوں کی حالت
مایوس کن ہے۔ خشک سالی کے سبب مویشی کا گزارہ درختوں
کے پتوں سے چل رہا ہے +

جرمنی کا سوشلسٹ آرگن ایک مضمون صلح کی تائید میں شائع
کرنے پر بند کیا گیا +

برٹش نیوی (محکمہ بحری) کے تازہ تخمینہ سے پایا جاتا ہے
کہ حسابی سال رواں میں جو ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء کو ختم ہوگا علاوہ
اصلی تخمینہ (۲ لاکھ) کے ۵ ہزار آدمی اور درکار ہونگے +

نظربندان مہرولی۔ مسٹر محمد علی و شوکت علی کے
گزارہ کے لئے سرکار نے ڈھائی ڈھائی سو روپیہ کی منظوری
دی۔ رعایا نوازی ہے +

ہمدرد و کامریڈ کے لئے ایک خاص سنسر مقرر ہوا جس کی منظوری
بغیر کوئی مضمون شائع نہ ہو سکے گا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ یکم جولائی ۱۹۱۵ء

کیا یہی وہ جماعت ہے؟

برو اے مدعی نادان چہ دانی قدر مستاں را

کیا یہی وہ جماعت ہے جسے صحابہ کرامؓ کا نمونہ بتلایا جاتا ہے؟ کیا یہی وہ سلسلہ ہے جس کی نسبت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلام کا سچا اور زندہ نمونہ پیش کرتا ہے؟ اس قسم کے سوالات ہوتے ہیں۔ جو مخالفین حق بعض اوقات کی کمزوری اور کمزوری ظاہر ہونے پر بھی ایک طنز آمیز لہجہ میں ہمارے بھائیوں سے کر بیٹھتے ہیں۔ اور اگر ان کا تسلی بخش و مسکت جواب انہیں نہ ملے تو معترضوں کے دل میں زیغ و سوء ظن انکار و استہزاء کا زہر یلا مادہ پہلے سے بھی زیادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہم میں کم و بیش ایسی باتیں وقتاً فوقتاً پائی جاتی ہیں جو سرسری فیصلہ کرنے والوں کی نظر میں محل نکتہ چینی و خوردہ گیری ٹھیر سکیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ وہ ہمارے لئے مستوجب ندامت اور موجب نصیحت ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اس جماعت کے کھڑا کرنے سے خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ تا دنیا کے واسطے اصلاح و ہدایت کا باعث بنے۔ پس جب ایک داعی الی الخیر کی حیثیت سے ہم دنیا کو حق و حکمت، بر و تقویٰ، صدق و صفا، صلح کاری و پرہیزگاری کی طرف بلاتے ہیں۔ تو اس کا قابل تقلید نمونہ پہلے ہم کو خود ہونا چاہیئے۔ ورنہ یہی نہیں کہ اوروں پر ہمارا کوئی مفید اثر نہیں پڑنے کا۔ بلکہ ہم دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب بن کر خود بھی قابل مواخذہ ہوں گے کیونکہ اس بارہ میں صاف ارشاد الٰہی موجود ہے کہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

فی الواقعہ یہ ایک زبردست مطالبہ ہے جو ہم سے ہر وقت ہو سکتا ہے اگر ہم صرف احمدیت کو اپنے لئے کافی سمجھ کر اپنی زندگی کے تمام تعلقات میں کوئی بہتر اور پاک تبدیلی پیدا نہ کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مقدس تعلیمات میں جا بجا اس پر بہت کچھ زور دیا ہے آپ کے کلمات طیبات کا منشاء قریباً ہر تلقین و ہدایت میں یہی پایا جاتا ہے کہ جو لوگ مجھ سے تعلق پیدا کریں وہ اسی اسلام کی سچی جیتی جاگتی تصویریں ہوں جو تمام انبیاء علیہم السلام دنیا پر پیش کرتے رہے اور بالآخر حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اکمال دین و اتمام نعمت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسکو ہمارے واسطے پسند فرمایا۔ اور جس پر پورے پورے کاربند ہو کر آنحضرت کے غلام ایک دنیا کے آقا اور امام بن گئے (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

پس جو کوئی مسیح موعود (ع) کا نام لیوا کہلا کر اپنی اصلاح نہیں کرتا۔ وہ بلاشبہ اُن لوگوں کے لئے جو ابھی تک اس سلسلہ حقہ میں داخل نہیں ہوئے۔ الدین النصیحۃ سے دوری و مہجوری کا سبب بنتا ہے۔ اور عند اللہ اُسے خدائے ذوالجلال کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ نرا ایمان جو دل کے کسی گوشہ میں پنہاں یا خالی اقرار جو نوک زبان پر عیاں ہو کچھ ایسا فائدہ نہیں دے سکتا خدائے کریم و رحیم کی نکتہ نوازی پر تو کوئی دارو غہ نہیں وہ جسے چاہے اپنے فضل سے خوش ہو کر نجات یافتوں میں داخل کر دے مگر اُس کا آئین محکم جو کتاب مجید کی شکل میں ہم کو وہ راہ نجات بتلاتی ہے کی غرض سے ملا۔ جا بجا اسی پر زور دیتا ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ ذرا غور سے دیکھو تو قرآن کریم میں اٰمَنُوْا کے ساتھ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی تاکیدات صدہا جگہ پاؤ گے۔ اور اگر حسن عمل کوئی امر لازمی نہ ہوتا تو صرف خیالی معتقدات اور زبانی دعووں کی متاع ارزان سے غالباً جہان بھر اُس گوہر مقصود کو خرید سکتا۔ جس کیلئے خدا کے ہزاروں لاکھوں استباز اور انکا ساتھ دینے والے ہمیشہ سے بڑی بڑی گرانقدر عملی قربانیاں اور مجاہدات کرتے چلے آئے ہیں۔ جانے دو شوکت لفظی اور عالمانہ موشگافیوں کو۔ اس رمز کو سمجھنے کے لئے تو دنیا میں صبح سے شام تک ہزار ہا معمولی اور عام فہم مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔ دیکھو اس سرائے فانی کے ادنے سے ادنے سکھ بھی بغیر کچھ دکھ اٹھائے یا دام خرچ کئے حاصل نہیں ہوتے۔ تو بھلا نجات ابدی کیونکر یونہی مفت میں نصیب ہو سکتی ہے ہاں بلکہ اسکے حصول میں تو ایک نہایت نازک مرحلہ اور بھی پیش آتا ہے جو دنیوی مقاصد میں کم دیکھو گے۔ وہ یہ کہ نیک عمل کماؤ پھر بھی اسپر تکیہ نہ کرو تسلیم و رضا، طاعت و تقویٰ، پرہیزگاری و نکوکاری کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ اپنی زندگی میں دکھلاؤ پھر بھی اسپر غرہ نہ ہو بلکہ اُسی کے فضل و کرم ہی کے خواستگار و امیدوار رہو تب کہیں اسکی بخشایش و رحمت اپنے سایہ میں لیتی ہے۔ ورنہ انکساری یا داشش میں اچھے اچھے طاعت گزار نظروں سے گر کر حبط اعمال کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللھم احفظنا منہا۔

خیر یہ تو گویا ایک گھر کی بات تھی جو ہم اپنے برادران دینی کو گوش گزار کرنا بلکہ ہمیشہ زندہ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اور انکا بھی نہایت اہم فرض ہے کہ ہمیشہ پوری پوری توجہ سے اسپر کان دھریں اور دل کی عزیمت کے ساتھ میدان عمل میں اس سے متاثر ہونے کا ثبوت پیش کیا جایا کرے جیسا کہ چاہیئے۔

لیکن

جو لوگ ہمیں مطعون کرتے یا ہماری ذرا ذرا سی فروگزاشتوں سے سلسلہ حقہ پر بدظن ہو کر معرفت امام آخر الزمان کی نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ اُن سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل اُن کے اپنے سارے ماننے والوں کو بالکل فرشتہ سیرت یا معاذ اللہ مثل خدا کی ذات واحد کے جملہ عیوب و نقائص سے مبرا بنا دیا کرتے ہیں؟ کیا خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب مجید میں نہیں فرمایا کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ انسان فطرۃً بہت سی کمزوریوں کا پتلا ہے۔ اور بتقاضائے بشریت اس سے وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی قسم کی فروگزاشتیں ظہور میں آنا بالکل ممکن بلکہ ضروری ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ خدا کی صفت جیسی مغفرت بیمعطل ہو جائے۔ یہ معمولی کمزوریاں تو درکنار جو کبھی کبھی ہمارے افراد سے سرزد ہوتی ہونگی۔ کیا قرآن کریم میں قتل، زنا و سرقہ جیسے سنگین و شرمناک معاصی و جرائم کے لئے حدود شرعیہ موجود نہیں ہیں؟ پھر آخر وہ کن کے واسطے ہیں۔ کیا غیر مسلم اقوام ان کی پابند ہو سکتی ہیں؟ لا واللہ۔ اور کیا اس انسان کامل کے اتباع سے جو جامع کمالات تھا۔ اور اپنے اتباع کے لئے اسوۂ حسنہ۔ جو خیر البشر تھا اور افضل الرسل۔ جسکے فیض صحبت اور برکت اطاعت نے حیوانوں کو انسان پھر انسانوں سے باخدا انسان بنا دیا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سارے ہی یکساں اخلاق فاضلہ اور روحانی مدارج اعلیٰ کے حصہ دار بن گئے تھے؟ کیا لاکھوں صحابیوں میں جو آنحضرت کی حیات طیبہ میں دولت ایمان سے مالا مال ہوئے سبکے سب ہی صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور علی مرتضےٰ (رض) بن گئے تھے؟ اور کیا خود انہی پاک وجودوں کی نسبت طرح طرح کے ناپاک الزام اور دلوں کو پاش پاش کر دینے والی تہمتیں آج کے دن تک نہیں لگائی جاتیں؟

پھر غضب یہ کہ الزام دہندہ و تہمت تراش حضرت نبی اُمّی کا کلمہ نعرہ مومنین میں سے ہیں جو حضور انور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا کہلاتے ہیں بلکہ اپنی اپنی جگہ پر اصل مومن و مسلم بھی جانے کے برعم خود و حسد حقارہ بیٹھا ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ تمہارے بہتر کے بہتر فرقے ذرا ذرا سی باتوں پر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ فروعی اختلاف تو شروع ہی سے چلا آیا ہے۔ آنحضرتؐ کے وقت میں تو وہ رحمت تھا مگر اب تمہاری ہی شامت اعمال اور تنگ خیالی و تعصب نے اسکو سراپا زحمت بلکہ موجب ضلالت و ہلاکت بنالیا ہے۔ تو کیا معاذ اللہ ان تمام مقدمات پر یکجائی نظر ڈالکر تم اسبات کیلئے بھی تیار ہو کہ اُس ہادی برحق کو اپنے مشن میں ناکام و نامراد گیا ہوا مان لو۔ استغفراللہ۔

اور اگر معاذ اللہ وہ محبوب رب ہی اپنے مدعائے رسالت میں بامراد و کامیاب نہو سکا۔ جبکہ ہاتھ خدا کا ہاتھ تھا۔ (ید اللّٰہ فوق ایدیھم) اور جو مقام قرب میں بڑھتے بڑھتے "قاب قوسین او ادنیٰ" کے درجہ تک پہنچا (۲) تو کیا پھر تم اُن انبیاء و مرسلینؑ میں سے کسی کو اپنا شفیع و پیشوا پکڑوگے جنہیں سے بعضوں کو ساری ساری عمر جتنے گزر گئی مگر آنحضرتؐ کی امت کا سہارا رہا۔ حصہ بھی پیرو آخر دم تک میسر نہ آئے۔ اور جو ہوئے انہیں بھی بہتوں نے آزمائش کے وقت بیوفائی اور غداری دکھلائی۔ اور اپنے طرز عمل سے نفاق و ضعف ایمان کا ثبوت پیش کیا؟ پس اگر آپس کے الزامی اختلافات افراد ملت کے مدارج میں عدم مساوات یا انفرادی و شخصی کمزوریاں وہاں حضورؐ کی منزل شان نہیں یا آپ کے صدق و حق میں مستلزم شک و شبہ نہیں ہو سکتیں۔ تو پھر یہاں کیوں اُسی معیار سے کام نہیں لیتے؟ مسیح موعود کا دعویٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منصب اعلےٰ سے بڑھ کر تو نہیں بلکہ آپؐ ہی کی غلامی سے آپؐ ہی کے بروز و بعثت ثانیہ ہونے کا ہے جس کی آپؐ ہی نے بشارت دی تھی بلکہ خود خدا نے بھی اپنے کلام پاک میں صراحۃً اسکا پتہ دیا ہے (وآخرین منھم) تو اے مسلمانو! تم کیوں نہیں اس سلسلہ کے متعلق اُسی منہاج پر غور کرتے۔ کیوں اپنے من گھڑت پیمانوں سے ناپ کر اُسے فیل کرتے اور کیوں ہماری جزوی کمزوریوں سے ٹھوکر کھاکر سرے سے نعمت ہدایت کو ہی رد کئے دیتے ہو؟ دیکھو قرآن میں حسن ظن کی بڑی تاکید ہے تم کیوں نہ بکر کی فروگذاشتوں سے بدگمان ہو کر بانئے سلسلہؑ اس کی پاک تعلیمات اور ساری ہی جماعت کو عیب دار فرض کئے لیتے ہو؟ کیا تمہیں سنا ہی نہیں خدا نہیں کہ صریح ارشاد الٰہی (لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ) کے برخلاف ایک کی غلطی کا ذمہ دار سبکو گردانتے اور ان سارونکو بہ تحقیق گمراہ و خطا کار سمجھکر کفر و انکار کا وبال ناحق اپنے سر لیتے ہو۔ اسلام تو اُن بدنصیبوں کو بھی مجرم ہی قرار دیتا ہے جنہوں نے خود ماموروں میں اپنے نزدیک نقائص دیکھکر ان کی تکذیب کی پھر تم بعض پیرؤوں کی شخصی کمزوریوں سے بیزار ہو کر ان کے امامؑ اور ساری جماعت پر فتوے کفر و ضلالت لگانے میں کیسے حق بجانب ہو سکتے ہو۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ستر ستر گز لمبی ٹرین میں انجن ایک ہی ہوتا ہے۔ باقی سب گاڑیاں اور ساری فرسٹ کلاس کی نہیں ہوتیں مگر زنجیر (سلسلہ) کے تعلق سے وہ انجن سبھی کو کھینچکر لیجاتا اور منزل مقصود تک پہنچا کے چھوڑتا ہے۔ خدارا کچھ تو سوچو بے عیب تو ایک خدا کی ہی ذات ہے۔ بلکہ اسکے کاموں میں بھی نقص نکالنے والے ہزاروں لاکھوں خبیث اس دنیا میں موجود ہیں۔ اور انبیاءؑ میں سے کوئی بھی منکرین کے طعن و ملامت اور استہزاء سے نہیں بچا (یاحسرۃ علی العباد الآیہ)

تم اگر ذرا حسن ظن سے کام لو اور مرکز احمدیت میں آن کر کچھ دن رہ کے بنظر غور و انصاف دیکھو تو یہاں کے شبانہ روز مشاغل تمکو خود بتلا دینگے کہ نام نہاد مسلمانوں اور مسیح موعودؑ کی جماعت میں دینی نقطۂ نظر سے کیا فرق و امتیاز ہے؟ اور آیا یہی وہ جماعت ہے کہ نہیں جو آخری زمانہ میں دین حق کی لاج رکھنے کو خدا کے سپاہی بنکر کھڑی ہونی مقدر تھی؟ اگر تم محض ظاہر پرستوں جلد بازوں اور خود پسندوں کیطرح ذرا ذرا سی باتوں کی گرفت کر کے مامور برحق کے کفر و انکار کا بہانہ ڈھونڈتے رہنے کو ہی باعث نجات سمجھتے ہو تو تم جانو تمہارا کام۔ ہم تو سنت انبیاء میں ایک بھی نظیر اسطرح معرفت حق و حصول ہدایت کی پاتے نہیں۔ پس جاؤ اپنا کام کرو۔ تمہیں ان معاملات سے کیا تعلق؟ نبوت و رسالت کا سارا سلسلہ ہی تمہارے حسابوں معاذ اللہ نرے قصے فسانے اور دور از کار ڈھکوسلے ہیں۔ تو تم کیا جانو ہم کون ہیں کیسے ہیں۔ اور خدا سے ہمارا معاملہ کیا ہے؟ +

پورے پانسو ہوگئے

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ ظلہ کے فراہم کردہ چندوں کی میزان ساڑھے چارسو روپے تک تو پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ اب مبلغ ۵۰ روپے۔ اور شکرم کی طرف سے بمد ترقی اسلام موصول ہوئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء اس پیر مرد جوان بخت کی یہ سرگرمی سن سن کر حاسدوں کے دل جلے کباب ہوتے ہونگے کیونکہ انکی نظر میں ایسے بزرگوں کا وجود یوں بھی خار کیطرح کھٹکتا ہے۔ پھر اگر ان سے کوئی کارِ خیر بن پڑے یا انہیں کسی مقصد میں کامیابی ہو تو اور بھی تلخکامی اُن کے گلوگیر ہونی چاہیئے۔ مقام عبرت ہے کہ یہاں ہم خرما و ہم ثواب اور وہاں دو گونہ رنج و عذاب

اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

سبحان الذی اخزی الاعادی

حضرت نواب صاحب کا عطیہ

ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ

مولوی محمد علی صاحب یہاں سے جاتے وقت جہاں کئی ہزار کی لاگت کا ترجمہ قرآن اور صدہا روپے کا کتب خانہ بالکل ناحق نامِ دالے گئے۔ اور باوجود ادھر کے واجبی مطالبات کے بالکل چپ لگا بیٹھے۔ ان کے ساتھ ہی ساڑھے تین پونے چارسو روپے کا نیا ٹائپ رائٹر بھی انہوں نے تاحال ناجائز طور پر اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے۔ جس کی عدم موجودگی سے سلسلہ عالیہ کے بعض ضروری کاموں کا حرج ہوتا تھا۔ مگر اب جماعت کو مشکور رہنا چاہیئے کہ حضرت نواب محمد علی صاحب دام اقبالہ نے اپنا ٹائپ رائٹر صدر انجمن کو مرحمت فرمایا ہے جو اسی کام میں آتا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء + یہاں تو سارا کاروبار ہی خدا کا ہے وہ

فہرست نومبایعین

حسن بی بی زوجہ بشیر احمد صاحب گوجرانوالہ ٭ راجو زوجہ غلام علی صاحب ٭ رحمت بی بی زوجہ برکت علی صاحب ٭ فتح بی بی زوجہ سلطان علی صاحب ٭ رحمت بی بی والدہ اللہ بخش صاحب ٭ رحمت بی بی زوجہ اسمٰعیل صاحب ٭ جنیاں زوجہ رحمان صاحب ٭

مریم بی بی زوجہ حکمت علی صاحب گوجرانوالہ ٭ سلطان بی بی زوجہ نذیر الدین صاحب ٭ مہتاب بی بی زوجہ مہند اختار ٭ ماموں والدہ نذیر صاحب ٭ بانو والدہ علی محمد صاحب ٭ نستی زوجہ نصر و محمد صاحب ٭ عائشہ بی بی زوجہ الٰہی بخش صاحب ٭

دعوت الی الخیر

بمبئی میں تبلیغ

عاجز نے حیدر آباد سے واپسی پر ایک ضروری کام کی خاطر بمبئی کا راستہ اختیار کیا۔ مکرم سید بشارت احمد صاحب و میاں احمد صاحب ریلوے جنکشن منماڑ تک ہمارے ساتھ آئے۔ ریاست حیدر آباد میں آخری کام اورنگ آباد میں تبلیغ کا تھا۔ جہاں ایک پبلک جلسہ میں حافظ صاحب نے اور عاجز نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے اور دلائل بیان کرتے ہوئے مفصل تقریریں کیں۔ تقریروں کے بعد ایک مولوی صاحب نے کچھ تردیدی بیان کی بھی کوشش کی جس کی ناکامی نے ہماری تقریروں کے اثر کو اور بھی پختہ کر دیا فالحمد للہ۔ حافظ صاحب و سید بشارت احمد صاحب نے ان کا کچھ مختصر جواب بھی دیا۔ وہاں پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور شہر میں احمدیت کا چرچا پھیلا۔ وہاں کے مکرم احباب ابو الحمید صاحب آزاد اور برادر غازی الدین صاحب پوسٹ ماسٹر کے ہم شکور ہیں۔ ۱۴ جون کی صبح کو ہم بمبئی پہنچے۔ عاجز کے حیدر آبادی لیکچروں کی خبر پانے کے سبب بمبئی کے تھیاسوفیکل ہال کے سکرٹری صاحب نے میرے چند لیکچر کرانے کی خواہش کی۔ مگر کمی فرصت کے سبب میں ان کی خواہش کو پورا نہ کر سکا۔ اور اگرچہ یہاں تبلیغ کے واسطے کوئی ارادہ اور انتظام نہ تھا تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک شام کو عجیب اتفاق ہوا۔ ہمیں معلوم ہوا۔ کہ ایک جگہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین مباحثہ ہے۔ ہم بھی بہمراہی چودہری سردار علی صاحب وہاں پہنچے۔ مکان برلب سڑک تھا اور سب کی گنجائش نہ تھی۔ ایک بڑا مجمع سڑک پر بھی جمع تھا مباحثہ ہو رہا تھا۔ ایک مولوی صاحب پُرجوش تقریر کر رہے تھے انجیل کا ایک فقرہ زیر بحث تھا کوئی آدھ گھنٹہ عاجز نے فریقین کی تقریریں سُنی۔ اس کے بعد طرفین کی اجازت سے میں کھڑا ہوا اور سامعین کو مخاطب کر کے میں نے کہا کہ میں ایک مسافر ہوں دو تین روز میں چلا جاؤں گا۔ فریقین کے امر زیر بحث پر میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ بلکہ حضرت مسیحؑ اور عیسویت کے متعلق کچھ اپنے خیالات آپ لوگوں کو سناتا ہوں۔ اول میں نے بائبل کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو اختصاراً بیان کیا۔ پھر حضرت مسیح کی پہلی آمد کا منشاء بتلایا اس کے بعد اس کی آمد ثانی کی ضرورت اور طرز و طریق آمد بتلا کر یہ خوشخبری سُنائی۔ کہ وہ آگیا ہے اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حالات سُنائے جن کو سب نے بہت دلچسپی اور محبت سے سُنا سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تبلیغ کا عمدہ موقعہ خود بخود پیدا ہو گیا ؛

میرے نزدیک بمبئی میں تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے ہر مذہب و ملت کے لوگ یہاں ملتے ہیں۔ ٹریم گاڑی میں بیٹھے بیٹھے میں نے کئی لوگوں کو تبلیغ کی ہے۔ اور حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی خبر دی ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ بعض پارسیوں عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی گفتگو کا موقعہ ملا ہے۔ سب اس بشارۃ کو غور سے سُنتے ہیں۔ اور مزید حالات کے معلوم کرنے کے خواہاں دکھائی دیتے ہیں ؛

عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ

یو پی میں

حضرت مولینا سید سرور شاہ صاحب اور مولوی میر قاسم علی صاحب نے چھبیرہ پہنچ کر تبلیغ حق شروع کر دی ہے جو لوگ پہلے بوجہ بے خبری احمدیت سے بے اعتنائی برتتے تھے۔ اب ہمارے مبلغوں کی تقریریں سُن سُن کر خدا کے فضل سے سلسلہ کے حالات اور اس سے مانوس ہوتے جاتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک بعض متلاشیان حق سارے سارے دن بہ شوق و توجہ ولی مسیح موعود کا پیغام سُنتے ہیں بلکہ مولینا صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ بعض سعید الفطرۃ اشخاص نے تو اپنے جملہ شکوک کا رفع ہو جانے کا اقرار بھی کر لیا۔ بعض اس راہ ہدیٰ کا ایک بڑا حصہ طے کر چکے ہیں ؛

غرض ایک خاصی جماعت احمدیت کے دروازہ پر آگئی ہے کئی صاحب تو اپنی نیز دوسروں کی نسبت کہتے ہیں کہ "اب احمدی ہوئے" (انشاء اللہ) پبلک لیکچر کے متعلق ابتداءً کچھ مشکلات پیش آئیں۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ سب انتظام خاطر خواہ ہو گیا۔ ۲۳ جون کو ۸ بجے شام کے دو بزرگوں کی تقریریں ۲ گھنٹے تک ہوتی رہیں حاضرین پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اور انہوں نے مزید لیکچروں کی آرزو ظاہر کی۔ خدا کی شان وہی مقامی حکام جو بنظر احتیاط پہلے مانع تھے۔ اسقدر مہربانی و مدارات سے پیش آئے کہ حمد اللہ و شکر اللہ ہے کہ انہیں بھی اچھی طرح تبلیغ ہو گئی۔ اور انہوں نے سلسلہ نیز بانی سلسلہ کے حالات سُنکر بہت کچھ طمانیت و مسرت کا اظہار کیا۔ اور لطف یہ کہ شروع میں باوجود ظاہری آثار ناکامی کے مولیٰ کریم نے ایک ایسا مبشر رؤیا دکھلا دیا۔ جس کی واقعات نے گویا حرف بحرف تعبیر و تصدیق کر دی۔ (ملخص)

پنجاب میں

ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی چٹھی مورخہ ۲۴ جون سے معلوم ہوتا ہے کہ روپڑ میں باوجودیکہ مولوی ملانوں نے سخت مزاحمت کی۔ مساجد میں بھی بہت کچھ شور و شر بپا کیا۔ حکام کے حضور بھی واویلا مچایا۔ مگر الحمد للہ کہ آخر مولیٰ کریم کے فضل و کرم سے ۱۸ جون کی شام کو سارے سامان خاطر خواہ ہو گئے۔ اور ماسٹر صاحب نیز شیخ محمد یوسف صاحب دونوں کو تقریریں کرنے کا موقعہ مل گیا۔ بہت سے تعلیم یافتہ لوگ شریک جلسہ ہوئے۔ اور اچھا اثر لے کر گئے۔ بلکہ بعض نے آریوں کے مقابلہ میں پھر بھی آنے کی ہم سے خواہش ظاہر کی۔ تو ان سے جواب دیا گیا کہ ہاں اگر ہمارے امام کی اجازت ہو تو انشاء اللہ بخوشی حاضر ہو سکیں گے۔ وہاں سے ہمارے مبلغ بیلہ پہنچے۔ جہاں برادر نور محمد صاحب نمبردار حسن پور نے اپنی برادری کو تبلیغ کی غرض سے بلا رکھا تھا۔ چنانچہ ۲۲ کو قبل از نماز ظہر ایک باغ میں جلسہ ہوا۔ اور ماسٹر صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب نے تقریریں کیں۔ اور مسیح موعود کا پیام پہنچایا گیا۔ پھر ہندو وغیرہ بھی آ گئے۔ اور شیخ محمد یوسف صاحب نے آریہ و سکھ مذہب کے متعلق لیکچر دیا۔ جسے لوگوں نے توجہ سے سُنا اور باوجود موقعہ دئے جانے کے کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس تقریر کے خاتمہ پر حضرت مسیح موعود کے دعاوی مسیح موعودؑ و کرشن کو پیش کیا گیا۔ ۲۳ کی صبح کو بذریعہ کشتی ماچھی واڑہ پہنچے کشتی میں بھی لوگوں کو تبلیغ کی گئی ماچھی واڑہ میں شیخ صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب نے اسلام و سلسلہ احمدیہ کی تائید میں تقریریں کیں۔ اور مولوی عبید اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی ضرورت بیان کی۔ مخالفین پہلے کچھ اعتراضات پیش کرنے لگے۔ پھر خدا نے خود ہی ان کا منہ بند کر دیا۔ ۲۴ کو جھچھی واڑہ سے روانہ ہوں ہو گئے ؛

بمبئی میں تبلیغ

۲۳ جون کی شام کو ایک پبلک جلسہ میں جس میں مسلم۔ یہود۔ نصاریٰ اور پارسی موجود تھے۔ عاجز نے چند مسیحی منادوں کے ساتھ مباحثہ کے طرز میں حضرت مسیح کی آمد ثانی پر ایک تقریر ایک گھنٹہ تک کی جس میں مسیح کی آمد ثانی کی تاریخ اور وقت اور علامات توریت انجیل۔ قرآن شریف احادیث اور پارسیوں کی کتب سے بیان کئے۔ کتاب دانیال سے دکھایا گیا کہ مسیح کی آمد ثانی سنہ ۱۲۹۰ ہجری ہے۔ اور عیسائیوں کی بعض کتب کے مطابق سنہ ۱۸۹۰ عیسوی ہے۔ اور یہود بھی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ دوسرا مسیح کامیاب ہوگا۔ شادی کریگا۔ ۴۰ سال تبلیغ کریگا اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوگا (یہودی عالم حییم نام نے جو حاضر وقت تھا ان باتوں کی تصدیق کی) پھر زمانہ کی حالت کو بیان کیا گیا۔ پیشگوئیوں کے سمجھنے میں جو غلطیاں لگتی ہیں ان کا ذکر کیا گیا۔ پھر حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ اور دلائل کو مفصل بیان کیا گیا۔ یہودی اور پارسی تو حیران ہی تھے کہ یہ معلومات مجھ کو کہاں سے حاصل ہوئے۔ بلکہ یہودی عالم تو کہنے لگے کہ آپ دراصل بنی اسرائیل ہیں میری تقریر کے بعد ماسٹر ازی کیل، ماسٹر امانوئیل۔ مسٹر فیلچر اور ڈاکٹر لال صاحب نے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں۔ خلاصہ جن کا یہ تھا کہ مسیح نے خود کہا ہے کہ بہتیرے میرے نام پر جھوٹے مسیح آئیں گے۔ اس کا جواب پھر عاجز نے دیا کہ بہتیرے جھوٹے آچکے۔ اسپین۔ فرانس۔ روس۔ بیت المقدس وغیرہ میں قریب تیس اشخاص کے ایسے ہو چکے ہیں جنہوں نے مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا وہ سب جھوٹے تھے۔ دجال تھے۔ مگر آخر سچے نے بھی آنا تھا۔ سو وہ آیا نشانات کے ساتھ۔ کرامات کے ساتھ۔ معجزات کے ساتھ۔ مبارک ہیں وہ جو اسے قبول کریں۔ اور خدا کی رحمت کے سایہ تلے آجائیں۔ اے پارسیو اگر تم نے اپنی پہلی کتب کے وعدوں کے مطابق ان انبیاء کو نہیں مانا جو گذر چکے تو اب اس وقت کے نبی کو مانو تاکہ تمہارے پچھلے گناہ معاف ہوں۔ اور اے یہود اگر آپ مسیح اول کو نہ پہچان سکے تو اس کی آمد ثانی میں اس کو قبول کرو تاکہ ان وعدوں کے تم وارث ٹھہرو۔ جو خداوند خدا نے ہمارے باپ ابراہیم کے ساتھ کئے تھے۔ اور اے نصاریٰ اگر تم نے وہ نبی کے نہ پہچاننے میں غلطی کھائی۔ تو آؤ۔ اب تم مسیح کے جھنڈے کے نیچے آجاؤ تاکہ پچھلے گناہوں کا کفارہ ان نیکیوں کے ساتھ ہو جائے اور اے مسلم بھائیو اگر تم اپنی غفلت اور کاہلی کے سبب اپنے خدا کو بھول گئے ہو تو موعود مسیح کے ذریعہ پھر اس دولت کو پالو۔ اور آسمانی برکات کے مالک بنو۔

بعد مباحثہ بہتوں نے ہمارے مکان کا پتہ دریافت کیا۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ

بنگال میں

بریسال میں حکیم خلیل احمد صاحب کی تین چار روز تک ایک مولوی صاحب کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی۔ الحمد للہ کہ ان پر بہت اچھا اثر ہوا یہ شخص بہت متقی اور نیک انسان ہے۔ قرآن کریم کے ساتھ بہت محبت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو احمدی سمجھیں جب بیعت کے واسطے کہا گیا تو بولے کہ سلسلہ احمدیہ کی باتوں کو جس طرح آپ نے پیش کیا۔ اور کتابوں سے پڑھ کر سنایا ان کا ماننا تو ضروری ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک نیا مانیگی مگر مزید غور کیلئے مجھے کچھ مہلت چاہیئے۔ بریسال سے حکیم صاحب، مرجان، لومنگھیر پہونچے۔ یہاں۔ قدیمہ مسجد میں نماز پڑھنے تک اپیل کرنے کے متعلق احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کا انتظار ہے۔ ایک دوست نے صد روپے ترقی اسلام کی اعانت میں دیئے۔

انگلستان میں

چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے بدستور اپنے فرض تبلیغ میں گرمی سے مشغول ہیں۔ فوکسٹن میں انکے لیکچر بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئے۔ چند نئے متلاشیان حق سے بھی ملاقات پیدا کر لی ہے۔ جن کو آئندہ اسلام و احمدیت کی تائید میں رسالے اور ٹریکٹ وغیرہ بھیجے جایا کرینگے۔ ایک کلرک کام بڑھ جانیکی وجہ سے ہاتھ بٹانے کو رکھ لیا ہے۔ ہائیڈ پارک میں لیکچر شروع کرنے کا بھی موسم آگیا ہے۔ جسمیں .. .. سے مدد لینے کا سوال زیر غور ہے۔ چودھری صاحب نے لندن وغیرہ کے بعض متلاشیان حق کے خطوط بھی بجنسہ بھیجے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ سلسلہ حقہ کے لٹریچر کو بڑے شوق و توجہ سے پڑھ کر اس سے فائدہ اٹھاتے اور بفضلہ تعالیٰ روز بروز حقیقی اسلام کے قریب آتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو قبول حق کی توفیق دے۔ آمین

بمبئی میں تبلیغ نمبر ۳

۲۶ جون کی شام کو انجمن ضیاء الاسلام میں میرا اور حافظ صاحب کا لیکچر ہوا۔ وہاں چند پادری صاحبان بھی لیکچروں کے سننے اور سوالات کرنے کے واسطے تشریف فرما تھے۔ اور انکی طرف سے ایک سوال یہی تھا کہ قرآن شریف کے صحیح اور اپنی اصلی حالت پر ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ عاجز نے قرآن شریف کے صحیح اور اصلی حالت پر ہونے کے مضمون کو ہی لے کر اور بائبل کی حالت سے مقابلہ کر کے یہ امر ثابت کیا کہ اس وقت اگر کوئی کتاب اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت کے نیچے ہے تو وہ صرف قرآن شریف ہی ہے۔ اور اس کیواسطے بہت سے دلائل بیان کرتے ہوئے آخری دلیل فیضان قرآن شریف کی مثال میں حضرت مرزا صاحب کا اس زمانہ میں مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر نبوت اور مسیحیت کا خطاب حاصل کرنے کا ذکر کیا گیا۔ پادری صاحب نے بائبل کے متعلق بعض باتوں کا جواب دینے کی کوشش کی۔ مگر جواب ایسا تھا جس سے میری تائید ہوئی۔ مثلاً میں نے کہا کہ ہائی چرچ کی بائبل میں بارہ صحیفے زائد ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہائی چرچ والے ان کو الہامی نہیں مانتے۔ البتہ رومن کیتھولک لوگ الہامی مانتے ہیں۔ اس سے ہمارا مطلب حل ہوتا تھا کہ عیسائی فرقوں میں خود بائبل کے بعض حصوں کے متعلق اتنا بڑا اختلاف ہے۔ الغرض مباحثہ دلچسپ ہوا۔ ان لیکچروں کے حاضرین میں ایک صاحب میاں غلام نبی نام جو کہ ہمارے عزیز دوست چودھری سردار علی صاحب سے تبلیغ حاصل کر رہے تھے۔ عاجز کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اللہ تعالیٰ استقامت عطا کرے۔ آمین۔

ہم انشاء اللہ یکم جولائی کو قادیان پہنچیں گے۔ محمد صادق

رسالہ مسیح یا محمد مفت

تمام احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ رسالہ مسیح یا محمد جس میں ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے دو رسالوں (مسیح یا محمد کس پر بھروسہ کرینگے؟ ہمارا کون شفیع کامل ہوگا؟) کا جواب دیا ہے صرف آدھ آنہ محصول ڈاک بھیجنے پر مفت روانہ ہوگا۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب نے افریقہ سے اسکے لئے دو روپے ارسال کئے ہیں کہ یہ رسالہ ۲۰ جلد مفت تقسیم کرو۔ جلد درخواستیں آئیں بنام منیجر تشحیذ الاذہان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی
ایدہ اللہ بنصرہ
(فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۱۵ء)

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۳-۱۰۳

تمام انسانوں کی حالتیں مختلف تعلقات مختلف اعمال اور مختلف واقعات کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ ایک انسان کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ دوسرے کی نہیں ہوتی۔ اور جو دوسرے کی ہوتی ہے وہ تیسرے کی نہیں ہوتی۔ کوئی بڑا تندرست اور قوی ہوتا ہے تو کوئی نہایت ضعیف اور بیمار ہوتا ہے کوئی بڑا عالم اور واقف کار ہوتا ہے تو کوئی بالکل جاہل اور کودن ہوتا ہے۔ کوئی استنباط اور اجتہاد کی بڑی قابلیت رکھتا ہے۔ تو کوئی اور ایسا ہے کہ واضح بات کے سمجھنے پر بھی نہیں سمجھتا کوئی دین کی طرف بہت توجہ رکھنے والا ہوتا ہے۔ تو کوئی دین سے بالکل بے پروا۔ کوئی دنیا میں بہت ہی منہمک ہوتا ہے۔ تو کوئی صبح کے کھانے کے بعد شام کے کھانے کی بھی فکر نہیں رکھتا غرض ہر ایک انسان کی حالت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ اور مختلف حالات کے ماتحت بدلتی رہتی ہے۔ ایک انسان ہوتا ہے۔ اسکے خیالات ایک اور انسان سے جو دوسرے لوگوں سے تعلقات رکھتا ہے مختلف ہوتے ہیں جس طرح انسانوں کی ہر ایک چیز میں اختلاف ہے مثلاً علم میں صحت میں عزت میں۔ آبرو میں۔ طاقت میں کمزوری میں۔ دولت میں غربت میں۔ زبان میں۔ شکل و صورت وغیرہ وغیرہ میں اسی طرح ان کی موتوں میں بھی اختلاف ہے۔ ایک بہت بڑا فرق جو ظاہر ہو طور پر نظر آتا ہے۔ وہ تو یہ ہے کہ ایک بچپن میں ماں کے پیٹ میں ہی مر جاتا ہے۔ ایک کچھ دن کے بعد مرتا ہے ایک چلنے پھرنے کے بعد ایک جوانی میں۔ ایک بڑھاپے میں اور ایک ارذل عمر کو پہنچ کر مرتا ہے۔ پھر جسمانی لحاظ سے کسی کی موت ہیضہ سے کسی کی تپ سے کسی کی کھانسی سے کسی کی سل سے کسی کی دق سے کسی کی تولنج سے کسی کی نمونیہ سے ہوتی ہے کوئی گولی کھا کر مرتا ہے کسی کا رشتہ حیات تلوار کاٹتی ہے کوئی مکان سے گر کر جان دیتا ہے کسی کا پاؤں پھسل کر دم ہوا ہو جاتا ہے۔ کوئی قتل کر دیا جاتا ہے کسی کو زہر دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ بیسیوں نہیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزار ہا طریق ہیں جن سے انسان موت کا مزہ چکھتے ہوئے دنیا سے گذرتے ہیں یہ تو موت کے طریق ہیں۔ پھر موت ہی میں ایک اور بھی اختلاف ہے۔ کوئی انسان اپنے کاموں سے فارغ ہو چکتا ہے تب اسے موت آتی ہے۔ کوئی ابھی کام کو شروع ہی کرتا ہے کہ جان نکل جاتی ہے کوئی کام کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ امروز فردا پر اسکی کامیابی ہوتی ہے تو مر جاتا ہے۔ یہ بھی ایک اختلاف ہے۔ ایک اختلاف تو یہ تھا کہ کس عمر میں موت آئی۔ دوسرا یہ کہ کس طریق سے آئی۔ تیسرا یہ کہ کس حالت میں آئی۔ پھر کوئی تو خوشی کی موت مرتا ہے اور کوئی رنج کی۔ کوئی قوم کی بہتری اور پیاروں کے فائدے کے لیئے جان دیتا ہے۔ اور کوئی ایسی موت مرتا ہے۔ کہ اسکے سامنے ذلت کا نظارہ کھنچا ہوتا ہے۔ ایک اور بھی اختلاف ہوتا ہے۔

(۱) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ وہ صرف مرنے والے کی موت ہوتی ہے (۲) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ وہ مرنے والے کی موت اور دنیا کے لیئے زندگی ہوتی ہے۔ (۳) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ مرنے والے کی موت۔ اور دنیا کی بھی موت ہوتی ہے (۴) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ مرنے والے کی زندگی ہوتی ہے۔ اور دنیا کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ مرنے والا جس کی موت اسکی اپنی ہی موت ہوتی ہے وہ ایسا شخص ہوتا ہے جو اپنے نفس میں تو گندا اور ناپاک ہوتا ہے مگر دنیا کے لیئے ضرر رساں نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہے جو خدا اور رسول کا منکر ہے لیکن دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ایسا شخص جب مرتا ہے پھر وہ ہر طرح سے مر ہی جاتا ہے۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کا جو اس سے معاملہ تھا۔ وہ رحمانیت اور رحیمیت دونوں صفات کے ماتحت تھا مگر مرنے کے بعد صرف رحیمیت ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ زندگی میں کوئی خدا کو گالیاں دے۔ رسول کو برا بھلا کہے خدا تعالیٰ اسے سامان زندگی دیتا ہی رہے گا۔ مگر مرنے کے بعد کا وہ زمانہ ہے۔ جبکہ بویا ہوا کاٹا جاتا ہے۔ اسلیئے گندے اور ناپاک انسان کی موت وہاں بھی موت ہی ہوتی ہے (۲) وہ موت جس سے مرنے والا تو مر جاتا ہے لیکن اس سے دنیا کی زندگی ہوتی ہے۔ یہ وہ انسان ہوتا ہے جو اپنے نفس میں تو گندا ہوتا ہے لیکن دنیا کو بھی گندا کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک ایسا کافر ہے جو دنیا کو کفر کی تبلیغ کرتا ہے۔ یا ایک ایسا ظالم ہے۔ جو دنیا پر ظلم کرتا ہے۔ یہ جب مرتا ہے تو اسپر موت آجاتی ہے مگر اس سے دنیا کی زندگی ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ جو اسکے ذریعہ گند میں مبتلا ہونے والے تھے۔ یا ایسے لوگ جو اسکے ظلم کے نیچے دبے ہوئے تھے ان کی گردنیں آزاد ہو گئیں۔ (۳) وہ موت ہے جو مرنے والے کی بھی موت ہوتی ہے اور دنیا کی بھی موت ہوتی ہے۔ یہ ایسے شخص کی موت ہوتی ہے جو گو اپنے نفس میں کافر ہوتا ہے مگر دنیا کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ مثلاً ایک کافر شخص ہو اور بڑا موجد سائنس۔ علم ہندسہ۔ جغرافیہ کے جاننے والا ہو یا حکمران منصف اور عادل ہو۔ بشرطیکہ کافر ہو جس کی موت سے دنیا کو نقصان پہنچے (۴) وہ موت ہے۔ جس سے مرنے والے کی زندگی ہوتی ہے اور دنیا کا اس سے کچھ تعلق نہیں ہوتا یہ ایک ایسے مومن کی موت ہے جو المسلمون مسلم المسلمون من لسانہ ویدہ کے مطابق ہوتا ہے یعنی اسکی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ جب ایسا شخص مرتا ہے تو وہ اپنے اعمال کے نیچے مرتا ہے۔ دنیا کے نفع ونقصان سے اسکا تعلق نہیں ہوتا۔ ان سب موتوں سے بڑھکر ایک اور موت ہے۔ جو بہت ترقی کرنے والے انسان کو نصیب ہوتی ہے وہ ایسی موت ہوتی ہے کہ مرنے والے کی زندگی ہوتی ہے۔ مگر دنیا کے لیئے وہ موت ہوتی ہے۔ یہ ان لوگوں کی موت ہوتی ہے جو دین کے مبلغ اور خدا تعالیٰ کے پیارے اور رسول ہوتے ہیں موت ان کے لیئے تو عید ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ آج ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر اپنے پیارے کے پاس کامیاب ہو کر جا رہے ہیں۔ مگر ان کی وفات کا دن دنیا کے لیئے ایسا تاریک دن ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں ہو سکتا اسکا ایک نظارہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہے۔ آپ نے وفات کے وقت فرمایا۔ الی الرفیق الاعلیٰ یعنی اے خدا مجھے اب دنیا کی زندگی پسند نہیں آپ ہی کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ادھر تو یہ حال تھا ادھر ایک صحابیؓ آپ کی وفات کے متعلق فرماتے ہیں۔ ؎

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

میں بھی اک نورانی چہرے کے بے پردہ نہیں ہوں | [illegible] | یا ورد ہے کبھی اک دن دیکھنا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا

الفضل

سالانہ چار روپے پیشگی مقامی خریداروں سے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل

قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے ۱/ سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

| جلد ۳ | ۴ جولائی ۱۹۱۵ء | یک شنبہ | ۲۰ شعبان ۱۳۳۳ھ مطابق | نمبر ۵ |

مدینۃ المسیح علیہ السلام

مراجعت بخیریت — اخلاء کرم و معظم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلامت سرحدات کے دن دکن کے دورہ تبلیغ سے فارغ ہو کر بخیر و عافیت دارالامان واپس پہنچ گئے۔ فالحمد للہ +

بلادِ مغرب میں طلوعِ آفتاب کے آثار — ایک دوست نے میدان جنگ یورپ کے بعض قابل ذکر حالات بارگاہ خلافت میں بیان کئے جن کا ماحصل یہ تھا کہ یورپ اب ایسی ایسی باتوں کو بھی ماننے پر مجبور ہو رہا ہے جنکو کبھی نفرت سے دیکھتا تھا۔ مثلاً تعدد ازدواج کی ضرورت وغیرہ کے۔ حضرت مسیح موعود ایدہ اللہ نے فرمایا کہ زمین و آسمان پر اسوقت سارے کا سارا سامان دینِ حق کی تائید و تصدیق کے لئے ہو رہا ہے [illegible] ایسے ہو رہے کہ اقوام یورپ پر اسلام کی حجت [illegible] کا اللہ فتح [illegible]

نکال رہا ہے (مفہوم بالفاظ راقم) +

تائیدِ غیبی — سلسلہ عالیہ کے ممتاز خادم قدیم اخویم مکرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم گذشتہ سیرت مولوی شیر علی صاحب بطور بعض دینی خدمات پر دورونہ کے واسطے باہر تشریف لے گئے تھے۔ بدھ کی شام کو فائز المرام ہو کر آئے اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی خدمت میں جہاں اور ضروری حالات عرض کئے یہ بھی سنایا کہ اب تک تمام تک خدا کے فضل سے خود بخود اس سلسلہ حقہ کی صداقت و اہمیت کے بیش از بیش معترف ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ محض مولی کریم کی غیبی تائید و نصرت ہے +

جماعت مبلغین کا جلسہ بحث — فاضل میر محمد اسحٰق صاحب معلم مدرسہ مبلغین کے زیر نگرانی ۳۰ جون کو بعد نماز مغرب طلباء مدرسہ موصوف کا جلسہ ہوا خلافت کی تائید اور اعتراضات مخالفین کی تردید میں کئی طالبعلموں نے معقول و مدلل تقریریں کیں میر صاحب ممدوح

بحیثیت [illegible] اُنکی اصلاح و تکمیل فرماتے جاتے تھے +

نکاح [illegible] یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے دوسرے بیٹے ابراہیم علی

اخبارِ احمدیہ

چوہدری امام الدین صاحب جوسکے ضلع گجرات اپنی لڑکی کے جنازہ کی درخواست کرتے ہیں +

نیز میاں میراں بخش صاحب (شیخوپور) پیر برکت علی صاحب (رمل) مولوی امام الدین صاحب (گولیکی) میاں مہر دین صاحب (لالہ موسیٰ) اور چوہدری احمد الدین صاحب مختار (گجرات) کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں کہ ضلع گجرات کی انجمن احمدیہ کو باقاعدہ طور پر قائم کیا جائے +

منشی وزیر محمد صاحب طالب علم مبلغین کالج کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں جنکی وجہ سے انکی تعلیم میں ہرج ہو رہا ہے احباب دعا فرماویں +

شملہ سے ہمیں اپنے ایک محترم بھائی کے ذریعہ معلوم ہوا

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری [illegible] پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

ہے کہ ایک غیر احمدی جو احمدیت کے بالکل قریب تھے۔ اور انہوں نے بیعت کے لئے خط بھی لکھ لیا تھا کہیں بدقسمتی سے جناب مولوی عبدالحق سے جا ملے۔ اس نے باتوں باتوں میں ان سے کہا کہ مرزا صاحب کے کلام میں اس قدر تضاد اور اختلاف ہے کہ الامان۔ جس کا کچھ تو ہم نے پول کھول دیا ہے اور کچھ اور کھل جائے گا۔ اب کوئی عقلمند آدمی تو احمدی ہوگا نہیں ہاں جاہل لوگ احمدی ہوں تو ہوں۔ یہ اس شخص کا حلفیہ بیان ہے لہذا اس کی صداقت میں کچھ بھی شبہ کی گنجائش نہیں کیونکہ غیر مبائعین کے لچھن اب کچھ ایسے ہی دیکھے جاتے ہیں کاش جو لوگ ابھی تک صرف حسن ظن سے کام لیکر ان کا ساتھ دے رہے ہیں وہ سوچیں کہ ان لوگوں میں احمدیت کا کیا باقی رہ گیا ہے قطع نظر اس کے غیر احمدی بھی انہیں اب منہ نہ لگاتے ہوں۔ لا الی ہٰؤلاء ولا الی ہٰؤلاء +

منبب گڑھ ضلع گوجرانوالہ سے حکیم محمد حسین صاحب خبر دیتے ہیں کہ ۲۸۔ جون [illegible] ایک غیر احمدی مولوی کے ساتھ ہماری جماعت کا مباحثہ تحریری شروع ہوگیا ہے مسئلہ زیر بحث فی الحال وفات مسیح ہے اور شائد بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر بھی بحث ہوگی حضرت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حق کا حامی و ناصر ہو آمین +

شملہ سے محمد سعید صاحب لکھتے ہیں کہ ۲۷ جون کو ۶ گھنٹے تک مخالفین کی طرف سے تقریر ہوتی رہی۔ یہ لوگ بغیر موقعہ ومحل کے صفحے کے صفحے پڑھتے چلے جاتے ہیں اگر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لکھا ہے کہ دیکھو میں مسلمان ہوں اور مسلمان کو کافر مت کہو تو اس سے نتیجہ یہ نکالا جاتا ہے کہ کسی کو کافر کہنا درست نہیں خواہ اسکے اپنے حالات کفر پر ہی دلالت کیوں نہ کرتے ہوں۔ غرض بے سروپا باتوں پر اتر آئے ہیں اور حکیم مرہم عیسیٰ تو ایسا بے باک ہوگیا ہے کہ گالیوں تک سے نہیں چوکتا۔ حضرت صاحب نے ان کو لکھایا کہ آپ چلے آئیں اب یہ لوگ قابل خطاب بھی نہیں رہے (مفہوم بالفاظ راقم)

ایک بھائی پر جنہوں نے (افسوس کہ اپنا مقام صاف نہیں لکھا) کسی مخالف ملاں نے دشمنان حق کی مدد سے جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا ہے احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اس ابتلاء سے بچائے +

بمبئی سے چلکر اخویم مکرم مفتی محمد صادق صاحب یہاں پہنچے تھے۔ ریل میں کچھ ٹریکٹ تقسیم کئیں۔ ایک صاحب نیا احمدی ہوا ہے جو مخلص اور جوشیلا آدمی ہے +

لدھیانہ میں جماعت احمدیہ نے سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا صاحب مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی۔ جزاہم اللہ دیگر احباب بھی تقلید کریں +

ماسٹر اصغر علی صاحب احمدی ڈرائنگ ماسٹر ٹکنیکل سکول لدھیانہ۔ احباب سے ملتجی ہیں کہ جماعت لدھیانہ کی کمزوریاں رفع ہونے کے لئے دعا کریں۔ ان کا اپنا ارادہ ہے کہ اخبار میں جن احباب کیطرف سے دعاؤں کی تحریک ہوتی ہے ان کے نام وہ ایک رجسٹر میں درج کر لیا کریں اور دعاؤں کے وقت انکا خیال رکھیں۔ بہت مبارک بات ہے دیگر احباب بھی اس نیک کام کی جانب متوجہ ہوں +

مالیر کوٹلہ سے عزیز مکرم جناب محمد عبدالرحیم خان صاحب خلف السعید حضرت نواب صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں کہ بخیر پہنچ گئے مگر وہاں جاکر عزیز موصوف کی طبیعت ذرا ناساز ہوگئی ہے احباب دعا فرماویں +

راولپنڈی کے برادران غلام نبی و کرم الٰہی سیٹھی احمدی لکھتے ہیں کہ مشکلات بدستور ہیں برادران دینی دعا سے مدد فرمائیں

لائلپور میں برادر محمد حسین خان صاحب کو خدا تعالیٰ نے فرزند فرینہ عطا فرمایا۔ حضرت نے اسکا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ خدا تعالیٰ عمر و سعادت نصیب کرے +

محمد شفیع صاحب احمدی متعلم نارمل سکول راولپنڈی۔ بیماری سے شفا پانے اور امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں +

دانہ زید کا میں جلسہ سرآوردہ ممبران نے جمع ہوکر فیصلہ کیا ہے کہ وہاں کی انجمن احمدیہ آئندہ سے الگ ہوگی۔ اور قلعہ صوبہ سنگھ کی جدا۔ صدر انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو بھی مطلع کیا گیا +

الفضل جلد ۲ مکمل

دفتر میں اس کی مکمل کوئی بڑی تعداد نہیں ہے جبتک ہیں۔ شائقین منگا لیں۔ پھر دوگنی چوگنی قیمت پر بھی شائد ہی کہیں مل سکے۔ فی جلد عمہ

المشتہر منیجر اخبار الفضل قادیان

خبریں

جنگ

زار روس نے [illegible] کے متعلق نہایت جوش والے [illegible] ہے کہ جنگ خواہ کتنا ہی طول کھینچے [illegible] ہے۔ دشمن کی [illegible] ہونا غیر ممکن۔ رعایا [illegible] فوجی طاقت کو زبردست [illegible]

لارڈ کچنر ۹ جولائی کو [illegible] پر تقریر کرینگے تاکہ برٹش [illegible] ہوسکے +

میدان حرب میں ایک مقام [illegible] غیر مدفون یا نیم مدفون پڑی سڑرہی ہیں جس سے وبا پھیلنے کا خدشہ ہے یہاں کا دردانگیز نظارہ قلم کا یارہ نہیں کہ لفظوں میں ادا کرسکے۔ عبرت ! +

مغربی معرکہ کار زار کی تازہ اطلاع ہے کہ میٹز پراپا کے مشرق میں فرانسیسیوں نے سارے مورچوں پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے +

۳۰۔ جون کی تار خبر ہے کہ ہسار نام ائیلنوٹ نے بحیرہ ادریجن میں بندرگاہ جونیر پر گولہ باری کرکے دشمن کے سامان حرب اور ذخیرہ پٹرول کو تباہ کردیا۔ ترکوں نے بندوقوں سے دو ہزار کارتوس چھوڑے۔ مگر بچ نکلا +

روما (اٹلی) کا پیام برقی ہے کہ مانٹینگرو کی سپاہ نے مقام سانجیووانی پر قبضہ کرلیا۔ اور اہل البانیہ نے شاہ نکولس کو اپنا تاجدار تسلیم کرلیا ہے +

اطالین حملوں کی کارروائی مسلسل بارش کے سبب رک گئی ہے کیونکہ انکے ہاں زیادہ زور گولہ باری اور توپخانہ پر ہوتا ہے +

مختلف

برٹش قیدی جرمنی سے ۳۰ جون کو لنڈن پہنچے۔ پر تپاک استقبال کیا گیا +

امریکن سفیر کا بیان ہے کہ ۷۵ برطانوی اسیران حرب کی صحت اچھی ہے اور انکے ساتھ ترکوں کا برتاؤ عمدہ ہے +

مشرقی بنگال میں قحط کی مصیبت۔ الامان۔ بلاہی چھایا ہوا ہے۔ سرکار نے بھی کچھ رقم دی ہے۔ بلوں میں سوا آدمی جھگڑتے پھرتے ہیں

روسی وزارت حربیہ مستعفی ہوگئی + **جنرل بوتھا** نے جرمن جنوب مغربی افریقہ میں تین مقامات پر قبضہ کرلیا ہے +

کثرت ازدواج اور آرائین میگزین

(اشاعت ۱۵ جون سے آگے)

مضمون نگار کی جسارت تو دیکھئے۔ قرآن کریم کی ایک آیت ہے جسمیں خدا تعالےٰ نے دو سے لیکر چار تک عورتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بدرجہ تنزل ایک کی اجازت دی ہے۔ اسی سے کثرت ازدواج کے خلاف تائید پاتا ہوا لکھتا ہے کہ کلام پاک میں عادت قدیمہ کو مٹانے کیلئے حکم دیا ہے کہ تم دو دو تین تین اور چار چار بیویاں حسب رضا کر سکتے ہو۔ مگر بدیں شرط کہ ان میں مساوات اور انصاف کا برتاؤ کر سکو۔ اور اگر تم ڈرو کہ تم عدل نہیں کر سکو گے تو ایک سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ پھر ایک دوسری آیت اسکے ساتھ ملاکر یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ "یہ امر بالبداہت ثابت ہے کہ عورتوں کے معاملہ میں عدل کرنا ناممکن الوقوع ہے۔ اور کوئی شخص دعوےٰ سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس امر میں منصف و عادل ثابت ہو سکے گا۔ کیونکہ دو عورتوں میں سے ایک بے سلیقہ ہو۔ اور دوسری با سلیقہ یا ایک خوبصورت ہو۔ دوسری بدصورت۔ یا اگر ایک دولتمند۔ دوسری غریب یا اگر ایک باعلم و شعور ہو۔ اور دوسری محض بے علم وغیرہ۔ تو ان عادات اور صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے عدل و انصاف کا وقوع پذیر ہونا ناممکن اور محال ہے۔ چنانچہ خود ذات باری تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تم باوجود خواہش کے بھی عدل نہیں کر سکتے۔ پس تم ایک سے زیادہ بیویاں نہیں کر سکتے"۔

ان آیات قرآنی کے سمجھنے میں مضمون نگار نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ پہلی آیت یہ ہے۔ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ۔ یعنی اگر تم ڈرو کہ یتیموں کے معاملہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند ہوں۔ دو دو تین تین اور چار چار۔ لیکن اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ عورتوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی کرو۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے دو دو تین تین اور چار چار تک عورتیں کرنے کو پسند فرمایا ہے کیونکہ آگے فان خفتم کی شرط لگا کر ایک عورت کرنے کی اجازت فرمائی ہے۔ اور ایسی مشروط اجازت کی بہت سی مثالیں محاورات روزمرہ میں پائی جاتی ہیں۔۔۔۔ جنمیں کہنے والے کا اصل منشا یہی ہوتا ہے کہ پہلی بات ہی کی جائے۔ مثلاً ایک اُستاد اپنے شاگرد کو کہتا ہے کہ تم عرصہ میں سوال بھی لگا لاؤ۔ اور اگر مشکل ہوں اور اتنے نہ نکال سکو تو پھر دس ہی نکال لینا اس کہنے سے استاد کا یہی منشا ہوگا کہ لڑکا اول تو بیس ہی نکالے۔ اور اگر اتنے نہ نکال سکے تو دس ہی نکال لائے۔ اسیطرح ایک آقا اپنے نوکر سے کہتا ہے کہ تم وہاں سے چار چار پانچ پانچ چیزیں اٹھا لاؤ۔ اور اگر اتنی نہ اٹھا سکو تو ایک ایک ہی۔ تو اسکا بھی یہی مطلب ہوگا کہ اگر نوکر پہلے حکم کی تعمیل کی طاقت نہیں رکھتا۔ تب دوسرے کو بجا لائے۔ لیکن اگر اسمیں طاقت ہو تو پہلے کی تعمیل کرے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اسی طرح فرمایا ہے کہ تم دو دو تین تین اور چار چار بیویاں کرو۔ ہاں اگر ان میں عدل کرنے سے ڈرو تو ایک کرو۔ پس خدا تعالےٰ نے ایک بیوی کے ساتھ عدم عدل کے خوف کی شرط لگا دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجازت بدرجہ تنزل دیگئی ہے اور اصل حکم دو دو تین تین اور چار چار ہی بیویاں کرنے کا ہے۔ مضمون نگار [illegible] اس آیت کو بھی [illegible] مانتا ہے کہ اسمیں چار تک عورتیں کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن دوسری آیت کو اسکے ساتھ ملا کر غلط مطلب نکالا ہے۔ دوسری آیت یہ ہے۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ۔ یعنی تم عورتوں میں ہرگز عدل نہیں کر سکتے۔ اگرچہ اسکی تمہارے دلمیں حرص بھی ہو۔ پس تم ایک عورت کی طرف ہی بالکل مت جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکی ہوئی چیز کی طرح چھوڑ دو۔ ان آیات سے مضمون نگار نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "پس تم ایک سے زیادہ بیویاں نہیں کر سکتے"۔ لیکن یہ تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ پچھلی آیت سے وہ نتیجہ اور مفہوم نکالا جاتا جو پہلی آیت کے صریح حکم کے خلاف نہ ہوتا۔ اسنے وہ بات نکالی ہے جو اسکو منسوخ قرار دیتی ہے۔ کیونکہ اسمیں تو خدا تعالےٰ حکم فرماتا ہے کہ دو دو تین تین چار چار عورتوں سے نکاح کرو بشرطیکہ تم ان میں عدل کر سکو۔ اور یہاں فرماتا ہے کہ تم اگر عدل کرنے کی خواہش بھی کرو تو بھی نہیں کر سکتے۔ اسلئے ایک ہی بیوی کرو۔ اس بات کو دیکھکر ہر ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہ حکم دینے کا کیا منشا تھا۔ اور کیوں اس نے پیچ پیچ کرکے یہ حکم دیا۔ صاف طور پر کیوں نہ فرما دیا کہ تم عورتوں سے عدل نہیں کر سکتے۔ اسلئے ایک سے زیادہ بیویاں نہ کرو۔

خدا جانے مضمون نگار قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کا قائل ہے یا نہیں۔ اگر ناسخ و منسوخ کا قائل ہے تو ہم مختصراً بتاتے ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنا شریعت اسلام کی بیخ و بن اکھیڑنا ہے۔ کیا خدا قدوس کی نسبت یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ ایک وقت اس کی طرف سے کوئی حکم آئے اور دوسرے وقت اسکے خلاف جس سے پہلے حکم کی کمزوری اور غلطی کا ثبوت مل جائے۔ ہرگز نہیں۔ تو یہ کیسطرح کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت کو دوسری آیت منسوخ کرتی ہے۔ اور اگر مضمون نگار یہ نہیں مانتا۔ تو اس پر فرض ہے۔ کہ ان دونوں آیتوں میں اسکے اپنے کئے ہوئے معانی سے جو تناقض پیدا ہو گیا ہے۔ اسے دور کرے۔ اور بتلائے کہ ایک جگہ عدل کا حکم دینا اور دوسری جگہ وہ کر دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ تناقض اسوقت تک ہرگز دور نہیں ہو سکے گا جب تک ان معنوں کو غلط نہ قرار دیا جائے۔ اور اگر ان معنوں کو تسلیم کیا جائے جو مضمون نویس نے کئے ہیں تو صاف یہی نکلتا ہے کہ ساقی بالکل غلط ہیں کیونکہ ان کے درست ماننے سے قرآن کریم پر ایک بڑا دھبہ آتا ہے۔ اور قرآن شریف نعوذ باللہ خدا کا کلام قرار نہیں پا سکتا۔ کیونکہ جب ایک عقلمند انسان بھی کسی کو ایسا حکم نہیں دیتا جو ناممکن العمل ہو۔ اور پھر اسکے ساتھ شرط لگا کر اسے روک دیا جائے تو خدا تعالےٰ کسطرح کوئی ایسا حکم دے سکتا ہے۔ مثلاً کبھی کوئی شخص کسی کو یہ حکم نہیں دے گا کہ تم زمین پر سر کے بل چلتے جاؤ۔ اور اگر اسطرح نہ چل سکو۔ تو پاؤں کے بل چلے جانا۔ کیوں اسلئے کہ جب سر کے بل چلنا ہی محال ہے۔ تو پھر اس طرح چلنے کا حکم دینا کون عقلمند درست سمجھ سکتا ہے۔ افسوس کہ ایک انسان ضعیف البنیان جو مرکب من الخطاء والنسیان ہے۔ اسکے کلام میں تو تناقض نہ پایا جاتا ہو۔ اور ایسی بات کرنا تو بیہودہ سمجھا جائے۔ لیکن خدا تعالےٰ جو سب عقلمندوں کا خالق۔ سب داناؤں کو دانش بخشنے والا اور ہر ایک قسم کے نقص و عیب سے پاک اور منزہ ہے۔ اسکے کلام کو اسطرح بیان کیا جائے۔ کہ خدا نے یہ تو حکم دیا ہے۔ کہ اگر تم عدل کر سکو تو دو دو تین تین چار چار تک عورتیں کر لو مگر اسی کے متعلق یہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ چونکہ تم سے باوجود تمہاری کوشش اور حرص کے عدل ہو ہی نہیں سکتا۔ پس تم خود ہی سمجھ لو۔ کہ تمہیں کیا کرنا چاہیئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۴ جولائی ۱۹۱۵ء

ندائے برائے گوش ہوش

اگر بازیابشد ترا گوش ہوش + ز گورت ندائے در آید کہ گوش
کہ اے عشرہ من پس از چند روز + بپنے ہوس دنیائے زود ام بجو

قدائے تعالےٰ نے جو زمانہ مسیح موعود و مہدی معہود کے ظہور کا اپنے رسول پاک ؐ کی معرفت بتلایا تھا۔ اسکے اکثر و بیشتر آثار اسوقت کے مسلمان خود اقرار کرتے ہیں کہ ظاہر ہو گئے۔ انھوں نے یہ بھی صاف صاف قبول کر لیا ہے کہ انکی حالت نہ صرف من حیث القوم بلکہ بلحاظ دین و مذہب کے بھی منتہائے زوال کو پہنچ چکی اور از حد محتاج اصلاح ہو گئی ہے۔ اب اگر خدا انکی آنکھیں کھولے تو یہ دیکھ لینا کچھ بھی دشوار نہیں کہ آنیوالا عین وعدہ کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر آچکا۔ اور الحمد للہ جو غرض انکے مبعوث ہونے کی تھی بوجہ احسن پوری کر گیا۔ (صلوٰۃ اللہ علیہ)

دوسری قوموں کا اس عظیم الشان امور مصلح کے متعلق مغالطہ میں پڑنا یا ٹھوکر کھانا اتنا زیادہ محلِ تعجب نہیں۔ جو قوم انبیاء کو ماننے کی دعویدار ہے اور قرآن و حدیث پر بقول خود سچا و پختہ ایمان رکھتی ہے اسکا انکار ہر طرح سے قابلِ مواخذہ ٹھیرتا ہے۔ قبل ازیں کہ ہم ان مسلمانوں پر حجت تمام کریں ایک صریح غلط فہمی کا ازالہ ضروری سمجھتے ہیں جسمیں سلسلہ احمدیہ کے مخالفین اکثر مبتلا ہیں عام اس سے کہ وہ کسی دین و ملت سے تعلق رکھتے ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ اچھا ہم مرزا صاحب ؑ کو مان تو لیں مگر دقت یہ ہے کہ وہ تو مسیح - مہدی کرشن وغیرہ وغیرہ سب کچھ خود ہی بنتے ہیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شخص کئی عہدوں پر ممتاز ہو +

ان کا یہ اعتراض بظاہر دلکو لگتا ہوا اور کسیقدر وزندار معلوم ہوتا ہے لیکن اسکی اصل وجہ قلت تدبر ہے ورنہ اس کا سمجھنا چنداں دشوار نہیں۔ ہم ایک موٹی مثال دیتے ہیں۔ دیکھو جب خشک سالی کی مصیبت چار سو اپنا دامن پھیلائے ہوئے ہو۔ پیاسی خلقت نزول باران رحمت کے لئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے آسمان کی طرف تکتی ہو تو اسوقت تمام مختلف اقوام کے لوگ اپنی اپنی بولی میں [illegible] - پانی - واٹر - جل - آب وغیرہ جداگانہ ناموں سے [illegible] دست بدعا ہونگے جو آسمان سے اتر کر تشنہ زمین کو سیراب کرتی ہے۔ اور ہر قوم کو ایک ہی طرح کے فوائد پہنچاتی ہے یعنی گو مختلف زبانوں اور قوموں میں اسکے الگ الگ نام ہوں لیکن ماہیت اسکی ایک ہے اور اس کا استعمال و فائدہ بھی سب کے واسطے یکساں ہے +

پس جب موعود مصلح و ہادی برحق کا بھیجنے والا ایک ہی خدا ہے۔ اسکے بھیجنے کی غرض و غایت بھی ایک یعنی اصلاح و ہدایت خلق اور زمانۂ ارسال بھی ایک یعنی آخر زمانہ یا قرب قیامت کا وقت کہا گیا ہے۔ تو پھر وہ شخص بھی ظاہر ہے کہ ایک ہی ہونا چاہیے کیونکہ اگر ایک سے زیادہ ہوں تو یا وہ باہم متحد الاغراض ہونگے یا ایک دوسرے سے کچھ اختلاف رکھتے ہونگے لیکن پہلی صورت میں تو ان کا متعدد ہونا عبث ہوگا مگر خدا تعالیٰ کا کوئی فعل عبث نہیں ہوتا۔ اور دوسری صورت میں انکے اختلاف و نزاع سے غرض مطلوبہ فوت ہو جائیگی لہٰذا آنیوالا شخص بہر نہج ایک ہی عظیم الشان شخص ہو سکتا ہے خواہ اسے بروز مصطفیٰ اور مہدی کہہ لو یا مسیح یا کرشن اوتار یا اور کسی نام سے پکارو جس کا کسی قوم کو اس کے مذہب نے وعدہ دیا ہو۔ اور ایک ہی شخص کا مختلف ضرورتوں قابلیتوں اور مناسبتوں کے سبب متعدد منصبوں پر مامور ہو جانا کوئی محلِ تعجب نہیں۔ ہم دنیا میں بھی اسکی بہتیری مثالیں روزمرہ دیکھتے ہیں۔ فرض کرو زید کا ایک ہی وجود ہے مگر وہی ایک کسی کا مخدوم ہے کسی کا خادم۔ کسی کا مربی و سرپرست۔ کسی کا پروردہ کسی کا دوست کسی کا باپ۔ کسی کا بھائی۔ کسی کا بیٹا وغیرہ وغیرہ اسی طرح بہت سے اشخاص متعدد سرکاری عہدوں میں بھی اشتراک رکھنے والے ہوتے ہیں +

اب ہم اُن مسلمانوں سے پوچھتے ہیں جنھیں مسیح و مہدی کا کامل انتظار ہے مگر جو اُنکے ظہور میں ہوسوں والی ایک تاریخ (آئیج) کی کسر بتلاتے ہیں۔ کہ آیا تم خدا اور رسول کے مقرر کردہ نشانوں سے فائدہ اٹھانا ضروری سمجھتے ہو یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ مسلمان کہلا کر اس ضرورت سے انکاری کوئی بھی نہیں ہو سکتا پس اگر ان نشانوں کا ماننا لازمی ہے تو بتلاؤ کہ اب تک کے ظاہر شدہ نشانات سے تم نے کونسا فائدہ اٹھایا؟ بالفرض اگر ایک دو نشان کسی رنگ میں پورے ہونے باقی بھی ہیں تو انکے ظہور پر تمہارا ایمان لانا کیا نفع پہنچا سکتا ہے جبکہ دوسری ہزاروں آسمانی و زمینی شہادتوں کو تم رد کر چکے ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوم یاتی بعض ایٰت ربک لا ینفع نفساً ایمانھا لم تکن اٰمنت من قبل +

دیکھو کسوف خسوف کا ماہ رمضان میں ہونا کتنا زبردست اور عدیم النظیر نشان تھا جسکی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ "ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض" ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین آسمانوں کی پیدائش سے آج تک اور کسی کے لئے دنیا پر ظاہر نہیں ہوئے +

مگر اے مسلمانو! کیا تم نے اس نشان سے کچھ فائدہ حاصل کیا؟ کیا تم کو معلوم نہیں کہ جسوقت یہ نشان آسمان پر ظاہر ہوا اس زمانہ میں دنیا کے پردہ پر سوائے حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کوئی اس بات کا مدعی نہ تھا کہ میں شخص موعود ہوں اور خدا کیطرف سے منصب مہدویت پر مامور +

ہم جانتے ہیں کہ تمہارے دل اس معاملہ میں متذبذب ہو چکے تو ہیں کیونکہ مسیح موعود ؑ نے کاری حربوں سے ان خیالات خام اور عقائد باطلہ کا طلسم پاش پاش کر دیا ہے جو اب تک تمکو قبول حق سے مانع رہے لیکن اب تم محض سخن پروری کے طور پر مولوی ملانوں کے پیچھے لگ کر اپنے ایمان کو معرض خطر میں ڈال رہے ہو۔ یاد رکھو ہمیشہ ہی ماموروں اور مرسلوں کی تصدیق میں مزاحم اور خدا کی راہ سے روکنے والے یہی لوگ ہوتے آئے ہیں جو اپنے علم یا رسمی دینداری کے گھمنڈ میں "یصدون عن سبیل اللہ" کے مصداق بنے۔ عامی اور بازاری لوگوں کو بہت کم دیکھا یا سنا ہوگا کہ دینی معاملات میں دخل دیں یا کسی کو سچائی کے ماننے میں سد راہ ہوں۔ پس تم کیوں نہیں اپنی آنکھوں اور عقل و ہوش سے کام لیتے۔ یقین جانو یہ حلوے مانڈے سے غرض رکھنیوالا فرقہ عاقبت میں ہرگز ہرگز تمہارے کام نہ آئے گا +

اس خطرناک روک کے علاوہ تمہارے دنیاوی علائق بھی تمکو ادھر آنے سے باز رکھتے ہیں۔ مگر آہ! کیا تمہیں خبر نہیں کہ دنیا کی حرص و ہوس دنیا کے رشتے ناطے اور اس کے سارے ساز و سامان [illegible] لئے تو نے یہاں کے رہیں رہ جانیوالے فانی کھیڑے ہیں۔ نادان ہر جوانی خاطر تو عیش سے غافل رہتا ہے۔ دیکھو ہم بار بار تمہیں کان کھول کے جتلائے دیتے ہیں کہ بیہودہ والی یہ ضدیں تمکو کچھ نفع نہ دینگی مسیح موعود کے [illegible]

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

[illegible] عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً — بن ہی اک نورانی چہرے پہ نثار [illegible]

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

چندہ سالانہ چار روپے شامی خریداروں سے

مضامین [illegible]

باقی تمام خط و کتابت

قادیان دارالامان ضلع [illegible]

پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ — ۶ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء (بروز سہ شنبہ) مطابق ۲۲ شعبان سنہ ۱۳۳۳ھ — نمبر ۶

مدینۃ المسیح

واپسی ماسٹر شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور اپنے سفر جموں کو واپس لگئے سے اتوار کو مولوی عبید اللہ صاحب اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب بھی جن کے ساتھ آپ گئے تھے دورۂ تبلیغ سے فارغ ہو کر دارالامان پہنچ گئے۔

لیکچر اخویم مکرم مفتی محمد صادق صاحب نے ہفتہ کی شام کو مسجد اقصےٰ میں ایک پُرلطف لیکچر دیا جسمیں آپ نے اپنے تبلیغی دورۂ دکن کے دلچسپ و نتیجہ خیز حالات سنائے حاضرین کی تعداد معقول تھی۔ مفتی صاحب کی تقریر سے معلوم ہوا۔ جیسا کہ آپ کی رپورٹوں سے بھی پتہ لگتا رہا ہے کہ دکن میں انشاء اللہ سلسلہ حقہ کو بہت کچھ کامیابی ہوگی۔

مہمان حسب معمول کئی معزز احباب لاہور امرتسر وغیرہ سے آئے۔ رام پور سے اخی المکرم جناب ذو الفقار علی خان صاحب مع عیال کے تشریف لائے۔

اخبار احمدیہ

گڑھ شنکر میں باوجود سخت مخالفت کے خدا تعالیٰ نے ہمارے معزز مبلغ ماسٹر عبد الرحیم صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب کی تقریر کرا دی۔ مخالفین بھی بکثرت تھے۔ عام اسلام کے متعلق تو شوق سے سنتے رہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آتے ہی پیچ و تاب کھانے لگے لیکن ان کو پیغام حق پہنچا ہی دیا گیا۔ رات کو مستورات میں تقریر ہوئی۔ مردوں کی نسبت عورتوں نے ذوق اور توجہ سے حضرت مسیح موعود کے پیام کو سنا۔

نواں شہر میں ہمارے مبلغوں کا جو جلسہ ہوا اس میں ایک پنڈت صاحب کی طرف سے مباحثہ کا چیلنج آیا تھا۔ ادھر سے جواب دیا گیا کہ انتظام کے ذمہ وار ہوں تو باقاعدہ مناظرہ بھی ہو سکتا ہے ورنہ تبادلۂ خیالات کا موقعہ تو ویسے ہی دیا جائے گا۔ پھر سکرٹری آریہ سماج کی جانب سے رقعہ پہنچا۔ اس کا بھی ایسا ہی جواب دیا گیا۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب کا لیکچر بخیر و خوبی ختم ہوا۔ تعلیمیافتہ آریوں اور ہندوؤں کی تعداد کافی تھی۔ تقریر کا اثر سامعین پر اچھا ہوا۔ درمیان سوال جواب بھی ہوتے رہے۔ پھر ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے زندہ مذہب (اسلام) حضرت مسیح موعود و کرشن (علیہما السلام) کو پیش کیا۔

راہوں - شہر وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے ہمارے مبلغ کرام یہاں پہنچے۔ جہاں مولوی عبید اللہ صاحب کی تقریر ہوئی۔ جو وفات مسیح پر تھی۔ پھر ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے سلسلہ حقہ کے متعلق تقریر فرمائی۔ اسی موقعہ پر حاجی غلام احمد صاحب کی نئی مسجد کا افتتاح ہوا۔ شیخ محمد یوسف صاحب کا سکھوں کے مذہب پر لیکچر ہوا جسمیں سکھ بھی موجود تھے۔

کھیری (لکھیم پور۔ اودھ) سے خبر آئی کہ برادر عبد الحق صاحب کے زئی کنجاہی کی اہلیہ مرحومہ ۷ ماہ تپ دق میں مبتلا رہ کر فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا غریق رحمت کرے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب الیر کوٹلہ تشریف لے گئے

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ [illegible] جولائی سنہ ۱۵ء

"شروع کرو"

صدہا امیدواروں نے دو چار دس پانچ دن نہیں۔ مہینے دو مہینے نہیں بلکہ برسوں شاقہ محنتیں کی ہیں بڑی بڑی زحمتیں اٹھائی ہیں۔ ان کے تمام مشاغل تفریح اور رات کی نیند کو تحصیل علم کے لئے ہی مقصود ہے قربان کیا ہے سینکڑوں بلکہ ہزاروں روپیہ کتابوں کی قیمت اور فیس وغیرہ مصارف تعلیم پر اٹھ چکا ہے۔ دوران تعلیم کی بے شمار الجھنیں تکلیفات اور قسم قسم کی مشکلات محض اسی دن کی خاطر گوارا کی گئی ہیں کہ امتحان دے کر اسمیں کامیاب ہونگے۔ پاس ہونے کی سند ملیگی تو اس سے طرح طرح کے فائدے اٹھائیں گے۔ ہاں شکر ہے کہ آج وہ دن دیکھنا نصیب ہوا کہ جس امتحان کی اتنی مدت سے تیاری کر رہے تھے اسکے کمرہ میں داخل ہونے کی نوبت آئی۔ پرچے تقسیم ہوگئے ہیں تمام امیدوار بڑی غائر نظر ان پر ڈال رہے ہیں۔ پرشوق نگاہیں ان سوالات کو ڈھونڈ رہی ہیں جنکے جواب بہ سہولت اور جلد تر لکھے جا سکیں۔ دل میں کہ دھڑک رہے ہیں۔ ہاتھ پاؤں پھولے جاتے ہیں۔ سارا پرچہ ایکبار سرسری طور پر۔ پھر ذرا غور سے دیکھنے کے بعد۔ بہت سے دل جنہیں اپنی کامیابی کا مہینوں پہلے ابھی سے یقین ہوتا جاتا ہے اور جنہیں ان میں بلند نام و سرخرو ہونے کی توقعات اپنی بھینی بھینی مہک سے مشام جان کو باغ باغ کئے دیتی ہیں کئی ایسے ہیں جو سوالوں کی نوعیت اور جوابوں کی سہولت یا اشکال کی نسبت دھوکہ پکڑ میں پڑ کر نتیجہ امتحان نکلنے تک کیلئے آج ہی سے ایک روح فرسا تشویش و تذبذب کا شکار ہو چلے ہیں۔ بعضوں کو صریح ناکامی و یاس کی بھیانک صورتیں ابھی گھڑی سے شش جہت میں نظر آنے لگی ہیں غرض ان گوناگوں جذبات و خیالات۔ اور مختلف احساسات و کیفیات کا دلچسپ سماں صدہا سینوں کے اندر ابھی اپنے پورے زور کے ساتھ موجزن بھی نہیں ہونے پاتا کہ لاتنے میں صاحب بہادر جو کمرہ امتحان کے نگران ملے ہیں۔ کمال رعب و داب سے کہتے

بڑی احتیاط کے ساتھ پرچوں کا پلندہ دکھاتے اور حسب ضابطہ تمام امیدواروں پر تقسیم کرا چکنے سے چند منٹ بعد ایک خاص لہجہ میں جس کی اصل کیفیت الفاظ میں ادا ہونی مشکل ہے۔ بآواز بلند یا اذن عام دیتے ہیں کہ سوالوں کا جواب لکھنا "شروع کرو"۔ امتحان کے کئی ایک مضامین ہیں جو شاید ہفتہ بھر میں ختم ہونگے کامیاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ سب پرچوں کے جواب ایسے لکھے جائیں کہ ہر مضمون میں پاس کرنے کے قابل نمبروں کی تعداد حاصل ہو سکے۔ بعض مضامین لازمی ہیں۔ انمیں فیل ہونے پر کسی امیدوار کو سند کامیابی نہیں دیجاتی۔ خواہ اسنے اختیاری مضمونوں میں کیسے ہی اچھے نمبر حاصل کئے ہوں۔ پھر اول درجہ میں پاس ہونے کے واسطے از بس ضروری ہے کہ امیدوار سب مضامین میں بھی مقررہ تعداد پائے اور ساتھ ہی اسکے حاصل کردہ نمبروں کی مجموعی میزان بھی بڑھی ہوئی ہو۔

آسمانی یونیورسٹی کے امتحان میں بھی بہت سی باتیں اسی حالت کے ساتھ مشابہت رکھتی ہیں۔ کامیابی ناکامی کی بعض شرائط تو بالکل ان زمینی امتحانوں سے ملتی جلتی ہیں۔ چنانچہ اسوقت جو امتحان اہل دنیا کو درپیش ہے اس کے متعلق **"شروع کرو"** کی پرشوکت آواز کبھی کی پڑ چلی ہے۔ سننے والے سن چکے ہیں۔ سمجھنے والے اسکے منشا کو سمجھ رہے ہیں۔ پر افسوس انپر جو آنکھیں رکھتے ہیں مگر نہیں دیکھتے۔ کان رکھتے ہیں۔ اور نہیں سنتے۔ ان کے دل ہیں لیکن سمجھ بوجھ سے خالی۔ اس امتحان کے تفصیلی حالات کو تو ایک دفتر چاہیئے۔ مگر یہاں اس کے **اہم تر مضامین** پر ہم کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔

جب اہل دنیا پر اس قسم کی جانچ کا وقت آتا ہے تو آسمانی گورنمنٹ یہ نہیں دیکھتی کہ انمیں کون کون اپنی من گھڑت یا خانہ ساز معیار کے مطابق کامیابی و سرخروئی کا امیدوار و خواہشمند ہے کیونکہ اس خواہش سے خالی تو شاذ و نادر ہی کوئی ہوتا ہوگا۔ بلکہ وہ سب سے مقدم اس بات کی پڑتال کرتی ہے کہ امیدواروں میں سے کون کون اس کے بھیجے ہوئے مامور کو ماننے اور کون کون اسکا انکار کرتے ہیں یہ پہلا مضمون سب سے اہم اور اس قدر لازمی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شخص آسمانی امتحان میں پاس ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر اس کے ساتھ ہی بعض دوسرے مضامین بھی اپنی اپنی جگہ پر ایسے

ضروری ہیں کہ ان میں سے کسی ایک میں امیدوار کمزور ہو اور گر جائے تو بھی ناکامی کا بڑا خدشہ ہے۔ پس **وہ لوگ** جو اس اہم ترین مضمون میں خدا کے فضل سے پاس ہونے کے قابل ٹھیر چکے ہیں۔ بڑے غور اور دلی توجہ سے باقی مضامین کا فکر کریں جن میں :۔

دوسرا۔ لازمی مضمون یہ ہے کہ اپنی عملی حالت کو جہاں تک ممکن ہو ایمان کے مطابق بنانے میں پوری مستعدی و استقلال سے کوشاں رہیں۔ **تیسرا** اہم مضمون یہ ہے کہ جسمانی مالی اور ہر قسم کی قربانی اس راہ میں کرنے سے انہیں کسی طرح دریغ نہ ہو جو کوئی باایمان و دیندار کہلا کر دین کی نصرت کے لیے اپنے مال کو جدا نہیں کرتا وہ "اگر اعمال کو گوئی صد بجا نند" کے مصداق محض زبانی جمع خرچ کا مرد میدان ہے مگر کبھی سرخروئی و کامیابی کا وارث نہیں ٹھیر سکتا۔ **چوتھا** لازمی مضمون یہ ہے کہ مرکز کے ساتھ تعلق قائم رکھے۔ جو لوگ اس پاک علاقہ کو دنیوی کاروبار میں منہمک رہ کر نظر انداز کرتے ہیں انکا انجام اکثر **نفاق** اور پھر اس سے بھی چند قدم آگے بڑھ کر صریح کفر و انکار تک پہنچ جاتا ہے۔ **پانچواں** مضمون یہ ہے کہ مامور من اللہ کے ماننے والوں میں شامل ہونے سے جو جو فرائض اور ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں ان میں کسی وقت سست اور بے پرواہ نہ ہو۔ کیونکہ غفلت کا زنگ چڑھتے چڑھتے روح کو بالکل ناکارہ کر دیتا ہے۔ **چھٹا**۔ ضروری مضمون یہ ہے کہ سلسلہ حقہ کے اصولوں کی بر گذاشت میں پوری غیرت رکھتا ہو۔ **ساتواں** یہ کہ حق کی حمایت و اشاعت کے لیے دلمیں سچی تڑپ اور اعضا و جوارح میں جیتا جاگتا جوش و اخلاص ہو۔ اسی طرح بعض اور مضامین ہیں جن کی تفصیل موجب طوالت ہوگی۔

پس وہ جماعت جو اس آسمانی امتحان کے امیدواروں میں بفضل خدا خوشی خوشی اپنا نام داخل کرا چکی ہے قبل اس کے کہ کامیابی کا تصور باندھتے اپنے آپ کو الٰہی انعام و اکرام کا مستحق سمجھے۔ اسکا فرض ہے کہ ہر روز نہیں بلکہ ہر وقت اپنے احوال و افعال کا محاسبہ کرتی رہے۔ مبادا اسکے کسی ایک مضمون میں خامی ہو۔ اور خدانخواستہ وہی ناکامی و حسرت کا موجب بن جائے۔ دنیا کے اور لوگوں کی طرف نہ دیکھو کہ وہ کن خوابوں اور غفلتوں کا شکار ہو رہے ہیں تم اپنا فکر کرو کہ تمہیں خدا کی محبت

...جماں سے۔ جو بھی [illegible] تہمت [illegible] یاد رکھو کل [illegible] تمہیں اسکی جواب دہی کرنی پڑے گی جیتنی [illegible] حالت میں غفلت کروگے۔ اور جتنے تم اپنے فرائض کی ادائیگی میں تساہل برتوگے اتنی ہی تمہاری دلی مرادیں تم سے پرے ہٹتی چلی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ نے بیچ وحساب [illegible] اس وقت کے منتظر ہیں کہ تم جلد سے جلد اپنی حالت سنوار لو اور سب [illegible] عمل میں ستعدی دکھلا کر ان کے اہل ٹھہرو۔ اور خدا کی نظروں میں مقبول ہو۔ تا زندہ اور برگزیدہ [illegible] ٹھہرو۔ دیکھو کہیں فیل ہونے والوں کی فہرست میں تمہارا نام درج نہ ہوجائے۔ اس سے پہلے کہ امتحان کا نتیجہ نکلے بڑی سختی سے اپنے عملوں کی جانچ پڑتال آپ ہی کرتے رہو۔ ڈرو اس سے کہ خدا کی نصرت میں تمہاری کسی کوتاہی یا کمزوری سے روک اور تاخیر پڑ جائے۔ [illegible] کوئی رشتہ نہیں۔ معاذاللہ اگر تم نااہل ثابت ہوئے تو ضرور خدا کسی اور قوم کو اپنے دین کی خدمت کیلئے کھڑا کردے گا۔ پھر وہی اسکے فضلوں کی وارث ہوگی ◆

صرف پندرہ ۱۵ جلدیں

دفتر صیغہ اشاعت اسلام سے طلب کریں

ہم کو ریویو آف ریلیجنز کی سب سے پہلی جلد یعنی سال اول مکمل مدت سے ختم ہوچکا تھا۔ اور کہیں دستیاب نہ ہوسکتا تھا۔ [illegible] سلطان القلم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے دست مبارک سے نکلے ہوئے نہایت لطیف و پُر معارف مضامین درج ہیں۔ اور ان کی علم دوست احباب کو اکثر ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ اسواسطے عموماً ہر طرف سے اسکی مانگ تھی۔ لیکن دینی کاموں میں روزافزوں مصروفیت تا حال مانع رہی کہ اسکا نیا ایڈیشن تیار کرایا جاسکے۔ اور اب بھی خدا جانے کب تک اسکا موقعہ ملے۔ مگر حسن اتفاق سے بفضل خدا اس کی صرف پندرہ ۱۵ جلدیں فی الحال مہیا ہوگئی ہیں۔ لہٰذا جن احباب کو اس کی ضرورت ہو ۳ روپے فی جلد کے حساب سے بذریعہ وی۔ پی طلب فرمالیں۔ یہ قلیل تعداد ظاہر ہے کہ چند ہی روز میں ختم ہوجائے گی۔ تو پھر نہیں کہہ سکتے کب تک انتظار کرنا پڑے ؟

نوبت بہ اینجا رسید

معاندین خلافت حقہ کہنے کو تو یہی

کہتے ہیں کہ ہم اپنے آپکو احمدی ہی بتلاتے جاتے ہیں لیکن ان کا حال [illegible] نے کافی سے زیادہ شہادت دے کر ثابت کردیا ہے کہ مرکز سے تعلق توڑ کر انکا سلسلہ احمدیت کے اعتقادات صحیحہ سے [illegible] کفر نکالنے کی اس پہلے سے بھی [illegible] ہوگیا ہے۔ جو کچھ حضرت مرزا صاحب اور خود بانی اسلام کے بھی سخت ترین دشمن [illegible] رہتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی کے [illegible] میں جو کچھ [illegible] شائع ہوتے رہے ان کے ذمہ دار [illegible] نامہ نگاروں نے اپنی زبان سے یہاں تک کہہ دیا ہے:۔

الف۔ مفتری علی اللہ بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک فسق کا مرتکب ہے۔

نوٹ: جیسے جیسی ہوئی [illegible] کے معیار صداقت اور قرآن [illegible] لو تقول علینا الآیہ) بھی معاذاللہ لغو و عبث ٹھہرتی [illegible] کوئی مسلمان بھی ایسی جسارت کرسکتا ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون ◆

ب۔ مسیح موعود کو کافر قرار دینے والے بھی خارج از اسلام نہیں ◆

نوٹ: [illegible] اسلام کا مسلمہ عقیدہ ہی ملیا میٹ ہوگیا جب [illegible] تکفیر تک [illegible] کفر نہ ہو تو پھر اسکے کفر کا [illegible] خدا کے تمام [illegible] جو اسکے راستبازوں کی معرفت ہزار ہا برس سے چلتی رہی ہے اور مرزا صاحب کی جتنی بشارتیں بھی نعوذ باللہ [illegible] ٹھہرے۔ کیونکہ اس طرح تو مسیح موعود کی بعثت ہی سب سے بے سود ثابت ہوتی ہے ◆

ج۔ مسیح موعود کو کوئی وحی نہیں ہوئی جس میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو قطعاً حرام قرار دیا گیا ہو۔ اور آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے پر حرام ہے الخ محض آپکا اپنا اجتہاد ہے ◆

نوٹ: تو گویا مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے وہ اجتہاد کیا محض ایک کذب و افترا ہے مسیح موعود کا خود تراشیدہ لعنت اللہ علی الکاذبین

د۔ مسیح موعود کی کوئی وحی ہمارے لیے حجت نہیں ◆

نوٹ: یہ ہے اصل مقصود کا ... بھلا جب کفر یا اسلام کا مدار یہاں تک [illegible] کرلیا ہو تو پھر دلیل و حجت کی ضرورت اور بحث و مناظرہ کا موقعہ ہی کیا باقی رہ گیا ہے۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ نے ایک مخلص کو بجا نصیحت فرمائی کہ چھوڑ دو اس گفتگو کو۔ اب یہ لوگ قابل خطاب بھی نہیں رہے (مفہوم و ملخص) کوئی ان عقل کے دشمنوں سے پوچھے کہ جب مسیح موعود کی وحی حجت ہی نہیں تو اس بلوا سے کیا فائدہ کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز کی ممانعت میں حضرت کا کوئی الہام نہیں وغیرہ ◆

ہ۔ کوئی غیر صاحب شریعت نبی نبی نہیں کہلا سکتا۔ جو اسے نبی کہے وہ کاذب ہے۔

نوٹ: تو کیا معاذاللہ رسول کریم نے بھی اسی نام سے کسی ایسے شخص کی خبر دی ہے جو آپ کی شریعت و سنت کے سوا اپنی نئی شریعت جاری کرے گا ◆

و۔ کسی غیر صاحب شریعت نبی کا منکر کافر یا دائرہ اسلام سے باہر نہیں ہوسکتا۔

ز۔ حضرت صاحب کو جو خاتم الخلفاء کہتا ہے وہ افترا کرتا ہے۔

ح۔ حضرت صاحب کا جتنا مکالمہ و مخاطبہ معمولی عورتیں بھی اس امت میں کرتی رہی ہیں

ط۔ حضرت صاحب کے لئے کوئی مخصوص پیشگوئی نہیں وغیرہ وغیرہ من الہفوات

الغیب عند اللہ

آجکل اخبارات میں چرچا ہے کہ ولایت کے ایک مسٹر [illegible] ماہر موسومہ "ولڈ میگزین" میں [illegible]

اسکے اثرات کے متعلق نہایت تحیر خیز پیشگوئی شائع ہوئی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ عالمگیر لڑائی اواخر جولائی تک ختم ہوجائے گی۔ مگر اسکا اثر جرمنی پر اکتوبر تک باقی رہے گی۔ علاوہ ازیں مصالحت کی تکمیل عملی طور پر شروع ۱۹۲۰ء میں ہوگی۔ علاوہ اس سال سے ایک حیرت انگیز زمانہ شروع ہوگا تو موں کی بیداری علوم و فنون کا جدید و عالی زندگی کا آغاز وغیرہ وغیرہ بہت سی باتیں ظہور پذیر ہونگی اور یہ ساری تبدیلیاں مشرق کے ایک ممتاز انسان کامل کے ذریعہ بابت وجود پذیر ہونگی جو ایک مشہور با اور وسیع شخصیت کا ہوگا۔ اور اسکا نام عنقریب ظاہر ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب ◆

نکات معرفت بتائید خلافت

از افاضات حضرت مولانا و بالفضل اولینا احسن المناظرین
جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی ادام اللہ فیضہم بطول حیاتہم

حدیث ذیل کا ذکر ہے جو [illegible] عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلعم
انکم ستفتحون مصر وهی ارض یسمی فیها القیراط فاذا
فتحتموها فاحسنوا الی اهلها فان لها ذمة ورحما او قال
ذمة وصهرا۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے بے شک تم قریب فتح
کرو گے شہر مصر کو جو ایک زمین ہے کہ جس میں قیراط کا ذکر ہوا کرے گا۔ یا یوں
کی زبان پر معاملات میں بہت جاری رہے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اس
قوم کے مزاج میں دنائت اور خست ہے۔ کیونکہ قیراط کا وزن [illegible]
یا جو مثقال [illegible] کا ہوتا ہے۔ پس معاملات میں اسکی نسبت [illegible]
کرکر اگر شدت سے اسکا حساب کتاب کیا جاوے تو یہ شدت نفس
[illegible] الفضل [illegible] کے خلاف ہے اور دال ہے اہل [illegible]
کی دنائت اور خست پر باوجود اسکے نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ:
فاذا فتحتموها فاحسنوا الی اهلها فان لهم ذمة و
رحما او قال ذمة وصهرا۔ یعنی فرمایا کہ جب تم فتح کرو مصر کو
پس ان کے اہل کی طرف احسان کیجیو کیونکہ اہل مصر کے لئے ذمت ہے
اور حرمت ہے یا ذمہ اور قرابت ہے اور یہ ذمہ اور قرابت صرف اسی
ہے کہ حضرت ابراہیم بیٹے حضرت صلعم کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں جو انکی
قوم میں سے تھیں یا حضرت ہاجرہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ اہل مصر
تھیں صرف اسی قدر علاقہ مصاہرت سے نبی کریم صلعم نے اہل مصر پر احسان
کرنے کا امر فرمایا پس بڑا افسوس ہے منکرین خلافت لاہوریوں پر کہ بسبب
شدت تعصب کے ان منکرین حضرت خلیفہ فضل عمر کو نہ تو یہ خیال آتا ہے
کہ حضرت فضل عمر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے فرزند
ارجمند ہیں۔ اور حضرت میر ناصر نواب صاحب کو تعلق مصاہرت کا حاصل
ہے نہ اون الہامات پر نظر کرتے ہیں جو حضرت فضل عمر کی نسبت
بڑے زور شور کے ساتھ حضرت جری اللہ کو ہوئے تھے جن کا ظہور
تو ایک دنیا میں قبل از ولادت ہی واقع ہو چکا تھا۔ دیکھو سبز اشتہار
کو اور نہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کو جو کچھ عزت دینی یا دنیوی حاصل ہوا ہے
وہ حضرت جری اللہ کا طفیل ہے ولله الحمد والاحسانات
الکثیرہ اور نہ اسبات کا خیال آتا ہے کہ حضرت خلیفہ فضل عمر [illegible]
ساتھ [illegible] ایک سال تک [illegible] تائیدات الٰہی پہنچی
ہیں [illegible] المنصور سلطانا
[illegible] فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الاشهاد
[illegible] خیال کرتے ہیں کہ یہ مخالفت اور انکار سے ان منکرین
کو کس قدر ذلت اور رسوائی پہنچ رہی ہے۔ اور سوا اسکے یہ کہ اسی
آیت کے آگے ہی اللہ تعالیٰ [illegible] ظالمین کی نسبت فرماتا ہے
کہ یوم لا ینفع الظالمین معذرتهم ولهم اللعنة
ولهم سوء الدار [illegible] سلسلہ احمدیہ کے لئے بھی
[illegible] تائیدات اور نصرت الٰہی فرقہ حقہ کے لئے اور
ذلت اور رسوائی فرقہ باطلہ کے لئے دو نشان عظیم الشان ہیں
[illegible] الکتاب والسنة [illegible]
الہامات المسیح الموعود [illegible]
وانی [illegible] پھر
بار [illegible] فضل کے اندر [illegible] اور [illegible] اور
سب [illegible] اہل حق کی ترقی ہوتے چلے جاتے ہیں۔

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام در چشم بندی خدا

ومن یکن [illegible] رسول اللہ [illegible]
الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا
ان هدانا الله والسلام خلیفہ [illegible]

ایک نکتہ

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک معتبر حدیث ہے کہ:۔
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اسلئے لازم ہوا کہ
ان علماء کے اختلافات کو مٹانے کے لئے کوئی ایسا وجود مبعوث
ہوتا۔ جو ان سے بڑھ کر ہو۔ اور دوسری طرف علماء اس بات کے
بھی مدعی ہیں کہ حضرت عیسٰی اس خیر امت کی اصلاح کے لئے
تشریف لاویں گے۔ حالانکہ وہ بھی ایک نبی منجملہ انبیاء بنی اسرائیل
ہیں۔ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ پھر نبی بھی کیسے جنکی زندگی
میں کئی قسم کے سقم نظر آتے ہیں۔ اور اگر انجیل کی رو سے دیکھا
جائے۔ تو ان کی نبوت تک ثابت نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ علماء کا
بنی اسرائیل کی اصلاح کریں۔ پھر ان کی تو بعثت بھی چند ہی
اقوام کیطرف تھی لیکن [illegible] تمام جہان کی اصلاح کرنی ہے اور
وہ تو اپنی معدودے چند اقوام کی اصلاح بھی مکمل کر سکے چہ جائیکہ
تمام جہان کی اصلاح کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسا
وجود مبعوث ہونا چاہئیے جو علماء کانبیاء بنی اسرائیل کی اصلاح
کرے۔ اور وہ ہو نہیں سکتا۔ جبتک کہ کانبیاء سے نکل کر زمرہ
انبیاء میں شامل نہ ہو۔ [illegible] ایسا عظیم الشان کہ تمام
مبعوث انبیاء بنی اسرائیل سے ہر شان میں بڑھ کر ہو۔
دوسری طرف حق [illegible] تعالیٰ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم کی بعثت ثانیہ کی نسبت سورۃ جمعہ میں بشارت دیتے
ہیں۔ لہذا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام وہی
عظیم الشان نبی ہیں جنکی [illegible] حضور نے فرمایا تھا کہ علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل [illegible]۔ اور [illegible] رنگ میں مبعوث ہوئے ہیں
اور [illegible] حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والسلام
نے ظہور فرما کر قرآن مجید و فرقان حمید کی اس عظیم الشان پیشگوئی
کو پورا کیا۔ ذالک فضل اللہ [illegible]

(احقر مرزا محمد افضل خان احمدی۔ شملہ)

کس سے سیکھا ہے؟

مرے محمود پر تہمت لگانا کس سے سیکھا ہے
یہ اپنا نام محسن کش رکھانا کس سے سیکھا ہے
مسیح وقت کے در پر نہ جانا کس سے سیکھا ہے
"ذریعہ" کا لفافہ دت گرد بنانا کس سے سیکھا ہے
خدا کے پاک لوگوں کو ستانا کس سے سیکھا ہے
بنے خود اور لوگوں کو ہٹانا کس سے سیکھا ہے
خلیفہ کی نہ بیعت کی غرور سے دور ہو بیٹھے
یہ اب دو دو ضعیفوں کا بنانا کس سے سیکھا ہے
خلافت تو خدا کی ہے جسے چاہے عطا کر دے
خدا کے کام کو خود ہی بنانا کس سے سیکھا ہے
جسے کہتے ہو بچہ تم خدا کا اسپہ سایہ ہے
بڑھاتا ہے خدا اسکو گھٹانا کس سے سیکھا ہے
ہزاروں شیر اس شیر خدا کے پاس بیٹھے ہیں
یہ گیدڑ بھبکیوں سے دل ڈرانا کس سے سیکھا ہے

اشاعت نامہ لیکر بیاہے لوٹنے دنیا کو
پرائے مال کو اپنا بنانا کس سے سیکھا ہے
مقام قادیان کو چھوڑکر لاہور جا بیٹھے
پرے مرکز سے ہٹ کر بیٹھ جانا کس سے سیکھا ہے
(عزیز الرحمن آگرہ)

سُبحانک ہٰذا بُہتانٌ عظیم

صدیق حسن خان دہلوی نے اخبار پیغام ۱۷ جون میں اس طرح کا ایک گندہ افترا باندھا ہے۔ کہ گویا میں نے اسکے سامنے قادیان یا کسی اور جگہ حضرت مسیح موعود کو خاتم النبیین پیش کیا ہے۔ یا یہ کہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا خاتم النبیین ہونے پر کوئی الہام ہے میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے آج تک کبھی حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کے بالمقابل ٹھیرا کر خاتم النبیین نہیں کہا۔ یہ محض جھوٹ ہے افترا ہے۔ کذب ہے۔ اور بہتان ہے جو صدیق حسن خان نے میری طرف منسوب کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کذب محض غلط فہمی کا ہی نتیجہ نہیں۔ بلکہ عمداً شرارت کے طور پر میری طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ میں نے اس سے پیشتر نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ صدیق حسن کے سامنے بہت سے لوگوں کو گواہ ٹھیرا کر حلفیہ بیان کر دیا ہوا ہے کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا یہ محض آپ کا افترا ہے جو آپ بیجا اور بے وجہ عناد کی وجہ سے ہماری طرف منسوب کرتے ہیں مگر باوجود ہماری حلفیہ بیان کے صدیق حسن نے پھر بھی اس کذب کو ہماری طرف منسوب کیا اور گویا اپنے ہاتھ سے اسنے کذب صریح پر مہر لگادی۔ اور اسکے کذاب ہونے پر مہر لگادی۔ علاوہ اسکے [illegible] صرف ایک جھوٹ بلکہ کئی ایک جھوٹ لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ جھوٹ ہے جو اس نے میری طرف منسوب کیا ہے۔ باقی رہے جو برادرم مکرم شیخ عبد الرحیم صاحب نے اگرچہ ہم کی بابت لکھے ہے وہ بھی اسنے خود ہی افترا کر کے انکی طرف منسوب کیا ہے۔ صدیق حسن صاحب نہ صرف افترا باندھنے میں اپنا کمال جانتے ہیں بلکہ وہ کھلے طور پر مکذب مسیح موعود ہونے میں بھی اول نمبر پر ہیں۔ چنانچہ آپنے لوگوں کے سامنے صاف اور صریح لفظوں میں یہ کہا کہ مسیح موعود کی بات ہمارے لئے حجت نہیں اور یہ جو مسیح موعود نے اپنی نبوت کے ثبوت میں قرآن سے استدلال پیش کیا۔ یہ محض غلط اور بیہودہ ہے اگر صدیق حسن صاحب اس بات سے انکار کریں تو ہمارے

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

تصدیق المسیح
اسمہ احمد کا مصداق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر انبیاء کی عزت کرنے والے اور قرآن کریم کی عزت کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ وہ اپنے اس دعویٰ میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو باوجود اعتراف خدمت اسلام و دفاع عن اصول الاسلام کے ایک کافر اور اسلام کا دشمن قرار دیتے ہیں ہمیں دیکھنا ہے کہ وہ لوگ اپنے دعوے میں صادق ہیں یا نہیں۔ انبیاء سے محبت رکھنے کی علامت کیا ہے اور قرآن مجید کے سمجھنے اور اسکے ارشادات پر ایمان لانے کی کیا نشانیاں ہیں سو ایسے ہر ایک شخص کا عقیدہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کو نہ صرف ایک غیر مبدل کتاب زمانہ گذشتہ کے لحاظ سے مانے بلکہ اسکا یہ بھی عقیدہ ہونا چاہیئے کہ آئندہ زمانہ میں قرآن کریم ہر قسم کی تبدیل، تحریف، ترمیم، تنسیخ سے عام اس سے کہ لفظی ہو یا معنوی محفوظ رہے گا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

اس ضمن میں یہ سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید کی آیات ہر ایک زمانہ میں قائم رہیں۔ اور ایسا نہ ہوگا کہ کسی زمانہ میں وہ کچھ معنی دیں اور کسی زمانہ میں کچھ اور۔ یوں سمجھو کہ اقیموا الصلوٰۃ کے معنی اگر آج سے تیرہ سو برس پیشتر نماز کا قائم کرنا اور اسکا حکم ہے تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی زمانہ ایسا آوے جس میں آیت مذکورہ کے یہ معنی ہوں کہ نمازوں کا قائم کرنا اب ہو چکا اور اب ضرورت نہیں۔ اسی طرح تمام وہ آیتیں ہیں جو انبیاء کے واقعات اور انکی پیشگوئیوں سے تعلق رکھتی ہیں کیونکہ زندہ کتاب اور زندہ مذہب کی علامت یہ ہے کہ اسکی ساری باتیں زندہ ہوں۔ اور زندہ رہیں۔ لیکن اگر ہم غیر احمدی اصحاب کے عقاید کو ایکطرف رکھ کر مذکورہ بالا اصول پر منطبق کرنا چاہیں تو معلوم ہوگا کہ نہ صرف انکے عقاید غلط ہیں بلکہ ایسے فاسد ہیں کہ ان سے اسلام کی شرف میں فرق آتا اور قرآن کریم کی ہتک ہوتی ہے۔ قبل اسکے کہ ہم اپنے اس دعویٰ کو مکمل کر کے بیان کریں ہم غیر احمدی اصحاب کے عقاید ذیل کو اپنے ناظرین کرام کے پیش نظر رکھنے کی درخواست کرتے ہیں۔

(۱) حضرت عیسےٰ علیہ السلام ناصری بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ ہیں۔ اور وہ اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

(۲) جب وہ آئیں گے تو وہ نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ امت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے۔

(۳) انکی زندگی کی ابتدا نبوت سے ہوئی اور معراج کمال یہ ہوگا کہ کمالات نبوت ان سے سلب کر لیئے جائیں گے اور انکی حیثیت ایک امتی سے زیادہ نہ ہوگی۔

(۴) بنا بر عقاید مذکورہ بالا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دعوی نبوت جو انبیاء کی حیات اور انکی روح رواں ہے وہ بھی ان کے لیئے نہ ہوگی کیونکہ اندروئے عقاید غیر احمدی اصحاب کے وہ نبوت سے خود بخود نکل جائیں گے۔

اب ایکطرف تو یہ عقاید ہیں اور دوسری طرف قرآن شریف کی آیتیں ہیں جنہیں نعماء الٰہی کی تفصیل کرتے ہوئے نبوت کو اعلیٰ ترین نعمت سے قرار دیا ہے۔ ان آیتوں سے روشن ہے کہ جبتک بندہ اپنے اندر کوئی تبدیلی بھلائی اور برائی کیطرف نکرے اللہ تعالیٰ بندہ کی حالت کو نہیں بدلتا اور یہ ایک قانون الٰہی ہے جسمیں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ اب سوال ہے کہ حضرت مسیح کا آسمان پر رہنا اور دوبارہ دنیا میں آنا یہ سب فعل الٰہی ہے لیکن بغیر اسکے کہ کوئی فعل ایسا حضرت مسیح سے سرزد ہو جو نعوذ باللہ من ذلک سلب نبوت کا باعث ہو۔ خداوند تعالیٰ جو انبیاء سے پیار کرنے والا ہے ان سے نبوت کی نعمت چھین کر اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کی نعمت سے محروم کر دیگا۔ علاوہ بریں جیسا ہمنے ابھی ذکر کیا ہے کہ ان عقاید فاسدہ کے مان لینے سے قرآن کریم اور اسکے معنی میں خلاف منشاء الٰہی تنسیخ ماننا پڑے گا۔ مثلاً سورۂ صف کی آیت یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم ۔ ۔ ۔ ۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

جو لوگ حضرت عیسےٰ ناصری کی حیات جسمانی و رفع الی السماء بجسدہ العنصری کے قائل ہیں۔ اور اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ ناصری دوبارہ دنیاوی زندگی کے ساتھ دنیا میں تشریف لائیں گے وہ لوگ اگر تدبر سے کام لیں تو بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کے آیات تا قیامت اپنی حالت پر رہیں گی۔ اور انمیں کسی قسم کی تبدیل، ترمیم و تنسیخ کسی زمانہ میں نہ ہوگی اب ایسی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

فلتبع نور ہو صاحب الدین | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں کوئی کے اپنی بہت سے نشان دکھاؤں گا

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا

سالانہ چار روپے

چندہ مقامی خریدارو

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ضروری ہے اور وہی مسیح موعود ہے

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

قیمت بہرحال پیشگی

جلد ۳ | ۸ جولائی سنہ ۱۹۱۵ | روز پنجشنبہ | مطابق ۲۴ شعبان سنہ ۱۳۳۳ | نمبر ۷

مدینۃ المسیح

سفر وسیلہ ظفر جیسا کہ گزشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ (۔ جولائی) کو لاہور تشریف لے گئے بہت سے خدام اور اہلبیت اطہار حضور کے ہمراہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سفر کو ہر طرح بابرکت کرے اور مع الخیر دارالامان میں پہنچائے۔ آمین +

تعطیل تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ۱۔ جولائی سے ڈیڑھ ماہ کی گرمائی تعطیل کا اعلان ہوا +

تقریر منگل کی شام کو بعد نماز عصر حضرت اقدس نے مسجد اقصیٰ میں ایک سبق آموز تقریر فرمائی چھٹیوں میں اپنے اپنے گھر کو جانیوالے طلباء حضور کے پند و نصائح میں زیادہ تر مخاطب تھے تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ ہمارا سلسلہ نہ کوئی نیا مذہب ہے نہ مسلمانوں کا کوئی ایسا فرقہ جیسے اور صدہا فرقے ہیں۔ بلکہ احمدیت عین اسلام ہے اور اسلام احمدیت۔ اسی ضمن میں حضرت ایدہ اللہ نے صوم و صلوٰۃ۔ حج و زکوٰۃ [illegible]

اخبار احمدیہ

فیروزپور ۔ اخویم مکرم منشی فرزند علی صاحب تحریر فرماتے ہیں **دعا** اور **نماز جنازہ** صاحب کی جو درخواستیں الفضل میں شائع ہوتی ہیں انکے متعلق جماعت فیروزپور میں یہ دستور ہے کہ بھائی علی محمد صاحب جمعہ کے روز نہایت باقاعدگی کے ساتھ انکی ایک فہرست لکھ کر لاتے ہیں خطبہ کے بعد امام الصلوٰۃ سے پڑھ کر حاضرین کو سنا دیتا ہے۔ اس طریق سے نمازیوں کو دعا کے لئے خاص تاکید ہو جاتی ہے نماز فرض کے بعد نماز جنازہ پڑھ لیجاتی ہے۔ دوسری نمازوں میں خاص دعاؤں کیطرف توجہ دلانا بھائی محمد امیر صاحب کا فرض ہے جسے وہ نہایت خوبی سے ادا کرتے ہیں۔ اس طرح سے یہ دونوں بھائی اجر عظیم کا ذخیرہ اپنے لئے جمع کرتے ہیں اور دوسرے دوستوں کو بھی ثواب حاصل کرنے کا موقع دیتے ہیں +

احمدی لڑکی کا رشتہ بعض دوستوں نے غیر احمدی سے کر دیا۔ اس کے متعلق حضرت امام خلیفہ ثانی نے حکم دیا ہے کہ جماعت کے لوگ اں لوگوں سے قطع تعلق کرلیں +

[illegible] اور پلیڈر سے ہمارے مکرم ڈاکٹر یعقوب خاں صاحب پلیڈر بریگ اسسٹنٹ اپنی نرالے صحت کی اطلاع دیکر دعا کی تحریک کرتے ہیں +

فرانس سے۔ برادر مکرم بابو عبدالرحیم صاحب کلرک [illegible] آفس احمدی بھائیوں کو بعد سلام مسنون ڈاکیلڑن تو یہ دلاتے ہیں سے اپنے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی قبولیت دعا کا ایک تعجب انگیز و مسرت خیز واقعہ بھی لکھا ہے نیز یہ کہ چودہ بی [illegible] صاحب سے آپ کی خط و کتابت ہوتی رہتی ہے +

بمبئی سے جناب ڈاکٹر محمد الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن متعینہ افواج مہم یورپ حضرت صاحب نیز احمدی احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم جلد اس آتش جنگ کو ٹھنڈا کرے اور ہماری مہربان گورنمنٹ کو فتح نصیب ہو +

صوابی (ضلع پشاور) کے نائب تحصیلدار جناب شیر زمان خان صاحب فی الحال رخصت پر کچھ عرصہ کے لئے دارالامان میں مقیم ہیں۔ آپ کو دین سیکھنے اور تبلیغ حق کرنے [illegible] انشاء اللہ خاص [illegible]

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

وشوق ہے۔ نقرس کے دیرینہ مرض میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد شفائے کلی عطا فرمائے احباب آپ کے لئے ضرور درد دل سے دعا کریں ✦

ظفروال سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ ہم نے خدا کے فضل سے غیراحمدی رشتہ داروں کو حضرت مسیح موعود کی خاطر چھوڑ دیا ہے احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کا حامی اور ناصر ہو۔ اور ابتلاؤں سے بچائے ✦

دُعا۔ عبدالکریم صاحب جہلم سے اپنے والد کی صحت کیلئے علی محمد خان صاحب پورہ ضلع اناؤ سے اپنی صحت کیلئے محمد سلطان صاحب سوداگر چرم لودہراں سے احمد بخش صاحب کے لئے اور شیخ طاہرالدین صاحب کٹک (اوڑیسہ) اپنی کامیابی کے لئے دعا کے ملتجی ہیں احباب صدق دل سے ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد فرماویں ✦

جموں کے خواجہ کرمداد صاحب مضافات میں مصروف تبلیغ ہیں خدا تعالیٰ کامیابی دے ✦

چھبرہ سے مکرمی مولوی اختر علی صاحب رقم فرماتے ہیں کہ وہاں مولینا سید سرور شاہ صاحب و میر قاسم علی صاحب کے دورہ تبلیغ سے ماشاءاللہ بہت فائدہ ہوا چند روز قبل ست دیو آعلام حیدر نے وہاں اسلام کے خلاف بڑی بیباکی و سختی سے کام لیا تھا لیکن الحمدللہ کہ ہمارے واعظوں نے اسکا سارا اثر زائل کر دیا سلسلۂ عالیہ کی تبلیغ بھی معقول جماعت میں اچھی طرح ہوگئی اور اس کا بہت عمدہ اثر ہوا ✦

بمبئی سے چودھری سردار علی صاحب سب ہیڈ ماسٹر سیتابلدی لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب و حافظ صاحب کی تبلیغ کے بعض حالات لکھے ہیں چونکہ وہ خود مفتی صاحب کی رپورٹوں میں شائع ہوچکے ہیں اس واسطے مکرر اندراج غیر ضروری سمجھا گیا۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ بمبئی میں تبلیغ کی بڑی ضرورت ہے ✦

کرشن اوتار نام سے ایک دو ورقہ ہینڈ بل حال میں صیغہ ترقی اسلام ”گیطرف سے شائع ہوا ہے جسمیں چودھری بدرالدین (رہد بخش) صاحب نے بتفصیل ثابت کیا ہے کہ گیتا میں حضرت کرشن علیہ السلام کی آمد ثانی کی جو پیشگوئی تھی وہ حضرت مسیح موعود کے وجود مبارک میں تمام نشانات معینہ کے ساتھ پوری ہوگئی احباب کو چاہیئے کہ ہندو دوستوں میں تقسیم کرنے کے لئے محصول ڈاک بھیجکر دفتر مذکور سے منگائیں ✦

بنگہ (ضلع جالندھر) میں یکم جولائی کو جلسہ تھا۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب کا لیکچر ہوا کثیرالتعداد ہندو مسلمان جمع تھے۔ ۲ جولائی کو مولوی عبیداللہ صاحب وزیرآبادی نے تقریر کی۔ الحمدللہ کہ یہاں ہمارے مبلغوں کا بفضلہ تعالیٰ سارا دورہ ہی خاصہ کامیاب رہا ✦

قلعہ صوبہ سنگھ سے برادر فضل کریم صاحب حضرت کی خدمت میں لکھا کہ وہاں سے چند میل پر ایک موضع جسمیں احمدیوں کا ایک ہی گھر ہے انھوں نے ایک دو روز کے واسطے بغرض تبلیغ مدعو کیا ہے حضور کی اجازت ہو تو چلے جائیں۔ ساتھ ہی سید نذیر حسین ساکن گھٹیالیاں کو بھی مدعو کیا گیا ہے حضرت نے دونو صاحبوں کو جانے کی اجازت دیدی ✦

کیمبل پور میں برادر غلام رسول صاحب احمدی سخت بیمار ہیں بلکہ بقول خود انکی زندگی معرض خطر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے حال پر رحم فرما کر شفائے کلی بخشے احباب ضرور ان کے واسطے درد دل سے دعائیں کریں ✦

بقیہ مدینۃ المسیح

ص۲ و دیگر ارکان اور ایمان باللہ ایمان بالملائکہ وغیرہ عقائد کی توضیح فرمائی۔ پوری تقریر انشاءاللہ آئندہ ہدیہ ناظرین کیجائیگی ایک طویل دعا پر جلسہ ختم ہوا ✦

حضرت میر صاحب قبلہ کی واپسی شنبہ (۷/۵) کی دوپہر کو حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ اپنے دورہ سے لوٹ کر بخیر و عافیت داخل دارالامان ہوئے۔ آپنے اس دورہ میں جو چندہ صدر انجمن کی امانت میں فراہم کیا اسمیں سے پانسو روپے کی معقول رقم کا تو پہلے اعلان ہوچکا ہے۔ کچھ اوپر دو سو روپے آپنے اسکے بعد جمع فرما کر داخل خزانہ انجمن کرائے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

ولیمہ اخویم مکرم شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنے فرزند سعید عزیز شیخ محمد ابراہیم علی کی شادی پر جسکا ذکر گزشتہ پرچہ میں ہوچکا ہے منگل کی شام کو دعوت دی جسمیں حضرت صاحب کے ساتھ ایک معقول تعداد معزز و مخلص احباب کی بھی تھی۔ کھانے کے بعد حضرت مع خدام دیر تک دعائے خیر کرتے رہے اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو بہت بہت برکات دینی و دنیوی سے مالامال کرے ✦

مہمان حسب معمول کئی دوست بیرونجات سے آئے معزز مہمانوں میں اخویم مکرم جناب ذوالفقار علی خان صاحب کا اسم نامی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپ رامپور سے مع اہل و عیال بغرض حصول زیارت و فیض صحبت حضرت اقدس تشریف لائے ہیں انشاءاللہ ہفتہ عشرہ تک رہیں گے ساتھ ہی ہمارے مکرم و معظم شیخ مولا بخش صاحب ایک روز کے واسطے آئے۔ آپ شیخ یعقوب علی صاحب کے عم مکرم ہیں حاضری دارالامان کے علاوہ شرکت شادی کا بھی موقعہ ملگیا۔ ایک پنتھ دو کاج۔ مبارک ہیں وہ جو مدینۃ المسیح سے تعلقات بڑھاتے اور برکات دارین کے وارث بنتے ہیں ✦

تمنا و دُعا گو بظاہر حضرت ایک دو روز کے لئے تشریف لے جاتے ہیں مگر ممکن ہے کہ خدام لاہور کے اصرار و استدعا پر دو چار روز اور بھی قیام منظور فرمالیں تو حضور کی جدائی کے یہ دن مہاجرین دارالامان کو بہت شاق گزریں گے یہاں ہماری تمنا اور دعا یہ ہے جسمیں تمام احباب کو شریک ہونا چاہیئے کہ حضرت کی تشریف بری لاہور بہت سی برکات و فتوحات کا موجب ہو تا کہ انکی مسرت اس صدمہ کی تلافی کرے کاش کہ ہم سے بچھڑے ہوئے بیامی بھی اس نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں

خبریں

جنگ وِنڈاؤ جو بحیرہ بالٹک میں لیباؤ سے ساٹھ میل شمال کیطرف روسی ساحل پر واقع ہے وہاں جرمنوں نے ایک بحری حملہ کیا اور ساحل پر اُترنے کی کوشش کی مگر پسپا کئے گئے ایک جرمن تارپیڈو سرنگ سے ٹکرا کر اڑ گیا ✦

مغربی میدان کارزار میں آرگون کا حملہ خاص طور پر شدید تھا مگر حال میں غنیم نے دو سخت دھاوے کئے اور جو پسپا کئے گئے ✦

سرنگین بچھانے والے جرمن جہاز البا ٹرس کا چار روسی کروزروں نے تعاقب کیا۔ وہ گاٹلینڈ کے مشرق میں خشکی پر جا چڑھا۔ اس کے ۲۱ آدمی ہلاک ہوئے اور ۲۷ مجروح ✦

روسی معرکوں سے متعلق ۲ جولائی کی تار خبر ہے کہ ہالکن کے محاذ پر دشمن نے کئی حملے کئے۔ اکثر بہ نقصان کثیر پسپا کئے گئے اور جوابی حملوں میں غنیم کے دو ہزار قیدی کئی کلدار توپیں پکڑی گئیں مگر پچھلی جمعرات کو اسکی ایک اہم جمعیت دریائے گنالیپا کے کنارے قدم جمانے میں کامیاب ہوگئی ✦

پولینڈ میں غنیم نے کئی دھاوے کئے جو پسپا کردیے گئے اور بھی کئی جگہ روسی کامیابی و فتوحات اور دشمن کے عظیم نقصانات بیان کئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۸ جولائی ۱۹۱۵ء

کون روکتا ہے مسلمان بننے سے؟

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

اللہ تعالےٰ نے تو ایمان لانے اور مسلمان بننے کی بہت سی راہیں بتلادی ہیں۔ اب اگر کوئی اپنے ضد کی ضرورت ہی نہ سمجھے کہ ان راہوں کو تلاش کرے تو یہ اسکی اپنی خطا ہے کسی دوسرے کا کیا قصور ہے۔ خداوند کریم نے اپنی حکمت بالغہ سے اسلام کی تجدید کے واسطے یہ سنت رکھی کہ جب کبھی ضرورت ہوئی ہمیشہ امور و مرسل دنیا میں آتے رہینگے تم بے چون وچرا ان کو مان لینا اور انکی فرمانبرداری کرنا۔ اور چونکہ امکان تھا کہ کئی ماموروں کی جگہ دنیا کو بہکانے بھٹکانے اور متاع دین وایمان لوٹنے کے لئے جھوٹے مکار اور دھوکے باز بھی اٹھ کھڑے ہوں اسواسطے ان حکیم و علیم بندہ نواز خالق فطرت نے ان خطرات کا بھی جو اس راہ میں پیش آنے ممکن تھے۔ بہت ہی سیدھا سادہ آسان علاج تجویز فرما دیا۔ وہ یہ کہ تم اپنی طرف سے بدگمانی وبے ایمانی اختیار نہ کرنا بلکہ خداترسی اور حسن ظن سے کام لیکر انہیں قبول کر لینا انکی سچائی پرکھنے کے لئے معمولی موٹی موٹی نشانیاں دیکھ لینا کافی ہوگا۔ زیادہ کرید اور بے اعتباری کی ضرورت نہیں جھوٹے فریبیوں کو سچوں سے الگ کر دکھانے کا بندوبست ہم نے خود کر لیا ہے کہ جو لوگ جھوٹا دعویٰ لیکر اٹھینگے وہ ہرگز ہرگز فلاح نہیں پائینگے چونکہ وہ ہمارے نام سے ہماری مخلوق کو بہکانا اور بھٹکانا چاہیں گے اسواسطے ہماری ہی غیرت ان کو سختی سے پکڑے گی اور انکے مکروفریب کا پردہ فاش کرکے اسی دنیا میں انہیں تباہ و رسوا کرکے دکھلادے گی تاکہ سچوں اور جھوٹوں میں فرق و تمیز قائم رہے یا درہے چون وچرا ان لینے والوں کو یہ تسلی دی کہ ہمارے ارشاد کی تعمیل میں اگر بتقاضائے بشریت تم کو غلطی لگے یعنی تم اپنی سادہ لوحی سے کسی جھوٹے کو سچا کرکے مان بھی لوگے تو ہم تمہیں اس غلطی پر قائم نہیں رہنے دینگے۔ مومنوں کو تاریکی وگمراہی سے نکالکر روشنی اور ہدایت کیطرف لے آنا ہمارا ذمہ ہے (اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور) +

اب ذرا موجودہ زمانہ کے نام نہاد مسلمانوں کی حالت پر غور کر ہا پا ہیئے کہ ان کے ہاں دسیوں پہلے تے ظہور مسیح و مہدی کی خبر یا ہو د ہاں اسی زمانہ کے آثار و علامات زبان حال سے پکار پکار کر موعود و مصلح کی ضرورت ہو رہے ہیں مسلمانوں کا باطن پرستی ود نیا وی خرابیوں کے پیدا ہو جانے سے یہ ضرورت ثابت ہوئی تھی وہ سب انہیں جمع ہو چکی ہیں۔ ایک مدعی بھی بڑے زور سے دلائل عقلی و نقلی اور نہایت روشن نشانوں کے ساتھ برسوں پکار پکار کر کہہ رہا۔ ہے کہ میں وہ ہوں جس کا تمہیں انتظار تھا جن کی باتیں ان لوگ اسیوں میں تمہارا ایمان ہے۔ تو پھر اب سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ موانع آخر کیا ہیں جو ان حالات اسلام کو ادھر نہیں آنے دیتے؟ +

یہ تو مسلم ہے کہ آنیوالا ابتدا کی طرف سے آنا تھا اور رسول کریم نے اس کا منصب حکم و عدل قرار دیا تھا تاکہ گمراہی و غفلت میں بڑی ہوئی مخلوق کو بیدار کرکے سب سیدھے رستہ پر لگائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو تفرقے اور اختلافات پڑ گئے ہوں ان کو منصور نور ہی کے اتباع کی برکت سے خدا تعالےٰ سے علم صحیح و یقینی واثق پاکر دور کرے تو ایسا شخص ظاہر ہے کہ ان بھٹکے ہوئے فرقوں میں سے کسی ایک کی بھی ہاں میں ہاں کیوں ملانے لگا؟ اور اگر سب فرقے اسکو اپنے اپنے پیمانوں سے ماپنا چاہیں تو وہ ہر ایک پیمانہ میں پورا کیسے اتر سکتا ہے۔ لامحالہ اسکے واسطے یہی ایک راہ ہوسکتی تھی کہ ان میں سے کسی ایک کا بھی ملاحظہ نہ کرے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے نزدیک جو حق ہو اُسی پر قائم رہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر سلامتی کا مسلک اور کیا ہوسکتا ہے کہ معیار شریعت اور انبیاء کی سنت پر غور کریں۔ بدگمانی اور ایچ پیچ کی باتوں سے بچیں متشابہات کی زیادہ کرید کے درپے نہوں صاف وصریح محکمات کو مقدم جانکر سیدھے سچے مسلمانوں کیطرح اسکو مان لیں پھر دیکھیں اسکی صداقت کے ہزاروں نشانات نظر آتے ہیں یا نہیں۔ خدا تعالیٰ تو قرآن کریم جیسی عدیم المثال ہدایت کی نسبت بھی یہ فرمائے کہ اس سے انہی کو فائدہ پہنچیگا جنکے اندر تقویٰ یا خداترسی کا مادہ ہو۔ اور تقویٰ کی سب سے پہلی شرط ایمان بالغیب بتلائے تو جو لوگ تقوٰے کی راہوں سے دور بھاگیں۔ ایمان بالغیب حسن ظن اور "ولا تکونوا اول کافر بہٖ" وغیرہ صریح ارشادات الٰہی کی مطلق پروا نکریں۔ پھر خدا نے جو کاذبوں اور مفتریوں کو ذلیل و نامراد رکھنے کا اٹل قانون مقرر فرما دیا۔ اور ماننے والوں کو تاریکی ضلالات سے نکالکر نور ہدایت کی طرف لے آنے کی گارنٹی دیدی ہے ان دونوں میں خدا کو معاذاللہ جھوٹا اور وعدہ خلاف سمجھیں۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ دولت ایمان سے مالامال اور نعمت ہدایت سے بہرہ ور ہوسکیں؟

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپکے نشانات کو پرکھتے ہیں جو لوگ خدا تعالےٰ کے فرمائے ہوئے اوصاف مطلوبہ کو نظرانداز کرکے محض شکوک وشبہات و کج بحثی اور ضد و تعصب پر اپنے ایمان کا حصر رکھتے ہیں وہ ازراہ خداترسی غور کریں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کیا کوئی دنیا میں آسکتا ہے لیکن آپ کے بھی تمام اعلےٰ مدارج۔ محاسن۔ پاک تعلیمات اور صداقت کے بیشمار نشانات کیا اسلام کیطرح انکے نزدیک بھی مسلم ہیں جنہوں نے حضور کو نہیں مانا۔ آریوں اور عیسائیوں کی مخالفانہ تحریرات تو پڑھو۔ ان خوبیوں کی جگہ جو موروثی طور پر تمہارے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آنحضرت کی ذات والا میں معاذاللہ کیا کیا عیوب ونقائص گنائے گئے ہیں۔ بھلا جو شخص برائیوں اور عیبوں کا متلاشی ہو اسے نیکیاں اور خوبیاں کس طرح نظر آسکتی ہیں؟ تو کیا ان پادریوں وغیرہ پر اعتبار کرکے تم نبی کریم کی سچائی کو رد کر دو گے؟ اور وہ تمام اصول و احکام اسلام جنپر تم اپنے نزدیک قائم ہو کیا تم نے ایک ایک کرکے ٹھوک بجا کر پرکھ پرتال لئے ہیں تب ان کو مانا ہے؟ اگر انہیں کوئی کمزوریاں بتائی جائیں جیسا کہ مخالفین اسلام بتلاتے ہیں تو کیا تم انہیں محض دشمنوں۔ بدگمانوں اور عیب چینوں کے بہکانے میں آکر چھوڑ دوگے؟ واقعات شاہد ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح موعود کے معاملہ میں حسن ظن سے کام نہ لیا جائے؟ +

مسلمانو! اسوقت یہ تو تم خود جانتے اور مانتے ہو کہ تمہاری حالت وہ نہیں رہی جو سچے مسلمانوں کی ہونی چاہیئے اور بہتیرے قوم قوم کا دکھڑا رونے والے تو الگ رہے حال ہی میں ایک ایسے مسلمان ہمعصر نے بھی جو سلسلہ حقہ

کے خلاف اکثر کچھ نہ کچھ لکھتا رہتا ہے۔ تین چار کالم کا خاصہ طویل لیڈر اس عنوان سے شائع کیا ہے کہ "مسلمان

مسلمان بنتے ہیں تو سب کچھ ان کا ہے"

اور آخر میں دعا کی ہے کہ اے خدا ہم مسلمانوں کو ایک دفعہ پھر سچے مسلمان بنا کے دکھا" ان قرائن سے صاف ظاہر ہے کہ "مسلماں را مسلماں باز کردند" کی ضرورت حقہ بلا شبہ پیدا ہو گئی ہے اور خدا رسول کے وعدے پورے ہونے کا ضرور یہی وقت ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ سچے مسلمان بن کیونکر سکتے ہیں؟ جبتک خود ہی بننا نہ چاہیں۔ اسکی ترکیب تو صرف یہ بتلائی گئی تھی کہ آنیوالے مامور من اللہ کو مان لینا۔ اور یہاں اسکی سچائی کے ہزارہا دلائل وشواہد دیکھ کر بھی سو سو طرح انکار وتکذیب پر اصرار ہے۔ رسول کریم کی باتیں بھی آخر پوری ہونی تھیں مسلمانوں میں یہودیت پیدا نہ ہوتی تو مسیح کے آنے کی حاجت ہی کیا تھی؟ **لیکن افسوس ہے اُنپر** جو کتاب وسنت کے محکمات کو پس پشت ڈالتے اور شیطانی وساوس اور نفسانی خیالات وتوہمات میں پڑکر **قرب قیامت** کے مامور برحق کا ساتھ دینے سے منہ موڑتے ہیں حالانکہ اسکی سچائی کو خود خدائے قادر وقہار بڑے زور آور حملوں سے ظاہر کر چکا ہے اب اسکے قبول کرنے میں حق انداز اور سعید الفطرۃ لوگوں کے لئے کوئی دقیق وزن دار مانع باقی نہیں رہے ✦

لیکچر دینے کی ممانعت اور مسیح موعودؑ کا بول بالا

آریہ سماج کے مشہور پرچارک لالہ منشی رام کی نسبت ہمعصر لائل گزٹ لکھتا ہے کہ انھوں نے لاہور میں سکھوں کے خلاف دل آزار لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دیا تھا مگر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر نے لالہ صاحب کو تا حکم ثانی سکھوں کے خلاف لیکچر دینے اور پمفلٹ وغیرہ شائع کرنیکی ممانعت فرما دی ہے اور بصورت حکم عدولی ان سے قانونی سلوک کیا جائیگا ✦

خدا کا برگزیدہ مسیح آج سے کئی سال قبل اپنے ہموطنوں کو یہ قیمتی مشورہ دے چکا ہے کہ مذہبی معرکہ آرائی میں لوگ بدزبانی دل آزاری اور دوسروں پر ناگوار حملے کرنے کے بجائے چاہیئے کہ اپنے اپنے دین دھرم کی خوبیاں بیان کیا کریں تو آپس کی بہت سی رنجشوں، بغض وعداوت اور عناد وفساد کا سدباب ہو سکتا ہے (مفہوم بالفاظ راقم) اور واقف کاروں کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ مذہبی پلیٹ فارموں پر باہمی بدگوئی ودرشت کلامی کا سلسلہ ہمارے ملک میں ان آریہ صاحبان ہی کی عنایت سے شروع ہوا ہے لیکن افسوس دُنیا ہمیشہ سے اسی غفلت میں مبتلا چلی آئی ہے کہ جیتے ان پاک آسمانی وجودوں کی قدر نہیں کرتی۔ اگرچہ ہر پھر کر آخر انہیں وہی باتیں ماننی پڑتی ہیں جو ماموران الٰہی کی زبان مبارک سے نکل چکی ہوتی ہیں ✦

جب ماموروں کی تعلیم وہدایت خلق اللہ کے حق میں عین رحمت ہو اور حکام وقت کے کسی احکام کا مآل کار بھی وہی نکلے جو ان تعلیم سے مقصود ہو تو کیوں نہ ہم کو اپنے نیک دل فرمانرواؤں کا ممنون ومداح ہونا چاہیئے ✦

جھانسی کا افسوسناک واقعہ اور اس کا غلط نتیجہ

چھپیے پیر کے [illegible] رسالہ [illegible] کے دو سواروں نے چار افسروں اور دو اور آدمیوں پر گولیاں چلائیں جن میں سے بعض ہلاک ہوئے اور بعض مجروح۔ پھر قاتل خود بھی گولیاں کھا کر ڈھیر ہو گئے۔ اب ایک غیر مسلم ہمعصر نے اعلان سرکاری سے قاتلوں کے نام ونشان کا پتہ لگا کر لکھا ہے کہ یہ دو تو بدنصیب ہندوستانی **مسلمان** تھے اور سگے بھائی بھائی۔ اخبار مذکور کا منشاء ان مجرموں کا مذہب ظاہر کرنے سے کیا ہو سکتا ہے؟ خاصکر جبکہ وہ ایک دوسری جگہ یہ بھی صاف طور پر جتلا گیا ہے کہ "اس رسالہ میں سکھ کوئی نہیں" سکھوں کو باغی یا جرائم پیشہ وخونخوار کون بتلاتا ہے برخلاف ازیں ہم تو ایک دفعہ بڑے زور سے انھیں من حیث القوم ایک وفادار جان نثار رعایائے سرکار لکھ چکے ہیں لیکن اب چند رفتہ جاہلوں کی مجنونانہ حرکت سے اگر یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وہ چونکہ مسلمان تھے اس لئے ان سے یہ فعل سرزد ہوا سخت غلطی ہے اسلام تو ایسی حرکات کو صراحۃً جرم وگناہ قرار دیتا ہے پھر کسی حاکم افسر کو ہلاک کرنا تو اس سے بھی بڑھ کر سنگین جرم ہوا کیونکہ اسمیں سرکشی وبغاوت بھی شامل ہے جس سے اسلام سخت بیزاری کے ساتھ منع فرماتا ہے ✦

عام مسلمان خواہ کچھ ہی سمجھ رہے ہیں لیکن صحیح معنوں میں جسے دین الحق کہتے ہیں اور جو قرآن مجید پیش کرتا ہے اسکے رو سے تو خود اسی کی خاطر بھی قتال وجدال کی کہیں اجازت نہیں دی گئی بجز ان حالات مجبوری کے جبکہ دشمنوں نے ظلم وستم کی حد ہی کر دی اور محض بطور حفاظت وامنیت کے مسلمانوں کو مقابلہ کے واسطے کھڑا ہونا پڑا۔ پھر کسی کی شخصی غلط کاری سے اسکے مذہب کو بدنام کرنا پرلے درجہ کی مغالطہ دہی اور ناانصافی ہے۔ آج وہ زمانہ نہیں کہ مذاہب کے حسن وقبح پر اندھا دھند رائے قائم کی جا سکے۔ بلکہ کسی دین دھرم کے اصل عیب وصواب وہ ہیں جو اسکی اصل کتب مقدسہ سے بھی ثابت ہو سکیں۔ ناعاقبت اندیش دشمنان اسلام نے جو جو بے بنیاد الزام اسلام پر وقتاً فوقتاً لگائے شکر ہے کہ انکی حقیقت اب خود مخالفین اسلام ہی کی زبان سے آشکار ہوتی جاتی ہے۔ لہذا اب ہمارے ہموطن معاصرین کو بھی اس بارہ میں خاص طور پر محتاط رہنا چاہیئے ✦

من انداز قدت را می شناسم

ہمعصر لائل گزٹ نے اپنی اشاعت مورخہ ۴- جولائی میں ہمارے معزز بھائی ماسٹر شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کی نسبت کچھ طنز آمیز خیالات ظاہر کئے ہیں اور آخر میں ہمارے امام محترم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو مشورہ دیا ہے کہ شیخ صاحب کو کچھ دیگر راضی کریں۔ لائل گزٹ کو ہماری جماعت سے جو ہمدردی وتعلق خاطر ہے یا جماعت کے اندرونی حالات وخیالات کا جیسا کچھ علم اسے ہوگا ہم خوب سمجھتے ہیں اور یہاں اسکی تشریح چنداں ضروری نہیں لیکن اتنا ہم ضرور کہینگے کہ شیخ صاحب کے حال پر جو یہ نظر عنایت ہوئی ہے اسکی وجہ تو محض یہ ہے کہ شیخ صاحب کی تحریر وتقریر میں حضرت بابا نانک رح کے مسلمان ہونے پر بہت زور ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی انکی اپنی جدت طرازی کا نتیجہ نہیں بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیقات ہے اور آپ کی تمام جماعت کا متفقہ عقیدہ۔ اور اسی لئے ہم نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ ماسٹر صاحب کا مجوزہ مشن مرکزی کاروبار کے سلسلہ میں اور حضرت امام ہمام کے ماتحت ہونا چاہیئے نہ کہ اغیار سے اپیلیں کر کے اس کو چلانے کی کوشش کی جائے ✦

دعوت الی الخیر

بنگال میں

برہمن بڑیہ سے مولوی سید محمد عبدالواحد صاحب اطلاع فرماتے ہیں کہ

خانہ باڑی تھوڑی مسافت پر ہے۔ یہ تبلیغ حق کی غرض سے گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پر ایسے سے بڑھ کر میاں علی ترمانی ایسی تبلیغ نے کام کیا ۳۴ آدمی جمعہ کے دن داخل سلسلہ ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ کیشرا میں ایک مہینہ جون میں ۱۳ آدمی داخل سلسلہ ہوئے۔ مبائعین کا نمبر ۱۰۰ سے اوپر ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔

ضلع بریسال کے علاقہ میں ایک مخالف مولوی نے جو سلسلہ کے خلاف ہیں بنگلہ زبان میں ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ اور مولوی ابوالہاشم خان صاحب ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ انسپکٹر اسکولس نے خاکسار کے پاس جواب لکھنے کے لیے بھیجا تھا۔ خاکسار نے اسکا جواب اردو زبان میں حسب حال لکھ کر انسپکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اب بنگلہ زبان میں اسکا ترجمہ ہو رہا ہے اسکو جناب ممدوح اپنے خرچ سے طبع کرا کر شائع کرینگے اب دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسکو انجام تک پہنچا دے اور اعلیٰ نتیجہ اسپر مترتب فرمائے آمین۔

ان دنوں یہاں کے ایک احمدی بھائی دلاور منشی نام جو گزشتہ موسم حج میں حج کو گئے تھے۔ اور ابتک مفقود الخبر تھے۔ بخیریت بیت المقدس وغیرہ کی سیر کر کے مع الخیر وطن آ پہنچے ہیں۔ انہوں نے اپنے سفر میں قدرت الٰہی کے بڑے بڑے کرشمے دیکھے۔ اسی علاقہ کے بعض مخالف بھی ان کے رفیق سفر تھے۔ خصوصاً ضلع بریسال کا ایک مولوی بھی ہمراہ تھا۔ یہ مخالفین ہر جگہ ہمارے اس بھائی کو مصیبت میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہے اور لوگوں کو یہ کہہ کہہ کر بہکاتے رہے کہ یہ شخص پنجاب کے قادیانی امام مہدیؑ کا معتقد اور پیرو ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اس احمدی بھائی کا حافظ و ناصر رہا اور ہر بلا و مصیبت سے بچا کر وطن تک پہنچا دیا۔ یہ آدمی بھی اپنی احمدیت کو چھپانے والا نہیں ہے۔ ہر جگہ اپنی احمدیت کا اقرار و اظہار کرتا رہا۔ اور لوگوں سے بھی اس بارے میں بات چیت کرتا رہا گو زبان عربی نہ جاننے کی وجہ سے حسب دلخواہ تبلیغ نہیں کر سکا۔

انگلستان میں

چودہری فتح محمد صاحب ایم۔ اے لندن سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ سیدی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مدت کے بعد یہ دکھائی۔ کہ مسٹر حسن رحمت اللہ ایک تعلیم یافتہ آدمی ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس ہفتہ احمدی ہوا۔ مولوی شیر علی صاحب نے ۱۹۰۸ء میں ریویو آف ریلیجنز میں ایک مضمون مسیح کی آسمانی پیدائش کے متعلق لکھا تھا۔ صرف اس ایک مضمون کے پڑھنے سے یہ صاحب احمدی ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے اس بات کا ذکر ان کے الفاظ یہ تھے کہ اگر میں حضرت نبی کریم پر ایمان لایا ہوں تو میرے لیے ضروری ہے کہ مسیح موعود ان کے وعدہ کردہ مہدی کو بھی مانوں۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جو نشانات آنے والے موعود کے متعلق کہے تھے وہ سب احمد کی ذات میں پورے ہو گئے ہیں۔

مسٹر حسن رحمت اللہ کی عمر ۶۰ سال کی ہے اور مدت سے مسلمان ہے۔ قبول اسلام کی وجہ مرکو اور مصر کا سفر ہوا۔ جو انہوں نے جوانی میں کیا تھا۔ نہایت سادہ مزاج اور صاف دل انسان ہیں۔

مسٹر حسن موصوف کو داخل کر کے اب انگلستان میں آٹھ احمدی عورت مرد ہیں۔ اس سے خواجہ صاحب کی رائے کا بھی بطلان ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور الہام وحی وغیرہ کا ذکر کر کے انگلستان میں تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ اور خواجہ صاحب کا یہ بھی خیال تھا کہ حضرت صاحب کا ذکر کرنے سے لندن کے ہندوستانی مسلمان ناراض ہو جائیں گے۔ لیکن تجربہ نے اس خیال کو بھی بالکل غلط ثابت کیا۔ لندن کے تمام ہندوستانی طلبا کو معلوم ہو چکا ہے کہ میرے اور خواجہ صاحب کے اختلاف کی کیا وجوہات ہیں۔ اور احمدی جماعت کے اندرونی اختلافات کا بھی انہیں خوب علم ہے۔ باوجود اس کے یہاں کے تمام ہندوستانی طالب علم ہر طرح سے میرے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں۔ بلکہ مدد کے لیے بھی تیار ہیں۔ اور ان میں سے اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے مداح ہیں۔

ان میں سے بعض عیسائیوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلامی برکات کے زندہ نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور بعض تو بہت ہی قریب ہیں۔ حضور ان لوگوں کے لیے بھی دعا فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضور کی دعا قبول ہو گی۔

مونگیر میں

حکیم خلیل احمد صاحب کچھ عرصہ بنگال میں تبلیغ کر کے چند ضروریات کی وجہ سے اپنے وطن مونگیر میں آ گئے ہیں۔ یہاں بھی خدا کے فضل سے ان کا وجود بہت مفید و مبارک ثابت ہو رہا ہے۔ مصلحت الٰہی نے آپکو ایسے وقت میں مونگیر پہنچایا۔ جبکہ ایک دہریہ پنڈت مونگیر میں ایک اشتہار کے ذریعہ عام ہندوؤں۔ اور عیسائیوں اور مسلمانوں کو چیلنج دے رہا تھا۔ کہ کوئی تم میں سے میرے سامنے خدا کی ہستی کا ثبوت پیش کرے۔ ایک مہاراجہ صاحب نے حکیم صاحب کو جواب دینے کے لیے تجویز کیا۔ اور اپنی سرپرستی میں ایک جلسہ عظیم الشان منعقد کرایا ۲۷۔ جون کی شام کو راجہ صاحب نے اپنی خاص گاڑی لینے کے لیے بھیجدی۔ اور حکیم صاحب وقت مقررہ پر جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ مگر پنڈت صاحب مباحثہ پر آمادہ نہ ہوئے۔ بلکہ ایسے گھبرائے اور مرعوب ہوئے کہ اپنے دعوے دہریت میں بھی متزلزل ہونے لگے۔ جب پنڈت صاحب کی یہ حالت ہوئی۔ تو جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر نے جو اس جلسہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک نہایت معقول اور عمدہ تجویز فرمائی کہ پنڈت صاحب اور حکیم صاحب اپنے اپنے خیالات ایشور کے بارے میں بطور لکچر کے بیان کریں۔ ہم لوگ خود فیصلہ کر لیں گے۔ ہمارے حکیم صاحب اس بات کے لیے بھی تیار ہو گئے لیکن پنڈت جی نے کہا کہ میں تیار نہیں۔ اسپر راجہ صاحب اور دوسرے معززین نے کہا۔ اچھا آج نہیں تو کل سہی۔ پنڈت جی نے کہا۔ کہ نہ کل اور نہ پرسوں میں مباحثہ کے لیے تیار ہی نہیں ہوں۔ اسطرح خدا تعالیٰ نے اس دہریہ کے پر غرور چیلنج کو ایک احمدی کے ذریعہ پاش پاش کر کے اس بات کا ثبوت دیدیا کہ میں موجود ہوں۔ اور اپنے پرستاروں کی ہر جگہ اور ہر گھڑی مدد کرتا ہوں۔

بنگال میں نمبر ۲

مولوی عبدالواحد صاحب تبلیغ سلسلہ میں مشغول ہیں۔ ان کے ایک اور خط سے معلوم ہوا۔ کہ تاؤرا نام ایک گاؤں میں جو برہمن بڑیہ سے کئی میل کے فاصلہ پر واقع ہے چند آدمیوں نے بیعت کر لی ہے۔ اور کئی داخل سلسلہ ہونے کے لیے تیار ہیں۔ احمدیت کی یہ روز افزوں ترقی سنکر ایک مولوی نے احمدیت کے خلاف وعظ کرنے شروع کیے۔ اسکی اطلاع ہونے پر مولانا موصوف نے اپنے دو شاگردوں اور چند احمدیوں کو وہاں روانہ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی

ایدہ اللہ بنصرہ

(فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۱۵ء)

حضور نے سورۃ فاتحہ پڑھکر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو ایک عجیب دعا سکھلائی ہے۔ مختلف مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن انہوں نے خدا تعالیٰ کی تعلیم اور اسکے کلام کو تمام لوگوں تک پہنچانے کیطرف بہت کم توجہ کی ہے جسکی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ مذاہب صرف ایک ایک قوم کیلئے ہیں۔ چونکہ وہ مذاہب مختص القوم ہیں۔ اسلیئے ان کے پیرووں کو اپنے اپنے مذاہب کی تبلیغ کے لیئے اتنا زور دینے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر ان مذاہب کو دیکھا جائے تو ان کی تعلیم دنیا اور پوری کی پوری اپنی اپنی قوم کے ساتھ تعلق رکھنے والی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ یہود کو جو حکم دئے گئے ان میں زیادہ تر بنی اسرائیل ہی کی بھلائی اور بہتری کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً سود کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور ساتھ یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کو سود لینا منع حرام ہے۔ اس تعلیم میں یہ شرط لگا کر کہ بنی اسرائیل آپس میں سود نہ لیں ظاہر کر دیا ہے کہ جو مذہب موسیٰ علیہ السلام کی معرفت آیا تھا وہ بنی اسرائیل سے ہی خصوصیت کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ پھر حکم ہے کہ بنی اسرائیل سے کوئی غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ ہاں دوسرے لوگوں سے غلام بنائے جا سکتے ہیں۔ اس حکم نے بھی بتا دیا ہے کہ توریت کی تعلیم بنی اسرائیل سے ہی تعلق رکھتی تھی جبھی تو اسکے فوائد کو مدنظر رکھا گیا ہے اور دوسری قوموں سے اسے امتیاز دیتی ہے۔ اسکے بعد حضرت مسیح جو تعلیم لائے۔ اور جس سے گو اب نکالنے والے تو یہ نکالتے ہیں کہ تمام دنیا کے لیئے ہے۔ اور اس تعلیم کو عالمگیر قرار دیتے ہیں مگر حضرت مسیح خود یہ کہتے ہیں کہ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک عورت اپنے بچہ سے روٹی چھین کر غیر کو دیدے۔ میں اپنے موتی سؤروں کے آگے کیونکر ڈالوں۔ یعنی بنی اسرائیل کے سوا باقی سب لوگ غیر ہیں۔ اسلیئے وہ میری تبلیغ کے مستحق نہیں ہیں۔

یہ تو وہ مذاہب ہیں جو اسلام سے بہت قریب کے ہیں۔ اور جو ان سے پہلے کے ہیں۔ انکی تعلیموں کے محدود ہونے کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت سے پرے کوئی ملک ہی نہیں سمجھتے اور ان کی رو سے کابل کے پرے انسان نہیں بلکہ جنات رہتے ہیں۔ بھلا ایسے مذاہب کے ماننے والی قوم ساری دنیا کو تبلیغ کر سکتی ہے ہرگز نہیں۔ اور ایسا مذہب عالمگیر مذہب کسطرح ہو سکتا ہے۔ ہاں اسلام آیا اور صرف اسلام ہی ایسا مذہب آیا جس نے اپنی تعلیم کو وسیع کیا کہ تمام دنیا کے داخل ہونے کے لئے دروازے کھولدیئے چونکہ اسلام کی تعلیم تمام قوموں کے لیئے تھی۔ اور پھر کسی خاص زمانہ کے لیئے نہ تھی۔ اسلیئے ضروری تھا کہ اسکے ماننے والوں یعنی مسلمانوں کو اسکی تبلیغ کی طرف توجہ دلائی جاتی۔ تاکہ وہ اسکو اپنے گھر میں ہی بند نہ رکھیں۔ بلکہ ساری دنیا پر پھیلادیں۔ اسپر قرآن شریف میں بہت زور دیا گیا ہے۔ ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون۔ اے مسلمانو تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو۔ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور لوگوں کو خیر کیطرف بلائے۔

پھر فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ تم سب سے بہتر قوم ہو جو کہ لوگوں کے نفع کے لیئے پیدا کیئے گئے ہو یعنی ہر مومن کا یہ فرض ہے کہ اس تعلیم کو جو قرآن کے ذریعہ اسکو پہنچی ہے۔ دوسروں تک پہنچائے۔ کیونکہ اس مذہب کی غرض ہی یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم کرے۔ اور تمام بنی نوع کی خادم ایک جماعت پیدا کر دے پس ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ خواہ تاجر ہو یا کسان۔ خواہ پیشہ ور ہو خواہ دوکاندار ہو خواہ مدرسہ کا مدرس ہو۔ خواہ کالج کا پروفیسر خواہ گورنمنٹ کا ملازم۔ خواہ کوئی اور کام کرنے والا۔ جبکہ وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ تو اسکا فرض ہے کہ لوگوں کو وہ پاک تعلیم پہنچائے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت اسکو نصیب ہوئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ کہ تمہارے پیدا کرنے کی غرض یہ ہے۔ کہ لوگوں کو تم سے فائدہ ہو۔ اس بات پر خدا تعالیٰ نے بہت زور دیا ہے سورۃ فاتحہ پھر اگر مسلمان نمازوں میں بار بار پڑھتا ہے اور [illegible] جو رات میں تیس دفعہ پڑھتا ہے۔ اسمیں بھی خدا تعالیٰ نے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سکھلائی ہے اور اھدنی نہیں فرمایا۔ اسمیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مومن خود غرض نہیں ہوتا۔ چونکہ اسکا فرض ساری دنیا میں تبلیغ کرنا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں پر اسکا قبضہ نہیں۔ اسلیئے یہ کسی کو زور سے تو منوا نہیں سکتا۔ اور جب تک کسی کی ہدایت کے لیئے یہ کوشش نہ کرے اسوقت تک اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے سورۃ فاتحہ میں دعا کے لیئے یہ الفاظ رکھ دئے گئے کہ اہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ اس دعا میں ساری دنیا کے لوگ شامل ہو گئے۔ اور اس کو عام کرکے خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ ہر ایک مومن اسطرح دوسروں کی ہدایت کے لیئے کوشش کرتا اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہے غرضیکہ ہر ایک مسلمان مبلغ ہے۔ خواہ وہ کوئی کام کرتا ہو۔ ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کو چاہیئے۔ کہ یہ نہ خیال کرے کہ یہاں سے جو مبلغین جاتے ہیں اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں بلکہ ہر ایک یہ سمجھے کہ اسلام کی تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کرنا میرا فرض ہے۔ اور اسلام کے جھنڈے تلے کھینچکر لانا میرا ذمہ ہے۔ کیوں؟ اسلیئے کہ خدا تعالیٰ نے اھدنا سکھلایا ہے۔ اھدنی نہیں سکھایا۔ پس جب تک اسطرح تبلیغ کے لیئے کوشش نہ کیجائے۔ اسوقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک احمدی یہ سمجھے۔ کہ میں مبلغ ہوں۔ اسے کسی اور کے ذمہ اس فرض کو نہیں ڈالنا چاہیئے۔ اور یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ کوئی مبلغ آکر اس فرض کو انجام دے گا۔ ہمارے چند ایک مبلغین ہیں۔ اسلیئے یہ کسطرح ہو سکتا ہے۔ کہ تمام دنیا کو ہی تبلیغ کریں پس کامیاب تبلیغ کا یہی طریق ہے کہ ہر ایک احمدی اپنا فرض سمجھے اسطرح پانچ۔ سات لاکھ افراد مبلغ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری تمام جماعت کو اس بات کی توفیق دے۔ اور تبلیغ کے راستہ میں حائل ہونے والی مشکلات کو آسان کرکے اپنے پاس سے ہی سامان مہیا فرمادے۔ آمین +

[illegible]

رجسٹرڈ ل نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اِک دن دیکھنا عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا ۔ میں بھی اک نورانی جہنڈے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا ۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل

قادیان ضلع گورداسپور کے

چندہ غیر ممالک (ساڑھے پانچ روپے)

اخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے ۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ | ۱۱ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۵ع (بروز یکشنبہ) مطابق ۲۷ شعبان سنہ ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۸

مدینۃ المسیح علیہ السلام

خبر گرم جمعرات کو لاہور سے آنیوالوں کی زبانی سُنا گیا کہ اتوار کو حضرت صاحب کا لیکچر ہوگا ۔ اکثر احباب وہاں پہنچ کر حاضر خدمت ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بدھ کی شام کو حسب الارشاد حضرت امام محترم لاہور میں مولوی سید سرور شاہ صاحب کی ایک تقریر ہوئی ۔

واپسی اخویم مکرم حضرت میر قاسم علی صاحب دہلوی صوبہ متحدہ کے تبلیغی دورہ سے واپس بدھ کی دوپہر کو بخیر داخل دار الامان ہوئے جناب مولینا سید سرور شاہ صاحب بٹالہ ہی سے حضرت صاحب کے حسب ارشاد شامل قافلہ ہو گئے ۔

اللّٰہ غنی و کفٰی فقرا اہل بہ "طلباء مدرسہ کو جو بغرض تعطیل کلاں اپنے اپنے گھروں کو جا رہے ہیں ۔ وصولی چندہ کی غرض سے رسید بہیاں دیگئی ہیں امید ہے کہ مقامی احباب ان قومی بچوں [illegible]

اخبار احمدیہ

موضع بھیدون (ریاست الیر کوٹلہ) میں مرزا عبد اللہ بیگ کے بیٹے مرزا افضل بیگ صاحب کو چند روز ہوئے ۔ نوافل تہجد کے بعد مصلے پر بیٹھے ہوئے قدرے غنودگی طاری ہو کر دکھلایا گیا کہ ایک قبر ہے بالکل سفید مثل نقرہ چمکتی ہوئی ۔ اس کے پاس ایک شخص کھڑا ہے جب اس سے پوچھا کہ یہ قبر کس کی ہے تو جواب ملا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔ پھر پوچھا اس میں کون ہے تو کہا کہ مسیح موعود ۔ اور اس قبر پر اس قدر کواکب کا نزول ہو رہا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا ۔ رسول کریم کی حدیث " وَ یُدْفَنُ فِیْ قَبْرِیْ " کا مطلب یہی ہے کہ عالم برزخ میں آنحضرت اور مسیح موعود کا ایک ہی مقام ہوگا ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل و کرم سے ۷ جولائی کو بخیریت لاہور پہنچ گئے ۔ بٹالہ اور امرتسر کے سٹیشنوں پر احمدی احباب نے حاضر ہو کر حضور کے دیدار فیض آثار سے لطف اُٹھایا ۔ امرتسر کے احباب قریبًا سارے ہونگے لاہور کے سٹیشن پر بھی ایک معقول تعداد میں جمع تھے ۔ اور انتظام قابل تعریف تھا ۔ بہت تھوڑے عرصہ میں سب کو مع اسباب وغیرہ کے سوار کرا کر جائے قیام پہلے آئے ۔ آج بعد از نماز مغرب جناب مولوی سرور شاہ صاحب جو سفر سے واپس آتے ہوئے بٹالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہمرکاب ہو گئے تھے ۔ حسب الارشاد حضور وعظ فرمائینگے (رپورٹر الفضل)

ایک احمدی حافظ کی ضرورت گوریکی (ضلع گوجرات) میں جماعت احمدیہ کی خواہش ہے کہ قیام رمضان میں قرآن شریف سُنیں ۔ اگر کوئی احمدی حافظ صاحب یہاں تشریف لیجائیں ۔ تو کرایہ کے علاوہ کچھ اور مالی خدمت بھی کی جائیگی جس کی تشریح بذریعہ چٹھی قبل از روانگی عرض کر دی جائے گی ۔ خط و کتابت بنام اکمل قادیان

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ر جولائی [illegible]

"ڈرو مت مومنو"

(الہام مسیح موعود علیہ السلام)

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

خدا تعالیٰ کی باتیں انسان ضعیف کی سی کچی باتیں نہیں ہوتیں کہ جیسے تو چاہے جو نکال بیٹھتا ہے۔ کوئی بقین اور وثوق کے ساتھ ایک پل بھر کا بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں ضرور اتنے عرصہ تک جیوں گا اور فلاں فلاں کام بھی کرنے پاؤنگا۔ اُس ہستی اعلیٰ کا علم و اقتدار ایسا نہیں جس میں ذرہ بھر بھی خامی و کمزوری کا شائبہ ہو۔ اسکی قدرت نمایاں یوں تو ازل سے اسکے زندہ اور مدبر بالارادہ ہونے کے بے شمار کرشمے دکھلاتی رہی ہے اور ابدالاباد تک اُنکا لا متناہی سلسلہ جاری رہے گا لیکن بنی نوع انسان کو اُن سے بصیرت حاصل کرنے کے موقعے زیادہ تر

ماموروں اور مرسلوں

کے زمانہ میں ملا کرتے ہیں۔ چنانچہ آج بھی جبکہ تمام راست بازوں کی پے در پے بشارات کے مطابق **مہدی آخر زماں** کا وقت ہے ہم بیسیوں برس سے اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ اُس مامور حق کی تائید و تصدیق میں منکروں پر اتمام حجت کرنے کے لیے ہزاروں نشان **زمین و آسمان** سے ظاہر ہوئے۔ اور ابھی تک اُنکا سلسلہ جاری ہے بلکہ تاقیامت جاری رہے گا۔ کیونکہ آنکا ظہور ثانی میں اُسی رحمۃ للعالمین کی دوسری بعثت ہے جو اصلاح و ہدایت خلق کا ایسا عظیم الشان و عدیم النظیر مشن لیکر دنیا میں آیا کہ اسکا فیض ہمیشہ ہمیش کے واسطے کافی ہے اور انسان کی جسمانی۔ اخلاقی۔ روحانی غرض ہر قسم کی ضروریات پر حاوی۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

ماموروں کے وقت میں اُنکے اقتداری کرشمے بالخصوص نمایاں طور پر ظہور میں آنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ نشہ غفلت میں مست نسل انسانی اپنی جہالت نادانی اور شرارت سے اُن کے پاک مشن کو مٹانا چاہتی ہے مگر خدا تعالیٰ کی زبردست مشیت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ وہ بڑھے

اور زیادہ سے زیادہ فروغ پائے۔ خدا کی باتوں سے بیگانہ اور اُس کے پر حکمت کاموں سے لاپروا لوگ اسکو نیست و نابود کر دینے اور ناکام و نامراد رکھنے پر اپنی پوری پوری طاقت خرچ کر دیتے ہیں وہ بظاہر نظر ذرا نہ ذرا بلا سبب ملکہ بھی ناخنوں تک زور لگاتے ہیں کہ کسی طرح یہ آسمانی سلسلہ صفحہ ہستی سے ناپید ہو جائے۔ مگر خدا جو خود اپنے ہاتھ سے اس بابرکت پودے کو لگاتا ہے۔ اور جس کی قدرت ایسی غالب ہے کہ زبردست سے زبردست طاقت بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چونکہ اس آسمانی کاروبار کی آپ حفاظت کرتا اور تمام مزاحمتوں کے بالمقابل اسکو سرسبز و بارآور کرکے دکھلا دیتا ہے۔ اور یہ سب کچھ یونہی گول مول طور پر نہیں ہوتا کہ اہل دل اور اصحاب بصیرت بھی اسکے نشیب و فراز کو دیکھنے اور سمجھنے سے قاصر رہیں بلکہ خدا اپنے فرستادوں کو انکی ابتدائے بعثت میں جبکہ بظاہر اسباب اُنپر ہر طرح کی بےبسی و بیکسی کا وقت ہوتا ہے۔ ڈنکے کی چوٹ بتلا دیتا ہے کہ میری مرضی ضرور غالب ہو کے رہے گی۔ کوئی لاکھ جتن کرے تمہارا بال بیکا نہیں ہو سکتا پھر ان کی معرفت ان کے مومنوں و متبعوں کو بھی تسلی دیتا ہے کہ دیکھو تم گھبرانا نہیں۔ گونا گوں آفات نازل ہونگی **حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔** کما ینبغی کہ تا غافل لوگ جاگیں اور ہوش میں آکر بہا سے خوف و خشیت کی ضرورت محسوس کریں خود تمہیں بڑے بڑے سخت امتحانوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن کیوں؟ اسواسطے نہیں کہ تم جی چھوڑ کر ہمت ہار کے بیٹھ رہو۔ اور ہمارے مامور و مرسل کا ساتھ نہ دو۔ بلکہ محض اس غرض سے کہ تا تم اور بھی صدق و سداد سے ہماری راہ میں قدم مارو۔ اپنے حوصلہ کو پہلے سے بہت زیادہ بلند کرو اور تمہارا عزم و استقلال پیش از پیش جوش و اخلاص دکھلا کر ثابت کر دے کہ ہمنے تم کو چننے میں غلطی نہیں کھائی۔ کیونکہ تم ہی تمام موجودہ مخلوق میں ہماری الہٰی مشیت کا بار امانت اٹھانے کے اہل تھے اور بالآخر تم ہی اُن بے شمار **فضلوں کے وارث ہو گے** جو ہماری خاطر تمام سفلی توقعات اور فانی تعلقات سے بیزار ہو کر گوناگوں مصائب و آلام کو خوشی خوشی برداشت کرنے والوں کے شامل حال ہوا کرتے ہیں۔ وہ جو ہر حال ہم ہی میں تسلی پاتے اور نازک سے نازک موقعوں پر بھی تادم آخر ثابت قدم رہتے ہیں۔

ہمارے اس مضمون کا اصل محرک وہ اطلاعات ہیں جو حضرت فضل عمر خلیفہ برحق ایدہ اللہ کی خدمت میں وقتاً فوقتاً مختلف احباب کی جانب سے پہنچتی رہتی ہیں اور جن کا ماحصل یہ ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ حقہ کے مخالفین ہمیں طرح طرح سے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔ کہیں شادی بیاہ کے معاملہ میں کہیں جماعت و امامت کے متعلق کہیں نماز جنازہ پر۔ اور کہیں مسئلہ نبوت یا حضرت اقدس کے دعاوی وغیرہ وغیرہ پر آئے دن برسر پرخاش رہتے ہیں۔ انکا منشاء یہ ہوتا ہے کہ احمدی کسی طرح اپنے عقائد میں متزلزل اور اعمال میں سست پڑ جائیں۔ یا معاذ اللہ ان کی خاطر بالکل ہی دین حق کو چھوڑ بیٹھیں۔ ایسی خبروں سے ہمیں جو صدمہ پہنچنا چاہیئے ہر خیر خواہ احمدی بآسانی اندازہ کر سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ان مظلوم مریدان باخلاص کے حق میں دعائیں بھی فرماتے اور تسلی و نصیحت آمیز جوابات بھی بھجواتے رہتے ہیں۔ چونکہ بہت سے احباب کو فرداً فرداً طویل خطوط بھیجے جانے مشکل رہیں۔ لہذا ہمیں مناسب معلوم ہوا کہ بذریعہ اخبار چند ضروری کلمات خیر اپنے برادران دینی کے گوش گزار کر دیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک تعلیمات اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کے ارشادات پر ہی مبنی ہیں۔ اسواسطے احباب کو چاہیئے کہ انہیں خاص توجہ سے پڑھیں اور عملاً ان سے فائدہ اٹھائیں۔

یہ بالکل پکی اور یقینی بات ہے کہ اس سلسلہ کو خدا نے خود قائم کیا۔ وہی اسکا حامی و مددگار رہے۔ اور اسکی تائید و نصرت کے بڑے بڑے شاندار وعدے فرما چکا ہے پس گو مخالف ہمارا مضحکہ ہی کیوں نہ اُڑائیں۔ لیکن ہم میں سے ہر ایک کا جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا راستباز فرستادہ مان چکا ہے اس بات پر پورا پورا ایمان اور بھروسہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس جماعت کو ہرگز ہرگز دشمنان حق کے مقابلے میں ذلیل و رسوا یا مغلوب نہ ہونے دیگا۔ حضور انور کا الہام مندرجہ عنوان (ڈرو مت مومنو) ہمیں آج سے برسوں پہلے ہی اس امر سے آگاہ کر چکا ہے کہ قسم قسم کی مشکلات اور ابتلاؤں سے ہماری آزمائش کیجائے گی۔ مگر ہمیں اُن آفات و مصائب سے ہراساں یا دل شکستہ نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا خود تسلی دیتا ہے اور پے در پے اپنے مامور کی زبانی ہماری ڈھارس بندھا چکا ہے کہ حاسدین ہمارے کے سارے خائب و خاسر رہیں گے اور میدان آخر ہمارے ہی ہاتھ رہنا ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔ یہ زمانہ رحمان و شیطان کی آخری جنگ کا ہے۔ اور اسمیں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں کہ جو لوگ حزب الشیطان کا ساتھ دینگے وہ انجام کار ناکام

ذلت کا خطاب چکھیں گے۔

پس اے جری اللہ کے نام لیوا لوگو! بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنی جڑ میں کی کرو۔ ایسا کرنے میں خارق عادات مستعدی دکھلاؤ۔ اس خدائے قادر توانا کے ساتھ جس کی [illegible] کیواسطے بڑی سخت ہے۔ بہت مضبوط علاقہ جوڑو۔ پرہیزگاری و طاعت گزاری کا ایسا نمونہ دکھلاؤ کہ دنیا خود بخود ہیبت حق سے مرعوب ہو جائے۔ تمہارے دلوں میں الحمیت کی کہ یہی آن دین حق اور عین اسلام ہے۔ ایک غیرت ہو تا خدا نے غیور دستگو بھی تہر [illegible] نالش ہو۔ تمہارے لیے ویسی ہی بلکہ اپنی شان کے مطابق اس سے بھی بڑھکر غیرت دکھلائے۔ خدا کے وعدوں پر بے اعتباری نہ کرنا۔ اس کے فضل و رحمت سے مایوسی ملعون کا کام ہے۔ تم ان بشارتوں پر جو خدا نے اپنے مسیح کی معرفت تم کو دی ہیں پختہ بھروسہ رکھو۔ تم اگر خدا سے اپنا معاملہ صاف رکھو گے تو کوئی دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے اور اگر اپنی اصلاح سے بے فکر رہ کر زبانی الحمدیت کے دعووں پر اکتفا کرو گے تو آسمانوں اور زمین پر کوئی نہیں جو تمہارا حامی و مددگار ہو سکے۔ مگر وہ جیسے حضور ہمیشہ عاجزی و خاکساری سے جھک کر اپنی کمزوریوں کا اقرار کرنا اسکے دریائے رحمت کو جوش میں لاتا ہے۔ تم فرشتے نہیں بن سکتے۔ مگر [illegible] آدم تو ہو۔ جو شرائط عبودیت بجا لاکر مقام قرب میں ملائکہ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے اور اغیار کی سردمہریاں۔ دشمنان دین کی جفا کاریاں۔ خدا [illegible] طرح طرح کی قربانیوں کے مطالبات لاریب تمہاری [illegible] سے بظاہر بالاتر ہیں۔ مگر یاد رکھو فی الحقیقت ایسا نہیں۔ یہ بلا خدا کسی پر اسکی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا کرتا۔ جوں جوں تم پر سختیاں ہوں اپنے مولیٰ کی خاطر انکو خوشی خوشی سہہ جاؤ۔ تمہارے لیے خدا کی یہ تسلی تھوڑی نہیں ہے۔ جو اسکے برگزیدہ مسیح موعودؑ کی زبان پر جاری ہوئی:-

"اے تمام جہان کے لوگو! سن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت و برہان کی رو سے سب پر انکو غلبہ دے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اسکے معدوم کرنے کا فکر رکھتا نامراد رکھیگا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہیگا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

اسلام کے مستقبل کی نسبت یہ ایک قطعی پیشگوئی ہے۔ جو حضرت اقدس جری اللہ فی حلل الانبیاء کی معرفت آج سے بارہ سال قبل دنیا کو سنائی گئی تھی۔ اسکو نسبت اپنے سلسلہ کی حیرت انگیز ترقیات اسکی صداقت کا بین ثبوت ہیں۔ حالانکہ ان بشارات کے ظہور کا ابھی سے موجود [illegible] کو کچھ بھی نسبت نہیں۔ جو جیتے گا وہ بھی آنکھوں سے دیکھ لیگا۔ مگر مبارک ہیں وہ جو آج ہی کل [illegible] کرتے ہیں۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین

آغاخانی مسلمانوں کا ارتداد

حال میں چند آغاخانی مسلمان [illegible] آریہ سماجیوں کی کوشش سے پھر اپنے پچھلے دھرم میں جا ملے ہیں۔ [illegible] یہ بہاشے مارے نرتی کے پھولے نہیں سماتے کیا کوئی واقفکار سمجھدار انسان کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے مرتد ہونے کی اصطلاح میں شدھ ہونے سے قبل مذہب اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہوا تھا۔ یا اب سماجی مت کو انہوں نے سوچ سمجھ کے اختیار کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا مسلمانوں کو ایسے واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرنی چاہیئے؟ وہ امر حق کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن زمانہ کی حالت تو انپر اچھی طرح حجت تمام کر چکی ہے کہ جب تک وہ رسمی وہابی عقائد سے بیزار ہو کر مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کیا ہوا حقیقی اسلام اختیار نہ کرینگے۔ انکی حالت ہر پہلو سے ابتر ہوتی جائیگی۔

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا؟

اے قوم جو اسلام کی نام لیوا کہلاتی ہے۔ مگر افسوس کہ اسمیں ہزاروں لاکھوں اسوقت ایسے ہونگے جنہیں کسی پہلو سے مسلمان مسلم نما کہنا بیجا نہ ہوگا۔ ذیل میں ہم ایک ممتاز ہندو معاصر (ہندوستان لاہور) کے لیڈنگ آرٹیکل سے جو اسنے اپنی قوم کے اسباب زوال پر بڑی قابلیت سے لکھا ہے کچھ اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جسے پڑھکر ان مسلمانوں کو اپنے دل میں شرمانا چاہیئے جو خدائے اسلام کی مقرر کردہ حکیمانہ عبادات سے غافل ہیں۔ نیز وہ جو معمولی رسمی طور پر بعض عبادات کم و بیش عادی تو ہیں لیکن انکی عملی زندگی میں وہ پاک تاثیرات و برکات نہیں دیکھی جاتیں جو خدا تعالیٰ نے انکا لازمی نتیجہ بتلائی تھیں۔ مثلاً نماز ہی کو لو جسپر معاصر موصوف نے خاص طور سے زور دیا ہے۔ قرآن کریم نماز کا اثر اگر وہ اسی طرح ادا کیجائے۔ جیسا کہ اسکا حق ہے۔ یہ بتلاتا ہے کہ انسان فحشاء و منکر و بغی سے بچکر متقی و پرہیزگار بنجائے۔

اب کتنے مسلمان ہیں جو ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوں اور پھر نماز کی تاثیر بھی انمیں ظاہر ہو اور عیاں ہوتی ہو۔ علاوہ اسکے ہمسایوں اور غیروں تک کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے جیسا ایک غیر مسلم معاصر بھی اسکا معترف ہے تو کیا مسلمانوں کے واسطے یہ امر شرم کا موجب نہیں کہ احمدیوں کے ساتھ انکا طرز عمل اس تعلیم سے کوسوں دور ہے۔ سنین ماضیہ میں یعنی خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ان کے مولوی صاحبان نے جیسے جیسے وحشیانہ فتوے اس غریب جماعت کے خلاف جاری کیے۔ وہ تو بجائے خود رہے۔ اب بھی جیسا کہ ہمنے انکے لیڈر میں سرسری طور پر ذکر کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی روزانہ ڈاک سے پتہ لگتا ہے۔ اکثر جگہ نیاں ناحق کرتے معاندین سلسلہ کا برتاؤ احمدیوں کے ساتھ سخت افسوسناک پایا جاتا ہے۔ جسپر ہم بجز صبر و شکر اور حوالہ بخدا کرنیکے اور کیا کر سکتے ہیں۔ غیر احمدی خود ہی سوچیں کیا اسلام کی یہی تعلیم ہے؟

بہرحال معاصر موصوف بعنوان "مسلمانوں کی فوقیت کا راز" لکھتا ہے:-

"اس سے کسی کو انکار نہ ہوگا کہ موجودہ زمانے کے ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان بھائیوں میں دلی طاقت زیادہ ہے اسکی وجہ یہ کہ ان میں یہ فضیلت سے زیادہ ہو بعد پرماتما کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں جبکہ عام طور پر ہندوؤں نے سندھیا تو ایک طرف سنسار کی یاد کا بھی بھلا دیا۔ مسلمان پریم پیار بتانیا ہے کاری سوشکیتاں کر یا سندھیا صرف گیارہ صفات کا دن میں پانچ بار بیان کرتے ہیں جو کسی دنیاوی طاقت کا بھروسہ نہیں کرتے بلکہ پرماتما سے التجا کرتے ہیں جو تمام طاقتوں کا منبع ہے تم تجربہ دیکھتے ہو کہ لیموں کا دھیان کرنے سے بعض لوگوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے ناول پڑھتے ہوئے یا ڈرامہ دیکھتے ہوئے لوگ رونے لگتے ہیں بہادروں کا قصہ سننے سے انسان کے دل میں شجاعت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے بھگتوں کے چرتر پڑھنے سے بھگتی اور پریم کی لہریں اٹھنے لگتی ہیں۔ تو کیا خدائے پاک کی حضوری میں بار بار حاضر ہونے کا دل پر کوئی اثر نہیں ہوگا یہی بھید مسلمانوں کی ہندوؤں پر فوقیت کا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کی ہمتیں عالی اور ہندوؤں کے حوصلے پست ہیں۔ مگر یاد رہے کہ ہم انکو مسلمان نہیں کہتے جو نماز

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدح حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مُسدّس بر مسیح کی چٹھی کا جواب

مٹانے کو تجھے بڑھ بڑھ کے اُٹھے ہیں جہاں والے
کبھی کابل کے باشندے کبھی ہندوستاں والے
لئے تیغِ قلم نکلے بہت سے ہر زباں والے
ہوئے پس پا مگر تیرو کماں گرز و سناں والے
ہُوا ناصر خدا تیرا امیرا اے قادیاں والے
ہمیں بخشی اماں تو نے مرے دارالاماں والے

مسیح و مہدیٔ آخر زماں تو بن کے آیا ہے
کیا زندہ ہے دیں۔ دشمن کو بھی نیچا دکھایا ہے
تیرے آگے سرِ تسلیم ہر اک نے جھکایا ہے
نہ ہو سب کچھ یہ کیونکر تجھ پہ جب اللہ کا سایہ ہے
عجب کچھ مرتبہ عالی ترا حق نے بنایا ہے
کہ تیرے آستاں پہ جھکتے ہیں سب عالیشاں والے

بھری ہمدردیٔ اسلام تھی از بس تیرے دل میں
اسی کا ذکر روز و شب فقط تھا تیری محفل میں
تیرے آنے سے آئی جاں ہر جاں۔ آرام ہر دل میں
اگر آیا تو ہی بس کام آیا اپنے مشکل میں
کھڑا خم ٹھوک کر دجّالِ ظالم کے مقابل میں
چھپائے منہ پھرو ڈرتے ہو سب خیال والے

غمِ ملّت میں ہر ساعت مصیبت تھی نئی جاں پر
ستم اغیار کے تھے اور ادھر تھی اپنی چشم تر
تیری آمد سے دشمن کانپ اٹھے سب کے سب تھر تھر
تیرے دم سے مرے لاکھوں ہوا ماتم بپا گھر گھر
یا احسانوں کا تیرے شکر ہم سے ہو ادا کیونکر
بچایا دجل سے اکثر جو ہیں ہم جیسے ایماں والے

ہُوا کیا؟ گر کوئی ناداں اُٹھا تکفیر پہ تیری
کبھی وردِ زباں تعریف ہوگی گھر گھر تیری
کبھی دنیا یہ شیدا ہوگی اے رشکِ قمر تیری
غلامی فخر سمجھے گا ہر اک فرد بشر تیری
جو اندر کی دنائی ہمتی کو دیکھ کر تیری
نہیں تحسین کرتے سب زمین و آسماں والے

کثرتِ ازدواج

اور

ارائیں میگزین

(اشاعت سوم جولائی سے آگے)

مضمون نگار کے کئے ہوئے معنی غلط ثابت ہوگئے ہیں اس لئے اب میں ان آیات کے صحیح معنی بیان کرتا ہوں۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع کہ نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں۔ دو دو تین تین اور چار چار۔ خداتعالیٰ کا ایک حکم ہے جس کے ساتھ یہ رعایت رکھدی گئی ہے۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ یعنے اگر تم ایک سے زائد بیویوں میں عدل کرنے سے ڈرو۔ تو پھر ایک ہی کرو۔ لیکن ہمیں خدا کے اس حکم کو اس رعایت کی وجہ سے ایسا نہ سمجھنا چاہیئے کہ اسکی تعمیل کرنا انسانی طاقت اور قدرت سے باہر ہے کیونکہ خداتعالیٰ اپنے کمزور اور ناتواں بندوں کو کبھی کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جسکی وجہ سے انھیں تکلیف مالایطاق کا سامنا ہو۔ اور انکی کمریں ٹوٹ جائیں۔ وہ خدا جو یہ ارشاد فرماتا ہے کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اللہ کسی نفس کو ایسا مکلف نہیں کرتا جو اسکی طاقت سے باہر ہو۔ ہاں اتنا اسپر بوجھ رکھا جاتا ہے جتنی اسکی طاقت اور ہمت ہو۔ کس طرح کوئی ناممکن الوقوع حکم دے سکتا ہے پھر چونکہ قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جسمیں دعویٰ سے کہا گیا ہے۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر کہ ہم نے قرآن کو (عمل کرنیوالوں کے لئے) بہت ہی آسان بنایا ہے۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم میں ہی جو اس خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ جو اپنے بندوں کی وسعت اور طاقت کے مطابق انکے لئے احکام جاری فرماتا ہے اور جس نے قرآن شریف کو عمل کرنیوالوں کے واسطے آسان کتاب قرار دیا ہے کوئی ایسا حکم بھی دیدیتا جسکی تعمیل غیر ممکن ہوتی۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایک مومن یہی کہیگا کہ خداتعالیٰ نے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع کا حکم جس عدل کے ساتھ مشروط قرار دیکر دیا ہے وہ ایسا ہی عدل ہے جو انسان کی طاقت کے اندر ہو اور اگر وہ ہمت کرے تو کر سکتا ہے۔ ہاں چونکہ تمام انسان ایک جیسے نہیں ہوتے بعض کمزور ہوتے ہیں اس لئے خداتعالیٰ نے انکی حالت پر نظر فرماکر یہ رعایت رکھدی کہ تم ایک ہی عورت کرلینا۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ کوئی بھی انسان عدل نہیں کر سکتا۔ اس لئے سب کو ایک ہی عورت کرنی چاہیئے اور تعدد ازدواج ناجائز ہے کیونکہ آنحضرت تو اسی عظیم الشان (فداہ ابی و امی) جسکے ذریعہ یہ بات خداتعالیٰ کی طرف سے ہمیں پہنچی ہے۔ اسپر عمل کرکے دکھا دیا اور اپنے فعل سے ہمارے لئے اس آیت کی تفسیر فرما دی ہے چونکہ آپ قرآن کریم کے سب سے بہترین مفسر تھے اور آپکا جو تعلق خدا سے تھا وہ نہ کسی کا ہُوا ہے اور نہ ہوگا۔ اس لئے خداتعالیٰ کے کلام کو آپ سے زیادہ اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ پس کسی مومن کو قرآن کریم کی اس تفسیر میں جو آپ نے قولاً یا فعلاً کی۔ جائے دم زدن نہیں ہے اور پھر جبکہ خداتعالیٰ فرماتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تمہارے ہر ایک کام اور فعل کے لئے اللہ کا رسول نمونہ ہے جس کام کو اس نے کیا۔ اس کو تمہیں بھی کرنا چاہیئے اور جسکو اس نے نہیں کیا وہ تمہارے کرنے کا بھی نہیں۔ پس وہ بات جس کا خداتعالیٰ نے حکم دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق فرما دی۔ اسمیں کسی قسم کا اختلاف کرنا اور کچھ کا کچھ مطلب لینا ایک مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے مضمون نگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ حسنہ پر بھی دیدہ دانستہ یا غلطی سے پردہ ڈالنا چاہا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ "بعض اوقات ایسی ضرورتیں لاحق ہو جاتی ہیں کہ ایک سے زائد بیویاں کرنی پڑتی ہیں۔ مثلاً عورت دائم المریض ہو اور وہ گھر کے کاروبار کی نگرانی اور حقوقِ زن و شوی کی ادائیگی میں قاصر ہو۔ یا عورت اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو۔ یا کوئی اور دینی یا دنیوی ضرورت مدنظر ہوں تو اس صورت میں ترویج ثانی ہو سکتی ہے۔ مگر وہ بھی بدیں شرط کہ پہلی بیوی برضامندی خود اجازت دے۔ کہ وہ اپنے حقوق چھوڑنے پر آمادہ ہے۔ جیسے ہمارے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حکم کے آنے کے بعد اپنی تمام بیویوں کو مطلع کیا کہ اب میں تم سب کو بطریق احسن طلاق دینے کو تیار ہوں

گر ان تمام نے جو دنیاوی اغراض و مفاد کی غرض سے نہیں۔ بلکہ دینی ترقیات حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئی تھیں دنیا کی تمام نعمتوں کو ترک کرنے اور اپنے حقوق کو ایک دوسری پر قربان کر دینے کا وعدہ کیا۔ اور اس طرح وہ تمام جنکی تعداد میں علمائے اسلام کا اختلاف ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں منسلک ہیں اور یہ حکم عین منشائے الٰہی کے مطابق تھا" یہاں کثرت ازدواج کو جائز تو قرار دیا گیا ہے" مگر وہ بھی بدیں شرط کہ پہلی بیوی بخوشی خود اجازت دے کہ وہ اپنے حقوق کو چھوڑنے پر آمادہ ہے" نہ معلوم یہ شرط کہاں سے نکالی گئی ہے قرآن شریف میں تو اس کا ذکر تک نہیں نہ احادیث سے پتہ لگتا ہے پھر کس طرح کسی کی خود تراشیدہ شرط کو شریعت اسلام کے ایک بہت بڑے مسئلہ کا جزو اعظم قرار دیا جائے اور سمجھا جائے کہ جبتک یہ شرط نہ پوری ہولے اسوقت تک خواہ نکاح ثانی کی کیسی ہی سخت ضرورت کیوں نہ لاحق ہو پھر بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ اس غلط اور بے بنیاد بات کی تائید بھی ایک غلط اور خلاف واقعہ بات سے کی گئی ہے یعنی لکھا ہے کہ " جیسے ہمارے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حکم کے آنے کے بعد اپنی تمام بیویوں کو مطلع کیا کہ اب میں تم سب کو بطریق احسن طلاق دینے کو طیار ہوں" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز ہرگز اس حکم کے آنے پر اپنی بیویوں کو طلاق دینے کے متعلق نہیں کہا۔ اگر کہا ہے تو ثبوت دیجئے۔ پھر اگر بقول آپکے وہ تمام کی تمام اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں منسلک ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے حقوق کو ایک دوسری پر قربان کر دینے کا وعدہ کیا۔ تو اس کا ثبوت بھی دیجئے۔ کیا اسی کا نام حقوق قربان کر دینا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باری باری ہر ایک بیوی کے گھر رہتے تھے کیا اسی کو اپنے حقوق کا ایک دوسری پر قربان کرنا کہا جاتا ہے کہ جب حضرت سودہ نے بوجہ اپنی کبر سنی کے حضرت عائشہؓ کو اپنی باری دی۔ تب آپ حضرت عائشہؓ کے گھر دو باریوں کے برابر رہنے لگے۔ اور کیا یہی اپنے حقوق کو چھوڑ دینا تھا کہ جب آپ سخت علیل ہوئے اور چلنے کی طاقت نہ رہی۔ تو آپ نے اپنی سب عورتوں سے حضرت عائشہؓ کے گھر رہنے کے لئے اجازت چاہی اور سب کے اجازت دینے پر آپ انہیں کے گھر رہے۔ پس یہ بالکل غلط بات ہے کہ آپکی ازواج مطہراتؓ نے ایک دوسری پر اپنے حقوق کو

قربان کر دیا تھا۔ نہ سوائے حضرت سودہؓ کے کسی نے اپنی باری کسی کو دی۔ نہ ایسا کرنا ضروری تھا۔ اگر یہ بات ضروری ہوتی تو خدا تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں اس شرط کو کیوں نہ بیان فرما دیتا۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے طرز عمل سے اس کی کیوں نہ تصدیق ہوتی۔ پھر اگر اس شرط پر ہی غور کیا جائے تو اسکی لغویت معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ دنیا میں کونسی ایسی عورت ہے جو اپنے تمام حقوق کو چھوڑ کر خاوند کو دوسری شادی کرنے کی اجازت دیدے۔ الا ماشاء اللہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ نے ایسا نہیں کیا تو اور کس کی طاقت ہے کہ ایسا کرے۔ اور جب ایسا ہو نہیں سکتا۔ تو ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم کا یہ حکم ایسا ہے جسکی تعمیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عورتیں اپنے اپنے حقوق کو قربان نہیں کرتیں لیکن خدا تعالےٰ نے دوسرا یا تیسرا چوتھا نکاح کرنے کے ساتھ پہلی بیوی سے رضا مندی اور اجازت حاصل کرنے کا ہرگز کہیں ذکر تک نہیں فرمایا۔ کیونکہ وہ خالق فطرت ہے وہ جانتا تھا کہ ایسا کرنے سے ہمارے اس حکم کی تعمیل محال ہو جائے گی اور وہ مصلحتیں اور ضرورتیں جو اس سے وابستہ ہیں پوری نہ ہو سکینگی۔ ہاں اس نے نکاح ثانی کا حکم دیکر اسبات کو ضروری اور فرض قرار دیدیا کہ اگر تم سب عورتوں میں ظاہری عدل کر سکو۔ اور آپس میں کسی قسم کا فرق نہ آنے دو۔ تو اس کے کرنے کی جرأت کرو۔ ورنہ ایک ہی عورت کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی عورت سے اجازت لی اور نہ کسی نے دی۔ اور نہ ہی قرآن شریف میں اس طرح کی اجازت لینے کا کوئی حکم ہے۔ اس لئے اب بھی کسی مسلمان کو اسبات کی ضرورت نہیں ہے کہ جبتک اسکی پہلی بیوی اسے نکاح ثانی کی اجازت نہ دے نکاح نہ کرے۔ اور یہ کہنا کہ چونکہ عدل ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے ایک سے زائد بیویاں نہیں کرنی چاہئیں شریعت اسلام کے خلاف ہے۔ وہ آیت جس سے یہ مطلب نکالا جاتا ہے یہ ہے۔ "لن تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ" کہ تم عورتوں میں عدل نہیں کر سکتے۔ اگرچہ تم اسکی حرص اور خواہش کرو۔ پس تم تمام کے تمام ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ۔ اور دوسری کو کسی ہوئی چیز کی طرح نہ کر دو۔ اس آیت میں جس عدل کا ذکر ہے وہ عورتوں کے متعلق ہے

اور جس سے انسان باوجود خواہش کے بھی خاطر خواہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں میں ایک ہی قسم کے عدل کا ذکر ہے یا علیحدہ علیحدہ کا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک نہیں کیونکہ اگر ایک ہی ہوتا تو چاہیئے تھا کہ کوئی مسلمان ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ اور اگر ایسا کرتا۔ تو اسے اسلام کے ایک حکم کی خلاف ورزی کرنیوالا قرار دیا جاتا۔ لیکن واقعات اس کے خلاف گواہی دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام کے علاوہ اور بھی سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ایسے مسلمان ہوئے ہیں جنہوں نے ایک سے زائد بیویاں ایک وقت میں رکھیں۔ اور ان سے عدل کیا۔ اگر عورتوں سے کسی قسم کا عدل کرنا بالکل ناممکن ہی تھا۔ تو یہ لوگ کس طرح کرتے تھے۔ وہ بھی تو ہماری طرح کے ہی انسان تھے۔ اس لئے وہ عدل جس کے کرنے کا حکم خدا تعالےٰ نے دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے جو ناممکن ہو پس یہ عدل اس سے علیحدہ ہے جسکے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تم کر ہی نہیں سکتے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ دونوں عدل الگ الگ ہیں۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر قرآن شریف کی اس آیت پر غور کیا جائے جسمیں چار تک بیویاں کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ عدل ظاہری معاملات کے متعلق ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذالک ادنیٰ الا تعولوا۔ یعنی اگر تم ایک سے زائد بیویاں کرنے سے ڈرو۔ تو ایک ہی کرلو۔ یا لونڈی کو بیوی بنالو۔ اس طرح کرنا تمہارے اخراجات عیالداری میں آسانی پیدا کرنیوالا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جو عدل کرنے کا ارشاد ہے وہ وہی عدل ہے جو تعولوا یعنی عیال کی پرورش اور نگہداشت کے متعلق ہے اور ایسے معاملات میں ہمت کرنے سے عدل ہو سکتا ہے کیونکہ عدل دو یا دو سے زیادہ چیزوں میں برابری اور مساوات قائم رکھنے کو کہتے ہیں۔ اور اس طرح کی برابری کو سب عورتوں کو بغیر کسی خصوصیت کے کھانا۔ کپڑا اور دیگر اخراجات دینا گفتگو میں یکساں نرمی اور ملاطفت برتنا ایک سے مکان میں ٹھیرانا کوئی مشکل امر نہیں۔ بیوی تو پھر بھی ایک ایسی چیز ہے جسے خدا تعالےٰ نے انسان کو سکینت قلب دینے والی قرار دیا ہے اور انسان کا بہترین دوست فرمایا ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ انسان اپنے دشمنوں اور حاسدوں سے ظاہری معاملات میں اس خوبی اور عمدگی سے

برتاؤ کرتے ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ فلاں کے دل میں فلاں کی نسبت کچھ کدورت اور رنجش ہے حتیٰ کہ انسان خود بھی اس طرح سلوک کرنے والے کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا۔ دشمن مدتوں اپنی آگ کو اپنے سینے میں چھپائے رہتے ہیں لیکن محبت سے پیش آتے ہیں۔ مخالف مدتوں مخالفت کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں لیکن یاروں سے جان نثاری کا ہی ثبوت دے جاتے ہیں مگر وقت پر اپنا کام بھی کر گذرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان باوجود دل میں دشمنی اور کینہ رکھنے کے بھی ظاہر طور پر کسی سے اچھی طرح سلوک کر سکتا ہے جب اس حالت میں کر سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ایک بیوی کے دوسری بیوی سے کسی بات میں کم درجہ پر ہونے کی وجہ سے ظاہری معاملات میں ان کا برتاؤ نہ کیا جا سکے۔ اگر کسی کی دو عورتوں میں سے ایک بد سلیقہ ہے تو ہوا کرے لیکن دوسری کو نان و نفقہ دینے میں اسکا سلیقہ کوئی ایسی روک نہیں ہو سکتا جو ایک خدا کے احکام پر عمل کرنے والے انسان کی طاقت سے بالاتر ہو۔ اگر ایک خوبصورت ہے۔ تو ہوا کرے۔ دوسری سے سنجیدہ پیشانی گفتگو کرنے میں اسکی خوبصورتی کوئی روک نہیں ڈال سکتی۔ یہی حال تمام باتوں کا ہے۔ ہاں یہ باتیں دلی محبت میں مساوات نہیں قائم رہنے دیتیں۔ اسی لیے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اسمیں عدل کرنا تمہاری طاقت سے باہر ہے۔ اس معاملہ میں تم معذور ہو۔ لن تعدلوا والی آیت میں اسی کے متعلق ذکر ہے واقعی یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ رکھ دیا گیا ہے کہ اعلیٰ اور ادنےٰ چیز کو ایک ہی نظر سے نہ دیکھے اور جس میں کوئی خوبی پائے اسکی طرف اسکا دل بہ نسبت دوسری کے زیادہ مائل ہو۔ اسلیئے اسکے متعلق یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ مساوات کو عمل میں لایا جائے۔ اور تمام ادنےٰ اور اعلیٰ چیزوں کو ایک سطح پر رکھا جائے۔ اسی آیت سے اس بات کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے کہ یہاں دلی محبت میں عدل کرنے کے متعلق ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ لن تعدلوا بین النساء ولو حرصتم۔ کہ تم اگر عورتوں میں عدل کرنے کی خواہش بھی کرو تو بھی عدل نہیں کر سکتے۔ اسکا اگر یہ مطلب ہوتا کہ چونکہ عورتوں سے کسی قسم کا بھی عدل نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے ایک سے زیادہ بیویاں نہیں کرنی چاہئیں۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ اسکے بعد یہ حکم دیا جاتا۔ کہ تم ایک سے زیادہ نکاح ہی نہ کرنا۔ لیکن بجائے اسکے خدا تعالےٰ نے یہ فرماتا ہے۔ کہ فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ یعنی تم سارے کے سارے ایک ہی عورت کی طرف نہ جھک جانا اور دوسری کو لٹکی ہوئی چیز کی طرح نہ چھوڑ دینا۔ اس فرمانے سے دوسری بیوی کا نہ کرنا نہیں نکلتا۔ بلکہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اسمیں خدا تعالےٰ نے ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ سلوک کرنے کے متعلق تنبیہ دی ہے۔ اور ملامت کی ہے کہ ایک ہی کی طرف بالکل نہ جھک جانا۔ دوسری کی طرف بھی خیال رکھنا۔ اگر خدا تعالےٰ کا منشاء اس آیت کے بیان فرمانے سے یہ تھا۔ کہ ایک سے زیادہ بیویاں نہ کی جائیں۔ تو پھر دو یا ایک سے زیادہ بیویوں سے سلوک کرنے کے متعلق ہدایت فرمانا کیا معنی رکھتا ہے۔ پس پہلی آیت میں ظاہری معاملات کے اندر عدل کرنے کا حکم ہے۔ جسکا ثبوت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے ذلک ادنیٰ الا تعدلوا فرما کر دید یا ہے اور دوسری آیت میں دلی محبت کے عدل کا ذکر ہے جسکا ہونا ناممکن ہے۔ اسی لیئے خدا تعالےٰ نے اس سے انسان کو معذور قرار دیکر چار تک عورتیں کر لینے کا مجاز رکھا ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے دونوں آیتوں میں تناقض اور اختلاف نہیں پیدا ہوتا۔ اور نہ کسی قسم کا اعتراض ان پر وارد ہو سکتا ہے۔ اسلیئے یہی معنی درست اور صحیح ہیں +

(غلام نبی دہلانوی)

حق برزبان جاری

۱۵ جون کے پیغام میں حضرت اقدس کی تقریر کا ایک حصہ چھپا ہے۔ جسکا یہ فقرہ ذیل الفاظ غور طلب ہیں۔

میں عیسےٰ سے کہتا ہوں کہ اتقوا سے لیکر والناس کما یا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچ کیا میری تکذیب آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی۔ اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اسی کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے انت منی وانا منک۔ بے شک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اسکی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے اور میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسول اللہ صلعم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لیئے جرات کرے ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کسکی تکذیب کرتا ہے (پیغام نمبر ۱۲۴ صفحہ ۴ کالم ۲)

اس عبارت کو غور سے بار بار پڑھو کہ اس سے مسئلہ کفر صاف ہو جاتا ہے۔ آپ نے بار بار فرمایا کہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ خدا کو چھوڑتا ہے جو میری تکذیب کرتا ہے سارے قرآن کی تکذیب کرتا ہے پس کیا اس بات میں شک باقی رہ جاتا ہے کہ آپ اپنا اور رسول اللہ صلعم کا معاملہ واحد قرار دے رہے ہیں۔ البتہ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور صاحب شریعت رسول ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی نبوت آنحضرت کی طفیل اور آپ کی وساطت سے ظلی طور پر ہے۔ اسلیئے کفر کا فتوےٰ بھی بوساطت آنحضرت صادر ہوتا ہے۔ اور اسی دریا سے آتا ہے جسمیں میرا آقا کرسی نشین ہے یہاں یہ عذر نہیں پیش ہو سکتا کہ آپ نے مکذبین کو کافر فرمایا ہے اور مکذب کے معنے ہیں جو زبان سے منکر یا کافر کہے۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی میں فرمایا ہے کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴) جو آپ کی بیعت میں داخل نہیں ہوتا اسی لیئے نہیں ہوتا کہ وہ آپ کو مفتری سمجھتا ہے۔ باقی رہے بے خبر لوگ سو ان کے بارے میں جو دیگر انبیاء کو نہ ماننے پر حکم ہے۔

پس مسیح موعود کے نہ ماننے پر حکم ہے کوئی الگ بات نہیں۔ پھر قرآن مجید میں بھی بار بار ذکر آیا ہے کہ کفار ہیں جو رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں تو کیا اس سے یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ جو دعوت سنکر خاموش تھے۔ وہ زمرہ کفار میں شامل نہیں تھے۔ اگر وہاں یہ بات نہیں تو یہاں بھی نہیں سمجھنا چاہیئے۔ پھر اسی عبارت کو غور سے دیکھو آپ نے چھوڑنا یعنی بیعت نہ کرنا (اور توقف بھی ایک قسم انکار کی ہے۔ دیکھو منصب خلافت) اور انکار و نہ ماننا بیعت نہ کرنا بھی تکذیب کے علاوہ لکھا ہے۔ پھر آپ نے اسی تقریر میں اپنے لیے رسول کا لفظ استعمال کیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اسوقت ایک معلم کی ضرورت ہے جو اس فساد کی آگ کو بجھائے مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو صرف ضروریات محسوسہ ہی دئے ہیں۔ کہا۔ بلکہ اپنے رسول کی عظمت وغیرہ کے اظہار کیلئے بہت سی پیشگوئیاں پہلے سے اسوقت کیلئے مقرر رکھی ہوئی ہیں +

پس جو دوسرے رسولوں کی بیعت نہ کرنے پر فتویٰ ہے وہی فتوےٰ آپکی بیعت نہ کرنے پر ہے۔ لا نفرق بین احد من رسلہ ہم رسولوں میں تفریق نہیں کرتے

الفضل میں اخبار احمدیہ

کے عنوان سے جو کچھ درج ہوتا ہے ناظرین کو معلوم ہے کہ اسمیں ابھی بہت کچھ اصلاح و ترقی کی گنجائش ہے جسکے لیئے ہم توفیق الٰہی کے منتظر ہیں

[illegible]

صاحب مدرس
... پور، تحصیل نانک گڈھ
ضلع انبالہ

۱۳۲۱ ۔ بخدمت منشی ...

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قادیان دارالامان ۱۴ جولائی ۱۹۱۵ء

امام اولوالعزم

خلیفہ برحق حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہٖ کا

سفر لاہور

اہل شہر کو تبلیغ اور منکرانِ خلافت پر اتمام حجت

(نمبر ۱)

اللہ تعالےٰ کی حکمت کے اسرار اور اس کی قدرت کے کرشمے کون سمجھ سکے۔ جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے۔ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہٖ کی صحت ایک عرصے سے خراب رہتی تھی۔ حلق کی شکایت کا علاج معالجہ برابر ہوتا رہا۔ کبھی کچھ افاقہ ہو جاتا تھا کبھی شکایت پھر عود کر آتی تھی۔ آخر پچھلے دوشنبہ کو حضرت نے ارادہ ظاہر فرمایا کہ ڈاکٹری معائنہ کی غرض سے بدھ کو لاہور جانا ہے۔ خدام کو ہدایات دی گئیں کہ فلاں فلاں ساتھ چلیں۔ اور باقی سب قادیان میں رہیں۔ چنانچہ حسب الارشاد جو کچھ عملدرآمد ہوا اس کی تفصیل الملاعیں گذشتہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کی جا چکی ہے۔

گو سفر لاہور کی یہ تقریب بظاہر حضور کی ناسازیٔ طبع پر مبنی ہو۔ لیکن اس کی تہ میں اللہ تعالےٰ نے اور بھی بہت سی مصالح رکھی تھیں۔ جن سے مخالفین پر حجت پوری ہو۔ سلسلہ عالیہ و خلافت حقہ کی غیبی تائیدات کو اہل لاہور بچشم خود دیکھ لیں۔ اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کے جوش تبلیغ و عزم مقبلانہ کا پُراثر نظارہ بھی ایک بار پھر اُسی شان سے لوگوں کے سامنے آ جائے۔ جیسا کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں متعدد مرتبہ دیکھنے کا موقعہ ملا ہو گا ٭

حاسدوں۔ بداندیشوں اور ازراہ نفسانیت عناد و عداوت رکھنے والوں کو کچھ نہ سوجھے تو ان کی قسمت۔ مگر خدا کے فضل سے ہمیں تو اس مبارک عہد خلافت اور خود جناب خلافت مآب کی ذات والا صفات میں سارا سماں وہی نظر آتا ہے جو کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں دیکھا کرتے تھے۔ وہی رجوع خلائق ہے وہی مریدان با اخلاص کا پروانہ وار آپ پر نثار ہونا۔ آپ کے قلب صافی میں حمایت حق کا وہی جوش۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کی وہی دھن۔ خدام کے ساتھ وہی خلق عظیم والا تازہ غرض جو باتیں ہیں اسی طرز ترکیب پر۔ کیوں نہ ہو۔ خدا تعالیٰ خود خبر دے چکا ہے کہ مصلح موعود حسن و احسان میں جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نظیر ہو گا (مفہوم الہام) پھر ماشاء اللہ اُسی زور و شور سے معاندین کے مقابلہ میں آپ کی تائید و نصرت ہوتی ہے۔ جس حالت میں کہ لوگ عزم استقلال سے اپنے اپنی اغراض کی جانب متوجہ ہیں اُسی سرعت سے مخلوق جوق در جوق آپ کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہے۔ تاریکی کے فرزند پروا نہ کریں۔ مگر جو سعید الفطرت ہیں۔ اور نور و ہدایت کے سچے طالب گار ہیں تو برابر خدا کے اس عظیم الشان برگزیدہ کو شناخت کرتے جا رہے ہیں۔ یہ وہی ماہ منیر ہے جس کی نسبت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا کہ ؎

کرو گا دور اُس مہ سے اندھیرا ٭ تو دکھوں گا کہ اک عالم کو پھیرا

اور جس کی زبان مبارک پر خود ہی کسی وقت خاص یہ الفاظ جاری ہو چکے ہیں ؎

کہ دتیرا کافور ہو جائیگی اک دن دیکھنا
میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

قادیان سے روانگی

آپ بدھ کی فجر کو نماز سے بھی پہلے روانہ ہوتے ہیں۔ رستہ میں نماز ادا فرما کر بٹالہ پہنچتے ہیں۔ بیرونجات کے احباب کو پہلے سے کافی اطلاع و مہلت بھی نہیں ملنے پائی۔ مگر امرتسر لاہور وغیرہ سٹیشنوں پر ماشاء اللہ پھر بھی اس گرمجوشی سے آپ کا استقبال و خیر مقدم ہوتا ہے جیسے ملائکہ نے دلوں میں القا کر کے حضور کے خدام کو بتعداد کثیر فراہم کر دیا ہو فالحمد للہ ٭

لاہور میں ورود مسعود

۷۔ جولائی (چہارشنبہ) کی صبح کو دس بجے حضرت صاحب مع خدام و رفقاء عالیمقام بخیریت تمام لاہور پہنچے۔ سٹیشن پر کم و بیش سو آدمی حضور کو سر آنکھوں پر لینے کے لئے موجود تھے جو ہاتھوں ہاتھ اپنے امام محترم اور تمام مہمانان مکرم و معظم کو گاڑیوں میں بٹھلا کر شہر لے گئے ٭

قیام گاہ

لاہور کی سرگرم و مخلص جماعت (مبائعین) نے حضور کے فروکش ہونے اور تواضع و مدارات کا سارا سامان پہلے ہی کمال مستعدی و سرعت سے کر رکھا تھا۔ میاں چراغ الدین صاحب کے مکان کے پاس ایک عالی شان مکان ہے اس کے صحن میں بہت بڑا شامیانہ نصب ہے۔ چھ سات کمروں میں فرش فروش چارپائیوں تکیوں وغیرہ کی قسم جملہ ضروریات مہیا کر دی گئی ہیں۔ حضور کے خدام اپنی اپنی خدمت پر مامور۔ موجود و مستعد ہیں۔ فجزاہم اللہ۔

حضرت اولوالعزم کی حالت صحت

ہر چند کہ حضور کی طبیعت ناساز تھی۔ اور بظاہر اسی وجہ سے سفر لاہور کی زحمت گوارا کی گئی۔ لیکن تبلیغ حق کا جوش جو ہر وقت حضرت کے دل میں موجزن رہتا ہے۔ اس نے یہ اثر کیا کہ ڈاکٹری معائنہ کے بعد معمولی چارہ سازی ہی میں صحت کی جانب سے تو بفضلہ تعالےٰ خاصہ اطمینان ہو گیا اور حضور کی توجہ و ہمت زیادہ تر مہمات دین کی ہی طرف منعطف و مصروف ہو گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ٭

حضرت کے ارادے

جیسا کہ ہم پچھلے پرچہ میں مختصراً ذکر کر چکے ہیں حضرت نے تبلیغ و اتمام حجت کی غرض سے چند نہایت اہم تجاویز اپنے مخلص خدام کو سمجھائیں جنہیں سے ایک یہ تھی کہ غیر احمدی معززین و رؤسا شہر کو دعوت دی جائے اور انہیں بلا کر خوب اچھی طرح تبلیغ کا حق ادا کیا جائے۔ دوسری تجویز یہ فرمائی کہ آج ۱۰ جولائی کی رات کو شہر کے تمام بڑے بڑے محلوں میں ایک ہی وقت ہمارے واعظین تبلیغی وعظ و تقریریں کریں تاکہ سارے شہر میں اک دھوم مچ جائے۔ جدھر نکلو اُدھر احمدیت ہی احمدیت کی گونج سنائی دے۔ اور صبح کو لوگ جگہ جگہ ہماری دعوت الی الخیر کا ہی چرچا کرتے ہوں۔ تیسرے یہ کہ پیغامیوں پر اس دفعہ پوری طرح حجت تمام ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ارادے خدا کے فضل سے ایک حد تک پورے ہو گئے۔ اور اُمید ہے کہ باقی بھی مصالح الٰہی کے ماتحت اپنے اپنے وقت پر پورے ہونگے جیسا کہ ناظرین نے اب تک سنا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ سنتے رہیں گے ٭

دربار خلافت

(الفضل کے لوکل رپورٹر نے قلمبند کیا)

مجددوں کی بعثت اور ان کے ماننے کی ضرورت

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بتایا جائے کہ مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود) نبی کس طرح تھے۔ چونکہ سائل بادجود اپنے علاقے کا رئیس اور پیرزادہ ہونے کے اَن پڑھ اور دینی مسائل سے ناواقف تھا۔ اسلیئے حضور نے اسکی قابلیت اور حالت کے مطابق چند نہایت آسان اور موٹی موٹی باتیں بیان فرمائیں جو ناظرین کرام کی خاطر ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-

حضور نے اس سے پوچھا کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے باقی تمام دعووں کو مانتے ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ میں پہلے آپ کو ابتدا سے بتاتا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان اللہ یبعث لهذہ الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینها۔ خدا کا وعدہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجا کرے گا۔ جو دین کی اصلاح کریگا۔ گندی باتیں دور کرے گا اور اسلام کی تعلیم کو پاک صاف کرے گا۔ ادھر قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ کہ ہم نے قرآن کو اُتارا ہے۔ اور ہم ہی اسکی لفظی و معنوی ہر طرح کی حفاظت کرینگے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جس قدر قرآن شریف کی حفاظت کے اسباب مہیا ہوئے ہیں۔ اور کسی کتاب کے لیئے نہیں ہیں۔ ہزارہا لوگوں نے اپنی عمر بہا اسکی خدمت میں صرف کر دی ہیں۔ اور بڑی بڑی ضخیم کتابیں ایسی ہیں جنہے کہ الفاظ اور زیروں زبروں پیشوں کو بھی گن رکھا ہے۔ الگ الگ قراتیں بھی تک محفوظ ہیں۔ لاکھوں ایسے آدمی ہیں جنہوں نے قرآن شریف کا ایک ایک لفظ زبانی یاد کیا ہوا ہے پھر لاکھوں اور کروڑوں قرآن کے نسخے چھپکر شائع ہو چکے ہیں اور ہر ایک ملک میں مسلمانوں کے ہونے کی وجہ سے پھیلے ہوئے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی ایسا وقت آئے کہ کوئی گورنمنٹ یہ ارادہ کرے کہ قرآن شریف کو دنیا سے نابود کردے تو وہ ہرگز نہیں کر سکتی کیونکہ مسلمان جونکہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اپنے پاس موجود قرآن شریف کے کچھ نہ کچھ نسخے رکھتے ہیں۔ اور تمام دنیا کبھی ایک بادشاہ کی حکومت میں ہی نہیں سکتی۔ اسلیئے ایسا بھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے مقابلہ اور کوئی مذہب بھی ایسا جو صرف ایک ایک ملک کی چار دیواری میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور ان کی مذہبی کتب کی اشاعت اسی ایک ہی ملک کے اندر محدود ہے۔ وہ مٹائے جا سکتے ہیں۔ ان کی کتابیں نابود ہو سکتی ہیں۔ پھر اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ قرآن شریف کے نسخوں کو (خدانخواستہ) کوئی نابود کر سکتا ہے تو بھی یہ پھر قرآن شریف دنیا میں موجود ہو سکتا ہے۔ کیونکہ لاکھوں حافظ موجود ہیں ان تو نابود کیا نہ جا سکتا ہے۔ غرض جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کی ظاہری حفاظت کے لیئے ایسے اسباب مہیا فرما دئے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ ناممکن ہے کہ کسی وقت قرآن شریف کی حفاظت میں نقص آسکے۔ جب ظاہری حفاظت اس درجہ تک مضبوط ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کے مطالب اور نکات کی بھی ضرور حفاظت کی ہوگی۔ اور ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ قرآنی مطالب کو بگاڑنے والی باتیں اسمیں داخل ہو کر مخلوقات کے گمراہ کرنے کا موجب ہوتی رہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن شریف ہمارے پاس موجود ہے۔ اسلیئے جو کچھ اسمیں لکھا ہے وہ ہم خود سمجھ سکتے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف کتاب کا موجود ہونا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا تاوقتیکہ اسکے مطالب کے سمجھانے والا بھی کوئی موجود نہ ہو۔ اگر ایک زمیندار کے سامنے ایک ایسی کتاب رکھدی جائے جس میں بڑے نصائح اور عمدہ باتیں درج ہوں۔ تو وہ اس سے کچھ بھی فائدہ نہ حاصل کر سکیگا کیونکہ جب وہ اسے پڑھ ہی نہیں سکتا تو فائدہ کیسا۔ یہی حال قرآن شریف کا ہے۔ جبکہ وہ ایسے آدمیوں کے سامنے ہو۔ جو کہ اس کے حقایق مطالب سے واقف نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ تو اسوقت تک کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ انہیں سمجھانے والا کوئی نہ ہو۔ مثلاً قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں سے یہ سلوک کرتے ہیں۔ یہ انعام دیتے ہیں۔ ان کی اسطرح مدد کرتے ہیں۔ ان کے دشمنوں کو اسطرح ذلیل کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب تک کوئی شخص کھڑا ہو کر یہ نہ کہے کہ مجھ سے خدا تعالیٰ کے یہ وعدے پورے ہوئے ہیں۔ آؤ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اس وقت تک قرآن کی سمجھ آنی مشکل ہے۔ پس اسطرح قرآن شریف کے سمجھانے والے کو مجدد کہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ میری اُمت میں ایسا کرے گا۔ اور ضرور کریگا کہ ہر صدی کے سر پر ایسے آدمی بھیجتا رہے گا۔ جو قرآن شریف لوگوں کو سمجھائیں گے۔ اور وہ غلط باتیں جو اسمیں شامل ہو گئی ہونگی ان کو دُور کریں گے۔ اور اسلام کی صاف اور روشن تعلیم لوگوں کو سکھائیں گے اب جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں۔ تو اسکے متعلق دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی (نعوذ باللہ) کہدے کہ آپ نے غلط کہا ہے۔ اور دوسری یہ کہ درست کہا ہے۔ جو غلط کہے گا۔ وہ تو مسلمان ہی نہیں۔ اسلیئے اس معاملہ میں اس سے ہماری گفتگو نہیں ہو سکتی۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا درست فرمایا اسکو چاہیئے کہ پھر اس صدی کا مجدد تلاش کرے۔ اور معلوم کرے۔ کہ کوئی ایسا انسان اگر اسکو دو یا دو سے زیادہ مجددیت کے دعویدار ملیں۔ تب تو فیصلہ کرنے میں اسے کسی قسم کی مشکل ہو سکتی ہے لیکن جب ایک ہی دعویدار ہو۔ اور زمین و آسمان بھی اسی کی تائید میں گواہی دے رہے ہوں۔ تو متلاشی مجدد کے لیئے اسکے قبول کرنے میں سوائے کوئی چیز روک نہیں ہو سکتی۔ بشرطیکہ وہ متلاشی حق ہو۔ اب ہر ایک مسلمان کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانہ میں کوئی ایسا انسان ہے جو دعوٰے کرتا ہے کہ میں مجدد ہوں۔ اگر ہے۔ اور اسکے سوا اور کوئی دعویدار نہیں۔ تو ضروری ہوا کہ اسکو بعد جانچ و پڑتال مان لیا جائے۔ اور جو اسے نہیں مانتا اسے غور کرنا چاہیئے کہ وہ کس طرف جا رہا ہے۔ اور کیا بن گیا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک ایسے شخص کے ماننے سے انکار کیا ہے۔ اور پہچاننے پر کوتاہی کی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے پورا کرنے والا۔ اور دین اسلام کی تجدید کرنے والا ہے بعض نادان کہتے ہیں کہ جب تم مرزا صاحب کو اس صدی کا مجدد کہتے ہو تو پہلی صدیوں کے مجددوں کے نام بھی بتلاؤ۔ تاکہ ہم مرزا صاحب کو مان لیں۔ جبکہ پہلے کسی مجدد کا بھی پتہ نہیں تو مرزا صاحب کو کس طرح مانیں۔ لیکن یہ نادان اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا الزام لگا رہے ہیں۔ کیونکہ آپ تو فرماتے ہیں کہ اللہ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجیگا لیکن یہ کہتے ہیں۔ کہ اسوقت تک کوئی نہیں آیا اگر کوئی آیا ہے تو اسکا نام بتلایئے۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا غلط نکلا۔ اگر یہ لوگ کچھ بھی غور و فکر سے کام لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا۔ وہ بالکل درست فرمایا ہے۔ اور ضرور پہلی صدیوں میں بھی مجدد آئے ہوں گے اگر ان کے نام ہمیں معلوم نہیں۔ تو نہ ہوں۔ کیونکہ ان سے واقف ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اپنے زمانہ کے مجدد سے واقف ہونا اور اسکو ماننا ہمارے لیئے ضروری ہے جسطرح اسوقت اگر کسی کو کسی ایسے نبی کا نام معلوم نہیں جسکا ذکر قرآن شریف میں نہیں آیا۔ تو اسکے نہ جاننے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۳ | ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء | بروز پنجشنبہ | مطابق یکم رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۰

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مع رفقاء سفر پیر کے روز بتاریخ ۱۲ جولائی تقریباً ۴ بجے قبل از عصر مع الخیر لاہور سے واپس رونق افروز قادیان ہو گئے۔ فالحمد للہ۔ خدام کے ساتھ دیر تک سلام و مصافحہ مسنونہ کا سلسلہ جاری رہا +

جناب مولوی فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب جنہیں حضرت صاحب ایدہ اللہ منکران خلافت سے شرائط زیر غور طے کرنے کے واسطے لاہور چھوڑ آئے تھے ۱۳ جولائی کی صبح کو واپس آ گئے کیونکہ مولوی محمد علی صاحب نے یہ کہا کہ شرائط تو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تحریراً بھی طے ہو سکتی ہیں +

گرلز سکول دارالامان قادیان میں ۳ ہفتہ کی گرمائی تعطیل کی گئی

طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام جو چھٹی میں اپنے گھروں کو گئے ہوئے ہیں وہ واپسی کیلئے ریلوے کنسیشن منگانا چاہیں تو یکم اگست تک جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمت میں درخواستیں بھیجیں +

۱۳ جولائی کو حضرت اقدس ایدہ اللہ نے حافظ روشن علی صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اور میر قاسم علی صاحب کو ملسیان ضلع جالندھر کی طرف روانہ فرمایا۔ وہاں ذکر تبلیغ حافظ جمال احمد صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب پہلے سے گئے ہوئے تھے جلسہ مخالفین نے کیا تھا۔ اتفاقاً مباحثہ کی صورت پیدا ہو گئی اور جس غرض کے لئے ہمارے مبلغ گئے تھے وہ بفضلہ پوری ہو گئی یہ دونوں صاحب قادیان واپس آتے ہوئے بٹالہ کے راستہ میں ہی ان تینوں بزرگوں کو مل گئے اور اپنے ہمراہ واپس قادیان لے آئے اور دربار خلافت میں جلسہ کے تمام حالات گزارش کئے +

افسوس کہ ہمارے مکرم فاضل میر محمد اسحٰق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا صاحبزادہ عزیز محمد ناصر جس کی عمر سوا دو برس کی تھی کچھ عرصہ کالی کھانسی کے مرض میں مبتلا رہ کر منگل ([illegible]) کی شام کو فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ میر صاحب کے تمام خاندان کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور انہیں عزیز مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین +

ہلال رمضان المبارک کی رویت یہاں بدھ (۱۴ جولائی) کی شام کو ہوئی۔ جمعرات کو پہلا روزہ تھا +

نوافل تراویح۔ بمعمول مسجد مبارک میں تہجد کے وقت پڑھے جاتے ہیں۔ اور مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عشاء یہاں قاری غلام یٰسین صاحب قرآن کریم سناتے ہیں اور وہاں (بڑی مسجد میں) حافظ جمال احمد صاحب۔ دونوں جگہ آٹھ رکعت باجماعت ادا کی جاتی ہیں +

بارش کا کئی روز سے سخت انتظار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی روزہ کو اپنی رحمت نازل فرما دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک +

مکرم و معظم حافظ روشن علی صاحب مع اہلخانہ بعد نماز جمعہ چند روز کے لئے اپنے وطن تشریف لے گئے +

اعتذار افسوس کہ یہ پرچہ کاپیاں خراب ہو جانے اور دوبارہ لکھے جانے کے سبب دو دن دیر سے شائع ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر)

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

اخبار احمدیہ

گلزار باغ (پٹنہ) کے ایک دوست نے حضرت صاحب سے ذیابیطس کی بیماری میں روزہ کے متعلق دریافت کیا تھا کہ رکھا جائے یا قضا کیا جائے۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا بیماری میں روزہ جائز نہیں اور ذیابیطس کے لئے تو بہت ہی مضر ہے" +

محی الدین پور (کٹک) سے ہمارے ایک مخلص دوست نے لکھا ہے کہ ہندو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سنکر بہت خوش ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے شاستر میں بھی ایک مہونا مقل (؟) کی خبر ہے جو اسی زمانہ میں آنیوالا تھا +

بوبک (تحصیل ظفروال) کے ایک دوست محمد اسمٰعیل صاحب کے ہاں خدا تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا کیا ہے اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے حضور نے اس کا نام محمد اکبر رکھا +

ستراہ (ضلع سیالکوٹ) سے محمد الدین صاحب دیہاتی چٹھی رساں نے روزہ کے متعلق مسئلہ پوچھا کہ میں بوجہ سفر روزہ نہیں رکھ سکتا۔ حضور نے جواب میں فرمایا جنکی ملازمت سفر کی ہو ان کو روزہ معاف نہیں ہو سکتا۔ اگر بیمار ہو جائے تو اور بات ہے +

گوجرہ سے مکرم بھائی محمود بیگ صاحب اپنے حق میں دُعا کے ملتجی ہیں +

میدان جنگ سے ہمارے مخلص دوست ڈاکٹر محمد حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی کی دُعا سے چند سعید الفطرت لوگ موقعہ پا کر میرے پاس آتے ہیں اور سلسلہ عالیہ کے ساتھ اظہار اخلاص کرتے ہیں +

خوشی کی بات ہے کہ اخویم مکرم جناب مولوی فضل الدین صاحب کے ہاں فرزند تولد ہوا ہے خدا تعالےٰ اس عزیز کو عمر دراز و نیک توفیق دے اور اپنے والد کی طرح مخلص خادم دین بنائے +

بابا پنجاب سنگھ صاحب کی اہلیہ جنکی بیماری کی خبر پہلے چھپ چکی ہے افسوس کہ انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون نماز جنازہ پڑھا جائے +

ہمیر پور سے مولوی عبد الصمد صاحب خبر دیتے ہیں کہ جو جھگڑا کی میں وہ مخالف مولوی صاحبان پر بفضل خدا فتح ملی۔ وفات مسیح کو بجز قبول کر لینے کے ان سے کچھ نہ بن پڑا +

سمبڑیال سے برادر خواجہ دین صاحب حل مشکلات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں احباب انکے حق میں دُعا کریں +

نکودر ضلع جالندھر سے سلامت علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ موضع ملسیاں میں مخالفین نے ایک جلسہ کیا اور آمیں مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی بلایا۔ وہاں کے لوگوں نے احمدیت کو نہایت بدنام کر رکھا ہے حتیٰ کہ بعض لوگ احمدیت اور عیسائیت کو مترادف سمجھتے اور کہتے ہیں کہ یہ کوئی اسلامی فرقہ نہیں بلکہ عیسائی فرقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت دے +

بھدرواہ (جموں) سے مولوی غلام نبی صاحب جو مدرسہ احمدیہ سے اُستاد تھے اور آجکل تبدیل ہو کے لئے ریاست جموں میں تشریف لے گئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کے متعلق کچھ پوچھتے ہیں تو انکے واعظ ان کو ملنے نہیں دیتے چونکہ وہ شہر میں گفتگو کرنے سے روکتے ہیں اور مکان چھوڑنے کی دھمکی دیتے ہیں۔ اس لئے میں نے رستوں پر تبلیغ شروع کر دی ہے اور باغوں میں جاتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ مولوی صاحب کی سعی جمیل مشکور فرمائے اور ہر ایک مبلغ کے دل میں تبلیغ اسلام کا ایسا ہی جوش دے + آمین +

خبریں

جنگ روما (پایہ تخت اٹلی) کی ایک سرکاری اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالین معرکوں میں آسٹریا کی سپاہ نے مختلف مقامات پر جو حملے کئے وہ بے سود کر دیئے گئے ہیں +

پیٹروگراڈ (روس) کی سرکاری خبر ہے کہ لوبلین کے تمام جنوبی علاقہ میں ہماری جارحانہ کارروائی کا سلسلہ وسیع ہوتا جاتا ہے غنیم برابر پیچھے ہٹ رہا ہے اس نے ہمیں قابو پانے کی ہر چند کوشش کی مگر عبث۔ روسیوں کا یہ بھی بیان ہے کہ ہم نے اب تک دشمن کے ۱۵ ہزار قیدی گرفتار کئے ہیں +

جنوب مغربی افریقہ کے جرمن گورنر نے ۹۔ جولائی بوقت ۲ بجے اطاعت قبول کر لی غنیم کی جس جمعیت نے وہاں ہتھیار ڈال دیئے ہیں اس میں ۲۰۴ افسر ہیں ۳۱۶۶ جنگی جوان ۳۰ میدانی توپیں اور ۲۲ کلدار توپیں +

تصحیح ضروری

الفضل مورخہ ۱۵ جولائی [illegible] کالم میں [illegible] اشاعت مورخہ ۱۳۔ جولائی کے [illegible] کالم [illegible] [illegible] مختلف [illegible] کے ساتھ نامہ پیام کا جو ذکر [illegible] واقعات [illegible] گئے ہیں جنہیں صحیح اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے [illegible] قدر نوک [illegible] ہو گئی ہے لہذا بغرض رفع غلط فہمی اسکی تصحیح ضروری [illegible] ہے۔ پس ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ کل خط وکتابت جو فریقین کے درمیان ہوئی ہے وہ موجود ہے اور انشاء اللہ اپنے وقت پر شائع ہو جائیگی لیکن خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ابھی تک طے نہیں ہوا کہ آیا مناظرہ [illegible] جانبین کی تقریریں ہونگی۔ دوران قیام لاہور میں جلسہ [illegible] حسب درخواست فریق ثانی ہم نے انکے پیش کردہ [illegible] متعلق ترمیمات کا مسودہ دوسرے فریق نے بھجوا دیا تھا اور شرائط کے لئے باہم زبانی گفتگو بھی فریقین کے مقررہ آدمیوں کے درمیان احمدیہ بلڈنگس میں ہوتی رہی ہے اور ابھی تک تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا مناظرہ ہوگا یا جلسہ تقاریر ہوگا ہم نے جو شرائط پیش کی تھیں وہ شرائط تقاریر تھیں اور فریق ثانی نے ترمیمات کا جو مسودہ پیش کیا تھا اسکی بعض شرائط کی وجہ سے صورت مناظرہ ہو جاتی ہے دوسرے فریق کو کہا گیا ہے کہ اگر وہ مناظرہ چاہتے ہیں تو درخواست تحریری پیش کریں تا کہ شرائط مناظرہ پیش ہو کر ان کا تصفیہ ہو۔ اسکے بعد ابھی تک کوئی کارروائی ایسی نہیں ہوئی جس سے یہ کہا جا سکے کہ مناظرہ ہوگا یا صرف تقاریر ان دوسرے فریق نے اس قسم کی درخواست مناظرہ پیش کرنے سے انکار کیا ہے مگر ابھی تک یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ کس فریق نے گریز کیا ہے +

حضرت خلیفۃ المسیح اپنی روانگی لاہور کے وقت جلد تر تصفیہ شرائط کے لئے اپنے قائم مقام وہاں چھوڑ آئے تھے اور مولوی محمد علی صاحب کے نام ایک خط بھی دیا تھا کہ وہ اپنے مقرر کردہ آدمیوں کو یہ تاکید کریں کہ وہ جلد تصفیہ کیطرف متوجہ ہوں مگر مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب چاہتے ہیں کہ آئندہ خط وکتابت کے ذریعہ تصفیہ شرائط کیا جاوے۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے نام ایک خط بھی لکھا ہے کہ آپکے مقرر کردہ آدمیوں کے لاہور ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

اس مجبوری کی وجہ سے ہمارے قائم مقام ۱۲۔ جولائی کی صبح کو قادیان واپس آ گئے ہیں تنسیخ بعد جو کارروائی ہوگی اسکی اطلاع اپنے وقت پر دی جاوے گی +

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۵ - جولائی ۱۹۱۵ء

امام اولوالعزم

خلیفۂ برحق حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کا

سفر لاہور

اہل شہر کو تبلیغ اور منکران خلافت پر اتمام حجت

(نمبر ۲)

اعلیحضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا یہ سفر گو لحاظ مدت و مسافت طول و مختصر کہا جا سکے۔ لیکن اپنے قیمتی نتائج کے لحاظ سے اُمید ہے کہ انشاء اللہ حضور کے مبارک عہد خلافت کا ایک اہم کارنامہ ثابت ہوگا ۔

جو احباب الفضل کی گذشتہ اشاعتوں کو شروع سے آخر تک بغور ملاحظہ فرماتے رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہوگا۔ کہ گو تفصیل و ترتیب کا کما حقہٗ اہتمام و التزام نہیں ہو سکا۔ اور یہ بعض وجوہ سے ذرا دقت طلب بھی تھا۔ لیکن اس سفر کے متعلق ضروری ضروری اطلاعات قریباً سبھی نہ کسی عنوان کے تحت ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا مقصود صرف بعض اہم واقعات پر ایک نظر ڈالنا ہے ۔

منکران خلافت سے نامہ و پیام

چونکہ مجوزہ جلسۂ تقریر یا مباحثہ کے متعلق ضروری شرائط کا ابھی کوئی قرار واقعی تصفیہ نہیں ہوا۔ لہٰذا اس بارہ میں فی الحال ہم کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے۔ گو واقعات صاف و صریح ہمارے سامنے ہیں۔ جن سے ہر ایک معاملہ فہم و منصف مزاج انسان بآسانی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے مگر بنظر احتیاط اس حصہ کو اختتام نامہ و پیام تک کے لئے ملتوی کرتے ہیں ۔

حضرت صاحب کا لیکچر اہل شہر سے خطاب

دوسرا اہم واقعہ ہمارے امام محترم حضرت فضل عمر کا وہ لیکچر ہے۔ جو ۱۲ جولائی کی شب کو بعد نماز مغرب حاطۂ میاں سراج الدین صاحب میں ہوا۔ جس۔ کہ سامعین کی تعداد ڈیڑھ دو ہزار سے کم نہ ہوگی۔ اس دعوت الی اللہ میں معززین شہر کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ جماعت لاہور کے سرکردہ احباب نے جلسہ کا انتظام معقول پیمانہ اور عمدہ طریق پر کیا تھا فجزاہم اللہ۔ اس مؤثر و شاندار منظر کی مختصر کیفیت جو الفضل کے خاص رپورٹر نے قلمبند کی حسب ذیل ہے :-

دریوں اور کرسیوں سے جلسہ گاہ کو سجایا۔ اور بجلی کی روشنی سے منور کیا گیا تھا۔ لوگ مغرب سے پہلے ہی جوق جوق آنے شروع ہو گئے تھے۔ اور جب ۸ بجکر ۵۰ منٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح نے لیکچر شروع فرمایا تو اس وقت تمام وہ جگہ جو سامعین کے لئے تیار کی گئی تھی بھر چکی تھی۔ اور ابھی بہت سے لوگ جگہ کی تلاش میں کھڑے تھے۔ اس پر بیٹھے ہوئے احباب کو جو بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں کہا گیا کہ آپ مہربانی کر کے ایک دوسرے کے ساتھ ملکر بیٹھ جائیں تاکہ کوئی صاحب سننے سے محروم نہ رہ جائیں۔ اسطرح بہت سی جگہ نکل آئی۔ اور کھڑے ہوئے صاحبان بھی بیٹھ گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد پھر جو دیکھا گیا تو بہت سے نئے آئے ہوئے حضرات کھڑے تھے۔ اس لئے مکرر وہی پہلی گذارش ذرا زیادہ زور دار الفاظ میں کی گئی۔ اسپر پھر جگہ نکل آئی۔ اور ایستادہ لوگ بیٹھ گئے لیکن چند ہی منٹوں کے بعد پھر جگہ کی کمی محسوس ہونے لگی چونکہ لوگوں کو اس طرح گنجان بٹھا دیا گیا تھا کہ اب ان میں اور جگہ کے نکلنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے یہ کہا گیا کہ جس قدر احمدی احباب اور خصوصاً لاہور کے احمدی صاحبان جلسہ گاہ میں بیٹھے ہیں وہ اُٹھ کر آنے والوں کے لئے جگہ خالی کر دیں۔ اور خود وہاں بیٹھیں یا کھڑے ہو جائیں۔ جہاں فرش بچھا نہیں ہے۔ (اسجگہ صرف یہی نہیں کہ فرش نہیں کیا گیا تھا بلکہ عمارت کی تعمیر شروع ہونے کی وجہ سے اینٹیں اور روڑے بھی پڑے تھے) اس حکم کی تعمیل احمدی احباب نے بڑی خوشی اور فراخ دلی سے کی اور اُٹھ کر وہاں چلے گئے۔ انکی جگہ نوآمدہ احباب سے پُر ہو گئی۔ لیکن چند منٹ کے بعد ماشاء اللہ پھر وہی "جائے تنگ است و مردمان بسیار" کی شکایت موجود تھی۔ چونکہ اب کوئی چارہ نہ تھا کہ آنے والوں کے بیٹھنے کا کیا انتظام کیا جائے اس لئے خاموشی اختیار کی گئی۔ اور لوگ جلسہ گاہ کے دروازے سے گذر کر سڑک تک کھڑے رہے۔ اور ہر ایک مذہب و ملت کے لوگ سامعین میں موجود تھے۔ یہاں جگہ کے ناکافی ہونے کا باعث منتظمین جلسہ کی کوئی کوتاہی قرار نہیں دے سکتے۔ کیونکہ انہوں نے لوگوں کے آنے کی اُمید کے مطابق کافی سامان کر لیا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی تحریک کی کہ وہ خلاف اُمید بہت زیادہ تعداد میں آ گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی یہ تقریر اس موضوع پر تھی کہ آپ اہل لاہور کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ پیغام اپنی زبان سے پہنچا دیں جس کو لیکر وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے۔ حضور کے تقریر شروع فرمانے کے بعد چند منٹوں میں سامعین پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ ہر وہ شخص جو جلسہ گاہ میں موجود تھا۔ مثل تصویر نقش حیرت نظر آتا تھا حضور نے خدا تعالیٰ کے رب العالمین ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے تقریر شروع فرمائی۔ پھر اسلام کے سچے اور اعلیٰ مذہب ہونے کے دلائل بیان فرمائے۔ بعدہٗ دنیا میں انبیاء کے آنے کی ضرورت کو واضح طور پر مختصر مگر نہایت مؤثر و دلنشین الفاظ میں بیان فرمایا۔ اسکے بعد انبیاء جو دنیا کی اصلاح کرتے ہیں اس کی تشریح فرمائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اللہ کے ان کاموں کو سرانجام دینے کی طرف سامعین کو توجہ دلائی جو انبیاء دنیا میں آکر کیا کرتے ہیں۔ بالآخر آپ نے حضرت مسیح موعود کے پیغام صلح کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ یہ تقریر قلمبند کر لی گئی ہے ۔ انشاء اللہ عنقریب شایع کر دی جائے گی ۔

تقریر کا مؤثر اور دلکش ہونا اور یہ امر کہ خدا تعالیٰ نے خود لوگوں کے دلوں میں شرکت جلسہ کی تحریک فرمائی تھی اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس کے کہ سخت گرمی کا موسم تھا اور لوگ نہایت تنگی سے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھے ہوئے بلکہ بہت سے کھڑے تھے۔ لیکن پھر بھی جب حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۰ بج کر ۱۰ منٹ پر اپنی تقریر کو ختم

فرمایا۔ اور کرسی پر رونق افروز ہوگئے تو کوئی شخص بھی اپنی جگہ سے ہلا۔ اور نہ کسی قسم کی آواز نکالی۔ تمام کی تمام جلسہ گاہ میں خاموشی اور سکوت کا عالم طاری تھا جب کچھ دیر ہونے لگ گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح نے حکم فرمایا کہ اذان کہی جائے۔ جب اذان کہی گئی تب لوگوں کو اختتام تقریر کا یقین ہوا۔ اور وہ بصد حسرت و افسوس اُٹھ اُٹھ کر چلے گئے جب یہ تقریر چھپ کر شائع ہوگی۔ اس وقت ناظرین کو پتہ لگیگا کہ کس شان کی ہے۔ فی الحال صرف اتنا ہی بتاؤں کافی ہوگا کہ جلسہ میں چونکہ ہر مذہب و ملت ہر حیثیت ہر مذاق و خیالات کے لوگ موجود تھے۔ اس لئے کچھ محل تعجب نہ ہوتا۔ اگر حاضرین میں سے کوئی شخص کسی بات پر اظہار ناپسندیدگی و بے لطفی کرتا۔ لیکن سامعین پر فرداً فرداً نظر کرنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب کے سب ہمہ تن گوش ہوش بستہ ہوئے کامل توجہ اور دلچسپی سے لیکچر سننے میں محو ہیں اور ختم تقریر کے بعد ابھی کچھ اور سننے کے منتظر تھے۔ گرمی کا موسم۔ جگہ کی تنگی عدم گنجائش کے سبب پنکھوں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا پھر بھی لوگوں کو اسطرح ہمہ تن گوش دیکھ کر خدا تعالیٰ کے پیارے بندوں کی قبولیت کا نظارہ معاندین خلافت حقہ کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ لیکچر کی اطلاع کے لئے ایک اشتہار شائع کیا گیا تھا۔ اور ہمارے منادی نے شہر میں چکر لگا کر زبانی بھی کسی قدر اعلان کیا تھا۔ لیکن جیسا کہ چاہیئے تھا ویسا اعلان عام نہیں ہو سکا۔ تاہم حاضرین کی کثرت سے ماشاء اللہ ایک عظیم الشان جلسہ ہوگیا۔ فالحمد للہ ٭

لاہور کے احمدی احباب جس تندہی گرمجوشی اخلاص اور خوشی سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تشریف آوری سے لے کر روانگی تک مہمانوں کی خاطر و مدارات اور انصرام ضروریات میں کمال مستعدی سے کمربستہ رہے۔ انکی للہیت تعریف و تحسین سے مستغنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی انکی بہتر جزا دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی روانگی کے وقت تمام احباب سٹیشن پر آئے۔ اور بعض میاں میر تک بھی ہمراہ گئے۔ امرتسر کے احباب کو اگرچہ حضرت صاحب کی روانگی کی اطلاع بہت تنگ وقت میں ملی تھی تاہم کچھ دوست سٹیشن پر آگئے تھے۔ بٹالہ کے سٹیشن پر احمدی برادران نے دودھ۔ کی لسی وغیرہ سے مہمانوں کی تواضع کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور اسطرح ۱۳ جولائی کو حضرت کا یہ پہلا سفر بخیر و عافیت دارالامان واپس پہنچ کر یہ سفر ختم ہوا ٭

مُباحثہ شملہ

اکثر احباب کو علم ہوگا کہ ابتدا میں یہ مباحثہ مولوی عمرالدین صاحب مبائع اور بابو عبدالحق صاحب منکر خلافت کے درمیان قرار پایا تھا مگر منکرین نے اپنی کمزوری محسوس کر کے حکیم محمد حسین عرف مرہم عیسیٰ کو بُلا لیا۔ پھر حضرت فضل عمر خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے میاں محمد سعید صاحب کو اپنی جماعت کی امداد کے لئے بھیجدیا۔ دوران مباحثہ میں غیر مبائعین نے عجیب عجیب اعتقادات کا انکشاف ہوا جو بالکل غیر احمدیوں کے معتقدات سے ملتے ہیں بلکہ بعض ان سے بھی بیہودہ تر۔ جن کا ذکر اشاعت مورخہ ۶ جولائی میں ہو چکا ہے علاوہ ازیں یہ بھی سُنا گیا ہے کہ مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بابو عبدالحق صاحب اور مرہم عیسیٰ میں اختلاف ہے۔ اول الذکر مانتے ہیں کہ حضرت صاحب کا دعوےٰ ظلی اور مجازی وغیرہ نبوت کا تھا جس میں اور کوئی مجدد شریک نہیں۔ گو یہ نبوت ان کو زمرۂ انبیاء میں شامل نہیں کرتی۔ مگر مرہم عیسےٰ کہتے ہیں کہ آپ پر لفظ نبی کا اطلاق ہی جائز نہیں کیونکہ یہ نبوت ویسی ہی ہے جیسی دیگر محدثین کی۔ حیرانی ہے کہ ان لوگوں کی عقل کو کیا ہوگیا؟ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں میں ہی نبی کہلانے کے لئے مخصوص ہوں۔ اور میرے نشانات اگر ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے (دیکھو حقیقۃ الوحی اور چشمہ معرفت) مگر یہ کہتے ہیں کہ آپ نبی کہلا سکتے ہیں۔ اور نہ زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ افسوس! ارشاد کونوا مع الصادقین کی خلاف ورزی کا یہ نتیجہ ہے کہ عقلیں ہی مسخ ہوگئی ہیں اور خلیفۂ برحق حضرت فضل عمر ایدہ اللہ سے عداوت کا وبال ہے کہ رفتہ رفتہ لیمزقنّھم کے مصداق ہوتے جاتے ہیں ہماری جماعت شملہ کے سکرٹری صاحب خبر دیتے ہیں مسئلہ نبوت کے متعلق بحث تقریباً ختم ہو چکی ہے مگر جناب پریزیڈنٹ صاحب نے ابھی تک فیصلہ صادر نہیں فرمایا۔ گو فریقین حسب قرارداد پابند نہیں ہیں کہ انکے فیصلہ کو تسلیم کریں تاہم بڑی دلچسپی سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ ناظرین بھی منتظر ہیں

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مسئلہ حیات و وفات مسیح

ابتدا ہوتی کی بابت اہلحدیث مورخہ ... جولائی میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ آنیوالا مسیح نبی ہوگا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ نبی ہو کر نہیں آئینگے بلکہ انکی نبوت سابقہ ہوگی یعنی گو وہ نبی نہ ہونگے مگر نبی ضرور ہونگے اور وہ باوصف نبوت کے۔ احکام اسلامی احکام کی پابندی میں امتی بنکر تشریف لائینگے ان کی نبوت جدیدہ نہ ہوگی ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

حضرت عیسیٰ اس لفظ و سند میں جیسے اب داخل ہیں اس وقت بھی ایسے ہی ہونگے کسی قسم کی جدت اس میں نہ آئیگی۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ گویا تابع شریعت محمدیہ ہونگے تو بھی وصف نبوت قائم رہیگا اور آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ کے رسل کے مفہوم میں داخل ہونگے۔ بہرحال ان کی نبوت جو ہے وہ چھینی نہیں جائیگی وہ بدستور نبی رہینگے۔ اس سے اتنا تو ثابت ہوگیا کہ آنے والا مسیح نبی ضرور ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہے یا امت محمدیہ کا کوئی فرد۔ عیسیٰ ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ آنیوالا مسیح امت محمدیہ کا ایک فرد ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم قرآن مجید سے ثابت ہے کہ فوت ہو چکا ہے اور مردے دنیا میں واپس نہیں آ سکتے پس لامحالہ وہ آنیوالا مسیح اس امت کا کوئی فرد ماننا پڑیگا۔ یا حدیث کی تکذیب لازم آئیگی کیونکہ قرآن مجید بہرحال حدیث پر مقدم ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اس بات کے مدعی ہیں کہ وہی عیسیٰ آنیوالا ہے تو اس کی حیات ثابت کریں کیونکہ اگر وہ بقید حیات نہیں بلکہ فوت ہو چکا ہے جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ تو پھر ان کا یہ زعم باطل ہے کہ وہی مسیح بن مریم دوبارہ دنیا میں آنیوالا ہے۔

قابل توجہ خریداران الفضل

بہت سے احباب نے وی پی واپس کر دئے ہیں حالانکہ پہلے سے انکی اطلاع ہو چکی تھی۔ بعضوں نے واپسی کی وجہ بھی کوئی نہیں لکھی۔ اسطرح دفتر کا بڑا نقصان ہوتا ہے۔ براہ مہربانی ایسے جملہ احباب پر ایسی

دربار خلافت

(الفضل کے لوکل رپورٹر نے قلمبند کیا)

آداب مجلس

حضور نے حدیث کا درس دیتے ہوئے فرمایا بعض نادان کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بڑی دلیری اور جرأت سے سوال کئے جاتے تھے۔ اور آپ ان کا جواب دیتے تھے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ صحابہ تو کہتے ہیں۔ نہینا ان نسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شئی۔ ہم منع کئے گئے تھے کہ کسی بات کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جبکہ صحابہ کرام کو سوال کرنے سے منع کر دیا گیا تھا تو معلوم ہوا مسلمانوں کو جرأت اور دلیری سے پوچھنے کی ہمت ہو سکتی تھی۔ پھر کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے مجلس عام میں پوچھا گیا تھا کہ آپ نے یہ کرتہ کہاں سے پہنا ہے؟ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کے سوال کرنے والے لوگ صحبت نبوی کے آداب و تہذیب کی کمی کی وجہ سے ایسا کرتے رہے ہیں ورنہ کیا وجہ تھی کہ صحابہؓ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معمولی سوال کرتے ہوئے بھی ڈریں مگر باہر کے لوگ آپ سے قسمیں دے دیکر پوچھیں (اس وقت وہ حدیث پڑھائی جا رہی تھی جس میں ذکر ہے کہ ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی قسم دیکر پوچھا کہ کیا آپ کو خدا نے پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟) آجکل منکرین خلافت حجت کے طور مبائعین پر یہ بات پیش کیا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم اور آپکے خلفاء پر تو لوگ بڑی جرأت اور دلیری سے سوال کرتے اور باتیں پوچھتے تھے لیکن تم لوگوں میں یہ جرأت نہیں اس لئے تم پیر پرست ہو گئے ہو۔ ہم کہتے ہیں اگر اس طرح کے سوال کرنا ایمانی جرأت کی نشانی ہے تو گویا سب جلیل القدر صحابہ بڑے بزدل اور ڈرپوک تھے کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال نہ کرتے تھے۔ ان اہل بادیہ اگر کرتے تھے اسلئے انہیں صحابہ سے بڑھ کر ایمانی جرأت سے کام لینے والے کہنا چاہیئے پھر حضرت عمر پر سوال کرنے والا کوئی صحابی نہ تھا عام شخص تھا کیونکہ اگر کوئی صحابہ میں سے ہوتا تو ضرور اس کا نام لیا جاتا لیکن یہ ایک بے نام شخص کی طرف سے روایت ہے اگر اس طرح سوال کرنا کوئی عمدہ اور پسندیدہ بات ہوتی۔ تو کیوں حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ نہ کرتے کیا ان میں جرأت اور دلیری نہ تھی؟ تھی اور ضرور تھی مگر چونکہ اس طرح کہنا کوئی اچھی بات نہ تھی اس لئے کسی نے نہ کہا۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سوال کرنے والے بھی وہی لوگ تھے جو یا تو منافق تھے یا اہل بادیہ جو آداب مجلس سے بیگانہ تھے اس لئے اس احمقانہ دلیری اور جرأت کو حجت کے طور پر پیش کرنا اپنی حماقت کا ثبوت دینا ہے۔ ہاں یہ بات اس وقت قابل سند ہو سکتی تھی جبکہ ایسا فعل کسی جلیل القدر صحابی کی طرف سے وقوع پذیر ہوتا۔

دعوت اسلام دینا

معاذ کی یہ حدیث کہ بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انک تاتی قوماً من اھل الکتاب فادعھم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان اطاعوا لذالک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی یوم ولیلۃ فان ھم اطاعوا لذالک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقۃ۔ یعنے بھیجا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا۔ تم کچھ اہل کتاب سے ملو گے پس انہیں اس بات کی شہادت کے لئے بلانا کہ اور کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کا رسول ہوں اگر وہ یہ بات مان لیں تو انکو آگاہ کرنا کہ اللہ نے انپر ہر ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ نے انپر زکوٰۃ فرض کی ہے۔

اس سے منکرین خلافت یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ غیر مسلم لوگوں کو اول اللہ اور رسول منوانا چاہیئے یعنے کچھ عرصہ انہیں صرف اتنی ہی تعلیم دینی چاہیئے کہ وہ زبانی طور پر اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کریں۔ اور اپنے عمل سے اس کا کوئی ثبوت نہ دیں اس کے بعد انہیں نماز پڑھنا سکھانا چاہیئے۔ اور دیگر احکام اسلام کے بجا لانے کی تکلیف نہ دینی چاہیئے پھر کچھ عرصہ بعد زکوٰۃ بتانی چاہیئے۔ اور اسی طرح ترتیب وار تمام احکام پر ان سے عمل کروانا چاہیئے۔ لیکن یہ بالکل غلط بات ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سب باتیں ہر ایک انسان پر اسی وقت سے فرض ہو جاتی ہیں جبکہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ یہ باتیں نو مسلم کو سکھانی چاہیئیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک بات سکھا کر چھوڑ دیا جائے۔ اور کچھ عرصہ بعد دوسری سکھائی جائے پھر تیسری اور چوتھی وغیرہ۔ احکام یکے بعد دیگرے اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ ایک وقت اور ایک دفعہ تو یہ سب ایک زبان سے نہیں نکل سکتیں بیان کرنے والا ضرور کسی ترتیب سے ہی کہیگا اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح فرمایا ہے ورنہ باتیں سب ایسی ہی ہیں جو ایک وقت میں مسلمان ہونے والے پر فرض ہو جاتی ہیں۔

کیا خلافت کے منکر فاسق نہیں؟

عن ابی ھریرۃ قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابوبکر بعدہ وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ تعالی فقال ابوبکر واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عقالا کانوا یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اور ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ اور عرب کے جو کافر ہوئے کافر ہو گئے تو عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم ان لوگوں سے کیونکر لڑو گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا ہے کہ مجھے لوگوں سے لڑنے کا اس وقت تک حکم دیا گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ پس جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا لیا مگر کسی حق کے بدلہ۔ پھر اس کا حساب اللہ پر ہے پس ابوبکر نے کہا خدا کی قسم میں اس شخص سے لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم اگر وہ ایک ایسے عقال (رسی کا ٹکڑا) کو روکینگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دیا کرتے تھے تو میں ان سے لڑونگا اس کے نہ دینے پر۔

اس حدیث سے جو باتیں نکلتی ہیں انہیں سے دو یہ ہیں اول یہ کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ غیر مبائعین کس طرح فاسق ہو سکتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیئے کہ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو مسلمان تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے لیکن حضرت ابوبکر کے زمانہ میں دینے

احمد نبی اللہ

وَّآخَرِيْنَ مِنْهُمْ
(الآیہ سورۃ الجمعہ)

(از حضرت مولانا الفضل اولنا جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

حدیث ستفرق امتی الخ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت کی پیشگوئی کے مطابق آپ کی امت تہتر فرقے ہوں گی ہے۔ اور ایک کے سوا جو ناجی ہے باقی سب ناری ہوں گے۔ آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ناجی فرقہ سب سے آخری ہے کیونکہ آخرین کا لفظ ایسا ہے جس کے معنے ہیں سب سے پیچھے آنے والے۔ اور حدیث کیف تھلک امۃ انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی آخرھا سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آخرین کا گروہ مسیح موعود کی جماعت ہے۔ اور فقرہ آخرین منھم کے معطوف علیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود [illegible] وحانیت وکمالات نبوت ورسالت محمد رسول اللہ ہی ہیں۔ اور [illegible] سے ایک کا ناجی ہونا معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود پر ایمان لانے کی وجہ سے ہے اور ایسا ہی ایک کے سوا دوسروں کا ناری ہونا آپ کے انکار کی وجہ سے۔ اور آخرین منھم کے فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ وہ آخری گروہ جو مسیح موعود پر ایمان لانے سے ناجی ہے گا۔ وہ آنحضرت [illegible] لانے والے صحابہ سے ہوگا اور یہ قول کہ صحابہ سے ہوگا تو دعا [illegible] سے مسیح موعود کے وجود اور ظہور کو عین محمد رسول اللہ کا [illegible] ظہور قرار دیتا ہے۔

پس منھم کے لفظ سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ جیسے پہلے صحابہ کے ناجی گروہ کے سوا دوسرے سب ناری فرقے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیئے گئے اسیطرح آخرین کے صحابہ کے سوا دوسرے سب ناری فرقے ہیں۔ وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ٹھیرے۔ اور آنحضرت کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزا ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعثت اول اور ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر کفر میں بعثت اول کے کافروں سے بہت بڑھکر ہیں۔

اس مختصری تبصرہ کے بعد غیر مبائعین بھائیوں کی توجہ کو ہم سلسلہ ذیل امور کیطرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھائے اور حق کو قبول کرے۔ وذلک علی اللہ بعزیز

(۱) مسیح موعود کی جماعت آخرین منھم کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت کے صحابہ سے ہونے کے لئے صحابہ بننے والوں نے آنحضرت کا وجود بعوث پایا ہو۔ پس صحابہ بننے کی شان ایک امتی پر ایمان لانے کا نتیجہ نہیں ہو سکتی اور صحابی بننے کا مرتبہ احمد پر ایمان لانے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ نہ کسی غلام احمد سے فاعتبروا وتدبروا۔

(۲) حضرت مسیح موعود کا بیعت لینے کے وقت یہ فرمانا کہ "آج میں احمد کے ہاتھ پر ۔ ۔ ۔ ۔ توبہ کرتا ہوں" اور بجائے غلام احمد کے صرف احمد کا اسم زبان پر لانا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مبائعین کا احمدی کہلانا آپ کے احمد ہونے کی شان کے لحاظ سے ہے نہ کہ غلام احمد ہونے کی وجہ سے۔ فتدبروا وتفکروا۔

(۳) حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا جب ہم صحابہ بنا دیتا ہے تو کیوں آپ کا آنحضرت کے سلوں اور کافروں سے نہیں بناتا۔

(۴) اور ایک غلطی کا ازالہ میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم" کے الہام میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں۔ اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔ اب اس الہام سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) یہ کہ آپ محمد ہیں اور آپ کا محمد ہونا بلحاظ رسول اللہ ہونے کے ہے نہ کسی اور لحاظ سے (۲) آپ کے صحابہ آپ کی اس حیثیت سے کہ محمد رسول اللہ کے ہی صحابہ ہیں جو اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم کی صفت کے مصداق ہیں۔ اشداء علی الکفار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح صحابہ آپ کی معیت اور آپ پر ایمان لانے سے مومن ہیں اسیطرح کفار آپ کے انکار اور آپ سے علیحدگی اختیار کرنے سے کافر ہیں اور پھر اس کفر اور ایمان کے باہمی اختلاف کی وجہ سے کافروں اور مومنوں کا باہمی مقابلہ رہتا ہے۔ لیکن مومن جو آپ کے صحابہ اور آپ کی معیت والے ہیں۔ ان کی علامت قرار دی ہے کہ وہ کافروں کے مقابلہ میں استقامت اور استقلال کے لحاظ سے نہایت ہی قوی اور سخت ہیں۔ اور آپس میں ہمدردی اور مہربانی سے ایک دوسرے کے ساتھ پیش آنے والے ہیں۔ نہ مومنوں کے مقابلہ میں کافروں کا ہاتھ بٹانے والے۔ اور نہ وہ سلوک جو کافروں سے چاہئے مومنوں سے کرنے والے۔ اور نہ کافروں کی طرح مومنوں کی مخالفت میں اپنی طاقتوں کو صرف کرنے والے۔ یعنی وہ کافروں کا مقابلہ کرنے والے ہیں نہ مومنوں کا۔

(۵) حضرت مسیح موعود کا الہام کہ دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کے کام کے لئے ایک اللہ کا نبی دنیا میں آیا ہے۔ جیسے سوا دوسرا کوئی نہیں لیکن باوجود اس عظمت اور شان کا عظیم الشان نبی ہے۔ دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ کسکو قبول نہ کیا اس نبی کو اس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود خدا کے نزدیک نبی ہیں لیکن دنیا کے نزدیک نہیں۔ اور دنیا میں اس نبی کا آنا نبی کی حیثیت سے ہے نہ کسی اور حیثیت سے۔ دوسرے الہام میں فرمایا "لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون" یعنی تیرا ایک ایسا درجہ ہے جو آسمان میں ہے۔ اور ان لوگوں میں جو بصیرت رکھتے ہیں۔ پھر ایک اور الہام ہے جو زمین کی طرف سے بطور حکایت بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے "یا نبی اللہ کنت لا اعرفک" یعنی زمین پر ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ وہ پکار اٹھے گی کہ اے نبی اللہ میں تجھے نہیں پہچانتی تھی۔ ان تینوں الہاموں پر یکجائی نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں۔ اور نبی اللہ ہو کر ہی دنیا میں آئے لیکن دنیا نے آپ کو قبول نہ کیا۔ دنیا سے مراد دنیادار لوگ ہیں جیسے تیسرے الہام سے زمینی لوگ مراد ہیں۔ اور دوسرے الہام کے فقرہ لک درجۃ فی السماء سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ درجہ جو آپ کے لئے آسمان میں اور اہل بصیرت لوگوں میں مسلم ہے وہ نبوت کا درجہ ہے۔ کیونکہ یہی وہ درجہ ہے کہ جس کو دنیادار اور زمینی لوگوں نے شناخت نہ کرنے کی وجہ سے قبول نہیں کیا۔ اور جنہوں نے قبول کیا انہیں بصیرت والا کہا ہے اور کنت لا اعرفک سے اسکی اور بھی تائید ہوتی ہے کنت لا اعرفک سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ زمین پر دو زمانے آنے والے ہیں۔ ایک وہ زمانہ جس میں مسیح موعود کے نبی ہونے کی شان کو زمینی لوگوں نے شناخت نہیں کیا۔ دوسرا وہ جس میں شناخت کیا۔ پہلے الہام میں یہ فرمانا کہ خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمینی لوگوں کا آپ کے نبی اللہ ہونے کی

نشان کو شناخت کرنا زور آور حملوں کے ظہور سے پہلے ہوگا اور آپکے
نبی اللہ ہونیکی شان کو شناخت کرنا زور آور حملوں کے ظہور کے بعد۔
اس لحاظ سے اس سے بھی پایا گیا کہ مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے
کی شان میں فرق نہیں۔ البتہ فرق ہے تو ماننے والے لوگوں کی شناخت
اور عدم شناخت کے زور مختلف زمانوں کا۔ اس الہام سے یہ بھی
ظاہر ہوتا ہے کہ بیعت والے لوگ وہی ہیں جو آپ کو نبی اللہ ہونیکی
شان کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ اور پھر زور آور حملوں کے ظہور
سے پہلے لیکن جنہوں نے آپ کو زور آور حملوں سے پہلے نہیں قبول
کیا۔ وہ اصحاب بصیرت سے نہیں ؛

(۶) غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھنا واٰخرین منہم کی شان پر
حملہ اور صحابہ کی حیثیت کو ملیا میٹ کرنا ہے کیونکہ واٰخرین منہم
سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی جماعت کے لوگ مسیح موعود کے
منکروں کے کسی گروہ سے بھی نہیں ہونگے۔ اور نہ ہی آپکے منکروں
سے کوئی گروہ آپ کی جماعت سے شمار کیا جائے گا بلکہ آپکی جماعت
کو اگر کسی سے نسبت ہوگی تو وہ صحابہ کی جماعت ہے اور یہی وجہ
ہے کہ آخرین کے ساتھ منہم کا لفظ زیادہ کیا گیا کہ مسیح موعود
کی جماعت کو صحابہ سے سمجھنا چاہیئے نہ کسی اور گروہ سے جو مسیح موعود
کے منکروں سے ہے۔ اب مسیح موعود کے منکروں کو بھی مسلمان ہی
سمجھنا اور مسیح موعود کی جماعت کی طرح انکو بھی داخل اسلام میں
داخل سمجھنا گویا آنحضرت کے منکروں کو مسلمان سمجھنا ہے اور مسیح
موعود کی جماعت کیساتھ آپکے منکروں کو اسلام میں شریک سمجھنا گویا
آنحضرت کے منکروں کو آپکے صحابہ کے اسلام میں شریک ٹھہرانا ہے
۷۔ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ جب ایمان ثریا پر اٹھ جائے گا۔
تو اسے دوبارہ میں پیدا کرنے والا فارسی الاصل مرد یعنی مسیح موعود
ہوگا۔ اب جب مسیح موعود کے منکر باوجود آپکے انکار کے مسلم ہی ٹھہرے
تو ماننا پڑا کہ وہ اسلام اور ایمان جو ثریا سے لاکر مسیح موعود لوگوں
کو دینے والے ہیں۔ اور جو آپکے بغیر کسی کو بھی نہیں مل سکتا وہ
آپکے منکروں کے پاس بھی موجود ہوگا۔ تب ہی تو مسیح موعود کے منکروں
کو مسلم کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ مسلم نہیں کہلا سکتے۔ پھر اس سے
مسیح موعود کا آنا ہی عبث ٹھہرا۔ دوسرا نیز آپکے ایمان کے مفقود ہونے
کے متعلق آنحضرت کا قول بھی غلط ٹھہرا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات
بابرکات پر بھی اعتراض۔ ونعوذ باللہ من ذالک ؛
۸۔ غیر احمدیوں کو مسلمان کہنا اگر اس وجہ سے جائز ہے کہ وہ
بظاہر ارکان اسلام کے پابند اور اسلام کے مدعی ہیں تو [illegible]

یہ جو عرض ہے کہ مسیح موعود کے فتوے کے پیچھے ان کو ہم مسلمان سمجھے
اسلام کی کوئی بھی حقیقت نہیں صرف رسم کے طور پر ان کی مسلمانی
ہی ہے کیونکہ مسیح موعود نے تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۸ پر حاشیہ میں تحریر فرمایا
کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنیوالے اور تکذیب کی راہ اختیار
کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں کہ
میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ
مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے
اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور
مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو
تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ
ہے کہ اِمامکم منکم یعنی مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے
فرقوں کو جو دعوےٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔
حضور کا یہ فرمانا کہ تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے
ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا۔ کیا اس فقرہ میں بکلی ترک کرنیکا ارشاد
غیر احمدیوں کے متعلق ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ہے۔ یا
ان کے کافر ہونے کی وجہ سے فافہموا ذ [illegible] ؛

(۹) واٰخرین منہم سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے پہلے
صحابہ میں خلافت کا قیام ہوا۔ ایسا ہی آخرین میں ہونا چاہیئے
کیونکہ آخرین انہیں میں سے جو ہوئے پھر آیت استخلاف
کے فقرہ لیستخلفنہم سے اس کی اور بھی تائید ہوتی ہے۔ اس
طرح پر خدا نے فرمایا کہ خلافت کو قائم کرنا میرا کام ہے اور
اس کے قیام میں روکوں کو اٹھانا اسے استحکام بخشنا بھی میرا
ہی کام۔ اب خلافت کا جواز اور قیام۔ یہ آلٰہی منشا کے مطابق ہوا
اور ولیمکنن لھم اور ولیبدلنھم من بعد خوفھم
امنا کے ارشاد کے مطابق تمکین دین۔ اور تبدیل خوف بامن سے
اس کی اور بھی تصدیق اور تائید ہوئی جیسے کہ واقعات سے ظاہر
ہے۔ لیکن منکران خلافت کے وہ ملکہ ترت امیر اور خلیفے جو
چار پانچ کی تعداد تک تقرر یافتہ ہوئے۔ اور بظاہر وہی [illegible]
میں جماعت کی مدح اور سلسلہ کے مدار المہام سمجھے گئے ان کا اس
شخص کے مقابلہ میں کہ جسکو وہ تحقیر کی نگاہ سے دیکھتے اور نالائق
اور کم سن اور ناتجربہ کار کہتے سمجھتے ہر طرح کی ناکامیوں اور نامرادیوں
سے تھک کر رہ جانا۔ کیا خدا تعالیٰ کے پوشیدہ ہاتھ نے صاحبزادہ
حضرت فضل عمر کو دن دونی اور رات چوگنی انواع اقسام کی
ترقیوں سے تمکین دین کے تاج عزت سے خلیفہ برحق بنا

نہیں کر دیا۔ الفضل کے کالموں کا ہر ہفتہ میں سینکڑوں مبائعین
کے اسماء کی فہرست سے پر ہونا کیا اس بات کی کافی شہادت
نہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی جماعت کس قدر ترقی کر رہی
ہے لیکن ادہر امیر اور ماننے خلفاء اور ترقی کا یہ حال کہ امامت و
خلافت کے رو سامان سے لیکر آج تک تنزل ہی تنزل اور ادبار
ہی ادبار ہے۔ پہلے روز اگر بالفرض مبائعین کی تعداد زیادہ سے
زیادہ دو تین ہزار تک بھی سمجھ لی جائے تو آج حق کی مخالفت کی یہ
ادبار نحوست سے زیادہ سے زیادہ دو تین سو کی تعداد باقی رہ
گئی ہوگی۔ سو یوماً فیوماً موجودہ تعداد روبہ تنزل ہی ہے اور انکا
کی رفتار ترقی معکوس کی طرف سرعت کے ساتھ قدم اٹھا رہی ہے
اور خدا کے فضل سے وہ دن قریب ہے۔ جبکہ باقی غیر مبائعین کے
متعلق بھی یخرون علی الاذقان سجدا انا کنا خاطئین
کی الہامی صداقت کا راحت بخش نظارہ نظر آئے۔ وما ذالک
علی اللہ بعزیز ؛

(۱۰) مصلح موعود کا نام حضرت مسیح موعود نے الہام کی بنا پر
فضل عمر، بشیر۔ اور محمود بتاکر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود صاحب
کو مخصوص کر دیا۔ با وجود مسیح موعود کی اس الہامی تخصیص کے
غیر مبائعین کا اس سے انکار کرنا۔ ان کے فساد پر دال ہے
نہ صلاحیت پر۔ پس مصلح موعود کے وجود کے ذریعے قوم سے
ایسے لوگوں کا انکار سے علیحدہ ہونا قوم کی اصلاح ہے پھر
انکار کے بعد بیعت کرنا دوسری اصلاح ہے۔ پس واقعات
کی اس بین شہادت کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کے
مصلح موعود ہونے کی حقیقت میں کونسی کسر باقی رہ گئی۔
فللہ در من صدق الحق والصدق ؛

(بقیہ از صفحہ ۵)

انکار کر دیا تھا۔ ان کے ساتھ خلیفہ کو زکوٰۃ دینے کے سبب
کافروں کا سا سلوک روا رکھا گیا تو کیا سرے سے خلافت کا انکار
کسی مسلمان کے لئے روا ہو سکتا ہے! ہرگز نہیں۔ دوسری
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو احکام نبی کی معرفت لوگوں کو
پہنچے ہیں ان کا جاری رکھنا خلیفہ کا کام ہوتا ہے۔ اور
وہ خلیفہ کے وقت میں لوگوں کے لئے اسی طرح قابل تعمیل
ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں وہی کچھ ان لوگوں
سے لونگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے ؛

[illegible]

[illegible]

فلسطین کا [illegible] | عیسیٰ ابن مریم [illegible] | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پر زور [illegible]

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام اڈیٹر

باقی تمام خط بنام مینیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہوں

چندہ بیرونی ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible])

قیمت بہرحال پیشگی [illegible]

جلد ۳	۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء	بروز [illegible] شنبہ	مطابق ۴ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۴ھ	نمبر ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت طبی معائنہ کے بعد سے بفضلہ تعالیٰ روز بروز ترقی پر ہے۔ حضور نے خطبہ جمعہ رمضان المبارک کی فضیلت اور فوائد پر پڑھا۔ جو انشاء اللہ اپنے وقت پر شائع کیا جائیگا ✦

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جو تقریریں حضرت فضل عمر ایدہ اللہ نے دسمبر ۱۴ء میں فرمائی تھیں مع خطبہ جمعہ کے قریباً تیار ہو چکی ہیں۔ اور انشاء اللہ بہت جلد شائع ہو جائینگی۔ انجمن ترقی اسلام انکے شائع کرنیکی سعادت حاصل کرے گی ✦

۱۸۔ جولائی کو سید [illegible] صاحب ایم اے سابق پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور حضرت صاحب سے ملنے کے لئے تشریف لائے ✦

خریداران الفضل برمہربانی اپنے چندہ کی بقایا کیطرف توجہ فرمائیں اور توسیع اشاعت کا بھی خیال رکھیں

اخبار احمدیہ

ماجرہ ضلع گجرات سے محمد عبد اللہ صاحب خبر دیتے ہیں کہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ۸۔ جولائی حسب الحکم خلیفۃ المسیح تشریف لائے۔ مولوی غلام رسول صاحب نے سورہ فاتحہ کی تفسیر فرمائی جس کا حاضرین پر بہت اثر ہوا پھر مولوی صاحب لاہور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حافظ غلام رسول صاحب نے مردوں اور عورتوں میں ایک پُر تاثیر وعظ فرمایا۔ مسیح موعود کے دعاوی کی عمدہ طور پر توضیح فرمائی اور جمعہ آپنے جہلم پڑھایا۔ وہاں چار آدمیوں نے بیعت کی پھر ۹ جولائی کو موضع دھوریہ میں تشریف لے گئے وہاں وفات مسیح۔ دلائل صداقت مسیح موعود۔ ضرورت امام کے متعلق مفصل تقریر کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی سات آدمی بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ اللھم زد فزد ✦

لاہور سے امام الدین صاحب لکھتے ہیں کہ میرا لڑکا بہت بیمار ہے اہل عیال سخت پریشان ہیں احباب اس کے حق میں دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے شفا بخشے ✦

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ایک عزیز نے ان دنوں صرف دو ناسوں یعنی دلملالمان و فضل عمر کے پتہ سے پہنچایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک شہرت دونگا۔ سو الحمد للہ کہ آج تک یہ الٰہی وعدہ مختلف رنگوں میں پورا ہو رہا ہے ✦

افسوس کہ پٹیالہ میں مولوی فضل حق صاحب جو آنریبل خلیفہ صاحب کے مختار عام تھے ۴ جولائی کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعود کے قدیم فدائی اور شروع ہی سے سلسلہ عالیہ کے پُر جوش فرد تھے خدا تعالیٰ آپکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے احباب بیرونجات ان کا جنازہ غائب پڑھیں ✦

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع [illegible] قادیان سے چھپکر شائع ہوا)

شیخ حسن صاحب احمدی (مالک) مسلم بک ایجنسی حیدرآباد سندھ نے امسال بھی ایک رنگین خوشنما اسلامی کیلنڈر شائع کیا ہے جس میں رمضان المبارک کے اوقات سحری و افطاری متعلقہ حیدرآباد کے علاوہ رمضان مادی الحجہ چار ماہ کی جنتری [illegible] ہے نقشہ اوقات نماز میں اذان، روزہ کے متعلق آیات قرآنیہ [illegible] لکھی ہیں۔ جزاہ اللہ۔ جن احباب کو یہ کیلنڈر درکار ہو۔ شیخ صاحب موصوف سے منگائیں۔

رسید رپورٹ مباحثہ قلعہ دیوپٹ بلکنہ۔ اور حالات جلسہ لدھیاں وغیرہ چند ضروری مراسلات دفتر الفضل میں پہنچ چکے ہیں افسوس بوجہ عدم گنجائش ابھی ان کی اشاعت نہ ہو سکی۔ انشاء اللہ جلدی ہی ان کے چھاپنے کی کوشش کی جائیگی۔ احباب متعلقہ مطمئن رہیں۔

قلمی معاونین الفضل کی خدمت میں گذارش ہے کہ متعلق جماعتوں سے متعلق ضروری اطلاعات انجمنوں کی قابل تقلید خدمات طیبہ و دلچسپ علمی مضامین اور تبلیغی رپورٹوں کی جانب خاص توجہ فرمانے کی ضرورت ہے اور توسیع اشاعت کی طرف بھی معزز خریداروں نے ابھی کوئی قابل ذکر التفات نہیں فرمایا۔ مہربانی فرما کے جاگیں اور اپنا کام کریں۔ سلسلہ عالیہ کا حق تو ہر احمدی پر ہے۔ مگر دینی معرفت و افضال الٰہی کے لحاظ سے بعضوں کی خاص ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں۔ ان سے غافل رہنا فرض شناسی و شان ایمان سے بعید ہے۔

مالیپورہ ادیبے پورہ سے مکرمی نور الحسن صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ بندہ نے بہت سے تبلیغ کے مواقع نکالکر مختلف اشخاص کو تبلیغ کی چند سعید الفطرت روحوں نے میری باتوں کو غور سے سنا۔ اور کہا کہ ہم ان مسائل کو اپنے مولویوں سے دریافت کرینگے اتفاق سے وہیں ایک تاجر عرب بھی موجود تھے۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ جب تم عیسیٰ علیہ السلام کو قبر میں بھیجتے ہو ختم نبوت تو ٹوٹ گئی۔ کیونکہ تمہارے نزدیک تو وہ دوبارہ آئینگے۔ اس پر وہ چپ ہو گئے اور پھر عرب سے مخاطب ہوئے۔ عرب یہ سنکر بولے بات ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر لوگ اٹھکر اس عرب سے گفتگو کرنے لگے۔

اور اس نے حضرت کی کتب دیکھنے کی خواہش کی۔ اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان علوم حقہ سے مستفیض کرے جو خدا کا پیارا مسیح دنیا میں لایا۔

سونی پت سے ماسٹر نور الٰہی صاحب نے جو تبلیغ حق کا خاص جوش رکھتے ہیں اپنا وقت خرچ کر کے ایک لمبا سفر کیا اور لوگوں کو خدا کے مسیح کا پیغام پہنچایا۔ اور موسمی رخصتوں میں آرام کرنے کی بجائے تبلیغ احمدیت کی خدمت کرنا زیادہ ضروری سمجھا فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

پنڈ لالہ کے میاں فضل الٰہی صاحب اور ان کے دو بھائی مسجد کے فوجداری مقدمہ میں مبتلا ہیں دوست ان کے حق میں دعا کریں۔

مباہلہ۔ ایک احمدی نے کسی غیر احمدی سے مباہلہ کر لیا اور پھر حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا حضور نے جواب میں فرمایا۔ آپ نے سخت غلطی کی ہے اللہ کسی کا غلام نہیں۔ اور نہ وہ کسی کی مقرر کردہ میعاد کا پابند ہے۔ آپ بہت توبہ و استغفار کریں۔

زیادہ سے زیادہ آپ مباہلہ کر سکتے تھے گو وہ بھی خلیفہ کی اجازت درست نہ تھا۔ یہ کہنا کہ خدا ضرور اس عرصہ میں عذاب نازل کریگا۔ بڑی غلطی ہے حضرت نے بھی کبھی اس قسم کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس قسم کی وحی میں بھی احتیاط سے کام لیا کرتے تھے۔

حیدرآباد دکن سے ایک غیر احمدی صاحب حضور کو لکھا کہ افسوس میں حضرت مرزا صاحب کو نہیں دیکھ سکا مجھے آپ کے مشن اور کاموں سے پوری ہمدردی ہے۔ البتہ حضرت علیہ الرحمہ کی رسالت کے متعلق میرا شرح صدر نہیں ہوا ہے۔ شاید اب اس کا وقت آگیا ہو۔ آخر میں صاحب موصوف نے حضرت سے اپنی ایک اہم مشکل کے حل ہونے کے لئے دعا کی بھی درخواست کی ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے اور شرح صدر بخشے۔

گوجرہ سے عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں۔ کیہاں بڑی مخالفت ہے لوگ میری دوکان سے سودا تک نہیں لیتے احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔

دھرم کوٹ سے محمد بان صاحب لکھتے ہیں کہ میری لڑکی امۃ الحفیظ فوت ہو گئی ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

خبریں

جنگ ورسا کے شمالی علاقہ میں ۲۲ جولائی کو غنیم نے جو جنگی کارروائی شروع کی تھی اس کے جوابی حملوں میں وہ پا مرجانہ سکا۔

روسیوں نے لوبلن کے جنوب میں لڑتے ہوئے ۴ جولائی سے ۱۱ جولائی تک ۱۲۷۹۱ قیدی گرفتار کئے۔ ہولم کی طرف بھی لڑائی ہو رہی ہے۔

مغربی میدان جنگ کے متعلق ۱۵ جولائی کی [illegible] ہے کہ دشمن نے بلجیم میں ڈنکرک سے جانب [illegible] فرنچوں پر گولہ باری کی۔ اور اس کے شمال میں جرمنوں نے دو بار سوئسیز کے قریب اپنی خندقوں کو چھوڑ کر جانے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہیں ہوئے مسلسل گولہ باری میں ایلس کے گرجے کو خاص کر ضرر پہنچا۔ مگر ہمنے جو ارگون میں ہارے گئے تو جرمن خندقوں میں جنگلات ارگون کے جانب مغرب ایک مقام پر اپنے قدم جما لئے۔

مختلف آسام میں شدت باران اور طغیانی کے سبب ریلوے لائن جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی ۱۰ جولائی کی تار جو ٹھیک کر پنچ روز تک کلکتہ میل نہیں پہنچی۔

پالونیر لکھتا ہے کہ میسوپوٹیمیا میں پہلے دنوں جو قیدی پکڑے گئے ان میں چار جرمن اور دو امام بھی تھے ان سے گفتگو کرنے پر پتہ لگا کہ جرمنوں کے مسلمان ہونے کی افواہیں بالکل غلط ہیں۔

ایسٹرن بنگال کی ایک تارپیڈو بوٹ جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ تیز ترین اور سب سے زیادہ آرام دہ ہوگی۔ جس نے اپنا پہلا سفر ۱۲ جولائی کو کیا۔ اس کا طول ۲۷۰ فیٹ اور وزن ۶۳ ٹن خرچ اس پر قریباً ۲ لاکھ ۲۵ ہزار روپیہ ہوا ہے۔ اس کی رفتار پچاس میل فی گھنٹہ ہوگی۔

لندن کی تار خبر مورخہ ۱۵ جولائی سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو آگلے ہفتے ۲۵ کروڑ پونڈ کیلئے دوسری تحریک کرنی پڑیگی۔

آنریبل مسٹر جے سی گوڈلے صاحب ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کی میعاد ملازمت میں ۹ نومبر ۱۹۱۶ء تک کے لئے ایک سال کی توسیع منظور کی گئی ہے [illegible]

تھا خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہیں۔ وہ دوسرے نہیں دیکھ سکتے۔ پس ایسے لوگوں کا حق ہے کہ وہ اپنی عبادت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کریں۔ کیا ہی خوش نصیب اور مبارک ہیں وہ جنہیں اپنی غلامی کا یہ رتبہ دیا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی اے رسول ان لوگوں کو کہہ دو کہ اگر تم اللہ کے ساتھ محبت کرنا چاہتے ہو۔ تو میری اطاعت کرو۔ اس سے اللہ تمہارے ساتھ محبت کرنے لگے گا ✦

جماعت احمدیہ کی خوش نصیبی

پھر کیسی ہی خوش نصیب ہے وہ جماعت جسکو ایسا زمانہ نصیب ہوا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پورا پورا تعلق رکھنے والا اسکی محبت اور شفقت کا کلام سننے والا اسکی تائید اور برکت حاصل کرنیوالا انسان ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ کے بعد بڑے بڑے بزرگ اور ولی گذرے ہیں۔ مگر انکی یہی خواہش رہی ہے کہ کاش ہم صحابہ میں سے ہوتے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ صحابہ کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پایا۔ ہم نے آپ کی صحبت اٹھائی اور آپ سے فیوض حاصل کئے ✦

سب سے بڑا انعام

سب سے بڑا فضل اور انعام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی سے کلام کرے۔ لیکن اس سے دوسرے درجہ پر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنیوالے انسان کے ساتھ تعلق ہو۔ کیونکہ نبیوں کو خدا تعالیٰ سے بلاواسطہ تعلق ہوتا ہے اور نبیوں کے ماننے والوں کا بالواسطہ۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض آدمیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ بلاواسطہ کلام کرتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا فضل ہے جس کا ہماری جماعت کے لوگوں کو شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اب کونسی طاقتیں انہیں دکھ دے سکتی ہیں جبکہ خدا تعالیٰ انکا ہو گیا ہے۔ جب کوئی کسی کے گھر چلا جائے اور گھر والا اس پر مہربان ہو۔ تو نوکر اور خدمتگار خود بخود جی جی کرتے پھرتے ہیں لیکن اگر گھر والا ناراض ہو۔ تو نوکر بھی بات نہیں کرتے ✦

نبیوں کی حفاظت خدا کرتا ہے

لیکن جس پر خدا راضی ہو اُسے کسی کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ لوگ انہیں خواہ پہاڑ سے نیچے پھینک دیں۔ دریا میں ڈالدیں۔ آگ میں جلاویں۔ انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ مارٹن کلارک کے مقدمہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے سب کو فرمایا کہ استغفار کرو دیکھنے میں کیا آتا ہے دیکھا کہ ایک کوٹھڑی ہے جو اپلوں سے بھری ہوئی ہے لوگ ان پر تیل ڈالکر آگ لگا رہے ہیں۔ میں نے نظر اٹھا کر جو اسکے سر کے دروازے کیطرف دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ خدا کے پاک بندوں کو کوئی جلا نہیں سکتا۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر سنکر کہ ؎

بہ جہاں آگ میں پڑکر سلامت آنیوالی ہے

وہ بات یاد آگئی۔ خدا کے پیاروں کو نہ کوئی قتل کر سکتا ہے نہ جلا سکتا ہے نہ پہاڑوں سے گرا کر مار سکتا ہے اور نہ دنیا کی کوئی اور چیز نقصان پہنچا سکتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ خدا ان کا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے طاعون کو دیکھا کہ ایک ہاتھی ہے جو ادھر ادھر سونڈ مارتا پھرتا ہے لیکن آپ کے سامنے آکر اس نے عاجزی سے سونڈ رکھ دیا ہے پھر آپ کو یہ الہام ہوا۔ خدا تعالیٰ کا یہ سلوک کسی ایک ہی شخص سے نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت سے ایسے لوگ گذرے ہیں جنکو یہ فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ اسلام ان سب کی عزت کرتا ہے اور یہ فضیلت صرف اسی مذہب کو حاصل ہے کہ ہر ایک نبی کی عزت کرتا ہے خواہ وہ کسی ملک اور کسی زمانہ میں اور کسی قوم میں پیدا ہوا ✦ ایران کے بادشاہ گشتاسپ کے وزیر جاماسپ کی لکھی ہوئی ایک کتاب ہے اسمیں لکھا ہے کہ ایران سے تین نبی پیدا ہونگے۔ ایک کا نام پیسیا زرہی ہوگا (پیسیا اور مسیحا ایک ہی ہے) اسکی اور شیطان کی آخری جنگ ہوگی۔ اور وہ شیطان کو قتل کریگا۔ لیکن تلوار سے نہیں بلکہ دعاؤں سے۔ یہی وہ پیشگوئی ہے جو حضرت مسیح کے کلام اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام سے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ثابت ہوتی ہے۔ اب ایسے عظیم الشان انسان کا کوئی کس طرح مقابلہ کر سکتا ہے ✦

حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے کہ میں کرشن اوتار ہوں۔ محمدؐ، آدم، موسیٰ، ابراہیم ہوں۔ ان سب کو لوگوں نے دکھ دینے کے لئے بڑے زور مارے مگر کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اس لئے کہ ان کا حامی خدا تعالیٰ ہو گیا تھا۔ پس خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھنے سے بہت بڑا انعام شرف مکالمہ کا حاصل ہوتا ہے اور جنکو یہ نعمت حاصل ہو جائے انہیں دنیا کی کوئی چیز خوف میں نہیں ڈال سکتی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے کسی واقعہ سے گھبراتے نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایسے ایسے واقعات پیش آئے کہ دوست گھبرا جاتے لیکن آپ کوئی پروا نہ کرتے۔ مولوی سرور شاہ صاحب گورداسپور کا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ مجسٹریٹ نے کہا کہ میں مرزا کو ہتھکڑی لگائے بغیر نہیں چھوڑونگا حضرت صاحب نے سنا۔ تو لیٹے ہوئے اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ مارتا ہے نقصان اٹھائے گا۔ چنانچہ اسکے دو بیٹے تھے دونوں مر گئے حالانکہ وہ اپنے ارادہ میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ تو ان لوگوں کو کوئی بھیڑیا نہیں کھا سکتا خدا تعالیٰ کی نصرت انکے ساتھ ہوتی ہے۔ اس لئے جو کوئی ان کا مقابلہ کرتا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ✦

مسئلہ کفر و اسلام کا آسان تصفیہ

میں حیران ہوں کہ کفر اور اسلام کے مسئلہ میں مخالفین کیوں الجھ رہے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ آتے ہیں۔ اُن کو کوئی انسان ہونے کے لحاظ سے مانتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی انسان تھے آپ کی بشریت کا تو کوئی منکر نہیں۔ ہر ایک مذہب و ملت کے لوگ یہ جانتے ہیں کہ آپ ایک انسان تھے۔ تو انسان ماننا تو ایسی بات نہیں جس کا انکار کیا جائے۔ ہاں انکار یہ ہوتا ہے کہ ایک انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے لیکن نادان کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے نہیں آیا۔ یہ انکار اس انسان کا انکار نہیں بلکہ اس کے بھیجنے والے یعنی خدا تعالیٰ کا انکار ہوتا ہے اسی طرح ایک بیوقوف کہتا ہے کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اس لئے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کا انکار کفر ہو۔ ہم کہتے ہیں مسیح موعود کا انکار بحیثیت آپ کے انسان اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خادم ہونے کی وجہ سے کفر نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے اور آپ کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ پس نادان اپنی نادانی سے انسانوں میں فرق کرتے اور کہتے ہیں کہ ایک کا انکار بڑا اور دوسرے کا چھوٹا ہے لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تو خدا کا انکار ہے اور وہ بہت بڑا ہے چھوٹا نہیں۔ اسکی طرف سے کوئی آجائے اس کا انکار کبھی چھوٹا انکار نہیں ہو سکتا۔ روس کا ایک کونٹ تھا وہ پہلے بادشاہ کا دربان تھا۔ ایک دن بادشاہ نے اسے کہا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ کچھ دیر بعد ایک ڈیوک آیا۔ اور اس نے کہا کہ میں اندر جانا چاہتا ہوں۔ دربان نے کہا میں نہیں جانے

روکا۔ وہ دوبارہ گھسنے لگا تو اس نے روک لیا۔ ڈیوک نے اُسے مارنا شروع کیا۔ اور پھر اندر جانے لگا۔ لیکن اس نے پھر روک لیا اسی طرح بہت دیر تک ان کی کشمکش ہوتی رہی۔ یہ نظارہ زار دیکھ رہا تھا اس نے دونوں کو اندر بلایا۔ اور ڈیوک سے پوچھا کہ تم نے اسے کیوں مارا ہے اس نے کہا میں ڈیوک ہوں۔ اس نے مجھے اندر آنے سے روکا۔ اس لئے میں نے مارا ہے۔ دربان سے پوچھا کہ تم نے انہیں کیوں روکا۔ اس نے کہا میں نے اس لئے روکا ہے کہ ان سے بڑے نے مجھے روکنے کا حکم دیا تھا۔ ڈیوک سے پوچھا کہ تم کو اس نے میرا حکم سُنایا تھا کہ اندر آنا منع ہے اس نے کہا ہاں۔ زار نے دربان کو کہا۔ تاؤس ٹائم میں تمہیں فلاں عہدہ دیتا ہوں۔ اس کو اسی طرح مارو جس طرح اس نے تمہیں مارا ہے (اس وقت روس میں یہ قاعدہ تھا کہ ایک ہی حیثیت کے آدمی اپنے مخالف کو سزا دے سکتے تھے) ڈیوک نے کہا۔ کہ میں نواب ہوں۔ زار نے کہا تاؤس ٹائم میں تمہیں کونٹ بناتا ہوں اسے مارو۔ اس طرح اس نے اسی وقت دربان سے اس کو پٹوایا۔ اس دربان کی تو کوئی حیثیت نہ تھی لیکن سوال یہ تھا کہ اس کو کھڑا کس نے کیا تھا۔ کھڑا بادشاہ نے کیا تھا اس لئے اس کی حکم عدولی اسقدر سزا کا موجب ہوئی +

کفر و اسلام کے مسئلہ میں بھی نادان یہ نہیں سمجھتا کہ بحث کس بات پر ہے۔ سمجھنا تو یہ ہے۔ معاملہ کس کا ہے۔ مسیح موعود تو ایک بہت بڑا انسان ہے اگر کوئی چھوٹا بھی ہو تو اس کے متعلق بھی یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ کس کی طرف سے بول رہا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لو کان عیسیٰ و موسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی کہ اگر عیسیٰ اور موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لئے ضروری تھا کہ مجھ پر ایمان لاتے۔ اور میرا کلام مانتے۔ ورنہ کافر تھے۔ تو یہاں یہ سوال نہیں کہ مرزا کی کیا حیثیت ہے ہم بدرجہ تنزل یہ بھی مان لیتے ہیں کہ مسیح موعود کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ مگر یہ تو منکران خلافت بھی مانتے ہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام لیکر آئے تھے پس چونکہ ان کے بھیجنے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے والا ایک ہی ہے ان میں کچھ فرق نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا حکم جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے کے لئے تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے لئے ہے جو نہیں مانتا۔ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ بات وہ یاد رکھے کہ خدا کی ان کو کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے سلسلہ کے مقابلہ میں لوگ بڑے بڑے زور لگاتے اور کہتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی جماعت ہے کر ہی کیا سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شکاری پانچ مرغابیوں میں سے دس ہیں مار لے تو اسے کامیاب کہا جائیگا نہ کہ ناکامیاب۔ کیونکہ وہ غالب رہا ہے اور کچھ چھین کر لے گیا ہے۔ اسی طرح ساری دنیا کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کھڑے ہوئے اور دنیا نے مقابلہ کرنے میں کوئی کمی نہ کی لیکن آپ ہی کچھ چھین کر لے گئے +

عوام کی غلط فہمی

پھر لوگوں کو یہ شک تھا کہ مرزا صاحب آپ تو کچھ نہیں جانتے۔ مولوی نورالدین صاحب انہیں کتابیں لکھ لکھ کر دیتے ہیں اور وہ شائع کرتے ہیں لیکن خدا نے اس بات کو غلط ثابت کرنے کے لئے حضرت صاحب کی وفات کے بعد مولوی صاحب کو آخری دم تک ایک کتاب بھی لکھنے کی تحریک نہ کی بعض لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ مرزا صاحب کے دم کے ساتھ یہ سلسلہ کھڑا ہے۔ انکے بعد کچھ نہیں رہے گا۔ پھر جب انکی یہ بات پوری نہ ہوئی تو کہنے لگے کہ ہم جو کہتے تھے کہ مرزا صاحب کو مولوی صاحب کتابیں وغیرہ لکھ کر دیتے ہیں۔ اب چونکہ مولوی صاحب ہیں اس لئے سلسلہ چل رہا ہے اور ہماری اس وقت کی بات کی تائید ہو رہی ہے۔ البتہ جب مولوی صاحب نہ رہے تو پھر یہ سلسلہ نہیں رہے گا۔ بعض یہ کہتے تھے کہ مولوی صاحب عربی دان ہیں۔ انھیں سلسلہ کے قائم رکھنے کا کیا پتہ ہے اصل میں ایم اے۔ ڈاکٹر اور پلیڈر اس کو چلا رہے ہیں خدا تعالیٰ کی کیسی غیرت ہے کہ ایک ہی وقت میں دونوں کو علیحدہ کر دیا۔ ایک طرف اگر مولوی صاحب کو وفات دی تو دوسری طرف ان لوگوں کو علیحدہ کر کے بتا دیا کہ دیکھو ہمارا سلسلہ کسی انسانی سہارے پر نہیں چل رہا۔ بلکہ ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے۔ پھر یہ بھی نہیں کیا۔ کہ اب سلسلہ کی باگ کسی بڑے عالم فاضل اور تجربہ کار کے ہاتھ میں دیدی ہو۔ بلکہ اس کے ہاتھ میں دی ہے جسکے متعلق مشہور کیا گیا تھا کہ نکما۔ جوش میں آنے والا۔ اور لڑنے جھگڑنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بتایا کہ تمہارے خیال میں جو سب سے زیادہ کمزور اور نکما ہے ہم اپنا کام اسی سے لینگے۔ ایسی بات کہنے کی مجھے نہ اپنے علم پر ناز ہے نہ تجربہ کاری کا مدعی ہوں۔ اور نہ مجھے کسی اور بات کا گھمنڈ ہے مگر خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ جسکو تم نالائق سمجھتے ہو وہی کیا ہے یہ کام کرتا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کا یہ منشا تھا۔ تو اور کسی کی کیا طاقت تھی کہ اسمیں حارج ہوتا۔ ایک وہ دن بھی تھا کہ منکرین کی طرف سے اعلان شائع ہوا تھا کہ جماعت کا بہت بڑا حصہ ہمارے ساتھ ہے اور اس خوشی میں پھولے نہ سماتے تھے۔ پھر یہ بھی کہا کہ قادیان کسی کھنڈر بنجائے گا۔ لیکن آج دن یہ ہے کہ خدا نے جماعت کے کثیر حصہ کو یکجا کر کے دکھا دیا ہے۔ اور قادیان میں اشاعت اسلام کا ایسا کام ہو رہا ہے کہ تمام ہندوستان چھوڑ تمام دُنیا میں بھی کسی جگہ نہیں ہو رہا۔ اس سے اللہ تعالےٰ نے یہ دکھا دیا ہے کہ یہ میرا اپنا کام ہے۔ ایک طرف وہ انسان جو دینی علوم کے جاننے والوں کی نظر میں سلسلہ کا سہارا سمجھا جاتا تھا اس کو اٹھا لیا۔ دوسری طرف دنیاوی علوم والوں کو علیحدہ کر دیا۔ اور تیسرے اس انسان کے ہاتھ میں جہاز کی پتوار دیدی جسے کسی قابل نہ سمجھا جاتا تھا۔ پس اگر کوئی میری کمزوریوں کیطرف نظر کرکے اور اپنے علم کے گھمنڈ میں آکر مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے تو یہ اسکی نادانی ہے۔ اسکی نظر مجھ پر نہیں پڑنی چاہیئے بلکہ اسپر پڑنی چاہیئے جس کا یہ سلسلہ ہے اور جس نے مجھے کھڑا کیا ہے کیونکہ اصل میں وہی کام کرتا ہے کیا ابھی تک کسی کو اس صداقت کے قبول کرنے میں انکار ہے کہ منکرین خلافت نے میری مخالفت میں بڑے زور لگائے مگر خدا تعالیٰ نے ان کو ناکام ہی کیا۔ اور جماعت میں ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا نئے سرے سے بنی ہے۔ اور یہ جوش گھٹتا نہیں کیونکہ یہ خدا کا سلسلہ ہے۔ انسان مر جائینگے لیکن خدا پر کوئی تغیر نہیں آسکتا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ جبتک احمدی احمدی ہیں یہ جماعت بڑھتی ہی چلی جائیگی۔ اسکی طاقتیں واضح ہونگی اور وہ وقت عنقریب آئیگا کہ بہت سی بلند گردنیں جھک جائینگی۔ اور وہ لوگ جو آج اسلام پر گندے اور بیہودہ حملے کرتے ہیں اسی کے حلقہ بگوش ہونگے۔ کیونکہ مجھے دکھایا گیا تھا کہ آسمان پر ستاروں سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ پس اسلام ترقی کرے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی کرے گا اور اسے کوئی روک نہ سکے گا۔ قتل کرنے والوں نے تو حضرت عمرؓ عثمانؓ حضرت علیؓ جیسے جلیل القدر انسانوں کو بھی قتل کر دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۱۵ء

[illegible]

کونسا اتحاد قابل اعتماد ہو سکتا ہے؟

حال میں کراچی کے رؤساء نے ایک "شہریوں کی مجلس" قائم کرنے کی تجویز سوچی ہے اسکے مسودہ قواعد و ضوابط پر غور کرنیکے لئے ایک جلسہ عام بھی منعقد ہو چکا ہے اور دستور العمل بنانے کی غرض سے ایک کمیٹی بھی مقرر ہو گئی ہے۔ انعقاد جلسہ کا اعلان جن لوگوں کی جانب سے ہوا تھا انمیں ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے شرفاء شہر شامل ہیں بعض معزز معاصرین کا خیال ہے کہ جب یہ مجلس قرار واقعی طور پر قائم ہو جائیگی تو ہندو مسلمانوں کے سارے جھگڑے قضیے مٹ جائیں گے بلکہ ایک معاصر نے تو یہاں تک لکھدیا ہے "کہ جو مجلس ایسے معتدد اشخاص کی تحریک سے ہو وہ ناکام رہ ہی نہیں سکتی" جو ایک سخت مشرکانہ خام خیالی اور ناتجربہ کاری کی بات ہے ایسے کلمات صرف وہی شخص زبان سے نکال سکتا ہے جو بشری کمزوریوں اور انسانی تعصبات کے فلسفہ سے بالکل نابلد ہو نیز انکا یہی خیال ہے کہ ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں اسی طرح ہندو مسلمانوں کی مشترکہ مجالس قائم ہو جائیں تو ملک بھر میں کامل یکجہتی اور اصلی اتحاد پیدا ہو کر روز روز کے باہمی نزاعوں کا پاپ کٹ جائیگا۔

ہموطنوں کے درمیان محبت اور اتفاق کا ہونا باہمی مراسم میں حسن سلوک اور بین الاقوامی تعلقات میں آشتی و شعار شرافت ایسے امور ہیں جنکے ہر ایک امن پسند اور نیک دل انسان کو ہمدردی ہونی چاہیئے ہندوستان میں بھی محبان وطن اور بہی خواہان قوم کی دانشمندی و عقل و تدبیر کا مشغلہ یہی ہو سکتا ہے کہ جس طرح ممکن ہو ان فضول و غیر متناسب کا خاتمہ کرنے میں ساعی ہوں جو اکثر افراد ملک کے درمیان کئے دن برپا رہتے ہیں جنکی وجہ سے یہیں نہیں کہ ملکی تہذیب و تمدن کو ضرر پہنچتا۔

اخلاقی حالات پر بدنامی کا دھبہ لگتا اور علمی و مذہبی اغراض کے رستہ میں افسوسناک موانع پیش آتے ہیں بلکہ گورنمنٹ کو بھی اکثر اوقات بیٹھے بٹھائے الجھن پریشانی اور بیکاری اٹھانی پڑتی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کبھی ایسا اتحاد سانحہ کچھ پائدار ثابت ہوا ہے جسکی بنا محض دنیوی مقاصد اور خانہ ساز تدابیر پر ہو؟ ہماری رائے میں یہ بہت غور طلب مسئلہ ہے اور ایک سچا کہہ سکتا ہے کہ جن اتحادی تحریکوں کو کسی وقت خالص مذہبی جامہ و معتقدات پر مبنی سمجھا گیا ہو انہیں بھی اکثر تفرقہ کی وبا پھوٹ پڑتی ہے اور اس طرح انسانی غلط کاریوں کے سبب آسمانی تعلیمات بھی ایک حد تک بدنام ہوتی ہیں لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ سرے سے یہ خیال ہی غلط ہے کہ صلحکاری و شرافت نواز سے نسل انسانی کا گزارہ جبھی ہو سکتا ہے کہ مذہب سب ایک ہو۔ ادیان مختلفہ کو مٹا کر یا مو کر ایک کر دینا بشری طاقت سے بالاتر اور مشیت ایزدی کے خلاف ہے۔ اسلام کی پاک کتاب آسمانی خبر دیتی ہے کہ مذہبی اختلافات قیامت تک چلے جائینگے تو پھر اتحاد کو سازگار و پائدار بنانے کی تدبیر کیا ہونی چاہیئے؟ ہم سمجھتے ہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ زمانہ بھر کے عقلاء پیشوایان ملت اور مدبران ملک میں سے کوئی بھی آج اس سے بہتر تدبیر اتحاد نہیں بتلا سکتا۔ جو خداتعالیٰ کے برگزیدہ مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانی تعلیمات اور مصالح الٰہی کے ماتحت دنیا کے سامنے پیش کی اور خاصکر اپنے اہل وطن کو بڑے زور کے ساتھ پیغام صلح دیا۔ جس کا ماحصل مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ سب اپنے اپنے دین پر قائم رہکر بھی ان پاک اصولوں کو ہر حال میں ملحوظ رکھیں جو ادیان مختلفہ میں کم و بیش مشترک ہیں یعنی انسان کو خداترسی پرہیزگاری و نیک کرداری کی تعلیم دیتے ہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ کے راستباز پیغمبروں کو سچا جاننے انکی تعظیم و تکریم کرنے میں سب کا اتفاق ہو پھر سب سے آخر مگر سب سے بڑی بات یہ کہ راستبازوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی عزت کرنے اور اسے دنیا میں پھیلانے کی کوشش کیجائے جس نے کل دنیا بھر کے اگلے پچھلے تمام راستبازوں کی تصدیق فرمائی بلکہ انہیں سے بعض کی عزت و احترام کو وحی الٰہی کے ذریعہ دنیا پر ثابت کیا۔ بعد اسکے کہ شریروں کی شرارت اور غافلوں کی غفلت اسے داغدار بنا چکی تھی۔ غرض باہمی اتحاد و ارتباط کی تحریک ہے تو بہر حال قابل تعریف و لائق تائید لیکن محض سیاسی ملحوظات یا تمدنی معاملات پر اسکی بنا رکھنے سے اسکے نتائج اتنے مبارک اور مستقل نہیں ہو سکتے کیونکہ اکثر انہیں نفسانیت کا دخل ہو کر ذاتیات کے جھگڑے پڑ جاتے ہیں۔ برخلاف ازیں اگر اعلیٰ درجہ کے اخلاقی و مذہبی اصول کو پیش نظر رکھیں اور یہ سوچیں کہ کم از کم خداترسی۔ انسانی ہمدردی اور امن پسندی اور شعار شرافت تو تمام بڑے بڑے مذاہب میں بنی آدم کے واسطے ضروری قرار دیا گیا ہے تو اتحاد کے ثمرات نسبتاً بہت زیادہ شیریں و دیرپا ہو سکتے ہیں۔ اب جو یہ اتحاد کی تجاویز وقتاً فوقتاً سننے میں آتی ہیں اور انمیں کامیابی بعض جگہ برائے نام ہوتی ہے اور بعض جگہ بالکل نہیں تو اس کا بڑا سبب یہی ہے کہ اسلام کے پیش کردہ عالمگیر اصول اتحاد کو مقدم نہیں رکھا جاتا۔ اور آیندہ اگر کبھی خاطر خواہ کامیابی اس مقصد میں ہوگی تو ہمارے نزدیک اسکی یہی ایک صورت ہے جسے خدا کے فرستادہ مسیح موعود نے مختلف موقعوں پر بار بار بوضاحت پیش کیا ہے کاش ہمارے ہموطنوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ آپ کی قابل قدر تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔

برٹش حکام کا سلوک علمائے اسلام سے

بصرہ میں انگریزی کمان افسر اعلیٰ کے حکم سے انہی دنوں اٹھائیس اسیران جنگ جو عمارہ وغیرہ کے معرکوں میں گرفتار ہوئے تھے۔ رہا کر دیئے گئے ہیں۔ اس تقریب پر وہاں ایک دربار منعقد کر کے عربوں اور دیگر متعلقہ باشندوں کو اسمیں مدعو کیا گیا۔ رہائی دینے والے ذمہ دار افسر نے اپنی تقریر میں کہا کہ برٹش گورنمنٹ کو مذہب اسلام سے ہمدردی ہے اسواسطے ان لوگوں کو ازراہ ترحم چھوڑا جاتا ہے حالانکہ انہی میں بعض ترکی فوج کے پیشوا اور بعض مجاہد بھی ہیں امید ہے کہ مقامی مسلمان آبادی پاس حسن سلوک کا [illegible] کیونکہ اسلام کی تعلیم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان کے اور کچھ نہیں ہونا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۹ جولائی ۱۹۱۵ء بمقام لاہور

حضور نے سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔

احکم الحاکمین سے تعلق۔ دنیا کے حکام، بادشاہ اور امراء جن کی طاقتیں محدود حکومتیں محدود۔ مال و دولت محدود۔ علم و عقل محدود۔ شان و شوکت محدود اور جن کی نفع رسانی کی قدرت محدود ہے ان سے تعلق رکھنے کے لئے ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بڑی بڑی کوششیں کرتا ہے۔ لیکن اگر کسی بڑی سے بڑی دنیا کی حکومت کو بھی لے لیں تو بھی کوئی ایسی حکومت نظر نہیں آتی جو ساری دنیا پر حاوی ہو یا دو ثلث پر ہی اس کا قبضہ ہو۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ کوئی ایسا فرمانروا ہے جو ساری دنیا پر حکومت کرتا ہے تو پھر بھی چونکہ وہ انسان ہی ہے۔ اس لئے اس کی حکومت محدود ہے اس سے چھپنے کے لئے کئی جگہیں ہیں غاروں اور پہاڑوں میں انسان چھپ سکتا ہے۔ بھیس بدل کر گرفتاری سے بچ سکتا ہے۔ کیونکہ انسان بادشاہ کا علم خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ علم کامل نہیں ہے۔ اور وہ عالم الغیب نہیں ہوتا۔ اس لئے انسان اس سے بچنے کی تدبیر کر سکتا ہے۔ اور بسا اوقات کامیاب بھی ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی حکومت نہ صرف تمام دنیا پر ہے بلکہ زمین و آسمان کی کوئی چیز نہیں جو اس کی مملوک نہ ہو۔ چونکہ تمام چیزیں اسی کی مخلوق ہیں۔ اس لئے اسی کی مملوک ہیں۔ جب دنیا کے بادشاہوں کے حضور باریابی حاصل کرنے کے لئے لوگ بڑی بڑی کوششیں کرتے ہیں۔ اور جان و مال تک کے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ تو خدا تعالیٰ جس کی شان سے دنیاوی حاکموں کو کچھ بھی نسبت نہیں اس کے حضور شرف باریابی کے لئے کس قدر کوشش اور ہمت کرنی چاہیئے۔ پھر جس آدمی کو ایک دفعہ بادشاہ سے ملاقات کا موقع مل جائے۔ وہ اس خبر کو اپنی عزت کا باعث سمجھ کر اخباروں میں چھپواتا ہے کیسا خوش نصیب اور عزت والا ہے وہ انسان جس کو خدا تعالیٰ کے حضور حاضری کا موقع ملے۔ دنیاوی لحاظ سے ہماری گورنمنٹ ملکہ معظمہ ہماری آقا ہے ہم خادم ہیں وہ سرکار ہے ہم رعایا ہیں اور ہمیں قرآن شریف یہ حکم دیتا ہے کہ اس کی فرمانبرداری کریں مگر اس سے بھی اعلیٰ ایک اور ایسی حکومت ہے جس کے حضور ہم اور وہ یکساں ہیں کیونکہ وہ ایسا زبردست بادشاہ ہے جس کے آگے دنیا کے زبردست سے زبردست بادشاہ ناچار گرتے ہیں اور طاقتور سے طاقتور حکمران گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ اور ان کو سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ اس کے آگے اپنی پیشانی رکھ دیں۔ انگلستان کے ایک بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اپنے مصاحبین کے ساتھ سمندر کے کنارے بیٹھا تھا۔ اسے خوشامدی حاشیہ نشینوں نے کہا کہ آپ کی حکومت بحر و بر خشکی و تری سب جگہ ہے آپ اتنے وسیع ممالک کے حکمران ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سمندر کا پانی کنارے پر چڑھنا شروع ہوا۔ انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ آپ کرسی ہٹا لیں کیونکہ پانی قریب آ رہا ہے بادشاہ نے کہا نہیں پانی کو میں حکم دیتا ہوں کہ پیچھے ہٹ جائے انہوں نے کہا کبھی ایسا ہو سکتا ہے؟ بادشاہ نے کہا تم تو ابھی کہہ رہے تھے کہ خشکی اور سمندر پر تمہاری حکومت ہے۔ اگر میری حکومت سمندر پر ہوتی۔ تو پانی میرا حکم کیوں نہ مانتا۔ پس کوئی کتنا بڑا کیوں نہ ہو۔ احکم الحاکمین کے آگے اسے سجدہ کرتے ہی بنتی ہے ورنہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ اور فرعون کا مقابلہ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے بادشاہوں نے جب خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ تو خدا نے ان کو ایسا جھکایا کہ ان کا نام و نشان مٹ گیا۔ دیکھو فرعون جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں اٹھا اس کی کتنی بڑی طاقت تھی۔ اور اس کے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام کی کیا حالت تھی۔ وہ بڑے مال و اموال کا وارث تھا بڑی دولت اور حکومت قبضہ میں رکھتا تھا وہ مصر جیسے ملک پر حکمران تھا جس میں دریائے نیل بہتا ہے اور جس کی وادیاں دنیا بھر میں بہترین اور زرخیز سمجھی جاتی ہیں۔ وہ شام اور افریقہ کے تمام آباد حصوں پر تصرف رکھتا تھا۔ لیکن حضرت موسیٰ وہ تھے جو بیوی حاصل کرنے کے لئے دس سال تک ایک شخص کی بکریاں چراتا پھریں۔ وہ فرعون کے سامنے جاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ میرے خدا کی فرمانبرداری کر۔ اور میرے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible] مانا۔ میرا خدا ایسا ہے جو تمہیں سزا دے گا۔ لیکن فرعون نے جب موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا۔ تو ایسی حالت میں غرق ہوا۔ جبکہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو [illegible] سلامت پار جاتے [illegible] دیکھا۔ غرق ہوتے وقت کیسے دردناک الفاظ کہے کہ آمنت برب موسیٰ وھارون وہی موسیٰ و ہارون جن کو وہ گالیاں دیتا تھا۔ اب انہیں کے متعلق کہتا ہے کہ میں ان کے رب پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ کیسا انتہائی خشوع و خضوع کا اظہار کیا ہے کہ اب میرا ٹھکانا ایسا ہی ہے کہ یہی موسیٰ و ہارون جن کی میں ہتک کرتا اور حقارت سے دیکھتا تھا۔ انہی کی پیروی اور غلامی کرنے کو تیار ہوں۔ غرض بڑے بڑے گردن کش گزرے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کر کے ان کا نام و نشان مٹا دیا۔

کامل انسان پس کیسا خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو وہ بادشاہ بلائے اور ملاقات کا موقع دے۔ جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور جس نے یہ کہا کہ جو تم سے دشمنی کرتا ہے مجھ سے کرتا ہے۔ اور جو تجھ پر حملہ کرتا ہے وہ مجھ پر کرتا ہے۔ اور جو تیرا انکار کرتا ہے وہ میرا انکار کرتا ہے۔ جب یہ آواز کسی انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہوگی تو اس کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کی ایک ڈائری دیکھی اس میں لکھا تھا کہ دنیا کے لوگ مجھے طرح طرح سے ڈراتے اور دھمکیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اپنے پیارے کو چھوڑ دوں۔ لیکن رات کے وقت جب کہ سب عزیز سے عزیز چھوڑ چکے ہوتے ہیں۔ تو وہ میرے پاس آ کر مجھے تسلی دیتا اور باتیں کرتا ہے۔ بھلا اس کو میں کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔ غرض اس حالت کا اندازہ جو خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کرنے سے پیدا ہوتی ہے سوائے اس کے جس پر یہ حالت وارد ہو اور کوئی نہیں لگا سکتا۔ ایسے لوگوں [illegible] ہو جائے۔ جو خدا تعالیٰ کے ساتھ [illegible]

لیکن اس طرح کہ اسلام کو یہ نقصان پہنچنا تھا کہ سلطنت [illegible] کئی کروڑ مسلم ہو گئے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ جس کی طرف سے یہ مذہب ہے وہ ہمیشہ زندہ اور حی ہے۔ پس اسی خدا نے ہماری جماعت کو ایک ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ کہ جو اس کو ہٹانا چاہے گا وہ خدا سے مقابلہ کریگا۔ اسلئے ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ کا بہت بہت شکر کرنا چاہیئے +

احمدیان لاہور سے خطاب

لاہور ایک سرحد ہے۔ اسلام کے مخالف لوگوں کا مرکز اور پنجاب کا دارالخلافہ ہے۔ یہاں کے احمدیوں کو بہت چوکس رہنا چاہیئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں تاکید فرماتا ہے کہ سرحد کو مضبوط رکھنا چاہیئے۔ مسلمانوں کی حکومتوں کے تباہ ہونے کی ایک یہی وجہ ہے کہ انھوں نے سرحدوں کو مضبوط نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رابطوا یعنی سرحدوں پر گھوڑے باندھے رکھو۔ لاہور بھی سرحد ہے۔ یہاں بھی اپنے مخالفوں کے جواب دینے کے لئے احمدیوں کو ہر وقت کمربستہ رہنا چاہیئے۔ سرحدی اور پہرہ دار فوجیوں کو سونے اور آرام کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ان کا کام ہر وقت چوکس رہنا ہوتا ہے۔ اگر یہ غفلت کریں تو دوسروں کی نسبت زیادہ سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ لاہور کے احمدیوں کو ہر وقت مستعد اور تیار رہنا چاہیئے۔ گالیوں کے لئے نہیں کیونکہ جو کسی کو گالیاں دیتا ہے وہ اپنی شکست اور کمزوری کا خود اقرار کرتا ہے۔ پس تم لوگ نرم بنو مگر بے حیا نہ بنو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الحیاء من الایمان تم لوگوں سے نیک سلوک کرو۔ اگر کوئی محتاج ہو۔ خواہ کسی مذہب کا ہو۔ جو بیمار ہو چار ہو۔ اس سے ہمدردی کرو۔ مگر باحیا بنکر۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو بے حیائی اور نرمی میں فرق نہیں سمجھتے۔ میں ایک طرف جہاں تمھیں چستی اور نرمی کی نصیحت کرتا ہوں۔ دوسری طرف بے حیائی اور بے غیرتی سے بھی منع کرتا ہوں۔ میں تمھیں کھول کر بتا دیتا کہ نرمی اور بے حیائی میں کیا فرق ہے۔ مگر وقت نہیں ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی سمجھا دینگے مگر نرمی سے سمجھائیں۔ تم لوگوں کو نصیحت کرو۔ بعض لوگ ایسے ہیں جنھیں نہ ہم سے تعلق ہے اور نہ منکر ہیں۔ وہ درمیان میں پڑے ہیں۔ ان سے بات چیت کرو۔ پھر غیر مذاہب والے ہیں انھیں سمجھاؤ۔ اور سب سے زیادہ دعاؤں پر زور دو۔ سورۂ فاتحہ میں دو ضروری باتوں کی تعلیم ہے۔ اول یہ کہ اسماء الٰہی کو

یاد رکھو۔ دوم دعائیں کرو جیسے حدیث کے ذریعہ اھدنا الصراط المستقیم کے بہت لطیف معنی سمجھ میں آئے اور وہ اس طرح کہ حضرت عائشہ بڑی سخی تھیں۔ انکی نسبت ابن زبیر نے جو حضرت عائشہ کے بھانجے تھے کہا کہ ان کا ہاتھ روکنا چاہیئے جب یہ بات ان تک پہنچی تو وہ سخت ناراض ہوئیں۔ اور کہا کہ یہ میرے دین کے رستہ میں روک ہوتا ہے۔ اور مجھے صدقہ سے روکتا ہے۔ میں اس سے نہیں ملونگی۔ اور اگر ملوں تو مجھ پر صدقہ دینا واجب ہوگا۔ اس بات پر جب کچھ عرصہ گذرا تو صحابہ نے صلح کروانے کی تجویز کی۔ عبدالرحمن بن عوف ایک شخص تھے جو حضرت عائشہ کی ننھیال سے تھے۔ انھوں نے کچھ آدمی ساتھ لئے اور ابن زبیر کو بھی لیکر حضرت عائشہ کے گھر گئے۔ دروازے پر جاکر آواز دی۔ کہ ہم اندر آنا چاہتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ آجاؤ۔ ابن زبیر بھی ساتھ ہی پردہ اٹھا کر اندر چلے گئے اور آپ سے جاکر چمٹ گئے اور اپنا قصور معاف کروالیا۔ اسپر انھوں نے پچیس غلام آزاد کر دئے۔ اس سے یہ بات حل ہوئی ہے کہ اھدنا جمع کا صیغہ ہے یعنی ہمیں ہدایت دیجئے۔ جب یہ کہا جائے۔ تو خدا تعالیٰ کی تو یہ شان نہیں۔ کہ آدھے لوگوں کی دعا قبول کرے اور آدھے لوگوں کی نہ کرے۔ وہ تو کہے گا کہ آجاؤ۔ تب سارے کے سارے خدا تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جائینگے اور اعمال صالح رکھنے والوں کے ساتھ کمزور بھی پار ہو جائیں گے جس طرح ابن زبیر کو "ہم اندر آنا چاہتے ہیں" کے کہنے سے اندر جانے کا موقع مل گیا۔ اسی طرح کمزور بھی داخل ہو جائینگے۔ پس تم لوگ ایک طرف کوشش کرو۔ اور دوسری طرف ملکر دعائیں کرو۔ پھر جو کوئی کمزور ہوگا۔ اس کی دعائیں سب کے ساتھ ملکر منظور ہو جائے گی +

خدا تعالیٰ تم سب کو اس قابل بنائے۔ آمین +

نہایت ضروری

بعض احباب تعمیل طلب خطوط میں نہ اپنا پورا نام پتہ لکھتے ہیں نہ نمبر خریداری لیتے ہیں پھر انکی تعمیل کیونکر ہو سکتی ہے پہلے بھی کئی دفعہ اسبارہ میں لکھا جا چکا ہے اب پھر تاکید عرض ہے کہ خطوط کے وقت ایسی باتوں کا براہ مہربانی ضرور خاص خیال رکھا کریں ورنہ ہمیں عدم تعمیل میں معذور سمجھیں۔ والسلام مینیجر الفضل

دعوت الی الخیر

فضلوں کی بارش

حضرت فضل عمرؓ کی دعاؤں کا نتیجہ

سیلون

الحمد للہ کہ مظفر مبلغ احمدیت حضرت مولانا حافظ غلام محمد صاحب جس کام کی بنیاد راون کے جزیرہ میں ڈالنے گئے تھے وہ خدا کے فضل سے دن بدن ترقی کر رہا ہے انجمن احمدیہ کولمبو کے عہدہ داران کا باضابطہ انتخاب ہو چکا ہے اسوقت تک چالیس خادمان دین سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر انجمن کے ممبر بھی بن گئے ہیں مسٹر محمد بی ڈبلیو لائی۔ اور مسٹر سی۔ ایل مختار آنریری سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ ہر دو بزرگ نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کر رہے ہیں نماز میں علیحدہ پڑھتے ہیں باوجود مخالفت کے تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں ایک اور مبلغ کی درخواست کرتے ہیں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اس درخواست کو منظور فرمالیا ہے اور انشاء اللہ عنقریب بارگاہ خلافت سے کسی خادم کو لنکا جانے کا ارشاد ہونے والا ہے +

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیلون عام مسلمانوں کی اطلاع کے لئے اور اپنے امام ہمام کے ارشاد کے ماتحت اعلان کرتے اور تمام ہندوستانی اخبارات سے بھی اسکی اشاعت کے لئے ملتمس ہیں کہ سنگھالی لوگوں کے فساد کا گورنمنٹ عالیہ نے نہایت احسن طور پر انسداد فرمایا اور شورش پسندوں کو مناسب سزائیں دیجا رہی ہیں مسلمانوں کی دلداری اور انصاف رسی کے لئے ذمہ وار حکام نہایت تندہی سے کام لے رہے ہیں۔ گورنمنٹ کی اس عنایت اور غریب پروری کے لئے سیلون کے مسلمان تہ دل سے مشکور اور انکے قلوب جذبات وفاداری سے لبریز ہیں +

مارشیس

حضرت مولانا حافظ غلام محمد صاحب بخیریت مارشیس پہنچ گئے۔ پورٹ لوئس میں مقیم ہیں کئی تقریریں کر چکے ہیں انجمن احمدیہ پورٹ لوئس مارشیس کا باضابطہ قیام اور انتخاب عہدہ داران عمل میں آ چکا ہے ہمارے مخلص دوست عالیجناب مسٹر نور محمد نور بخش اسکے سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب کی تقاریر نے پبلک پر بہت اچھا اثر کیا ہے بالفاظ مسٹر نور محمد وہاں کے حالات حسب ذیل ہیں۔ بہت سے نئے لوگ سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں باقاعدہ درس قرآن شریف جاری ہو گیا ہے۔ ایک اور مبلغ کے بلانے اور

يَا أَيُّهَا ... الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○

کہ میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

سالانہ چار روپیہ ... بیرونی خریداروں سے ... باقی تمام ... قادیان ... چندہ ... سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۳	۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء	سہ شنبہ	مطابق ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ	نمبر ۱۲

ضروری اطلاع

ہمارے احباب خواجہ صاحب کو فرداً فرداً جواب نہ دیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بارہ میں جو حلفیہ شہادتیں خواجہ صاحب نے ان منکرین احمدی برادران و بزرگان ملت سے طلب کی ہیں انکی نسبت علیحدہ علیحدہ طبع آزمائی کی ضرورت نہیں سلسلہ عالیہ کے مرکز اور مقام خلافت ہی سے سب کا یکجائی جواب انشاء اللہ کافی و تشفی بخش ہو جائے گا جس کے شائع ہونے کی عنقریب امید کی جاتی ہے وباللہ التوفیق۔ احباب کی اطلاع کے لئے ان چند سطور کا اعلان ضروری سمجھا گیا جن دوستوں کی نظر سے یہ اعلان گزرے وہ دوسرے بھائیوں کو بھی آگاہ کر دیں۔ والسلام

(ایڈیٹر الفضل)

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت ابھی ہے فالحمد للہ

چودھری فتح محمد صاحب کے پاس جا کر تبلیغ کے کام میں مدد دینے کے لئے قاضی عبد اللہ صاحب بی اے تجویز ہوئے ہیں صاحب ضلع کے ہاں سے پروانہ راہداری بھی مل گیا ہے انشاء اللہ عید پڑھ کر روانہ ہو جائینگے۔

انجمن یادگار احمد کا تازہ ٹریکٹ موسومہ کسر صلیب نمبر ۲ شائع ہو گیا ہے قابل قدر ہے اور لائق دید ہے بیرونجات کے احباب منگا کر تقسیم کریں قیمت فی نسخہ ۲ اور ۱۲ فی سینکڑہ سکرٹری صاحب انجمن موصوفہ قادیان سے ملے گا۔

ایک والیٔ ریاست نے اپنے معتمد کے ذریعہ حضرت امام الوالعزم کے حضور خواہش ظاہر کی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں ہم سلسلہ احمدیہ کے متعلق کچھ سننا چاہتے ہیں حضور نے جواب لکھا کہ پیاسا کنوئیں کے پاس آتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں جایا کرتا ہاں اگر آپکو واقعی حق کی تلاش ہے تو ہم اپنے علماء بھیج سکتے ہیں بشرطیکہ آپ انکے حفظ جان و آبرو وغیرہ کے ذمہ وار ہوں (مفہوم)

اخبار احمدیہ

ماچھی واڑہ سے ماسٹر مامون خان صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ میں یہاں کے گرد و نواح میں بغرض تبلیغ گیا اور بفضلہ تعالیٰ تبلیغ کے لئے اچھے موقعے ملتے ہے۔ اور تسلی بخش تبلیغ کی گئی لوگوں نے بھی خوب دلچسپی اور توجہ سے سنا۔ فالحمد للہ۔ امید ہے کہ بعض سعید الفطرت تو انشاء اللہ جلد ہی حق کو قبول کرینگے۔

آگرہ سے میر فضل احمد صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی میر محمد صاحب جب سے یہاں تشریف لائے ہیں ہر طبقہ کے لوگوں میں احمدیت کا چرچا ہو رہا ہے اور ماشاء اللہ مولوی صاحب کے عمدہ نمونہ سے لوگوں پر خاص اثر پڑتا ہے اسی وجہ سے لوگوں کو سلسلہ کے ساتھ دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔

گوجرہ سے سید عابد علی شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ بابو محمد رشید صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر گوجرہ کی تبدیلی پر ہم نے ایک الوداعی جلسہ کیا۔ اسمیں مرزا محمود بیگ صاحب اور ... نے

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

تقریر کی۔ دوسرے دن پھر جلسہ ہوا۔ بہت سے غیر احمدی بھی موجود تھے حضرت مسیح موعود کے دعوی پر تقریریں ہوئیں حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔ ایک صاحب نے بیعت بھی کی ✦

لاہور سے مکرم محمد عالم صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں درد گردہ سے بیمار ہوں سب احمدی احباب انکے لئے دعا کریں ✦

بھڈوال (جموں) سے مولوی غلام نبی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۶ جولائی کو جمعہ کے روز ایک مولوی سے مباحثہ ہونا ہے مد مقابل مولوی حیات مسیح پر پرچہ لکھے گا۔ اور میں وفات مسیح پر لکھونگا مفصل رپورٹ انشاء اللہ پھر دی جائے گی ✦

شادیوال میں ایک احمدی دوست میاں امام بخش صاحب کشمیری فوت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کا جنازہ پڑھیں ✦

فتاویٰ احمدیہ

شادیوں میں عورتوں کے گیت

ایک شخص نے حضرت صاحب (ایدہ اللہ) کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے ملک میں عورتیں ایسے گیت گاتی ہیں جنہیں صرف دولہا دلھن کی باتیں ہوتی ہیں ان کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ ✦

جواب حضور نے لکھوایا کہ شادی کے موقع پر کوئی گیت گائیں تو گناہ نہیں بشرطیکہ ایسے فحش اور لغو کلام نہ ہوں اور بے حیائی سے نہ گایا جائے ✦

روزہ کا فدیہ اور اس کا مصرف

ایک شخص نے لکھا کہ میری بیوی دایم المرض ہے روزہ نہیں رکھ سکتی۔ اس کا فدیہ یہیں کسی کو کھلا دیں یا اسکی قیمت قادیان بھیج دیں ✦

جواب فرمایا کہ خواہ یہاں بھیج دیں خواہ وہیں مستحق مساکین کو کھلا دیں جنہیں احمدی و غیر احمدی کی کوئی تخصیص نہیں ✦

سفری پیشہ یا ملازمت میں نماز و روزہ کا حکم

ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا کہ مجھے اپنے کام کے دورہ میں اکثر کئی کئی کوس پیدل چلنا پڑتا ہے تو میرے لئے نماز کو قصر اور روزہ کو افطار کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب حضرت نے فرمایا کہ جس کا پیشہ اور ملازمت ہی ایسی ہو کہ انہیں سفر کرنا پڑتا ہو اسکے لئے نماز میں قصر[illegible]

خبریں

جنگ ایک تازہ پیام برقی سے پایا جاتا ہے کہ ترک علیحدہ صلح کر لینے پر مائل ہیں۔ انکے وکلاء بھی گفتگوئے مصالحت کی غرض سے روانہ ہو چکے ہیں۔ اسی تار میں یہ بھی ذکر ہے کہ جرمن فوجی اتاشی اپنے کاغذات سفارت لیکر قسطنطنیہ سے چل دیا ہے۔

فرانس کا ایک مراسلہ سرکاری مظہر ہے۔ دردانیال کی لڑائی میں پچھلے ہفتے افواج متحدہ نے ایک زور دار حملے کے بعد ترکی سکنڈ لائن پر خوب آگ برسائی اور کامیابی حاصل کی

پیٹروگراڈ (پایہ تخت روس) کی سرکاری خبر ہے کہ بیرونی چوکیوں پر چند جھڑپیں ہونے کے بعد دشمن نے دریائے ونڈاؤ اور دُلنا کے دائیں کناروں پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ جانب مشرق برابر بڑھا چلا آرہا تھا۔ لیکن پنجشنبہ گذشتہ کی شب کو جو اس نے اور جیلٹہ سے جانب مغرب پُر زور حملے کئے تو بہ نقصان کثیر اس کو پسپا ہونا پڑا۔ دریائے ویبرز اور بگ کے درمیان جنگ بشدت جاری ہے۔ کراؤ کے قریب دریائے نیپر کو عبور کرتی ہوئی غنیم کی دو بڑی جمعیتوں پر روسیوں نے حملہ کیا ✦

روسی پایہ تخت کے ماہران فن حرب کا بیان ہے کہ شمال کی جانب سے ملاوا اور ساریوسے اور دریائے پسا کے درمیان سو میل کے محاذ پر جرمن پیشقدمی شروع ہو گئی ہے۔ اور دو لاکھ غنیم کے سامنے ہیں۔ روسیوں نے وسیع رقبہ میں مدافعت کا یہ سامان کیا ہے کہ اسی میل تک تو شمال سے جنوب تک قلعہ بندی کر رکھی ہے اور ۱۲۰ میل مغرب سے مشرق تک۔ جرمنوں کو ہر جگہ آمنے سامنے ہو کے لڑنا پڑیگا اور روسی اسبات کی تیاری کر رہے ہیں کہ جس طرح گلیشیا میں کیا تھا اسی طرح غنیم کو مہلت دیئے بغیر لڑیں اور مسلسل حملوں میں تھکا تھکا کے اس کا زور توڑیں ✦

روما (پایہ تخت اٹلی) کا ایک پیام برقی مظہر ہے کہ آسٹروی فوجوں نے دس ہزار فیٹ اونچے دو دروں کو عبور کر کے اطالین مورچوں پر قبضہ کرنا چاہا تھا مگر پسپا کر دی گئیں۔ پھر اطالین دونوں دروں پر قابض ہو گئے ✦

روسی معرکوں کے متعلق ۱۸ جولائی کا پیام برقی مظہر ہے کہ دریائے امر جمشرا پر بڑی خونریز لڑائی شروع ہوئی۔ دشمن کی تین پلٹنیں دریا کو عبور کر آئی تھیں۔ روسیوں نے جمع ہو کر ان پر جوابی حملہ کیا۔ اور غنیم کو شکستیں دے کے دھکیل دیا ✦

جرمن جمعیت کے بارہ میں مسموع خیال ہے کہ گلیشیا اور لوبلن کے محاذ پر غنیم کی چھ فوجیں ہیں اور شمالی محاذ پر تین فوجیں اور ایک بڑا رسالہ ✦

مغربی میدان کارزار میں دشمن نے ۱۶-۱۷ جولائی کی شب بڑی اتشباری کی۔ ۴ ہزار بم گولے پھینکے۔ پھر ایک بڑا حملہ کرنا چاہا مگر ناکام رہا۔ فرنچ طیاروں نے مارے گولوں کے ملٹری سٹیشن چونی کا ناس کر دیا۔ سب سے پہلے سامان جنگ کا نقصان ہوا ✦

پیرس کی ایک سرکاری اطلاع ہے کہ آرگوں میں جرمنوں نے صرف ایک ہلا ۱۴ کی شب کو کیا تھا مگر خونریز لڑائی کے بعد پسپا کئے گئے ✦

ایک سرکاری نوٹ میں اس افواہ کی تردید کی گئی ہے کہ آرگوں میں ولیعہد جرمنی نے کوئی کامیابی حاصل کی۔ بلکہ بجائے فتح کے اس کو ناکامی ہوئی ہے۔ شروع شروع میں جو ذرا ظہور عارضی سرخ روئی اس کو نصیب ہوئی۔ وہ بھی کثیر المقدار گیسوں کے سبب تھی۔ اسی کو مبالغہ سے جرمنی والے فتح و کامیابی مشہور کرتے ہیں۔ اور فرانسیسوں کے نہایت کامیاب جوابی حملوں کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ فرانس کی کوئی توپ نہ بیکار کیگئی نہ گرفتار۔ حالانکہ جرمنی کا بڑا بھاری نقصان ہوا ✦

جرمن سرمایہ: ارونگ حال میں اپنے قیصر سے یہ کہا ہے کہ اگر لڑائی نے اور طول کھینچا تو جرمنی کا دیوالہ نکل جائیگا ✦

مختلف بنگال کی طغیانی کا زور زائل کیا ہوا سمجھا گیا ہے۔ سب ڈویژن کے بہت حصص پر پانی پھر گیا اور سنی وغیرہ کی فصل کو نقصان عظیم پہنچا ہے ایسٹرن بنگال ریلوے کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تین پل گر گئے اور جگہ جگہ لائن پر غار پڑ گئے۔ گاڑی کی آمد و رفت کہیں دس روز میں جا کے از سر نو جاری ہوگی فی الحال سٹیمر سے کام چلایا جا رہا ہے کلکتہ کی تار خبروں میں آسام اور برہما کی طغیانی کے حالات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۵ء

حیاتِ مسیح کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے انسان اور نیز تمام کائنات کے متعلق جو آئین و قوانین مقرر فرمائے ہیں وہ کبھی ٹلا نہیں کرتے۔ ان بعض ایسے خوارق البتہ ظہور میں آجاتے ہیں جو فی الحقیقت تو سنت اللہ کے خلاف نہیں ہوتے۔ مگر ظاہر بینوں کے سطحی فہم میں ان کی کنہ نہیں آسکتی۔ قرآن کریم اسی خالق فطرت کا قول ہے جس کا فعل تمام موجودات عالم ہیں۔ بشر جیسی کمزور ہستی بھی بشرطیکہ مرد عاقل ہو کبھی پسند نہیں کرتی کہ اسکے قول و فعل میں تناقض نظر آئے۔ پھر الٰہی قول و فعل تو بدرجہ اولیٰ اس عیب سے پاک ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسئلہ مندرجہ عنوان کے متعلق جو شہادت ہمیں مظاہر قدرت سے ملتی ہے یعنی یہ کہ مرنا سب کیلئے ہے۔ اور مر کر دوبارہ اس دنیا میں کوئی نہیں آیا کرتا۔ اسی کی تصدیق و تائید ہم جا بجا خدا کی کتاب پاک میں صاف و صریح طور پر پاتے ہیں +

یہ ایک بہت پرانی اور بوسیدہ بحث ہے جس سے ہوشمندوں کا تو شاید بچہ بچہ واقف ہوگا۔ ہاں "قوم لا یعقلون" کا ذکر نہیں۔ لیکن اسی زمین پر چلنے والوں میں ایک قوم ہے جو تمام قوانین فطریہ اور سنن الٰہیہ کو بالائے طاق رکھ کر آج بھی اس خیال خام پر جمی ہوئی ہے کہ مریم صدیقہ کا فرزند رشید مسیح ناصری (علیہما السلام) دو ہزار سال سے تاحال زندہ ہے۔ کاش کہ یہ لوگ حیات جسمانی کے بودے اور بے بنیاد عقیدہ پر مُصر نہ ہوتے تو بالکل صاف و سیدھی سی بات تھی کہ اسی کتاب پاک کی رُو سے وہ لوگ جو خدا کی راہ میں آخر دم تک جان لڑاتے لڑاتے اس سرائے فانی سے کوچ کریں۔ مُردے نہیں کہلاتے بلکہ وہ تو ایسے زندہ ہوتے ہیں کہ انھیں زندہ جاوید کہنا بیجا نہ ہوگا۔ عوام کالانعام کو انکی زندگی کا شعور نہو یہ دوسری بات ہے (ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون) ان کے دنیا سے اٹھنے پر دنیا انکو روتی ہے مگر وہ خوش خوش اپنے مولیٰ کے جوار رحمت میں حیات جاودانی کے لطف اٹھاتے اور بزبان حال سے کہتے ہیں :-

زندہ جاوید ہے کشتہ ترا
کس کا ماتم ہے مرے احباب ہیں ؟

سو یہ حیات جاودانی ایک مسیح علیہ السلام کیا خدا کے سبھی راستبازوں کو ملتی ہے اور سب سے زیادہ ان کے سردار محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ملی۔ جسکے فیوض و برکات کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ و جاری ہے۔ غیر تشریعی انبیاء تو جُدا رہے کوئی صاحب شریعت نبی بھی آج ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جسکی شریعت بنی نوع انسان کے متعلقات حیات میں اتنا دخل رکھتی ہو جیسا کہ شریعت محمدیہ کو حاصل ہے اور جو دنیا کے خاتمہ تک انسانی ضروریات زندگی میں بلا تکلف ممکن العمل اور اُنپر بلا ترمیم و تنسیخ حاوی ہے۔ حتےٰ کہ دنیا کے آخری دنوں میں جس ہادی برحق کا آنا ضروری و مقدر تھا یعنی مسیح موعود یا مہدی آخر زمان۔ وہ بھی آپ ہی کا فیوض یافتہ آپ ہی کا خادم شریعت اور آپ ہی کا بروز و بعثت ثانیہ بنکر آیا۔ (صلوٰۃ اللہ علیہما) +

حضرت مسیح کے لئے یہ زندگی کیا کچھ کم قابل فخر ہے کہ آپکے نام پر جو خدا کا برگزیدہ قرب قیامت میں آئے وہ ایک زندہ جاوید محبوب رب کا بھی بروز ہو اور اس طرح ہمیشہ ہمیشہ قائم رہنے والی شریعت کے ساتھ اس کو اہم نسبت حاصل ہو جائے پھر اُس کو مع جسم زندہ ماننے کا کیا نتیجہ جبکہ نہ کوئی ثبوت نہ کچھ حاصل۔ بلکہ اس سے اور اُلٹا طرح طرح کے مفاسد عقلی و نقلی لازم آتے ہیں ؟ لیکن یہ عقیدہ باطلہ اور خیال خام کہ وہی مسیح ناصری ابتک زندہ ہے اُنہی لوگوں کے نزدیک کچھ قدر و قیمت رکھتا ہوگا جنھوں نے چودھویں کے چاند زندہ مسیح محمدی کو شناخت نہیں کیا۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس پاک وجود کی معرفت سے بہرہ اندوز سعادت ہوئے۔ اور آج خدا کے فضل سے یہی ایک قوم ہے جو سچے فخر سے کہہ سکتی ہے کہ ان کا مسیح تا قیامت زندہ ہے کیونکہ وہ اپنے متبوع و مطاع (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرح ایک دائمی شریعت کی تجدید و اشاعت کیلئے آیا!

اور جب تک اس شریعت کے پیرو صفحہ ہستی پر رہیں گے ان دونوں کا نام خداوانی و خدانمائی کے آسمان پر شمس و قمر بنکر چمکتا رہے گا +

اے احمدی قوم! تیری قسمت اس لحاظ سے بلاشبہ قابل رشک ہے کہ تو مسیح و محمد (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی آمد اول و آمد ثانی ہر دو پر ایمان لاکر زندوں کی آخری جماعت کہلائی لیکن یاد رکھ تیری اس شاندار پوزیشن کی ذمہ واریاں بھی بڑی نازک ہیں۔ کیا تو سمجھتی ہے کہ کوئی قوم کسی فرستادۂ برحق کی صرف نام لیوا کہلا کر خدا کی نظر میں مقبول ہو سکتی ہے؟ حاشا و کلا۔ پس تیرا فرض ہے کہ تو ہر وقت اسکی پاک تعلیمات کو پیش نظر رکھے۔ اپنی زندگی کو اس تعلیم کا جیتا جاگتا نمونہ بنا کر دکھلائے۔ اور جن اغراض و مقاصد (احیاء و تجدید شریعت حنفی) کو لیکر وہ دنیا میں آیا۔ انکی تکمیل و اشاعت میں پوری بیداری و مستعدی سے کوشاں رہے۔ اے محمود احمد کے حقیقی غلامو! ہوشیار رہو کہ تم پر خدا کی حجت پوری ہو چکی ہے۔ ایسا نہو تمہاری غفلت تمہیں دھکے دیکر زندوں کی صف سے نکالدے ہاں اگر تم نے فرض شناسی سے کام لیا۔ اور ان دونوں پاک وجودوں کے مقصد زندگی کو اپنا مدعائے حیات سمجھ کر صبر و توکل اور ہمت و استقلال سے اپنا کام کرتے رہے تو پھر تم ہی خدا کے فرمانبردار بندے کہلاؤ گے اور تم ہی حیات مسیح اور حیات النبی کا زندہ ثبوت ہو گے۔ کیونکہ زندہ وہی ہے جسکے کام زندہ ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اصلاح کرنے اور طریق تقویٰ پر قدم مارنے کی توفیق بخشے۔ آمین +

جلسہ سالانہ

پچھلے جلسہ کو نصف سال سے ایک مہینہ اوپر گزر گیا۔ اور اگلے جلسہ میں مہینہ کم ششماہی باقی رہ گئی ہے دنوں کو گزرتے کیا دیر لگتی ہے؟ جب ۶ مہینے چپکے سے نکل گئے۔ تو ۵ بھی ظاہر ہے اسی طرح ہوا ہو جائینگے ہمیں آیندہ اجلاس انجمن ہائے مقامی کے موقعہ پر یہ سننے کی دلی تمنا ہے کہ فلاں و فلاں جگہ کی انجمنوں نے دوران سالتمام میں برابر باستقلال اپنے فرائض انجام دیئے اس قدر رقم مرکزی ضروریات کیلئے فراہم کر کے بھیجیں اتنے جلسے کئے یہ کچھ تبلیغی کارروائی کی۔ اور اپنی اپنی کارگزاری و حساب کتاب کی ایک باقاعدہ ریکارڈ رکھی۔ اگر ہم میں یہ سپرٹ نہو تو :

سلسلہ احمدیہ میں خلافت کی ایک نئی دلیل

غیر مبائعین کہا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے بعد سلسلۂ خلافت کا ثبوت اور آپ کے خلفاء کا وجود متحقق نہیں اور حضرت مولوی نور الدین صاحب اور صاحبزادہ صاحب خلیفہ نہیں کیونکہ خلیفہ کے لفظ کا اطلاق صرف دو شخصوں پر ہوتا ہے **مامور اور نیک بادشاہ** اور صاحبزادہ صاحب اور حضرت مولوی نور الدین صاحب نہ تو مامور ہیں اور نہ بادشاہ۔ اس لئے اصطلاحی خلیفہ انھیں نہیں کہہ سکتے۔ گو غیر مبائعین کا خلیفہ کے مفہوم کو صرف دو شقوں میں منحصر سمجھنا خود ایک قابل بحث امر ہے اور میرے نزدیک بدلائل قویہ نہایت مردود بات ہے مگر اسوقت ہم غیر مبائعین کا یہ اصول تسلیم کر کے پھر سلسلہ احمدیہ میں خلافت اور آپ کے خلفاء کا وجود ثابت کرتے ہیں۔ پہلے **نیک بادشاہ** کو لو غیر مبائعین کے نزدیک نیک بادشاہ خلیفہ ہوتا ہے بہت اچھا ہم نے تسلیم کر لیا۔ ہم غیر مبائعین سے پوچھتے ہیں کہ تم نے بھی کبھی حضرت اقدس کا وہ الہام سنا ہے جو مشہور عام اور زبان زد خلائق ہو چکا ہے یعنی **بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے**۔ تم نے سنا ہے اور یقیناً سنا ہے اب بتاؤ کہ حضرت صاحب کے متبعین میں بادشاہ ہونگے یا نہیں؟ ہونگے اور یقیناً ہونگے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور حضرت اقدس کو بشارت دیتا ہے کہ تیرے متبعین میں بادشاہ ایک نہیں بلکہ کئی ہونگے اور پھر کشف میں حضرت اقدس نے ان بادشاہوں کو گھوڑوں پر سوار دیکھا۔ اور وہ بادشاہ بھی ایسے راسخ الاعتقاد متبع ہونگے کہ کپڑوں تک سے برکت ڈھونڈینگے۔ اب جبکہ الہام الٰہی بشارت دے رہا ہے کہ مسیح موعود کے متبعین نیک بادشاہ ہونگے اور تمہارا مسلمہ اصول ہے کہ خلیفہ کی شق اول نیک بادشاہ ہیں تو پھر تم کس طرح انکار کرتے ہو کہ مسیح موعود کا کوئی خلیفہ نہیں جب الہام الٰہی کہتا ہے کہ مسیح موعود کی جماعت میں نیک بادشاہ ہونگے اور تم کہتے ہو کہ نیک بادشاہ خلیفہ ہوتا ہے تو ان دونو باتوں کو مد نظر رکھکر تم کو اقرار کرنا پڑا کہ مسیح موعود کے بعد آپ کے خلفاء ہونگے۔ اس کے بعد شق ثانی یعنی مامور کے متعلق ہمنے غور کرنا ہے سو واضح ہو کہ حضرت اقدس نے سبز اشتہار اور اس سے پہلے بھی کئی اشتہاروں میں ایک پیشگوئی بیان فرمائی ہے کہ میری اولاد میں سے ایک شخص مصلح موعود ہوگا۔ اور حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں کہ وہ میرا جانشین ہوگا۔ اس پیشگوئی پر ہم نے غور کیا اور مصلح موعود کی علامات پر تدبر کیا تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ صاحبزادہ صاحب وہی مصلح موعود ہیں مگر مولوی محمد علی اور ان کی جماعت نے اس بنا پر انکار کیا کہ مصلح موعود مامور ہوگا۔ اور میاں صاحب مامور نہیں۔ اس لئے وہ مصلح موعود نہیں۔ اور گو ان کا یہ عذر عذر لنگ ہے مگر ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ مصلح موعود مامور ہوگا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کا یہ عذر صحیح ہے لیکن ساتھ ہی ہم غیر مبائعین سے باادب التماس کرینگے۔ کہ اگر مصلح موعود کا مامور ہونا ضروری ہے اور وہ مصلح موعود جیسے حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں اپنا جانشین تسلیم فرماتے ہیں۔ مامور ہوگا تو ساتھ ہی تمہارا یہ دعویٰ کہ مسیح موعود کا کوئی خلیفہ نہیں غلط ثابت ہو گیا اور فوراً تمہارے قول سے ہی حضرت مسیح موعود کے بعد خلافت ثابت ہو گئی کیونکہ تم کہتے ہو کہ مصلح موعود جو مسیح موعود کا جانشین ہے وہ مامور ہوگا اور دوسری طرف تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ خلیفہ کی دوسری شق مامور کا وجود ہے سو جب مصلح موعود مسیح موعود کا جانشین مامور ہوگا۔ اور خلیفہ تمہارے اعتقاد میں مامور ہوا کرتا ہے تو نتیجہ نکلا کہ مسیح موعود کے خلفاء بھی ہیں اور یہ کہنا کہ چونکہ مسیح موعود خود خلیفہ ہیں اس لئے آپ کے خلفاء نہیں ایک غلط اصول ثابت ہوا۔ غرض غیر مبائعین کے نزدیک خلیفہ صرف **مامور اور نیک بادشاہ** کو کہتے ہیں سو یہ قول تسلیم کر کے ہم کہتے ہیں کہ مسیح موعود کے خلفاء ہیں کیونکہ بقول تمہارے مصلح موعود مامور ہوگا۔ اور حقیقۃ الوحی میں حضرت اقدس اسے اپنا جانشین کہتے ہیں۔ اگر خلیفہ سے مراد نیک بادشاہ ہے تب بھی سلسلہ احمدیہ میں خلافت ہے کیونکہ حضرت اقدس کو الہام ہوا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ سو خلیفہ کا کوئی سا مفہوم کیوں نہ لو ہر مفہوم کے لحاظ سے مسیح موعود کے خلفاء کا وجود متحقق

سید محمد اسحٰق از جالندھر

کچھ مباحثہ شملہ کے متعلق

شملہ کا مباحثہ جو عرصہ دو ماہ سے مبائعین اور منکرین خلافت کے درمیان چل رہا تھا ختم ہو چکا ہے مگر پریزیڈنٹ صاحب نے ابھی تک اپنا فیصلہ نہیں دیا فیصلہ ہونے پر مفصل کیفیت ہدیہ ناظرین کی جائیگی۔ انشاء اللہ اس مباحثہ میں ابتدائی تقریر مبائعین کیطرف سے تھی اور ان کا حق تھا کہ جواب الجواب کے لئے ان کو موقعہ دیا جاتا۔ مگر پریزیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے جو تقریریں ہو چکی ہیں وہی کافی ہیں اور اگر مزید تشریح کی ضرورت ہوئی تو میں طرفین سے دریافت کر لونگا چنانچہ ایک روز طرفین کو بلا کر انھوں نے متنازعہ فیہ مسائل کے متعلق جرح کر لی اور نوٹ لے لئے۔ مباحثہ ختم ہونے کے بعد حکیم محمد حسین صاحب نے اتوار واقعہ ۱۱ جولائی کو ایک پبلک لیکچر دیا۔ سنا گیا ہے کہ چند منکرین جو ہیں انکو ملا کر چالیس پچاس کا مجمع تھا۔ مبائعین میں سے سوائے ایک شخص کے اور کوئی نہیں گیا۔ لیکچر کے ختم ہونے پر بابو عبد الحق صاحب نے بھی مختصر سی تقریر کی۔ ہر دو کا ماحصل یہ تھا۔ کہ حضرت صاحب گزشتہ مجددین کیطرح ایک مجدد ہیں اور ان کو سوائے فضیلت اور کوئی خصوصیت حاصل نہیں۔ حکیم صاحب نے تو ظلی اور بروزی نبوت کا بھی ذکر نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر قسم کی نبوت سے انکاری ہیں۔ صدر جلسہ شیخ محمد عمر صاحب وکیل تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ چونکہ میں مباحثہ میں ثالث ہوں اور ابھی تک فیصلہ نہیں دیا اس لئے میں اپنی رائے ان تقریروں کے متعلق نہیں دے سکتا سنا گیا ہے کہ ان تقریروں سے غیر احمدی سامعین بہت خوش ہوئے اور اختتام جلسہ پر بابو عبد الغفار صاحب حکیم صاحب سے بڑے تپاک سے ملے اور التجا کی کہ ایک ہفتہ ہمارے مہمان رہیں۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ یہ بابو صاحب سلسلہ کے پرانے دشمن ہیں۔ پیر دو نجات سے مولوی بلا کر ہمارے خلاف وعظ کرواتے رہے ہیں اور حتی الوسع لوگوں کو ہمارے ساتھ ملنے سے روکتے رہتے ہیں۔ غرض کوئی موقعہ مخالفت کا ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ چنانچہ اس مباحثہ کے دوران میں بھی سنا

گیا ہے کہ پریزیڈنٹ صاحب کو ایک کتاب حضرت صاحب کے خلاف لکھی ہوئی پیش کی تھی۔ کیا یہ حیرانی کی بات نہیں کہ وہ لوگ جو سلسلہ کے مخالف ہیں اور ہمیشہ اسکو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں وہ منکرین کے یار بنگئے ہیں انکے ساتھ محبت سے پیش آتے ہیں اور دعوتیں دیتے ہیں۔ کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک ہمارے دشمن بنے ہوئے تھے اور کسی قسم کی نیکی کا سلوک ہم سے پسند نہیں کرتے تھے۔ ہم کو بے ایمان اور ملحد سمجھتے تھے اور مسلمانوں کا سا برتاؤ ہمارے ساتھ جائز خیال نہ کرتے تھے مگر کس قدر افسوس ہے کہ منکرین کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اب وہ یکایک ان سے کیوں ملنے لگ گئے۔ وہ پیشتر اوروں کو ہمارے لیکچروں میں شامل ہونے سے روکتے تھے مگر اب منکرین کی تقریریں خود سننے آتے ہیں۔ غور کر کے دیکھ لو۔ اس کا یہ سبب تو ہرگز نہیں کہ اب وہ احمدیت کے نزدیک ہو گئے ہیں پس لامحالہ یہی ہو سکتا ہے کہ منکرین کا قدم کچھ ارتداد کیطرف ہو گیا ہو۔ ان کے منہ سے اب وہ اعتقادات وخیالات نہیں سنتے۔ پہلے جو ان کو برے معلوم ہوا کرتے تھے اس لئے وہ خوش ہیں۔ مجھے خود کئی غیر احمدی دوستوں نے کہا ہے کہ منکرین کے وہ خیالات نہیں جو پیشتر تھے۔ انھوں نے اپنے اعتقادات میں تبدیلی کر لی ہے اور آہستہ آہستہ احمدیت سے برگشتہ ہو کر ہمارے نزدیک آتے جاتے ہیں۔ اگر سچ پوچھو تو حق یہی ہے اور واقعات کو مدنظر رکھکر اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور جگہوں کو جانے دو۔ میں شملہ کے پیغامی اور سرکردہ منکرین سے پوچھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے وہاں کے لوکل حالات سے پوری آگاہی نہیں۔ آپ خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر قسمیہ شہادت دیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ شملہ میں بابو عبدالقادر صاحب ہمارے سخت مخالف ہیں۔ اور کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ کے زمانہ تک یہی حال تھا۔ وہ ہمارے لیکچروں میں نہیں آتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی آنے سے روکتے تھے۔ اگر یہ ساری باتیں سچ ہیں اور بالکل سچ ہیں تو خدارا سوچو کہ اب جو وہ آپ کے ساتھ اس طرح پیار اور محبت سے ملتے ہیں تو سمجھیں آپ جادۂ حقیقت سے پھسل تو نہیں گئے۔ عبرت !!

مباحثین میں سے جو ایک دوست اس لیکچر میں شامل ہوئے وہ خدا کے فضل سے مسئلہ خلافت میں پختہ طور پر

ہمارے ساتھ ہیں۔ البتہ نبوت وغیرہ کے بارے میں ابھی انکی پوری تسلی نہیں ہوئی اس سے تحقیق کے طور پر دو فریق کے دلائل سنتے رہتے ہیں۔ یوں تو وہ کئی بار اقرار کر چکے ہیں کہ ہمارے دلائل زبردست ہیں مگر ایک حجاب ہے جو ابھی تک دور نہیں ہوا۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حق سمجھنے اور اسپر استقلال سے قائم ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

برکت علی سکرٹری
انجمن احمدیہ شملہ ۱۵ جولائی ۱۵ء

مختصر کیفیت جلسہ ملسیاں

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں کل ملسیاں سے واپس آیا ہوں۔ اگرچہ اس جلسہ کی تحریک ایک احمدی نائب تحصیلدار مقیم ملسیاں کیطرف سے تھی مگر غیر احمدی بہت شامل تھے۔ اس لئے جب تھوڑے دن جلسہ میں رہے تو غیر احمدیوں نے کہا کہ ہمارے علما کا بھی اس جلسہ میں شامل ہونا ضروری ہے اس لئے انھوں نے ایک مولوی صاحب جالندھر سے بلائے اور ایک امرتسری مولوی ثناء اللہ صاحب آئے انکے مقابل میں جماعت احمدیہ کے واعظ بھی پہلے پہنچ چکے تھے جن کے نام نامی یہ ہیں حافظ محمد جمال احمد صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب بھینی والے۔ یقیناً خیال فرمائیے گا۔ کہ اسوقت وہی سماں تھا۔ جسوقت لشکر اسلام برائے گفتگو شاہ ایران کے خیمہ میں گئے تھے۔ اور تلواریں رسیوں سے بندھی ہوئی تھیں کیونکہ فریق مخالف کے واعظ لباس فاخرہ پہنے ہوئے تھے مگر میں حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں کے نتیجہ سے اپنے ایمان میں ترقی پاتا ہوں کہ وہی نتیجہ لشکر اسلام کا برآمد ہوا۔

۱۱۔ ماہ حال کو ایک جلسہ شروع ہوا اور احمدی علماء کی تقریر شروع ہوئی۔ ایک گھنٹہ بعد جب جالندھری صاحب کو کہا گیا تو انھوں نے کہا میں شام کو تقریر کروں گا۔ اسپر دوسرے احمدی صاحب نے تقریباً ڈیڑھ بجے تک تقریر کی اور جلسہ برخواست ہوا۔ شام کے وقت جالندھری نے بہت کچھ اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کئے

اگلے روز امرتسری نے دو اعتراضات بہت زور سے پیش کئے۔ اوّل پیشگوئی احمد بیگ والی۔ دوم دعا لینے والی۔ کہ میری موت کی پیشگوئی کی تھی اور میں اب تک زندہ ہوں بعدہٗ حافظ صاحب نے وفات مسیح کا مسئلہ بہت وضاحت سے بیان فرمایا۔ مولوی عبداللہ صاحب جالندھری کے ایسے جوابات دیئے کہ وہ مبہوت ہو گیا پھر اس کو تیس منٹ کا وقت دیا گیا۔ جس میں وہ صرف دس منٹ گفتگو کر سکا۔ بعد اس کے امرتسری نے پھر وہی اعتراضات پیش کئے اور چند اور باتیں بنائیں۔ انکے جواب کے لئے حافظ صاحب دوسری وقت کھڑے ہوئے۔ اوّل اعتراض کا جواب شرطی پیشگوئی ٹھہرا کر صفائی سے دیا گیا۔ دوسرے میں اسکی تحریر کا حوالہ دیکر اس کا مباہلہ سے گریز ثابت کیا جس سے انکی ایمانداری کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ امرتسری نے اسوقت صاف انکار کر دیا کہ میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں۔ حافظ صاحب نے فرمایا۔ اچھا بحث سے تو فیصلہ ناممکن ہے اب میں بذات خود بحیثیت ایک ادنیٰ خادم مسیح موعود علیہ السلام ہونے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ اور میں یہ بھی زور سے کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کبھی مباہلہ کے لئے تیار نہیں ہونگے۔ اور کبھی نہیں ہونگے اسوقت امرتسری صاحب کی حالت وہی جان سکتے ہیں جو احباب جلسہ میں موجود تھے اور مولوی صاحب کو دیکھ رہے تھے۔ بعد اختتام جلسہ پر مولوی صاحب نے اپنے ایک شاگرد کو اکسایا۔ وہ مباہلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ اسکو جواب دیا گیا کہ مطالبہ مولوی صاحب سے ہے تجھ سے نہیں۔ غرضیکہ میدان خداوند تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کے ہاتھ رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

عزالدین سکرٹری جماعت احمدیہ صریح تحصیل نکودر
ضلع جالندھر ۱۴ جولائی

ضلع گجرات کے ایک مشہور غیر احمدی مولوی سے مباحثہ اور احمدیت کی فتح

۵ جولائی ۱۵ء کو موضع کھیڑی میں صوبہ دار سید تاج شاہ صاحب کی تحریک پر احمدیوں کا ایک جلسہ تھا۔ جس پر حافظ

غلام رسول صاحب وزیر آبادی حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح مامور تھے۔ فریق مخالف نے مباحثہ کی تحریک کی تھی جس پر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے مولوی غلام احمد صاحب گنجوی کو جو فریق مخالف کی طرف سے مباحثہ کے لئے تجویز ہوئے تھے عربی زبان میں ایک خط لکھا جس پر مولوی صاحب مذکور ایسے گھبرائے کہ کڑکتی دھوپ میں دوپہر کے وقت مولوی محمود گنجوی کو جو اس نواح میں عالم اجل مانے گئے ہیں بلانے کے لئے روانہ ہو گئے اور کہہ گئے کہ جواب ہم پھر آ کر دیں گے۔ جواب کے انتظار تک ہم سب احمدی سکنہ تہال بھی جلسہ کھیڑ میں جا کر شامل ہو گئے۔ جہاں اول میاں مہرالدین صاحب سکنہ لالہ موسیٰ نے تقریر کی۔ بعدہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے تفسیر سورۃ فاتحہ میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرما کر حاضرین جلسہ کو محظوظ کیا۔ آخر میں حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے اپنے وعظ سے حاضرین جلسہ کو خوش کیا۔ اور ۷ تاریخ کے جلسہ کا اعلان کیا۔ اتنے میں تہال سے ایک سوار پہنچا کہ مولوی محمود گنجوی اور مولوی شیخ عبداللہ اور بعض اور علماء ارد گرد کے احمدیوں سے مباحثہ کرنے کے لئے آ گئے ہیں اور بلاتے ہیں چونکہ رات ہو چکی تھی۔ اس لئے رات وہیں رہے اور صبح مستورات کی درخواست پر انہیں حافظ صاحب وزیر آبادی نے تبلیغی وعظ فرمایا۔ اور اس کے بعد تہال میں ہم سب دوستوں کے آ گئے۔ اتنے میں ہمارے عربی خط کا جواب بھی نہایت ہی مختصر آ گیا جو بالکل بے معنی تھا۔ الغرض ۱۲ بجے کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ اور ہماری طرف سے شرائط مباحثہ کا سوال پیش ہوا۔ مگر عادت قدیم کے طور پر فریق مخالف پہلو تہی کرتا رہا ہم نے زیادہ اصرار مناسب نہ سمجھا۔ آخر ہماری طرف سے باتفاق رائے مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی صدر جلسہ اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مناظر قرار پائے۔ اور فریق مخالف نے مولوی محمود گنجوی کو سب مولویوں میں مقابلہ کے لئے چنا۔ اور سید عالم شاہ صاحب کھاریاں والے کو صدر جلسہ منتخب کیا۔ اور بحث شروع ہوئی سب سے اول حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے ہماری طرف سے بحیثیت پریزیڈنٹ فرمایا کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ موقوف ہے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر اس لئے میرے نزدیک سب سے اول حیات ممات کے مسئلہ پر بحث ہونی چاہیئے۔ بعدہ دعاوی حضرت اقدس پر گفتگو ہوگی۔ اس پر مولوی گنجوی نے کہا۔ وفات مسیح اور دعوے امامت میں تباد لزوم کیا ہے جو اس بحث کو پہلے لیا جائے جس کا جواب حسب مطالبہ تحریری طور پر عربی میں حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے دیا۔ اور فرمایا کہ اسے پڑھ کر لوگوں کو سنا دیا جاوے۔ مگر وہ عربی کچھ ایسی مشکل تھی جس کا کچھ حصہ مولوی مذکور بالکل نہ پڑھ سکتے تھے آخر بہت اصرار پر بھی پڑھ کر نہ سنا سکے۔ اور اسپر اپنی قلم سے صرف اتنا لکھ دیا۔ کہ "هٰذا تقریر لیس فیہ جواب" اور پیچھا چھڑایا۔ حاضرین جلسہ کے اصرار پر بالآخر مباحث فریق مخالف نے دلائل وفات مسیح کے بارے میں قید پیش کرنے کی اجازت دی کہ وقت معینہ میں صرف ایک ہی آیت پیش کی جاوے نہ زیادہ ہمارے لئے یہ مفید نہ تھی۔ مگر ان کے اصرار پر اس کو منظور کر لیا چنانچہ مولوی صاحب راجیکی نے وفات مسیح پر دلائل عقلیہ و نقلیہ میں چھ سات آیات قرآن کریم سے پیش کیں۔ جن پر فریق مخالف کا مولوی جرح قدح کرتا رہا۔ جو ساتھ ساتھ توڑ دیئے جاتے رہے۔ مگر وہ ہمارے دلائل کو نہ توڑ سکا۔ اور نہ اس نے تسلیم کیا۔ بلکہ الٹا لوگوں کو مغالطہ دینا چاہا۔ اس پر حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے فرمایا کہ میں قسم اٹھا کر علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ آیات پیش کردہ سے وفات مسیح علیہ السلام ثابت ہوتی ہے اور یقیناً ہوتی ہے۔ اگر آپ کے نزدیک ان سے وفات مسیح کا ثبوت نہیں ظاہر ہوتا۔ تو آپ بھی میری طرح لوگوں کے سامنے اسی طرح قسم کھائیں۔ جس پر مولوی گنجوی نے فرمایا کہ میں جھوٹی قسم نہیں کھاتا۔ اسپر مولوی صاحب راجیکی نے فرمایا۔ الحمد للہ۔ مولوی صاحب نے ہمارے حق میں ڈگری دیدی کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ ان آیات سے میرا مدعا یعنی حیات مسیح ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر میں قسم کھاؤں گا تو یہ قسم جھوٹی ہوگی۔ مناظر فریق مخالف کے قسم نہ اٹھانے پر مباہلہ کی صورت بھی پیش کی گئی مگر اس نے انکار ہی کیا۔ اور فرار کی راہ اختیار کی۔ آخر ہمارے صدر جلسہ حافظ غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ میں یقین دلاتا ہوں کہ جتنے دلائل ہماری طرف سے پیش ہوئے ہیں ان سب سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے اور فریق مخالف کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اور نہ وہ ہمارے دلائل کو توڑ ہی سکا۔ بلکہ بعض آیات پیشکردہ پر جرح بھی نہیں کر سکا۔ اسپر فریق مخالف کے مناظر نے سکوت اختیار کیا۔ تو اُسے کہا گیا کہ آپ اب حیات مسیح کے دلائل پیش کریں ہم جرح کریں گے۔ جس پر انکے صدر جلسہ سید عالم شاہ صاحب نے فرمایا بیشک ایسا ہی ہونا چاہیئے اور اسپر مولوی گنجوی مناظر فریق مخالف اور ان کے رفقاء نے سخت ناراضگی ظاہر فرمائی۔ اور جلسہ کو دوسرے دن پر ملتوی کیا جس کے یہ معنے تھے کہ تاب مقابلہ نہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حالانکہ حضرت مولانا مولوی فضلدین صاحب نے بھی بہتیری کوشش کی کہ حیات مسیح کے دلائل جیسا کہ شاہ صاحب نے کہے ہیں پیش کرو۔ دعا پر جلسہ ختم ہوا +

عاجز محمد الدین سکرٹری جماعت احمدیہ تہال ضلع گجرات
۷ جولائی ۱۹۱۵ء

مباہلہ لعنت اللہ علی الکاذبین

۱۲ جون ۱۹۱۵ء کے اخبار پیغام لاہور نے

یک میرزا نذر علی المعروف بہ شیخ ہدایت اللہ سوداگر پشاور کا ایک مضمون شائع کیا ہے خبر کا خلاصہ یہ ہے کہ مینے کسی غیر مبائع کے مباہلہ کیا ہے۔ کب کس بات پر کس کے سامنے۔ اس کا ذکر نہیں۔ ہاں نتیجہ بتا دیا ہے کہ میرا عزیز فرزند قاضی محمد یوسف وفات پا گیا ہے پس یہ مباہلہ کا اثر ہے سو اس کا جواب عرض ہے

(۱) مینے کوئی مباہلہ ہرگز ہرگز کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ نہ کسی غیر احمدی سے نہ کسی احمدی نامنکر سے +

(۲) اگر مینے ایسا مباہلہ کیا ہے تو کب اور کس کے سامنے۔ اور کس بات پر ؟ اور کس قدر لوگ اسکی حلفاً شہادت دینے کو تیار ہیں ؟ اور الفاظ مباہلہ حلفاً تحریر کئے جاویں +

(۳) کوئی فرضی مضمون جو ۱۲ جون ۱۹۱۵ء کے اخبار میں نذر علی نے میری طرف منسوب کیا ہے۔ اس کا ثبوت دو گے کہاں اور کب شائع ہوا ؟ اور اخبار الفضل قادیان کے کس پرچے کے کس کالم میں ہے ؟ آپکی منسوب کردہ عبارات جو میری طرف سے درج اخبار پیغام لاہور ہیں۔ ثابت کرو کہ مینے لکھیں۔ اور وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) وہ (قاضی محمد یوسف احمدی) مفتری نادم ہو کر شرمندہ ہوتا تمردی اور کبر سے پیش آیا۔ اور خدا کے گھر خانہ کعبہ کا اقرار

ایمیت بتلاؤ اس نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ اور ایک مضمون نمبر ۱ واقعات قادیان کے اخبار الفضل میں چھپا جو الفضل ۱۸ مئی ۱۹۱۵ء میں چھپا ہے۔ اس میں مجھ کو لکھا ہے کہ تم قسم اٹھاؤ اور حلف کرو کہ میری گفتگو واسطے اور تمہارے درمیان نہیں ہوئی اور یہ بھی اس کے خلاف کہا تو میرے (قاضی محمد یوسف) پر اور میری اولاد پر عذاب نازل ہو۔

(۴) آخر اس نے اپنے چیلنج میں میری اولاد پر نازل ہونے کے الفاظ کسی نے بڑھا لئے۔ کاش وہ الناس لکھتا کہ میرے پر عذاب نازل ہو۔ اولاد کا لفظ نہ ایزاد کرتا۔

ذرا غلط کشیدہ عبارات میرے مضمون مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۱۵ء میں دکھاؤ۔ اور تم یہ بات دکھانا حرام ہے اگر نہ دکھاؤ۔ اور تم ہرگز نہ دکھا سکو گے۔ ان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

(۵) جس مضمون کا ذکر تم کرتے ہو۔ اور حوالہ درج اخبار کرتے ہو وہ تو ۱۸ مئی ۱۹۱۵ء کا شائع شدہ ہے۔ حالانکہ میرا عزیز محمد ایوب ۴ مئی ۱۹۱۵ء کو کئی دن بیماری میں مبتلا رہ کر فوت ہو چکا تھا۔ یعنی مضمون زیر بحث سے قریباً ایک ہفتہ قبل۔ ہاں اگر مباہلہ ایسا ہوا کرتا ہے کہ مباہلہ تو بعد کو ہے اور اثر مباہلہ ایک ہفتہ قبل ہی آ کر مباہلہ پیدا شدہ ہو جائے تو یہ مباہلہ تمہاری کسی جدید شریعت نے ایجاد کیا ہوگا۔ ورنہ قرآن کریم اور احادیث اور مسیح موعود کے کتب سے تو اس قدر ثبوت ہے۔ مباہلہ اول شائع ہو۔ اور اس کا اثر بعد میں کسی خاص میعاد کے اندر ظاہر ہو۔

(۶) کیا تم کو یقین ہے کہ اس مضمون کی اشاعت سے قبل کوئی مباہلہ ہوا ہے۔ اور اگر ہوا ہے تو تم حلفاً چار گواہ شرعی پیش کر سکتے ہو۔ ورنہ خود چار بار سورۃ نور کے ماتحت حلف اٹھا کر کہہ سکتے ہو۔ اور اگر نہیں تو تم سے بڑھ کر کذاب دنیا میں کوئی نہیں

(۷) عبد الاحد اور محمد افغان والے فرضی واقعہ کا ناول بھی تم جیسے مفتریوں نے بنایا ہے۔ ورنہ تم میں سے کوئی اور خاص کر محمد جو اس وقت پشاور میں ہے تین بار لعنت اللہ علی الکاذبین لکھ کر اخبار پیغام لاہور میں شائع کرے کہ واصل میں نے کوئی مباہلہ کیا تھا جب تک تم خود یہ ثبوت نہ دو۔ یہاں بھی کذاب اور مفتری ہو

(۸) میں نے پشاور میں غیر مبائعین کو اپنے لڑکے کی وفات کی اطلاع نہ دی۔ اور یہ اعتراض کرتا ہے کہ خفیہ مباہلہ ہوا۔ چہ خوش یہی فہم اور دماغ ہے۔

خالھما ہا خلقہم الا یعقلون سو ما حشر ولی تھیک کہ مصداق الانسان۔ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ لوکا جو تو مردان میں فوت ہوا تھا تم نے برخواست جنازہ کرنا نہ جانتا تھا تم نے قطع تعلق تھا تم نے ایک مبلغ احمدی شیخ فضل الٰہی صاحب پشاور کی لڑکی کی وفات پر جو جنازہ پہنچنے پر اظہار خیالات کیا تھا تمہارے ہی خیالات مجھے معلوم تھے۔ ہر تم جیسے ہوتا۔ اور کتنے اخلاق کے لوگوں سے کیا توقع ہو سکتی تھا کہ اطلاع دیتا تم جیسے بعض شریف الانسانوں نے واقعی ہمدردی کی ہے۔ اور بعض نے شرارت سے طور پر ہمارے لعنتی کا نام بھی آنے اور بعض نے واپس جا کر پیشگوئیاں تھیں۔ ان سے کونسی امید اور توقع تھی۔ تم نے اپنی مضامین میں کونسی کمینی گالی نہ چھوڑی ہمارے امام حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح موعود کو نہیں دی۔ اہل بیت نبوی کو نہیں دی۔ بزرگان ملت احمدیہ کو نہیں دی۔ ظاہر ہے مجھ کو یقین ہے کہ میں تم کو اور تمہارے جیسے لوگوں کو مرگ پسر کی اطلاع کرتا۔ یہ تو واقعہ وفات ہوتی مردان میں پیش آیا تھا۔ اگر پشاور میں بھی ہوتا تو تم اس وقت بھی مجھ جیسے انسان سے توقع نہ رکھتے کہ تم کو بلاتا اور اطلاع دیتا۔

(۸) تم جو مصداق آیت لا یتفا نلو نکم جمیعاً الا فی قری محصنۃ اومن وراء جدر ہو۔ شیخ ہدایت اللہ صاحب سوداگر پشاور اور منشی صیف الدین صاحب کے نام سے مضامین تحریر کر کے مقابلہ کرتے ہو تو خود پیر و میدان بنکر مضامین اپنے نام سے شائع کیوں نہیں کرتے۔ سنئے ہدایت اللہ صاحب سوداگر پشاور نے میرے سامنے اور ایک غیر احمدی دوست کے ساتھ قرآن کریم ہاتھ میں لیکر حلفاً بیان کیا کہ جو مضامین ۲ اپریل ۱۹۱۵ء اور ۱۳ جون ۱۹۱۵ء کو اخبار پیغام لاہور میں شائع ہوئے ہیں ہرگز میرے تحریر شدہ نہیں۔ اور نہ مجھ کو انکی سخت کلامی اور بہتان سے اتفاق ہے۔ اس وقت شیخ صاحب کے ہاتھ میں قرآن کریم تھا۔ اور اسی طرح حلف کو اٹھا کر بیان کیا۔ قاضی فضل الٰہی صاحب سے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ منشی غلام حسین صاحب احمدی ساکن مردان سے کہا کہ کس لعنتی اور ملعون نے یہ مضامین تحریر کئے ہیں۔ کیا اب تم اس کا حلفیہ بیان میرے تحریر کے مقابلہ میں میرے الفاظ دکھا کر شائع کر سکتے ہو۔ کہ اس نے تمہارے فرضی مضامین کو اپنا حسب حال کیا ہے۔ اگر نہیں تو کیا تم چار بار لعنت اللہ علی الکاذبین کی حلف اٹھا کر کہہ سکتے ہو کہ یہ مضامین ہمارے نہیں ہیں۔ شیخ ہدایت اللہ صاحب کے ہیں۔ یاد رکھو کہ تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے۔ کیونکہ تم کذاب اور دروغگو ہو۔

بہا اچھا ہو اگر تم بہتان اور افترا کو چھوڑ کر صداقت سے مقابلہ کرتے اور ہم دیکھتے کہ تم کو کہاں تک علم صحیح اور واقعات سے ہمارا مقابلہ کر سکتے ہو۔ میں حیران ہوں کہ حضرت مولینا مولوی غلام حسن خان صاحب احمدی جیسے بزرگ کے درس قرآن میں روزمرہ شامل ہو کر اور ان کے صحبت میں رہ کر تم نے بھی کذب بہتان اور مفتریات کی اشاعت کا سبق سیکھا ہے۔ اور یہی اخلاق درس قرآن کریم میں دس سال سے مزید کر سیکھتے رہے ہو۔ مجھ کو صرف مجبوراً آپ کے الفاظ واپس کرنے پڑتے ہیں۔ ورنہ ہم ایسی سخت کلامی طریق کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان مفتریات کی اشاعت کا فیصلہ مولا کریم کے ہاتھ میں دیتے ہیں کہ وہی اپنے زبردست ہاتھ سے تم کو وہ سزا دے جس کے تم بسبب افتراؤں کے مستحق ہو۔ آمین۔ والسلام

(قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور)

مباحثہ لب گدہ کے واقعات

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عرصہ چند روز کا گزرا کہ ایک رپورٹ حکیم محمد حسن صاحب نے لب گدہ سے بھیجی تھی جس میں ایک غیر احمدی مولوی صاحب سے مناظرہ کرنے اور اس کے شکست کھا کر فرار کرنے کا ذکر تھا۔ مگر افسوس کہ آج تک آپ اس کو چھاپ نہ سکے۔

آج اہلحدیث مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۱۵ء میں ایک مضمون زیر سرخی "لب گدہ قادیانیوں کی شکست" میری نظر سے گزرا جس کے راقم محمد اکبر عارف مدرس مدرسہ عظمت الاسلام لب گدہ ضلع گوجرانوالہ ہیں تمام حالات مناظرہ دیگر رپورٹ سے واضح ہو جاوینگے کہ مولوی بشیر احمد صاحب اور ان کے ساتھی محمد اسمٰعیل صاحب نے کیا کچھ داد مردانگی دی۔ میں اس مختصر تحریر میں صرف ان کے خلاف واقعہ باتوں کی تردید کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے مضمون مندرجہ اہلحدیث میں لکھی ہیں۔

(۱) مناظرہ کا چیلنج کسی نے نہیں دیا بلکہ مدرس مذکور آسے دن شکستیں کھا کھا کر لاجواب ہو کر مبہوت و پریشان ہو گیا تھا۔

(۲) ہزار روپیہ کے اشتہار کا ذکر لفظ توفی کی نسبت جبکہ خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو اور باب تفعل سے تو سوائے قبض روح کی اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ اس کی نسبت حضرت مسیح موعود کو جو انعام ابتدائے دعویٰ سے پیش فرماتے ہے ایک بھی غیر احمدی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ ان م... حاصل کر سکے اور

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل
قادیان ضلع گورداسپور

چندہ غیر ممالک سے
(سات روپے)

قیمت ہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہی مسیح موعود ہے

جلد ۳ | ۲۲ جولائی ۱۹۱۵ء | بروز پنجشنبہ | مطابق ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

درس قرآن۔ رمضان المبارک میں مسجد اقصیٰ میں حسب الارشاد حضرت اقدس مولینا سید سرور شاہ صاحب کا درس قرآن شریف سورہ فاتحہ سے شروع ہو گیا ہے۔ اور جب حضرت صاحب ایدہ اللہ کا درس از سر نو جاری ہوگا۔ تب بھی یہ درس انشاء اللہ ایک ہوتا رہیگا۔

دربار خلافت۔ حضرت خلیفۃ المسیح عموماً نماز ظہر و عصر و مغرب کے بعد دیر تک مسجد میں تشریف رکھتے اور اپنے کلمات طیبات سے مستفیض فرماتے ہیں۔ انہی موقعوں پر اکثر قومی و دینی ضروریات کے متعلق مشورہ و غیرہ بھی ہوتا ہے۔ اور بعض پیش آمدہ معاملات کے ضمن میں حضور بڑے بڑے قیمتی نکات و معارف بیان فرماتے ہیں کل ۱۸ جولائی کی شام کو چوہدری فتح محمد صاحب کی خدمات کا ذکر تھا فرمایا یہ جو چوہدری [illegible] میں جنہیں خواجہ صاحب ہمیشہ ناکارہ بتلاتے رہے پھر فرمایا کہ یہ تو کاروبار خدا کا ہے وہ جس سے چاہے اپنا کام

فتاویٰ احمدیہ

غیر احمدی لڑکے سے نکاح۔ ایک دوست نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ میری لڑکی بالغ ہے اور ہماری خاندان میں کوئی احمدی لڑکا نہیں ان ایک شخص بہت نیک بخت ہے۔ امید ہے کہ وہ احمدی بن جائے مگر اس وقت احمدی نہیں اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

جواب۔ احمدی ہونے کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی۔

اعلیٰ پر ادنیٰ کو قربان کرنا۔ ایک شخص نے حضرت امام الوالعزم کی خدمت میں لکھا کہ میری شادی غیر احمدیوں کے ہاں ہوئی تھی۔ اب میرا خسر لڑکی کے مجبور رکھنے پر مجھ کو یہ کہتا ہے کہ احمدیت سے توبہ کرو ورنہ لڑکی کو طلاق دیدو اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

جواب۔ جو چیز زیادہ قیمتی ہو اس کو لے لیں اور دوسری کو چھوڑ دیں۔ اگر دین قیمتی ہو تو اس کو لے لیں۔ اور اگر بیوی قیمتی ہو تو وہ لے لیں آپ پر ہی فیصلہ ہے۔

اخبار احمدیہ

تانور سے مولوی ابوالہاشم صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں ایک پیر ہیں جن کو ہمارے سلسلہ سے بہت نفرت ہے۔ اتفاق سے میرے ایک بھائی ان سے ملے اور کچھ گفتگو ہوئی چونکہ یہ سلسلہ کے حالات سے اچھی طرح واقف نہ تھے انکی باتوں سے کچھ متاثر ہو گئے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں ان کے شکوک رفع کروں۔ سو میں پیر صاحب کی خدمت میں گیا اور ان سے گفتگو کی۔ لیکن پیر صاحب نے گھبرا کر کہا کہ آپ معاف رکھیں اور کلکتہ وغیرہ کے علماء سے ملیں آخر میرے بھائی پر حقیقت کھل گئی۔ اور ان سے متنفر ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

لودھیانہ سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل لکھتے ہیں کہ (انگریزی ترجمۃ القرآن مجید کے متن کا) پہلا پارہ انشاء اللہ رمضان المبارک

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جنازہ غائب

[illegible] کی۔ایل۔ صاحب کا شملی (سیلون) سے دربار خلافت میں لکھتے ہیں " بعض [illegible] کے گزشتہ فساد میں میرے دوست اکبر صاحب محمد غوث جو میرے قدیم احمدی بھائی تھے بد شورش پسندوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے مرحوم ایک عالی انسان تھے۔ اور میں نے ان سے روحانی فیوض حاصل کئے جب حضور مولوی غلام محمد صاحب کو ماریشش میں خط لکھیں تو ان کو اس دردانگیز حادثہ کی بھی اطلاع فرماویں "

فیروزالدین خان صاحب جو الیرکوٹلہ کے ایک مخلص احمدی تھے وفات پا گئے ہیں [illegible] جنازہ غائب پڑھا جائے۔

پاک پٹن سے نیاز محمد صاحب لکھتے ہیں کہ میاں محمد یار صاحب احمدی زرگر [illegible] عارضہ تو نیا سخت بیمار ہیں او احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

رتکل (ضلع گجرات) سے پیر برکت علی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ حافظ روشن علی صاحب بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں اور قرآن کریم کا درس شروع کر دیا ہے رات کو نزادیح میں بھی سناتے ہیں۔

دانتہ (ہزارہ) سے مولوی عبدالقدوس صاحب جو کچھ عرصہ سے بیمار ہیں لکھتے ہیں۔ مجھے روزانہ بخار آتا ہے کھانسی بھی بدستور ہے۔ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

لاہور سے مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں کہ حضور امام اولوالعزم خلیفہ برحق کا لکچر نہایت مبارک اور موثر ثابت ہوا۔ سارے شہر میں عوام اور خواص کے درمیان اس کا تذکرہ نہایت ہی تعریف و تحسین سے ہو رہا ہے بعض طبائع تو حضرت امام اولوالعزم کی تقریر کی پھر خواہشمند اور مشتاق ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

" لالکیوہ (ننگری) سے میاں فضل الرحمن صاحب طالبعلم ہائی سکول تعلیم لکھتے ہیں کہ ایک غیر مبائع ڈاکٹر صاحب سے میری گفتگو ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ حضرت خلیفہ اول نے خواجہ صاحب کو ولایت میں لکھا تھا میاں صاحب (نعوذ باللہ) مفسد ہیں او میرے کچھ نہیں کر سکتے۔ تو میں نے کہا (نعوذ باللہ) پھر مولوی صاحب منافق ہوئے۔ دھوکہ دہی سے مصلح موعود لکھ دیا اور [illegible] مفسد صاحب پھر وہ چپ ہو گیا۔ انسان ضد و تعصب میں اندھا ہو جاتا ہے کہ پاک لوگوں کو بھی برا بھلا کہنے شروع کر دیتا ہے۔

خبریں

جنگ

مغربی محاذ [illegible] لڑائی شروع ہو گئی ہے چنانچہ پیرس کی سرکاری خبر ۱۶ جولائی سے پایا جاتا ہے کہ سوشینز کے گرد و نواح میں طرفین سے شدید گولہ باری ہوتی رہی۔ اس کے علاوہ میوز کی سطح مرتفع پر بیدل افواج کے بھی کئی مقابلے ہو چکے ہیں۔ دشمن نے خندقوں کا جو حصہ قابو کر لیا تھا وہ اگلے دن پھر ہمارے قبضہ میں آ گیا۔ جرمنوں نے مشتعل سیال پھینک [illegible] گر ہر چند حملہ کیا مگر پسپا کر دیئے گئے۔ ہماری سپاہ نے دشمن کو عظیم نقصان پہنچایا۔ اور اس سے ۲۰۰ قیدی بھی گرفتار کر لئے۔

فیلڈ مارشل سر جان فرنچ معرکہ کارزار سے (۱۸ جولائی) کو خبر دیتے ہیں کہ عام حالت میں کچھ تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ گو ۹ جولائی سے کوئی خاص قابل ذکر مقابلے نہیں ہوئے تاہم غلط محاذ پر خونریزی برابر زور کے ساتھ جاری ہے۔ دو تو طرف کئی سرنگیں اڑیں اور بعض حصص محاذ پر خوب گولہ باری ہوئی۔ تین قوموں پر دشمن نے ہماری خندقوں پر بقدم جما لئے تھے مگر ہم نے اسے فی الفور ہٹا دیا۔ ان میں سے ایک میں غنیم نے ہمارے بھاری سیل گولے بھی برسائے۔

پیرس کی تار خبر (یکم ۱۹) ہے کہ کل کی لڑائی میں فرنچ جمیعت کو متعدد چھوٹی موٹی فتوحات بمقام سوشینز و علاقہ قدگوں حاصل ہوئیں۔ اور جرمنوں کے شدید حملے دفع کئے گئے۔ سوشینز میں غنیم نے رات کے وقت (۱۲۰۰) گز کے محاذ پر دھاوا بول دیا تھا۔ لیکن آخر پسپا کیا گیا۔

اعلان جنگ کی برسی یا سالگرہ۔ قلمروے برطانیہ اور اس کے مقبوضات میں بڑے جوش سے یہ تحریک ہو رہی ہے کہ ۴۔ اگست کو جو اعلان جنگ کی تاریخ ہے تمام برطانی علاقوں میں سالگرہ جنگ کے جلسے ہوں اور ان میں اس مضمون کا ریزولیشن پاس کیا جائے کہ یہ جنگ آزادی و عدل کی خاطر ہے اور جنگ کو کامیابی حاصل ہو دول متحدہ ملیفہ اس مشترک اور مقدس مقصد کے لئے برابر لڑتی رہیگی۔

اطالین سپاہ نے ایک سخت خونریز جنگ میں نمایاں کامیابی حاصل کی غنیم کی ۸ کلدار توپیں ڈیڑھ ہزار بندوقیں بہت سا گولہ بارود اور ہزار قیدی بھی ان کے ہاتھ آئے۔

مختلف

الور کی ریاست میں [illegible] اُردو خط منسوخ کر دیا گیا ہے۔ ساری سیاہی کو [illegible] اور آفس [illegible] پریشانی میں سکول [illegible] ہوتی ہے [illegible] ضد ہے کہ کچھ بھی ہو اُردو کا نام [illegible] جو کے بند کر دیئے گئے۔ مگر گاؤں والے [illegible] پڑھواتے ہیں کیونکہ مدرسہ میں انگریزی [illegible] ہے۔ اس حکم کا پہلا اثر یہ ہوا کہ سارے مسلمان اہلکار [illegible] سے ملکر ریاست سے نکال دیئے گئے۔ یہی حال [illegible] ریاستوں کا ہوا۔ [illegible] ریاست ہے [illegible] کی ریاستوں نے اُردو خط کو بائیکاٹ کر دیا ہے [illegible] ان ریاستوں میں اُردو فارسی کے [illegible]

ایک مسلمان عورت کا خاوند عرصہ سے اسکی خبر نہ لیتا تھا اور نہ اُسے نان و نفقہ دیتا تھا۔ اس عورت کو دو شخص نے اغوا کر لیا۔ اب اس کے خاوند نے اُن کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ جس مجسٹریٹ میانوالی نے اس جرم میں سزا دیدی کہ انھوں نے ایک عورت کو اغوا کیا ہے۔ ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اپیل ہوئی وہاں بھی سزا بحال رہی آخر اس مقدمہ کی پیروی چیف کورٹ میں گئی۔ جہاں سر الفرڈ کنسنگٹن جج نے دونوں ملزموں کو رہا کر دیا اور اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ " ایک ایسا خاوند جو برسوں تک اپنی بیوی کو نان و نفقہ نہیں دیتا اور اسکی خبر گیری سے بے پرواہ رہتا ہے اگر اسکی بیوی کسی شخص کے ساتھ بھاگ جاوے تو اُسکی شکایت بیجا ہے اور قابل سماعت نہیں ہے امید ہے کہ یہ فیصلہ ان لوگوں کی آنکھیں کھولدے گا جو اپنی بیوی اور بال بچوں کی طرف سے لاپروا رہتے ہیں۔

تصحیح وصیت

الفضل میں بندہ کی والدہ کی وصیت نمبر ۹۶۱ غلط چھپ گئی ہے اصل وصیت کا مطلب یہ تھا کہ موجودہ زیور کل کا کل وقف ہوگا جس میں ۲۵ تولہ کا زیور اسی وقت صدر انجمن کو دیدیا گیا تھا اور باقی [illegible] کا زیور اگر اپنی زندگی میں صدر انجمن کو دے دیں۔ اس کے علاوہ میری جو جائداد ثابت ہو اس کا ۱/۵ حصہ۔ اور گاؤں کا نام بابل پور لکھا ہے یہ غلط ہے۔ بابل پور ہے۔

خاکسار [illegible] احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح

کا وعظ مستورات میں

بمقام لاہور ۸۔ جولائی ۱۹۱۵ء

(الفضل کے خاص رپورٹر نے قلمبند کیا)

انسانی تقسیم

خدا تعالیٰ نے انسان دو قسموں میں پیدا کیا ہے۔ ایک مرد دوسرے عورتیں۔ تمام دنیا کے انسان انہی دو قسموں میں منقسم ہیں اس لئے جس قدر شریعتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہیں انکے مخاطب صرف مرد ہی نہیں ہوئے۔ بلکہ عورتیں بھی تھیں لیکن جب دنیا میں جہالت اور گمراہی پھیل جاتی ہے تو بہت لوگ شریعت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتارنا چاہتے ہیں اور جس طرح وحشی بیل اور منہ زور گھوڑے جوئے کے نیچے سے گردن نکال کر بھاگنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح جب جہالت بڑھتی ہے تو انسان قسم قسم کے بہانوں سے اپنے آپ کو شریعت کے احکام سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اس زمانہ میں جب کہ اسلام کے لئے مصیبت کا زمانہ ہے مسلمانوں نے قرآن شریف کو بھلا دیا ہے۔ اور اس بات کو بھول گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں کیا حکم دیا تھا۔ اور جہاں عام طور پر مردوں نے شریعت سے اپنے آپکو آزاد کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہاں تمام کی تمام عورتوں نے سوائے شاذونادر کے شریعت کی پابندی کو اتار دیا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شریعت کو سمجھا ہی نہیں اسلئے ٹھوکر کھا کر کہیں کی کہیں چلی گئی ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کا کلام جس طرح مردوں کے لئے آیا تھا اسی طرح عورتوں کے لئے تھا۔

مرد و عورت کے حقوق

کوئی نادان اور اناڑی سے کہے کہ اصل حقوق مردوں کے ہی ہیں یا سب حقوق عورتوں کے لئے ہی ہیں تو یہ اور بات ہے۔ جو تنگ خیالی اور کوتہ نظری کا پتہ دیتی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اس نے دونوں کو پیدا کیا ہے اگر کوئی مرد اسکے کسی حکم کو توڑتا اور عورت فرمانبرداری کرتی ہے تو وہ عورت اللہ کے نزدیک اس مرد سے بدرجہا اچھی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہے اور مرد فرمانبرداری کرتا ہے تو وہ مرد خدا کے نزدیک اس عورت سے بدرجہا اچھا ہے۔ خدا تعالیٰ چونکہ دونوں کا خالق ہے اسلئے اس کا نہ صرف مردوں سے رشتہ ہے اور نہ صرف عورتوں سے اسکے نزدیک دونوں برابر ہیں پس اس نے جو کلام بھیجا ہے وہ صرف مردوں کے لئے ہی نہیں بلکہ عورتوں کیلئے بھی بھیجا ہے مگر مسلمانوں نے تعلیم کی کمی اور شریعت کی ناواقفی سے ایسی جہالت اور بیدینی پھیل گئی ہے کہ اسلام سے بہت دور چلے گئے ہیں اور خصوصاً عورتوں میں جہالت اور بیدینی بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ بہت سی ایسی عورتیں ہمارے پاس بیعت کرنیکے لئے آئی ہیں جو کلمہ شہادت بھی نہیں پڑھ سکتیں۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ کتنا چھوٹا سا جملہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا کتنا فضل ہے کہ اس نے اسی جملہ میں ساری شریعت کا خلاصہ رکھ دیا ہے لیکن عورتیں بہت سے فضول شعر تو یاد کر لیتی ہیں۔ قصے اور کہانیاں جانتی ہیں مگر بہت ایسی دیکھی گئی ہیں کہ جب انہیں کلمہ شہادت پڑھوایا گیا تو نہیں پڑھ سکیں ہیں عورتوں میں جہالت کمال کو پہنچ گئی ہے۔ لیکن یہ خوب یاد رکھو کہ خدا کی طرف سے جو حکم آتے ہیں وہ مرد و عورت دونوں کے لئے ایک جیسے آتے ہیں اور جیسا ان پر عمل کرنا مردوں کے لئے ضروری ہوتا ہے ویسا ہی عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے۔

عورتوں کی اسلامی خدمات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پر نظر کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ جس طرح مردوں سے ہم تک دین پہنچا ہے اسی طرح عورتوں سے بھی پہنچا ہے۔ اگر ہم حدیثوں میں یہ پڑھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے یا حضرت عمرؓ نے یا حضرت عثمانؓ نے یا حضرت علیؓ اور ابوہریرہ وغیرہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فلاں بات سنکر بیان کی ہے تو ساتھ ہی یہ بھی پڑھتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے حضرت حفصہ سے حضرت ام سلمہ سے سنا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں بات یوں فرمائی تو روایت کا سلسلہ جس طرح مردوں سے چلتا ہے اسی طرح عورتوں سے بھی چلتا ہے۔ اور اگر آدھا دین مردوں سے ہم تک پہنچا ہے تو آدھا عورتوں نے پہنچایا ہے۔ آج وہ لوگ جو بڑے بڑے عالم مشہور ہیں۔ اگر مرد صحابہ کے شاگرد ہیں تو عورتوں کے بھی ہیں اور علم شریعت کا وہ حصہ جو مردوں سے تعلق رکھتا تھا انہوں نے مردوں سے سیکھا ہے تو وہ حصہ جو عورتوں کے متعلق ہے عورتوں سے پڑھا ہے۔ اگر مرد اور عورت دونوں اس معاملہ میں شامل نہ ہوتے تو دین نامکمل رہ جاتا۔ اسلام کے ابتدائی ایام کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے جس طرح مردوں نے اسلام پھیلایا ہے اسی طرح عورتوں نے بھی اس کام میں حصہ لیا ہے اور جس طرح مردوں نے اسلام سیکھا ہے اسی طرح عورتوں نے بھی سیکھا ہے پھر مسلمانوں میں بڑی مشہور اور عالم عورتیں گذری ہیں۔ ایک عورت رابعہ بصری نام گذری ہیں۔ جب بھی وہ کوئی کلام کرتیں قرآن شریف کی آیت سے ہی کرتیں۔ اور اگر جواب دیتیں تو بھی قرآن شریف سے ہی دیتیں۔ انہیں خدا کی طرف سے الہام کشف اور رویا ہوتے تھے۔ اسی طرح کی اور بہت سی عورتیں ہوئی ہیں جنہوں نے خدا کا قرب حاصل کیا خدا سے باتیں کیں لیکن اس زمانہ میں کسی عورت سے ان باتوں کے متعلق پوچھو تو وہ یہی جواب دیگی کہ میں جاہل ہوں ان باتوں کے متعلق کیا جانوں گویا جاہل اور عورت ہونا انہوں نے ایک ہی سمجھا ہوا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میرا دین سیکھنا چاہتا ہے تو آدھا عائشہ سے سیکھے۔ اس زمانہ کی عورتیں کوئی نئی قسم کی نہ تھیں۔ ایسی ہی تھیں جیسی کہ اب ہیں آج بھی عورتیں ویسی ہی بن سکتی ہیں۔ اور انہی جیسے کام کر سکتی ہیں لیکن نقص یہ ہے کہ کچھ کرتی نہیں اگر کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو خدا تعالیٰ انکی مدد کر کے ان کے لئے رستہ کھول دیگا۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ جو کوئی تقویٰ کرے۔ اللہ آپ اس کیلئے رستہ کھول دیتا ہے۔ جب عورتیں ایسا کرینگی تو کیوں انکی ترقی کا رستہ نہ کھل جائے گا۔ اور کیوں اپنے لئے اور نیز دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ثابت نہ ہونے لگیں گی۔

احمدی عورتوں کو نصیحت

ہماری جماعت کی عورتوں کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئیے۔ کہ ہم کیا کر سکتی ہیں ہم کچھ کوشش کریں کیونکہ عورتیں اسی طرح خدا تعالیٰ سے کلام کر سکتی ہیں جس طرح مرد کرتے ہیں۔ عورتیں اسی طرح [illegible] کی راہ نمائی کر سکتی ہیں جس طرح مرد کرتے ہیں۔ اور عورتیں [illegible] طرح دنیا کی بدیاں دور کر سکتی ہیں جس طرح مرد کرتے ہیں۔

ہیں اور مردوں میں دین کے معاملہ میں کوئی بھی فرق نہیں۔ عورتیں بھی مردوں کی طرح ہی دین کی خدمت کر سکتی ہیں پس تم یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت میں ایک ایسی ہی قوتیں رکھی ہیں۔ اگر مرد کمال حاصل کر کے خدا تک پہنچ سکتے ہیں تو عورتیں بھی پہنچ سکتی ہیں مرد تبلیغ کر سکتے ہیں تو عورتیں بھی کر سکتی ہیں۔ مرد دنیا کی راہنمائی اور ہدایت کا موجب ہو سکتے ہیں تو عورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ ہاں فرق ہے تو صرف اتنا کہ مرد اپنے حلقے کے اندر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اور عورتیں اپنے حلقے کے اندر باقی اس قسم کا کوئی فرق نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے روحانی سلسلہ کو صرف مردوں کے لئے کھول رکھا ہو۔ اور عورتیں اس سے محروم ہوں ۔

لاہور کی احمدی مستورات سے خطاب

لاہور ایک مرکز ہے۔ یہاں سے عورتوں کے متعلق کئی رسالے اور اخبار نکلتے ہیں جلسے ہوتے ہیں یہاں ہماری جماعت کی عورتوں کو بہت ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اور تبلیغ میں بہت کوشش کرنی چاہیئے۔ دیکھو ایک ایسے آدمی کی نسبت جس کی ساری کوشش اور سعی صرف اسی لئے ہو کہ دنیا مل جائے۔ وہ آدمی کس قدر خوش قسمت اور بانصیب ہے جسکی کوشش اور سعی سے یہ امید ہو کہ اس طرح میرا خدا مجھ پر خوش ہو جائے گا۔ اور جب خدا خوش ہو جائے گی۔ تو دنیا خود بخود ہی مل جائے گی۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہاں کی عورتیں دن رات اسی فکر میں لگی نظر آتی ہیں کہ دنیاوی ترقی حاصل کریں اس کے متعلق جلسے کرتی ہیں مضمون لکھتی ہیں۔ اخبار اور رسالے نکالتی ہیں۔ لیکن چونکہ شریعت اسلام سے ناواقف ہیں اس لئے اپنے مضامین میں ایسی ایسی باتیں لکھ جاتی ہیں جو دین کو کمزور کرتی اور اعتراض پیدا کرتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اگر ہماری جماعت کی عورتیں جنہیں خدا تعالیٰ نے دین سیکھنے کا بہت عمدہ موقع دیا ہے۔ خود دین سیکھیں۔ اور اوروں کو سکھائیں تو بہت جلدی اسلام اور اپنی جماعت کے لئے ترقی کا باعث ہو سکتی ہیں۔ عیسائیوں میں عورتیں تبلیغ کے لئے جاتی ہیں۔ اور ایسی ایسی جگہوں پر جاتی ہیں جہاں مرد بھی نہیں جا سکتے۔ اور جب ایک ماری جاتی ہے تو دوسری اس کی جگہ جانے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اور جب دوسری ماری جاتی ہے تو تیسری اور چوتھی چلی جاتی ہے۔ اس طرح وہ ہزاروں اور

لاکھوں آدمیوں کو عیسائی کر لیتی ہیں۔ جب عیسائی عورتیں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ جب احمدی عورتیں خدا تعالیٰ کے لئے کام کرنے کے لئے کھڑی ہونگی۔ خواہ ابتدا میں انہیں تکلیفیں اور مصیبتیں ہی کیوں نہ اٹھانی پڑیں۔ تو وہ کامیاب ہوں۔ ضرور ہونگی۔ لیکن سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اول تم خود دین کی تعلیم حاصل کرو۔ کیونکہ جو خود کچھ نہیں جانتی ۔ وہ اوروں کو کیا سکھا سکیگی یہ مت خیال کرو کہ اب ہم کچھ نہیں سیکھ سکتیں۔ قادیان میں بیسیوں ایسی عورتیں ہیں۔ جو قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ چکی ہیں۔ اور بعض تو ایسی ہیں۔ جنہوں نے بچے پیدا ہونے کے بعد قرآن کا ترجمہ پڑھا ہے۔ پس اگر کوئی ہمت کرے تو ضرور پڑھ سکتی ہے جو کوئی اردو جانتی ہے۔ وہ قرآن کا ترجمہ دیکھ کر پڑھ لیا کرے اور اسی طرح ترجمہ شدہ حدیثوں کو پڑھے۔ اور جو اردو نہیں جانتی جس طرح مرد اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور ایک درس دیتا ہے اسی طرح عورتیں کیوں نہ اکٹھی ہوں۔ اور جو پڑھی ہوئی ہو وہ سب کو سنا دیا کرے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جہاں مردوں کو درس دیتے ہیں وہاں عورتوں کو کیوں نہ دیں۔ اگر ہر روز نہیں تو ہفتہ میں ایک دفعہ یا مہینہ میں ایک دفعہ قرآن پڑھا دیا کریں تم انہیں درس دینے کے لئے مجبور کر سکتی ہو اس طرح وہ عورتیں بھی جو پڑھی ہوئی نہیں پڑھ سکتی ہیں ۔

دین آسان ہے

دین کوئی مشکل نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔ ہم نے قرآن کو عمل کرنے والوں کیلئے آسان بنا دیا ہے پس کوئی ہے۔ جو قرآن سے نصیحت حاصل کرنے والا ہو خدا فرماتا ہے یہ انسان کا اپنا قصور ہے کہ دین نہیں سیکھتا ورنہ دین کی کوئی بات مشکل نہیں۔ بہت عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو حساب جغرافیہ انگریزی وغیرہ علوم تو اچھی طرح پڑھی ہوئی ہیں لیکن دین سے بالکل ناواقف ہوتی ہیں حالانکہ ان علوم کے مقابلہ میں دین بہت آسان ہے۔ اور قرآن شریف میں وہی باتیں ہیں جو فطرت کے مطابق ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کے بھیجنے والا خوب جانتا ہے کہ انسان کیا کیا کر سکتا ہے اور کیا کیا کرنا اس کی طاقت میں نہیں پس دین میں کوئی ایسی بات نہیں جو عقل کے خلاف ہو یا مردوں عورتوں بوڑھوں۔ بچوں۔ جوانوں غرض سب کے لئے

غرضیکہ کسی قسم کے مردوں اور عورتوں کے لئے ناقابل عمل ہو ۔

پس تم کوئی ایسی تجویز کرو کہ اول تو ہفتہ میں اور اگر یہ نہیں تو مہینہ میں ایک دفعہ عورتیں ایک جگہ جمع ہو اکریں۔ مولوی غلام رسول صاحب قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا دیا کریں۔ اور حدیث بھی سیکھے ہوئے مسئلے بتا دیا کریں۔ اور پھر تم گھروں میں جا کر ان باتوں کو یاد کر لیا کرو تمہارے لئے دین سیکھنے کی یہ آسان ترکیب ہے خوب یاد رکھو کہ جتنی کوئی دین کی خدمت کرتا ہے اتنی ہی اس کی عزت بڑھتی ہے دیکھو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ وغیرہ کی ساری اسلامی دنیا عزت کرتی ہے اس لئے بھی کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تھیں لیکن اس لئے بھی کہ انہوں نے دین کی وہ وہ باتیں بتائی ہیں جو مرد نہیں بتا سکتے تھے پس جب تک دنیا قائم ہے اور انسان چلتا پھرتا ہے ان کا نام زندہ رہیگا۔ اور ہر مسلمان ان کا نام لیتے وقت رضی اللہ عنہا کی دعا دیگا۔ حدیث کے پڑھنے والے ان کے لئے دعا کریگا کہ اے خدا ان کا درجہ بلند کیجئے کیونکہ انکے ذریعہ مجھے دین نصیب ہوا ہے تو دین کا سکھانا بڑا مبارک کام ہے اور مرنے کے بعد ایسا صدقہ جاریہ ہے جیسا اور کوئی نہیں ہو سکتا دین سکھلانے والے کو مرنے کے بعد لوگ دعاؤں سے یاد کرتے ہیں کہ اے خدا اس کے ذریعہ ہمیں یہ نعمت نصیب ہوئی ہے اسے اس کا بڑا اجر دیجیو اور خدا تعالیٰ اسے ضرور ثواب دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی کو نیک کام سکھاتا ہے اسے بھی اس کا ثواب پہنچتا ہے مثلاً ایک آدمی کسی کو نماز پڑھنی سکھاتا ہے تو نماز سیکھنے والا جب نماز پڑھیگا تو اس کا ثواب اسے بھی ہوگا اور سکھلانے والے کو بھی ہوگا۔

میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں عورتوں میں بڑی عمدگی سے تبلیغ کر سکتی ہیں۔ مردوں میں تو ہم مرد کرتے ہیں لیکن عورتوں تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے احمدی عورتوں کا فرض ہے کہ وہ عورتوں میں تبلیغ کریں۔ انہیں دین سکھائیں۔ اور وعظ کریں۔ جلسے کر کے انہیں عورتوں کو بلائیں۔ اور تقریریں کریں۔ رسالوں اور اخباروں میں عورتوں کے لئے مضمون لکھیں۔ میری اس وقت یہ غرض ہے کہ چونکہ میں لاہور آیا ہوں۔ اس لئے تمہیں بھی کچھ سنا جاؤں۔ قادیان میں بہت سی ایسی عورتیں ہیں۔ جو قرآن اور حدیثوں کا ترجمہ جانتی اور پڑھاتی ہیں ....

....

عربی پڑھتی ہیں۔ وہ بھی سرادھر کی ہی گئی ہوئی ہیں۔ وہاں کی اصلی سمجھ والی نہیں ہیں۔ اسی طرح تمام عورتوں کو چاہیئے کہ قرآن اور حدیث سے واقف ہونے کیلئے کوشش کریں۔ جاسکتا ہو سکی طور تو انکو اس میں زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ یہاں تمہارے سامنے ایسی مثالیں ہیں جو دُنیا کے لئے تو کوشش کر رہی ہیں لیکن انھیں دین کا کوئی فکر نہیں۔ سو دین کا میدان خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے رکھا ہے وہ اپنے خود ساختہ حقوق کے لئے پردہ کے دور کرنے کے لئے انگریزی تعلیم کے حاصل کرنیکے لئے اور اسی طرح کی باتوں کے لئے کوشش کر رہی ہیں اور دُنیاوی باتوں میں پھنسی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تم خود دین سیکھو اور اوروں کو سکھاؤ۔ اور اپنی نسلوں کو دیندار بناؤ۔ جو باتیں دیندار ماں اپنے بچوں کو سکھا سکتی ہے۔ وہ باپ نہیں سکھا سکتا۔ خواہ وہ کتنا ہی دیندار کیوں نہ ہو کیونکہ وہ تو اکثر باہر رہتا ہے۔ اس لئے اولاد کی تربیت پر اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا۔ جتنا ماں کا ہوتا ہے۔ پس ایک تجویز تو یہ ہے کہ تم مولوی غلام رسول صاحب سے پڑھنے کے لئے وقت مقرر کرو۔ اگر ہفتہ میں یا مہینہ میں ایک دفعہ قرآن اور حدیث پڑھا کرو اور صحابہ کی عورتوں کی باری آنے پر کتاب سے پڑھا یا کرو۔ (۲) یہ طریق اختیار کرو کہ ساتھ کی عورتوں کو نصیحت اور وعظ کیا کرو۔ اور اپنے محلہ کی عورتوں کو نماز روزہ کی تعلیم دو۔ جب تم ان کو تعلیم دو گی تو وہ کہینگی کہ ہم جاہل ہیں کچھ نہیں سمجھ سکتیں لیکن تم یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے اپنا دین صرف پڑھے لکھے ہوئے لوگوں کے لئے ہی نہیں بھیجا بلکہ ہر ایک کیلئے بھیجا ہے کیونکہ جاہل اور ان پڑھ سب اسی کی مخلوق ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا۔ اور اسلام کا ایسا معجزہ دکھایا ہے کہ وہ انسان جس پر یہ دین نازل ہوا۔ اور جس سے بڑھ کر خدا کے حضور کوئی مقرب نہیں ہو سکتا۔ وہ بھی ان پڑھ تھا۔ اور ایک لفظ نہ لکھ سکتا تھا نہ پڑھ سکتا تھا پھر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اسلام ان پڑھوں کے لئے نہیں ہے۔ صحابہ کرام میں سے کثرت سے ایسے تھے۔ جو لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ مگر انکی معرفت دین کو بہت بڑی ترقی ہوئی۔ اور وہ خدا اور رسول کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کرتے۔ اور دوسروں کو سکھاتے تھے۔ بہت عورتیں یہ عذر کرتی ہیں کہ ہم پڑھی ہوئی نہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ جب وہ خدا تعالیٰ کے حضور حاضر کی جائینگی۔ تو ان سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم پڑھی ہوئی ہو یا نہیں بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ اسلام کی باتیں تمہاری عقل میں آتی تھیں یا نہیں۔ اور ایسی کونسی بات ہے جو سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کیا نماز کا پڑھنا سمجھ میں نہیں آتا۔ خواہ کتنا ہی کسی کا حافظہ خراب ہو۔ وہ نماز کو یاد کر سکتی ہے کیونکہ بہت مختصر عبارت ہے۔ پھر کیا روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کے سمجھنے میں یا خدا کو ایک جاننے میں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھنے میں یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح موعود اور نبی اللہ ماننے میں کوئی مشکل ہے کچھ نہیں۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو ہر ایک انسان آسانی سے سمجھ اور سیکھ سکتا ہے۔ پس کوئی عورت یہ نہ خیال کرے کہ میں پڑھی ہوئی نہیں۔ اگر نہیں پڑھی ہوئی۔ تو بھی دین سیکھے اور اوروں کو سکھائے۔ پڑھے ہوئے۔ اور ان پڑھ۔ سب کا فرض ہے کہ دین سیکھیں۔ اور عمل کریں۔ خدا تعالیٰ نے عقل اسی لئے دی ہے کہ اس سے لوگ سمجھیں اور سوچیں اور دوسروں کو سکھائیں۔

حضرت عیسٰیؑ کی وفات کا مسئلہ

دیکھو اب ہمارے سلسلہ کے مسائل ہیں۔ سب سے بڑی بات تو وفات مسیح کا جھگڑا ہے جس عورت سے بات چیت ہو۔ اسے کہو کہ قرآن شریف کی ان آیات کا صرف ترجمہ ہی سن لے۔ خواہ مخالف مولوی سے ہی سنے۔ وہ آیات یہ ہیں۔ اذ قال اللّٰہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ۔ اور جب کہا اللہ نے کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارونگا۔ اور اپنی طرف اٹھالونگا۔ اور تجھ کو پاک کرونگا اُن لوگوں سے جو کافر ہوئے اور جو تیرے متبع ہونگے ان کو ان لوگوں پر جو کافر ہوئے غالب کرونگا قیامت کے دن تک۔

یہاں خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مارونگا پہلے فرمایا ہے اور اٹھالونگا۔ بعد میں۔ اگر اٹھالوں گا کے یہ معنی ہیں کہ آسمان پر زندہ اُٹھالوں گا۔ تو یہ آیت ہی غلط ہو جاتی ہے۔ اور (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ پر یہ الزام آتا ہے۔ کہ اسے عربی بھی نہیں آتی کیونکہ جب حضرت عیسٰی کو اس نے زندہ آسمان پر اٹھا لینا تھا تو پھر پہلے سے کیوں فرمایا۔ کہ مارونگا۔ اور بعد میں فرمایا کہ اُٹھاؤنگا۔ کیا خدا تعالیٰ کو اتنی عربی بھی نہیں آتی کہ الفاظ کو درست بولے اور آگے پیچھے کر کے فقرہ کو غلط نہ کرے۔ پس خدا تعالیٰ نے جس طرح فرمایا ہے۔ اسی طرح درست اور صحیح ہے۔ جیسا اس نے فرمایا کہ پہلے مارونگا۔ اور بعد میں اُٹھاؤنگا تو اس کے یہی درست معنی ہیں۔ کہ پہلے حضرت مسیح کو وفات ہو گی اور پھر انکی رُوح اُٹھائی جائے گی۔ نہ کہ وفات سے پہلے ہی زندہ اُٹھائے جائینگے۔

یہ بات ہر ایک عقل کی عورت سمجھ سکتی ہے کہ خدا نے جس بات کو پہلے رکھا۔ وہی پہلے ہونی چاہیئے اور جس کو بعد میں رکھا وہ بعد میں ہوگی۔ اگر ایسا نہ ہو تو خدا پر یہ الزام آتا ہے کہ اسکو (نعوذ باللہ) اتنی بھی سمجھ نہیں کہ پہلے ہونیوالی بات کو پہلے بیان کرے۔ اور بعد میں ہونیوالی کو بعد میں۔ لیکن مولوی لوگ خدا تعالیٰ کی اصلاح کرتے ہیں کہ اصل میں اس طرح ہے کہ رافعک پہلے ہے۔ اور متوفیک بعد میں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ پر بہت بڑا الزام ہے۔ اور جو اللہ پر کوئی الزام لگاتا ہے۔ وہ بڑا ملزم اور سخت سزا کا مستحق ہے۔ پس یہ اتنی آسان بات ہے جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسٰی وفات پاگئے ہیں۔ تو یہ بات بھی صاف ہو گئی۔ کہ جو عیسٰی آنے والے ہیں وہ اسی اُمت سے ہونگے۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں جنھوں نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا آسان ثبوت

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ سچا ہے یا نہیں۔ اس کے لئے بھی آسان طریق ہے مثلاً ایک لڑکا تمھیں آکر کہے کہ میں تمہارا بیٹا ہوں۔ لیکن اگر وہ واقع میں تمہارا بیٹا نہ ہو۔ تو کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ تم اسے اس لئے کپڑے بنوا دو۔ کپڑے سلوا دو۔ اور خاطر مدارات کرو۔ کہ وہ تمہارا بیٹا بن گیا ہے۔ تم تو اسے فوراً گھر سے نکلوا دوگی۔ بعض لوگ جو اس طرح کرتے ہیں۔ انھیں سزا ملتی ہے پھر اسی طرح اگر کوئی جھوٹا تحصیلدار یا جھوٹا چنگی کا افسر یا جھوٹا پولیس کا سپاہی بنجائے۔ تو گورنمنٹ پکڑ کر اسے سزا دیتی ہے اور یہ ایسی بات ہے جسکو ہر ایک سمجھتا ہے۔ اسی طرح دیکھنا چاہیئے کہ ایک شخص ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے میں دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ میں مصلح ہوں۔ میں مسیح ہوں۔ میں مہدی ہوں۔ اور ایسا شخص تیس سال تک زندہ رہتا ہے۔ چار لاکھ کی جماعت اسکے ساتھ ہو جاتی ہے اسے ہر میدان میں فتح حاصل ہوتی ہے۔ اسکے دشمن اور مخالف ذلیل اور رسوا ہوتے ہیں۔ اور وہ دن بدن ترقی کرتا اور عزت حاصل کرتا جاتا ہے۔ اب بتاؤ۔ اس کو سچا سمجھنے میں کونسے عذر کی

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

ضرورت ہے۔ ہر ایک انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو سزا دیتا۔ ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ (نعوذ باللہ) اب خدا بوڑھا ہو گیا ہے اور اس کی طاقتیں اتنی کم ہو گئی ہیں۔ اس لئے کسی کو سزا نہیں دے سکتا۔ لیکن ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ تو یہ ایک ایسی صاف اور آسان بات ہے جسکو جاہل سے جاہل عورت بھی سمجھ سکتی ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنا ایک وجود لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ مگر باوجود اسکے کہ ساری دنیا مخالف ہو گئی۔ اپنے اور بیگانوں نے گدیوں والوں اور پیروں نے انگریزی خوانوں اور عربی دانوں نے مخالفت میں آواز اٹھائی۔ لیکن آپ سب پر غالب آئے۔ اور کئی لاکھ آدمیوں کو کھینچ کر لے گئے۔ اب تک اگر نعوذ باللہ جھوٹا ہونا تو ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس نے اسکو کچھ نہیں کہا۔ ایسا نتیجہ نکلا کہ اب خدا میں کسی کو سزا دینے کی طاقت ہی نہیں۔ حالانکہ اس نے نمرود۔ شداد۔ فرعون وغیرہ کو سزا دی اور آج سے ہزاروں سال پہلے بھی سزا دیتا تھا۔ لیکن اب تو اگر کوئی کچھ بھی کرے وہ سزا نہیں دے سکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑا الزام ہے۔ پس سچی بات یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ اگر یہ جھوٹا دعویٰ کرتا۔ تو ہم اسے پکڑ کر ہلاک کر دیتے اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ جب یہ دلیل آنحضرت کی صداقت کی ہے تو یہی حضرت مسیح موعود کی صداقت کی کیوں نہیں ہو سکتی۔ اس بات کے سمجھنے کے لئے کسی بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ آسان اور واضح بات ہے +

الہام اسی طرح بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پہلے تو اپنے مقرب لوگوں کو الہام کیا کرتا تھا۔ لیکن اب نہیں کرتا۔ اس بات کا جواب بھی بہت آسان ہے کہ کیا وہ پہلے بولا کرتا تھا۔ اب (نعوذ باللہ) گونگا ہو گیا ہے۔ یا کسی وجہ سے بولنے کی طاقت سلب ہو گئی ہے۔ نہیں نہیں بات یہ ہے کہ جس طرح وہ پہلے سنتا تھا۔ اسی طرح اب بھی سنتا ہے۔ اور جس طرح پہلے دیکھتا تھا۔ اسی طرح اب بھی دیکھتا ہے۔ اور اب بھی بولتا ہے۔ اور اگر نہیں بولتا۔ تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ اب نہ سنتا ہے نہ دیکھتا۔ خدا پہلے سنتا تھا لیکن اب نہیں سنتا۔ حتیٰ کہ خدا پہلے زندہ تھا۔ لیکن اب زندہ بھی نہیں ہے۔ کیا یہ باتیں ماننے کے قابل ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ پہلے اپنے بندوں سے بولتا۔ اور کلام کرتا تھا۔ اسی طرح اب بھی کرتا ہے +

کامیابی کا ذریعہ

قرآن شریف بڑی سیدھی اور آسان باتیں بیان کرتا ہے تم خود دین سیکھو اس پر عمل کرو۔ اور اوروں کو سکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ اے لوگو تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو۔ جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور معروف کے ساتھ حکم دے اور منکر سے منع کرے اور یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہو جائیں گے۔ یعنی ایسی جماعت اپنے ہر مقصد میں کامیاب ہو گی۔ اب بتلاؤ کون نہیں چاہتا۔ کہ میں کامیاب ہو جاؤں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم دین کی اشاعت اور تبلیغ کرو گے تو میں تمہیں کامیاب کروں گا۔ لوگ مال کی تلاش میں عمریں گنوا دیتے ہیں۔ لیکن بالآخر وہ بھی کام نہیں آتا۔ دوست اور رشتہ داروں کے لئے جان تک قربان کر دی جاتی ہے لیکن اکثر وہ بھی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں کئی تکلیفیں آتی ہیں۔ باپ۔ بھائی۔ بیٹے۔ خاوند پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اس طرح تمہیں کئی دکھ اٹھانے پڑتے ہیں لیکن جو اللہ کے لئے ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور اس پر جو مصیبت آتی ہے۔ اول تو اسے خدا ٹال دیتا ہے اور اگر وہ ٹل نہ سکے تو اس کا نعم البدل عطا کر دیتا ہے پس ایسی عورتوں کو دین بھی مل جاتا ہے۔ اور دنیا بھی۔ کیونکہ جس طرح جو بادشاہ کا دوست ہو جائے اسے کوئی دکھ نہیں پہنچا سکتا۔ اسی طرح جس کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہو جائے اسکو بھی کوئی تکلیف نہیں دے سکتا۔ خواہ اسے کھانے کو کچھ بھی نہ ملے۔ تو بھی ساری دنیا کے بادشاہ ملکر اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ ایک فقیر کی نسبت لکھا ہے کہ بادشاہ نے کہا کہ اس سفر سے واپس آکر اسے قتل کروں گا۔ جب وہ لوٹ کر آ رہا تھا۔ تو اس فقیر کے مریدوں نے فقیر کو کہا کہ اب تو بادشاہ قریب آ گیا ہے۔ اس نے کہا ہنوز دلی دور است یہاں تک کہ وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ تو بھی اس نے یہی کہا۔ آخر وہ آتے آتے ایک بھاگ میں گر کر مر گیا۔ اور اس فقیر کو اللہ نے بچا لیا۔ تو جو کوئی خدا کا ہو جائے۔ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک سوداگر نے ایک قاضی کے پاس کچھ رقم امانت رکھی تھی کچھ عرصہ بعد جو آکر مانگی تو قاضی نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں نے تم سے کچھ رکھنے کے لئے نہیں لیا تھا۔ سوداگر نے بادشاہ کے حضور جا کر عرض کی۔ بادشاہ نے سوچا کہ اگر میں قاضی کو یہاں بلواتا ہوں تو وہ روپیہ دینے سے انکار کر دے گا۔ اور چونکہ اس کے پاس روپیہ امانت رکھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس لئے روپیہ وصول نہیں ہو سکے گا۔ اس نے کہا۔ کل جب میں سیر کے لئے نکلوں گا۔ تو تم فلاں جگہ کھڑے رہنا۔ میں آکر تم سے ملوں گا اور باتیں کروں گا۔ دوسرے دن اس نے اسی طرح کیا۔ اور بادشاہ نے تمام ہمراہیوں کے سامنے جن میں قاضی بھی تھا اس سے باتیں کیں۔ جب وہ باتیں کر کے چلا گیا۔ تو قاضی نے اس کو بلا کر کہا۔ میاں تم کچھ روپوں کا ذکر کرتے تھے۔ کیسے روپے تھے کچھ اتا پتا بتاؤ۔ تاکہ مجھے یاد آئیں۔ اس نے وہی باتیں جو پہلے بتائی تھیں۔ بیان کر دیں۔ قاضی نے روپیہ نکال کر اسے دیدیا اور کہا کہ تم نے مجھے یہ پہلے کیوں نہ بتایا ورنہ اسوقت دیدیتا باتیں تو اس نے پہلے بھی یہی بتائی تھیں لیکن اب چونکہ قاضی کو یہ معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اس کا بادشاہ سے تعلق ہے اس لئے اس نے روپے نکال کر دیدیئے۔ تو جب دنیاوی بادشاہوں کے ساتھ جس کا تعلق ہو۔ اسے کوئی دکھ نہیں دے سکتا۔ تو جس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو گا۔ اسے دکھ دینے کی کس میں طاقت ہے پس تم یہ کوشش کرو کہ خدا تمہارا ہو جائے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی دین سیکھے اور دوسروں کو سکھائے میں اس کا ہو جاتا ہوں۔ تم یاد رکھو کہ دنیا کی تمام مصیبتوں سے بچنے اور کامیابیوں کے حاصل کرنے کا یہی ایک گر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اسکی توفیق دے۔ آمین

تقریر کے بعد بیعت ہوئی +

ناظرین الفضل خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر خریداری کا حوالہ ضرور تحریر فرمایا کریں۔ کیونکہ بغیر نمبر کے نام کی تلاش میں نہایت دقت پیش آتی ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔ (مینیجر)

دعوت الی الخیر

مارشس میں احمدیت کی تبلیغ

صوفی غلام محمد صاحب کی چٹھیاں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں

خلاصہ خط ۱

سیدی ومطاعی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نے حضور کو دمور ۱۳ جون۔ کولمبو سے تار دی تھی کہ میں ۲۷ مئی کو روانہ ہونگا۔ کمپنی والوں نے ... پہنچ گیا۔ ۶ جون کی شام کو میں کولمبو سے روانہ ہوا۔ فضل الٰہی تھا کہ سفر سمندر میں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ دستے آئی اور نہ سر چکرایا۔ اور حضور کے ارشاد کے مطابق جہاز میں تبلیغ کا موقعہ بھی ملا۔ مسلمان ... سلسلہ کی تبلیغ کی گئی۔ اور اس کے ساتھ ایک اور مسلمان بھی بیٹھا تھا۔ سوال ... یہ تو تسلیم کیا کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام تو واقعی ہونی چاہیے۔ پھر مسلمان نے کہا اگر مر جاتے تو ان کی قبر ہوتی۔ تب اس نے جواب دیا کہ یروشلم میں اس کی قبر ہے اور اس نے کہا کیا تم ہو کی قبر مانگتے ہو جس کی قبر کا علم نہ ہو وہ زندہ ہوتا ہے۔ اور انگلستان کے ایک انگریز سے مذہبی گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا تم خدا کو مانتے ہو۔ میں نے کہا میں خدا کو ایک مانتا ہوں عیسائیوں کی طرح تین نہیں مانتا۔ اور یہ ایک عجیب حساب ہے۔ جو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک تین اور تین ایک کے برابر ہو سکتے ہیں۔ اس نے کہا میں تو ایک خدا مانتا ہوں۔ نہ میں مسیح کو خدا مانتا ہوں اور نہ پروٹسٹنٹ ہوں اور اس نے میرے ساتھ دنیا کے خاتمہ اور بہشت اور دوزخ پر بحث کی اور تشفی پائی۔ اور ایک مارشس عیسائی سے بات چیت ہوئی۔ اور وہ اس جہاز کے کنارے کا کلرک ہے۔ وہ بھی تثلیث کو خیر باد کہہ چکا ہے اور توحید کو مانتا ہے۔ اور انجیل اور بائبل کی نسبت اس کا یہ خیال ہے کہ یہ بچوں کی تعلیم کے لئے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے اس سے اعلیٰ کتاب چاہیئے۔ وہ نہیں جو ... ۱۵ جون کے دس بجے صبح کو میں الحمد للہ مارشس پہنچ گیا۔ سفر ... کے لئے کشتی میں تھا۔ اور اتر تے ہی اسی دن حضور کے ارشاد کے موافق حضور کو سلامتی سے پہنچنے کی تار دی گئی تھی۔ امید ہے پہنچ چکی ہوگی۔ میری آمد پر غیر احمدیوں میں کھلبلی پڑ گئی ہے ۱۶ جون کو ایک ... فرنچ پیپر میں ... شائع کیا کہ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ان کو واپس کر دے۔ اور ۲۰ جون کو شہر میں غیر احمدیوں نے جلسہ کر کے پانچ ہزار روپیہ جمع کیا کہ ہند سے دو مولوی بلائے جاویں۔ روز ہل میں کھلے طور سے سلسلہ کی تبلیغ کی گئی۔ لنگس میں سلسلہ پر دو تقریریں کیں۔ بہت سے لوگ شوق اور توجہ سے سنتے ہیں۔ بلکہ چند تو سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور چند عنقریب ہو جائینگے۔ اللہ کے فضل سے کل انجمن احمدیہ مارشس قائم کی گئی۔ تمام احمدی حضور کو خلیفۃ المسیح مانتے ہیں۔ اور منکران خلافت کی طرف کوئی بھی نہیں اور سب نے ماہانہ چندہ لکھوا دیا۔ انشاء اللہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیجا جایا کریگا۔ مخالفین مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ انکو میرا آنا بہت ناگوار گذرا ہے۔ حضور میرا امید قوی ہے کہ حضور ہم دورافتادہ عاجزوں کے لئے دعائیں فرماتے رہینگے اللہ کے فضل وکرم سے بہت امید ہے کہ وہ سلسلہ حقہ کو اس جزیرہ میں پھیلا دیگا انشاء اللہ روز ہل میں انشاء اللہ آج درس قرآن شریف شروع کیا جاویگا۔ تمام احمدیان مارشس کی طرف سے حضور کو السلام علیکم اور دعا کی درخواست

والسلام + (حضور کا غلام، غلام محمد)

خلاصہ خط ۲ (۲۳ جون)

سیدی ومطاعی السلام علیکم میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیریت ہوں۔ حضور کے ارشاد کے موافق فرانسیسی شروع کر دی ہے۔ اور روز ہل میں ماسٹر نوریا کے مکان پر درس قرآن کریم شروع کر دیا ہے۔ اور لوگ رکنے سے نہیں رکے بلکہ وہ اور زیادہ شوق کے ساتھ ہماری باتیں سننے کیلئے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا محض فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمارے مخالفوں سے ہماری شہرت کرا دی ہے اور تمام جزیرہ میں میری آمد کی خبر کر دی ہے۔ عقلمند آدمی ہماری باتیں سنکر مولویوں سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ اور جتنا ضد کیا جاتا ہے کہ جو کوئی ان سے بات کریگا وہ بھی کافر ہو جائیگا اتنے ہی زیادہ لوگ ہماری طرف آتے ہیں اور ہمارا قرآن سنتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کی گئی اور اللہ تعالیٰ کی صفات کھول کر بتائی گئی۔ اور قرآن کریم کی فضیلت بتائی گئی کہ دنیا کی مقدس کتب میں صرف قرآن کریم کو یہ فضیلت ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام رذائل سے منزہ بتایا ہے۔ اور باقی کتب کا حصہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء حسنیٰ پر کافی روشنی نہیں ڈال سکیں۔ چونکہ وہ مختص القوم اور مختص الزمان ہونیکی وجہ سے ناقص ہیں اور اس لئے وہ خدا تعالیٰ کو ناقص طور پر پیش کرتی ہیں۔ پھر انسان اور خدا کے درمیان کیا تعلق ہونا چاہیئے خوب بیان کیا اور کلام الٰہی اور انبیاء کرام کی بعثت کی ضرورت کو کھول کر بیان کیا۔ اور سورۃ فاتحہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا اور امت محمدیہ کا یہودی بننا اور عیسائیوں میں بعض کا شامل ہونا وغیرہ وضاحت کے ساتھ پیش کیا اور یہ بھی سمجھا دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ قرآن بار بار اس کی شہادت دیتا ہے اور وفات یافتہ دنیا میں نہیں آ سکتے۔ اس لئے آنیوالا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے آئیگا۔ جیسا کہ سورہ نور میں منکم اور بخاری کے منکم سے ظاہر ہے۔ اور حضور نے موسیٰ کے ساتھ ابن مریم کا اور حلیہ بتایا اور دجال کے ذکر کے ساتھ مسیح کا اور حلیہ بتایا اور اس سے کھول کر بتا دیا کہ آنیوالا مسیح اور ہے۔ اور میں نے خود آنیوالے مسیح کو دیکھا ہے کہ اس کا گندمی رنگ اور سیدھے بال تھے۔ ہم نے تو صاف فیصلہ ان کے سامنے رکھ دیا ہے کہ قرآن کریم سے دکھا دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں ہم مان لینگے یا ہم دکھا دیتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں وہ مان لیں +

تمام احمدیوں کی طرف سے السلام علیکم۔ حضور جماعت احمدیہ کولمبو اور مارشس کے لئے ضرور دعا فرماتے رہیں۔ یہاں خوب سردی پڑتی ہے گنا پکنے کو ہے +

(والسلام غلام محمد)

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی نومسلم پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

[illegible] | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | [illegible]

میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ بیرونجات ساڑھے پانچ روپے

مضامین ۔ بخدمت [illegible]

باقی تمام خط و کتابت ۔ [illegible]

قادیان ضلع [illegible]

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی [illegible])

جلد ۳ | ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء | یکشنبہ | مطابق رمضان المبارک [illegible] | نمبر ۱۴

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ رمضان شریف میں قرآن کریم پر بہت غور و تدبر کرنا چاہئے کیونکہ جہاں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے وہاں شیاطین کا دخل نہیں ہو سکتا۔ رمضان مبارک میں قرآن شریف کے کثرت تدبر سے معرفت الٰہیہ ترقی کرتی ہے +

گرمی کی شدت اور بارش کی قلت کے متعلق ہر جگہ سے خطوط آ رہے ہیں۔ اس کے لئے مسجد اقصیٰ میں دعا کی گئی +

آمد مہمانان۔ مولوی محمد افضل صاحب چنگوی [illegible] محمد عبد اللہ جان صاحب سٹوڈنٹ بی اے کلاس علیگڑھ سے ملک حسن محمد صاحب ممبر بلال سے سوار خان صاحب [illegible] والہ سے بابو الٰہی بخش صاحب سٹیشن ماسٹر صاحب [illegible] سے مرزا محمود بیگ صاحب و مرزا سلطان احمد صاحب پٹی ضلع لاہور سے تشریف لائے

اخبار احمدیہ

لاہور سے سید دلاور شاہ سکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا تھا کہ انجمن مذکورہ کے ٹریکٹوں کی باقاعدگی میں کچھ سستی سی واقع ہو گئی ہے۔ اگر حضور پسند فرماویں تو قادیان کی جماعت مبلغین کے لکچر ٹریکٹوں کی صورت میں شائع کئے جائیں +

حضور نے ان کو جواب میں لکھوایا۔ آپ محنت سے ایسا کام کئے جائیں مبلغین کے لکچر چھاپنے کے بجائے مجھے ٹریکٹ کا کام پسند ہے۔ اس میں اختصار سے کام لیا جاتا ہے اگر مضمون ملنے میں دقت ہو تو آپ مجھے اطلاع دیں +

پیغام صلح اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی اس پبلک تقریر کی نسبت (جو حضور نے مورخہ ۱۱ جولائی کو بمقام لاہور میاں سراج الدین صاحب کے احاطہ میں قریباً دو ہزار کے مجمع میں فرمائی تھی اور جس کی تعریف میں سامعین میں سے ہر کہ و مہ رطب اللسان ہے) نہایت گندے اور لغو طرز پر لکھا جا رہا ہے اور تقریر کے مفہوم و مطالب کو غلط طور پر پیش کر کے غلط فہمی پھیلائی جا رہی ہے اس کے متعلق احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ دو زود نویسوں نے ساتھ کے ساتھ اس تقریر کو قلمبند کر لیا تھا۔ اور اب ان دونوں کے الفاظ کو ملا کر صاف کر لی گئی ہے۔ جو انشاء اللہ عنقریب شائع ہو جائے گی۔ ہماری طرف سے اس تقریر کے الفاظ کو محفوظ کرنے میں پوری پوری احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور تقریر کے شائع ہونے پر اس بات کا آسانی سے اندازہ ہو سکے گا کہ پیغام کس طرح دیدہ دانستہ حق کو چھپانے اور باطل کو پھیلانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے +

تصحیح اخبار نمبر ۱۳ صفحہ ۳ کالم اول میں بجائے فیروز الدین کے خیر الدین چاہیئے +

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

خبریں

جنگ

فیلڈ مارشل سر جان فرنچ ۲۰ رجولائی کو بیر دنیے میں کہ برطانی سپاہ نے ایک سرنگ بمقام ہوگ کامیابی کے ساتھ اڑائی۔ بعد ہ دشمن کی خندقوں پر ڈیڑھ سو گز تک قبضہ کر لیا۔

پیرس سے ۲۱ رجولائی کی تار خبر ہے کہ ہیمز کی شدید گولہ باری میں کئی سو شین مارے گئے۔ منگل کی رات کو ایک فرانسیسی ہوائی جہاز نے ایک ملٹری سٹیشن اور گولہ بارود کے ڈپو پر تیس بم گرائے۔

اطالین معرکوں سے متعلق روما کی تازہ خبر ہے کہ سپاہ اٹلی کا جارحانہ کام، وادی مقام آئی سونزو کے تمام محاذ پر جاری رہی۔ جسین کارسو کی سطح مرتفع پر کچھ خندقیں اور پانسو قیدی قبضہ میں آئے۔ غنیم کے جوابی حملے پسپا کئے گئے لڑائی ساری رات جاری رہی۔

وارسا کے لئے لڑائی بڑی بھاری اور نہایت غضبناک ہو رہی ہے۔ خط حربی ایک جگہ پر قائم نہیں۔ فوجیں سمندر کی سی موجیں مار رہی ہیں۔ دشمن بادی النظر میں تو مزید قدم مار رہا ہے لیکن اصل میں اسکو نقصان عظیم پہنچ رہا ہے۔ ۲۰ رجولائی لوبلن رکوم سے جانب جنوب نہایت شدید اور جان توڑ لڑائی ہوئی دسی دن بھر جنرل میکنسن کو مار مار کے ہٹاتے رہے ابد میں جرمنوں نے مقام ٹرا لو سٹو پر قبضہ کر لیا۔ مگر اگلے دن روسیوں نے بمقام کراسنوسٹو دشمن کے کئی شدید اور جان توڑ حملے رد کئے آسٹریا کی فوجیں دریائے ودلیکا پر رد کئے جانے کے بعد اس کے دائیں کنارے ایک گاؤں میں جا جمیں جس پر روسی ذرا اور مشرق میں دوسری لائن کے مورچوں کی طرف ہٹ آئے پھر دشمن نے بہت سی توپوں سے چار غضبناک حملے کئے جو ایک وسیع محاذ پر تھے۔ مگر روسیوں نے اس کے دانت کھٹے کر دئیے اور ایسی خبر لی کہ نہ صرف آسٹروی بلکہ جرمن بھی اپنی خندقیں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور روسی دریائے نیسٹر کے تمام مورچوں پر قابض ہو گئے۔

پیٹروگراڈ میں سرکاری اعلان ہوا ہے کہ ۱۹ رجولائی کو دشمن علاقہ شاولی میں برابر قدم بڑھا رہا ہے روسی گھڑ سواروں کے توپخانہ نے غنیم کے اجتماع دستوں کو کامیابی کے ساتھ مصروف رکھا۔

روس میں ہوائی جنگ بھی زور سے ہو رہی ہے پیرس کے سرکاری مراسلات (۲۰ جولائی ۱۵ء) میں کئی ہوائی جہازوں کی کاروائی اور بعض مقامات پر بم پھینکے جانے کا ذکر ہے پیٹروگراڈ کے پیام سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ جولائی کو ایک بھاری روسی طیارہ اور تین جرمن مشینوں کا مقابلہ ہوا غنیم کے ایک طیارہ کو تو سخت نقصان پہنچا اور باقی بھی سب مار بھگا دئیے گئے روسی مشین صحیح سلامت اپنے ہیڈ کوارٹر پر آ گئی۔ اگرچہ اس میں گولیوں سے کئی سوراخ بھی ہو گئے تھے۔

شملہ ۲۱ رجولائی حضور وائسرائے صاحب وزیر ہند کی جانب سے حسب ذیل پیام برقی مورخہ ۲۰ رجولائی موصول ہوا ہے۔

آسٹرویوں اور جرمنوں کی جارحانہ کارروائی قریباً تمام محاذ پر آگے بڑھ آئی ہے۔ ایک جرمن مراسلہ سرکاری میں ذکر ہے کہ مقام دفداؤ واقع بالٹک پر قبضہ ہو گیا ہے۔ اور روسی کمیونک میں اس بات کا اقرار پایا جاتا ہے۔ کہ غنیم ریگا سے ۲۰ میل مغرب کی طرف ٹوکوم تک اور دماؤ سے ۱۶ میل جانب مغرب ڈوبلن تک پہنچ گیا ہے۔ نشاولی کے مقام پر روسیوں نے غنیم کے حملے کامیابی سے پسپا کئے اور اس کو اس حد تک سے ہٹا دیا جو اس نے ۱۵ رتاریخ کو حاصل کی تھی۔

پولینڈ میں دریائے وسچولا اور بگ کے درمیان بقول جرمنوں کے روسی جانب مشرق ہٹ رہے ہیں۔ اور روسیوں کا بیان ہے کہ جنوب مشرقی پولینڈ میں دشمن نے مقام کراسنوسٹو پر قبضہ کر لیا۔ اور روسیوں نے اس مقام کے مشرق سے اپنی فوجیں سکنڈ لائن کے ایک مورچہ کی جانب ہٹا لی ہیں۔ اور کہ دشمن مشرقی گلیشیا میں مقام سوکل کے قریب دریائے بگ کو عبور کر آیا ہے۔ دریائے نیسٹر پر لڑائی برابر ہو رہی ہے۔ بعض مقابلے بڑے بڑے سخت ہو چکے ہیں۔ سوشینز کے قریب دشمن نے جو حملے کئے وہ پسپا کر دیئے گئے۔ آرگون میں بھی جرمنوں سے حملے پسپا کئے گئے۔ جرمن وقتاً فوقتاً بار بار دست بدست کرتے رہے۔ مگر ہر بار مار کر ہٹا دیئے گئے۔

اٹلی کی افواج نے دریائے آئی سونزو پر پھر حملے شروع کر دئیے ہیں۔ ایک آسٹروی مراسلہ سرکاری کا بیان ہے کہ اطالین سپاہ نے گوریزیا پر زور شور سے گولہ باری کی اور سطح مرتفع پر حملہ کیا۔ ایک اطالین کروزر گیری بالڈی اڈریاٹک میں دشمن کے ساحل پر حملہ کرتا ہوا آبدوز کی ٹکر سے غرق ہو گیا۔

مختلف

شملہ منصوری وغیرہ پہاڑی مقامات پر پچھلے دو تین روز میں خاصی اچھی بارش ہو گئی۔

مسٹر ایڈورڈ میکلیگن بہادر چیف سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب صوبہ ہذا کی مجلس واضع قوانین کے ممبر مقرر ہوئے۔

میجر انجیلو بالقابہ ڈپٹی کمشنر پنجاب کی فرلو میڈیکل سارٹیفکٹ پر چھ ماہ کے لئے بڑھا دی گئی۔ آپ نومبر میں ہندوستان پہنچ جائیں گے

کالا باغ کے رئیس اعظم خان بہادر عطا محمد خان صاحب نے جنگی اغراض کے لئے گھوڑے خرید نے کو ۳۵ ہزار کی گرانقدر رقم عطا کی اور گورنمنٹ ہند نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمائی۔

آنریبل مسٹر ایچ آئے ایل ممبر محکمہ مال و صیغہ ہندا حت ماہ رواں کے اخیر حصہ میں دہلی وغیرہ دورہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے اور وسط اگست تک شملہ واپس آ جائیں گے۔

گورنمنٹ ہند کے پولیٹیکل سیکرٹری صاحب ۲۹ رجولائی کو دورہ پر روانہ ہو کر اجمیر۔ اودے پور۔ جے پور۔ قرولی۔ دہلی میں قیام فرمائیں گے۔ واپسی شملہ کی تاریخ ۱۴ راگست ہو گی۔

بھنگسالہ واقع ریاست فریدکوٹ میں ۱۹ رجولائی کو ایک ساہوکار کے گھر پر ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو چھ سات تھے برچھیوں سے مسلح ساہوکار اور اس کی بیوی کو زخمی کیا اور کچھ مال لوٹ کر لے گئے۔

کپتان نواب ملک محمد مبارز خان رئیس جہاں آباد ورسالہ نمبر ۱۷ نے ایک جنگی دستہ زنبور بردار سن باری کے تمام جوانوں کی تنخواہ کا خرچ ایک سال کے لئے (۳۲۰۰ روپیہ) اپنے جیب سے دینا کیا گورنمنٹ نے بشکریہ قبول فرمایا۔

محکمہ تار کے ڈائرکٹر جنرل بہادر ملتوی پیغامات تار میں حسب ذیل مراعات کا اعلان فرماتے ہیں۔

(۱) اعداد بغرض اختصار اس طرح لکھے جا سکتے ہیں۔ مثلاً ۵۲۷ کو پانچ دو سات لکھ دیں [illegible] لفظ [illegible] ۱۵ حرف فی لفظ تک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۵ جولائی ۱۹۱۵ء

اسلام کا غلبہ

اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسکے غلبہ سے کیا مراد ہے؟ وہ کیونکر ہوگا اور کب؟

ہمارے بھولے بھالے عام مسلمان بھائی کمال سادہ لوحی سے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اسلام صرف چند رسوم آبائی اور عادات قومی کا نام ہے اور بس۔ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے۔ انہی میں پلے۔ بڑھے۔ اور انہی کی دیکھا دیکھی زندگی بسر کی۔ جو افعال و اطوار انہیں مروج ہوئے۔ انہی کو آپ بھی بوزنہ صفت نقالی یا کورانہ تقلید کے طور پر اختیار کر لیا۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ ان رسوم و عادات اطوار و حرکات کی اصلیت اور حکمت و مصلحت کیا ہے؟ شریعت کے اوامر و نواہی سے ان کہاں تک تعلق ہے۔ اور مذہباً ان کے نتائج نیک و بد کیا کچھ ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اسلام کی پاک تاثیرات اور گوناگوں برکات انہیں بالعموم مفقود ہیں۔ الا ماشاء اللہ

اسلام کا اصل منشاء تو یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن کر رہے۔ اس کے مقدس فرستادوں کا ساتھ دے اور اپنی عملی زندگی کو قصد و ارادہ اور سوچ بوجھ کے ساتھ نفس پر جبر کر کے بھی ایسے سانچے میں ڈھالے کہ حتی الوسع اس کا کوئی پہلو اپنے مولا کریم کے خلاف مرضی نہ ہو۔ اب یہ بحث کہ موجودہ مسلمانوں کو حقیقی اسلام سے کہاں تک علاقہ رہ گیا ہے؟ ہمارے نزدیک تحصیل حاصل ہوگی۔ کیونکہ ایک طرف انکی عملی حالت دوسرے ان کا اپنا اقرار اس امر کا کافی سے زیادہ ثبوت دے چکا ہے کہ وہ فی الواقع اسلام سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اور اسلام ان سے بیزار ہو چکا ہے پھر جب کہ نہ انہیں حقیقت اسلام کا علم صحیح نہ اصول و احکام اسلام سے کوئی رشتہ قوی۔ نہ انکی روزانہ زندگی کا وہ رنگ جو ایک سچے مسلمان کا ہونا چاہیئے تو ظاہر ہے کہ غلبۂ اسلام کا وہ مفہوم

بھی جو انہوں نے اپنے پندار میں قرار دے رکھا ہے ہرگز صحیح و قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

انہوں نے اپنے نزدیک غلبۂ اسلام کے یہ معنی سمجھ رکھے ہیں کہ دنیا بھر میں کسی وقت ایک ہی ایک مذہب رہ جائیگا۔ اور کسی فرد بشر کو طوعاً و کرہاً اسکے اختیار کرنے سے مفر نہ ہوگا حالانکہ یہ عملاً و نقلاً دونوں طرح محال و ممتنع ہے کہ تمام جہان میں کبھی ایک ہی دین مت کا دور دورہ ہو۔ یہ البتہ ممکن اور قرین قیاس ہے کہ خدا تعالیٰ کی زبردست مشیت کے تحت ایک زمانہ ایسا آئے کہ خدا کے واحد کا قائم کردہ ایک ہی دین حق دنیا میں دین قرار دیا جائے وہی نجات اور فوز و فلاح کا قابل اعتماد روشن راستہ سمجھا جائے۔ اور اسی کے پیرو جمیع ملل عالم میں ایک فرقان و امتیاز خاص رکھتے ہوں کیا بلحاظ اعتقادات صحیحہ اور اعمال صالحہ کے اور کیا بلحاظ دیگر متعلقات حیات کے انکی زندگی دیگر اقوام پر ایک ایسی بارعب حجت ملزمہ ہو کہ وہ قومیں انکی برتری و سیادت اور صداقت کو زبان حال و قال دونوں سے تسلیم کریں یہ بھی ظاہر اور فطرتاً قابل تسلیم ہے کہ کسی قوم کے تمام افراد کی حالت بالکل یکساں نہیں ہوا کرتی بلحاظ محاسن و معائب کے انمیں مستثنیات اور مدارج کا ہونا ضروری ہے۔ پس یہ توقع کرنا بھی عبث ہوگا کہ مسلمان کسی وقت سارے کے سارے ہی فرشتہ سیرت۔ دینداری و تقویٰ شعاری کا اعلیٰ ترین نمونہ اور دنیوی وجاہت و شوکت میں سکندر بخت دارا شکوہ اور شاہ جمجاہ بن جائینگے۔ ایسا ہونا سنت اللہ کے خلاف ہے اور محال عقل بھی۔ ضرور ہے کہ انمیں بشری کمزوریاں بھی کم و بیش باقی رہیں ضرور ہے کہ امیر۔ غریب۔ متوسط الحال عالم و جاہل۔ روشن ضمیر اور نادان۔ آقا اور چاکر۔ غرض ہر درجہ ہر طبقہ کے لوگ جیسے کہ ہمیشہ سے تمام اقوام میں ہوتے آئے ہیں انمیں بھی تا قیامت ہوتے رہیں اگر ایسا نہ ہو تو احکام شریعت معاذ اللہ بیکار ہو جائیں اور دنیا کے تمام کام بند۔ ہاں مگر یہ بھی ضروری ہے کہ جو قوم خدا کی چنی ہوئی اور مقبول ہو اس کی عام حالت دوسری معاصر اقوام سے صراحتہً فائق ہو۔ اور اسمیں انسانی کارسازی کا کچھ دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ سب کچھ خدا کے فضل و رحم سے ہوتا ہے یہ البتہ انسان کا فرض ہے کہ اس کے فضل و رحم اور تائید و نصرت کو جذب کرنیوالے کاموں میں بقدر اپنی سمجھ اور طاقت کے ساعی رہے۔ مگر بھروسہ اسی قادر مطلق کا رکھے۔ جو لوگ یا جو قومیں صرف مادی تدابیر اور سفلی اسباب پر تکیہ کر کے اس مسبب الاسباب

مالک حقیقی سے غافل ہو جاتی ہیں ایک وقت آتا ہے جبکہ انہیں اپنی غلط کاری و غفلت پر پچھتانا پڑتا ہے ؎

پس اگر مسلمان واقعی مسلمان ہیں یا مسلمان بننا چاہتے ہیں تو ان کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کریں جن کے ہاتھ پر انکی اصلاح حال مقدر تھی تھوڑی دیر کیلئے فرض کر دو کہ جس کا اسلامی دنیا کو انتظار ہے (نعوذ باللہ) وہ ابھی نہیں آیا تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جب وہ جو بھی تمہاری توقعات کے مطابق آئیگا۔ کیا وہ دیگر اقوام کو ہی اسلام منواتا ہوا آئیگا۔ اور خود مسلمان جو اپنے عقائد و اعمال میں حقیقت اسلام سے دور جا پڑے ہونگے انہیں ٹھیک بنانے اور سیدھا کرنے سے اسکو کچھ تعلق نہ ہوگا؟ یہ تو بالبداہت ظاہر ہے کہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ انہی کی حالت محتاج اصلاح ہے کیونکہ انکے کثیر التعداد فرقے بن گئے ہیں جو ایک دوسرے کو بھی برسر غلط قرار دیتے ہیں۔ اور اپنی غفلت و زیاں کاری کے بھی فرداً فرداً اقبالی مجرم ہیں۔ لازمی بات ہے کہ جیسا مخبر صادق نے خبر دی تھی وہ آنیوالا ان سب فرقوں کیلئے ہی حکم عدل اور امام مفترض الطاعت ہو۔ گویا اپنے رطب و یابس عقائد اور من مانی توقعات کی قربانی تو مسلمانوں کو اس صورت میں بھی بہرحال کرنی ہی پڑیگی پھر یہاں کیوں ایسے لغو مطالبات حق بجانب سمجھے جاتے ہیں جن کی نظیر آج تک کسی مامور من اللہ میں نہیں پائی جاتی مسلمانو خدارا ذرا تو انصاف و غیرت سے کام لو۔ اور ہزاروں انبیاء میں ایک ہی ایسا بتلا دو جو خدا کی طرف سے تو اصلاح خلق پر مامور ہوا ہو مگر دنیا میں آن کر وہ اسی محتاج اصلاح مخلوق کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا ہو۔ اس طرح وہ سب کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو اور سب نے اس کو مان لیا ہو ؎

غرض مسلمانوں کے دن پھرنے اور اسلام کا بول بالا ہونے کی یہی ایک سبیل ہے کہ وہ بہودیت کے وبال سے بچنے کے لئے خدا کے مسیح کو قبول کر لیں۔ پھر اسکی پاک تعلیمات کے ماتحت سچے مسلمان بنکر دیکھ لیں کہ اسلام فی الواقعہ دیگر ادیان پر غالب ہو رہا ہے یا نہیں ورنہ جس غلبہ کو انکی آنکھیں ڈھونڈتی ہیں وہ تو نہ آج تک ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے نادان اتنا نہیں سوچتے کہ جب کسی مغلوب کا وجود ہی نہ ہو تو غالب کس پر کہلائیگا؟

مسلمانو یاد رکھو تمہارے یہ سارے فرقے وہی تو ہیں جن کا تفرقہ مٹانے کو احمد مجتبیٰ بروز مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء کے ساتھ مجوزہ جلسہ تقاریر یا مناظرہ کے متعلق اصل واقعات

احمدی جماعت اور دوسرے لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ ۷ جولائی ۱۹۱۵ء کو حضرت خلیفہ ثانی صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ ایک طبی مشورہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھے۔ قادیان سے روانگی کے وقت اور لاہور پہنچنے تک کوئی خیال نہ تھا کہ ان لوگوں سے جنہوں نے باوجود احمدی ہونے کے سلسلہ حقہ خلافت راشدہ سے انکار کیا ہے اور وہاں کے مقررہ مرکز کو چھوڑ کر لاہور میں اپنا نیا مرکز اور نئی انجمن بنائی ہے۔ کسی قسم کی گفتگو یا تبادلہ خیالات یا مناظرہ ان مسائل پر ہوگا۔ جن کو وہ بزعم خود خلافت حقہ اور قادیان سے اپنے قطع تعلق کرنے کے اسباب قرار دیتے ہیں کیونکہ ان مسائل پر گذشتہ سوا سال کے اندر اخبارات اور رسالجات میں مبسوط بحثیں ہونے کے علاوہ حضرت خلیفہ ثانی نے دو مستقل کتابیں القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ آپ تصنیف کر کے شائع فرمائیں۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی۔ اے نے کلمۃ الفصل مسئلہ کفر و اسلام پر فیصلہ کن لکھی جن کا جواب آج تک نہیں ہوا۔ اور گذشتہ دنوں میں زمیندار اخبار میں ایک مناظرہ کا چیلنج بھی حضرت خلیفہ ثانی کو من وجہ دیا گیا تھا جس پر جب آمادگی ظاہر کی گئی تو اس کا جو جواب ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں نے دیا وہ اخبارات میں آچکا ہے۔ ان واقعات پر یکجائی نظر کرنے سے ہمیں اور دوسرے احباب کو کسی جدید مناظرہ یا تبادلہ خیالات کے جلسہ کی توقع نہ تھی۔ اور اس پر اضافہ یہ تھا کہ خود حضرت خلیفہ ثانی اپنے حلق کے متعلق طبی مشورہ کو جا رہے تھے۔ جس کے لئے قلت کلام لازم تھا مگر ان واقعات کے باوجود لاہور پہنچ کر کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ وہ پرانی باتیں پھر تازہ ہو گئیں اور حضرت خلیفہ ثانی نے بھی ایک بار اور اتمام حجت اور تبلیغ حق کے خیال سے احباب کی خواہش اور درخواست پر ایک تقریر کرنا منظور کر لیا۔ اور اس سلسلے میں مولوی محمد علی صاحب اور انکے دوستوں سے سلسلہ خط و کتابت شروع ہو گیا۔ اور اب من وجہ اسے جاری سمجھنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ مولوی محمد علی صاحب کے بعض دوستوں نے قبل از وقت نہ معلوم ان کے مشورہ سے یا بلا مشورہ غلط طور پر کسی مصلحت سے یہ مشہور کرنا شروع کیا ہے کہ گویا ہم نے فرار کیا ہے اسلئے ہمنے جو اس سلسلہ خط و کتابت میں شریک اور ذمہ وار افراد کی طرح کام کر رہے ہیں یہ مناسب سمجھا کہ پبلک کی آگاہی کے لئے اس خط و کتابت سے جو اس وقت تک ہو چکی ہے۔ خلاصتہً واقعات کو شائع کر دیں تاکہ اصل واقعات کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ کی جاسکے۔ طوالت کی وجہ سے ہم اصل خطوط اور ضمنی واقعات کو ابھی شائع نہیں کرتے۔ اور نہ کسی نتیجہ کی ذمہ واری اپنے اوپر لیتے ہیں۔ نہ ان خطوط و واقعات پر ریمارک کرتے ہیں۔ صرف خط و کتابت کا خلاصہ شائع کر دیتے ہیں۔ ناظرین خود اس سے جس نتیجے پر چاہیں پہنچیں۔

ابتدائی تحریک

لاہور کے معزز احباب میں سے شیخ محمد امین صاحب اور میاں چراغ الدین صاحب گورنمنٹ پنشنر نے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے موجودہ احباب کو حضرت خلیفہ ثانی کے ورود لاہور کی تقریب پر مورخہ ۸ جولائی کو ایک دعوت پر بلانے کی تحریک کی۔ اور حضرت خلیفہ ثانی سے اس موقعہ پر مسائل متنازعہ کے متعلق تقریر کی خواہش کی۔ باوجودیکہ طبی مشیر نے حضرت خلیفہ ثانی کو تقریر کرنے سے منع کر دیا تھا مگر آپ نے ایسی تقریر کو منظور فرمایا۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے پاس دعوت نامہ بھیجا گیا۔ جسکو مولوی محمد علی صاحب کے پاس خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب رام پوری اور مفتی محمد صادق صاحب لے کر گئے۔ ہم اس گفتگو کی طرف یہاں اشارہ نہ کرینگے جو ان حضرات کے مابین ہوئی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے اس دعوت کا کوئی جواب نہ دیا نہ ان کے دوسرے دوستوں نے کوئی جواب دیا۔ صرف ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ۸ جولائی کو جواب لکھا۔

ڈاکٹر صاحب کا جواب

ڈاکٹر صاحب نے اپنے جواب میں بعض گذشتہ مضامین پر جرح شروع کر دی جو الفضل وغیرہ میں شائع ہوئے تھے۔ اور پھر اس دعوت کو قبول کرنے کے لئے یہ شرط لگائی کہ میاں صاحب مسائل متنازعہ پر تقریر کریں تو دوسری طرف سے بھی ایسی ہی تقریر ہو جاوے۔ اور اس مطلب کے لئے عام جلسہ ہو کہ جس کے لئے دونو فریق اپنے اپنے فریق کی طرف سے امن اور خاموشی کے ذمہ وار ہوں گے۔ دونو فریق کی طرف سے ایک ایک تقریر ہو جائے۔ اور یہ تقریریں حضرت صاحبزادہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کریں۔ اور یہ بھی لکھا کہ یہ رقعہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کو دکھا لیا ہے اس لئے یہ ہماری ساری جماعت کی طرف سے سمجھا جا سکتا ہے۔" مگر اس پر مولوی محمد علی صاحب کی کوئی تصدیق درج نہیں ہے ۔

ڈاکٹر صاحب کے خط کا جواب

ڈاکٹر صاحب کے اس خط کے جواب میں لکھا گیا کہ آپ نے اپنے خط میں ہماری اس درخواست کو کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لاکر اختلافی مسائل کے متعلق اس شخص کے منہ سے کچھ سن لیں جو ہماری جماعت کی ان کارروائیوں کا جو بحیثیت جماعت ہوں۔ خدا کے نزدیک اور دنیا کے نزدیک بھی ذمہ وار ہے رد کر دیا ہے۔ اور اس کی بجائے یہ طریق پیش کیا ہے کہ ایک جلسہ کر کے ایسی فریقین کی طرف سے تقریریں ہوں۔ چونکہ ہمیں احقاق حق منظور ہے۔ ہم آپ کی اس تجویز کو جو ہماری تجویز کو رد کرتے ہوئے آپنے پیش کی ہے۔ اس طرز پر قبول کرتے ہیں کہ اگر صرف دو تقریریں ہوں تو چونکہ آپنے خلافت کے چلتے ہوئے سلسلہ سے انکار کیا ہے۔ اور قادیان کے مقررہ مرکز کو ترک کیا ہے اس لئے آپ کی طرف سے ایک تقریر ان دلائل اور براہین پر ہو جن کی بناء پر آپ کو خلافت کا انکار کرنا اور قادیان کے مرکز کو چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح نبوت اور مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق اپنے دلائل کو بیان کریں اس کے بعد ہماری طرف سے اس امر کا بیان ہو کہ ہمنے کیوں اس راہ کو جس پر ہم سات سال سے چلے آرہے تھے ترک نہیں کیا۔ اور آپکے دلائل کو رد کیا جائے گا۔"

چونکہ شیخ عبد الرحیم صاحب نو مسلم نے ڈاکٹر صاحب سے مناظرہ کے متعلق بھی کہا تھا۔ اس کے جواب میں لکھ دیا کہ اگر آپ مباحثہ یا مناظرہ کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ شیخ عبد الرحیم صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے تو اسبات کو بھی ہم اظہار حق کیلئے قبول کرتے ہیں۔ آپ کی تصریح پر بشرط مباحثہ آپ کی خدمت میں

روانہ کردی جائیگی ۔

ڈاکٹر صاحب کا دوسرا جواب اس خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے ۱۰ جولائی کو لکھا "کہ یہ چٹھی آپ کی طرف سے معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آپ کی رائے اس بارہ میں کوئی شے نہیں جب تک آپ یہ تحریر نہ فرمادیں کہ چٹھی بہ اجازت میاں صاحب لکھی گئی ہے۔ اس وقت تک میں اسے قابل توجہ نہیں سمجھتا" پھر آپ ہی اس چٹھی کو حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے لکھا ہوا فرض کر کے ظاہر کیا کہ "پہلے آپ اس بات کو صاف کریں کہ آپ سابقہ فیصلہ کو جو ہمارے ساتھ تعلقات کے متعلق ہیں۔ اب بھی آپ قابل عمل در آمد سمجھتے ہیں یا نہیں" "ہم میاں صاحب کی تقریر سننے کے لئے طیار ہیں بشرطیکہ جناب میاں صاحب اور ان کا فریق ہمارے جواب کو بھی سن لے۔ مسئلہ خلافت پر تقریر جب ہو۔ اوّلاً نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تکفیر اہل اسلام پر تقریریں ہوں گی۔ تقریریں ہر دو فریق کے امیر کریں۔ جلسہ عام ہو۔ دونوں مسائل میں دعوے آپ کی طرف سے ہے اس لئے دونوں تقریروں میں ہمارا جواب ہوگا پھر مسئلہ خلافت پر میاں صاحب کی تقریر اور ہمارا جواب ہوگا یہ تینوں باتیں قطعی ہیں۔ مناظرہ کے لئے بھی ہم طیار ہیں اس کے شرائط علیحدہ طے ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ کوئی تحریر جس میں یہ نہ لکھا گیا ہو کہ یہ جناب میاں صاحب کی اجازت سے لکھی گئی ہے اس پر توجہ نہ کرینگے"

دوسرے خط کا جواب ہماری طرف سے اس خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب کے خط کی تنقید کرتے ہوئے اسی روز ہماری طرف سے لکھا گیا کہ یہ سب باتیں ہم اس واسطے قبول کرتے ہیں کہ آپ کسی نہ کسی طرح صداقت کو سن لیں جو ہم پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ مناظرہ یا مباحثہ چاہتے ہیں جیسا کہ شیخ صاحب سے آپ نے خواہش کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت اور شرائط مقررہ پر ہم آپ کی درخواست مناظرہ کو منظور کر لینے کے لئے تیار ہیں اور یہ بھی لکھ دیا کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی منظوری سے لکھا گیا ہے۔ اس پر دوسرے خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا کہ آپ گریز کر رہے ہیں اصل مسئلہ متنازعہ ہمارے اور آپ کے درمیان مسئلہ نبوت مسیح موعود اور تکفیر اہل قبلہ ہے۔ اس لئے پہلے گفتگو ان ہی مسائل پر ہوگی خلافت کا مسئلہ محض فرع ہے۔ اور اس پر گفتگو بھی بعد میں ہوگی" دوسرے گفتگو انہیں شرائط پر ہو سکتی ہے کہ ہم میاں صاحب کی تقریر سننے کے بعد جواب دیں ۔

تیسرے خط کا جواب ہماری طرف سے یہ لکھا گیا کہ بہرحال ہم آپ کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اچھا تو کل آپ کے ہم ہی مدعی ہیں ہم ہی پہلے تقریر کرینگے۔ اور ہم ہی جواب الجواب بیان کرینگے۔ اور ان کے سب شرائط مندرجہ خطوط بھی منظور ہیں تشریف لائیے"

ڈاکٹر صاحب کا چوتھا خط اس خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا کہ ہم آخری جواب الجواب کا حق آپ کو دینا منظور کرتے ہیں مگر جواب الجواب کی صورت میں ہر ایک مسئلہ پر دو دو تقریریں فریقین کی طرف سے ہو کر آخری جواب الجواب کا حق مدعی کو ہو سکتا ہے بقیہ شرائط کے طے کرنے کے لئے جس طرح آپ چاہیں ہم سے فیصلہ کر سکتے ہیں"

ہمارا جواب اس خط کے جواب میں ۱۰ جولائی کو بمنظوری حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفۃ المسیح ثانی خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی کو بطور سفیر بنا کر دوسرے فریق کے پاس شرائط تقاریر دیکر بھیجا گیا۔ اور انہیں فیصلہ کے اختیارات دیئے۔ اور لکھا کہ ان کا ساختہ پرداختہ ہمیں منظور ہوگا یہ اس لئے کیا گیا کہ وقت ضائع نہ ہو۔ اور جلد تصفیہ ہو کر تقریریں شروع ہوں یہ خط مولوی محمد علی صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ اور لکھ دیا گیا کہ چونکہ شاہ صاحب کے ساتھ جو خط و کتابت ہوئی ہے اس میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ سب خط و کتابت جناب کے علم اور پسندیدگی سے ہو رہی ہے اس لئے تضیع اوقات سے بچنے کے لئے یہ خط براہ راست جناب کی خدمت میں لکھا جاتا ہے ۔

مولوی محمد علی صاحب کا پہلا خط مندرجہ بالا خط کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا کہ شرائط کا مسودہ پہنچ گیا ہے لیکن ان پر بحث کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے ہمارے احباب بطور خود ان پر مشورہ کرلیں۔ اس لئے آپ اپنے احباب کو بعد از نماز مغرب بھیجدیں

اس خط کا جواب مولوی محمد علی صاحب کے اس خط کے جواب میں معتمدین یعنے مولوی فضل الدین اور ذوالفقار علی خان اور حکیم محمد حسین قریشی نے لکھا کہ جو ترمیم یا تنسیخ آپ نے شرائط میں کی ہے وہ قبل مغرب بھیجدیں تاکہ اس پر غور کر کے بعد مغرب گفتگو کر سکیں۔ اس کے جواب میں

مولوی محمد علی کا جواب ہم کو مولوی محمد علی صاحب نے کہہ دیا کہ اس بارے میں خط و کتابت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سے کریں" ۔

ڈاکٹر صاحب کے نام پانچواں خط اور اس کا جواب "پہلے اسی امر کی طرف ڈاکٹر صاحب کو توجہ دلائی گئی۔ جو مولوی محمد علی صاحب کو لکھا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ "ہم کو ساری مجلس شوریٰ نے ہوگی۔ اور جناب کی پیش کردہ شرائط تقاریر پر غور کر کے جو کمی بیشی اس میں کرینگے وہ بعد از نماز مغرب تقریراً یا تحریراً احباب کے پیش کر دیجائیگی"

اس قرار داد کے مطابق ہم لوگ بعد نماز مغرب احمدیہ بلڈنگ میں تنقیح شرائط کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے گئے اور ایک بجے تک زبانی گفتگو ہوئی۔ اور ایک مسودہ ترمیم شدہ شرائط کا بھی مولوی محمد علی صاحب کے گروہ کی طرف سے ہم کو دیا گیا۔ پھر صبح کو بھی ہم حسب قرار داد ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے۔ اور یہ مجلس اس بات پر ختم ہوئی کہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مولوی محمد علی صاحب سے پوچھ لیں کہ آیا وہ تحریر ہم کو دینے کے لئے طیار ہیں یا نہیں کہ وہ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ شاہ صاحب نے ہم کو حسب قرار داد اس امر کا تو کوئی جواب نہ بھیجا کہ ہم کو مولوی محمد علی صاحب ایسی تحریر دینگے یا نہیں۔ اور ایک غیر متعلق یہ رقعہ لکھ بھیجا۔

ڈاکٹر صاحب کا چھٹا خط کہ زبانی گفتگو رات کے بارہ بجے تک ہوتی رہی۔ اور صبح بھی وقت خرچ کیا گیا مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ چونکہ اس طرح محض تضیع اوقات ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے اصل ترمیمات پر جو اعتراض آپ کو ہو وہ بذریعہ تحریر آپ پیش کر دیں۔ ادھر سے تحریری جواب اس کا دیا جائیگا ۔

ہمارا تقرر تو محض اسلئے کیا گیا تھا کہ تا تحریرات کا سلسلہ لمبا نہ ہو۔ اور رُو در رُو بیٹھ کر شرائط کا تصفیہ ہو کر جلد کارروائی شروع ہو۔ اور دو اجلاس اسی مقصد کے ہو کر بعض شرائط طے بھی ہوئیں۔ لیکن ۱۱ جولائی ۱۹۱۵ء کو آخر ڈاکٹر صاحب نے یہ

تحریر بھیجدی۔ حالانکہ ۱۱ جولائی کی صبح کو مجلس تصفیہ شرائط میں یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ اگر آپ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ تحریری درخواست ہم کو اسی وقت اس مضمون کی لکھ کر دیں کہ ہماری سابقہ تحریرات میں اجمال یا ان مقرر کا لفظ ہے اس سے ہماری مراد مناظرہ کرنا ہے تاکہ ہم انکی درخواست مناظرہ تصور کر کے مناظرہ کی شرائط پیش کر دیں۔ اور اس پر ڈاکٹر صاحب اور انکے رفقاء نے کہا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب سے مشورہ کر کے اطلاع بھجوائیں گے۔ اس اطلاع کی بجائے وہ چٹھا خط پہنچا جس میں ان کو اس کی یاد دہانی کرائی گئی۔ اور لکھا گیا کہ اپنی اس تحریر مرسلہ سے ایکت ... صورت توقف کی مہیا کریں "

ہمارے مندرجہ بالا خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا کہ ۱۲ کی صبح جو رقعہ آپ کو لکھا گیا (چھٹا خط مراد ہے ناقل) وہ بعد مشورہ ہی لکھا گیا تھا ہم کوئی درخواست نہیں کرنا چاہتے جو شرائط آپنے پیش کیں۔ اور ان پر جو ترمیمیں ہمنے پیش کیں ان پر ہی ہم مزید بحث چاہتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا آخری خط

جونکہ معاملہ تصفیہ کے قریب ہونے کی بجائے طویل ہو رہا تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے قیام لاہور کی وجہ سے مختلف جماعتوں کے بکثرت آنے شروع ہو گئے جس کے معاملہ کی طوالت انکی کاروباری اور مالی حالت پر مؤثر ہوتی تھی اس لئے آپنے تصفیہ شرائط کے لئے اپنے نمایندوں کو لاہور چھوڑا۔ اور آپ قادیان تشریف لے آئے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو ۱۲ جولائی کی صبح کو جو خط لکھا۔ اس میں لکھا کہ۔

ان ہر سہ (نمایندہ) اصحاب کا فیصلہ مجھے منظور ہوگا پس آپ کی طرف سے جو آدمی مقرر ہوں ان سے شرائط کا فیصلہ کر لیں۔ میں اب قادیان جاتا ہوں جو تاریخ ہوگی۔ اس پر مقام مقررہ پر میں آجاؤنگا۔ جونکہ آپ لوگ تو گھروں میں بیٹھے ہیں۔ اور ہمارے آدمی مسافر اور کاروباری ہیں۔ اس لئے آپ اپنے آدمیوں کو تاکید کر دیں کہ جلد شرائط کا تصفیہ کریں یا امرتسر چل کر ہمارے آدمیوں سے فیصلہ شرائط کریں تاکہ فریقین کو فیصلہ شرائط کا خیال ہو اور کوئی فریق گریز کرنے کے لئے مطل سے کام نہ لے۔ مقام بریا مباحثہ کی (جو صورت بھی شرائط کے تصفیہ کے وقت طے ہو) تاریخیں اگر رمضان میں ... ہوں۔ تب بھی ہماری طرف سے کوئی عذر نہ ہوگا۔ اور ہر ایک فریق سے قریب قریب تاریخ مقرر کی جائے۔ بہتر ہوگی"

یہ خط ۱۲ جولائی کو ۸ بجے سے پہلے مولوی محمد علی صاحب کو دیا گیا۔ لیکن اس کا جواب جو اصرار کرنے پر آپنے دینا پسند کیا نماز مغرب کے وقت ہم کو ملا۔ اس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو لکھا ہے کہ آپکا رقعہ مجھے ملا۔ زبانی گفتگو بے سود ثابت ہوئی ہے۔ سوا اس کے چارہ نہیں۔ کہ تحریراً ساری کارروائی ہو۔ آپکے آدمیوں کی یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ چونکہ شرائط بذریعہ خط و کتابت طے ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ قادیان سے خط و کتابت کر سکتے ہیں "

اس طرح جب ہمنے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو دیکھا کہ زبانی گفتگو کرنے سے پرہیز کرنے میں تو مجبوراً ہم لوگ مولوی محمد علی صاحب کے اس خط کو پاکر اسی وقت لاہور سے قادیان پہنچ گئے۔ اور جو کیفیت حضور کے لاہور سے تشریف لے آنے کے بعد گذری۔ اس کو عرض کیا۔ ہم چونکہ آج ہی آئے ہیں اور کوئی مزید کارروائی ابھی شروع نہیں کی۔ اور جو ہوگی۔ اس کو وقت پر شائع کر دیا جائے گا۔ اس لئے ہم گذشتہ خط و کتابت کا اسقدر خلاصہ پیش کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اسقدر حصہ کی اشاعت سے پبلک کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس وقت تک کیا کارروائی ہوئی ہے۔ اور جو غلط افواہیں پھیلائی جاتی ہیں۔ انکی تردید بھی ہو سکے گی۔ ۱۳ جولائی ۱۹۱۵ء

اعلان کنندگان

شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

فضل الدین مختار

حکیم محمد حسین قریشی

قابل توجہ ناظرین

جن احباب کی قیمت اخبار ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء میں ختم ہوتی ہے انکی خدمت میں اگلا پرچہ بذریعہ وی پی آئے گا احباب وصول کر کے ہم کو دعا اور شکریہ کا موقع دیں اور نیز اسکی خریداری بڑھانے میں سعی فرماکر عند اللہ ماجور ہوں (مینجر)

(بقیہ ایڈیٹوریل)

نئی کتابیں

تذکرۃ المہدی۔ مؤلفہ پیر سراج الحق صاحب احمدی نعمانی جمالی۔ ہانسوی۔ پیر جی صاحب کا نہایت دلچسپ و نتیجہ خیز سفرنامہ ہے۔ جسمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کے بہت سے ضروری حالات۔ شواہد صداقت۔ نیز آپکے نایاب کلمات طیبات اور عقائد و دعاوی بوضاحت بیان کئے گئے ہیں جنکے ضمن میں اکثر اہم مسائل بھی بڑی خوش اسلوبی سے حل ہو گئے ہیں۔ مخدومی مکرم میر قاسم علی صاحب سابق ایڈیٹر الحق دہلی حال مقیم قادیان نے ایک عرصہ کی محنت سے ترتیب دے کر بصرف کثیر چھپوایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔ یہ امر بھی کتاب کے قابل قدر و لائق دید ہونے کی ایک زبردست وجہ ہے کہ پیر صاحب نے ۲۰ سال حضرت اقدس کی صحبت و خدمت میں رہ کر جو کچھ فیض حاصل کیا اس کا سارا لب لباب اس میں آگیا ہے۔ امید ہے کہ احمدی دوست اسے ہاتھوں ہاتھ بڑے شوق سے خرید لیں گے۔ حجم ۳۰۰ صفحے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

خلاصہ مطالب قرآن انگریزی میں

احکام و عقائد اسلام کو ۱۵ ابواب میں تقسیم کر کے جدا جدا عنوانوں کے ماتحت آیات قرآنی کا سلیس انگریزی ترجمہ مع حوالجات ایک خوبصورت رسالہ کی شکل میں ترتیب دیکر عبداللہ الہ دین صاحب (الہ دین بلڈنگ سکندرآباد دکن) نے مفت شائع کیا ہے۔ مبلغوں کے لئے خاصکر بہت مفید ہوگا۔ جناب مؤلف کی یہ محنت اور نیز مالی قربانی بلاشبہ قابل قدر ہے۔ خدا جزائے خیر دے۔

ماہ صیام

وتحفہ شعبان وغیرہ کے نام سے چند چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ دینی معلومات پر مولوی سید ممتاز علی صاحب ہاشمی (بھوجلا پہاڑی دہلی) نے چھپوا کر شائع کئے ہیں جو مؤلف صاحب سے محصولڈاک بھیجنے پر مفت ملتے ہیں۔ مسلمانوں کو دینیات سے آگاہ کرنے کا یہ سلسلہ لائق تحسین و مستحق حوصلہ افزائی ہے۔ اب تک ۴ نمبر وقتاً فوقتاً شائع ہو چکے ہیں۔ اگر آیندہ بھی اس سلسلہ کو جاری رکھنا ہو تو رطب و یابس روایات سے اجتناب کر کے صحیح و مستند معلومات کا اہتمام و التزام کرنا ضروری ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی

فرمودہ ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء

یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (۲: ۱۸۴)

رمضان کا مہینہ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن اس کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا ہے۔ کہ اس میں قرآن کا نزول ہوا۔ یا قرآن کی ابتداء ہوئی۔ خدا کے فضل سے پھر دوبارہ بہت سے لوگوں کو میسر آیا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہی ہوتی ہے کہ وہ کسی کو کسی نیکی کے کرنے کا موقع دیتا ہے۔ بہت سے لوگ تھے۔ جو اس جگہ بیٹھے ہوئے لوگوں سے طاقت ور اور قوی تھے۔ مگر گذشتہ رمضان کے بعد اور اس رمضان سے پہلے دنیا کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اور اس رمضان میں انہیں نیکی کرنے کا موقع نہیں ملا۔ پھر بہت سے لوگ ایسے ہونگے۔ جو باوجود زندہ ہیں لیکن اس مہینہ سے فائدہ اٹھانے کا انہیں موقع ہی نہیں ملا۔ کیوں۔ اس لئے کہ ان پر اس بات کی حقیقت ہی نہیں کھلی۔ کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ پھر بہت سے ایسے ہیں۔ جو قسم قسم کی بیماریوں کی وجہ سے رمضان کے مہینہ سے وہ فوائد نہیں اٹھا سکتے جو تندرست اٹھاتے ہیں۔ پس وہ لوگ جن پر خدا تعالیٰ نے فضل کیا ہے۔ کہ اول تو انہیں مسلمان بنایا۔ دوسرے اتنی سمجھ دی کہ روزہ کی غرض کو سمجھیں۔ تیسرے اتنی صحت دی۔ کہ روزہ رکھ سکیں۔ چوتھے اتنی عمر دی کہ ایک اور رمضان کی برکات حاصل کر سکیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر کرنا واجب ہے۔ یہ مہینہ اپنے ساتھ بڑی بڑی برکتیں لایا کرتا ہے۔ پہلی عظیم الشان برکت تو یہی ہے۔ کہ جن لوگوں کو سستی اور کاہلی کی وجہ سے سارا سال نماز تہجد نصیب نہیں ہوتی اس مہینہ میں نصیب ہو جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جو صبح کی نماز سورج چڑھنے کے قریب پڑھتے ہیں ان کو بھی موقع مل جاتا ہے۔ کہ رات کے وقت خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اور تہجد پڑھیں چونکہ سب لوگ سحری کو اٹھتے ہیں۔ اس لئے سست آدمی بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یا اگر انہیں اٹھایا جائے۔ تو کوئی بہانے نہیں کر سکتے۔ اصل بات یہ ہے تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شور و غل میں نیند پورے طور پر نہیں آتی۔ رمضان کے مہینہ میں چونکہ عام طور پر لوگ اٹھتے ہیں۔ اس لئے کاہل بھی اٹھ بیٹھتے ہیں اور تہجد پڑھنے کا انہیں موقع مل جاتا ہے۔ گو تہجد نوافل سے ہیں اور رمضان کے روزے فرائض سے۔ بہت سی طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ کہ فرائض تو ادا کر لیتی ہیں۔ اور نوافل میں سستی کرتی ہیں۔ اور ایسا آج ہی نہیں کیا جاتا۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسا کرنے والے موجود تھے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ کتنی نمازیں فرض ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک دن رات میں پانچ۔ پھر اس نے پوچھا۔ زکوٰۃ آپ نے فرمایا سال میں ایک دفعہ پھر اس نے روزہ کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ سال میں ایک مہینہ پھر حج کے متعلق پوچھا۔ فرمایا عمر میں ایک دفعہ۔ یہ سنکر اس نے کہا۔ خدا کی قسم میں اسی طرح کرونگا۔ نہ اسے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ کم کرونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات جو اس نے کہی ہے۔ اگر کر بھی لی۔ تو جنت میں داخل ہو جائیگا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس وقت بھی ایسے لوگ تھے اور ایسی طبائع ہمیشہ سے چلی آئی ہیں تہجد چونکہ فرض نہیں اس لئے ان کے پڑھنے میں سستی کی جاتی ہے۔ روزہ چونکہ فرض ہے۔ اس لئے اس کے لئے سحری کو اٹھنا پڑتا ہے اور ساتھ ہی نفل پڑھنے کی بھی توفیق مل جاتی ہے۔ اور یہ ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ دوسری برکت روزہ کا ثواب ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ روزہ دار کا اجر میں ہی ہوں۔ پھر اور بہت سے فوائد ہیں۔ انسان بہت سی بلاؤں اور تکلیفوں سے بچ جاتا ہے۔ پس یہ مہینہ خدا کے فضلوں کا مہینہ ہے۔ اس سے جس قدر ہو سکے فائدہ اٹھاؤ۔ جس طرح بہت سے ایسے انسان ہیں جن کو یہ رمضان دیکھنا نصیب نہیں ہوا اسی طرح بہت ایسے ہونگے جنہیں اگلا رمضان دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور کون جانتا ہے۔ کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ جنہوں نے نہیں دیکھنا۔ اس لئے ہر ایک کو اس رمضان میں خیر حاصل کرنے کی خوب کوشش کرنی چاہیئے ہماری جماعت کوئی دنیاوی سوسائٹی نہیں۔ اس لئے اس کے افراد کا فرض ہے۔ کہ جہاں وہ اپنی اولاد اپنی مشکلات۔ اپنے رشتہ داروں اور اپنی دیگر اغراض کے لئے دعائیں کرینگے اور اگر اخلاص سے کرینگے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب بھی ہو جائینگے۔ وہاں سلسلہ کی ترقی کے لئے بھی کریں۔ کیونکہ جو سچے سلسلے اور راستبازوں کی جماعتیں ہوتی ہیں۔ ان کا پہلا فرض اپنی جان و مال کی حفاظت کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ جماعت کی ترقی اور کامیابی کے لئے کوشاں رہنا اور راستی اور حق کی اشاعت کرنا ہوتا ہے۔ پس ہمارے تمام دوستوں کو چاہیئے۔ کہ جہاں وہ اپنی ذات اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں وغیرہ کے لئے اس ماہ میں دعائیں کریں۔ ان سب سے پہلے اس بات کو مدنظر رکھکر ان کی دعائیں ہوں کہ سب سے زیادہ دعاؤں اور التجاؤں کا مستحق اسلام راستی اور حق ہے۔ کیونکہ اس لئے کہ کسی کو جو دعاؤں کی توفیق ملیگی تو کس ذریعہ سے۔ اسلام ہی سے۔ کیا ایسے کروڑوں انسان نہیں۔ کہ ان پر رمضان آتا ہے اور گذر بھی جاتا ہے۔ لیکن وہ کورے کے کورے ہی رہتے ہیں۔ پس دعائیں کرنے والوں کو یہ موقع اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توسل سے حاصل ہوا ہے اس لئے ان کا پہلا فرض ہے۔ کہ اسلام کی اشاعت کے لئے دعائیں کریں۔

میں کہنا تو بہت کچھ چاہتا تھا۔ لیکن ریزش کی وجہ سے ڈر ہے کہ حلق کی بیماری جو بد قسمت ہے بڑھ نہ جائے۔ اس لئے اسی پر ختم کرتا ہوں ◆

دعوت الی الخیر

ماریشس میں تبلیغ احمدیت

مولینا حافظ صوفی غلام محمد صاحب کے عریضے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں

خلاصہ خط ۳ (مورخہ ۲۹ جون)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کو میں پہلے عریضہ میں سل حالات عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا محض فضل و کرم ہے کہ حق کا رعب لوگوں پر بیٹھتا جاتا ہے جنہوں نے ہماری باتیں سنی تھیں ان میں سے اکثر نوجوان ہماری طرف سے مخالفین کے ساتھ بحث کرتے رہتے ہیں۔ اور انہیں مجبور کرتے ہیں کہ قرآن شریف سے کوئی آیت دکھلاؤ جس کے معنے ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ ہمیں حیات کا لفظ دکھاؤ۔ رفع کا لفظ عام ہے مومنوں کے لئے بھی آیا ہے۔ خنزیر اور صلیب کے معنوں پر بعض لوگ بہت گھبراتے تھے۔ میں نے انہیں تعطیر الانام سے دکھایا کہ خنزیر کے معنے نصرانی شدید الشوکۃ لکھے ہیں۔ اس سے بعض کا جنگو یہ معنی دکھائے گئے ہیں۔ شرح صدر ہو جاتا ہے۔ صلیب کے معنے کنب۔ لکھا ہے۔ ایک آدمی صالح نام ہمارے بہت قریب آگیا ہے میں نے اس کو لکھدیا ہے ایک کاغذ پر لا المہدی الا عیسیٰ ابن مریم وہ مخالف مولویوں کو دکھاتا پھرتا ہے کہ دیکھو ابن ماجہ میں یہ حدیث ہے میں نے خود دیکھی ہے۔ اس نے ایک سیٹھ کو یہ بات کہی وہ کہنے لگا معلوم نہیں ہے بھی کہ نہیں اس نے کہا ابن ماجہ لاؤ میں دکھائے دیتا ہوں۔ جب سیٹھ نے یہ کہا کہ اور کتاب سے بھی دکھاؤ۔ ہم نے اسے لکھدیا کہ مسند امام احمد بن حنبل میں لکھا ہے۔ یلقی عیسیٰ بن مریم اماماً مہدیاً۔ اور اس حدیث کو حسن بصری۔ ابن منبہ صحیح سمجھتے ہیں۔ یہاں عربی کا علم بہت [illegible] ہے۔ مولوی ترجمہ شدہ احادیث اپنے پاس رکھتے ہیں اور عربی سے نہیں سمجھ سکتے۔ اور وہ لوگ اکثر تاجر ہیں۔ اور ترجمے سے خود دیکھ لیتے ہیں۔ اور عربی سے نہیں سمجھ سکتے اور کہہ دیتے ہیں ہم نہیں جانتے اگر حضور مناسب سمجھیں تو اس کی یہاں بہت ہی اشد ضرورت ہے۔ کہ مترجم صحاح ستہ اور مظاہر حق یہاں ارسال فرماویں۔ لوگ سمجھدار ہیں انشاء اللہ بہت ہی فائدہ ہوگا۔ اور قرب الموارد۔ النجد اور زاد المعاد ضرور ہی ارسال فرماویں۔ حیدر آباد دکن سے رسول کریم صلعم کی لائف بھی نہیں ملی تھی۔ مگر النجد اور زاد المعاد ابن قیم کی تو بہت ہی اشد ضرورت ہے۔ یہاں ایک قیامت نامہ اردو عام لوگوں کو یاد ہے۔ اور شاہ رفیع الدین کا فارسی قیامت نامہ کا ترجمہ بتایا جاتا ہے۔

خدا کے فضل سے ہمارا درس برابر ہوتا ہے۔ اور جمعہ ہم اکٹھے پڑھتے ہیں اور خطبہ جمعہ میں سورہ کہف کی پہلی دس آیات سے دجال ثابت کیا گیا۔ اور بتایا گیا ہے کہ اشاً شدیداً سے مراد موجودہ جنگ ہے۔ اور اس سے انکو ڈرایا ہے جو خدا کا بیٹا تجویز کرتے ہیں۔ ایک نیا بھائی بھی تھا۔ اس پر ماشاء اللہ بڑا اثر ہوا اور دوسروں کو جا جا کر بتاتا ہے۔ ہمارے سلسلہ کی شہرت تمام جزیرہ میں برق کی طرح پھیل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کامل عطا فرماوے اور آپ کے عہد مبارک کو بہت ہی لمبا کر دے اور اس میں احمدیت کو دنیا کے تمام آفاق میں پھیلا دے۔ آمین۔ حضور کا خادم غلام محمد

فہرست نومبائعین

قطب الدین	کشمیر	قاضی عبدالخالق	ہزارہ
مسماۃ فرزانہ	"	گل محمد	فیروزپور
اللہ دتا	گورداسپور	عبداللہ	پٹیالہ

بیعت خلافت

علی بہادر ونٹرنری اسسٹنٹ۔ صدر پشاور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۵ء

کیا یہ غلبۂ اسلام نہیں؟

سلسلۂ حقہ احمدیہ کے مخالفین کہتے ہیں کہ مسیح و مہدی کے وقت میں تو اسلام کو غلبہ حاصل ہونا تھا مگر اب تو اس پر اور بھی اُلٹا وقت پڑا ہوا ہے۔ پھر کیسے سمجھیں کہ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آ کر دینِ محمدی کا بول بالا کیا اور وہی لیظہرہ علی الدین کلّہ کے مصداق تھے؟

معترضین کا یہ سوال بظاہر معقول اور وزن دار معلوم ہوتا ہے لیکن ایک سلیم الطبع منصف مزاج اور معاملہ فہم انسان پر اسکا بودا پن بادنیٰ تامل آشکارا ہو سکتا ہے طویل اور پیچیدہ بحثوں کو جانے دو۔ ہم یہاں چند موٹی موٹی باتیں بتلاتے ہیں۔ جن کا رد ہمارے مخالفین انشاء اللہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔

اگر اسلام دیگر ادیانِ باطلہ پر غالب نہیں ہے جیسا کہ ہمارے مخالفین سمجھتے ہیں تو بتلائیں اسوقت اور کونسا مذہب ہے جو اپنی صداقت۔ حقیقت۔ حقانیت۔ پاک تاثیرات اور روشن اور محکم تعلیمات کے لحاظ سے اسلام پر فائق ہو یقیناً وہ دنیا کے صدہا مذاہب میں سے ایک کا بھی نام نہیں لے سکتے۔ جو اس دینِ متین پر غالب ثابت ہو۔ اگر کوئی ایسا مذہب ہے تو وہ کیوں نہیں اسکا نام لیتے۔ کیا ان کے دل اسلام کی سچائی اور برتری سے منکر ہیں یا کیا انکو کوئی دوسرا مذہب زیادہ معقول۔ قرینِ صداقت اور قابلِ قبول معلوم ہوتا ہے ہاں اگر ایسا ہے تو کیوں نہیں اسے اختیار کر لیتے۔ اس صورتِ حال سے تو یہ واقعات پتہ لگتا ہے کہ وہ خود ہی اسلام سے دور جا پڑے ہیں اسی لئے انکی نظروں میں اسکی وہ وقعت و عظمت نہیں رہی جو ایک مخلص دیندار کے رگ و ریشہ میں ایسی رچی ہوئی ہوتی ہے کہ خواہ دنیوی شان و شوکت اور جلال و عظمت کے لحاظ سے وہ کتنی ہی بیکسی ذلت فلاکت اور قابلِ رحم حالت میں مبتلا ہو لیکن پھر بھی وہ دینِ حق کی نعمتِ عظمےٰ کے سبب اپنے آپکو غیر مسلم تاجداروں تک سے برتر و بالا اور منعم علیہ سمجھتا ہے۔ کیا رسول کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کے حالات تمہیں بالکل دل سے بھلا دئے کہ وہ کیسی کیسی مصائب اور مشکلات میں بھی یہی سمجھتے تھے کہ خدا تعالےٰ کی نظر میں مقبول و پسندیدہ اگر کوئی دین اس دنیا کے پردہ پر ہے تو وہ ہمارا ہی دین ہے اسی لئے وہ اسکی حمایت و اشاعت میں اپنی جانوں تک سے دریغ نہ فرماتے تھے دشمنانِ دین کی طرف سے سخت عداوت و ایذا دہی بھی انکو اسلام کی طرف سے بدظن و بیزار نہ کرتی تھی تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آج جن مسلمانوں کو باہم ہو جانے مسلمانی اپنے مذہب کی فوقیت پر اعتماد نہیں انکے دلوں میں وہ اصل وہ صدق و اخلاص ہی نہیں رہا جو نعمتِ ایمان والوں کا حصہ ہوتا ہے تب تو نہیں اپنے ایمان اور دینداری کا فکر کرنا چاہیئے جنکی نسبت رسول خدا تیرہ سو برس پہلے ہی فرما گئے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایمان ثریا پر اُٹھ گیا ہوگا اور آنے والا موعود اسکو از سرِ نو دنیا پر قائم کریگا۔ غرضیکہ اگر مسلمان اسلام کا غلبہ تسلیم کرنیکے لئے تیار نہیں ہیں تو ہمیں صاف صاف کھلے لفظوں میں بتلائیں کہ کیا ان کے نزدیک یہودی مسیحی۔ آریہ۔ برہمو یا دہریہ مذہب یا اور کونسا دین ایسا غالب ہے جس کے آگے معاذ اللہ دینِ اسلام عاجز و مغلوب ہو ذرا سوچ سمجھکر جواب دیں کہ وہ کونسا مذہب ہے جس پر مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اسلام کی حجت غالب نہیں کر دکھائی؟

اگر ہمارے بزعمِ خود غلط بھائی (مسلمان) غلبۂ اسلام اسی کا نام رکھتے ہیں کہ اسکے نام لیوا تمام دنیا پر چھا جائیں اور دیگر ادیان و ملل کو ملیا میٹ کر دیں تو معاذ اللہ اس طرح تو یہ مذہب مغلوب تسلی اور ڈھکوسلا ہی ٹھہرتا ہے آجتک تو اسکو یہ بات نصیب ہوئی نہیں نہ خود رسول کریمؐ کے وقت میں نہ خلفائے راشدین کے عہد میں تو کیا تم اسلام سے پھر جاؤ گے؟

پھر ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا تم اس دنیا کے پردہ پر اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب ایسا پیش کر سکتے ہو کہ باوجود حاملانِ اسلام کی زبون حالت اور گوناگوں ادبار و مذلت کے وہ اپنے اصول و احکام کی حکمت و معقولیت نت نئے پیرایوں میں دیگر مذاہب کے پیروؤں سے منوا تا چلا جاتا ہے دانایانِ فرنگ سے بڑھکر بیدار مغز دولت و اقبال قوم آج اس صفحۂ ہستی پر کونسی سمجھی جاتی ہے وہ اگر چاہیں تو اپنے رعب و دبدبہ کے زور سے دن کو رات اور رات کو دن بھی کہلوا لیں تو تعجب نہیں مگر خدا کی شان ہے کہ وہ بھی اسوقت اسلام کے ہی اصولوں کو پسندیدہ و برحق تسلیم کرتے جاتے ہیں خواہ انکے مدبر و ارباب حل و عقد مذہباً اپنے معتقدات سے خلاف بیزاری و بے تعلقی ظاہر نہ کریں پھر بھی عملاً بہت سی باتوں میں زبانِ حال سے وہ دینِ محمدیؐ پر ہی مہرِ تصدیق لگا رہے ہیں اور بہت سی سعید روحیں کھلم کھلا بھی مسیحی مذہب کو تیرباد کہکر اسلام کو اختیار کر رہی ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک کیا یہ اسلام کا غلبہ نہیں کیا یہ رسول کریمؐ کی اس پیشگوئی کا ظہور نہیں کہ آخری زمانہ میں اسلام کا آفتابِ صداقت مغرب سے طلوع کریگا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ یہ پیشگوئی پیچ سے پچھم سے چڑھے جس کے معنے یہ ہونگے کہ خدا تمہارے لئے مزعومات کی خاطر اپنے اٹل قانون اور سنت کو بھی معاذ اللہ توڑ دے اگر یونہی ہو تمہارے عقیدے بھی تو اسی لائق ہیں کہ تمہاری من مانی باتیں پوری کرنے کو ایسے خوارق ظہور میں آنے چاہئیں۔ جو کسی عظیم الشان سے عظیم الشان نبی رسول پیغمبر تک کی تائید و تصدیق میں ظاہر نہیں ہوئے خدا اور خدا کا رسولؐ تو یہ خبر دیں کہ مسلمان اخیر زمانہ میں مغضوب علیہم یہود سے بالکل مشابہ ہو جائینگے۔ پھر ہم کیسے باور کر سکتے ہیں کہ تم مسیح کی مخالفت کرکے بجائے یہودی بننے کے ایسے خاص الخاص مقبول بن سکتے ہو جنکی خاطر خدا ایک وقت اپنے قانون کو بھی بالائے طاق رکھدیگا اپنی کتاب اور رسول کو بھی معاذ اللہ جھوٹا کر دیگا؟

کیا یہ اسلام کا غلبہ نہیں کہ خدا تعالےٰ نے جو جماعت اپنے پاک فرستادہ کے ہاتھ سے آخرین منہم کے مصداق قائم کی اسکے سامنے آج دلائل و براہین کے ذریعہ کوئی باطل کا پرستار نہیں ٹھہر سکتا۔ ڈھٹائی اور بیحیائی کا تو ذکر نہیں کیونکہ اگر اسی کا نام حق دوستی ہو تو بت پرست اور یہودی سب سے زیادہ برسرِ حق ہیں کہ اب تک دنیا میں بہتیرے ہادی و مرسل خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے مگر انہوں نے تا ایندم ایک کو بھی مان کے نہیں دیا۔

غرض اسلام کا غلبہ یقیناً ہونا تھا اور اسوقت وہ ہر جگہ ہو رہا ہے جنکی آنکھوں کے آگے تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے انہیں دکھلائی نہ دے تو انکی قسمت کیا اندھے کو نظر نہ آنے سے آفتابِ عالمتاب کی نفی ہو سکتی ہے حاشا و کلا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

دعوت الی الخیر

جزیرہ ماریشس میں تبلیغ احمدیت

مولانا مولوی حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے

احمدی مسلم مشنری کی مفصل چٹھی

جس میں روانگی از کولمبو لیکر اب تک کے کل حالات

بیان کئے گئے ہیں۔

اس چٹھی کے بہت سے واقعات پچھلے تین خطوط میں جدا جدا شائع ہو چکے ہیں لیکن ماریشس کے احمدی احباب کے پاس خاطر سے انہیں یکجائی طور پر شائع کرنا ضروری سمجھا گیا۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ محض اللہ کے فضل و کرم سے میں ۲ جون کو کولمبو سے روانہ ہوا۔ شام کا وقت تھا۔ جب جہاز کا لنگر کھولا گیا۔ راستے میں خدا تعالیٰ کے عجائبات کا سمندر تھا۔ مجھے بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ شعر یاد آتا تھا کہ جس کا مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو حدود اور قیود میں جکڑ دیا ہے۔ تلاطم امواج اسود کی طرح حملہ آور ہوتی تھیں۔ لیکن سفید جھاگ میں ختم ہو جاتی تھیں۔ اور وہ سفید جھاگ دور دور سمندروں میں سفید دریبیاں تھیں۔ جن کو غلطی سے پرانے یونانی مائتھالوجی کے شاعروں نے اور پھر انکی نقل برطانوی شاعروں نے کرکے سمندر کی بیٹیاں قرار دیا ہے۔ سمندر ایک عجیب شکل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان کا زبردست اظہار تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل تھا کہ اس نے فضل عمر کی دعاؤں اور مخلص احباب کی دعاؤں کو سنا۔ اور مجھے سفر جہاز میں کسی قسم کی خدا ایسی تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور نہ سر چکرایا اور نہ قے آئی۔ ہاں کبھی کبھی جسم میں بجلی کی سی لہر پھرتی معلوم ہوتی تھی۔ اور میں نے اس سفر میں خوب تجربہ کیا ہے کہ صداقت کوئی بہت اعلیٰ درجہ کا گوہر ہے۔ اور گول مول بات میں بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ میں نے خوب تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاف گو کی ضرور مدد کرتا ہے۔ اور یہ بالکل غلط ہے کہ کھلم کھلا کہنے سے لوگ ناراض ہو جاتے ہیں۔ آجکل علم اور روشنی کا زمانہ ہے۔ اگر قوی دلائل قرآن کریم اور عقل کے ساتھ خوب ذہن نشین بات کی جاوے تو ممکن نہیں کہ اثر نہ ہو۔ ہاں جھوٹی بات کو منوانا کوئی دشوار امر نہیں۔ مسیحیوں میں حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت سیدنا سید الانام صلے اللہ علیہ وسلم کو برابر ٹھہرانا یا جو کوئی از قسم ایک غلط بات ہے۔ کیا بہادری دکھاتا ہے۔ اور پھر اسیر لاف کا سپاہی مارنا میرے نزدیک ایک تعجب انگیز اور مضحکہ خیز بات ہے۔ جب ہم رسول کریم فداہ ابی وامی و روحی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام مبارک کی وسعت اور آپ کی اصلاح اچھی طرح واقعات کے ساتھ لوگوں کے سامنے رکھ دیں تو کیا وجہ ہے وہ بات ان پر اثر نہ کرے۔ جب میں قادیان میں تھا۔ اکثر لوگ کہا کرتے تھے کہ تم قادیان میں بیٹھ کر کھلی باتیں کر لیتے ہو۔ باہر جاؤ تو تمہیں معلوم ہوگا میں نے اب باہر نکلکر بھی تجربہ کر لیا ہے مجھے تو بجائے نقصان فائدہ ہی پہنچا ہے۔ جہاز میں ایک مسلمان بٹلر کو تبلیغ سلسلہ کی گئی۔ اور اس کے پاس ایک اور مسلمان بھی بیٹھا تھا اس کو بھی تبلیغ کی گئی۔ سٹوارڈ نے تو کہدیا کہ وفات عیسیٰ تو ضرور ہونی چاہیئے۔ دوسرے نے کہا۔ اگر حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں تو انکی قبر کہاں ہے۔ سٹوارڈ نے جواب دیا کہ ان کی قبر یروشلم میں ہے۔ میں نے کہا قبر کا علم نہ ہو تو یہ ثابت نہیں ہو جاتا۔ کہ وہ فوت نہیں ہوا۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر بتلا سکتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان کو دعوے اور دلائل بھی بتلائے اور آپکا ذکر مبارک شروع سے لیکر آخر تک سنایا اس مسلمان نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہو۔ اور حضرت مہدی مسعود بھی ہو۔ میں نے کہا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ایک شخص قرار دیا ہے۔ اور خدا کی شان ہے کہ اس سٹوارڈ کا نام محمد یوسف علی تھا۔ میں نے کہا کچھو

سٹوارڈ صاحب تین ہفتے عظیم الشان انسان کی [illegible] میری کیبن میں انگلستان کا نو آمدہ انگریز تاجر [illegible] تھا۔ اس سے بھی سلسلہ گفتگو چلا۔ اس نے مجھے کہا کہ تم بدھ کو مانتے ہو میں نے کہا نہیں میں تو مسلم ہوں۔ بلکہ احمدی ہوں۔ محمدی کا مسئلہ میں کوئی فرق ہے۔ میں نے کہا کیا تم تاریخ سے بھی واقف ہو۔ بدھ تو حضرت مسیح علیہ السلام سے کئی سو برس پہلے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے کبھی تاریخ نہیں پڑھی اور نہ مذہب پڑھا ہے۔ پھر اس سے کہا خدا کو مانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں میں خدا کو مانتا ہوں مگر میں ایک خدا مانتا ہوں تین خدا نہیں مانتا اس نے کہا کہ تین کون مانتا ہے میں نے کہا۔ آپ مسیحی لوگ مانتے ہیں۔ اور ایک عجیب حساب بیان کرتے ہیں جو کہ ریاضی کی کسی کتاب میں نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ تین ایک ہیں اور ایک تین کے برابر ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو ایک ہی خدا مانتا ہوں۔ اور میں حضرت مسیح کو خدا نہیں مانتا۔ اور نہ میں رومن کیتھولک ہوں اور نہ پروٹسٹنٹ ہوں۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم مانتے ہو کہ کبھی دنیا ختم ہوگی۔ میں نے کہا اس سے تو آپ کو بھی انکار نہیں ہے کہ آپ بھی مر جائیں گے۔ اور ہر ایک انسان مر گیا تو جب اجزا پر ہلاکت وارد ہو رہی ہے تو کیوں کل پر نہ ہوگی۔ اور اگر دنیا ہمارے بعد رہے بھی تو اس میں ہمیں کیا فائدہ ہے۔ من مات فقد قامت قیامتہ ہمارے لئے تو دنیا کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر دوزخ اور بہشت کے متعلق کہا کہ روحانی ہے یا جسمانی۔ اس پر میں نے اس کو سمجھا دیا اور اس نے میری تشریح کو قبول کیا۔ اور جہاز کا کلارک عیسائی تھا وہ بھی تثلیث کو خیرباد کہہ چکا ہے۔ اور توحید کا قائل ہے وہ کہتا ہے کہ اناجیل اربعہ محض کہانی اور تاریخ کی کتابیں ہیں۔ جو کہ بچوں کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ عقلمند انسانوں کے لئے اس سے اعلیٰ کتاب ہونی چاہیئے۔ ۱۵ جون دس بجے صبح کو پورٹ لوئی ماریشس میں پہنچے۔ مسٹر نور محمد نوری کشتی میں میرے استقبال کو موجود تھے۔ اور ان کے ساتھ بنگلہ میں کئی اور اصحاب اور احباب بھی حاضر تھے۔ اور اسی دن حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلامتی سے پہنچنے کی تار دیگئی۔ امید ہے کہ وہ پہنچ چکی ہوگی۔ شام کو ہم روزہل میں آ گئے۔ روزہل شہر لوئی سے سات میل پر واقع ہے۔ ماریشس خط استوا کے نیچے ہے۔ ہم اس وقت

سردی کے موسم میں ہیں۔ جون۔ جولائی اور اگست سخت سردی کے
ملتے ہوتے ہیں۔ اللہ کی عجیب شان ہے کہ دسمبر جنوری کا نظارہ
یہاں جون میں نظر آرہا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس وقت سورج
آپ کی طرف شمال میں ہے۔ اور دسمبر جنوری فروری میں وہ
جنوب میں آجاویگا تو ہم گرمی میں ہوں گے۔ اور آپ سردی
میں۔ میرے پہنچتے ہی غیر احمدیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ میرے
خلاف مضامین اخبار میں چھاپے گئے۔ اور گورنمنٹ کو توجہ
دلائی گئی کہ ان کو واپس کر دیا جاوے۔ اور بد خبریں میری نسبت
مشہور کی گئیں۔ اور شہر میں ایک بھاری جلسہ منعقد کیا گیا
اور اس میں پانچ ہزار روپیہ جمع کیا گیا کہ وہ بڑے مولوی
ہندوستان سے منگوایا جاوے۔ اور لوگوں کو ہماری باتیں
سننے سے روک دیا گیا۔ اور مسٹر نوریا کو انہوں نے اپنی
جماعت سے خارج کر دیا ہے۔ ہم سے بار بار اس بات کا
تقاضا ہوا ہے کہ ہم نے ان کے پیچھے کیوں نماز نہیں پڑھی۔
اور یہ سوال مجھ سے تین چار جگہ پوچھا گیا ہے۔ میں نے ان
ہی سے کہلوایا کہ تم بتلاؤ کہ جب وہ تمہارا مسیح آویگا جس
کی تمہیں امید ہے تو اگر وہ فرما دیگا کہ جو ہماری بیعت میں نہیں
ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو تو تم پڑھو گے۔ جواب دیا
کہ ہم نہیں پڑھیں گے۔ تو پھر یہی معاملہ ہے کہ وہ عیسیٰ جس
کی تم انتظار کر رہے ہو۔ جنھوں نے اس کو مان لیا ہے وہ
اس کا کہا مانیں گے۔ اس نے فرمادیا ہے کہ جن لوگوں نے میری
بیعت نہیں کی ان کے پیچھے نماز مت پڑھو تو حیات اللہ
نام ایک طالب علم نے کہا کہ اگر جماعت ہوتی ہو تو جو کوئی جماعت
میں شامل نہ ہو وہ منافق ہے۔ میں نے کہا کہ میں چار
جماعتیں ہوتی ہیں۔ اور صبح کو شافعی سب سے پہلے پڑھتے
ہیں۔ اور حنفی بیٹھے انتظار کرتے رہتے ہیں تو وہ منافق ہو گئے
کہنے لگا نہیں وہ منافق نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا کہ رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ
آخری زمانے میں قرآن شریف آسمان پر اٹھ جائے گا۔ اور
ایک شخص فارسی الاصل اس کو واپس لائے گا۔ اور یہی تو
سبب ہے کہ غیر احمدی مولوی قرآن شریف سے بھاگتے ہیں۔
کانھم حمر مستنفرۃ فرّت من قسورۃ۔ ہم قرآن شریف
پیش کرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ کتابوں میں دکھاؤ۔ جب ہم
خدا تعالیٰ کی کتاب سے دکھا رہے ہیں تو فبای حدیث

بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون۔ اللہ کے بعد اور اس کی
آیات کے بعد وہ کونسی بات ہے جس پر ایمان لائیں گے جب
ان کے پاس قرآن نہیں ہے۔ یعنی وہ قرآن کو سمجھ ہی نہیں
سکتے تو ہم کس طرح ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے اعلم بالقرآن کو امام صلوۃ
ہونا چاہیئے۔ جب انہوں نے خدا کے مُرسل کو نہیں مانا
تو وہ کس طرح ان کے امام ہو سکتے ہیں۔ جنھوں نے خدا کے
مُرسل کو مان لیا ہے۔ امام کی معرفت کے بغیر جاہلیت کی
موت ہے۔ کیا ایام جاہلیت کے لوگ مسلمانوں کے امام ہوتے
تھے۔

روزہ زنجبار میں وہ دو مکانوں پر خوب سلسلہ کی تبلیغ ہوئی۔
وفات مسیح قرآن شریف سے ثابت کی۔ جو مر جاتے ہیں وہ
واپس نہیں آسکتے۔ اس لئے آنیوالا رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت میں سے ہونا چاہیئے۔ سورۃ نور کا منکم
اور بخاری کا منکم بھی اسی طرف رہبری کر رہا ہے سورۃ نور
سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے
تمام خلفاء امت محمدیہ میں سے ہوں گے بخاری سے
معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت سے ہے۔ ابن ماجہ نے اسپر اور روشنی ڈالدی ہے
کیونکہ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ حضرت مہدی رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوں گے۔ اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا المھدی الا
عیسیٰ ابن مریم۔ کہ نہیں مہدی مگر مسیح ابن مریم۔ اب
جب مہدی اسی امت میں سے پیدا ہوگا اور وہی مسیح ہوگا تو
صاف ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اسی امت میں سے پیدا ہونیوالے تھے۔ اور اسی امت کے
اعلےٰ فرد ہیں۔ اور امام بخاری نے اللہ تعالیٰ اُس پر رحمتوں
اور برکات کی بارش برسائے صاف فیصلہ ہی کر دیا کہ موسوی
مسیح اور ہے۔ اور امت محمدیہ میں آنیوالا مسیح موعود اور
ہے۔ کیونکہ اس نے ہر دو کے حلیہ الگ الگ بیان کر دیئے
ایک ہی آدمی کے دو حلیے نہیں ہو سکتے۔ ہم نے خود اپنی
آنکھوں سے سیدھے بالوں گندم گوں والے کو دیکھ لیا ہے جس
کی صداقت نشانات آسمانی سے ثابت ہو۔ اب ہم کس طرح مولوی
کی بات مان لیں۔ وہ مولوی ہی تھے جنھوں نے حضرت

عیسیٰ کا انکار کیا وہ مولوی ہی تھے جنھوں نے محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ ہم قرآن شریف پیش کرتے
ہیں اور وہ ہمیں کتابوں کا حوالہ سناتے ہیں جب ہم نے ثابت کر
دیا کہ وہ پہلے مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں۔ اور وہ دنیا
میں دوبارہ نہیں آسکتے تو پھر لوگوں کو عیسے کے آنے کی
حدیث سنا کر یہ بتانا کہ وہی عیسے آئینگے کیسی بے انصافی
اور ظلم ہے۔ قرآن کو حدیث رد نہیں کر سکتی۔ لاریب فیہ
صرف قرآن کریم کی نسبت آیا ہے۔ تو کس طرح رد کر دوگے
جو محقق ہے ایک بات۔ ان تمہارا حق ہے کہ ہم سے
مطالبہ کرو۔ اس کے کیا معنے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
آئینگے۔ بات یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مثیل
موسیٰ ہیں علیہ السلام۔ جیسا کہ سورہ مزمل سے ظاہر ہے
اور آپ کے خلفاء خلفاء موسیٰ کے مثیل ہیں تو ناچار ماننا
پڑیگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مقابلہ پر اسلام میں بھی
مسیح آنا چاہیئے۔ جب یہ سلسلہ محمدیہ ہی سارے کا سارا
سلسلہ کا مثیل ہے تو پھر کیوں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام
خود تشریف لاوینگے۔ جب ہم نے سب کو مثیل مان لیا ہے
تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل ماننے میں ہمیں کیا معذر
لازم آتا ہے۔ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے کہ بعض مومن
فرعون کی بیوی کی طرح ہیں۔ اور بعض مریم کی طرح ہیں یعنی
بعض مومن اپنے نفس فرعون کے تابع ہیں۔ اور بعض مومن
اپنے نفس پر حاکم ہیں اور وہ اپنے تئیں تمام عیوب سے بچائے
رکھتے ہیں۔ اور اس مریمی حالت سے جب وہ ترقی کرینگے تو
لامحالہ ابن مریم بنیں گے۔ کیونکہ بہر حال حضرت مریم سے ابن مریم
بہتر ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود احمد آف قادیان
کو پہلے الہام ہوا کہ تو مریم ہے یعنی اس درجہ میں پہنچ چکا ہے
جس میں مریم پہنچ چکی تھی۔ اور اس کے بعد الہام ہوا کہ انا
جعلناک المسیح ابن مریم کہ ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنادیا
اب صاحبان کیا صاف بات ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ ابن مریم
تم میں آویگا۔ اور تمہارا امام ہوگا۔ اور وہ تم ہی میں سے
ہوگا۔ آپ نے منکم کے قرینہ سے بتادیا کہ بنی اسرائیل کا ابن مریم
مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد محمدی ابن مریم ہے اور
سورہ الحمد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی کہ اے اللہ
ہمیں نبی صدیق۔ شہید صالح کی راہ پر چلا اور ہمیں ویسا

[illegible]

کی راہ سے بچانا اور ضالین کے فتنہ سے ہمیں محفوظ رکھنا۔
اب یہ بالکل سیدھی بات ہے کہ مسلمان تو کبھی بھی یہود نہیں بن سکتے۔ کیونکہ اسرائیلی مسیح کو مانتے ہیں تو پھر جو رسول کریم نے فرمایا تھا کہ میری اُمت یہود بن جائے گی تو اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کی اُمت میں ایک مسیح ابن مریم آئیگا اس کے انکار سے حضور کی اُمت میں سے بہت سے لوگ یہود بن جاوینگے۔ ورنہ اس دُعا کا کوئی فائدہ نہیں جبکہ ہم میں کوئی نبی ہی نہیں آسکتا۔ تو پھر ہمیں یہ کیوں سکھلائی گئی ہے مطلب تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ایک نبی مسیح موعود آنے والا تھا۔ ہمیں پہلے خدا نے دُعا سکھلا دی کہ کہیں اس کی مخالفت نہ کر بیٹھنا۔ دجال پر مفصل تقریر کی گئی۔ اور لوگوں کے ذہن نشین کر دیا گیا کہ سورۃ والنجم سے لیکر والناس تک قرآن کریم میں دجال کا لفظ تک موجود نہیں۔ اور قرآن کریم میں بار بار ابنیت اور ابنیت مسیح کے فتنہ کو بڑا فتنہ کہا گیا ہے۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ اور سورۃ فاتحہ کو ضالین پر ختم کیا گیا۔ اور رسول کریمؐ نے بیان فرمایا ہے ضالین عیسائی لوگ ہیں۔ اور جب ہم حدیث کو دیکھتے ہیں تو اس میں دجال کے فتنہ کو سب سے بڑا فتنہ بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ ہر نبی نے اپنی اُمت کو اس سے ڈرایا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ قرآن اور حدیث کو باہم مطابق کریں۔ اور اگر مطابق نہیں ہو سکتے۔ تو ہم حدیث کی خاطر خدا کا کلام قرآن ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی تطبیق فرما دی ہے کہ سورۃ کہف کی دس آیتیں جو حفظ کریگا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اب سورۃ کہف کی دس آیتیں پڑھ لو۔ ان میں کیا لکھا ہے۔ ان میں ابنیت مسیح کے فتنہ کو بڑے پُرزور الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دجال اور ضالین ایک ہی ہیں۔ قرآن کریم میں ان کو ضالین اور خدا کا بیٹا کہنے والے بیان کیا ہے۔ اور حدیث نے بالفاظ دیگر "المسیح الدجال" کہا ہے۔ اور لفظ المسیح سے بھی مسیحیوں کی طرف اشارہ ہے۔
"کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے"
اور ابطال مذہب صلیبی کا ہی نام قتل دجال ہے۔ صلیب سے مُراد مسیحیت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابطال مسیحیت کر کے کسر صلیب کر دی ہے۔ اور یہی معنے ہیں کہ آپ نے قتل دجال اور قتل خنزیر کر دیا ہے۔ خنزیر سے یہ جانور ہم مراد نہیں لے سکتے۔ ما علی الرسول الا البلاغ۔ رسُول کا کام اللہ کا کلام پہنچانا ہے نہ کہ لوگوں کو جبر سے منوانا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی قسم کے خنازیر کو قتل کرینگے جس قسم کے خنزیر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور اسی قسم کا قتل بھی ہوگا جس قسم کا رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قتل کیا کرتے تھے۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنة لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاٰخر۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دلائل سے قتل کیا کرتے تھے۔ لیهلك من هلك عن بینة۔ جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ جب رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سؤر خنزیر۔ بندر اور بُت پرست آتے تھے تو وہ آکر کہا کرتے تھے۔ آمنا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفر کے ساتھ ہی آتے ہیں اور کفر کے ساتھ ہی چلے جاتے ہیں۔ اور وہ دلائل سے مقتول ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انکو ماننے اور آمنا کہنے کے سوا کچھ بن نہیں پڑتا تھا۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ کفر کے ساتھ آتے ہیں اور کفر کے ساتھ ہی جاتے ہیں۔ اور اگر رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قتل کر دیتے تو قد خرجوا به کے کوئی معنے نہ ہوئے۔ اب میں تم کو پوری آیت سُنا دیتا ہوں۔ وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت اولٰئك شر مكانا واضل عن سواء السبيل واذا جاءوكم قالوا اٰمنا وقد دخلوا بالكفر وهم قد خرجوا به۔ اور انہیں سے بعض کو بندر اور سؤر اور بُت پرست بنا دیا وہ بہت بُرے مرتبہ میں۔ اور سیدھی راہ سے بالکل گمراہ ہیں اور جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں کہتے ہیں ہم نے مان لیا۔ حالانکہ وہ کفر کے ساتھ ہی آتے ہیں اور کفر کے ساتھ ہی نکل جاتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ پر چار دفعہ لیکچر دئے۔ دو روز ہل میں اور فنکس میں۔ اور اس سے خدا تعالیٰ کی ہستی اس کے صفات۔ انسان اور خدا کے مابین کیا تعلق ہونا چاہیئے وہ تعلق کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے انبیاء کرام اور کتب الٰہیہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تعالیم الٰہیہ کے نقطۂ خیال سے تین گروہ لوگوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ بعض ان پر چلتے ہیں اور وہ نبی۔ صدیق شہید اور صالح ہیں وہ خدا کو راضی کر لیتے ہیں۔ اور خدا سے انعام پاتے ہیں۔ اور بعض ان تعلیموں کو پڑھتے ہیں مگر ان پر چلتے نہیں اس لئے وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور بجائے انعام کے غضب الٰہی کو اپنے اوپر لے آتے ہیں۔ اور مغضوب بن جاتے ہیں۔ اور بعض ان تعلیموں کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔ اور لتاب کا انعام ہوتے ہیں بل ہم اضل۔ ایسے لوگوں نے گویا ان لطیف مادہ کو کھو دیا۔ جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے فطرت میں ودیعت کئے تھے۔ اس لئے وہ کھوئے گئے اور ضالین کے نام سے موسوم ہوئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغضوب علیہم سے مُراد یہود ہیں اور یہی بات قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہے اور ضالین سے مراد مسیحی لوگ ہیں۔ اور یہی بات قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اور انعمت علیہم میں ایک نبی کا آنا معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی کا نام دوسری جگہ قرآن میں ابن مریم اور اٰخرین منهم لما یلحقوا بهم کا امام معلم بیان کیا گیا ہے۔ اور اسی کا حلیہ بخاری شریف نے سیدھے بال گندمی رنگ بیان کیا ہے۔ فنکس میں ایک تقریر رات کو بھی ہوئی اور ایک ظہر سے پہلے۔ اور وہیں انجمن احمدیہ ارشیس قائم کی گئی۔ اور مسٹر نور محمد نوریا کو اس کا سکرٹری اور محمد عظیم سُلطان غوث کو فنانشل سکرٹری مقرر کیا گیا اور احمدیوں نے ماہانہ چندے لکھ دئیے ہیں۔ ماریشس میں چار احمدی ہیں۔ چاروں خلیفۃ المسیح ثانی کو مانتے ہیں اور کوئی بھی پیغامیوں کی طرف نہیں ہے۔ ۲۳ جون اور ۲۴ جون کی رات کو روز ہل میں لیکچر ہوئے۔ ۲۴ جون کو ایک بڑے تھیٹر میں لیکچر ہوا۔ اسکے سامنے اسلام کی نازک حالت بیان کی گئی اور سورۃ بقرہ کا پہلا رکوع سُنایا گیا۔ اور وضاحت کے ساتھ اس کے مطالب ذہن نشین کئے گئے اور بالآخر پیچھے آنیوالی وحی کی طرف توجہ دلائی گئی اور یہ وجہ بھی بیان کی گئی کہ ہم کیوں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور حضرت مسیح موعود کا آنا بیان کیا گیا کہ قرآن دنیا سے اُٹھ گیا ہے اس کو مسیح موعود واپس لایا۔

اہلحدیث کے نامہ نگار بلب گڑھ کا اقرار

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مضمون ۱۶ جولائی کے اہلحدیث میں بعنوان بلب گڑھ میں قادیانیوں کی شکست کے درج ہے لیکن جب اس کے اہم صاحب مسجد میں بیٹھے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے کوئی مضمون اہلحدیث کو نہیں روانہ کیا۔ اور میں جانتا بھی نہیں کہ اہلحدیث کہاں سے نکلتا ہے حالانکہ مضمون بھیجا تھا۔ یہ ہے ان لوگوں کا تقویٰ۔ [illegible] اس میں چند باتیں بالکل جھوٹ اور افترا ہیں مثلاً یہ جو لکھا ہے کہ چار کس جو اس فرقہ میں شامل ہو گئے تھے تائب ہو کر رجوع الی الحق ہوئے۔ میں نے اسی [illegible] صاحب (راقم مضمون) کو بہت شرمندہ کیا۔ دراصل کسی شخص نے احمدیت تو نہیں کی۔ آپ اس کو چھاپ دیں تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ کس قدر افترا کرنے والے ہیں اور ہم [illegible] ان کو [illegible] کہ یا تو ثابت کریں کہ کون چار شخص تائب ہوئے ہیں۔ ورنہ [illegible] [illegible] لوگ [illegible] [illegible] کہ جھوٹ تک کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد [illegible] نے مجھے یہ کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی جو میں نے پرچہ اہلحدیث کو بھیجا۔ اور یہ ایک پرچہ ہمارے پاس بھیجا۔ جس کی نقل یہ ہے:۔

مکرم بندہ جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم۔

[illegible] کی زبانی معلوم ہوا کہ جناب کے دل میں بندے کی طرف سے بہت کچھ بدظنی ہے۔ اس کے جو وجوہات جناب کے دل میں بھی ہوئی۔ بندہ ان کی طرف سے معافی کا خواستگار ہے [illegible] کا یقین کامل ہے۔ اور خدا میرے دل میں کوئی تعصب یا بغض نہیں ہے اور ہمیشہ صلح اور ملاپ کا خواہشمند رہتا ہوں۔ ایک بات جو مرزا صاحب مرحوم کی نسبت مجھ سے سرزد ہوئی تھا ضعف بشریت۔ جو دو چار ہم مذاق ملتے ہیں اور [illegible] گفتگو ہونے لگتی ہے اس وقت اکثر انسان کے اندر کچھ حرکات شیطانی پیدا ہو جاتے ہیں جو بندے میں بھی اس وقت ہو گئی ہوں جس کے باعث ایسا سخت الفاظ سرزد ہوا۔ بندہ اپنی اس غلطی اور خطا پر رات سے نادم ہے مگر کوئی موقع معافی مانگنے کا نہیں ملتا تھا۔ خدا تعالیٰ انسان کی بڑی بڑی خطائیں معاف کرتا ہے۔ آپ بھی بیٹھے خدا میری اس خطا کو معاف فرما کر دل کو صاف رکھیں انشاء اللہ آئندہ [illegible] بندے سے ایسی غلطی کبھی سرزد نہ ہوگا۔ باقی حالات [illegible] عرض کرے گا۔ اس کے جواب میں [illegible] فرما دیں۔ [illegible] عارف [illegible] [illegible] کی تحریر کی کہ پرچہ کی جو اوپر درج ہے۔ اب میں [illegible] اہلحدیث [illegible] دیکھئے خدا تعالیٰ نے کیسا [illegible] ذلیل کیا مطابق اس الہام کے انی مھین من اراد اھانتک۔ خاکسار [illegible] بلب گڑھ

اہلحدیث کی غلط بیانی

پچھلے دنوں ضلع لدھیانہ

ضلع جالندھر میں جو جلسہ ہوا۔ امرتسری اہلحدیث نے اس کے متعلق بہت غلط بیانی سے کام لیا ہے اس کا ثبوت میں مختصر الفاظ میں دیتا ہوں تا کہ ناظرین کوئی اندازہ لگا سکیں کہ حالات جلسہ کے لکھنے میں اخبار مذکور نے کہاں تک دیانت اور امانت سے کام لیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ "مرزا صاحب نے میرے حق میں بڑے زور سے لکھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا مرزا صاحب فوت ہو گئے اور میں زندہ موجود ہوں" یہ مولوی صاحب کی ایک چال تھی جس سے پبلک کو دھوکا دینا چاہتے تھے۔ اس چال نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا بلکہ ان کو بھرے مجمع میں شرمندہ ہونا پڑا اس طرح کہ میں نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود کے اس اشتہار کا جس کو مولوی ثناء اللہ نے پیش کیا تھا خلاصہ پڑھ کر سنایا جس کے آخر میں مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ جو چاہے نیچے لکھ دے اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث ۲۶ اپریل [illegible] کے پرچہ میں جو کچھ لکھا قابل ملاحظہ ہے۔ اس فیصلہ سے جو حضرت مرزا صاحب نے آخری فیصلہ کے اشتہار میں شائع کیا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی گئی اور بغیر منظوری کے اس کو شائع کر دیا میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی ...... تو پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے اور اس کے [illegible] ایڈیٹر نے قرآن کی آیات کے حوالہ سے یہ لکھا کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمانوں کو بھی عمریں دیتا ہے چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب اب تک زندہ موجود ہیں اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے میری تقریر میں ہی تنازع شروع کر دیا۔ کہ ۲۶ اپریل کے پرچہ میں میرا یہ مضمون نہیں نکلا۔ بلکہ اس تاریخ کا تو پرچہ ہی میرا نہیں نکلا۔ جب میں نے دیکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب باوجود مولوی کہلانے کے بھری مجلس میں سفید جھوٹ بول رہے ہیں اور اپنے مضمون شائع کردہ سے صاف انکار کر رہے ہیں میں نے جواباً یہ کہا کہ میں اپنے پیش کردہ حوالہ کو واپس لے لوں گا اور اپنے آپ کو جھوٹا تسلیم کر لوں گا۔ مولوی ثناء اللہ کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کی قسم کھا جائیں کہ یہ مضمون جس کا میں نے حوالہ دیا ہے ان کا اپنا شائع کردہ مضمون نہیں ہے مگر مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے چپ ہوئے کہ دم نہ مار۔ اگر کوئی زیادہ تحقیق کرنی چاہے تو مولوی خلیل الرحمن صاحب جو جلسے کے پریذیڈنٹ تھے اور بہت جوشیلے غیر احمدی ہیں براہ راست دریافت کر سکتا ہے میں نے جہاں تک ان کو دیکھا ہے وہ مولوی ثناء اللہ کی طرح ہمارے عنادی مخالف نہیں بلکہ مسئلہ متنازع فیہ کو نہ سمجھنے کے باعث آپ کی مخالفت ہے۔ جہاں تک میرا آپ کی نسبت خیال ہے وہ یہی ہے کہ دریافت کرنے پر وہ حق بات کہنے سے کبھی نہیں رکیں گے اور یہی حکم قرآن کریم کا ہے یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم۔ پس ناظرین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کہاں تک دیانت اور امانت سے کام لینے والے آدمی ہیں اور کہاں تک قابل اعتبار ٹھہر سکتے ہیں باوجودیکہ انھوں نے اس مضمون کو شائع کیا بھری مجلس میں انکار کر دیا کہ میرا یہ مضمون نہیں اور باوجودیکہ ۲۶ اپریل [illegible] کا اخبار انھوں نے نکالا پھر بھی علی الاعلان کہہ دیا کہ ۲۶ اپریل کا تو میرا پرچہ ہی نہیں نکلا لیکن جس وقت قسم کے لئے کہا گیا تو دم خشک ہو گیا جب میں نے واضح طور پر ثابت کر دیا کہ

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی مولوی ثناء اللہ کے حق میں صاف صاف پوری ہوگئی۔ تو بعد میں نے کہا کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ابھی تسلیم نہیں کرتے تو آسان فیصلے کا طریق یہ ہے کہ اسوقت مولوی ثناء اللہ صاحب میرے مقابلہ میں خداتعالےٰ کے حضور ہاتھ اٹھاویں اور پھر دیکھیں کہ ایک سال کے اندر اندر خداتعالےٰ اپنا کیسا ہاتھ دکھاتا ہے مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ ہرگز میرے مقابلہ میں ہاتھ نہیں اٹھائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر خاتمہ پر انھوں نے ایک چالاکی یہ کی کہ بے سود کہ اپنے ایک شاگرد کو کہا کہ تم کھڑے ہو کر کہو کہ میں مباہلہ کرتا ہوں۔ یہ ایک ایسی نامعقول حرکت تھی جس کا جواب اسوقت بھی دیا گیا تھا۔ یہ تو ایسی مثال ہے کہ غلام کے مقابلہ پر کُشتی کے اکھاڑے میں اترے لیکن جسوقت غلام اسکو پچھاڑنے لگے تو کہنے لگے کہ مجھ کو گرانے سے تمہاری کوئی بہادری نہیں یہ میرا شاگرد ہے تم اس کو گراؤ۔ مولوی ثناء اللہ کا اسوقت اپنے شاگرد کو پیش کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ انھوں نے اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے دفع الوقتی کی ہے مجھے تو مرزا صاحب کیطرف سے وکالت کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی کیونکہ ان کو خداتعالےٰ نے اپنی طرف اُٹھا لیا ہے لیکن مولوی ثناء اللہ کا اپنی موجودگی میں اپنے شاگرد کو پیش کرنا اور وہ بھی ایسے موقع پر جبکہ میرے مقابلہ پر وہ خود اکھاڑے میں اُترے تھے نہایت لغو اور بے جا تھا۔ اسوقت یہ بھی کہا گیا تھا کہ اس شاگرد کو تو کوئی جانتا ہی نہیں اس کے مرنے سے کسی کو کیا ہدایت ہو سکتی ہے مولوی ثناء اللہ صاحب تو شیر پنجاب ہیں یہ میرے مقابلہ میں مریں گے تو بہتوں کے لئے ہدایت کا باعث ہونگے (جیسا کہ اپنی زندگی میں بہتوں کے لئے گمراہی کا باعث ہو رہے ہیں) ان میں اگر جرأت ہے تو اٹھیں۔ اس پر پریذیڈنٹ صاحب اور مہتمم جلسہ نے کہا کہ جلسے کا وقت گزر گیا ہے اسواسطے اس بحث کو اب چھوڑنا چاہیئے۔ اس پر جلسہ برخواست ہوا۔

کافی ہے سمجھنے کو اگر اہل کوئی ہے

خاکسار حافظ جمال احمد

گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور ایک عاجزانہ درخواست

(از ناچیز خادم قدیم حکیم محمد حسین قریشی لاہور)

نہایت ادب اور احترام کے ساتھ گورنمنٹ عالیہ پر اس بات کا یقین رکھتے ہوئے کہ مظلوم کی امداد پر زبردست ہاتھ اُٹھانے والی اور اس کا علم ہو جانے پر فوراً ایکشن لینے والی روئے زمین پر خداتعالےٰ کے فضل سے برٹش گورنمنٹ ایک بے نظیر طاقت ہے۔ میں بغیر کسی تمہید کے اپنے ایک غریب مزاج نیک ضرر احمدی بھائی کے تازہ خط کے صرف اُس حصہ کو بلفظہٖ نقل کرتا ہوں جسپر مجھے گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانا منظور ہے۔ اور یہ خط ۲۴ - جولائی حال کو ٹنگ نرقہ مقام نیروبی سے مجھے ملا ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

"کیونکہ ہمارے امام کا حکم ہے کہ اگر تمہارے سامنے کوئی گورنمنٹ کی ہتک کرے تو تم فوراً اسکی تردید کرو۔ علاوہ اسکے آپنے بھی لکھا تھا اسوقت جس طرح ہو سکے گورنمنٹ کی امداد کرنی چاہیئے۔ یہاں چند ایک شرارتی آدمیوں نے . . . . جو وہ لوگوں کو گورنمنٹ کی کمزوری ظاہر کرتے تھے۔ انکی باتوں کی تردید (میں) بڑے زور سے کرتا ہوں۔ بندہ نے بڑے زور سے ان کا مقابلہ کیا۔ تو ان شریروں نے جھوٹے مقدمات شروع کر دیئے۔ اب حاکموں کو تو معلوم نہیں۔ سوائے خدا کریم کے کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے دُعا کی سخت ضرورت ہے آپ دُعا کریں اور حضرت صاحب سے کرائیں۔ اللہ جلشانہ دشمنوں کو ذلیل کرے ان کا بڑا جتھہ ہے میں نہایت کمزور اور بال بچے دار ہوں۔ اگر ان کا جھوٹ کامیاب ہو گیا تو واقعی مجھ کو مالی تکلیف سخت ہوگی۔ مقدمہ کی پیشی ۲۱ جولائی ہے . . . . پہلے بھی ایک جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا وہ خدا کے فضل سے خارج ہو گیا۔ اب دوسرا کر دیا ہے جو محض جھوٹ اور طوفان باندھا گیا ہے"۔

یہ ہے خلاصہ اس خط کا جو میں اوپر نقل کر چکا ہوں اور اس کے متعلق اب میں مطلق ضرورت نہیں سمجھتا کہ زیادہ کسی خاص تحریک اور طولانی عرضداشت سے گورنمنٹ عالیہ کا وقت ضائع کروں۔ بجز اسکے کہ یہ ہمارا احمدی بھائی میاں نظام الدین ٹیلیماسٹر نیروبی بالکل ایک مسکین اور بے ضرر انسان ہے۔ عرصہ سے میں جانتا ہوں اس کے حالات سے واقف ہوں۔ اس سے یقین رکھتا ہوں کہ بظاہر حالات جو کچھ اس نے لکھا ہے بالکل صحیح لکھا ہے یہ شخص جھوٹ بولنے والا نہیں اور بہت سادہ مزاج دیندار آدمی ہے اس لئے ہمارا فرض تھا کہ ایک غریب مظلوم مسافر کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے حکام عالی مقام تک اس بات کو پہنچا دیں اور میرے نزدیک گورنمنٹ عالیہ تک ایک بات کو پہنچا دینا ہی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ اس کے مناسب تدارک میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا جائے گا۔ اور ظالموں کی گرفت سے ایک مظلوم کو بچانے کی مناسب اور پائدار سعی فرمائی جاوے گی۔

زیادہ حد ادب ۲۴ - جولائی ٭

مرہم عجیب و غریب مرہم المعروف بہ مرہم عیسیٰ

معزز بھائیو!

مرہم عیسیٰ کوئی معمولی مرہم نہیں اس کی نسبت انگریزی یونانی طب کی مستند کتابوں میں پورے وثوق اور کامل تواتر کے ساتھ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ دو ہزار برس ہوئے اس کے اجزا کو مقدس ہاتھوں نے الہام الٰہی کی بنا پر ترتیب دی تھی۔ اسی لئے خدا کے فضل سے اس میں وہ تاثیرات موجود ہیں جن سے شفا و مسیحائی مترادف ہو گئے ہیں۔ یہ مرہم ایسا مبارک معجزہ ثابت ہوا ہے کہ جتنے بیمار اس کو برتتے ہیں سب چنگے ہو جاتے ہیں ہر ایک زمانہ کے فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات کو بلا حیل حجت تسلیم کیا ہم بھی ضرور آزمائیں کیونکہ یہ مرہم اپنی مسیحائی تاثیرات میں شہرۂ آفاق ہے ہر قسم کے زخموں پھوڑوں پھنسیوں۔ ناسوروں دمبل خنازیر سرطان۔ طاعون۔ گنٹھیا۔ گنج۔ خارش بواسیر وغیرہ وغیرہ کے لئے شفا ہے قیمت فی ڈبیہ خورد کلاں ہر علاوہ محصول ڈاک

دوا ملنے کا پتہ حکیم محمد حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ بیرون بھاٹی دروازہ لاہور

بقیہ صفحہ ۶ - اس کے بعد وفات پر ایک مخالف کے کہنے پر ایک گھنٹہ تقریر ہوئی۔ لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ جتنا ان کو ہم روکا جاتا ہے اُتنا ہی وہ ہماری طرف آتے ہیں خاکسار [illegible] آپکا خادم غلام محمد

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ظلمتیں کافور ہوجائینگی جس دن کہ چمکا | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | [illegible]

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی [illegible]

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے سالانہ

قادیان

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | ۲۹ جولائی ۱۹۱۵ء | [illegible] ۶ | بروز پنجشنبہ | مطابق رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۳ | نمبر ۱۶

تلاشِ عزیز

میرا لڑکا عبداللہ نام بعمر ۱۳ - ۱۴ سال جمعہ یعنی ۲۲ جولائی ۱۹۱۵ء سے کہیں غائب ہے گھر نہیں آیا۔ اگر کسی صاحب کو ملے یا اس کا پتہ ملے تو مجھے اطلاع دیویں یا میرے پاس پہنچا دیویں۔ آمد و رفت کا خرچ بھی دیا جائیگا۔ حلیہ رنگ گورا سفید عمر ۱۳-۱۴ سال۔ بدن پتلا دبلا۔ قد چھوٹا آٹھویں جماعت تک پڑھا ہوا۔ المشتہر نصر اللہ خان پلیڈر سیالکوٹ

مدینۃ المسیح علیہ السلام

جناب خلافت مآب حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی طبیعت الحمد للہ کہ پہلے سے بہتر ہے۔ اگرچہ گلے کی شکایت بالکل رفع نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جلد تر شفائے کلی عطا فرمائے خاندان نبوت میں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔

باران رحمت کی ہنوز بدستور ہانگ ہے۔ ۲۶ جولائی کو دن بھر گرد و غبار سا چڑھا رہا۔ اور رات بھر ابر محیط آسمان ۲۷ کی صبح کو معمولی چھینٹا بھی پڑ گیا۔

مساکین کی روزہ کشائی کے واسطے ۲۶ جولائی کو برادر شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی دوکان پر حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی طرف سے شربت برفاب تقسیم ہوا۔ جزاہ اللہ سنا گیا ہے کہ اسی طرح بعض دیگر بندگان کا بھی ارادہ ہے کہ باری باری اپنے غریب بھائیوں کی تواضع فرمائینگے۔

اخبار احمدیہ

خواب پورا ہوا۔ اندور سے میاں عبداللہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی پختہ مکان میں کوئی جلسہ ہے۔ اور حضور کی تقریر عشاء کے وقت ہونیوالی ہے اور خوب چاندنی کھلی ہوئی ہے۔ میں نے ایک شخص کو کہا کہ آج تقریر میں بڑے نکات و معارف ہونگے الحمد للہ کہ پچھلے دنوں حضور کی تقریر لاہور سے میرا یہ خواب لفظ بلفظ پورا ہوگیا۔

یہی صاحب۔ دوسری بات یہ لکھتے ہیں کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کے لئے درد دل سے دعا مانگنی شروع کی تھی پورے ساٹھ دن تک دعا کر چکا تو ایک روز جب میں نے مولوی کا لفظ زبان سے نکالنا چاہا تو اس کی بجائے خود بخود مسٹر کا لفظ میری زبان پر جاری ہوگیا۔ اور مجھے یہ سمجھایا گیا کہ یہ شخص اب مولوی خطاب کے لائق نہیں مذہب میں اپنے خیالات کا پابند ہے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

بونالہ ضلع گوجرانوالہ سے منشی عبدالرحمن صاحب لکھتے
ہیں کہ ایک رؤیا کی بنا پر ہم نے اپنے گاؤں میں سلسلہ کی تبلیغ
شروع کر رہی ہے بفضلہ تعالیٰ۔ ایک شخص بہت قریب آگیا
ہے خدا تعالیٰ جلدی اسے حق سمجھنے کی توفیق بخشے اور ہر
ایک احمدی کے قلب میں تبلیغ کا ایسا ہی جوش دے +

سرمنہدہ سے محمد تقی صاحب مدرس لکھتے ہیں " ہمیں
آجکل سخت ابتلاؤں میں ہوں شہر میں بہت مخالفت ہو
رہی ہے۔ سلانے داغلوں تعلیموں میں احمدیت کے خلاف
لوگوں کو بھڑکا رہے ہیں " احباب انکے لئے دعا کریں اللہ
سلسلہ کے ہر فرد کو بلا سے محفوظ رکھے اور ان کا حامی و
مددگار ہو +

بانکی پور سے محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ کالج میں
لڑکوں کو تبلیغ کرنے کا اتفاق ہوا۔ وفات مسیح کو بہت سے
مان گئے۔ پھر میں نے اسیات کو پیش کیا کہ مسلمان نبی کریم
کو بوجہ نام خاتم النبیین سمجھتے ہیں پھر بتایا کہ اس زمانہ کے
مجدد کو بھی فتنہ کی وجہ سے مسیح کا خطاب دیا گیا ہے پھر
حضرت مرزا صاحب کی نبوت پیش کی ساری باتوں کو مانتے
گئے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے سعید روحوں کو جلد قبول حق
کی توفیق بخشے +

پھلور سے عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے اپنے
معاملات میں آجکل بعض وجوہ سے بڑی مشکلات کا سامنا
ہے احباب دعا فرماویں +

حیدرآباد (دکن) سے عبدالرحیم صاحب تحریر فرماتے
ہیں۔ کہ مخالفوں نے اندنوں سخت تکلیف دے رکھی ہے پانی
بھی بند کر دیا ہے۔ میرے مکان کی دیوار بھی گرادی ہے اور
سلسلہ احمدیہ سے لوگوں کو دلی عناد ہے۔ احباب دعا کریں
خدا انکی مشکلیں آسان کرے اور مخالفین کو ہدایت دے +

ایک دوست نے حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ
کو لکھا۔ جب خوش اور فارغ البال ہوتا ہوں تو دینی امور کیطرف
طبیعت کا بہت میلان ہو جاتا ہے لیکن جب کوئی دنیوی فکر
دامنگیر ہوتا ہے تو بری حالت پریشان ہو جاتی ہے امور دینی
کی طرف پوری توجہ نہیں ہوتی۔ حضرت نے انکو جواب لکھایا کہ معلوم
ہوتا ہے آپکی طبیعت میں یاس کا مادہ زیادہ ہے۔ ان آیتوں پر ذرا
غور کریں جن میں اللہ تعالیٰ نے نا امیدی کی مذمت فرمائی ہے +

خبریں

جنگ | دردانیال میں افواج متحدہ کی کارگذاری سے متعلق تازہ پیام برقی
مظہر ہے کہ اس ہفتہ انھوں نے مزید ترقی کی ہے اور انکا
توپخانوں نے بھی دشمن پر آگ برسانے میں خوب قادر
اندازی کی ہے ۹ ہزار کھائے ترکش سپاہ۔ شمالی میدان مقابلہ
میں بڑی کامیابی سے ایک خندق پر اچانک جا دھمکی
اور غنیم پر پل پڑی اور فرانسیسی جنگجو جنوبی کارزار میں
ترکوں کے مقابلہ پر سینہ سپر ہوئے اور انکے حملہ کو پسپا
کیا۔ برطانی فوجیں روزانہ برابر ترقی کر رہی ہیں اور ساتھ
کے ساتھ خندقوں کے استحکام و توسیع کا بھی کام کرتی
جاتی ہیں۔ دشمن کا توپخانہ دو تو صداتوں میں مصروف کار
ہے +

پیرس میں ایک سرکاری رپورٹ شائع کیا گیا ہے جسمیں
۲۵۔ جون سے ۹۔ جولائی تک کی جنگی کارروائی کا ذکر ہے
جو افواج متحدہ نے دردانیال میں انجام دی ہیں ۲۸
جون والے برطانی حملہ کے بھی کچھ حالات دیئے گئے ہیں۔
لکھا ہے کہ برطانیہ کی پیدل افواج جب ایک نقطہ دا والے
وہیں۔ تو پھر ٹھہرنے کا نام نہ لیتی تھیں۔ ترکوں نے ۵ جولائی
کو جو عام یورش کی اس سے دو روز پہلے کی ایک خبر ہے
کہ انھیں (ترکوں کو) دس ہزار کمک پہنچ گئی تھی۔ اس حملہ
میں غنیم نے بعض ایسے اسباب حرب سے بھی کام لیا جو اس نے
وہاں اب تک بظاہر استعمال نہیں کئے تھے مثلاً ایک جنگی
جہاز لنگر انداز ہوا اور تیروز کے سمندر میں توپخانہ کی
تیاریوں میں حصہ لیتا رہا۔ دشمن کے طیارے افواج متحدہ
پر بم بھی گرائے لیکن انکی پیدل جمعیت اپنے حملوں میں
بالکل مردہ اور زرغل ثابت ہوئی۔ ہماری بندوقوں اور
میکسم توپوں نے اس کا جلدی ہی صفایا کر دیا۔ جب دشمن
کی یہ یورش ناکام رہی تب دول متحدہ کے ستر ہوائی
جہازوں نے ایک قلعہ چناق پر آگ برسانی شروع کر دی

ایتھنز (پایہ تخت یونان) سے ۲۵ جولائی کی تار خبر
ہے کہ بحیرہ اسود میں ایک آبدوز نے بوسلا پر تارپیڈو پھینکے
جو بڑی طرح نقصان اٹھا کر قسطنطنیہ واپس آگیا ہے +

روسی آبدوزوں نے بحیرہ اسود میں غنیم کی جہاز
رانی کو عملی طور پر روک دیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ کہ دشمن کے ذخائر
کوئلہ بھی اس سے کٹ کر جدا ہو گئے ہیں +

تسخیر وارسا کے لئے جنگ برابر زور شور سے جاری ہے
روسی سارے محاذ پر کامیابی کے ساتھ ہر ایک اہم مورچہ پر پلٹے
ہوئے ہیں۔ تمام بیحد۔ لے قلعے جرمنوں کو پیچھے دھکیل رہے
ہیں۔ اور کل ضروری ریلوے لائنیں ابھی تک دشمن کی دستبرد سے
بچی ہوئی ہیں۔ بحیرۂ بالٹک میں جرمنوں کو بہت کچھ کامیابی کا
ادعا ہے لیکن روسی قلعوں کی لائن واقع دریائے ناریو پر
انھوں نے جو بڑا حملہ کیا تھا۔ اسکی بابت وہ صرف اتنا لکھتے ہیں
کہ دشمن نے اپنے بیکار جوابی حملے ختم کر دیئے ہیں۔ وارسا کے سامنے
ذرا اور جنوب کی جانب روسی بہت مستعدی سے مدافعت
کر رہے ہیں۔ ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ معاملات وارسا
کے بارہ میں جرمن کچھ کہتے ہیں مگر آسٹروی ان کے خلاف
کچھ اور ہی راگ الاپتے ہیں +

روسی مراسلہ سرکاری (۲۳ جولائی) میں ذکر ہے
کہ دریائے نیمن کے مغرب میں بڑی جان توڑ لڑائی ہوئی روسی
دریائے وسچولا کے بائیں کنارے مقام آئیوانگوروڈ کی بیرونی چوکی
ہائے مدافعت پر قابض ہیں۔ وسچولا اور بگ کے درمیان
جنگ بہت شد و مد سے ہو رہی ہے۔ روسیوں نے ایک
وسیع محاذ پر دریائے بگ کے کنارے کا علاقہ دشمن سے صاف
کر دیا۔ ۱۵ ہزار قیدی گرفتار کئے +

ایمسٹرڈم۔ کی تار خبر ہے کہ روسی وارسا کو بچانے کے
لئے بڑی آن بان سے لڑ رہے ہیں قلعجات کی بڑی لائن واقع
دریائے ناریو بالکل صحیح سلامت ہے اور روسیوں نے متعدد
بار غنیم کے حملوں کی کافی سے زیادہ کسر نکال لی ہے +

لنڈن سے ۲۴ جولائی کا پیام برقی مظہر ہے کہ غنیم نے
۲۲ تاریخ کو وسچولا کے بائیں کنارے قلعہ (آئیوانگوروڈ) پر
دھاوا کیا مگر جوابی حملہ میں بنقصان کثیر پسپا کیا گیا۔ دشمن
کے قلب لشکر والے ڈویژنوں نے لوبلن کے جنوب میں مشرق کی
طرف روز جو حملے کئے انہیں ان کو بڑا بھاری نقصان اٹھانا پڑا ایدہ
کی صبح کو وسینہ کے جنگل میں جو سخت خونریز لڑائی ہوئی اس میں
بھی دشمن کو جگہ جگہ بڑا بھاری نقصان پہنچا اور روسیوں نے پانسو قیدی

اور اپنے نکما دان حملہ کرنے سے نہیں رکتا۔ اُسے تو کچھ نہ کہا جاوے اور حضرت بابو صاحب اور ان کے خدام کو مشورہ دیا جائے کہ وہ خاموش رہیں +

اس اتوار کو انجمن اسلامیہ سکول میں مولوی محمد عظیم صاحب کا ختم نبوت پر لیکچر تھا۔ حضرت میر صاحب تقریر کر رہے تھے کہ بابو عبدالحق صاحب آئے اور کہنے لگے کہ میں مولوی محمد عظیم صاحب کا لیکچر سنکر آیا ہوں۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت گستاخی کی اور نہایت کریہہ لفظ استعمال کئے۔ واقعی آج مجھے پتہ لگا کہ ان غیر احمدیوں کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ اسی فتوے کے لائق ہیں جو حضرت مسیح موعود نے ان پر لگایا ہے۔ انکی تقریر سے ٹپکتا تھا کہ غالباً شیخ الدین صاحب نے حضرت صاحب کی کچھ کتابیں مسئلہ نبوت کے متعلق دکھائیں جس پر انھوں نے یہ زہر اگلا۔ میں برداشت نہ کرسکا۔ اس لئے درمیان سے اُٹھ کر چلا آیا۔ اس جلسہ کے صدر حافظ عبدالغنی صاحب امام مسجد قطب خان ساماں تھے۔ اور انتظام کرنے والے بابو عبدالقادر صاحب اسپر بابو عبدالحق صاحب کو بتایا گیا کہ بابو عبدالقادر صاحب ہمارے سلسلہ کے پرانے دشمن ہیں تقریباً ہر سال مولوی محمد عظیم کو بلاکر مختلف مسجدوں اور نیز دوسری جگہوں میں ہمارے خلاف وعظ اور لیکچر کراتے ہیں اور چونکہ مسجد قطب خان ساماں کے متولی ہیں اس لئے وہاں کے بیچارے امام کو بھی ان کا حکم ماننا پڑتا ہے۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ۔ پارہ ۴ رکوع ۳۔ جب انکے مُنہ سے بغض ظاہر ہے تو جو انکے سینوں میں پنہاں ہے وہ تو پھر اللہ ہی جانتا ہے ایسے ہی مولوی ملاں ہیں جنکے ساتھ عوام الناس شامل ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتے اور مومن سمجھتے ہیں ان کا اعتبار نہیں وہ جب تک مکفرین کے کفر کا اعلان نہ کریں اور حضرت صاحب کے معجزات کے مصدق نہ ہوں منافق ہیں چونکہ منافق منافقت کی حالت میں مومن نہیں کہلا سکتا ہے لئے مجبوراً انھیں صف منکرین میں شامل کرنا پڑتا

۲۲۔ جولائی سنہ ۱۵ء

یاتون من کل فج عمیق
یاتیک من کل فج عمیق

(از افاضات حضرت مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہی)

حضرت مسیح موعود کے اس الہام کی عظمت اُسوقت معلوم ہوسکتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے احوال پر نظر کیجاوے مثلاً بخاری اور مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے وارد ہُوا ہے کہ لقد رأيتنا نغزو مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وما لنا طعام الا الحبلة وورق السمر وان كان احدنا ليضع كما تضع الشاة ما له خلط۔ یعنی دیکھا ہے اپنی تئیں اور اصحاب پیغمبر خدا کو کہ جہاد کرتے تھے ہم آنحضرت صلعم کے ساتھ ہو کر اس حالت میں کہ نہیں تھا ہمارے لئے کوئی کھانا سوائے پھل درخت کیکر اور اس کے پتوں کے اور بیشک یہ حال تھا کہ جب پاخانہ پھرتے تھے ہم تو بکری کی مینگنوں کی مانند پاخانہ ہوتا تھا یعنی بہت خشک ہوتا تھا۔ حتّٰی کہ ایک مینگنی دوسری مینگنی سے بہ سبب خشکی کے ملی ہوئی بھی نہ ہوتی تھی۔ انتہیٰ۔

بڑی حیرت کا مقام ہے کہ ابتدائے زمانہ اسلام میں آنحضرت صلعم اور تمام اصحاب رسول کریم کا یہ حال تھا۔ اور پھر اسپر اسقدر مجاہدات واسطے ذب اور دفع کرنے روک ٹوک معاندین اور انکے حملوں کے دین اسلام کی تائید کے کئے جاتے تھے اللہ اکبر۔ ان شدائد اور مصائب کا تحمل کرنا اور صرف ابتغاءً لوجہ اللہ ان کا متحمل ہونا اور پھر اسمیں کوئی غرض دنیاوی کی آمیزش سوائے اعلائے کلمۃ اللہ کے اور کچھ نہ تھی انہی کے ساتھ خاص ہے۔ خصوصاً جب کہ محض ابتغاءً لوجہ اللہ ہو اور حکمت الٰہی اسمیں یہ تھی کہ اسمیں ابتدائی حالت سے صحابہ کرامؓ کی صفت شجاعت واستقلال و اخلاص کا ظہور ہو کیونکہ بغیر نظارہ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ان کمالات صفات کا اظہار نہیں ہوسکتا۔ گو بالآخر خلافت ثانی نبوت بھی قائم ہوگئی۔ اور صدہا ملک کے ملک اہل اسلام کے تصرف میں آگئے جسکے آثار اب تک بھی نظر آرہے ہیں چونکہ خواص بشریت سے ہے کہ ملک اور دولت کی حالت میں انسان کا صراط مستقیم پر قائم رہنا نہایت ہی دشوار ہوتا ہے۔ وہ خلافت جو ثانی نبوت تھی ملک عضوض ہوگئی لہذا از زوال ان سلطنتوں کا شروع ہوگیا۔ نوبت بانیجا رسید کہ وہ ملک اور دولت اللہ تعالیٰ نے اپنے دوسرے بندوں کو عنایت فرما دی صدق اللہ تعالیٰ۔ تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شيء قدير۔ جیسا کہ اب مشاہدہ ہورہا ہے کہ وہ ملک اور دولت اس زمانہ آخری میں ایسے بندگان خدا کے ہاتھ میں ہے جو آسایش خلائق کے خواہاں اور امن دوست ہیں اور نقض امن کرنیوالوں کے دشمن ہیں جس کا نظارہ انسان کی آنکھوں میں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اس لئے اب مصلحت الٰہی مقتضی ہوئی کہ انہی صفات استقلال و اخلاص و شجاعت کا اظہار اس آخری زمانہ یعنے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے بعثت میں جیسا پیشگوئی یضع الحرب وغیرہ ہے کیا جاوے پس یہ الہام حضرت اقدس پر نازل ہوئے کہ یاتون من کل فج عمیق اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔ وغیرہ وغیرہ جو اس طرف مشعر ہیں کہ اس زمانہ مسیح موعود میں ضرورت جہاد اور جنگ وغیرہ کی نہیں رہیگی۔ بلکہ اسکے براہین اور دلائل اور نشانات آسمانی و زمینی ایسے تائید اسلام کے لئے واقع ہونگے کہ لوگ خود بخود ان نشانات کو دیکھ کر دین اسلام میں داخل ہونگے یعنی سلسلہ حقہ احمدیہ کو قبول کرتے چلے جاوینگے۔ حکمہ اللہ الرحمٰن لخليفة اللہ السلطان يؤتى له الملك العظيم وتفتح على يده الخزائن ذالك فضل اللہ وفي اعينكم عجيب انا فتحنا لك فتحا مبينا۔ لولاك لما خلقت الافلاك۔ انا اعطيناك الكوثر اراد اللہ ان يبعثك مقاما محمودا الحمد للہ الذي اذهب عني الحزن وآتاني ما لم يؤت احد من العالمين۔ سورہ جمعہ میں بھی اللہ تعالیٰ اس طرف اشارہ فرماتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ وآخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم کیونکہ اسکی صفت عزت و حکمت اسوقت مقتضی اس امر کی ہے کہ دین اسلام کو نشانات آسمانی و زمینی سے تمام ادیان پر غلبہ دیا جاوے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ یہ الہام کوئی سرسری الہام نہیں ہے بلکہ بحسب ضرورت حقہ نازل ہوا ہے واسطے اظہار اس امر کے کہ اعلاء کلمۃ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ جولائی ۱۵ء

اخلاص کسے کہتے ہیں؟

سلطان القلم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پاک لٹریچر خدا تعالیٰ کی خاص نصرت اور روح القدس کی تائید سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس کی نظیر انسانی دماغ کے نتائج فکر میں ملنا محال ہے جس وقت آپ نے ارشاد الٰہی کے ماتحت اپنی دعوت الی الخیر کا سلسلہ چھیڑا ہے۔ اردو علم ادب کے ذخیرہ میں جہاں ایک قلیل حصہ مفید یا بے ضرر کتابوں کا بزرگان دین و ملت کی مذہبی اخلاقی یا علمی تصانیف و تالیفات کی شکل میں موجود تھا۔ اسکے ساتھ ہی بے شمار لغو و دوراز کار قصے فسانوں کے بھی انبار لگے ہوئے تھے۔ خود مذہبی لٹریچر میں وہ وہ رطب و یابس من گھڑت ڈھکوسلے بھرے پڑے تھے کہ الامان! جنھوں نے خلق اللہ اور خاصکر حاملان اسلام کے معتقدات۔ اخلاقی حالت اور عملی زندگی پر ایسا زبوں اور تباہ کن اثر ڈالا کہ اسی کے مارے ہوئے وہ آج تک نہیں پنپے ہیں۔ الا ماشاء اللہ +

چونکہ یہ قلم کا زمانہ تھا اسواسطے زیادہ تر قلم ہی کے ذریعہ دین و ملت کی خدمت و اصلاح ہونی چاہیئے تھی۔ اور اسی وجہ سے **مہدی آخر زمان** کو یہ معجزہ دیا گیا کہ رشد و ہدایت سے متعلق فن تحریر میں کوئی مشہور سے مشہور مولوی۔ عالم۔ مصنف یا مسلم الثبوت استاد وقت بھی آپکے سامنے **تاب مقابلہ** نہ لاسکے تو اب جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوشمندی فراست اور بصیرت عطا ہوا ان کا فرض ہے کہ حضرت اقدس کی روح پرور تحریروں میں غور و تدبر کریں اور پتہ لگائیں کہ انہیں وہ کونسی **امتیازی خصوصیات** ہیں جو آپ کے کسی ہمعصر اہل قلم کو نصیب نہیں ہوئیں؟ ظاہر ہے کہ انہیں سب سے اعلیٰ درجہ کی عدیم النظیر بات تو وہ **تاثیر باطنی** اور کشش و جذب و عاقبت ہے جو صرف خدا تعالیٰ کے ماموروں کا حصہ ہوتا ہے کسی خاص سازش لیڈر یا بھی خواہ ملک و قوم میں لاکھ تکلف و تصنع سے بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ کے ملفوظات میں بہت سی باتیں ایسی بھی ملینگی جنکو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحیثیت ایک **مصلح ربانی** ہونے کے اپنی تحریر و تقریر میں بطور تعلیم و تلقین کے صدہا جگہ بار بار دہرایا ہے مثلاً **تقویٰ** اختیار کرنے کی تاکید۔ تبتل اور انقطاع الی اللہ کا ارشاد۔ تدبر فی القرآن اور عمل بالکتاب والسنۃ وغیرہ وغیرہ۔ یہ باتیں جنکی اسوقت خلق اللہ اور بالخصوص امت محمدیہ اور جماعت احمدیہ کو سخت ضرورت تھی اور اب بھی ہے انہی باتوں میں سے ایک ارشاد خاص یہ ہے کہ مومنوں کو اپنے معاملات زندگی خاصکر امور دینی میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ واضح ہو کہ یہ تقویٰ اور اخلاص وغیرہ کہنے کو تو ایک ایک مفرد لفظ ہے اور انکے لغوی معنے بھی مختصراً بیان ہو سکتے ہیں مگر ان کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ قریباً تمام متعلقات حیات میں دخل رکھتا ہے۔ اور اگر انسان ان پر کماحقہ کاربند ہو جائے تو امید ہے کہ دنیا میں بھی اس کے سارے کام خدا کے فضل و کرم سے سنور جائیں اور ثواب عقبیٰ کا بھی پورا پورا حقدار امیدوار بن جائے۔ اس مختصر مضمون میں آخر الذکر یعنی اخلاص کی ہی توضیح مدنظر ہے +

اخلاص کا اطلاق جیسا کہ اوپر بتلایا گیا تو ہزاروں موقعوں پر ہو سکتا ہے لیکن اس کا اصل اصول یا گر ہر عمل کے واسطے یہی ایک ہے کہ انسان جو کچھ کرے خالصاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اس کا **مقصود بالذات** ہو۔ رسم و عادت۔ دنیا دکھلاوے یا خواہش نفس کا اس میں مطلق دخل نہ ہو۔ پھر اگر اس راہ میں بتقاضائے بشریت اس سے کوئی غلطی و خطا بھی سرزد ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس کے نتائج بد سے اس کو محفوظ رکھے گا۔ اور آیندہ کے لئے اسے ہلاکت کی راہوں سے بچالے گا۔ خدا کا وعدہ ہے کہ مومنوں کو ظلمت خطا و معصیت سے نکالکر نور ہدایت کیطرف لے آتا ہے (اللّٰہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور) +

یہ بات کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اللہ ہی کے واسطے کرتے ہیں۔ کہنے میں بہت آسان ہے لیکن جن لوگوں کو ابھی دنیا کی مکروہات شیطان کے وساوس اور نفس دنی کی آلائشوں سے رستگاری حاصل نہیں ہوئی انکے واسطے بہت دشوار بلکہ قریب بہ محال ہے کہ **گوناگوں ترغیبات** کے موقعوں پر خدا تعالیٰ اور اسکی خوشنودی کو مقدم رکھیں۔ الا ما رحم ربی +

اردو میں پیار اخلاص کا محاورہ مشہور عام ہے لیکن خدادانی و خداترسی کے کوچہ میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجائے پیار محبت کے کسی شخص سے نفرت و بیگانگی برتنی پڑتی ہے اور یہی اسوقت مقتضائے اخلاص ہوتا ہے۔ فرض کرو ایک آدمی کل تک **خدا دوست** تھا اور ہمارا بھی محب بلکہ محبوب لیکن آج وہ اپنی شامت اعمال سے آعداء اللہ کے زمرہ میں جا ملتا ہے تو کیا اب بھی اس سے الفت اور دوستی کا دم بھرنا کسی غیور مومن کے نزدیک پسندیدہ ہو گا؟ **ہرگز نہیں** بلکہ اگر کل تک اسکے ساتھ ربط ضبط اور تعلق یگانگت رکھنا عین اخلاص تھا تو آج اس سے **دور و نفور** رہنا ہی مومن مخلص ہونیکی دلیل ہو گی +

اسیطرح اپنے کاروبار دنیاوی یا معاملات دینی میں ماسوی اللہ کا سہارا پکڑنا بھی ایک خطرناک بات ہے جو جوہر اخلاص کو پراگندہ و رائگاں کرنیوالی ہے کیونکہ زبردست سے زبردست شخصیتیں بھی اس بار یگانہ کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ پس جو کوئی اخلاص کا دم بھرتے ہوئے اپنے مولیٰ کریم کے بجائے کسی اور کا آسرا تکے اس کا فائز المرام ہونا **غیرت الٰہی** کب گوارا کرے گی؟ +

خاصان خدا کے قرب اور مقامات مقدسہ کی سکونت میں بھی اکثر اسی قسم کے ابتلاء بہتوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں اور بعضوں کو ازدیاد ایمان کا باعث۔ بلکہ الٰہی سلسلوں سے متعلق تو ایسی **آزمائشیں** ضرور ہی لگی ہوئی ہوتی ہیں کیونکہ ان سلسلوں کے قیام کی غرض و غایت ہی یہ ہوتی ہے کہ مومن تمام اسباب ظاہری سے بکلی مستغنی و بیزار ہو کر توکل۔ تبتل اور انقطاع الی اللہ کا پورا پورا سبق حاصل کرے اور راضی برضائے مولیٰ کا امتیازی نمونہ دکھلائے +

غرض اخلاص توحید کی جان ہے۔ اسلام کا مغز۔ تصوف کا خلاصہ اور تمام امور دین میں کلید کامیابی۔ اسکے بغیر عقبیٰ کیا دنیا بھی نہیں سنور سکتی۔ مبارک ہیں وہ جو ہر طرح کی آلائش و آمیزش سے پاک کر کے اپنے کاموں کا دار و مدار اخلاص پر رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں مومن مخلص بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

گو صلیب پرستی کا جوزور اور چرچا یہاں ہے شاید ہی کسی ملک میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں سے کسی طرح اس ملک میں احمدیت کی تخم ریزی ہو جاوے۔ زمین تو بہت ہی عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی کبھی لے آوے کہ انکے گاؤں گاؤں میں اسلامی مسجدیں بن جاویں۔ اور ان کے شراب خانے اور قہوہ خانے دارالعلوم سے تبدیل ہو جاویں۔

ممباسا (مشرقی افریقہ)

اخویم مکرم جناب ڈاکٹر فضل الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ اپنی ڈیوٹی ماشاءاللہ بڑی مستعدی سے بجا لانے کے علاوہ ملنے والوں کو اکثر تبلیغ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور الحمدللہ آپ کی تبلیغ کا بہت اچھا اثر ظاہر ہوا ہے بہت لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیمات کے دلدادہ ہو گئے ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز اور ٹیچنگ آف اسلام کی بہت سی کاپیاں آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تھیں۔ پچھلی ڈاک میں پہنچ گئیں لکھتے ہیں کہ رسالہ ریویو کو میرے دوست بڑے شوق سے طلب کرتے اور پڑھتے ہیں۔ بلکہ وہ اکثر انگریز دوستوں کے تو باقاعدہ مطالعہ میں داخل ہو گیا ہے اگلی ڈاک میں کئی دوست خریدار بھی ہونے والے ہیں انشاءاللہ افسوس اب تک یہاں کوئی دوسرا احمدی دوست نہیں ہے مگر پھر نماز جمعہ کا بھی باقاعدہ انتظام کر رکھا ہے۔ اکثر سوہیلی لوگ آن کر شریک جماعت ہو جاتے ہیں۔ انگریزی پمفلٹ ظہور میں نے بڑے بڑے پادریوں اور دیگر پڑھے ہوئے شائقین کو دیے ہوئے ہیں۔ لوگوں کے شوق کا یہ حال ہے کہ اگر یہ رسالے اور زیادہ ہوتے تو وہ بھی ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو جاتے۔ ٹریکٹ موسومہ Divine Judjement in Bowie dowi (ڈوئی کی تباہی میں فیصلہ الٰہی) جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بھی ہے۔ کافی تعداد میں یہاں تقسیم ہو تو بہت سی روحوں کے لئے موجب ہدایت ہو سکتا ہے کیونکہ دو پیشگوئیاں جو اس میں درج ہیں بالکل موجودہ حالات پر چسپاں ہوتی ہیں۔

خریداران الفضل خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ کا نمبر خریداری کا حوالہ ضرور تحریر فرمایا کریں

رنگون

مولوی محمد حسین صاحب لوہار ونائب عبدالقادر صاحب سپاہی ہر دو مخلص بھائی رنگون میں ملازم ہیں اور ان کی طرف سلسلہ حقہ کی خدمت بقدر ہمت و فرصت انجام دیتے رہتے ہیں۔ فجزاہ اللہ۔ محمد حسین صاحب کو تبلیغ حق کا زیادہ تر جوش و شوق ہے۔ مقامی مسلمانوں کو اکثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پہنچاتے رہتے ہیں۔ آپ کی تازہ چٹھی کا مندرجہ ذیل خلاصہ امید ہے کہ خاص دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ لکھتے ہیں:-

اس جگہ کے لوگ دنیاوی دولت کمانے کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ دین و مذہب کی باتیں سننے کا بالکل شوق نہیں جب ہم زبردستی کچھ سناتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ آپ کے مہدی نے کونسی ہمارے لئے رعایت کی ہے۔ نہ کوئی نذرانوں میں معافی دی۔ نہ ہوائی نہ روزینہ سے چھٹکارا ملا۔ نہ سودا ارزاں ہوا۔ جب ہمیں برکت ہو۔ مسلمان جب اس حالت میں کمزور ہیں تو حضرت عیسیٰ کی وفات و حیات انکے لئے برابر ہے وغیرہ۔ یہ لوگ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی سے بیزار ہیں بھلا انہیں دوسروں سے کیا سروکار۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

افسوس کیا اب بھی قوم مسلم کی حالت کسی مہدی کی محتاج نہیں؟ مسلمانو! خدارا کچھ تو خوف و خشیت سے کام لیکر ضد و تعصب سے باز آؤ۔ تا تمہیں معرفت امام کی توفیق ملے جس کے بغیر بقول صاحب فرمودہ آنحضرت جاہلیت کی موت مرنا ہے۔

فہرست نو مبایعین

اہلیہ صاحبہ محمد احمد صاحب بڑا بازار مونگھیر
عبدالرحیم خاں صاحب معرفت حکم علی خاں کوچہ غلام محمد خاں کوٹلہ
رحمت خاں صاحب دھیرکے کلاں۔ ضلع گجرات
مسماۃ خان بی بی معرفت احمد نور صاحب قادیان
اکبر خاں صاحب " " "
محمد اکبر خاں صاحب " " "
نور محمد خاں صاحب میر ہاشم خاں صاحب معرفت احمد نور قادیان

بیعت خلافت

علی بہادر ویٹرنری اسسٹنٹ رسالپور ہما ضلع شاہ پور

الفضل بک ایجنسی

کی معرفت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تصانیف موجودہ اور نیز مندرجہ ذیل رسالے اور کتابیں بذریعہ وی پی مل سکتی ہیں:-

شمائل شریف۔ مصری نہایت نفیس مجلد ۔۔ ۱۲/
ظہور مہدی۔ احمدیت کی تمام منقولی و معقولی بحثوں کا لب لباب سلیس عام فہم زبان میں حجم ۵۰ صفحہ۔ قیمت ۔۔ ۴/
خطبات نور ہر دو حصہ ۔۔ ۱۲/
شان رحمت ۔۔ ۱/
اسلام تبلیغ سے پھیلا یا بذریعہ شمشیر؟ ۔۔ ۲/
ضرورت نبی ۔۔ ۱/
معین المبلغین۔ کثیر المباحث آیات قرآنی مع حوالجات و معانی و استدلال ۔۔ ۱/
نوٹ درس حضرت خلیفۃ المسیح اول ۔۔ للعہ

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب و غریب مشین ہم نے خاص عام کی سہولت کیلئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اس میں میدہ باہر سے ڈالا جاتا ہے بچے سے لیکر جوان تک اس کا استعمال کر سکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹے کے اندر اندر ۵ سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں ارزاں اور وزن میں ہلکی صرف ایک سیر ہے نا جوں کیلئے فائدہ مند ثابت ہوگی۔ قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں صرف للعہ ایک ۔۔ پتہ۔ مستری فضل کریم نزد مہمانخانہ مسیح موعود قادیان

رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وجود کیا تھا؟ ایک شوکت آفتاب صداقت جس نے سرزمین عرب سے طلوع ہو کر شش جہت میں اپنا نور پھیلا دیا اور تا قیامت تک اسے کوئی نہیں بجھا سکتا۔ میٹھی زبان پنجابی نظم میں آنحضرت کے حالات دیکھنے ہوں تو ذیل کے پتہ سے جھکار محمدی منگاؤ۔ قیمت ۴/
منشی جھنڈا خاں احمدی مدرس ہائی سکول ڈوستاں والی (گوجرانوالہ)

امام الزمان

مرسل یزدانی حضرت مسیح موعود کی تصانیف دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب تیار یہاں ہوتی ہیں۔ آرڈر آنے پر فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔ محمد یٰسین تاجر کتب قادیان

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر ۸۳۵ل

بِاَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

میں بھی اک قرآنی چیز کے ذریعہ روشن ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے (تفسیر [illegible])

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت [illegible] الفضل کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۳ | یکم اگست سنہ ۱۹۱۵ء | بروز یکشنبہ | مطابق رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۷

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

الحمد للہ کہ حضرت اقدس کی طبیعت اچھی ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اس میں ہر طرف سے احباب کے عریضے باستدعائے دعا غیر معمولی کثرت سے آرہے ہیں۔ حضور بھی ان دنوں میں دعاؤں پر خاص توجہ مبذول فرماتے ہیں۔ افراد جماعت کی گوناگوں دینی و دنیوی حاجات اور وقتی و مقامی ضروریات کے علاوہ ایک ہی بات ہے جس کی زیادہ تر حضور کو ہر دم لو لگی رہتی ہے وہ یہی کہ کسی طرح اسلام کا بول بالا ہو۔ حق کی تائید و نصرت ہو اور خدا کے برگزیدہ مسیح کا نام مبارک دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جائے۔ ہمارے احباب بیرونجات کو بھی باتباع امام عالی مقام (ایدہ اللہ) ماہ رمضان المبارک میں اسی مقصد کی دعائیں خاص اہتمام اور تضرع سے مانگنی چاہئیں۔

جیسا کہ حضور نے پچھلے خطبہ جمعہ ۲۳ جولائی میں بھی تاکید فرمائی تھی۔

قبر مسیح کا حضرت کی مجلس میں ذکر تھا۔ فرمایا آج اگر اس حقیقت کا پورا پورا انکشاف بھی ہو جائے تو اتنا فائدہ نہیں دے سکتا۔ دنیا کی آنکھیں تو جب کھلیں گی کہ ایک وقت انشاء اللہ خود مسیحی قوم کے بڑے بڑے معتقد اشخاص مسیح موعود کی اس تحقیقات کو دو اور دو چار کی طرح مان کر بول اٹھیں گے کہ واقع میں حضرت مسیح تو وفات ہی پا چکے تھے۔ ہم ناحق دو ہزار برس سے اس غلط عقیدہ پر جمے رہے کہ وہ زندہ ہیں وغیرہ (مفہوم بالفاظ راقم)

روزہ کشائی۔ ۲۷ کو مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے ۲۸ کو حضرت ام المومنین کی جانب سے۔ ۲۹ کو چودہری حاکم علی کی طرف سے۔ ۳۰ کو مولوی شیر علی صاحب کی طرف سے۔

سید احمد نور صاحب کابلی مہاجر دار الامان قادیان کے نام سے احمدی برادری کے بیشتر افراد واقف ہونگے آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم خدام مخلص میں سے ہیں۔ آپ کا تجارتی کاروبار مدینۃ المسیح میں انشاء اللہ اچھا چلتا ہے۔ بلحاظ اخلاق و عادات کے بھی خدا کے فضل سے احمدیت کا قابل تعریف نمونہ ہیں آپ کی سابقہ اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اب پھر خانہ آبادی کی فکر ہے۔ جو بھائی اپنی دختر نیک اختر ان کے نکاح میں دینگے امید ہے کہ انشاء اللہ اس رشتہ کو مبارک پائینگے حضرت امام محترم (ایدہ اللہ بنصرہ) نے بھی اخبار میں تحریک کرنے کی سفارش فرمائی ہے۔ مولا کریم کارساز ہو۔ آمین

(باہتمام شیخ [illegible] صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

واللہ علیٰ ما اقول شہید

میرے اللہ! مجھے چند شہادتوں کے لئے تیرے حضور میں لایا گیا ہے۔ جیسے جس مقام پر کھڑے ہو کر تیرے سامنے پہلے شہادت دی ہے۔ اگر محض تیری ذات [illegible] میرا معاملہ سمجھا جاتا تو کافی تھا۔ مجھے تیرے حوالہ کر دیا اور خاموشی اختیار کی جاتی۔ پیدر نتوا ندلیسر تمام کند کے فقرہ پر میری نیت کی سراحت [illegible] کے بعد قلم نہ اٹھایا جاتا۔ میں نے اپنی پہلی عرضداشت میں اپنی طرف سے نیت [illegible] کرنے اور سلیم العقل انسانوں کو سمجھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ میں نے اپنی مراد کو ظاہر کر دیا تھا اور یہ عذر بھی ساتھ ہی کر دیا تھا کہ اگر کوئی میری نیت کو دوسرے معنی پر زبردستی لے جانا چاہتا ہے تو اس کا اختیار ہے۔

میرے خدا تو جانتا ہے کہ میری یہ خواہش نہیں کہ کوئی سلسلہ مضامین چلاؤں تو میرے دل کو دیکھ رہا ہے کہ میں خوشی سے اس میدان میں نہیں آنا چاہتا جس پر جوش مضمون آرا مجھے لانا چاہتے ہیں وہ جو ایسے مضامین کے شائق ہیں۔ اور اس میدان میں اپنے آپ کو پختہ کار سمجھتے ہیں اور جن کا جوش کسی طرح بھی کم نہیں ہوتا۔ میں ان کے زبان اور قلم کو کس طرح روک سکتا ہوں۔ انکی تیاری جس فخر و ناز سے ہوتی ہے وہ انکی استعداد پر منحصر ہے۔

محمود وقت کی مخالفت کا جن کو تو نے جوش بخشا ہے وہ میری مستمندانہ معروضات پر کب غور کر سکتے ہیں تو خوب جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ ان کے لئے جس ٹھوکر کا باعث ہوا ہے وہ ٹھوکر انہوں نے خود کھائی ہے اور خود پیدا کی ہے۔ ورنہ مسیح موعود کا اتباع کون نہیں جانتا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی اتباع ہے۔ اور آپ کی نبوت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت ہے۔ کون کہتا ہے کہ آپ کی نبوت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی الگ نبوت ہے؟ افسوس ہے کہ مسئلہ نبوت پر انہی تنازع پیدا ہوا اور اسے شور تو بہت مچا رکھا ہے مگر حقیقۃ النبوۃ میں مقام نبوت کا جو صاف صاف فیصلہ ہو گیا ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پیدر نتوا ندلیسر تمام کند کی مثال میں خواہ مخواہ نبوت کی بحث کو لے آنے سے میرے عقیدتمند دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے لاحاصل غلط محنت کیا ہے۔ مسئلہ نبوت کا اس فقرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ مسئلہ محمود وقت کا پیدا کردہ مسئلہ ہے نہ ترقی اسلام کی خدمت میں جو نبی اللہ کی اتباع میں اس نے اٹھائی ہے اس کا تعلق ہے۔ اس کارروائی میں جو وہ نبی اللہ کا خلیفہ ہو کر کر رہا ہے اس کا صرف اتنا ہی تعلق ہے جو فاروق اعظمؓ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹھہرا۔ اگر ترقی اسلام کا فاروقی زمانہ محمدی زمانہ نبوت کے مقابلہ میں اس کی نبوت کی شان کو بڑھانے والا ہے تو اسی طرح فضل عمر کا زمانہ مسیح موعود کے زمانے کے مقابلہ میں ترقی اسلام کا چہرہ دکھلانے والا ہے۔ اگر اس فقرہ کا کچھ تعلق ہے تو اسی حد تک۔ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا مقام بجائے خود ہے۔ محمود وقت کو حضرت مسیح موعود کی نبوت ناقصہ کو نبوت کاملہ قرار دینے کا الزام دینا ناانصافی ہے۔ خدمت اسلام کے لحاظ سے جو تعلق محمود وقت کا ہے وہ صرف یہ ہے جس کو وہ حدیث واضح کرتی ہے۔ جو صحیح بخاری کی کتاب قیامت باب خصائل اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان ہوئی ہے۔ حدثنا عبدان اخبرنا عبد اللہ عن یونس عن الزہری قال اخبرنی ابن المسیب سمع ابا ھریرۃؓ قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیہا دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذ ابن ابی قحافۃ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذھا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن۔ ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ایک بار ایسا ہوا میں سو رہا تھا میں نے ایک کنواں دیکھا اس پر ایک ڈول رکھا تھا (چلے) میں نے اس کنوئیں میں سے چند ڈول نکالے جتنے اللہ کو منظور تھے بعد اس کے ابوبکر نے اس کو لیا۔ انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر ناتوانی کے ساتھ۔ اللہ انکی ناتوانی کو معاف فرماوے۔ پھر وہ ڈول ایک چرس ہو گیا عمر نے اس کو لیا میں نے ایسا شہ زور پہلوان نہیں دیکھا جو ان کی طرح کھینچتا ہو۔ اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا وہ مقام جو یہ حدیث قائم کرتی ہے۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ترقی اسلام اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ ترقی اسلام کے ساتھ فاروق اعظم کے زمانہ ترقی اسلام کا مقابلہ ہے اور یہ وہی سنت الٰہی ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے خود الوصیت میں اشارہ فرمایا ہے جس کا ذکر میری پہلی عرضداشت میں مفصل ہے۔ اور حضرت نور الدین [illegible] نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جہاں ۱۹۰۹ء کے عید کے موقع پر احباب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اور [illegible] خطبہ کے آخری الفاظ میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت تو نہیں بلکہ خلیفہ کے اختیارات کی نسبت شک کرتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے گے۔ دیکھو الحکم نمبر ۲۰ جلد ۱۹ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۱۶ء۔ اگر اب بھی پدر نتواند لیسر تمام کند کے معنے سمجھ میں نہ آئیں تو ایسی سمجھ کا علاج خدا ہی کے پاس ہے۔

مسئلہ نبوت کی جو ترتیب محمود وقت نے حقیقۃ النبوۃ میں قائم کی ہے اور جس لطافت اور خوبی سے یہ مسئلہ طے ہوا ہے۔ اظہر من الشمس ہے۔ یہ مسئلہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر ہی منحصر ہے اور جو کچھ ان سب الہامات کی بنا پر ہے اگر نبوت ناقصہ سے نبوت کاملہ ہوئی ہے تو خود مسیح موعود کے اپنے اقرارات اور تصریحات سے۔ اگر محدث سے آپ نبی بنے ہیں تو خود اپنے پرزور دعاوی سے جن کے ثبوت میں الہامات موجود ہیں مسیح موعود کی نبوت کو محمود وقت نے کیا کامل کرنا تھا یہ تغیرات وہ محمود وقت کے ذمہ کیوں لگاتے ہیں اس صداقت کے انکشاف میں حضرت مسیح موعود نے جو جو طریق اختیار کیا ہے اور جس جس طرح گھٹایا بڑھایا ہے آپ کی تصریحات آپ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ محمود وقت نے صرف اتنی خدمت کی ہے کہ ان حوالجات اور تصریحات کو مختلف مقاموں سے اٹھا کر ایک احسن اور ابلغ ترتیب سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اور اس کا نام حقیقۃ النبوۃ رکھ دیا ہے۔ پس اگر اس ترتیب حوالجات کا نام نبوت کو کامل کرنا ہے تو اس کا الزام حضرت محمود وقت پر نہیں ہے بلکہ خود مسیح موعود کا ساختہ پرداختہ ہے۔ اور اگر اسی پر زلزلہ ہے کہ حوالجات کو کیوں ایک ترتیب خاص سے کتاب میں درج کیا اور اس کو کیوں شائع کیا اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو یا کسی دوست کو ناراضگی ہے۔ تو اس ناراضگی کا علاج محمود وقت کے اختیار میں نہیں جس کو

کے لئے کھڑا ہوا۔ میرا مقام دوستوں کو بخوبی معلوم ہے کہ
اس وقت اہل بیت مسیح موعود اور خاندان نبوت کے لئے عزت
ادب کا تھا۔ اور اس پاک خاندان کی محبت میرے قلب میں
جاگزیں تھی۔ اور میں اس وقت بھی اس نفرت اور حقارت کو
پسند نہیں کرتا تھا جو بعض پرجوش طبائع میں محسوس ہو رہی تھی
میرے اللہ تو جانتا ہے کہ۔ جب حضرت مولوی محمد علی صاحب
چند احباب کی موجودگی میں جب وہ ایک الگ کمرہ میں بیٹھے ہوئے
تھے یہ سوال کیا تھا کہ کیا صاحبزادہ صاحب میاں محمود کی تربیت
روحانیت میں اور اہلیت میں جانشین میں آپ کو کوئی شک ہے
تو انہوں نے صاف طور پر فرمایا کہ نہیں تو پھر دوسرا سوال میرا
یہ تھا کہ آپ بیعت کیوں نہیں کرتے اسکے جواب میں انہوں نے
یہ فرمایا کہ میرا دل نہیں کرتا۔ اس پر سردار محمد عجب خان صاحب نے
جو پاس کھڑے ہوئے تھے یہ فرمایا کہ اس گفتگو کی کچھ ضرورت
نہیں۔ الوصیت قائم ہونی چاہیئے جس پر میں نے کہا کہ بہت
اچھا۔ الوصیت قائم کر لو۔ چونکہ اس اختلاف سے پیشتر از
ایام جلسہ دسمبر ۱۹۱۳ء میں جب جلسہ ختم ہو چکا تھا مولوی محمد علی
صاحب سے میری گفتگو اسی امر خلافت کے متعلق قادیان میں
ہو چکی تھی۔ اور اس گفتگو کے عام طور پر درمیان آنے کی وجہ
یہ تھی کہ میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے پرائیویٹ ملاقات
کی تھی۔ اور اس وقت بھی میرا منشاء یہ تھا کہ ان بزرگوں میں جو
کچھ رنجش ہو وہ دور ہو جائے۔ اور کوئی خلش باقی نہ رہے
میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے جو ذکر کیا اس کا نتیجہ میری وہ
ملاقات تھی جو میں نے مولوی محمد علی صاحب سے بھی تخلیہ میں کی۔
حضرت صاحبزادہ صاحب کی عزت اور ادب کا مقام میرے
دل میں اس وقت بھی خاص طور پر تھا۔ اور ہرگز گوارا نہیں کرتا
تھا کہ میرے ہم نشین دوستوں کو آپ سے کوئی نقار ہو چونکہ مجھے
معلوم تھا کہ اس کا احساس حضرت صاحبزادہ صاحب کے قلب
میں ہے۔ اس لئے میں نے نہ کسی کی تحریک سے بلکہ خود مولوی محمد علی
صاحب سے اس کا تذکرہ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ حاضر ہو
کر کیا۔ اور اس ملاقات میں انتخاب خلیفہ کا ذکر بھی آ گیا مجھے
بخوبی یاد ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے بہت اطمینان سے
میری باتوں کو سنا اور ہر پہلو سے مجھے تسلی دی کہ ہمارا کوئی
نقار نہیں ہے اور نہ ہمارا منشاء کوئی خلاف کہنے کا ہے بلکہ
جب میں نے یہ الفاظ کہے کہ اب خاندان نبوت کے ممبر خدا کے

فضل سے ہمہ وجوہ لائق ہیں۔ تحریر و تقریر علمی لیاقت اور استعداد
میں کوئی کمی نہیں۔ اور وہ اہل ہیں کہ سلسلہ سنبھال لیں آپ
پنجاب اور ہندوستان کی تبلیغ ان کے سپرد کریں اور خود لندن
اور امریکہ کو جائیں۔ اور مسیح کے سلسلہ کی منادی کر کے قادیان
کے دروازہ پر ان قوموں کو لا ڈالیں تو مولوی صاحب نے اسکو
تسلیم کیا۔ اور فرمایا کہ ہمکو اس میں کوئی عذر نہیں ہے۔ اور میاں
صاحب کے خلیفہ تسلیم کر لینے میں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے ہم
تو پہلے بھی تیار تھے کہ انکو خلیفہ تسلیم کر لیں چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ
ہم تو میر ناصر نواب صاحب کو ساتھ لیکر ایک دفعہ میاں صاحب کی
خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور ان کو کہا تھا کہ ہم کو آپ کے
خلیفہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے مگر انہوں نے اس
وقت خود پہلو تہی کی۔ میں مولوی محمد علی صاحب کے اس جواب
پر مطمئن ہو گیا۔ اور میں نے عرض کیا کہ آپ لاہور کے معزز
احباب کو بھی سمجھا دیں دوسری دفعہ جب میں قادیان سے رخصت
ہونے لگا۔ پھر مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور
تاکید کی۔ اس وقت باہر صحن پر میں اور مولوی صاحب بیٹھے
پھر بھی لاہوری معزز احباب کا ذکر کیا۔ اور مولوی صاحب نے
تسلیم کیا۔ اور سلام اور مصافحہ کر کے رخصت ہوا ابتدا
ایام اختلاف میں میری شمولیت ایسے ہی تعلقات کی وجہ سے
تھی۔ اور جو کچھ میں نے تقریر یا دل جوئی یا ہمدردی کی اسی
خیال سے تھی۔ میرے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میرے دل کی اس
وقت کیا کیفیت ہوئی۔ جب میری تقریر کے اور مولوی محمد علی
صاحب کی تقریر کے بعد جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے
اٹھ کر بڑے جوش سے مفارقت اور جدائی کی کارروائی کرنے
کی تقریر کی۔ اور لاہور میں علیحدہ انجمن کے قائم کرنے پر زور
دیا۔ مجھے یاد ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور یہ عاجز پہلو بہ پہلو
بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کے طرز تقریر سے بیزاری
ظاہر کی۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو خوب یاد ہے کہ میں نے
ان سے کیا کہا۔ اور اصرار سے عرض کی کہ آپ اٹھ کر ان کو
روک دیں یہ بہت نامناسب طریق ہے جو یہ پیش کر رہے ہیں
مولوی محمد علی صاحب نے اغماض فرما کر ٹال مٹول کیا۔ اور اپنی
مجبوری ظاہر کی۔ اس وقت میں دل برداشتہ ہو گیا اور انکی
کارروائی میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔ جلسہ برخاست ہونے
پر میں اسی دن لاہور سے واپس چلا آیا۔ اور تجدید بیعت کا

مصمم ارادہ کر لیا۔ اگرچہ برعایت قلوب بعض احباب شامل رہا مگر میں نے
اپنے اس تغیر کا علانیہ ذکر شروع کر دیا اور میرے اس تغیر کی نسبت
بعض احباب نے چرچا بھی کیا۔ جب دوسری دفعہ لاہور جانے کا اتفاق
ہوا تو شیخ مولا بخش صاحب کو صبح کے وقت میں نے ان کے مکان سے
ساتھ لیا۔ اور اسٹیشن سیالکوٹ پر ہم دونوں اکٹھے گئے۔ اسٹیشن پر
پہنچ کر شیخ صاحب نے مجھ کو کہا کہ کیا تم میاں صاحب کی بیعت کرنے
لاہور سے ہی قادیان چلے جاؤ گے۔ میں نے نہایت صفائی سے انکو
اثبات میں جواب دیا۔ اور میں نے انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کیا انہوں نے
میرے ایسے صاف جواب کو ناگوار سمجھا اور کہا کہ میں ایسی صورت میں
تمہارے ساتھ لاہور نہیں جاتا۔ مجھ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ تم
مجھ سے علیحدہ ہو کر لاہور سے قادیان چلے جاؤ اور میں نہ جاؤں
کیونکہ میرا ارادہ بیعت کرنے کا نہیں ہے۔ میں نے کہا آپ کی مرضی
چنانچہ وہ اسی وقت اسٹیشن سے واپس ہو گئے۔ اور میں گاڑی
پر سوار ہو گیا۔ مجھے اپنے تغیر کے اظہار میں کوئی تامل نہیں ہوا مگر
پھر بھی مجھے مخالف احباب کی دلجوئی کا خیال رہا۔ میں نے اپنی نیت
کا [illegible] کبھی اخفا نہیں کیا۔ چونکہ میں اپنے پرانے معزز احباب
کے مشوروں میں صلاح کار چلا آتا تھا اور موافق ناموافق [illegible]
کے پیدا ہو جانے پر مجھے پہلے بھی احباب کی جانب سے اطلاع ہوتی
رہتی تھی گاہ گاہ صدر انجمن کے اجلاسوں میں شریک ہونے سے
اختلافی امور پر باہمی تکرار رنجیاں میں دیکھتا رہتا تھا اور مجھ
بذریعہ خطوط بھی بعض اوقات احباب مشورہ طلب کرتے تھے۔
باوجود اس علم کے کہ میں اہل بیت حضرت مسیح موعود کی محبت رکھتا
ہوں اور ان کا ادب مجھے ملحوظ ہے میرے معزز دوستوں کو مجھ سے
اپنے دکھوں کا اظہار کرنے میں اور اپنی خلاف مرضی واقعات پیش
آنے پر مجھ سے مشورہ لینے میں تامل نہیں ہوا۔ ۱۹۱۰ء کا
واقعہ جو ایک بڑا معرکہ تھا۔ اور حضرت خلیفہ اول نور الدین اعظم کا
وہ ارادہ پختہ ہو چکا تھا۔ جس کی اطلاع مجھے میرے لاہوری
معزز احباب کے طول طویل خطوط سے ملی۔ میں نے اس خطرناک واقعہ کا
درد دل سے احساس کیا۔ چونکہ معزز احباب اس فتویٰ سے جو
انکی نسبت اخراج از سلسلہ کا دربار خلافت اول سے صادر
ہونیوالا تھا سخت گھبرائے ہوئے تھے اس کے متعلق جو خط و
کتابت جس میں حضرت خلیفہ اول نور الدین اعظم کے بھی خطوط ہیں
میرے پاس محفوظ ہیں جسکو بعض احباب نے مطالعہ بھی کیا ہے خلیفہ
اول کے اس فتویٰ صادر ہونے کی دہلی پر جو واویلا دوستوں نے

کیا ہو۔ اور جس اضطراب کو ظاہر فرمایا ہے اس سے نور الدین اعظم کی عزت کا جو مقام ان احباب کے دلوں میں تھا معلوم ہوتا ہے اس مینے میں جو کلمات انہیں سے بعض دوستوں نے استعمال کئے تھے ان کو نامناسب سمجھا۔ اور حضرت مرحوم و مغفور خلیفہ اوّل کی شان کو اس سے بہت ارفع اور اعلیٰ سمجھا اور ان سے اتفاق نہیں کیا۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا جوش ان دنوں بہت بڑھا ہوا تھا۔ میں نے ان کو خط لکھا اور سمجھایا جو سمجھایا شاید میرا وہ خطاب ان کے پاس ہوگا۔ جس کے جواب میں انہوں نے اعتراف کیا اور معذرت خواہی کی۔ ان کا یہ خط میرے پاس محفوظ ہے۔ باہمی رد و کد ہونے ہوتے حضرت نور الدین اعظم کی ناخوشی فرو ہوئی۔ اور عید کے دن احباب کے سر سے بلا ٹلی کر کے یہ بلا ٹلی۔ اور انکی طرف سے معافی نامہ حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں پیش ہوا۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی خوشی منانے ہوئے مبارکباد کے خطوط احباب کی طرف سے آئے۔ پس یہ زمانہ اور اس کے یہ واقعات اس موجودہ اختلاف شدید کی تمہید ہیں۔ باہمی تنفر اور نفاق کی بنیاد پڑ چکی اور ضرور پڑ چکی۔ بدقسمتی سے اس کا علاج نہ ہوا یا نہ ہو سکا۔ خلیفہ کے اختیارات کا جھگڑا بھی پرانا جھگڑا ہے۔ نور الدین اعظم کا نورانی دربار بھی اس بکھیڑے کی الجھن میں پھنسا ہوا ہے۔ دانشمند احباب بار بار اس کے تصفیہ کے متعلق اس پاک نفس انسان کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور وہ پند و نصائح سے کام لیتا ہے۔ غیر احمدیوں کی تکفیر بھی اسی نورانی دربار کے وقت کی تحقیقات ہے۔ اس مسئلہ سے اتفاق یا اختلاف بھی اسی وقت کی چھیڑ چھاڑ ہے۔ یہ رقابتیں پہلے سے پیدا ہو چکی ہیں جن احباب نے اب لاہور کو مدینۃ المسیح قرار دیا ہے انکی اس پوزیشن کو پہلے ہی بھانپ لیا گیا تھا۔ اور ان دوستوں کے یہ خیالات جو اس وقت اندرون قلب میں جاگزیں تھے کبھی کبھی سر نکالتے تھے مگر حضرت نور الدین اعظم کی بڑھی ہوئی طاقتیں اور مقتدرانہ علمی لیاقتیں ان کو دبا دیتی تھیں ان کے وعظ و پند بڑے زور شور سے ان کی تردید اور خلافت اور اس کے اختیارات کے برحق ہونے پر ہوتے رہتے تھے۔ اگرچہ نور الدین اعظم نے اس آگ کے فرو کرنے میں اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اپنی ہمت خداداد کو مصروف کیا مگر یہ آگ بالکل فرو نہ ہوئی۔ اور اس کی چنگاری بھوبل میں

دبی رہی۔ اس خدا کے بندے وسیع القلب انسان کے رخصت ہو جانے پر آخر کار خلافت ثانی کے طریق انتخاب اور بیعت کے انعقاد نے سخت نفرت اور حقارت کا مقام لاہوری دانشمندوں کے دل میں قائم کر دیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب سے بڑھ کر اس خلافت پر مصر ہوئے۔ اور وہ چنگاری جو بھوبل میں دبی ہوئی تھی اس کو پھر سلگا کر تیز کر دیا گیا۔ اور اپنی پوری شدت میں یہ پرانا اختلاف ایک طوفان کی طرح اٹھا اور قوم احمدی میں ایک شدید زلزلہ آیا جواب تک تھما نہیں تھوڑا میں نے ابتدا میں بتقاضاء ہمدردی اس کو خفیف سمجھ کر نیک نیتی سے اس نزاع میں جو آئندہ سخت ہونے والی تھی کسی قدر حصہ لیا مگر جب اس نزاع کا پارہ باہمی آتش حسد کے تیز ہو جانے سے بڑھنے لگا تو مجھ کو میرے اللہ محض تیرا زبردست ہاتھ اسی طرف لے گیا۔ جس طرف مجھ کو جانا چاہیئے تھا۔ اس تو تو اور میں میں کے اندر بھی جو بعد میں پیدا ہو گئی میری ہمدردی کمزور ثابت ہوئی اور میری آواز نقار خانہ میں طوطی کی آواز کے مشابہ نظر آئی میں نے دوسری دفعہ لاہور سے واپسی پر اپنی علیحدگی کا اظہار کر دیا۔ اور دانشمندوں کے بڑھتے ہوئے جوش میں آئندہ شامل ہونا مناسب نہ سمجھا۔ اور میں نے افسوس کر کے جدائی اختیار کی۔ اور خلافت ثانی کی بیعت کو عدم بیعت پر ترجیح دی۔ اور مجھ کو میرے اللہ تو نے خود اس طرف کھینچا تو اپنے امر پر غالب ہوا۔ میرے اس ارادہ کی اطلاع جب عام ہو گئی اور میں اس رات کو شیخ رحمت اللہ صاحب کے مکان پر سویا تھا صبح کی نماز سے فراغت ہوتے ہی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب گھبرائے ہوئے مضطربانہ حالت میں تشریف لائے میں اپنی جائے نماز پر ہی بیٹھا تھا اور کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے میاں صاحب کی بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ مجھ کو تو ساری رات نیند نہیں آئی بے قرار رہا ہوں تم نے ان کو بھی یہی کہا کہ بیشک میں بیعت کروں گا مگر انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں بیعت نہ کروں انہوں نے اسوقت جس طرح گفتگو کی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے بیعت کرنے کو اپنے مشن کے لئے جو وہ قائم کرنا چاہتے ہیں نقصان رساں سمجھتے ہیں ایسا انہوں نے کیوں سمجھا یہ وہ جانیں مگر میں نے مناسب طریق سے اس کی تردید کی اور اپنے

آپ کو اس مقام کا اہل سمجھا جیسا کہ وہ سمجھتے تھے۔ میں نے کھلے دل سے ان کو اجازت دی کہ جو کام وہ کرنا چاہتے ہیں آزادی سے کریں میرے بیعت کرنے یا نہ کرنے سے اس کا کیا تعلق ہے۔ اور میری علیحدگی سے اس کو کیا صدمہ پہنچ سکتا ہے مگر وہ پھر بھی مصر ہوئے اور کہا کہ تم بالفعل شامل رہو میں نے کہا کہ نے ترک شامل رہنے کی مثال بھی پہلے قائم ہو چکی ہے۔ جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جبکہ خلافت کا امر زیر بحث ہوا ہے۔ اور انتخاب خلیفہ میں اختلاف ہوا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی اور شامل رہے مگر آخر کار انہوں نے بیعت کر لی۔ اسپر ڈاکٹر صاحب نے پھر چنداں اصرار نہیں کیا۔ اور دوسرا سوال مجھ پر یہ کر دیا کہ ہم حق پر ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا کہ میرے اس کہدینے پر کہ آپ حق پر ہیں آپ مطمئن ہونا چاہتے ہیں تو یہ بھی چنداں وقعت کے قابل بات نہیں ہے میں ایسا شخص نہیں کہ میرے کہدینے پر کہ آپ حق پر ہیں یہ بات عام طور پر مسلم ہو جائے مگر جو کام آپ اشاعت اسلام کا کرنا چاہتے ہیں اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ حق نہیں ہے۔ آپ لوگ اپنے زعم میں اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں اور یہ حق ہے مجھے اس بات کے تسلیم کرنے اور جس طرح آپ چاہیں ظاہر کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے اسپر شاہ صاحب نے کہا کہ تم جلسہ احباب میں چل کر یہ کہدو بس ہم اور کچھ نہیں چاہتے میں نے کہا کہ بہت اچھا یہ قرارداد ہو گیا۔ اور میں شاہ صاحب کے مکان پر حاضر ہو گیا۔ وہاں کچھ احباب بھی جمع ہو گئے۔ چھوٹا کمرہ تھا اور آدمی بھی معدودے چند تھے۔ میں نے کھڑے ہو کر اس قرارداد کے مطابق ذکر کر دیا اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اسوقت مجھے اپنے قدیمی احباب کی دلجوئی کی ضرورت تھی۔ جس کی وجہ سے وہ مجھ سے بار بار بے قرار ہو کر التجا کرتے تھے باقی جو سوال بعد ازاں بحث میں آئے ان کا فیصلہ میں اس وقت کس طرح کر سکتا تھا۔ اور انکی تسلی صرف میرے فیصلہ سے کس طرح ہو سکتی جبکہ نور الدین اعظم کا فیصلہ انکی تسلی کا باعث نہ ہوا۔ جس کے زیر سایہ ارض حرم میں چھ سال تک انکو خلیفہ برحق ملنے رہے۔ اور انکی خلافت کو الوصیت کے خلاف جائز سمجھتے رہے اور اس خیال کی پرورش بھی اندر ہی اندر کرتے رہے کہ خلیفہ صدر انجمن کا مطیع ہے مطاع نہیں ہے میں نے یہ

بیعت غلطی سے کرلی ہے۔ اور اس اپنی غلطی کو یقینی سمجھ کر
خلیفہ نورالدین کو برحق خلیفہ چھ سال مانتے رہے۔ اور اپنے
آپ کو حق پر سمجھتے رہے اور خلیفہ کو ناحق پر۔ اور معاذ اللہ اس
غلط کار خلیفہ کو یقین دلاتے رہے کہ ہم آپ کو خلیفہ برحق
مانتے ہیں مگر جونہی کہ اس نے آنکھیں بند کیں اور ہم سے
رخصت ہوا۔ ہمارا دوستوں کو غلطی کی اصلاح کرنے کا
موقع مل گیا۔ اور اس غلطی کی اصلاح میں جو کچھ ہوا ہوا۔
خیر ہمارا دوستوں نے غلطی کھائی تو کھائی۔ مگر کیا نورالدین اعظم
نے کبھی ایک لحظہ کے واسطے بھی اس کو تسلیم کیا کہ اس کی خلافت
الوصیت کے خلاف ہے۔ اور وہ درحقیقت خلیفہ نہیں
ہے اور نہ اس کا حق خلیفہ بننے کا ہے۔ اور چھ سال تک
وہ باخدا انسان اپنی خلافت کو غلط اور خلاف الوصیت
سمجھ کر سلسلہ احمدیہ کو دھوکہ دیتا رہا۔ العیاذ باللہ۔ یہ
ایسا گورکھ دھندا ہے کہ کسی طرح نہیں کھلتا۔ اگر ہم [illegible]
کو حق پر سمجھ لیں۔ اور یہ قرار دیں کہ چھ سال تک ہمارے
دوست غلطی میں مبتلا رہے۔ جس کا وہ کچھ چارہ نہ کرسکے
تو پھر دوسری طرف نورالدین اعظم جیسے باخدا انسان کو
یقینی طور پر غلط کار ماننا پڑے گا۔ اور قرار دینا پڑے گا
کہ اس غلط کار انسان نے ناحق مسند کے مسیح موعود کی
جماعت کو چھ سال تک دھوکہ میں رکھا۔ اور زبردستی خلیفہ
بن کر ان کو تعلیم دیتا رہا کہ میں خلیفہ برحق ہوں۔ اور خدا کا
بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ اور اس مسند خلافت پر بیٹھنے میں کسی
کا ممنون نہیں ہوں۔ دیکھو وہ کلام جو بطور وعظ اس
خلیفہ برحق نے عید کے دن ۱۹۰۹ء میں فرمایا۔ اسی
خلافت کی نسبت کیا فیصلہ کیا۔ اور جنہوں نے خلافت کے
برخلاف باتیں بنائیں۔ ان کی کس طرح خبر لی۔ اور پھر اس
فتنہ کی آتش معافی مانگنے پر فرو ہوئی۔ جو معافی نامہ حق
بجانب احباب نے پیش کیا۔ اور اپنی جان چھڑائی۔ اگر
مفصل دیکھنا ہو .. ..

تو دیکھو اخبار الحکم جلد ۱۹ نمبر ۱۸ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۱۵ء صفحہ ۲ و ۳
میرے دوست جو بار بار میری ابتدائی شمولیت کا ذکر کرتے ہیں
مجھ سے اسی حق کا اظہار چاہتے تھے چونکہ ان کا اصرار تھا۔ اور
بار بار تھا اسلئے میں نے اے میرے خدا تیرے حضور میں اظہار
سے کر اقرار کیا ہے اور انکار نہیں کیا۔ اب ہر ایک متقی اور
خدا ترس دل کو چاہیے کہ اقرار کرے انکار نہ کرے میرے بعض
دوست جنکو مضمون آرائی کا شوق حد سے بڑھا ہوا ہے میرے
پیچھے پڑ گئے اور انہوں نے خواہ مخواہ مجبور کیا مجھ سے یہ اظہار
دلایا۔ میں پہلی عرضداشت میں فیصلہ کرچکا تھا مگر میں کیا کروں
کہ مجھے میرے پرانے عقیدتمند دوست نے آرام سے نہ بیٹھنے
دیا اور چین نہ لینے دیا انہوں نے پیغام صلح کے جلد ۲ نمبر ۱۴۲
مورخہ ۸ جون ۱۹۱۵ء میں پیغام جنگ دیا۔ میر صاحب
کا حد سے بڑھنا کی سرخی قائم کرکے ایک مضمون لکھکر اپنے
آپکو اپنے بھائیوں میں سرخرو بنانا چاہا۔ مبارک ہو مبارک ہو
مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے پرانے عقیدت و اخلاص کو جو میرے
ساتھ تھا بالائے طاق رکھکر دل لٹا کیا اور میری عرضداشت
علیم بذات الصدور کو جو اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۱۴۹ مورخہ ۱۶ مئی
۱۹۱۵ء میں طبع ہوئی ہے غور سے نہ دیکھا اور نہ سمجھا۔ میں نے
نیت کو اس میں بہت واضح کردیا تھا مگر ڈاکٹر صاحب میرے
پرانے عقیدتمند دوست کو صبر نہ آیا بہت ناراض ہوئے جوش
میں آئے اور تقاضائے طبع سے جنکی انکو شکایت ہی ہے اور جسکی
اصلاح کے لئے مجھ سے دعا کرنے کو بھی فرماتے رہے ہیں
بے سروپا مضمون لکھ ڈالا اور دیکھا نہ تاؤ لیکہ تھوڑا ضربیں لگانی
شروع کردیں اور دل خراش استعارات سے قتل و قتال کے
میدان میں اتر آئے۔ میں تو اول سے ہی دیکھ رہا ہوں کہ
میرے مخلص عقیدتمند دوست اولاد مسیح موعود اور خاندان
نبوت کے برخلاف شمشیر بکف ہوکر وقف ہو چکے ہیں مسیح موعود
کی ذریت کے مقابلہ میں انکو اپنی وہ نسبت جو مولوی محمد علی
صاحب سے بھی زیادہ پیاری ہے وہ مقام جس کے لحاظ سے
مسیح موعود مرحوم و مغفور کے بعد آپکی پاک ذریت کے ساتھ
عقیدت ہوئی تھی اور اپنے رشتہ داروں کے مقابلہ میں اس
پاک نسل کا ادب قائم ہونا تھا اسکو سرے سے جڑ سے اکھاڑنے
کی کوشش کیجارہی ہے اور پیروں کی گدی پیروں کی گدی کا
حاوی بنایا جارہا ہے۔ خیر یہ تعلق انکو مبارک ہے۔ میرا تو
خاندان نبوت سے کوئی جسمانی تعلق نہیں مجھے تو وہی روحانی نسبت
ہے جس نسبت سے مسیح موعود خاتم النبیین کے بعد نبی اللہ
بنا اور اس نبی اللہ کی یہ اولاد ہے اور اس نسبت سے یہ عزت
محمد رسول اللہ صلعم کی عزت ہے اور جس نے اسکو رسول اللہ
بنایا ہے اسکی یہ عزت ہے اور میرا یہی ایک الہی تعلق ہے
اور غلامانہ تعلق ہے اور میرے لئے یہی کافی ہے ڈاکٹر صاحب
کو دوسری مناسبتیں ہیں روحانی کامل نسبت تو اس اختلاف
کے بعد شدت سے پیدا ہوئی ہے اور جسمانی نسبت خسر ہونے
کی تو پہلے سے ہی ہے ایسی صورت میں اس عاجز کا ڈاکٹر صاحب
سے کیا مقابلہ ہے میری اس ابتدائی شمولیت پر جو معترض [illegible]
ہمارے دینی بھائی احباب ہیں کئی اور پھر بھی آخر کار اسی نیک نیتی کی
بناء پر علیحدہ ہوگیا ڈاکٹر صاحب مجھے ایک ایسی تہمت دیتے
ہیں جس کا وہم بھی مجھکو کیا بلکہ میرے معزز لاہوری احباب کو بھی احساس
تک نہیں ہے کہ میں جو ان کے شریک حال رہا تو وہ کوئی خاص
سازش تھی اور چونکہ مجھکو کوئی حصہ جسکی خواہش تھی نہیں ملا۔
اسواسطے میں اب انکو دھمکیاں دیتا ہوں کہ کیا میں پردہ
اٹھا دوں اور صاف کہدوں کہ انہوں نے کیوں ایسا کیا ہے
میرے اللہ ڈاکٹر صاحب کے رجماً بالغیب کو تو معاف کردے
یہ انکی خاطر اس اظہار میں کچھ کچھ پردہ اٹھا دیا ہے جس دھوکہ
میں ڈاکٹر صاحب خود پڑے ہیں اور مجھکو دھوکہ دینے والا خیال
کرکے اپنے مضمون کے ناظرین کو اس دھوکہ سے نکالنا
چاہتے ہیں اب میں نے موقعہ دیدیا ہے کہ وہ دھوکہ سے نکل جائیں
اور اگر کسی کو پھر اسمیں کلام ہوگا تو وہ خط و کتابت جو ۱۹۰۹ء
کی ابتک محفوظ ہے شائع ہوکر اس دھوکہ کو نکال دے گی جس
کو میں نے محض اسلئے کہ یاران طریقت کی تحریریں اور رنجیدہ دلوں
کے ذاتی دکھڑے کیوں شائع کئے جائیں حوالہ قلم نہیں کیا بہتر
ہوتا کہ ڈاکٹر صاحب یہ مطالبہ مجھ سے نہ کرتے کیا ہوا کہ وہ مجھے
آپکو پختہ کار اور پختہ قلم سمجھتے ہیں اور مجھکو خامی قلم کا الزام دیتے
ہیں یہ فخر انکو مبارک ہے میں تیرے حضور میں اے خدا اقرار
کرتا ہوں اور تو میرے دل کو خود دیکھ رہا ہے کہ میں اس بات
کا شائق نہیں کہ مضمون آرائی کروں مجھ خام کار اور خام تحریر
کو مجبوراً اس میدان میں لایا گیا ہے جسکے ذمہ دار ڈاکٹر صاحب
علانیہ اور کوئی اور دوست خفیہ ہیں میں نے تیرے حضور میں شہادت
دینی تھی دیدی یہاں وہ ارادت اور عقیدت بھی قابل ذکر ہے

جو ڈاکٹر صاحب کو تو نے کبھی پہلے میری نسبت بخشی تھی اور جو اب شاید قصت ہو گئی ہے اسکے ثبوت میں میں ایک پرانا خط نقل کر دیتا ہوں شاید یہ ہو کہ ڈاکٹر صاحب نے میرے متعلق جو کسی وقت رویا دیکھا تھا یا تو نے دکھلایا تھا اور اسکی تعبیر انکو اسوقت معلوم نہ تھی اور اسکو ظاہر کرتے ہوئے بھی جھینپتے تھے اب اسکا انکو پتہ لگ گیا ہے کیونکہ موجودہ افتراق سلسلہ اور خلاف کے درمیان آنے سے اس خواب کے بہت سے پہلو روشن ہو گئے ہیں میں نے تو خواب کی تعبیر قبل از وقت اسی قدر سمجھی تھی کہ اس میں تیری کوئی مصلحت ہے اور اسکی اطلاع بھی ڈاکٹر صاحب کو دیدی تھی میں جس مقام کا آدمی ہوں وہ خدمت کا مقام ہے اور اسی کا میں اہل ہوں ... اور خادمانہ رنگ میں ہی زندگی بسر کرنیکا خواہشمند مگر نہ جانے کہ میرے دوست کیوں مجھے خود ہی بڑھاتے رہے اور کیا کیا کہکر بڑھاتے رہے وہ خوب جانتے ہیں کہ انکی خدمت میں میں نے کبھی اشارتاً کنایتاً بھی کسی عزت کی طمع نہیں کی اور نہ کسی منصب کی درخواست کی میں تو ہمیشہ انکا خادم ہی دوست رہا اور عاجزانہ دعاؤں کے سنت کو ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی کبھی ترک نہیں کیا جو کچھ انہوں نے مجھکو سمجھا خود سمجھا اور جو کہا کیا خود کیا اگر میری حالت کے سمجھنے میں ان میں سے کسی نے غلطی کی تو خود کی اور اسکے وہی ذمہ وار ہیں حضرت نور الدین اعظم کی بیعت کرنی غلطی ہیں اور اسکو خلیفہ برحق سمجھنے کے دھوکہ میں دو چھ سال رہے اگر میری حالت کے سمجھنے میں بھی کوئی غلطی ہوئی تو وہ قابل شکایت نہیں اور اب اگر انہوں نے کسی وجہ سے مجھکو گھٹانا شروع کیا ہے تو اسکے ذمہ وار بھی وہی ہیں مجھکو خطرناک آدمی سمجھکر میرے ضرر سے وہ لوگوں کو بچانا چاہتے ہیں تو بیشک بچالیں مجھے کوئی شکایت نہیں چشم ما روشن دل ما شاد میں نے تو پہلے ہی سے ان سے علیحدگی اختیار کرتے وقت جو تحریر شائع کی تھی اسمیں اپنا بت جو انکے سامنے کسی عزت کے قابل تھا توڑ دیا تھا میرے قادر مطلق خدا تو خوب جانتا ہے کہ میں ایک ذلیل انسان ہوں اور وہ دانائی جو کسی دنیا دار کو پسند آوے وہ مجھ میں نہیں ہے اور میرا یہ اکثر وظیفہ رہتا ہے کہ تو میرا رب جلیل ہے میں تیرا عبد ذلیل ہوں - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تیرے حضور میں اپنے عمل کے جواب دہ ہیں میں تو دعا گو ہوں سنہ ۱۹۱۱ء میں جب وہ ایک ابتلا میں مبتلا ہوئے تھے اور اس مصیبت میں انکے دل کی حالت کا تو واقف تھا انہوں نے تیری درگاہ میں دعا کرنے کے لئے خطوط بھیجے ہم لوگ اپنی عاجزی اور درماندگی کو پیش کرتے تھے اور دعا کرتے تھے وہ بھی ایک وقت تھا کہ میری نسبت وہ خوابیں دیکھا کرتے تھے اور کس عقیدت کی بنا پر ان کے دل کی میرے متعلق ایک حالت تھی اب انہوں نے میری نسبت جو فیصلہ کیا ہے اور جو ان کے دل کی حالت ہے تو ہی جانتا ہے مجھے انکی خدمت میں ان کا خواب پیش کرنا ہے اور یہ ظاہر کرنا ہے کہ اگر انکو اسوقت دھوکا نہیں لگا تھا تو اب پھر اسی دل کے ساتھ اس خواب کا سچا یا جھوٹا ہونا کسی طریق مسنون سے تحقیق کر کے ہی دریافت کرلیں شاید میری نسبت انکو استخارہ کرنے سے یا استعارہ سے کوئی ایسا امر معلوم ہو جائے جو اس رؤیا کی سچی حقیقت کو ان پر واضح کر دے بہر حال میں انکے رؤیا کو یہاں درج کرتا ہوں اور حضرت خلیفہ اول نور الدین اعظم کی وفات کے بعد اس رؤیا کی جو تصدیق واقعات پیش آمدہ سے ہوئی ہے اپنی سمجھ کے موافق اسکی تطبیق کر دیتا ہوں شاید اسکو کسی غور کرنے والی طبیعت کو فائدہ ہو اسکے بعد ڈاکٹر صاحب کا حق ہے کہ وہ خود اس خواب کی تعبیر کر دیں یا اور جس گھاٹ پر مجھکو اتارنا چاہتے ہیں اتار دیں اور خدا سے ڈر کر اسکے نتیجہ کے منتظر رہیں - وہ رؤیا یہ ہے

نقل مطابق اصل

میانوالی - ۱۶ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

۷۸۶ - مکرم و مخدوم حضرت شاہ صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ گرامی نامہ شرف صدور لایا مصلحتوں پر مولا کریم کی تقدیر کا ہونا صحیح ہے لہذا رؤیا عرض کرتا ہوں -

میں نے دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں - وہاں حضرت خلیفۃ المسیح نے چوہدری حاکم علی صاحب کو سیالکوٹ بھیجا ہے کہ شاہ صاحب کو بھیجنے آپکو فوراً لے آویں - ہم لوگ غالباً چھوٹی مسجد میں مفتی محمد صادق صاحب کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں آپکو چوہدری حاکم علی صاحب لے آئے ہیں مگر ریل پر نہیں بلکہ گھوڑے پر سیالکوٹ سے سیدھے قادیان آپ جسوقت تشریف لائے تو میں کمیت گھوڑے پر تشریف لائے آپکی تشریف آوری پر نمازیوں نے جو مفتی صاحب کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے نیت توڑ دی مجھے یہ بات ناگوار ہوئی کہ نماز کی نیت توڑنا کیا معنے اگر حضرت مسیح موعود تشریف لے آتے تو خیر مگر شاہ صاحب کے تشریف لانے پر نیت کا توڑنا کیا معنے؟ اسپر مجھے بتلایا گیا کہ مسیح موعود اگر خدا کا بنایا ہوا خلیفہ تھا تو یہ (یعنی شاہ صاحب) سماء کا بنایا ہوا خلیفہ ہے تفہیم یہ تھی کہ یہ بھی بڑا عظیم الشان انسان اور خلیفہ ہے پھر میں دیکھتا کیا ہوں کہ مسجد کے سامنے ایک بڑا صحن ہے اور اس میں مولوی محمد علی صاحب اور ایک دو اور آدمی کھڑے ہیں - اور کچھ روشنی ہو رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت میں نے پوچھا کہ شاہ صاحب ان سے ملے کسی نے کہا ہاں حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہو گئے اور انہیں دفن بھی کر چکے شاہ صاحب کو سیالکوٹ سے اسی لئے بلایا تھا کہ خلافت کی امانت انہیں سپرد کریں چنانچہ اسی کا انتظار تھا شاہ صاحب کے پہنچنے پر انہیں خلافت کی امانت دیکر کی اور آپ دار البقا کو تشریف لے گئے اسوقت میری زبان پر جاری ہوا - ہر کہ حامد گشت او محمود شد

بعد میں چوہدری حاکم علی آپکے سفر کے منازل کے عجیب غریب معارف سنارہے تھے کہ مجھے بیداری ہو گئی اسوقت یہ مصرعہ

ہر کہ حامد گشت او محمود شد

میرے لئے عجیب سرور انبساط کا باعث تھا اور جب اسپر غور کرتا ہوں تو معرفت کا ایک دریا ابلتا ہے سبحان اللہ و بحمدہ تعبیر اللہ جانتا ہے مگر آجکل کی پیچیدگیوں سے ڈر گیا تھا کہ مبادا اس رؤیا سے دوسرے لوگ کیا سمجھیں جناب کے فرمودہ سے کہ مولا کریم ہر مصلحت پر غالب ہے میں مطمئن ہو گیا مجھ میں ایک ایسی کمزوری ہے جس کے لئے بہت دعا اور استغفار کرتا ہوں مگر تا حال اس سے نجات نہیں ملی کئی بار سمجھتا ہوں کہ اب کلی نجات پا گیا مگر پھر گرفتار ہو جاتا ہوں لہذا دعا فرمائیں کہ مولا کریم اس سے اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات عطا فرمائے اور غفاری و ستاری کو کام فرمائے ...

. . . .

. . . .

خاکسار عاجز بشارت احمد عفی عنہ

تعبیر

یہ تو ظاہر ہے کہ یہ رؤیا ایک ایسے واقعہ کے متعلق جو حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کی وفات کے بعد امر خلافت کی بابت جماعت کو پیش آنا ہے اس رؤیا سے رؤیا دیکھنے والے کو اس امر کا تو یقین کر لینا چاہئے کہ مسیح موعود کے سلسلہ میں خلافت کا قائم ہونا ضروری اور مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے بعد

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

آخری زمانہ میں عیسیٰ اکرن کہنا	عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	میں بھی اک غرانی جہت کہنا

ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا [illegible] قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام [illegible] اور باقی تمام خط و کتابت [illegible] قادیان ضلع گورداسپور

چندہ سالانہ پیشگی مقامی خریداروں سے [illegible]

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳۱ | [illegible] ۔۳۔ [illegible] | [illegible] | سہ شنبہ | مطابق رمضان المبارک [illegible] | نمبر ۱۸

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس کی صحت پہلے سے بہت اچھی ہے حضور نے عورتوں کا درس شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے تاکہ مرد بھی حضور کے قرآنی نکات و معارف سے مستفید ہو سکیں ۔

مسجد اقصیٰ میں عورتیں اول وقت صلوٰۃ تراویح میں شامل ہو کر قرآن کریم سنتی ہیں ۔

۳۰ رمضان المبارک کو انشاء اللہ العزیز مسجد مبارک میں قرآن کریم ختم ہو جائیگا ۔

آج کل [illegible] کا خاص طور پر نزول ہے۔ اس لئے احباب حضور کی خدمت میں خاص طور پر دعا کے لئے یاد دلاتے رہیں

آج [illegible] اگست کی صبح سحری سے قبل اچھی خاصی بارش ہو گئی ہے ۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب [illegible] کی درخواست پر رو پڑا بھیجے گئے ہیں۔

اخبار احمدیہ

بولون (فرانس) سے برادر مکرم بابو عبد الرحیم صاحب کلرک میں پوسٹ آفس لکھتے ہیں کہ اس وقت یہاں فرانس میں جو احمدی احباب ہیں انکے واسطے سب دوست دعائے خیر فرماویں ۔

مانگو (برما) سے نور محمد صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں محمد حسین نامی ایک احمدی لڑکا تھا ہم دونوں ایک جگہ ملازم تھے وہ عیسائیوں۔ آریوں۔ سکھوں۔ مسلمانوں پر مذہبی گفتگو میں ہمیشہ غالب آتا تھا۔ اس کی وجہ سے میں بھی احمدی ہو گیا پھر محمد حسین رنگون چلا گیا۔ وہاں چند روز کے بعد دریافت کیا تو کچھ پتہ نہ ملا۔ آخر ایک ہوٹل میں گیا۔ وہاں بڑے بڑے لوگ بیٹھے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ ایک پنجابی لڑکے نے عیسائیوں کو شکست دی۔ اور ہمنے ایسی باتیں

پہلے کبھی نہیں سنیں تو میں نے کہا کہ وہ مرزا صاحب قادیانی کا مرید تھا ۔

راولپنڈی سے ہمارے مبلغ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری لکھتے ہیں کہ ایک نائب تحصیلدار نے کہا۔ لولا انزل علیہ کنز۔ یعنی مرزا صاحب پر کیوں خزانے نہیں اتار دیئے گئے تو میں نے کہا کہ ایسے خزانے تو رسول کریمؐ سے بھی لوگ مانگتے رہے تو وہ حیران و ساکت ہو گیا پھر اس کے بعد ایک انگریز پادری سے گفتگو ہوئی جو مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا کہ تمہارا محمدؐ فوت ہو گیا ہے۔ اور اس نے خدا کو بھی نہیں دیکھا مگر ہمارے یسوع نے خدا کو دیکھا۔ اور تمہارے قرآن سے اس کا زندہ ہونا ثابت ہے سب مسلمانوں نے کہا کہ اس کا جواب ہم سوچ کر دینگے۔ آخر انہیں سے ایک نے کہا محمدؐ صاحب چونکہ بوجھل تھے اس لئے زمین میں رہے۔ اور مسیح چونکہ ہلکا تھا وہ آسمان پر چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قادیان دارالامان مورخہ ۳ اگست ۱۹۱۵ء

مسیحیت کا حملہ اسلامی ہند پر

عیسائی مذہب کے سرگرم کارکنوں کی یہ تجویز کہ ایک زبردست مشن کے ذریعہ مسلمانان ہند میں تبلیغی کام بہت اعلیٰ پیمانہ پر شروع کیا جائے عنقریب معرض ظہور میں آنے والی ہے بمبئی کے ریورنڈ رلے۔ جے۔ پی۔ فرنچ نے لاٹ پادری صاحب سے درخواست کی ہے کہ وہ اس تجویز کو اینگلیکن چرچ کے ذمہ وار اصحاب میں پیش کریں۔ نیز اکثر مسیحی مبلغین کی طرف سے تحریک کی گئی ہے کہ تمام مشنوں کے اتفاق سے ایک آل انڈیا کرسچن مشن قائم کیا جائے جس میں مبلغین کو تبلیغ کے کام کی پوری پوری تعلیم دی جائے اور کام کرنیوالوں کو ہندوستان کے ہر حصہ میں تقسیم کر دیا جائے۔ جن کو وقتاً فوقتاً ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کیا جا سکے۔ مسیحی مبلغین کو یہ ضرورت کیوں پیش آئی اسکی تصریح بھی انہوں نے اسی اپیل میں خود ہی اس طرح کر دی ہے کہ مسلمانان ہند کے متعلق مسیحی مشنریوں کی غفلت اور بے اعتنائی نہایت افسوسناک نتائج پیدا کر رہی ہے۔ کیونکہ مسلمان اسوقت شک و شبہ کی حالت میں ہیں۔ اور حیف ہے کہ غیر متیقن دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے بہت کم کوشش کی جا رہی ہے۔ اسکے لئے ایسے نکتہ رس مصلحت اندیش اور مذہبی کام کرنیوالوں کی ضرورت ہے جو اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے خیالات اور جذبات سے پوری پوری آگاہی رکھتے ہوں اور نوجوان مسلمانوں پر یہ ثابت کر سکیں کہ یسوع مسیح انکی حاجت روائی ایک ایسے طریقہ سے کر سکتا ہے کہ انکا اپنا پیغمبر بھی نہیں کر سکتا ان باتوں کے بعد مسیحی صاحبان توقع رکھتے ہیں۔ کہ اگر تمام کلیسیا ملکر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ تو مسلمانان ہند پر اسکا اثر نہایت اہم اور دیرپا ہوگا۔ ضرورت ہے۔ کہ ہندوستان کے اہم مرکزوں میں اقامت اختیار کی جائے لڑکوں کی تعلیم کا وسیع پیمانہ پر بندوبست کیا جائے اور دیگر دیسی زبانوں میں کافی رسالے تیار کر کے شائع کیا جائے۔ اور یسوع مسیح کو ہندوستانی مسلمانوں کے روبرو پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان میں سے بہت سے لوگ کسی ایسے مذہب کی تلاش میں سرگردان ہیں جو ان کے آبائی مذہب سے زیادہ تسلی بخش ہو۔

ہمیں وہ وقت قریب دکھائی دے رہا ہے جبکہ مسیحی مشنری اپنے مجوزہ مشن کے کام میں مشغول ہو جائینگے اسلئے ضرورت ہے کہ اسوقت ان مسلمانوں کو جو اپنے حالات و خیالات کی وجہ سے حاملان مسیحیت کی نظر میں لقمہ تر بنے ہوئے ہیں آگاہ کیا جائے کہ اگر وہ اب بھی سچے مسلمان اور اصل اسلام کے پابند ہو جائیں تو ممکن نہیں کہ کسی کا حملہ ان پر کارگر ہو سکے لیکن افسوس کہ مسلمانوں کو حقیقی دین اسلام کی طرف توجہ نہیں ابھی کا ایک اخبار عیسائیوں کے اس حملہ سے اطلاع دیتا ہوا لکھتا ہے "مسیحی مبلغین نے اپنی اپیل میں ہندوستانی مسلمانوں کی جو حالت بیان کی ہے ہم کو افسوس کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ وہ غلط نہیں ہے"۔ پھر لکھتا ہے "مذہب کی عملی پابندی اسلامی آبادی کے حصہ اعظم سے مفقود ہو چکی ہے" کیا ایسی حالت کے ہوتے ہوئے ابھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان اپنی اصلاح کی فکر کریں اور دشمنان اسلام کی تجاویز دام فگنی سے آگاہ ہو کر صلیبی مذہب کے جال سے بچنے میں ساعی ہوں۔ ضرور وہ وقت آگیا ہے لیکن اب دیکھنا ہے۔ کہ مسلمان اس مسیحی حملہ کا اندفاع کر بھی سکتے ہیں یا نہیں ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے اکثر عقائد موجودہ کی شکستہ و بوسیدہ دیوار اس سیلاب کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ مسلمان حضرت مسیح کو آسمان پر بجسد عنصری زندہ مانکر عیسائیوں کے مقابلہ میں پابرجا نہیں رہ سکتے اور نہ اپنی اصلاح اور غلبہ دین کا آخری سہارا حضرت مسیح ناصری کو قرار دیکر اپنے آپ کو عیسائیت کے پنجہ سے چھڑا سکتے ہیں۔ کیونکہ جو انسان حضرت مسیح کو ۱۹ سال سے حی و قیوم مانتا ہے اسے طرح طرح کی ترغیبات میں لپٹے ہوئے اس عقیدہ کو ماننے میں کہ مسیح ابن اللہ ہے کوئی آڑ نہیں ہو سکتی اور وہ انسان جو اپنی دینی اصلاح کے ساتھ ہی دنیاوی شان و شوکت کے حصول کی اس حضرت مسیح سے وابستہ رکھتا ہے اسے دنیوی اغراض و فوائد و دم نقد حاصل ہوتے دیکھکر اپنے اخروی انعامات مخصوص حضرت مسیح کے کفارہ پر رکھنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ یہی ایسی باتیں ہیں جن کے مسلمانوں میں موجود ہونیکی وجہ سے عیسائی صاحبان انہیں خاص طور پر اپنے آغوش میں لینے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ لیکن ہم انہیں آگاہ کرتے ہیں کہ اگر وہ عیسائیت کی کمند سے بچنا چاہتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ انسان کے دامن شفقت سے وابستہ ہو جائیں جسے خدا نے مسیح موعود بنا کر کسر صلیب کے لئے بھیجا اور نہایت روشن دلائل و براہین کے ذریعے صلیبی فتنہ کے مٹانے اور اسلام کا بول بالا کرنے پر مامور فرمایا اور جس نے سالہا سال کے قلمی جہاد سے بفضل خدا قرار واقعی طور پر ثابت کر دکھایا کہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی کچھ حقیقت نہیں اور نہ اس میں کوئی ایسی خوبی ہے جسے اسلامی عقائد و تعلیمات صحیحہ کے بالمقابل پیش کرنے کی کسی کو جرأت ہو سکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام عقائد باطلہ اور توہمات فاسدہ کو دور کر کے اسلام کا صاف اور روشن چہرہ دنیا پر ظاہر کر دیا اور اسلام کی سچی متبع ایک جماعت قائم کر دی ہے جس کے مقابلہ میں آکر عیسائی صاحبان خوب معلوم کر چکے ہیں۔ کہ ان لوگوں سے مذہبی گفتگو کرنا اپنی قلعی کھلوانا ہے اور اب وہ سلامتی اسی میں سمجھتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو احمدیوں سے پہلو ہی بچایا جائے پس اگر اہل اسلام عیسائیت کے اس حملہ سے بچنا اور اپنی اولاد کو اسلام پر قائم رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو جائیں تا کہ اسلام کے اس مضبوط اور مستحکم قلعہ کے اندر انکی جائے قیام ہو۔ جس کی دیوار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن اگر ایسا نہ کیا گیا تو اے مسلمانو! وہ دن آتا ہے جبکہ تمہاری نئی نسلیں جو حیات مسیح و رفع الی السماء وغیرہ بودے عقائد کے سبب پہلے ہی اسلام سے متنفر ہو چکی ہیں بہت جلد عیسائیت کی گود میں کھیلتی نظر آئینگی

خدایا مسلمانوں کو اپنا اور اپنی اولاد کا نفع و نقصان سمجھنے کی توفیق عنایت فرما۔ تا کہ وہ تیرے فرستادہ مسیح موعود کو پہچان کر فی الحقیقت دائرہ اسلام میں آجائیں اور مذاہب باطلہ کی دستبرد سے محفوظ رہیں۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مُباحثہ شملہ

پیغام صلح جلد ۳ نمبر ۱۵ - جولائی ۱۹۱۵ء میں منشی عبدالحق صاحب نے مباحثہ شملہ کے متعلق کچھ لکھا ہے لیکن بعض باتیں صریحاً غلط ہیں اس لئے میں ان باتوں کی تصحیح و توضیح کرنا چاہتا ہوں۔

منشی عمرالدین صاحب ابھی قادیان میں ہی تھے۔ کہ بابو عبدالحق صاحب نے غیر احمدیوں کو بلا کر دو مرتبہ لیکچر دئے جن میں بیان کیا کہ عقاید خصوصاً غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے اور احمدی عقائد سے انہیں متنفر بنانے کی کوشش کی۔ مولوی عمرالدین صاحب سے بھی خط و کتابت ہوتی رہی تھی۔ میں مولوی صاحب موصوف نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح بابو عبدالحق کو راہ راست نظر آجائے۔ آخر جب مولوی صاحب موصوف قادیان سے واپس آئے تو زبانی سمجھانا شروع کیا۔ مگر عبدالحق نے عموماً پہلوتہی کی۔ اور اکثر جب کسی مسئلے میں لاچار ہوتے تو کہدیتے۔ کہ کسی Commonsense (معمولی سمجھ) والے غیر احمدی سے فیصلہ لے لو۔ آخر اس بار بار کے تقاضا پر مولوی عمرالدین صاحب نے کہا کہ چلو ہم کسی ذی علم غیر احمدی کو ہی ثالث مان لیتے ہیں۔ اور چونکہ مسٹر محمد عمر صاحب وکیل کی موجودگی میں عبدالحق نے اپنے لیکچر دئے تھے۔ اس لئے مولوی صاحب نے کہا کہ چلو ہم مسٹر محمد عمر صاحب کو ہی ثالث مان لیتے ہیں۔ اور اس طرح فریقین کی رضامندی سے وکیل صاحب مذکور ثالث مقرر اور منتخب ہوئے۔ اور مباحثہ شروع ہوا۔ ابھی دو ہی دن مولوی صاحب نے تقریر کی تھی کہ عبدالحق صاحب کو لاسوری کمک کی ضرورت پیش آگئی۔ اور نبوت مسیح موعود کا صریح منکر مرہم عیسیٰ بابو عبدالحق صاحب کی مدد کے لئے بھیجا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالحق نے بھی نبوت مسیح موعود سے انکار کر دیا۔ اور وہ تحریریں پیش کی گئیں جنمیں حضرت مسیح موعود نے تشریعی نبوت کا انکار کیا ہے۔ اور کفر و اسلام کے مسئلہ میں بعض تشابہات کو پیش کیا۔ لیکن جب الجواب کی نوبت آئی تو لگے حیلہ جوئی کرنے۔ باتیں بنانے۔ اور اس سے بچنے کی راہ نکالنے۔ ادھر وکیل صاحب نے کہا کہ پہلے کفر و اسلام کو ہی بیان کیا جاوے۔ انکے مجبور کرنے پر یہ بھی منظور کر لیا گیا۔ لیکن جب غیر احمدیوں نے نبوت مسیح موعودؑ پر اعتراض کئے۔ اور خواہش ظاہر کی کہ اوّل اور آخر کی تحریروں میں مطابقت دکھائی جاوے۔ تو دوسرے دو ستون کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ مسئلہ کفر و اسلام مسیح موعود کے نبی ہونے پر موقوف ہے۔ اس لئے ہم جب تک فریق مخالف کے لفظ لفظ کا جواب دے لیں گے۔ مسئلہ کفر و اسلام کو بیان نہ کرینگے۔ اور وکیل صاحب کو کہا گیا کہ آپ نے جواب الجواب کے لئے وقت دینے کا ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اس لئے اب ہمیں موقع دیں۔ آخر وہ بھی مان گئے لیکن برادرم محمد سعید صاحب سعدی نے یہ خیال کر کے کہ بحث کافی ہو چکی ہو۔ اور ادھر لاہوریوں نے ہمارے کسی حوالہ کا بھی رد نہیں کیا بلکہ غیر متعلق تحریریں پڑھتے رہے تھے۔ اس لئے اب زیادہ بحث کی کیا ضرورت ہے کیونکہ غیر احمدی بھی کہتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے بعد کی تحریروں کا کوئی جواب مرہم عیسیٰ اور عبدالحق سے نہیں بن پڑا۔ ادھر وکیل صاحب کہتے تھے کہ میں اصل بات سمجھ گیا ہوں۔ اس لئے ایک تحریر اس مضمون کی وکیل صاحب کو دیگئی کہ بحث کافی ہو چکی ہے اندلس حوالجات دیئے گئے۔ اس لئے آپ پہلے نبوت مسیح موعود کا فیصلہ کر دیں پھر ہم کفر و اسلام پر بحث کرینگے۔ اور فیصلہ جلد ہونا چاہیئے۔ ابھی یہ فیصلہ نہیں ملا۔ اور انشاء اللہ العزیز فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ جیسے کہ مولوی عمرالدین صاحب نے مباحثہ سے پہلے بھی اور درمیان میں بھی بارہا کہلایا تھا۔

عبدالحق نے یہ بھی لکھا ہے کہ عمرالدین نے مرزا صاحب کو ان معنوں میں نبی کہا کہ جن معنوں میں انبیاء سابق نبی تھے یہ بالکل سچ ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ بلحاظ نفس نبوت کے تو حضرت اقدس مرزا صاحب ویسے ہی نبی ہیں جیسے دیگر جملہ انبیاء۔ مگر فرق یہ ہے کہ وہ تمام براہ راست نبی بنے تھے۔ اور یہ فیض محمدی سے اس لئے ان کا نام اُمتی بھی ہوا اور نبی بھی۔ اور اسی وجہ سے ظلی یا بروزی نبی بھی کہتے ہیں لیکن عبدالحق نے اپنے مضمون میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا انہوں نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے الفاظ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ کا انکار کر دیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے اور یہ مولوی صاحب نے حقیقۃ الوحی میں سے ہی دکھا دیا تھا کہ حضرت اقدس کا اس جملہ سے مطلب صرف یہ ہے کہ آپ کی نبوت براہ راست نہیں اور بس۔ مگر چونکہ مسیح موعود کی نبوۃ بالواسطہ ہے۔ اس لئے آپ کا منکر بالواسطہ ہی کافر بھی ہے۔

منشی عبدالحق کا یہ کہنا کہ گویا انہوں نے مولوی عمرالدین صاحب کے پیش کردہ دلائل کو رد کر دیا۔ بالکل غلط ہے بلکہ خود وکیل صاحب کے سامنے اقرار کیا کہ ہم مولوی عمرالدین کے حوالوں کا ابھی جواب نہیں دے سکے۔ اسلئے ہمیں ان کا بھی جواب دینے کی اجازت دی جائے۔ لیکن چونکہ یہ پہلے ہی بہت سا وقت ضائع کر چکے تھے۔ اس لئے دوبارہ موقع تو نہ دیا گیا۔ مگر یہ ضرور ثابت ہو گیا کہ لفظ لفظ کی تردید کر دینے کا اظہار محض جھوٹ ہے۔

پھر یہ بھی جھوٹ ہے کہ غیر احمدی احباب نے انکی کفر و اسلام کی تقریر سُن کر کہا کہ مرزا صاحب مجدد تھے بلکہ آپ کی مہربانی سے وہ سب یہ کہنے لگے کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں بہت تضاد ہے جو پہلے کہتے تھے۔ بعد میں بالکل اس کے خلاف کہنے لگے۔ لیکن اگر آپ ۱۹۰۱ء سے بعد کے مقابل پہلی تحریریں پڑھ کر تطابق کرتے تو وہ یہ نہ کہہ سکتے۔ اور یا ہمارا جواب الجواب سننے کا انہیں موقع دیتے۔ تو یقیناً وہ یہ اعتراض کرنے کا موقع نہ پاتے۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ غیر احمدیوں نے

قطعی طور پر فیصلہ کر لیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ زمانہ کے مجدد اور ریفارمر تھے (پیغام)

تو آپ ایک ہی شخص سے اس کا اعلان کرا دیں لیکن مجدد کہنے میں وہ مولوی فضل الٰہی پروفیسر اشاعت اسلام کالج لاہور کا ہم خیال نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک مرزا صاحب ویسے ہی مجدد ہیں جیسے تمام مولوی یا سر سید احمد خاں علی گڑھی۔ جس کی نسبت حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اس کے عقاید کفریہ ہیں۔ اور وہ ہرگز لیڈر نہ تھا۔ ہاں ہم خدا کے فضل سے یہ بتا دیتے ہیں کہ اس مباحثہ میں ہی خاں صاحب فضل محمد خاں جالندھری بصدق دل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے غلام

احمدی جماعت سے خدا کے واسطے ایک شہادت

لا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے پاک سلسلہ کو شیطان کے آخری حملہ سے محفوظ ومصئون رکھا ہے یہاں تک کہ شیطان کو آئندہ حملہ کرنے سے روک دیا ہے۔ صاحبان! چونکہ ہمارے آقا و مولا روحی فداہ کو خداوند کریم نے مسیح کے نام سے بھیجا۔ اسلئے ضروری تھا کہ یہود اسکریوطی جیسے ایمان فروش بھی پیدا ہوتے آپکو معلوم ہے کہ ایسے اصحاب جو بظاہر غلامان مسیح کہلاتے اور بباطن دشمنان اسلام۔ بیر منحست تھے پیدا ہوئے لیکن چونکہ مسیح محمدی کی شان عظمت مسیح ناصری سے اعلیٰ وارفع تھی۔ اس لئے اسکی مقدس ومطہر زندگی میں انکو موقع رخنہ اندازی کا نہ ملا پھر اس گروہ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی مبارک خلافت کے عہد میں اپنا دجل پھیلانا شروع کیا۔ اور عجیب پیراؤں اور انوکھی چالوں سے اس برگزیدہ انسان کو حضرت اقدس کے فیصلوں کے خلاف حکم کرنے پر آمادہ کرتے رہے کبھی ظفر علی جیسے الد الخصام کو پیش کرکے مخالفین کے پیچھے ادائے صلوٰۃ کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن جب ان سے انکی محمدانہ کارروائیوں سے آگاہ ہو کر جماعت سے خارج کرنے کی متواتر دھمکیاں دیں۔ تو مصلحت وقت دیکھکر علانیہ شرانگیزی سے رک گئے۔ اور اسکی وفات کے منتظر رہے۔ آخر جب اس محبوب الٰہی کا وصال ہوا۔ یکدم اپنے پوشیدہ ہتھیاروں سے میدان میں آ دھمکے اگر اللہ تعالیٰ کا غالب اور قاہر ہاتھ اپنے سلسلہ کی تائید ونصرت میں غیر معمولی غیرت نہ دکھاتا تو دشمنان احمدیت کے فتوے کے مطابق احمدیت کبھی کی مٹ گئی ہوتی۔ اور بظاہر حالات ایسا ہی نظر آتے تھے لیکن خدائے برتر نے اپنی ہستی کا تازہ ثبوت دینے کے لئے محمود احمد فضل عمر اولوالعزم کو جلالی شان کے ساتھ کھڑا کیا۔ اور اس نے باطل کے سر پر القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ کی شکل میں ایسے کاری حربے چلائے کہ اسکی جان کے لالے پڑ گئے لیکن باوجود اسکے باطل حرکت مذبوحی سے باز نہیں آتا اور نئی نئی چالیں احمدیوں کو بہکانے کے لئے چل رہا ہے خدا کا شکر ہے کہ خدا کے مقدس ومطہر مسیح نے اپنے صحف مکرمہ میں ہر مرض کا علاج کافی رکھدیا ہے اور قیامت تک وساوس خناس کا سد باب کر دیا ہے لیکر باطل سے یہ دیکھا کہ حضرت اقدس کی پاک کتب سے مطلب براری نہیں ہو سکتی۔ ایک اشتہار شائع کرکے بعض باتوں کے لئے احمدی احباب سے شہادت طلب کی ہے جن کا دندان شکن جواب انشاء اللہ اسے مل رہیگا لیکن خیال آیا کہ میں بھی چند امور کے لئے مخالفین اور موافقین سے شہادت طلب کروں پیشتر اسکے کہ میں وہ امور بیان کروں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت میں تین قسم کے احباب شامل ہیں۔

(۱) اہلبیت نبوی جن کا تقدس وتطہر خدائے پاک کی متواتر وحی سے ثابت ہے ایسا ہی اہلبیت حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی جو بوجہ قرب اتم اہلبیت نبوی کا جزو لاینفک ہیں اور انکی تطہیر بھی مسلم ہے۔

(۲) علمائے ربانی۔ جنہوں نے بفضلہ تعالیٰ آغاز احمدیت سے اس پاک سلسلہ کی پوری پوری خدمت کی اور اپنے علم واتقا کے کمال سے احمدیت کی بھاری روکوں یعنی علمائے مخالفین کو بےدم مجبور کیا۔

(۳) بعض انگریزی دان اور دنیا پرست جو علوم حقہ دینیہ اور اتقا کی نعمت سے محروم تھے مگر اپنی شخصیت اور نجابت کے ہمیشہ متمنی رہے ہیں۔

پس میں ان تینوں اقسام کے احباب سے مندرجہ ذیل امور کے متعلق شہادت طلب کرتا ہوں۔ کہ آپ کا عقیدہ حضرت اقدس کے وصال تک اس بارہ میں کیا تھا؟ اس بات کو نظر انداز کردیں کہ بعد میں پیدا ہونے والے بعض وساوس نے آپ کے دل میں کیا کیفیت پیدا کی امور مستفسرہ یہ ہیں

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت تک آپ خلافت سلسلہ کے قائل تھے یا نہیں؟ اپنے طرز عمل کو بھی جو اسوقت آپ سے ظہور میں آیا مدنظر رکھیگا۔

(۲) قادیان کو مرکز احمدیت مانتے تھے یا نہیں؟

(۳) حضرت اقدس کے قائم کردہ سلسلوں کو جاری رکھنا اور وہاں چندہ دینا خدا کی خوشنودی کا باعث سمجھتے تھے یا نہیں؟

(۴) مقبرہ بہشتی جو خود حضرت اقدس نے تجویز فرمایا اور کلاس کے ... خود تجویز کردہ) اسمیں دفن ہونے اور اسکے لئے زندگی میں وصیت کرنے کو حسب فرمان مسیح موعود علیہ السلام ضروری سمجھتے تھے یا نہیں؟

(۵) منکرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھنے کو حضرت اقدس کی ناراضگی کا سبب سمجھتے تھے یا نہیں

(۶) حضرت ام المومنین کی عزت اور اولاد حضرت اقدس کی محبت حضرت کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھتے تھے یا نہیں اور ان دعاؤں کی قبولیت پر ایمان رکھتے تھے یا نہیں جو حضرت ممدوح نے متواتر درد دل سے اولاد کے بارہ میں کیں۔ نیز جو الہامات بشارات اولاد کے بارے میں حضرت اقدس نے سنائے انکو منجانب اللہ مانتے تھے یا نہیں؟

(۷) حضرت اقدس کی دعاوی پر ایمان لانا ہر مسلمان کیلئے ضروری سمجھتے تھے یا نہیں؟

(۸) قادیان کی ہجرت کو باعث خوشنودی خدا اور حضرت اقدس کی رضامندی کا موجب سمجھتے تھے یا نہیں؟

(۹) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک تعلیم کے مطابق خلافت راشدہ شیخین کو مطابق آیت استخلاف سمجھتے تھے یا نہیں؟

(۱۰) گورنمنٹ کی اطاعت کو جزو ایمان اور گورنمنٹ کے خلاف خفیہ اور علانیہ سب قسم کی سوسائٹیوں سے قطع تعلق کو لازمہ دین سمجھتے تھے یا نہیں؟ (تنگ عشرہ کاملہ)

خاکسار اللہ دتا احمدی سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول رام نگر ضلع گوجرانوالہ

ایک اطلاع بعض احباب اخبار میں درج ہونے کے متعلق مضامین بنام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ارسال کرتے ہیں جس سے مضامین کے دفتر میں پہنچنے میں التوا ہو جاتا ہے کیونکہ بعض اوقات صاحبزادہ صاحب کی عدم موجودگی میں ڈاک بند رہتی ہے پس اطلاع دیجاتی ہے کہ تمام وہ احباب جو الفضل کی قلمی معاونت کرتے ہیں اپنے مضامین ایڈیٹر الفضل کے نام ارسال فرمائیں تا مضامین براہ راست ایڈیٹر کے پاس پہنچکر جلدی شائع ہو سکیں۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

(فرمودہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۵ء)

الٓمّٓ ۔ ذٰلک الخ اولٰئک ھم المفلحون

قرآن شریف خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے لئے ایک ہدایت نامہ ہوکر آیا ہے اور ایسے وقت میں آیا ہے جب کہ دنیا میں اور بہت سے مذاہب موجود تھے اور ان کے قدم جم چکے تھے۔ ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمی ان کے ماننے والے موجود تھے گویا ان کی جڑیں بہت دور تک پھیل چکی تھیں۔ اسوقت ایسے درختوں کے سائے میں اسلام ایک چھوٹا سا پودا اُگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ بڑے درخت کے نیچے چھوٹے پودے سرسبز نہیں ہوتے اور سائے میں درخت نہیں اُگا کرتا۔ چھت کے نیچے پودہ کبھی اس طرح پھل پھول نہیں سکتا جس طرح کھلے میدان میں پھلتا پھولتا ہے وکلاء کالجوں سے نکل کر ہمیشہ ایسے مقام پر پریکٹس شروع کرتے ہیں جہاں زیادہ وکیل نہ ہوں کیوں؟ اسلئے کہ ابتدا میں چونکہ کافی ملکہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا دوسروں کے مقابلہ میں شہرت نہیں ہوسکتی۔ لاہور جیسے مقام میں جہاں سینکڑوں وکیل ہیں کسی وکیل کا کالج سے نکلکر پریکٹس شروع کرنا اور پھر سب وکیلوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکلجانا بہت مشکل کام ہے اس لئے جب کوئی وکالت شروع کرتا ہے تو کسی ایسے مقام پر چلا جاتا ہے جہاں چھوٹے چھوٹے وکیل ہوں اور جب وہاں اسکی شہرت ہوجاتی ہے تو مشہور جگہ پر آجاتا ہے کیونکہ مقابلہ میں قدم جمنا بہت مشکل ہوتا ہے تو قرآن شریف دنیا میں اسوقت بھیجا گیا جبکہ مذہبی پہلوان بہت سے موجود تھے اور ان کے بڑے بڑے دعوے تھے بڑی بڑی جماعتیں اور بڑی بڑی کتابیں تھیں ایسے وقت میں اسلام کا دعویٰ اور صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ چیلنج دینا کہ آؤ مقابلہ کرو۔ ایسا دعوے ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی اپنے اپنے مذہب کا پرچار کرنا الگ بات ہے مثلاً عیسائیت جب آئی تو حضرت مسیح کے مقابلہ میں صرف یہود تھے اور ساری دنیا سے انکا

مقابلہ نہ تھا چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام یہی کہتے ہیں کہ میں سوروں کے آگے موتی نہیں ڈالتا۔ کوئی اپنے بچے سے روٹی چھین کر اوروں کو نہیں دیتا وغیرہ وغیرہ۔ غیر قوموں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف بلایا بھی لیکن انہوں نے نہ مانا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میں صرف بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہوں اگر میں نے کسی اور قوم کی طرف توجہ کی تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکوں گا۔ عیسائیت کی تبلیغ ساری دنیا کو گئی۔ مگر اسوقت جبکہ حضرت مسیح نہ تھے اور اصل عیسائیت میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہوگیا تو ایک ایسے درخت میں جو کھلے میدان میں لگے۔ اور ترقی کر جائے اس درخت سے جسے بڑے درختوں کی جڑوں میں لگایا جائے اور جو ان کو اکھاڑ کر پھینک دے۔ بہت فرق ہے یہی فرق اسلام اور عیسائیت میں ہے۔ اسلام اسوقت دنیا کے سامنے پیش کیا گیا جبکہ اس نے ابتدا میں ساری دنیا۔ کو مقابلہ کا چیلنج دیدیا لیکن مسیحیت ایک خاص قوم تک محدود رہی اور اگر باقی دنیا کی طرف اس نے رُخ کیا۔ تو اسوقت جبکہ ایک جماعت پیدا ہو چکی تھی۔

غرض قرآن مجید ایسے زمانہ میں آیا جس میں سب مذاہب پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے آکر سب کو چیلنج دیا کہ آؤ مقابلہ کرو اور مقابلہ بھی معمولی نہیں بلکہ یہ کہا کہ الٓمّٓ ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلٰوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ میں ایک ایسے خدا کی طرف سے آیا ہوں جس کے علم کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اعلم ہے مقابلہ تو الگ رہا لا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء اسکے علم کو تو کوئی پا ہی نہیں سکتا جبتک کہ وہ خود ہی اپنے فضل سے نہ سکھائے کہ آؤ میں تمہیں سکھا دیتا ہوں اس سے خدا تعالیٰ نے دنیا کو بتایا کہ تم جو اسلام کا مقابلہ کروگے تو اسکی بنا تمہارے علم پر ہوگی مثلاً کوئی سمجھے کہ اس مذہب کی کیا ضرورت تھی اس کتاب کی کیا ضرورت تھی؟ یہ مذہب کس طرح چل سکیگا اسکے متعلق ابتدا میں ہی خدا تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں بڑے علم والا ہوں بھلا میں کسی ایسے مذہب کو بھیج سکتا ہوں جو پھیل نہ سکے اور جس کی دنیا کو ضرورت نہ ہو تو قرآن شریف ایک کامل کتاب ہے جو دنیا کی طرف

بھیجی گئی ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی اس میں کتنی طاقت ہے دیکھو سایہ دار درختوں کے نیچے سے اسلام کا پودا نکلا مگر بڑھتے بڑھتے ایسا بڑھا کہ اس نے سب کو اکھاڑ کر پرے پھینک دیا اور خود انکی جگہ لے لی۔ عرب ایک مشرکوں کا مرکز تھا۔ اور یہ پودا وہیں سے نکلا اور اس نے شرک کی جڑوں کو ایسا اکھیڑا کہ سارے عرب میں کہیں [illegible] اُسکا نام و نشان بھی نہ چھوڑا۔ چنانچہ عرب کے مشرکوں کا جو مذہب تھا وہ اب صفحۂ دنیا پر کہیں نہیں پایا جاتا۔ پھر ان علاقوں میں جہاں اسلام کی ابتدا ہوئی یہودی اور مجوسی رہتے تھے۔ لیکن انہیں ایسا اکھیڑا کہ عرب سے مسیحیت اور مجوسیت کا نام و نشان مٹ گیا حتیٰ کہ مجوسیت کو ایران شام اور مصر میں بھی شکست ہوئی جو علاقے پاس پاس تھے اور جنہوں نے اسلام کا مقابلہ کیا یا یہ کہا کہ ہم اسلام کو کچل ڈالینگے۔ ان کا تمام علاقوں سے نام و نشان مٹ گیا۔ عرب سے یہودیت عراق سے مجوسیت اور مصر سے مسیحیت مٹی۔ غرضیکہ وہ تمام علاقے جنہوں نے اسلام کی مخالفت کی ٹھانی۔ انکے مذاہب کو جڑوں سے اکھیڑ کر پھینک دیا گیا۔ کس طرح؟ تلوار کے ذریعہ نہیں کیونکہ تلوار سے دلوں کی فتح نہیں ہوسکتی۔ لیکن اسلام نے جو فتوحات کیں وہ دلوں پر تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسی کامل کتاب ہے کہ اپنے کمال سے فتح حاصل کرتی ہے اور جو شخص اللہ کا تقویٰ رکھنے والا ہو۔ وہ اس سے ایکدم جدا نہیں ہوسکتا۔ جدھر یہ لے جائیگی ادھر ہی جائے گا یہ اسکے لئے رہنمائی اور ہدایت کا موجب ہوجائے گی مگر لفظی متقی نہیں۔ بلکہ وہ جو خدا کی عبادت کرے۔ اور خدا کے تمام حکم ماننے کے لئے تیار ہے اور جسے یقین ہو کہ اعمال کا بدلہ ایکدن ضرور ملے گا اس کو قرآن کے ذریعہ ضرور ہدایت ہوجاتی ہے چنانچہ دوسری جگہ اس مضمون کی خدا تعالیٰ نے اس طرح تشریح فرمادی ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جو لوگ خواہ کسی مذہب کے ہوں اگر ہمارے راستہ میں کوشش کریں تو ہم انہیں راہ دکھا دیتے ہیں۔ تو قرآن کریم دنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور ایسے وقت میں آیا۔ جبکہ مخالف بڑے زوروں پر تھے مگر باوجود اسکے خدا تعالیٰ نے

[illegible] ط و اللہ واسع علیم ط [illegible]

[illegible] عسیٰ [illegible] | میں بھی کی قرآنی چہرہ کے پرستار نہیں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔
(الہام مسیح موعود)

مضامین بنام اڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت
قادیان ضلع گورداسپور

چندہ غیر ممالک
[illegible]

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

الفضل

ایک مسلمانوں کا مقامی فیڈرل [illegible]

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵)

جلد ۳ | مورخہ ۵۔ اگست ۱۹۱۵ء (بروز پنجشنبہ) مطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۹

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

خاندان نبوت میں بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت ہے۔

گو ایک ہی دن قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بارش ہوئی ہے لیکن ارد گرد کی تمام ڈھاب بھر گئی ہے۔ اور قادیان جزیرہ نما بنا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ مضافات میں بہت بارش ہوئی ہے۔

جن احباب کو خدا تعالیٰ نے قادیان میں یا باہر اعتکاف بیٹھنے کی توفیق بخشی ہے۔ ہم ان سے امید کرتے ہیں کہ وہ سلسلہ کی ترقی حضور امام اولوالعزم کی صحت۔ خاندان نبوت اور سلسلہ کے مصیبت زدگان اور تمام ان روکوں کے لئے جو سلسلہ کی ترقی میں سد راہ ہوں۔ خاص طور پر دعائیں کرینگے۔

مکرم ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی ایڈیٹر الفضل ہفتہ عشرہ کے لئے اپنے وطن تشریف لیگئے ہیں۔

اخبار احمدیہ

جہلم سے فضل کریم صاحب کا ۱۹ و ۲۰ جولائی کی شب کو چوری سے زیورات اور نقدی کا نقصان ہو گیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مال مسروقہ کو برآمد کرا دے۔

امروہہ سے محمد یعقوب صاحب مولانا مولوی محمد احسن صاحب کی علالت کا ذکر کرتے ہوئے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب درد دل سے دعا کریں اللہ تعالیٰ ایسے مفید اور پاک وجودوں کو عمر دراز عطا فرماوے۔

سرینگر میں حافظ نور الدین صاحب کا مولوی شریف اللہ صاحب مفتی اعظم سرینگر سے مباحثہ ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ حافظ صاحب کی باتوں کا مفتی صاحب جواب نہ دے سکے۔ اور آخر کہنے لگے کہ ہمیں مرزا صاحب کی کوئی کتاب دکھلا دیں۔ پھر حافظ صاحب کی گفتگو وفات مسیح پر ایک اور مولوی صاحب سے ہوئی وہ بھی قرآن کریم سے حیات مسیح کا ثبوت نہ دے سکے۔

ایرار سلیٹ سے محمد عبد اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک معاملہ میں دعا کے لئے درخواست کی تھی۔ حضور کی دعا میرے حق میں قبول ہو کر ترقی ایمان کا باعث ہوئی۔

[illegible] (ضلع جالندھر) سے چند احباب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ دریا کے چڑھاؤ سے گاؤں کے لوگوں میں پریشانی پھیلی ہوئی تھی اب حضور کی دعا سے بالکل جاتی رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

لاہور سے خدا بخش صاحب اپنے بھائی وزیر محمد صاحب کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کیونکہ وہ چند ایام سے بعارضہ بخار و دیگر امراض بیمار ہیں احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت بخشے۔

مونگھیر سے مولوی خلیل احمد صاحب حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح بعد از رمضان المبارک باریسال بغرض تبلیغ تشریف لے جائینگے۔

مالابار سے اے احمد احمدی دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

کہ اللہ تعالیٰ معاندین و مخالفین کی مخالفت کو دور کرے ۔

بلب گڑھ میں جو مباحثہ ہوا تھا۔ اور جس کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا کہ چار آدمی احمدیت سے تائب ہو گئے ہیں اس کے نتیجہ میں بفضلہ بہت سے آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ انشاء اللہ العزیز انکے اسماء دوسرے پرچہ میں چھپ جائینگے ۔

چونیاں ضلع لاہور سے عبد اللہ خان صاحب گرداور لکھتے ہیں کہ [illegible] نمبرداروں اور سرداروں سے میری گفتگو ہوئی ایک نے کہنے لگے اگر بارش نہ ہوئی تو کیا ہوگا۔ میں نے کہا آپ صرف بارش کی نسبت کہتے ہیں ذرا یورپ کی طرف نظر کریں۔ کس قدر صدق جنگ کی نذر ہو رہی ہے۔ اور کیسی تباہی برپا ہے پھر اس جنگ کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے۔ اس کے اشعار پڑھ کر سنائے۔ اور حضرت کی متعدد پیشگوئیاں جو اب تک پوری ہو چکی ہیں وہ مفصل سنائیں جب انہیں ان باتوں کے سننے کے لئے بہت مشتاق پایا۔ تو انہوں نے حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی نسبت حالات دریافت کئے۔ میں نے بھی موقع پاکر اچھی طرح ذہن نشین کئے۔ اور گورو نانک علیہ الرحمۃ کی پیشگوئی جو مرزا صاحب کے متعلق تھی وضاحت سے سنائی ۔

منصوری سے حافظ عبد المجید صاحب خوشی کی خبر تحریر فرماتے ہیں کہ انکے بڑے بھائی صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حافظ صاحب موصوف کی چار پانچ سال کی لگاتار کوشش کو عجیب طور پر بارآور کیا ہے۔ یعنی ایک غیر احمدی مولوی کے عملی نمونہ کو دیکھ کر جس پر انہیں بڑا اعتبار تھا۔ احمدی ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ پرسوں تک انہوں نے مسجد میں غیر احمدیوں کو تراویحوں میں قرآن شریف سنایا۔ لیکن کل سے اب ہمارے امام ہیں۔ اور ہم لوگوں کو قرآن شریف سناتے ہیں ۔

سکھیلی ضلع گوجرانوالہ سے محمد رشید خان صاحب لکھتے ہیں سب جماعتوں کو اطلاعاً عرض ہے کہ گوجرہ کی احمدی جماعت کے سکرٹری اخویم مکرم سید عابد علی شاہ صاحب مقرر کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اکثر ممبر بلکہ پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ گوجرہ اور ماسٹر محمد یعقوب خان صاحب سکنڈ ماسٹر رخصتوں پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں ۔

فتاوی احمدیہ

ایک دوست نے خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں لکھا کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کے سب دعاوی کا مصدق ہو مگر بیعت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟

جواب میں حضور نے لکھوایا۔ غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک سلسلہ میں باقاعدہ بیعت نہ کی ہو خواہ حضرت صاحب کے سب دعاوی کو بھی مانتا ہو نماز جائز نہیں۔ اور ایسا شخص سب دعاوی کو مان بھی کس طرح سکتا ہے جو حضرت صاحب بلکہ خدا کا اتباع حکم ہونے ہوئے آپ کی بیعت نہیں کرتا ۔

ایک دوست نے چند سوال بھیجے۔ مولانا سید سرور شاہ صاحب نے حسب الحکم خلیفۃ المسیح انکے جوابات لکھے۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

سوال اوّل۔ بلا عذر کے مزار یعنی قبر کے بالمقابل نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- مزار یعنی قبر کو جانتے ہوئے اس کے بالمقابل نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ خواہ اس کے خیال میں اس مزار اور قبر کی تعظیم نہ بھی ہو ۔

سوال دوم۔ کیا بلا ضرورت کوئی شخص ننگے سر نماز ادا کر سکتا ہے؟

جواب۔ نماز میں یوں تو اچھا لباس پہننے کا حکم ہے جیسا کہ خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ باقی نوافل اور گھر کی نماز میں بدوں ضرورت کے بعض جواز کے طور پر ایک چادر میں بھی پڑھنا ثابت ہوتا ہے ۔

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے مروجہ رسومات شادی کے متعلق چند امور دریافت کئے۔ جو معہ جوابات درج ذیل ہیں :-

سوال اوّل۔ عام طور پر رسم ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو شادی کی تاریخ سے اطلاع دینے کے لئے نائی یعنی کمی کام کرنیوالے کے ہاتھ گڑ وغیرہ بھیجتے ہیں جسکو گنڈھ کہتے ہیں اگرچہ تاریخ کی اطلاع بذریعہ کارڈ بھی دیجا سکتی ہے لیکن اسکا مدعا یہ ہوتا ہے کہ نائی کو کچھ مل جائے۔ اور پھر انکے لاگیوں کو گھر والا دیتا ہے ۔

جواب :- فرمایا لغو ہے ۔

سوال دوم۔ تاریخ شادی سے چند دن پہلے لڑکے یا لڑکی کی مایاں کرتے ہیں کیا یہ رسم جائز ہے یا نا جائز ؟

جواب۔ اگر لڑکی کی مالش وغیرہ مراد ہے تو ہر ایک شخص کو حق ہے اس کی شکل و صورت میں درستی ہو جائے ۔ ۔ ۔ کچھ کرنا بطور رسم مراد ہے تو درست نہیں ۔

سوال سوم۔ شادی کے دن یا شادی سے ایک دن پہلے کھارے کی رسم کرتے ہیں۔ اس کے متعلق کیا طریق ہے۔ اور یہ رسم بھی جائز ہے یا نہیں ؟

جواب۔ میں اس رسم کو جانتا نہیں ان ہر رسم بد ۔ ۔ ۔ بطور رسم کوئی بات جائز نہیں ۔

سوال چہارم۔ جہیز میں کیا کیا چیزیں دیتے ہیں اور قادیان میں اس کا کیا دستور ہے ؟

جواب۔ قادیان میں کوئی خاص چیز نہیں دیجاتی۔ اشیاء کا تعلق کرانخواہ ایک رسم ہے یہاں ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق جو اس نے دینا ہو لڑکی کو دیتا ہے ۔

سوال پنجم۔ حجام۔ ماشکی۔ خاکروب وغیرہ ملازم لوگوں سے ماہواری تنخواہ لیکر کام کرتے ہیں کیا شادی وغیرہ کے موقعہ پر انکو لاگ دئے جاتے ہیں ؟

جواب۔ نوکروں کو کچھ دیدینا برا نہیں خوشی کے موقعہ پر یہ لوگ ضرور طالب ہوتے ہیں اور ایک حد تک مستحق بھی۔ ہاں طرفِ ثانی سے لیکر دینا رسم میں داخل ہے اور ایک حد تک کمینگی میں داخل ہے ۔

خبریں
معرکہ وارسا

لنڈن ۲۹ جولائی۔ امسٹرڈم ٹیلیگراف کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ گو نارسے کے ارد گرد سخت لڑائی ہو رہی ہے تاہم مقامات میں جرمنوں نے نہ صرف کچھ ترقی ہی نہیں کی بلکہ برلن کی سرکاری اطلاع کے بیان کے بموجب جرمن تسلیم کرتے ہیں کہ روسیوں نے پے در پے حملے کئے اس میں مذکور ہے کہ نیمن کے شمال کی طرف حالت غیر متغیر ہے ۔

روسی۔ آسٹریا اور جرمنی کی جارحانہ کارروائی کو ناکام کر رہے ہوئے ہیں ایک روسی سرکاری اطلاع مورخہ ۲۸ جولائی مظہر ہے کہ صوبجات بالٹک میں مٹاؤ کے مغرب اور جنوب میں بیرونی چوکیوں کی کارروائیاں روسیوں کے مفید مطلب انجام پائیں اور دشمن جو پونیوٹز کی طرف سے آگے بڑھ رہا تھا۔ روک دیا گیا ۔

اخبار ڈیلی نیوز کو پٹروگراڈ سے جو خبر موصول ہوئی ہے اس سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۵ - اگست ۱۹۱۵ء

مسیحیت کا حملہ
اور
اس کا اندفاع

گذشتہ پرچہ میں ہم ناظرین کرام کو بتا چکے ہیں کہ عیسائی صاحبان اپنی متفقہ کوشش سے مسلمانان ہند کو عیسائیت کی دعوت دینے کی تیاری کر رہے ہیں کیونکہ ان کی نظر میں [illegible] مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کی تلاش میں [illegible] اور شک و شبہ کے جال میں گرفتار ہیں۔ عیسائی [illegible] اگر حرف بحرف صحیح ماننے میں کسی کو تامل ہو تو اس کے ماننے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمان اپنے مذہب سے بیگانہ اور ناواقف ہونے کی وجہ سے واقعی اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ عیسائی صاحبان کی کوشش سے اپنی جگہ سے نہ ہل سکیں لیکن اسلام جو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک مذہب ہے۔ وہ چونکہ ہر ایک قسم کی کمزوری اور نقص سے پاک اور راستی اور صداقت کی مضبوط چٹان پر قائم ہے اس لئے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسلام کی اس برتری اور فوقیت کا ثبوت دینے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو ہر صدی میں مبعوث فرماتا رہا ہے۔ جنہوں نے اسلام کی منور کرنوں سے ظلمات کے سیاہ بادلوں کو پھاڑ دیا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں چونکہ عیسائیوں کی ان تمام کوششوں اور ارادوں کا ظہور ہونا تھا۔ جو وہ اسلام کے خلاف کر سکتے تھے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں جس انسان کو مبعوث فرمایا۔ اس کا سب سے بڑا کام ہی یہی رکھا کہ کسر الصلیب یعنی صلیبی عقائد کی دلائل قویہ سے تردید کرنا۔ ہر ایک وہ شخص جو اس زمانہ میں عیسائی صاحبان کی تبلیغی کوششوں اور ارادوں سے تھوڑی سی بھی واقفیت رکھتا ہے آسانی سے اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ آج سے پیشتر کبھی ایسی کوششیں ان کی طرف سے ظہور میں نہیں آئیں۔ اور یہ بھی صاف بات ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی مذہبی حالت کامل تنزل اور پورے انحطاط کو پہنچ چکی ہے۔ پس اس سے بڑھ کر اور کونسا زمانہ ہو سکتا تھا جس میں کسی ایسے مصلح اور مامور کی ضرورت ہو سکتی ہے جو عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت کو عیاں کرے اور جہالت اور بے دینی میں بڑھتے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح کے کام کو اپنے ہاتھ میں لے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی تائید اور نصرت کے لئے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر رسول عربی کے ذریعہ سے اس عظیم الشان انسان کی خبر صفحہ دنیا پر پہنچا دی تھی۔ جس نے اس تیرھویں زمانہ میں آکر اس کام کو سرانجام دینا تھا۔ جو عیسائی صاحبان کی انتہائی کوششوں کا نتیجہ تھا اس لئے اس کا درجہ بھی دین اسلام کی تجدید کے لئے آنیوالے سب انسانوں سے بلند اور برتر رکھا گیا۔ یعنی اس کی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آمد ثانی قرار دیا گیا چنانچہ وہ خدا کا برگزیدہ اور بروز محمد آیا۔ اور اس نے آکر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے علاوہ آسمانی اور زمینی نشانوں سے ثابت کر دیا کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کے ذریعہ خدا نے اپنی جلال اور شان و شوکت کا ثبوت دیا۔ اور اس کی تائید میں دنیا کی سب چیزوں کو اسی کے کام میں لگا دیا۔ ہر ایک چیز اس کے لئے مطیع اور نفع رساں ہو گئی۔ خدا کی سنت کے مطابق اس کی مخالفت کرنیوالے بھی اٹھے۔ لیکن کسی کی دشمنی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ اور کسی کی عداوت نے اسے کچھ نقصان نہ پہنچایا بلکہ ہر بات اور ہر واقعہ اس کی صداقت کے ثابت کرنیوالا ہی ثابت ہوا۔ اور چونکہ اس کی صداقت اسلام کی صداقت اور اس کا غلبہ اسلام کا غلبہ تھا اس لئے مخالفان اسلام کو اس کے سامنے دم مارنے کی ہمت نہ پڑی انہوں نے گو ضد اور عداوت کی وجہ سے زبان سے تو اقرار نہ کیا مگر دل سے مان گئے کہ ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس جری اللہ فی حلل الانبیاء نے ان تمام عقائد فاسدہ کو اسلام سے دور کر دیا جو غلطی یا نادانی کی وجہ سے داخل کئے گئے تھے۔ اور اس اسلام کا چہرہ لوگوں کو دکھا دیا۔ جو عرب کا امی (فداہ ابی و امی) لیکر آیا تھا۔ اور اپنے متبعین کی ایک جماعت بنا کر اس کا نام احمدی جماعت قرار دیا۔ پس اے احمدی جماعت تو وہ جماعت ہے۔ جس نے اس زمانہ میں جبکہ اسلام کو ایک مردہ مذہب سمجھ لیا گیا تھا۔ دم عیسیٰ سے روحانی زندگی حاصل کی ہے اور اس بات کے شاہد ہونے کے ہر ایک فرد کا فرض ہے کہ وہ اپنے عمل سے اس بات کی تصدیق کرے کہ اسلام کی تعلیم کے مقابلہ میں اور کسی مذہب کی تعلیم نہیں ٹھہر سکتی نہ عیسائیت کی طاقت ہے کہ اسلام کا مقابلہ کرے نہ آریہ مذہب کی ہمت ہے کہ میدان میں نکلے اور نہ ہندو اور یہودی مذہب میں ہی سکت ہے کہ مقابلہ کر سکے۔ کیونکہ اگر تمہاری موجودگی میں اور پھر تمہیں اس بات کی اطلاع ہوتے ہوئے کہ عیسائی مشنری مسلمانوں کو اپنے میں داخل کرنے کی کوشش کرنے لگے ہیں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ تو یاد رکھو کہ خدا کے حضور تم اس بات کے ضرور جوابدہ ہو گے کہ کیوں تم نے اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں سستی سے کام لیا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ تمہارے پیدا کرنے کی غرض ہی یہی ہے کہ تم لوگوں کے لئے ہدایت اور رشد کا موجب ہو۔ یعنی تمہیں نہ صرف اپنی جان کی بھلائی کی فکر ہو۔ بلکہ اوروں کا بھی خیال ہو۔ اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ تمہیں جو دلائل اور براہین کے مضبوط ہتھیار دئے گئے ہیں۔ وہ ایسے مضبوط اور قوی ہیں۔ جن کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکتا۔ اور کیا تم نہیں سمجھتے کہ دیگر مذاہب کا مقابلہ کرنے کے لئے جو سامان تمہارے پاس ہے وہ اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ جب تم یہ سب کچھ جانتے ہو تو بتلاؤ کہ اگر تم نے ایسے لوگوں کو جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے۔ اور مسلمانوں کے گھر ہی پرورش پاتے رہے۔ بے توجہی کی وجہ سے عیسائی مشنریوں کے ہاتھ میں جانے دیا تو کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہو گا تم اپنے فرائض کو سمجھو۔ اور ہر ایک مخالف کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان کتب کا مطالعہ کرو جن میں اسلام کی صداقت اور دیگر مذاہب کا بطلان کیا گیا ہے۔ اور خاص کر ان کتابوں کو تو ضرور پڑھو جنہیں عیسائیت کے متعلق لکھا گیا ہے اور جہاں کسی عیسائی مشنری کی گرفت میں آئے ہوئے کسی مسلمان کو دیکھو فوراً اس کی مدد کر کے رہائی دلاؤ۔ اور جس اہتمام اور کوشش سے عیسائیوں کا مشن کام کرنیوالا ہے اس سے بڑھ کر تم اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ اگر تم اس کام کو شروع کرو گے تو کامیابی تمہاری ہی قسمت میں لکھی ہے ۞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدیؑ

(فرمودہ ۳۰ جولائی ۱۹۱۵ء)

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما۔ فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

۴-۶۴-۶۸

بدی اور گناہ کے مرتکب دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو ایسے ہوتے ہیں جو بدی کو بدی سمجھتے ہی نہیں۔ اور ایک وہ جماعت ہوتی ہے جو بدی کو بدی سمجھ کر اسکی مرتکب ہوتی ہے۔ بدی کو بدی نہ سمجھنے والے لوگ تو غیر مذاہب والے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے سچے اور آسمانی مذہب میں گناہ اور بدیاں ہیں۔ لیکن انکے مذاہب میں جائز اور روا ہیں۔ مثلاً مسیحی صاحبان شراب پیتے ہیں اور یہ ان کے مذہب میں جائز ہے۔ حتیٰ کہ انکی بعض عبادتوں میں اسکے پینے کا حکم ہے اسلئے یہ جب شراب کا استعمال کرینگے تو برا سمجھکر نہیں کرینگے بلکہ جائز اور مذہبی حکم سمجھ کر کرینگے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان اسکا استعمال کریگا تو بدی سمجھ کر کریگا۔ اسی طرح اور بعض ایسے گناہ ہیں۔ جو ہر ایک مذہب میں گناہ ہیں مگر بعض کو انکا علم نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں وہ اس کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بہت سی بدیاں مسلمانوں میں رائج ہیں مگر جہالت کی وجہ سے جائز اور کار ثواب سمجھتے ہیں مثلاً گیارھویں دینا۔ نیاز اور پیر کا بکرا چڑھانا۔ ان باتوں کو وہ پسندیدہ سمجھتے ہیں۔ تو ایک بدیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ انکو بدی سمجھ کر ارتکاب نہیں کیا جاتا۔ اس قسم کی بدیاں بھی ضرور ضرر رساں ہیں۔ مگر ایک حد تک۔ تو بل حیثیت اپنی بھی ہیں بلحاظ اسکے کہ یہ بدیاں ہیں۔ نقصان ضرور پہنچائینگی اور بلحاظ اسکے کہ وہ جسم اور روح کے لئے مضر ہیں نقصان دہ ہیں۔ انسان کے لئے ضرور تکلیف دہ ثابت ہونگی لیکن ان کا مجرم ہونا ہے وہ خدا کے حضور میں ایسا نہیں کہ قابل معافی ہے کیونکہ اس بات کی انکو سزا نہیں ملیگی کہ تم نے خدا کے حکم کو جان بوجھکر کیوں توڑا۔ دو انسان [illegible] دکھ دیا ہے۔ جس نے کسی بدی کو جان بوجھکر نہ کیا کیونکہ اگر کوئی زہر کھا لے خواہ جان بوجھکر نہ کھایا ہے لیکن اگر وہ بچ جائے تو گورنمنٹ اسکو اسلئے سزا نہیں دیگی کہ وہ خودکشی کے فعل کا مرتکب ہوا ہے کیونکہ اس نے جان کر ایسا نہیں کیا۔ پس خودکشی جو دنیاوی اور الٰہی دونوں قانونوں کی رو سے جرم ہے اگر غلطی سے زہر کھانے کے نتیجہ میں ہو اور اگر ایسا شخص آخر میں بچ جائے گا تو دنیاوی حکومت اسے سزا نہ دیگی۔ اور اگر وہ مر جائے گا تو الٰہی حکومت اسے مجرم نہ سمجھے گی لیکن اگر کوئی جان بوجھکر خودکشی کا ارتکاب کریگا اور بچ جائے گا تو یہ حکومت اسے سزا دے گی اور اگر مر جائے گا۔ تو اگلی حکومت اسے مجرم ٹھہرائیگی۔ گویا ایک سزا بغاوت کی سزا ہوتی ہے اور ایک فعل کے نتیجہ میں۔ یہ غلطی ہے اسلئے کہ اس نے جان بوجھکر نہیں کیا اسے نقصان نہیں ہوگا۔ مگر اسلئے کہ جو اسنے غلطی کی ہے۔ اسکا خمیازہ اٹھائے۔ اسے تکلیف ہوگی اور غلطی کی وجہ سے چونکہ اسکے دل پر زنگ لگ گیا ہے اسلئے ضروری ہے کہ علاج کیا جائے یہ ایک قسم گناہوں اور گناہ کرنے والوں کی ہے۔ دوسری قسم کے گناہ کرنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ جو جان بوجھکر بدی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) وہ جو گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں اور جب ان سے اسکے متعلق پوچھا جائے۔ تو اقرار کر لیتے ہیں کہ واقعی ہم اس بدی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر مجبور ہیں کمزوریوں کی وجہ سے اس فعل بد سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔

(۲) وہ جو بدی کو بدی سمجھکر کرتے ہیں اور پھر اس بدی کو نیکی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس پر اصرار اور ضد کرکے اپنی خجالت اور شرمندگی کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ پہلی قسم کے لوگوں سے زیادہ ضرر رساں ہوتے ہیں کیونکہ پہلی قسم کے لوگ صرف اپنے نفس کے لئے ہلاکت اور تباہی کا ہی باعث نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بھی ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے "من نکردم شما حذر بکنید"۔ مجھے میں نے تو اپنی جان کو تباہ کر لیا ہے اور کوئی احتیاط نہیں کی۔ مگر تم میری حالت کو دیکھکر اپنا بچاؤ کر لو۔ تو ایسے لوگ گو اپنے نفس کو تباہ کر لیتے ہیں۔ مگر دوسروں کے لئے عبرت اور نصیحت کا موجب بنجاتے ہیں لیکن وہ جو بدی کو بدی سمجھکر کرتے ہیں اور پھر اس پر اصرار کرتے ہیں کہ ہم نے یہ بدی نہیں کی بلکہ نیکی کی ہے۔ ایسے لوگ خدا کے حضور بڑی پکڑ کے قابل ہوتے ہیں کیونکہ نہ صرف اپنے آپکو ہلاک کرتے ہیں بلکہ اوروں کو بھی اپنے ساتھ شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں اور ان کی ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔

یہ جو میں نے آیتیں پڑھی ہیں۔ ان میں سے ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے جو بدی کو بدی سمجھ کر کرتے ہیں اور پھر اس پر پچھتاتے نہیں بلکہ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ ہم نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا ہے۔ اگر ہم نے ایک ایسی بات نہیں مانی تو رسول کا اپنا خیال تھا تو کیا ہوا کوئی خدا کا حکم تو نہیں تھا جس کا ہم نے انکار کیا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ ہم نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اسکی اطاعت کی جائے۔

ایک احکام ایسے ہوتے ہیں جو قانون کے رنگ میں ہوتے ہیں جنہیں حکومت نافذ کرتی ہے اور چھاپ کر شائع کر دیتی ہے انکی پابندی کرنی سب کو اور انکو توڑنے سے دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن ایک احکام ذمہ وار احکام کی طرف سے ہوتے ہیں مثلاً ضرورت کے وقت ڈپٹی کمشنر کی طرف سے یا لفٹننٹ گورنر کی طرف سے جاری ہوتے ہیں۔ جو کوئی انکا انکار کرتا ہے وہ بھی سزا پاتا ہے۔ کیونکہ یہ حاکم مقرر ہی اس لئے کئے جاتے ہیں کہ اپنے احکام جاری کریں۔ چونکہ حکومت نے انکے فیصلہ کو اپنا فیصلہ اور ان کے حکم کو اپنا حکم اور انکی اتباع کو اپنی اتباع قرار دیا ہے اسلئے ان کے حکم بھی ہر ایک کے لئے قابل قبول ہوتے ہیں۔ اور جو انکی تابعداری نہیں کرتا

دوسرا پاتا ہے۔ خداتعالیٰ نے فرمایا کہ جب رسولوں کے بھیجنے کی غرض بھی یہی ہے۔ دریہ ایک عام قاعدہ ہے کہ ہم نے کوئی رسول بھیجا ہی نہیں۔ مگر اسلئے کہ اسکی اطاعت کیجائے تو پھر جو بھی وہ حکم دے اسے ماننا ہوگا۔ اور یہ مت خیال کرو یہ بندہ کی اطاعت ہے بلکہ یہی سمجھو کہ خدا کی اطاعت ہے کیونکہ اس بندہ کی اطاعت خدا کے حکم کے ماتحت ہے پس ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤك فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللّٰه توابًا رحیمًا۔ اگر انہوں نے غلطی کی تھی تو انہیں چاہئے تھا کہ بجائے اسکے کہ انکار کرتے تیرے پاس آتے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور تجھ سے بھی کہتے کہ اے رسول ہمارے لئے استغفار کر کیونکہ وہ حکم جس کا انہوں نے انکار کیا تھا وہ بھی تیرے ہی واسطے سے دیا گیا تھا۔

اس آیت کے سیاق سے بھی اور خود اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے کہ یہ حکم رسول کا حکم تھا کیونکہ جو خداتعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام کے احکام جاری ہوتے ہیں ان کے توڑنے والے کو بطور خود استغفار کافی ہوتا ہے رسول کے ذریعہ سے معافی مانگنے کی ایک شرط بتاتی ہے۔ کہ یہ حکم دراصل رسول کا حکم تھا اسلئے براہ راست معافی کی بجائے رسول کی زندگی میں رسول کے ذریعہ معافی مانگنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو اللہ بڑا بخشش کرنے والا اور رحیم ہے انہیں ضرور معاف کر دیتا۔ مگر انہوں نے ایسا کرنے کی بجائے لگے یہ کہدیا۔ کہ ہم خدا کی طرف سے جو حکم آتے ہیں۔ انکو مانتے ہیں۔ رسول کے اپنے حکموں کو ماننے کی ہمیں ضرورت نہیں اسلئے نہیں مانتے فرمایا فلا و ربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینہم۔ تیرے رب کی قسم یہ انکا غلط خیال ہے یہ اسوقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ جس بات میں اختلاف ہو جائے اس میں تجھ سے فیصلہ نہ کرائیں یعنی کوئی ایسی بات جس کے متعلق خداتعالیٰ کا صریح حکم نہ پایا جاتا ہو۔ اسمیں اگر اختلاف ہو جائے تو انہیں چاہئے کہ تجھ سے فیصلہ کرائیں۔ اور اگر وہ ایسی باتوں میں تجھے حَکم نہیں قرار دیتے۔ وہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔ اور پھر تجھے حَکم ہی قرار نہ دیں

یعنی طوعًا و کرہًا تیرے فیصلہ کو قبول کریں بلکہ ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا۔ اپنے دلوں میں اس فیصلہ کے متعلق ذرا بھی کسی قسم کی تنگی محسوس کریں یعنی انہیں نبی کے فیصلہ پر شرح صدر ہو جاوے اور پورے طور پر نبی کی اطاعت کریں۔ یہ حکم ہے رسولوں کی اطاعت کے متعلق جب تک کسی میں ایسی اطاعت نہ پائی جاتی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیرے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں ہے چونکہ رسول کے حکم کا انکار تھا اسلئے خداتعالیٰ نے رسول کے رب کی قسم کھائی ہے یعنی اپنی نسبت رسول کی طرف دی ہے اور پہلے بھی فرمایا ہے کہ رسول کی وساطت سے اگر وہ گناہ معاف کرواتے تو معاف ہو سکتے تھے اور یہ اسلئے کہ رسول کے حکموں کا توڑنا کوئی معمولی بات نہیں۔ پس یہ سوال بہت گندہ سوال ہے کہ رسول کا یہ حکم الہام ہے۔ یا اسکا اپنا ہے یہی سوال کر کے ایک جماعت تباہ ہو چکی ہے اور وہ چکڑالوی جماعت ہے اور اس سے پہلے متفرق طور پر اور لوگ بھی ہوئے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ سوال ہماری جماعت میں بھی پایا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے فلاں بات الہام سے کہی ہے یا یونہی کہی۔ ابھی پرسوں کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نے لکھا ہے کہ ایک احمدی غیر احمدی کو لڑکی دینے لگا تھا میں نے اسکو منع کیا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود کا حکم ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی نہیں دینی چاہئے تو اسنے کہا کہ حضرت صاحب نے یہ حکم الہام سے دیا ہے یا خود دیدیا ہے۔ اگر الہام سے ہے تب تو اسکا ماننا ضروری ہے اور اگر نہیں تو اسکے خلاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن وہ نادان نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا و ربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا۔ اگر کوئی کہے کہ یہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اور خاص آپ ہی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ یہ مرض اسوقت بھی بعض لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے کہ وہ عام اصول کو خاص کر دیتے ہیں اور خاص کو عام چنانچہ بعض لوگ لو تقوّل والی آیت کو خاص کرتے ہیں۔ اور بعض نادان بعض خاص باتوں کو عام کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف یہ استدلال

کیا ہے کہ چونکہ یحیٰی کے لئے آیا ہے لم نجعل له من قبل سمیًا یعنی نبی وہ ہوتا ہے جس کا نام ایسا نام ہے کہ اس سے پہلے کسی کا وہ نام نہ ہو اور چونکہ یہ بات حضرت مسیح موعود میں نہیں پائی جاتی۔ اسلئے وہ نبی نہیں۔ حالانکہ انبیاء کی جو خصوصیات ہوتی ہیں ان کا پتہ الفاظ سے ہی لگ جاتا ہے۔ یہ عام نشان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کا ہر ایک نبی کی صداقت سے تعلق ہوتا ہے مثلاً خداتعالیٰ نے منافقین آنحضرت صلعم کو فرماتا ہے کہ ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین فما منکم من احد عنه حاجزین۔ کہ اگر یہ جھوٹا دعوے کرتا تو ہم اسے پکڑ کر ہلاک کر دیتے اور اسکی رگ جان کاٹ دیتے اسکے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اور کسی کے لئے نہیں تو پھر نبوت کا دعوے کرنا ہر ایک کے لئے آسان کام ہو جاتا ہے مثلاً کوئی کہے کہ میرے چہرہ پر چونکہ یہ داغ ہے اسلئے میں نبی ہوں اسے کہا جائے کہ یہ کسطرح نبی ہونے کی نشانی ہے تو وہ کہے کہ یہ نشانی خاص میری صداقت کے لئے ہے اگر میں نبی نہ ہوتا تو یہ نشان ہرگز نہ ہوتا یہ قضیہ شخصیہ ہے۔ اسلئے اس نشان کا میرے چہرہ پر ہونا میری نبوت کی صداقت ہے۔

پس اس طرح تو کوئی کذاب بھی جھوٹا نہیں ثابت ہو سکتا پس یہ جہالت اور نادانی کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ انبیاء کے متعلق کسی خاص قاعدہ کو عام کیا جائے اور عام کو خاص۔

پس ممکن ہے کہ حتی یحکموك میں بھی کوئی کہدے کہ یہ رسول اللہ کے احکام کے ماننے کے متعلق ہے اول تو اسکا خاص کرنا ہی نادانی ہے دوسرے اسکے عام ہونے کے متعلق قرینہ بھی موجود ہے چنانچہ پہلے خداتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰه۔ یہ ایک عام قاعدہ خداتعالیٰ نے بتایا ہے کہ کوئی بھی نبی نہیں بھیجا گیا مگر اسلئے کہ اسکی اطاعت کی جائے اور اسپر یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ فلا و ربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینہم ثم لا یجدون فی انفسہم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا۔ پس یہ قضیہ شخصیہ نہیں ہو سکتا کیونکہ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک رسول جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ اپنی قوم کا مطاع ہوتا ہے۔

اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے

فلاں بات الہام سے کہی ہے یا خود بخود اپنے سوچنا چاہئیے کہ قرآن شریف تو اولوالامر کے حکم کو ماننے کی بھی تاکید کرتا ہے۔ تو کیا وہ ان کے حکموں کو اس لئے مانتا ہے۔ کہ انہیں الہام ہوتا ہے نہیں۔ کیا انگریزوں کا حکم اس لئے مانتا ہے کہ وہ الہام سے ہے نہ ماننے کی مخالفت کر کے دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے پس اس سے سمجھ لینا چاہئیے کہ ہر ایک حکم کے لئے الہام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ تو خلفاء کے منکرین کی نسبت فرماتا ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون۔ کہ جو ان کی اطاعت نہیں کرتا وہ فاسق ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو امیر کی اطاعت کرتا ہے وہ میری اطاعت کرتا ہے اور جو امیر کی نہیں کرتا وہ میری بھی نہیں کرتا۔ پھر بیوی خاوند کا حکم مانتی ہے اور بیوی پر خاوند بغیر الہام کے حکومت کر سکتا ہے پھر رعیت پر حکام بغیر الہام کے حکومت کر سکتے ہیں۔ مگر (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کے انبیاء کی ہی ایسی گندی سنت ہوتی ہے کہ وہ جو بھی حکم دیں۔ اس کے متعلق پوچھا جائے کہ الہام سے دیتے ہو۔ یا اپنی رائے سے اگر وہ الہام سے کہیں تو ماننا ضروری ہے اور اگر خود کہیں تو ماننے کی ضرورت نہیں۔ بعض نادان اسکی تائید میں بریرہ والی حدیث پیش کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی حکم حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ وغیرہ جلیل القدر صحابہ کو بھی دیا تھا یا نہیں؟ اگر دیا تھا تو انکی بھی کوئی ایسی مثال پیش کرو کہ جب انہیں کوئی حکم دیا گیا ہو تو آپ سے انہوں نے کہا ہو کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ الہام کے ذریعہ ہمیں یہ حکم دیتے ہیں یا خود فرماتے ہیں۔ طلحہ زبیر سعد سعید وغیرہ یہ لوگ جو بڑے بڑے درجے رکھنے والے تھے اور جن کے متعلق خدا تعالیٰ کے فعل نے بھی شہادت دیدی کبھی اس طرح کہا ہو کبھی کوئی انکی نسبت ایسا نہیں ثابت کر سکتا۔ اس بات کی تائید میں اگر پیش کیا جاتا ہے تو ایک لونڈی عورت کو جس کی نسبت یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے کتنی مستفید ہوئی اسکا ایمان کیسا تھا وہ کیسے اخلاص والی تھی۔ یہ تو ایک ایسی عورت کی شہادت ہے لیکن اگر رسول اللہ کے کسی حکم

کے خلاف سارے صحابہ بھی اسی طرح کرتے تو ہم سارے صحابہ کو غلطی پر یقین کرتے لیکن جب سارے صحابہ کے اس قسم کے فعل کو ہم چھوڑنے کے لئے تیار ہیں تو بریرہ کا فعل کہاں تک حجت ہو سکتا ہے۔ پھر کہتے ہیں حضرت عمرؓ کو پوچھا گیا تھا کہ یہ کرتا آپ نے کہاں سے پہنا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ پوچھنے والا عثمانؓ علیؓ طلحہؓ زبیرؓ وغیرہ میں سے کوئی نہ تھا اور نہ انہوں نے اس طرح کہا۔ کہنے والا ایک بدوی تھا۔ جو معمولی صحابی بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر اسکا یہ کہنا کوئی نیکی اور عمدگی کا کام ہوتا تو ضرور صحابہ کرام میں سے بھی کوئی کہتا اور اسکے ثواب سے بہرہ اندوز ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسی طرح کوئی پیش کیوے کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گلے میں [illegible] ڈالکر کہا تھا کہ آپ مجھ کو آزادی دیں تب میں چھوڑونگا۔ یہ بڑی جرأت اور دلیری کا کام تھا۔ وہ تو منافق تھا۔ اسکا ایسا کرنا ایک بہت برا فعل ہے۔ نہ کہ قابل [illegible] تو اس قسم کی باتیں ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے ہی ظہور میں آتی ہیں۔ بریرہ ایک ناواقف عورت تھی اس نے اس طرح کہا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی نادانی پر ہنس دیا تو کیا ہوا کبھی کوئی کسی بڑے صحابی کو ایسے فعل کا مرتکب نہیں دکھا سکتا پھر خلفاء کے عمل سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہاں تو یہی دکھائی دیگا کہ کسی نے رسول اللہ کو کہا کہ آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا تو تلوار لئے کھڑے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں کہ حکم ہو تو گردن اڑا دیں ہم کبھی نہیں دیکھا جائے گا کہ انہوں نے کہا ہو کہ فلاں حکم کے متعلق آپکو الہام ہوا ہے یا نہیں۔ ایسا کہنے والے تمام وہی لوگ ہونگے جنکو آنحضرت صلعم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی یا منافقوں کی جماعت میں کا کوئی ہوگا اور بعد میں بدوی لوگ ہونگے۔ تو نبی کے حکم کے متعلق الہام کا سوال کرنا ایسے ہی لوگوں کا کام ہے جن کو دین کی واقفیت نہیں یا جن کے ایمان مضبوط نہیں اگر رسول کے ہر ایک حکم کی اطاعت کرنا ضروری نہیں تو خدا تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ اگر رسول کے اس حکم کو ماننا تھا جو خدا کی طرف سے وحی کے ذریعہ آئے تو یوں کہنا چاہئیے تھا کہ ہم جو حکم دیتے ہیں

اسلئے دیتے ہیں کہ لوگ اسکو مانیں۔ رسول کی اطاعت پہ زور دینا ثابت کرتا ہے کہ یہ اطاعت اس اطاعت کے علاوہ ہے۔ جو رسولوں کے الہامات میں ہوتی ہے یہاں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اس سے رسول کے احکام کی اطاعت کرنا مراد ہے۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو اس سے بہت ہوشیار رہنا چاہئیے یہ ایک سخت گستاخی کا کلمہ ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئیے اور باتیں جانے دو۔ تم لوگوں نے کم از کم یہ تو بیعت میں اقرار کیا ہوا ہے۔ کہ امر بالمعروف کی اطاعت کرینگے اب دو ہی باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح موعود کا ہر ایک حکم معروف ہے۔ دوسرے یہ کہ نہیں اگر نہیں تو ماننا پڑیگا کہ خدا نے مسیح موعود کو ایسا بھیجا ہے جس کو امر بالمعروف کا بھی پتہ نہیں۔ اور اگر اسکے احکام امر بالمعروف ہیں تو انکی تعمیل کرو تم نے بیعت کرتے وقت یہ شرط نہیں کی تھی کہ ہم آپکی صرف وہ بات مانینگے جو آپ الہام سے کہینگے اور یہ ناممکن ہے کہ نبی امر بالمعروف کے خلاف کوئی بات کہے۔ یہ جو شرط ہے کہ ہم امر معروف میں اطاعت کرینگے صرف خدا کے ادب کے لئے ہے۔ جیسا کہ حضرت شعیب نے کفار سے کہا ہے وما یکون لنا ان نعود فیھا الا ان یشاء اللہ ربنا۔ کہ میں تمہارے مذہب کو قبول نہیں کر سکتا مگر جو اللہ چاہے (حالانکہ نبی کے لئے غیر ممکن ہے کہ وہ کفار کا مذہب اختیار کرے) تو یہ شرط خدا تعالیٰ کی شان اور جبروت کے لئے رکھی جاتی ہے۔ ورنہ نبی کوئی بات امر معروف کے خلاف نہیں کہتا۔ پس وہ شخص جو کہتا ہے کہ فلاں بات مسیح موعود نے الہام سے کہی ہے یا نہیں اسے یاد رکھنا چاہئیے کہ ایسا سوال اٹھانے پر خلا [illegible] کا فتویٰ صادر ہوگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود حکم ہوگا یعنی مختلف فیہا مسائل میں فیصلے دیگا اور عدل ہوگا یعنی جو فیصلہ دیگا وہ عدل اور انصاف سے دیگا۔ کیا اگر مسیح موعود کے وہ فیصلے جو الہام کے سوا آپ نے کئے ہیں ماننے ضروری نہیں ہیں اور انکا ماننا ضروری ہے۔ جو الہام سے ہوں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہا خدا تعالیٰ نے۔

کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ وہ عدل کے فیصلے کیا کریگا تو کیا نعوذ باللہ خدا مسیح موعود سے پہلے ظلم کے فیصلے کیا کرتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود خود ایسے فیصلے کیا کریگا جن پر بحث کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی کیونکہ وہ حکم اور عدل ہوگا۔ اسلئے اسکا ہر ایک فیصلہ عدل اور راستی کے مطابق ہوگا۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود حکماً عدلاً ہوگا پھر تم نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم آپکی معروف میں اطاعت کرینگے تو اگر تم اسکے خلاف کروگے۔ تو سمجھ لو کسقدر گناہ کے مرتکب ہوگے یہ کوئی چھوٹا سا معاملہ نہیں قرآن کا فیصلہ ہے کہ وہ انسان مومن ہی نہیں۔

پس کیسا افسوس ہے اس انسان پر جو کرے تو بدی لیکن اپنے نفس کے لئے اسے نیکی ظاہر کرے اسکے بجائے تو یہ بہتر ہے۔ وہ کہے کہ مسیح موعود کا یہ حکم تو قابل عمل ہے لیکن میرے اندر کمزوری ہے اسلئے میں اسکی پابندی نہیں کرسکتا اگر ایسا نہیں کہتا۔ تو اسکی وجہ سے جتنے لوگ اس فعل کے مرتکب ہونگے ان کے گناہ کا بوجھ ان کے سر پر ہوگا خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو سمجھ دے۔ کہ وہ رسول کے سب حکموں کو مانیں۔ یہ سوال ہمیشہ انہی لوگوں کی طرف سے کیا گیا ہے۔ جن کی فطریں گندی ہوتی ہیں۔ خلفاء میں سے کسی نے کہا ہے نہ صحابہ کبار میں سے۔ نہ مجددین اور اولیائے کرام میں سے کسی نے کہا ہے۔ اگر یہ سوال اٹھا ہے تو عبداللہ چکڑالوی اور اسکی فطرت کے لوگوں کی طرف سے اٹھا ہے مگر اسکی جو کچھ حالت ہے وہ جاننے والے خوب جانتے ہیں خلیفۃ المسیح اول نے کبھی مسیح موعود سے اس طرح نہیں کہا وہ لوگ جنہوں نے حضرت مولوی صاحب کو دیکھا ہے۔ جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی خشیت تقویٰ اور پرہیزگاری کس قدر آپ میں تھی۔ لیکن باوجود اسکے آپ ایکدفعہ سفر کو گئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپکو فرمایا کہ فلاں شہر میں نہ جانا۔ لیکن بعض حالات ایسے پیش آئے کہ آپنے اس حکم کی تاویل کی کہ سخت ضرورت کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے پس آپ کسی مجبوری کی وجہ سے چلے گئے۔ جب واپس آئے تو سخت بیمار ہوگئے احباب علاج کرنے لگے تو فرمایا کہ یہ جو کچھ ہے مجھے معلوم ہے حضرت صاحب کے حکم کے خلاف کرنے کی سزا ہے حضرت سے دعا کرائی جائے چنانچہ دعا کرائی گئی اور خدا تعالےٰ نے شفا دیدی تو مسیح موعود کا حکم الہام کے ذریعہ تھا مگر خدا تعالےٰ نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ نبی کے حکم کی ذرا بھی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئیے جھٹ مواخذہ کیا۔ اور اس فوری گرفت کا سبب یہی حضرت مولوی کے تقویٰ و خشیت کا مقام تھا۔ تاکہ آپ فوراً اصلاح فرمالیں اور حسنات الابرار اور سیئات المقربین پر [illegible] قول ہے۔ فرض مولوی صاحب نے کبھی یہ نہیں کہا کہ کیا آپکو خدا نے یہ حکم وحی کے ذریعہ بتایا ہے اور نہ مولوی عبدالکریمؓ نے کہا پس یہ کہنے والا دیکھے کہ اسکی روحانیت اسی درجہ کی ہے جیسے نورالدینؓ کی تھی یا نہیں اگر نہیں تو سمجھ لے کہ اسے نفس نے دھوکہ دیا ہے۔

خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو نبی کے تمام حکم سمجھنے کی توفیق دے ایسے آدمی جو اس قسم کے خیالات رکھتے ہیں کبھی ایمانی اور روحانی ترقی نہیں کرسکتے بلکہ تباہ ہو جاتے ہیں پس تم ایسے عقیدہ سے بچو جو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھاجاتا ہے اور انسان بودا ہو کر تباہ ہو جاتا ہے +

ہدایۃ المہتدی الی ___

مصنفہ حضرت مولانا سید محمد عبدالواحد صاحب ...

ایک عمدہ رسالہ ہے کسی غیر احمدی کے سوالات کی بنا پر محض مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ ۱۰۰ صفحہ کا رسالہ ہے مگر تمام وہ سلسلہ کی اکثر ضروری باتوں پر مشتمل ہے ابتدائی حالت میں ناواقفوں کے لئے موجب واقفیت ہے اور مخالفوں کے لئے دندان شکن جوابات ہیں۔ اکثر دلائل کتب مسلمہ سے مخالفین کے لائے گئے ہیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس رسالہ کو پسند فرمایا ہے۔ مشرقی بنگال مونگیر حیدر آباد وغیرہ میں شائع ہوا ہے۔ جن و تبع [illegible] سے تعلق رکھتا ہے طبع بھی عمدہ ہوا ہے۔ خوشخط عمدہ کاغذ ہے۔ قیمت ۴ر علاوہ محصولڈاک ہے جو صاحب چاہیں منگاکر دیکھ سکتے ہیں۔

المشتہر

خاکسار سید سعید احمد احمدی از مولوی

پاڑہ مقام برہمن بڑیہ ضلع تپرہ ملک بنگال

نایاب آنکھوں کا انجن اور جناب چوہدری فتح محمد صاحب مقیم لنڈن

نایاب انجن تمام امراض چشم کو دور کرنے میں ... [illegible]

[illegible]

مقوی تریاق [illegible]

الفضل

ایک نذیر دنیا میں آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۳ | مورخہ ۸ اگست ۱۹۱۵ء | یکشنبہ | مطابق ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲۰

مدینۃ المسیح علیہ السلام

یہ احباب قادیان میں اعتکاف بیٹھے ہیں۔ مسجد مبارک میں وزیر خان صاحب۔ اور مسجد اقصیٰ میں میاں محمد حسن صاحب [illegible] مسجد نور میں ماسٹر حسین خان صاحب و عبد الرحمن صاحب نو مسلم طالب علم ۔

ڈاک کسی عرصہ سے قادیان میں دیر سے آتی ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ پوسٹ ماسٹر صاحب اس کا کافی طور پر انتظام فرما دینگے ۔

اس ہفتہ میں غیر معمولی طور پر بہت [illegible] تشریف لائے اور کل صبح کو تھوڑی دیر اچھی بارش ہوئی ۔

جناب مولوی عبد الحی صاحب [illegible] ہونے کی وجہ سے کسی قدر علیل رہے پھر اُن کا لیکچر اب خدا کے فضل سے رو بصحت ہیں ۔

اخبار احمدیہ

روپڑ ضلع انبالہ سے مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور و ماسٹر عبد الرحیم صاحب کامیابی کے ساتھ لیکچر دیکر واپس آگئے ہیں یہ وہی روپڑ ہے جہاں آج سے ایک سال پہلے مسلمان ہمارے واعظوں کی صورت دیکھنے سے بیزار تھے۔ لیکن اب ہمارے لیکچرار ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھی۔ خوشی سے پھولے نہ سمانے تھے۔ ہمارے واعظین کے جانے سے پہلے تو آریہ سماج نے چار گھنٹے کا وقت مباحثہ کے لئے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر بعد میں قطعی انکار کر گئے اور کہنے لگے کہ ہم ایک منٹ بھی دینے کے لئے تیار نہیں اس کا تمام شہر پر بہت اچھا اثر پڑا ۔

کوہ مری سے محمد جان صاحب اپنی اہلیہ کی اور گوجرانوالہ ضلع سیالکوٹ سے فیروز احمد صاحب اپنے چچا چودھری نظام الدین صاحب کی جو ایک بڑے مخلص احمدی تھے۔ فوتیدگی کی اطلاع دیتے ہیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں ۔

ہمیرپور سے مولوی عبد الصمد صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ ہفتہ میں دو روز پبلک لیکچر دیتا ہوں۔ اور باقی ایام میں معززین اور خواص اور غیر مذاہب والوں سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کرتا ہوں ۔

چھمڈ ضلع ہزارہ سے شیر زمان خان صاحب نائب تحصیلدار تحریر فرماتے ہیں۔ میں جب ۲۹ جولائی کو قادیان سے واپس گھر جا رہا تھا تو راستہ میں کچھ خالصہ دوست مل گئے۔ ان کو تبلیغ کی گئی۔ نہایت خاموشی سے سنتے رہے۔ پاس ہی ایک غیر مبایع بیٹھے تھے۔ بجائے اس کے کہ کچھ تبلیغ کرتے۔ گیت گانا شروع کر دیا۔ آخر میں نے ان کو اصل واقعات بتلائے جس پر وہ کچھ خاموش ہو گئے ۔

مولوی ابو الہاشم صاحب ایم۔ اے نے ایک اشتہار بنگلہ زبان میں طبع کرا کر شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عطا فرما دے ۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بھیرہ سے مستری احمدالدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۳۱ جولائی کو گرمی کی شدت سے چار آدمی مر گئے ہیں اور [illegible] عمر رسیدہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی ساری زندگی میں کبھی اس قسم کی گرمی نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔

جالندھر سے [illegible] محمد اسحاق صاحب فاضل افغانی مولوی محمد [illegible] صاحب [illegible] حسب الارشاد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ [illegible] شروع کرنیوالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہو۔

میدان جنگ میں جو احمدی احباب گئے ہوئے ہیں وہ خاص [illegible] لئے درخواست کرتے ہیں احباب ضرور توجہ سے ان [illegible] کے لئے دعا فرماویں۔

میدان کارزار سے [illegible] دوست لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کا لفظ بلفظ پورا ہونا ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہ پیشگوئیاں میرے لئے ایمانی ترقی کا باعث ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا رحم فرماوے اور ہمارا مددگار ہو۔

انبالہ چھاؤنی سے عبدالعزیز صاحب حل مشکلات کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

فیلڈ سے برادرم حق نواز صاحب لکھتے ہیں کہ ہم تین احمدی بھائی اکٹھے ہیں۔ اور ہمیں نماز بھی ادا کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ کبھی کبھی تھوڑی محنت کے بعد ہم زیادہ آرام میں آجاتے ہیں اور آج کل ہم آرام میں ہیں ہماری انصاف پسند گورنمنٹ عالیہ نے ہمکو ہر طرح کی ضروریات مثلاً کپڑا خوراک وغیرہ سے اس طرح متمتع کیا ہوا ہے۔ کہ تعریف نہیں کی جاسکتی۔ ہم دل و جان سے خوش ہیں۔ محنت کے بعد جب آرام کی جگہ پر واپس آتے ہیں۔ تو ساری تکلیف بھول جاتے ہیں غسل کیلئے مکان الگ الگ ہر ایک آدمی کو ملا ہوا ہے اور ایک ایک مکان اتنا فراخ ہے۔ کہ اس میں اکٹھے ساٹھ آدمی غسل کر سکتے ہیں۔ نلکے لگے ہوئے ہیں۔ پانی گرم ہوتا ہے۔ صابن۔ تولیہ۔ کنگھہ۔ شیشہ مفت ملتے ہیں۔ اس طرح ہم تازہ دم ہو جاتے ہیں۔ نیز ہر وقت اپنے

شہنشاہ معظم کی فتح مندی کی اور اپنے باعزت واپس آنے کی دعائیں مانگتے ہیں۔ احمدی بھائی ہمارے لئے دعا فرماویں۔

ڈاکٹر محمدالدین صاحب اسسٹنٹ سرجن تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے مبلغ ایک سو روپیہ چوہدری فتح محمد صاحب کی خدمت میں بطور چندہ برائے تحفۂ آف اسلام (بزبان فرنچ) روانہ کر دیا ہے۔ جزاک اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے۔

اخویم عبدالرحیم صاحب کلرک بیس پوسٹ آفس بولوں (فرانس) سے۔ خوشخبری بھیجتے ہیں۔ کہ ایک مدت سے میری خط و کتابت ایک نومسلم جوان مسمی محمد سلیمان سے جن کا پہلا نام سی ایس سلیس ہے جاری تھی۔ چند دن ہوئے ان کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جو بجنسہ حاضر کرتا ہوں۔ اس خط میں اس نوجوان نے اپنے احمدی ہونے کا اظہار کیا اور ٹیچنگ آف اسلام کے فرانسیسی ترجمہ کے لئے کچھ چندہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

ہم اپنے مکرم بھائی کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انہیں تبلیغ حق کی اپنے فضل سے خاص توفیق عطا فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں

Prophecies that all men should know

کا فرانسیسی ترجمہ ایک بلجی دوست سے فرانسیسی میں کروایا تھا۔ بلکہ فلامش زبان میں بھی کروالیا ہے چوہدری فتح محمد صاحب کی خدمت میں فرانسیسی ترجمہ روانہ کیا گیا ہے۔ جنہوں نے کسی لیڈی سے اسے ٹھیک کرا کر تحریر فرمایا ہے۔ کہ پانچ سو کاپی پر چالیس شلنگ اور ایک ہزار کاپی پر پچاس شلنگ خرچ ہونگے۔ میں نے انہیں لکھ دیا ہے۔ کہ ایک ہزار کاپی چھپوائی جائے فلامش زبان کا ترجمہ ابھی میرے پاس ہے بلجی دوست کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت ہو رہی ہے خدا تعالیٰ نتیجہ خیز ثابت کرے۔

خبریں

وارسا کی حالت لندن [illegible] ڈیوک نے حکم دیا ہے کہ [illegible] وغیرہ تباہ کر دیئے جائیں۔ [illegible] کی وجہ سے لازمی ہوں وہ [illegible] باشندگان کے لئے جو اپنی مرضی سے شہر کو چھوڑ رہے ہیں خاص رستے مقرر کئے گئے ہیں۔

لندن ۳۔ اگست۔ پیرس کا ایک اعلان مظہر ہے کہ آرگون میں پیدل فوج کی ایک سخت [illegible] دو روز علی الصباح جرمنوں نے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ایک جوابی حملہ کر کے [illegible] پھر واپس لے لیا گیا۔ اس کے بعد جرمنوں نے جلانے والا ہوائی مادہ استعمال کر کے سیرہی تھرلیسی کے علاقہ کی خندقوں پر سخت حملہ کیا اور ایک میں قدم جما لئے۔ لیکن ایک جوابی حملہ کر کے ہم نے کھوئی ہوئی زمین کا بہت سا حصہ واپس لے لیا۔ واشگش کے فرنٹ پر ان پہاڑیوں میں ہم نے گذشتہ دنوں فتح کی تھیں لڑائیوں کے سلسلے کا نتیجہ ہوا کہ ہم نے کئی جرمن خندقیں چھین لیں اور ۵۰ قیدی گرفتار کئے۔

لندن۔ ۲۔ اگست۔ ایک جرمن لبوتک مظہر ہے کہ وارسا کے سامنے کی حالت غیر مبدل ہے اور کہ روسی ابھی تک جنرل میکنسن کی فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

لندن ۲۔ اگست۔ پیٹروگریڈ۔ ایک اعلان مظہر ہے کہ کورلینڈ سے شہر چولم کے جنوب تک کے تمام فرنٹ پر شدید جنگ جاری ہے۔ روسیوں نے کئی سنگینوں کے جوابی حملوں میں دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ ایک سخت جنگ کے بعد جو دو دن تک رہی۔ جرمن کورلینڈ میں باسک کے نزدیک سناد کے جنوب مشرق میں واقع دریا آ [illegible] کو عبور کرنے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن مزید جنوب میں پونیویسز کی سڑک پر جو شاؤلے اور کوونو کے درمیان نصف راستے پر ہے روسیوں نے ایک آگے بڑھتے ہوئے جرمن دستہ فوج کو پسپا کیا کئی صد قیدی گرفتار کئے اور دشمن کی لاشوں سے بھری ہوئی خندقوں پر قبضہ کر لیا۔ سخت تند حملے کر کے جرمن وارسا کے شمال مشرق میں دریائے نارو کو عبور کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خواجہ صاحب کے اشتہار کا جواب

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ؕ

خواجہ صاحب نے حال میں ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو مسلمہ اعتقادات سے منحرف کرنے کے لئے ایک نرالی چال چلی ہے جماعت کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر اختصار کے ساتھ اس اشتہار پر ریویو کیا جاوے۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم ۔

خواجہ صاحب نے اپنے اشتہار کے ابتدا میں بڑے فخر کے ساتھ اس امر کا ذکر فرمایا ہے کہ جو رسالہ انہوں نے سلسلہ کے اندرونی اختلافات کے اسباب پر لکھا تھا وہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں "میرا لیکچر بعنوان "اندرونی اختلافات سلسلہ کے اسباب" بہت سے امور کو روشنی میں لے آیا۔ ہم اس بات کو ضرور تسلیم کرینگے کہ خواجہ صاحب کا وہ لیکچر بہت مفید ثابت ہوا۔ اور وہ اس بات کا ذریعہ بنا کہ بہت سے لوگ جو پہلے غیر مبائعین میں داخل تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کی حقیقت کو سمجھا۔ اور جن غلط خیالات میں وہ گرفتار ہو گئے تھے ان سے وہ تائب ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام کے مبائعین میں شامل ہو گئے۔ اور نیز بہت سے غیر احمدی بھی ان کتابوں کے ذریعہ جو خواجہ صاحب کی تحریک پر لکھی گئیں۔ مستفیض ہوئے۔

پس اس امر میں کچھ کلام نہیں ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنا لیکچر شائع کر کے ہمیں ممنون احسان کیا ہے۔ کیونکہ اسی رسالہ کی بدولت القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ جیسی نور اور ہدایت سے بھری ہوئی کتابیں لکھی گئیں۔ جن سے بہت سے برگشتہ خیالات کے آدمیوں کو فائدہ ہوا۔ اور وہ ہدایت کی روشنی میں آکر خلافت کی سلک میں منسلک ہو گئے پس خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم امید کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب اپنا موعودہ رسالہ بجواب حقیقۃ النبوۃ بہت جلد شائع کر کے ہمیں مزید شکریہ کا موقعہ دینگے۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل و رحم پر کامل بھروسہ ہے کہ ان کا یہ رسالہ بھی پہلے رسالہ کی طرح خلافت کے راستہ سے بہت سے لوگوں کے دور کرنے کا موجب ہوگا

اگرچہ خواجہ صاحب اپنی عادت کے مطابق خودستائی فرماتے ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے اپنے کام کو بطور فخر کے پیش کرتے ان سے تحسین و آفرین کے امیدوار ہیں مگر اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ جیسے خواجہ صاحب فخریہ طور پر اپنی خودستائی کرتے ہوئے اور اپنے کام کی داد چاہتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لیکچر بعنوان "اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" بہت سے امور کو روشنی میں لے آیا۔ ایسا ہی جناب مولوی ابو سعید بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ فخریہ طور پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کے مقابل میں میری تحریریں بہت سے امور کو روشنی میں لے آئیں۔ اور اسی طرح ابو الحکم سید اہل الوادی مکی کہہ سکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں اس کی مخالفت قرآن شریف کے ذریعہ بہت سے امور کو روشنی میں لائی۔ اگر یہ کوئی فخر کی بات ہے۔ تو اس فخر میں خواجہ صاحب کے ساتھ ابو الحکم مکی اور مولوی ابو سعید بٹالوی بھی شامل اور شریک ہیں ۔

خواجہ صاحب اپنے اس اشتہار میں بعض آدمیوں کی فہرست دیکر ان پر چند سوالات کرتے۔ اور اس کی غرض بظاہر فرماتے ہیں کہ احمدی جماعت میں جو بعض جھگڑے پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کا ان لوگوں کی شہادت کی بناء پر تصفیہ فرما دیں۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگ جو سالہا سال حضرت مسیح موعود کی خدمت میں رہے اور آخر وقت تک حضرت مسیح موعود کی صحبت بابرکت سے فائدہ اٹھاتے رہے ایسے لوگوں سے اگر دریافت کیا جاوے کہ حضرت مسیح موعود کی رسالت اور نبوت کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ تو اس طریق سے بھی ایک طالب حق پر حق آسانی سے کھل سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ خواجہ صاحب نے اس تجویز کو بھی ایسا بگاڑ کر پیش کیا ہے کہ اگر ان کے پیش کردہ طریق پر عمل کیا جاوے تو بجائے فائدہ کے نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے اور نہ خواجہ صاحب سے یہ امید ہو سکتی تھی کہ وہ احمدیہ سلسلہ کے متعلق "تقویٰ" کو مدنظر رکھ کر کوئی کارروائی کرنی پسند کرینگے احمدیہ جماعت سے جسقدر ان کو تعلق ہے وہ انکے حالات سے ظاہر ہے یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے غیر احمدیوں کے روپیہ کی خاطر حضرت مسیح موعود کے ساتھ اپنے تعلق کو فروخت کر دیا۔

ولایت کے ایک سال کے یہ صاحب ایڈیٹر ہیں اور احمد کا غلام ہونے کی وجہ سے ان کا فرض تھا کہ وہ مغربی قوموں کے سامنے اسلام کے وہ زندہ اور تازہ نشانات پیش کرتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی اور تمام انبیاء کی صداقت اور اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے احمد علیہ السلام کے ذریعہ اس زمانہ میں دکھائے۔ اور دکھا رہا ہے۔ مگر خواجہ صاحب نے صرف غیر احمدیوں کے روپے کی خاطر اپنے آپ پر حرام کر دیا کہ احمد کے نشانات کو پیش کرنا تو کجا احمد علیہ السلام کا نام بھی زبان پر لائیں

غرض خواجہ صاحب نے اپنے پرانے محسن اور آقا کے نام کو اسی طرح اس کے مخالفوں کے روپیہ کے بدلے فروخت کر دیا ہے جس طرح حضرت مسیح کے ایک بدقسمت شاگرد نے جن پر حضرت مسیح علیہ السلام نے بہت احسان کئے تھے۔ اپنے آقا کے دشمنوں یعنی یہود کے روپے کی خاطر اپنے محسن آقا کو بیچ دیا۔ پس کیا ایسے شخص سے جو چند روپوں کے بدلے اپنے محسن آقا کے نام کو فروخت کرنیوالا ہے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ احمدی جماعت کو کچھ نفع پہنچائے گا ۔

پھر یہ وہی صاحب ہیں جن کی نسبت غیر احمدی اخبارات یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب یہ حضرت مرزا صاحب سے اپنا تعلق قطع کر چکے ہیں۔ اور اپنے پہلے عقائد باطلہ سے تائب ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انکو روپیہ دیا جاوے۔ مگر یہ صاحب اسقدر غیرت بھی اپنے اندر نہیں رکھتے کہ ایسے اعلانوں کی تردید میں ایک سطر بھی شائع کریں بلکہ ایسے اعلانوں کو غنیمت سمجھتے۔ اور ان کے ذریعہ سے غیر احمدیوں سے روپیہ جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس کیا ایسے بے غیرت

انسان سے جبکو احمد علیہ السلام کی عزت کا ذرا بھی پاس نہیں کسی بھلائی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ ناظرین انصاف سے کہیں کیا ایسا شخص قابل اعتماد ہو سکتا ہے کیا ایسا شخص احمدیوں میں کسی عزت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ کیا احمدی اس سے کسی خیر کی امید رکھ سکتے ہیں۔

شاید کوئی شخص ہماری اس بات کو تعصب کی طرف منسوب کر کے اس کو غلط قرار دے۔ اس لئے ہم یہاں ایک بالکل غیر متعلق شخص کی رائے کو درج کرتے ہیں۔ جو آج ہی اتفاق سے ہمارے پاس پہنچی ہے یہ شخص ایک انگریز ہے جسکو تھوڑا ہی عرصہ ہوا خواجہ صاحب سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا اور جس نتیجہ پر وہ خواجہ صاحب سے گفتگو کرنے کے بعد پہنچا ہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

صاحب موصوف اپنی چٹھی مورخہ ۲۴ جولائی میں خواجہ کمال الدین صاحب کی نسبت تحریر فرماتے ہیں:۔

I had a long interview with him in Lahore in May, and there is no question about his being a rationalist, as he freely admitted to me that he and his followers are. His adherence to the late Mirza Ghulam Ahmed is certainly very hazy if not hypocritical.

(ترجمہ) گذشتہ مئی میں مقام لاہور میں وہ (کمال الدین) میرے ساتھ بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایک ریشنلسٹ ہیں جیسا کہ اس نے بلا تامل میرے سامنے اس بات کا اقرار کیا اور کہا کہ میں اور میرے اتباع ریشنلسٹ ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے ساتھ اس کا تعلق اگر منافقانہ نہیں تو بہت کمزور ہے۔

اس شہادت میں لفظ ریشنلسٹ قابل تشریح ہے۔ ہم اپنی طرف سے اس لفظ کے معنے نہیں لکھتے۔ بلکہ جو معنے انگریزی لغت میں لکھے ہیں وہ درج کئے دیتے ہیں۔ ڈکشنری میں اس لفظ کے معنے یوں لکھے ہیں:۔

One who considers reason the sufficient guide in religious matters; one who rejects the supernatural element in dealing with scripture and disbelieves in revelation.

ترجمہ۔ ریشنلسٹ اس شخص کو کہتے ہیں جو مذہبی اُمور میں عقل کو کافی ہادی خیال کرتا ہو۔ مقدس کتابوں میں خارق عادت حصہ کو رد کرتا ہو۔ اور الہام اور وحی کا منکر ہو۔ اب ناظرین خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ایک ایسا شخص جس کی نسبت غیر احمدی چندہ دینے والے برملا یہ اعلان کریں کہ اب یہ شخص احمدی نہیں اور اس کو حضرت مرزا صاحب سے کوئی تعلق نہیں اور اب یہ اپنے پہلے عقائد سے برگشتہ ہو چکا ہے اور ہم نے خود اس شخص سے پوچھ کر اس امر کا اطمینان کر لیا ہے کہ اب یہ شخص حضرت مرزا صاحب کا پیرو نہیں اور دوسری طرف وہ ایک معزز انگریز کے سامنے اس امر کا اقرار کرے کہ میں ریشنلسٹ ہوں تو کیا ایسا شخص احمدی جماعت میں کوئی حیثیت رکھ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اور صرف اسی انگریز کی ایک شہادت نہیں ابھی دو تین روز ہوئے پشاور سے ایک احمدی نے حلفیہ بیان لکھ کر بھیجا ہے کہ خواجہ صاحب نے ایک خاص مجلس میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کے متعلق ایسے الفاظ کہے جو صرف ایک مرتد کے منہ سے نکل سکتے ہیں جب اس شخص کے ایمان کا یہ حال ہے تو اس سے کس طرح کسی نفع کی اُمید ہو سکتی ہے۔ جو شخص خود ارتداد تک پہنچ چکا ہو اس کی ایک جماعت کے مذہبی اُمور میں مداخلت خطرہ سے خالی نہیں ہو سکتی۔ ہم بڑے زور سے جماعت کو آگاہ کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب کو جماعت کا خیر خواہ ہرگز نہ سمجھا جاوے بلکہ ان سے اسی طرح پرہیز کیا جائے جس طرح ایک ہوشیار دشمن سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا تجربہ ہم سے پہلے حضرت مسیح ..... کے پیرو کر چکے ہیں۔ انہیں ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے جو در اصل حضرت مسیح علیہ السلام کے سلسلہ کے دشمن تھے۔ مگر انہوں نے دوستوں کی شکل اختیار کر کے مسیحی سلسلہ کے مذہبی معاملات میں مداخلت کی۔ اور جو لوگ اپنی سادگی سے انکو مسیحی دین کا خیر خواہ سمجھ کر ان کی طرف جھکے ان کو ایسی ٹیڑھی راہ پر چلایا کہ وہ حضرت مسیح کی صحیح تعلیم سے کوسوں دور جا پڑے اور جن لوگوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صحبت سے پورا فائدہ اُٹھایا ہوا تھا۔ اور آپ کی تعلیم کی تہ تک پہنچے ہوئے تھے انہوں نے دیکھ لیا کہ جس راہ کی طرف یہ شخص ہم کو چلاتا ہے وہ مسیح کی راہ نہیں۔ پس لئے وہ ایسے دوست نما دشمنوں سے مجتنب رہے اور اس طرح انہوں نے اپنے دین کو بچا لیا۔

بعینہ اسی قسم کا شخص تم میں اسوقت کھڑا ہوا ہے۔ جو طرح طرح کے حیلوں سے حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے تم کو پھیرنا چاہتا ہے پس تم ہوشیار ہو جاؤ اور اس دوست نما دشمن سے اجتناب اختیار کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم راہ راست سے دور جا پڑو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو چھوڑ بیٹھو۔ چونکہ ہمارا مسیح پہلے مسیح کا مثیل ہے اس لئے مشابہت کے لئے ضروری تھا کہ اس رنگ کے انسان ہم میں بھی پیدا ہو جاتے پس تم پہلے نمونہ سے سبق حاصل کرو اور ایسے لوگوں کے پیچھے نہ جاؤ کیونکہ جس راہ کی طرف یہ شخص طرح طرح کے حیلوں سے تمہیں بہکا کر لیجانا چاہتا ہے وہ تاریکی اور ظلمت کی راہ ہے پس تم نور سے نکل کر ظلمت کی طرف نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اُمید ہے کہ یہ لوگ اپنے حیلوں میں ناکام و نامراد رہیں گے۔ کیونکہ ہمارا مسیح صرف مسیح ہی نہیں بلکہ مہدی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت گمراہی سے محفوظ رہیگی۔ ان ممکن ہے کہ بعض بھیڑیں جو

گویا ان کی حفاظت چھوڑ کر ریوڑ سے جدا ہو کر چرنا چاہیں تو ایسے بھیڑیوں کا شکار ہو جائیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہو رہا ہے اور جن لوگوں نے بیعت امام سے علیحدگی اختیار کی ہے انکی حالت روز بروز بگڑتی جاتی اور صحیح عقائد کو چھوڑ کر غلط خیالات میں مبتلا ہو رہے ہیں اور کئی ایک اُن میں سے خواجہ صاحب کی طرح رشنلسٹ بھی ہو گئے بلکہ بعض تو دہریہ بھی ہو گئے ہیں یہ سب نتیجہ خلافت کے انکار کا اور یہ نظارہ ایک دلیل ہے خلافت کی ضرورت کا۔ عقلمند کے لئے وہ انسان جو ذرا بھی غور کرے اور امام وقت کی پناہ کے نیچے اپنے نفس کو لے آئے تا خدا کے فیضان کا وارث ہو اور [illegible] انسان جو تکبر کی راہ سے خلافت سے سرکشی اختیار کرتا اور اپنے تئیں اس سے مستغنی خیال کرتا ہے ایسا شخص اپنی اس سرکشی کا کڑوا پھل اسی زندگی میں ظاہری اور باطنی طور پر چکھ لیگا۔ کاش! کوئی سعید روح ہماری آواز پر کان دھرے اور اپنی روح کو بچانے کی فکر کرے مگر توفیق خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر ہمارے غیر مبائعین بھائی استغفار کثرت سے لیں تو شاید اللہ تعالیٰ ان کو راہ حق کی طرف ہدایت فرما دے۔

دوسری بات جو انگریز کی شہادت متعلقہ خواجہ کمال الدین صاحب میں قابل توجہ ہے وہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا ہے کہ "میں اور میرے اتباع" ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی بڑائی چاہتا ہے۔ وہ میں اور میرے اتباع کے الفاظ کہکر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں معمولی انسان نہیں بلکہ ایک بڑا مذہبی لیڈر ہوں اور بہت سے لوگ میرے پیرو اور شاگرد ہیں دیکھو اس شخص کو بڑا بننے کی کس قدر خواہش ہے کہ اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے جھوٹ سے بھی پرہیز نہ کیا۔ کیا خواجہ صاحب اپنے اتباع کی ایک فہرست شایع کر سکتے ہیں تا ہم کو بھی معلوم ہو کہ وہ کون کون لوگ ہیں جو خواجہ صاحب کے اتباع ہونے کا فخر رکھتے ہیں اور ثابت ہو کہ خواجہ صاحب نے کذب سے کام نہیں لیا۔ اچھا ہوا کہ اس موقعہ پر مسٹر محمد علی موجود نہ تھے ورنہ ممکن تھا کہ اسی جا انگریز کے سامنے وہ خواجہ صاحب سے اس بات پر لڑ پڑتے کہ منکرانِ خلافت نے تو مجھے امیر بنایا ہوا ہے تم کون ہو جو میری امارت میں شراکت کا دعویٰ کرتے ہو اور میرے مقابل میں اپنے تئیں اس گروہ کا امام ظاہر کرتے ہو *

پس جس شخص کی حالت ایسی مشتبہ ہو اُس پر کیونکر اعتماد کیا جا سکتا ہے *

علاوہ ازیں خواجہ صاحب کا [illegible] سات کا کافی ثبوت دے رہا ہے کہ کس پاک نیتی سے یہ اشتہار نہیں لکھا گیا۔ آیا اس کے لکھنے میں بڑی ہوشیاری سے کام لیا گیا ہے اور ہرگز حق طلبی اور تحقیق حق کی غرض سے نہیں لکھا گیا۔ چنانچہ جو سوال خواجہ صاحب نے اشتہار میں تجویز کئے ہیں انہی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کی ان سوالات سے تحقیق حق بالکل غرض نہیں بلکہ صرف ایک چالاکی سے اپنا مطلب نکالنا مقصود ہے۔ مثلاً پہلے سوال ہی کو دیکھو کیا حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحب ظلی نبی تھے یا حقیقی نبی۔ اس سوال میں سخت دھوکہ دیا گیا ہے۔ ہر دو فریق میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ حضرت مرزا صاحب ظلی نبی نہیں تھے۔ ہاں البتہ دو فریق میں ایک فریق بھی ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ جن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقی کی اصطلاح استعمال کی ہے یعنی صاحب شریعت ان معنوں میں حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے مگر یہ سوال اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ گویا ایک فریق حضرت مسیح موعود کو ظلی کہتا ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ وہ ظلی نبی نہیں تھے۔ اور کہ ایک فریق حضرت مسیح موعود کو حقیقی یعنے صاحب شریعت نبی کہتا ہے۔ اور دوسرا ایسا نبی ان کو تسلیم نہیں کرتا۔ خواجہ صاحب خوب جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب ظلی نبی تھے۔ فریقین میں سے کسی کو اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو ظلی کے مفہوم میں ہے یعنے ایک گروہ تو ظلی کے صرف یہ معنے لیتا ہے کہ نبوت بلاواسطہ نہیں ملی بلکہ بالواسطہ حاصل ہوئی ہے ورنہ نفس نبوت میں کوئی نقص نہیں صرف طریق حصول میں فرق ہے۔ اور ظلی کا لفظ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ نبوت براہ راست نہیں ملی بلکہ بالواسطہ ملی۔ ورنہ نبوت وہی ہے جو دوسرے تمام انبیاء کو ملی۔ دوسرا فریق ظلی نبوت سے ایسی نبوت مراد لیتا ہے۔ جو صرف نام کی نبوت ہو۔ اور دراصل اس کا کوئی وجود نہ ہو۔ اسی طرح حقیقی نبی کی اصطلاح کو ایک فریق ان معنوں میں استعمال کرتا ہے جن معنوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اصطلاح کو استعمال کیا۔ اس کو بالکل نظر انداز کر دیتا اور کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب فی الواقع نبی نہ تھے۔ غرض ہر دو فریق میں ان ظاہری الفاظ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں۔ صرف ان کے مفہوم کے متعلق اختلاف ہے۔ پس اگر جناب خواجہ صاحب کو تحقیق حق مقصود تھی تو ان کو چاہیے تھا کہ ان الفاظ کے مفہوم کے بارہ میں سوال کرتے کہ تمہارے نزدیک کس فریق کے معنے درست ہیں ورنہ الفاظ کے متعلق تو کسی کو اختلاف نہیں مگر خواجہ صاحب نے ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا فریقین کو ان الفاظ کے متعلق اختلاف ہے یعنی مثلاً ایک فریق حضرت مسیح موعود کو ظلی نبی مانتا ہے۔ اور دوسرا ظلی نبی نہیں مانتا۔ یہ سراسر غلط ہے۔ خواجہ صاحب خوب جانتے تھے کہ سب لوگ یہی جواب دینگے۔ کہ حضرت مسیح موعود ظلی نبی تھے۔ اس لئے ان کو اس سوال کی ضرورت نہ تھی مگر انکی غرض یہ تھی کہ سب گواہوں سے وہ یہ تو سنوا لیں گے کہ حضرت مسیح موعود ظلی نبی تھے۔ تب وہ اس لفظ کے وہ معنے لیکر جو وہ خود کرتے ہیں یہ فیصلہ دیدینگے۔ کہ تمام گواہوں کے بیانات مولوی محمد علی صاحب کی تائید میں ہیں اس لئے انکے حق میں ڈگری دی جاتی ہے۔ انکی یہ چال اس سے بھی ظاہر ہے کہ ظلی کے مقابل میں انہوں نے حقیقی کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود نے ظلی کے مقابل میں مستقل کا لفظ رکھا ہے۔ اور حقیقی کے مقابل میں مجازی۔ مگر خواجہ کمال الدین صاحب نے کمال ہوشیاری سے ظلی کے مقابل حقیقی رکھ کر دونو لفظوں کے معنوں کو بگاڑ دیا ہے۔ یعنے جن معنوں میں حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ کو استعمال کیا ہے ان کو چھوڑ کر اپنی طرف سے نئے معنے گھڑ لئے ہیں۔ اگر وہ ظلی کے مقابل میں مستقل کا لفظ رکھتے تو ان کا مطلب حل نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ اس سے لفظ ظلی کے صحیح معنے کھل جاتے تھے۔ اور ایسا ہونا ان کی پوشیدہ غرض کے مخالف تھا کیونکہ وہ ان لفظوں کو ان معنوں میں نہیں لینا چاہتے جن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

صفحہ ۹ سطر ۔ درست: یہ لفظ تو حضرت مسیح موعود نے خود اختیار کیا ہے۔ لیکن جن معنوں میں حضرت مسیح موعود نے اس اصطلاح کو استعمال کیا *

ان کا استعمال کیا لفظ تو رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اور بعض گھڑتے ہیں اپنی طرف سے بھی وجہ ہے کہ انہوں نے ظلی کے مقابل میں حقیقی رکھ کر حضرت صاحب کے معنوں کو بالکل بدل دیا۔ اب اقرار وہ ہم کرانا چاہتے ہیں۔ حضرت صاحب کے الفاظ کا اور معنے وہ اپنی طرف سے گھڑ کے اپنا مطلب حل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی اس چال کو چھپانے کے لئے جواب دینے والوں کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ میرے تجویز کردہ الفاظ نہ بدلیں۔ اور نہ یہ کہیں کہ یہ سوال ہو ہی نہیں سکتا۔ یا یہ سوال یوں چاہیئے تھا وغیرہ ولا او راست د دے کہ کفت چراغ دارد۔ کیا اسی کا نام صحیح تنقید ہے۔ خواجہ صاحب یاد رکھیں کہ چالاکی سے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کامیابی کی چابی دیانت داری ہے خواجہ صاحب خود ہی بتلائیں کہ ایسے سوالات کا آپ کی مجوزہ شرائط کے ساتھ جواب دینے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ ہمارے یہ جوابات سے دنیا کو دھوکہ لگے۔ یہ نمونہ تو بیٹنے خواجہ صاحب کی اس ہوشیاری کا پیش کیا ہے جو انہوں نے سوالات کے تجویز کرنے اور سوالات کے جوابات کے لئے شرائط قائم کرنے میں استعمال کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے گواہوں کے انتخاب میں بھی کمال ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ مثلاً دعویٰ تو کیا ہے کہ میں ایسے بزرگوں کی شہادت طلب کرتا ہوں جنہوں نے برسوں آپ (حضرت مسیح موعود) کی خدمت میں رہ کر فیض اندوزی کی۔ جنہوں نے اور مہینوں ساتھ رہے۔ سفر حضر میں ہر طرح شریک حال رہ کر ہر طرح فیض صحبت سے مستفید ہوئے۔ جنہوں نے یہ باتیں خود حضرت والا سے پڑھیں سنیں اور سیکھیں یا حضرت کی صحبت میں برسوں بیٹھے مدتوں حضرت کی خدمت میں رہتے رہے۔ مگر جن لوگوں کی فہرست دی ہے۔ ان میں سے کئی اصحاب ایسے ہیں۔ جن پر یہ الفاظ ہرگز صادق نہیں آتے مثلاً چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نائب تحصیلدار لاہور۔ حکیم شاہ نواز صاحب (ملتانی) راولپنڈی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب۔ غلام اکبر خاں صاحب

مولوی سید محمد رضوی صاحب۔ حافظ فضل احمد صاحب۔ مولوی محمد بخش صاحب دیگراں۔ شیخ نور احمد صاحب وکیل۔ شیخ غلام رسول صاحب تاجر ماسٹر غلام محمد خاں صاحب سیالوالی۔ صوفی محمد الدین صاحب۔ ماسٹر محمد شریف اللہ خاں صاحب انسپکٹر پولیس۔ صوفی شمس الدین صاحب نو ساکنی الٰہی بخش صاحب بنارس۔ میر بڈھے شاہ صاحب کجنی عبد الرزاق صاحب۔ مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے۔ منشی عبد العزیز صاحب دہلوی منشی عبد العزیز صاحب سہارنپوری۔ چودھری نظام الدین صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب مولوی عبد الماجد صاحب۔ مولوی غلام حسن صاحب۔ منشی نذر علی صاحب۔ چودھری نواب خان صاحب۔ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب۔ لائل پور شیخ مولا بخش صاحب لائل پور۔ شیخ مولا بخش صاحب بوٹ فروش۔ شیخ محمد حسین صاحب لائل پور۔ مولوی عزیز بخش صاحب۔ مولوی خدا بخش صاحب اخویہ برننگ ورکس وغیرہ وغیرہ۔ غرض اکثر نام ایسے ہیں جن پر خواجہ صاحب کے الفاظ جو میں ان کے اشتہار میں سے اوپر نقل کر چکا ہوں۔ ہرگز صادق نہیں آتے۔ کبھی کبھی آ جاتا اور رہتے۔ اور متواتر مہینوں اور برسوں حضرت مسیح موعود کی صحبت بابرکت کا التزام کرنا۔ جیسا کہ خواجہ صاحب کے الفاظ کا منشا ہے اور بات ہے انہیں بعض ایسے نام بھی ہیں جو حضرت صاحب کی زندگی میں غالباً صرف ایک دفعہ آئے۔ مثلاً حکیم شاہ نواز صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

٭ ان میں ایسے لوگوں کے نام بھی ہیں جو سابقین میں داخل ہیں مگر الفاظ کو۔ نظر رکھ کر ہم نے سابقین کے نام ہی ہیں کو خواجہ صاحب نے منتخب کیا ہے مگر جن پر خواجہ صاحب کے الفاظ صادق نہیں آتے ان میں سے بطور مثال فہرست میں دکھا دیا ہے ٭

جہاں تک ہمیں یاد ہے صرف ایک دفعہ تشریف لائے تھے چودھری محمد اسمٰعیل صاحب کی مثال بھی قابل غور ہے چودھری صاحب شاذ و نادر طور پر قادیان میں تشریف لاتے ہونگے مگر خواجہ صاحب کا انصاف دیکھئے چودھری صاحب کے والد صاحب حضرت مسیح موعود کے پرانے مخلصوں میں سے ہیں اور صاحب علم و فضل ہیں۔ مگر خواجہ صاحب نے انتخاب کے وقت باپ پر بیٹے کو ترجیح دی اس لئے کہ بیٹا خواجہ صاحب کا ہم خیال ہے۔ باوجودیکہ اسکو حضرت صاحب کی خدمت میں رہنے کا موقعہ کم ملا ہے کیونکہ یہ خواجہ صاحب کے انتخاب کا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے اس انتخاب میں کہاں تک صحیح تقویٰ سے کام لیا ہے خواجہ صاحب نے اگر انتخاب ہی کرنا تھا تو انکو چاہئے تھا کہ ایسے لوگوں کا انتخاب کرتے جو فی الواقع برسوں حضرت اقدس کی خدمت میں رہے۔ کیا ایسے لوگوں کی کچھ کمی تھی کہ خواجہ صاحب کو حکیم شاہ نواز صاحب اور چودھری محمد اسمٰعیل بی اے جیسے اصحاب کے انتخاب کی ضرورت پڑی جب ایسے لوگ موجود ہیں جو ابتدا سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہے یا اپنی عمر کا بڑا حصہ انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت اور صحبت میں گذارا تو پھر خواجہ صاحب کا انکو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو منتخب کرنا جنکو حضرت صاحب کے پاس رہنے کا بہت کم موقعہ ملا ہے صاف ظاہر کرتا ہے کہ خواجہ صاحب نے دھوکہ دینا چاہا ہے۔ ادھر تو یہ لکھنا کہ اب ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے برسوں آپ کی خدمت میں رہ کر فیض اندوزی کی اور اگر حضرت صاحب کی کتابیں بھی نہ ہوتیں تو پھر بھی یہ بزرگ اپنے ذاتی علم سے بہت کچھ ان مسائل پر روشنی ڈال سکتے تھے۔ دوسری طرف جب انتخاب کا وقت آتا ہے تو یہ سابقے بزرگ سوائے چند کے نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں اور انکی جگہ ایسے نام لکھ دیئے جاتے ہیں جنکو برسوں حضرت صاحب کی خدمت میں رہ کر فیض اندوزی کرنے کا موقعہ نہیں ملا گیا یہ اس امر کا کافی ثبوت نہیں کہ خواجہ صاحب نے سخت چالاکی سے کام لیا ہے۔ اگر ان کا ارادہ نیک ہوتا تو انکو کسی انتخاب کی ضرورت نہ تھی بلکہ

وہ عام اعلان کرنے کہ ایسے لوگ جو برسوں حضرت
اقدس کی خدمت میں رہے ہوں ننانوے فیصدی کے متعلق
اپنے علم کی بناء پر اپنی رائے لکھ کر ان کے پاس بھیجیں
اس طریق پر کافی سے زیادہ ایسے آدمیوں کی شہادتیں
مل سکتی ہیں جو فی الواقع حضرت اقدس کی خدمت میں
برسوں رہے۔ مگر یہ طریق تو ایسے لوگ اختیار کرتے
ہیں جو طالب حق ہوں۔ مگر جو لوگ کوئی خاص غرض
اپنے دل میں رکھتے ہوں وہ کس طرح ایک سیدھا
راستہ اختیار کر سکتے ہیں جس سے حق کھل جائے۔
بے شک۔ خواجہ صاحب نے چند ایسے نام بھی لکھے ہیں
جن پر خواجہ صاحب کے الفاظ صادق آتے ہیں اور جو
واقعی برسوں حضرت اقدس کی خدمت میں رہ کر ان
کی صحبت سے مستفید ہوئے مگر ایسا کرنا بھی انکے لئے
ضروری تھا تاکہ ان ناموں کی وجہ سے ان کی کارروائی
پر پردہ پڑ جائے جن اصحاب کے نام خواجہ صاحب نے
دیئے ہیں ان کی نسبت بہت زیادہ عرصہ قادیان میں
رہنے کا شرف رکھنے والے اصحاب کے نام پیش کئے
جا سکتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ اگر ایسے لوگوں کو چھوڑ
دیا جائے جنکو خواجہ صاحب منتخب کرتے ہیں تو خواجہ صاحب
کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ اے خواجہ صاحب خدارا دین
کے معاملہ میں تو اپنی خود غرضی کے طریق کو چھوڑ دو۔ دین کو
کیوں کھیل بناتے ہو الہی سلسلہ میں کیوں دنیاداروں
کے رنگ میں دست اندازی کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔
اور دین کو اپنی طبع آزمائی کا میدان نہ بناؤ۔ ایک غیور
خدا دیکھتا ہے ممکن ہے کہ تم دنیا سے اپنی چال کو مخفی
رکھ لو مگر خدا تو عالم الغیب ہے۔ اس ....
... سے ڈرو اور دین کے معاملہ میں
اپنی حکمت عملیوں کو چھوڑ دو یہ نہ سمجھو کہ ہم تمہارے
سوالات کا جواب دینے کے لئے تیار نہیں۔ ہم اب
بھی جواب دینے کے لئے تیار ہیں مگر دو شرطیں پیش
کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ پہلے ان الفاظ کے متعلق
جن کے مفہوم میں اختلاف ہے ہر دو فریق سے
دریافت کریں کہ ہر ایک فریق ان الفاظ کا کیا مفہوم
سمجھتا ہے۔ اس کے بعد آپ ہر دو فریق کے ایسے
آدمیوں سے جو برسوں حضرت مسیح موعود کی خدمت
میں رہے ہیں حلفیہ شہادت لیں کہ ان کے نزدیک کونسا
مفہوم درست اور صحیح ہے۔ اور ہمارا یہ جواب کے
لئے ہم مدت کی میعاد مقرر کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم آپ کے
سوالات کی میعاد مقرر کرتے ہیں کہ آپ ۲ ہفتہ میں ان الفاظ
[illegible] شائع کر دیں۔
دوسری [illegible] ہماری طرف سے پہلے آپ پر
اور آپ کے [illegible] کے بعض پر بعض سوالات ہو چکے
ہیں مگر آپ لوگوں نے جواب سے پہلو تہی کیا ہے۔
خواجہ آپ سے بھی حلفیہ شہادت اس امر کی طلب کی گئی
تھی کہ آپ نے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت فضل عمر
پر یہ الزام لگایا تھا کہ انہوں نے خلیفۃ المسیح ہونے کے لئے کوشش
کی تھی اور آپ لوگوں کے پاس ظاہر
کیا تھا کہ منبر وغیرہ سے یہ خبر پہنچی۔ ہمارے متعلق
اپنی حلفیہ شہادت شائع کرو مگر آپ اس حلفیہ شہادت
سے پہلو تہی کر کے بقول خود آثم قلبہ کے مصداق بن گئے
جب آپ خود آثم قلبہ کے مصداق ہیں تو آپ کو کیا حق پہنچتا
ہے کہ دوسروں سے شہادتیں طلب کریں اسی طرح
ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح
حضرت فضل عمر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام لگایا تھا
کہ آپ حضرت مسیح موعود کو حقیقی یعنی صاحب شریعت
نبی مانتے ہیں۔ ان سے حلف کے ساتھ شہادت مانگی
گئی تھی مگر وہ بھی آپ کے قول کے موجب آثم قلبہ
کے مصداق بن گئے۔ غرض ہماری طرف سے پہلے کئی
موقعوں پر حلفیہ شہادتیں آپ اور آپکے رفیقوں سے طلب
کی گئی ہیں ہم ان مطالبات اور بعض اور ضروری مطالبات
کو دوبارہ ایک جا شائع کر کے ان کے متعلق آپ سے اور
آپ کے رفقاء سے حلفیہ بیان طلب کرتے ہیں آپ
انکا جواب دیں تو ہم آپ کے مطالبات کا بڑی خوشی
کے ساتھ جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آپ ہمیں
اپنے ارادہ سے مطلع فرما دیں اگر آپ ان امور کے
متعلق جن کے بارہ میں ہم آپ صاحبان سے حلفیہ شہادت
طلب کرتے ہیں اپنی حلفیہ شہادت دینے کے لئے تیار
ہوں تو تین ہفتہ کے اندر ہمیں مطلع فرما دیں تا شائع
کر دیں اور پھر فریقین کے جوابات ایک ہی وقت میں دونوں
طرف سے اکٹھے شائع ہو جاویں یعنی ہم بھی آپکے سوالات
اور ان امور کے متعلق جو ہم آپ سے دریافت کرینگے اپنے حلفیہ
بیانات شائع کر دیں اور آپ اور آپکے فریق کے لوگ بھی
اپنے سوالات اور ہمارے مطالبات کے متعلق حلفیہ بیانات
شائع کر دیں۔ اور اگر آپ خود حلفیہ شہادت دینے سے گریز
کرتے ہیں تو آپ بقول خود آثم قلبہ کے مصداق ہیں اور
جس کا اپنا دل آثم ہو وہ حق نہیں رکھتا کہ دوسروں سے
حلفیہ شہادت کا مطالبہ کرے۔ ایک دو اور امور بھی
خواجہ صاحب کے اشتہار میں قابل غور ہیں آپ اپنے اشتہار
میں اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس وقت کے
مباحثہ میں حصہ لینے والے بعض ایسے آدمی ہیں جو
حضرت اقدس کے زمانہ میں کم سن تھے اور زیادہ کھیل
کود میں مصروف رہتے تھے جہالت بھی بہت بری چیز ہے
اور بعض اوقات انسان کو قابل شرم غلطیوں میں مبتلا
کر دیتی ہے۔ اگر خواجہ صاحب کو دین کی کچھ آگاہی ہوتی
تو ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کرتے۔ خواجہ صاحب کو معلوم
ہونا چاہیئے کہ جس شخص کی کمسنی کی طرف وہ اشارہ کرتے
ہیں اس کی عمر حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت
اس سے زیادہ تھی جتنی کہ حضرت عائشہؓ کی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تھی مگر باوجود
اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
نصف دین عائشہؓ سے سیکھو اور خواجہ صاحب کو
یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں
گانیوالی عورتیں آ کر گاتی تھیں۔ دف بجاتیں۔ پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود انکو کھیل تماشہ دکھاتے
چنانچہ حبشیوں کی کھیل کا تماشہ بہت دیر تک عائشہؓ
کو دکھاتے رہے۔ پھر کھیل کے طور پر حضرت عائشہؓ کے
ساتھ دوڑے بھی۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے آپ نے
فرمایا نصف دین حضرت عائشہؓ سے سیکھو۔ پھر اگر
آپ کو علم حدیث سے کچھ مس ہوتی تو آپ کو معلوم ہوتا
کہ اس کمسن بی بی یعنی حضرت ام المومنین عائشہؓ
سے علماء امت محمدیہ نے کس قدر علم حاصل کیا ہے اور
کس قدر مسائل کی بنا اس کے فتوی پر رکھی ہے۔ ہم

اگر خواجہ صاحب کو علم حدیث میں کچھ دسترس ہوتی تو انکو معلوم ہوتا کہ بہت کم سن لڑکے ایسے ہیں جن کی عمر اس شخص کی عمر سے بہت چھوٹی تھی جس کی طرف خواجہ صاحب اشارہ فرماتے ہیں مگر علما اور فقہا اور محدثین ان کمسن لڑکوں سے بہت باتیں سیکھیں اور ان کی رائے اور فتوؤں پر بہت سے احکام دین کی بنا رکھی۔ اگر خواجہ صاحب کو خود علم نہیں تو وہ کسی عالم سے دریافت کریں کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی جن کے فتاوی پر احکام شریعت کی بنا رکھی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا عمر تھی پھر کمسنی پر اعتراض کرنیوالے خواجہ صاحب ہم ایک اور عجیب بات سناتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم ہے کہ حضرت اسامہ کی اسوقت کیا عمر تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فوج کا کمانڈر بنا کر اور حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابہ کو اس کے ماتحت کر کے شام کی طرف روانہ کیا اگر خواجہ صاحب کو معلوم نہیں تو ہم انکو اطلاع دیتے ہیں اس وقت ان کی عمر اس سے دو سال کم تھی جتنی کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کیوقت اس شخص کی عمر تھی جسکی کمسنی کی طرف خواجہ صاحب اشارہ کرتے ہیں۔ بس خواجہ صاحب کو چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اعتراض کریں جنہوں نے ایک ایسے شخص کو جو بقول ان کے ابھی سن رشد کو نہیں پہنچا تھا فوج کا کمانڈر بنا دیا اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کو اس کے ماتحت رکھدیا خواجہ صاحب آپ دلائل نوریہ اور براہین قاطعہ کے سامنے لاجواب ہو کر یہودیوں کی طرح یہ کہکر کیوں اپنا پیچھا چھڑاتے ہو کہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا اگر طاقت ہے تو دلائل کا دلائل کے ساتھ مغلوب کرنا تو آپ کے لئے بالکل آسان ہونا چاہئے کیونکہ آپ ماشاءاللہ حضرت مسیح موعود کے وقت سن رشد کو پہنچے ہوئے تھے پھر کیوں گھبراتے ہو اور کیوں حیلہ سازیوں کی طرف رجوع کرتے ہو۔ خواجہ صاحب اگر آپنے قرآن ہی کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہوتا تو ایسی لچر باتیں زبان پر نہ لاتے۔ ہمارا خدا تو وہ خدا ہے۔ جو کہتا ہے واتیناہ الحکم صبیا پھر آپنے سورۃ یوسف میں بھی ایک لڑکے کا حال پڑھا ہوگا جس کے سامنے آپ

جیسے دعویٰ عصمت کرنے والوں کو آخر یہ کہنا پڑا تاللہ لقد اثرک اللہ علینا اور آپکو شاید معلوم نہ ہو کہ اس نوجوان کا نام بھی جس کی کم سنی پر آپ اعتراض کرتے ہیں خدا نے الہام میں یوسف رکھا ہے اور آپ نے ہمارا اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ ہمارا محمود واقعی طور پر یوسف ہے کیونکہ آپ صاحب چودھویں صدی کے یوسف سے اسی طرح پیش آئے جس طرح یعقوب کے بیٹے اپنے بھائی سے پیش آئے۔ بس آپ اس کے سامنے اپنے سن رشد پر فخر نہ کرو اور اسنکیار کے ساتھ انا حیرت کی آواز بلند کرو آپ بیشک تثلیث ہونے کے مدعی ہونگے مگر حضرت مسیح کا وہ قول یاد کرو جس میں وہ کہتا ہے کہ خداوند نے ان باتوں کو داناؤں اور عقلمندوں سے چھپایا۔ اور بچوں پر کھول دیا۔ پھر خواجہ صاحب۔ آپ تو ایک شخص کو نوجوان۔ کہکر اس کی خلافت کے منکر ہوگئے کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم کی اس وقت کیا عمر تھی جب آپ اپنی قوم میں بطور مصلح کے کھڑے ہوئے اگر آپکو معلوم نہیں تو قرآن شریف کی یہ آیت پڑھو سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم۔ پھر خواجہ صاحب جس کی نوجوانی پر آپ اعتراض کرتے ہیں وہ تو آپ ہی کا بیٹا ہے جس کی نسبت الہام ہے کہ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور جلد جلد بڑھیگا۔ وہ ہماری تمہاری طرح کسی معمولی آدمی کا بیٹا نہیں۔ کیا پھر آپکو حضرت ابن عربی کی وہ پیشگوئی بھی معلوم ہے جس میں وہ ایک مہدی کی عمر ۲۶ سال بتاتے ہیں اور مسند خلافت پر بیٹھنے کے وقت جس وقت آپ لوگوں نے اس کی اطاعت سے سرکشی اختیار کی اس نوجوان کی ۲۶ سال ہی کی عمر تھی۔ پھر آپکو حضرت مسیح موعود کا وہ الہام بھی یاد ہے کہ یرد علیک ایام الشباب یعنی تجھے پھر جوانی کے دن دیئے جاوینگے۔ بس یہی جوانی کے دن ہیں۔ جو آپکو دیئے گئے اگر تمہاری آنکھیں ہوتیں تو تم دیکھتے کہ کمسنی پر تم اعتراض کرتے ہو وہ تو مسیح ہی ہے جو جوانی کے لباس میں تمہارے لئے آیا جیسا کہ الہام الٰہی میں خبر دی گئی تھی کہ وہ حسن

احسان میں تیرا نظیر ہوگا مگر میں نے غلطی کی کہ آپکے سامنے الہامات پیش کئے آپ تو زیادہ سے زیادہ صرف کشوف کے قائل ہیں اور الہام تو آپکے نزدیک بڑا ہی غرق کر دیتے ہیں۔ بے شک الہام بڑا غرق کرتے ہیں۔ مگر ان کا جو غرق ہونے کے لائق ہوتے ہیں۔ دوسروں کا بیڑا پار کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب اگر آپ کا آیہ تکلم الناس فی المھد پر ہی ایمان ہوتا تو آپ کمسنی کا اعتراض نہ کرتے۔ مگر آپ تو ماشاءاللہ رسٹنلسٹ ہوئے آپ کو ان باتوں پر کیونکر ایمان ہو۔ پھر خواجہ صاحب جس شخص کو آپ کمسنی کا الزام لگاتے ہیں وہ وہی شخص ہے جس نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مضمون لکھوا کر اپنے نام پر شائع کئے جس کے مضمون پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے جسکو آپنے الوصیت کے منشاء کے مطابق خلیفۃ المسیح تسلیم کیا تھا اور جس کی بیعت آپنے الوصیت کے ماتحت تمام جماعت کے لئے ضروری سمجھی تھی اور جس کی اطاعت بحیثیت خلیفۃ المسیح کے آپنے اپنے اوپر حسب منشاء الوصیت ایسی لازمی قرار دی تھی جیسی خود مسیح موعود کی حضرت مسیح موعود کو مبارک باد دی جس کے مضمون کو حضرت مسیح موعود نے پڑھکر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اب بیٹا استاد ہو گیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک ماہواری رسالہ کا ایڈیٹر تھا۔ اور یہ وہی شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کی ڈائری لکھا کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جس کو حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں مجلس معتمدین صدر انجمن کا رکن بنایا اور جس نے کچھ عرصہ صدر انجمن احمدیہ کی سیکرٹری شپ کا کام کیا۔ یہ وہی شخص ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے تم سب کا پریزیڈنٹ بنایا اور امامت اور خطبوں کے لئے اُن کو منتخب کیا (کیا ایک دن بھی مولوی محمد علی صاحب کو یہ شرف حاصل ہوا) اور پھر یہ وہی نوجوان ہے جس کی سچائی کے مقابلہ سے خواجہ صاحب اس نوجوان کی نسبت جس کے خواجہ صاحب جیسے پہلوان اور مولوی محمد علی صاحب جیسے بہادر عاجز ہو کر طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے

کا اپنے بچپن اعتراض کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی زندگی میں ان کے دن کھیل کود کے لئے زیادہ موزوں تھے۔۔ ویسا ہی میں سمجھے۔ اس اعتراض کا جواب میں خود نہیں دینا چاہتا بلکہ اس کے جواب کے لئے خواجہ صاحب کے امیر یا حریف مولوی محمد علی صاحب کو پیش کرتا ہوں جنکو خواجہ صاحب کی نسبت قادیان میں زیادہ عرصہ رہنے اور ان کے بچپن کے حالات کا مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور امید ہے کہ ان کا جواب خواجہ صاحب کے لئے کافی تسلی بخش ہوگا۔ مولوی محمد علی صاحب رسالہ تشحیذ الاذہان پر ۱۹۰۶ء میں ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں اور پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم سے لکھا ہوا ہے جماعت تو اس مضمون کو پڑھ چکی مگر میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بین دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جب دنیا میں فساد ہوجاتا ہے..... تو اسوقت میں ہمیشہ سے خدا تعالےٰ کی یہ سنت رہی ہے۔ کہ وہ انہی لوگوں میں ایک نبی کو مامور کرتا ہے۔ .....

ایسا ہی اس وقت میں ہوا خواجہ صاحب غور فرماویں کہ اس نوجوان کا عقیدہ اس بچپن کے زمانہ میں بھی یہی تھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اور مولوی محمد علی صاحب نے بھی اس پر صاد کیا۔ معلوم نہیں اب کیوں مولوی صاحب اس عقیدہ کو مہلک قرار دیکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ساتھ برسرپیکار ہوتے ہیں۔ کیا اس کی وجہ حسداً من انفسھم ہے کہ خدا تعالےٰ نے انکو خلافت کا منصب عطا کیا یا یہ کہ مولوی صاحب ہی اپنے پاؤں پر الٹے پھر گئے۔ ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیأ)..... جو دلیل میں سلسلہ کی صداقت پر گواہ کے طور اس وقت کل مخالفین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ اس مضمون کا آخری حصہ ہے جسکو میں نے صاحبزادہ صاحب کے اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ اس وقت صاحبزادہ کی عمر اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں

..... دین کی ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا جوش جو ان کے بے تکلف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے وہ بیان کے خوف طوالت سے الفاظ نقل نہیں کئے گئے۔ ان) ایک خارق عادت بات ہے۔ ناظرین مولوی صاحب کے ان الفاظ پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ وہ کا اعتراض کرنیوالے صاحب بھی ذرا غور سے دیکھیں کہ مولوی صاحب آگے کیا فرماتے ہیں۔ صرف اسی موقعہ پر نہیں بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر موقع پر یہ دلی جوش ان کا ظاہر ہو جاتا ہے چنانچہ ابھی میر محمد اسحاق کے نکاح کی تقریب پر چند اشعار انہوں نے لکھے تو ان میں بھی یہی دعا ہے کہ اے خدا تو ان دونوں اور ان کی اولاد کو خادم دین بنا۔ برخوردار عبد الحی کی آمین کی تقریب پر اشعار لکھے تو ان میں بھی دعا بار بار کی کہ اسے قرآن کا سچا خادم بنا۔ ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور ان امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھکر کھیل کود کا زمانہ ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افترا ہے تو یہ جوش انکے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی (مولوی صاحب! اب آپ ایسے پاک اور نورانی وجود کا کیوں مقابلہ کرتے ہو۔ خواجہ صاحب امید ہے کہ ان الفاظ کے پڑھنے کے بعد حضرت فضل عمر پر بچپن کا اعتراض کرتے ہوئے شرم کرینگے) اے بدقسمت لوگو غور کرو۔ کہ کیا مفتری کی اولاد جو اس کے افترا کے زمانہ میں پیدا ہو اور افترا کے زمانہ میں پرورش پائے ایسی ہوا کرتی ہے؟ کیا تمہارے دل انسانی دل نہیں جو ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور ان سچے خیالات کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ کیوں تمہاری آنکھیں الٹی ہوگئیں ہیں غور کرو کہ جس کی تعلیم و تربیت کا یہ پھل ہے۔ وہ کاذب ہوسکتا ہے؟ اگر [illegible] میں صادق کا کیا نشان ہے؟ اب ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا اب یہ نشان غلط ہوگیا۔ دیکھو کیسے زور سے انہوں نے حضرت فضل عمر کے وجود کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا عظیم الشان نشان ٹھہرایا۔ اب میں مولوی صاحب کے الفاظ میں ہی مولوی صاحب خواجہ صاحب اور ان کے دیگر رفقاء سے پوچھتا ہوں کہ اے لوگو غور کرو کہ کیا خدا کے کی اولاد جن کے وجود کو وہ اپنی صداقت کا نشان ٹھہرائے اور جن کے متعلق خدا تعالےٰ قبل از وقت اپنے رسول کو بڑی بڑی عظیم الشان بشارتیں دے ایسی گندی ہوسکتی ہے جیسا اب تم انکو ظاہر کرتے ہو۔ کیا تمہارے دل انسانی دل نہیں۔ جو ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور ان سچے خیالات کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا کیوں تمہاری آنکھیں الٹی ہوگئی ہیں غور کرو کہ جس کی بشارتوں کے مطابق پیدا ہونے والا بیٹا ایسا گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہو۔ جیسا تم اسکو سمجھتے ہو۔ جس کی تعلیم اور تربیت اور دعاؤں کا پھل ایسا ہو کہ اس کے سلسلہ کو ہی غرق کر دینے والا ہو۔ جس کی سچائی کا نشان ایسا لڑکا ہو کہ وہ اس کی جماعت کو ضلالت کے گڑھے میں گرانے والا ہو۔ وہ صادق ہوسکتا ہے"۔ صاحبان کیا یہی وجہ ہے کہ اب تم حضرت مسیح موعود کے الہامات کو بقول خواجہ صاحب بیڑا غرق کر دینے والے سمجھنے لگ گئے ہو۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص جنکو مولوی محمد علی صاحب نے مندرجہ بالا ریویو میں مخاطب کیا ہے۔ ان کا یہی مضمون ان کے سامنے جاکر رکھے اور ان سے پوچھے کہ کیا اب تم اس لڑکے کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا بے نظیر نشان قرار دیتے ہو تو مولوی صاحب کیا جواب دیں۔

ہم خواجہ صاحب کے متعلق بے انصافی کے مرتکب ہونگے اگر ہم اس بات کا اظہار نہ کریں کہ خواجہ صاحب نے اپنے اشتہار میں ایک امر میں ضرور انصاف سے کام لیا ہے۔ آپنے جیسا کم سنی کے اعتراض میں ایک فریق کی طرف اشارہ کیا ہے ایسا ہی آپنے انصاف سے یہ بعید سمجھا ہے کہ دوسرے فریق کی طرف بھی اشارہ نہ کریں کیونکہ ایسی صورت

میں آپ پر ناجائز طرفداری کا اعتراض پڑ سکتا تھا کہ آپ نے اپنے تئیں ہر دو فریق میں بطور ایک ثالث کے پیش کیا ہے اس لئے جب آپ نے ایک فریق کا صرف کمسنی کے اعتراض میں اشارۃً کیا ہے ایسا ہی دوسرے فریق کو بھی ذکر خیر سے محروم نہیں رکھا۔ ذیل میں ہم خواجہ صاحب کے اشتہار میں سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جو لفظ بلفظ مولوی محمد علی صاحب والی پارٹی پر چسپاں ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں ”نیز اگر وہ خاص کانشنس رکھنے والا گروہ ہے۔ ان میں سے بعض حضرت کی صحبت میں برسوں بیٹھے انہوں نے جو کچھ حضرت صاحب سے سنا وہ خود اپنی قلموں سے حضرت اعلیٰ کی زندگی میں ہی شائع کیا۔ ان کی تحریریں بھی موجود ہیں۔ ان میں سے بعض نے مستقل کتابیں اعلیحضرت کے وصال کے بعد بھی لکھیں۔ آج یہی لوگ اپنی تحریروں کے خلاف عقائد تبلیغ کر رہے ہیں“ یہ الفاظ مولوی محمد علی صاحب پر بالکل چسپاں ہیں۔ کیونکہ جن عقائد کا انہوں نے اپنی پہلی تحریروں ریویو وغیرہ میں اظہار کیا آج انہی کے برخلاف عقائد تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہمارے عقائد حضرت مسیح موعود کی نبوت و رسالت کے بارہ میں بعینہٖ وہی ہیں جو مولوی محمد علی صاحب نے ریویو میں لکھے مگر تعجب ہے کہ انہیں عقائد کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب ہمارے ساتھ لڑتے ہیں اور بقول خواجہ صاحب اپنی تحریروں کے خلاف عقائد تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہاں ایک بات میں بھول گیا۔ خواجہ صاحب کو اس قدر سردردی کرنے کی کیا ضرورت ہے انکو میں ایک بالکل آسان طریق فیصلہ کی بتاتا ہوں ان کے لئے ہرگز ضروری نہیں کہ دوسرے بزرگوں کی رائے دریافت کریں جو حضرت صاحب کی وفات کے وقت انکی تھی۔ وہ صرف مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ دیکھ لیں کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت ان کا کیا عقیدہ تھا اسی پر فیصلہ کرلیں یہ عقیدہ ان کا ریویو کے صفحات میں موجود ہے خصوصاً اس مضمون میں جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے وقت لکھا۔ بس ہمارا بھی وہی عقیدہ ہے اگر خواجہ صاحب کو حق کی ضرورت ہے تو اسی کو دیکھ لیں۔ وہی ہمارا عقیدہ اس وقت تھا اور وہی اس وقت ہے۔

خواجہ صاحب اپنے اشتہار میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ میں ایسے وقت میں فساد ہوا جب کہ حضرت مسیح موعود کی صحبت سے برسوں فائدہ اٹھانے والے دنیا میں موجود ہیں اور یہ کہ یہ فخر کسی اور امت کو حاصل نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح کی امت میں غلو کرنیوالے ایک لمبا عرصہ بعد ایسے وقت میں پیدا ہوئے جب کہ وہ لوگ دنیا سے اٹھ گئے تھے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صحبت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ خواجہ صاحب کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ غلو کرنے والے ہمیشہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں جب کہ صحیح علم رکھنے والے لوگ گذر جاتے ہیں اور جہالت کا زمانہ آجاتا ہے تاریخ بھی اسی بات کی شہادت دیتی ہے اور عقل بھی اسی امر کی گواہی دیتا ہے کہ غلو کرنے والے بہت عرصہ کے بعد پیدا ہوتے ہیں گذشتہ تمام انبیاء کی تاریخ اسی بات کی تصدیق کرتی ہے اور یہی سنت اللہ رہی ہے۔ ہاں گذشتہ تجربہ ہمیں یہ ضرور بتاتا ہے کہ رسول اور نبی کی وفات کے بعد جلد ہی بعض لوگ ارتداد ضرور اختیار کر لیتے ہیں۔ غلو کرنیوالوں کے متعلق تو خواجہ صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ بعد میں ایک لمبا زمانہ گذرنے کے بعد پیدا ہوتے رہے اور وہ اس بات کو بھی ضرور تسلیم کرینگے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت جلد مرتدین کا گروہ پیدا ہو گیا۔ پس سنت اللہ یہی ثابت ہوئی کہ غلو کرنے والے زمانہ دراز کے بعد پیدا ہوتے ہیں مگر مرتدین کا گروہ وفات کے بعد جلد ہی نمودار ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مرتدین کے پیدا ہونے کے متعلق جو سنت اللہ ہے اسکا ذکر صراحت کے ساتھ بطور پیشگوئی کے کیا ہے پس خواجہ صاحب کو غلو کرنیوالوں کی تلاش نہیں کرنی چاہیئے بلکہ دیکھنا چاہیئے کہ مرتدین کا گروہ کون ہے اور اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کا ایک کشف بھی موجود ہے (اور خواجہ صاحب کشف کے قائل ہیں) جو آپ نے ایک سنجیدہ آدمی کے مرتدین کے گروہ میں شامل ہونے کے بارہ میں دیکھا اور جو حضرت مسیح موعود کے کشوف میں شامل ہو چکا ہے۔

نوٹ۔ خواجہ صاحب کی شائع کردہ فہرست کے متعلق دو امور اور بھی قابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ایک سو آدمیوں کے نام شہادت کے لئے تحریر کئے ہیں۔ مگر جب فہرست کو گنا جاتا ہے تو وہ ۸۵ یا ۸۷ آدمیوں کے نام ہیں۔ شاید حواس باختگی کی حالت میں ایسی غلطی ہو گئی۔ دوسرے وہ بعض ایسے آدمیوں کے نام بھی درج کرتے ہیں جو بیعت کے بعد مرتد ہو چکے ہیں۔ غالباً وہ انکو بھی مبائعین میں ہی شامل کر کے مبائعین کی تعداد پوری کرتے ہونگے۔ یہ خواجہ صاحب کی حق جوئی کا ایک ثبوت ہے۔ خواجہ صاحب اگر ایسے لوگوں کی رائے پر ہی فیصلہ کرنا تھا جو ہر روز حضرت اقدس کی خدمت میں رہے۔ تو انکو ضرورت نہ تھی کہ ان سے کسی قسم کے سوالات کرتے۔ وہ یہی دیکھ لیتے کہ ایسے لوگوں کی زیادہ تعداد کس طرف ہے پس ان لوگوں نے اپنے عمل سے اپنی رائے کو ظاہر کر دیا تھا۔ خواجہ صاحب کو اگر سچائی کی پیاس ہوتی اور مانتے وہ ان کے فیصلہ کو صحیح سمجھتے تو چاہیئے تھا کہ وہ بھی اسی طرف ہو جاتے جس طرف ایسے لوگوں کی کثرت تھی۔ مگر سچائی کی پیاس کہاں!

ہمارا نشان

شیر علی عفی عنہ۔ مفتی محمد صادق عفی عنہ۔ احمد نور۔ ڈاکٹر عبداللہ۔ غلام محمد امرتسری۔ قادیان دارالامان

برکات خلافت۔ اس نام سے وہ معرکۃ الآرا تقاریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں چھپ کر تیار ہو گئی ہیں۔ بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ انجمن ترقی اسلام نے شائع کی ہیں چونکہ جماعت کی عملی زندگی کے متعلق ہدایات اور اعلیٰ نکات کا مجموعہ ہیں۔ اسلئے ہر ایک احمدی کو خریدنی چاہئیں قیمت ...

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | امیں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار و

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ؛ (الہام مسیح موعود)

الفضل

سالانہ چار روپے بیشگی چندہ مقامی خریداروں کے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ | مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۵ء | بروز سہ شنبہ | مطابق رمضان المبارک ۱۳۳۳ | نمبر ۲۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت دو تین دن سے ناساز تھی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آرام ہے ؛

رمضان المبارک بفضل اللہ خیریت سے گذر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ثمرات سے سب کو متمتع کرے۔ اور اس کے برکات ہماری ترقیات کا باعث ہوں ؛

آمد مہمانان مولوی میر محمد سعید صاحب حیدرآباد دکن سے قدرت اللہ صاحب سرہند سے۔ محمد شفیع صاحب سب اوورسیر کہتا سے۔ بابو فضل احمد صاحب راولپنڈی۔ ڈاکٹر فتح الدین بھیرہ سے۔ میاں کرم بخش صاحب منشی سیالکوٹ۔ ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر لاہور سے ؛

احباب پوری اہتمام سے صدقۃ الفطر عید فنڈ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف ارسال فرماویں۔

اخبار احمدیہ

شاہجہانپور سے سید مختار احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ یہاں اور بریلی میں تبلیغی کوششوں کا کچھ نہ کچھ نتیجہ ظاہر ہو رہا ہے۔ اگرچہ رفتار سست ہے۔ لوگوں کے اعتراضات کا جواب بفضل اللہ حتی الوسع دیتا رہتا ہوں ابھی بہت سے اعتراضات ایک اور دوست کے میرے پاس پہنچے ہیں۔ جن کے جوابات کے لئے عید کا دن مقرر ہوا ہے ؛

کپور تھلہ سے عبد السمیع صاحب لکھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کپورتھلہ نے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے ظفر و نصرت کی دعا کی سولی بیت میں گورنمنٹ کی کامیابی کے لئے جلسہ ہوا اس میں منشی نور الٰہی صاحب احمدی نے تقریر کی اور بتایا کہ اس پُرامن گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں اپنے مذہب کی اشاعت میں کسی قسم کی روک نہیں ہے۔ اور ہر قسم کا آرام میسر ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کے لئے دعا کریں ؛

انبالہ سے شیخ محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ انبالہ نے گورنمنٹ انگریزی کی فتحیابی کے لئے جلسہ میں دعا کی ہے ؛

سرہند سے منشی قدرت اللہ صاحب کی معرفت دو نے وصیت کی ہے۔ احباب دوسرے دوستوں کو بھی اس مبارک عمل میں شامل ہونے کی تحریک کریں ؛

پشاور سے گل محمد صاحب سٹوڈنٹ علی گڑھ کالج لکھتے ہیں کہ قاضی محمد یوسف صاحب کا وجود پشاور میں نہایت بابرکت اور مفید ہے۔ ان کی وجہ سے سلسلہ میں بفضلہ ترقی ہو رہی ہے۔ آپ یہاں درس قرآن کریم بھی دیتے ہیں

کیمل پور سے محمد ایوب خان صاحب رسالدار دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ احباب انکے لئے دعا فرماویں

بنگہ سے میاں رحمت اللہ صاحب باغانوالے لکھتے ہیں یہاں ہیضہ کی شکایت شروع ہے احمدی احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہاں کے سب افراد کو اس بلا سے محفوظ رکھے ؛

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۱۰ ۔ اگست ۱۹۱۵ء

رمضان المبارک سے سبق

رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے متقی لوگوں پر انوار قدسیہ کی بارش کرتے اور روحانی ذوق اور جوش سے ان کے سینوں کو بھر دیتے ہیں نیز یہ مہینہ استجابت دعا کا سب سے اعلیٰ موقع اور قرب الٰہی حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ اس لئے جس کسی کو نصیب ہو اسے خدا تعالیٰ کا بے شمار شکر کرنا چاہئیے۔ اس سال بھی یہ مبارک مہینہ بہت سے خوش قسمت اور بانصیب لوگوں کے لئے اپنے ساتھ بڑے بڑے افضال لایا ہے۔ اس نے ان کے دامن کو ضرور الٰہی انعام واکرام سے مالا مال کیا ہوگا۔ اور زاہدان شب زندہ دار کے علاوہ ان لوگوں کو بھی خالق کون ومکان کے حضور اندھیرے منہ کھڑے ہو کر حال زار کو بیان کرنے کی سعادت نصیب ہوگی۔ جن کے اوقات عزیز غفلت اور سستی کی وجہ سے رائگان جاتے تھے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس مبارک مہینہ کے فیوض سے بہرہ اندوز ہوا اور بے نصیب ہے وہ انسان جس پر یہ مہینہ آئے۔ اور وہ اپنی سستی کے باعث اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جس قدر انسان کے لئے نیکی کمانے کے موقع مہیا کرتا ہے ان سے فائدہ اٹھانے والے اگر بارگاہ ایزدی میں اعلےٰ مدارج پر پہنچ جاتے ہیں تو ان مواقع سے فیض حاصل نہ کرنے والے اسفل السافلین میں گر جاتے ہیں اور اپنے اوپر غفلتوں اور بدیوں کی ایک اور تہ چڑھا لیتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک انسان کو یہ کوشش کرنی چاہئیے کہ کوئی نیکی کا موقع اور کوئی خیر کمانے کا طریق اس کے ہاتھ سے رائگان نہ جانے پائے۔

رمضان کا مہینہ جس طرح اور بہت سی حکمتوں کا باعث ہے اسی طرح اس میں ایک بہت بڑی حکمت وہ بھی ہے جسے ہر ایک انسان خواہ عالم ہو یا جاہل خواہ عقلمند ہو یا کم عقل جانتا ہے کہ انسان کو اپنی بھوک اور پیاس سے خدا تعالیٰ کی اس مخلوق کی حالت نظر پر توجہ ہو جسے اگر رات کھانے کو ملتا ہے تو صبح نہیں۔ اور اگر صبح ملتا ہے تو رات نہیں تا اس طرح اس کے دل میں غریب نوازی اور مفلس پروری کی تحریک پیدا ہو۔ ہمدردی اور ایثار کی تحریک جوش کھائے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ جو انسان خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنی جان اور نفس کو باوجود کھانے اور پینے کی چیزوں کے موجود ہونے کے الگ رکھ سکتا ہے اور بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر لیتا ہے وہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی لینے کے لئے مال، اموال کو راہ للہ خرچ کرنے سے بھی دریغ نہ کرے کیونکہ مال و دولت تو جان اور آرام کے صدقے میں ملتے ہیں جب کہ جان کو ہی خدا کے لئے تکلیف برداشت کرنے کا عادی بنایا جاتا ہے تو مال کو خدا کے لئے کیوں نہ خرچ کیا جائیگا پس یہی وجہ ہے جو خاصان خدا کے دست جود وسخا کو اس مبارک مہینہ میں دراز کر دیتی ہے۔ اور وہ پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ چڑھ کر راہ مولیٰ میں اپنے اموال کو صرف کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سخاوت اور بخشش کے دریا تھے۔ ہمیشہ ہی مخلوق خدا کو اپنے مبارک ہاتھوں سے مالا مال کرتے رہتے تھے۔ لیکن اس مہینہ میں خاص طور پر آپ کا چشمہ سخاوت جوش مارتا اور دور دراز تک سیراب کرتا چلا جاتا تھا یتیمان نہال ہو جاتے۔ ہر سائل کے سوال کو پورا کرنا ضروری سمجھا جاتا۔ اور بے شمار حاجت مند اپنی امیدوں اور تمناؤں کو حاصل کر کے شاداں و فرحاں واپس لوٹتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مطابق صحابہ کرام بھی سخاوت میں خاص جوش دکھاتے تھے۔ اور بدنی ریاضتوں سے اگر یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہماری جان۔ ہمارا آرام ہماری آسایش سب کچھ خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور ہم اس کے حکم پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تو مالی قربانیوں سے اس بات کا ثبوت دیتے تھے کہ جب ہم نے اپنی جان کو خدا کے راستہ میں ڈال دینے سے دریغ نہیں کیا تو مال کیا چیز ہوتی ہے جسے خدا کے راستہ میں نہ خرچ کریں۔ پس یہ وہ سبق تھا جو صحابہ کرام روزہ سے سیکھتے تھے۔ اور اسی سبق نے انہیں دین و دنیا میں کامیاب اور بامراد کر دیا۔ اور یہی سبق اسلام کے ہر ایک سچے متبع کے روحانی درس میں داخل رہا۔ لیکن جو شخص یہ سبق نہیں سیکھتا وہ قابل افسوس ہے کیونکہ اس کا دن بھر بھوکا پیاسا رہنا اور مال کو دبائے رکھنا ثابت کرتا ہے کہ اسے اپنی جان کو تکلیف میں ڈالنا تو گوارا ہے لیکن مال کو دنیاوی حرص و آز کی وجہ سے خرچ کرنا مشکل ہے ایسے انسان کو خوب سمجھ لینا چاہئیے کہ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں ہے کہ اسے بھوکا پیاسا رکھے بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ انسان اس کے راستہ میں ہر ایک قربانی خواہ بدنی ہو یا مالی کرنے کے لئے ہر وقت کمربستہ اور تیار رہے

جماعت احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے ایک عظیم الشان برگزیدہ کے ذریعہ قائم کیا ہے ایک ایسی جماعت ہے۔ جسے اصل اسلام پر قائم ہونے کا فخر حاصل ہے اس لئے ہر ایک احمدی کو چاہئیے کہ اس مبارک مہینہ کی جو اغراض خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں۔ ان کو حتی الوسع پورا کرنے اور جو برکتیں اس کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں انکے حاصل کرنے کا کوئی موقعہ نہ جانے دے۔ اور بدنی ریاضتوں کے ساتھ ہی مالی طور پر بھی اس اخلاص اور محبت کا ثبوت دے جو اس نے ماہ رمضان سے سیکھی ہے یعنی خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کے عادی ہاتھوں کو اس مہینہ میں زیادہ تیزی سے چلائے ہمیں جماعت احمدیہ کے باخبر اور وقیقہ رس اصحاب کو یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ ان کے اموال خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ایسے کاموں میں صرف ہو رہے ہیں۔ جن کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ اسی لئے دیگر لوگ اگر لاکھوں اور کروڑوں روپے بھی خرچ کر دیں تو اس ثواب اور اجر کے مستحق نہیں ہو سکتے جو ایک مخلص احمدی کو اپنے چند پیسے خدا کے راستہ میں خرچ کرنے سے مل سکتا ہے کیونکہ احمدی کا مال خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انسان کی ہدایات اور جاری کردہ کاموں پر صرف ہوتا ہے لیکن اور کسی کا مال اسکی اپنی تجویز کردہ ضرورت اور حکمت پر خرچ ہو گا۔ پس کیا احمدیوں کے لئے یہ کوئی کم شکر گذاری کا موقعہ ہے۔ کہ انہیں پیسے خرچ کر کے وہ ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے جو دوسروں کو روپے اور اشرفیاں خرچ کر کے بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر کس قدر افسوس ہو۔ اس احمدی پر جو ایسے غنیمت

موقع کو یونہی جانے دے۔ اور مالی رنگ میں قربانی کر کے کوئی فائدہ نہ اٹھائے۔ دوسرے لوگوں کو مال خرچ کرنے میں بھی ایک بڑی بھاری دقت پیش آتی ہے کہ انہیں ایسے خرچ کرنے والے نہیں ملتے جن کے ہاتھ میں وہ اپنا مال دیکر مطمئن ہو جائیں کہ صحیح غرض کے لئے ہم نے مال دیا ہے وہیں خرچ ہوگا۔ مگر اس قسم کی روکیں ان کے راستہ میں اسی لئے حائل ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی منشاء اور ارادہ کے ماتحت اپنے اموال کو خرچ نہیں کر رہے۔ لیکن احمدی جماعت کے آگے سے تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک قسم کی روکیں دور کر کے اسباب کا کھلا کھلا ثبوت دے دیا ہے ان کے اموال خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کا موجب ہو رہے ہیں۔ اسی لئے ان کو اپنے اموال کے صرف کرنے کے ایسے ذرائع اور موقعے نصیب ہوئے ہیں جو اور کسی کو نہیں ہیں۔ پس ہر ایک احمدی کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق ضرور اس مہینہ میں اپنے اموال کا کچھ حصہ خاص طور پر علیحدہ کر کے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے اپنے آقا کے مقرر کردہ مرکز (قادیان) میں بھیجدے تا کہ ماہ رمضان کے فیوض سے جہاں اسے بدنی اور روحانی برکات حاصل ہوں وہاں مالی برکات کا بھی وہ وارث بن جائے۔ اور خدا تعالیٰ کے اس انعام کا جو اس نے رمضان کی صورت میں اسے دیا ہے۔ عملی طور پر شکر گذار کہلائے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک انسان کو اس کی توفیق دے۔

الاخبار و الآراء

حاجیوں کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ کا وعدہ

اسلامی حلقہ میں یہ خبر نہایت خوشی اور امتنان سے سنی جائیگی کہ گورنمنٹ برطانیہ نے حجاج کی نگہداشت کے متعلق فیصلہ کر دیا ہے دیوان عام میں [illegible] کو جواب دیتے ہوئے مسٹر ایسکوئتھ نے بیان کیا کہ گورنمنٹ وعدہ کرتی ہے کہ حجاج سے سختی کے ساتھ تعرض نہ کیا جائیگا اس وقت تک بندرگاہ جدہ یا عرب عراق کے مقدس مقامات کے خلاف کوئی معاندانہ کارروائی نہ کی جائیگی یہ اعلان افریقہ عرب ایران اور ہندوستان میں مشتہر کر دیا گیا ہے۔ اور اس وعدہ کا ہندوستان میں خیر مقدم کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کی اس دور اندیشی پر مسلم رعایا کو ممنون ہونا چاہیئے۔

قابل توجہ محکمہ تعلیم

مروجہ اردو تواریخ ہند میں گذشتہ حکمرانوں اور مشہور مقامات وغیرہ کی تصویریں دی ہوئی ہیں اور خاص کر مغلیہ خاندان کے [illegible] رواؤں کی تصویریں بمعہ انکی بیگمات کے شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے ہم اس سوال کو اٹھاتے ہوئے کہ ان تصویروں سے طلباء کو کہاں تک اپنی تعلیم میں مدد مل سکتی ہے محکمہ تعلیم کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس زمانہ کے مرد و عورت کی تصویریں ہیں اس زمانہ میں فوٹو گرافی ایجاد نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی اور ایسا قابل وثوق ذریعہ تھا جس سے یقینی کہا جا سکے کہ یہ اصلی تصویریں ہیں۔ پھر جب یہ بات مانی جاتی ہے کہ تمام اقوام سے بڑھ کر اہل اسلام پردہ کے پابند تھے اور بیگمات مغلیہ خاندان بڑی سختی سے اس پر عملدرآمد کرتی تھیں تو ان تصویروں کی اصلیت اور بھی معرض خطر میں پڑ جاتی ہے ان وجوہات کے ہوتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ تصویریں بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہونگی۔ اور انکی وجہ سے صحیح معلومات کی جگہ غلط اور فرضی قیاسات جاگزین ہو جائینگے۔ لیکن باہم اگر تصاویر تاریخ کا کوئی خاص جزو خیال کی جاتی ہیں تو ہندو اور سکھ رانیاں اس سے کیوں مستثنیٰ رکھی گئی ہیں۔ اور انکی تصویریں کیوں درج نہیں کی گئیں۔ مسلمان چونکہ مذہباً اور رواجاً پردہ کے مؤید ہیں۔ اور شریعت نے اس امر پر عملدرآمد کرنا ضروری اور قابل فخر سمجھا ہے۔ اسلئے ان کے بچوں کو مسلمان شہزادیوں کو بغیر پردہ کے دیکھنا پردہ اسلامی کے بندھن کو کم کرنیوالا ثابت ہو سکتا ہے یا بے پردگی کے رواج کے لئے پسندیدگی کا موجب ہو کر اقتصادی نقصان ہو سکتا ہے اس لئے اس کے تدارک کیلئے محکمہ کو ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔ امید ہے کہ مہتمان کتب درسیہ اسلامی شعار کو مدنظر رکھ کر اس کی تلافی فرمائینگے۔

حیرت انگیز مصارف جنگ

موجودہ جنگ کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اپنے ہر ایک پہلو سے زمانہ ماضی کی خطرناک سے خطرناک جنگوں کو بھی مات کر رہی ہے اگر وسعت رقبہ کے لحاظ سے ہزارہا میلوں کو گھیرے ہوئے ہونے سے تو خطرناک سے خطرناک سامان جنگ کے استعمال میں لانے کا باعث بن رہی ہے اور اگر آج تک کی تمام لڑائیوں اور خونریزیوں سے بڑھ کر بنی نوع انسان کو مشغول پیکار کئے ہوئے ہے تو اخراجات جنگ کا بھی کچھ حساب نہیں۔ خرچ اخراجات جو کچھ سمجھا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے پیرس کے ایک مقتدر اخبار میں مسٹر ایڈمنڈ تھری مشہور ماہر اقتصادیات نے فوجی اور جنگی اغراض کے لئے مصارف کے تخمینہ کے متعلق ایک دلچسپ مضمون شایع کرایا ہے۔ انکی ذاتی رائے کے مطابق اب تک اتحادی سلطنتیں [illegible] ارب پونڈ یا تیس ارب روپیہ خرچ کر چکی ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں آسٹریا اور جرمنی نے تئیس ارب بیس کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے یعنی ۱۴ کروڑ ۲ لاکھ یومیہ اور تقریباً ساٹھ لاکھ فی گھنٹہ خرچ کی اوسط نکلتی ہے۔

یہ مسٹر موصوف کی اپنی رائے ہے۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کے یہ معلومات کہاں تک قوی دلائل پر مبنی ہیں لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس وقت تک لڑائی پر زر کثیر صرف ہو چکا ہے اور کیا عجب ہے کہ ۶۰ لاکھ فی گھنٹہ کی اوسط سے بھی کچھ زیادہ ہو۔ اور اگر نقصانات جنگ کو بھی شامل کر لیا جائے تو نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچ جائے اس کے ساتھ ہی جسقدر جانوں کا نقصان ہو چکا ہے وہ بھی کوئی کم تعجب خیز نہیں۔ غرض یہ لڑائی اپنی نوعیت میں بالکل نرالی ہے۔ اور غفلت آلود نگاہوں کیلئے تازیانہ عبرت! کاش کوئی بصیرت کی نگاہ سے ہی غور کرے کہ دنیا کی کیا حالت ہو رہی ہے اور کیوں؟ مگر [illegible] معنی حق نعمت رسول [illegible] ضرور [illegible] ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ سلطنت برطانیہ کو جسمانی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ سلسلہ کو روحانی فتح نصیب کرے تا دنیا پر جلد سے جلد امن و امان قائم ہو۔

اعلیٰحضرت نظام دکن کی انصاف پسندی

انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کے دو اہم مذہبی معاملات مدت سے نظام گورنمنٹ میں زیر غور تھے (۱) تعمیر مسجد احمدیہ (دوم) جلسہائے انجمن میں مزاحمت پولیس۔ اب ان ہر دو امور کی نسبت عدل گستر رعایا پرور اعلیٰحضرت شاہ دکن کی بارگاہ خسروی سے بنام انجمن احمدیہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۵ء کو ایک فرمان افزون بجونی(؟) کی خاطر بکمال مراحم خسروانہ صادر ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔

(۱) جدید تعمیر مسجد کے لئے اگر انجمن احمدیہ درخواست پیش کرنا چاہے۔ تو پیش کرسکتی ہے اس کے متعلق لحاظ مناسب کیا جائے گا

(۲) انعقاد جلسہائے انجمن کے لئے ارکان انجمن سے محکمہ پولیس کو مچلکہ لینے کی ضرورت نہیں۔

الحمد للہ یہ فضل عمر کے عہد مبارک کے ہی برکات ہیں جو اس ہمایون دور عثمانی یعنی اعلیٰحضرت حضور نظام میر عثمان علی خان بہادر جیسے عدل گستر فرمانروائے دکن کے زمانۂ حکمرانی میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

اولاً چند یوم پہلے ہی حیدرآباد وسیع مملکت اور اس دارالسلطنت کے تمام طبقہ وزرا و امرا و حکام عالیمقام و جملہ خاص و عام میں احمدی تبلیغ کا غلغلہ اس طرح بلند ہوکر مقبول خاص و عام ہوناکہ جس کی نظیر اس ۲۷ سالہ دراز مدت قیام انجمن حیدرآباد میں کبھی نہیں ملتی۔

دوم یہ ۱۷ ماہ کا مرجوعہ مقدمہ ایسی عمدگی کے ساتھ انصاف کے ہاتوں طے پاجانا۔

لہذا انجمن احمدیہ حیدرآباد اپنے آقائے نامدار حضرت اولوالعزم فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ کی ترقی مدارج عالیہ اور اعلیٰحضرت حضور نظام خسرو دکن خلد اللہ ملکہ کی ترقی عمر و حکومت و تقوی و مزید اسلامی خدمات کے لئے بکمال ارادت و عقیدت بارگاہ خداوندی التعظیم میں دست بدعا ہے۔ اور نیز اپنے مربی و واجب التعظیم پریسیڈنٹ انجمن حضرت مولینا میر محمد سعید صاحب قنوجی کی احمدی کے اس ۱۷ ماہ کی لگاتار ان تھک کوشش و دعا کی بھی تہ دل سے انجمن شکرگذار ہے۔ اور اسی طرح مشیر قانونی عالیجناب مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل ہائیکورٹ و ممبر بلدیہ کونسل حیدرآباد اور عالیجناب حافظ محمد اسحاق صاحب احمدی بھی قابل ذکر ہیں جن کی دلی شانو قانونی امداد و موقع بموقع نیک ہدایات وغیرہ اس مقدمہ کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتی رہی ہیں جن کے مشکور رہاد۔

بالآخر بارگاہ خلافت میں بکمال ادب التماس ہے کہ افراد انجمن کی ترقی و صلاح و تقوی و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے مبارک ارشاد خداوندی پر کاربند رہنے کے لئے دعا فرمائی جاوے۔ فقط۔

خاکسار سید بشارت احمد سیکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد

قادیان سے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ

اخبار وکیل ۲۸ جولائی ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں تراجم قرآن" کے عنوان سے جو آرٹیکل پادری زویمر کے رسالہ مسلم ورلڈ کے اقتباس کی بناء پر شائع ہوا ہے اسمیں قادیان سے شائع ہونے والے قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے متعلق جن معلومات کا اضافہ کیا گیا ہے ان میں ایک خطرناک غلطی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ اس لئے خاص و عام کو اس غلط فہمی سے بچانے کے لئے مجھے اصل حالات سے اطلاع دینا ضروری ہے۔ ایڈیٹر صاحب وکیل نے لکھا ہے کہ

"وہ ان سب سے زیادہ مکمل تر انگریزی ترجمہ ہے جو مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے قادیان میں رہ کر کیا اور اب ایڈیسن پریس مدراس میں زیر طبع ہے"

پادری زویمر نے اپنے رسالہ میں قادیان سے شائع ہونے والے انگریزی ترجمہ کا ذکر کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ انجمن ترقی اسلام قادیان اسے شائع کرتی ہے پھر نہیں معلوم اس اشاعت بانوالے ترجمہ کو مولوی محمد علی صاحب سے کیوں منسوب کیا گیا!

یہ صحیح ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے بہ حیثیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ایک تنخواہ دار ملازم کے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ لکھنا شروع کیا اور جب وہ ترجمہ مکمل ہوکر انجمن میں پیش ہوتا تو انجمن اس کی اصلاح وغیرہ کے مراتب کو طے کرنے کے بعد جس طرح بہ چاہتی شائع کرتی لیکن مولوی محمد علی صاحب جب قادیان سے بظاہر رخصت لیکر اور انجمن کی قیمتی کتابوں کا ایک کافی ذخیرہ بطور امانت لیکر چلے گئے اور انہوں نے ترجمہ مذکور اور کتابوں کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کیا جس سے صدر انجمن احمدیہ کو اپنی سب کمیٹی کے متعلق مناسب نوٹس لینا پڑا۔ اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ وغیرہ نے بذریعہ اخبارات ظاہر کیا کہ وہ ترجمہ نامکمل چھپے ہے تو انجمن ترقی اسلام قادیان نے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی نے قائم کی۔ قرآن مجید کے انگریزی اور اردو ترجمہ کا انتظام کیا یہی وہ ترجمہ ہے جس کا ذکر پادری زویمر نے اپنے رسالہ میں کیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ترجمہ قادیان اپنے حقوق محفوظ رکھتی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے صدر انجمن سے ابھی تک کوئی سمجھوتہ یا فیصلہ اس ترجمہ کے متعلق نہیں کیا اور جب تک تصفیہ نہ ہو اس کے متعلق کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ انجمن ترقی اسلام نے یہ ترجمہ علماء کی ایک ۔ ۔ کمیٹی کی زیر نگرانی شروع کیا ہے جس کی پسندیدگی پر الحمد للہ مختلف اطراف ملک سے خطوط آرہے ہیں۔

پہلا پارہ اس کا مدراس کے ایڈیسن پریس میں طبع ہوکر جلد شائع ہوگا۔ اس کا نمونہ ہم نے شائع کردیا ہے ناظرین اس کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہیں تو راقم الحروف سے خط و کتابت کریں۔

شیر علی بی اے سکرٹری انجمن ترقی اسلام۔
اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان۔

دعوت الی الخیر

جزیرہ ماریشیس میں تبلیغ احمدیت

جناب صوفی غلام محمد صاحب کے تازہ خط آمدہ ۹ جم اگست سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے وہاں تبلیغ کا کام بڑے زور شور سے شروع کیا ہوا ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے نتیجہ خیز ثابت ہو رہا ہے۔ صوفی صاحب دو دفعہ ایک مقام نام روکا میں گئے اور دو شخصوں کو نماز پڑھنی سکھا آئے۔ اور اس کے علاوہ انہیں سورہ کہف کا پہلا رکوع اچھی طرح سمجھا دیا۔ اور ثابت کر دکھایا کہ دجال کے کانا ہونے کے کیا معنی ہیں یعنی وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کو ناقص طور پر پیش کرتے ہیں اور کامل صفات کا خدا نہیں مانتے یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان ربکم لیس باعور تمہارا رب ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک ہے اور یہ جو فرمایا ہے۔ کہ دجال کا کفران پڑھ آدمی بھی سمجھ جائینگے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ ان کا ایک انسان کو خدا بنانے کا غلط عقیدہ ہر ایک کی سمجھ میں آجائیگا اور ہر ایک کہہ اٹھیگا کہ کوئی انسان کبھی خدا نہیں بن سکتا۔

اس مقام پر سلسلہ احمدیہ کی بھی تبلیغ کی گئی۔ اور ایک احمدیت سے حسن عقیدت رکھنے والے کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا جسے اس نے بسر و چشم مان لیا۔ اور اب وہ ان کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھتا۔

روز ہل میں سلسلہ حقہ کا ذکر پہنچایا گیا ہے۔ وہاں دس آدمیوں کے قریب احمدی ہونے کو تیار ہو چکے ہیں۔ غیر احمدی قرآن شریف سے وفات مسیح پر گفتگو کرنے کا ہرگز نام نہیں لیتے۔ اور بخاری سے رفع الی السماء نہیں دکھا سکتے یہی وجہ ہے۔ کہ بہت سے صاحب وجاہت اور ثروت وفات مسیح کے مسئلہ کو ماننے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کو حق سمجھنے لگے ہیں لیکن فی الحال لوگوں کی مخالفت کے خوف سے اعلان کرنے کا حوصلہ نہیں پاتے۔ ایسے آدمیوں میں سے کسی ایک نے تو غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنی بھی ترک کر دی ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہر جگہ ایسے آدمی پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ جو احمدیت کی طرف غلط اور بیہودہ باتوں کے منسوب کرنے والوں کو جواب دیکھ لا جواب کرتے ہیں اکثر لوگ تو اس طرح احمدیت کے قریب آرہے ہیں کہ غیر احمدی انہیں سلسلہ احمدیہ کے متعلق غلط باتیں سناتے ہیں اور جب ان کی سنکر صوفی صاحب کے پاس آکر تحقیق کرتے ہیں اور کچھ کا کچھ پاتے ہیں۔ تو ان کے معاند ہو جاتے ہیں۔ بعض کم علم لوگ اس بات پر رد پیتے تھے کہ تفاسیر میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کو کیوں نہ مانا جائے۔ گو انہیں بڑی تنگی سے کہا گیا کہ جو بات قرآن شریف کے خلاف تفاسیر میں درج ہے۔ وہ ہرگز ماننے کے قابل نہیں ہے۔ لیکن مفسروں کی عقیدت ابھی تک اس بات کے سمجھنے کے لئے روک کا موجب ہو رہی تھی اب خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس روک کو بھی دور کر دیا۔ چنانچہ وہاں ایک تفسیر قادری ہے جس میں بھی جو تفسیر حسینی کا اردو ترجمہ ہے فلما توفیتنی کے معنی لکھے ہوئے نکل آئے ہیں۔ کہ جب تو نے پھیر لیا مجھکو یعنی آسمان پر اٹھا لیا۔ یا مار ڈالا تو نے اس حوالہ کو دیکھکر بہت سے لوگ مولویوں کے گرد ہو رہے ہیں۔ کہ تفسیر میں بھی حضرت مسیح کے متعلق مار ڈالا لکھا ہوا ہے۔ اسی تفسیر میں سے توفی کے معنی موت یا وفات یا قبض روح کے دکھائے گئے۔ اس سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کو جو مولویوں کی ہر جائز ناجائز بات کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ نیز اور طرح سے بھی خدا تعالیٰ نے احمدیت کی تائید فرمائی ہے صوفی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہاں ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جس کا نام مصباح المجالس ہے۔ اس میں بارہ مجلسیں ہیں۔ اور ہر ماہ میں ایک مجلس پڑھی جاتی ہے۔ اس کی بارھویں مجلس میں حضرت رسول اکرم کی وفات مبارکہ کا ذکر نظم میں درج ہے حضرت عمرؓ کا تلوار لیکر کھڑا ہونا اور حضرت ابو بکرؓ کا وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کا پڑھکر انہیں سمجھانا مفصل طور پر لکھا ہے۔ اور یہ بھی درج ہے۔ کہ جتنے نبی اور رسول دنیا میں آئے ہیں یقیناً سب فوت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۳۵۲ کا ایک شعر یہ ہے ؎

ہوئے جو انبیاء اور مرسلین سب
ہوئے ہیں فوت دنیا سے یقین سب

وہاں جس قدر احمدی احباب ہیں۔ وہ نمازیں الگ پڑھتے ہیں اور جمعہ بھی الگ پڑھا جاتا ہے۔ جناب صوفی صاحب کوشش کر رہے ہیں کہ ماریشیس کے تمام احمدی بھائی ایک جگہ اکٹھے ہو کر عید کی نماز پڑھیں۔ ہمیں ماریشس کے ان احباب کی فہرست جن میں سے بعض نے آپ بیعت خلافت کی ہے اور بعض نے احمدی ہوئے ہیں ذیل میں ان کی فہرست بھی درج کی جاتی ہے۔ [illegible]

فہرست نو مبائعین

ڈاکٹر لال محمد صاحب ماریشس	مسٹر زین العابدین بہلول	
مسٹر اسمٰعیل صاحب	" عبدالرحمٰن نادر خان	
" عبدالمجید صاحب	" مسٹر نوریا سکرٹری جماعت احمدیہ ماریشس	
" سلطان گوس صاحب	" ہاشم خان	قادیان
" محمد عظیم سلطان گوس	ہمشیرہ یوسف علی۔ [illegible] گورداسپور	
" آدم اکبر علی	" چوہدری شبیر احمد۔ پسرور سیالکوٹ	
" سبحان محمد رجب علی صاحب	" محمد حسین	"
" یوسف رجب علی صاحب	" ثناء اللہ	"
" سلیمان اکبر سلامت	" محمد خورشید	"
" احمد سردار علی	" سید عبدالوحید	"
" محمود سردار علی	" چوہدری عنایت اللہ	"
" عبداللطیف جہانگیر	" فضل الٰہی	"
" عبدالعزیز جہانگیر	" غلام محمد	"
" امیر حسن صاحب	" ظہور الدین۔ ہیڈ ماسٹر [illegible]	
" مولا بخش بہلول	" منشی احمد اللہ۔ [illegible]	

معلوم ہو گیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ مر گئے ہیں

Raipur
Naraingarh
Ambala

RAIPUR

شملہ سے قبلہ میر ناصر نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں میرا ارادہ ہے کہ عید کے بعد کلکتہ تک ترقی اسلام کے چندہ کے لئے جاؤں یا انبالہ سے پنجاب کی طرف دورہ کرتا ہوا انشاء اللہ پھر قادیان پہنچوں۔ اللہ تعالیٰ میر صاحب کی سعی جمیل کو قبول کرے جو کہ باوجود بڑھاپے کے اسلام کی خدمت کے لئے یہ جوش اور تڑپ رکھتے ہیں ٭

مونگھیر سے محمد سعید الحسن صاحب احمدی مختار تحریر فرماتے ہیں۔ ایک آریہ سماج کے ممبر کے مکان پر ایک تقریر کرائی ہے۔ شہر کے بعض مسلمان بھی آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہماری نصرت فرماوے ٭

جہلم سے حافظ غلام رسول صاحب لکھتے ہیں ۔۔۔ کہ حسب اعلان مسجد احمدیہ میں گورنمنٹ عالیہ کی فتحیابی و نصرت کے لئے دعا کی گئی۔ اور یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری جمعہ کو ۲ پولیس کے ملازموں نے بیعت کی ہے اور ماہوار چندہ دینے اور مخالفوں سے قطع تعلق کرنے کا پختہ وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ اور حافظ صاحب کی سعی جمیل کا انہیں اجر دے ٭

امرتسر سے میاں عزیز الرحمن صاحب احمدی لکھتے ہیں مولوی محمد علی صاحب پوپڑی لکھتے ہیں میں نے امرتسر میں اپنے عزیز و اقارب کو موجودہ جنگ کی پیشگوئی کے متعلق مفصل طور پر بتایا انہوں نے بعض اعتراض بھی کئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ پھر کتاب البریہ میں سے حضرت مسیح موعود کی سوانح سنائی۔ خوب دلچسپی اور شوق سے سنتے رہے۔ اسی وقت ایک ملاں سے مباحثہ پر بحث ہوئی۔ آخر وہ اس آیت کا جواب نہ دے سکا اور اٹھ کر چلا گیا ٭

سانبلہ ضلع رہتک سے میاں محمد حسین صاحب ایک ابتلا میں ہیں۔ احباب دعا کریں ٭

جگت پور ضلع لائل پور سے میاں محمد گلاب الدین صاحب بھی اپنے مشکلات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ٭

براک ضلع پٹنہ سے میاں یوسف حسن صاحب لکھتے ہیں یہاں پر ایک وہابی مولوی نے لوگوں کو سلسلہ احمدیہ سے بہت بدظن کر رکھا ہے اور ان کو یہ کہتا ہے کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں۔ اور اس نے بعض اعتراضات بھی کئے تھے لیکن بفضل خدا ان کے جوابات دیئے گئے۔ تعجب ہے کہ ان لوگوں کو ذرہ بھی خوف خدا نہیں۔ افترا کرتے ذرا نہیں شرماتے ٭

جنگ یورپ

لنڈن ۷۔ اگست۔ ہیڈ کوارٹر کے اعلان میں وارسا کے فتح ہو جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ اسمیں یہ لکھا ہے کہ بوغ کے جنوب میں نہر کی مغربی سڑک پر ۳۔ اگست کو روسیوں نے جرمن حملے رد کئے۔ دشمن نارووں کے جال کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا جہاں اسے روسیوں کی آتشباری نے روک دیا ہے۔ اعلان میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ روسی علاقہ اوانگورود میں بغیر کسی مزاحمت کے دریائے وسچولا کے دائیں کنارے کو عبور کر گئے اور جاتے ہوئے پلوں کو اڑا گئے ٭

لنڈن ۷۔ اگست۔ ہیڈ کوارٹر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ عام حالت کو مدنظر رکھ کر وارسا کے مغرب میں مقیم ہماری فوج کو وسچولا کے دائیں کنارے کی طرف ہٹ آنے کے لئے حکم دیا گیا۔ ۵۔ اگست کی صبح کو روسی بغیر کسی مزاحمت کے نئے فرنٹ پر واپس ہٹ آئے۔ اور انہوں نے وسچولا کے تمام پل اڑا دیئے ٭

لنڈن ۷۔ اگست۔ روسیوں نے وارسا اور اوانگورود کے قلعے کیوں خالی کر دیئے اس کی وجہ ہیڈ کوارٹر کے ایک اعلان میں یہ دی گئی ہے۔ ۔۔۔ اوانگورود کے قلعہ قریباً تمام کے تمام اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔ اور آج کل کی ضرورت کو کسی صورت میں بھی پورا نہ کرتے تھے۔ اب اوانگورود کے تمام کو وقت پر اور باطریقہ اس امر کو مدنظر رکھ کر کہ یہ ناممکن ہے کہ یہ قلعے محاصرے پر قائم رہ سکیں نکال لئے گئے ہیں ہماری پیچھے کی فوج نے اور چند میدانی استحکامات کی قطاروں نے چند روز تک دشمن کو اپنی عام چال کے مطابق بغیر کسی شدید جنگ کے روکے رکھا۔ اور ۴۔ اگست کو عام جنگی چال کے مطابق وسچولا کے دائیں کنارے کی طرف واپس بلا لی گئیں واپس آتے ہوئے یہ افواج اینٹوں کے گنبدوں کو سہارا دینے والی آہنی بیٹ کی بنیادوں کو اڑاتی اور پلوں کو تباہ کرتی آئیں ٭

لنڈن ۸۔ اگست۔ دریائے دونا اور مغربی آسٹین سکے جہاں ۵۔ اگست کو جرمن پسپا کئے گئے۔ جہاں کی حالت غیر تبدیل ہے ۵۔ اگست کو وسچولا اور ریگا کے درمیان لڑائیاں نہایت سخت ہوئیں۔ دشمن نے اپنے بھاری توپخانہ سے ایکبارگی آتشباری کی۔ اور روسی شمال کی طرف تھوڑا سا پسپا ہونے کے لئے مجبور ہوئے ٭

لنڈن ۶۔ اگست۔ پیرس۔ آج جرمنوں نے بظاہر اس مقصد سے کہ فرانسیسیوں کو مختلف علاقوں میں مصروف رکھیں خوب سرگرمی دکھلائی۔ لیکن جرمنوں کی تمام کارروائیاں آسانی سے روکی گئیں۔

پیرس کی آج شام کا اعلان مظہر ہے کہ سوچیز پر دستی گولوں کی اور ٹیسی لی مالی میں اور پیری اور بیاک میں تیغ خانوں کی لڑائی جاری ہے۔ آرگون میں بھی خوب سرگرم لڑائی ہوئی۔ اور یہیں جرمنوں کی ایک زبردست دیکھ بھال کرنے والی پارٹی کو منتشر کیا گیا ٭

لنڈن ۷۔ اگست روما ایک اعلان مظہر ہے کہ کسی فرنٹ پر کوئی اہم واقعہ نہیں ہوا لیکن اطالوی کار سو پلاٹو پر کچھ آگے بڑھے ہیں۔ اور انہوں نے ۱۶۰ قیدی گرفتار کئے ہیں ٭

لنڈن ۵۔ اگست۔ پیرس گزٹ مظہر ہے کہ مشہور و معروف جنرل سریل درہ دانیال میں فرانسیسی فوج کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے ہیں۔ جنرل سیرل نے مارن کی لڑائی میں ولی عہد جرمنی کے تند اور پے در پے حملوں سے قلعہ ورڈون کی حفاظت میں نام پیدا کیا تھا ٭

لنڈن ۵۔ اگست۔ اسٹرڈم۔ جرمن گورنمنٹ پولیٹیکل لیڈروں سے خط و کتابت کر رہی ہے کہ ایک قانون پاس کیا جائے جس کی رو سے ۵۰ سال کی عمر تک کے آدمی فوج میں بھرتی کئے جائیں اور ایسا فیصلہ تمام جرمنی میں بہت گہرا اثر ڈالیگا لیکن اس میں کم شبہ ہے کہ جرمن پارلیمنٹ اسے پاس کر دیگی ٭

لنڈن ۵۔ اگست۔ ولی عہد جرمن اپنی بہترین فوج سے آرگون پر کامیاب حملہ کر رہے ہیں۔ ان جنگلوں میں خوفناک لڑائی ہوئی جرمنوں نے گیس اور رقیق آگ سے کام لیا۔ فرانسیسی توپوں کی خوفناک آتشباری سے جرمنوں کا بہت نقصان ہوا ٭

پیرس۔ بانڈی سبیٹ میں گذشتہ فرانسیسی فتوحات کو جہاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۲ اگست ۱۹۱۵ء

جبل پور کا مباحثہ

اور

غیر احمدیوں کیلئے عبرت

چند دن ہوئے جبل پور میں آریوں اور غیر احمدیوں کے درمیان مندرجہ ذیل پانچ مضامین پر مباحثہ ہوا تھا۔ (ا) توحید فی الصفات باری تعالیٰ۔ یعنی حدوث یا قدم روح و مادہ (ب) الہام یا رسول کی ضرورت اور اس کی شناخت۔ (ج) تناسخ یا جزا و سزا (د) نیوگ یا نکاح ثانی (ہ) ویدک دھرم عالمگیر ہے۔ یا دین اسلام۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور آریوں کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشو مناظر قرار پائے تھے۔ مباحثہ کے ختم ہونے پر مسافر آگرہ نے طول و طویل مضامین لکھ کر روئداد شائع کی ہے اور لکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس عظیم الشان مباحثہ میں نہ تو ہمارے کسی سوال کا جواب ہی دے سکے ہیں اور نہ خود ہی کوئی سوال ہم پر کر سکے ہیں۔ ادھر مولوی صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث کے ذریعہ پبلک کو اپنی کامیابی کا یقین دلانے کی کوشش کی۔ اور زیادہ زور اس بات پر دیا کہ چونکہ آریوں نے تحریری مباحثہ سے دیدہ دانستہ گریز کیا ہے۔ اس لئے ہم نے یہی بات ان کی ناکامی کی دلیل سمجھ لینی چاہیئے۔ جہاں تک مباحثہ کا تحریری ہونے سے تعلق ہے یہ ایک معقول بات ہے لیکن افسوس کہ مولوی صاحب ہمارے مقابلہ میں اس معقول مطالبہ سے اکثر پہلوتہی ہی کیا کرتے ہیں بہرحال فریقین کی متضاد تحریروں سے کوئی فیصلہ کن بات نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی نے جو غیر احمدیوں کی طرف سوائے علماء میں شامل تھے جو اس مناظرہ کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔ اخبار مسافر آگرہ میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ اور اس کے

ایڈیٹر کو لکھا ہے کہ جب خدا نے فتح آپ کو دی تو بے مجھے پیغام لکھنے میں کیا تامل ہو۔ میں تعصب کرکے کیوں گنہگار بنوں یہ صداقت کا اظہار ہے جناب پر احسان نہیں" اور مضمون شائع کردہ میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ "آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب) نے کسی اعتراض کا کوئی معقول جواب نہ دیا اور خود نیز کوئی اعتراض بھی نہ کیا۔ باوجودیکہ وہ ہر روز بار بار تقاضا کرتے رہے کہ آپ آریہ مذہب پر اعتراض کریں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے آریوں کے مقابلہ میں زک اٹھائی ہے۔ لیکن ہم بتائے دیتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کی شکست اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتی۔ اسلام وہ سچا اور پاک مذہب ہے۔ جس کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام آج تک کسی سے مغلوب ہوا اور نہ ہو سکتا ہے بلکہ اس کا کام سب کو مغلوب کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی لاعلمی اور شامت اعمال کی وجہ سے اصل اسلام کو پیش کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو اس کا اپنا قصور ہے اس کا اسلام پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ ہم مسافر آگرہ کو مطلع کرتے ہیں کہ اسے جبل پور کے مناظرہ کی خوشی کو یہیں تک محدود رکھنا چاہیئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر اسے (بقول مولوی ابو رحمت صاحب) فتح حاصل ہوئی ہے۔ اس کو اسلام پر فتح قرار دینا ہرگز درست نہیں کیونکہ مولوی صاحب کی اپنی ذات کی ذمہ واری سے زیادہ اسلام کے متعلق اور کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ پس ان کا ناکام ہونا انہی تک محدود ہے۔ البتہ غیر احمدیوں کو اس مناظرہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ انہیں اپنے مخالفین کے سامنے نادم ہونا پڑا ہے۔ اور آئندہ کبھی اپنے علماء کا سہارا لیکر کسی مخالف مذہب کا مقابلہ کرنے میں کامیابی کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور خاصکر ان علماء کو اپنی طرف سے پیش کرکے جو حضرت مسیح موعود کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا اپنے برگزیدہ مسیح موعود کی نسبت الہام ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک۔ میں اسے ذلیل اور رسوا کرونگا جو تیری رسوائی کا ارادہ بھی کریگا۔ جب خدا تعالیٰ مسیح موعود کی اہانت کا ارادہ کرنیوالے کی نسبت یہ فرماتا ہے تو ثناء اللہ جو اس فعل قبیح کا ایک بار نہیں کئی بار مرتکب ہو چکا ہے۔ بھلا کسی مقابلہ میں کامیابی کا کہاں منہ دیکھ سکتا ہے۔ پس مولوی صاحب کی ناکامی کی یہی وجہ ہے۔ اگر کوئی حق کی تڑپ رکھتا ہے تو غور کرے کہ ایسے لکم از کم وہ غیر احمدی جو جبل پور کے مباحثہ میں شامل تھے۔ اور جنہیں اپنے کینہ مجسم مولوی ثناء اللہ کی بدولت اور اپنے دیگر علماء کی موجودگی میں اس طرح شرمندہ ہونا پڑا۔ ضرور اس سے سبق حاصل کرینگے۔ اور آئندہ اپنے علماء کے بھروسہ پر کسی سے مباحثہ کی جرأت نہ کرینگے نیز انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اب اسلام کی فتح حضرت مسیح موعود کے قبول کرنے والوں کے سوا کسی کے لئے نہیں رکھی۔ اس لئے کوئی آپ سے الگ ہوتے ہوئے اسلام کا مدعی بنکر کبھی مقابلہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ تمام کامیابیوں کی کلید اور تمام فتوحات کا ذریعہ حضرت مسیح موعود کی ذات بابرکات ہے کیونکہ اگر اصل اسلام دنیا میں موجود ہوتا تو نہ دیگر مذاہب والے اس پر حملہ کرنے کی جرأت کرتے اور نہ کامیاب ہو سکتے۔ حضرت مسیح موعود کے بھیجے جانے کی جو غرض اور غایت ہی یہی ہے کہ اسلام کو تمام مذاہب پر غالب کیا جائے اور اصل اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے اس لئے اس وقت اسلام وہی ہے جو آپ نے سکھایا۔ اور جو تمام ادیان پر غالب آرہا ہے چنانچہ مسافر آگرہ کو ہمارے مقابل آنے کی جرأت نہیں ہو سکتی حالانکہ ہمنے اسکو بارہا لکھا ہے کہ حسب وعدہ خود ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت بھیجکر اور شرائط مباحثہ طے کرکے جہاں چاہو بلا لو۔ لیکن اس کا جواب اس سے سوائے ادھر ادھر کی باتیں بنانے کے اور کچھ نہیں بن پڑا۔ پس اسے کہتے ہیں حق کا رعب کہ مخالف کو مقابل پر آنے کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی۔ اب بھی اگر مسلمان اس طرف توجہ نہ کریں کہ انکے عوام تو الگ رہے۔ خاص بھی اپنے مذہب کو پیش کرکے کامیابی نہیں حاصل کر سکتے تو انکی قسمت۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے انپر ہر طرح سے حجت پوری کر دی ہے مسلمانوں کی عملی حالت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میں اسلام سے دور اور اسلام مجھ سے دور ہے خدا تعالیٰ کے نشانات بڑے زور شور سے انکی غفلت کو دور کرنے کے لئے ظہور پذیر ہو رہے ہیں کہیں طاعون منہ کھولے ڈرا رہی ہے تو کہیں زلزلے تہلکہ ڈال رہے ہیں کہیں سیلاب تباہی و بربادی میں مشغول ہیں تو کہیں نار حرب ملکوں کو جلا کر عبرت کا سماں دکھا رہی ہے کہیں ناداری اور فلاکت میں مبتلا ہیں تو کہیں دشمنان اسلام سے ہزیمت اٹھا رہے ہیں۔ کاش! کوئی سوچے اور سمجھے تا حضرت مسیح موعود

الاخبار والآرا

حق کا ظہور

تحریر ۱۰ جون حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بمقام لاہور جو ایک بڑی تقریر فرمائی تھی۔ اس کی نسبت پیغام صلح نے بہت کچھ غلط بیانی سے کام لیا تھا اور ایک آریہ اخبار نے بھی اپنی فطرت سے مجبور ہو کر بہت سے غلط واقعات لکھے تھے۔ ہم نے ان کی تردید میں کچھ لکھنا اس لئے ضروری نہ سمجھا کہ جب وہ تقریر عنقریب کتابی صورت میں چھپکر شائع ہو جائیگی۔ تو انصاف دوست اور حق پسند اصحاب خود فیصلہ کر لینگے جو کچھ ابھی وہ تقریر لکھائی جا رہی ہے۔ اس لئے سکھوں کے معزز اخبار لائل گزٹ کا ایک نوٹ شائع کیا جاتا ہے۔ جو اس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور پیغام صلح اور آریہ اخبار کی غلط بیانی کا کافی جواب ہے۔ معزز ہمعصر لائل گزٹ اپنے ۸ اگست کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ وہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے گذشتہ دنوں لاہور میں تشریف لا کر ایک دلچسپ اور مفید لیکچر دیا۔ لیکچر سننے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی۔ کہ غیر احمدیوں کو منتظمان جلسہ نے فرش سے اٹھا کر ایک ناہموار سی [illegible] جگہ پر جگہ کی قلت کے سبب بیٹھنے کی تکلیف دی۔ لیکچر میں حسب توقع انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت اور ان کے مذہب پر بحث کرتے ہوئے اسلام کی ایک نئی تعریف بتلائی۔ اور بعد میں مرزا صاحب کا پیغام صلح سنا کر تجویز پیش کی کہ ہر سال ایک کانفرنس منعقد کی جایا کرے۔ جس میں تمام مذاہب کے پیرو اگر دوسرے مذاہب پر حملہ کئے بغیر اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں اور صداقتوں پر لیکچر دیا یا مضمون پڑھا کریں۔ اور اس طرح ہندوستان کے مختلف فرقوں میں باہمی محبت و اتفاق کو ترقی دی جاوے۔ یہ تجویز نہایت معقول اور مبارک تھی۔ لیکن ہم نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ جب تک آریہ سماجی فرقہ موجود ہے۔ یہ بیل منڈھے چڑھنے نہ پائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مرزا صاحب کے اس لیکچر پر ایک آریہ اخبار نے بہت کچھ دروغ بیانی سے کام لیکر ان پر ایسے ناواجب حملے کئے ہیں کہ افسوس آتا ہے۔

قابل تقلید اخلاص

برادرم محمد اسمعیل صاحب سٹیشن ماسٹر بصیر پور ضلع منٹگمری سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت بابرکت میں ایک خط تحریر فرماتے ہیں جس سے ان کے اخلاص اور انفاق فی سبیل اللہ کی تڑپ اور جوش کا اظہار ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں۔ اس عاجز نے سو روپے کی ہیں جو کچھ بطور قرض صدر انجمن قادیان کو دی تھی جس کے متعلق تحریک کی گئی تھی۔ اور میرا خیال تھا کہ میں اس قدر دار الامان میں مکان کے واسطے روپیہ جمع کر کے مکان بنوا لونگا جس کی میرے دل میں بہت بڑی تمنا ہے۔ لیکن اب لیں اس بات کے لئے بہت جوش ہے کہ شخصی ضرورں اور خواہشوں کو قومی اور جماعتی ضروریات پر قربان کر دیا جائے۔ سو یہ عاجز اپنے دل میں محض فضل الٰہی سے یہ توفیق پایا ہے۔ کہ اس سو روپیہ کو قرضہ انجمن کی مد سے نکلوا کر بطور چندہ دیدے اور حضور کے حکم کے ماتحت خرچ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے۔

ہم اپنے معزز بھائی کو خدا کے فضل سے اس مالی قربانی کی توفیق پانے پر مبارکباد دیتے ہوئے یہ خوشخبری سناتے ہیں۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ۔ کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص اور محبت سے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں اس کے بدلے میں کئی گنا کر کے دیتا ہے۔ امید ہے کہ یہ قابل تقلید نمونہ ہمارے دوسرے احباب کی رگ حمیت کو بھی جوش میں لانے کا موجب ہوگا

آگرہ میں احمدیت کی ترقی

جدید نامہ نگار الفضل

ہم نے اپنے معتبر نامہ نگار کی یہ خبر درج کی تھی کہ حضرت فضل عمر کا ایک خادم آگرہ میں پہنچا۔ اور وہاں احمدیت کا چرچا ہو رہا ہے۔ اس پر آگرہ اخبار نے ایک نوٹ لکھا۔ اور ایسا ظاہر کیا۔ کہ آگرہ کی سنگلاخ زمین۔ احمدیت کی تخم ریزی کے مناسب حال نہیں ہے۔ لیکن وہ جو اس سلسلہ کو اکناف عالم میں پھیلانے والا ہے۔ اس کی جناب میں یہ قول پسند نہ آیا پس اس نے ہفتہ عشرہ ہی میں اپنی قدرت کا جلوہ دکھایا کہ اکیس آدمی یکدم بیعت میں داخل ہوتے ہیں۔ اور علیٰ رغم انف حریفان ہمیں اپنے مولا سے بہت بہت امیدیں ہیں۔ ذیل میں ہم آگرہ سے آمدہ خط کو بعینہٖ نقل کر کے درج کئے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا میر محمد سعید کی مساعی جمیلہ مشکور فرمائے۔ اللہم زد فزد۔

۱۰ آج ہم اکیس آدمیوں نے حضرت مولانا مولوی محمد سعید صاحب احمدی قبلہ کے دست حق پرست پر سلسلہ حقہ احمدیہ میں بیعت کی اور حسب ارشاد حضرت موصوف یہ بتحریر اسماء و مقام کی صراحت کے ساتھ برائے آگاہی حضرت جانشین مہدی مسعود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھکر ارسال کی استقامت کے لئے درخواست دعا۔

۱ مولوی سید معروف علی شاہ صاحب سکونت صدر بازار آگرہ۔ ۲۔ سید حیدر علی صدر بازار آگرہ۔ ۳۔ پیکن خان گھو نولہ۔ ۴۔ سجو خان۔ نائی کی منڈی۔ ۵۔ علم الدین خان جلیں گنج۔ ۶۔ رحو خان۔ صابن کٹرہ۔ ۷۔ نتھو خان ۸۔ منو خان۔ پنیان پاڑہ۔ ۹۔ جیبے خان حجام کٹرہ ۱۰۔ قرار خان حجام کٹرہ ۱۱۔ قاسم خان۔ حجام کٹرہ ۱۲۔ سید مرتضیٰ حسین حجام کٹرہ۔ ۱۳ صوفی احمد خان حجام کٹرہ ۱۴۔ بنے خان حجام کٹرہ ۱۵۔ سلطان خان حجام کٹرہ۔ ۱۶ محبو خان حجام کٹرہ۔ ۱۷۔ رہتاس خان حجام کٹرہ۔ ۱۸۔ سکندر خان حجام کٹرہ۔ ۱۹۔ مٹھے خان ۲۰ اکبر خان حجام کٹرہ۔ ۲۱۔ اعظم خان حجام کٹرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی

فرمودہ ۶ / اگست ۱۹۱۵ء

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرۃ ۱۸۷)

دعا کا مسئلہ بھی ایک بہت بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اور جہاں تمام بڑے بڑے اہم مسائل میں مختلف مذاہب کا اختلاف ہوا ہے۔ وہاں اس مسئلہ کے متعلق بھی بہت کچھ اختلاف ہے۔ اور پھر صرف مختلف مذاہب کا ہی اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک مذہب کے مختلف فرقوں کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ ان تمام اختلافات کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کرتے ہوئے اور ایک وقت کے لئے علیحدہ رکھتے ہوئے اگر کوئی غور کرے تو ضرور اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ جس قدر لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے کے مدعی ہوئے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی تائید اور مدد سے جماعتیں قائم کی ہیں تمام کے تمام دعا کے اثر اور مفید ہونے کے قائل ہی نہیں رہے بلکہ اپنی تمام کامیابیوں کی کنجی دعا کو بتاتے رہے ہیں خواہ وہ ہندوستان کے بزرگ ہوئے ہیں۔ یا ایران کے خواہ شام کے ہوئے ہیں یا عرب کے کسی ملک کے ہوں تمام اس مسئلہ پر متفق ہیں۔ ان کے پیروؤں میں اختلاف ہے۔ مگر دعا کی تفصیلات میں ان کے ماننے والوں میں اختلاف ہے مگر دعا کے اغراض میں۔ اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں میں اختلاف ہے۔ مگر دعا کے طریق میں لیکن دعا میں کسی کا اختلاف نہیں وید وں کو پڑھ لو باوجود اس کے کہ ہزاروں قسم کی باتیں اس میں ملا دی گئی ہیں۔ اس لئے حقیقت سے بہت دور چلا گیا ہے۔ مگر پھر بھی اس میں دعاؤں کا بہت بڑا حصہ پایا جاتا ہے۔ اسی طرح ژند وستا میں ہے۔ پھر سب

سے آخری مذہب والے جو اسلام کے قریب کے ہیں۔ یہودی اور عیسائی ہیں۔ ان کی مذہبی کتب کو دیکھنے سے بھی یہی پتہ لگتا ہے۔ کہ دعاؤں پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ تو ہر ایک مذہب کے بانیوں کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک دکھ تکلیف اور مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ ہی کو پکارتے رہے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کسی دنیاوی طاقت کا سہارا ڈھونڈتے نظر نہیں آتے بلکہ خدا ہی کے حضور گرتے اور دعا کرتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح پر جب مصیبت کا خطرناک وقت آتا ہے تو اس کی کیفیت موجودہ محرف و مبدل انجیل کو پڑھکر بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ وہ حکام کے پاس رہائی کے لئے بھاگے جاتے یہ ورپل جا کر بادشاہ کو ملنے کی تجویز کرتے یہی کرتے ہیں کہ خدا کے حضور جھکتے اور اپنی جماعت کو بھی یہی حکم دیتے ہیں۔ کہ یہ بہت کٹھن وقت ہے۔ دعائیں کرو۔ پھر سب سے آخری کتاب لانے والا نبی جو تمام انبیا کی خوبیوں کا جامع تمام کمالات۔ تمام علوم اور تقویٰ و طہارت پرہیزگاری اور قرب الٰہی کے تمام مدارج رکھنے والا تھا۔ وہ چونکہ قرب الٰہی میں سب انبیا سے بڑھکر تھا اس لئے سب سے زیادہ دعاؤں میں مشغول رہا۔ اور جیسا بڑا آپ کا درجہ تھا۔ اسی کے مطابق دعائیں بھی بڑی کثرت سے کیں۔ اگر کسی نبی نے اپنے پیروؤں کو ایک یا دو وقت دن میں یا ہفتہ میں ایک بار دعا کی تاکید کی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ نے آپ کی فطرت کے مطابق پانچ وقت ہر دن رات میں دعا کرنا فرض کر دیا اس کے علاوہ تین وقت نفل پڑھنے کے ہیں۔ جو چاہے پڑھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خوشی پر ہر رنج پر راحت پر آرام پر ہر ضرورت اور ہر حاجت کے وقت دعا مقرر کر کے بتا دیا۔ کہ مسلمان کی دعا کسی خاص وقت ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر وقت اور ہر گھڑی وہ دعا کر سکتا ہے اور اسے کرنی چاہیئے۔ تو جتنا آپ خدا تعالیٰ کے قریب تھے اتنا ہی آپ کا دست سوال وسیع تھا۔ اور جتنے

آپ پر خدا تعالیٰ کے فضل تھے۔ اتنا ہی آپ کا تضرع خشوع و خضوع سے خدا کے حضور گرنا بڑھتا گیا تھا حتیٰ کہ آپ کی آخری اور ابتدائی عمر کی عبادتیں اگر ملا کر دیکھی جائیں۔ تو بڑا فرق نظر آتا ہے۔ وفات کے قریب اور ہی شان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت اس کے جو ابتدا میں تھے۔ کیونکہ مومن کا قدم آگے ہی آگے پڑتا ہے۔ نہ کہ پیچھے۔ اور آپ تو وہ تھے جو دنیا کو مومن بنانے کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ آپ کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ کہ تیری آخری گھڑی پہلی سے اچھی ہے۔ اس بات پر غور کرنے سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ دعا (یعنی) دعا ایک چیز ہے۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ دعا میں کچھ اثر نہیں ہوتا یہ بھی ایک عبادت ہی ہے غلط کہتے ہیں۔ کیوں۔ اس لئے کہ مومن کا کوئی کام فضول اور لغو نہیں ہوتا اگر دعا میں کچھ اثر اور نتیجہ نہیں ہے تو یہ کہنے کے کیا معنی کہ اے خدا ایسا کر دے۔ اگر دعا عبادت ہے۔ تو بجائے اس کے یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ اے خدا میں تیری بڑائی کرتا ہوں۔ دعا میں عاجزانہ درخواست کے کلمات رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر اس بات پر اتنا تسلسل کہ ہر مصیبت ہر مشکل اور ہر تکلیف کے وقت دعاؤں پر زور دیا جاتا تھا۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ اور دلائل اور براہین کو چھوڑ کر اگر کوئی انبیا کی زندگی پر ہی غور کرے۔ تو اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ دعا میں واقعی بڑی بڑی خوبیاں ہیں۔ اور قرآن شریف تو بہت زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب بھی کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اس کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس قرآن نے تو صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ دعا قبول کی جاتی ہے لیکن یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ اور خدا کے نبیوں اور آسمانی کتابوں نے اس بات پر زور دیا ہے۔ وہاں اس کے متعلق بہت سی احتیاطوں کی ضرورت بھی بتائی ہے۔ اور شرائط کی پابندی کا بھی حکم دیا ہے۔ جب تک کوئی شرائط کو پورا نہیں کرتا۔ دعا کے ثمرات کے حاصل کرنے کا مستحق نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں نے دعا کی

قبولیت کے متعلق دھوکہ کھایا ہے۔ کہتے ہیں۔ ہم نے فلاں دعا کی تھی جو قبول نہیں ہوئی اس سے نتیجہ نکالا کہ دعا قبول ہی نہیں ہوتی بعض لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ہر ایک کی تو دعا قبول نہیں ہوتی۔ ہاں خاص لوگوں کی ہوتی ہے۔ اور ایسے لوگ جو کچھ بھی اپنے منہ سے نکالیں۔ فوراً منظور ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے لوگ بھی ابتلا میں پڑتے ہیں۔ پہلا خیال اگر انسان کو دہریت کی طرف لیجاتا ہے تو دوسرا خیال انبیا کی بعثت اور ایمان لانے سے محروم کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ دعا کے قائل ہی نہیں۔ ان کا ایمان اللہ تعالیٰ سے اٹھ جاتا ہے۔ اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں کے منہ سے ادھر دعا نکلی ادھر قبول ہو گئی۔ وہ جب کسی انسان کو اپنے خیال کے مطابق نہیں پاتے۔ تو ٹھوکر کھاتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بعض لوگ آکر کہتے کہ ہمارے لئے آپ یہ دعا کریں۔ دوسرے تیسرے دن جب دیکھتے کہ ابھی کچھ نتیجہ نہیں نکلا تو کہہ دیتے کہ اگر آپ سچے ہوتے تو آپ کی دعا کیوں نہ قبول ہوتی۔ اسی بات پر وہ ٹھوکر کھا جاتے تھے تو دعا کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے ہمیشہ یاد رکھو کہ یہ غلط ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ جو دعا بھی مانگی جائے قبول ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی روحانی سنتیں جسمانی سنتوں کے مطابق چلتی ہیں تم خدا کی جسمانی سنت کو دیکھ لو۔ مثلاً ایک انسان ایک محنت کرتا ہے یعنی زراعت کرتا ہے اور یہ کام جسم سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح دعا بھی ایک کام ہے جو روحانی اعضا سے متعلق ہے۔ جب انسان بیج ڈالتا ہے تو کبھی بہت اعلیٰ فصل ہوتی۔ لیکن کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ باوجود بیج ڈالنے کے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ پھر کبھی کھیتی کو کم پانی ملتا ہے تو خشک ہو جاتی ہے۔ اور کبھی زیادہ ملتا ہے تو گل جاتی ہے کبھی بیج ناقص ہوتا ہے۔ تو کبھی بے موسم بویا جاتا ہے اور کبھی ایک دفعہ بونے کے بعد گھبرا کر دوبارہ بیج ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اس

طرح پہلے بیج کو بھی خراب کر دیا جاتا ہے۔ اور بعد کا ڈالا ہوا بھی کام نہیں دیتا کبھی فصل کو کیڑا لگ جاتا ہے کبھی جو ہے خراب کر دیتے ہیں غرضیکہ بیسیوں اسباب ہیں جن سے کھیتی خراب ہو کر محنت کرنے والے کو محروم کر دیتی ہے۔ اسی طرح دعا کا حال ہے جب انسان دعا شروع کرتا ہے۔ تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعا ناقص ہونے کی وجہ سے قبولیت کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتی جس طرح ناقص بیج ہوتا ہے کبھی ایسی دعا کی جاتی ہے۔ جو سنت اللہ میں نہیں ہوتی۔ کہ انسان کو مل سکے پھر کبھی دعا کرنے میں گستاخی کے کلمات نکل جاتے ہیں۔ ایسی دعا بھی رد ہو جاتی ہے کبھی کمال گھبراہٹ ظاہر کرنے سے انسان مشرک بن جاتا ہے اور اللہ کی محبت کی بجائے اس چیز کی محبت اس پر غالب آجاتی ہے کبھی بے توجہی سے دعا کی جاتی ہے یہ باتیں دعا کی قبولیت میں مانع ہیں ان کے علاوہ روحانی اسباب بھی ہوتے ہیں۔ جب تک وہ مہیا نہ ہوں۔ کامیابی نہیں ہوتی۔ اس لئے مومن کو دعاؤں کے ساتھ ان سامانوں کی بھی احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ اگر کوئی دعا کرتا ہے۔ اور دعا کے سامان مہیا نہیں کرتا۔ اور پھر یہ امید رکھتا ہے کہ میری دعا قبول ہو جائیگی۔ تو وہ فضول امید رکھتا ہے ہر چیز کے لئے خدا تعالےٰ نے سنتیں اور ہر چیز کے لئے رستے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی ان سنتوں کے ماتحت کام نہیں کرتا۔ اور ان رستوں پر نہیں چلتا۔ تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دعا کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ ٹھوکر لگ جاتی ہے بعض یہ سمجھتے ہیں کہ فلان کی دعا ادھر منہ سے نکلی ادھر قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن جو کوئی کسی انسان کی نسبت ایسا خیال کرتا ہے اس کا خیال جھوٹا ہے۔ اور وہ ایک شرک میں گرفتار ہے۔ خواہ اس کا یہ خیال تمام انبیا کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نسبت کیوں نہ ہو۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے۔ مگر یہ بھی درست ہے۔ کہ

خدا کسی کا غلام نہیں وہ ہی مالک ہے۔ کہ ادھر بندے نے دعا کی۔ اور ادھر اس نے قبول کر لی۔ وہ خدا ہے کبھی دعا قبول کرتا ہے۔ اور کبھی اپنی بات قبول کرواتا ہے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں کبھی کوئی یہ توقع نہیں رکھتا کہ گورنمنٹ اس کی تمام باتیں قبول کریگی۔ اور یہ توقع کسی چھوٹے سے چھوٹے حاکم کے متعلق بھی نہیں کی جا سکتی۔ پھر خدا تعالےٰ کی نسبت ایسا خیال رکھنا کیسی نادانی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور بندوں پر اس کا فضل ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی قبول کرتا ہے۔ مگر پھر بھی بعض ایسی بھی ہیں جنہیں رد کر دیتا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ وہ مالک ہے۔ ہاں دنیاوی حکومتوں کے رد کرنے اور خدا تعالےٰ کے رد کرنے میں فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ دنیاوی حکومتیں جو رد کرتی ہیں۔ ان کا رد کرنا بہت حد تک ان کے اپنے مصالح پر مبنی ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ وہ غلطی بھی کرتی ہیں۔ مثلاً کسی کی درخواست کو رد کر دیتی ہیں۔ حالانکہ اس کا قبول کرنا مفید اور ضروری ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جس درخواست کو رد کرتا ہے وہ بندے کے لئے ہی مفید ہوتی ہے اور اگر اسے خدا قبول کر لیتا۔ تو اس کے لئے ہلاکت کا باعث ہو جاتی۔ اس دعا کی قبولیت یہی تھی۔ کہ رد کر دی جاتی۔ یہ اسی طرح کی بات ہے کہ ایک انسان کے ہاتھ میں آگ کا انگارا ہو۔ اور ایسا شخص جس سے اسے دشمنی ہو اس انگارے کو دیکھ کر کہے۔ کہ میرے ہاتھ پر رکھ دو تو وہ رکھ دیگا۔ لیکن اگر اس کا اپنا بچہ کہے۔ کہ میرے ہاتھ پر رکھ دو۔ تو وہ ہرگز نہ رکھیگا۔ کوئی نادان تو کہدیگا۔ کہ دیکھو فلان آدمی کی بات تو مانتا ہے۔ اور اپنے بچہ کی نہیں مانتا لیکن وہ نادان نہیں سمجھتا۔ کہ جس کی بات کو اس نے رد کر دیا ہے۔ دراصل اسی کو قبول کیا ہے۔ اور جس کی بات کو قبول کیا ہے۔ اصل میں اسی کو رد کیا ہے مولٰنا رومی نے مثنوی میں ایک بہت عمدہ قصہ لکھا ہے۔ لکھتے ہیں۔ ایک سپیرا تھا۔ اس کے پاس نرالی قسم کا سانپ تھا۔ ایک دن وہ گم ہو گیا۔ تو

سپیرا بچ رہا۔ اور دعائیں کیں کہ الٰہی مجھے میرا سانپ مل جائے۔ مجھے اس کے ذریعہ بڑی آمدنی کی امید تھی۔ مگر سانپ نہ ملا۔ صبح ہوئی۔ تو ایک سپیرے نے اسے آکر کہا فلاں سپیرے کو سانپ کاٹ گیا ہے۔ چلو علاج سوچیں۔ جا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اسی سانپ نے جو گم ہوا تھا اسے کاٹا ہے۔ وہ اسے چرا کر لے گیا تھا۔ اس دن اس کے زہر کا خاص دن تھا۔ اور اس کے کاٹے کا علاج نہ ہو سکتا تھا۔ وہ سپیرا مر گیا۔ تو پہلا سپیرا جو بڑی دعائیں کر رہا تھا کہنے لگا واقعی خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے۔ تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے۔ جو کہ انسان کی نظر میں رد کی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے لیکن نادان گھبرا جاتا ہے۔ کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کا قبول ہونا یہی ہوتا ہے۔ کہ رد کی جائے انبیاء کی دعاؤں کے ساتھ بھی یہی سلسلہ جاری رہتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے اجیب کل دعائك الا فی شرکائك اور تو تمہاری سب دعائیں سنیگے۔ مگر شرکا کے متعلق نہیں سنینگے۔ اسی طرح حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب ملا کہ یہ دعا نہیں سنی جائیگی۔ اب یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ جب ہر ایک دعا نہیں سنی جاتی۔ بلکہ کبھی قبول ہوتی ہے۔ اور کبھی نہیں۔ تو اس طرح ہر ایک بات کے متعلق ہوتا ہے۔ کہ کبھی ہو جاتی ہے۔ اور کبھی نہیں۔ تو یہ کیوں نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ اتفاقیہ طور پر ہو جاتا ہے۔ دعا وغیرہ کچھ نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دعاؤں کے ذریعہ ایسی خوارق عادت باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو کہ انسانی اسباب اور طاقت سے بالاتر ہوتی ہیں۔ اور وہ اس بات کا ثبوت ہوتی ہیں۔ کہ یہ خدائی کام ہے۔ نہ کہ انسانی۔ مثلاً یہاں ہی ایک لڑکا عبد الکریم تھا۔ اسے باؤلا کتا کاٹ گیا۔ تو اسے علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اسے باؤلا پن ہو گیا۔ کسولی تار دی گئی۔ تو جواب آیا۔ کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق دعا کی وہ اچھا ہو گیا۔ تو اس طرح کے نشانات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور دعائیں سنتا ہے۔ بعض دفعہ انسانی قدرتیں اور طاقتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر دعا کے ذریعہ وہ کام ہو جاتا ہے۔ بعض باتوں کے لئے سامان نہیں ہوتے لیکن دعا کرنے سے ہو جاتی ہیں۔ غرض ایسی بہت سی علامات ہیں جن سے بڑی آسانی سے فیصلہ ہو جاتا ہے۔ پس بعض دعاؤں کی نسبت یہ دیکھ کر کہ قبول نہیں ہوتیں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات تو دنیا میں کامی نظر آتی ہے۔ مثلاً ہر ایک بیماری کی دوا ہے۔ لیکن اس دوا سے سارے بیمار اچھے نہیں ہو جاتے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ اس دوا سے فائدہ ہی نہیں ہوتا دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ فیصدی کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ اگر دوا استعمال کرنے سے تندرست ہونے والوں کی نسبت ان سے زیادہ ہے۔ جن کو فائدہ نہیں ہوا۔ تو اسے مفید کہا جائیگا اور اگر کم ہے تو لغو۔ اسی طرح دعا کے متعلق دیکھنا چاہئیے کہ خدا کے نیک بندوں کی دعائیں کتنی قبول اور کتنی رد ہوتی ہیں۔ اور انہیں کیسی کامیابی ہوتی ہے۔ اور ان کے مقابلہ پر آنے والوں کو کیسی ناکامی۔ بس اس طرح آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ دعا کے متعلق جو شرائط ہیں۔ انہیں ملحوظ رکھے۔ دعا پاتا نہ ورد سے جنا مناسب ہو۔ گھبراہٹ نہ ہو۔ ما ترک نہ پایا جائے ادب کا خیال ہو۔ کوئی دعا الٰہی سنت کے خلاف نہ ہو۔ اخلاص جوش اور تڑپ ہو۔ پھر دعا کی قبولیت کے سامان بہم کئے جائیں مثلاً صدقہ خیرات اور عبادت پر زور ہو۔ ان سامان اور شرائط کے بعد اگر دعا کی جائے تو قبول ہو جاتی ہے لیکن خدا جسے چاہے رد بھی کر دیتا ہے۔

چونکہ آج کل دعاؤں کے دن ہیں۔ اور خاص کر یہ آخری عشرہ رمضان کا دعاؤں کے لئے بہت ہی مناسب ہے اس لئے میں نے دعا کے متعلق کچھ بیان کر دیا ہے۔ دعائیں کرنے والے ان باتوں کو مدنظر رکھیں۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت پر فضل کرے۔ تا انہیں نیک دعاؤں کی توفیق ملے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور شرف قبولیت حاصل ہو۔ دعائیں رشتہ داروں، دوستوں اور عزیزوں کے لئے باعث ترقی ہوں۔

نوٹ۔ بعض احباب خط لکھتے وقت نام و پتہ نہیں لکھتے جسکی وجہ سے تعمیل میں دقت پیش آتی ہے دوست اس کا خیال رکھیں

ہز اکسلینسی وائسرائے ہند کا تار

۱۴ اگست کو جنگ کی سالگرہ کے موقعہ پر جو تار اظہار وفاداری کا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے حضور وائسرائے کی خدمت میں بھجوایا تھا۔ ہز اکسلینسی وائسرائے ہند بالقابہ کے پرائیویٹ سکریٹری نے اس کا جواب کمال شفقت سے مفصلہ ذیل دیا ہے۔

"ہز ایکسیلنسی وائسرائے ڈیرہ دون مورخہ ۱۵ اگست ۱۵ء ہز اکسلینسی آپ کا اور جماعت احمدیہ قادیان کا آپ کے وفادارانہ پیغام پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور یہ محسوس کر کے کہ تمام ہندوستان سلطنت انگلشیہ کے لئے دعا کر رہا ہے بہت خوش ہوئے ہیں"

دستخط پرائیویٹ سکرٹری وائسرائے

فہرست وصایا

۹۷۴۔ بوٹا ولد جواہر جٹ کھٹی ساکن موضع اورہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۱/۳ حصہ اپنی جائداد للعہ[illegible] کا بعد وفات

۹۷۵۔ سید محمد محسن ولد سید جواہر علی ساکن رسولپور پرگنہ سونگڑہ ضلع کٹک ۱/۳ حصہ جائداد متروکہ تامت سندہ کا بعد وفات۔

۹۷۶۔ شیخ چراغدین نومسلم ولد نظام الدین ساکن قادیان ضلع گورداسپور ۱/۱۰ حصہ عشہ روپیہ زندگی میں اور جائداد متروکہ کا دسواں حصہ بعد وفات۔

۹۷۷۔ مسمات سارہ بیگم زوجہ چراغدین نومسلم ساکن قادیان ضلع گورداسپور ۱/۱۰ اپنے موجودہ زیور ۵۰ کا اور زائد متروکہ جائداد کا دسواں حصہ بعد وفات۔

۹۷۸۔ محمد یامین ولد محمد عارف زرگر نومسلم منڈی جبری پاکپتن ۱/۳ حصہ اپنی آمد کا زندگی میں اور متروکہ کا بعد وفات۔

۹۷۹۔ شیخ محمد ولد عمر بخش ارائین ساکن سرسف[illegible] ضلع

فہرست نومبایعین

اہلیہ منشی احمد اللہ نوشہرہ پہاڑ | رحمت اللہ ملب گڈھ
فرزند " | نذر محمد "
دختر " | عبد الغفور "
مستری عطا محمد معمار سرہند شریف | والدہ عبد الغفور "
شیخ ولایت حسین بلاسپور | عبد الحی صاحب "
سید اظہار الحق بھاگلپور | اہلیہ صاحب " "
نصیر الدین قاضی علی جان بھاگلپور | والدہ نبی بخش وال تحصیل سیرور
اظہر حسین " | مہران بخش "
فخر الدین ملب گڈھ | رحمت "
عظیم الدین " | سردار "
فتح محمد مالیر کوٹلہ
محمد عبد الواحد شملہ
عبد المجید مالیر کوٹلہ
عبد الجبار کشمیر
احمد کمانی "
حافظ محمد عبد الوحید معہ اہلیہ صاحبہ ثانی | میر غلام رسول "
| حکیم لیاقت حسین حیدر آباد دکن
نثار احمد | شیخ احمد "
والدہ صاحب محمد عبد القادر حیدر آباد دکن | حاجی محمد علی "
| مسماۃ زینب گجرات
جلال الدین شادیوال | ہمشیرہ فیروز الدین لاہور

بیعت خلافت

نصر اللہ خان صاحب قلعہ کھوری | ظہور الحق شملہ
حکیم عبد الودود صاحب ملب گڈھ | باباجیوا مالیر کوٹلہ

امام الزمان

مرسل یزدانی حضرت مسیح موعود کی تصانیف و دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب صرف یہاں ہوتی ہیں آرڈر آنے پر فوراً تعمیل کیجاتی ہے۔
محمد یٰسین احمدی تاجر کتب قادیان۔

ہدایۃ المہدی کی حقیقۃ المہدی

(مصنفہ حضرت مولٰنا سید محمد عبد الواحد صاحب ساکن بنگال)

ایک عمدہ رسالہ ہے کسی غیر احمدی کے سوالات کی بنا پر محض مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ ۶۰ صفحہ کا رسالہ ہے مگر ہمارے سلسلہ کی اکثر ضروری باتوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی حالت میں ناواقفوں کے لئے موجب واقفیت ہے اور مخالفوں کے لئے دندان شکن جوابات ہیں۔ اکثر دلائل کتب مسلمہ مخالفین کے لائے گئے ہیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس رسالہ کو پسند فرمایا ہے شرقی بنگال مونگیر سید آباد وغیرہ میں شائع ہوا ہے خوشخط عمدہ کاغذ پر قیمت ۳ر علاوہ محصولڈاک ہے جو صاحب چاہیں منگا کر دیکھ سکتے ہیں۔

المشتہر
خاکسار سید سعید احمد (احمدی) از مولوی پاڑہ مقام برہمن بڑیہ ملک ضلع تپرہ بنگال

دوائے مقوی

حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کی نہایت ہی مجرب ہے جو نزلہ۔ زکام ضعف اعضائے رئیسہ اختلاج قلب اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے یہ وہی کشتہ جریان ہے جو کثرت سے فروخت ہو رہا ہے۔ قیمت ۲ روپیہ فی تولہ

المشتہر خاکسار بدر الدین احمدی قادیان

برکات خلافت

اس نام سے وہ معرکۃ الآرا تقاریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں چھپ کر تیار ہوگئی ہیں۔ بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ انجمن ترقی اسلام نے شائع کی ہیں چونکہ جماعت کی عملی زندگی کے متعلق ہدایات اور اعلیٰ نکات کا مجموعہ ہیں۔ اس لئے ہر ایک احمدی کو خریدنی چاہئیں قیمت ۴ر رکھی ہے جو بالکل واجبی ہے۔

اصلی ممیرا اور ممیرہ کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہوتا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "دو برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند کیلئے نہایت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ ۸ر قسم دوم ۴ر قسم سوم ۲ر اصلی ممیرا قیمت ۸ر فی تولہ ہے۔

ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالا جائے یہ سرمہ خاص کر جنکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں انکے لئے بہت مفید ہے

ست سلاجیت۔ محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و جذام و استسقا و ضیق النفس و تقویت فساد بلغم و قاتل کرم شکم کیلئے بہت مفید ہے صبح ہمراہ شیر گاؤ بقدر دانہ نخود استعمال فرماویں۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم اور ہر رنگ کی مشہدی پشاوری بخارائی سیاہ نسری ملتانی ہر قیمت کے مل سکتے ہیں

(رگوں کا نام)
المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب و غریب مشین ہمنے خاص و عام کی سہولت کیلئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اسمیں میدہ باہر سے ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اس کا استعمال کر سکتا ہے اسمیں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں ارزان اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کیلئے خاص تحفہ ہوگی قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں موٹی اور باریک ۸ر۔
پتہ۔ مستری فضل کریم نزد مہمان خانہ مسیح موعود قادیان

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا ضرور حوالہ دیا کریں۔

فتاویٰ احمدیہ

نزول عذاب اور فائدہ ایمان

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے دریافت کیا کہ اکثر لوگ طاعون اور ہیضہ وغیرہ کو عذاب کہتے ہیں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ اس سے جبکہ آنے کے وقت ایمان فائدہ نہیں دیتا۔ حالانکہ اس وقت تو صد ہا لوگ آنے پر لوگ کثرت سے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں +

جواب قرآن شریف میں دو قسم کے عذابوں کا ذکر ہے ایک کی نسبت تو فرمایا ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون اور دوسرا عذاب وہ ہے جس کے نزول کے وقت ایمان فائدہ نہیں دیتا۔ دونوں کی تطبیق اس طرح ہوتی ہے کہ عذاب کی اصل غرض تخویف اور انذار ہوتی ہے۔ عذاب جب دنیا پر نازل ہوتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ حق کو قبول کر لیں مگر عذاب کسی خاص شخص کی ہلاکت کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے ارد گرد عذاب نازل ہو کر ان کو ڈرایا جاتا ہے۔ یا خود انہیں ایسے مبتلا کیا جاتا ہے جو باعث ہلاکت نہ ہو لیکن ایک عذاب ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو اس سے پہلے متنبہ ہو چکا ہوتا اور وہ اس کی ہلاکت کیلئے ہوتا ہے اور جب وہ عذاب اپنے وقت پر آ جاتا ہے تب توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اگر مندرجہ ذیل صورتوں سے عذاب ہیں۔ پہلے مختلف عذاب آنے کی پیشگوئی تھی اور وہ بچ جائیں اس لئے کبھی ٹڈے مر گئے کبھی طوفان آ گئے کبھی قحط پڑ گیا کبھی ٹڈیوں کے ذریعہ سے اس کا ملک تباہ ہوا جب اس نے کسی طرح نہ مانا۔ تو ہلاکت کا عذاب آیا جو غرق کی صورت میں تھا اور اس وقت اس کے ایمان نے اس کو فائدہ نہ دیا +

تصویر کی توہین اور فتوائے اخراج

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ ایک احمدی نے مندرجہ فتویٰ دیا ہے:-

ہم تصویر کو بالکل ناجائز سمجھتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب کی تصویر کو خراب کیا جائے یا جلایا جائے تو کوئی گناہ نہیں یا خراب غلیظ جگہ پر پڑی ہو تو کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ کیا یہ فتویٰ صحیح ہے اگر نہیں تو اسے جماعت سے خارج کریں۔

جواب ہماری جماعت فتوے دینے والی جماعت نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے علم کی کمزوری کی وجہ سے غلط فتویٰ دیتا ہے تو ہم اتنا ہی کہیں گے کہ اس نے غلطی کی جس بات پر اس کو بولنے کا حق نہیں تھا۔ اس پر وہ بولا۔ نہ یہ کہ اس کو احمدیت سے خارج کر دیں یا کافر قرار دیدیں۔ حضرت صاحب کی تصویر کو جو شخص جان بوجھ کر ہتک کے لئے بگاڑتا ہے درحقیقت وہ حضرت مسیح موعود کی ہتک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اس کو اس لئے جلاتا یا پھاڑتا ہے کہ اس کے ذریعہ شرک پھیلنے کا خطرہ ہو۔ تو وہ ایک ثواب کا کام کرتا ہے۔ فتویٰ دینے والے نے جس نیت سے فتوے دیا ہے اس کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے ہم تو دلوں کا حال نہیں جانتے +

خبریں

جنگ

صوبجات بالٹک میں روسی اپنی پسپائی کے وقت قدم قدم پر غنیم کا مقابلہ کرتے ہیں۔ انھوں نے ریگا سے جانب جنوب شاول کے علاقہ میں دشمن کے نوٹ اکھاڑ دیئے ہیں۔ کوونو کے مشرق میں سڑکوں پر جنگ جاری ہے اور اس میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں ہوئی۔ جرمنوں نے دریائے نیمن کے بائیں کنارے قرسٹ لائن کے مورچہ پر حملے کئے۔ مگر اگلے دن ان کو جاری نہ رکھ سکے۔ اوسووٹس کے گرد مورچوں پر بھی غنیم نے دھاوے کئے جن میں اس نے بڑی آگ برسائی اور دم گھوٹنے والی گیس کے دل بادل چھا دیئے۔ دشمن نے جنگی کارروائی کو دریائے بورکے شمالی کنارے پر مقام سوسینا کے قریب تک پہنچا دیا تھا مگر بعد میں اسکو ہٹا دیا گیا اور ۔ شکست کو اس نے کوئی حملہ نہیں کیا +

تازہ پیغامات برقی مرسلہ صاحب وزیر ہند بنام حضور والیہ لائے میں ذکر ہے کہ دریائے ناریو کے محاذ پر دشمن کی مسلسل خونریز مقابلے کئے اور آخر جرمن پیٹرو گراڈ ریلوے ہے۔ ایمیل کے فاصلہ پر اوسٹروکی سڑک پر کچھ آگے بھی بڑھ گئے۔ اور سات تاریخ کو تمام محاذ پر بڑی سختی سے دھاوے کئے اور ان حملوں میں اپنی افواج کی کثیر جمعیت سے کام لیا۔ ایک دشمن خط کتابت سے پایا جاتا ہے کہ دشمن ولیسر کو کے جنوب میں دریائے بگ تک پہنچ گیا ہے اور اس نے مقام سیروک پر بھی قبضہ کر لیا ہے جو ناریو اور بگ دونوں دریاؤں کا مقام اتصال ہے۔ اور کہ دریائے وسچولا اور بگ کے درمیان نووو جیورجیوسک کے بیرونی قلعے بھی اسکے تصرف میں آ گئے ہیں۔ نہایت جان توڑ کر مقابلے ہو رہے ہیں۔ دشمن مشرقی بگ کی جانب بڑھ رہا ہے اور وہ لاڈیمیر وولنسکی کے نواح تک پہنچ گیا ہے۔ چند مقامات پر سنگینوں کی لڑائی بھی ہو چکی ہے +

مغربی محاذ کے متعلق فرنچ اطلاع مظہر ہے کہ علاقہ ارگون میں نہایت شدید حملے ہوئے۔ اور غنیم فرنچ خندقوں کے ایک حصہ پر قدم جمانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ مگر فوراً پسپا کر دیا گیا۔ سوائے تیس میل محاذ کے جس میں اپنی تحت خونریز حملہ ہوا تھا جو پسپا کیا گیا +

اطالین محاذ کی طرف سے کسی اہم تبدیلی کی اطلاع حال میں موصول نہیں ہوئی۔ اطالویوں کی رفتار ترقی اسوقت ذرا سست بیان کی جاتی ہے۔ البتہ کارسو کے سطح مرتفع پر انھوں نے غنیم کے ایک جوابی حملہ کو پسپا کیا۔ آسٹریوں نے ان دنوں بڑی اس بات کی کوشش کی کہ اطالوی لائینوں کے محاذ میں کسی طرح تار سے بیس جنگلے لگا سکیں جو بوقت ضرورت قابل نقل مکان ہوں بار برو سمندر کی ایک ترکی مراسلہ کے بموجب دھرانی آبدوز کشتی نے غرق کر دیا ہے گو اس جہاز کا بیشتر حصہ بچا لیتے گئے لیکن اسی مراسلہ میں جہاز مذکور کی غرقابی و نقصان پر بہت اظہار افسوس کیا گیا ہے

روسی محاربات کے متعلق تازہ تار خبر ہے کہ غنیم نے پچھلے ہفتہ کو کوونو کی قلعہ بندیوں پر از سر نو حملے شروع کئے اور اتوار کو تمام دن بھاری بھاری توپوں سے شدید گولہ باری کرتا رہا جن میں بعض سب سے زیادہ وزنی بھی ہیں۔ روسیوں کے بڑھے ہوئے مورچوں کے خلاف دشمن کے حملے نہایت جان توڑ تھے +

کوونو کے مغربی محاذ میں جرمنوں کے تمام حملے جو اتوار کی شب کو ہوئے بنقصان کثیر پسپا کئے گئے دشمن کی گولہ باری کا ہمارے توپخانہ نے بڑے زور سے جواب دیا۔ روسیوں نے غنیم کی آگے بڑھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۵۔ اگست ۱۹۱۵ء

جناب پوپ اور صلح کی اپیل

تقدس مآب پاپائے روم جو مذہبی حیثیت سے مسیحی دنیا میں بڑی ممتاز و محترم شخصیت رکھتے ہیں اپنے سرکاری اخبار میں سالگرہ اعلانِ جنگ کی تقریب پر یوم ماہ رواں کو تمام شرکاء جنگ کے نام ایک چٹھی شائع کر کے انہیں فریقین سے درخواست کی ہے کہ ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی خواہش سے باز آجائیں۔ اور اس خیال کو چھوڑ دیں کہ موجودہ بربادی بخش و نفسیت خیز نزاع کا تصفیہ معرکہ آرائی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اس اپیل میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ قومیں ذلتیں سہ کر اور ظلم برداشت کر کے بھی مر نہیں جایا کرتیں بلکہ انتقام لینے کی تیاری کرتی رہتی ہیں۔ اور یہ نفرت و عداوت اور کینہ توزی و انتقام کشی کے خیالات ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے رہتے ہیں تازہ پیغامات برقی سے معلوم ہوا ہے کہ جو وجوہ اپیل میں صلح کے متعلق پیش کی گئی ہے برطانیہ کلاں میں اسے کوئی نہیں پوچھتا۔ بلکہ اپیل میں یہ جو لکھا ہے کہ سب طاقتیں اس جنگ کی یکساں ذمہ وار ہیں۔ ہے نامناسبی کے ساتھ غلط قرار دیا گیا ہے اور برٹش نیشن کی عام رائے یہ ہے کہ جب تک آئندہ کے لئے ایسے خطرات کا سدباب نہ ہو جائے۔ اس وقت تک صلح ہرگز نہیں ہونی چاہیئے

بادی النظر میں کہہ سکتے ہیں کہ اہل برطانیہ کو اس صلح کی تجویز پر خوشی سے خیر مقدم کرنا چاہیئے تھا تاکہ اس تباہی خیز لڑائی کا خاتمہ ہو کر امن و امان قائم ہو جاتا۔ لیکن صلح کے متعلق جو رائے انہوں نے ظاہر کی ہے۔ [illegible] بالکل درست اور نہایت قابل غور ہے کیونکہ اگر نتائج کو نظر انداز کر کے صلح کی جائے تو ایسی صلح صحیح معنوں میں کبھی صلح نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ دیرپا ہو سکتی ہے جب تک ان وجوہ و اسباب کا قلع قمع نہ کیا جائے جو لڑائی کے محرک ہوئے ہیں اس وقت تک صلح کا کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے ایک تن اور پیپ بھرے ہوئے پھوڑے کے منہ کو کسی چیز سے بند کر دینا جو ایک نہ ایک دن ضرور پھوٹیگا۔ اور پہلے کی نسبت بہت زیادہ زور سے پھوٹکر اور بھی سارے جسم کو خراب کریگا پس اہل انگلستان نے مجوزہ صلح کے متعلق جو اظہار رائے کیا ہے وہ ان کی [illegible] دانشوری و دور اندیشی پر مبنی ہے۔

اسلام جو انسانی زندگی میں پیش آنے والے تمام معاملات و ضروریات کے متعلق مناسب ہدایات دیتا اور ایک نہایت مکمل و کامل دستور العمل پیش کرتا ہے وہ اپنے پیرو ؤں کو کسی معاملہ زندگی کے متعلق تاریکی میں نہیں رکھتا چنانچہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق بھی اس کا آئین محکم و ابلغ جو دنیا بھر میں ایک ہی حادی و جامع شریعت ہے یوں بیان فرماتا ہے کہ "الفتنۃ اشد من القتل" یعنی فتنہ و فساد قتل اور خونریزی سے بھی سخت تر فعل ہے اس کے دور کرنے کے لئے اگر ارتکاب قتل ہی کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ مفسد اور فتنہ انگیز شریروں کو قتل کر دینے کے بعد جو امن و امان قائم ہوتا ہے وہ ان کو زندہ چھوڑ دینے یا ان کے ساتھ صلح اور آشتی کی گول مول کارروائی کرنے سے نہیں ہو سکتا ایک اور جگہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے الفتنۃ اکبر من القتل یعنی فتنہ و فساد خونریزی سے بھی بڑھکر ہے چونکہ دنیا میں امن اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جبکہ فتنہ دور ہو جائے لہذا اس کے رفعداد کے لئے لڑائی [illegible] امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اسلام کا ظہور اسی غرض سے ہوا کہ دنیا میں کشت و خون کی گرم بازاری سرد پڑ جائے۔ سلامتی اور امن و عافیت کا دور دورہ ہو افراد انسانی آپس میں محبت اور حسن سلوک سے رہیں۔ فسق و فجور [illegible] تمام افعال شنیعہ کا فور۔ غرض کسی قسم کی برائی دنیا کے پردہ پر باقی نہ رہے۔ لیکن اسلامی تاریخ سے وا[قف] والے خوب جانتے ہیں کہ ان پاک اور بابرکت [illegible] خاطر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر [illegible] تکالیف پیش آئیں۔ مگر عظیم الشان اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انسان نے ہر ممکن طریق سے اپنے مخالفین کی دلداری کی۔ اور ہر طرح سے سمجھایا۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ کچھ اثر پذیر ہوتے وہ اپنی شرارت اور فتنہ انگیزی میں بڑھتے گئے حتیٰ کہ ان کی شرارت و ایذا دہی حد سے تجاوز کر گئی اور سوائے اس کے کوئی چارہ نہ رہا کہ جس طرح وہ حملہ کرتے تھے۔ اسی طرح ان کا مقابلہ کیا جائے تو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی لڑنے کی اجازت دی اور اس اجازت کے ساتھ یہ حکم ہوا کہ قاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین۔ کہ ان مفسدوں اور شریروں سے لڑنے کی تمکو اجازت ہوگئی ہے پس تم ان سے یہاں تک لڑو کہ فساد نہ رہے۔ اور خدا کا حکم پورا پورا چلے یعنی تمہیں کامل مذہبی آزادی حاصل ہو جائے۔ پھر اگر وہ شرارت و فساد سے باز آجائیں تو ان پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ زیادتی ظالموں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ یہاں خدا تعالیٰ نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ جب کسی دشمن سے لڑائی چھڑ جائے تو پھر اسے اس وقت تک ختم نہیں کرنا چاہیئے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ آئندہ فتنہ و فساد نہ کریگا۔ پس دنیا میں امن و امان قائم ہونیکا اس کے سوا اور کوئی طریق ہو نہیں سکتا کہ فتنہ کو جڑ ہی سے کاٹا جائے تمام اسلامی جنگوں میں یہی ارشاد الٰہی مسلمانوں کے مدنظر ہوتا تھا۔ اسی لئے چند سالوں کے اندر جہاں جہاں اسلام پھیلا وہاں ایسا امن ہو گیا کہ ابتدائے آفرینش سے کبھی دنیا کو نصیب نہ ہوا تھا۔ مدبران برطانیہ نے غالباً اسی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے پوپ آف روم کی تحریک صلح کو قبل از وقت سمجھا اور ناقابل التفات قرار دیا ہے اور اسی لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اس صلح کی سلسلہ [جنبانی] [illegible]

الاخبار والآراء

مسلمانوں کی عبرتناک حالت

مسلمانان ہند کی مذہبی حالت جس درجہ گرگئی ہے۔ وہ ہر ایک دردمند اسلام کو خون رلانے کے لئے کافی ہے۔ اور زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ مسلمان ان آسمانی سرزنشوں اور تنبیہوں کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ جو ان کی شامت اعمال سے ظہور میں آتی ہیں اور ابھی تک اپنی اصلاح حال کرنے کے بجائے انہیں دل لگی کا مشغلہ سمجھتے ہیں چنانچہ آج کل جبکہ بارش کی سخت ضرورت ہے۔ اور چاہیئے تھا کہ لوگ خداتعالےٰ کے حضور کمال تضرع اور عاجزی سے دعائیں کریں۔ تاکہ باران رحمت نازل ہو۔ لاہور کے مسلمانوں نے بارش برسانے کی جو ترکیب نکالی ہے وہ ہمارے خیال کی تائید کرتی ہے۔ اس کی کیفیت پیسہ اخبار اس طرح بیان کرتا ہے۔ ۷ اگست کو ۱۲ بجے دن کے دہلی کابلی مل کے متصل ایک بڑا بھاری جلوس نکالا گیا۔ کچھ آدمی منہ کالا کرکے گدھوں پر سوار تھے آگے انگریزی باجا بجتا جاتا تھا جلوس کے ہمراہ گانے والے ڈھولکیاں لئے ہوئے تھے کئی لوگ سر کی ٹوپیوں پر منہ کالا کرکے سوار تھے اور بیہودہ گیت گاتے اور شور و غل مچاتے تھے ساتھ ہی بہت سی بیل گاڑیاں دیگیں اور چاولوں کی دیگوں سے لدی ہوئی تھیں کئی سقے ہجوم کو پانی پلانے کے لئے ہمراہ تھے اور بیسیوں حقے بھی ساتھ تھے۔ جن پر پھولوں کے ہار لٹکائے ہوئے تھے۔ جلوس شہر سے باہر کرد پاسے راوی تک پہنچا۔ اور وہاں بہت سی فضول حرکات کی گئیں [illegible] رمضان شریف کا مہینہ اور بارش کے لئے مسلمانوں کا اس قسم کا جلوس اسباب نکالنا صاف اور کھلا ثبوت ہے کہ مسلمان جہاں خداتعالیٰ کو بھلا بیٹھے ہیں۔ وہاں اپنی عالت اور جان کو بھی بھول گئے ہیں کیونکہ اگر انہوں نے خلاف شرع شرمناک افعال کرکے اپنے مذہب کی توہین کی ہے۔ تو ساتھ ہی اپنے منہ کالے کرکے انسانیت کے درجہ سے گرنے کا بھی ثبوت دیدیا ہے کیا کوئی اس بات پر غور کریگا۔ کہ کیوں انکی یہ حالت ہوگئی ہے خداتعالےٰ نے ایسے ہی لوگوں کی نسبت فرمایا ہے

لاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسہم

کہ وہ لوگ۔ جو فسق و فجور میں پڑکر اللہ کو بھلا دیتے ہیں یعنی اس کے احکام کو نہیں مانتے۔ وہ اپنی جانوں کو بھی بھول جاتے ہیں ان میں خودداری اور پاس ناموس کا مادہ باقی نہیں رہتا وہ ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو انہیں دوسروں کی نظروں میں ذلیل اور رسوا کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ ایسی حرکات کو اپنے لئے مفید ہی سمجھتے ہیں بعینہٖ یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ منہ کالا کرکے شہر میں چکر لگانا بے ہودہ بکواس بکنا گالیاں نکالنا اور رمضان میں کھانے پینے اور حقہ نوشی کا خاص اہتمام کرنا ان کے نزدیک کوئی عیب نہیں۔ بلکہ ایسے فعل ہیں جن سے خداتعالےٰ راضی ہوکر مینہ برساتا اور دنیا کو بحال کر دیتا ہے۔ لوگ اپنے نیک و بد پر تمیز کریگا شعور رکھنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو جاتے جنکو خداتعالےٰ نے دنیا میں اس امت کی اصلاح کے لئے ہی مبعوث فرمایا اور بفضلہ تعالےٰ جس جماعت نے آپ کی غلامی اختیار کی وہ اس قسم کی لغویات و مکروہات سے پاک ہوگئی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک ؎

ویدکے منتر فہم سے بالاتر

آریہ صاحبان ویدوں کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انہیں اصول دنیا عدسیاں کردیئے گئے ہیں نیز ان میں وہ علوم درج ہیں۔ جو اور کسی مذہب کی کتاب میں نہیں۔ آریوں کے ان دعاوی کے متعلق غیر مذاہب والوں کا ہمیشہ یہ مطالبہ رہا ہے۔ کہ ویدوں کی زبان سنسکرت چونکہ صفحہ دنیا سے محو ہوچکی ہے اور کوئی ایسا ملک نہیں جہاں اب یہ بولی جاتی ہو حتیٰ کہ ان کے ماننے والوں میں بھی اس زبان کے واقف شاذ ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے آپ ویدوں کا ترجمہ شائع کردیں۔ تاکہ دوسرے لوگ ان کی حقیقت سے آگاہ ہوجائیں۔ لیکن افسوس کہ آریہ صاحبان کو آج تک اس کی جرأت نہیں ہوئی کہ اس جائز مطالبہ کو پورا کرتے۔ اسی وجہ سے ویدوں کا سمجھ میں نہ آنا ضرب المثل ہوگیا ہے۔ اور صرف غیر مذاہب والوں کے نزدیک ہی نہیں۔ بلکہ آریہ سماجی بھی اس مثل کا استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ آریہ گزٹ مورخہ ۲۹ جولائی صفحہ ۱۱ پر ایک مشہور آریہ ڈاکٹر بھگوان داس صاحب اسسٹنٹ سرجن نے اپنے ایک سلسلہ مضمون بعنوان آریہ سماجیو اگر زندہ رہنا چاہتے ہو اٹھو میں طبی ہدایات دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ دو اکھاڑہ کھود لو۔ ورزش شروع کردو۔ ہدایات خود سمجھ آجائیںگی۔ اکھاڑے کی ورزش وید کے منتر نہیں ہیں۔ جو سمجھ میں آسکیں گے اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آریہ صاحبان بھی اب ماننے لگ گئے ہیں۔ کہ ویدوں کا سمجھنا غیر ممکن ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ جس کتاب کی عبارت ہی کسی کی سمجھ میں آتی ہو وہ کہاں تک اپنے پیرؤوں کی راہ نمائی کا حق ادا کرسکتی ہے۔!

آریہ کمار سبھا روپڑ کا سالانہ جلسہ

آریہ کمار سبھا روپڑ کے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے امرت کے سخت زبان اڈیٹر صاحب نے مفصلہ ذیل الفاظ مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کے متعلق لکھے ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے بحث کیلئے کہا گیا مگر شرائط وغیرہ کے طے نہ ہونیکی وجہ سے مباحثہ نہ ہوسکا۔ یہ الفاظ صداقت سے اسی قدر معرا ہیں جیس قدر آریہ سماج روحانیت سے خالی ہے۔ بات اصل یہ ہے کہ آریہ کمار سبھا کے کارپردازوں کی طرف سے مسلمانوں کو مباحثہ کا چیلنج تھا اور ہم کہتے ہوئے یہ وقت دیا منظور کرلیا تھا جسکی تحریری شہادت موجود ہے لیکن یہ قرارداد اسوقت تک تھی جبتک کہ قادیانی مبلغ روپڑ میں نہ پہنچے تھے جونہی احمدیوں کے ورود کی خبر سبھا کے پنڈال میں پہنچی۔ وہیں آریہ صاحبان اور قرویوں کی مصلحت وقت اس شکل میں تبدیل ہوگئی کہ اپنی تحریروں کے خلاف مباحثہ سے صاف انکار کردیں حالانکہ ہمارے مبلغین تو خدا کے فضل سے ہر طرح تیار تھے اور شرائط طے کرنیکے لئے آریہ سماج کے قائمقام کو بھی مدعو کیا تھا پس امرت کی عبارت اصل میں یوں ہونی چاہئے

مسافر آگرہ کی تنقید قرآن پر ایک نظر

مسافر آگرہ نے بعنوان "خدائی معجزہ" آیت الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون پر بہت کچھ جرح کی اور بہت سے اعتراض کئے ہیں افسوس آگرہ قرآن کریم کے محاورات سے واقف ہوتا تو اس قدر مشکلات میں نہ پڑتا اور اپنے لغو بیہودہ اعتراضات نہ کرتا میں ناظرین کرام کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ مسافر آگرہ کی محض ناواقفی اور قرآن کریم فہمی سے ناواقفیت ہے۔ پہلا اعتراض یہ کیا گیا ہے "امام سدی کا قول ہے کہ شہر واسط کے گرد [illegible] نامی ایک قریہ تھا اس میں طاعون شروع ہوئی جس میں بہت باشندے مرگئے اور بعض سلامت بھی رہے۔ دوسرے سال پھر طاعون شروع ہوئی سب گاؤں والے جو قریب آٹھ ہزار تھے گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے لوملت لوگوں پر ایسا [illegible] کہ سب مرگئے پھر زندہ ہوگئے۔"

اول معترض سے میرا یہ سوال ہے کہ جو باتیں قرآن کریم میں موجود نہیں ہیں انکو کیوں قرآن کریم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ تفاسیر کے قصے ہمارے لئے قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ وہ قرآن کریم میں سے نہیں ہیں بلکہ مفسرین کے اپنے فہم اور نقل کی بنا پر ہیں پس جو بات قرآن کریم سے نہیں وہ قابل سند بھی نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر زبان۔ ہر قوم۔ ہر ملک۔ اور ہر مذہبی کتاب کی کچھ اصطلاحات ہوتی ہیں جن کے استعمال کرنے سے انسان غلطی پر نہیں ہوتا اور اس قسم کے محاورات قابل اعتراض نہیں ہوتے۔ چنانچہ ایسے محاورات ہم اپنی روزانہ گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہتے ہیں کہ فلاں قوم اب مرگئی۔ یا یوں کہتے ہیں کہ فلاں قوم میں اب نئی روح پھونکی گئی ہے۔ میں السنۃ الاحمدیہ آپ کے شیر جیسے ہی بتادونگا کہ آپ خود ایسے محاورات اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں اسی طرح اسلام کی اصطلاح میں چار قسم کی موت حیات ہے۔ اول حقیقی ہے جس کی نسبت قرآن کریم میں آتا ہے ھو الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ دوم حیات قومی جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے اذا دعاکم لما یحییکم

سوم جو بادشاہوں کی طرف منسوب کیجاتی ہے جیسے انا احیی و امیت۔ چہارم جو زمین کی ویرانگی اور آبادی کے متعلق استعمال ہوتی ہے جیسے یحیی الارض بعد موتہا۔

اب ہمکو قرآن کریم سے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کونسی قوم تھی جو اپنے گھروں سے نکلی اور موت سے ڈری پھر خدا نے انکو مارا پھر زندہ کیا۔ سو اس کا ثبوت قرآن کریم ہی سے ملتا ہے خدا تعالیٰ سورہ مائدہ میں فرماتا ہے یٰقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خٰسرین الخ۔ یعنی اے قوم داخل ہو پاک و مقدس زمین میں جسکو خدا نے تمہارے لئے لکھدیا ہے اور پیٹھ پھیر کر خدا اور رسول کے حکم سے روگردانی نہ کرو ورنہ تم گھاٹا پانے والے ہوگے۔ اس آیت کریمہ کو بغور ملاحظہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کونسی قوم تھی جو فاتح ہونے کیلئے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلی تھی وہ بنی اسرائیل تھے جو بجائے آگے بڑھنے کے پیٹھ پھیر گئے جیسا کہ ذکر سورہ مائدہ رکوع ۴ میں ہے۔

اب حذر الموت والا جملہ غور طلب ہے۔ لیکن قرآن کریم پر غور کرنے سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے اور اس میں ذرہ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس بات کو بھی خدا تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں بالکل صاف کر دیا ہے اور آیت کو پڑھنے سے فوراً اس بات کا پتہ لگ جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی ہی قوم تھی جو موت سے ڈری اور نہایت بزدلی دکھلائی جب کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم انہیں جواب دیتی ہوئی کہتی ہے۔ یٰموسیٰ ان فیھا قوما جبارین وانا لن ندخلھا حتی یخرجوا منھا فان یخرجوا منھا فانا داخلون۔ الخ یعنی اے موسیٰ اس ملک میں بڑی زبردست قوم رہتی ہے اور ہم اس میں داخل نہیں ہونگے جب تک کہ وہ نہ نکل جائے اور جب وہ اس سے نکل جائیگی تو ہم داخل ہو جائینگے۔

پھر دوسری آیت انکے جواب میں بھی بالتصریح ہے یٰموسیٰ انا لن ندخلھا ابدا ما داموا فیھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ اے موسیٰ ہم اس میں کبھی داخل نہیں ہونگے جب تک کہ وہ اس میں ہیں پس تو اور تیرا رب جا کر ان سے لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔

اب ان دونوں آیتوں کو دیکھنے سے بہت تھوڑی سی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ بنی اسرائیل موت سے ڈرتے تھے اور اپنے مخالفین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔

پھر آیت کا اخیر حصہ ہے کہ فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم یعنی خدا نے انکو مارا اور پھر زندہ کیا اب سورہ مائدہ کی آیات پر غور کرنے سے ان کی قومی موت صاف صاف ثابت ہوتی ہے سب سے اول یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شریعت اسلام میں جو شخص مرتد ہو جاتا ہے وہ مردہ سمجھا جاتا ہے اور قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ بنی اسرائیل ہی تھے جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی نافرمانی کی اور مرتد ہوگئے تھے اور نہ صرف مرتد ہوئے بلکہ ساتھ ہی گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب بھی ہوئے۔ وہ جو خدا اور رسول کو ماننے والے اور ان کے ساتھ ہم نوا ہونیوالے اور ان کی کامل اتباع کرنیوالے زندہ کہلاتے ہیں اور انہیں میں قومی زندگی اور روحانیت سمجھی جاتی ہے اور ان کے مخالف کفار اور مرتد مردہ سمجھے جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دیتے اس کا ثبوت بھی قرآن کریم سے ہی ملتا ہے۔ سورہ انفال میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ اے مومنو جب خدا اور اس کا رسول تم کو زندہ کرنے کے لئے بلائے تو اس کی پکار کا جواب دو۔ پس قرآن کریم کی اصطلاح میں حق کے پکارنے پر جواب دینے والے زندہ قرار دیئے گئے ہیں اور نہ دینے والے مردہ۔ چونکہ بنی اسرائیل نے بھی موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی اور لا ترتدوا علی ادبارکم کے خلاف کیا تو فتنقلبوا خاسرین کے مصداق ہوگئے پھر ان میں وہ قومی ترقی اور وہ جوش نہ رہا جو کہ مطیع اور فرمانبردار جماعت میں ہوا کرتا ہے۔ اور ان پر فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین کی لعنت پڑ گئی اور یہی ان کی موت تھی کہ چالیس برس تک وہ ذلیل و خوار رہے کسی ملک کے حاکم نہ ہوئے اور ان میں اس گستاخی اور ارتداد کی وجہ سے روحانیت نہ رہی پس ثابت ہوا کہ جو خدا کے انبیاء کی آواز کے ہم نوا نہیں ہوتے وہ مردہ سمجھے جاتے ہیں اور جو ان کی آواز کا جوا

... [illegible] قرار دیے جاتے ہیں پھر خدا تعالیٰ نے [illegible] کیا اور اس زندگی کو قرآن میں یوں بتایا گیا ہے یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین کا سے نبی اسرائیل جو تم پر انعام کیا اور تم کو اس وقت دنیا پر فضیلت دی [illegible] [illegible] ان کی زندگی تھی۔ اور یہی زندگی انبیاء اور رسل دینے آتے ہیں جیسا کہ [illegible] استجیبوا لله و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم [illegible] [illegible] موت و حیات کا ثبوت [illegible] [illegible] معترض اپنی زبان سے [illegible] [illegible] اور ضد اور تعصب کی وجہ سے [illegible] اپنے گریبان میں [illegible] [illegible] [illegible] اخبار [illegible] موجود [illegible] [illegible] [illegible] ایک مضمون [illegible]

[illegible] معترض سے پوچھتا ہوں (۱) کہ یہاں کونسی [illegible] مراد ہے (۲) اگر آریہ سماج [illegible] [illegible] اس پر کونسی موت وارد ہوگی [illegible] معجزہ ظاہر ہوگا [illegible] تاریخ کے اس اخبار کے [illegible] درج ہے "آج کل یہ سوال کہ آریہ سماج مر رہا ہے یا مر گیا ہے بہت دنوں سے [illegible] لوگوں کا [illegible] اس سماج کے [illegible] دشمن یہ خیال ہو رہا ہے کہ آریہ سماج [illegible] مر رہا ہے ان لوگوں میں سے میں [illegible] ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آریہ سماج مر [illegible] اس کے بچانے والا کوئی پیدا نہ ہوا تو مر جائے گا!"

اس کے متعلق میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ (۱) اگر آریہ سماج مر گیا ہے تو کس کے سامنے اور کب۔ (ب) اگر آریہ سماج مر رہا ہے تو کس طرح من حیث الافراد تو سب مر رہے ہیں۔ صرف آریہ سماج پر اس موت کو کیوں خاص کیا گیا ہے۔ اور اگر من حیث القوم مر رہا ہے تو پھر قرآن کریم پر کیسا اعتراض۔ قرآن بھی تو یہی کہتا ہے کہ وہ قوم اسی طرح مر گئی۔ جس طرح آپکی قوم (بقول آپ کے) مر گئی ہے یا مر رہی ہے۔

(۲) پرکاش کا یہ لکھنا کہ "اگر اس کے بچانے والا کوئی پیدا نہ ہوا تو مر جاویگی" ثابت کرتا ہے کہ مردہ یا قریب مرگ قوموں کو بچانیوالے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ قرآن شریف بھی یہی کہتا ہے۔ کہ اس قوم کو بچانیوالا موسیٰ علیہ السلام کا وجود تھا چونکہ انہوں نے ایک نبی کی گستاخی کی تھی۔ اس لئے وہ اس قابل نہ رہے تھے کہ بچائے جانے [illegible] تک [illegible] [illegible] وارد ہوئی۔ پھر اس سوال میں آگے لکھا ہے "یہ سوال دیگر پیدا ہوتا ہے کہ اس کے مرنے کا باعث کیا ہے اس کے ممبر ہوتے ہیں"

(۱) جس طرح آپکے ممبر قوم کے مرنے کا باعث ہو رہے ہیں اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ممبر ایک نبی کی گستاخی اور بے ادبی کیوجہ سے قوم کے مرنے کا باعث ہوئے اور یہی موت اور زندگی وہاں پر مراد ہے نہ کہ [illegible] یعنی جسمانی۔ پھر معترض کہتا ہے۔

"وہ لوگ جو طاعون کے خوف سے بھاگ گئے تھے انکو خدا نے بلا وجہ بلا سبب (قصور آن میں) کر دیا کیوں؟ محض اس لئے کہ ان پر خدائی سکہ قائم ہو سکے"

سوال۔ آپکے پرمیشور نے کیوں بلا وجہ بلا سبب بلا قصور مکتی یافتہ مخلوق کو مکتی خانہ سے نکالکر تناسخ کے چکر میں ڈالدیا۔ کیا یہ ظلم صرف اس لئے روا نہیں رکھا گیا۔ کہ اگر روحوں کو ابدی مکتی دیجئی تو سارا سلسلۂ عالم درہم برہم ہو جائیگا۔ اور ابدی مکتی دینے سے رفتہ رفتہ [illegible] روحیں ہاتھ سے نکل جائیگی اور پرمیشر ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ رہیگا۔ کیا یہ تعلیم عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔

پھر معترض کہتا ہے۔

"لیکن باین ہمہ یہ سب باتیں درست ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ آخر بعد کے لوگوں نے ایسا کیا گناہ کیا ہے کہ آج خدا انکو اپنے اس قسم کے معجزوں سے محروم رکھے" جہالت ہی جہالت ہے خدا تعالیٰ تو ہر زمانہ میں اپنی مخلوق کو معجزے دکھاتا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ عظیم الشان معجزے دکھائے۔ مگر افسوس کہ فائدہ انہیں لوگوں نے اٹھایا جنکے دل حق کے قبول کرنے کے لئے تیار اور ضد و تعصب سے پاک تھے۔

کیا پنڈت لیکھرام صاحب کی موت حضرت مسیح موعود کا ایک بڑا معجزہ اور کرامت نہیں۔ ضرور ہے۔ تو پھر کہنا کہ خدا نے آپکو ایسے معجزوں اور کرامتوں سے محروم رکھا

وما علینا الا البلاغ المبین

(خاکسار عبید اللہ وزیر آبادی)

حقیقۃ النبوۃ کا اثر

میرے آقا! میں حضور کا خادم ہوں اور میں حضور کے مقدس باپ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے کوئی بار چمٹ چکا ہوں۔

میرے آقا حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین اعظم کے انتقال کے بعد خدا گواہ ہے کہ میں نے کبھی لغزش نہیں کھائی بلکہ میں آہنی ستون کی طرح اپنے اسی عقیدہ پر قائم رہی کہ میرا آقا محمود جو تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا ہے یہ خدا تعالیٰ کے زبردست ارادہ کا نتیجہ ہے

میرے آقا منکرین خلافت کی طرف سے مجھے کئی ٹریکٹ وغیرہ بھیجے جاتے رہے ہیں لیکن ایک لحظہ کے لئے بھی آج تک میری روح نے ان بیہودہ دلائل سے اطمینان نہیں پایا اور خدا گواہ ہے کہ میرے قلب پر ایک نفرت پیدا ہو گئی ہے جو کبھی محو نہیں ہو سکتی۔

میرے آقا آج پہلا موقع ہے کہ میں اپنے آقا حضرت محمود کے لکھی ہوئی حقیقۃ النبوت دیکھ رہا ہوں۔ وہ کیا ہے درحقیقت دریائے معرفت ہے یا پیارے محمود کے قلب کا آئینہ ہے وہ کیا ہے وہ نبی الحقیقت حضرت سیدنا محمود کے سچے درد کی عکسی تصویر ہے وہ کیا ہے منکرین خلافت کے لئے ایک جامع اور زبردست حجت ہے جس کا جواب قیامت تک نہیں ہو سکتا ہے وہ حضرت خلیفۃ ثانی فضل عمر کے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم ○

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا | عسٰى ان يبعثك ربك مقاما محمودا | ایں ہم

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا
(الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

باقی تمام ہندوستان قادیان سے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

...میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

قیمت بہرحال پیشگی

جلد ۳ | ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۵ شوال ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲۴

مدینۃ المسیح علیہ السلام

ہلال عید بوجہ غبار جمعرات کو دکھائی نہ دیا۔ لیکن بعض شہادتوں کی بناء پر عید جمعہ کے روز کی گئی۔ حیدر آباد و سکندر آباد (دکن) سے تار آئے کہ وہاں بھی عید جمعہ کو ہوئی۔ عید کا اعلان ۹ بجے کے قریب کیا گیا۔ صلوٰۃ العید مسجد اقصیٰ میں پڑھی گئی +

مکرمی مفتی محمد صادق صاحب و میاں نظام الدین صاحب بتقریب شادی بنت چوہدری محمد حسین صاحب قانونگو ۱۵ اگست کو ظفروال تشریف لے گئے ہیں۔ امید ہے کہ مناسب موقع پر تبلیغ بھی فرمائینگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و مددگار ہو +

غیر مبائع دوستوں میں سے بعض عید کے دن قادیان آئے اور یہیں نماز عید اور جمعہ پڑھی ایک دوست کے عرض کرنے پر حضور نے تبلیغ حق اور اتمام حجت کے لئے خطبہ جمعہ میں ضرورت خلافت پر ہی تقریر فرمائی اور اسکے بڑے زبردست و موثر دلائل دیئے۔ جمعہ کے بعد مکرمی میر قاسم علی صاحب نے مفتی سراج الدین صاحب کے مطب میں غیر مبائع دوستوں سے رنج کے طور پر خلافت کے متعلق دیر تک گفتگو کی۔ اور ان کے اعتراضوں کا بڑی خوبی اور زور سے رد کیا +

میاں محمد حسن صاحب واعظ و صولی چندہ عید فنڈ و فراہمی صدقہ فطر کی غرض سے ضلع گورداسپور کی طرف روانہ ہوئے احبابان کو جلدی فارغ کرنے کی کوشش کریں تاکہ دورہ میں مزید حرج واقع نہ ہو +

آمد مہمانان منشی فرزند علی صاحب فیروزپور سے اور انکے والد ماجد منشی عمر الدین صاحب سرینہ سے۔ میاں چراغ الدین صاحب اور میاں عبدالعزیز صاحب اور ابو اسحاق صاحب لاہور سے بابو عبدالحمید صاحب راولپنڈی سے مولوی محمد علی صاحب بدو ملہی سے +

میر ناصر نواب صاحب قبلہ ۱۵ اگست کو اپنا دورہ ختم فرما کر بخیریت قادیان پہنچ گئے ہیں۔ آپکے دورہ کی مختصر رپورٹ آئندہ پرچہ میں شائع ہوگی

اخبار احمدیہ

میدان کارزار (فرانس) سے اخویم حق نواز صاحب احمدی لکھتے ہیں "ہم اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" کے ماتحت گورنمنٹ کے لئے جان فدا کرنے کو حاضر ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام اور جناب حکم ہم کو پیارے لگتے ہیں اور ہمارے دلوں کو اور بھی زیادہ شہنشاہ معظم کی نمک حلالی پر مضبوط کرتے ہیں اللہ تعالیٰ گورنمنٹ کی نصرت فرمادے اور اسکو فتحیاب کرے۔ آمین +

گجرات میں ماسٹر ہدایت اللہ صاحب علیل ہیں احبابان کے لئے دعا کریں

کپورتھلہ (رچھڑوال) سے میاں اللہ دتا صاحب لکھتے ہیں کہ میں ایک ناگہانی مقدمہ کے ابتلاء میں ہوں احباب دعا فرمادیں +

ہوشیارپور سے میاں سراج الدین صاحب

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

"یہاں پر بعض اس قسم کے لوگ ہیں جو نہ تو خود حق کو سنتے ہیں اور نہ دوسروں کو سننے دیتے ہیں۔ مگر الحمد للہ بعض سعید روحیں ان میں موجود ہیں جو حق کو سننے کے لئے تیار ہیں۔ ایک [illegible] صاحب سے میں نے پوچھا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں تو صرف دوست خرچ کرتے ہیں اور بعد نماز کے بہت لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں نماز تو خود ایک دعا ہے وہ اس کا جواب کچھ نہ دے سکے۔ اس کے بعد میں نے اس کو بتایا کہ لوگ حقیقی اسلام سے بالکل غافل ہو گئے ہیں اور اس وقت ایک مصلح کی ضرورت ہے اور وہ مرزا صاحب ہیں جو قادیان میں رہتے ہیں۔ مسیح موعود مجدد۔ نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا کے فضل سے میری تقریر کا ان پر اچھا اثر ہوا۔ اب مرزا صاحب کی نبوت کے متعلق کچھ بات چیت ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرماوے +

سرسہ ضلع الہ آباد سے سراج الدین صاحب لکھتے ہیں کہ موضع لوترہ میں تبلیغ کی گئی۔ اور خاتم النبیین سے نبوت کا جاری رہنا لوگوں کو مفصل طور پر سنایا گیا۔ اور انسان کو جسمانی غذا کے لزوم کے ساتھ روحانی غذا کا لزوم بھی بتایا گیا۔ پھر وفات مسیح پر قرآنی دلائل دیئے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی مع انکے دلائل اور نشانات مفصل بیان کئے گئے۔ اثنائے گفتگو میں ایک مخالف نے [illegible] کے لفظ پر اعتراض کیا بفضل اللہ عمدگی سے اسے [illegible] دیا گیا جس کو انھوں نے تسلیم کیا۔ بلکہ بعض ان میں سے حق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرح صدر عطا فرمائے +

کھاگلپور سے نور حسن صاحب لکھتے ہیں کہ "جس دن سے حکیم خلیل احمد صاحب یہاں سے گئے ہیں سلسلہ کے متعلق بیند مواضع میں بہت شور ہے بعض لوگ میرے پاس مباحثہ کے لئے آتے ہیں میں نے ان کو کہا کہ دس آدمی تم اپنے بلالو اور دس ہم اپنے بلاتے ہیں تب ہم سلسلہ کے متعلق گفتگو کریں گے۔ کیونکہ مباحثات چنداں مفید نہیں ہوتے ہاں اگر تم لوگ مباحثہ ہی کرنا چاہتے ہو تو پہلے کتاب تائید حق کو پڑھ جاؤ۔ ایک آدمی تم میں سے سناتا جائے اور باقی سنتے رہیں اس بات کو انھوں نے پسند کیا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس کتاب کے چند ہی دلائل سنکر سبحان احمد صاحب نامی ایک

تاجر بفضلہ ایسے متاثر ہوئے کہ فوراً وہ ایک مخالف مولوی سے بحث کرنے کے لئے چلے گئے تھوڑی ہی دیر میں اسے ساکت کر دیا +

مالیر کوٹلہ سے محمد خان صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں بفضل اللہ تبلیغ کی جاتی ہے اور مباحثات کا بازار گرم رہتا ہے اور سلسلہ کی گفتگو کے وقت اکثر لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی و دلائل اچھی طرح سنتے ہیں +

غلام محمد صاحب پھلوری کی اہلیہ مدت سے بیمار ہیں احباب دعا فرماویں +

جنازہ غائب شیخپور ضلع گجرات سے میاں الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں مساۃ بیگم بی بی اہلیہ سید نور حسن شاہ فوت ہو گئی ہے احباب جنازہ غائب پڑھ دیں +

جہلم سے نور حسن صاحب ٹھیکدار لکھتے ہیں کہ میں چند مصائب میں ہوں احباب میرے لئے دعا کریں +

خبریں

دردانیال کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گبلی پولی میں ۱۰ اگست تک سخت شدت کی لڑائی جاری تھی۔ گو مقبوضہ مورچوں میں خفیف تبدیلی ہو گئی ہے مگر بحیثیت مجموعی رقبہ مقبوضہ قریباً تگنا ہو گیا ہے۔ اور افواج متحدہ نے غنیم کو ضرر عظیم پہنچایا +

۱۲۔ **اگست** کا پیام برقی مظہر ہے کہ ایک برطانی آبدوز نے دردانیال کے سمندر میں ۸۔ اگست کو بحیرہ مارمورا کے مدخل پر بار بروسا نامی جنگی جہاز غرق کر دیا۔ دو برقی سطوت" نام الگنبوٹ اور دشمن کے ایک خالی جہاز بار برداری پر بھی دردانیال میں برطانیہ کے ہی ایک آبدوز نے تارپیڈو پھینکے +

بحیرۂ اسود میں ایک جرمن اور تین ترکی سٹیمر کوئلہ سے لدے ہوئے جا رہے تھے روسیوں نے ان کو پچھلے ہفتہ کے دن ڈبو دیا +

صوفیا کی تار خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ترکی [illegible] واپس چلا گیا اور قسطنطنیہ میں ترکوں اور جرمنوں کے درمیان بدمزگی بڑھتی جاتی ہے نیز سوائے نوجوان ترک لیڈروں کے عام طور پر لوگ اس لڑائی سے اکتا گئے ہیں +

روسی محاربات سے متعلق پیٹروگراڈ کا ایک مراسلہ نگار مظہر ہے کہ مقام کوونو کے قریب روسی افواج جرمن حملوں کو برابر پسپا کر رہی ہیں۔ دریائے ناریو کے محاذ پر غنیم پیہم حملے کر رہا ہے لیکن کیف مالکن ریلوے کے دونوں طرف روسیوں نے جوابی حملے شروع کر دیئے ہیں دریائے بگ اور [illegible] کے درمیان جان توڑ لڑائی جاری ہے جہاں دشمن کے سلسل شدید حملے پسپا کئے جا چکے ہیں اور اسے نقصان کثیر پہنچا ہے۔ ریگا کے علاقہ میں بھی دشمن کے حملے روسی سپاہ نے پسپا کر دیئے ہیں نیز جیکب سٹٹ اور ڈونسک کی جانب بڑا افواج جرمنوں کو قید کرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہیں منگل کے روز جرمن دستوں نے خلیج ریگا کے لایٹ ہوس اور جزائر آلینڈ پر ایک ساتھ گولہ باری کی لیکن روسی جنگی جہازوں اور ساحلی توپخانوں کے آگ برسانے پر بھاگ گئے +

روسی جنرل اسٹاف نے ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ غنیم پیٹروگراڈ کی طرف اغلباً نقل و حرکت نہ کریگا کیونکہ وہ جنگی وسائل سے نیز قدرتی طور پر نہایت محفوظ و مستحکم ہے بعض باتوں سے پایا جاتا ہے کہ جرمن اب لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں۔ اور روسیوں کو اپنی جنگی کاروائی کے واسطے پوری آزادی حاصل ہے۔ افواج غنیم کا بہترین حصہ جو جنرل میکنسن کی ماتحتی میں لڑ رہا ہے مستقل طور پر ناقص و نالائق ٹھہر چکا ہے +

لوڈا ایسٹ کے ایک اخبار کا نامہ نگار وارسا سے خبر دیتا ہے کہ وہاں جب سے جرمنوں کا قبضہ ہوا ہے کئی جگہ پراسرار طور پر آگ لگ چکی ہیں اور زمین پھٹنے کے حادثے ہوئے ہیں پراگا کے آس پاس روسیوں اور جرمنوں کی لڑائی میں پندرہ آدمی ہلاک ہو چکے ہیں اور دو سو زخمی +

برٹش امارت بحریہ اعلان کرتی ہے کہ انڈیا نامی امدادی کروزر جو بحیرہ شمالی میں پٹرول کی ڈیوٹی پر تھا ۸۔ اگست کو غرق کر دیا گیا ۲۲ افسر اور ۱۴۱ جوان بچائے گئے ۱۳۔ اگست کا ایک اور اعلان مظہر ہے کہ دو برٹش سٹیمر اور ۱۷ ماہی گیر کشتیاں ہفتہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء

مخالفین کے بعض لایعنی مطالبات

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قدیم سے چلی آئی ہے کہ جو لوگ اس کے فرستادہ بشیر و نذیر ہادیوں کو قبول کرتے اور حق کی تصدیق اور صادقوں کی معیت کو اعلیٰ ترین مقصود حیات سمجھ کر اس کی خاطر ہر قسم کی تلخیوں ابتلاؤں اور فراق کو بطیب خاطر گوارا کر لیتے ہیں۔ ان کا اجر و انعام اللہ تعالیٰ بھی مختلف رنگوں میں عطا فرماتا ہے۔ اعجوبہ یوں وہ اپنے مولا کریم کے احسانوں کو یاد کر کے شکر گزاری و اطاعت شعاری میں بڑھ بڑھ کر قدم مارتے ہیں آسمانی برکات کے دروازے ان پر روز بروز زیادہ کھلتے چلے جاتے ہیں پھر کون ہے جو اس کے افضال بے پایاں کی حقیقت تک پہنچ سکے؟ اسی طرح جو لوگ ماموران الٰہی کو جھٹلاتے ان کے کاموں میں سد راہ بنتے اور ان کی مخالفت پر کمر باندھتے ہیں رفتہ رفتہ ہر طرح کی نحوست و نکبت ان پر مسلط ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور بالآخر وہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنے رہتے ہیں یعنی اگر ماموروں کے مصدق اور متبع نعمت ایمان کے ساتھ بصیرت و فراست۔ توفیق حسن عمل عزم و استقلال۔ دولت و اقبال وغیرہ انعامات سے مالامال کئے جاتے ہیں تو ان کے مقابلہ میں منکروں اور مکذبوں کا یہ حشر ہوتا ہے کہ بیخ ایمان پژمردہ ہو جانے کے سبب اس کی تمام شاخیں اور پھول پھل بھی بتدریج مٹتے چلے جاتے ہیں عقلیں مسخ ہو جاتی ہیں اور جو پہلے پست ضمیر مردہ اور حواس روحانی مسلوب حمیت و غیرت ساتھ چھوڑ دیتی ہے حقیقی حیات و بیداری کی سپرٹ مفقود ہو جاتی ہے۔ روشن خیالی و بیداد مغزی کے بجائے تنگ نظری اور جمود و غفلت کا دور دورہ ہونے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ رشد و ہدایت نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ حتمی وعدہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی پیدا ہونے کے آثار کچھ بہت پر اولو الابصار کے سامنے صاف صاف نمودار ہو جاتے ہیں اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ کی صداقت پر ایسی روشنی سے چمک رہی ہوتی ہے کہ غبی سے غبی انسان بھی اسے دیکھ سکتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے معاملہ میں بھی یہ سنت اللہ کم و بیش تیرہ سال سے علی الاعلان عیاں ہو رہی ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں جو حضور کی صداقت کا ایک روشن ثبوت اپنے ساتھ نہ لاتا ہو۔ منکروں کی روز بروز تکذیب و مخالفت کی بے برابر پہلو سے معرض زوال میں ہیں۔ تعداد دن بدن گھٹ کر بفضلہ ہماری جماعت میں اضافہ کر رہی ہے کتاب و سنت کے حقائق و معارف سے وہ دور و محروم ہوتے جاتے ہیں۔ اسلامی حمیت و دینی شعائر اللہ تقویٰ میں عموماً نہ صرف وہ ہوتے ہیں جو انسان کو رفتار الٰہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کا حصہ ہوتا ہے وہ ان میں اتفاق کالمعدوم رہ گیا ہے۔ غرض الٹ پلٹ کر جس پہلو سے دیکھو ان کی حالت سراپا درد ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور معرفت امام کی توفیق بخشے تا ان کے دن پھریں اور حالت سدھرے آمین

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تحقیق و تصدیق اول تو اکثر کے نزدیک کوئی ضروری امر ہی نہیں۔ پھر اگر کسی کو ذرا طہور لحقاق حق کا موقع ملے بھی تو عجیب عجیب طرح کی مضحکہ خیز حجت بازیوں سے وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ کڑوا پیالہ ٹل ہی جائے تو اچھا ہے۔ گویا ان منکران مہدی کے ساتھ تبادلہ خیالات کرتے ہوئے بات بات میں پتہ لگتا ہے کہ ان کے وبال نے واقع میں انہیں ان تمام عبرت خیز خیالوں کا حصہ دار بنا دیا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مکذب ہمیشہ بھگتتے رہے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ بیان فرض کرو مرزا صاحب ہی مہدی تھے مگر یہ تو بتلاؤ کہ انہوں نے مسلمانوں کو ہدایت کیا کی؟ ان کی حالت تو ویسی ہی افسوسناک ہے جیسی ان سے پہلے تھی بلکہ اس سے بدتر لیکن آہ! یہ عقل کے دشمن اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ شے ہی سے اصلاح پانی اصلاح و ہدایت کا موجب تو ہم سے لئے ہو [illegible] ان کی افسوسناک حالت تو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ مزاج اصلاح میں نہ کر اس امر کی دلیل کہ جس کو انہوں نے قبول نہیں کیا وہ ناکام رہا کیونکہ جبر کے زور سے اصلاح و ہدایت کا حاصل زبردستی ان کے حلق میں نہ ٹھونس سکا۔ معاذ اللہ۔

بعض مخالفین جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے آنے پر تو مسلمانوں کے باہمی اختلافات مٹ جانے چاہئیں تھے۔ مگر یہاں تو تفرقہ بدستور موجود ہے۔ بلکہ ایک فرقہ کا ان میں اور اضافہ ہو گیا ہے مگر افسوس کہ مسیح موعود کی طرف سے اور مخالف [illegible] سلیم [illegible] طبع الٰہی عادت [illegible] موٹی صاف سیدھی باتوں کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود رحمۃ للعالمین ہے۔ اور آپ جمیع خلائق کی طرف ہادی و رسول بنا کر بھیجے گئے تھے کیا آپ کو تمام دنیا نے مان لیا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا معاذ اللہ آپ کے اس منصب میں کچھ فرق آ سکتا ہے؟ بس اسی طرح مسیح موعود کے بارہ میں دیکھنا تو یہ چاہئے کہ شیعہ سنی نیچری۔ وہابی معتزلی۔ بہر پرست۔ گور پرست بلکہ آزاد مشرب عملی دہریہ تک۔ غرض مختلف فرقوں کے جو جو لوگ حضرت مسیح موعود پر ایمان لا کر جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں انہوں نے سب نے پچھلے تمام رسوم یا رسمی معتقدات کو اس عظیم الشان مہدی آخر الزمان کی غلامی و متابعت پر قربان کر دیا ہے یا نہیں؟

بعض نادان یہ سوال کر بیٹھتے ہیں کہ مرزا صاحب اوروں کو تو کیا ہدایت کرتے وہ تو فلاں و فلاں صاحب قریبی رشتہ داروں کو بھی اپنے رنگ میں نہ رنگ سکے یہ مطالبہ بھی نہایت بیہودہ اور سنت اللہ سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ اگر نوح علیہ السلام کا حقیقی فرزند باوجود ان کی پوری پوری سعی و خواہش کے راہ پر نہ آ سکا تو

کی پردہ دری کی تھی کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ جو آنیوالا مسیح ہے وہ [illegible] خضر [illegible] وہ نبی اللہ ہے سارا [illegible] آپنے [illegible] بلکہ انکے [illegible] بھی حملہ کیا تھا کہ مولوی عبدالحکیم صاحب کے [illegible] ۔ مجھ شک ساہو [illegible] کہ وہ خود بھی [illegible] آنے والے پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں" اور خواجہ صاحب کا پہلا سوال یہی تھا کہ "کیا آپ ان حدیثوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ہیں . . . الخ"

تو پھر خواجہ صاحب اکیا آپکے معلومات کی پردہ دری کی جاوے۔ یا آپکے ایمان میں خلل سمجھا جاوے۔ کہ اب آپ حضرت مسیح موعود کی نبوت میں شک [illegible] کرنے لگے ہیں اور خود ہی ثالث ہو بیٹھے اور ایک خانہ ساز فہرست شائع کر دی۔ کہ نامزدگان حلفیہ شہادتیں دیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کو نبی سمجھا کرتے تھے یا نہیں۔ خواجہ صاحب ایہ بھی آپکا دھوکہ ہی ہے جیسا کہ آپنے شمس العلماء صاحب مرکو اپنے مضمون میں جواب دیا تھا۔ وہی اب آپ پر بھی صادق آتا ہے کہ آپکو "مذہبی واقفیت نہیں یا آپنے [illegible] میں ایک منطقی اشکال ہمارے سامنے رکھدیا ہے۔ جو دراصل بالکل ہیچ اور بے حقیقت ہے۔ اور کوئی اشکال اپنے اندر نہیں رکھتی"۔ آپکے اس دھوکہ کی قلعی الفضل جلد ۳ نمبر ۲ میں خوب کھولدی گئی ہے۔

جنوری ۱۹۱۳ء میں بحکم حضرت خلیفۃ المسیح اول خواجہ کمال الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی تائید میں ایک شمس العلماء کے مقابلہ میں مضمون محولہ بالا پیسہ اخبار میں شائع کرنا دو صورتوں سے خالی نہیں۔ اول یا تو خواجہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مولوی اول سے ڈر کر منافقت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کی تائید میں یہ مضمون شائع کیا تھا۔ دوم۔ یا پھر فی الواقع انکا اپنا عقیدہ ہی ایسا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ یقین کرتے تھے مگر حال کے رویہ سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب حقیقتاً حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ ہرگز نہیں جانتے۔ اب اگر صورت اول درست ہے تو بھی خیر نہیں۔ اور اگر صورت دوم درست ہے تو بھی خیر نہیں۔ کیونکہ صورت اول میں منافق اور صورت دوم میں مرتد تسلیم کرنا پڑیگا و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔ ربنا افتح

بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

خاکسار غلام احمد خان مختار عدالت پاکپٹن

شملہ کا مراسلہ

نمبر ۱ [illegible] گذشتہ [illegible] کہ [illegible] خدا کے فضل سے مباحثہ کے بہت عمدہ نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اسکے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ کہ بابو فضل محمد خان صاحب نے بیعت کرلی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مزید آثار بہت نظر آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہر ماہ حال کو بابو عبدالواحد صاحب ملازم محکمہ اکونٹس نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونیکا اعلان کر دیا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت مبارک میں بیعت کا خط لکھدیا انہوں نے بھی سارا مباحثہ سنا اور اسکے بعد احمدی جماعت میں شامل ہونیکا فیصلہ کیا۔ علاوہ ازیں بابو عبدالحق صاحب خیالات میں اللہ تعالیٰ کا [illegible] احسان [illegible] بہت کچھ تغیر ہو گیا [illegible] اور امید [illegible] کہ وہ جلد ہی حضرت میاں صاحب کے خدام [illegible] داخل ہونیکا اعلان کر دینگے۔ ان واقعات کا منکران خلافت کو بھی علم ہو گیا ہے اسلئے ان میں فکر پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایک ہفتہ سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اور ثالث صاحب کے مکان پر جا کر انکو طرح طرح سے مغالطہ دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ایک دو مرتبہ برادرم مولوی عمر الدین صاحب سے بھی مقابلہ ہو چکا ہے اور انہوں نے خدا کے فضل سے ڈاکٹر صاحب کو خوب قائل معقول کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے جب دیکھا کہ دال نہیں گلے گی تو تار دیکر مرہم عیسیٰ کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ بھی تین چار روز سے آئے ہوئے ہیں دونوں ملکر ثالث صاحب پر زاتی اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور خفیہ ملاقاتیں کر کے ان کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ ثالث صاحب خدا کے فضل سے بڑے ذہین اور نیک نیت آدمی ہیں۔ انہوں نے سارا معاملہ بخوبی سمجھ لیا ہے اور امید ہے کہ وہ ان کے پھندے میں نہیں آئینگے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو منکرین خلافت کی چال بازیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

برکت علی سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ

۱۱ اگست ۱۹۱۵ء

نمبر ۲ ۲۵ جولائی و یکم اگست کو حضرت قبلہ میر ناصر نواب صاحب سلمہ نے جماعت کے سامنے ایک نہایت لطیف تقریر بیان فرمائی اور نیز ضعفاء کے لئے چندہ کے لئے تحریک کرتے [illegible] فرمایا کہ [illegible] کم از کم [illegible] آنہ ماہوار دے۔ فرمایا کہ ہر شخص کو زندگی کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہے یعنے (۱) کھانا پینا (۲) پہننا (۳) مکان (۴) بیوی۔ کھانے پینے کے لئے معمولی غذا اور پانی کافی ہے۔ اور بدن ڈھانپنے کے لئے سادہ گاڑھے کا کپڑا۔ رہنے کے لئے ایک جھونپڑی اور زوج کے لئے ایک عورت۔ مگر تاہم اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قورمہ۔ پلاؤ اور دیگر لطیف کھانے اور سوڈا واٹر دودھ اور طرح طرح کے شربت مہیا کرتا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی عنایت کرتا ہے کہ بڑے بڑے عالیشان مکانات تیار کئے جاتے ہیں اور پھر بیوی ایسی دیدیتا ہے جو بڑی خوبصورت [illegible] اور محبت [illegible] سب [illegible] کا درجہ [illegible] شدید [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اور زکوٰۃ [illegible] اور کچھ نوافل نماز کے لئے سترہ رکعت پر جو فرض ہیں اور زکوٰۃ کے لئے بھی ایک حصہ مقرر ہے مگر جو شخص محض فرائض ادا کرتا ہے وہ کسی ہزار انعام کا حقدار نہیں ہوتا۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور مزید انعامات ملیں تو اسکو چاہئیے کہ نوافل بھی ادا کرے۔ نماز کے نوافل سب جانتے ہیں زکوٰۃ کے نفل یہ ہیں کہ علاوہ مقررہ حصہ کے فی سبیل اللہ کچھ زیادہ خرچ کرے احمدیوں کے لئے کچھ چندہ صدر انجمن کی طرف سے مقرر ہیں اور علاوہ اسکے کئی طرح کے چندے وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ پہلے ہی سے ان پر بوجھ بہت زیادہ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں احمدی جماعت کو انعام کے لئے چن لیا ہے اسلئے بار بار انہی پر نوافل کا بوجھ پڑیگا اور انہیں خوشی سے برداشت کرنا چاہئیے قادیان میں بہت ضرورتیں ہیں۔ مگر ایک ضرورت متعلق ہے یعنے ضعفاء کی امداد۔ اس سے پیشتر تھوڑے تھوڑے چندہ سے مسجد نور اور دارالضعفاء تیار کئے گئے ہیں ایک ہسپتال تعمیر کرنے کا ارادہ ہے مگر فی الحال اتنا ہی کافی ہے کہ احباب کم از کم آدھ آنہ ماہوار ضعفاء کے لئے منظور کریں چنانچہ بہت احباب نے [illegible] سے لیکر ہر رنگ ماہوار دینے کا وعدہ کیا۔ ۸ اگست کو جنگ کے متعلق ایک خاص میٹنگ مقرر کی گئی حضرت میر صاحب پریزیڈنٹ مقرر ہوئے اول سکرٹری صاحب نے دعا کے متعلق ۱۱۱ · حضرت [illegible] متعلق مختصر تقریر کی بعد ازاں سرکار انگریزی اور انکے رفقاء کی کامیابی کیواسطے دعا کیگئی + برکت علی سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ ۱۲ اگست ۱۹۱۵ء

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

(شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل کے آخری الفاظ تھے)

اسلام کیا پاک مذہب ہے کہ اس کی تعلیم بچے کے پیدا ہونے سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دیجاتی ہے۔ اور شروع ہی میں اسکو خدا اور خدا کے رسول کا پاک نام سنایا جاتا ہے۔ بعینہ یہ بات میرے ساتھ ہوئی۔ میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا۔ جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ "مسیح موعود محمد است و عین محمد است"۔

گو یہ آواز شروع شروع میں اپنے اندر وہی اثر رکھتی تھی جو اذان بچہ کے لئے رکھتی ہے۔ لیکن چونکہ اس آواز میں صداقت اور راستی تھی اس نے اس نے مجھے اپنا پورا اثر دکھایا۔ مجھے ہرگز معلوم نہ تھا۔ کہ مسیح موعود کیا ہے۔ میں اس سے بالکل بے بہرہ تھا۔ کہ مسیح موعود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ۔

منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

پھر میں اس سے بالکل بے علم تھا کہ خدا کا برگزیدہ نبی اپنے آپکو بروز محمد کہتا ہے اور بڑے زور سے دعوے کرتا ہے۔ کہ

"میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں"

(ایک غلطی کا ازالہ) پھر مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ کہ میں خدا کے اولوالعزم نبی حضرت مسیح موعود کو ماننے سے خدا کے نزدیک صحابہؓ کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں۔ حالانکہ وہ خدا کا نبی صاف طور سے کہہ چکا تھا کہ۔

"صحابہؓ سے ملا جبکہ مجھکو پایا"

اور جو الہامی الفاظ میں کہہ چکا تھا کہ

جو میری جماعت میں شامل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں شامل ہوا" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) پھر مجھے ہرگز یہ معلوم نہ تھا۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی وحی پاک میں مسیح موعود کو "محمد رسول اللہ" کر کے مخاطب کرتا ہے۔

میرے کانوں نے یہ الفاظ سنے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود کا آنا بعینہ محمد رسول اللہ کا دوبارہ آنا ہے۔ حالانکہ یہ بات قرآن سے صراحتہً ثابت ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم دوبارہ مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے آ گئے۔ جیسے کہ وآخرین منہم سے ثابت ہے الغرض میرا [illegible] ایک صاف تختی کی طرح تھا۔ کہ خدا کے ارادے نے میرے دل پر یہی بزرگ کلمہ منقوش کیا

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

یہ الفاظ کہنے والے نے یہ الفاظ کہا تھے۔ میں اس کی معرفت بیان نہیں کر سکتا ہاں شروع شروع میں یہ الفاظ [illegible] معلوم ہوتے تھے۔ لیکن چونکہ ایک پاکباز [illegible] ہی برگزیدہ دیکھا اور اسی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ تھے۔ اس لئے انہوں نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا میں اس پیارے کا کن الفاظ سے بیان کروں۔ جس کے الفاظ میرے لئے موجب ہدایت ہوئے۔ وہ میرا پیارا وہ جو مجھے خدا کے مسیح کی پوری شناخت بتانیوالا وہ جو میرا خضر راہ ہوا وہ وہ شہزادہ کامل تھا جس کی تعریف میں حضرت مسیح موعود نبی اللہ نے خود بہی صفحوں کے صفحے لکھے ہیں۔ وہ وہ کامل انسان تھا جو پیچھے آیا لیکن آگے بڑھ گیا وہ ایسا عرفان رکھتا تھا۔ کہ اس نے مسیح موعود کو چند ہی دنوں میں پورا پورا شناخت کر لیا تھا۔ یعنی وہ میرا پیارا۔ اور میری احمدیت کے عین بچپن کے زمانہ میں خضر راہ بننے والا حضرت۔

"شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل"

تھا جس نے قادیان سے واپس آتے ہوئے کچھ عرصہ لاہور میں بہی سکونت فرمائی مسجد گمٹی والی میں بعد نماز جمعہ اس نے لوگوں کو اپنے لطیف مواعظ سے مستفیض فرمایا۔ اور دوران تقریر میں بڑے زور سے فرمایا

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

یہ الفاظ میرے دل پر اسی وقت لکھے گئے اور ان الفاظ نے میرے ایمان کے تخم میں جاگزین ہو کر پرورش پائی کہ وہ خدا کا پیارا جو اپنے منہ سے اپنے آپکو بروز محمد کہتا تھا۔ اور جو کہتا تھا۔ کہ میرا وجود خدا کے نزدیک محمد رسول اللہ کا ہی وجود قرار پایا ہے (ایک غلطی کا ازالہ) اس لئے مجھ میں اور محمد مصطفےٰ میں کوئی دوئی یا مغایرت باقی نہیں رہی (خطبہ الہامیہ) جو کہتا تھا کہ خدا نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا (نزول المسیح) اور جو کہتا تھا کہ میں خاتم کے حکم کے موافق نبی ہوں اور ایسا ہی کہ آنحضرت کے تمیع کمالات معہ نبوت کا جامع ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ) اور جو کہتا تھا کہ میں خدا سے ہوں۔ اور مسیح مجھ سے ہے اور جو کہتا تھا کہ جمیع انبیا کی صفات کا مد کا مظہر بنکر آیا ہوں جس کو آگے موسیٰ اور عیسیٰ وہی حیثیت رکھتے ہیں جو آنحضرت صلعم کے آگے رکھتے ہیں یعنی [illegible] کا برگزیدہ نبی جس کا ہم سے عہد ہو چکا تھا [illegible] پھر ان الفاظ نے جو احمر بنتی کے ایک چمکدار [illegible] پاک [illegible] کے منہ سے نکلے تھے میرے ایمان کو مضبوط اور با دلائل کرنے کے لئے مسیح موعود کی کتب کی تلاش کرائی شروع کی۔ اور جو خدا کی مصلحت نے مجھے کافی فرصت کا موقعہ دیا پھر کیا تھا۔ ان الفاظ نے شہید سے دید کا پہلو اختیار کر لیا۔ اور میری معرفت علم الیقین سے حق الیقین تک پونہچ گئی فالحمد للہ۔ کہ وہ وقت آیا جب مجھے پورے یقین اور بصیرت سے ان الفاظ کا حق ہونا ثابت ہو گیا کہ

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

اور میں نے علی وجہ البصیرت محسوس کر لیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو عین محمد ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں اگر اسکو عین محمد تسلیم نہ کیا جاوے۔ تو بہت ساری باتوں میں رخنہ واقع ہوتا ہے۔ الغرض کوئی بات مجھے زیادہ تسکین دہ ثابت نہ ہوئی جیسی کہ یہ بات جو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل نے کہی تھی کہ

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

اسی میں ختم نبوت کا راز مضمر ہے۔ اسی سے مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو احمدیت کی اصل الاصول کہی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جس قدر یہ "آخرین منہم" ایک ننگی تلوار کی طرح مخالفین کے اعتراضات کا سر قلم کر لیتی ہے۔ اور کوئی ایسی آیت نہیں جس سے مسیح موعود کی صداقت اظہر من الشمس طور سے ظاہر ہو سکے الغرض حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کے یہ الفاظ کہ۔

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

ایسے الفاظ تھے جنسے مجھے خاتم النبیین کے بعد مسیح موعود کے واقعی نبی اللہ ہونے کی پوری تصدیق ہوگئی اور جیسے ان الفاظ کو حضرت مسیح موعود کی کلام [illegible] تصدیق مسیح موعود کے [illegible] کی طرح ثابت ہوگیا کہ شاہزادہ [illegible]

"مسیح موعود محمد است وعین محمد است"

اپنے اندر کامل اور صفا اور رسول اللہ صلعم اور مسیح موعود کی کلام کی پوری تصدیق رکھتے ہیں۔ اب میں ان تمام دلائل کو جو مجھے مسیح موعود کے محمد اور عین محمد ہونے پر میسر آسکے ہیں حوالہ قلم کرتا ہوں۔ اور امید ہے کہ یہ مضمون ایک لمبا مضمون ہوگا۔ جو کئی نمبروں میں شائع ہوگا۔ انشاء اللہ ؛

دلیل اول مسیح موعود کے عین محمد ہونے کی اول دلیل یہ ہے جو حضرت مسیح موعود الہامی شان کے الفاظ میں یوں تحریر فرماتے ہیں :-

"اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا۔ اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں شامل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنی واخرین منھم کے بھی ہیں۔ ۔ ۔ اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفٰے میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

اب اس حوالے سے "حضرت مسیح موعود کا محمد اور عین محمد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں چار موٹی موٹی باتوں کا ذکر ہے"

(اول) خدا تعالیٰ کا مسیح موعود پر رسول کریم کا فیض نازل فرمانا اور اسکو کامل بنانا ؛ (دوم) مسیح موعود کا وجود عین محمد رسول اللہ کا ہی وجود قرار پانا ؛ (سوم) مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہونا درحقیقت محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہ میں داخل ہونا ہے ؛ (چہارم) مسیح موعود اور آنحضرت صلعم میں اسقدر نفی غیریت اور اتحاد وجود ہے کہ جو شخص مسیح موعود میں اور آنحضرت صلعم میں کسی قسم کی تفریق کرتا ہے اس نے مسیح موعود کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ؛

پس یہ الفاظ پکار پکار کر مسیح موعود کو عین محمد رسول اللہ صلعم قرار دے رہے ہیں۔ اور اگر مسیح موعود عین محمد رسول اللہ صلعم نہیں تو پھر یہ تمام باتیں بالکل غلط اور بیہودہ ہونگی [illegible] اگر مسیح موعود عین محمد نہ تھا۔ تو خدا کا رسول [illegible] نازل فرمانا۔ اور اس کو کامل بنانا چہ معنی دارد۔ اگر مسیح موعود عین محمد نہ ہوا تھا۔ تو مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ "میرا وجود اس کا وجود ہوگیا" کیا معنے رکھتا ہے۔ پھر اگر مسیح موعود عین محمد صلعم نہ تھا۔ تو ہم لوگ جو مسیح موعود کو ماننے والے ہیں کیونکر صحابہ کی جماعت میں داخل ہوسکتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں تو ہم اسوقت داخل سمجھے جاسکتے ہیں جبکہ ہم میں آنحضرت صلعم اسی قوت قدسیہ اور کمال فیضان کے ساتھ مبعوث ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے ؛

پس ہمارا صحابہ کی جماعت میں شامل ہونا مسیح موعود کے عین محمد ہونے پر ایک پختہ اور بدیہی دلیل ہے۔ پھر یہ الفاظ کہ "جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفٰے میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا" صاف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسیح موعود کو فضائل اور عطاء حضرت احدیت کے لحاظ سے عین محمد اگر نہ مانا جائے تو یہ سب کہنا باطل ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا صریح وحی الٰہی میں مسیح موعود کو محمد رسول اللہ قرار دینا اور آپکے وجود کو محمد رسول اللہ صلعم ہی کا وجود قرار دینا ہرگز متحقق نہیں ہوسکتا جب تک کہ مسیح موعود کو عین محمد تسلیم نہ کیا جائے ؛

پس خطبہ الہامیہ کے یہ الفاظ ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم اسوقت شاہزادہ عبد اللطیف صاحب کے ہم زبان ہوکر یہ کہیں۔ کہ

"مسیح موعود محمد است وعین محمد است"

پھر اسکے علاوہ اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو میں انشاء اللہ تعالیٰ اگلے نمبر میں حوالہ قلم کرونگا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود روحانیت کے لحاظ سے درحقیقت محمد تھے صلے اللہ علیہ وسلم۔ والسلام۔

خاکسار محمد سعید سعدی

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

آج حسب معمول جب میں اپنی سرکار کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا۔ تو دل و دماغ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی آہ ! وہ کیفیت کہ جس کیفیت کے لئے خدا کے لاکھوں بندے ترستے ہیں۔ اور مجھ ایسے نابکار گھنٹوں۔ دنوں بلکہ مہینوں سرشار رہا کئے۔ زبان شوق نے کچھ کچھ ترجمانی کی ہے۔ مگر تھوڑا ہے جو ظاہر ہوا۔ اور بہت ہے جو رہ گیا۔ یہ دیگدان عشق کا سرجوش سمجھئے۔ یا سینے کہنہ کی تلچھٹ۔ نظر ثانی نہ پہلے کبھی کی ہے نہ اب ضرورت ہے ؛

بڑھ چلا حد سے مرا فسق و فجور اے مولیٰ
کر رہا ہوں میں قصوروں پہ قصور اے مولیٰ

تُو نے انعام یہ انعام کئے ہیں مجھ پر
سب سے بڑھ کر تو ہے مہدی کا ظہور اے مولیٰ

سخت غفلت میں یہ ماہ رمضان گذرا ہے
اب نہ گذریں کبھی یوں میرے شہور اے مولیٰ

میں پشیماں ہوں بڑا اپنی غلط کاری پر
بخش دے مجھ سے ہوئے جتنے قصور اے مولیٰ

اور مرے قلب میں وہ نور ہدایت بھر دے
جس سے بن جاؤں میں اک عبد شکور اے مولیٰ

رات دن تیری عبادت ہی میں مشغول رہوں
اور مقبول ہوں تیرے حضور اے مولیٰ

پھر اسی خاک میں ہو مسکن و مدفن میرا
جس کے ہر ذرے میں ہے طور کا نور اے مولیٰ

ٹکڑے ٹکڑے ہو مرے سامنے وہ جمعیت
جس نے ڈالا ہے جماعت میں فتور اے مولیٰ

اپنے **محمود** کی شوکت کو نمایاں کر دے
سلسلہ میں ہو ترقی کا وفور اے مولیٰ

اک جنوں ہو ہمیں اسلام کے پھیلانے کا
پھونکیں توحید کا ہر وادی میں صور اے مولیٰ

خواب غفلت کے جو ماتے ہیں وہ جاگیں جلدی
مُردے زندہ ہوں جو ہیں سخت کفور اے مولیٰ

اِس نئی پاک مسیحائے زماں کے صدقے [illegible] کی دعائیں [illegible] اے مولیٰ

فتاویٰ احمدیہ

ایک مسجد میں دو جماعتیں

ایک دوست نے حضرت کی [خدمت] میں لکھا کہ اگر کسی مسجد کے صحن میں ایک ہی وقت دو امام ایک غیر احمدی دوسرا احمدی دو دینی گز کے فاصلہ پر نماز پڑھتے ہیں تو کیا احمدی امام کی نماز درست ہے؟

جواب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب نے حسب الحکم خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ لکھا کہ غیر احمدی لوگوں کی نماز ہمارے نزدیک حقیقت میں جماعت نہیں اسی سے ہم اس میں شریک نہیں ہوتے۔ اور اگر وہ حقیقتاً جماعت ہوتی تو پھر اس میں شریک ہونا بھی لازم ہوتا لہذا ان کی جماعت کے نزدیک جماعت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہاں اگر فساد اور جھگڑے کا اندیشہ ہو یا شور کے باعث پریشانی ہوتی ہو تو تھوڑے وقفہ سے پہلے کر لینی چاہئیے یا بعد میں۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز

ایک دوست نے دریافت کیا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز کے عدم جواز کا ثبوت [illegible] ہے جسکو ہم مخالف کے سامنے پیش کریں؟

جواب۔ مولانا موصوف نے لکھا کہ [illegible] مسیح چونکہ سب علما کے نزدیک ہی اللہ ہے لہذا اس کے منکروں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے اور اس میں انسان اپنے معروضات کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتا ہے جس طرح دنیا میں بادشاہوں کے سامنے معروضات کو پیش کرنے کے لئے ایسے آدمیوں کی تلاش کرتے ہیں جو دربار شاہی میں قبولیت رکھتے ہوں اور جنکی بات سنی جاتی ہو۔ اسی طرح ہمکو ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے اپنی معروضات کو پیش کرنے کے لئے ایسے لوگ تلاش کریں جو بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوں غیر احمدیوں نے چونکہ خلیفۃ اللہ کی مخالفت کی

جنگ

غنیم کے زیپلن پھر ان کر منڈلانے لگے ہیں حال میں جو انہوں نے ایک دو بار ہوائی تاخت کی ہے اس کے بعد ۱۳ اگست کی شب کو دو زیپلن انگلستان کے مشرقی ساحل پر آئے اور انہوں نے مختلف مقامات پر آتشین مادے اور پھٹنے والے بم پھینکے جن سے چار مرد اور ۶ عورتیں ہلاک ہوئیں۔ ۳۰ مرد ۱۱ عورتیں اور ۹ بچے مجروح ہوئے سب سویلین تھے چودہ گھروں کو سخت ضرر پہنچا۔ بعض بعض جگہ برطانی ہوائی جہاز دانوں نے ان زیپلنوں کا مقابلہ کیا۔ ایک زیپلن کو کچھ نقصان بھی پہنچا۔

ناروے کا سٹیمر موسومہ آدر اور ڈنی شیر جان بھی غنیم نے غرق کر دیئے ہیں اہل کشتی سب بچا لئے گئے۔

پاریس ہے۔ ایک جہاز کے غرق [illegible] ہونے سے کہتے ہیں کہ ترکوں کو بڑا بھاری نقصان پہنچا ہے۔

لندن ۱۴ اگست پیٹروگراڈ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ریگا کے جنوب مشرق میں جرمن مدیا سے آگے بڑھتے [illegible] دیئے گئے ہیں اور روسی بیان ہے کہ بالٹک دشمن کی سخت مزاحمت کے ہم برابر اسکوڈ دمسک اور [illegible] کی طرف دھاوے چلے جا رہے ہیں۔ کوونو کے علاقہ میں جرمنوں نے حملے بند کر دیئے ہیں مگر توپخانوں کا مقابلہ بدستور جاری ہے [illegible] کے وسط میں روسی افواج مقامات [illegible] اور [illegible] کو ضرورتاً خالی کر گئی ہیں۔

علاقہ قفقاف میں روسی فتح کی وسعت حدود ٹبر سینی جاتی ہے دریائے فرات پر پچھلے دنوں میں صرف ایک دستہ نے ترکوں کا تعاقب کر کے انیس افسر ۲۰۷ جوان گرفتار کئے اور اسلحہ حرب گولہ بارود اور ضروری آلات سے بھرے ہوئے صدہا چھکڑوں پر قبضہ کیا۔ روسیوں کو دیہات میں کثیر التعداد زخمی ترک اور سڑکوں پر ڈھیر کے ڈھیر گولی بارود مع توپوں کے جابجا دستیاب ہوئے ہیں

بوشہر (ایران) کے نواح میں پچھلے دنوں جو بے چینی پھیل گئی تھی جسمیں مقامی قبائل حملہ کر بیٹھے اور دو برٹش افسر مع کئی جوانوں کے مارے گئے تھے اسے ملحوظ رکھکر [illegible]

[illegible] کی پارلیمنٹ نے ضروری سمجھا ہے کہ بوشہر کا [illegible] کی تلو [illegible] سپاہ بڑھائی جاوے اور اس پر عارضی قبضہ کر لیا جاوے تاکہ وہاں کی برطانی رعایا اور خود انگریزوں کی جان [illegible]

مغربی خط مصاف کی تازہ لڑائی [illegible] غنیم نے جو حملہ کیا تھا [illegible] نے بعد مختصر [illegible] بعد پسپا کیا گیا۔ [illegible]

مغربی خط مصاف کی [illegible] میں دول متحدہ نے [illegible] [illegible] حاصل کیا تھا۔ پھر اگ پہنچے [illegible] دوبارہ حملہ کیا جس نے اسکو پسپا کر دیا اور حوبا [illegible] نقصان قلیل ہوا غنیم اپنے مورچے سے لا [illegible]

گیلی پولی کے ایک سٹاف افسر کا بیان ہے کہ اب کے اگلے سے دم خم نہیں رہے۔ جنگی جوانوں کو آگے بڑھنے [illegible] طرح طرح دھمکیاں دی جاتی ہیں

ناروے نے جرمنی سے بازپرس کی ہے کہ تمنے اندھا دھند گروزر ہمارے علاقہ (سمندر) میں کیوں مارڈ و پھینکے۔

پیٹرو گراڈ کی غیر سرکاری خبر ہے کہ ۱۲ اگست کو ادسیل کے قریب ایک بحری لڑائی ہوئی جسمیں غنیم کا ایک بڑا کروزر تباہ کیا گیا اور بہت سے دیگر جنگی جہازوں کو نقصان عظیم پہنچا۔ خیال کیا گیا ہے کہ ان جنگی جہازوں سے دشمن کو خلیج فنلینڈ اور خصوصیت سے بڑے بردا [illegible] ڈالنا مدنظر تھا۔

صوبجات بالٹک میں ایک نئی جنگ بگڑتی جاتی ہے لیکن ریگا کے ارد گرد حالات حرب بدستور ہیں۔ کوونو کے مغربی مورچوں میں دشمن کے چار حملے پسپا کئے گئے قرائن سے پایا جاتا ہے کہ ایک جوہری مقابلہ نوسکی بون کا ضرور ہو کر رہیگا جرمنوں کا دعویٰ کہ انہوں نے کوونو میں ایک قلعبند میدان لے لیا ہے۔ مگر چونکہ وہ صرف ساڑھے تین سو قیدی پکڑے بتلاتے ہیں اس واسطے اتنی بڑی کامیابی کی ڈینگ [illegible]

محاربہ مغرب کے واقعات میں ۱۵ اگست کی تار خبر ہے کہ موشنبر لورین وغیرہ میں توپخانوں کے خاص طور پر شدید مقابلے ہوئے [illegible] نے وادیٔ سیار میں ایک جرمن چوکی اور ڈموپر گولہ باری کی [illegible] سارے کے سارے صحیح سلامت واپس آگئے۔

مختلف دہلی کشمیری دروازہ کارخانہ نیا دریل رنگی [illegible] میں ہفتہ کی صبح کو بڑی بھاری آگ لگی جس سے چند روز قبل ایک [illegible]

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ اگست ۱۹[illegible]ء

جنگ کے متعلق آئندہ امکانات
سائنس کی نظر میں

مسٹر ایڈیسن باشندہ امریکہ وہ مشہور و معروف سائنسدان ہے جو اس وقت تک بھی نہایت مفید و تحیر خیز ایجادات کے عالم [illegible] موجب ہو چکا ہے مثلاً ٹیلیسکوپ۔ فونوگراف وغیرہ جنہیں ہمارے اہل وطن نے تو عملی طور پر محض سامان تفریح و تماشہ یا شغل بیکاری ہی سمجھ رکھا ہے۔ لیکن دراصل ان میں تہذیب و تمدن سے متعلق بڑے بڑے قیمتی فوائد مرکوز ہیں۔ [illegible] ورلڈ کے قائمقام مسٹر [illegible] ہال نے مسٹر موصوف سے ملاقات کی اور دوران گفتگو میں زیادہ تر موجودہ محاربات سے ہی بارے میں تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ اس موجد اعظم کے یہ خیالات کو سائنس اس جنگ میں کسقدر حصہ لے رہا ہے اور آئندہ کہاں تک لیگا۔ ہر ایک انسان کو ضرور اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔ ہم ان خیالات کو [illegible] ناظرین کرتے ہیں کہ ارباب بصیرت ذرا فکر و تدبر سے کام لیں اور دیکھیں کہ اس زمانہ میں مادہ پرست لوگ جسقدر خدا تعالے سے دور ہو کر دنیا کے سفلی کاروبار میں منہمک ہیں اتنے ہی انسانی تباہی و ہلاکت کے سامان بھی زیادہ پیدا ہوتے جاتے ہیں اور آئندہ بھی جب تک مخلوق اپنے خالق سے صلح نہ کریگی اور اسکی طرف پورے طور پر رجوع نہ ہوگی یہی حال رہیگا۔ اور دنیا کے مستقبل کا صحیح صحیح علم تو اسی علام الغیوب کو ہی ہو سکتا ہے لیکن بظاہر اسباب اس صفحہ ہستی پر خاطر خواہ امن و عافیت کا دور دورہ ہونا قریباً غیر ممکن ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا میں ایسے افراد انسانی بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جن کی دلی تمنا ہوگی کہ کسی طرح امن قائم ہو جائے اور خاصکر دول عالم کے مدبران ملکی بھی بہتیرے ایسے ہیں۔ جو قتال و جدال کی تلخیوں کو اچھی طرح محسوس کرتے اور امن و عافیت کو حرب و ضرب پر بدرجہا ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ دول یورپ کی متفقہ پیس کانفرنس کے حالات اسپر شاہد ناطق ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کے پیش نظر امن کی وہی تدابیر ہوتی ہیں جو انسانی دماغ کی اختراع ہیں۔ اور جنکا خامی اور نقص سے خالی ہونا فطرتاً ناممکن ہے اسلئے ان میں جیسے وہ چلہتے ہیں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اور حقیقی امن دراصل اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ خدا تعالے کے بھیجے ہوئے شہزادگان امن یعنی انبیاء علیہم السلام کی پاک تعلیمات پر عمل کیا جاوے جو سنت اللہ کے مطابق حضرت حق کے [illegible] ہمیشہ [illegible] ہی [illegible]۔ اس زمانہ میں بھی خدا تعالے نے اپنے [illegible] کے [illegible] کی امت حضرت خیر المرسلین خاتم النبیین [illegible] السلام کے بروز [illegible] آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ لہٰذا اب اہل دنیا آپ ہی کی غلامی میں داخل ہو کر امن و عافیت سے رہ سکتے ہیں ورنہ اگر انسانی تدابیر ہی پر بنی نوع کی تمام تر بہبودی کا حصر رکھا جائے تو جاننا چاہئے کہ جن ایجادات اور اختراعات کو انسانی ترقی کا معراج کمال سمجھا گیا ہے۔ آج بنی نوع کی تباہی اور محشر خیز تشویش کا باعث بھی وہی ہو رہی ہیں

مسٹر ایڈیسن کی رائے ہے۔ کہ سائنس جنگ میں بہت کچھ مدد دے سکتا ہے اسکے امکانات لاانتہا ہیں۔ انسانوں کی ہلاکت کے لئے توپوں اور بندوقوں اور زہریلی گیسوں سے بھی زیادہ خطرناک ذریعے سائنس نکال سکتا ہے کیمسٹری اور قوت برقی جو کچھ کر سکتی ہے اس سے تو اس لڑائی میں ابھی کام ہی نہیں لیا گیا۔ اگر یہ دونوں چیزیں استعمال کیجائیں تو حیرت انگیز نتائج برآمد ہوں۔"

مسٹر ہال نے دریافت کیا کہ اسوقت جن آلات حرب سے معرکہ آرائی ہو رہی ہے کیا ان سے بہتر ہتھیار آپکو معلوم ہیں کیا زہریلی گیسوں کے بموں سے زیادہ مہلک ہتھیار آپ ایجاد کر سکتے ہیں۔ موجد اعظم نے جواب دیا کہ ہاں میں کر سکتا ہوں لیکن میں ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ میں جانوں کو ہلاک کرنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ میں تو دنیا کو انسانوں کی رہائش کے لئے بہتر جگہ بنانا چاہتا ہوں زمانہ سلف میں انسان آہنی گرز اور سنگین ہتھیاروں سے جنگ کرتے تھے۔ اس کے بعد تیغ و شمشیر کا زمانہ آیا پھر انکی جگہ گولی بارود اور سنگینوں نے لے لی موجودہ جنگ کی ابتدا گولے گولیوں اور پھٹنے والی چیزوں سے ہوئی مگر اس پر بس نہیں کی گئی۔ بلکہ اب جلتے ہوئے رقیق مادہ اور زہریلی گیسوں سے کام لینا شروع کیا گیا ہے۔

زمانہ آئیندہ کی جنگ کیمسٹری اور بجلی کی جنگ ہوگی اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انسانی تباہی اور بربادی کے طریق کہاں جا کر ختم ہونگے؟

مسٹر ہال کے دریافت کرنے پر مسٹر ایڈیسن نے [illegible] کہ دشمن لڑائی کے لئے یہ بھی کر سکتا ہے کہ سارے کے سارے [illegible] کو طاعون کے کیڑے پھیلا کر تباہ و برباد کر [illegible] شاید ہے کہ وہ ابھی اس حد تک نہیں پہنچا جرمن [illegible] دماغ ابھی تک اسکے دل میں کچھ روشنی دے رہا ہے [illegible] روشنی برابر کم ہوتی جاتی ہے۔ اور وہ اس کھیل میں کسی قانون کا پابند نہیں رہنا چاہتا وہ جامہ انسانی چھوڑ کر شکل حیوانی اختیار کرتا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ واقعات کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے۔ اسکا ارادہ ہے کہ زہریلی گیسوں کا استعمال بڑے پیمانے پر [illegible] شروع کرے۔ ایجاد کرنیوالوں کے دل میں جہاں ذرا سا خیال آتا ہے وہ اسکا تجربہ کرتے ہیں اور اسے ترقی دینے کے درپے ہو جاتے ہیں۔

ناظرین اس بات سے تو آگاہ ہیں کہ اس جنگ کو بد سے بدتر بنانے اور جامہ انسانی کو چھوڑ کر شکل حیوانی اختیار کرنے کے ذمہ دار جرمن ہوئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تمام قوانین جنگ کو پس پشت ڈالدیا ہے اور گیس کا استعمال بھی انہوں نے ہی شروع کیا۔

مسٹر ہال نے یہ پوچھا کہ آجکل تارپیڈو ایک نہایت خطرناک چیز ہے۔ آیا اس سے جہاز کو بچانے کی بھی کوئی تدبیر ہے یا نہیں۔ اسکے جواب میں مسٹر ایڈیسن نے کہا کہ ہاں جہاز کی ساخت میں ایک ایسی ترکیب ہو سکتی ہے کہ تارپیڈو لگنے پر بھی غرق نہ ہو۔ مجھے تو ذرا بھی تعجب نہ ہوگا۔ اگر جہازوں کی ساخت میں کوئی عظیم الشان تغیر واقع ہو گیا۔

مسٹر ہال نے کہا۔ کیا بچاؤ کے اور بھی آپ طریقے جانتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں مجھے معلوم ہیں۔ مگر میں بتاؤنگا نہیں کیونکہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں انسانی بربادی کے کاموں میں ہرگز دخل نہیں دونگا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ پہلے ہی اسمیں کچھ کمی نہیں رہی۔

مسٹر ہال نے کہا کہ کیا تمہارا یہ فیصلہ اس صورت میں بھی قائم رہیگا۔ جبکہ امریکہ پر بھی حملہ ہوا۔ اسکا جواب مسٹر موصوف نے کچھ دیر سوچ کر ایک مہیب آواز میں گرج کر یہ دیا۔ کہ ہاں یقیناً۔ اگر امریکہ بھی اس جنگی اکھاڑے میں کودا

انکار کرنا مجھے کمال دیتا ہے سو اس سے منع فرمایا پھر فرمایا اپنے مرگو نو امید ہی کے درجہ تک مت پہنچا اور جس نے میری تعریف کی اور کوئی قسم تعریف کی۔ پھر تری تو اس نے سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا (یعنی اس لئے کہ احمدیت کا مقام جامع محامد کلیہ ہے جس کا استعمال ہر ایک کمال کی حد پر پایا جاتا ہے) پھر فرمایا اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا میں اس نے جھوٹ بولا ہے اور اپنے رب کے غضب کو بھڑکایا ہے (یعنی آپ کے احمد ہونے سے انکار یا خلاف واقع ہر کا اظہار کرنا ہے جس سے آپ کی تکذیب لازم آتی ہے جو خدائے رحمان کے غضب کا موجب ہے) پھر فرمایا پس افسوس اس آدمی پر جس نے شک کیا اور عہد کو توڑا (یعنی آپ کے احمد ہونے میں شک کرنا آپ سے بیعت کرنے کے عہد کو منقطع کرنا اور توڑنا ہے یہ اس لئے کہ بیعت کرنے کے وقت تو اس نے احمد کے ہاتھ پر بیعت کی انہوں کا عہد بولا اور آپ کے احمد ہونے کی تصدیق کی لیکن بعد میں آپ کے احمد ہونے سے انکار کر کے گویا بیعت کے عہد کو فسخ کر دیا اور توڑ ڈالا ہے) کیونکہ بیعت تو احمد سے ہی اب جبکہ احمد سے ہی انکار کر دیا تو بیعت کا ہے کی رہی۔ پھر فرمایا اور اس کو شیطان کے وسوسہ سے آلودہ کیا (یعنے احمد ہونے سے انکار کرنا کسی صداقت یا اہالی حالت کی بنا پر نہیں بلکہ دل کے شیطانی وسوسہ سے آلودہ ہونیکے باعث سے ہے)

خطبہ الہامیہ کی عربی عبارت جو مع ترجمہ نقل کی گئی اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ پیغامیوں کے حق میں پیشگوئی تھی جو لفظ بلفظ پوری ہوئی اور جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک گروہ جماعت احمدیہ سے الیسا ہی نکلیگا جو باوجود اس کے کہ اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے وقت آپکے احمد ہونیکا اقرار بھی کیا اور آپ کے احمد ہونے پر ایمان بھی لایا لیکن کسی دوسرے وقت آپ کے احمد ہونے میں شک کرنے لگیگا اور آپکے احمد ہونے سے انکار کر دیگا جس سے وہ اپنے عہد بیعت کو توڑ دیگا اور مرتدین کی طرح خدائے رحمان کے غضب کا مورد بنیگا

وحق ما قیل کما لا یخفی۔

اور جس طرح خطبہ الہامیہ میں آپ کے احمد ہونے سے انکار کرنیوالوں کو جھوٹ بولنے والے مورد غضب رحمان بیعت توڑنے والے مرتد فرمایا اسی طرح کتاب اعجاز المسیح میں ایسے لوگوں کو دجال کہا ہے چنانچہ فرمایا۔ ثم من عجائب القرآن انکم یرانه ذکر اسم احمد حکایۃ عن عیسیٰ وذکر اسم محمد حکایۃ عن موسیٰ لیعلم القاری ان النبی الجلالی اعنی موسیٰ اختار اسماً یشابه شانه اعنی محمد ن الذی هو اسم الجلال۔ وکذٰلک اختار عیسیٰ اسم احمد ن الذی هو اسم الجمال۔ فحاصل الکلام ان کلا منهما اشار الی مثیله التام۔ فاحفظ هٰذه النکتة فانها تنجیک من الاوهام وتکشف عن ساقی الجلال والجمال وتری الحقیقة بعد رفع الغمام واذا قبلت هٰذا فدخلت فی حفظ الله وکلاءه من کل دجال ونجوت من کل ضلال۔ ترجمہ

پھر قرآن کریم کے عجائبات سے ایک یہ ہے کہ اس نے اسم احمد کا ذکر تو بطور حکایت عیسیٰ سے بیان فرمایا۔ اور اسم محمد کا ذکر موسیٰ سے تا پڑھنے والے کو اس بات کا علم ہو جائے کہ جلالی نبی یعنی موسیٰ نے ایسے اسم کو اختیار کیا جو جلالی ہونے سے اس کے مناسب حال تھا۔ اور ایسا ہی عیسیٰ نے جو جمالی نبی تھا اس نے ایسے اسم کو اختیار کیا جو جمالی ہونے سے اس کے مناسب حال تھا۔ حاصل مطلب یہ کہ موسیٰ اور عیسیٰ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے مثیل تام کی طرف اشارہ کیا۔ پس تو اس نکتہ کو یاد رکھ کیونکہ یہ تجھے تمام وہموں سے نجات دیگا۔ اور جب تو اسکو قبول کر لیگا تو ہر دجال سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجائیگا اور ہر گمراہی سے نجات پاجائیگا

اس عبارت سے ابھی ایک قسم کی پیشگوئی ظاہر ہوتی ہے اور وہ یہ کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود مسیح اسرائیلی کی پیشگوئی میں اسم احمد کے مصداق آپ ہی ہیں اور مسیح کی پیشگوئی آپ کے ہی حق میں ہے لیکن ضرور ہے کہ اس کے مخالف کچھ لوگ اوہام باطلہ سے اس حقیقت کا اخفا کرینگے سو ان کی نسبت فرمایا کہ ایسے لوگ دجال ہیں اور ان کے وہ اوہام جو اس حقیقت کے خلاف ظاہر ہونگے وہ ضلالت اور گمراہی ہوگی۔ جس سے بچا ماننے اور خدا کی حفاظت میں آنیکے لئے یہ طریق بتایا کہ آپکے اس ارشاد کو قبول کیا جائے کہ موسیٰ کی پیشگوئی کے مصداق آنحضرتؐ ہیں اور عیسیٰ کی اسمہ احمد والی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود ہیں

اس بات سے بھی انکار نہیں کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توصیفی طور پر اور اسمائے توصیفیہ سے متصف ہیں ویسے ہی اسم احمد سے بھی۔ لیکن اسم ہی آپ کیلئے بطور صفت کے ہے نہ بطور عرف کے۔

اور جیسے آنحضرت کا عرفی نام محمدؐ ہے اور توصیفی نام احمدؐ اسی طرح حضرت مسیح موعود کا عرفی نام احمدؐ ہے اور توصیفی نام محمدؐ اور جیسا کہ موسیٰؑ کی پیشگوئی کا مصداق موسیٰؑ کے بعد کا ہی نہیں جو مسیحؑ ہے بلکہ مسیح کے بعد کا ہے یعنی محمد رسول اللہ ایسا ہی مسیحؑ کی پیشگوئی کا مصداق مسیح کے بعد کا ہی نہیں یعنی آنحضرتؐ بلکہ آنحضرتؐ کے بعد کا نبی ہے یعنی احمد نبی اللہ (حضرت مسیح موعود) اور جیسے موسیٰؑ کی پیشگوئی کا مصداق نبے میں مسیح موعود یعنی احمد نبی اللہ کے لئے درمیان میں آنحضرت کا ہونا مخل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اشارہ من بعدی اسمہٗ احمد کے لفظوں من بعدی سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جبکہ بعد کو جو ظرف ہے صفت قرار دیا جائے یعنی ایسے رسول کی بشارت دینے والا جو میرے بعد کا نہیں بلکہ میرے بعد سے آئیگا گویا منؔ سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اس رسول سے ہوگا جو میرے بعد آنیوالا ہے۔ یعنے آنحضرت کی امت سے ہوگا۔ پھر من بعدی کے ساتھ اسمہٗ احمد فرمایا نہ صرف احمد یہ اس لئے کہ تا آنیوالے رسول کا نام احمد بطور علم کے سمجھا جائے نہ بطور صفت کیونکہ اسم کے لفظ کے زیادہ کرنے سے علم ظاہر ہوتا ہے نہ صفت۔

پھر حضرت مسیح موعود کا احمد والی پیشگوئی کا مصداق ہونا لغت کے رو سے بھی درست ثابت ہوتا ہے وہ اس طرح کہ کتب لغت میں مثلاً قاموس اللغت کو ہی دیکھو۔ وہاں لکھا ہے العود احمد یعنی کسی چیز کا اعادہ اور تکرار اس پہلی حالت سے زیادہ تر قابل تعریف بنانیوالا ہے۔ اس پہلو کے لحاظ سے اسم احمد قرآن کریم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کیطرف اشارہ کرتا ہے جس کا ذکر

سورۃ والمرسلات کے فقرہ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ میں پایا جاتا ہے۔ اس پیشگوئی کا مطلب ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے جب کہ تمام گذشتہ رسول ایک ہی وقت میں ظہور فرما دیں گے۔ سو یہ پیشگوئی حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء جناب مسیح موعود کے ذریعہ پوری ہوئی۔ اس طرح پر کہ حضرت مسیح موعود کو تمام نبیوں کا مظہر اور بروز بنا کر آپ کے ذریعے تمام رسولوں کی بعثت اور ظہور کو عود میں لایا گیا اور جس طرح حضرت مسیح اور آنحضرت کے متعلق ان کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی ہے اسی طرح دوسرے انبیاء کے بھی دوبارہ آنے کی پیشگوئی ہے۔ جیسا کہ اس کے متعلق تحفہ گولڑویہ میں حضرت مسیح موعود نے مفصل طور پر ذکر فرمایا۔ بس تمام انبیاء کی بعثت ثانی اور ان کا دوبارہ ظہور اسی کو ظاہر کرتا ہے کہ احمد وہی ہو سکتا ہے جس کی مظہریت سے تمام انبیاء کا بعثت ثانی ظہور میں آئے۔ کیونکہ العبد احمد کا مفہوم اس بات کا مقتضی ہے کہ احمد وہی ہو جس کا ظہور انبیاء کی بعثت ثانی کا ظہور ہو۔ اور اس صورت میں کوئی بھی نبی اس بات کا مستحق نہیں کہ وہ بعثت اول میں احمد کہلا سکے کیونکہ احمد دوبارہ بعثت اور اعادۂ ظہور کو چاہتا ہے جس سے احمد کا اطلاق کسی نبی پر اس کی بعثت اول میں پایا جانا صحیح نہیں۔ پس ان معنوں میں احمد کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق حضرت مسیح موعود کا وجود باجود ٹھہرا کیونکہ آپ کے ظہور سے بمنطوق الفاظ وحی جری اللہ فی حلل الانبیاء تمام نبیوں کی آمد ثانی ظہور میں آئی۔ اور مسیح موعود کو احمد قرار دینے میں العبد احمد کے مفہوم کے لحاظ سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ سب انبیاء بعثت ثانی میں بعثت اول کی نسبت زیادہ تر قابل تعریف حالت کے ساتھ ظاہر ہوئے اور بعثت اول سے بعثت ثانی میں زیادہ شان اور شوکت کے ساتھ مبعوث ہوئے اور آنحضرت کا احمد ہونا گذشتہ انبیاء کے مقابل تعلیم و ہدایت کی تکمیل کے معنوں میں تھا۔ لیکن مسیح موعود کا احمد ہونا تکمیل اشاعت ہدایت کے معنوں میں ہے پھر آنحضرت کا احمد ہونا بطور پیشگوئی بھی ہے کہ جس طرح تمام انبیاء مسیح موعود کے ظہور سے بعثت ثانی کے لئے عود کرنے والے ہیں اسی طرح آپ بھی بروزی رنگ میں ثانی کے لئے عود فرمانے والے ٹھہرے گویا آپ کا یہ فرمانا کہ میں احمد ہوں دوسرے لفظوں میں یہ کہنا ہے کہ بعثت ثانی کے لئے میں بھی دوبارہ آنے والا ہوں۔ لیکن مسیح موعود کا احمد ہونا بطور تحقق پیشگوئی ہے کہ انبیاء کی بعثت ثانی کی پیشگوئی آپ کے ذریعہ ظہور میں آئی اور پوری ہوئی اس نے احمدیت کی حقیقت کا تحقیقی مظہر اور اسم احمد کے پانے کا اصل مستحق حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔ اور پھر حضرت مسیح موعود کا حقیقت محمدیہ کا مظہر ہونا آنحضرت کی احمدیت کا ہی نتیجہ ہے۔ اور اگر آنحضرت احمد نہ ہوتے تو مسیح موعود بھی محمد نہ ہوتے۔ کیونکہ آپ کی احمدیت کی وجہ سے ہی آپ کی محمدیت بعثت ثانی میں جلوہ گر ہوئی۔

پس جیسے آنحضرت اسم محمد کے ساتھ صفت احمدیت سے متصف ہوئے اسی طرح حضرت مسیح موعود اسم احمد کے ساتھ صفت محمدیہ سے متصف ہوئے اب یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کے انکشاف کے بعد معمولی سے معمولی انسان بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اسمہ احمد والی پیشگوئی کا حقیقی مصداق کون ہے آیا حضرت مسیح موعود احمد نبی اللہ یا کوئی اور۔ فافہموا و لا تبردا۔

حضرت مسیح موعود کی نبوت کا
اقرار مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے

ریویو سنہ ۱۹۱۰ء میں ایک مضمون زیر سرخی انبیاء عالم شائع ہوا ہے اس میں صفحہ ۲۴۷ پر تحریر ہے کہ "اگرچہ سردار صاحب نے بالصراحت اس موجودہ زمانہ کے نبی کا نام نہیں لیا مگر ان کے مضمون پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اشارہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح و مہدی موعود کی طرف ہے۔ کیونکہ جو کیفیت سردار صاحب ایک سچے نبی کی بیان کرتے ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بالکل چسپاں ہوتی ہے سردار صاحب سچے نبی کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ ہر ایک دنیاوی طاقت کے سامنے اعلان کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں اور دنیا اس کے مقابل میں ایک جوش دکھلاتی ہے اور اس کو نابود کرنا چاہتی ہے مگر وہ بڑے عزم اور استقامت کے ساتھ اپنی بات پر قائم رہتا ہے..... یہ بیان اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل اور اتم طور پر صادق آتا ہے۔ اس میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک احمد ہی ہے جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشت ایک نبی تھا۔ اگر بدھ اور کرشن نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زردشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں"۔

اب مولوی محمد علی صاحب خدا کے لئے جواب دیں کہ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں اگر کامل طور پر مرزا صاحب میں موجود ہوں تو کیوں وہ نبی نہ کہلائے جائیں اور جب مرزا صاحب نبی کے لباس میں منہاج نبوت پر ظاہر ہوئے تو کیوں وہ انبیاء کے زمرہ سے اب خارج کئے جاتے ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ ایک وقت تو مرزا صاحب آپ کے ہی قول کے بموجب زردشت بدھ کرشن۔ موسیٰ و مسیح علیہ السلام کی طرح نبی ہوں اور آج وہ پانچ برس بعد نبی نہ رہیں آپ کا کونسا قول سچا مانا جائے۔

مسلمانو تمہیں انصاف سے کہنا خدا لگتی

(خاکسار حامد احمدی از میرٹھ)

(بقیہ ایڈیٹوریل)

وید کے منتر فہم سے بالاتر

اس عنوان سے ۱۵ اگست کے الفضل میں جو نوٹ لکھا گیا تھا اس کا جواب دیتے ہوئے معصر آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ انجیل بار بار بدلی۔ اور کئی بار متضاد معنی نکالے گئے۔ قرآن میں متضاد کلمات بھرے ہوئے ہیں۔ گرنتھ صاحب میں متضاد باتیں ہیں۔ کیا ان مذہبوں کے پیرووں کو متضاد باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ہرگز نہیں گویا معصر مذکور کے نزدیک چونکہ دیگر مذاہب کی کتابوں میں بھی ایسی متضاد باتیں موجود ہیں۔ جو ان کے ماننے والوں کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ اس لئے اگر ویسی ہی باتیں ویدوں میں بھی درج ہیں۔ تو کیا حرج ہے۔ اس جواب کی معقولیت کا اندازہ تو ناظرین خود کر لیں گے۔ لیکن ہم مہاشہ جی سے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ ذرا قرآن شریف سے کوئی مثال تو پیش کیجئے جس میں تضاد پایا جاتا ہو۔ اور جو کسی کی سمجھ میں نہ آئے اور ضرب المثل کی طرح مسلمانوں میں مشہور ہو۔ زبانی تو کوئی کر دینا آسان ہے۔ لیکن اس کا ثبوت دینا مشکل +

کیا گرنتھ صاحب ویدوں کی تائید کرتا ہے

ایک آریہ اخبار لکھتا ہے کہ "راماین گیتا گرنتھ صاحب اور ستیارتھ پرکاش کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پستکیں وید کو شرومنی پستک مانتے ہیں۔ اور آریہ دھرم کے ادوہار کے لئے ان میں کوٹ کوٹ کر مصالحہ بھرا پڑا ہے"۔ ہمیں تعجب ہے۔ کہ کس طرح گرنتھ صاحب کو بھی انہی کتابوں میں شامل کر لیا گیا ہے جو صرف ویدوں ہی کی تائید و تعریف کے لئے تصنیف کی گئی ہیں۔ جبکہ گرنتھ صاحب کے مصنف بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ وید کی نسبت صاف الفاظ میں فرماتے ہیں۔ کہ

ویدپڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی
سادھ کی مہما وید نہ جانی

یعنی برہما بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر مر گیا۔ اور حیات جاودانی حاصل نہ کی۔ چاروں وید سراسر کہانی ہیں ان میں کچھ بھی گیان و دیا نہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر گرنتھ صاحب میں ویدوں کی تعریف بھری پڑی ہے تو ایسے شلوکوں کے کیا معنی ہیں۔ اور گرنتھ صاحب میں کونسے شلوک ہیں جن سے ویدوں کی تعریف و تائید نکلتی ہو؟

فہرست نومبائعین

نام	مقام	نام	مقام
محمد وسیم صاحب	بھاگلپور	دختر عبداللہ	سکندر آباد
میاں فضل دین	امرتسر	مولوی عبدالعزیز	سیالکوٹ
عبدالعزیز	گورداسپور	اہلیہ صاحبہ نور محمد نمبردار	[illegible]
بابو عبدالمجید	جالندھر	محمد صاحب	بادگھر
اہلیہ صاحبہ عبداللہ	سکندر آباد	ستر محمد	فرید کوٹ
علی محمد	"	عبدالرحمن	بلب گڑھ
		نسو خان	"

بیعت خلافت

اہلیہ صاحبہ محمد فاضل شاہ۔ گجرات۔

ھدایۃ المھتدی الی حقیقۃ المھدی

(مصنفہ حضرت مولانا سید محمد عبدالواحد صاحب ساکن بنگال)

ایک عمدہ رسالہ ہے کسی غیر احمدی کے سوالات کی بنا پر مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ ۲۰ صفحہ کا رسالہ ہے مگر ہمارے سلسلہ کی اکثر ضروری باتوں پر مشتمل ہے ابتدائی حالت میں ناواقفوں کے لئے دندان شکن جوابات ہیں۔ اکثر دلائل کتب سلسلہ سے مخالفین کے لائے گئے ہیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس رسالہ کو پسند فرمایا ہے شرقی بنگال مونگیر حیدر آباد وغیرہ میں شائع ہوا ہے حسن ترتیب دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے طبع بھی عمدہ ہوا ہے۔ خوشخط عمدہ کاغذ پر قیمت ۲؍ علاوہ محصول ڈاک ہے جو صاحب چاہیں منگا کر دیکھ سکتے ہیں۔

المشتہر

خاکسار سید سعید احمد (احمدی) مولوی

پاڑہ مقام برہمن بڑیہ ضلع تپرہ ملک بنگال

اصلی ممیرا اور ممیرا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پڑوال اور سرخی اور ابتدائی موتیابند کیلئے نہایت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ [illegible] قسم دوم [illegible] سوم [illegible] اصلی ممیرا قیمت ۱۵؍ فی تولہ ہے۔

ترکیب استعمال۔ ممیرا شہد یا سرمہ میں گھس کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں لگانے یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی سے [illegible] رہتی ہوں ان کے لئے بہت مفید ہے۔

ست سلاجیت۔ محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی و تنگی نفس و درد شقیقہ و نیز نافع بلغم و قاتل کرم شکم کیلئے بہت مفید ہے صبح ہمراہ شیر گاؤ بقدر دانہ نخود استعمال فرما دیں۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم اور ہر رنگ کی شہدی پشاوری۔ بادامی بسیا نشری صاحب نے ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان (گورداسپور)

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین۔

یہ عجیب و غریب مشین ہم نے خاص و عام کی سہولت کیلئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اس میں میدہ باہر سے ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اس کا استعمال کر سکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں ارزان اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کے لئے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں موٹی اور باریک ۶ہ۔

پتہ

مستری فضل کریم نزد مہمانخانہ مسیح موعود قادیان

رجسٹر نمبر ل ۸۳۵

الفضل

ہو یہ وہ ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

قیمت ہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

سالانہ چار روپے

چند غیر ممالک سات روپے

باقی تمام خطوط

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ | یکشنبہ | سنہ ۱۹۱۵ء | مطابق ۱۰ اشوا[illegible] | ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲۶

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت کی صحت۔ بعض موسمی عوارض کی وجہ سے کبھی کبھی ناساز ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائے اور ہر طرح سلامت با کرامت رکھے۔ آمین

خاندان نبوت میں عام طور پر خیریت ہے۔ برسات کے دنوں میں بستی کے قریباً چاروں طرف جو پانی کھڑا ہو جاتا اور صحت عامہ کے حق میں مضر پڑتا ہے اس کے خراب اثرات کے انسداد کی ضرورت پر حضرت کو توجہ ہوئی ہے انشاء اللہ عنقریب مناسب تدابیر عمل میں لائی جائینگی۔ حضور نے مقامی خدام کو اس بارہ میں بعض ہدایات دی ہیں ۔

بٹالہ سے قادیان تک کی پختہ سڑک اور سلسلہ تار کی اشد ضرورت کا بھی حضرت کو خاص خیال ہے اس کے متعلق بھی باضابطہ کارروائی خدا چاہے جلدی ہی شروع ہو جائیگی ۔

مہمانوں میں جو اندنوں وارد قادیان ہوئے۔ میاں محمد علی صاحب کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے جو اب سے ڈیڑھ دو سال قبل از راہ اخلاص [illegible]

اخبار احمدیہ

ظفروال سے اخویم مکرم مفتی محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ریل میں چند جنٹلمینوں کے ساتھ سلسلہ حقہ کے متعلق بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ لاہور ویٹرنری کالج۔ کے ایک پروفیسر صاحب پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ایک صاحب عبد الحق وکیل ہی گوجرانوالہ تک مسئلہ نبوت پر بحث کرتے رہے اخیر میں اصرار کرنے لگے کہ آپ یہاں ایک دو روز میرے پاس ٹھہریں میں آپ سے اور باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا اب میرا ظفروال جانا ضروری ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اس معاملہ میں مولوی مبارک علی صاحب سے گفتگو ہوا کرتی تھی مگر اب وہ تو کچھ ہمارے ہی ہمخیال ہو گئے ہیں اسواسطے میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ انکی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ مسیح موعود کا غیر نبی ہونا خود انہیں بھی پسند نہیں لیکن حضرت مرزا صاحب کے نبی ہو جانے کے متعلق تشفی چاہتے تھے ۔

مودہا (مشرقی بنگال) سے مولوی عبد الواحد صاحب لکھتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کی یہاں پر سخت مخالفت کی جاتی ہے۔ لوگ بات سننے کے روادار نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک شخص شیخ جمال الدین نامی کو حق کے سننے کی توفیق دی ہے۔ اور اس نے سلسلہ کے اغراض و مقاصد کو سنا اور انکی تصدیق کی۔ وہ چشتیہ صابریہ فرقہ میں سے ہے اس کے پیر و مرشد سے بھی گفتگو ہوئی۔ جب اس نے اپنے مرشد کو گفتگو میں کمزور پایا تو ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ اور اب کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ اور اب وہ سلسلہ میں داخل ہو گیا ہے۔ اور حضرت فضل عمر کی بیعت بھی کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطاء فرماوے ۔

ایما اسٹیٹ ضلع کھیری سے محمد عبد اللہ صاحب احمدی اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۲۔ اگست کو ایک جلسہ میں گورنمنٹ عالیہ

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا ۔

کی فتح کے لئے دُعا کی گئی - حاضرین جلسہ میں ایک مولوی حکیم میا [illegible] صاحب بھی تھے - جو اچھے ذی علم اور علوم عربیہ سے واقف [illegible] انحضرت صاحب کی صداقت کی تبلیغ کی گئی - اور وفات مسیح [illegible] قرآنیہ سے ثابت کی گئی - اور حضرت مرزا صاحب کے [illegible] کی مفصل [illegible] گئے حضور علیہ السلام کی پیشگوئیاں جو موعود [illegible] کے متعلق تھیں بالتفصیل سمجھائی گئیں - [illegible] میری کسی بات کی تردید نہ کی اور کہا کہ یہ [illegible] ہیں - اور چند آیات اپنے علماء کے سامنے [illegible] سے لکھ کر لے گئے - اللہ تعالیٰ انہیں [illegible]

تحریک دعا [illegible] حسین صاحب گڑھ شنکر ضلع جالندھر سے میاں [illegible] لدھیانہ سے اخویم غلام مصطفیٰ صاحب اپنے اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ؞

لودھراں سے میاں محمد سلطان صاحب لکھتے ہیں کہ جلسے ان خطبہ بفضل خدا نہایت کامیابی سے ہوا - بہت سے مخالفین بھی آگئے تھے - بعض نے چند سوالات بھی کئے جن کے تسلی بخش جواب دئے گئے - الحمد للہ کہ پانچ آدمی داخل سلسلہ ہوئے اور دو نے بیعت خلافت کی - اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطاء فرمائے ؞

شاہدرہ سے منشی مولا داد صاحب اپنا ایک رؤیا لکھتے ہیں ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ مدت سے طاعون ہمارے [illegible] بلی ہوئی ہے - اور پیچھا نہیں چھوڑتی - میں نے اس کو [illegible] میں یہ پیشگوئی آئی ہے کہ مسیح موعود کے منکروں پر طاعون [illegible] نے گی - اور یہ آپ کا ایک نشان ہے - اس کے بعد اس [illegible] نے کہا میں اس پر غور کروں گا - احباب کو واضح رہے کہ منشی مولا داد صاحب ان سعید روحوں میں سے ہیں - جو قادیان سے لاہور چلی گئی تھیں - اور جن کا ایک مضمون بھی پیغام میں نکلا تھا - اب پھر بیعت خلافت کر چکے ہیں ؞

لکھنؤ سے مکرم دوست محمد عثمان صاحب لکھتے ہیں کہ رسالہ پسر موعود اور برکات خلافت کو پڑھا - اس کے پڑھنے سے حضرت فضل عمر کی عجیب شان نظر آتی ہے - واقعی حضرت فضل عمر مسیح موعود کے وہی بیٹے ہیں - جن کی بشارت سبز اشتہار میں ہے؞

شیخ علی محمد صاحب ڈنگوی حضرت اقدس علیہ السلام کے ایک پرانے مخلص دوست عرصہ سے بیمار ہیں - احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ؞

نریرہ سے رستم علی صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں عیدگاہ میں احمدی احباب نے گورنمنٹ عالیہ کی فتح کے لئے دُعا کی ؞

خبریں

جنگ ڈیلی ایکسپریس کا نامہ نگار جنیوا بیان کرتا ہے کہ دریائے بگ کے دائیں کنارے پر روسی لائن توڑنے کی ناکام کوشش میں جرمن اپنے بہت سے آدمی قربان کر رہے ہیں - مرکز حرب میں سپاہ روس کی پسپائی بڑی خونریزی کے ساتھ ہوئی - جس کے ایک جوابی حملہ میں دو گھنٹے کے اندر پرنس یوپولڈ کے دس ہزار آدمی مارے گئے - روسی توپخانہ کی [illegible] آتشباری حال ہی میں زور پکڑ گئی ہے - صوفیا سے ایک نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ بلغراد کی جدید گولہ باری اور ڈنیوب کی دوسری لڑائیاں صریحاً ملقات کے ڈپلومیٹک واقعات سے تعلق رکھتی ہیں - تازہ پیغامات نامہ نگار [illegible] بنام حضور و اتسرائے سے پایا جاتا ہے کہ آسٹرو جرمن افواج برسٹ لٹووسک کی جانب بڑھنے لگی ہیں - روسی مراسلے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیکب سٹیٹ یا ڈونسک کی طرف کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے - کوونو کی گولہ باری برابر بشدت جاری ہے - جرمن اس کی مغربی قلعہ بندیوں پر حملے کر رہے ہیں - دریائے ناریو اور بگ کے درمیان خونریز مقابلے ہو چکے ہیں اور غنیم مقام برانسک کے نواح تک پہنچ گیا ہے جو بخط مستقیم لومزا اور برسٹ لٹووسک کے بیچوں بیچ واقع ہے - جرمنوں نے بگ کا رستہ مشرق کی جانب بھی زبردستی نکال لیا ہے - اطالین محاذ پر توپخانہ خوب مصروف پیکار ہے - اور کوہ ایلپس کی وادیوں میں بھی کچھ ترقی کی ہے سربی افواج کا بیان ہے کہ انہوں نے بلغراد سے دریائے ڈنیوب کے اس پار غنیم کے توپخانوں کو خاموش کر دیا ہے ایک جرمن آبدوز نے ساحل کمبرلینڈ پر کئی جگہ فائر کئے دو جگہ آگ بھی لگ گئی تھی مگر جلدی ہی بجھا دی گئی - کوئی نقصان جان نہیں ہوا - ڈنمارک کا ایک جنگی وقائع نگار جو پرلینڈ میں آسٹرویوں کے ساتھ تھا ظاہر کرتا ہے کہ وہ جہاں جاتے ہیں - آتش زدہ دیہات کے شعلوں سے افق سرخ نظر آتا ہے [illegible] لوٹ کھسوٹ کے حالات بھی نہایت افسوسناک ہیں جنگلوں کو آگ لگا دی - اس [illegible] کر دی غنیم کو بڑی مشکلات کا سامنا ہے - [illegible] ہے - آسٹرو جرمن محاذ جوں جوں روسی ریلوے کے قریب ہوتا جاتا ہے - لڑائی زیادہ شدت پکڑ [illegible] چند روز میں مزید شدت کا اندیشہ ہے - [illegible] لئے کچھ نہیں چھوڑتے اس وقت [illegible] اور لوگ تمام قیمتی سامان لئے چلے جا رہے ہیں - جرمنوں نے قبضہ کیا تو اسے بھی خالی پایا تھا جو صرف [illegible]

(بقیہ از صفحہ ۸ کالم [illegible])

میرے دوست مسٹر سیال کی بھی یہ خواہش ہے - اور انگلستان وغیرہ ممالک یورپ میں [illegible] ہے - میں خود بھی اس کام کو پسند کرتا ہوں - علاوہ ازیں ان ممالک کے لوگ ایک یورپین کی زبان سے [illegible] کو زیادہ توجہ کے ساتھ بھی سُنیں گے - میں اپنے دل میں اسلام کی [illegible] تڑپ پاتا ہوں کہ اور سب باتیں چھوڑ چھاڑ کر اس کام کے سپرد ہو جاؤں کہ اپنے اہل وطن کو خدا کا رستہ بتلاؤں میں بفضل خدا ایک اچھا پبلک سپیکر (مقرر) ہوں - مسٹر سیال سے پہلے پہل میری ملاقات ہائیڈ پارک میں لیکچر دیتے ہوئے ہی ہوئی تھی - جبکہ میں ایسپرانٹو پر تقریر کر رہا تھا - ایسپرانٹو اس نو ایجاد بین الاقوامی زبان کا نام ہے جو مدبران یورپ نے اپنے مشترک کاروباری معاملات میں بطور ایک عالمگیر زبان کے مستعمل ہونے کے لئے گذشتہ چند سال میں اختراع کی ہے - اور برادر محمد سلیمن اس زبان کے اچھے ماہر ہیں (ایڈیٹر) میں اور بھی بہت سے مضامین پر لیکچر دے چکا ہوں . . . . فی الحال راڈویل کا ترجمہ قرآن مطالعہ کر رہا ہوں اگر مجھے فرصت اور موقعہ ملا تو میری دلی تمنا ہے کہ عربی زبان بھی سیکھوں - جتنی جلدی جلدی ہو سکے خط لکھتے رہا کریں - والسلام

آپ کا مخلص - دستخط (محمد سلیمن)

اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے - اور تمہارا حافظ و ناصر ہو اور سچائی کے رستہ پر قائم رکھے - وہ رستہ جس پر حضرت احمد نے قدم مارا ہے آمین ؞

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۱۵ء

بئس للظالمین بدلا

[illegible] بہ فروشند تا چہ خرند!؟

قرآن مجید کی اصطلاح میں شرک ظلم عظیم ہے۔ لیکن افترا علی اللہ اور تکذیب آیات اللہ بھی ایسا بھاری ظلم ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے مفتری اور مکذب سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا؟ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو ان ہر سہ اقسام ظلم میں ایک قریبی تعلق بھی ہے وہ یہ کہ جو شخص شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی رنگ میں حقوق اللہ کو نظر انداز کرتا اور جس تعظیم و تکریم تسبیح و تقدیس اور اکرام و احترام کے لائق **ایک ہی ذات پاک** ہو سکتی ہے۔ اس کا حق دار اپنے عمل سے ماسوی اللہ کو ٹھیراتا ہے۔ اسی طرح جو شخص خدا پر افترا کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی نہ کوئی سفلی غرض یا نفسانی جذبہ ہوتا ہے جس کی برگذاشت میں مبالغہ کرتے کرتے اندھا ہو کر وہ **خشیتہ اللہ** کو بھی بالائے طاق رکھدیتا اور ایسے سنگین گناہ کے ارتکاب پر دلیر ہو جاتا ہے۔ تو جب اس نے اپنی خواہشات نفس کے پیچھے پڑ کر الٰہی ہیبت و جلال تک کا خیال دل سے محو کر دیا پھر وہ پرلے درجہ کا ناحق کوش خدا فراموش اگر مشرک نہیں تو کون ہوا؟ علےٰ ہذا جب کوئی بد نصیب خدا تعالےٰ کے کسی **مامور** کو جھٹلاتا اور اس کی صداقت کا انکار کرتا ہے تو اس تکذیب و انکار کی تہ میں ضرور کوئی نہ کوئی اس قسم کی وجوہات ہوتی ہیں کہ ایک ناخداترس مشرک ہی انہیں عظمت و اہمیت دے سکتا ہے وگرنہ متقی و پرہیزگار۔ خدائے واحد کا سچا پرستار تو بڑے سے بڑے فوائد و مقاصد رضائے الٰہی کے مقابلہ میں بطیب خاطر **قربان** کرنیکو مستعد ہو جاتا ہے۔ اور جب ان فانی اغراض و توقعات کا جو مولیٰ کی راہ میں قدم مارنے سے مزاحم ہوتی ہوں۔ ذرا بھی خیال اس کے دل میں آئے جنہیں نہیں بلکہ پورے زور اور انتہائی طاقت کے ساتھ ان کی کشش اسے بیچین کر کے اپنی طرف کھینچتی ہے تب بھی یہ ایک نعرہ سرور

استغنا کے ساتھ

اللہ اکبر

کہکر ان سب پر خاک ڈالتا اور کہتا ہے کہ اگر میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے تو اس کے آگے یہ آنی اور فانی لذت یا منفعت یا عزت جو دنیا دے سکتی ہے **چیز کیا ہے**؟ دارین میں وہ کونسی بڑی سے بڑی الار و تعمار اور مرغوب و مطلوب بخشائشیں ہیں جن پر وہ منعم حقیقی قادر نہیں؟ اس امتحان کے وقت نفس و شیطان کی تلقین یہ ہوتی ہے کہ فلاں و فلاں تعلقات بڑے زبردست ہیں اگر تو نے اس (حق) کو قبول کیا تو وہ ٹوٹ جائیں گے لیکن اس کا مضبوط ایمان کہتا ہے **کچھ پروا نہیں** میرے مولیٰ کی بزرگی ہر بڑائی سے بالاتر ہے۔ پھر وہی لعین اس کے دل میں ڈالتا ہے کہ میرے فلاں و فلاں عظیم المنفعت کاروبار کا تعلق تو سرتاسر انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو میرے ایمان و اعتقاد میں کسی انقلاب کیا **ادنیٰ تبدیلی** کو بھی ہرگز ہرگز بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتے اور اگر ان سے کسی قسم کی بے لطفی یا بگاڑ ہوا تو زندگی کے سارے متعلقات میں بڑی بھاری ابتری و بے اطمینانی اور ناگوار تلخکامی راہ پا جائیگی۔ موجودہ وقار و اعتبار خوشحالی و فراغبالی کی جگہ پرلے درجہ کی **متبذل حالت** میں دن کٹنے ٹینگے۔ اگر اپنے ذاتی عیش تنعم اور وجاہت و ثروت میں کسی طرح کا فرق نہ آئے تو قریبی علائق کو بھی انسان رفتہ رفتہ بھول جاتا ہے لیکن ہم چشموں میں بے توقیری فضیحت اور تباہی کا خدشہ اچھے اچھے بھاری بھر کم بلند ہمت اور بیدار مغز اہل الرائے کو

امتحان ایمان میں فیل

کرا دیتا ہے۔ مگر وہ جسکا ایمان نوک زبان پر نہیں بلکہ جسم کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ کمال عزم و استقلال سے حضرت احدیت کے سہارے برقائم رہتا اور بڑے قابل رشک وقار سے بلا تامل بول اُٹھتا ہے۔ کہ اگر اپنے مولیٰ کریم سے **صلح** ہے تو شاہنشاہی بھی **ہیچ** ہے۔ اُس **یار یگانہ** کا دامن چھوڑ کر مجھے کس چیز سے فلاح ہو سکتی ہے؟ نہیں نہیں میں ہرگز ایک پرکاہ کی بھی وقعت نہ دونگا ان سفلی اسباب اور ملفوظات کو۔ جن سے بدرجہا بڑھکر میرا مولیٰ میرے لئے پیدا کر سکتا ہے اور جن کے ہوتے ہوئے بھی انسان **جیتے جی** کے جہنم میں رہتا ہے اگر اس نے مسبب الاسباب سے صلح نہ کرلی ہو۔

غرض صاحب ایمان اور دشمن ایمان کی کشمکش ایک معرکۂ عظیم اور سخت جنگ ہوتی ہے جس میں [illegible] سے غازیانِ کے ایک۔ **خون** ہوتے ہیں لیکن اس [illegible] نہایت حیرت افزا ہے اگر خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے اول الذکر کو غلبہ حاصل ہو جائے تو یہ ایسا **فوز عظیم** ہے کہ دنیا کی کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ سرخروئی و بلند نامی کبھی بصورت دیگر اس کی گرد کو نہیں پاسکتی۔ کیونکہ فاتح جو کچھ اس جنگ میں کھوتا ہے اس سے کہیں زیادہ یہاں پالیتا ہے اور **وہاں** کے انعام و اکرام کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ برخلاف اس کے اگر انسان دشمن ایمان سے مرعوب ہو جائے اور اس عالم گذشتنی و گذاشتنی کو عزیز رکھکر **فکر فردا** کو پس پشت ڈالدے تو اس کا انجام خسر الدنیا والآخرۃ ہوتا ہے کیونکہ عقبےٰ کی مصالح کو تو وہ خود ہی قربان کر چکا ہوتا ہے لیکن اپنے مالک و کارساز حقیقی کے ساتھ بگاڑ کر کے وہ دنیا میں بھی ہرگز ہرگز فلاح یاب نہیں ہوتا۔

ماموران الٰہی کے ظہور کا زمانہ بھی اپنے ساتھ بڑے بڑے عجائبات لئے ہوتا ہے لیکن آہ! بہت تھوڑی آنکھیں ہیں جو انہیں دیکھ سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ انہی لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں جنکے دل سفلی تان و تنکوہ سے مرعوب نہیں ہوتے۔ جو خدا کے فرستادوں کو قبول کرنے میں بڑی سے بڑی مزاحمتوں یا مخالفانہ **ترغیبات** کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ جو ان برگزیدوں میں ہوکر خدا تعالےٰ سے وہ **کچھ** پاتے ہیں کہ اور کوئی سرکار تا قیامت نہیں دے سکتی۔ برخلاف اس کے جو لوگ تکذیب و انکار کو اپنا شعار بناتے ہیں چونکہ خدا کی نظر میں **ظلم عظیم** کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسواسطے **بئس للظالمین بدلا** کے مصداق۔ دونوں جہاں میں انکا انجام حسرت خیز و عبرت انگیز ہوتا ہے ان کے عقائد ان کے (دینی) اعمال ان کی حرکات سکنات انکے اخلاق و معاشرتی حالات ان کے (دنیوی) معاملات غرض ان کے تمام ہی

متعلقات حیات پر رفتہ رفتہ تاریکی گندگی نامرادی و نحوست مسلط ہوتی جاتی ہے حتّٰے کہ آخر کار وہ اسی وبال انکار میں خسران مبین کا شکار ہو کر ابدالی لعنت کے پورے پورے حصہ دار بنجاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ انبیاء و مرسلین کا مقابلہ کرنیوالوں کا تو یہ حشر ہوتا ہی ہے لیکن ان کے خلفاء اور [illegible] خدا کے ساتھ بھی ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ سنت اللہ ہمیشہ سے یونہی جاری ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

راجپوتانہ میں مسلمانوں کی درگت

نامہ نگار البشیر لکھتا ہے کہ ریاست الور میں اردو کے سارے مدارس بند کر دیئے گئے۔ کسی درسگاہ میں اردو فارسی کی کتابیں لانے کی اجازت نہیں۔ تمام مسلمان اہلکار جو پشت ہا پشت سے نمک خوار ریاست تھے نکال دیئے گئے یہی حال [illegible] وغیرہ دیگر ریاستوں میں ہوا ہے جے پور نے سب سے اردو رسم خط کو بائیکاٹ کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں راجپوتانہ میں بہت سے مڈل اور ہائی سکول ایسے ہیں جن میں مسلمان طالبعلم داخل نہیں ہو سکتا خواہ ہر روز گنگا اشنان کر کے بھی آئے اور ایک تازہ واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک معزز افسر کو ایک دیسی ریاست کے مسافر خانہ میں محض اس وجہ سے نہیں ٹھہرنے دیا گیا کہ وہ مسلمان تھا سوراج کے شیدائی .... کیا ایسے واقعات سے بھی نہ شرمائیں گے؟ اور کیا برٹش راج کے محاسن و برکات کا یقین دلانے کے لئے ان زبردست شواہد کے ہوتے بھی کسی منطقی دلائل کی ضرورت ہے؟ ابتو خیر مشیت الٰہی کے حکیمانہ تصرفات سے بہتوں کی عقلیں ٹھکانے سی آتی جاتی ہیں لیکن ایک وہ وقت تھا جبکہ خدا کا برگزیدہ **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام تاج برطانیہ کی خیر مناتا تھا تو دشمنان حق اسے گورنمنٹ کا خوشامدی بتلاتے تھے یا اب وہی مخالف ہیں کہ جا بجا اسی (معاذاللہ) خوشامدی کی نقالی ہی میں اپنی خیر سمجھتے ہیں کیا یہ مرزا (علیہ السلام) کی **فتح** نہیں؟ مسلمانو! **یاد رکھو** صادق پر ناحق تہمتیں تراشنے والے نہیں مرا کرتے جب تک کہ خود اسی قسم کے الزام [illegible]

کاش اب بھی تمہاری آنکھیں کھلیں اور تم دوست و دشمن میں تمیز کر سکو۔

ایک زبردست دریافت

اخبارات میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ ریاست حیدرآباد میں [illegible] کے متعلق ایک اہم انکشاف ہوا ہے جو مہاراجہ اشوک کے عہد سے علاقہ رکھتا ہے اشوک حضرت مسیح سے بھی ۲ سو برس پہلے ہندوستان کا حکمران تھا۔ اور اسی تاجدار کے متعلق وہ دو دریافتیں ریاست میسور میں بھی ہو چکی ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے بھی کئی سو برس پیشتر کی باتیں اس وقت روشنی میں آرہی ہیں اور جب فرعون موسیٰ کی لاش فالیوم ننجیک ببدنک۔ لتکون لمن خلفک آیۃ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آج تک جوں کی توں موجود رہی ہے تو یہ کچھ بڑی بات ہے کہ خود حضرت مسیح کی قبر بھی محلہ خانیار کشمیر میں دو اور دو چار کی طرح اہل دنیا پر ثابت ہو جائے کیونکہ اس سے بھی قرآن کریم کی بہت سی اہم صداقتوں کی تائید ہوگی جنہیں **مسیح موعودؑ** نے دنیا پر پیش کیا مگر اس نے بدقسمتی سے انہیں رد کر دیا پس راجہ اشوک کے آثار کیا چیز ہیں؟ جیسی "زبردست دریافت" انشاء اللہ یہ ہوگی کہ دنیا بھر میں اس کی دھوم مچ جائیگی۔ ایک عبد تو خود انی عبد اللہ کا اقراری ہے مگر لوگ ہیں کہ اسے خواہ مخواہ شریک خدائی کر رہے ہیں۔ اور تو اور خود جس قوم کا پیشوا (صلوٰۃ اللہ علیہ) شرک کو مٹانے آیا تھا وہ بھی اس عبد کو خدائی صفات کا حصہ دار ماننے لگے۔ اُدھر یہود ابتک اسی خیال میں ہیں کہ ہمنے معاذاللہ اس جھوٹے مدعی نبوت کو صلیبی موت مار کے لعنتی ثابت کر دیا۔ حالانکہ خدا نے اسکو تسلی دی تھی کہ تجھے کاٹھ پر لٹکا کر مارنے کے منصوبہ میں یہ نامراد رہینگے اور میں تجھکو قدرتی موت مارونگا الخ۔ اور کیا ایک عبد کی موت کو پایہ تصدیق پہنچا کے وہ لاکھوں بلکہ کروڑوں عباد کی روحانی زندگی کا سامان نہ کریگی! ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ ضرور ایک دن ایسا ہوگا۔ مگر مبارک ہیں وہ جو ایسے الٰہی بالشان حقائق کے چہرہ سے پردہ اٹھانیوالے [illegible]

ایک الہامی پیشگوئی

غیر مبائعین غور کریں!

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد ۔ بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد ۔ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے یہ مجھکو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(نوٹ) بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا۔ جو [illegible]
بیٹا اور محبوب ہے یہ غور ہو۔

ان اشعار سے ثابت ہے کہ:-

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک بشارت دی۔

۲۔ اور وہ بشارت اولاد قائم علی الحق اور داعی الی الحق ہے ورنہ وہ بشارت کس طرح ہو سکتی ہے!

۳۔ یہ بشارت فضلوں میں سے ایک فضل ہے۔

۴۔ خدا نے کہا۔ نہ ایک دفعہ بلکہ بارہا یہ خبر دی گویا یہ اجتہادی بات نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے!

۵۔ یہ بیٹے برباد نہیں ہونگے کیا دنیوی طور پر؟ اس طرح پر تو ہزاروں آدمی ہیں جن کی بہت بہت اولاد ہے پس یہ مسیح موعود کے لئے خصوصیت اور بشارت کیا ہوئی

۶۔ ایسی اولاد کس کام کی جو اپنے باپ کے کام کو سنوارنے کی بجائے بگاڑنے والی ہو۔ کیا ایسی اولاد کسی مسرت کسی بشارت کا موجب ہو سکتی ہے!

۷۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کی اولاد ہرگز برباد نہ ہوگی اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ قائم علی الحق اور داعی الی الحق ہوگی اور صرف یہی ایک بات تھی اور ہے اور ہو سکتی ہے جو حضرت اقدس کیلئے موجب بشارت بنے۔

۸۔ ان امور پر غور کر کے آپ اپنے موجودہ طرز عمل کو دیکھیں جب آپ بار بار کہتے ہیں کہ میاں صاحب مع دیگر فرزندان حضور ایسے عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں جو مسیح موعود کے منشا کے صریح خلاف ہیں اور آپنے جماعت کے کثیر حصہ کو شرک میں شریک کر رکھا ہے کیا یہ باتیں اپنے دل میں رکھکر حضور کے منظوم بالا الفاظ پڑھتے ہوئے آپکو شرم نہیں آتی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ عید

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی

فرمودہ ۱۳۔ اگست ۱۹۱۵ء

تمام مذاہب میں عید

تمام قوموں میں بعض دن عید کے سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں لوگ اکٹھے ہو کر خوشیاں مناتے ہیں آپس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ قوم کے مختلف افراد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر وہ کوفت اور تکان جو گذشتہ محنت کے دنوں میں ان سے برداشت ہوئی ہے۔ دور کریں۔ اور اس خوشی کے ذریعہ اپنے رنجوں اور دکھوں کو دور کر کے تازہ دم ہو جائیں۔ کیونکہ انسانی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس کے لئے بعض دفعہ بناوٹ کا رنج رنج ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات بناوٹ کی خوشی اصل خوشی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اگر ذرا غمگین چہرہ بنایا جائے تو فوراً طبیعت میں بھی غم آ جاتا ہے۔ اور اگر ذرا خوشی کا چہرہ بنایا جائے تو باوجود رنج اور غم کے انسان ہنسنے لگ جاتا ہے۔ اور اس طرح بہت کچھ غم کم ہو جاتا ہے۔ اس لئے عیدین اور خوشی کے دن لوگوں کی خوشیوں اور غموں پر بہت کچھ اثر ڈالتے ہیں۔ اور لوگ ان کے ذریعہ اپنی مصیبتوں کو کم کرتے ہیں۔ اسی لئے ہر قوم اور ہر ملک میں عید کا رواج ہے۔ حتٰی کہ افریقہ کے حبشی جن کا کسی مہذب ملک سے تعلق نہ تھا ان کی نسبت بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کے خاص تیوہار تھے جن میں خوشیاں کیا کرتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ عید منانا ایک فطرتی تقاضا ہے ۔

عید کی غرض

چونکہ فطرت انسانی چاہتی ہے کہ اس کے بوجھ ہلکے ہوں۔ رنج دور ہوں۔ اور خوشی قائم ہو۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا دن مقرر کیا جاتا۔ جس میں انسان اپنے غموں کو غلط کر سکے۔ یا کم از کم انہیں بھلا کر زینت کے سامانوں سے آراستہ ہو کر خوشی خوشی لوگوں کے ساتھ بیٹھے اور ملے۔ اور خواہ اس کے دل میں کتنا ہی رنج اور تکلیف ہو تو بھی خوشی کا اظہار کرے۔ اس فطرتی تقاضا کو پورا کرنے کے لئے تمام مذاہب نے عیدین رکھی ہیں۔ اور اسی غرض کے لئے اسلام نے بھی ۔

اسلام اور دیگر مذاہب کی عیدوں میں فرق

مگر اسلام کی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں ایک بہت بڑا فرق ہے وہ یہ کہ دوسرے مذہبوں نے یہ مد نظر رکھا کہ انسان کی امنگیں اور خواہشیں کیا چاہتی ہیں مگر اس بات کو مد نظر نہیں رکھا۔ کہ ان امنگوں کو نیکی اور بھلائی کی طرف پھیرنے کے لئے کونسی بات کی ضرورت ہے۔ اسلام نے اس بات کا بھی خوب خیال رکھا ہے۔ اسلام کی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں اسی طرح کا فرق ہے۔ مثلاً ایک انسان کو بھوک لگے۔ اور بھوک چاہتی ہے کہ پیٹ میں کچھ جائے لیکن ایک شخص اس کے متعلق یہ کہے کہ اس بھوکے کو آک کے پتے یا تھوہر کے ڈنٹھل کھلا دو۔ یا کسی انسان کو جب پیاس لگے تو طبیعت چاہتی ہے کہ کچھ پئے۔ لیکن ایک شخص اس پیاسے کو گرم کھولتا ہوا پانی یا خون اور پیپ پینے کے لئے دے۔ گو اس شخص کے آک یا تھوہر کھانے اور گرم پانی یا خون پینے سے بھی بھوک اور پیاس میں کسی قدر کمی آ جائیگی۔ کیونکہ گرم اور گندہ پانی بھی پیاس کو کم کر دیتا ہے۔ اسی طرح بھوک کے وقت کچھ کھا لینے سے پیٹ بھر جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس شخص نے اس بھوکے اور پیاسے کو یہ کچھ کھلایا اور پلایا۔ آیا وہ کس قدر دانا اور عقلمند ہے؟ اس کی عقلمندی میں ضرور شک پڑ جائیگا۔ کیونکہ اس نے عارضی اور وقتی علاج تو کیا مگر اس کے لئے ہمیشہ کے واسطے تنور جلا دیا۔ گندی اور خراب چیز کھانے والا گو عارضی طور پر پیٹ بھر لیگا مگر اس کے اثرات سے جو بیماریاں پیدا ہونگی۔ ان کا اسے نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ اسی طرح گندے اور غلیظ پانی سے کسی قدر پیاس تو کم ہوگی۔ مگر اس کے بعد جو بہت سخت پیاس لاحق ہوگی۔ اس کی تکلیف برداشت کرنی پڑے گی لیکن ایک اور شخص جو کسی کی بھوک اور پیاس کو دیکھ کر بجائے ان چیزوں کے اس کو طیب غذا اور صاف پانیوں سے سیر کرتا اور پیاس بجھاتا ہے۔ واقعہ میں یہ دانا اور عقلمند ہے۔ پس یہی فرق ہے دوسرے مذاہب اور اسلام کی عیدوں میں انہوں نے انسانی خوشی کے فطرتی تقاضا کو تو سمجھا ہے لیکن اس کو پورا ایسے رنگ میں کیا ہے کہ گو عارضی طور پر وہ ترکیب دل کی آگ بجھانے والی ہے۔ لیکن دراصل دائمی طور پر انسان کو خراب کر دینے والی ہے۔ ہاں اسلام نے جو عید کا طریق رکھا ہے۔ وہ عارضی طور پر ہی اس فطرتی تقاضا کو پورا نہیں کرتا۔ بلکہ دائمی اور ہمیشہ کی خوشی اور راحت کے سامان بھی مہیا کر دیتا ہے اور یہی فرق ہے اسلامی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں ۔

دیگر مذاہب کی عیدین

ان کی عیدین کیا ہوتی ہیں یہ کہ خوب ناچ گانا ہو۔ فحش اور گندے گیت گائے جائیں۔ کھانے پینے کی چیزیں ہوں۔ غرض ذوق کے سامان ہوں ۔

اسلام کی عید

لیکن اسلام کی عید یہ ہے کہ آؤ بھئی آج بڑی خوشی کا دن ہے ہر روز پانچ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ آج چھ پڑھیں۔ خوشی تو یہ ہوتی کہ کہا کپڑے بدلو۔ عطر لگاؤ اچھے کھانے پکاؤ اور کھاؤ کیوں؟ اسلئے کہ آج تمہیں خدا کی عبادت کرنے کا پہلے سے زیادہ موقع ملا ہے۔ یہی تو عید ہے ۔

مؤمن کی عید

پس خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ مؤمن کی عید یہ ہوتی ہے کہ اللہ اس پر خوش ہو جائے۔ اور جوں جوں مؤمن کو اللہ کے قرب کی راہ ملتی ہے اتنی ہی اس کے لئے عید ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ ہماری دونوں عیدین بلکہ تینوں عیدیں خدا تعالیٰ نے ایسی ہی رکھی ہیں کہ جن میں عام دنوں کی نسبت عبادت میں کچھ زیادتی کر دی ہے۔ دو عیدین تو وہ ہیں جو ہمارے ملک میں چھوٹی اور بڑی کے نام سے موسوم ہیں۔ معلوم نہیں چھوٹی اور بڑی کا فرق کس خورد بین سے دیکھا گیا ہے۔ تیسری جمعہ کی عید ہے۔ جمعہ کے دن ایک خطبہ رکھ دیا ہے۔ اور اس طرح نماز کو بڑھا دیا ہے۔ گو فرض چار رکعت کی بجائے دو کر دئے ہیں لیکن خطبہ اور دو رکعت کا وقت ملا کر چار رکعت سے بڑھ جاتا ہے یہ دو عیدین جو سال میں آتی ہیں انہیں سے ایک ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد آتی ہے۔ اور [illegible]

ہے جو آیا ہے حج کے بعد آتی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مؤمن کی عیدیں اس وقت ہوتی ہیں۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے سامان پیدا کرے ❊

عید نمونہ ہے خدا تعالیٰ نے سال میں دو عیدیں رکھ کر گویا نمونہ بتایا ہے۔ دنیاوی گورنمنٹیں بھی نمائشیں کرتی ہیں۔ جن سے انکی یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگوں کو مختلف اقسام کے مال و اسباب دکھلائے جائیں۔ اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی تحریک کی جائے۔ عیدیں آسمانی بادشاہت کی نمائشیں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نمونہ بتا کر مسلمانوں کی اس طرف راہ نمائی کی ہے کہ اگر تم چاہو تو ہر روز عید کر لو اس لئے مؤمن کی ہر روز ہی عید ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے۔ اور اگر گنا جائے تو سینکڑوں تک نوبت پہنچتی ہے کہیں صریحاً اور کہیں کنایۃً کہ مؤمن کی جنت اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے تو عیدیں نمائشی ہیں۔ انہیں خدا تعالیٰ نے یہ دکھایا ہے کہ اگر تم خوشی کے دن لینا چاہتے ہو تو اس کا یہی طریق ہے کہ خدا کو راضی کر لو اور جب خدا راضی ہو گیا تو پھر ہر روز عید ہی عید ہے۔ پس عیدیں اس بات کا نمونہ ہیں کہ انسان خدا تعالیٰ کے قرب کے راستے تلاش کرے۔ اور جب کسی نے خدا کو راضی کر لیا تو جتنا بھی وہ خوش ہو اور فخر کرے بجا ہے اور جیسی کچھ بھی زینت کرے درست ہے۔ کیونکہ جس پر خدا خوش ہو گیا اُسے کونسا غم اور رنج رہ سکتا ہے تو مؤمن کی عید یہی ہے کہ خدا کی رضامندی کے طریق تلاش کرے کسی مؤمن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عید کا دن نہیں ہو سکتا کہ اُس دن خدا اس پر راضی ہو جائے

انبیاء کی عید یاد رکھو انبیاء کی ہر روز عید ہوتی ہے دنیا کی کوئی تکلیف انہیں غمگین نہیں کر سکتی۔ اور کوئی رنج ان کی کمر نہیں توڑ سکتا۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک۔ ہر ایک انسان پر خصوصاً کام کرنیوالے انسان پر اور پھر خصوصاً مصلح پر بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے خواہ وہ مصلح دنیا کا ہو یا دین کا۔ کام اور فکر کی وجہ سے وہ چور ہو جاتا ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ تھا اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا

کہ تجھے یہ بوجھ اُٹھانا کیوں؟ اسلئے کہ جب تو ہمارا مطیع منقاد اور فرمانبردار ہو گیا تو پھر تجھ پر بوجھ کیوں رہنے دیا جاتا۔ یہ بوجھ تو واقعہ میں ایسا تھا کہ تیری کمر توڑ دیتا۔ اور کوئی اُسے اٹھا نہ سکتا تھا۔ کیونکہ ایک گھر کا بوجھ اُٹھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ذرا سی لڑائی جھگڑا ہو تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں اب جو جنگ ہو رہی ہے۔ اسکی وجہ سے تمام سلطنتوں کے وزراء گھبرا گئے ہیں کہ کام بہت بڑھ گیا ہے اس لئے انکی مددگار کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ انسان تھے جو ایک جنگ چھیڑتے ہیں اور سارے جہاں کے ساتھ چھیڑتے ہیں۔ آپ صرف اکیلے اور تن تنہا ہیں جن کی نسبت وطن والے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ گلا گھونٹ کر مار دینگے۔ لیکن آپ سارے جہاں سے جنگ شروع کرتے ہیں عیسائیوں کو کہتے ہیں۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ یہود کو کہتے ہیں ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ۔ مجوس کو کہتے ہیں کہ اللہ ہی نور اور ظلمت کو پیدا کرنیوالا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو غلط ہے مشرکین کو فرماتے ہیں۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک۔ اور گناہ تو خدا تعالیٰ بخشدے گا لیکن جو کچھ تم کرتے ہو یہ ایسا گناہ ہے کہ کبھی نہ بخشا جائیگا غرض تمام دنیا کے مذاہب کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ اور وہ زمانہ کوئی امن کا زمانہ نہیں کہ آج کل کی طرح اپنے گھر بیٹھے جو جی میں آیا کسی کی نسبت کہدیا بلکہ ایسا زمانہ تھا کہ لوگ اپنے خلاف بات سُنکر تلوار اُٹھا لیتے تھے۔ اور آپس کی مخالفت کو تلوار کے ذریعہ مٹانا چاہتے تھے۔ ایسے وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام دنیا کے لوگوں کو علی الاعلان یہ کہنا کہ تم غلطی پر ہو۔ اور تمہارے پاس حق نہیں ہے ساری دنیا سے جنگ چھیڑنا ہے۔ پھر یہ جنگ ایک دن نہیں دو دن نہیں تین دن نہیں بلکہ متواتر ۲۳ سال ہوتی رہتی ہے باوجود اس کے آپ کو دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی ساری عمر میں کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ملال اور رنج کا نشان بھی نہیں دیکھا بلکہ جب کبھی دیکھا تبسم فرماتے ہی دیکھا ہے۔ واقعی آپ کو کیوں رنج ہوتا؟ جبکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم نشرح لک صدرک۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک

ذکرک۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ کہ تمہارا بوجھ تو وہ تھا۔ کہ کمر چور کر دیتا۔ مگر جب تم نے ہماری فرمانبرداری کی تو ہم نے اس کو تم پر سے اسطرح اُٹھایا کہ تمہیں ظاہری خوشی اور خرمی ہی حاصل نہ ہوئی بلکہ ہم نے تمہارے دل کو بھی خوشی کیلئے کھول دیا ہم نے بتایا ہے کہ عید ظاہری خوشی کا سامان ہے جن کے دل مغموم ہوں انہیں خوشی نہیں ہو سکتی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تیرا سینہ کھول دیا ہے۔ اور دل میں بھی خوشی بھر دی ہے۔ بعض غم ایسے ہوتے ہیں جن کا ظاہر پر تو اثر نہیں ہوتا لیکن دل پر ضرور ہوتا ہے فرمایا یہاں تو ایسی خوشی ہے۔ اور اللہ کے وعدوں پر ایسا یقین اور بھروسہ ہے کہ کوئی بھی غم نزدیک نہیں آ سکتا۔ اور ذرا بھی آپکی خوشی کو مکدر نہیں کر سکتا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے سو گئے ایک کافر آیا۔ اور اس نے آکر آپ کی تلوار اُٹھا کر سونت لی۔ اور زور سے کہا۔ او محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپ بجائے اس کے کہ کسی قسم کی گھبراہٹ سے جواب دیتے۔ بڑے اطمینان اور دلجمعی سے فرماتے ہیں اللہ چونکہ آپنے بغیر کسی گھبراہٹ کے بڑے جلال سے جواب دیا تھا اس لئے اس آدمی کے ہاتھ سے ڈر کے مارے تلوار گر گئی۔ آپنے اُٹھا لی اور فرمایا۔ اب تو بتلا کہ تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائیگا؟ اس نے کہا آپ ہی بچائیے اور کون ہے؟ جو مجھے بچا سکے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی سوئے ہوئے کو اچانک جگا دیا جائے تو وہ چونک پڑتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص ڈانٹ کر اور تلوار کھینچ کر کہتا ہے کہ بتاؤ تمہیں کون بچائیگا تو آپ فرماتے ہیں۔ اللہ بچائیگا۔ ہندوستان کے لوگ تو عموماً اس نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان میں سے اکثروں کو تلوار کے دیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا اگر کسی کے گھر میں چور آن گھسے تو اس کا کہاں تک مقابلہ کیا جاتا ہے۔ بعض تو یہاں تک بزدلی دکھاتے ہیں کہ چور اور ڈاکوؤں کو خود کنجیاں دے کر کہدیتے ہیں کہ فلاں جگہ مال ہے خود نکال لو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ کا اپنی آنکھوں کے سامنے نقشہ کھینچنا آسان نہیں مگر تم اپنے دلوں میں اس بات کا اندازہ لگاؤ کہ ایک کافر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

قتل کرنے کے ارادے سے آتا ہے۔ اور تلوار کھینچ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اس پر اتنا اثر ہوتا ہے کہ اس کی تمام طاقتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ اور عاجز و درماندہ ہو کر جان بخشی کا خواہاں ہوتا ہے تو یہ وہ بات ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم نشرح لک صدرک اور فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ بھلا تجھے کوئی ایک دکھ اور تکلیف پہنچتا ہے۔ اگر کوئی تجھے ایک رنج پہنچ جائے۔ تو ہم دو خوشیاں دیں گے پس فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب تجھے چاہیئے کہ اپنے رب کی عبادت میں لگا رہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ ہے کہ تیری راتیں بھی خوشی میں اور دن بھی خوشی میں گذرتے ہیں۔

پس تمہارے لئے عیدیں خوشی حاصل کرنے کے لئے نمائش کے طور پر ہیں تا خدا کو راضی کرو تو تمہارے لئے ہر روز عید ہو۔ چنانچہ دیکھو صحابہ کرام نے خدا تعالیٰ کو راضی کیا ان کے لئے کیسی عیدیں ہوئیں۔

صحابہ کی عید

صحابہ وہ لوگ تھے جنہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ اور چھپا ہوا ملتا تھا۔ وہ لوگ تھے جو جو کا آٹا کھاتے اور وہ بھی چھنا ہوا نہیں ہوتا تھا۔ اب اگر کسی کو جو کی روٹی دی جائے تو ناراض ہو جائے۔ مگر ان کی یہ حالت تھی کہ جو کا آٹا کھاتے اور بے چھنا کھاتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا آپ کے زمانہ میں چھلنیاں ہوتی تھیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اس طرح کیا جاتا تھا کہ پتھر پر جو رکھ کر کوٹ لئے جاتے تھے۔ اور پھونک کر صاف کر لیتے۔ اور روٹی پکا لیتے تھے۔ لیکن انہی لوگوں کو خدا تعالیٰ نے وہ ترقیاں دیں۔ اور وہ عید کے دن دکھائے کہ دنیا میں کسی نے دیکھے اور نہ دیکھے گا۔ جس طرف جاتے۔ کامیابی اور فتح پہلے ہی تیار رہتی لاکھوں انسان مقابلہ کے لئے آتے۔ مگر صحابہ پہاڑ کی طرح کھڑے رہتے۔ اور جس کسی نے ان سے سر مارا خود پاش پاش ہو گیا۔ قیصر و کسریٰ ٹڈی دل لشکر کے ساتھ آئے مگر جس طرح ایک بوسیدہ کپڑا پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان کے لشکروں کا حال ہوا۔ اور وہ زبردست ستون جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گاڑا تھا اُسے کوئی نہ ہلا سکا۔ یہی صحابہ ایک دوسرے کو اپنی پہلی حالت سناتے تھے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں بھوک کی وجہ سے گر پڑا کرتا تھا اور لوگ یہ سمجھ کر کہ اسے مرگی ہو گئی ہے علاج کے طور پر جوتیاں مارا کرتے تھے۔ پھر کہتے ہیں جب میں مسلمان ہو گیا تو ایک دن جب سخت بھوک لگی تو میں قرآن شریف کی ایک آیت جس میں بھوکوں کو کھانا کھلانے کا ذکر ہے ابوبکرؓ کے پاس اس کا مطلب پوچھنے کے لئے لے گیا جس سے میری یہ غرض تھی کہ وہ سمجھ جائیں گے کہ میں بھوکا ہوں۔ تو کھانا کھلا دیں گے (صحابہ کرام سوال کرنے سے بڑی نفرت کرتے تھے مگر آنکھ کی بات بُری نہیں سمجھی جاتی) لیکن وہ مطلب بتا کر آگے چلے گئے۔ پھر اسی آیت کو لیکر میں عمرؓ کے پاس گیا۔ انہوں نے بھی مطلب بتا دیا اور چل دیئے۔ ابوہریرہ بڑے غصہ ہو کر کہتے ہیں۔ میں اس آیت کے معنے ان سے کچھ کم نہ جانتا تھا میری غرض تو یہ تھی کہ کچھ کھلا دیں لیکن وہ اس بات کو نہ سمجھے۔ پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے خود ہی فرمایا۔ ابوہریرہ تمہیں بھوک لگی ہوئی ہے۔ یہ ایک [illegible] کو بھرا ہوا پیالہ ہے لو اور [illegible] بلا لاؤ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں۔ مجھے یہ بات ناگوار گذری۔ کیونکہ مجھے بڑی سخت بھوک لگی تھی۔ میں نے کہا کہ اگر مجھے دیا جاتا تو کچھ سیر ہو جاتی۔ لیکن میں تعمیل ارشاد کے لئے گیا۔ اور سب کو بلا لایا۔ میں نے سمجھا کہ آپ پہلے مجھے ہی پیالہ دیں گے۔ میں اچھی طرح پی لونگا۔ مگر جب وہ آدمی آئے تو آپ نے ایک کو دیا۔ پھر اس نے پیا پھر دوسرے نے پھر تیسرے نے۔ حتٰی کہ سات آدمی تھے ساتوں نے پیا۔ بعد میں آپ نے مجھے فرمایا کہ تم پیو۔ میں نے پیا۔ جب سیر ہو گیا تو آپ نے فرمایا پھر پیو میں نے پیا پھر آپ نے فرمایا پیو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اب تو ناخنوں سے باہر نکلنے لگا ہے اس وقت آپ نے پیالہ لے لیا اور بچا ہوا دودھ خود پیا تو یہ حالت تھی مگر خدا تعالیٰ کی اطاعت کا نتیجہ نکلا کہ کسریٰ کا وہ شاہی لباس جسے وہ دربار کے وقت پہنا کرتا تھا جب مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو اس میں سے ایک رومال ابوہریرہ کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے اس میں تھوکا اور کہا واہ ابوہریرہ تجھ پر ایک وہ وقت تھا۔ جبکہ تو بھوک کے مارے گرا کرتا تھا۔ اور لوگ جوتیاں مارتے تھے۔ لیکن ایک یہ وقت ہے کہ کسریٰ کے رومال میں تھوکتا ہے۔

مجھے ایک فرانسیسی مورخ کی ایک بات پڑھ کر بڑا لطف آیا۔ وہ اسلامی تاریخ لکھتے لکھتے لکھتا ہے کہ لے ناظرین ذرا غور تو کرو۔ مجھے اس بات میں بڑا مزا آرہا ہے کہ سر ننگے پاؤں سے ننگے۔ پیٹ سے خالی۔ اکثر ان پڑھ ایک کچی مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے جس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی ہے کیا باتیں کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ قیصر کے مقابلہ کے لئے کسے بھیجا جائے۔ کسریٰ کو کس طرح تباہ کیا جائے۔ میں تو حیران ہوں کہ یہ لوگ بیٹھے ہوئے کہاں اور کس حالت میں ہیں لیکن باتیں کیا کرتے ہیں۔ اور جب یہ باتیں کرکے اُٹھتے ہیں تو سب کو کر دکھا دیتے ہیں۔ اس مورخ کو یہ واقعہ لکھ کر بڑا مزا آیا لیکن مجھے اس کی تحریر سے مزا آیا کہ گو ایک دوسرے مذہب کا ہے مگر اس کا دل گواہی دے رہا ہے کہ ان لوگوں میں ایسی قوتیں اور طاقتیں تھیں جو اور کسی قوم میں نظر نہیں آتیں۔

حقیقی عید کیا ہے؟

پس عید جو ہوا کرتی ہے۔ دل کی خوشی ہوتی ہے۔ یہ جو بناوٹی عیدیں ہیں۔ گو ایک حد تک فائدہ دیتی ہیں مگر عید وہی ہے جو دل کی خوشی کی ہو۔ اور دل کی خوشی اطمینان قلب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور دل کا اطمینان سوائے اس کے نہیں ہو سکتا کہ خوف نہ ہو۔ اور خوف سے اس وقت تک انسان محفوظ نہیں ہو سکتا جب تک یقین نہ ہو کہ میرا ایسا پہرہ دار ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ پہرہ دار خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اس لئے حقیقی عید یہی ہے کہ انسان کو یقین ہو جائے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو گیا ہے یہ عیدیں نمائش اور نمونہ کے طور پر ہیں۔ ان سے سچی عید حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو کسی وقت انسان سے جدا نہیں ہوتی نہ دن کو نہ رات کو نہ اُٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے۔ جس کو یہ نصیب ہو جائے اسکی نسبت سچے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ

ہر روز روز عید است و ہر شب شب برات

ایسے انسان کی حالت ہر وقت خوشی یقین اور اطمینان کی ہوتی ہے ہمارے لئے بھی یہی سچی عید ہے۔ پہلوں کے لئے بھی یہی تھی۔ اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی یہی ہوگی۔ خدا تعالیٰ ہمارے لئے پہلوں کی طرح ہی کرے اور ہماری کمزوریوں کو دور کردے ورنہ جب تک وہ حقیقی عید نہ آئے یہ عیدیں اس طرح کی ہیں جس طرح کسی بیمار کو عارضی طور پر آرام دینے کے لئے تسکین دی جاتی ہے۔ کیونکہ [illegible] حقیقی خوشی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے

جبکہ حقیقی رنج دور ہو۔ اور یہ دور ہو نہیں سکتا جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

خدا تعالے ہماری کمزوریوں دکھوں لڑائی جھگڑوں اور فسادوں کو دور کر کے حقیقی عید کرائے تا ہمارے لئے ہر وقت عید ہو اور وہ غم جو خوشی کو اور اور کمروں کو چور کر دینے والے ہیں ان کو دفع کر کے ہمارے لئے ہر گھڑی عید جیسی راحت اور آرام پیدا کر دے۔ آمین۔

دعوت الی الخیر

انگلستان

خلاصہ خط چودری فتح محمد صاحب مورخہ ۲۹ جولائی کہ بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ۔

سیدی و مولائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۳ جولائی کو بمقام مجلس موسومہ Higher Thoughts Circle (حلقہ احباب عالی خیال) میں میرا لیکچر بفضل خدا بڑی کامیابی سے ہوا۔ میں اکثر اپنے لیکچروں کے بعد سامعین کو سوالوں کا موقعہ دیتا گیا۔ لیکن اس دفعہ حاضرین میں سے کسی نے کوئی سوال نہیں کئے سوسائٹی کے سکرٹری صاحب سے لیکچر کے بعد بھی ملاقات ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں آئندہ لیکچروں کے متعلق بھی ذکر ہوا انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اپنی سوسائٹی کی تمام شاخوں میں میرے لیکچروں کی تحریک کرینگے۔

لیکچر کے بعد سورہ قرآن شریف کے اوراق اور ٹریکٹ موسومہ Warning (انذار) جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی درج ہے۔ مع دیگر اشتہارات و رسالہ جات متعلقہ سلسلہ عالیہ کی موجودہ کاپیاں حاضرین میں تقسیم کی گئیں۔ اور بعض لوگوں کے ایڈریس اپنے پاس لکھ لئے گئے تا کہ ان کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو سکے۔ اس کے بعد فوکسٹن وغیرہ مقامات میں جانیکا ارادہ ہے۔ مگر کتابوں کی چھپائی ہو رہی ہے لہذا اسوقت لندن چھوڑ کر کہیں جا نہیں ہو سکتا کتاب ٹیچنگز آف اسلام کا ترجمہ اور رسالہ Prophecies that all men should know (پیشگوئیاں جن کا سب کو علم ہونا چاہئے) اور فرانسیسی زبان میں ایک ٹریکٹ موسومہ from a Catholic to Catholic

انگریزی میں یہ تین کتب فی الحال زیر طبع ہیں۔ امید ہے کہ تین ہفتہ تک ان سے فارغ ہو جاؤنگا۔ انشاءاللہ۔ والسلام

(خاکسار فتح محمد)

فرانس

مکرمی منشی عبدالرحیم صاحب کلرک پوسٹ آفس فرانس کی پہلی چٹھی میں جس نو مسلم احمدی دوست مسٹر سی۔ ایچ سلیس کے خط کا ذکر تھا وہ اسے بھیجے ہیں۔

افسوس کہ میں بوجہ کم فرصتی قبل ازیں تحریر جواب سے قاصر رہا جا رہا ہوں ترجمہ ٹیچنگز آف اسلام نندگی اعانت میں بھیجتا ہوں امید ہے کہ اس سے کچھ زیادہ بھیجنے کا تھا۔ مگر تنخواہ میں اس دفعہ کچھ گڑبڑ ہوگئی ہے امید ہے کہ انشاءاللہ عدد میں کچھ اور بھیجونگا۔ شاید میں اگلے مہینے جزیرہ مالٹا کو روانہ ہو جاؤنگا۔ مگر ابھی وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے واسطے مضمون لکھنے کی کوشش میں ہوں۔ زیادہ کیا لکھوں بجز اس کے کہ جماعت احمدیہ کے واسطے خدا کے حضور دست بدعا ہوں اور حضرت احمد علیہ السلام کی روح پر مرتب درود بھیجتا ہوں۔

والسلام راقم آپکا مخلص

(محمد سلیس)

دوسری چٹھی

مورخہ ۲۷ جون ۱۹۱۵ء اصل یہی ہے مگر اسکا ترجمہ قبل ازیں بدیہ ناظرین نہیں ہو سکا یہی نو مسلم احمدی دوست برادرم منشی صاحب موصوف کو لکھتے ہیں۔

پیارے بھائی سلام۔ تمہارے خط سے مجھے خوشی ہوئی اور (حضرت) احمد (سلام علیہ وعلی خلفائہ) کے ساتھ تمہاری عقیدت کا میں دل سے مداح ہوں۔ میرے خیال میں تم جانتے ہو کہ میں خود بھی احمدی ہوں میں نے حضرت احمد قادیانی کی کچھ تحریرات پڑھی ہیں۔ اور جو نمونہ میں نے آپ کے ایک پیرو مسٹر فتح محمد سیال کا دیکھا ہے اس سے مجھکو یقین ہو گیا کہ درحقیقت ایک برگزیدہ اللہ تھے مجھے اس کی بھی خوشی ہے کہ ٹیچنگز آف اسلام کا فرنچ ترجمہ ہو رہا ہے افسوس میں ایک غریب آدمی ہوں ورنہ اس کار خیر میں بہت کچھ دیتا مگر خیر اب انشاءاللہ تھوڑا ہی سہی۔ جو اگلے ہفتے بھیجونگا اور میرے خیال میں وہ قابل قبول ہوگا۔ میں فوجی خدمت میں خدا کے

برکات خلافت

اس نام سے وہ معرکتہ الآرا تقاریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں چھپ کر تیار ہو چکی ہیں بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ انجمن ترقی اسلام نے شائع کی ہیں جو ہر ایک جماعت کی عملی زندگی کے متعلق ہدایات اور اعلیٰ برکات کا مجموعہ ہیں اس لئے ہر ایک احمدی کو خریدنی چاہئیں قیمت ۴ر جو بالکل واجبی ہے

دوائے مقوی

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کی نہایت ہی مجرب ہے۔ جو نزلہ زکام۔ ضعف۔ اعضائے رئیسہ و اختلاج قلب اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے یہ وہی کشتہ مرجان ہے جو کثرت سے فروخت ہوتا رہا ہے قیمت ۲ر فی تولہ

المشتہر خاکسار بدرالدین احمدی قادیان

امام الزمان

مرسل یزدانی حضرت مسیح موعود کی تصانیف و دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میرے ہاں ہوتی ہیں آرڈر آنے پر فوراً تعمیل کیجاتی ہے

محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان

احمدی موٹر ڈرائیور

ایک احمدی نوجوان موٹر ڈرائیوری کا کام جانتا ہے سند اور لائسنس وہ یافتہ ہے۔ احباب اس کی ملازمت کا کہیں بندوبست کرا سکیں تو اس میں بہت بلیغ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ معرفت

الفضل قادیان خط وکتابت ہو۔

نکاح ثانی

کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہے کیونکہ میری پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ محکمہ ٹیکس میں ملازم ہوں۔ عمر ۳۴ سال کے قریب ہو چکی ہے۔ مزید حالات دریافت کرنے ہوں تو پتہ ذیل پر مطلع فرماویں۔ والسلام

خاکسار بندہ عبداللہ خان ڈیکٹیسٹر ٹیسٹ شاف پنجاب کالکا

[illegible] ستمبر ۱۹۱۵ ۸۳۵

ان الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ واسع علیم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔

الفضل

چندہ مقامی و پیرون سالانہ چار روپے

قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چندہ غیر ممالک سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۳ | مورخہ [illegible] ستمبر ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | [illegible] | نمبر ۲۷

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

نشان معجب از دیاد ایمان

ایک دوست نے حضرت المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں بطور استفسار عرض کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جو معجزہ آپنے اپنے خطبہ میں بیان فرمایا تھا کہ دودھ کے ایک پیالہ میں سات بھوکے پیالہ سے مساکین سیر ہو گئے۔ بعد میں حضرت ابوہریرہ نے خوب اچھی طرح پی لیا۔ پھر بھی اس میں سے بچ رہا۔ کیا ایسے خوارق مخالفین اسلام پر حجت ہو سکتے ہیں اور کیا بروئے علوم عقلیہ اکی کوئی توجیہ ہو سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا کہ ایسے نشان صرف مومنوں کی زیادتی ایمان کے واسطے ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ محض اپنی قدرت نمائی کے رنگ میں دکھاتا ہے مخالفین سے ایسے منوانے کی ضرورت نہیں۔ اتمام حجت کرنے کو دوسرے دلائل اور نشانوں کی کیا کمی ہے؟ اسی ضمن میں حضرت نے بعض نشان مسیح موعود علیہ السلام کے اور خود اپنے بیان فرمائے۔ جو اہل ذوق کی تازگی ایمان کا موجب ہوئے فالحمد للہ

بٹالہ سے قادیان تک تار

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے۔ حضرت کو اس اشد ضرورت کا اندنوں خاص خیال ہے۔ مجالس بعد نماز میں عموماً اس کا ذکر ہوتا ہے۔ آپکا ارشاد ہے کہ تمام مقامی جماعتوں کی طرف سے لوکل گورنمنٹ اور افسران محکمہ متعلقہ کی خدمت میں فرداً فرداً عرضداشتیں جانی چاہئیں۔ پھر سب کا متفقہ محضر صدر انجمن کیطرف سے بھیجا جائے کہ ہمارے سلسلہ کو اس تار کی بڑی ضرورت ہے جو دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ علاوہ روزمرہ کی معمولی ضروریات کے مختلف جلسوں اور مباحثوں مناظروں کے موقعہ پر خدا کے فضل سے تار برقی کے ذریعہ ہم بہت کچھ کام کر سکتے ہیں فرمایا اگر افسران متعلقہ اس معاملہ میں یہ خیال کریں کہ قادیان میں اور یہاں سے آنے جانیوالے پیغامات تار کی اتنی تعداد نہیں ہوتی جسکی خاطر تار لگانا ضروری سمجھا جائے تو یہ انکی غلطی ہوگی کیونکہ جب ہنوز قادیان تک تار موجود ہی نہیں تو ہمارے برقی پیغامات کسی معقول تعداد میں ہو کیونکر سکتے ہیں جبکہ سب جانتے ہیں کہ اکثر یہ پیغام معمولی ڈاک سے پہلے نہیں پہنچ سکتے۔ حضور کی مجلس میں بعض احباب نے یہ بھی بتلایا کہ اس محکمے (میں تار لگنے) کی منظوری تو ہو گئی تھی لیکن کسی اتفاقی موانع سے کھمبے وغیرہ لگنے میں تعویق پڑ گئی ہے۔ بہر حال اب ... اس مفید تجویز کی تکمیل کیواسطے باقاعدہ کوشش انشاء اللہ بہت جلد شروع ہوگی۔ مقامی انجمنوں کے سکرٹری صاحبان اس سعی میں حصہ لینے کے لئے تیار رہیں اور احکام صدر انجمن کے منتظر۔ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہے تو کچھ عجب نہیں کہ آئندہ جلسہ سالانہ تک یہ کام بن جائے۔

وفات حسرت آیات

افسوس! حضرت [illegible] صاحب کی دختر [illegible] اگست [illegible] کو [illegible] کی نماز [illegible] ہوئی تھی [illegible]

(باہتمام [illegible] عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

اخبار احمدیہ

ظفروال میں اخویم مکرم منشی محمد صادق صاحب کا لیکچر ہوا جس میں حضرت مسیح موعود کی [illegible] گھنٹہ تقریر ہوئی ضمناً خلافت اور مسئلہ نبوت پر [illegible] بہت ہوئی۔ وعظ کے بعد ایک [illegible] مولوی صاحب نے [illegible] گھنٹہ مگر سب جو [illegible] کو [illegible] تسلیم کیا۔

راولپنڈی [illegible] ابراہیم صاحب بقاپوری حسب الحکم حضرت خلیفۃ [illegible] مقامی جماعت کی درخواست پر کیمبل پور تشریف [illegible]

مالیر کوٹلہ [illegible] حسب تقریر فرماتے ہیں کہ روزانہ ایک [illegible] پایا جاتا ہے۔ اور اب مولی [illegible] میں ایک مکان [illegible] اور لیکچروں کے جاری رکھنے کا ارادہ ہے۔

بلب گڈھ سے انوار حسین صاحب لکھتے ہیں کہ جس مولوی سے حافظ روشن علی صاحب نے مباحثہ کیا تھا اب پھر وہ یہاں آیا ہوا ہے اور لوگوں کو عجیب عجیب طریقوں سے بدظن کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا فضل ہمارے شامل حال ہے۔ جس قدر وہ لوگوں کو بدظن کرتا ہے اسی قدر وہ قریب آتے ہیں چنانچہ حکیم عبدالرحمن صاحب جو کہ سلسلہ کی مخالفت کو کار ثواب سمجھتے تھے۔ سلسلہ میں داخل ہو [illegible] ہر وقت ان کے اردگرد مخالفین کا ہجوم رہتا ہے اور لوگ انہیں [illegible] کرنے کے درپئے رہتے ہیں لیکن وہ یہی جواب دیتے ہیں کہ میں نے حق پالیا ہے مجھے اب کسی کی پرواہ نہیں خدا انہیں استقامت عطا فرماوے۔

سکورا بنگال سے برکت علی صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں خطبہ عید میں حضرت مسیح موعود کا ذکر اچھی طرح لوگوں کو سنایا گیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ اگر آنیوالا مسیح و مہدی تلوار سے مسلمان کرنے والا ہوگا تو قرآن کے خلاف کریگا ایک ڈپٹی مجسٹریٹ امین الزمان صاحب نامی بھی تشریف لائے انکو بھی حضرت صاحب کے حالات مفصل سنائے گئے جو خوب دلچسپی سے سنتے رہے۔ اور یہ سلسلہ سے بہت تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق بخشے

میدان کارزار فرانس سے حق نواز صاحب ڈاکٹر محمد الدین صاحب محمد یعقوب خانصاحب دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

دعا [illegible] سے شیر علی صاحب اپنے مشکلات کے لئے [illegible] سے حکیم محمد الدین صاحب اپنی بیماری کے لئے

کراچی سے رستم علی صاحب اپنے بعض مقاصد کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

برہمن بڑیہ سے مولوی محمد عبدالواحد صاحب مبلغ تحریر فرماتے ہیں کہ اس علاقہ میں سخت قحط پڑا ہے تین دفعہ طغیانی آچکی ہے اور فصلیں تباہ ہوگئی ہیں آج کل غضب الٰہی جوش میں ہے باوجود لوگوں کی کم توجہی کے تبلیغ کا کام جاری ہے اس ماہ میں بفضل خدا چار آدمی داخل سلسلہ ہوتے ہیں ہماری نماز عید میں غیر احمدیوں اور احمدیوں کی تعداد مساوی ہی ہوگئی تھی۔ خطبہ عید میں واضح طور پر تبلیغ احمدیت کی گئی لوگ بہت متاثر ہوئے فالحمد للہ علی ذالک۔

کوہ منصوری سے بابو فخر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ باوجود مخالفت کے مسجد احمدیہ میں بجلی کی روشنی لگ گئی ہے۔ الحمد للہ۔

نوشہرہ سے میاں فضل الرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ایک غیر مبائع ہیں اتفاق سے ایکدن ایک غیر احمدی انکے پاس آگئے انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ مرزا صاحب کو کیا سمجھتے ہو غیر احمدی نے جواب دیا کہ مسلمان سمجھتا ہوں۔ غیر مبائع نے کہا میں بھی تمکو مسلمان سمجھتا ہوں لیکن یہ تم کو کافر سمجھتے ہیں۔ میں نے اس غیر احمدی کو کہا یہ جھوٹ بولتے ہیں اگر یہ آپکو مسلمان سمجھتے ہیں تو انکو کہیں کہ آپکے پیچھے نماز پڑھیں لیکن یہ ہرگز نہیں پڑھینگے چنانچہ جب انہیں نماز پڑھنے کے لئے کہا گیا تو انکار کر دیا۔ اس پر غیر احمدی نے کہا یہ لوگ کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔

کوڑالی (مالابار) سے اے احمد احمدی لکھتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص سے مذہبی گفتگو شروع ہوگئی۔ دوسرے دن اس شخص نے اپنے مولوی سے ذکر کیا تو اس مولوی نے کہا یہ کافر ہیں ان سے بات چیت نہ کیا کرو۔ میں اس مولوی کے مکان پر گیا لیکن وہ ملا اس کے مکان کے قریب کچھ مسلمان اور کچھ ہندو بیٹھے تھے ان سے سلسلہ کے متعلق گفتگو شروع ہوگئی۔ میری باتوں کا جواب دینے کے [illegible] تو [illegible] کے ساتھ باتیں کرتا ہے اور تم بیہودہ باتیں کرتے ہو۔ کاش منکران مسیح موعود اپنی حالت سے عبرت پکڑیں۔

فیروزپور سے علی محمد صاحب کلارک لکھتے ہیں کہ [illegible]

خبریں

جنگ

محاربہ قاف۔ [illegible]
[illegible] شہروان روجنگی نقطہ نظر [illegible] لیکن پیرو گراڈ کے ایک [illegible] میں اعلان کیا گیا ہے کہ [illegible] انہوں نے ترکوں کو شکست دیکر ابھی الغا پیچھا کر رہے ہیں اور [illegible] قبضہ اور قیدیوں کو گرفتار کر [illegible] ان کے ہاتھ لگ رہا ہے۔

ترکی لشکر میسرہ کو بھی شکست فاش ہوئی ہے۔ روسی اپنے دشمن کو چاروں طرف سے نرغہ کر کے نقل و حرکت میں [illegible] جاتے ہیں۔ اور انہوں نے [illegible] قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس طرح دریائے فرات کے دائیں کنارے ترکی حملہ آمد و رفت انکے قابو میں آگیا ہے۔ ترکوں نے اس درہ کو واپس لینے کے لئے بڑی شد و مد سے جدوجہد کی مگر عبث بلکہ نقصان عظیم اٹھایا پھر انہوں نے درہ [illegible] میں زبردستی داخل ہونا چاہا۔ مگر روسی افواج کی سنگینوں سے انکو شکست فاش دی روسی محاصرہ کا نتیجہ ہوا کہ گیارہ ترکی ڈویژن جو شمال میں بڑی بہادری سے مدافعت کر رہے تھے انکا بالکل قلع قمع ہوگیا۔ جو فرات کے بائیں جانب جان بچا کر بھاگے انکی پسپائی بڑی ابتری کے ساتھ ہوئی۔ تاحال یہ تو ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ہوا کہ کل کیا کچھ روسیوں کے ہاتھ آیا۔ مگر اتنا پتہ لگ گیا ہے کہ بہت سی توپیں۔ کلدار [illegible] بندوقیں اور سامان حرب ان کے قبضہ میں آیا قیدیوں میں کئی [illegible] بہت سے دیگر افسر اور ہزارہا جنگی جوان ہیں۔ تمام علاقہ [illegible] ترکوں سے بھرا پڑا ہے جو بے چون و چرا اطاعت قبول کرتے جاتے ہیں۔

دریائے ناریو کے بالائی محاذ پر جنگ جاری ہے دشمن خاص شدت سے حملہ کر رہا ہے۔ برطانی جہاز کی فہرست نقصان مورخہ ۱۲، ۱۴، ۱۸ اگست طویل ہے۔ افسر [illegible] ۱۹ اگست کو غنیم نے [illegible] میں [illegible] اور [illegible] فرانس میں متحدہ افواج کو گئے ہیں جہاں سلسلہ [illegible] کامیابی ہے کہ وہ نوع قلعہ کے تسخیر ہو گیا [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] کے بائیں کنارے والے قلعہ غنیم [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیان دارالامان - ۲۴ اگست ۱۹۱۵ء

آزادی کے متلاشی آ! میں تجھے بتاؤں

شاہد مقصود کہاں ملتا ہے؟

"نئی روشنی" یا "تہذیب" کے فدائی۔ حریت پسندی و ملت پرور کے شیدائی۔ تو نے اپنی شائستگی کے بہت گن گائے۔ خانہ ساز زندہ دلی پر بڑی مدت تک مرتا رہا۔ فرضی آزادی کے خیال خام پر بہت فریفتہ رہ چکا۔ تو ہی اپنے ایمان سے نہیں نہیں اپنے کانشنس (ضمیر) سے مشورہ کر کے جواب دے کیا تیری روح نے ایک دن بھی اس طریق زندگی سے تسلی پائی؟ کیا تیرے قلب کو ایک لمحہ بھی اپنی مزعومہ آزادی کے لاانتہا ہی جکڑ بندوں میں سچی تسکین حاصل ہوئی۔ کیا کبھی لحظہ بھر بھی تجھ کو فیشن۔ خود داری اور بے شمار مراسم "روشن خیالی" کی ادھیڑ بن میں حقیقی آرام نصیب ہوا؟ مجھے امید نہیں کہ تو سچائی کو دوست رکھتا ہوا ان سوالوں کا جواب اثبات میں دے سکے۔ اور اس نام نہاد آزادی کی حمایت کر کے سرخرو ہو سکے۔

تیری قمیص کے کف یا کالر میں خفیف سا نقص ہو تو تیرا دل بے چین رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ نقص رفع نہ ہو جائے تیرے بوٹ سوٹ میں کوئی ذرا سی بات بھی فیشن کے خلاف ہو تو حلقۂ احباب میں شامل ہوتے ہوئے تو اس طرح جھینپتا ہے جیسے کوئی عیب دار انسان لوگوں کو منہ دکھاتا ہوا شرماتا ہے اگر سوسائٹی کے خلاف دستور کوئی ادنیٰ فروگذاشت تیرے طرز عمل میں پائی جائے تو ہم جنسوں میں تیری ساری شیخی کرکری ہو جاتی ہے کوئی سیدھا سادہ غریب بھائی تیرے محبوب آئین معاشرت کی بزرگداشت سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو خواہ وہ اپنے دم سے کیسا ہی نیک شریف اور قابل قدر انسان ہو مگر تو اس مسکین سے بیزار ہو کر اپنے اخلاقی فرض کو بھی بالائے طاق رکھ دیتا ہے تیری فطری حمیت اور شریفانہ غیرت ان حیا سوز آداب "تہذیب و تمدن" کو جو اہل تدبیر نے تمام اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر آپ ہی اپنے گلے کا ہار بنا لئے ہیں۔ خواہ کتنی ہی بیزاری و ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہو۔ مگر تو مجبور ہے کہ اس معاملہ میں دم نہ مار سکتا اگر ذرا بھی قومی رسم و رواج کے خلاف لب ہلائے تو اپنے بیگانے سب تجھے کوسنے لگتے اور تیری نسبت اظہار ناراضی کا ووٹ پاس کرتے ہیں تیری ہستی کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا ہے۔ اور تیرا ضمیر بھی اسیر بلا تذبذب صاد کرتا ہے کہ تمام کائنات کا خالق و مالک۔ متصرف و مدبر بالارادہ ایک ہی قادر مطلق ہے۔ لیکن آہ! تو اس لاتبدیل صداقت کے اقرار میں بھی اخلاقی جرأت سے کام نہیں لے سکتا تو دیکھتا ہے کہ اس سچائی کے خلاف ایک حرف بھی زبان پر لانا سراسر ضمیر کا خون کرنا ہے مگر افسوس تو آج تک اسی کا خوگر رہا کہ تین کو ایک اور ایک کو تین خود بھی کہے اور دوسروں کو بھی اسی کی تعلیم دے تو جانتا ہے کہ خدا بھی ہو اور بندہ بھی۔ یہ ایک لغو خیال ہے۔ عبودیت اور معبودیت کی حدود اب صاف صاف ظاہر ہو چکی ہیں۔ پر تو اس معمے کو حل کرنے کی جانب مطلق توجہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اس "آزادی و تہذیب" کے بے شمار خرخشے تجھ کو ادھر آنے کی مہلت ہی کب دیتے ہیں؟

پیارے تو مغربی ہے یا مشرقی۔ ہندی ہے یا سندھی مصری ہے یا رومی۔ میں تجھے کمال دلسوزی و شفقت سے کہتا ہوں کہ یہ آزادی نہیں ہے جسے تو اب تک غلطی سے آزادی سمجھ رہا۔ دنیا کے اعلیٰ تاجداروں کو کیا بات ہے جو حاصل نہیں ہوتی کونسی نعمت ہے جسے وہ ترستے ہوں۔ کونسا اہم سے اہم مقصد ہے جس پر انہیں دسترس نہ ہو؟ ایک سطحی خیال کا انسان ضرور یہ جواب دیگا کہ ان کی ہستی ہر پہلو سے قابل رشک ہے۔ اور تمام حاجات و خدشات سے مامون و مستغنی۔ عالم امکان کی کوئی شے کوئی بات ان کے واسطے انہونی یا وقت طلب نہیں۔ مگر واللہ یہ خیال بھی محتاج اصلاح ہے۔ کیونکہ ان کی زندگی کے بہتیرے پہلو ایسے اندیشناک ہوتے ہیں کہ روح کو مجروح کر دینے والے وہ خطرات معمولی سے معمولی انسانوں کو عمر بھر بھی پیش نہ آتے ہونگے۔ یہ کیوں؟ اسی لئے کہ وہ بھی اسی نام نہاد آزادی کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے اور باتوں میں اس کے غلام ہیں۔ ذرا انصاف سے کہنا بھلا یہ بھی کوئی آزادی ہے کہ بغیر سنگین پہرہ چوکی کے بیچارے نہ کہیں آ جا سکتے ہیں نہ اپنے گھروں تک میں شبانہ روز زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ برخلاف اس کے ایک انبیاء (علیہم السلام) ہوتے ہیں۔ کہ خواہ وجاہت دنیوی کے لحاظ سے ان سراسر گندے اور دل کے اندھے انہیں معاذ اللہ کمترین خلائق بے کس بے بس تن تنہا بے یار و مددگار سمجھا کریں مگر وہ چونکہ زمینی اسباب پرستوں کی طرح کسی خانہ ساز حیلہ و تدبیر کے مقید نہیں ہوتے اس واسطے اپنے مولیٰ کے سایۂ محافظت میں بڑی آزادی سے کھلے بندوں جہاں چاہیں بے دھڑک چلے جاتے ہیں۔ اور کوئی ان سے آنکھ نہیں ملا سکتا یہ کیوں؟ اس لئے کہ ایک شوکت و جلال والی مقتدر ہستی ان کی پشت و پناہ ہے وہ صرف اسی ایک سے ڈرتے اور باقی تمام دنیا و مافیہا سے بے کھٹکے رہتے ہیں تمام خدا کے پیارے مرسلوں نے اسی انداز سے زندگی بسر کی اور اسی کا دوسری مخلوق کو سبق دیا۔ اسلام ان سب کی تہذیب تھی وہی ان کا تمدن۔ اسی کے اصول و احکام کے ماتحت وہ خاطر خواہ آزادی کے لطف اٹھاتے تھے جسے کچھ شک و شبہ ہو وہ ایک ایک بات میں مقابلہ کر کے دیکھ لے کہ آیا سچی آزادی اسلام نے بتائی ہے یا اپنے زمانہ کی نام نہاد شائستگی؟ جس کے ناقابل برداشت بوجھوں سے دبتے دبتے تنگ آ کر اب خود وہ قومیں بھی اس سے بیزار ہوتی جاتی ہیں۔ جن کو کل تک اس پر فخر تھا۔

دنیا کو تاریکی و گمراہی کے غار سے نکالنے فضولیات کے بار گراں سے چھٹکارا دلانے۔ تباہ کن قیود سے بچانے اور حقیقی آزادی کی سیدھی راہ دکھانے کے لئے ہمیشہ خدا کے پاک فرستادے آتے رہے۔ اور الحمد للہ کہ ہمارے زمانہ میں بھی مسیح موعود علیہ السلام کا پاک وجود اسی غرض سے ظہور فرما ہوا۔ مبارک ہیں وہ جو اسے قبول کر کے تمام غموں سے رستگاری حاصل کرتے۔ اور دنیا و مافیہا کی ساری تکلیفات اور لایعنی تکلفات سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ پس اے سچی آزادی روشنی اور شائستگی کے متلاشی آ کہ دنیا کے پردہ پر آج یہی ایک وسیلہ ہے ان نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

ترقی اسلام کیلئے ایک اپیل

امید دین رواں گرواں امید تو واگردد
زصد نومیدی یاس والم حسرت شود پیدا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی اسلام کا کام حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعا اور کوشش کی برکت سے روز افزوں ترقی پر ہے۔ نہ صرف ہندوستان کے اندر تبلیغ کا کام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے بلکہ ہندوستان کے باہر بھی احمدیہ انجمنیں قائم ہوگئی ہیں جنہوں نے اپنا کام باقاعدگی سے شروع کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر ایک جوش کی روح پھونک دی ہے سیلون میں انجمن احمدیہ قائم ہوگئی ہے ماریشس میں احمدیہ انجمن کی بنیاد ڈالدی گئی ہے۔ ولایت میں احمدیت کی اشاعت ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان سب نو احمدیوں میں بڑا جوش اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ تین مبلغ تو پہلے ہی غیر ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ بعض اور مبلغ باہر بھیجے جاویں چودہری صاحب کو ولایت میں کام کرتے ہوئے تیسرا سال جا رہا ہے اب ضرورت ہے کہ ان کی امداد کے لئے ایک اور مبلغ بھیجا جاوے تاکہ کچھ عرصہ وہ انکے ساتھ کام کر کے تجربہ حاصل کرے تو چودہری صاحب تھوڑے عرصہ کے لئے واپس ہندوستان بھی آسکیں اور ان کی غیر حاضری میں یہ دوسرا مبلغ ان کا کام جاری رکھ سکے اس غرض کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے قاضی عبد اللہ صاحب بی۔اے بی۔ٹی کو منتخب فرمایا ہے جو ستمبر کے ابتداء میں انشاء اللہ تعالیٰ روانہ ہو جاوینگے۔ ان کی روانگی کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے ایسا ہی سیلون کے احمدی اپنے ملک کے لئے ایک مبلغ طلب کر رہے ہیں ان کا ارادہ وہاں ایک انگریزی مدرسہ کھولنے کا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ جو مبلغ وہاں جائے وہ تعلیم اور عام تبلیغ کے ذریعہ احمدیت کی اشاعت کرے اس غرض کے لئے ایک صاحب جو بی اے پاس اور تبلیغ کا بہت جوش رکھتے ہیں تجویز کئے گئے ہیں ایسا ہی حضرت خلیفۃ المسیح کا بعض مشرقی ممالک میں بھی مبلغ روانہ کرنے کا ارادہ ہے اور اس کام کے لئے بھی ایک قابل اور مستعد انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان جو [illegible] قادیان ہی [illegible] منتخب کیا گیا ہے ان کا سفر خرچ کے لئے روپیہ کی بہت ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ چھپوانے کے لئے آجکل ہی میں انشاء اللہ تعالیٰ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب کو مدراس روانہ کیا جائیگا۔ تا یہ کام اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ جلدی انجام پذیر ہو جاوے مفتی صاحب مدراس میں علاوہ ترجمہ کی چھپوائی کے تبلیغ کا کام بھی کرینگے۔ اس کام کے لئے بھی بہت روپیہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جس طرح کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح چھپوانا چاہتے ہیں اس کے لئے بہت سرمایہ درکار ہوگا علاوہ بریں بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ ہزاروں کی تعداد میں چھپانے کی ضرورت ہے۔ جن میں سے بعض پریس میں بھیج بھی دیئے گئے ہیں انکے لئے بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ علاوہ ان اخراجات کے انجمن ترقی اسلام کا مستقل ماہوار خرچ بھی مبلغین مدرسین اور دیگر اغراض کے لئے بڑی معقول رقم ہوتی ہے۔ مگر اس مستقل خرچ کے علاوہ وہ فوری اخراجات در پیش ہیں جنکا ذکر میں نے اوپر کیا ہے اس لئے روپیہ کی **سخت ضرورت** ہے۔ موجودہ فنڈ میں ان اخراجات کی گنجائش بالکل نہیں۔ پس میں احمدی احباب کی توجہ ان فوری ضروریات کی طرف پھیر کر ان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ فوراً ان ضروریات کے لئے روپیہ بھیجنے کی کوشش کریں۔

بے شک ان اخراجات کا بہم پہنچانا ایک بھاری کام ہے مگر ع
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا۔

اس اپیل کے ساتھ میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کا اثر احمدی احباب کے ان چندوں پر ہرگز نہیں پڑنا چاہئے جو وہ مستقل طور پر صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بھیجتے ہیں صدر انجمن کو خود بھی اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔ اس لئے جہاں احباب ترقی اسلام کے کام کے لئے چندہ بھیجنے کی کوشش کریں وہاں صدر انجمن احمدیہ کے مطالبات کو فراموش نہ کر دیں۔

اگر احباب ان موعودہ رقموں کی ادائیگی کیطرف بہت جلد توجہ کریں جن کے ادا کرنے کا وہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر وعدہ کر گئے تھے۔ تو خدا کے فضل سے یہ دقت دور ہو سکتی ہے۔

اس موجودہ رقم میں ۲۴ ہزار روپیہ ترقی اسلام کا ہے جس میں سے کچھ حصہ وصول ہو چکا ہے مگر بڑا حصہ باقی ہے۔ موجودہ فوری ضروریات کو مدنظر رکھکر حسب منشاء حضرت خلیفۃ المسیح یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس موقعہ پر جو چندہ انجمن احمدیہ بھیجیں اسکو موعودہ چندہ میں شامل کریں اور روپیہ بھیجتے وقت کوپن پر یہ الفاظ لکھدیں۔ "موعودہ چندہ بابتہ ترقی اسلام" اور تا اطلاع ثانی ایسا ہی کریں یعنی جب وہ موعودہ رقم جس کے ادا کرنیکا وہ سالانہ جلسہ پر وعدہ کر گئے تھے۔ محاسب صاحب کے نام روانہ کریں تو اس میں یہ لکھدیں کہ یہ موعودہ رقم ہے جو ترقی اسلام میں دی جائے۔ جب ترقی اسلام کا حصہ پورا ہو جائیگا۔ تو اس وقت انجمنوں کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کر دیا جائیگا کہ اب ترقی اسلام کی رقم پوری ہو چکی ہے۔ اس کے بعد موعودہ چندہ کا جو روپیہ آئیگا۔ وہ سارے کا سارا صدر انجمن کے خزانہ میں داخل ہوگا۔ چونکہ ترقی اسلام کے لئے اس وقت فوری اخراجات کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے احباب فوراً توجہ فرماویں اور جن احباب کی طرف سے کوئی رقم موعودہ مقرر نہیں ہے وہ یکمشت چندہ بھیجکر امداد کریں۔ اور احباب کے لئے ضروری ہے کہ جیسا انہوں نے صدر انجمن احمدیہ کے لئے مستقل چندہ اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اسی طرح اس چندہ کے علاوہ ترقی اسلام کے لئے بھی ایک مستقل چندہ مثلاً اپنی آمد میں سے ایک پیسہ فی روپیہ کے حساب سے ایک رقم مستقل اپنے ذمہ لیکر ماہوار یا فصل کے موقعہ پر ترقی اسلام کے فنڈ میں بھیجا کریں۔ بالآخر میں حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل دعا کے ساتھ اس درخواست کو ختم کرتا ہوں۔

کریا صد کرم کن بر کسیکہ ناصر دین است
بلائے او بگردان گر گہے آفت شود پیدا۔ (آمین)

شیر علی عفی اللہ عنہ
سکرٹری ترقی اسلام قادیان

ناظرین کرام! آپکا الفضل کوئی تجارتی اخبار نہیں۔ اس کا مقصد محض دین حق کی حمایت و اشاعت ہے اسی لئے گذشتہ دو سال میں قریباً ۸ ہزار روپیہ اس پر محترم مالکان گرہ سے لگا چکے ہیں جب تک اس کی آواز دور دور نہ پہنچے دعوت الی الخیر کا پاک مشن کیونکر خاطر خواہ فروغ پا سکتا ہے! اسی لئے ہر ایک غیور احمدی کو الفضل کی اشاعت بڑھانیکا فکر ہونا چاہیئے۔

مینیجر

حضرت خلیفۃ المسیح کا مکالمہ

ایک دہریہ سکھ صاحب سے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک دہریہ سکھ کے ساتھ پچھلے دنوں جو گفتگو فرمائی۔ وہ چونکہ پنجابی میں تھی اس لئے اچھی طرح ضبط تحریر میں نہ آسکی۔ اور اسی وجہ سے اس کی اشاعت میں اتنی تاخیر ہوئی۔ تاہم جو کچھ لکھا جا سکا اُسے اُردو جامہ پہنا کر ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

(رپورٹر الفضل)

سکھ صاحب نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ ہم کسی کی عبادت کیوں کریں؟ اس کی ضرورت کیا ہے ؟

حضرت خلیفۃ المسیح:۔ پیشتر اس سے کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں۔ یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آیا کوئی ایسی ہستی ہے بھی جس کی عبادت کی جائے یا نہیں۔ اگر وہ ہستی ثابت ہو گئی تو عبادت کرنے کا سوال خود بخود حل ہو جائیگا اسے تو آپ بھی سمجھتے ہوں گے کہ دنیا کے تمام مذاہب کی بنیاد کچھ عقائد پر ہے۔ اور ہر مذہب والا اپنے نزدیک اپنے اعتقادات کے متعلق کچھ نہ کچھ دلائل بھی رکھتا ہے۔ میرا تعلق چونکہ قرآن شریف سے ہے۔ مجھے اپنے عقائد کے متعلق اسی سے بتانا ہوگا۔ دیگر مذاہب والوں کا بھی یہی فرض ہے کہ اپنے کسی عقیدہ کے ثبوت میں اپنی مذہبی کتاب سے دلائل پیش کریں۔ لیکن اگر وہ نہیں کر سکتے تو میں ان کا ذمہ وار نہیں۔ البتہ اس طرح یہ ضرور پتہ لگ جائیگا کہ ان کے مذہب ناقص ہیں۔ میں چونکہ مسلمان ہوں اس لئے میں اسلام کے بیان کردہ دلائل دونگا۔ اور قرآن شریف سے دونگا۔ اس کے بعد یہ سوال حل ہو جائے گا کہ عبادت کیوں کی جائے۔ اور اس کی کیا ضرورت ہے ؟

سکھ۔ آپ قرآن شریف سے جو دلائل دینگے وہ میرے لئے کس طرح قابل سند ہو سکتے ہیں؟ جبکہ میں قرآن کو مانتا ہی نہیں

حضرت۔ ہر ایک مدعی اپنے دعوی کے متعلق کچھ ایسے دلائل رکھتا ہے جو اس کے نزدیک درست ہوتے ہیں۔ ان ان کا دوسروں کے سامنے درست یا غلط ہونا دوسری بات ہے اور اس کا فیصلہ کرنا سننے والے کے اختیار میں ہوتا ہے قرآن شریف بھی دعوے کرتا ہے کہ خدا ہے۔ لیکن اس کے منوانے کے لئے یہ نہیں کہتا کہ چونکہ میں کہتا ہوں۔ صرف اسی وجہ سے مان لو۔ بلکہ وہ اس کی ہستی کے دلائل بھی دیتا ہے۔ پس اگر قرآن شریف کے دلائل صحیح اور درست ہیں تو ان کے ماننے سے کسی بڑے سے بڑے ریفارمسٹ کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ صحیح دلیل وہی ہوتی ہے جو دوسروں پر حجت ہو اسے دلیل نہیں کہا جا سکتا۔ جو صرف کہنے والے کے اپنے نزدیک درست ہو یہ کہنا کہ فلاں بات میں کہتا ہوں اس لئے مان لو۔ دلیل دینا نہیں بلکہ اپنا دعوے منوانا ہے اگر کوئی مذہب کوئی دعوے کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کے دلائل بھی دے۔ اور جس طرح ہر ایک فرد کا فرض ہے کہ اپنے دعوے کے اثبات کے لئے دلائل دے۔ اسی طرح مذہب کا بھی فرض ہے۔ لیکن اگر کوئی مذہب اپنے دعووں کے ثبوت میں دلائل نہیں دیتا۔ تو اس کا کیا حق ہے کہ لوگوں سے اپنا آپ تسلیم کروائے اور کیوں لوگ اسے قبول کریں؟ اسی طرح اگر اسلام ایسے دلائل نہیں دیتا۔ جنہیں لوگ مان سکیں تو وہ اُسے کیوں مانیں ؟

میں نے جو قرآن شریف کو دلائل کے لئے پیش کیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مذہب کوئی دعوے کرتا ہے۔ اور دلائل نہیں دیتا۔ اور دلائل کے لئے انسانوں کا محتاج ہو وہ سچا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے میری یہ بھی غرض ہے کہ آپ کو قرآن شریف کے دلائل سے خدا تعالیٰ کا ثبوت دیکر جہاں اس کی ہستی بتاؤں۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دوں کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اور اپنی سچائی کے خود دلائل رکھتا ہے نہ کہ اوروں کا محتاج ہے۔ اس کے لئے سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ میں آپ کو قرآن شریف سے دلائل دوں۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کو ان کے ماننے کے لئے اس طرح مجبور کرونگا۔ کہ چونکہ قرآن شریف کہتا ہے اس لئے ضرور مان ہی لو۔ بلکہ میں ایسی دلیل دوں گا جو آپ کو ماننی پڑے گی۔ اور آپ کا دلی اطمینان کرتا جاؤنگا ۔

اوّل یہ دیکھنا چاہیئے کہ مذاہب خدا تعالیٰ کو کیا پیش کرتے ہیں آیا خدا کو کسی بڑے پہاڑ یا بڑے دریا یا بڑے درخت کی طرح کا بتاتے ہیں یا کسی اور طرح کا ؟ یہ بات تو صاف ہے کہ وہ اس طرح کا نہیں کہتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ خدا ایک ایسی ہستی ہے جو ہر ایک چیز کا علم رکھتی ہے۔ باریک در باریک حکمتوں سے واقف ہے سب سے زبردست اور طاقتور ہے۔ تمام دنیا کا نظام اسی سے چل رہا ہے تو ان باتوں کے ثبوت کے لئے اسی قسم کے دلائل کی ضرورت ہے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ فلاں آدمی ہے۔ اور جب اس سے ثبوت مانگا جائے تو کہے کہ کیونکہ اس میں بھی آدمیوں کی سی صفات پائی جاتی ہیں اسلئے آدمی ہے۔ اور اگر لکڑی ہوگی تو لکڑی کے صفات بتائیگا اسی طرح خدا تعالیٰ کے متعلق سمجھ لیجئے۔ اگر کوئی اسے پہاڑ یا لکڑی وغیرہ کی طرح کہتا ہے تو ہمیں اس کی طاقتیں معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہم اس سے اس قسم کا کوئی ثبوت مانگیں گے لیکن اگر وہ اس کی طاقتیں علم۔ حکمت۔ عمل۔ قدرت وغیرہ بتاتا ہے تو ہم کہیں گے کہ ان طاقتوں کو ثابت کر دو۔ چونکہ تمام مذاہب والے ایک ایسی ہستی کے قائل ہیں جو بے جان نہیں بلکہ طاقتوں اور قدرتوں والی ہے اس لئے اس کا ثبوت بھی ایسا ہونا چاہیئے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس کی حکمت اس کی طاقت اس کی قدرت اس کا علم انسانوں کے علم و حکمت وغیرہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے تب جا کر ہم اُسے خدا مانینگے۔ اس کے لئے ہم قرآن شریف کو لیتے اور دیکھتے ہیں کہ آیا وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی کوئی دلیل دیتا ہے یا نہیں۔ اور اگر دیتا ہے تو دنیا اُسے مان سکتی ہے یا نہیں۔ دیکھئے میں آپ کے سامنے ایک آدمی بیٹھا ہوں۔ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں آدمی ہوں اسی طرح کہ میں آدمیوں کی طرح بولتا دیکھتا ہوں۔ اور وہی صفات مجھ میں پائی جاتی ہیں جو آدمیوں میں ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ایک آدمی پردے کے پیچھے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا ہو تو آپ کس طرح اُسے پہچانینگے کہ آدمی ہے ؟ اس کی باتوں کے اثر سے کیونکہ وہ خود تو نظر نہیں آتا۔ تو ایک چیز کے معلوم کرنے کے لئے کئی ایک طریق ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک چیز ہے کوئی کہے دکھا دو تو ہم اُسے دکھا دینگے۔ لیکن اگر میں یہ کہوں کہ سونا ٹھوس ہے تو آپ یہ کبھی نہ کہیں گے کہ مجھے اس کا ٹھوس ہونا آنکھوں سے دکھا دو۔ بلکہ یہی کہیں گے کہ چھو کر دیکھ لینے دو۔ اسی طرح ایک پھول ہو میں کہوں اس میں بڑی اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے تو آپ یہ نہیں کہیں گے کہ مجھے خوشبو دکھا دو بلکہ یہی کہو گے کہ سنگھا دو۔ اسی طرح عمدہ آواز ہے۔ اس کی نسبت آپ نہ

نہیں گے کہ سنگھا دو بلکہ یہی کہیں گے کہ سُنا دو ۔ اسی طرح ایک چیز کڑوی یا میٹھی ہے تو آپ یہ نہیں کہیں گے کہ سُنا دو بلکہ یہ کہیں گے کہ چکھا دو ۔ پس اس سے معلوم ہُوا کہ مختلف چیزوں کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طریق ہوتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں خدا کو آنکھوں سے دکھا دو تو ہم مانیں گے ایسے لوگوں کو ہم کہتے ہیں ۔ کیا تم ہر ایک چیز کو دیکھ کر ہی مانتے ہو ۔ نہیں بلکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو اور طریق سے بھی معلوم کرتے ہو ۔ اور ان کے قائل ہو ۔ پھر خدا کیلئے کیوں کہتے ہو کہ آنکھوں سے ہی دکھا دو تو مانیں گے ۔ بعض باتیں ایسی ہیں ۔ جن کو ان حواس ظاہری سے معلوم نہیں کیا جاتا بلکہ اور طرح بھی ماننا پڑتا ہے ۔ مثلاً لنڈن ایک شہر ہے جسے آپ نے نہ دیکھا نہ سونگھا نہ چھُوا اور نہ چکھا ۔ بلکہ لوگوں سے سُن کر مانا ہے ۔

سکھ ۔ میں نہیں مانتا کہ لنڈن کچھ ہے ۔

حضرت ۔ آپ یُوں انکار کر دیں تو اور بات ہے لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا انکار ہو سکے ۔ اگر آپ یہ کہیں کہ لنڈن کا جو طول و عرض یا مکانات کی وضع قطع وغیرہ بتائی جاتی ہے ممکن ہے ایسی نہ ہو لیکن لنڈن کے وجود سے آپ انکار نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ وہ اس طرح ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا ۔ اچھا اگر آپ نہیں مانتے تو نہ مانئے ۔ قرآن شریف کی دلیل سُن لیجئے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر ۔ خدا کوئی ایسی ہستی نہیں جو ان آنکھوں سے نظر آ سکے بلکہ وہ خود انسانوں تک پہنچتا ہے یعنے آثار اور شواہد سے نظر آتا ہے کیونکہ وہ لطیف اور خبیر ہے یہ اس لئے بتایا کہ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمیں خدا دکھاؤ ۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ جب خدا کی ایسی صفات ہیں تو چاہیئے کہ اس کا ثبوت بھی ان سے ہی ملے نہ کہ کسی مجسم چیز کی طرح لوگوں کے سامنے آ جائے ۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ۔ کوئی انسان زمین و آسمان کی باتوں کے متعلق غیب کا علم نہیں رکھتا ۔ مگر اللہ ہی رکھتا ہے ۔ انسان کو تو اپنی حالت کا بھی پتہ نہیں ہوتا ۔ چہ جائیکہ غیب کے متعلق خبر دے سکے ۔ اور پھر انسان میں یہ بھی قدرت نہیں کہ وہ باتیں جو قانون قدرت میں ناممکن ہیں انکو کر دے لیکن خدا تعالیٰ اپنے ثبوت کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ ایسی باتیں بتاتا ہے جو انسانی طاقت سے بالا تر ہوتی ہیں تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر سمجھ لیں کہ واقعہ میں ایک ایسی ہستی ہے جو سب طاقتیں رکھتی ہے ۔

سکھ ۔ چونکہ انسانی طاقت کی اس طرح حد بندی نہیں کی جا سکتی کہ اب اس سے بالا تر نہیں جا سکتی ۔ اور محدود ہو گئی ہے ۔ اس لئے کوئی بات انسانی طاقت سے باہر بھی نہیں کہہ سکتے ۔ آپ کو معلوم ہو کہ پہلے زمانہ میں ہوا پر اُڑنا ۔ بیجان چیزوں سے آواز کا نکلنا غیر ممکن تھا ۔ لیکن اب ہوائی جہازوں اور فونو گرافوں نے یہ ممکن کر دیا ہے ۔

حضرت ۔ ہم مانتے ہیں کہ بعض وہ باتیں جو پہلے معلوم نہ تھیں ۔ اب معلوم ہو گئیں اور ہو رہی ہیں ۔ لیکن اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس قدر انسانی کام ہو رہے ہیں وہ اسباب کے ذریعہ ہو رہے ہیں ۔ اور کوئی ایسا کام نہیں ہے جو اسکے بغیر انجام پا رہا ہو ۔ اس سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ دنیا پر وقوع ہونیوالی باتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک وہ جو انسانی طاقت اور قدرت میں ہیں اور دوسری وہ جو اس سے بالا تر ہیں ۔ اسلئے ہم بعض باتوں کی نسبت تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ انسانی طاقت سے بالا تر نہیں اور ممکن ہے کہ انہیں کوئی اور بات مِل جائے لیکن بعض ایسی ہیں جن کی نسبت یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اب ان میں تغیر نہیں ہو سکتا ۔ اور ناممکن ہے کہ ان باتوں میں کچھ کمی ہو سکے ۔ مثلاً ثابت ہو گیا ہے کہ پانی مفرد نہیں بلکہ مرکب ہے ۔ اب یہ تو ممکن ہے کہ وہ اجزاء جن سے پانی مرکب ہے ۔ اور اجزاء میں منقسم ثابت ہو جائیں ۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ پانی پھر مفرد ثابت ہو سکے تو اس سے ثابت ہُوا کہ دنیا کی تمام اشیاء ایسی نہیں جن کی نسبت یہ کہا جا سکے کہ ممکن ہے ۔ ان میں تغیر ہو جائے ۔ پس اگر ایسی باتوں میں جن کے متعلق فتوے مل چکا ہو کہ تغیر نہیں ہو سکتا ۔ انسانی طاقتوں سے بالا تر قدرت نمائی کا جلوہ نظر آئے ۔ تو مان لینا چاہیئے کہ یہ خدا ہی کا کام ہے ۔

خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جو لوگ میرے احکام پر چلیں گے ۔ میں ان پر اپنی قدرت کی جلوہ نمائی کروں گا ان کو آئندہ کے لئے اخبار دُوں گا ۔ ان کی خبریں مجھ میسی کی سی ہونگی ۔ بلکہ اپنے اندر ایک شوکت و جلال رکھنے والی ہونگی میرے ساتھ ملانیوالے بندوں کے جو مخالف ہونگے انکو تباہ و برباد کر دونگا ۔ اور انھیں کامیاب کرونگا ۔ پس اگر کسی انسان کے متعلق یہ باتیں سچی ثابت ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی ہستی کی یہ ایک دلیل ہونی چاہیئے ۔

سکھ ۔ ایسی باتیں بائی چانس (اتفاقاً) ہو جاتی ہیں ۔

حضرت ۔ جو بات تواتر سے ثابت ہو اُسے بائی چانس نہیں کہا جا سکتا ۔ مثلاً آگ جلاتی ہے ۔ اس لئے جہاں کہیں اور جب بھی اس میں کوئی ہاتھ ڈالیگا جلائیگی ۔ اگر کسی کا ہاتھ جل جائے ۔ تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ آگ نے بائی چانس جلا دیا ہے ۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قاعدہ کلیہ کے طور پر بیان فرماتا ہے کہ مجھ سے تعلق رکھنے والے ہمیشہ ایسے ہوتے رہے ہیں ۔ اور ہونے ہیں گے جن پر میں اپنی قدرت نمائی کرتا ہوں اسلئے اُسے بائی چانس نہیں کہا جا سکتا پھر اگر ہر مذہب و ملت کے لوگ اسی طرح کامیاب ہو سکتے ہیں تو بائی چانس کہا جا سکتا ہے لیکن جب یہ خصوصیت صرف اسلام ہی میں پائی جاتی ہے اور کسی دوسرے مذہب میں نہیں تو لامحالہ اُسے ایک صداقت تسلیم کرنا پڑے گا اسلام یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ میں سچا مذہب ہوں اور میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا کو مانو اور اسبات کا ثبوت یہ دیتا ہے کہ مجھے قبول کرنے والوں کے ذریعہ ایسی قدرت نمائیاں ہوتی ہیں جو خاص طور پر مجھ ہی سے تعلق رکھتی ہیں ۔ اور جو انسانی طاقت سے بالا تر ہیں اگر اسلام کی یہ بات سچی ثابت ہو جائے تو پھر تسلیم کرنا پڑیگا کہ واقعہ میں اسلام سچا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہی سچ ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ اس کے ماننے والوں پر ان باتوں کا ظہور ہوتا ہے ۔ جو اسباب ظاہری سے بالا تر ہوتی ہیں ۔ مثلاً دُعا کا مسئلہ ہے اسلام کہتا ہے ۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ۔ خدا اپنے بندوں کی دُعائیں قبول کرتا ہے ۔ اور ایسی دُعاؤں کو قبول کرتا ہے جن کا نیچر میں کوئی سامان نظر نہیں آتا بلکہ واقعات ان کے خلاف راہ نمائی کرتے ہیں ۔ یہ بات اگر کسی ایک شخص کے متعلق ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کسی اپنی خوبی اور قابلیت سے اس طرح کر لیا ہے ۔ اس لئے یہ اسلام کی صداقت نہیں لیکن جب صورت حال یہ ہو کہ جو کوئی اسلام میں داخل ہو جائے ۔ اور اس کے تمام احکام پر چل کر فاتبعونی یحببکم اللہ کا مصداق ہو جائے ۔ اسی سے خدا کا یہ سلوک ہوتا ہے ۔ اور

جب کوئی اس نئے طریق ہو جائے تو پھر سلسلہ کبھی جاری نہیں رہتا۔ تو
پھر یہ اتفاقی بات نہیں کہی جا سکتی۔ کیونکہ ایک سبب ہوتا ہے
اور ایک اس کا مسبب۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک سبب سے اتفاقیہ
طور پر کوئی امر پیدا ہو جائے مگر جب صورت حال ہو کہ جہاں
یہ سبب ہو وہیں وہ بات پائی جائے تو سمجھا جائے گا کہ ایک
متصرف بالارادہ ہستی ہے۔ جس کے ذریعے کام ہو رہا ہے
اور پھر یہ جزئی بات نہیں رہے گی بلکہ ایک کلیہ ہوگا۔ اور یہ
بائی چانس نہیں ہوگا بلکہ ایک قاعدہ مسلمہ۔

اسلام نے اس بات کے لئے سب سے کامل نمونہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود پیش کیا ہے۔ اور آپ کی زندگی کے
واقعات کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت قرار دیا ہے۔ لیکن کوئی
کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تو قصے کہانیاں
ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ اسلام کا زندہ ثبوت ہر زمانہ میں دیتا
رہتا ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مجھ
سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اس سے کثرت کے ساتھ باتیں کرتا
ہوں۔ اور اسے ایسی غیب کی باتیں بتاتا ہوں جو قومی تباہیوں یا قومی
ترقیات کے متعلق ہوں۔ پس جب کوئی ایسا شخص دنیا میں پیدا ہو
جو لوگوں کو بتائے۔ کہ اگر تم فلاں کام کرو گے۔ تو نقصان اٹھاؤ گے
اور فلاں کام کرو گے تو فائدہ پاؤ گے۔ اور یہ باتیں محالات اور
نیچر کے خلاف ہوتے ہوئے بھی واقعہ میں اسی طرح ہو جائیں تو
سمجھ لینا چاہیئے کہ اس انسان کو قبل از وقت علم دینے والی
ضرور ایک ہستی ہے۔ اور وہ ایسی زبردست ہستی ہے کہ جس
طرح خبر دیتی ہے اسی طرح ہوتا ہے۔ اگر اسلام ایسے انسان
پیدا کرے کہ ان کا خدا سے تعلق ہو۔ اور وہ لوگوں کو ایسی باتیں
بتائیں۔ جن میں خدائی قدرت اور جبروت پائی جائے تو ماننا
پڑیگا کہ کوئی ایسی زبردست ہستی ہے جو علیم ہے کلیم ہے قادر
و مقتدر اور متصرف بالارادہ سمیع و بصیر ہے۔ اور جس کا پتا اسلام
کے ذریعہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلام نے اس زمانہ میں ایک شخص
پیدا کیا ہے۔ جس نے آکر کہا کہ جس طرح قرآن شریف کہتا ہے اسی طرح
کا میں نے پایا ہے۔ کوئی کہے یہ انسان یونہی کہتا ہے ثبوت
کیا ہے تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ خدا نے مجھے
کہا ہے کہ جو تیرا مقابلہ کریگا وہ ذلیل اور خوار کیا جائیگا۔ خواہ
کوئی کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ پھر قبل از وقت ایسی اخبار اسے دی
گئیں جو غیب کی ہیں اور ایسی ہیں جن میں اقتداری شوکت پائی
جاتی ہے۔ اور جن کے دیکھنے والے اسوقت ہر مذہب کے لوگ
موجود ہیں۔ خواہ وہ انکی کچھ ہی تاویل کریں لیکن پورا ہونے سے
انکار نہیں کر سکتے۔ اور بعض خبریں اب بھی پوری ہو رہی ہیں۔

آپ وہ انسان تو سمجھ گئے ہونگے جس کے متعلق میں
نے یہ باتیں بیان کی ہیں وہ حضرت مرزا غلام احمد
صاحب ہیں۔ اب میں ایک واقعہ کو مثال کے طور پر پیش
کرتا ہوں جس میں آپ کی قبولیت دعا کا ثبوت ملتا ہے۔

یہاں ایک لڑکا عبدالکریم پڑھا کرتا تھا اس کو ایک کتا
کاٹ گیا۔ اسے علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا لیکن کچھ
عرصہ بعد اسے ہلکا ہو ہی گیا۔ کسولی سے بذریعہ تار علاج
پوچھا گیا تو جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں ہے چنانچہ
ابتک ایسے مریض کا کوئی علاج نہیں تجویز ہوا۔ لیکن اس کے
متعلق حضرت مرزا صاحب نے دعا کی۔ اور فرمایا کہ میرا دل نہیں
چاہتا کہ یہ لڑکا جو اتنی دور سے علم حاصل کرنے کے لئے آیا
ہے اسطرح مرے۔ میں اسکی صحت کے لئے دعا کرتا ہوں آپ
کی دعا قبول ہوئی۔ اور وہ لڑکا اس وقت تک زندہ ہے۔
اس واقعہ کو اپنی آنکھوں دیکھنے والے اس مجلس میں بیٹھے
ہیں۔

سکھ۔ یہ تو ایک کہانی ہے دیگر مذاہب والے بھی اپنے بزرگوں
کی اس سے بڑھ چڑھ کر کرامات سنا سکتے ہیں۔ اور میں بھی بہت
سی اسی طرح کی باتیں بتا سکتا ہوں۔

حضرت۔ یہ کہانی نہیں بلکہ واقعہ ہے جسکے دیکھنے والے
یہاں آپ کے سامنے موجود ہیں ان سے آپ پوچھ سکتے ہیں پھر
کسولی موجود ہے وہاں سے پتہ لگ سکتا ہے پھر وہ لڑکا
موجود ہے اس سے دریافت ہو سکتا ہے اچھا آپ بہت سی
باتوں کو چھوڑ کر کوئی ایک ہی اس قسم کی مثال بتائیے جس میں
اسطرح کے واقعات پائے جاتے ہوں۔

سکھ۔ میں اسوقت نہیں بتا سکتا۔ آپ تو ان باتوں کو اکثر
پیش کرتے رہتے ہیں اسلئے آپکو یاد ہیں لیکن مجھے چونکہ انکی
ضرورت نہیں پڑتی اسلئے یاد نہیں دریافت کر کے بتاؤں گا

حضرت۔ اچھا جب آپ بتائینگے اسوقت دیکھا جائیگا
لیکن خوب یاد رکھئے۔ کہیں سے آپ ایسی مثال نہ لا سکیں گے
یہ شرف صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے
انسان پیدا کرتا رہتا ہے۔ جن کی دعائیں حیرت انگیز طور
پر پوری ہوتی ہیں۔ اب بھی ہم یہ ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں کہ خدا تعالیٰ
ایسے رنگ میں ہماری تائید کرتا ہے جو اور کسی مذہب والے کو نصیب نہیں
ہو سکتی۔ اس کا ثبوت ہم اسی طریق سے دے سکتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے
قرار دیا ہے۔ مثلاً کچھ مریض ہوں۔ انہیں سے قرعہ اندازی کے
ذریعہ نصف ہم لے لیں اور نصف دہریہ لوگ لیں ہم اپنے
کے مریضوں کا دعا اور دوا سے علاج کریں اور وہ اپنے
کا ڈاکٹروں سے کرائیں پھر معلوم ہو جائیگا کہ کونسے بیمار زیادہ
اچھے ہوتے ہیں آیا وہ جو ہمارے حصہ میں آئے یا وہ جو انکے حصہ
میں آئے یا اسی طرح کا کوئی اور طریق اختیار کیا جا سکتا ہے یعنی
ایک محدود وقت تک ایک معاملہ کے متعلق دعا کریں اور وہ دہریے
اسباب و تدابیر سے کام لیں۔ اور فیصلہ نتائج پر کیا جائے مثلاً
بارش ہے اس کے لئے چند علاقے یا دیہات اس طرح مقرر کر
لئے جائیں کہ ایک ہمارے حصہ میں آئے تو اس سے اگلا ان کے
حصہ میں پھر اگلا ہمارے حصہ میں۔ پھر ایک طرف ہم دعا سے کام
لیں اور دوسری طرف وہ مادی اسباب سے کوشش کریں پھر دیکھیں
کونسے دیہات میں نمایاں فرق ظاہر ہوتا ہے۔

یہاں آکر سکھ صاحب دھیمے پڑ گئے اور کہنے لگے کہ مجھے
کوئی ایسا طریق بتایا جائے۔ جس سے خدا کا یقین ہو جائے اسکے
متعلق حضور نے فرمایا۔ علیحدگی میں دعائیں کرو اور کہو اے
خدا میں تجھے نہیں مانتا۔ کیونکہ مجھے تیرا یقین حاصل نہیں ہے
لیکن اور لوگ کہتے ہیں کہ تو ہے۔ پس اگر تو ہے تو میری تسلی کر
دے۔ اور مجھے اپنی نسبت یقین کرا دے۔

سکھ۔ ایسے فیصلہ کے لئے کوئی میعاد مقرر ہونی چاہیئے۔
اچھا اسطرح ہو کہ میں کسی سخت سے سخت گستاخی کا جو خدا کے متعلق
ہو سکتی ہے۔ مرتکب ہوتا ہوں خدا اس پر مجھے سزا دے کر اپنی ہستی
کا ثبوت دے۔

حضرت۔ جو خدا سخت سے سخت سزا دے سکتا ہے وہ اعلیٰ سے
اعلیٰ انعام بھی کر سکتا ہے۔ آپ کیوں اپنے لئے فضل نہیں مانگتے
انسان کی دانائی یہی ہے کہ اپنے لئے ہلاکت نہ طلب کرے کیونکہ
اگر وہ ہلاک ہو گیا تو پھر مانے گا کون۔ اور اسے فائدہ کیا ہوا
بس آپ اپنے لئے فضل ہی مانگیں۔

سکھ۔ بہرحال جلدی کچھ ہونا چاہیئے اس کے لئے آپ کچھ دن
مقرر کریں ورنہ میں کس طرح سمجھ سکونگا کہ یہ دعا کا نتیجہ ہے۔
ممکن ہے کہ کوئی اور ایسے اسباب پیدا ہو جائیں یا میں کسی وجہ سے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردیگا (الہام مسیح موعود)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

مضامین نامہ [illegible]

باقی تمام خط و کتابت [illegible] ضلع گورداسپور کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قیمت ہر حال پیشگی [illegible]

۲۶ اگست ۱۹۱۵ء پنجشنبہ مطابق ۱۴ شوال ۱۳۳۳ھ | نمبر ۲۸

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

دارالامان مہدیؑ پر آجکل خاص طور سے باران رحمت کا نزول ہورہا ہے کئی ہفتوں سے قریباً بلاناغہ کسی نہ کسی وقت کم و بیش بارش ہوجاتی ہے بعض دفعہ تو ایسا معلوم ہوا ہے کہ صرف قادیان کے لئے برس رہا ہے کیونکہ اردگرد مطلع صاف ہوتا ہے ۔

مہتمان لنگر کی توجہ اندنوں اخراجات لنگر میں کفایت کی گنجایش نکالنے کی طرف ہورہی ہے۔ اس کے متعلق کئی ایک تجاویز زیر غور ہیں جن کا عملدرآمد امید ہے کہ انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا ۔

مہمانوں کی آمد خدا کے فضل و کرم سے روز بروز ترقی پر ہے آج بھی بہت سے احباب تشریف لائے ہیں ۔

چودہری فتح محمد صاحب کی امداد کے لئے ایک گریجوایٹ عنقریب روانہ ولایت ہونیوالے ہیں احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو ۔ ۲۴ اگست کو بعد نماز مغرب جعفر علی خان صاحب گرونڈ ہوری کی لڑکی کا نکاح [illegible]

اخبار احمدیہ

ظفروال کے متعلق مکرمی مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ چودہری محمد حسین صاحب نے جن کی لڑکی کی شادی کی تقریب پر احمدیہ جلسہ کیا گیا تھا۔ اردگرد کے گاؤں کے لوگوں کو بھی بلالیا تھا۔ اور اسطرح لیکچروں میں شہر اور باہر کے لوگ کثرت سے جمع ہوگئے تھے۔ جن پر بہت اچھا اثر ہوا۔ غیر احمدیوں کے علاوہ بھی بعض ہندو اور سکھ تقریریں سننے کے لئے آئے۔ ترقی اسلام کے واسطے چندہ کی تحریک کی گئی۔ اور مبلغ ایک سو تین روپے نقد جمع ہوئے۔ فالحمدللہ۔ واپسی پر جانگرڈیال میں جلسہ کیا گیا اور کمبرڈیال میں بھی ایک لیکچر ہوا ۔

مفتی صاحب کو کمبرڈیال میں ہی منصوری کے جانے کا حکم ہوگیا۔ اور آپ وہاں چلے گئے ۔

منصوری میں مفتی محمد صادق صاحب ۱۲ اگست کو [illegible]

ہم پہنچ گئے۔ میر قاسم علی صاحب اور حافظ روشن علی صاحبان جو پہلے ہی پہنچ چکے تھے مفتی صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ لیکچروں کے لئے جو مکان لیا ہوا ہے وہ بہت عمدہ اور موزون جگہ پر ہے لیکن مسلمانوں نے ایکا کیا ہوا ہے کہ کوئی تقریروں کو نہ سنے۔ اس لئے سامعین کی تعداد بہت نہیں ہوتی۔ اس سے بڑھ کر تعصب اور حق سے عداوت اور کیا ہوسکتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی باتیں سنانے والے لوگوں کی تقریر کو بھی نہ سنا جائے نیز مفتی صاحب تحریر فرماتے کہ یہاں انگریز کثرت سے ہیں اور ہندوستانیوں کے ساتھ بے تکلف ہیں۔ اگر ان میں تبلیغ کی جائے تو انشاءاللہ بابرکت ہو ۔

شیخ فضل حق صاحب شیخ رحیم بخش صاحب رائیں امرتسری کی وفات حسرت آیات کی اطلاع دیتے ہوئے جنازہ غائب پڑھے جانے کی درخواست کرتے ہیں ۔

جھجہ (ایسوگار ریلوے۔ مشرقی افریقہ) میں بابو قائم الدین صاحب کلرک ہمارے ایک مخلص بھائی ہیں۔ دینی کاموں میں بڑی [illegible]

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھپکر شایع ہوا ۔

[illegible] سے [illegible] ہیں۔ انکی صحت اکثر خراب رہتی ہے احباب
[illegible] دعا کریں۔ خدا تعالیٰ فضل و کرم فرمائے ؛
[illegible] ایک دوست لکھتے ہیں کہ وہاں مخالفین
[illegible] مرزائیوں کے وعظ سے کنجری [illegible]
[illegible] سننا اچھا ہے۔ اور ان کا اپنا یہ حال ہے
[illegible] باہم جوت بیزار رہتی ہے
اور بعض دشمنان احمدیت [illegible] سے شرمناک حرکات کے
مرتکب ہوئے جاتے ہیں۔ [illegible] کے گھر ہولناک آگ سے
خاک سیاہ کئے۔ [illegible] صفایا کیا مگر یہ ابھی شرارتوں
سے باز نہیں آتے۔ ان [illegible] مولوی ایسے ہیں کہ بھنگ اور
افیون کی معجون کھا کھا کر مسجد میں اشعار [illegible] بلند گانے اور
جھوم جھوم کر سننے کو ایک کار ثواب سمجھتے ہیں۔ انا للہ و انا
الیہ راجعون۔ افسوس! مسیح موعود کی عداوت نے ان لوگوں کو
اسلام سے کتنی دور پھینک دیا ہے۔ عبرت!

بادل کی شکل میں نزول مسیح کی حکایت بڑی دلچسپ ہے۔ [illegible]
میں لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے
نازل ہو گئے ہیں مگر ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔ ہمارے ایک
احمدی دوست نے خوب کہا کہ حضرت مسیح اترے ہونگے۔ مگر
نئے یہودیوں کے ڈر سے چھپ گئے۔ اس نزول کی اصلیت
محض یہ بیان کیگئی ہے کہ ایک بادل نظر آیا۔ جسکی ظاہری شکل
انسانی ہیئت سے مشابہ تھی ؛

مخالفین سلسلہ بعض مقامات پر ہمارے غریب بھائیوں کو
دکھ دینے میں بڑی سرگرمی اور جوش سے ساعی ہیں۔ انکی فریادیں
پڑھ پڑھ کر دل میں ایک درد پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان
کا حافظ و ناصر ہو۔ انہیں اپنے مولا کریم کے بھروسہ پر
مطمئن رہنا چاہیئے۔ صبر و استقلال سے اپنا کام کئے
جائیں۔ حضرت اقدس انکے لئے برابر دعائیں فرماتے ہیں۔ وہ
خود بھی پورے تذلل اور ابتہال سے خدا کے آستانہ الوہیت
پر گرے ہوئے دعاؤں میں لگے رہیں۔ انشاء اللہ سب مشکلیں
آسان ہو جائینگی۔ دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر خدا کے
تمہارا تعلق پختہ ہے۔ ہاں اپنی کمزوریوں کی اصلاح سے غافل
نہ رہیں۔ اور آزمائش و ابتلاء کے وقت گھبرائیں نہیں۔ کہ
ترقیات کی راہ میں ان کا آنا ضروری ہے۔ اللّٰھم انصر
من نصر دین محمد و جعلنا منہم واخذل من
خذل دین محمد ولا تجعلنا منہم۔ آمین ؛

زیرہ (فیروز پور) میں برادر عیسے احمدی اپنے بھائی
کی وجہ سے کسی پریشانی و مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اور احمدی
احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ؛

منشی ارورا خاں صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
نہایت مخلص و قدیم خادم بیمار ہیں۔ مقامی جماعتیں جنکے
ان اکثر سمت کے واسطے ضرور دعا کریں۔ ۳ اگست کو
حضرت ایدہ اللہ بھی انکی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اور اظہار
ہمدردی و شفقت فرمایا ؛

خبریں

جنگ روما (پایہ تخت اٹلی) سے نامہ نگار ڈیلی
ٹیلیگراف ۱۰ اگست کو تار خبر دیتا ہے۔ کہ
سفیر اٹلی متعینہ قسطنطنیہ اور سفیر ٹرکی متعینہ روما صبح شام
میں اپنے اپنے ملک کو واپس ہوا چاہتے ہیں ؛

ایتھنز (دار الخلافہ یونان) سے رویٹر کا وقائع نگار
جمال پاشا کی ایک سرکاری اطلاع بدیں مفہوم بیان کرتا ہے
کہ ترکوں کو عربوں سے امید نہیں کہ کچھ امداد مل سکے کیونکہ
ان (عربوں) میں سے بہتیرے (ترکی) گورنمنٹ سے منحرف ہیں
اور خود مختاری کے خواہشمند ؛

عربک نامی (امریکی) جہاز کے غرق کئے جانے سے تمام
امریکن قوم میں سخت برہمی پھیلی ہوئی ہے۔ پسماندگان جہاز
کے حلفی بیانات دربارہ جرمن آبدوز نے اس ناراضی کو اور
بھی دوبالا کر دیا ہے۔ ماحصل ان بیانات کا یہ ہے کہ غنیم
نے عربک کو بغیر کسی نوٹس کے ڈبو دیا۔ اور اسمیں بہت سے
امریکن آدمی بھی غرق ہوئے۔ تفتیش حالات کے بعد عام رائے
یہ قرار پائی ہے کہ گورنمنٹ (امریکہ) کو بہت جلد اسبات کا
فیصلہ کر دینا چاہیئے کہ آیا وہ جرمنی کے ساتھ سفارتی
تعلقات منقطع کریگی یا نہیں ؛

پریزیڈنٹ امریکہ نے اپنے وکلاء متعینہ انگلستان کو
ہدایت کی ہے کہ وہ بھی عربک کے امریکن مسافروں کی شہادتیں
قلمبند کریں۔ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ امریکہ میں جسقدر جرمن
ہیں سب گرفتار کر لئے جائیں۔ اور جرمن اخباروں پر
سخت [illegible] قائم کیا جاوے ؛

واشنگٹن کا پیام برقی مورخہ ۲۰ اگست مظہر ہے کہ امریکن سفیر
متعینہ برلن حادثہ عربک کی تصریحات طلب کئے ہیں اور امریکن
گورنمنٹ بھی پوری پوری تحقیقات کرنا چاہتی ہے [illegible]
قطعی فیصلہ ہونے میں ضرور ابھی کچھ عرصہ [illegible]
حکومت حالیہ خواہشمند ہیں کہ اگر [illegible]
رفع دفع ہو سکے تو جرمنی سے [illegible]
حلقوں میں تو کسی کو اس کی بھی توقع نہیں [illegible]
کی اشاعت پائی جاتی ہے کہ جرمنی کچھ عذر [illegible]
غور کیا جاوے ؛

برسٹل سے نیویارک کو جاتا ہوا برٹش سٹیمر موسومہ نیویارک سٹی
اور ایک ناروی سٹیمر دشمن نے غرق کر دئے۔ برطانی امارت بحریہ
کی ہفتہ وار رپورٹ کے مطابق (۱۴۰۰) آیندہ روندہ جہازوں
میں سے غنیم نے کل دو سرنگ سے اڑائے۔ گیارہ آبدوزوں
سے تباہ کئے۔ اور دس چھوٹی ماہی گیر کشتیاں غرق کیں ؛

کوپن ہیگن کا ایک پیام برقی مظہر ہے کہ ایک جرمن آبدوز
نے ناروی سیل سٹیمر موسومہ آئرماکو روک کر ایک اور توہین کا
ارتکاب کیا۔ اتفاق سے ناروے کا تباہ کن جہاز بھی سو تو
واردات پر آ نکلا۔ اور اس کے کان کھولے کہ تم ہو کس ہوش
میں یہ تو علاقہ ہی ناروے کا ہے تب جرمن آبدوز واپس چلی
گئی ؛

روسی مراسلہ سرکاری کی خبر ہے کہ غنیم کے جنگی بیڑے کی
جمعیت کثیر خلیج ریگا کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔ اور بحری جنگ
جاری ہے۔ روسی بیڑہ بالٹک کے بڑے بڑے جہاز اس وقت
خلیج مذکور میں موجود نہیں ہیں۔ اور صرف چھوٹے جہازوں
اور سرنگوں سے اسکی حفاظت ہو رہی ہے۔ برلن کا مراسلہ
سرکاری اقراری ہے کہ جرمنی کی تین تارپیڈو کشتیاں سرنگوں سے
تباہ ہو گئی ہیں۔ ایک اعلان سرکاری مظہر ہے کہ برطانیہ کے آبدوز
نے غنیم کے ایک کروزر کو تارپیڈو سے اڑا دیا۔ ایک روسی آبدوز
نے ترکی سٹیمر کو غرق کر دیا۔ جس پر آٹھ ہزار ٹن کوئلہ لدا ہوا اناطولیہ
سے قسطنطنیہ جا رہا تھا ؛

ریگا کے قریب بحری جنگ میں غنیم کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔
چنانچہ پیٹرو گراڈ کی تار خبر ہے کہ ایک پرائیویٹ مگر بالکل معتبر اطلاع
کے مطابق جرمن بیڑہ کو خلیج ریگا کی حال کی لڑائی میں ضرر عظیم پہنچا ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۱۵ء

سُود کا نتیجہ ستم

انسانی زندگی کی منازل طے کرنے کے لئے اسلام سے بڑھکر راہنمائی کرنے اور مقامات خوف وخطر سے بچاکر جائے مقصود پر پہنچانے کی صلاحیت اور کسی مذہب میں نہیں۔ بانی اسلام کی ہر ایک ہدایت برکت ومنفعت سے پُر ہے۔ اور اس کا ہر حکم حق وحکمت پر مبنی۔ لیکن جنہیں حقیقی بصارت سے حصہ نہیں ملا۔ ان کی نگاہ میں اسلام کا مفید سے مفید حکم بھی مضر پایا مضرت اور مبارک سے مبارک اصول بھی مجسم نحوست ہی دکھلائی دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم مسئلہ سود کو لیتے ہیں۔ اس کے متعلق غیر مسلم اہل الرائے کا خیال ہے کہ اسلام اس کو حرام قرار دینے میں ایک اقتصادی غلطی کا مرتکب ہوا ہے۔ کیونکہ فی زمانہ اس کے بغیر تجارتی کاروبار کا انجام پانا غیر ممکن ہے اور یہ سری تحریک سے کہتے ہیں یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ سود کو چھوڑ کر کوئی شخص تجارت میں کامیابی حاصل کر سکے۔ اور مزید تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ اس قسم کی آواز وقتاً فوقتاً ان لوگوں کی طرف سے بھی اٹھائی جاتی ہے۔ جو اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے کسی دین کی صداقت بھی کس زور سے ظاہر ہو رہی ہے۔ کہ جن لوگوں کی تقلید میں انہوں نے یہ آواز اٹھائی۔ اب وہ خود ہی سود کے نتیجہ ستم سے چیخ اٹھے ہیں۔ اور اس سے رہائی کی تدابیر سوچ رہے ہیں۔ چنانچہ آج سے قریباً دو سال قبل امریکہ میں ماہران اقتصادیات کی ایک کانگرس نے سود کی بھاری شرح کی خرابیوں کو پورے زور کے ساتھ طشت از بام کرکے اصلاح کی کوشش کی تھی۔ اور انگلستان تو اس کی خرابیوں سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے شرح سود کی حدبندی بھی کر دی ہے۔ لیکن ہندوستان جس نے مغرب کی اقتدا میں اسکو اختیار کیا تھا۔ اس بلائے بے درمان سے ابھی تک خلاصی نہیں پا سکا اور ہم دیکھتے ہیں کہ سود کے متعلق آئے دن ایسے ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ جن کی کیفیت سن سن کر سود کی دمازہ دستیوں پر تعجب ہی آتا ہے۔

حال میں ایک مقدمہ بمبئی ہائیکورٹ میں پیش ہوا جس کی مختصر روئداد اس طرح بیان کی گئی ہے۔ کہ مدعی نے ۲۲۵ روپے ۱۸۹۶ء میں مدعا علیہ کی جائداد غیر منقولہ کی کفالت پر ۸ فیصدی سود پر قرض دیئے تھے مگر مدعا علیہ سے روپیہ اگست ۱۹۱۰ء تک ادا نہ ہو سکا اور اب مدعی نے ۲۲۵ روپے اصل اور ۲۵۸۱ روپے بذر سود ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء لغایت ۳ اگست ۱۹۱۰ء کا دعویٰ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ کچھ عرصہ تک چلتا رہا۔ بالآخر فروری ۱۹۱۱ء میں شرائط راضی نامہ کی ڈگری صادر ہوئی جس کا یہ مضمون تھا۔ کہ مدعا علیہ تاریخ ڈگری سے چھ ماہ کے اندر ۷۰۰ روپیہ مدعی کو بالمقطع ادا کر دے۔ لیکن اگر وہ اس سے قاصر رہے۔ تو مدعی کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ ۱۹۰۰ سو روپے مع سود جائداد مرہونہ کو نیلام کرکے وصول کر لے۔ مدعا علیہ چونکہ مفلس اور غریب تھا۔ اس لئے مدت معینہ کے اندر رقم مذکورہ ادا نہ کر سکا اس پر مدعی نے ۳ نومبر ۱۹۱۱ء کو آخری ڈگری کے لئے عدالت میں درخواست دی تو مدعا علیہ کی طرف سے یہ عذر پیش ہوا۔ کہ چونکہ مدعی کو سات سو روپے کی ادائگی چھ ماہ کے اندر نہ ہونے کی صورت میں ۱۹ سو روپے معہ خرچہ مدعا علیہ کی جائداد مرہونہ کو نیلام کرکے وصول کر لینے کا حق عطا کرنی ہے۔ وہ تعزیری ہے۔ نیز اس نے دو ماہ کی مزید مہلت مانگی۔ کہ میں سات سو روپیہ اس عرصہ میں ادا کر دونگا سب جج احمد آباد نے جس کے روبرو یہ مقدمہ پیش تھا۔ دو مہینے کی میعاد اور بڑھا دی۔ اور مدعی کو بطور معاوضہ بارہ فیصدی سالانہ کی شرح سے ۲۴ اگست ۱۹۱۱ء سے سود دلا دیا۔ مدعی نے اس حکم کے برخلاف صاحب ڈسٹرکٹ جج احمد آباد کے ہاں اپیل دائر کیا۔ جو نامنظور ہو گیا۔ اور ڈسٹرکٹ جج نے سب جج کی رائے سے اتفاق کیا۔ مگر عدالت ہائی کورٹ نے مدعی کے دعوے کو اس بنا پر تسلیم کر لیا۔ کہ سابق راضی نامہ کی ڈگری ایک اقرار نامہ سندی کی صورت رکھتی ہے اور اقرار نامہ صرف فریقین کی رضا سے بدلا جا سکتا ہے۔ اب چونکہ مدعی رضامند نہیں ہے اس لئے دو ماہ کی میعاد سات سو کی ادائگی کے لئے نہیں دی جا سکتی۔ لہذا انہوں نے مدعی کا ۱۹ سو روپیہ معہ خرچ دلا پانے کا دعویٰ جائز قرار دیا۔ اور مدعا علیہ کو ہائیکورٹ کے فیصلہ کے بموجب جو یقیناً آخری اور قطعی ہے اب مدعی کو قریباً دو ہزار روپے بلکہ اس سے بھی زیادہ صرف سوا دو سو روپے قرض کے عوض ادا کرنے ہونگے۔

اس قسم کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں۔ بلکہ ایسے واقعات اکثر پیش آتے رہتے ہیں۔ اور اپنے مہلک اثرات ان فلاکت زدہ لوگوں پر چھوڑ جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک ایک کی عبرت انگیز تباہی زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ۔ ع

من نکردم شما حذر بکنید۔ لیکن افسوس بہت کم لوگ ہیں جو عبرت حاصل کرکے اپنی حالت سنوارنے کی فکر کرتے ہوں کاش یہ لوگ اسلام کی اکمل واعلیٰ تعلیم کو پس پشت نہ ڈالتے۔ تو اس حالت کو نہ پہنچتے۔ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے یاایہا الذین امنوا لاتاکلوا الربوا اضعافاً مضعفة واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اے ایمان والو تم سود در سود نہ کھاؤ۔ یہ بہت بری بلا ہے۔ اگر تم کامیابی حاصل کرنا اور آرام اور اطمینان سے رہنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی جو حکم تمہیں خدا دیتا ہے۔ اس پر عمل کرو ورنہ تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور کبھی آرام سے نہیں رہ سکتے

اسلام نے جہاں سود لینے سے منع فرمایا ہے۔ وہاں اس کا دینا بھی حرام قرار دیا۔ اور اس کے خطرات اور نقصانات سے لوگوں کو مطلع کر دیا ہے۔ لیکن جو لوگ اسلام کے اس حکم کو ہی غلطی سمجھتے ہیں۔ وہ کہاں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ اور جب فائدہ نہیں اٹھاتے۔ تو تباہ وبرباد بھی ہو رہے ہیں۔ آخر میں ہم بڑے زور سے کہتے ہیں۔ کہ یہ دنیا کا دور آخر ہے خدا کا برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے آچکا ہے اور اب تاوقتیکہ دنیا اسلام کے آگے سر تسلیم خم نہ کرے۔ کبھی اس قسم کی تباہ کاریوں سے محفوظ نہیں ہو سکتی۔

ضروری اطلاع۔ خط وکتابت میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیں ورنہ تعمیل میں وقت ہوگی بعض دوست نمبر ۸۲۵ لکھدیتے ہیں جو اخبار کا رجسٹری نمبر ہے۔ تبدیل پتہ کے بعض خطوط میں نام ومقام ٹائپ کی طرح خوشخط نہیں ہوتا جو ٹھیک ٹھیک پڑھا نہیں جاتا۔ تمام خریداران

الاخبار والآراء

سگ گزیدوں کا علاج کسولی میں

گورنمنٹ ... رنے ... کسولی میں پاگل کتے کے کاٹے کے مریضوں کے لئے ایک وسیع پیمانہ پر ہسپتال بنا ہوا ہے جس سے ہر سال ہزاروں مریض فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہر سال پہلے سے زیادہ مفید ثابت ہو رہا ہے ۱۹۱۲ء میں صرف ۹۸۴ مریض علاج کے لئے آئے تھے لیکن ۱۹۱۴ء میں ۴۵۸۹ انسٹی ٹیوٹ میں داخل ہوئے جن میں سے یورپین مریضوں کی تعداد ۱۶۴ تھی۔ یہ بات تعجب سے سنی جائیگی کہ ہم ہندوستانی بیماروں کے مقابلہ میں صرف ایک انگریز مریض فوت ہوا اس کا بہت بڑا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ چونکہ ہندوستانی مریض کئی وجوہات سے بروقت کسولی نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے ان کا علاج خاطر خواہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بیماری ان کی ہلاکت کا باعث ہوجاتی ہے۔ لہذا اس بات کی ضرورت سمجھی گئی ہے کہ سب لوگوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ دیوانے کتے کے کاٹے کو فوراً کسولی بھیج دیا کریں۔ تاکہ وقت پر مناسب علاج ہو سکے۔ کیونکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جب کوئی مریض کامیاب علاج نہ ہونے کی وجہ سے اس مرض میں مبتلا ہو جائے۔ تو پھر اس کا جانبر ہونا محال ہوتا ہے چنانچہ اسوقت تک کوئی ڈاکٹری تجربہ ایسے مریض کو بچانے میں کامیاب نہیں ہوا۔

لیکن خدا تعالیٰ نے جس کے قبضہ قدرت میں ہر ایک چیز ہے۔ اور جو اپنے بندوں کے ذریعہ خارق عادت باتیں ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اسی مرض کے ایک بیمار کو جو ڈاکٹروں کی رائے میں لاعلاج تھا۔ اپنے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے صحت عطا فرما دی تھی۔ جو ابتک بقید حیات موجود ہے۔ اور آپ کی صداقت کا زندہ نشان۔ یہی ایک اتنا بڑا نشان ہے۔ جو حق کے متلاشی کے لئے خضر راہ ہو سکتا ہے۔

دانا دشمن بہ زناداں دوست

یہ ایک ضرب المثل ہے۔ جو آج کل اسلام کے نادان دوستوں اور خیر خواہی کا دم بھرنے والوں پر صادق آرہی ہے۔ اور ایسے ہی لوگ اسلام کے لئے موجب نقصان ہو رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ہمیں محمد احسان اللہ صاحب عباسی کے اس ترجمہ قرآن کے متعلق نوٹس لکھنا پڑا تھا جو انہوں نے اردو میں متن قرآن سے علیحدہ کر کے چھاپا تھا۔ اور جو ایک بڑی بدعت اور کوتہ اندیشی تھی۔ اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص عبد الحمید نامی نے انجمن اسلامیہ جبل پور کے پریس میں ایک ترجمہ طبع کرایا ہے جس میں قرآن کریم کی عربی عبارات کو بلفظ ہندی رسم الخط میں لکھے جانے کی وجہ سے بالکل بدل گیا ہے جس میں لفظی و معنوی دونو تحریفیں ہونگی۔ چنانچہ لفظ رب العلمین کا تلفظ ہندی میں رب بل آلمین اور ولا الضالین کا ... کیا گیا ہے۔

یہ ایک ایسی جرأت و جسارت ہے۔ جو خطرناک نتیج کا موجب ہوگی بہتر ہوتا کہ عبد الحمید صاحب ایسا نہ کرتے لیکن اب جبکہ وہ کر چکے ہیں۔ تو اس کے برے اثرات کے سد باب کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس ترجمہ کی تمام کاپیاں تلف کرا دی جائیں۔ اور اگر وہ اسکو منظور نہ کریں۔ تو اعلان عام کر دیا جائے۔ کہ اس ترجمہ کو کوئی شخص خرید ے کیونکہ یہ قرآن کا ترجمہ نہیں ہے۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل اسلام ایسے ہی لوگوں کی بدولت سخت نقصان اٹھا رہا ہے کاش ان حرابیوں کے انسداد کا مسلمانوں کو فکر ہوتا۔ ہمارے خیال میں مسلمان جب تک آپس میں مسلک میں منسلک نہ ہونگے اور اپنے تمام افعال اور کردار کو ایک مرکز سے وابستہ کر کے کام نہ کرینگے۔ اس وقت تک ایسی باتوں کی اصلاح ناممکن ہے۔ کیونکہ جب ہر ایک اپنے آپ کو علامہ مجتہد مقتدی و پیشوا اور دینی علوم کا ماہر سمجھتا ہے تو کون ہے جو اسے کسی بات کی اشاعت سے منع کر سکے۔ مبارک ہے جماعت احمدیہ جو خدا کے فضل سے خدا کی طرف سے مامور کو شناخت کر کے ایک امام معصوم کی اطاعت کے ماتحت ہوگئی ہے اور اس قسم کے دینی مفاسد سے محفوظ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

عذر شکوہ

اس نام کا ایک چھوٹا سا منظوم رسالہ ہمارے پاس ریویو کے لئے پہنچا ہے جو مرزا ... صاحب عزیز امرتسری کی جدید شاعری کا مختصر مگر دلکش نمونہ ہے۔ حکیم معراج الدین احمد صاحب ... رسالہ ... نے اسے عمدہ لکھائی چھپائی اور کاغذ کے ساتھ شائع کیا ہے جو حسن ظاہری کے علاوہ ادبی خوبی بھی رکھتا ہے۔ اعلیٰ شاعرانہ تخیلات نے واقعات کے ساتھ ملکر ایک دلکش صورت اختیار کرلی ہے۔ نفس مضمون کے لحاظ سے رسالہ واقعی اس قابل ہے کہ ہر ایک مسلمان اس کو پڑھے۔ ہم صرف دو بند ذیل میں نمونۃً درج کرتے ہیں۔

حشر میں تنگے کیوں نہ بن جاتے تھے | کشتی زہد و ریاضت میں کچھ رہ جاتے تھے
کوئی آتا تھا منانے تو بگڑ جاتے تھے | خون سے اس کے چلو بھی تو بھر جاتے تھے

کوئی پہلو بھی عمل کا نہ دکھایا ہم نے
شور بے وجہ زمانے میں مچایا ہم نے

ڈالدی ہم نے پس پشت خدا کی وہ کتاب | ہے جو دنیا کے لئے راہبر راہ صواب
رکھا امید نہ پرسش ہے نہ کچھ خوف عذاب | تو کی دل سے گناہوں کے رہ عدم توآب

رات دن شغل کیا ہے سب کاری ہے
کذب ہے ظلم ہے شوخی ہے بدافواری ہے

ان بندوں کو پڑھکر مسلمانوں کی حالت کا خوب اندازہ ہوسکتا ہے لیکن سخت افسوس اس بات کا ہے کہ وہ اصلاح حال کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اپنے ایک برگزیدہ بندے کو عین ضرورت حقہ کے وقت اپنی غرض سے ان کی طرف بھیج چکا ہے۔ کاش اس رسالہ کو پڑھکر وہ مسلمان جنہیں اپنی حالت معلوم نہیں۔ اپنے نیک و بد کی سد عدلین اور چارہ ساز کی تلاش کریں۔ جو آج بجز مسیح موعود کے انہیں دنیا کے پردہ پر کوئی نہ ملیگا۔

شائقین دفتر ارائین میگزین سے ۲ ر کے ٹکٹ بھیجکر منگا سکتے ہیں۔

پیغام حنیف

ایک نو تالیف دلچسپ اور مدلل رسالہ ہے احمدیت کی تائید میں۔ پیر جی محمد حنیف صاحب احمدی سوداگر ... نے اکثر ضروری حج و براہین کو ایک ایسے مسلسل صاف اور مرابط پیرایہ میں ترتیب دیا ہے کہ اخیر تک پڑھے بدون شاید ہی کسی کا جی چھوڑنے کو چاہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ بھی اچھا ہے۔ حجم قریباً پچاس صفحہ حجم پر قیمت صرف ار کچھ بھی نہیں۔ برادر محمد یمین صاحب تاجر کتب قادیان نے چھپوایا ہے انہی سے ملیگا۔

ذکرِ حبیب

یعنی خلاصہ تعزیت نامہ جو حضرت مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی نے حضرت حاجی سیٹھ عبد الرحمان صاحب احمدی مرحوم ملک التجار مدراس کی وفات پر انکے فرزند سیٹھ احمد صاحب کے نام ارسال فرمایا۔ افسوس کہ یہ مضمون جلدی شائع نہ ہو سکا۔ تاہم چونکہ بلحاظ سبق آموز و پُر معارف ہونے کے ہمیشہ مفید ہو سکتا ہے۔ لہذا اس تاخیر اشاعت پر مولینا ممدوح سے معافی چاہتے ہوئے ہم اس کو ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں (ایڈیٹر)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سیٹھ عبد الرحمان صاحب احمدی کی وفات حسرت آیات سے جو صدمہ خاکسار کو ہوا ہے احاطہ تحریر سے باہر ہے مگر آیت ذیل پر غور کرنے سے کچھ تسلی بھی ہو جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ اس آیت کے آگے اللہ تعالیٰ نے اس فنا کو جن و انس کیلئے نعمت قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں فبای آلاء ربکما تکذبان بظاہر سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان و جن کی فنا نعمت کیونکر ہو سکتی ہے؟ مگر ذرا غور کرنے سے یہ سوال حل ہو جاتا ہے کہ یہ فنا بھی واقعی بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ جو نعماء اخروی اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے طیار کی ہیں وہ ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر کی مصداق ہیں کہ اس تنگ و تاریک عالم فانی میں حاصل نہیں ہو سکتی ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو منظور ہے کہ انسان پر بھی اپنی صفات بقا و جلال و اکرام کا کچھ پرتو ڈالا جاوے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ پس ان نعماء الٰہی کے حصول کے لئے یہ فنا ضروری ہوا کہ اللہم الحقنی بالرفیق الاعلیٰ دعا کیگئی تھی۔ پس ان نعماء اخروی کے اعتبار سے فرمایا گیا کہ فبای آلاء ربکما تکذبان۔ پس اس تفسیر سے سوال مذکور حل ہو گیا اور فنا ایک عمدہ نعمت ہو گئی جو ذریعہ ہے حصول بقا و اکرام اور بزرگی انسان کا اور اسی وجہ سے سورہ ملک میں بھی موت کو ایک نعمت برکت والی اور سلطنت وغیرہ قرار دیا گیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ تبارک الذی بیدہ الملک وھو علیٰ کل شیء قدیر الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ پس خاکسار انہی الفاظ تعزیت کا ترجمہ لکھتا ہے جو رحمۃ للعالمین کی وفات کے وقت عالم بالا کی طرف سے نازل ہوئے تھے تاکہ تعزیت بطور سنت کے ادا ہو جائے۔ وھو ہذا۔

سلام ہو تم پر اے گھر والو اور برکتیں اور بخششیں خدا کی تمہارے اوپر ہوں بیشک اللہ تعالیٰ ہی میں تمہاری تسلی ہے ہر ایک مصیبت سے اور اللہ تعالیٰ ہی بدلا دینے والا ہے ہر ہلاک ہونے والی چیز کا اور وہی تدارک کرنے والا ہے ہر ایک فوت ہونے والی شئے کا۔ کیا اچھا کہا ہے کسی بزرگ نے ؎

لکل شیء اذا فارقتہ خلف
ولیس للہ ان فارقت من عوض

پس اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو۔ بلفظ دیگر تقویٰ اختیار کرو یعنی جزع فزع سے بچو۔ اور اوسی سے تمام امیدیں رکھو۔ اور مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو محروم رہا ثواب سے۔ از مشکوٰۃ شریف۔ اے میرے پیارے عزیز سیٹھ احمد صاحب سیٹھ صاحب مرحوم اسم بامسمیٰ تھے۔ اور عباد الرحمٰن میں سے ایک عبد الرحمٰن تھے کیونکہ جو صفات عباد الرحمٰن کی اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان میں بیان فرمائی ہیں وہ انمیں موجود تھیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما۔ یا اللہ تو نے جو عباد الرحمٰن کے لئے اپنے کلام پاک میں وعدہ فرمایا ہے وہ عبد الرحمٰن احمدی کے لئے پورا کیجئے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ اولٰئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیہا تحیۃ وسلاما خالدین فیہا حسنت مستقرا ومقاما۔ سیٹھ صاحب مرحوم کو خاکسار کے ساتھ بڑی محبت دلی ابتغاء لوجہ اللہ تھی۔ اور کچھ ایسی خصوصیت تھی کہ جب کبھی قادیان تشریف لاتے تو خاکسار ہی کے کمرہ میں قیام فرماتے۔ اور حضرت جری اللہ کو بھی یہ خصوصیت معلوم تھی بوقت انکی تشریف آوری کے ہی حکم فرماتے کہ سیٹھ صاحب کو مولوی صاحب کے پاس ہی ٹھہراؤ۔ اسپر خادم مہمانخانہ عرض کرتے کہ حضور وہ وہیں ٹھہرے ہیں۔ صدق رسول الکریم۔ الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف۔ ابتداءً ۱۳۱۲ھ میں جبکہ آں مرحوم بیعت ہوئے تھے تو علمائے مخالفین نے بڑا شور و غل برپا کیا تھا۔ تب مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے خوب مناظرہ اور مباحثہ علمائے مخالفین سے کیا مگر یہ بیہودہ صفت علماء کب باز آتے تھے کبھی مسائل صرف و نحو کے پیش کر دیتے۔ اور کبھی مسائل منطقیہ وغیرہ درمیان بحث کے لاتے۔ اگرچہ مولوی حسن علی صاحب انگریزی زبان کے بڑے لیکچرار تھے۔ مگر ان معاندین علماء نے مسائل منطقیہ اثنائے بحث میں لاکر تو تو میں میں کرنا شروع کیا تب سیٹھ صاحب مرحوم نے خاکسار کو طلب فرمایا۔ اور حضرت اقدس جری اللہ نے بھی تاکیدی حکم خاکسار کے مدراس جانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ تب خاکسار مدراس گیا۔ اس وقت کا سیٹھ صاحب مرحوم کا اخلاص قابل ملاحظہ ہے کہ آپنے اس خاکسار کے مناظرات کی ترتیب پر قریباً پانسو روپیہ صرف فرما دیا۔ اور متعدد رسائل و اشتہارات مدراس اور بنگلور وغیرہ میں شایع کئے جسکا نام تحفہ مدراس . . . . ہے۔ اور شاہین و میزان الاعتدال اور انقلاب بنگلور وغیرہ رسائل اور اشتہارات کو مطالعہ فرمایا جاوے جن سے علماء مخالفین کا مبہوت ہونا اور آں مرحوم کا اخلاص ثابت ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا فوٹو اور اسکی اشاعت کا مسئلہ حضرت کی ہی زبان مبارک سے

جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سب سے پہلا فوٹو لیا گیا تھا میں نے وہ فوٹو خرید لیا اور اسپر فریم اور شیشہ بھی لگوایا جب میں قادیان گیا اور حسب دستور تنہائی میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے جناب ممدوح سے عرض کیا کہ میں حضور کا فوٹو خرید لایا ہوں اگر حضور کی اجازت ہو تو کمرہ میں لٹکا دوں یا دیوار پر لگایا جاوے حضور نے فرمایا نہیں ہمارا اس فوٹو سے ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ لوگ خریدیں اور اپنے پاس رکھیں ہمنے صرف ولایت بھیجنے کی غرض سے یہ فوٹو کھینچایا تھا کیونکہ یہ لوگ فوٹو دیکھ کر بھی اچھے نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اب میں اسکو خرید چکا ہوں اسکو کیا کیا جاوے؟ فرمایا کسی صندوق میں ڈال چھوڑو ایسی جگہ نہ رکھو کہ لوگ آئیں اور دیکھیں اسطرح تصویر کی پرستش شروع ہو جاتی ہے پس میں نے اسی دن سے وہ فوٹو الماری میں رکھا ہوا ہے اگر حضرت کا منشاء اسکے جلانے یا چاک کر دینے کا ہوتا تو اسی وقت فرما دیتے اور . . .

"الانبیاء اخوۃ العلات"

انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں

حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر ایک اور زبردست دلیل

حضرت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الانبیاء اخوۃ لعلات امہاتہم شتّٰی ودینہم واحد

یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ انکی اُمہن تو مختلف ہوتی ہیں۔ اور دین ایک ہوتا ہے۔ پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کا آپسمیں تعلق علاتی بھائیوں کا سا بیان فرماتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک مامور من اللہ کسی دوسرے گذشتہ نبی کو بذریعہ وحی یا الہام یا کشف اپنا ایک بھائی بیان کرے۔ تو وہ مامور من اللہ بھی ضرور نبی ہی ہوتا ہے۔ ورنہ حضرت نبی کریم کے الفاظ معاذ اللہ غلط ٹھہرتے ہیں۔ اب میں ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر میں سے ایک عبارت درج کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود مندرجہ بالا حدیث کے رو سے واقعی نبی اللہ تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم اس تہمت سے بری اور راستباز ہے۔ اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ لیکن ہر ایک دفعہ اپنی عاجزی اور عبودیت ظاہر کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا۔ ایک جگہ بیٹھکر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا اور اس نے اپنی فروتنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا۔ کہ وہ میرا بھائی ہے۔ اور میں نے بھی محسوس کیا۔ کہ وہ میرا بھائی ہے تب سے میں اسکو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں جیسا کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے۔ کہ وہ میرا بھائی ہے گو مجھے حکمت اور مصلحت الٰہی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے۔ اور اس کی نسبت زیادہ فضل و کرم کے وعدے دیئے ہیں۔ مگر پھر بھی میں اور وہ روحانیت کے رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بناء پر میرا آنا اسی کا آنا ہے۔" (خط بنام ڈوئی مندرجہ مکتوبات حصہ سوم صفحہ ۱۱۸)

اب اس حوالہ سے چار باتوں کا پتہ لگتا ہے۔

(اول) حضرت مسیح موعود نے عالم کشف میں دیکھا کہ مسیح ابن مریم نے آپ پر ظاہر کیا۔ کہ وہ میرا بھائی ہے۔

(دوم) حضرت مسیح موعود تب سے مسیح ابن مریم کو اپنا ایک بھائی خیال کرتے ہیں۔

(سوم) حضرت مسیح موعود کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ مسیح ابن مریم مسیح موعود کا ایک بھائی ہے۔

(چہارم) حضرت مسیح موعود اور حضرت مسیح ابن مریم روحانیت کے رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔

اب کوئی عقلمند ان صریح باتوں کو دیکھکر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسیح موعود واقعی نبی نہ تھے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے الفاظ ایک طرف اور مسیح موعود کا کلام دوسری طرف اس بات کی پوری تصدیق کر رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود حقیقی معنوں میں نبی تھے۔ اور آپکا مسیح ابن مریم کا بھائی ہونا اور ایک ہی جوہر کا دوسرا ٹکڑا ہونا ہرگز ہرگز متحقق نہیں ہو سکتا۔ اگر مسیح موعود نبی نہ ہوں۔ پس یہ الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ مسیح موعود واقعی اور حقیقۃً نبی تھے۔

والسلام۔ خاکسار محمد سعید "سعدی" لاہور

بدر فنڈ کے متعلق ایک عرض

حال میں ایک اشتہار برادر مکرم میاں معراج الدین صاحب مالک اخبار بدر کا شائع کیا ہوا میں نے اتفاقاً دیکھا ہے۔ جس سے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ انہوں نے بدر کے اجرائے کے واسطے خاص کوشش کی ہے اس اشتہار میں ان فوائد اور برکات کا چند در الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے جو اخبار بدر کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کو عموماً اور [illegible] خدمت کی گئی۔ میاں صاحب موصوف نے میری نہ سالہ خدمات ایڈیٹری کی تعریف کی ہے جس کے واسطے میں ان کا بہت ممنون ہوں لیکن اس اشتہار میں میاں صاحب نے یہ بات نہیں لکھی کہ بدر کیواسطے جو چندہ ہوا تھا۔ اور اس کی کمپنی کی کتب سے جو کچھ حاصل ہوا اس میں سے بجز مالک بدر کو حصہ نہیں دیا گیا۔ یہ الفاظ بعض احباب کو مشکوک معلوم ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے ان کے متعلق دریافت کیا ہے۔ لہٰذا میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر میاں صاحب اتنے الفاظ اور بڑھا دیتے کہ بدر کی ضمانت طلب کئے جانے کے وقت بدر فنڈ کئی ہزار روپے کا مقروض تھا۔ اور اس قرضہ کا ادا کرنا مالک اخبار ہی کے ذمہ تھا۔ پس جو کچھ چندہ اور فروخت کتب سے حاصل ہوا وہ ضروری تھا کہ پہلے قرض خواہوں کو دیا جاتا اور دیا گیا۔ تو اصل واقعہ صاف ہو جاتا۔ غرض یہ سچ ہے کہ مالک اخبار نے ان چندوں وغیرہ سے کچھ نہ لیا بلکہ اس قرضہ کی ادائیگی کے واسطے کچھ اور بھی دے کر اسکو پورا کیا۔ لیکن چونکہ یہ ان کا ہی قرضہ ادا ہوا۔ اس واسطے ایک معنی میں انہوں نے ہی لیا ہے۔ ہاں اخبار بدر اگر جاری ہو جائے تو میرے واسطے بہت ہی خوشی کا موجب ہوگا۔ اور میں ہر طرح سے ان کی خدمت میں انشاء اللہ حتی الوسع کوشاں رہونگا۔ اور اپنے مضامین اس میں درج کرتا رہونگا۔ اس کے مالک میاں صاحب ہی ہیں لیکن اس کی خدمت کے لحاظ سے میں ہمیشہ اپنا ہی سمجھکر اس کی خدمت کرونگا۔ اور بدر ٹریکٹ سیریز جو میں نے جاری کیا ہے۔ وہ بھی اجرائے بدر پر اسیکے دفتر کے سپرد کر دیا جائیگا۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ

سابق اڈیٹر بدر

"میں نے کوئی افترا نہیں کیا"

خواجہ کمال الدین صاحب کے اشتہار کا جواب الفضل ۱۹ اگست میں شائع ہوا تھا۔ اس کے جواب میں چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ میری نسبت یہ غلط خبر ہے کہ میں قادیان میں تازہ وارد ہی گیا ہوں۔ بلکہ میں نے ۱۹۰۸ء میں بی اے پاس کیا مدت تک سے حضرت صاحب پر ایمان رکھتا تھا۔ اور

کسی کسی پر قادیانی اگر ہمارے [illegible] سے میرا جانا بہت کم ہو گیا۔ احمدیت کی تعلیم قادیان سے باہر [illegible] جلسوں میں تھا۔ اس پر مزید جانے پڑنے کی کچھ ضرورت نہیں میں نے ۱۸۹۹ء میں بی۔ اے پاس کیا ہے اس وقت تک میں چودھری اسمٰعیل کے احمدی ہونے سے آگاہ نہیں تھا۔ بلکہ میں انہیں ہمیشہ متوجہ احمدیت سمجھتا۔ اور اسی لئے تبلیغ کے طور پر پانچ دینار ہا۔ اگر وہ کبھی احمدیت کا اظہار میرے سامنے کرتے تو مجھے بطور تبلیغ کتابیں دینے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ۱۸۹۹ء تک کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ۱۹۰۱ء سے وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ میں بہت کم آیا اور وہی زبان سے اقرار کیا ہے کہ نہیں آیا۔ چنانچہ باوجود یہ جانے کے کہ بعثت حضرت مسیح موعود کی صحبت سے مستفیض ہونے کے بارے میں ہے۔ لکھتے ہیں کہ ۱۹۱۲ء کے سالانہ جلسہ میں گیا تھا یعنی اپنے آپکو اس طرح چھپانا چاہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ حضور مسیح موعود نے اپنی نبوت کا اعلان دسمبر ۱۹۰۱ء کو فرمایا ہے پس جو لوگ خود اقرار کرتے ہیں کہ ہمیں ۱۹۰۲ء سے حضرت مسیح موعود کی صحبت خاص طور پر نصیب نہیں ہوئی بلکہ شاذ و نادر طور پر کسی سالانہ جلسہ میں دور سے چہرہ مبارک ہی دیکھنا نصیب ہوا وہ کیا سمجھ سکتے ہیں اور کیونکر دعوے کر سکتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلہ پر خود آپکی زبان مبارک سے کچھ سنا اور خواجہ کمال الدین صاحب کے معیار پر پورے اتر سکتے ہیں۔ پھر خواجہ صاحب کی فہرست میں ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا بھی نہیں ان کی نسبت چودھری صاحب کیا فرماتے ہیں۔

(شیر علی)

مضمون از رنگون

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی بھائی صاحب

السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ۔ میری اردو زبان نہیں لیکن عزیز زبان کا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زبان ہے۔ مجھے بہت شوق ہے۔ اور محض حضرت اقدس کی کتابوں کی برکت سے کچھ لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ پس میرے جو الفاظ غیر مناسب ہوں۔ ان کی اصلاح کر کے

درج کر دیا کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی کشتی نوح میں جو تعلیم ہے۔ اس میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ جو مخالفوں کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ اور وہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ وہ ہماری جماعت سے نہیں۔ اور آج کل پیغام پارٹی کے ممبر اپنے پرانے رفیقوں کے گلے جا ملے ہیں جنہوں نے انکو کئی دفعہ کفر کے فتوے لگائے۔ اور ان کا یہ کفر دور نہیں ہوا۔ اور نہ مخالفوں نے اپنا کفر واپس لیا۔ اور یہ ہماری جماعت سے ناراض ہو کر نکل گئے کہ ہم لوگ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ حضرت اقدس نے ان کو کافر نہیں کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیغام پارٹی نے حضرت اقدس کی کتابوں کا کبھی مطالعہ نہ کیا تھا۔ اور نہ آج کل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ پہلے ان کی قلم سے نکل چکا ہے۔ اس کو جھٹلا رہے ہیں۔ اور باوجود دندان شکن جواب ملنے کے شرمندہ بھی نہیں ہوتے۔ حضرت اقدس نے خود اپنی کتاب خطبہ الہامیہ صفحہ ۷۷ اور ۷۸ میں لکھا ہے۔

واتخذت روحانیۃ خیر الرسل مظہرا من امتہ لتبلغ کمال ظہورھا و غلبۃ نورھا کما کان وعد اللہ فی الکتاب المبین فانا ذلک المظہر الموعود والنور المعہود فآمن ولا تکن من الکافرین۔ مجھ کو ان لو اور کافروں میں سے نہ ہو جاؤ۔ ضد اور تعصب میں واقعی آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ خدا انکو عقل سمجھ دے آمین۔

خادم عبد القادر

دعوت الی الخیر

ماریشس ۔ سے مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی اے احمدی مشنری اسلام اپنے عریضہ مورخہ ۶۔ اگست میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و مطاعی

گھر سے خط پہنچا۔ معلوم ہوا کہ حضور خیر و عافیت سے ہیں فالحمد للہ۔ بوجہ رمضان کے روزہ ہل سے بظاہر دیگر مقامات کی طرف نہیں جانا ہوا۔ یہاں ماریشس میں ایک عجیب دستور ہے کہ مولوی اور مساجد کے امام ہر رمضان میں مانگنے کیلئے گاؤں گاؤں کا دورہ کرتے اور ہر امیر اور ہر دوکاندار کے پاس جاتے ہیں۔ اور وہ انہیں کچھ دیدیتا ہے چنانچہ پانچ چھ میرے ملنے کے لئے بھی آئے میں نے انکو اپنے سلسلہ کی خوب تبلیغ کر دی انہوں نے سوائے آمنا اور صدقنا کے کچھ نہ کہا۔ ایک امام مسجد آیا مسٹر نوریا نے کہا کہ یہ عربی بولتے ہیں۔ میں نے اسکے ساتھ عربی گفتگو کی اور وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ پیش کیا مگر وہ عذر پیش کرتا رہا کہ میں نے کبھی اس بارہ میں سوچا نہیں۔ پھر کبھی آؤنگا۔ حاجی ابراہیم مخالفوں کو سمجھاتے رہتے ہیں اور ہماری طرف سے لوگوں کے ساتھ جھگڑتے رہتے ہیں۔ کئی اصحاب صرف ڈر کے مارے اعلان اور اظہار نہیں کر سکتے۔ گورنمنٹ میں درخواست دی ہوئی ہے۔ کہ پبلک لیکچر کی اجازت دیجا دے۔ ابھی تک جواب با صواب نہیں ملا حضور دعا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور رحم فرما دے اور لوگوں کو حق کی طرف متوجہ کر دے۔ جو ہوگا حضور کی دعاؤں اور خدا کے فضل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کامل میں رکھے۔

مجھے ایک ٹریکٹ لکھا ہے انشاء اللہ عنقریب شائع کیا جاویگا۔ حضور خاکسار کے حق میں نیز جماعت کولمبو اور جماعت ماریشس کے لئے بھی دعا فرماتے رہیں۔ جو اشخاص ہمارے پاس آتے ہیں انکو لوگ بہت تنگ کرتے اور دھمکاتے ہیں حضور دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرما دے۔ اور تمام احمدیان ماریشس کی طرف سے حضور کی خدمت میں السلام علیکم عرض ہے میں نے ۵ [illegible] ماہوار پر ایک الگ مکان لے لیا ہے۔ تاکہ عام لوگ آزادی سے آسکیں۔

حضور کا ادنیٰ ترین غلام
غلام محمد از ماریشس روز ہل

منصوری سے تیسری چٹھی مورخہ ۲۲ اگست مکرمی مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

میر قاسم علی صاحب اور حافظ روشن علی صاحب کے وعظ ہوئے۔ اخیر میں عاجز نے ایک مختصر سی تقریر کی

پچھلے حصہ میں آدمی زیادہ تھے۔ ہیچ کم۔
وعظ پانچ بجے ختم ہوئے۔ عاجز سیر کے واسطے گیا تو راستہ میں چند انگریزوں اور لیڈیوں سے اتفاقاً گفتگو ہوئی۔ اور سلسلہ حقہ کا تذکرہ ہوا اثنائے گفتگو جب ایک انگریز کے ساتھ **قبر مسیح در کشمیر** کا ذکر ہوا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک انگریزی کتاب میں بھی دیکھا ہے کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ اس نے کتاب کا نام بتلایا ہے کل انشاء اللہ یہاں کے کسی کتب فروش سے اس کتاب کو تلاش کیا جاوے گا۔ اگر نہ ملی تو کلکتہ یا بمبئی سے منگوانے کی کوشش کی جائے گی۔
ایک لیڈی سے گفتگو ہوئی اس نے آخر کہا کہ میں نے آپکو کلکتہ میں ایک پادری سے مباحثہ کرتے دیکھا تھا اور ٹھیک پتہ دیا۔ ۔ ۔ میرے خیال میں یہاں انگریزوں میں تبلیغ کا اچھا موقع ہے۔ والسلام۔

باقی خبریں

صفحہ ۲ کالم ۳ سے آگے۔
۲۳ اگست کے پیام برقی سے پایا جاتا ہے کہ نووجیورجیوسک کی کوئی خبر ۲۰۔ تاریخ سے نہیں آئی تھی مگر تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ مذکور کی حالت اس تاریخ کے شبخون کے بعد سے نازک رہی اور امید نہیں کہ قلعہ نشین سپاہ مزید تاب مقاومت لاسکی ہو۔ دوج کے مورچے تمام محاذ پر بدستور تھے۔ ۲۰۔ تاریخ سے غنیم نے علاقہ بیلسک وغیرہ میں بڑی سختی سے حملے کئے مگر جوابی حملوں سے انکی روک تھام کی گئی۔ صوبہ جات بالٹک میں روسی افواج جرمنوں کو ابھی تک روکے ہوئے ہیں اور علاقہ کوونو بھی دشمن کے حملوں کو روک دیا ہے۔ بیلسک پر دشمن کی پورش خاص طور سے شدید تھی مگر روسیوں نے انہیں پسپا کر دیا اور اس کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔
بحری تاخت۔ میں ۲۱ دشمن نے چند شیرا اور غرق کئے۔ وا اغستان۔ کا مٹر ڈیل۔ وندسرا جنکو ہر اہل کشتی بچا لئے گئے۔ ولیم ڈاسن نامی سٹر کو بھی اڑا دیا جسمیں پانچ جانیں بھی ضائع ہوئیں۔
پیرس کی تار خبر ہے کہ برٹش بحری طیارہ نے ایک جہاز بار بردار ی پر بم پھینکے اور بحیرہ مارمورا میں اسکو غرق کیا۔

روسی ناپیدا کشتیوں نے روسی بیان کے بموجب بحیرہ اسود میں ابتک ایک سو جہاز غرق کئے ہیں۔
اطالین ہوائی تاخت میں اسیوڈنزا کی طرف لمبون کی بوچھاڑ نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔
اٹلی والے مع اپنے اخباروں کے متفق اللفظ ہوکر بڑے جوش و خروش سے خواہشمند ہیں کہ ٹرکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے خصوصاً۔ ۔ ۔ بہت بدعہدیاں کی ہیں
دشمن کا ایک بیلون وبلینا پر منڈلا رہا تھا۔ روسی آتشباری نے اسے گرا دیا وہ افسر اور آٹھ آدمی پکڑے گئے۔ اس جرمن ہوائی جہاز میں ایک چھوٹی سی مشین گن ملی نیز کچھ مقدار معلہ گیر ۔ ۔ ۔ اور آگ لگا دینے والے بموں کی۔
ورد انیال میں اندلون گیلی پولی کی لڑائی نہایت شدید بیان کی گئی ہے۔ دشمن کے مورچوں پر حملے کئے گئے ترکوں کو بھی بڑی بھاری کمک پہنچ گئی تھی ۱۲ گھنٹے تک جنگی کارروائی جاری رہی۔ جو طرفین سے بہت سخت و خونریز تھی۔ اور بڑا بھاری نقصان جان ہوا
نقصانات جو تمام میدانوں میں ۱۹ سے ۲۱ اگست تک ہوئے ان کی فہرست بھی افسوس کہ بہت طویل ہے
وزیر ہند کا پیام برقی بنام حضور والسرائے مورخہ ۲۱ اگست مظہر ہے کہ جرمنوں نے نووجیورجیوسک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب برلسیٹ لٹوسک پر اقدام ہو رہے ہیں۔ جرمن بیڑا ابھی خلیج ریگا میں گھس گیا ہے جہاں دونو بیڑوں کی جنگ جاری ہے۔ ایر ناریو اور یگ کے تمام محاذ پر غنیم نے زبردست حملے کئے۔ مگر روسی برابر اس کو رد کئے ہوئے ہیں۔

برکات خلافت

اس نام سے وہ معرکۃ الآراء تقاریر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں چھپ کر تیار ہو گئی ہیں بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ انجمن ترقی اسلام نے شائع کی ہیں۔ چونکہ جماعت کی عملی زندگی کے متعلق ہدایت اور اعلیٰ نکات کا مجموعہ ہیں۔ اس لئے ہر ایک احمدی کو منگوانی چاہئیں۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو بالکل واجبی ہے۔

هداية المهتدى الى حقيقة المهدى

(مصنفہ حضرت مولینا سید محمد عبدالواحد صاحب ساکن بنگال)
ایک عمدہ رسالہ ہے کسی غیر احمدی کے سوالات کی بنا پر مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ ۔ صفحہ کا رسالہ ہے۔ مگر ہمارے سلسلہ کی اکثر ضروری باتوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی حالت میں ناواقفوں کیلئے موجب واقفیت ہے۔ اور مخالفوں کے لئے دندان شکن جوابات ہیں۔ اکثر دلائل کتب مسلّمہ سے مخالفین کے لائے گئے ہیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس رسالہ کو پسند فرمایا ہے۔ شرقی بنگال مونگیر حیدرآباد وغیرہ شائع ہوا ہے جس وتیج دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ طبع بھی عمدہ ہوا ہے۔ خوشخط ہے۔ کاغذ ہے قیمت ۳ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔ جو صاحب چاہیں منگا کر دیکھ سکتے ہیں۔

المنـــــــــــــــشتہر
خاکسار سید سعید احمد احمدی انصاری مولوی
پاڑہ مقام برہمن ٹریہ ضلع تپرہ ملک (بنگال)

امام الزمان مرسل یزدانی حضرت مسیح موعود کی تصانیف و دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میرے ہاں سے ہوتی ہیں آرڈر آنے پر فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔
محمد یمین تاجر کتب۔ **قادیان** (گورداسپور)

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب و غریب مشین ہمنے خاص و عام کی سہولیت کیلئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اس میں میدہ باہر سے ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اس کا استعمال کر سکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں قیمت میں ارزاں اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کیلئے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں ۔ ۔ اور ایک ۔ ۔ ڈیڑھ روپیہ۔ پتــــــہ
مستری فضل کریم نند بھائی حضرت مسیح موعود قادیان

سمبڑیال۔ ضلع سیالکوٹ میں باوجود مخالفین کی مخالفت شدید [illegible] صاحب کا لیکچر کامیابی سے ہوا [illegible] وفات مسیح اور دعاوی حضرت مسیح موعود تھا۔ [illegible] ایسے احسن طرز سے بیان کیا کہ مخالفین [illegible] گئے۔ جناب مفتی صاحب نے تمام مذاہب [illegible] کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہر ایک چیز کی خوبی [illegible] دیکھکر معلوم کی جاتی ہے۔ اسوقت جس قدر مذاہب موجود ہیں وہ دعوے تو بہت سے کرتے ہیں۔ لیکن [illegible] سے نمونہ مانگا جائے۔ تو خاموش ہوجاتے ہیں۔ مثلاً ہندو وید کے وید دن میں یہ تو لکھا ہوا [illegible] کہ اس پر چلکر لوگ رشی منی اوتار بن گئے ہیں۔ لیکن جب اس وقت نمونہ طلب کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے۔ کہ نمونہ نزول کے وقت ملتا تھا۔ اب نہیں ہے اسی طرح مسیحی مذہب کی کتب مقدسہ یعنی اناجیل اربعہ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر چلنے والے پہاڑوں اور درختوں کو ہلا سکتے ہیں۔ اندھوں جذامیوں اور بیماروں کو چنگا کر سکتے ہیں۔ لیکن جب ان سے بھی نمونہ مانگا جاتا ہے۔ تو یہی جواب ملتا ہے۔ کہ نمونہ مسیح کے زمانہ میں ہی ملتا تھا۔ اب نہیں۔ غرض اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں۔ جو نمونہ پیش کر سکے قرآن شریف کا دعویٰ ہے۔ کہ مجھ پر چلکر لوگ انبیاء صالحین صدیقین اور شہداء بن سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں نمونہ دیکھنے والے حضرت مسیح موعود کو دیکھ لیں۔ اسی طرح کی عام فہم مثالوں سے مفتی صاحب نے لیکچر کو موثر بنایا جس سے بہت سے سامعین اچھا اثر لیکر گئے۔ اور بعض احمدیت کے بالکل قریب آ گئے ہیں۔ فالحمد للہ۔

ایک شیعہ صاحب نے ایک احمدی دوست سے کہا۔ کہ آپ لوگ تصویر پرست ہیں۔ مرزا صاحب کی تصویر اپنے پاس رکھتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصویر اس لئے نہیں کھچوائی تھی۔ کہ لوگ اسکو اپنے پاس رکھیں اور [illegible] چنانچہ کوئی احمدی [illegible] لاش کا نمونہ وغیرہ بناکر اس کی تعظیم و تکریم اعتقاداً و عبادۃً کرتے ہو۔ اس سے شیعہ معترض خاموش ہو گیا۔

رسنگ پور سے سید عبدالکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے چند معززین شہر کے روبرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو کھولکر بیان کیا۔ گو ایک مولوی صاحب نے دبی زبان سے مخالفت کی لیکن بے سود۔ لوگوں کے خیالات حضرت مسیح موعود کی نسبت بہت عمدہ پائے جاتے ہیں فالحمد للہ۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی طبیعت چند روز سے [illegible] علیل ہے۔ احباب دعا فرما دیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس بابرکت انسان کو صحت کلی عطا فرمائے۔

تازہ ترین جنگی خبروں کا خلاصہ

عربک نامی امریکن جہاز کی غرقابی سے متعلق ابھی نامرد پیام مورہے ہیں۔ امریکن گورنمنٹ کا منشاء صرف [illegible] بنا پر جنگ چھیڑنے کا نہیں معلوم ہوتا۔ لورلول کا سٹر سلویا بھی غنیم نے ڈبو دیا ہے۔ آدمی بچا لئے گئے۔ ۲۴ اگست کے لندنی پیام برقی میں بیان کیا گیا ہے کہ خلیج ریگا کے مشرقی کنارہ خشکی پر فوج اتارنے میں دشمن کو ناکامی ہوئی اور روسی توپخانہ زبردست نکلا۔ کوولنو اور دبلنا کے درمیان روسی برابر غنیم کو روک رہے ہیں مگر اوسو ویکس کو خالی کر گئے۔ بلجیم سے اوالس تک ان دنوں شدید گولہ باری ہوتی رہی فرنچ توپخانہ نے دشمن کو خاموش کرا دیا سات طیاروں کے ایک دستہ نے ۲۳۔ کی شب کو دو مقام پر بم گرائے معرکہ اٹلی و آسٹریا میں اطالویوں نے آخر الذکر طاقت کے توپخانہ کا کئی جگہ کامیابی سے مقابلہ کیا۔ اور تیز فیر توپوں و بموں سے ان کے حملے پسپا کئے دردانیال کے نقصانات کی فہرست پھر خاصی طویل ہے افسوس ہے میدان جنگ میں ہندی فوج کے بہادروں نے جو سپاہگری جانبازی کے جوہر دکھلائے ان سے خوش ہو کر زار روس نے بہتوں کو اعزازی خطاب عطا کئے ہیں بحری جنگ میں غنیم کو شکست فاش ہوئی جس نے روس کے خلاف اسکی تجاویز کا نقشہ بدل دیا۔ [illegible] ہو جانے پر پولینڈ وغیرہ اکثر حصص [illegible] [illegible] ہو جائیگی اور جرمنی کو مشکلات کا سامنا ہوگا۔

بقیہ مدینۃ المسیح

(صفحہ ۳ کالم ۱)

لیکن دراصل یہی مسیح موعود کی [illegible] اس لئے کہ مفتری کاذب کو اپنے [illegible] جرأت ہو نہیں سکتی نہیں دین حق کی [illegible] ہے مگر ہمارے واسطے مقام خوف [illegible] سستی و غفلت کے سبب ان [illegible] اس تحریک سے متاثر ہوکر حضرت [illegible] سلسلہ خاندان نبوت اور اپنے گھر [illegible] فراہم کئے۔ [illegible] صاحب قادیانی جھولی لیکر نکلے تو [illegible] انہوں نے [illegible] کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ باہر کی جماعت [illegible] صدر انجمن کو اسوقت روپیہ کی بڑی ضرورت ہے۔ طلباء اکثر واپس آ گئے اور مدرسے بعد تعطیل کھل گئے ہیں۔ فیروزپور اور ملوٹ میں غیر احمدیوں سے [illegible] ہے جسب الحکم حضرت اقدس علماء ذیل تشریف لیگئے۔ مولوی میر محمد اسحاق صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب میر قاسم علی صاحب شیخ یعقوب علی صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ نماز فجر کے بعد میر صاحب قبلہ حاضرین کو اپنے وعظ و نصیحت سے مستفیض فرماتے ہیں۔ فجزاہ اللہ۔

فروگذاشت

گزشتہ دوشنبہ کو بعد نماز مغرب جس مبارک نکاح کا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اعلان فرمایا۔ اس کا مفصل ذکر افسوس کہ ہم اس اشاعت میں بھی نہ کر سکے نہ خطبہ نکاح جو نہایت پُر معارف اور مندور وار تھا قلمبند ہو سکا۔ خیر اس کا ماحصل تو ہم ان شاء اللہ پھر کبھی ہدیہ ناظرین کرینگے۔ لیکن اس قدر اب بھی بتا دینا ضروری ہے۔ کہ اس نکاح میں حق مہر کی تعیین کا اختیار جانبین نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو دیدیا تھا۔ اور حضور نے طرفین کی حالت و حیثیت کو ملحوظ رکھکر تین سو روپیہ مہر مقرر فرمایا ہے۔ نیز اگرچہ منشی جعفر علی صاحب نیم سوداگر [illegible] کی دختر بھی ہنوز نابالغہ ہے اور اخویم مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کا صاحبزادہ بھی ابھی بالغ نہیں اور صغر سنی کی شادی کو حضرت پسند بھی نہیں فرماتے۔ لیکن بعض اہم دینی مصالح کی بنا پر اس عقدۃ النکاح کا اعلان ضروری سمجھا گیا ہے جس کی [illegible] ان شاء اللہ مفصل درج کرینگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۹ اگست ۱۹۱۵ء

عسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم

معزز ہمعصر مشرق گورکھپور جو صوبہ متحدہ کا ایک باوقعت اسلامی اخبار کہلاتا ہے اُس لاٹری میں جو (اسلامی) ریاست دھولپور میں پڑنے والی ہے۔ شمولیت کی ترغیب دینے کے لئے بعنوان "فائدہ ضرور ہے" رقمطراز ہے کہ اب پھر پانچ لاکھ کی لاٹری پڑنے والی ہے جس میں ڈھائی لاکھ روپیہ خیراتی کاموں پر صرف کیا جائے گا۔ اور ڈھائی لاکھ روپیہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ بہت سے لوگ پھر تقدیر آزمائی کریں۔ ممکن ہے کسی صاحب کے نام لاٹری کی رقم نکل آئے۔ آخر کسی نہ کسی کے نام بڑی رقمیں پہلے نکلی تھیں۔ یہ لاٹری خیراتی کاموں کے لئے ڈالی جاتی ہے۔ اور اب اس کے بعد کوئی لاٹری نہ ہوگی۔ اس واسطے جن اصحاب کو خیراتی کاموں سے دلچسپی ہو۔ ان کو لازم ہے کہ اس کے ٹکٹ خریدیں۔

ہمارے خیال میں اگر اس تحریک کا عنوان "نقصان ضرور ہے" ہوتا تو زیادہ موزوں رہتا۔ ہمیں یقین ہے کہ اس لاٹری میں حصہ لینے والوں کو فائدہ نہیں بلکہ ضرور نقصان ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی قماربازی ہے جسے اسلام رجس من عمل الشیطن قرار دیتا ہے۔ دین سے بیگانہ اور احکام اسلام سے ناواقف لوگوں کو پھنسانے کے واسطے یہ طریق اختیار کیا گیا ہے کہ نصف روپیہ چونکہ خیرات میں صرف کیا جائیگا اس لئے خیراتی کاموں سے دلچسپی رکھنے والوں کو لازم ہے کہ اس کے ٹکٹ خریدیں۔ ہمیں افسوس آتا ہے۔ ایسی تجاویز سوچنے اور پھر ان کی تائید و اشاعت کرنے والوں پر بجائیکہ وہ اسلام کے نام لیوا سمجھے جاتے ہوں۔ کیونکہ یا تو یہ لوگ اسلام سے اس قدر دور چلے گئے ہیں کہ اس کے موٹے موٹے اوامر و نواہی کو بھی بھلا بیٹھے ہیں یا دنیوی "متاع قلیل" کی حرص و آز نے انکی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال رکھا ہے اس لئے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کیا اس طرح فراہم شدہ روپیہ سے خیراتی اغراض پر لگانے سے اس کے شرکاء یا مہتمموں کو کچھ ثواب ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ انسانی افعال جن کا بارگاہ رب العزت سے کوئی ثمرہ ملتا یا ان پر کوئی نتیجہ مترتب ہوتا ہے وہی ہوتے ہیں جن کا تعلق انسان کی نیت اور ارادہ سے ہو۔ برخلاف اس کے جن افعال کے ساتھ دل میں نیت کچھ اور ہو اور ظاہر کچھ اور۔ ان سے کسی فائدہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اعمال کی بنا "انما الاعمال بالنیات" فرما کر صرف نیت پر بتلائی ہے۔ لیکن چونکہ اس لاٹری میں شامل ہونے والے ہر ایک شخص کی نیت یہ ہوگی کہ مجھے ایک بڑی رقم مل جائے تو وہ کسی ثواب کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ وہ دونوں اغراض کو مدنظر رکھ کر اس میں شامل ہوگا۔ تو یہ ناممکن ہے کہ (نیک اور بد) دو متضاد و متعارض مقصد ایک دوسرے کے ساتھ مجتمع ہو سکیں۔ اگر کسی کو خیرات ہی کرنی ہے۔ تو وہ یوں کیوں نہیں کر دیتا کہ اپنے مال کو کسی خالص خیراتی کام میں صرف کر دے۔

اس قسم کی حیلہ سازیاں جن میں دین کو آڑ بنا کر دنیا کمانے کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی دین سے کمال لاتعلقی اور غفلت پر دال ہیں۔ اور منشائے خدا اور رسول سے بے پروا ہونے کا بین ثبوت۔ کاش! وہ اپنی حالت پر غور کرنے کی تکلیف گوارا کرتے۔ لیکن افسوس کہ خدا تعالیٰ کے مامور برحق۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار نے لوگوں کی عقلیں کچھ ایسی مسخ کر دی ہیں کہ دینی معاملات میں انہیں اپنا نیک و بد کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ ایمانی غیرت اور اسلامی حمیت کا مادہ گویا سلب ہو چکا ہے۔ تعظیم امر اللہ سے ان کی طبائع ناآشنا ہو گئی ہیں۔ کیا اب بھی انہیں کسی مصلح ربانی کی ضرورت نہیں؟ "مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب" تو ایک مدت پہلے سے ہی ان کا مسلمہ ہے اب اس سے زیادہ اور کیا چاہتے ہیں؟

ہندو مسلمانوں کا اتحاد

اسلام اپنے ہمسایہ چھوڑ تمام دنیا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی شفقت۔ آشتی۔ اور حسن سلوک کی تعلیم دیتا۔ اور اپنے پیروؤں کو امن پسندی اور صلح جوئی کی بڑے زور سے تلقین کرتا ہے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جہاں تک اس سے ہو سکے۔ امن قائم رکھنے اور لوگوں سے نیک سلوک کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ پس ایک سچے مسلمان کی ذات سے کبھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ فتنہ و فساد یا لڑائی جھگڑے کا موجب ہوگا۔ ہندوستان میں ہندو اور مسلمان دو ایسی قومیں ہیں۔ جن کا ایک مدت سے چولی دامن کا ساتھ چلا آیا ہے۔ اسلئے دنیاوی معاملات میں دونوں کو باہم نہایت خوشگوار برتاؤ رکھنا چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ صورت حال اس کے برعکس ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ مقدمہ بازی ہونے لگتی ہے۔ اور بڑی بڑی رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان آئے دن کے لڑائی جھگڑوں سے بیزار ہو کر دونوں قوموں میں کچھ آدمی ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو انہیں یکجہتی و اتحاد کے لئے کوشاں رہتے ہیں جو واقع میں ایک کار خیر ہے لیکن معہذا ایک کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یکجہتی و اتحاد کا جو نمونہ اہل مراد آباد نے پچھلے دنوں دکھایا۔ وہ کسی طرح مفید نہیں کہا جا سکتا۔ وہاں گذشتہ ہولی کی تقریب پر مقامی مسلمانوں نے ہندوؤں کے اس تیوہار میں پورا پورا حصہ لیا تھا۔ تو اب اسکے عوض عید کے موقعہ پر ہندوؤں نے حقہ پانی اور شربت وغیرہ سے ان کی تواضع کر دی۔ گو یہ باتیں ایک سطحی نظر میں بہت دلکش معلوم ہوتی ہوں۔ لیکن درحقیقت خالی از نقصان نہیں۔ مسلمانوں کی اسلامی حمیت پہلے ہی مردہ ہو چکی ہے۔ اب اگر وہ اس طرح لغو رسوم میں شامل ہونے لگے تو یقیناً تھوڑے عرصہ میں اسلام کے نام تک کو فراموش کر دینگے۔ صلح اور آشتی کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ اس کی تو یہ صورت ہونی چاہیئے۔ کہ اپنے باہمی معاملات داد و ستد وغیرہ میں نیک نیتی۔ حق پسندی اور انصاف کو ہمیشہ مدنظر رکھا جائے۔ اور طرفین ایک دوسرے کے بزرگان دین کے ادب و احترام کو ضروری سمجھیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے کئی سال قبل اپنے پیغام صلح میں ہندوؤں کو نیک صلاح دی تھی۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے اس شہزادہ امن کی باتوں کی قدر نہ کی +

دو کنگ مشن کا اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ... [illegible]

اُن حرکات کے مرتکب ہوں جن سے اسلام بیزار اسلام کا خدا بیزار اس کا رسول بیزار۔ چنانچہ وہاں کے جو تازہ حالات حاملان مشن نے آپ بڑے فخر و مسرت سے شایع کئے ہیں ہمارے خیال کی دوستے تائید کرتے ہیں ۔ از انجملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ کسی سوار کی نعش کے اعزاز میں گورہ فوج منگائی گئی ۔ قبر پر تین باڑیں سر کیگئیں ۔ ماتمی بگل بجائے گئے ۔ نماز جنازہ میں مسلم و غیر مسلم سب شریک ہوئے ۔ نماز کے بعد قبر پھولوں سے ڈھانپ دیگئی ۔ اسی طرح پچھلے دنوں ایک میت کے ساتھ حمائل قرآن مجید کا دفن ہونا بھی بیان کیا گیا ہے ۔ غرض اور بہت سے عجیب و غریب حالات ہیں ۔ جن کا وقتاً فوقتاً انکشاف ہوتا رہیگا انشاءاللہ ۔ ان سب پر ایک سرسری نظر ڈالکر عقل سلیم ششدر رہ جاتی ہے کہ وہ کونسا اسلام ہے ۔ جس کی دعوت یہ حضرات دانایان فرنگ کو دے رہے ہیں ؟ علاوہ ازیں ایک وزندار سوال یہاں سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس لیڈر نے کی تاج پوشی قلوب مرکز سلسلہ حقہ سے قطع تعلق پر مائل کیا ۔ اس کے افراد جب ان حضرات کے مشرب و ملحوظات سے اچھی طرح واقف ہونگے تو وہ ان حرکات کو کہاں تک نظر استحسان سے دیکھیں گے ؟ حضرت جری اللہ کے دعوے سے تو غیر احمدی ایسے چڑتے تھے کہ ” چاہے اور سب کچھ منوالو مگر یہ نہ کہو کہ مرزا صاحب وہی مسیح و مہدی ہیں ۔ جن کی اسلام میں بشارت دیگئی تھی “ لیکن جس آزاد مشربی و اباحت کی طرح اندازیاں ووکنگ کی چار دیوار میں ہو رہی ہیں ۔ انکی نسبت اب وہی اسلامی حمیت کا دم بھرنے والے کیا خیال کرینگے ؟ شخصی غلط کاریوں کا رونا نفسانی اغراض کے ٹکڑے اور ضد و عداوت کے قضیئے تو چلے ہی جائینگے ۔ تمام اختلافوں اور نزاعوں کا فیصلہ تو انشاءاللہ آسمانی عدالت ہی کسی وقت کریگی ۔ مگر ہمیں تو اس بات کا سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے کہ اقوام مغربی کے صاحب فراست اور دانشور لوگ جب تک صورت حال کی اصلیت سے پورے پورے آگاہ نہ ہوں اپنے دل میں کیا کہیں گے ؟ یہی نا کہ بس یہی اسلام ہے ۔ جسپر اسقدر ناز ہے یہی تزکیہ نفس ہوتا ہے ۔ اسی طرح خدا ملتا ہے ۔ ان ہی راہوں پر چلنے سے انسان نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے ؟ [illegible] انا للہ و انا الیہ راجعون

[illegible] لاہور کا

ہیسو [illegible]

[illegible]

تمہاری نزدیک تشان کی تعریف ؟ حسب معمول بڑی دھوم سے چھپ کر شائع ہو گیا ۔ خدا تعالیٰ ہمارے ان پُرجوش مخلص احباب کی ہمتوں میں برکت دے ۔ سلسلہ حقہ کی تائید میں برابر کچھ نہ کچھ کام کئے جاتے ہیں ۔ خاصکر یہ ماہواری ٹریکٹوں کا مستقل سلسلہ تو بہت ہی مفید ہے ۔ امید کہ بیرونجات کی مقامی جماعتیں ان ٹریکٹوں کے ذریعہ تبلیغ کے پاک مقصد میں ضرور فائدہ اٹھائینگی ۔ یہ ہینڈبل بلا قیمت صرف محصول ڈاک بھیجنے پر سکرٹری صاحب سوسائٹی موصوف کے پتہ سے ملسکتے ہیں

—— ✶ ——

منکران خلافت کی اخلاقی جرأت

یہ سنکر ہر ایک انصاف پسند اور سمجھدار انسان کو تعجب بلکہ افسوس ہوگا کہ ادھر تو کچھ غیر مبائع دوستوں سے جواب میں شائع ہوتا ہے ۔ برابر بذریعہ رجسٹری لنکے پاس بھیجدیا جاتا ہے ۔ اور یہ حضرات جب کچھ درفشانی فرماتے ہیں تو خواہ سارے جہان میں اسکی تشہیر ہو جائے مگر اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ ایک دو کاپی ہمارے امام ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی بھیجدیں ۔ یا اگر ان اکابر کی بزرگی کو اس میں کچھ عار آتی ہے تو آپکے خدام میں سے اور ہی کسی کے نام بھیجکر شکور فرمایا کریں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جن کو مخاطب یا قائل معقول کرنا ہے انہیں تو خبر بھی نہ ہونے دیں اور دوسروں میں اپنی خانہ ساز تعلیوں سے مشیخت بگھارتے رہیں سبحان اللہ اخلاقی جرأت اسی کا نام ہے جو محض انکار خلافت حقہ کی برکت سے پیدا ہوتی ہے ۔ ورنہ دیگر وسائل حصول شاید محال و ممتنع قرار پاچکے ہیں ؟

—— ✶ ——

احمدی مساجد

آج کے پرچہ اخبار احمدیہ میں مسجد فاروقی فنڈ لاہور کا ذکر خیر ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے ۔ اس مبارک اعلان کو امید ہے کہ دیگر مقامات کے احمدی بھائی محض ایک سرسری خبر کے طور پر پڑھکر نہ چھوڑ دینگے بلکہ اسکی اشاعت سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی جماعت مسیح موعود کی اپنی مسجدیں نہ ہوں وہ سب انجمنیں اسلامیہ کے توکل بر ہمت و حوصلہ سے کام لیں ۔ اور تیاری مسجد کا اہتمام شروع کردیں ۔ سلسلہ عالیہ کے سارے کام آسی خدائے پاک کی رضاجوئی پر مبنی ہیں جس نے مبعوث جری

کے وقت اپنے پیارے مامور پاک سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ۔ الحمدللہ کہ ہم نے اس کا زمانہ پایا ۔ پھر اس کی معرفت و اطاعت کی توفیق ملی ۔ یہاں ہی ہمارے سارے کام سنوار دیگا ۔ ہماری طرف سے سعی و ہمت شرط ہے ۔ اور اس کے ساتھ خاص دعاؤں کی بھی بڑی ضرورت ہے ۔ مقامی جماعتوں کو اپنی مسجد نہ ہونے سے جو جو مشکلات پیش آتی ہیں ۔ اکثر احباب خوب سمجھتے ہونگے ۔ پس انکے رفع کرنے سے بے فکر رہنا احمدی جیسی زندہ قوم کے ہرگز شایان شان نہیں ہو سکتا ۔ مولا تعالیٰ ہماری مشکلیں آسان کرے ۔ آمین ؟

تمہارے اختیار میں نہیں ہے

گذشتہ بارہ سال کے عرصہ میں قریباً ۲۴ لاکھ آدمی وبائے طاعون سے ہلاک ہوئے ہیں بہت سی تدابیر اس مرض کے رفع کی اب تک عمل میں لائی گئیں ۔ لیکن تا حال نہ تو اس کا استیصال ہوا نہ کوئی حکمی و شرطیہ علاج دریافت ہوسکا نہ طبیب و ڈاکٹر لوگ اس کے کوئی یقینی اسباب مادی معلوم کر سکے ۔ گورنمنٹ عالیہ نے خلق اللہ کے حال پر ترس کھاکر لاکھوں روپیہ کے صرف کثیر اور بہت سی مساعی جمیلہ سے اپنی شفقت شاہانہ اور رعایا نوازی کا ثبوت دیا ہے ۔ جسپر ہمارے ابنائے وطن کو حکومت وقت کا تہ دل سے شکر گذار ہونا چاہیئے ۔ خدا تعالیٰ نے یہ عالم اسباب بیکار نہیں بنایا ۔ اور نہ وہ کسی کی کوشش کو رائگان کرتا ہے ۔ اس واسطے ضرور تھا کہ سرکاری تدابیر انسداد پر کچھ نہ کچھ مفید نتائج مترتب ہوں ۔ لیکن جب کہ ایک مسلمان کہلانیوالے بلند نام معاصر نے حال میں لکھا ہے کہ پلیگ کا دور کرنا تمہارے اپنے اختیار میں ہے یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ محض اسباب مادی اس مرض کا منبع ہیں یا صرف تدابیر ظاہری سے اس کا قلع قمع ہوسکتا ہے ہم بڑے زور اور تحدی سے کہتے ہیں کہ یہ طاعون دراصل مسیح موعود کا نشان ہے ۔ اور اس کا قابل اعتماد چارہ کار بجز اس کے دوسرا نہیں ہوسکتا کہ خلق خدا اپنے خالق سے سچی صلح کرے اس کے مامور کی صداقت پر ایمان لائے شوخی شرارت سیاہ کاری اور غفلت باز آکے اپنی موجودہ زندگی میں پاک تبدیلی کرے بالکل غلط کہا گیا ہے کہ پلیگ کا دور کرنا تمہارے اپنے اختیار میں ہے اگر ایسا ہو تو ہر سال کی معمولی مدت میں اہل تدبیر نے عام اس سے کہ وہ حاکم ہوں یا محکوم ۔ ڈاکٹر ہوں یا حکیم اور وید مقدور سے ہو طاقت سے کبھی کا اس کو دیس نکالا دیدیا ہوتا یہ جو کہا جاتا ہے کہ جوہے اور مکھیاں اس

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی

فرمودہ ۲۰ اگست ۱۹۱۵ء

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

عزت اور بڑائی حاصل کرنے کے لئے لوگوں نے بہت سی تدبیریں اختیار کی ہیں۔ اور بہت سی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں ہزاروں رستے ہزاروں ایجادیں اور ہزاروں تدبیریں لوگوں نے عزت حاصل کرنے کے لئے اختیار کر رکھی ہیں۔ اور ہر روز نئے سے نئے پہلو سوچتے رہتے ہیں لیکن لوگوں نے جہاں عزت حاصل کرنے کے مختلف پہلو سوچے ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا دھوکا بھی کھایا ہے۔ جو ہمیشہ سے لگتا آیا ہے اور اس زمانہ میں بھی لگ رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض ایسے لوگ جن کا کچھ دین سے تعلق ہوتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ جنکا دین کے ساتھ کچھ تعلق ہوتا ہے وہ دین اور دنیا کی عزت کو ایک سا سمجھ کر دین کی عزت حاصل کرنے کے لئے انہی تدبیروں سے کام لیتے ہیں جن سے دنیا کی عزت کا حصول سمجھتے ہیں لیکن جہاں ادنیٰ عالم کا روحانی عالم سے اختلاف ہے۔ وہاں دنیاوی اور دینی عزتوں میں بھی بڑا فرق ہے۔ دنیا کی عزتیں محنت کوشش اور تدبیروں سے ملتی ہیں۔ اور جتنا کوئی زیادہ کوشش کرے۔ اتنی ہی زیادہ ملتی ہیں لیکن دینی عزت حاصل کرنے کا طریق اس کے خلاف ہے۔ اس کے لئے جتنی کوئی کوشش اور تدبیر کرتا ہے۔ اتنا ہی ذلیل ہوتا ہے۔ اور جتنا دنیا سے علیحدہ ہوتا اور اپنے نفس کو دنیاوی خواہشات سے مارتا ہے۔ اتنا ہی خدا اسے اونچا کرتا ہے یہی بہت بڑا فرق ہے جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔

دین کی وجہ سے جو عزت ملی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو نہیں ملی۔ اور نہ مل سکتی ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں آپ کی نسبت فرماتا ہے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ہم نے تجھے کوثر عطا فرمائی ہے۔ یعنی ہر ایک چیز کی کثرت اور ہر ایک چیز میں وسعت دی ہے۔ چنانچہ کوئی چیز بھی لیلو۔ نہریں ہی جاری تھیں قطرہ بھی نہیں جنت میں جو حوض کوثر ہوگا وہ تو علیحدہ ہے یہاں بھی نہریں ہی جاری ہیں۔ اور ہر چیز کی کثرت ہے۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے وہ عزت دی جو دنیا میں کسی کو حاصل نہ ہوئی پہلی بڑی عزت تو آپ کو وہ دی جس میں دیگر انبیا بھی آپکے شریک نہیں ہیں۔ اور وہ یہ کہ سب انبیاء ایک ایک قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کی طرف مبعوث کیا گیا اور آپکو ساری دنیا کا سردار کر دیا گیا۔ کرشن اور رامچندر کی تعلیم ہندوستان کے لئے تھی زرتشت کی تعلیم ایران کے لئے تھی۔ حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت مسیح تک کل انبیاء کی تعلیم بنی اسرائیل کے لئے تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالےٰ نے یہ فضل کیا کہ ساری دنیا کا بادشاہ بنا دیا۔ اور کوئی علاقہ آپ کی حکومت سے باہر نہ رکھا خواہ ایشیا ہو یا افریقہ۔ خواہ یورپ ہو یا امریکہ خواہ جزائر کے رہنے والے ہوں۔ یا پہاڑوں کے خواہ میدانوں میں رہنے والے ہوں یا جنگلوں میں خواہ گاؤں بستیوں میں رہنے والے ہوں یا شہروں میں تمام کے اوپر آپ کی اطاعت فرض کرکے یہ قرار دیدیا کہ آپ کی اطاعت کا جوا اٹھائے بغیر کسی کے لئے نجات کا دروازہ نہیں کھلا۔ تو اتنی بڑی حکومت آپ کو عطا ہوئی پھر آپ کے کلام کو وہ اثر بخشا کہ آپ کی باتوں کو سنکر جنہوں نے ہدایت پائی تھی۔ ان کی شان کو اللہ تعالےٰ نے ایسا بڑھایا کہ کسی نبی کی صحبت یافتہ جماعت ان سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قرآن شریف میں جن نبیوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سب سے بڑے ہیں۔ ان سے پہلے نبیوں کی امتوں کا حال تو ہمیں معلوم نہیں اور نہ ہی کوئی مفصل تاریخ ہے جس سے پتہ لگے کہ حضرت نوح حضرت ابراہیم وغیرہ انبیاء کی امتیں کیسی تھیں۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کی امت کا حال معلوم ہوتا ہے جو تاریخوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم نے بھی کھول کر بتا دیا ہے۔ قرآن کریم نے تو اس لئے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مثیل تھے۔ ان دونوں نبیوں کی امتوں کا حال دیکھیں۔ تو بہت بڑا فرق نظر آئیگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت تو وہ ہے۔ جو ایک اتنے بڑے نبی کے عظیم الشان نشان دیکھ چکی ہے۔ انہوں نے فرعون کو غرق ہوتے دیکھا۔ جنگلوں اور بیابانوں میں خدا تعالےٰ کی نصرت اور مدد کو شامل حال پایا۔ لیکن پھر بھی یہ حال ہے کہ ایک جگہ لڑائی کے لئے حکم ہوا تو قالوا یموسیٰ انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا فاذہب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون کہتے ہیں۔ اے موسیٰ آپ اور آپ کا رب جا کر ان سے لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں جب وہ وہاں سے چلے جائینگے۔ تب ہم داخل ہونگے۔ یہ اس قوم کا حال ہے جس نے بڑے بڑے معجزے دیکھے بہت مدت نبی کی صحبت میں رہی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کا حال سنئے جب آپ مدینہ تشریف لائے۔ تو وہاں کے لوگوں سے آپ نے یہ معاہدہ کیا کہ اگر مدینہ سے باہر جنگ ہو۔ تو تم اس میں لڑنے کے پابند نہیں۔ لیکن اگر مدینہ کے اندر ہو۔ تو اس کے روکنے میں مدد دینا تمہارا فرض ہوگا۔ اس معاہدہ میں عیسائی اور یہود بھی شامل تھے لیکن جب ایک دفعہ جنگ کا موقع آیا اور یہود نے بد عہدی کرکے اندر فساد مچا دیا۔ تو مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے لڑینگے اور دشمن پہلے ہمکو قتل کریگا پھر کہیں آپ تک پہنچیگا یہ اس قوم کا حال ہے۔ جو بہت قلیل عرصہ یعنی صرف ڈیڑھ دو سال تک آپ کی صحبت میں رہی۔ مگر باوجود اس کے اس کا ایمان اتنا ترقی کر گیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت جو قریباً بیس سال ان کی صحبت میں رہی اور جس نے بڑے بڑے نشانات دیکھے۔ انہیں جب لڑنے کے لئے کہا گیا اور دشمن کی تعداد بھی کچھ زیادہ نہ تھی۔ تو اس نے جواب دیا کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑ بیٹھے ہم تو اس وقت تک وہاں نہیں جا سکتے۔ جب تک وہ خود نہ چلے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ایک قلیل عرصہ رہنے والی جماعت کا یہ حال ہے۔ کہ اس کا مقابلہ ایک خطرناک گروہ سے ہو جاتا ہے جو ہیں تو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں [illegible] کے لئے جو آتے۔ وہ بھی

[illegible] صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

بہت زیادہ تھے۔ یاد ہوا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو کہتے ہیں کہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ آپ تک اس وقت
تک کوئی دشمن نہیں پہنچ سکتا جب تک ہم سب کو ذبح نہ کر لے
پھر مردوں ہی میں یہ جوش نہیں۔ بلکہ لڑکوں اور بچوں میں بھی یہ
جوش ہے۔ چودہ پندرہ سال کے لڑکوں میں وہ جرأت اور دلیری
پائی جاتی تھی۔ جو اس زمانہ میں بڑے بڑے جوانوں میں نہیں۔
اب اگر اس عمر کے لڑکوں کو نماز کے لئے کہا جائے۔ تو والدین
کہہ دیتے ہیں۔ ابھی بچے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
زبان میں وہ اثر تھا۔ کہ دنیا کی وہ قوم جو بچے کہلاتی ہے۔ ان
میں وہ روحانیت اور جوش تھا۔ کہ آج کل کے بڑے سے
بڑے بہادروں میں نہیں ہے۔ بدر کی جنگ کا واقعہ ہے عبد الرحمن
بن عوف کہتے ہیں۔ اس لڑائی میں میرے پہلو بہ پہلو دو لڑکے
تھے میں نے خیال کیا۔ کہ آج کی لڑائی بے مزا ہی رہے گی کیونکہ
لڑنے میں اسی وقت مزا آتا ہے۔ جبکہ دونوں پہلوؤں میں بھی
بہادر لڑ رہے ہوں۔ (میرے دل میں یہ خیال پیدا ہی ہوا
تھا۔ کہ ایک نے مجھ سے پوچھا۔ چچا! ابوجہل جو رسول اللہ
کو گالیاں دیتا اور بڑی بھاری مخالفت کرتا ہے۔ کہاں ہے؟
مجھے بتاؤ تا میں اسے قتل کروں۔ یہ بڑے بہادر تھے۔ کہتے ہیں
میرے دل میں یہ خیال بھی نہیں تھا۔ جو اس لڑکے نے ظاہر کیا
پھر دوسرے لڑکے نے بھی سوال کیا۔ میں حیران ہی رہ گیا
ابوجہل فوج کا کمانڈر اور قلب لشکر میں کھڑا تھا۔ اس کے
اردگرد بڑے بہادر اور زور آور آدمی لڑ رہے تھے۔ میں نے
اشارہ کر کے بتایا۔ اور اشارہ کیا ہی تھا۔ کہ دونوں لڑکے
بجلی کی طرح کوند کر اس پر جا پڑے۔ اور راستے کے لوگوں
کو چیرتے ہوئے اس تک پہنچ گئے۔ گو ایک کا ہاتھ کٹ
گیا مگر دونوں نے جا کر ابوجہل کو گرا لیا۔ یہ بچوں کا حال تھا۔
عورتوں کا تو اس سے بھی عجیب تھا۔ دنیا میں ماتم عورتوں سے
ہی چلا ہے۔ کیونکہ یہ کمزور اور ضعیف دل ہوتی ہیں۔ اور کسی
صدمہ اور غم سے جلدی گھبرا جاتی ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت میں اور ہی نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔
احد کی جنگ میں یہ مشہور ہو گیا تھا۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں
جب اس لڑائی سے لشکر واپس آ رہا تھا۔ تو عورتیں مدینہ سے
باہر دیکھنے کے لئے نکل آئیں۔ ایک عورت نے ایک سپاہی
سے پوچھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

چونکہ آپ بخیریت واپس تشریف لا رہے تھے۔ اور سپاہی
اس طرف سے مطمئن تھا۔ اس لئے اس نے اس بات کو کوئی جواب نہ
دیا۔ اور اس عورت سے کہا۔ کہ تیرا خاوند مارا گیا ہے اس
نے کہا۔ میں نے تم سے یہ پوچھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا تیرا باپ بھی مارا گیا ہے
(چونکہ اس سپاہی کا دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
سے بے فکر تھا۔ اس لئے وہ وہی جواب دیتا۔ جو اس کے نزدیک
اس عورت کے لئے ضروری تھا۔) عورت نے کہا میں نے تو
یہ پوچھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے
اس نے کہا تیرا بھائی بھی مارا گیا ہے۔ اس نے کہا میں
تم سے یہ نہیں پوچھتی۔ مجھے یہ بتاؤ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آپ تو خیریت سے ہیں
عورت نے کہا۔ اگر رسول اللہ زندہ ہیں۔ تو اور کسی کی کیا
پرواہ ہے؟ جب ایک اعلیٰ درجہ کی چیز محفوظ ہے۔ تو اس
سے ادنیٰ درجہ کی چیزوں کے قربان ہو جانے کا کیا رنج! یہ
ایک عورت کا گردہ ہے اس کے مقابلہ میں آج کل کے
لوگ جو بڑے صوفی بنتے اور بڑے بڑے دعوے کرتے
ہیں۔ ان کی عورتوں کا یہ حال ہے۔ کہ کوئی چھوٹا بچہ مر جائے
تو شور مچا دیتی ہیں۔ مگر اس کا خاوند باپ بھائی مارا جاتا ہے
اور وہ کہتی ہے۔ کہ اگر رسول اللہ زندہ ہیں۔ تو کوئی پرواہ نہیں
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تاثیر تھی کہ جس نے
دلوں کو بدل دیا تھا۔ اور ایسا کر دیا تھا۔ کہ جس کی نظیر نہیں
مل سکتی۔ غرض ان لوگوں کے لئے کوئی حقیقت رکھتی
تھی اسی طرح ان کے اخلاق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا
ہے۔ کہ دنیا میں ان کی بھی کوئی نظیر نہیں۔ تعلیم ایسی اعلیٰ کہ مثل
نہیں غرضیکہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ کہ جو عزت سے تعلق رکھتی ہو
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ملی ہو۔ اور پھر وہ
چیز ایسی نہ ہو۔ کہ کوئی نبی بھی اس کا مقابلہ کر سکے تو آنحضرت
صلعم اس قدر عزت والے انسان ہیں۔ اس کے متعلق
تم نے اپنے نفس میں کبھی غور کیا ہے۔ کہ آپ کو کس طرح
یہ عزت ملی کیا اس کے لئے آپ نے بڑی بڑی کوششیں
کیں۔ منصوبے باندھے۔ تدبیریں کیں۔ یا اس کے لئے
لوگوں سے لڑا جھگڑا کرتے تھے۔ آپ کے بڑے بڑے
دشمن گذرے ہیں۔ جنہوں نے آپ کے سارے کام کو تباہ

اور منصوبہ قرار دینے میں بڑا زور مارا ہے۔ مگر اس کے
متعلق کوئی تاریخی حوالہ نہیں نکال سکتا۔ کیونکہ ایسی کی بجائے
وہ یہی اقرار کرتے ہیں۔ کہ یہ شخص سب سے زیادہ دنیا کی عزت سے
بھاگنے والا نظر آتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے آپ اور بھی اوپر
بڑھتے جاتے تھے۔ تو آپ کی تمام عزت کا راز تدبیروں کوششوں
اور منصوبوں میں نہ تھا بلکہ اس میں تھا۔ کہ آپ جس قدر دنیا سے
دور بھاگتے تھے۔ اتنے ہی بڑھائے جاتے تھے۔ آپ جس
طرح دینی عزت میں تمام انسانوں سے ممتاز ہیں۔ اسی طرح
دنیوی عزت میں بھی ہیں۔ لیکن چونکہ اس میں جھگڑا ہے۔ اس
لئے میں اسے نظرانداز کر دیتا ہوں۔ ورنہ دنیاوی لحاظ سے
بھی آپ کی وہ شان و شوکت ہے۔ کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں
کر سکتا لیکن جس قدر آپ بڑے تھے۔ آپ کی عبادات افعال
اور معاملات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ
اسی قدر دنیا سے نفرت کرنے والے تھے۔

اس زمانہ میں بہت بڑی عزت حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کو ملی۔ حتیٰ کہ آپ کی عزت کی بلندی کے اظہار
کے لئے قرآن شریف میں آپ کی نسبت یہ قرار دیا۔ کہ
آخرین منھم میں شامل کر دیا۔ میں نے آپ سے بارہا سنا
آپ مخالفوں کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگ
کہتے ہیں میں مسیح بن گیا ہوں۔ میں تو کبھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ
مسیح بنوں مجھے تو گمنامی کے گوشہ میں رہنا ہی پسند تھا لیکن
میں کیا کروں مجھے تو خدا نے بنا دیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور
ہے۔ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اگر لڑنا ہے۔ تو خدا سے
لڑو۔ تو اس انسان کے منہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے
کہ اگر کوئی دینی عزت حاصل کرنی چاہے تو کوشش سے
نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے جتنا کوئی نیچے گرے۔ خدا
اتنا ہی اسے بلند کرتا ہے۔ بہت لوگ اس بات کو نہیں
سمجھے۔ چونکہ ہمارا سلسلہ دینی سلسلہ ہے اس میں وہی بڑا
ہو سکتا ہے۔ جو بڑائی نہ چاہے۔ اور وہی اونچا ہو سکتا
ہے۔ جو اپنے کو نیچے گرائے۔ اور وہی معزز ہو سکتا ہے
جو دین کے لئے دنیا کی ہر ایک ذلت کو برداشت کرنے
کے لئے تیار رہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ چھوٹی چھوٹی
باتوں میں اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی انجمنیں
ہیں۔ جن کا بہت قلیل چندہ آتا ہے۔ مگر ان میں اس امر پر

بحث شروع ہو جاتی ہے کہ انجمن کا سکرٹری کون ہو پریذیڈنٹ کون بنے۔ جس کے دل میں یہ خیال ہو کہ میں پریذیڈنٹ بنایا جاؤں۔ اگر وہ نہ بنایا جائے۔ تو علیحدہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر دنیاوی عزت کے لحاظ سے دیکھا جاوے۔ تو کوئی ایک چھوٹی سی انجمن کا پریذیڈنٹ بن گیا۔ تو کیا۔ اور نہ بنا تو کیا۔ ہے دنیاداروں کے مقابلہ میں کیا عزت حاصل ہوئی۔ باقی رہا دین کا معاملہ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالے کے حضور وہی عزت پاتا ہے جو عزت کا خیال بھی نہ کرے اور جو کوشش کرتا ہے۔ وہ ضرور ذلیل کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہماری جماعت کے لئے نمونہ موجود ہے کچھ لوگ تھے جو عہدوں کا حاصل کرنا عزت کا ذریعہ سمجھے ہوئے تھے۔ اور کوششوں سے چاہتے تھے۔ کہ معزز بن جائیں لیکن جس طرح مکھی کو دودھ سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالے نے انکو سلسلہ سے نکالکر باہر پھینک دیا۔ ایک مشہور شعر ہے۔

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

یہی مثال ان لوگوں کی ہوئی۔ وہ سمجھے بیٹھے تھے کہ سب کچھ ہمارے قبضہ میں آگیا ہے۔ اور یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنے منصوبوں میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مگر اس وقت جاکر کمند ٹوٹ گئی۔ جبکہ دو چار ہاتھ لب بام رہ گیا۔ یہ خدا تعالے کی سنت ہے۔ کہ مہلت دیتا ہے۔ لیکن جب انسان سمجھتا ہے۔ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ لیکن جونہی اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے۔ کہ اب ہاتھ رکھا تو کامیاب ہو جاؤنگا۔ اسی وقت رسی کھینچی جاتی ہے۔ اور وہ دھڑام سے نیچے آگرتا ہے۔ پس ہماری جماعت کے لئے نمونہ موجود ہے۔ اگر پہلے غیروں کے نمونے تھے۔ تو اس وقت ان لوگوں کا نمونہ ہے جو جماعت پر بڑا اثر رکھنے والے تھے۔ انہوں نے اپنی تدبیروں سے بڑا بننا چاہا۔ لیکن خدا نے نہ چاہا۔ اس لئے جس وقت انہوں نے سمجھا کہ اب پھل تیار ہو گیا ہے منہ میں ڈال لیں۔ اسی وقت خدا نے ان سے چھین لیا۔

پس تم خوب یاد رکھو۔ کہ دین کی عزت کوشش سے نہیں ملتی۔ بلکہ اسی کے لئے ہوتی ہے۔ جو اللہ کے لئے اپنے آپکو ذلیل کرے۔ اور اللہ کے لئے رسوائی کو قبول کرے۔

جو ایسا نہیں کرتا وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا۔ ہمیں کام کرنے والے انسان چاہئیں۔ اگر کسی کام کرنے والے میں کوئی نقص ہے۔ تو بجائے اس کے کہ اسے توڑنے کی کوشش کی جائے۔ خود اس کی مدد کے لئے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اگر کسی گھر کی دیوار گرنے لگے۔ تو جب تک بالکل ہی ناکارہ نہ ہو جائے۔ اس کے نیچے ستون رکھے جاتے ہیں لیکن کس قدر افسوس ہے۔ کہ دین کے کاموں میں یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ جس میں کوئی نقص ہو۔ اسے توڑ دیا جائے حالانکہ اس وقت ضرورت پڑتی ہے۔ جبکہ اس کے کام آنے کی کوئی امید نہ رہے اگر کسی میں کمزوری ہے تو اس کی مدد کرو۔ اگر کوئی تھوڑا کام کر سکتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ملکر کام پورا کر دو۔ لیکن جو یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کو ذلیل کرکے آپ عزت حاصل کرے۔ وہ ذلیل ہو جائیگا بندوں کے لئے یہی بات ٹھوکر کا موجب ہوئی ہے۔ اب بھی اگر کوئی اس طرح کریگا۔ تو خدا اسکو بھی نکال دیگا۔ خدا کو نہ ان کی پرواہ تھی۔ اور نہ اب کسی کی ہے۔ ہمارا سلسلہ پہلے بندوں کے سہارے سے چلا ہے اور نہ اب چلیگا۔ پہلے بھی خدا ہی چلاتا تھا اور اب بھی خدا ہی چلائیگا۔ وہ جو خیال رکھتے ہیں۔ کہ ہم پریذیڈنٹ یا سکرٹری بنائے جائیں یا صرف اعتراضوں میں لگے رہتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ خدا نے ایک عبرت کا نمونہ دکھا دیا ہے۔ اب بھی اس کا کوئی ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ وہ اب بھی وہی نمونہ دکھا سکتا ہے۔ دکھا سکتا ہے۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں بہت پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے جب خدائی غیرت بھڑکتی ہے۔ تو پھر یہ نہیں دیکھتی۔ کہ فلاں بڑا ہے اور فلاں چھوٹا۔ جو کوئی بھی اس کے دین کے راستے میں روک ہوتا ہے۔ اسکو نکال پھینکتی ہے۔ پس ایسے خیال اپنے دلوں سے نکال دو۔ اور خدا کے لئے ذلت اور رسوائی برداشت کرنے کو تیار ہو۔ اس بات کے لئے تیار رہو۔ کہ لوگ تم سے بدسلوکی کریں تم [illegible] جاؤ کیونکہ جو خدا کے لئے ذلیل ہوتا ہے۔ وہ عزت پاتا ہے۔ اور جو خدا کے کاموں کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ خدا تعالے ہماری جماعت سے اس مرض کو دور کر کے اس قابل بنا دے۔ کہ وہ دین کی [illegible]

کھلی چٹھی

بنام

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

خاکسار دارالامان سے امرتسر اور دنیا بھر کو بتا دیا کہ میرے والد بزرگوار نے محض اس جرم پر کہ میں کیوں تعالےٰ کو رب العالمین۔ رحمٰن رحیم مانتا ہوں۔ اور الآن کما کان علیم وحکیم وکلیم کہتا ہوں اور اسی بنا پر لانفرق بین احد من رسلہ کے ماتحت اس زمانہ کی ضرورت حقہ کو پورا کرنے والے عظیم الشان نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لایا جو سلوک میرے ساتھ کیا اور جس طرح پر خلاف شریعت اسلام مجھے مرتد قرار دیکر میرا نکاح فسخ کرنے کا فتویٰ دیا۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ اور میں اسے خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ فی الحال مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث سے خطاب مقصود ہے جنہوں نے امرتسر میں مجھے الہدیٰ دین الحق سے پھیرنے کے لئے پورا زور لگایا و ما دعاء الکافرین الا فی ضلٰل میں نے مولوی صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کی باتوں پر غور کرکے تحریری جواب دونگا۔ سو اس وعدہ کی ایفا میں مختصراً عرض ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مامور کی صداقت کا یہ نشان ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولے نہ لکھے۔ اور میں مرزا صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کتابوں سے ان کے جھوٹ دکھا سکتا ہوں۔ اور عالبا کچھ انعام بھی مقرر کیا۔ سو بہت مہربانی ہوگی اگر آپ ایسے مقامات کے حوالے رقم فرما دیں۔ آپ نے ایکسو روپیہ بھی بانسو انعام دینے کا دعوٰی [illegible] رہی۔ مولوی صاحب اگر [illegible] اس کا اعلان کریں۔

۲۔ آپ نے مجھے کہا کہ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے لکھا ہے میرے ساتھ جس نے مباہلہ کیا وہ ہلاک ہوا۔ اور ذرا آگے لکھ کر تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible] کا حوالہ دیا۔ باوجود اس کے عبدالحق [illegible] (ثناء اللہ) زندہ ہیں

چونڈہ ضلع سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے سکرٹری حکیم [illegible] صاحب لکھتے ہیں۔ یہاں منڈی مولیتان ابھر رہی تھی تبلیغ کے لئے گیا۔ وہاں عیسائیوں سے مقابلہ ہوگیا جس میں خدا تعالےٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ ایک عیسائی تعدد ازدواج پر لیکچر دے رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا تھا [illegible] کا جواب دینا چاہا۔ لیکن اس [illegible] کرتے سے انکار کیا۔ آخر کار اسے مجبور کیا گیا۔ اور اس سے حضرت ابراہیم داؤد وسلیمانؑ کے ایک سے زائد نکاح کرنے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو لاجواب ہوگیا۔ اور عیسائیوں کی طرف سے یہ بھی آواز آئی۔ کہ ہم احمدیوں سے مقابلہ نہیں کرتے غرض عیسائیوں نے مقابلہ سے انکار کر دیا تو حکیم صاحب نے دوسری جگہ اپنا لیکچر شروع کر دیا اس وقت عیسائی لوگوں کو یہ کہکر لیکچر سننے سے روکتے رہے۔ کہ یہ مرزائی ہیں۔ لیکن ناکام رہے۔ اور بفضل خدا تمام لوگ ان کی طرف سے حکیم صاحب کا لیکچر سننے کے لئے آ گئے عیسائیوں کو چیلنج بھی دیا گیا۔ کہ مسیحؑ کی الوہیت کے دلائل پیش کرو۔ لیکن ٹال ہی گئے۔ حکیم صاحب کے لیکچر بڑی کامیابی سے ہوئے جس میں وفات مسیحؑ اور الوہیت مسیحؑ کو خوب کھول کر بیان کیا گیا۔

امرتسر سے مستری الہ بخش صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ۲۵ اگست کی رات کو میں نے ایک آواز سنی جس کا مفہوم یہ ہے کہ "اب میں دنیا کو عذاب نہیں بلکہ ہلاک کردونگا" واللہ عالم بالصواب۔ خدا تعالےٰ رحم کرے

میدان جنگ سے اخویم مکرم جناب [illegible] نواز صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ تمام احمدی احباب میدان جنگ میں حصہ لینے والے احمدیوں کے لئے دعا فرماویں کہ خدا تعالےٰ انہیں کامیابی کے ساتھ واپس لائے۔

لدھیانہ۔ کے متعلق احمدی احباب میں یہ خبر نہایت خوشی سے سنی جائیگی۔ کہ وہاں جس مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد الٰہی کے ماتحت ابتدائی بیعت لی تھی۔ اور جس کا نام "بیعت خانہ" رکھا گیا تھا اس کی مرمت اور تعمیر کی طرف انجمن احمدیہ لدھیانہ نے توجہ کی ہے۔ اور اپنی مرکزی ضروریات کو پورا کرینگے لئے اس وقت اس کا تعمیر کرنا ضروری سمجھا ہے ہمیں امید ہے۔ کہ شیخ محمد شفیع صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ جنہیں اس تحریک کا فخر حاصل ہے۔ [illegible] اس کو مکمل کر دینگے یا کم از کم وقتی ضروریات پوری کرنے کے قابل بنا دینگے۔ اس کے متعلق یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر بیعت خانہ پہلے آثار پر ہی تعمیر کیا جائے یا صرف شکستہ اطراف کو از سر نو بنا یا جائے۔ تو یہ مناسب ہوگا تا کہ یہاں بیٹھکر حضرت مسیح موعود نے بیعت لی تھی وہ مبارک جگہ اپنی اصلی شکل میں قائم رہے۔

تازہ واقعات جنگ کا خلاصہ

نیپرگی کے مقام پر برٹش گورنمنٹ باری میں بہت سے جنگی جوان ہلاک ہوئے لوٹے زخمی ہسپتال لائے گئے ہیں۔ اور نقصان بھی بڑا بھاری ہوا۔ برسٹ لٹووسک کے قلعہ کو روسیوں کا خالی کر دینا معمولی بات ہے مگر جرمن اس کو کھلی فتح پر بہت جوشیاں منا رہا ہے۔ برلن میں اس کے متعلق اسقدر اظہار شادمانی کیا گیا۔ جیسے کوئی عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئی ہوں۔ **بالٹک** کے علاقہ سے ڈوئنا کے جنوب کی طرف پھر لڑائی کا زور ہو گیا ہے۔ **جرمن** مراسلہ سرکاری کا بیان ہے کہ روسی قلعہ اولیٹا کو خالی کر گئے ہیں **کورلینڈ** میں بھی خونریز جنگ جاری ہے۔ ڈوئنسک میں روسی افواج غنیم کو دبا رہی ہیں۔ **بلوسٹک** میں روسیوں نے جرمنوں کے شدید حملے روک دیئے ہیں اور انکو بڑا بھاری نقصان پہنچا یا ہے۔ **مغربی** معرکہ کارزار کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرنچ جمعیت نے اپنے محاذ کو درست کر لیا ہے۔ مورچوں کو کمک پہنچا دیگئی ہے کئی جرمن خندقوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور دشمن کے ہوائی حملوں کو پسپا کر دیا ہے۔ **فرنچ** توپخانہ نے کئی جگہ جرمن مورچوں پر آگ برسائی دشمن کی خندقیں اور ذخیرہ گولہ بارود تباہ ہوگیا۔ غنیم کی بارگون پر بھی گولہ باری کی گئی۔ جرمنوں نے طویل سلسلہ کے شین گولے گرائے علاقہ فلانڈرز میں کوئی الحال کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ فرنچ [illegible] کے جنوب [illegible] دشمن کو شکست پہنچی ہے اور اس نے جنگی سامان [illegible]

(بقیہ صفحہ ۸)

حضرت عثمانؓ کے وقت میں جب لوگ مخالفت کیلئے اٹھے تو آپ نے فرمایا۔ تم خوب یاد رکھو تم یہ فتنہ مت پھیلاؤ۔ اس فتنہ سے تم میں کبھی صلح نہیں ہوگی تم میں کبھی اتفاق نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج تک مسلمانوں میں صلح نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن سلامؓ کا یہ قول [illegible] وقت میں فتنہ ہوگا ابن عباسؓ نے کہا تم [illegible] جماعت کا اختلاف کرنا۔ لوگوں نے کہا اگرچہ قاتل ہی ہو انہوں نے کہا ہاں اگرچہ قاتل ہی ہو (ایسے ہی تین بار کہا) لوگ موازنہ کرکے دیکھ لیں کہ کس طرف زیادہ فوائد ہیں۔ تم کہتے ہو بیعت ضروری نہیں لیکن ہم کہتے ہیں اتفاق تو ضروری ہے۔ پس کیوں اس طریق کو اختیار کرتے ہو جو اتفاق سے دور کرنے والا ہے۔ میں کل ہی ذکر کر رہا تھا لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجال من ابناء فارس۔ اس میں رجال کا لفظ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے کہ اگر ایمان معلق بالثریا ہوگا تو ابناء فارس میں سے بعض رجال ایمان کو لائینگے۔ تو اب ضروری ہے کہ ابناء فارس یعنی حضرت کے خاندان سے ہوں اور اگر کسی دوسرے خاندان سے ہوں تو وہ ابنائے فارس سے نہیں کہلا سکتے اور پھر یہ پیشگوئی غلط ہو جاتی ہے۔ رجل من فارس نے بتایا کہ اصل بانی سلسلہ ایک ہی ہے مگر رجال نے بتا دیا کہ اس کے مدد و معاون اور بھی ابناء فارس سے ہونگے۔ غرض میرا کام فساد کو بڑھانا نہیں کسی انسان کے بنانے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ چونکہ اسوقت دنیا میں شرک حد سے بڑھ چکا ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے ایک کمزور انسان کو کھڑا کر کے بتا دیا کہ سب کام کا کرنا میرے ہاتھ میں ہے۔ جب خدا نے مجھے پکڑ کر کھڑا کر دیا تو میرا اس میں کیا دخل ہے میرے مخالفوں کو علم میں تجربہ میں خدمات میں مجھ سے بڑے ہونے کا دعوےٰ ہے مگر خدا نے سب سے کمزور سے کام لیا۔ میں تو اپنی حیثیت کو کچھ نہیں سمجھتا۔ خدا یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں کمزور سے کمزور کو بھی طاقت دے سکتا ہوں خلافت سے پہلے مجھے سنا دیا گیا تھا کہ میرا ایک ہم جماعت ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ میں تمہارے لیکچر کے خلاف لیکچر دونگا تو میں نے اسے کہا اگر تم میرے خلاف لیکچر دوگے اور مجھ پر سیاہ الزام بھی لگاؤ گے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے پس کوئی شخص خدا کے کام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ خدا تمہیں ان باتوں کی سمجھ دے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۱۵ء

”نیا آسمان اور نئی زمین“

اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے نبی مہدیٔ آخر الزمان۔ احمد مجتبیٰ۔ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر عالم کشف میں اپنا پاک ارادہ ظاہر فرمایا کہ ”ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں“ اُسکی سنت قدیمہ ہمیشہ سے یُوں جاری ہے کہ

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

”کُن فیکون“ کا یہ مطلب نہیں کہ اُسکی مرضیات و مقدرات تمام و کمال ایکدم کتم عدم سے معرض ظہور میں آجائیں بلکہ ارادہ الٰہی ہونے کے بعد اُسکی تکوین کا سلسلہ قانونِ مقررہ اور عادتِ مستمرہ کے مطابق بتدریج تکمیل کو پہنچنے کے لئے جاری ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کارگاہ ہستی جسے خدا نے عبث پیدا نہیں کیا عالم اسباب ہے اور تمام کائنات ایک پیچ در پیچ سلسلہ علت و معلول میں مربوط ہیں۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا بھی معاذ اللہ کسی دستور و آئین کا پابند ہے۔ نہیں بلکہ اسکے لامحدود اختیار و اقتدار اور حیطۂ تصرفات کی کوئی حد بست یا تعیین نہیں ہو سکتی کوئی اسپر حکمران نہیں وہ جو چاہے کر سکتا ہے ”یفعل ما یشآء و یحکم ما یرید“ یہ قدرت کے قوانین تو محض انسان کی رہنمائی و سہولت کے لئے ہیں تاکہ وہ اُنکی مدد سے اپنے کاروبار زندگی بآسانی چلا سکے ✦

نئی زمین اور نئے آسمان کے بھی کچھ معنی ہیں۔ مفہوم ظاہری سے بالاتر۔ زمین سے مُراد دنیوی معاملات ہیں اور آسمان سے مراد امور دینیہ پس جبکہ مخلوق کی غلط کاری و غفلت سے دنیا مجسم اندھیر ہو گئی اور

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

کا نقشہ ایک بار پھر اسی شد و مد سے کھنچ گیا جیسے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت اول کے وقت دُنیا دیکھ چکی تھی۔ کفر و شرک اور زنادقہ و خدا فراموشی حد کو پہنچ گئی۔ حتیٰ کہ اُس قوم میں بھی جو کبھی خیر امت اور امت مرحومہ تھی یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایمان ثریا پر چلا گیا اور ؎

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

تو غیرت الٰہی جوش میں آئی۔ اس کی رحمت کا تقاضا یہ ہوا کہ دُنیا کو تاریکی و ہلاکت کے گڑھے سے نکالنے کے سامان پھر اُسی شان اُسی انداز سے کئے جائیں جو ”رحمۃ للعالمین“ کے ظہور پاک نے مقدس سرزمین یثرب و بطحا میں آج سے تیرہ چودہ سو برس قبل مہیا کئے تھے۔ بلکہ ایک لحاظ سے اُس حبیب خدا کی یہ بعثت ثانیہ پہلے سے بھی زیادہ اہمیت کی شان رکھتی ہے کیونکہ وہ مبارک عہد تمام نعمت کا تھا اور یہ زمان سعادت اقتران ہے دور آخر کہتے ہیں اور جسکی نسبت خدا کا برگزیدہ یُوں فرماتا ہے ؎

احمد آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جام من است

اس عظیم الشان و جلیل القدر مقصد کے لئے مقرر و مقدر تھا کہ

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

کے مطابق تمام ادیان پر اسلام کی حجت تمام ہو اور تکمیل تبلیغ کے ذریعہ جمیع اقوام عالم کو اس ہادیٔ برحق کی معرفت و متابعت کا موقعہ دیا جائے جو دُنیا کی سب ملتوں کے واسطے ایک اکیلا رہبر صادق نجات دہندہ اور شفیع ہے (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ) ✦

چنانچہ جیسا شاندار اُس محبوب ربّ کی دوسری بعثت کا مقصد مدنظر تھا اسی کے مناسب حال اسباب بھی خدا نے اس زمانہ میں پیدا کر دیئے جو چشم عالم نے پیشتر کبھی نہ دیکھے تھے۔ خدا کی کتاب مجید اور نبی کریمؐ کی احادیث و آثار میں ان تمام عجیب و غریب ترقیات و انقلابات کی تفصیل موجود ہے جو اس وقت ظہور میں آنے تھے اور جنھیں اب ہم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں وہ وہ عدیم المثال ترقیات وہ وہ حیرت خیز ایجادات وہ وہ انوکھے واقعات جنکی نظیر دُنیا کی تاریخ کسی زمانہ کسی مُلک کسی قوم میں پیش نہیں کر سکتی اس طرح وقوع میں آرہے ہیں کہ گویا ایک طے شدہ حکیمانہ پروگرام کے مطابق اور کسی مدبر بالا رادہ ہستی کی مرضی و مشیت کے ماتحت خاص نظم و ترتیب کے ساتھ ظہور میں لائے جاتے ہیں۔ اور ہر ترقی اور ہر ایجاد ہر واقعہ زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ اس کا ظہور رفتار زمانہ کی رَو میں یُونہی اندھا دھند نہیں ہو گیا بلکہ مشاہدہ ان سب کو اصولاً ایک ہی غرض معینہ سے وابستہ قرار دیتا ہے۔ وہ غرض کیا ہے؟ یہی کہ خلق اللہ خواب غفلت سے بیدار ہو اور خالق کا جلال نمودار۔ دُنیا نے جو خدا فراموشی و اسباب پرستی میں پڑ کر اسکی رضا جوئی کی راہوں کو چھوڑ دیا ہے اب وہ اپنے رب کو جانے اور اسکے احکام کو مانے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام اقوام عالم کا ایک ہی مذہب ہو جائے کیونکہ یہ اُسکی مشیت کے خلاف ہے۔ تاہم موجودہ انقلاب کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا انشاء اللہ کہ دین حق کا بول بالا ہو اور خدا دانی و خدا ترسی کی ایک لہر دُنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک پھر جائے۔ نسل انسانی جو صدہا سال سے اس حقیقت کو کیسر بھلائے بیٹھی تھی کہ اس کا کوئی خالق و مالک ہے حتیٰ کہ ہر قوم میں دینداری و تقوے شعاری اور معرفت باری تعالےٰ کے مدعی بھی باوجود مختلف ستمہا توہمات و رسمیات میں مبتلا ہونے کے اپنی اپنی جگہ بہ نجات کے واحد ٹھیکے دار بنے ہوئے تھے۔ یہ سب جان لیں کہ خدا بھی واقع میں کوئی ہے جو اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھ آج بھی ویسا ہی زندہ خدا ہے جیسا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے وقت میں تھا اور اپنی قدرت نمائیوں سے دُنیا کو اپنا چہرہ دکھلاتا تھا اور وہ وہی خدائے واحد ہے جس کا رسول عربی نے ساتویں صدی عیسوی میں پتہ دیا۔ اور جو اب بھی صرف آپ ہی کی شریعت کے تابع ہو کر آپ کے بروز اتم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں مل سکتا ہے ✦

وہ جو شہزادۂ امن (حضرت مسیح ناصریؑ) کی غلامی نہیں بلکہ بندگی کا دم بھرنے والے تھے وہ جو دُنیا بھر کے قیام امن و عافیت کی گارنٹی دیتے تھے آج آپس کی کٹا چھنی سے خدا کے پاک نوشتوں پر مُہر تصدیق لگا رہے ہیں۔ وہ جو اسباب پرستی کے انہماک میں حدود وہم و گمان سے بھی بڑھ گئے تھے۔ آج مسبب الاسباب کے آستانہ پر طوعاً و کرہاً ناصیہ فرسائی کر رہے ہیں۔ وہ جو نبی امیؐ کی پاک باتوں کا مضحکہ اُڑاتے تھے آج ان کو سراپا حکمت ماننے پر مجبور ہیں۔ وہ جو اصول و احکام اسلام کو ناممکن العمل۔ وحشیانہ اور خدا جانے کیا کیا قرار دیتے تھے آج بنی نوع انسان کی تمامتر فلاح و بہبود اُنہی سے وابستہ سمجھنے لگے ہیں۔ پھر جو لوگ معاملات دُنیا اور امور دین میں حقیر و ناچیز شمار ہوتے تھے اور بزرگی و برتری کے نشہ میں مخمور ظاہر پرست انھیں ناکارہ جانکر تمام مہمات دارین کے رازدار و معتمد بلکہ ٹھیکیدار اپنی ہی ذات کو سمجھتے تھے آج وہ تراشی کے بُت سرنگوں گرا دیئے جاتے ہیں اور غیرت خداوندی چھوٹوں اور کس مپرسی گمنام اخلاص کیش مسکینوں کو اُنکی جگہ کھڑا کر کے اسی طرح بلکہ

بخشش نہ بخشش عمدگی۔ شان۔ اہتمام اور وسعت کے ساتھ اپنے کام چلا کر دکھا دیتی ہے۔ وہ جو اپنے مزعومات و مسلمات کو گولر کے بھنگوں یا کنوئیں کے مینڈکوں کیطرح خیال کرتے تھے کہ دین و دنیا سب کچھ یہی ہے آج مسیح موعودؑ کے ظہور پاک کی برکت سے صداقت اسلام کے بیشمار شواہد اور قرآنی حقائق و معارف کے بحر ذخار کو دیکھ دیکھ کر حیران و ششدر رہتے ہیں کہ ابتک ہم کس فضول بھلیاں میں پڑے بھٹکتے تھے یہ تو دنیا ہی دوسری ہے پھر لطف یہ کہ جو کوئی قرینہ کدعہ کے خم کدہ معرفت سے ایک جام کیا جرعہ بھی پی لیتا ہے وہ ایسا مست الست ہو جاتا ہے کہ گذشتہ زاہد شکاری و غفلت کے سارے نقشے ہرن ہو جاتے ہیں سُنا کرتے تھے کہ بوڑھے طوطے نہیں پڑھا کرتے۔ مگر یہاں تو ہم بوڑھے بوڑھوں کو بھی طفل مکتب کیطرح الف با۔ علوم دینیہ کی دھن میں گان پاتے ہیں مشہور ہے اور اب بھی ہر جگہ دیکھا جاتا ہے کہ بچپن کی عمر کھیل کود شوخی و شرارت کی باتوں کے واسطے مخصوص ہے۔ خدا رسول کی باتوں اور دین و مذہب کے چرچوں سے لڑکے بالوں کو کیا سروکار؟ لیکن دارالامان میں ہمدیٔ میں تو اکثر کم سن ہونہاروں کو دیکھا کہ بڑے بوڑھوں کیطرح سنجیدگی و متانت کا جامہ پہنے ہوئے دینداری و پرہیزگاری کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ خدا ترسی و نیک کرداری کے اشغال و خیالات کو ایسا ہی عزیز رکھتے ہیں جیسا کہ سن رسیدہ۔ زمانہ دیدہ۔ گرم و سرد روزگار چشیدہ لوگوں کا حال ہوتا ہے اسکے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں خدا کا فرستادہ آیا۔ اور اُس نے لوگوں کو آسمانی پیغام سُنایا تو وہ جو امور دین میں بڑے حقایق آگاہ و رمز شناس سمجھے جاتے تھے اور علم دوست کہلانے کا فخر رکھتے تھے اکثر ایسے بد دماغ کج دل بلید الطبع اور تنگ خیال ثابت ہوئے کہ اس خدائی دعوت کے پرکھنے میں جہلاء و عوام کو بھی مات کر دیا۔ برخلاف اسکے جنہیں نہ اپنی قابلیت پر ناز تھا نہ دینداری کا زعم نہ عقل و دانش فہم و فراست پر غرہ وہ بفضل خدا محض اپنی غریبی سادگی اور تقویٰ شعاری کے سبب قبول حق کی نعمت سے مالا مال ہوگئے۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ +

صاحبو! اسی قسم کی اور صدہا باتیں ہیں جو بادی النظر میں چنداں اہم یا قابل التفات نہیں معلوم ہوتیں لیکن اگر انسان ذرا چشم بصیرت کھولے اور تدبر سے کام لے تو اسے ضرور ماننا پڑے گا کہ فی الواقعہ نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے متعلق ارادہ الٰہی کا صاف صاف ظہور ہو رہا ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ ابھی آور کن کن رنگوں میں کب تک ہوتا رہے گا۔ بہرحال سعید الفطرت لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ایک قیمتی موقعہ دیا ہے کہ خدا سے صلح کرلیں اور دنیا و عقبےٰ دونوں کو سنوار لیں۔ ورنہ ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ آفات ارضی و سماوی نے غافل مخلوق کو کس شش جہت سے کیسا گھیر رکھا ہے۔ طرح طرح کے عذاب کیسی ہولناک تباہی لا رہے ہیں۔ طاعون۔ ہیضہ۔ زلازل۔ قحط۔ گرانی۔ بدامنی۔ جدال و قتال غرض ایک یا دو چار مصیبتیں تو نہیں جو گنائی جائیں۔ یہاں تو دنیا کی کایا ہی ایسی پلٹی ہے کہ سچ مچ زمین آسمان بدل گئے ہیں۔ خدا توفیق دے کہ لوگ آسمان کے تیور پہچانیں اور زمین کی داستان درد سے سبق عبرت لیں۔ آمین +

مقامی جماعتیں متوجہ ہوں

سلسلہ حقہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہا ہے اور اضافہ تعداد کے ساتھ قومی ضروریات بھی بڑھتی جاتی ہیں۔ پس ہمارے احمدی احباب کو جو دور و نزدیک کے مختلف مقامات میں رہتے ہیں فرض ہے کہ اسوقت اپنی اہم ذمہ داریوں کو خاص طور پر محسوس کریں منجملہ ان ضروری امور کے جو انھیں ہمیشہ ملحوظ رہنے چاہئیں اور جنکا پہلے بھی وقتاً فوقتاً مختلف موقعوں پر ذکر آچکا ہے۔ آج ہم چند باتیں پھر انکے گوش گزار کرتے ہیں امید ہے کہ تمام برادران دینی ان پر توجہ فرمائینگے اور جنکی نظر سے اخبار نہ گزرتا ہو ناظرین کرام انھیں بھی کسی نہ کسی طرح ان سے آگاہ کر دینگے:۔

باجماعت نمازوں اور پیش آمدہ مشکلات و حاجات کے متعلق دعاؤں کا اہتمام ازبس لازمی ہے۔ جو لوگ نمازوں اور دعاؤں میں سُستی اختیار کرتے ہیں انکے اخلاص عقیدت اور دینی اعمال میں فرق آتے آتے آخر کل ایمان بھی رخصت ہونے لگتا ہے جہاں اپنی مسجد نہو وہاں اسکا فکر کرنا چاہیئے خواہ کیسی ہی سادہ اور غریبانہ کیوں نہو۔ اللہ تعالیٰ شاندار عمارتوں کو نہیں بلکہ دلوں کے اخلاص کو دیکھتا ہے۔ ہفتہ وار یا کم از کم ماہوار جلسوں کی بھی سخت ضرورت ہے۔ اول تو مومنوں کا مل بیٹھنا یوں بھی مفید و بابرکت ہوتا ہے پھر دینی فرائض اور قومی معاملات کے متعلق غور و مشورہ اور تبادلہ خیالات کرنے سے بعض نظام کی تقویت پہنچتی ہے۔ چندوں کی فراہمی میں بعض جگہ سستی و بے قاعدگی دیکھی جاتی ہے اگر تمام مقامی انجمنیں مستعدی اور باقاعدگی سے کام لیں اور جماعت کا ہر فرد **دین کو دنیا پر مقدم رکھنے** کا عہد کر چکا ہے اپنی ذاتی اغراض سے زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا ہی عزیز سلسلہ کی اغراض کو بھی سمجھے تو صدر انجمن کے آئے دن مالی مشکلات میں نہ رہیں پھر ترقی اسلام کے کام پر ہزار روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے اسکے نیک ثمرات بھی دن بدن زیادہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں اس مبارک صیغہ کی مالی امداد کا ہر ایک دوست کو کما حقہ خیال ہونا چاہیئے تبلیغ حق کسی شخص یا اشخاص کے واسطے مخصوص نہیں ہے۔ دعوت الی الخیر کا میدان خدا کے فضل سے مختلف اطراف میں اور خاصکر حدود ملک کے اندر ہر روز وسیع تر ہوتا جاتا ہے پس اگر ہر جگہ تنخواہ دار مبلغ بھیجے جائیں تو شاید ساری جماعت ملکر بھی اس بار کو نہ برداشت کر سکے اور نہ سلسلہ کے مرکز میں اتنی زائد تعداد علماء و مناظرین کی موجود ہے جو اس روز افزوں ضرورت کیلئے مکتفی ہو سکے۔ لہذا ہر جگہ کی مقامی جماعت کا فرض ہے کہ اپنے ہاں بہ تعداد مناسب ایسے آدمی تیار کریں جو گرد و نواح کے شہروں قصبوں اور دیہات میں تبلیغ اور مخالفین پر اتمام حجت کے کام کو انجام دے سکیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب مقدسہ اور بزرگان دین کی مفید تصانیف و تالیفات موجود ہیں۔ دارالامان میں مبلغین کا کلاس خدا کے فضل سے کھلا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سارے ضروری سامان مہیا کر دیئے ہیں اب ان سے فائدہ اٹھانا اور اپنے وجود کو دین حق کے واسطے کار آمد بنانا آپ لوگوں کا کام ہے۔ یاد رکھو! جو اسوقت دین کے کام میں سُست اور بے پرواہ ہوگا۔ وہ اپنا ہی کچھ کھوئے گا۔ خدا کسی کا محتاج نہیں وہ دوسروں سے اپنا کام لے لیگا مگر حسرت ہوگی انکے لئے جو اپنے عہد کو توڑ کر سفلی اغراض کو مقدم کرینگے۔ مرکز کے ساتھ تعلقات کو بڑھانا اور مستحکم کرنا بھی ایک ایسا اہم مقصد ہے جس سے بے اعتنائی کرنیوالے بسا اوقات حبط اعمال کے شکار ہو کر جماعت سے کٹ جاتے ہیں پس سالانہ جلسے کے علاوہ بیچ میں بھی بقدر مسافت و مقدرت و فرصت کے اکثر قادیان آتے رہنا چاہیئے اور خطوط کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حضور اظہار عقیدت و تحریک دعا تو ہر شخص ہفتہ وار بآسانی کر سکتا ہے بلکہ بعض لوگ بھی جلد جلد۔ احمدیت کا نیک نمونہ دکھلانے اور اپنی اصلاح کرنے کی تمام افراد برادری کے واسطے سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالےٰ کی موعودہ تائید و نصرت حاصل ہو۔ خشک منطقیں یا کتابی معلومات کچھ چیز نہیں ہیں جب تک

[illegible] لئے قرآن میں مستعدی نہو۔ حضرت امام اولوالعزم ایدہ اللہ کے کلمات طیبات کو ہم کبھی ہیں کہ اکثر انہی باتوں پر زور ہوتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک مسیحی دوست کے خط کا جواب

میرے ایک عیسائی دوست مدت سے مجھے خط و کتابت کے ذریعہ اکثر تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مجھکو عیسائیت کے مسائل سمجھانا چاہتے ہیں۔ مگر افسوس وہ جتنا یہ ہدایت کرتے ہیں۔ کہ ملک میں ہمارا نام نہ آوے۔ دیانت امانت یہی ہے۔ لہذا ہم اس دیانت اور امانت کو بموجب اصول مذہب اسلام۔ کہ ضرور نباہینگے اور بقول شاعر

ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

آپکو گمنام ہی رکھینگے شاید ایک ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں نے انہیں قائل کرنا چاہا تھا۔ کہ تثلیث کی تعلیم بائیبل میں ہرگز نہیں۔ اور خصوصاً عہد عتیق میں تو اس کا قطعاً ذکر تک نہیں ہے میرے عزیز دوست اس کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں۔

حضرت! عہد عتیق میں تثلیث کی تعلیم موجود ہے۔ مگر افسوس آپنے کبھی غور نہیں کیا۔ اگر آپ کم از کم رسالہ در باب تثلیث ہی مطالعہ کر لیتے تو آپکو معلوم ہو جاتا کہ پادری کیلیب صاحب نے صاف لکھا ہے۔ ہم مکرر یہ کہتے ہیں۔ کہ کل قوم یہود خدا کی ذات میں تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کے ہونے کی قائل تھی۔ ان کی جملہ کتب مقدسہ کی تعلیم کا گویا لب لباب اور اصل اصول یہی تھا۔ پرانا عہد نامہ اس تعلیم سے پر اور مالامال ہے صفحہ ۶۳ تا ۶۷ پس میں کیلیب صاحب جیسے محقق کے مقابلہ میں آپ کے قول پر کیسے صاد کر دوں۔

میرے دوست کو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اول وہ خود تحقیق کر لیتے۔ اور پھر جب آپ کی تحقیق ایک حد تک پہنچ جاتی۔ تو اس تحقیق سے مجھے بھی بہرہ اندوز کرتے۔ کیونکہ چراغ روشن کرکے تلے نہیں۔ بلکہ چراغدان کے اوپر رکھتے ہیں۔ تاکہ سب کو جن سے تعلق ہو۔ روشنی دیوے۔ مگر افسوس۔ کہ آپ اندھا دھند ایک پادری صاحب کے مقلد بن بیٹھے۔ آپ کا مقدس رسول پولوس کہتا ہے سب باتوں کو پرکھو بہتر کو اختیار کرو (۱ تھسلونیکیوں ۵/۲۱) پس کسی عقیدے کو تقلیداً ماننا ٹھیک نہیں ذاتی تحقیقات ضروری ہے۔ اور پھر یہ کہ جس وہ خوا ہنے نہیں اس کام کے سبب جسے وہ مناسب جان کے کرتا ہے خدمت کرے۔ دیکھو ۱۱/۱۹! دیکھو بریا کے لوگوں کی کیوں تعریف کی گئی۔ صرف اس لئے۔ کہ یہ لوگ تھسلنیکے کے یہودیوں سے نیک ذات تھے۔ کیونکہ انہوں نے بڑے شوق سے کلام کو قبول کیا تھا۔ اور روز بروز کتاب مقدس میں تحقیق کرتے تھے کہ آیا یہ باتیں اسی طرح ہیں؟ اعمال ۱۷/۱۱

پس چاہئے تو یہ تھا۔ کہ آپ خود تحقیقات کرکے مجھے لکھتے مگر آپنے صرف ایک پادری صاحب کے قول ہی کو پڑھکر آپ ہی آپ یقین کر لیا۔ اور مجھے بھی سمجھانے لگے اچھا ہم آپکو صحیح طور سے سمجھاتے ہیں۔ کہ عہد عتیق میں اس مسئلہ تثلیث کا ذکر تک نہیں۔ اور اس امر کو بڑے بڑے تثلیثی علمانے بھی تسلیم کیا ہے مگر پہلے عہد عتیق کے مندرجہ ذیل مقام دیکھو۔ خدا ازلی ہے زبور ۹۰/۲ پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئی۔ اور زمین اور دنیا کو تو نے بنایا۔ ازل سے ابد تک تو ہی ہے۔ زبور ۹۳/۲ تو ازل سے ہے۔ بے مثل اور لاشریک ہے یسعیاہ ۴۶/۵ و ۹ تم مجھے کس سے تشبیہ دوگے اور مجھے کس کی۔ مانند کہو گے۔ اور مجھے کس سے ملاؤ گے تاکہ ہم یکساں ٹھہریں۔ میں خدا ہوں مجھ سا کوئی نہیں۔ استثنا ۳۲/۳۹ اب دیکھو کہ میں ہاں میں ہی وہ ہوں۔ اور کوئی معبود میرے ساتھ نہیں۔ وہی خالق کائنات ہے۔ پیدائش ۱/۱ ابتدا میں خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔ (نیز دیکھو) اس کے زبور ۳۳/۶ یسعیاہ ۴۰/۸۔ خدا بے حد ہے۔ اور حاضر ناظر ہے۔ کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کرے دیکھ آسمان اور آسمانوں کے آسمان تیری گنجائش نہیں رکھتے سلاطین ۸/۲۷ اور یرمیاہ ۲۳/۲۴ کیا آسمان اور زمین مجھ سے بھرے نہیں خداوند کہتا ہے۔

موسوی شریعت کے احکام عشرہ کا پہلا حکم یہی ہے۔ سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے استثنا ۶/۴ چونکہ مسیح یسوع بھی بموجب متی ۵/۱۷ و لوقا ۲۴/۲۵ و ۴۴ کے توریت اور صحف الانبیا کے مصدق تھے۔ اس لئے آپنے فرمایا کہ سب حکموں میں اول یہی حکم ہے۔ اے اسرائیل سن۔ وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے۔ ایک ہی خداوند ہے مرقس ۱۲/۲۹۔ پولوس رسول جیسا جید عالم جو یہودیوں کے فریسی فرقہ کے معزز اور جلیل القدر معلم گملی ایل کا شاگرد تھا۔ اعمال ۲۲/۳ اور مسیح کا پیارا رسول تھا۔ بتا کر کہتا ہے۔ ہمارا ایک خدا ہے۔ جو باپ ہے۔ اور ایک خداوند ہے۔ جو یسوع مسیح ہے۔ ۱ کرنتھیوں ۸/۶ پھر پولوس اپنے پیارے تمطاؤس کو یہ کہتا ہے۔ جو صحیح باتیں تو نے مجھ سے سنیں۔ ان کا خاکہ یاد رکھ ۲ تمطاؤس ۱/۱۳ اور نیز یہ ۲ تمطاؤس میں لکھا ہے۔ کہ ہمارے خدا اور یسوع مسیح کے ظہور تک اس حکم کو بے داغ اور بے الزام رکھ آیت ۱۴ بھلا غور کرو۔ وہ صحیح باتیں کیا چیز تھیں۔ پس وہاں وہ وحدت الہی ہی تھی۔ جس کا ذکر وہ اپنے خط ۱ کرنتھیوں ۸ میں صاف طور سے کر چکا ہے ہاں بے شک وہ یہی حکم تھا۔ کہ سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے۔ جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے۔ افسی ۴/۶ آیت۔

پس ہم نے تو اپنے قول کی تائید میں عہد عتیق کے منقولہ حوالہ جات سے ثابت کر دیا۔ کہ پرانے عہد نامہ میں خالص توحید کی تعلیم ہے اور مسیح یسوع اور رسولوں کا عقیدہ بھی یہی تھا۔ آپکو حق ہے۔ کہ ہمارے بالمقابل دکھائیں۔ جن سے تثلیث فی التوحید ثابت ہوتی۔

رہا یہ امر کہ الفاظ۔ خداوند اور الوہیم پر غور کرتے ہیں اس کی نسبت میں عرض کر دوں۔ کہ میں آپکے سمجھانے سے بہت پہلے ان الفاظ پر غور کر چکا ہوں۔ آپ جو بائیبل کی کتب کی اصل زبان مجھے دکھاتے ہیں۔ میں عرض کئے دیتا ہوں۔ اصل زبان کا میں عالم تو نہیں مگر بغضل خدا دو ایسے سے کہونگا۔ کہ میرے مدلل مذہب کی بنیاد ایک محکم چٹان پر ہے۔ اس لئے آپ کی مزعومہ دلیل کا جواب یہ ہے۔ لفظ خداوند۔ یونانی میں (ΚΥΡΙΟΣ) کیوری اوس کیوری یاس بھی درست تلفظ ہے۔ یہ لفظ خدا اور انبیا اور مسیح پر بولا گیا ہے۔ مگر اس لفظ کو الوہیت کے ثبوت میں مناسب نہیں۔ کیونکہ ہر خادم اپنے آقا کو اور ہر شاگرد اپنے استاد کو خداوند کہہ سکتا ہے۔ دیکھو متی ۱۸/۲۶ اعمال ۲۵/۲۶ و ملاکی ۱/۶ عبرانی میں ادون جس کا ترجمہ خداوند ہے انگریزی میں اسی لفظ ادون کا ترجمہ عموماً ... LORD (لارڈ) دیکھو زبور ۱۱۰/۱ یعنی خداوند ... آپ یہ تو جانتے ہی ہیں۔ کہ دہلی کے بشپ لارڈ بشپ ...

اور اگر آپ انکو الٰی لارڈ کہدیں۔ تو اس سے ان کی الوہیت ثابت نہیں ہوگی پس بہرحال یہ لفظ خداوندی یا حاکم کے معنی دیتا ہے۔

ملہ لفظ خدا۔ یونانی میں θεος ہے اس کے پہلے اگر حرف تعریف ὁ لگا دیں۔ تو یہ لفظ ہے او تھیوس ὁ θεος خدا کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن بجز حرف تعریف یعنی ὁ کے یہ لفظ یونانی لوگ دیوتا یا ہادی یا بزرگ کے واسطے بھی استعمال کرتے تھے لیکن بائبل میں بعض اوقات یہ لفظ اپنی پوری ہیبت میں مخلوق پر بھی مستعمل ہوا ہے۔ جیسے ملہ فرشتہ میں۔ لفظ خدا اہل ملبست کے شیطان پر بولا گیا ہے ایسی صورت میں موقع استعمال کو نگاہ رکھنا پڑیگا۔

ملہ الوہیم۔ لفظ الوہیم جمع ہے۔ الوہ (ایل) اور یہ جمع تعظیمی ہے۔ بائبل میں یہ لفظ خدا کے علاوہ اوروں پر بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شامی قوموں کے باپ دادوں میں خدا کے سب سے قدیم ناموں میں سے ایک ایل تھا۔ اس کے معنے قوی یا مضبوط ہیں۔ بابل کے کتبوں میں الو کرکے آیا ہے۔ اور لفظ بابل میں بھی یہی ہے۔ یعنی در وار ویا ماررایل۔ عبرانی میں یہ اپنے عام معنے قوی یا بہادر کے دیتا ہے جیسے بیت ایل وغیرہ۔ عبرانی بائبل میں لفظ الوہیم ۲۵۵۵ دفعہ آیا ہے جس میں سے ۲۴۵ آیات میں اس لفظ کا استعمال سوائے خدا کے دوسروں کیلئے مجازاً ہوا ہے۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر دیکھو موسیٰ (خروج $\frac{۷}{۱}$ و $\frac{۴}{۱۶}$) صموئیل کی روح (۱ صموئیل $\frac{۲۸}{۱۳}$) قاضی لوگ (خروج $\frac{۲۱}{۶}$ و $\frac{۲۲}{۹۰۸}$ و ۲۸) دوسرے اوشاہ ۱۰ رحاکم (زبور $\frac{۸۲}{۶}$) مجازاً الوہیم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح لفظ ایل کا بھی ۲۲۲ مقامات میں سے متعدد بار مجازی استعمال ہوا ہے یشعیاہ $\frac{۹}{۶}$ میں اہل تثلیث نے اس کا ترجمہ خدا لکھا ہے۔ مگر حزقی ایل $\frac{۳۱}{۱۱}$ و $\frac{۳۲}{۲۱}$ جب یہ لفظ بنوکدنضر کے واسطے آیا۔ تو انہوں نے اس کا ترجمہ زبردست۔ زور آور کر دیا۔

اب میں اپنے دوست کے سوال کے ہر ایک پہلو پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ لیکن چونکہ آپ نے صرف ایک پادری صاحب کی تین کوا[illegible] نیچے لئے اور نیز سرے سے لئے مجبت گردانا ہے اس لئے بندہ بھی اسی طرح کی ایک حجت قائم کئے دیتا ہے۔

پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب مفتاح الاسرار میں لکھتے ہیں تثلیث کی تعلیم تورات میں اشارہ کے طور پر ذکر ہوئی اور پھر لکھتے ہیں۔ چونکہ یہودی انجیل کے معتقد نہیں اسی سبب یہ راز (تثلیث شریف) ان پر پوشیدہ ہے صفحہ ۵۲ دیکھئے کیلب صاحب نے لکھا تھا کہ پرانا عہدنامہ تثلیث کی تعلیم سے پُر اور مالامال ہے۔ مگر فنڈر صاحب ہے تحقیق اس کی تردید کرتے ہیں۔ کہئے اب آپ کیا کرینگے! ہاں! ہم یہ بھی ضرور بتائینگے۔ کہ بائبل کی کل کتب سے تو تثلیث کو ذرا بھی سہارا نہیں مل سکتا جب تک کہ توحید کی فرزند۔ ہے لیکن یہ امر بالکل صحیح اور درست ہے کہ مسیحیوں میں تثلیث یونان سے آئی ہے۔ چنانچہ الفاظ کانس او میاکس جن کے معنے بقول مشہور عالم علوم مشرقی۔ ڈی کوراس۔ علام تین باکول پر۔ اس بات پر دلالت کرتے ہیں اور قدیم زمانے میں تو مصر تبت وغیرہ میں تثلیث کا ہی دور دورہ رہا ہے ہندوستان میں بھی ترمورتی رائج ہے۔ لہذا آپ کی تثلیث بھی پورا نے یونانیوں اور مصریوں والی تثلیث ہے جس کی اصلیت تو قائم ہے۔ مگر ہیئت میں فرق آگیا ہے۔ فقط۔ آپ کا خیرخواہ۔

عبدالخالق نومسلم از قادیان

ضروری تصریح

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الفضل جلد ۳ نمبر ۲۵ میں خاکسار کا جو مضمون بعنوان نبوت مسیح موعودؑ کا اقرار مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے شائع ہوا۔ اس کی نسبت اب معلوم ہوا ہے کہ وہ مضمون انبیاء عالم جس کا اقتباس خاکسار کے مذکورہ بالا مضمون میں بطور حجت پیش کیا گیا ہے وہ مولوی شیر علی صاحب کا مرقومہ ہے۔ تاہم مولوی محمد علی صاحب کیلئے بھی ضرور ایک حجت ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان کے باسلسلہ کے اصول و عقائد کے خلاف تھا تو مولوی محمد علی نے جو اس وقت ریویو کے اڈیٹر تھے، اور اسی لئے جملہ مضامین رسالہ کے ذمہ وار، اسکو شائع کیوں کیا؟ اور اگر شائع ہو ہی گیا تھا۔ تو بعد میں اس کی تردید کیوں نہ کی! جس کے یہ معنی ہیں کہ مولوی صاحب کو بھی اس مضمون سے اتفاق کلی تھا۔ نیز خواجہ کمال الدین پر حجت ہے۔ جنہوں نے حلفیہ شہادتیں احمدیہ جماعت کے بعض ممبروں سے طلب کی ہیں۔ خواجہ صاحب ۱۹۱۰ء میں ہندوستان میں موجود تھے اور یہ مضمون یقیناً انکی نظر سے گذرا لیکن وہ بھی ساکت رہے۔ اور تردید شائع نہیں کی پھر اب کس منہ سے وہ اسکے مخالف حضرت اقدسؑ کی نبوت سے انکار کرتے ہیں؟ والسلام

خاکسار عابد۔ احمدی از بہرہ۔

"وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ"

نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں

حضرت مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے پر ایک اور زبردست ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہوتی ہیں۔ پس یہ نص صریح بھی ہمارے آقا حضرت سید الخلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی ہونے پر قطعی طور سے دلالت کر رہی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کی بیوی "ام المومنین" کے پاک لقب سے ملقب ہیں۔ اور آج اگر تعصب اور ضد نے غیر مبائعین کو اندھا نہیں کر دیا۔ تو ضرور ہے۔ کہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اس وقت سے پہلے جس وقت انہوں نے مسیح موعود کی نبوت سے انکار اور ارتداد اختیار کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زوجہ مطہرہ کو ام المومنین کے مبارک نام سے موسوم کرتے رہے ہیں۔ اور یہی ایک زبردست ثبوت اس امر کا ہے کہ پیغام پارٹی اپنے ارتداد سے پہلے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کو واقعی نبی اللہ یقین کرتی تھی۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو ۱۹۱۴ء تک علاوہ حلفیہ شہادتوں کے کہ مسیح موعود کو اس زمانہ کے

غور و فکر کرنا ہے۔ بہر حال میں اللہ کے لئے سناتا ہوں۔ اگر غیر مبائعین فائدہ نہ اٹھائیں تو ممکن ہے کہ ادر ہی فائدہ اٹھالئے اور ہدایت پائے۔ حقیقت میں ہدایت دینا تو خدا ہی کا کام ہوتا ہے۔ آنحضرت کے متعلق بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے لست علیہم بمصیطر۔ کہ تو ان پر داروغہ نہیں تیرا کام تو سنا دینا ہے۔ منوانا خدا کا کام ہے اس طرح خلافت کے متعلق مجھے تعجب آتا ہے کہ خلافت کے لئے کس بات کا جھگڑا ہے کیا یہ کوئی سیاست کا نزاع ہے۔ کوئی ایسی چیز میری تو سمجھ میں نہیں آتی جھگڑے یا تو عقائد پر ہوتے ہیں یا شریعت پر کہ خدا کا فلاں حکم یوں ہے اور یوں کرنا چاہئے۔ یہ جھگڑے ملکوں پر ہوتے ہیں مال و دولت پر ہوتے مکانات پر اور مختلف اشیا پر جھگڑے ہوتے ہیں دیکھو جیسے فرانس جرمن بلجیم آسٹریا۔ سرویہ سب ملکوں کے لئے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ لیکن خلافت کسی ملک کا نام نہیں۔ خلافت کوئی مال کی تھیلی نہیں خلافت کوئی کھانے پینے کی چیز نہیں۔ خلافت کی دو ہی اغراض ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ جماعت پراگندہ نہ ہو۔ جماعت کو تفرقہ سے بچایا جائے اور انکو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ یہی تفرقہ کو مٹانے پراگندگی کو دور کرنے کے لئے ایک خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز اس سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ جماعت کی طاقت متفرق طور پر رائیگاں نہ جائے۔ بلکہ انکو ایک مرکز پر جمع کر کے ان کی قوت کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔

اب ایک فریق کہتا ہے کہ آیت استخلاف کے ماتحت خلافت ضروری ہے۔ اور ایک کہتا ہے کہ خلافت ضروری نہیں۔ فیصلہ کے لئے ایک آسان راہ ہو سکتی ہے کہ ہر شخص یہ سوچ لے کہ جو کام میں کرتا ہوں جماعت کے لئے کس قدر مفید ہے اور کس قدر مضر۔ اگر اس کام کے کرنے سے جماعت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو کرے ورنہ اسے چھوڑ دے۔ اب دیکھو کہ جماعت کا کثیر حصہ خلافت کے وجود کو جماعت کے رفع تفرقہ کے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ اور دوسرا فریق اسے غیر ضروری خیال کرتا ہے جھگڑوں کا فیصلہ تو کبھی ہو نہیں سکتا دیکھو خدا کی ہستی کہ اس میں اختلاف ہے پھر اس کے صفات میں اختلاف ہے۔ ملائکہ کا وجود ہے اختلاف اس میں بھی ہے۔ اختلاف تو رہیگا اب دونوں فریق میں سے کس کا فرض ہے کہ اپنی ضد اور ہٹ کو چھوڑ دے۔ اگر فریق مخالف یہ کہے کہ خلافت ثابت نہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کے خلاف بھی تو ثابت نہیں۔ خلافت کو ماننے والے اگر خلافت کو چھوڑ دیں تو خدا کے نزدیک مجرم ہیں۔ کیونکہ وہ آیت استخلاف کے ماتحت خلافت کو مانتے ہیں مگر خلافت کا ہونا یا نہ ہونا یکساں سمجھنے والے اگر اتفاق کے لئے خلافت کو مان لیں تو جماعت سے وہ تفرقہ مٹ سکتا ہے جس کی وجہ سے اتنا فتور پڑ رہا ہے۔ حضرت مولوی صاحب کی وفات کے روز مولوی محمد علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میاں صاحب آپ ایثار کریں۔ میں نے کہا کیا خلافت کا ہونا گناہ ہے تو وہ کہنے لگے نہیں جائز ہے۔ میں نے کہا میرے نزدیک ضروری اور واجب ہے۔ اب جب وہ دونوں گروہ ایک بات پر قائم ہیں۔ ایک کے نزدیک فعل اور عدم فعل برابر ہے اور دوسرے کے نزدیک واجب تو اس فریق کو جو جواز کا قائل ہے چاہئے کہ وہ اپنی ضد کو چھوڑ دے خدا تعالےٰ ضرور اس سے پوچھیگا کہ جب ایک فعل کا کرنا اور نہ کرنا تمہارے نزدیک برابر تھا تو تم نے کیوں اپنی ضد کو نہ چھوڑا پس اس فریق کو خدا کے حضور جواب دینا پڑیگا۔

پھر میں بتاتا ہوں کہ اسلام نے جتنی اس زمانہ میں ترقی کی ہے جب کہ اس کے ماننے والے ایک خلیفہ کے ماتحت تھے۔ اتنی پھر کسی زمانے میں نہیں کی حضرت عثمانؓ و علیؓ کے زمانے کے بعد کوئی بتا سکتا ہے کہ پھر بنی عباس کے زمانہ میں بھی ترقی ہوئی جس وقت خلافتیں پراگندہ ہو گئیں اسی وقت سے ترقی رک گئی جو لوگ خلیفہ کے متعلق مامور غیر مامور کی بحث شروع کر دیتے ہیں اپنے گھر ہی میں غور کریں کہ کیا ایک شخص کے بغیر گھر کا انتظام قائم رہ سکتا ہے یورپ کے کسی مصنف نے ایک ناول لکھا ہے۔ جس میں اس نے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں خوب خاکہ اڑایا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ دو لڑکیوں نے اپنے باپ کے اس اصول کو حجت قرار دیکر کہ مرد و عورتوں کے حقوق و فرائض یکساں ہیں اور گھر کا ایک واجب الاطاعت سردار ہونے کی ضرورت نہیں اپنے اپنے دلپسند مشاغل میں مصروف رہ کر اور انتظام خانہ داری میں اپنی خود سری سے باپ کو ڈالکر باپ کو ایسا تنگ کیا کہ اسی کو معافی مانگنی پڑی الغرض ایک مرکز اور ایک امام کے بغیر کبھی کام نہیں ہو سکتا جنگ میں بھی ایک آفیسر کے ماتحت فرمانبرداری کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر کوئی نافرمانی کرے تو فوراً گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔ بعض وقت آفیسر غلطی سے حکم دیدیتے ہیں تو بھی فوج کو ماننا پڑتا ہے اسلامی شریعت نے مسلمانوں کو بتایا کہ اگر امام بھول جائے اور بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھ لے تو تم بھی اس کے ساتھ چار ہی رکعت ادا کرو اور اگر وہ چار کی بجائے پانچ پڑھ لے تو تم بھی اس کی اتباع کرو۔ حالانکہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لاتا پھر امام کا اتنا ادب ملحوظ رکھا کہ اسکو غلطی پر ٹوکنے کے بجائے سبحان اللہ کا کلمہ سکھایا جس کے معنے یہ کہ سہو و خطا سے پاک تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہو سکتی ہے پھر یہ بات کہ غیر مامور خلیفہ غلطی کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کی یا اس کا حکم ماننے کی ضرورت ہی نہیں کیسا خطرناک خیال ہے در حقیقت غلطی کرنے سے پاک کوئی انسان نہیں ہو سکتا دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے ہیں کہ تم میں سے دو آدمی میرے پاس ایک فیصلہ لاتے ہیں لیکن ایک انسان زبان کی چالاکی سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لیتا ہے حالانکہ وہ حقدار نہیں ہوتا۔ پس اس طرح پرایا حق لینے والا آگ کا ٹکڑا لیتا ہے۔ جب نبی کریم فرماتے ہیں کہ میں غلطی کر سکتا ہوں تو دوسرا کون ہے جو یہ کہے کہ میں غلطی سے پاک ہوں۔ اگر ایک شخص علیحدہ نماز پڑھے اور یہ کہے کہ میں امام کے پیچھے اس لئے نماز نہیں پڑھتا کہ وہ غلطی کرتا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ اکیلا نماز پڑھے تو وہ غلطی نہیں کر سکتا جس طرح امام بتقاضاء بشریت غلطی کر سکتا ہے اسیطرح یہ وہ شخص بھی جو اکیلا نماز پڑھتا ہے غلطی سے نہیں بچ سکتا۔ پس جماعت جماعت ہے اس کے ساتھ ملکر نماز پڑھنے والا اور اکیلا پڑھنے والا دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے جو خلیفہ کی مخالفت کرتے ہیں انکو واضح رہے کہ (بقیہ دیکھو صفحہ کالم ۱)

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ فی پرچہ ساڑھے چار روپے
چندہ ممالک غیر سات روپے
مضامین [illegible]
باقی تمام خط و کتابت منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور سے ہو
قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

پنجشنبہ [illegible] ۱۹۱۵ء ... مطابق شوال ... نمبر ۳

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحت میں بفضل خدا قدرے ترقی ہے۔ باوجود اس حالت اور خرابیٔ موسم کے بھی دینی مہمات اور خدمات میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہمت وصحت میں برکت دے۔

مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول میں طلبا نے حاضر ہوکر پڑھائی شروع کردی ہے مبلغین کالج کے طلبا بھی پڑھائی میں مشغول ہیں ہمارے علما جو سراوان ضلع فیروزپور میں مباحثہ کے لئے گئے تھے۔ یکم ستمبر کی شام کو واپس آگئے ان کے متعلق انشاء اللہ اگلے پرچہ میں تفصیلی حالات ہدیۂ ناظرین کئے جائینگے۔

اس ہفتہ بھی بہت سے احباب تشریف لائے۔

الحمد للہ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بہت سے نئے طالبعلم آئے ہیں اور بفضل اللہ دن بدن مدرسہ ترقی پر ہے

اخبار احمدیہ

انبالہ سے شیخ نصیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ انبالہ میں پیغام پارٹی کا زیادہ زور ہے۔ سو اس غلط فہمی کو دور رکھنے کے لئے میں بذریعہ اخبار اعلان کرتا ہوں کہ انبالہ چھاؤنی اور شہر میں کوئی شخص پیغامی نہیں ہے۔ صرف ایک شخص ریلوے سٹیشن پر ہے۔ اور وہ بھی لدھیانہ سے تبدیل ہوکر آیا ہے اسقدر نشانات دیکھ کر کوئی بدنصیب ہی ہوگا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی غلامی میں داخل نہ ہو۔

میدان کارزار سے ڈاکٹر محمد حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن اپنے لئے اور اپنے رفقاء کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں

مردان سے برادر محمد شریف اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں سخت ابتلا میں ہوں احباب انکے لئے دعا کریں۔

مونگھیر سے برادر محمد سعید الحسن صاحب لکھتے ہیں کہ غیر احمدی لوگ مخالفوں پر اکثر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ اور چونکہ وہ تسلی بخش جواب دے نہیں سکتے اس لئے وہ ہم سے آکر پوچھتے ہیں۔ اور بشوق جوابات سنتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی عظمت کے قائل ہوتے ہیں اور پھر ہم مخالفین اسلام کے جوابات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی ثناء اللہ نے دئے ہیں۔ مقابلہ کرکے ان لوگوں کو دکھاتے ہیں تو ان لوگوں کو مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اقرار کرنا پڑتا ہے اللہ تعالیٰ پاک دلوں کو جلدی قبول حق کی توفیق عطا فرمائے

تلا کمبوہ (منٹگمری) سے میاں فضل الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ ازانجملہ ایک ڈاکٹر صاحب سے وفات مسیح پر گفتگو ہوئی۔ اور قرآن کریم کی مختلف آیات سے اپنا ثابت کیا گیا کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں۔ اور پھر ختم نبوت پر بحث ہوئی۔ اور بتایا گیا کہ جب نبوت خدا تعالیٰ کی نعمت ہے تو امت محمدیہ کیونکر اس سے محروم رہ سکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شایع کیا۔

سے اذیت پہنچ رہی ہے۔ جن کے بفضل خدا تسلی بخش جوابات دئیے گئے ✦

بھاگل پور سے اخویم حسن صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں پر دو نئے احمدی ہوئے ہیں۔ ان کی وجہ سے تبلیغ کا کام خوب ہو رہا ہے۔ مخالفین نے بحث کے لئے ایک مولوی کلکتہ سے منگوایا۔ احمدیوں کی طرف سے میاں اظہر حسین صاحب نے وفات مسیح پر ان سے گفتگو کی۔ اور انہوں نے وفات مسیح کو مان لیا فالحمدللہ۔ اس کے بعد مولوی عبدالماجد صاحب نے کہا کہ آپ حیات مسیح ثابت کریں۔ اور ہم وفات مسیح ثابت کریں گے۔ جب مولوی صاحب حیات مسیح ثابت نہ کر سکے تو ایک شخص نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں ... مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر وحرام علی قریۃ الایۃ سے ثابت کیا کہ نیک لوگ پھر دنیا میں واپس آئیں گے۔ مولوی صاحب کی بیہودہ باتیں سنکر اکثروں نے تنفر ظاہر کیا۔ اور ایک شخص نے بیعت کی درخواست کی۔ تین چار آدمی اور بیعت کے لئے تیار ہیں۔ خدا تعالیٰ توفیق دے کہ وہ جلدی حق کو قبول کر لیں ✦

جھوجھا دونی سے بابو عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ایک کلرک ہیں۔ میں بوقت فرصت انکے پاس جاتا ہوں۔ مذہبی گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ وفات مسیح کو تو انہوں نے مان لیا ہے امید ہے کہ دوسری باتوں کو بھی انشاء اللہ جلدی ہی سمجھ جائیں گے۔ یہاں ایک شخص ابھی جنگ سے واپس آئے ہیں۔ انکو حضرت صاحب کی پیشگوئی متعلقہ جنگ پڑھ کر سنائی گئی۔ سنتے ہی کہہ اٹھے کہ یہ پیشگوئی بالکل درست ہے اور یہ واقعات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں اب بفضلہ تعالیٰ سلسلہ سے ان کو خاص تعلق پیدا ہو گیا ہے فالحمدللہ اللہ تعالیٰ انہیں بیعت امام کی توفیق عطا فرمائے۔

وو۔ وسطی نمس وغیرہ پر ... سپا ہوتے ہیں جس مراسلہ سرکاری مظہر ہے کہ قلعجات اولیئا مین کوونو گراڈ اور روسیوں نے خالی کر دیئے اور جرمنوں نے ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ روسی بیان ہے بیالوشک کی طرف غنیم نے بدھ وچیران کو جاں توڑ حملے کئے جنہیں روسیوں نے نقصان کثیر پہنچا کر دیا۔ قلعہ بندیوں کو اڑا دیا۔ اور قلعہ نشین فوج بحفاظت تمام نکل کر جا ملی۔

خبریں

جنگ پیرس کا ایک مراسلہ سرکاری مظہر ہے کہ جید جرمن طیاروں نے ۱۹۔ اگست کی صبح کو پیرس پر دھاوا کرنیکی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ انہوں نے تین مقامات پر بم پھینکے جن سے ایک بستی میں دو عورتیں اور ایک بچہ ہلاک ہوا۔ فرانسیسی شینوں نے ان طیاروں کا تعاقب اور ان پر گولہ باری کی۔ نمبر فرانسیسی دستہ کے کمان افسر نے ایک جرمن طیارہ (...) کا ... بلندی پر تعاقب کیا اور مقام سنلس پاس سے نیچے گرا لیا اور اس کی مشین وغیرہ جلا کر خاک کر دیگئی۔

اسی طرح پیرس سے ایک اور ہوائی مقابلہ کی خبر ہے کہ جرمنوں نے فرانسیسیوں کی پچھلی زبردست تاختوں کے جواب میں چار ہوائی جہازوں سے فرنچ لائنوں پر تاخت کی۔ باین قصد کہ پیرس پر دھاوا کرینگے مگر فرنچ طیاروں نے بڑی سرگرمی سے ان کا پیچھا کیا تین جرمن مشینیں بڑی پھرتی سے ہٹ گئیں اپنی لائنیں پیرے لیں مگر ... مشتعل ہو کر ایک بیابان میں گرا دیا گیا۔ ان میں جو آدمی تھے جلا دیے گئے چوتھے نے ایک مقام پر پانچ بم پھینکے مگر بعد میں بھگا دیا گیا۔

امارت بحریہ نے مسٹر بالفور کی ایک چٹھی شائع کی ہے جس میں ذکر ہے کہ زپیلن تاختوں میں گزشتہ ۱۲ ماہ کے اندر (۷) بالغ مرد اور (۸) بچے ہلاک ہوئے اور ۱۸۹ مرد ۱۳ بچے مجروح۔ جنگی جوان یا جہاز ران کوئی نہیں مارا گیا۔ صرف ایک موقعہ پر خفیف نقصان ہوا کہ جسے لعینیہ تاکہ بھی ادنیٰ ترین ملٹری اہمیت دیجا سکتی ہے۔ دشمن کی یہ تاختیں وحشیانہ تھیں مگر چنداں نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئیں۔

فرنچ مراسلہ سرکاری (۲۹ $\frac{8}{15}$) سے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی محاذ میں فرانس کے توپخانہ نے جرمن لائنوں پر بہت سخت گولہ باری کی خصوصاً لنبر سے جانب شمال علاقہ البیس رواسے و آرگون وغیرہ میں مقام مبری تقیسر نزپر اور دشت ملی کر رٹ کے مغرب میں بڑی سخت دست بدست لڑائی ہوئی۔ مگر فرنچ غالب رہے۔ دشمن کی خندقوں وغیرہ پر شدید گولہ باری ہوئی۔

روسی محاربات سے متعلق تازہ خبر ہے کہ قلعہ بریسٹ لٹوسک کو خالی کرنے سے پہلے روسیوں نے قلعہ بندیوں اور پلوں کو اڑا دیا اور قلعہ نشین سپاہ صحیح سلامت نکل گئی آن لی۔ روسی جنرل سٹاف اعلان کرتا ہے کہ جرمنوں کا یہ ادعا غلط ہے کہ انہوں نے قلعہ مذکور پر حملہ کیا ہے اور کہ روسی پہلے ہی اس کو چھوڑ جانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لاکھ قلعہ نشین جمعیت رکھنا مناسب سمجھا اور ساتھ ہی تمام قیمتی سامان بھی ... پر وہاں سے نکال لیگئے۔ صرف دریائے بگ کے پاس والے قلعوں نے مقابلہ کیا تاکہ روسی افواج مشرق کی طرف واپس جا سکیں اور جب نقل و حرکت ... اور پل تباہ کر دیے گئے اور ان قلعوں کی فوجیں ... میں شامل ہو گئیں اور اس طرح جرمنوں کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔

لنڈن (۲۰) اگست۔ ویلنا پر جرمنوں کی پیشقدمی ... راستہ روکدی ہے۔ جنوب میں ویلنا اور پریپٹ پر لڑ رہے ہیں۔ جرمنوں نے دو نئے حملے شروع کئے ہیں۔ ایک پریپٹ سے جانب جنوب دوسرا سرلی محاذ گلیشیا پر۔ ایک مراسلہ سرکاری مظہر ہے کہ علاقہ ریگا میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے مگر فریڈرکسٹاٹ کیطرف شدید جنگ جاری ہے۔ غنیم کے شیخوں کو دریائے ویلنا و یمن کے درمیان روسی سپاہ کے حوالی حصوں نے روکا۔ ضلع ولاڈیمیر وولنگی میں ۲۲۔ اگست کو دشمن نے ٹورین کیجانب بڑھنا شروع کیا تھا۔ چنانچہ اس محاذ پر افواج طرفین کا مقابلہ ہوا۔ جرمنوں نے دریائے برگ وسٹر وغیرہ پر کئی جگہ حملہ کیا خاصکر برذینسکے شمال اور پوڈگیزی کے مغرب میں بڑی شد و مد سے حملہ آور ہوئے اور دریائے زلوتالیپا کے دائیں طرف قدم جالئے۔

اٹلی و آسٹریا کی آویزش سے متعلق رپوٹر کا بیان ہے کہ اول الذکر کو حال میں مزید کامیابی حاصل ہوئی۔

برٹش جرمنی کے نقصانات جنگ بعانیہ ۲۴۔ اگست (۴۸۲۶۰۴ ۱۴) بیان کئے گئے ہیں۔ جنمیں مقتول مجروح و مفقود الخبر شامل ہیں ور وانیال وغیرہ کے برٹش نقصانات کی فہرست مورخہ ۲۶ و ۲۸۔ اگست میں مقتول و مجروح افسروں کی تعداد قریباً ۱۸۵ بیان کی گئی ہے۔ افسوس!

وزیر ہند کے پیام برقی بنام حضور وائسرائے مورخہ ۲۹ اگست میں روسی مراسلہ کی بنا پر بیان کیا گیا ہے کہ پچھلے بدھ اور جمعرات کو مقامات بوسکت تیرپا کی طرف دشمن نے شدید حملے کئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۱۵ء

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

(الحشر رکوع ۳)

مندرجہ عنوان ارشاد الٰہی میں انسان کی فلاح وبہبود اور نجات اُخروی کا ایک ایسا قیمتی گر بتلایا گیا ہے کہ جو شخص اسکو اپنا اصول زندگی قرار دے لے وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے اپنی دُنیا وعقبےٰ کے قریبًا سارے کام سنوار سکتا ہے ہر قسم کی اصلاح ہر قسم کی ترقی اور ہر قسم کے اغراض ومقاصد میں یہ اصول انشاء اللہ کلید کامیابی ثابت ہوگا یہ ظاہر ہے کہ انسان کو جو جو نعمتیں اللہ تعالےٰ نے ودیعت فرمائی ہیں انہیں **عمر رواں** ایک ایسی چیز ہے جس کا بدل یا تلافی ممکن نہیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ خدائے قادر مطلق اپنا کسی حکمت ومصلحت کے ماتحت ایک شخص کی زندگی کو بڑھا دے مگر جو حصہ زندگی ایک دفعہ گزر گیا۔ اُس کا واپس آنا کسی طرح متصور نہیں پس جو انسان وقت عزیز کی قدر وقیمت جانتا اور اُس کی اہمیت سمجھتا ہو وہ کب گوارا کرے گا کہ حیات مستعار کا ایک لمحہ بھی رائیگاں جانے دے۔ کیونکہ اسے تو ہر وقت یہی ساخیال لگا رہے گا کہ مجھ سے زندگی کے سال وماہ نہیں ایک ایک لمحہ بلکہ پل پل کی بازپرس ہونی ہے کہ تم نے انکو کس طرح گزارا۔ کیا کیا نیک عمل کئے؟ پھر اگر وہ عجز وکسل سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوا ہمیشہ سرگرم سعی رہے اور امکان بھر اس بات کا خیال رکھے کہ اس کا کوئی وقت مفید ونیک کاموں سے خالی وبیکار نہ جائے تو امید ہے کہ وہ انشاء اللہ ضرور نافع الناس زندگی کا ایک قابل تقلید نمونہ قائم کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے کلام مندرجہ عنوان کلام پاک میں لفظ "غد" کچھ عجیب بلیغ ومعنی خیز واقع ہوا ہے۔ جس کا مفہوم اگرچہ عام طور پر فردائے قیامت لیا جاتا ہے لیکن اگر ہم ذرا غور وتدبر سے کام لیں تو اپنی زندگی کے تمام معاملات دینی ودنیاوی میں اس سے بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ انسانی اشغال وافعال دو ہی قسم کے ہو سکتے ہیں۔ مفید یا غیر مفید کیونکہ جو کام بظاہر نہ مفید ہو نہ مضر وہ بھی کم از کم عبث اور موجب تضییع اوقات ہونے کے سبب لغو وبے سود ہی شمار ہوگا۔ ایک مآل اندیش ودانشور انسان آخر الذکر قسم کے مشاغل میں تو کیوں اپنا وقت عزیز کھونے لگا؟ ظاہر ہے کہ وہ نیک کاموں کو ہی اپنی مساعی اور **لمحات حیات** کا مصرف صحیح قرار دے گا۔ پھر جہاں تک اسکی فہم وطاقت یاری دے گی ہر ایک دن بلکہ قلیل سے قلیل حصہ وقت کے متعلق وہ اس بات کا اہتمام کرے گا کہ اسے غفلت وغلط کاری میں نہ گنوائے تا کہ کل دن یا بعد آنے والی گھڑیوں میں اس نا مکمل التلافی نقصان پر بیٹھ کر پچھتانا نہ پڑے تو گویا **ولتنظر نفس ما قدمت لغد** کا قیمتی اصول ایک عدیم النظیر سبق ہے جو بجز اسلام کے اور کسی مذہب نے اس خوبی وبلاغت سے شاید ہی سکھلایا ہو جیسا کہ قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے۔

مگر فردًا کو مذہبی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کا منتہا اور اصل معا یہ نکلتا ہے کہ انسان اپنی بسر کردہ حیات کو ایسے سانچے میں ڈھالے اور ایسے رنگ میں رنگے جو رضائے مولیٰ کا موجب ہو اور اس کا بہترین ویقینی ذریعہ یہ بلکہ صرف یہی ہو سکتا ہے کہ خود خدا کیطرف سے جو لوگ اس منزل مقصود تک پہنچانے والے سبق سکھانے آتے ہیں ان کا ساتھ دے اور مطیع بن جائے۔ ہماری جماعت پر یہ خدا تعالیٰ کا **فضل عظیم** ہے کہ اس نے ہمیں اپنے مامور برحق (علیہ السلام) کو پہچاننے اور اس کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اب ہمارا فرض جہاں ایک طرف یہ ہے کہ اوروں کو بھی اس خیر محض کی دعوت دیں اس کے ساتھ ہی دوسری جانب ایک بڑی بھاری ذمہ واری ہم پر یہ بھی عائد ہوتی ہے کہ اپنی سہل انگاری سستی اور غفلت سے اس پاک تعلق کو برائے گفتن کافی نہ سمجھیں بلکہ ہر روز ہر گھڑی اپنے تمام کاموں اور حرکات وسکنات تک کا محاسبہ کرتے رہیں کہ ہم نے اس عظیم الشان نعمت کی کیا قدر کی۔ اس سے کیا فائدہ اُٹھایا۔ اپنی پچھلی غافلانہ زندگی سے بیزار ہو کر نئی زندگی میں کون کونسی اخلاقی یا روحانی اصلاح وترقی کی؟ اُس مقدس انسان۔ ہاں اس برگزیدہ مامور ومرسل یزدانی کے پاک مشن کو کامیاب بنانے میں کیا کچھ قربانی اور سعی وجانفشانی کی؟ دیگر تدابیر ظاہری کے علاوہ دُعاؤں سے اور نیک نمونہ دکھلا کر سلسلہ حقہ کی کس قدر خدمت کی؟ وغیرہ وغیرہ

جو شخص غافلانہ زندگی کا خوگر نہیں وہ تو اپنے ایک ایک منٹ کا فکر رکھتا ہے مگر کم از کم سال تمام گزار دینے کے بعد تو ہر معمولی سمجھ کو بھی خیال آ ہی جانا چاہیئے کہ ہم نے برس کے تین سو پینسٹھ دنوں میں "ولتنظر نفس ما قدمت لغد" کی تعمیل کن کن اُمور میں کس حد تک کی؟ ہمیں اپنے برادران دینی کی نسبت یہ سننا بھی گوارا نہیں کہ وہ اس محاسبہ سے بے فکر ہونگے اور اسی لئے ہمیں انکی جمعیت سے انکے اخلاص اور مومنانہ فرزانگی سے توقع ہے کہ ضرور انھوں نے اپنی اپنی فرصت ہمت ومقدرت کے مطابق سلسلہ حقہ کی بہت کچھ قابل قدر خدمتیں انجام دی ہونگی۔ اور انشاء اللہ العزیز اب سے ۳-۴ ماہ بعد جبکہ وہ **جلسہ سالانہ** کے موقعہ پر اپنے اولوالعزم امام محترم (ایدہ اللہ) کی خدمت میں حاضر ہونگے تو نظام قومی کے اصول پر ہر جگہ کی جماعت کے قائم مقام عہدیدار احمدیہ کانفرنس کے اجلاس میں اپنی اپنی کارگذاری کی رپورٹیں پیش کریں گے ارادہ ہے کہ آئندہ اشاعت میں خدا چاہے تو ان ضروری کاموں کی تصریح کر دی جائے جنکی طرف تمام مقامی انجمنوں اور جماعتوں کی توجہ حتی الوسع التزام واہتمام کے ساتھ ہونی چاہیئے۔

وما توفیقی الا باللہ

غیر احمدی کو لڑکی دینا

بعض احباب پہلے تو غلطی وغفلت سے اپنی لڑکیوں کا رشتہ غیر احمدی لڑکوں کے ساتھ کر دیتے ہیں اور پھر طرح طرح کی اُلجھنوں اور مشکلات میں مبتلا ہو کر داد فریاد شروع کرتے ہیں جبکہ اس حمت وفضیحت سے چھٹکارا خالی از دقت نہیں ہوتا۔ مومن کے کام دینی ہوں یا دنیاوی مآل اندیشی وہوشمندی کے ساتھ ہونے چاہیئیں۔ مخالفین سلسلہ تو جہاں تک اُن سے بن پڑیگا ہمارے مفاد دارین کو گزند پہنچانے کے درپے رہینگے پھر ہم کیوں نہ حتی الامکان اپنے بچاؤ کی فکر رکھیں۔ مثلاً ایسے حالات میں جہاں غیر احمدی خویش اقربا ہم کو اس قسم کے ناجائز رشتہ ناطوں میں پھنسانے کے جوڑ توڑ کرتے ہوں ہمارا بھی فرض ہے کہ بطور پیش بندی وحفظ ماتقدم انکی چالوں کو ناکام رکھنے کا بندوبست کریں اسلامی حمیت اور ایمانی غیرت کا مقتضا یہی ہے اور ایسی ہی مبارک تدابیر ظاہری کو (جنکے ساتھ) "اللہ خیر الماکرین" کے حضور دُعا واستمداد بھی ضروری ہے) ہم احمدی سیاسی سعی وتدبر سے تعبیر [illegible]

چین میں عبرت کے سین

اس وقت کے واقعات زبان حال سے شہادت دے رہے ہیں کہ جب انسان اپنے اکو محض دنیا کی زیب و زینت کا باعث سمجھ کر اسے عبرت کدہ بنا کے سیاہی تمام تر توجہ صرف کرتا ہے اور اپنے خالق و مالک حقیقی کی رضا جوئی سے بالکل غافل رہکر راہ ہدایت اور طریق عاقبت کی طرف سے قطعی بیگانگی و بے اعتنائی اختیار کر کے مثل چوب خشک کے ہوجاتا ہے جو پھل پھول نہیں لاسکتی اور بجز اس کے کسی مصرف کی نہیں رہتی کہ باغبان اسے کاٹ چھانٹ کر پھینکدے اور وہ جلانے کے کام آئے۔ تو اس کی تنبیہ و سرزنش کے لئے طرح طرح کے اسباب عقوبت و عذاب مہیا کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ بھی اطراف عالم سے ایسی ہولناک خبریں آرہی ہیں۔ کہ دل دہل جاتا ہے۔ تباہی اور بربادی کے ایسے عبرتناک سین دکھا رہے ہیں۔ اگر ایک طرف یورپ کی سرزمین میں انسانی طاقت کی زور آزمائی لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا خاتمہ کر رہی ہے۔ تو دوسری طرف طاعون۔ ہیضہ۔ قحط۔ سیلاب اور آتش زدگی وغیرہ الواع و اقسام کی آفات ارضی و سماوی اپنی جوع البقر کو فرو کرنے کے لئے نعرۂ ہل من مزید لگا رہی ہیں۔ لیکن افسوس اور سخت افسوس ہے۔ ان لوگوں پر۔ جو یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور بچاؤ کا کوئی سامان نہیں کرتے۔ بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو مخلوق مرتی ہے وہ ہمارے لئے جگہ خالی کر رہی ہے۔ کاش وہ اپنی موت سے غافل نہ ہوتے۔ تا فائدہ اٹھا سکتے۔ چونکہ تمام انسانی طبائع یکساں نہیں ہوتیں۔ بلکہ بعض سعید الفطرۃ انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جو خداتعالیٰ کے قہری نشانات سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ایسے واقعات وقتاً فوقتاً درج اخبار کرتے رہتے ہیں۔ چین کی تباہی کے متعلق تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ علاقہ کوانگ ٹنگ میں ایک سخت سیلاب آیا۔ جس سے قریباً ۱ ہزار آدمی غرق ہو چکے ہیں نیز آتش زدگیاں بڑی کثرت سے ہو رہی ہیں۔ جن سے اس وقت تک ۱۱۲۵ مکانات جلکر خاک سیاہ ہو گئے ہیں۔ ان میں ۵۰۰ تجارتی کوٹھیاں تھیں۔ قابل کاشت زمین تمام دریا برد ہوگئی ہیں۔ ۳ ہزار آدمی اس وقت سخت مصیبت میں ہیں یہ کیسا دردانگیز اور عبرتناک نظارہ ہے۔ چونکہ خداتعالیٰ اپنا ایک نذیر حضرت مسیح موعودؑ دنیا میں بھیج چکا ہے۔ اور دنیا نے اسے قبول نہیں کیا۔ اس لئے خدا اپنے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر رہا ہے۔ مبارک ہے وہ جو ان خطروں کی زد میں آنے سے پہلے خداتعالیٰ کے ساتھ صلح کرلے اور اس کے مامور برحق کو قبول کرے

بچوں کو زیور پہنانیکا انسداد

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر صوبجات متحدہ نے ممتاز ہندوستانی اصحاب کے نام ایک اپیل شائع کر کے بچوں کو زیور پہنانے کے انسداد کی طرف توجہ دلائی ہے۔ واقعہ میں اس خطرناک رواج کے سدباب کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر سال بہت سی وارداتیں اس قسم کی وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ کہ بدمعاش لوگ زیور کی خاطر بچوں کو جان سے مار ڈالتے ہیں اس لئے زیور پہنانا گویا انکو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ چونکہ لوگ عام طور پر دین سے لاپرواہ اور دنیا میں منہمک ہو گئے ہیں۔ اس لئے ان کی نظروں میں بچوں کی ظاہری آرائش ایک بہت ضروری چیز قرار پاگئی ہے۔ خواہ اس سے کتنا **نقصان** کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ وہ بچوں کو لازماً زیور پہناتے ہیں کاش انکو اپنی اولاد کی عاقبت کا بھی کچھ خیال ہوتا تاانہیں دین سکھاتے ان کی اخلاقی اصلاح و تربیت کا اہتمام کرتے اور بچپن ہی سے انہیں فالی دلبستگی و آرائش کا دلدادہ نہ بناتے لیکن افسوس کہ دین کے متعلق وہ خود بھی کچھ نہیں جانتے اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں خداتعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دنیا کے ظالم پنجہ سے چھڑانے اور دین کے آغوش شفقت میں دینے کے لئے ایک انسان کو مبعوث فرمایا ہے (صلوۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ) جو ہر طالب حق سے یہ اقرار لیتا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"۔ اس نے خدا کے فضل سے اس قسم کی ایک جماعت بھی قائم کر دی۔ لیکن افسوس خواب غفلت میں سونے والے کروٹ بھی نہیں لیتے۔ خداتعالیٰ اپنی مخلوق کے حال پر رحم فرمائے۔ اور انہیں توفیق دے کہ رسوم قبیحہ کی اصلاح کے ساتھ اپنی نجات اور روحانی ضروریات کا بھی فکر کریں جس کا واحد ذریعہ آج حضرت مسیح موعودؑ کی معرفت و متابعت ہے۔ ایڈیٹر

ماں بیٹی کا مقدمہ

اسلام کا یہ ایک حکم اپنے اندر بہت سی حکمتیں رکھتا ہے۔ گو نادان لوگ ان کے سمجھنے سے قاصر ہوں۔ لیکن جنہیں خداتعالیٰ علوم حقہ اور بصیرت و معرفت سے بہرہ مند فرماتا ہے۔ وہ انہیں سمجھتے ہیں۔ اور خداتعالیٰ ان احکام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے واقعات ظاہر کرتا رہتا ہے۔

لے پالک کی رسم تمام مذاہب میں کم وبیش پائی جاتی ہے لیکن ہندوؤں میں خاص طور پر اس کا رواج ہے۔ باوجودیکہ آئے دن اس کی وجہ سے تاسف خیز مقدمات اور عبرتناک واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کی خرابیوں سے متنبہ نہیں ہوتے کیونکہ ہندوؤں کے نزدیک یہ ایک پاک مذہبی رسم ہے۔ حال میں ایک اسی قسم کے مقدمہ کی ابتدا اس طرح ہوئی۔ کہ ایک ہندو لڑکی کو اپرچیت پور روڈ کلکتہ کی ایک عورت نے اپنا متبنیٰ بنالیا تھا۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس کی کچھ مدد کرتی۔ الٹا اس کا روپیہ خرچ کرتی رہی۔ حتیٰ کہ اسی کے روپیہ سے اس نے ایک مکان خرید کر اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اور اس کا چار ہزار کا زیور لیکر گھر سے نکالدیا۔ اس مقدمہ کی تحقیقات شروع ہو گئی ہے جس کے نتائج امید ہے کہ اس رسم کے حامیوں کے لئے سبق عبرت کا موجب ہونگے۔

اسلام اس سے منع فرماتا اور اسکو ایک ناپسندیدہ فعل قرار دیتا ہے۔ جو ایک ثبوت ہے اس امر کا کہ دین حق اس خدائے علیم وحکیم کی طرف سے ہے۔ جو ہر بات کے متعلق پورا پورا علم رکھتا ہے اور اپنے بندوں کو جمیع امور متعلقہ حیات انسانی کے نفع وضرر سے قبل از وقوع مطلع فرماتا ہے

اطلاع۔ خریداران الفضل کو خط وکتابت کرنے وقت خریداری نمبر جو چٹ پر نام کے پہلے درج ہوتا ہے۔ ضرور لکھنا چاہیئے۔ تاکہ جواب دینے میں آسانی ہو (مینیجر)

چند ضروری تصحیحیں

جناب ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے آپ کو چند ضروری تصحیحیں لکھی تھیں جن کا اندراج آپنے ضروری نہ سمجھا۔ اب پھر چند امور ایسے نظر ہوگئے ہیں جن کی تصحیح ضروری ہے کیونکہ ایسی باتوں کا اثر تمام جماعت پر پڑتا ہے۔ اور الحمدللہ کہ خدا کے فضل سے عام اخباری پوزیشن نہیں رکھتا۔ میری مراد قلمی لغزشوں سے نہیں بلکہ ایسے امور ہیں جو دین سے تعلق رکھتے ہیں۔

۱۔ مثلاً پچھلے دنوں الفضل میں چھپا تھا کہ زکوۃ مسلم غیر مسلم کی طرف صدقہ دیا جائے یہ غلط ہے حکم غلام کے متعلق ہے۔ اور غلام ہونیکی اسلام میں ایک پوزیشن نہیں رکھتے۔

۲۔ .. ..

.. ..

.. ..

.. ..

۳۔ لاتاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفۃ کے معنے چھپے تھے کہ سود در سود نہ کھاؤ یہ معنے بھی غلط ہیں یہ سب سرسید اور ایڈیٹر وطن وغیرہ کا ہے کہ سود در سود منع ہے نہ کہ مطلق سود۔ صحیح معنے یہ ہیں کہ بڑھ بڑھ کر ربوا نہ کھاؤ۔

۴۔ اسی طرح ۲۹ ء کے الفضل میں خطبہ جمعہ کی ذیل میں چھپا ہے کہ مسیح موعود کی عزت اللہ نے یہاں تک بڑھائی کہ آخرین منہم میں شامل کر دیا۔ حضور خلیفہ ثانی نے فرمایا تھا کہ عزت یہاں تک بڑھائی کہ آپ کو آخرین منہم کا سردار بنا دیا۔ آخرین منہم تو صحابہ کا گروہ ہے۔ ایسا نہ ہو کوئی شخص کسی آنے والے زمانے میں ان الفاظ سے جو غلط چھپے ہیں۔ یہ استدلال کرے کہ خلیفہ ثانی مسیح موعود کو صرف جماعت صحابہ کا ایک فرد خیال کرتے تھے یہ تھا آنحضرت ﷺ کا غلام ایک ایک چوبیس ہزار انبیاء کی شان رکھنے والے جاہ و جلال کے پیغمبر

و یہ قریباً تین مہینے کی بات ہے۔ اندراج تو غیر ضروری نہیں سمجھا۔ مگر افسوس کہ آپکا پرچہ محفوظ نہ رہ سکا کیونکہ خاکسار اپنی دنوں الفضل کی خدمت پر نیا نیا آیا ہوں اور متعدد مبلغین کی رپورٹوں نیز نئے پرانے مضامین و مراسلات ... [illegible] (ایڈیٹر)

آخرالزمان مسیح موعود کی ہتک سے کرے وہ مرتد ہو جاتا ہے جو اس کے پیروؤں کا (یعنی ہمارا) ہے۔ (اکمل)

ایک عریضہ بیعت

(نقل مطابق اصل)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین یاحی یاقیوم برحمتک استغیث۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ رب اشرح لی صدری للاسلام۔

بخدمت عالی درجات امامنا و مرشدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمر صاحب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ واشھد ان احمد عبدہ ومسیح موعودہ ومھدی معھودہ ونبی ورسول وامام من امۃ محمد رسول اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ اجمعین۔ بعدہٗ عرض ہے کہ بسبب شامت اعمال و بعضے وجوہات کے حضور کی خدمت میں بیعت کی عرضی نہیں بھیج سکا۔ امید کہ از روئے کرم و مہربانی عاجز کے قصور کو معاف فرما دینگے۔ اور اب عرض ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ھو الاول والاٰخر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ اکبر۔ سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفرلی فاغفرلی فانک لا یغفر الذنوب الا انت۔ آج میں حضور کے دست مبارک پر ان تمام شرائط پر پابندی کے ساتھ جو کہ سلسلہ مبارکہ احمدیہ کے لئے ضروری ہیں بیعت کرتا ہوں۔ اور دعا کے لئے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اس عہد بیعت پر تا مرگ قائم رہنے کی توفیق عطا فرماوے۔ کہ اس عاجز و مسکین کے لئے بمعہ اہل و عیال و اطفال و متعلقین کے باعث حصول برکات و سعادت دارین و خوشنودی و رضائے رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ہووے۔ آمین ثم آمین یا اللہ یا رب العالمین۔ والسلام۔ زیادہ حد ادب

الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ تیری دفعہ بیعت کرنے کے لئے زندگی و توفیق عطا فرمائی

ناست یم کا ولایم زانگم لنم۔ حاذلانہ یم
میاد غم می ذ ننگہ دی

عریضہ منجانب خاکسار و احقر العباد محمد حسن صوفی احمدی ولد حاجی موسیٰ خان افغان قوم ترین مرحوم سابق باشندہ کراچی بندر سندھ۔ حال ساکن ماؤنٹ گراوات متصل شہر برابن ضلع کوینزلینڈ۔ ملک آسٹریلیا۔ ۶ جولائی ۱۹۱۵ء روز یکشنبہ۔ مطابق ۲۸ ماہ شعبان ۱۳۳۳ھ

ہر کمالے را زوالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مضمون مندرجہ ذیل الفضل میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔ میں خواجہ صاحب کے گرویدگان سے تھا۔ اور وہ مجھ پر اظہار چشم عنایت فرمایا کرتے تھے۔ لہذا ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق یہ ہدیہ بھی خواجہ صاحب کی خدمت میں بطور پیشکش بھیجتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف اور مضمون یہ ہے:-

کمال الدین زوال دین نہ ہو جا
یہ راہ پر خطر ہے اس سے باز آ

چلتے کیا کیا زمانہ کھاتا ہے۔ رنگ کیا کیا فلک دکھاتا ہے
جوش پیجا میں خاک کا پتلا | اپنی ہستی بھی بھول جاتا ہے

اے خاکی اصل ذرہ بے مقدار اگر قدرت نے تجھے تابندگی بخشی ہے تو اپنے حسن و جمال پر فریفتہ نہ ہو کیونکہ یہ آب و تاب خدا کے روشن کئے ہوئے آفتاب کا پرتو ہے۔ اور یہ چمک دمک صرف اسی صورت میں رہ سکتی ہے کہ تو اپنے آپ کو اس نیر عالم افروز سے وابستہ رکھے۔ جونہی تو نے اس سراج منیر سے منہ موڑا تیری چمک سیاہی سے مبدل ہو گی۔ اور تو وہی ریت کا ذرہ رہ جائیگا۔ جو پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔

اے کمال دین دین کے زوال میں ساعی نہ ہو۔ کیا تو

وہی ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے
مانگ مانگ کر سامعین سے خراج تحسین وصول کیا کرتا تھا افسوس
تیرے دماغ میں کیا فتور آیا کہ جس چیز کو تو قند مکرر سمجھتا تھا
آج اسی کو زہر ہلاہل قرار دیتا ہے کیا تجھے یاد نہیں رہا کہ تو نے
اس عظیم الشان نبی کی نبوت منوانے کے لئے ایک رسالہ بنام
"بنگال کی دلجوئی" لکھ کر گزشتہ سال شائع کیا تھا۔ دیکھ اس
میں صفحہ ۶ کے رسالہ میں تو نے مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت
اور رسالت کو کس زور سے پیش کیا ہے۔ اگر تجھے بھول
گیا ہے تو میں اس کے چیدہ چیدہ مقامات تجھ کو یاد دلاتا ہوں
صفحہ ۱ لہذا ۱۹۰۱ء میں واقعات نے پیدا ہو کر ان الفاظ
کو پورا کیا۔ جو سنہ ۱۹۰۱ء کے آغاز میں ایک مرسل ربانی
کی زبان پر جاری ہوئے تھے۔
صفحہ ۹ ہاں خدا کی آواز ایسے وقت میں ہندوستان کے مرسل پر ذیل
کے الفاظ میں نازل ہوئی۔
صفحہ ۱۰ لیکن یہ وہ باتیں ہیں جو خدا نے مرسل پر کھلے کھلے الفاظ
میں آج سے چھ سال پہلے ظاہر ہوئیں۔
صفحہ ۱۰ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اس وقت سے پہلے کبھی بھی سلطنت
ٹرکی میں ایسے غدار قوم فروش پیدا ہوئے جیسے گزشتہ
پندرہ سولہ سال میں اس نبوت کے بعد ملک و ملت نے
پیدا کئے۔
صفحہ ۱۲ اگر چاہو تو میں تمکو ہر روز دو دو ہزار پیشگوئیاں سنا سکتا
ہوں جو اس مرسل یزدانی کے منہ سے نکلیں اور وقت پر
پوری ہوئیں۔
صفحہ ۱۲ کیا یہ وہی طاقت نہیں جب خدا کے اوتار دنیا میں
آکر دنیا کے ظلمانی بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔
صفحہ ۱۲ کیا دنیا میں وہ کریم النفس انسان جن کو دنیا نے اوتار
یا نبی یا حکیم یا ناموس یا بدھ کر کے پکارا ہے وہ ایسے ہی
وقتوں میں زمانہ نے پیدا نہیں کئے جیسے کہ ہمارا زمانہ
صفحہ ۱۴ ان زمانوں کو یاد کرو جب پاپ اسقدر بڑھ جاتے ہیں کہ
دھرتی زیادہ پاپ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ اور وہ چلا چلا کر
پرمیشر سے پرارتھنا کرتی ہے کہ اب وہ آپ ہی اوتار لیکر
اس کی پیٹھ سے پاپ کو دور کرے۔ کیا ہمارا سماں اسی قسم
کا سماں نہیں تو پھر وشنو بھگوان اوتار لے کر ہم پر دیا نہ کرتے
صفحہ ۱۵ ایک رسول آیا۔ لیکن ہیہات ما یاتیہم من
رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔
مندرجہ بالا تحریر ہم اپنے دوست پادری ٹامس اول بشیر کی خدمت
میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کو پڑھے وہ اپنے رسالہ
دافع الافتراء میں حضرت مرزا صاحب کی نبوتوں کا
ثبوت مانگتا ہے وہ ان نبوتوں پر غور کرے۔
اے خواجہ کیا یہ تیرے اپنے الفاظ نہیں ہیں؟ تو کس زور سے
حضور علیہ السلام کی نبوت منواتا تھا آج خود ہی اس نبوت سے
انکاری ہے۔ ہاں یہ ضرور ہونا تھا کیونکہ تو نے میرے روبرو
اس عظیم الشان نبی کی خدمت میں ایک دفعہ اپنا خواب سنایا
تھا کہ میرے منہ سے بہت سے چوہے نکلے ہیں
آج تو اپنی تحریروں اور تقریروں سے اس خواب کو پورا کر
رہا ہے جبکہ تو مکان احمدیت کو جو تیرا ملجا و ماویٰ تھا۔
متواتر سوراخ نکال کر اور رخنے ڈال کر ضعیف البنیان بنانے
میں ساعی و سرگرم ہے۔
لیکن تو یاد رکھ! اس مکان کا مالک وہ قادر مطلق خدا ہے
جو بدخواہوں کے دانت توڑ سکتا۔ اور گردن مروڑ سکتا ہے
تو اس مکان کو کیا منہدم کریگا۔ ہاں اسی مقدس نبی اور رسول
کے کشف کے مطابق دیوانہ وار حرکات کرتا ہوا مسجد (جماعت)
سے نکلنا ہی امر مقدر ہو تو مرضی اللہ کی۔ لیکن میں تیری
قدیمی محبت کو یاد کر کے نصیحت کرتا ہوں کہ صد بار اگر توبہ
شکستی باز آ۔

خاکسار اللہ دتا احمدی سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول رام نگر
ضلع گوجرانوالہ

احمد نبی اللہ ہی آج مدار نجات ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

(از افاضات حضرت مولینا محمد احسن صاحب فاضل امروہوی)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب
او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علی حکیم
وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت
تدری ما الکتب ولا الایمان ولکن جعلنہ نورا
نہدی بہ من نشاء من عبادنا وانک لتہدی
الی صراط مستقیم صراط اللہ الذی لہ ما فی السموت
وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور ۰ (پ ۲۵ ع ۵)
یہ آیت اگرچہ عوام کے لئے مزلۃ الاقدام ہے لیکن فی الحقیقت
مراتب کاملہ حضرت سید المرسلین اور خاتم النبیین کے فضائل
فوق الفوق کا بیان کر رہی ہے۔ مفسرین اس کی شان نزول میں
لکھتے ہیں کہ ان الیہود قالوا لہ الا تکلم اللہ ولا تنظر
الیہ ان کنت نبیا کما کلمہ موسیٰ ونظر الیہ فقال
لم ینظر موسیٰ الی اللہ تعالیٰ فانزل اللہ تعالیٰ ذالک۔
اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ وحی رسالت بنا ہی کے تو یہی تین
طرق ہیں جو اوپر مذکور ہوئے یعنی قلوب انبیاء میں الہام کا ہونا
خواہ بیداری میں ہو یا خواب میں جو لفظ وحیا کا مفہوم ہے
دوسری صورت کلام الٰہی کا سنایا جانا من وراء حجاب کا منشا ہے
کیونکہ اس عالم میں اللہ تعالیٰ کے کلام کا سننا مشافہتاً بشر کو
ممکن نہیں کجا انسان ضعیف البنیان اور کجا شان اعلےٰ
جلال الوہیت کی۔ تیسری صورت یہ ہو کہ فرشتے یعنی جبرئیل
کو بھیجکر کلام الٰہی نبی علیہ السلام کو سنایا جاوے۔ او یرسل
رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔ پس یہی تینوں صورتیں
ہیں جو اللہ تعالیٰ بشر کو اپنا کلام الٰہی پہنچاتا ہے لاغیر۔
پس جو یہود کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو بالمشافہ معہ رویت
تجلی الٰہی کے مکالمہ ہوا تھا یہ محض غلط ہے۔ کیونکہ اسکی
شان علی حکیم کے خلاف ہے۔ ہاں اس کی صفت حکمت ضرور
مقتضی ہے کہ ان ہر سہ وجوہ کے ساتھ کلام الٰہی بشر کو پہونچے
تاکہ بشر کی اصلاح دینی و دنیوی کیجاوے۔ لیکن البتہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ تینوں وحی کے مہبط تمام انبیاء
سے قوت و شوکت میں بچند وجوہ ذیل بڑھ چڑھ کر ہیں۔ جن
کے حصول کا علم و ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قبل
نبوت نہیں دیا گیا تھا کہ ان طرق سہ گانہ ہی کے ذریعہ جو نہایت
اعلےٰ درجہ پر ہونگے وہ کتاب دیجاویگی کہ صد ہا وجوہ کے ساتھ
قیامت تک معجزہ ہوگی۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا
علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وغیرہ ذالک من
الآیات۔ پس حضرت موسیٰ پر کونسی ایسی کتاب نازل ہوئی
تھی جو قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورۃ کا بھی مقابلہ کر سکے
اور قبل نبوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس الایمان
کی حقیقت بھی نہیں معلوم تھی۔ جو علت علم الادیان والابدان

کے ساتھ تشبیہ دی گئی جب پر حضرت موسیٰ کو بھی تحفہ عطا ہوا تھا کیونکہ وہ محمد نجار نبی صلعم جزو کو جو متعلق معراج شریف کے ہیں پس ان آیات کی تفسیر میں اسی عالی مقام ومرتبہ کی طرف اشارات لطیفہ کئے گئے ہیں چنانچہ فرمایا وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن [illegible] تمام انبیاء کی [illegible] کا مصداق ہے جو دیگر طرق مسکات [illegible] کے لئے ہیں لیکن آنحضرت صلعم کی وحی معالسلام سے تکامل پنے کے ایک ایسا نفع عظیم الشان رکھتی ہے جس سے ان تمام حقائق ومعارف کا اعطاء آپ پر کھولا گیا جو انبیاء سابقین کے وقت میں مفتوح نہیں ہوا تھا اور تکمیل وکان فضل اللہ علیک عظیما کے اس لفظ کا ماکن اور مشیت میں آپکے وسطے ہی مخصوص تھا۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات صرف کامل ہی نہیں تھی بلکہ مکمل بھی تھی لہٰذا اس مرتبہ کو بطور ظل اور جہت کے دوسرے افراد خیرالامم کے بھی مستفید ہو سکے بعد ارشاد ہوا کہ وانک لعلیٰ خلق عظیم الی صراط مستقیم میں بھی امت کے تمام اولیاء دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے ساتھ شریک ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل لیکن ان سے بڑھکر ایک فرد کامل اس امت میں ایسا ہونیوالا تھا جسکو احادیث صحیحہ میں نبی اللہ فرمایا گیا اور ان آیات میں اس جگہ پر صراط اللہ ارشاد کیا گیا کیونکہ اس کے ذریعہ سے پیشگوئی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کا ظہور ہوا جو بعثت اول کامل طور پر تمام عالم میں واقع نہیں ہوا تھا۔ اس لئے ان اجابات سے امت الامم کو اطلاع دیکی کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کا اشارہ ان آیات کی تفسیر میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ صراط اللہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض۔ پس اب اس صراط اللہ یا جری اللہ اور نبی اللہ کے مقابلہ پر آسمان وزمین میں کوئی صراط اللہ ایسا موجود نہیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب قدس تک پہونچا سکے کیونکہ تمام ابنیا اور علوم صحیحہ خاتم النبیین کے جو العلم ادرنا الاشیاء کما ہی کے مصداق ہیں اسی صراط اللہ میں منحصر ہیں جو سیار قدسی آبہی تک پہونچتے ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ الا الی اللہ تصیر الامور پس اب بغیر وساطت حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے جسکو آیت زیر تفسیر میں صراط اللہ فرمایا گیا۔ اور احادیث میں نبی اللہ کہا گیا قرب آلہی تک کوئی صراط نہیں پہونچا سکتا فافہم ما فی ہذہ الآیات العظام من الاسرار [illegible] اقدام العوام اور اگر ان واقعات زمانہ بعثت ثانوی نبوی کے ساتھ ان آیات کی تفسیر کیجاوے تو بہت سے جملے اور الفاظ منہ آیات مذکورہ کے لغو بالعبث اور لغو ہو جاتے ہیں نعوذ باللہ بہت [illegible] بشارت کو اشارت واللہ اعلم [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

از جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔اے

مورخہ ۲۷۔ اگست ۱۹۱۵ء

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ الخ

کل میں نے ایک لطیف بات سنی تھی اور میرا ارادہ وہی بات اس وقت سنانیکا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر اس پر ہم اور آپ سب لوگ عمل کر سکیں (میں خدا تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے) تو یہی ہماری نجات کے لئے کافی ہو سکتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لڑکوں کے لئے جو دعائیں فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک مصرعہ یہ بھی ہے۔ کہ "یہ مرجع شہاں ہوں" ایک دنیادار کے سامنے یہ ایک ایسی ہی بات ہے جیسی کہ (نعوذ باللہ) کسی پاگل کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہو۔ کیونکہ ایک ایسا شخص جو گاؤں کے رہنے والا ہو کسی قسم کے ظاہری سامان نہ رکھتا ہو۔ اپنے لڑکوں کے لئے اس وقت جبکہ وہ ابھی قرآن پڑھ کے آئے ہیں خدا تعالیٰ کے آگے یہ دعا کرتا ہے۔ کہ بادشاہ ان کے پاس چل کر آئیں۔ دنیا دار تو اس کو پاگل کا کلام ہی کہیگا لیکن خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے یہی ایک بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ نبی کے سوا اور کون ہے۔ جو ایسی بات کہہ سکے۔ اسی فقرہ کو لیلو۔ اس سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کا نبی تھا۔ اور اسے پوری پوری امید تھی کہ خدا سب کچھ کر سکتا ہے۔ اسی اعتقاد پر اس نے کہا کہ یہ بچے مرجع شہاں ہوں۔ اور واقعی خدا کا کلام اس کی تائید کرتا ہے پھر حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ یعنی ایک وہ وقت آتا ہے کہ تو نہ ہوگا۔ اس لئے لوگ تیری نشانیاں ڈھونڈینگے

تیرا جسم انہیں نہیں ملیگا۔ اس لئے تیرے پہنے ہوئے کپڑے جو جولاہوں نے بنائے ہونگے ڈھونڈینگے۔

ایک طرف تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور دوسری طرف یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس کی ایسی باتیں جو بظاہر ان ہونی تھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمانے پر پوری ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ انکو میں اس مختصر خطبہ میں بیان نہیں کر سکتا نیز تم سب لوگ انہیں اچھی طرح جانتے بھی ہو۔ ان باتوں سے ہمیں یقین ہے کہ یہ باتیں بھی ضرور پوری ہونگی۔

یہ سنانے سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ان باتوں کے پورا ہونے کی جہاں ہمیں خوشی ہے۔ وہاں ہمارے لئے ایک فکر کی بات بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب بادشاہ اس سلسلہ میں آئینگے۔ تو مال اور دولت اپنے ساتھ لائینگے۔ اس وقت ہمارے لئے ماتم کا مقام ہوگا۔ کہ ہمیں ان سے پہلے خدا نے اپنے مال خرچ کرنے کا موقعہ دیا تھا۔ لیکن ہم نے اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ کیونکہ اس وقت ہمارے لئے موقعہ نہیں ہوگا۔ جب نواب اور بادشاہ آجائینگے اس وقت ہمارے چندوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ پس تم اس وقت کو غنیمت سمجھو اور جو تم سے ہو سکتا ہے۔ اللہ کی راہ میں دین کے کاموں پر خرچ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک وقت ہوگا۔ جبکہ زر صدقہ کے برابر سونا بھی دیا جائیگا۔ تو اس قدر ثواب نہیں ہوگا اسی طرح تمہارا حال ہوگا۔ یہ باتیں پوری ہونگی۔ اور ضرور ہونگی۔ دشمن خواہ کچھ کہے وہ جھوٹا ہے۔ اور خدا سچا ہے اس لئے اس کی سب باتیں پوری ہونگی۔ پس ہمیں اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ وقت جلدی ہی آجائے تم دیکھتے نہیں۔ دنیا کس طرح تغیر آرہے ہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ آہستہ کام نہیں کر رہا۔ بلکہ جلدی جلدی کر رہا ہے۔ اس رفتار کو اگر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وقت جلدی ہی آنے والا ہے۔ اب خدا تعالیٰ جو اپنے نشان دکھا رہا ہے وہ بادشاہوں کے لئے ہیں۔ اور وقت آرہا ہے۔ کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائینگے۔ وہ بھی انسان ہیں۔ جب ہم نے مسیح موعود کو مان لیا۔ تو کیا ان کا ماننا غیر ممکن ہے۔ کیا عجیب ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے نشانوں سے آگاہ ہو کر قبول کر لیں۔ پس تم سمجھ لو۔ کہ چند سالوں میں ایسا ہو جائیگا۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ اس

وقت کچھ خرچ کرلو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا وجہ ہے۔ کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے۔ اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ تو تمہیں اجر دینے کے لئے خرچ کرنیکا موقع دیتا ہے۔ ایک وقت آئیگا جب سب دروازے بند ہو جائینگے۔ اس وقت سے پہلے پہلے خرچ کرلو۔ اس کے بعد جو خرچ کیا جائیگا۔ وہ پہلے کے برابر نہیں ہوگا۔ تم یہ باور رکھو۔ کہ تمہارا اس وقت کا خرچ کیا ہوا اس وقت کے خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوگا۔ چونکہ خدا رحیم و کریم ہے بعد میں خرچ کرنے والوں کو بھی جزا دیگا۔ مگر وہ برابر نہیں ہونگے اگر تم خدا کی راہ میں خرچ کروگے۔ تو وہ جانتا ہے۔ بے خبر نہیں ہے اس لئے تمہیں ضرور اجر دیگا۔ خدا انکار کرتا ہے۔ کوئی ہے جو خدا کو قرض دے۔ کیوں؟ اس لئے کہ میں اسے بڑھ چڑھ کر دونگا۔ یہاں قرض کا لفظ جو خدا تعالیٰ نے لیا ہے، کہ فیضٰعفہ لہ میں اس کا جواب دیدیا ہے کہ تم جو کسی کو قرض دیتے ہو تو اس خیال سے کہ یہ واپس بھی دے۔ میں جو تم دوگے۔ ہم بھی اس سے بڑھ چڑھ کر واپس دینگے۔ اور صرف دنیا کے رنگ میں ہی نہیں۔ بلکہ دین کے رنگ میں بھی۔

فتاوی احمدیہ

اگر کوئی شخص کسی زمیندار کاشتکار سے یہ پٹہ لکھوائے کہ میں تمہاری اتنی زمین کا اتنا غلہ یا نقدی لیا کرونگا خواہ تمہاری فصل ہو۔ یا نہ ہو۔ تو کیا فصل کے نہ ہونیکی صورت میں بھی رقم معینہ یا غلہ لینا جائز ہوگا۔ اس طرز پر انشاء لکھکر دینا یا لینا جائز ہے۔ یا نہیں۔

جواب۔ از مولوی اسمٰعیل صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان اگر اس طرح پر زمین پٹہ پر دیجائے کہ ابتدائی اور انتہائی میعاد پٹہ پہلے معین ہو جائے۔ یا سالانہ یا ماہانہ شرح مقرر کرلیجائے۔ اور روپیہ یا کسی جنس مقدار غلہ کی پوری تعین ہو جائے۔ تو اس طرح پر زمین پٹہ پر دینا یا لینا اور ایسا روپیہ لینا اور دینا سب جائز اور درست ہے۔ کیونکہ شرعاً زمین کی حیثیت مکان کی طرح ہے جو مقررہ کرایہ پر لینا جائز ہے۔ پھر خواہ اس سے کام لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ کرایہ بہر حال دینا ضروری ہوتا ہے۔ یہی حال زمین کا ہے +

فہرست نومبائعین

۲۳ اگست تک

محمد گلاب	سیالکوٹ	کرم بی بی	سیالکوٹ
رویا	"	حسین بی بی	بیارگیر
قادر بخش	"	کلثوم بی بی	"
بہادر	"	عبد القیوم	"
مسماۃ طالع بی بی	"	خدیجہ بی بی	"
نواب بی بی	"	عبد اللہ خند روف چیتا صاحب	و

میزان ۱۲

نامہ نگاران الفضل کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے فرض سے غافل نہ ہوں یہ دینی خدمت کا خاص وقت ہے۔ ملکی اصلاحی تبلیغی ہر قسم کے مضامین بلا جلد آنے چاہئیں۔ (ایڈیٹر)

ضرور یاد رکھئے خط و کتابت میں آپ ان امور کی ضرور ملاحظہ کیا کریں۔ ورنہ تعمیل میں غلطی کا اندیشہ ہے (۱) اپنا نام و پتہ صاف و خوشخط لکھئے۔ (۲) ہر خط میں نمبر خریداری ضرور دیجئے۔ (۳) مضمون یا دیگر قابل اشاعت امور کو منیجر کے متعلق عنایت ناموں سے الگ رکھئے۔ (۴) حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں جو عریضے محض بغرض دعا یا اطلاع یا اظہار عقیدت لکھے جاتے ہیں وہ چھپنے والی تحریرات سے علیحدہ ہوں (۵) دفتر محاسب یا دفتر سکرٹری یا مجلس فاتحہ قادیان کو کو جو کچھ لکھنا ہو جداگانہ کارڈ میں لکھیں تاکہ آپکی تعمیل میں حرج یا تاخیر واقع نہ ہو یا کارکنوں کو دقت نہ ہو (۶) ہر تحریر پر تاریخ کا ہونا ضروری ہے۔ (منیجر الفضل)

پیغام حنیف ایک نو تالیف دلچسپ اور مدلل رسالہ ہے احمدیت کی تائید میں برادر محمد حنیف صاحب احمدی سوداگر ڈیرہ دون نے اکثر ضروری مباحث دراہیں کو ایک ایسے سلسل بیان اور مربوط پیرایہ میں ترتیب دیا ہے کہ آخیر تک پڑھے بدوں شاید کسی کا جی چھوڑنے کو چاہے لکھائی چھپائی کاغذ بھی اچھا ہے پھر قریباً پچاس صفحہ کی بہ قیمت ار کچھ بھی نہیں۔ برادر محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان نے چھپوایا ہے انہی سے ملیگا +

برکات خلافت

اس نام سے وہ معرکۃ الآراء تقاریر جو حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] نے سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں چھپ کر تیار ہوگئی ہیں بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ انجمن ترقی اسلام نے شائع کی ہیں جو کہ جماعت کی عملی زندگی کے متعلق ہدایات اور حقائق و معارف کا مجموعہ ہیں۔ اس لئے ہر ایک احمدی کو خریدنی چاہئیں۔

قیمت صرف .... ۳ر ہے جو بالکل واجبی ہے۔

میدہ کی سیویاں بنانیکی مشین

یہ عجیب و غریب ہمنے خاص و عام کی سہولیت کے لئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اسمیں میدہ یا میدہ ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اس کا استعمال کر سکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں ارزاں اور وزن میں بھی صرف ایک سیر ہے تاجروں کے لئے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں موتی اور باریک ۳ر۔

پتہ مستری فضل کریم نزد مہمان خانہ مسیح موعود قادیان

ہدایۃ المہتدی الی حقیقۃ المہدی

(مصنفہ حضرت مولینا سید محمد عبد الواحد صاحب ساکن ملک بنگال) یہ ایک عمدہ رسالہ ہے کسی غیر احمدی کے سوالات کی بنا پر مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ ۸ صفحہ کا رسالہ ہے۔ مگر ہمارے سلسلہ کی اکثر ضروری باتوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی حالت میں ناواقفوں کیلئے موجب واقفیت ہے اور مخالفوں کے لئے دندان شکن جواب ہیں اکثر دلائل کتب مسلمہ مخالفین کے لائے گئے ہیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس رسالہ کو پسند فرمایا ہے شرقی بنگال مونگیر حیدر آباد وغیرہ میں شائع ہوا ہے خوشخط عمدہ کاغذ پر قیمت ۲ر علاوہ محصولڈاک ہے جو صاحب چاہیں منگا کر دیکھ سکتے ہیں۔ المشتہر

خاکسار سعید احمد احمدی از مولوی پاڑہ

مقام برہمن بڑیہ ضلع ٹپرہ ملک بنگال

[illegible] کیمبل پور میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب [illegible] متعلق گفتگو ہوئی۔ لیکن ڈاکٹر صاحب مبلغانہ گفتگو کرنے سے [illegible] رہتے۔

سکرنڈ ا۔ ر۔ سندھ سے محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں [illegible] یہاں سندھی اشتہارات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور امید ہے [illegible] رفتہ لوگ حق کو سمجھ لیں گے۔ چند روز ہوئے [illegible] بوجہ میرے احمدی ہونے کے دو شخصوں نے میری سخت مخالفت کی تھی۔ خدا غیور نے انہیں اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور وہ انی مہین من اراد اہانتک کے وعید سے حصہ پا رہے ہیں۔

بٹالہ سے قادیان تک پختہ سڑک اور تار کے لئے بعض مقامات کے احباب نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور اور ڈائرکٹر جنرل بہادر محکمہ تار کی خدمت میں درخواستیں بھیجی ہیں۔ امید ہے کہ دوسرے سکرٹری صاحبان بھی اسطرح بہت جلد توجہ فرما کر درخواستیں بھیجنے کی کوشش کریں گے۔

مقامی جلسوں کے متعلق اکثر دوست تعیین تاریخ اور مضافات میں اطلاع دینے کے بعد پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں۔ کہ فلاں تاریخ قادیان سے علماء بھیجے جائیں۔ چونکہ علماء قادیان میں ہر وقت تو بیٹھے نہیں رہتے۔ بلکہ اکثر دورہ پر رہتے ہیں۔ اس وجہ سے بعض دفعہ مجبوراً نفی میں جواب دینا پڑتا ہے۔ اس لئے احباب کو چاہئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت حاصل کرنے کے بعد جلسہ کی تاریخیں مقرر کیا کریں۔

مالیر کوٹلہ سے حافظ روشن علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ وہاں شیعہ صاحبان مباحثہ کرانا چاہتے ہیں۔ مگر ان کی حالت اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ اگر خدا بھی کہے اور امام الزمان بھی غار سے نکل کر کہیں۔ کہ تم ماتم نہ کرو تو ہم کبھی نہیں رک سکتے۔ سر بازار مکان ملنے میں کچھ رکیں پڑی ہوئی ہیں۔ امید ہے۔ کہ نواب صاحب کے مکان یا مسجد احمدیہ میں لیکچروں کا کوئی انتظام ہو جائیگا انشاء اللہ گو وہ مکان بازار میں تو نہیں لیکن شارع عام ہے۔ اس لئے وہاں بھی لیکچروں کا ہونا خدا چاہے تو مفید ہی ہوگا۔ [illegible] صاحب کے مکان پر ہوا۔ جس کا

خدا کے فضل سے اچھا اثر پڑا۔ اور اب یہ تحریک کی جائے گی کہ دوسرے احمدی احباب بھی اپنے مکانات پر وعظوں وغیرہ کا انتظام کریں۔ تاکہ اچھی طرح لوگوں تک حق پہنچایا جاوے۔

حضرت مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی طبیعت بدستور علیل ہے۔ احباب مولوی صاحب کے لئے خاص توجہ سے دعا فرماویں۔

ایرا سٹیٹ میں ہمارے مکرم بھائی محمد عبد اللہ صاحب کچھ دنوں سے ایک سخت ابتلا میں تھے۔ آپ نے حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا خدا تعالیٰ نے ان کے حال پر فضل و کرم فرمایا۔ اب وہ لکھتے ہیں۔ کہ حضور کی دعاؤں سے مولیٰ کریم نے میری مشکلیں آسان کر دیں۔ فالحمد للہ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

جنگ کی خبریں

مشرقی معرکہ کارزار میں اسوقت ریگا کے ارد گرد لڑائی کا بازار گرم ہے۔ بریسٹ لٹووسک سے جانب مشرق روسی نہایت سختی سے حملے کر رہے ہیں۔

گلیشیا میں آسٹریا و جرمنی کی افواج متحدہ کو سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ خود جرمنی کے مراسلہ سرکاری میں اس کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ دریائے سٹریپا کی طرف روسی افواج کا ہر اول دستہ نے غنیم کی ترقی کو اپنے جوابی حملوں سے روک دیا ہے۔

ایک اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ ریگا کے جنوب مشرق میں بھی روسیوں نے سپاہ دشمن کی بے طرح خبر لی ہے۔ ایک جرمن مراسلہ سرکاری سے پایا جاتا ہے۔ کہ گو جرمن گراڈنو اور ولنا کی جانب سر نکال رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہ روسیوں کے قابو میں ہیں۔ دریائے میا پر روسی حملے جاری ہیں [illegible] سے جانب شمال مغرب دریائے ڈونا کو عبور کرتے ہوئے لشکر غنیم کو روسیوں نے پسپا کر دیا ہے اور جرمن سپاہ جو دریا کے دوسرے دائیں جانب جمع ہو گئی تھی۔ اسکو بھی روسیوں نے بھگا دیا ہے۔

۲۹ اگست کو دشمن کا شبانہ روز حملہ کیا تھا گویا ایک طوفان آتشبار تھا لیکن روسیوں کی ثابت قدمی کے سامنے خونریز حملے بہ نقصان کثیر پسپا کر دئے۔ اور دریائے ڈونا کے جانب کنارے سے

اب روسیوں کی جانب [illegible] انہوں نے حملہ [illegible] دشمن کے منہ سے پہلے [illegible] کے دو سو آدمی بھی گرفتار ہو گئے۔

مغربی محاذ کے متعلق ایک مراسلہ بیان ہے کہ بلجیم۔ فلانڈرس [illegible] بیابان ایرمنٹ میں بعد تھوڑی گولہ باری روز تک سات دن گویا سٹیل گولوں رہا۔ خندقوں۔ شلٹروں چھاؤنیوں اور ڈیپو چھلنی ہو گئے۔ ایسی شدید اور اتنی دیر تک گولہ باری کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ جرمنوں نے کئی دفعہ منہ نہیں دکھایا ہے۔

گلیشیا میں آسٹرو جرمن افواج نے طویل خاموشی کے بعد ۲۹ و ۳۰ اگست کو تمام محاذ پر بھاری بھاری توپوں سے گولہ باری کی۔ پھر حملوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ حملے زلوکزو کے شمال میں خاص طور پر شدید تھے۔ اور شبخون بالخصوص اضلاع پوموریانی اور زبورو وغیرہ میں خونریز تھے۔ مگر غنیم کے یہ سارے حملے پسپا کئے گئے۔ اور اس میں اسکو نقصان عظیم پہنچا۔ بعض علاقوں سے تو اسے مجبوراً گریز ہی کرنا پڑا۔ روسیوں نے ایک وسیع محاذ میں بڑا زبردست جوابی حملہ کیا جو کامیاب ہوا۔ اس مقابلہ میں تیس توپیں چوبیس کلدار توپیں اور تین ہزار قیدی روسیوں کے ہاتھ آئے۔ جن میں سے نصف جرمن ہیں۔

مانٹینیگرو کی سپاہ نے آسٹریا کی میدل جمعیت کو بھگا دیا ہے۔ زیورچ سے ایک نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں جتنے رومانی افسر تھے سب ۲۵ اگست کو واپس چلے گئے۔ اور حکم ہوا ہے کہ جو ۳ روز کے اندر اندر روانہ نہ ہو سکیں۔ وہ [illegible] کے رستے سے آئیں۔

فرانس ذرائع سے تصدیق ہوئی ہے کہ جرمنی کے تیس لاکھ کے قریب جنگی جوان مسلح ہیں اور اسوقت وہ سلطان عثمانی کی گلیشیا میں مبتلا ہیں نائیجیریا کی سرکاری اطلاع ہے کہ جرمن علاقہ کیمرون [illegible] میں جو لڑائی ہوئی اسکے بعد [illegible] پر برٹش قبضہ ہو گیا۔ ہماری افواج نے ۲۹ اگست کو دشمن کے ایک [illegible] کیا

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواجہ کمال الدین صاحب کے اعتراضات کا جواب

خواجہ صاحب کا ایک مضمون پیغام (مورخہ ۲۶ و ۲۹ اگست) میں شائع ہوا ہے جس کا مفصل جواب تو بشرط فرصت اپنے وقت پر بزرگان ملت میں سے کوئی صاحب دینگے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خواجہ صاحب نے اس میں مسئلہ نبوت کے متعلق کوئی نیا اعتراض پیش نہیں کیا بلکہ وہی باتیں ہیں جن کا جواب حضرت سیدنا و امامنا خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریروں میں موجود ہے۔ پس میں خواجہ صاحب کے ان اعتراضوں کے جواب میں جو مسئلہ نبوت کے بارے میں ہیں صرف اپنے سید و مولا کی تحریریں ہی پیش کرکے اس امر کا انصاف پبلک پر چھوڑوں گا کہ کیا خواجہ صاحب ان محکم دلائل میں سے ایک کو بھی اٹھا سکے ہیں؟

پہلا اعتراض

غدارا غور کرو اور ان اشتہارات کو دیکھو جو میاں صاحب نے تھوڑے دن ہوئے اردو و سندھی میں شائع فرمائے اور تو نے قادیان کے ایک اخبار میں پڑھا۔ حضرت مرزا صاحب کو صرف بطور مجدد صدی پیش کیا گیا ہے (۲) حضرت صاحب کو قبول نہ کرنیوالوں کو صرف موت جاہلیت کے حکم سے ڈرایا گیا ہے (۳) حضرت اعلیٰ کی اس نبوت کے ذکر کرنے کی بھی میاں صاحب کو جرأت نہیں ہوئی۔ جسکے ہم بھی قائل ہیں (۴) دیکھو میاں صاحب نے اب پیر قدم پر قدم رکھا ہے (۵) کیوں ان (غیر احمدیوں) کو نہیں لکھا جاتا کہ تم اگر حضرت کی نبوت اور مسیحیت کو قبول نہ کروگے تو کافر ٹھہروگے؟

جواب ناظرین کرام میں وعدہ کرچکا ہوں کہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہوں گا۔ پس اگرچہ ان اعتراضوں کے کئی جواب ہوسکتے ہیں مگر میں اسکے جواب میں صرف اس اشتہار کی بعض عبارات نقل کردیتا ہوں جو اردو میں خواجہ صاحب نے قادیان کے ایک اخبار سے پڑھا یعنی الحکم مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۱۵ء میں سے۔ آپ اس معترض کی دیانت اور ایمانداری کا اندازہ لگائیں حضرت خلیفۃ ثانی کے الفاظ یہ ہیں:-

> اسلام فاتح ہوگیا × × × کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی اسے نہ چھوڑا اور اپنا رسول بھیجکر اسکی تائید کی۔

معترض میں اگر کچھ بھی شرم و حیا ہے تو کیا اسکی دیانت کی یہ پردہ دری اسے عرق ندامت میں غرق کردینے کو کافی نہ ہوگی؟ وہ لکھتا ہے کہ میاں صاحب نے مسیح موعود کو صرف بطور مجدد پیش کیا اور جزوی نبی اور ناقص رسول لکھنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی پھر اگر ایک بار نظر چوک گئی تھی تو کیا اس فقرے پر بھی نظر نہ پڑی جو حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ نے اپنے اس اشتہار میں (جسے خواجہ صاحب نے خود قادیان کے ایک اخبار میں پڑھا ہے) لکھا ہے دیکھو فرماتے ہیں:-

> جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ اپنے ساتھ نشان رکھتے ہیں چنانچہ اس رسول کی صداقت کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھائے ہیں

اب یہ کس قدر بے ایمانی اور بددیانتی ہے کہ رسول کا لفظ دوسری بار دیکھ کر اور پڑھ کر پھر پبلک میں اعلان کیا جائے کہ میاں صاحب نے مسیح موعود کو صرف بطور مجدد پیش کیا ہے اور جزوی نبی لکھنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی پھر میں کہتا ہوں اگر دو بار نظر انداز ہوگیا تھا اور سیگرٹ کے زہریلے دھوئیں سے اس قدر آنکھیں دھندلی ہوگئی ہیں تو کیا تیسری بار کا لکھا ہوا بھی دکھائی نہ دیا؟ دیکھو سیدنا محمود اسی اشتہار میں جسے خواجہ صاحب قادیان کے ایک اخبار میں پڑھ چکے ہیں فرماتے ہیں:-

> میں نے صرف اسبات پر اکتفا کی ہے کہ میں تمام مسلمانوں کو بتادوں کہ اگر وہ اس زمانے کے کسی رسول کا پتہ نہ لگائینگے تو غیر مذاہب والوں کے سامنے انھیں شرمندہ ہونا پڑے گا۔

یہ ہے لہم اعین لا یبصرون بھا۔ ورنہ ہو نہیں سکتا کہ تین بار حضرت مرزا صاحب کو رسول رسول کہکر پکارا جائے اور پھر ہمارے دوست خواجہ کمال الدین صاحب یہی کہے جائیں کہ صرف بطور مجدد پیش کیا۔ کیا جسے مجدد کہا جائے وہ رسول نہیں ہوتا؟ ہمارے آقا مسیح موعود نے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مجدد لکھا ہے۔ پس اگر سیدنا محمود نے مسلمانوں کو توجہ کرنے کے لئے مجدد بھی لکھا تو کونسا کفر لازم آگیا؟ کیا کبھی ہمارے آقا نے کہیں لکھا ہے کہ حضرت صاحب کو مجدد کہنا درست نہیں۔ ہاں یہ فرمایا ہے کہ آپ کو رسول نہ ماننا یا بضرورت کے موقعہ پر ظاہر نہ کرنا منافقت ہے اور آپ تو وہ ہیں جو شروع سے سلسلہ احمدیہ کا ذکر ہی تم قابل سمجھتے ہیں اور اپنے عقائد تبدیل کرنے کے بعد آپ کو کبھی جرأت نہیں ہوئی کہ مسیح موعود کو خدا کا رسول یا نبی کہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ یہ نہیں کہا کہ نہ مانوگے تو کافر ٹھہروگے۔ افسوس ہے کہ آپ نے اسی اشتہار میں مندرجہ ذیل الفاظ پڑھے ہیں اور پھر ان کا انکار کیا ہے۔ دیکھو وہاں تو صاف لکھا ہے:-

> جو مرگیا اور اس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا تو اسکی موت ایسی ہی ہے جیسے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے کے کافروں کی ہوتی تھی۔

کیا اس سے زیادہ کھلے الفاظ اور کوئی ہوسکتے تھے؟ جن میں یہ ظاہر کیا جاتا کہ نہ مانوگے تو کافر ٹھہروگے۔ اسلام سے پہلے وقت کے جاہلیت کے کافروں میں تو ملا دیا اور کیا فرماتے؟ میرے خیال میں اس سے زیادہ سخت الفاظ اور ہو نہیں سکتے تھے کیونکہ جاہلیت کے زمانے کے کافر تو مشرک بھی تھے اور بعض یہودی اور عیسائیوں سے منسوخ ہوگئے تھے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کے بعد کسی نبی و رسول کو نہ مانتے تھے اور بعض سلسلہ نبوت کے منکر اور خدا کے منکر تھے پس اس گروہ کفار میں مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کو شامل کرنا جسے جاہل گروہ کا کام ہے اور باوجود اس کے پھر یہ اعتراض کہ آپ نے "نہ مانوگے تو کافر ٹھہروگے" نہیں کہا۔ انتہا درجہ کی افتراپردازی سیدنا حق پوشی اور ناحق کوشی ہے کہ کسی پر وہ الزام لگایا جائے جس کا وہ مرتکب نہیں ہوا۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ مسلمان کہا جاتا کافر نہیں کہا۔ کیوں جناب تو کیا انھیں ہندو کہا جاتا؟ آخر ہر ایک قوم کا ایک نام ہوتا ہے جس سے وہ دوسروں سے ممتاز ہوتی ہے۔ دنیا جہاں میں لاکھوں کافر ہیں۔ جب ہم یہودی کہتے ہیں تو کیا اس سے ہماری مراد ہدایت یافتہ ہوتی ہے؟ اور جب عیسائی کہتے ہیں تو کیا اس سے ہمارا یہ مقصود ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے سچے متبعین؟ یہ تو نام ہیں پس اسی اعتبار سے مسلمان کہا جاتا ہے اور ان سے ممتاز ہونے کے لئے سچے مسلمانوں کا احمدی مذہب کے مسلمان قرار پایا ہے۔

قیامت کے دن تک باقی ہے۔

مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸) پھر فرماتے ہیں "نبی کا شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف موہبت ہے جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ) اسی طرح شہادۃ القرآن صفحہ ۴۳ میں فرماتے ہیں "بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں"۔ اسی طرح فرماتے ہیں "بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے" بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء۔ ان تینوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبی کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ کوئی شریعت بھی لائے .. ..

. . . .

.. .. بلکہ آپ کے نزدیک بنی اسرائیل میں ایسے کئی نبی گذرے ہیں جو شریعت نہیں لائے تھے اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ نبی کے لئے بلاواسطہ نبوت پانا بھی کوئی شرط نہیں ؛

پس دیکھنا یہ چاہیئے کہ نبی کی تعریف آپ پر صادق آتی ہے یا نہیں۔ جب تعریف صادق آئے گی تو لامحالہ مسیح موعودؑ جماعت انبیاء میں داخل ہونگے۔ آپ ہزار بار کہیں کہ خالی مبشرات والا حقیقی معنوں میں نبی نہیں۔ مگر جب مسیح موعودؑ اسکو نبی قرار دیتے ہیں تو پھر آپ کا قول اور آپ کی وہ غلط تشریح جو آپ اس حدیث کی کرتے ہیں مردود و مسترد ہونے کے قابل ہے سیدنا محمود نے حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۷۰ تا ۲۸۰ پر مسیح موعود کی تحریروں سے نبی کی تعریف لکھی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے نزدیک بھی نبی کی تعریف وہی ہے جو میں اوپر قرآن کریم و احادیث اور لغت کے رو سے ثابت کر آیا ہوں ہ ہ ہ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

(۱) نبی اُسی کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔ چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰

(۲) آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

(۳) خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنے ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

(۴) جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" (الوصیت صفحہ ۱۲) ×× ×× نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے"
تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ و ۲۶)

اب بتاؤ کہ اگر المبشرات والا۔ نبیوں کی جماعت میں داخل نہیں۔ تو حضرت مسیح موعود کیوں خدا کی اصطلاح میں۔ تمام نبیوں کی اصطلاح میں اور اپنے نزدیک اسے نبی فرماتے ہیں کیا تمہارا علم خدا کے مامور و مرسل مسیح موعودؑ سے بڑھ کر ہے اور تم اس مقدس و ممسوح سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سمجھ سکتے ہو؟ اور یہ جو تم نے

تیسرا اعتراض

ومانرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین کے غلط معنے سیدنا محمود کی طرف منسوب کرکے اس پر اپنی منطق دانی کا اظہار کیا اور لکھا ہے کہ اس طرح ہر مومن رسول ہو سکتا ہے کیونکہ خدا کی نگاہ میں مومن ہوگا وہ مبشر ہو سکتا ہے اس لئے وہ آیت بالا کے ماتحت حسب استدلال میاں صاحب رسول ہے") اس کا جواب پہلے ہی سے حضور نے دیدیا ہے دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۵۵

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ یعنے رسول جو ہم بھیجتے ہیں تو ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ بعض افراد اور جماعتوں کے لئے خوشخبریاں دیتے ہیں اور بعض کو ڈراتے ہیں یعنے انکی اخبار معمولی نہیں ہوتیں بلکہ ایک قوم کی ترقی اور ایک دوسری قوم کی تباہی کی خبر لے کر وہ آتے ہیں۔ ×× ×× ×× ×

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین۔ ہم رسولوں کو جو بھیجتے ہیں تو ان کا کام ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ مبشرات و منذرات لاتے ہیں۔ اب کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے۔ اُسی کو نبوت کے انکار کی دلیل قرار دیا جائے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص کہے۔ کہ فلاں شخص کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ لکڑی سے میز بنا رہا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ نجار نہیں۔ اور فلاں شخص کو دیکھا کہ وہ ہل چلا رہا تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ اسے ہل چلانا نہیں آتا۔ فلاں شخص کو دیکھا کہ وہ لڑکوں کو پڑھا رہا تھا۔ ثابت ہوا۔ کہ وہ اُستاد نہیں × × × × × × لغت اور قرآن کریم اور پہلے انبیاء کے عقائد اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے تو نبوت کی شرائط یہ معلوم ہوتی ہیں۔ کہ کثرت سے امور غیبیہ ظاہر ہوں جو انذار و تبشیر کی عظیم الشان خبروں پر مشتمل ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نبی نام رکھے۔ پس ہر مومن مبشر رسول نہیں ہو سکتا۔

چوتھا اعتراض

پھر آپ نے مواہب الرحمن کے ایک حوالہ سے غلط استدلال کیا ہے اور لکھا ہے کہ "مرزا صاحب جس جماعت میں کا ایک ممتاز اور بے مثل انسان ہے وہ اولیاء امت کا گروہ ہے" [illegible] اور پھر اس جماعت کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ نبی درحقیقت نہیں ہوتے بلکہ ان میں رنگ نبوت کا ہوتا ہے" اس کا جواب بھی حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۹۷-۹۸ پر مرقوم ہے۔

[illegible]

جواب

ونؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی رُبّی من فیضہ واظہرہ وعدہ۔ ولله مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ہذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ۔ × × × × × × ×

دیکھو اس جگہ اس نبی سے اولیاء کو علیحدہ کیا ہے کہ ایک تو وہ نبی ہے جو آپ کے فیض سے نبی ہوا۔ اور جسکی بابت آپ کی پیشگوئی تھی کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ اور ایک اولیاء ہیں کہ ان کو بھی مکالمات و مخاطبات سے حصہ ملتا ہے لیکن اولیاء کے لئے کثرت کی شرط نہیں لگائی۔ صرف مکالمات و مخاطبات فرمایا ہے۔ × × × × × × اور اس حوالے سے دو الگ چیزیں ثابت ہیں ایک نبوت کا وجود جو فیض محمدیؐ سے حاصل ہونیوالی تھی۔ اور ایک ولایت کا وجود جو وہ بھی فیض محمدی سے حاصل ہوتا ہے لیکن اس کے لئے کثرت مکالمات شرط نہیں۔ اور جو لوگ ان اولیاء کو بھی نبیوں کے گروہ میں شامل کریں جنکی نسبت قرآن کریم میں اظہار علی الغیب کی شرط لگی ہوئی ہے سو وہ یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انکی نسبت شیطان کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

غرض جن کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ وہ حقیقت میں انبیاء نہیں وہ تو اولیاء ہیں اور ان کا الگ ذکر ہے آپ اپنے لئے تو یہ فقرہ فرماتے ہیں "و خاتم الانبیاء است بعد او ہیچ پیغمبرے نیست مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد و موافق وعدہ او ظاہر شدہ" اور اس کے آگے اولیاء کا ذکر الگ کیا ہے اور جماعت اولیاء سے آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو الگ گنا ہے چنانچہ حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۲۳ پر سیدنا محمود لکھتے ہیں:۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک شخص کا نام نبی رکھا ہے۔ اور ہمارا حق نہیں کہ آپ کے بتائے سوا اور کسی کا نام نبی رکھ دیں پھر یہی نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف مسیح موعود کا نام نبی رکھا ہے بلکہ یہ بھی فرما دیا ہے کہ لیس بینی وبینہ نبی۔ یعنی اس کے اور میرے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔ پس خاتم الانبیاء کی گواہی کے باوجود ہم کسی کو نبی کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ × × × × × × × × × دوسری شہادت اس بات کی تائید میں کہ حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے کوئی اور ولی یا بزرگ یا محدث نبی نہیں ہوا۔ گو بوجہ محدثیت جزو نبوت ان لوگوں میں پائی جاتی ہو۔ خود حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریریں ہیں۔ × × × × × × × ×

آپ فرماتے ہیں۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس اُمت میں اپنے سے پہلے کسی اور شخص کے نبی ہونے سے قطعی انکار کیا ہے پس جب مسیح موعود کہتا ہے کہ اُمت محمدیہ میں اس وقت تک صرف میں ہی ایک شخص ہوں جو نبی کہلانے کا مستحق ہوں تو اب بتاؤ کہ جو لوگ ہر بزرگ اور ولی کو نبی بناتے ہیں اور اس طرح مسیح موعود کی نبوۃ کو باطل کرنا چاہتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟

ان شواہد کے باوجود پھر بھی مسیح موعود کی نبوۃ کو مجازی قرار دینا۔ اور اس مجازی سے مراد برائے نام لینا جیسے بہادر کو شیر کہہ دیتے ہیں۔ انتہا درجہ کی خوش فہمی و حسن عقیدہ ہے اور اس سے بڑھ کر دیدہ دلیری یہ کہ حضرت مسیح موعود تو فرماتے ہیں۔ **ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانے کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔** اور ایک شخص لکھتا ہے کہ "آپ کی نبوت کا نام مجازی رکھا گیا آپ ایک اولوالعزم نبی کے بعض کمالات کے مظہر ہیں" سیدنا محمود نے تو مجاز پر مکمل بحث کر دی تھی اس کا جواب خواجہ صاحب کے پیرو مطاع (مولوی محمد علی صاحب) سے نہ ہو سکا تو خواجہ بیچارے کو کیا آتا جو علم معقول سے ایسا ہی ناآشنا ہے جیسا کہ وہ قرآن مجید کی آیات کو صحیح پڑھنے سے۔ اور جیسا بعض آیات پڑھنے سے ان الفاظ میں انکار کیا جاتا ہے کہ صاحبان اس وقت جو آپ بے وضو بیٹھے ہیں میں قرآن مجید کی آیت پڑھ کر آپ لوگوں کو گنہگار نہیں کرنا چاہتا۔

پانچواں اعتراض اور اس کا جواب

اسی طرح اس مسئلہ مجاز و حقیقت کو ان الفاظ سے مشتبہ کر دیا ہے کہ "جاؤ دنیا جہان کی لغات چھان مارو اور مجاز کے معنے دیکھو۔ مجاز وہ ہے جو اصل سے کچھ نسبت رکھے نہ کہ اصل ہو" اور یہ نہیں سمجھا کہ یہاں بحث شرعی اصطلاحات کے رو سے ہے پس معتبر کتب اصول فقہ سے آپ کو مجاز و حقیقت کی حقیقت دکھلائی گئی۔ اگر کچھ ہمت ہے تو اسکی تردید کرو اور اپنے ساتھ راولپنڈی کے شاہسوار کو بھی ملا لو۔ حقیقۃ النبوۃ میں خلاصۃً فرماتے ہیں:۔

حقیقت کی چار قسمیں ہیں۔ حقیقت لغویہ۔ حقیقت شرعیہ۔ حقیقت عرفیہ خاص اور حقیقت عرفیہ عام۔ اور ان میں سے ہر ایک حقیقت کے مقابلہ میں ایک مجاز ہوتا ہے یعنی اگر حقیقت لغویہ ہو تو اسکے مقابلہ میں مجاز لغوی ہوگا۔ اور اگر حقیقت شرعیہ ہے تو اس کے مقابلہ میں مجاز شرعی ہوگا اور اگر حقیقت عرفیہ خاص ہے تو اس کے مقابلہ میں مجاز عرفی خاص ہوگا۔ اور اگر حقیقت عرفیہ عام ہے تو اس کے مقابلہ میں مجاز عرفی عام ہوگا اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ مجاز ہمیشہ حقیقت کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ اور حقیقت سے مجاز کا پتہ لگایا جاتا ہے نہ کہ مجاز سے حقیقت کا

اب اس مسئلہ کے صاف ہونے کے بعد دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جو حقیقی نبوت کا لفظ استعمال

کیا ہے تو مذکورہ بالا چار حقیقتوں میں سے کس حقیقت کے ماتحت یہ لفظ آتا ہے تاکہ مجازاً کے معنے اسی حقیقت کے مقابل کی مجاز کے کئے جائیں۔ × × × × × × × ×

حقیقت لغویہ نہیں ہے۔ × × × × یہ حقیقت شرعیہ بھی نہیں۔ ہاں اگر عوام کے محاورہ کو دیکھیں تو ان کے ہاں نبی بیشک اسی کو کہتے ہیں جو شریعت جدیدہ لائے یا بلاواسطہ نبوت پائے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ عوام اپنی نادانی سے نبی کی جو حقیقت بتاتے ہیں اس کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود پر نبی کا لفظ مجازاً استعمال ہوتا ہے مگر اس کے معنے صرف یہ ہونگے کہ آپ عوام کی اصطلاح کے رو سے نبی نہ تھے یعنے شریعت جدیدہ نہ لائے تھے۔ اور یہ معنے نہ ہونگے کہ آپ شریعت کے معنوں سے بھی مجازی نبی تھے۔

اب رہی چوتھی حقیقت یعنی حقیقت عرفیہ۔ اس × × × حضرت مسیح موعود کی کتب میں دیکھیں تو آپ نے بھی عوام کو اپنی نبوت کی قسم سمجھانے کے لئے ایک اصطلاح قرار دے لی ہے اور اسکی یہ حقیقت قرار دی ہے کہ وہ شریعت لائے۔ اور اسکی وجہ صاف ہے اور وہ یہ کہ عوام الناس میں نبی کی حقیقت شریعت کا لانا سمجھا جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود نے بھی عوام کے سمجھانے کے لئے انہی کی فرض کردہ حقیقت کو تسلیم کر کے انہیں سمجھایا ہے کہ میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ کوئی شریعت جدیدہ لایا ہوں بلکہ ان معنوں کی رو سے میں مجازی نبی ہوں یعنی شریعت لانے والے نبیوں سے ایک رنگ میں مشابہت رکھتا ہوں۔ گو شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی جدید شریعت نہیں۔ پس یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے عوام الناس کے خیال میں نبی کی جو حقیقت ہے اس کے لحاظ سے اور . . . . . . عوام الناس کو سمجھانے کے لئے جو حقیقت نبوت بطور ایک اصطلاح کے فرض کی ہے۔ اس کے لحاظ سے بھی آپ مجازی نبی ہیں۔ اور اس کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ آپ شریعت نہیں لائے۔ نہ یہ کہ اسلام کی اصطلاح میں بھی آپ نبی نہیں ہیں۔ × × ×

× × × × × × حضرت مسیح موعود نے جہاں مجازی نبی اپنے آپ کو فرمایا ہے۔ اس سے صرف اس حقیقت کا انکار مراد ہے۔ جو عوام الناس میں نبی کے متعلق سمجھی گئی ہے۔ یا اس حقیقت کا جو عوام الناس کو سمجھانے کے لئے حضرت مسیح موعود نے بطور اصطلاح قرار دی ہے۔ ورنہ یہ مراد نہیں۔ کہ آپ شریعت کی اصطلاح کے مطابق نبی نہیں۔ اور نہ یہ کہ آپ لغت کے معنوں کے رو سے نبی نہ تھے کیونکہ قرآن کریم کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو اس میں نبی کی جو حقیقت لکھی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہے۔ پس اس حقیقت کے لحاظ سے بھی حضرت صاحب کو مجازی نبی نہیں کہہ سکتے اور لغت نے جو حقیقت نبوت بیان کی ہے۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود میں پائی جاتی ہے۔ پس لغت کے لحاظ سے بھی آپ مجازی نبی نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے خود جو حقیقت نبوت کی اپنے مذہب کے طور پر بتائی ہے۔ وہ بھی آپ میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت نبی اس لئے کہتا ہوں۔ جو کثرت امور غیبیہ پر اطلاع پائے۔ اسی طرح لکھا ہے۔ کہ نبی کے معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ وہ صرف یہ ہیں۔ کہ کثرت سے انسان امور غیبیہ پر مطلع کیا جائے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ نبی کے لئے شرط نہیں۔ کہ کوئی جدید شریعت لائے یا یہ کہ کسی پہلے نبی کا متبع نہ ہو۔ پس حضرت مسیح موعود نبی جس شخص کا نام رکھتے ہیں۔ اور آپ کا یہ مذہب خدا کے حکم کے ماتحت ہے۔ اسکے لحاظ سے بھی آپ مجازی نبی نہیں کہلا سکتے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ عوام الناس کی نبی کی تعریف کے ماتحت آپ مجازی نبی تھے۔ اور اسی طرح اس حقیقت کے مقابلہ میں جو بطور اصطلاح آپ نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے مقرر کی ہے۔ آپ مجازی نبی تھے یعنی کوئی جدید شریعت نہ لائے تھے۔

چھٹا اعتراض
اور
اس کا جواب

پھر خواجہ صاحب نے مجاز و حقیقت کی بحث سے ہٹ کر اور اپنے آپ کو اس کے جواب کے ناقابل پا کر یہ الزام تراشا ہے کہ

”حضرت اقدس کی کھلی کھلی تعلیم کو میاں صاحب نے اپنے مخالف پا کر اسکے کثیر حصے کو ایک لفظ کے ذریعہ اس طرح نجات پائی کہ حضرت اعلیٰ کی کل تصنیف ماقبل سنہ ۱۹۰۱ء متعلق مسئلہ نبوت حضرت اعلیٰ کی منسوخ اور ناقابل سند ہے“

جواب۔ یہ ایک بہتان ہے یہ ایک افتراء ہے جو میرے آقا میرے مطاع پر باندھا گیا ہے حضور کے الفاظ حقیقۃ النبوۃ میں ملاحظہ ہوں:۔

بلکہ اس اصل سبب کو کھولکر بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس اختلاف کا باعث ہوا ہے۔ اور اس غلطی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں جسے پڑھکر بعض لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ جو لوگ اس غلطی کو اچھی طرح سمجھ لینگے۔ کہ موجودہ اختلاف کس طرح اور کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ایک لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود کی **ابتدائی تحریرات** اور آخری تحریرات میں اختلاف ہے اور **ایک طور** سے بالکل کوئی اختلاف نہیں اور اسی نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ × × × × × ×

اب ایک اعتراض رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ جب یہ ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود شروع دعوے سے اپنے اندر نبیوں کی سب شرائط کے پائے جانیکے مدعی تھے تو پھر آپ کیوں اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے تھے اور اگر پہلے آپ انکار کرتے تھے تو بعد میں اسی دعویٰ کی بنا پر دعوئے نبوت کیوں کیا: × × × × × × سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ

اختلاف ایک نہایت ہی تھوڑی سی بات سے پیدا ہوا
× × × اس تمام اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ
حضرت مسیح موعود مختلف اوقات میں نبی کی دو
مختلف تعریفیں کرتے رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے
آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور بعد میں آپنے
جب اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن
کریم کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی
چونکہ جو تعریف نبی کی آپ پہلے خیال فرماتے تھے
اس کے مطابق آپ نبی نہ بنتے تھے اس لئے باوجود
اسکے کہ سب شرائط نبوت آپ میں پائی جاتی تھیں
آپ اپنے آپ کو نبی کہنے سے پرہیز کرتے تھے اور
اپنے الہامات میں جب نبی کا نام دیکھتے اسکی تاویل
کر لیتے اور حقیقت سے اس کو پھیر دیتے۔ × × ×
× × × لیکن بعد میں جب آپ کو الہامات میں بار بار
نبی اور رسول کہا گیا اور آپ نے اپنی پچھلی
تیئیس سالہ وحی کو دیکھا تو اس میں بار بار نام رسول سے
آپکو یاد کیا گیا تھا تب آپ کو اپنا عقیدہ بدلنا
پڑا × × × اور چونکہ وہ تعریف جو قرآن کریم
نبی کی کرتا ہے اس کے مطابق آپ نبی ثابت ہوتے
تھے اس لئے آپنے اپنی نبوت کا اعلان کیا × × ×
× × × خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود چونکہ
ابتداء میں نبی کی تعریف یہ خیال فرماتے تھے کہ نبی وہ
ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے
یا بلاواسطہ نبی ہو اس لئے باوجود اس کے کہ وہ سب
شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں
پائی جاتی تھیں آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار
کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے
جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے
لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال
فرماتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے
اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے
کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو
نبیوں کے سوا کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی
ہونے سے انکار کرتا ہوں لیکن جب آپ کو معلوم
ہوا کہ جو کیفیت اپنے دعوے کی آپ شروع دعویٰ
سے بیان کرتے چلے آئے ہیں وہ کیفیت نبوت ہے
نہ کیفیت محدثیت تو آپ نے اپنے نبی ہونے
کا اعلان کیا اور جس شخص نے آپ کے نبی ہونے
سے انکار کیا تھا اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو
تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا۔ × × ×
پس جب تک کہ آپ نبی کی یہ تعریف کرتے رہے کہ
اس کے لئے شریعت جدیدہ لانا یا بلاواسطہ نبوت
پانا ضروری ہے آپ اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے
رہے اور جب یہ معلوم ہوا کہ یہ باتیں شرائط نبوت
سے نہیں ہیں اور جو شرائط نبوت ہیں وہ سب آپ
میں پائی جاتی ہیں تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا
اقرار کیا۔ × × × × ×
پس جہاں جہاں آپ نے اپنے نبی ہونے سے
انکار کیا ہے یا نبی کی بجائے محدث لیا ہے اس کا مطلب
صرف یہی ہے کہ آپ شریعت جدیدہ کے لانے
یا براہ راست نبوت کے پانے سے انکار کرتے
ہیں کیونکہ اسوقت آپ کے نزدیک نبی کے یہی معنے
تھے اور یہی وجہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "جس جس
جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف
ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت
لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی
ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ) × × × ×
× × اور اس وجہ سے آپ کے انکار کے صرف
یہی معنے کئے جا سکتے ہیں جو آپ نے خود کر دیئے ہیں
کہ آپ نے جب انکار کیا درحقیقت شریعت جدیدہ
لانے یا براہ راست نبوت پانے سے کیا ہے کیونکہ
آپکے خیال میں اسوقت نبی کے یہی معنے تھے پس یہ
نہ دیکھا جائے گا کہ آپ نے لفظ نبی سے انکار کیا ہے
بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ نبی کے لفظ کے کیا معنے سمجھ کر
اس سے انکار کیا ہے۔ × × × × ×
غرضکہ اے عزیزو! یہ وہ سبب ہے جسکی وجہ سے
حضرت صاحب کی مختلف تحریروں میں اختلاف
معلوم ہوتا ہے اور جسے دیکھ کر ہماری جماعت کے
بعض لوگوں کو ٹھوکر لگ گئی ہے لیکن درحقیقت یہ
نزاع لفظی ہے۔ × × × ×
اس جگہ میں اس بات کا اظہار کر دینا بھی ضروری
خیال کرتا ہوں۔ کہ کسی شخص کو یہ [illegible]
کہ اگر نبی کی تعریف وہی تھی جو قرآن کریم [illegible]
آپ لکھتے ہیں کہ ثابت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے
خلاف تعریف کرنے والوں کو نادان فرماتے ہیں تو حضرت
مسیح موعود ایک مدت تک اس عقیدہ کو کیوں مانتے
رہے۔ اور کیا خود حضرت مسیح موعود پر اعتراض وارد
نہیں ہوتا۔ یہ شبہ بالکل بے اصل ہے۔ اور
اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک بات جب تک پوشیدہ اور پردہ
خفا میں ہو۔ اس کے اصل کے خلاف ماننا ایک اور بات
ہے۔ لیکن پردہ اٹھ جانے پر پھر بھی غلطی سے نہ ہٹنا
ایک اور بات ہوتی ہے۔ × × × × × × × ×
... حضرت مسیح موعود اپنے دعوے کی جو تفصیل
بیان کرتے رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ویسی ہی رہی ہے
جو نبیوں کے دعویٰ کی ہوتی ہے۔ گو ایک وقت ایسا بھی
گذرا ہے۔ کہ اسکو نبوت کے نام سے موسوم نہیں فرماتے تھے
ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ بلحاظ تشریح و تفصیل کے مسیح موعود
کا مذہب دربارہ اپنی نبوت کے ہمیشہ ایک رہا ہے صرف ایک تعریف
میں فرق پڑا۔ پس سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلی کتابیں یا نبوت کے متعلق دلائل
ہرگز منسوخ نہیں۔ صرف لفظ نبوت کے انکار یا اپنے آپ کو محدث
کہنے سے وہ مراد ہے جو حقیقۃ النبوۃ میں بیان ہوئی اور جسے خود
حضرت اقدس نے ایک غلطی کے ازالہ میں رقم فرمایا۔ کہ جس جس جگہ
مینے نبوت سے انکار کیا ہے وہاں ان معنوں سے کیا ہے کہ صاحب
شریعت یا براہ راست رسول نہیں۔ باقی نبی ہونے سے کبھی
انکار نہیں کیا۔ غرض بالجبر میں دوبارہ کہتا ہوں کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے
پہلے کے حوالوں کے نسخ کے متعلق حضرت خلیفہ ثانی نے منسوخ
کا لفظ صرف انہی معنوں میں استعمال کیا ہے جن معنوں میں خود
حضرت اقدس نے لیا ہے کوئی نیا مذہب نہیں۔ جس پر ہم سے حلف
لینے کی ضرورت ہو کیونکہ یہ بات بدیہیات سے ہے اور جب
حوالے ثابت ہے تو اس پر حلف ایک لغو ہے جس سے
مومن اعراض کرتے ہیں ۔ راقم خوب جانتے پہچانتے ہو تم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعودؑ)

الفضل

ہفتہ وار

چند مقامی خریداروں سے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۱۵ء یوم شنبہ مطابق ۲۶ شوال ۱۳۳۳ھ نمبر ۳

مدینۃ المسیح (۴)

حضرت اقدس ایدہ اللہ بفضلہٖ خیریت سے ہیں۔ خاندان نبوت کے دیگر ممبر بھی اچھے ہیں۔ فالحمد للہ +

ترجمۃ القرآن کے کام کی طرف ان دنوں حضور کی توجہ خصوصیت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے تائید فرمائے +

پنجشنبہ گذشتہ کی شام کو ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ قادیان ڈسپنسری کی اہلیہ کرمہ کا جو دو ڈھائی سال سے بعارضہ سل بیمار تھیں۔ انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ مرحومہ کو مغفرت فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ جنازہ بورڈنگ ہوس مدرسہ احمدیہ کے صحن میں خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے پڑھایا۔ اور میت رات کو دس بجے کے قریب مقبرہ بہشتی میں دفنائی گئی۔ باہر کے احباب بھی جنازہ غائب پڑھیں +

قاضی عبد اللہ صاحب انشاء اللہ آج کل میں روانہ ولایت ہونگے۔

اخبار احمدیہ

مالابار کے پرائیویٹ خطوط سے پایا جاتا ہے کہ وہاں سلسلہ حقہ کے دشمن ہمارے غریب بھائیوں کو سخت سخت لوتیں دے رہے ہیں۔ گویا وہاں احمدیوں کی زندگی تلخ کر رکھی ہے۔ چونکہ یہ سب شدائد انہوں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے گوارا کی ہیں۔ امید ہے کہ اسی کا فضل ان کا حافظ و ناصر ہو کر اعدائے دین کے شر سے انہیں بچائے گا۔ دوسری طرف یہ خبر خاص مسرت کا باعث ہے کہ بقول ایک ممبر اس علاقہ کے تین ہزار آدمی ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ ابھی ہمیں دیگر ذرائع سے اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔ بہرکیف ان دنوں خاص آسمانی تائیدات سلسلہ حقہ کے شامل حال ہو رہی ہیں۔ جن پر ہمارے تمام احباب کو سجدات شکر بجا لانے چاہئیں۔ اور مخالفین کے فتنہ و شر سے ڈر کر دامن صبر و استقامت ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہئیے۔ ان اللہ مع المتقین +

لکھنؤ میں ان دنوں طوفان باراں نے بڑی تباہی کی ہے۔ شہر کے ہزارہا مکان منہدم ہو گئے۔ محلے کے محلے مسمار نظر آتے ہیں لوگ بے خانماں پریشان پھرتے ہیں۔ شہر میں ایک کہرام مچا ہوا ہے۔ مخلوق چیخ اٹھی ہے کہ واقعہ میں یہ قہر الٰہی ہے۔ ہمارے مکرم دوست محمد عثمان صاحب بھی لکھتے ہیں کہ ۴۸ گھنٹے برابر بارش ہوتی رہی۔ ۱۵۔ ۱۶ انچ پانی پڑا۔ بڑے بڑے پختہ مکان گر گئے۔ بہت سی جانوں کا بھی نقصان ہوا۔ تھارن ہل کالج کا ایک حصہ گر گیا۔ الحمد للہ کہ اُن کا مکان بالکل محفوظ رہا۔ کاش کہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کے اس پاک کلام سے نصیحت حاصل کریں ؎

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ توّاب ہے
ہے سر رہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم
نیک کو کچھ غم نہیں گو بڑا گرداب ہے +

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا +

کراچی سے بابو عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضور کی [illegible] کرتے ہیں۔ مگر میں
بفضلہ تعالیٰ [illegible] شکر تا ہی رہتا ہوں
[illegible] حضرت اقدس [illegible] علیہ السلام کی پیشگوئیاں
متعلق جنگ [illegible] بہت کچھ اس نے سیکھا ہے
اور امید ہے کہ انشاءاللہ جلد ہی بیعت بھی کریگا۔ نیز
چونکہ بندہ حضرت اقدس کے حکم کے مطابق سرکار کی
تن دہی اور شوق سے اپنا فرض ادا کرتا ہے۔ اس واسطے
بڑے افسر مجھ سے خوش ہیں فالحمد علی ذالک

کوٹ ضلع لاہور سے سید محمد شاہ صاحب لکھتے ہیں
کہ بعض مشکلات میں ہوں احباب میرے لئے دعا کریں
بدوملہی سے غلام حسین صاحب سوار بھی دعا کی درخواست
کرتے ہیں۔ **فیروزپور** سے میاں عبدالرحمن صاحب لکھتے
ہیں کہ برکات خلافت کے پڑھنے سے دل کو تسلی ہوئی رسالہ
نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل
و کرم ہے کہ اس نے ہمیں ایسے کلمات طیبات کے سننے اور
ان پر عمل کرنے کی توفیق دی۔ فالحمد للہ۔ **ایک دوست**
نے حضرت کی خدمت میں لکھا تھا کہ صدقہ کا بکرا اپنے گاؤں
ہی میں کر دیا جاوے یا اس کی قیمت قادیان بھیجدی جائے
حضور نے جواب لکھا کہ اگر قربانی کی ہی منظوری ہو تو وہیں
قربانی کر دیں ورنہ بکرے کی قیمت یہاں بھیج سکتے ہیں۔
سٹروعہ سے چوہدری عبدالغفور صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے
احباب میرے لئے دعا کریں۔ مولوی نظام الدین صاحب مبلغ
بھی بعض تفکرات کیوجہ سے مضمحل ہیں اور دعا کی درخواست
کرتے ہیں۔ **ایک مخلص دوست** حضرت کی خدمت میں
تحریک دعا کے لئے روزانہ خطوط لکھا کرتے ہیں۔ حال
میں انہوں نے خواستگاران دعا کی فہرست بنانے والے صاحب
کو لکھا ہے کہ آپ میرا نام روزانہ فہرست میں درج کر لیا کریں
تاکہ میں اس ڈاک کا خرچ اشاعت اسلام لنڈن میں دیدیا
کروں۔ اس طرح دونوں کام ہو جائینگے دعا بھی ہوتی رہیگی
اور اشاعت اسلام کی اعانت میں بندہ کو ثواب بھی حاصل
ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے مخلص احباب کا مددگار ہو
لودہراں ضلع ملتان سے محمد سلطان صاحب لکھتے ہیں
کہ ہمارا [illegible] تبلیغ احمدیت کیوجہ سے لوگ میری مخالفت پر تلے

خبریں

جنگ مغربی محاذ میں ان دنوں جو گولہ باری ہوتی
رہی اس سے پایا گیا کہ غنیم کے توپخانہ کا زور اب شکست گیا ہے
[illegible] استقامت غنیم نے موشنیر کے شمال اور
جنوب میں کئی بار حملوں سے نکلنا چاہا لیکن ہاتھ پاؤں مارے
مگر ناکام رہا۔ علاقہ ارگون مقام کورمے جا سی پر چار گھنٹے
میں دس ہزار گولہ [illegible] سے دشمن کے پختہ مورچوں اور
لشکر گاہوں کو ضرر عظیم پہنچا۔
قیصر نے بقول نامہ نگار سول اپنے مغربی میدان جنگ
کے کمان افسروں کو لکھا ہے کہ اس وقت کوئی قابل تحسین
کارنامہ دکھلائیں جس سے اعلیٰ خیال کا اثر زائل ہو کر اتحادی
متحدہ نے جرمنی کی کوششوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔
ریگا کے متعلق ۲ ستمبر کے پیغامات تار کا خلاصہ یہ ہے
کہ [illegible] روسیوں کے قدم جم جانے سے ریگا کی طرف
دشمن کی پیشقدمی مشکل ہو گئی ہے۔ بلکہ ایک نامہ نگار تو
یہاں تک خبر دیتا ہے کہ باشندگان ریگا کو واپس آجانے کی
اجازت ہو گئی ہے۔
پیرس کی تار خبر ہے کہ شمالی [illegible] مغربی محاذ میں زور
شور کی گولہ باری ہوتی رہی۔ فرانسیسی توپخانہ نے [illegible] اور
[illegible] میں دشمن کی خندقوں پر بڑی کاری آتش باری کی جرمنوں
نے ارگون کے مورچوں پر بار بار گولے برسائے جن میں
انہوں نے ہر سائز کے بم بھی استعمال کئے اور توپیں بھی۔
مگر آخر کار ادہر کی آتشباری نے سب کو خاموش کرا دیا۔ ۲۸
اگست کو [illegible] اور [illegible]
کی جرمن تیاگاہوں وغیرہ پر ہمارے طیاروں نے خوب
بم پھینکے۔ غنیم کے طیاروں نے بھی گولہ باری کی جس
سے کچھ سویلین ہلاک ہوئے۔
علاقہ قاف میں انہی دنوں روسیوں کو ایک اور
فتح حاصل ہوئی اور بہت سا مال غنیمت بھی ہاتھ لگا۔ [illegible]
سرکاری کا بیان ہے کہ ۵۱۳ ترک اسیران جنگ پکڑے
گئے۔ ۱۲ معمولی توپیں ۱۶ کلدار توپیں اور کثیر المقدار
گولہ بارود بھی روسیوں کے ہاتھ آیا۔

صوبجات بالکان [illegible]
[illegible]
[illegible] جرمن مانتے ہیں کہ روسیوں کے [illegible]
ان کی پیش قدمی کو روک دیا [illegible]
میں دریائے سٹریپا کے کنارے [illegible]
مقابلہ جاری ہے۔
پیٹروگراڈ کا ایک [illegible]
محاذ پر کوئی اہم تبدیلی نہیں ہوئی [illegible]
غنیم کے یکم و ۲ ستمبر والے [illegible]
گئے۔ دریائے سونا اور ویلنا کے درمیان روسی کامیابی
کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ روسی رسالہ نے یکم تاریخ کو
دو گاؤں سنگینوں کے زور سے لے لئے۔ جرمن بڑی ابتری کے
ساتھ بھاگ نکلے۔ ویلنا کے دائیں طرف بھی روسی [illegible]
پیرس کا ایک سرکاری نوٹ ظاہر کرتا ہے [illegible]
کامیابی سے پایا جاتا ہے کہ وہاں [illegible] غلط ہے
اور ان کی پسپائی کے حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
جب موقع بنے وہ [illegible] کارروائی بھی کر سکتے ہیں۔
دردانیال کے متعلق کمان افسر عساکر برطانیہ کی رپورٹ
سے پایا جاتا ہے کہ ۲۷ و ۲۹ اگست کی مزید معرکہ آرائی
میں ایک نہایت عمدہ موقعہ برٹش افواج کے قبضہ میں
آیا۔ لڑائی قریباً دست بدست تھی اور بہت سخت ترکوں
کو اس میں نقصان عظیم پہنچا۔ ان کی تین کلدار توپیں۔ تین خندق
مورٹر تین سو بندوقیں پانسو بم اور ایک بڑی مقدار
چھوٹے اسلحہ اور گولہ بارود کی بھی ہمارے سپاہ کے ہاتھ آئی
لنڈن۔ ۳ ستمبر۔ پیرس کا مراسلہ سرکاری ظاہر کرتا ہے کہ
بیلجیم میں دشمن کے توپخانوں اور لشکر گاہوں پر کارگر
گولہ باری کی۔ آرتوئس میں ہوائی تارپیڈو وغیرہ کی لڑائی
ہو رہی ہے۔ سوم اور اواز کے درمیان فرانسیسی توپخانہ
نے جرمنوں کو خاموش کر دیا۔ ایسن و ارگون وغیرہ میں
طرفین سے بڑی خونریز گولہ باری ہوئی۔
وزیر ہند کے تازہ پیام بنام حضور وائسرائے میں بیان
کیا گیا ہے کہ دریائے ویلیا کے دائیں کنارے سے ویلنا کے
مغرب تک روسی مدافعت قابل اطمینان طور پر جاری ہے
ویلنا اور نیمن کے درمیان جرمنوں نے مقام گرانی پر قبضہ

مباحثہ سرانوان

بعض لوگوں کی تحریک پر سرانوان ضلع فیروزپور میں احمدیوں کے درمیان مباحثہ قرار پایا۔ تاریخہائے مباحثہ ۲۸ ۲۹ اگست ۱۹۱۷ء قرار پائیں۔ اور انہی تاریخوں میں شہر فیروزپور کا جلسہ احمدیہ بھی قرار پایا۔ ہر دو مقامات کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند اصحاب کو روانہ کر دیا۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ مولوی فضل دین صاحب۔ سید محمد اسحاق صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ میر ناصر علی صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ فیروزپور پہنچ کر معلوم ہوا کہ اصحاب نے وہاں کا جلسہ مباحثہ کے سبب ملتوی کر دیا ہے۔ اس واسطے سب اصحاب سرانوان پہنچے۔ وہاں معلوم ہوا کہ فریق مخالف کسی بیرونی مولوی کے آنے کے انتظار میں جلسہ مباحثہ کے واسطے تیار نہیں۔ ہمارے علماء ۲۷ کی شام کو سرانوان پہنچ گئے۔ اور مقامی مولویوں سے جن کے نام عبدالفتاح اور عبدالعزیز صاحبان ہیں بار بار اصرار کیا کہ مباحثہ کر لو۔ مگر کوئی میدان مباحثہ میں نہ آیا۔ ۲۸ کی صبح کو ہمارے علماء حسب وعدہ میدان مباحثہ میں تشریف لے گئے۔ مگر فریق مخالف نے مقابلہ نہ کیا بلکہ بد اخلاقی سے پیش آئے۔ کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ اسی جھگڑے میں نصف دن سے زیادہ اس میں ضائع ہوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے آنے پر ۲ بجے کے قریب فریق مخالف میدان مباحثہ میں آیا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے حیات و ممات مسیح کے امر پر گفتگو کرنے سے انکار کیا اور زور دیا کہ مناظروں کو واسطے صرف مثل ونش منٹ ملے۔ اسی پر دیر تک جھگڑا ہوتا رہا۔ اور کچھ شرائط طے نہ ہوئے۔ اور بعد عرصہ مولوی ثناء اللہ نے بجائے مباحثہ کے اپنا وعظ شروع کر دیا۔ پبلک نے بخوبی سمجھ لیا کہ مولوی ثناء اللہ وفات حیات مسیح پر بحث سے گریز کرتے ہیں۔ اور احمدیوں کو وقت دینا نہیں چاہتے۔ اس طرح ۲۸ تاریخ ختم ہوئی۔ ۲۹ کی صبح کو سویرے ہمارے علماء میدان مباحثہ میں پہنچ گئے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نہ آئے تھے۔ اس واسطے مفتی محمد صادق صاحب نے کھڑے ہو کر وعظ کیا۔ اور حضرت مسیح مرزا صاحب کی مسیحیت مہدویت اور نبوت پر ایک پر اثر تقریر بہایت عام فہم زبان میں کی اور سامعین کو یقین دلایا کہ جب تک وفات مسیح ثابت نہ ہو جائے حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ پھر مولوی ثناء اللہ کے آنے پر شرائط مباحثہ طے ہونے لگیں۔ مگر چونکہ مولوی ثناء اللہ کی بحث یہی تھی اس واسطے اس نے شرطوں کو طے نہ ہونے دیا۔ زبانی تو یہ بھی کہا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں مان لیتے ہیں۔ پہلا عیسیٰ بھی فوت ہو گیا دوسرا بھی فوت ہو گیا جب کہا کہ تحریر کر دو تو تحریر سے انکار کر دیا۔ ہاں یہ لکھ دیا کہ مسیح موعود آنا ہوا مر گیا۔ اس پر مفتی صاحب نے ہٹک کو طلب کر کے کہا کہ دیکھو خود مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ مرا کہا اور فوت ہو جانا دونوں کر دئے ہیں۔ پھر شرائط مباحثہ کے درمیان احمدی احباب نے یہ شرط پیش کی تھی کہ صداقت مسیح موعود کے مسئلہ میں ہم مدعی ہیں۔ آخری تقریر ہماری ہو گی اس بات کو مولوی صاحب نے زبانی مانا اور تحریر میں انکار کر دیا اور لوگوں کو کہا کہ مباحثہ نہیں ہوتا۔ چلے جاؤ خود بھی چلے گئے۔ جب مولوی صاحب کا ایک شاگرد محمد حنیف صاحب شرائط طے کر کے گیا۔ مگر مولوی صاحب نے انکار کر دیا۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم تمام باتوں کو نوٹ کر رہے ہیں۔ وہ مفصل رپورٹ لکھیں گے۔ ۲۹ اگست کے تیسرے پہر تک ہمارے علماء سرانوان میں تھے۔ اور اس کوشش میں تھے کہ مباحثہ کسی طرح ہو۔ باقی رپورٹ آئندہ دی جائے گی۔ انشاء اللہ۔ ہمارے احباب کو چاہئے کہ جہاں کہیں مباحثہ تجویز ہو۔ تاریخ مباحثہ مقرر کرنے سے قبل سب شرائط طے کر لینے چاہئیں۔ ورنہ علماء کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ (نامہ نگار)

روضہ بل خانیار

وادیٰنھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین (القرآن سورہ انبیاء)

کل مورخہ ۲۷ اگست جمعہ کے دن ہم چند احمدی احباب ملکر نماز جمعہ پڑھکر خانیار کی طرف کشتی میں سوار ہو کر امیرا کدل سے روانہ ہوئے کشتی سے جب ہم اترے۔ تو ہم سیدھے پہلے مسجد جامع کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے میر واعظ اس وقت وہاں مسجد جامع کے اندر حسب عادت لوگوں کو وعظ کر رہے تھے۔ غرض جبکہ ہم مسجد کی ڈیوڑھی میں داخل ہوئے۔ وہاں پر مسجد جامع کے مجاور بیٹھے تھے۔ انکو مخاطب کر کے مستری فضل احمد صاحب ممونی نے وعظ کرنا شروع کیا بہت ہی عمدگی سے انکو مستری صاحب نے وفات مسیح کا مسئلہ سمجھایا۔ اور یہ بھی سمجھایا کہ امام مہدی مسیح موعود جنکو دنیا میں آنا تھا وہ آ گئے اور وہ قادیان میں نازل ہو چکے ہیں جو کہ مرزا غلام احمد کے نام سے مشہور ہیں۔ الحمد للہ اس سے سامعین پر بہت کچھ اثر ہوا۔ پھر ہم وہاں سے چلکر خانیار کی طرف چل پڑے جبکہ ہم خانیار کے روضہ بل کی گلی سے گذرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مکان کی دیوار پر ایک بورڈ لگا ہوا ہے۔ اس پر لکھا ہوا تھا حمام بل یعنی وہ جگہ جہاں پر کثرت سے حمام بنائے گئے ہیں۔

اسی شام میں ایک بوڑھا آدمی وہاں سے گذرا۔ اس سے ہم نے اس حمام بل کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا نام کیوں حمام بل رکھا گیا ہے۔ وہ بولا کہ پہلے پہل اس کا نام انزرمرو تھا بعد میں اس کا نام حمام بل رکھا گیا۔ اتنی ہی دیر میں وہاں کے بہت سارے لوگ جمع ہونے لگے۔ پھر ہم نے اس بوڑھے سے پوچھا کیا یہاں پر کسی نبی کی قبر ہے؟ وہ بولا ہاں میرے جو دادا صاحب تھے وہ کہا کرتے تھے کہ یہاں روضہ بل میں ایک شہزادہ نبی کی قبر ہے۔ جنکا اسم شریف یسوع پیغمبر ہے۔ جو آج کل یوز آسف نبی کے نام سے کشمیر سرینگر میں مشہور ہیں۔ اور یہ تواریخ کشمیر میں بھی لکھا ہوا ہے پھر ہم نے ان لوگوں سے معلوم کیا۔ جو اس وقت وہاں پر موجود تھے۔ وہ بھی یہی کہنے لگے اس کے خلاف کسی نے نہ کہا۔

اس کے بعد ہم سب سارے لوگ روضہ بل کے زیارت قبر یوز آسف نبی کے واسطے اندر چلے گئے۔ اس مکان کے اندر قبروں کے اوپر ایک چھوٹا سا مکان بنا ہوا ہے جسکو کشمیری زبان میں روضہ کہا کرتے ہیں۔ اس روضہ شریف کے اندر صرف دو قبریں ہیں۔ ایک چھوٹی اور ایک بڑی۔ جو بڑی ہے وہ حضرت یسوع پیغمبر کی قبر مشہور ہے۔ اس کے سرہانے ایک پتھر ہے۔ جس پر دو پیروں کے نشان لگے ہوئے ہیں اور یہ پتھر قدم رسول کے نام سے

مشہور ہے۔

ایک اور پتھر اس روضہ کے اندر ہے۔ جو چھوٹی قبر کے پاس رکھا ہوا ہے۔ اس کے متعلق ہمنے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیسا پتھر ہے۔ وہ بولے کہ اس پتھر پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ پھر ہمنے اسکو باہر نکال لیا۔ اور اسکو رومال سے صاف کیا تو معلوم ہوا کہ اس پتھر پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہے۔ تو ان میں سے ایک بوڑھے آدمی بول اٹھے۔ کہ ہاں جی آگے ایک دفعہ یہاں روضہ شریف پر ایک فرنگی آیا تھا۔ اور اس نے اس پتھر پر جب کچھ لکھا ہوا دیکھا تو وہ کہنے لگا کہ یہ پتھر تم مجھے دیدو۔ میں تمکو اس کے عوض میں بہت کچھ روپیہ دونگا۔ ہمنے اس کا کہا نہ مانا۔ آخر پھر ایک دن ہمکو معلوم ہوا کہ وہ پتھر اس نے یہاں سے اٹھوا لیا ہے۔ اور اس کے عوض میں بغیر لکھے ہوئے پتھر کو رکھدیا ہے۔ پھر ہمنے اس کی بہت ہی تلاش کی۔ مگر وہ نہ ملا)

پھر ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ صاحب قد کے کتنے لمبے تھے۔ تو وہ بولے کہ جی حضرت ہم نے سنا ہے کہ اسی گز لمبے قد کے تھے۔ مبشری صاحب نے انکو سمجھایا کہ اگر اسی گز لمبے ہوتے۔ تو ضرور تھا کہ ان کے پیر بھی اسی انداز کے ہوتے۔ لیکن انہوں نے ایسی تمہارے کہنے کے سبب اپنے قدم شریف کا نقش یہاں اس پتھر پر ڈال دیا۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ اپنی قدم شریفوں سے یہاں کشمیر میں پیدل سفر کرکے آئے تھے۔ نہ کسی سواری پر سوار ہوکر۔

پھر اس کے بعد ہم روضہ شریف سے نکلے۔ اور باہر صحن پر سب اکٹھے ہو گئے۔ تو مبشری صاحب موصوف نے اس وقت کھڑے ہوکر لوگوں کو وعظ کیا۔ پہلے اسلام کو پیش کیا۔ پھر وفات عیسیٰ ثابت کی۔ پھر آپ کی آمد ثانی کے متعلق کچھ بیان فرمایا۔ اور بتایا کہ امام مہدی آگئے ہیں۔ پھر اس کے بعد روضہ بل کے متعلق کچھ بیان فرمایا۔ اور ثابت کر دیا کہ یہی دو قبریں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم صدیقہ کی ہیں۔ اس سے سامعین پر بہت اثر ہوا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اب **حمام بل** اور **روضہ بل** میں جو لفظ **بَل** ہے۔ قابل غور ہے۔ میں طالب ان حق کے لئے اس پر لکھدینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالے مجھے اور سب کو انشراح صدر عطا فرمادے۔ آمین۔

لفظ **بَل** وہاں پر بولا جاتا ہے جہاں پر کہ پانی ہو۔ اور کثرت سے ہو۔ جیسا **پاترہ بَل** یعنی دریائی گھاٹ ہر ایک شخص کو اس بات کا علم ہے۔ کہ جہاں پر پانی کثرت سے پایا جاوے۔ وہیں پر حمام بنائے جاتے ہیں نہ اس جگہ پر جہاں کہ پانی کی قلت ہو **حانہ یار** میں چونکہ پانی کثرت سے تھا۔ اور ہر طرف سے اس کے ارد گرد بہت ہی نہریں تھیں۔ اس لیے وہاں کے باشندوں نے جو امراء تھے۔ حمام بنانے شروع کئے اور بنا لئے ملک کشمیر میں سردی چونکہ کثرت سے ہوتی ہے اس لئے یہاں کے اکثر لوگوں کو جوڑوں کا درد ہوا کرتا ہے۔ اور اس کا علاج گرم پانی میں نہانے کے سوا اور کوئی نہیں۔ لہذا اس ملک میں حمام بھی کثرت سے بنائے گئے ہیں۔ اور اب بھی بنائے جاتے ہیں خصوصًا جس جگہ پر پانی عمدہ اور میٹھا ہو۔ اس جگہ پر کثرت سے بنائے جاتے ہیں اور پانی وہی اچھا اور میٹھا ہوتا ہے۔ جو کہ نہروں اور چشموں کا ہو۔ نہ وہ جو دریاؤں کا ہوتا ہے۔ محلہ خان یار میں اور اس کے ارد گرد نہریں بہت ہی نہریں تھیں۔ اور نہروں کا پانی مریضوں کے لئے نہایت مفید ہوتا ہے۔ اس لئے خان یار میں ایک ہی جگہ پر کئی ایک حمام بنائے گئے جس کا نام بھی ان لوگوں نے **حمام بل** رکھدیا۔ اور اب بھی اسی نام سے نامزد ہوتا ہے۔ اسی طرح **روضہ بل** وہ بھی اسی طرح مشہور ہوگیا ہے۔ یعنی جبکہ حضرت یوز آسف نبی علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ کشمیر تشریف لائے۔ اور آپ کا یہاں پر انتقال ہوا۔ تو آپ جہاں پر دفنائے گئے۔ اس قبر کے ارد گرد لوگوں نے ایک چھوٹا سا مکان بنالیا۔ اور اس کا نام لوگوں نے **روضہ** رکھا۔ چونکہ یہ روضہ دریائی گھاٹ پر بنایا گیا تھا۔ اسواسطے ان لوگوں نے اسکو روضہ بَل کے نام سے مشہور کیا۔ **اس لئے** خداوند رب العالمین نے قرآن کریم میں جو آیت **وآویناھما الی** **ربوۃ ذات قرار ومعین** میں ذات قرار اور معین کا لفظ فرمایا ہے۔ یعنی ہر ایک تندرست آدمی اور ہر ایک مریض کے لئے وہاں پر شفا اور صحت کے اسباب ہیں۔ اور وہ ایسے اسباب ہیں۔ جن کو استعمال کرنے سے مریض آدمی اور تندرست آدمی دل میں قرار اور سکونت حاصل کرتا ہے یا جس سے دل خوش ہوتا ہے۔ وہ اسباب کیا ہیں؟ سن لیجئے وہ اسباب یہ ہیں کہ ملک اور خوبصورت اور مفید چشمے اور نہریں ہیں جن سے ہر ایک روحانی اور جسمانی بیماری فورًا دور ہو جاتی ہے۔

چونکہ ربوۃ کا لفظ رہ گیا تھا اسلیئے اسکے متعلق بھی کچھ لکھدینا ضروری سمجھتا ہوں۔ عربی زبان میں ربوۃ مکان مرتفع یعنی اونچی زمین یا اونچی جگہ پر بولا جاتا ہے سرینگر میں محلہ وازہ پورہ سے لیکر ہری پربت کے درمیان درمیان جتنی زمین ہے۔ وہ سب کی سب تمام کشمیر میں اونچی اور بلند مانی جاتی ہے اس لئے اس قطعہ کا نام **بلند ھیار** رکھا گیا ہے۔ یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک تو **بلندی** اور دوسرا **ھر** بلندی تو اونچائی کو کہتے ہیں اور ھر عربی زبان میں گذرنے اور تجاوز کرنے کو کہتے ہیں پس معنے ہوئے۔ بلندی سے گذر جا۔ اور اسی بلندھیر کے عین وسط میں **محلہ خانیار** واقع ہے۔ اور خانہ کے شروع محلہ میں روضہ بل ہے۔ اسی واسطے خدا تعالے نے قرآن شریف میں ربوۃ کا لفظ فرمایا ہے۔

اب سوال یہ ہوتا ہے۔ کہ آج کل جو قبریں دریائی گھاٹیوں پر بنائی گئیں ہیں۔ ان پر کیوں نہیں روضہ بل بولا جاتا؟۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ پہلے پہل جو بنی اسرائیل کشمیر میں آئے ان کے ساتھ حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کوئی اور نبی نہ تھا اور وہی یہاں پہلے فوت ہوئے۔ تو آپ کا مدفن خانہ محلہ میں بنایا گیا جو روضہ بل کے نام سے مشہور ہوا۔ اب اگر ہر ایک کے قبر کا نام روضہ بل ہی رکھا جاتا۔ تو ہم ان میں تمیز کیسے کرسکتے؟ ہر ایک انسان اور ہر ایک شہر وغیرہ کے نام ایک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء

یدخلون فی دین اللہ افواجاً

خطۂ کشمیر میں اشاعت احمدیت

گاؤں کا گاؤں احمدی ہو گیا

(فالحمد للہ)

وہ خدا جس نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے اس نہایت تیرہ و تار زمانہ میں اپنے ایک نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ وہ خدا جس نے تمام دنیا کو اپنا چہرہ دکھانے کے لئے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی تمام گذشتہ انبیاء کا نمونہ بھیجا۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آخری زمانہ میں بروزی طور پر بشکل مسیح موعود ظاہر کیا۔ اور وہ خدا جس نے بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول کرنے والوں کو آخرین منہم قرار دیا۔ وہ اپنے اس مامور کی صداقت اور قبولیت کے سامان بھی خود ہی مہیا فرما رہا ہے۔ اور ایسے طرز پر فرما رہا ہے۔ کہ انسانی عقل و فکر حیران اور ششدر رہ جاتی ہے۔ اطراف عالم سے سعید روحوں کا میلان عام اور انقطاع عالم سے پاک نفس لوگوں کی رغبت اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ خدا تعالٰے کے فرشتے بڑی سرعت سے اس کام کی تائید میں لگے ہوئے ہیں۔ یوں تو سلسلہ حقہ احمدیہ کا ہر ایک کام خدا تعالٰے کی تائید اور نصرت سے ہی ہو رہا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو نور معرفت سے بیگانہ اور بصیرت باطنی سے کور ہیں۔ شاید یہ سمجھتے ہوں کہ احمدی لوگوں کی کوشش اس مبارک انقلاب کا باعث ہے ہمیں خدا تعالٰے کے اس فضل سے انکار نہیں۔ کہ اس نے ہمیں اس خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ لیکن ہم کیا اور ہماری کوششیں کیا۔ اگر انسانی کوششوں اور ہمتوں پر ہی کامیابی کا دارومدار ہوتا۔ تو آج دیگر مذاہب والے ہم سے بہت زیادہ کامیاب نظر آتے۔ کیونکہ ہمارے مقابلہ میں ان کے پاس ظاہری سامان بہت زیادہ ہیں۔ لیکن دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور آئندہ دیکھے گی کہ جو خدا کا فضل اور رحمت ہمارے شامل حال ہے۔ وہ اور کسی کو نصیب نہیں۔ اور جس طرح خدا تعالٰے اس سلسلہ کی مدد اور نصرت فرما رہا ہے۔ وہ اور کسی کو حاصل نہیں۔ پس یہ بات سلسلہ حقہ کی صداقت کے لئے ایک ایسا بین نشان ہے جسے ہر انسان بادنیٰ تامل سمجھ سکتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ عالم ہو یا جاہل عقلمند ہو یا بے عقل۔

یہاں ہم ایک ایسا واقعہ درج کرتے ہیں جو بفضل خدا انہی دنوں وقوع میں آیا ہے۔ اور اس وقت جبکہ اردو زبان کے سب سے زیادہ شائع ہونے والے ردر میں ایک دو ورقہ مرزا یعقوب بیگ صاحب سکرٹری انجمن اشاعت لاہور کی طرف سے محض بدیں غرض شائع کیا گیا کہ لوگوں میں ہماری نسبت غلط فہمی پھیلے اور کوئی سیدنا خلیفہ ثانی کی بیعت نہ کرے۔ بلکہ ان کے مزعومہ رئیس مولوی محمد علی صاحب کی بیعت میں داخل ہو۔ یہ واقعہ ہر ایک سلیم العقل کے نزدیک اس امر کا ثبوت کافی ہوگا۔ کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے۔ اگر تعصب اور عداوت کی وجہ سے کسی کی عقل بالکل سلب نہ ہو گئی ہو تو اس پر غور کرے۔ اور فائدہ اٹھائے۔

خلافت ثانیہ کے بیشمار فیوض و برکات میں سے ایک بہت بڑا فیض یہ بھی دنیا کو حاصل ہو رہا ہے۔ کہ خلق اللہ کو دین حق کی دعوت دینے والے کئی مبلغین دور دراز ممالک میں خدا تعالٰے کے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے ظہور سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اور بھیجے جاتے ہیں تاہم بہت سے علاقے ایسے ہیں۔ جہاں مصالح الٰہی کے ماتحت ابھی تک خاص طور پر تبلیغ کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ انہی میں سے ایک کشمیر کا علاقہ بھی ہے جو کہ مرکز احمدیت سے کچھ بہت دور دراز فاصلہ پر نہیں ہے۔ البتہ وہاں کے لوگ حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے عام طور پر مطلع ہو چکے ہیں۔ لیکن وہاں کی تعلیم کی وجہ سے پیر پرستی کا بہت زور ہے۔ لہذا اس وقت تک بہت تھوڑے لوگوں کو پیر پرستی چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالٰے نے ان لوگوں پر خاص طور سے اپنے افضال کی بارش شروع کر دی ہے اور ان کے سینوں کو حق کے قبول کرنے کے لئے کھول دیا ہے جس کی تصدیق اس خط سے ہوئی ہے۔ جو ابھی دنوں خواجہ غلام محی الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بارہ پورہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور ارسال فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ موضع کنہ پورہ (کشمیر) میں ایک بھائی غلام محمد صاحب لون احمدی رہتے ہیں۔ ان کے عمدہ نمونہ سے متاثر ہو کر کہ اگر احمدیت انسان کو ایسا ہی بنا دیتی ہے تو پھر اس کی صداقت میں کیا کلام ہو سکتا ہے ایک گاؤں سارے کا سارا احمدی ہو گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ تمام لوگ بیعت میں داخل ہوتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی کو قبول کرتے ہیں۔ اور حضور کی خلافت کو حق مانتے ہیں۔ ان نومبائعین کی اسموار فہرست بھی پہنچ گئی ہے۔ جو حسب معمول فہرست مبائعین میں آپ کی نظر سے گزرے گی ہم اپنے بھائی غلام محمد صاحب کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں کہ خدا تعالٰے نے ان کے ذریعہ اتنے لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ اللہم زدفزد۔

ہم ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کو انسانی کوششوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ سوال کرتے ہیں کہ کیا کسی انسان کے اختیار میں ہے کہ اس طرح ایکدم مخلوق کے دلوں کو پھیر دے۔ ہرگز نہیں۔ دل تو تلوار کی دھار اور توپ کے گولوں سے بھی نہیں پھیرے جا سکتے پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ صداقت سلسلہ کے نشان دیکھتے ہو۔ اور اسے قبول نہیں کرتے۔ اصل میں حق تم پر ظاہر ہو چکا ہے۔ مگر تم اس کے چھپانے کی کوشش کرتے ہو یاد رکھو اب خدا تعالیٰ کی خاص نصرت حضرت مسیح موعود کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کر رہی ہے۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ تم کو زبان حال سے اس طرف توجہ دلا رہا ہے کہ اگر تمہیں اپنی آخرت کا کچھ فکر ہے تو جلدی حق کو قبول کر لو۔ مبادا بازپرس کے دن کف افسوس ملتے ہوئے یہ کہنا پڑے کہ یٰلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا۔

مسلم عورتوں کی انگریزی تعلیم

مرچیز اسی وقت مفید ہوتی ہے جب اس کا استعمال برمحل ہو۔ ورنہ مفید سے مفید چیز کا بے محل استعمال بعض اوقات بہت بڑے خطرناک نتائج کا موجب ہوتا ہے۔ مستورات کو اعلیٰ مغربی تعلیم دلانے کا مسئلہ ایک مدت سے اخباری دنیا اور قومی حلقوں میں زیر غور ہے جو ہماری رائے میں نظر بحالات موجودہ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ جب یورپ کی اقوام متمدنہ کو باوجود آزادی و ہمہ [illegible] خیالی یہ تعلیم راس نہ آئی تو بھلا دوسرے ممالک کی اقوام کس گنتی میں ہیں کہ انہیں عورتوں کی اعلیٰ تعلیم راس آ سکے چنانچہ مدبران یورپ کا کام [illegible] اس تعلیم کی [illegible] آشنا ہو چکا ہے۔ اور آئندہ بھی خدا جانے کب تک [illegible] رہیگا لیکن افسوس کہ عاقل لوگ اس سے کچھ سبق نہیں حاصل کرتے اس سال احاطہ بمبئی میں بہت سی عورتوں نے ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایف۔ اے وغیرہ کے امتحانات پاس کئے ہیں۔ اور پہلے بھی اس صوبہ میں تعلیم یافتہ عورتیں موجود ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس تعلیم نے انکو کیا فائدہ پہنچایا۔ آیا انہیں دوسری عورتوں کے مقابلہ میں مفید ثابت ہوئی یا اس کے خلاف واقعات سے بڑھ کر اور کونسی شہادت ہو سکتی ہے! مگر وہ بالکل ہماری رائے کی تائید کرتے ہیں۔ چنانچہ صوبہ مذکورہ کے متعلق ایک واقف حال ہم قلم لکھتا ہے کہ۔ ایجوکیشن ہونے کے بعد ان اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتونوں کے احباب کا وسیع حلقہ سوسائٹی میں لطف و حرکت۔ نمائشی صورت اور زینت [illegible] باتیں ہیں جن کی بدولت یہ اپنے شوہروں کے لئے باعث زحمت ثابت ہوتی ہیں۔ جب یہ اس تعلیم کا نتیجہ ہے۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ تعلیم مفید و ضروری ہے۔ دراصل عورتوں کو تعلیم دلانے میں یورپ کی تقلید کی جاتی ہے۔ اور اس کے نفع و نقصان کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے بالکل بیگانہ ہو جاتی ہیں۔ اور زنانہ خصائص سے بیزار اور مردانہ اوصاف کی دلدادہ بن جاتی ہیں اور اس طرح برادری کے حق میں بجائے مفید ہونے کے موجب مضرت و فضیحت اور نظام تمدن میں خلل انداز ہوتی ہیں شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر ایک مرد و عورت کے لئے علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ اس لئے ہم تعلیم نسوان کے مخالف نہیں ہیں لیکن اس تعلیم کے جس سے عورتیں گھر کی [illegible] رہیں۔ اور انہیں اپنے خالق حقیقی کے [illegible] کردہ فرائض کے ادا کرنے کی سمجھ آ جائے۔ اور اسی لئے موجودہ حالات میں ان کے واسطے [illegible] اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ دینی و اخلاقی تعلیم کے ساتھ مناسب حال فنون دستکاری سکھلائے جائیں۔ اور امور خانہ داری میں [illegible] و صلاحیت پیدا کرنے پر خاص زور دیا جائے

مسلمانوں کے مذہبی پیشوا

اسلام جسے دین فطرت ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اور جو اپنی صداقت اور اکملیت پر غیر مذاہب والوں سے بھی خراج تسلیم وصول کر رہا ہے اس پر آج افسوس کہ ایسے لوگ اپنا قبضہ جمانے اور مسلمانوں کے مقتدا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جن کے حالات و خیالات اس کے لئے موجب ننگ و عار ہیں۔ اور اسی لئے دنیا کو اسلام کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا کر رہے ہیں۔ اس حقیقت کو انکار کرنے والے اکثر واقعات آئے دن ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ لیکن ایک تازہ واردات خاص طور پر قابل ذکر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ موضع [illegible] ضلع بیرپور میں ایک زمیندار نے روزہ رکھا تقریباً ۳ بجے کے وقت اسے شدت کی پیاس لگی وہ ناچار ہو کر اپنے گاؤں کے ملاں کے پاس گیا۔ اور پوچھا کہ میری روزہ سے جان جاتی ہے۔ کیا میں پانی پی سکتا ہوں؟ ملا صاحب نے جواب دیا کہ زندگی کی کچھ پرواہ نہیں۔ مگر روزہ نہیں توڑنا چاہئے۔ اگر روزہ پورا ہو گیا تو بہشت میں جاؤ گے۔ اگر جان کی خاطر روزہ توڑ دیا۔ تو کافر ہو جاؤ گے۔ اس بیچارے نے بہتیرا صبر کیا لیکن مزید ضبط پر کسی طرح قادر نہ ہو سکا تو ناچار بحالت اضطرار اس نے پانی پی لیا۔ پانی پیتے ہی اس کی روح پرواز کر گئی۔ جب جنازہ کے لئے ملاں صاحب کو بلایا گیا تو انہوں نے صاف جواب دیدیا کہ روزہ میں پانی پینے سے مردہ مکروہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کا جنازہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر میت کے بھائیوں اور ملا صاحب کے درمیان فساد ہو گیا۔ پولیس نے دونوں کا چالان کر دیا۔ اور مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

یہ ہے مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں کا حال۔ اگر یہ ملا صاحب قرآن شریف پر عامل ہوتے تو اس بیچارے غریب کی اس طرح جان نہ جاتی۔ اور نہ سر بصول ہو کر مقدمہ بازی تک نوبت پہنچتی لیکن قرآن شریف کا جن لوگوں کو علم ہی نہ ہو وہ اس پر عمل کیا خاک کرینگے اور اس کا علم صحیح آج بغیر مسیح موعود کی غلامی کے حاصل ہونا محال کیونکہ یہی وہ پاک وجود ہے جس کے ذریعہ قرآن و ایمان از سر نو دنیا میں قائم ہونا تھا۔ پس اے مسلمانو اگر دین سیکھنا چاہتے ہو تو خدا تعالیٰ کے مامور برحق پر ایمان لاؤ تاکہ دین و دنیا کی فضیحتوں سے بچو اور فلاح دارین کے وارث ٹھہرو۔

سود خوروں کیلئے عبرت

اسلام کی شریعت حقہ نے جو کچھ ممنوع و حرام قرار دیا ہے وہ بہر حال قبیح و مضر ہے۔ خواہ دنیا اسے اپنی نادانی سے کتنا ہی مفید سمجھتی ہو۔ چنانچہ سود بھی جسے اس زمانہ کے ناخداترس اہل یورپ نے ایسا ضروری سمجھ رکھا ہے کہ گویا کسی قسم کا کاروبار اس کی مدد کے بغیر قائم ہی نہیں رہ سکتا انہی ممنوعات میں سے ایک ہے۔ جنہیں خدا تعالیٰ نے مردود [illegible] دیا ہے۔ لیکن دنیا کا ایک بڑا حصہ اسکا دلدادہ ہو کر خدا تعالیٰ کے اس حکم پر زبان طعن دراز کر رہا ہے۔ چونکہ درست اور صحیح راہ وہی ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں بتلائی ہے۔ اس لئے اسکے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو ہمیشہ ذلت اٹھانی پڑتی ہے۔ حال ہی میں خیال کیجئے کہ بنکوں کی تباہی نے کیا کیا عبرت ناک نظارے دکھلائے۔ اور انکے امانت دار جو روپیہ سود کی حرص میں گھر سے نکلوا کر بنکوں میں رکھ [illegible]

گورنمنٹ عالیہ
اور اس کے حکام عالیمقام کا شکریہ

(از خادم قدیم حکیم محمد حسین قریشی لاہور)

جولائی کے کسی پرچہ میں ناظرین الفضل نے میری طرف [illegible] عاجزانہ درخواست بحضور گورنمنٹ آف انڈیا کے عنوان [illegible] ایک [illegible] بھائی [illegible] نظام الدین کی [illegible] کا ذکر پڑھا ہوگا [illegible] کس طرح [illegible] مقدمات [illegible] کرکے [illegible] گورنمنٹ عالیہ [illegible] خدمت میں [illegible] درخواست کی گئی تھی [illegible] ایک غریب مظلوم [illegible] ہو جاوے [illegible]۔

اس کے متعلق یہ خوشخبری [illegible] ناظرین [illegible] نظام الدین کے خلاف [illegible] خارج ہو گئے [illegible] بھائی [illegible] ضمانت [illegible] ہوگئی۔ دیکھو کس قدر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں کیسی محسن اور عادل گورنمنٹ کے زیر سایہ [illegible] جو نہ صرف ہر فرقہ و مذہب کی آزادی کی بلکہ جان و مال عزت و آبرو کی بھی حفاظت کرنے کی ذمہ دار ہے۔ یقیناً میرے دوستوں کو اس خبر کے سننے سے [illegible] حاصل ہوگی ایسی ہی جیسی کہ مجھے حاصل ہوئی۔ اس لئے گورنمنٹ عالیہ اور اس کے انصاف دوست حکام کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنے کے بعد ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہماری برٹش گورنمنٹ کو دشمن کی ہشیاریوں کے بدلے اس کے بدخواہ حاسدوں کے بالمقابل فتح و نصرت عطا فرما دے۔

دعوت الی الخیر

بنگال | چاٹگام سے اخویم مکرم مولوی مبارک علی صاحب اپنے کوائف تبلیغ کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو لکھتے ہیں کہ عید کے موقعہ پر میرے بڑے بھائی اکبر علی صاحب نے دریافت کیا کہ احمدی لوگ نماز علیحدہ کیوں پڑھتے ہیں میں نے ان کو بتلایا کہ ہم کو اسی طرف ہونا چاہیے جدھر اللہ تعالیٰ ہو دوسری طرف خواہ کتنی ہی تعداد ہو اس کی [illegible] نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ قلیل تعداد کو بھی کثیر تعداد کے مقابلہ پر غلبہ دے سکتا ہے پھر انہوں نے پوچھا کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے اس پر میں نے ان بہت سی الٰہی تائیدات اور نصرتوں کا حال ان کو سنایا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعدائے دین کے مقابلہ میں حاصل ہوتی رہیں۔ نیز بعض ایسی ان دعاؤں کی کیفیت بیان کی جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خارق عادت طور پر قبول ہوئیں پھر میں نے پوچھا کہ اچھا آپ بڑے پابند صوم و صلوٰۃ ہیں اور بڑے مخلص دینی [illegible] معلوم ہوتے ہیں۔ مگر کیا آپ کوئی ایسی نظیر پیش کرینگے جس میں آپ کی دعا قریب اجابت ہوئی ہو۔ انہوں نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ اور فی الفور تہیہ کر لیا کہ ہم نے اپنی جماعت کے ہمارے ساتھ [illegible] ادا کریں۔ پھر انہوں نے اپنی اہلیہ صاحبہ کو بھی یہی تلقین کی کہ محض نمود کی خاطر (معاملات دین میں) حق کو چھوڑ کر اہم غفیر کا ساتھ دینا عبث ہے۔ میں تو قادیانی ہوتا ہوں۔ بعد ازاں انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ اعلیٰحضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حضور میرے حق میں دعائے خیر کی التجا کریں۔ حضور ان کے واسطے انشراح صدر و استقامت کی دعا فرمائیں۔ ان کا بھی ارادہ تھا کہ انشاء اللہ عنقریب حاضر دارالامان ہوں۔ مگر چند اتفاقی سوانح پیش آجانے سے ابھی آنا نہیں ہوا۔

مولوی ابوالہاشم صاحب نے خاکسار کے پاس اپنے تبلیغی ٹریکٹ کی چند صد کاپیاں بھیجی ہیں جو انشاء اللہ تقسیم کر دی جائینگی۔ والسلام۔

بہار | مونگھیر سے جناب حکیم خلیل احمد صاحب احمدی مبلغ ارقام فرماتے ہیں۔

یہ خادم ۲۷۔ اگست کو روانہ ہو کر ۲۸۔ اگست کو پورنیہ پہنچا ۲۹۔ ۳۰ تاریخ کو وہاں رہا اور ۳۱ کو وہاں سے مونگھیر واپس آگیا۔ ۱۹۔ اگست کو بار لائبریری میں عاجز کا لیکچر ہوا جو دو گھنٹے تک رہا اور بفضل خدا اس میں بہت کامیابی ہوئی۔ حاضرین پر بڑا نمایاں اثر پڑا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے اکثر معززین اور بعض سرکاری حاکم افسر بھی شریک جلسہ تھے۔ اور قریب قریب ہر درجہ ہر طبقہ کے لوگ ہماری دعوت سے حصہ لینے کو آئے تھے ہر ایک نے اسلام و بانیٔ اسلام کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پوری محویت اور توجہ سے سنا اور سلسلہ حقہ احمدیہ کی محبت کا گہرا اثر لیکر اٹھا۔ لوگوں نے اس خادم حضور کی نسبت جس قدر خوشنودی و تعریف کا اظہار کیا اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مسیح موعود کی غلامی نے اس عاجز کو یہ عزت بخشی فالحمد للہ

یکم ستمبر کو دوسرا لیکچر ہو سکا کیونکہ اس [illegible] ہندوؤں کے برت کا تہوار تھا تین چار شخص احمدیت کے بہت قریب آگئے ہیں۔ جو امید ہے کہ انشاء اللہ جلدی ہی سلسلہ حقہ میں داخل ہونگے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے توقع ہے کہ اخویم سید وزارت حسین صاحب پھر جہانگیر پور تشریف لیجائینگے۔ آپ سلسلہ کے ایسے مخلص خادم ہیں کہ جہاں کہیں کسی دنیاوی کام کیواسطے بھی جاتے ہیں تبلیغ کا کوئی نہ کوئی موقعہ نکال ہی لیتے ہیں۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔

[illegible] (بلغیریہ جنگ) کر لیا ہے۔ گراڈنو کے مغرب میں غنیم نے جان توڑ حملے کئے جو پسپا کئے گئے۔ جرمن مراسلہ مظہر ہے کہ گراڈنو کے مغرب میں جرمن افواج اس وقت بیرونی قلعجات کی لائن کے محاذ میں ہیں۔ اور اوڈسک (گراڈنو سے ۱۸ میل جنوب میں) دوشت پیالو و لیکا کے مابین روسیوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ ایک آسٹروی مراسلہ میں ذکر ہے کہ قلعہ [illegible] دشمن کے قبضہ میں ہے اور شہر روسیوں سے خالی ہو گیا ہے پوپ صاحب نے پریذیڈنٹ ولسن کے نام ایک پیام تحریک صلح کے متعلق بھیجا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ [illegible]

[illegible]	[illegible]	میں بھی اک [illegible]

میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ [illegible] ساڑھے چار روپیہ

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر ہو قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قیمت بہر حال پیشگی [illegible]

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ | ۹ ستمبر ۱۹۱۵ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۸ شوال ۱۳۳۳ھ | نمبر ۳۴

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت کی صحت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ مع متعلقین بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں ❖

الوداعی جلسہ ۵ ستمبر کی رات کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء نے قاضی صاحب کی روانگی کا الوداعی جلسہ کیا۔ اور معلمین و متعلمین نے انگریزی اور اُردو میں اخلاص سے بھری ہوئی تقریریں کیں جلسہ کے آخر میں قاضی صاحب کی کامیابی اور سلسلہ عالیہ کی ترقی کے لئے دُعائیں مانگی گئیں ❖

نصر من اللہ و فتح قریب ۶ ستمبر کو بعد نماز ظہر قاضی عبد اللہ صاحب بی اے بی ٹی۔ بغرض تبلیغ ولایت کو روانہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ با مخلص خدام کے جنمیں مقامی اہلکار وزنانہ حرکے اہلکار۔ بزرگان دین اور اکثر طلبائے مدارس بھی شامل تھے۔ قاضی صاحب کو رخصت کرنے کے لئے ڈیڑھ دو میل تک تشریف لے گئے۔ اثنائے راہ میں حضور نے قاضی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس وقت خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو تمام روحانی بیماریوں کا علاج قرار دے کے بھیجا ہے اسی میں اس وقت جمیع امراض دنیا کی شفا ہے اس لئے ہر موقعہ پر حضرت مسیح موعود کو ضرور پیش کریں (مفہوم مختصر بالفاظ رپورٹر) سڑک بٹالہ کے موڑ پر پہنچ کر حضرت مع احباب ٹھہر گئے اور کھڑے ہو کر ایک لمبی دُعا کی اور اسکے بعد حضرت صاحب نے قاضی صاحب کو رخصت فرمایا۔ بہت سے احباب نے چلتے وقت قاضی صاحب سے مصافحہ کیا۔ اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب و شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی امرتسر تک ساتھ گئے۔ خدا کی نصرتیں انکے شامل حال ہوں۔ انکی خدمات دین حق کیلئے بہت سی فتوحات کا موجب ہوں اور انہیں کامیابی اور سرخروئی کے ساتھ پیر لباب [illegible] آمین

اخبار احمدیہ

سونی پت سے ماسٹر نور الٰہی صاحب لکھتے ہیں لوگوں کو حتی الوسع تبلیغ احمدیت کرتا رہتا ہوں بعض تو ایسے سنگدل ہیں کہ بات سننے کے بھی روادار نہیں لیکن بعض ایسے سعید الفطرۃ انسان بھی ہیں جو توجہ سے حق کو سنتے ہیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے کی خواہش بھی ظاہر کرتے ہیں اور بندہ انکی خواہش کے مطابق وقتاً فوقتاً انکو ایسے ٹریکٹ وغیرہ دیتا رہتا ہے جن سے وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبول حق کی توفیق دے ❖

رائے ونڈ سے برادر محمد علی صاحب گنگنیلر لکھتے ہیں کہ ایک ۱۴ سالہ نوجوان فی الحال بشاہرہ ۵ قریشی عباسی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت سید محمود صاحب احمدی ٹیلیگراف ماسٹر ٹیلیگراف سکول لاہور کے پتہ پر کیجاوے ❖

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

مقامی انجمن نے۔ تو اس نے عرصہ زیر رپورٹ میں کتنے
تبلیغی جلسے منعقد کئے۔ کس قدر چندہ صدر انجمن اور صیغہ
ترقی اسلام کو بھیجا۔ کون کون سے کام سلسلہ کو تقویت
پہنچانے والے جاری کئے۔ کوئی مدرسہ کوئی درس
قرآن و حدیث کوئی لیکچروں کا ضابطہ و اہتمام کوئی
فراہمی چندہ کی سبیل مثلاً آنہ فی کس سسٹم یا شادی بیاہ کی
تقریبات پر جن میں عموماً بہت کچھ خرچ ہو جاتا ہے۔
اغراض سلسلہ کے واسطے بقدر استطاعت حصول
کرنا انجمن کی کارروائی اور ضروری کاغذات اور
رجسٹروں میں ممبروں کی باقاعدگی کا عمل درآمد۔ صدر انجمن
اور حضرت امام محترم ایدہ اللہ کے ساتھ تعلق باہمی
و عقیدت کیسی بڑھانے میں کوشش کتنی کی۔ دشمن
کو ہلاکت سے نکال کر سلامتی کی طرف کھینچیں
عہد تقدیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاندانی برادری کے
ساتھ تعلقات میں کیا تبدیلی کی؟ اور مستورات کے متعلق
ضروری معلومات میں کیا کچھ اصلاح و اضافہ کیا؟

صاحبو! یہ اور اسی قبیل کی اور بہت سی باتیں ہیں۔ جن پر
ہمیشہ آپ کی خاص توجہ ہونی چاہئے۔ اگر ایسے سوالات
کا جواب آپ کی طرف سے بربنائے واقعات تسلی بخش ہو گے
تو آپ بلاشبہ قابل مبارکباد ہونگے ورنہ یاد رکھو جو شخص یا
جو گروہ کل کی نسبت آج کچھ بھی قدم نہیں بڑھاتا وہ ضرور
پیچھے ہٹے۔ کیونکہ اس کشمکش حیات میں ایک مقام پر کھڑا
رہنا محالات سے ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہی کسی کو اس
کی جگہ پر قائم رکھ سکتا ہے اور اسی سے انسان ترقی کی
توفیق پاتا ہے۔ پس تم بہت جلد سستی و غفلت کے
خطرناک نتائج سے متنبہ ہو کر اپنی کمزوریوں کی اصلاح
کرلو اور زبانی لاف زنی یا خیالی منصوبوں سے نہیں بلکہ
عمل سے اس قابل بن جاؤ کہ زمین و آسمان تمہاری
اہلیت و استحقاق کی گواہی دیں اور تم خدا کی نظروں
میں مقبول و ممتاز ٹھیرو تا اُس کی نصرت تمہاری
دستگیری کرے۔ ورنہ تمہارے بداندیش دین حق
کے دشمن تو شب و روز اسی فکر میں ہیں کہ تمہارا
نام کسی طرح صفحہ ہستی سے مٹ جائے آخر میں ہم
آپ سے رخصت ہوتے ہیں اور انشاء اللہ بار بار یاد دلاتے
رہیں گے کہ جو خدا کا ہے اسے زبردست سے زبردست
دشمن بھی کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ مگر وہ جو دنیوی اور
نفسانی اغراض کا بندہ بنکر محسن حقیقی کی مرضیات کو
پس پشت ڈالتا ہے۔ اسے کوئی بڑے سے بڑا
خیر سگال بھی سلامتی کی گارنٹی نہیں دے سکتا۔ ربنا
اغفر لنا وارحمنا واھدنا صراط المستقیم۔ اللھم آمین

انجمن خادم القرآن بمبئی

جناب غلام رسول صاحب صدیقی
نے انجمن مندرجہ عنوان کی بنیاد اس غرض سے رکھی ہے
کہ تمام دنیا کی زبانوں میں تراجم قرآن کے ذریعہ اسلام
کی اشاعت قرآن مجید کے طفیل روزگار حاصل ہو۔ انجمن
کے اصول اس قسم کے ہیں کہ مثلاً ہر ملک ہر فرقہ کے لوگ
عورت مرد بلا امتیاز عقائد اس کی ممبر ہو سکیں گے جن سے نہ
کوئی فیس لی جائیگی نہ داخلہ۔ جو تراجم اس انجمن کے زیر نگرانی
شائع ہونگے وہ کسی فرقہ کا تائیدی یا تردیدی پہلو لئے ہونگے
وغیرہ وغیرہ۔

صدیقی صاحب کی انجمن کے اغراض و اصول بظاہر بڑے
دلکش ہیں۔ لیکن علاوہ جیسے کچھ وقت طلب بلکہ قریب
بہ محال ہیں آنیوالے واقعات خود بتلادینگے ہم سردست
ایک دو باتوں سے متعلق سرسری اظہار رائے پر اکتفا
کرتے ہیں۔ اول تو یہ راز ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب امت
محمدیہ بہتر تہتر بلکہ سینکڑوں فرقوں میں منقسم ہے اور
اس کا یہ تفرقہ اختلاف عقائد کی ہی بنا پر ہے تو تراجم قرآن
میں وہ انوکھا انداز صدیقی صاحب یا ان کے چیدہ علماء
کہاں سے لائیں گے جس سے ان سب کو خوش کر سکیں
اور ہر ایک کی تائید و تردید سے بھی پہلو بچائے رہیں
پھر قیام انجمن کے بنیادی اصولوں میں ایک نہایت
خطرناک مدعا یہ رکھا گیا ہے کہ کتاب اللہ کی علامات
و رموز اوقاف میں من مانی کاٹ چھانٹ اور رد و بدل
کرکے آیات قرآنی کے ایسے مفہوم و معانی پیدا کئے جائیں
جن سے کوئی اعتراض بھی وارد نہ ہو سکے اور مطلب بھی
حاصل ہو جائے مثلاً یضل بہ کثیرا و یھدی بہ
کثیرا کے مشہور و متداول معنی سے جو اعتراض ذات
باری تعالیٰ کی نسبت مخالفین اسلام پیش کرتے ہیں یا بظاہر
مسئلہ جبر نکلتا ہے۔ وہ اس طرح اٹھایا جاسکتا ہے کہ آیت کے ماقبل
و مابعد کی علامت وقف کو اڑا دیں اور یضل بہ کا تعلق
الفاظ ماسبق کے ساتھ کرکے ماذا اراد اللہ بھذا مثلاً یضل
بہ کثیرا کو قول کفار سمجھیں اور یھدی بہ کثیرا کو مومنوں
کی طرف سے اس کا جواب۔ گویا صدیقی صاحب کی شاندار
سکیم کیا ہے مطالب کلام اللہ میں ایک بڑی بھاری تحریف
کی رسم کا پیش خیمہ ہے۔ اور افسوس کہ دین قیم میں یہ ساری
رخنے اسوجہ سے گوارا کئے جاتے ہیں کہ قلت تدبر اور
فقدان تقویٰ و طہارت کے سبب مسلمانوں کو خود تو امر
کتاب پاک کے معانی و مطالب سے مس نہیں (لا یمسہ
الا المطھرون) اور جس وجود باجود کو خدا تعالیٰ نے
اپنے وعدوں اور بشارتوں کے مطابق [illegible]
بعثت ثانیہ تعلیم کتاب کی غرض سے [illegible] (الجمعۃ ع ۱)
اس کی ان حرماں نصیبوں نے قدر نہ کی الا ماشاء اللہ حالانکہ
رفع تفرقہ کا وہی سب سے زبردست و قابل اعتماد ذریعہ ہو سکتا
تھا جس کی خود خدائے پاک اور اس کے مخبر صادق نے صدیوں
پہلے سے خبر دی تھی اور آنحضرت نے اس کے منصب
کو بھی حکماً عدلاً کے الفاظ میں کھول کر بتلا دیا تھا۔ پس اسکو
چھوڑ کر اپنی خانہ ساز تدبیروں سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسلمان
کلام الٰہی کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکیں یا تفرقہ باہمی کو مٹا کر دین
و دنیا میں فلاح یاب ہو سکیں۔ حاشا و کلا

صدیقی صاحب کاش کہ اگلے الفاظ وما یضل بہ الا الفاسقین
پر غور کرتے تو جبر کے خلجان میں نہ پڑتے اب ان کو چاہیئے کہ کچھ
عرصہ کیلئے قادیان آکر رہیں اور قرآن مجید کے مطالب عالیہ
کو سمجھیں تا کہ انہیں پتہ لگے کہ یہ کتاب موجود ہی ایسی کتاب ہے
جس میں کوئی امر محل اعتراض ہے نہ کوئی محالات عقلی نہ کوئی
ناسخ منسوخ نہ کوئی تناقض و تضاد یا اختلاف کسی قسم کی
گمراہی ہلاکت باقی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے
اگر مذاہب باطلہ پر حجت اسلام پوری ہو سکتی ہے تو
اس کا واحد طریقہ وہی ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام
نے بتلایا۔ اس سے انحراف کرکے مسلمان نہ منشاء خدا
و رسول کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکتے ہیں نہ سچے مسلمان بن سکتے
ہیں چہ جائیکہ دیگر اقوام کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا سکیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(فرمودہ ۳ ستمبر ۱۹۱۵ء)

الٓمٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

انسانوں میں سے بہت سے انسان سُست بھی ہوتے ہیں نکمے بھی ہوتے ہیں۔ بے استقلال بھی ہوتے ہیں اور بے ہمت بھی ہوتے ہیں۔ اور ان بُرے خصائل کے خلاف واعظ لوگ لوگوں کو بہت کچھ کہتے سُنتے بھی رہتے ہیں اور ان سے بچنے کی طرف متوجہ بھی کرتے رہتے ہیں لیکن اصل ہوشیاری۔ اصل ہمت اور کام کرنے کی طاقت وقوت کسے کہتے ہیں؟ اور اس سے کیا مُراد ہے؟ اس سے بہت کم لوگ آشنا ہوتے ہیں۔ اسی لئے بعض لوگ غلطی سے بعض باتوں کا نام ہمت ہوشیاری اور کام کرنیکی عملی طاقت رکھ لیتے ہیں لیکن درحقیقت وہ عملی طاقت۔ ہمت اور ہوشیاری نہیں ہوتی۔ بلکہ ہمت ہوشیاری اور عملی طاقت وقوت بہت بڑی چیزیں ہیں اور ان کا حاصل کرنا یا اپنے اندر پیدا کرنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں کیونکہ یہ بڑے صبر اور بڑی محنت کو چاہتی ہیں +

وقتی جوش بہت سے لوگ دُنیا میں بعض وقتوں میں بڑے چوکس اور ہوشیار بھی ہوتے ہیں مگر باوجود اسکے وہ چوکس اور ہوشیار نہیں ہوتے۔ بعض لوگ بعض وقتوں میں بڑے جوش سے کام کرتے ہیں لیکن باوجود اسکے ان کا وہ فعل اس امر پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ وہ بڑے ہمت والے اور اولوالعزم ہیں۔ اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے اندر عملی طور پر کام کرنے کی طاقت اعلیٰ حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے تمام کام ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے ہانڈی کا اُبال۔ ہانڈی جب چولھے پر چڑھی ہو۔ تو اس میں اُبال آتا ہے۔ مگر وہ اُبال قائم رہنے والی چیز نہیں ہوتی۔ ذرا ڈھکنا اُتارو۔ وہیں بیٹھ جاتا ہے تو وہ اعمال جو انکی ہمت چستی اور ہوشیاری پر یا انکے اندر عملی طاقت کے موجود ہونے پر بظاہر دلالت کرتے ہیں درحقیقت ہنڈیا کے اُبال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے میرے خیال میں تو دُنیا میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں جسپر کسی نہ کسی وقت جوش اور چستی کی حالت نہ گذرتی ہو۔ جس طرح ہر ایک ہنڈیا جو آگ پر رکھی جاتی ہے اُبلتی ہے۔ اسی طرح ہر وہ انسان جو دُنیا میں کام کرتا ہے کبھی نہ کبھی جوش دکھاتا ہے لیکن باوجود اسکے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ بڑا کام کرنیوالا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ اس کا جوش وقتی ہے۔ وقتی جوش بیشک ایک حد تک مفید ہوتا ہے اور اکثر کام دے جاتا ہے لیکن اس سے وہ نتائج نہیں نکل سکتے جو استقلال کے ساتھ کام کرنے سے نکلتے ہیں کیونکہ اس طرح جو نتائج نکلتے ہیں وہ وقتی جوش کی نسبت بہت بڑے ہوتے ہیں +

وقتی اور مستقل جوش میں فرق اگر کوئی ایسا وقت آئے کہ ہندوؤں مسلمانوں کا یا مسلمانوں عیسائیوں کا یا ہندوؤں عیسائیوں کا مباحثہ ہو۔ تو ہر قوم کے آدمی یہی ظاہر کرینگے کہ اپنے مذہب کی محبت میں ایسے چور ہیں کہ ایک بات بھی اسکے خلاف نہیں سُن سکتے لیکن جب پنڈت اور مولوی یا پادری مباحثہ سے اُٹھ کھڑے ہوں تو انھیں کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ ہمارے مذہب میں بھی کوئی خوبی ہے یا نہیں یا اسکے لئے غیرت چاہیئے یا نہیں۔ مباحثات میں جاہلوں کو زیادہ جوش آیا کرتا ہے مگر جب گھر جاتے ہیں تو سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ اب اس جوش کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہی لوگ صحابہؓ کا نمونہ ہیں اور واقعہ میں انکی اس حالت کو دیکھ کر ایک نبی کی تربیت یافتہ جماعت کے ساتھ انھیں تشبیہ دیجا سکتی ہے کیونکہ یہ لوگ اس وقت اپنے مذہب کے خلاف سُنکر کرب ظاہر کرتے ہیں۔ دین کی محبت میں چور نظر آتے ہیں۔ اپنے مذہب کی کامیابی پر اتنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ انھیں بادشاہت بھی ملتی تو بھی اتنی خوشی نہ کرتے۔ یہی حال سچی معرفت رکھنے والوں کا ہوتا ہے وہ چونکہ خدا تعالیٰ سے خاص تعلق رکھتے ہیں اس لئے کوئی مشکل ان کے راستہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ کوئی تکلیف انھیں رنجیدہ نہیں کر سکتی۔ انکے لئے دین کی کامیابی سب سے بڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔ یہی حالت مباحثہ میں لوگوں کی نظر آتی ہے مگر ان دونوں جماعتوں میں بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ انبیاء کی تربیت یافتہ جماعت کے لوگ گھروں میں جاتے ہیں سوتے ہیں۔ جاگتے ہیں چلتے ہیں پھرتے ہیں اپنے تمام کاروبار کرتے ہیں۔ لیکن انکی ہر حالت اور ہر وقت میں جوش اور چستی نمایاں ہوتی ہے۔ اور جو دوسرے ہیں ان کا جوش صرف مباحثہ کے وقت تک ہی محدود ہوتا ہے گھر جاکر وہ دنیا کے کاموں میں لگ جاتے ہیں اور دین کا خیال بھی نہیں رہتا۔ اسی طرح بہت سے بخیل جن کے ہاتھوں سے ایک پیسہ بھی نہیں نکلتا۔ بڑی بڑی رقمیں دے ڈالتے ہیں مگر وہ سخی نہیں کہلا سکتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ کسی خاص وجہ یا خاص منظر یا خاص بات سے متاثر ہو کر ان کا بخل دب جاتا ہے اسلئے وہ کچھ دے دیتے ہیں۔ اور یہ بات بیرونی اثرات سے ان میں پیدا ہوتی ہے نہ کہ انکی طبیعت سے نکلتی ہے۔ لیکن ایک سخی کو کسی مجلس کے اثرات یا کسی منظر کی کیفیات یا واعظ کا وعظ یا کسی کی شان وشوکت دینے کے لئے مجبور نہیں کرتی۔ بلکہ اسکی فطرت اسے مجبور کرتی ہے کہ کسی غریب کی مدد کی جائے۔ پھر کسی خاص وقت نہیں بلکہ تنگی وفراخی عسر [illegible] حال میں اسکی سخاوت ظاہر ہوتی رہتی ہے +

کامیابی کی اصل پس اصل بات جو دُنیا میں کسی کو کامیاب کرتی ہے وہ ایک صفت کا اپنے اندر ہمیشہ کے لئے قائم کرلینا ہوتا ہے نہ کہ ایک وقت کیلئے اس کا حاصل کرلینا۔ کیونکہ وقتی جوش تو شریر سے شریر انسان کو بھی اپنے مذہب کی حمایت میں آجاتا ہے چنانچہ اخباروں میں ایسے واقعات چھپتے رہتے ہیں۔ مثلاً دیانند کالج اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں میں پیچ ہوا تو موچی دروازہ کے گنڈے لٹھ لیکر آگئے کہ مسلمان اور آریوں کا مقابلہ ہے ہمیں مسلمانوں کی ہمدردی کرنی چاہیئے اس نظارہ کو دیکھ کر نہیں کہہ سکتے کہ ان میں اسلامی جوش ہے کیونکہ ایک نظارہ کی وجہ سے ان میں وقتی جوش نظر آتا ہے اور حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ اصل ہمت اور جوش سے کام کرنیوالا وہ انسان ہوتا ہے جو کبھی تھکتا نہیں۔ خواہ کتنا ہی مشکل کام اسے پیش آئے۔ اور کتنا ہی لمبا عرصہ اس کے کرنے میں لگے لیکن وہ جو ایک وقت خواہ کتنا ہی جوش دکھائے۔ اس کا جوش جھاگ کیطرح بیٹھ جاتا ہے۔ اس لئے کبھی اس قسم کا انسان کامیاب نہیں ہوسکتا جتنے انسان کامیاب ہوتے ہیں اور جتنی قومیں ترقی کرتی ہیں وہ وہی ہوتی ہیں جنکی ہمت اور جوش نے وقت کو نہیں دیکھا۔ خواہ دس برس لگیں۔ یا بیس تیس یا چالیس پچاس۔ جب

ان کا مدعا حاصل نہ ہو۔ جیسے ٹرین نہیں۔ یہ نہیں کہ ان میں وقتی جوش پیدا ہو گیا ہو۔ بعض لوگ وقتی جوش سے کوئی اچھا کام کر لیتے ہیں لیکن گھر آ کر پچھتاتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ کسی جلسہ میں دوسروں کو دیکھ کر خود بھی چندہ دے دیتے ہیں مگر گھر آ کر پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چندہ نہ دیتے یا تھوڑا دیا ہوتا یا اس سے کم دیتے تو اچھا ہوتا۔ اس طرح جو ثواب انہیں ہوتا ہو تا وہ بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

اسلام کس طرف بلاتا ہے

اسلام جس طرف بلاتا ہے وہ وقتی جوش کا کام نہیں بلکہ موت تک انسان کو قربانی کے لئے بلاتا ہے۔ اس لئے مومن پر کوئی وقت ایسا نہیں آتا۔ کہ اسے قربانی کے لئے نہ بلایا جائے۔ ہر حالت اور ہر وقت میں آسمانی آواز اسے پکار پکار کر کہتی ہے کہ ابھی بڑا کام ہے تو بے جوش سے لگے رہو۔

جماعت احمدیہ کا کام

ہماری جماعت نے جو کام شروع کئے ہیں انکے کرنے میں بعض آدمی گھبرا جاتے ہیں کہ کیا ہم ہمیشہ ہی یہ کام کرتے رہینگے ایسے نادان نہیں جانتے کہ انہیں نفس دھوکہ دے رہا ہے یہ کام کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کو یہ مدنظر نہیں کہ کسی کا روپیہ خرچ کرا دے۔ اور نہ یہ مدنظر ہے کہ کسی کا وطن چھڑا کر دوسرے ممالک کی سیر و تفریح کرا دے۔ اور نہ اسے یہ منظور ہے کہ وقت خرچ کر کے انہیں بٹھائیں۔ بلکہ وہ تو تم میں ایک ایسی طاقت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ انسان کسی روک اور کسی مشکل کو خدا تعالیٰ کے لئے برداشت کرنے میں ہچکچائے نہیں۔ اور اسکے لئے کسی وقت دشمن کے مقابلہ سے نہ ہٹے۔ بلکہ ہر وقت ہتھیار تیز رکھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ایک دشمن سے اس کا مقابلہ ہے وہ دشمن خواہ اپنا ہی نفس ہو یا دوسرے انسان یا شیطان ہو۔ ہر وقت اس کے سر پر موجود ہے۔

ہم اور ہمارا کام

ہمارے لئے جو کام ہے۔ یعنی صداقت اسلام کو پھیلانا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ نہ کوئی مٹھائی ہے کہ اٹھائی۔ اور کھالی۔ نہ کوئی کپڑا ہے کہ لیا اور پہن لیا۔ اس لئے یہ وقتی جوش کا کام نہیں بلکہ حقیقی جوش رکھنے والی جماعت کا کام ہے۔ کیونکہ تمام دنیا کی اصلاح کا ایسا فرض ہے جسکے خلاف ساری دنیا زور لگا رہی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ چند مست ہاتھی چھوڑ کر ایک بچہ کو کہا جائے کہ ان کو پکڑو۔ جانتے ہو اس بچہ کو کس قدر احتیاط کی ضرورت ہوگی۔ پس وہ مست ہاتھی جنہیں بڑے بڑے تجربہ کار مہاوت کام نہیں کر سکے۔ انکے درمیان ہماری جماعت کو چھوڑ دیا گیا ہے جو بچہ کی طرح ہے اور مخالف لوگ مست ہاتھیوں کی طرح۔ جو ہیبوتی آزادی کو آزادی سمجھ کر خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری سے نکلے جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہیں اصل آزادی کی طرف لانا چاہتا ہے اسے کچل دیں۔

ہماری مشکلات

آپ لوگ جانتے ہیں کہ جہاں بعض کا یہ خیال ہو کہ مجھے زہر پلایا جا رہا ہے وہاں ڈاکٹر کو کیسی دقت پیش آتی ہے۔ بہت ہی زور رہو تو دوائی پلائی جاتی ہے۔ ایک تو وہ مریض ہے جو سمجھے کہ میرا علاج ہو رہا ہے۔ وہ بھی دوائی پینے سے منہ بناتا۔ ناک بھوں چڑھاتا اور کہتا ہے یہ دوائی بے مزا ہے پینے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن ایک ایسا مریض ہے جسکو یہ یقین ہو کہ وہ دوائی جو آگے میرے لئے مصیبت کا موجب ہو رہا ہے دوائی پینے سے دگنا ہو جائے گا یا اس دوائی کے حلق سے اترتے ہی جان نکل جائیگی تو بتاؤ کہ وہ مریض کس شدت سے ڈاکٹر کا مقابلہ کرے گا۔ ایسے موقع کے لئے بڑا باہمت اور استقلال والا اور دلیر ڈاکٹر چاہیئے جو طرح طرح سے بہلا کر اور نرم کر کے دوائی پلائے۔ پس ہمارے سپرد بھی جو مریض ہیں وہ بھی سمجھتے ہیں کہ ہمیں زہر دیا جائے گا وہ مسیح موعود جو دنیا کو ہدایت کی طرف بلانے کے لئے آیا تھا اس کا ذکر انکے سامنے کرو۔ تو وہ پتھر مارنے لگ جائینگے۔ وہ مسیح موعود جو دنیا کے آرام کا باعث تھا اسے دکھ کا باعث سمجھ رہے ہیں وہ مسیح موعود جو سچائی کی طرف بلانے آیا تھا دنیا کو یقین ہے کہ وہ جھوٹ کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ مسیح جو شیطان کے پنجہ سے آزاد کرنے آیا تھا۔ دنیا سمجھ رہی ہے کہ اپنی غلامی میں جکڑنے کے لئے آیا۔ اور دنیاوی عزت کے لئے لوگوں کو غلام بنانا ہے وہ مسیح جو خدا سے تعلق قائم کرانے کے لئے آیا تھا۔ دنیا کو یقین ہے کہ وہ خدا سے دور کرنے آیا ہے۔ پس ایسی صورت میں اگر ان کو سمجھایا جائے۔ تو وہ مخالفت میں سارا زور لگاتے ہیں اور برداشت نہیں کرتے کہ ہمارا نسخہ استعمال کریں۔ ایسے موقع پر ہمیں کسی معمولی نہیں بلکہ بڑے بھاری استقلال کی ضرورت ہے۔

دینی کام ختم نہیں ہوتے

پھر اگر کسی ڈاکٹر کے پاس ایک دو مریض ہوں تو وہ خیال کر سکتا ہے کہ دو گھنٹہ یا چار گھنٹہ کام کر کے فرصت ہو جائیگی لیکن جہاں کروڑوں مریض ہوں۔ ایسے موقع پر یہ خیال کرنا نادانی ہوگی کہ ہمارا کام ایک یا دو دن کا ہے کیونکہ یہ اصل میں صدیوں کا کام ہے اور اسکے لئے نسلیں در نسلیں آئینگی۔ اور انکے ہاتھ خالی ہونگے۔ کام زیادہ ہوگا۔ اور آدمی تھوڑے۔ کیونکہ دینی کام تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی قوم یہ سمجھ لے کہ اب میرا کام ختم ہو گیا ہے۔ اسی وقت اسکے افراد جو بمنزلہ ڈاکٹر کے ہوتے ہیں مریض ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ ایسا مرض ہے کہ جب ڈاکٹر یہ سمجھ لیں کہ اب کوئی مریض نہیں۔ تو وہی مرض ڈاکٹروں کو لگ جاتا ہے۔ پھر آسمان سے ڈاکٹر آ کر ایک مدرسہ قائم کرتا ہے۔ اور ہمیں ایسے ڈاکٹر تیار کرتا ہے۔ جو دنیا میں مریضوں کے علاج میں لگ جاتے ہیں اس پر صدیوں کی صدیاں گذر جاتی ہیں۔ اور وہ فارغ نہیں ہوتے حتیٰ کہ بعض لوگ علم ڈاکٹری کو بھول جاتے ہیں۔ اس لئے وہ بیمار بن جاتے ہیں۔ اور ایسے مریض کہ لوگ ان پر ہنستے ہیں جیسے آجکل یورپ کے لوگ مسلمانوں پر ہنس رہے ہیں۔ غرض یہ مقابلہ کوئی چھوٹا سا مقابلہ نہیں بلکہ بہت بڑی قربانی چاہتا ہے۔ جب کوئی انسان اس کو ہاتھ میں لے۔ تو سمجھ لے کہ مرتے دم تک ایسا کوئی وقت نہیں آئے گا کہ میں اس سے فارغ ہو سکوں۔ پس ہماری جماعت کے لئے جس نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے بہت بڑی ہمت۔ عملی طاقت۔ اور استقلال کی ضرورت ہے اور جبتک ہم خاص جوش اور استقلال سے کام نہ کرینگے۔ کامیابی کہاں ہو سکتی ہے۔ ہم سے پہلی جماعتوں نے یہ کام کیا۔ اور ایسا کیا کہ دن رات ایک کر دیا۔ تب جا کر انہیں کامیابی ہوئی۔

مومن کے کام

یہ آیتیں جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے کچھ کام فرمائے ہیں۔ ایک طرف تو یہ فرمایا۔ کہ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی جو باتیں لوگوں کی نظروں سے غائب اور دنیا سے پوشیدہ ہوتی ہیں۔ ان پر ان کو ایمان اور یقین ہو جاتا ہے۔ جس طرح کوئی ڈاکٹر خوردبین سے باریک چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح وہ چیزیں جو لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہیں۔ مثلاً ہستی باری تعالیٰ۔ ملائکہ متقی لوگ ان سے اچھی طرح آگاہ ہو جاتے ہیں اور انہیں انکے متعلق تسلی حاصل ہو جاتی ہے نیز وہ باتیں جو لوگوں پر پوشیدہ ہوتی ہیں انپر اللہ تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے جنپر انہیں ایمان حاصل ہو جاتا ہے۔

ایمان کامل

کامل ایمان کا حاصل ہونا بڑی خوبی کی بات

یہ ہر ایک کو کہاں نصیب ہوتا ہے۔ بظاہر خدا کو ماننے والے لاکھوں اور کروڑوں ہیں لیکن اگر خدا کی ہستی کے متعلق کرید کی جائے تو اکثر دہریے نکلیں گے اور بہت ایسے ہونگے جنہیں ایمان ہی نہیں +

عبادت میں دوام

پھر فرماتا ہے وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وہ ایک دو وقت کی نمازیں نہیں پڑھتے بلکہ ہر وقت اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ جب انکی نظر اتنی وسیع ہو جاتی ہے کہ غیب پر انہیں ایمان حاصل ہو جاتا ہے۔ تو نمازیں قائم کرتے ہیں اور ان پر دوام اختیار کرتے ہیں۔ "اقامت" کسی چیز کو قائم کرنا اور اس پر دوام رہنا ہے یُقِیْمُوْنَ کے معنے نماز کو ہمیشہ قائم رکھتے ہیں۔ اسکے معنے نماز کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھنا اور کوئی نقص اور کمزوری نہ کرنا بھی ہیں یعنی وہ نمازوں کو اس طرح پر ادا کرتے ہیں۔ کہ کوئی کمزوری نہیں رہنے دیتے یعنی نماز کے ظاہری اور باطنی شرائط کو پورا کرتے ہیں +

صدقہ دینا

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں پہلے ان کا ایمان کامل ہوتا ہے پھر وہ خدا کی عبادتوں میں مشغول ہوتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے بندوں سے نیک سلوک کرنے لگتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس چیز سے انسان کو محبت ہوتی ہے اس سے اور جتنی چیزیں تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں۔ ان سے بھی اسکو محبت ہو جاتی ہے کہتے ہیں مجنوں کی گلی سے گذر رہا تھا کہ اسے لیلیٰ کا کتا نظر آیا۔ وہ اسے پیار کرنے لگ گیا بلکہ یہ ایک سچی بات ہے۔ کہ جس چیز کی عزت انسان کے دل میں ہوتی ہے اس سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کی وہ عزت کرتا ہے۔ دیکھ لو جس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ تو لوگ جبہ پہنتے اور عربی و فارسی پڑھتے تھے۔ لیکن اب اگر کوئی جبہ پہنے تو لوگ ہنسیں کہ یہ بھی کوئی لباس ہے اور عربی و فارسی کو تو لغو کہتے ہی ہیں۔ انکی بجائے انگریزی پڑھنے پر زور ہے پس جب اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے تو ساتھ ہی اس کی مخلوق کے ساتھ بھی تعلق ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ خدا کے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔ اور محتاج اور غریب لوگوں سے حسن سلوک کرتے ہیں +

آنحضرت صلعم پر ایمان

پھر وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ آنحضرتؐ پر جو کلام نازل ہوا۔ اس پر ایمان لاتے ہیں پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں سے تعلق رکھنے کا ذکر تھا۔ اس پر یہ سوال ہو سکتا تھا کہ کس طرح عمل کیا جائے؟ اس سوال کا جواب سوائے اسکے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ آنحضرت صلعم جو تعلیم لائے اس پر عمل کرو۔ اس لئے يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ اور يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ کیونکہ جب کوئی سچے دل سے ہستی باری تعالیٰ پر ایمان لے آئیگا۔ اور اسکی عبادت کو اپنی عادت میں داخل کرے گا اور خدا کی مخلوق سے نیک سلوک کریگا تو فوراً اس بات کا بھی اقرار کرے گا کہ میری عقل ایسی نہیں جو ہر بات کی تہ تک پہنچ جائے اس لئے کسی رستہ بتلانے والے کی ضرورت ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی ہو نہیں سکتا +

گذشتہ انبیا پر ایمان

پھر مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ماننا ضروری ہے کہ اور نبیوں کو بھی مانا جائے کیونکہ ایک سچائی دوسری سچائی کو قبول کرنے کے لئے بہت مدد کرتی ہے۔ جیسا کہ آپ پر جو کلام اترا اسکو مانکر اور نبیوں کا ماننا بھی ضروری ہوتا ہے مثلاً ایک ہندو جو حضرت موسیٰ۔ عیسیٰ۔ ابراہیم (علیہم السلام) کو جھوٹا کہتا ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان لاتا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی مان لیتا ہے کہ یہ سب خدا کے سچے رسول تھے +

آئندہ آنیوالے کلام پر ایمان

پھر وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ جب پہلے کلاموں پر یقین ہو جائے تو یقیناً اس بات کو بھی ماننا پڑتا ہے کہ خدا کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی۔ جس طرح وہ پہلے کلام کرتا تھا۔ ویسے ہی اب بھی کرتا ہے اس طرح آنے والے کلام پر یقین حاصل ہو جاتا ہے +

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قوم نبی کی تعلیم کو قبول کرتی وہ برباد ہو گئی وہ وہی ہوتی ہے جس نے یہ کہا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن پہلی کتابوں پر ایمان لانے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آنے والے کلام پر بھی ایمان لایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پہلے ہی کہدیا۔ کہ قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ یہ تو کہو کہ رسول اللہ انبیاء کے خاتم ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ آپ پر ایمان لانے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ خدا جو ہمیشہ سے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے نبی بھیجتا آیا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ کسی کو نبوت کے قابل سمجھ کر اس پر فائز نہ کرے۔ اور آئندہ کے لئے کلام کرنا بند کر دے۔ پس اگر پچھلی کلام پر یقین آ جائے تو آئندہ پر ضرور ایمان حاصل ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

وحی الٰہی سے مشرف ہونا

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ (آہ) وہ لوگ ہیں جو سچی ہدایت پر ہیں انکے سوا اور کوئی نہیں۔ اور صرف یہی وہ ہدایت ہے جو انسان کو کامیاب کر دیتی ہے کیونکہ جب یہ یقین ہو جائے کہ خدا کی طرف سے کلام نازل ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ یہ انعام دے سکتا ہے تو انسان محنت بھی کرے گا۔ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کے آپ یہ معنے فرماتے کہ متقی وہ ہوتا ہے جو ایک حد تک کوشش کرے اور مدارج شریعت احکام کو پورا کرے۔ ہدًی للمتقین سے یہ مطلب ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ متقی سے بڑھا کر اوپر کے درجہ پر لے جاتا ہے۔ درمتقی سے جدید درجہ ہوتا ہے کہ خدا اس سے کلام کرتا ہے۔ یعنی وحی کا دروازہ اس پر کھولا جاتا ہے۔ جب انسان کو یہ یقین ہو جائے کہ وحی کا دروازہ کھولا جائے گا۔ تو وہ کوشش بھی کرے گا۔ اور جسکو یہ امید ہی نہ ہو۔ وہ نہیں کرے گا مثلاً ایک آدمی کو یقین ہو کہ فلاں مکان پر فلاں چیز ہوگی۔ تو وہ وہاں جائے گا۔ لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ نہیں ہوگی تو نہیں جائے گا +

شریعت کے احکام دوامی ہیں

متقی کے واسطے یہ باتیں ہیں اور ایسی ہیں کہ ایک دم کے لئے اگر ان کو کوئی چھوڑ دے تو جھٹ اس کا ایمان گر جاتا ہے۔ کوئی کہے کہ اب ان کی ضرورت نہیں تو خدا تعالیٰ سے دور کیا جائے گا۔ نماز اور صدقہ کو چھوڑنے سے پہلی حالت قائم نہ رہے گی۔ قرآن پر ایمان نہ لانے سے ذلیل ہو جائے گا۔ کیونکہ شریعت کے جتنے احکام ہیں وہ ایسے ہیں جو سب انسانوں سے ہر وقت تعلق رکھتے ہیں اور بار بار کئے جاتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ کامیاب وہ انسان ہو سکتا ہے جو ہر وقت لگا رہے مسلمانوں کی نمازیں ایسی نہیں کہ ایک دو پڑھ کر چھوڑ دیں۔ صدقہ و خیرات ایسا نہیں کہ ایک دو دفعہ کیا اور پھر چھوڑ دیا۔ بلکہ جس دن سے کوئی مسلمان ہوتا ہے

[illegible] اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

[illegible] نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

مضامین [illegible] اور [illegible] باقی تمام خط و کتابت بنام قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے ساتروپے

الفضل

آخری زمانہ میں ایک شخص کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ۹۵)

جلد ۳	۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء	یکشنبہ	مطابق یکم ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ	نمبر ۳۵

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت اقدس ایدہ اللہ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے خاندان نبوت بھی سب طرح سے خیریت ہے۔

۷ ستمبر کو میر قاسم علی صاحب نے سرائوں والے جلسہ کی کارروائی مسجد اقصیٰ میں سنائی۔

۸ ستمبر کو دفتر میگزین میں لوکل کمیٹی کا جلسہ ہوا جسمیں سنٹرل انجمن کے بجٹ سال ۱۵-۱۶ پر بحث کی گئی اسکے متعلق ہم انشاء اللہ پھر لکھیں گے۔

۹ ستمبر کو میر قاسم علی صاحب و مولانا مولوی سرور شاہ صاحب و مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی جہلم سے بتقریب شادی ماسٹر علی محمد صاحب مولوی عبدالرحمن صاحب مسلم قادیانی و مولوی فیض الدین صاحب کے ساتھ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔

آمد و رفتاں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء سیالکوٹ

اخبار احمدیہ

کنانور (مالابار) کے علاوہ تین ہزار موپلوں کے سلسلہ حقہ میں داخل ہونیکی جو خبر کسی گزشتہ اشاعت میں بحوالہ پایونیر درج ہوئی تھی اسکے متعلق بعض احباب تجسس کرتے ہیں کہ آیا یہ اب احمدی بنے ہیں یا نئے پرانے سب اسمیں شامل ہیں ؟ ہمارا خیال ہے یہ کل تعداد ہوگی اور پایونیر جیسے مستند نیم سرکاری اخبار نے کسی قابل اعتماد شمار و اعداد کی بنا پر اسے شائع کیا ہوگا۔ لیکن ہمارے احباب کو اس کرید کی کیا ضرورت ہے ؟ ہم تو اسے بہرحال نہایت ہی شکر کا مقام سمجھتے ہیں کہ ایسے دور افتادہ حصہ ملک میں بلا خاص وسائل تبلیغ اختیار کئے اللہ تعالیٰ نے فضل سے دلوں کو حق کیطرف پھیر دیا پھر بیکر موپلا جیسی قوم کو جو سرحدی پٹھانوں کیطرح جنگجو مشہور ہے اللہ تعالیٰ نے شہزادہ امن (مسیح موعود) کی غلامی و متابعت کی توفیق بخشی جنکی تعلیم بیعت میں ایک یہ امر بھی

شرط یہی ہے کہ امن پسندی صلح جوئی اور سلطنت انگلشیہ کی خیر خواہی و وفاداری کو اپنا فرض سمجھا جائے جسکے زیر سایہ ہمارا سلسلہ خدا کے فضل سے مختلف اطراف میں امن و آزادی سے دین کی تبلیغ و اشاعت کر رہا ہے۔ فالحمدللہ

چوہدری حاکم علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ پچھلے دنوں میں ایک پیغامی سے ملا اسکا حال دیکھکر مجھے بہت عبرت ہوئی اسکی دینی حالت حد درجہ کی گر گئی ہے۔ صوم و صلوٰۃ کا چنداں پابند نہیں تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ خلافت حقہ کی مخالفت کا نتیجہ ہے تم جلد توبہ اور حضرت میاں صاحب (ایدہ اللہ) کی بیعت کرو۔ میرے سمجھانے سے بفضل خدا اب وہ کچھ نرم ہو گیا ہے اور قادیان جلد آ کر حضرت صاحب سے معافی مانگنے اور دعا کی درخواست کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔

ایک دوست نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ میری بیوی نے حضرت مسیح موعود کی نیاز مانی تھی جیسے کہ اولیاء وغیرہ کی نیاز مانی جاتی

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

پشاور سے اخویم مکرم قاضی محمد یوسف خانصاحب تحریر فرماتے ہیں میری ہمشیرہ جسکو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت پیار اور عقیدت تھا اور سلسلہ کی کتب کا اکثر مطالعہ کیا کرتی اور گھر میں دوسروں کو سنایا کرتی تھی ۳۰ برس کی عمر میں فوت ہوگئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہماری ایک ہی ہمشیرہ تھی جس کی وفات کا ہمیں نہایت رنج ہوا۔ مگر چونکہ اس نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔ اس وجہ سے ہم دونوں بھائی شریک جنازہ نہ ہوئے۔ پھر قاضی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ عید کے دن مولوی غلام حسن خانصاحب نے وعظ کیا اور اس میں فرمایا کہ حضرت میاں صاحب اور ہمارے درمیان جزوی اختلاف ہے۔ اس اختلاف کے سبب اخلاق کو ہاتھ سے نہ دو۔ مگر افسوس کہ اکثر سامعین آپکے ایسے مواعظ کو ٹال دیتے ہیں۔ اور اس طرف توجہ نہیں کرتے۔

کچھور کی کچھ (وزیرستان) سے محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں کہ میں اپنے علم و فہم کے مطابق بفضل اللہ تبلیغ احمدیت کرتا رہتا ہوں۔ یہاں پر اکثر پٹھان لوگ حضرت اقدس کو جانتے ہیں اور چونکہ یہ لوگ اکثر بے علم ہوتے ہیں۔ اس لئے اپنے عقائد کو جلدی نہیں چھوڑتے اللہ تعالےٰ انہیں قبول حق کی توفیق دے۔ آج کل میں ایک تکلیف میں ہوں احباب میرے حق میں دعا کریں۔

تہال سے منشی محمد الدین صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں پر ایک جلسہ ہوا تھا جس کی وجہ سے سخت مخالفت ہو رہی ہے طلبا مدرسہ میں آنے سے بند ہوگئے ہیں بندہ اپنے ناقص علم و فہم کے مطابق تبلیغ کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں سمجھ دے کہ حق قبول کریں۔

بھاگلپور سے برادر نور الحسن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ برکات خلافت کا اثر جو احمدی احباب پر ہوا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ طالبان حق میں سے بعض مان چکے ہیں۔ اور بعض ماننے کے قریب ہیں یہاں ایک مباحثہ میں بعض مخالفین نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی شان میں سخت کلامی کی تھی خدائے غیور نے فوراً قہر کا نمونہ انہیں دکھایا۔ اور انہیں ذلیل و خوار کیا ہے۔ مخالفین کو چاہیئے کہ ان واقعات سے سبق عبرت لیں اور خدا سے ڈریں۔ پھر لکھتے ہیں کہ ارادہ ہے ایک مستقل آدمی تبلیغ کے لئے مقرر کیا جائے جو علاوہ [illegible]

خبریں

جنگ

شملہ ۷ ستمبر صاحب وزیر ہند کے پیام برقی بنام حضور وائسرائے مورخہ ۵ ستمبر کا خلاصہ یہ ہے:

روسی پسپائی جاری ہے گو دشمن کی پیشقدمی کا ہر مقام پر سختی سے مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ ایک روسی مراسلہ کا بیان ہے کہ روسیوں نے خلیج ریگا کے مدخل سے غنیم کو بھگا دیا۔ جرمن تنگ ہو آئے ہیں۔ اس وجہ سے روسیوں کے واسطے ضروری ہوگیا کہ مقام لینیڈن کے قریب دریائے ڈوینا کے دائیں کنارے کی طرف لوٹ جائیں۔ اور ۳ ستمبر کو فریڈرکسٹاٹ سے ان کی واپسی کا سبب یہ ہوا کہ دشمن کے توپخانہ نے ڈوینا کے پل کو آگ لگا دی تھی۔ علاقہ ریگا اور جیکب سٹاٹ میں جرمن روسی پیش قدمی کو مستر لزل کرنے کی غرض سے خود ہی رکے رہے۔ مگر ولینا کی طرف روسی انہیں پرانے مورچوں میں روکے ہوئے ہیں ولینا اور گراڈنو کے درمیان بعض مشکلات میں پھنسکر روسیوں کو دشمن کی سفاکی سے کچھ گزند پہنچا مگر آگے بڑھنے سے خدشہ تھا کہ ان کی واپسی کا راستہ نہ کاٹ دے نمن کے محاذ پر بیاکارٹسز کا کے قریب روسیوں نے غنیم کے کئی حملے پسپا کئے جس سے پیچھے انہیں دلکہ ولسیک کی جانب ہٹا دیا۔

مغربی خط مصاف کی خبروں سے معلوم ہوا کہ فرانسیسیوں نے جو پچھلے ہفتہ ہوا تھا میں لگاتار گولہ باری کی اس سے جرمنوں کو فکر دامنگیر ہوئی ہے۔ اور اس کے جواب میں وہ بھی تمام لائن پر گولے برساتے رہے۔ فرنچ باتری نے ہیلاس کے مقابلہ میں کارگر آتشباری کی۔ شامپین اور واسگس میں طرفین کی توپیں بڑی چستی سے مصروف پیکار ہیں جرمن لمبارڈ تے بھی دو بار حملہ کیا مگر صرف دو آدمی مارے گئے علاقہ نیو پورٹ میں فرنچ توپخانہ اور برٹش جہازوں نے ملکر جرمن توپخانہ ساحل پر گولہ باری کی اور اس کے شمال اور جنوب میں بھی شدید گولہ باری چلی ادھر کی توپوں نے دشمن کو نقصان عظیم پہنچایا آرگون وموز اور موسل میں جو توپ چلی کا مقابلہ ہوا ایسے فرنچ مراسلہ سرکاری ایچ بلے مفید تار [illegible] لندن سے ستمبر

کی تاریخ [illegible] تک تمام سلسلہ پر گولہ باری کی۔

دریائے [illegible] سرویں [illegible] ایک جنگ عظیم جاری ہے۔ جرمن مراسلہ میں اعتراف کیا گیا ہے [illegible] مقابلہ کر رہے ہیں۔ روسی بیان ہے کہ ایک میدان میں ان کے رسالہ نے بے در پے حملے کرکے دشمن کو بھگا دیا اور ۱۴ جرمن گرفتار کئے۔

زار روس نے ایک جنگی فرمان نافذ کرکے افواج بری و بحری کی اعلیٰ کمان افسری کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ تمام سپاہ کو طلب کیا اور ان سے حلف لے کر جب تک فتح نہ ہو وفاداری جان نثاری دکھلائینگے۔ گرانڈ ڈیوک نکولس اب کے ایڈیکانگ ہو گئے۔ زار نے انکو علاقہ قاف کا وائسرائے اور کمانڈر انچیف بھی مقرر کر دیا ہے اور ان کی نمایاں افواج کی ابتک کی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ زار نے پریذیڈنٹ جمہوریہ فرانس کو بھی بذریعہ تار اس کی اطلاع دیدی ہے اور وہاں سے یہ مناسب موقعہ بہت! فرا جواب آگیا ہے

اعلیٰحضرت ملک معظم جارج پنجم نے بھی خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ ہمیں روسی مردان خبردے سے دلی ہمدردی ہے اور ہم ان کے شجاعانہ کارناموں کے مداح ہیں۔ روسی افواج کے ہر جوان کو شاباش پہنچا دی جائے۔

ہوائی تاخت کی پھر خبر ہے۔ دشمن کا زیپلین ۷ ستمبر کی شب کو مشرقی اضلاع دبرطانیہ کی طرف منڈلاتا رہا۔ کچھ بم بھی گرائے۔ چند جگہ آتشزدگی اور نقصان جانی بھی ہوا مگر تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے۔

برٹش بحری طاقت کی کارگزاری کا لوہا جرمن بھی اعتراف کرنے لگے ہیں۔ گیلی پولی میں ہماری بری سپاہ نے جو دلیری مردانگی دکھائی اس کے بھی با وجود ناخواستہ قائل ہو رہے ہیں چنانچہ ان کے وہی اخبار جو برطانیہ کی بدگوئی کے لئے وقف تھے۔ اب مانتے ہیں کہ طاقتی ہسپانیائی [illegible] اور انڈین افواج نے بڑی بہادری و جانبازی دکھلائی

مصر میں [illegible] عظیم دقتی پاشا اپنی بگھی میں جا رہے تھے کہ ایک شخص نے پستول چلایا۔ مگر خالی گیا مجرم وہیں کا ملازم ہے۔ وجہ حملہ نامعلوم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء

مولوی ثناء اللہ کی اہانت

ہم نے کسی گذشتہ اشاعت میں مباحثہ جبل پور کے متعلق جسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب کو آریوں کے مقابلہ میں زک اٹھانی پڑی ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اہانت کرنے کی وجہ سے ذلت نصیب ہوئی ہے کیونکہ آپ کی نسبت خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب چند باتیں لکھتے ہیں جنہیں ہم آگے چلکر نقل کریںگے اور ساتھ کے ساتھ جواب بھی دیتے جائینگے۔ انشاء اللہ۔ لیکن مولوی صاحب زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ الفضل نے آریہ اور نیم آریہ کی شہادت پر مسلمانوں کی اور خصوصاً میری شکست کا فیصلہ کردیا۔ ہم مولوی صاحب کو مطلع کرتے ہیں کہ آپکا نقصان کھاکر اور اسلام کو پیش کرکے شکست کھانا چونکہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت تھا۔ اس لئے ہم نے آپکی اور آپکے ساتھی تمام مسلمانوں کی دل شکنی کو نظر انداز کرتے ہوئے اصل بات کو پیش کردیا۔ آپ ہی خیال فرمایئے کہ اگر آپ اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو لیکر آریوں سے مقابلہ کرتے اور ہار جاتے تب تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ چونکہ یہ مذہب ہی جھوٹا ہے اس لئے شکست ہوئی۔ ورنہ مولوی صاحب کی قابلیت میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب آپ نے اسلام کو پیش کرکے شکست کھائی ہے تو یہ تو معاذ اللہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ اسلام جھوٹا ہے۔ اس لئے یہی کہا جائیگا کہ حضرت مسیح موعود کی اہانت کرنے کے جرم میں آپ کو یہ ذلت نصیب ہوئی۔ اسکے سوا آپکے زک اٹھانے کی اور کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ پس ایسے بین نشان کو ہم کس طرح بدوں ذکر کئے چھوڑ سکتے تھے +

اب اپنی باتوں کا مختصر سا جواب سن لیجئے۔

(۱) "ثناء اللہ تو مباحثہ میں اس لئے ناکام رہا کہ اس نے مرزا صاحب کی کئی دفعہ اہانت کی۔ مگر آریہ کیوں کامیاب ہوئے کیا وہ مرزا صاحب کی اہانت کی بجائے اعانت کرتے تھے؟"

ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کسریٰ کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اپنے بیٹے کے ہاتھ سے مارا جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے یا نہیں اور اس طرح کسریٰ کے قتل کی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں مگر اس سے آنحضرت کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور واقعہ میں آپکی پیشگوئی پوری ہوئی۔ تو کیا کسریٰ کا بیٹا آنحضرت صلعم کا اپنے تعلق سے معاون ہوا یا نہیں۔ پس اگر کسریٰ کے بیٹے کا اپنے باپ کو قتل کرنا آنحضرت صلعم کی صداقت اور پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذریعہ ہے تو آپکا آریوں سے زک اٹھاکر ذلیل ہونا کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپکی پیشگوئی انی مھین من اراد اھانتک کی صداقت کا ثبوت نہیں۔ ذرا سوچکر جواب دیجئے۔ پھر کیا بغداد کے مسلمانوں [illegible] ہلاکو خان نے نہیں کیا تھا جو ایک کافر قوم کا سردار تھا [illegible] بذریعہ مسلمانوں کو ہزیمت نہیں ہوئی تھی۔ غور کیجئے

(۲) "جلالپور کے مباحثہ میں مرزا صاحب کی اہانت کا قصہ تھا یا جبل پور میں؟ وہاں کون کامیاب ہوا تھا" +

مباحثہ رامپور میں بھی لفظ بلفظ اور [illegible] سے خالی اصحاب بصیرت کے نزدیک ہماری فتح ہوئی تھی اور آپ کی شکست۔ لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ بے جا رو رعایت بطفیل آپ کو وہاں بزعم خود کامیابی ہوئی۔ تو بھی اس الہام کی صداقت میں کوئی نقص نہیں آتا کیونکہ اسمیں یہ کہاں ہے کہ اہانت کرنیوالے کی کبھی اعانت نہیں ہوگی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اہانت کرنے والے کی اہانت ہوگی۔ پس اب جب آپکی جبل پور میں اہانت ہوئی تو اس نے اس الہام کی تصدیق کردی۔ پھر کیا آپکو معلوم نہیں کہ ابوجہل کو آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں راحت اور خوشی بھی ہوا کرتی تھی۔ لیکن اسکی ذلت کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جو پیشگوئی تھی وہ اس کے منافی نہیں تھی +

(۳) "لدھیانہ میں جو مباحثہ ہوا تھا جسمیں ۳۰۰ روپیہ انعام تھا۔ اس میں کون فریق مرزا کی اعانت پر اور کون اہانت پر تھا پھر وہاں کیا ہوا؟"

مباحثہ لدھیانہ کے متعلق جو روئداد چھپی ہے اس کے پڑھنے سے ہر ایک وہ انسان جو تھوڑی سی بھی عقل رکھتا ہو آسانی سے پتہ لگا سکتا ہے کہ کامیابی کس کو ہوئی؟ لیکن اگر ایک ایسے شخص کے فیصلہ کی رو سے جو اپنے آپ کو فیصلہ لکھنے میں ایک بچہ کی طرح سمجھتا ہے۔ آپکی کامیابی مان بھی لی جائے۔ (اگرچہ کامیاب بفضل خدا ہم ہی ہیں) تو بھی اس الہام کی صداقت میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا اور نہ ہم میں سے کسی کی اہانت ہو[illegible] کیونکہ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسی کہ جنگ احد میں صحابہؓ کو شکست ہوئی تھی لیکن وہ انکے لئے باعث اہانت نہ تھی ہاں انکی ایک غلطی کا نتیجہ تھی۔ البتہ دوسری جنگوں میں جو انہیں فتوحات حاصل ہوئیں۔ وہ آنحضرت صلعم کی صداقت کا ثبوت نہیں کیونکہ ان کے متعلق پیشگوئیاں تھیں۔ پس جبلپور میں آپ کی ذلت کا ہونا اس لئے مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے کہ اس کے متعلق آپ کی پیشگوئی تھی۔ اور لدھیانہ کے مباحثہ میں آپکا بخیال خود کامیاب ہونا آپکے حق پر ہونے کا اس لئے ثبوت نہیں کہ اسکے متعلق تمہاری طرف سے کوئی پیشگوئی نہ تھی۔ پس "انی مھین من اراد اھانتک" کی صداقت پر جبلپور کے مباحثہ نے صاد کردیا۔ اس لئے ناظرین اصحاب غور کریں اور فائدہ اٹھائیں +

ریویو

مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلی عقاید مسئلہ نبوت کے متعلق

مسئلہ زیر بحث پر ۴۰ صفحے

کا ایک عالمانہ رسالہ ہے جسمیں مولوی فاضل مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے بڑی قابلیت سے ہمارے اور غیر مبایعین کے مابہ النزاع کی پوست کندہ تنقیح کی ہے اس محققانہ تالیف جدید کو اگر سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے پاک ہوکر پڑھا گیا تو امید ہے کہ انشاء اللہ بہت سی سعید روحیں ہماری طرف کھنچ آئینگی۔ اور خلافت حقہ کے حلقہ بگوشوں میں رہنا ہی اپنے لئے باعث نجات سمجھیں گی۔ قیمت صرف ۲ [illegible] انجمن ترقی اسلام قادیان کے دفتر سے ملیگا +

بدر ٹریکٹ سیریز

اخویم مکرم منشی محمد صادق صاحب سابق ایڈیٹر بدر نے یہ مفید سلسلہ جاری کیا ہے تاکہ بدر کی عدم موجودگی میں بھی سلسلہ کی قلمی خدمت غیر موقت ٹریکٹوں کے ذریعہ کچھ نہ کچھ کرتے رہیں۔ پہلا نمبر "پرانے دوستوں کو ایک پیغام" اواخر جولائی میں شائع ہوا تھا۔ دوسرا اب شائع ہونے کو ہے۔ مستقل خریدار

دعوۃ الی الخیر

فرانس میں تبلیغ احمدیت

اگر انسان ان فرائض کی بجا آوری پر کما حقہ متوجہ ہو۔ جو خدا نے اس کے ذمہ لگائے ہیں۔ تو دنیا کی کوئی روک سدِّ راہ نہیں ہو سکتی۔ جہاں اور جس حالت میں بھی کوئی ہو۔ اپنے فرائض سے کم و بیش سبکدوش ہو سکتا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جنہیں ہر طرح کا آرام و آسائش حاصل ہے ہر طرح کی سہولتیں اور سامان میسر ہیں۔ پھر بھی اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ کیونکہ انہیں نور معرفت حاصل نہیں اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے کی بجائے فانی دلبستگیوں کے متوالے ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نے ان غفلتوں کو دور کرنا چاہا۔ اور ہزاروں لاکھوں سعید لوگوں کو ہوشیار کر بھی دیا۔ پر افسوس کہ اب بھی بہت ایسے ہیں جنہوں نے فائدہ نہ اٹھایا۔ خدا تعالیٰ کا وہ برگزیدہ بندہ (علیہ السلام) تو اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ لیکن اپنی مسیحا نفسی سے ایسے انسان چھوڑ گیا۔ جن کے نمونہ کو دیکھکر غافل دنیا بہت کچھ سبق حاصل کر سکتی ہے۔ دین اسلام جو خدا تعالیٰ کا سچا مذہب ہے۔ لوگوں کو اس کی طرف بلائے لیکن جب مسلمان خود ہی چاہ ضلالت میں گرے ہوئے ہیں تو اوروں کو کیا راہ ہدایت دکھا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس فرض کی ادائیگی کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ چونکہ یہ کام اسی جماعت کا ہو سکتا تھا۔ جو خود صراط مستقیم پر قائم ہو۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ایک جماعت قائم کر کے یہ کام اس کے سپرد فرما دیا۔ جو خدا کے فضل و توفیق سے بقدر طاقت و ہمت اس کی انجام دہی میں مشغول ہے اور اس کے افراد عموماً کوئی موقع تبلیغ حق کا خالی نہیں جانے دیتے۔ حتیٰ کہ کٹھن گھڑیوں میں بھی اس سے غافل نہیں ہوتے۔ فالحمدللہ

اس وقت موجودہ جنگ و جدال سے بڑھکر مشغول کار کرنے والا اور کوئی کام نہ ہوگا۔ اور مذا اس کی ہر طرح کی ذمہ داری کسی کو کلام ہے۔ لیکن ہمارے احمدی احباب اس لڑائی میں مشغول ہو کر جہاں تاج برطانیہ کی خدمت بفضل خدا بڑی مستعدی و عمدگی سے بجا لا رہے اور معظم ملک معظم کے ساتھ اپنی دلی وفاداری و خیر سگالی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ وہاں حتی المقدور شہنشاہ حقیقی کا مقرر کردہ فرض تبلیغ ادا کرنے سے بھی غافل نہیں۔ ان احباب کی مساعی جمیلہ کا ذکر خیر جو فرانس میں بغرض جنگ مقیم ہیں ناظرین کرام نے وقتاً فوقتاً پڑھا ہوگا جس سے انکے شوق تبلیغ اور اخلاص کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ واقعہ میں کام ان احباب نے سرانجام کیا ہے خاصکر خویم عبد الرحیم صاحب کلرک ڈاکٹر محمد الدین صاحب اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب جس سرگرمی تن دہی سے دعوۃ الی الخیر کے مبارک کام میں مشغول ہیں وہ اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرانس کی سرزمین میں اپنے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر خیر انہی احباب کے ذریعہ پہنچانا مقدر کر رکھا تھا۔ اور یہ سعادت خاص انہی کا حصہ تھی جس کے لئے خدا تعالیٰ نے خود بخود اسباب مہیا فرما کر انکو وہاں پہنچا دیا۔ ہم اپنے ان معزز و مکرم دوستوں کو اس سعادت کے حاصل ہونے پر مبارکباد دیتے ہیں کیونکہ یہ ایک عظیم الشان انعام الٰہی ہے۔ جو فضل مولا بغیر کسی انسانی سعی و تدبیر سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہی اپنے بندوں میں سے جس سے کوئی خدمت لینا چاہتا ہے اسی کو اس کام پر لگا دیتا ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خدا تعالیٰ انکو اور ان کے دیگر ہمراہیوں کو بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق بخشے اور بامراد کامیاب وطن مالوف میں مع الخیر واپس لائے۔ آمین۔

برادرم عبد الرحیم صاحب نے اپنے تازہ خط میں جو تبلیغی حالات لکھے ہیں ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ تاکہ تمام احمدی دوست بھی اپنے فرانسیسی خادمان دین کی کامیابی اور مع الخیر واپسی کیواسطے درد دل سے دعا کریں۔

آپ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں فرانسیسی زبان میں چھپکر آگئی ہیں۔ ان کی تقسیم کے متعلق دعائیں اور استخارہ کرنے کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے پہلے ہی ایک بات سمجھا دی تھی جس کے مطابق میں ایک فرانسیسی اخبار کے دفتر میں گیا۔ تو وہاں سے مجھے ایک ایڈریس ملا کہ اس پر ۹ اور دس بجے کے درمیان ایڈیٹر اور ایک ممبر سے جن کا نام غلام رضا مرزا ہے۔ ملاقات کرنا۔ میں گھر میں آکر اس پتہ پر اردو میں غلام رضا مرزا کے نام ایک چٹھی لکھی۔ دوسرے دن میں اس مکان کو شام کے وقت دیکھتا آیا۔ اور تیسرے دن ۹ اور دس بجے کے درمیان وقت نکال کر ملاقات کے لئے گیا مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی گفتگو فارسی زبان میں ہوئی۔ جو خدا کے فضل سے میں بھی بول سکتا ہوں۔ اپنے خیالات کا اظہار اچھی طرح فارسی زبان میں کیا گیا۔ میرے پاس فرانسیسی زبان میں ایک کاپی پیشگوئیوں کی اور ٹیچنگز آف اسلام انگریزی میں تھی۔ پیشگوئیوں کی کاپی انکو دی گئی۔ تو پڑھتے پڑھتے جب اس جگہ پہنچے۔ جہاں پر تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد والی الہامی پیشگوئی درج ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں ایران کا ایک شہزادہ ہوں۔ اس واقعہ سے میں خوب واقف ہوں۔ محمد علی شاہ جب وہاں سے نکلا تو مجھے بھی وہاں سے نکلنا پڑا۔ اور گردش ایام نے یورپ پہنچا دیا۔ اور میں یورپ ہی میں جوان ہوا ہوں۔ اس اخبار کے ممبروں کی ایک اچھی خاصی جماعت ہے۔ اور پرچہ سات ہزار روزانہ نکلتا ہے۔ تمام پیشگوئیوں کو پڑھکر انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے دوسرے دوستوں کے مشورہ سے انشاءاللہ کوشش کرونگا۔ کہ اسکو اخبار میں چھاپ دیا جائے۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا۔ کہ پیشگوئیوں کی کاپی کو بطور ضمیمہ اخبار کے ساتھ شائع کیا جائے۔ تو اچھا ہوگا۔ تاکہ وہ الگ کے الگ کسی دوسرے کو بھی دے سکیں۔ اور بہت سے لوگ آگاہ ہو جائیں۔ مگر انہوں نے اس وقت کوئی جواب نہ دیا۔ جمعہ کے روز پانچ بجے شام پھر ملاقات کا وعدہ ہوا۔ انشاءاللہ جاؤنگا۔ پیشگوئیوں کی تین چار سو کاپیاں واپس دونگا۔ کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ پہلے شہر کے پادریوں اور بڑے بڑے آدمیوں میں تقسیم کی جائیں۔ پھر اخبار میں شائع ہوں ٹیچنگز آف اسلام کے فرانسیسی ترجمہ کی بھی ایک کاپی اس نے مانگی ہے اگر اس اخبار کے ذریعہ اشاعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تو امید

نہ یہود بنو نہ عیسائی

توریت اور انجیل کے محاورے میں خدا تعالیٰ کے پیاروں کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ تمام یہود اور عیسائی اس اصطلاح اور اس کے معنی سے بخوبی واقف ہیں۔ عبرانی اور اسرائیلی لٹریچر کے درمیان یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے۔ اسی اصطلاح کے مطابق حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اپنے آپکو خدا کا بیٹا کہا۔ مگر یہودیوں نے اس سے انکار کیا کہ تو خدا کا پیارا نہیں۔ بلکہ (معاذ اللہ) تو ملعون ہے۔ تو ہرگز اللہ کے پاس جانے والا نہیں۔ بلکہ تو جہنم میں گرنے والا ہے۔ تیرے ساتھ خدا کی نصرت نہیں۔ بلکہ خدا نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ تیری اللہ کے حضور میں کوئی عزت اور وجاہت نہیں۔ بلکہ تو کمین اور ذلیل ہے۔ اور یہ خیالات ہیں۔ اس بات کے کہ تو ابن اللہ نہیں۔ جیسا کہ یعقوب اور دیگر معزز لوگ ابن اللہ تھے۔ یہ یہودیوں کے ناپاک گروہ کے خیال تھے۔ جن کی وجہ سے وہ مغضوب علیہم بنے۔ اور الٰہی ناراضگی کے نیچے آ گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حالت سے بچائے۔ لیکن یہود کا کبھی یہ اعتراض نہ تھا کہ تو انسانی بیٹوں کی طرح خدا کا بیٹا نہیں۔ کیونکہ نہ یہود کسی ایسے بیٹے کے منتظر تھے۔ اور نہ یہود میں پہلے کبھی کوئی ایسا بیٹا ہوا۔ اور نہ مسیح ناصری کا یہ دعویٰ تھا۔ بلکہ اس وقت کے یہود اور عیسائی سب جانتے تھے کہ ابن اللہ ایک اصطلاح جائز اور شرعی ہے اور وہ لفظ نبی اللہ کی مترادف ہے۔ پس یہود نے دراصل مسیح کی نبوت کا ہی انکار کیا۔ سو یہود نے بڑی غلطی کھائی لیکن عیسائیوں کا بھی ایک گروہ باوجود حضرت عیسیٰ کا پیرو بننے کے اپنی نادانی اور غلطی سے یہود کے ہم خیال ہوا۔ اور خدا کے مسیح کی تذلیل و تحقیر کرنے لگا انہوں نے یہودیوں کے ہم آہنگ ہو کر تسلیم کیا کہ ٹھیک مسیح کو خدا نے چھوڑ دیا۔ اور وہ ایلی ایلی لما سبقتانی کہتا ہوا مر گیا۔ اور وہ جہنم میں گیا۔ خواہ تین روز کے لئے ہی ہو۔ اور کہ وہ لعنتی ہو گیا۔ اور اگرچہ وہ خدا کا بیٹا تھا۔ مگر خدا نے اس کے ساتھ وہ نصرت اور تائید اور محبت اور پیار کا معاملہ نہ کیا جو خدا نے اپنے پہلے بیٹوں ابراہیم۔ اسرائیل۔ داؤد۔ سلیمان کے ساتھ کیا تھا۔ گویا پہلوں نے جس حقیقت اور کیفیت ابن اللہ کو پایا تھا۔ وہ مسیح ناصری کو نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ وہ صرف نام کا ابن اللہ تھا جس میں کوئی صفت اور غرض اس روحانی اصطلاح کی نہ پائی جاتی تھی۔ یسوع کو مسیح کی مخالفت کرنے میں نہ صرف یہودیوں نے حصہ لیا بلکہ بعض نادان عیسائی بھی انکے ہم خیال ہے۔ [illegible] یہود [illegible] غلطی [illegible] جس کے سر دو یسوع [illegible] بہت [illegible] کام کر رکھے تھے۔ اور مدت سے یسوع کے [illegible] یوسف کہلاتا تھا۔ اور بہت [illegible] چکا تھا۔ ایسی ٹھوکر کھائی کہ جیسے ابن اللہ [illegible] سے صرف جسمانی رشتے پر پیچ ڈالا۔ کہ [illegible] اس دھوکہ میں [illegible] کہ یہ صرف برائے نام ابن اللہ ہے اس میں وہ خوبیاں نہیں پائی جاتیں جو ابن اللہ کی مسلم شدہ اصطلاح کے مطابق پہلوں میں پائی جاتی تھیں۔ یہ ایک بڑی غلطی تھی۔ جو بعض عیسائیوں نے کھائی اور ضالین میں داخل ہوئے۔ اے خدا ہمیں ایسی حالت میں گرنے سے محفوظ رکھ آمین۔ پھر کچھ اور عیسائی اٹھے جنہوں نے یہ غلطی کھائی کہ مسیح اس اصطلاح کے رو سے ابن اللہ نہ تھا جس کے رو سے پہلے لوگ ابن اللہ ہوتے رہے۔ بلکہ مسیح کے واسطے یہ اصطلاح کوئی خاص معنی رکھتی ہے۔ ان لوگوں نے اس اصطلاح کے نئے معنے ایجاد کئے۔ یہ لوگ بھی گمراہی میں داخل ہوئے قرآن شریف نے ان سب کے درمیان فیصلہ کیا۔ اور تصدیق کی کہ مسیح میں وہ سب باتیں پائی جاتی ہیں جو خدا کے پہلے پیاروں میں تھیں۔ وہ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ تھا۔ خدا نے اس کی نصرت کی۔ وہ یہود کے ہاتھ سے نہ مرا۔ خدا نے اسکو وفات دی وہ جہنم میں نہ گیا۔ بلکہ اللہ نے اس کا رفع کیا۔ ساتھ ہی قرآن شریف نے امت محمدیہ مرحومہ کو یہ دعا سکھلائی کہ مسیح کے متعلق افراط اور تفریط سے بچے رہیں۔ اور آنحضرت نے مسیح کی خود تعریف کی کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ اور ابن اللہ کا لفظ جو مشکوک ہو چکا تھا۔ وہ چھوڑ دیا۔ تاکہ کوئی غلطی نہ کھائے۔ کیونکہ کتب یہود کی اصطلاح میں الفاظ نبی اللہ اور ابن اللہ مترادف تھے۔ پس جو لفظ پہلوں کو غلطی دینے والا ہوا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کر دیا۔ لیکن صاف الفاظ میں فرمایا۔ کہ اس امت میں جو مسیح ہوگا وہ نبی اللہ ہوگا۔ اور علماء اور اولیاء جو اس امت میں ہونگے۔ وہ انبیاء بنی اسرائیل [illegible] اسرائیلیوں کے نبیوں کی مانند ہوں گے۔ نبی ہونگے صرف مانند ہوں گے۔ یہ علماء امت کا ذکر ہے انہیں کوئی نبی نہیں۔ ہاں وہ نبیوں کی مانند ہیں۔ لیکن جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا ذکر کیا۔ وہاں [illegible] تشبیہ کو چھوڑ کر صاف فرما دیا کہ وہ نبی اللہ ہوگا ایسا نہ فرمایا۔ کہ وہ نبیوں کی مانند ہوگا۔ بلکہ صرف نبی کا لفظ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود [illegible] کر دیا کہ اور کوئی نبی نہیں۔ صرف مسیح موعود نبی ہے ساتھ ہی اسبات سے ڈرایا۔ کہ خبردار تم یہود مت بننا میری امت کے لوگ آخر زمانہ میں یہود بن جائیں گے ان سے بچنے اور اس بچاؤ کے واسطے سورہ فاتحہ کی دعا سکھلائی۔ اور دجال کے فتنہ سے بچنے کے واسطے سورہ کہف کی پہلی اور پچھلی آیات پڑھنے کا حکم دیا۔

سو وہ مسیح موعود نبی اللہ ہمارے درمیان پیدا ہوا اور ایسے وقت میں پیدا ہوا جب کہ امت کے درمیان مسیح ناصری کے متعلق افراط و تفریط کر کے لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مل چکے ہیں۔ اس امت میں وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے مسیح ناصری کو وہ صفات دیئے جو خدائی صفات ہیں کہ وہ ۱۹۰۰ سال سے ایک حال میں ہے۔ کھانے پینے وغیرہ سے بے احتیاج ہے۔ اس کے جسم میں تغیر نہیں۔ جانوروں کا خالق ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر بعض نے اسی امت میں کہا۔ کہ مسیح کا آنا کوئی ضروری نہیں۔ اگر آ گیا ہے۔ تو اس کا ماننا ہمارے لئے فرض نہیں۔ قرآن میں اس کا ذکر نہیں۔ اور حدیث ظنی علم ہے۔ یہ لوگ بھی بہک گئے پھر کچھ اور ہیں۔ جنہوں نے یہود کی طرح مسیح موعود کو دکھ دیا اور اسے قتل کرنا چاہا۔ اس پر مقدمات بنائے

ایسے کافر اور ملعون اور جہنمی کہا (نعوذ باللہ من ذالک)
یہ سب غلطیاں ان لوگوں کی تھیں۔ جو یہود کے مشابہ ہو گئے
اب رہیں وہ غلطیاں جو نصاریٰ سے ہوئیں۔ ان کی غلطی
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے بچا دیا۔
کہ ابن اللہ کی اصطلاح ہی کو چھوڑ دیا اور نبی اللہ کی
اصطلاح کو اختیار فرمایا۔ انبیاء ہزاروں لاکھوں گذرے
ہیں ہوئے کسی کا نبی ہونا صفات الٰہی کے خلاف نہیں
لیکن ایسے معنوں میں ابن اللہ ہونا جیسا کہ کوئی ابن الانسان ہوتا
ہے صفات خداوندی کے خلاف ہے۔ ان معنوں میں
کبھی کوئی ابن اللہ پیدا نہ ہوگا۔ ایسا ہی اگر آج کوئی شخص
نبی اللہ کے ایسے معنے کرے۔ جو پہلے یہودی [illegible] تھے
تو یہ ان کی بھی غلطی ہے لیکن الفاظ نبی اللہ اپنے سچے معنوں کے
لحاظ سے مسیح موعود پر صادق آتے ہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمان نعوذ باللہ غلط ہوگا۔ حضرت مسیح موعود
نے خود بھی یہ دعا کی ہے۔ کہ میری جماعت ایسی غلطی
میں نہ پڑے کہ یہ بھی عیسائیوں کی طرح خدا بنا لے۔ الحمد
للہ کہ حضور میں آپ کی دعا مقبول ہے۔ سو اس
غلطی سے یہ جماعت خدا کے فضل سے بچ گئی۔ فالحمد للہ
اور اس سے بچنا ضروری بھی تھا۔ کیونکہ مسیح موعود کا یہ
کام بھی ہے کہ وہ مسیح کی خدائی کے خیال کو دنیا سے
مٹائے۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ خود اس کی جماعت
اسی غلطی میں پڑے۔ کہ مسیح کو خدا بنائے لیکن اس جماعت
کے بعض افراد اس غلطی میں پڑے جس میں بعض ابتدائی
عیسائی یہودیوں کے رعب سے دبکر پڑ گئے تھے۔ اور وہ یہ
کہ انہوں نے کہا مسیح موعود نبی اللہ ہے۔ مگر صرف
نام کے لئے۔ ورنہ نبوت اس میں پائی نہیں جاتی جیسا
کہ پہلوں میں پائی جاتی تھی۔ اور یہی سبب ہے کہ ان کا ماننا نہ
ماننا کسی کے اسلام میں فرق نہیں ڈالتا۔ کیونکہ صرف
نام دینے کسی کو خوشی دے سکتا ہے۔ اور نہ اس سے ڈرنے
کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ کسی شخص کا نام محمد ہو تو اس کی
تعظیم ہم پر ضروری نہیں۔ یا کوئی اپنا نام دلاور رکھ لے تو
اس سے ڈرنا بے سود ہے۔ بس یہ ایک بڑی غلطی ہے
جو پہلے یہود اور عیسائیوں کی طرح اس وقت بھی بعض
لوگوں نے کھائی۔ اور مسیح موعود کی نبوت کا انکار کیا حالانکہ

حضرت مسیح موعود نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میں صرف نام کا
نبی ہوں۔ اور مجھ میں وہ باتیں نہیں پائی جاتیں۔ جو پہلے
انبیاء میں تھیں۔ بلکہ آپ نے ان تمام باتوں کا اپنے میں ہونا
ظاہر فرمایا۔ جو نفس نبوت کے واسطے ضروری ہیں۔ ہاں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے اظہار کے واسطے
آپ نے اس امر کو واضح کر دیا کہ آپ کی نبوت براہ راست
نہ تھی بلکہ بواسطہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھی اور
آپ خود صاحب شریعت نہ تھے۔ بلکہ آنحضرت کی شریعت
کے تابع تھے۔ جیسا کہ حضرت ہارون اور دیگر بہت سے
انبیاء شریعت موسوی کے تابع تھے۔ مگر اس سے ان کی
نبوت میں کچھ فرق نہ تھا۔

میرے ایک مہربان نے مولوی محمد علی صاحب کے
نکالے ہوئے اس لطیفہ کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ
مسیح ناصری کو انجیل میں ابن اللہ کہا گیا ہے اور مرزا
صاحب کو حدیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اگر مرزا
صاحب کو ہم حقیقی معنوں میں نبی مان لیں تو پھر مسیح
ناصری کو حقیقی معنوں میں ابن اللہ ماننا پڑیگا۔ سو
انکو سوچنا چاہیئے کہ انجیل اور یورپ کی اصطلاح میں
ابن اللہ کے حقیقی معنے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ
خدا کا سا یا نبی اللہ ہے۔ پس وہ ان حقیقی معنوں میں نبی اللہ
تھے جو شریعت یہود میں مراد تھے۔ کوئی شخص ان
معنوں کو بدلے تو یہ اس معنی بدلنے والے کی غلطی ہے۔
اور ہاں نبی اللہ کی اصطلاح اسلام میں تیرہ سو سال سے
چلی آئی ہے۔ اور اس کے معنے سب پر ظاہر ہیں۔ آج
اگر کوئی اس کے معنے نئے کرے۔ تو وہ یا افراط کی راہ
اختیار کریگا یا تفریط کی درمیانی راہ وہی ہے جس کے
مطابق مولوی محمد علی صاحب نے رسالہ میگزین جلد ۹
نمبر ۳ میں ظاہر فرمایا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت نبی الامی ہی مسیح موعود کی ہے۔

فتدبروا یا اولی الالباب۔

(راقم ایک واقف الحال عبد اللہ [illegible])

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی مراسلات کی تعمیل جلد تر ہو تو
خط و کتابت میں نمبر خریداری اور تاریخ ضرور لکھا کریں اور
نام و پتہ صاف خوشخط ہونا بھی از بس لازمی ہے۔ (مینیجر)

خدا واسطہ کی ایک شہادت

میں آج پیغام نمبر ۲۰ ۲۱ پڑھ رہا تھا جس میں خواجہ صاحب کا
ایک نیا مضمون درج ہے۔ مضمون کیسا ہے۔ آیا وہ جواب
دینے کے لائق ہے یا نہیں۔ اس کا مناسب فیصلہ تو انشاء اللہ
العزیز خدا کے برگزیدہ نبی حضرت مسیح موعود کے تخت گاہ یعنی
قادیان کے رہنے والے ہی خوب اچھی طرح کر سکینگے۔ لیکن اس
وقت میں ایک سچی اور خداواسطہ کی شہادت پیش کرنی چاہتا ہوں
اور پیشتر اس کے کہ میں اسکو پیش کروں میں اس خدا کی قسم کھاتا
ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ یہ میری شہادت
لفظ بلفظ سچی ہے۔ اور اس میں کوئی کذب کی گنجائش نہیں۔
میں نے حضرت فضل عمر اولوالعزم خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
کے پاس ۱۹۱۱ء کے شروع میں یعنی ماہ فروری یا مارچ میں جبکہ
آنحضور لاہور تشریف فرما تھے کتاب حقیقۃ الوحی دیکھی
جس پر آپنے چند ایک نوٹ کئے ہوئے تھے۔ یہ ان دنوں
کی بات ہے جبکہ خواجہ صاحب نے مسئلہ کفر و اسلام پر ایک فتنہ
برپا کر رکھا تھا۔ الغرض جب حضور قادیان جانیکو تھے تو میں نے
اسٹیشن پر آپ کی خدمت بابرکت میں عرض کی۔ کہ وہ کتاب مجھے
چند دن کے لئے دیجاوے۔ تاکہ میں اپنی کتاب پر بھی نوٹ کرلوں
چنانچہ آپنے کمال مہربانی سے مجھے وہ کتاب دیدی۔ جو بعد نقل
کے واپس کی گئی۔ وہ کتاب جس پر میں نے نقل کی وہ میرے
پاس اس وقت تک موجود ہے۔ اور اس میں حضرت خلیفہ برحق
کے کئے ہوئے نوٹوں کی نقل کاپی میں سے کی ہوئی موجود ہے
چنانچہ میں ایک حوالے نوٹ کی نقل یہاں درج کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے
حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ و صفحہ ۱۵۰ کی عبارت "اسی طرح اوائل میں
میرا یہی عقیدہ تھا"...... سے لیکر عبارت..... جو میں
خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے
مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب
مجھے دیا گیا تک کی ساری عبارت خط کشیدہ ہے۔ اور حاشیہ پر
اعلیحضرت سیدنا فضل عمر کا یہ نوٹ درج ہے۔
در تریاق القلوب کے وقت نبی کے کچھ اور معنی لئے جاتے تھے
یہ لفظ بلفظ آپ کی عبارت تحریر کردہ کی نقل ہے۔ یہی خواجہ صاحب

اوران کے ہم خیالون کا یہ افتراء کہ گویا میان صاحب کا یہ عقیدہ حاشا وکلا فرور ی ۱۹۱۴ء سے پہلے نہیں سناگیا ہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی نبوت کی حقیقت کا صحیح علم ۱۹۰۱ء سے پہلے نہ تھا یہ وہم ہوا۔ بالکل غلط جھوٹ اور حق سے انحراف ہے حضرت میان صاحب سیدنا خلیفۃ المسیح کے مندرجہ بالا الفاظ کی نقل صاف طور پر فرما رہی ہے کہ آپ کا یہ عقیدہ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی حضرت مسیح موعود ہی کی نبوت اور تعریف کرتے ورانہی سب کو اس تعریف کا کامل مصداق قرار دیتے تھے۔

بربنا عبارت حضرت اقدس نبی آخرالزمان مندرجہ کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹-۱۵۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء کا ہے۔ اور اس سے بھی پیشتر کا ہو۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن ۱۹۱۱ء سے تو ثابت شدہ ہے۔

(خاکسار محمد سعید۔ [illegible] از لاہور)

ایک شہادت

ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد سلام مسنون عالی جناب مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن نے خواجہ صاحب کے مطالبہ حلفیہ شہادت کی نسبت ذیل کی شہادت ادا فرمائی براہ کرم درج اخبار فرما کر مشکور فرما دیں۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ

خواجہ صاحب نے میرا نام بھی فہرست میں تحریر کر دیا ہے۔ حالانکہ میں نے نہ حضرت اقدسؑ سے کبھی ملاقات کی ہے اور نہ ہی میں نے آپ کی زندگی میں بیعت کی۔ میں کس طرح شہادت ادا کرسکتا ہوں۔ مبادا کسی کو اپنی جماعت میں سے کوئی شک گذرے اس لئے میں نے یہ حلفیہ شہادت ادا کی ہے۔

(سید بشارت احمد)
سکرٹری

تمام دنیا کے لئے ایک

آنحضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ آئے مگر کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہم تمام دنیا کے لئے ایک ہیں۔ بلکہ ان انبیاءؑ کے پیروؤں نے بھی یہی کہا کہ یہ اپنی اپنی امت اور ایک خاص علاقہ کی اصلاح کے لئے ہیں۔ آخر وہ نبیوں کا سردار آیا۔ اور اس نے علی الاعلان کہا۔ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ چونکہ یہی اعلان آپکے بے نظیر کمالات وبے مثال فضائل کا موجب ہوا۔ کیونکہ بعد بہتر سے اولیاء اللہ ہوئے۔ مجدد دین ہوئے۔ مگر کسی نے یہ دعویٰ نہ کیا۔ کہ تمام جہان کے واسطے ہیں اور وہ ہی یہ استان۔ دعویٰ کر کس طرح سکتے تھے۔ جبکہ ایسے دعوے کے لیے ان تمام کمالات محمدیہ کی ضرورت تھی۔ جو آج تک صرف ایک ہی مبارک وجود میں جمع ہوئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ سو سال بعد آج اور صرف آج ہی یہ ندا آئی ہے کہ ”تمام دنیا کے لئے ایک“ بس سے اس مبعوث کی شان ظاہر ہے بدر میں ”تمام دنیا میں سے ایک“ چھپا ہے اور یہ بھی آپ کی شان کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے مگر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

دستی تحریر کا عکس

شائع کرتا ہوں تا وہ جو آپ کی شان کو گھٹانے کی کوشش میں ہیں۔ اس پر کچھ غور کرسکیں۔

(اکمل)

وہ زمانہ جو اللہ تعالیٰ نے رحم کیا ہے ... ایک بنت الاعلیٰ ... اللہ لعارہ ایک نشان سے ظاہر ہوا ... انی الہ مع الابرار ... تمام دنیا کی لئے ایک

فہرست نو مبائعین

نام	مقام	نام	مقام
مستری محمد الدین۔	لاہور	سردار شاہ	ہوشیارپور
محبوب عالم۔	لاہور	حوگی امام بخش	نوشہرہ
میرزمان	جہلم	عبدالحکیم۔	بھاگلپور
حسن محمد۔	گوجرانوالہ	عبدالکریم	//
علی اصغر شاہ۔	بانگ تنگ	مسماۃ بی بی مقبولہ	//
الف دین	//	مائی بی بی عائشہ	//
حکیم وزیر خان۔	آگرہ	‹ توحیدا	//
قاضی عبداللہ شاہ۔	پٹیالہ	‹ اصغری	//
ماسٹر قاضی عبدالرحیم۔	امرتسر	ابوسعید	//
دین محمد۔	گورداسپور	والدہ مظہر حسین۔	گنڈگاؤن
سید دیا	گوجرانوالہ	اہلیہ غلام نبی۔	سیالکوٹ
مہر دین	گجرات	محمد بی بی	//
علی محمد۔		سلطان احمد خان	
محبوب اللہ	//	عبداللہ	مالیر کوٹلہ
اہلیہ محمد ایوب خان سالدار مشکری		اسرار ہم	/
جلال دین۔	لاہور	اہلیہ منشی محمد حسین	ساھوتہ
تاج محمد اسمٰعیل	گجرات	چودھری بی بی وھمبردار	/
عبدالرحیم و عبدالجلیل۔	//	عبدالکریم	کشمیر
عبدالرحمن۔	کشمیر	عزیز دین	/

بیعت خلافت

سلطان احمد کاتب الفضل۔ — لودھیانہ

محمد سردار خان سلوتری۔ — //

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

ساڑھے چار روپے مقامی خریداروں سے [illegible]

قیمت بہر حال پیشگی [illegible] روپے سالانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد ۳ | ۱۴ ستمبر ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۳ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۳۶

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس ایدہ اللہ مع اہلبیت خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ حضور کا پچھلا خطبہ جمعہ اپنے اندر ایک خاص رنگ رکھتا تھا۔ جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ اس زبردست تقریر میں آپنے منکران خلافت پر ہر طرح سے بالکل حجت ہی تمام کر دی ہے۔ جیسا کہ ناظرین کرام کو خطبہ شائع ہونے پر معلوم ہوگا انشاء اللہ ✦

۹ ستمبر کو جو برات سیالکوٹ گئی تھی۔ ۱۱ کو مع الخیر قادیان پہنچ گئی ہے۔ مولوی سرور شاہ صاحب اور میر قاسم علی صاحب حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح لیکچروں کی غرض سے ابھی دو تین روز سیالکوٹ ہی رہیں گے ✦

محترم میر ناصر نواب صاحب بھی آپکے ساتھ ہی شامل تھے وہ دوز[illegible]

اخبار احمدیہ

شملہ سے مرزا محمد افضل صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی دعائیں میرے حق میں معجزہ ثابت ہوتی ہیں چنانچہ آپکی دعا سے میری اہلیہ جو بہت بیمار تھی اسے غیر معمولی طور پر افاقہ ہوگیا ہے یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعاؤں میں بڑا اثر رکھا ہے ✦

ایک ہندو صاحب حضور کو اپنے بھائی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور ہمارے لئے سری امیندر جی کی بجائے ہیں اسکے واسطے دعا فرمائیں میں حضور کی دعا کا عمر بھر مشکور و ممنون ہونگا ✦

راولپنڈی سے مولوی محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں کہ مجھ سے ان دنوں ایک عیسائی نے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا تھا وہ ابطال الوہیت مسیح اور اختلافات بائبل سے اچھی طرح واقف

ہوگیا۔ جب عیسائیوں کو پتہ لگا کہ معلم "مرزائی" ہے تو اسے روک دیا ✦

چک عبد الخالق ضلع جہلم سے منشی بقاء محمد صاحب رئیس لکھتے ہیں منشی کمال الدین صاحب ہتاسی ہر اتوار کو احمدی و غیر احمدی مرد و عورتوں میں احمدیت کا وعظ سناتے ہیں۔ الحمد للہ غیر احمدی اب بہت دلچسپی سے وعظ کو سننے لگے ہیں منشی صاحب موصوف احمدی احباب سے دعا کی بھی درخواست کرتے ہیں ✦

اطلاع ۵ ستمبر کو انجمن احمدیہ مونگیر کے اتفاق رائے سے یہ قرار پایا ہے کہ جبتک حکیم خلیل احمد صاحب صوبہ بہار میں تبلیغ کے کام پر ہیں انکی بجائے سید وزارت حسین صاحب سکرٹری کا کام کریں گے ✦

پورنیہ سے سید وزارت حسین صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں پر حکیم خلیل احمد صاحب نے ۲۹-۳۰ اگست کو لیکچر دیا۔ اسمیں خدا کے فضل سے تعلیم یافتہ ہندو و مسلمان سامعین کی خاصی تعداد تھی

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

اور انہوں نے نہایت دلچسپی اور توجہ سے لیکچر کو سنا۔ اور بہت متاثر ہوئے۔ حکیم صاحب نے لیکچر میں یہ بتایا کہ ابن ؑ کے مامور کو ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی پھر الہام کو بارش کے ساتھ تشبیہ دیکر بتایا کہ الہام کی انسان کو ہر وقت ضرورت ہے۔

پٹیالہ سے مولوی عبدالصمد صاحب لکھتے ہیں کہ سامانہ میں منشی ظہور حسین صاحب نے لیکچر دلوا کر کرایا۔ لوگوں پر بہت اثر ہوا۔ پھر سنور میں بھی متعدد لیکچر ہوئے ہندو اور مسلمانوں نے لیکچروں کو توجہ اور امن سے سنا۔ اور کسی قسم کا فتنہ و فساد نہیں ہوا۔ فالحمدللہ

حضرو ضلع اٹک سے برادر فیض احمد صاحب لکھتے ہیں۔ جب میں یہاں آیا تھا۔ تو ایک بھی احمدی نہ تھا۔ لیکن اب خدا تعالے کے فضل و کرم سے ایک دوست احمدی ہو گئے ہیں انکا نام غلام حیدر ہے اور وہ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب اسیر کابل کے حقیقی بھائی ہیں حضرت مسیح موعود کی کتابوں کا اکثر مطالعہ کیا کرتے تھے اسی کے اثر سے آخر بفضل خدا سلسلہ میں داخل ہو گئے اور حضرت کی بیعت کر لی ہے اللہ تعالے انہیں استقامت عطا فرماوے۔

مشرقی افریقہ سے برادر اکبر علی صاحب لکھتے ہیں کہ میں بہت مشکلات میں ہوں احباب میرے لئے دعا کریں۔

امروہہ سے محمد خانصاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مولینا مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی طبیعت بدستور علیل ہے قوت قائم ہو گئی تھی لیکن ایکدن یہ خاکسار نظم براہین احمدیہ حصہ پنجم مولینا ممدوح کے پاس بیٹھکر ایک غیر احمدی کو سنا رہا تھا کہ دو اور غیر احمدی مولوی صاحب کے پاس بھی گفتگو کرنے کے لئے آگئے۔ اثنار گفتگو میں مولوی صاحب کو ایسا جوش پیدا ہوا کہ اٹھکر بیٹھ گئے اور آپکے جسم میں ایک بجلی سی دوڑکر حرکت پیدا ہو گئی۔ اور آپکا جوش سے گفتگو کرنا آپکے لئے دوا کا کام دے گیا۔ چنانچہ اب مرض میں نمایاں افاقہ ہے۔

خبریں

زنگبار کی کونسل نے دس ہزار پونڈ بطور امداد اخراجات جنگ کی مد میں دیئے۔ جو امپیریل گورنمنٹ نے بشکریہ قبول کئے۔ تین ہزار پونڈ پرائیویٹ چند دن میں بھی فراہم ہو گئے جن میں نوے فیصدی عطیات مسلمانان زنگبار کے ہیں۔

جرمن زبلنوں کی تازہ ترین ہوائی تاخت (۸ ستمبر) میں کل ۲۰ مرد ۲ عورتیں اور ۶ بچے ہلاک ہوئے ۸ مرد ۲۰ عورتیں ۲ بچے سخت مجروح اور ۳۸ مرد ۳۲ عورتیں ۱۱ بچے خفیف زخمی۔ یہ سب سویلین تھے سوائے ایک سولجر ہلاک اور ۳ زخمی کے۔

دشمن کا ایک زیپلین برسلز سے انٹورپ جاتا ہوا رستہ میں بیکار ہو کر ایک گھر کے اوپر گرا اور بالکل تباہ ہو گیا اس کے آدمی سب ہلاک ہو گئے۔

پیٹروگراڈ کے اعلان سرکاری سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹرنپول کے جنوب مغرب میں روسیوں کو ایک اور بڑی بھاری کامیابی حاصل ہوئی۔ گزشتہ منگل اور بدھ دو روز میں غنیم کے ۱۵۰ افسر۔ ۷ ہزار جوان تین معمولی اور ۳۰ کلاں توپیں گرفتار کیں۔ روسیوں کا نقصان کچھ یونہی سا ہوا۔ بدھ کے دن دشمن کی فوج بدحواس ہو کے دریائے سٹرپا کی طرف بھاگی اور روسیوں نے اس کا تعاقب کیا۔ روسیوں نے ۳ ستمبر سے آجتک دریائے سیرتھ پر جرمنی کے ۳۸۴ افسر اور ۱۷ ہزار سپاہی گرفتار کئے ہیں مع ۱۴ بھاری توپوں ۱۹ ہلکی توپوں۔ ۶۰ مشین گنوں اور ۱۵ معمولی توپوں کے

ریگا کے علاقہ میں حالت بدستور ہے۔ روسیوں کے غضبناک جوابی حملوں کی جو انہوں نے سنگینوں سے کئے۔ دشمن تاب مقابلہ نہ لاسکا۔

انجمن ہائے احمدیہ کے سیکرٹری صاحبان کو ایک ضروری اطلاع

انجمن ترقی اسلام قادیان نے حال میں ایک رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلی عقائد کے متعلق شائع کیا ہے جس میں مولوی محمد علی صاحب ہی کی سابقہ تحریروں سے ثابت کر کے دکھلایا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی میں بھی اسی طرح نبی اور رسول مانتی تھی جس طرح اب مانتی ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب جو آج کل حضرت اقدس کی نبوت کے عقیدہ کو اسلام کی تباہی کا موجب قرار دے رہے ہیں۔ حضرت اقدس کی زندگی میں صاف الفاظ میں آپکو نبی۔ رسول۔ مدعی نبوت۔ مدعی رسالت۔ نبی آخر زماں۔ پیغمبر آخر زمان۔ موعود نبی۔ اور موعود پیغمبر مانتے رہے ہیں اور قرآن کریم سے ثابت کرتے رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اسی طرح نبی ہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ اور آیات قرآن کریم۔ حدیث شریف۔ اور دیگر مذاہب کی کتابوں سے آپ کی نبوت و رسالت کو ثابت کرتے رہے ہیں۔

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام احمدیہ انجمنوں کے سیکرٹری صاحبان اپنے اپنے ہاں کے تمام احمدیوں کو جمع کر کے یہ رسالہ انہیں سنائیں۔ تمام انجمنوں میں اس کی ایک ایک کاپی مفت بھجوا دی گئی ہے۔ یہ رسالہ چالیس صفحہ کا ہے اور قیمت فی جلد صرف دو پیسہ رکھی گئی ہے۔ تین رسالہ ۰۔ ۱ کے ٹکٹ میں جا سکتے ہیں۔ غیر مبائعین میں مفت تقسیم کرنے کے لئے زیادہ تعداد میں منگوانے والے احباب کے ساتھ انشاء اللہ قیمت میں خاص رعایت کی جائیگی۔

تمام درخواستیں دفتر سیکرٹری انجمن ترقی اسلام قادیان

بقیہ صفحہ ۱) ایک بڑی خوشخبری یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ نے ایک قطعہ زمین تعمیر مسجد کے لئے مرحمت فرمایا ہے اور چار ہزار ایکڑ اراضی اخراجات مساجد کیواسطے بھی دی ہے۔ ہماری مسجد کے بعد ایک ایسے امام کی ضرورت ہوگی جو انگریزی عربی قرآن حدیث سے خوب واقف ہو جس کے لئے میری رائے سے اتفاق کیا گیا ہے کہ قادیان کوئی احمدی امام بلایا جائے۔ چند ہندوستانی لڑکے بھی غیر احمدی یہاں کے بغرض تعلیم روانہ قادیان کئے جاوینگے۔ جواب بالکل تیار رہیں۔ برادر موصوف یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ چند احمدی بھائی سب اسسٹنٹ سرجن یہاں آجاویں تو بہت اچھا ہو۔ یہاں ان کی ضرورت ہے۔

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح تمام احباب کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے کہ دسمبر ۱۹۱۵ء تک کوئی جماعت ایسا جلسہ نہ کرے جس میں قادیان سے علماء بھیجے جائیں۔ بجز ان جلسوں کے جن کی منظوری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فرما چکے ہیں کیونکہ دسمبر ۱۹۱۵ء تک یہاں سے علماء کے بھیجنے کی گنجائش نہ ہوگی۔ (سیکرٹری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۵ء

لڑکیوں کے حقوق وراثت

یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے ہر ایک عورت کی ہر حالت کے مطابق جو اس پر آسکتی ہے۔ ورثہ کے ایسے حصے والی اندیشانہ مخصوص مقرر فرما دیئے ہیں کہ ان کے مطابق تقسیم ترکہ میں کسی قسم کے جھگڑے فساد کی گنجائش نہیں رہ سکتی۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے جہاں اسلام کے اور بہت سے احکام کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ وہاں ان بارہ میں بھی احکام خدا و رسول کے خلاف کرنے سے باز نہیں رہے۔ ان نا عاقبت اندیش نام کنندگان اسلام نے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حصص کو مفلسی کے ڈر سے ترک کر کے اپنے اکثر خاندانوں میں من مانی تقسیم وراثت رائج کر رکھی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دن بدن اور بھی زیادہ مفلس و نادار ہوتے جاتے ہیں۔ تمام ہندوستان میں اور خاصکر پنجاب میں یہ ایک بہت بری رسم ہے۔ کہ لڑکیوں کو وراثت سے حصہ واجبی نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ان بیچاریوں کو جہیز وغیرہ کی شکل میں کسی طور پر کچھ مال دیتے ہیں بعض حالتوں میں تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ لڑکیوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ بلحاظ لاگت تو ان کے حصہ شرعی سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن کسی کام کا نہیں۔ کیونکہ نہ دینے والے کو ثواب ہوتا ہے اور نہ لڑکی اس سے نفع اٹھا سکتی ہے۔ اس لئے اکارت ہی جاتا ہے۔ اگر شریعت کے مطابق حصہ دیا جائے۔ تو بہت بابرکت ہو سکتا ہے۔ اور موجب رضائے الہی ہو۔ لیکن ایسا کرے تو کون؟ کیا وہ مسلمان جو قرآن شریف کے علم و عمل سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ اور کیا جو دین حق کو رسم و عادت پر قربان کر چکے ہیں [illegible]۔ ان سے کب توقع ہو سکتی ہے کہ دنیوی حظوظات اور نفسانی خواہشات پر احکام الہی و سنت نبوی کو مقدم رکھینگے۔ پس اب خدا کے فضل سے یہ اسی جماعت کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے باتباع حضرت مسیح موعود علیہ السلام اصل اسلام پر قائم۔ اور قرآن کریم کے علوم سے مالا مال کیا۔ پس اے احمدی جماعت تیرا فرض ہے کہ تو شریعت کے ہر ایک حکم پر پوری طرح عمل کرے تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ ٹھہرے لڑکیوں کو وراثت سے حصہ دینا آجکل کے اکثر مسلمانوں نے ترک کر دیا ہے۔ لیکن تیرا کام ہے کہ شریعت کے مطابق اس پر عمل کرے۔ تا اپنے مولا کے حضور روسفید ٹھہرے اور گم گشتگان راہ ہدیٰ کے لئے نمونہ بن سکے۔ ہمارے بعض مقامات کے احباب بھی [illegible] کام متعلقہ کے عملدرآمد میں بے اعتنائی برتتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام میں کتاب و سنت کے بالمقابل رواج کی کوئی وقعت نہیں ہم انشاء اللہ اس پر مفصل لکھینگے۔

صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ اور بیرونجات کی انجمنیں

بجٹ بہت پاس ہونے سے پہلے مقامی انجمنوں کی خدمت میں بغرض منظوری بھیجا جاتا ہے۔ ہمارے احباب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کارکنان صدر انجمن کا مدعا صرف ضابطہ پورا کرنا نہیں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ مختلف مقامات کے دوست دور بیٹھے ہوئے بھی انہیں اپنے قیمتی مشوروں سے کچھ مدد دے سکیں۔ اور آپ کو قومی معاملات و ضروریات کے ساتھ دلچسپی و ہمدردی پیدا ہو۔ یہاں کے خادمان دین و ملت بھی آخر انسان ہیں۔ گو یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ انہیں مقام خلافت میں حضرت اولو العزم امام محترم ایدہ اللہ کے زیر سایہ رہنے کے سبب دارالامان کے بہت سے فیوض برکات سے متمتع ہونے کا موقعہ حاصل ہے۔ فالحمد للہ۔ تاہم بشری کمزوریاں آخر کم و بیش سب میں ہوتی ہیں۔ پھر اس کی بڑی ضرورت ہے کہ اگر ان کی تجویزوں اور تخمینوں وغیرہ میں کوئی سقم یا فروگذاشت سہو آرہ گئی ہو۔ تو وہ دوسرے مخلص بھائیوں کی توجہ سے درست ہو جایا کرے۔ اگر آپ لوگ اس بارہ میں بے پروائی سے کام لیں تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ گویا تو آپ کے دل میں سلسلہ حقہ کی مہمات دینی یا دنیوی کا درد نہیں کہ سارا بار افکار دوسروں پر ڈالتے ہیں۔ یا آپ معدودے چند افراد کی محدود دماغی طاقتوں کو ایک بت بناتے ہیں جو ایک قسم کا شرک ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ قادیان کی مقامی انجمن نے اسدفعہ صدر انجمن کے بجٹ پر آزادانہ بحث کر کے کئی مفید مشورے دیئے جنکا امید ہے کہ انشاء اللہ انجمن کے مالی و انتظامی حالات پر اچھا اثر پڑیگا۔ ضرورت ہے کہ باہر کی انجمنیں بھی جماعت مدینۃ المسیح کی مثال سے فرض شناسی کا سبق لیں۔ ہماری رائے میں قومی معاملات کی اصلاح و ترقی میں صرف صدر انجمن کے کارکنوں ہی سے نہیں ہو سکتی اور جہاں تک ہمارا خیال ہے حضرت امام اولو العزم بھی ایسے برائے نام وجودوں سے خوش نہیں ہونگے۔ بلکہ ایسی جماعت کو ایک کام کرنے والی۔ زندہ و بیدار قوم دیکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پاک وجود کے زیر تربیت ہمیں کام کے احمدی بنا اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔

کسی کو بت نہ بناؤ

حال ہی کا ذکر ہے کہ ایک دوست کا عریضہ حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں پہنچا کہ یہاں صورت حال کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ بغیر فلاں بزرگ کے آئے کام نہ چلیگا۔ حضور نے انکو جواب لکھا کہ میں تو اسے شرک عظیم سمجھتا ہوں کہ اپنے کاموں اور خاصکر امور دین کا انحصار کسی شخص کی ذات خاص پر رکھا جائے معلوم ہوا احمدی دوستو خدا کا لاکھ لاکھ شکر کرو کہ اس نے تمہیں ایسا امام دیا جس کے دل میں توحید حق کے لئے اتنی غیرت ہے۔ پس تم خوب یاد رکھو کہ اسباب ظاہری سے فائدہ اٹھانا تو بجائے خود برا نہیں مگر سوائے خدا کی ذات واحد کے تکیہ اور کسی پر نہ ہونا چاہیئے اسلام کی اسی پاک تعلیم کو دنیا بھلا بیٹھی تھی حتی کہ دنیا ایک نعبد وایاک نستعین پڑھنے والوں نے بھی زندہ خدا کو چھوڑ دیا۔ قسم قسم کے ہزار ہا بت بنا لئے اور انکی پوجا کو ہی دینداری و حق پرستی سمجھ رکھا تھا کہ چودھویں کے چاند (علیہ السلام) نے آکے تمہیں شرک کی تمام تاریکیوں سے نکالا اگر خدانخواستہ تم بھی پھر [illegible]

[illegible]

نصائح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

جو حضور نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر جناب قاضی عبداللہ صاحب بی۔اے۔ بی۔ٹی کو بغرض تبلیغ ولایت جاتے وقت مرحمت فرمائیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں آپ کو اس خدا کے جو ایک اور صرف ایک خدا ہے جس کا شریک نہیں سپرد کرتا ہوں وہ آپ کا حافظ ہو۔ ناصر ہو۔ نگہبان ہو۔ ہادی ہو معلم ہو۔ رہبر ہو۔ اللہم آمین ثم آمین۔ آپ جس کام کے لئے جاتے ہیں وہ بہت بڑا کام ہے بلکہ انسان کا کام ہی نہیں۔ خدا ہی کا کام ہے کیونکہ دلوں پر قبضہ سوائے خدا کے اور کسی کا نہیں دلوں کی اصلاح اسی کے اختیار میں ہے۔ پس ہر وقت اسی پر بھروسہ رکھیں اور کبھی یہ خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ میں بھی کچھ کر سکتا ہوں۔ دل محبت الٰہی سے پُر اور تکبر اور فخر پاس بھی نہ آئے۔ جب کسی دشمن سے مقابلہ ہو تو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے گرا دیں۔ اور دل سے اس بات کو بالکل نکال دیں کہ آپ جواب دیں گے بلکہ اسوقت یقین کرلیں کہ آپ کو کچھ نہیں آتا۔ اپنے علم کو بھلا دیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یقین کرلیں کہ آپ کے ساتھ خدا ہے وہ خود آپ کو سب کچھ سکھائے گا۔ دعا کریں اور ایک منٹ کیلئے بھی خیال نہ کریں کہ آپ دشمن سے زیر ہو جائینگے بلکہ تسلی رکھیں کہ فتح آپ کی ہوگی۔ اور پھر ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے غنا پر نظر رکھیں خوب یاد رکھیں کہ وہ جو اپنے علم پر گھمنڈ کرتا ہے وہ دین الٰہی کی خدمت کرتے وقت ذلیل کیا جاتا ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ لیکن ساتھ ہی وہ جو خدمت دین کے وقت دشمن کے رعب میں آتا ہے خدا تعالیٰ اسکی بھی مدد نہیں کرتا نہ تو گھمنڈ ہو۔ نہ فخر نہ گھبراہٹ ہو نہ خوف متواضع اور یقین سے پُر دل کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کریں۔ پھر کوئی دشمن انشاء اللہ تعالیٰ آپکا نصرت کی وجہ سے آپ پر غالب نہ آسکے گا۔ اگر کسی ایسے سوال کے متعلق جس کا علم آپ کو نہ ہو آپ سے دریافت کریگا۔ جو آپ کو نہیں معلوم تو کبھی خدا کے فرشتے آپکی زبان پر حق جاری کرینگے اور الہام کے ذریعہ سے آپکو علم دیا جائے گا۔ یہ یقینی اور سچی بات ہے اسمیں ہرگز شک نہ کریں۔ آپ جس دشمن کے مقابلہ کے لئے جاتے ہیں وہ وہ دشمن ہے کہ تین سو سال سے بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے اسلام کی لہروں نے اس سے سر ٹکرایا ہے۔ لیکن سوائے اسکے کہ واپس دھکیلی گئیں کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس دشمن نے اسلام کے قلعے ایک ایک کر کے فتح کر لئے ہیں۔ پس بہت تیاری کی بات ہے لیکن مایوسی کی نہیں۔ کیونکہ جس اسلام کو اس نے زیر کیا ہے وہ حقیقی اسلام نہ تھا بلکہ اس کا ایک مجسمہ تھا۔ اور اسمیں کیا شک ہے کہ رستم کے مجسمہ کو بھی ایک بچہ دھکیل سکتا ہے۔ آپ حقیقی اسلام کے حربہ سے اس پر حملہ آور ہوں وہ خود بخود بھاگ نکلے گا۔

یوروپ اسوقت مادیات میں گھرا ہوا ہے۔ دنیاوی علوم کا خزانہ ہے۔ سائنس کا دلدادہ ہے۔ اسے گھمنڈ ہے کہ جو اس کا خیال ہے وہی تہذیب ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے بد تہذیبی ہے وحشت ہے اس کے علم کو دیکھ کر لوگ اسکے اس دعویٰ سے ڈر جاتے ہیں اور اسکے رعب میں آجاتے ہیں حالانکہ یوروپ کے علوم اس علم کا مقابلہ نہیں کرسکتے جو قرآن کریم میں ہے اسکے علوم روزانہ بدلنے والے ہیں۔ اور قرآن کریم کی ہمیشہ وہ صداقتیں نہ بدلنے والی صداقتیں ہیں۔ پس ایک مسلم جو قرآن پر ایمان رکھتا ہو۔ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اسکے رعب میں نہیں آسکتا۔ اور جب وہ قرآن کریم کی عینک لگا کر انکی تہذیب کا مطالعہ کرتا ہے۔ تو وہ تہذیب درحقیقت بد تہذیبی نظر آتی ہے اور چمکنے والے موتی سیپ کی ہڈیوں سے زیادہ قیمتی ثابت نہیں ہوتے۔ پس اس بات کو خوب یاد رکھیں۔ اور یوروپ کے علوم سے گھبرائیں نہیں جب انکی عظمت دل پر اثر کرنے لگے۔ تو قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود مطالعہ کریں انہیں آپ کو وہ علوم ملیں گے کہ وہ اثر جاتا رہے گا۔ آپ اسبات کو خوب یاد رکھیں کہ یوروپ کو فتح کرنے جاتے ہیں نہ کہ مفتوح ہونے۔ اسکے دعووں سے ڈریں نہیں کہ انکے دعووں کے نیچے کوئی دلیل پوشیدہ نہیں۔ یوروپ کی ہوا کے آگے نہ گریں بلکہ اہل یوروپ کو اسلامی تہذیب کی طرف لانے کی کوشش کریں۔ مگر یاد رکھیں کہ آنحضرت صلعم کا حکم ہے۔ بشروا ولا تنفروا۔ یعنی لوگوں کو بشارت دینا ڈرانا نہیں۔ پھر ایک بات نرمی سے ہونی چاہیے۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ صداقت کو چھپائیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو یہ اپنے کام کو تباہ کرنے کے برابر ہوگا۔ حق کے اظہار سے کبھی نہ ڈریں۔ میرا اس سے یہ مطلب ہے کہ یوروپ بعض کمزوریوں میں مبتلا ہے اگر عقائد صحیحہ کو مان کر کوئی شخص اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے لیکن بعض عادتوں کو چھوڑ نہیں سکتا تو یہ نہیں کہ اسے دھکا دے دیں اگر وہ اسلام کی صداقت کا اقرار کرتے ہوئے اپنی غلطی کے اعتراف کے ساتھ اس کمزوری کو آہستہ آہستہ چھوڑنا چاہے تو اس سے درشتی نہ کریں خدا کی بادشاہت کے دروازوں کو تنگ نہ کریں لیکن عقاید صحیحہ کے اظہار سے کبھی نہ جھجکیں۔ جو حق ہو اسے لوگوں تک ضرور پہنچائیں اور کبھی یہ خیال نہ کریں کہ اگر آپ حق بتائینگے تو لوگ نہیں مانینگے۔ اگر لوگ نہ مانیں تو نہ مانیں۔ لوگوں کو ایماندار بنانے کے لئے آپ خود بے ایمان کیوں ہوں۔ کیسا احمق ہے وہ انسان جو ایک زہر کھانے والے انسان کو بچانے کے خیال سے خود زہر کھالے۔ سب سے اول انسان پر اپنے نفس کا حق ہے پس اگر لوگ صداقت کو سنکر قبول نہ کریں۔ تو آپ نفس کے دھوکہ میں نہ آئیں۔ کہ آؤ میں قرآن کریم کو انکے مطلب کے مطابق بنا کر بتاؤں۔ ایسے مسلمانوں کا اسلام محتاج نہیں۔ یہ تو مسیحیت کی فتح ہوگی نہ کہ اسلام کی۔ جس نقطہ پر آپ کو اسلام کھڑا کرتا ہے اس سے ایک قدم آگے پیچھے نہ ہوں۔ اور پھر دیکھیں کہ فوج در فوج لوگ آپکے ساتھ ملینگے۔ وہ شخص جو دوسرے کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے حق چھوڑتا ہے۔ دشمن بھی اصل واقعہ کی اطلاع پانے پر اس سے نفرت کرتا ہے۔

کھانے پینے پہننے میں اسراف اور تکلف سے کام نہ لیں بیشک خلاف دستور بات دیکھ کر لوگ گھبراتے ہیں۔ لیکن جب ان کو حقیقت معلوم ہو اور وہ سمجھیں کہ یہ سب اتقا کی وجہ سے ہے نہ کہ غفلت کی وجہ سے۔ تو انکے دلمیں محبت اور عزت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسا جانور جو گردن پر تلوار مار کر ہلاک کیا گیا ہو۔ یا جو دم گھونٹ کر مارا گیا ہو۔ کھانا جائز نہیں۔ قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود سے جب ولایت جانے والوں نے پوچھا۔ تو آپ نے منع فرمایا۔ پس اسے استعمال نہ کریں۔ ہاں اگر یہودی یا عیسائی گلے کی طرف سے ذبح کریں تو وہ بہر حال جائز ہے۔ خواہ تکبیر سے کریں یا نہ کریں۔ بسم اللہ

کیکر لے سکتا ہیں۔ یہودی ذبح کرنے میں نہایت محتاط ہیں۔ انکے گوشت کو بیشک کھائیں لیکن مسیحی آجکل جھٹکہ کرکے یا دم گھونٹ کر مارتے ہیں۔ اس لئے بغیر تسلی ان کا گوشت نہ کھائیں ان کا پکا ہوا کھانا جائز ہے مچھلی کا گوشت جائز ہے۔ شکار کا جو بندوق سے ہو گوشت جائز ہے۔ کسی مسیحی کے ساتھ ایک برتن میں کھانا پڑے تب بھی جائز ہے۔ انسان ناپاک نہیں۔ ہاں ہاں ناپاک چیز سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ عورتوں کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ اس طریق سے پہلے لوگوں کو بتادیں۔ حضرت مسیح موعود سے جب ایک یورپین عورت ملنے آئی۔ تو آپ نے اسے اپنی بات کہلا بھیجی تھی۔ رسول کریم سے بھی عورتوں کا ہاتھ پکڑ کر بیعت لینے کا سوال ہوا۔ تو آپ نے اس سے منع فرمایا۔ یہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اس میں عورتوں کی ہتک نہیں۔ کیونکہ جس طرح مرد کے لئے عورت کو ہاتھ لگانا منع ہے اسی طرح عورت کیلئے مرد کو ہاتھ لگانا منع ہے پس اگر ایک عورت کی ہتک ہے تو دوسرے کی بھی ہتک ہے لیکن یہ ہتک نہیں۔ بلکہ اسلام گناہ کو دور کرنے کیلئے اس کے ذرائع کو دور کرتا ہے۔ یہ نفس کی چوکیاں ہیں۔ جہاں سے لے حملہ آور دشمن کا پتہ لگ جاتا ہے ✦

ہمیشہ کلام نرم کریں۔ اور بات ٹھہر ٹھہر کریں۔ جلدی سے جواب نہ دیں۔ اور ٹالنے کی کوشش نہ کریں۔ اخلاص سے سمجھائیں اور محبت سے کلام کریں۔ اگر دشمن سختی بھی کرے۔ تو نرمی سے پیش آئیں ہر ایک انسان کی خواہ کسی مذہب کا ہو۔ خیر خواہی کریں حتیٰ کہ اسے معلوم ہو کہ اسلام کیسا پاک مذہب ہے۔ جو لوگ آپکے ذریعہ سے ہدایت پائیں (انشاء اللہ) انکی خبر رکھیں۔ اور جسطرح گڈریا اپنے گلہ کی پاسبانی کرتا ہے انکی پاسبانی کریں۔ انکی دینی یا دنیاوی مشکلات میں مدد کریں۔ اور ہر ایک تکلیف میں برادرانہ محبت سے شریک ہوں۔ انکے ایمان کی ترقی کے لئے دعا کریں۔

انگریزی زبان سیکھنے کیطرف خاص طور پر توجہ کریں اور چوہدری صاحب کے کہنے کے مطابق عمل کریں۔ وہ آپکے امیر ہونگے۔ جبتک وہ وہاں ہیں۔ انکی تمام باتوں کو قبول کریں جہاں تک اسلام آپ کو اجازت دیتا ہے۔ محبت سے ان کا ساتھ دیں اور ان کے راستہ میں روک نہ ثابت ہوں بلکہ ان کا ہاتھ بٹائیں۔ تحریر کا کام آپ کریں۔ تا انکی آنکھوں کو آرام ملے تہجد وغیرہ کی محبت کو دیکھ کر وہاں کے لوگ حیران ہوں۔ قرآن کریم اور احادیث کا کثرت سے مطالعہ کریں۔

حضرت مسیح موعود کی کتب سے پوری طرح واقفیت ہو۔ مسیحی مذہب کا مطالعہ ہو۔ نیز کی بعض کتب زیر مطالعہ رہیں۔ کہ وہ نہایت ضروری کام ہے۔ آخر وہاں کے لوگوں کو آپ لوگوں کو ہی مسائل بتانے پڑیں گے۔ جماعت احمدیہ کی وحدت اور اسکی ضرورت لوگوں پر آشکارا کریں۔ اسلام اور احمدیت کو جو اس زمانہ میں دو مترادف الفاظ ہیں۔ صفائی کے ساتھ پیش کریں۔ اور ایک مذہب کے طور پر پیش کریں اور لوگوں کے دلوں سے یہ خیال مٹائیں۔ کہ یہ بھی ایک سیاسی ہے۔ خدا تعالیٰ کی مرضی سے منوایا ہیں اپنی مرضی کے چھوڑ مسیح کی تعلیم اہل یورپ کو دیں۔ اب تک وہ خدا تعالیٰ پر بھی اعتراض کر لیا جاتا سمجھتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق مذہب کو دیکھنا چاہتے ہیں ان کو بتائیں کہ سب دنیا پر حکومت کرو۔ مگر خدا کی حکومت کو اپنے نفس پر قبول کرو۔ اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ کس قدر لوگ آپ کی بات مانتے ہیں۔ بلکہ یہ خیال رکھیں۔ کہ کیسے لوگ آپ کو مانتے ہیں۔ اسلامی روح ان لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اور لفظوں سے کھینچ کر روحانیت پیدا کرنے کیطرف متوجہ ہوں۔ آپ تو ایک گھوڑے پر بھی سوار نہیں ہو سکتے لیکن ایک شیر پر سوار ہونے کے لئے جاتے ہیں۔ بہت ہیں جنھوں نے اس پر سوار ہونے کی کوشش کی۔ لیکن بجائے اسکی پیٹھ پر سوار ہونے کے اس کے پیٹ میں بیٹھ گئے ہیں۔ آپ دعا سے کام لیں۔ تا یہ شیر آپکے آگے اپنی گردن جھکا دے ہر مشکل کے وقت دعا کریں اور خط برابر لکھتے رہیں۔ میرا خط جائے یا نہ جائے۔ اب ہر ہفتہ مفصل خط جس میں سب حال بالتفصیل ہو لکھتے رہیں۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ اگر کوئی بات کرنی ہو اور فوری جواب کی ضرورت ہو خط لکھ کر ڈال دیں اور خاص طور پر دعا کریں تعجب نہ کریں۔ اگر خط کے پہنچتے ہی یا نہ پہنچنے سے پہلے ہی جواب مل جائے۔ خدا کی قدرتیں وسیع اور اسکی طاقت بے انتہا ہے اپنے اندر تصوف کا رنگ پیدا کریں۔ کم خوردن۔ کم گفتن۔ کم خفتن عمدہ نسخہ ہے تہجد ایک بڑا ہتھیار ہے۔ یورپ کا اثر اس سے محروم رکھتا ہے۔ کیونکہ لوگ ایک بجے سوتے اور آٹھ بجے اٹھتے ہیں۔ آپ عشاء کے ساتھ سو جائیں۔ یہ تبلیغ میں حرج ہوگا لیکن یہ نقصان دوسری طرح خدا تعالیٰ پورا کر دیگا۔ ان کو سمجھنے والے لوگ آپ تک کھینچے چلے آئینگے۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں غریبوں اور زمینداروں کو اور محنت پیشہ لوگوں کو جا کر تبلیغ کریں۔ یہ لوگ حق کو جلد قبول کرینگے۔ اور جلد اپنے اندر روحانیت پیدا کرینگے کیونکہ نسبتاً بہت سادہ ہوتے ہیں اور گاؤں کے لوگ حق کو مضبوطی سے قبول کیا کرتے ہیں۔ کسی چھوٹے گاؤں میں کسی سادہ علاقہ میں لنڈن سے دور جا کر ایک دو ماہ رہیں اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے تبلیغ کریں۔ پھر اس کا اثر دیکھیں۔ یہ لوگ سختی بھی کرینگے لیکن جب سمجھینگے۔ خوب سمجھینگے۔ انکی سختی سے گھبرائیں نہیں۔ بیمار کبھی خوش ہو کر دوا نہیں پیتا۔ ہمیشہ بڑے کام مجھ سے پوچھ کر کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور ہر ایک شر سے اور وہاں کے بد اثر سے محفوظ رکھے۔ اور اعمال صالحہ کی توفیق دے۔ زبان میں اثر پیدا کر دے۔ کامیابی کے ساتھ جائیں۔ کامیابی سے رہیں۔ اور کامیابی سے واپس آئیں۔ ہاں یاد رکھیں۔ کہ اس ملک میں آزادی بہت ہے۔ بعض خبیث الفطرت لوگ گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف منصوبے کرتے رہتے ہیں۔ ان کے اثر سے خود بچیں اور جہاں تک ہو سکے دوسروں کو بھی بچائیں۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین ✦

چوہدری صاحب کو السلام علیکم کہہ دیں۔ اور سب نو مسلموں کو۔ اور سیلون کی جماعت کو بھی۔ اور بھی جو احمدی ہے۔ کان اللّٰہ معکم این ما کنتم۔ آمین

ایسے احمدی تو ہم بھی ہیں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار زمیندار روزانہ ۱۵ اگست ۱۹۱۵ء اس جگہ بنگہ کے سب اسسٹنٹ سرجن صاحب کے نام آتا ہے۔ انھوں نے پڑھ کر خاکسار کو دیا۔ اور کہنے لگے کہ جیسا مرزا یعقوب بیگ احمدی ہے ویسے ہم بھی ہیں بلکہ کچھ بڑھ کر۔ ڈاکٹر صاحب موصوف بڑے لائق ہیں اور ان کا اسم شریف ... (اسسٹنٹ سرجن بنگہ) ہے ✦

خاکسار رحمت اللہ احمدی باغانوالہ

سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ

دعوت الی الخیر

ماریشس میں تبلیغ احمدیت

مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے مبلغ اسلام کا تازہ عریضہ بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

روز ہل ماریشس مورخہ ۱۶۔ اگست

سیدی و مطاعی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہاں عید ۱۳۔ اگست کو بروز جمعہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کئی آدمیوں کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دیا۔ کئی بڑے بڑے آدمی ہیں بعض دولت کے لحاظ سے اور بعض پوزیشن کے لحاظ سے۔ وہ بالکل ہمارے ساتھ ہیں مگر نماز دوسروں کے پیچھے نہ پڑھنا انہیں مصیبت معلوم ہوتا ہے۔ وہ عید میں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوئے کہ کہیں اعتراض کا نشانہ نہ بنیں۔ مگر انکی بجائے خدا نے ہمیں چند اور دلیر نوجوان دیدیئے وہ یلاخوف لومۃ لائم ہمارے مکان میں عید پڑھنے آئے اور ہمارا کمرہ بھر گیا لڑکے اور آدمی مل ملا کر تیس چالیس کے درمیان تھے پھر جمعہ بھی انہوں نے ہمارے ہی ساتھ پڑھا اور کئی بالکل نئے تھے میرا خطبہ سنکر وہ ہماری طرف ہو گئے اور ۱۵۔ اگست کو انہوں نے ہماری دعوت کی اور آدمیوں کو جمع کیا اور میں نے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اسلام کی موجودہ حالت اور مسیح موعودؑ کی آمد۔ اس کے نشانات اور علامات اور نبی اُمتی ہونا اُن کے سامنے کھول کر بیان کیا۔ تین آدمی حضور کی بیعت میں داخل ہو کر احمدی ہوئے بیعت کے فارم ہیں اردو اور انگریزی دونوں ارسال فرمائے جاویں اگر حضور پسند فرماویں تو بیعت کے وہی الفاظ جو حضور بیعت کے وقت نو مبائعین کو فرمایا کرتے ہیں ان سے کہلوا لیا کریں اور حضور کی خلافت کا اقرار اپنے ہاتھ پر کرا لیا کریں کیونکہ وہ الفاظ اپنے اندر مقناطیسی اثر رکھتے ہیں یا صرف ان کا یہی کہنا کافی ہے کہ ہم احمدی ہوتے ہیں اور وہی فارم پر کرانی کافی ہیں کیونکہ مجلس میں توبہ کروانی اور بیعت کے الفاظ کہلوانے دوسروں کے لئے بھی ترغیب کا باعث ہو جاتے ہیں مگر جبتک حضور سے اجازت نہ ہو ایسا کرنا میرے نزدیک معصیت میں داخل ہے۔ کیونکہ ہم نے آپ کو امام مفترض الطاعت تسلیم کیا ہے۔ جیسا حضور ارشاد فرماوینگے ویسا عمل میں لایا جاوے گا۔ کئی دفعہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہماری بیعت آپکی طرف سے لو تو ہم یہی کہدیتے ہیں کہ تمہارا مان لینا اور حضور کو لکھدینا ہی کافی ہے۔ آج رات کو قریباً پندرہ سولہ آدمی سلسلہ اور ہمارے اعتقادات کے متعلق سوال کرنے بیٹھے اور تشفی پاتے رہے۔ نماز کی علیحدگی بہتوں پر شاق گذرتی ہے اس کا بار بار سوال کرتے ہیں میں نے کہا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امامکم منکم۔ اے احمدیو تمہارا امام تم میں سے ہی ہونا چاہیئے اور کبھی کہتے ہیں کہ تمہارا پانچواں مذہب ہے۔ میں نے کہا ہمارا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہے وہ کس مذہب میں تھے میں نے یہ بھی کہا کہ ہم سب سے پہلے اور مقدم قرآن کریم کو مانتے ہیں اسکے بعد سنت اور رسائل رسول کریم کو اس کے بعد احادیث نبویہ کو۔ اس کے بعد فقہ حنفیہ کو۔ اس کے بعد اجتہاد علمائے احمدیہ کو۔ اس بات کو سب تسلیم کر جاتے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا کہ میں نے آپ کے متعلق بہت بُری باتیں سُنی ہوئی ہیں اس لئے میں ان کی تحقیقات آپ سے ہی کرنی چاہتا ہوں۔ ہمیں تم اپنا ایمان مفصل اور مجمل بیان کردو اور اپنا کلمہ سُنا دو۔ میں نے اس کو کلمہ شہادت اور کلمہ طیب پر ایک آدھ گھنٹہ لکچر دیا۔ اور پھر گھنٹہ ملکے ترتیب آمنت باللہ سے والبعث بعد الموت تک ہر ایک کے متعلق خوب کھولکر سُنایا۔ پھر اسکی تسلی ہو گئی۔ اور کہا باہر ہم کچھ سنتے ہیں اور یہاں آکر سب کچھ اسکے برخلاف پاتے ہیں۔ لوگوں میں ہمارے سلسلہ کے متعلق خوب ہل چل مچ گئی ہے۔ ۱۱۔ اگست کو ہم شہر لوئی گئے۔ وہاں قبرستان میں پندرہ سولہ آدمی ایک میت کے ساتھ گئے تھے مسٹر نور محمد نوریا کے بھتیجے کا لڑکا فوت ہو گیا تھا۔ ہم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا دفنانے کے بعد جب قبرستان کے دروازے پر باہر کھڑے ہوئے تو میں نے ان کو گھنٹہ تک سمجھایا اور خوب زور سے تقریر کی۔ موت اور قبرستان کا نظارہ۔ دُنیا کی بے ثباتی اور مسلمانوں کی اسلام سے لاپروائی اور پھر اسلام کی موجودہ ناگفتہ بہ حالت اور پھر اس زمانے کے نبی کا حال آپکی آمد۔ آپکے علامات اور نشانات کا پورا ہونا۔ وفات مسیح اور نزول کا مسئلہ خوب ان کے ذہن نشین کیا۔ سب پر اثر ہوا۔ قبرستان کے ساتھ ایک مسجد ملحق ہے اس کے ملاں میں انقباض معلوم ہوتا تھا باقی سب کے چہرے ہماری باتیں سُنکر متاثر معلوم ہوتے تھے۔ ایک انہیں میں سے حسن شریف نام ہماری جماعت میں داخل ہو گیا۔ قبرستان میں ایک ہماری تقریر سُننے والا آدمی شہر کی جامع مسجد میں آیا اور اس نے وہاں اعلان کر دیا کہ قادیانی مولوی تو خوب بولتا ہے اور بڑا خوش الحان ہے اور بڑی مدلل باتیں کرتا ہے۔ پھر ہم نے عصر کی نماز جامع مسجد میں پڑھی۔ اور میرے پیچھے کئی غیر احمدی بھی مل گئے۔ ایک آدمی پاس بیٹھا ہوا منع بھی کرتا تھا۔ اور ہمارے ساتھ ملنے والوں کو منع کرتا تھا کہ یہاں نماز نہیں ہوگی۔ مگر اسکے باوجود ہمارے ساتھ آٹھ دس آدمی مل ہی گئے۔ اور تمام وہاں کے لوگ حیرت زدہ ہو کر مجھے دیکھتے تھے کہ یہاں اس مسجد میں کیسے گھس آیا۔ کیونکہ شہر کے بڑے بڑے سیٹھوں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ انکی سخت مخالفت کی جائے۔ ہمارے آنے کے بعد متولی مسجد نے کہا کہ افسوس میں وہاں نہ تھا ورنہ میں ہاتھ سے پکڑ کر نکال دیتا۔ میں نے سُنانیوالے کو کہا خدا کے کام ہیں اور ہماری آنکھوں میں عجیب۔ خدا نے اس کو پہلے ہی سے نکال دیا تھا۔ تمام شہر میں اس بات کا اشتہار ہو گیا۔ فنکس میں عید کے دن جمعہ کے بعد گئے۔ حسن شریف شہر والے نے ہمارے ساتھ جمعہ پڑھا۔ وہ خوب پختہ ہو گیا ہے۔ اور وہ بڑا جوش رکھتا ہے۔ حضور کی کتاب تحفۃ الملوک حاجی خیراتی کو پہنچ گئی ہے۔ سُنا ہے اس نے یہ اعتراض کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف شروع میں کیوں نہیں لکھی۔ میں نے بتانے والے کو کہا سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم لکھا ہے الغریق یتشبث بالحشیش +

۱۵۔ اگست کو فنکس میں ڈاکٹر لال محمد صاحب احمدی کی تحریک سے ڈاکٹر صاحب آفیسر انچارج ملٹری ہسپتال کے ساتھ ملاقات ہوئی قریباً پون گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی میں نے اس کو کھولکر بتا دیا کہ احمدی جماعت کو پولیٹیکل باتوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہمارا جسمانی بادشاہ جارج پنجم ہے۔ اور ہمارا دینی بادشاہ حضرت سیدی المهدی الحمد خلیفہ ثانی مسیح موعود علیہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے دینی اشاعت میں جہاد کو بالکل حرام کر دیا ہے اور تلوار کے ذریعہ اسلام ہرگز نہیں پھیلا۔ اور تلوار کے ڈر سے صرف منافق بن سکتے ہیں مسلمان نہیں بن سکتے۔ میں نے کہا اسلام تمام مشرقی مذاہب میں اعلیٰ مذہب معلوم ہوتا ہے میں نے کہا تمام دنیا

کے مذاہب میں اعلیٰ مذہب ہے۔ میں نے کہا آخری زمانے کا **نبی مرزا غلام احمد قادیانی** ہے جس کی کتب متعدد سال سے [illegible] اور قرآن کریم اور احادیث نبوی میں خبر تھی وہ آگیا ہے اور تمام نشانات جو اس کی آمد کے ساتھ وابستہ تھے پورے ہوگئے ہیں زلازل آئے۔ مری پڑی۔ مت بد جنگیں ہوئیں۔ میں نے کہا ہم خونی مہدی کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ بلکہ امن قائم کرنے اور جنگ کو روکنے والے مہدی مرزا غلام احمد قادیانی تھے وہ آگئے۔ وہ لوگوں کے دین کی اصلاح کے لئے آئے تھے انکو دنیاوی سلطنت سے کوئی غرض نہ تھی۔ اور انھوں نے فتویٰ منع جہاد شائع کر کے سرحد میں تقسیم کیا کہ سرکار انگریزی کے ساتھ لڑائی کرنا جائز نہیں۔ تعدد ازدواج۔ صیام۔ پردہ۔ حلال و حرام پر بھی اُس نے بہت سے سوال کئے اور جوابوں کو پسند کیا۔ میں نے یہ بھی اُسے سنایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے تھے بلکہ بچکر کشمیر کیطرف ہجرت کی اور سرینگر میں مدفون ہیں۔ اور یہ کہ مسیح کی اصل انجیل اب کہیں نہیں ملتی۔ اور اسکی سوانح عمریاں بھی یونانی سے ترجمہ ہوئی ہیں اور دنیا میں صرف قرآن کریم ہی محفوظ کتاب ہے جس پر انسانی دست برد نہیں ہوئی۔ بہت خوش ہوا۔ ٹیچنگ آف اسلام اس کی نذر کی۔ اور اس نے ریویو پڑھنے کا وعدہ کیا۔ حضور میرے لئے اور سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے اور احمدیاں کولمبو و ماریشس کے لئے دعا فرماتے رہیں + والسلام +

دوسری چٹھی

حضرت خلیفۃ برحق ایدہ اللہ کی خدمت

یہ دوسرا خط (مورخہ ۲۴۔ اگست) ہمارے مکرم بھائی **مسٹر نور و یا کیپارٹ** سے بزبان انگریزی ہے جس کا ترجمہ ہم ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں طوالت اور تکرار مطالب سے بچنے کے لئے اسمیں سے اُن فقرات کو چھوڑ دیں گے جن کا مفہوم صوفی صاحب کے خط میں آگیا ہے۔ مسٹر نور دیا نے آخر میں مولوی **محمد علی** صاحب کی جس چٹھی کا ذکر کیا ہے وہ بھی انگریزی میں ہے۔ اس کا ترجمہ پڑھ کر ناظرین کرام کو اندازہ ہو سکیگا کہ منکرین خلافت نے ملوا تفوق میں اپنے عقائد فاسدہ کے ذریعہ کسقدر حاصل کئے اور کیسی [illegible]

کاروبار کو مٹانے کے لئے کہاں تک **ریشہ دوانیاں** کیں اور ناخنوں تک زور لگایا ہے مگر خدا کی شان دیکھئے کہ ہر جگہ انکے منصوبے ناکامی **و نامرادی** کا ہی منہ دیکھتے ہیں اور انکے بالمقابل ہمارا سلسلہ **آسمانی تائید** و نصرت سے روز افزوں ترقی حاصل کر رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اگر منکرین کے دل میں کچھ بھی خوف خدا باقی ہے تو وہ ان حالات سے یہ سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ اگر ہم واقعی برسر باطل ہیں تو کیا معاذ اللہ خدا [illegible] قدرت کو ترک کر کے جھوٹوں کا ساتھ دے رہا ہے اور (بزعم خود) سچوں کو نیچا دکھانے کا مرتکب ہو رہا ہے۔ ہمیں رہ رہ کے افسوس آتا ہے کہ سچائی کی مخالفت نے ان کی آنکھوں پر کیسے پردے ڈال دیئے اور دلوں کو کیسا سخت کر دیا ہے۔ انھیں اپنی ضد اور تعصب کے جوش میں اس بات کی بھی مطلق پرواہ نہیں کہ خدا کے پیارے محمود (ایدہ اللہ) کی عداوت نے کن مذموم حالات تک انکی نوبت پہنچا دی ہے۔ بہرحال مسٹر نور دیا کا مطلب یہ ہے

ایڈیٹر

ماریشس روزہل۔ ۲۴۔ اگست

حضرت خلیفۃ المسیح (ایدکم اللہ) السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جماعت ماریشس کی پہلی رپورٹ پچھلے مہینے ارسال حضور کر چکا ہوں۔ افسوس کہ آج کی ڈاک سے ہمارے پریذیڈنٹ مجلس مسٹر امیر حسن روانہ ہند ہوتے ہیں اور ہم انکے فیض صحبت سے محروم۔ یہاں سلسلہ حقہ کی تحریک بفضل خدا خوب ہو رہی ہے اور بڑی کامیابی کی توقع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز مساعی کو بارآور کرے۔ یہاں مختلف موقعوں پر ہمارے تبلیغی لیکچر ہو چکے ہیں اور بہتوں کو حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی صداقت کا یقین ہوتا جاتا ہے۔ اور لوگ ہمارے ساتھ ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہاں کے بعض غیر احمدی اس نصرت الٰہی کو دیکھ دیکھ کر حیران ہیں۔ روزہل کے کم و بیش دو سو مسلمانوں میں سے ہمارا خیال ہے کہ ۹۰ فیصدی مخالف ہونگے باقی سب خدا کے فضل سے احمدی ہیں یا ہمارے ہم خیال و ہمدرد مگر ابھی علانیہ اپنے عقیدہ کے اظہار سے ڈرتے ہیں۔ یہاں درس قرآن کریم روز ہوتا ہے جس میں احمدیوں کے علاوہ سلسلہ حقہ سے ہمدردی اور حسن ظن رکھنے والے دیگر احباب بھی آجاتے ہیں بلکہ بعض ہندو دوست تک۔ خدا کی شان وہی مخالف جو ایک وقت اپنے تہواروں اور تقریبات شادی وغیرہ میں ہماری شرکت سے بیزار تھے آج تبدیلی روش پر مجبور ہو کر باہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ایسے موقعوں پر ہمیں بھی مدعو کیا کریں۔ انکے مولوی ملاں ہمارے دلائل توڑنے سے قاصر ہیں۔ پرسوں ۲۲۔ اگست کو مسٹر مولا بخش کے مکان پر انھیں ہمارے مقابلہ میں شکست فاش ہوئی۔ فالحمد للہ۔ مسٹر مذکور ایک غیر احمدی ہے اس نے حیات اللہ نام ایک مولوی نوکر رکھا ہوا ہے جس نے ضیافت کر کے اپنی مدد کے لئے منیر خان۔ نور محمد۔ ریاض الدین نام تین مولوی اور بھی بلائے تھے اور احمدی غیر احمدی سب اس میں شریک تھے۔ چاروں مولویوں نے تو دو باری باری تقریر کر لی۔ مگر جب ہماری طرف سے صوفی غلام محمد صاحب کی تقریر کا موقعہ آیا تو مزاحمت کرنے لگے (انکی اس ہٹ دھرمی سے) تمام مہمانوں کو پتہ لگ گیا کہ احمدی حق پر ہیں۔ اور انھوں نے ہمارے مخالفین کو بڑا قائل کیا +

ہم کو یہاں تقسیم کرنے کے لئے اردو۔ انگریزی۔ ہندی تامل اور گجراتی زبان میں تبلیغی ٹریکٹوں کی ضرورت ہے اور الفضل کی بھی ہر اشاعت پر ۲۰ کاپیاں آنی چاہئیں۔ نیز حقیقۃ النبوۃ کی کچھ جلدیں۔ حافظ غلام محمد صاحب ابھی روزہل ہی میں مقیم ہیں۔ مگر میں قصبہ پورٹ لوئی میں انکے واسطے مکان تلاش کر رہا ہوں جہاں ہر شخص ان کا مشتاق ہے۔ تمام جزیرہ میں بفضل خدا انکی شہرت ہوگئی ہے اور لوگ ان کے علم و فضل کے مداح و معترف ہیں اور درس قرآن میں ان کی تفسیر سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ فالحمد للہ۔ جو ایک بار درس سن لے پھر برابر بلاناغہ وقت مقررہ پر حاضر ہو کر ۸ بجے سے رات کے ۱۰ بجے تک شریک درس رہتا اور ہمہ تن گوش ہو کے سنتا ہے +

اس عریضہ کے ساتھ ایک چٹھی مولوی محمد علی کی ارسال حضور کرتا ہوں۔ میں نے اس کا اچھا جواب دے دیا ہے۔

والسلام۔ حضور کا وفادار ایم نور دیا

ترجمہ چٹھی مولوی محمد علی صاحب

اشاعت اسلام کالج لاہور
۲۳۔ فروری ۱۹۱۵ء
پیارے جناب اور بھائی۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ۱۳۔ جنوری

پہنچا۔ افسوس آپکی مطلوبہ کتب ناپید ہیں شاید مل سکیں۔ میرا خیال ہے مسز لیوک ایڈ کو ۱۹ گریٹ رسل سٹریٹ لندن سے مل سکیں۔ آپ مولوی صدرالدین کو لکھیں تاپ فرمائیں تو آپکے [illegible] روپے واپس بھیجدیئے جائیں۔ میں نے آپ کو کچھ پمفلٹ بھیجے ہیں جن میں مرزا صاحب کی موت کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ صاحبزادہ (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ) ایسے عقائد کی اشاعت کر رہا ہے۔ جو نہ صرف مرزا صاحب کی اپنی تعلیمات کے برخلاف ہیں بلکہ خود سلسلہ کی آئندہ ترقیات کے حق میں بھی مہلک ہیں۔ مجھے مولوی غلام محمد کے ماریشیس جانے کی خوشی ہے۔ لیکن آپ انکو سمجھا دیں کہ وہاں یہ عقائد نہ پھیلائیں کہ مسیح موعود و مجدد نہیں بلکہ حقیقی نبی تھے اور اسی لئے انکے منکر تمام مسلمانان عالم کافر ہیں۔ یہاں ہندوستان میں ان عقائد سے سلسلہ کو نقصان عظیم پہنچا ہے۔ پس وہاں انکو شروع ہی میں احتیاط کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں میں آپکا جوش پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ مگر جب تم انہیں اب گدی کے آگے سر تسلیم خم کرا دوگے تو سلسلہ مسیح موعود کی شہرۂ آفاق اہمیت مفقود ہو جائیگی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مولوی غلام محمد وہاں بھی اختلافات کا مسئلہ چھیڑ دینگے اور اس طرح فائدہ کی نسبت سلسلہ کو نقصان زیادہ پہنچیگا۔

مجھے امید ہے کہ جیسے بن پڑے آپ انہیں اس غلطی سے آگاہ کرنے میں ساعی ہونگے۔ لوگ مرزا صاحب کو مسیح موعود تو مان لینگے اور داخل سلسلہ ہو جائینگے مگر فلاں و فلاں کو خلیفہ مانکر کوئی احمدی نہیں بننے کا بالکل اسی طرح جیسے کہ ایک غیر مسلم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاکر مسلمان ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک غیر احمدی حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت کو مانکر احمدی بن جاتا ہے۔ میں آپکو چند روز میں کچھ رسالے بھیجونگا۔

آپکا۔ محمد علی

واضح ہو کہ پروفٹ کا لفظ نبی سے زیادہ اہم قابل لحاظ اور [illegible]

مشرقی افریقہ

کمپالہ۔ علاقہ یوگنڈا مقبوضہ برطانیہ سے ہمارے مکرم بھائی فضل الدین صاحب کی جو چٹھی انہی دنوں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں پہنچی ہے اس میں جماعت کے لئے بعض ایسی خبریں ہیں جنپر احمدی دوستوں کو بہت سجدات شکر بجا لانے چاہئیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ بعض احباب کی چٹھیاں ہندوستان سے ایسے مضامین کی پہنچی ہیں جنمیں حضرت امام و مرشدنا سے منحرف اور بدظن کرنے کی نئی انجمن (یعنی اشاعت اسلام لاہور) کی طرف دلائی ہوئی ہے۔ مگر میں انکے کاموں اور انکے عقائد سے بالکل بیزار ہوں۔ خط میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہاں عید کی نماز میں [illegible] کے قریب قریب دو سو ہی لوگ تھے۔ قریباً نصف عورتیں [illegible] ان سب کا ملکر تحمید الٰہی کے نعرے گانا اور درود شریف باواز بلند پڑھنا۔ ایک عجیب نظارہ تھا۔ جسے دیکھکر خوشی ہوتی کہ ایسی وحشی قوم میں بھی جو جنگلی جانوروں کی سی زندگی بسر کرتی تھی اسلامی شعار اور بیداری کا احساس رسول کریم کی قوت قدسی کا اثر ہے۔ ہر ایک عورت ایک ایک لوٹا پانی کی لائی اور وضو کرکے اپنے ساتھ لائے ہوئے مصلے پر ایک قطار میں بیٹھ گئی۔ خطبہ پڑھنے کے لئے دوستوں نے مجھے منتخب کیا مگر میں زبان کی ناواقفیت کے سبب کھڑا نہ ہو سکا۔ میں نے ان لوگوں سے قادیان کے واسطے صدقہ عید الفطر مانگا جو انہوں نے بڑی خوشی اور فراخ دلی سے دیا۔

سیدہ کی سیویاں بنانیکی مشین

عجیب و غریب مشین ہمنے خاص دعا کی سہولیت کے لئے اپنے کارخانے میں تیار کی ہے اس میں [illegible] ڈالا جاتا ہے [illegible] اس کا استعمال [illegible]
[illegible]
ملنے کا پتہ [illegible] موعود قادیان

---

۱۰ اکتوبر کے بعد ظہور المہدی کی قیمت

دو روپے ہو گی۔ ظہور المہدی جسمیں تمام علامات مامور آمنت باللہ سے لیکر یوم آخر تک مفصل و مدلل بہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ مندرج ہیں۔ آج کل سوا روپیہ میں ملتی ہے۔ ۱۰ اکتوبر کے بعد دو روپے کو ملیگی۔ جو صاحب منگوانا چاہتے ہیں آپ منگوالیں

ملنے کا پتہ [illegible] قادیان

مرہم عیسیٰ

عجیب و غریب مرہم المعروف بہ

معزز بھائیو!

مرہم عیسیٰ کوئی معمولی مرہم نہیں۔ اس کی نسبت انگریزی یونانی طب کی مستند کتابوں میں پتہ ہے وثوق اور کامل تواتر کے ساتھ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ دو ہزار برس گذرے ہیں اس کے اجزا کو مقدس انبیوں نے الہام الٰہی کی ہدایت سے تیار کیا تھا اسی لئے خدا کے فضل سے اسمیں تاثیرات موجود ہیں جن سے شفا اور مسیحائی مترادف ہو گئے ہیں۔ یہ مرہم ایسا مبارک معجزہ ثابت ہوا ہے کہ جتنے بیمار اسکو لگاتے ہیں چنگے ہو جاتے ہیں بڑے بڑے فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا اور اسکی مسیحائی تاثیرات کو بلا اختلاف تسلیم کیا ہم بھی ضرور آزمائیں [illegible] یہ مرہم اپنی مسیحائی تاثیرات میں شہرۂ آفاق ہے جو ہر قسم کے زخموں پھوڑوں۔ پھنسیوں ناسوروں۔ ورموں۔ خنازیروں سرطان۔ طاعون گنٹھیا گنج۔ خارش بواسیر وغیرہ وغیرہ کے لئے شفا ہے قیمت فی ڈبیہ خورد [illegible] کلاں [illegible] علاوہ محصول ڈاک

دوا ملنے کا پتہ

حکیم نذیر حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ بیرون بھاٹی دروازہ لاہور

ضرورت

ایک ایس۔ اے۔ وی۔ ایک جے۔ اے وی ایک نارمل استاد کی ضرورت ہے قادیان کی رہائش کے خواہشمند اپنی درخواستیں ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام ارسال فرماویں تنخواہ حسب قابلیت دی جاویگی۔

ضرورت

گوکھووال ضلع لائلپور احمدیہ گرلز سکول کے لئے ایک احمدی استانی یا مسن استاد کی ضرورت ہے۔ جو کم از کم پرائمری پاس ہو اور قرآن شریف باترجمہ جانتا ہو۔ درخواستیں ماسٹر عبدالعزیز صاحب سیکرٹری سب کمیٹی تعلیم قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

پیغام حنیف

ایک مخلص احمدی کے قلم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ۴۸ صفحہ کا رسالہ ہے ارزانی بغرض تقسیم [illegible] رسالے

محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ ع

[illegible] | عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی [illegible]

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے سالانہ

مضامین بنام [illegible]

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

[illegible] بار شائع ہوتا ہے

جلد ۳	۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء	پنجشنبہ	مطابق ۵ ذیقعد سنہ ۱۳۳۳ھ	نمبر ۳۷

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت اقدس کی طبیعت دو تین روز سے پھر کچھ ناساز ہے۔ احباب دعا کریں +

مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کے ہاں ۱۳ ستمبر کی صبح کو لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو عمر میں برکت دے اور دین کا خادم بنائے +

ہمارے مکرم و معظم پیر منظور محمد صاحب مصنف یسرنا القرآن ترجمۃ القرآن کے متن کی لکھائی کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے ہیں چند روز تک وہیں قیام فرمائینگے +

۱۳ ستمبر سے بارش شروع ہے موسم میں تبدیلی ہو گئی ہے

آمد و رفت مہمانان — برادرم محمد شریف صاحب وکیل لاہور سے تشریف لائے۔ حضرت عبدالرحمٰن صاحب انبیٹھ سے غلام حبیب صاحب پٹواری لوندی کا اہوالی سے۔ خلیفہ شجاع الدین صاحب لاہور تشریف لے گئے +

اخبار احمدیہ

گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب پنشنر تحریر فرماتے ہیں۔ کچھ دنوں کا ذکر ہے کہ پیغام پارٹی کے دو آدمی جنہیں ایک اُن کا واعظ تھا یہاں آئے اور مسئلہ نبوت پر گفتگو شروع ہوئی مگر خدا کے فضل سے وہ ہمارے احباب کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے اور آخر اُن کو شرمسار ہونا پڑا۔ ایک غیر احمدی بھی تھا وہ تمام گفتگو سنتا رہا۔ ایک روز اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک مجلس میں ایک بزرگ ہیں جنکو وہ خواب میں ہی خیال کرتا ہے کہ یہ حضرت مرزا صاحب ہیں اُنکی دائیں جانب دو آدمی بیٹھے ہیں جو کچھ کھا رہے ہیں اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہے حضرت مرزا صاحب کچھ کھانا لے کر اسکے منہ میں ڈالنا چاہتے ہیں مگر وہ پیچھے ہٹتا ہے اور کھانا نہیں چاہتا۔ یہ نظارہ دیکھنے کے بعد اُسے خواب میں ہی یہ تفہیم ہوئی کہ جو آدمی دائیں جانب بیٹھے ہیں وہ تو قادیان والے ہیں اور وہ حق پر ہیں اور جو شخص بائیں طرف ہے وہ پیغام پارٹی میں سے ہے جسکو حق پیش کیا جاتا ہے اور وہ اسے قبول کرنا نہیں چاہتا +

گوجرانوالہ سے برادر غلام قادر صاحب تاجر چرم لکھتے ہیں کہ یہاں چند دنوں سے منکرانِ خلافت کے ساتھ مباحثہ شروع ہے اللہ تعالیٰ حق کو آشکار کرے اور انہیں قبولِ حق کی توفیق دے بحث کے ختم ہونے پر انشاء اللہ مفصل اطلاع دیجائے گی۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ احباب میرے لڑکے کے لئے دُعا کریں کئی دنوں سے بیمار ہے +

راولپنڈی سے حکیم عبدالجلیل صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ موضع خرم گوجر ضلع راولپنڈی میں بغرض تبلیغ تشریف لے گئے ہیں۔ چار پانچ دن تک انشاء اللہ واپس آجائینگے +

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

شاہدرہ سے میلاداد صاحب لکھتے ہیں کہ میں بیمار ہوں احباب دعا کریں۔

میانوننڈ (امرتسر) سے محمد عزیز الدین صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت مولویوں کی عقل ایسی سلب ہو گئی ہے کہ معمولی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے چنانچہ وہ جوابات جو حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے انجیل سے الزامی طور پر عیسائیوں کو دیئے ہیں انکو حضرت صاحب کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو بھڑکاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کی بڑی ہتک کی ہے اور انکو ایسے برے الزامات دیئے ہیں۔

جہلم سے مکرمی چوہدری صادق علی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ ۸ ستمبر کو حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی تقریب شادی موضع نہیار ضلع گجرات میں تشریف لیگئے۔ آپ نے وہاں پر حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی مع دلائل اور عذاب کی آمد کے وجوہات نہایت مدلل طور پر لوگوں کو سنائے اثناء وعظ میں بعض شیعہ صاحبان کے اعتراضات کے جواب بھی دیئے گئے۔ یہاں پر وعظوں کا سلسلہ بخیر و خوبی ختم ہونیکے بعد ماسٹر کو مولوی صاحب موضع ہیلاں پور میں تشریف لیگئے اور وہاں بھی بوضاحت تبلیغ احمدیت کی گئی۔ الحمدللہ۔

سیالکوٹ سے اخویم مکرم میر قاسم علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں جمعہ مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھایا خطبہ میں جماعت کی اصلاح کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی خدا کے فضل سے جماعت پر بہت اچھا اثر ہوا بعد نماز عصر لیکچر ہوا۔ حاضرین کی کافی تعداد تھی۔ دس بارہ غیر احمدی بھی تھے خدا کے فضل سے ڈیڑھ گھنٹہ تبلیغ کی گئی۔

برہمن بڑیہ سے مولوی محمد عبد الواحد صاحب لکھتے ہیں کہ ملک بنگال کی حالت نہایت قابل رحم ہو رہی ہے۔ کثرت بارش سے دوسری فصل بھی تباہ ہو گئی ہے۔ اگر رنگون سے چاول نہ آتا تو خدا جانے لوگوں پر کیا مصیبت آتی۔ غیر ممالک میں قحط پڑنے کی وجہ سے چاولوں کا نرخ بہت گران ہو رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنا رحم فرما دے۔ آگے لکھتے ہیں کہ میں اندنوں بنگلہ زبان میں ایک رسالہ تیار کر رہا ہوں اللہ تعالےٰ مدد فرما دے۔

امروہہ سے حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ اگرچہ اس عمر میں میرا مرض قوی یا ناقابل تحمل و بصحت ہوتا۔ لیکن علاج میں محض بہ تعمیل ارشاد نبوی اجملوا فی الطلب وتوکلوا علیہ کے مطابق کوشش کی گئی لیکن آپ کی، وہ آپکے مستفیضوں کی دعا نے وہ کام کیا جو کوئی مادہ پرست طبیب حاذق ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا تھا جناب میر حامد شاہ صاحب چار سو کوس پر بیٹھے ہوئے مجھے لکھتے ہیں میری دعا سید صاحب کے لئے ضائع نہ ہوگی چونکہ وہ آپکے دربار کے غلاماں غلام میں سے ہیں اس لئے مجھے یہ شعر یاد آیا۔

> کرامت گرچہ بے نام و نشان است
> بیا بنگر ز غلمان محمد

مختصر یہ کہ اب میرا مرض جو نہائی تو کم ہوگیا ہے۔ باقی بھی انشاء اللہ جاتا رہیگا۔

چونڈہ سے برادر محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

منارۃ المسیح کے لئے نذر ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ جن ایام میں حضرت مسیح موعودؑ منارۃ المسیح بنوا رہے تھے میرا چھوٹا بھائی پیدا ہوا تھا اور اتفاق سے وہ بہت بیمار ہو گیا اس بیماری میں ہم نے یہ نذر مان لی کہ ہم اسکو منارۃ المسیح کا موذن بنائینگے اب وہ لڑکا تیرہ چودہ برس کا ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ حضور نے اس کے جواب میں لکھوایا کہ منارۃ المسیح دراصل تبلیغ اسلام ہی ہے۔ اس لڑکے کو اسلام کی تعلیم دیں جب تبلیغ کریگا۔ تو منارۃ المسیح کا موذن ہو جائیگا۔ مگر تبلیغ بغیر قادیان میں رہنے کے نہیں آتی

۱۰ اکتوبر کے بعد ظہور المہدی کی قیمت

دو روپے ہوگی ظہور المہدی جس میں تمام عقائد احمدیہ آمنت باللہ سے لیکر یوم آخر تک مفصل و مدلل بہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ مندرج ہیں۔ آج کل ۱۲ میں ملتی ہے۔ ۱۰ اکتوبر کے بعد دو روپے کو ملیگی۔ جو صاحب منگوانا چاہتے ہیں اب منگوا لیں

ملنے کا پتہ سعید قادیان

خبریں

مخالف سوامی شوگن چندر جی ... بھی سادھو تھے بڑے قابل صوفی منش بے تعصب اہل علم دوست۔ افسوس کہ ۱۷ اگست کو دہلی میں بعمر ... سال انتقال کر گئے۔ مرحوم مہوتسو والا مشہور و معروف مضمون اسلامی فلاسفی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام انہی کی استدعا پر لکھا تھا جو خدا کے فضل سے مضامین مقابل میں سب سے زیادہ مکمل موثر مقبول اور غالب رہا۔

مقدمہ سازش لاہور کا فیصلہ سپیشل جج صاحبان نے سنا دیا۔ ۶۱ ملزمان میں سے ۲۴ کو سزائے موت، ۲۷ کو عمر بھر کا کالا پانی۔ ۶ کو مختلف میعاد کی قید۔ باقی چار بری کئے گئے۔

زنانہ مدرسہ طبیہ لدھیانہ میں چند وظائف غیر مسیحی عورتوں کے واسطے بھی مقرر ہو گئے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ کی یہ عنایت قابل شکر گزاری ہے۔

بھائی پنال سنگھ نے بقول پیسہ اخبار نو تصنیف کتاب موسومہ "انڈین ڈائمنڈز" میں لکھا ہے کہ ہندو اور جرمن ایک ہی اصلی نسل کی دو شاخیں ہیں۔

نیشنل سٹیم پریس لاہور کے مالک نے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی انتظامیہ کمیٹی سے درخواست کی تھی کہ تمہارے رسالہ آریہ مسافر کے مضمون کی بنا پر میرے پریس کی ضمانت (دو ہزار روپیہ) ضبط ہوئی ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ یہ ڈنڈ بھرو کمیٹی نے جواب دیا کہ ہمیں اختیار نہیں جنرل سبھا کے سامنے تمہاری درخواست پیش کی جائیگی

جنگ گلیشیا میں اس ہفتہ روسیوں کو ایک اور فتح حاصل ہوئی دشمن کے مسلسل حملے پسپا کئے پھر خود ہی حملہ کیا۔ جس میں قریباً ۸ ہزار آدمی قید کئے صوبہ بالٹک میں اس وقت روسیوں کا بہت زور ہے۔ ریگا کے جنوب مشرق میں پیچھے ہٹتے اور دشمن کا مقابلہ کرتے جاتے ہیں۔ جمعہ کو اس نے ایک غضبناک حملہ کیا تھا جس میں بڑی بھاری گولہ باری ہوئی لیکن شکست کی کھائی۔

مشرقی گلیشیا میں روسیوں کے دم خم دیکھکر برلن میں تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ جرمنوں کو خوف ہے کہ شاید زرگون سے بر وقت کوئی کارآمد مدد نہ مل سکے فرانس میں ارگون ایسا کلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۵ء

بڑے زور آور حملے

"دُنیا میں ایک نذیر (نبی) آیا۔ پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا" (الہام مسیح موعودؑ)

دُنیا۔ ہاں وہی دُنیا جسکے متوالے خدا کے بندے ہوکر اُسی کے بھیجے ہوؤں کو ہمیشہ جھٹلاتے اور ہنسی اُڑاتے رہے۔ فی الواقع بڑی ناشکری اور مردہ پسند ہے۔ جیتے جی تو بڑے بڑے عظیم الشان خاصانِ خدا کو بھی اس نے دُکھ ہی دیئے۔ اور جب وہ اپنا کام کرکے اِس جہان فانی سے رحلت فرما جاتے ہیں تو انکی تعظیم و تکریم میں غلو کرتے کرتے انھیں معبود و مسجود بنانے تک سے دریغ نہیں کرتی۔ حالانکہ اِن مبارک وجودوں کا ظہور ہی شرک مٹانے کی غرض سے ہوتا ہے ✦

نذیر یا نبی آکر اہلِ دُنیا کو خبردار کرتے ہیں کہ دیکھو تمہاری حالت محتاجِ اصلاح ہے۔ یا تو تم سنبھل جاؤ مجھے سچا جانو میری مانو۔ غلط عقیدوں اور بُرے فعلوں سے باز آکر اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی کے رستہ پر چلو ورنہ اس کا عتاب و عذاب تمھیں دوسری طرح سیدھا کرے گا۔ چنانچہ آفرینش عالم سے اب تک ہزارہا نذیر طرح طرح کے عذابوں کی فوج ملکہ شیاطین سے جنگ کرنے کو آتے رہے۔ ایسا کبھی نہیں ہُوا کہ ایک دم قہرِ الٰہی ٹوٹ پڑے اور خواب غفلت سے جگا کر ڈرانیوالا پہلے کوئی نہ آئے۔ وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔

ہمارے زمانہ میں بھی جبکہ لوگ کفر و شرک غفلت و معصیت میں حد سے بڑھ گئے تھے ایک ڈرانے والا آیا اور اُسنے آگاہ کیا کہ لوگو میں اسی کی طرف سے ہوں۔ جو ہمیشہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے ہادی و مصلح بھیجتا رہا ہے۔ اگر تم میرا ساتھ دوگے تو اسکے فضل اور امان سے حصہ پاؤ گے ورنہ اسکی نظروں میں مستوجب غضب ٹھہروگے۔ چنانچہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام مندرجہ عنوان آج سے تیس سال قبل اسی مستقبل کی خبر دے رہا تھا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ آج یہ مختلف شکلوں میں بار بار پورا ہو چکا ہے اور ابھی بس نہیں۔ خدا جانے کب تک کس کس طرح اس مقدس ہستی کی شوکت و جلال کو ظاہر کیا جا رہا ہے گا۔ خود الہام کے الفاظ تو یہ بتلاتے ہیں کہ برابر زور آور حملے ہوتے رہیں۔ تاوقتیکہ دنیا جس نے اس مامور برحق کی دعوت کو شروع میں رد کیا اسکی سچائی ظاہر نہ ہو جائے ✦

لوگو! طاعون برسوں سے صفایا کر رہی ہے کیا یہ عذاب نہیں؟ زلزلوں نے ہزارہا بستیوں اور لکھوکھا نفوس کو پیوند خاک کر دیا کیا یہ خدائے قہار کا زور آور حملہ نہیں؟ طرح طرح کی دوسری آفات ارضی و سماوی نے مخلوق کی زندگیاں تلخ کر دیں۔ کیا یہ عتاب ربانی کی نشانی نہیں؟ جنگ و جدل نے بیحد و حساب دولت جلا پھونک کے خاک میں ملا دی اور لاکھوں انسان موت کے گھاٹ اُتار دیئے کیا یہ خدا کی خوشنودی کے آثار ہیں؟ سخت بے اطمینانی قحط و گرانی سالہا سال سے جہاں تہاں مسلط ہے کیا اسے عذاب نہ کہوگے؟ شریف رذیل۔ امیر غریب۔ گورے کالے حاکم و محکوم۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے جبروت و جلال والے تاجدار تک کسی نہ کسی قسم کی مصیبت اور تلخکامی و تشویش کا شکار ہوئے اور ہو رہے ہیں کیا اس عالمگیر قہر و آفت کا انکار کر سکتے ہو؟ اگر یہ خدا کی طرف سے نہیں تو بتلاؤ اور کونسی ایسی زبردست طاقت ہے؟ جو شاہانِ وقت یک شہنشاہوں سے بھی کچھ رو رعایت اور لحاظ مروت نہیں کرتی اور جو اُنپر بھی غالب ہے ورنہ ضرور وہ سب یکجا کرکے ان تمام بلاؤں کو مار ہٹاتے۔ یقیناً وہ خدا کا ہی زبردست ہاتھ ہے جو اپنے مامور کی سچائی ظاہر کرنے کو زور آور حملے کر رہا ہے۔ خدا (معاذ اللہ) لٹھ لیکر تو لڑنے سے رہا۔ یہی اس کا عذاب و غضب ہے اور یہی اسکے حملے کہ دُنیا اپنی غفلت و معصیت کا خمیازہ ایسے ایسے حالات میں بھگت رہی ہے جو بالکل اسکے اختیار سے باہر ہیں۔ صرف خدا کا رحم و کرم ہی ان مصائب کو دُور کر سکتا ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ دم بھی مار سکے ✦

آج سے نو سال قبل (۱۴۔ اگست سنہ ۰۶ء کو) خدا نے اپنے مامور بروز مصطفےٰ احمد مجتبےٰ نبی آخر زمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ وحی نازل فرمائی "دیکھو! میں آسمان سے تیرے لئے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائینگے۔ صحن میں ندیاں چلینگی اور سخت زلزلے آئینگے"

جس نے مختلف مقامات میں اپنی صداقت کا جلوہ دکھایا۔ اور کم و بیش ہر سال کہیں نہ کہیں اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ اٹلی و سسلی۔ سان فرانسسکو اور مسی سپی کی تباہیاں اگر دُور کی باتیں ہیں تو موسیٰ ندی (حیدر آباد) کی طغیانی اور ہزارہا مخلوق کی خانماں ویرانی تو اسی ملک کے حوادث تھے جنھیں بہت مدت نہیں گزری۔ بعض دیگر دیار و امصار میں جو قہری نشان ظاہر ہوئے اُن سے تم بے خبر ہو یا سُنکر بھول گئے ہو تو ساجھی ندی (راجپوتانہ) کا ہولناک سیلاب تو تمھارے ہی دیس وطن کی بات ہے جس نے اسی وحی الٰہی کے نزول سے دو ہی سال بعد صدہا دیہات۔ ہزارہا مویشی۔ بیشمار کھیتیاں موسمی فصلیں اور بہت سی جانیں دریا برد کر دی تھیں۔ یورپ و امریکہ کے بعض ہیبت ناک بھونچال تمھاری آنکھیں نہیں دیکھ سکیں۔ تو کانگڑہ کا زلزلہ عظیمہ تو تم میں سے بہتوں نے بچشم خود دیکھا ہوگا جس نے مقامی تباہی کے علاوہ دُور دُور تک

عفت الدیار محلہا و مقامہا

پر بڑے زور سے مہر تصدیق لگا دی تھی۔ ابھی سال سوا سال ہی گزرا ہوگا کہ گورداسپور کی سرزمین نے طوفان آب اور طغیانی و سیلاب کی شکل میں اس وحی الٰہی کی صداقت ظاہر کرنے والا قہری نشان دیکھا تھا تو اب لکھنؤ کا نمبر۔ اور آسام بنگال وغیرہ مختلف اقطاع ملک میں وہی حالت رونما ہو رہی ہے۔ لکھنؤ کے سیلاب کی نہایت مختصر کیفیت ہم گزشتہ اشاعتوں کے بعض اخبارات میں درج کر چکے ہیں اصل واقعات کو اس سے صدہا گنا ہولناک و بربادی بخش سمجھ لو۔ جیساکہ وہاں کی معتبر اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے اسجگہ انکی تفصیل کو بخوف طوالت نظرانداز کرتے ہیں۔ مشرقی بنگال

آسام وغیرہ کا بھی یہ حال ہے کہ بعض مقامات پر

"نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵ و ۲۵۷)

کی حرف بحرف تصدیق ہو رہی ہے کیا اب بھی تم ان حوادث کو عذاب الٰہی نہ سمجھو گے؟ کیا اب بھی جبکہ قہری نشان باری باری سے کھلم کھلا بعثت رسول کی منادی کر رہے ہیں تم اس رسول کے ماننے سے گریز ہی کرتے رہو گے؟

لوگو! کچھ تو خوف خدا کرو۔ کچھ تو سوچو سمجھو سے کام لو کیا یہ چاہتے ہو کہ ایک دم تمام دنیا تباہ و برباد ہو جا۔ نعوذ باللہ اگر ایسا ہو تو عذاب سے عبرت کون حاصل کرے فائدہ کون اٹھائے؟

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل کا میل دل سے ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

مسجدوں کی عبرتناک حالت

انبالہ سے

ایک دوست لکھتے ہیں کہ وہاں ایک مسجد کے متولی حضرات ایسے پکے مسلمان خیال کئے جاتے ہیں کہ عوام کی نظروں میں انکے گناہ اور خطائیں بھی عین صواب ہیں۔ اور احمدیوں سے انہیں اسقدر نفرت ہے کہ اگر کوئی احمدی انکی مسجد میں نماز پڑھ لے تو ناپاک ہو جاتی ہے۔ اور گو موجب ارشاد الٰہی کے مساجد میں نماز پڑھنے سے روکنا ایک ظلم عظیم ہے مگر "قادیانیوں" کو منع کرنا کار ثواب سمجھتے ہیں اور عجیب ہے لوگوں کو ان حضرت پر اتنا اعتقاد و حسن ظن ہے کہ اگر انمیں کوئی شخص خاص مسجد میں بیٹھکر شراب پئے اور رقص کرے تو بھی انکی عظمت و احترام میں فرق نہیں آتا۔ آہ! کیا اسلامی حمیت ان لوگوں میں بالکل ہی اٹھ گئی۔ بھلا جب انکے پیشواؤں کی حالت اس درجہ ذلیل ہو جائے تو اب بھی ضرورت امام مہدی میں کچھ شک ہو سکتا ہے؟ کاش یہ بدنام کنندگان اسلام خدا سے ڈریں اور ذرا غور کریں تو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و تصدیق میں یہی کہتے بن آئے کہ ؎

یارو جو مرد آنیکو تھا وہ تو آچکا ✿ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

خواجہ غلام الثقلین صاحب کا انتقال

مسلمانان ہند کے لئے فی الواقعہ یہ بڑی عبرت کا مقام ہے کہ انکے اکابر ومشاہیر عام اس سے کہ پیشوایان دین ہوں یا ہمدردان ملت ایک ایک کر کے اٹھتے جاتے ہیں گویا جن وجودوں پر اس گئے گزرے وقت میں انہیں کچھ بھی فخر و ناز ہو سکتا تھا وہ بھی جلد جلد ان سے چھینے جا رہے ہیں۔ آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے بھی انہی وجود ہائے دل پسند ایک تھے جو افسوس کہ ایک طویل علالت کے بعد پانی پت میں ۱۳ ستمبر کو یکایک حرکت قلب بند ہو جانے سے قضا کر گئے۔ بڑے قابل آدمی تھے اعلے درجہ کے مصنفوں میں تھے۔ رسالہ عصر جدید میرٹھ کو عرصہ تک بڑی عمدگی سے ایڈیٹ کیا۔ اب بھی جبکہ وہ دوبارہ ہفتہ وار جاری کیا گیا ہے وہی اسکے چیف ایڈیٹر یا ڈائرکٹر آف پالیسی تھے "مسلمانوں کی ہیئت ذوقال" "جامعہ اسلامیہ" "صیغہ اصلاح تمدن" متعلق مسلم کانفرنس وغیرہ کئی مفید تحریکیں قریباً انہی کے دماغ سے نکلی تھیں اور قومی ہمدردی کے رنگ میں خواجہ صاحب کو بڑا جوش و شوق تھا کہ ان میں کامیابی ہو مگر افسوس کہ سارے ارمان دل کے دل ہی میں لے گئے۔ خواجہ صاحب میں ایک خاص خوبی یہ تھی کہ سلسلہ حقہ احمدیہ کے ساتھ انہیں گہرا تعصب اور دلی عناد تھا مگر ایک اناڑی دشمن کی طرح جب حملہ کرتے تھے اس خوبصورتی سے کہ اخلاق ظاہرداری و تہذیب مروجہ کے رو سے کوئی پہلو چنداں بدنما بھی نہ ہو اور مد مقابل کو قلبی صدمہ بھی پہنچ جائے۔ آخر ایک ہوشیار قانون دان تھے۔ بہرحال اب ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہمیں تو انکے مرنے کا افسوس ہی رہیگا کہ کاش خواجہ صاحب اس جہان فانی کو چھوڑنے سے قبل معرفت امام وقت کی توفیق پاتے۔

تاراچند

مندرجہ عنوان نام کے ایک مخلص دوست "السلام علیکم" کے بعد اپنا رویا لکھتے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا صبح کے وقت ایک کچے مکان کے قریباً ۸ فیٹ مربع چبوترہ پر جو زمین سے ساڑھے فٹ اونچا ہوگا۔ بیٹھے ہوئے نماز کے لئے پاؤں دھو رہے یا وضو کر رہے ہیں سامنے کچھ طلباء جو پانچویں جماعت تک کے معلوم ہوتے ہیں اپنا اپنا سبق یاد کر رہے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر کہا "السلام علیکم" فرمایا "وعلیکم السلام" پھر بڑی خوشی سے اونچی جگہ اپنے پاس بٹھایا اور پوچھنے لگے آپ مجھے اسوقت کیوں ملے جب میں دنیا میں تھا میں نے عرض کیا میری یہی خواہش تھی کہ عبادت الٰہی کے ذریعہ وہ رنگ پیدا کروں کہ آپ سے روحانی ملاقات ہو سکے اور چاہتا تھا کہ روح آپ سے ملے یہ سنکر حضرت زور سے ہنسے جس سے آنکھ کھل گئی۔ آپ کی پوشاک شریعت کے مطابق (چوغہ) کرتہ پاجامہ تھی۔"

اگر ہمارے دوست کو حضرت مسیح موعود کے ساتھ واقعی ایسا ہی قلبی تعلق اور روحانی مناسبت ہے تو اسکی تکمیل کو اب بھی موقعہ حاصل ہے۔ الحمد للہ کہ قادیان میں آج بھی ہر پہلو سے وہی رنگ روحانیت جلوہ ریز و نور بیز ہے جسکی شعاعوں سے منور ہو کر تاراچند بفضل خدا آئینہ بن سکتا ہے۔ پھر دیر کیا ہے؟ ع

"درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست"

حضرت اقدس کے سلام بھیجنے سے فائدہ اٹھایئے اور حضور کے قہقہہ کی رمز کو سمجھ جایئے کہ آنکھ کھلتے ہی سارے نظارے نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ کل کس نے دیکھی ہے یہاں تو پل کی بھی خبر نہیں کیا ہو۔ پس مبارک ہونگے آپ اگر اس "کرشن رودر گوپال" کی گوڈوں میں شامل ہو جائیں جسکی "استت گیتا میں کی گئی ہے" (الہام مسیح موعود)

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

ضرورت زمانہ

اور "اسلام کی پہلی" کے نام سے جو دو کتابیں ماسٹر عبد الرحمن صاحب نو مسلم نے لکھی ہیں انمیں اکثر اہم سوالات و اعتراضات کا جو اسلام یا سلسلہ حقہ کے مخالفین کیا کرتے ہیں۔ تسلی بخش دلنشین و عام فہم جواب دیا گیا ہے۔ ان کا مطالعہ ہر احمدی و غیر احمدی کے لئے انشاء اللہ بہت کچھ مفید ہوگا خاصکر جن احباب کو مذہبی مضامین کا شوق حقائق و معارف اسلامیہ کا ذوق اور بحث مباحثہ کے شغل سے دلچسپی ہو انکے واسطے تو ۸ ؍ اور ۲ ؍ میں یہ دونوں نایاب کتابیں بشرط مقدرت کچھ بھی گراں نہیں اور اگر نادار شائقین میں مفت۔

جماعت کو خلفاء دیئے گئے آخرین کو بھی دیئے جائیں بلکہ آخرین کے لیئے پہلے سے بھی خلفاء کی زیادہ ضرورت ہے۔ کیونکہ آنحضرت سے ثابت ہے کہ آدم سے لیکر آخر تک فتنہ دجال سے بڑھکر کوئی فتنہ نہیں تو اب جبکہ آنحضرت اپنی بعث اول میں جس فتنہ کے دور کرنے کے لیئے مبعوث فرمائے گئے وہ فتنہ بھی فتنہ دجال سے کم درجہ پر ہے اور پھر بااین بعث اول میں خلافت حقہ کا قیام ضروری تھا تو کیوں باوجود اس کے کہ آپ کی بعث ثانی میں جو دجالی فتنہ عظیم کے دور کرنے کے لئے ہے خلافت ضروری ہو۔ پس قرآن کے بعد حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ خلافت حق ہے۔

۳۔ پھر حضرت مسیح موعود کا "وخلیفۃ من خلفائہ" کا فقرہ فرمانا بھی صاف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے نزدیک آپ کے سلسلہ میں خلافت کا ہونا مسلم تھا پھر یہ کہ آپ کے نزدیک بجائے ایک خلیفہ کے جیسا کہ خلفاء کے صیغہ جمع سے ظاہر ہے کئی خلیفوں کا ہونا پایا جاتا ہے۔ پھر رسالہ الوصیۃ میں آپ کا اپنے تئیں انبیاء کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے دو قدرتوں کا ذکر کرنا اور پھر اسی دو قدرتوں کا ظہور اپنے لئے قرار دیکر اپنے حالات کو انبیاء کے حالات کی مماثلت میں بیان فرمانا اور پھر اس کی مزید تفصیل اور توضیح کے لئے حضرت ابوبکرؓ کی مثال کو پیش کرنا صاف طور پر اس بات کو بتلاتا ہے کہ آپ کے نزدیک دو قدرتوں سے مراد وجود نبوت اور وجود خلافت ہے

۴۔ پھر اگر الوصیت کی رو سے انجمن کے ہی فیصلہ کو حق قرار دیا جائے تو چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر پہلا اجماع باتفاق رائے صدر انجمن اور باتفاق رائے جمیع افراد جماعت احمدیہ قیام خلافت پر ہوا جس سے ثابت ہوا کہ مسئلہ خلافت حق ہے۔ پھر منکران خلافت کا چھ سال تک خلیفہ اول کی خلافت کی تصدیق کرنا اور خلیفہ اول کو تسلیم خلافت کے معنوں میں مطاع مطاع کر کے پکارنا اس بات کی دلیل ہے کہ منکران خلافت کا خلیفہ اول کی وفات کے بعد خلافت اور خلفاء کا منکر اور معاند ہونا دلائل حقہ کی بنا پر نہیں بلکہ بے جا تکبر اور حسد کی بنا پر ہے۔

۵۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام کہ "خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کے ساتھ ہوگا۔ یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے"

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے خدا کی معیت اسی کے ساتھ ہوگی جو دونوں میں سے ایک خلیفہ اور ایک امام کے تحت ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تفرقہ اور پھوٹ جماعت سے علیحدگی کا نام ہے۔ جو امام اور خلیفہ کی بغاوت سے پیدا ہوتی ہے اور امام کی اطاعت ورنہ تحقیق ہے۔ پس منکران خلافت کا خلافت سے باوجودیکہ چھ سال تک خلافت کے مصدق رہے انکار کرنا دوسرے لفظوں میں بغاوت کرنا اور پھوٹ ڈالنا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ خدا کی معیت سے ایسا فریق محروم ہوگا۔ سو حالات اور واقعات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خدا کی معیت کس فریق کے شامل حال ہے کہ ایک طرف حضرت فضل عمر خلیفہ جن کے ہاتھ پر ہر ہفتہ میں سینکڑوں کی تعداد میں بیعت ہوتی ہے اور دوسرا فریق منکران خلافت کا ہے جو پہلے ایک خلیفہ کے بھی منکر اور نقریباً اور ہر چہار خلیفہ ادعا علیحدہ بنانے اور افراط کی راہ لی اور خدا کی معیت کا یہ حال کہ اگر پہلے ہزاروں میں تھے تو اب برعکس اس کے سو ڈیڑھ سو ہو گئے۔ اب ان حالات کے بعد ظاہر ہے کہ واقعات مشہودہ اور شواہد بینہ کے رو سے حق پر کونسا فریق ہے۔ آیا مبایعین یا منکران خلافت۔

سوال۔ ۳۔ کیا جناب مولوی محمد علی صاحب جیسے سنجیدہ اور بزرگ انسان کہ جن کی نسبت جناب مرزا صاحب کو کشف ہوا کہ "وہ صالح تھے" اور ایسا ہی جناب خواجہ کمال الدین صاحب جیسے لیڈر قوم بزرگ جو واقعی کمال الدین ہی ہیں انکو حق پر نہ سمجھنا اور مخالفت حق قرار دینا یہ کیسے ہو سکتا ہے

جواب۔ مولوی محمد علی صاحب بیشک حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے مطابق ایک وقت تک صالح تھے اور ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی وہ پہلے صالح ہی تھے لیکن ان کے متعلق یہ ارشاد کہ آپ بھی صالح تھے نہ یہ کہ آپ صالح ہیں حالات کے تغیر کو ظاہر کرتا ہے کہ ایک معین وقت تک صالح تھے جس کے بعد تبدیلی حالات سے وہ صلاحیت فساد سے بدل گئی جس سے غیر صالح ہو گئے پھر حضرت مسیح موعودؑ کے الہامی ارشاد کے پورے الفاظ یہ ہیں کہ آپ بھی صالح تھے نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" ان الفاظ میں لفظ بھی لفظ تھے۔ لفظ ہمارے لفظ بیٹھ جاؤ قابل غور ہیں۔ لفظ بھی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ آپ کے اور لوگ بھی صالح تھے۔ جو حضرت مسیح موعود کے ساتھ ہونے سے لفظ ہمارے کے صیغہ جمع کے مفہوم میں حضرت اقدس کے ساتھ شریک ٹھہرائے گئے۔ گویا اس سے لطیف طور پر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ایک خاص امر جو مسیح موعود کا اپنا ہے۔ اور جو حضور کے نزدیک برحق ہے اور جس کی حقیقت کو تسلیم کرنے میں اور لوگ بھی صالح تھے شریک ہوئے ہیں جس میں مولوی محمد علی صاحب شریک ہونا نہیں چاہتے جس پر حضورؑ نے فرمایا کہ صالح لوگوں نے تو اس امر کو جس سے مراد خلافت ہے یہ ہے تسلیم کر کے ہمارا ساتھ دیا ہے اور ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں لیکن علاوہ اور صالح لوگوں کے آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادے رکھتے تھے آپ کیوں اس امر میں شریک ہوکر ہمارے ساتھ نہیں ہوتے۔ اس لئے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ ہمارے ساتھ کے لفظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس واقعہ کی نسبت یہ الفاظ اشارہ کرتے ہیں وہ وہی واقعہ ہے جس سے جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے جن میں سے ایک فریق مصدق خلافت ہے گا اور دوسرا فریق منکر خلافت۔ اب حضور کے یہ الفاظ کہ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ ان سے یہ بتلایا کہ آپ (مولوی محمد علی) ان دونوں فریق میں سے مخالف فریق کے ساتھ مت بیٹھو اور نہ ہی ان کے ساتھ ملنے کے لئے قادیان سے نکلکر ان کے پاس جاؤ۔ بلکہ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ ایک دوسرے مقام میں مولوی محمد علی کی نسبت لفظ سنجیدہ فرمایا ہے جو لفظ صالح کا کامل مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور جس فریق میں مولوی صاحب قادیان سے نکلکر داخل ہوئے ہیں اس فریق کے لوگوں کی نسبت اسی ارشاد میں مرتدین کا لفظ استعمال کیا فرمایا ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مرتدین داخل ہو گیا ہے۔ وہ ایک سنجیدہ آدمی ہے۔

.. اس سے معلوم ہوا کہ منکران خلافت حضور کے ان الفاظ کے مطابق سب کے سب مرتد ہیں اور مولوی محمد علی بھی جو پہلے سنجیدہ اور صالح آدمی تھا ان مرتدین میں داخل ہونے سے مرتد ہو گیا۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب کہ جنکو لیڈر کہا گیا وہ لیڈر نہیں ہاں پلیڈر ضرور ہے اور وہ وہی شخص ہے جو مرتدین میں داخل بلکہ حقیقت کے رو سے راس المرتدین ہے اب اس انکشاف حقیقت کے بعد سمجھ لیجئے کہ اصلیت کیا ہے

مسیح موعود محمد است وعین محمد است

نمبر ۲

(حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل کے الفاظ)

اللہ تعالٰے کے فضل وکرم اور اس کی خاص توفیق سے میں نے اپنے پہلے مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک الہامی شان والی تحریر یعنی خطبہ الہامیہ کے حوالہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود پر خدا تعالٰے نے رسول کریم صلعم کا اس قدر فیض نازل فرمایا کہ آپکا وجود آنحضرت کا ہی وجود ہو گیا جیسے فرمایا

"خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا۔
اور اسکو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف
اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود
اس کا وجود ہو گیا" خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱

اور یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا" کی عبارت سے میں نے یہ ثابت کیا تھا کہ جب تک حضرت مسیح موعود کو عین محمد یقین نہ کیا جاوے یعنی جب تک مسیح موعود کو باعتبار کمالات ذاتیہ محمدیہ اور صفات اور خو اور بو اور طبیعت اور ہمت اور ہمدردی خلائق کے بالکل عین بعین آنحضرت صلعم کا ہی وجود تسلیم نہ کیا جاوے تب تک اس بات کا سمجھنا بالکل مشکل محال اور غیر ممکن ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کے بعد مسیح موعود کو خدا تعالٰے نے منصب نبوت پر ممتاز فرمادیا۔ لیکن وہ جو دل کے اندھے ہیں ہمارے اس بیان کو طرح طرح کی غلط اور ناجائز تاویلوں سے تناسخ وغیرہ غلط عقائد کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا مقصد حضرت مسیح موعود کو عین محمد صلعم کہنے سے ہرگز یہ نہیں کہ آنحضرت صلعم گویا تناسخ کے طور پر دنیا میں پھر آئے۔ اور مسیح موعود سے چولا بدلا۔ بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ چونکہ ظہور صفات کاملہ محمدیہ کے اعتبار سے حضرت مسیح موعود کا وجود خدا کے نزدیک خود آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار پاگیا۔

پس ان معنوں میں آپ عین محمد صلعم ہیں۔ اور آپ میں اور آنحضرت صلعم میں اس قدر نفی غیریت اور شدت اتحاد ہے کہ آپ کا وجود خدا کے نزدیک تو خود آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار پاگیا۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے" ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۔

پس جبکہ خدا تعالٰے کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا وجود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے۔ یعنے خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی یا مغایرت نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں گویا دوسرے لفظوں میں با وجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں۔ تو کیوں اس قدر حق سے خروج ہوگیا کہ ہم حضرت مسیح موعود کے عین محمد ہونے سے انکار کریں اور چونکہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلعم کا بروزی وجود رکھتے ہیں۔ اس لئے ممکن نہیں کہ حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم سے غیر یقین کیا جاوے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے" ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۱

الغرض حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے یہ بات پختہ طور سے ثابت ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود یقیناً محمد تھے۔ اور آپکو چونکہ آنحضرت صلعم کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ عین محمد تھے۔ اور آپ میں جمیع کمالات محمدیہ معہ نبوت محمدیہ کامل طور پر منعکس تھے پس اسلئے آپکے عین محمد ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور ایسا ہونا قدیم سے مقدر تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک بروز محمد جمیع کمالات محمدی کیساتھ آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ جیسے کہ فرمایا۔

"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہوگیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں" ایک غلطی کا ازالہ۔

اب اس کے بعد مسیح موعود کے محمد اور عین محمد ہونے پر ایک دوسری دلیل دیجاتی ہے۔ اور وہ دلیل ایسی زبردست قوی اور مبین ہے کہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی احمدی احمدی ہونے کی حالت میں اس سے انکار کرسکے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ سے بڑھکر قادر مطلق خدا کی اس مقدس وحی نبوت کے الفاظ ہیں جس میں آپکے وجود کو آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار دیا گیا ہے اور وہ خدا کی مقدس وحی نبوت کے الفاظ یہ ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں" تشریحی جلد دوم صفحہ ۸۱۔ یہ مقدس وحی صاف الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلعہ ہند میں پناہ گزین ہونا ظاہر کر رہی ہے۔ یہ تو عیاں ہے کہ قلعہ ہند میں پناہ گزین ہونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ رسول عربی ہی تو ہو ہی نہیں سکتے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے حجاز کے مقدس وادی میں مبعوث ہوئے تھے۔ کیونکہ اس سے تناسخ لازم آئیگا۔ جو بالبداہت باطل ہے پس یہ اشارہ کسی مظہر تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ جو باعتبار کمالات نبوت اور مظہریت تامہ حقیقت محمدیہ کے خدا کی کلام میں قلعہ ہند میں جا گزین ہونے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتا۔ اور بجز مسیح موعود کے سوا اور کوئی نہیں۔ پس آنحضرت صلعم کا قلعہ ہند میں پناہ گزین ہونا سوائے اس کے اور کچھ معنی نہیں رکھتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کسی مظہر تام ذات محمدیہ کے ظہور سے پوری ہوئی۔ پس خدا کی اس مقدس وحی میں مسیح موعود کو عین محمد صلعم قرار دیا گیا ہے۔ اور آپکے وجود کو بلحاظ منصب رسالت و نبوت محمدیہ کے رسول اللہ صلعم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔

اس وحی الٰہی میں ایک عجیب لطافت بیان ہے۔ اور وہ یہ کہ اس میں بجائے آنحضرت صلعم کے اسم گرامی محمد صلعم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔ اور اس میں راز کی بات یہ ہے۔ کہ تا ایک پہلو سے مسیح موعود کا عین محمد صلعم ہونا باعتبار مظہریت تامہ حقیقت محمدیہ کے متعلق ہو جاوے۔ اور دوسرے

پہلو سے نا سخ کی نفی پائی جاوے۔ کیونکہ اس میں رسول اللہ صلعم کا آنا باعتبار اپنی رسالت اور نبوت کے ہے نہ کہ باعتبار اپنی ذات کے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لفظ اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور یہی صورت سورۃ جمعہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ جہاں بعث فی الامیین رسولا آیا ہے بعث فی الامیین محمداً نہیں آیا۔ اور آیت کریمہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم سے ظاہر ہے کہ وہی رسول جو پہلے اولین میں مبعوث ہو چکا ہے۔ وہی رسول اپنی رسالت اور قوت قدسیہ کے اعتبار سے آخرین میں بھی مبعوث ہوگا جس کو وحی الٰہی نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں"

پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعود ہی ہے جس کے ذریعہ سے آنحضرت صلعم کی روحانیت اور نبوت نے قلعہ ہند میں پناہ گزین ہونے کا اعتبار ہے۔ اس بات کو حضرت مسیح موعود نے عجیب پیرایہ میں بیان فرمایا ہے چنانچہ فرمایا

"آنحضرت صلعم کا جیسا کہ یہ فرض تھا کہ نوع انسان کی تکمیل ہدایت کریں۔ ایسا ہی بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت ہدایت بھی کریں لیکن آنحضرت صلعم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہو گئی + + + لیکن اسوقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی + + + سو اس وقت حسب منطوق آیت آخرین منھم اور نیز حسب منطوق آیت قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **دوسرے بعث** کی ضرورت پڑی" تحفہ گولڑویہ صفحہ [illegible]۔ پھر اس ضرورت کو پورا کرنے کے بارے میں آگے چلکر یوں ارشاد فرماتے ہیں

"ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاصکر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں + + + آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض منصبی کو پورا کیجئے + + + تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤنگا + + + + اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حسب آیت وآخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز کے غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کے لئے ایک شخص کو اپنے لئے منتخب کیا۔ جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا۔ اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا۔ تا یہ سمجھا جاوے۔ کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا" تحفہ گولڑویہ صفحہ [illegible]۔ الغرض خدا کی مقدس وحی کے الفاظ ایک طرف اور حضرت مسیح موعود کی پاک تحریرات دوسری طرف ہمیں اس بات کے ماننے پر مجبور کر رہی ہیں کہ وہ جو قدیم سے قلعہ ہند میں رسول اللہ صلعم کا آنا مقدر ہو چکا تھا۔ وہ درحقیقت مسیح موعود ہی ہے۔ اور وہی رسول اللہ صلعم ہے۔ جو اس وقت قلعہ ہند میں پناہ گزین ہوا ہے۔ پس یہ مقدس وحی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں" صاف لفظوں میں ہمارے مدعا کی تصدیق کر رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود حقیقۃً محمد ہیں اور عین محمد صلعم ہیں اور آپ میں اور آنحضرت صلعم میں اس قدر نفی غیریت اور وحدت اتحاد پیدا ہو گیا ہے۔ کہ آپ کا وجود خدا کے نزدیک آنحضرت صلعم کا وجود قرار پا گیا ہے اور آپکا آنا خدا کے نزدیک **نبی مصطفے** کا آنا ٹھہر گیا ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"مسیح موعود محمدی حقیقت کا مظہر ہے۔ اور جلالی حلول میں نازل ہوا ہے اسی لئے خدا کے نزدیک اس کا ظہور **نبی مصطفے** کا ظہور مانا گیا ہے"۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۰۔

پس جبکہ مسیح موعود کو آنحضرت صلعم والی ہی نبوت کی چادر پہنائی گئی ہے اور آپ کا آنا گویا محمد رسول اللہ صلعم کا ہی آنا قرار دیا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔

"پھر افسوس یہ نہیں سمجھتے۔ کہ ختم نبوت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے۔ ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں۔ جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی اور نہ پرانا نبی۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ صلعم کی ہی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے۔ اور وہ خود ہی آئے ہیں"۔ الحکم نمبر ۲۹ جلد ۵ [illegible] صفحہ ۲ کالم ۳۔

پس ان تمام باتوں سے حضرت شاہزادہ عبد اللطیف شہید کابل کے ان الفاظ کی پوری تصدیق ہوتی ہے جو آپ نے کمال معرفت حاصل کرنے کے بعد فرمائے کہ **مسیح موعود۔ محمد است۔ وعین محمد است**۔

خاکسار محمد سعید سعدی از لاہور

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہوتا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس کے متعلق فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است" پڑبال دھند جالا پھولا اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند کے لئے نہایت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ [illegible] قسم دوم [illegible] قسم سوم [illegible] اصلی ممیرا قیمت [illegible] فی تولہ ہے۔

ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر گھسا کر سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالا جائے۔ سرمہ خاصکر جنکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید ہے۔

سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح و دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی و تنگی نفس و دنیو خنیت نسا و بلغم و قاتل کرم شکم کے لئے بہت مفید ہے صبح ہمراہ شیر گاؤ بقدر دانہ نخود استعمال فرماویں۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم اور ہر رنگ کی مشہدی پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ۔ شربتی صاف ہر قسم کے مل سکتے ہیں۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان

بقیہ [illegible]

جہاں مارے گئے ہیں۔ اور حالت نازک ہے وہاں ایڈیر [illegible] مجروح بھیجنے پڑے۔ بہادریاں [illegible] کوئی [illegible] **یونان** بھی شریک جنگ ہونے کی تیاری کر رہا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء

حقیقت بے نقاب

ہو کے رہتی ہے چنانچہ ہوگئی

خلافت احمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ) خدا کے فضل اور رحم سے ایک حق ہے اور ہوشیار دلائل تو اسکی تائید میں پیش کئے جا چکے ہیں یہاں انکی تفصیل کا نہ موقعہ ہے نہ گنجائش۔ لیکن منکران خلافت نے اسے ایک کھلونا سمجھا کر شروع سے اب تک طرح طرح ٹالنا چاہا۔ اور یہ حقیقت بن نا دانوں کو [illegible] رہنے کے باوجود انکی فطرت بہانہ جو نا دم تحریر شیوہ عذر تراشی سی نہیں شہ بانی اگرچہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کیوں نہو۔ اول اول تو نفس خلافت ہی کو دہ راز کار قرار دیا۔ ابھی حامیان حق کے دندان شکن جوابوں سے عاجز آگئے تو پھر ایک چھوڑ چار خلیفوں کا تقرر ضروری جتلایا۔ مگر بازیچۂ اطفال بھی راست نہ آیا بھلا جس منصوبہ کو خدا ہی مٹانا چاہے وہ کیسے سرسبز ہو سکتا ہے؟ تو المرء یقیس علی نفسہ "حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے انتخاب کو ایک منصوبہ دیرینہ کا نتیجہ بتلا کر بدنام کرتے لگے۔ مگر چاند پر تھوکا ہوا اپنے ہی منہ پر گرا کرتا ہے۔ جب خدا نے بصیرۃ برنے انکے اس دلیل کو بھی پاش پاش کر دیا تو مسئلہ تکفیر احمدی، مسئلہ کفر و اسلام، بحث نبوت وغیرہ وغیرہ نت نئی وجوہ اختلاف گھڑ گھڑ کر مجالت مٹانے لگے۔ "الغریق یتشبث بالحشیش" ڈوبتا ہوا تنکے کا بھی سہارا ڈھونڈا کرتا ہے یہ تو بھلا پھر بھی کچھ جاندار حیلے تھے۔ کیونکہ آخر مستقل بحثیں ہیں اور انہیں طرفین کو بہت کچھ قیل و قال کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ حق بفضلہ تعالیٰ کیا بلحاظ دلائل اور کیا بلحاظ واقعات خلافت ہی کی طرف ہے لہٰذا یہ چال بھی خائب و خاسر رہی اور اب صرف حق پوشی و خود فراموشی بلکہ خدا فراموشی و ناحق کوشی سفاکی و افترا پردازی سخن پروری و زبان درازی پر غریبوں کا گزارہ رہ گیا ہے یہ شیوۂ ناروا شروع سے بھی ان کا ایک بڑا سہارا رہا مگر اب تو لے دیکھے اسی کا آسرا ہے۔ دیکھئے کب تک ان کا ساتھ دیتا ہے۔ شومئی قسمت سے ترقی معکوس کرتے کرتے ابتدا میں بزعم خود [illegible] تھے تو اب [illegible] بھی امید نہیں باقی بچی ہوں

ہم تو بفضل خدا پہلے ہی جانتے تھے کہ خلافت حقہ کے مقابلہ میں یہ گرگٹ کے سے رنگ بدیلے جا رہے ہیں ضرور اس پردہ میں کوئی اور ہی سپرٹ کام کر رہی ہے بلکہ ہمارا جاننا نہ جاننا تو الگ رہا خود واقعات ہی انکے بعض کی پردہ دری بار بار تجلی الشمس کالانشہاد کر چکے تھے یہ جذبات ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی کی شفقت و رافت نے ہر دفعہ زبان حال و قال سے ع

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

کا موقعہ دیا اور معاملہ رفع دفع ہوتا رہا لیکن انحراف پسند فطرتوں کو کب چین پڑ سکتا تھا جبتک کہ روح مجروح و اسکے مناسب حال غذا مرغوب نہ ملے اور مدعائے اصلی حاصل نہ ہو۔ آخر حضرت مولوی صاحب رضی کی آنکھ بند ہوتے ہی پھول کھیلے پھر جو کچھ ہوا سب کو معلوم ہے مگر اس آرٹیکل میں ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے اور منکران خلافت کے مابین بنائے فساد یا سبب نزاع دراصل کوئی اصولی اختلاف یا علمی و دینی مسائل نہیں بلکہ ذاتی عداوت اور نفسانی جوش و ارادت پر اس تمام نزاع کا دار و مدار ہے جس نے ردائے خلافت کو آج تک چین سے نہیں بیٹھنے دیا +

ہم شروع میں عرض کر آئے ہیں کہ حقیقت کسی کے چھپائے چھپا نہیں کرتی وہ ضرور آخر کار آشکار ہو کے رہتی ہے جیسا کہ اس وقت تک بفضل خدا کئی طرح اس سے پردہ اٹھ چکا ہے۔ اور آج الحمدللہ کہ اسکے چہرہ کو صاف صاف دکھلا دینے والا ایک اور زبردست ذریعہ محض فضل ربی سے ہمارے ہاتھ آیا ہے +

ناظرین کرام کو یاد ہو گا کہ پچھلے دنوں منکران خلافت نے حضرت خلیفہ اول رضی کے ایک خط (بنام خواجہ کمال الدین) کا عکس اخبار کے بکثرت شائع کیا تھا۔ جس سے ان کا مدعا یہ ثابت کرنا تھا کہ جناب مغفور کے نزدیک حضرت خلیفۃ ثانی معاذ اللہ نالائق بایں وجہ جو شیلے اور اسی وجہ سے خلافت کے لئے ناموزوں نا اہل و غیر مستحق تھے۔ اگرچہ ہم کو قسم ہفوات کی نہایت معقول محققانہ و دندان شکن تردید انہی دنوں جیسا اخبار نیز علیحدہ اشتہار کے ذریعے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سلمہ کی طرف سے کر دی گئی تھی۔ لیکن آج جب خدا خود ایک اور کاری حربہ اعدائے حق کی سرکوبی کے لئے ہمیں غیب سے عطا فرماتا ہے تو کیوں نہ ہم اس سے بھی کام لیں؟ چنانچہ اشاعت ہذا کے بہرۂ مراسلات میں منشی [illegible]

کا مضمون بعنوان "اختلاف کا اصلی سبب" ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جسکے ساتھ حضرت خلیفہ اول رضی کی چٹھی بھی نقل مطابق اصل درج کی گئی ہے +

اس مضمون اور خصوصاً محولہ چٹھی سے ناظرین کو بہت سی باتیں معلوم ہونگی جو صاف و صریح طور پر انکشاف حقیقت میں مدد دیتی ہیں۔ از انجملہ چند باتیں ہم بھی انکی سہولت و سہالی کے لئے یہاں نوٹ کئے دیتے ہیں :-

اول حضرت مولوی صاحب کے بعینہ یہی الفاظ کو منکران خلافت نے بتی تائید میں پیش کیا تھا (الخ) ویسے ہی الفاظ اس تازہ چٹھی میں بھی موجود ہیں اور ان کا مطلب بلا ریب و شک بڑی صفائی سے ان حضرات کے اپنے شیوہ ناروا کی قلعی کھول رہا اور حضرت میاں صاحب کی بریت ظاہر کر رہا ہے یعنی حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب نے مولینا مغفور رض کے طرز تحریر کی نسبت جو استدلال اپنے مضمون محولہ بالا میں کیا۔ اسکی حرف بحرف تصدیق و تائید اس چٹھی سے ہوتی ہے + **دوم** یہی زبان حال سے پکار پکار کر بتلا رہی ہے کہ حضرت مولوی صاحب رض کے نزدیک حضرت میاں صاحب ہی ابتدا سے خلیفہ ہونیوالے تھے **سوم** ان حضرات کی طرف سے جو آج مولوی صاحب کو مہدی کہتے ہیں۔ باہمی تک انکی مخالفت نافرمانی و ناقدری ہوتی رہی اور مولینا مرحوم انکے طرز عمل سے سخت بیزار اور انکی ملی بھگت سے شاکی تھے۔ **چہارم**۔ یہ لوگ تمام کاروبار کے ٹھیکہ دار اور ایک دوسرے کے بہرحال حامی کار رہے وہ دار تھے اور مولینا کی وفات پر یہ طلسم ٹوٹا دیکھ کر ہی سارے کے سارے ایک طے شدہ یکرنگی و ہم آہنگی کے اصول پر الگ ہو گئے اور سلسلہ کی تمام مرکزی برکات و فوائد اور اصول و مقاصد کو نفسانی اغراض پر سے قربان کر دیا۔ **پنجم** حضرت میاں صاحب اس ناحق کوشی کے مکروہ و نامبارک رویہ اور گستاخانہ برتاؤ سے متنفر ہو کر انجمن کے جلسوں میں جانے سے رک گئے تھے **ششم** منکران خلافت اپنے وقت کے عقلمندوں میں حضرت میاں صاحب کو اظہار حق سے روکتے اور دبا دیتے تھے۔ **ہفتم** مولینا کی ملامت اور عتاب و خطاب کے مستوجب یہی لوگ تھے نہ کہ حضرت میاں صاحب ایدہ اللہ جنہوں نے بطور آشتی ایک دفعہ شرط جلسوں میں جانا چھوڑ دیا تھا مگر مولینا نے پھر جانے کو فرمایا تو فرمانبرداری و تعمیل ارشاد کا نمونہ سعادتمندانہ دکھلایا۔ برعکس ازیں یہ لوگ مرشد کی تاکیدی ہدایت و نصیحت بھی [illegible]

اختلاف کا اصلی سبب

جو اصحاب حقیقت حال سے آگاہ ہیں وہ اسباب کو بخوبی جانتے ہیں کہ خلافت ثانیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اختلاف کرنے والوں کو در اصل ایک عرصہ سے اہلبیت مسیح موعودؑ کے ساتھ کچھ کشیدگی چلی آتی تھی۔ وہ ہی کشیدگی بالآخر اس بات کا موجب ہوئی کہ بنیاد اختلاف حضرت میاں محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کو خلیفہ بنتے ہوئے دیکھ سکے۔ اتنی تو ان میں طاقت نہ تھی کہ تائید و مشیت ایزدی کے مقابلہ میں کامیاب ہوتے اور اس امر خلافت کو روک سکتے۔ پس وہ علیحدہ ہو گئے اور علیحدگی کو اہمیت دینے کی کوشش میں مسائل کفر و اسلام و نبوت مسیح موعود وغیرہ پر زور دینے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جلد ہی جناب مولوی محمد علی صاحب کو پہلے اپنی بیوی کی علالت اور وفات کے وقت اور پھر حضرتؑ کے مکانات علیحدہ کئے جانے کے سبب اور ساتھ ہی حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے بعض اعتراضات کے سبب جو مولوی صاحب کے عمارتی کام پر ہوتے تھے دن بدن رنج بڑھتا گیا اور جب خواجہ صاحب نے اپنے لیکچروں میں احمدیت کے ذکر کو چھوڑا۔ اور غیر احمدیوں کی تعریفوں سے خوش ہو کر ان کے پیچھے نماز کے جواز کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح اول سے چاہی۔ اور غیر احمدیوں کے اسلام کا اعلان و اشتہار دیا۔ تو حضرت اولوالعزم میاں محمود احمد صاحب (ایدہ اللہ) نے خواجہ صاحب کے اس طرز کو ناپسند کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح (رضی اللہ عنہ) کی اجازت سے ان کے خلاف بدر میں مضمون لکھا تو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی رنجش کے سبب جو انہیں اہلبیت کے ساتھ تھی خواجہ صاحب کی رفاقت کا سہارا تلاش کرتے ہوئے انکی حمایت کی۔ ڈاکٹرین اور شیخ صاحب اپنی سادگی کے سبب خواجہ صاحب کی مدح سرائی و خوشامد میں بہک گئے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ایک پارٹی بن گئی۔ اور انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب ایدہ اللہ کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ اور صدر انجمن میں جس کے حضرت صاحبزادہ صاحب پریذیڈنٹ تھے انکی بے ادبی شروع کر دی۔ چنانچہ اسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اول (رضی اللہ عنہ) کے ایک خط کا اقتباس ہم درج ذیل کرتے ہیں جو حضور علیہ الرحمت نے لکھا کر خواجہ صاحب کو ولایت بھیجا تھا۔ اور اسکی نقل اسی وقت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب سے کرالی تھی :-

۶ مئی ۱۳ء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

(۱) جس خط کا جواب شروع کیا ہے اس پر تاریخ نہیں۔ تعجب۔

(۲) تاریخ دیا۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا - لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ - ہتھیلی لئے۔ جان سے اتنا کام لو جس بیمار و ہلاکت سے کو۔ حفظ دین۔ حفظ جان۔ حفظ عقل۔ حفظ عزت حفظ مال۔ حفظ نسل۔ اسلام کے لئے ضروریات تھیں۔

(۳) ظفر اللہ کو خط لکھا ہے مگر وہ اتنا واقف نہیں۔

(۴) مکرم مولوی محمد علی صاحب کہتے تھے ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب شملہ میں جا سکینگے میں انکے ساتھ جاؤنگا۔

(۵) سنئے جہاں تک غور کیا ہے مسیحیت کی بنا کسی کتاب پر نہیں۔ پولیس (پال) توریت کو لعنۃ کہتا ہے اور جس انجیل کا ذکر وہ خطوں میں کرتا ہے وہ کسی کے پاس نہیں۔ صرف ایک بشارت پر جو اسنے کفارہ میں کی ہے۔

ایک میری پرانی یادداشت ہے اسکے صفحات کی نقل مرسل خدمت ہے۔ ایک مضمون ایک انجمن میں بصدارت نورالدین پیش ہوا اس پر رائے زنی ہو۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ اس پر کیا لکھوں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ ہی توفیق دے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

آپ کو معلوم ہے ہم یاروں بہشت ایک شخص ہے مکرم میاں محمود احمد سے تو ان کو مناسبت نہیں ہمیشہ انکی تحقیر انکے مدنظر ہے۔ نواب صاحب میر ناصر نواب بھی میاں محمود سے زیادہ معیوب[1] ہیں گویا انجمن نام ہے۔ شیخ صاحب رحمت اللہ۔ عزیز ان محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی [illegible] صاحب ہیڈ ماسٹر یہ پانچ کو دم ہو کیا علم مجھے کہ یہ بیٹے محمود کو جب سخت سست کہا وہ کہہ گئے مگر مدت کے بعد اسکو سمجھایا کہ اب خانہ [illegible] ہو گئے آپ جایا کریں۔ وہ گئے۔ کسی معاملہ پر ایک نے کہا۔ آپ صدر انجمن کے معاملہ میں ہرگز دخل نہ دیا کرو۔ اس پر محمود نے مجھے رنج آلودہ خط لکھا جس پر میں نے ملامت اور نصیحت لکھکر ڈاکٹروں کو دیدیا۔ پھر مولوی محمد علی صاحب کو تحریراً لکھا مگر کچھ جواب نہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے مرنے پر ان کو ضرور وقت پیش آئے گی اگر اصلاح نہ ہوئی۔ افسوس۔

مجھے محمد اقبال ڈاکٹر نے میرے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا۔ ڈریپر مر گیا۔ اس کا فلسفہ بھی مر گیا۔ یورپ ہر روز نئے فلسفہ کا دلدادہ ہے۔ میرے دل میں آیا یہ کیا بات ہے۔ ظہر کا وضو کرنے لگا القا ہوا۔ انسان ہر انسان فنا ہوتا ہے اور نیا بنتا ہے۔ کیا یہ انسان لغو ہے ہرگز نہیں۔ پھر القا ہوا۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ تبدیل ہمارا اپنا فعل ہے اور ایک حکمت پر مبنی ہے جس کو آپ کر رہے ہیں۔

نورالدین

امید ہے کہ یہ خط اصل خواجہ صاحب کے پاس ہوگا۔ اگر نہ ہو یا وہ اسکے ہونے سے انکاری ہوں تو آجکل وہ قسمیں کھانے کھلانے پر بہت آمادہ ہیں ہی۔ اس بارہ بھی وہ قسم کھالیں کہ ایسا کوئی خط حضرت خلیفہ اول نے ان کو نہیں لکھا تھا۔ اور ان کے بالمقابل عاجز بھی قسم کھائے گا۔ کہ حضرت نے ضرور لکھا تھا۔ اس خط میں حضرت خلیفۃ المسیح نے پیشگوئی کی ہے کہ اگر مولوی محمد علی اور ڈاکٹرین نے اصلاح نہ کی تو میرے مرنے پر انکو ضرور وقت پیش آئے گی۔ اور خط کا مضمون بتلا رہا ہے کہ اصلاح سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت صاحبزادہ صاحب کی مخالفت چھوڑ دیں اور ان کے ساتھ مخلصانہ تعلقات پیدا کریں۔ اور خلافت ثانیہ کے قبول کرنے میں انہیں کوئی انقباض و حجاب مانع نہ ہے۔ افسوس! حضرت ممدوح کی نصیحت پر ان لوگوں نے عمل نہ کیا۔ اور آج اس مصیبت میں پڑے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ تمام سلسلوں سے نہ صرف قطع تعلق کرتے [illegible]

[illegible]

[1] بمعنی عیب لگایا گیا جیسے معتوب بمعنی عتاب کیا گیا۔ ایڈیٹر

دینکی تجربے میں اے خود غرض ساعی نہو

آنکھ میں دلبر کی جس دل نے جگہ پائی نہو
یاس و حسرت کی گھٹا اس دل پہ کیوں چھائی نہو

سیر گلشن کی تمنا بس اسی کے دل میں ہو
کوچۂ دلدار کی جس نے ہوا کھائی نہو

غیر سے جویان الفت کون ہو اس کے سوا
جسکی خواہش وا قارب میں بات بن آئی نہو

حسن کامل گر نہو دلبر میں وہ دلبر ہی کب
شرط الفت ہے مگر عاشق میں ہرجائی نہو

راہ پیمائی ہے شایان جذبۂ دلدار میں
نفس دوں کے واسطے یوں ہرزہ پیمائی نہو

خواجگی خواجہ کی شیخی شیخ کی بھی دیکھ لی
ہے وہ انساں جس میں یکرنگی ہو رعنائی نہو

کوچۂ دلدار کو جو چھوڑ بیٹھا مرد دوں
زمرۂ عشاق میں کیوں اسکی رسوائی نہو

حیف ہے اس بے حیا کی زندگی صد حیف ہے
بے وفا بن کر بھی جس کی آنکھ شرمائی نہو

عشق کی منزل میں جو ہو سست پیچھے کیا عجب
لذت وصل حبیب اس نے کبھی پائی نہو

صحبت مردان حق سے بس وہی ہو فیضیاب
خود فراموشی ہو جس کے سر میں خودرائی نہو

زیور علم و عمل ہی زینت انسان ہے
گو گلے میں اس کے کالر اور نکٹائی نہو

ہے وہی بندہ خدا کا جو ہے عاجز سدا
ہو کے برنا و توانا زور برنائی نہو

در پئے غول بیاباں ہو جو خضر رہ کو چھوڑ
بدنصیبوں میں نظیر اس کی کہیں پائی نہو

سمجھے جولاہور کو جو خاک پاک قادیاں
وسعت عالم میں اس جیسا بھی سودائی نہو

دعوی گویائی پر اس محبت کے حسرت کیوں نہو
جسکو قدرت سے ملا کچھ وصف گویائی نہو

ہاتھ ہے فضل خدا کا سر پہ جب محمود کے
دشمن فضل عمر نے منہ کی کیوں کھائی نہو

خاکسار۔ اللہ دتا احمدی سیکنڈ ماسٹر
مڈل سکول ام نگر ضلع گوجرانوالہ

حکیم مرہم عیسے نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ

نبی نہیں تھے بایں دلیل کہ قرآن مجید میں ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ آیا ہے۔ چونکہ حضرت اقدس کو صرف پنجابی ہی میں الہام نہیں ہوئے اس لئے وہ رسول نہیں۔ اس کا جواب خواجہ نے اپنے مضمون مندرجہ پیغام ۵ ستمبر میں خود ہی دیدیا ہے :-

جب قرآن کریم کی حقانیت پر ایک یہ حملہ بھی ہوا کہ جب قرآن نے "وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ (کسی قوم کا رسول اس قوم کی زبان ہی میں آیا کرتا ہے) کا اصول باندھکر اپنی تعلیم عرب تک ہی محدود و مختص کر دیا تو پھر اس کتاب نے غیر عربی زبانیں بولنے والی اقوام کو کیوں اپنے دائرہ اصلاح میں لے لیا۔ اور مخاطب کل اہل دنیا کو بنایا۔ یہ ایک صریح تناقض تھا × × × ×
اب اگر یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے کہ عربی زبان کل زبانوں کی ماخذ ہے تو پھر کل اقوام عالم کی زبانیں عربی یا عربی کی بگڑی ہوئی صورت ٹھہر جاتی ہیں اور اس طرح قرآن کریم گویا اس زبان میں نازل ہوا ہے جو اپنی اصلی شکل و صورت میں کل انسانوں کی مشترک زبان ہے اور اسی طرح اعتراض بالا رفع ہو جاتا ہے۔

سر ہم عیسے اور اسکے ہم خیال بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مسیح موعود کو کیوں **عربی زبان** میں الہام ہوا یعنی اس لئے کہ مسیح موعود کی **قوم** جسکی طرف وہ مبعوث ہوئے اور جیسا کہ الہام ہے کل دنیا کے لئے ایک ہے ثابت ہے۔ تمام اقوام عالم ہیں۔ اور اقوام عالم کی مشترک زبان ام الالسنہ **عربی** ہے

پس آخری زمانے کے رسول کو بیشتر حصہ عربی ہی میں ہونا چاہیئے تھا کیونکہ اسکی امت دعوت تمام اقوام عالم اور اس کا سرچشمۂ فیض وہ تہامی نبی تھا۔ جسکی زبان عربی ہیں ام القریٰ اور وہاں کی زبان میں الہام کا نازل ہونا کل امصار و دیار دنیا کی زبان میں نازل ہونا ہے پیچھا اس کے آپ کو فارسی۔ پنجابی۔ اردو۔ انگریزی میں اس۔ الہام ہوئے کہ جس طرح رسول اللہ صلعم ساری دنیا کے لئے بھیجے گئے اور وہ ساری دنیا آپ کی قوم کہلائی۔ اسی طرح حسب خواجہ صاحب انگریزی۔ پنجابی۔ فارسی بولنے والی قومیں بھی حضرت اقدس کی قوم میں شامل ہیں کیونکہ آپ انکی طرف مبعوث ہوئے پس انگریزی فارسی میں الہام ہونا آپ کی رسالت کے منافی نہیں کیونکہ ان زبانوں والے **قومہ** میں داخل ہیں۔ اگر کہو کہ پھر چینی یا جاپانی میں الہام کیوں نہ ہوا تو اس کا جواب ہو چکا کہ عربی ام الالسنہ ہے اسمیں الہام ہونا تمام زبانوں میں الہام ہونے کے قائمقام ہے +

(اکمل)

معزز ناظرین وہ کلمہ الہید جسے خدائے غیور کی رحمت نے اپنے کلام مجید سے بھیجا ہے

"وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

اپنے ساتھ اپنی صداقت کے بڑے بڑے نشان رکھتا ہے خدا نے اسمیں اپنی روح ڈالی۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہے وہ دنیا میں آیا اور اس نے اپنے مسیحی نفس کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کیا۔ روحانی بیماریوں سے صاف کرنے کے بہت سے زندہ گواہ موجود ہیں۔ مگر جسمانی بیماریوں سے پاک کرنے کے بھی گواہ کم نہیں۔ کئی مایوس العلاج سخت امراض میں گرفتار۔ جب آستانۂ خلافت پر گرے تو خدا نے اپنے فضل اور رحم سے ان کو صحت عطا کی۔ ابھی پچھلے دنوں کا ذکر ہے جب طاعون سخت زوروں پر تھا۔ بعض قریب برگ مریضوں کے خطوط آئے کہ بس چند گھنٹوں کی بات ہے اور بس

جیسے سب جانتے ہیں کہ حضرت آفتاب ہے
آخر اللہ نے رحم کیا اور مرنے زندہ ہو گئے اور فضل کے ...

[illegible]نگوں کے بہت سے خطوط بھیجے اس امر کی شہادت کے لئے موجود تھے۔ اور وہ ابھی ایسی فہرست دے سکتے ہیں اس کے علاوہ ان کے علاقوں میں ایسے صحت یاب ہیں جو پہلے مریض تھے۔ مریض کو ظاہری علاجوں سے مایوس ہو چکے تھے آخر خدا حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا سے ان کو صحت بخشی۔ تازہ شہادت بھیجی ہے جس کے بھیجنے والے نے تین ماہ قبل اپنی حالت لکھی کہ وہ دمہ (ضیق النفس) سے سخت لاچار ہے اور ہر علاج کر چکا۔ مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ حضور دعا صحت فرمائیں اس کے بعد اس نے متواتر دو ماہ ہر روز ایک خط لکھنا شروع کیا۔ آخر آج اس کا یہ خط آیا جو درج ذیل ہے۔ و فیہ آیات للمتوسمین۔ (راکمل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قبلہ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ خاکسار کو کہنہ دمہ کی بیماری سے سخت بیمار تھا۔ اور مجھے کوئی دوائی کارگر ہوتی نہ تھی حضور کی دعا جس کی میں نے متواتر درخواستیں بھیجی تھیں۔ بالکل شفایاب اور تندرست ہو گیا ہے۔ اور میری شادی بھی ہو گئی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ثم الحمد للہ والشکر للہ +

(مولاداد احمدی زمیندار گولیکی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

جو (حیدرآباد دکن میں) حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب قبلہ نے ۲۲ شوال ۱۳۳۳ھ کو فرمایا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ پ ۳ رکوع ۱۷

جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا۔ (النبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں۔ کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور حکمت دوں (یعنی کتاب سے مراد توریت و قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد سنت و منہاج نبوت و حدیث شریف ہے) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے مصدق ہو ان سب چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب و حکمت سے ہیں (یعنے وہ رسول مسیح موعود ہے۔ جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں) لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ میں جو نون ثقیلہ ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ سخت تاکید کے معنوں میں آتا ہے یعنے اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا۔ (جب تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا۔ تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں) ارشاد ہوا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس میرے تاکیدی عہد پر قائم ہو۔ انہوں نے عرض کی ہم سب اقرار کرتے ہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ اپنے اقرار پر شاہد ہو۔ (اور دیکھو تم میرے حضور اس اقرار کے شاہد ہو چکے) پس میں بھی تمہاری اس شہادت کا گواہ ہوں۔ یہ قرآن کریم کی آیت ہے جس کا ترجمہ اور مطلب میں نے بیان کیا ہے۔ اور یہ اس لئے میں نے پڑھا ہے کہ کل خواجہ کمال الدین صاحب کا خط مجھے ملا جس میں انہوں نے مجھ سے بھی شہادت طلب کی ہے۔ پس مجھ پر ضروری تھا کہ میں اس شہادت کو اپنی جماعت کے روبرو ادا کروں تاکہ آپ لوگوں کو بھی اس کا علم ہو جاوے۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور بھی جا کر یہی شہادت دینی ہے۔ اور یہ کہ آپ لوگوں کو جو میرے ساتھ دینی تعلق رکھتے ہیں۔ میرے عقیدے کے متعلق بے علمی کا عذر نہ رہے +

سو اس شہادت کے ادا کرنے کے لئے میں نے یہ خطبہ پڑھا۔ میرا عقیدہ ابتدا سے بھی یہی تھا اور ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ لیکن وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں میں نے اپنی کتاب انوار اللہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ۔ ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں جیسے کہ پہلے کئی بعض صاحب شریعت نبی نہیں تھے۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ۔ میرا شاہد ہے حضرت مسیح موعود کوئی فرضی۔ وہمی خیالی۔ شکلی و مجازی نبی نہیں ہیں۔ ایسا ماننے والوں کو میں منکر حق اور کافر نعمت جانتا ہوں۔ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پڑھ کر فرمایا کہ "آپ نے ہماری طرف سے حیدرآباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔" حضرت مسیح موعود نے قسم کھا کر یہ بیان فرماتے ہوئے میں نے خود قادیان میں حاضر ہو کر کئی بار سنا ہے کہ "میں اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف کی وحی پر"

میری یہ شہادت اسوقت کی نہ سمجھی جائے بلکہ میں اپنی کتاب انوار اللہ میں اور تشریح ازالۃ الاوہام میں یہ عقیدہ شائع کر چکا ہوں۔ جسکو شک ہو۔ کتاب موجود ہے خود پڑھ لے۔ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مسیح موعود کے متعلق پوچھا گیا۔ انہوں نے فرمایا "ھو افضل من بعض الانبیاء" یعنے وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہے۔ اور میرے نزدیک سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بموجب جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ اور کہ سه

جان من در جان احمد شد پدید
اسم من گردید اسم آن وحید

سب انبیاء علیہم السلام سے افضل ہے + اور نکاح کے بارے میں اور نماز غیر احمدیوں کے ساتھ پڑھنے میں میں نے خود حضور علیہ السلام سے تاکیدی حکم سنے ہیں کہ غیر احمدیوں کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھو۔ اور ان کو اپنی لڑکیاں نکاح میں نہ دو اور نہ غیر احمدیوں کے نماز جنازہ سے تعلق رکھو۔ یہی میں نے حضرت سے سنا۔ اور پایا اور یہی میرا اعتقاد حضرت کے وقت سے ہے۔ پس ہماری جماعت کو یہی عقیدہ رکھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ مفسدوں کے شر سے بچائے۔ آمین۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ۔ انک

[illegible]

انکو کیونکر نکال سکتا ہے۔ قرآن کریم کے فرمودہ کے مطابق جب انکو وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ تو پھر شیطان نے کیونکر انکو وہاں سے نکلوا دیا اور ان کے واسطے اس جنت سے ندامت کا موجب بنگیا کہ انہیں "ربنا ظلمنا انفسنا" کی دعا مانگنی پڑی۔

پھر سورۂ اعراف ع میں آتا ہے ادخلوا الجنۃ لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون۔ اگر وہ اس جنت میں تھے تو اس کی نسبت تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں خوف اور حزن نہیں ہوگا مگر جب شیطان نے آدم و حوا کو جنت سے نکلوایا ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ بڑے خوف اور حزن میں وہ مبتلا ہوئے ہونگے۔ الغرض اس سے ثابت ہے کہ وہ جنت اسی دنیا کی جنت تھی قرآن کریم میں اس قسم کے بہت سے آیات ہیں جن سے مراد بدلی ہوتی ہے۔ وہ جنت نہ تھی جو انسان کو موت کے بعد ملتی ہے۔ بلکہ وہ دنیا ہی کی جنت ہے۔ اور ایسی لوگوں نے بیہودہ بے سروپا قصے گھڑے ہیں۔ پھر احادیث میں بھی اس کے متعلق صاف صاف آیا ہے کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر وہ جنت ایسی ہے کہ اسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل پر اس کا تصور گذرا تو آدم علیہ السلام نے انکو کس طرح دیکھ لیا۔ دیکھ پھر مرد۔ دیکھا ہی نہیں بلکہ اس میں رہے بھی۔ جب اس حدیث میں اس جنت کے متعلق نبی کریمؐ یہ ارشاد فرماتے ہیں پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام تو اس جنت میں زندگی بسر کرتے اور نبی کریمؐ اس نعمت سے محروم رہتے اور اگر کوئی اس بات کا مستحق تھا کہ دیکھتا اور اس میں رہتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر اور کون ہو سکتا تھا۔ جب نبی کریمؐ نے اسکو اس دنیا میں سوائے کشف کے نہیں دیکھا تو اور کون ہے جس کی شان آپ سے بڑھکر ہو۔

(باقی آئندہ)

شرائط بیعت اور نظام بیعت عربی انگریزی و اردو میں چھپکر دفتر ترقی اسلام میں پڑے ہیں۔ جن احباب کو ضرورت ہو ٹکٹ ڈاک بھیجکر دفتر ترقی اسلام سے طلب فرما دیں۔

(شیر علی سکرٹری ترقی اسلام)

منافق کون ہے؟

مرزا یعقوب بیگ صاحب نے تبلیغ احمدیت اور صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب (ایدہ اللہ بنصرہ) کا ایک خاص رنگ کے عنوان سے ایک ۲ ۱ کالم کا طول طویل مضمون اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۱۵ء میں شائع کیا ہے جس میں انہوں نے حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح ثانی کے عقائد کو پبلک میں ظاہر کیا ہے۔ جو خود مرزا صاحب کے خود تراشیدہ ہیں۔ نہ کہ حضرت ممدوح کے بیان کردہ۔ مرزا صاحب کا منشا اس سے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ عوام کو غلط فہمی میں ڈالکر اور اشتعال دلاکر سلسلہ حقہ احمدیہ سے متنفر کیا جاوے۔

اس مضمون میں مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ہمارے واجب الاطاعت امام۔ مقتدا و مطاع کی شان میں جس دریدہ دہنی اور بے ادبی سے کام لیا ہے وہ تو ہم علمائے بلقاء تو انہی کو داپس دیتے ہیں۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ گالی کا جواب گالی سے دیا جاوے۔ شریفوں اور مومنوں کا کام گالی گلوچ اور لغویات سے اعراض کرنا ہے کیونکہ گالی سے اپنی ہی زبان اور اخلاقی قوت ضرور گندی ہو جاتی ہے۔

ہمکو یہاں صرف یہ دکھانا ہے۔ کہ مرزا یعقوب بیگ صاحب جس امر کا الزام حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف (ایدہ اللہ بنصرہ) پر لگاتے ہیں خود اس سے کہاں تک دور ہیں۔ یا خود بھی اسی الزام بلکہ اس سے بڑھکر الزام کے نیچے آتے ہیں۔ مرزا جی محولہ بالا مضمون میں لکھتے ہیں۔ کہ

"اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میری امت میں بھی انعام یافتہ اور مغضوب اور ضال ہونگے۔ چاہتا تھا کہ اس امت مرحومہ کا بھی ایک مسیح ہو اور اس کے متعلق بھی تین گروہ ہوں۔ بعض وہ ہوں جو اسکو اس کے اصلی دعویٰ میں قبول کریں۔ بعض وہ ہوں جو غضب کے ساتھ اس کے ساتھ سلوک کریں اور بعض وہ جو اپنی اغراض کے لئے یا غلط فہمی کے لئے اس کے اصلی دعویٰ پر زیادتی کریں اب اگر مرزا صاحب بھی وہ مسیح موعود ہیں تو جہاں تک مغضوب جماعت کا سوال ہے وہ جماعت متحقق ہے۔ وہ وہی ہیں جو اس کے دشمن ہیں۔ جو اسکو اسرائیلی مغضوبوں کی طرح کافر اور کاذب قرار دیتے ہیں یعنی مغضوب وہ ہیں۔ جو اس مسیح محمدی کے مکفر اور مکذب ہیں۔ اب انعام یافتہ اور ضال کون ہیں ضرور ہے کہ یہ دونوں گروہ اس کے ماننے والے ہوں۔" دیکھو اخبار زمیندار مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۱ کالم ۱۔

سو خیر الذکر دونوں گروہوں انعام یافتہ اور ضال کے تذکرہ کی تو کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ تو مرزا صاحب کو ماننے والے ہیں ہی۔ ہاں مقدم الذکر گروہ۔ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو نہ ماننے والوں کا ہے یعنی مکفرین اور مکذبین اور بقول مرزا یعقوب بیگ صاحب یہی گروہ متحقق طور پر جماعت مغضوب ہے۔ مکفرین تو وہ ہوئے جنہوں نے حضرت اقدس کو کافر قرار دیا۔ اور آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور مکذبین وہ جنہوں نے حضرت اقدس کی تکذیب کی اور آپ کو اپنے دعویٰ میں کاذب جانا۔ اور بقول مرزا یعقوب بیگ صاحب وہ مغضوب جماعت تو ہوئے لیکن قرآن کریم کے فتویٰ او کذب بآیاتہ کے ماتحت وہ اظلم بھی اور کفر قرار پائے۔ کیونکہ اگر مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں صادق ہیں۔ مفتری نہیں۔ اور پھر نہ ماننے والے آپ کو اپنے دعویٰ میں صادق پاکر بھی نہ مانیں تو واقعی یہ ایک بڑا اور صریح ظلم ہے۔ راستی سے گریز کرنا اور پھر وہ بھی دیدہ دانستہ سخت لعینوں کا کام ہے۔ پھر مرزا یعقوب بیگ صاحب مانتے ہیں کہ جو اسرائیلی مغضوبوں کی طرح مرزا صاحب کو کافر اور کاذب قرار دیتے ہیں اور یہ امر متحقق ہے اور اس سے کسی احمدی یا غیر احمدی کو انکار نہیں کہ اسرائیلی مغضوب جماعت اسی وجہ سے مغضوب ہوئی۔ اور وہ لوگ تب ہی خدا کے غضب کے وارث ہوئے جب انہوں نے خدا کے ایک فرستادہ۔ مامور۔ مرسل

نبی کا انکار کیا۔ اور ما بہ الامتیاز بھی کسی کو انکار نہیں۔ کہ اسرائیلی مغضوب جماعت صرف اس وجہ سے اسرائیلی مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔ اور نہ مانا۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ کو اپنے دعوے میں صادق نہیں جانتے تھے۔ اور کاذب قرار دیتے تھے۔ اسی غضب سے متنبہ کرنے کے لئے قرآن مجید میں یہ ارشاد ہے۔ کہ لا نفرق بین احد من رسلہ دیکھنا تم بھی کسی مامور مرسل نبی اللہ کا انکار نہ کر دینا اس آیہ شریفہ میں حضرت مسیح موعود کی نسبت بڑی تحدی سے پیشگوئی مرکوز ہے۔ کیونکہ قرآن کریم تمام سابقہ انبیاء کی تصدیق کرتا ہے۔ خواہ وہ عرب میں ہوئے۔ یا شام میں۔ یا ہندمیں ہوئے۔ پھر یہ فرمایا کہ کسی ایک نبی کا یا رسول کا انکار نہ کرنا۔ یا کسی نبی کی نبوۃ میں نفس نبوۃ کے لحاظ سے تفریق نہ کرنا۔ کیونکہ نبوۃ بارگاہ ایزدی کا ایک انعام ہے۔ نہ تمہارے واہمہ اور تخیلات کا نتیجہ۔ یہ ایک دوامی حکم ہے کہ کسی رسول کا انکار نہ کیا جائے۔ خواہ وہ ماضی میں ہوا یا حال میں یا آئندہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور اس امت مرحومہ میں ایک نبی آویگا جس کی نبوۃ میں بلحاظ نفس نبوۃ پہلی نبوتوں سے کوئی فرق نہ ہوگا۔ اس لئے ہم بلحاظ نفس نبوۃ حضرت اقدسؑ کی نبوۃ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ تاکہ ہم بھی اسرائیلی مغضوبوں کی طرح خدا کے دائمی غضب اور لعنت کے مورد نہ بنیں۔ کیونکہ اسرائیلی مغضوب جماعت کو باوجود دیگر تمام انبیاء اور کتب سماوی پر ایمان رکھنے کے صرف اس ایک اسرائیلی مسیح کے انکار کا یہ نتیجہ ملا۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا نصیب نہ ہوا۔

اب جبکہ بقول مرزا یعقوب بیگ صاحب اس امت مرحومہ کا تیسرا گروہ اسرائیلی مغضوبوں کی طرح مرزا یعقوب بیگ صاحب کے نزدیک ایک مغضوب گروہ ہے تو آیا اسرائیلی مغضوب گروہ قرآنی فتویٰ اولئک ھم الکافرون حقاً کے ماتحت خارج اسلام ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو بقول مرزا صاحب اسرائیلی مغضوبوں کی طرح مسیح محمدی کے مکذب اور منکر یا بالفاظ دیگر نہ ماننے والے (خواہ وہ حضرت اقدس کو کافر قرار دیتے ہوں یا نہ) مغضوب ہو کے اور دائمی لعنت اور غضب خدا وندی کے وارث ٹھہرے۔ اور قرآن مجید کے مندرجہ بالا فتویٰ کے ماتحت ویسے ہی کافر قرار پائے جیسے مسیح اسرائیلی کے منکر۔ اب للہ مرزا یعقوب بیگ صاحب ہمیں بتا دیں کہ ہم تو کافر جان کر کسی کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن آپ ایک گروہ کو مسلمان جانکر اور مان کر مندرجہ بالا فتویٰ ان کی نسبت صادر فرما کر مکفر مسلمین ہوئے یا نہیں؟ اب آپ رسول اکرم صلعم کی حدیث لا تکفروا اہل قبلتکم کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ایمان کی فکر کریں۔

میں یہ مضمون لکھ ہی چکا تھا کہ آپکے خواجہ صاحب کا مضمون مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۲۲ / ۲۴ اگست ۱۹۱۵ء نظر سے گذرا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ "نتیجۃً ہے وہ شخص جو غیر احمدیت کو کفر تو سمجھے اور محض غیر احمدیوں کے پاس خاطر سے اس مسئلہ کفر کی تعلیم نہ کرے" اب مرزا یعقوب بیگ صاحب پہلے تو امت مرحومہ کے تیسرے گروہ (یعنی حضرت مرزا صاحبؑ کے نہ ماننے والے مکذبین کو) اسرائیلی مغضوبوں کی طرح مغضوب جماعت اولئک ھم الکافرون حقاً قرار دیکر مکفر مسلمین ہو چکے ہیں۔ اور مضمون کے نمبر ۸ کالم ۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ پبلک خوب آگاہ رہے۔ یہ مبلغین منافق ہیں.... یہ ایک خطرناک ضلالت ہے جو ان لوگوں نے اس امت میں تیرہ صد برس بعد اٹھائی یعنی جبر احمدیوں کو کافر جاننا) خدارا مرزا صاحب اپنے اس نصف مضمون کو جو میں پہلے درج کر چکا ہوں اور اس مضمون کو بالمقابل رکھکر بتلا دیں کہ منافق بت آپ ہوئے یا ہم ضال آپ ہوئے یا ہم؟ ضلالت آپنے اٹھائی یا ہم نے؟ نیز یہ بھی فرما دیجئے کہ یہ فقرات آپنے حقیقتاً لکھے ہیں یا بپاس خاطر غیر احمدی احباب۔ اگر آپنے حقیقتاً لکھے ہیں۔ تو آپ خود اپنے ہاتھ سے اور اپنے قلم سے اپنے مکفر مسلمین ہونیکا ثبوت دے چکے ہیں۔ اور اگر بپاس خاطر غیر احمدیاں آپنے مسئلہ کفر کی مخالفت کی ہے۔ تو آپ اپنے محترم خواجہ صاحب کے فتویٰ کے ماتحت جب آکر بعینی بنتے ہیں جو منافقت اور دعویٰ اشاعت اسلام پر ہے شرم!!

احقر مرزا محمد افضل خان احمدی

البقیہ صفحہ ۸

تو خدا تعالےٰ نے آپ کے قلب اطہر میں وہ جوش رکھا ہے کہ بس چلے تو شاید تمام جماعت کو قرآن پاک کا علم گھول کے پلا دیں اور ساتھ ہی اس پر عمل کا بھی ہر ایک خادم کو زندہ نمونہ بنا دیں یہی حال اس شفیق آقا کا ہے جو حضور نے ولیعن احمد نبی اللہ کے نام مبارک سے دنیا کے کناروں تک۔

پس نظر بحالات موجودہ ہماری ذاتی رائے یہ ہے۔ کہ جب تک مجوزہ مدرسہ قائم نہ ہو اس چشمہ فیض کے خواہشمند فی الحال درس قرآن کے ان قیمتی نوٹوں سے اپنی پیاس بجھائیں۔ جو بدر و الفضل میں نکلتے رہے ہیں اور بغیر شوق دلوجہ اور عمل ہمت و محنت کے تو کوئی بھی اہم کام نہیں ہو سکتا۔ نری آمال و امانی سے جی خوش کرنیوالوں کے لئے اعلےٰ سے اعلےٰ تجاویز بھی مفید نہیں ہوا کرتیں۔ پھر اگر متعدد احباب ملکر توفیق ربانی پہ ہمت کریں تو شاید یہ بھی ہو سکے کہ سر دست مختصر سے پیمانہ پر صیغہ ترقی اسلام یا کسی دوسرے شعبہ دینیات کے ماتحت مطلوبہ سلسلہ جاری کر دیا جائے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہو تو یہی مجوزہ درسگاہ کی بنیاد قرار پا کر کسی وقت ایک شاندار مدرسہ بن جائے۔ حاجتمند جا انہی اپنی حجۃ پوری کرکے الفضل کی اس تحریک کے حوالہ حضرت اقدس کی خدمت میں لکھیں۔

احمدیانِ مالابار

کے متعلق پاؤنیر (۱۸ ستمبر) نے اپنے خاص وقائع نگار کا ایک پیغام تار شائع کیا ہے جس کا ترجمہ ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور جو کچھ اس بارہ میں عرض کرنا ہے اسے بوجہ عدم گنجائش آیندہ کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔

مدراس ۱۶ ستمبر کنانور کے اور اسکے گرد و نواح میں سلسلہ احمدیہ کے افراد کو جو تکالیف و مشکلات در پیش ہیں انکے متعلق شمالی مالابار کے حکام کئی دن سے گرم تحقیقات ہیں۔ اسی اثنا میں احمدیوں کا ایک وفد بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور صاحب ڈویژنل مجسٹریٹ تالیچری کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک درخواست میں ان شدائد و مصائب کو گذارش کیا۔ جو انہیں متعصب فرقہ مخالفین کے سلوک ناروا سے سہنی پڑتی ہیں۔ کنانور اور اسکے مضافات میں احمدیت کی تحریک قریباً دس سال سے جاری ہے اور اب

حضرت احمد نبی اللہ

اور

خواجہ کمال الدین

خواجہ کمال الدین صاحب اپنے رسالہ "کرشن اوتار" کے صفحہ ۲۹ و ۳۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

جہاں تک ہم کو تاریخ نے علم دیا ہے۔ دنیا کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ کہ نبی کریم کے زمانہ کے سوا اور کوئی زمانہ اس میں پیدا نہیں گزرا۔ کہ جب ایک ہی وقت مختلف ممالک کی اخلاقی حالتیں ردی ہو گئی ہوں + + + + + + + + + + + + ہم تو سرور کائنات کی پیدائش کا ہی زمانہ تھا کہ جب ایک ہی وقت ایک ہی قسم کی تباہی دنیا کے اخلاق پر آئی ہوئی ہو بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس وقت کی معلومہ دنیا پر ہی اخلاقی کا طوفان آرہا تھا۔ ایسے وقت میں اگر کرشن نے ظاہر ہونا تھا۔ تو ضرور تھا۔ کہ یا تو ہند میں۔ ایران میں۔ شام میں۔ فرنگستان میں۔ مصر میں الگ الگ اس کا ظہور ہوتا۔ اور سب سے بڑھکر عرب میں بڑی شوکت کے ساتھ وہ نازل ہوتا + + + + + جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس وقت . . . . عرب ایک تو اس وقت کی مشرقی مغربی معلومہ دنیا کا مرکز تھا۔ پھر اپنی بدکاریوں اور جہالتوں کے باعث بھی ان تمام ممالک میں سے صدر ہونیکا حق رکھتا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کرشن اگر اوتار لے۔ تو اس وقت عرب میں اوتار لے اور عرب میں آکر پھر رفتہ رفتہ ان تمام ممالک کو بدیوں سے پاک کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کرشن نے عرب میں اوتار لیا + + + + + + وہ روحانی برسات جو آپ کے ساتھ اس وقت دنیا پر اتری اس کے مینہ کی وجہ سے ہی ایک حد تک دنیا ناپاکیوں سے پاک ہو گئی۔ چنانچہ اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان کے باشندوں میں اگر پھر توحید اور خدا پرستی کا خیال قائم ہوا۔ یا از سر نو زندہ ہوا۔ تو محض اسلام کی طفیل ہی تھا۔ اور یہی بات سب جگہوں کی نسبت صحیح ہے۔

پھر اسی رسالہ کرشن اوتار کے صفحہ ۴۶ پر تحریر کرتے ہیں کہ

ہم خدا تعالیٰ سے توفیق پاکر اس کتاب (یعنی رسالہ کرشن اوتار) کی کسی آئندہ جلد میں دکھلا دینگے کہ ہمارے زمانہ کے مفاسد بھی ایک کرشن کو چاہتے تھے + + + + + + اس وقت بھی نیکیوں کی حفاظت اور بدوں کی تباہی کی ضرورت ایک کرشن مدھوگوپال کو چاہتی تھی چنانچہ خدا تعالیٰ نے آج سے تیس برس پہلے اس ملک کے

پیغام صلح

کو بدیں الفاظ کہا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے" (صفحہ ۴۶)

پھر صفحہ ۴۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

اس سے مراد یہی تھی کہ یہ زمانہ بھی ناپاک دشمنوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور نیک مزاج لوگ ان پلید طبع لوگوں سے دبے ہوئے ہیں۔ اس وقت ایک رودر اور گوپال کی ضرورت ہے۔ کہ جو ناپاک پلیدوں کو اپنے آسمانی حربوں سے ہلاک کرے اور نیکو مزاج انسانوں کی پالنا کرے۔ چنانچہ اس کی بددعاؤں نے صدہا برے انسانوں کو ہلاک کیا اور انکے مقابل نیک مومنوں کے لئے وہ ماں دادا ملجا بنا اور آخرکار اپنے پیغام صلح کے ذریعہ وہ

لفظاً و معناً گوپال ثابت ہوا

وہ اس نور کو روشن اور منور کرنے آیا۔ جو گیتا میں کرشن کے ذریعہ چمکا۔ لیکن جو آج جہالت اور ناواقفی کے جھونکوں سے ٹمٹما رہا ہے"

اب میری یہ عرض ہے۔ کہ خواجہ صاحب۔ آپ تو ماشاءاللہ بڑے ہوشیار۔ بیرسٹر۔ چیف کورٹ کے وکیل اعلیٰ تعلیم یافتہ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ہیں۔ پھر کسی زمانہ میں آپ ایک کالج کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں۔ ان قابلیتوں کے ہوتے ہوئے مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ آپ کی قلم سے ایسے . . . . کلمات کیونکر نکل گئے کہ کیا مرزا صاحب معاملہ نبوت میں آنحضرت صلعم کے برابر ہیں؟ اگر کوئی نااہل کج فہم کوتہ اندیش جاہل مطلق ہو تو ایک حد تک معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ جیسے آدمی سے ایسے لغو سوالات کا نکلنا نہایت ہی شرمناک امر ہے۔ حضرت خواجہ صاحب برابری کے لئے تو تقابل کا ہونا ضروری ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رسول اکرم صلعم کے بالمقابل دعوےٰ نبوت کیا ہے۔ جو برابری کا سوال اٹھایا جاوے۔ یا صرف مخلوق خدا کو اشتعال دلاکر راہ ہدایت سے برگشتہ کرنا ہی آپکا مقصد ہے۔ جبکہ حضرت اقدس خود فرماتے ہیں کہ میری نبوت آنحضرت صلعم کی ہی نبوت ہے۔ کوئی علیحدہ نبوت نہیں ہے اور میرا وجود آنحضرت صلعم کا ہی وجود ہے۔ تو پھر آپکو کیا حق ہو سکتا ہے۔ کہ جو تصدیق کریں جس امر کا مدعی کو دعوےٰ ہی نہیں۔ آپ کیوں خواہ مخواہ مدعی کے سر تھوپتے ہیں۔ خصم کو اس کے مسلمات سے قائل کیا جا سکتا ہے۔ نہ کہ دھوکہ اور جعلسازی سے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر مدعی ایک دستاویز کے ذریعہ جس میں یہ الفاظ مندرج ہوں۔ کہ "سکہ رائج الوقت" مدعا علیہ پر دعوےٰ دو ہزار کا دائر کرے اور شہادت میں اس دستاویز کو پیش کرے۔ تو کیا آپ اس سے یہ سوال کرنیکا حق رکھتے ہیں۔ کہ آیا روپیہ اکبر کے زمانے کا تھا۔ یا جہانگیر کے عہد کا۔ میں حیران ہوں کہ آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کیا اسی قابلیت پر آپ چیف کورٹ جیسے محکمہ میں وکالت کا کام سرانجام دیتے تھے۔ آپ کیوں حضور علیہ السلام کی نبوت کو حضور ہی کے عرضی دعوے سے نہیں دیکھتے اور اپنے پاس سے لایعنی حجتیں پیش کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ یا کوئی دماغی عارضہ لاحق نہیں ہو گیا۔ اگر ایسا ہو تو جب آپ خود مانتے ہیں کہ

شفائے ہر مرض در قادیان ست

شدہ دارالامان کوئے نگارے

تو کیوں نہیں اس کا تدارک اور محکمہ معالجات روحانی کے صدر مقام

قادیان

کی طرف رجوع کرتے ؟

خواجہ صاحب بجائے اس کے کہ مدعی کے عرضی دعوے سے اس کے دعوے کو نقل کیا جاتا۔ میں خود آپ کے ہی مسلمات پیش کر کے پوچھتا ہوں۔ کہ

کیونکہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا یہی زمانہ تھا جب ایک ہی وقت میں ایک ہی قسم کی تباہی دنیا کے اخلاق پر آئی ہوئی تھی۔ اور دنیا پر بداخلاقی کا طوفان آرہا تھا خواجہ صاحب اگر کرشن کا اس وقت سب سے بڑھکر عرب میں بڑی شوکت کے ساتھ نازل ہونا ضروری تھا۔ تو آپ ہی کے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بلحاظ مفاسد زمانہ اس وقت سب سے بڑھکر پنجاب میں بڑی شوکت کے ساتھ نازل ہوتا۔ کیونکہ اس زمانہ کے مفاسد اس امر کے متقاضی ہیں۔ اپنی بدکاریوں اور جہالتوں کے باعث ملک پنجاب کو تمام ممالک کا صدر مانا جائے۔ اور جس طرح عرب میں حضرت کرشن نے اوتار لیا تھا اسی طرح ہم آپ ہی کے الفاظ مندرجہ تقریر انگریزی کا ترجمہ جلسہ مذاہب الہ آباد صفحہ ۱۲ میں کہہ سکتے ہیں کہ

"خدا نے پنجاب میں احمدؑ کو پیدا کیا"

اور جس طرح اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان کے باشندوں میں اگر پھر توحید اور خدا پرستی کا خیال قائم ہوا یا از سر نو زندہ ہوا۔ تو محض اسلام کی طفیل تھا ایسے ہی اس امر سے بھی کسی سلیم العقل کو انکار نہیں ہو سکتا کہ موجودہ زمانہ دہریت و بت پرستی میں اگر پھر توحید اور خدا پرستی کا خیال قائم ہوا۔ یا ہندوستان

از سر نو زندہ ہوا

تو ہم آپ ہی کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ محض حضرت احمدؑ علیہ السلام کی طفیل تھا۔

اور یہی سب نیکیوں کی جڑ ہے۔

اور جیسے اس روحانی برسات نے آنحضرت صلعم کے ذریعہ دنیا پر بہتری۔ ایک حد تک دنیا ناپاکیوں سے پاک ہو گئی تھی۔ ویسے ہی ہم خواجہ صاحب آپ ہی کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت احمدؑ قادیانی علیہ السلام کی تیرھویں دعاؤں اور آسمانی حربوں سے صدہا ناپاک ہلاک ہو کر دنیا و شقوں اور بدیوں سے ایک حد تک پاک ہو گئی اور جس طرح مسیح رسول اکرم صلعم کی نبوت میں ایک حقیقت تھی۔ اسی طرح ہم آپ ہی کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ آخر کا صرف لفظ ہی نہیں بلکہ معنا گویا بابالہ کلمہ تکرار ثابت ہوا۔ اور بالآخر ہم آپ ہی کے الفاظ میں بڑے زور سے

کہہ سکتے ہیں کہ حضرت احمد علیہ السلام اس نور کو روشن اور موجود کرنے آیا جو کبھی گیتا میں کرشن کے ذریعہ چمکا اور عرب میں حضرت رسول اکرم صلعم کے ذریعہ چمکا۔ اور پنجاب میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ چمکا لیکن افسوس آج جہالت اور ناواقفی کے جھونکوں سے ٹمٹما رہا ہے۔ اب میں خواجہ صاحب کو اسی خدا کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت آدم علیہ السلام کا خدا تھا جو کرشن کا خدا تھا۔ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کا خدا تھا۔ اور بالآخر میں اس خدا کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد مصطفےٰ سید الرسول ہادی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کا مظہر اتم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدا تھا۔ للہ جواب دیں کہ تمام وہ ضروریات جو حضرت محمد صلعم کی بعثت کی متقاضی ہوئی تھیں اور وہ تمام مفاسد اور حالات زمانہ جن کی اصلاح ایک نبی کو چاہتی ہے۔ اور جن شواہد اور معیاروں پر آپنے رسول اکرم صلعم کی نبوت کو ثابت کرتے ہوئے اہل ہنود کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور پھر انہی ضروریات زمانہ۔ مفاسد زمانہ اور انکی اصلاح کی غایت کو پیش کرتے ہوئے آپنے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت میں آپ کو کونسی مشکلات نظر آئی ہیں؟ اور پھر جب آپنے اس وقت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں بلحاظ نفس نبوت کے کوئی فرق نہیں فرمایا۔ تو آج وہ کونسی بات ہے جو اسی مسلمات سے آپکو باز رکھ رہی ہے۔ خدارا خواجہ صاحب سے

زبان کا پاس لازم ہے ہر اک مرد انسا کو
جو بھولا ہے کو کر تو یاد اپنے عہد و پیمان کو

خواجہ جی۔ چونکہ آپ کو تاریخ دانی کا بھی دعویٰ ہے۔ اسلئے میں قرآنی الفاظ میں بھی آپ کو کچھ چھوڑوں۔ کہ سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین آہ! افسوس اور ہزار افسوس کہ جس جہالت کا آپ اوروں کو الزام دیتے تھے۔ آج خود اسی جہالت کے سمندر کی لہروں میں بہے چلے جاتے ہیں اور کوئی کنارہ نظر نہیں آتا۔ اس گرداب بلا سے نکلنے اور بچنے کے لئے میں آپ ہی کے الفاظ میں آپکو بتلاتا ہوں سے

شفائے ہر مرض در قادیان ست
شدہ دارالاماں کوئے نگارے

خواجہ صاحب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کرشن اوتار ہونیکا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو خود کرشن اوتار ہونیکا دعویٰ کیا ہے دیکھو لیکچر سیالکوٹ نیز آپ کا رسالہ کرشن اوتار صفحہ (۳۰) حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود۔ جو اہل ہنود کے لئے کرشن اوتار ہو کر آئے تھے" اور کرشن اوتار صفحہ (۳۲) "حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب نے کرشن ہونیکا دعویٰ کیا"

خواجہ صاحب۔ میں نہایت ادب اور خلوص دل سے آپ کی خدمت میں آپ ہی کے رسالہ کرشن اوتار کے الفاظ میں اس تحریر کا وہ شخص مخاطب نہیں۔ کہ جس نے مذہب کی آڑ میں اپنا پیٹ پالنے کے لئے دنیا کے قابل عزت انسانوں اور مختلف ممالک کے ہادیان دین کو اپنی زبان کی درانتی سے زخمی کیا ہو" پیش کرکے ملتجی ہوں کہ اور تو اور خود اپنے آقا۔ مطاع۔ رہبر کامل ایک کثیر جماعت کے مقتدا کو کیوں اپنی زبان کی درانتی سے زخمی کرتے ہیں سے

خدا را تو بہ کن زیں فسق و عصیان
بترس از احمدؑ آں غیرت شعارے

(احقر مرزا محمد افضل خاں احمدی ثمن از کرشن اوتار)

بقیہ صفحہ ۱۱ کالم ۳

وہاں کوئی تین ہزار احمدی ہونگے۔ اس سلسلہ کے اصول امن پسندی و صلحکاری پر مبنی ہیں۔ جہاد و جنگجوئی اور شورہ سری کی تمام حرکات و خیالات اسمیں ممنوع ہیں۔ مقامی حکام کو اس امر کا اطمینان ہو گیا ہے کہ احمدیوں کی شکایات بہت کچھ بجا ہیں۔ خصوصاً مخالفین کا امور مذہبی اور تمدنی معاملات میں ان کو بائیکاٹ کرکے اذیتیں دینا۔ حکام ان شکایات کے رفع کرنے میں کوشاں ہیں اور اس کا تو قریباً فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ احمدیوں کو کسی مناسب مقام پر ایک قطعہ زمین سرکار سے عطا ہو جائے جس میں وہ اپنی مسجد اور قبرستان

دعوت الی الخیر

(نمبر ۱)

بنگال میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم و معظم جناب حکیم خلیل احمد صاحب حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مخدوما! حسب ارشاد خادم ۸۔ تاریخ کی صبح کو "موئزمنگری" پہنچا۔ لیکن اسجگہ زبانی تبلیغ کا موقعہ نہ ملا اسلئے تحریری تبلیغ یعنی اردو و بنگلہ اشتہارات ایک شخص کے ذریعہ تقسیم کرائے۔ اور اسی روز نیگشالوٹ آیا۔

نیگشالوٹ فریدپور کے ضلع میں ایک قصبہ ہے جہاں زیادہ تر گنوار اور غیر تعلیم یافتہ لوگ ہیں سرکاری افسروں میں سے ایک سب رجسٹرار مولوی سید عبداللہ صاحب ہیں۔ رجسٹرار صاحب اردو سمجھتے اور بولتے بھی ہیں ہم اپنے ہمسفر رفیق کے ہمراہ انکے مکان پر پہنچے۔ ان کا مکان بھی چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا تھا ایک بیڑے سے بانس پر چڑھکر ہم لوگ انکی کوٹھی پر پہنچے۔ ہمارے رفیق انوریم ابوالہاشم خان صاحب نے سب رجسٹرار صاحب سے کہا یہ مولوی صاحب (عاجز) سلسلہ احمدیہ کے امیر حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ بنصرہ) کے بھیجے ہوئے مبلغ ہیں اور یہاں تبلیغ کے لئے آئے ہیں سب رجسٹرار صاحب نے کہا کہ "میں جناب مرزا صاحب کے حالات سے واقف ہوں۔ بزرگ تھے اور اسلام کے بہی خواہ تھے مگر ان کے سلسلہ میں مرید ہونا کچھ ضروری نہیں ہے" اسپر میں نے رجسٹرار صاحب کو نبوت۔ امامت اور بیعت کی ضرورت و حقیقت واضح طور سے سمجھائی۔ اور کہا کہ بعض علماء ہمارے سلسلہ کی مخالفت کی وجہ سے مسیح موعود کے ماننے کی ضرورت اور بیعت سے انکار کر دیں تو کر دیں مگر دنیا کی ساری قومیں تو ایک موعود کے لئے اور مسلمان خصوصاً اپنے موعود مسیح کے لئے سخت بیچین ہیں اور بیعت کے لئے آسمان کیطرف ہاتھ بڑھائے ہیں فرق صرف اسقدر ہے کہ یہ لوگ اپنے خیالات اپنے توہمات اور اپنی خواہشات کے بنے ہوئے موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہتے ہیں۔ اور میں انکو آنحضرت رسول عربی کے طفیل خدا کے بنائے ہوئے محمدی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منوانا اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ میں بیعت کرانا چاہتا ہوں۔ تھوڑی دیر کی تقریر کے بعد سب رجسٹرار صاحب نے کہا کہ ہم نے مانا کہ ایسا ہی مسیح موعود آنیکا جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہوگا ہماری تشفی کے لئے آپ مجھے وفات مسیح کو کہیں اور پھر بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب ہی وہ سچے موعود ہیں پھر میں نے تقریباً دو گھنٹہ تک وفات مسیح کو مختلف پہلوؤں سے ثابت کیا سب رجسٹرار نے کہا کہ یہ بھی ہم نے مانا کہ قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سے وفات مسیح بخوبی ثابت ہے مگر یہ تو بتائیں کہ حیات مسیح کا خیال لوگوں میں آیا کہاں سے؟ میں نے کہا کہ معاذ اللہ جیسا حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک عورت کے ساتھ . . . . . کرنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زیوروں کی چوری کرنا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کفر کرنا۔ ہاروت ماروت کا کنوئیں میں بند ہونا۔ اور زہرہ نامی ایک فاحشہ عورت کا آسمان پر چڑھ جانے کے فاسد خیالات جہاں سے آئے وہیں سے مسیح علیہ السلام کے جسم خاکی سمیت آسمان پر چلے جانے کا خیال چلا آیا۔ خیر القرون میں اس خیال کا پتہ نہیں۔ پھر میں نے ان روایتوں کی حقیقتوں کو سمجھایا۔ رجسٹرار صاحب نے اور ایک اور ہیڈ مولوی صاحب نے ہماری سب باتوں کو قبول کیا۔ رات زیادہ ہوگئی تھی اس لئے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے مسیح موعود ہونے کے ثبوت کو دوسرے دن پر ملتوی کیا گیا۔

۹۔ تاریخ کی صبح کو سب رجسٹرار صاحب اور ہیڈ مولوی صاحب خود ہی کشاں کشاں ہم لوگوں کی کشتی پر آئے رات کی تقریر کا نمایاں اور نیک اثر انکی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا۔ میں نے پیشگوئیاں اور ان کے وقوع کی حقیقت کو توریت۔ انجیل اور قرآن و حدیث سے بتلانے کے بعد نزول مسیح ابن مریم اور اسکی حقیقت حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کا کسر صلیب کرنا اور اسکی حقیقت۔ اسی طرح خنزیر کا قتل کرنا اور اس کی حقیقت "ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد" وغیرہ کی حقیقت کو سمجھایا۔ اسی ضمن میں یہ بھی کہا کہ اگر مال ہی لٹانے اور تقسیم کرنے کے لئے خدا نے کسی کو آخر زمانہ میں بھیجنا مقرر کر رکھا تھا تو ایک دنیا سے بے لوث نبی کو جس نے غربت میں اپنی زندگی گذاری اور جسکو دنیا میں سر رکھنے کی بھی جگہ نہ تھی دوبارہ بھیجنے کی کیا ضرورت تھی خدا کسی ایسے انسان کو بھیجتا جسکے پاس بہت مال اور خزانہ ہوتا۔ جیسے "قارون" جسکے پاس بہت خزانہ تھا اور جسکے بارہ میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ ابھی زندہ ہے اور زمین کے اندر دھنستا چلا جاتا ہے اور اسکے سر پر اس کا خزانہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ اسی کو دنیا میں لوٹا دیتا تاکہ اس کا مال اور اس کا سارا خزانہ عوام مومنین اور علماء کرام آپس میں بانٹ لیتے۔

آخر میں ہم نے حضرت احمد مسیح موعود علیہ السلام کے ملک پنجاب کی حقیقت اور آپکی تحدیانہ کامیابیوں کو اور ان نشانات و علامات کو جن کا ذکر حدیث وغیرہ میں ہے۔ بیان کیا تو مولوی صاحب اور رجسٹرار صاحب دونوں نے قبول کیا رجسٹرار صاحب نے مجھے کہا کہ آپ اپنا نام اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھ کو دیں میں نے اپنا نام و پتہ ان کو لکھ کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ تو بعض کتب کا نام و پتہ بھی لکھ دیا۔ اردو و بنگلہ رسالے و اشتہار و ہینڈبل وغیرہ بھی ان کو دیئے کہ اپنے ملنے والوں میں ان کو تقسیم کر دیں۔ انھوں نے لے لیئے۔ اور شام کے وقت مجھ کو اپنے مکان پر بلایا میں اپنے رفیق کے ساتھ پھر شام کو انکے مکان پر گیا۔ تو انھوں نے مجھ سے عرش۔ کرسی۔ دوزخ بہشت اور مسئلہ تناسخ کے متعلق پوچھا۔ میں نے ہر ایک مسئلہ کو واضح طور پر تقریباً تین گھنٹہ تک سمجھایا جس سے انکی تشفی ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے سینوں کو کھولدے تاکہ جلد یہ لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہو جائیں۔ حضور اقدس سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

آج ۱۰۔ تاریخ کو ہم لوگ ایک دوسرے گاؤں کی طرف جا رہے ہیں دریا کی طغیانی زور پر ہے حضور اقدس دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کا حافظ و ناصر ہو۔ ان مقامات میں پانی کی طغیانی کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی مر جاتا ہے تو اسکے دفن کرنے کے لئے زمین نہیں ملتی ہے اگر زمین ملتی بھی ہے تو تھوڑا کھودنے پر ہی پانی نکل آتا ہے کل ہی سب رجسٹرار صاحب نے مجھ کو ایک رقعہ لکھا کہ ایک مسلمان مر گیا ہے زمین کا یہ حال ہے۔ علاوہ ازیں کتے وغیرہ بھی نعش کو خراب کر دینگے بتلایئے کیا کیا جائے۔ تو یہ مشورہ دیا گیا کہ چند گھڑے نیم بالو بھر کر نعش کے پیروں اور بازوؤں میں وہ گھڑے باندھیں اور کشتی پر لے جا کر گہرے پانی میں نعش کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مضامین اور خطوط پر صاف و صحیح تاریخ اور نام و پتہ ضرور لکھیں۔ منیجر

دعوت الی الخیر

پنجاب میں | سیالکوٹ سے پہلی رپورٹ

از مکرم جناب میر قاسم علی صاحب سلمہ کی حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ قبل ایک عریضہ ارسال حضور ہو چکا ہے۔ اس میں عرض کیا تھا کہ شنبہ کو میرا لیکچر صدر میں اور حضرت مولوی صاحب سلّمہ کا شہر میں تھا لیکن صدر میں بوجہ انتظام ہو نیکے دونوں خادموں کا لیکچر ایک ہی جگہ محلہ میانہ پورہ میں مستری نظام الدین صاحب کے کارخانہ کے سامنے ہوا۔ جو ۸ بجے شب کے شروع ہو کر گیارہ بجے رات تک رہا۔ الحمد للہ کہ تعداد حاضرین غیر احمدیان قریب تین چارسو کے تھی۔ اور اس لیکچر میں ہر دو خدام نے کھول کھول کر تبلیغ سلسلہ کی جس سے اختتام لیکچر پر ایک شور مچ گیا اور دو دیا۔ مریدان جماعت علیشاہ نے بہت شور مچانا شروع کیا۔ بہانا شو۔ وغو غا کو چھوڑ کر ہم سب اٹھکر چلے آئے۔ اس جلسہ میں لیکچروں کا اچھا اثر ہوا جس سے ہمارے احباب میں بھی جوش تبلیغ اور رغبت تبلیغ پیدا ہو گئی۔ اور آج اشتہار چھپوا کر شام کے پانچ بجے میرا لیکچر مسجد دو دروازہ میں جو بڑی مسجد عین وسط شہر میں سر بازار واقع ہے بعنوان زندہ مذہب قرار پایا ہے جو پانچ بجے عصر سے شروع ہو کر مغرب تک رہیگا انشاء اللہ اور حضرت مولوی صاحب (سید سرور شاہ صاحب) کا اور منشی عبد اللہ صاحب بعد نماز مغرب دو لیکچر ہونگے حضور دعا فرماویں کہ یہاں ترقی جماعت کا پیش خیمہ اور ذریعہ تبلیغ ہو جائے آمین۔ آج حضرت میر حامد شاہ صاحب دورہ سے تشریف لے آئے ہیں۔ اور میر صاحب ظفروال تشریف لے گئے ہیں۔ حافظ غلام رسول صاحب سلمہ نہیں آئے۔ آج بعض احباب نے مشورہ کر کے حضور کی خدمت میں ایک تار اس غرض سے دیا ہے کہ چند یوم اور یہاں رہنے اور تبلیغ کرنے کی اجازت بخشی جاوے۔ جس کے جواب کا انتظار کل شام کی

کل ہی یک خادم حضور کی تحقیق آخر جواب نہ آیا تو بلحاظ کل پیر کے دن بعد دوپہر کی گاڑی سے حسب الحکم سابقہ سیالکوٹ سے واپس جانب دارالامان ہو جائینگے۔ حضرت مولوی صاحب سلام مسنونہ عرض کرتے ہیں اور درخواست دعا ہی اور اس غلام غلامان عاجز قاسم کیلئے بھی حضور دعا فرماویں۔ والسلام

حضور کا غلام
عاجز قاسم علی احمدی از سیالکوٹ
۱۲ ستمبر

دوسری چٹھی

مرسلہ حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب مورخہ ۱۴ ستمبر

بحضور انور سیدنا و مولانا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سیالکوٹ میں حضور کی دعاؤں سے بہت عمدہ تحریک ہو گئی۔ یہ یہاں تک کہ بازاروں اور کوچوں میں سوائے مسیح موعودؑ کے ذکر اور لیکچروں کے تذکرہ کے اور کم ہی سنائی دیتا ہے۔ نیز ہمارے مقابلہ پر جماعت علیشاہ کے منشی کے اور مولوی ابراہیم کے لیکچر روزانہ ہو رہے ہیں۔

چنانچہ ۱۲ کو بعد از عصر اور قبل از مغرب ہمارا ایک لیکچر دو دروازہ والی مسجد میں ہوا۔ جو کہ شہر کی بڑی مسجد ہے اور اس کے بعد ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک منشی عبد اللہ صاحب احمدی کے مکان کے سامنے چوک میں ہوا۔ اور اسی شب کو ۹ بجے کے بعد دو دروازہ والی مسجد میں مولوی ابراہیم اور جماعت علی کے بیٹے کا لیکچر ہوا اور ۱۳۔ اور ۱۴ کی درمیانی شب کو انکے لیکچروں کے جواب لکھ لئے اسی دو دروازہ والی مسجد میں اشتہار دیکر ہمارا لیکچر ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے مکرمی میر قاسم علی صاحب کی خاص تائید کی کہ آپنے نہایت عمدگی کے ساتھ تبلیغ بھی پوری کی اس کے جواب بھی دیئے اور خوب دیئے اور ابراہیم وغیرہ کی قلعی بھی خوب کھولی۔

آج ۱۴ کو پہلے تو ۸ بجے کے وقت ابراہیم کا برادرزادہ چند آدمیوں کے ساتھ آیا اور ایک رقعہ دیا جو کہ ابراہیم کی طرف سے میرے نام تھا جس میں اس نے لکھا تھا کہ اگر آپ (محمد سرور) ضرور مباحثہ کرنے پر تیار ہیں تو وقت اور مقام مقرر کر کے مجھے اطلاع

دیں۔ میں حاضر ہو جاؤنگا۔ اس کا جواب ابھی ہمنے کچھ نہیں دیا۔ احباب موجود نہیں واپس آنے پر مشورہ کر کے انشاءاللہ جواب دینگے۔ مشورہ کے بعد شاید اجازت کے لئے حضور کی خدمت میں آدمی بھیجا جائے یا تار دیا جائے۔ اور اگر یہ خط پہلے پہنچے تو پھر مباحثہ کے متعلق جو حضور کا ارشاد ہو اس سے ضرور ممتاز فرمایا جاوے اور دعائیں ضرور فرماویں۔ بغیر حضور کی دعاؤں کے ہم کچھ نہیں کام آ سکتے۔ فقط۔

از مکرمی میر قاسم علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ والتماس دعا۔

خلاصہ اطلاعات مختلفہ

لندن سے چودھری فتح محمد صاحب لکھتے ہیں کہ رسالہ کے سبب چند میں بعض لوگوں سے واقفیت ہو گئی ہے جو اسلام سے دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ رسالہ کی تقسیم جاری ہے۔ قاضی عبد اللہ صاحب کے پہنچنے پر کام انشاءاللہ پیش از پیش سرگرمی سے ہو سکیگا۔ انگلش چینل اور بحیرہ روم میں ابھی دشمن کی آبدوز کشتیاں موجود ہیں اس لئے اگر اس طرح صدمہ نہ ہو تو قاضی صاحب کو روانگی سے روک دیں۔ شاید یہ کشتیاں خاتمہ جنگ تک رہیں۔ واللہ اعلم۔

فرانس سے ڈاکٹر محمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔ آخری ہفتہ جولائی کے اخبار الفضل کسی وجہ سے نہیں پہنچے جنکے لئے بہت بے چین ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک ہفتہ کا راشن نہیں ملا۔ رسالہ پیشگوئی مائے حضرت مسیح موعودؑ انگریزی سے فرنچ میں ترجمہ ہو کر اس کی بچاس کاپیاں بوساطت برادر عبد الرحیم صاحب پہنچ گئی ہیں فالحمد للہ۔ اب اللہ تعالیٰ ان کی مناسب تقسیم کی راہ نکالے تو دو سو اور منگا لونگا۔ ہزار دو۔ ۔ ۔ کہ یہ مضمون کسی طرح یہاں کے اخباروں میں شائع ہو جائے۔

چاٹگام سے مولوی مبارک علی صاحب بی اے انگریزی چٹھی میں لکھتے ہیں کہ عید کی تقریب پر میں نے اپنے ہمسایوں کو مدعو کر کے تبلیغ کی۔ ان پر بفضل خدا اچھا اثر ہوا۔ ایک شخص حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی

الفضل
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
قادیان مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء

ان جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا

مولوی محمد علی صاحب کے ایک مطالبہ کا جواب

کل ۱۶ ستمبر کے پیغام میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں وہ چند باتیں مولوی عمرالدین صاحب شملوی کیطرف منسوب کر کے حضرت امامنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ایک ہفتہ تک اسکی تردید نہ ہوئی تو سمجھا جائے گا کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور آپ کی ہی تحریک سے مولوی عمرالدین نے ایسا کہا ہے۔

چونکہ بعض واقعات ایسے ہو چکے ہیں جنکی وجہ سے اب ہم آپ پر اعتبار کرنے سے معذور ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو ثقہ اور محتاط و معتبر ثابت نہیں کیا۔ مثلاً قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ کے معنے اللہ منوا کر چھوڑ دو۔ آپنے خلیفہ اول کیطرف منسوب کئے۔ حالانکہ من انزل الکتاب کے جواب میں قُلِ اللّٰہُ صاف بتا رہا ہے کہ یہاں اللہ منوا کر چھوڑ دو معنے نہیں ہو سکتے درمن قرآن شریف کے نوٹ جو آپکی زندگی میں شائع ہوئے انہیں بھی یہ معنے نہیں لیکن ایسے عالی شان جلیل القدر انسان کیطرف ایسے غلط معنے منسوب کرنے میں یہ جسارت صاف ظاہر کرتی ہے کہ آپ اپنا مطلب نکالنے کے لئے کسی کیطرف غلط بات منسوب کرنے سے ہرگز نہیں ہچکچاتے۔ بلکہ ایسی دلیل سے استدلال بھی کر لیتے ہیں جسے آپ خود بھی غلط سمجھتے ہوں چنانچہ آپنے لکھا ہے کہ یہ معنے میری تفسیر میں نہیں۔ ایسا ہی آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیطرف ایک بات منسوب کی ہے کہ جو شخص ایکدفعہ دل سے لا الٰہ الا اللہ کہدے وہ مومن ہے خواہ پھر اس سے شرک کفر یا ظلم ہی کیوں نہ سرزد ہو۔ حالانکہ اس امام جلیل کا مذہب ہرگز نہیں ہے پھر آپنے اپنا مطلب حل کرنے کے لئے حقیقۃ الوحی سے ایک حوالہ دیا ہے "میں اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا" حالانکہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵ پر اسی کے ساتھ یہ عبارت بھی ہے "لیکن جنہیں خود انہی کے ہاتھ سے انکی وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں" لیکن حرف استدراک کہ بدون اس کے کلام پورا نہیں ہوتا۔ اسے آپنے چھوڑ کر ہم پر یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کا قلم معمولی آدمی تو کجا اپنے امام و مطاع کا کلام بگاڑنے سے بھی نہیں رکتا۔ پھر اسی مضمون زیر جواب میں آپنے مولوی عمرالدین صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ عمرالدین نے اہل قبلہ کو کافر ثابت کرنا اپنے ذمہ لیا ہے۔ حالانکہ اہل قبلہ تو احمدی بھی ہیں کیا انہیں بھی کافر ثابت کرینگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شدت غیظ و غضب میں اپنے حریف کیطرف ایسی باتیں بھی منسوب کر جاتے ہیں جنکا وہ قائل نہ ہو۔ پھر جب یہ کہ سب سے آپنے "فمن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون" کی ڈگری پا لی ہے اس وقت سے ہم مجبور ہیں کہ فَاِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوا کے مطابق عمل کریں اس لئے جب تک مولوی عمرالدین صاحب خود یہ معاملہ دربار خلافت میں نہ پیش کریں گے۔ حضور خلافت مآب اسپر توجہ نہیں فرما سکتے۔ آپنے اسکے متعلق جو دھمکی دی ہے وہ بتاتی ہے کہ ایبٹ آباد کی سردہواؤں نے بھی آپ پر کچھ اثر نہیں کیا۔ آپ کے رفقاء تو کہتے ہیں کہ ہم پر بھی مولوی محمد علی صاحب کا حکم ناطق نہیں اور نہ ہم انکے تابع فرمان ہیں کیونکہ کسی غیر مامور کے حکموں کا اتباع انسان کو متنبک اور پیر پرست بنا دیتا ہے (جیسا کہ بدقسمتی سے آپ اور آپ کے دوست چھ سال تک متواتر اس گندی حالت میں رہے اور اب خدا خدا کر کے نجات پائی۔ اور دنیا کے عجیب و غریب موحد کی جماعت میں داخل ہوئے ہیں) اور ادھر آپ ہیں کہ ایک جماعت کے امام پر یہ حکم جتاتے ہیں کہ دیکھو جی اگر ہفتہ تک جواب نہ آیا تو یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مولوی صاحب ذرا سوچئے تو سہی کہ آپ یہ کیا کہتے ہیں اور کس کو کہہ رہے ہیں۔ ایاز قدر خود بشناس استغفر علو و استکبار۔ اگرچہ خاصہ انکار خلافت ہے تاہم متانت اور ضبط جوہر انسانیت ہے اسے ہاتھ سے نہیں

کرنا چاہئے اگر ...ی ... مولوی ... صاحب ... سے کوئی بات آپ کو پہنچی ہوتی تب بھی ... فلاں بات ... کی طرف منسوب ... انکی تردید کریں ورنہ ... کی طرف ... جماعت میں سے کسی ... کی ... اسلام کو نقصان پہنچانے والی ہوتی۔ تب بھی سوال تھا کہ آپ اسے کیوں نہیں سمجھتے لیکن ایک ایسے مسئلہ میں جو اسلام میں کوئی بدعت نہیں پھیلاتا اور صرف ایک تاریخی تحقیق کے متعلق ہے پھر آقا کو کیا ضرورت ہے کہ انکی تردید کریں۔ تاریخی تحقیقاتوں میں اختلاف تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہیگا۔ اگر انکی تردید ہونی شروع ہو تو اندھیر مچ جائے کل کو آپ یہ لکھ دینگے کہ فلاں احمدی سے فلاں غلطی ہوتی ہے اگر میاں صاحب فوراً اس عمل سے بیزاری کا اعلان نہ کریں تو وہ بھی اس سے متفق سمجھے جائینگے۔ اگر مولوی عمرالدین صاحب نے یہ کہا بھی ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تین سال تک نبوت کی حقیقت کا علم نہیں ہوا۔ اور اس تحقیقات میں وہ غلطی پر بھی ہوں (گو ہم ابھی یہ نہیں کہہ سکتے ہم نے ان کا خیال اور دلائل نہیں سنے) تب بھی اس میں کونسا اندھیر آگیا؟ بلکہ اگر یہ ثابت ہو جائے تو دشمنان اسلام پر ایک اور ضرب ہوگی اور ثابت ہوگا کہ آپ کا دعویٰ منصوبہ بازی کا نتیجہ نہ تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ براہین میں مسیح کو زندہ لکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ میرا دعویٰ منصوبہ بازی کا نتیجہ نہیں اور باوجودیکہ خدا تعالےٰ نے مجھے اسوقت ہی مسیح کہہ چکا تھا میں اسکی تاویل کرتا رہا (بتغیر الالفاظ) پس اگر ان کا خیال درست ہے تب تو حق ہے ہی لیکن اگر درست نہیں تو بھی صرف ایک تاریخی غلطی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پس ایسی معمولی بات کی تردید کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کا عزم بالجزم کبھی نہیں کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

بہرحال آپ کی تحریر کے جواب میں عرض ہے کہ:-

(۱) آپ لکھتے ہیں کہ اگر تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اندر انہوں نے تردید نہ کی تو یہی مذہب ان کا سمجھا جائیگا میں آپکے اسی اصول کو آپکے سامنے پیش کر کے آپ سے

اور پہلے لکھا ہے۔ "جسقدر لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنھوں نے مجھے کافر ٹھہرایا"

یہ پوچھتا ہوں کہ ۲۰ جون ۱۹۱۵ء کے پیغام صلح میں جو محمد صادق خان آپکے ایک مخلص کا ایک مضمون چھپا تھا۔ جس سے پہلے اس آپکے صادق اور مخلص دوست نے آپکو لکھا بھی تھا جیسا کہ انہوں نے اس مضمون میں بھی ظاہر کیا تھا اس مضمون میں آپکے اسی دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں لکھا تھا کہ "یہ سچ ہے کہ ان میں یعنی مرزا صاحب میں بیشک اتنی شخصیت ضرور تھی کہ انکو رسول نبی کہلانے کا شوق ضرور تھا" اور آج تک بجائے اس بیان کے چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے آپنے اس کی تردید نہیں کی اور نہ اس خط کے دیکھنے سے انکار شائع کیا ہے پس کیوں نہ آپکو اسکے ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ کے ساتھ متفق قرار دیا جاوے۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر میاں صاحب ہفتہ کے اندر تردید شائع کرینگے تو آپکو اس کے ساتھ متفق سمجھا جائیگا اس کے مقابلہ میں یہاں تو بجائے سات دن کے قریباً سات مہینے گذر چکے ہیں اور اس کا لکھنے والا اس بات کا بھی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ خط پہلے مولوی محمد علی صاحب کو بھیج چکا ہوں۔ اور آپنے آجتک نہ اس خط کے دیکھنے سے انکار شائع کیا اور نہ اس کی تردید ہی کی۔ تو کیا وجہ ہے کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ نہ سمجھا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی یا رسول کہلانے کا شوق ضرور تھا۔

(۲) پھر دشنام دہی و افترا پردازی میں آپکے دست و بازو مرہم عیسیٰ نے نہایت حقارت سے لکھا کہ مرزا صاحب کو چند الہامات اور کشوف ہوئے وہ بھی اپنے اور اپنے متعلقین کی بابت۔ اس کی بھی آپ کی طرف سے تردید نہیں ہوئی بلکہ کچھ تائید ہی ہوئی تو کیا وجہ ہے کہ اس بے ادبی گستاخی اور محسن کشی میں آپکو بھی شریک نہ سمجھا جائے کیونکہ آپنے اپنے شاگرد و اس استاد کی پیٹھ ٹھونکی۔ اور یہ نہ کہا کہ جس نے دعویٰ کیا ہے کہ مجھے اس قدر نشانات دیئے گئے ہیں کہ ہزار نبی پر بھی تقسیم ہوں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور جس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ مجھ سے فرمایا ہے امت محمدیہ میں کسی سے بھی نہیں کیا اس کے بارے میں یہ الفاظ بولنے کس قدر ہتک آمیز ہیں۔

(۳) پھر سنا جاتا ہے کہ اسی آپکے مباحث شملہ میں اپنے ایک دوست سے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کسی معنی میں بھی نبی نہیں۔ اور یہ ظلی نبی بروزی نبی لفظ ہم کہتے ہیں یہ بھی محض اس لئے کہ افراد جماعت میں ہماری نسبت تنفر پیدا نہ ہو۔ اس کی ایک ہفتہ کے اندر اندر تردید نہ ہوئی تو ہم سمجھینگے کہ آپ کا عقیدہ بھی یہی ہے کیونکہ مباحثہ شملہ کی کمان آپ ہی کے ہاتھ میں تھی۔

(۴) پھر آپکے ایک اور مخلص تھا۔ جو پہلے غلطی کرکے مبایعین میں بھی داخل ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی ضخیم کتاب میں لکھا ہے کہ سیدنا نورالدینؓ علم و فضل و تقویٰ و سخاوت [illegible] ... سال میں مسیح موعودؑ سے افضل تھے۔ اور پھر بہت و باوجود نے اور اپنی کتاب کی اشاعت میں روک ہو جانے کے ڈر سے ایک دو ورق تو کے ساتھ کسی قدر عبارت بدل کر لگا دیا مگر ان کی زبانی باتوں سے پھر بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ ان کا عقیدہ وہی ہے جو پہلے لکھا تھا چونکہ آپ کی طرف سے کوئی تردید نہیں ہوئی حالانکہ اس کتاب کا اشتہار آپ کی پارٹی کے آرگن میں چھپتا ہے اور جمعہ وغیرہ اندر سے ہی وہ آپ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اس لئے کیوں نہ یقین کر لیا جائے کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

(۵) ندرعلی شیاوسی نے ۸۔ اگست کے پیغام میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین سے **اکثر باتوں میں کہیں اختلاف تھا**۔ آپکا یہ تو عقیدہ تھا کہ جس کی بیعت کی جائے اس سے ذرا بھی مخالفت نہیں ہونی چاہیئے چنانچہ متعدد اعلان میں آپکے ایسے لفظ موجود ہیں۔ اب اس کے خلاف آپکے اخبار میں آپ کی پارٹی کا ایک شخص لفظ ہم سے یہ عقیدہ شائع کرتا ہے۔ تو جبکہ آپنے ایک ہفتہ چھوڑ کئی ہفتوں سے اس کی تردید نہیں کی۔ کیوں نہ اس کے یہ معنے لئے جائیں کہ آپ کو بھی خلیفۃ المسیح خلیفہ اول سے اکثر باتوں میں اختلاف تھا۔

(۶) آپنے یہ خیال کئی رنگ میں ظاہر کیا ہے کہ احمدی دس ہزار یا اس کے قریب قریب ہیں بجائیکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی تعداد چار لاکھ سے منجاوز لکھی ہے۔ پس ایک ہفتہ تک تردید نہ کرنے پر کیوں نہ یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ آپ اپنے مرشد و مولیٰ کو (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں۔

(۷) آپ کی اشاعت اسلام کالج کے پروفیسر نے کھلا کھلا عقیدہ حضرت اقدس کے عقائد کے خلاف شائع کیا ہے۔ کہ مسیح کا باپ تھا۔ اور مرہم عیسیٰ بھی اسی پر مصر ہے پس کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ آپ اپنے سابق عقیدہ پر کو چھوڑ کر جو ریویو سے ظاہر ہے اب اس پر قائم ہو گئے ہیں کہ مسیح کا باپ تھا اور آپ حضرت مسیح موعودؑ کو غلطی پر سمجھتے تھے۔

(۸) اسی پروفیسر فضل الٰہی نے "فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین" کے یہ معنے شائع کئے ہیں کہ رسول اللہ نے انہیں کہا تم بھی اپنے بیوی بچوں کو بلاؤ ہم بھی بلاتے ہیں دیکھو کوئی لڑکا بے باپ ہے یا کوئی عورت بغیر شوہر کے جنتی ہے کیا آپکو ان معنوں سے اتفاق ہے۔ آپکے اصول کے مطابق چونکہ ایک ہفتہ کے اندر اس کی تردید نہیں ہوئی حالانکہ یہ معنے قرآن مجید کے سیاق سباق صحابہ کرام کی روایات جمہور مفسرین و اہل اسلام کے عقائد کے خلاف ہیں۔ اس لئے مجھے یقین کرنا چاہیئے کہ آپ اس کے ساتھ متفق ہو کر مرشد کے وعدہ سے نہیں ڈرتے۔ بلکہ یہ تفسیر آپ ہی کی تحریک سے لکھی گئی ہے۔

(۹) پھر مسٹر فضل الٰہی نے شملہ میں مفصلہ ذیل عقائد ظاہر کئے (۱) میں مرزا صاحب کو ظلی بروزی نبی نہیں مانتا ظلی بروزی کوئی چیز نہیں (۲) احادیث کی بنا پر بحث کی جائے تو مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوتے ہیں (۳) مرزا صاحب کی وحی کوئی حجت نہیں ہے۔ (۴) قرآن کے سمجھنے میں مرزا صاحب نے کئی غلطیاں کیں (۵) آیت استخلاف سے اپنی خلافت کا استدلال جو مرزا صاحب نے کیا ہے محض غلط ہے (۶) آیت لو تقول پر جو بحث مرزا صاحب نے کی ہے وہ اور انکا استدلال غلط ہے (۷) آخرین منہم کی تفسیر میں مرزا صاحب نے غلطی کی ہے (۸) آپ کا الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء یہ کلام سکر کا ہے (۹) میں سید احمد کو بھی مجدد مانتا ہوں۔ ۲۸ مئی کے الفضل میں یہ تمام عقائد ان کے چھپے چار ماہ گذرنے ہیں نہ فضل الٰہی نے تردید کی نہ پیغام نے حالانکہ ذرا ذرا سی معمولی باتوں پر نوٹس لیا جاتا ہے۔ چونکہ فضل الٰہی ایک نومسلم ہے اور اس نے پیغام بلڈنگس ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ اس لئے بجائے ایک ہفتہ کے ۱۶ ہفتے گذر چکے کیوں اب یہ یقین نہ کر لیا جائے۔ کہ آپ کے بھی

یہی عقائد ہیں۔

(۱۰) واقعہ کہ جیسے مشہور ہے جولائی ۱۹۱۴ء کے پیغام میں لکھا کہ اہل بیت ہمیشہ اختلاف اور تفرقہ کا موجب ہو تے رہے ہیں یعنی یزید جیسا شمر ریسے مقدس بزرگ تھے جنہوں نے معاذ اللہ ان تفرقہ پردازوں کے خلاف مقابلہ کیا۔ آج تک پیغام میں کسی نے اس پر اظہار نفرت نہیں کیا بلکہ آپ تو پیغام پنڈتوں کی گرمی کی تاب نہ لاکر قادیان کو سرائے مثیل المسیح بنا چکے ہیں اور آج کل یہ مقام آپ کا ایسی تجویز نکلا جو بقول ابراہیم سیالکوٹی جب برد سے کام نکلی تو ایک دنیا تعجب کرے گی (مرکز بنا ہوا ہے پس ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اہل بیت ہمیشہ تفرقہ کا موجب ہوئے ہیں۔

(۱۱) پھر آپ کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ضخیم و لطیم شخصیت نے اپنی ولایتی چٹھیوں میں لکھا کہ فرقہ بندی اور اسی ضمن میں احمدیت کا ذکر سم قاتل ہے۔ اور یہ کہ خلیفہ اور اختلاف کا ایک ہی مادہ ہے یعنی دوسرے الفاظ میں مسیح موعود دنیا کے لئے ایک سم قاتل لائے۔ اور آپ صاحبان کی زندگی کا مشن لوگوں کو اس سم قاتل سے بچانا ہے۔ اور خلیفے ہی ہمیشہ اختلاف کا موجب ہوتے ہیں۔ اس کی تردید آج تک آپکے رفقاء کے قلم سے نہیں ہوئی پس کیوں نہ سمجھا جائے کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے جب کہ ایک ہفتہ کے بجائے کئی ہفتے ہو چکے ہیں۔

(۱۲) آپکے بعض ساتھی کہتے ہیں۔ کہ نبی کی وہی بات قابل اتباع اور لائق حجت ہے جو وحی سے ہو۔ ہفتے گذر گئے اس کی تردید نہیں ہوئی۔ تو کیوں نہ ہم یہ کہیں کہ یہ عقیدہ آپکا ہے

(۱۳) پیغام میں یہ چھپا تھا۔ کہ میاں صاحب غیر احمدیوں کو کافر کہنے سے خود کافر ہیں اور ایک کافر کی بیعت ایک مومن کے لئے جائز نہیں ہے۔ کئی ہفتے گذرے آپ کی طرف سے اس کی تردید نہیں ہوئی پس کیوں نہ سمجھا جائے کہ آپ حضرت میاں صاحب کو (معاذ اللہ) کافر یقین کرتے ہیں۔ اور کیوں نہ کہا جائے کہ آپ ہی کے مشورہ سے یہ لکھا گیا ہے۔ اور یہ امر آپ کا جزو ایمان ہے کہ وہ موعود جسے خدا کے کلام میں فخر رسل کہا گیا اور جس کے لئے سبز رنگ کے اشتہار شائع کئے گئے۔ اور جسے حسن و احسان میں آپ کا نظیر کہا گیا اور جسے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کی پیشگوئی کا مصداق آپنے بھی رسالہ المصلح الموعود میں مانا۔ وہ

کافر ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی (اپنی نسل) (۱۴) ایک آپکے رفیق نے اثنا سفر میں جب کہ کر آپ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی نسبت ایسے ہی بیان کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا مجھے کیسے ہی پتہ ہیں کہ مجھے پیر ایسے ہیں یا نہیں کر سکے۔ اور پھر ایک اور جگہ کسی نے الغرض دیت کی تو کہنے لگے اور مجددوں کا کیا کام ہوتا ہے۔ اس خبر کا ایک حصہ پیغام میں بھی چھپ چکا ہے تو کیوں نہ سمجھ لیا جائے (جب کہ اس کی تردید بھی نہیں ہوئی) کہ آپکے ایک خلیفہ مجاز کو مجددیت کا زعم ہے۔

(۱۵) المہدی ۳ میں ایک سوال درج ہے۔ کہ بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ والا نبی ہے یا نہیں (جب کہ حضرت اقدس نے لکھا ہے۔ کہ خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے چشمہ معرفت) تو اس کا جواب آپ کی انجمن اشاعت کے جنرل سکریٹری صاحب دیتے ہیں۔ کہ اسلام کی اصطلاح میں نبی وہ ہے۔ جو کامل شریعت لائے یا بعض احکام سابقہ منسوخ کرے۔ نبوۃ کی جامع تعریف یہ ہے ذکر وہ جو اپنی اصطلاح قائم کی جائے یعنی دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے ہوئے کہ **خدا کی اصطلاح** اور ہے اسلام کی اصطلاح اور ہے۔ چونکہ یہ تحریر ایک بڑے ذمہ وار شخص کی ہے اور آپ کی طرف سے کئی ہفتے گذرے ہیں تردید بھی نہیں ہوئی تو کیوں نہ یہ اعلان کیا جائے کہ آپ کے نزدیک بھی خدا کی اصطلاح۔ اسلام کی اصطلاح کے خلاف اور پایۂ اعتبار سے ساقط اور ناقابل استدلال و حجت ہے۔

آخر ہم آپسے پھر استدعا کرتے ہیں کہ اگر پہلے آپنے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی تو اب ہفتہ کے اندر ان امور کا جواب دیں ورنہ یہ سب باتیں آپکے اعتقادات میں شامل اور آپ کے منشاء سے کہی گئی سمجھی جائینگی اور ابھی تو ہمنے صرف یہ چند باتیں بطور نمونہ آپکے سامنے پیش کی ہیں۔ امید ہے کہ بشرط ضرورت جلد ایک لسٹ اور بھی ایسے ہی سوالات کی آپ کی خدمت میں بھیجی جائیگی یہ اخبار آپکے نام رجسٹری روانہ ہوگا۔ ع

اکمل کو خوب جانتے پہچانتے ہو تم

آئندہ دار الخلافۃ عثمانیہ

مقام خلافت سے بیان

بعض ترک نتیجہ جنگ سے بیخبر نہیں ہیں۔ انہوں نے بوقت ضرورت قسطنطنیہ کو چھوڑ دینے کے انتظامات مکمل کر رکھے ہیں اور لڑائی کے شروع میں ہی سنا گیا تھا کہ سرکاری خزانے اور کاغذات پایۂ تخت سے کسی دوسری جگہ بھیج دیئے گئے ہیں۔ اور خبر یہ کہ سلطان اور ممبران خاندان شاہی کو فی الفور موجودہ دار السلطنت سے وہاں منتقل کر دینے کا بھی بندوبست کر لیا گیا ہے۔ پس اگر یہ بیانات درست ہوں تو اس وقت کی یہ خبر بھی بالکل بے بنیاد نہیں کہی جا سکتی کہ قسطنطنیہ تسخیر ہو گیا تو ترک اس کی جگہ بروصہ کو "مقام خلافت" بنائیں گے۔ جو پہلے بھی مدت تک سلطنت عثمانیہ کا دار الخلافہ رہ چکا ہے۔

جب یہ بھی ہو گیا تو؟

ظہور مہدی اور مسیح علیہ السلام

کی آمد ثانی کے آثار و علامات میں بعض احادیث کی بناء پر ہمارے مخالف مولوی ایک حجت یہ بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ ابھی قسطنطنیہ تو فتح ہوا ہی نہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ جب یہ بھی پورا ہو گیا تب تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت الی الخیر کو کس حیلے سے ٹالو گے؟ قرآن و حدیث کی بیان فرمائی ہوئی اور بیسیوں باتیں خدا کے فضل سے حرف بحرف پوری ہو چکیں۔ ان کے ظہور سے تم نے کیا فائدہ اٹھایا جو آئندہ دوبارہ آنے کی توقع کی جائے؟ بات یہ ہے کہ جب تک سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آؤ گے کوئی نشان تمہارے ایمانوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔ اصل میں اکثر مخالف اپنی فطرت سے مجبور ہیں کہ نہ کوئی دلائل ان پر کارگر ہوتے ہیں اور نہ ارضی و سماوی نشانات۔ کیونکہ وان یروا کل آیۃ لا یومنوا بہا (انعام ع) کا مصداق بننے اور بموجب فرمودۂ رسول کریم یہود سے مماثلت تامہ پیدا کرنیوالے بھی تو آخر کوئی ہونے ہی چاہئیں۔

خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں (منیجر)

خطبۂ جمعہ

خواجہ صاحب کے مطالبہ حلف کا جواب

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح و المہدی

فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء

(حضرت خلیفۃ المسیح کی نظر ثانی کے بعد شائع ہوا)

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِیْلًا ۝

(۱۷- ۸۲-۸۶)

ناشکر گذار انسان جبتک کسی انسان کو کوئی انعام نہیں ملا ہوتا اسوقت تک تو وہ بڑی ناامیدی کا اظہار کرتا ہے اور اس کا دل بیٹھا جاتا ہے اور وہ بہت ملتجی ہوتا ہے لیکن جونہی خداتعالیٰ کی طرف سے اسپر انعام اور فضل نازل ہوتا ہے۔ بہت سے انسان ایسے ہوتے ہیں جو بڑا غرور اور تکبر کرتے اور یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں اور ہم خود ہی اپنی سمجھ اپنی عقل اپنی کوشش اور اپنے فہم سے یہ انعام حاصل کر لئے ہیں۔ خدا کے فضل کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ ایسے کسی انسان پر ذرا خدا کا فضل اور احسان ہوا اور اس نے خداتعالیٰ کی طرف سے منہ موڑ لیا۔ اور جب ذرا سا غضب اور دکھ ہوا تو جھٹ کمزور ہو کر بیٹھ رہے۔ کمزور طبع کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے اور جب سے یہ انسان پیدا ہوا ہے اور جب سے اس زمین پر آدم کی اولاد نے قدم رکھا ہے تبھی سے کمزور اور ناشکر گذار طبائع اس مرض میں گرفتار پائی گئی ہیں۔ اور آج تک کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ اکثر انسان اس کمزوری اور غلطی سے بری نظر آتے ہوں۔ جب کبھی بھی خداتعالیٰ کا ان پر رحم اور فضل ہوا۔ تو انھوں نے منہ موڑ لیا۔ اور یہی دعویٰ کیا کہ ہمیں اپنی ہمت اپنی کوشش اور اپنی عقل سے یہ کچھ ملا ہے خدا کا اسمیں کیا دخل ہے۔ لیکن جب تک انھیں کچھ نہیں ملا ہوتا تو ہمت توڑ کر اور بالکل ناامید ہو کر بیٹھ رہتے ہیں۔

یہ زمانہ بھی اس قسم کے لوگوں سے مستثنیٰ نہیں۔ جیسا کہ پہلے زمانہ میں اس قسم کے لوگ ہوئے ہیں کہ انعام ملنے کے وقت ناشکر گذار اور نہ ملنے پر ناامید ہو جاتے تھے۔ یہی فطری کمزوری آج بھی بہتوں میں پائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جسطرح وہ لوگ خداتعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں سے کام نہ لیتے تھے۔ اسکے دیئے ہوئے علم پر عمل نہ کرتے تھے اسکی بتائی ہوئی تدبیروں کے کاربند نہ ہوتے تھے۔ اسکے احکام کے مطابق کام کرنے میں کمزوری دکھاتے تھے اور اسکے فضل اور انعام کے وقت ناشکر گذار بنجاتے تھے۔ آج بھی بہت ایسے ہیں کہ جبتک انپر خدا نے اپنا فضل نازل نہ کیا تھا ناامید ہوگئے تھے۔ اور جب فضل نازل کیا تو کہدیا کہ ہم نے کسی سے کچھ نہیں لیا ہم خود بڑے آدمی ہیں۔ ہم ہی سب کچھ کرتے ہیں ہمارے ذریعہ ہی سارا کام ہو رہا ہے۔ ایک زمانہ مسلمانوں پر ایسا آیا ہے جبکہ انہیں سے کسی پر وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔ کوئی مامور انکی طرف نہیں آیا تھا کوئی نبی انھیں ہدایت دینے کے لئے مبعوث نہیں ہوا تھا۔ اور کوئی ایک آواز انھیں ایک جگہ اکٹھا کرنے کے لئے بلند نہیں ہوئی تھی۔ اسوقت بہت سے لوگ ایسے تھے۔ جو خدا کے فضل سے ناامید ہوچکے تھے۔ انہیں اسلام پر شکوک اور شبہات پیدا ہوگئے تھے اور اس بات کا یقین ہو چلا تھا کہ اسلام ایک جھوٹا مذہب ہے۔ اسلام کو ترک کرنے کی تیاری کر چکے تھے کوئی آریہ کوئی عیسائی اور کوئی دہریہ ہونے کو تیار تھا لیکن جب خداتعالیٰ نے اپنا فضل کیا۔ انہیں اپنا ایک نبی بھیجا جس نے انھیں اسلام پر قائم کیا اور گمراہ ہونے سے بچایا۔ تو افسوس انہیں سے بعض نے کہدیا کہ ہمیں مرزا نے کیا سکھایا۔ ہم آپ ہی سب کچھ جانتے تھے وَاِذَا اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ۔ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کسی کی کیا پرواہ ہے میں خود سب کچھ ہوں لیکن وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوْسًا۔ اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچے تو ناامید ہو کر بیٹھ رہتا ہے کہ اب میں کہیں کا نہ رہا۔ چنانچہ یہ لوگ جب دکھ میں تھے۔ تو عیسائی ہونے کو تیار تھے۔ اور اقرار کرتے تھے کہ اسلام سچا مذہب نہیں ہے لیکن جب انپر آسمانی بارش نازل ہوئی اور انکے گند دھوئے گئے اور انکی ظلمت دور ہوگئی۔ تو انھوں نے دعویٰ کر دیا کہ مرزا صاحب نے کیا کیا۔ وہ تو معمولی مجدد تھے۔ اس طرح کے مجدد کئی گذر چکے اور کئی آئینگے۔ کچھ والے نے تو یہاں تک کہدیا کہ جو کام مرزا صاحب کرتے تھے وہی کام میں بھی کر رہا ہوں لیکن یہ اپنی پہلی حالت کو بھلانے کے ساتھ ہی اپنے محسن کو بھی بھول گیا ہے اور خدا کے فضل اور انعام کو اپنی ہمت اور اپنی کوشش کا نتیجہ خیال کر کے تکبر میں آگیا ہے لیکن وہ سن لے اور کان کھولکر سن لے کہ ایک وہ دن تھا کہ تو اسلام کی صداقت سے بے بہرہ تھا۔ اور اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کے قبول کرنے پر تیار ہوچکا تھا تیرے اندر سے ایمان نکل چکا تھا۔ تیری آنکھیں اندھی اور تیرا دل سیاہ ہوگیا تھا۔ اور تیری یہ حالت ہوگئی تھی کہ تو خداتعالیٰ سے ایسا دور ہوچکا تھا کہ اسکی ہستی کے متعلق کوئی دلیل تجھ پر اثر نہ کرتی تھی۔ لیکن جب مرزا کے ذریعہ تو نے ہدایت پائی۔ تجھکو کھویا ہوا ایمان واپس ملا۔ اور تجھ پر اسلام کی صداقت ظاہر ہوئی تو تو نے دعویٰ کر دیا کہ میں بھی وہی کام کر رہا ہوں جو مرزا نے آکر کیا۔ گویا تیرے خیال میں جس طرح

نوٹ۔ یہ خطبہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے جلدی شائع ہونے کے قابل تھا لیکن میرے ضروری کام کے لئے رخصت پر چلے جانے کی وجہ سے وقت پر شائع نہ ہوسکا اس لئے اب شائع کیا جاتا ہے

غلام نبی (بلانوی)

کے مجدد مرزا صاحب ہیں یا کسی طرح کا ذبھی ہے۔ لیکن کیا تجھے یاد نہیں کہ جبتک حضرت مرزا صاحب آکر صداقت اسلام کو ظاہر نہ کیا اور ایمان کی حفاظت نہ کی تھی اسوقت تک تو یہاں تک مایوس ہو چکا تھا۔ کہ اسلام سے کچھ چھوٹنے پر تیار ہوگیا تھا۔ لیکن جب مرزا خدا کے فضل سے آیا تو تُو نے تکبر کیا اور کہا کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اپنی کوشش سے کیا ہے اور ہم خود ہی کام کر سکتے ہیں جو مرزا صاحب نے کیا۔ اے نادان کیا تو نہیں سمجھتا کہ تُو نے نہ پہلے کچھ کیا۔ اور نہ اب کچھ کر سکتا ہے تیرا دل اور ایمان تو وہی ہے جسے عیسائیت کھینچے لئے جا رہی تھی۔ سعد جو گمراہی کیطرف دوڑا جاتا تھا۔ کیا تو بھول گیا ہے کہ وہ کونسی آواز تھی جس نے تجھے اسلام کی طرف کھینچا تیرے ایمان کو بچایا۔ تجھے گمراہی سے روکا۔ وہ حضرت مسیح موعود کی آواز تھی۔ کیا اس آواز سے پہلے تُو مایوس نہ تھا۔ تھا۔ اور ضرور تھا۔ اس تکبر اثبت اور انکار کے زمانہ میں بھی تو اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ میں ہلاکت کے گڑھے میں گرنے ہی لگا تھا کہ ایک آواز آئی جس نے مجھے بچالیا۔ یہ آواز وہ تھی جو حضرت مرزا صاحب کے ہونٹوں سے نکلی جس نے گمراہی سے تجھے روکا۔ لیکن آج تُو نے کہدیا۔ کہ وہ ایک ایسا ہی ملہم تھا جیسے اور ہوئے ہیں ✤

محسن کشی

اس قسم کے لوگ ہمارے اندر سے پیدا ہوگئے ہیں۔ اور یہ محسن کشوں کی جماعت ایسے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے کہ اس نے خود ہی محسن کشی نہیں کی۔ اور اپنے محسن کے کام خود ہی ترک نہیں کیا بلکہ یہ بھی کوشش کی ہے کہ اسکی تعلیم کو دُنیا کے پردہ سے مٹادیں۔ چنانچہ آج ہی ایک خط مارشیس سے آیا ہے جو ایک احمدی نے بھیجا ہے مسٹر نوروبیا ان کا نام ہے ان کو مولوی محمد علی صاحب نے ایک خط بھیجا جس میں لکھا ہے کہ مجھے مولوی غلام محمد کے مارشیس جانے کی خوشی ہے لیکن آپ انکو یہ سمجھا دیں۔ کہ وہاں یہ عقائد نہ پھیلائیں۔ کہ مسیح موعود مجدد نہیں بلکہ نبی تھے۔ اور اسی لئے (انکے منکر) تمام مسلمانِ عالم کافر ہیں۔ یہاں ہندوستان میں ان دو عقیدوں سے سلسلہ کو نقصان عظیم پہنچا ہے۔ پس وہاں ان کو شروع ہی میں ملیامیٹ کرنا چاہیئے ✤

کیا مسیح موعود کی نبوت سلسلہ کی ترقی میں روک ہے؟

ہم انسانوں [illegible] کوئی کہے کہ تم جو لوگو کو قسمیں دیتے ہو۔ تم خود ہی قسم کھا کر بتلاؤ۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ذکر کرنے سے یہاں کیا نقصان پہنچا ہے ایک وہ جماعت ہے جو حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے اور ایک جو نبی نہیں مانتی۔ اب سوال یہ ہے کہ جو نبی مانتی ہے اس نے سلسلہ کی ترقی میں کیا کام کیا۔ اور جو نہیں مانتی اس نے کیا کیا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرنا اور غیر احمدیوں کو یہ ملامت کرنا کہ تم ایک نبی کا انکار نہ کرو۔ ورنہ نبی کے انکار سے کافر ہو جاؤ گے سلسلہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔ تو میرا سوال ہے کہ پھر ترقی اس جماعت کی ہونی چاہیئے؟ جو ان دونوں باتوں کی قائل نہیں۔ نہ کہ اس جماعت کی جسکے راستہ میں یہ دو روکیں حائل ہیں۔ لیکن زمانہ اختلاف سے لیکر اسوقت تک میرے پاس بہت سے ایسے لوگوں کے خطوط آچکے ہیں جو لکھتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود کو خدا کا نبی مان کر بیعت کرتے ہیں۔ پھر اگر یہ باتیں روک ہیں۔ تو ہم نے جو کتابیں نبوت کے متعلق لکھی ہیں۔ انکے پڑھنے سے ایسی آوازیں کیوں آئیں کہ انکی وجہ سے ہمیں حضرت مسیح موعود کی اصل شان سے آگاہی ہوئی ہے۔ اس لئے ہم بیعت کرتے ہیں اور مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں۔ اس قسم کے خطوط صرف غیر مبائعین کیطرف سے ہی نہیں آئے بلکہ غیر احمدیوں کیطرف سے بھی آئے ہیں لیکن کیا مولوی محمد علی صاحب نے جو کتابیں نبوت کے خلاف لکھی ہیں انکے پڑھنے والوں میں سے بھی کسی نے ان کے موافق خیالات کا اظہار کیا ہے ✤

پس اگر نبوت مسیح موعود کا پیش کرنا احمدیت سے لوگوں کو دُور کرنے کا باعث ہے تو چاہیئے تھا۔ کہ حقیقۃ النبوۃ اور القول الفصل کو پڑھ کر لوگ دُور ہو جاتے لیکن بہت سے قریب آگئے۔ اور بیعت میں داخل ہوگئے ہیں حالانکہ یہ ایسی کتابیں ہیں جنمیں صرف حضرت مسیح موعود کی نبوۃ کا ذکر ہے۔ اور آپ کے مسیح و مہدی ہونے کے متعلق دلائل نہیں دیئے گئے۔ برخلاف انکے "ایک غلطی کا اظہار" اور "جزئی نبوت" جو نبوت مسیح موعود کے خلاف لکھی

گئی ہیں [illegible] مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کی ہو ✤

ہمیں کیوں زیادہ ترقی ہو رہی ہے

کہا جاتا ہے کہ چونکہ تمہاری جماعت زیادہ ہے اسلئے کامیابی بھی تم کو ہی زیادہ ہو رہی ہے کیونکہ آدمیوں کی زیادتی ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ہم چونکہ تھوڑے ہیں۔ اس لئے کم ترقی کر رہے ہیں۔ اور تم زیادہ ہو اس لئے زیادہ بڑھ رہے ہو۔ یہ سوال بیشک قابل غور ہوتا۔ اگر انہی لوگوں کی تحریروں اور تقریروں میں ہم یہ دعویٰ نہ دیکھتے کہ جماعت کے اُنیس حصے ہمارے ساتھ ہیں اور ایک حصہ انکے ساتھ۔ اگر ان لوگوں کی طرف سے یہ لاکف ممبر کہلاتے اور جو پاک ممبر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ تحریر ہوتی۔ اور مولوی محمد علی صاحب جو امیر قوم کے لقب کے دعویدار ہیں اس کا اقرار نہ کرتے تو اور بات تھی۔ لیکن اب جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ تم زیادہ ہو۔ اس لئے زیادہ ترقی کر رہے ہو۔ ان کو دو باتوں میں سے ایک کا اقرار کرنا پڑے گا۔ یا تو یہ کہ جماعت کا ۱/۲۰ حصہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو نہیں مانتا۔ بلکہ اکثر حصہ جماعت کا یہ عقیدہ رکھتا ہے یا یہ کہ مبائعین کی تعداد تو تھوڑی ہے لیکن کامیابی انہیں کو زیادہ ہو رہی ہے لیکن ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کا اقرار کرنے سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ بڑی بڑی جماعتوں والے جنکی ظاہری شکلوں نے بعضوں کو بھلا رکھا ہے۔ دراصل انکی وجاہت کے پردے میں اسلام اور احمدیت سے نفرت چھپی ہوئی ہے۔ اور انھوں نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ نبوت مسیح موعود کا اقرار کرنا سلسلہ کی ترقی میں روک ہے۔ یا جب انھوں نے کہا تھا کہ اُنیس حصے جماعت کے ہمارے ساتھ ہیں۔ اور ایک حصہ انکی طرف۔ تو دُنیا کو دھوکہ دیا تھا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اُنیس حصے جماعت کا انکی طرف ہونا جھوٹ ہے۔ تو ہونے دو۔ اس سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ وہ جھوٹے ہیں فریبی ہیں۔ دھوکہ باز ہیں۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کثیر حصہ جماعت کی زیادہ ترقی کا باعث نہیں ہوا کرتا۔ انھوں نے بیشک جھوٹ بولا۔ فریب دیا۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبوت کا مسئلہ سلسلہ کی ترقی کی راہ میں واقعہ میں کوئی روک نہیں۔ لیکن یہ اعتراض ابھی قائم ہے کہ وہ کم ہیں۔ اسلئے تھوڑی ترقی کر رہے ہیں۔ اور تم زیادہ ہو

پر مشتمل آدمی کہنا ہے۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ ایک شخص کے منہ کو ایک حصہ کرکے گو اس کا ایک حصہ نہ کہا جائے تو اس سے مُراد یہ ہو گی۔ کہ اس کا ہاتھ یا پاؤں یا دماغ کٹ گئی ہے۔ پس جب کسی مستقل شے واحد سے ہو۔ تو اس سے مُراد اس کا جُز ہوتا ہے۔ اور جب مستثنیٰ جنس سے ہو۔ تو اس کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اس بات کے نہ سمجھنے سے خواجہ صاحب نے ٹھوکر کھائی ہے اور کہا ہے کہ میاں صاحب نے علمی غلطیاں کی ہیں۔

دراصل یہ فقرہ کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اسی طرح کا ہے جس طرح کہا جائے کہ پانی میں سے نہیں بچا مگر جو لوٹے میں ہے۔ اس سے مراد جنس پانی ہے۔ اور اسکے یہ معنے نہیں کہ لوٹے میں جو ہے وہ پانی نہیں۔ ایک چیز کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ اور ان سب کے مجموعہ کا ایک نام ہوتا ہے۔ اور کبھی درجے کے لحاظ سے اقسام ہوتی ہیں۔ اور ایک کے اوپر دوسرا اور تیسرا درجہ ہوتا جاتا ہے۔ لیکن ہر ایک درجہ کا نام ایک ہی ہوتا ہے۔ اسکی مثال علم طب کی ہے۔ اسکی ایک قسم سرجری ہے۔ اور ایک قسم علاج ابدان۔ دوائیوں سے اور ایک قسم بیطرہ ہے۔ سرجری علم جراحی سے علاج کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بیطرہ چرپاؤں کے علاج کا نام ہے اب اگر یہ ذکر ہو کہ لم یبق من الطب الیونانیہ الا بیطرۃ۔ تو اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ طب یونانی سے نہیں رہا۔ مگر طب کی قسم بیطرہ۔ اور اس سے یہ کبھی مُراد نہیں لیا جائے گی کہ طب کی جو بیطرہ قسم ہے وہ بھی نہیں رہی یا وہ طب ہی نہیں۔ یا یہ کہ حیوانوں کا جو ڈاکٹر ہوتا ہے وہ ناقص ڈاکٹر ہے۔ پھر اسی طرح کی ایک اور مثال ہے۔ اور وہ یہ کہ سول سروس کی نوکری میں سب سے چھوٹا درجہ اسسٹنٹ کمشنر کا ہے اس سے بڑھ کر ڈپٹی کمشنر۔ اس سے بڑھ کر کمشنر اس سے بڑھ کر فنانشل کمشنر اور پھر اس سے بڑھ کر لفٹننٹ گورنر کا درجہ ہے اب کوئی کہے کہ سول سروس میں سے کوئی پوسٹ باقی نہیں رہی مگر اسسٹنٹ کمشنری۔ تو اسکے یہ معنے نہیں ہونگے کہ یہ سول سروس ہی نہیں بلکہ یہ کہ سب سے چھوٹا درجہ جو سول سروس کا ہے وہ باقی رہ گیا ہے اور بڑے درجے

نہیں رہے یا کوئی کہے کہ سول سروس میں سے نہیں باقی رہا مگر کمشنری کا عہدہ تو اسکے یہ معنی نہ ہونگے کہ ایک کمشنر سول سروس کا ممبر نہیں ہوتا تو نبوت کے بارے میں ان لوگوں کو یہ دھوکہ لگا ہے کہ انھوں نے فرض کر لیا کہ جو شریعت لائے وہی نبی ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

پس جبکہ نبوت کو صرف ایک قسم پر محدود کر دیا تو لم یبق سے یہ نتیجہ لازماً نکالنا پڑا کہ جب نبوت صرف ایک قسم کی ہے تو اب جو کچھ باقی ہے وہ کوئی جزو ہی ہونا چاہیئے نہ کہ کل حالانکہ بنائے دعویٰ ہی فاسد ہے اگر نبوت صرف شریعت لانے کا نام ثابت ہوتب تو یہ دعویٰ ہو سکتا ہے لیکن جب کہ یہی ثابت نہیں تو اس حدیث کے وہ معنے درست ہی نہیں جو خواجہ صاحب کرتے ہیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ نبوت کئی قسم کی ہے جن میں سے دو موٹی ہیں تشریعی نبوت اور غیر تشریعی نبوت ایسی ہی کا ثبوت قرآن کریم اور تاریخ سے کافی طور پر ملتا ہے پس لم یبق من النبوۃ کے یہ معنے ہونگے کہ اقسام نبوت میں سے مبشرات والی نبوت یعنے بلا شریعت نبوت باقی رہ گئی ہے نہ یہ کہ نبوت باقی ہی نہیں رہی۔ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین کی آیت میں خداتعالےٰ نے بتا دیا ہے کہ رسولوں کا کام ہی یہ ہے کہ وہ مبشر اور منذر ہوتے ہیں یعنی المبشرات ہی نبوت ہیں۔ ہاں . . . . . نبوت کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک تشریعی اور دوسری غیر تشریعی یعنی ایک وہ جس میں مبشرات اور شریعت ہو۔ اور ایک وہ جس میں صرف مبشرات ہوں۔ اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ نبوت کے اقسام میں سے باقی نہیں رہا مگر مبشرات یعنی مبشرات والی نبوت باقی ہے اور مبشرات کو خداتعالےٰ نے ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین میں نبوت قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جسکی خبروں میں انذار اور تبشیر ہو۔ نیز قرآن شریف میں نبی کی یہ پہچان بتائی ہے کہ لا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی غلبہ علی الغیب کی شرط جس میں پائی جائے

وہ رسول ہوتا ہے۔ مبشرین و منذرین والی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی نبی کا کام ہوتا۔ کہ اخبار انذار و تبشیر سنائے۔ اور دُنیا کی اصلاح کا کام اسی آیت سے نکل آتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ انبیاء کو مانتے ہیں۔ وہ بشارت سنتے ہیں اور جو نہیں مانتے وہ عذاب پاتے ہیں۔ اور اسی کا نام اصلاح ہے۔ پس لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے یہ معنے ہوئے کہ نبوت جو حاوی ہے تشریعی اور غیر تشریعی نبوت پر۔ اس میں سے نہیں باقی رہی مگر مبشرات والی یعنی غیر تشریعی نبوت۔ اور یہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین میں بتا دیا کہ نبیوں کا کام تبشیر و انذار ہی ہے۔ پس لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے متعلق یہ کہنا کہ اگر تمہارے معنی درست ہیں تو لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ چاہئے تھا۔ باطل ہے۔ ورنہ لم یبق من الماء الا ماء فی الابریق اور لم یبق من الطب الیونانی الا البیطرۃ کے یہ معنے کرنے پڑینگے کہ لوٹے کا پانی پانی نہیں۔ اور بیطرہ طب نہیں۔ ناقص طب ہے انکے دعویٰ کی تمام بنا نبوت کو تشریعی نبوت میں محدود کرنے پر ہے لیکن یہ بات ثابت نہیں۔ حضرت یحییٰ ایک ایسے نبی تھے جو حضرت مسیح کی زندگی میں موجود تھے تو کیا ایک گاؤں میں ایک خاندان میں اور ایک قوم میں یہ دونوں نبی علیحدہ علیحدہ شریعت لیکر آئے تھے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت مسیح کوئی شریعت لائے تھے گو میرا یہ مذہب نہیں۔ تو ماننا پڑیگا کہ حضرت یحییٰ کوئی شریعت نہیں لائے تھے۔ اور اگر حضرت موسیٰ شریعت لائے تھے تو حضرت ہارون نہیں لائے تھے ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ غیر تشریعی نبی ہوئے ہیں اور ایسے نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اب بھی ہو سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ تشریعی نبوت کے سوا اور کوئی نبوت نہیں۔ تو ہم مان لینگے کہ مبشرات سے مراد جزو نبوت ہے نہ کہ نبوت۔ لیکن اس طرح ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین کی آیت کا انکار کرنا پڑیگا۔ اور ماننا پڑیگا کہ اب کوئی ایسا انسان نہیں آسکتا جو بشیر اور نذیر ہو۔ حالانکہ مسیح موعود آیا اور اُس نے ہزاروں اور لاکھوں ایسے نشان دکھلائے جو

انتظام زیادہ بہتر ہو۔ گو یہ بھی خیال غلط ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ بات رکھ دی ہے کہ بعض ایسے علاقے ہیں جہاں مبلغین ہیں ہی نہیں۔ اور اگر ہیں تو ایسے کہ آٹے میں نمک کے برابر لیکن وہاں بھی ہماری ترقی ہو رہی ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ان کے آدمی تھوڑے اور ہمارے زیادہ ہیں تو بھی ہماری ترقی زیادہ آدمیوں کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ ہی نبوت مسیح موعود کا مسئلہ کوئی روک ہے وہ علاقے جن میں ہمارے آدمی کم اور انکے زیادہ ہیں وہاں بھی انکے حق میں کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا۔ سارے ہزارے میں ہمارے پندرہ بیس آدمی ہونگے۔ مگر انکے بہت سے ہیں۔ ایبٹ آباد میں وہ خود ڈیرے لگائے بیٹھے ہیں لیکن جس دن سے اختلاف ہوا ہے۔ اس علاقہ سے بھی دو تین ہماری بیعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ مگر اس نسبت سے انہیں وہاں ابھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ بیشک جہاں ہماری جماعت زیادہ ہے وہاں کے متعلق یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہمارے مبلغ بہت ہیں۔ اس لئے ہماری جماعت زیادہ پھیل رہی ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان علاقوں پر غور کرو جہاں تم زیادہ ہو وہاں کون ترقی کر رہا ہے +

ہمارے مبلغین کے زیادہ ہونے کے اعتراض کو تسلیم کر کے کہا ہے ورنہ کیا یہ ماننے کی بات ہے کہ ایک شخص ہے جو ایک بیج بو رہا ہے اور مناسب موقعہ پر بو رہا ہے لیکن ایک اور ہے جو بہت سے بیج بو رہا ہے مگر بے موقع۔ تو کیا اس کا ایک بیج زیادہ پھل لائے گا جو موقع مناسب پر بویا گیا ہے یا اس کا جو بے موقع بہت سے بیج بو رہا ہے۔ بیشک اسی کا ایک دانہ پھل لائے گا۔ اور دوسرے کے ہزاروں دانے بے فائدہ ثابت ہونگے +

ہمارے مبلغوں کا کثرت سے ہونا اور اس وجہ سے زیادہ پھیلنا ہماری صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ورنہ بھدی آوازیں جتنی زیادہ نکلیں اتنا ہی زیادہ ان سے لوگوں کو بھاگنا چاہیئے۔ جہاں ایک بدصورت ہو وہاں تو کوئی ایک طرف منہ کر کے بیٹھ سکتا ہے لیکن اگر بہت سے بدصورت آنکھیں نکالے ڈرا رہے ہوں تو وہاں سے بھاگنا ہی پڑیگا پس اگر ہم ایسے ہی ہیں تو چاہیئے تھا کہ جس قدر ہم زیادہ ہوتے لوگ اسی قدر اور زیادہ ہم سے نفرت کرتے ہمارے مبلغوں کا کم ہونا تو ہماری ترقی کا ذریعہ ہو سکتا تھا کیونکہ کوئی کہہ سکتا تھا کہ بیعت کرنے والوں کو معلوم نہیں کہ انکے کیا عقائد ہیں اور نہ ان کے مبلغ ہر جگہ ہیں کہ ان سے زبانی طور پر لوگ باتیں سُنکر صحیح نتیجہ نکال سکتے۔ اس لئے ان کی جماعت میں صرف کتابوں کے ذریعہ لوگ شامل ہوتے ہیں۔ لیکن جب ہمارے زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگ ہم میں آ رہے ہیں تو یہ ثبوت ہے اسبات کا کہ نبوت کا مسئلہ ذریعہ ہے ہماری ترقی کا۔ اور باوجود ہر جگہ پر نبوت مسیح موعود کا اقرار کرنے والے لوگوں کے موجود ہونے کے لوگ ہمارے سلسلہ کو قبول کرتے ہیں +

خواجہ صاحب کے مسئلہ نبوت پر اعتراض کا جواب

مجھ سے ایک شخص نے مسئلہ نبوت کے متعلق پوچھا ہے اور لکھا ہے کہ خواجہ صاحب نے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کو لے کر حضرت مسیح موعود کی نبوت پر جو اعتراض کئے ہیں ان کا جواب دیا جائے۔ خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اس کے لفظی معنوں پر غور کرو۔ جو یہ ہیں کہ آنحضرت کے بعد مبشرات کے سوا باقی کوئی چیز نبوت کی نہیں رہی۔ یعنی نبوت میں مبشرات کے علاوہ دیگر امور بھی داخل ہیں۔ نبوت کے ایک سے زیادہ اجزا ہوتے ہیں۔ اور انہیں ایک جزو مبشرات بھی ہوتا ہے جیسے مبشرات بھی ہوں اور دیگر اجزائے نبوت بھی۔ جو بالفاظ آنحضرت صلعم آپ کے بعد باقی نہیں ہیں۔ پھر ان کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر مبشرات کوئی نبوت ہے تو اس حدیث کو اس طرح پڑھنا چاہیئے۔ کہ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر عین نبوت۔ لیکن یہ ایک بیہودہ فقرہ بنجاتا ہے۔ اس لئے اس حدیث کے یہی معنے ہیں۔ کہ نبوت سے کوئی چیز باقی نہیں رہی مگر مبشرات ایک اور شخص نے بتایا ہے کہ خواجہ صاحب نے وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آیت سے میاں صاحب یہ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب مبشر تھے [illegible] وہاں [illegible] وہ رسول بنتے ہیں۔ حالانکہ اس کا مطلب ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ ہر ایک [illegible] کا مطلب درست نہیں ہوتا +

سُنا ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی قابلیت کے بڑے بڑے دعوے نکالے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ میاں صاحب نے اپنی تصنیفوں میں علمی غلطیاں کی ہیں۔ چونکہ خواجہ صاحب سے میں واقف ہوں۔ اس لئے خوب جانتا ہوں کہ انہیں کتنا علم ہے اور کتنا فلسفہ اور منطق جانتے ہیں۔ خیر منطق اور فلسفہ نہیں جانتے تو نہ سہی۔ لیکن کسی کی عربی دانی پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ خواجہ صاحب علم عربی سے ایسے ہی دور ہیں۔ جیسا کہ گدھے کے سر سے سینگ۔ علم عربی کا جاننا تو الگ رہا۔ خواجہ صاحب تو قرآن بھی نہیں جانتے۔ اگر جانتے ہیں تو ہم قرآن کا ایک رکوع رکھ دیتے ہیں۔ اس کا صحیح ترجمہ کر دیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ عربی عبارت لکھیں یا کوئی منطقی مسئلہ حل کریں۔ بلکہ یہ کہ وہ قرآن کے ایک رکوع کا صحیح ترجمہ کر دیں اس سے ہی ان کا علم ظاہر ہو جائے گا۔ اور پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیسے عالم ہیں۔ لیکن وہ اس طرف نہیں آئیں گے +

اب میں بتاتا ہوں کہ انہیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے معنے کرنے میں کیا دھوکا لگا ہے انہیں وہی دھوکا لگا ہے۔ جو حضرت ابراہیم کے پرندوں کو زندہ کرنے والی آیت کے متعلق غیر احمدیوں کو لگا ہے۔ وہاں آتا ہے کہ چار پرندے لے۔ اور ہر ایک پہاڑ پر ان کا ایک جزو رکھ دے۔ غیر احمدی اس سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جزو ٹکڑا ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت ابراہیم نے ان جانوروں کا قیمہ کیا۔ اور پھر تھوڑا تھوڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھ دیا۔ لیکن انہیں معلوم نہیں کہ جماعت کا جزو اسکے افراد ہوتے ہیں نہ کہ کچھ حصے +

استثنیٰ دو قسم کا ہوتا ہے۔ اگر کسی شے واحد سے استثنیٰ ہو۔ تو اسکے حصے اور ٹکڑے مراد ہوتے ہیں اور جب مجموعہ اور جماعت سے استثنیٰ ہو تو اس کے معنی افراد کے ہوتے ہیں۔ مثلاً ہم یہ کہیں کہ سو آدمی بیمار تھے انہیں سے نہیں بچا مگر ایک شخص۔ تو اسکے یہ معنی نہیں کہ سو آدمیوں میں سے ایک کی ایک ٹانگ یا ایک کی آنکھ یا ایک کا کان بچا ہے۔ بلکہ یہ کہ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہیں [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیونکہ [illegible] کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا پھر یہ بھی [illegible] کہ انبیاء کا جو یہ کام ہوتا ہے کہ لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یہ بھی [illegible] اور کوئی شخص ایسا نہیں آئے گا جو لوگوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرے۔ پھر قرآن شریف میں نبی کے کاموں کی یہ تشریح آئی ہے کہ یتلوا علیہم اٰیٰتک ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ ویزکیہم یہ بھی سب کام بند سمجھنے چاہئیں۔ یعنی کتاب اور حکمت کے سکھانے والا اور لوگوں کو پاک کرنے والا کوئی بھی نہیں آسکتا۔ صرف [illegible] والا آسکتا ہے کہ فلاں کے گھر بیٹا ہوگا فلاں [illegible] ہوگی فلاں کو وہ ہوگی۔ پس اگر مبشرات کو نبوت کا کوئی جزو ٹھہراؤ گے تو یہ سب کچھ ماننا پڑے گا۔ پس سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں۔ کہ مبشرات کو نبوت کا ایک حصہ اور ایک قسم قرار دیا جائے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ اور ہم خدا کے فضل سے قرآن اور تاریخ سے ثابت کرسکتے ہیں کہ ایسے نبی آئے ہیں جو شریعت نہیں لائے۔ اب جبتک کوئی یہ ثابت نہ کردے کہ تشریعی نبوت کے سوا اور کسی قسم کی نبوت نہیں۔ اس وقت تک مبشرات کو نبوت کا جز نہیں قرار دیا جاسکتا۔

خواجہ صاحب کی علمی نادانی دیکھئے۔ لکھتے ہیں لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا کے ماتحت ہم میں سے جو خدا کی نگاہ میں مومن ہوگا۔ وہ مبشر ہوسکتا ہے۔ اور اس طرح وہ آیت بالا کے ماتحت حسب استدلال میاں صاحب رسول ہے" لیکن یہ بات خواجہ صاحب کے جاہل مطلق ہونے پر دال ہے۔ اس آیت کے تو یہ معنے ہیں کہ مومنوں کو بشارت دیجاتی ہے یعنی خدا کی طرف سے ان کو بشارت ملتی ہے لیکن جس آیت سے حضرت مسیح [illegible] کی نبوت کا استدلال کیا ہے وہ یہ ہے۔ ما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین جس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کو بھیجا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو بشارت دیتا ہے۔ پس پہلی آیت تو یہ بتاتی ہے کہ ہم نبیوں کو نہیں بھیجتے مگر لوگوں کو بشارت پہنچانے اور ڈرانے کے لئے۔ اور دوسری آیت یہ بتاتی ہے کہ مومنوں کو خدا تعالیٰ سے بشارت ملتی ہے۔ اور ان مضمونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نبی بشارت دینے والا ہے اور مومن بشارت لینے والا۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب کی علمیت ان کو ایک ہی سمجھ رہی ہے۔ حالانکہ رسولوں کو مبشر یعنی بشارت دینے والا اور مومنوں کو مبشَّر (لھم البشریٰ کے معنوں کے مطابق) یعنی بشارت لینے والا کہا گیا ہے۔

خواجہ کے قسم کے مطالبہ کا جواب

اب باقی رہا معاملہ قسم کا سو ہم نے ان کی قسم کے جواب میں اس لئے خاموشی اختیار نہیں کی تھی کہ ہم بھاگتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنی بات پر پکے ہو جائیں۔ ہم قسم کھائینگے۔ اور ضرور کھائینگے کیونکہ ہم وہ ہیں۔ جن کا قدم خدا کے فضل سے کسی مقابلہ میں پیچھے نہیں ہٹتا۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ کہ جب ہم انہیں قسمیں دینگے۔ اور حق بات کے لئے دینگے تو وہ نہیں کھائینگے۔ اور اگر کھائینگے تو جس طرح یہ سورج نظر آرہا ہے اور اس میں کسی کو شک نہیں۔ اور جس طرح ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ اور اس میں کچھ کلام نہیں۔ اسی طرح صاف طور پر وہ تباہ ہو جائینگے۔ انہوں نے ایسی تلوار تیار کی ہے جو ہماری گردنوں پر نہیں بلکہ انکی گردنوں پر چلیگی انہوں نے ایسا گڑھا کھودا ہے جو ہمارے لئے نہیں بلکہ انکے گرنے کے لئے ہے۔ ہم قسمیں کھائینگے اور بتائینگے کہ ہم اسوقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے آپ کو نبی مانتے تھے۔ لیکن وہ قسمیں نہیں کھائینگے۔ چنانچہ ابھی سے انہوں نے یہ شرطیں لگانی شروع کردی ہیں کہ تمہاری قسمیں بیہودہ اور لغو باتوں کے متعلق ہیں۔ یہ قسم نہ کھانے کے سامان ہیں لیکن میں قسم کھاتا ہوں۔ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے۔ وہ خدا جو زندہ قادر اور سزا و جزا دینے والا ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ میں اس خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے۔ اسی طرح کا نبی مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ میں اس بات کی بھی قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے منہ در منہ کھڑے ہوکر کہا ہے کہ مسیح موعود نبی تھے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ غیر مبائعین سب کے سب عملی لحاظ سے برے ہیں۔ اور ہماری جماعت کے سارے کے سارے لوگ عمل میں اچھے ہیں۔ مگر میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جن عقائد پر ہم ہیں وہ سچے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ اسکی طرف سے حضرت مسیح موعود نبی ہوکر آئے ہم نے اسکی زبان سے اپنے کانوں سنا اور اس کی تحریروں میں پڑھا۔ اس سے ہمیں ہرگز ہرگز انکار نہیں ۔

میں نے تو قسم کھالی ہے اب رہا باقی ہماری جماعت کے لوگ قسم کھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ یہ تلوار انہی کی گردنوں پہ چلے گی۔ میں نے رؤیا میں دو آدمیوں کی نسبت کہا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔ تو انہوں نے کہا ہے۔ آمین۔ وہ دونوں تو تباہ ہوچکے ہیں۔ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس سے مجھے بہت سرور ہوا۔ اور رات کو میں نے اٹھ کر سب گھر والوں کو جگا دیا۔ کہ نفل پڑھو۔ اور اس کے بعد میں بھی نہیں سویا وہ خواب یہ ہے۔ کہ مجھ سے حضرت مسیح موعود نے پوچھا کہ تم نے نبوت کے متعلق کیا دلائل دیئے اور لوگ سنکر کیا کہتے ہیں چڑتے تو نہیں میں نے کہا لوگ اچھی طرح سنتے ہیں اور دلائل بھی بتائے۔ جو آپ نے بہت پسند کئے اور خوش ہوئے۔ پھر میں نے ان لوگوں کی نسبت بتایا کہ کس طرح مخالفت کرتے ہیں۔ یہی باتیں کرتے ہوئے شیخ رحمت اللہ

صاحب لے گئے۔ بعد انھوں نے آکر مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے ان سے کہا۔ آپ بھی آج ہی حضرت مسیح موعود کو دیکھ کر آئے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ آپ بھی تو آج ہی آئے ہیں۔ اس گفتگو پر حضرت صاحب نے انکی طرف دیکھا اور ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا۔ اور کہا کہ شیخ صاحب ہیں لیکن شیخ رحمت اللہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کو ہٹا لیا۔ اور مصافحہ نہیں کیا۔ منہ موڑ لیا۔ اور پھر حضرت صاحب نے اشارہ فرمایا کہ اس کو نکال دو۔ یہ دیکھ کر مرزا خدا بخش صاحب نے شیخ صاحب کو کہا کہ تم پر بڑا ظلم ہوا ہے اور ان سے لپٹ گئے۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تم بھی میرے مریدوں میں ہو۔ پھر دونوں کو نکالنے کا اشارہ فرمایا۔ پھر دونوں کو پکڑ کر نکال دیا گیا۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک مکان میں ہیں۔ اور اس جگہ فوجی پہرہ ہے اور بینڈ باجا بج رہا ہے۔ بڑی شان وشوکت اور رونق ہے۔ میں نے آپ سے کہا۔ حضور شروع میں تو مجھے بڑا فکر تھا کہ یہ بڑے بڑے آدمی نکل گئے ہیں۔ اب کیا ہوگا لیکن خدا تعالٰی نے خود ہی سب کام کر دیا اور میری کیا حیثیت ہے میرے سب کام خدا تعالٰے ہی کرتا ہے اور اس پر سخت رقت طاری ہوئی اور آنکھ کھل گئی +

میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ہم میں کوئی کمزوری نہیں اور ہم ملائکہ کیطرح ہیں۔ مگر یہ میں کہتا ہوں۔ اور خدا تعالٰی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے متعلق ہمارا عقیدہ حق ہے اور حضرت صاحب نبی تھے۔ اور ایسے نبی تھے۔ جیسے پہلے ہوئے ہیں۔ ہاں آپ براہ راست نبی نہیں۔ اور آپ کوئی جدید شریعت نہیں لائے۔ آپ اُمتی نبی ہیں یعنے نبی تو ہیں لیکن آپ کو نبوت ایک نبی کی اتباع میں ملی ہے۔ اس نبوت سے ہم کسی وقت بھی منکر نہیں۔ نہ پہلے تھے اور نہ اب ہیں +

خواب میں یعنے نبوت کے متعلق جو دلائل حضرت مسیح موعودؑ کو سنائے انہیں سے ایک آیت سے یعنے یہ استنباط کیا (وہ آیت یاد نہیں رہی) کہ ہم نبی بھیجتے رہتے ہیں لوگ ان کا مقابلہ کریں یا نہ کریں۔ انہیں مانیں یا نہ مانیں اب بھی نبی ضرور آئیں گے۔ پس قل جاء الحق وزھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقا۔ صداقت آگئی اور باطل بھاگ گیا۔ باطل ہمیشہ حق کے مقابلہ میں بھاگا کرتا ہے سو ان کے لئے بھی تیار ہوں کہ آؤ وہی کریں جو نجران کے مسیحیوں کے ساتھ کیا گیا تھا جنہوں نے کفر کا فتوے تو ہماری نسبت دے ہی چکے ہیں۔ اگر انہیں جرأت ہے۔ تو آئیں۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین۔ بڑی آسان بات ہے قسم ہی نہیں بلکہ مباہلہ کرلیں۔ جب کفر کا فتوی دے چکے ہیں تو انہیں کوئی عذر بھی نہیں ہو سکتا۔ اور جب وہ مجھے کافر سمجھتے ہیں تو میرے لئے کیا روک ہے کہ میں ان سے مباہلہ نہ کروں مجھے جو کافر قرار دیتے ہیں مجھے ان سے مباہلہ جائز ہے +

وہ کہتے ہیں ہم قسم سے بھاگتے ہیں۔ میں قسم سے نہیں بھاگتا بلکہ مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ یہاں اسبات پر جھگڑا نہیں۔ کہ میں ولی ہوں یا نہیں۔ میں نیک ہوں یا نہیں بلکہ یہ کہ مسیح موعودؑ خدا کا سچا نبی ہے یا نہیں۔ میں باوجود اپنی کمزوریوں کے جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالٰی مجھے ہی کامیاب کرے گا۔ اور میں انکی بزدلیوں سے واقف ہوں۔ اور خوب جانتا ہوں کہ وہ مقابلہ پر کبھی نہیں آئینگے بلکہ خرگوشوں کیطرح میرے مقابلہ سے بھاگ جائینگے اور بہانہ بنا کر اس موت کے پیالہ کو ٹالنا چاہیں گے +

دعوت الی الخیر

پنجاب میں مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ان دنوں ضلع راولپنڈی میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ آپ کے مؤثر اور دلنشین وعظ غیر احمدی لوگوں کے لئے بفضل خدا بہت مفید ثابت ہو رہے ہیں مولوی صاحب موصوف نے پچھلے ہفتے موضع خرم گوجر میں چار یوم رہ کر خوب حق تبلیغ ادا کیا جس کی نسبت مصری خاں صاحب احمدی تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب کے وعظوں کا لوگوں پر بہت عمدہ اثر ہوا اور اب گاؤں میں ہر شخص کی زبان پر احمدیت کا چرچا ہے۔ وہ لوگ جو احمدیت کے نام سے بھاگتے تھے۔ مولوی صاحب کی تقریر سے مستفید [illegible] کرنے سے پیشتر [illegible] بھی مولوی صاحب کی تقریروں کو سننے آتے ہیں باوجودیکہ آجکل زمیندار بھی کثرت کا رات کو [illegible] سکتے۔ لیکن جو کوئی مولوی صاحب کی تقریر [illegible] پھر تقریر ختم ہو سکنے تک [illegible] مولوی صاحب کی تقریروں کا ایک عمدہ اثر [illegible] وارث خاں صاحب غیر احمدی جو یہاں کا رئیس ہے مولوی صاحب سے کہنے لگا۔ کہ صبح آپ ہمارے مولوی صاحب سے گفتگو کریں۔ تاکہ ہمیں سچ جھوٹ معلوم ہو جائے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم کو بھی مولوی صاحب کی باتوں پر غور کرنی چاہیئے۔ دوسرے دن دو غیر احمدی مولویوں سے گفتگو ہوئی۔ لیکن وہ مولوی بالکل خاموش ہو گئے۔ اور تمام غیر احمدی حاضرین نے سمجھ لیا کہ انکے پاس کوئی دلیل اپنے دعووں کے ثبوت میں نہیں ہے۔ بالآخر مجلس اسبات پر برخاست ہوئی کہ وارث خاں صاحب نے کہا۔ ہم اور کوئی بڑا مولوی منگواتے ہیں۔ جملہ اخراجات کا میں ذمہ وار ہوں۔ ہمارے ان مولویوں سے کچھ نہیں بن پڑا۔ اگر ایسا ہی پھر ہوا تو میں احمدیت کی تصدیق کر کے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوں +

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں نشانات ظاہر ہو چکے ہیں۔ اگر کوئی خدا ترسی اور تدبر سے کام لے تو ضرور اس پر حق کھل جاتا ہے۔ مخالف مولوی نہ اسوقت تک احمدیوں کے مقابلہ میں کبھی ٹھہر سکے ہیں اور نہ آئندہ ٹھہر سکتے ہیں کیونکہ باطل حق کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چونکہ حق اور صداقت ہمارے ساتھ ہے اس لئے خدا کے فضل سے کامیابی بھی ہم کو ہی ہوتی ہے۔ یہ ایک یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ ہر شخص کو اپنی بھلائی برائی کا خود فکر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ سنی سنائی باتوں میں آکر اپنی آخرت سے غافل اور بے فکر ہو کے بیٹھ رہنا۔ خدا تعالٰے نے انسان کو عقل و فہم اسی لئے دی ہے کہ نیک و بد میں تمیز کر سکے۔ اور جب حق ظاہر ہو جائے تو کسی کے خوف سے اس کے قبول کرنے میں نہ جھجکے +

یہ اخبار دس صفحہ کا ہے۔ (منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم

کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ تک سلامتی و سرخروئی کے ساتھ پہنچنے اور فلاح و نجات پانیکی ایک ہی راہ ہے یعنی اسلام جس کی طرف قرآن کریم بلاتا ہے اور اس کا ماتحصل یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کے حبیب (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرو۔ مگر آج اسلام کے نام لیوا۔ صدہا فرقوں میں سے ہر ایک یہی ادعا کرتا ہے کہ ہم ہی آنحضرتؐ کے سچے پیرو ہیں۔ باقی سب غلط راہوں پر پڑے بھٹکتے ہیں مگر یہاں سب کی بحاہی اور تفرقہ کا کوئی تسلی بخش چارہ کار خود خدائے پاک اور حضور پر نورؐ نے نہیں بتلایا کیونکہ ایسا ہی لیکن ایسی رمزوں کو سمجھنے کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ ضرورت ہے ہٹ دھرمی و تعصب سے پاک ہونے کی۔ ضرورت ہے انانیت نفسانیت خود پسندی و خود ستائی کو چھوڑنے کی۔ چونکہ زمانہ موجودہ کے نام نہاد مسلمان خود اس قبیل کی قریباً تمام صفات ایمان کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ اسواسطے اور دوں کا انکے ذریعہ راہ راست پر آنا تو درکنار انہیں آپ ہی اس شاہراہ کی طرف آنے میں طرح طرح کی مشکلات درپیش ہیں۔ ورنہ کیا خدا اور رسولؐ خدا نے آپ صدیوں پہلے یہ خبر نہیں دی کہ آخری زمانہ میں جس کے فلاں و فلاں آثار و علامات ہونگے (جو ظہور میں بھی آچکے ہیں) ایک عظیم الشان مامور من اللہ مبعوث ہوگا اسی کو ایک حیثیت سے مسیح موعود کہا گیا اسی کو دوسری حیثیت سے مہدی آخر زمان کا لقب تک دیا گیا۔ اور اسی کا دیگر اقوام کو انکے جدا جدا مذہبی معتقدات و روایات

کے مطابق کرشن وغیرہ مختلف ناموں سے وعدہ دیا گیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب اصلاح خلق کے لئے کسی کو بھیجنے والا ایک بھیجنے کی غرض و غایت ایک یعنی اصلاح و ہدایت۔ زمانہ بعثت ایک۔ تو شخص مبعوث بھی ایک ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ جب آنیوالا آیا ضلالت و ہلاکت کے گڑھے میں گرتی ہوئی دنیا کے لئے عین وقت پر سلامتی و نجات کا پیغام لایا اور تمام موعودہ نشانوں کے ساتھ جلوہ فرما ہوا تو دنیا کے غافل۔ ضدی اور خود پسند لوگ لگے انکار کرنے اور اپنے اپنے زعم باطل کے مطابق حیلے تراشنے کہ وہ تو اب امام ایسا ہونا چاہئیے فلاں و فلاں اس کے ظہور کی نشانیاں ہونگی یہ اس کی قوم اور وہ اس کا مقام ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اور تو اور سب سے قطع نظر کیجئے مسلمانوں کو ہی دیکھئے جن کے ہاں قرآن مجید میں بڑی پکی خبر دیگئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے تمام اقوام کے واحد ہادی و رہبر برحق ہیں۔ اب آپ کے بعد کسی نئے نبی و رسول کی ضرورت ہے۔ جو آپؐ کی غلامی سے آزاد ہو نہ پرانے کے دوبارہ آنے کی۔ بلکہ آخری زمانہ میں جو شخص آنا ہے وہ آنحضورؐ کا ہی ایک کامل متبع اور اس اتباع کی برکت سے آپ ہی کا بروز و بعثت ثانی ہوگا۔ اور اس وقت میں صراط مستقیم پر چلنے والے حقیقی مومن و مسلم کہلانیکے مستحق اور خدا تعالیٰ کے مقبول بندے وہی ہونگے جو اس کی دعوت کو قبول کرکے اس کا ساتھ دیں۔ لیکن آہ! آج وہی مسلمان ہیں کہ اس کی تکذیب انکار کو عین اسلام اور اپنے لئے باعث نجات سمجھتے ہیں۔ باایں ہمہ ان میں سے بعض دیگر مذاہب کے لوگوں کو اپنے دین کی تبلیغ کرنے کے بھی شائق پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ آج تک اس بارہ میں انہیں کوئی قابل فخر کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

ہمنے مانا کہ دنیا کو اسلام کی طرف بلانا ایک اعلیٰ درجہ کی دینی خدمت اور شعار بر و تقویٰ سے ہے لیکن کیا ان داعیوں کا فرض اولین یہ نہیں کہ پہلے خود اس راہ سلامتی پر قدم مارکے دکھلائیں پھر دنیا کے سامنے اسلام کے سچا اور زندہ مذہب ہونے کا ثبوت پیش کریں کہ دیکھو یہ ہے خدا اور رسول خدا نے آج سے صدہا سال

پہلے جو کچھ فرمایا تھا وہ آج حرف بحرف پورا ہو رہا ہے۔ لیکن یہ مسلمان جنہیں اس وقت صدہا شرمناک تفرقے ہزارہا ظاہری و باطنی مفاسد اور اعتقادی و عملی کمزوریاں موجود ہیں۔ کیا منہ لیکر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں کہ یہی وہ مذہب ہے جس کا آج خدا کی تائید و نصرت سے بول بالا ہو رہا ہے جو دنیا کے پردہ پر ایک ہی دین الحق ہے کہ اپنی حقیت و حقانیت کا زندہ ثبوت دے سکتا اور اس کی زندگی کے تازہ بتازہ نشان دکھلا سکتا ہے تاوقتیکہ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا۔ اس نے جمیع ادیان باطلہ پر اسلام کی حجت تمام کی۔ ایمان اور قرآن دنیا سے اٹھ چکا تھا اسے نئے سرے سے قائم کیا۔ اسلام کے ماتھے پر حاملان اسلام کی غفلت جہالت اور طرح طرح کی عملی و اعتقادی خرابیوں سے جو بدنما کلنک کے داغ لگ چکے تھے انہیں دور کرکے اس کا اصل نورانی چہرہ پیش کیا۔ اور لاکھوں کی تعداد میں ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو بتوفیق باری دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہے اور جس کے اندر قبول صدق و حق کے طفیل اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلانیکا خاص جوش ہے اور وہ جوش و اخلاص خدا کے فضل سے روز بروز زیادہ بڑھتا اور بابرکت ثابت ہو رہا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ آج صفحہ ہستی پر کوئی اور قوم یا فرقہ ہے جو اسلام میں ہوکر اسلام کی سچائی کے ایسے زبردست اور کھلے کھلے نشانات پیش کر رہا ہو اور جس کے ساتھ خدائے غیور کی جو مفتریوں کو ہرگز فلاح نہیں دیا کرتا اس قدر تائیدات اور نصرتیں شامل ہوں لا واللہ۔ پس اے مسلمان کہلانیوالو اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلانے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ جو شخص مسیح موعودؑ کا ہو کر ملتا ہے اسی کے طفیل آج بر و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بنکر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔ ہاں اے پیارے احمدی بھائیو! آخر میں ہمکو تم سے بھی یہ کہنا ہے کہ تم جو زبان یا قلم یا قلبی معاونت کے ذریعہ دوسروں کو سلسلہ حقہ کی دعوت دیکر امر بالبر کی ذمہ واری سے سبکدوش

توجہ طلب گورنمنٹ عالیہ پنجاب
کچھ لاہور والے جلسہ کے متعلق

(رقیمہ حکیم محمد حسین قریشی لاہور)

۱۱۔ جولائی گذشتہ کو لاہور میں باہتمام انجمن احمدیہ لاہور میاں سراج الدین کے وسیع احاطہ میں کئی ہزار کے مجمع میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بروح القدس کا عالیشان لیکچر ہوا۔ جو لاہور اور بیرونجات کے کثیر التعداد لوگوں اور گورنمنٹ عالیہ کے ذمہ دار افسروں نے بھی سنا۔ جس کا منشاء صرف دعوت الی اللہ اور گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ تمام قوموں اور مذاہب کے باہم صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنے کے متعلق حضرت مغفور مسیح موعود علیہ السلام کے آخری پیغام کا دوبارہ قوموں کو یاد دلانا اس پر عمل کی کوئی صورت نکالنے کی نصیحت پر مشتمل تھا۔

لیکچر کیسا تھا کس محویت سے لوگوں نے سنا باوجود شدید گرمی کے کس طرح سامعین ہمہ تن گوش رہے۔ یہاں تک کہ ہم اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر حضرت موصوف ۱۲ بجے رات تک بھی لیکچر ختم نہ کرتے۔ تو ایسی محویت طاری تھی کہ لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوتا کہ کتنا وقت ہو گیا۔ اور کتنی رات گذر گئی اور بہ صرف ہم احمدیوں کا ہی خیال نہیں۔ بلکہ غیر مذاہب کے سامعین تک نے بچشم دید حقیقت اور صداقت کا اقرار کیا ہے۔ جیسا کہ ذیل میں دو خطوط کے خلاصہ سے بیرونجات کے ناظرین معلوم کر سکیں گے۔ یہ خطوط انہیں دنوں کے آئے ہوئے میرے پاس رکھے ہیں۔ افسوس کہ اس سے پہلے میں اخبار میں نہیں بھیج سکا۔

اول۔ از جناب پنڈت چوہدری رام بھجدت صاحب پریسیڈنٹ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب

جناب من قریشی صاحب۔

تسلیم .... عرض ہے کہ مجھے جناب میرزا محمود احمد صاحب کے لیکچر سننے کا اتفاق ہوا۔ میری رائے ناقص میں لیکچر کو جملہ حاضرین ہر مذہب و ملت نے پسند کیا۔ اور میں نے اسے بہت ہی پسند کیا۔ لائق لیکچرار نے نہایت متانت اور سنجیدگی اور فصاحت سے صلح کل اصولوں کو بیان کیا .... اس گرمی میں اتنی دیر تک خلقت کا جم ہو کر بیٹھے رہنا لیکچر کی کامیابی کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ اس لئے مجھے خوشی ہے کہ میں ایک لائق باپ کے لائق بیٹے کے ایک کامیاب لیکچر کے سامعین میں سے تھا۔ آپ کا نیازمند۔ رام بھجدت چوہدری ۳۔ اگست

دوم۔ از سردار ارسنگ صاحب ایڈیٹر لائل گزٹ لاہور مکرمی قریشی صاحب .... قطع نظر اس کے کہ مجھے حضرت میرزا بشیر الدین صاحب کے مشن اور عقائد سے کتنا ہی اختلاف ہو لیکن اس چشم دید حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ۱۱۔ جولائی والا صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب کا لیکچر لاہور میں نہایت کامیابی اور نہایت دلچسپی سے سنا گیا۔ میں نے لیکچر خود سنا۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جلسہ گاہ میں سامعین کی کثرت سے جگہ نہ رہنے کے باعث منتظمان جلسہ نے۔ احمدی حضرات کو فرش سے اٹھا کر ایک ناہموار سی بے فرش جگہ پر بیٹھنے کی تکلیف دی۔ آپ کا خیر اندیش ارسنگھ ۲۔ اگست ۱۹۱۵ء

اس کے بعد میں حق پسند پبلک اور حکام عالیمقام کو لاہور کے اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۰۔ جولائی کا ایک ریمارک دکھلانا چاہتا ہوں۔ کہ کس طرح اس نے بے وجہ نہ فقط جھوٹ کا شائع کرنا ہی گوارا کیا۔ بلکہ لاکھوں انسانوں کے برگزیدہ امام کی توہین کر کے ان کے پیرؤں کا دل بھی دکھایا۔ جو یہ ہے۔

"ہم صاحبزادہ صاحب کی تقریر ایسی قابل ہی کہاں تھی کہ .... اس کے سننے میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرتا۔ اور پھر ان ناپسندیدہ کلمات کو سننا جو میرزا محمود احمد صاحب نے ان کی نسبت بیان کئے۔ اور خواہ مخواہ لوگوں کی سمع خراشی کی۔ باقی رہا لیکچر کی دلچسپی اور لوگوں کا جگہ نہ ہونے کے باعث مایوسی کے ساتھ واپس چلا جانا۔ یہ اگر یوں کہا جاتا۔ کہ لیکچر کی عدم دلچسپی کے باعث مایوسی کے ساتھ بہت لوگ واپس چلے گئے اور رفتہ رفتہ جلسہ سے اٹھ کر اس عدم دلچسپی اور میرزا محمود احمد صاحب کی ناقابلیت کی داد دیتے رہے تو شاید موزون بات ہوتی۔"

اس کے بعد عرض ہے کہ یہ لیکچر غریب و امیر رئیس و حکام مخالف و موافق ہر طبقہ کے لوگوں نے سنا۔ اور اس عالم کو بچشم خود دیکھا۔ عقائد کا اختلاف اور مخالفت دوسری چیز ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ لاہور میں ہمارے اشد ترین مخالف بلکہ کافر اور بے ایمان کہنے والے بھی بہتیرے ہونگے۔ لیکن ہم یہ امید نہیں کر سکتے کہ اختلاف عقائد کی وجہ سے کوئی معمولی راستی پسند انسان بھی خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو اس لیکچر کی کامیابی سے انکار کر دے اس سے بڑی کامیابی کیا ہوگی۔ کہ باوجودیکہ لاہور کے قیام میں ہر روز بیعت کرنیوالوں کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن لیکچر کے ختم ہوتے ہی حالانکہ رات کے دس بج چکے تھے بیعت کرنیوالوں کی بار بار کی درخواست پر اسی پلیٹ فارم پر ایک بڑے گروہ کی بیعت تو لیگئی۔ اور غیر مبائعین حضرات سے بھی بہت لوگ اس حالت کو دیکھ رہے تھے مثلاً ملک غلام محمد صاحب رئیس لاہور۔ اور جناب خانصاحب چوہدری غلام رسول صاحب کو نوال لاہور بھی وہیں نزدیک ہی تشریف رکھتے تھے۔ پھر نہ معلوم کہ اس اخبار نے جس کا نام ہی صلح کا اخبار تھا۔ اتنے دل دکھا کر اس دو مہینہ کے عرصہ میں کیا کیا انعام حاصل کئے ہیں۔ اس کا فیصلہ بھی ہم خدا تعالیٰ کے ہی سپرد کرتے ہیں۔ والسلام۔

پیغام حنیف ایک مخلص احمدی کے قلم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ۴۰ صفحہ کا رسالہ ہے ۱ر فی کاپی بغرض تقسیم عہ کے ۲۰ رسالے۔

محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان

ضرورت گوکھووال ضلع لائل پور احمدیہ گرلز سکول کے لئے ایک احمدی استانی یا مستانی کی ضرورت ہے جو کم از کم پرائمری پاس ہو اور قرآن شریف باترجمہ جانتا ہو درخواستیں ماسٹر عبد العزیز صاحب سیکرٹری کمیٹی تعلیم قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں (منیجر)

حاجیصاحب کا تلوار اٹھانا خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے

صاحبان حاجیصاحب صوبہ سرحدی میں ایک مشہور معروف پیر ہیں۔ اور صوبہ سرحدی کے اکثر لوگ ان کے مرید ہیں مدت سے یہ گورنمنٹ کے برخلاف تھا۔ اس موقعہ پر جبکہ گورنمنٹ ایک عظیم الشان جنگ میں مشغول ہے۔ گورنمنٹ کو حاجی صاحب کی نسبت کچھ شبہ پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو۔ کہ حاجی صاحب سرحد کے لوگوں کو گورنمنٹ کے برخلاف اکسائے گورنمنٹ نے حاجی صاحب سے ضمانت طلب کی۔ حاجی سرکاری علاقہ سے غیر علاقہ میں بھاگ گیا۔ اس کا یہ بھاگ جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اس کے دل میں بغاوت کا مادہ موجود تھا۔ حاجی نے غیر علاقہ (بونیر) کے لوگوں کو گورنمنٹ کے برخلاف اکسایا۔ کہ اے مسلمانوں یہ وقت جہاد کا ہے اور میرے پاس ایسا کرامت ہے جس کے ذریعہ انگریزوں کی توپیں بالکل بیکار ہو جائینگی۔ اور سرکار کے پاس فوج نہیں ہے بس ہمارا پہلا قدم مردان پر ہوگا۔ اور دوسرا قدم اٹک پر ہوگا غیر علاقہ کے جاہل لڑاکے لوگ جو ہر وقت لڑائی کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔ ان کرامت کی باتوں کو سنکر لڑائی پر آمادہ ہوگئے چند دن ہوئے۔ کہ گورنمنٹ نے سرحد پر فوجیں بھیج دیں سنا جاتا ہے۔ کہ پہلے دن وہ توپوں کے سامنے آئے۔ کیونکہ ان کا ایمان تھا۔ کہ حاجی صاحب نے کرامت کے ذریعے توپ بند کیا ہے۔ جب وہ سامنے آئے۔ تو توپوں نے انکو سوئی کا جرکی طرح اڑا دیا۔ اب وہ میدان میں آنیکی جرأت نہیں کرتے۔ ہاں کبھی کبھی رات کو حملہ کرتے ہیں ایک گروہ تو حاجی صاحب کے برخلاف ہو گیا ہے۔ کیونکہ کرامت جھوٹا ثابت ہوا۔ اور دوسرے گروہ نے ہماری سرکار کو لکھا تھا۔ اگر ہمکو کچھ روپیہ دو تو ہم لڑائی نہیں کرتے لیکن انکو جواب دیا گیا۔ کہ اب تم لوگوں سے سرکار تاوان جنگ لیگا۔ اور وہ دن گئے۔ کہ تم لوگوں کو روپیہ دیا کرتا تھا۔ اب جنگ ہی لڑو۔

اب حکام [illegible] حکم صادر ہوا ہے۔ کہ حاجی صاحب کے تمام مریدوں کو گرفتار کیا جائے۔ تمام علاقہ کے مفسد ملاؤں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ جس کسی کو کوئی پولیس افسر پوچھ کیا آپ حاجی صاحب کے مرید ہیں۔ تو بلا تامل کہدیتا ہے۔ کہ میں تو حاجی صاحب کو جانتا بھی نہیں۔ بلکہ مولوی اپنے داڑھی کے بال چھوٹے کرانے لگے ہیں۔ تا کہ انگریز گرفتار نہ کرے۔ خدا جانے کہ ان ملاؤں نے انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنے کا مسئلہ کہاں سے نکالا ہے گورنمنٹ نے ہمارے دین میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کی ہے۔ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی۔ خدا اور رسول کا تو یہ حکم ہے۔ کہ گورنمنٹ کا تابعدار ہو حضرت مرزا صاحب نے ہمکو یہی اچھی تعلیم دی ہے۔ اور ان کی وہ باتیں ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ آپنے جہاد کو منع فرمایا ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھولکر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دیگا التوا
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا — جنگوں کے سلسلے کو وہ یکسر مٹائیگا
پیوینگے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلینگے بچے سانپوں سے بیخوف و بےگزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

آجکل مسلمان کیسے تباہ ہو رہے ہیں یہ سب قرآن کریم کو چھوڑ دینے کا نتیجہ ہے۔ کاش حاجی صاحب ذرا بھی عقل سے کام لیتا۔ تو اچھا ہوتا۔

صاحبان اسی حاجی صاحب کا ایک بڑا مرید تھا۔ اس نے صوابی میں جمعہ کے دن ممبر پر چڑھ کر تقریر کی۔ کہ اے مسلمانوں مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور کبھی فوت نہیں ہونگا۔ اور میں خدا کے پاک نطفہ سے پیدا ہوا ہوں " اس قسم کا بکواس ایک اونچے ممبر پر چڑھ کر کر رہا تھا۔ لیکن خدا کی غیرت کب ان باتوں کو برداشت کرسکتا تھا فوراً عین اسی وقت جبکہ وہ تقریر کر رہا تھا ممبر کا تختہ ٹوٹ گیا اور اس کی گردن ممبر کے تختے کے درمیان پھنس گئی اور کچھ دیر کے لئے بیہوش ہوگیا۔ اور جمعہ کسی اور مولوی نے پڑھایا۔ اسی حاجی صاحب کا ایک اور بڑا مرید قادیان آیا تھا۔ مولوی اسمعیل صاحب اور مولوی سرور شاہ صاحب کے ساتھ دو تین دن بحث کرتا رہا۔ آخر مان گیا کہ مرزا صاحب واقعی مسیح موعود ہیں۔ پھر قادیان میں جو پٹھان رہتے ہیں ان کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اگر میں مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو جاؤں تو وہاں کے مولوی مجھکو کافر بنائینگے۔ اور میں کس چیز پر گذارہ کرونگا۔ اب تو میں مسجد کا امام ہوں۔ لوگ مجھکو دانے دیدیتے ہیں۔ تو میرا گذارہ ہو جاتا ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح اول نے یہ بات سنی۔ تو اس مولوی کے اس کمزور ایمان پر سخت افسوس فرمایا۔

شکر ہے کہ احمدی جماعت کے لوگ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد ہر وقت پورا کر رہے ہیں۔ احمدیوں کو لوگوں نے دکھ دیا لیکن انہوں نے سچی راہ کو ہرگز نہ چھوڑا۔ ایک احمدی اپنے مال کو چھوڑ سکتا ہے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ سکتا ہے۔ اپنے ہزاروں روپیہ کے مکانات اور ہزاروں روپیہ کے اثاثہ جات کو چھوڑ سکتا ہے۔ اور چھوڑ رہے ہیں۔ لیکن سچے دین اور سچے امام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اے احمدی قوم یاد رہے کہ یہی حاجی صاحب ہیں۔ جو کہا کرتا تھا کہ میں قادیانیوں کو صوبہ سرحدی سے نیست و نابود کر دونگا۔ اور یہ وہی حاجیصاحب کے مرید ہیں۔ جو کہا کرتے تھے کہ ہم قادیانیوں کو نیست و نابود کر دینگے۔ یہ وہی ملانے ہیں۔ جو جگہ بجگہ جلسے کرتے تھے۔ کہ مرزائیوں کو ضلع خارج کر دیا جائے۔ خدا کی شان بجائے احمدیوں کو نیست و نابود کرنے کے آج وہ خود نیست و نابود ہو رہے ہیں۔ اور بجائے احمدیوں کو ضلع خارج کرنے کے وہ خود صوبہ سے خارج ہو رہے ہیں۔ عبرت! عبرت! عبرت!!!

(نامہ نگار)

درس قرآن شریف حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی حکیم نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن شریف کے مکمل تفسیری نوٹ سورہ فاتحہ سے لیکر الناس تک علوم و معارف کا بہا ذخیرہ ضخیم چار سو صفحہ تقطیع کلاں قیمت چار روپیہ فی نسخہ ملنے کا پتہ۔ دفتر الفضل قادیان (ضلع گورداسپور)

مالاباری عریضہ اخلاص

(وقت قیمت کا تکلیف معاف فرماویں ہے۔)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یا سیدی سندی دیا امام الزمان۔ دیا خلیفۃ الرحمٰن واحمد نبی اللہ وحضرت خلیفۃ المسیح والمہدی الثانی۔ حضور کے خدمت شریف میں یہ خادم وعاجز بندہ ٹی۔ سی عبد القادر جیبی احمدی دست بستہ عرض کرتا ہوں۔ کہ ہمارا یہ کنیانور ملبار کا تمام لوگ جو احمدیت دکھ کرتا ہے وہ تکلیف ابھی تھوڑا ہو رہا ہے کیونکہ ایک مرد زبردست کلکٹر صاحب اور پولیس سپرنٹنڈنٹ یہ دونوں یورپین صاحب ہمکو چوچار آدمی کو بلاکر ہمارا احمدی سلسلہ کا اور جماعت مذاہب کا تعلق سے پوچھا تب ہم نے حضور کا کرم سے اور خدا کے فضل سے تھوڑا سا ہمارا تعلیم کا جواب دیا۔ ان صاحبان کو دل پسند اور خوش ہوا خدا نے انکا دل میں بہت رحم ہمارا اوپر سے دیا۔ انہوں نے پھر ہم سے ہمارا مذہب کتاب انگریزی میں کچھ ہے تو ہمکو دینا بولا۔ تب ہمارا پاس طیار نہیں تھا۔ وہ کتاب حضور پنجاب میں لکھکر کتاب لیکو البتہ دیو نگا بولا۔ اور بعد اس کے انہوں نے ہمارا واسطے ایک قبرستان میدانی ایکر تکرا انہیں گورنمنٹ سے ہم کو دلا دیئے۔ اور پھر بڑے کلکٹر صاحب کا حکم آیا یہاں کا راجا کو اور گاؤں والوں قاضی سے یہ احمدیا لوگوں کو کبھی مسجد میں منع کرو اور پھر بھی ایسا مسخری وتکلیف دیا تو سزا دار ہو جائیگا ایسا تاکید کیا حضور کا دعا وبرکت ہمارے طرف حاصل ہوا یا اللہ اور بھی ہم احباب کو اور سلسلہ حق کو خیر کرے الحمد للہ رب العالمین۔ آمین اور پھر بھی حضور شریف ہم غریبان کو دعا کا واسطے سب وقت درخواست کرتا ہوں اور میرے دل تو ہر وقت ساتھ اور دن اللہ کا ہی شکل یاد کرتا ہوں حضور کا حکم کا تحت تھوڑا تھوڑا تعلیم ہے وہ دوسرے کو بھی کتابان اور الفضل پڑھکر سنا دیتا ہوں ابھی ظاہر سے بول دیتا ہوں۔ اللہ حافظ اور حضور علیہ السلام کا دعا کا برکت سے جلدی احمدی سلسلہ کا تعلیم لوگوں کو شاید معلوم ہو دیگا یا اللہ آمین۔ الحمد للہ رب العالمین سے شکر ادا کرتا ہوں بہت تنگی کا وقت تھا اور وقت حضور کا دعا وبرکت سے پھر خدا نے [illegible] قدرۃ بتادیا ہے ایک دس لاکھ روپیہ خرچ کرے تو بھی ایسا حکم علیحدہ ایک قبرستان کا ڈنکا تو نہیں ملیگا کبھی نہیں ملیگا۔ خدا نے آسان کر دیا اور پھر بھی خدا غفرانہ سے دعا کرنے کو ہمارا درخواست ہے اور یہ میرا خط میں جو حروف اور فقرات میں غلط ہے کیونکہ اردو لکھنے کا قواعد معلوم نہیں ہے وہ معاف کرنے کا عرض ہے یہ تو بہت عاجز خادم ہے حضور علیہ السلام کا رحم دل میں ہمارا دو غریب سے بہت زیادہ سے رحم کیگا سمجھتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا جسمانی شکل میرا آنکھو نسے دیکھا نہیں ہے۔ لیکن حضور کا کتاب برکات خلافت میں سات درجہ کا باب میں سے حضور کا شکل برابر میرا جگر کا سے دیکھتا ہے۔ البتہ پہلے زمانہ مرزا حضور کا شکل میرا یاد دل سے دیکھی رہتا ہے۔ اور خدا نے دنیا کا مال مجھے ابھی کوئی برس سے دور ہوا ہے۔ مال سے مجھے کچھ طاقت نہیں ہے لیکن دنیا میں طور طور کا مال خدا نے تیار رکھتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین آمین۔

کتاب براہین احمدیہ پورا جلد کا خواہش ہے اور آئینہ کمالات کتاب کا شوق ہے پر میرا کام دوسرا کچھ کام دنیا کا نہیں ہے میرا بھی اور ہمارے احباب کو بھی خدا نے سلامت رکھے آمین۔ باقی آئندہ۔ راقم میں ایک طفل ہوں جو عقل نہیں ہے اور علم بھی۔ پہلے ایک انسان کو گاؤں والا مخالف مار ماری ہوا تھا وہ کس دونوں پہلو کا تاریخ ستمبر ۱۰ اور ۱۸ کو رکھا ہے خدا خیر کرے۔ اور دعا کا درخواست ہے۔ ایسا شدید کا سبب خدا جانتا ہے لیکن میں ہوں بہت عاجزی اور بے طاقتی فقط۔ حضور کا مضبوط اور کچھ نہیں۔

ناظرین کرام۔ اس مراسلہ کی سادہ بیان کو نہ دیکھئے۔ اس اخلاص وعقیدہ کا خیال کیجئے جو صاحب مراسلہ کے لفظ لفظ سے عیاں ہے عبارت کا ظاہر کچھ بھی ہو مگر مفہوم ومعنی سے اس ایقان وایمان کا اندازہ کریں جو بلا خاص تبلیغ کے اسقدر دور افتادہ۔ فدایان احمدیت میں محض فضل ربی سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور جو خلافت حقہ ثانیہ کی امتیازی برکات سے ہے۔ ان مالاباری بھائیوں کی زبان اردو نہیں محض حضرت اقدس کی کتابیں سے مستفیض ہونے کے شوق میں اردو سیکھی ہے۔ یہ ایک بڑی مدت تک انہی کی مزاولت [illegible] ہوتی ہے۔

دعوت الی الخیر

انگلستان میں

چودہری فتح محمد صاحب کا تازہ خط — لندن [illegible] ستمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بفضل خدا عزت سے ہوں اور حضور کی صحت کے لئے دست بدعا۔ قاضی صاحب غالباً روانہ ہو چکے ہونگے۔ راستہ میں اب کچھ خطرہ نہیں ہے۔ گو انسان کی زندگی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس ہفتہ ایک خوشی کی خبر یہ ہے کہ مسٹر حسن تو کو ایک مصری اخبار "بردہ" نامی کے ایڈیٹوریل سٹاف میں ملازمت ملگئی ہے جس کو ور اصل روح رواں وہ انشاء اللہ۔ اور اس طرح مصر میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احمدیت کا ایک عمدہ موقعہ پیدا کر دیا ہے۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب کے چلے جانے سے جو کمی ہوئی تھی اس کی اب خدا چاہے تو بوجہ احسن تلافی ہو جائیگی مسٹر موصوف کہتے ہیں۔ کہ مجھے ریویو آف ریلیجنز کے پرچے جتنے بھی باسانی چھپا ہو سکیں۔ روانہ کر دیئے جائیں۔ تاکہ انہیں پڑھ کر اسلام کے متعلق مضامین لکھے جائیں۔ دوسرا مژدہ یہ کہ ایک خاتون کے ساتھ چند ماہ سے ملاقات اور خط وکتابت تھی اب وہ اسلام کے بہت قریب آگئی ہے۔ خدا چاہے تو چند روز میں اپنے اسلام لانے کا اظہار کر دیگی۔ جیسا کہ امر ان کی مندرجہ ذیل چٹھی سے پایا جاتا ہے:۔

نقل خط۔ پیارے مسٹر سیال۔ مجھے تمہاری چھوٹی سی کتاب بہت پسند آئی اور میں مشکور ہوں کہ تم نے مجھے اس کے لینے کی ترغیب دلائی۔ امید ہے کہ میں انشاء اللہ جلدی ہی آپکو باہر کر اسکو نگی کہ اس کتاب سے میرے ایمان وایقان میں کتنی زیادہ ترقی ہوئی ہے۔ الحمد للہ مجھے اپنے اظہار اسلام میں صرف اتنا انتظار ہے کہ ذرا اور تحقیق حق کرکے بکلی طمانیت قلب حاصل کر لوں۔ والسلام۔ حضور اس خاتون کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جلدی ہی پختہ احمدی مسلمان بنا دے۔

الفضل

مضامین [illegible]

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد [illegible] | ۲۸ ستمبر ۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۸ ذیقعدہ ۳۳ھ | نمبر ۴۲

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اچھی ہے۔

نکاح ۲۸ ستمبر بعد عصر برادرم اللہ خان صاحب کمپونڈر کا نکاح سوار خان صاحب کی بھتیجی مسماۃ غلام فاطمہ دو صد روپیہ مہر پر قرار پایا۔ حضرت اقدس نے نہایت مؤثر اور نصیحت آمیز خطبۂ نکاح پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو مبارک کرے +

اخیم مکرم مفتی محمد صادق صاحب حسب ارشاد حضرت اقدس ایدہ اللہ مدراس تشریف لے گئے ہیں جہاں آپ انگریزی ترجمۃ القرآن کی چھپائی کا اہتمام فرمائینگے اور وہاں کے لوگوں میں تبلیغ احمدیت کی مبارک خدمت بھی انجام دینگے انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو امید ہے کہ آپ کا یہ سفر تین چار ماہ کا ہوگا +

آمد مہمانان میاں چراغ الدین صاحب [illegible] سے مولوی عبد العزیز صاحب [illegible] [illegible]

اخبار احمدیہ

انبالہ سے مولوی عبد الصمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ راجپورہ میں ایک پبلک لیکچر ہوا جس میں مختلف مذاہب کے لوگ موجود تھے خصوصیات اسلام پر میری تقریر ہوئی منجملہ ان خصوصیات کے یہ بھی بتایا کہ امت محمدیہ میں ہمیشہ ایسے وجود پیدا ہوتے رہینگے جو مذہب میں ایک نئی روح پھونکتے رہیں چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ بھی اسوقت کل دنیا کیلئے آئے اور یہی وہ شخص ہے جس کا انتظار ہر مذہب میں ہے۔ اسلام جیسے زندہ نشانات اور کوئی مذہب نہیں رکھتا یہ امتیاز صرف اسلام ہی کو حاصل ہے الحمد للہ لیکچر خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ پھر انبالہ میں رات کے وقت لیکچر ہوا۔ جسکا بہت اچھا اثر ہوا۔ غیر احمدی لوگوں کی کافی تعداد تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت اور مسئلہ کفر و اسلام کے مضمون پر ان کو کھول کر بتایا گیا [illegible] صاحب کے ماننے کے بغیر [illegible]

نجات نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ انہیں قبول حق کی توفیق دے +

مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں چند روز ہوئے میں نے ایک رؤیا دیکھا کہ میں کسی کو عرش مجید کی طرف توجہ دلا کر کہتا ہوں کہ اسکی طرف دیکھو اس پر خداوند تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوئی ہے جس سے تمام عرش انوار سے اسی طرح جگمگا رہا ہے جیسے کوہ طور موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جگمگایا تھا۔ میں نے اس نور کی تجلی کو جب دور سے دیکھا تو نور ہی نور نظر آیا۔ لیکن جذبۂ شوق میں آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (ایدہ اللہ) ہیں جو آپ کی صورت میں متمثل نظر آیا اسوقت بھی یہی یقین تھا کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب ہیں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی +

بمبئی شرقپور سے مولوی عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں میں کچھ بیمار رہتا ہوں اس لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے +

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

[illegible] صاحب لکھتے ہیں کہ چند مولویوں سے میری گفتگو ہوئی تو وہ مجھے کہنے لگے تم ہم سے [illegible] ہو گئے ہو میں نے کہا چونکہ تمہارے عقائد عیسائیوں اور یہودیوں کے ہو گئے ہیں اس لئے ہم [illegible] ہیں میں نے ان عقائد کی توضیح [illegible] آتے ہیں تو ان کی مخالفت کی جاتی [illegible] ایک نبی آیا جس کی لوگوں نے [illegible] سے تکالیف دیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں [illegible] رہے ہیں۔

جنازہ غائب [illegible] صاحب ساکن محلہ خانزادہ ۲۰ ستمبر کو فوت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون خدا مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

جلسہ گورداسپور میں سید محمد اسحاق صاحب و ماسٹر عبد الرحیم صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب اور مولوی قطب الدین صاحب کے مختلف لیکچر ہوئے ہمارے اس جلسہ [illegible] کے لئے [illegible] قاضی محمد

سد وال تحصیل چکوال سے برادر غلام حسین صاحب پٹواری لکھتے ہیں۔ کہ یہاں غیر احمدی ملانوں نے میرے متعلق یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ کوئی اسے روٹی پکا کر نہ دے جو شخص اس کے ساتھ کسی قسم کا اچھا سلوک کریگا وہ برادری سے خارج کر دیا جائیگا چنانچہ ایک شخص نے میرا کچھ انتظام کرنا چاہا تھا مگر برادری نے اس سے قطع تعلق کر دیا الغرض اس قسم کی بہت سی تکلیفیں دیتے ہیں اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور ہماری مشکلات دور ہوں۔

۲۳ ستمبر کو مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ شیخوپور ضلع گجرات ایک شادی کے موقع پر بغرض تبلیغ تشریف لے گئے۔

مالیر کوٹلہ سے منشی عبد اللہ خانصاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ایک پادری کئی روز سے یہاں آکر مسجد احمدیہ میں بحث کیا کرتا تھا آخر ۱۰ ستمبر کا دن خاص طور پر مباحثہ کے لئے معین کیا گیا احمدی اور غیر احمدی احباب کے سامنے [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] کی باتوں [illegible] جواب [illegible] ہو ناچاہیں کے غیر احمدی [illegible] معترف ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جہلم سے بابو محمد صاحب گھڑی ساز خبر دیتے ہیں کہ چند دنوں سے غیر مبائع لوگوں کے پیغام مباحثہ کیلئے ہماری طرف آرہے ہیں۔ ہم نے انکو یہ جواب لکھا ہے کہ آپ باقاعدہ طور پر اپنی انجمن کے ذریعہ ہمارے پریذیڈنٹ کی خدمت میں درخواست دیں کہ ہم مباحثہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی تحدید دیں کہ جو مباحث ہماری طرف سے ہوگا اس کا ساختہ پرداختہ ہمیں منظور ہوگا۔ غیر مبائع لوگوں نے مرہم عیسیٰ کو بلوایا ہے اور ہم نے اپنے برادر مکرم محمد [illegible] صاحب سعدی کو حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح بلوایا ہے

کبیر والہ سے برادر دل محمد صاحب اور خود والا ضلع [illegible] سے سید غلام صفدر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم بیمار ہیں۔ اور احباب دعا کریں۔

خبر — جنگ

ڈیلی میل کے نامہ نگار کوپن ہیگن نے پرشیا (حصہ جرمنی) کے نقصانات جنگ کی فہرست حال میں شائع کی ہے۔ جن کی کل میزان (۱۸۶۶۲۰۸) ہوتی ہے اور ابھی ان اعداد میں کارزار مشرق کے تازہ نقصانات شامل نہیں ہیں۔ اور جرمنی کے مجموعی نقصانات چالیس لاکھ سے اوپر بیان کئے گئے ہیں۔

امریکن اخبارات میں بیان کیا گیا ہے کہ آرمینیا کی خونریزی اس وقت سنہ ۱۸۹۵ء کے قتل عام سے بھی کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔

جنوبی میدان معرکہ میں روسیوں کو چند اور شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں علاقہ پری پٹ کے حصہ زیرین میں انہوں نے ایک قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ کچھ قیدی اور توپیں بھی انکے ہاتھ آئیں۔ ڈبنو کے علاقہ میں روسیوں نے آسٹرو جرمن افواج کے حملوں سے اکھاڑ دیئے ایک اہم پل پر اپنا تسلط جما لیا۔ جانب شمال انہوں نے [illegible]

[illegible] کی آرخیبہ کر دی [illegible] اور اول کشمیر [illegible] غنیم کے [illegible] علاوہ اس کی ستر توپیں اور [illegible] میں کے جنوبی محاذ پر [illegible]

ریگا کے تمام محاذ پر روسی اس وقت [illegible] نبی کامیابی حاصل کر رہے ہیں [illegible] پر روسی قبضہ ہو گیا ہے۔ [illegible] بہت سا گولہ بارود اور صد [illegible] بیان کرتے ہیں کہ یہ حملے مسلسل اور نہایت سخت تھے [illegible] کے مغرب میں جرمنوں کے ۲۵۴ آدمی قید ہوئے اور ۹ میکسم توپیں لی گئیں۔ بہر دو بڑی ابتری وبدحواسی سے بھاگ نکلے۔

قسطنطنیہ کے پیغامات تار سے (بقول نامہ نگار ڈیلی ٹیلیگراف) معلوم ہوتا ہے کہ ترکی علماء دین نے نوجوان ترکوں انور پاشا اور جرمنوں کے خلاف باقاعدہ بغاوت شروع کر دی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مذہبی پیشواؤں [illegible] انور پاشا اور اس کے رفقا کو برادری سے خارج کر دیا ہے۔ آبادی اور سپاہ پر علماء کی اس بغاوت کا بڑا زبردست اثر پڑا ہے۔ ایک جرمن طیارہ وریگا کی طرف بڑھتا ہوا روسی توپوں سے تباہ کیا گیا صوبہ بالٹک کی جنگ عظیم ابھی تک شدت سے جاری ہے روسی ابھی تک دشمن کے خونریز حملوں کو بڑی آسانی سے روک رہے ہیں۔ روسیوں نے ہیگا اور فریڈرکسٹاٹ کی جانب غنیم کو شکست دی۔ علاقہ ایکاڈس میں جرمن بہت سا سامان حرب چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جنوبی میدان معرکہ میں روسیوں نے پھر جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ اور برابر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وہاں انہوں نے دشمن کے ۱۴۲ افسر اسو جوان اور کچھ کلدار توپیں گرفتار کیں مشرقی خط جنگ پر بھی کچھ آدمی قید کئے بلندیوں اور دیہات پر قبضہ کر لیا مغربی محاذ میں توپخانوں کا مقابلہ شدید جاری ہے۔ ایک خونریز گولہ باری میں فرنچ کو غلبہ حاصل ہوا غنیم کی خندقیں تباہ کر دیں۔ اور ذخائر حرب اڑا دیئے۔ اطالین معرکہ میں معمولی جھڑپیں ہوئیں [illegible] ستمبر کی تار خبر ہے کہ غیر معمولی شدید گولہ باری ہوئی دشمن کو نقصان عظیم پہنچا [illegible]

رقعۃ الاشفاق

یعنی

استاد کا خط شاگرد کے نام

مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی خواجہ کمال الدین صاحب کے استاد ہیں آپ نے ایک طویل رقعہ انکو لکھا ہے. جو نصیحت آمیز معارف و حقائق سے لبریز ہے. اس کا ایک حصہ اخبار الفضل میں شائع کرنے کی گنجائش ہے جو ان خوابوں کے متعلق ہے کہ خواجہ صاحب کو قبل از ظہور خلافت ثانیہ بطور تنبیہ دکھائے گئے. (ایڈیٹر)

خواجہ صاحب هداك الله بعد ما وقعت من اللسین سلکت مسالك الهالكين۔

السلام علیکم. آج محرک قلوب کی طرف سے مجھے تحریک ہوئی کہ کچھ آپ کو لکھوں اور محض اس شفقت کی بنا پر کہوں کہ جس کا مفید اور مبارک جوہر ہر نوع کی شفقت ہمدردی اور بہتری کے لئے خالق فطرت کی طرف سے طبائع میں جبلی طور پر ودیعت کیا گیا ہے اتنے لمبے عرصہ کے بعد آپکو مخاطب کرنے کے لئے داعیۂ تحریک کا پیدا ہونا عبث اور خالی از حکمت و مصلحت قرار نہیں دیا جا سکتا. خدا کرے کہ ایک دردمند دل کی مشفقانہ تحریک آپکے لئے مفید اور مؤثر ثابت ہو. ممکن ہے کہ اس تحریر میں بعض امور حقہ کا اظہار الحق مر کی بنا پر آپکو تلخ اور ناگوار گذرے سو میں امید کرتا ہوں کہ آپ ایک ناصح شفیق کے ایسے کلمات کی جو بمقتضائے حکمت و مصلحت عین بر محل اور مفید ہیں قدر کرینگے نہ شکایت اور تو قیر کرینگے نہ کہ تحقیر.

(۱) اول میں آپکو آپ کی ان رؤیاؤں کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو آپکی ذات کے لئے سب سے زیادہ حجت ہیں منجملہ ایک کے آپ کی وہ رؤیا جو آپنے حضرت مسیح موعودؑ کی بہت سی تبلیغی زندگی کے بالکل آخری ایام میں شاید ایک دو دن قبل از وفات دیکھی کی تھی عرض کی جاتی ہے آپنے بیان کیا تھا کہ میں نے اپنے چند رفقاء کے اسیران سلطانی کی حیثیت میں گرفتار ہو کر ایک عدالت میں پیش کیا گیا. اور جس مجسٹریٹ کے سامنے حاضر کیا گیا دیکھا تو وہ مولانا مولوی نور الدینؓ صاحب ہیں. اس رؤیا کی صداقت حضرت مولوی صاحبؓ کی خلافت کے دور میں جس طرح ظہور میں آئی اس سے نہ تو آپکو ہی انکار ہو سکتا ہے اور نہ اور کسی ایسے شخص کو جو ان حالات سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو. ابتداء دور خلافت میں آپ کا لاہور میں خلیفہ کی معزولی کے لئے لاہوری احباب کے سامنے دستخط کی غرض سے ایک تحریر پیش کرنا فتنۂ بغاوت کی وہ آگ تھی جو پہلے آپنے اپنے دست فساد سے سلگائی اور جس کی چنگاریاں اور شرارے اندر ہی اندر جماعت میں تعلقات خلافت اور معاہدت بیعت کے نازک رشتوں کو جلانے کی خوفناک صورت پیدا کرنے لگے. تب حضرت خلیفہ اولؓ نے ایک خاص مجلس کے انعقاد کے لئے اکابر کو بلایا اور مسجد مبارک کی چھت پر وہ مجلس قائم کی گئی جسکو دوسرے لفظوں میں دربار خلافت کے نام سے بھی موسوم کر سکتے ہیں. ہاں خواجہ صاحب یہ وہی عدالت تھی جس میں آپ بمع اپنے دیگر رفقاء کے اسیران سلطانی کی حیثیت میں گرفتار ہو کر حاضر کئے گئے اور آپسے بعد فسخ عہد اول کے دوبارہ بیعت لی گئی. اس رؤیا کے بیان کرنے سے میری یہ غرض ہے کہ آپ کی رؤیا صادقہ سے یہ بات صاف طور سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ کا خلیفہ اول کے عہد میں خلافت کا مخالف ہونا آپکو جرم بغاوت کا مرتکب قرار دیتا ہے اور آپکو بمع آپکے رفقاء کے آپ کی رؤیا میں اسیران سلطانی کے نام سے موسوم کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ جب بھی بغاوت کرینگے اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونگے بلکہ "اسیران" کا لفظ بتلاتا ہے کہ آپ نامرادی کے ساتھ خلیفہ کے مقابلہ میں عاجز اور مغلوب کئے جائینگے. اور خلیفہ کو اسیران سلطانی کے فقرہ میں سلطان کے نام سے موسوم کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خلیفہ خدا کی طرف سے قومی نظام کو قائم رکھنے کیلئے بطور سلطان کے ہے جس کی اطاعت نہایت ضروری ہے پھر سلطان کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ خلیفہ کے باغیوں کا گروہ جب کبھی بھی اس کی مخالفت کے لئے اٹھیگا غلبہ خلیفہ کو ہی عطا ہوگا کیونکہ سلطان تسلط اور غلبہ کے معنوں میں بھی آتا ہے پھر اسیر اور سلطان کی باہمی نسبت اس بات کی اور بھی تائید کرتی ہے کیونکہ جب خلیفہ کو غلبہ اور تسلط عطا نہیں ہوگا تو کوئی اس کا اسیر کیسے ہو سکتا ہے پھر سلطان اس دلیل اور برہان کو بھی کہتے ہیں جو اپنی قوت اور تاثیر سے دلوں پر تسلط اور قابو پا لیتی ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خلیفہ اپنی خلافت کے ثبوت حقیت میں ایسے ایسے دلائل رکھتا ہے کہ مناظرہ کے وقت فریق مخالف کو اس کے مقابلہ میں عاجز آکر اس کا اسیر ہونا پڑتا ہے. خواجہ صاحب! پھر اسی الہامی فقرہ کا آپکو ہی بتایا جانا اور باوجود اس کے کہ اسیران کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے سوا اور بھی اسیر ہونیوالے ہیں دوسروں کو نہ بتایا جانا یہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بانی فساد دراصل آپ ہی ہونگے اور دوسرے اسیر آپ کی رفاقت سے اس ابتلا میں پڑینگے. اور چونکہ دوسرے اسیر آپکے زیر اثر ہونے سے اس ابتلا میں مبتلا ہونیوالے تھے اس لئے متاثرین پر مؤثر کے مقدم ہونے کے سبب اس رؤیا سے آپکو ہی آگاہ کیا گیا کیونکہ دوسروں کے لئے آپ مؤثر تھے. اسیران سلطانی کے فقرہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے یہ اسیران سلطانی آپ کی وفات کے دنوں تک بطور قیدیوں اور اسیروں کے رہینگے لیکن آپ کی وفات کے بعد قید سے نکلکر خلیفہ ثانی کی مخالفت میں باغیوں کی طرح پھر کھڑے ہو جائینگے لیکن خلیفہ کے مقابلہ میں ہر وقت ناکام اور نامراد ہی رہینگے۔

اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ اپنی اس رؤیا کے رو سے اور اس کے مصدق واقعات کے رو سے بحیثیت اسیران سلطانی ہونیکے امر خلافت کی تصدیق اور انکار کے مسئلہ میں حق پر ثابت ہو سکتے ہیں یا ناحق پر. اور گو یہ رؤیا اور کسی کیلئے حجت نہ ہو مگر آپکے لئے تو ضرور حجت ہے. پھر آپ کی اس رؤیا بابت بیعت کرنے کے دن صبح کی نماز میں حضرت خلیفہ اول کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۱۵ء

تمہاری مرضی خدا کی مرضی ہو

جب ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں اور خصوصاً چیدہ و برگزیدہ راستبازوں کا تجربہ اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ مخلوق کی برائی بھلائی کو خالق سے بڑھ کر کوئی نہیں سمجھ سکتا تو پھر آدمی کے حق میں فلاح دنیوی اور نجات اُخروی کی تدبیر اس سے زیادہ صحیح و کارگر اور کیا ہوگی کہ اپنے نفس کو جملہ امور زندگی میں اُسی خدائے تعالیٰ کے تابع رکھے جو تمام موجودات کا مالک۔ ہر شے پر متصرف اور ہر بات پر قادر ہے ✦

خدائے تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا فضل و احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اپنی کتاب پاک میں وہ سارے طریقے بتلا دیئے جنہیں اختیار کر کے انسان راضی برضائے مولیٰ کا درجہ حاصل کر سکتا ہے پھر یہی نہیں کہ نری ہدایات یا زبانی باتوں پر اکتفا کیا گیا ہو بلکہ نمونے بھیج کر ان کو سمجھنے اور ان پر کاربند ہونے میں سہولت بھی پیدا کر دی۔ تمام صاحب کتاب انبیاء علیہم السلام اور انکے کامل متبع خلفاء اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے آتے رہے ورنہ انکے بغیر تعمیل احکام میں لوگوں کو خدا جانے کیا کیا دقتیں پیش آتیں ✦

خدا کو راضی کرنے اور دونوں جہان میں بامراد ہونے کے لئے کسی بڑے علم و فضل اور اعلےٰ قابلیت کی نہیں بلکہ صرف اسکی ضرورت ہے کہ خدا کی ہستی پر زندہ ایمان ہو اور ہر حال میں اُس کا خوف غالب کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھ سے کوئی فعل اسکی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے۔ عام فہم لفظوں میں یہی طریق تقویٰ ہے۔ پس جب تم اُسی کے تقویٰ اور خوف و خشیت کو اپنا مستقل شعار اور لازمہ زندگی بنا لوگے تو وہ خود تمہیں علوم حقہ سکھائیگا فلاح کی راہیں دکھلائیگا اور ہلاکت میں ڈالنے والی امور کے بچائیگا ✦

خدائے تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق اور ہر دم پیدا رہنا ہی زندگی کا لب لباب ہے۔ یہی تمام کشمکش حیات کا مقصود ہے۔ یہی تمام کامیابیوں کی کلید اور یہی عمر رواں کے بیشمار جھگڑے جھمیلوں اور آفات و مشکلات میں ہمارے بیڑا پار کرنے والا اسم اعظم ✦

دلنشین و پُر اثر اسرار ربانی سنکر ایک روح رضا جو چلا اٹھتی ہے کہ اچھا تو مجھے تمام فانی علائق کو خیر باد کہکر بس ایک دھن لگائی چاہیئے کہ ہر دم اسی کا دھیان ہو اور اُسی سے کام! ✦

لیکن اسلام کی پاک اور کامل تعلیم اُسے خبردار کرتی ہے کہ نہیں نہیں۔ ترک تعلقات سے خدا راضی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس طرح اسکی تمام مخلوقات بیکار قرار پائیگی اور خدائے تعالیٰ کی ذات ایسے فعل عبث سے منزہ ہے لہذا ضرورت تو اس بات کی ہے کہ دُنیا کے بکھیڑوں میں پھنسے رہکر بھی اپنے خالق و مالک کو نہ بھولیں اور عزیز سے عزیز تعلقات اور بڑی سے بڑی نفسانی اغراض کو اسکی مرضی پر مقدم نہ کریں جس سے زیادہ اکبر و عزیز تر اور کوئی ہستی ہو نہیں سکتی ✦

پیارے احمدی بھائیو! دیکھو یہ صوفیانہ مذاق کی باتیں کوئی وضعی فسانہ یا بے بنیاد داستان دل آویز نہیں ہے۔ احمدیت جو عین اسلام ہے ایسی لغویات کو کبھی روا نہیں رکھتی جو صرف دائرہ تخیل کے اندر محدود ہوں۔ جو ناظرین و قارئین کو دماغی عیاشی کا خوگر بنائیں اور جن کا منشا بجز وقت گزاری و مشغلہ بیکاری کے اور کچھ نہ ہو ✦

آؤ ہم تمہیں بتائیں اتنی لمبی تمہید کا متن مضمون کیا ہے؟ یہ تو وہی اپنا تمہ ہے اور خود ہی خلاصہ مطلب واللہ ہماری نورزوت کچھ عجیب کیف و سرور محسوس کرتی ہے جب اعلیٰ حضرت امام اولوالعزم ایدہ اللہ کی زبان مبارک سے ایسے کلمات طیبات سنتے ہیں۔ ابھی حال کا ذکر ہے ایک دوست کا عریضہ حضور کی خدمت میں پہنچا جس میں کسی دوسرے خادم کی شکایت تھی کہ اس نے میرے ساتھ فلاں بدمعاملگی کی حضور کی ناراضی کا موجب تو نہ ہوگا اگر میں باضابطہ چارہ جوئی کروں تو

حضرت اقدس نے [illegible]

میں کسی مجرم کا ساتھی اور حامی نہیں

یہ مفہوم تھا حضرت کے ارشاد کا جس سے ہماری طبیعت از حد متاثر ہوئی اور اُسی دن سے خواہش تھی کہ دیگر برادران سلسلہ کو بھی اس فیض ہدایت میں شریک کیا جائے آج وہ خیال اس مضمون کی شکل میں ہدیہ ناظرین ہوتا ہے ✦

پس دوستو! اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا امام محترم تم میں کیسی پاکیزگی کی روح پھونکنا چاہتا ہے؟ اور اس سلسلہ کی بنیاد کن صدق و صفا کے محکم اصولوں پر ہے لہذا یہ بھی خوب ذہن نشین کر لو کہ گو اغراض جماعت میں بڑھ بڑھ کے چندے دینا احمدی لٹریچر کو خریدنا اور دلچسپی سے پڑھنا۔ بحث مباحثوں میں سرگرمی و جوش سے حصہ لینا۔ یا خود حضور کی ذات بابرکات سے اظہار اخلاص یہ سب باتیں اپنی اپنی جگہ پر قابل قدر ہوں لیکن حضرت ممدوح اپنے خدام سے محض انہی باتوں کے خواہشمند نہیں ہیں اور ہرگز نہیں ہیں۔ یعنے اگر ہم خدانخواستہ اپنے معاملات کی اصلاح نہ کریں۔ تقوے اور تعلق باللہ میں ترقی نہ کریں اور کتاب و سنت کے مطابق سچی اسلامی زندگی کا نمونہ قائم نہ کریں تو ہم لوگوں کی مریدی حضور کے لئے مطلق وجہ مسرت نہ ہوگی۔ بلکہ ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ خدا بھی راضی نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ اس پاک تعلق کے طفیل ہم میں عملی پاکیزگی اور صدق و سداد کی روح پیدا نہ ہو۔ کیونکہ اُسے تو پہلے اس دارالابتلاء میں بھیجنے سے یہی منظور تھا کہ دیکھیں کون حسن عمل اور فرمانبرداری اختیار کرتا ہے۔ کون نہیں۔ (لیبلوکم ایکم احسن عملا) ورنہ محض زبانی تسبیح و تقدیس کے لئے کیا اسکے ہاں فرشتوں کی کمی تھی؟ یا ہمارے صدقات و خیرات کا کیا وہ معاذ اللہ محتاج ہے؟ پھر خاصکر اس زمانہ میں اپنے پیارے مامور کی ایک جماعت کھڑا کرنے سے تو اس کا منشا ہی یہ تھا کہ حقیقی اسلام جو قصے فسانوں کی طرح صرف کتابوں ہی میں رہ گیا ہے اسکی جیتی جاگتی مورتیں بھی دُنیا میں موجود ہوں تا کہ دنیا پر حجت تمام ہو اور اسکو دین متین کی طرف آنے کی ترغیب ✦

گزشتہ اشاعت کے لیڈنگ آرٹیکل میں بھی ہم نے آخر چند سطور اسی بحث پر لکھی تھیں۔ اور اب پھر اپنے احباب

کریاد دلاتے ہیں کہ احمدیت نام ہے زندہ اسلام کا۔ تبھی دوسروں کو اسکی طرف دعوت دیتے ہیں ہم تبھی حق بجانب ہو سکتے ہیں جبکہ پہلے خود اس کا نمونہ بنیں۔ اگر یہ نہیں تو ہماری ساری چیخ پکار (تبلیغ) اور علمی موشگافیاں (بحث مباحثے) اندیشہ ہے کہ کہیں رائگاں نہ جائیں پس کوشش کرو کہ تمام امور زندگی میں تمہارا طرز عمل حتی الوسع احکام اسلام کے ماتحت ہو۔ اور ہر بات میں تمہاری مرضی وہی ہو جس میں خدا راضی ہے۔ واللہ الموفق وھو المستعان +

کیا یہ مسیح موعود کا معجزہ نہیں؟

مالاباری مولویوں کے احمدی ہونے پر ایک آریہ ہمعصر حیران ہے۔ کہ ایسی لڑاکا اور جھگڑالو قوم کیسے اس جماعت میں داخل ہوگئی؟ ہم کہتے ہیں کہ یہ مسیح موعود علیہ السلام کی پاک تعلیم کی کشش اور آپکی صداقت کا ثبوت ہے۔ ورنہ اگر بظاہر دیکھا جائے تو چاہیئے تھا کہ قبائل کو کسی ایسے فرقہ میں شامل ہونا جو لڑائی (اور جہاد) کا موئید ہو۔ نہ کہ سلسلہ احمدیہ میں جس کے بنیادی اصولوں میں سے ایک بڑا اصول یہ ہے کہ اسلام میں خونی مہدی کوئی نہیں آئیگا۔ اور دین کے لئے جنگ و جہاد کو بر خلاف قرآن وحدیث قطعاً حرام قرار دیتا ہے۔ ہاں آج ان لوگوں کے لئے غم و ماتم کا دن ہے جو امن و آشتی کی تعلیم سے بیزار ہوں اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے یا حکومت وقت کے خلاف سازشیں اور شورشیں کرنے کے خواہشمند۔ اسوقت اگر کوئی اس بات کی بڑ ہانک رہے کہ مسیح موعود کی امن پسندی کی تعلیم منشائے اسلام ہے اور موجب ترقی اسلام۔ کون کون لوگ سچا اور اچھا سمجھتے ہیں تو خدا جانے کتنے ریاکاروں ظاہر داروں کی قلعی کھلے۔ وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو انکے نفاق و غداری کا پردہ فاش ہوجائے یا انہیں ماننا پڑیگا کہ بانئے سلسلہ احمدیہ کو تو شادی بتلانے اور مفتری و کاذب جاننے میں وہ خود سراسر جھوٹے تھے۔ یہ بھی مسیح موعود کا ایک کھلا کھلا معجزہ ہے کہ اسکے مخالف کسی نہ کسی راہ سے ضرور پکڑے جاتے اور شرمسار ہوتے ہیں۔ کاش کہ ملک و قوم کے لوگ ابھی اس خیر خواہ خلائق۔ بشیر و نذیر نبی آخر زمان کی قدر پہچانیں جس کے انکار پر طرح طرح کے عذاب نازل ہو رہے

یہاں دو چار نے والی آفات سے پہلے ہی خبردار کرچکا ہے تاکہ جنہیں خدا ترسی و سعادت کا مادہ ہو وہ شوخی و شرارتوں سے باز آکر خدا کے حرم کی پناہ لیں +

تین ہزار نو سو روپے جرمانہ یا تین سال تین ماہ قید سخت

مدراس میں ایک اشتہاری ٹھگ سادہ لوحوں کو اس دھوکے سے لوٹتا تھا کہ جو کوئی ہم سے ۱۲ کا فونٹین قلم خریدے گا اسے ایک طلائی گھڑی بھی بطور انعام دیجائیگی۔ بہت سے بیوقوف یہ نہ سوچکر کہ جسکے پاس یوں بیدریغ لٹانے کے لئے اتنی فالتو دولت ہو وہ قلمیں کیوں بیچنے لگا؟ کچھ عرصہ تک تو اس کے دام میں پھنستے رہے مگر تابکے؟ آخر وقت آگیا کہ یہ ناخدا ترس بھی اٹھا ہی لیجئے چنانچہ اسکے ادعائے فارونیت کا پردہ فاش ہوکر تیرہ مقدمے اسپر چلے جنمیں تین تین سو روپے جرمانہ اور بصورت عدم ادائیگی تین تین ماہ قید بامشقت کی سزا ملی! دیکھا؟ یہ بھی اسکی قانونی کی ایک ادنی مثال ہے کہ ظلم کی ناؤ بھرکے ڈوبا کرتی ہے۔ پس خدا کی پکڑ سے ڈرنا چاہیئے قبل اسکے کہ اسکی آتش غضب بھڑکے اور سوکھے گیلے سب کو ایک سرے سے جلاتی چلی جائے۔ طرح طرح کے عذاب چاروں اسکی قہاری کا پتہ دے رہے ہیں۔ اور برسوں پہلے سے اس کا فرستادہ مسیح موعود آنیوالی آفات سے متواتر آگاہ کرچکا ہے مگر افسوس خواب غفلت کے متوالے ایک نہیں سنتے۔ اور نہیں سمجھتے کہ خود خدا کے بھیجے ہوئے کی تکذیب سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا +

مجوزہ قانون وراثت برپنائے رواج

تقسیم ترکے کے متعلق ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ مسلمان ابتک حقوق نسوان کو نظر انداز کرکے ایک نہایت اہم۔ حکیمانہ اور بابرکت حکم شرعی کی خلاف ورزی کرتے رہے ہیں جس کا خمیازہ انہیں دنیا میں بھی خوب بھگتنا پڑا ہے اور مواخذہ عقبی ابھی جوں کا توں باقی ہے۔ گویا اس تمدنی بے ضابطگی سے ابھی تباہی و ذلت کا شکار نہیں ہوئے بلکہ ابھی وہاں کے لئے بھی اس سنگین نافرمانی کا وبال انکی گردنوں پر موجود ہے۔ انہوں نے حصص شرعی کے مقابلہ میں رواج کو یہاں تک ترجیح دی کہ گویا اسلامی طریق تقسیم ورثہ کی رسم ہی اٹھ دی۔ [illegible] مقدمات متعلقہ میں عدالتوں کے نزدیک رواج کو [illegible] قوی خیال ہوگیا حتی کہ اب انگلش گورنمنٹ کو اسکے متعلق ایک خاص قانون وضع کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے جسکے واسطے شملہ پر آجکل میں ایک کانفرنس منعقد ہوا چاہتی ہے جس میں مجلس آئین و قوانین کے چند ممبر۔ پنجاب جیفکورٹ اور ناسی گرامی [illegible] اسمیں شریک ہوکر مجوزہ مسودہ قانون پر غور کرینگے۔ اور اگر وہ پاس ہوگیا تو مستقل قانون کی شکل اختیار کرلے گا۔ پھر مسلمان اس امر کے مجاز نہ رہیں گے کہ تقسیم جائداد کے . . . . . متعلق اپنے مقدمات بجائے رواج کے شرع شریف کے مطابق فیصل کرا سکیں اور انہیں بہر دو صورت سخت مشکل کا سامنا ہوگا یعنی اگر احکام اسلام کو ملحوظ رکھینگے تو آئین حکومت کی خلاف ورزی کے خطاوار۔ اور جو آخر الذکر کو مقدم رکھیں تو خدا کے گنہگار۔ دریا کے کمبل والی مثل ان پر صادق آئیگی کہ پھر اسے چھوڑنا بھی چاہیں تو دشوار ہوگا۔ اصل میں نافرمانوں کی سزا تو یہی ہونی چاہیئے کہ دارین کی تلخکامی و فضیحت انکے حصہ میں آئے لیکن گورنمنٹ انگلشیہ کے عاقلانہ اصول جہانبانی سے ہمیں اسکی ہرگز توقع نہیں کہ وہ اپنے اس تحسین شعار و عہد قدیم کو ترک کرنے پر کسی حال میں آمادہ ہوگی جس کا منشاء یہ ہے کہ رعایا کے امور مذہبی میں مداخلت ہرگز روا نہ رکھی جائے ہمارے نام نہاد مسلمان گو ابتک اس معاملہ میں غفلت کرتے رہے اور آیندہ بھی عملاً خدا جانے کہاں تک اسکی ضرورت و اہمیت کو ملحوظ رکھیں مگر انہیں کے بھی وہ افراد جو اسلام کے لئے اپنے دلوں میں کچھ حمیت رکھتے ہیں مسودہ زیر تجویز کا مستقل قانون اپنے اوپر مسلط ہونا کبھی پسند نہ کرینگے اور کم از کم جماعت احمدیہ تو ہرگز ہرگز مجوزہ قانون کا پاس ہونا گوارا نہیں کرسکتی۔ کیونکہ اس کا بڑا حصہ خدا کے فضل سے تقسیم ورثہ میں احکام شرعی کا پابند ہے اور جو قلیل حصہ ابتک عام مسلمانوں کے زیر اثر اس سے غافل رہا اسکو اپنے محترم امام کی طرف سے سخت تاکید ہے کہ رسم و رواج کی بیڑیوں کو جتنی جلدی ہوسکے توڑ پھینکیں اور خدا و رسول کی فرمانبرداری کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں ہمیں امید قوی ہے کہ احمدیوں میں تو انشاء اللہ جلدی ہی یہ سب [illegible] امور رسم [illegible] احکام شریعت پر عملدرآمد جاری ہو جائیگا +

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۲۳۵

[illegible] ایس اللہ بکاف عبدہ [illegible]

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے [illegible] روپے

باقی تمام خط و کتابت مینجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک ستون [illegible] ظاہر ہوتا ہے وہ مہدی مسیح موعود ہے

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۳	۳۰ ستمبر ۱۹۱۵ء	پنجشنبہ	مطابق ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ	نمبر ۴۳

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اچھی ہے۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ کی آنکھوں کو نسبتاً آرام ہے۔

منشی چراغ الدین صاحب نومسلم طالب علم مبلغین کلاس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عمر و نیک توفیق بخشے۔ اور خادم دین بنائے۔

مکرم سید محمد اسحق صاحب فاضل بوقت عصر مسجد مبارک میں درس بخاری شریف دیتے ہیں۔

مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کا درس قرآن کریم جو آپ کے تبلیغی دورہ پر جانے کی وجہ سے رک گیا تھا۔ مسجد اقصیٰ میں بعد از نماز عصر پھر ہونے لگا ہے۔

آمد مہمانان۔ مولوی محمد علی صاحب بدوملہی۔ محمد علی صاحب [illegible] مہمان [illegible] میاں چراغ دین صاحب [illegible] صاحب [illegible]

اخبار احمدیہ

سرائے مہاجر خان سے مکرم شیر زمان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب سے میری گفتگو ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ مسیح تو ابھی زندہ ہے۔ میں نے قرآن کریم کی آیات سے کھولکر بتایا کہ وہ تو کب کے وفات پا چکے ہیں آخر وہ کہنے لگا کہ کسی اسلامی تاریخ سے مسیح کی وفات ثابت کریں تب مانوں گا۔ میں نے انہیں بہت کچھ سمجھایا لیکن یہ لوگ تو "مولوی آں باشد کہ بند نشود" کے مصداق ہوتے ہیں۔ آخر تک ہٹ دھرمی ہی کرتا رہا۔ اور چل دیا۔

ایک ضروری تحریک۔ اخویم مکرم منشی ہاشم علی صاحب احمدی گرداور قانونگو [illegible] پٹیالہ حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں عرض پرداز ہیں کہ حضور کا خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ ستمبر جس میں خواجہ صاحب کے مطالبہ کا جواب ہے۔ اور ۱۰ ستمبر کے الفضل میں شائع کیا گیا ہے بلحاظ اپنی اہمیت کے اس قابل ہے کہ جیسے پانچ سوالوں کا جواب آنجناب کی تحریک پر علیحدہ چھپ کر مفت تقسیم ہو چکا ہے۔ اسی طرح اس کی بھی ایک ہزار کاپی ٹریکٹ کی شکل میں چھپے جس کی لاگت خاکسار دینے کو تیار ہے" اُن کی یہ نیک تحریک واقع میں قابل تائید اور ضروری التعمیل ہے پھر ان کے ساتھ مالی قربانی کی مثال اور بھی لائق تحسین و تقلید ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اُمید ہے کہ دوسرے احباب بھی ایسی صفت لینگے۔ ذی مقدرت اصحاب بہت جلد اپنا ارادہ ظاہر فرمائیں تاکہ جتنی کاپیاں چھپنی ہوں۔ یکبارگی چھپ جائیں۔ لاگت کا تخمینہ [illegible] فی صد ہوگا۔ منشی صاحب صرف یہی رقم فرماتے ہیں کہ میں اپنی سابقہ اسامی ابھی سے روکتا ہوں کہ جلسہ سالانہ پر جیبِ نمک صرف ہوگا۔ اس کی قیمت یہ عاجز اکیلا داخل کرے گا اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے۔ اور دوسرے احباب کو بھی اسی طرح سے سرگرم خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرماوے آمین۔

(خط و کتابت میں تاریخ ضروری ہے اور نام و پتہ صاف لکھیں۔ مینیجر)

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی چھپکر شائع ہوا۔

ایک مخلص خادم نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ حضور کی تقریروں میں بالکل صاف طور پر قرب الٰہی کے ذرائع بتائے گئے ہیں ہم کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ہمیں مقام قرب حاصل ہوگیا ہے اور سفلی زندگی سے چھٹکارا پاکر اعلےٰ زندگی حاصل کرلی ہے۔ اگر اس سے مراد الہام یا کشوف یا سچی خواب ہیں تو اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں فیصلہ کردیا ہے۔ مگر کوئی ایسا معیار بھی ہے جس سے اسباب اطمینان ہو سکے کیونکہ عجیب عجیب خوابیں تو منکران خلافت کو بھی آتی ہیں۔ کیا یہی مقربان الٰہی سمجھا جائے۔

حضور نے اس کے جواب میں لکھوایا۔ حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں خوابوں کو خوب کھول کر لکھ دیا ہے اسکو دیکھکر آپ پتہ لگا سکتے ہیں کہ آسمانی اور شیطانی لوگوں کی خوابوں میں کیا فرق ہے۔ خدا تعالیٰ آپ قول کے ساتھ اس کا فعل بھی ضرور ملانا چاہئے جو خواب اپنے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید نہیں رکھتا وہ شیطانی ہے۔ غیر مبائعین میں سے بھی ممکن ہے کہ بعضوں کو خوابیں آئی ہوں۔ مبائعین کو بھی آتی ہیں۔ دونوں میں سے کونسی خدا کی طرف سے تھیں۔ اس کا فیصلہ خدا تعالیٰ نے کے فضل نے کر دیا۔ وہ زیادہ تھے اور ہم کم اب ہم زیادہ ہیں اور وہ کم۔ پس خدا تعالیٰ کے فعل نے بتلا دیا کہ کس کی خوابیں اس کی طرف سے تھیں!

کوہ منصوری سے مکرم سید عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں کہ صوفی سید تصور حسین صاحب جو قادیان سے بغرض تبلیغ یہاں آئے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز صوفی صاحب ہماری جماعت کے لئے نہایت ہی مفید اور بابرکت ہونگے اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے لوگوں کو قبول حق کی توفیق دے آمین۔

لاہور کے میاں وزیر محمد صاحب مرض مہلک سے جانبر ہو کر حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم اور حضور کی دعاؤں سے شفا دی۔ مجھے تمام لیبون ڈاکٹروں نے بالکل جواب دیدیا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپکے طفیل از سر نو زندگی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ۔

ملب گڈھ سے سید انوار حسین صاحب لکھتے ہیں کہ بفضل اللہ یہاں ہماری جماعت روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ گو بعض نئے دوستوں کو سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے کچھ تکلیف ہے مگر انشاء اللہ العزیز وہ دور ہو جائیگا۔ دوسرے موقعہ

لوگ بھی حضرت اقدس کی کتب پڑھنے کیلئے خواہش کرتے ہیں جو حسب توفیق پڑھنے کے لئے انکو دیجاتی ہیں۔ لوگوں کو سب سلسلہ سے محبت ہوتی جاتی ہے۔ فالحمد للہ

جنازہ غائب میاں شیو خان صاحب احمدی ساکن ملب گڈھ فوت ہوگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون خدا مغفرت فرمائے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

کوٹ سارہ حاکم تحصیل چونیاں سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ بندہ حسب توفیق تبلیغ کا کام کرتا رہتا ہے ایک دفعہ جبکہ میں تقریر کر رہا تھا۔ تو ایک بدطینت انسان نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت برے الفاظ سے یاد کیا۔ لیکن خدائے غیور نے اسے ایسا پکڑا کہ اسے توبہ بھی نصیب نہ ہوئی اور وباء مہلک کا شکار ہوگیا کاش مخالفین آپ کی صداقت کے اس قدر زندہ نشانات دیکھکر کچھ فائدہ اٹھاتے۔

میاں عبدالکریم صاحب ایجنٹ کارخانہ ملتہ بٹالہ۔ ایک مالی معاملہ کیوجہ سے مضطرب الحال ہیں احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ایسے ہی میاں احسان علی صاحب ساکن تھمنہ ضلع گوجرانوالہ اور برادر نور محمد صاحب اور دیگر دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

رجوع بحق برادر مکرم جناب نور محمد صاحب متعلم سال دوم میڈیکل کالج لکھنؤ ایک معزز دوست مقیم قادیان کو اپنے (انگریزی) محبت نامہ مورخہ ۲۲ ستمبر میں لکھتے ہیں۔

تفرقہ جماعت کے وجوہ واسباب پر غور کرنے سے میرے معتقدات متعلقہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں انقلاب عظیم واقع ہوا ہے۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ تقریباً تین سال تک ممالک متوسطہ و صوبہ متحدہ میں رہنے کے سبب میں گویا جماعت سے منقطع ہی رہا۔ مجھے اس دوری و مجبوری میں کچھ خبر نہ تھی کہ دارالامان میں کیا ہو رہا ہے۔ اور جماعت کی حالت کیا ہے کسی امر کا پتہ لگتا بھی تھا تو لاہور پارٹی کے لیڈروں کی نسبت میرا سابقہ حسن ظن مجھے انہی کی طرفداری و ہمدردی پر مجبور کرتا تھا۔ خواجہ صاحب کو بلاد مغربیہ میں جو شہرت حاصل ہوئی اور مولوی محمد علی صاحب کو حضرت مرزا صاحب اور علامہ نور الدینؓ کے زمانہ میں جو وقار حاصل رہا اس نے مجھے اور بھی ان کی رفاقت وحمایت پر مائل کیا لیکن جب اب صحیح صورت حال پیش نظر ہوگیا تو مجھے اپنی غلطی کا پتہ لگ گیا کہ یہ تو ان کی اندھی تقلید ہے اور دل میں یقین کی کہ بذات خود تحقیق کی [illegible] سے ترغیب دی کہ انکی مزعومہ روشِ خیال پامالی کا علم [illegible] اور اس امر کا اظہار بھی بے محل نہ ہوگا کہ انہی حضرات کی [illegible] اصل میں میری دارالامان سے بے تعلقی کا باعث [illegible] تھیں مگر الحمدللہ کہ حقیقۃ النبوۃ کے مطالعہ نے مخالفین کی تمام مغالطوں کی قلعی کھولدی۔ پس اب میرے لئے لازم ہوگیا کہ حضرت خلیفہ برحق سے معافی کا خواستگار ہوں امید ہے کہ حضور مجھے اپنے ناچیز مریدوں میں قبول فرمالینگے والسلام

خوشخبری اخویم مکرم محمد۔ بی۔ ڈبلیو۔ لال سیکرٹری انجمن احمدیہ کولمبو (سیلون) نے دربار خلافت میں اپنی انجمن کی مختصر رپورٹ ارسال کی ہے جس کا پورا ترجمہ ہم انشاء اللہ کسی آیندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرینگے۔ برادر موصوف نے ۱۷ اشخاص کی درخواست بیعت ارسال فرمائی ہیں اور لکھتے ہیں اور بہت سے لوگ بیعت کے لئے تیار ہیں۔ بیعت کے انگریزی و اردو فارم جلد بھیجے جائیں۔ انگریزی خوان لوگوں کا طبقہ سلسلہ عالیہ کے متعلق دلچسپی لے رہا ہے۔ آئے دن مشتہار استفسارات بغرض جواب آتے ہیں برادر قاضی عبداللہ صاحب بی اے حال کو ہمارے مہمان تھے وہ نصائح جو حضور نے دیے انکو نوٹ کر دی تھیں ہم کو سنائیں بعض لوگوں کے سوالات کا جواب دیا۔ ۱۵ ستمبر کو صبح انگلستان ہوگئے۔ انکی صحت بفضلہ اچھی تھی۔ تمام احمدی احباب ہماری جماعت کے لئے دعا کریں۔

خلاصہ واقعات جنگ

اسیران مسیحیت سے پایا جاتا ہے کہ جرمنی سپاہی اب لڑتے لڑتے تنگ آگئے ہیں۔ قسطنطنیہ میں بقول اخبارات ولایت آرمینیا کے یتیم کھلم کھلا بک رہے ہیں۔ یہ بردہ فروشی خود پولیس کرتی ہے اور صرف ترکوں کے ہاتھ بیچتی ہے ایک ایک بردہ دو شلنگ تک بکتا ہے۔ لڑکیاں ذرا مہنگی بکتی ہیں۔ لندن سینیٹ کونسل میں ۱۵ ستمبر کو سال آئندہ کے لئے بھرتی کرنے کا مسئلہ زیر غور ہوا۔ اس جنگ میں بقول اخبار ٹیمس جرمنی وغیرہ فریق ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان یوم جمعہ ۔ ۳ ستمبر ۱۹۱۵ء

خدا تو نہیں تھکتا

مانا کہ تم نحیف الجثہ ہو۔ مانا کہ تم ضعیف القویٰ ہو۔ مانا کہ اوائل عمر سے ہی تمہاری جسمانی و دماغی طاقتیں ناموافق حالات اور شدید [illegible] و حادثات کی لدی ہیں۔ اور انکی اٹھان ماری گئی۔ مگر چونکہ تم زندہ ہو۔ یقین رکھو کہ خدا نے ذوالفضل العظیم نے تمہیں کسی غرض ہی کے لئے ابتک رکھا ہے۔ اور وہ غرض یہی ہو سکتی ہے کہ تم ارشاد باری تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کی تعمیل میں حصہ لو۔ لیکن عبادت سے یہی مقصود نہیں کہ تم ہر وقت ظاہری نمازیں ہی پڑھا کرو۔ اور دیگر فرائض متعلقہ سے غافل ہو جاؤ نہیں بلکہ اوقات معینہ میں الصلوات صلوٰۃ بھی اس کا حکم بجا لاؤ۔ اور دوسرے وقتوں میں اور اور کام بھی کرو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نماز میں جو سبق سیکھتے ہو وہ کسی حال کسی شغل میں فراموش نہ ہو تو پھر تمہارے سارے کام داخل عبادت ہی شمار ہونگے انشاء اللہ۔

آج ایک غیور مومن۔ ایک سچے مسلم ہاں ایک مخلص احمدی کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور اہم تر کام اور کونسا ہوگا کہ دنیا جو خدا تعالیٰ کے مامور برحق (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے بے اعتنائی و بیگانہ خوئی اختیار کرکے ہلاکت کے گڑھے میں گری چلی جا رہی ہے اسے جس طرح بھی بن پڑے ہوشیار اگر ضرورت ہو تو وقت سے خبردار کیا جاوے۔ یہ سچ ہے کہ دنیا کے اور بھی بہت سے دشمن تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور تم انکے مقابلہ سے دبکر تھک جاتے ہو۔ لیکن پیارے بھائیو! تمہارا خدا تو تھکنے والی ہستی نہیں ہے اسکی طاقتیں تو محدود نہیں اپنی کمزوری۔ لاچاری اور بے بسی کا اقرار کرکے سچی تڑپ کے ساتھ اسی کے حضور جھکو بلکہ گر جاؤ کہ مولیٰ ہماری سکت اور ہمت جواب دے دیتی ہے۔ تم ہی طاقت عطا فرماؤ کہ لازوال طاقتوں کے خزائن تمہارے قبضہ اقتدار میں ہیں پھر انشاء اللہ ساری مشکلیں آسان ہو جائینگی۔ اور تم باوجود ضعیف و ناتوان ہونیکے وہ وہ خدمات انجام دے سکو گے جن سے بڑے بڑے ہیل تن طاقتور [illegible] انسانی ہمت و قوت کا گھمنڈ رکھنے [illegible] ہوئے ہرگز ہرگز [illegible] عہدہ برآ [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] سکے [illegible] ہیں اس کا [illegible] بھی علم بلکہ یقین ہے کہ اندنوں اعداء دین بھی کچھ غیر معمولی جوش و خروش کے ساتھ تمہاری بیخ کنی کے در پے ہیں۔ مگر تم گھبراؤ نہیں ایسا ہونا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کے ملائک بھی اس وقت خاص ہی زور شور سے ساتھ سلسلہ حقہ کی تائید و نصرت پر کمربستہ ہیں پس [illegible]

سر اٹھانا امر لازمی ہے تاکہ الباطل کا سر زور الحق کی مخالفت میں ختم ہو یہ بھی سچ ہے کہ لوگ اکثر توجہ نہیں۔ اور جو سنتے ہیں وہ مانتے نہیں لیکن یاد رکھو منوانا تمہارا کام نہیں تمہارا فرض صرف تبلیغ اور اتمام حجت ہے تم اپنا کام کئے جاؤ۔ خدا کے کام خدا پر چھوڑو۔ ہم بار بار بڑے زور سے کہتے ہیں کہ اپنی طاقتوں پر ہرگز تکیہ نہ کرو۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو تو انسان ایک چیونٹی کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا جب کسی قسم کے موانع یا قویٰ کا ضعف و تکان تمہیں ہمت ہار کر بیٹھ رہنے پر مجبور کرنے لگے۔ تو پیشتر اس کے کہ اپنا کام چھوڑ دینے کا خیال بھی کرو سوچو تم کیا چیز ہو اور تمہاری محدود قوت کیا کر سکتی ہے؟ ساری طاقتیں تو رزاق ذوالقوۃ المتین سے آتی ہیں وہ ہمارا پیارا سچا سہارا تو دینے سے کبھی نہیں تھکتا۔ تم اسی کے بے پناہ خزانہ سے طاقت مانگتے [illegible] ہو لئے جاؤ۔ اور اپنا کام کئے جاؤ خدا تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ تمہاری عمر صحت علم ایمان تقویٰ طہارت۔ صدق اخلاص اور عزم و استقلال میں برکت دے۔ اور پیارے امام اولوالعزم ایدہ اللہ کے زیر تربیت توفیق بخشے کہ اسلام کا نورانی چہرہ تمام دنیا کو دکھلا دو جانتے [illegible] ہو تمہاری [illegible] مہربان نور [illegible] کی دنیا [illegible] قلمرو میں آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا پس تم بھی اس کے سایہ امن و عافیت میں جسمانی آفتاب کے ساتھ ساتھ روحانی سراج منیر کے انوار کو اس سرے سے اس سرے تک پھیلا دو کہ یہی آج ایک غیور و مخلص احمدی کی زندگی کا مقصد اعظم ہو سکتا ہے۔ آپ کی [illegible]

احمدی بھائی توجہ سے پڑھیں

[illegible]

پیغام پارٹی جہلم کا بحث سے فرار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند دنوں سے ایک شکست خوردہ پیغامی میاں قمرالدین جو تمہ فروش جوگجرات میں ہمارے احباب سے شکست کھا کر آیا تھا یہاں آکر شور کرنے لگا کہ میرے ساتھ مبائعین میں سے کوئی حضرت کی نبوت کے بارہ میں بحث کرے۔ گو یہ شخص چند ماہ ہوئے مکرمی مستری الدین صاحب کے مکان پر میاں احمد گھڑی ساز سے نبوۃ کے مسئلہ پر بحث کر کے بہت احباب کے روبرو ندامت اٹھا چکا تھا ہمارا منشاء نہ تھا کہ ہم اسکی طرف توجہ کریں لیکن بعض غیر مبائعین کے کہنے پر کہ ہم احقاق حق کرنا چاہتے ہیں منظور کر لیا گیا تھا تک تو صرف زبانی گفتگو تھی جب میاں قمرالدین کو پتہ لگا کہ بحث کے لئے ہم تیار ہو گئے ہیں تو شاید پرانی ندامت یاد کر کے کہ کہیں اب بھی نہ اٹھانی پڑے اس نے اسی دن میاں مرہم عیسےٰ کو لاہور تار دیا کہ فوراً کمک لیکر پہنچو۔ خیر اسی رات میاں مرہم عیسےٰ آگئے اور قمرالدین کی جان میں جان آگئی کہ اب پردہ ڈھک جائے گا۔ دوسرے دن ہمارے پاس چٹھی آئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں آنحضرت کے بعد امامت اور خلافت اور ولایت کا قائل ہوں لہذا حضرت اقدس نے لکھدیا ہے کہ رسول کریم کے بعد وحی رسالت بند ہے آپ بھی اپنے عقائد تحریر کریں تاکہ بحث شروع ہو جس کا جواب ہم نے اسی وقت تحریر کر کے انکے سیکرٹری بابو امام الدین کے نام بھیج دیا کہ یہ صاحب تو بطور مباحث غیر مبائعین کی جماعت کیطرف سے پیش ہوں تب درخواست مباحثہ منظور ہو سکتی ہے اسکے بعد غیر مبائعین کی چٹھی آئی اور اس میں غیر مبائعین کیطرف سے میاں مرہم عیسےٰ مباحث تجویز ہوئے اس کا جواب اسی وقت لکھ کر دیا گیا کہ مرہم عیسےٰ کی زبان اپنے قابو میں نہیں ہے کیونکہ جب یہ پچھلے سال یہاں آئے تھے تو انکی بحث خلافت کے مسئلہ پر میاں احمد سے ہوئی تھی اور یہ اچانک ہی گندی گالیاں دینے لگے تھے اگر ہم نے بطور اتمام حجت ان کا کہنا مان لیا۔ اور یہی ان کے مباحث مقرر ہوتے ہیں تو ہم انکے بھائی میاں ابوسعید (سعدی) کو بلوا لیویں گے کیونکہ وہ انکی نبض سے خوب واقف ہیں مگر ان کے آنے میں کچھ دن لگیں گے۔ ہاں اگر میاں قمرالدین کو آپ نے پیش کرنا ہے تو بہت جلدی جواب دیویں ہم انکے بالمقابل میاں احمد گھڑی ساز کو پیش کرتے ہیں اور فریقین کو بحث کے وقت کسی سے مدد لینے کی اجازت نہ ہوگی۔ اسکے جواب میں انکی چٹھی آئی کہ ہم میاں قمرالدین کو اپنی طرف سے مباحث پیش کرتے ہیں اور آپ اپنے مباحث کے عقائد سے مطلع فرماویں۔ اسکے جواب میں ہم نے میاں احمد گھڑی ساز کے عقائد اسی کی قلم سے لکھوا کر بھیجدیئے:

اور وہ یہ ہیں

میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی یقین کرتا ہوں ہاں براہ راست اور صاحب شریعت نبی نہیں مانتا۔ رسول کریم کا تبع نبی مانتا ہوں۔ مگر پہلے نبیوں کی نبوت اور حضرت مسیح موعود کی نبوت کو بلحاظ نفس نبوت یکساں جانتا ہوں صرف حصول نبوت کا فرق ہے جو نفس نبوت میں خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ اور یہی حضرت اقدس کا مذہب ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ میں نبی اور رسول ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت لانے کے (ایک غلطی کا ازالہ)

والسلام خاکسار احمد گھڑی ساز جہلم

اس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ شیخ قمرالدین بحث کے لئے تیار ہیں۔ صبح ۲۰ ستمبر ۱۵ء کو قصابان والی مسجد میں آپ آجائیں اور بحث صرف حضرت صاحب کی کتابوں پر ہوگی ہم نے اس طریق بحث کو غلط سمجھ کر اسکے جواب میں جو طریق بحث لکھ کر روانہ کر دیا وہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) بحث قرآن مجید سے شروع ہوگی اور اس مسئلہ پر ہوگی کہ قرآن مجید اور لغت عرب میں نبی کے کیا معنے ہیں اور ان معنوں کی رو سے حضرت اقدس نبی ہو سکتے ہیں یا نہیں +

(۲) شرائط نبوت پر بحث ہوگی کہ قرآن مجید نے نبی کے کیا شرائط پیش کئے ہیں اور وہ شرائط حضرت مسیح موعود میں کامل طور پر پائے جاتے ہیں یا نہیں +

(۳) علامات نبوت پر بحث ہوگی کہ جب نبی دنیا میں مبعوث ہو تو اس وقت قرآن مجید نے کن علامات کا ظاہر ہونا بیان کیا ہے اور وہ علامات اسوقت ظاہر ہو چکی ہیں یا نہیں اور بموجب ان علامات کے کسی نبی کا مبعوث ہونا ضروری ہے یا نہیں +

(۴) اس پر بحث ہوگی کہ جو کلام الٰہی حضرت مسیح موعود پر نازل ہوا اس میں آپ کو نبی اور رسول کہا گیا ہے یا نہیں اگر کہا گیا ہے تو کیا جزوی اور ناقص یا اسی طرح جس طرح انبیائے سابقین کو +

(۵) حضرت اقدس کی کتابوں پر بحث ہوگی کہ حضرت اقدس نے جو دعویٰ نبوت کیا ہے کس طرح کا کیا ہے اور قرآن مجید کی کن کن آیات سے استدلال فرمایا ہے اور وہ آیتیں کن نبیوں کا ذکر کرتی ہیں آیا جزئی کا یا کامل انبیاء کا اور اسی پر بحث ختم ہو جائے گی۔ اس طریق بحث کو منظور فرما کر صبح ۲۱ ستمبر ۱۵ء کو مسجد احمدیہ نئے محلہ میں بمعہ اپنے رفقاء کے تشریف لاویں اور بحث شروع کر دیں۔ یہ چٹھی جب بابو امام الدین صاحب کی معرفت میاں قمرالدین کو ملی تو اسکو پڑھ کر قمرالدین بہت جوش میں آیا کہ ابھی اس کا جواب دندان شکن دونگا لیکن الٹا اسکے بل گرا کہ اپنے ہی سب دانت ٹوٹ گئے اور مرہم عیسےٰ جو لاہور سے اس کے لئے آیا تھا۔ اس کا پھایا بھی کارگر نہ ہوسکا اور دن کے ۱۲ بجے تک کوئی جواب نہ آیا۔ آخر لاچار ہو کر ہمارے بھائی سلطان محمد بہ طلب جواب میاں قمرالدین صاحب کے مکان پہ گئے کہ اس چٹھی کا جواب جلدی دو کیونکہ صبح چھ بجے بحث شروع ہونی ہے اس کا جواب کون دیتا کیونکہ قرآن مجید پر بحث کرنے سے تو حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت ہوتی تھی اور یہ موت کا پیالہ ان کے لئے پینا مشکل تھا۔ اور ان کا کذب ظاہر ہوتا تھا۔ اس لئے کہہ دیا کہ ہم اس کا جواب نہیں دیتے کیونکہ وقت گذر گیا ہے۔ افسوس ایسے مباحث پر کہ جب حق کھلنے پر آوے تو میدان سے ...... بھاگ نکلے اصل بات یہ تھی کہ میاں مرہم عیسےٰ کو بلایا جاتا تھا۔ تو اس بزدل کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ چوٹیں تو سخت لگیں گی لیکن مرہم کا پھاہا کون لگانے گا۔ لیکن اسے بیچارے کو یہ معلوم نہیں کہ ان زخموں پر مرہم عیسیٰ کی پٹی کام ہی نہیں دے سکتی اگر یہ پیغامی کسی قسم کی کذب بیانی کرے تو ہمارے پاس وہ ساری خط و کتابت موجود ہے جو بحث کے متعلق ہوئی تھی +

(۶) اگر جہلم کی پیغامی پارٹی اب بھی بحث کرنا چاہے تو ہم بفضلہ بالکل بحث کرنے کو تیار ہیں + الٰہی بخش اتالیق یورپین

سیکرٹری انجمن احمدیہ جہلم مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء

مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے بحث

الفضل کے کسی پچھلے پرچے میں ایک چٹھی چھپی تھی جس میں کہ ثناء اللہ سیالکوٹی نے بحث کے لئے لکھا ہے ابھی ہم نے جواب نہیں دیا۔ اسکے بعد کے حالات کا احباب کو انتظار ہوگا سو مختصر لکھتا ہوں۔ کہ اسکے جواب پر وہ شرائط لکھکر بھیجے گئے جو الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ میر موصوف نے پہلے لیت و لعل کی اور پھر وفات مسیح کے متعلق بحث کرنے پر آمادگی ظاہر کی مگر جب اچھی طرح دبایا گیا تو اس کے جواب میں یہ دیا کہ جب آپ بلائیں گے تو آؤنگا۔ لیں آپ ہی اجازت لیں اور امن کے ذمہ دار ہوں اور نیز احمدی مناظروں کی طرف سے پانسو روپے ضمانت دیجئے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ وفات مسیح کی بحث کے بعد بھاگ نہ جائیں ادھر سے جواب لکھا گیا بہت اچھا۔ آپ کیلئے آئیں۔ ہم خود ہی سرکار سے اجازت لینگے اور خود ہی حفاظت کے لئے پولیس کا بندوبست کریں گے ضمانت بھی ہم داخل کرینگے مگر آپ بھی ضمانت دیں کیونکہ ہمیں بھی اندیشہ ہے کہ آپ حیات مسیح کا پرچہ دے کر جواب سننے کے وقت یا دوسرے روز وفات مسیح کی بحث میں بھاگ نہ جائیں۔ اس پر میر ابراہیم نے ضمانت دینے سے انکار کیا اور امن وغیرہ دیگر شرائط کے متعلق لکھا کہ پھر لکھوں گا حالانکہ اس سے پہلے سب کچھ تسلیم کر چکا تھا۔ اور ایسا کیوں نہ کرتا جب کہ میر سیالکوٹی اسی ثناء اللہ امرتسری کا دوست ہے جو سرانواں (ضلع ...) میں سب شرائط طے ہو جانے کے بعد ٹھیک اسوقت جبکہ فریقین مباحثہ کے لئے بیٹھ گئے صرف ایک پریزیڈنٹ کے آنے کا انتظار تھا۔ اس بہانے سے فرار کر گیا۔ کہ **سوال** جو صداقت مسیح موعود کے متعلق ہوگا وہ میں نہیں کروں گا جو پہلے خود انہی مخالفین کیطرف سے قرار پا چکا تھا اور تمام بحث کی بنیاد تھا (یعنی اسی سوال کے حل پر اس مباحثہ کا سامان ہوا تھا) بلکہ وہ سوال کروں گا جو میرا جی چاہے۔ اس سے پہلے آخری تقریر کا وقت جو احمدی مناظر کیطرف سے ہونیوالی تھی ایک گھنٹہ سے یا گھنٹہ پھر دس منٹ تک کرنے پر اصرار کیا تھا جو احمدیوں نے بہ نظر اتمام حجت مان لیا جب یقین ہو گیا کہ یہ پیالہ نہیں ٹلیگا تو پھر مذکورہ بالا عذر بار پیش کیا۔ اور یوں شیر اسلام کے زبردست پنجے سے اپنی جان چھڑائی۔ اسی طرح میر ابراہیم سیالکوٹی پہلے تو دعوی کر بیٹھا۔ مگر جب دیکھا کہ خدام فضل عمر میری حقیقت آشکارا کر دیگے تو طرح طرح کے بہانے بنانے لگا ہمارے دوستوں کو پانچ روز ٹھہرنے کی اجازت تھی اس لئے وہ تو واپس چلے آئے اور مزید خط و کتابت سیالکوٹ کے احباب کے سپرد کر آئے ہیں۔

(اکمل)

سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جو عظیم الشان قومی اور دینی ضرورت سالہا سال سے محسوس ہو رہی تھی اسکی تکمیل کا وقت آ گیا حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کا عہد سعادت بہت بڑی ترقیوں اور کامیابیوں کا عہد ہے جسکی واقعات شہادت دے رہے ہیں۔ اور دینگے۔ گزشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت خلیفہ ثانی نے اپنی تقریر علافت میں سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت کا بھی اظہار فرمایا تھا۔ بلکہ اس سے بہت پہلے حضرت خلیفہ ثانی نے ایسے وقت جبکہ آپ ابھی خلیفہ نہیں ہوئے تھے اس کام کے لئے ایک عہد کیا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی ہے کہ میں انکے عہد سعادت میں اس عہد کے پورا کرنے کی سعادت حاصل کر لوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ ایک اہم اور ضروری کام ہے اور وہ ہزاروں صفحات کا مجموعہ ہوگی اتنی بڑی ضخیم کتابوں کی اشاعت کا عام اصول یہ ہے کہ وہ مختلف اجزا میں شائع ہوتی رہیں میں نے بھی اس سیرۃ کی اشاعت کا یہی طریق پسند کیا ہے ۔

ہر ایک حصہ کم از کم **سو صفحہ ۲۲ × ۲۹** پر ہوگا اور پہلا حصہ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۵ء تک انشاء اللہ العزیز چھپکر شائع ہو جائے گا۔ یہ کتاب دو قسم کے کاغذ پر شائع ہوگی اعلیٰ اور معمولی۔ اعلیٰ درجہ کی کتاب مجلد ہوگی۔ مجلد کی قیمت عہ اور غیر مجلد کی ۱۲؍ ہوگی یہ واقعات بتائینگے کہ احمدی قوم اپنے سید و مولیٰ و آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی کی اشاعت کے لئے کس قدر جوش رکھتی ہے اپنی درخواست میں مجلد یا بے جلد کی صراحت کرو۔ تمام درخواستیں خاکسار کے نام آنی چاہئیں۔ جن احباب سے مجھے خصوصیت سے تعلق ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے وہ فدائی ہیں انکے نام کتاب شائع ہوتے ہی بذریعہ وی پی بھیجدی جائیگی تاہم درخواستوں کو مقدم کیا جائے گا۔ کتاب مطبع میں جا رہی ہے اور ۳۰ ستمبر تک اسکی اشاعت کا بحمد اللہ یقین ہے۔ والامر عند اللہ

یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم و مرتب سیرۃ مسیح موعود قادیان

سیدنا نورالدین رض کی طبی یادگار

جماعت احمدیہ کا شائد ہی کوئی فرد ایسا ہوگا جس پر مولانا رضی اللہ عنہ کا طبی احسان نہ ہو میری بہت آرزو ہے کہ آپ کے طبی فیض کو جاری رکھا جائے جیسا کہ وہ بذریعہ آپ کے بہت سے ارشد تلامذہ مثل مفتی فضل الرحمن صاحب وغیرہ ایک صورت میں جاری بھی ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ خالص حضرت مولانا کے نام پر ایک شفاخانہ ہو اور اس میں اسی طریق پر مریضوں کا علاج کیا جائے جیسا کہ مولانا مرحوم فرماتے تھے یعنی ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری طب کا مجموعہ اسکے لئے بہت بڑی سکیم بن سکتی ہے مگر فی الحال اتنی ہمت تو کرنی چاہیئے۔ کہ کم از کم **دو سو** احباب ایک ایک روپیہ چندہ دیں۔ اور اس سرمایہ سے مولوی غلام محمد صاحب قادم خاص جو نہایت صالح اور نیک نفس انسان ہیں اور جو مولانا مرحوم کی طبی ڈاک کا جواب دیتے اور زیر علاج مریضوں کے لئے نسخہ نویسی کرتے تھے اور جنکی حضور نے خاص طور پر تربیت فرمائی شفاخانہ نوریہ کو چلائیں اور بیرونجات سے احباب بھی فائدہ اٹھائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے فیض یافتہ احباب اس تجویز کی طرف توجہ فرمائینگے۔ مولوی غلام محمد صاحب ابھی اپنے مقدور کے مطابق یہ کام کرتے ہیں مگر اس فیض کو وسیع کرنا چاہیئے اور اس کے لئے سرمائے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی مخفی نہ رہے کہ مجھے اس بارے میں مولوی صاحب موصوف نے کسی قسم کی تحریک نہیں کی نہ ان سے ذکر کیا

(اکمل)

درس قرآن شریف حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی حکیم نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن شریف کے مکمل تفسیری نوٹ سورہ فاتحہ سے لیکر والناس تک علوم و معارف کا بے بہا ذخیرہ ضخیم چارسو صفحہ تقطیع کلاں قیمت چار روپیہ فی نسخہ علاوہ محصول ملنے کا پتہ۔ **دفتر الفضل قادیان۔**

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

مولوی محمد علی صاحب کے کئے ہوئے ترجمہ قرآن سے متعلق

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء

(خود حضرت ممدوح کی نظرثانی کے بعد شائع ہوا)

حضور نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا :-

اجتماع جمعہ کا فائدہ خطبہ جمعہ بہت سی قومی ضروریات کی طرف جماعت کو متوجہ کرنے کے لئے ایک مفید اور بابرکت موقع ہوتا ہے۔ لوگوں کو جمع کرکے کچھ سنانے میں بڑی بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ کہیں سکرٹری درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو ایک ضروری بات پیش کرنی ہے۔ سب لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ کہیں سکرٹری لوگوں کے گھروں پر پہنچ کے لئے جاتے ہیں کہ پچھلے اجلاس میں بہت سے ممبر نہیں آئے تھے اسلئے کورم پورا نہ ہو سکا۔ چونکہ ایک بہت ضروری بات ہے اسلئے آپ ضرور آئیں۔ اسطرح کرنے سے بھی کوئی آتا ہے اور کوئی نہیں آتا۔ لہذا ممبروں کو اکٹھا کرنے کی پھر کوشش کی جاتی ہے۔ اور اسطرح مہینوں کے انتظار اور بہت سی کوششوں اور منتوں سے کہیں جاکر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور بات سنائی جاتی ہے لیکن پھر مجلس میں وہ شور مچتا ہے کہ الامان! ایک ادھر سے بولتا ہے ایک ادھر سے پوچھتا ہے۔ چاروں طرف سے آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ اگر میری بات نہ سنی گئی تو اندھیر ہو جائے گا۔ سب کا یہی خیال ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسی بات جو لوگوں کے لئے مفید اور نفع رساں ہو سکتی ہے تو وہ میری ہی بات ہے۔ چونکہ ہر شخص اپنی رائے کی بڑی عزت اور قدر کرتا ہے اس لئے اس کا دل اسے ملامت کرتا ہے کہ مجلس میں چپ نہ بیٹھنا۔ اگر چپ رہا تو لوگ اس بات سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے جو تمہارے دل میں ہے۔ اسلئے تم خدا کے حضور گنہگار ٹھہرو گے اور اخلاقی رنگ میں بھی مجرم ہو گے تو چونکہ ہر ایک کا یہی خیال ہوتا ہے اسلئے سارے کے سارے شور مچاتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی کی بھی نہیں سنی جاتی۔ اور یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ اگلی میٹنگ میں یہی بات پھر پیش ہو۔ تمام انجمنوں اور کمیٹیوں کا اسی طرح ہوتا ہے۔ حتےٰ کہ تمام حکومتوں کی پارلیمنٹوں کا بھی عموماً یہی حال ہے کہ لوگ چیختے چلاتے اور شور مچاتے رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ وزراء کو تنگ آکر بحث کا وقت مقرر کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک مقررہ وقت کے بعد لوگوں کے شور کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ووٹ لے لیا جاتا ہے لیکن باوجود اس کے جب وزراء اٹھ کر کوئی بات سناتے ہیں تو شور پڑ جاتا ہے کوئی کہتا ہے بیٹھ جاؤ۔ غرض دنیا کی انجمنوں اور کمیٹیوں کا برا حال ہوتا ہے اول تو ان میں کوئی بات سنانے کا موقع ہی کم ملتا ہے اور اگر ملے تو اتنے سنانے والے ہوتے ہیں کہ سننے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی سنانے والا کھڑا بھی ہو جائے۔ تو اسپر راؤں اور اعتراضوں کی وہ بوچھاڑ ہوتی ہے کہ بیچارا کوئی تقریر بھی نہیں کر سکتا ۔

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک ایسی نماز رکھ دی ہے جسمیں شہر اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کا شامل ہونا فرض ہے۔ اس کے لئے کوئی ضرورت نہیں کہ سکرٹری لوگوں کے آگے لجاجت اور منت سماجت کریں۔ ایجنڈے لکھیں اور کلرک قلمیں گھسائیں اور پھر بھی مجلس ملتوی ہو جایا کرے۔ بس ایک آدمی خواہ مسافر ہی ہو جب کھڑا ہو کر کہتا ہے حی علی الصلوٰۃ۔ تو چاروں طرف سے جن لوگوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی ہے بھاگتے چلے آتے اور ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر سب اکٹھے ہو کر اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کچھ سنیں۔ ایک آدمی آتا ہے اور سنانا شروع کر دیتا ہے۔ اب یہ کمیٹی شروع ہوئی دوسری کمیٹیوں میں یہ طریق ہوتا ہے کہ ایک آدمی سنانا شروع کر دیتا ہے اور دوسرے شور مچانے لگ جاتے ہیں لیکن اس کمیٹی میں وہی لوگ جو دوسری کمیٹیوں میں شور مچاتے تھے بات بھی منہ سے بھی نہیں بول سکتا۔ کیوں؟ اسلئے کہ شریعت کا حکم ہے۔ کہ خطبہ میں بولنا نہیں چاہیئے۔ دنیا میں سلطنتوں کے وزیر جو کہ کروڑوں انسانوں کی ہمدردی اپنے ساتھ رکھتے ہیں جب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ایسی آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں کہ ٹھہرو ٹھہرو۔ سنو سنو۔ تم غلطی کرتے ہو وغیرہ وغیرہ لیکن اگر ایک بے علم اور بے کس خطیب بھی ہو تو بھی اس کے سامنے ایک عالم فاضل چپ سنتا رہیگا۔ کیوں؟ اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اور خطبہ میں کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا ہے کہ جو کچھ یہ کہیں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ اس لئے یہ خدا ہی کا حکم ہے۔ غرض یہ ایک بڑی لطیف مجلس ہے اس سے بہتر اور عمدہ اور کونسی مجلس ہو سکتی ہے۔ تمام وہ ضروریات قومی جن کا لوگوں کے کانوں تک پہنچانا اور جنہیں جماعت کی مدد اور مشورہ کی ضرورت ہوتی ہو اس میں بتائی جا سکتی ہیں۔ اس کے لئے نہ ایجنڈا تیار کرنا پڑتا ہے نہ ٹکٹ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے نہ کلرک ملازم رکھنے پڑتے ہیں ایک وقت مقررہ پر سب لوگ خود بخود اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں وہ بات پہنچا دی جاتی ہے۔ اور پھر اس مجلس میں جو بات شروع ہوتی ہے کسی کی مجال نہیں کہ ایک لفظ بھی زبان سے نکال سکے۔ دوسری مجلسوں میں ایک اور بات بھی ہوا کرتی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی ایک کھڑا ہو جائے تو پندرہ بیس بولنے لگ جاتے ہیں کہ بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ۔ پھر جب ان کی آوازیں نکلتی ہیں تو پچاس ساٹھ انہیں چپ کرانے کے لئے بول پڑتے ہیں۔ اسطرح سارے ہی بولنے لگ جاتے ہیں۔ اور ایک شور قیامت برپا ہو جاتا ہے لیکن اس مجلس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بولے بھی تو اسے چپ کرانے کے لئے بولو نہیں بلکہ اشارہ سے منع کردو یعنی اگر کوئی غلطی کرتا ہے تو بھی کوئی اسبات کا مجاز نہیں کہ اپنی زبان سے لفظ نکالے تاکہ اس طرح شور پیدا نہ ہو تو یہ کیسی پُرامن مجلس ہے۔ اور پھر اس مجلس کی یہ خوبی ہے کہ ناغوں کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ بلا ناغہ ہوتی ہے۔ اور ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ اور سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس میں شامل ہوں۔ غرض جمعہ کا خطبہ

ایک بہترین موقعہ ہے۔ جماعت کو اس کی ضروریات سے مطلع کرنے اور اہم امور قابل مشورہ لکھ دینے کا ۔

اسلام کا احسان

مسلمانوں پر یہ اسلام کا بہت بڑا احسان ہے۔ اللہ نے احسان کیا ہے کہ جماعت بندی اور جماعت کے کاموں کو احسن طور پر چلانے کے لئے یہ بہت بڑا احسان ہے۔ ورنہ کسی اور کسی مذہب نے جماعت کو جماعت بنانے کے لئے اور قومی کاموں کو اس خوش اسلوبی سے انجام دینے کے لئے ایسی کوئی تجویز نہیں کی۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے یہ ایک ایسا طریق بتایا ہے کہ اگر مسلمان اس پر چلیں تو ان کی تمام ضروریات حل ہو سکتی ہیں۔ غرض جمعہ کا خطبہ بہت سی ضروریات کو حل کرنے کے لئے مفید اور بابرکت اجتماع ہے جس میں بغیر کسی قسم کے جھگڑے اور فساد کے قوم کے سامنے ضروریات پیش کر دی جاتی ہیں ۔

ایک ضروری مسئلہ

چونکہ آج کل ایک ضروری امر درپیش ہے۔ جس کے متعلق جماعت کی رائے دریافت کرنا ضروری ہے اس لئے میں اسی اجتماع سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ گو پہلے بھی ایک دفعہ یہ سوال پیش ہو چکا ہے مگر چونکہ اس وقت اس کا موقع نہیں تھا اس لئے فیصلہ نہ کیا گیا۔ اب میں دوبارہ اس کو یہاں کے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور اخباروں والے اخباروں کے ذریعہ باہر کے لوگوں تک پہنچا دیں تاکہ سب لوگ اس پر غور کر کے مجھے جواب دیں ۔

تمہیں یہ بات سب واقف ہو گے کہ ایک بڑی رقم پر مولوی محمد علی صاحب نے صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہو کر ترجمۃ القرآن کا کام کیا ہے۔ اور انکی وہ چٹھیاں اور کاغذات جن میں وہ لکھتے رہے ہیں کہ ترجمۃ القرآن کے لئے مجھے فراغت چاہیئے۔ الگ مکان چاہیئے۔ پہاڑ پر جانے کی ضرورت ہے۔ نائب ایڈیٹر درکار ہے۔ مددگار مولوی کی ضرورت ہے۔ ٹائیپسٹ چاہیئے وغیرہ اس وقت تک موجود ہیں۔ پھر مولوی محمد علی صاحب کی یہ تحریر بھی موجود ہے کہ مولوی شیر علی صاحب کو ایڈیٹر بنا دیا جائے۔ اور مجھے ترجمۃ القرآن کے لئے [illegible] فارغ کر دیا جائے ۔

[illegible] چھ سال میں قریباً اڑھائی تین ہزار سالانہ خرچ [illegible] حساب سے پندرہ ہزار روپیہ اس کام پر خرچ ہوا۔ اسکے علاوہ اس کے متعلق [illegible] روپیہ خرچ ہوا ہے۔ [illegible] دو تین ہزار کے قریب ہے۔ یعنی مددگار مولویوں اور کلرکوں اور کتابوں وغیرہ کا خرچ مل ملا کر کوئی پانچ ہزار کے قریب بنتا ہے۔ کل بیس ہزار انداز سمجھ لو۔ یہ روپیہ جماعت کا اس کام کے لئے مولوی محمد علی صاحب پر خرچ ہوا ہے۔ انہوں نے جو کام کیا تھا وہ تمام کا تمام ساتھ لے گئے ہیں یہ بات آپ سب لوگ جانتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کو وہ اپنی ملکیت قرار دے رہے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ان کا دماغ خرچ ہوا ہے۔ پھر اور کیوں؟ اسلئے کہ انہیں ایک ایسا قانون مل گیا ہے کہ وہ اسکی رو سے اس پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ جس طرح پنجاب کے بہت سے مسلمان کہلانے والوں کو یہ قانون ملا ہوا ہے کہ بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے حصہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے وہ نہیں دیتے بیشک قرآن شریف میں آیا ہے کہ ان کو حصہ دو اور ضرور دو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ انکو حصہ دو۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی عقل اور اخلاق بھی مجبور کرتے ہیں کہ بیٹیوں اور بہنوں کو حصہ دیا جائے مگر باوجود اس کے مسلمانوں کو قانون جو مل گیا ہے کہ اگر نہ دیا جائے تو حرج نہیں۔ اس لئے یہ کیا کریں اسی طرح مولوی محمد علی صاحب کو کسی وکیل نے قانون بتا دیا ہے کہ باوجود اس کے کہ تم نے بیس ہزار روپیہ انجمن کا کھایا ہے لیکن پھر بھی تم انجمن کا ترجمہ ہضم کر سکتے ہو اس لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم ترجمہ نہیں دیتے۔ اب سوال یہ ہے کہ انکو تو کوئی قانون ملا ہے۔ اور ہمارے بھی خدا کے فضل سے قانون دان ہیں وہ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب بڑی آسانی سے پکڑے جا سکتے ہیں یہ تو قانون دان دیکھیں گے یا گورنمنٹ فیصلہ کرے گی کہ ان کا چوہدری زیادہ قانون دان ہے یا ہمارا لیکن پہلا سوال یہ ہے کہ ہمیں کوئی قانونی کاروائی کرنی بھی چاہیئے یا نہیں۔ پیچھے تو یہ معاملہ اس لئے رکھا گیا تھا کہ کسی اور طریق سے فیصلہ کر لیا جائے پھر یہ بھی خیال تھا کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ابھی ترجمہ کا کام کر رہا ہوں۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد مان جائیں لیکن اب مسلم انڈیا میں اشتہار چھپا ہے کہ جلدی قرآن کا ترجمہ شائع کیا جائے گا اسلئے اب اس بات کا جلدی [illegible] ہزار روپیہ جو اس کام پر خرچ ہوا ہے۔ اور مولوی صاحب اسی لئے ملازم رکھے گئے تھے اس کا کیا کیا جائے؟ یہ تو نہیں کہ انہوں نے ٹھیکہ پر کام کیا ہے۔ اسلئے اب کہدیں کہ آپ روپے لو ہم کام نہیں دیتے۔ انہیں تو ملازم رکھا گیا تھا اور ملازم کی اور حیثیت ہوتی ہے۔ ٹھیکہ دار کی اور۔ مثلاً ایک آدمی کو روپیہ دیا جائے کہ فلاں چیز بنا دو۔ گو اسکی ایمانداری اسی میں ہے کہ بنا دے۔ لیکن وہ ایسا بھی کر سکتا ہے کہ چیز بنا کر کسی اور کو دیدے اور روپیہ واپس کر دے۔ شریعت کے تو یہ خلاف ہے لیکن وہ بہانہ وغیرہ کر سکتا ہے مگر ایک ملازم جو ہر صبح شام اسی روپیہ سے کھانا حلق سے اتارتا ہے جو اسے تنخواہ میں دیا جاتا ہے وہی کپڑا پہنتا ہے جو تنخواہ کے ذریعہ حاصل کرتا ہے وہ کوئی بہانہ نہیں بنا سکتا کہ جو کام میں کر رہا ہوں وہ میرا اپنا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان سے یہ ترجمہ لیں یا نہ لیں۔ لینے کے لئے تو ہم ظاہراً اسلئے مجبور ہیں کہ اس پر سلسلہ کا روپیہ خرچ ہوا ہے اگر ترک کیا جائے تو یہ سلسلہ کی خیانت نہ ہو لیکن ایک اور پہلو بھی ہے وہ یہ کہ اسلام کی تاریخ سے بہت سے ایسے واقعات معلوم ہوتے ہیں کہ بعض لوگوں نے خیانتیں کیں۔ فساد اور شرارت پھیلائی۔ عداوت اور بغض میں بڑھ گئے مگر انبیاء کے سلسلہ نے یہی اختیار کیا ہے کہ چشم پوشی کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھا ہے۔ ان سے جہاں تک ہو سکا خیانت کو وصول کرنے اور شر و فساد کے دور کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سزا دہی کے لئے خدا تعالیٰ پر ہی نظر رکھی ہے۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ اسی عمل کی اتباع کریں پس اس سوال کا جواب کہ مولوی صاحب کی اس کارروائی کے متعلق کیا کیا جائے۔ ایک تو یہ ہے کہ عدالت تک معاملہ پہنچایا جائے۔ دوسرا یہ کہ خدا کے سپرد کیا جائے۔ ان دونوں پہلوؤں کے متعلق جماعت کو چاہیئے کہ غور کرے اور مجھے مشورہ دے کہ آیا خاموشی اختیار کی جائے یا عدالت میں یہ معاملہ لے جایا جائے۔ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ حرام چیز کسی کو ہضم نہیں ہوا کرتی۔ اور کسی نہ کسی رستہ سے ضرور باہر آجاتی ہے۔ چونکہ انہوں نے خیانت سے کام لیا ہے اس لئے وہ فائدہ تو کبھی نہیں اٹھا سکتے۔ ہم نے کوشش کر دی ہے

بار بار کہا گیا ہے یعنی کہ ایک ترجمہ ... سے ترجمہ نہیں کیا بلکہ اس ترجمہ والے ہے ... ہے۔ اس معاملہ کے متعلق جو میری رائے ہے وہ بھی میں بتا دیتا ہوں ۔ میری اپنی رائے میں زیادہ مفید اور مبارک یہ بات ہے کہ انکو چھوڑ ہی دیا جائے ۔ اور اللہ کے حوالہ کر دیا جائے ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فیصلہ ہوگا وہ انسانوں کے فیصلہ سے زیادہ صاف ہوگا کیونکہ وہ خالق و مالک ہے ۔ اور انسانوں سے زیادہ زبردست اور طاقتور ہے ۔ میرے خیال میں ان کا ترجمہ لے جانا ہمارے لئے بڑی بھاری فتح ہے ۔ انسان جوش اور عداوت میں جُرم کر تو لیتا ہے لیکن بعد میں خود ہی شرمندہ ہوتا ہے یہ ہمیشہ کے لئے ان کے گلے میں پھانسی کی طرح لٹکا رہیگا ہماری اور ان کی بحثیں تو ہوتی ہی رہینگی ۔ لیکن ہمیشہ انکو اس سوال کے آگے نادم ہونا پڑیگا کہ ایک فرقہ کا بانی سلسلہ احمدیہ کے روپیہ کو کس طرح قانون کا ... کرکے خورد برد کر گیا ۔ یہ چونکہ قومی اور جماعت کی خیانت ہے۔ شخصی نہیں ۔ اس لئے جماعت کے اختلاف ایسے ہیں کہ ہم پیش کر سکتے ہیں کیونکہ قومی جرائم کا پیش کرنا برخلاف ذاتی جرائم کے اچھا اور چھپانا جرم ہے ۔ اس لئے یہ ان کے نام پر ہمیشہ کے لئے دھبہ رہے گا ۔ اور اگر ہم لے لینگے ۔ اور انہیں مل بھی جائیگا تو اس خوبی سے ہم انہیں ملزم قرار نہیں دے سکیں گے ۔ پھر یہ کہ جس ترجمہ نے ترجمہ کرنیوالے کو کچھ فائدہ نہیں دیا وہ ہمیں کیا دے سکتا ہے وہ شخص جو پچھ سال قرآن پر غور کرکے یہ معنی کرتا ہے کہ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ ۔ اللہ منوا کر چھوڑ دو ۔ اس کا کیا ہوا ترجمہ ہمارے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے ؟ اگر ہم مقدمہ کرکے اس ترجمہ کو لینگے تو ہزار دو ہزار روپیہ جو خرچ ہوگا ۔ وہ بھی ضائع ہی جائے گا کیونکہ ایسا ترجمہ جس کے کرنیوالا کہتا ہے ۔ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ ۔ اللہ منوا کر چھوڑ دو ۔ ہم چھاپ نہیں سکتے ۔ اور اگر اس کی اصلاح کرکے چھپوائیں تو جو محنت اسپر کرینگے ۔ اس سے کم میں نیا کیوں نہ تیار کر لیں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول ایک مثال بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک عورت کے زیورات ایک چور لے گیا اس نے چور کی شکل رات دیکھ لی تھی ۔ ایک دن جو وہ گلی میں بیٹھی

ہوئی تھی تو وہی چور گذرا ۔ عورت نے کہا ذرا سننا ۔ وہ ڈر کے مارے بھاگا تو اس نے کہا کہ میں تمہیں پکڑوانا نہیں ... جب وہ ٹھہرا تو اس نے کہا کہ دیکھو تم سب زیور لوٹ کر لے گئے لیکن میرے ہاتھ میں پہلے سے بھی زیادہ موٹے کڑے ہیں اور تمہاری ٹانگوں پر وہی پہلی لنگوٹی ہے تو بیشک وہ اپنی طرف سے صفایا کر گئے ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ انکی لنگوٹی ہی رہے گی ۔ اور ہمیں خدا تعالےٰ اور کڑے دیدے گا ۔ پس چاہئیے کہ ہم بھی اسی طرح کریں اور کہیں کہ اگر ترجمہ لے گئے ہیں تو لے جائیں ۔ انہیں کے لئے وبال جان ہوگا ۔ ہمیں خدا تعالیٰ اس سے بہتر اور بہت بہتر دیگا ۔ اور ان شاء اللہ مبارک دے گا ۔ مفید تو وہی شے ہوتی ہے جو مبارک ہو ۔ بہت لیکچرار ایسے ہوتے ہیں جو بڑی لمبی لمبی اور فصیح تقریریں کرتے ہیں لیکن ان کا اثر نہیں ہوتا ۔ اور کسی اور کے ایک دو ... اثر کر جاتے ہیں ۔ اصل کلام بھی اسی کا ہے جسے خدا تعالیٰ سے اثر ملا ہو ۔ پس جبکہ ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ہم کو اس ترجمہ سے بہتر ترجمہ ہی نہ دیگا بلکہ بابرکت بھی دیگا تو پھر اس کے لینے کے لئے کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ دنیا میں صرف عمدہ تحریر کوئی شے نہیں بلکہ اس قابل التفات تحریر کا اثر ہوتا ہے جو صدق و اخلاص سے لکھی جائے ۔ اس وقت دنیا میں ایسے لوگ ہیں جن کی تحریریں علم ادب کا اعلیٰ نمونہ سمجھی گئی ہیں ۔ لیکن انہیں وہ کمال کہاں حاصل ہوا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا ۔ حالانکہ آپ اردو کے اشعار میں "جندا" بھی استعمال کر گئے ہیں لیکن ان اشعار کو پڑھ کر مخالف بھی ایسا متاثر ہوتا ہے کہ کھنچا چلا آتا ہے اور وہ شعر جو گھوٹ گھوٹ کر لکھے جاتے ہیں کچھ اثر نہیں کرتے ۔ پس ہمیں کسی کی لفاظی پر لٹو نہیں ہونا چاہئیے ۔ اور مفید اور بابرکت کی تلاش کرنی چاہئیے جو خدا تعالیٰ ہمیں ان شاء اللہ ضرور دیگا ۔ ہمارے کڑے پھر بھی بن جائینگے مگر ان کا یہ فعل انکے لئے ہمیشہ ذلت کا موجب رہے گا ۔ پس میری اپنی رائے یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم دو ہزار روپیہ خرچ کرکے ردی کاغذ جلانے کے لئے لا ڈالیں ۔ انہیں کہیں کہ یہ ترجمہ آپ ہی رکھیں ۔ اسلام جو دیہ ... ہے

جائیگا ۔ ایسی اور مفید کاموں میں کام آجائے گا ... چونکہ یہ جماعت کا معاملہ ہے اور ... جمع کرکے اسپر بہا کیا گیا ہے اسلئے ضروری ہے کہ ... تمام جماعت کے معلوم کرنے کے لئے ... میں نے خطبہ میں بات کو بیان کر دیا ہے ... غور کرکے مجھے اطلاع دے اور باہر کی انجمنیں بھی غور کرکے اطلاع دیں ۔ میرا خیال ہے کہ یہ جماعت کے مال کی خیانت ہے ۔ اس لئے انکے وہ تمام کاغذات اور درخواستیں جو ترجمۃ القرآن کے متعلق ہیں ۔ سب تفصیل وار ایک ٹریکٹ میں چھاپ دی جائیں ۔ اور نہایت کثرت سے یورپ امریکہ اور ہندوستان میں شائع کی جائیں ۔ اور تمام اخباروں میں بھی شائع کرا دی جائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ انکی طرف سے جو ترجمہ شائع ہونے لگا ہے اس کی حقیقت کیا ہے ۔ اور بجائے اس کے کہ عدالت میں روپیہ خرچ کیا جائے ۔ اس طرح خرچ ہو جس سے انکی نیت اور ایمانداری کا لوگوں کو پتہ لگ جائے تو یہ بہتر ہوگا ۔ تمام انجمنیں غور کرکے مجھے اطلاع دیں ۔ اور فیصلہ کرنے سے پہلے دعا بھی کرلیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا منشا معلوم ہو ۔ اگر خدا تعالیٰ کے منشاء میں یہی ہے کہ مقدمہ کیا جائے تو ہمیں کیا عذر ہے ۔ پس بہت دعائیں کرو اور پھر جو فیصلہ ہو اس سے مجھے اطلاع دو ۔ یہ ایک بڑا کام ہے سب کے جمع کرکے آرام ۔ سہولت اور اطمینان سے واقعات پر فیصلہ کرو اور استخارہ کرو ۔ گو اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ بذریعہ رؤیا یا الہام پتہ بھی لگے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی کو بتا دے تو اس سے بھی مجھے اطلاع دی جائے ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سیدھے رستہ پر چلنے اور اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق دے ۔

اطلاع

جن احباب کی خدمت میں "الفضل" کا پرچہ بطور نمونہ پہنچے وہ انکی خریداری یا عدم خریداری سے بہت جلدی اطلاع دیں ۔

(...) المشتہر

لکھنؤ سے ایک مخلص دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں [illegible] ایسے طوفان و خطرناک وقت میں جبکہ ہزاروں مکانات مسمار ہو گئے اور کئی لاکھ کا نقصان ہوا۔ احمدی افراد اور انکے مکانات کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھا فالحمد للہ علی ذالک۔

حضور نے انکو اپنے دست مبارک سے جواب لکھا۔ مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا کارڈ ملا۔ الحمد للہ کہ آپ اور دیگر احمدی خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا حافظ و ناصر ہو۔ اہل لکھنؤ اگر غور کریں تو صحنوں میں ندیاں چلتی ہوئی دیکھکر مسیح موعود کی صداقت کا قبول کرنا ان کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ لیکن افسوس کہ دل مر گئے ہیں۔ والسلام

ضرورت شادی منشی تصدق حسین صاحب ساکن [illegible] قوم خواجہ ایک صالح نوجوان ہیں تین ماہ گزرے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ مخالفت کے باعث جہاں پہلے نسبت تھی وہاں قطع تعلق ہو گیا ہے پہلے شادی نہیں ہوئی۔ گذارہ خاصہ ہے جو دوست ان پر احسان

خبریں

جنگ شملہ کے پیغامات تار مورخہ ۲۷ ستمبر کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

روسی افواج نے اپنے محاذ کے تین مقامات سے آسٹرو جرمن سپاہ کو بھگا دیا اور ولینا سے پسپائی کے وقت ان کی جو نازک حالت تھی اب ویسی نہیں رہی ہے۔ انہوں نے ولینا سے جانب مشرق ۶۴ میل کے فاصلہ پر مقام ویلکا چھین لیا ہے۔ جنوب میں قلعہ لٹک پر بھی قابض ہو گئے ہیں اور وسط میں غنیم کو نہر پار بھگا دیا۔ روسی اعلان مظہر ہے کہ ریگا سے ۲۷ میل مشرق اور دریا سے ڈونا سے ۶ میل جنوب مغرب میں جن دیہات کو جرمن دوبارہ لینا چاہتے تھے ان پر روسی ابتک متصرف ہیں ضلع ڈونسک میں لڑائی جاری ہے۔ اس سے ۱۲ میل جنوب مغرب اور ۲۰ میل جنوب کی طرف علاقہ تحصیل میں بھی ایک جان توڑ مسلسل جنگ ہو رہی ہے [illegible] ویلکا سے سنگینوں کے شدید دباؤ دینے نے دشمن کو

توپ سے [illegible] کی گرفتار شدہ توپیں جرمن انہی کے خلاف کام آئیں لوڈ وگراڈک سے ۲۰ میل جنوب کی طرف لڑائی میں غنیم کو نقصان کثیر سے پسپا کیا گیا۔ وسطی علاقہ لٹک میں ۲۲ ستمبر کی شب کو خاص کر بہت کامیاب رہا شمال کے دیہات پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ جنگ کے علاوہ اسی افسر ۴۰ ہزار جوان بھی گرفتار کئے۔ اگلے دن روسیوں نے قصبہ اوڈیل وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

مغربی محاذ میں دشمن کے توپخانہ نے برٹش محاذ پر بہت مستعدی دکھلائی مگر ادہر سے جواب بھی بڑے کاری دیئے گئے۔ ہمارے طیارہ والے ولینشین کے قریب دشمن کی راہ آمد و رفت پر کامیاب دھاوا کیا۔ فرنچ محاذ پر بھی طرفین سے شدید گولہ باری ہوئی۔

اطالین محاذ کی کوئی خاص خبر قابل ذکر نہیں ہے اور ٹرسیٹ کی طرف اب اطالوی غالباً مزید ترقی نہ کر سکیں۔ مگر ٹرینٹو اور پاس کی وادیوں میں انکو اپنا جنگی مقصد حاصل ہو گیا ہے اور اس وقت وہ ان حصوں پر پورے طور سے قابض ہیں جن میں سے گزر کر پہلے لومبارڈی پر غنیم کا حملہ ہو سکتا تھا۔

بلغاری افواج کی نقل و حرکت مدنظر رکھکر گورنمنٹ یونان نے بھی اپنی بحری اور فوجی طاقت کے اجتماع کا جنرل آرڈر جاری کر دیا ہے۔

رلیوٹر کی تار خبر (۲۷ ستمبر) سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن بیڑا بالٹک سے قرار واقعی طور پر روانہ کیل ہو گیا ہے۔ اس کے جنگی جہاز مولٹکی میں ۲۴ مربع گز کا ایک شگاف ہے جس کی ہفتوں میں بھی مرمت نہیں ہو سکتی۔

بلجیک سپاہ بھی اب آگے بڑھ گئی ہے اور جرمن دریا ئے یسر کے نگران بعض گز خندق خالی کر دینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

فرنچ افواج نے تمام گرفتار شدہ مورچوں پر اب پورا پورا قبضہ کر لیا ہے۔ علاقہ شامپین میں تمام محاذ پر جنگ جاری ہے۔ اور متعدد مورچے ہمارے قبضے میں آگئے ہیں۔ جن پر دشمن ابتک جما ہوا تھا گرفتار شدہ جرمن افسروں کی [illegible]

سومی کے شمال میں [illegible] ہو رہی ہے۔ گوشیہ میں بھی فرنچ توپیں جرمن توپوں کا جواب دے رہی ہیں۔ میوز اور موزیل میں طرفین سے شدید گولہ باری ہو رہی ہے و ونگس میں [illegible] جنگ جاری ہے۔

یونان جنگ کی تیاری میں سرگرمی سے [illegible] بموجب نیم سرکاری اعلان [illegible] نیز ہمسایوں کی فوجی نقل و حرکت سے [illegible] سوئٹزرلینڈ کی طرح اپنی آزادی و حفظ حقوق کیلئے مسلح و مستعد ہے۔

قسطنطنیہ میں جنگ جاری رکھنے پر شیخ الاسلام کے مستعفی ہو جانیکو بڑی اہمیت دیجا رہی ہے۔

پولینڈ میں جرمنوں کے ماتحت کاریگر بھوکوں مر رہے ہیں ورنہ بیکاری کا ذور ہے کارخانے بند پڑے ہیں۔

بلجیم میں تباہ شدہ قصبات کی از سر نو تعمیر زیر غور ہے مگر یہ کام علاقہ دشمن سے بالکل پاک ہونے پر شروع ہوگا

فرانس میں آرٹاس کے شمال کیطرف حالت بدستور ہے۔ وہاں تا حال (۱۵۰۰) قیدی ہمارے ہاتھ آئے ہیں علاقہ شامپین میں جنگ برابر ہو رہی ہے۔ وہاں بھی جرمنوں کی بہت سی خندقیں افواج متحدہ لے چکی ہیں۔ پیرس کے علاقہ میں دشمن کا حملہ ہو گیا مگر اس کے شمال و جنوب وغیرہ میں برٹش افواج کی پیشقدمی جاری ہے۔ پہلے پہنے دشمن کے کئی جوابی حملے پسپا کئے اور اس کے (۲۷۰۰) جوان ۵۳ افسر ۱۸ توپیں اور ۳۲ کلدار توپیں گرفتار کیں۔

دردانیال کی جنگی کارروائی پچھلے دنوں میں زیادہ تر ہوائی حملوں گولہ باری اور سرنگیں اڑانے پر مشتمل تھی جو گیلی پولی میں ہوتی رہی۔ ۲۴ تاریخ کی شب کو ترکوں نے فرنچ پٹرولوں پر کئے چھوڑ دیئے تھے جو سب بیکار گئے۔ روسی جنرل کو جنوبی روس میں ایک اور بڑی فتح حاصل ہوئی غنیم کے ہزارہا آدمی گرفتار کئے۔ **جنوبی میدان** معرکہ سے مزید خوشخبری یہ ہے کہ روسی سرحد رومانیہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

پیٹروگراڈ کی سرکاری خبر ہے کہ علاقہ ڈونسک میں پھر غنیم کا حملہ شروع ہو گیا ہے غنیم کے کئی حملے پسپا کئے جا چکے ہیں۔ دیلکا کے جنوب میں جنگ شدید نتیجہ ہوئی جہاں ایک ہزار کے اوپر قیدی [illegible] ہاتھ آئیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء

سب سے بڑی ضرورت

اگست کی اخیر اور ستمبر کی پہلی اشاعت میں ہم اپنی قوم کو ان باتوں پر توجہ دلا چکے ہیں جن کا ہر احمدی بھائی کو بہت خاص خیال ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد ہمارا ارادہ تھا کہ دو جملہ امور یکجائی طور پر پھر اکر جماعت کو یاد دلا ... جائیں جن پر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے گذشتہ جلسہ کے موقعہ پر اپنی ایک تقریر کے دوران میں بہت زور دیا تھا۔ لیکن چونکہ محولہ بالا دو اشاعتوں میں اور نیز ما قبل و مابعد مضمون میں ان میں سے بیشتر باتوں کی اہمیت معرض بیان میں آ چکی ہے اور چونکہ جلسہ کا وقت پھر قریب آ رہا ہے اتنی مہلت باقی نہیں ہے کہ مختلف معاملات پر جدا جدا تفصیل و وضاحت سے بحث کیجائے اور اس کے بعد بھی قوم کو **کافی وقت** ان پر غور یا ان کے متعلق عملی کارروائی کرنے کے لئے مل سکے۔ لہذا ہم سر دست ان امور کا اعادہ کسی دوسرے موقعہ مناسب کے لئے **ملتوی** کرتے ہیں۔ کیونکہ بہت سی چھوٹی یا بڑی ضرورتیں جو ہمیں آج در پیش ہیں بالکل ممکن ہے کہ آئندہ بھی ان پر توجہ کو بہر حال ہمیشہ غور و توجہ کرنی پڑیگی۔ تمام اہم سے اہم تجاویز اور قیمتی سے قیمتی مشورے اپنے عملی نتائج کے لحاظ سے ہی قابل قدر یا لائق التفات ہوا کرتے ہیں ورنہ خیالی پلاؤ یا زبانی لن ترانی سے تو کچھ بھی فوائد و برکات مترتب نہیں ہو سکتے۔ پس اسوقت ہمارا کام یہ ہونا چاہیئے کہ جو معاملات بلحاظ اپنی اہمیت کے قوم کی فوری توجہ کے محتاج ہیں اور جن میں حرج واقع ہونے سے جماعت کی بہت سی مصالح پر آئندہ پھر بھی نامبارک اثر پڑ سکتا ہے ان کو جملہ دیگر امور پر مقدم کیا جائے۔ پنجابی میں ایک مشہور مثل ہے کہ آگے دوڑ پیچھے چوڑ۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اگر ہمیشہ نئے نئے خوشنما مقاصد ہی کے پیچھے پڑتے رہیں اور ... مسلمہ ضروریات کی طرف اپنی توجہ مبذول نہ کیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے سب کام ادھورے رہیں گے اور ہمکو بعض مزید کے عارضہ خطرناک سے چھٹکارا پانا دشوار ہو جائیگا۔

یہاں اس امر کی توضیح بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جو باتیں حضرت صاحب نے جلسہ والی تقریر میں ضروری و توجہ طلب بتلائی تھیں وہ بجائے خود ایسی نہیں ہیں کہ انہیں دیگر امور کی وجہ سے موخر کیا جائے۔ بلکہ وہ زیادہ تر تو اس قسم کی ہیں کہ بلا لحاظ ترود اہتمام موقعہ کے ہمیشہ مد نظر رکھی جا سکتی ہیں۔ اور ملحوظ رکھی جانی بھی مثلاً نماز با جماعت کی پابندی ادائگی زکوۃ کا التزام۔ قرآن کریم کا سمجھکر پڑھنا وغیرہ لیکن چونکہ ابھی میں سلسلہ کی موجودہ ضروریات پر بھی زور دیا گیا ہے۔ لہذا انہی ارشادات کے ماتحت جماعت کا یہ اہم ترین **فرض** ہے کہ اگر کوئی نئی تجویز زیر بحث آئے تو خواہ وہ کتنی ہی بظاہر زور دار و دلکش ہو۔ پہلے جماعت کی حالت اور سابقہ مسلمہ ضروریات کو پیش نظر رکھ لیں۔

جو سوال ہمنے اس وقت اٹھایا ہے یہ کوئی سرسری و معمولی بات نہیں۔ یہ نہایت اہم **اصولی بحث** ہے جسے ہم **عالم الغیب** نہیں ہیں کہ ہر معاملہ کے انجام کو سمجھ سکیں۔ نہ ہم **قادر مطلق** ہیں کہ تمام پیش آنیوالی مشکلات کے نشیب و فراز کا رخ اپنے مفاد و مصالح کی طرف پھیر سکیں اور مآل کار ہمیشہ ہمارے ہی حق میں سود مند ہو اسی طرح چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ ہمارے امام مفترض الطاعت ہیں اور خدائی انتخاب کی بنا پر ہم سب ہی جماعت کے مقتدی و پیشوا ہیں لہذا کسی امر میں جو کچھ آپ کا ارشاد ہو اس سے سرتابی کرنا بھی کسی حال میں ایک سچے احمدی کا کام نہیں۔ لیکن جب تک کسی بارہ خاص میں صراحۃً حضرت ممدوح کا کوئی حکم یا منشاء اور اخیر فیصلہ صادر نہ ہو۔ اس وقت تک **آزادی رائے** کے قیمتی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے بھی کیا ہماری ذمہ داریاں ہم پر یہ لازم نہیں کرتیں کہ ہوشمندی و مآل اندیشی سے کام لیکر جماعت کی موجودہ حالات و ضروریات کو ان کی واجبی اہمیت دیں۔

جہاں تک ہمنے غور کیا ہے اس وقت جماعت کے سامنے دو باتیں سب سے زیادہ زبردست اور محتاج توجہ ہیں اول **صدر انجمن** کو آئے دن کی مالی مشکلات میں امکان بھر دینا دوسرے صیغہ **ترقی اسلام** کو زیادہ وسعت و تقویت دینا۔ ہم کافر نعمت نہیں ہیں۔ جماعت کی اب تک کی خدمات و توجہات کو نظر انداز نہیں کرتے نہ ہم کو اس بات سے ایک ذرہ بھی مایوسی ہے کہ آئندہ جو اہم معاملات و ضروریات سلسلہ عالیہ کو پیش آنے ممکن ہیں ان میں وہ (قوم احمدی) معاذ اللہ قاصر ہمت یا سنگدل و پست حوصلہ ثابت ہوگی کیونکہ یہ جماعت خدا کی قائم کردہ ہے اور اس کے ہر معاملہ میں خدا تعالیٰ خود کفیل و کارساز ہوتا ہے اس لئے جو امر بھی کسی وقت بطور ایک ضرورت حقہ کے سچی سچی توجہ مانا جائے۔ اس سے جماعت انشاء اللہ ہرگز بے پروا نہ ہوگی۔ مگر تاوقتیکہ وہ امر غور و تامل کی حد سے نکلکر **طے شدہ** ضروریات کی ذیل میں شامل نہ ہو لے ہم پر واجب ہوگا کہ موجودہ **اہم معاملات** کی طرف سے اپنی توجہ کسی اور طرف منعطف کر کے انہیں ضعف نہ پہنچنے دیں۔

ہمنے صدر انجمن کی مالی حالت کو تقویت پہنچانا اور نیز صیغہ ترقی اسلام کی توسیع و تائید مزید کو اس وقت سب سے زیادہ ضروری بتلایا ہے۔ یہ دونوں مسئلے ایسے وسیع ہیں کہ ان پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے جس کی اس مختصر آرٹیکل میں گنجائش نہیں مگر مختصراً تاہم یہاں بھی چند باتیں ضروری سمجھتے ہیں کہ صدر انجمن تو من حیث القوم ہمارے سارے کاروبار کی Bock Bone یعنی ریڑھ کی ہڈی ہے اور بفضل خدا خلافت حقہ کے ماتحت تمام ضروری کام اسی کے زیر اہتمام چلتے ہیں پس جب تک اس کی انتظامی مشین اور فنانشل حالت ہر پہلو سے ہماری مستعدی و فرض شناسی ایثار و اخلاص کا ثبوت نہ دیجائے۔ ہرگز ہرگز دیگر مہمات کا خیال بھی دل میں نہ لانا چاہیئے۔ الّا جو امور مصالح الٰہی کے ماتحت ارشاد خلافت کی تعمیل میں ہوں۔ اگر ہم نے اس نکتے کو نظر انداز کیا تو یقین رکھنا چاہیئے کہ ہمارے قومی مقاصد ع

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا

کے مصداق رہ گئے اور ہم اپنے معاملات میں سلامت روی و اعتدال [illegible]

واستقلال کے ساتھ طے مراحل سے پہلو تہی کرینگے۔ الاماشاءاللہ صدا انجمن کے بعد مگر بہت ہی اس سے بھی بڑھکر دوسرا کام ترقی اسلام ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ دنیا بھر کی اہم ترین اغراض میں سے ہمارے لئے اور کونسی غرض اس مقصد پر مقدم رکھے جانے کی مستحق ہوگی۔

کیوں؟ اسلئے کہ عقائد حقہ کا پھیلانا اور دنیا کو مسیح کی صداقت کی طرف لانا ہی تو مقصود بالذات ہے۔ تمام تر لوازمات سلسلہ کا بیڑا اس سے زیادہ محتاج توجہ اور مستحق کی وناگیہ آج ہماری جماعت کے سامنے اور کونسا کام ہو سکتا ہے! فرض کیجئے اس وقت ہم ایک نئے کام کا بار اپنے سر پر لیتے ہیں۔ تو گو وہ بظاہر کتنا ہی ضروری و دلفریب معلوم ہوتا ہو لیکن قوم کا اس سے پیچھے کی لائن اور اس کی عمر عزیز کے قیمتی و قابل قدر لمحات نیز حضرت خلافت پناہی کے گرامی اوقات میں سے جتنا حصہ بھی اس مقصد جدید کی نذر کرکے آج ہم کسی خوشنتائج کی امید موہوم اپنے دل میں قائم کرتے ہیں اتنا ہی ہم صیغہ ترقی اسلام کے ذریعہ خدا کے فضل و کرم سے بہتر یا صریح و یقینی منافع و برکات حاصل کر سکتے ہیں۔

دنیا اس وقت صدق و حق کی پیاسی ہے اس کو مسیح موعود کے ذریعہ ہم کر خلافت حقہ کے زیر نگرانی آسمانی تسلی کا پانی پہنچانا ہمارا سپرد ہوا ہے۔ پیاسی مخلوق کو اس سے سیراب کرنے میں اگر تمہاری طرف سے سستی کم توجہی یا کوئی بے اصولی کارروائی عمل میں آئے جو فرض شناسی و مآل اندیشی کے منافی ہو تو تبلیغ زیانکاری کے جواب وہ یاد رکھو کہ تم ہی ہوگے نہ کوئی اور۔ الٰہی سلسلوں کے متعلق یہ سنت اللہ ہے کہ جو لوگ ان کے کاموں میں مخالفت مزاحمت خیانت اور شرارت کے مرتکب ہوتے ہیں وہ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے بلکہ آخر خود ہی خائب و خاسر رہتے ہیں پس اگر تم مخالفین کے منصوبوں یا ضرر رسان کوششوں کا سامنا کے ساتھ ہی توجہ و ہمت سے رفع دفع کر سکتے ہو تو خیر۔ بطور دفع شر ان کا مقابلہ کرتے رہنا چنداں مضائقہ کی بات نہیں لیکن اگر تم دیکھو کہ کسی امر میں غیر معمولی طور پر ان سے دو بدو ہونیکا سلسلہ کے کاروبار پر اچھا اثر نہیں پڑنے کا تو اسکو اللہ کے سپرد کرکے اپنا کام کئے جاؤ وہ بڑا غیور ہے اور عزیز ذوانتقام یقیناً خود ان سے سمجھے گا۔ خدائی فیصلہ کو وہ دست مجوزہ منصب میں دیکھا ہے مگر یہ بھی المسائی اور شدید العقاب بھی ہے۔ عزیزو! کیا یہ وہی زمانہ نہیں جس کی نسبت خدا کے مقدس دانیال نے آج سے ہزاروں برس پہلے خبر دی کہ تو اپنی راہ چلا جا کیونکہ یہ باتیں آخر کے وقت تک بند و سربمہر رہیں گی۔ اور بہت لوگ پاک کئے جائینگے اور سفید کئے جائینگے اور آزمائے جائینگے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور ان میں سے کوئی نہ سمجھیگا پر دانشور سمجھینگے۔ پس تم شریروں کی الجھاؤ میں پڑکر زیادہ اپنا وقت رائیگان جانے کیوں روا کرو؟ تمہارے لئے دانشوروں اور اولوالالباب کی تلاش ہی تھوڑا کام نہیں ہے۔ تم اس دور آخر میں اس مامور برحق کی چیدہ جماعت ہو جو تمام انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا موعود ہے۔ تاریکی و غفلت میں پڑی ہوئی دنیا کو روشنی و ہوش میں لانا تمہارا فرض ہے اور یہی حقیقی دانشوری۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو غلط راہوں پر چلنے سے بچائے آمین۔

ایک لغو حرکت

خدا جانے اس بیہودگی کا بانی کون ہے کہ ہر سال اکثر شہروں میں ایک کارڈ گمنام طور پر لوگوں کے پاس اس مضمون کا پہنچتا ہے کہ فلاں و فلاں صدقات و خیرات کرو ورنہ اتنے دنوں کے اندر اندر تم پر کوئی آفت آئیگی اور ساتھ ہی مکتوب الیہ کو اس کی بھی تاکید ہوتی ہے کہ ہر شخص اس کی پانچ پانچ نقلیں اسی مضمون کی دوسروں کے نام روانہ کرے۔ یہ بالکل ایک لغو حرکت ہے۔ امید ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اسمیں مطلق حصہ نہ لینگے۔

ترجمۃ القرآن کا مقدمہ

حضرت اقدس نے پچھلے خطبہ جمعہ میں تمام انجمنوں سے جو مشورہ ترجمۃ القرآن کی بابت دعویٰ کیا جائے یا نہیں؟ اس کے متعلق قادیان کی مقامی انجمن نے ۳۰ ستمبر کو مسجد اقصیٰ میں ایک جنرل اجلاس کرکے کثرت رائے سے یہ قرار دیا کہ مقدمہ کرنا چاہیئے۔ امید ہے کہ دیگر مقامات کی جماعتیں بھی بہت سی دعا اور استخارہ اور مشورہ کے بعد اپنی اپنی رائے سے صدر انجمن کو مطلع کرینگی۔

یہ ہیں مسلمانوں کے کام

پانی پت میں مسلمان شرفا کی دو پارٹیوں نے اس شرط پر تاش کھیلا کہ جو فریق ہار جائے وہ اپنی ڈاڑھیاں اور مونچھیں جڑ سے منڈوا ڈالیگا۔ یہ بازی بڑے جوش و خروش اور جد و جہد سے کھیلی گئی اور انجام کار ہاری ہوئی پارٹی کو ریش و بروت کا صفایا کرانا پڑا۔ حالانکہ ان میں ایک شخص حافظ قرآن۔ پابند صوم و صلوٰۃ۔ مدرسہ پرائمری کے ہیڈ ماسٹر دوسرے صاحب ایک بہت بڑے قابل تعظیم مولوی کے پوتے نیز کسی قومی انسٹی ٹیوشن کے جائنٹ سیکرٹری اور تیسرے حضرت بھی کسی مولوی کے فرزند ارجمند ہیں۔ مقام عبرت ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کو اب بھی مصلح ربانی کی ضرورت نہیں بتلاتے انکی قابل فخر اولاد و احفاد کے یہ نمونے ہیں۔ نور سے منہ موڑنیوالے آخر تاریکی ہی میں رہا کرتے ہیں۔

دنیا روزے چند

سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ہی تقوےٰ اور شعار اسلام کی پابندی پر ہے۔ یہ کوئی دنیوی جتھا یا سیاسی جرگہ نہیں کہ حق اور ناحق بہرحال اپنے قول و فعل کی یا اپنے آدمیوں کی حمایت ہی کیجائے۔ پچھلے دنوں کسی اخبار میں ایک احمدی کی شکایت چھپی تھی کہ اس نے اپنی بیوی کی محض غیر احمدی ہونیکے سبب حق تلفی روا رکھی ہے۔ اس کی اصلیت سے تاحال پوری آگاہی نہیں ملی۔ لیکن اگر کسی نے واقعی ایسا کیا کہ خود غرضی و نفسانیت سے احکام شرعی کو پس پشت ڈالا تو اس نے بُرا کیا خواہ وہ کوئی بھی ہو ہمارے احباب حضرت خلیفہ برحق امام اولوالعزم کے اس قول سدید کو کان کھولکر سن لیں اور خوب یاد رکھیں جو آپنے ایک معاملہ شخص کی شکایت سنکر فرمایا کہ میں کسی مجرم کا ساتھی اور حامی نہیں ہوں۔ اور جیسے ہم گزشتہ اشاعت کے لیڈر میں احباب تک پہنچا چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا مسیح موعود کی غلامی میں جماعت کو نفس کی آلائشوں سے پاک کرنا ہے۔ پس جو ایسا شخص جو تقویٰ کی راہوں کو چھوڑتا ہے خدا کی نظر میں سچا احمدی نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ اس احمدیت کو بدنام کرنیوالا قرار پاتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب سے

ہمارا ایک مطالبہ

یہ ایک ثابت شدہ امر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو اس وقت اعیان خلافت کے امیر ہیں چند در چند باتوں میں اپنے آپکو ثقہ اور معتبر ثابت نہیں کیا۔ اور انہوں نے چند باتیں اپنے رسالجات میں ایسی پیش کی ہیں۔ جو پایہ اعتبار سے بہت گری ہوئی ہیں چنانچہ منجملہ بہت سی باتوں کے ایک بات آپنے اپنے ایک [illegible] میں یہ پیش کی ہے

"اگر کبھی حضرت خلیفۃ المسیح نے کہیں یہ فرمایا کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصولی فرق ہے۔ تو تھوڑے ہی بہت بعد یہ بھی فرمایا جو ریویو میں چھپا ہوا موجود ہے۔ کہ ہمارا اختلاف غیر احمدیوں سے فروعی ہے۔" صفحہ ۱۸

لیکن نہایت ہی افسوس کا مقام ہے۔ کہ جہاں تک ہمیں [illegible] کے فائل دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ مجھے ایسا کوئی نوٹ حضرت خلیفۃ المسیح کا نہیں ملا جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا فروعی فرق ہے۔ نہ کہ اصولی۔ پس جہانتک مولوی صاحب کی اس دیانت اور امانت کا ہمیں پتہ ملتا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود کے کلام کو بگاڑ کر اور قل اللہ ثم ذرہم کے غلط معنی اللہ منوا کر چھوڑ دو حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف منسوب کرنے میں ظاہر کی ہے۔ ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ افترا اور بہتان عظیم بھی جو مولوی صاحب نے خلیفۃ المسیح کی طرف منسوب کیا۔ کہ گویا انہوں نے ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصولی فرق بتانے کے چند ماہ بعد فروعی فرق ہونے کا فتوے دیدیا۔ یہ بھی اسی قسم کی دیانت اور امانت کا نمونہ ہے۔ جو مولوی صاحب نے دیگر امور میں دکھایا۔ اگر مولوی صاحب میں کچھ بھی دیانت اور ایمان ہے۔ تو وہ اس بعد کا حوالہ پیش کریں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول نے صریح طور سے یہ فرمایا ہو۔ کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصولی فرق نہیں۔ بلکہ محض فروعی فرق ہے۔ ورنہ یہ امر ان کی صریح کذب بیانی پر دال ہوگا۔ اس جگہ یہ امر مولوی صاحب کے گوش گذار کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اصولی فرق اور اصول دین میں فرق کے بالکل مختلف معنی ہیں۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح نے کبھی یہ فرمایا ہو۔ کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصول دین میں کوئی فرق نہیں تو آپ اسے پیش کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ بلکہ ہمارا مطالبہ صرف اس قدر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے کہیں یہ فرمایا ہو۔ کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصولی فرق نہیں بلکہ فروعی فرق ہے۔ اور باقی رہا اصول دین میں فرق سو ہم بڑے زور سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصول دین میں کوئی فرق نہیں۔ جیسے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے خود ہمارے اور غیر احمدیوں میں اصولی فرق بتانے والے فتوے میں بھی یہی الفاظ فرمائے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

"میری سمجھ میں ہمارے اور ان کے درمیان اصولی فرق ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ ایمان کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالے پر ایمان ہو اس کے ملائکہ پر کتب سماویہ پر اور رسل پر۔ خیر و شر کے اندازوں پر۔ اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ ہمارے مخالف بھی یہی مانتے ہیں۔ اور اس کا دعوے کرتے ہیں لیکن یہاں سے بھی ہمارا اور انکا اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔ ایمان بالرسل اگر نہ ہو۔ تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہو۔ یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں اب بتاؤ۔ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے" فتاوی نوریہ تشحیذ ماہ نومبر ۱۴ء صفحہ ۲۷۔

اس حوالہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے کھول کر بتادیا ہے کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصول دین میں کوئی فرق نہیں بلکہ محض حضرت مسیح موعود کی ماموریت اور نبوت کے انکار کی وجہ سے بمطابق آیت کریمہ لا نفرق بین احد من رسلہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا ایک اصولی فرق پیدا ہو گیا ہے۔ پس جب تک مولوی محمد علی صاحب کوئی ایک حوالہ پیش نہ کریں جس سے ثابت ہو سکے۔ کہ ہمارا اور غیر احمدیوں کا اصولی فرق نہیں بلکہ محض فروعی فرق ہے (اور انشاء اللہ وہ ہرگز پیش نہ کر سکینگے) تب تک وہ کذب بیانی کے مجرم ثابت ہیں۔ والسلام

خاکسار محمد سعید سعدی از لاہور۔

میاں مریم عیسی کی غیر احمدیوں میں شرمندگی

مکرمی و معظمی جناب ایڈیٹر صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد آداب کے گزارش ہے کہ شہر جہلم میں چند روز ہوئے ہیں [illegible] فضل الہی نو مسلم و مریم عیسی غیر مبائعین کا لیکچر ہوا تھا پہلے تو ماسٹر فضل الہی نے احمدیت کے ذکر کو چھوڑ کر دیگر مسئلوں پر لیکچر دیا۔ جو اکثر غیر احمدیوں لوگوں نے چپ چاپ سنا بعد میں اس کے میاں مریم عیسی اٹھے اور بولے کہ آج ہم بتائینگے۔ کہ مرزا صاحب نے کوئی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور پھر بیان کیا۔ کہ مرزا صاحب وہی آنیوالے مسیح و مہدی ہیں۔ لیکن نبی نہیں۔ ہاں ناقص نبی بھی ہیں یا دوسرے لفظوں میں [illegible] البتہ آنیوالے مسیح و مہدی ضرور ہیں۔ اس پر ایک ضعیف شخص جو وہابی تھا۔ اور مولوی بھی بولا۔ کہ تم مرزا کو نبی مانو یا نہ مانو۔ مگر آنیوالا عیسی ضرور نبی ہوگا کیونکہ حدیث میں انکو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اس پر تو میاں مریم عیسی بہت حیران ہوئے۔ کہ اب کیا جواب دیا جائے۔ اور چپ کھڑے رہے۔ کہ لوگوں میں شور ہونے لگا۔ کہ آسمان سے آنیوالے عیسی تو نبی ہونگے مرزا صاحب کو یہ لوگ نبی کہیں یا نہ کہیں۔ اور چونکہ یہ شخص (مریم عیسی) اپنے فہم سے کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی نہیں کیا۔ اس لئے وہ عیسی آنیوالے نہیں ہو سکتے۔ بہت لوگ اٹھکر چلے گئے۔ اور لوگوں نے بالکل میاں مریم عیسی کی تقریر نہیں سنی۔ اس کے وجہ عاجز نے اپنے کانوں سنا ہے۔ کہ لوگ آپس میں

... اس کی حقیقت یہ ہے کہ ... انسان کو ایسے مقام پر ... عدم وجود برابر ہے ۔ بلکہ اس کا اختیار کرنا تضیع اوقات ہے ۔ ہاں اسلام اس راحت کے سوائے ایک اور اعلیٰ مقصد کی طرف رہنمائی کرتا ہے یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہو جاوے ۔ اور اس کے نفس کا کامل طور پر تزکیہ ہو جاوے ۔ یہاں تک اس کے نفسانی جذبات میں سے کوئی آلائش باقی نہ رہے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور کامل فرمانبرداری پیدا کر لے ۔ تو اس پر الہام نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے ۔ تب اس بزرگ سادھو نے کہا ۔ کہ الہام تو باوا نانک صاحب کو بھی ہوتا تھا میں نے کہا ۔ کہ ان کے مسلمان ہونیکی یہ ایک اور دلیل ہے ۔ ورنہ وید دن کے رو سے تو یہ مشہور کہیں لاکھوں کروڑوں برس ہو چکے جبکہ وہ صرف چار رشیوں سے ہمکلام ہوا تھا ۔ راقم ہمیچمدان نے اس سے دریافت کیا ۔ کہ آیا فی زمانہ آپ کو کوئی شخص ملہم معلوم ہے ۔ تو اس نے کہا کہ مجھے کوئی معلوم نہیں ۔ میں نے کہا کہ یہ اسلام کا ہی کمال ہے ۔ کہ ہر زمانے میں اس کے پیرو ملہم ہوئے ہیں ۔ موجودہ زمانہ بھی ان سے خالی نہیں رہا ۔ چنانچہ میں نے اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے پیش کیا اور خلافت اولیٰ اور خلافت ثانیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر کیا بعد ازاں اس بزرگ سادھو صاحب کو اور تو کچھ نہ سوجھا گھبرا کر مجھ پر اعتراض کر ڈالا ۔ کہ بتلاؤ الہام کس طرح ہوتا ہے خدا مجسم ہے یا غیر مجسم ۔ اگر غیر مجسم ہے تو غیر مجسم تو بول ہی نہیں سکتا

میں نے اسکو جواب میں کہا ۔ کہ یہ اعتراض تو الٹ کر آپ پر بھی پڑتا ہے ۔ خدا اور الہام کے تو آپ بھی قائل ہیں ۔ پھر آپ ہی بتلائیے کہ خدا مجسم ہے کہ غیر مجسم اگر غیر مجسم ہے تو وہ کس طرح کلام کرتا ہے ۔ اس پر پہلے تو وہ بہت گھبرایا مگر میرے بار بار کے اصرار پر آخر کہا ۔ کہ ہم خدا کو غیر مجسم مانتے ہیں ۔ اور باوا نانک صاحب کا فرمودہ ایک شلوک بھی پڑھا جس کی نسبت میں نے اسے فوراً کہا کہ یہ شلوک آیت لیس کمثلہ شیء کا ترجمہ ہے پھر ایک ... کہ آیت ... الخبیر ...

کا ترجمہ تھا ۔ تب میں نے اسے کہا کہ ایسی ذات جو بے مثل ہو اور لطیف ہو ۔ اس کی طرز کلام بھی بے مثل اور لطیف ہی ہوگی ۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا ۔ اور ہمیں ٹھکر وہاں سے چلدیا ۔ یہ مکالمہ راقم الحروف کے اپنے الفاظ میں ہے ۔

خاکسار غلام محمد فانی سکنہ و حلقہ تحصیلدار ...الف پاک پٹن

ایک غیر مبائع کی شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بعالی خدمت حضرت ابن رسول اللہ میرزا بشیر الدین صاحب محمود احمد صاحب ۔ از خاکسار حکیم نور محمد مالک ہمدم صحت لاہور

بعد از سلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ عرض ہے کہ میں نے آج خطبہ جمعہ جناب کا پڑھا ۔ میں خدا وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کی قسم جو آپ نے درباره حضرت اقدس میرزا صاحب کے نبی اور رسول ہونے کی کھائی ہے ۔ وہ بالکل درست اور صحیح ہے ۔ اگرچہ میں نے تا حال جناب کی بیعت نہیں کی مگر حق بات کے کہنے سے کبھی نہیں رک سکتا ۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت حضرت اقدسؑ کے چند دم باقی تھے اور میں حضرت صاحب کے سرہانے اور میرے دائیں ہاتھ آپ اور بائیں ہاتھ بیوی صاحبہ آپ کی والدہ ماجدہ ام المومنین اور نیچے پلنگ کی پٹی کے پاس آپ کی ہمشیرہ صاحبہ مبارکہ بیگم بیٹھے ہوئے تھے اور میں نے حضرت صاحبؑ کی آنکھوں کو بند کرنے کے لئے انگوٹھے ان کی آنکھوں کے پپوٹوں پر رکھے ہوئے تھے کہ اس وقت آپ کے منہ سے حسب ذیل الفاظ نکلے ۔

"خداوندا یہ تیرا نبی تھا ۔ یہ تیرا رسول تھا اس نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے ۔ میری عمر سے دس برس کاٹ کر اس کو دیدے تیری قدرت سے بعید نہیں کہ یہ اچھا ہو جاوے"

مجھے خوب یاد ہے کہ یہ الفاظ آپ نے دل و جان سے کہے تھے میں نے جس وقت آپ کی قسم پڑھی فوراً مجھے یاد آ گئے وجہ اس کے یاد رکھنے کی یہ ہے ۔ کہ حضرت صاحبؑ کی وفات کے حالات بیان کرنے میں مختلف اوقات میں نے یہ آپ کے الفاظ بھی کئی جگہ کئی آدمیوں کے سامنے بارہا بیان کئے ہیں ۔ بیشک آپ میری اس خط کو شائع کر دینا

آپ کی قسم درباره حضرت اقدس کو ان کی زندگی میں نبی رسول جاننے کی بالکل صحیح اور درست ہے ۔ جو ان الفاظ سے ظاہر ہے ۔ خاکسار حکیم نور محمد بقلم خود ۔

محمد ابراہیم خان سندہی غور فرمائیں

محمد ابراہیم خان صاحب خیر پور میرس سے آج کل اپنے مرشد ہادی کی اولاد کے خلاف تیغ و تبر لیکر مصروف پیکار ہیں ۔ آپنے اس سندہی اشتہار کا ترجمہ کر کے پیغام کو بھیجا جو حضرت خلیفہ ثانی نے اس علاقہ میں شائع کیا ۔ اور مسلمانوں کو خبر دی ۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد آ گیا جو مسیح موعود ہے خاں صاحب موصوف اسے منافقت اور مداہنت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیوں بطور نبی کے پیش نہیں کیا ؟ افسوس ! خاں صاحب علم تاریخ و تبلیغ سے ناواقف ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جب وہ مجدد مانینگے تو لامحالا اپنے دعوے میں آپ کو صادق مانینگے ۔ اور جب مسیح موعود مان لیا تو مسیح موعود کے ساتھ نبی اللہ ہونا خود ثابت ہو جائیگا کیونکہ جیسے پانچویں ہزار کے مجدد اعظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے ایسے ہی ساتویں ہزار کے مجدد اعظم ہمارے مسیح موعود ہیں ۔ پس مجدد کہنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نبی نہیں ۔ دوسرے کہنا کہ مجدد وقت آ گیا ۔ یہ وہم نہیں ڈالتا کہ آپ کا دعویٰ نبی ہونیکا نہیں تھا کیونکہ ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ہی مسیح موعود تھے ۔ اور مسیحیت کے ساتھ نبوت بطور لازم ملزوم ہے ۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے القول الفصل میں یہی لکھا ہے ۔ کہ جو لوگ آپ کا آخری درجہ مجددیت اور محدثیت کو قرار دیتے ہیں ان کی غلطی خود حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے" ۔ اب بتاؤ کہ اس اشتہار میں یہ کہاں لکھا ہے کہ آپ کا آخری درجہ مجددیت یا محدثیت ہے ۔ یہ اعتراض تو جب ہو سکتا کہ صرف اسی اشتہار پر تبلیغ ختم ہو گئی ہوتی ۔ سمجھانے کا طریق ہے مبلغ جو طرز مناسب سمجھے اختیار کرے ۔ ہاں اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ آپ کے کسی دعوے کو چھپائے یا اس کو ایسے رنگ میں پیش کرے کہ اصل حقیقت پر

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ میں نے آپ کی ... بہت کوشش کی لیکن میرا دل سلسلہ کی ... نہیں سمجھ سکتا ... مشکل ہے کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ ... شریک ہوں اور احمدی ہوتے ہی وہ مجھے علیحدہ کر دیگا میں کوئی اور پیشہ نہیں جانتا اس لئے حضور کوئی بات بتلائیں جس سے دل کو تسلی اور اطمینان ہو اور کسی ... ہو حضور نے اس کے جواب میں لکھوایا کہ عشا کی نماز پڑھنے کے بعد دو رکعت نماز خاص طور پر پڑھیں اور اس میں درد دل سے دعا کریں کہ الٰہی اگر یہ سلسلہ حق پر ہے تو میرے دل میں جو خوف ہے اسکو دور فرما دے اور اس حق کے قبول کرنے کی توفیق عنایت کر اللہ چاہے تو آپ کے دل کو مضبوطی ہوگی۔

ایک غیر احمدی دوست نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا کہ اس غلام کو کوئی ایسا اسم الٰہی بتائیں جس کے پڑھنے سے دین دنیا کے فائدے حاصل ہوں۔ دل کی کمزوری اور پریشانی دور ہو اور آفات سے بچا رہوں۔ حضور نے اس کے جواب میں لکھوایا کہ اسمار الٰہی قرآن شریف میں سب مذکور ہیں انسان جس مشکل میں ہو وہ مشکل جس اسم سے تعلق رکھتی ہو۔ اس اسم کے ذریعہ سے دعا مانگے اللہ چاہے تو جلد فضل ہو جائیگا۔

سرینگر سے ایک صاحب اپنا خواب لکھتے ہیں کہ میں دارالامان میں ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ تقریر فرما رہے ہیں تو اثنا تقریر میں یخادعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون۔ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے خلیفوں کا منکر ہے وہ ناکام و نامراد رہیگا۔

گھیانہ ضلع جھنگ سے غلام مصطفٰے خانصاحب لکھتے ہیں۔ کہ میرے فرزند محمد جعفر کے ہاں خدا تعالےٰ نے لڑکا دیا ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اسے نیک بنائے اور اس کی عمر میں برکت دے خادم دین ہو آمین حضور نے اس کا نام محمد عبد اللہ رکھا۔

بصیر پور سے برادر محمد اسمٰعیل صاحب ... لکھتے ہیں کہ شکر ہے اللہ تعالےٰ نے لڑکا دیا ہے جس کی عمر ...

سوا سال کے قریب ہے انشاء اللہ اسکو دین کی خدمت کے لئے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرونگا خدا تعالےٰ توفیق دے آمین۔

درخواست دعا سلطان احمد کاتب الفضل کے برادر مکرم محمد سردار خان اوٹیزیری ڈاکٹر بیمار ہیں احباب توجہ دل سے دعا فرماویں اللہ تعالےٰ انکو صحت بخشے آمین

خلاصہ واقعات جنگ

پیرس کا مراسلہ سرکاری مورخہ ۳۰ ستمبر مظہر ہے کہ پیرونے سے جانب جنوب جو جرمن آمد و رفت اور مواصلہ کا ہے راستوں کے درمیان واقع ہے۔ فرانسیسیوں نے غنیم کے اول مورچوں کی تسخیر مکمل کر لی ہے۔ اور فرنچ طیاروں نے باوجود خرابی موسم کے جرمن خطوط آمد و رفت پر خوب گولہ باری کی۔ بعض مقامات میں ریلوے پٹڑیاں بھی پھینکے گئے۔

یکم اکتوبر کے ایک اور فرنچ مراسلہ سے پایا جاتا ہے کہ بلجیم میں غنیم کے ساحلی توپخانوں کے بالمقابل فرانس کی بھاری توپوں کو برطانی بیڑے نے بھی خوب مدد دی۔ تحقیق ہو گیا ہے کہ ۲۰ ستمبر سے اب تک صرف ایک مقام شاپیین پر دشمن کی ۱۲۱ بھاری اور میدانی توپیں گرفتار کی گئیں۔

آرمانتس میں فی الحال کوئی اہم لڑائی نہیں ہوئی۔ کنگورٹ طیاروں کے ایک دستے نے ۲۷ بم پھینکے اور صحیح سلامت واپس آگئے۔

فرنچ محاذ پر اسوقت دس لاکھ مردان نبرد مصروف پیکار ہیں۔ جنرل ہافرے نے ایک آرمی آرڈر میں اپنی جمعیت کو اس طرح مخاطب کیا ہے۔ دیکھو اب ہماری طرف سے جارحانہ کارروائی ہونیوالی ہے۔ پس معرکہ میدان کو یاد رکھو اور یا تو فتحمند رہنا یا جانیں دیدینا۔"

جرمنوں کے تمام جوابی حملے پسپا کر دئے گئے اور آرمانتس میں افواج متحدہ اب اور بھی آگے بڑھ گئی ہیں۔

ہیسترتھم کا ایک پیام برقی مظہر ہے کہ وہاں جو جرمن مغربی محاذ سے آئے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ غنیم کے اضطرارات کا پہلو اب بدل گیا ہے وہ مانتے ہیں کہ افواج متحدہ کی جدید جنگی کارروائی نہایت شدید اور اہم ہے

... فیصلہ کن معلوم ہوتی ہے۔

ایک جرمن اخبار لکھتا ہے کہ افواج ... مستعدی و دشمنی سے بعد متواتر حملے ... ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ ... آیا۔

شملہ کی تازہ اطلاع ... مغربی محاذ میں اب ہماری سپاہ کو ... فتوحات ہو رہی ہیں اور دشمن کے تین آدمی ... جہاں غنیم ایک وسیع محاذ پر صرف ... بھاگ گیا۔ جو خندقوں کے ذریعے نہایت مستحکم کئے گئے تھے بلا سخت نقصان کثیر بھی اٹھایا۔ اسیران حرب کی تعداد ۳۲ ہزار بیان کی گئی ہے۔ ۷۵ توپیں بھی گرفتار ہوئیں

عراق عرب میں افواج برطانیہ کو فتح حاصل ہوئی اور دشمن بغداد کی طرف بھاگ گیا۔ اسپر عوام الناس نے باآواز بلند نعرہ ہائے شادمانی بلند کئے۔

مشرقی محاذ پر روسیوں نے اپنے مورچوں پر قبضہ رکھا اور جرمن رسالہ اب ویلکا سے جانب مشرق ہٹتا جاتا ہے اور روسی قصبہ کے مغرب کی طرف بڑھتے آتے ہیں۔

مقدونیا پر دشمن نے ہوائی حملے ہونے کی خبریں آرہی ہیں۔ اور وہ دریائے ڈرینا کو عبور کرنے کی عبث کوشش کر رہا ہے۔

ٹرکی میں آرمینیا والوں پر جو مظالم ہوئے انکے متعلق امریکہ واشنگٹن معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی اس معاملہ میں مداخلت اور ترکوں سے بازپرس کرے۔

لندن کا ایک تازہ تار مظہر ہے کہ آسٹریا کے پاس ذخائر حرب کا توڑا پڑ گیا ہے اور اب اسکو جرمنی سے بہت سا گولہ بارود پہنچا ہے۔

جرمنی کے ایک کارخانہ اسلحہ سازی میں ۱۴ تاریخ کو خطرناک حادثہ ہوا جس میں ۲۳۲ کاریگر اڑ گئے۔

غنیم کے ایک مقام پر جہاں کارخانہ فولاد کے علاوہ جرمن جنگی ریلوے کا سٹیشن بھی تھا۔ ۲۱ اتحادی طیاروں نے تاخت کی اور فائر کئے۔

پیرس کا ایک غیر سرکاری تخمینہ ہے کہ سوم پر دشمن نے پہلے معرکوں میں ... اور ... جرمن افسر اور ... ہزار جوان گرفتار

تبدیلی عقیدہ کی ذمہ واری مولوی محمد علیصاحب پر

مولوی فاضل محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک رسالہ لکھکر ریویو کے حوالوں کی بناء پر ثابت کیا تھا۔ کہ مولوی محمد علیصاحب نے اپنے عقائد کو تبدیل کیا ہے۔ نہ کہ ہم نے اس کے جواب میں ایک بیس صفحے کا رسالہ مولوی محمد علیصاحب کیطرف سے شائع ہوا ہے جس کے بارے میں اس کے ماتحتوں نے کئی دن سے شور مچا رکھا تھا کہ بڑا زبردست اور نہایت لطیف جواب ہے اس جواب کی حقیقت سننے کہ کچھ حصہ اس میں گالیوں کا ہے۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں۔

۱۔ ان سیاہ باطن ظالموں نے اتنا بھی نہ دیکھا۔

۲۔ یہ گروہ (مبائعین) انکا جانشین ہے جو شر فی الارض تھے۔

۳۔ ان کو رباطنوں کو۔

۴۔ کیا میں انکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ میں مخاطب کروں یا ان الفاظ میں جن میں مسیح موعود (علیہ السلام) نے فرقہ مولویاں کو مخاطب کیا یعنی تم (مبائعین) سانپوں کے بچے۔ اے مکار ریاکار ہو۔ اور بد ذات ہو

۵۔ میر قاسم علی جس نے فحش گوئی دریدہ دہنی بہتان میں اول نمبر حاصل کیا ہے۔

۶۔ تلبیس سے کام لینے والے۔

۷۔ ان باتوں سے انکار کرنا ان کی سیاہ دلی ہی نہیں بلکہ قریب ہے کہ اس انکار پر اصرار کر کے ان کے دل سیاہ ہو جائیں اور خدا کی لعنت کے نیچے آجائیں اور کفرتم ازدادوا کفرا کا مصداق ثابت ہوں۔

۸۔ مولوی سرور شاہ صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ دین اسلام کے رکن ہیں۔ جیسے کسی وقت انکو ضرورت پڑتی ہے ویسے ہی ان کا مذہب بھی بدلتا رہتا ہے اس رکابی مذہب کا نقشہ۔

۹۔ مفتی محمد صادق صاحب کو ایک تھیٹریکل کمپنی کے ایکٹر کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔

۱۰۔ لکھتے ہیں ہمارا گناہ بہت بڑا ہے کیونکہ ہم نے مقبرہ بہشتی میں جانیکے لئے دوزخ کو قبول نہیں کیا۔ یعنی مولوی محمد علیصاحب کی ایمانی حالت اب یوں ہو گئی ہے کہ وہ مقبرہ بہشتی کو ایک انسان کی کاروائی سمجھتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک اب اس میں دوزخی بھی دفن ہو سکتے ہیں۔ اور مسیح موعود کی دعائیں سب اکارت گئیں۔

۱۱۔ آپ (مبائعین) نرے منافق ہی نہیں بلکہ ساتھ ہی لوگوں کو خطرناک دھوکہ دینے والے ہو۔

برادران ملت! یہ ہے وہ نیا علم کلام جو خواجہ صاحب کی صحبت اور اپنے خسر کی تربیت میں دانت کے شیریں کلام بدگوں کے جوار میں رہ کر مولوی محمد علیصاحب نے حاصل کیا ہے۔ اگر کسی امر کے ثبوت کیلئے یہ کوئی زبردست دلائل ہو سکتے ہیں۔ اور غیر مبائعین کے نزدیک ہیں بھی۔ تو میں علی الاعلان اپنی کمزوری اور شکست کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں اس ذات ستودہ صفات کا مرید ہوں جس نے فرمایا ہے۔ اور کیا خوب فرمایا ہے ؎

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

لیکن اگر یہ سب کچھ خبث باطن کی دلیل ہے تو یہ سوال کرنے کا بھی حق حاصل ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے دلائل کو آپنے رد کیا؟ انہوں نے تو آپ کی تحریر سے یہ ثابت کیا کہ آپ مسیح موعود کو ایسا ہی نبی ایسا ہی رسول مانتے تھے جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اس کے جواب میں کبھی تو آپ یہ کہتے ہیں کہ اسوقت میرے پاس ریویو آف ریلجنز نہیں (یا توی میرہ فردوش بھی حلف اٹھا دے کہ اس کے پاس بھی نہیں) اور کبھی آپ فرماتے ہیں مجھے فرصت نہیں تو میں نومبر میں جواب لکھوں گا۔ (اور دسمبر کے ایام میں اپنے چند ٹریکٹوں کے ذریعے ریلوے سٹیشنوں پر تقسیم کرا کے یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کی پیشگوئی کو پورا کرونگا۔ اور ابرہہ کی مانند یاتون من کل فج عمیق کے زبردست نشان کو مٹانا چاہونگا) اور کبھی ارشاد ہوتا ہے صرف دس حوالے ہی دیئے ہیں (مرد آدمی کا تو ایک ہی اقرار کافی ہوتا ہے مگر جنہیں بار بار فسخ عہد اور بیعت کی عادت ہو ان کے لئے شاید بیس تیس بار اقرار ہونا چاہیئے) جو اتفاقی طور سے لکھے گئے (تعجب ہے کبھی الفاظ نبی و رسول دیگر مجددین یا کسی مجدد کے حق میں لکھنے کا اتفاق نہ ہوا) کیا یہ عذرات بار دوبارہ نہیں کرتے کہ حق اس قدر غالب ہے کہ اب اس کا جواب کچھ بن نہیں پڑتا۔ اور جو اب (جسے جواب کہنا شرم کی بات ہے) دیا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح ایک مقنن قانون بنانے سے پہلے اپنی اصطلاحات کو بیان کر دیتا ہے اسی طرح میں بتا چکا ہوں کہ نبی و رسول سے مراد (یہ سوال ابھی حل طلب ہے کہ کس انبیاء کے حق میں یا صرف مسیح موعود کے لئے کیونکہ دیگر مجددین کو تو اپنی تحریر میں کبھی نبی کہا نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کو یا شیخ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو) ناقص اور جزئی یا بالفاظ دیگر نقلی اور جعلی نبی ہے پس مسیح موعود کو نبی کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ میں انکو واقعی اور فی الحقیقت نبی مانتا تھا۔ مگر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء علیہم السلام کے نام کے ساتھ آپ نبی یا رسول کا لفظ استعمال کرتے تھے تو اس سے مراد ناقص یا نقلی نبی نہیں ہوتی تھی) میں تعجب کرتا ہوں کہ مولوی محمد علیصاحب کیسے بھولے بنکر اصل مطالبہ کو ٹالنا اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی تحریر کی وقعت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب! خدا کے لئے آپ ایک دفعہ پھر وہ رسالہ مطالعہ فرما دیں اس میں آپ کو مسیح موعود کی نبوت کا قائل ثابت کرنے کے لئے ہرگز صرف یہ دلیل نہیں دی گئی کہ آپ انہیں نبی یا رسول لکھتے ہیں۔ بلکہ دلیل تو یہ دی گئی کہ آپ انہیں محدثین و مجددین و دیگر اولیاء اللہ میں نہیں بلکہ انبیاء کے گروہ میں کا ایک پیش کرتے رہے ہیں۔ مثلاً دیکھئے یہی حوالہ۔ جو جلد ۵ نمبر ۱۱ سے پیش کیا گیا ہے آپ (محمد علی) خواجہ غلام الثقلین کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔

بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتائیں کہ ان پیش کردہ امور میں سے معیار میرے سچے اور جھوٹے مدعی نبوت کو کونسا ہے کیا شیطان بھی

نبوت ہے کیا نبی اسرائیل کے شیر خوار بچے
مدعی نبوت تھے؟ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین
مدعی نبوت تھے؟ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر
بحث سے کیا تعلق ہے"

دیکھئے یہاں آپ نے مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت ٹھہرایا ہے (چنانچہ آپ اسی کے ساتھ لکھتے ہیں صفحہ ۲۳۱ آپ (خواجہ غلام الثقلین) ایک مدعی نبوت کے مقابلہ میں میدان میں نکلے تھے) اور خلفاء اربعہ یعنی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ۔ اور حضرت امام حسینؓ کو غیر مدعی نبوت تسلیم کیا ہے۔ اگر آپ کی مراد نبوت سے نبوت جزئی و نبوت ناقصہ تھی۔ تو یہ نبوت ناقصہ تو حضرت عمرؓ میں بالخصوص پائی جاتی تھی (جیسا کہ آپ کے مرشد و [illegible] عیسٰی اور آپ کے سکرٹری مرزا یعقوب بیگ صاحب اور آپ کے حریف و دست راست خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی تحریروں میں بارہا تسلیم کیا ہے۔ اور زبان سے تسلیم نہ بھی کریں تو بھی جب کہ حضرت عمرؓ امت محمدیہ کے عظیم الشان محدث ہیں۔ اور احادیث صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے اور آپ کے نزدیک ہر ایک محدث جزوی نبی ہے تو حضرت عمرؓ لامحالہ جزوی نبی آپ کو ماننے پڑیں گے) پس آپ کا اس صورت میں یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب تو مدعی نبوت ہیں اور حضرت عمرؓ نہیں۔ جبکہ نبوت دونوں کی جزوی اور ناقصہ ہی مراد تھی اور دونوں میں اس ناقصہ نبوت کا پایا جانا آپ کو مسلم بھی ہے کیا یہی حوالہ آپ کا پول کھولنے کے لئے کافی نہیں کہ آپ جس نبوت کے حضرت مرزا صاحب کے بارے میں قائل تھے دیگر مجددین و محدثین میں اس نبوت کے پایا جانے کے قائل نہ تھے۔

پھر آپ جلد ۶ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں کہ قرآن شریف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اظہار علی الغیب کو اللہ تعالےٰ انبیاء اور رسول کے لئے مخصوص کرتا ہے یعنی کثرت سے غیب کی اطلاع دینا۔ پھر آپ لکھتے ہیں۔ "تمام دنیا کو تلاش کر دو تاریخ کے ورقوں کو ایک ایک کر کے الٹ ڈالو مگر ان سب باتوں کا مجموعہ سوائے خدا کے برگزیدہ نبیوں کے ہرگز کہیں نہیں پاؤ گے ۔۔۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکیگی۔ دیکھئے اس حوالہ میں آپ نے تسلیم کیا ہے کہ کثرت سے غیب کی اطلاع سوائے برگزیدہ نبیوں کے اور کسی کو نہیں ہو سکتی۔ آپ ہی ایمان سے کہئے۔ کہ برگزیدہ نبیوں سے آپ کی کیا مراد تھی جزئی یا کامل۔ اگر جزئی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جزئی نبی ہوئے۔ اور اگر کامل تو پھر جب یہ نشان صرف کامل نبیوں ہی کا ہے تو مسیح موعود اس کا مصداق ہونے کی صورت میں کیوں کامل نبی نہیں۔ ایک طرف آپ لکھتے ہیں کہ اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکیگی دوسری طرف اب آپ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں تھے۔

غرض اسی طرح آپ ہر ایک حوالہ کو غور سے ملاحظہ کریں صرف یہی نہیں دکھایا گیا کہ آپ نے اپنی تحریروں میں حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول کہا ہے۔ بلکہ یہ بھی آپ نے ان کو مرسلہ انبیاء میں شمار کیا اب اگر پچھلے انبیاء کامل تھے اور فی الواقعہ و حقیقت نبی تھے تو مسیح موعودؑ بھی آپ کے نزدیک اس وقت کامل اور فی الحقیقۃ ہی نبی تھے۔

باقی رہا یہ کہ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں ایک طرف اپنے آپکو نبی لکھا۔ دوسری طرف کہا۔ کہ مدعی نبوت کو کاذب و کافر جانتا ہوں ایسے تمام حوالوں کا جواب رجوع دین الحق میں جمع کئے گئے ہیں اس میں ایک مستقل مضمون میں دے چکا ہوں۔ اور خود حضرت اقدس نے ایک غلطی کے ازالہ میں ایک اصل ہمیں بتا دیا ہے جو یہ ہے کہ

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار
کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں
مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں
ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان
معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا
سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے
لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے
خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول
اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے"

پس جب حضور اقدس فرماتے ہیں میں نبی نہیں تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ آپ صاحب شریعت اور براہ راست رسول نہیں اور وحی رسالت ختم ہونے سے بھی یہی مراد ہے کہ شریعت کی وحی نہیں آئیگی۔ ہاں آپ ایسے ہی نبی ہیں جیسے دیگر انبیاء۔ اسی لئے آپ نے لاہور ہی میں بیان فرمایا کہ۔

خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب
پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق خدا
کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح
میں نبی کہلاتا ہے۔ حجۃ اللہ صفحہ ۲۔

پس حضرت اقدس نے اپنے آپکو اسلامی اصطلاح میں نبی پیش کیا ہے اور بڑے زور سے پیش کیا ہے یہ جواب ہے آپ کے اس سوال کا کہ حضرت صاحب نے کہاں کہا کہ میں اسلامی (شرعی) کے مطابق نبی ہوں۔

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص بھی امت محمدیہ میں ایسا نہیں گذرا جس میں وہ شرط پائی جاتی ہو جو نبوت کے لئے ضروری ہے۔ اور اس حرف میں ہی فرد مخصوص ہوں یعنی یہ ظاہر کر دیا کہ میری نبوۃ اگلے مجددین سی نبوت نہیں مولوی محمد علی صاحب سے بارہا یہ مطالبہ کیا گیا کہ اگر مسیح موعود کی نبوت اگلے مجددین سی نبوت تھی تو آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی فرد مخصوص ہوں اور دیگر صلحاء امت میں یہ شرط نہیں پائی جاتی جو نبوت کے لئے ضروری ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ لہذا ہر دو اقوال (۱۔ میں مدعی نبوت کو کاذب سمجھتا ہوں (۲) میں نبی اور رسول ہوں) میں تطبیق کی یہ صورت نہیں کہ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت ٹھہرایا جائے بلکہ یہ ہے کہ آپ شریعت والے اور براہ راست نبی نہیں تھے۔ ہاں بلحاظ نفس نبوت ویسے ہی نبی تھے جیسے انبیاء سابق علیہم السلام جیسی تو آپ نے تجلیات الٰہیہ میں فرمایا شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ بغیر شریعت کے آسکتا ہے۔ اگر بغیر شریعت کے کامل نبی نہیں آسکتا تھا۔ تو آپ نے یہ کیوں نہ کہہ دیا۔ کہ شریعت والا نبی آسکتا ہے نہ بغیر شریعت کے ہاں ناقص نبی آسکتا ہے۔ پس یہ زبردست ثبوت ہے اس بات کا کہ ہمارا ہی مذہب حق ہے۔ اور آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ باطل۔

دعوت الی الخیر

بنگال میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح و المہدی ایدہ اللہ بنصرہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ہم لوگ ۱۱ ستمبر کو تبلیغ کی غرض سے ناٹور ضلع راجشاہی چلے گئے تھے کل ۱۳ ستمبر کو واپس آئے بفضل تعالیٰ تبلیغ کا سلسلہ اچھی طرح جاری رہا۔ مولوی محمد سلیمان صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر اسکول کو پوری طرح تبلیغ کی انہوں نے سلسلہ حقہ کی سچائی اور معقولیت کا اقرار کیا۔ اور کہا جس طرح آپ لوگ احسن طریقہ سے اسلام اور قرآن پاک کو پیش کرتے ہیں آہستہ آہستہ کر کے زمانہ ان سب باتوں کو مانیگا گو لوگ یہ بھی کہدیں کہ کسی خاص شخص کے ہاتھ پر اس کی بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام لغو نہیں ہوتا کسی نبی یا رسول یا خلیفہ یا امام کو صرف حکمت اور دانائی کی باتیں بتانے کے لئے نہیں بھیجتا بلکہ اس پر عمل کرانے کے لئے بھی یعنی خدا کے مامور کا دوسرا کام تزکیہ کرنا ہوتا ہے۔ اور یہ بغیر اس کے قبول کرنے اس کے ہاتھ پر بیعت اور اس کی دعاؤں سے فیض و برکت حاصل کرنے کے حاصل ہونا ممکن نہیں۔ علاوہ اس کے بیعت کر لینا ایک اور فائدہ بھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نعمتوں میں شمار کرتا ہے یعنی اتفاق و اتحاد یا اخوت جس کی وجہ سے سوشیل زندگی کامل اور مضبوط اور طمانیت بخش ہو جاتی ہے۔ پس قومی ترقی یا یوں کہا جاوے کہ دین کی زندگی موقوف ہے ایک امام یا خلیفہ کی بیعت پر اور خلافت موقوف ہے اللہ تعالیٰ کی عنایت پر یؤتیہ من یشاء دنیا میں اور بھی نظر فریب نرفیان ہیں اور نفاق آمیز اتحاد ہے مگر وہ سچا اتفاق و اتحاد جس کا ہر پہلو اور ظاہر و باطن دونوں ایک ہی رنگ سے رنگین اور ایک ہی روشنی سے منور ہو وہ بغیر ایک امام یا خلیفہ کی بیعت اطاعت کے ممکن نہیں۔

پھر میں نے جناب خوندکار احمد حسین صاحب کو بھی تبلیغ کی یہ صاحب حکیم ابوالہاشم خانصاحب کے ماموں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان پر تبلیغ کا بہت اثر ہوا ہے سلسلہ کے بہت قریب آگئے ہیں بیعت کرنے میں بھی انکو عذر نہیں ہے انکا ارادہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسی اکتوبر کی تعطیل میں جو چند احباب یہاں سے حضور اقدس کی قدم بوسی کو جانے والے ہیں انہی کے ساتھ حضور اقدس کی خدمت میں ہو کر شرف بیعت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ انکو توفیق اور ارادہ میں مضبوطی دے۔

ناٹور ہی میں ایک مولوی محمد قاسم صاحب سے قریباً دو ڈھائی گھنٹہ تک چند آدمیوں کے سامنے گفتگو ہوئی۔ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات مثلاً انت منی و انا منک ۔ انت منی بمنزلۃ ولدی ۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی ۔ وغیرہ پیش کر کے جواب معقول پانے پر وہ غلط بحث کی غرض سے ہیچ میں اور اور باتیں چھیڑتے رہے تب میں نے کہا مولوی صاحب ایک ایک بات کا فیصلہ کرتے جائیے ۔ غلط بحث اچھا نہیں آپکے سوالوں کے جوابات میں نے دیئے ان کے معقول ہونیکا صاف اقرار کیجئے یا کہیئے تو میں اور بھی کھول کھول کر مکرر سہ کرر جواب دوں۔ نتیجہ یہ ہوا مولوی صاحب نے اقرار کیا کہ ہاں جواب معقول ہے تب میں نے کہا اب آپ وعدہ کریں کہ پھر کبھی کسی کے سامنے آپ ان الہامات کو اعتراض کے رنگ میں پیش نہ کرینگے مولوی صاحب نے ایسا ہی وعدہ کیا۔ خدا کرے وہ اپنے اقرار اور وعدہ پر قائم رہیں۔ مولوی صاحب نے اس کے بعد کہا کہ آپکے مرزا صاحب کا ایک الہام یہ بھی ہے یحمدک اللہ من عرشہ۔ ایسا الہام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں ہوا تب میں نے کہا کہ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ جو جو الہام یا وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کو ہوا وہ سب کا سب اور بعینہٖ انہی الفاظ اور اسی صیغہ میں ہمارے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا ہے اور نہ یہ میرا موقعہ پر ضرور ہے کہ جو الہام ایک نبی کو ہو وہ ہر نبی کو ہو۔ اگر آپ کا مطلب اس سے یہ ہے کہ معاذ اللہ اس سے رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کی توہین ہوتی ہے تو یہ آپ کی کمی تدبر کا نتیجہ ہے۔ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چند بار یہ بھی الہام کیا ہے کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعریف عرش سے کرتا ہے تو اس میں سب سے بڑھکر حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف بھی واقع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی تو کہدیا ہے کہ ہر ایک برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے پس عرش سے تعریف کی برکت بھی اسی استاد کے برکت اور طفیل سے ہے جس کے وسیلہ سے وہ اس لائق ہوا کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اس کی تعریف کرے۔ تب مولوی صاحب نے کہا کہ حمد کا استعمال تو عام میں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ میں نے کہا کہ محاورہ کا استعمال ہم انسانوں کے لئے ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ انسانی محاورہ کا پابند نہیں اس نے کہیں نہیں کہا کہ میں اپنے بندہ کی حمد نہیں کرتا ہوں۔ یا نہیں کرونگا اور حمد بھی کرنا عزت مرتبہ۔ بزرگی۔ جلالت۔ رفعت۔ قربت وغیرہ کا انتہائی مرتبہ یعنی حمد کا انتہائی مقام ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کو آنجناب کو الہام ہی دیا ہے جیسا کہ الہام کیا عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ پس کیا محمود کا لفظ حمد سے نہیں نکلا اور کیا اللہ تعالیٰ ہی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کہا پھر کیا الفاظ محمد احمد محمود و حامد حمد ہی سے نہیں ہیں؟ اور یہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام نہیں۔ مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

آج ۱۴ ستمبر کو ہم لوگ کم از کم ایک ماہ کے لئے مختلف مقامات پر دورہ کرنے جاتے ہیں۔ دریا کی طغیانی سے اگرچہ کچھ جانی تکلیف ہوتی ہے تو ایک فائدہ بھی ہوا ہے وہ یہ کہ ایسے مقامات پر جہاں تبلیغ کے لئے جاتے ہیں دقت تھی اور مشکل تھا سیلاب نے کشتی کے ذریعہ ان مقامات پر پہونچنے میں آسانی پیدا کر دی ہے۔ فالحمد للہ حضور اقدس ہمارے لئے دعا فرماویں۔

حضور اقدس کا ادنیٰ خادم ظہیر احمد۔ بنگال

احمدی موٹر ڈرائیور دہلی میں ایک احمدی نوجوان

موٹر ڈرائیوری کا کام جانتا ہے اور لائسنس یافتہ ہے احباب اس کی ملازمت کا کہیں بندوبست کر سکیں تو اس میں جلد تبلیغ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں خط و کتابت سیکرٹری انجمن احمدیہ دہلی سے ہو

کاتب سلطان [illegible]

[illegible] عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں طبع ہو کر شائع ہوا

قل ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم

الفضل

جلد ۳ | ۷ [illegible] | پنجشنبہ | مطابق ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ | نمبر [illegible]

ضروری اعلان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بے نظیر کتاب منن الرحمٰن جسمیں عربی کو ام الالسنہ ہونیکے بحث کی گئی ہے باضابطہ رجسٹری ہوچکی ہے کوئی شخص اسکو کلاً یا اسکے کسی جزو کو چھاپنے کا مجاز نہ ہوگا نیز اسکے تمام مطالب کا ترجمہ ترمیم اقتباس والتباس وغیرہ کے بھی جملہ حقوق محفوظ ہیں جو شخص ان حقوق میں کسی قسم کی مداخلت کریگا وہ اپنی خیانت کا قانونا جواب دہ ہوگا یا اسے اس امر کا ثبوت دینا پڑیگا کہ اس نے اپنی شائع کردہ مطالب کو فلاں دوسری کتاب سے اخذ کیا ہے۔

[illegible] خادم حضرت مسیح موعود [illegible]

اخبار احمدیہ

حکیم خلیل احمد صاحب بنگال سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ اخویم ابو الہاشم صاحب کا پروگرام بہت لمبا ہے اور ہمیں ٹھہرنیکا کم موقعہ ملتا ہے اس لئے وقتاً فوقتاً بنگلہ اور دہ کے تبلیغی اشتہار تقسیم کرتا رہتا ہوں۔ حتی الوسع جہاں موقع ملتا ہے زبانی بھی تبلیغ کیجاتی ہے۔

جھنڈہ تحصیل صوابی سے مکرم محمد دلاور خانصاحب بی اے تحریر فرماتے ہیں کہ میں پچھلے دنوں ایک گاؤں میں تبلیغ کے لئے گیا۔ وہاں چند سعید الفطرت لوگوں کو دیکھکر تبلیغ کرنی چاہی خداتعالے کی توفیق سے میں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ دیکھو موت کا کوئی اعتبار نہیں آنحضرت کی پیشگوئی کے مطابق وہ مسیح موعود نازل ہو [illegible]

اور مسیح موسوی فوت ہوچکا ہے۔ وہ دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ پھر میں نے سلسلہ موسوی سے سلسلہ محمدیہ کی مماثلت اور آخر الذکر سلسلہ کے خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کو ثابت کیا۔ میری اس تقریر کو سنکر ایک مسجد کا مولوی اٹھکر جانے لگا تو میں نے کہا کہ قیامت کے دن یہ عذر نہ کریں کہ ہمارے پاس منادی کرنیوالا کوئی نہیں آیا تو مولوی نے کہا کہ قیامت کے دن آپ خدا کے سامنے یہ گواہی دیدیں کہ میں نے سنا اور نہیں مانا۔ خداتعالے کے فضل و کرم سے اس گاؤں کے اکابر احمدیت کے بہت قریب ہیں اللہ تعالے انہیں ہدایت دے آمین۔

کشمیر تحصیل ہندواڑہ سے میاں عبد الرحمٰن طالب العلم لکھتے ہیں کہ میں حتی المقدور تبلیغ احمدیت کرتا رہتا ہوں اس ملک میں بہت صاف دل لوگ ہیں اگر کسی واعظ کے ذریعہ اس علاقہ میں تبلیغ کی جائے تو انشاء اللہ نہایت ہی مفید ہوگی اور بہت لوگ حق قبول کرینگے

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں طبع ہوئی)

محمد عبد اللہ خان پٹیالوی کے فرزند اکبر کی روحانی موت اور اس کے کفن کے دو بوسیدہ تار

۲۴ ستمبر کے پیغام میں ایک مضمون چھپا ہے جسے بڑی وقعت دی گئی ہے اور میں حیران ہوں کہ اس میں سوائے گالیوں کے اور کیا ہے جس پر اس قدر اظہار کر کے فخر کیا گیا ہے۔ یہی کہ اپنے مرشد و ہادی کے بیٹے کو ناجیر منہ کا مدعی یعنی **شیطان** بنایا ہے۔ اور فقرے فقرے میں اس قدر گالیاں دی ہیں کہ مانی فتنہ پیغام اور اس کے خسر کا کام کو رشک آتا ہوگا کہ یہ گندے الفاظ کیوں ہمارے منہ سے نہ نکلے بہرحال میں مولوی محمد عبد اللہ خان صاحب کو دہاں اسی عبد اللہ خان کو جس نے حضرت اقدس کا نام نہ لینے اور ان عقائد فاسدہ کی بنا پر ڈاکٹر عبد الحکیم خان سے نکالا۔ تفی مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کا لائق بیٹا مسیح موعود کی روح پر فتوح کو دکھ پہنچانے کا کافی سامان رکھتا ہے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۰۱ کی عبارت پر اعتراض ہے بات کچھ نہیں اور آسمان سر پر اٹھا لیا ہے۔ ٹھیک فہم خدا ہی سے ملتا ہے اور حق کی مخالفت میں عقل ماری جاتی ہے۔ ورنہ بی۔ اے سے یہ امید ہرگز نہ ہو سکتی تھی کہ وہ ایسی دندان شکن ٹھوکر کھائے گا بات یہ ہے کہ حضرت اقدس نے براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۸۸ پر لکھا ہے

> "پس یہ نبی، خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے حاصل ہوا تا حضرت عیسیٰ سے تکمیل مشابہت ہو"

اس پر حضرت خلیفۃ برحق نے ایک نوٹ لکھا ہے جس کا خلاصہ آپ ہی کے الفاظ میں یہ ہے۔

> اگر اس سے مراد یہ لی جائے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ یونہی نام رکھ دیا گیا تھا تو اس سے مشابہت مسیح نہیں ثابت ہوتی کیونکہ ایک آدمی کو اگر شیر کہہ دیا جائے تو اس سے اسے شیر سے مشابہت تو پیدا نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اس سے تو یہ مراد ہے کہ شیر سے بہادری میں مشابہ ہے نہ یہ کہ شیر کہنے سے شیر کے مشابہ ہو گیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ عینا اسی طرح ایک شخص دوسرے سے نبوت کے معاملہ میں بھی مشابہ ہوگا جب اسے واقع میں نبی بنا دیا جائے نہ اس طرح کہ صرف اس کا نام نبی رکھ دیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں ایک اور شبہ بھی پیدا کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلعم تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرماتے ہیں ۔ ۔ ۔ اس لئے کیا ہر ایک عالم نبی تھے اور انکو نبی کہنا جائز ہے کیونکہ تم نے مشابہت کے معنے یہی کئے ہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے ۔ ۔ مشابہت کبھی صرف کسی **خاص بات** میں ہوتی ہے۔ اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل میں انبیاء حفاظت دین کے لئے آتے رہے میری امت میں اللہ تعالیٰ ایسے علما پیدا کرتا رہے گا جو ان کا کام کو کرتے رہیں گے۔ لیکن انکو پہلے انبیاء سے کامل مشابہت نہیں فرمائی۔ اور نہ یہ فرمایا کہ وہ رسالت میں مشابہ ہونگے ۔ ۔ پس نہ تو اس حدیث میں کامل مشابہت قرار دی ہے اور نہ سایا ہے کہ نبوت پر مشابہت ہے۔ لیکن مسیح موعود کو مشابہ نہیں کہا۔ اور کاف حرف تشبیہ کا نہیں لگایا بلکہ عیسیٰ بن مریم اور نبی کے لفظ سے یاد فرما کر کامل مشابہت ظاہر فرمائی جس کے لئے نبی ہونا ضروری ہے۔

میرزا محمود احمد

اب یہ عبارت اپنے مفہوم میں کس قدر صاف ہے مگر اعتراض کرنیوالا اس پر بھی اعتراض کرتا ہوا لکھتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کے نزدیک دو چیزوں میں مشابہت اسی وقت ہو سکتی ہے جب دونوں یعنی مشبہ اور مشبہ بہ میں عینیت اور واقعیت پیدا ہو جائے" (۲) صاحبزادہ صاحب نے دو علمی اصول بتائے ہیں اگر کسی شخص کو شیر کہہ دیا جائے تو شیر سے مشابہ نہیں ہوتا جب تک وہ فی الواقع شیر نہ ہو جائے تشبیہ میں کاف حرف تشبیہ بیان نہ کیا جائے تو مشبہ اور مشبہ بہ میں عینیت اور واقعیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ناظرین بنظر انصاف حضرت خلیفۃ وقت کی عبارت پڑھیں کیا اس میں ان باتوں کا نام و نشان بھی ہے؟ آپ نے کہاں لکھا ہے کہ مشابہت اسی وقت ہوتی ہے جب مشبہ اور مشبہ بہ عین ہو جائیں اور کہاں لکھا ہے کہ کوئی شخص شیر سے مشابہ نہیں ہوتا جب تک وہ فی الواقع شیر نہ ہو جائے سخن فہمی این جنس اسفل ہمین۔ بندہ خدا حضرت صاحبزادہ صاحب تو یہ فرما رہے ہیں کہ کسی کو محض شیر کہہ دینے سے شیر سے مشابہت نہیں ہو جاتی اس کے ساتھ دم نہیں لگ جاتی اور وہ چوپایہ سے چارپایہ نہیں بن جاتا بلکہ یہ مشابہت کسی خاص وجہ شبہ کے پائے جانے سے ہوگی اب سوچنا چاہیے کہ وہ وجہ شبہ کیا ہے صاف ظاہر ہے کہ "بہادری" یعنی جب تک بہادری نہ پائی جائیگی وہ شیر سے مشابہ نہ ہوگا اس تشریح کے ذریعہ آپ نے یہ سمجھایا کہ اگر اعزازی طور پر نام دینے سے صرف برائے نام ایک نام رکھ دینا مراد ہے اور اس کی تہہ میں کوئی حقیقت نہیں۔ تو یہ غلط ہے کیونکہ کسی کو شیر کہہ دینے سے اس کی شیر کی سی شکل نہیں بن جاتی۔ اور اسی طرح ایک بزدل کو محض شیر کہہ دینے سے شیر سے مشابہت نہیں پیدا ہو جاتی جب تک اس میں فی الواقعہ وہ وصف نہ ہو جس کے سبب سے کسی کو شیر کہا جا سکتا ہے یعنی بہادری اسی طرح کسی کو نبی کہا جائے اور اس میں فی الواقعہ اور فی الحقیقت نبوت نہ ہو۔ تو یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ کسی بزدل کو شیر کہہ دیا جائے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب میں فی الواقعہ اور فی الحقیقت نبوت نہ تھی۔ تو انہیں نبی کہنا ان کے ساتھ تمسخر کرنا ہے اور ایسا ہی جیسے کسی بزدل یا غیر بہادر کو شیر کہنا۔ اس صورت میں پھر مسیح سے کیا مشابہت ہو سکتی ہے جب کہ مسیح بن مریم فی الواقعہ اور فی الحقیقت خدا کا نبی تھا۔ پھر اس پر یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ مسیح سے مشابہت ایسی ہی ہے جیسے دیگر علماء غیر انبیاء کو نبی اسرائیل کے فی الحقیقت انبیاء سے ہو اس کا تشریح میں آپ نے فرمایا کہ بے شک علماء امت محمدیہ۔ بنی اسرائیل کے انبیاء سے من وجہ مشابہت

رکھتے ہیں مگر کامل مشابہت تو جبھی ہو سکتی ہے کہ وہ بات جس کی وجہ سے مسیح دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے وہ آپ میں بھی پائی جائے صاف ظاہر ہے کہ وہ نبوت اور صرف نبوت ہے۔ پس کامل مشابہت کے لئے ضروری ہے کہ مسیح موعود میں بھی نبوت ہو۔ اس لئے اوپر مثال کے ذکر کے وقت حرف تشبیہ لگایا اور مسیح موعود کے ذکر میں عیسیٰ بن مریم اور نبی اللہ کہا گیا۔ یہاں گو اس وصف خاص کا بھی ذکر کر دیا جس کی وجہ سے کامل مشابہت ہو سکتی ہے ایک غیر نبی کسی نبی سے کبھی کامل مشابہ نہیں ہو سکتا لیکن جب دونوں نبی ہوں تو بھی وہ کامل مشابہ ہو گئے گو ایک دوسرے کے عین نہیں ہو سکتے حضرت صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ حرف تشبیہ چھوڑنے سے یہ لازم آتا ہے کہ ایک دوسرے کے عین ہوں بلکہ آپ نے کامل مشابہت کا لفظ فرمایا اور کامل مشابہت سے مراد عینیت نہیں لی جاتی۔ ہاں چونکہ ایک طرف حضرت نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرمایا اور دوسری طرف عیسیٰ بن مریم اور نبی اللہ فرمایا اس مقابلہ نے بتایا کہ آنے والے مسیح کی نبوت فی الحقیقۃ نبوت مراد ہے جیسا کہ ہم کہیں زید مردہ ہے اور عمر مردہ کی طرح ہے تو یہاں زید کو فی الحقیقۃ مردہ ماننا پڑیگا کیونکہ یہ مردہ کی طرح کے مقابل مردہ بولا گیا ہے اسی طرح جب ایک فریق کے لئے کالانبیاء بولا گیا اور ایک فرد کے لئے نبی اللہ تو اس سے مراد فی الحقیقۃ نبی اللہ ہوگی خاص کر اس لئے کہ کشتی نوح میں لکھا ہے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے ہر ایک پہلو پر غور کرو۔ اس سیدھی سادھی بات کو مصطفیٰ خان بی اے نے خواہ مخواہ پیچ دار بنایا کر لغو طور پر بہت سے شعر لکھ دیئے اور ان سے ثابت کیا کہ مشبہ اور مشبہ بہ عین نہیں ہوتے اور جسے استعارہ کے رنگ میں مردہ کر دیا جائے وہ بیچارہ نہیں ہو جاتا۔ اور اگلی کہنے سے سچ مچ اندھا نہیں ہو جاتا وغیر ذالک من البفوات۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے کب کہا اور کہاں لکھا ہے کہ حرف تشبیہ نہ لانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح کا عین ہو گئے تھے؟ اور باعتبار ذات کے بھی ایک ساں نبی تھے

جو معترض کا وہم ہے۔ کسی مصرف کا بنے آپ نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ حرف تشبیہ کا نہیں لگایا۔ بلکہ عیسیٰ ابن مریم اور نبی کے لفظ سے یاد فرما کر کامل مشابہت ظاہر فرمائی اور کامل مشابہت کے لئے نبی ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر آپ نبی نہیں تھے۔ تو پھر ایک نبی سے کامل مشابہ کیونکر ٹھہر سکتے ہیں۔ آپ نے حرف تشبیہ نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں کیا کہ حضرت مرزا صاحب واقعی عیسیٰ ابن مریم نبی اسرائیلی بن گئے تھے۔ بلکہ آپ نے تو یہ دکھایا ہے کہ مسیح سے کامل مشابہت جبھی ہو سکتی ہے کہ آپ میں وہ وصف خاص پایا جائے جس کی وجہ سے مسیح۔ بنی اسرائیل میں ممتاز تھا چونکہ وہ امر نبوت ہے اس لئے کامل مشابہت کے لئے نبوت کا ضروری ہے اور جیسے شیر سے کامل مشابہت کے لئے فی الواقعہ بہادری کی ضرورت ہے نہ کہ صرف ایسے نام پانے کی۔ اسی طرح مسیح سے کامل مشابہت کے لئے فی الواقعہ نبوت پانے کی ضرورت ہے نہ صرف برائے نام نبوت کی جس کے اندر کوئی حقیقت نہ ہو۔ ہاں کامل مشابہ چونکہ عین نہیں ہو جاتا اس لئے یہ ضروری نہیں کہ دونوں کی نبوت ایک ہی طریق سے حاصل شدہ ہو۔ مصطفیٰ خان بی۔ اے کے لئے مناسب تھا کہ حقیقۃ النبوۃ پر اعتراض کرنے سے پہلے وہ حضرت فضل عمر کے کسی خادم سے پڑھ لیتا۔ افسوس اس نے ایسا بیجا اعتراض کر کے اپنے آپکو اپنے ہم جنسوں کی نظر سے گرا لیا یہ نتیجہ ہے عداوت محمود کا۔ اب بھی سنبھلو۔ (مکمل)

دعوت الی الخیر

بنگال میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمدللہ کہ آج کئی دنوں سے بارش موقوف ہوئی ہے اور پانی بھی روز بروز کم ہوتا جاتا ہے۔ ہر چند کہ گرانی وقحط بدستور سابق ہے مگر پھر بھی کسی قدر تسکین معلوم ہوتی ہے فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ ان مصائب کی وجہ سے چونکہ عام لوگ دینی ومذہبی باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہیں اس لئے میرا خیال تھا کہ شاید یہ ستمبر کا مہینہ بالکل نو مبائعین سے خالی جائیگا مگر فضل الٰہی حائل نہیں گیا۔ اس ہفتہ میں بھی ایک شخص نے آکر بیعت کی اور سلسلہ میں داخل ہوا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک حمداً کثیرا۔ اب جو بنگلہ زبان میں ایک ٹریکٹ اور ایک رسالہ لکھوا رہا ہوں اگر طبع ہو کر اہل ملک کے سامنے پیش ہو جاویں تو امید قوی ہے کہ انشاء اللہ بڑے مفید ہونگے بشرطیکہ فضل الٰہی شامل حال ہو اور دعائے حضور بطور ممد معاون۔ منکرین خلافت کی کوششیں احمدیوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے انتہا درجہ ہو رہی ہیں۔ یہاں تک بھی اس کا اثر پہنچ رہا ہے مگر بفضل الٰہی بجز ایک شخص کے یہاں کے احمدیوں میں اور کوئی انکے زیر اثر نہیں یہ ایک شخص بھی خاکسار کے سامنے کبھی اس بارے میں لب کشا نہیں ہوتا ہے۔ لیکن سنا جاتا ہے کہ اندر اندر کچھ میلان اس کا خواجہ کمال الدین کی طرف ہے اور پیغام صلح اخبار اب تک وہ شخص لیتا ہے گو شروع میں اس اخبار کے لینے کا منشا خواجہ کمال الدین کی ابتدائی ابلہ فریبیوں کے سبب ولایت کی خبر انکا دریافت کرنا تھا۔ اللہ تعالےٰ اس شخص کے حال پر رحم فرمائے۔ آمین۔ اور سوائے اس شخص کے دوسرا کوئی احمدی یہاں اس طرف مائل نہیں ہے کبھی کبھی کوئی کوئی احمدی لاہوریوں کے حال سے سوال کرتا ہے۔ تو خاکسار انکو سمجھا دیتا ہے کہ جیسا آنحضرت صلعم کے زمانے کے مخالفین اسلام کی شرارتوں کا حال سنکر جوش ظاہر کرنے والوں کے امتحان کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اسی طرح امام حسنؓ اور امام حسینؓ رضی اللہ عنہما کے مصائب کے حالات سنکر جوش ظاہر کرنیوالوں کے امتحان کے لئے اس سلسلہ احمدیہ میں ایک یزیدی فرقہ اللہ تعالےٰ نے نکالدیا ہے جیسا کہ یہاں پیغامی یا پسلی یزیدی فرقہ کرکے نامزد ہے۔ والسلام۔ خاکسار سید محمد عبد الواحد از مقام برہمن بڑیہ ضلع ٹپرہ ملک بنگال۔ مورخہ ۲ ستمبر

ماریشس میں احمدیت کی تبلیغ

مولوی حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے کے تازہ عریضے
بحضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

پہلا عریضہ

روز ہل (ماریشس) ۲۵ اگست [illegible]

پیارے امام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں حضور کی خدمت میں ایک ماہ حال کو عریضہ ارسال کر چکا ہوں اسکے بعد کے حالات عرض خدمت کئے جاتے ہیں۔ ۱۶ اگست کی رات ساڑھے آٹھ بجے سے ۱۱ بجے تک درس قرآن شریف اور سلسلہ حقہ کی تبلیغ روزانہ ہوتی رہتی ہے حاضرین کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے یہاں ایک دستور ہے کہ ایک گاؤں کے لوگ اپنا ایک سوال بنا لیتے ہیں اور اسکے ماتحت کے لوگ اسکی جماعت کہلاتے ہیں۔ مسلمان الگ بنائے ہیں اور ہندو لوگ الگ۔ ہمارے پاس جو قرآن شریف سننے آتے ہیں۔ ان میں گیارہ چیدہ آدمیوں کو چار نوٹس بھیجے گئے۔ کیونکہ اپنی جماعت سے خارج کر دیا اور کہہ دیا کہ جب تک توبہ نہ کریں اور سوا روپیہ امام مسجد کو نہ دیویں تب تک وہ جماعت میں شامل نہیں ہو سکتے انکو دعوت نہیں دے سکتے۔ شادی غمی میں شامل نہیں کرتے۔ یہاں ایک سادہ قرآن پڑھانے پر ایک ملاں لوگوں نے رکھا ہوا ہے اور وہ پشاور(؟) ہے اور دس سال سے یہاں رہتا ہے اسکے لڑکے کا ختنہ تھا اور وہ دعوت دینا چاہتا تھا۔ اسلئے بعض لوگوں نے تمام جماعت کو سکول کے ہال میں اکٹھے ہونے کی دعوت دی اور انکو بھی بلایا گیا۔ جو کہ خارج کئے گئے تھے وہ مجھکو بھی ساتھ لیتے گئے۔ ایک حافظ یہاں رہتا ہے اسنے اعتراض کیا کہ یہ لوگ قادیانی مولوی کے پاس جاتے ہیں۔ جو ہمیں اسلام کے تیرہ سو تینتیس سال کے مسترد مذہب سے نئے مذہب میں لیجاتا ہے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔ اسپر ہمارے ایک دوست نے جواب دیا کہ کیا وہ کوئی اور قرآن سناتا ہے کوئی اور حدیث بتاتا ہے کوئی اور کلمہ پڑھاتا ہے اور ایک نے کہا کہ ہم تو انکے پاس جانے سے نہیں رکینگے۔ کیونکہ ہمنے ان کے وعظ سنے ہیں وہ بالکل عین اسلام اور قرآن کے مطابق ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا کہ میں اپنے عقائد انکو سنا دوں۔ اور وہ حافظ بھاگ گیا۔ باقی تمام لوگ خوشی سے سنتے رہے لیکن ان کو کی آیت میں نے انکو لکھ کر بتائی اور یوم الآخر کے ماتحت تمام انبیاء کرام کی وفات ثابت کی پھر ان سے پوچھا گیا کہ اسمیں کونسا عقیدہ اسلام کے برخلاف ہے پھر سب کو دعوت دی گئی اور جرمانہ معاف کیا گیا۔ مگر رات کو تین مولوی جو باہر سے آئے تھے وہ ڈر گئے اور انہوں نے مجھے اس مولوی کے گھر پر جانے کی اجازت نہ دی لوگ سمجھ گئے کہ یہ ڈر گئے ہیں اور اب وہ ہمارے ساتھ مل گئے ہیں اور انہوں نے اپنے نام اور چندہ بھی لکھوا لیا ہے۔ فالحمد للہ اور انکے اقرار سے لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انکو مقابلہ کرنیکی طاقت نہیں ہے اور برملا انکو کہہ دیا کہ تم چار عالم ہو کر ایک عالم کا شکار نہیں کر سکے اب وہ لوگ پختہ ہو گئے ہیں اور وہ اب مولویوں کی پرواہ نہیں کرتے اور جب میں نے مولوی شیر خان کی غلطی لوگوں کو قرآن شریف سے دکھائی تو وہ سب مان گئے کہ وہ واقعی غلط معنے کرتے تھے ہمارے سامنے انکو جرات تو نہیں ہوئی کہ ہمارے برخلاف کچھ کھلم کھلا کہہ سکیں البتہ کنایۃً اشارۃً حملے کرتے رہے مگر انکے جلسہ کا مزا میرے آنے سے بالکل پھیکا پڑ گیا۔ اور روز ہل کے سرکردہ لوگوں نے اس بات کا بہت افسوس ظاہر کیا ہے کہ مولوی ہو کر انہوں نے ایک عالم کی عزت نہ کی اور انکو اٹھکر عزت کی جگہ پر نہیں بٹھلایا خیر جب انہوں نے دعوت سے انکار کر دیا اور اٹھکر کھڑے ہوئے تو قریباً بیس آدمی وہاں سے چلے آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اس دعوت میں شامل نہیں ہو سکتے جس میں ہمارے مولوی صاحب کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے۔ ایک مولوی نے تو بہت گری ہوئی باتیں کیں کہ ہم تم ہی سے لیکر کھاتے ہیں کہ اگر ہم اس اڑے وقت میں تمہارے کام نہ آویں تو ہم نمک حرام ہونگے اور جسوقت بلاؤ ہم اس فتنے کو مٹانے کے لئے تیار ہیں مگر افسوس کہ انکی نمک حلالی وقت پر آشکارا ہو گئی جب لوگ سننا چاہتے تھے اور انہوں نے انکار کر دیا اور مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پیر ظہور شاہ [illegible]۔ وفات کا قائل ہو گیا لوگوں سے ڈرتا ہے۔ شہر میں بفضل خدا تبلیغ کا دروازہ کھل گیا ہے۔ حضور میرے لئے تمام احمدیان ماریشس اور کلمبو کیلئے دعا فرماویں۔ والسلام

حضور کا غلام۔ غلام محمد

دوسرا عریضہ

سیدی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہاں کے واقعات میں حضور کو وقتاً فوقتاً عرض کرتا رہتا ہوں اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کو بھی مفصل حالات انگریزی میں لکھے ہیں اور جناب الفضل کی طرف بھی مفصل واقعات کو تحریر کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہاں پر عجیب کرشمہ قدرت دکھایا ہے مولویوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے۔ قرآن و حدیث سے وہ عاجز آگئے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ میں کچھ باقی نہیں رہا۔ سوائے تہمتوں کے لگانے کے کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کوئی جھوٹا الزام لگا کر عام لوگوں کو میرے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہانتک کہ سرکار میں جھوٹی تہمتیں لگا کر مجہول الاسم شکایت نامے بھیجتے رہتے ہیں اور اس کوشش میں ہمہ تن مصروف ہیں کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے مجھکو یہاں سے نکلوا دیں اور گورنمنٹ کو یہ لکھتے ہیں کہ میں گویا ترکوں کی طرف سے یہاں جاسوسی کا کام کرتا ہوں سبحانک ھذا بہتان عظیم۔ انکو خدا کا کوئی خوف نہیں رہا قیامت اور موت بالکل یاد نہیں رہی۔ سانچ کو آنچ نہیں اور جھوٹ کے پاؤں نہیں۔ ہمارا سلسلہ کوئی آج سے نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا سلسلہ [illegible] سے شروع ہوتا ہے اور عام پبلک میں آتا ہے ہمارا امام علیہ السلام حضرت اقدس مسیح موعود فداہ روحی [illegible] سے برابر اپنی تحریروں میں گورنمنٹ برطانیہ کو سلطنت ترکی پر ترجیح دیتے آئے ہیں اور انکی مخالفت اور بغاوت کو اسلام کے برخلاف بتاتے ہیں۔ اور یہ ظالم لوگ ہمیں اسوقت یہ الزام دیتے تھے کہ تم سلطان ترکی کو خلیفہ نہیں مانتے اور ہمیں گورنمنٹ کا خوشامدی بتاتے تھے حالانکہ اگر ہم خوشامدی ہوتے تو ایسے کام کا عوض گورنمنٹ سے طلب کرتے۔ اور اگرچہ عزت کا خطاب ہمارے مسیح موعود علیہ السلام سرکار سے نہیں ملتا مگر دل سے گورنمنٹ کے خیر خواہ تھے حتیٰ کہ سیلبر روم حسین کامی نام کو آپنے صاف بتا دیا تھا کہ ہم گورنمنٹ کے بدخواہ نہیں ہو سکتے اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا تھا اور اسوقت کے تمام مسلمان اخبارات نے حضرت صاحب کے برخلاف ناجائز حملے کئے تھے کہ مرزا صاحب سلطان ترکی کو خلیفہ نہیں مانتے۔ حالانکہ وہ حافظ الحرمین الشریفین ہے۔ جبکہ حضرت صاحب نے جواب دیا تھا کہ سلطان ترکی کی حفاظت خدا نے صرف اتنی لینے کی ہوئی ہے کہ وہ خادم الحرمین ہے حرمین انکی حفاظت [illegible]

کرتے ہیں کہ وہ حضور کی جیسا قرآن و حدیث سے ان کو مدد نہیں ملی۔ گو وہ میرے خلاف ناجائز کارروائی کرتے ہیں۔ حضور پر نور کی دردمندانہ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ ہمارا ہمیشہ حفاظت کرتا رہا ہے اور کرتا رہیگا۔ خدا نے سلسلہ حقہ کا یہاں پودا لگایا ہے اور جس کو خدا بڑھانا چاہتا ہے بھلا اسکو کون روک سکتا ہے۔ انکے اعمال انکے لئے حسرات کا موجب ہو جائینگے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید اپنے پیارے رسول کے لئے جوش زن ہوگی اور قدرت کے کرشمے دکھلائیگی۔

میں حضور کی خدمت مبارک میں ایک نظم ارسال کرتا ہوں جس سے حضور کو معلوم ہو جاویگا کہ یہاں لوگ کیسے ہیں اور کیا کہتے ہیں اور یہاں کے جذبات سے حضور واقف ہو جائینگے یہ ایک امی شخص کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی نظم ہے جس سے حضور کو یہاں کے اردو کا بھی حال معلوم ہو جائیگا ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم اسکی زبان دیکھیں ہمیں اسکے مضمون دل اور اخلاص سے کام ہے

ماریشس کی اردو
ایک امی کی نظم

قادیان کے ملک سے آیا عالم قادیانی
شیریں کلام ان کی ہے گوہر درفشانی
انکی وعظ و نصیحت تعریف ہے احسانی
جنکا دل پتھر ہے ہو جاوے گے پانی پانی
فصیح زبان ہے انکی کرتے ہیں وہ نیک نصیحت
انکے قریب بیٹھنے سے جاتا ہے سبھی دکھ کدورت
کوئی کہتا ہے کہ جو تم اس سے دور رہو
یہ مرزا کے جال لئیے بیٹھا ہے تمہارا [illegible]
کوئی کہتا ہے کہ یہ ہے پورے دجال
تمہارا ایمان کو کرنے آیا ہے وہ پامال
کوئی کہتا ہے کہ ہے شب معراج کے وہ منکر
دیکھو ایسے شخص کا حال کیا ہوئیگا آخر
کوئی کہتا ہے کیسے۔ قوم یہودی
کرو دل سے توبہ بچاؤ تم ان سے جلدی
کوئی کہتا ہے کہ مذہب ہے معتزلہ
یہاں بیٹھا ہے مکر کر کے اپنا حیلہ
مجھے کہا ان کو توں ہے مرد لچے جاہل
اگر وہ سرے یار بولتے کر دیتے ہم کو گھائل
اگر جانا ہے تم کو ان کی مجلس کے حضوری
تو سوالوں کے جواب ان کا تم کو پورا ہو گا
ہم تو کہتے ہیں کہ وہ ہے زبردست بڑے عالم
ہمارا بات سنو کر لو اپنے دل میں تسلیم
ہمارے بستی میں ایک ہے بڑے عالم مہمان
جو کہ قدر نہیں کرتا وہ کیسا ہے نادان
یہ زمانہ آخری ہے اے بھائی حیاۃ اللہ
اپنے کہنے کی جزا دیوے گا تجھ کو اللہ
اب آیا زمانہ چودھویں [illegible]
اے بھائیو مانو اپنے دل میں کر کے تصدیق

میاں حیات اللہ ماہی فروش نیک بخت آدمی ہے پہلے لوگوں کی باتیں سن کر مجھ کو برا سمجھا کرتا تھا۔ ایک دن میرے پاس آیا اور میرا وعظ اور درس قرآن شریف دو گھنٹے تک سنا اور خدا نے انکے دل کو اسطرف پھیر دیا۔ مگر لوگوں کی مخالفت اور حیرانی سے بہت ڈرتا تھا۔ اب مولوی صاحبان کے ڈر سے اسکو قرار آگیا۔ پکا نمازی اور دیندار آدمی ہے یہاں مولوی پوچھنے اور سوال کرنے سے ناراض ہو جاتے ہیں اسلئے مجھ سے بھی وہ سوال کرنے سے پہلے ڈرتا تھا میں نے اسکو عام اجازت دی کہ ضرور بغیر جھجکے سوال کر لیا کرو۔ میں انکے یہ شعر اپنی قلم سے بھی لکھدیتا ہوں تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو وہ کوئی شاعر نہیں ہے یہ انکے اخلاص اور جذبات کا نمونہ ہے ہمیں اخلاص سے کام ہے نہ کہ شعر و شاعری سے۔ والسلام سب کی طرف سے سلام مسنون۔ درخواست دعا

حضور کا ادنیٰ ترین غلام۔ غلام محمد

خریداران [illegible] کی خدمت میں تاکیدی التماس ہے کہ دفتر کو اسوقت روپے کی بہت ضرورت ہے جن احباب نے ابھی چندہ نہیں دیا مہربانی فرما کر بہت جلد منی آرڈر بھیجدیں

یاددہانی [illegible] کی اجازت دیں اور جن کے نام [illegible] گئے ہوئے ہیں وہ وصولی سے ممنون فرمائیں یا جنہیں کوئی عذر مجبوری ہو وہ مطلع کریں کہ ادائیگی میں کس قدر مہلت چاہتے ہیں ورنہ ہم رقم کے لئے وی پی [illegible] ۔ مینیجر الفضل

تبلیغ احمدیت جنوبی ہند میں

نامہ مدراس نمبر ۱ اگرچہ میں تا حال مدراس نہیں پہنچا اور یہ مضمون سورت کے ریلوے سٹیشن پر لکھ رہا ہوں تاہم مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر کی پہلی رپورٹ کا نام بھی نامہ مدراس ہی ہو۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا اور توجہ کا نتیجہ ہے کہ باوجود قادیان کی حالت علالت میں چل پڑنے کے میں اچھک بخیریت ہوں اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل کا امیدوار ہوں۔ میری توجہ اس سفر میں اٹھتے بیٹھتے اس کام کی طرف ہے جو مدراس میں خداوند کریم رحیم مجھ سے سرانجام کرائیگا۔ تاہم راستہ میں بھی تبلیغ کا موقعہ ملتا رہا۔ بھٹنڈہ سٹیشن پر ایک صاحب نے جو تا حال خلیفہ وقت کی اطاعت میں داخل نہ ہوئے تھے بیعت کا عریضہ حضرت کے حضور ارسال کیا ریلوے سٹیشن جنید پر میرے ایک عزیز نے دہلی کی اتار لیا چند گھنٹے وہاں قیام ہوا۔ میں اس عرصہ میں شہر گیا ایک مسجد میں چند آدمیوں کو تبلیغ کی گئی اور بہت سا مسیح موعود کا مسئلہ انکو سمجھایا گیا جس پر انہوں نے تشفی کا اظہار کیا۔ لوگ نکل رہے تھے دیکھکر ایک ملاں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں سخت کلامی شروع کی۔ جس پر حاضرین کو ان کے علماء کے اخلاق کی طرف توجہ دلا کر میں وہاں سے چلا آیا متھرا کے سٹیشن پر بھرت پور کے ایک صاحب فخر الدین نام کو تبلیغ کی گئی وہ قبل ازیں قادیان کے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ لیکن ایک دو گھنٹہ کی گفتگو میں ایسا اس پر اثر ہوا کہ اسنے اسی جگہ بیعت کی درخواست دی جو حضرت کے حضور بھیج دی گئی ہے شہر بھرت پور میں غالباً یہ پہلا احمدی ہے ایک جگہ چار ہندو میرے ساتھ اکٹھے بیٹھے۔ میں نے انہیں اس زمانہ میں کرشن اوتار کے حالات سنائے سب کچھ سننے کے بعد انہوں نے حضرت خلیفہ وقت کے حضور میں ایک درخواست دعا کی لکھی وہ ہندی بھاشا میں ہے اور حضرت کے حضور میں بھیجدی گئی ہے لیکن انہوں نے جو مجھے پڑھ کر سنائی تو میں نے انکے الفاظ کو اپنی نوٹ بک پر لکھ لیا اور احباب کی دلچسپی کے واسطے یہاں درج کرتا ہوں۔

جناب مرزا محمود جی صاحب۔ نمسکار۔ ہم کو آپ کی اور گرو مہاراج احمد کرشن اوتار کی خبر آج ایک

قل ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم

عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے چار روپے
چندہ غیر ممالک سے سات روپے
باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو
تین بار شائع ہوتا ہے
قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی ہے مسیح موعود

جلد ۳ | ۱۰ - اکتوبر ۱۹۱۵ء | مطابق ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۴۷

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس (ایدہ اللہ) کی طبیعت اچھی ہے۔

خاندان نبوت بھی خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب مع اہل قادیان واپس پہنچ گئے۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب ابھی چند روز مالیر کوٹلہ میں قیام فرمائیں گے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام و مدرسہ احمدیہ روز کا وقت افتتاح ۷ بجے سے بدل کر ۹ بجے ہو گیا ہے۔ خطبہ جمعہ ایک بجے ہی ملتا انشاء اللہ بڑا زبردست تھا جو انشاء اللہ آئندہ شائع ہوگا۔ اخبار **فاروق** کا پہلا پرچہ شائع ہو گیا۔ ایڈیٹر صاحب الحکم کی جدید تالیف **سیرۃ مسیح موعود** کی پہلی جلد تیار ہو گئی ہے۔ سید نواز شاہ صاحب مدرس سکول کی صاحبزادی صفیہ بانو کا نکاح سید ہدایت علی پسر سید اشرف شاہ۔

اخبار احمدیہ

مشرقی افریقہ سے ڈاکٹر عبد الکریم صاحب اسسٹنٹ لکھتے ہیں کہ یہاں کے لوگوں میں اس قدر جہالت اور بدی پھیلی ہوئی ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ زنا کاری شراب خوری کثرت سے پائی جاتی ہے۔ کلمہ طیبہ اور بسم اللہ تک پڑھنا نہیں جانتے اور اپنے تئیں شافعی مذہب کا پیرو سمجھتے اور ہمارے سلسلہ کو نیا مذہب بتلاتے ہیں۔ اس لئے ہماری باتوں پر توجہ نہیں کرتے لیکن بندہ اپنی طاقت کے مطابق خدا کے مرسل کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہتا ہے۔ چنانچہ انہی ایام میں حضرت نبی اللہ کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام ایک افسر کو دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو حق سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

لدھیانہ چھاؤنی سے بابو کرم الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ میں بمشورہ چند احباب ایک سرگرم پیغامی کے پاس تبلیغ حق کی غرض سے گیا۔ دو تین دن تک ان کے پاس رہا۔ مسئلہ نبوت۔ خلافت۔ اور کفر و اسلام پر گفتگو ہوتی رہی۔ ہم مختلف کتب و اشتہارات اپنے ساتھ لیتے گئے تھے۔ یہ مسائل حضرت کی کتب سے مفصل طور پر بتائے گئے جن کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے پھر اشتہار مطبوعہ ۱۸۸۶ء سنایا گیا جس میں فرزند موعود کی پیشگوئی ہے تو حیران رہ گیا اور کہا کہ میں مولوی محمد علی صاحب کو ابھی لکھتا ہوں کہ اس اشتہار کے ماننے میں آپکو کیا عذر ہے۔ یہ دوست صاف دل اور تعصب سے پاک ہے خدا کرے کہ یہ حق کو قبول کرے۔

سیالکوٹ میں حکیم الٰہی بخش صاحب [illegible] نے حضرت اقدس کی اجازت سے روزانہ درس اور ہفتہ میں دو دن لیکچر کا سلسلہ شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس میں چھپکر شائع ہوا)

تحریک دعا مولوی عبدالقدوس صاحب ساکن [illegible] ضلع ہزارہ عارضہ سے بیمار ہیں نیز [illegible] سے میاں عبدالخالق صاحب لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ ایک ماہ سے [illegible] سردار خان [illegible] ڈاکٹر لودیانوی عرصہ سے بیمار ہیں احباب دعا کریں۔

میرٹھ سے اکاؤنٹنٹ عابد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ ایک غیر احمدی صاحب اسلامیہ مدرسہ شیرکوٹ ضلع بجنور کے لئے چندہ کے لئے آئے تو بندہ نے انکو [illegible] کی اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کی توضیح وضاحت بتایا اور خصوصاً حضرت کی نبوت کو کھول کر سنایا اور ضمناً خلافت حقہ کا بھی ذکر کر دیا گیا انہوں نے سب باتوں کو غور سے سنا اور انشاءاللہ تعالیٰ حق کا وعدہ کیا خدا تعالیٰ قبول حق کی توفیق بخشے۔

مونگھیر سے مکرم محمد سعد الحسن صاحب لکھتے ہیں غیر احمدی لوگ جس قدر اعتراضات کرتے ہیں سب انکے جوابات حضرت کی کتابوں سے سنا دیتا ہوں جس سے انکی تسلی ہو جاتی ہے یہاں پر دو سلسلی جلسے ہوئے ہیں لوگ بہت خوشی سے سنتے ہیں نیز [illegible] کے لئے ایک مطبع کھولا ہے جس کی غرض ہے [illegible] کتابوں کا شائع کرنا ہے۔

لکھنؤ سے برادرم مکرم محمد عثمان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضور کا وہ خطبہ جس میں کہ آپ نے حلف اٹھایا ہے اس کو پڑھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میرا خیال ہے کہ اگر فتنہ باغیہ کے امیر کو بھی اسی طرح [illegible] حلف اٹھانے کو [illegible] جرأت نہیں کرینگے فضل عمر کے زمانہ میں مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی شان نظر آ رہی ہے۔ [illegible] لکھتے ہیں کہ ایک دوست کو رسالہ تبدیلی عقائد دیا گیا اس نے کہا کہ مسئلہ نبوت میں تو آپ لوگوں سے متفق ہوں۔ لیکن مجھے یہ سنایا گیا تھا کہ میاں صاحب نے انجمن کو توڑ دیا ہے۔ میں نے اسے سنایا کہ جو انجمن کو حضرت مسیح موعودؑ نے قائم کیا تھا وہ تو موجود ہے اور اگر مولوی محمد علی اور خواجہ کا نام انجمن ہے تو وہ ٹوٹ گئی ہے۔

میدان جنگ سے برادر مکرم ڈاکٹر محمد حسین صاحب خاص طور پر دعا کی درخواست کرتے ہیں نیز سید محمد حسین [illegible]

خبریں

جنگ

شہزادہ [illegible] (جرمنی) میدان حرب میں بدحواس ہو کر [illegible] کے واسطے [illegible] ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی جانتا ہے کہ اب ہاتھ پاؤں مارنا بیکار ہے۔

بلغاریہ کو دول متحدہ کے وکلاء نے مطلع کیا ہے کہ اگر تم نے سرویہ پر حملہ کیا تو ہم اس کی مدد کرینگے۔

ایک جرمن طیارہ نے پچھلی جمعرات کو کلافرٹ پر حملہ کیا تھا ایک روسی ہوائی جہاز نے جو سرویا کی طرف اڑا جا رہا تھا اس پر فیر کئے جس کے سبب اول الذکر نے اپنا [illegible] مدد [illegible] اور صوفیہ کے جانب مشرق زمین پر اتر پڑا۔

پیٹروگراڈ کی تار ہے کہ روس نے بلغاریہ کو ۲۴ گھنٹے کا الٹی میٹم دیا ہے کہ اس مہلت میں تمام جرمن افسروں کو برطرف کر دے ورنہ جنگ [illegible] کے لئے تیار رہے۔

الٹی میٹم روسی وزیر متعینہ صوفیا کو ہدایت ہوئی ہے کہ وزیر اعظم بلغاریہ کو یہ پیام پہنچا دو کہ بلغاریہ کے تازہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہ فرڈیننڈ کی گورنمنٹ نے اس کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ بلغاریہ کی قسمت کو جرمنی کے ہاتھوں میں دیدیا جائے۔ تمہاری وزارت حربیہ اور اسکی سٹاف میں آسٹروی و جرمن افسروں کی موجودگی سرحد سرویہ پر اجتماع افواج اور ہمارے دشمنوں سے معقول مالی امداد کا قبول کر لینا۔ یہ جملہ قرائن سے بلغاریہ کی موجودہ فوجی تیاریوں کا مدعا صاف عیاں ہے۔ دول متحدہ انکو بار بار متنبہ کر چکی ہیں کہ سرویہ کے برخلاف کوئی جنگی کارروائی خود انہی کے خلاف متصور ہوگی۔ مگر ان تنبیہوں کے جواب میں وزیر بلغاریہ کی [illegible] جو وہ ابتک دیتا رہا۔ ان واقعات کے بالکل برعکس [illegible] وغیرہ وغیرہ اور اسی لئے روسی سفیر کو یہ بھی حکم مل گیا ہے کہ اگر حکومت بلغاریہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر دشمنوں سے علانیہ قطع تعلق نہ کرے اور دول متحدہ کے مقابلہ میں لڑنے والی افواج کے ساتھ علاقہ رکھنے والے افسروں کو ایکدم نہ نکال دے تو تمام عملہ سفارت و قونصل خانہ کے بلغاریہ سے چلے آؤ۔

ایتھنز کے ایک پیام برقی سے پایا جاتا ہے کہ جو

جرمن طیارے [illegible] پہنچ گئے ہیں [illegible] قسطنطنیہ سے بھی [illegible] بلغاریہ [illegible]

رائٹر کی ایک طویل تار خبر مورخہ ۳ اکتوبر کا ماحصل یہ ہے کہ [illegible] فرانس کے جنوب میں افواج متحدہ دشمن کی اگلی خندقوں کو چیرتی چلی گئیں۔ بہت سے قیدی اور توپیں گرفتار کیں۔

حضور ملک معظم دام اقبالہم نے [illegible] فتوحات پر جنرل مارشل سر جان فرنچ کو مبارکباد [illegible] افواج کی داد دی اور مزید فتوحات کی توقع ظاہر فرمائی ہے

علاقہ ریگا میں ڈونسک [illegible] سے جانب مشرق ان دنوں روسیوں کو مزید فتوحات حاصل ہوئیں ان معرکوں میں تو دشمن کے حملے پسپا کئے گئے اور اسے بدحواسی و ابتری کی حالت میں بھاگنا پڑا یا روسیوں کے شاندار حملوں میں جو سنگینوں سے کئے گئے غنیم کی خندقوں اور دیہات پر قبضہ ہو گیا جرمن اور ترکی آتش باری کے آگے ٹھہر نہ سکے انکی [illegible] اور چند دوسری توپیں بھی چھین لی گئیں۔ ڈونسک اور دریائے ڈوینا کے مابین آٹھ جرمن آرمی کو زور سے سرنو کوشش کی کہ مشرق کی طرف زبردستی گھس پڑیں۔ مگر ناکامی ہوئی۔

نو ہزار قیدی جنمیں ۱۸۸ جرمن افسر بھی ہیں کیف میں لائے گئے۔ روسیوں نے انکو بڑی ہوشیاری سے پکڑا اور خود پہاڑیوں پر قابض ہو گئے۔

فرنچ فوج [illegible] آرائش میں آگے بڑھ گئی اور چند توپوں پر قبضہ کر لیا۔

پانچ انگریزی طیاروں نے ۳ اکتوبر کو زیبرگی پر دھاوا کیا اور بلجیئم کے اہم جنگی مقامات پر بم گرائے۔ جرمن توپوں نے بھی شدت سے آگ برسائی۔

بلجیم میں جرمنوں نے پچھلے ہفتے خندقوں میں ۱۳ سو بم گرائے اور ایک جگہ اپنے قدم جمائے تھے مگر جلدی ہی نکالے گئے قلعہ بندی ناموٹر کی تمام توپیں جرمن محاذ پر بھیجدی گئی ہیں [illegible] مستحکم افواج لگ گئے۔

سپین ابتک غیر جانبدار ہے اور اس بات کا خواہشمند کہ بیچ میں پڑ کر صلح کرا دے۔ **روما** [illegible] ۳ اکتوبر کو ایک اہم کانفرنس منعقد ہوئی جس میں وزیر اعظم وزیر جنگ

الفضل
قادیان دارالامان۔ مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء

فیلڈ سروس پر

ہماری سرکار برطانیہ اور اسکی رفیق طاقتیں سوا سال ہونے آیا کہ ایک سخت غنیم سے برسرپیکار ہیں۔ دونوں طرف کے مردان ہزارہا میدان کارزار میں شب و روز مصروف جنگ و جدل ہیں بیسیوں ہزار جوان اس معرکہ میں نذر اجل ہو چکا ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ ابھی کتنی جانیں اور جائینگی۔ تب کہیں اس عالمگیر آتش جنگ کے شعلے دھیمے پڑینگے۔

یہ جنگجو سپاہی جو دشمن سے مقابلہ کرنے کو مستعد ہو کے نکلے ہیں۔ اور بڑی بڑی گھمسان کی لڑائیاں ہوتی ہیں تو کیا جب تک حریف سے دو دو ہاتھ ہوتے رہیں۔ انکی فطرت بالکل بدل جاتی ہے؟ کیا ان کے خاکی اجسام کھانے پینے سونے آرام کرنے کی حوائج ضروری سے قطعاً مستغنی ہو جاتے ہیں؟ کیا قانون قدرت اُن کے واسطے معطل ہو جاتا ہے کہ بن کھائے جی سکیں۔ اور بے آرام لئے کام کرتے رہیں؟ کیا متخاصمین کو کروڑہا روپیہ پانی کی طرح اس غرض کے لئے نہیں بہانا پڑتا کہ جو اپنی ماؤں کے لال گھر کا عیش و آرام چھوڑ کر سرکار کی عزت بچانے اور بات بنانے کی خاطر جان ہتھیلی پر رکھ کر وطن مالوف سے کالے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ اور دن رات سینہ سپر لڑ رہے ہیں۔ انہیں حتی الوسع کسی چیز کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ کیا رسد اور راشن میں انکے واسطے ضروری خورونوش تو ایک طرف بعض تفریح و تخلیت تک کے سامان مہیا نہیں کئے جاتے؟ کیوں نہیں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی جسوقت جنگی جوانوں کو دشمن سے مقابلہ پڑتا ہے۔ وہ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ بیٹھنا سب ہی تو بھول جاتے ہیں۔ بس یہی دھن لگ جاتی ہے کہ کسی طرح یا تو دشمن کو ملیامیٹ کریں یا آپ مر رہیں۔ پھر اس خونریز کشمکش کا مآل کار یہی ہوتا ہے کہ جس طرف شجاعت۔ مستعدی۔ خوش تدبیری اور تمام ضروریات حرب کا پلہ بھاری ہوتا وہی غالب آگیا ہے

مذہبی نقطہ نظر سے بھی اسوقت نیا ایک میدان جنگ بپا ہوا ہے۔ چھوٹے بڑے مخفی و آشکار صدہا مذاہب کا مقابلہ ہے تو جس طرح سیاسی محاربات میں ایک فریق غالب رہتا ہے تو دوسرا یہ نہیں کہ بالکل مٹ ہی جائے بلکہ اس کے آگے مغلوب و زیر ہو جاتا ہے اسی طرح یہ معرکۂ مذاہب بھی یوں سمجھو کہ گویا ایک انقطاعی اور فیصلہ کن لڑائی ہے جسمیں ضرورت وقت اور آثار متقاضی ہیں کہ وہی ایک دین دوسرے کل ادیان پر غلبہ پائے۔ جو عقل سے نقل سے اپنی تعلیم اور ثمرات کے لحاظ سے افضل اور زبردست ہو۔ ہر ایک یہی کہتا ہے کہ یہ امتیاز میرے مذہب کو حاصل ہے۔ یہودی کو ادعا ہے کہ تمام عالموں پر فضیلت تو ہمی کو دیگئی ہے۔ آتش پرست اپنے دین کی فوقیت پر زور دیتا ہے۔ بدھ ازم کا شیدائی اپنے اصولوں کو عالمگیر کشش کا مرکز قرار دیتا ہے آریہ اپنی سلی کا بول بالا ہوتے دیکھنے کا منتظر ہے انہی میں ایک فریق اسلام کے نام لیوا افراد کا بھی ہے۔ جو خدا جانے کن کن باتوں کی توقع پر جیتے ہیں۔ حالانکہ اگر اسلام یہی ہے جو اس وقت انکے پلے رہ گیا ہے تو

خواجہ در بند نقش ایوان است
خانہ از پائے بست ویران است

ایک طرف تو دین کا ڈنکا بجنے کا سودائے خام سر میں سمایا ہوا ہے۔ دوسری جانب علمی عملی اخلاقی روحانی جسمانی۔ غرض ہر قسم کی کمزوریوں کا جو خیر سے بفحوائے ع "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" روز بروز ترقی پذیر ہیں یہ حال ہے کہ اپنی شامت اعمال سے دنیا بھر کی ذلیل ترین اقوام کے درجہ کو پہنچ کر بھی جی بچے تو جانو بڑی خوش نصیبی ہے۔ ورنہ مٹنے میں تو کچھ شک ہی نہیں رہا۔ کیونکہ انہیں مومن و مسلم کی جو خصوصیات تھیں وہ مفقود ہو چکیں۔ دین حق کے انوار و برکات کا کہیں نام و نشان نہیں۔ قرآن اور ایمان حسب وعدہ انکے ان سے اٹھا ہی لیا گیا۔ پھر اسلام کو ان سے کیا واسطہ؟ ایک بہت بڑا حصہ تو صرف رسم و عادت کے غلام ہو قومیت کے گھمنڈ میں اترا اترا کر مغضوب زندگی کے دن کاٹتے رہتے ہیں۔ وہ اس انتظار میں ہیں کہ کب مُردوں کو جِلانے والے مسیحا آسمان سے اُتریں۔ اور کب اُن کی جان میں جان آئے۔ کب تلوار چلانیوالے امام مہدی قدم رنجہ فرمائیں اور انکی بگڑی ہوئی کو بنائیں۔ حالانکہ دین حق کو ان باتوں سے تعلق ہی کچھ نہیں۔

خدائے تعالیٰ کے سچے اور پاک دین کے احیاء اور غلبہ کی غرض جس رنگ میں اور جن طریقوں سے پوری ہونی تھی۔ اسکے سارے سامان مہیا ہو بھی گئے۔ زمین و آسمان بھی اسبابات کی گواہی دے چکے کہ فی الواقعہ یونہی مقدر تھا اور اسی طرح ممکن۔ لیکن مسلمان ہیں کہ ہٹیلے بچوں کی مانند اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو من مانی مرادیں ہی لینگے خواہ وہ محال عقل یا بیہودہ بلکہ خطرناک ہی کیوں نہوں اگر انکی عقلیں مسخ نہ ہو گئی ہوتیں۔ اگر انکے ایمان مُردہ نہ ہو گئے ہوتے۔ اگر انہیں روحانی بیداری و فراست کا کچھ بھی حصہ باقی رہ گیا ہوتا تو یہ وقت تھا کہ حق کے پیچھے ہو لینے سے منہ نہ موڑتے۔ اُسکے فیض سے اپنی اصلاح کرکے محاسن اسلام کا زندہ نمونہ بنتے وہ کشش و تسخیر قلوب پیدا کرتے کہ دنیا خود بخود انکی طرف کھنچی چلی آتی۔ اور بے حرب و ضرب کے۔ بلا قتال و جدال سب کے دلوں پر فتح پاکر ایک دنیا کو اپنا بنا لیتے۔ بس اور چاہیئے کیا؟ غلبہ اسلام کا تو مدعا یہی ہے کہ خلق اللہ غفلت و معصیت کی تاریکی سے نکلکر ہوشمندی و فرمانبرداری کے انوار و برکات سے متمتع ہو کر خوشنودی خالق کے رستہ پر قدم مارنے لگے۔ اس میں کسی کے آسمان سے اُترنے یا تلوار چلانے کا کیا کام ہے؟ حصول فلاح و نجات کا عالمگیر قانون موجود ہے اسپر عمل کرو۔ رسول رب العلمین کا اسوۂ حسنہ سامنے ہے۔ اسکے پیچھے پیرو بن جاؤ۔ اسی سے سارے دلدر دور ہو جاتے ہیں۔ خدا نے یا تمہارے پیشواؤں نے یہ کہاں بتلایا ہے کہ آخر میں اسلام معاذ اللہ ایسا گیا گذرا اور لچر پوچ دین رہ جائے گا کہ اپنے تمام محاسن اور پاک و بے عدیل خصوصیات کو کھو بیٹھے گا۔ اور اپنے ہی پیش کردہ اُصولوں کے خلاف جبر و اکراہ کو روا رکھے۔ تب کہیں زندہ رہ سکیگا اور دُنیا میں پھیلے گا۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

کچھ شک نہیں کہ یہ جنگوں کا زمانہ ہے اور دنیاوی معرکہ آرائیوں کے ساتھ ہی دینی مقابلہ بھی اسوقت ایسا

قرضہ میعادی گورنمنٹ ہند

اُن شرائط کے متعلق نوٹس جن پر عوام الناس ڈاک خانہ کی معرفت قرضہ دے سکتے ہیں۔

ذیل کا اعلان پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے برائے اشاعت دفتر الفضل میں موصول ہوا ہے پیشتر اس کے کہ اس اعلان کو ہم احمدی پبلک تک پہنچائیں ہم اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کو اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے ہر شخص جو روپیہ رکھتا ہے قرضہ دیکر اس وقت سرکار والا کا ہاتھ بٹائے +

ہم احمدی قوم کی خدمت میں خصوصاً زور سے عرض کرتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کو روپیہ بطور قرضہ حسنہ دیں۔ اور اگر وہ بحیثیت مسلمان قرآن کے حکم پر عمل کر کے بلا سود روپیہ دیں تو ثواب کے مستحق ہونگے۔ والسلام

خاکسار منیجر الفضل

گورنمنٹ امسال ایک جدید نمونہ (فارم) کے مطابق بشرح ۴ فیصدی قرضہ لے رہی ہے جو نومبر سنہ ۱۹۲۳ء تک بیباق کر دیا جائے گا لیکن گورنمنٹ اگر چاہے تو وہ اس کو اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء کے بعد کسی وقت ادا کر سکتی ہے +

۲۔ سلبہ ۴ کروڑ روپیہ قبل ازیں درخواستوں کے حسب معمول کلکتہ و مدراس بمبئی اور دیگر بڑے بڑے مرکزوں میں پہنچنے پر لیا جا چکا ہے اور اس لحاظ سے قرضہ کا لیا جانا اب بند کر دیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ اُن اشخاص کو جو قرضہ قلیل رقوم میں دینا چاہتے ہیں۔ عام اس سے کہ سیونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرانے والے ہوں یا نہوں اُس نزدیک ترین ڈاک خانہ کی معرفت قرضہ دینے کا خاص موقع دیا جاتا ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو +

قرضہ کس طرح دیا جائے گا

۳۔ ڈاک خانہ کی معرفت درخواستیں ۳۰۔ اکتوبر تک کسی وقت کیجا سکتی ہیں +

۴۔ درخواستیں پوری رقوم کی بابت ہونی چاہئیں۔ جن میں پورے سینکڑے ہوں اور ۱۰۰ روپیہ سے کم کے لئے نہیں ہونی چاہئیں اور کسی ایک درخواست کنندہ کی صورت میں ۵۰۰۰ روپیہ سے زیادہ کے لئے نہیں ہونی چاہئیں +

نوٹ کوئی بھی درخواست کنندہ ۵۰۰۰ روپیہ تک جدید قرضہ دینے کے لئے درخواست کر سکتا ہے باوجود اس امر کے کہ اُس کے پاس قبل ازیں پہلے کے پرامیسری نوٹ ہوں جنکو وہ پیشتر ازیں ڈاک خانہ کی معرفت خرید چکا ہو +

۵۔ جو شخص درخواست کرنا چاہتا ہو۔ اُسکو لازم ہے کہ وہ نمونہ (فارم) ذیل کو پُر کرے کہ جو ہر ایسے ڈاک خانہ سے بھی مل سکتی ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو نیز اس کو لازم ہے کہ وہ ساتھ ہی اس کے وہ پوری رقم ادا کرے جس کے قرضہ دینے کے لئے وہ درخواست کرے۔ اس غرض کے لئے وہ اس روپیہ سے استفادہ کر سکتا ہے جو اس کے حساب میں سیونگ بنک میں جمع ہو بشرطیکہ وہ سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتا ہو یا وہ براہ راست نقد ادا کر سکتا ہے درخواست کنندہ مجاز ہوگا کہ ڈاک خانہ میں بذات خود جائے یا اپنی جگہ کسی اور شخص کو بھیجدے۔ جملہ رقوم کی جو (درخواست کنندہ کی طرف سے) ادا کی گئی ہوں رسید دیجائے گی +

۶۔ ۱۰۰ روپیہ کی ہر رقم کے بدلے جو درخواست کنندہ ادا کرے گا اس رقم اسی رقم کے سرکاری پرامیسری نوٹ دیئے جائینگے +

پرامیسری نوٹوں کا تحویل میں رکھنا

۷۔ نوٹوں کو درخواست کنندہ اپنی تحویل میں رکھ سکتا ہے یا اگر وہ پسند کرے تو وہ اس کی طرف سے حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھے جا سکتے ہیں درخواست کنندہ کو اس امر کی تصریح کر دینی چاہئیے کہ وہ درخواست کے نمونہ کو کس طریق میں پُر کرنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ اگر وہ نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتا ہو تو ڈاکخانہ اس کو اُس وقت سے مطلع کرے گا کہ جب وہ نوٹ اُس کو مل سکینگے اور درخواست کنندہ کے اصالتاً حاضر ہونے پر نوٹ مذکور اُس کے حوالے کر دیئے جائینگے۔ اگر وہ نوٹوں کو ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھنا چاہے تو اُس کے دوبارہ اصالتاً حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن ڈاک خانہ کی طرف سے اُس مناسب وقت کے اندر اس امر کی اطلاع دیجائے گی کہ نوٹ مذکور ڈاک خانہ میں موصول ہو گئے ہیں اور اس کی طرف سے تحویل میں رکھ لیے گئے ہیں۔ اگر وہ بعد ازاں کسی وقت نوٹوں کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش ظاہر کرے تو نوٹ اُس وقت اُس کے حوالہ کر دیے جائیں گے +

سود کی ادائیگی

۸۔ سود بشرح ۴ فیصدی سالانہ ششماہی اقساط میں یعنی ۲ فیصدی ۱۳ مئی کو۔ اور ۲ فیصدی ۲۰۔ نومبر کو ہر سال ادا کیا جائے گا قرضہ دینے کی تاریخ سے ۲۰ نومبر آئندہ تک کسی متفرق عرصہ کا سود پرامیسری نوٹوں کے حوالہ کر دینے کے وقت اگر وہ درخواست کنندہ کے اپنے قبضہ میں ہوں نقد ادا کر دیا جائے گا یا اگر وہ نوٹوں کو حکام ڈاکخانہ کی تحویل میں رہنے دے تو اُس روپیہ میں جمع کرا دیا جائے گا جو سیونگ بنک میں اُس کے حساب میں جس کا ذکر پیراگراف (فقرہ) ذیل میں درج ہے جمع ہو +

اور وہ بھی اس لئے نہیں ہو سکے [illegible] تحریف عمل کردی"

[illegible] آ اور ایل ایل بی ہو کر

اور پھر فارسی [illegible] ہو کر مندرجہ بالا فارسی عبارت کا وہ مطلب اور ماحصل دوسروں سے منانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جسکی نسبت ایک معمولی سے معمولی استعداد کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے یا تو دیدہ و دانستہ مغالطہ دیا ہے یا وجہ حق کا مقابلہ کرنے کے عواس میں فتور آگیا ہے اور اب آپ کا دماغ اس قابل بھی نہیں رہا کہ ایک سہل سی فارسی عبارت کو سمجھ سکے ٭

یہ کیسے بڑھ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو ! آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

خواجہ صاحب کیا اسی علمیت نے آپکے قلم سے حضرت اولوالعزم فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شان میں یہ الفاظ لکھوائے تھے کہ "یہ نازیبا کلمہ اپنے مرشد اور مامور اور ایک ملہم من اللہ کی قلم سے نکلی ہوئی تصانیف کے متعلق ایک ایسے غیر ملہم کے منہ سے سُنا کہ جسکی تصنیف علمی غلطیوں سے بھی خالی نہیں ہوتی" ع

چہ خوش عقل ترا اے ہوشیار ے

خواجہ صاحب ان فقرات کو تو اندر لاتے ہیں جنمیں حضور علیہ السلام حسب منطوق حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اولیاء امت کا مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہونا ثابت کرتے ہیں۔ لیکن جہاں حضور اپنی نبوت کا ذکر فرماتے ہیں۔ اسکو نظر انداز کر جاتے ہیں جہاں آپنے فرمایا کہ "مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد و موافق وعدۂ او ظاہر شد" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آپ بڑے چالباز آدمی ہیں۔ اور چالاکی سے جس فقرہ پر خود خط کھینچ دیا۔ اوسی کی طرف عوام کو دھوکہ دیکر اون کی طبائع کو رجوع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یا یہ کہ جہاں آپ عربی سے نابلد محض ہیں۔ فارسی سے بھی آپ کو چنداں مس نہیں۔ اب میں آپکو بتاتا ہوں کہ اس عبارت کی ترتیب کیا ہے اور اسکا کیا مطلب ہے۔ ذرا ہوش سے سُننا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیہ شریفہ میں

لکن استدراکیہ ہے۔ اور یہی ایک آیت حضرت اقدس علیہ السلام کی نبوت کی کافی شاہد ہے۔ اور یہاں بھی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا ہے: "مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ باشد" یہاں بھی لفظ "مگر" استدراکیہ ہے۔ اور جیسے اس آیت میں ابوّت کی نفی کر کے لفظ لکن سے نبوت فی الآیات کا اثبات کیا ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس علیہ السلام نے مواہب الرحمن کے مندرجہ بالا الفاظ میں براہ راست نبوت کی نفی کر کے لفظ مگر سے نبوت بالواسطہ کا اثبات فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ "موافق وعدہ او ظاہر شد" یعنی آنحضرت کے ذریعہ اس کا ظہور بھی ہو گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق ہوا۔ فالحمد للہ ٭

اب اظہر من الشمس ہے کہ انگلی کہیں کہ اس سے بڑھکر اور کیا تحریف ہوگی یہ ہے خواجہ صاحب کی ابجد خوانی اور علمی قابلیت۔ جسپر آپ کو مجددیت اور امامت کا شوق چرایا ہے۔ اور یہاں تک کہنے کی جرأت ہوگئی ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے کہا۔ وہی کام میں بھی کرتا ہوں۔ خواجہ صاحب! اوروں کو ہوش کی کہتے ہو آپ ہوش سنبھالو اور دیکھو تم کیا سے کیا ہو گئے ہو۔ اور کہاں سے کہاں پہنچے ہو۔ کیا احمدیت [illegible] کا نام ہے کہ جسکے نام کے ساتھ وابستہ ہونا ایمان سمجھتے ہو۔ جس کی تعریف و توصیف میں تم ہی کے لکھے ہوئے حروف بھی ابھی نہ سوکھے ہوں۔ اسی کے خلاف آج زہر اگلنے ہو۔ خواجہ امیر میرزا صاحب نے تو تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی تھی بلکہ اسی کی کفش برداری سے آج تم تمام دنیا میں شہرت پا گئے۔ ایسے محسن سے یہ سلوک! اور پھر دعوی احمدیت کچھ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو تو تمہاری

ضرورت

[illegible]

غلب کی اب کیا حالت ہے۔ پھر کہتے ہو کہ (آپ جیسے) احمدیوں کے متعلق ایسا لٹریچر استعمال کیا جاتا ہے۔ خدارا خواجہ صاحب انصاف سے کہیں کہ چور کو چور۔ زانی کو زانی کہیں تو کیا جرم ہے؟ یا زانی کو شریف اور کاذب کو صادق کہیں تو کیا سعادت ہے ؎

مثال علم تو آمد بخزان ٭ کتابے چند بر پشت حمارے
(کرشن اوتار)
باقی آئندہ بشرط زندگی

احقر مرزا محمد افضل خان احمدی شملہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

ہاموِنہ پیام

تو خود حافظا مسترسی متاب
کہ سلطان نخواہد خراج از خراب

چونکہ عیسائیوں میں سے چند نو مسلم پیغام بلڈنگس میں گذارہ کرتے ہیں اور کبھی کبھی کچھ واہی تباہی باتیں لکھتے رہتے ہیں اسلئے گاہ گاہ ہمیں بوجہ اس لگاؤ کے اخبار پیام دیکھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ اور ہمیں ابتدا سے یہ خیال ہے کہ ایسی صورت میں ان لوگوں کے پیر صاحب قریباً ایک صدی کی چوتھائی مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ میں گنوا کر موٹے سے موٹے مسائل نہیں سمجھے۔ پھر کیونکر ممکن ہو کہ اسکے مریدان باعقیدت عمر نوح پاکر بھی کسی مذہب سے واقف ہو جائیں۔ ہمارا یہ خیال صرف خیال ہی نہ رہا۔ بلکہ ان لوگوں نے قولاً فعلاً اس کی تصدیق کردی۔ چنانچہ ۴ جون ۱۹۱۵ء کے پیام میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے "وہ دہ دینا بدہ" نے کیکر واقعت کاروں کو خوب ہنسایا اور ہمیں بھی ٭

انہی ایام میں مسٹر فضل الٰہی کا چشمہ معلومات بھی جسے وہ بحر ناپیدا کنار خیال کیا کرتے تھے زوروں پر تھا۔ چنانچہ آپ کسی گمنام عیسائی کی کسی کتاب کے ساتھ کشتی کرنے کے لئے میدان میں اُترے ہوئے تھے۔ اور چونکہ مسیح موعود اور حضرت اقدس خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ کے عقائد پر حملہ کرنے میں پیام بلڈنگس کے کل ممبر کیا جوان اور کیا بوڑھے

سب سنت سے پاک ہو کر خضاب ہو گئے۔ یہ نا حبث اپنے فرشتے کی تپش مسیح ناصری کے قوالے سے پورکیہ کچھوڑا ہوا نکھا تھا۔ اور اسی وقت اس بھلے آدمی کو یہ کہنا نہ سوجھا۔ اور نہ معلوم کیا کہ میرا مقصد کیا ہے اور نتیجہ کیا نکالتا ہوں؟ ہر دو مضامین مذکورہ کے جواب میں ہم رسالہ تشحیذ الاذہان کے ذریعے بفضل خدا ان کا اچھی طرح قلع قمع کر چکے ہیں جس کا جواب آج تک پیام بلند گس کی پھرتیلی بلند چوٹی سے نہ ہو سکا ؛

مثل مشہور ہے کہ جیسا راجہ ویسی پرجا بھلا جس صورت میں ان کے پیر صاحب انجمن احمدیہ قادیان کا بیس ہزار روپیہ ڈکار ہضم کر گئے۔ پھر کیونکر یہ لوگ اپنی ان ریحوں کو واپس لے سکتے ہیں۔ آخر تو چاہیئے تھا کہ ہمارا جواب لکھتے یا ہماری پیش کردہ صداقت کو قبول کر لیتے لیکن نہ جواب تحریر کرنا اور نہ اپنی غلطی تسلیم کرنا ان کی سخت اخلاقی و روحانی کمزوری پر دال ہے۔ افسوس!

ملنے نہ کبھی کہ ہے ہر جنرکے بعد
دریا کا تمہارے جو اترنا دیکھے

غرضیکہ ہم بار بار ان لوگوں پر یہی اتمام حجت کرتے ہیں کہ کیوں آج تک جواب نہ دیا۔ کیا آج تک اپنے مضامین کے جوابات جو ہماری طرف سے شائع ہوئے آپ کی سمجھ میں نہیں آئے۔ پس کہا ہے ؎

رند اگر زہد حافظ نکند فہم چہ باک
دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآں خوانند

ہمیں خیال ہے کہ شاید آج تک آپ اپنے پیر صاحب کی جانب کوئی بست ہزاری معجزہ منسوب کرنے کی دھن میں ٹریکٹ یا رسالہ لکھنے کی وجہ سے عدیم الفرصت ہیں اس لئے لگے ہاتھوں ہم اسکی بھی قدرے تشریح کر دیں ؛

آپکے پیر صاحب کا یہ بست ہزاری کرشمہ کوئی معجزہ نہیں بلکہ ان کی ناکامی کے غصہ کی بیماری بھر کم علامت ہے کیونکہ ایسے معجزہ نماہندیں بہت گذر چکے ہیں آپ کے پیر صاحب تو انکے نزدیک ابھی طفل مکتب ہیں۔ تاتیا بھیل ملک متوسط میں ان سے کہیں زیادہ بلند نام بزرگ ہوا ہے جسکی تصویر بھی افسوس! اللہ ایک کرا ایسا اعزاز پایا ہے جس کا عشر عشیر بھی آپکے پیر کیا پاویں گے قبر کا۔ نہیں جاکتی تصویر کر تالال نصیب جنہیں ہزاروں چند پنگالیاں ستے نہ پایا اسکی جو راسن ناشنا بیس کا افتخار اور ایلو ہوا ہے کہ لن سے پیراں بچانا تھا۔ پھر کہیں جا کر یہ بچوں نے چھپنے تھے بست ہزار کا امرا حو حشرات الارض کی طرح کبھی اس گاؤں میں اور کبھی اس شہر میں جا سر نکالتے تھے۔ پس آپکے پیر صاحب نہ باوروں میں نہ جانبازوں میں بلکہ بست ہزاری حالت میں بھی لٹا بیچارا۔ لہذا آپ اپنے پیر جی کی خاطر جمع رکھیں کہ جس صورت میں دنیا کا ایک معزز سرسید تین لاکھ کالج کے سرمایہ سے چرائے جانے کے بعد اپنے ارادہ سے باز نہ آیا تھا۔ پھر کیا معاذ اللہ! خدا بیس ہزار کے نقصان سے ہمت ہار کے اس اپنے سلسلہ کو مٹا دیگا؟ ہرگز نہیں۔ دنیا میں ایک بڑھیا عورت بھی جس کا بچہ گم ہو جائے کسی عیار کو نعوذ بگندگی کے عوض دس بچا س نذر کے بھوکوں نہیں مرتی۔ تو کیا خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء و خلفا خاتموں کے ہاتھ سے دس بیس ہزار کا نقصان اٹھا کر حوصلہ ہار سکتے ہیں؟ حاشا و کلا۔ افسوس ہم اس بست ہزاری معجزہ کی تشریح میں اپنے مضمون سے کچھ دور جا پڑے ؛

ہاں فضل الٰہی صاحب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم کے تو آپ ذمہ دار نہ سہی۔ مگر اپنے گفتہ نوشتہ کو بھول جانا کیا "حافظہ نباشد" کا ثبوت نہیں۔ غور کیجئے۔ دنیا میں بعض عورتیں ایسی ہو گذری ہیں جو اپنے تحریری تقریری دعوؤں کے اثبات پیش کرنے میں کبھی عاجز نہیں آئیں امریکہ کی بوڑھیا مسز اڈی جس نے اپنے مخالف جادو رقم ظرافت مارک ٹوئین کو ناک چنے چبوائے تھے۔ ایک ہی عورت تھی۔ مسز اینی بسنٹ کی ہمت کو پیش نظر رکھ کر نتیجہ نکالو مگر برخلاف اس کے ایک آپ ہیں کہ منہ پر ڈاڑھی بھی ہے مگر پھر بھی ہمارے بالمقابل قلم اٹھاتے ہوئے ہاتھوں میں رعشہ پڑتا۔ اور دل شرم سے پانی پانی ہوا جاتا ہے۔ بس اگر اپنے "گھوڑے" کو آپنے اب بھی سچا ثابت کیا تو پروفیسر اور اسکے پرنسپل ہر دو کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ فقط

عبدالخالق نو مسلم

مرہم عیسیٰ

معزز بھائیو!

مرہم عیسیٰ کوئی معمولی مرہم نہیں اس کی نسبت انگریزی یونانی طب کی مستند کتابوں میں نہایت وثوق اور کامل تواتر کے ساتھ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ دو ہزار برس سے اس کے اجزاء کو مقدس لوگوں نے الہام الٰہی کی بنا پر ترتیب دی تھی اسی لئے خدا کے فضل سے اس میں وہ تاثیرات موجود ہیں جن سے شفا اور مسیحائی مترادف ہو گئی ہیں یہ مرہم ایسا مبارک معجزہ ثابت ہوا ہے کہ جتنے بیمار اسکو برتنے میں سب چنگے ہو جاتے ہیں اکثر زمانہ کے فاضل طبیبوں نے اسکو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیر بلا اختلاف تسلیم کیا تم بھی خود آزماؤ کیونکہ یہ مرہم اپنی مسیحائی تاثیرات میں شہرہ آفاق ہے جو ہر قسم کے زخموں پھوڑوں پھنسیوں۔ ناسوروں وغیرہ خنازیر سرطان طاعون گلہڑ گنج خارش بواسیر وغیرہ وغیرہ کے لئے شفا ہے

قیمت فی ڈبیہ خورد ۲ / کلاں ۸ / علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ حکیم نذیر حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ دہلی

تریاق ثلاثہ

یعنی

کھانسی نزلہ زکام کا تریاق۔ ان بیماریوں کے بڑھنے سے دق سل ذات الریہ وغیرہ امراض شدید ہو سکتے ہیں زکام یا نزلہ یا کھانسی والے ہوشیار ہو جائیں۔ ورنہ سل ہو جائیگی دق کا شکار ہونگے۔ ذات الریہ کا نشانہ بنیگے ان تینوں امراض شدہ کے لئے تریاق ثلاثہ کا استعمال اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسکے استعمال سے لوگ امن میں رہینگے جنکو زکام کھانسی۔ سینے کی خرخراہٹ دامنگیر رہتی ہے خدا کے فضل سے ہر سہ امراض سے بچ جاتے۔ رہینگے قیمت فی ڈبیہ ۸ / رہی ؛

ملنے کا پتہ

نظام جان عبدالرحمٰن خان قادیان ضلع گورداسپور

رجسٹرڈ نمبر ۸۳۵ل

[illegible] الفضل بید اللہ [illegible] واللہ واسع علیم ۰

ظلمتیں کافور ہوجائیں [illegible] عسیٰ [illegible] مقاما محمودا ۔ میں بھی اک قرآنی چشمہ کے [illegible]

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ (الہام مسیح موعود)

مضامین اور باقی تمام خط و کتابت میجر [illegible] ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپیہ

چندہ غیر ممالک سے سات شلنگ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳	مورخہ ۱۲ ۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء	سہ شنبہ	مطابق ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ	نمبر ۴۸

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طبیعت اچھی ہے ۔

خاندان نبوت میں بھی خیریت ہے ۔

فاضل مکرم میر محمد اسحٰق صاحب اور جناب میر قاسم علی صاحب و مولوی [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ تیار رہیں ۱۳۔ اکتوبر بغرض تبلیغ سیالکوٹ تشریف لیجائیں ۔ میاں نذیر احمد مبلغ و میاں عبد اللہ [illegible]

ظہر اور عصر کی نمازیں آجکل بوجہ مشغولیت ترجمۃ القرآن انگریزی اول وقت میں ہو جاتی ہیں ۔ اور نماز عشاء معمول سے ذرا دیر سے ۔

مولوی محمد علی صاحب کے مضمون کا جواب لکھے جا چکے ہیں ۔ ۱۱۔ اکتوبر کو بعد نماز عصر مسجد الفضل میں تمام احباب کو جمع کر کے مکرم میر قاسم علی صاحب نے [illegible] عنقریب اخبار فاروق میں مع خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] کہ احباب کے پاس پہنچ جائے گا ۔

اخبار احمدیہ

سری نگر سے حافظ نور الدین صاحب لکھتے ہیں کہ کشمیر کے اکثر دیہات میں کثرت سے احمدی پھیلے ہوئے ہیں جو چار ساڑھے چار ہزار کے قریب ہوں گے ۔ پہلے سرینگر میں دو تین ہی احمدی تھے مگر اب خدا کے فضل و کرم سے تیس چالیس کے قریب ظاہرہ طور پر ہو گئے ہیں ۔ اور کچھ ابھی پوشیدہ ہیں ۔ اُمید ہے کہ وہ بھی انشاء اللہ جلدی ہی احمدیت کا اظہار کر دینگے ۔ خدا کے فضل سے جسقدر تبلیغ کی جاتی ہے اسی قدر تعداد جماعت میں زیادتی ہوتی جاتی ہے ۔ وفات مسیح کو تو بہت لوگ مان چکے ہیں حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت میں کچھ شکوک ہیں ۔ وہ بھی انشاء اللہ العزیز رفع ہوتے جائینگے ۔

عصر پور (پٹیالہ) سے مولوی عبد الصمد صاحب لکھتے ہیں کہ نواں پنڈ اور میں بندہ نے لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے چنانچہ عصر پور میں اسلام کی صداقت اور امام وقت کے ظہور اور اسکی شناخت پر لیکچر دیا ۔ جسکو لوگوں نے نہایت ہی دلچسپی اور امن کے ساتھ اول سے آخر تک سنا ۔ میرے ہمراہ سنور کے دو ایک احمدی بھی دوست تھے جنہیں تبلیغ کا بڑا شوق ہے اور سلسلہ کی ترقی کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں ۔ مکرم رجب علی خان صاحب سنوری کا لڑکا باوجود اپنی چھوٹی عمر کے تبلیغ احمدیت کے لئے جوانوں سے بڑھ کر جوش رکھتا ہے اور تبلیغ حق کے وقت کسی سے نہیں ڈرتا ۔ فالحمد للہ ۔

بلب گڈھ سے حکیم انوار حسین خان صاحب لکھتے ہیں کہ میں فرید آباد اور اسکے گرد و نواح میں تبلیغ کیلئے جاتا ہوں جہاں کے لوگ صداقت احمدیت سے بالکل ناآشنا ہیں ۔ تبلیغ کے لئے خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی دیتا ہے اور حق کے طالب مل ہی جاتے ہیں ۔ چنانچہ ایک شخص کے ساتھ مسیح موعود کے متعلق گفتگو ہوئی

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا ۔

حاجی صاحب کا تلوار اٹھانا خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے

صاحبان میں نے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کے الفضل میں مذکورہ بالا سرخی پر کچھ روشنی ڈالی تھی۔ اب میرا ارادہ ہے۔ کہ حاجی صاحب کے حالات پر اور روشنی ڈالوں۔ تاکہ لوگوں پر عیاں ہو جائے کہ وہ شخص جو سرحد پر حضرت مسیح موعودؑ کے مریدوں کو زور سے غیر احمدی بنانا چاہتا تھا۔ وہ جو مسیح موعودؑ کے مریدوں کے ساتھ بائیکاٹ کا حکم دیا کرتا تھا۔ وہ جو مسیح موعودؑ کے مریدوں کو نیست و نابود کرنے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا۔ وہ جو مسیح موعودؑ کے مریدوں کو ضلع سے خارج کرنا چاہتا تھا۔ وہ روز بروز خود کیسا تباہ اور بے عزت ہو رہا ہے۔ اور اس کے مایہ ناز مرید اور رشتہ دار جیل خانوں میں کیسے ذلیل ہو رہے ہیں۔ اور اس کی اولاد کیسی دربدر خاک بسر پھر رہی ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں جانتا کہ یہ اس مسیح موعودؑ کے مرید ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر مبعوث کر کے فرمایا۔ کہ احمد میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا۔ کیا یہ نادان نہیں جانتا کہ مسیح موعودؑ کو خدا نے کہا کہ تو میری نظر میں منظور ہے میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں۔ کیا یہ نادان نہیں جانتا کہ مسیح موعودؑ کو خدا نے فرمایا۔ کہ تو وہ مسیح موعودؑ ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائیگا۔ کیا یہ نادان نہیں جانتا۔ کہ خدا نے مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے کہا کہ "تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید" کیا یہ نادان نہیں جانتا کہ خدا نے مسیح موعود کو فرمایا کہ "میں نے لوگوں کو دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا۔ ان کو کہدے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں" کیا یہ نادان نہیں جانتا کہ مسیح موعودؑ کو خدا نے کہا کہ "میں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا اسلام کو تمام قوموں کے آگے روشن کر کے دکھلاؤں۔ اور کوئی مذہب ان تمام مذہبوں میں سے جو زمین پر ہیں۔ برکات میں معارف میں تعلیم کی عمدگی میں خدا کے تائیدوں میں خدا کے عجائب و غرائب نشانوں میں اسلام سے ہمسری نہ کر سکے"۔ کیا یہ نادان نہیں جانتا کہ خدا نے مسیح موعودؑ کو فرمایا کہ "تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے اختیار کیا"۔ سو ایسے عظیم الشان شخص کے مریدوں کو ضلع خارج کرنا۔ یا نیست و نابود کرنا کوئی آسان کام نہیں حاجی صاحب اور اس کے مریدوں کے ساتھ اب جو سلوک ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس نے حق کا مقابلہ کرنا چاہا تھا۔

صاحبان کچھ عرصہ تو حاجی صاحب اور بونیر کے جاہل رضا کے مخالفت پر تلے رہے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ انگریزوں کے زبردست توپ خانہ اور بہادر سپاہیوں کے سامنے ہماری کچھ پیش نہیں جاتی۔ تو مفصلہ ذیل شرطیں لکھ کر صلح کا پیغام بھیجا۔ (۱) گورنمنٹ میری جائداد مجھ کو دے۔ (۲) گورنمنٹ مجھکو سرکاری علاقہ میں رہنے پر مجبور نہ کرے جہاں کہیں میرا جی چاہے رہنے کی اجازت دے (۳) بونیر کے لوگوں کو تنگ نہ کرے (۴) بونیر کے لوگ غریب ہیں اور ان کے پاس روپیہ نہیں اس واسطے ان سے تاوان جنگ نہ لیا جائے لیکن جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے مذکورہ بالا شرائط کو منظور نہ کیا اور بونیر کے لوگوں کو جواب دیا کہ حاجی صاحب اور مولویوں کو ہمارے حوالے کرو۔ لیکن بونیر کے جاہل لوگ کب ایسے زبردست کرامت والے پیر کو جابر سرکار کے حوالے کرنے لگے تھے۔ صاحبان حاجی صاحب بونیر کے لوگوں کو تباہ و برباد کر کے وہاں سے کسی دور علاقہ میں بھاگ گیا ہے۔ اب کسی اور علاقہ کے لوگوں کو جہاد کے لئے ترغیب دے رہا ہے پہلے تمام لوگ کہتے تھے۔ کہ ضرور حاجی صاحب کے پاس کرامت ہوگا۔ جب ہی انگریزوں سے لڑنا چاہتا ہے۔ لیکن اب تو کوئی حاجی کا ذکر بھی نہیں کرتا۔ اگر کرتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ حاجی صاحب نے ہمارا کیا بنایا لوگوں کو تباہ کیا۔ اور اکثر لوگ خراب گالی دیتے ہیں۔ حاجی صاحب کے جہاد کے حکم نے واقعی سرحد کے لوگوں کو ایسا تباہ کیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ بونیر کے لوگوں کو دیکھکر سوات شب قدر اور [illegible] کے لوگ بھی جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن سرکار عالیہ کے زبردست توپخانہ اور بہادر سپاہیوں نے ان تمام فسادی اقوام کو ایسا خاموش کر دیا۔ کہ پھر کبھی جیتے جی جہاد کا نام نہیں لینگے۔

صاحبان کچھ دن ہوئے ہیں۔ کہ مردان میں ایک جاہل نے جو غالباً اسی حاجی کا مرید معلوم ہوتا ہے۔ ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ اے مسلمانوں جہاد کے لئے اٹھو۔ اور اس اشتہار کو کوچوں اور بازاروں میں لگایا تھا۔ ابھی تک لکھنے والے کی تلاش ہو رہی ہے اس کمبخت کو اتنا خیال نہیں کہ اس شرارت کا نتیجہ کیا ہوگا۔ حکام بالا سے ایک اور حکم صادر ہوا ہے۔ جو کوئی غیر علاقہ کے آدمی کو سرکاری حدود کے اندر دیکھکر گرفتار کرائیگا اسکو سرکار کی طرف سے انعام دیا جائیگا اور حاجی صاحب کو دفعہ ۱۲ ضمن (۵) و (۶) سرحدی قانون کے رو سے باغی قرار دیا گیا ہے اگر کوئی اس کو گرفتار کر کے سرکار کے حوالے کریگا اسکو بھی ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا اور حاجی صاحب کی جائداد جو کم از کم ۳۰ ہزار روپے کی ہے نیلام ہوگی۔

ہائے افسوس! اگر لوگ مسیح موعودؑ کو جو امن کا شہزادہ تھا مان لیتے۔ تو آئے دن ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اور نہ اس جہالت کی موت مرتے۔ لیکن یہ غیر احمدی لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو کیسے مان سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا تو ایمان ہے۔ کہ چودھویں صدی میں خونی مہدی پیدا ہوگا۔ وہ کافروں کو قتل کریگا۔ اور لوگوں کو تلوار کے زور سے اسلام میں داخل کریگا۔ اور لوگوں کو بیشمار دولت دیگا۔ اور تمام روئے زمین پر حکومت کریگا لیکن جب دوسری طرف ہم مسیح موعودؑ کی تعلیم پر غور کرتے ہیں تو بے ساختہ منہ سے سبحان اللہ نکلتا ہے مسیح موعودؑ نے مذکورہ بالا عقیدہ کے بالکل خلاف تعلیم دی ہے چنانچہ وہ خود مذکورہ بالا عقیدہ کے متعلق جو غیر احمدیوں میں ابھی تک رائج ہے فرماتے ہیں ؎

اسلام میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی۔
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ایسا گمان کہ مہدی خونی بھی آئیگا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا

قابل توجہ قلمی معاونین

الفضل کے اجراء کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اسکے کالم محض اختلافی مضامین کے لئے وقف رہیں۔ بلکہ اس کی اصل غرض ملک و قوم کے اخباری مذاق کو سنوارنا اور خاصکر اپنی جماعت میں پاکیزگی و متانت۔ تقویٰ و طہارت کی روح پھونکنا ہے باہمی تنازعات تو ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں اور تاقیامت چلے جائینگے۔ ان میں پڑکر اصلی مدعا کو بھول جانا سخت غلطی ہے۔ پس ہمارے معزز مضمون نگاروں کو چاہیئے کہ آئندہ سے اپنی توجہ زیادہ تر قلمی۔ دینی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور تبلیغی مضامین پر مبذول رکھیں۔ جن احباب کی نظر سے یہ نوٹ گذرے وہ دوسروں کو بھی آگاہ کر دیں۔

سالانہ جلسہ

قریب آ رہا ہے۔ جسکے دوران میں ایک روز احمدی کانفرنس کا جنرل اجلاس بھی ہوا کرتا ہے مقامی جماعتوں و انجمنوں کے اراکین کو چاہیئے کہ اپنی اپنی سالانہ کارگذاری اور حسابات وغیرہ کی جانچ پڑتال ابھی سے شروع کر دیں ہر ایک انجمن کے خاصکر عہدیدار تو ضرور ہی شریک جلسہ ہونیکے واسطے تیار رہیں۔ اور دیگر معزز ممبران بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں آنیکی کوشش کریں۔ جلسہ فنڈ کی اعانت کا بھی پہلے سے قرار واقعی فکر ہونا ضروری ہے۔ امید ہے کہ ہر جگہ کے احمدی دوست اس طرف خاص توجہ فرمائینگے۔

قانون رواج اور مسلمان

الفضل میں تو کئی بار اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ تقسیم ورثہ کے بارہ میں مسلمانوں اور خصوصاً جماعت احمدیہ کو رسم و رواج کے بالمقابل احکام شریعت مقدم رکھنے چاہئیں۔ لیکن جب سے شملہ میں مجوزہ قانون پر غور کرنے کو انعقاد کانفرنس کا اعلان ہوا۔ اور پھر بعد از انعقاد اور زیادہ مسلمان اخباروں میں بھی اس مسئلہ کا بہت چرچا ہونے لگا ہے بلاشبہ جب تک قانون قرار واقعی طور پر وضع نہ ہو موقعہ ہے کہ گورنمنٹ کے حضور اس کے متعلق عرض معروض کر سکیں۔ لیکن یہ جتلا دینا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اخباروں میں یا دیگر طریقوں سے اجیٹیشن پھیلانا ہرگز قرین مآل اندیشی و دانشوری نہ ہوگا۔ جب کسی معاملہ میں عام کے اندر جوش یا تحریک پھیل جائے تو اسکے نتائج اکثر ندامت خیز و پرخطر ہوا کرتے ہیں۔ لوگ سرکار کی سیاسی مصالح و مشکلات کو تو سمجھ نہیں سکتے۔ خواہ مخواہ بیکسری کی حرکات کے مرتکب ہونے لگتے ہیں۔ پس عامۃ الناس کے حلقوں تک اس مسئلہ کو پہنچانا ہی نہ چاہیئے۔ صرف معزز معاملہ فہم اور دور اندیش دردمندان ملت اس معاملہ میں پڑیں۔ اور وہ بھی محض مودبانہ عرضداشتوں کے ذریعے گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلائیں کہ قانون زیر بحث فلاں و فلاں وجوہ سے معزز و خلاف مصلحت ہوگا۔

توسیع اشاعت کی ایک تجویز

سامانہ سے برادر مکرم جناب شبیر حسن صاحب مشورہ دیتے ہیں۔ کہ قادیان سے جو اصحاب بغرض تبلیغ بیرونجات میں تشریف لیجاتے ہیں وہ ریویو آف ریلیجنز اور الفضل کی خریداری کے واسطے احمدی احباب کو ترغیب دلایا کریں تو اخبار و رسالہ کی اشاعت بہت کچھ بڑھ سکتی ہو باہر کے احمدی دوستوں میں بہتیرے ایسے ہیں جو باوجود مقدرت کے اخبار نہیں خریدتے۔ اور دوسروں سے لیکر پڑھ لینے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔ حالانکہ انکے خریدنے اور پڑھنے پڑھانے کی بڑی ضرورت ہے۔ بظاہر یہ تجویز تو اچھی ہے مگر علمائے دین جس اہم خدمت سلسلہ کی خاطر یہاں کے ضروری کاموں کا حرج گوارا فرما کر ارشاد حضرت کے ماتحت کسی جگہ جاتے ہیں۔ انہیں اپنے فیصلے فرض کا ہی کچھ کم فکر نہیں ہوتا کہ دفتر اخبار اپنی کسی فکر مزید کا بار رکھ ڈالے۔ ہاں اگر وہ از خود بطیب خاطر اس کا رخیر کا خیال رکھا کریں تو عنداللہ ماجور ہوں گے۔ ریویو اور الفضل کی قلت اشاعت فی الواقعہ نہایت رنجدہ ہے اگر مقامی احباب اپنی اپنی جگہ بلا کسی کے زور ڈالے از خود توجہ فرمائیں تو ایک بڑی حد تک اخبار و رسالہ دونوں کی مالی مشکلات و ذمہ داری کا بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے۔ یہ موقعہ نہیں ہو کہ ان ہر دو خدام سلسلہ کی اہمیت و ضرورت ناظرین کو جتلائی جائے۔ جماعت کے اکثر افراد خود جانتے ہیں کہ ان کا وجود اغراض سلسلہ کے حق میں کیسا کچھ قابل قدر اور مستحق توجہ ہے۔

دشمن کی آبدوز کشتیاں غرق

نفنیم کے آبدوز کشتیاں جو بیڑوں کے غرق کرنے میں دول متحدہ کے جہازوں کو جیسا پریشان کیا تھا۔ اب انکی ساری اکسیریں نکل رہی ہیں۔ چنانچہ تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ برٹش بیڑے نے جرمن آبدوز کشتیوں کے خلاف اللہ نوزمع طریقہ اختیار کئے ہیں ان سے غنیم کے حلقہ متعلقہ میں بڑی تشویش و مایوسی پیدا ہو گئی ہے۔ ایک مراسلہ سرکاری کا بیان ہے کہ حال میں دشمن کی ساٹھ ستر آبدوز کشتیاں گرفتار یا غرق کی جا چکی ہیں۔ جرمن خود بھی تازہ برٹش فتوحات کا انکار نہیں کرسکتے مگر جیسا کہ کسی گذشتہ اشاعت کی ایک خبر میں ذکر ہوا وہ اپنے ہاں ایسی اطلاعات کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگوں میں ابتری و تشویش نہ پھیلنے پائے مگر آخر تابکے؟ واقعات کسی کے چھپائے چھپ نہیں سکتے کبھی تو جرمنی کی پبلک کو صورت حال کا پتہ لگ ہی جائیگا کیونکہ دشمن کا ایک ہی نقصان تو نہیں ہوا بلکہ معرکہ کارزار میں بھی اب تو ہر ایک محاذ پر اسکی بری طرح گت بن رہی ہے کثیر التعداد نقصان جان بے شمار گرفتاریاں اور توپوں و دیگر سامان حرب کا چھینا جانا ایسے کاری زخم ہیں جن کا اخفاء مشکل ہے۔

ہندو یونیورسٹی

کا مسودہ پاس ہو گیا جو بنارس میں قائم کی جائیگی۔ آغاز فروری آئندہ میں حضور وائسرائے اس کا سنگ بنیاد نصب فرمائینگے سب سے پہلے مسلمانوں کو اپنی قومی یونیورسٹی بنانے کا خیال پیدا ہوا تھا۔ انکی دیکھا دیکھی ہندو دوستوں میں بھی تحریک ہوئی تو مسلمان اسکے نشیب و فراز ہی پر حیل حجت کرتے رہے اور جو پیچھے تھے وہ آگے نکل گئے۔ اب سنا گیا ہے کہ اپنی ناکامی پر جھنجھلاتے ہوئے مسلمانوں کے بعض حریت پسند لیڈر ایسی یونیورسٹی کا چارٹر لے لینے پر رضامند تھیا مگر اب انتہائے جنگ تک تو شاید ہی انکی یہ مراد حاصل ہو۔

آنچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از ہزار رسوائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم * نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء

واقعات عالم مومن کی نظر میں

صبح اور شام روز ہوتی ہیں۔ لیل و نہار کا یکے بعد دیگرے آنا ہمیشہ کی دن کی معمولی بات ہے۔ ہواؤں کا چلنا۔ پانی کا برسنا نباتات کا اگنا۔ کھیتوں کا لہلہانا۔ نسل انسانی اور دیگر حیوانات کی موت و پیدائش روز مرہ کے کام ہیں پھر اقوام و افراد پر طرح طرح کے حوادث و واقعات کا گذرنا ایسے امور ہیں۔ جنہیں نوادر میں شمار نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ ہمیشہ ہمارے مشاہدے میں آتے ہیں۔ لیکن اگر انہی پر گہرے غور و تدبر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کا ظہور خدا تعالیٰ کی بے شمار قدرتوں اور حکمتوں سے وابستہ ہوتا ہے۔ اور اسی لئے اس نے انکو اپنے کلام پاک میں جا بجا اپنی آیات اور بنی آدم کے لئے سبق آموز نشانات قرار دیا کیونکہ اسلامی تعلیم کا منشاء ہی یہ ہے کہ انسان دنیا میں اپنے فطری قوائے ظاہری و باطنی سے کام لیکر اس حیات مستعار میں اپنی فلاح و بہبود حاصل کرے۔ اور اپنے خالق و مالک کے ساتھ تعلق صحیح و قوی جوڑے رکھے تاکہ نجات اُخروی کا بھی وارث ہو۔

کچھ شک نہیں کہ عالم اسباب کا نظام نہایت عمیق اور وسیع ہے۔ اور جتنا کوئی اس میں ذہن لڑاتا ہے قدرت کے حیرت خیز اسرار کھلتے چلے جاتے ہیں۔ حیات انسانی کے متعلقات پر گونا گوں اثر ڈالنے والے خواص موجودات اور رابطہ نتائج و علل اُن کا یہاں تک پہنچتے ہیں۔ چنانچہ آج تک کی تمام مادی ترقیات کا راز اسی اصول میں پنہاں ہے اور تدبر و تجسس۔ تجربہ و مشاہدہ۔ سعی و تدبیر وغیرہ بہت سے افعال انسانی اسی کی فروع ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی مسلمات سے ہے کہ نہ تو انسان کی محدود عقل و فہم تمام اسرار الٰہی کا احاطہ کر سکتی ہے نہ یہ ناچیز و کمزور مخلوق تمام کارخانہ عالم اور حوادث دہر کا ایسا قادر ہو سکتا ہے کہ انکے منافع [illegible] صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ

ناسپاس زود رنج تجربہ اور انکے دنیا میں آنے کی غایت مقصود ہی ہم کو یہ سبق نہیں دیتی۔ بلکہ بڑے بڑے زبردست اسباب پرستوں اور صاحب جلال والے اہل تدبیر کی ماندگیاں بھی بے شمار واقعات کا ایک ایسا مرقع پیش کرتی ہیں جس پر غور کرنیکے بعد کوئی صحیح الدماغ و سلیم الفطرۃ انسان اس مسبب الاسباب و علت العلل کے ہمہ گیر تصرفات سے ہرگز منکر و مستغنی ہو نہیں سکتا۔ جسے اصطلاح مذہب میں خدائے علیم و حکیم اور قدیر و بصیر (بحیثیت اوصاف) مانا گیا ہے۔

پھر جب اچھے اچھے دہریہ طبع۔ آزاد منش خلیع الرسن سرکشوں کو خدا تعالیٰ کے قادر و قاہر دست تصرف کے آگے بالآخر سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ ہے تو بھلا مومن کب اس سے غافل و بیخوف رہ سکتا ہے۔ اسلامی تعلیم تو ہمیں شروع سے یہی سکھلاتی ہے کہ ہر بات میں اپنے مولیٰ کا دھیان مدنظر رکھو۔ تمہاری زندگی کا کوئی شغل اسکی یاد سے خالی نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ "واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون" اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ بامراد و کامیاب ہو جاؤ۔ اس ذکر کثیر سے یہ غرض تھوڑا ہی ہے کہ دنیا کے سارے دھندے چھوڑ۔ ایک تسبیح ہاتھ میں لے۔ ہر وقت بے سوچے سمجھے صرف زبان سے اللہ اللہ رٹتے رہیں نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے کاروبار و افکار حیات حیوانوں کی مانند نہ ہوں کہ ایک بیل کی طرح گاڑی یا ہل میں جہاں جوت دیا اس میں لگ گئے اور فقط نفع سے غرض رکھی۔ انسان اور خاصکر ایک مومن بھی اسی طرح اپنے کاموں میں منہمک رہے تو پھر انسان میں اور جانور یا کافر میں فرق کیا ہوا؟ مومن کی نازک ذمہ واریاں تو اس امر کی متقاضی ہیں کہ اس کا کوئی فعل نشان ایمان سے خالی نہ ہو وہ نظام عالم کی شاندار سے شاندار ہستی کو دیکھ کر بھی خالق اکبر کی عظمت سے متاثر ہوتا ہے۔ اور ادنیٰ ترین موجودات کے نظارہ سے بھی اس کا ذہن اُسی رب العالمین کی نہاں در نہاں قدرتوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے وہ جب اپنے مولیٰ کی طرف سے کوئی نعمت پاتا ہے تو نعمت پانے پر تب بھی اُسی کا شکر کرتا ہے۔ اور جب اسے کسی قسم کی بلا یا زحمت کا سامنا ہو۔ تب بھی اُسی کے حضور گر جاتا ہے کہ اے میرے رحیم و پردہ پوش مالک مجھ کمزور مخلوق میں ایسی طاقت کہاں کہ ہر ایسے امتحانوں میں پورا اتر سکوں۔ اپنی کریمی و ستاری کا کام فرمائیے۔ اور دریائے رحمت کو جوش میں لاکر محض اپنے فضل سے میری مشکلیں آسان کیجئے۔

وہ ہولناک حوادث کو دیکھ کر یہ جانتے ہوئے بھی کہ زلازل کے وجوہ مادی یہ ہوتے ہیں اور طوفان باد و باراں کے اسباب طبعی یہ۔ امراض وبائیہ ان ان موجبات سے پیدا ہوتے اور پھیلتے ہیں۔ گرانی و قحط وغیرہ مختلف اقسام کی مصائب اور تباہیاں فلاں فلاں غلط کاریوں اور بے احتیاطیوں سے آتی ہیں۔ غرض اس ظاہری سلسلہ علت و معلول کا علم رکھتے ہوئے بھی کسی بلائے ناگہانی یا حادثہ ارضی و سماوی سے خبردار ہوتے ہی اس کا خیال فوراً اس مدبر بالارادہ ہستی باری تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ جس کی کسی نہ کسی حکمت و مصلحت کے ماتحت کارکنان قضا و قدر سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اپنے اعمال و حرکات اور گرد و پیش کے حالات پر بڑی احتیاط۔ مآل اندیشی اور ہوشیاری و تقویٰ شعاری سے نظر رکھتا ہے اور جب اپنی ذات پر کوئی آفت یا مصیبت وارد ہو تو فی الفور اپنا محاسبہ کرتا اور تقصیر و خطا کا پتہ لگا کر اصلاح نفس میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب دوسروں پر کوئی آفت نازل ہوتی ہے تو بھی اسکے اندرونی اسباب کی ٹوہ لگا کر بہت کچھ فکر و ہراس کرنے لگتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں بھی اسی غفلت و معصیت میں مبتلا ہوں جسکے سبب انکی شامت اعمال بصورت مصیبت ان پر مسلط ہوئی۔ غرض وہ ہر ایک نعمت اور ہر ایک قدرت سے سبق لیتا۔ اور ہر کام ہر بات میں اپنی بندگی اور اسکی خدائی کو دخل دیتا ہے۔

جب غرض ذرا ذرا سے کاموں میں ایک طرف اسباب ظاہری کا ایک جال سا پھیلا ہوا ہے۔ دوسری طرف مخفی در مخفی علل معنوی اپنا کام کر رہی ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے واقعات اور حوادث و انقلابات میں کوئی نہ کوئی حکمت الٰہی مضمر نہ ہو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان ہر تصرف قدرت کی ماہیت معلوم کرے اور تمام اسرار الٰہی کی تہ تک پہنچ سکے تو بھائی اسکی محدود فہم و فراست تھک کر رہ جاتی ہے تو وہاں بھی کم از کم اپنے عجز کا اقرار اور خدائے علیم و حکیم کی تسبیح و تقدیس تو بہرحال مومن کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضی پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ہم تو کہتے ہیں ہم اسی کا نشان ہیں جو آگ کرتے ہیں۔ جب ہندوستان میں سب نے لیکن یہ پہلا ہی تو یا ہے کہ سبھی یا تمام بحث کرنیوالا ایک ہی نبی مبعوث ہو (مولوی) مرزا صاحب جو مسیح مہدی عیسیٰ امام ہونیکا دعویٰ کیا تو سب نام ان میں کس طرح جمع ہو سکتے ہیں؟ (احمدی ایک ایجاد)

بنگال میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا۔ حضور اقدس کا خادم ذیل کے مقامات میں تبلیغ کی بات ڈومائین۔ نوپاڑہ وغیرہ ضلع فرید پور سے پیغام پہنچا ہوا جھولی ضلع جیسور ۲۶ ستمبر کو پہنچا بفضلہ تعالیٰ یہاں بھی تبلیغ ہوئی۔ بھیرہ پار سے ۲۷ ستمبر کو لوا مبارم پہنچا ۲۸ ستمبر کی شب کو اسی جگہ ایک تقریر ہوئی جب میں مولوی عبد العلیم صاحب سب رجسٹرار۔ اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب قاضی میرج رجسٹرار۔ اور جناب ڈاکٹر لیقین الدین صاحب نے بہت اثر اور ادا دتمندانہ اثر لیا مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مجھکو میرے استاد مولینا حفظ اللہ صاحب (جو ڈھاکہ مدرسہ کے مدرس اعلیٰ) سے یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ فرقہ غیر تو موٹو معقول جواب دیتا ہے۔ اور پوری خبر لیتا ہے۔ لیکن مسیحیت اور مہدیت کو انہوں نے مذاق اور دماغی نقصان سمجھا ہے۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے آپ سے ملنے کا موقعہ دیا جس طرح سے آپ نے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور مہدیت کو سمجھایا ہے اس سے سلسلہ کا رعب میرے دل میں پیدا ہو گیا ہے۔ پھر کہنے لگے کہ میں انشاء اللہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو خوب پڑھونگا اور اپنی وسعت اور انشراح کے مطابق لوگوں کو منوانے کی کوشش کرونگا۔ اسی طرح جناب عبد العلیم صاحب سب رجسٹرار نے کہا بلکہ انہوں نے سب سے زیادہ عقیدت کا اظہار کیا اور بار بار کہا کہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور امام مہدی ماننے میں مجھکو کوئی عذر نہیں ہے۔ پھر مجھسے خصوصیات سلسلہ دریافت کیں میں نے ان لوگوں کو شرائط بیعت پڑھکر سنائیں اور جماعت کی علیحدگی کے متعلق سمجھایا۔

اسی جوش میں ان لوگوں نے دوسرے روز یعنی ۲۸ ستمبر کو اپنی طرف سے ڈاکٹر صاحب کے مکان پر ایک عام جلسہ کا اعلان کیا اور نوٹس دیا۔ صبح کے وقت سب رجسٹرار صاحب ایک قادری صاحب کو لائے جنکو کہ مولویت کا بھی دعویٰ ہے انہوں نے تشریف لا کر مسیح اور دعویٰ مہدیت اور دجال کے لانے ہونے کے متعلق چند سوال کئے جواب معقول پا کر مولویانہ ضد کرنے لگے تو سب رجسٹرار صاحب نے انکو معقول کیا تب انہوں نے اقرار کیا کہ میں تو جاہل ہوں مجھے اتنا علم نہیں ہے وغیرہ۔ جلسہ کا وقت ہو گیا تھا اس لئے سب لوگ اٹھکر جلسہ گاہ میں پہنچے تقریباً دو گھنٹہ تک عاجز نے تقریر کی۔ مجمع بھی زیادہ تھا مگر افسوس کہ اردو سمجھنے والے کم تھے اس لئے قاضی مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے بنگلہ زبان میں تقریر کو دہرایا لیکن افسوس کہ صرف تقریر کا خلاصہ وہ بنگلہ میں بیان کر سکے بہرحال اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تبلیغ تمام میں سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کے دعاوی کو پہنچانیکا موقعہ دیا۔

بعد اس کے بنگلہ اشتہار۔ اور اردو ہینڈ بل وغیرہ تقسیم کئے گئے جناب سب رجسٹرار صاحب نے ریویو آف ریلیجنز اپنے نام جاری کرانیکا وعدہ فرمایا اور نیز حضرت اقدس کی بعض کتابوں کا نام۔ درج بھی کر لیا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سلسلہ حقہ میں داخل ہونیکا جلد موقعہ دے۔

۲۹ ستمبر کو بذریعہ صبح جیسور پہنچا اس جگہ نور الاسلام خانصاحب اور نور العارفین خانصاحب دو بھائی ہیں اور یہی دونوں اس جگہ کے رئیس اعظم ہیں اردو خوب سمجھتے اور بولتے ہیں ہمارے رفیق ابو الہاشم خانصاحب کے رشتہ دار ہیں پہلے یہ گمان تھا کہ یہ لوگ سلسلہ حقہ کی باتوں کو اولاً تو سننیگے نہیں اور اگر سننیگے بھی تو نفرت کا اظہار کرینگے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بہت اخلاق اور بہت محبت سے پیش آئے اور نہایت شوق اور پوری دلچسپی کے ساتھ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور دلائل کو سنا۔ اور سلسلہ کے ساتھ جو اجنبیت تھی وہ محبت سے بدل گئی۔

ہمارے دوست اخویم ابو الہاشم خانصاحب کو اس تبدیلی پر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اور بھی آگے قدم بڑھانیکا ان لوگوں کو موقع دیگا۔ حضور اقدس کی دعاؤں کا مستحق خلیل احمد از بنگال ۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء

نامہ مدراس نمبر ۳

مسٹر احمد (ڈی۔ ایس۔ پی) کی ملاقات کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ انہوں نے خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ افسوس ہے کہ ان لوگوں نے سنت اصحاب پر بھی غور نہ کیا ایک خلیفہ تو انہوں نے مان ہی لیا تھا۔ کم از کم تین تو اور مانتے تعجب ہے کہ جن باتوں کو غیر احمدی لوگ بھی بآسانی سمجھ رہے ہیں۔ ان پر ہمارے دوست محض اہل بیت کے ساتھ کدورت کی وجہ سے اڑ گئے۔ خدا انکو سمجھ دے۔

بمبئی میں ایک جگہ میں نے ایک بورڈ دیکھا ایلیاس مشن اس کے اندر چند لیڈیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ معلوم ہوا کہ وہ اس مشن میں کام کرتی ہیں۔ میں نے ان سے مشن کا خاص نام رکھنے کی وجہ دریافت کی۔ اس کے بعد مسیح کی آمد ثانی کا تذکرہ ہوا۔ جب میں نے انہیں بتلایا کہ مسیح آ گیا ہے تو انہوں نے کچھ حیرت اور کچھ غصے سے عجیب شکلیں بنائیں۔ اور بار بار کہیں کہ آنے کا وقت تو یہی ہے۔ مگر جو تم کہتے ہو۔ وہ غلط ہے۔ اس پر الیاس کی آمد کا ذکر ان کو سنایا گیا۔ کہ مسیح نے خود فیصلہ کیا ہے جس طرح الیاس دوبارہ آیا۔ اسی طرح مسیح دوبارہ آئیگا آخر میں ایک تقریر میں انہیں سمجھایا۔ کہ یہ معاملہ بہت نازک ہے یہود منتظر تھے۔ کہ مسیح آئیگا۔ اور وہ طیار تھے۔ کہ اسکو قبول کرینگے۔ مگر اس کے طریقہ آمد کے متعلق غلط فہمی میں پڑ کر مسیح کا انکار کر بیٹھے۔ ایسا ہی اب آپ بھی غور کریں۔ اپنے خیالی طریقہ آمد مسیح پر اصرار اور ضد نہ کریں۔ بلکہ اس کے نشانوں اور اس کے صفت سے اور اس کے کاموں سے اسکو شناخت کریں۔ اور اس بات کی اہمیت کی طرف توجہ کریں۔ کہ ایک شخص مسیح ہونیکا دعویٰ کرتا ہے اور عین ضرورت کے وقت کرتا ہے اور اس کی باتیں سچی اور قابل قبول ہیں۔ اس تقریر کے بعد انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کے متعلق کتابیں دی جائیں۔ تاکہ ہم پڑھیں۔ اور غور کریں۔ اور اپنا ایڈریس لکھوایا۔

ایک پارسی بزرگ بہرام نام سے ملاقات ہوئی۔ جو وڈینا چرچ کے پاس رہتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہماری

کتابوں کے مطابق اس وقت ایک نبی اللہ کا ہونا ضروری ہے۔ یہی اس کا وقت ہے۔ زیادہ سے زیادہ اور دو سال لگیں تو لگیں۔ شاید ابھی سال آجاوے۔ کتاب سے یہی زمانہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ اہل فارس کے تخم سے ہوگا خواہ کوئی ہو اور کہیں پیدا ہو۔ مگر تخم فارس چاہیئے اس پر میں نے اسے سمجھایا کہ وہ نبی ابنائے فارس میں سے آیا ہے۔ اور پنجاب میں آیا ہے اور اسی زمانہ میں آیا ہے۔ اس پر وہ بہت حیران ہوا۔ اور چند سوالات کئے جن کے جواب میں نے اسے سمجھائے۔ مگر کچھ متعجب سا ہو کر خاموش رہ گیا

محمد صادق عفی اللہ عنہ بمبئی ۴ر اکتوبر ۱۹۱۹ء

نامہ مدراس نمبر ۴

۴ر اکتوبر ۱۹ء کو صبح مدراس پہنچا۔ سیٹھ احمد صاحب غلام دستگیر صاحب و حکیم محمد سعید صاحب اخوان اسٹیشن پر موجود تھے۔ بمبئی سے مدراس تک قابل ذکر دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میں چند گھنٹے کے واسطے پونا میں اترا۔ گوکھلے نے جو کالج خدام ہند کا بنایا ہے۔ وہ دیکھا۔ چند ممبروں سے ملاقات ہوئی جو بہت خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لائبریری وغیرہ سب دکھائی۔ اخیر میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں یہ خبر سنائی کہ بے شک ہندوستان کے واسطے یہ خوش قسمتی کے دن ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جو بزرگ روحانی ریفارمر بھیجا جو ہند کے کرشن اسرائیل کے موسیٰ اور عرب کے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح خدا کا نبی ہے۔ وہ ہند میں ہی آیا۔ پنجاب میں قادیان ایک جگہ ہے وہاں اس کے مشن کا مرکز ہے آپ لوگ خدام ہند ہیں اور میں خادم نبی ہند ہونے کا فخر رکھتا ہوں۔ وہ سارے جہان کے واسطے رسول ہے۔ مگر ہندوستان کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ وہ یہاں پیدا ہوا اور اسی ملک میں زندگی گذاری۔ لہذا اپنے ملک کی عزت کی خاطر میں آپ ہی ہندی کہتا ہوں۔ آپ اس کی تعلیم پر غور کریں۔ کیونکہ ہند کی آئندہ قسمت اس کے قبول کرنے سے وابستہ ہے ایک صاحب نے احمدیہ لٹریچر دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ ان کا ایڈریس قادیان بھیج دیا ہے

کالج اور اسٹیشن کے درمیان راستہ میں ایک مسجد آگئی۔ وہاں میں نے گاڑی کھڑی کی۔ معلوم ہوا کہ جنداری شاہ کی مسجد مشہور ہے چند نوجوان وہاں بیٹھے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب سوتے ہیں۔ میں ان کے پاس چلا گیا ایک معمر شخص بزرگ گہری نیند سو رہے تھے مجھے اتنی فرصت نہ تھی۔ کہ ان کی بیداری تک بیٹھا رہتا۔ آہستہ سے السلام علیکم کہا۔ نہیں سنا۔ اونچے کہا۔ نہیں سنا پھر خوب بلند آواز سے کہا تب آنکھ کھولی۔ میں نے کہا حضرت آپ تو سو رہے تھے۔ وہ حضرت مہدی بھی آگئے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا۔ ہاں اچھا اچھا اور پھر آنکھ بند اور سو گئے میں پھر بولا حضرت میں کیا عرض کرتا ہوں حضرت امام مہدی مسیح موعود آگئے۔ پنجاب میں آگئے قادیان آگئے۔ میں وہاں سے آیا ہوں آپ کو خبر پہنچی یا ہو پھر آنکھ کھولی۔ فرمایا۔ امام مہدی آگئے۔ اچھا اچھا بہت اچھا۔ اب سوئے نہیں۔ مزہ آرہا ہے۔ پھر سو گئے میں نے تیسری بار پھر کہا۔ حضرت یہ سونے کا کیا وقت ہے۔ امام مہدی صاحب آگئے اٹھو انکو قبول کرو۔ مانتے ہو۔ یا نہیں۔ پھر آنکھ کھولی۔ ہاں ہاں کیوں نہیں۔ امام مہدی صاحب آگئے نیند بہت آرہی ہے۔ پھر سو گئے۔ اس کے بعد میں چلا آیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ رائچور کے اسٹیشن پر پہنچے چند گھنٹے گاڑی کے انتظار میں ٹھہرنا پڑا۔ ویٹنگ روم میں چند آدمیوں کو تبلیغ کرنے کا اتفاق ہوا۔ ان میں سے دو شخصوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ ان کی درخواستہائے بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بھجوا دی گئی ہیں اللہم زد فزد۔

مدراس میں پہلے ہی دن شام کو یہاں کے مشہور لیکچرار کا لیکچر سننے کا موقعہ ملا صدر جلسہ ہائی کورٹ کے ایک جج صاحب تھے۔ وکٹوریہ ہال بمعہ گیلری بمقدار کئی ہزار آدمی تھے جن میں ایک ہزار لیڈیاں ہی ہوں گی۔ بظاہر سب سامعین ہندو نظر آتے تھے۔ شاید کوئی مسلم اور عیسائی بھی ہو۔ اختتام لیکچر پر شکریہ کے ووٹ پاس ہونے لگے۔ ان میں میں نے بھی حصہ لیا اور یہ بھی کہا۔ کہ میں پنجاب سے آیا ہوں۔ جہاں اس زمانہ کے کرشن۔ مسیح موعود نبی زمان احمد نام پیدا ہوئے تھے

یہ خبر اکثر سامعین کے واسطے نئی تھی۔ الحمد للہ کا شکر ہے کہ میں نے انکو پہنچائی۔ سب تقریریں انگریزی میں تھیں۔ یہاں عام زبان تامل ہے۔ صرف مسلمان اردو سمجھتے ہیں۔ اور ان کی تعداد شہر میں قریب پانچ لاکھ ہے۔

احمدی مبلغ کی سیلون سے روانگی

ہمارے مکرم بھائی جناب قاضی عبد اللہ صاحب بی اے بی ٹی کا سلسلہ حقہ کی خدمت کرنے اور چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے احمدی مشنری مقیم انگلستان کا ہاتھ بٹانے کو روانہ ولایت ہونا احباب معلوم کر چکے ہیں۔ اس درمیانی عرصہ میں ان کے جو مختصر خطوط پہنچے۔ ان میں کوئی ضروری و خاص اطلاع قابل اشاعت نہ تھی کہ ہدیہ ناظرین کی جاتی۔ قاضی صاحب کے عریضہ بعد میں بھی جو حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں پہنچا کوئی بہت اہم واقعہ تو مذکور نہیں تاہم ان کے حالات سفر سے آگاہی ضروری ہے اس واسطے پچھلی چٹھی کا خلاصہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

سیلون میں احمدی احباب کی تلاش کی۔ پہلے تو کسی کا پتہ نہ لگا ارشاد حضور کے ماتحت پھر مکان پر گیا تو بفضل خدا اکثر دوستوں سے ملاقات ہوگئی سب کو حضور کا سلام پہنچایا۔ بروقت اطلاع نہ ہونے کے سبب انہیں تشویش تھی مگر مسٹر بی ڈبلیو لائی کے مکان پر بہت سے دوست آگئے تھے۔ انہیں حضور کی نصائح انگریزی میں ترجمہ کر کے سنائی گئیں۔ مسٹر موصوف اپنی مقامی بولی میں دیگر احباب کو سناتے گئے انہیں سنکر حاضرین نہایت متاثر ہوئے۔ میں نے یہ بات ان کے ذہن نشین کی کہ احمدیت کسی سوسائٹی کا نام نہیں نہ دیگر فرقوں کی مانند کوئی فرقہ ہے بلکہ حقیقی دین اسلام ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ سمجھایا۔ پھر دیر تک گفتگو ہوئی جس کے دوران میں خلیفہ بھر کی ضرورت و حکمت واضح کی گئی۔ پھر اسلامی ذبیحہ میں جو خوبیاں ہیں سمجھایا گیا اور بتلایا گیا کہ احکام اسلام محض رسم نہیں بلکہ بڑی بڑی حکمتوں پر مبنی ہیں۔ یہ سب باتیں مسٹر لائی دوسروں کو ترجمہ کر کے سمجھاتے گئے۔ سیلون کے بعض احباب بڑے جوشیلے اور مخلص ہیں۔ اور احمدیت پھیلانے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۴ - اکتوبر ۱۹۱۵ء

سرحدی قبائل کی شورش
اور
ان کا سبب و علاج

حال کے سرحدی فسادات پر رائے زنی کرتا ہوا معزز ہمعصر پایونیر لکھتا ہے کہ ان فسادوں کے وجوہ ہم سمجھتے ہیں اول تو سرحدی قبائل کا مقتضائے طبیعت دوسرے جنگ۔ اور نیز غیرہ اس کے بعد ہر دو کا فروعی شقوں پر بحث کرتے ہوئے ان کے مذہبی جوش سوء الاعتقادی۔ غرور۔ حرص۔ اور جہالت وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر قبائل مذکورہ کے پاس اسلحہ حرب کی موجودگی اور اس میں تازہ اضافہ کی تفصیلی وجوہ بتلائی ہیں۔ بعد ازاں ترکی کے شریک جنگ ہونے اور ترکی کے میدان حرب میں اترنے کو بھی اسباب شورش میں شمار کیا ہے۔

الہ آبادی ہمعصر نے شورش کی جو اصولی یا فروعی وجوہ قرار دی ہیں۔ انکی نسبت ہم یہ نہیں کہتے کہ سرحدی قبائل کی امن شکن بدعنوانیوں میں ان کا کچھ بھی دخل نہیں۔ لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے۔ کہ معاصر موصوف کے قرار دادہ اسباب اصولی اور بنیادی ہرگز نہیں ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سرحدی لوگوں کی طبائع میں جنگجوئی بےباکی و حرص وغیرہ کا مادہ ایک بڑی حد تک پایا جاتا ہے اور ان کی خصوصیات نسل ان کی طرز معاشرت ان کی مقامی کیفیات اور گرد و پیش کے حالات بھی بہت کچھ اسی کے متقاضی ہیں۔ چنانچہ دیگر ممالک کی سرحدی اقوام کا بھی قریب قریب یہی نقشہ دیکھا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف جب یہ امر مسلّمہ ہے کہ تعلیم و تربیت اور صحیح اصول مذہبی کی رہنمائی و امداد سے دنیا کی جاہل ترین بلکہ وحشی سے وحشی نسل انسانی بھی بتدریج اصلاح پذیر ہو کر شائستگی و سلامت امن پسندی و مدنیت کے زیور سے آراستہ ہو جاتی ہیں تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ بعض فلاں و فلاں مقامی یا زمانی تحریکیں ہی سرحدیوں کی شورش پسندی کا سبب اصلی ہیں جن کے دور ہونے سے قبائل مذکورہ کی حالت بدل سکتی ہے۔

جب جنگ یورپ شروع نہیں ہوئی تھی تب بھی ان قبائل سے امن شکن حرکات ظہور میں آتی رہتی تھیں گو جب وہ اسقدر نہ تھیں جتنا کہ اب بیان کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ معقول مدت تک چین سے نہیں بیٹھے پھر مذہبی جوش اور سوء الاعتقادی اور جہالت وغیرہ خصائل ذمیمہ سے متصف اور بھی بہت سی قومیں اور قبیلے اسی ملک میں موجود پڑے ہیں۔ مگر انکی نسبت تو اس قسم کے تشویش انگیز واقعات کبھی سننے میں نہیں آتے یا اگر مقامی و اتفاقی طور پر کبھی اس قسم کے کوئی ناگوار حالات بعض خاص ملک میں وقوع پذیر ہوتے بھی ہیں تو ایسے زیادہ وحشت آمیز نہیں ہوتے جیسے ان سرحدیوں کی حرکتیں جو جس حد تک افسوسناک و مستوجب ملامت قبائل ہوا کرتے ہیں۔ انکے بھی بنیادی اسباب حقیقت میں وہی ہیں جو ہم سرحدیوں کے متعلق بتلانا چاہتے ہیں۔

ہم اوپر عرض کر آئے ہیں کہ تعلیم و تربیت اور صحیح اصول مذہبی کی رہنمائی سے پرلے درجہ کے جاہل و وحشی لوگ بھی پکے سچے انسان بن سکتے ہیں۔ اسی کی توضیح مزید میں یہاں ہم یہ بھی بتلانا چاہتے ہیں کہ شمال مغربی سرحد ہندوستان کے قبائل میں انکے موجودہ خطرناک رویہ کا بڑا سبب

حقیقی تعلیم اسلام سے بیگانگی

ہے۔ اور اس سے دوسرے درجہ پر انکی مطلق العنانی۔ اگر کسی طرح ان کے غلط اعتقادات کی اصلاح ہو کر یہ امر ذہن نشین ہو جائے کہ اسلام جسکے لئے انکے قلوب میں بظاہر ایک گہری حمیت اور جوش پایا جاتا ہے۔ فتنہ و فساد کی باتوں اور کاموں سے بالکل بیزار ہے وہ کسی حال میں روا نہیں رکھتا کہ کوئی فرد بشر اسکی پیروی کا ادعا کرتے ہوئے صلحکاری و سلامت روی کے خلاف زندگی بسر کرے تو باوجود ان تمام نسلی و مقامی خصوصیات کے جو آج انکی جنگجوئی اور وحشت کی ذمہ دار قرار دیجاتی ہیں۔ وہ بالیقین اپنے فطری جذبات کو ضبط کر کے بھی صلح شعار و امن دوست بن سکتے ہیں۔

پھر قطع نظر اس سے کہ اصول و احکام اسلام سے بیگانگی یوں بھی ہر جگہ ہر زمانہ اور ہر نسل کی عملی زندگی میں موجب خرابی و خطرات ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے ان سرحدی قبائل کے دلوں میں یہ جو پرانا غلط اور اندرونی عقیدہ سمایا ہوا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ جنگ و جہاد ایک کار ثواب ہے اور موجب ترقی اسلام اور خوش قسمتی ہے اس زمانہ میں اس کا زہریلا مواد اندر ہی اندر بڑھنے کے بجائے وقتاً فوقتاً نکلتا ہی رہتا ہے۔ اس نے لوگوں کے دینی و دنیوی تمام امور زندگی پر برا زبون اور نامبارک اثر ڈالا ہے۔ بدقسمتی تو اس لئے کہ یہ شورش انگیزی کی بیرونی پیدا کردہ سوء الاعتقاد اصل میں سراسر غلط اور منافی اسلام ہے۔ اور خوش نصیبی سمجھنا اس وجہ سے کہا کہ جن امام مہدیؑ کے ظہور سے اس قسم کی بیہودہ توقعات وابستہ کی جاتی ہیں کہ وہ کفار پر "جہاد" ڈالتے ہوئے آئیں گے۔ اور بزور شمشیر دنیا میں اسلام پھیلائینگے۔ وہ خدا کے فضل سے اس سرزمین ہند میں ظاہر بھی ہو چکے۔ اور انہی کی پاک تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کا ایک معقول حصہ ظاہرداری و ریاکاری کے طور پر نہیں۔ مجبوراً اور مصلحۃً نہیں۔ "عصمت بی بی از بے چادری" کے طور پر بھی نہیں بلکہ سچے دل سے اپنا دین ایمان سمجھ کر پوری بصیرت اور انشراح سے آج عین اسلام مانتے ہوئے ڈنکے کی چوٹ دنیا میں اعلان کرتے ہیں کہ جو آنے والا تھا آچکا کسی خونی مہدی کا انتظار بیکار ہے۔ موعود مہدی کا فرض جہاں اور بہت سی باتوں میں مسلمانوں کی اصلاح و ہدایت تھا۔ انہی میں سب سے پہلا کام اس امر کی حقیقت ظاہر کرنا بھی تھا کہ خود وہ (مہدی) کون اور کیسا ہو گا۔ کس طرح کیا کچھ خدمت دین حق کی انجام دیگا تو گویا مہدی کے متعلق غلط عقیدہ لوگوں میں تھا تو پہلے بھی ایک مدت سے مگر اس زمانہ میں خدا نے اسکی اصلاح کا بھی سبب پیدا کر دیا ہے جو کچھ کم خوش نصیبی نہیں ہے۔ چنانچہ احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عین وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے آ کر ظہور مہدی و مسیحؑ کے متعلق تمام غلط فہمیاں اور بد اعتقادیاں مسلمانوں اور تمام دنیا پر عقلی و نقلی ہر طریق سے بخوبی ظاہر کر دیں فالحمدللہ۔

پس ایک سرمدی قبولیت کی خوشی کیا تمام مفاسد زمانہ کا علاج اور تمام دینی و دنیوی زہروں کا تریاق آج صرف مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کا مبارک وجود ہے جس سے وابستہ ہو کر کیا اعتقادی کیا عملی سب تاریکیاں بفضل خدا دور ہوتی ہیں ۔

جو لوگ مسیح موعودؑ پر ایمان لائینگے وہ ظاہر ہے کہ احکام اسلام پر بھی کاربند ہونگے ۔ قرآن کریم کو بھی مقدم رکھیں گے جسکی پاک تعلیمات میں درستی عقائد خصوصیات علم ۔ اصلاح اخلاق و معاشرت وغیرہ ساری باتیں آجاتی ہیں ۔ جن کے فقدان سے کوئی قوم یا قبیلہ مسلمان کہلا کر بھی مرتکب جہالت یا وحشت کا مرتکب ہو سکتا ہے ۔

لہٰذا ہماری اسٹیٹ میں خواہ بعض والیان ریاست ہو یا بڑے امراء و ملکی و قومی اخبارات یا خود والی سلطنت ہوں ۔ جن کی بھی اگر یہ خواہش ہو کہ انکے ملک و ملت میں سلامتی اور نیکی پھیلے ۔ اور وہ مفسدہ پردازی کے خطرناک حالات سے پاک رہیں ۔ انکا فرض اولین یہ ہے کہ مہدی موعود کے متعلق جو غلط عقیدہ لوگوں کے دلوں میں جما ہوا ہے ۔ انکی اصلاح میں سلسلہ احمدیہ کا ہاتھ بٹائے جس کے بنیادی اصولوں میں سے ہے کہ اسلام ایسے مہدی کی کہیں توقع نہیں دلاتا جس کا مشن امن شکن ہو ۔ نیز یہ کہ فرمانروائے وقت کی خیر خواہی و اطاعت رعایا کا فرض ہے ۔ اور کہ سچا دین اپنی خوبیوں اور پاک تعلیمات کے زور سے پھیلا کرتا ہے وہ اپنے فروغ و ترقی کے لئے کسی تیغ و تفنگ کا محتاج نہیں ۔ نیز یہ کہ مسلمانوں کا موجودہ ادبار کسی کی محکومی کا نتیجہ نہیں بلکہ قرآن کریم کو چھوڑ دینے کا خمیازہ ہے ۔ چنانچہ مسلمانوں کی جو چند ایک ملکی حکومتیں اس وقت موجود ہیں وہاں بھی انکی قومی فلاکت زوال اور افسوسناک حالت اس بات کی ایک زبردست شہادت ہے ۔ کہ اقوام یا افراد کی تباہی و بربادی کہیں باہر سے نہیں آیا کرتی ۔ بلکہ انکی اپنی ہی اعتقادی و عملی خرابیوں غفلتوں اور غلط کاریوں کا نتیجہ ہوتی ہے ۔

خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ اصل نشأۃ اسلام کی طرف آئیں ۔ اور دونو جہان میں فلاح پائیں ۔ آمین ۔

علاقہ تھر پارکر (سندھ) کی عبرت انگیز حالت

ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ علاقہ مذکورہ عنوان میں امساک باران کی وجہ سے یہاں کھانے کی بہت تنگی ہو گئی ہے ۔ مویشی کے لئے چارہ ڈھونڈا نہیں ملتا ۔ ہزار ہا مویشی بھوکے مر رہے ہیں ۔ سو سو روپے قیمت کے بیل بھینس پانچ پانچ روپیہ کو بک گئے ۔ یہ حالت تو کچھ کم افسوسناک نہ تھی مگر وہاں تو بعض والدین اپنی لخت جگر بیٹیوں کو بھی پیٹ کی خاطر بیچنے لگے ۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنی جوان ۱۷ سالہ لڑکی تیس روپے میں فروخت کر دی ۔ ایک اور شخص نے نو برس کی بچی صرف ۵ روپے اور چار روٹیوں کے عوض اپنے سے جدا کر دی ۔ اولاد کی محبت دنیا میں مشہور ہے ۔ مگر اس مصیبت کا خیال کیجیے جس نے لوگوں سے اس زبردست جذبۂ فطری کو بھی بالائے طاق رکھا دیا ۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرمائے ۔

کہیں طوفان باراں تباہی لا رہا ہے کہیں خلق اللہ پانی کی بوند کو ترستی ہے ۔ کہیں وبائی امراض بستیوں کو ویران کر رہے ہیں ۔ پھر ہندوستان کی طرح دنیا کے دوسرے ممالک بھی اس وقت کسی نہ کسی مصیبت اور تشویش میں مبتلا ہیں ۔ غرض دنیا آج ایک زلزلۂ عظیمہ سے تھرتھرائی جا رہی ہے ۔ اور جیسا کہ خدائے تعالیٰ کے راستباز مسیح موعودؑ نے آج سے کئی سال قبل آنے والے عذاب کی نسبت خبر دی تھی کہ ع

برطرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے

فی الواقعہ تمام کرۂ ارض کے بسنے والوں پر کسی نہ کسی رنگ میں الٰہی وعید پورا ہو کر اس مامور برحق کی صداقت ظاہر کر رہا ہے ۔ کوشش ! دنیا اور خصوصاً اسلام کی نام لیوا قوم خوف خدا کو دل میں جگہ دے اور سوچے کہ عذاب الٰہی کب اور کیوں خلق اللہ پر نازل ہوا کرتا ہے ؟

انجمن اشاعت الصلوٰۃ

اس نام کی ایک انجمن لکھنؤ میں قریباً سال بھر سے قائم ہے ۔ اگرچہ قبل ازیں اس کا ذکر کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آیا ۔ اسکی غرض مختلف وسائل سے لوگوں کو نماز کی طرف راغب کرنا ہے ۔ چندہ وغیرہ کوئی نہیں لیا جاتا ۔ لوگ اس میں آزیری طور پر کام کرتے ہیں ۔ نماز کی ترغیب تو بہرحال ایک کار خیر ہے مگر مسلمانوں کے دو سلسلے میں وقت ایک بڑا غور طلب امر یہ ہے کہ انہیں سے جو لوگ کم و بیش پابند صوم و صلوٰۃ بھی ہیں ۔ انکی یہ عبادات کہاں تک اپنے مدعا کو پورا کرتی اور انکی زندگی پر خاطر خواہ اثر انداز ہوتی ہیں ۔ نماز کی نسبت تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ وہ انسان کو بدیوں سے بچا کر متقی بنا دیتی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہزارہا مسلمان کہلانے والے خاصے التزام کے ساتھ نمازیں بھی ادا کرتے ہیں ۔ اور پھر بڑی بے باکی و شوق سے بعض لغویات بلکہ معاصی و منکرات میں بھی حصہ لیتے ہیں یہ صورت حال صریحاً اس بات کا ثبوت ہے کہ انکی نمازیں اصل صحیح معنوں میں نمازیں نہیں ہیں ورنہ انکی وہ تاثیر ظاہر ہوتی جو خود خدائے تعالیٰ کی مقرر کردہ ہے اور خدا سے بڑھ کر کس کی بات سچی اور سچی ہو سکتی ہے ؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ زمانہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مامور حضرت مسیح موعود و مہدی آخر زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے ۔ اس میں جب تک کوئی اس کے دامن سے وابستہ نہ ہو ۔ عبادات کی حقیقت اور اسکے ثمرات کو پا نہیں سکتا ۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جنھوں نے اب تک اسکی دعوت کو قبول نہیں کیا انہیں کے بعض خواص بھی گو اپنے رنگ میں بظاہر بڑے متقی و پرہیزگار معلوم ہوتے ہیں ۔ انکی اخلاقی و روحانی حالت تاریک ہیں ۔ امور دین میں فراست و بصیرۃ انہیں چھو نہیں گئی کیونکہ دراصل انکے اندر تقویٰ و پرہیزگاری پارسائی و دینداری کی جیتی جاگتی روح اور مغز کوئی نہیں ۔ صرف جسم بے روح یا قشر بے مغز کی طرح رسم و عادات کے پابند بنے ہوئے ہیں ۔ پہنچ ہے خدائے تعالیٰ کے فرستادوں کو رد کرنے میں تقویٰ کہاں ؟ اور دینداری و عبادت کے ثمرات کیسے ؟

ہم کارکنان انجمن مندرجہ عنوان کو ازراہ دلسوزی نیک صلاح دیتے ہیں کہ اگر ان کے دلوں میں فی الواقع دین اسلام کا کچھ درد ہے تو سب سے پہلے مسیح موعود کے بارہ میں تحقیق کریں کہ ایسا عظیم الشان دعویٰ ۔ پھر اتنے زبردست نشانات کے ساتھ غلط کیونکر ہو سکتا ہے ؟ اور اگر وہ سچا ہے ۔ جیسا کہ فی الواقعہ سراسر صدق و حق ہے تو پھر اس کا انکار مسلمانوں کے واسطے کس طرح موجب فلاح و نجات ہو سکتا ہے ؟ قرآن کریم کو تدبر سے پڑھیں اسمیں کاذب و صادق کے پرکھنے کی معیار موجود ہے کہ خدا تعالیٰ سچوں کی تائید و نصرت فرمایا کرتا ہے اور مفتری و کاذب کبھی فلاح یاب نہیں ہوتے ۔

قصص باطلہ

نمبر ۲

پہلے نمبر میں آدم کے جنت سے نکالے جانے کے متعلق بعض آیات قرآنیہ سے مشہور عام عقیدہ باطلہ کی تردید کی گئی تھی۔ اب ہم بقیہ آیات پر بھی غور کرتے ہیں۔

سورہ دخان میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو فرمایا فان المتقین فی مقام امین ... لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ و وقٰہم عذاب الجحیم۔ فضلا من ربک ذالک الفوز العظیم یعنی اہل جنت پر موت نہیں آئیگی سوائے وہی پہلی موت جو ایک دفعہ دنیا میں آچکی اور خدا تعالیٰ ان کو عذاب جہنم سے بچائیگا یہ فضل ہے تیرے رب کی طرف سے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ پس جب اس جنت سے نکلنا اور اس میں مرنا غیر ممکن ہے تو اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ آدم علیہ السلام اس وقت تک جنت میں زندہ موجود ہیں اور ابھی تک اس سے نہیں نکلے جو بالبداہت غلط ہے کیونکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے بنی آدم کو مخاطب کرکے یہ فرمایا ہے فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون اور ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین یعنی اسی زمین ہی میں تم جیو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے اور دوسری آیت میں فرمایا کہ زمین ہی تمہارے لئے جائے قرار اور متاع ہے ایک خاص وقت تک اور بموجب آیت کل نفس ذائقۃ الموت اور اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ یعنی ہر نفس پر موت آئیگی اور کوئی شخص بھی اس سے رستگاری نہیں پا سکتا خواہ کہیں کیوں نہ ہو۔ اس لئے آدم بھی زندہ نہ ہونگے۔ اور یا بصورت دیگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس جنت میں آدم کو موت آئی تھی اور چونکہ اس جنت میں موت کا آنا بموجب آیت لا یذوقون غیر ممکن ہے لہذا ماننا پڑیگا کہ وہ اس جنت سے نہیں نکالے گئے اور پھر جب جنت میں موت کا نہ آنا اور اس سے نہ نکالا جانا فضل اور فوز العظیم بتایا گیا ہے تو یہ دونو باتیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں کہ اہل جنت پر موت کا عالمگیر قانون بھی نفاذ پذیر ہو جائے اور پھر وہ فضل و فوز عظیم کے بھی وارث ہو جائیں پس ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ بالکل غلط اور بے حقیقت ہے ورنہ قرآن کریم کی آیات میں نقص اور تعارض ماننا پڑیگا اور یہ ایک مومن کی شان سے بعید ہے کہ خدا کی کتاب کے متعلق ایسا خیال کرے۔

پھر سورۃ القمر میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان المتقین فی جنت ونہر۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنی متقی جنت میں مالک مقتدر کے پاس صدق کے مقام میں رہینگے۔

مضمون کی بیت یہ تعریف ہے کہ وہ صدق اور راستی کے مقام میں مالک مقتدر کے پاس ہونگے۔ نہ اس مقام کو حاصل کرنے کے بعد اس سے ان کا نکلنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے بالفرض اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ اس مقام سے نکالے بھی جا سکتے تو نعوذ باللہ وہ مقام صدق نہیں رہتا بلکہ کچھ اور ہی ہو جائیگا کیونکہ صدق ہمیشہ لاتبدیل ہوتا ہے اس میں تغیر و زوال راہ نہیں پا سکتا۔ علاوہ ازیں مقعد صدق کا ملیک مقتدر کے پاس ہونا اور بھی اس کے دوام کو تقویت دیتا ہے اس لئے کہ ان معقد صدق میں ملیک مقتدر کے پاس ہوتے ہوئے شیطان اس پر قابو پا سکے یہ ناممکن ہے کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے ان کید الشیطان کان ضعیفا کہ شیطان کی تدبیر نہایت کمزور ہوتی ہے جب انسان کے مقابل میں اس کی تدبیر ایسی کمزور اور ضعیف ہے تو وہ خدا کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے کہ اس کی حمایت کے ہوتے ان کو وہاں سے نکال سکے۔ پھر شیطان ملعون تو خدا کے پاک باز انسانوں سے ایسا مرعوب ہوتا ہے کہ وہ خود کہتا ہے کہ خدا کے پاک بندوں پر میرا تسلط اور قبضہ نہیں اسی پر بس نہیں بلکہ خود خدا تعالیٰ بھی وعدہ کے طور پر یوں فرماتا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان کہ میرے بندوں پر تیرا تسلط نہیں ہو سکتا اس کے پاک بندوں کے مقابلہ میں اس کی تدبیر ضعیف اور کمزور ہے اور وہ ان پر تسلط اور دبدبہ نہیں جما سکتا تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ خبیث روح خدا کے مقابلہ میں دم مار سکے اور اس کا مقابلہ کر سکے کلید جنت اس قادر مقتدر خدا کے ہاتھ میں ہے تو پھر خدا کے اور کونسی زبردست ہستی ہے جو اس کے قفل کو توڑ سکے یا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شیطان اپنی تدابیر کے زنجیروں اور قفلوں کو توڑ دے لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ خدا کے باندھے ہوئے مضبوط زنجیروں اور قفلوں کو اپنے کید ضعیف سے توڑ سکے پس وہ لوگ جو شیطان کی تدابیر سے خدا کے زنجیروں اور قفلوں کے ٹوٹنے کا خیال اپنے ذہن میں جما کر بیٹھے ہیں۔ یقیناً خطرناک غلطی پر ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ یہ عقیدہ اپنے دماغوں سے نکال دیں ورنہ وہ خدا پر (معاذ اللہ) کمزوری کا الزام دینے والے ہونگے۔ پھر سورۃ ہود میں خدا تعالیٰ نے اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ یعنی جو لوگ سعید اور نیک بخت ہونگے وہ ہمیشہ جنت میں رہینگے جب تک کہ زمین و آسمان رہیں گے مگر جو تیرا رب چاہے یہ ایک عطا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ اس میں خلود فی الجنۃ کو دوام ارض و سما کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے تو اخراج آدم من الجنۃ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور جب اخراج ایک مسلّم امر ہے تو ثابت ہوا کہ زیر بحث جنت وہ نہیں جو مرنے کے بعد ملتی ہے پھر عطاء غیر مجذوذ فرما کر اس عقیدہ باطلہ کی اور بھی صراحت سے تردید فرما دی اور کہا کہ اس جنت کو مسلوب خیال کرنا گویا میری عطا کو مجذوذ بنانا ہے۔ پس جس صورت میں کہ خدا تعالیٰ جنت کو نعمت غیر مقطوعہ فرماتا ہے یہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں کہ اس کی وہی نعمت ایک دفعہ ملکر پھر چھن بھی جائے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ

کامن احمدی حصہ اول و دوم

مصنفہ راج بی بی۔ یہ ہر دو تبلیغی رسالے منظوم پنجابی نہایت مفید اور تبلیغ کے لئے موزوں ہیں فی حصہ فی سینکڑہ عہ چمکار حق مصنفہ مولوی فتح الدین صاحب ساکن [illegible] تبلیغ کے لئے عمدہ رسالہ ہے فی رسالہ / فی سینکڑہ عہ محمد یامین احمدی تاجر کتب قادیان

تپ دق کے متعلق

ایک ڈاکٹر کی تحقیقات

ڈاکٹر لنکاسٹر ایک مسیحی مشنری ہیں جن کی عمر کے ۲۳ سال ڈاکٹری کے ذریعہ تبلیغ عیسائیت میں گذرے ہیں وہ امراض سل و دق کے ماہر کامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انڈین ریسرچ فنڈ ایسوسی ایشن نے ان کو تپ دق کے متعلق تحقیق و تدقیق کے لئے خاص طور پر منتخب کیا تھا۔ اس مدعا کے لئے انہوں نے چھ ماہ کی مدت میں بیس ہزار میل کی مسافت طے کی ہے اور ہندوستان کے مختلف اقطاع میں پھر کر اس موذی مرض کے پھیلنے کے وجوہات کا نہایت دقت نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ حال میں انہوں نے اپنی رپورٹ گورنمنٹ کے روبرو پیش کی ہے جو مناسب موقع پر گورنمنٹ کی طرف شائع کر دیجائیگی۔ ڈاکٹر موصوف کی تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ تپ دق ایک کیڑے سے پیدا ہوتا ہے یہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ اگر دس ہزار کیڑے برابر رکھے جائیں تو ان کا طول ایک انچ ہوگا۔ دق کے کیڑے اکثر بیماروں کی تھوک میں ہوتے ہیں۔ جو تھوک کے خشک ہونے پر گرد کے ساتھ ہوا میں اڑتے ہیں۔ یا زمین پر بکھر جاتے ہیں۔ چھوٹے بچے جو زمین پر کھیلتے ہیں۔ ان سے بہت جلد متاثر ہوتے ہیں۔ اور ان کے گلے میں گلٹیاں اور خنازیر وغیرہ کا موجب دراصل یہی کیڑے ہوتے ہیں۔ اگر یہ کیڑے کھانے یا سانس کے ذریعہ سینے کے اندر چلے جائیں تو مرض دق پیدا کر دیتے ہیں۔ اور گلٹیاں اور خنازیر بھی انجام کار دق کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔

قوی اور تنومند لوگ دق کے کیڑے پر غالب آجاتے ہیں مگر کمزور اور نحیف ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مرض لاعلاج ہے لیکن یہ خیال غلط ہے۔ ہم تدابیر حفظ ماتقدم کے ذریعے اس سے بچ سکتے ہیں یا ابتدا میں علاج کرنے سے اس سے نجات پا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے خیال میں حسب ذیل تدابیر اختیار کرنے سے ہم تپ دق کے جراثیم کے حملہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں

۱۔ در و دیوار اور فرش پر تھوکنا قطعاً بند کر دینا چاہیئے اور مریض دق کو تو ہرگز اگالدان یا مٹی کے پیالے کے سوائے جس میں راکھ بھری ہوئی ہو۔ اور کہیں بھی نہیں تھوکنا چاہیئے اس تھوک کو بعد ازاں آگ کے ذریعہ جلا دینا چاہیئے۔

۲۔ رات کو منہ پر چادر یا توشک اوڑھ کر نہیں سونا چاہیئے پیر گرم رکھو جسم گرم رکھو۔ اور سر پر کپڑا لپیٹ لو۔ مگر ناک اور منہ کو تازہ ہوا کے لئے ہمیشہ کھلا رکھو کہ ان کے لپیٹنے سے صحت پر مضر اثر پڑتا ہے۔

۳ سونے کے کمرے کی کھڑکیاں بند نہیں رکھنی چاہئیں۔ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ سردی میں کھڑکی کھلی رکھنے سے زکام یا سردی لگ جائیگی۔ بلکہ تازہ ہوا میں سانس لینے سے مرض دق بہت کم ہوتا ہے

۴۔ مستورات کا موجودہ پردہ بھی بہت کچھ اس مرض کا باعث ہے پردہ کرو اور ضرور کرو۔ مگر برائے خدا عورتوں کو کھلی اور تازہ ہوا سے تو محروم نہ رکھو۔

۵۔ ہمیشہ ہوادار مکانوں میں رہنا چاہیئے۔ اگر کسی گھر میں کھڑکی نہ ہو۔ تو اس گھر کو چھوڑ دو۔ تاکہ مالکان مکان اچھے ہوادار گھر بنائیں۔

۶۔ اولاد کی خواہش کسکو نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ اس نعمت کو ہم اپنے ہاتھوں سے برباد کرتے ہیں۔ انگلستان میں زچہ خانہ کے لئے سب سے عمدہ جگہ مقرر کرتے ہیں۔ وہاں قابلہ عورتیں نہایت صاف ستھری ہوتی ہیں۔ جانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو نہ صرف پانی بلکہ کاربولک سے صاف کرتی ہیں۔ زچہ کو صاف کپڑے پہناتی ہیں۔ مگر یہاں کے دولتمند گھروں میں بھی یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ گھر کی سب سے خراب اور میلی کوٹھڑی زچہ خانہ کے لئے رکھی جاتی ہے۔ اور اگر اتفاق سے اس تاریک کوٹھڑی میں کوئی کھڑکی بھی ہو۔ تو اسکو نہایت حفاظت سے میلے کچیلے کپڑوں سے بند کر دیتے ہیں۔ اور اس بات کی احتیاط کی جاتی ہے۔ کہ تازہ ہوا کے لئے کوئی سوراخ کھلا نہ رہے۔ اور بیچاری زچہ کو اس حالت میں آٹھ دس روز بلکہ اس سے بھی زیادہ دن کاٹنے پڑتے ہیں۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے۔ کہ ایسی غلیظ اور گندی کوٹھڑیوں میں تمھارے گھر کی امیدیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس بیہودہ رسم کو فوراً ترک کر دینا چاہیئے کیونکہ اکثر عورتیں محض انہی وجوہ سے بچے کی پیدائش کے بعد تپ دق میں مبتلا ہو جاتی ہیں

ڈاکٹر لنکاسٹر کا یہ خیال بالکل صحیح ہے۔ کہ گورنمنٹ اس بارہ میں کوئی قانون نافذ نہیں کر سکتی۔ اس لئے اہل ہند کو خود اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ ڈاکٹر صاحب کو امید ہے کہ عنقریب ہندوستان میں ایک "نیشنل ہیلتھ ایسوسی ایشن" کی بنیاد رکھی جائیگی جس میں تمام تعلیم یافتہ اصحاب کو حصہ لینا چاہیئے۔ ہم کو امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کی مفصل رپورٹ جب شائع ہوگی۔ تو اس سے ملک کو بہت فائدہ پہنچیگا۔ سردست ہندوستانیوں کو متذکرہ صدر ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اپنے آپکو اور اپنے بال بچوں اور خاندانوں کو اس مہلک مرض سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے (مدد کمیل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء

جنہیں اپنے گھر کی خبر نہیں وہ اپنی متاع ایمان کی کیا حفاظت کرینگے؟

حال میں ایک مسلمان خاتون نے ایک ناول لکھکر شائع کیا ہے جسے بعض مسلمان معاصرین نے بڑی وقعت و عزت کی نظر سے دیکھا اور نفس مضمون کو باوجود لکھائی چھپائی اور تصحیح وکاغذ کا خاطرخواہ نہ ہونیکے بہت کچھ سراہا ہے اور نہ صرف خواتین اسلام بلکہ مسلمان مردوں سے بھی زور کے ساتھ اسکے پڑھنے کی سفارش کی گئی ہے۔ ماحصل قصہ کا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص بڑا ظالم بڑا بے درد اور بڑا ناخداترس تھا اسکی سلوکی و سرد مہری سے اسکی بیوی بیچاری بہت تنگ تھی۔ اس نے جو حسن اتفاق سے شاکرہ نام اسم بامسماۃ دیندار و صابرہ بی بی تھی شوہر کے تمام مظالم اور سختیوں پر صبر و شکر سے کام لیا۔ آخر خدا نے اسکی فریاد و درد سن لی اس کے دل میں نیکی ڈالی اور وہ تکمیل تعلیم کے واسطے یورپ گیا۔ سو وہاں سے واپس آیا تو بس فرشتہ تھا اسکی خو بو وعادت خصلت سب بدل گئی۔ بیوی بچوں کے ساتھ اسکا برتاؤ ایسا ہوگیا جیسا کہ ایک شریف نیک بخت اور خداترس عیالدار کا ہونا چاہیئے۔ یہ خلاصۂ مطلب سنکر جو ہمیں ایک بے جوشیلے ممتاز اور قوم پرست اخبار میں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ہر شخص اسی نتیجہ پر پہنچیگا کہ محض یورپ کی تعلیم و تہذیب کے اثر سے شوہر شاکرہ کے اخلاق و اطوار کی اصلاح ہوئی۔

ہم مانتے ہیں کہ تعلیم انسان کے اطوار و خیالات پر بالعموم اچھا اثر ڈالتی ہے اسکے تسلیم کرنے میں ہمیں کوئی انکار و تامل کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ مغرب کی اقوام مستورات کی بیویوں کے ساتھ شوہروں کا سلوک اکثر شستہ و شائستہ نرمی و مداراہی کا ہوتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یورپ نے اس قسم کے سبق کہاں سے سیکھے؟ کیا کسی کتاب پاک کی تعلیم نہیں جو عاشروھن بالمعروف ارشاد فرما کر مردوں کو تاکید کرتی ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور قابل تعریف معاشرۃ رکھیں؟ اُن اقوام کے اپنے مذہب میں تو بہت سے اہم حقوق نسوان اسقدر ملحوظ بھی نہیں رکھے جتنے کہ اسلام نے لازمی قرار دیئے ہیں۔

مگر افسوس ایک دعبرت خیز حالت پر کوئی کہانتک ہمدردی کے آنسو بہائے یا ملامت کے تازیانے لگائے کہ مسلمانوں کو خود اپنے گھر کی خبر نہیں۔ ناول زیر بحث کی مصنفہ تو بیچاری عورت ذات ہیں اور خدا جانے کہانتک تعلیم یافتہ ہونگی۔ یہاں تو ہزارہا مرد ہاں اچھے اچھے باوقار ذی علم مرد مسلماں اُن پاک تعلیمات سے بیخبر ہیں جو شریعت حقہ اسلامیہ انکو دیتی ہے۔ انپر کاربند ہونے کا تو کیا ذکر؟ حالانکہ اسلام کے تعلیم کردہ اصول و احکام وہی جواہر بے بہا تو ہیں جن سے عملاً فائدہ اٹھاکر آج غیر قومیں تک دنیا میں بلند نام و سرخرو ہو رہی ہیں۔ بیویوں کے ساتھ حسن معاشرۃ کا بابرکت ارشاد تو ایک بہت مشہور و عام بات ہے اگرچہ بدنصیبی سے مسلمانوں میں اسپر عملدرآمد بہت ہی کم ہوتا ہو لیکن اسکے علاوہ اور بھی صدہا باتیں ایسی ہیں جنہیں احکام اسلام پر چل کر انسان دونوں جہان میں دل شاد و بامراد رہ سکتا ہے۔ مگر عمل کیونکر ہو جبکہ سرے سے اس کا علم ہی نہیں۔ اور اس لاعلمی کا ایک نہایت خطرناک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض دین سے غافل مسلمان۔ اپنی عملی حالتوں کو نظرانداز کرکے قومی ادبار و فلاکت کا ذمہ دار تو معاذ اللہ اسلام کو فرض کر لیتے ہیں اور غیر اقوام کی خوشحالی کو انکے مذہب سے منسوب کرکے پاک و بابرکت تعلیمات کا سرچشمہ انہی کو سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اور اس طرح قطع نظر اُن شامت زدہ بدنصیبوں سے جو محض کسی طمع دنیاوی یا دیگر کردہ ترغیبات سے مغلوب ہوکر اپنے دین کو خیرباد کہتے ہوں ہزارہا مسلمان اس قسم کی غلط فہمیوں کا شکار ہوکر بھی اسلام جیسے سراپا حسن مذہب سے بدظن و بیزار ہوتے ہوتے بالآخر انکے ارتداد تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

بھلا جس شخص کو اپنے گھر کی خبر نہ ہو وہ اپنے مال و متاع کی کیا خاک حفاظت کر سکتا ہے۔ اور ایمان جیسی متاع گرانمایہ کھوکر انسان کم از کم اپنی عاقبت تو تباہ و برباد کرہی لیتا ہے۔ خواہ اس چند روزہ خواب ہستی میں محض عارضی و فانی منفعت و راحت کیوں نہ حاصل کرے۔ گو بعض صورتوں میں یہ بھی نہیں ہوتا بلکہ دین حق سے منہ موڑنے والے وعید خسر الدنیا و الاخرۃ کے ہی مصداق دیکھے گئے ہیں۔

پس اُن معاصرین کا جو ہمدردی اسلام کا دم بھرتے ہیں ایک ضروری فرض ہے کہ ایسے موقعوں پر ساتھ ہی یہ پہلو بھی کھولکر دکھلا دیا کریں کہ تمام خیر و برکت اسلام کی کتاب مجید میں موجود ہے۔ ہر قسم کی اصلاح و ترقی اسکا حاوی اکمل دستورالعمل پر کاربند ہونے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

یہ مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے قرآن کریم کی پاک تعلیمات کی حمایت و اشاعت کے لیئے آسمان پر ملائکہ الہٰی خاص طور پر سرگرم اہتمام ہیں مگر چونکہ دنیا عالم اسباب ہے۔ اسواسطے جس کے دل میں دین و ملت کی حالت زار کا کچھ بھی احساس اور اس کی تائید و نصرت کے لیئے کچھ بھی تڑپ ہے اُسکے محض عقائد و خیالات آج کوئی تسلی بخش ثبوت سچی دینداری کا نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ اقوال و افعال بھی انکی شہادت نہ دیں۔ وہ انسان کیا جسمیں ایمانی غیرت نہ ہو مگر آہ! یہ بات ان لوگوں میں کہاں جنہیں صرف ایمان کے ثریا پر اٹھ جانے تک سے غرض ہے مگر اس سے آگے ایمان کو وہاں سے لاکر پھر دنیا میں قائم کرنے والے مسیح موعود سے کچھ واسطہ نہیں۔

یاد دہانی ہمارے سو۔ قلمی معاونین آئندہ ایسے مضامین کی طرف زیادہ تر توجہ فرماویں جو اسلام کی خوبیوں۔ تصدیق مسیح موعود۔ مذاہب باطلہ کے رد۔ اور علمی اصلاحی و تبلیغی اغراض پر مشتمل ہوں۔ ذاتیات۔ اختلافی مسائل۔ نزاع لفظی وغیرہ میں پڑنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ایسے مضامین بلا کسی اشد مجبوری کے [illegible]

إن الدين عند الله الإسلام

دین الحق کی عدیم النظیر خصوصیتیں

الفضل کے کالموں میں اس عنوان کے ماتحت خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے کثیر التعداد مضامین اسلام کے بے عدیل محاسن پر لکھے جا چکے ہیں۔ جن کے بالمقابل آج تک کسی دوسرے مذہب کی طرف سے ایسی امتیازی خصوصیات پیش نہیں کی گئیں جو ابھی صداقت کا ثبوت ہو سکیں۔ اب چونکہ ان مضامین کا سلسلہ بعض وجوہ مجبوری کچھ عرصہ بند رہا اور آج پھر یہ سلسلہ خدا کے فضل سے از سر نو جاری کیا جاتا ہے و باللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

یہ تو اسلام میں مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام زمانوں میں ہر ملک ہر قوم کی طرف اپنے ہادی بھیجکر بنی نوع انسان کی جانب اپنی مخلوق کی رہنمائی فرماتا رہا ہے۔ اسی لیئے قرآن مجید کل انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتا اور ان کے ادب و احترام کو اپنے پیروؤں کے لیئے لازمی ٹھیراتا ہے۔ لیکن چونکہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت کامل کر دی گئی اور دین کی خوبیاں اور نعمتیں جو بندوں کو خدا کی طرف سے عطا ہونی ممکن تھیں پوری کر دی گئیں اس واسطے اب جملہ امور دنیوی و اخروی میں بجز شریعت حقہ محمدیہ کے اور کسی دستور العمل کی اتباع باقی نہیں رہی۔ لیکن افسوس کہ غافل اہل دنیا خدا کی اس صاف و صریح حکمت و مصلحت پر غور و تدبر نہیں کرتے کہ شرائع سابقہ کیوں نامکمل تھیں اور شریعت محمدیہ کو کن وجوہ سے کامل قرار دیا گیا۔

سیدھی بات ہے کہ نسل انسانی کے ابتدائی و درمیانی حالات اسی کے مقتضی تھے کہ انہیں مختص المقام و مختص الزمان قوانین ملتے رہیں اور جب دنیا ضروری مراحل ترقی طے کر کے اپنے تمدن، تعلیم، وسائل اشاعت میں ایسے مدرجہ کمال پر پہنچ گئی کہ ایک ہی جامع دستور العمل جمیع اقوام عالم پر نافذ کیا جانا ممکن ہو تو پھر ایک مکمل کتاب اس وجود پاک کے ذریعے دنیا کی طرف بھیجی گئی جو انی رسول اللہ الیکم جمیعاً فرماتے ہوئے اپنی ۲۳ سالہ مدت رسالت میں بنی نوع انسان کے واسطے عملاً ایک ایسا اسوۂ حسنہ دکھلا گیا جس کی کامل پیروی سے خدا کی مخلوق ہر شعبۂ زندگی میں کما حقہ نور و ہدایت حاصل کر سکتی اور دنیا میں فلاح پانے کے علاوہ عقبیٰ میں بھی نجات کی وارث ہو سکتی ہے۔

چونکہ تمام انبیائے سابقین علیہم السلام خدا ہی کی طرف سے تھے اور اپنے اپنے وقت میں ہدایت خلق کے واسطے مامور ہوئے تھے اس واسطے ضروری تھا کہ اسلام جو اسی خدا کی جانب سے اللہ تعالیٰ کا آخری نور و ہدایت ہے وہ ان سب کے برحق ہونے پر بھی مہر تصدیق کرے اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے جس کی نظیر اس وقت دنیا کا کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

پھر دین حق میں جو خالق کائنات کی طرف سے ہو اس وصف کا ہونا لازمی ہے کہ دنیا و مافیہا کے اندر جو کچھ بھی نسل انسانی کے حق میں سودمند و سازگار ہو وہ اپنے پیروؤں کا ورثہ جائز قرار دے اور اس سے تمتع اٹھانے کی اجازت۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا اور ارشاد ہوا ہے کہ سخر لكم ما في الارض جميعا۔ یعنی خدا نے سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا اور سب کچھ تمہارے لیئے تسخیر کر دیا۔

یہاں یہ شبہ پیدا نہ ہونا چاہیئے کہ موجودات میں تو بہت سی چیزیں اور بہت سی باتیں انسان کے حق میں ضرر رساں بھی ہوتی ہیں پھر خدا نے انکو بنا کر انسان پر کیا احسان کیا؟ (معاذ اللہ) کیونکہ اول تو لکم میں لام جو پڑا ہوا ہے یہ ہمیشہ فائدہ کے لیئے آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو سب کچھ پیدا کر دیا اب یہ آدمی کا اپنا کام ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ دوسرے یہ کہ اگر انسان اپنی بے عقلی، ناعاقبت اندیشی یا غفلت سے بد استعمالی سے کسی شے کو اپنے واسطے موجب ضرر بنا لیتا ہے تو یہ اسکی بات ہے ورنہ فی الحقیقت نقصان رساں تو خدا کی پیدا کردہ موجودات میں کوئی بھی چیز نہیں۔ اور اپنی غلطی سے نقصان اٹھانے کی صورت یہ ہے کہ جو اشیاء عام طور پر مفید و کارآمد ہی سمجھی جاتی ہیں وہ بھی بعض اوقات انسان کی نادانی و کوتہ بینی و بے اعتدالی سے باعث تکلیف و نقصان ہو جاتی ہیں۔

اشیائے مادی کے علاوہ جن کا وجود فی الخارج ہوتا ہے مخفی طاقتیں بھی مثل قوت برق و کشش و اتصال وغیرہ کے سب اسی ارشاد خلق لكم ما في الارض جميعا میں آجاتی ہیں۔

اب رہے وہ امور جو مراحل حیات میں انسان کی رہنمائی و راحت رسانی کا موجب ہو سکتے ہیں یعنی تمام صداقتیں، تمام قیمتی و قابل قدر اصول اور ہوشمندی و دانشوری کی باتیں جو ہمیں کسی سے اور کہیں سے بھی مل سکتے اور ہمارے لیئے منفعت و بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اسلام ان سب کا بھی مومن کو حقدار اور وارث جائز قرار دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں صدہا جگہ عقل و فہم وغیرہ عطیات قدرت سے کام لینے اور فائدہ اٹھانے کی ترغیب بلکہ تاکید پائی جاتی ہے اور رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ حکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے چاہیئے کہ جہاں سے ہاتھ لگے اسکو لے لے۔ پس آج دنیا کے پردہ پر کوئی اور بھی مذہب ایسا ہے جو ایسے روشن ایسے تسلی بخش ایسے عالمگیر اصول معقول انسان کی رہنمائی اور حصول فلاح کے لیئے مہیا کرتا ہو۔ لا واللہ۔ بجز مذہب اسلام کے کہ وہی بفضل خدا ایک اکیلا دین حق ہے۔ فالحمد للہ۔

ضروری نوٹ جو احباب عنوان الاسلام کی تصدیق میں کے ماتحت کچھ لکھیں انہیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ تکرار مطالب ہو جو دلائل ان دو مضمونوں کے متعلق قبل ازیں پیش کیئے جا چکے ہیں انکو ایک نئے طرز سے لکھیں تو اچھا ہوگا۔ (ایڈیٹر)

قرضہ میعادی گورنمنٹ ہند

اُن شرائط کے متعلق نوٹس جن پر عوام الناس ڈاک خانہ کی معرفت قرضہ دے سکتے ہیں۔

ذیل کا اعلان پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے برائے اشاعت دفتر الفضل میں موصول ہوا ہے پیشتر اس کے کہ اس اعلان کو ہم احمدی پبلک تک پہنچائیں ہم اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کو اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے ہر شخص جو روپیہ رکھتا ہے قرضہ دیکر اس وقت سرکار کا ہاتھ بٹائے +

ہم احمدی قوم کی خدمت میں خصوصاً زور سے عرض کرتے ہیں وہ گورنمنٹ کو روپیہ بطور قرضہ حسنہ دیں۔ اور اگر وہ بحیثیت مسلمان بھی قرآن کے حکم پر عمل کر کے بلا سود روپیہ دیں تو ثواب کے مستحق ہونگے۔ والسلام

خاکسار ایڈیٹر الفضل

گورنمنٹ امسال ایک جدید نمونہ (فارم) کے مطابق بشرح ۴ فیصدی قرضہ لے رہی ہے جو نومبر ۱۹۲۳ء تک بیباق کر دیا جائے گا لیکن گورنمنٹ اگر چاہے تو وہ اس کو اکتوبر ۱۹۲۰ء کے بعد کسی وقت ادا کر سکتی ہے +

۲۔ ۱۲ کروڑ روپیہ قبل ازیں درخواستوں کے حسب معمول کلکتہ و مدراس و بمبئی اور دیگر بڑے بڑے مرکزوں میں پہنچنے پر لیا جا چکا ہے اور اس لحاظ سے قرضہ کا لیا جانا اب بند کر دیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ اُن اشخاص کو جو قرضہ قلیل رقوم میں دینا چاہتے ہیں۔ عام اس سے کہ سیونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرانے والے ہوں یا نہوں اُن نزدیک ترین ڈاکخانہ کی معرفت قرضہ دینے کا خاص موقع دیا جاتا ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو +

قرضہ کس طرح دیا جائیگا

۳۔ ڈاکخانہ کی معرفت درخواستیں ۳۰ اکتوبر تک کسی وقت بھیجی جا سکتی ہیں +

۴۔ درخواستیں ایسی رقوم کی بابت ہونی چاہئیں۔ جن میں پورے سینکڑے ہوں اور ۱۰۰ روپیہ سے کم کے لئے نہیں ہونی چاہئیں اور کسی ایک درخواست کنندہ کی صورت میں ۵۰۰۰ روپیہ سے زیادہ کے لئے نہیں ہونی چاہئیں +

نوٹ کوئی درخواست کنندہ ۵۰۰۰ روپیہ تک جدید قرضہ میں کے لئے درخواست کر سکتا ہے باوجود اس امر کے کہ اس کے پاس قبل ازیں ۵ فیصدی کے پرومیسری نوٹ ہوں جنکو وہ پیشتر ازیں ڈاک خانہ کی معرفت خرید چکا ہو +

۵۔ جو شخص درخواست کرنا چاہتا ہو۔ اُسکو لازم ہے کہ وہ نمونہ (فارم) ذیل کو پُر کر کے جو ہر ایسے ڈاک خانہ سے بھی مل سکتی ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو نیز اس کو لازم ہے کہ وہ ساتھ ہی اُن کے وہ پوری رقم ادا کرے جس کے قرضہ دینے کے لئے وہ درخواست کرے۔ اس غرض کے لئے وہ اس روپیہ سے استفادہ کر سکتا ہے جو اس کے حساب میں سیونگ بنک میں جمع ہو بشرطیکہ وہ سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتا ہو یا وہ براہ راست نقد ادا کر سکتا ہے درخواست کنندہ مجاز ہوگا کہ ڈاک خانہ میں بذات خود جائے یا اپنی جگہ کسی اور شخص کو بھیجدے۔ جملہ رقوم کی جو (درخواست کنندہ کی طرف سے) ادا کی گئی ہوں رسید دیجائے گی +

۶۔ ۱۰۰ روپیہ کی ہر رقم کے بدلے جو درخواست کنندہ ادا کر دے گا اسی رقم کے سرکاری پرومیسری نوٹ دیئے جائینگے +

پرومیسری نوٹوں کا تحویل میں رکھنا

۷۔ نوٹوں کو درخواست کنندہ اپنی تحویل میں رکھ سکتا ہے یا اگر وہ پسند کرے تو وہ اس کی طرف سے حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھے جا سکتے ہیں درخواست کنندہ کو اس امر کی تصریح کر دینی چاہیئے کہ وہ درخواست کے نمونہ کو کس طریق سے پُر کرنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ اگر وہ نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتا ہو تو ڈاکخانہ اس کو اُس وقت سے مطلع کر دے گا کہ جب وہ نوٹ اُس کو مل سکینگے اور درخواست کنندہ کے اصالتاً حاضر ہونے پر نوٹ مذکور اُس کے حوالے کر دیئے جائینگے۔ اگر وہ نوٹوں کو ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھنا چاہے تو اُس کے دوبارہ اصالتاً حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن ڈاک خانہ کی طرف سے اُس مناسب وقت کے اندر اس امر کی اطلاع دیجائے گی کہ نوٹ مذکور ڈاک خانہ میں موصول ہو گئے ہیں اور اس کی طرف سے تحویل میں رکھ لئے گئے ہیں۔ اگر وہ بعد ازاں کسی وقت نوٹوں کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش ظاہر کرے تو نوٹ اُس وقت اُس کے حوالہ کر دیئے جائیں گے +

سود کی ادائیگی

۸۔ سود بشرح ۴ فیصدی سالانہ ششماہی اقساط میں یعنی ۲ فیصدی ۳۱ مئی کو۔ اور ۲ فیصدی ۳۰ نومبر کو ہر سال ادا کیا جائے گا قرضہ دینے کی تاریخ سے ۳۰ نومبر آئندہ تک کسی متفرق عرصہ کا سود پرامیسری نوٹوں کے حوالہ کر دینے کے وقت اگر وہ درخواست کنندہ کے اپنے قبضہ میں ہوں نقد ادا کر دیا جائے گا یا اگر وہ نوٹ حکام ڈاکخانہ کی تحویل میں رہنے دے تو اُس روپیہ میں جمع کرا دیا جائے گا جو سیونگ بنک میں اس کے حساب میں جس کا ذکر پیراگراف (فقرہ) ذیل میں درج ہے جمع ہو +

۹۔ اگر درخواست کنندہ اپنے پرامیسری نوٹوں کو محکمہ ڈاک خانہ کی تحویل میں چھوڑنے کا فیصلہ کرے تو آخر الذکر (محکمہ ڈاک خانہ) اُسکے روپیہ کا سود ششماہی وار باقاعدہ وصول کر کے سیونگس بینک میں اُس کے حساب میں جمع کر لیگا یا اس غرض کے لئے اس کے نام پر کھولا جائے گا۔ نیز ڈاک خانہ اس وقتاً فوقتاً جب کبھی سود اس طرح وصول کیا جائے گا۔ وصولی کی اطلاع دیتا رہے گا۔ اس کام کا حق الخدمت کچھ نہیں لیا جائے گا۔ اور سود کی ششماہی اقساط کرتے وقت کوئی انکم ٹیکس منہا نہیں کیا جائے گا +

اگر درخواست کنندہ پرامیسری نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھے تو انکم ٹیکس اس کے سود کے روپیہ میں سے حسب معمول اس وقت منہا کر دیا جائے گا جب سود کی ششماہی اقساط ادا کی جائیں +

پرامیسری نوٹوں کا فروخت کرنا

۱۰۔ اگر کوئی ایسا شخص جو سیونگ بینک میں روپیہ جمع کراتا ہو اور جسکے پاس اس جدید قرضہ کے متعلق ایسے پرامیسری نوٹ ہوں جو ضابطہ متذکرہ نوٹس ہذا کے مطابق ڈاک خانہ کی معرفت خریدے گئے ہوں کسی وقت اُن کو کلاً یا جزواً دوبارہ فروخت کرنا چاہے تو ڈاک خانہ کی طرف سے اُس کے لئے ایسی فروخت کا انتظام کر دیا جائے گا اور اُسکے واسطے کسی قسم کی دلالی یا کوئی اور فیس نہیں لیجائیگی۔ اس معاملہ کے متعلق پورے پورے مراتب ہر وقت ڈاک خانہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں +

درخواست کا نمونہ

منک ————

بذریعہ درخواست ہذا قرضہ میعادی بشرح ۴ فیصدی مشتہرہ ہمراہ اشتہار مطبوعہ گزٹ ہند غیر معمولی مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۵ء کے

———— روپیہ کے

لئے درخواست کرتا ہوں +

میں اس درخواست کے ہمراہ مبلغ ———— روپیہ جمع کراتا ہوں جو قرضہ کی اس رقم کے برابر ہے جسکو پوری قیمت پر قرضہ دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے +

میں درخواست کرتا ہوں کہ مبلغ ———— روپیہ جو قرضہ کی اس رقم کے مساوی ہے جسکو پوری قیمت پر دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے اس غرض کے لئے اس باقیماندہ روپیہ میں سے لیا جائے جو پوسٹ آفس سیونگ بینک کے حساب میں میرے نام پر جمع ہے +

غیر ضروری فقرات قلمزن کرو۔

قرضہ اس رقم کو ادا کرنے کی غرض سے جسکو پوری قیمت پر دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے میں بذریعہ درخواست ہذا مبلغ ———— روپیہ جمع کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ باقیماندہ رقم یعنی مبلغ ———— روپیہ اس رقم میں سے لیا جائے جو پوسٹ آفس سیونگ بینک کے حساب میں میرے نام جمع ہے +

میں درخواست کرتا ہوں کہ قرضہ کی وہ رقم جس کا دیا جانا میرے لئے تجویز کیا گیا ہے میری طرف سے صاحب اکونٹنٹ جنرل ڈاک خانہ و تار برقی کی تحویل میں رہے اور اس کا سود معینہ اوقات پر پوسٹ آفس سیونگ بینک کے حساب میں میرے نام پر جمع کرا دیا جائے +

غیر ضروری فقرات قلمزن کرو

میں درخواست کرتا ہوں کہ قرضہ کی وہ رقم جس کا دینا میرے لئے تجویز کیا گیا ہے مندرجہ ذیل مالیتوں کے پرامیسری نوٹوں کی صورت میں میرے حوالہ کر دی جائے +

نام ————

پتہ ————

تاریخ ———— سنہ ۱۹۱۵ء

(نمونہ (فارم) اگر ضرورت ہو تو کاٹ کر استعمال کی جا سکتی ہے) +

تصدیق المسیح

کسی مامور برحق کی صداقت پر ایک زبردست دلیل
یہ امر ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ خود دنیا بھر کے تمام راستبازوں
کی تصدیق کرتا ہو۔ بلکہ انہوں نے بھی اسکے ظہور کی خبر دیکر
پہلے سے اسکی سچائی پر ایک کھلی کھلی گواہی دی ہو۔ اب ہم
اس معیار پر حضرت مسیح موعود احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دعوے کی کسی قدر پڑتال کرتے ہیں ؂
سب سے پہلی قابل وقعت اور لائق پذیرائی گواہی
حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی ہے
جن کا اصدق الصادقین ہونا نہ صرف ساری اسلامی دنیا
کے نزدیک مسلم ہے بلکہ مختلف مذاہب کی مستند کتب
مقدسہ اور غیر اقوام کے انصاف دوست محققوں نے
بھی آپکو راستبازوں کا سردار مانا ہے۔ آپنے بڑے زور
سے دنیا کو خبر دی کہ اسلام جو خدائے تعالیٰ کا پسندیدہ
اور سچا دین ہے اسکی حالت جب اخیر زمانہ میں حد درجہ
نازک ہو جائیگی حتیٰ کہ ایمان دنیا سے اٹھکر ثریا پر چلا گیا
ہوگا اسوقت ابنائے فارس سے خدا کا ایک برگزیدہ بندہ
اور آپ کا امتی مبعوث ہوگا جو اسلام کے مردہ جسم
میں نئے سرے سے جان ڈالے اور نشوونما کی روح
پھونکے گا۔ چنانچہ مسیح موعود ٹھیک آنحضرت کی بشارت
کے مطابق ایسے وقت میں جبکہ اسلام گویا بحالت نزع
اپنے اخیر سانس لے رہا تھا تو پہ کدہ میں مبعوث ہوا اور
تیس سال تک برابر وعدہ الٰہی (لیظہرہ علی الدین کلہ)
تمام ادیان باطلہ پر اسلام کی حجت تمام کرتا رہا۔ لاکھوں
نے جو سعید الفطرت تھے اُسے قبول کیا اور بے دینی
غفلت وضلالت کی تاریک گھاٹیوں سے نکلکر فلاح
ونجات کی بلند وروشن چٹان پر جا چڑھے فالحمدللہ۔
آپ سے پہلے حضرت مسیح ناصری علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام نے بھی دنیا کو خبر دی تھی کہ میں ایک بار پھر تم میں
آؤنگا۔ آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ اسوقت فلاں و
فلاں آثار صفحہ ہستی پر نمودار ہونگے چنانچہ مسیح موعود
کے وقت میں وہ تمام علامات اور نشانیاں بھی خدا تعالیٰ
نے پوری کرکے دکھلا دیں تاکہ خدا کے راستباز (مسیح
ناصری) کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں اسکی موعود آمد ثانی
کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوکر ثبوت صداقت ٹھیریں۔ مثلاً
قحطوں کا پڑنا۔ زلازل کا آنا۔ مری پھیلنا اور دنیا
کی قوموں کا مبتلائے رنج ومحن ہونا وغیرہ وغیرہ۔
مسیح سے بھی اور پہلے کے خاصان خدا کی پیشگوئیوں
اور مکاشفات کی دیکھ بھال کیجیئے تو اُن پر بھی اس
زمانہ کے تمام حالات حرف بحرف چسپاں ہوتے ہیں
جنکی تفصیل اس موقعہ پر موجب طوالت ہوگی۔ اگرچہ
میں اُن کا پہلے بار بار اعادہ ہوتا رہا ہے ؂
اہل کتب کے علاوہ دیگر اقوام کی کتب مقدسہ سے
بھی قرب قیامت میں ایک مصلح ربانی کے ظہور کا پتہ
ملتا ہے اس طرح خدائے تعالیٰ کے تمام برگزیدوں نے
صدہا بلکہ ہزارہا برس پہلے ہی خلق اللہ کو آگاہ کردیا
تھا کہ جب زمین پاپ کے بوجھوں سے بھاری ہوجائیگی
اور غفلت کی تاریکی سے اس پر چاروں طرف اندھیرا
چھا جائیگا تو خدا کی طرف سے ایک عظیم الشان ہادی
آئیگا جو اس کے بوجھوں کو ہلکا کرے گا اور بھولوں
کو سچی خدا پرستی کی راہیں دکھلائے گا۔ چنانچہ الحمدللہ
کہ مسیح موعود نے عین ضرورت حقہ کے وقت ظاہر
ہوکر ان تمام راستبازوں کی بھی تصدیق کی اور
موجودہ خلائق کو فلاح ونجات کا سیدھا راستہ
بھی بتلا دیا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔
غرض جیسا کہ کسی مامور برحق کے لئے یہ دو باتیں
لازم وملزوم ہیں کہ وہ اگلے تمام راستبازوں کی
تصدیق کرتا ہو۔ اور اُن سب نے اسکے پیدا ہونے کی
پہلے سے خبریں دی ہوں۔ بالکل ویسا ہی ہوا۔ اور
کیوں نہ ہوتا جبکہ بصورت دیگر اُن سارے راستبازوں
کی سچائی پر حرف آتا تھا۔ جس کا صریح نتیجہ یہ ہوتا کہ
خود خدا کی بے عیب ذات پر بھی حرف آتا جس نے
انہیں راستباز ٹھیرایا ؂
اب جو کوئی مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی
میں کسی طرح کا شک شبہ رکھتا ہو اس کا فرض ہے کہ
یا تو اُن بے شمار نشانات کا مصداق کوئی اور
وجود پیش کرے یا خدا کے پاک نوشتوں کو جھٹلائے
یا سابق نبیوں اور راستبازوں نے جو اس
عظیم الشان مصلح کی خبریں دی تھیں انکے ایسے
معنی کرکے دکھلائے جو زمانہ موجودہ کے حالات پر
چسپاں نہ ہوتے ہوں۔ لیکن ہم دعوے سے
کہتے ہیں کہ اس پر تا قیامت ہرگز ہرگز کوئی بھی قادر
نہ ہوسکے گا کہ منصب مسیح موعود کے کسی دوسرے
مدعی کا پتہ دے۔ اور پھر وہ احمد قادیانی علیہ السلام
کی طرح خدائے تعالیٰ کی تائیدات سے اپنے پاک
مشن میں کامیاب بھی ہوا ہو۔ اسی طرح نبیوں کی
باتوں کا جھٹلانا بھی کسی دیندار کا کام نہیں ہوسکتا
ہاں لامذہب لوگوں کا ذکر نہیں جو اس مضمون میں
ہمارے مخاطب نہیں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہ بھی
محال بلکہ قطعاً غیر ممکن ہے کہ آثار وحوادث روزگار
اور نشانات ارضی وسماوی کے متعلق انبیائے
سابقین کی پیشگوئیوں کے جو متحد المفہوم معانی
دنیا کی مختلف ومتعدد زبانوں میں ابتک لئے
جاتے رہے ہیں حتیٰ کہ مذہب سے بالکل بیگانہ علمی
دنیا کے مشاہیر اور مسلم الثبوت استاد بھی لغت
وغیرہ کی رو سے ہمیشہ انکے وہی معنی کرتے آئے ہیں
وہ آج کسی طرح باطل کئے جاسکیں۔ پس جبکہ
نہ اُن پیشگوئیوں کا کوئی دوسرا مصداق کہیں سے
ڈھونڈ کر نکالا جاسکتا ہے۔ نہ ان پیشگوئیوں کو غلط
قرار دے سکتے ہیں نہ انکے کوئی اور معنی ہوسکیں
بجز اُن کے جو موجودہ زمانہ کے حوادث وحالات
پر ٹھیک ٹھیک چسپاں ہو رہے ہیں تو اب
مسیح موعود علیہ السلام کا انکار صرف اُنہی لوگوں کا
کام ہوسکتا ہے جو اپنی ضد اور خام خیالی کے
آگے خدا کی۔ اس کے ہزاروں راستبازوں کی
اور علمی وتاریخی دنیا کے مسلمات کی غرض کسی کی
بھی پروا نہ کرتے ہوں۔ اور ایسے شخصوں کے
حال پر افسوس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟

دعوت الی الخیر

بنگال میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم مکرم حکیم خلیل احمد صاحب اپنے عریضہ مورخہ ۸۔ اکتوبر میں لکھتے ہیں۔

بخدمت سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح و المہدی ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضور کا خادم ۳۔ اکتوبر کو گوپال گنج پہونچا اور ۸۔ اکتوبر کو وہاں سے روانہ ہوا گوپال گنج میں زیادہ تر نو مبائی آباد ہیں لیکن بوجہ سیلاب اکثر لوگ خصوصًا پادری صاحبان اپنے اپنے مکانوں کو چھوڑ کر مختلف جگہ چلے گئے ہیں اور ان کے گھروں میں پانی کا دخل وغیرہ ہے یہاں مسلمان بھی کم ہیں مدعو کرنے پر بھی جو لوگ تھے نہ ملے ایک مولوی صاحب ہیں جو گوپال گنج کے علاقہ میں سب انسپکٹر سکول ہیں یہ مولوی صاحب عالم شمار کئے جاتے ہیں۔ بنگلہ زبان میں بہت سی کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں۔ اکثر ان میں سے سرکاری مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہیں عجیب اتفاق ہوا کہ جو کتاب آجکل اس عاجز کے زیر سبق ہے اس کے مصنف بھی یہی مولوی تفضل حسین صاحب ہیں گفتگو شروع ہونے پر انہوں نے کہا کہ میں وفات مسیح کے مسئلہ میں آپکا ہمخیال ہوں لیکن مسیح موعودؑ کے ماننے کی مجھکو ضرورت نہیں ہے۔ آپ خود بھی قرآن و حدیث کی ہی تعلیم دیتے ہیں اور میں قرآن و حدیث کو مانتا ہی ہوں لہذا مجھکو کسی کی ضرورت نہیں میں نے کہا کہ اگر آپ کی تصنیف شدہ کتابیں صرف مدرسوں میں رکھدی جائیں تو کیا صرف کتابوں کے مدرسوں میں رہنے سے بچوں کی تعلیم ہو جائیگی اور وہ عالم و فاضل ہو جائینگے ہرگز نہیں بلکہ کتاب کے ساتھ ساتھ ایک ایسے معلم اور ماسٹر کی بھی ضرورت ہے جو کتاب کے صحیح مطالب اور حقیقی مفہوم سے بچوں کو آگاہ کرے۔ اسی طرح جہالت کے زمانہ میں صرف قرآن یا حدیث بھی کافی نہیں۔ جب تک انکو پڑھانیوالا اور عمل کر کے دکھانیوالا حقیقی معلم نہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اچھا معلم وہ

ہو سکتا ہے جو کہ خود معلم سے ہی تعلیم پاکر دوسروں کو تعلیم دے۔ اسی لئے ضرورت ہے کہ خود خدا ایسے جنکو اپنے پاس سے علم دیا ہو اور اس کی تعلیم کی ہو وحی الٰہی سے اس کتاب کو لوگوں پر تلاوت کرے اور انکا تزکیہ کرے پس دنیا کے لئے صرف کتاب کافی نہیں بلکہ ناطق کتاب کی ضرورت ہے اسی کو بالفاظ دیگر نبی رسول مسیح موعود یا مہدی امام یا مجدد کہتے ہیں جب زمانہ میں جہالت چھا جاتی ہے یہ لوگ آکر اور خدا سے تعلیم پاکر سچی تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کیا کرتے ہیں پھر میں نے کہا کہ مولوی صاحب آپکو یہ دھوکا ہے کہ آپنے یہ سمجھ لیا ہے کہ ایسے اختلاف کے وقت بھی ہم ٹھیک قرآن کریم یا حدیث نبوی کے مطابق چل رہے ہیں اور پکے مسلمان ہیں۔ مولوی صاحب اسبات پر کچھ رنجیدہ ہوئے مگر تھوڑی دیر کی گفتگو کے بعد ہی اپنے کلام سے ہمارے بیان کی تصدیق کر دی یعنی دوران گفتگو میں دلائل سے مجبور ہو کر صاف صاف کہدیا کہ قرآن سارے جہان کے لئے نہیں۔ اور نہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے لئے رسول ہیں بلکہ خاص عرب کے لئے تھے دیگر ممالک کے لوگوں کو انکا ماننا ضروری نہیں میں نے کہا کہ دیکھئے مولوی صاحب پہلے جبکہ میں نے آپسے کہا کہ مسیح موعودؑ کے نہ ماننے سے انسان حقیقی مسلمان نہیں رہ سکتا ہے تو آپ رنجیدہ ہو گئے تھے مگر اب آپ خود ہی اپنے کلام سے اسلام سے بیگانگی کا ثبوت دے رہے ہیں پھر گھبرا کر مولوی صاحب نے کہا کہ میں مسلمان اس وجہ سے ہوں کہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہوں اور کوئی دلیل میرے پاس نہیں اور نہ دایمان کو دلیل کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب دیکھئے ایک صداقت (مسیح موعودؑ) کے انکار کا نتیجہ کس قدر خطرناک نکلا۔ دلائل کے رو سے ایسی قابل رحم حالت صرف آپ ہی کی نہیں بلکہ عمومًا ہمارے سارے مخالف بھی وجدنا علیہ آباءنا کہتے ہیں کیونکہ دلائل اور براہین سے اسلام کا قرآن پاک کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مقدسہ کا ثبوت حقیقی اور تحقیقی رنگ میں دے نہیں سکتے اور جو دیتے ہیں تو انہی دلائل سے مسیح موعود

علیہ السلام کے دعاوی کا بھی ثبوت ہوتا ہے پس مجبور ہو کر انکو چھوڑ دیتے ہیں اور آبائی تقلید پر چلے آتے ہیں اور ان کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لانا ایسا دشوار ہو جاتا ہے جیسے آباؤ اجداد کا تقلید میں جنکی کوا پنے کفر پر سخ ہو بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے پڑھنا ہوتے ہیں اور یہ بکر شور مچاتے کہ احمدی مجھے کافر سمجھتے ہیں انکے لئے بہتر یہ ہے کہ آپنے مزعومہ اسلام اور ایمان کو حقانی رنگ میں دلائل اور براہین سے بر مسے قرآن و حدیث تطبیق کر دکھائے اور میں نے کہا کہ مسیح موعودؑ از روئے قرآن و حدیث نبی اللہ ہے اور نبی کے انکار سے انسان مسلمان نہیں رہ سکتا ہے اور کچھ دیر تک مسئلہ نبوت سمجھایا آخر میں مولوی صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب اگر خدا کے بھیجے ہوئے مسیح موعود تھے تو اپنی زندگی میں ہم لوگوں کی طرف (بنگال میں) کیوں نہ آئے یا اپنی تعلیم کو کسی وقت کیوں نہ بھیجا۔ میں نے کہا کہ یہ اعتراض بھی آپ کا کمی تدبر کی وجہ سے ہے اولًا تو اصدق الصادقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی اور پھر آپکے دعوی انی رسول اللہ الیکم جمیعًا پر غور کرنے سے یہ اعتراض بھی نامعقول ہو جاتا ہے۔ ثانیًا اسبات کے دیکھنے سے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی ایسی چیزیں اپنی رحمت سے پیدا کی ہیں جو کہ سارے جہان کے لئے ہیں مگر ایک ہی وقت ہر جگہ وہ نہیں پہنچتی ہیں مثال کے طور پر سورج ہی کو دیکھنا چاہیئے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ سارے جہان میں روشنی دینے کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر وہ ایک ہی وقت میں سارے ملک اور سارے شہر اور سارے گاؤں بلکہ ہر ایک مکان میں طلوع نہیں ہوتا بلکہ آہستہ آہستہ سارے جہان کو روشن کر دیتا ہے پس اگر ایک معترض یہ کہے کہ چونکہ سورج ہمارے گاؤں میں باعتبار دوسرے ملکوں کے دیر میں پہونچا لہذا میں یقین نہ کرونگا کہ یہ سورج ہے یا یہ کہ سارے جہان کے لئے ہے تو ایسا اعتراض خام خیالی و کم فہمی پر دلالت کریگا۔ ٹھیک اسی طرح خدا کے مرسل بھی روحانی سورج ہوتے ہیں اور وہ [illegible] اگرچہ [illegible] ہیں انکی

تقسیم کیں دوسروں کے نزدیک یہ بڑا اشتہار ہے جو پڑھا گیا۔ حضرت مسیح موعود کے وعادی کی خبریں ان کی زندگی ہی میں ساری دنیا میں سرعت کے ساتھ پھیل چکی ہیں۔ گذشتہ انبیاء کی زندگی میں ان کے دعاوی کی خبریں اس سرعت سے نہ پھیلیں وجہ یہ کہ خبر پہونچانے کے ذرائع انکے زمانوں میں اس قدر نہ تھے مولوی صاحب خاموش ہوگئے اور کچھ اشتہار تقسیم کرنے کے لئے مجھ سے لے لئے۔

۵ اکتوبر کو عاجز ناظر پور پہونچا یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک عام تقریر کرنیکا موقعہ دیا بفضلہ تعالیٰ تقریر کا بہت اچھا اثر لوگوں پر ہوا۔ (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ) کا پتہ اکثروں نے مجھ سے لیا اور بہت شوق سے اشتہارات اور رسائل لینے کیلئے ٹوٹ پڑے۔ ریویو آف ریلیجنز کا بھی پتہ لیا اور منگوانے کا وعدہ کیا۔ ان میں سے آفتاب الدین احمد صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول اور سید مشرف حسین صاحب رئیس کی خواہش زیادہ بڑھی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس گاؤں کے اکثر لوگ ہدایت کی راہ پائینگے۔

۶ اکتوبر کو رگھونا تھ پور پہونچا اس جگہ زبانی تقریر بوجہ کمی وقت موقعہ نہ ہوا۔ محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ماسٹر یو نین مڈل انگریزی اسکول نے اشتہارات اور ہینڈ بل تقسیم کرنے کیواسطے لئے۔

دوسری چٹھی

باریسال سے مورخہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء

۷۔ اکتوبر کو عاجز کمام تلا پہونچا اس میں مسلمان بہت کم ہیں ہندو زیادہ ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی انہیں تبلیغ کی اور اشتہارات تقسیم کرنے کے واسطے دیئے۔ یہاں کے ہندوؤں کو تبلیغ کی حضرت اقدس علیہ السلام کا کرشن موعود ہونے کا پیام پہونچایا۔ شوق سے بغیر کسی مخالفت کے ان لوگوں نے سنا۔ انگریزی رسالہ پیغام صلح بھی بعض شخصوں کو دیا۔ ہمارے دوست مکرم اخویم ابوالہاشم خانصاحب نے انگریزی پیغام صلح وہ پڑھ کر بعض صاحبان کو پڑھکر سنایا۔ بہت امادت کے ساتھ ان لوگوں نے سنا چیمبر انگریزی اشتہارات موسومہ (Prophecies that all men should know) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو پوری ہونے دیکھکر ان دونوں نے خوشی استعجاب اور اعتقاد کا اظہار کیا۔

۸۔ اکتوبر کو ہملوگ فیروز پور پہونچے اس علاقہ میں یہ ایک خوبصورت اور آباد شہر ہے یہاں ایک مولوی صاحب ہیں انکا اثر عام مسلمانوں پر بہت ہے علاوہ دوسرے لوگوں کے اللہ تعالیٰ نے انکو بھی تبلیغ کرنیکا مجھے موقعہ دیا۔ پہلی ملاقات میں مولوی صاحب نے کہا کہ مجھکو آپکے بنگال میں آنے کا اور آپکی کوششوں کا پہلے سے علم ہے وغیرہ۔ مولوی صاحب نے پہلے مخالفت کی اور گویا کہ پوری مخالفت کے لئے ہمہ تن آمادہ تھے لیکن جب میں نے بتائید الٰہی سلسلہ حقہ کی سچائی کے دلائل بیان کئے تو وہ نرم ہوگئے اور بہت خوشی کا اظہار کیا نیز وعدہ کیا کہ میں اب ضرور کتابیں پڑھونگا مجھے معلوم نہ تھا کہ اس قدر دلائل آپ لوگ اپنے دعوے کی تائید میں رکھتے ہیں وغیرہ۔

۹۔ اکتوبر کو ہملوگ کاوکھالی پہونچے چار پانچ ماہ کا عرصہ ہوا جب میں یہاں اس سے پہلے آیا تھا اس جگہ تقریباً پانچ گھنٹہ تک مسلسل تقریر کرنیکی اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تھی دوبارہ یہاں پہونچکر مجھکو اور میرے رفیق خانصاحب کو بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے اثر کو قائم رکھا یہاں کے سب رجسٹرار صاحب ہم لوگوں سے ملنے آئے اور پہلے سے بھی زیادہ اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ تمام لوگوں کے سامنے اظہار حق سے بھی باز نہیں رہتے ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے لوگوں کو جواب دیتے ہیں اور جو اشتہار تقسیم کرنے کے لئے ان کے پاس ہملوگ بھیجتے ہیں وہ انہیں شوق سے تقسیم کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اکثر آدمی مجھ سے سوال کیا کرتے ہیں۔ بعض طریق ایسے ہیں جنکا جواب اچھی طرح مجھے معلوم نہیں آپ بتائیں چنانچہ ان کے پیش کرنے پر میں نے ان کو جواب سمجھا دیا۔ نماز کی علیحدگی کے متعلق بھی انہوں نے پوچھا اس پر جو کچھ میں نے جواب دیا اس کو بھی انہوں نے قبول کیا بہت نیک آدمی ہیں۔ ہمارے مکرم اخویم ابوالہاشم خانصاحب نے اکتوبر میں قادیان شریف چلنے کی تحریک کی تو انہوں نے کہا کہ میں ضرور چلتا لیکن اہلیہ سخت علیل ہے مکان لیکر جانا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اہلیہ کو کامل صحت عنایت کرے اور انہیں پوری طرح سے ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق دے آمین۔

۱۰۔ اکتوبر کو ہم لوگ بفضلہ تعالیٰ اس لمبے سفر سے بخیریت بریسال پہونچے۔ چونکہ بریسال میں اخویم ابوالہاشم خانصاحب کا کوئی مکان نہیں ہے کشتی میں رہنا ہوتا ہے تعطیل کے موقعہ پر کشتی مرمت ہونے کے لئے جائیگی عاجز کے قیام کی بھی یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ میں بھی ان کے ہمراہ قادیان شریف چلوں اور تبلیغی کاموں کے متعلق حضور (ایدہ اللہ) سے ہدایات حاصل کروں اخویم ابوالہاشم خانصاحب حضور اقدس میں سلام علیک عرض کرتے ہیں۔

(حضور اقدس کا ادنیٰ خادم خلیل احمد)

بقیہ جنگ ۔ سلانیک میں اس وقت ۱۲ لاکھ سپاہ متحدہ موجود ہے۔ جو حفاظت سرویہ کے واسطے کافی خیال کی جاتی ہے۔

یونان کی پالیسی آغاز جنگ سے ابھی تک غیر جانبدارانہ بیان کی جاتی ہے۔ مگر وہ بطور حفظ ماتقدم مسلح رہیگا۔ اور جس وقت بلغاریہ کو کھلی ڈالنا ضروری سمجھیگے شریک جنگ ہو جائیگا۔

مغربی خط مصاف پر بھی اندنوں بڑی بھاری لڑائی اور گولہ باری تمام محاذوں میں ہو رہی ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ۸۳۵ ایل

قل ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم

انوار جو آئی ہیں [illegible] | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | میں بھی [illegible]

الفضل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ سالانہ چار روپیہ مقامی خریداروں سے

مضامین [illegible] باقی تمام [illegible] الفضل قادیان [illegible] پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ ایک رسول کے [illegible] ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

قیمت ہر حال میں چھ روپے سالانہ

جلد ۳ | مورخہ [illegible] اکتوبر [illegible] | شنبہ | مطابق [illegible] ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۵۱

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اچھی اور زکام کم آرام ہے۔ حضرت ام المومنین زاد مجدہا و دام ظلہا مع خدام دہلی وغیرہ کے سفر سے ۱۱۔ اکتوبر کو مع الخیر قادیان پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ ۱۴۔ اکتوبر کو میر افضل علی صاحب جعفری اثنا عشری متعلم ایم۔ اے کلاس مشن کالج لاہور سید انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی کے ہمراہ تشریف لائے اور ۱۷۔ اکتوبر کو چند سوالات لکھ کر حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت مسلسل چار پانچ گھنٹے تک مسجد مبارک کے ساتھ والی کوٹھڑی میں ۸-۱۰ اصحاب کی موجودگی میں انکے جواب دیتے رہے جن کا میر صاحب پر بفضل خدا بہت نیک اثر ہوا۔ اور آپ نے کہا کہ میں پھر بھی قادیان آؤنگا اور مختلف مسائل کے متعلق بات چیت کرونگا۔ آمدہ مہمانان اخویم مکرم جناب چودہری ابو الہاشم خان صاحب ایم۔ اے انسپکٹر مدارس اور انکے بھائی ابوالقاسم صاحب اور [illegible]

اخبار احمدیہ

کوہ منصوری سے صوفی تصور حسین صاحب مبلغ لکھتے ہیں۔ کہ یہاں کے سعید الفطرت لوگ سلسلہ کی باتوں کو سننے اور حضرت کی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ چندروز کا ذکر ہے کہ ایک عرب صاحب یہاں آئے تھے انکو تبلیغ کیگئی۔ اور خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر لیکر گئے۔ میں نے ان کو حضرت اقدس علیہ السلام کی دو تین کتابیں دیں ایک استفتاء اور دوسری خطبہ الہامیہ۔ وہ انہیں اپنے ہمراہ لے گئے ہیں۔ خطبہ الہامیہ تو میں نے خود بھی انکو پڑھ کر سنایا۔ ایک دن وہ مخالفوں کے پاس گئے۔ اور انہیں کہنے لگے تم لوگ احمدیوں کو کیوں کافر کہتے ہو۔ جبکہ وہ قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت اور مسیحیت کرتے ہیں تو عرب صاحب نے انکو جواب دیا کہ مسیح اور مہدی موعود تو نبی اللہ ہی ہوگا۔ جب انکی اتباع میں وہ اپنے آپکو نبی کہتے ہیں تو پھر کونسا نقصان ہے۔ ہم تو امام مہدی کے منتظر بیٹھے ہیں۔ اور انکے ظہور کی علامتیں بھی ظاہر ہو چکی ہیں۔ تم لوگ ان کو کافر کہو۔ پہلے وہ عرب صاحب مخالفوں کے ہاں مقیم تھے۔ لوگوں نے انکو ہمارے پاس آنے سے بہت روکا اور کہا ہم آپ کو روپیہ اور کپڑوں وغیرہ کا انتظام کر دینگے لیکن انہوں نے انکی ایک نہ مانی اور انکے ہاں سے چلے گئے۔

جہانسی سے برادر مراد بخش صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت فضل عمر کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں انکو ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ باقی بھی سب پوری ہونگی۔ اور اسلام اطراف عالم میں پھیلیگا۔ یہاں کے لوگ سلسلہ احمدیہ کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں نے ہماری مخالفت کی تھی۔ مگر خدائے تعالیٰ نے انہی کو ذلیل و رسوا کیا۔

کھاریاں سے میاں فضل الدین صاحب کی درخواست آئی تھی جسپر مکرم مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بغرض تبلیغ موضع [illegible] میں بعد عید [illegible]

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء

احمدیانِ مالابار کی دردناک حالت
اور
گورنمنٹ برطانیہ کی ہمدردی

ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے۔ اور اس وقت ہم سے جدا ہونیوالے احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ہی اس جماعت کے ایک سرگروہ نے اپنے ایک مضمون میں ہمارے موجودہ امام (ایدہ اللہ بنصرہ) پر یہ اعتراض کیا تھا کہ انہوں نے گورنمنٹ برطانیہ کو دو وفادارانہ چٹھیاں لکھنے اور جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ کی خدمت میں جب وہ حدود گورداسپور میں دورہ کر رہے تھے۔ ایک وفد بھیجنے میں خوشامد سے کام لیا ہے۔ اور دنیاداری کا نمونہ دکھایا ہے۔ اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔ ہم خوش ہیں کہ اس ملامت میں ہمارے دل ہمارے معترضوں کے شریک نہیں ہیں۔ اور ہمارے ضمیر ہماری تائید کرتے ہیں۔ پس ہم ان اعتراضوں کی پروا نہیں کرتے۔ اور آئے دن نئے سے نئے واقعات ہماری رائے اور ہمارے طریق عمل کی تصدیق کرتے رہتے ہیں جو ہمیں اپنے خیال پر اور بھی مضبوطی سے قائم کرتے ہیں اور یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقعہ گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرہ ایک طرف کر دو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے جو ہمارے مخالف اس بات کے انتظار میں رہتے ہیں کہ ذرہ انکو موقعہ ملے۔ اور وہ زمین سے ہماری جڑ اکھاڑ کر پھینک دیں۔ لیکن جس درخت کو خدا تعالیٰ نے لگایا ہے اسے کون اکھاڑ کر پھینک سکتا ہے۔ اور جس کا خدا حامی ہو اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔ جب کبھی دشمن ہم پر حملہ آور ہوتا ہے۔ علاوہ آسمانی تائیدات کے اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے بھی ایک محافظ ہماری حفاظت کے لئے کھڑا کر دیتا ہے اور وہ ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے یعنی

گورنمنٹ برطانیہ

پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکرگذار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہو گئے ہیں۔ اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے۔ اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان کھلتا آتا ہے۔ پس کسی مخالف کا اعتراض ہم کو اس گورنمنٹ کی وفاداری سے پھیر نہیں سکتا کہ نادان سے نادان انسان بھی اپنی جان کا آپ دشمن نہیں ہوتا۔

تازہ ترین مثال جس نے احمدی جماعت کو برٹش گورنمنٹ کے اور بھی قریب کر دیا ہے وہ احمدیان مالابار کی مصیبت میں امداد ہے۔ ہم مختلف موقعوں پر احمدیان مالابار کی تکالیف سے جماعت کو آگاہ کر چکے ہیں۔ اور اس بات کی بھی اطلاع دے چکے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقامی حکام نے فوراً احمدیوں کی تکلیف کو دور کرنے کی طرف توجہ کی۔ اور انکو ایک زمین مقبرہ اور مسجد کے لئے دیدی ہے۔ اس کے بعد جو تازہ حالات ہمیں معلوم ہوئے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ میونسپل کمیٹی کے ایک خاص جلسہ میں ڈویژنل مجسٹریٹ نے احمدیوں کے سپرد وہ جگہ کر دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ گو یہ جگہ شہر سے کسی قدر دور ہے لیکن اس وقت اسی کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اور آئندہ پھر توجہ کی جائیگی۔ اور چیئرمین کمیٹی نے احمدیوں سے کہا کہ جب تم لوگوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی تو پھر اسکے ساتھ کی زمین بھی احمدیوں کو دیدی جائیگی تا وہ اپنی مسجد کو وسیع کرلیں۔ یہ جو کچھ سلوک احمدیان مالابار سے گورنمنٹ برطانیہ نے کیا ہے۔ اس کا شکریہ ہمارے الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ ہمارے دل اس کا شکریہ دعاؤں کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس کے محتاج امیر وغریب سب ہیں۔ اس محسن گورنمنٹ کو ان احسانات کا بدلہ اپنے وسیع خزانہ سے دے۔ اور اسکی شان و شوکت کو بڑھائے۔ اور دنیا کے ساتھ دین میں بھی اس حکومت پر کشف حقیقت کرے۔ اور اس قوم کو اس صداقت کے چشمہ سے سیراب کرے۔ جو اسکی جانب سے بنی نوع انسان کی تشنگی دور کرنے کے لئے یہ نکلا ہے۔ اللّٰھم آمین۔

لیکن جہاں ہمارے دل گورنمنٹ برطانیہ کی شکرگذاری سے بھرپور ہیں۔ وہاں ہم اپنے ابناء وطن کی حرکات پر رنج و افسوس سے بھی مملو ہیں کہ وہ اس مہربان گورنمنٹ کے طریق عمل کو بھی نہیں دیکھتے۔ اور اس سے یہ فائدہ نہیں اٹھاتے کہ ایک ایسی قوم جس سے مذہباً ہمیں مغرب و مشرق کا بعد حاصل ہے ہم سے یہ سلوک کرتی ہے۔ اور وہ ہزاروں وجوہ اتحاد کے باوجود درندوں سے بڑھ کر ہم سے سختی کرتے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم کر کے سخت حیرت ہوئی ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی اس مہربانی کو دیکھ کر بھی مالابار کے غیر احمدی اپنی سختیوں سے باز نہیں آئے۔ چنانچہ مدراس کا انگریزی اخبار نیو انڈیا اپنے ۲ اکتوبر کے پرچہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات کے متعلق مندرجہ ذیل خبر شائع کرتا ہے:-

"کنانور سے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان حال ہی میں جو اختلافات پیدا ہوئے تھے۔ اور جن کی نسبت گمان کیا جاتا تھا کہ حکام ضلع کے بیچ بچاؤ کرا دینے سے جن سے کہ احمدیوں نے اپنی شکایات بیان کی تھیں۔ دور ہو گئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب از سر نو پھوٹ پڑے ہیں۔

سلطان علی راجہ کنانور نے بعض احمدیوں کو رجسٹری نوٹس دیئے ہیں کہ وہ بتائیں کہ کیوں مقامی قاضی کے اس فیصلہ پر کہ احمدیوں کو تمام مساجد وغیرہ سے نکال دیا جائے۔ اور کسی مسجد اور مقبرہ سے ان کا تعلق نہ رہنے دیا جائے۔ عمل نہ کیا جائے نیز راجہ کے میر منشی نے پچھلے دنوں کنانور میونسپلٹی کو اس کے اس فیصلہ کے خلاف کہ احمدیوں کو مسجد اور مقبرہ کے لئے جگہ دی جائے بڑے زور سے لکھا ہے لیکن میونسپل کمیٹی نے اس بناء پر رد کر دیا ہے کہ یہ زمین ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے تاکیدی حکم کی بناء پر احمدیوں کو دیگئی ہے۔ احمدی راجہ کے مذہبی

معاملات میں اس سے انکار نہیں کرتے کہ پانکو صاحب سے ہر قول کرنے کی طاقت سے انکار کی ہیں۔ اور انہوں نے حکام انگریزی کے پاس بھی اپیل کی ہے کہ انکو دشمنوں کے شر سے بچایا جائے۔“ (ترجمہ از اخبار نیو (انڈیا))

گو ابتک احمدیان ابالبار سے اس تازہ واقعہ کی بابت اطلاع نہیں آئی۔ لیکن اس انگریزی اخبار کی مندرجہ بالا خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کہلانے والے اپنا وطیرہ ہمارے بغض میں کہاں تک ترقی کر گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ آبادی کا ایک حصہ قانون شکنی کا عادی ہو۔ لیکن گورنمنٹ کے احکام کی اسطرح ہتک کے نتائج کبھی بابرکت نہیں ہو سکتے۔ انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ کے علاوہ ایک اور گورنمنٹ بھی ہے۔ جس کی پکڑ کا کوئی انسان مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جو احمدیوں کی ان تکالیف کو دیکھتی ہے اور وہ دن آتا ہے کہ ان تمام تکالیف کی سزا وہ مفسدوں کو دیگی۔ ہماری جماعت کے لوگ خدا تعالےٰ کے فضل سے اپنے مقام پر مضبوط ہیں (سوائے چند ایک کے جو خوف سے اپنے ایمان کے چھپانے پر مجبور ہوئے ہیں) اور انہوں نے باوجود ہر قسم کی تکالیف کے صاف کہدیا ہے کہ وہ اپنے ایک شہید بھائی سید عبداللطیف ؓ کے قدم بقدم چلنے پر ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن حق کا انکار کسی طرح نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انکے اخلاص اور ایمان کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ اندر ہی اندر ہزاروں آدمی سلسلہ کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اور ایک دھکے کی دیر ہے کہ ہزار در ہزار آدمی حق کو قبول کرنے کا علی الاعلان اظہار کر دینگے۔ اور وہ وقت نہ صرف ان کے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے مبارک ہوگا۔ بلکہ گورنمنٹ برطانیہ کے لئے بھی ایک خوشی کا وقت ہوگا کیونکہ وہ قوم جو پولیس اور سپیشل کنسٹیبلوں کے ذریعہ سے درست نہ ہوئی۔ بتا ضرور عمدہ براہ ایمان لا کر اپنی گردنیں گورنمنٹ کے آگے جھکا دیگی۔ اور اسی وفادارانہ جذبہ کے ساتھ گورنمنٹ کی خدمت کریگی جسطرح پنجاب کے سینکڑوں احمدی گورنمنٹ برطانیہ کی خدمت یورپ و ایشیا کے مختلف ممالک میں کر رہے ہیں۔ ہم مولوی محمد علی صاحب کو بھی یہ بشارت دیتے ہیں کہ حقیقت النبوۃ جسکی نسبت ان کا خیال تھا کہ سلسلہ کی ترقی کے راستہ میں روک ہوگی۔ بعض دوستوں سے اس کے مضمون کو سنکر کئی سعید روحوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور حق کے قبول کرنے پر تیار ہیں۔

ہم آخر میں اپنے تمام احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے دعا کریں جو اس وقت کہ ہم امن و امان سے اپنے گھروں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حق کی حمایت کے لئے تکلیف پاتے ہیں اور خطرناک دشمنوں کے نرغہ میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور انکو گھروں سے باہر نکلنا تک بھی مشکل ہے۔ گلیوں میں گذرتے ہوئے ان پر پتھر پڑتے ہیں۔ اور سکولوں میں انکے لڑکوں کو پڑھنے کی اجازت نہیں۔

اے خدا کے لئے تکلیف اٹھانیوالو! اے حق کے لئے دکھ پانے والو! جن کا سوائے اس کے کوئی قصور نہیں کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے فرمان کو قبول کیا۔ اور اس کے مامور کو حقارت سے رد نہیا بلکہ سر ایمان سے آگے جھکاؤ۔ نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت تمہارے لئے جوش میں ہے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ جبکہ تم اپنی تمام تکالیف کو بھول جاؤ گے۔ تم اکیلے نہیں بلکہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ تمہاری آہیں آسمان پر اکیلی نہیں جاتیں بلکہ ہر ایک آہ جو تمہارے دل سے نکلتی ہے۔ پانچ لاکھ آہیں اسکے ساتھ ساتھ آسمان کی طرف پرواز کرتی ہیں۔ تمہارے ہم مذہب جو تمہارے ہی جیسے قصور پر اس سے پہلے حق کے دشمنوں سے طرح طرح کی تکلیفیں پا چکے ہیں۔ تمہاری ہر تکلیف میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ اور کوئی نہایت ہی سنگدل ہوگا جس کا سینہ تمہاری تکالیف کو معلوم کر کے غم سے پُر نہ ہو گیا ہو۔ اور جو رب العرش العظیم کے حضور رغمناک آنکھوں اور بھرے ہوئے دل سے تمہارے لئے فریادی نہ ہوا ہو۔ پس اگر یہ بات تمہارے لئے کچھ تسلی کا باعث ہو سکتی ہے۔ کہ اس ابتلاء کے زمانہ میں تم اکیلے نہیں ہو تو تسلی پاؤ۔ اور یقین رکھو کہ مختلف ملکوں کے رہنے والے اور مختلف زبانوں کے بولنے والے چار پانچ لاکھ آدمی تمہارے غم میں شریک ہیں۔ اور جو پتھر تمہارے جسم پر پڑتے ہیں ان کے دل پر پڑتے ہیں۔

سرزمین بلقان اور دُوَلِ متحدہ

ساوحال کو لندن کے جو تار میں جو ضروری انکو پہنچ سکے گئے ان میں جو ریاست ہائے بلقان کے متعلق اہم معلومات کے خیالات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دول متحدہ نے ہر چند کوشش کی کہ کسی طرح بلقان میں انتہی ہمدردی و اتحاد کی صورت پیدا ہو جائے۔ اور آئے دن کے جھگڑے مٹ جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات دو طرفہ قربانی و ایثار پر منحصر تھی۔ فریقین میں سے سرویہ نے تو اس قربانی کو منظور کر لیا یونان اور رومانیہ نے بھی بڑی گرمجوشی سے اس مقصد میں امداد دی۔ لیکن بلغاریہ کی دو رُخی چالوں نے ساری کوشش پر پانی پھیر دیا۔ تو اب دول متحدہ کا فرض یہی ہونا چاہیئے تھا کہ بہادر سرویہ کی سمت بندھائیں۔ جسے غریب کو اس وقت دو طرف سے خطرہ ہے۔ پس یہ طاقتیں اسکی اعانت میں یکدل و یکجان ہو کر کام کر رہی ہیں۔ اور ساتھ ہی انکو اسکا بھی خیال ہے کہ اپنے معاہدوں پر کسی قسم کی کمزوری واقع نہ ہونے پائے۔ دول متحدہ کا مدعا یہ ہے کہ سرویہ یونان اور رومانیہ کے حق میں عہد نامہ بخارسٹ کی غرض ملحوظ رہنے کا پورا پورا اطمینان ہو جائے۔ کیونکہ اس معاہدہ میں دول مذکورہ ضامن ہو چکی ہیں۔ مسٹر سیکس نے یہ بھی واضح کیا کہ سلانیکا میں افواج متحدہ کے اترنے کو جرمنی کی مداخلت بلجیم سے مقابلہ کرنا یا تشبیہ دینا بالکل ایک مضحکہ خیز بات ہے (کیونکہ دونو جگہ کی صورت حال اور سیاسی مقتضیات میں زمین و آسمان کا فرق ہے) لہٰذا دولت برطانیہ اور گورنمنٹ فرانس دونو اس فوج کشی کی اہمیت پر متفق الرائے ہیں۔ اور روس بھی اعانت سرویہ میں شریک ہونے کے لئے بے چین ہے۔ اس واسطے کل اس کی سپاہ بھی برابر ہماری افواج کے دوش بدوش سرگرم پیکار ہوگی الغرض دول متحدہ کے درمیان اس وقت ایسی کامل ہم آہنگی و یک جہتی ہے کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اور نہ کبھی مستقبل فتح و کامیابی پر اتنا بھروسہ ہوا تھا۔

خط و کتابت میں اپنا نمبر خریداری اور تاریخ ابتدائی ضرور لکھا کریں۔ ورنہ تعمیل میں دقت ہوگی۔

منیجر

مالاباری مراسلہ

آج کے لبنڈنگ اور نکل میں مالاباری بھائیوں کی جو مصیبت کا بالاجمال ذکر آیا ہے ان کی تفصیلی کیفیت برادر مکرم ابو حامد صاحب سلمہ اللہ کے مطول مراسلوں سے معلوم ہوتی ہے جن میں سے ایک ہم بے کم و کاست درج کرتے ہیں۔ ناظرین اسکو [illegible] کو جن کے بانجلہ [illegible] وحشیانہ جذبہ ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا بنظر [illegible] ہیں: [illegible] کیونکہ اردو مالابار کی زبان نہیں ہے۔ مانحوذ [illegible] سے مقامی احمدیوں کی مخالفین سلسلہ کی متعصبانہ سنگدلی اور گورنمنٹ کی [illegible]۔ غرض باتوں کا مجملی اندازہ ہو جاتا ہے (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی علیہ جناب مرزا محمود احمد صاحب وفضل عمر ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عاجز رنگون میں رہنے والا ایک احمدی ہے۔ ہمارا اصل وطن دکمانور ضلع مالابار میں ہے میں تمام مالابار میں سے اول احمدی ہوں۔ ہمارا تعلق ۱۸۹۹ء سے ہے بفضل خدا ہمارا ہی تحریک سے اور ہمارا ہی جدوجہد سے کنور کلیکوت دکالیکٹ اور اس کے مضافات میں احمدیت کو پھیلنا شروع ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں غیر احمدی مولوی اور عام مسلمانوں سے بہت بڑی مقابلہ اور بحث کرنا پڑا۔ بعد اس کے کنور کا راجا اور قاضی وغیرہ تمام کے مسلمانوں سے ہم احمدیوں کو ذات سے خارج کر دیا ہم احمدیوں نے بے حد تکالیف اٹھایا اور صبر کیا۔ اس واقعہ کے بعد مولوی محی الدین صاحب اور مولوی کنج احمد حاجی صاحب بنگلور والے نے قادیان دارالامان میں بھاگتے بھاگتے آپہونچا اور بیعت کی بعد اس کے احمدی ترقی کرتے گئے پھر میں نے ۱۹۱۲ء میں جب وطن گیا تو تمام ملک کی حالت اس طلاطم دریا کی مانند ہو گیا جیسا کہ جون اور جولائی کی طوفان کی موسم میں ہے۔

آقائے من۔ ہم نے ہمیشہ دو دو یا تین تین سال کے بعد وطن کو جاتے ہیں۔ جب جائیگا تو چار یا پانچ ماہ کے عرصہ تک وہاں سکونت رکھنے کا موقعہ ملتا ہے امسال میں جو ۱۹۰۲ء ہے میرے ایک بیٹے کی ختنہ یا سنت ادا کرنا تھا۔ مقرر کردہ ٹیم کو وہ رسم ادا نہ ہونے کے لئے راجا اور قاضی وغیرہ نے بہت ہی کوشش کیا۔ تمام حجاموں کو بھی بند کر دیا اور تمام بستی میں ڈھنڈورا بجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی امتی فلانا گھر میں یعنی میرا عاجز کے گھر میں نہ جانے کے لئے راجا اور قاضی بھی حکم دیا ہے کیونکہ [illegible] کی مانند مقرر ہی سبب سے تمام احمدی لوگ کنور کلیکوت کاسی اور اس کے مضافاتوں سے ہر ایک [illegible] جمع ہو کر آنا شروع ہوا تو تمام ملک کے دشمن [illegible] نام کے مسلمانوں نے احمدیوں کو مار دینے کے لئے تمام رستے میں بے شمار آدمی قطار باندھ کر تیار رہے تھے۔ وہ لوگوں کی یہ بھی بڑی خواہش تھی کہ حجام کو نہ ملنے سے سنت کرنا بند ہو کر دعوت کو آیا ہوا تمام احمدی جہاں جائیں جلے جانے میں مار کھاتے جانا دیکھنا نصیب ہو اور وہ لوگوں کا یہ بھی آرزو تھی کہ یہی سوا احمدی جو مطابق میرے دعوت پر آئے تھے معا ناکام ہونے کے حالت پر واپس جاتے دیکھنا نصیب ہو اس نے ایسے مقاصد کیلئے اکرنے کا تمام کوشش وہ لوگ کر چکے تھے۔ اس موقع پر اس قادر مطلق حی و قیوم خدا نے جس نے اس کے پیارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انی مہین من اراد اہانتک کی وعدہ فرمایا تھا اس نے ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین کی تفسیر کو کھول دیئے یعنی ایک ایک ملک سے دعوت کو آئے ہوئے احمدیوں نے آتے وقت ایک ایک حجام کو ساتھ لایے تھے ایسے تین چار حجام ہمارے گھر میں موجود ہو گیا۔ اور ہم نے پہلے ہی سے کھانا پکانے والا اور کھانے کا تمام ضروری اشیاء کو ایک سو میل دور کے فاصلے کا ملک کا نام منگلور سے منگوا کر مہیا کر رکھے تھے سنت کی واقعہ کے ایک روز پہلے یعنی جب راجا اور قاضی کے طرف سے ملک میں ڈھنڈورا پیٹا تھا اس روز ایک تار اس خوفناک واقعہ کا خبر لکھتے ہوئے دعا کے لئے خلیفۃ المسیح علامہ نور الدین (اعلی اللہ مقامہ) کو دیا بعد اس کے ایک تار ملبار (مالابار) کے سب کلکٹر کو بھی دی تھی اس تار میں عرض کیا تھا کہ کل دن کو بارہ بجے کا ٹیم پر میرے بیٹے کی سنت کی رسم ادا ہونے کے دن ہم ایک غریب احمدی ہونے کے سبب راجا اور قاضی ملک کا رئیس لوگ وغیرہ ہمارا دشمنی میں بہت بڑی ایک بغاوت کرنے کا بندوبست کیا ہے۔ گورنمنٹ (گورنمنٹ) جلد ہی اس کا تدارک نہ کرنے سے ہم بہت بڑی افسوس کا سامنا ہوگا۔ اس تار کو ملتے ہی سب کلکٹر صاحب نے تمام بندوبست کر دیا دوسرے دن معین موقعہ پر اس ہائیکنٹ گورنمنٹ کی طرف سے کئی پولیس اور انسپکٹر وغیرہ میرے گھر میں پہنچ گیا اور وہ انوسنٹ ضیافت وغیرہ بڑی خوشی کے ساتھ پولیس نے روا مانگ رہے اس کے بعد بھی گورنمنٹ ہماری حفاظت کو بھی تلاش کرتے رہا۔

پھر ۱۹۱۳ء کی جنوری میں ہم رنگون کو روانہ ہو گیا اس کے بعد بہت سال کے عرصہ میں بھی بہت دفعہ غیر احمدیوں کے جوش ابلتے ہوئے احمدیوں کو کئی تکالیف دیتے رہا۔ احمدیوں نے صبر کرتے رہا فی الحال تقریباً دو ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ راجا صاحب اور قاضی صاحب کے ایما کے مطابق ایک مسجد کے ملا کے ذریعہ چار احمدیوں کے نام پر ایک جھوٹا کیس دائر کیا کہ قابل بیان نہیں۔

مجسٹریٹ صاحب نے یہ کیس تلاش و تفتیش کرنے کے لئے انسپکٹر صاحب کو بھیجا پولیس انسپکٹر نے تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ کیس ایک دم جھوٹا ہے۔ ایسا ہی رپورٹ کرنے کے بعد وہ کیس ڈسمس کر دیا اس لئے قاضی اور راجا صاحب نے باقی شریر لوگوں کو اکسانے شروع کر دئے آخر نتیجہ یہ ہوا ہے کہ قریباً ۱۵ دن کے آگے کئی آدمیوں سے ملکر ایک احمدی کو خوب مارا مارنا ایکے وقت تھی اس لئے دس آدمیوں سے زیادہ آدمیوں کو پہچانا نہ سکا۔ مضروب احمدی بیہوش ہو کر گر گیا۔ پولیس پہنچ کر اسکو ہسپتال میں لیجانے کے وقت قریباً دو ہزار آدمیوں کے مجمع تھے اس بارے میں اگست ۱۹ تاریخ کو مجھکو ایک تار موصول (موصول) ہوا اس تار کا مضمون یہ ہے۔

One of the Ahmadees bitterly beaten about to death, case proceeding. Help with hund red Rupees telegraphically

(تار کا ترجمہ) ایک احمدی کو مار نے مارا تھا وہ مر گیا
ہے۔ مقدمہ چل رہا ہے اس کی مدد کرو۔ مبو سردیپ غلہ لیبہ
تاریخ (ایڈیٹر) بہتا ملنے سے ہم ایک تار دیا اس میں لکھا
کہ وہ پے روانہ کرتا ہے۔ کیوں تو وار ڈر پہ چلا ڈیگوں مارا
اور کسکو مارا۔ جواب اس تار کا جواب کا مضمون یہ ہے
Beaten is Buppini Mammoo by
crowd but identified ten dur-
ife including Pokumas
Kefshaw hearing date not fixed
اس کے بعد میں نے ۲۲ تاریخ اگست کو ایک سو روپیہ
پور دو ملیگ منی آرڈر روانہ کر دیئے۔ بعد آیا ہوا
خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ ایک غیر احمدی بھی پانچ
احمدیوں کے نام پر کیس دی ہے کہ ہم کو احمدیوں نے
مارا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین اب دونوں کیس چالو ہے
ہو گئے بیچ میں اور ایک خوفناک اور دردناک واقع
پیش آیا وہ یہ ہے کہ ایک احمدی اس کا نام حسن ہے
اس کا بیوی وضع حمل ہوا اسی وہ بچہ فوت ہو گیا اس
بچہ کو دفن کرنے کے لئے قبرستان میں جگہ نہیں دیا۔
تب احمدیوں نے مجسٹریٹ کو ایک عرضی سے اطلاع
کی تب مجسٹریٹ صاحب اور تحصیلدار صاحب اور
میونسپل اپیویس صاحب وغیرہ نے تلاشی کرنے
کے لئے راجا صاحب کے پاس گئے راجا صاحب کا یہ دعویٰ
ہے کہ تمام مسجد اور قبرستان راجا صاحب کا ہے قاضی
صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ قادیانی یا احمدی ہونے
والا جو ہے وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ اس لئے آج
لوگوں کا میت مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے
کا اجازت نہیں دے سکتا۔ راجا صاحب کا بھی دعویٰ ہے
کہ جب تک قاضی یہ مسلمان نہیں کہتا ہے تب تک
قبرستان میں۔ گاڑنے کے لئے ہم اجازت نہیں دے سکتا ہے
اس کے بعد مجسٹریٹ صاحب اس احمدی کو یہ جواب
دیا قبرستان کے حق سیول کیس سے فیصلہ کرنا ہوگا
تب تک ان سب راجا صاحب کا ہونے کی حالت پر اس
میں میت دفن کرنے کا اجازت سرکار نہیں
دے سکتا ہے۔ ایسا ہی اس دن شام تک بغیر فیصلہ
سے رک رہا۔ آخر میں شام کو ٹون (شہر) کے فوشہ سے
فاصلہ پر ایک میدان اور ایک چھوٹا سا مسجد ہے وہاں
پر ہزار مسلمانوں کے قبرستان بھی ہے اس قبرستان میں
دفن کرنے کے لئے مجسٹریٹ اور تحصیلدار اور میونسپل
چیرمین صاحب وغیرہ نے اجازت دیا وہ صاحبوں نے
وہ میدان میں پہلے سے جا کر تیار۔ ہا احمدی پچیس تیس
آدمیوں نے اس احمدی طفل الصغیر کے جنازہ اٹھا
لیا۔ یہ تماشا دیکھنے کے لئے قریباً پانچ ہزار آدمیوں
کے انبوہ کے انبوہ احمدیوں کے چو طرف گھیرے ہوئے
قریباً دو میل کے فاصلہ پر گیا بلکہ کئی پولیس احمدیوں
کے حفاظت کے لئے چاروں طرف موجود ہیں اس لئے
بغیر بارے بیٹے سلامتی کے ساتھ بچہ کو دفن کر دیا قبر
خود احمدیوں نے کھودا۔ بعد دفن ہونے کے پولیس
نے تمام احمدیوں کو حفاظت کے ساتھ اپنے اپنے
گھر تک پہنچا دیا۔
خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ عالیہ کے دولت اور سلطنت
ہمیشہ قائم اور دائم رکھے یہ خبر ہم کو ابتک معلوم
نہیں ہوا کہ یہ کافر کو ہر مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑنے
کے لیے راجا صاحب کیسا اجازت دیا۔ یہ قبرستان بھی راجا صاحب
کا ہی کہا جاتا ہے قاضی صاحب کا حد کا اندر بھی ہے
یا راجا صاحب کا بغیر اجازت سے مجسٹریٹ نے جبراً
اجازت دیا ہے۔ یہ بار راجہ صاحب حکم دیا ہے ہم نہیں
جانتا اب جو خبر بذریعہ خطوط آ رہا ہے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ بستی میں بہت گولمال اور شور ہے راجا صاحب
اور قاضی صاحب نے حکم کر رکھا ہے کہ کوئی بیپاری آدمی
کوئی غیر احمدیوں کو کھانے کے ضروری اشیا ان کو اور ان
کے گھر والوں تک فروخت نہ کیا جاوے اگر کوئی آدمی
احمدیوں کو فروخت کریگا تو اسکو بھی قادیانیوں میں
شامل کیا جائیگا اور اس کا بھی نکاح اور میت کو منع کیا
جائیگا اس حکم سے بستی والے ڈر گئے اور ڈر کے
مارے کچھ نہیں کر سکتا احمدیوں پر ظلم کی پہاڑ ٹوٹ
پڑا ہے اس ظلم عظیم کو سہنے کی طاقت نہ ہونے
کے سبب سے اب تک تین چار احمدی احمدیت کو چھوڑ کر
غیر احمدیوں کو توبہ سے (بظاہر) مرتد بھی ہو چکا۔ اس نے
باقی احمدیوں کو بھی زیادہ تکلیف دینے سے یہ لوگ بھی
احمدیت کو چھوڑ کر کافر بن جانے کا امید غیر احمدیوں کو
ہو چکا ہے بستی میں غیر احمدیوں کے جو ظلم کی داستان
خطوط میں آ رہا ہے۔ اسے مفصل تحریر کیا نہیں جا سکتا
بہت سے احمدیوں کی نسبت وغیرہ رشتہ جو پہلے غیر احمدیوں
سے شادی کر چکا ہے وہ لوگ طلاق دینے کی دھمکی
دھمکی دے رہا ہے۔ ایسے ایسے باتوں کو ہم اچھا نہیں
رکھتا بلکہ مالک میں امن نہیں راجا صاحب کام کرنے والوں
کو پیسے کی زور سے اپنی طرف کھینچ رکھا ہے یہ راجا کو
سلطان علی راجا کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ نام فقط گورنمنٹ
کی ایک مہربانی ہے۔ ان کو کچھ حکومت نہیں۔ اس بستی میں ان کا
حیثیت اسی کی ہے وہ جو حکومت ہے وہ بہت ہے
کیونکہ بستی میں زیادہ مسجد اور قبرستان وہ نہیں دیتی سے اپنے
ہاتھ کر رکھا ہے اس لئے میت کی جگہ دینا بیجا نہ ہوگا۔ یہ
انصاف پسند آزاد اور داد اور ہر ایک قوم و مذہب کو امن
میں جگہ دینے والا برٹش گورنمنٹ کے سایہ تلے ہے۔
ظلم الامان۔ الامان ؟
اے میرے آقا ہم احمدیوں نے ہمارے بستی میں جو حالت
میں رہتے ہیں کہ اگر ہم کو غیر احمدیوں نے مار ڈالے تب
بھی ایک گواہی ہم کو نہیں ملسکتا ہے۔
اوپر ایک تحصیلدار کا نام لکھا تھا وہ ایک اچھا مسلمان ہے
وہ کئی سال سے کننور میں ہی رہتے ہیں وہ صاحب پہلے ریویو
اوف ریلیجنز قادیان کو خریدا بھی تھا اب بھی ہے یا نہیں ہم
کو معلوم نہیں۔ یہ شخص ذی عزت اور ذی رسوخیت آدمی
ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے مہربان گورنمنٹ کی ایک
عہدہ دار بھی ہے اس لئے ہم ان پر نیک ظن رکھتے ہیں۔
اے آقائے من بہت سے آدمیوں کے دشمنی ہم احمدیوں
پر اس تعلیم سے زیادہ ہوتے نظر آتا ہے کہ جو ۱۹۱۴ء کی
فروری کے ریویو میں ترکی کے متعلق حضرت اقدس مسیح
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی اور حضور کی ایک
تعلیم ہمارے برٹش گورنمنٹ اور ترکی کے بارے میں شائع
کی تھی اس دن سے بہت سے مسلمان لوگ ہم احمدیوں کے
سلطنت ترکی کے دشمن خیال کیا جاتا ہے۔ سو اے آقا آپ
اس ظلم عظیم کو فرو کرنے کے لئے کچھ کام کیجئیگا یا کیسا پہل

گورنمنٹ کو ایسے مجرموں کی جو شیخ عبد اللطیف شہید جیسے مظلوموں کے خون کے مرتکب ہیں اطلاع کرے کہ ہم جابجا احمدیوں کے دستگیر کرنے کا بندوبست کریں گے یہ کام بہت دعا کریں گے اللہ تعالیٰ ہم مظلوموں پر اس ظلم عظیم کو جو حضرت سید عبد اللطیف کابلی کی طرح سنگسار کر کے برداشت کرنا پڑے گا زمانہ گذشتہ میں دولت افغانستان سلطنت سے جو بہیمی اصحاب الکہف نے جو کہ اٹھایا تھا دی۔ کہ اب اس مہربان گورنمنٹ کے سایہ تلے اطمینان سے اس سے زیادہ محفوظ ہیں۔

جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب

کی رائے

اختلاف جماعت احمدیہ کے بارہ میں

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے نام نامی سے ہمارے احباب بالعموم واقف ہونگے۔ غیر احمدیوں کی قومی شیخ آپ کی شخصیت جو وقعت و عزت اور اعلیٰ شہرت رکھتی ہے محتاج بیان نہیں۔ اسے لاہوری دوستوں منکرین خلافت کی نظر میں بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کی جو عظمت و احترام ہے اس کا اندازہ کر لیجئے کہ آپ ان کی اکثر مجالس میں صاحب صدارت ہوتے ہیں۔ ایسے قابل۔ معاملہ فہم ذی وجاہت اور بلند نام شخص کی رائے پبلک کے نزدیک اور خصوصاً ان کے اراد تمند احباب میں جس قدر قابل تسلیم و لائق تعظیم ہوگی۔ ہر ایک سلیم الفہم بآسانی قیاس کر سکتا ہے۔ لہذا آپ نے حال میں جو رائے دربارہ اختلاف جماعت احمدیہ ظاہر فرمائی وہ لاہوری احباب پر خصوصاً ایک حجت ملزمہ ہونی چاہیئے ڈاکٹر صاحب موصوف کی رائے سیالکوٹ کی ایک مکتوب سے معلوم ہوتی ہے جو سیالکوٹ سے سید انعام اللہ شاہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں بھیجی ہے یہ انعام اللہ شاہ وہی صاحب ہیں جو ابتداء میں کچھ عرصہ تک پیغام صلح کے منیجر تھے اور صاحبان پیغام کے مقرب خاص۔ الحمد للہ کہ وہ اب ان سے ملحدہ ہو کر سلسلہ خلافت حقہ میں شامل ہیں۔ بہرحال وہ حضرت کو لکھتے ہیں:۔

سیدنا و مرشدنا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
سیالکوٹ میں ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب جو مشہور شاعر ہیں یہاں دختر نیک اختر کے بیمار ہونے کی وجہ سے تشریف لائے ہوئے تھے ان سے اکثر صحبت رہتی ہے ایک دفعہ میں جبکہ برادرم سید بشیر حیدر بھی موجود تھے۔ جماعت کے اختلاف کا ذکر آیا۔ اس پر برادرم سید بشیر حیدر صاحب نے پوچھا کہ آپ کا اس اختلاف کے متعلق کیا خیال ہے؟ شیخ صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب (علیہ السلام) کے خیالات کے مطابق تو قادیان والے ہیں لیکن میری ہمدردی لاہور والوں کے ساتھ ہے۔ میاں صاحب (یعنی حضور) نے ایک کتاب حقیقۃ النبوۃ ترتیب دی ہے وہ میرے پاس بھی آئی ہے میں نے معمولی نظر سے نہیں بلکہ نہایت غور سے پڑھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمام لاہور والوں میں سے کوئی بھی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ چنانچہ میں نے خواجہ کمال الدین وغیرہ سے کہا تھا کہ تم میں سے کوئی اس کا جواب دے۔ میں نے کہا ہرگز ہرگز کوشش نہ کیجئے کیونکہ اس کا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں ✤

تشحیذ کے فائل مکمل کرنے کے لئے مجھے جلد ا ۹، جلد ۲ ۹، جلد ۳ ۵، جلد ۷ ۳ کی ازحد ضرورت ہے اگر کوئی مکرم بھائی مجھے دے سکیں تو ممنون احسان ہوگا۔ محمد ابراہیم محرر اخبار الفضل قادیان

چمکار محمدی

نظم پنجابی

یعنی سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کتاب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بہت پسند فرمایا تھا اور مبلغ ۲ روپے اس کی امداد کیلئے بھی عطا فرمائے تھے اور خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اس کتاب کی خریداری کے واسطے تمام احمدی احباب کو بہت تاکید فرماتے فرماتے ہیں۔

قیمت ۲ — ملنے کا پتہ: منشی جھنڈے خان احمدی مدرس برانچ پوسٹماسٹر بھینی بانگر ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

ایک ضروری تحریک کے متعلق

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآن شریف ایک ایسی کتاب بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے بھیج دی ہے۔ کہ جس میں انسان کی تمام ان ضروریات کو جن سے دین میں ترقی کرنے اور دنیا میں آرام پانے کی راہ ملتی ہے۔ بیان کر دیا ہے۔ اور جس قدر وہ باتیں ہیں۔ جن کا انسان کی روح اور اخلاق سے تعلق ہے یا جو بنی نوع کے آپس کے تعلقات کے متعلق ہیں سب بیان کر دی ہیں۔ اور تمام مضر اور تکلیف دہ چیزیں بھی جن سے بچکر انسان حقیقی خوشی اور سچی راحت حاصل کر سکتا ہے۔ بتا دی ہیں۔ کہ فلاں شے سے بچو تو آرام پاؤ گے اور فلاں کو اختیار کرو گے۔ تو دکھ نصیب ہوگا۔ لیکن نادانی سے جب لوگ مختلف معاملات میں پڑتے اور خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر غور نہیں کرتے اور اپنی کوتہ نظری سے اور طرف نکل جاتے ہیں اور اس حقیقت سے بے خبر ہو جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے احکام میں ہوتی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اسی راہ پر چلکر ان رستوں کو چھوڑ دیا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کئے تھے اس کی ایک مثال ہے کہ گورنمنٹ انگریزی نے جب مسلمانوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ تقسیم وراثت میں کیا طریق اختیار کرنا چاہتے ہو تو بہت سے مسلمانوں نے حکام سے کہدیا کہ ہم عرف کے رو سے تقسیم وراثت نہیں چاہتے بلکہ رواج کے

مطابق چاہتے ہیں جب گورنمنٹ کے اہلکاروں نے پوچھا۔ تو بہت سے مولویوں۔ جاہلوں۔ امیروں۔ غریبوں نے یہی جواب دیا کہ ہمیں شریعت کی تقسیم منظور نہیں۔ ہم رواج پر چلنا چاہتے ہیں۔ اور یہی بات انہوں نے سرکار میں لکھوا دی۔ ان کے اس فعل کا جو کچھ نتیجہ نکلا۔ اور جس غرض کو اپنے دل میں رکھکر انہوں نے یہ لکھوایا تھا وہ کہاں تک پوری ہوئی اس کے بیان کرنے کے لئے نہ اتنا وقت ہے اور نہ خطبہ سے اس کا تعلق۔ مگر ہر ایک مسلمان اس بات کو خوب جانتا ہے کہ جس غرض سے انہوں نے یہ لکھوایا ہے کہ ہم شریعت کے مطابق نہیں بلکہ رواج کے رو سے تقسیم وراثت کرینگے۔ اسی دن سے ان کی جائدادیں غیر مذاہب والوں کے پاس جانی شروع ہو گئی ہیں۔ اور اس وقت تک پچاس نہیں تو ساٹھ فیصدی تک بک چکی ہیں۔ تو وہ غرض جو ان کے دلوں میں تھی۔ وہ پوری نہ ہوئی۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ اس طرح ہماری جائدادیں محفوظ رہیں گی۔ کیونکہ اگر لڑکی کو بھی حصہ دیا جائے۔ تو وہ چونکہ دوسری جگہ بیاہی جاتی ہے اس لئے وہ جائداد دوسروں کے پاس چلی جائیگی۔ اور اگر لڑکوں میں ہی جائداد رہے۔ تو اپنے گھر میں ہی رہیگی اور دوسرے کے پاس جانے سے محفوظ ہو جائیگی۔ حالانکہ یہ خیال بالکل لغو اور بیہودہ تھا مثلاً ایک شخص کے چار بیٹے ہوں اور ایک بیٹی۔ تو اگر ایک بیٹی اپنا حصہ لیجائیگی۔ تو چار بہوئیں لے بھی تو آئینگی سو دنیاوی لحاظ سے بھی لڑکیوں کو حصہ دینا موجب نقصان نہیں۔ اور نہ جائدادوں کو اس طرح کچھ ضرر پہنچتا ہے لیکن اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ خدا تعالیٰ کا حکم توڑنے کی وجہ سے گناہگار ہوئے وہ الگ۔ اور دنیا میں جو ذلت اور رسوائی حاصل ہوئی وہ جدا ہی کسی نے کہا ہے۔ ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

انہوں نے خدا کی فرمانبرداری کی اور نہ عزت مال اور دولت حاصل ہوئی۔ پس انکا نہ دین رہا اور نہ دنیا۔ اب بعض جگہ ہماری جماعت کو یہ مشکلات پیش آ رہی ہیں کہ ہمارے لوگ جب چاہتے ہیں۔ کہ لڑکیوں کو حصہ دیں۔ اور رسم و رواج کو چھوڑ کر شریعت پر عمل کریں تو غیر احمدی انہیں روکتے اور قانون کی رو سے مجبور کرتے ہیں۔ کہ وہ رواج کو کریں۔ اس کی وجہ سے احمدی جماعت کا کثیر حصہ پوری آزادی سے شریعت پر عمل نہیں کر سکتا اس وقت ایک موقع ہے۔ گورنمنٹ نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ پنجاب میں جس قدر رواج ہیں۔ وہ سب قوموں سے پوچھکر لکھ لئے جاویں۔ پھر قانون سرکاری کے علاوہ دیگر اصول بھی کنگے جا پاکر ریں۔ اور یہ قانون کی طرح ہوں۔ اس کے متعلق کارروائی شروع ہے۔ شملہ میں ایک کانفرنس اسی غرض کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ کیا کیا رواج ہیں وائسرائے کی خدمت میں رپورٹ کرے۔

اس موقع پر ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے

کہ ان کے مشکلات کو جو ان کے رستہ میں حائل ہیں۔ دور کروانے کی کوشش کریں۔ اور وہ اس طرح کہ تمام جماعت ایک میموریل تیار کرے۔ اس میں لکھا جائے۔ کہ ہمارا رواج وہی ہے۔ جو شریعت اسلام ہے۔ اور اسی کا فیصلہ ہمیں منظور ہے۔ ہمارے تمام فیصلے اسی کے ماتحت ہوں۔ اور مختلف فیہا مسائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ یا اپنی جماعت کے علماء کا فیصلہ منظور ہوگا۔ اس طرح یہ دقت دور ہو جائیگی۔ بہت سے لوگ ہمیں لکھتے ہیں۔ کہ ہم لڑکیوں کو حصہ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن مجبور ہیں کچھ کر نہیں سکتے۔ کیونکہ دیگر رشتہ دار جو غیر احمدی ہیں۔ وہ روکتے ہیں۔ اس لئے رواج کے مطابق ہی کرنا پڑتا ہے اللہ تعالےٰ نے یہ ہمیں ایک موقع دیا ہے۔ اس کے متعلق تمام جماعت کے لوگ اپنے طور پر دستخط کر کے یا انگوٹھے لگا کر ہمارے پاس بھیج دیں اور یہ کاغذات ہمارے پاس تیار رہیں۔ جس وقت مناسب موقع ہوگا۔ پیش کر دیئے جائینگے۔

اگر ہماری جماعت اس پر عمل درآمد کرنا شروع کر دیگی تو یہ لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوگا۔ اور جو شخص اپنے عمل سے کسی کو ہدایت دیتا ہے۔ اسے اپنے متبع کا بھی ثواب ملتا ہے۔ اس کا ثواب کم نہیں ہوتا۔ مگر جس کے ذریعہ ہدایت ہوتی ہے۔ اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ اگر ہماری جماعت میں یہ بات شروع ہو جائے کہ تقسیم وراثت شریعت کے مطابق ہو۔ اور دوسرے لوگ یہ بات دیکھ لیں۔ کہ شریعت پر عمل کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ بلکہ ترقی کرتا ہے۔ تو انہیں بھی خواہش پیدا ہو جائے۔ اور اس طرح ہماری جماعت ہی ان کا دکھ دور کرنے کا ذریعہ ٹھہرے۔

اخبار دونوں کے ذریعہ اس بات کی اطلاع دیدی جائے کہ تمام احمدی دستخط کر کے اور انگوٹھے لگا کر میموریل تیار کریں اور کوئی احمدی خواہ کسی قوم کا ہو۔ کسی ضلع کا ہو کسی علاقہ کا ہو۔ سب یہ لکھدیں کہ ہمارے فیصلے شریعت پر ہوں۔ کسی علاقہ یا ضلع کے رواج پر نہ ہوں۔

اللہ تعالےٰ مسلمانوں پر پھر وہ دن لائے۔ کہ وہ خدا کے حکموں پر عمل کر کے دین و دنیا میں کامیاب ہو جاویں آمین۔

بقیہ جنگ

صفحہ ۲ سے آگے۔

ایک اور ہوائی تاخت میں جو دشمن کے ہوائی بیڑے نے شہر کے علاقہ جات اور ایک حصہ لندن پر کی ۵۵ نفوس ہلاک ہوئے اور ۱۱۴ مجروح جن میں جنگی ملکی مرد عورت بچے شامل ہیں جرمن ساحلی قصبات میں ہوائی تاخت کے خلاف بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ لوگوں کو خبردار کیا گیا تھا کہ جب ہوائی تاخت ہوئی تو گرجوں میں گھنٹے بجائے جائینگے اور توپیں چھوٹینگی۔ پھر حکام نے ایک آزمائشی یا نقلی تاخت کرنیکا فیصلہ کیا مگر جس وقت توپیں چھٹیں اور گھنٹے بجنے شروع ہوئے تو لوگ بجائے اس کے کہ ہدایات پر کاربند ہونے کے فوجی ہیڈکوارٹروں کی طرف دوڑے۔

۱۵۔ اکتوبر کی تار خبر ہے کہ علاقہ ڈنکس میں شدید جنگ جاری ہے۔ دشمن نے سٹریا کے محاذ پر پھر کوئی جگہ جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ شامپین میں طرفین سے شدید گولہ باری ہوئی نیز آرٹائس وغیرہ میں۔ جرمنوں نے ہماری لائینوں کے قریب دبیز بے ہوش کرنے والی گیس کے شیل پھینکے۔ فرنچ توپخانہ نے ہر جگہ ترکی بترکی جواب دیا۔ سیرس تک انگریزی فوج نے دشمن پر حملہ آور ہو کے قبضے کئے۔

مبیں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستار نہیں ہوں

میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول [illegible] اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا

(الہام مسیح موعود)

بدر

چندہ مقامی ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سات روپے

[illegible] ابن منیٰ ایڈیٹر

باقی تمام خط وکتابت بنام مینیجر

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے وہ وہی مسیح موعود ہی [illegible]

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد [illegible] | ۲۱ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء | پنجشنبہ | مطابق ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۵۲

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے +

خاندان رسالت میں بھی خیریت ہے +

جمعہ کو بعد نماز فجر مسجد مبارک میں شیخ غلام احمد صاحب نے وعظ کیا اور جماعت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کیطرف زور سے ترغیب دلائی اور کہا کہ حضرت نے لکھا ہی کہ جو شخص میری کتابوں کو نہیں پڑھتا اسمیں ابھی تکبر کی بو ہے اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے لئے کثرت سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ انکو [illegible]

۱۷ اکتوبر کو مسجد اقصیٰ میں بعد عصر حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ بنگال نے بنگال کے تبلیغی حالات سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ از انجملہ ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ مسٹر عطاء الرحمٰن صاحب ایم اے پروفیسر راجشاہی کالج نے اپنی الوصیت کا انگریزی ترجمہ کرنا شروع کیا ہے اور ترجمہ حقیقۃ [illegible]

اخبار احمدیہ

رام گڑھ ضلع جالندھر سے برادر محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں پھر لوگ مخالفت کرنے لگے ہیں اور افسوس کہ اب انکی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ ہماری مخالفت میں صلوٰۃ دین سے بھی بیزار معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ایک شخص کو جو صوم و صلوٰۃ سے بالکل ناواقف تھا نماز پڑھنے کی ترغیب دیگئی اور چند سورتیں بھی پڑھائی گئیں تو اسکے گھر والوں نے مجھے نماز سکھانے سے اور اُسے نماز پڑھنے سے روک دیا اور جب ہم مسجد میں جا کر نماز اور قرآن کریم پڑھتے ہیں تو اس وقت بھی یہ لوگ شور و غوغا شروع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے +

برہانپور (ممالک متوسط) سے اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس شہر میں آیا تھا یہاں شیعوں کے نائب پیر رہتے ہیں انکے مرید ہندوستان اور غیر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں ان کا ہیڈ "سورت" شہر میں ہے استقلال ظاہری تو اچھا ہے مگر دین کی تبلیغ کا نہ شوق ہے اور نہ کوئی مبلغ۔ اس سفر میں ایک صوفی منش مولوی صاحب سے وفات مسیح اور سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی تو یہ معلوم کر کے کہ میں سلسلہ احمدیہ کا آدمی ہوں خاموش ہو گئے ریل میں ٹیچنگز آف اسلام کی ایک کاپی ایک سیٹھ صاحب کو جو اچھے انگریزی دان تھے دیگئی انھوں نے نہایت دلچسپی سے اسی لیا اور پڑھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا بعید ہے کہ صداقت سلسلہ انکے دل میں گھر کرلے +

اسنور (کشمیر) سے برادر محمد شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں اکثر اوقات تبلیغ کے لئے جاتے وقت ایک کشمیری زبان کا قصہ خوان اپنے ہمراہ لیجاتا ہوں اور اسکے ذریعے لوگوں تک حق پہنچایا جاتا ہے یہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ یہاں کے اکثر لوگ حق کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں مگر کچھ روکیں درمیان میں حائل ہو جاتی ہیں جو حضرت کی پر اثر دعاؤں سے انشاء اللہ [illegible]

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

[illegible] ہو جائیگی۔ حضور کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک مقدمہ میں معجزانہ رنگ دکھایا ہے۔ فالحمد للہ ✦

(ایڈیٹر)

ایک ہندو کا نیاز نامہ بحضرت اقدس امام اولوالعزم

مجھے رسالہ [illegible] پڑھ کر راضی خوشی ہے امید ہے کہ حضور بھی راضی خوشی ہونگے میری یہ دلی خواہش ہے کہ میرا [illegible] سیدھے راستہ پر چلنے کی کوشش کروں اور حضور [illegible] مغفرت ہو۔ اور میرا ارادہ ہے کہ میں آپ [illegible] بیعت کا شرف بھی حاصل کروں اور [illegible] جماعت میں شامل ہو جاؤں اس لئے میری استدعا ہے کہ آپ کوئی ایسی کتاب جو مجھے خوبصورت تحفہ ارسال فرما دیں تاکہ آپ کی جماعت [illegible] مشکور ہونگا۔ میرے مسلمان ہونے کے لئے بہت مشکلات ہیں۔ ہمیشہ پرماتما انہیں آسان کرے ✦

لاہور سے بابو محمد شریف خانصاحب سٹیشن ماسٹر [illegible] لکھتے ہیں۔ میں چند دنوں سے لاہور میں مکرم و معظم میاں چراغ الدین صاحب کے مکان پر مقیم ہوں۔ ایک روز سٹیشن ماسٹر صاحب سے و دیگر کلرکوں سے مذہبی گفتگو کے دوران میں حضرت مسیح موعود [illegible] ہونے کا ذکر آگیا۔ سٹیشن ماسٹر صاحب نے یہ کہا کہ [illegible] مذہبی باتوں میں دخل نہیں دیتا اور دوسرے کلرک خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے۔ پھر مجھے وزیرآباد جانے کا اتفاق ہوا تو راستہ میں گوجرانوالہ اترا۔ وہاں ایک غیر مبائع سے گفتگو ہوئی تو وہ کہنے لگا کیا تم مجھے یہ بات لکھ کر دے سکتے ہو کہ میاں صاحب سچے اور حق پر ہیں۔ میں نے کہا میں حلفاً لکھ کر دے سکتا ہوں کہ میاں صاحب حق پر ہیں۔ کیا آپ بھی مجھے یہ بات حلفاً لکھ کر دے سکتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب حق پر نہیں تو انہوں نے اس بات سے گریز کیا۔ وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلماً وعلواً ✦

مولوی عبدالقدوس صاحب ساکن داتہ ضلع ہزارہ عرصہ سے [illegible] بخار بیمار ہیں احباب انکے لئے دعا کریں ✦

فیلڈ سروس سے برادرم مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے مثانہ کے متعلق کچھ عوارض لاحق ہو گئے ہیں احباب صحت کے واسطے دعا کریں ✦

واقعات جنگ

سرویا

ایک یونانی سٹیمر دو ہزار بندوق سپاہ کو لئے پائیریوس کیطرف جا رہا تھا کہ فوری تعمیل طلب احکام پہنچنے پر رستہ ہی میں سے [illegible] کو لوٹ گیا۔ وہاں کی یونانی سفارت کا بیان ہے کہ محفوظ افواج برابر فراہم ہو رہی ہیں۔ ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ ۲۵ ہزار یونانی جنگی جوان اسوقت سلانیک میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں ✦

کوہ قاف۔ کے علاقہ میں ترکوں کیطرف سے جارحانہ کارروائی کی خبر پیٹروگراڈ کے واسطہ سرکاری سے معلوم ہوتی ہے۔ نامہ نگار ٹائمز یہ بھی لکھتا ہے کہ گرانڈ ڈیوک نکولس کے پہنچنے سے وہاں روسی مستعدی بڑھ گئی ہے ✦

برلن کے ایک بے تار پیام برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ دردانیال کے موجودہ طوفان کو ترک انتہائی مسرت سے دیکھ رہے ہیں ✦

مغربی محاذ پر افواج متحدہ کے توپخانہ نے دشمن کا [illegible] کر دیا ہے ✦

زار روس مقام زار کو سیلو میں مختصر قیام کرنے کے بعد محاذ پر واپس آگئے ہیں ✦

کولون گزٹ لکھتا ہے کہ کچھ جرمنوں کو خاص جنگی خدمات کے صلہ میں جو انہوں نے ترکی افواج کے ساتھ انجام دیں ہلال آہنی کا نشان خوشنودی دیا گیا ہے ✦

لارڈ کچنر نے بھرتی کرنیوالے افسروں کو پیغام بھیجا ہے کہ فوجی طاقت کو ٹھیک رکھنے کے لئے مجھے ابھی کچھ اور بھی جمعیت درکار ہوگی۔ میں اسی صورت میں اپنا فرض ادا کر سکتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اپنا فرض ادا کریں ہمیں اور آدمی لازماً چاہئیں۔ اور فی الفور چاہئیں ✦

۱۶۔ اکتوبر کی تار خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرویہ والے بڑی بہادری اور آن بان سے غنیم کا مقابلہ کر رہے ہیں آسٹریا اور جرمنی کے وہاں اب تک بیس ہزار جوان ہلاک ہو چکے ہیں اور چالیس ہزار مجروح۔ جرمنوں نے اپنی سفارت صوفیا کو پیغام بھیجا ہے کہ ہمارا نقصان بہت ہولناک ہو رہا ہے اور سروی لوگ بالکل خلاف توقع مقابلہ کر رہے ہیں۔ اسی پیام میں التجا کی گئی ہے کہ بلغاری [illegible] فوراً حملہ شروع کر دیں۔ باوجودیکہ دشمن کے [illegible] سروی لوگ [illegible] مقابلہ [illegible] دشمن کو قریباً اسی ہزار سپاہ [illegible] سے سینہ پر [illegible] پڑا ہے اور اب تک تو چار [illegible] کے محاذ پر [illegible] انکے کہیں دو ٹکڑے نہ ہو جائیں [illegible] افواج کا بڑی بے چینی سے انتظار [illegible] کو اسبات کا یقین ہے کہ اگر دول [illegible] سے پہنچ جائیں تو جرمنوں اور آسٹریوں کا [illegible] ہی میں [illegible] سکیں گے ✦

نش (۱۷ اکتوبر) کی تار خبر ہے کہ بلغراد سمندریہ کے محاذ پر لڑائی ہولناک شدت سے ہو رہی ہے۔ سمندریہ کے قریب ایک جگہ جرمن اس کوشش میں کہ سرویوں کو لوٹائیں بہت بری طرح دلدل میں پھنس گئے۔ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ گزشتہ پنجشنبہ کی رات تک غنیم کے ۲۵ ہزار آدمی مارے جا چکے تھے اور ساٹھ ہزار زخمی ہوئے ہیں۔ سروی بڑی خوبی سے دادِ مردانگی دے رہے ہیں ✦

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ دول متحدہ کے جنگی بیڑے کا جو حصہ اسوقت مشرقی بحیرہ روم میں تعینات ہے اس کے نائب امیر البحر نے بحیرہ ایجین میں ۱۶۔ اکتوبر کی صبح کے ۶ بجے سے بلغاری ساحل کی ناکہ بندی کر دی ہے غیر جانبدار جہازات کو رقبہ ناکہ بندی سے نکل جانے کے لئے ۴۸ گھنٹے کی مہلت دی گئی ہے ✦

ایتھنز کا ایک پیام برقی مظہر ہے کہ نش اور [illegible] کے درمیان ۴۷ میل کی مسافت میں سلسلہ آمد و رفت منقطع کر دیا گیا ہے۔ سروی پناہ گزین سلانیک میں پہنچ رہے ہیں۔ اور افواج متحدہ وہاں سے ہفتہ کے روز سروی محاذ کیطرف روانہ ہو گئی ہیں ✦

پیرس کی تار خبر ہے کہ جنگ بلقان میں اٹلی الگ کھڑی تماشہ نہیں دیکھے گی۔ بلکہ اسکے ایک نیم سرکاری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مہم سلانیک کے متعلق اندرونی خانہ صلاح مشورہ بھی کر چکی ہے ✦

رومانیہ نے اپنے وزیر اعظم کی تجویز پر فیصلہ کر دیا ہے کہ [illegible]

الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - ۲۱ - اکتوبر ۱۹۱۵ء

"اور کوئی اُسے روک نہیں سکتا"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئینہ کمالات میں ایک مقام پر مسیح و مہدی کے متعلق بعض مسلمانوں کے غلط عقائد کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

یہ غلط ہے کہ مسیح موعود ظاہری تلوار کے ساتھ آئیگا اور یہ علماء "یضع الحرب" کے کلمہ کو کیوں نہیں سوچتے اور "الائمۃ من قریش" کو کیوں نہیں پڑھتے۔ جبکہ ظاہری سلطنت اور خلافت اور امامت بجز قریش کے کسی کے لئے روا ہی نہیں۔ تو پھر مسیح موعود جو قریش میں سے نہیں کیونکر ظاہری خلیفہ ہو سکتا ہے اور یہ کہنا کہ وہ مہدی سے بیعت کریگا۔ اور اس کا تابع ہوگا۔ اور نوکروں کی طرح اس کے کہنے سے تلوار اٹھائے گا۔ عجیب بیہودہ باتیں ہیں۔ انہیں حضرات خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو ہدایت دے۔ مسیح موعود کی خلافت روحانی ہے دنیا کی بادشاہتوں سے اسکو کچھ تعلق نہیں۔ اس کو آسمانی بادشاہت دیگئی ہے۔ اور آج کل کا زمانہ بھی نہیں کہ تلوار سے لوگ سچا ایمان لا سکیں۔ آجکل تو پہلی تلوار پر ہی نادان لوگ اعتراض کر رہے ہیں۔ چہ جائیکہ نئے سرے اُنکو تلواروں سے قتل کیا جائے۔ ہاں روحانی تلوار کی سخت حاجت ہے۔ سو وہ چلیگی "اور کوئی اسکو روک نہیں سکتا"

عجیب بات ہے کہ یہ عبارت ایک خاص طویل الہام کی تشریح میں لکھی گئی ہے جو قمر الانبیاء کے آنے کی بشارت دیتا ہے اور اسکے اقبال پر نظر کرنے کی طرف توجہ دلاتا اور فتح و نصرت الٰہی کو قریب بلکہ اقرب بتلاتا ہے۔

خدا کی شان اس پیارے کے پاک مُنہ سے نکلی ہوئی یہ باتیں اس وقت جبکہ قمر الانبیاء کا کار دینی باقبال یوسف بنا۔ مبارک عہد ہے کیسی حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ ہمنے یہاں اصل الہام کو بخوف طوالت نقل نہیں کیا نہ ساری تشریح کے متعلق کچھ عرض کا مقصد ہے بلکہ صرف اخیر فقرہ پر جو زیب عنوان ہے اپنا ناچیز خیال ظاہر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی بعثت اولیٰ میں اس تلوار کی نسبت خبر دی تھی کہ اس وقت دین کے لئے قتال و جدال کا کچھ نام نہ ہوگا۔ اسی صدق و حق کا وہ محبوب ربانی بعثت ثانیہ کے وقت بھی مختلف رنگوں میں بار بار اعادہ فرماتا رہا۔ چنانچہ عبارت مندرجہ بالا میں بھی ارشاد ہوا ہے کہ ظاہری تلوار کی اشاعت دین میں کوئی ضرورت نہیں ہاں روحانی تلوار کی سخت حاجت ہے سو وہ چلیگی "اور کوئی اسکو روک نہیں سکتا"

اب یہ وہ زمانہ ہے کہ حالات پر نظر کیجے کہ دنیا کی بادشاہتوں میں دنیا کی خاطر کیسی کچھ تلوار چل رہی ہے۔ اور اس زور شور سے چل رہی ہے کہ پہلے کبھی نہ چلی تھی۔ اور اس کے بالمقابل اسی زمانہ میں دین کے واسطے آسمانی بادشاہت اور روحانی خلافت والے شہزادہ امن کیطرف سے روحانی تلوار بھی کس شد و مد سے چل رہی ہے جسے "کوئی روک نہیں سکتا"

صاحبو! یہ زمانہ اسی لئے مقدر تھا کہ ایک طرف لاکھوں افراد بنی نوع انسان پر جسمانی موت وارد ہو تو دوسری جانب بہتوں کو روحانی موت سے رستگاری حاصل ہو کر وہ ایک نئی زندگی پائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نئی زندگی ان کی پہلی سفلی زندگی پر روحانی تلوار چلنے کر ایک موت وارد ہونے کے بعد ہی عطا ہو سکتی تھی۔ چنانچہ یہ روحانی شمشیر برہنہ جسے شمار الٰہی تائیدوں اور نصرتوں کے ساتھ احمد قادیانی علیہ السلام کو دیگئی تھی بنکر مسیح و مہدی پر چل رہی ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ ایسی چل رہی ہے کہ کوئی اسکو روک نہیں سکتا!

ہندوستان کے اندر لاکھوں انسان اسی جنگ مقدس میں اسی تلوار کے گھاٹ اُتر کر نئی روحانی زندگی پا چکا ہے اور دن بدن یہ تعداد خدا کے فضل سے بڑھتی ہی جاتی ہے پھر بعض سرحدی قبائل جیسے جنگجو تندخو لوگوں میں افغانستان جیسی سنگلاخ سرزمین میں۔ جو اپنی لڑاکا قوم میں جو ہزارہا انسان اس شہزادہ امن کے جھنڈے تلے آکر

دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

پر ایمان لے آیا ہے یہی اسی روحانی حملہ کا سارا ظہور ہے جو اندر ہی اندر اپنا کام کر رہا ہے۔ "اور کوئی اسکو روک نہیں سکتا!"

اور ہاں پنجاب میں۔ بنگال میں۔ مالابار میں۔ ماریشس میں انگلستان میں۔ عرب میں۔ مصر میں جہاں بے شمار خلق اللہ اپنے تمام غلط عقائد اور بوسیدہ خیالات سے بیزار ہو کر آسمان سے اُترنے والے مسیح اور خونی مہدی کی امید موہوم کو خیرباد کہہ کر حقیقی اسلام کا دامن پکڑ رہی ہے یہ کونسی آہنی شمشیر کے کارنامے ہیں؟ کوئی بتلائے کہ کون دنیا کے سروں پر ظاہری تلوار لئے کھڑا اور اسلام کی صداقتوں کو منوا رہا ہے؟ یقیناً یقیناً کسی ایسے وجود کا سراغ ہستی پر پتہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ دراصل یہ شاندار فتوحات نہ سونے کی کٹار پر منحصر تھیں نہ لوہے کی تلوار سے مقدر۔ بلکہ یہ درحقیقت اسی روحانی تلوار کا کھیت ہے۔ جو زمین کے کناروں تک وار کرتی اور بے حد و حساب سعید روحوں کو اپنا جولانگاہ بناتی ہے۔ خدا کے فرستادہ نے فرمایا کہ "ہاں روحانی تلوار کی سخت حاجت ہے سو وہ چلیگی" الخ چنانچہ دیکھے منہ کی باتیں حرف بحرف پوری ہوئیں کہ وہ چل رہی ہے "اور کوئی اسکو روک نہیں سکتا"

لیکن سُننے والو سُنو ابھی تو تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا آگے آگے (انشاء اللہ العزیز) وہ وقت آ رہا ہے کہ قبول حق کی ایک لہر بڑی سرعت کے ساتھ عالمگیر اقوام عالم میں دوڑ جائیگی حقیقی اسلام کو سمجھنے اور ماننے والے سعید الفطرۃ انسان

یدخلون فی دین اللہ افواجاً ۝

کے مسرت خیز نظارے دیکھ دیکھ کر اسی مقلب القلوب کے حضور جو سلامتی پسند اور امن دوست پاک روحوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ سجدات شکر بجا لائینگے مگر حسرت ہوگی اس روز ان حرمان نصیبوں کے لئے جو مسیح کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آسمان سے اُترتے دیکھنا چاہینگے۔ مگر افسوس کہ قیامت تک نہ دیکھ سکیں گے۔ اور تلوار چلانے والے مہدی کی دُہائی دیتے دیتے ان کے گلے بھی پڑ جائینگے لیکن تا حشر کوئی ایسا مہدی ہرگز ہرگز نہ آئیگا جو قرآن کریم کی نص صریح (لا اکراہ فی الدین) کو معاذ اللہ باطل کرے اور دلوں کو فتح کرنے کے لئے لوگوں کی گردنوں پر عبث تلوار چلائے کیونکہ ع

یار وجو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا

اور جو تلوار چلنی تھی وہ کئی ۔ ۔ سال سے بڑے زور سے چل رہی ہے۔ اور ایسی چل رہی ہے کہ کوئی اسکو روک نہیں سکتا؟

روکنا کیسا بلکہ برعکس اسکے روحانی تلوار کے حامی روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ اور خود انہیں سے جو روکنے کے

خواہشمند ہیں۔ لوٹ لوٹ کر ادھر آ رہے ہیں۔ چنانچہ ایک ایسا وقت بھی گذرا ہے کہ جبکہ وہ روحانی خلافت اور انسانی بادشاہت کا بانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جس نے اس تلوار کی چمک دنیا کو دکھلائی۔ اس وسیع دنیا میں یکہ و تنہا تھا۔ اور آج خدا کے فضل سے یہ زمانہ ہے کہ اسکے نام پر وہی مقدس تلوار چلانے والے لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ جو الحمدللہ دن دگنی رات چوگنی بڑھ بھی رہی ہے (اللھم زد فزد) کیونکہ بے حد و لازوال طاقتوں والا خدا ان کا جو ہمیشہ سے صدق و حق کا مددگار رہا۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ آپ اس میدان میں اترا رہا ہے۔ اور چونکہ اس معرکہ میں جو شیطان و رحمان کی آخری جنگ ہے، رحمٰن کا غلبہ ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔ لہذا یہ بالکل یقینی اور یقینی بات ہے کہ جب تک دنیا اپنے دور آخر کے عظیم الشان نبی کی سچائی کو قبول نہ کرے اور اس کے خلاف شوخیوں شرارتوں اور مخالفتوں سے باز نہ آئے۔ نہ اور اور سرکشی و غفلت سے۔ بدیاں و معصیت سے بیزار ہو کر خدا ترسی و پرہیزگاری کی طرف رجوع نہ کرے۔ اس پر قدرت کے زور آور حملے ہوتے رہیں گے۔ خواہ وہ کہیں وبا اور قحط کی شکل میں ہوتے رہیں یا کہیں تباہ کن حوادث کی صورت میں۔ چاہے کسی اور طرح۔ غرض یہ روحانی تلوار مختلف شکلوں میں برابر چلتی رہے گی۔ اور بجز خدا کے "کوئی اسکو روک نہیں سکتا"

نادان ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اقوام مغرب کے سامنے مسیح موعود کا نام بھی لینا سم قاتل ہوگا۔ نور فراست سے دور اور صدق و حق کی طاقت سے بے خبر ہیں جو یہ حکم لگاتے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت کا ذکر سلسلہ کی ترقی میں سد راہ ہوگا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہی پاک نام جسے سم قاتل ہونے کے روز افزوں سرعت سے۔ اُلٹا مردہ روحوں کے لئے آب حیات کا کام دے رہا ہے۔ اور جوں جوں اس نبوت کے مقابلہ میں مزاحمتیں اور مخالفتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ سلسلہ حقہ ماشاءاللہ بیش از پیش رفتار سے آگے ہی آگے قدم بڑھا رہا ہے فالحمدللہ علی احسانہ۔ وہ کونسی زبردست طاقت ہے جو تمام مزاحمتوں کو اسکے رستہ سے دور کر کے اسکی ترقی میں مدد دے رہی ہے؟ خدائے قادر مطلق کی وہی روحانی تلوار جس کی اس تھوڑے [illegible] آ رہے ہیں بائیس برس پہلے خبر دی تھی کہ وہ چلیگی "اور کوئی اسکو روک نہیں سکتا"

تھوڑے ہیں جو سنتے ہیں

سخت اندیشناک بات ہوگی اور مقام عبرت۔ اگر ایک قوم خدا تعالیٰ کے فرستادہ برحق امام وقت (ع) کی معرفت اور بیعت کی لمبی برکت سے بہرہ یاب ہو کر بھی اپنے ضروری امور دین اور معاملات دنیا میں۔ دل یا زبان سے نہ سہی مگر عمل اُن لوگوں کی مصداق بنے۔ جن کی نسبت قرآن کریم میں وارد ہوا ہے کہ لھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اٰذان لا یسمعون بھا۔ یعنی اُنکے کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں۔ آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں۔ ہمیں اپنے احباب پر معاذ اللہ یہ بد ظنی نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے وعدہ یا وعیدوں کی طرف سے ایسے ہی بے پروا ہونگے جیسے کہ آج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رد کرنیوالی لکھوکہا مخلوق دیکھی جاتی ہے۔ لیکن انکی بعض عملی بے التفاتیوں سے ہمیں یہ شکوہ کرنے کی ضرورت پیدا ہوئی ہے کہ افسوس بعض دینی خدمات میں انکی سستی و سہل انگاری ابھی تک ویسی ہی چلی جاتی ہے جو اس سے پہلے تھی۔ حالانکہ حالات بالکل بدل گئے ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے۔ ایک مستعد جفاکش اور ان تھک سپاہی کی طرح کام کرنے کی۔ بیرونجات کے احباب یہاں آئیں۔ اور چند روز رہ کر دیکھیں تو انہیں پتہ لگے کہ ناچیز خدام نہیں بلکہ خود لاکھوں کی جماعت کا امام (ایدہ اللہ بنصرہ) آئے دن کی خرابیٔ صحت پر بھی مہمات دین میں کس طرح مسلسل محنت مشقت اور دیدہ ریزی و جگرکاوی کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کی مساعی کو مشکور فرمائے اور ہمیں آپکے پاک نمونہ سے سبق حاصل کرنے کی توفیق دے آمین! ہم ابھی زیادہ کھولکر نہیں جتلاتے کہ احباب بیرون کن کن اہم کاموں میں سست پائے جاتے ہیں۔ اور باوجود بار بار کی یاد دہانیوں کے اس طرح چپ لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ فی الحال تمام مقامی جماعتیں اور متفرق احباب اپنی اپنی جگہ پر محاسبہ کریں اور سوچیں کہ انہیں کیا کیا کرنا چاہیئے تھا جسکی طرف تاحال توجہ نہیں کی گئی۔

انجمن احمدیہ پاک پٹن

کی سالانہ رپورٹ کارگذاری [illegible] ہمارے پاس بغرض اشاعت پہنچی جو انشاءاللہ [illegible] میں شائع ہوگی۔ یہ سب سے پہلی رپورٹ ہے جو کارگذاری سال گذشتہ (مختتمہ [illegible]) کی بابت تیار ہو کر بغرض اطلاع عام اخبار میں چھپنے کو آئی ہے اور اسے پڑھ کر ہمیں خاص مسرت ہوئی۔ گو کہ انجمن پاکپٹن کا کام کچھ بہت بڑے پیمانہ پر نہیں۔ مگر تاہم جتنا بھی ہے۔ رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ باقاعدہ ہے۔ اور اس میں حتی الوسع اکثر امور کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ امید ہے کہ دیگر مقامات کی احمدی انجمنیں بھی اس بارہ میں انجمن مندرجہ عنوان کی تقلید کرنے سے کوتاہی نہ کریں گی ہم اپنے برادر مکرم جناب منشی غلام احمد صاحب مختار سکرٹری انجمن موصوف نیز دیگر تمام کارکنان انجمن کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کی انجمن خدمت سلسلہ کے متعلق عملی مستعدی و باقاعدگی میں ایک ایسی تحسین و قابل تقلید نمونہ کہلانے کا حق رکھتی ہے۔ فالحمدللہ

چاہیئے کہ ایسی تمام رپورٹیں یا تو پہلے صدر انجمن کے دفتر میں بھیجی جائیں۔ اور وہاں سے بضابطہ بغرض اشاعت دفتر الفضل کو ملا کریں یا ایک ساتھ ان کی دو نقلیں کر کے دونو جگہ روانہ کی جائیں۔ اور تیسری نقل لوکل انجمنوں کے اپنے دفاتر میں بھی رہے۔ اس رپورٹ میں بعض باتوں کی کمی بھی پائی جاتی ہے جس کی توضیح ہم انشاءاللہ پھر کسی اشاعت میں کرینگے۔ اگر تمام مقامی جماعتیں اس طرف توجہ کریں تو باہم استفادہ و افادہ کے ذریعہ سب جگہ کی انجمنوں کے نقص رفع ہو سکتے ہیں۔ ہاں توجہ شرط ہے۔ اگر دنیا کے دھندوں میں پھنسے رہ کر سلسلہ کی کارگذاری خدمت کو جیسا کہ اس کا حق ہے وہی وقعت ہی نہ دی جائے۔ تو ساری تحریکیں عبث ثابت ہونگی۔ اگر قبل اس سے کہ کسی مقام کی احمدی جماعت یا بعض احباب فرداً فرداً اس معاملہ میں خدانخواستہ تساہل و غفلت دکھائیں انہیں اس پر ضرور غور کر لینا چاہیئے کہ خدا کے کام تو ضرور چلتے رہینگے۔ پر وہ جو انہیں سست یا بے پروا ثابت ہونگے خود ہی آسمانی برکات کو روکنے والے ٹھہرینگے۔ والعیاذ باللہ منہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

ازحضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۵- اکتوبر ۱۹۱۵ء

وقال الذین لا یعلمون لولا یکلمنا اللہ او تاتینا اٰیۃ کذالک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم قد بینا الاٰیٰت لقوم یوقنون- (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ رکوع ۱۴)

ہر زمانہ میں حق کے مخالف ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور یہ قدیم سے سنت چلی آئی ہے کہ جس قسم کے اعتراضات ایک صادق نبی پر کئے جاتے ہیں۔ اسی قسم کے دوسرے صادق پر بھی کئے جاتے ہیں جس قسم کے اعتراض آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئے اسی قسم کے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ہوئے۔ مخالفین کو جب ہم یہ کہتے ہیں کہ تم پہلے صادق نبیوں کی طرح حضرت صاحب پر اعتراض کرتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ تم انکو نبیوں سے مشابہت دیتے ہو۔ حالانکہ صادق کے مقابل میں صادق کی مثال دی جاتی ہے اور شریر اور بدمعاش کے مقابلہ میں اسی قسم کے آدمی کی مثال دی جاتی ہے پس صادقوں کی مثالیں صادقوں کے ساتھ ہی دیجاتی ہیں اگر اسوقت کوئی صداقت نبی کریم کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہر صداقت کو ثابت کرنے کے لیئے آپ کے معیار صداقت سے باہر نہیں جا سکتے۔

پچھلے دشمنان حق سے مشابہت

ہماری جماعت کا ایک حصہ جو ان عقائد کو ترک کر رہا ہے جن پر ہم قائم ہیں اور جن کے بارے میں ہم نے خود مسیح موعود سے بارہا تقریریں سنی ہیں۔ اس کی طرف سے ہم سے بھی یہی سلوک کیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی ایسی دلیل ان کے سامنے بیان کیجائے جو حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت کرنیوالی ہو تو کہتے ہیں کیا تمہاری بھی کوئی حیثیت ہے تم اپنے تئیں مامور اور نبی کی پوزیشن میں ظاہر کرتے ہو۔

میں نے اپنی رؤیا کو کس رنگ میں پیش کیا

تھوڑی مدت ہوئی میں نے بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے مسئلہ نبوت سمجھایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کو بطور مثال و نمونہ نبی بنایا۔ میں نے اس رؤیا کو اس رنگ میں نہیں پیش کیا کہ چونکہ میں نے یہ رؤیا دیکھی ہے اسلیئے تمام دنیا مان لے بلکہ میں نے یہی نہیں کہا کہ میرے مرید بھی مان لیں۔ میں نے تو اس رنگ میں بیان کیا کہ قرآن مجید احادیث صحیحہ تعلیم مسیح موعود کے علاوہ یہ رؤیا بھی میری ذاتی تسلی اور اطمینان قلب کیلئے کافی ہے اور چونکہ مجھے کافر تو قرار دیا جا رہا ہے اسلیئے میرا یہ حق ہے کہ تسلی قلب و اطمینان کی بنا پر جو مجھے خدا تعالیٰ سے حاصل ہے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ اس کا مجھے جواب دیا جاتا ہے کہ کیا تم مامور ہو؟ جو اپنی رؤیا پیش کرتے ہو انہوں نے ادنیٰ سے سمجھا نہیں ہر انسان کی تسلی کے لیئے خدا کی طرف سے ہدایت آتی ہے جس پر فضل کرے اسے کسی حقیقت حال کا علم دیدیتا ہے۔ پس اگر کسی کو ہدایت ملے تو وہ اسے ترک نہیں کر سکتا محض اس لیئے کہ وہ مامور نہیں۔

انبیاء غیر ماموروں کی رؤیا کا ادب کرتے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور رؤیا کا ادب یہاں تک ملحوظ تھا کہ ایک شخص نے رؤیا میں دیکھا کہ میں آپ پر حج کر رہا ہوں تو فرمایا کہ تم اپنی خواب پوری کر لو۔ کیا وہ مامور تھا؟ کیا وہ نبی تھا- جو اسکی رؤیا کو اتنی اہمیت دی گئی- پھر اذان بھی ایک غیر مامور کی رؤیا پر مقرر ہوئی جس پر تیرہ سو سال سے تمام فرقہائے اسلام کا عمل در آمد ہے۔

غیر مامور کی رؤیا کس حد تک حجت ہے

اسمیں شک نہیں کہ غیر مامور کی رؤیا کو تمام دنیا کے لیئے حجت قرار دینا موجب فتنہ ہو سکتا ہے کیونکہ ممکن ہے ایک شخص پاگل ہو- اور اس کا دماغ ہی خراب ہو- یا دیدہ و دانستہ وہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہو- اس لیئے کثرت کمیت و کیفیت کی شرط لگادی- مگر- اپنی ذات کے لیئے تو ہر شخص کی رؤیا حجت ہے رؤیا پر اعتبار کیوں نہ ہو- جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مومن تو درکنار- فرعون کی رؤیا پوری ہوئی یوسف کے اصحاب السجن کی رؤیا پوری ہوئی

مامور و غیر مامور کی رؤیا میں فرق

پھر سنو کہ لھم البشریٰ سے پتہ لگتا ہے کہ مومن کو الہام ہوتے ہیں اور یہ لوگ خود اس آیت کو میرے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں کیا اسکے یہ معنے ہیں کہ الہام تو ہونگے مگر انپر یقین نہ کرنا- یونہی فضول- لغو اور بیہودہ ہیں- اگر یہی بات ہے تو الہام نازل کیوں ہوا- ہاں مامور اور غیر مامور کی رؤیا میں ایک فرق ضرور ہے- مامور اور نبی کی رؤیا تمام دنیا پر حجت ہے اور غیر مامور کی رؤیا اس کے نفس کے یقین دلانے کے لیئے ہے اور دوسروں پر حجت نہیں ہوتی جب تک واقعات تصدیق نہ کریں جب عملاً تصدیق ہو جائے- تو پھر تو ایک غیر مامور مومن کی بلکہ ایک کافر کی رؤیا کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا خدا نے فرعون اور یوسف کے ساتھیوں کی رؤیا کی تصدیق کی ہے- ایک مامور کی رؤیا اور اسکے الہامات اسکے دعویٰ کی صداقت پر اور اسکے منجانب اللہ ہونے پر دنیا کے لیئے ثبوت ہوتے ہیں- تاوقتیکہ اس بات کو اس کی ہدایت کو رد نہ کریں اور دوسرے ہر انسان کی رؤیا اس واقعہ میں (جو پورا ہوا ہو) اس کی صداقت کی دلیل ہوتی ہیں- مثلاً ایک شخص کو خواب آیا کہ اسکے گھر میں بیٹا ہوگا یا خطرناک مصیبت سے رہائی کی بشارت ہوئی پھر جب اسکے گھر میں بیٹا ہو یا وہ حسب رؤیا رہائی پا جائے تو اس واقعہ خاص میں اسکی تصدیق کرنی پڑیگی اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ جھوٹا ہے اسی طرح ایک مومن کو اگر خدا کی طرف سے کوئی مسئلہ سمجھایا جائے تو اسکے نفس کی تسلی کے لیئے

ایک حجت ہے۔

میں اپنی رؤیا کیوں بیان کرتا ہوں

پس میں نے جب کبھی رؤیا بیان کی تو یہ ظاہر کرنے کیلئے کی کہ میرے دل کو تسلی ہے۔ مثلاً جلسہ سالانہ پر اور بعض دیگر اوقات میں۔ میں نے اپنے خواب خلافت کے متعلق بیان کئے کہ دیکھو یہ خواب پورے ہوئے اس وجہ سے میں ان جھگڑوں سے نہیں گھبرایا کیونکہ میرے مولیٰ کی دی ہوئی تسلی میرے ساتھ تھی۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ لوگو تم مجھے خلیفہ مان لو کیونکہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ لیکن جب وہ خواب پورا ہو گیا اور عملاً اسکی تصدیق ہوئی۔ تو پھر لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مانیں۔ جبکہ اسکے ساتھ قرآن و حدیث و کتب حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل بھی ہیں۔

حضرت صاحبؑ نے خوابوں کے تین اقسام لکھے ہیں مگر یہ کبھی نہیں فرمایا کہ جب رؤیا میں تسلی دیجائے غیر مامور کو تو وہ نہ مانے لھم البشریٰ ہے تو بتاتا ہے کہ تسلی کی باتیں مومن پر نازل ہونگی۔ اگر جبر نازل ہوتی ہیں وہ ہی یقین نہ کرے گا تو پھر انکا نزول فضول ہے۔ یہ رؤیا اولاً میرے تسلی و اطمینان و استقامت کیلئے ہیں۔ اور پورا ہو جانے پر دوسروں پر بھی حجت ہیں۔ لیکن رؤیا دیکھنے کے ساتھ ہی کبھی نہیں کہا کہ اسے مان لو۔ کیونکہ ایسا کہنا ماموروں کی شان ہے۔

اعتراض کرنیوالے تشابھت قلوبھم کے مصداق ہیں

ہاں ایسی باتوں پر جو ٹھٹھے کئے گئے ہیں مجھے ان سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے آیات قرآنی ابتداءً خطبہ میں پڑھی ہیں۔ یہ تشابھت قلوبھم کا نظارہ میرے سامنے ہے۔ ایک ایک اعتراض جو اس بارے میں مجھ پر کیا گیا ہے میں خدا کے فضل سے ثابت کر سکتا ہوں کہ یہی اعتراض تقریباً انہی الفاظ میں اسی مفہوم کے ساتھ غیر احمدیوں نے حضرت اقدسؑ پر کئے ہیں۔

حضرت صاحب کو ایک رؤیا ہوئی کہ قرآن مجید میں نصف کے قریب دائیں طرف قادیان کا نام لکھا ہے۔ اب غیر احمدی اسپر ہنسی اڑاتے ہیں اور حافظان قرآن سے شہادتیں دلوا دلوا کر اپنی مجلسوں میں کہتے ہیں کیوں بھئی قرآن کریم میں کہیں قادیان کا نام لکھا تم نے دیکھا ہے۔ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ خوابیں انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتیں جو خدائے تعالیٰ دکھائے انسان دیکھتا ہے اور جتنا خدا دکھلائے اتنا ہی انسان دیکھ سکتا ہے پس حضرت اقدسؑ کے بارے میں ان لوگوں کا یہ کہنا کہ فلاں بات بھی خدا سے پوچھ لینی تھی ایک بے ادبی اور گستاخی ہے۔

میں نے خدا سے کیوں پوچھ نہ لیا کہ مسیح موعودؑ کامل نبی ہیں

ایسا ہی جماعت لاہور میں وہ شخص جو اپنے آپ کو ماہ صداقت کا سب سے بڑا حامی سمجھتا ہے لکھتا ہے کہ "موہنہ در موہنہ خدا نے آخر بات کی تو امر متنازعہ پر کوئی روشنی نہ ڈالی۔ کہ نبوت کاملہ ہے یا جزوی۔ حقیقی ہے یا مجازی اور آپ نے بھی اس جھگڑے کا علم ہونے کے باوجود دریافت نہ کر لیا اور ایسا عجیب موقعہ یونہی گنوا دیا" (پیغام ۵ - اکتوبر صفحہ ۷)

یہ وہی اعتراض ہے جو غیر احمدی حضرت اقدسؑ پر کیا کرتے تھے۔ میں جواب میں کہتا ہوں۔ کہ جب میرا آقا میرا سردار۔ نہ پوچھ سکا تو میں کیا ہوں اور کیا حیثیت رکھتا ہوں جو اس ذوالجلال کے دربار میں بڑھ کر بات کر سکتا۔ وہ قدسی نفس جس کی حضرت نوحؑ سے لیکر ختم الرسلؐ تک تمام انبیاء علیہم السلام نے خبر دی وہ تو یہ نہ کر سکا کہ جو چاہتا پوچھ لیتا۔ تو میں اس کے غلاموں میں سے ادنیٰ غلام ہوں۔ میں کیا حیثیت رکھتا ہوں۔ کہ وہاں بات کرتا۔ خدائے ذوالجلال کے دربار میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے خاتم کمالات انسانیت ایک مخلوق کی ہی حیثیت رکھتا ہیں۔ وہ بے شک ہمارے آقا ہیں ہمارے سردار ہیں ہمارے ہادی ہیں ہمارے پیشوا ہیں ہمارے مولیٰ ہیں۔ مگر اس بادشاہ کے حضور تو وہ بھی بڑھ کر بات کرنے کی مجال نہیں رکھتے۔ تو میں جو غلاموں میں سے ادنیٰ ترین غلام ہوں۔ بھلا میں کیا کر سکتا تھا کہ یہ بات بھی مجھے بتاؤ۔ اور یہ بھی کرو۔ دل بدل گئے ہیں انہیں خوف الٰہی کم ہو گیا ہے۔ اور ایسے ایسے اعتراض پیدا ہو رہے ہیں جو اگلے راستبازوں کے مقابل میں انکے منکرین کیا کرتے تھے۔ ایک طالب حق کے لئے سوچنے کی بات ہے کہ کیوں اس فریق کے دل میں جو چند روز ہوئے ہم ہی میں سے تھا ایسے اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔ جو حضرت اقدسؑ کے مقابل میں ثناء اللہ اور غلام دستگیر اور چراغ الدین کو سوجھتے تھے۔ کیا یہ بھاری ثبوت نہیں اسکا۔ کہ انکے دل انکے دلوں کے ساتھ تشابہ ہو گئے۔ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ خدا سے پوچھ لینا تھا اور یہ موقعہ ہاتھ سے گنوا دیا۔ کیا خدائے تعالیٰ میرا خادم ہے کہ جو میں چاہتا اس سے پوچھ لیتا۔ وہ تو میرا خالق و مالک ہے۔ اس نے اپنے فضل سے جو مجھ دکھایا دیکھ لیا۔ میں تو کیا ہوں میں کہتا ہوں خاتم النبیین سید المرسلینؐ ہوتے تو وہ بھی خود بڑھ کر نہ پوچھ سکتے جس دربار عالیشان میں تمام انبیاءؑ کے سردار کی ہمت نہ پڑے۔ میں کیا جرأت کر سکتا ہوں قرآن شریف میں حکم ہوتا ہے کہ خبردار وحی نازل ہو چکنے سے پہلے اسکے لئے کوئی جلدی نہ کرو (لا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ) پس مجھ بیچارے کی کیا طاقت تھی کہ دم بھی مار سکے۔ اسکو تو ہوش ہی نہ تھا۔ وہ ہے کیا۔ وہ تو بے جان کی مثال تھا اس بیچارے نے کیا پوچھنا تھا۔ مولیٰ نے جو بتایا وہ سن لیا۔ جو نہ بتایا اس کی مرضی۔ پھر اس اعتراض کا کیا مطلب۔ لیکن خیر اس اعتراض سے یہ تو سب کو معلوم ہو گیا کہ تشابھت قلوبھم۔

میرا رؤیا میں دو شخصوں کے حق میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا

دوسری بات یہ لکھی ہے کہ دو آدمیوں کو آپ نے کہہ دیا تھا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین وہ دو تو تباہ ہو رہے ہیں مگر خدا تو سارے دشمنان حق پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتا ہے وہ تباہ نہ ہوئے اور معلوم نہیں تباہی آپکے نزدیک کیا معنے رکھتی ہے × × × اگر مال یا جان کا نقصان آپکی مراد ہے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرکے ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ (پیغام ۵ - اکتوبر صفحہ ۷ کالم ۲)

یہ وہی بات ہے جو غیر احمدیوں کے منہ سے بارہا سن چکے ہیں جب کسی کی نسبت حضرت اقدس نے لکھا کہ وہ طاعون سے مرے گا تو اس نے یہ مشتہر کیا کہ طاعون سے مرنا تو شہادت ہے پس یہ تباہی کیا ہوئی۔ اور جب یہ کہا گیا کہ ہیضہ سے مرے گا تو غیر احمدیوں سے جواب ملا المبطون شہید اور جب پیشگوئی کے زد میں آ کسی کے مال و جان کا نقصان ہوا تو انہوں نے [illegible] ولنبلونکم بشیٴ من الخوف والجوع پڑھ دیا۔ الغرض [illegible] اعتراض تو ثبوت ہے کذالک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم کا۔

کیونکہ حضرت صاحب نے یہ لکھا جو تیرے مقابلہ میں تھا وہ تباہ ہوگا یا ذلیل ہوگا۔ تو ان کا مخالف بھی [illegible] تھا [illegible] اس کی خبر تو پہلے ہی سے قرآن مجید میں ہے۔ تو جواب اسوقت دیا گیا تھا وہی میری طرف سے سمجھ لیا جائے۔

باقی یہ کہنا کہ خدا نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا اور تباہ نہیں ہوا۔ یہ تو خدا پر اعتراض ہے۔ میرا ایمان تو یہ ہے کہ خدا نے جس پر لعنت کی وہ ضرور تباہ ہوئے مگر اس تباہی کے دیکھنے کیلئے آنکھیں چاہئیں دیکھنے والی آنکھیں تو انکی تباہی دیکھ رہی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف کہتے ہیں کہ ہم تو زندہ ہیں مگر ہم ان کو تباہ سمجھتے ہیں۔ حضرت صاحب کے مخالف بھی کہتے ہیں ہم ابھی تک قائم ہیں مگر ایک احمدی کی نظر میں وہ تباہ ہو چکے ہیں۔

غیر مبائعین کے لئے ہی الہام کیوں ہوتے ہیں

تیسری بات یہ لکھی ہے کہ ہمارے مقابلہ میں الہام ہوتے ہیں خواب آتے ہیں۔ مگر آریوں اور عیسائیوں کے لئے ایسا نہیں ہوتا۔

یہ بھی وہی اعتراض ہے جو حضرت اقدس پر غیر احمدیوں کی طرف سے بارہا ہوا۔ کہ ہماری تباہی کی خبریں دیتے ہو۔ جو کلمہ پڑھتے ہیں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ اور دنیا میں ہزاروں رسول اللہ صلعم کو گالیاں دینے والے اور توحید کے نہ ماننے والے موجود ہیں پس یہ بھی ثبوت ہے کذالک قال الذین من قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم کا۔

میں مامور نہیں مگر مامور کا خادم ضرور ہوں

مجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم مامور ہو جو ایسی تحدیاں کرتے ہو اور اپنے لئے نشان مانگتے ہو۔ میں کہتا ہوں۔ میں مامور نہیں مگر ہر مومن کی حیثیت کے مطابق اسکی صداقت کے لئے نشان دکھایا جاتا ہے مجھے بڑائی کا کوئی دعویٰ نہیں میں تو خدا کی ایک ادنیٰ مخلوق ہوں۔ اب یہ میرا سوال ہے جو فضل مجھ پر نازل کرے اسے میں کیوں چھپاؤں (واما بنعمۃ ربک فحدث)

میں وہی محمود ہوں جو آج سے دو سال پہلے تھا۔ کیا اسوقت میں نے یہ اعلان نہیں کیا تھا کہ میرے لئے خدا نے یہ نشان دکھایا اور میں نے یہ خواب دیکھا جو یوں پورا ہوا۔ اور کیا اسوقت میری ایسی تائید ہوئی جو اب ہو رہی ہے۔ پس اب جو میں ایسا کرتا ہوں تو اس لئے نہیں کہ میری بڑائی ظاہر ہو بلکہ سلسلہ کی صداقت کے اظہار کیلئے۔ جب ان باتوں سے مسیح موعود کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور خدا میری تائید پر تائید کر رہا ہے تو اس پر [illegible] خوشی نہ منا ؤں۔ یہ حق ہے کیونکہ اس سے میری نہیں بلکہ مسیح موعود کی بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ خدا کے کلام کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ خدا جو کچھ دکھا رہا ہے وہ سلسلہ کے بڑھانے کے لئے دکھا رہا ہے۔ پس میں کافر نعمت ہوں گا اگر اس نعمت کو دنیا پر ظاہر نہ کروں۔ اور اسے لوگوں سے چھپاؤں۔ میں بیشک مامور نہیں۔ مگر مامور کا خادم۔ مامور کا غلام ضرور ہوں۔ میرا مولیٰ میرے لئے نہیں بلکہ اس نبی کے لئے کر رہا ہے۔ جو کچھ کر رہا ہے۔ وہ تو میرے زدیک ایسے کسی نشان کے ظاہر ہونے پر اظہار تعجب کرتے ہیں میں نے تو دیکھا ہے ایک غریب سے غریب احمدی ہے جو قرآن شریف بھی نہیں پڑھ سکتا جب لوگوں نے اسے دکھ دیا اور بہت ستایا تو وہ خدا کے حضور بلایا تو خدا نے اُسکے دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اب کیا وہ مامور تھا۔ مامور تو نہیں تھا مگر خدا کو اپنے سلسلہ کی صداقت کا پاس تھا اس نے نشان دکھایا۔ وہ ماموروں کے ساتھ ماموروں کی حیثیت کے مطابق سلوک کرتا ہے اور میرے ساتھ میری حیثیت کے مطابق۔ غیر مامور ہونے کے یہ معنے نہیں کہ خدا تعالیٰ اُنکے مومن کی کبھی تائید ہی نہ کرے۔ ان ماموروں کی تائید بڑے پیمانے پر ہوتی ہے۔ پھر اسکے بعد خدا ہر مومن کی تائید کرتا ہے۔ میرے مقابلہ میں خدا نے سلسلہ کی بانگ دی تو میری تائید کیوں نہ کرے میری صداقت میں (جو درحقیقت سلسلہ کے بانی کی صداقت ہے)

نشان کیوں نہ دکھائے۔ میں اگر یہ دعویٰ کروں کہ میری ایسی تائید ہوتی ہے جیسی نبیوں کی تب کچھ اعتراض ہو سکتا۔ میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ خدا میری تائید میں وہ نشانات دکھاتا ہے جو ایک مومن کے لئے اسکی برگزیدہ جماعت کے منتظم و امیر کے لئے دکھایا کرتا ہے۔ پس اس زمانہ میں اس جماعت کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے جسقدر تائید کی ضرورت ہے وہ میری ضرور فرمائے گا۔ تا ثابت ہو کہ یہ جماعت ایک مامور کی جماعت ہے ان اعتراضوں سے ہمیں یہ خوشی ہے کہ یہ وہی اعتراض ہیں جو پہلے منکروں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر پھر حضرت مسیح موعود پر کئے۔ ہمیں ان راستوں پر چلنے سے بہت خوشی ہوتی ہے جن پر چلانے والے مخالفوں کو ان راستبازوں کے مخالفوں سے۔

مباہلہ میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کی خصوصیت کیا ہے

یہ کہنا کہ خدا نے لعنت اللہ علی الکاذبین کہا اور مخالف تباہ نہ ہوئے نہایت نادانی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم کے ذریعے سے جو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہلوایا گیا تھا اسکا مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ آپکی سچائی ثابت کرنا چاہتا ہے جبھی آپ سے یہ فقرہ نکلوایا۔ خدا کی سنت ہے جب مقابلہ کے لئے حق و باطل کے دو فریق باہم مقابل ہوں تو حق کی تائید میں فوری نشان دکھاتا ہے۔ پس فرق ہے۔ اس عام لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس خاص مقرر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہلانے میں۔ کیونکہ اس عام وعید کے مطابق جو نشان ظاہر ہو وہ مخالفین پر حجت ملزمہ ہو کر اس خاص بندے کی صداقت کو ایسا ثابت نہیں کرتا کہ وہ اسکے قائل ہی ہو جائیں اور اس طرح پر جب پہلے اپنے بندے کے منہ سے یہ فقرہ نکلواتا ہے اور پھر اس کا دشمن تباہ ہوتا ہے تو اس بندے کی صداقت خاص طور پر ثابت ہوتی ہے۔ اگر جھوٹے کی تباہی خود بخود ہو جاتی ہے اور اسکے لئے کسی مباہلہ کی ضرورت نہیں۔ تو پھر انسان دعا بھی نہ کرے محض اس لئے کہ کیا خدا دیکھتا نہیں پھر نماز کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ محض اس لئے کہ وہ دلوں کی عاجزی کو خوب دیکھتا ہے۔

دیکھو خدا نے فرمایا لعنۃ اللہ علی الکاذبین پھر باوجود اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ فقرہ نکلوایا۔

مسیح موعود کے متعلق [illegible]
صاحب کو ایک [illegible] مقدس [illegible] پہنچے
کہا کہ آپ دعوئے مسیحیت [illegible]
ہیں یا نہیں تو انھوں نے بھری مجلس میں آپکی صداقت کا اقرار
کیا جس کا حاضرین پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ اور ایک شخص
نے بیعت کا وعدہ بھی کیا +

برہمن بڑیہ سے سید محمد [illegible]
کہ اس علاقہ میں تبلیغ کے لئے حتی الامکان کوشش کیجاتی ہے خدا
کے فضل سے لوگ سلسلہ کیطرف متوجہ ہو رہے ہیں۔
مضافات میں فی الحال بوجہ پانی کی کثرت سے جانا ذرا
مشکل ہے۔ انشاء اللہ العزیز بعد عید الضحٰی کے بعد اپنے
تبلیغی دورہ پر روانہ ہو جاؤنگا +

احمد نگر تحصیل وزیر آباد سے منشی غلام حسین صاحب چوہدری
حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ میں بوجہ عدیم الفرصت
ہونے کے خود تبلیغ کے کام میں زیادہ حصہ نہیں لے سکتا۔
لیکن اشتہار اور ٹریکٹ وغیرہ لوگوں میں تقسیم کرتا رہتا
ہوں۔ اگر حضور کی مرضی ہو تو مولوی غلام رسول صاحب قمر آبادی
کو تبلیغ کے لئے جلسہ سالانہ کے بعد یہاں بھیجدیا جائے
کیونکہ خدا تعالیٰ نے انکے وعظ میں بڑا اثر رکھا ہے اسپر حضور
نے لکھوایا کہ جلسہ کے بعد ہم انشاء اللہ کسی کو بھیج دینگے +

علیگڈھ سے برادر نور الحسن صاحب لکھتے ہیں کہ ریاست
ٹونک کے ایک تاجر کو بطور تبلیغ ایک کتاب دیجئی تھی۔ وہ اسے
پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ مزید غور کے بعد انشاء اللہ
داخل سلسلہ ہو کر خود تبلیغ کا کام کرونگا۔ خدائے تعالیٰ توفیق دے +

سیہال ضلع گورداسپور سے منشی جھنڈے خان صاحب مصنف چمکار
تحریر کرتے ہیں کہ میں قادیان سے بٹالہ کو جا رہا تھا راستہ میں مجھے خیال
آیا کہ خواجہ صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب کو کسی نے ساحر یا جادوگر
نہیں کہا سوچتے سوچتے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالا کہ تذکرۃ
المہدی کو کھولکر دیکھو اسمیں ایک مخالف مولوی نے حضرت اقدس کو
جادوگر کہا ہے جب کتاب دیکھی گئی تو صفحہ ۱۸۹ تا صفحہ ۱۹۰ میں لکھا
ہوا پایا :-

"اور ایک بولا ارے میاں یہ کیا ہوا اور مولوی
صاحب نے یہ کیا حماقت کی کہ مرزا صاحب کے ساتھ چلے گئے
دوسرا مرزا جادوگر ہے خبر نہیں کیا جادو کر دیا ہوگا"

خبریں

واقعات جنگ

بلقان کے میدان جنگ سے متعلق ۱۹۔ اکتوبر کی تار خبر ہے کہ دشمن سرویا
خط مصاف کو توڑنے میں ناکام رہا
اور ۲۰ ہزار قیدی چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس شکست میں بلغاری
بھی شریک تھے۔ کولون گزٹ کا ایک نامہ نگار بیان کرتا ہے
کہ سرویہ کا پہاڑی علاقہ حملہ آوروں کے لئے بڑی بھاری مشکل
پیدا کر رہا ہے۔ سرویوں نے بام اونچی جگہ پر عمدہ عمدہ مورچے
بنا رکھے ہیں جنپر وہ بہت عرصہ تک قدم جمائے رہ سکتے ہیں گھاٹیاں
کے رستے خراب ہیں مگر جرمن آگے بڑھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں +

شملہ کا پیام برقی (۱۹۔ اکتوبر) مظہر ہے کہ حضور وائسرائے
کو صاحب قفقاز کی معرفت سے اطلاعات ذیل موصول ہوئیں: فرانسیسی
اور روسی دونوں کسی قدر آگے بڑھ گئے ہیں۔ فوج سیاہ نے
ایک بلندی اور قلعہ دوسگس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اپنے
مورچے بڑھا لئے ہیں۔ موشیز وغیرہ میں انھوں نے غنیم
کے زوردار حملے بھی پسپا کئے۔ شامپین میں خصوصاً مانہو
کے قریب دو طرف شدید گولہ باری ہوئی۔ فرنچ طیاروں نے
دو جگہ گولہ باری کی۔ روسی کہتے ہیں کہ ریگا سے ۲۱ میل جنوب
کو شدید لڑائی ہوئی۔ ڈونمبرگ کے شمال مغرب میں دشمن کے
مسلسل حملے پسپا کئے گئے۔ علاقہ جھیل میں جنوب کیطرف
روسی آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور سٹائر پر انھوں نے کئی خندقیں
لے لی ہیں۔ جرمن ادعا کرتے ہیں کہ بلغراد کے جنوب کی
پہاڑیاں انکے قبضہ میں آگئی ہیں۔ سلانیک کی ایک خبر ہے
کہ افواج متحدہ سرویہ میں بڑھتی چلی آرہی ہیں +

ریوٹر کی تار خبروں (۱۹۔ اکتوبر) سے پایا جاتا ہے کہ بحیرہ
روم میں ایک فرنچ سٹیمر غرق ہو گیا۔ تار پیڈو لگنے سے۔
پچاس آدمی ڈوبے۔ تیس گھائل ہوئے۔ غنیم کی آبدوز کشتی
نے بلا اطلاع فیر کئے۔ جب چالیس سے زیادہ شیل آ کر لگ چکے
تب اہل کشتی اور مسافر کشتیوں میں جانے لگے۔ ۲۶ جرمن ٹرالر
جنمیں کئی جدید دخانی کشتیاں بھی ہیں گرفتار ہو کر گرمزبی میں
لائے گئے پچھلے پندرھواڑے کے اندر بحیرہ شمالی میں تین کامیاب
برٹش تاختیں ہوئیں +

پیرس کا [illegible] سرکاری مظہر ہے کہ فرنچ توپخانہ نے تمام
محاذ پر نہایت کارگر آتشباری کی جس سے دشمن کے بعض
[illegible] [illegible] پسپا کئے گئے۔ اور دشمن کے خطوط کو بہت
بھی ہر جگہ دشمن کی نقل و حرکت روک دی گئی۔ بعض مقامات پر شدید
گولہ باری ہوئی +

روسی مراسلہ سرکاری مورخہ ۱۹۔ اکتوبر میں مزید روسی کامیابیوں
کا ذکر ہے جنمیں سالم محاذ پر کئی جگہ روسیوں نے متعدد دیہات پر
قبضہ کیا ۔۔ ہزار قیدی اور بہت سی کلدار توپیں بھی گرفتار کیں۔
یہ لڑائی نہایت خونریز تھی۔ جرمن بہ نقصان کثیر اپنے مورچوں سے
ہٹا دیئے گئے +

اٹلی نے بھی ۱۹۔ اکتوبر کو بلغاریہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا
مسٹر ہیوز وزیر مملکت نے بیان کیا کہ اگر بلقان میں زیادہ کامیابی
کے ساتھ مقابلہ کی ضرورت پڑی تو آسٹریلیا بھی دل و جان سے
مدد دینے کو تیار ہوگا خواہ اسے بریگیڈ پر بریگیڈ ہی کیوں نہ بھیجنے
پڑیں +

قسط العمارہ پر ۲۷۔ ستمبر کو ترکوں سے جو لڑائی ہوئی اسکے
مفصل حالات ٹائمز آف انڈیا میں شائع ہوئے ہیں جنمیں لکھا
ہے کہ اس معرکہ میں دس ہزار ترکی فوج باقاعدہ سپاہ نور الدین بے
زیر کمان لڑتی تھی۔ ۳۵ توپیں تھیں اور بہت سی بیقاعدہ عرب جمعیت
بھی تھی +

مانٹی نگرو کے تمام محاذ پر آسٹریوں نے ۱۵۔ اکتوبر کو حملہ شروع
کر دیا تھا۔ انھوں نے تین جگہ دریائے ڈرینا کو عبور کر کے باشندگان
مانٹی نگرو پر حملہ آور ہونیکی کوشش کی مگر ہر جگہ سے بہ نقصان کثیر پسپا
کئے گئے +

سرویہ نے بھی بلغاریوں کی یورش سے مجبور ہو کر بالآخر بلغاریہ کے
خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے +

برطانیہ عظمیٰ نے ۱۶۔ اکتوبر کو اعلان کیا کہ بلغاریہ کے ساتھ جنگ
کی حالت ہو گئی ہے +

فرانس نے بھی ۱۷۔ اکتوبر کو بلغاریہ پر اعلان جنگ کر دیا +

ایک برٹش آبدوز نے بحیرہ بالٹک میں دو جرمن تباہ کن کشتیاں
غرق کر دیں اور جرمن دستوں کو دو بار بھگایا +

سفیر سویڈن متعینہ لنڈن کو اپنی گورنمنٹ سے یہ باز پرس
کرنیکی ہدایت ہوئی کہ برٹش آبدوز نے بحیرۂ بالٹک میں [illegible]
کو کیوں توڑا۔ ڈنمارک والوں کا بیان ہے کہ بحیرۂ مذکور میں [illegible]

دیکھو صفحہ ۸ کالم ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء

ہمیں پاک مذاق کے آدمی چاہئیں

اسمیں شک نہیں کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ایک خالص مذہبی جماعت ہے اور اسکے قیام کی اغراض زیادہ تر اسی قبیل کی ہوسکتی ہیں کہ دنیا میں خداپرستی پھیلے۔ مسیح موعود میں ہوکر اسلام کی تجدید اور اس کا احیا ہو۔ دین الحق کی تبلیغ و اشاعت کے وسائل پائدار و مستقل بنیادوں اور وسیع پیمانہ پر اختیار کئے جائیں اور چار دانگ عالم میں ادیان باطلہ پر اسکی حجت تمام کی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن چونکہ دنیا ایک ایسا مقام ہے جہاں باوجود چندروزہ و عارضی قیام ہونے کے انسانی زندگی کے ساتھ طرح طرح کی بیشمار ضرورتیں لگی ہوئی ہیں۔ اسمیں جیسے کوئی فرد بشر جوارح ظاہری کے لحاظ سے وجود کامل نہیں کہلا سکتا تاوقتیکہ اسکے ہاتھ پاؤں آنکھ ناک غرض تمام اعضاء جسمانی صحیح و سالم موجود نہ ہوں۔ اسی طرح کوئی جماعت من حیث القوم اس احتیاج سے مستغنی نہیں ہوسکتی کہ اسمیں ہر قسم ہر طبقہ ہر فن ہر مذاق کے لوگ موجود ہوں جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا چونکہ یہ قوم خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں ایک پاک تبدیلی کرنے کے لئے کھڑی کی ہے جو انشاء اللہ دنیا کو دکھادیگی کہ صفحۂ روزگار پر گم گشتہ متاع تقویٰ کیونکر از سر نو بحال ہوجاتی ہے اور انشاء اللہ دکھادیگی کہ اپنے خالق و مالک سے صلح کرکے اسکے برگزیدہ فرستادوں پر ایمان لانے اور اسکی پاک مرضی پر قدم مارکر فلاح پانے والی قومیں ایسی ہوتی ہیں۔ غرض چونکہ احمدیت کو بفضل خدا پاک اغراض کے سوائے کسی قسم کی لغویات سے تو کچھ واسطہ ہی نہیں۔ اس لئے کسی بدبین نکتہ چین کو یہ طنز کرنے کی گنجایش نہیں ہوسکتی کہ اچھا جب آپ کو ہر فن ہر مذاق کے آدمیوں کی ضرورت ہے تو پھر عیار بدکار۔ مکار۔ فریبی بدوضع بدقماش بھی تم میں ہونے چاہئیں معاذ اللہ منہا ٭

پس ہر فن ہر مذاق کے آدمیوں سے ہماری مراد وہ لوگ ہیں جو اس دائرہ عمل میں جمیع اقسام کی جائز تدابیر ظاہر سے آگاہی اور ان سے تمتع اٹھانے کی قابلیت رکھنے والے ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر فرد میں تمام اوصاف و کمالات مجتمع ہوں نہ یہ لازمی ہے کہ ہر شخص صرف ایک ہی علم و فن میں دستگاہ پیدا کرے مگر جس شعبۂ ہنر وری پر ہاتھ ڈالے اسمیں لازماً فرد کامل ہی بنکر دکھلادے بلکہ جائز ہوگا کہ جس کسی کو جس کام سے مناسبت ہو اسمیں خاص قابلیت و مہارت پیدا کرکے بقدر ضرورت تھوڑی تھوڑی واقفیت دیگر علوم و فنون سے بھی پیدا کرلے کہ داشتہ آید بکار۔ لیکن جماعت میں ہر مفید و بابرکت علم و فن کے جاننے والوں کا ہونا اور کم و بیش ہر فرد کو ضروریات وقت سے باخبر رہنا بہرحال از بس محتاج الیہ ہے ٭

جب ہم اس دنیا میں بستے اور خلق اللہ سے طرح طرح کے تعلقات رکھتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہمیں **اصول تہذیب و تمدن** سے بھی آگاہی حاصل ہو۔ جب دیگر اہل دنیا تو الگ رہے خود ہم سب کے سب فرشتے یا فرشتہ سیرت انسان نہیں ہوسکتے اور یقینی بات ہے کہ وقتاً فوقتاً باہمی معاملات میں قسم قسم کی الجھنیں پیچیدگیاں اور تنازعات و اختلافات پیدا ہوں تو ضروری ٹھہرا کہ ہم میں صائب الرائے۔ معاملہ فہم۔ **قانون دان** اور شریعت آگاہ حضرات بھی ہر جگہ بقدر حاجت موجود ہوں۔ مخالفین اسلام یا معاندین سلسلۂ حقہ کے ساتھ مقابلہ اس جماعت کا ایک اہم کاروبار روز مرہ ہے۔ لہذا اپنے مذہب کے کما حقہ واقفیت۔ دیگر ادیان کی بہت کچھ معلومات اور **فن مناظرہ** کی مہارت رکھنے والے بھی لازماً ایک معقول تعداد میں ہونے چاہئیں۔ پھر جماعت کی روز افزوں ضروریات متقاضی ہیں کہ ہمارے بھائیوں میں کچھ حصہ **کاروبار تجارت** سے بھی دلچسپی اور مناسبت نیز اس کا تجربہ و واقفیت رکھتا ہو۔ علاوہ ازیں موجودہ اور آیندہ نسل کی **تعلیم و تربیت** تو گویا اس زمانہ کا اہم ترین مسئلہ ہے اسواسطے اس مذاق کے لوگوں کا ہونا بھی نہایت ضروری ہوا۔ محققانہ طبیعت۔ فلسفیانہ مزاج اور **لٹریری مذاق** رکھنے کی اگرچہ یہ بڑا افکار زمانہ کسی کو مہلت نہیں دیتا لیکن جب بلحاظ تعداد ہم سے صدہا بلکہ ہزارہا گنے مخالفین میں کم و بیش اس طبیعت کے لوگ بھی کہیں نہ کہیں نکل ہی آتے اور وہ آخر اپنے مذاق کے مطابق ہی ہم پر حملہ آور ہوسکتے اور ہوتے ہیں۔ تو ہمارے لئے بھی ایک ایسی چارہ کار یہ ہوگا کہ انکے حملوں کا اسی راہ اور انہی ہتھیاروں سے مدافعہ کریں جن سے دشمن ہم پر وار کرتا ہے ہمارا یہ پختہ خیال ہے کہ **خشک منطق** اور لفاظی و حجت بازی حقیقت کی جانب بہت ہی کم رہنمائی کرتی ہے اور موجب فلاح و نجات تو شاذ ہی کسی خوش نصیب کے حق میں ہوجاتی ہو لیکن چونکہ اعدائے دین میں ایک بڑا حصہ ایسے لوگوں کا بھی موجود ہے جو مدار مذہب اسی کو سمجھتا ہے۔ لہذا ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے بھائی بھی روحانیت اور شعار تقویٰ و طہارت سے معاذ اللہ بے پروا رہ کر اپنے مدمقابل کی تقلید میں نری باتیں بنا لینے کو ہی اپنا فرض سمجھ بیٹھیں۔ نہیں بلکہ اس طبقہ کا مقابلہ کرنے کو ہم میں سے جو دوست میدان میں آئیں ان کو چاہئے کہ زبانی جمع خرچ میں بھی دشمن کا گھر پورا کردینے کو بخوبی مستعد ہوں لیکن ساتھ ہی روحانیت اور تقوےٰ و طہارت کے زبردست اسباب فتح و نصرت سے بھی لازماً مسلح ہوں ٭

ہاں ایک بڑا **ضروری شعبۂ ہنروری** رہ جاتا ہے جسے ظاہر بین اور اسباب پرست دنیا کمال بے ہنری سے تعبیر کرتی ہے۔ وہ کیا ہے؟ یہ وہ وصف خاص ہے جسکے اہل ہماری جماعت میں تو اب بھی بفضل خدا بہتیرے ہونگے لیکن لشکر حریف میں آپ یہ خانہ بفضل خدا خالی ہی پائینگے۔ دین حق کے عشاق میں ایک طبقہ "**اہل الجنۃ بلھۃ**" کا بھی ہوتا ہے جنکی فطرتیں نہایت سیدھی سادی جنکے سینے اور قلب بالکل صاف طبائع محض خدا رسول کی باتوں سے ذوق رکھنے والی ہوتی ہیں۔ لوگ انہیں سادہ ہی نہیں بلکہ سادہ لوح یعنے احمق شمار کرتے ہیں۔ دنیا کے مخنث صرف طراری و مطلب ہوشیاری کو ذریعہ فلاح و مدار نجات قرار دیکر ان غریبوں کو بالکل ناکارہ و بے سود خیال کرتے ہیں ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بحکم ضرورت و مجبوری دنیا کے دھندوں میں بھی حصہ لیتے ہیں مگر **دل بیار و دست بکار** کے مصداق۔ پر بعض تو بالکل ہی اس گوں کے نہیں ہوتے۔ ان بیچاروں کو تدابیر ظاہری میں کوئی تجربہ و دستگاہ نہیں ہوتی مگر دین کی نصرت میں انکی دعائیں نیز بہت ہوتی ہیں

اور انکے زمرہ نمونے ایک سحرکار جذب و کشش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ دین و ملت کی قابل رحم حالت کے وقت دعا میں رحمت باری کو جوش میں لانے کے لئے بارگاہ رب العزت میں بعنوانِ "فقیر کی صورت سوال" سراپا التجا اور مجسم طلب رحم بنتے ہیں۔ لیکن پھر بھی چونکہ یہ ایک بڑی کشاکش اور سخت آزمائش کا زمانہ ہے اور ہماری جماعت محض شعار اسلام کو دنیا میں از سر نو زندہ و تازہ کرنیکے لئے قائم ہوئی ہے اسواسطے ہم نہایت چاہتے ہیں کہ ہمارے بھائی اس رنگ سے رنگین ہوں۔ آج ان پر بھی لازم ہے کہ خدا نے تعالے کے پیدا کردہ اسباب ظاہری کو معطل نہ چھوڑیں اور خدمت اسلام میں جو کچھ بھی اُن سے بن پڑے مولا کریم کے آستانہ پر دھن لگائے تن من سے پیچھے سے اپنا کام لئے جائیں یوں تو خدا تو کبھی علیم بذات الصدور اور علی کل شئے قدیر ہے۔ لیکن "ادعونی استجب لکم" کی تعلیم بھی تو آخر بے حکمت نہیں دیگئی۔ اسکی تعمیل میں کم از کم فرمانبرداری کا ثواب تو کہیں گیا ہی نہیں +

غیر غرض یہ کہ اسی طرح بلحاظ اختلاف طبائع اور اختلاف حالات کے مفید و کارآمد وجودوں کی بہت سی اقسام ہو سکتی ہیں اور وہ سب قسمیں ہم میں بھی ہونی چاہئیں۔ لیکن ایک خاص بات ایسی ہے جسے مومن کے کیریکٹر کا جزو لاینفک کہہ سکتے ہیں وہ بھی بطور رشتے مشترک ہر درجہ ہر طبقہ ہر فن ہر مذاق کے احمدی میں لازماً ہونی چاہیئے۔ وہ کیا؟ اعلائے کلمۃ اللہ کی سچی تڑپ جو لاف گزاف سے نہیں بلکہ دینداری و خدا ترسی کا **عملی نمونہ** بنکر پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

پیارے بھائیو! یہ ناچیز معروضات باوجود کسی قدر طول کھینچ جانے کے در اصل ایک بسیط مضمون کی تمہید ہیں جسمیں اس بات پر سیر کن بحث ہونے کی ضرورت ہے کہ **ہماری تعلیمی پالیسی کیا ہونی چاہیئے؟** جس سے احمدی جماعت کو انہی غلطیاں خیز دقتوں کا سامنا ہونے پائے جو **انددھا دھند تعلیم و تدریس** مروجہ کے سبب دیگر اقوام کو پیش آ چکی اور آ رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو ہم اس پر انشاء اللہ کسی وقت قلم اٹھائینگے ہمارے احباب کو بھی ایسے معاملات میں دلچسپی لینی چاہیئے +

تم نے اپنا کام کر لیا؟

خدا تعالے جیسی کو متاع دنیوی عطا فرماتا ہے تو آسمان سے روپے اشرفیوں کے توڑے اور تھیلیاں نہیں برسا کرتیں۔ یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کے فضل سے اسکے دل میں سعی کا وجب کی تحریک ہوتی۔ وہ اسپر کاربند ہوتا اور رعایت اسباب کو ملحوظ رکھکر سنت اللہ سے فائدہ اٹھانے کی اپنے امکان بھر کوشش کرتا ہے جس میں بعض اوقات بطریق آزمائش و امتحان اسے ناکامی بھی ہوتی ہے اور اکثر کامیابی و بامرادی بھی۔ یہی حال دینی کاموں کا ہے۔ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے بھی اس رحمٰن نے کچھ اصول و آئین بتلا دیئے ہیں جنکی تفصیلات سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ ہماری جماعت خدا کے فضل کرم سے کروڑہا افراد کا وہ خلاصہ ہے جسے "آخرین منہم" فرما کر صحابہ کرام کے ہمرنگ قرار دیا گیا ہے۔ ہم شرمندہ ہیں کہ کس منہ سے اُن نفوس قدسیہ کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہونیکی جرأت کریں؟ یہ سچ ہے کہ زمانہ بہت پُر فتن ہے۔ خدا ترسی و حق پرستی دنیا میں عنقا صفت رہ گئی ہے۔ خدام اسلام کے رستہ میں ایسی ایسی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں جو پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی کم گزری ہونگی لیکن تم پر یہ خدائے تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ایک امن پسند و عدل گستر حکومت کے سایہ حمایت میں تم اپنا کام بڑی آزادی و اطمینان سے کر سکتے ہو۔ جانوں کی قربانی تم سے طلب نہیں کیگئی۔ بلکہ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ تم اپنے مالوں کو اور اپنے نفس کو خدمت دین میں لگا کر اور سچی مسلمانی و دینداری کا عملی نمونہ دکھلا کے دنیا کو اسلام کیطرف کھینچو۔ پھر اگر تم میں سے کوئی سست عہد و بے پروا ثابت ہوا تو تم ہی بتلاؤ کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں سلسلہ حقہ کا دوستدار کیسے شمار ہوگا؟ جبکہ ہر ایک احمدی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا پیمانِ وفا باندھ کر ہی مسلکِ احمدیت میں پرویا جاتا ہے۔ یہ امر پہلے بھی بارہا آپ کے گوش گزار کیا جا چکا ہے کہ صداقتیں اور مفید و ضروری ہدایتیں جنکی غرض حیات انسانی میں پاک تبدیلی پیدا کرنا ہو کبھی دفتر پارینہ نہیں ہوا کرتیں۔ اور جب تک کہ اُن کے مخاطب اُنپر کاربند ہونیکے فرض سے سبکدوشی حاصل نہ کریں۔ انکے اعادہ و تجدید کے محتاج ہی رہتے ہیں۔ ہمارے امام محترم سلمہ نے آپکے اپنے خطبہ میں ایک بات کیا ہی پیاری فرمائی کہ خدا کی باتیں کبھی پرانی نہیں ہوتیں چاہے [illegible] سو بار سنو مگر یہی بات [illegible] من کو دوبارہ مشکل ہے جو قبح پکار اسکے پیاسے دین کے خدام اپنے طور پر ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں وہ بھی جب تک لوگ ان سے پورے پورے متاثر نہ ہوں نت نئے پیرایہ میں محتاج توجہ رہتی ہیں +

احمدی جماعت کی قومی ضرورتیں بار بار تفصیل و وضاحت معرض بحث میں آ چکی ہیں یہاں انکے دوہرانیکی ضرورت نہیں اب آپ اپنی اپنی جگہ سوچیں کہ آپ نے ان میں سے کس کس پر عمل توجہ فرمائی ہے۔ چندوں میں سستی۔ باجماعت نماز و دین میں سستی۔ مقامی جماعت یا انجمن کے کاروبار میں بے قاعدگی و لاپروائی۔ جلسوں کیطرف سے بے فکری۔ تبلیغ کے کام میں کم توجہی۔ خود اپنی ذات یا باہمی تعلقات و معاملات کی اصلاح میں غفلت۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ جب کبھی کسی طرف سے انکے متعلق کچھ سننے میں آتا ہے تو سخت صدمہ گزرتا ہے کیس ہمارے احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ گو ہم فرشتے نہیں بن سکتے۔ کچھ نہ کچھ کمزوریاں ہم میں باقی رہنے سے مفر نہیں۔ تاہم خدا کا قانون اور اس کے فیصلے بھی معاذ اللہ کسی حال میں غلط نہیں ہو سکتے۔ تو ہمارے دینی کاموں میں یہ جو بعض نئی رکاوٹیں پیش آ کر ہمیں الٰہی تائید و نصرت سے دور کر دیتی ہیں۔ لامحالہ ہماری اپنی ہی کمزوریوں اور تقصیر خدمت کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ خدائے تعالے کے وعدے تو جھوٹے نہیں نہ وہ اپنے مخلص بندوں کی سعی و اجر کو ضائع کرتا ہے +

قانون رواج

کا ذکر ان کالموں میں کئی دفعہ آ چکا ہے۔ اس بارہ میں ناظرین کو یہ معلوم ہونا ضروری ہوگا کہ شملہ میں جو کانفرنس منعقد ہوئی اسکو کوئی خاص رواج ملحوظ نہ تھا بلکہ جملہ رسوم مروجہ مدنظر تھیں جنمیں تقسیم وراثت بھی شامل ہے انہیں تا حال بجز معدودے چند معاصرین کے مسلمان اخبارات نے عام طور سے توجہ نہیں کی۔ اور مختلف انجمنوں نے بھی اس معاملہ کو چنداں اہمیت دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے البتہ کچھ حمیت کا ثبوت دیا کہ ایک جلسہ عام منعقد کرکے آئیں دیر تک مسئلہ زیر غور رد و قدح ہوتی رہی اور بالآخر ایک سب کمیٹی قائم کی گئی جو پورے غور کے بعد اپنی رپورٹ گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجیگی۔ سُنا ہے کہ لاہور رولز سکے علاوہ بھی کوئی فتویٰ تیار کیا ہے ہم نے بھی سنا ہے کہ پنجاب کی اسلامی انجمنوں نے اس مسئلہ کے متعلق کچھ کاروائی کی ہے +

قرضہ میعادی گورنمنٹ ہند

اُن شرائط کے متعلق نوٹس جن پر عوام الناس ڈاک خانہ کی معرفت قرضہ دے سکتے ہیں۔

ذیل کا اعلان پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے برائے اشاعت دفتر الفضل میں موصول ہوا ہے پیشتر اس کے کہ اس اعلان کو ہم احمدی پبلک تک پہنچائیں ہم اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کو اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے۔ ہر شخص جو روپیہ رکھتا ہے قرضہ دیکر اس وقت سرکار کا ہاتھ بٹائے +

ہم احمدی قوم کی خدمت میں خصوصاً زور سے عرض کرتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ کو روپیہ بطور قرضہ حسنہ دیں اور اگر دیگر مسلمان بھی قرآن شریف کے حکم پر عمل کرکے بلا سود روپیہ دیں تو ثواب کے مستحق ہونگے والسلام

خاکسار مہتمم الفضل

گورنمنٹ امسال ایک جدید نمونہ (فارم) کے مطابق بشرح ۴ فیصدی قرضہ لے رہی ہے جو نومبر ۱۹۲۳ء تک بیباق کر دیا جائے گا۔ لیکن گورنمنٹ اگر چاہے تو وہ اس کو اکتوبر ۱۹۲۰ء کے بعد کسی وقت ادا کر سکتی ہے +

۲۔ ۱/۲ ۴ کروڑ روپیہ قبل ازیں درخواستوں کے حسب معمول کلکتہ و مدراس و بمبئی اور دیگر بڑے بڑے مرکزوں میں پہنچنے پر لیا جا چکا ہے اور اس لحاظ سے قرضہ کا لیا جانا اب بند کر دیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ اُن اشخاص کو جو قرضہ قلیل رقوم میں دینا چاہتے ہیں۔ عام اس سے کہ سیونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرانے والے ہوں یا نہ ہوں اُس نزدیک ترین ڈاک خانہ کی معرفت قرضہ دینے کا خاص موقع دیا جاتا ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو +

قرضہ کس طرح دیا جائے گا

۳۔ ڈاک خانہ کی معرفت درخواستیں ۳۰۔ اکتوبر تک کسی وقت کیجا سکتی ہیں +

۴۔ درخواستیں ایسی رقوم کی بابت ہونی چاہئیں جن میں پورے سیکڑے ہوں اور ۱۰۰ روپیہ سے کم کے لئے نہیں ہونی چاہئیں اور کسی ایک درخواست کنندہ کی صورت میں ۵۰۰۰ روپیہ سے زیادہ کے لئے نہیں ہونی چاہئیں +

نوٹ۔ کوئی درخواست کنندہ ۵۰۰۰ روپیہ تک جدید قرضہ کیلئے درخواست کر سکتا ہے باوجود اس امر کے کہ اُس کے پاس قبل ازیں ۱/۲ ۳ کے پرامیسری نوٹ ہوں جنکو وہ پیشتر ازیں ڈاک خانہ کی معرفت خرید چکا ہو +

۵۔ جو شخص درخواست کرنا چاہتا ہو۔ اُسکو لازم ہے کہ وہ نمونہ (فارم) ذیل کو پُر کرے جو ہر ایسے ڈاک خانہ سے بھی مل سکتی ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو۔ نیز اُس کو لازم ہے کہ وہ ساتھ ہی اسکے وہ پوری رقم ادا کرے جسکے قرضہ دینے کے لئے وہ درخواست کرے۔ اس غرض کے لئے وہ اُس روپیہ سے استفادہ کر سکتا ہے جو اُس کے حساب میں سیونگ بنک میں جمع ہو۔ بشرطیکہ وہ سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتا ہو یا وہ براہ راست نقد ادا کر سکتا ہے۔ درخواست کنندہ مجاز ہوگا کہ ڈاک خانہ میں بذات خود جائے یا اپنی جگہ کسی اور شخص کو بھیجدے۔ جملہ رقوم کی جو (درخواست کنندہ کی طرف سے) ادا کی گئی ہوں۔ رسید دیجائے گی +

۶۔ ۱۰۰ روپیہ کی ہر رقم کے بدلے جو درخواست کنندہ ادا کرے گا اُس کو اُسی رقم کے سرکاری پرامیسری نوٹ دیئے جائیں گے +

پرامیسری نوٹوں کا تحویل میں رکھنا

۷۔ نوٹوں کو درخواست کنندہ اپنی تحویل میں رکھ سکتا ہے یا اگر وہ پسند کرے تو وہ اس کی طرف سے حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھے جا سکتے ہیں۔ درخواست کنندہ کو اس امر کی تصریح کر دینی چاہیئے کہ وہ درخواست کے نمونہ کو کس طریق پر پُر کرنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ اگر وہ نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتا ہو تو ڈاک خانہ اُس کو اُس وقت سے مطلع کر دے گا کہ جب وہ نوٹ اُس کو مل سکینگے اور درخواست کنندہ کے اصالتاً حاضر ہونے پر نوٹ مذکور اُس کے حوالے کر دیئے جائینگے۔ اگر وہ نوٹوں کو ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھنا چاہے تو اُس کے دوبارہ اصالتاً حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن ڈاک خانہ کی طرف سے اُس کو مناسب وقت کے اندر اس امر کی اطلاع دیجائے گی کہ نوٹ مذکور ڈاک خانہ میں موصول ہو گئے ہیں اور اس کی طرف سے تحویل میں رکھ لئے گئے ہیں۔ اگر وہ بعد ازاں کسی وقت نوٹوں کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش ظاہر کرے تو نوٹ اُس وقت اُس کے حوالہ کر دیئے جائینگے +

سود کی ادائیگی

۸۔ سود بشرح ۴ فیصدی سالانہ ششماہی اقساط میں۔ یعنی ۲ فیصدی ۳۱ مئی کو اور ۲ فیصدی ۳۰۔ نومبر کو ہر سال ادا کیا جائے گا۔ قرضہ دینے کی تاریخ سے ۳۰۔ نومبر آئندہ تک کسی متفرق عرصہ کا سود پرامیسری نوٹوں کے حوالہ کر دینے کے وقت اگر وہ درخواست کنندہ کے اپنے قبضہ میں ہوں نقد ادا کر دیا جائے گا یا اگر وہ نوٹوں کو حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں رہنے دے تو اُسکی رقم میں جمع کرا دیا جائے گا جو سیونگ بنک میں اُس کے حساب میں ہو جس کا ذکر پیراگراف (فقرہ) ذیل میں درج ہے جمع ہو +

۹- اگر درخواست کنندہ اپنے پرامیسری نوٹوں کو حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں چھوڑنے کا فیصلہ کرے تو آخرالذکر (حکام ڈاک خانہ) اُس کے روپیہ کا سود ششماہی وار باقاعدہ وصول کرکے سیونگ بنک میں اُس کے حساب میں جمع کرا دے گا جو اس غرض کے لئے اُس کے نام پر کھولا جائے گا۔ نیز ڈاک خانہ اُس کو وقتاً فوقتاً جب کبھی سود اس طرح وصول کیا جائے گا۔ وصولی کی اطلاع دیتا رہے گا۔ اس کام کا حق الخدمت کچھ نہیں لیا جائے گا۔ اور سود کی ششماہی اقساط ادا کرتے وقت کوئی انکم ٹیکس منہا نہیں کیا جائے گا +

اگر درخواست کنندہ پرامیسری نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھے تو انکم ٹیکس اُس کے سود کے روپیہ میں سے حسب معمول اُس وقت منہا کر لیا جائے گا جب سود کی ششماہی اقساط ادا کی جائیں +

پرامیسری نوٹوں کا فروخت کرنا

۱۰- اگر کوئی ایسا شخص جو سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتا ہو اور جس کے پاس اس جدید قرضہ کے متعلق ایسے پرامیسری نوٹ ہوں جو ضابطہ متذکرہ نوٹس ہذا کے مطابق ڈاک خانہ کی معرفت خریدے گئے ہوں کسی وقت اُن کو کلاً یا جزواً دوبارہ فروخت کرنا چاہے تو ڈاک خانہ کی طرف سے اُس کے لئے ایسی فروخت کا انتظام کر دیا جائے گا اور اُس کے واسطے کسی قسم کی دلالی یا کوئی اور فیس نہیں لی جائیگی۔ اس معاملہ کے متعلق پورے پورے مراتب ہر وقت ڈاک خانہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں +

درخواست کا نمونہ

مسکن ———

بذریعہ درخواست ہذا قرضہ میعادی بشرح ۴ فیصدی مشتہرہ ہمراہ اشتہار مطبوعہ گزٹ ہند۔ غیر معمولی مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۵ء کے

——— روپیہ کے

لئے درخواست کرتا ہوں +

میں اس درخواست کے ہمراہ مبلغ ——— روپیہ جمع کراتا ہوں جو قرضہ کی اُس رقم کے برابر ہے جسکو پوری قیمت پر قرضہ دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے +

میں درخواست کرتا ہوں کہ مبلغ ——— روپیہ جو قرضہ کی اس رقم کے مساوی ہے جسکو پوری قیمت پر دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے اس غرض کے لئے اُس باقیماندہ روپیہ میں سے لے لیا جائے جو پوسٹ آفس سیونگ بنک کے حساب میں میرے نام پر جمع ہے +

غیر ضروری فقرات قلمزن کرو۔

قرضہ اُس رقم کو ادا کرنے کے لئے جس کو پوری قیمت پر دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے میں بذریعہ درخواست ہذا مبلغ ——— روپیہ جمع کراتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ باقیماندہ رقم یعنی مبلغ ——— روپیہ اس رقم میں سے لے لیا جائے جو پوسٹ آفس سیونگ بنک کے حساب میں میرے نام جمع ہے +

میں درخواست کرتا ہوں کہ قرضہ کی وہ رقم جس کا دیا جانا میرے لئے تجویز کیا گیا ہے میری طرف سے صاحب اکونٹنٹ جنرل ڈاک خانہ و تار برقی کی تحویل میں رہے اور اُس کا سود معینہ اوقات پر پوسٹ آفس سیونگ بنک کے حساب میں میرے نام پر جمع کرا دیا جائے +

غیر ضروری فقرات قلمزن کرو

میں درخواست کرتا ہوں کہ قرضہ کی وہ رقم جس کا دیا جانا میرے لئے تجویز کیا گیا ہے مندرجہ ذیل مالیتوں کے پرامیسری نوٹوں کی صورت میں میرے حوالہ کر دی جائے +

نام ———

پتہ ———

تاریخ ——— ۱۹۱۵ء

(نمونہ فارم) اگر ضرورت ہو تو کاٹ کر استعمال کیا جا سکتی ہے۔

مالاباری مراسلہ

منسٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس خط کے پہلے ایک خط حضور کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس سے کننور (مالابار) کا حالات و واقعات معلوم کر لیا ہوگا سوائے اس کے مالابار سے تمام خبر کو شرکت خط بھی حضور میں پہنچا ہوگا۔

فی الحال تازہ خط اور خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے کننور بستی میں راجا صاحب اور تمام رئیسوں کو بہت بڑی تاکید دی ہے اس لئے قاضی صاحب نے بعد جمعہ مسجد میں پکار پکار کر یہ کہا کہ کوئی آدمی قادیانیو کو یعنی (احمدیوں کو) کچھ تکلیف نہ دینا۔ یہ بھی سنا ہے کہ بستی میں سب کو سنانے کے لئے بذریعہ ایک ہاتف سے بھی کام لیا اس مبارک گورنمنٹ نے ہم احمدیوں کے لئے قبرستان اور مسجد کے واسطے بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ایک قطعہ زمین بھی عطا کی بحکم کلکٹر مسٹر انیس صاحب کے (اللہم اجعلہ انیساً مونساً) ڈویژنل آفیسر مسٹر حل صاحب نے احمدیوں کو بلایا اور پوچھا کہ یہاں پر تم لوگوں کا لیڈر کون ہے۔ جواب دیا کہ عبدالقادر کویا ہے تب مسٹر کویا صاحب کھڑا ہوا تو صاحب نے فرمایا کہ دیکھو تم لوگوں کو آئندہ کچھ تکلیف نہ ہوگا اس کے لئے ہم نے بندوبست کیا ہے اور قبرستان اور مسجد کے واسطے تم لوگوں کو ایک ٹکڑا بہت عمدہ زمین دیا جاتا ہے فی الحال اس کا طول .... اور عرض ...... فیٹ ہوگا مسجد کے لئے یہ جگہ تھوڑا دور ہیں وہ نزدیک ہونا چاہئے تھا وہ آئندہ دیکھا جائیگا اس کے بعد مسٹر عبدالقادر کویا کھڑے ہو کر یہ مہربان گورنمنٹ کا اور کلکٹر صاحب اور سب کلکٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد تحصیل چیرمین مسٹر تم کنج حاجی صاحب نے فرمایا کہ تم لوگوں میں آدمی آئندہ زیادہ ہونگے جب آدمی کا کثرت ہوگا تو اس وقت یہ جگہ کی ملحق زمین بھی دیا جائیگا شکر کے ساتھ قبول کیا جلسہ برخاست ہوا۔

فمن اللہ علینا انہ من یتق و یصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

اے اولوالعزم! یہ تمام برکات آپ کا دعا اور توجہ کی طفیل ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا اولوالعزمانہ طاقت حضور کی عہد خلافت میں متابعین (متبعین) احمد علیہ السلام کی قالب میں بھی حضور کی خاطر پھونک دی ہے۔ ورنہ ہمارے مخالف کے سامنے ہم کیا چیز ہے! غریب ناتوان کم زور، درکم طاقت گویا چیونٹی کے پتلا ہیں لیکن مسیح موعود احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحم سے۔ مطابق فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ ہوگیا۔

وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون۔

پھر عرض یہ ہے کہ ہمارا ملک کننور نورت (ارقہ شمال مالابار میں ہے نورت مالابار کی رواج کی مثال (رکا مسئلہ) وہاں کے مندولا میں داخل ہے اس کا تفصیل یہ ہے کہ ایک آدمی کے تمام کمائی جو ہیں وہ مرجانے کے بعد اس کا بہن کے لڑکا یا اس کا گھرانے میں بھی متوفی کا ماں کی چھوٹی بہن یا بڑی بہن کے بڑا لڑکا یا بھائی لوگ یا متوفی کے ماموں صاحب وغیرہ میں جو عمر میں سب سے بڑا ممبر کون ہے اسکو ملنے کا حق رکھتا ہے۔

متوفی مرنے کے آگے جو کچھ جثبیت اپنے بال بچوں کو بذریعہ رجسٹری دے چکا ہو تو فقط وہی مال انہوں کو مل سکتا ہے ورنہ متوفی کی ملکیت سے ایک پائی تک متوفی کے اولاد کو نہیں ملسکتا ہے متوفی کی اولاد اور اس کا بیٹی اس کا ملکیت سے محروم میں خدا تعالیٰ کا کلام قرآن شریف کے اس بارے میں جو تعلیم ہے اس سے کچھ واسطہ نہیں بلکہ ولا تقربوا مال الیتیم کا حکم کیا ایک دم الٹا دیا بالکل برخلاف یتیم کا مال کھا کھا کر پیٹ بھرتے ہم نے ایک مفصل خط ۲۰ ماہ حال کو ملک میں جماعت کو لکھا ہے کہ جلدی احمدیہ انجمن تیار کرو قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماتحت میں قائم کرو چندہ لو۔ جو دے سکتا ہے وہی لیلو۔ طاقت سے بالاتر نہیں مانگنا بلکہ ایک قواعدہ کے ساتھ کرو۔ ایک رجسٹر یک رکھو تمام احمدیوں کے نام بک میں داخل کرو۔ اس کے بعد گورنمنٹ کو ایک میموریل بھیجو کہ ہم تمام احمدی اس زمانہ کے رفارمر اور فرقہ فت دیانت پیغمبر (مجدد اعظم مسیح موعود مرزا غلام احمد کے پیرو ہے جس نے اسلام کے اصلی تعلیم پر قائم رکھنے تمام بدعات کو نکالنے کے لئے پنجاب گورداسپور قادیان میں آیا تھا اس لئے ہمارا جماعت کو احمدیہ جماعت کہا جاتا ہے ہم کو شریعت محمدی کی پوری پوری متابعت اور سنت محمدی کی پوری پیروی کرنا ہے۔ یہ نام کے مسلمانوں میں بہت ناجائز اعتقاد اور رسم داخل ہوگیا ہے ہمارے امام نے جہاد کے مسائل (مسائل) اور رعیت پرور انصاف پسند گورنمنٹ کے سایہ تلے امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور اطاعت کے ساتھ وفادار رعایا بنکر رہے اور روحانی اور جسمانی ترقی حاصل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور انسان کو اعلیٰ تعلیم دیتا اور پاک وصاف کرتا ہے یہ عام مسلمانوں میں جو جو بدعات و رسم داخل ہوگیا ہے اس میں سے نورت ملبار کے مسلمانوں میں ایک سایہ بھی ہے کہ وہ وراثت کے مسائل (مسائل) میں خدا کا کلام قرآن کے تعلیم سے اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ اس لئے ہم احمدی اس رسم سے اجتناب کرنے چاہتے ہیں اس لئے ہم تمام احمدیوں کو بھی اور آئندہ جو آدمی احمدی جماعت میں داخل ہو کر ہمارے انجمن میں داخل ہوتے ہوئے ہیں بذریعہ ایک عرضی سے گورنمنٹ کو اطلاع کرتا ہے ایسے تمام احمدی اور ان کے اولاد کے لئے وراثت کا مسائل شریعت محمدی کے برابر (مطابق) حکم پاس کرنے کے لئے چاہتے ہیں۔

پھر ہم نے لکھا ہے کہ دیکھو جب ہم احمدی یہ کام کرینگے اس کے بعد آپ لوگ دیکھینگے کہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔ کیونکہ تھوڑے زمانہ سے یعنی قریباً تیس چالیس سال سے زیادہ لوگوں کے خیالات اور خواہش اس طرف مائل ہے کہ اپنی کمائی اپنی اولاد کو ملنا چاہیئے بلکہ ایسا چاہتے بھی ہیں لیکن راستہ نہیں ملتا گورنمنٹ بھی ایسا کرنی چاہتے ہیں مدراس ہیکورٹ (باقی آئندہ)

دلیل العرفان
بجواب
تشحیذ الاذہان

جون ۱۹۱۵ء کے تشحیذ میں مستند کتب شیعہ کے رد سے شیعوں کو احمدیت کی دعوت دی گئی تھی یہ رسالہ پانچسو مفت بھی تقسیم ہوا۔ اس کا جواب ایک لکھنؤ سے رسالہ اصلاح میں شائع ہو رہا ہے اور ایک لاہور سے چھپکر آیا ہے۔ اس کا حجم ۱۹۰ صفحہ ہے ہمارا مضمون جس میں تہذیب متانت سنجیدگی اور نرمی سے کام لیا گیا تھا اس کا اقرار ہمارے مخاطب کو بھی ہے چنانچہ وہ صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں "میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مضمون زیر بحث تہذیب سے لکھا گیا ہے" مگر اس کا اجر میں سرکار شریعت مدار سے یہ ملا ہے کہ مسلمانوں کے لیڈر مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ کو عبد الکریم اعرج لکھا ہے۔ یعسوب المسلمین امیر المومنین مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا ہے۔ کہ واللہ متم نورہ پر جو ذوقی لطیفہ جناب موصوف نے بیان کیا وہ غلط ہے اس سے بڑھ کر تو نور دین کا ڈھ ہے (جو فانی) سو بھی دروازہ میں رہتا ہے اور مصنف کا خلیل ہوگا) اور پھر آنجناب کا نام مسٹر نور الدین بھیروی کرکے لیا ہے پھر صاحب الزمان۔ خلیفۃ الرحمٰن۔ آیۃ السبحان۔ ظہیر الاسلام علی الادیان قامع الکفر والطغیان حضرت مہدی دوران مسیح الزمان سیدنا مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یزید بنایا ہے کہ ان کے مقام کو خدا نے دمشق فرمایا اور اخرج منہ الیزیدیون کے مطابق وہ یزید کا پایۂ تخت ہے۔ حالانکہ یہ تو ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ اس وقت جبکہ کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا خدا نے چند یزیدی الفطرت لوگوں سے اطلاع دی جو اہل بیت رسالت سے وہی سلوک کرنا چاہینگے جو اس سیاہ دل یزید نے کیا بلکہ گو۔ مگر چونکہ یہ دور ثانی تھا اس لئے بجائے اس کے کہ یزیدیت کا غلبہ ہو۔ اخراج کا لفظ فرماکر تسکین بخشی اور ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ پیشگوئی پوری ہوتے دیکھی فقطع دابر القوم الذین ظلموا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین کاش مصنف دلیل اس سے فائدہ اٹھاتا اور ایمان لاتا۔ القصہ یہ وہ شکریہ ہے ہماری تہذیب اور نرمی کا۔ جو ادا کیا ہے مجتہد العصر ابو تراب سید علی الحائری القمی حاکن بلدہ لاہور نے ادا کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے قدسی نفوس کو گالیاں دیتے وقت اگر مذاق شرافت بگڑ نہیں گیا اور دل مر نہیں گئے تو میں اپیل کرتا ہوں اہل انصاف شیعہ حضرات سے کہ کیا یہ تہذیب ہے یہ متانت ہے یہ سنجیدگی ہے۔ یہ صلح جوئی ہے۔ یہ انسانیت ہے یہ شرافت ہے کہ ایک شخص ادب اخلاص سے نرمی سے ایک عرضداشت کرے۔ اور اسے یوں لفظ سنائی جائیں۔ اس کے بزرگان ملت کو اس کے سلسلہ کے بانی کو سب و شتم کرکے جیسے کہ مجروح کیا جائے اگر یہی وہ عدالت ہی وہ حق پر دری ہے۔ جو شیعہ مذہب کا اصول بتایا جاتا ہے۔ تو میرا دور ہی سے سلام ہے۔ میں اپنے پیارے بھائی منشی نادم حسین صاحب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہرگز اس کتاب کے جواب کی طرف متوجہ نہ ہوں کہ یہ کتاب آپ ہی اپنا جواب ہے سہ

دشنام کرد۔ مذہب طاعت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

جس کے اخلاق کا یہ پایہ ہو اور پھر وہ عالم اسے خطاب کا شرف دیا بھی عبث ہے۔ میرے دل میں صاحب العمامۃ والعباء۔ جناب سید علی الحائری صاحب کی بحیثیت عالم و فاضل اور ایک گروہ کا مقتدا ہونے کے بہت عزت تھی۔ مگر انہوں نے اپنی تقریظ میں اس کتاب کی جس میں گندہ الفاظ ہیں بہت تعریف کی ہے۔ اسے ریاض حکمت درصوان اور نور لامع قرار دیا ہے اور خود بھی امام العصر کو کذاب لکھا ہے جس سے میرے اس خیال کو نہایت سخت صدمہ پہنچا ہے۔ کیا کسی کو یزید کہنے سے یا کذاب کہنے سے یا اعرج کہنے سے اس کی دلیل کا جواب ہو جاتا ہے اور مسٹر کہدینے سے کسی کا مسار علم و فضل چھین جاتا ہے۔ اگر تمہارے پاس حق ہے تو تمہیں گالیاں دینے کی کیا ضرورت ہے تم دلیل قاطعہ لاؤ براہین ساطعہ پیش کرو۔ الفاظ زوردار ہوں۔ ان میں جوش ہو۔ فصاحت ہو۔ سب کچھ ہو۔ مگر سب نہ ہو۔ کہ اس میں سوائے اپنی سیاہ باطنی کا ثبوت دینے کے اور کچھ نہیں ہوتا +

(مکمل)

دعوت الی الخیر

فرانس میں

اخویم مکرم ڈاکٹر محمد الدین صاحب اور برادر مکرم منشی عبد الرحیم صاحب پوسٹل کلرک پیرس

پوسٹ آفس پولوں کے خطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیچنگز آف اسلام کا فرنچ ترجمہ ہوکر لنڈن روانہ کیا جاچکا ہے اور وہاں زیر طبع ہے "پیشگوئیاں جو سب کو معلوم ہونی چاہئیں" وہ بھی فرنچ زبان میں چھپ کر آگئی ہیں۔ اور بہت سی تقسیم بھی ہو گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں " حضور دعا فرمائیں کہ وہ مولیٰ کریم جو ایک رائی کو پہاڑ بنا سکتا ہے ہماری اس چھوٹی سی جماعت کو کامیاب بامراد لائے اور اس ملک میں اسلام کا بیج بویا جائے (آمین) ہم لوگ تو کوئی علم قابلیت یا جوہر نہیں رکھتے جس سے لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لے سکیں۔ بلکہ ہم تو یہاں کی زبان سے بھی ناآشنا ہیں۔ ہاں مگر افضال الٰہی کے امیدوار ہیں۔ کہ وہی ہمارا حافظ و ناصر وہی ہمارا رہنما ہو۔ اس کار خیر میں سب سے زیادہ حصہ برادر عبد الرحیم صاحب نے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم دے اور انکی مساعی جمیلہ کو مشکور فرمائے۔ (آمین) جملہ احمدی احباب شریک جنگ یورپ کے واسطے دعا فرمائیں +

برج کے علاقہ میں

برادر شیخ عبد الرحیم صاحب دہلوی متحن چشم و سوداگر عینک حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں بعد سلام مسنون لکھتے ہیں:۔

غلام ۹۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو دہلی سے جانب بندرابن روانہ ہوا۔ جس درجہ میں میں سوار تھا اسی میں ایک صاحب مسمی محمد حسین صاحب تجار کراؤ ورڈ مارکیٹ بمبئی بھی تشریف رکھتے تھے ان کو تبلیغ کی گئی خوب توجہ سے سنتے رہے اور قریباً تمام باتوں کو تسلیم کرتے رہے متھرا جنکشن آجانے کے باعث غلام اُتر پڑا۔ اور وہ آگے چلے گئے۔ چلتے وقت ایک کتاب انکی نذر کردی گئی۔ اسیوقت دوسری گاڑی تیار مل گئی اور بندہ سوار ہوکر بندرابن پہنچا۔ یہ ہندوؤں کا بہت بڑا تیرتھ ہے جناب کرشن علیہ السلام نے اپنی آخری عمر اسی جگہ بسر کی ہے عام طور پر مشہور ہے کہ اس جگہ ساڑھے پانچہزار مندر ہیں۔ مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے قریباً دو سو ۲۰۰ گھر مسلمانوں کے ہیں جنمیں بھٹیارے۔ بہشتی۔ رنگساز۔ تیلی

ہندو سیاحت والے منتال پر قصائی سنگریز۔ فقیر وطبلہ ڈھول بجانے والے وغیرہ ایسی قومیں آباد ہیں جن کو خود ہندوؤں نے محض نیت آرام کے واسطے کسی زمانہ میں آس پاس شہروں سے بلا کر آباد کیا تھا۔ ورنہ ہندو اس جگہ مسلمانوں کا قدم بھی رکھنا نہیں چاہتے تھے اور سنا جاتا ہے کہ اب بھی بندرابن کے پانڈے ہندوستان میں گشت کرتے ہوئے عام ہندوؤں میں مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ ہمارے شہر میں مسلمان نہیں ہیں۔ انکے علاوہ کچھ مسلمان محکمہ چونگی میں محرر و چپڑاسی اور کچھ محکمہ پولیس میں ملازم ہیں جو دیگر شہروں کے رہنے والے ہیں اور ان کا اس شہر سے کوئی تعلق نہیں۔ آجکل ایک تھانہ جناب سید افضال حسین صاحب انسپکٹر پولیس (کوتوال شہر) اس جگہ تشریف رکھتے ہیں جو نہایت عادل اور نیک مزاج آدمی ہیں۔ ایک قاضی صاحب بھی ہیں ✦

بندرابن میں **صرف ایک مسجد** ہے کسی زمانہ میں ایک شخص نے زمین خرید کر اسپر چھوٹی سی مسجد کی عمارت قائم کی تھی جسکی بابت مشہور ہے کہ بنا چیتا گا تا نہیں تھا بلکہ بستی والوں پر اس کا کچھ حق بندھا ہوا تھا جو تہواروں یا متبرک دنوں کے موقعہ پر اسکو ملجایا کرتا تھا اور یہ اس سے اپنی گذر اوقات کیا کرتا تھا۔ وقتاً فوقتاً چندے سے زمین و عمارت میں زیادتی ہوتی رہی بعد میں جناب حاجی واجد علی خاں صاحب نے جو ریاست بھرت پور کے پنشن یافتہ ہیں اور ریاست مذکور ہی میں رہتے ہیں اچھی عمارت سے مسجد کو رونق دیدی۔ اور اپنی طرف سے پیش امام مقرر کر دیا ہے اور روشنی اور پانی وغیرہ کا خرچ بھی مسجد کو ہموار دیتے ہیں۔ حاجی صاحب موصوف نے حال میں اس جگہ اسلامیہ مدرسہ بھی قائم کیا تھا جو کسی وجہ سے اسکو بہت جلد بند کر دینا پڑا ✦

یہاں جس جگہ غلام پہنچتا ہے حتی الوسع لوگوں کو تبلیغ احمدیت کرتا رہتا ہے اس جگہ عام طور پر سب مسلمانوں کو تبلیغ کی گئی۔ مگر بہت کم لوگوں نے کچھ مانا۔ اور باقی سب سخت مخالف ہوگئے۔ پیش امام صاحب پہلے تو بہت غصے سے پیش آئے۔ بعد میں قرآن شریف لے آئے۔ اور کہا جو کچھ تم کہتے ہو دکھاؤ کئی مقامات دکھلائے گئے اسپر آپ نے جواب دیا کہ واقعی قرآن شریف میں تو یہی لکھا ہے لیکن میں مولویوں کو کس طرح جھوٹا کہدوں وہ بھی تو سچے ہیں۔ ایک مولوی صاحب جنکی گذر اوقات صرف وعظ پر ہے اور شہر بشہر وعظ کرتے پھرتے ہیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے شاگردوں میں سے ہیں۔ میری موجودگی میں بندرابن تشریف لائے میری انکی باتیں پیش امام صاحب کی موجودگی میں ہوتی رہیں اور مولانا صاحب بہت تیزی اور ہٹ دھرمی سے پیش آتے رہے میں نے ان سے کہا کہ میں بستی کے تمام مسلمانوں کو بلاتا ہوں انکی موجودگی میں متنازعہ فیہ امور کا جو مسیح ناصری کی حیات و ممات اور مسیح موعود کی آمد وغیرہ کے بارے میں ہیں فیصلہ کر لیا جائے کیونکہ آپ جیسے مولویوں نے ان کو دھوکے میں ڈالا ہوا ہے میرے اس کہنے پر آپ نرمی سے پیش آئے اور فرمانے لگے کہ مجھ کو آپ معاف فرمائیے مجھ کو ان جھگڑوں سے غرض نہیں اور نہ مجھ کو اس بارے میں معلومات ہیں تاوقتیکہ میں واقفیت حاصل نہ کرلوں۔ میں کچھ بحث نہیں کر سکتا۔ دوسرے روز انکے چلے جانے کے بعد ایک شخص سے معلوم ہوا کہ وہ ایک کتاب جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض کئے ہیں لوگوں کو خفیہ طور پر دکھاتے پھرتے تھے یہاں بھی مولوی صاحب دھوکہ دے گئے۔ ایک صاحب جناب مولوی شرف الدین صاحب متھرا کے رہنے والے ہیں بندرابن کے مسلمانوں میں یہ خدا کے فضل سے ایک سلیم الطبع اور قابل آدمی ہیں ان کو تبلیغ کی گئی۔ بہت توجہ سے سنا اور بہت کچھ مان لیا اور چند کتابیں دیکھنے کے لئے خوشی سے رکھ لیں۔ مولانا صاحب موصوف نے اکثر عیسائیوں اور آریوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ بڑے شریف قابل اور نیک آدمی ہیں۔ خداوند پاک جلد ان کو راہ راست پر لائے۔ آمین

مشنریوں کیطرف سے اس جگہ ایک زنانہ ہسپتال کھلا ہوا ہے جسمیں دو لیڈی ڈاکٹر ہیں اور وہی لڑکیوں کو صنعت و حرفت بھی سکھاتی ہیں کیونکہ ان کا ایک زنانہ و مردانہ اسکول بھی ہے۔ مس صاحبہ اور ہیڈ ماسٹر اور ایک دوسری دیسی لیڈی صاحبہ کی خدمت میں کچھ تبلیغی ٹریکٹ پیش کر دیئے گئے۔ خداتعالیٰ ان کو فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین ✦

(بقیہ خبریں صفحہ ۲ سے آگے)

کوئی جہاز نہیں ہے۔ مگر انکے ۸ جہاز کی [illegible] سے لدے ہوئے اسوقت سویڈن کی بندرگاہوں میں [illegible] اور جرمن بحری افسر اس تجویز میں ہیں کہ انھیں جنگی جہازوں سے محفوظ کر دیں ✦

پیٹروگراڈ کی سرکاری خبر ہے کہ بحر بالٹک میں جرمنی کے ۱۲ جہاز بار برداری غرق کئے اور ایک کو کنارہ کیطرف [illegible] گذشتہ جنوری سے ۲۰ جرمن چھوٹے جہازوں کی ایک فہرست چھپی ہے جو اسوقت گوٹزبی اور ہیلسنگ فورس میں گرفتار یا نگرانہ [illegible] ہیں ✦

ایک سویڈش کپتان کا بیان ہے کہ جرمنی کے جن جہازوں کو برٹش آبدوزوں نے غرق کیا وہ چار اور ۵ ہزار ٹن وزن کے اور بڑی شاندار وضع کے تھے۔ انکے آدمیوں کو جان بچانے کے لئے کافی وقت دیا گیا۔ مگر بے حساب قیمت کا لوہا جو جرمنی پہنچنا تھا سمندر کی تہ میں جا بیٹھا۔ کپتان مذکور نے اسپر بھی زور دیا ہے کہ یہ جرمن سٹیمر کھلے سمندر میں ڈبو دئے گئے۔ سویڈن کے پانیوں میں غرق کرنے کی کہانی بالکل من گھڑت ہے ✦

پیٹروگراڈ کی ایک تار خبر ہے کہ ماسکو اور اسکے علاقہ میں جنگ کی حالت کا اعلان ہو گیا ہے ✦

دردانیال کے متعلق ایک فرنچ مراسلہ سرکاری منظور ہے کہ اکتوبر کے پہلے پندرھواڑہ میں ہم نے دشمن کی سرنگیں لگانے کی کارروائی کو روکا۔ ترکی توپخانہ مصروف کار رہا مگر بے اثر۔ کیونکہ فرنچ توپیں اعلے درجہ کی تھیں۔ فرنچ ہوائی بیڑہ زوزنہ ترکی کیمپوں وغیرہ پر بمب گراتا رہا ✦

روس کی طرف سے کرغیزی قبائل کی ایک بڑی جمعیت بھی میدان جنگ میں آنیوالی ہے ان کو جنگی کام سکھلایا جا رہا ہے انکی آبادی ۲۰ ملین کے قریب ہوگی ✦

مغربی میدان میں برٹش مورچوں کی حالت پہلے سے ترقی پر ہے۔ فرنچ محاذ پر ان دنوں میں بڑی خونریز لڑائی ہوتی رہی لاریں میں غنیم کے اکثر جوابی حملے پسپا کئے گئے۔ ہمارے مورچے پھر اپنے قبضہ میں آگئے۔ جنوب کیطرف روس کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ برٹش افواج نے بڑی خندق پر قبضہ کر لیا ✦

کمیلا (مشرقی بنگال) ۱۹- اکتوبر کی تار خبر ہے کہ چار دن سے لگاتار موسلادھار بارش پڑ رہی ہے۔ سیلاب ندی گومتی بہت چڑھ گیا ہے۔ تا پہلے کبھی نہ چڑھا تھا۔ [illegible] گئے ہیں اور دھان کی ساری فصل تباہ ہو گئی ہے شہر کے بہت سے گھر پانی میں ہیں۔ بند کے جا بجا سے ٹوٹ جانے کا خطرہ ہے حکام تدابیر انسداد میں سرگرم ہیں۔

الفضل

چندہ سالانہ چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے حقیقۃ الوحی

نمبر ۵۴	۱۳۳۳ھ	مطابق ۱۶ ذی الحجہ	سہ شنبہ	۲۶ اکتوبر ۱۹۱۵ء	جلد ۳

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طبیعت کل بات کچھ ناساز تھی

خاندان نبوت میں عام طور پر خیریت ہے +

جناب مکرم محمد حسین خان صاحب جج کانپور جو کچھ عرصہ تک قادیان میں قیام پذیر رہے ہیں جاتے ہوئے اس عرصہ میں خالی رہنے کی بجائے حضرت خلیفۃ المسیح سے درخواست کی کہ جو درس اخویم مکرم ابو الہاشم صاحب چودھری ایم اے کے لئے جاری کیا گیا تھا آپکے واسطے جاری رکھا جاوے اس کے متعلق حضور نے وعدہ فرمایا کہ نماز فجر کے بعد انشاء اللہ ہوا کرے گا امید کی جاتی ہے کہ آجکل میں شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی صحت کو قائم رکھے تا یہ سلسلہ بند نہ ہو +

آمد مہمانان مکرم حافظ قمر صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس جموں۔ سیٹھ اللہ دین شاہ صاحب تاجر اگینوط بمبئی۔ چودھری غلام مصطفےٰ خان صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس گجرات ضلع ملتان

اخبار احمدیہ

رام گڑھ سے برادر محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ایک مولوی صاحب آئے انکی ظاہری وضع قطع سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بڑے عالم و فاضل ہونگے لیکن جسوقت وعظ شروع کیا تو نہ قرآن کریم پڑھا اور نہ حدیث کو زبان پر لائے پہلے ہی پنجابی اشعار پڑھنے شروع کر دیئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ناگفتنی کلمات کہنے لگے ختم وعظ کے بعد مولوی صاحب کو چند پیسے مل گئے۔ افسوس یہ لوگ چند پیسوں کی خاطر خدا کے برگزیدہ انسان کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اگر یہ اب بھی یہودی صفت نہیں ہو گئے ہیں تو اور کونسا وقت آئے گا جسوقت مولوی یہودی بنجائیں گے اور مسیح اور مہدی کے آنے کی ضرورت ہوگی۔ یہی تو وہ وقت تھا جبکہ موعودہ مسیح اور مہدی آتا اور لوگوں کو حقیقی اسلام سے مطلع کرتا +

کیمبل پور اور حضرو سے مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مبلغ نے گھروں پر جا جا کر تبلیغ کی اور آپ کا ایک وعظ بھی ہوا جس کا الحمد للہ کہ بہت اچھا اثر ہوا۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ جو لوگ علماء کہلاتے ہیں۔ دین سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اور احکام الٰہی سے غافل۔ البتہ عوام میں سے بعض سعید روحیں حق سننے والی نکل آتی ہیں جنھیں تبلیغ کر دیجاتی ہے۔ مولوی صاحب دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ اس سفر میں خدا تعالےٰ کے فضل سے دو شخصوں نے بیعت خلافت کے خط لکھے ہیں +

لاہور سے برادر عطاء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ پچھلے دنوں انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ہوا جسمیں ایک نقشبندی مولوی وعظ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ "میری قبر کو بت نہ بنانا" اس کا یہ مطلب نہیں کہ میری قبر سے مرادیں نہ مانگنا۔ بلکہ یہ کہ تم بتوں سے ناامید ہو کر جانیوالوں کیطرح نہ چلے جانا۔ اگر تم مجھے بلاؤ گے تو میں بولوں گا اور تمہاری آوازوں کا جواب دونگا" افسوس کہ ان علماء اور پیشوایان دین کی اب کیسی [illegible] نازک حالت ہو گئی ہے اور پھر یہی کہے جاتے ہیں کہ کسی امام

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

خواجہ کمال الدین صاحب کی اس تحدی کا جواب کہ احمد قادیانی کو ساحر نہیں کہا گیا

معلوم کرکے حسد کرتا ہے کہ ایک صاحب جو سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں قادیان آئے۔ تو انھوں نے وہاں کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے اسبات کا ذکر بھی کیا کہ خواجہ صاحب کا وہاں جو لیکچر ہوا تھا اسمیں انھوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اکسانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ اور بیان کیا کہ اسلام پر تیرہ سو سال میں ایسا کوئی خطرناک موقعہ نہیں ہوا جیسا کہ جماعت احمدیہ نے اسوقت کیا ہے (غیر مبائعین چونکہ کسی سلسلہ یا منشاء نہیں رکھتے۔ واعجب! لاہوری جماعت لیڈر کے ساتھ نہیں اس لئے جماعت نہیں کہلا سکتے) کیونکہ اس جماعت کے لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد رسالت کا دروازہ کھول دیا ہے اور یہ غضب کیا ہے کہ غلام احمد کو احمد بنا دیا ہے۔ غرض اس طرح کے جوش دلانیوالے کلمات استعمال کرکے انھوں نے اپنی طرف سے پورا زور مارا کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کو سیالکوٹ میں روک دیں اور انکے کامیابی کے دروازے بند کر دیں۔ اور وہ لوگوں کی نظروں میں ایسے ہو جائیں جیسی کہ ایک سڑا ہوا مُردار کہ ہر ایک شخص اپنی آنکھیں اس سے ہٹا لیتا ہے بلکہ اسکے پاس سے گذرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ خواجہ صاحب غالباً اپنے دلمیں خوش ہونگے کہ ہم نے اس ذریعہ سے ایک بہت بڑی فتح حاصل کی ہے لیکن درحقیقت خدا تعالے نے ان کو ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھے میں اوندھے مُنہ گرا دیا ہے اور انکے مُنہ سے اس لیکچر میں ایسے کلمات نکلے ہیں کہ جنکی غلطی جب انکو معلوم ہوگی یا یہ معلوم ہوگا کہ میرے کلام کی کمزوری کا لوگوں کو علم ہو گیا ہے تو ان کا دل خواہش کرے گا کہ یالیتنی کنت ترابا۔ کاش کہ میں مٹی ہی ہوتا۔ اور انسان نہ بنتا کہ اس قسم کے خلاف واقعہ کلمات بڑی تحدی کے ساتھ ایک بڑی مجلس میں بیان کرکے اپنے لئے شرمندگی کا سامان مہیا کر لیتا مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا اور خدا تعالیٰ کی تدبیر خواجہ صاحب پر غالب آئی اور وہ اسبات کے کہنے پر مجبور ہوئے جو انکے علم اور انکی دیانت پر ایک خطرناک حملہ ہے ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ (سورۃ آل عمران) انھوں نے جماعت احمدیہ کو لوگوں کی نظروں میں سبک کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن خدا تعالے نے انکے ہی کلام سے انکی رسوائی کا سامان کر دیا۔ اور وہ اس طرح کہ جیسا کہ مجھ سے سیالکوٹ سے آئے ہوئے صاحب نے بیان کیا ہے اور کچھ خطوط سے بھی اس کی تصدیق ہوئی ہے خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احمد ہونے پر جو دلائل دیں ان میں سے ایک دلیل جسپر انھوں نے خاص زور دیا۔ اور جسکی نسبت علی اور وثوق کے خواجہ صاحب کے لیکچر میں بیٹھے ہوئے تمام سامعین معترف بیان کئے جاتے ہیں یہ تھی کہ قرآن کریم میں آنے والے احمد کی نسبت لکھا ہے کہ فلما جاءھم بالبینات قالوا ھٰذا سحر مبین یعنی جب وہ بینات کے ساتھ ان کے پاس آیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو ایک کھلا کھلا سحر ہے اور چونکہ مرزا صاحب کے مخالفین کے لٹریچر میں مرزا صاحب کی نسبت جادوگر یا ساحر کا لفظ نہیں ملتا اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہو سکتے اور خواجہ صاحب نے اس دلیل پر اسقدر زور دیا کہ گویا اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ ایک ہی تھیار کافی ہے جب میرے سامنے یہ بات بیان کیگئی تو مجھے سخت حیرت ہوئی اور مینے خیال کیا کہ شائد خواجہ صاحب نے کچھ اور کہا ہو اور لوگوں کو سمجھنے میں دھوکا لگا ہو۔ لیکن یہ میرا شک اسی وقت دُور ہو گیا جب ایک دوست نے بیان کیا کہ یہ بات تو پیغام صلح اخبار میں بھی شائع ہو گئی ہے چنانچہ مینے اس اخبار کو منگوا کر پڑھا تو اس میں مفصلہ ذیل عبارت کو دیکھ کر میرے دلمیں یقین ہو گیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اور اُس نے خواجہ صاحب کو انکے بے موقعہ دعووں کی سزا دینے کے لئے یہ سامان کیا ہے۔ پیغام صلح اخبار (جو خواجہ صاحب اور انکے ہم خیالوں کا آرگن ہے) لکھتا ہے:

"پھر من بعدی اسمہ احمد کے بعد صاف طور پر لکھا ہے کہ فلما جاءھم بالبینات قالوا ھٰذا سحر مبین۔ یعنی جب وہ بینات کے ساتھ آگیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ اب مرزا صاحب کے مخالفین کا لٹریچر دیکھو۔ جاؤ محمد حسین کا لٹریچر دیکھو۔ جاؤ ثناء اللہ کا لٹریچر دیکھو۔ جاؤ ابراہیم سیالکوٹی جماعت علی وغیرہم تمام مکفرین و مکذبین کا لٹریچر چھان مارو۔ اور ہمیں بتاؤ کہ کسی نے مرزا صاحب کو جادوگر کہا ہو کسی نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ اور بالمقابل جاؤ قرآن کو دیکھو کیا صاف طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے "ھٰذا سحر مبین" نہیں کہا پھر اس کھلی اور واضح دلیل کے ہوتے ہوئے تم کیسے حضرت مرزا صاحب کو اس پیشگوئی کا حقیقی مصداق قرار دے سکتے ہو۔ ہاں وہ ظلی اور بروزی طور پر اس پیشگوئی کا مصداق ضرور تھے" (صفحہ ۳ مورخہ ۲۴-اکتوبر ۱۹۱۵ء) اگر خواجہ صاحب ایسی تحدی نہ کرتے تو شائد یہ ایک معمولی غلطی سمجھی جاتی۔ لیکن ان کا اس قدر زور دینا اور دعویٰ کرنا کہ کبھی کسی مخالف نے مرزا صاحب کو جادوگر نہیں کہا اور یہ کہ سب مخالفین کی کتابوں کو پڑھکر دیکھ لو کسی میں بھی یہ لفظ نہ پاؤ گے ثابت کرتا ہے کہ ان کو اس دلیل پر کس قدر ناز ہے (گو ہمیں یقین ہے کہ انھوں نے جن لوگوں کا نام لیا ہے انکی کتابیں پڑھی نہیں اور صرف لیکچر کو مزہ دار بنانے کے لئے اس قدر نام لے دیئے ہیں۔ اور اگر یہ ہمارا دعویٰ غلط ہو اور انھوں نے لیکچر کے دن سے پہلے ان مخالفین کی نصف یا چوتھائی یا دسواں حصہ کتب بھی پڑھی ہیں تو وہ قسم کھا کر اسبات کا اعلان کر دیں ہم ان کو تاوان دینے کے لئے تیار ہیں) مگر جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں خواجہ صاحب نے پبلک کو دھوکا دینا چاہا ہے یا تو ہی قرآن کریم کے مضامین پر غور کی کمی۔ علم حدیث سے خالی ہونے عربی زبان کی ناواقفیت اور احمدی سلسلہ کے لٹریچر سے بے خبر ہونے کی وجہ سے دھوکا خوردہ ہیں۔ خواجہ صاحب کو اس بات پر اصرار ہے کہ مرزا صاحب کو کسی نے جادوگر نہیں کہا اس لئے آپ احمد نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان کو چاہیئے تھا کہ اس دعویٰ سے پہلے وہ قرآن کریم پر ایک نظر ڈال لیتے اور دیکھتے کہ قرآن کریم نے سحر کے کیا معنے کئے ہیں پھر اگر ان معنوں میں سے کسی معنے کی رو سے بھی مرزا صاحب کو ساحر نہ کہا جاتا تو بیشک ان کا حق تھا کہ ایک بڑے مجمع میں اسقدر تحدی کرتے ان کو ایک مذہبی لیکچرار ہونے کا دعویٰ ہے اور ایک اسلامی لیکچرار وہی ہو سکتا ہے جو قرآن کریم کے الفاظ اور کم سے کم اس کے بڑے بڑے مضامین سے واقفیت رکھتا ہو پھر خواجہ صاحب تو یورپ میں تبلیغ اسلام کرنے کے مدعی ہیں ایک اسلامی رسالہ کے ایڈیٹر کہلاتے ہیں لوگوں سے ہزاروں روپیہ اسکی مدد کے لئے جمع کرتے ہیں۔ انکے دوست ان کے ساتھیوں سے امیر یا انکے لیکچروں کو معارف قرآنی سے پُر

بتاتے ہیں پس ان کے لئے تو ضروری ہے کہ وہ ان الفاظ کے جو قرآن کریم میں وارد ہیں ان معانی سے ضرور واقف ہوں جو خود قرآن کریم میں ہی استعمال ہوئے ہوں لیکن افسوس کہ پیغام صلح کا مندرجہ بالا حوالہ قرآن کریم کے مضامین سے ان کی ناواقفیت پر ایک زبردست شاہد ہے اور صاف بتا رہا ہے کہ خواجہ صاحب کو قرآن کریم پر تدبر کرنے کی عادت نہیں ہے ۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ساحر کے معنے صرف جادوگر کے ہی نہیں ہیں بلکہ ساحر جھوٹے کو بھی کہتے ہیں۔ جو دلربا بات بنا کر لوگوں کو حق سے پھیر دیتا ہے اور کون نہیں جانتا کہ مرزا صاحب کو لوگوں نے جھوٹا کہا ہے اور ان کے کلام کو تاویلات کا ذخیرہ بتایا ہے جو نادان لوگوں کو دھوکے میں ڈال دیتی ہیں۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت لیقولن الذین کفروا ان ھٰذا الا سحر مبین۔ (پارہ ۱۲۔ رکوع اول) یعنی جب تو ان لوگوں سے کہتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد اٹھائے جائیں گے تو ضرور ضرور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں یہ بات مگر کھلا کھلا سحر۔ اب فرماویں کہ اس جگہ سحر کے معنے جادو کے کئے جائیں یا جھوٹ کے کیا آئندہ زمانہ کے متعلق کوئی خبر دینے کو جادو کہتے ہیں یا قیامت کا اقرار کرنا کسی زبان میں جادو کہلاتا ہے اگر نہیں تو اس جگہ سحر کے معنے سوائے جھوٹ کے اور کیا ہو سکتے ہیں اور اس آیت کے اس کے سوا کیا معنے کئے جا سکتے ہیں کہ جب کافروں کے سامنے بعث بعد الموت کا مسئلہ [illegible] تا تو وہ کہہ دیتے تھے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے یا جب آ[illegible] ر آئندہ زمانہ کا ذکر ہوتا ان کو سنائی جاتیں تو وہ کہہ دیتے کہ [illegible] ٹ ہے اور اگر آپ تفاسیر کو دیکھیں تو وہاں یہ لکھا ہوا پائینگے کہ سحر کے معنے اس جگہ باطل کے ہیں اب براہ مہربانی خواجہ صاحب جواب دیں کہ ان کو اپنی ساری عمر کوئی ایسا شخص ملا ہے یا نہیں جس نے حضرت صاحب کے کلام کی نسبت کہا ہو کہ وہ جھوٹ ہے اگر ملا ہے تو کیوں انکار ان کا یہ دعویٰ کہ کبھی کسی نے مرزا صاحب کو ساحر نہیں کہا شاید خواجہ صاحب یہ کہیں کہ ہمارے معنے تو یہ نہیں کہ کسی نے مرزا صاحب کو ساحر نہیں کہا بلکہ یہ کہا ہے کہ آپ کو کسی نے جادوگر نہیں

کہا لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ قرآن کریم میں آنحضرت کے متعلق آیت میں ساحر مبین آیا ہے جادو کا لفظ وہاں نہیں ہے اور نہ یہ لفظ عربی زبان کا لفظ ہے پس جو لفظ قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے اسی کے معنوں کا لحاظ ہوگا نہ کہ جادو کا۔ ان کو ممکن ہے کہ خواجہ صاحب کو یہ خیال ہو کہ چونکہ ہندوستان میں سحر جادو کو کہتے ہیں اس لئے ہم وہی معنے کرینگے اور نہیں۔ تو ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اس طرح ان کو آریوں کے اس اعتراض کو بھی قبول کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن کریم میں نعوذ باللہ مکار و فریبی کہا گیا ہے (جیسا وہ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں) کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی نسبت مکر کا لفظ آیا ہے اور مکر فریب کو کہتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم (نعوذ باللہ من ذٰلک) اللہ تعالیٰ کی نسبت فریب کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ ان کو اس اعتراض کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے نہ کہ اردو میں۔ پس مکر کے جو معنے عربی زبان میں مستعمل ہیں وہ کئے جائینگے نہ کہ جو معنے اردو میں مستعمل ہیں پس اگر خواجہ صاحب کو بھی یہی دھوکا لگا ہے تو یہی جواب ہم ان کو بھی دیتے ہیں کہ قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے سحر کے معنے اسی وسعت سے کئے جائینگے جس قدر کہ عربی زبان میں مستعمل ہیں اور خصوصاً جس قدر کہ قرآن کریم میں لئے گئے ہیں چنانچہ ایک دو آیت پیش ہیں۔

سورہ صٰفٰت میں آتا ہے وقالوا ان ھٰذا الا سحر مبین ءاذا متنا وکنا ترابا وعظاما ءانا لمبعوثون یعنی اور کہتے ہیں کہ یہ ایک کھلا سحر ہے کیا ہم جب مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم پھر دوبارہ اٹھائے جائینگے۔ اس آیت میں بھی سحر کے معنے جھوٹ ہی کرنے پڑینگے۔

اسی طرح سورہ زخرف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولما جاءھم الحق قالوا ھٰذا سحر وانا بہ کافرون وقالوا لولا نزل ھٰذا القرآن علیٰ رجل من القریتین عظیم۔ اور جب آیا ان کے پاس حق تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو سحر ہے اور ہم اس کے منکر ہیں اور کہا کہ کیوں یہ قرآن مکہ اور طائف دو بڑے بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل نہ ہوا۔ یعنی یہ کلام نعوذ باللہ جھوٹا ہے اگر

سچا ہوتا تو کسی بڑے آدمی پر نازل ہوتا۔ اب خواجہ صاحب فرمائیں کہ ان آیتوں میں سحر کے معنے جادو کس طرح کئے جا سکتے ہیں۔ یہ تو چند آیتیں میں نے لکھی ہیں۔ ایسی اور بہت سی آیات قرآن کریم میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر کے معنے جھوٹ کے بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسے کلام کو بھی کہتے ہیں جو تاویلات رکیکہ سے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کہا جائے اور سحر کے ان معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگوں نے کروروں دفعہ ساحر کہا ہے کیونکہ آپ کے مخالف کروڑوں ہیں۔ جن میں سے بعض کا تو پیشہ ہی آپ کو جھوٹا کہنا ہے اور یہی ان کا ذریعہ آمدنی ہے۔ اور اگر آپ کو ہمارے مخالفوں کے لٹریچر ہی میں یہ بات دیکھنے کا شوق ہے تو آپ اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ نمبر ۵ دیکھیں جہاں مولوی نذیر حسین صاحب شیخ الکل دہلوی نے آپ کی نسبت سب و شتم سے کام لیا ہے اسی طرح اشاعۃ السنہ جلد شانزدہم ۱۸۹۲ء کی وہ عبارات پڑھیں جہاں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور پھر دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود کو کسی نے جھوٹا کہا ہے یا نہیں اور اس بات میں بھی کس کو شک ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کتب کی نسبت آپ کے مخالف مولوی ہمیشہ سے یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ ان کے اندر کوئی ایسی تاثیر ہے کہ ان کے پڑھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے پیر مہر علی شاہ صاحب سیالکوٹی تو اپنے وعظوں میں اسی بات پر زور دیا کرتے ہیں کہ ان کی کتابیں نہ پڑھو اور نہ احمدیوں کے جلسوں میں جاؤ۔ سعد اللہ نو مسلم نے ۱۳۰۳ھ میں ایک نظم میں لکھا تھا کہ انکی (یعنی حضرت مسیح موعود کی) کتابیں ایمان اور دین کا ازالہ کرنے والی ہیں کفر کے فتووں کو دیکھیں ان میں آپ کی کتابوں کو پڑھنے سے کس قدر روکا ہے کیونکہ وہ دل پر اثر کرتی ہیں حال میں شمس العلماء مولوی کمال الدین صاحب ایم۔ اے [illegible] کا خط آیا ہے۔ کہ میں قادیان جانے سے انکار کرتا ہوں کیونکہ وہاں کوئی ایسی چیز ہے جو مرید بننے کے لئے مجبور کر دیتی ہے۔ (یعنی سحر مبین) ۔

غرض اگر خواجہ صاحب قرآن کریم میں سحر جن معنوں میں آیا ہے ان کو مد نظر رکھتے تو کبھی یہ بات نہ کہتے کہ مرزا صاحب کو ساحر نہیں کہا گیا۔ اس کے بعد میں خواجہ صاحب کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اگر قرآن کریم کے مضامین پر ان کو عبور نہ

تھا تو حدیث نبی کریم ﷺ کو دیکھتے کہ اس میں سحر کا لفظ کن معنوں میں استعمال ہوا ہے اور پھر غور کرتے کہ مرزا صاحب کو ان معنوں کے رو سے کسی نے ساحر کہا ہے یا نہیں مگر مشکل تو یہ ہے کہ احادیث سے خواجہ صاحب کو قرآن کریم سے بھی زیادہ بُعد ہے اور ان سے بھی بالکل ناواقف ہیں ؛

حدیث میں آتا ہے۔۔۔ قیس بن عاصم المنقری والزبرقان بن بدر و عمرو بن الاھتم قدموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمرا عن الزبرقان فاثنی علیہ خیرا فلم یرض الزبرقان بذلک وقال واللہ یا رسول اللہ انہ لیعلم انی افضل مما قال ولکنہ حسد مکانی منک فاثنی علیہ عمرو شرا ثم قال واللہ ما کذبت علیہ فی الاولی ولا فی الآخرۃ ولکنہ ارضانی فقلت بالرضا ثم اسخطنی فقلت ما سخط فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من البیان سحرا - یعنی قیس زبرقان اور عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے عمرو سے زبرقان کی نسبت سوال کیا انھوں نے اسکی تعریف کی اس پر زبرقان نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے جو حضور سے قرب حاصل ہے اس پر اُس نے حسد کیا اور میری وہ تعریف نہیں کی جس کا میں حقدار تھا اس پر عمرو نے اس کی مذمت شروع کر دی پھر کہنے لگے خدا کی قسم میں نے جھوٹ نہ کہا تھا نہ اب کہا ہے لیکن جب اُس نے مجھے خوش کیا تو میں نے بھی اسے خوش کیا اور جب اُس نے مجھے ناراض کیا تو میں نے ناراضگی سے جواب دیا (یعنی پہلے اس کے محامد بیان کر دیئے پھر اُس کے عیوب بیان کر دیئے تو کچھ حق تھا) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بیان بھی سحر ہوتے ہیں یعنی دوسرے کے قلب پر اثر کرنیوالے۔ خواجہ صاحب فرمائیں کہ کیا ان معنوں کے رو سے حضرت مسیح موعود کو ساحر نہیں کہا گیا اگر آپ کے کلام کے با اثر ہونے کے مخالف بھی قائل رہے ہیں اور اسی وجہ سے اس کے پڑھنے سے لوگوں کو روکتے رہے ہیں تو پھر یہ کہنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کو کبھی کسی نے ساحر نہیں کہا ؛

اسی طرح ایک اور حدیث ہے اس سے بھی سحر کے معنے کھل جاتے ہیں حدیث میں آتا ہے من تعلم بابا من النجوم تعلم بابا من السحر یعنی جس نے ستاروں کے علم کا کوئی حصہ پڑھا اس نے سحر کا کوئی حصہ پڑھا (یہاں ستاروں کے علم کا نام سحر رکھا ہے اور کون نہیں جانتا کہ مرزا صاحب کو آپ کے مخالفوں نے نجومی کہا ہے اور ایسا اپنی کتابوں میں لکھتے رہے ہیں چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی جلد سیزدھم میں آپ کی نسبت لکھا ہے ”نجومی رملی۔ جوتشی۔ جفری“ اب خواجہ صاحب فرمائیں کہ کیا نبی کریم کی تشریح کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو ان کے مخالفوں نے ساحر (یعنی ستاروں کا علم جاننے والا) کہا ہے یا نہیں اگر کہا ہے تو کہاں گیا آپ کا یہ دعوےٰ کہ جاؤ کسی مخالف کی تحریر دیکھو اس نے مرزا صاحب کو کبھی ساحر کہا ہے ؛

قرآن و حدیث کے بعد لغت کسی لفظ کے معنے حل کر سکتی ہے لیکن چونکہ خواجہ صاحب علم عربی سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے لغت عرب سے تو ان کو تعلق ہی نہیں لیکن کاش کہ وہ اپنے کسی دوست سے سحر کے معنے پوچھ لیتے یا مولوی محمد علی صاحب کے تفسیری نوٹوں میں سے ماکفر سلیمان والی آیت پر جو نوٹ ہے اسی کا مطالعہ کر لیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ سحر کے اصل معنے صرف الشیء عن حقیقتہ الی غیرہ کے ہیں یعنی ایک شے کو اس کی حقیقت سے پھیر کر اور طرف لیجانا اور جھوٹ بھی اسی لئے سحر ہے کہ اس کا کہنے والا لوگوں کو حقیقت سے دور کرتا ہے اور دھوکے کو بھی سحر اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے بھی انسان کو حقیقت سے پھیرا جاتا ہے اور فساد کو بھی سحر کہتے ہیں کیونکہ اس سے بھی بہت سے حقوق کو ضائع کیا جاتا ہے اور جو لوگ ستاروں کی رفتار سے بعض باتیں اخذ کر کے بتاتے ہیں وہ بھی سحر ہوتا ہے کیونکہ اس سے بھی لوگ حقیقت سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور عمدہ بیان بھی سحر ہے کیونکہ وہ بھی انسانی عقل پر پردہ ڈالدیتا ہے اور سادہ لوحوں کو حق سے پھیر دینے میں ایک کاری حربہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی سحر کے معنے صرف پھیر دینے کے ہوتے ہیں۔ اور جس سحر کی طرف آپ کی توجہ گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکو بھی سحر اسی لئے کہہ دیتے ہیں کہ بعض نادانوں کا خیال ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسانی دل کو جس طرف چاہیں پھیر دیں اور دشمن کو دوست بنالیں چنانچہ لغت میں لکھتے ہیں سحر جس کے معنے ہوتے ہیں اسکے دل سے بغض کو دور کر کے محبت پیدا کر دی۔ اسی طرح لوگ خیال کرتے ہیں کہ سحر کے ذریعہ سے انسان کو مار دیا جا سکتا ہے یا بیمار کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ معنے اسکے اسی لئے پیدا ہوئے ہیں کہ ان باتوں میں بھی زندگی سے موت کی طرف اور صحت سے بیماری کی طرف حالت منتقل ہو جاتی ہے۔ ان تمام معنوں میں سے سوائے آخری معنوں کے باقی سب کی نسبت میں ثابت کر چکا ہوں کہ انکے رو سے حضرت مسیح موعود کو ساحر کہا گیا ہے ؛

اب رہے جادوگر کے معنے سو اس کے متعلق اگر آپ تحقیقات فرماتے تو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مسیح موعود کو ساحر کہا گیا ہے۔ چنانچہ جس طرح آپ نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے ساحر کہنے کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ ان کو کہا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے الہامات میں بھی موجود ہے کہ انکو ساحر کہا گیا جیسا کہ آپ کا الہام براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ - ۵۱۱ پر درج ہے۔ وقالوا انی لک ھذا۔ ان ھذا الا سحر یؤثر۔ (ترجمہ جو خود حضرت اقدس نے کیا ہے) اور کہیں گے یہ تجھ کو کہاں سے حاصل ہوا یہ تو ایک سحر ہے جو اختیار کیا جاتا ہے۔ دوسرا الہام صفحہ ۴۹۹ پر درج ہے۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ واستیقنتھا انفسھم وقالوا لات حین مناص۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک ولو ان قرانا سیرت بہ الجبال۔ (ترجمہ از حضرت اقدس) یا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی اور پیٹھ پھیر لینگے۔ اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے۔ حالانکہ انکے دل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں۔ اور دلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا۔ اور اگر تو سخت دل ہوتا۔ تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے۔ اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آ جاتے۔ یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور

الہام القا ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور قول تھا۔ اور شاید
ایسے ہی لوگ اور بھی نکل آئیں جو اس قسم کی باتیں کریں اور بوجہ
یقین کامل پیش کر کے منکر ہوں۔

(۳) اور آسمانی فیصلہ کے ٹائیٹل کے آخری صفحہ پر یہ الہام درج
فرمایا ہے۔ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر
(ترجمہ حضرت اقدس) اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لینگے اور قبول نہیں
کرینگے۔ اور کہینگے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے اس
الہام سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضور سحر کے معنے فریب لیتے ہیں

(۴) اربعین نمبر ۲ صفحہ ۴۲ پر یہ الہام درج ہے۔ وان یروا
آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ اسکا ترجمہ حضور نے صفحہ ۴۳
پر دیا ہے "اور جب نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو ایک
معمولی سحر ہے جو قدیم سے چلا آتا ہے" علاوہ الہام کے یہ بھی
ثابت ہو گیا کہ حضرت اقدس سحر کے ایک یہ بھی معنی
لیں۔ بس ضرور نہیں کہ لوگ آپ کو جادوگر ہی کہیں۔

(۵) پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۲ پر یہ الہام درج ہے۔ [illegible]
و قالوا لات حین مناص ام یقولون نحن جمیع منتصر
سیھزم الجمع ویولون الدبر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا
سحر مستمر۔ اسکا ترجمہ فرماتے ہیں "مجھ پر دعوی کی جائیگی
اور نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی۔ وہ کہیں گے کہ ہم تو ایک بھاری
جماعت ہیں جو انتقام لے سکتے ہیں۔ عنقریب یہ جماعت بھاگ جائیگی
اور پیٹھ پھیر لینگے۔ خدا کے نشان کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ مکر ہے
جو بہت پختہ ہے" دیکھو یہاں سحر کے معنے حضور نے مکر فرمائے
ہیں۔ اور مکار اور فریبی تو محمد حسین ثناء اللہ اور آتھم کے لٹریچر
میں موجود ہے۔

(۶) حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۶ پر الہام درج ہے۔ یقولون انی لک ھذا
ان ھذا الا قول البشر و اعانہ علیہ قوم آخرون افتاتون
السحر وانتم تبصرون ھیھات ھیھات لما توعدون۔
(ترجمہ حضرت اقدس) اور لوگ کہینگے کہ یہ مقام تجھ کو کہاں سے
حاصل ہوا۔ یہ جو الہام کر کے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول
ہے۔ اور دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ اے لوگو! کیا تم ایک
فریب میں دیدہ دانستہ پھنستے ہو۔ جو کچھ تم کو یہ شخص وعدہ دیتا ہے
اس کا ہونا کب ممکن ہے" دیکھو یہاں لوگوں نے آپ کو سحر سے متہم
کیا۔ دوم یہاں حضرت اقدس نے سحر کے معنے فریب کئے جس
سے واضح ہو گیا کہ آپ کو نعوذ باللہ فریبی کہنا بھی بحیثیت ساحر

کہتا ہے۔ اور یہ لفظ اسپر مخالف مولویوں کے لٹریچر میں [illegible]
ان الہامات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو ساحر
کہا جاتا ہے اور کہا جائیگا۔ اب اگر خواجہ صاحب کا قول درست ہے کہ
حضرت مرزا صاحب کو ساحر نہیں کہا گیا تو انکے نزدیک حضرت کا
الہام جھوٹا ہوا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ اور اگر ان کا یہی اعتقاد ہے تو
انکو چاہیئے کہ احمدیت سے توبہ کریں۔ اور اگر ان الہامات کو سچا جانتے
ہیں تو پھر اپنی اس غلطی کا اقرار کریں۔ اور اس بر دست دلیل کے
لغو اور بیہودہ ہونے کا اعلان کریں جسکے ذریعہ سے ان کا خیال تھا
کہ اسمہ احمد کے مسئلہ کا بالکل فیصلہ ہی ہو جاتا ہے۔

شاید خواجہ صاحب کہدیں کہ ان الہامات سے مراد کچھ اور ہے۔ تو
گو اسکا جواب ہو سکتا ہے کہ وہی مراد اس آیت سے بھی ہو سکتی ہو
جسمیں احمد پر سحر کا الزام لگنے کا ذکر ہے۔ لیکن ہم خود حضرت مسیح
موعود کی ایک شہادت نقل کر دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
آپ کو جادوگر کہا گیا ہے۔ آپ ضمیمہ انوار الاسلام میں آتھم کا ذکر
کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آتھم کی نسبت پیشگوئی کیگئی تو
کوئی کہتا تھا کہ مرنا کیا نئی بات ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب پہلے موت کا
فتویٰ دے چکے ہیں کہ کچھ عرصہ تک فوت ہو جائیگا۔ اور کوئی
کہتا تھا کہ بڈھا ہے کوئی کہتا تھا کہ ڈرپوک ہے۔ موت کیا تعجب ہے
کوئی کہتا تھا کہ جادو سے مار دینگے یہ شخص یعنی حضرت مسیح موعود
بڑا جادوگر ہے۔ اس شہادت کے ہوتے ہوئے ہر ایک انصاف
پسند انسان سمجھ سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں کہاں تک
دیانت سے کام لیا ہے۔ آپنے مخالفوں کی تمام کتب کا مطالعہ تو کیا
لیکن حضرت مسیح موعود کی کتب میں یہ لکھا ہوا نہ دیکھ لیا کہ آپ کو لوگ
جادوگر کہتے تھے۔ پھر اسکے علاوہ ایک اور حوالہ بھی ہے۔ پیر
سراج الحق صاحب نعمانی حضرت مسیح موعود کے تذکرہ (تذکرۃ المہدی)
میں لکھتے ہیں۔ جب حضرت مسیح موعود لودھیانہ میں تھے تو مولوی
غلام نبی خوشابی وہاں آپکے خلاف لیکچر دینے آئے۔ اور بڑے زور
سے لیکچر کا سلسلہ شروع کیا۔ چونکہ عالم آدمی تھے بہت شہرت
ہوئی۔ اور ان کی مجالس جسمیں کہ حضرت نہ ہوتے تھے ان کا وعظ ہوا
بڑی تعریف ہوئی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی محمد
لدھیانوی نے علاوہ اور مولوی بھی اس لیکچر میں موجود تھے سب نے
تعریف کی۔ جب لیکچر ختم ہونے پر ایک جم غفیر کے ساتھ گھر چلے تو
راستہ میں حضرت مسیح موعود زنانہ مکان سے مردانہ کو جاتے ہوئے
سڑک پر مل گئے۔ حضرت نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا انہوں نے

بھی مصافحہ کیا۔ مصافحہ کے بعد [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] لگے۔ لوگوں میں شور پڑ گیا کہ یہ کیا غضب ہوا۔ [illegible] میں
چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ ایک نے کہا مولوی صاحب نے [illegible] کی
کے ساتھ [illegible]۔ دوسرے نے کہا یہ مرزا جادوگر ہے [illegible] نہیں
کیا جادو کر دیا ہوگا۔ ساتھ جانا مناسب نہیں تھا" اسی طرح مرزا
عبد اللہ صاحب چکڑالوی نے اپنی اردو تفسیر قرآن میں آیت
یعلمون الناس السحر کے نیچے نوٹ لکھتے ہوئے اردو [illegible]
کے ساتھ حضرت مسیح موعود کو تشبیہ دی ہے۔ اور وہ [illegible]
کو ساحر جادوگر سمجھتا ہے۔ پس خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب
کو ساحر کبھی نہیں کہا گیا۔ اول تو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ پھر
احادیث کے خلاف ہے پھر لغت کے خلاف ہے۔ پھر امر واقعہ کے
خلاف ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ خواجہ صاحب نے ایک باطل امر کا
اسقدر تحدی سے کیوں دعوے کیا اور دہرایا۔ بلا سبب یہ کہے
بات کہدینا حیات کے خلاف ہے۔ اگر یہ امر ایسا صاف نہ ہوتا جیسا کہ
ہے تو ہم اُسے غلطی کہہ سکتے تھے۔ لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس
دعوے میں خواجہ صاحب کو قرآن کریم حدیث لغت العامہ مسیح موعود
اور واقعات دھکے دے رہے ہیں تو ہم سوائے اسکے نہیں کہہ سکتے کہ
خواجہ صاحب نے اس غیظ و غضب کے قبضہ میں آکر جو وہ مجھ سے اور میرے
احباب سے رکھتے ہیں۔ اُن شرفاء کے اعتبار سے ناجائز فائدہ اٹھانا
چاہا جو انکو ایک محقق خیال کر کے نئے معلومات سے فائدہ اٹھانے
آئے تھے۔ لیکن شاید ہی کسی لیکچرار نے اپنے سامعین کے ساتھ
ایسا بے رحمانہ سلوک کیا ہوگا۔ جو خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر کے
سامعین سے کیا اور نہ سمجھے کہ جب لوگوں کو معلوم ہوگا کہ خواجہ صاحب
کس طرح واقعات کے خلاف قرآن کریم و احادیث کی تشریحات کے
خلاف اپنی قیاس [illegible] سے انکو دھوکا دیتے ہیں تو وہ انکی
نسبت کیا خیال کرینگے۔

ممکن ہے کہ خواجہ صاحب اس موقعہ پر یہ دعوی کریں کہ ہم نے
تو مخالفین کے لٹریچر میں جادوگر کا لفظ دکھانے کا دعوے کیا ہے
یہ تو نہیں کہا کہ لوگ ایسا کہتے تھے یا نہیں مگر آپکا یہ عذر بھی
قابل قبول نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں لفظ قالوا ھذا سحر مبین
ہے ذکر کتبوا [illegible] زبانی قول کا اعتبار نہ ہو جبکہ قالوا ہے۔
جس کے معنے ہیں کہا۔ تو خواہ تحریر ہو یا تقریر دونوں مفہوم اس لفظ
کے ہو سکتے ہیں۔ اور ایک مفہوم کی تعیین کسی طرح جائز نہیں اور
پھر کوئی شخص یہ بھی اعتراض کریگا کہ اگر یہ شرط ہے کہ مخالفوں نے

کو جو کہا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کا تسلیم ہی مخالفوں کا قول ہے یہ ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے آپکو ساحر کہا ہو+ مسٹر نثار علی صاحب پیش کریں کہ خواجہ صاحب کے بعض متعلقین نے ان کو ساحر کہا ہو لیکن سب نے نہیں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں سب کی شرط نہیں۔ اور اگر سب کی شرط فرض کر لیجائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سب نے ساحر نہیں کہا۔ اور اگر کہا ہے تو خواجہ صاحب اس کا ثبوت دیں ہم تو قرآن کریم میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ھو شاعر۔ یعنی آپ کو بعض لوگ کہتے تھے کہ آپ ساحر ہیں (جیسا کہ اس سے پہلی آیات سے ثابت ہے) اور بعض کہتے کہ نہیں کچھ پریشان خوابیں آجاتی ہیں جنھیں سنا دیتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک شاعر ہے اپنے دل سے شعر کہتا ہے۔ اور ایک مزاح کرتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے مجنون بھی کہتے تھے جو آپ کو سب ساحر نہ کہتے تھے بلکہ بعض لوگوں کا ایسا خیال تھا اور یہ خیال ہمیشہ جہال میں ہی زیادہ ہوتا ہے۔ اب بھی لاکھوں جہال حضرت مسیح موعود کو ساحر سمجھتے ہیں۔ اور پنجاب کا کوئی شہر ایسے لوگوں سے خالی نہیں جو آپ کو ساحر نہ خیال کرتے ہوں۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ خواجہ صاحب کے لیکچر میں بھی اس وقت کئی لوگ موجود ہوں جو خواجہ صاحب کے اس دعوے پر دل ہی دل میں ہنس رہے ہوں چنانچہ کئی لوگوں نے آپ کے اس دعوے کو سنکر یہاں بھی اور باہر بھی بیان کیا ہے کہ ہم خود حضرت صاحب کو ساحر سمجھا کرتے تھے اور ابھی وہ دن ہی بھولتے ہیں کہ لاہور کے ضلع سے ایک دوست کا خط میرے نام آیا تھا کہ مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی جو اہلحدیث مسجد کے امام ہیں انہوں نے ان سے کہا کہ میں تو اس سے بھی توجہ نکالتا تھا کہ مرزا صاحب جادوگر بھی ہے۔ غرض اگر سب لوگوں کے ساحر کہنے کی شرط ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور اگر ایک جماعت کے کہنے سے بھی مدعا حاصل ہو جاتا ہے تو اس وقت بھی ہزاروں آدمی موجود ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کو جادوگر خیال کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو مکہ کے لوگوں کا خیال تھا وہ ذیل کی حدیث سے بھی اچھی طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابوجہل اور مکہ کے اور سرداروں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معاملہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہمیں اگر کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو

سحر اور کہانت اور شعر تینوں علوم کو جانتا ہو۔ وہ جا کر آپ سے گفتگو کرے۔ اور دیکھے کہ آپ کیا ہیں۔ اسپر عتبہ ابن ربیعہ نے کہا کہ خدا کی قسم میں شعر کہتا اور سحر سنتا ہوں اور یہ علوم سیکھے بھی ہوئے ہیں اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی اسپر صادق آئی تو وہ مجھ سے مخفی نہ رہے گا۔ پھر آپ کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ اچھے ہیں یا ہاشم آپ اچھے ہیں یا عبدالمطلب۔ آپ نے اسکی بات کا جواب نہ دیا پھر اس نے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کو گالیاں کیوں دیتے ہیں اور ہمارے باپ دادوں کو گمراہ کیوں قرار دیتے ہیں۔ اگر آپ ریاست چاہتے ہیں تو ہم اپنے جھنڈے آپ کے لئے باندھا کرینگے۔ اگر مال چاہتے ہیں تو اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ اور آپ کی اولاد کے لئے کافی ہو۔ اگر نکاح کی خواہش ہو تو قریش کی بیٹیوں میں سے جو عورتیں پسند ہوں انمیں سے دس تک لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسپر بھی خاموش رہے۔ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حٰم تنزیل من الرحمن الرحیم پڑھنا شروع کیا۔ جب آیت فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد و ثمود (پ ۲۴ ر [illegible]) پہنچے تو عتبہ نے آپکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور کہا کہ میں آپکو قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ بس کریں۔ اور اپنے گھر واپس آگیا۔ اور گھر سے نکلنا ترک کر دیا۔ جب کچھ مدت تک نہ نکلا تو ابوجہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ مسلمان ہو گیا شاید اس کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فداہ ابی و امی) کھانا اچھا پسند آگیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اسے کچھ حاجت ہے۔ چلو اس کے پاس چلیں۔ جب سب لوگ اسکے پاس گئے تو ابوجہل نے کہا کہ شاید تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اگر کچھ حاجت ہو تو ہم اسقدر روپیہ دیدیتے ہیں کہ تجھے حاجت نہ رہے۔ اسپر عتبہ کو طیش آگیا۔ اور اس نے کہا کہ آئندہ میں اس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسی فداہ) سے کبھی نہ بولوں گا۔ اور کہا کہ تم جانتے ہو میں سب قریش سے مالدار ہوں لیکن جب میں آپکے پاس گیا تو آپ نے مجھے وہ کچھ سنایا جو خدا کی قسم نہ سحر تھا نہ شعر تھا نہ کہانت تھی۔ انہوں نے اس اس طرح سنایا لیکن جب وہ فلاں آیت تک پہنچے تو میں نے قرابت کا واسطہ دیکر انکو چپ کرایا۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پس میں ڈرا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اسکے باعث قریش پر عذاب ہی نہ آجائے (روح المعانی جلد ۸ صفحہ ۴۰۷)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرداران قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کسی خاص فیصلہ پر نہ پہنچے ہوئے تھے۔ ہاں عوام بے شک سحر کا الزام لگاتے ہونگے۔ اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے سردار بھی۔ جیسے کہ اب بعض علماء اپنے مریدوں کو کہتے ہیں۔ پس کوئی سی صورت لیلو۔ خواجہ صاحب کا دعوے محض باطل اور لغو ثابت ہوتا ہے بلکہ ثابت کرتا ہے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث سے ناواقف ہیں۔ اور محض ادھر ادھر کی خوشہ چینی سے اپنا کام چلا رہے ہیں۔ اور ان کو لوگوں کے خوش کرنے کے لئے اسبات سے بھی عار نہیں کہ جس میدان کے وہ اہل نہیں اسمیں بھی خیالات کے گھوڑے دوڑانے لگیں۔ اور اگر خواجہ صاحب کا دعوے درست ہے۔ اور اسقدر دلائل کے بعد اب بھی ان کا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود کو بمطابق ہندوستانی محاورہ کے ساحر نہیں کہا گیا تو وہ اپنے ثبوت پیش کریں اور بجائے گالیاں دینے اور دعوی کرنے کے اسبات کو ثابت کریں کہ ان کا دعوے بے دلیل نہیں بلکہ بادلیل ہے۔ پھر لوگ خود فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ فتح خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے نہ کہ انسانوں کی طرف سے پس انسانوں کو خوش کرنے سے کچھ نہیں بنتا ✦

آخر میں سیالکوٹ کے رہنے والے مسلمانوں ہندوؤں عیسائیوں سے ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے انسانوں کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ ابتداء دنیا سے خدا تعالیٰ کے ماموروں کا مقابلہ کرنے والے ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔ خواہ وہ مامور شام میں آئے ہوں یا عرب میں یا ایران میں یا ہند میں یا چین میں۔ اور گو دنیا اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کو ابتداً حقارت کی نظر سے دیکھتی آئی ہے لیکن خدا کی قدرت نے انہیں ہمیشہ دنیا میں سب سے بڑے عزت کے مقام پر بٹھایا ہے۔ اور بادشاہوں سے انکی غلامی کروائی ہے کیا اس وقت دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ خدا کے نبیوں حضرت موسیٰ، حضرت مسیح یا ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دعوے نہیں کرتے۔ اور کیا ہمیشہ سے ایسا ہی نہیں ہوتا چلا آیا؟ پس خدا تعالیٰ کے سلسلوں کو حقیر مت سمجھو کہ آخر حق کی فتح ہوتی ہے۔ اور سب اسکی طرف جھک جاتے ہیں لیکن وہ جو پیشرو ہوتے ہیں خدا کے حضور میں وہی قبولیت کا درجہ پاتے ہیں۔ پس اے دوستو مسیح موعودؑ کے سلسلہ کو حقارت

سے مت [illegible] کہ وہ جھوٹ رہی ہیں مت
ٹوکر وہ اپنے ساتھ [illegible] کی چاہتے ہیں۔ جو ایک شخص
اپنی قبر میں آپ جائے گا۔ پس اپنے انجام کی فکر آپ کرو
اور دوسروں کی تحقیقات پر اپنے ایمان کا مدار مت رکھو خدا
کی راہ بہت سیدھی ہے۔ خدا اس کی جستجو کے دروازے کھلے ہیں۔
اس نے ہدایت کو نہایت آسان بنایا ہے۔ اور ہر ایک قسم کے
پیچوں سے اسے محفوظ رکھا ہے۔ پس ناامید مت ہو اور یہ
سمجھو کہ تم خدا کی بھیجی ہوئی باتوں کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور تمہارا
یہی کام ہے کہ جو کچھ تمہارے علماء تمہیں بتاویں تم اسکے پیچھے
چل پڑو! اپنی آنکھیں کھولو۔ اور خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھو کہ وہ پیارا
ایسا حسین ہے کہ جو ایک دفعہ اس کو دیکھ لے۔ پھر اس کے چہرہ
سے نظر نہیں ہٹاتا۔ سوائے اس کے کہ جو ازلی شقی ہو۔ اور
اس کی روحانیت مر چکی ہو۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمہارے
لئے اپنے قرب کے دروازے کھول دئے ہیں۔ اور خاتم النبیین
کے خدام میں سے ایک خادم کو نبوت و رسالت کا خلعت
پہنا کر تمہاری طرف بھیجا ہے۔ پس خدا کی نعمت کو رد
نہ کرو کہ جو بادشاہوں کی نعمتوں کو رد کرتا ہے سزا پاتا ہے
اے اہالیان سیالکوٹ تمہیں دوسرے شہر والوں کی
نسبت مسیح موعود کے دعوے پر زیادہ توجہ کرنی چاہئے کیونکہ
تمہارے شہر میں وہ سات سال رہ چکا ہے۔ اور اس کے قول
کے مطابق جیسا کہ آج سے چند سال پہلے وہ خود تم میں کھڑا
ہو کر کہہ چکا ہے تمہاری سرزمین اسے ایسی ہی پیاری تھی۔
جیسا کہ قادیان کی۔ وہ دن دور نہیں جبکہ سیالکوٹ کی زیارت کے
لئے لوگ دور دور سے آئیں گے۔ اور ان مکانوں اور ان گلیوں
پر نشان لگائے جائیں گے۔ جنہیں مسیح موعود رہا۔ اور جہاں اس
کے قدم پڑے۔ بہت ہیں جو اپنے شہروں کی عظمت کے لئے
بعض اولیاء کی جھوٹی قبریں یا عبادت گاہیں بنا لیتے ہیں لیکن
خدا نے تمہارے شہر کو حقیقتاً بابرکت کر دیا ہے ایک دن ہوگا
کہ جب دوسرے شہر تم پر حسد کریں گے۔ اور خواہش کریں گے کہ کاش!
مسیح موعود ہمارے شہر میں رہتا مگر انکی حسرتیں پوری ہونے کے
سامان نہ ہوں گے۔ پس اس فضل کی قدر کرو۔ اور اسکی آواز پر
کان دھرو کہ جب تم غور کرو گے تو حقیقت تم پر کھل جائیگی۔
اور دل اسکی صداقت کی گواہی دیگا۔ اور تم کہہ اٹھو گے کہ
اے احمد تجھ پر اور تیرے آقا پر کروڑوں کروڑ برکتیں نازل ہوں

[illegible] کہہ اٹھا کہ تجھ پر [illegible] ساحر
نہیں کہا۔ حالانکہ تیرے کلام کو پڑھ کر تو تیرے دوستوں کے
طرح [illegible] کہ تیرا کلام سحر ہے۔ لیکن حق سے پھر [illegible]
سمجھ نہیں [illegible] کی طرف پھیرنے والا۔ خدا تعالیٰ آپ کے دل کو
کھولے۔ اور آپکی آنکھوں کو روشنی بخشے تاکہ حق و باطل میں
تمیز کر سکیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ◆

راقم مرزا محمود احمد از قادیان ۱۰۔ اکتوبر ۱۳ء

دعوت الی الخیر

نامۂ مدراس نمبر ۵

میں نے اپنے سفر منصوری میں اس امر کا ذکر کیا تھا کہ ایک
انگریز کو تبلیغ کرتے ہوئے اس سے یہ معلوم ہوا کہ کسی انگریز
مصنف نے بھی اپنی کتاب میں یہ ذکر کیا ہے کہ سری نگر میں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ منصوری میں تو وہ
کتاب نہ ملی۔ لیکن لاہور میں مل گئی۔ اس کا نام ہے "فری
لانس ان کشمیر" اور مصنف کا نام ہے میجر میک ہن
یہ اٹھارہویں صدی کے وقائع ہیں۔ جن میں اس امر کو تسلیم
کرتے ہوئے کہ سری نگر محلہ خانیار میں ایک ایسی قبر ہے
جس کو وہاں کے باشندے قبر عیسیٰ نبی کی کہتے ہیں۔ اور
اب تک لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ ایک ایسا قصہ بنایا گیا ہے
کہ اٹھارھویں صدی میں کوئی عیسائی پادری وہاں رہتا
تھا تاکہ یہ سمجھا جائے کہ شاید وہی اس جگہ مر گیا ہو اور اسی
کی قبر کو لوگوں نے عیسیٰ کی قبر سمجھ لیا۔ کتاب مذکور ایڈیٹر صاحب
ریویو آف ریلیجنز کے زیر غور ہے۔ اور انشاء اللہ جلد اس پر
مفصل ریویو کیا جائے گا۔ جس صورت میں کئی پرانی کتابوں
میں اس کا ذکر موجود ہے تو میجر صاحب کا یہ قیاس اور وہم فضول
ہے کہ کوئی عیسائی پادری یہاں آکر مر گیا ہوگا۔ مسلمان کسی
عیسائی پادری کو نبی صاحب نہیں کہہ سکتے۔ بہرحال اس
کتاب سے کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہے کہ انگریزی پبلک
کے سامنے ایک عیسائی مصنف کی شہادت اس امر کی
پیش ہو گئی ہے کہ محلہ خانیار کی قبر کو اہل کشمیر حضرت عیسیٰ
نبی اللہ کی قبر مانتے اور لوگوں کو دکھاتے ہیں ◆

[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہوتے [illegible]
[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ [illegible] ◆

مدراس ایک بڑا شہر ہے۔ [illegible] میل لمبائی [illegible] میں پھیلا
ہوا ہے۔ اسلامی آبادی کم ہے۔ کوئی دسواں حصہ ہوگی
اور انمیں بھی تعلیم یافتہ لوگوں کا حصہ بہت تھوڑا ہے۔ ہندو
اکثر تعلیم یافتہ ہیں۔ انگریزی خوب جانتے ہیں اور بڑے بڑے
عہدوں پر ممتاز ہیں۔ لیکن لباس بہت سادہ ہے۔ پاؤں سے اکثر
ننگے رہتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے سرکاری عہدہ دار ننگے پاؤں
نہ صرف گھر میں بلکہ بازار اور دفتر میں بھی چلے جاتے ہیں۔ اکثر ڈاڑھی مونچھ
سب کا صفایا رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ قدیم سے یہاں کے ہندؤں کا
یہی طرز ہے۔ پنجاب میں اسے کرزن فیشن کہتے ہیں مگر یہاں کے
ہندو لارڈ کرزن بہادر کے ہند میں آنے سے قبل بھی یہی
فیشن رکھتے تھے۔ میرے خیال میں اس کا نام زنانہ فیشن رکھنا
چاہیئے۔ اب تو یورپ سے بھی یہ آواز آئی ہے کہ ڈاڑھی رکھنی
چاہیئے۔ میدان جنگ تک میں داڑھی کا ہونا ضروری خیال کیا
گیا ہے کہ گلے کو سردی لگ جانے اور دیگر بیماریوں سے بچاتی ہے
سبحان اللہ والحمد للہ کہ شریعت اسلام کے احکام کیسے حکمتوں
سے پُر ہیں ◆

۱۰۔ اکتوبر کی شام کو تھیاسافیکل سوسائٹی کے مکان میں ایک لیکچر
اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ہوا۔ سامعین سب ہندو تھے مگر آزاد خیال
لیکچرار نے یہ بیان کیا کہ الٰہی ہستی ایک راز ہے سائنس اسکو نہیں
پہنچ سکتی لیکچرار کی تقریر کے بعد میں نے بھی چند منٹوں کا موقعہ پایا اور
اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت انبیاء کا وجود اور اس زمانہ میں حضرت
نبی اللہ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود پیش کیا جس کا سامعین
پر خاص اثر ہوا۔ اور کئی ایک نوجوانوں نے خواہش ظاہر کی کہ میں پھر
بھی ان سے ملا کروں ◆

۱۹۔ اکتوبر کی شام کو میں برادرم سیٹھ احمد صاحب کی ملاقات سے
واپس اپنے مکان پر آنے کے واسطے ایک ٹریم پر سوار ہوا جو آدمیوں سے
پر تھی۔ بیٹھنے کو جگہ نہ تھی۔ ایک طرف میں کھڑا ہو گیا اور ٹریم کے سواروں
کو مخاطب کر کے (انگریزی میں) کہا۔ صاحبان میرے واسطے بیٹھنے کی
جگہ نہیں آپ صاحبان کے سامنے کھڑا ہوں اس سے فائدہ اٹھا کر میں آپکو
کچھ سنانا چاہتا ہوں۔ سنئے میں پنجاب کا رہنے والا ہوں میرے مقام سکونت
کا نام قادیان ہے صاحبو میں آپکو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

چندہ مقامی خریداروں سے سالانہ چار روپے

چندہ غیر ممالک سے [illegible] روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

باقی تمام خطوط بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

قیمت سالانہ پیشگی چھ روپے

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو دو چار روز سے عموماً رات کے وقت حرارت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد تر شفائے کلی عطا فرمائے۔ آمین ✦

درس قرآن مجید جو حضرت اقدس نے ہمارے مکرم خان بہادر محمد حسین خان صاحب جج کانپور کے وعدہ فرمایا تھا ۲۶ اکتوبر سے شروع ہو گیا ہے۔ پہلے دن مسجد مبارک میں بعد نماز فجر ہوا۔ لیکن دوسرے روز حضرت کی ناسازی طبع کے سبب اس وقت نہ ہو سکا بلکہ ظہر کے بعد ہوا۔ بہت سے احباب شریک درس ہوتے ہیں ✦

معائنہ مدرسہ تعلیم الاسلام (ہائی سکول) کے لئے ۲۶، ۲۷ تاریخ کو جناب انسپکٹر صاحب تشریف لائے ✦

جنازہ ۲۵ اکتوبر کو میاں رحمت علی صاحب مہاجر قادیانی [illegible]

اخبار احمدیہ

بلب گڑھ سے حکیم انوار حسین خان صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں مخالفین نے یہ مشورہ کیا ہے کہ احمدیوں کا کھانا پینا بند کر دیا جائے۔ اور کسی قسم کی تجارت ان سے نہ کی جائے اور مسجد میں جانے سے روکنے کی بھی کوشش کی گئی اور مختلف تکالیف دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا لیکن بفضلہ قدیم اور جدید احمدیوں کا ایمان باوجود ان مصائب کے ترقی کر رہا ہے اور جماعت دن بدن بڑھتی جاتی ہے احباب استقامت کے لئے دعا کریں ✦

گوکھووال سے میاں غلام دین صاحب لکھتے ہیں۔ الحمد للہ یہاں مدرسۃ البنات کھل گیا اور خدا تعالیٰ نے ہماری آرزو پوری کر دی ہے۔ اس مدرسہ کے افتتاح سے گاؤں والوں کو بہت آرام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ترقی دے اور لوگوں کے لئے برکت کا موجب ہو ✦

ظفروال میں برادر اللہ رکھا کے ہاں خدا تعالیٰ نے لڑکا دیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اس کا نام حفیظ اللہ رکھا۔ سید مبارک علی صاحب انجن ڈرائیور لدھیانہ کے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے اس کا نام حضرت نے محمد احمد رکھا۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو نیک اور خادم دین بنائے ✦

بھیرہ سے ایک دوست نے حضرت کی خدمت میں اپنے بھائی کے واسطے دعا کی التجا کرتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ حضور اس کا خیال نہ فرمائیں کہ وہ غیر مبائعین میں ہے کیونکہ وہ اپنے لڑکپن کی وجہ سے غلطی پر ہے تو حضور نے اسکے جواب میں لکھوایا دعا تو ہم ہندوؤں اور عیسائیوں کے لئے بھی کرتے رہتے ہیں غیر مبائعین تو احمدی ہیں۔ دعا کی ہے اور انشاء اللہ کروں گا ✦

باہتمام [illegible] صاحب [illegible] پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء

مجوزہ قانون رواج کے متعلق عرضداشتیں

بیرونجات کے بعض احباب نے پوچھا ہے کہ قانون رواج کے متعلق میموریل کہاں اور کیونکر بھیجے جائیں انکی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ یہ عرضداشتیں اپنے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کی وساطت سے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بھیجی جانی چاہئیں اور مضمون ان کا یہ ہو کہ شملہ کانفرنس میں جس قانون کی تجویز پر غور ہوا اسکے بارہ میں ہم ممبران جماعت احمدیہ (مقام فلاں جن کے دستخط نیچے ثبت ہیں) بادب ملتمس ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ اول تو ایسا کوئی قانون وضع نہ فرمائے جس کی رو سے مسلمان اپنے معاملات میں بجائے احکام شریعت کے آئین رواج کی پابندی اور اسکے فیصلے قبول کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ مسلمان بالعموم اسپر رضامند نہ ہونگے لیکن اگر عام مسلمان اپنے واسطے ایسا پسند کریں بھی تو چونکہ احمدی جماعت اپنے معاملات و مقدمات میں شرعی فیصلوں کی ہی خواہشمند ہے اسواسطے اس کو قانون مجوزہ کے اثر سے مستثنے کیا جائے بلکہ (جیسا کہ معزز معاصر الحکم نے لکھا ہے) وہ اس بات کو اور بھی خوشی سے منظور کریگی کہ احمدی جماعت کے مقدمات میں گورنمنٹ ان فیصلہ جات کو قانوناً جائز قرار دے جو ہماری کمیونٹی کے موجودہ مقتدی و پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ) مطابق شریعت صادر فرماویں۔ ان عرضداشتوں کا مضمون انگریزی میں ہونا چاہیئے۔ ہر جگہ کے مقامی سیکرٹری صاحبان روانہ کریں اور مضمون عرضداشت کے ساتھ تمام ممبران انجمن کے بھی دستخط ثبت ہوں۔ کوئی اور امور دریافت طلب ہوں تو انکے متعلق سیکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ سے خط و کتابت کیجائے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے صدر انجمن کی جانب سے اس بارہ میں تا حال کوئی سرکلر لیٹر شائع نہیں ہوا لیکن اگر انجمن موصوفہ اسکو مناسب سمجھے اور پسند فرمادے تو یہ اور بھی اچھا ہوگا کہ تمام مقامی انجمنوں اور جماعتوں کیطرف سے بطریق نیابت یکجائی میموریل سیکرٹری صاحب صدر انجمن ہی روانہ فرماویں۔ صرف یہ ہو کہ اسکے ساتھ کل انجمنوں اور جماعتوں کے عہدہ داران اپنی اپنی جگہ پر جلسہ کر کے مختصر مضمون کا متفقہ ریزولیوشن دفتر صدر انجمن میں بھیجدیں اور صدر انجمن ان سب کو اپنی نیابتی عرضداشت کے ساتھ منسلک کر کے لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں روانہ کر دے۔ اس صورت میں ضروری ہوگا کہ صدر انجمن بہت جلد اپنا منشاء اور ضروری اطلاع احمدی اخبارات کے ذریعہ شائع کر دے اور مقامی انجمنوں کو تاکیدی ہدایات کے ساتھ مناسب عرصہ کی مہلت دیدے جسکے اندر اندر ہر جگہ ضروری کارروائی بلا توقف و تساہل عمل میں آجانی چاہیئے +

رشتۂ اخوت مستحکم کرنے کا ایک ذریعہ

افرادِ جماعت احمدیہ کے مابین جو اہم اور بابرکت تعلق اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے پیدا کر دیا ہے اسکی بزرگداشت تمام برادران سلسلہ کا ایک ضروری فرض ہے اس تعلق کو مضبوط کرنے اور بڑھانے کے بہت سے ذرائع ہوسکتے ہیں انمنجملہ ایک یہ بھی ہے کہ ہر احمدی اپنے دوسرے دینی بھائیوں کے ساتھ ہمدردی حتی الوسع ہر موقعہ پر ہر طرح سے اور خصوصاً انکے کاروبار میں ہمت بندھانے حوصلہ بڑھانے سے۔ اپنے اوپر لازمی سمجھے۔ اسکی اور بھی زیادہ ضرورت اس وجہ سے معلوم ہوتی ہے کہ احمدی تو بفضل خدا اپنے امام ہمام کی منشاء کے ماتحت کاروباری امور اور دنیوی معاملات میں کسی کے ساتھ بخل تنگدلی یا ترک تعلقات کو پسند نہیں کرتے لیکن مخالفین سلسلہ میں اکثر سنا اور دیکھا گیا ہے کہ لوگ احمدیوں کے ساتھ تنگ خیالی و بیگانگی کا برتاؤ روا رکھتے ہیں۔ پس ایسے حالات میں اگر خود احمدی احباب بھی انکے کاروبار وغیرہ میں ہمدردی و حوصلہ افزائی کا سلوک نہ برتیں گے تو اور کس سے توقع کی جاسکتی ہے ؟

احمدی محسن چشم وسوداگر عینک

ایک مخلص برادر شیخ میراں بخش صاحب احمدی محسن چشم وسوداگر عینک کا پتہ دریافت کیا ہے افسوس کہ خط میں اُن کا اپنا پتہ درج نہیں ورنہ بذریعہ خط ہی مطلع کر دیا جاتا۔ اب بذریعہ اخبار عرض ہے جس سے دیگر احباب بھی مطلع ہوجائیں گے کہ اُن کا پتہ (محلہ ... بہاری) لکھنا چاہیئے۔ شیخ صاحب بڑے مخلص احمدی ہیں اور اپنے کاروباری دوروں میں تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھتے ہیں اور ساتھ ہی قیمتاً خریدی ہوئی کتابیں رسالے۔ اخبارات بھی بہ نظر تبلیغ و اشاعت لوگوں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں خدا تعالےٰ آپکے اخلاص میں ترقی دے اور دوسرے بھائیوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

قرآن شریف مترجم مع تفسیر احمدی

مرتبہ حضرت مولانا مولوی میر محمد سعید صاحب سلمہ اللہ میر مجلس انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن

اسمیں ۴۶ ۲ صفحے متن کلام اللہ شریف کے ہیں اور اتنے ہی ساتھ کے ساتھ ترجمۂ اردو کے جو فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب سے ملتا جلتا ہے۔ اور آخر میں کم و بیش اسیقدر حجم تفسیری نوٹوں کا ہے جو عموماً درس قرآن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے مستفاد ہیں۔ اوراق متن کے حاشیہ پر نشان منزل۔ شمار رکوع وغیرہ تمام ضروری باتیں دیگئی ہیں اور حواشی ترجمہ میں جو ورق بورق بالمقابل رکھا گیا ہے بہت سے فوائد و اشارات اور نیز تفسیری نوٹوں کے حوالے درج ہیں غرض ہر پہلو سے بہت مفید و ضروری تالیف اور ایک قابل قدر خدمت قرآن ہے جسکے لئے مولانا ممدوح نے اس پیرانہ سالی میں از راہ اخلاص بہت کچھ دیدہ ریزی و مشقت گوارا فرمائی ہے خدا تعالیٰ آپ کا اجر ہو اور احمدی احباب کو آپکے اس فیض سے مستفیض ہونے کی توفیق بخشے گو لکھائی چھپائی کاغذ معمولی ہے پھر بھی تین روپیہ (عہ) میں قریباً آٹھ سو صفحے ضخامت پھر قرآن کریم جیسی کتاب پاک کے حقائق و معارف پر مشتمل۔ فی الواقعہ بہت ارزاں ہے امید ہے کہ انشاء اللہ ہاتھوں ہاتھ نکلے گا ملنے کا پتہ مہتمم کتبخانہ انجمن احمدیہ۔ حیدرآباد دکن۔ تالاب میر جملہ

مسیح موعود محمد است و عین محمد است

نمبر ۳

شہزادہ عبداللطیف شہید کابل کے آخری الفاظ

گذشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۵ء میں میں نے محض بفضل الٰہی اسبات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود باعتبار نام - کام - اور مقام (مرتبہ) کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں۔ یا یوں کہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے۔ ایسا ہی اسوقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔ یا یوں کہو۔ کہ جیسا آنحضرت صلعم کو پانچویں ہزار میں محمدیت کی چادر پہنائی گئی تھی۔ ویسا ہی آج مسیح موعود کو بھی بروزی طور پر وہی محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہے۔ یا یوں کہو کہ مسیح موعود ایک ایسا آئینہ ہے جسمیں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ یا یوں کہو کہ حضرت مسیح موعود ایک ایسا واسطہ ہے جس کے ذریعہ سے محمدی قوت اور جلال پھر از سر نو دنیا پر ظاہر ہوا۔ الغرض ان تمام باتوں کا لب لباب وہی الفاظ ہیں۔ جو کہ میرے مضمون کے لئے اصل شاہراہ کا کام دے رہے ہیں یعنی یہ کہ مسیح موعود محمد است و عین محمد است اور جیسا کہ میں پہلے دو مضمونوں میں دو دلیلیں اس امر کی دے آیا ہوں۔ کہ واقعی حضرت مسیح موعود نام - کام اور مقام کے اعتبار سے عین محمد ہیں۔ اور آپ کے عین محمد ہونے میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ نہیں۔ ایسا ہی اب میں اس مضمون میں تیسری دلیل دیتا ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ تیسری دلیل بھی اپنی نوعیت میں اسی پایہ کی ہے کہ کوئی خدا ترس انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ امر شاہ دو جہاں حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے خود پیش کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا وجود ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا جائے گا تاکہ اس میں اور مجھ میں کوئی فرق درمیان نہ ہو چنانچہ آپ اس کے حق میں فرماتے ہیں:۔

"**انہ کا سمی یدفن معی فی قبری**"

یہ وہ الفاظ ہیں جو ہمارے اس دعوے کی پوری تصدیق کر رہے ہیں۔ جو ہم نے پیش کیا ہے کہ مسیح موعود محمد است و عین محمد است۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"میں جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ تم آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک ہی ہو۔ اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔ یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔ **یعنی وہ میں ہی ہوں** اور اسمیں دورنگی نہیں آئی" (کشتی نوح صفحہ ۱۵)

اس حوالہ کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود جس ظل ہونے کا دعوے کرتے ہیں اسکی حقیقت میں یہ راز مضمر ہے کہ ظل اور اصل ایک ہی ہوتے ہیں گو بظاہر دو نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایک ہی ہیں۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا کہ آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر تام بنا کر آپ میں اور آنحضرت صلعم میں اسقدر نفی غیریت اور شدت اتحاد کو کمال دیا۔ کہ جس جا کر مسیح موعود کا وجود خدا کے نزدیک آنحضرت صلعم کا ہی وجود ہو گیا۔ اور اس میں کوئی دورنگی یا مغائرت باقی نہ رہی۔ پس اس لحاظ سے مسیح موعود کا محمد اور عین محمد صلعم ہونا پوری طرح سے متحقق ہوتا ہے ✦

حضرت مسیح موعود کا محمد صلعم ہونا آج نہیں ہوا بلکہ ابتدا سے ہی مقدر ہو چکا تھا۔ اور یہ ایک قرار یافتہ عہد تھا کہ آخری زمانہ میں آنحضرت صلعم کا ایک مظہر تام اور بروز کامل ظاہر ہوگا۔ جسکے ذریعہ محمدی جلال پھر دوبارہ دنیا میں چمک اٹھے گا۔ اور مردے زندہ ہو جاوینگے۔ اور قرآن ثریا سے دوبارہ نزول کرے گا۔ تا جیسا کہ مقدس نوشتوں میں لکھا ہے کہ دو محمد ہونگے اور دو احمد ہونگے اور دو بدر ہونگے جن کے ذریعہ اسلام ترقی پکڑے گا۔ وہ خدا کے نوشتے پورے ہوں۔ پس حضرت مسیح موعود وہی نور ہیں۔ جس کا سب نوروں کے آخر میں آنا مقدر ہو چکا تھا۔ اور وہی نبی ہیں جس کا آنا سب سے آخر ہوا ہے اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وہ سوائے آنحضرت صلعم کے بلا ظلی وجود کے کسی اور حیثیت میں پیش کئے جا سکیں کیونکہ آخری ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے پس اس لئے خدا تعالے نے حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر آنحضرت صلعم ہی کا تمام کمال یعنی نام - کام - اور مقام عنایت کیا تا اس کا آنا کسی غیر کا آنا نہ سمجھا جاوے بلکہ خود آنحضرت صلعم کا ہی آنا متصور ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے **بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بنکر آیا ہوں**"

پھر نام کے لفظ پر نوٹ دیکر نیچے یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائے گا۔ اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اسکی طرف سے **کوئی نیا دعویٰ نبوت و رسالت کا نہیں ہوگا۔** بلکہ جیسا کہ **ابتدا سے قرار پا چکا ہے** وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لے گا۔ اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مر کر بھی اسی کی قبر میں جائے گا۔ تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی **علیحدہ وجود ہے** اور یا **علیحدہ رسول آیا۔ بلکہ بروزی طور پر وہی آیا۔ جو خاتم الانبیاء تھا۔** مگر ظلی طور پر اسی راز کے لئے کہا گیا۔ کہ مسیح موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائے گا۔ کیونکہ رنگ دوئی اسمیں نہیں آیا۔ پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصور کیا جاوے ✦

نزول المسیح صفحہ ۳

حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ اپنی آپ ہی تشریح کر رہے ہیں پس حضرت مسیح موعود کے عین محمد صلعم ہونے پر یہ الفاظ کافی سے بڑھ کر روشنی ڈال رہے ہیں۔ اور صاف طور سے بتاتے ہیں کہ اسوقت درحقیقت کوئی علیحدہ رسول یا نبی نہیں آیا۔ بلکہ وہی آیا جو خاتم الاولیاء تھا۔ اور چونکہ خاتم الانبیاء کا آنا بجز صورت بروز ناممکن اور محال ہے ورنہ تناسخ لازم آتا ہے

اس لئے یہاں "بروزی طور پر" کے الفاظ کا استعمال کیا۔ ورنہ رُوحانی حقیقت کے رو سے مسیح موعود درحقیقت محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود آگے چل کر فرماتے ہیں :-

"اس نکتہ کو یاد رکھو۔ کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت۔ نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے"

پھر اس کے آگے فرماتے ہیں :-

"اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ میرا نام محمدؐ اور احمدؐ اور مصطفےٰ اور مجتبےٰ نہ رکھتا۔ اور خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا۔ کہ یہ کہا جاوے کہ میرا کوئی الگ نام ہو۔ یا کوئی الگ قبر ہو۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا"

حاشیہ نزول المسیح صـ۳

یہ تمام تحریریں کھلے کھلے طور پر حضرت مسیح موعود کے عین محمد صلعم ہونے پر ایک بدیہی شہادت دے رہی ہیں اور ہمیں کسی لفظ کے پیر پھیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ الفاظ خود آپ اپنی دلیل ہیں۔ سوچنے کا مقام ہے کہ جب حضرت مسیح موعود کو خدا تعالےٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں داخل کر دیا ہے اور یہاں تک بھی نہیں چاہا کہ آپ کا کوئی الگ نام ہو۔ یا کوئی الگ قبر ہو۔ تو پھر ہم کون ہیں جو مسیح موعود کو باوجود صادق ماننے کے اس فضیلت کا مستحق یقین نہ کریں جسکو خدا اور خدا کے رسول نے آپکے لئے مقرر کیا ہے پس ہم نہایت ہی انشراح صدر سے اس بات پر یقین لاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود بروزی طور پر (یعنی مسیح کے طور پر) وہی نبی خاتم الانبیاء ہیں۔ جن کا آخری زمانہ میں آنا مقدر ہو چکا تھا۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعود واقعی وہی جامع جمیع کمالات محمد بعینہٖ نبوت ہیں۔ جس کا آنا خدا کے مقدس نوشتوں میں ایک قرار یافتہ عہد کے طور پر درج ہے۔ اور آپ روحانی حقیقت کے اعتبار سے وہی حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو آج سے قریباً ساڑھے تیرہ سو برس پہلے پیدا ہوئے تھے۔ صلے اللہ علیہ وسلم پس حضرت مسیح موعود کا اپنا الہام بھی ہم کو ان الفاظ پر پورا یقین لانے کے لئے صراحتہً مجبور کرتا ہے جو حضرت شاہزادہ عبد اللطیف شہید کابل نے اپنی کمال معرفت حاصل کرنے کے بعد فرمائے تھے کہ

"مسیح موعود محمد است وعین محمد است"

خاکسار محمد سعید سعدی از لاہور

کیا اِیشور بولنے لگا؟

لکھنؤ میں ۱۷- اکتوبر کو آریہ سماج کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جسمیں پنڈت اور مہاشے مدعو کئے گئے۔ آخری دن شنکا سمادھان کا وقت دیا گیا۔ جماعت احمدیہ لکھنؤ کیطرف سے اخویم خیرالدین احمد صاحب نے مندرجہ ذیل سوال کیا +

سوال "اوّل میں تمہیداً عرض کئے دیتا ہوں کہ میرے سوال کے تین جزو ہیں۔ بالترتیب تینوں اجزاء پر غور کرنے سے رُوح اور ایشور دونوں کا مرکب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اب میں اصل سوال کو شروع کرتا ہوں :-

جزو اوّل - آریہ سماج کا مسئلہ ہے کہ رُوح مادہ اور ایشور تینوں واجب بالذات ہیں (یعنی ہر سہ ازلی سے تا ابد بنفسہٖ قائم ہیں) لہٰذا ہر ایک میں حقیقت واجبیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر تینوں میں سے کسی ایک میں حقیقت واجبیہ نہ ہو تو اسکو واجب بالذات نہیں کہہ سکتے مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہئے کہ ہم کبھی پتھر کو انسان نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ حقیقت جو انسان میں پائی جاتی ہے پتھر میں موجود نہیں۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ حقیقت واجبیہ جیسی مادہ میں ہے ویسی ہی ایشور میں ہے کیونکہ ہر ایک میں حقیقت واجبیہ پائی جاتی ہے اس کو زیر نظر رکھیں +

جزو دوم - یہ بھی آریہ سماج کے مسلمات سے ہے کہ آتما "ست" (تھا ہے۔ اور رہے گا) "چت" "ست" "چیت" اور "چت" (ادرک) اور ایشور "ست" "چیت" اور "انند" (سرور) ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ رُوح۔ مادہ۔ اور ایشور تینوں کیوں "ست" ہیں؟ آیا "ست" اقتضائے ذات ہے یا اقتضاء غیر؟ اسکے جواب کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا اقتضاء ذات یا اقتضاء غیر۔ اگر اقتضاء غیر ہے تو تینوں اپنے تعین وجود میں محتاج غیر ہونگے اور جو شے اپنے تعین وجود میں محتاج غیر ہے وہ واجب بالذات نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اقتضائے ذات ہے (اور یہی تسلیم بھی کرنا پڑیگا) تو اس ذات میں وہ حقیقت موجود ہے جس کا نام حقیقت واجبیہ ہے لہٰذا اس حقیقت کا یہ اقتضاء ہے کہ تینوں "ست" (یعنی ہر سہ زمانہ میں موجود رہنے والے) ہیں۔ وضاحت سے اسپر غور کریں۔ ایشور مادہ اور رُوح کیوں ہر سہ زمانہ میں موجود رہتے ہیں؟ اور کیوں خود بخود ہیں؟ جواب اس کا یہی ہو سکتا ہے کہ یہ تینوں حقیقت واجبیہ کے تقاضے سے ہر سہ زمانہ میں از خود موجود ہیں دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہئے کہ تینوں "ست" ہیں +

جزو سوم - جو میں بموجب عقیدہ ویدک دھرم دو صفات ہیں :-

"ست" اور "چت"۔ جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے "ست" اسی حقیقت کا اقتضاء ہے جو تینوں میں موجود ہے یعنی حقیقت واجبیہ۔ سوال ہوتا ہے کہ "چت" (ادراک) کی صفت کس کا اقتضاء ہے؟ یہ یا تو اقتضائے ذات ہوگا یا اقتضائے غیر ذات۔ اگر اقتضائے غیر ذات ہے تو اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہوگا جس سے واجب بالذات نہیں ٹھہر سکتا۔ اور اگر اقتضائے ذات ہے تو یا حقیقت واجبیہ کا اقتضاء ہوگا یا کوئی دوسری حقیقت اس کے وجود میں متحقق ہوگی لیکن شق اول غلط ہے کیونکہ اگر حقیقت واجبیہ کے اقتضاء سے ہوتا تو جونکہ مادہ میں بھی وہ حقیقت موجود ہے اس لئے اس میں بھی اس کی صفت

بھی "چیت" ہوتی۔ لیکن چونکہ "چیت" مادے میں موجود نہیں
اس لئے یہ حقیقت واجبیہ کا اقتضاء ہوگا۔ لہذا شق ثانی
ہی تسلیم کرنی پڑیگی یعنی حقیقت واجبیہ کے علاوہ ایک دوسری
حقیقت اسمیں موجود ہے جسکے تقاضا سے صفت "چیت" جیو
میں پائی جاتی ہے پس ثابت ہوا کہ جیو دو حقیقتوں سے مرکب
ہے اور مرکب حادث ہوتا ہے لہذا جیو حادث ہوا نہ کہ واجب
بالذات +

اب ایشور کی ذات پر بھی غور کیجئے۔ ایشور میں بھی صفات
"ست" اور "چیت" موجود ہیں جیسا کہ جیو میں تھا۔ لہذا بموجب
سوال نمبر ۲ - کہ اس میں بھی دو حقیقتیں جیو کیطرح متحقق
ہونگی اور صفت "آنند" کے متعلق یہ اعتراض ہے کہ
صفت "آنند" ایشور میں اقتضاء ذات ہے یا اقتضاء
غیر ذات۔ اگر اقتضائے غیر ذات ہے تو ایشور کا وجود حادث
ٹھہرتا ہے اور اقتضائے ذات ہے تو دو صورتیں پیدا ہونگی
یعنی یا تو حقیقت واجبیہ کا اقتضاء ہوگا یا اس حقیقت کا
اقتضاء ہوگا جس کے تقاضا سے صفت "چیت" ایشور میں
متحقق ہے۔ تیسری صورت یہ ہوگی کہ دونوں حقیقتوں کے
علاوہ ایک تیسری حقیقت ایشور میں پائی جاتی ہے شق اول
و دوم غلط و باطل ہیں کیونکہ حقیقت واجبیہ اور وہ دوسری
حقیقت جسکے تقاضا سے "چیت" ہے وہ روح میں موجود ہے
مگر باوجود دونوں حقیقتیں روح میں موجود ہونے کے صفت "آنند"
روح میں نہیں پائی جاتی پس ثابت ہوا کہ یہ اس حقیقت کا
اقتضاء نہیں بلکہ ایک تیسری حقیقت کا اقتضاء ہے جو ان
دونوں کے علاوہ ہے لہذا اس صورت میں ایشور میں تین حقیقتیں
پائی گئیں (۱) حقیقت واجبیہ جس کا اقتضاء "ست" ہے ۲
وہ حقیقت جسکے تقاضا سے صفت "چیت" ہے۔ ۳- وہ حقیقت
جسکے اقتضاء سے آنند ہے لہذا ایشور بھی مرکب ہے اور جب
مرکب ہوا تو حادث ٹھہرا اور حادث ایشور ہو نہیں سکتا +

اس کے جواب میں پنڈت راجیند صاحب دہلوی اپدیشک
جلسہ نے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

جواب۔ دنیا میں ہم تین قسم کی چیزیں دیکھتے ہیں یعنی
سب سے بڑی سب سے چھوٹی اور درمیانی۔ لہذا ہم کوئی وجہ نہیں بتا
سکتے کہ یہ فرق چھوٹائی بڑائی کا ان میں کیوں ہے؟ نیز دنیا میں
مدرک اور غیر مدرک چیزیں ہیں لہذا کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ
کیوں ایک شے مدرک اور دوسری غیر مدرک ہے۔ پس آپ
تعدد صفات سے ترکیب ثابت کرتے ہیں اور یہ اعتراض آپکے
نزدیک پڑیگا" (مفہوم)

جواب الجواب۔ دنیا میں تین قسم کی چیزوں کا ہونا
(یعنی سب سے بڑی سب سے چھوٹی اور درمیانی) اور چیزوں کا
مدرک اور غیر مدرک ہونا یہ ان تمام مخلوقات کی [illegible] کی علت
ایک ہی [illegible] واجب بالذات [illegible] قرار دیتے ہیں
پس یہ فرق اسی [illegible] کیونکہ اس نے سب کو جو
[illegible] ہم یہ جان نہیں ہو سکتا
اور [illegible] ہم تعدد صفات و
ترکیب ثابت نہیں کرتے بلکہ ان حقیقتوں کی وجہ سے [illegible]
[illegible] جن کا اثبات اوپر کر دیا گیا ہے۔ اپدیشک جی
مقرر نے کہا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ پرانے اعتراضات
ہیں۔ ہم اس سے زیادہ جواب بیان نہیں کر سکتے اگر مزید وجہ
معلوم کرنی ہو تو ایشور سے پوچھو" +

راقم۔ اس سوال کی اہمیت یا غیر اہمیت تو ظاہر ہے کہ
قابل مہاشے جی جواب دینے سے قاصر رہے اور عوام کے سمجھانے
کو دو چار باتیں کہدیں اور جب معقول جواب نہ بن پڑا تو عاجز
ہو کر کہہ دیا کہ ایشور سے پوچھو۔ خیر ہم تو اسکو بھی تسلیم کر لیتے
ہیں مگر مشکل تو یہ ہے کہ مہاشے جی مہاراج کے بموجب ایشور
نے مدت مدید سے بولنا ہی چھوڑ دیا ہے اور صرف چار رشیوں
سے بولکر ہی رہ گیا۔ امید کہ مہاشے جی تخلیہ میں غور فرماکر
معقول جواب دینگے + والسلام سید ارتضی علی
طالبعلم ہائی سکول قادیان - لکھنؤ

سوائے اللہ تعالیٰ کے کون ہے جو مدد کرے؟

مندرجہ ذیل عریضہ پٹیالہ کے ایک احمدی دوست کیطرف
سے حضرت امام معظم ایدہ اللہ کی خدمت میں پہنچا تھا۔ وہ
کوئی مضمون نہیں نہ فرستندہ نے اشاعت کی غرض سے بھیجا
مگر حضرت اقدس کی ڈاک میں سے جب یہ ہماری نظر سے گزرا
تو لکھنے والے کے اخلاص اور درد دل کا روح پر ایک خاص اثر
ہوا جسمیں دیگر احباب کو بھی شریک کرنا ضروری معلوم ہوا
اس واسطے بے کم و کاست ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
سب بھائیوں میں ایسے ہی اخلاص کی روح پیدا کردے اور وہ اپنے
مصیبت زدہ برادران سلسلہ کے حق میں کم از کم مخلصانہ
دعاؤں سے ہی ہمدردی و للہیت کا ثبوت دے سکیں۔ آمین
ایڈیٹر

پیارے مقتدا امام روحانی۔ اے وہ کہ تو سراسر محبت
ہے کہ تیری محبت روحانی راحت ہے اے کہ تیرا وجود
دارالامان کی مقدس زمین میں بیٹھے ہوئے اطراف عالم میں
اپنا اثر کر رہا ہے۔ اے کہ کل جماعت کی دعائیں تیرے لئے
ہیں۔ اے کہ تو [illegible] اپنے مقدس باپ کی نظیر
ہے۔ اے برگزیدہ خدا۔ اے خلیفۃ المسیح اپنی جماعت
کے لئے دعا کر کہ وہ تقویٰ میں خداوند کریم کی منشاء کے
مطابق ہو۔ اور اپنا مقصود حاصل کرے۔ آمین۔ ہاں
ہمارے مالابار کے احمدی بھائیوں کیلئے دعا کر کہ خدا
انہیں ان مصائب سے نجات دے اور ان کو صبر و ثبات
کی توفیق دے۔ اور تیری جماعت جسکے دل ان حوادث
کو سنکر پارہ پارہ ہو گئے ہیں۔ استقامت دکھائے۔
آمین۔ میں کیا عرض کروں کہ ان پر مصائب حالات کو
پڑھ کر میرے دل کی کیا کیفیت ہے ہمارا سوائے اللہ تعالیٰ
کے اور کون ہے جو مدد کرے۔ اور ہمارے بھائیوں
کو ان تکالیف سے بچائے۔ آمین +

حضور والا ان دنوں میری طبیعت کچھ عجیب ہو
رہی ہے۔ ہر وقت حضور کی محبت دل میں بڑھتی جاتی ہے
اور جس کا فوری نتیجہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ میں اپنے اندر
ایک نمایاں تبدیلی پاتا ہوں۔ اور میرا ایمان دن بدن ترقی
کرتا جاتا ہے حضور دعا کریں کہ میں اور ترقی کر سکوں۔ آمین
مجھے قرآن شریف اچھی طرح سمجھ نہیں آتا۔ حضور دعا
فرماویں کہ اللہ تعالیٰ جو مسبب الاسباب ہے ایسی صورتیں
پیدا کردے کہ میں قرآن حضور سے پڑھ سکوں۔ میری طبیعت
اکثر مضمحل رہتی ہے حضور میری صحت کے لئے دعا فرماویں
کہ جب میں مروں تو سچا احمدی ہوں۔ خدا میرے تعلقات
حضور سے زیادہ وابستہ فرماوے۔ آمین۔ اور خداوند عالم
حضور کو زیادہ مدارج اور مراتب عطا فرماوے تاکہ اسلام کا بول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

(فرمودہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

ترجمۃ القرآن انگریزی کی اشاعت کیلئے تحریک

لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجۃ و کلا وعد اللہ الحسنی و فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجرا عظیما۔ (سورۃ النساء رکوع ۱۳)

خدا تعالیٰ نے انسان کو دو قسم کی نعمتیں دی ہیں ایک وہ جو اسکے نفس سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اسکے جسم میں موجود ہیں ان کا مورد خود انسان کی جان اور نفس ہوتا ہے۔ اور ایک وہ ہیں جو انسان کے اردگرد اسکے آرام کے لئے پیدا کی ہیں۔ مثلاً چاند۔ سورج۔ پانی۔ ہوا وغیرہ۔ اور اندرونی نعماء میں سے ہاتھ چیز کو پکڑتا ہے اور منہ میں رکھتا ہے اور منہ اندر لیجاتا ہے پھر معدہ اسے ہضم کرتا ہے۔ اور جو حصہ مفید جسم ہوتا ہے پھیل جاتا ہے پس یہ دو قسم کی نعمتیں ہوئیں ٭

غرض دونوں نعمتوں کے سلسلے انسان کے ساتھ جاری ہیں۔ ایک اسکے نفس میں اور ایک باہر۔ جو نعمت بیرونی طور پر پائی جاتی ہے اسکے مقابلہ میں انسان کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے ایک چیز رکھ دی ہے۔ مثلاً پھلوں۔ ترکاریوں اور کھانے وغیرہ کی چیزوں میں ایک مزہ رکھا ہے تو اسکے مقابل انسان کو جو زبان دی ہے اس میں قوت ذائقہ رکھ دی ہے۔ اگر یہ چیزیں پیدا کر دی جاتیں اور زبان میں قوت ذائقہ نہ رکھی ہوتی تو یہ چیزیں بالکل بے فائدہ ہوتیں ایسے ہی اگر زبان میں قوت ذائقہ نہ رکھی ہوتی۔ اور ان چیزوں میں لذت رکھی جاتی تو قوت ذائقہ بالکل بے فائدہ ہوتی

اسی طرح ناک میں سونگھنے کی قوت رکھدی۔ اور اسکے مقابل میں سونگھنے والی اشیاء کو پیدا کر دیا۔ اگر سونگھنے کی قوت کو رکھکر یہ چیزیں نہ پیدا کی جاتیں تو ناک میں اس قوت کا رکھنا بالکل بے فائدہ ہوتا۔ اور اگر ناک کے اندر یہ قوت نہ رکھی جاتی اور ان چیزوں کو پیدا کر دیا جاتا تو بھی اس کا پیدا کرنا بے فائدہ ہوتا پس اندرونی نعمت کے زائل ہونے کے ساتھ بیرونی اور بیرونی کے زائل ہونیکے ساتھ اندرونی بھی زائل ہو جاتی ہیں انتظام کی مثال ریل کے دو دانتوں کی طرح ہے جو بالمقابل جاتے ہوں۔ اندرونی کوئی قوت نہیں جسکے مقابل میں خدا تعالیٰ نے اسکے استعمال کے لئے اسباب پیدا نہ کئے ہوں ٭

بیرونی نعمتیں مختلف صورتوں کی ہیں کبھی دولت کی صورت میں کبھی زمینوں کی صورت میں کبھی حکومت کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ کے انعام دو قسم کے ہیں۔ اسلئے ان کا شکریہ بھی دو ہی طرح ہو سکتا ہے۔ جو نعمتیں انسان کے نفس میں پیدا کی گئی ہیں ان کا شکریہ انہی نعمتوں کے خرچ سے ادا ہو سکتا ہے۔ جو انسان کے اندر پیدا کی گئی ہیں۔ اور بیرونی نعمتوں کا شکریہ اسی طرح ادا ہو سکتا ہے کہ وہ نعمتیں جو انسان کے آرام کے لئے اسکے نفس کے باہر پیدا کی گئی ہیں انکو خرچ کیا جائے لیکن بہت سے لوگ اس نکتہ کو نہ سمجھ کر اگر خدا تعالیٰ نے راستہ میں مال خرچ کرتے ہیں تو جان نہیں خرچ کرتے۔ اور بعض جان خرچ کرتے ہیں مگر مال خرچ نہیں کرتے۔ لیکن مومن دونوں قسم کے انعاموں کے شکر نے ادا کرتا ہے۔ مسلمانوں کی عبادتیں بھی ایسی ہی ہیں۔ مثلاً نماز ہے۔ اسمیں انسان کا جسم مشغول ہوتا ہے۔ پس یہ اندرونی نعمتوں کے شکریہ کا ایک ذریعہ ہے اور اسکے برخلاف زکوٰۃ بیرونی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تمام قسم کی نعمتوں کے خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حتے کہ مذہب حق کی نعمت کے بدلہ میں حکم فرمایا ہے کہ چونکہ ہدایت کی نعمت تمہیں ملی ہے تم اوروں کو ہدایت دو۔ جیسا کہ فرمایا۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون غرض ہر ایک نعمت کا شکریہ اسی رنگ کے انفاق سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جو آیت میں نے ابھی پڑھی ہے۔ اس میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جو خدا

کے مقرب بندے ہوتے ہیں وہ اپنے اموال اور اپنی جانوں دونوں نعمتوں کو خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پس انسان مومن جب تک یہ دو باتیں جمع نہ ہوں وہ کامل جاہد نہیں بنتا صحابہ کرام کو جب ہم دیکھتے ہیں تو انکی زندگی میں یہ نمونہ پاتے ہیں ہماری جماعت کے لوگ اموال خرچ کرنے میں تو خدا کے فضل سے بہت حصہ لیتے ہیں۔ لیکن انفسہم کی طرف بہت کم توجہ ہے صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنا مال و جان خدا تعالیٰ کے لئے نبی کریم کے سامنے لاکر رکھ دیتے ہیں۔ اور جنگوں کے وقت بھی وہ سب سے آگے دکھائی دیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو سب سے بہادر سمجھتے تھے۔ جو نبی کریم کے پاس اور آپکے اردگرد رہا کرتا تھا۔ اور ہمیشہ آپکے پاس حضرت ابوبکرؓ رہتے تھے۔

بات یہ ہے کہ دشمن ہمیشہ ہی چاہتا ہے کہ پہلے جرنیل کو مار جائے اور اسی جگہ پر دشمن کے زیادہ حملے ہوتے ہیں۔ اور وہیں اس کا زیادہ زور ہوتا ہے۔ ان زبردست حملوں کو روکنے کے لئے بڑی بہادری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جرنیل کی حفاظت کرنیوالا اور اسکے اردگرد رہنے والا ہی ہمیشہ بہادر سمجھا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ ابوبکر سے بڑھ جائیں۔ اور جس قدر مال انکے پاس آیا تھا۔ اس کا نصف حضرت نبی کریم کے سامنے لاکر رکھ دیا۔ اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ بس اب میں ابوبکرؓ سے بڑھ گیا۔ لیکن اس وقت حضرت ابوبکرؓ بھی جو کچھ کہ گھر میں موجود تھا لے آئے تو نبی کریم نے عمرؓ سے پوچھا عمر تم نے اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا یا رسول نصف گھر چھوڑ آیا ہوں اور نصف حضور کے پاس لے آیا ہوں۔ ابوبکر سے پوچھا کہ تم کیا لائے ہو اور گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ تو آپنے جواب دیا۔ یا رسول اللہ جو کچھ گھر میں موجود تھا سب کچھ حضور کی خدمت میں حاضر کر دیا ہے۔ ان دونوں روایتوں کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے مال کے انفاق میں دوسرے لوگوں پر فوقیت رکھتا تھا اپنی جان کے انفاق میں بھی سب سے آگے تھا۔ الغرض ان لوگوں نے خدا کے لئے جان بھی خرچ کی مال بھی خرچ کیا۔ خدا کے راستے میں لڑے بھی۔ وہ صرف اس بات کو کافی نہ سمجھتے تھے کہ ہم نے روپیہ خرچ کر دیا یا صرف لڑائی کو ہی کافی سمجھتے۔ نہیں بلکہ وہ دونوں چیزوں کو خدا کے لئے

خرچ کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ صحابیؓ کو خدا تعالیٰ نے انکو کامل جواب کہا۔ اور اس آیت کا مصداق بنایا ہے یہی وہ بات تھی۔ جسکے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف انکو رحمت اور نعمت کے درجات ملے ہیں ہماری جماعت کو بھی ان دونوں باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ احمدیہ جماعتوں میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو چندہ دینے میں سب سے آگے ہے لیکن تبلیغ کرنے میں سست ہے۔ میں نے ایک دفعہ اس جماعت کے ایک دوست کو لکھا کہ آپکی جماعت ذمیوں کی سی ہے۔ کیونکہ ذمی ٹکس ادا کرکے جہاد کی خدمت سے آزاد ہو جاتے تھے۔ لیکن مسلمانوں کو زکوٰۃ اور چندوں کے علاوہ جانیں بھی خرچ کرنی پڑتی تھیں۔ پس اس جماعت میں اسلامی رنگ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ نقص ہماری جماعت کے ایک خاص حصہ میں پایا جاتا ہے۔ لیکن خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہم ایک نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ایک دوسری نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو ہمارا شکریہ نامکمل اور ناقص ہے۔ ایسے شخص کی مثال اس شخص کی طرح ہوگی۔ جو آدھا کرتہ پہنتا ہے۔ آدھا کرتہ پہننے والا انسان پہننے والے جسم کو کیونکر ڈھانپ سکتا ہے۔ اسکا بدن تو ننگا ہی رہے گا۔ الغرض میرے اس خطبہ سے یہ مراد ہے کہ اگر تم مال خرچ کرتے ہو تو اسی کو کافی نہ سمجھو بلکہ جان کو بھی خرچ کرو یا مال دینے والے یہ خیال نہ کریں کہ بس ہمنے مال دیدیا۔ جان دینے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے آپکو ذمی نہ بنائیں۔ بلکہ اپنی جان کو خدا کے لئے لڑائیں۔ جو مال دینگے۔ انکے ویسے ہی گناہ جھڑ جائینگے اور جو جان دینگے انکے اسی قسم کے گناہ جھڑینگے جو انعام خدا نے انسان کے اندر رکھے ہیں ان کا شکریہ ادا کریں۔ اور خدمت دین کریں۔ غربا یہ نہ خیال کریں کہ ہم نے جان دیدی ہے مال دینے کی ضرورت نہیں وہ مال دینے کی طرف متوجہ ہوں اگر ایک غریب کو خدا تعالیٰ ایک سیر دانے دیتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اسی میں سے تھوڑا سا دیدے۔ اسکا تھوڑا سا دینا بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ہزار روپیہ کے برابر ہے۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب مغفور رضی اللہ عنہ درس فرما رہے تھے۔ تو اس میں اس قسم کی ایک آیت تھی۔ میں نے اسی وقت انصار اللہ کو لکھا کہ جب تم نے جان کو خدمت دین کے لئے دیدیا ہے تو مال کو بھی خدا تعالیٰ کے لئے خرچ کرو۔ اسمیں کیا شک ہے کہ جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے وہ انصار اللہ میں شامل ہوتا ہے۔ پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس وقت اپنی جان اور مال خرچ

کرے۔ اس وقت جان خرچ کرنیکے یہ معنے نہیں کہ ظاہری جنگیں کیجائیں۔ تلوار کی جنگ دین کے لئے کرنی اب قطعاً حرام ہے۔ لہذا جو شخص اس زمانہ میں خدمت دین کے لئے جوش میں آکر تلوار اٹھاتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو خدمت دین کے جوش میں اپنے آپ کو آگ میں ڈالدے۔ پس اس وقت جہاد تلوار سے جائز نہیں بلکہ امن کے ذریعہ سے جہاد کرنا چاہیئے۔ خدمت دین کا تمہارے دلوں میں جوش ہو تو لوگوں کی ہدایت کیلئے کوشش کرو یہانتک کہ جب تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو چاروں کونوں تک پہنچا نہیں دو آرام نہ لو۔ اسی طرح آخرین منہم کہنے والے کھڑے ہو جائیں۔ اور حضرت مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی صداقت کو دنیا کے سامنے ثابت کر دکھائیں۔ اور دلائل سے تمام دنیا کو مغلوب کرلیں۔ اور انکو نیچا دکھائیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا موقعہ نکالا ہے کہ ہماری جماعت کے مخلصین جانی جہاد میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ بہت جلد چھپکر شائع ہونیوالا ہے۔ عربی ٹکسٹ کا ایک حصہ تو تیار ہو چکا ہے۔ اور انگریزی کے پروف بھی تیار ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے پہلے سیپارہ کے لئے روپیہ کا سامان اپنے فضل سے اپنے پاس سے ہی کر دیا ہے۔ اور اسکے لئے کسی چندہ کی تحریک کی ضرورت ہمیں پیش نہیں آئی۔ میرا خیال ہے کہ ایک سیپارہ جب فروخت ہو جائے تو اسی کی آمد سے دوسرا سیپارہ چھاپ دیا جائے۔ اسطرح جماعت پر بوجھ نہ پڑیگا۔ جسکے سامنے ابھی اور بہت سے کام ہیں۔ اور ترجمہ قرآن کریم پر جسقدر روپیہ خرچ ہوگا۔ اسکا برداشت کرنا ان تمام تبلیغی اخراجات کے ہوتے ہوئے جو اس وقت ہماری جماعت کر رہی ہے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اندازاً اڑھائی لاکھ روپیہ اس قرآن پر خرچ ہوگا۔ صرف چھپوائی کا خرچ سوا لاکھ روپیہ ہے پس یہی طریق بہتر ہے کہ ایک ایک سیپارہ کرکے اسے شائع کیا جائے۔ اور اسکی اشاعت میں ہمارے دوست جانی جہاد کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تک جو کتب ہماری طرف سے شائع ہوئی ہیں وہ ہماری ہی جماعت کے لوگ خریدتے رہے ہیں لیکن اس طریق سے اسقدر فائدہ

نہیں ہوتا جو اسطرح ہو سکتا ہے کہ لوگ ان کتب کو خریدیں۔ کیونکہ جو کتاب ان لوگوں تک پہنچی ہی نہیں جن کے لئے لکھی گئی ہے۔ تو ان کو نفع کیا پہنچائے گی۔ پس دنیا کو نفع پہنچانے کا یہی طریقہ ہے کہ اس تک صداقت پہنچائی جاوے۔ اس کا ایک طریق تو مفت اشاعت ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کو مفت کتاب دی جائے پڑھتے نہیں۔ پس یہ طریق درست نہیں دوسرا طریق یہ ہے کہ غیروں کے پاس کتابیں قیمتاً فروخت کی جائیں۔ اسطرح یہ فائدہ ہوگا کہ جو لوگ قیمت دیکر کتاب لینگے ان میں سے اکثر اسے پڑھیں گے بھی۔ پس ایک تو تبلیغ کی تبلیغ ہو جائے گی۔ دوسرے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ جماعت پر ترجمہ کے اخراجات کا بوجھ نہ پڑیگا۔ اگر ہماری جماعت ہی ترجمہ کو خریدے تو یہ ویسی ہی بات ہوگی جیسے کوئی شخص روپیہ اپنی ایک جیب سے نکالکر دوسری میں ڈالدے تو اسکی ایک جیب میں روپیہ تو پڑجائے گا۔ لیکن وہ شخص زیادہ مالدار نہیں ہو جائیگا۔ میں جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اگر اپنی جماعت کے لوگوں کو میں کہوں تو وہ فوراً خواہ اپنی جائدادیں ہی بیچ کر انکو ایسا کرنا پڑے۔ سب سیپاروں کو خرید لینگے لیکن اسکا لازمی نتیجہ دوسرے چندوں پر پڑیگا۔ بیشک چندہ غیروں سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے۔ یوں تو بعض غیر بھی چندہ دیدیتے ہیں لیکن وہ اور رنگ ہے۔ خود مانگنا مجھے نہایت ناپسند ہے جو لوگ مانگتے جاتے ہیں وہ دوسرے دیتے بھی ہیں۔ لیکن ہم اپنا ایمان قرآن کریم کی چھپوائی کے لئے نہیں بیچ سکتے۔ اس ترجمہ نے لوگوں کو کیا ایمان کی طرف لانا ہے۔ جس کے لئے چھپوانے والے نے اپنا ایمان فروخت کر دیا ہو غیروں سے چندہ ہم نہیں مانگ سکتے۔ ہاں اپنا مال فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ آخر فرداً فرداً احمدی تاجر اپنے اسباب دوسروں کے پاس فروخت کرتے ہی ہیں۔ پس سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ انگریزی ترجمہ جہانتک ہو سکے ہندوستان میں ہر ایک مذہب و ملت کے لوگوں کے پاس فروخت کیا جائے تاکہ ایسا ہو کہ دوا طبیب کے ہی گھر میں پڑی رہے اور جماعت پر بھی بوجھ نہ پڑے۔ اگر پانچ ہزار سیپارہ ہندوستان میں فروخت ہو جائے تو ہم ہزاروں کی تعداد میں یورپ میں لائبریریوں کو مفت بھیج سکتے ہیں جسکے ذریعہ سے کروڑوں انسانوں کو

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم

[illegible] | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | [illegible]

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔

(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ [illegible] خریداروں سے ساڑھے چار روپیہ

باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

مضامین [illegible]

آخری زمانہ میں ایک شخص کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۵)

قیمت ہر حال پیشگی چھ روپے

جلد ۳ | مورخہ ۳۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء | مطابق ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۵۶

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اب نسبتاً اچھی ہے۔

محترم ممبران خاندان نبوت میں سے بعض کے متعلق موسمی بخار وغیرہ کی شکایت سُنی جاتی ہے۔ عزیز عبدالحی صاحب چند روز سے علیل ہیں۔

۲۸۔ اکتوبر کی رات کو ۱۱ بجے تک ۲۹ اکتوبر کی صبح کو دفتر تشحیذ الاذہان میں حکیم مرہم عیسیٰ صاحب لاہوری کے ساتھ مکرمی میر محمد اسحٰق صاحب اور دیگر احباب نبوت اور دیگر مسائل کے متعلق گفتگو کرتے رہے اور بہت سے اصحاب نے ان سے سوال و جواب کا سلسلہ کیا۔ دوسرے دن تک جاری رہا۔ حکیم صاحب قادیان میں کچھ روز تک قیام رکھیں گے اور عزیز عبدالحی خلف الرشید خلیفہ اول کی عیادت کے لئے لاہور سے مع اہل و عیال آئے ہیں۔

۲۹۔ اکتوبر کو مسجد مبارک میں حکیم مہدی [illegible]

اخبار احمدیہ

لودھیانہ سے منشی سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں کہ میں ریل میں سفر کر رہا تھا دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ یہاں کسی کو تبلیغ ہی کی جائے تو اتفاق سے دو سادھو مل گئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا کہ قادیان سے تو وہ بولے کہ مرزا صاحب کو جانتے ہو میں نے کہا کہ میں تو ان کا مُرید ہوں۔ اسکے بعد میں نے حضرت مسیح موعود کی بہت سی پیشگوئیاں موجودہ واقعات کے متعلق سُنائیں تو ایک نے سُنکر یہ کہا کہ فی الواقعہ مرزا صاحب کی بعض پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں اور بہت سے نشان ظاہر ہوئے ہیں جنہوں نے جہان میں تہلکہ مچا دیا ہے پھر وہ کہنے لگا کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو کرشن مسیح اور مہدی بیان کیا ہے اور ساتھ ہی یہ ذکر کیا [illegible]

کراچی تانہ میں مجھ سے ایک مولوی ملا تھا میں نے اسے کہا کہ مرزا صاحب صادق ہیں۔ افسوس وقت کم تھا زیادہ گفتگو نہ ہو سکی۔

گوجرانوالہ سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شادی کی تقریب پر مکرم حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کو تار دیکر بغرض تبلیغ بلوایا گیا۔ آپ نے آیات مسنونہ پڑھ کر تقویٰ و طہارت اور زن و شوہر کے تعلقات بالتفصیل قرآن کریم احادیث نبوی اور تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بتلائے۔ اور بدعات اور رسومات کی بڑے زور سے تردید فرمائی۔ اور بتایا کہ یہ بدیاں احکام الٰہی کو چھوڑنے کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ اور اس وقت دنیا کا ایمان خدا تعالیٰ سے اُٹھ گیا ہے اسی لئے اس وقت خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح اور زندہ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا ہے۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا۔

سنتوکھ خلع لدھیانہ سے میاں خیر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ اس رمضان میں ایک شخص فوت ہوا جس کا جنازہ ایک قاضی صاحب نے بجائے چار تکبیروں کے چار رکعت پڑھا۔ اختتام کے بعد مقتدیوں نے پوچھا کہ قاضی صاحب یہ جنازہ تو آپ نے عجیب ہی رنگ کا پڑھا ہے اس قسم کا جنازہ تو ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنا۔ قاضی صاحب فرمانے لگے کہ رمضان میں مرنے والوں کے لئے کتاب احوال المؤمنین میں یونہی لکھا ہوا ہے۔ اگر تمہارا جنازہ ٹھیک نہیں پڑھا گیا تو اپنا روپیہ واپس لے لو۔ افسوس! علمائے دین کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ اور پھر بھی مامور من اللہ کو نہیں مانتے۔

بیگو سرائے ضلع مونگھیر سے حکیم عبدالحی صاحب لکھتے ہیں کہ میں بعض ابتلاؤں میں ہوں۔ احباب دعا کریں۔

سکرنڈ (سندھ) سے برادر محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ بعض لوگ میری طرف خط لکھتے ہیں کہ تم بے فائدہ روپیہ خرچ کرتے ہو۔ یہاں تمہاری جماعت نہیں بنیگی۔ میں نے کہا کہ جماعت بنانا تو خدا تعالیٰ کا کام ہے خدا چاہے تو ضرور بن جائیگی۔ پھر چند آدمی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ سندھ میں احمدی جماعت کے دو تین ہی آدمی ہیں۔ کیا نبیوں کے کلمے تھوڑے ہی متبع ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ نبیوں کی صداقت کا یہ کونسا معیار ہے۔ پچھلے وقتوں میں تو ایسے ایسے نبی بھی ہوئے ہیں جنکے دو دو یا تین تین ہی پیرو تھے تو کیا وہ نبی نہ سمجھے جائینگے۔ حضرت مرزا صاحب کے تو خدا کے فضل سے لاکھوں مرید ہیں۔

ترگڑی ضلع گوجرانوالہ سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مصنف چٹھی مسیح لکھتے ہیں کہ میں نے تین رسالے لکھے ہیں ایک میں حنفیوں کی تردید اور دوسرے میں کفارہ کی تردید اور تیسرے میں نبی کریمؐ اور حضرت مسیحؑ کا مقابلہ کر کے دکھایا ہے۔ اور حضرت اقدس (ایدہ اللہ) کو سنانے کے لئے لکھا تو حضور نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ کے بعد انشاء اللہ اگر وقت ملا تو کچھ اشعار آپکی کتاب کے سنینگے۔

لالہ موسیٰ سے حکیم محمد قاسم صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی مہرالدین صاحب کا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

سیجووالی ضلع ہوشیارپور سے میاں عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ میری والدہ اور اہلیہ بیمار ہیں۔ احباب ان کے واسطے دعا کریں۔ نیز بعض طلباء مدرسہ احمدیہ بھی بیمار ہیں ان کے لئے بھی دعا کی جاوے۔

بھٹنگالہ سے شیخ محمد بخش صاحب لکھتے ہیں کہ جب میں کسی سفر پر جاتا ہوں تو خدا کے فضل سے تبلیغ کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہوں۔ چنانچہ ان دنوں موضع گنگھستان میں جانے کا اتفاق ہوا تو ایک مسجد میں بہت سے لوگوں کو دیکھ کر حضرت مسیح ناصری کی وفات اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے علامات اور حضرت احمد قادیانی کی نبوت کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ جب نورپور میں پہنچا تو بازار میں ایک پادری صاحب خداوند یسوع مسیح کی خدائی ثابت کرنے لگے۔ ... نہیں ہو سکتی۔ میں نے پادری صاحب کو ایک رقعہ لکھا کہ میں دو سوال کرنا چاہتا ہوں۔ پادری صاحب نے کہا کہ میں تحریری جواب دونگا۔ آخر لوگوں کے کہنے پر زبانی ہی گفتگو قرار پائی۔ پہلا سوال "الوہیت مسیح" کے متعلق تھا۔ اور دوسرا کفارہ کے متعلق جب دونوں باتوں کا ثبوت طلب کیا گیا تو پادری صاحب وہاں سے تشریف لے گئے۔ غیر احمدیوں پر اس بات کا بہت اچھا اثر ہوا۔ موقع پا کر میں نے سب غیر احمدیوں کو حضرت احمد قادیانی کا پیغام سنایا۔

خبریں

سروین اعلان میں تسلیم کیا گیا ہے کہ شہر اسکیب فتح ہو گیا۔ کروولاک میں فرانسیسیوں اور سرویوں کو اندنوں جو فتح حاصل ہوئی۔ اسکی تفصیل ایتھنز کے آتا رمیں اسطرح بیان کی گئی ہے کہ بلغاری کثیر تعداد افواج سے حملہ کر رہے تھے کہ فرانسیسی افواج نے دلیرانہ حملہ کر کے ان کے دائیں پہلو کو گھیر لیا۔ اور سرویوں نے تمام محاذ پر ایک زبردست جوابی حملہ کیا۔ آخر بلغاری فوج سٹرمٹزا کی طرف پسپا ہو گئی اور فرانسیسی افواج اور سروین رسالے نے انکا تعاقب کیا۔

لنڈن۔ ۲۹ اکتوبر۔ ایک فرانسیسی بے تار برقی خبر اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ ۲۱ اکتوبر کو سٹرمٹزا کے نزدیک لڑائی میں بلغاریوں کو فرانسیسی فوج نے شکست دی بلغاریوں نے دوسرے دن ایک مزید وسیع ذخیرہ پر حملہ کیا۔ اور ایک بھاری کمک بھیجنے پر پسپا کئے گئے۔ ۲۳ اکتوبر کو انہوں نے کوئی حملہ نہیں کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسیوں ... کی توپوں نے اس کامیابی میں بہت حصہ لیا۔

رائیٹر کا بیان ہے کہ موجودہ حالت پر سروین حلقوں میں اطمینان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ فرانسیسی افواج عنقریب کمک جو آئیں پہنچا رہی ہیں۔ نازک موقعہ صرف شمال میں ہے۔ جہاں بلغاری سپاہ پر دباؤ ہیں جرمنوں سے ملنے کی منتظر ہے جو اس وقت صرف ۵۰ میل کے فاصلہ پر اُرسووا میں ہے۔ اس کونے میں سروین فوج دونوں طرفوں سے نہایت سختی سے دبائی جا رہی ہے لیکن جرمن جارحانہ روش ایک نہایت اہم موقعہ پر روک دیگئی ہے اور اگر جنوب میں اتحادیوں کی مدد وقت پر پہنچ گئی اور بلغاریہ کو جنگ سے خارج کر دیا گیا تو سرویوں کو یقین ہے کہ وہ حملہ آوروں کو باہر نکال دینگے۔

ریویو

سکولوں اور کالجوں کے طالب علم اور انکی حفاظت صحت پر مولنا کے اثر مصنفہ ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے اول مدرس ریاضی ہائی سکول قادیان۔ یہ ایک مفید رسالہ ہے جس میں ایام طفولیت اور زمانہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے بعض ضروری اخلاقی امور کی توضیح کر کے بہت سی کارآمد ہدایات دیگئی ہیں جنپر کاربند ہونے سے قوم کی نئی پود اور آیندہ نسلیں خدا چاہے تو گوناگوں آفات سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ زبان و بیان کسی قدر محتاج نظر ثانی۔ مطالب عموماً سارے ازبس اہم اور توجہ طلب۔ لکھائی چھپائی کاغذ بہت عمدہ۔ حجم قریباً ساٹھ صفحے۔ قیمت ۲۔ مصنف موصوف سے منگائیں۔

نور ٹریکٹ سیریز از ماسٹر شیخ محمد یوسف صاحب سابق سورن سنگھ ووان ایڈیٹر اخبار نور نمبر ۷۔ آریہ دھرم میں مکتی ناممکن۔ نمبر ۸۔ گرنتھ اور جنم ساکھی میں حضرت مسیح موعود کا ذکر دونوں بہت مفید دلچسپ اور عام فہم ہیں اس قابل کہ غیر مسلموں میں کثرت سے مفت تقسیم کئے جاویں فی ٹریکٹ ۸۔ ۸ صفحہ۔ قیمت فی سیکڑہ ...

گوردو کی بانی جس میں گورو نانک صاحب کے مسلمان ہونے کا ثبوت خود سکھ مذہب کی مستند کتابوں سے بوضاحت دیا گیا ہے اس میں گورو صاحب کا فوٹو بھی ہے جس سے انکے اسلام پر اور بھی زبردست روشنی پڑتی ہے ہر ایک طالب حق اسے دلچسپی سے دیکھیگا۔ کاش! ہمارے سکھ بھائی ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ - اکتوبر ۱۵ء

انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے وسائل کیا ہوں؟

حضرت اقدس خلیفۂ برحق (ایدہ اللہ) کا جو خطبہ پچھلے پرچہ میں شائع کیا گیا ہے اس میں ترجمہ مندرجہ عنوان سے متعلق تدابیر اشاعت کی ایک مجمل سکیم حضرت صاحب خود بیان فرما چکے ہیں۔ امید ہے کہ احباب نے اسے بغور پڑھا ہوگا۔ اور جنہیں اب تک پڑھنے کا موقع نہیں ملا وہ بہت جلد خود بھی پڑھ لینگے اور دوسروں کو بھی سنا دینگے چونکہ بعض طبائع ایسی سہولت پسند ہوتی ہیں کہ جب تک عملی کارروائی کے فروعی پہلو بھی انکے ان کے سامنے نہ رکھے جائیں وہ ضروری سے ضروری تحریکوں کیطرف بھی خاطر خواہ توجہ نہیں کر سکتیں اسواسطے مناسب ہوگا کہ ترجمۃ القرآن کے وسائل اشاعت کی کسیقدر مزید توضیح کردی جائے +

احمدی دوستوں کو بار بار یہ جتلائے جانے کا محتاج نہ ہونا چاہیئے کہ یہ جماعت کے لئے بڑی مستعدی و سرگرمی اور باقاعدگی سے کام کرنے کا وقت ہے۔ ہر شخص کی ایمانی و اعتقادی حالت اور اخلاص دلی کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن جب ایک مہم عظیم درپیش ہو اسوقت جنگی جوانوں کی محض زبانی وفاداری و خیراندیشی کچھ کام نہیں آتی جب تک کہ وہ جان ہتھیلی پر رکھکر سینہ سپر ہوکر سرفروشی اور داد مردانگی دینے کے لئے میدان میں جانے کو کمربستہ نہوں۔ اور غنیم سے سچ مچ برسرپیکار ہوکر واقعی لائلٹی اور بہادری کا ثبوت نہ دیں۔ غیر مسلم دنیا میں اسلام کی خوبیوں اور سچائیوں کی جانب سے جو غلط فہمیاں اور بدگمانیاں اسوقت پھیلی ہوئی ہیں اور قرآن مجید کے بتلائے ہوئے سراپا معقولیت و پر از حکمت اصول اور احکام مذہبی سے [illegible]

اہل اسلام کو بھی جس درجہ بے خبری و غفلت میں زمانہ دیکھی جاتی ہے اس کا دور کرنا اور حقیقی اسلام کے نورانی چہرہ سے پردۂ جہالت کو اٹھانا بلاشبہ ایک عظیم الشان مہم ہے جس کا سر کرنا محض فضل ربی سے ہماری جماعت کے سپرد ہوا ہے۔ اور مہم کی نوعیت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ اسکے متعلق جزوی خدمات کو بھی لابدی [illegible] سے ثانی دنیا کسی دیگر مسلمان اور بجز احمدی کا کام نہیں ہو سکتا۔ کچھ شک نہیں کہ اس راہ میں بڑی بڑی کٹھن منزلیں طے کرنی ہونگی بہت سی کوششیں اور مالی قربانیاں کرنی پڑینگی تب کہیں ایک معقول مدت میں جاکے شاید مقصود حاصل ہونیکی توقع کی جاسکتی ہے لیکن کام کرنیوالوں کے لئے اس اصول کی اہمیت تمام عقلائے عالم کے نزدیک مسلم ہے کہ جو شخص سرے سے قدم ہی نہیں اٹھاتا وہ کسی طویل مسافت کے قطع کرنے پر کیسے قادر ہوگا جسے لمحات حیات کی ہی قدر نہیں وہ زندگی کے سال و ماہ کیونکر ہوشمندی و مآل اندیشی سے گزار سکیگا اور وہ جو ایک پیسہ کو حقیر و بے حقیقت سمجھتا ہو روپیوں کی حفاظت اور صحیح استعمال پر کسطرح قادر ہوگا۔ کلیات مجموعہ جزئیات ہوتے ہیں۔ بس کاموں کی اہمیت یا ان کا دیرطلب ہونا تو اور بھی زیادہ اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم انکے لئے پوری پوری احتیاط سرگرمی اور حزم اختیار کریں نہ کہ انکی طرف سے الٹے بے پروا ہو جائیں یا ایک پہاڑ سمجھ کر ہمت ہار کے بیٹھ رہیں۔ تجربہ اس بات پر گواہ ہے کہ جہاں مہمات امور کو جیسا کہ سہل و معمولی خیال کرکے کما حقہ سعی و توجہ نہ کرنا موجب ناکامی ہو جاتا ہے ویسے ہی انکی اہمیت سے مرعوب ہوکر امر محال فرض کرلینا بھی حصول مدعا کیطرف عملی قدم اٹھانے کی جرأت نہیں پڑنے دیتا اور نتیجہ اس کا بھی وہی ناکامی ہوتا ہے +

پس جس کام پر بہت سے خدام سلسلہ کے قیمتی اوقات اور دماغی قابلیتیں ایک معقول عرصہ تک خرچ ہوتی رہیں۔ اور جسکی خاطر خود حضرت فضل عمر (ایدہ اللہ) باوجود خرابیٔ صحت کے لگاتار انتھک عرق ریزی و دماغ سوزی کی محنت شاقہ گوارا فرمائیں۔ پھر جس پر مالی مصارف کا سرسری تخمینہ اڑھائی تین لاکھ روپیہ کے قریب ہو۔ اگر اسکی اصلی غرض و غایت محض جماعت کی سستی و لاپروائی سے حاصل نہو سکے۔ تو احمدی قوم کے لئے کس قدر شرم کا مقام ہوگا۔ اس ترجمہ کی اصل غرض جیسا کہ حضرت اقدس (ایدہ اللہ) بھی زور دیکر ظاہر فرما چکے ہیں یہی ہے کہ جس طرح ہو سکے غیر احمدیوں تک پہنچایا جائے اور اس طریق سے پہنچایا جائے کہ وہ اسکو پڑھ کر فائدہ بھی ضرور ہی اٹھائیں

ہماری رائے میں اسکے متعلق احباب بیرونجات کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر باقاعدہ جلسے کرکے اس امر کا فیصلہ کریں کہ پہلا پارہ وہ اپنے شہر و مضافات کے لئے کسقدر تعداد میں منگائیں گے اس تعداد کو دفتر ترقی اسلام میں رجسٹر کرانے کے ساتھ ہی قیمت مجموعی کا کچھ حصہ بھی بطور قسط اول یا بیعانہ کے روانہ کردیں اور باقی رقم بنظر سہولت چند اقساط میں جلد سے جلد پوری کر دینے میں ساعی رہیں۔ دوسرا عملی قدم یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے اپنے شہر یا علاقہ کو حلقوں میں تقسیم کرکے ہر احمدی دوست جو اس کام کو کر سکتا ہو۔ اپنے حلقہ اثر میں اس ترجمۃ القرآن کے اعلان و اشاعت اور فروخت کا بیڑا اٹھالے۔ تیسری عملی تدبیر یہ ہے کہ تمام بڑے بڑے شہروں کی احمدی جماعتیں مقامی پبلک لائبریریوں میں یا کم از کم ایک ایک دو دو نسخے پارہ اول کے اور کچھ اشتہار اپنی طرف سے پہنچا دیں۔ چوتھی ترکیب یہ مناسب ہوگی کہ غیر مذاہب کے جو انگریزی خواں فی الواقع کم استطاعت ہوں مگر متلاشی حق اور علم دوست ہوں انہیں ایک ایک کاپی مقامی احباب اپنے خرچ سے بلا قیمت یا برائے نام قیمت پر ہدیۃً دیں اور وقتاً فوقتاً ان سے معلوم کرتے رہیں کہ آپ نے اس کو کتنا دیکھا اور کہاں تک معقول و قابل قبول پایا؟ پانچویں صورت یہ ہوسکتی ہے کہ خاص جلسے منعقد کرکے انہیں غیر مذاہب کے روشن خیال انگریزی دان مدعو کئے جائیں اور اس ترجمہ میں سے خاص خاص مقامات سنائے جائیں یا مطالب قرآن کی بعض ایسی خصوصیات ان کے گوش گزار کی جائیں جو مشہور عام اسلامی معتقدات کی غلطیوں اور انکی نسبت غلط فہمیوں کو دور کرنے والی ہوں چھٹی تدبیر یہ کہ جو لوگ قیمتاً خریدنا نہ چاہیں مگر شروع سے آخر تک کسی میعاد مقررہ کے اندر بتوجہ دلی ایک بار مطالعہ کرکے واپس دینے پر [illegible]

ہوں انہیں ایک ایک کاپی مستحقین کو بھی دیدی جائے۔ ساتویں یہ کہ جو لوگ قیمت یکمشت ادا نہ کرسکیں انہیں دوچار بار کرکے باقساط وصول ہوجانے کے وعدہ پر بھی دیدیا۔ آٹھویں یہ کہ ہر جگہ کی انجمن یا جماعت اپنی کارگزاری کی اشاعت کو بذریعہ اخبار شائع کراتی رہے تاکہ دوسروں کے واسطے موجب ترغیب ہو۔ نویں یہ مفت یا رعایتی قیمت پر دینے کے سلسلہ میں جسقدر رقم کا خرچ ہو اس کا بوجھ انجمن ترقی اسلام پر ڈالنے کے بجائے حتی الوسع آپ ہی حسب حیثیت حصہ رسدی بانٹ لیں۔ دسویں مگر درحقیقت سب سے مقدم یہ کہ مجموعی نیز انفرادی طور پر بہت کثرت سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالٰے اس خدمت کو قبول فرمائے اسمیں بے شمار برکات اور پوری پوری کامیابی عطا کرے اور ہمیں توفیق دے کہ نہ صرف دلی عقیدہ یا زبانی باتوں سے بلکہ نیز اپنے اخلاص فی العمل سے انوار قرآنی کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے والے ہوں۔ اور اس زمانہ کے لئے اسلام کی تائید و نصرت کے جو وعدے اللہ تعالٰی ہمیشہ فرماتا رہا اور جنکی تجدید و تاکید احمد مجتبےٰ بروز مصطفےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرفت ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ وہ اس امن پسند و آزادی دوست سلطنت کے بابرکت عہد میں ہمارے ہاتھوں پر پورے ہوں تا دنیا دیکھ لے کہ اسلام پر بزور شمشیر پھیلنے کا الزام سراسر اتہام و افترا ہے اور دراصل وہ محض اپنی عالمگیر خوبیوں اور صداقتوں کے زور سے پھیلتا ہے کسی تلوار کے جہاد یا خونی مہدی کا ہرگز محتاج نہیں جیساکہ دشمنوں یا نادان دوستوں نے اسے ناحق بدنام کر رکھا ہے۔ آمین ✦

عذاب الٰہی کو سوائے خدا تعالٰے کے اور کوئی نہیں ٹال سکتا

ملکی اخباروں میں ان دنوں یہ سوال اٹھا ہے کہ جو اشیاء غیر ممالک خصوصاً یورپ سے آتی ہیں انکی گرانی کا سبب تو جنگ کو قرار دے سکتے ہیں لیکن خود ہندوستان میں پیدا ہونے یا بننے والی چیزوں کے اسقدر مہنگا ہونے کی کیا وجہ سمجھی جائے؟ دوکانداروں کی بہانہ جوئی و خود غرضی کے علاوہ اور کون سے اسباب اس مصیبت کے ذمہ وار ہو سکتے ہیں کہ غریب غرباء تو بیچارے کس گنتی میں ہیں اچھے اچھے شرفاء متوسط الحال کو آبرو کا نباہنا سخت دشوار ہو رہا ہے۔ کاروبار کے بند ہونے سے یہ مصیبت اور بھی ناقابل برداشت ہوگئی ہے۔ ایک اینگلو انڈین اخبار کلکتہ کی نسبت لکھتا ہے کہ اشیاء خوردنی کی گرانی سے اوسط درجہ کی آمدنی والوں کو بھی اسوقت نہایت مشکلات کا سامنا ہے۔ پھر بعض چیزوں کی گرانی تو اپنے انتہائی نقطہ کو پہنچ گئی ہے اور لطف یہ کہ جنگ کا عذر لنگ ہر شے کی نسبت پیش کیا جاتا ہے خواہ اسے لڑائی سے کچھ بھی تعلق نہ ہو حتیٰ کہ گھوسی بھی دودھ میں پانی ملانے کی وجہ بتلاتے وقت میدان کارزار تک ہی پہنچتا ہے۔ غلہ آٹے۔ گھی تیل میں ناجائز بلکہ بعض صورتوں میں سخت خطرناک آمیزش کا موجب بھی بجز جنگ یورپ اور کچھ نہیں بنایا جاتا۔ ہمعصر مذکور نے جو یہ آواز اٹھائی ہے ایک بڑی حد تک حق بجانب ہے کیونکہ گو کاروباری معاملات اور صنعت و تجارت کے باہمی درمیانی تعلقات بہت کچھ یہ تسلیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ موجودہ جنگ کا کم و بیش ہر قسم کے امور ملکی پر ناگوار اثر پڑا ہے پھر بھی جس بہت سی ناجائز بے ایمانیوں کا ان دنوں جنگ کے بہانے پہلے سے بڑھ کر زور ہوگیا ہے وہ قبل از آغاز جنگ بھی موجود تھیں لہٰذا بغیر عبرت خیز تنبیہ و سیاست کے سوداگروں اور دوکانداروں سے امید نہیں کہ ان سے باز آئیں۔ ہماری گورنمنٹ کو چاہیئے کہ جہاں اور کئی طرح کی اصطلاحات پر کچھ دنوں سے خاص طور پر توجہ مبذول فرما رکھی ہے اسی ذیل میں اس خرابی کے انسداد میں بھی حتی الوسع سعی فرمائے ✦

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا گرانی و آمیزش اشیاء وغیرہ کا سدباب کردینے سے لوگوں کی کل مصائب کا خاتمہ ہوجائے گا؟ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ضرور ہی ایسا ہوگا۔ اچھا بالفرض ان مصائب کا بوجھ گو نہ ہلکا کرنے میں انسانی سعی و تدبیر کامیاب ہو بھی گئی تو بتلاؤ کہ آئے دن کے نیا ہی خیز طوفانوں۔ زلزلوں وباؤں اور دیگر انواع و اقسام کی آفات و بلیات کو کون تمہارے سروں سے ٹالے گا؟ خدا کے سوا کوئی ہے جو اس پر قادر ہو؟ ہرگز نہیں لیکن خدا اپنے عذابوں کو بھی دُور فرمایا کرتا ہے جبکہ مخلوق اس سے صلح کرلے۔ شوخیوں نافرمانیوں سے باز آجائے نیکی و پرہیزگاری اختیار کرے اور اسکے بھیجے ہوئے ماموروں پر صدق دل سے ایمان لائے۔ اسوقت تمام دنیا جو کسی نہ کسی رنگ کے عذاب میں مبتلا ہے اسکی وجہ سوا اسکے اور کوئی نہیں کہ

> دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا
> لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور
> حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردے گا۔ (الہام مسیح موعودؑ)

اہلحدیث کی عزت

انسان جب حق کی عداوت میں حد سے گزر جاتا ہے تو سنجیدگی معقولیت خداترسی اور ایمانی غیرت۔ غرض تمام پاک خصائص و جذبات کو رفتہ رفتہ خیرباد کہدیتا ہے ہمارے امرتسری معاصر اہلحدیث کو سلسلہ حقہ احمدیہ سے اسقدر عناد ہے کہ اسکی مخالفت میں جوش میں "قال اللہ و قال الرسول" تک کو نظر انداز کردینا اسکے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں۔ چنانچہ ۲۹ر اکتوبر کی اشاعت میں قیصر جرمنی کے اس دعوائے باطل کی کہ "مسیح موعود میں ہوں" تردید کرتا ہوا ہمعصر مذکور لکھتا ہے کہ "قیصر کے اس دعوے سے ہم کو کیا بوجہ مسلمان ہونے کے اور کیا بوجہ پنجابی ہونے کے سخت اختلاف بلکہ نفرت ہے۔ ..... پنجابی ہونے کی حیثیت سے اس لئے کہ" یہ عزت مسیح موعود ہونے کی خدا نے مرزا صاحب قادیانی کی وساطت سے خاص کر پنجاب کو بخشی تھی پھر ہم کو کیونکر گوارا کرینگے کہ ہماری اس عزت پر قیصر جرمنی ہاتھ ڈالے ..... گو ہم منکر ہیں لیکن اس ملکی عزت میں تو شریک ہیں" ✦

کیا اہلحدیث کو معلوم نہیں کہ "وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین" ایک مشہور و صریح ارشاد باری ہے۔ پھر جب بروئے قرآن مجید اصل عزت خدا اور رسول اور مومنین کی ہوتی ہے تو باوجود منکر ہونے کی حالت میں تمکو اس عزت کا کیا حق پہنچ سکتا ہے؟ اور جب تم ملکی عزت میں حصہ لینے کی خاطر ایمانیات تک کو قربان کرسکتے ہو تو اس امر کی کیا گارنٹی ہے کہ وہی دنیوی اور زوالی عزت کسی بڑے پیمانہ پر اور زبردست پیرایہ میں ملتی ہوئی دیکھ کر تم اور بھی سنگین قربانی کرنے پر آمادہ نہو جاؤ گے اور جس صورت میں مخالفین سلسلہ احمدیہ کا پختہ اعتقاد یہ ہو کہ آنیوالا مہدی تلوار چلا کر خونی رنگ میں دین کا بول بالا کریگا۔ اور تقسیم اموال سے مالا مال کریگا حتیٰ کہ کوئی مال کا لینے والا نہ ملے گا تو کیا بخیال خوش درجہ بھی

قرضہ میعادی گورنمنٹ ہند

اُن شرائط کے متعلق نوٹس جن پر عوام الناس ڈاک خانہ کی معرفت قرضہ دے سکتے ہیں۔

ذیل کا اعلان پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے برائے اشاعت دفتر الفضل میں موصول ہوا ہے پیشتر اس کے کہ اس اعلان کو ہم احمدی پبلک تک پہنچائیں ہم اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کو اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے ہر شخص جو روپیہ رکھتا ہے قرضہ دیکر اس وقت سرکار والا کا ہاتھ بٹائے۔

ہم احمدی قوم کی خدمت میں خصوصاً زور سے عرض کرتے ہیں وہ گورنمنٹ کو روپیہ بطور قرضہ حسنہ دیں۔ اور اگر وہ بحیثیت مسلمان بھی قرآن کے حکم پر عمل کرکے بلا سود روپیہ دیں تو ثواب کے مستحق ہونگے۔ والسلام

خاکسار منیجر الفضل

گورنمنٹ امسال ایک جدید نمونہ (فارم) کے مطابق بشرح ۴ فیصدی قرضہ لے رہی ہے جو نومبر سنہ ۱۹۲۳ء تک بیباق کردیا جائے گا لیکن گورنمنٹ اگر چاہے تو وہ اس کو اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء کے بعد کسی وقت ادا کرسکتی ہے۔

۲۔ پہلے ۴ کروڑ روپیہ قبل ازیں درخواستوں کے حسب معمول کلکتہ و مدراس و بمبئی اور دیگر بڑے بڑے مرکزوں میں پہنچنے پر لیا جاچکا ہے اور اس لحاظ سے قرضہ کا لیا جانا اب بند کردیا گیا ہے لیکن اس کے علاوہ اُن اشخاص کو جو قرضہ قلیل رقوم میں دینا چاہتے ہیں۔ عام اس سے کہ سیونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرانے والے ہوں یا نہوں اُس نزدیک ترین ڈاکخانہ کی معرفت قرضہ دینے کا خاص موقع دیا جاتا ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو۔

قرضہ کس طرح دیا جائے گا

۳۔ ڈاکخانہ کی معرفت درخواستیں ۳۰ اکتوبر تک کسی وقت بھیجی جاسکتی ہیں۔

۴۔ درخواستیں ایسی رقوم کی بابت ہونی چاہئیں۔ جن میں پورے سینکڑے ہوں اور ۱۰۰ روپیہ سے کم کے لئے نہیں ہونی چاہئیں اور کسی ایک درخواست کنندہ کی صورت میں ۵۰۰۰ روپیہ سے زیادہ کے لئے نہیں ہونی چاہئیں۔

نوٹ: کوئی درخواست کنندہ ۵۰۰۰ روپیہ تک جدید قرضہ میں [illegible]

نوٹ ہوں جنکو وہ پیشتر ازیں ڈاک خانہ کی معرفت خرید چکا ہو۔

۵۔ جو شخص درخواست کرنا چاہتا ہو۔ اُسکو لازم ہے کہ وہ نمونہ (فارم) ذیل کو پُر کرکے جو ہر ایسے ڈاک خانہ سے بھی مل سکتی ہے جو سیونگ بنک کا کام کرتا ہو نیز اس کو لازم ہے کہ وہ ساتھ ہی اس کے وہ پوری رقم ادا کردے جس کے قرضہ دینے کے لئے وہ درخواست کرے۔ اس غرض کے لئے وہ اس روپیہ سے استفادہ کرسکتا ہے جو اس کے حساب میں سیونگ بنک میں جمع ہو بشرطیکہ وہ سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتا ہو یا وہ براہ راست نقد ادا کرسکتا ہے درخواست کنندہ مجاز ہوگا کہ ڈاکخانہ میں بنفس خود جائے یا اپنی جگہ کسی اور شخص کو بھیجدے۔ جملہ رقوم کی جو (درخواست کنندہ کی طرف سے) ادا کی گئی ہوں رسید دیجائے گی۔

۶۔ ۱۰۰ روپیہ کی ہر رقم کے بدلے جو درخواست کنندہ ادا کردے گا اس کو اسی رقم کے سرکاری پرومیسری نوٹ دیئے جائیں گے۔

پرومیسری نوٹوں کا تحویل میں رکھنا

۷۔ نوٹوں کو درخواست کنندہ اپنی تحویل میں رکھ سکتا ہے یا اگر وہ پسند کرے تو وہ اس کی طرف سے حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھے جاسکتے ہیں درخواست کنندہ کو اس امر کی تصریح کردینی چاہیئے کہ وہ درخواست کے نمونہ کو کس طریق میں پُر کرنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ اگر وہ نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتا ہو تو ڈاکخانہ اس کو اس وقت سے مطلع کرے گا کہ جب وہ نوٹ اس کو مل سکیں گے اور درخواست کنندہ کے اصالتاً حاضر ہونے پر نوٹ مذکور اس کے حوالے کردیئے جائیں گے۔ اگر وہ نوٹوں کو ڈاک خانہ کی تحویل میں رکھنا چاہے تو اُس کے دوبارہ اصالتاً حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن ڈاک خانہ کی طرف سے اُس مناسب وقت کے اندر اس امر کی اطلاع دیجائے گی کہ نوٹ مذکور ڈاک خانہ میں موصول ہوگئے ہیں اور اس کی طرف سے تحویل میں رکھ لیے گئے ہیں۔ اگر وہ بعد ازاں کسی وقت نوٹوں کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش ظاہر کرے تو نوٹ اُس وقت اُس کے حوالہ کردیئے جائیں گے۔

سود کی ادائیگی

۸۔ سود بشرح ۴ فیصدی سالانہ ششماہی اقساط میں یعنی ۲ فیصدی ۳۱ مئی کو۔ اور ۲ فیصدی ۳۰ نومبر کو ہر سال ادا کیا جائے گا قرضہ دینے کی تاریخ سے ۳۰ نومبر آئندہ تک کسی متفرق عرصہ کا سود پرامیسری نوٹوں کے حوالہ کردینے کے وقت اگر وہ درخواست کنندہ کے اپنے قبضہ میں ہوں نقد ادا کردیا جائے گا یا اگر وہ نوٹوں کو حکام ڈاکخانہ کی تحویل میں رہنے دے تو اُس روپیہ میں جمع کرادیا جائے گا جو سیونگ بنک میں اس کے حساب میں جس کا ذکر پیراگراف (فقرہ) ذیل میں درج ہے جمع ہو۔

۹۔ اگر درخواست کنندہ اپنے پرامیسری نوٹوں کو حکام ڈاک خانہ کی تحویل میں چھوڑنے کا فیصلہ کرے تو آخرالذکر (حکام ڈاک خانہ) اُسکے روپیہ کا سود ششماہی وار باقاعدہ وصول کر کے سیونگ بنک میں اُس کے حساب میں جمع کرلئے گے جو اس غرض کے لئے اس کے نام پر کھولا جائے گا۔ نیز ڈاک خانہ اس وقتاً فوقتاً جب کبھی سود اس طرح وصول کیا جائے گا۔ وصول کی اطلاع دیتا رہے گا۔ اس کام کا حق الخدمت کچھ نہیں لیا جائے گا۔ اور سود کی ششماہی اقساط کرتے وقت کوئی انکم ٹیکس منہا نہیں کیا جائے گا +

اگر درخواست کنندہ پرامیسری نوٹوں کو اپنے قبضہ میں رکھے تو انکم ٹیکس اس کے سود کے روپیہ میں سے حسب معمول اس وقت منہا کر دیا جائے گا جب سود کی ششماہی اقساط ادا کی جائیں +

پرامیسری نوٹوں کا فروخت کرنا

۱۰۔ اگر کوئی ایسا شخص جو سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتا ہو اور جسکے پاس اس جدید قرضہ کے متعلق ایسے پرامیسری نوٹ ہوں جو ضابطہ مندرجہ نوٹس ہذا کے مطابق ڈاک خانہ کی معرفت خریدے گئے ہوں کسی وقت ان کو کلاً یا جزواً دوبارہ فروخت کرنا چاہے تو ڈاک خانہ کی طرف سے اُس کے لئے ایسی فروخت کا انتظام کر دیا جائے گا اور اُسکے واسطے کسی قسم کی دلالی یا کوئی اور فیس نہیں لیجائیگی۔ اس معاملہ کے متعلق پورے پورے مراتب ہر وقت ڈاک خانہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں +

درخواست کا نمونہ

منکہ ______

بذریعہ درخواست ہذا قرضہ میعادی بشرح ۴ فیصدی مشتہرہ ہمراہ اشتہار مطبوعہ گزٹ ہند۔ غیر معمولی مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۵ء کے

______ روپیہ کے

لئے درخواست کرتا ہوں +

میں اس درخواست کے ہمراہ مبلغ ______ روپیہ جمع کراتا ہوں جو قرضہ کی اس رقم کے برابر ہے جسکو پوری قیمت پر قرضہ دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے +

میں درخواست کرتا ہوں کہ مبلغ ______ روپیہ جو قرضہ کی اس رقم کے مساوی ہے جسکو پوری قیمت پر دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے اس غرض کے لئے اس باقاعدہ روپیہ میں سے لے لیا جائے جو پوسٹ آفس ______ بنک ______ میں میرے نام پر جمع ہے +

غیر ضروری فقرات قلم زد کرو۔

قرضہ اس رقم کو ادا کرنے کے لئے جس کے پوری قیمت پر دینے کے لئے میں نے درخواست کی ہے میں بذریعہ درخواست ہذا مبلغ ______ روپیہ جمع کراتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ باقیماندہ رقم یعنی مبلغ ______ روپیہ اس رقم میں سے لے لیا جائے جو پوسٹ آفس سیونگ بنک کے حساب میں میرے نام جمع ہے +

میں درخواست کرتا ہوں کہ قرضہ کی وہ رقم جس کا دیا جانا میرے لئے تجویز کیا گیا ہے میری طرف سے صاحب اکونٹنٹ جنرل ڈاک خانہ و تار برقی کی تحویل میں رہے اور اُس کا سود معینہ اوقات پر پوسٹ آفس سیونگ بنک کے حساب میں میرے نام پر جمع کرا دیا جائے +

غیر ضروری فقرات قلم زد کرو

میں درخواست کرتا ہوں کہ قرضہ کی وہ رقم جس کا دینا میرے لئے تجویز کیا گیا ہے مندرجہ ذیل مالیتوں کے پرامیسری نوٹوں کی صورت میں میرے حوالہ کر دی جائے +

نام ______

پتہ ______

تاریخ ______ ۱۹۱۵ء

(نمونہ (فارم) اگر ضرورت ہو تو کاٹ کر استعمال کی جا سکتی ہے)+

ایک آریہ کے ۲ سوالوں کا جواب

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

لاہور سے ایک دوست نے چند سوال لکھے ہیں جو انکے ایک آریہ دوست کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر "پیغام صلح" پر کئے گئے تھے۔ جنہیں انہوں نے کہا ہے کہ بعض باتیں مرزا صاحب نے آریہ سماج کی طرف منسوب کی ہیں جو درحقیقت انکے اعتقاد کے خلاف ہیں۔ پس آریوں کی کسی مستند کتب سے اثبات کا جواب دیا جائے کہ کس طرح وہ باتیں آریہ سماج کی طرف منسوب کی جاسکتی ہیں۔ چونکہ آپکے دو سوال قریباً ایک ہی رنگ کے ہیں اس لئے دونوں کا جواب ایک ہی جگہ آجائے گا ۔

سوال اول ۔ پیغام صلح صہ میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ:۔ "آریہ سماج اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا کی وحی اور الہام کا سلسلہ آریہ ورت کی چار دیواری سے کبھی باہر نہیں گیا۔ ہمیشہ اس ملک سے چار رشی منتخب کئے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ وید ہی بار بار نازل ہوتا ہے اور ہمیشہ ویدک سنسکرت ہی اس الہام کے لئے خاص کیگئی ہے۔"

سوال دوم ۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ہمیشہ آریہ خاندانوں اور آریہ ورت تک ہی الہام الٰہی کا سلسلہ محدود رہا ہے اور بر بنا واقعات نہیں۔"

جواب ۔ یہ اعتراض محض اپنی کتب سے ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ نے اپنی مستند کتب کو غور سے نہیں بلکہ معمولی نظر سے بھی دیکھا ہوتا تو یہ اعتراض کبھی نہ کرتے۔ اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ تو کم از کم اپنی قوم کے وجود و حصول در آمد کو ہی دیکھا ہوتا جس پر غور کرنے سے یہ حقیقت کھل جاتی۔ اور آپکو اعتراض کا موقعہ نہ ملتا۔ ہم آپکی تسلی کیلئے آپ ہی کی مستند کتابوں سے یہ دکھاتے ہیں کہ آریہ سماج کا وہی عقیدہ ہے جو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے لکھا ہے۔ چنانچہ اس عقیدہ کے متعلق ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴ میں سوامی صاحب سوال جواب کرکے لکھتے ہیں۔

"سوال ان چاروں (رشیوں) پر ہی وید نازل کئے اور دوسروں پر نہیں کئے۔ اس سے ایشور طرفدار ٹھیرتا ہے۔ جواب ۔ وہ ہی چار سب جیوؤں سے زیادہ پوتر آتما تھے۔ اور انکے برابر نہیں تھے۔ اس لئے پاک علم کا نزول انہیں میں کیا۔"

غالباً اس حوالہ کی عبارت کو پڑھ کر آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ پاک علم کا نزول جس سے مراد الہام ہے۔ صرف ان چار رشیوں تک ہی منحصر کیا گیا ہے۔ نیز اس عبارت میں لفظ "انہیں" قابل غور ہے۔ اور یہ لفظ اردو زبان میں حصر کے لئے بولا جاتا ہے جیسا کہ عبارت کے سیاق و سباق سے عیاں ہے۔ اور جسکی مزید تشریح چنداں ضروری نہیں۔ سوال اول کے دو حصے تھے۔ ایک کا جواب تو آچکا ہے۔ اب دوسرے حصہ کا جواب سنئے ۔

"اور ہمیشہ وید ہی بار بار نازل کیا جاتا ہے اور ہمیشہ ویدک سنسکرت ہی اس الہام کیلئے خاص کیگئی ہے۔"

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸ میں سوامی صاحب لکھتے ہیں۔

سوال کسی ملک کی زبان میں وید نازل کیوں نہیں ہوئے۔ ویدک سنسکرت میں کیوں ہوئے ؟

جواب ۔ اگر کسی (خاص) ملک کی زبان میں نازل ہوتے تو ایشور طرفدار ٹھیرتا۔ کیونکہ جس ملک کی زبان میں نازل کرتا۔ اس ملک کے باشندوں کو ویدوں کے پڑھنے پڑھانے میں آسانی اور دوسرے ممالک والوں کو مشکل ہوتی۔ اسلئے وید سنسکرت ہی میں نازل کئے گئے۔

اس حوالہ کے بعد ہم آپ کو دوسری مستند کتاب کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور اس سے آپکو یہ دکھلاتے ہیں کہ پنڈت دیانند صاحب نے اس کے متعلق ایسا فیصلہ کر دیا ہے جسکے بعد پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ [illegible] میں پنڈت صاحب لکھتے ہیں ۔

"وید ہی دنیا کی سب سے پرانی کتاب ہے یعنی جب دنیا آباد ہوئی۔ اسوقت ویدوں کا الہام سب سے پہلے انسانوں میں سے چار رشیوں کو ہوا۔ اور تب سے اب تک اس کا برابر رواج چلا آتا ہے ۔ ۔ ۔ اور وید دنیا کے شروع کے برابر اب تک قائم ہے۔ ان میں سر مو فرق نہیں آنے پایا۔ اور اسکے مقابلہ میں انجیل و قرآن وغیرہ جسقدر نئے متوں کی کتابیں ہیں وہ سب زمانہ حال کی پیدائش ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ قدیم یا سچی نہیں ہو سکتیں۔"

پھر اسی صفحہ میں لکھا ہے ۔

"جبکہ الہام کا سب سے پہلے چاروں کو ہونا مانا گیا تو درمیانی زمانہ میں جو شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہو وہ ہرگز ایشور کا الہام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تعلیم اور مطالعہ کا نتیجہ سمجھا جائے گا۔"

ان تمام حوالوں سے آپنے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ آپکی مستند اور مسلم کتابوں کا یہی عقیدہ ہے کہ الہام الٰہی صرف آریہ خاندانوں کے چار ہی رشیوں میں ہوا۔ اور قدیم سے یہی الہام چلا آرہا ہے۔ اور باقی جسقدر مذاہب مدعی الہام ہیں وہ سب کے سب معاذ اللہ جھوٹے ہیں۔ اور تمام کتب مثلاً توریت۔ انجیل۔ قرآن بھی اور منجانب اللہ نہیں ہیں۔ اگر آپ ستیارتھ پرکاش کی اوراق گردانی کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ پنڈت صاحب نے صفحہ ہستی پر کوئی ایسا مذہب نہیں چھوڑا۔ جسپر غیر صادق ہونے کا الزام نہ دیا ہو۔ پس حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان عقیدوں کو ویدوں کی طرف منسوب کرنا غلط نہیں بلکہ بر بناء واقعات ہے جیسا کہ آپ ان حوالوں سے معلوم کر چکے ہیں ۔

بوشہر ایران کے حوالے

(سرکاری اطلاع)

۱۸ اگست میں بوشہر کے مضافات میں قبائل کی بدامنی اور برطانی ملازمین کی رعایا کے معرض خطر ہونے کی وجہ سے ہز مجسٹی کی گورنمنٹ بندرگاہ بوشہر پر عارضی قبضہ کرنے پر مجبور ہوئی تھی۔ لیکن اب حکومت ایران نے برطانی رعایا کی نگہداشت کی تدابیر اختیار کی ہیں اسلئے باہمی قرارداد کے بموجب برطانی قبضہ ۱۶ اکتوبر کو ختم ہو چکا ہے۔ جدید ایرانی گورنر دریابیگی ایک برطانی کشتی میں بوشہر پہنچے۔ انہیں لانے کے لئے کشتی شیف میں بھیجی گئی تھی بوشہر میں برطانی فوجی گورنر سول حکمران اور اعلیٰ بحری افسروں نے معہ اپنے عملہ کے ان کا استقبال کیا۔ گورنر کو جھنڈے کے پاس لیگئے جہاں ایک اعزازی دستہ صف بستہ تھا۔ ایک اعلان بزبان انگریزی و فارسی پڑھکر سنایا گیا۔ برطانی جنگی جہازوں نے ۱۲ توپوں کی سلامی اتاری۔ پھر برطانی علم اتار کر ایرانی پرچم بلند کر دیا گیا۔ گورنر نے اپنی اور اپنی حکومت کی جانب سے اپنے استقبال کے متعلق شکریہ ادا کیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ عید الضحیٰ

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

انسان کی پیدائش کی غرض

انسان کی پیدائش کی غرض اور اسکے پیدا کرنے کا مقصد اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ نہیں پیدا کیا میں نے جن وانس کو مگر اس لئے کہ وہ میری جناب میں عبودیت اختیار کریں۔ پس جھکنا۔ اور خدا تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اسکے حضور میں تذلل۔ یہ انسان کی پیدائش کا مقصد ہے +

فرمانبرداری کا اہل انسان ہی ہے

دوسری چیزیں خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کرتی ہیں بلکہ بہت انسان تو خدا کے حکم توڑتے بھی ہیں۔ مگر یہ اشیاء حکم کو ہرگز نہیں توڑتیں۔ پھر اسکے کیا معنے ہوئے۔ کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ جنے عبادت کے لئے پیدا کیا وہ تو نافرمانی کرتا ہے اور جسکی پیدائش کی یہ غرض بیان نہیں فرمائی وہ نافرمانی و خلاف ورزی نہیں کرتی یہ کیا بات ہے؟ اس کے سمجھنے کیلئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عبادت کے معنے ہیں تذلل اختیار کرنا۔ خشوع تام۔ اپنی تمام محبت اپنا تمام پیار۔ تمام تعلق خدا ہی کیلئے کر دینا۔ سب چیزوں کو چھوڑ کر سب تعلقات کو قطع کر کے۔ تمام برائی اور تکبر کے خیالات کو علیحدہ کر کے خدا کے حضور جھک جانا۔ اور محبت و پیار کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ حاصل کرنا۔ یہ بات ہم دیکھتے ہیں اور کسی چیز میں نہیں پائی جا سکتی کیونکہ یہ تو اسی ہستی میں ہو سکتی ہے جو کچھ قدرت رکھتی ہو جس کے اندر حس ہی نہیں یہ مادہ ہی نہیں اس میں یہ طاقت ہی نہیں کہ دو چیزوں میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسری کو اختیار کرے اور خدا کے لئے تذلل اختیار کر سکے۔ اس سے ایسا مطالبہ ہی بے جا ہے یہ تصرف انسان ہی میں قدرت ہے۔ پس حقیقی معنوں میں عابد انسان ہی بن سکتا ہے۔ یہ مرتبہ تو ملائکہ بھی نہیں حاصل کر سکتے۔ اس لئے انسان ہی کی پیدائش کی غرض یہ ہوئی کہ خدا کا عبد بنے اور اپنی تمام خواہشات۔ تمام ارادوں کو ترک کر کے خدا کے حضور جھک جائے۔

صراط مستقیم پر چلانے کے لئے نبیوں کی بعثت

پھر انسان کو اس راہ میں کامیاب کرنے کے لئے۔ اور اس کا درجہ بڑھانے کے واسطے کچھ ایسی کششیں بھی رکھیں جو عادت کے خلاف اس کو کھینچیں لیکن ساتھ ہی اپنی طرف بلانے والا بھی بھیجتا ہے جو انسان کا قدم صراط مستقیم سے پھسلنے نہ دے۔ اور پھر چونکہ یہ لوگ ایک خاص مدت کے بعد آتے ہیں اس لئے خود انسان کے اندر ایسی طاقتیں نیکی کی رکھی ہیں جو ان محرکات بدی پر غالب آ سکیں یا کم از کم نیکی اور بدی میں تمیز کر سکیں +

آیت مندرجہ عنوان کی تفسیر

یہ آیت جو میں نے اسوقت پڑھی ہے اس میں ایسے منادوں کا ذکر ہے جو خدا کیطرف سے انسان کو اس کی پیدائش کی غرض پر توجہ دلانے کے لئے آتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ الٰہی ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی۔ وہ آواز کیا تھی۔ تجارت یا مال اسباب کیطرف بلانے کے لئے نہ تھی۔ بلکہ وہ ایک پاک منادی کی آواز تھی۔ جو یہ پکارتا تھا کہ انسانو! تم اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ ۔ تو اس خدا کو مان لو جس نے پیدا کیا ہے۔ اور ہی حالت بڑھا کر ایک ایسے مقام تک پہنچانے والا ہے۔ اسکے احکام کو قبول کرو۔ ہم نے اسکی بات کو قبول کر لیا۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا ۔ الٰہی ہم نے مان لیا مگر تیرے احکام پر چلنا بڑا بھاری کام ہے۔ پہلے بھی بہت غلطیاں کر چکے ہیں آگے بھی لغزشوں سے از خود محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ حضور رب میں تھوڑے سے بڑے کو ترقی دینا آپ کا کام ہے۔ پس ہمارے ایمان کو بڑھا دیجئے گناہ معاف ہوں۔ وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا ۔ اور کمزوریاں مٹ جائیں بلکہ بدیوں کو ہٹا ہی دیں۔ سزا سے بچائیں۔ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ نیکوں میں شامل کر کے وفات دیں۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ ۔ اپنے رسولوں سے تو نے جو وعدے کئے تھے وہ وعدے پورے کر دے۔ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ اور ہمارے اعمال کو اپنے احکام کے ایسا ماتحت کر دے کہ قیامت تک کہ اور خلیفہ نہ پہنچے تیرے حضور شرمندہ ہوں سزا کے مستوجب نہ بنیں +

حقیقی عید کیا ہے

یہ آواز ہے جو منادی دیتے ہیں اور جو اس منادی کو قبول کرنیوالے کہتے ہیں اور دنیا کے لئے سب سے بڑی عید کا دن تو یہی ہوتا ہے کہ ان میں کوئی آیات اللہ پڑھنے والا۔ انہیں خدا سے نصرت کی بشارت دینے والا ہو۔ انہیں انکے محبوب معبود سے ملانے والا ہو۔ اس سے بڑھ کر کوئی خوشی کا دن نہیں ہو سکتا +

دیکھو مجمع میں کسی کا بچہ گم ہو جائے۔ اور پھر ایک دو گھنٹے کے بعد جب وہ بچہ اپنے باپ سے ملتا ہے تو بچہ کو اور باپ کو کس قدر خوشی ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ سے بھٹکا ہوا بندہ جب خدا سے ملتا ہے اور خدا کے حضور پہنچتا ہے تو بندے کو بھی خوشی ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ بھی راضی ہوتا ہے۔ پس حقیقی عید اگر ہے تو یہی ہے۔ اور یہ عید تو اس عید کیطرف رہنما ہے۔ عید بھی گھر میں اور وطن میں ہی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ایک شخص جنگل میں ہو چاروں طرف درندے ہوں۔ جو اکو ہوں جان خطرے میں ہو۔ اسے عید کی کیا خوشی ہو سکتی ہے عید تو اسکی ہے جو گھر میں ہو اور رشتہ داروں میں [illegible]

احباب میں ہو مظفر و منصور ہو۔ اسی طرح جو انسان خدا کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے ضلالت کے جنگل میں مارا مارا پھر رہا ہے اس کی حقیقی عید کیا ہو سکتی ہے عید تو خوشی کا نام ہے اور خوشی دل کے اطمینان اور راحت سے پیدا ہوتی ہے۔ تمام محبتوں کا مرکز تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی سے کامل محبت چاہیئے اور اسی سے محبت ہو سکتی ہے۔ پس خوشی بھی اسی کو حاصل ہوگی اور حقیقی عید بھی اسی کی ہوگی جو اپنے مولیٰ کے حضور پہنچا ہوگا کیونکہ تمام قسم کی راحتوں، خوشیوں، عیدوں کا سرچشمہ تو وہی پاک ذات ہے اسی حالت کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی عیدیں آجکل ماتم بن گئی ہیں۔ عید آئی اور ان کے گھروں میں جھگڑا شروع ہوا۔ بیوی زیور کے لئے۔ بچے کپڑوں کے لئے چلا رہے ہیں۔ کھانے کا سامان نہیں سوائے اس کے مقروض ہو کر تمام سال دکھ میں گذاریں پس یہ عیدیں اس لئے نہ تھیں بلکہ یہ عیدیں تو اپنے اندر ایک اور ہی حقیقت رکھتی تھیں جس سے آجکل کے مسلمان بالعموم غافل ہیں ؂

عید الفطر اور عید اضحیٰ میں کیا تعلیم ہے

ماہ صیام کی عید میں تو یہ بتایا۔ کہ انسان کو اس وقت کے لئے تیار رہنا چاہیئے

جب اس کے مولیٰ کی طرف سے منادی آئے۔ وہ کھانے۔ پینے بیوی بچوں کے اشتغال سے وقت نکال کر اس کے انصار میں داخل ہو سکے۔ جیسا کہ وہ ماہ رمضان میں یہ مشق کرتا رہا ہے۔ اور عید قربان میں سکھایا کہ نہ صرف بیرونی انعامات سے بلکہ اندرونی انعامات سے بھی اگر علیحدگی اختیار کرنی پڑے اور اپنی جان قربان کر دینی پڑے تو بھی دریغ نہ ہو۔ جب یہ حالت تم میں پیدا ہوگی۔ تو پھر تمہاری عید ہی عید ہے +

اس تعلیم پر چلنے کا اجر

خدا کے نبی آکر یہی عہد لیتے ہیں اور سعادت مند یہ اقرار کرتے ہیں فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ

اور ان کا مولیٰ اسے شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ چونکہ بندوں نے ایک عہد کیا اس لئے خدا بھی اس کے مقابلہ پر جزا کی خبر دیتا ہے اور ارشاد فرمایا أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ۔ میں کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت۔ حیرت آتی ہے کہ بعض یورپین مصنفین نے لکھا ہے کہ اسلام تو عورتوں میں روح ہی نہیں مانتا۔ حالانکہ یہ آیت الٰہی ہے کہ میں نے کسی اور کتاب آسمانی میں اس مضمون کی آیت نہیں دیکھی جس زور کے ساتھ عورتوں کے حقوق اسلام نے قائم کئے ہیں۔ اور ان کے اعمال کی قبولیت اور انعامات کا ذکر کیا ہے کسی مذہب کی کتاب میں ایسا ذکر نہیں۔ پھر قرآن مجید تو جو کہتا ہے اس کی دلیل بھی دیتا ہے چنانچہ بیان فرمایا۔ مرد و عورت کو عمل کی جزا اور نیکیاں کیوں ملے گی بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ تم ایک ہی ہو فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ۔ فرمایا جنھوں نے چھوڑ دیا۔ کیا چھوڑ دیا۔ مال چھوڑ دئے۔ شہوات ترک کئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ طرح طرح کے دکھ دیئے گئے۔ اپنی جانوں کی پروا نہیں کی ایسے لوگوں کی نسبت فرمایا۔ لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ میں ان کی بدیوں کو دور کر دونگا۔ اور پھر وہ ایسی جگہوں میں پہنچائے جائینگے جہاں دکھ اور تکلیف نہ ہوگی۔ اور وہاں انعام کا سلسلہ جاری رہے گا۔ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ میں بھی دونوں باتیں بتائیں۔ جنت کہتے ہیں سایہ دار جگہوں کو۔ جہاں تکلیف اور دکھ نہیں ہوتا۔ پھر ان کے نیچے نہروں کا سلسلہ بتا کر سمجھایا کہ وہ جنت سرسبز و شاداب رہیں گے پس اس دنیا میں کامل مومنوں کو جو انعامات ملیں گے وہ جاری رہیں گے ؂

رسول اللہ کی عظیم الشان قربانی اور اس کا اجر

سب کامل مومن تو نبی ہوتا ہے اور

نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں ہم دیکھتے ہیں اس کامل انسان سے وعدہ کامل رنگ میں پورا ہوا۔ آپ نے ایسی ہجرت کی کہ کسی اور نے نہیں کی۔ اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کیا تو ایسا کیا کہ کوئی اور نہ کرے گا۔ اس کا نتیجہ بھی آپ کو بے مثال ملا۔ باقی نبیوں کے ادیان خاص وقت تک ہے مگر آنحضرت صلعم کو یہ انعام ملا کہ آپ کا سلسلہ قیامت تک رہیگا۔ اور فرما دیا کہ تمہارا باغ نہ سوکھے گا۔ جب کوئی فتنہ آنے لگے گا تو ایک باغبان بھیجا جائے گا جو اس کو پھر سرسبز و شاداب بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپکے باغ کے نیچے وہ نہر جاری کی۔ کہ جس درخت کے نیچے چلتی ہے اسی کو سرسبز و شاداب بنا دیتی ہے جو شخص اس تعلیم پر چلتا ہے۔ صالحین و شہداء و صدیقین سے ہو جاتا ہے اور روحانی و جسمانی انعامات الٰہیہ سے بقدر اپنی قابلیت کے حصہ پاتا ہے۔ اور اس کے مقابل اگر کوئی آتا ہے تو شکست کھاتا ہے دیکھو ایک ان پڑھ احمدی سے بھی غیر احمدی ملاں گھبراتا ہے پس اپنی عید یہی ہے کہ اللہ کے منادی کی آواز کو سن لیا جائے اور اس کے رستے میں مال و جان قربان کر دیں۔ یاد رکھو کہ جتنا ہم میں نقص ہوگا اتنی ہی خدا کے احکام میں کمی ہوگی۔ جو لوگ اسلام میں ہو کر پھر تکلیف میں ہیں ضرور ان کی اطاعت میں کچھ نقص ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا +

ہم میں خدا کے منادی کا ظہور اور ہمارا فرض

یہ باتیں دوسروں کے لئے بطور قصہ کہانی

کے ہوں مگر ہمارے لئے نہیں ہو سکتیں کیونکہ ہم نے اپنی آنکھوں سے خدا کے ایک منادی کو دیکھا۔ لوگوں نے چاہا کہ اسے مسل دیں مگر وہ مظفر و منصور ہوا۔ جو خاک اس چاند پر ڈالنی چاہتے تھے وہ انہی لوگوں کے مونہوں پر پڑی۔ یہ سلسلہ ایک بچہ ہے اللہ تعالیٰ کے گر دکھی خونخوار شیر کھڑے [illegible] جن کے مونہوں کو انسانی خون لگ چکا ہو حملہ کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔ غیب سے ایک ہاتھ نکلا اور اس نے شیر کو چیر دیا۔ پس اس عظیم الشان نصرت کے بعد ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا مولیٰ ہمارے ساتھ نہیں۔ اب جو انعامات میں کمی رہے گی تو اسی لئے کہ خود ہمارے عہدوں کے ایفا میں کوتاہی نقص ہوگا۔ ہمیں چاہیئے کہ خدا کے رستے میں دکھ اٹھانا اپنے نفسوں کو قربانی کے لئے تیار کریں یعنی وہ پورے طور پر خدا کی رضامندی کے پیچھے ہوں۔ ہم اس کی راہ میں ہجرت کریں۔ ہجرت سے مراد وطنوں کو چھوڑ دینا ہی نہیں۔ ہجرت کیا ہے ان خیالات بد کو چھوڑ دینا جس میں پہلے تھے۔ ان بری رسوم کو چھوڑ دینا جو دینی ترقی میں حارج ہوں۔ پھر ضرور ہے کہ ہم گھروں سے نکالے جائیں گھر سے مراد سستی کاہلی غفلت کا مقام چھوڑ دینا ہے پھر ہم میں یہ بات ہو کہ ہمیں محض خدا کے لئے خدا کی راہ میں دکھ دیا جائے جو نتیجہ کامل ہو۔ اسکو

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے سالانہ

ہفتہ میں [illegible] بار شائع ہوتا ہے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے حقیقۃ الوحی صفحہ ٦٥

جلد ۳ | ۲ نومبر ۱۹۱۵ء | شنبہ | مطابق ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۵۷

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس کی صحت بفضل خدا اچھی ہے مسجد مبارک میں پنجوقتہ نماز پڑھاتے ہیں۔ فالحمد للہ۔ مستورات میں درس قرآن برابر بدستور ہوتا ہے +

خان بہادر محمد حسین خاں صاحب جج کانپور اپنے کسی عزیز کی بیماری کا اچانک خط آجانے کے سبب وطن تشریف لے گئے ہیں +

عزیز مولوی عبدالحئی صاحب خلف حضرت خلیفہ اوّل کی طبیعت ۲۸ اکتوبر کی رات سے کچھ زیادہ ناساز ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور صحت بخشے۔ قادیان کے احباب بکثرت انکی عیادت کو جاتے رہتے ہیں +

دفتر الفضل کے انتظام میں کچھ تغیر و اصلاح کے احکام نافذ ہوئے ہیں مقصود یہ ہے کہ اخبار کی حالت ہر پہلو سے بہتر ہو

اخبار احمدیہ

کانپور سے برادر اسد علی خان صاحب خبر دیتے ہیں کہ عید الضحیٰ کے روز تین احمدی بھائیوں نے ملکر سر بازار تبلیغ کی۔ وفات مسیح کے دلائل نے سامعین پر اچھا اثر کیا۔ دو تین اشخاص نے کچھ اعتراضات بھی اٹھائے جنکے جواب دیئے گئے۔ اور دیر تک بحث ہوتی رہی۔ پھر ایک مسجد کے امام صاحب کو تبلیغ کی گئی۔ اور معلوم ہوا کہ احمدی معتقدات کی معقولیت انکی سمجھ میں آگئی ہے خدا تعالیٰ قبول حق کی جرأت عطا فرمائے +

فیروزپور شہر سے محمد امیر صاحب حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ مقامی امیر کی طرف سے مجھے اگلے ہفتہ چھاونی میں ایک تبلیغی تقریر کرنے کا حکم ملا ہے۔ خاکسار اپنی کم مائگی کو جانتا ہے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و نصرت سے حق پہچاننے کی توفیق دے اور میرے سینہ کو کھولدے تاکہ میرے کلام سے کسی سعید روح کی رہنمائی ہو۔ آمین +

شملہ سے برادر ولی اللہ صاحب مطلع کرتے ہیں میرا بچہ اسقدر بیمار تھا کہ اسکے جانبر ہونے کی طرف سے بالکل مایوسی ہو چکی تھی مگر حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت کلی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ۔ در حقیقت آپکی دعائیں خدا کے فضل سے عجیب اثر رکھتی ہیں +

سیالکوٹ سے اخویم علی محمد صاحب لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب کی اس فاش غلطی کو (کہ حضرت مسیح موعود کو ساحر نہیں کہا گیا) طشت از بام کرنیوالا اشتہار یہاں نہ صرف شہر بلکہ مضافات تک میں بکثرت تقسیم کیا گیا۔ اور لوگوں نے اسے عام طور پر بڑے شوق سے پڑھا۔ الحمد للہ علی ذالک +

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

بوتالہ ضلع گوجرانوالہ سے منشی عبدالرحمن صاحب تحریر کرتے ہیں۔ جہاں ہم نے عید میں بعض غیر احمدی بھی آ گئے تھے انہیں تبلیغ احمدیت کی گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان پر یہ اثر پڑا کہ انہوں نے تین روپیہ چندہ دیا اور ساتھ ہی بیعت کا وعدہ بھی کیا۔ خدا تعالیٰ انہیں بیعت اور پھر استقامت کی توفیق بخشے ٭

سبحے آلی سے منشی جھنڈے خان صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی جمال الدین صاحب سکنہ سیکھواں ہمارے ہاں آئے ہمارے احمدی دوستوں نے خواہش کی کہ یہاں ایک غیر احمدی صاحب سے مباحثہ ہو جائے تاکہ لوگوں پر حق و باطل کھل جائے۔ آخر مباحثہ شروع ہوا۔ اختتام مباحثہ پر مخالف مولوی نے یہ کہہ دیا کہ میں اب مرزا صاحب کو برا نہیں کہتا۔ اسکے بعد مولوی جمال الدین صاحب نے ولقد ارسلنا فی امم من قبلک پر تقریر فرمائی۔ جس کو لوگوں نے نہایت توجہ سے سنا۔ فالحمد للہ

جنازہ غائب مکرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے چچا میراں بخش سکنہ آدم پور جو ایک پرجوش احمدی تھے ۲۰ اکتوبر کو فوت ہو گئے ہیں۔ مخالفین سلسلہ کی مخالفت کے سبب انکی تدفین دوسرے روز ہو سکی۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں

منصوری سے منشی صوفی تصور حسین صاحب لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بندہ تبلیغ کے کام میں لگا رہتا ہے۔ میں ایک شخص کے پاس تبلیغ کی غرض سے گیا جب میں نے سلسلہ حقہ کا ذکر شروع کیا تو اس نے سخت بیزاری ظاہر کی اور کہا کہ ہم آپ کی بات نہیں سن سکتے۔ آخر مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔ دوسرے شخص کو ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ معاذ اللہ آپ بھی اسی شیطان جماعت کے آدمی ہیں پھر رستے میں ایک اور شخص آ گیا اور کہنے لگا کہ مرزا صاحب کبھی مسیح اور کبھی نبی اور کبھی مہدی اور کرشن بنتے ہیں اس نے کہا آپ لکھ دیں کہ مرزا صاحب نبی ہیں میں نے کہا میں تو لکھ دونگا لیکن مولوی جو آپ نبی بنتے ہیں وہ مرزا صاحب کو کب نبی تسلیم کرینگے۔ بالآخر کہنے لگا کہ آپ لوگ منطقی باتیں کرتے ہیں میں نے کہا کہ جس بات کا جواب نہ بن پڑا اُسے منطقی کہدیا

خطوط و کتابت

سکنہ و مہتمم فرہ نوازن انجمن ...

بلہم نجم الدین ... احمدی

آزاد... (پیمن)

خبریں

جنگ لنڈن سے ۲۸ - اکتوبر کی تار خبر ہے کہ اتحادیوں کی ایک آبدوز کشتی نے ایک آسٹرین تجارتی جہاز غرق کر دیا جس پر ترکی جھنڈا لہرا رہا تھا اور وہ گیلی پولی کی طرف اسباب حرب و سامان رسد لئے جا رہا تھا ٭

پیٹروگراڈ کے سرکاری اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ برٹش آبدوز کشتی نے بحیرہ بالٹک میں دشمن کے چار تجارتی جہاز اور بھی ڈبو دئے ٭

سر عسکر برطانیہ سر جان فرنچ کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ ادھر کے ہوائی جہازوں نے اندر ون غنیم کے دو ہوائی جہاز گرا لئے ایک ہماری لائنوں میں آ پڑا۔ اور دوسرا دشمن کی اگلی خندق والوں سے پرے ٭

روسی جنرل سٹاف کا آرگن بیان کرتا ہے کہ ریگا پر اس میں جنوب سے براہ راست حملے ہو رہے ہیں۔ دشمن نے پچھلے دو ماہ کے عرصہ میں فتح کے لئے سر توڑ کوششیں کیں اور دو کا اتنا خرچ ہوا کہ جرمن جنگی ریلوے اکیلی اسے بہم نہ پہنچا سکتی تھی۔ اسواسطے بزار امن پسند دیہات اور شہریوں کو جبراً سامان جنگ ڈھو ڈھو کر لانے پر لگا دیا گیا ٭

پری پٹ کی دلدلوں میں پھنسا ہوا دشمن اسوقت بڑا حیران و پریشان ہو رہا ہے۔ روسی اس علاقہ کی زمین سے اچھی طرح واقف ہیں۔ لہذا وہ اکثر غنیم کی پچھلی صف میں اچانک جا گھستے اور اُسے بہت کچھ نقصان پہنچا آتے ہیں ٭

مشرقی میدان کارزار میں آسٹری سپاہی بکثرت فرار ہوتے ہیں اس واسطے ایک فوجی حکم نافذ ہوا ہے کہ جو جنگی جوان اس موقعہ پر پیٹھ دکھا کے بھاگیں گے انکی جائدادیں انکے ساتھی سپاہیوں میں بانٹ دی جائینگی۔ اور انکی اولاد سرکاری درسگاہوں میں تعلیم نہ پائیگی ٭

پیٹروگراڈ کے ایک پیام برقی میں ذکر ہے کہ غنیم کا مقام الکسٹ کو تسخیر کر لینا ایک جنگ عظیم کا پیش خیمہ ہے یہ جگہ ڈونسک سے جانب شمال مغرب ۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ہر دو مقامات کے درمیان ایک وسیع بیابان ہے۔ جو مدافعت کے حق میں بہت مفیدہ کارآمد ثابت ہوگا اور روسی

اس کے گرد و نواح میں دلدلیں ہیں موسم سرما سر پر ہے اور کہر انغلب ہے اور برف باری تین روز سے شروع ہو گئی ہے سڑکیں ایسی خراب ہو گئی ہیں کہ قدم قدم پر ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ اس کے واسطے یہ علاقہ اس موسم میں برسات سے بھی زیادہ دشوار گذار ہو

اطالوی محرکہ میں ۲۸ - اکتوبر تک دشمن کا تمام کولڈ لینڈ فتح ہو گیا تھا خندقیں جرمن لاشوں سے پٹی پڑی ہیں سلسلہ کار سو پر توپخانہ کی شدید جنگ جاری ہے۔ چند خندقیں بھی اطالوی سپاہ کے قبضہ میں آ گئی ہیں ٭

۲۵ - اکتوبر کے پیام برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک روسی آبدوز کشتی نے بھی بحیرہ بالٹک میں دشمن کا ایک جہاز پکڑ لیا ہے۔ علاقہ ڈونسک میں جرمن برابر حملہ آور ہو رہے ہیں مگر روسی مزاحمت کے آگے انکی کچھ پیش نہیں جاتی۔ ایک مقابلہ میں تو دشمن کو بہت ہی شدید نقصان پہنچا ٭

روما (پایہ تخت اٹلی) میں اسپر غور ہو رہا ہے کہ ایک منتخب مہم اٹلی کے رستے سٹرو ڈزا کو یا البانیہ کے راہ پر مقام سرنیڈ کی طرف بھیجی جائے ٭

ٹائمز کا نامہ نگار ایتھنز سے خبر دیتا ہے کہ سرویا کے مقابلہ اور برطانی و فرانسیسی سپاہ کے آنے کا یونان کی حالت پر کوئی خراب اثر نہیں پڑا۔ اور کہ سرویا کی اپنی حالت بھی ویلس پر دوبارہ قبضہ ہو جانے سے بہت کچھ سنبھل گئی ہے۔ ویلس اور سلانیکا کے درمیان ریلوے سلسلہ آمد و رفت بھی بدستور جاری کر دیا گیا ہے ٭

سنجارسٹ کی تار خبر ہے کہ روسی جنگی جہازوں کے بیڑے نے ۲۷ اکتوبر کو بحر دو طبخاری بندرگاہوں پر سات گھنٹے مسلسل گولہ باری کی۔ اور ضرر عظیم پہنچایا ٭

نش (سرویہ) کے اعلان سرکاری مورخہ ۲۹ - اکتوبر میں تسلیم کیا گیا ہے کہ دریائے موراوا کے دائیں کنارے جو شدید لڑائی الدنوں ہوئی اسکے بعد سروی سپاہ جنوب کی طرف پسپا ہونے پر مجبور ہو گئی مگر اس نے چند مقامات پر اپنے قدم جما لئے ہیں ٭

مختلف لنڈن میں ۲۹ - اکتوبر کو ایک طاعون کا کیس ہو گیا سپین کی تار خبروں سے پایا جاتا ہے کہ جرمنی بعض شرائط پر آمادہ صلح ہے اسکے متعلق بہت جلد ایک سکیم امریکہ و سپین میں پیش ہوگی نہایت افسوس ہے کہ ... کا ملاحظہ فرماتے وقت ہمارے خادم معظم کو گھوڑے سے ... گرنے

الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - مورخہ ۲ - نومبر ۱۹۱۵ء

بین الاقوامی تعلقات میں اصلاح

ہندو مسلمانوں میں باہم صلح صفائی رہنے اور آپس کے تمدنی و کاروباری تعلقات کو خوش اسلوبی کے ساتھ نباہنے کا خیال دونو قوموں کے ممتاز افراد میں ایک مدت سے کم و بیش پایا جاتا ہے۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض طبیعتوں کی جہالت کوتہ اندیشی اور تنگ ظرفی و تعصب کے سبب آئے دن طرح طرح کی ناگوار واردات جہاں تہاں وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ ہندو مسلمانوں کا قومی نزاع زیادہ تر بتقریب عید محرم اور دسہرہ وغیرہ کی تقریبات پر ہوا کرتا ہے۔ گو مقام مسرت ہے کہ اس دفعہ عید الضحیٰ کا اسلامی تہوار قریب قریب تمام اطراف ملک میں نسبتاً خیر و عافیت سے گزر گیا۔ اور کسی حصہ ہند سے گاؤکشی (قربانی) کا کوئی جھگڑا قضیہ سننے میں نہیں آیا۔ اسکے اسباب کچھ بھی ہوں۔ مگر بہرحال اسکی ضرورت تھی کہ امسال جبکہ گورنمنٹ عالیہ جنگ یورپ کی وجہ سے پہلے ہی انواع و اقسام کے تفکرات میں پڑی ہوئی ہے۔ اسے ان آپس کی بھڑ کیوں سے الجھن میں نہ ڈالا جائے۔ اگر مختلف علاقوں کے مقامی حکام کی خوش تنظیمی و مستعدی سے اس عید کے موقعہ پر کوئی فتنہ و فساد نہ ہونے پایا تو بھی فہو المراد اور اگر خود ہندو مسلمانوں نے اب کی مرتبہ پہلے کی نسبت زیادہ شائستگی، انسانیت اور دور اندیشی و صلح پسندی سے کام لیا تو اور بھی اچھا ہوا ۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ عارضی و اتفاقی حالت کسی طرح مستقل طور پر بھی صورت پذیر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ہمارا اپنا خیال یہ ہے کہ ہو سکتی ہے اور ضرور ہو سکتی ہے مگر ہمارے نزدیک اس کا ایک ہی طمانیت بخش طریق ہو سکتا ہے اور وہ وہی ہے جو آج سے سالہا سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ملک کے سامنے پیش کیا ۔

قبل اس کے کہ ہم اس طریق اصلاح کی توضیح کریں یہ امر کھول کر بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پبلک اور حکام کو کیوں اس پر توجہ کرنی اور اسے پوری پوری اہمیت دینی چاہیئے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیجئے کہ جماعت احمدیہ جس نظر سے اپنے محترم امام و پیشوا کے بتلائے ہوئے اصول کو وقعت دیتی ہے وہ چنداں قابل التفات اور وقیع درونداً نہیں اور حق بھی یہی ہے کہ ہم دوسروں کو مجبور نہیں کر سکتے کہ حضرت ممدوح کے ارشادات کو اسی نظر سے دیکھیں جس سے کہ آپ کے پیرو دیکھتے ہیں لیکن کم از کم یہ کہنے کا تو ہمیں حق پہنچتا ہے کہ جو امور بارہا کے تجربہ اور واقعات کی زبردست شہادت سے قابل پذیرائی اور لائق تسلیم قرار پا چکے ہیں۔ انہیں انکی واجبی اہمیت و وقعت دی جائے اور حتی الوسع آئندہ ان سے ایک باقاعدگی و استقلال کے ساتھ فائدہ اٹھایا جائے۔ جن نیک صلاحوں کا نفع و ضرر تجربہ و مشاہدہ سے قبل ابھی تاریکی میں ہوتا ہے۔ آخر انہیں بھی تو بطور آزمائش حسن ظن سے کام لیکر کار بند ہوا ہی کرتے ہیں۔ دنیا میں گورنمنٹوں اور قوموں کے ہزاروں کام کھلے کھلے طور پہلے کے صرف اسی اصول پر ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں ابتداءً کچھ مشکلات اور دشواریاں بھی پیش آیا کرتی ہیں۔ اگر بدگمانی و تنگ خیالی اختیار کر کے کسی مشورہ کو فائدہ ہی نہ اٹھایا جائے تو ہم نہیں سمجھتے کہ دنیا کے سرکاری و غیر سرکاری کاروبار کیونکر چل سکتے ہیں تاہم اگر حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی ہدایات کو ہمارا بنظر استحسان دیکھنا زیادہ تر عقیدت و ارادت سے تعلق رکھتا ہو۔ لیکن اگر وہ فی الواقع بھی ویسی ہی مستند و واجب العمل ثابت ہوں جیسا کہ احمدی قوم سمجھتی ہے تو پھر غیر احمدی دنیا کو بھی انکے قبول کرنے اور انکی برکات سے فائدہ اٹھانے میں تامل و انکار کی کونسی وجہ معقول ہو سکتی ہے؟ ہاں اگر ذمہ دار قائمقامان رعایا تنگ خیالی تعصب اور بیگانگی سے کام لیکر ذوی الاختیار حکام کو بھی غلط فہمی میں رکھیں یا ایسے مفید مشوروں کو انکے کانوں تک ہی نہ پہنچنے دیں تو یہ دوسری بات ہے ۔

بین الاقوامی تنازعات کے بنیادی اسباب پر غور کیا جائے تو ضرور ایک بڑی حد تک مذہبی منافرت انکی تہ میں پنہاں ہوگی۔ لیکن کیا کسی سچے مذہب کی تعلیم کا منشاء یہ ہو سکتا ہے کہ غیر اقوام و مذاہب کے ساتھ ناروا سلوک جائز رکھا جائے؟ یا انکے معاملہ میں خلاف عدل و انصاف برتاؤ کیا جائے یا ان سے نفرت اور تعصب کو ضروری سمجھا جائے۔ کم از کم اسلام کی پاک تعلیم سے متعلق تو ہم بفضلہ تعالیٰ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کسی ایسی تلقین کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا جو بین الاقوامی شر و فساد اور مخالفت و منافرت کا موجب ہو سکتی ہو۔ یہ پیروان مذہب کا اس کی تعلیم کے سراسر خلاف کوئی طرز عمل اختیار کرنا اور اپنے ساتھ اسے بھی بدنام کرنا امر دیگر ہے ورنہ قرآن کریم جو اس دین حق کی بنائے اصلی ہے وہ تو تعظیم لامر اللہ کے پہلو بہ پہلو شفقت علیٰ خلق اللہ کو بھی لازمی قرار دیتا ہے حتیٰ کہ طلب ہدایت کی تعلیم میں دیگر خلائق کو بھی شامل کر کے دعائے اھدنا (بصیغہ جمع) مانگنا سکھلاتا ہے پھر کفار کے معبودان باطل تک کو برا کہنے کی بایں الفاظ ممانعت فرماتا ہے:۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (الانعام رکوع ۱۳) یعنی کفار جو ماسوی اللہ کو معبود کر کے پکارتے ہیں تم انکی نسبت سب و شتم نہ کرو ورنہ وہ خدا کی نسبت ناگفتنی کلمات زبان پر لائینگے۔ کیونکہ انہیں ان باتوں کا علم تو ہے نہیں پھر تم کیوں ناحق اسکے لئے گفر بکنے کا موجب بنو ۔

قرآن مجید سے ایسی پاک تعلیمات کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اسکے بعد ہمارے خلفاء راشدینؓ اور سلف صالحینؒ کا طرز عمل بھی اس امر کی زبردست شہادت ہے۔ وہ بہترین عامل بالقرآن تھے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔ پھر انہوں نے اس بارہ میں کیا روش اختیار کی۔ اور اسلام کی آشتی پسندی و رواداری کو کہاں تک اپنے عمل سے ثابت کیا؟ اسکے متعلق اتنا جاننا سردست کافی ہوگا کہ عین غلبۂ اسلام کے وقت میں غیر مسلم ذمیوں کے وہ وہ حقوق ملحوظ رکھے گئے۔ جن کی نظیر زمانہ عالم کی تاریخ کسی اور فاتح قوم میں بمشکل دکھلا سکیگی۔ دوسری طرف محکوم بنکر رہنے کی نسبت بھی جو سلامت روی اور امن پسندی کی تعلیم کتاب اسلام اور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے وہ کسی اور مذہب میں ملنی غیر ممکن ہے۔ اس سے زیادہ محکومانہ روا داری و اطاعت شعاری کا سبق اور کیا ہوگا کہ اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر حکمران ہو جسکا سر مثل [illegible] کشمش کے چھوٹا ہو

تو اسکو بھی فرمانبرداری تمہارا فرض ہے (مفہوم ارشاد نبوی)

پس بین الاقوامی تعلقات کی اصلاح میں احکام اسلام سے بڑھ کر سودمند و کارگر اور کونسی ہدایات ہو سکتی ہیں؟ چونکہ مسیح موعود کی بعثت کا منشا بھی اسلام ہی کی تجدید و ترویج تھا لہذا آپ نے ہمسایہ قوموں کے ساتھ حسن سلوک سے رہنے کے متعلق وہ قیمتی مشورہ کمال ہمدردی و دلسوزی سے اپنے وقت کے حاکم و محکوم سب کو دیا۔ کلیۃً منشاء اسلام کے مطابق یعنی ہدایت الٰہی و ارشاد نبوی دونوں کے ماتحت تھا۔ یہ نیک صلاح مختلف موقعوں پر مختلف صورتوں میں بار بار و اغیار کے گوش گذار ہو چکی ہے۔ لیکن یہاں اسکے تفصیل اندراج یا لفظ بلفظ نقل کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ لہذا اس کا مختصر ماحصل ذیل میں درج ناظرین کیا جاتا ہے۔ کاش کہ حکام وقت اور ابنائے وطن اس سے کچھ فائدہ اٹھائیں

مسیح موعود کی تعلیم کا منشاء اس بارہ میں یہ ہے کہ:۔

(۱) محض اختلاف عقائد کی بناء پر کوئی کسی کے ساتھ سختی زیادتی۔ تنگ خیالی بدکلامی و بدسلوکی روا نہ رکھے (۲) کوئی کسی پر ایسا حملہ بربنائے مذہب کرے جو اسکے مسلمات کے خلاف بھی ہو سکتا ہو (۳) دوسروں کے عیوب و نقائص کی پردہ دری کے بجائے اپنے دین کی خوبیاں ظاہر کی جائیں (۴) جملہ اقوام و مذاہب کے لوگ تلاش حق کی خاطر دوستانہ تبادلہ خیالات کرتے رہیں۔ بلکہ اس مقصد عظیم کے لئے ایک مستقل جلسہ مذاہب ہر سال کسی نہ کسی مقام پر باقاعدہ ہوا کرے (۵) مذہبی مکالمات میں درندگی اور جبر و بے صبری کی عادات و طریقے قطعاً چھوڑ دئے جائیں بلکہ نرمی۔ صلاحیت دلائل عقلی و متانت سے احقاق حق کی کوشش ہو (۶) اپنے مسلمات پر ہٹ دھرمی و کہن پروری سے اڑے رہنا انسان کو صدق و حق کے پانے سے محروم رکھتا ہے۔ پس جو کچھ دلسوزی و ہمدردی سے کہا جائے اسے ٹھنڈے دل سے سنکر اس پر غور و فکر کرنا ضروری ہے (۷) عقائد و اعمال کو بجبر منوانے کا اصول اسلام میں بالکل مردود و مسترد ہے۔ اسی طرح اور کسی مذہب کے لئے بھی یہ اصول قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ پس سب سے زیادہ مسلمانوں اور عام طور پر جملہ اقوام کا ایک اہم فرض ہے کہ اپنے دین کی سچائی اور خوبی ثابت کرنے کے لئے عقلی [illegible] معیار قرار دیں (۸) مذہبی [illegible]

بیں اور احقاق حق کا سلسلہ اپنی جگہ پر امن و عافیت سے جاری رہے لیکن دنیوی معاملات اور آپس کے برتاؤ میں بلا کسی تنگدلی و تعصب کے پوری پوری آشتی ہمدردی شفقت اور اخلاق و مروت کو ملحوظ رکھیں۔ وغیرہ وغیرہ +

غرض مسیح موعود نے اپنی ۳۰ سالہ منادی میں جہاں دنیا کو اور بہت سی تاریکیوں سے نکالنے اور ہلاکتوں سے بچانے کی کوشش کی۔ اسکے ساتھ ہی برادران وطن کے باہمی تعلقات میں خوش اسلوبی و صلاحیت پیدا ہونے کے لیے قابل قدر بنیادی اصول بتلائے جن پر کاربند ہو کر بہت سے باہمی جھگڑے تصفیے رفع ہو سکتے ہیں تمدنی ترقیات میں ایکدوسرے سے معقول مدد پہنچ سکتی ہے۔ کوئی خارجی دباؤ یا اتفاقی اسباب آپس کے برتاؤ میں ایسی پائدار و قابل اعتبار اصلاح کا موجب نہیں بن سکتے جو اس صورت میں ممکن العمل ہے کہ افراد ملکی ہمیشہ صحیح اصول مذہبی کے ماتحت صلحکاری و رواداری کو اپنا ضروری شعار بلکہ لازمہ زندگی بنالیں۔ اسواسطے آج اگر کوئی دل میں ملک و ملت کا سچا درد ہے۔ اگر وہ بین الاقوامی تنازعات اور خصوصیت سے نیز مذہبی جھگڑے تعصبوں کو قومی ترقی میں سنگ راہ سمجھتا ہے اگر اسے اہل وطن کی گوناگون مصائب کی تہ میں ایک بڑا سبب باہمی منافرت اور عدم اتحاد دکھلائی دیتا ہے اگر وہ حاکم وقت ہے اور رعایا کے نت نئے باہمی گرخشے اسکو انتظام ملکی اور سرکار و رعایا دونوں کی ترقی میں مخل انداز معلوم ہوتے ہیں۔ تو اس کا فرض ہے کہ مسیح موعود کی پاک تعلیمات کو مطالعہ کرے اور دیکھے کہ اس خدا کے برگزیدہ۔ اور خلائق کے سچے ہمدرد نے اسی زندگی میں نقد جنت پانے کی کیسی سیدھی اور روشن راہیں بتلادی ہیں۔ جنکی منفعت و معقولیت کو بفضل خدا نہ دلائل رد کر سکتے ہیں نہ تجربہ غلط قرار دے سکتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ چند سال کے قانونی انقلابات و اصلاحات نے بھی انہیں سے بعض کی ضرورت و اہمیت پر مہر تصدیق لگادی ہے جسکے یہ معنے ہوئے کہ دنیا اسکی ندا آسمانی کو اپنی غلطی یا غفلت سے خواہ کتنا ہی ٹالے مگر قدرت کا زبردست ہاتھ اہل دنیا کو پکڑ پکڑ کر اس مقام سے روز بروز قریب تر لا رہا ہے جہاں اس مامور برحق کی سچائی کے کھلے کھلے ثبوت نظر آتے اور صاف طور پر سنائی دیتے ہیں۔

غلام محمد [illegible]

وادئ کشمیر کی عجیب خاصیت اور سورج کے فوٹو

خطۂ کشمیر جسمیں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام [illegible]

اور آپکی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کو پناہ دیگئی اور جسے قرآن کریم میں "ربوۃ ذات قرار و معین" فرمایا گیا ہے اپنے اندر بعض عجیب بے مثل خاصیتیں رکھتا ہے چنانچہ محکمۂ اجرام فلکی و ہیئت کی جدید تحقیقات سے پتہ لگا ہے کہ سطح آفتاب کی ساخت اور کوائف سیارات کے معائنہ کے لئے یہاں کشمیر کا محل وقوع اور اسکی ہوا خاص طور پر موزوں ہے سال گذشتہ میں دو مہینے کے واسطے ایک سرکاری مبصر بغرض تفتیش وہاں بھیجا گیا تھا۔ اس موقعہ پر سورج کے فوٹو لئے گئے اور معائنہ ساعات کی کیفیت قلمبند کی گئی۔ اور نتائج تفتیش میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ دنیا کا اور کوئی ملک اس بارہ میں کشمیر سے لگا نہیں کھاتا اور وہ یقیناً ایک خطہ بے نظیر ہے نیز اس اہم انکشاف سے متاثر ہو کر منظوری دیگئی ہے کہ سنہ ۱۶-۱۹۱۵ء میں ایک اور مہم مزید طاقتور آلات کے ساتھ زیادہ عرصہ تک تحقیقات کرتے رہنے کی غرض سے بھیجی جائے +

کاش دنیا کے عجائب پسند لوگ اور حقائق موجودات کی ٹوہ میں رہنے والے علم دوست طبائع اس طرف بھی متوجہ ہوں کہ جس خطۂ زمین کو خدائے تعالیٰ نے اجرام سماوی کے بہترین معائنہ کے لئے موزوں بنایا ہے اسی میں اس برگزیدۂ خدا کا جسم عنصری بھی سپرد خاک ہے جسے بدبخت یہودیوں نے تکذیب و انکار کے جوش جنون میں ناحق طرح طرح کے دکھ دئیے اور ماننے والوں نے اپنی خوش اعتقادی میں یہاں تک غلو کیا کہ اسے آسمان پر جا بٹھایا۔ غرض کشمیر کو آسمان کے ساتھ بلحاظ جسمانیات ہی نہیں بلکہ روحانی طور پر بھی ایک معنی خیز و اہم مناسبت ہے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی وہ وقت لے آئے کہ حضرت مسیح کی حیات و ممات کے متعلق سراسر غلطی و جہالت کی تاریکی میں پڑے ہوئے اہل دنیا اس مناسبت سے بھی فائدہ اٹھانے کی جانب متوجہ ہوں۔ اور راہ ہدایت پائیں +

قادر مولا کی جناب کا ... علمی تحقیقی تبلیغی اصلاحی مضامین کیطرف خاص توجہ فرما دیں کیونکہ نہ صرف الفضل کی بلکہ نیز جماعت کی آئندہ ترقی و بہتری کا انحصار [illegible]

معارف قرآن مجید

از افاضات سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح

(نوشتہ ... ایڈیٹر)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو قیامت کو جزا و سزا کو مانتے ہیں ایسے لوگوں کو جب خدا کے خوف سے ڈرایا جائے یا قیامت کے حساب کتاب سے مطلع کیا جائے تو ڈر جاتے ہیں لیکن بعض ایسے ہوتے ہیں جو خدا اور قیامت وغیرہ کے قائل ہی نہیں ہوتے ان کو اگر ڈرایا جائے تو وہ بجائے ڈرنے کے ہنسی اڑاتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک دہریہ کو کہا جائے کہ خدا سے ڈرو۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ تو وہ یہی کہے گا کہ تم یہ کیسی بات کہتے ہو۔ خدا تو ہے ہی نہیں اور جب کوئی خدا ہی نہیں تو اس کا ڈر کیسا اور اسکے احکام کی فرمانبرداری کیسی؟ اس قسم کے لوگوں پر کوئی انذار کی بات اثر نہیں کرتی۔ اس آیت میں انہی لوگوں کا ذکر ہے جو خدا تعالیٰ کے منکر ہیں قیامت کے منکر ہیں اور جزاء و سزا کے منکر ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس حالت میں جبکہ وہ ان باتوں کے منکر ہیں اور انھیں مانتے ہی نہیں تو ان کو ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے۔ ہاں انکے ڈرانے کا یہ طریق ہے کہ پہلے انھیں خدا اور قیامت وغیرہ کا دلائل کے ساتھ قائل کیا جائے اور جب وہ ان کے قائل ہو جائیں تو پھر احکام شریعت سنا کر ڈرایا جائے۔ تب یہ ڈریں گے +

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اللہ نے مہر کردی ہے انکے دلوں پر یا سمجھ پر اور ان کے کان پر یا شنوائی پر اور انکی آنکھوں یا بینائی پر پردہ ہے +

اس آیت سے لوگوں کو یہ دھوکا لگا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں اور کانوں پر خود ہی مہر لگادی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے۔ تو پھر وہ ہدایت کس طرح پائیں اور اس حالت میں وہ معذور ہیں لیکن انھوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ختم اللہ ... لور ابصارھم میں جو ھم کی ضمیر ہے جس طرف پھرتی ہے یعنی انہی لوگوں کی طرف پھرتی ہے جنکی نسبت پہلے آیا ہے کہ اِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ ایسے لوگ جو کافر ہیں اور جن کا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے کیونکہ وہ ان باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور ان کے قائل ہی نہیں۔ اس طرح اس آیت کا مطلب حل ہو جاتا ہے۔ ہم قانون قدرت میں دیکھتے ہیں کہ جن اعضاء جسم سے کام نہ لیا جائے وہ بیکار ہو جاتے ہیں اور کسی کام کے نہیں رہتے۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے کیونکہ جب کوئی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا یعنی ان سے کام نہیں لیتا۔ تو خدا تعالیٰ اس کو یہ سزا دیتا ہے کہ وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور یہی بات انسانوں میں بھی پائی جاتی ہے مثلاً اگر کوئی کسی شخص کو عمدہ کپڑا دے۔ اور وہ اس کے سامنے اسکو پھاڑنا شروع کردے تو دینے والا ضرور یہ کوشش کریگا کہ اس سے واپس لے لے اور اگر واپس نہ لے سکے تو اسپر ناراض ضرور ہو جائیگا۔ یا اگر کوئی کسی شخص کو بھوکا دیکھ کر اسے عمدہ کھانا دے اور وہ اسکے سامنے نالی میں پھینک دے یا زمین پر گرا دے تو دینے والا ضرور اسپر غصہ ہوگا۔ اور آئندہ اسکو نہیں دے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں انسان کو دی ہیں جب وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ تو خدا تعالیٰ کچھ مدت کے بعد وہ طاقتیں اس سے چھین لیتا ہے پہلے کچھ عرصہ ڈھیل دیتا ہے لیکن جب دیکھتا ہے کہ ڈھیل سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا گیا تو چھین لیتا ہے چنانچہ ہندوؤں میں بعض لوگ اپنے ہاتھ یا پاؤں کو بیکار رکھ کر سکھا دیتے ہیں اور پھر وہ کسی کام کے نہیں رہتے تو چونکہ ان لوگوں نے جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ خدا کی دی ہوئی طاقتوں سے کام لیا ہی نہیں اور ضد اور عداوت کی وجہ سے کسی بات پر غور ہی نہیں کیا۔ اس لئے انکے دل اور کان اور آنکھیں اسی طرح کی ہو گئی ہیں جسطرح کسی کا ہاتھ بیکار رہنے اور استعمال نہ کرنے کی وجہ سے سوکھ جاتا ہے یا پاؤں سوکھ جاتا ہے اور پھر کسی کام کا نہیں رہتا۔ اسی طرح ان لوگوں کی طاقتیں ضائع ہو گئی ہیں اور انھوں نے خود ضائع کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو انھیں یہ طاقتیں دی تھیں کہ خدا تعالیٰ کے کلام پر اور اسکے انبیاء کی باتوں پر اور انکے واقعات پر غور کریں اور فائدہ اٹھائیں پھر اگر خود بخود سمجھ نہ آئے تو کسی کے سمجھانے پر ہی کلام الہی کو سمجھیں اور اسکی باتوں کو سنیں اور اسکے تائیدات کو ہی دیکھ کر فائدہ اٹھائیں لیکن انھوں نے کچھ بھی نہ کیا اس لئے خدا تعالیٰ نے ان کی یہ طاقتیں زائل کر دیں +

ہدایت کے ذرائع ہدایت پانے کے تین ہی ذرائع ہیں۔ اول دل۔ ہر ایک بات پر غور و فکر کرنے کے لئے۔ دوم کان بات کو سنکر فائدہ اٹھانے کے لئے۔ سوم آنکھیں۔ واقعات کو دیکھکر سمجھنے کے لئے۔ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو ان تینوں باتوں کی طرف متوجہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ ہم نے تمھیں ایسے دل دیئے تھے جو حق اور باطل تعلیم میں تمیز کر سکتے تھے اور یہ طاقت ہم نے انہیں رکھی تھی جس سے تم آسانی سے فیصلہ کر سکتے تھے۔ کہ اسلام کی تعلیم درست ہے یا نہیں اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کہتا ہے وہ حق ہے یا نہیں لیکن تم نے اس سے ضد اور عداوت کے سبب بالکل کام نہ لیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ یہ طاقت تم سے زائل ہو گئی۔ دوم اگر حق اور صداقت کی مخالفت کرنے کی وجہ سے تمہارے دلوں میں حق اور باطل میں فرق کرنے کا مادہ نہیں رہا تھا۔ تو تمھیں چاہیئے تھا کہ لوگوں سے اسکے متعلق پوچھتے اور سنتے اور قوت شنوائی سے کام لیکر ہدایت پاتے لیکن تم نے ایسا بھی نہ کیا۔ اس لئے تمہاری یہ قوت بھی معدوم ہو گئی۔ سوم اگر یہ بھی نہ کر سکتے تھے تو اتنا تو کرتے کہ خدا تعالیٰ کی وہ نصرت اور تائید جو اسلام کے لئے ظاہر ہو رہی ہے اور ہمارے رسول کو مل رہی ہے۔ اسی کو دیکھتے اور آنکھوں سے کام لیکر فائدہ اٹھاتے۔ لیکن تم نے اس ذریعہ کو بھی استعمال نہ کیا۔ اس لئے یہ بھی ضائع ہو گیا۔ پس تمہارے ان تینوں ذریعوں سے کام نہ لینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تمہارے دلوں پر مہر لگ گئی پھر جب تم نے سننا چھوڑا تو کان پر مہر لگ گئی۔ اور پھر جب تم نے خدا کی نصرت کو دیکھتے ہوئے فائدہ نہ اٹھایا۔ تو تمہاری آنکھوں پر بھی پردہ پڑ گیا +

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کی خطرناک سے خطرناک تکلیف کو بھی دیکھ کر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اور انکی آنکھیں اس تکلیف کو محسوس ہی نہیں کرتیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل مظلوم سے مظلوم انسان کو دیکھ کر ذرا احساس نہیں کرتے۔ اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ انکی یہ

قوتیں ماری جاتی ہیں ؎

عجیب بات

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب بات بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ قلوب اور ابصار کو تو جمع رکھا ہے اور سمع کو واحد۔ گو ترتیب کلام کی وجہ سے یہ بھی جمع ہی ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اس میں بہت بڑی ایک حکمت ہے وہ یہ کہ قلب اور بصر ہر ایک انسان کے اپنے نقطہ خیال سے غور کرنے اور دیکھتے ہیں یعنی ہر ایک ذہن کا کسی بات پر غور کرنا۔ یا کسی واقعہ کو دیکھ کر اس سے نتیجہ نکالنا علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے اور یہ حواس خود مختار ہوتے ہیں۔ نتیجہ نکالنے میں مجبور نہیں ہوتے۔ لیکن کانوں کا اپنا اختیار نہیں ہوتا۔ انہیں جو کچھ سنایا جائے وہی سنتے ہیں۔ اور سب ایسے انسانوں کے کان جن کو ایک بات سنائی جائے۔ ایک ہی قسم کا سنتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان تمام انسانوں کو جنہیں قرآن شریف سنایا اور شریعت کے احکام سنائے۔ اور جو کچھ بھی سنایا وہ ایک ہی طرح کا تھا اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اس لئے سب نے ایک ہی قسم کی باتوں کو سنا۔ آگے اس سے نتیجہ نکالنا یا فائدہ اٹھانا ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ کام تھا تو چونکہ سننے کی چیز سب کے لئے ایک ہی تھی۔ جیسے حضرت ابو بکر رض نے سنی۔ ویسے ہی ابو جہل نے سنی۔ لیکن ان کا غور کرنا اور آنکھوں سے دیکھ کر کوئی نتیجہ اخذ کرنا الگ الگ تھا۔ ہر ایک کی آنکھ ہر واقعہ کو مختلف اور کچھ نہ کچھ فرق سے دیکھ رہی تھی۔ اسی طرح ہر ایک کے قلب میں بھی مختلف واقعات پر غور ہو رہا تھا۔ اس لئے قلوب اور ابصار کے فعل متفرق تھے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ کہ کفار کی طرف سے جب ایک ایلچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ قربانی کو بہت پسند کرتا ہے۔ اسلئے آپ نے حکم دیا کہ قربانی کے تمام جانور ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں۔ جب وہ آیا تو اس نے پوچھا۔ یہ کیسے جانور ہیں۔ تو بتایا گیا کہ قربانی کے ہیں۔ وہ واپس جا کر کہنے لگا کہ ان لوگوں سے تم مقابلہ نہ کرنا۔ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ اس نے قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ یہ لوگ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر کسی اور مذاق کا آدمی ہوتا تو قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر اس پر کچھ بھی اثر نہ ہوتا اور ان جانوروں سے کچھ فائدہ نہ اٹھاتا۔ تو قلوب کو اس لئے جمع رکھا ہے کہ ان کا ہر ایک کا غور اور تدبر کرنا۔ اور واقعات کو دیکھ کر نتیجہ نکالنا متفرق تھا۔ اس لئے قلب ابصار کو جمع کہا ہے۔ لیکن سننے والی ایک ہی چیز تھی جس کو ہر ایک نے سنا تھا۔ اسلئے سمع کو واحد ؎

منافقوں کے متعلق فرمایا ہے	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔

منافقوں کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔ اول وہ لوگ جو کسی صداقت کو دل سے تو مانتے ہیں لیکن مخالفوں کو بہت زبردست سمجھ کر انکے ساتھ ساز باز رکھتے ہیں۔ اور حق کو ظاہر کرنیکی جرأت نہیں رکھتے۔ دوم وہ لوگ جو صداقت کو دل سے تو باطل سمجھتے ہیں لیکن یہ دیکھ کر کہ صداقت والے زبردست ہیں اس لئے ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سوم وہ لوگ جو صداقت کو دل سے مانتے ہیں۔ لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے دونوں طرف تعلق رکھتے ہیں۔ چہارم وہ لوگ جو صداقت کو دل سے نہیں مانتے۔ لیکن دنیاوی فوائد اور اغراض کے لئے دونوں طرف ملے رہتے ہیں۔ انہیں جا کر انکے ہو جاتے ہیں۔ اور دوسروں کے پاس جا کر انکے ساتھی بنجاتے ہیں۔ یہ نظارہ ہماری جماعت میں بھی پایا جاتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو احمدیت کو سچا سمجھتے ہیں لیکن مخالفوں کے ڈر سے اس کا اظہار نہیں کر سکتے پھر ایسے بھی لوگ ہیں جو احمدیت کو جھوٹا سمجھتے ہیں لیکن احمدیوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ ہم بھی احمدی ہیں۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو احمدیت کو سچا مانتے ہیں اور احمدی کہلاتے ہیں لیکن دنیاوی اغراض کے لئے غیر احمدیوں سے بھی تعلقات رکھتے ہیں۔ پھر ایسے بھی ہیں جو احمدیت کو سچا نہیں سمجھتے لیکن احمدیوں میں آ کر احمدی اور غیر احمدیوں میں جا کر غیر احمدی بنجاتے ہیں ؎

چونکہ منافق میں قوت فیصلہ نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ منافقت اختیار کرتا ہے۔ مثلاً ایسا منافق جو صداقت کو دل سے تو مانتا ہے۔ لیکن دوسروں کے ڈر کر ان سے ساز باز رکھتا ہے۔ اسی لئے رکھتا ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ کہ آیا صداقت کو قبول کرنیوالے غالب ہونگے یا نہ قبول کرنیوالے۔ اسی طرح دوسرے منافقوں کا حال ہے۔ وہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں وَمِنَ النَّاسِ فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ انسان میں تو عقل کا مادہ رکھا گیا ہے۔ اور وہ دیکھ سکتا ہے کہ یہ بات اچھی ہے اور یہ بری۔ تو پھر کیوں وہ منافقت میں پھنسا ہے۔ میں نہیں۔ ایسے لئے انسانی فطرت کا ایک بات کا اپنے لئے مفید یا مضر ہونا سمجھتا ہے۔ حیوانات میں یہ بات نہیں۔ اس کے سامنے خواہ کوئی چیز کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ کڑوی ہو تو وہ نہیں کھاتا۔ لیکن انسان فائدہ کی خاطر کڑوی سے کڑوی چیز کو بھی کھا لیتا ہے اور مشکل سے مشکل کام کو بھی کر گذرتا ہے جب انسان میں اپنے نفع اور نقصان کے سمجھنے کا مادہ موجود ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اس کام لیکر ہدایت اور گمراہی میں فیصلہ نہیں کر لیتا۔ اور کیوں منافقت کی حالت سے باہر نہیں نکل آتا ؟

اس آیت سے لوگوں کو یہ بھی دھوکہ لگا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے کے متعلق ذکر فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان دو باتوں پر ہی ایمان لانا کافی ہے اگر کوئی اسکے رسولوں اور انبیاء کو نہیں مانتا یا دیگر احکام شریعت کی پابندی نہیں کرتا۔ تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف میں اگر ہر ایک بات اور واقعہ کو ایسے مختصر اور جامع الفاظ میں نہ رکھا جاتا جن پر غور کرنے سے تمام بات معلوم ہو جاتی ہے تو اتنا بڑا ہو جاتا کہ کوئی پڑھ ہی نہ سکتا۔ دیکھو ہندوستان میں جو قانون کی کتابیں ہیں کتنی کتنی بڑی ہیں۔ پھر اگر ان کے ساتھ ہر قوم اور ہر مذہب کے رسم و رواج اور اخلاق و عادات وغیرہ کی کتابیں بھی شامل کر دیجائیں تو کتنی بڑی ہو جائیں لیکن اگر ساری دنیا کی اسی قسم کی کتابوں کو جمع کیا جائے تو نہ معلوم کتنے مکانات انکے رکھنے کے لئے درکار ہوں۔ قرآن شریف چونکہ تمام دنیا کے لئے ہے اور اس میں ہر قوم ہر ملک کے لوگوں کے حالات کو مدنظر رکھ کر باتیں بیان کی گئی ہیں اس لئے ضرور تھا کہ ایسے اختصار سے بیان کی جاتیں کہ انکی حقیقت بھی معلوم ہو جائے اور ہر ایک آسانی سے ان سے واقف بھی ہو سکے نہ کہ ایسے رنگ میں اور اس قدر طول طویل کہ کسی کو کبھی پڑھنے کی جرأت ہی نہ ہو سکے قرآن شریف تمام دنیا کو ہدایت کی راہ دکھانے اور اس دنیا میں آرام اور اطمینان سے رہنے کے متعلق قواعد بتانے آیا تھا اس لئے اس کا کام تھا کہ دنیا کے ہر ایک حصہ کے لوگوں کے مذاق کے مطابق انہیں قواعد بتائے اور ان کو ہر ایک معاملہ میں بگاڑ سے اور ساتھ ہی روحانیت میں ترقی کرنے اور تعلق باللہ کے [illegible]

کتاب کو اگر ان رنگوں میں لکھا جاتا جس طرح دنیا کے لوگ لکھتے ہیں تو یا تو حق پوشیدہ ہو جاتی کہ کوئی کچھ بھی نہ سمجھ سکتا اس لئے اتنی مختصر کتاب میں اسقدر علوم اور باتوں کا بیان کرنا جیسا تھا کہ بلیغ و مختصر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں ہر ایک بات کے بیان کرنے میں اسقدر اختصار سے کام لیا گیا ہے کہ اس سے مختصر ہو نہیں سکتا۔ اور پھر وہی الفاظ لئے گئے ہیں کہ سب تشریح ان سے ہی نکلتی چلی جاتی ہے ✦

اس آیت میں بھی اسی اختصار کو استعمال کیا گیا ہے جو قرآن شریف کا سلسلہ ہے۔ اور آیت پر غور کرنے سے سارا پتہ لگ جاتا ہے۔ جو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اعلیٰ ایمانیات کی بات ہے کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ہی ایمان لانا ضروری ہے۔ اسکے بعد پھر ملائکہ۔ انبیاء اور شریعت کے احکام وغیرہ ہیں۔ اور ان سب باتوں کے بعد جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ قیامت ہے جہاں سب اعمال کا نتیجہ ملیگا تو چونکہ انسان کے اعتقادات اور اعمال کے سب سے بڑے یہی دو ستون ہیں جو ایسے ہیں۔ کہ ایک سے ابتداء ہوتی ہے۔ اور دوسرے پر انتہا ہو جاتی ہے۔ اور اسکے بعد انسان کے کوئی ایسے اعمال نہیں ہونگے۔ جن کا بدلہ اسے ملنا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو بیان فرما کر بتا دیا۔ کہ باقی تمام باتیں انکے اندر داخل ہیں۔ پھر جب قرآن شریف میں دوسری جگہ اور بھی ایسی باتیں بیان فرمائیں۔ جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ان پر ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تو لامحالہ ہمیں اس آیت کے یہی معنے کرنے پڑینگے جو میں نے کئے ہیں ✦

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا	ان کے دلوں میں مرض ہے پس بڑھا دیا اللہ نے اس مرض کو۔ یہ مرض منافقت

ہے۔ مختلف حیثیتوں سے نتیجہ نکلتا ہے کہ منافق کی یہ نشانی ہے کہ اسمیں قوت فیصلہ نہ ہو۔ اور تاب مقابلہ نہ لا سکتا ہو۔ چونکہ اسوقت ایک طرف مسلمانوں کی کفار سے جنگیں شروع تھیں اور دوسری طرف قرآن کے احکام روز بروز نازل ہو رہے تھے جنکی پابندی کرنا ہر ایک مومن کے لئے ضروری تھا تو جو لوگ منافق تھے۔ اور ظاہری طور پر مسلمان کہلاتے تھے انکے لئے یہ وقت بہت مصیبت کا وقت تھا۔ چونکہ وہ دل سے مسلمان نہ تھے بلکہ مسلمانوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے ساتھ ملکر کفار سے لڑنا اور روز بروز نئے نئے احکام کی پابندی کرنا انکے لئے بہت مشکل اور دوبھر تھا۔ خدا تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں مرض تھا جسے خدا نے اور بھی بڑھا دیا اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ پہلے تھوڑے بیمار تھے پھر خدا نے انھیں زیادہ بیمار کر دیا۔ بلکہ یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی وہ نصرت اور تائید جو مسلمانوں کے ساتھ تھی۔ ان کو بُری لگتی تھی۔ اور جوں جوں خدا تعالیٰ مسلمانوں کو زیادہ فروغ دیتا جاتا تھا۔ اتنی ہی انھیں زیادہ تکلیف ہوتی تھی لیکن یہ سب باتیں وہ دل میں چھپائے ہوئے تھے اور منافقت کی وجہ سے ان کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے کہ جنکی وجہ سے مسلمانوں کی تائید اور نصرت اور زیادہ ہو گئی جس سے منافقوں کے دلوں میں جو حسد اور بغض کی آگ لگ رہی تھی۔ اس کو اور زیادہ کر دیا۔ یہی معنے ہیں فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا کے ✦

وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ	منافقوں کے لئے خدا تعالیٰ نے عذاب الیم فرمایا

ہے اور اس سے پچھلی آیت میں کفار کے لئے عذاب عظیم فرمایا ہے۔ ان دونوں عذابوں میں فرق ہے اور کفار کے لئے عذاب عظیم اور منافقوں کے لئے عذاب الیم رکھنے میں ایک حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ کافروں کا عذاب بڑا تو ہوتا ہے۔ مگر کڑھانے والا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کافر سمجھتا ہے کہ اگر مجھے کچھ دکھ پہنچا ہے تو میں نے بھی انھیں فلاں تکلیف دے ہی لی ہے۔ اور کافر اگر تکلیف نہ دے سکتا ہو تو گالیاں وغیرہ دیکر ہی دل کی بھڑاس نکال لیتا ہے لیکن منافق کو اپنا غصہ نکالنے کے لئے کوئی بھی موقع نہیں ملتا۔ بلکہ اسے بظاہر تعریفیں ہی کرنی پڑتی ہیں۔ ہاں مگر وہ دل ہی دل میں کڑھتا اور جلتا رہتا ہے ✦

بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ	یہ ان کے عذاب کی وجہ بتا دی۔ کہ چونکہ

یہ جھوٹ بولتے تھے۔ ان کے دل میں کچھ تھا اور زبان سے کچھ کہتے تھے۔ اس لئے ان کو یہ عذاب دیا جاتا ہے ✦

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَھَا	اللہ تعالیٰ اس بات سے نہیں رکتا کہ کوئی مثال بیان

کرے جو مچھر کے برابر ہو یا اس سے بڑھ کر ✦

بعوضہ۔ بعض سے نکلا ہے جسکے معنے حصہ اور ٹکڑہ کے ہیں۔ عرب میں چونکہ مچھر کو بہت چھوٹا جانور قرار دیا گیا ہے اس لئے اسکی مثال کمی اور قلت کی جگہ دیا کرتے ہیں ✦

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعوضہ جیسی مثال بیان کرنے سے بھی اللہ نہیں رکتا۔ گو نااہل اور ناسمجھ لوگ اس مثال کو سن کر کہدینگے۔ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا۔ کہ یہ اللہ نے کیا مثال بیان کی ہے اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے لیکن وہ لوگ جو اللہ سے ڈرتے اور اسکی خشیت رکھتے ہیں۔ وہ تو یہی کہینگے کہ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ۔ جو کچھ خدا بیان فرمائے۔ وہی ٹھیک اور درست ہوگا ✦

خدا تعالیٰ کیطرف سے جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں انمیں کسی قدر اخفا کا رنگ بھی ہوتا ہے۔ تاکہ ان کی وجہ سے سچے مومنوں اور نام کے مسلمانوں میں فرق ہو جائے۔ مومن کی سمجھ میں اگر کوئی بات نہ آئے۔ تو وہ اُسے جھٹلاتا نہیں بلکہ اسپر ایمان لے آتا ہے کیونکہ اس کا ایمان ہوتا ہے کہ خدا ہم سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ اس کی بات ضرور حق اور حکمت پر ہی مبنی ہوگی۔ لیکن جو لوگ منافق ہوتے ہیں وہ جب کوئی پیشگوئی سنتے ہیں تو کہدیتے ہیں کہ اس قدر بیان کرنے سے تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ کیوں خدا نے اچھی طرح کھولکر اور تفصیل سے اس بات کو بیان نہیں فرما دیا۔ یہ تو گول مول بات ہے۔ بہتر ہوتا۔ کہ خدا صاف اور واضح لفظوں میں بیان فرماتا ✦

اس زمانہ میں بھی بہت لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے متعلق اسی قسم کے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ انھیں چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد سے نصیحت پکڑیں۔ اور مومنوں اور متقیوں کیطرح پیشگوئیوں کی تصدیق کریں ✦ اور پھر جبکہ حضرت مسیح موعود کی بہت سی عظیم الشان پیشگوئیاں صاف اور بین طور پر آپکی آنکھوں کے سامنے پوری ہو چکی ہیں تو اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ اگر کسی پیشگوئی کی سمجھ نہیں آتی۔ تو یہ اپنی سمجھ کا قصور ہے ورنہ پیشگوئیوں کے سچا ہونے میں کوئی کلام نہیں ✦

نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ

[illegible] | عسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سالانہ سات روپے

باقی تمام خط و کتابت ... قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے سالانہ

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵

جلد ۳ | ۴ نومبر ۱۹۱۵ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۵۸

مدینۃ المسیح

حضرت کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضرت کی ان تھک جانفشانی و توجہات جو حضور مہمات دین پر فرماتے ہیں دیکھ دیکھ کر خدام حیران ہوتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کی عمر و صحت۔ علم و فضل۔ دولت و اقبال۔ عزم و استقلال میں برکت دے اور ہم سب کو بھی توفیق بخشے کہ نصرت اسلام میں حضور کے مخلص ہاتھ بٹانے والے ہوں۔ آمین ✦

ترجمۃ القرآن کا کام سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ حضور کا منشاء ہے کہ پہلا پارہ اسی مہینے میں تیار ہو کر شائع کیا جا سکے۔ اللہ مددگار ہو ✦

منارۃ المسیح کی باقی تعمیر کا کام شروع ہو گیا ہے۔ احباب جلسہ سالانہ پر انشاء اللہ اس کا ایک بڑا حصہ [illegible]

اخبار احمدیہ

کریام ضلع جالندھر سے اخویم مکرم غلام احمد صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ اطلاع دیتے ہیں کہ مجوزہ قانون رولج کے متعلق ممبران جماعت ہائے کریام۔ راہوں۔ بہبیاں۔ لنگروعہ کریم پور تحصیل نواں شہر بنام۔ محلہ شنکر۔ بیرم پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور کے العبدات و نشانہائے انگشت لگا کر حضرت کی خدمت میں ارسال کر دیئے گئے ہیں تاکہ حضور کی معرفت میموریل گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ دیگر مقامات کی انجمنیں بھی بہت جلد اس طرف توجہ کریں ✦

سونی پت سے برادر نور الٰہی صاحب حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ اس نواح میں تبلیغ کی بڑی ضرورت ہے جلسہ کے بعد کوئی بزرگ واعظ دارالامان سے بھیجے جائیں (اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ہماری ضرورتوں کے پورا ہونے کا

سامان کرے۔ یہاں ایک محدود تعداد واعظوں اور مبلغوں کی ہے اور وہ بھی کئی دوسری خدمات پر مامور ہیں جن کا حرج گوارا کر کے پھر انہی کو ہر جگہ جانا پڑتا ہے۔ پس اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ مختلف مقامات کے احباب مقامی تبلیغی اغراض کو حتی الوسع خود پورا کرنے میں ساعی رہیں۔ حضرت صاحب بھی اپنے پچھلے خطبہ میں اس پر بہت زور دیا تھا۔ ایڈیٹر)

انچولی ضلع میرٹھ سے برادر الطاف حسین صاحب بھی ایک مبلغ کی سخت ضرورت ظاہر کرتے ہیں۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے اخویم مکرم حکیم عبد الصمد صاحب دہلوی وہاں ایک مخلص اور پُرجوش احمدی ہیں۔ جب تک دارالامان سے بیرونجات کے لئے مزید مبلغین کا بندوبست نہ ہو سکے انہیں اس خدمت کا ثواب اپنے کاروبار سے وقت نکال کر بھی حاصل کرنا چاہیئے ✦

اخویم مکرم منشی برکت علی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ شملہ [illegible]

(باہتمام سعید عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسٰى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ
لَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ

الفضل کا مستقبل

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُسی کی توفیق سے بسلسلہ سفر کی جو خدمت اس اخبار نے اپنے ایام زندگی کے پہلے ڈھائی سال میں کی معلوم ہو سکتی ہے۔ یہیں تک اس بات سے کہ الفضل کو جس اعلیٰ معیار پر چلانا بوقت اجراء اسکے مہتمم مالکوں کا مقصود تھا اور جو شان خاص اسکی جرائد میں ہونی چاہیئے۔ وہ سال اوّل کے بعد جیسی چاہیئے تھی نہیں رہ سکی جسکے بہت سے اسباب ہیں۔ ازانجملہ ایک یہ کہ ابتدائی مشکلات کے باعث کارکنوں کو بھی اسکی توسیع اشاعت کیلئے کما حقہ کوشش کا موقعہ نہیں ملا۔ اور جماعت نے بھی تعداد خریداری بڑھانے میں اُن کا کچھ مستعدی و توجہ سے ہاتھ نہیں بٹایا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ قلیل اشاعت پر اخراجات کثیرہ کا بار گراں شروع سے غالب رہا۔ اور انتظامی معاملات کے ساتھ قلمی خدمات پر بھی آخر اس کا اثر پڑا۔ پھر باہمی تنازعات کی ناگوار بحثوں کا سلسلہ طویل اور بھی اصل مقصد میں عارج ہوا۔ ان تمام ناموافق حالات کے ماتحت ایک طرف تو جس انداز سے وہ سال اوّل میں نکلتا رہا اس میں دن بدن کمی آتی گئی اور دوسری جانب مالی زیر باری بڑھتے بڑھتے اس کی میزان گزشتہ ڈھائی سال کے عرصہ میں قریباً **پانچ ہزار روپے** تک پہنچ چکی ہے۔

لیکن ان حالات نے ہمیں خدا کے فضل سے مایوس نہیں کیا۔ بلکہ ایک قیمتی سبق دیا ہے۔ وہ یہ کہ دین کی خدمت اور قوم کے مذاق کی اصلاح ایسا عظیم الشان کام ہے جس کا بار اٹھانے والوں کو بہت سی قربانیاں کرنے اور بار بار سختیاں جھیلنے پر بھی کسی حال میں ہمت نہیں ہارنی چاہیئے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ مستعدی و استقلال کے ساتھ اپنے فرض کی ادائگی میں لگے رہنا لازم ہے [illegible] عالم اسباب [illegible]

جہاں افضال الٰہی کی دستگیری کو ہی تمام تر کامیابیوں کا امیدگاہ سمجھتا ہے اسکے ساتھ ہی خود خدا کے پیدا کردہ اسباب کی رعایت ملحوظ رکھنا بھی اپنا فرض جانتا ہے۔ پس گزشتہ ڈھائی سال کے تجربہ نے ہمیں اس طرف متوجہ ہونے کی ضرورت محسوس کرائی کہ موجودہ انتظام اخبار میں مناسب تغیر و اصلاح ہو کر اگر الفضل جاری رہ سکے اور بجائے اسکے کہ مالی زیر باری سے دبتے دبتے بالآخر تھک کر بیٹھ جاسے وہ بفضل خدا اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر چلتا رہے بلکہ رفتہ رفتہ کچھ ترقی بھی کر سکے تو اسکے بہتر ہونگے تمام زیر باری اور سعی و جانفشانی جو حضرت اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اس نے اس چھوٹی سی عمر میں برداشت کی وہ رائیگاں نہیں گئی بلکہ ٹھکانے لگی۔

اسکی تفصیل موجب طوالت ہوگی کہ موجودہ حالت میں اِن کن وجوہ سے اخبار مثل سابق ہفتہ میں تین بار نکلتے رہنا سخت دشوار بلکہ ایک امر محال ہوگیا تھا۔ اسواسطے ہم ناظرین کو مجملاً اتنا ہی بتلا دینا کافی سمجھتے ہیں کہ آئندہ کے لئے بڑے غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ الفضل بجائے تین بار کے ہفتہ میں **دو بار شائع ہوا کرے** مجموعی تعداد صفحات وہی ہفتہ میں ۲۴ صفحے رہے یعنی ہر ایک پرچہ بجائے آٹھ صفحے کے بارہ صفحے کا ہوا کرے۔ اخبار کی قیمت بھی وہی چھ روپیہ سالانہ ہوگی۔ اور اس طرح مصارف محصول ڈاک وغیرہ میں جو تخفیف ہو اس سے اخبار کو بلحاظ مضامین زیادہ مفید و دلچسپ بنانے کی کوشش کی جائے۔ درس قرآن شریف کا جو ضروری سلسلہ کچھ دنوں سے بند رہا وہ بھی از سر نو جاری کیا جائے اور اُس کو حتی الوسع باقاعدگی سے نباہا جائے۔ پھر علمی و تحقیقی مضامین کی جو افسوسناک کمی پچھلے گردش ڈیڑھ سال میں واقع ہوئی اسکی تلافی پر بفضل و توفیق ربی اپنے امکان بھر توجہ کی جائے۔

ہمیں بار بار جتلانے کی ضرورت نہ ہوتی اگر بہی خواہان الفضل از خود اسکا خیال رکھتے کہ اشاعت اخبار کی کمی ہر ایک لحاظ سے نہ صرف اخبار کے واسطے موجب مشکلات بلکہ اغراض و فوائد سلسلہ کے حق میں بھی نہایت مضر و مانع ترقی ہے۔ مرکز سے نکلنے والے آرگن کی آواز چاہیئے کہ دور دور پہنچے اور اسکی مفید خدمات کا اثر ایک تنگ دائرہ میں محدود رہنے کے بجائے ممکن حد تک وسعت کے ساتھ خلق اللہ کے لئے موجب [illegible]

ادھر جہاں تک ہم سے ہو سکے اخبار کو بہتر [illegible] بنانے کی کوشش کی جائے ادھر [illegible] میں سرگرمی سے توجہ فرمائیں [illegible] نکالنے میں ایسی ہمت [illegible] ایک [illegible] قوم شایان شان ہو۔

قادیان میں [illegible] متعلق جو [illegible] اور زیر باری [illegible] ہم زبانوں کے لئے بہترین نہیں تو بہت سہل ضرور ہوگا۔ اسواسطے جو تخفیف ہے بھی یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ اخبار کے اخراجات میں اتنی کفایت ہو گئی ہے کہ آئندہ کے لئے قدر دانوں بہی خواہوں کی ہمدردی و حوصلہ افزائی سے مستغنی ہو جائیگا (العیاذ باللہ) ایک عملہ مستقل کا ہی خرچ اتنا ہے کہ دفتر کو [illegible] اٹھانے دیتا۔ اور نظر حالات موجودہ اس کا رکھنا بہر نہج ضروری ہے ورنہ ہفتہ میں دو بار اشاعت کا اہتمام بھی خالی از دقت نہ ہوگا۔ پس اب اخبار کو قائم رکھنے کیلئے بالذات بیانے اور بلحاظ مضامین بہتر حالت میں لانے کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ اسکی تعداد خریداران بڑھائی جائے اور ایڈیٹوریل سٹاف کا اپنی قابل قدر قلمی اعانت سے ہاتھ بٹانے والے احباب بھی آئندہ اس کا پورا پورا خیال رکھیں کہ الفضل کے اجراء کی اصل غرض سلسلہ کی خدمت اور احمدی وقائع نگاری کا ایک پاکیزہ۔ پسندیدہ مفید و بابرکت نمونہ پیش کرنا ہے نہ کہ ملک و قوم کے بگڑے ہوئے مذاق کا تتبع۔

الفضل کے مستقبل کی نسبت یہ چند معروضات ہم نے ضرورتاً ناظرین کے گوش گذار کر دیئے ہیں مگر چونکہ تمام بہبودی و اصلاح اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل پر ہی منحصر ہے اس واسطے ہم اُسی قادر مطلق کے حضور بکمال عجز و نیاز سے دست بدعا ہیں کہ ہم سب کو اپنے فرائض کما حقہ انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے ہماری ناچیز سعی و تدابیر میں برکت ڈالے تاکہ ہماری حقیر خدمات اُس کے پیارے دین اسلام کے حق میں مفید ثابت ہوں۔ آمین!

آخر میں ہم کو یہ اور بتانا ہے کہ اشاعت ہذا کے بعد ایک نمبر اور مثل سابق نکلے گا [illegible] اور صفحات [illegible] شائع ہوا کرے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل قادیان

قادیان دارالامان - مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۱۵ء

مجوزہ قانون رواج پنجاب

قابل توجہ جماعت احمدیہ

اخویم مکرم جناب غلام احمد خان صاحب سرشتہ دار عدالت ہائیکورٹ کا مضمون بڑی دلسوزی اور قابلیت سے لکھا گیا ہے اس قابل ہے کہ احمدی جماعت اسے خاص توجہ سے پڑھے۔ اور جلد سے جلد اسکے نفس مضمون سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ گو انہی کالموں میں پہلے بھی اس ضروری بحث پر متعدد دفعہ زور دیکر لکھا جا چکا ہے لیکن معاملہ کی اہمیت اور کمی مہلت اس امر کی متقاضی ہے کہ مضمون ہذا بلا توقف شائع ہو کر برادران سلسلہ کی نظر سے گذر جائے۔ اس واسطے ہم اسکو ضرورتاً لیڈر کی جگہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں:- (ایڈیٹر)

گورنمنٹ برطانیہ ایک ایسی سلطنت ہے جسکے زیر سایہ مسلمان امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جس کے عطیات سے وہ بہت کچھ ممنون منت اور مرہون احسان ہیں اور جس کی سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہے تو پھر بڑے افسوس کی بات ہوگی۔ اگر ہم ایسی عادل اور رحیم گورنمنٹ کی خدمت میں اپنے جائز مطالبات کو نہایت ادب سے عرض نہ کریں۔ بھلا یہ کبھی ہمیں گمان ہو سکتا ہے کہ وہ گورنمنٹ جس نے اپنے قوانین میں مویشی اور چارپایوں سے بھی ہمدردی ظاہر کی ہو۔ وہ انسانوں کے ایک گروہ کثیر کی ہمدردی سے جو اسکی رعیت اور اسکے زیر دست ہیں غافل رہے ہرگز نہیں۔ لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کامل امید ہے۔ کہ گورنمنٹ ممدوحہ اپنی رحیمانہ نظر سے مسلمانوں کو بالعموم مجوزہ قانون رواج پنجاب سے مستثنیٰ قرار دیدیگی۔ بشرطیکہ مسلمان عام طور پر اپنے ایسے منشاء سے فوراً گورنمنٹ عالیہ کو آگاہ کر دیویں مگر یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ جب مسلمان رواج پنجاب کے پھندے سے خلاصی پانے کے واسطے رسوم مروجہ سے اظہار نفرت کریں۔ اور دل میں مصمم ارادہ کریں کہ مجموعی طور پر ہم کو شریعت اسلام پر عمل پیرا ہونا ہے۔ بے شک ایسا کرنا ایک بڑی بھاری قربانی کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی صبر اور نماز سے اللہ تعالیٰ کی امداد اور اعانت طلب کرو۔ پھر مسلمانوں کے لئے ایسی قربانی کرنی نہایت آسان کام ہو جائیگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک بڑا بھاری بوجھ ہے۔ جو کہ رواج پنجاب کا جو مسلمانوں کی گردنوں پر رکھا ہوا ہے۔ اور اس سے رہائی منی اللہ تعالیٰ کی امداد کے بغیر بالکل ممکن نہیں۔ کیونکہ صبر اور صلوٰۃ کی پابندی بھی ایک قربانی کو چاہتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ یعنی البتہ یہ بات بھاری ہے۔ مگر ڈرنے والوں پر۔ اور جن کو یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اسی کے پاس انہیں لوٹ کر جانا ہے۔ اور ان کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ صبر اور دعا سے کام لینا تو ان کا کام ہی ہے۔ الغرض رواج پنجاب کو ترک کرنا عام کے مسلمانوں کو دو بھر معلوم ہو تو ہو۔ مگر آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کی مصداق جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اسکو خیرباد کہدینا کوئی مشکل امر نہیں صرف عملی مستعدی کی ضرورت ہے۔

یہ امر قابل نوٹ ہے کہ پنجاب ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۷۲ء کی دفعہ ۵ کے رو سے متنازعہ فیہا معاملات متعلق جانشینی وراثت۔ جائداد خاص اناث۔ منگنی۔ نکاح۔ طلاق۔ مہر۔ تبنیت۔ ولایت۔ نابالغی۔ غیر صحیح النسبی۔ خاندانی تعلقات۔ وصیت۔ ہبہ۔ ترکہ۔ تقسیم۔ مذہبی رسم اور ادارہ میں فیصلہ کا قاعدہ (۱) رواج پنجاب ہے جبکہ متخاصمین رواج پنجاب کے پابند ہوں۔ اور (۲) شریعت اسلام ہے جبکہ متخاصمین مسلمان ہوں۔ اور (۳) دھرم شاستر ہے جبکہ متخاصمین ہندو ہوں یہ موجودہ قانون بھی متخاصمین کو ایک وسیع آزادی بخشتا ہے جسپر گورنمنٹ کا جسقدر شکریہ ہم بجا لائیں تھوڑا ہے مگر کتنے ہیں جنہوں نے گورنمنٹ کی اس خاص مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے تئیں فیصلہ جات یا ولی میں شریعت اسلام کا پابند کہایا۔ ہاں اکثر ہیں جو ہوں نے نفسانی اغراض کو مقدم کر کے شریعت اسلام کو پس پشت ڈالا۔ اور قلیل فائدے کو دیکھ کر رواج پنجاب کے پابند ہوگئے اور قرآن کریم کی آیت أُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى کے مصداق بنگئے۔ مگر ایسے اشخاص یاد رکھیں کہ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ کے بموجب انکی اس سوداگری سے انکو نہ تو کوئی نفع اسوقت تک ہی ہوا۔ اور نہ آیندہ ہونے کی اُمید۔ اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہوئے۔ اور نہ ہونے کی اُمید۔

دھوبی کا کُتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

اگر ایسے اشخاص کی بیہودہ صفت کہیں تو پھر چلتے میں کا ترک لوگ سوچتے کہ ہم کہاں سے کہاں چلے گئے۔ اور ہماری آیندہ نسلیں ہماری نسبت کیا رائے لگائیگی کہ باوجود مسلمان کہلانے کے شریعت اسلام سے بیزار ہوگئے۔ اور رواج پنجاب کے پابند ہوگئے۔ اور سرکاری دفاتر میں اس قسم کے فیصلجات کی اسلہ چھوڑ گئے۔

غرضیکہ اگر مسلمان کو رواج پنجاب کے پابند ہونے پر شریعت اسلام کے اٹھارہ مذکورہ بالا امور میں اصول و احکام ترک کرنے پڑتے ہیں جنکے ماتحت ودعی طور پر بے شمار دیگر اسلامی احکام کو بھی خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ مگر ایک مخلص مومن ایسا کرنا ہرگز گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ تو اپنے سوشیل تعلقات میں قرآن کریم کو ہی اپنا دستور العمل ٹھہرائے گا نہ کہ رواج پنجاب کو۔

شاید کسی کے دل میں یہ وہم گذرے کہ ہم پنجابی اپنے عجیب مذاق کی وجہ کہ مشرقی اقوام اپنے رسوم کو فراموش نہیں کرتیں۔ اپنی ابتدائی رسوم کے پابند ہیں تو کیا ہرج ہے؟ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا ہی عمدہ دندان شکن جواب دیا ہے۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ یعنی جب انکو کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسکی پیروی کرو تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اسی پر چلیں گے جسپر ہمنے اپنے باپ دادوں کو دیکھا۔ اگرچہ انکے باپ دادوں کو کچھ بھی عقل نہ ہو۔ اور نہ وہ ہدایت پر چلتے ہوں کہاں قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں مشرقی اقوام اپنے آبائی

[illegible] صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

سمجھا ہوا تھا۔ لیکن ابھی تجربوں اور علوم نے مفید اور فلسفہ مند ثابت کر کے بتا دیا کہ خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی کوئی چیز لغو نہیں ہے۔ جن قوموں نے یہ سمجھا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی چیز یا بھی لغو اور فضول ہوتی ہیں انھوں نے کبھی ترقی نہیں کی۔ ترقی ہمیشہ انہی قوموں نے کی ہے جنھوں نے یہ سمجھا کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی چیز بھی لغو نہیں پس جس طرح خدا کی پیدا کی ہوئی ہر ایک چیز تو بظاہر کیسی ہی ردی اور فضول کیوں نہ معلوم ہو۔ درحقیقت بنی نوع انسان کے لئے فائدہ بخش اور نفع رساں ہے۔ اور جس طرح خدا کی مخلوق کا کوئی حصہ لغو اور ردی نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے کلام کا حال ہے۔ اس کا نہ کوئی حکم لغو ہے اور نہ اس کا کوئی لفظ اور حرکت بلکہ ہر ایک اپنے اندر کوئی نہ کوئی حکمت رکھتا ہے۔ جرمن کے ایک مشہور ڈاکٹر نے بلکے کتے کے کاٹے کا علاج کرنے کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اس تحقیقات کیطرف مجھے اس طرح توجہ ہوئی کہ میں نے مسلمانوں کی بعض کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا کہ انھیں انکے رسول (صلعم) کا حکم ہے کہ اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال جائے۔ تو اسے پہلے مٹی سے مانجھو۔ اور پھر پانی سے دھو ڈالو۔ میں نے سوچا کہ ایک اتنا بڑا آدمی جسکو لاکھوں اور کروڑوں انسان مانتے ہیں۔ اس کا یہ کہنا لغو نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور اپنے اندر کوئی حکمت رکھتا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ اس ڈاکٹر میں ان مسلمانوں سے حسن ظنی کا مادہ زیادہ تھا۔ جو خدا کی بعض چیزوں اور رسول اللہ کے بعض احکام کو لغو سمجھتے ہیں) میں نے اسبات کے لئے کوشش کرنی شروع کی۔ کہ معلوم کروں کہ آیا تمام ملکوں کی مٹیوں میں کوئی ایسا جزو بھی ہے جو سب میں یکساں ہو تو معلوم ہوا کہ ایک جزو ایسا ہے جو سب ملکوں کی مٹیوں میں مشترک پایا جاتا ہے اس جزو کا ٹیکہ جب بلکے کتے کے زہر پر استعمال کیا۔ تو مفید ثابت ہوا۔ اسی طرح اس ڈاکٹر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور احادیث سے بھی فائدہ اٹھایا ہے پس تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی بات لغو اور زائد نہیں ہو سکتی۔ یہاں خدا تعالیٰ یہ دعا سکھاتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہمیں سیدھا راستہ دکھایئے۔ اور ان لوگوں کا راستہ جنپر تُو نے انعام کیا۔ نہ کہ ان کا جنپر تُو نے غضب کیا یا جو گمراہ ہو گئے۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کے الفاظ کیوں رکھے۔ جو بظاہر زائد معلوم ہوتے ہیں۔ انکے رکھنے میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ یہ الفاظ اس طرف متوجہ کرنے کے لئے رکھے ہیں۔ کہ جب کوئی انسان ترقی کرنے لگتا ہے۔ خواہ وہ ترقی روحانی ہو یا جسمانی دینی ہو یا دنیوی تو اسکے رستہ میں ایسی روکیں اور اسکے مقابلہ میں ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جو اسے ترقیوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور اپنے تمام زور سے اس کو نیچے کھینچتے ہیں تاکہ وہ اپنے مقام سے ہٹ جائے۔ آجتک کوئی ترقی کرنے والا ایسا نہیں ہوا جس کا کوئی نہ کوئی حاسد نہو۔ بلکہ جس کسی نے بھی ترقی کی ہے۔ اسی کے حاسد پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اسی دعا کی تشریح میں ہی دیکھ لو۔ اگلے رکوع میں خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما کر بتا دیا ہے کہ شیطان حسد اور عداوت کی وجہ سے اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا تھا پس خواہ کسی کی روحانی ترقی ہو یا جسمانی شریر اور ناپاک روحیں اس کے مقابلہ کے لئے ضرور اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ جو اس کو اس کے اصلی مقام سے ہٹا کر مغضوب اور گمراہ بنانے کی کوشش کرتی ہیں اس لئے گو دعا کے لئے صرف اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ہی کافی تھا لیکن مومنوں کی اس طرف توجہ پھیرنے کے لئے کہ تمہارے گمراہ کرنے کے لئے تمہارے دشمن کھڑے ہو جائینگے ان سے بچتے رہنا۔ خدا نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین بھی فرما دیا تاکہ مومن کی ہر وقت اس طرف توجہ رہے۔ اور وہ خیال کرے۔ کہ میں اپنے دشمنوں اور حاسدوں سے مامون نہیں ہوں بیرجو مجھے نعمت ملی ہے اور مل رہی ہے اسکے ساتھ ہی دشمن بھی کھڑے ہو گئے ہیں۔ ان سے مجھے ہوشیار رہنا چاہیئے بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو نیک کام تو کرتے ہیں اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا مانگتے ہیں لیکن غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی طرف توجہ نہیں کرتے اور یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ اگر ہمیں نعمت ملی ہے۔ تو ساتھ ہی حاسد بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ پس وہ بہت دور جا گرتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص زیادہ بلندی سے گرتا ہے۔ وہ زیادہ دور ہی گرتا ہے ۔

ہماری جماعت دنیا میں اسوقت سب سے آخری مامور کی جماعت ہے۔ اس نے بہت تجربے اور مشاہدے کئے ہیں اور بہت سی قوموں کے ترقی اور تنزل کے واقعات سنے ہیں اس لئے اسکے فائدہ اٹھانے کا آسان رستہ ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ جب یہ دعا کریں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو ساتھ ہی غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کیطرف بھی خیال رکھنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے۔ کہ کوئی منعم نہیں ہوا۔ اور کسی نے ترقی نہیں کی کہ شیطان اور شیطان کے چیلے اس کے بگاڑنے اور گمراہ کرنے کے لئے کھڑے نہ ہو گئے ہوں۔ پس ہماری جماعت کو جہاں ایک طرف اسبات سے خوش ہونا چاہیئے کہ ہم منعم علیہ گروہ میں ہیں وہاں اس طرف بھی توجہ رکھنی چاہیئے کہ ہمارے ساتھ دشمن بھی لگے ہوئے ہیں جو ہمیں سیدھے راستہ سے ہٹا کر کہیں کا کہیں لے جانا چاہتے ہیں۔ پس ہمیں بہت ہوشیاری سے اپنے دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ روحانی دشمنوں کے لئے بھی اور جسمانی شیطانوں کے لئے بھی جو انسانوں کی شکل و صورت بنکر ہمیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں ۔

شیطان کے حملہ کرنے کے کئی ایک طریق ہیں کبھی تو وہ دوست بنکر حملہ آور ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس نے کیا۔ اور آکر کہا کہ میں تمہیں نصیحت کرنے آیا ہوں۔ خدا کے حکم کو توڑ دو۔ تو ہمیشہ جیتے رہوگے۔ انھوں نے سمجھا یہ کوئی بڑا مخلص دوست ہے اس لئے اس کے دھوکہ میں آ گئے کبھی شیطان انسان کو غافل کر کے ہلاک کرنا چاہتا۔ چنانچہ بہت سے لوگ ایسے ہوئے ہیں جو دشمن کی دشمنی سے اس طرح تباہ و برباد ہوتے جس طرح کسی بدباطن دوست کی دوستی سے ہلاک ہوئے ہیں۔ مثلاً کسی نے ان کو کہدیا کہ ہم تمہارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ تم بھی ہماری خاطر ہمارے پیچھے نماز پڑھ لو۔ تو انھوں نے انکی خاطر نماز پڑھ لی پھر اسی طرح خاطر ہوتے ہوتے خود بالکل تباہ ہو گئے یعنی انہی کیطرح ہو گئے لیکن یہ سب شیطان کے فریب ہیں۔ جو وہ کئی طرح سے کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مومنوں کو اپنے فرائض بھلا دے۔ یا کسی اور طرف لگا دے۔ تاکہ اس طرح وہ خدا کو بھول جائیں ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنی توجہ اس بات کیطرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

غریب بھائیوں کو سردی کی تکلیف سے بچاؤ

موسم سرما آگیا ہے۔ دار الامان کے مساکین اور غریب مہاجرین نیز مہمانوں کے لئے لحافوں کی ضرورت ہے جن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ امسال کم از کم ایک سو لحاف تیار کرائے جاویں۔ اور اس کے واسطے احباب میں تحریک کی جاوے کہ زمیندار احباب جن کی کاشت روئی کی ہو وہ لحافوں کے لئے روئی یہاں بھجوا دیں۔ اگر یہ ۵ من احباب بھی مہیا کر دیں کہ روئی یہاں بھجوا دیں تو یہ کام آسانی ہو سکتا ہے اور غیر زمیندار احباب لحافوں کے دیگر اخراجات کے لئے یعنی پارچہ سلائی وغیرہ کے واسطے حسب توفیق چندہ بھیجکر عند اللہ مشکور ہوں۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین صاحب صدر انجمن احمدیہ

ضرورت

(۱) ایک ماہر پور بیہ دھوبی کی جو انگریزی زنانہ اور مردانہ کام سے خوب واقف ہو تنخواہ ۲۰ روپے سے ایک روپیہ سالانہ ترقی و بیکرہ ۲۵ روپے تک ماہوار ہو گی۔

(۲) ایک ہوشیار خوش قلم مال کے کام سے خوب واقف احمدی پٹواریوں کی تنخواہ ۔۔ سے ۔۔ تک مندرجہ بالا امیدواران کو مالیر کوٹلہ پہنچنے پر تیسرے درجہ کا سفر خرچ ملیگا۔

پتہ خان صاحب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ

چار نسخہ مجرب کا طبیب

روغن مسیحائی۔ یہ مقوی اعضاء رئیسہ ہے قیمت پانچ روپیہ تولہ۔ گولیان مسیحائی۔ قیمت تین روپیہ تولہ۔ سرمہ مسیحائی آنکھوں کے ہر قسم کے مرض کے لئے قیمت دو روپیہ فی تولہ۔ منجن مسیحائی۔ دانتوں کو پختہ اور مسوڑوں کو مضبوط کرنے کے لئے۔ آٹھ آنہ فی تولہ۔

خاکسار سید عزیز الرحمن احمدی قادیان دار الامان ضلع گورداسپور

تریاق ثلاثہ

یعنی

کھانسی نزلہ زکام کا تریاق ان بیماریوں کے بڑھنے سے دق سل وغیرہ امراض شدید ہوتے ہیں زکام بانزلہ یا کھانسی والے ہوشیار ہو جائیں۔ ورنہ سل ہو جائیگی۔ دق کا شکار ہونگے ذات اور بیکار ثابت ہونگے۔ ان تینوں امراض شدیدہ کے لئے تریاق ثلاثہ کا استعمال اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس کے استعمال سے لوگ امن میں رہینگے جن کو زکام کھانسی کی شکایت دامنگیر رہتی ہے۔ خدا کے فضل سے یہ امراض تھوڑے وقت میں جاتے رہینگے قیمت فی ڈبیہ ۱۰؍

ملنے کا پتہ غلام جان عبد الرحمن کاغانی قادیان

نادر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بیاض سے یہ حضرت مغفور کی مجرب گولیاں ہیں انکے فوائد یہ ہیں۔ (۱) جن اصحاب کو دماغی محنت کرنے سے تکان ہو اور ضعف دماغی کی وجہ سے نسیان ہو ان کے لئے حکم مسیحائی رکھتی ہیں دماغی کوفت و تکان کیسی ہی ہو ان کے استعمال سے طبیعت بشاش ہو کر تمام تکان رفع ہو جاتی ہے (۲) اعضاء رئیسہ کی کمزوری کیلئے اکسیر ہیں (۳) تمام بدن کی کمزوری کے لئے تریاق ہیں۔ (۴) پٹھوں کی تمام کمزوری کے لئے اپنے اندر عجیب طاقت رکھتی ہیں۔ بلکہ یوں کہنا خلاف نہ ہوگا کہ بدن کے لئے اکسیر البدن ہیں۔ چونسٹھ گولیاں ایک روپیہ ملتی ہیں

ملنے کا پتہ دوا خانہ ہمدرد بیماران قادیان ضلع گورداسپور

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا وجود پاک کیا تھا ایک پرشوکت آفتاب صداقت جس نے سرزمین عرب سے طلوع ہو کر تمام جہت میں اپنا نور پھیلا دیا اور تا قیامت اسے کوئی نہیں بجھا سکتا جیسی نادر پنجابی نظم میں آنحضرت کے حالات دیکھنے ہوں تو ذیل کے پتہ سے ۔۔۔ منگوائیں ۔۔۔ عبد الرحمن

اصلی ممیرا اور ممیرا کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کا بنایا ہوا ہے آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ۔۔۔ چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دھند جالا پڑ وال اور سرخی اور ابتدائی موتیابند کے لئے نہایت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ ۸؍ قسم دوم ۴؍ قسم سوم ۲؍ اصلی ممیرا قیمت ۔۔ روپیہ فی تولہ ہے۔

ترکیب استعمال ممیرا سنگ پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالا جائے یہ سرمہ خاص کر جن کی آنکھیں گرمی کی موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور اکسیر ہے۔

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع صرع و مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام واستسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و شہوت نساء و بلغم و قاتل کرم شکم و دفع سنگ گردہ کے لئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود ہمراہ شیر گاؤ استعمال میں لایا کریں۔

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم اور ہر رنگ مشہدی پشاوری بادامی سیاہ سفید سوسی لنگیاں اور ٹوپیاں ہر قسم کے مل سکتے ہیں

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

میدہ کی سیویاں بنانے کی مشین

یہ عجیب و غریب مشین ہم نے خاص و عام کی سہولت کیلئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اس میں میدہ باہر سے ڈالا جاتا ہے بچہ سے لیکر جوان تک اسکا استعمال کر سکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر تک بن سکتی ہیں قیمت معمولی ہے وزن میں صرف ایک سیر ہے تاجروں کے لئے خاص رعایت ہو گی قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں کل اندر ایک ۔۔ ہے۔

ملنے کا پتہ مستری فضل کریم نزد مہمان خانہ مسیح موعود قادیان

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۷ نومبر ۱۹۱۵ء

خدام دین

انگریزی ترجمہ قرآن کریم کے پارہ اول کی اشاعت کے لئے جو تحریک کی گئی تھی اس کے جواب میں مختلف اطراف سے لبیک کے نعرے بلند ہونے شروع ہو گئے ہیں اور اگر ایک طرف افغانستان کی سرحد سے ایک صدا مرحبا لبیک کہتی ہوئی آگے بڑھی ہے تو دوسری طرف تہذیب ہند کے آخری دارالامارۃ سے ایک شخص اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کرتا ہے لیکن تعجب ہے کہ درمیان کے علاقے ابھی تک خاموش ہیں جو ان کی بے توجہی کی علامت نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہاں کے احباب اسباب پر غور کر رہے ہیں کہ اجتماعی حیثیت میں وہ کہاں تک خدمت کر سکتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ بہت جلد مختلف جماعتہائے احمدیہ و احمدی افراد اپنے اپنے زور سے اس کام میں حصہ لینے کے لئے آمادہ ہو جائینگے سب سے پہلی آواز جو اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے اٹھی ہے وہ ایک غیر معمولی اتفاق کے ماتحت ان ہونٹوں سے نکلی ہے جنکے ہم قوم آج سے تیرہ سو سال قبل سب سے پہلے اسلام کے جھنڈے کو ہاتھ میں لیکر اٹھے تھے یعنے وہ آواز ایک سیدکی ہے۔ اور یہ آواز اپنے ساتھ ایک ایسا امید کا پہلو لئے ہوئے ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا صاحب دینی خدمت کے مقابلہ میں دنیاوی رکاوٹوں کی ہرگز پروا نہیں کرتا۔ چنانچہ سید محمد اشرف صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ پانچ ہزار کی تعداد ہندوستان کے لئے بہت کم ہے میں اپنے علاقہ میں ایک ہزار پارہ کے فروخت کرنیکی کوشش کرونگا

انشاء اللہ۔ جو لوگ آپ سے واقف ہیں جانتے ہیں کہ یہ وعدہ ایک فوری جوش کا نتیجہ نہیں بلکہ سب درمیانی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے اور اس وعدہ کا کرنے والا خوب سمجھتا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سید صاحب کو اپنے ارادہ میں کامیاب کرے۔ دوسرے دوستوں کے نام جنھوں نے اسوقت تک اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا ہے درج ذیل ہیں:-

۱۔ محمد اسمٰعیل صاحب نصیرپور ... ۶ جلد
۲۔ عبدالحکیم صاحب جمرود ... ۱۰ جلد
۳۔ صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ ۵ جلد

کل تعداد ۱۰۲۱

ان احباب کے علاوہ کچھ دوست ایسے بھی ہیں جنھوں نے اسوقت تک تعداد مقرر نہیں کی کہ وہ کس حد تک خریدار پیدا کر سکینگے لیکن انھوں نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کر دیا ہے۔ ان احباب کے نام ذیل میں درج ہیں:-

۱۔ میاں عبدالرحمن خاں صاحب پٹ ور۔
۲۔ مولوی فیض الدین صاحب سیالکوٹ
۳۔ میاں نور الحسن صاحب بھاگلپور طالب علم بی اے کلاس علیگڈھ کالج۔ آپ اسوقت تک قریبا بیس خریدار دے بھی چکے ہیں جن میں سے بعض کی قیمتیں بھی وصول ہو چکی ہیں اور آئیندہ اور کوشش کا وعدہ کرتے ہیں۔
۴۔ میاں محمد عثمان صاحب لکھنو آپ لکھتے ہیں میں لکھنو کے ہر محلہ میں پھرونگا جو خریدار ہو جائے ہو جائے اور جن لوگوں نے قبول نہ کیا اپنے پاؤں کی خاک جھاڑ کر وہاں سے آگے روانہ ہو جاؤنگا۔ (مطابق نصیحت حضرت مسیح ناصریؑ)
۵۔ میاں عبداللہ صاحب تاجر سمبڑیال

ہم امید کرتے ہیں کہ بہت جلد دیگر احباب بھی اس طرف توجہ فرمائیں گے اور بہت جلد اپنے ناموں سے اور جسقدر خریدار پیدا کرنے کا وہ وعدہ کرتے ہوں انکی تعداد سے اطلاع دیں گے تاکہ انکے نام والنٹیروں کے رجسٹر میں درج کر لئے جائینگے۔ ہمارے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وقت سست بیٹھنے کا نہیں۔ کام کرنے کے دن ہیں اور جو کام کرنے کے لئے آگے بڑھے گا وہی خدا تعالیٰ کے دفتر میں آگے لکھا جائے گا۔ ہمارے کام یکجہتی اور اتحاد کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ اور سستی ہمارے قریب نہ پھٹکنی چاہئے کیونکہ سستی اور سپاہی کا خصوصاً خدا کے سپاہی کا کوئی جوڑ نہیں۔ امیر ہوں یا غریب سب کو کام کے وقت کھڑا ہو جانا چاہیئے کہ امیر و غریب خدا تعالیٰ کے حضور میں سب ایک بندہ اور غلام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور سست غلام کسی انعام کا مستحق نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کتنی ہی بڑی حیثیت رکھتا ہو۔ بعض دوست لکھتے ہیں کہ غیر احمدی مفت کتاب لیکر نہیں پڑھتے تو قیمتاً خرید کر کس طرح پڑھیں گے؟ یہ ان دوستوں کی غلطی ہے انھیں یہ معلوم کر کے شائد تعجب ہوگا کہ اسوقت تک کہ قرآن کریم کے ترجمہ کا کوئی باقاعدہ اعلان نہیں ہوا تین سو کے قریب غیر احمدی خریدار ہو چکے ہیں جن میں سے بعض نے قیمتیں بھی دیدی ہیں بعض اچھے اچھے ممتاز عہدوں پر مامور غیر احمدیوں نے اور خریدار پیدا کرنے کا وعدہ کیا ہے اور غیر احمدیوں کے علاوہ عیسائی اور ہندو بھی خریدار ہیں۔ پس اگر کوئی شخص کوشش کرے گا اور ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹائے گا ہر دوست کے آگے یہ تجویز پیش کرے گا تو ضرور بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو جائینگے جو رسالہ ترجمہ قرآن خریدینگے اور گو پہلے لحاظ سے خریدیں لیکن بعد میں قیمت دے کر خریدی ہوئی چیز کو پڑھیں گے بھی ضرور۔ اور جو پڑھے گا فائدہ بھی اٹھائے گا۔ پس ہمت بلند لیکر کھڑے ہو جاؤ اور جہاں تک ہو سکے ہر مذہب و ملت کے لوگوں کے گھروں میں اس نور کو پہنچاؤ کہ جب کمرہ میں سورج کی کرن اپنا قدم رکھتی ہے تو بہت سے سونے والے جو پہلے خراٹے لے رہے ہوتے ہیں پہلے اپنی آنکھیں کھولتے اور پھر اٹھکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ اور آپکی کوشش میں برکت دے۔ آمین ثم آمین

تصوف در کتاب

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب" تو بہت مدت سے

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

مشہور ہے ہی جو اس امر پر شاہد ہے کہ عاملان اسلام میں سچی دینداری موجب ارشاد مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) مفقود ہو گئی اور ایمان دنیا سے ثریا پر اٹھ گیا۔ حتیٰ کہ ظہور مہدی سے پہلے صرف کچھ رسوم اسلام کے نام سے باقی رہ گئی تھیں (لم یبق من الاسلام الا اسمہ ولم یبق من القرآن الا رسمہ) مگر باایں ہمہ گروہ مشائخ کو ایک عرصہ تک یہ ناز رہا کہ گو شریعت محض اوراق کتب میں رہ گئی ہو لیکن طریقت اب بھی ویسی ہی موجود ہے جیسی پہلے تھی اور سینہ بسینہ اسرار ربانی کے وارث ہیں۔ الکان طریقت اب بھی دین پر قائم ہیں لیکن افسوس کہ اب تو مدت سے ان کا یہ دعویٰ بھی ادعائے محض ہی دیکھا جاتا ہے کیونکہ اس وقت سوائے مجالس قوالی اور گور پرستی و دیگر رسوم شرکانہ کے اس گروہ کے پاس بھی عام طور پر حقیقی اسلام یا ان کے مذاق کے مطابق راہ طریقت کے کوئی آثار نظر نہیں آتے (الا ماشاء اللہ) سلوک جذبہ اشتغال واذکار کی قبیل سے اگر کچھ انکے لئے ہوتا جسے تصوف کے زندہ ہونے کی دلیل ٹھہرا سکیں تب بھی پھر ایک حد تک معذور سمجھے جاتے مگر ان خانہ ساز مصطلحات میں بھی ان لوگوں نے صدہا بدعات قرآن کریم کے خلاف اسوۂ مصطفےٰ کے خلاف۔ صحابہ کرامؓ کے خلاف۔ تابعین و تبع تابعین کے خلاف۔ بزرگان سلفؒ کے خلاف شامل کر لی ہیں حتیٰ کہ خود اپنے سلسلہ اولیاء اللہ وصوفیائے کرام کے طریق عمل میں بھی انکی کہیں سند نہیں ملتی۔ لیکن اس دور آخر میں نام نہاد صوفیوں کی یہ باتیں بھی زبانی جمع خرچ ہی رہ گئی ہیں۔ اگلے وقتوں کے مشائخ عظام واقعی اہل اللہ ہوتے تھے۔ ان میں تقویٰ خشیۃ اللہ پابندی احکام اسلام سب کچھ ہوتا تھا بلکہ طرح طرح کے مجاہدات و ریاضات اس پر مستزاد۔ پر اب انکے نام لیوا اپنے بزرگوں کے ایسے مقدس ترکے غفلت و جہالت کی نذر کر چکے ہیں اور ہونا بھی یہی تھا۔ رسول پاکؐ کی دی ہوئی خبر کہیں غلط ہو سکتی تھی۔ اگر اس گروہ کے ذریعہ ہی حقیقی دینداری اور زندہ ایمان دنیا میں باقی رہ جاتا تو آنحضرت کی یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوتی؟ کہ اسلام کا فقط نام رہ جائے گا اور قرآن کی محض رسم الخط یعنی اسلام و قرآن پر عمل کہیں ڈھونڈا نہ ملے گا ✦

چاہئے بعض معاصرین خوش ہیں کہ صوفیانہ مذاق کے لوگ

طاعون کی رفتار ترقی اور مسیح موعود کی منادی

ہفتہ گذشتہ کے سرکاری شمار و اعداد سے پایا جاتا ہے کہ مغربی ہند میں اب کے پلیگ کا زیادہ زور رہا اور ممکن ہے کہ تغیر موسم کے ساتھ اس کی شدت بھی بڑھتی جائے چنانچہ ہفتہ زیر رپورٹ کے اندر سب سے زیادہ یعنی (۴۹۵) طاعونی موتیں احاطہ بمبئی میں ہوئیں اور اس سے کم مالک متوسط۔ ریاست حیدر آباد احاطہ مدراس۔ وسط ہند میسور صوبہ متحدہ پنجاب۔ برار و اڑیسہ اور برما میں بتدریج۔ چونکہ طاعون مسیح موعودؑ کا نشان ہے اور دعوت ماموریت کے ساتھ ساتھ خلق اللہ میں تقریع وخشیۃ اللہ پیدا کرنے کی غرض سے مختلف اقطاع ملک میں اس کا بھی دورہ ہوتا رہتا ہے لہذا ہمارا خیال ہے کہ انجمن ترقی اسلام اس دفعہ اپنے مبلغ بھیجکر بمبئی کی طرف خاص توجہ فرمائے اور لوگوں کو مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچایا جائے۔ اور اسی نسبت سے ہمیشہ فرض تبلیغ ادا کرنے کا لحاظ رکھے کہ جہاں غافل لوگوں کو ہوش میں لانے والے قدرتی تازیانے زیادہ ہوں وہیں حضرت مسیح موعودؑ کے مناد بھی انہیں بیدار کرنے کو جا پہنچیں۔ اس سے امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں علاقہ بنگال کچھ عرصہ سے آفات وحوادث کا آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ تو وہاں مسیح کا پیام بھی خدائے تعالیٰ کی تائید و نصرت سے زیادہ کارگر و بار آور ثابت ہو رہا ہے کہ اس طرف کے لوگوں میں قبول حق کے لئے دیگر حصص ہند کی نسبت زیادہ آمادگی پائی جاتی ہے چنانچہ چھ سو کی معقول تعداد میں تو صرف ہمارے ایک ہی مبلغ جناب مولوی عبدالواحد صاحب کی مخلصانہ کوشش سے داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔ فالحمد للہ ✦

دوسرا مقدمہ سازش لاہور

پچھلے مقدمہ سازش کے سنسنی خیز حالات ابھی لوگوں کو فراموش نہ ہوئے ہونگے کہ لاہور ہی میں ایک اور مقدمہ سازش شروع ہو گیا ہے یہ مقدمہ اُن ملزمان کے خلاف دائر ہوا ہے جن پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ پہلے مقدمہ سازش کے سزا یافتوں کے ساتھی ہیں اور انہوں نے پنجاب میں ارتکاب جرائم کیا ہے۔ اس مقدمہ میں تین قسم کے ملزم ہیں۔ ایک اصلی مقدمہ کے مفرورین جن میں سے چند اب گرفتار ہو گئے ہیں۔ دوسرے وہ ملزم اصلی مقدمہ اول کے رفقاء گردانے گئے ہیں۔ تیسرے وہ جن پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ انہوں نے پہلے مقدمہ کے فیصلہ کے بعد تازہ جرائم کا ارتکاب کیا۔ کل ملزم ایک سو بیالیس ہیں جن میں سے ۱۲ مفرور ہیں ملزمان کی طویل اسم وار فہرست میں افسوس کہ سنگھ ہی سنگھ بھرے پڑے ہیں۔ عدالت خاص میں مقدمہ چل رہا ہے۔ ۲۰ اکتوبر تک کی پیشی میں معمولی ضابطہ کی کارروائی ہو چکی تھی۔ گورنمنٹ ایڈووکیٹ کے بیانات ابھی ختم نہ ہوئے تھے کہ کچہری برخاست ہو گئی۔ سنا سنگھ ایک ملزم کے خلاف مقدمہ واپس لیا گیا اور سپیشل کمشنران نے اسکی رہائی کا حکم صادر فرما دیا ✦

گرو نانک صاحبؒ کا مذہب

لاہور کا ایک متعصب درحقیقت حال سے قطعاً ناواقف ہمعصر لکھتا ہے کہ "پہلے تو مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے یہ بے پر کی اڑائی تھی کہ گرو نانک صاحب مسلمان تھے۔ اب عیسائی اخبار نور افشاں لدھیانہ میں ایک عیسائی گریجوایٹ صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ سکھوں کے مکتی داتا گرو نانک صاحب مسیحی تھے (خلاصہ) ہمعصر مذکور نے عیسائی مضمون نگار کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اس سے تو یہاں بحث نہیں لیکن گرو صاحبؒ کے اصل مذہب کے متعلق سلسلہ احمدیہ کے خیالات اور بانی سلسلہ (ع) کی تحقیقات بفضل خدا اسقدر یقینی اور قابل وثوق ہے کہ آجتک کسی آریہ سماجی یا سکھ بھائی کو ان کی تردید سے عہدہ برآ ہونا نصیب نہیں ہوا نہ آئندہ اسکی توقع۔ جب خود گرو نانک صاحبؒ کے اپنے ملفوظات و حالات زندگی کی زبردست شہادتیں موجود ہیں تو انہیں کوئی کس طرح مٹا سکتا ہے؟ اگر کسی مخالف میں ان کے رد کی ہمت و قابلیت ہے تو آگے بڑھے اور حق و باطل کی تنقیح کے لئے قلم اٹھائے پھر دنیا دیکھ لے گی کہ خود سکھوں کی کتب مقدسہ گرنتھ صاحب جنم ساکھی وغیرہ سے احمدی تحقیقات کی کس زور سے تائید ہوتی ہے ✦

دعوت الی الخیر

ماریشس میں

اخویم مکرم مولینا صوفی غلام محمد صاحب احمدی مشنری اسلام کا تار ۶ عریضہ یکم نومبر کو دفتر اخبار میں پہنچا جس کا ضروری خلاصہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سیدی و مولائی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہاں اللہ کے فضل اور رحم سے بہت ترقی ہو رہی ہے۔ مخالفت بھی شدید ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے پاس آمد و رفت رکھنے والوں کو جماعت سے خارج کیا جا رہا ہے۔ ان کے ساتھ کھانا پینا، شادی غمی سب کچھ ترک کیا جا رہا ہے۔ جس قدر سختی کی جاتی ہے اتنا ہی وہ مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں روز ہل میں دو جماعتیں ہیں۔ ماریشس میں جماعت کی اصطلاح کے یہ معنے ہیں کہ ایک جگہ کے مسلمان اپنا ایک امیر بنا لیتے ہیں اور دینی باتوں میں شادی غمی کے قانون میں ان کے احکام پر چلتے ہیں۔ اور آپس میں لڑائی جھگڑے اس سے طے کرواتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ سردار جماعتوں کے عموماً جاہل اور ان پڑھ ہوتے ہیں۔ اور دیہات میں بعض نادار ایک جماعت ..... کی ہے اس میں نوے آدمی ہیں۔ اور دوسری جماعت کا سردار فی الحال نہیں ہے مگر ملا ..... سارے روز ہل کا ناخدا سمجھا جاتا ہے۔ گو اس نے سرداری قبول نہیں کی ہوئی ہے لیکن کام سب اس کے مشورے اور ایما سے ہوتے ہیں بلکہ ..... یہ تو کچھ نہیں کرتا جب تک وہ ..... سے نہ پوچھ لے۔ وہ مدت سے ہمارے سلسلہ سے واقف ہے اور ہمارے سلسلہ کو سچا سمجھتا ہے مگر ہمارے دشمن کے ساتھ ہمیشہ وہ ملا رہتا ہے اور بہتوں کو اس نے لطیف حیل سے ہمارے سلسلہ سے روک رکھا ہے میٹھی اور شیریں باتوں میں ہلاہل کا پیالہ ملا دیتا ہے۔ کئی آدمیوں کو اس نے کہا کہ جلدی مت کرو دیکھو ہم بھی مولوی .... کے ساتھ ہیں بہت سے آدمی مل کر یا سب روز ہل والے اکٹھے احمدی ہو جائینگے۔ اور ..... کو بھی کہتا رہتا ہے کہ جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ غرضیکہ دوست بنکر دشمن کا کام کر رہا ہے۔ خدا کی شان ہے اس قسم کے لوگ ہر ملک میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔ وہ ہمارا جلسہ بھی اسی کی تجویز تھی اور یہی یہ کہتا تھا کہ ان مولویوں کو اپنا سارا زور پہلے جلسہ میں خرچ کر لینے دو پھر ان کا جواب آپ دینا میں اس جلسہ کی کیفیت پہلے عرض کر چکا ہوں۔ ہم نے ان مولویوں کے نوٹ لے لئے تھے ان کے جواب لکھکر ہم لوگوں کو سناتے رہے اور وہ خود ..... بھی سنے۔ اس نے مولویوں کو لکھا کہ تمہاری غلطیاں نکالی گئی ہیں۔ اگر ان کا جواب دے سکتے ہو تو ہم جلسہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ سو اس طرح اس مہینہ میں جلسہ نہیں انعقاد پایا۔ مولوی ڈر گئے ہیں انکے پاس کوئی اس کا جواب نہیں ہے۔ ہم نے ایک ورقہ اشتہار دو سو جلدیں کے چھاپے۔ یہ چھاپ کر لوگوں میں بانٹا ہے حضور کو بھی بھیجا جاتا ہے۔ یہاں اردو پریس کی بہت تکلیف ہے ابھی تک ہمارا رسالہ نہیں شائع ہوا۔ حضور سے مستدعی ہوئی عرض کی تھی کہ ایک رسالہ وفات مسیح پر حضور بدلائل مبرہن لکھدینگے تو بہت اثر کریگا حضور کے کلمات بڑے موثر ہوتے ہیں۔ اور وہ بہت آسان ہونا چاہیئے۔ اور ایک رسالہ احمد کی صداقت پر ہو۔ ہر دو رسالہ پانچ سو کی تعداد بیان کرنے کافی ہوگی۔ ہم نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ یہیں کی نعمت کی قدر کرنی بہت ضروری ہے۔ ہر ایک پڑھا ہوا گھر میں بیٹھا پڑھ سکتا ہے۔ اور اپنے گھر کے قرآن سے نکال کر دیکھ سکتا ہے ترجمہ شاہ رفیع الدین یا شاہ عبد القادر کو یہاں بہت مستند سمجھا جاتا ہے بلکہ اسی ترجمہ پر گذارہ ہے بغیر مترجم قرآن کے کوئی مولوی بھی قرآن کا ترجمہ کرنا دشوار جانتا ہے۔ ہم اس اشتہار کو فرنچ میں بھی ترجمہ کر کے شائع کرنیوالے ہیں یہاں فرنچ کا بہت رواج ہے۔ فرنچ عوام لوگ سمجھتے ہیں اور اردو اور انگریزی چند خواص۔

اس جلسہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوگوں میں ہمارا اشتہار ہو گیا اور عقلمند لوگ سمجھ گئے ہیں کہ مولویوں سے اس کا جواب نہیں بنیگا۔ اور ہمارے پاس وہ آتے رہتے ہیں اور کسی کے روکنے سے رکتے نہیں۔ یہ حال دیکھکر ..... نے ایک جلسہ کیا اور اس میں اوس کے نوے آدمی جمع ہوئے اور یہ پاس کیا کہ جو مولوی قادیانی کے پاس آمد و رفت رکھیگا اس سے بالکل ہمارا قطع تعلق ہے اور ..... اور ..... سے دریافت کیا جاوے۔ اگر وہ ان کے ساتھ ہیں تو ہم ان سے علیحدہ ہیں اگر وہ ان کے ساتھ نہیں ہیں تو ہم کو بتا دیں کہ کون کون قادیانی ہیں ان سے قطع تعلق کیا جاوے۔

..... کے پاس چند لوگ آئے تو انہوں نے اس سے یہ کہا کہ وہ تو اپنے بزرگوں کے مذہب پر ہے۔ مگر وہ علم پڑھنے سے کسی کو نہیں روک سکتا ہے۔ اگر جماعت کا فیصلہ ہے کہ کوئی علم سیکھنے قادیانی کے پاس نہ جاوے تو بے شک جماعت روکدے میں نہیں روکتا۔ میں جماعت کے ساتھ ہوں اور اس نے چند ہوشیار آدمی جو ہمارے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں اور انکو ہم سے ہمدردی ہے ..... نے انکو ہمارے پاس بھیجا۔ اور وہ مجھے آکر کہنے لگے کہ شیطان آج کل بڑے جوش میں ہے کیا حرج ہے کہ دو دن آپ یہاں کے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیں۔ وہ ..... کے سامنے یہ باتیں مانتا ہے۔ دیکھو شیطان کو قابو کرنا چاہیئے آپ پیچھے گھر آکر اپنی نماز پھر دوبارہ پڑھ لیں۔ اور آہستہ آہستہ جب ترقی کر جائینگے تو پھر بہت سے لوگ آپ کی بات ماننے لگ جاوینگے میں نے خشک جواب دیا کہ میں تو اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ میں نے حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے سنا ہوا ہے کہ جو احمدی نہیں ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ مجھ سے تو یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم منافق نہیں ہیں اپنے عقائد کو کسی سے چھپاتے نہیں ہیں جس کی مرضی ہو ہمارے ساتھ رہے جس کی مرضی ہو ہم کو چھوڑ دے۔ یہ میرے سردار سے بھی کہا گیا تھا کہ بتوں کو برا کہنا چھوڑ دے تو ابو طالب نے حضور علیہ السلام کو کہا تھا مگر حضور نے فرمایا کہ سورج میرے دائیں لا دو اور چاند میرے بائیں مگر میں خدا کے حکم کو نہیں چھوڑونگا یہاں تک کہ اسکو پورا کرونگا۔ یا اس میں جان دیدونگا یہ جواب سنکر وہ ششدر رہ گئے۔ اور ..... کو کہدیا انہوں نے یہ کہا ہم تو چاہتے تھے کہ آہستہ آہستہ یہ معاملہ طے ہو جائے ہمارے دوست ..... نے انکو کہا کہ انکو حکم نہیں ہے کہ غیر احمدی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں پھر رات کو ..... کے پاس جمع ہوئے۔ وہاں یہ کہا گیا کہ ..... کی جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ جو مولوی قادیانی کے پاس جاویگا اس سے قطع تعلق کیا جاوے ..... نے کہا بھائیو تم کیا فیصلہ کرنے ہو بتاؤ!

..... عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر شائع ہوا

کون کون وہاں جاتا ہے ...... نے کہا کہ وہاں جانے
میں کیا قباحت ہے .. نے کہا کہ وہاں جا کر ہم قرآن
سیکھنے میں یہاں مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں کون قل ہو اللہ احد
قل اعوذ برب الفلق کو بھلا بیٹھا ہے تو کر سے سب پر خاموشی
کا عالم طاری ہو گیا .. کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ آخر جمعہ پر بات
چھوڑی گئی۔ جمعہ کو ایک آدمی نے سوال کیا۔ جب یہ
کی جماعت نے جو فیصلہ کیا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے
...... نے کہا جیسا فیصلہ کر دو گے وہ ہم کو منظور
ہے۔ اس پر ہمارے دوستوں نے یہی کہا کہ کیا قباحت
ہے۔ اس پر ایک نے جواب دیا کہ مولوی قادیانی کیوں
ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تو .. نے کہا
تو جب ... مجھے کوئی علم نہیں ان کی نماز ... مجھے
نہیں ہوسکتی وہ عالم ہیں ہم جاہل ہیں اس نے کہا تم نے ہی ملتان
سے منگوایا ہے۔ اور وہ غیظ و غضب میں مسجد سے نکل کر
ایک اور آدمی نے کہا کہ ... اس کا شک رفع کر دو انہوں
نے کہا کتاب تو مانو گے اس نے کہا ہاں۔ تو اس نے ایک
چھوٹی سی کتاب سے نکال کر دکھا دیا کہ عالم کی نماز امی کے
پیچھے نہیں ہو سکتی۔ اس پر لوگ خاموش ہو گئے۔ یہ ۸
اکتوبر کے جمعہ کی بات ہے اسی دن وہی آدمی مسجد
سے بھاگ گیا تھا اس کا نام .. ہے وہ پہلے اس
جماعت کا سردار تھا اس نے خود سرداری سے استعفا دیا
تھا پھر وہ ... کی دوکان میں آیا اور ... ان سے دریافت
کیا کہ آپ تو نماز نہ پڑھنے کا اور سبب بتاتے ہیں اور وہ
یہ کہتے ہیں کہ جو احمد قادیانی کو نہیں مانتا اس کے پیچھے نماز
اس کی نہیں ہوتی (دیکھو الفضل احمدی)۔ وہیں مولوی صاحب
... نے کہا کہ خدا سے ڈر کر مجھے سچ سچ بتا دو کہ تم کیوں
غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس نے کہا کہ ہمارا
یہ عقیدہ ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کے مطابق مسیح
موعود ہیں اور جو ان کو نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کے
حکم کو ٹالتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز سے مسیح موعود
علیہ السلام نے روک دیا ہوا ہے۔ وہ بحث کرنے لگا۔
کہ دیکھئے .. بھلا ہم ایسے آدمیوں کے ساتھ تعلق رکھ
سکتے ہیں۔ وہ جھٹ بھاگ گیا۔ ... نے خبر سے کہا
کہ تم نے جلدی کی۔ اس نے کہا خدا نے میرے منہ سے

مسیح نکلوا دیا جو ہو گا اچھا ہو گا۔ وہ باہر جا کر شور مچانے
لگا کہ اب تم قادیانی کے کلمہ پڑھنے کے بغیر مسلمان نہیں
غرض کہ روزانہ یہی ایسا شور و شغب ہے۔ پھر ہم نے
سنا ہے کہ ... کے پاس گیا اور اس نے ......
سے لکھوا دیا کہ ... سرداری کی طرف تمام مسلمانان [illegible]
کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جو مولوی غلام محمد قادیانی
کے پاس آمد و رفت رکھیگا اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں
و تمام مسلمانان ماریشس بھی ان سے کوئی تعلق نہ رکھیں
اور سائکلوسٹائل کر کے مسجد میں لٹکا دیا گیا ہے اور باہر
ماریشس میں اس مضمون کے خط بھیجے جاوینگے کہ فلاں
فلاں قادیانی مولوی کے پاس جاتے ہیں ان سے کسی
مسلمان ماریشس کا کوئی تعلق نہیں ہے ہماری جماعت
کی طرف سے یہ کاغذ شایع کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
حق کا اظہار۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ہر زمانے میں ظاہر ہوتی رہتی
ہے چنانچہ آج ہی ہم نے ایک قلمی اشتہار پڑھا ہے جس
کے پڑھنے سے ہمیں از حد خوشی ہوئی ہے کیونکہ رسول
کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔
تقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد
ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ
الناس رؤسا جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا
بخاری جلد اول صفحہ ۲۱ مطبوعہ مصر۔ رسول کریم صلے اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علم کو نہیں قبض کرتا
لوگوں سے اسکو چھین لیوے لیکن وہ علم کو قبض
کرتا ہے عالموں کی قبض یعنی موت سے یہاں تک کہ
جب کوئی عالم نہیں رہیگا لوگ جاہلوں کو سردار بنا
لینگے پس ان سے پوچھے جائینگے اور بغیر علم کے فتویٰ دینگے
خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے
ماریشس مرد سردار اسی طرح کیا کرتے ہیں کہ علم کے
سیکھنے سے روکا جاوے۔ تاکہ کوئی عالم پیدا نہ ہو اور
سرداری اپنے ہی ہاتھ رہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ
کا یہ فتویٰ قرآن اور حدیث کے کس علم کے مطابق
ہے ... آپ کو ڈرنا چاہئیے کہ بغیر علم کے فتویٰ گمراہ

ہے صاحب انجمن احمدیہ ماریشس ہیں۔ الحمد للہ ہم بعد اختیار بیعت ہو
گئے۔ میں ... کے ہاں ہم ...
گھنٹے الہی کی تفسیر اور اس ... حضرت مسیح موعود کی جو بعض
کے متعلق پیشگوئی خوب کھول کر بیان کی۔ مقبول لوگ دس بارہ
قریب ان کے گھر میں تھے سب پر اچھا اثر ہوا اس کے بعد
میں لاری ماگون میں گیا۔ اور ماسٹر صاحب نور محمد نیا
انکو فرینچ تشریح کرتے جاتے رہے کیونکہ وہ لوگ اردو
بہت کم سمجھتے ہیں۔ میں نے کسی پہلے عریضہ میں عرض کیا تھا
کہ ..... ایک پر جوش نوجوان ہمارے ساتھ مل گیا ہے
اسکو شہر والوں نے جماعت سے خارج کر دیا اور اس کے
کاروبار کو روک دیا اسکو کہتے تھے کہ توبہ کر دو اس نے
کہا جان جائے مگر ایمان نہیں جائیگا۔ انشاء اللہ
کئی دن شہر سے باہر جا کر ٹھہرتا رہا۔ اس کے دو بھائی بڑے
سخت مخالف ہیں اس کی ماں بھی ہمارے سلسلہ میں داخل
ہو گئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ واقعی ہم حضرت عیسیٰ کو زندہ
سمجھتے رہے یہ ایک شرک تھا۔ میں تو کبھی ایسی بات نہیں
مانونگی۔ اس کا ایک بھائی ہمارا ہم خیال ہے۔ اور ایک
شخص ... بھی بڑا مخلص ہے احمدیت کی وجہ
سے اسے ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور ایک شخص
... ہیں وہ بھی بڑے ہوشیار اور پرجوش ہیں۔ ان
تینوں نے شہر پورٹ لوئس میں بیس کے قریب ہم خیال
بنائے ہیں اور بعض بڑے پکے ہوتے جاتے ہیں۔ ۱۰ اکتوبر
کو ۲ بجے ظہر کے وقت ہم لاری ماگون میں پہنچے اور وہاں
تیس چالیس کے درمیان نوجوان جمع تھے میں نے کلمہ
شہادت آیت الکرسی۔ شرک کی برائی۔ مسیح کو خدا کا بیٹا
بنانا لوگوں کے خوب بیان کیا اور حضرت صاحب کا دعویٰ
آپ کا کام براہین احمدیہ اور عام اشتہار اردو اور انگریزی
اور آیت استخلاف سے آپ کی صداقت ان کے سامنے
رکھی۔ وہ ۲ گھنٹے تک وہاں ... کا ذکر ہوتا رہا لوگوں
میں بہت اثر تھا ایک بڑا ہوشیار آدمی میاں ......
ہیں وہ بھی ہمارے ہم خیال ہیں۔ اور ہماری طرف سے
شہر میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں خدا کے فضل
سے جمعہ سات تو میں نے خود ایسے پرجوش مخلص دیکھ
لئے ہیں اور قریباً چالیس کے ہمارے ہمدرد شہر میں

پیدا ہونگے [illegible] کی فہرست بنائی
جا رہی ہے۔ ان میں [illegible] سکے مگر خالص احمدی
ہیں۔ جو بال بچہ سمیت سالٹ سے متاثر ہیں۔ اور [illegible]
ساتھ ہمارے [illegible] ہیں جو ہماری طرف سے دوسروں
کے ساتھ لڑتے رہتے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے اعلان
احمدیت کا نہیں کیا مگر حضور کی دعاؤں سے ان کی شرح
صدر ہو جاویگی تو وہ اعلان کر دینگے۔ حضور ضرور دعا
فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے [illegible]
جاتا ہے اللہ کے فضل سے احمدیت کا علم یہاں گاڑ دیا
ہے اور انشاء اللہ ضرور سلسلہ حقہ ترقی کریگا۔ حضور
دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ابتلاؤں سے محفوظ رکھے
اور منافق طبع لوگوں سے بچائے رکھے۔ ہم نے دو اشتہار
خوب [illegible] ہے اور لوگ اس کو پڑھکر خوش ہوئے ہیں
اور عنقریب ایک اور اشتہار نکالنے والے ہیں انشاء اللہ
لیتھوگرافک سیاہی ضرور حضور ارسال کرا دیں۔ یہاں
کوئی لکھنے والا نہیں ہم خود لکھکر اسکو چھاپ لینگے
ہمارے پاس ایک چھوٹا لیتھوگرافک پریس ہے۔ حضور
جماعت کولمبو اور جماعت ماریشس کے لئے خصوصاً
دعا فرماتے رہیں کیونکہ یہ نئے پودے ہیں ان کی حفاظت
کی زیادہ ضرورت ہے
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ مضبوط ہوتے جاوینگے
حضور ضرور دعا فرماتے رہیں جماعت کولمبو کے لئے
ضرور ایک مضبوط احمدی انگریزی سے خوب واقف
ہو وہ بھیجا جاوے۔ کیونکہ جب تک وہ احمدی نمونہ
سے نہ دیکھینگے وہ معتدبہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے وہاں
قائد کی ضرورت ہے بغیر انجن کے گاڑیاں نہیں چل سکتیں
گاڑیاں تو خدا نے دیدی ہیں۔ حضور انجن بھی بھیج دیں تامل
جاننا بہت ضروری ہے عوام لوگ تامل ہی سمجھ سکتے
ہیں۔ کولمبو کے لوگ بہت مخلص ہیں وہاں ایک دو شخص
ہیں اردو جانتے ہیں اگر الفضل کولمبو جاوے تو وہ تامل
ترجمہ کرکے بھائیوں کو بتا سکتے ہیں اور اس طرح سلسلہ
کے ساتھ ان کی واقفیت بڑھتی رہیگی اور مرکز کے ساتھ
تعلق مضبوط ہوتا جاویگا مسٹر ہاشم۔ مسٹر پی [illegible]
لائی۔ ٹی کے ساون۔ سید عثمان۔ عبدالمجید بہت
پرجوش احمدی ہیں بہت سے اور بھی مخلص ہیں مگر مجھکو انکے
نام یاد نہیں اور ان کی فہرست میرے پاس نہیں۔ وہ
عنقریب حضور کے پاس فہرست بھیجدینگے یا بھیج چکے
ہونگے میرے پاس ابھی تک انکی فہرست نہیں آئی۔
حضور نے [illegible] فرمایا کہ قاضی عبد اللہ صاحب
کو کولمبو کی راہ سے بھیجا حضور کا کام بڑھتا جاتا ہے
حضور کی مجلسیں بھی زیادہ ہوتی جاتی ہیں حضور کو انکی فکر بھی
کرنی پڑتی ہوگی خیر اللہ تعالیٰ نے حضور کو اولوالعزم بنایا
ہے [illegible]۔ سیدی ادع اللہ لنا ان یجعلنا من
عباده الصالحین الذین رضی عنہم فلا یغضب علیہم ابداً
وصل علینا ان صلوٰتک سکن لنا سیدی بتوجہک
[illegible] ان یبدل اللہ سیئاتنا الحسنات۔ اگرچہ میں
بہت دور ہوں مگر آپ جانتے ہیں کامل اپنی توجہ سے دوسرے
پر اپنی روحانی تاثیر ڈال سکتے ہیں جیسا کہ مرغی اپنے
بچوں کو اپنے پروں میں رکھکر گرم کر سکتی ہے۔ آپ
ہماری روحوں کو اپنی روحانی پروں کے نیچے رکھکر مستعد اور سرگرم
کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ واخفض جناحک للمؤمنین
آیا ہے اگرچہ میں آپ سے بہت دور ہوں اور تازہ تازہ
ارشادات حضور سے محروم ہوں مگر انشاء اللہ آپ کی توجہ کی
گرمی میرے نقصان کی تلافی ہو جاویگی ماسٹر [illegible]
صاحب کے ہاں میں کھانا کھاتا ہوں ان کی بڑی شفقت
ہے ہم نے یہ ارادہ کیا ہے ہر اتوار کو شہر پورٹ لوئس
میں ایک لیکچر دے آیا کریں پبلک لیکچر کی اجازت ابھی
تک نہیں ملی۔ اور اس لئے دوستوں کے مکان پر وعظ
کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کے ساتھ ہو۔ اور حضور
کو دشمنوں پر کامیابی عطا فرماوے۔ اور [illegible] کا استیصال
کرے تمام جماعت کو میری طرف سے اور تمام احباب
ماریشس کی طرف سے السلام علیکم پہنچے۔ اور حضور بھی
تمام جماعت کی طرف سے السلام علیکم قبول فرماویں
جماعت کولمبو اور جماعت ماریشس کے لئے دعا فرماویں
والسلام۔ غلام محمد

اگر آپنے قیمت اخبار ابھی تک ارسال نہیں فرمائی
تو براہ مہربانی جلد بھیجدیں۔ (مینیجر)

انگلستان میں

اخویم مکرم چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے مبلغ یورپ
اپنے عریضہ ۲۰ ستمبر میں بخدمت حضرت اقدس خلیفۃ
المسیح ایدہ اللہ لکھتے ہیں:
سیدی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پچھلے ہفتہ حضور
کی خدمت میں ایک لیکچر کے متعلق لکھا تھا۔ الہام پر
تھا۔ اس مضمون پر میں پونے دو گھنٹہ کے قریب بولتا
رہا۔ تقریر مفصل تھی پہلے تو میں نے اس بات پر زور
دیا کہ الہام ایک ایسی چیز ہے جو انسانی طاقت اور قویٰ
سے بالاتر ہے اس لئے انسانی دماغ کا کرشمہ نہیں ہو سکتا ہے
اس کے بعد میں نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے
حالات اور الہامات کا ذکر کرکے حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے الہامات اور وحی کے ذکر پر تقریر کو ختم
کیا۔ بیس کے قریب لوگ موجود تھے۔ لیکچر کے بعد
ان میں سے پانچ اشخاص نے میرے ساتھ علیحدہ گفتگو
کی اور کہا کہ الہام کے متعلق جو ان کے دلوں میں شکوک
اور شبہات تھے ان میں سے اکثر دور ہو گئے ہیں۔ ان
لوگوں کو میں نے اپنا پتہ دیدیا اور ان سے عرض کیا کہ اگر چاہیں
تو مجھ سے خط وکتابت کریں لیکچر کے ختم ہونے پر رسالہ جات
بھی تقسیم کر دیئے گئے۔
میرا دوسرا لیکچر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل
سے امید ہے کہ یہ مجھے پھر بھی دعو کرینگے۔ ۱۰ اکتوبر
بروز اتوار لندن میں ایک اور جگہ لیکچر ہے ان لوگوں نے
بھی "الہام" اور "ترقی ایمان" کے مضامین پسند کئے ہیں
مضمون الہام پر مجھے بہت سے مقامات پر بولنا پڑا اس
سے صاف پتہ چلتا ہے کہ لوگوں میں عام طور پر اللہ تعالیٰ
کے متعلق ترقی علم کی خواہش موجود ہے۔
اس ہفتہ ایک اور خاتون احمدی جماعت میں داخل ہوئی
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ میری صحت اچھی ہے حضور کے
لئے اور دوسرے دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں

بعد کی چٹھی ۱۸ اکتوبر میں چوہدری صاحب نے
قاضی محمد عبد اللہ صاحب کے پہنچنے کی اطلاع دی ہے اور
لکھا ہے ان کے آنے سے مجھے بہت آرام ملا ہے۔ میں نے
دسمبر تک لیکچروں کا انتظام کیا ہے۔ یہاں سے روانہ

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان میں چھپ کر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ نومبر

صداقت کی شہادت

سب سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات میں پھر حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات میں اور بعد ازاں اب ڈیڑھ ہونے دو سال سے حضرت فضل عمر خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے کلمات طیبات میں کیا تحریراً اور کیا زبانی بار بار یہ امر معرض بیان میں آچکا ہے کہ اس خدائی کارخانہ میں جسے موجودات یا کائنات عالم بھی کہتے ہیں دو متوازی سلسلے ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں یعنی ایک جسمانیات کا اور دوسرا روحانیات کا دونوں میں ایک رشتہ قوی ہے جو ایک کو دوسرے سے وابستہ کرتا ہے ان سلسلوں کا جہاں تک بنی نوع انسان سے تعلق ہے انہی ہر دو کے قیام، اعتدال اور حالت صحیحہ پر انسانی فلاح و نجات کا دارومدار رکھا گیا ہے۔ جو شخص صرف جسمانیات کے انہماک میں حیات مستعار کو گزارتا ہے اور روحانی ضروریات و مقتضیات کی پروا نہ کرے وہ فلاح عقبیٰ سے تو محروم رہے گا ہی مگر اس دنیا میں بھی اس کی کامیابی و بہبودی یقینی نہیں کہی جا سکتی۔ اسی طرح جو شخص محض روحانیات کی بزرگداشت کا ہو رہے۔ اور خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ عالم اسباب کے مراعات کو نظر انداز کر دے وہ اس جہان کی نعماء سے تو تہی دست رہے گا ہی لیکن اس کے لئے وہاں کی رستگاری بھی خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ مشتبہ ہو یا کیا۔ اس لئے کہ اس کے ذمہ ایک بڑی بھاری جوابدہی یہ عائد ہوگی کہ خدا تعالیٰ نے جو اس کی روح کو جسم کے ساتھ اور جسمانیات کی ایک وسیع کارگاہ میں بھیجا اور کچھ مدت رکھا تو کیا معاذ اللہ یہ فعل الٰہی عبث تھا؟ +

دیگر مذاہب عالم اور انکے ماتحت فرقوں میں کم و بیش یہی افراط و تفریط پائی جاتی ہے کہ انہیں حیات انسانی کی [illegible] گزار راہوں [illegible] مذکورہ بالا دونوں سلسلوں میں تعدیل نہیں [illegible] اسلام ہی ایک ایسا دین مشترک ہے جو تمام مصالح الٰہی کو ملحوظ رکھ کر انسان کو وہ راہ ہدایت دکھلاتا ہی جس میں تعلقات روحانی دونو قسم کی ضروریات مہیا کی گئی ہیں اور نہ صرف اس زندگی میں بلکہ اس جہان میں کامیاب و بامراد ہونے کے طریقے سکھلائے گئے ہیں بلکہ فلاح دارین کی گارنٹی دیتی ہے۔ پس ایک سچے مسلم کا طرز زندگی ایسا ہونا چاہیئے کہ اسکے اعمال و حالات صداقت اسلام کی زندہ شہادت ہوں۔ کیونکہ یہی منشائے اسلام کے ماتحت ایک طرف تعلق باللہ کے ساتھ اس کے تعلقات و معاملات۔ سلوک و برتاؤ میں خوش اسلوبی، سلامت روی، معقولیت و مآل اندیشی پائی جائے۔ اور دوسری جانب خود اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف ہو اور اسکی روح بازپرس عقبیٰ کے بارہ میں سکینت و طمانیت سے ہو۔ اس لحاظ سے ہر فرد بشر کا جو اسلام کی خوبی و سچائی پر ایمان رکھتا ہے یہ کام ہونا چاہئے کہ ادھر اپنے معتقدات و ایمانیات کی درستی کو ضروری سمجھے تو ادھر ظاہری حالات۔ معاملات اور تعلقات کی اصلاح کو بھی لازمی جانے۔ اگر خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے وہ اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تو وہ اسلام کی صداقت کا زندہ نمونہ اور مجسم ثبوت ہوگا +

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے وقت میں اسی غرض سے مبعوث ہوتے رہے کہ انسانی بے اعتدالی و غفلت کو دور کر کے خدائے تعالیٰ کے ساتھ اس کا رشتہ صحیح و قوی قائم کریں اور جسمانیات و روحانیات کی افراط و تفریط کو مٹا کر بنی آدم کو اسلام کے سیدھے سچے رستے پر ڈالیں۔ یہ درست ہے کہ ساری دنیا کسی مامور برحق کی ہدایت پر چلکر رو براہ فلاح و نجات نہیں آئی۔ اور نہ تا قیامت اسکی توقع۔ کیونکہ قرآن کریم بتلاتا ہے کہ نسل انسانی کا باہمی اختلاف کبھی بھی بالکل مٹنے کا نہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پھر ماموروں کے ماننے والے بھی مایوس ہو کر سلامتی کی راہوں پر قدم مارنا چھوڑ دیں۔ بلکہ برخلاف ازیں ان کا تو اور بھی زیادہ یہ فرض قرار پاتا ہے کہ منکر مخلوق کے اقوال و افعال خواہ کچھ بھی ہوں مگر ان کی زندگی کا ہر پہلو حتی الوسع دین حق کے مطابق ہو تا کہ دونو جہان میں اپنی فلاح و نجات کے امیدوار ہونے کے علاوہ دوسروں کے واسطے بھی موجب ترغیب ٹھہریں +

ہماری جماعت خدا کے فضل سے آج ایک ہی قوم ہے جو مسیح موعود کی پاک تعلیم کے طفیل خدائے تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء و مامورین کی سچائی پر ایمان رکھتی اور اسی لئے اسلام کی وارث اصلی کہلا سکتی ہے۔ لہذا ہمارا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ اس کارگاہ عالم میں اپنی **نازک پوزیشن** کو ہر وقت ہر طرح سے ملحوظ رکھیں۔ اگر کشمکش حیات میں ہمارے طرز عمل کا ایک پہلو بھی بدنما اور پایۂ اعتدال سے گرا ہوا رہ گیا تو بالیقین وہ دوسروں کے واسطے ٹھوکر کا موجب ہوگا +

ہم اگر راتوں کو اٹھ اٹھ کے نفلیں پڑھتے ہیں تو بہت مبارک ہے لیکن اگر اسکے ساتھ ہم نے اپنے **معاملات** کو تاریکی میں پڑا رہنے دیا اور انہیں شریعت حقہ کی روشنی میں نہ لائے تو عواقب امور کی خرابی سے بالکل نہیں بچ سکتے اگر ہم نے اعتقادی امور کی چھان بین کو محققانہ موشگافیوں کی حد تک پہنچا دیا تو بڑی عمدہ بات ہے کہ بہت سی صداقتیں آشکار ہوئیں اور بہت سی غلط فہمیاں دور۔ لیکن اگر صدق دل کے حامی خدائے بزرگ و برتر کی عاجز مخلوق کے ساتھ ہمارا برتاؤ خلقی و رندگی۔ ظلم اور حق تلفی کی آلائشوں سے پاک نہ ہوا تو ہمارا علم و فضل اور ذہن و ذکا سے دوسروں پر کب اچھا اثر پڑ سکتا ہے؟ اگر ہم **تقویٰ و طہارت**۔ طاعت و عبادت میں چست اور قابل تقلید و لائق ستائش نمونہ ہیں تو الحمد للہ۔ ایک سچے مومن کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن اسکے ساتھ اگر ہمارے دینی و دنیوی کام نظم و ترتیب۔ صفائی و سلیقہ۔ اصول و ضابطہ سے خالی ہیں تو جو اہم خدمت خدائے تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں تفویض فرمائی ہے۔ اس میں ضرور طرح طرح کے نقص رہیں گے۔ روکاوٹیں پڑینگی۔ غلط فہمیاں اور دقتیں پیدا ہونگی۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ جب تک ہماری زندگی کا ظاہر و باطن دونو **شستہ و شائستہ** نہ ہوں۔ سچی تقویٰ و طہارت کا اطلاق ہی اس پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب اسلام دونو کی درستی سکھلاتا اور خدائے تعالیٰ تو روح و جسم دونو کی ربوبیت فرماتا ہے تو ہم ایک کو ادھورا چھوڑ کر کیسے اپنی دنیا و عقبیٰ سنوار سکتے ہیں؟ گو بظاہر عبادات دین کی بھلائی پر مبنی ہوں اور معاملات دنیا کے متعلق لیکن دراصل اسلام ان سب میں دونو جہان کی بہبودی سکھلاتا اور ہم کو یہ بتلاتا ہے کہ ہمارے تمام متعلقات حیات کا ایک ظاہر یا جسم ہوتا ہے دوسرا باطن یا اس کی

نوع جنکی کرخود یاداث کا بھی جو عقلی کی بھلائی کے لئے ہیں اور بادی النظر میں ان کو محض روح سے متعلق ہونا چاہیئے ایک قشر ظاہری ہوتا ہے اسے جسم کہہ لیجئے اور دوسرا مغز باطنی جسکو ان کی روح سے تعبیر کیا گیا ہے ان ہر دو کا تعلق ایسا زبردست ہے کہ طرفین کی فنا و بقا اور ان کا نشو و نما باہم گروابستہ ہے +

ظاہر ہے کہ جب خلق اللہ کے معتقدات - عبادات اور معاملات میں بے اعتدالی و فتور راہ پا جائے اور وہ صراط مستقیم سے ہٹ جائیں تب ہی خدا تعالےٰ کے پاک فرستادے دنیا میں ظہور فرمایا کرتے ہیں - پس جو قوم انکے اتباع سے خدا کی رضا اور دو نو جہان کی فلاح حاصل کرنا چاہے تاکہ ان کی صداقت پر شہادت ہو - اور دیگر مخلوق پر **خدا کی حجت** - وہ قوم یقیناً اسی صورت میں بامراد اور خدا و رسولؐ سے سرخرو ہو سکتی ہے جبکہ اپنی زندگی کے سارے ہی پہلوؤں پر نظر رکھے کہ ہر ایک امور مذکورہ میں سے ایک کو بھی کم توجہی و **غفلت کا شکار** نہونے دے - اسکے طرز عمل کے جو نتائج اسباب ظاہری کے باعث ہونے چاہئیں وہ بھی ہمیشہ اس ہمہ گیر ضابطہ قدرت کے زیر اثر رہیں گے اور خدا تعالےٰ کی غیبی تائید و نصرت بھی اسکے شامل حال ہوگی کہ وہ اسکے باندھے ہوئے آئین و قوانین کو عملاً توڑنے والی نہو بلکہ انکی نگہداشت و احترام سے پوری پوری اطاعت و **سعادت کا ثبوت** دے - خدا کے خزائن نصرت میں کبھی گھاٹا نہیں پڑتا - ہاں مگر اسکے ہم تک پہنچنے میں رکیں ضرور پڑ جایا کرتی ہیں - قوم کی اپنی ہی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے سبب - پس ہماری جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ اپنے حالات کا بھی خدا ترسی اور کامل احتیاط سے محاسبہ کرے اور دیکھے کہ انہیں کہاں کہاں تاریکی و ستم ہو جو نصرت الٰہی کا مانع ہے - اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو یاد رکھے کہ اس کا وجود سلسلہ حقہ کے لئے ثبوت صداقت نہیں بلکہ اس کو بدنام کرنیوالا ہے اور اپنی غفلت کا ضرور جوابدہ ہوگا - اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ اپنی کمزوریوں کو دور کر سکیں - اسلام کے نیک نام و کامیاب - مخلص مستعد خادم بنکر دکھلا دیں - اور رحمت للعالمین کی بعثت تامہ میں ہماری ناچیز مساعی سے دنیا کے حق میں یہ رحمت مجسم ثابت ہو جائے کیونکہ یہی وقت ہے اس دین کی تکمیل تبلیغ کا جسپر بعثت اولیٰ میں نعمت تمام کیگئی تھی +

ابھی مہدی کی ضرورت نہیں اس پر یہ حال ہے

آریہ سماجی اخبار پرکاش لاہور نے حال کی ایک اشاعت میں ایک مسلمان صاحب کے "سوامی دیانند" کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ ظل خالق تھے اور ایسے شخص تھے جنکے طفیل خدا ملتا ہے اور کہ "ایسا بشر جہان میں کوئی نہیں ہوا" جیسے سوامی دیانند تھے - اور اسی قسم کے بہت محامد بیان کئے ہیں - پھر ایک اور جو غیرے مولوی صاحب بھی ہیں لکھتے ہیں کہ سوامی جی کا آخری زمانہ میں آنا ایک **الٰہی نشان تھا** - ایک تیسرے صاحب کہ وہ بھی خوش قسمتی سے مولوی ہی کہلاتے ہیں - فرماتے ہیں کہ توحید کی تعلیم میں مسلمانوں کو سوامی جی کا شکرگزار ہونا چاہیئے اور کہ ذات باری تعالےٰ کی نسبت ان کا اور اسلامی عقیدہ ایک ہے (ملخص) سبحان اللہ - چودھویں صدی کے مسلمان اور مولوی ایسے ہی ہونے چاہئیں - اور ابھی تو مہدی کی ضرورت نہیں ہے - جب وہ رونق افروز ہونگے اسوقت تو شائد اسلام کی بیخکنی کرنے والوں کو خدائی کا درجہ مل رہا ہوگا - تب ہی تو جناب مہدی کو تلوار اٹھانے کی ضرورت پڑے گی - ورنہ کوئی ایسی باتوں سے تھوڑا ہی اسلامی حمیت اور ایمانی غیرت کے شیشۂ ناموس کو کچھ ٹھیس لگ سکتی ہے کہ دین محمدیؐ کا کھنڈن کرنے والوں کو آخر زمان کا نشان الٰہی قرار دے دیا - یا ظل الٰہی کہہ دیا - یا ہادی برحق بنا دیا - یا کہ روح و مادہ وغیرہ کی تثلیث کو اسلامی توحید خالص کا ہم پلہ بلکہ آخر الذکر کے عقیدتمندوں کو کسی بانیٔ تثلیث کا ممنون احسان ٹھہرا دیا - انا للہ وانا الیہ راجعون +

میدان کارزار کا ایک عجیب سین

اخبارات ولایت کا ایک جنگی وقائع نگار حال میں شاہ جینی کی طرف گیا تھا جسے پچھلے دنوں فرانسیسی فوج نے فتح کیا ہے سپاہی ... [illegible] ... خیز میں گزارے - پھر جو کچھ حالات وہ اپنے چشم دید بیان کرتا ہے ایسے ہیبت ناک ہیں کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں - لکھتا ہے کہ ایک وسیع رقبہ کو آگ نے ایسا خاک سیاہ کیا ہے کہ ادھر سے ادھر تک کہیں سبزی و نباتات کا نام و نشان نظر نہیں آتا - اس چھوٹے سے علاقہ پر تین دن میں تین لاکھ شیل گولوں کی بوچھاڑ ہوئی ہے - زمین میں بہت سے غار ستر ستر فیٹ گہرے پڑ گئے ہیں جن میں سے بعض ڈیڑھ ڈیڑھ سو فیٹ سے کم لمبے چوڑے نہونگے - آتشگیر مواد کے پھٹنے سے ہر طرف سفید سفید راکھ ہی راکھ کے انبار لگ گئے ہیں - میدان جنگ کو صاف کرنے کیلئے بہت سے جرمن قیدی اور کچھ فرنچ جوان لگا تار کئی روز تک لگے رہے تب کہیں زمین کی شکل نظر آئی - جہاں جہاں زمینیں کھودی گئیں وہاں سے سامان حرب کے ڈھیر کے ڈھیر برآمد ہوئے - اور صدہا جرمن مقتولین کی لاشیں آپس میں ملی ہوئی ایسی گڈمڈ پڑی پائی گئیں - گویا پومپی کے کوئی پرانے کھنڈرات کھودے گئے ہوں - جرمنوں نے یہاں تاروں کا جال تمام علاقہ میں بچھا رکھا تھا اور فرانسیس کامل دو مہینے سے حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے - انکی بعض بعض خندقیں اتنی فراخ تھیں جنپر دو دو گھوڑے سوار پہلو بہ پہلو چل سکیں جس وقت پیشقدمی کی گئی ہے کشتوں کے پشتے لگ گئے مگر فرنچ سپاہ کا نقصان بہت قلیل ہوا +

کاش کہ لوگ غور کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں آجکل کے اکثر وحشتناک و بربادی بخش حوادث کی خبریں کئی کئی سال پہلے سے شائع شدہ موجود ہیں کاش کہ لوگ خدا ترس دل لیکر ان سے فائدہ اٹھائیں جنگ اور زلازل کی بعض تباہیوں کا تو ہو بہو نقشہ خدا تعالےٰ نے اپنے فرستادہ کے پیش نظر کر دیا تھا جسکی واقعات نے پوری پوری تصدیق کر دی لیکن افسوس کہ دنیا ان کھلے کھلے نشانات صداقت پر بھی غور نہیں کرتی - کیا یہ بھی کسی انسانی منصوبہ کا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ ایسے زبردست واقعات و حوادث کی نسبت کوئی شخص پہلے سے خبر دے سکے اور پھر اپنی صداقت یا اختیار سے ... [illegible]

[illegible]

دعوت الی الخیر

ماریشس میں تبلیغ احمدیت

اعدائے دین کی مخالفت

اور

خدائے تعالیٰ کی تائید و نصرت

تازہ ترین چٹھی | مرسلہ مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی اے۔ احمدی مشنری اسلام۔ از

روز ہل مورخہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء۔

بحضرت اقدس فضل عمر خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و مولائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہم تمام احمدیان ماریشس خیریت سے ہیں سُنا جاتا ہے کہ ملک سے ایک مولوی ہمارے مقابلہ کے لئے اس کولمبو میل میں آرہا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ پنجابی ہے حضور سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شر من بغت ادیان السماء کے شرور سے محفوظ رکھے۔ آجکل علماء واقعی دابۃ الارض بنے ہوئے ہیں۔ یہ حضرت سلیمان کی طاقت کو اُڑانا چاہتے ہیں۔ انسپکٹر پولیس روز ہل نے مسٹر نوریا کو ملایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ اس نے ماسٹر صاحب سے پوچھا کہ آیا تم احمدی ہو اور تم انجمن احمدیہ ماریشس کے سکرٹری ہو انھوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کیوں تم مسجد میں جلسہ نہیں کرتے اور وہاں لیکچر وعظ نہیں کرتے۔ انھوں نے کہا کہ ہم کو کافر سمجھا جاتا ہے ہمیں جماعت سے نکال دیا گیا ہے ہمارے ساتھ سختی کی جاتی ہے۔ اس لئے ہم نے سینما ہال کی درخواست کی ہے۔ اس نے کہا کہ ہز ایکسیلنسی گورنر نے تمہاری درخواست کو قبولیت کی نظر سے دیکھا ہے۔ امید ہے کہ ہفتہ تک تمہیں سرکاری طور پر اجازت کی اطلاع آجائیگی اور پھر ہم روز ہل میں پبلک لیکچر شروع کر دیں گے۔ ایک چھوٹا سا چھاپہ خانہ جو ایک آدمی چلا سکتا ہے ساٹھ روپیہ اس کے پتھر [illegible] روپیہ سے [illegible] دو صفحے ایک دفعہ [illegible]

ہیں۔ ہم نے فی الحال اسپر کام کرنا شروع کیا ہے یہاں کوئی کاپی نویس نہیں ہے سیٹھ نے خود کاپی لکھی ہے اور آج انشاء اللہ چھپ جائیگی۔ ہمیں پوری واقفیت بھی نہیں ہے معلوم نہیں کامیابی ہوگی کہ نہیں۔ کاپی لکھنے کی سیاہی کاپی لکھنے کے کاغذ منگے ہوئے۔ اور پتھر پر چھاپنے کی سیاہی کی ہمیں ازحد ضرورت ہے۔ یہاں اردو چھاپے خانے کی بہت ہی تکلیف ہے۔ اگر حضور مطبوعہ اُردو انگریزی ٹریکٹ بھیجتے تو اچھا ہوتا اُردو ٹریکٹ زیادہ چاہئیں۔ کیونکہ اکثر مسلمان اردو سمجھ سکتے ہیں۔ ہاں آسان اُردو ہو۔ ہم نے دستی اشتہار بانٹا ہے اس کا بہت کچھ اثر ہو رہا ہے۔ پریس کے ذریعہ تبلیغ عام ہو سکتی ہے۔ میں نے مسٹر نوریا کو کہا ہے کہ وہ [illegible] ترجمہ بھی شائع کر دیں تاکہ تبلیغ کا حق ادا ہو جائے گا کیونکہ فرنچ یہاں کی اصل زبان ہے اسکو ہر کوئی سمجھ جانتا ہے اور بہت سا کام ابھی ہو رہا ہے۔ یہاں ایک بھائی ہیں وہ بڑے مخلص پُرجوش احمدی ہیں ان کا نام ابھی تک حضور تک نہیں پہنچایا گیا۔ ان کا نام غلام نبی ہے۔ انکے ماتحت پندرہ بیس آدمی تھے اور یہ انکے سردار تھے جب یہ یہاں آنے لگے اور روز بروز ان کا دل ہماری طرف کھنچتا گیا انھوں نے اسکو لینے سے الگ کر دیا۔ عید کو ان کے ہاں سے کچھ کھانا پینا نہیں۔ انھوں نے کہدیا کہ ہم تمہاری کوئی پروا نہیں کرتے۔ ہم قرآن و حدیث کو تمہارے لئے نہیں چھوڑ سکتے ان کا بیٹا ٹائیفائد بخار سے بیمار ہے۔ پڑوسی بھی وہاں نہیں آتے۔ انھوں نے کہا کہ اگر تم ہمارے ہاں نہیں آتے تو ہم اسکی پروا نہیں کرتے مخالفوں نے یہ بات اُڑائی کہ تم قادیانی ہو گئے۔ اس لئے تمہارا بیٹا بیمار ہے اس نے جواب دیا اگر میرے دونوں بیٹے فوت ہو جاویں تو میں ان کو گاڑ دونگا مگر **میں قرآن و حدیث کو نہیں چھوڑونگا** اگر تم مجھے منوا سکتے ہو تو صرف قرآن و حدیث سے منوا سکتے ہو۔ اس نے ان کو یہ بھی کہدیا کہ سارے ماریشس میں سے ایک کو بھی قرآن اور حدیث کے مطابق کوئی مسلمان ہونا تو مجھے ثابت کر دے۔ اور اپنی ماں کو بھی اس نے کافر کہدیا کہ وہ نماز نہیں پڑھتی اور کئی دفعہ کہا گیا ہے وہ کیسے مسلمان ہو سکتی ہے۔ اس نے یہ بھی کہدیا کہ عیسائی۔ ہندو۔ اور

مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ سب سود کھاتے ہیں زنا کرتے ہیں شراب پیتے ہیں۔ نماز نہیں پڑھتے۔ قرآن و حدیث پڑھتے نہیں۔ قرآن کی تیس آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ یہودی ہیں ان کے پیچھے کیسے نماز ہو سکتی ہے؟ حضور سے بہت التجا کے ساتھ درخواست ہے کہ حضور اسکے لئے دُعا فرماویں وہ بڑے بڑے ابتلاؤں میں ثابت قدم رہا ہے مجھے تو ایسے خالص بیان لگتے ہیں۔ کہ قرآن و حدیث پر ہم تو چلینگے۔ کئی آدمیوں نے اسے یہ کہا کہ دیکھو مرزا احمد قادیانی کی موت اس طرح ہوئی تھی۔ اور بہت سے افترا انکے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ انکی ایک عورت کے لئے پیشگوئی تھی اور کبھی کچھ بہتان لگاتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ قادیان میں ایک مکان ہے اسکے چار دروازے ہیں اور انہیں ٹیلیفون لگا ہوا ہے مرزا صاحب مرکز میں بیٹھتے تھے اور جب کوئی نووارد آتا تھا تو دربان اس سے حال پوچھ کر ٹیلیفون سے مرزا صاحب کو بتا دیتا تھا پھر جب وہ آدمی مرزا صاحب کے پاس حاضر ہوتا تھا تو حضرت صاحب سب کچھ اسکے حالات بتا دیتے تھے تو وہ انسان حیران رہ جاتا تھا اور فوراً ایمان لیتا تھا۔ اس نے ان سب باتوں کے جواب میں یہی کہا کہ ہم انکے حالات نہیں جانتے۔ نہ تم وہاں گئے نہ ہم۔ آسان راہ یہ ہے کہ جو وہ کہتے ہیں اس کو قرآن و حدیث سے پرکھ لو اگر وہ سچ ہے تو پھر جانو یہ سب باتیں دشمنوں نے بنائی ہیں جیساکہ مسیحی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا کرتے ہیں۔ ایسے جھوٹے آدمی کی تائید قرآن اور حدیث کیوں کر رہے ہیں۔ قرآن و حدیث سے تم وفات مسیح کا ثبوت لو۔ اس میں کونسا جادو ہے۔ اس مولوی قادیانی کا کیوں اثر پڑتا ہے۔ انھوں نے کون سے ٹیلیفون لگائے ہوئے ہیں اس سے بہت بڑھ کر انکے اُستاد مسیح موعود کا ہوگا کیونکہ جب شاگرد کا یہ حال ہے تو جسکو خدا نے بھیجا تھا اس کا کیا حال ہوگا۔ غرضکہ وہ کسی کے افتراؤں سے گھبراتا نہیں۔ مخالفوں نے دہلی کے علما سے ایک فتوے طلب کیا ہے اور وہ فتوے آگیا ہے اور انھوں نے لکھا ہے کہ **یہ احمدی کافر ہیں** یہ بہکانے آئے ہیں اور جو احمدی ہو گیا ہے وہ توبہ کر کے پھر اسلام میں آجائے۔ اور لکھا ہے کہ عیسیٰ آسمان سے آئیگا اور مہدی **تلوار کے ساتھ آئیگا** اور وہ دو ہیں ایک نہیں۔ اور دجال ایک بے نبس دجال نہیں

ہیں۔ ہمارے ایک دوست محمد خان کو بتایا وہ بھی پکا مخلص احمدی ہے اس سے کہا کہ یونہی لکھ دینا بغیر ثبوت کے کسی کام کا نہیں۔ قرآن کی کس آیت سے عیسیٰ کی حیات ثابت کی ہے۔ اس سے کسی کو کافر لکھ دینا تو میں لکھ دیتا ہوں مگر ثبوت چاہئیے بغیر ثبوت کے کون مانتا ہے۔ غرضکہ مخالفوں نے مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ عوام تو صرف مولویوں کا لکھنا ہی کافی سمجھتے ہیں انہوں نے دہلی سے فتویٰ منگوایا ہے تاکہ [illegible] کا جائے اور کہا جائے کہ ملک تب بھی ان کو کافر سمجھا جاتا ہے۔ [illegible] سے حضور دعا مانگتے رہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ مولوی تو چند دن کے ہے تو پھر تم کو ہماری شریعت ہی آنا پڑے گا ابھی سے کیوں جدا ہوتے ہو۔ غلام نبی نے جواب دیا کہ قرآن و حدیث تو ہمارے ساتھ رہے گا۔ انہم یبتر بصون بی +

حضور مندرجہ ذیل سے احمدیوں کو اپنی بیعت میں قبول فرماویں۔ غلام نبی روزہل۔ دوست محمد خان روزہل۔ احمد یعقوب روزہل۔ محمد عثمان روزہل۔ باقر علیخان رجوی گورنمنٹ ہاؤس۔ احمد بہادر خان رجوی گورنمنٹ ہاؤس یسین شرف۔ پورٹ لوئیس۔ عبدالرحیم پورٹ لوئیس۔ داؤد خان پورٹ لوئیس۔ محمد حسین پورٹ لوئیس ۔۔۔

.... سردار کیطرف سے جو قلمی اشتہار مسجد میں آویزاں کیا گیا ہے۔ حضور کی آگاہی کے لئے بھیجا جاتا ہے حضور کو اس سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ مخالف کہاں تک زور لگا رہے ہیں۔ اور خدا ہماری کیسی تائید فرما رہا ہے۔ وہ اشتہار یہ ہے۔ "الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد جمیع مسلمان باشندگان روزہل کو واضح ہو کہ روزہل میں .... سردار کی جماعت میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جو کوئی مولوی غلام محمد قادیانی کے یہاں آمد و رفت رکھے تو اس کو ہم اپنی جماعت سے علیحدہ سمجھیں گے اور کھانے پینے میں اسکے ساتھ شریک نہیں ہونگے۔ اس بات پر دوسری جماعت کے لوگ بھی راضی ہیں اور یہ فیصلہ قرار شدہ کو منظور کئے ہیں۔ اب جو شخص کہ اس حکم کے بعد ادھر جایا کرے گا تو وہ خود کو ہم سے جدا سمجھے اور ہم بھی اس کو خارج از جماعت تصور کریں گے" +

اس کے بعد .... سردار کی جماعت کو اس سے تسلی نہیں ہوئی اس لئے انہوں نے یہ رقعہ معذور (سیٹھ [illegible]) کو دوسرے دن لکھا اسکی عبارت ذیل میں نقل کی جاتی ہے:-

"ھوالغنی۔ جناب مہربان معذور صاحب دام اقبالہم آمین ثم آمین۔ بعد از السلام علیکم واضح رائے شریف ہو کہ جو ہم لوگوں نے آپ سے قادیانی کے بارے میں دریافت کیا تھا سو اسکے بارے میں آپ تحریر کر کے مسجد میں لگا دیا ہے اور اس میں تحریر یہ ہے کہ جو کوئی قادیانی کے پاس جاوے سو برات ہم لوگ کھانا پینا وغیرہ موقوف کریں گے۔ اب ہم لوگوں کا یعنی [illegible] بات کا یہ حکم ہے کہ جماعت کو معلوم ہونا چاہئیے کہ کون کون قادیانی ہے کہ ہم لوگ ضرور ان سے پرہیز کریں گے۔ سو آپ ازراہ مہربانی ضرور بضرور فی الفور جواب روانہ فرماویں۔ ورنہ آپ کی تمام جماعت کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ ہم موقوف کریں گے۔ جواب بہت تاکید سے ارسال ہو۔ آج تاریخ ۱۱۔ اکتوبر سے آپکی جماعت کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ تمام موقوف ہے جبتک جواب نہ ملے کہ کون کون قادیانی ہے۔ یہ خط روانہ از طرف ... سردار"

باقی حالات انشاء اللہ آئندہ میل میں ارسال خدمت عالی ہونگے۔ حضور میرے لئے۔ اور تمام احمدیان کولمبو اور احمدیان ماریشس کے لئے دعا فرماویں ہم مظلوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ اور آپ کو ہمیشہ کامیاب مظفر و منصور بامراد کرتا رہے اور صحت تام عطا فرماتا رہے۔ والسلام

برٹش مشرقی افریقہ میں

ہمارے ایک مخلص احمدی بھائی ہیں جن کا ایک مراسلہ پچھلے دنوں بھی ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ ان دنوں انکا ایک اور عریضہ حضرت کی خدمت میں پہنچا ہے جسمیں وہ لکھتے ہیں:- سیدی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور کی دعاؤں کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کا ادنیٰ غلام بخیر و عافیت ہے۔ الفضل کے پرچے پہنچے جو اکثر ایمان کو تازگی بخشتے اور خواب غفلت سے جگانے کا باعث ہوتے ہیں۔ میری صحت بہ نسبت پہلے کے بہت اچھی ہے +

مجھے حضور کے فرمائے ہوئے کلمات جو کہ جناب نے میری موجودگی ہندوستان میں کسی موقعہ پر ارشاد فرمائے تھے اس وقت یاد آ کر میرا ایمان کا باعث ہوئے۔ جناب نے فرمایا تھا کہ عام لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جو تصانیف ہیں وہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے لکھ کر حضرت اقدس کو تصنیف کے لئے دی ہیں مگر حضرت کی وفات کے بعد مولوی صاحب نے کوئی تصنیف نہ کی تو لوگوں کا یہ خیال بھی باطل ہو گیا۔ پھر اس کے بعد یہ خیال تھا کہ قادیان میں کوئی انگریز رکھا ہوا ہے جو ریویو وغیرہ اور انگریزی تصانیف میں مدد دیتا ہے۔ اور اسکی نسبت عام جماعت کا خیال مولوی محمد علی صاحب پر تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ دکھانا تھا کہ ان کے بغیر بھی خدائی کام اسی آن بان کے ساتھ چل سکتے ہیں اب میں دیکھتا ہوں کہ ریویو وغیرہ کا کام الحمد للہ اسی شان سے بلکہ اس سے بڑھ کر چل رہا ہے۔ اس کے بعد جماعت میں بعض ایسے لوگ ہوئے جنکے دل میں خیال آ سکتا تھا کہ انکی تبلیغ اور انکے لیکچر سلسلہ میں بڑا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے اس لئے یہ دکھانا تھا کہ انکے بغیر اور ان سے بڑھ کر کام کرنیوالے ہم میں موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چوہدری فتح محمد صاحب اور قاضی عبداللہ صاحب اور دیگر برادران کی شکل میں ظاہر کر دیئے۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ ہم میں سے ہر ایک فرد ایک سے ایک بڑھ کر قربانی کرنے کے لئے طیار ہو جائیگا۔ انشاء اللہ۔ سیدی! حضرت اقدس کی تصدیق میں وہ وہ نشان ظاہر ہو رہے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

جب سے ہندوستان سے علیحدہ ہوا۔ منزل مقصود پر پہنچنے تک میرے مکرم دوست جو فیلڈ پر کام کر رہے ہیں میرے ساتھ جہاز میں اور اس کے بعد یوگنڈا ریلوے میں چند سو میل تک ہم سفر رہے۔ مگر ان کو راستہ میں ہی جدا ہونا پڑا۔ اسکے بعد آج پورا ایک سال گزرتا ہے کہ کسی احمدی بھائی سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ گذشتہ ہفتہ کے جہاز میں ایک شریف نوجوان یہاں بغرض علاج تشریف لائے مجھے ان سے ملنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ مگر بعض اشخاص کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ [illegible] سلسلہ کے [illegible] شوق ملاقات [illegible] ان کی خدمت [illegible]

اگلے دن مضمون تھا۔ یہاں عیسائیوں کی ٹمپرنس سوسائٹی کا سالانہ جلسہ تھا۔ شراب نوشی کے خلاف بڑے بڑے پر زور لیکچر دئے گئے۔ اور قرار نامے لکھے گئے کہ آئندہ ہم شراب نہ پئیں گے۔ مجبوراً تمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و پڑھنے کا خوب موقعہ ملا کہ اسلام ایک ایسا کامل دین ہے کہ اس کی برکت سے اس نے ہم کو اس سے بچایا ہے۔ کاش اگر حضرت مسیح ناصری آئے۔ کم سے کم شراب نوشی کی ممانعت ہی فرما دیتے تو آج عیسائی دنیا کی یہ حالت نہ ہوتی۔ مخالفت تو کیا۔ بلکہ انہوں نے شراب بنانے اور بڑھانے کا ایک معجزہ بھی دکھایا۔ میں نے اس مجلس میں یہ سوال پیش کیا اور ایک صاحب نے کہا کہ وہ جوش دار شراب نہ تھا۔ لیکن جب اس کا ثبوت طلب کیا گیا تو جواب نہ دے سکے۔ کیونکہ وہاں الفاظ وائن موجود ہے۔ ایک لیکچرار نے اس بات پر زور دیا کہ یورپ میں جو جنگ ہے۔ یہ شراب نوشی کی سزا ہے ؂

اس میٹنگ میں جب کہ شراب کے اقرار ناموں پر دستخط لئے جانے لگے۔ تو میں نے کہا کہ میں ایک مسلمان ہوں۔ اور مسلمان کا لفظ خود اس امر کا اقرار نامہ ہے کہ میں شراب نہ پیتا ہوں نہ پیوں گا۔ پس میں کسی مزید اقرار نامہ پر دستخط کرنے کا محتاج نہیں۔ اس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ تمام جلسہ میں صرف میں ہی مسلمان تھا۔ اکثر عیسائی اور چند ہندو تھے۔ صدر جلسہ ہائیکورٹ کے ایک جج تھے۔ بہرحال ہمیں اس تحریک کے ساتھ ہمدردی ہے کہ عیسائی صاحبان سے شراب نوشی ترک کرائی جائے اور جب اس تحریک کے واسطے فنڈ جمع کرنے کے لئے ہاتھ پھیلایا گیا تو یہ عاجز بھی اتفاقاً وہاں موجود تھا۔ اس میں میں نے بھی دو پیسے ڈال دئے ؂

یہاں کے ہندوؤں میں پردہ بالکل نہیں بڑے چھوٹے امیر غریب سب عورتوں کو نہ صرف کھلے منہ بلکہ کھلے سر اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ پبلک جلسوں میں عورتیں نہ صرف سامعین کے درمیان بلکہ لیکچراروں میں شامل ہوتی ہیں۔ اور فصیح اور پر زور تقریریں کرتی ہیں ؂

محمد صادق عفی اللہ عنہ مدراس ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء

تذکرۃ الذاکرین۔ ایک شیعہ مجتہد کی کتاب کا انتخاب اردو میں جس میں آجکل کے مرثیہ خوانوں کو صدق مقال کی نصیحت ہے، مولوی منشی ... خادم حسین صاحب خادم دفتر ترقی اسلام قادیان نے ... بھیج کر ...

میرٹھ میں ایک جلسہ

اور

دعائے حضرت مسیح موعود کا اعادہ

انا فتحنا لک فتحاً مبیناً (از جناب ... بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ)

میرے پیارے آقا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۲۷۔ اکتوبر کو یہاں پر سعید منزل کلب میں مسٹر جیمس صاحب بیرسٹر کا انسپکٹر آف سکولز کے عہدہ پر ترقی ہونے کی وجہ سے اور ان کی میرٹھ سے روانگی کے موقعہ پر ایک ڈنر ان کے احباب نے کلب مذکور میں دیا تھا جس میں یہ عاجز بھی شریک تھا۔ گورنمنٹ عالیہ کے حسب ذیل حکام بھی شامل تھے۔ جنرل نہیکول صاحب بہادر۔ آنریبل مسٹر سانڈرس صاحب بہادر کمشنر قسمت میرٹھ۔ مسٹر ... صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ کرنیل بیک صاحب بہادر کیمپ مجسٹریٹ۔ مسٹر گرانٹ صاحب بہادر۔ جوائنٹ مجسٹریٹ۔ مسٹر ڈیوین صاحب بہادر جنٹ مجسٹریٹ۔ مسٹر ... صاحب پرنسپل کالج۔ بعد ڈنر کے تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ حکام میں سے جنرل صاحب نے اور کمشنر صاحب نے اور پرنسپل صاحب نے اس موقعہ پر تقریریں کیں۔ ڈنر کے دن صبح کو نماز میں خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اس موقعہ پر جبکہ تقریریں ہوں تجھ کو بھی دین کی خاطر کچھ تقریر کرنی چاہیئے چنانچہ اسی وقت خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ تو اپنی محسن گورنمنٹ کے واسطے دعا کرنا۔ اور انا فتحنا لک فتحاً مبیناً میرے دل میں ڈالی گئی چنانچہ اسی وقت میں نے ایک کاغذ پر انا فتحنا لک فتحاً مبیناً کی چند آیات لکھ کر دعا کے واسطے نوٹ لکھ لئے اور دعاؤں میں لگ گیا کیونکہ ایسے بڑے مجمع میں تقریر کرنا میرے جیسے انسان کا کام نہ تھا۔ میں نے کبھی تقریر اس سے پہلے نہیں کی تھی۔ میرے آقا حضور کی توجہ اور دعاؤں کا اثر ہے کہ مجھ کو اسقدر جوش اس دعا کے لئے پیدا ہوا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ مختصر یہ کہ وقت آیا اور میں کھڑا ہوا۔ قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات پڑھ کر میں نے الفاظ ذیل میں مجمع کو مخاطب کیا:۔

"یہ آیات مبارکہ جو قرآن کریم سے میں نے اسوقت تلاوت کی ہیں۔ انہیں نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی فتح کی بشارت دی ہے۔ خدا کرے کہ اب بھی یہ آیات فتح کا پیش خیمہ ہوں۔

آجکل جبکہ خاص خاص موقعہ پر برٹش گورنمنٹ کی فتح کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں میں چاہتا ہوں کہ یہ موقعہ بھی خالی نہ جائے اسوقت ہم یہاں پر بہت سے آدمی جمع ہیں اور جب جماعت کے ساتھ ملکر دعا کی جاتی ہے تو وہ جلد قبول ہوتی ہے۔ اسواسطے میں اپنے تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی محسن اور عادل گورنمنٹ کی فتح کے واسطے حسب ذیل الفاظ میں جو جناب **مسیح موعود** نے ہماری پیاری ملکہ معظمہ مرحومہ کی جوبلی کے موقع پر دعا کے لئے استعمال فرمائے تھے کچھ تھوڑے سے تغیر و تبدل کے ساتھ میں دعا کرتا ہوں اے خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے سورج اور چاند کو ہمارے لئے کام میں لگانے والا ہے۔ تیری جناب میں ہم دعا کرتے ہیں کہ تو ہماری محسن نیک اور عادل برٹش گورنمنٹ کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنار عاطفت میں لئے ہوئے ہے جسکے قائم رہنے سے کروڑہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا ہے فتح اور نصرت اپنی جناب سے عنایت فرما۔ اور تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اے شاہ جارج پنجم (بالقابہ) ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الٰہی میں جھکتے ہیں اور ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں کہ خدا تجھے اُن نیکیوں کے عوض جو تجھ سے اور تیری **بابرکت سلطنت** سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہیں تجھ کو فتح و ظفر عنایت کرے۔ ہم اس سلطنت کے وجود کو اس ملک کے لئے **خدا کا ایک بڑا فضل** سمجھتے ہیں اور ہم اُن الفاظ کے سننے سے ترشند ہیں جن میں ہم پورے طور پر اس سلطنت کی فتح و نصرت کیلئے دعا کریں ہر ایک **دعا** جو ایک سچا شکرگزار اس سلطنت کے حق میں کر سکتا ہے ہماری طرف سے اُس کے حق میں قبول ہو اے **خدا** تو اس سلطنت کے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھ اور شاہ جارج پنجم بالقابہ اور اسکی اولاد اور اسکی ذریت کو اقبال کے دن دکھا اور فتح و ظفر عطا کر۔ ہم محسن

کریم ورحیم خدا کا بہت شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں ایسے موقع پر اس پُرامن سلطنت کے لئے دُعا کرنے کی تحریک فرمائی اور ہمیں نے ہمیں اس مبارک سلطنت کے عہد میں یہ موقع دیا کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دُنیا اور دین کے متعلق ہو حاصل کرسکیں اور اپنے بنی نوع کے لئے اور اپنے نفس اور اپنی قوم کے لئے بھی ہمدردی کے شرائط بجا لاسکیں۔ جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور اس کے وسائل اسی سلطنت کے ایام میں ہم کو ملے ہیں اور تمام خیر و بھلائی کے دروازے اسی مبارک عہد میں ہم پر کھلے ہیں تو اس سے ہم کو اس بات پر قوی دلیل ملتی ہے کہ اس سلطنت کی نیت رعایا نوازی کے لئے نہایت ہی نیک ہے کیونکہ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ جب کسی حصہ زمین پر نیک نیت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ اُس زمین کے رہنے والے بھی باتوں اور نیک اخلاق کیطرف توجہ کرتے ہیں اور خدا و خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت اُن میں پیدا ہو جاتی ہے اور ہم دُعا کرتے ہیں کہ وہ قادر خدا جس نے **بیشمار دنیوی برکتیں اس سلطنت کو اور اُس کے حکمرانوں کو عطا کی ہیں دینی برکتوں سے بھی اُن کو مالا مال کرے"**

اس کے بعد میں نے میرے آقا یہ دُعا پڑھی۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا الآیۃ۔ اور میری تقریر ختم ہوئی خدا تعالیٰ نے اسقدر روانی میری زبان میں بخشی کہ میں اس کا بیان نہیں کرسکتا اور میں بہت بہت شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے ہمت اور جرأت عطا کی۔ میرے آقا! یہ میرا پہلا موقع تھا۔ ہاں اسقدر عرض کرنا رہ گیا کہ تمام لوگ دُعا کے وقت کھڑے تھے اور ہر فقرہ کے ختم ہونے پر آمین کہتے جاتے تھے اس دعوت میں تمام غیر احمدی تھے بجز میرے کوئی احمدی نہ تھا۔ ہاں ہندو معززین بھی شامل تھے۔ میرے آقا حضور میرے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس سے زیادہ توفیق عطا فرمائے اور میری خطاؤں کو اور کمزوریوں کو معاف فرمائے اور مجھ کو ابتلاء سے اپنے فضل سے نکال دے اب اپنے عریضہ کو ختم کرتا ہوں اور دُعا کی درخواست کرتا ہوں والسلام۔ حضور کا غلام حامد احمدی از میرٹھ۔

ترکِ رسوم غیر مشروع پر وعظ

بحضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ موضع [illegible] متصل تہال تحصیل کھاریاں میں ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو سید مقبول شاہ صاحب احمدی نے ایک تقریب پر کہ [illegible] کے احمدیوں کو بلا کر انکی ضیافت کی۔ اور غیر مشروع رسم و رواج پر جو تقریباً تمام شادی کے ترک کے متعلق حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کا حضور کی اجازت سے وعظ کرایا۔ وعظ سننے کے لئے پاس ہی کئی ایک مکانوں پر کچھ مستورات بھی جمع تھیں۔ باوجود علالت طبع کے حافظ صاحب نے سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع پڑھ کر ان پند و نصائح کو جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کیں خوب کھول کر بیان فرمایا۔ اور حکمت کے معنے کی مقصود اور نتیجہ خیز۔ انجام بخیر بات کے کرکے سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ وہم کے مطالب کو بیان کرتے ہوئے۔ آیۃ ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ سے ثابت کیا کہ یہی معنی درست اور ٹھیک ہیں۔

اثنائے وعظ میں کچھ غیر احمدی لیکر امام مسجد ایک سید حافظ صاحب کو ساتھ لیکر جلسہ وعظ میں آئے تا کچھ ہم سے گفتگو کریں۔ چنانچہ اُس نے حضرت اقدس مسیح موعود کی کتاب انجام آتھم پر یہ اعتراض کیا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بہت سخت سُست لفظ استعمال کئے ہیں۔ کتاب منگا کر جب دکھانا چاہا تو آپ چلے گئے اور پھر نہ آئے اور نہ کتاب دیکھی آخیر میں حافظ صاحب نے گورنمنٹ کی خیرخواہی پر ایک مبسوط تقریر فرمائی اور موجودہ جنگ میں انکی فتح و نصرت کے لئے دُعا کرکے جلسہ ختم کیا۔ اور تقسیم وراثت وغیرہ کے متعلق کہ وہ قرآن کریم کے مطابق ہونی چاہیے جیسا کہ آنحضور کا منشا ہے۔ ایک فہرست بھی احمدیوں کی بنائی تجویز ہوئی جو عنقریب تیار ہو کر حضرت کی خدمت میں انشاء اللہ پہنچے گی۔ والسلام

میرے لئے حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بیماری سے صحت بخشے اور صالح اور متقی دیندار بنا دے۔ آمین

خاکسار عاجز محمد الدین مدرس احمدی تہال

ریویو ترجمہ قرآن کریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ والسلام علی سیدنا المسیح الموعود۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ترجمہ میر فضل احمد صاحب۔ جہاں تک میں قرآن مجید مسلسل کا ترجمہ اور نوٹس دیکھ سکا میں خیال کرتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ مکمل قرآن کریم مترجم مع نوٹس ایک ذی علم اور متقی انسان کا جیسا کہ حضرت میر محمد سعید صاحب احمدی ہیں اپنے ہاتھوں میں پاتا ہوں۔ ترجمہ بہت عمدہ اور نفیس ہے اور نوٹس بھی نہایت قابلیت سے لکھے گئے ہیں۔ جو ترجمہ قرآن مجید اسوقت تک موجود ہیں اور جو تفاسیر سابقہ شائع ہوئی ہیں انکے ذریعے جو نقائص پیدا ہوچکے تھے ان کو نہایت خوبی سے اس میں رفع کیا گیا ہے۔ قرآن کریم الگ ہے ترجمہ الگ۔ نوٹس الگ۔ جدا جدا فائدہ بھی لیا جاسکتا ہے اور یکجا بھی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

قرآن کریم میں افسوس ہے کہ الفاظ متن میں واقع ہوئے اگر نفیس کاغذ اعلیٰ اور بہتر کی خوشخطی پر طبع کیا جاتا۔ تو بہت عمدہ ہوتا۔ اور آیات اور سورتوں کے نمبر بھی ہوتے یہ کمی ہے پھر اگر حمائل ہوتا تو نور علیٰ نور ہوتا۔ کاش دوسری بار یہ سب نقائص دُور ہو جاویں۔ اور یہ نوٹس حمائل کے حاشیہ پر ہوتے اگر کوئی احمدی اس غرض کو بھی پورا کردے تو خدا تعالیٰ جزائے خیر دیگا۔ نوٹس مکمل ہوجاویں تو مطلع فرماویں اکثر احباب اسکے الگ بھی خواہاں ہیں۔ تاریخ طبع قرآن کریم ہذا بھی ارسال خدمت ہے۔ بجو سال طبع کلام مقدس

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

۱۳۳۳ھ

خاکسار قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

عزیز مکرم مولوی عبد الحی صاحب

کے متعلق سطور ذیل بغرض اشاعت موصول ہوئی ہیں (ایڈیٹر)

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اکثر احباب باہر سے مولوی عبدالحی صاحب کی خدمت میں بیمار پرسی کے خطوط ارسال کرتے ہیں بجائے اس کے کہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ جواب دیا جاوے مولوی صاحب نے مناسب سمجھا ہے کہ اخبار میں سب کا جواب دیا جائے۔

ہزاروں میل کے فاصلہ پر
بالمشافہ گفتگو

سائنس نے فن پیغام رسانی میں کمال کر دکھایا ہے۔ سب سے پہلے تار برقی ایجاد ہوئی پھر بے تار خبر رسانی کی اختراع عمل میں آئی۔ اس کے بعد ٹیلیفون کا ظہور ہوا۔ جس میں تار کے ذریعہ سے خبریں اس طور سے روانہ کی جاتی ہیں کہ ایک شخص ایک مقام پر ایک آلہ میں اپنے منہ سے اپنا مطلب بیان کرتا ہے جو تار کے ذریعہ سے دوسرے مقام تک جا پہنچتا ہے۔ جہاں کوئی شخص ایک آلہ کان میں لگا کر سنتا ہے۔ کچھ مدت سے اس طریقہ میں بے تار کے اصول کو رواج دیا گیا ہے اور اب ایسے امکانات سائنسدانوں کی دماغ سوزی سے ظہور میں آئے ہیں۔ جن کی بدولت بے تار ٹیلیفون کے ذریعہ سے یعنی بلا کسی ظاہری وسیلہ کے ہزاروں میل تک گویا بالمشافہ بات چیت کی جا سکتی ہے۔

چند روز ہوئے یہ خبر آئی تھی کہ بے تار ٹیلیفون کے ذریعہ سے آرلنگٹن کے رستے اور ریاست ورجینیا واقع اضلاع متحدہ امریکہ سے پیرس کی ایفل ٹاور تک بات چیت کرنے کا سلسلہ قائم کر دیا گیا ہے۔ اس خبر کے جو تفصیلی حالات ولایتی اخبارات کے ذریعہ سے موصول ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کامیابی ایک سلسلہ تجربات کا نتیجہ تھی۔ ان حالات میں ذکر ہے کہ امریکہ کے محکمہ بحری نے ایک بے تار ٹیلیفون کے ذریعہ تجربات کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ چنانچہ آرلنگٹن سے ورجینیا ہوتے ہوئے میری لینڈ واقع کیلی فورنیا تک جس کا فاصلہ ۲۵۰۰ میل ہے۔ پیغامات روانہ کئے گئے اور جو بات چیت کی گئی وہ دوسرے سرے پر صاف صاف سنی گئی۔ نیویارک سے آرلنگٹن تک بھی بے تار ٹیلیفون کے ذریعہ سے گفت و شنید ہوئی ہے۔ جو خود بخود کام کرنے والے آلہ میں جذب ہو کر فی الفور میری لینڈ میں پہنچ گئی۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ امریکن ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کمپنی کے افسروں کے قول کے مطابق ساحل بحر اوقیانوس کے ایک جہاز سے ہونولولو تک ۴۶۰۰ میل کے فاصلہ پر ٹیلیفون کے ذریعہ سے گفتگو کی گئی جو صاف صاف سنائی دی۔ یہ بات چیت علاوہ اس کے ہے جو امریکہ کے محکمہ بحری نے آرلنگٹن اور میری لینڈ کے درمیان کی تھی۔

بے تار ٹیلیفون کے طریقہ میں جو بلا کسی ظاہری وسیلہ کے کام دیتا ہے جو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ کئی برسوں کے تجربات کا نتیجہ ہے جن پر سائنسدانوں کی توجہ مبذول رہی ہے اب سے پیشتر بھی ان تجربات میں بہت کامیابی حاصل ہو چکی ہے چنانچہ ڈاکٹر ورانی سائنسدان نے اپنی ایک تقریر بجلی کی لہروں کے ذریعہ سے روما (پایہ تخت اٹلی) سے طرابلس کو روانہ کی تھی۔ ان دونوں مقامات میں ۶۰۰ میل سے زیادہ کا فاصلہ ہے ان دونوں مقامات کے درمیان تقریر روانہ کرنے وقت تار نہیں لگایا گیا ہے اس کے طول میں بہت اضافہ ہو چکا ہے اس لئے اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں نہ اس سے زیادہ فاصلہ تک بے تار ٹیلیفون سے خبریں روانہ کی جائیں۔ لیکن ایک ایسے چھوٹے آلے کے بنانے میں کئی عملی مشکلات پائی جاتی ہیں جو تیز اور بڑی برقی لہریں کافی مقدار میں پیدا کر سکے۔

جولائی گذشتہ میں مسٹر گوڈفرے آئزکس منیجنگ ڈائرکٹر مارکونی کمپنی نے جو بے تار خبر رسانی کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ ایک شاہی تحقیقاتی کمیٹی کے روبرو بیان کیا کہ مسٹر مارکونی جو بے تار خبر رسانی کے طریقہ کا موجد ہے۔ اس فکر میں ہے کہ وہ کارخانوں کے اسٹیشن پیغام رسانی میں کلوں کے متعلق چند باتوں کا انتظام مکمل کر کے وہاں سے نیویارک تک بے تار ٹیلیفون کے ذریعہ سے پیغام روانہ کرے وہ بوئنس آئرز تک بھی اسی طریقہ سے اس وقت پیغام روانہ کر سکیگا۔ جبکہ اٹلی اور جنوبی امریکہ کے درمیان بے تار کی پیغام رسانی کے سٹیشن مکمل ہو جائیں گے۔ مسٹر گوڈفرے آئزکس نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ اگر جنگ نہ چھڑ جاتی تو ان کا کارخانہ اب تک نیویارک کو بے تار ٹیلیفون کے ذریعہ سے پیغام روانہ کرنے لگا ہوتا۔ جیسا آئزکس نے کہا کہ محکمہ بحری امریکہ کے آرلنگٹن سے میری لینڈ تک بلا ظاہری وسیلہ کے بات چیت کرنے کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا کہ جا سے تجربات میں جنگ کی وجہ سے سقم پڑ گیا۔ کیونکہ جا سے قائم کئے ہوئے سٹیشنوں سے اب گورنمنٹ کام لے رہی ہے لیکن ہم اپنے تجربات ایک ایسی حد تک کر چکے ہیں کہ ہم جنگ کے بعد بے شبہ اٹلی میں بیٹھ کر امریکہ کے شہر نیویارک کے ساتھ نہایت عمدگی اور صفائی سے بات چیت کر سکیں گے۔

ایک اخبار لکھتا ہے کہ اسے (سائنس کی) نہایت زبردست اور بے نظیر فتح سمجھو کہ ایک شخص یورپ میں بیٹھا ہوا شمالی یا جنوبی امریکہ یا ایشیا کے کسی مقام پر دوسرے شخص سے بلا کسی ظاہری وسیلہ کے گفتگو کر سکتا ہے اور یہ بات چیت سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں میل کے فاصلہ پر نہایت صفائی کے ساتھ سنی جا سکتی ہے۔ سائنس کی فتوحات دراصل اہل ہند کے لئے پیغام ترقی ہیں جسکو ہندوستانیوں کو گوش ہوش سے سننا چاہئیے؟ (وکیل)

بدھ مذہب کی کتب قدیمہ

محققین روس کا ایک وفد بدھوں کی پانچویں صدی کی قلمی کتب کی جستجو میں ترکستان گیا تھا۔ وہ پچھلے دنوں اپنے پایہ تخت میں واپس پہنچا۔ ان لوگوں نے جن قلمی کتابوں کا پتہ لگایا ہے وہ چودھویں صدی کے بدھ علوم و فنون کا مخزن ہیں۔ نادر و نایاب نسخے غاروں میں محفوظ رکھے ہیں جہاں وفد نے اس قسم کے ۴۴۳ غاروں کے حالات قلمبند کئے۔ ایک مصور بھی وفد میں شامل تھا اس نے ان کے متعلق کئی رنگین نوٹ لئے ہیں ہر تصویر کا کچھ حصہ روغنی ہے کچھ نیلی رنگ کا۔ بربادشدہ غاروں سے رنگین کھلونوں اور نقاشی کے قریباً ۲۰۰ نمونے اور کچھ بت یہ لوگ اپنے ساتھ لائے ہیں اور ۲۰۰ قلمی کتب قدیمہ ان کے ہاتھ لگی ہیں۔ ترکستان کے اس حصہ میں پہلے محققین انگلستان کا بھی ایک وفد جا چکا تھا۔ مگر انہوں نے صرف کتابوں کا مطالعہ کیا۔ (اقتباس) [اہل مغرب کی اولوالعزمی اور شوق تحقیق ہے کیا عجب ہے کہ کبھی حضرت مسیح کی قبر کا پتہ لگنے کی جانب بھی متوجہ ہو جائیں۔]

خبر جنگ

جنگ گولہ باری۔ ناظر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ روسی جنگی جہاز ترکی بندر واقع ساحل اناطولیہ کو چھ سیکھتی سے گولہ باری کر رہے ہیں۔

صلح کی سلسلہ جنبانی۔ لندن ۵ نومبر ایک قائم مقام سے اطلاع ملی ہے کہ وان در جرمن، پرنس وان بیلو اٹلی آئے تھے امر صلح سے متعلق ہے۔

مغربی محاذ پیچ در پیچ لڑائی۔ پیرس کا ایک مراسلہ سرکاری مظہر ہے کہ بلجیم میں ہماری توپوں نے اپنے دشمن کے مورچوں پر گولہ باری کی۔ آرٹائس میں ایک شدید مقابلہ توپوں کا ہوا۔ اور شامپین میں ۵ نومبر کو دن بھر سخت خونریز جنگ جاری رہی۔ ہمارے قبضہ سے نکلی ہوئی خندقوں کے جس حصہ پر دشمن اب تک قابض تھا وہاں سے بالکل نکال دیا گیا۔ مگر شام کو پھر ایک غضبناک حملہ ہوا جس میں اس نے دوبارہ کہیں کہیں قدم جمائے۔ غنیم کا ایک اور حملہ لاکورٹین میں پسپا کیا گیا۔ دومگس میں بھی دو طرفہ آتشباری ہوتی رہی۔

غنیم کا نقصان عظیم۔ لندن ۵ نومبر پٹروگراڈ سے خبر ملی ہے کہ علاقہ شلاک میں روسیوں نے دشمن کا ایک حملہ پسپا کیا۔ ڈونسک کی تلیٹی میں جرمنوں نے دریائے ڈوینا کو عبور کرنے کی ناکام کوشش کی۔ روسی سپاہ الکسٹ کی طرف بڑھی چلی گئی۔ جھیل سوتھن سے جانب جنوب جرمنوں کے کئی حملے اکارت گئے اور ان کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔ چارٹوریسک کے مغرب میں جو بالائی لڑائی ہوئی اس کا نتیجہ یہ کہ جرمن اپنی بہت سی لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ دیگر مقامات پر روسیوں کو اور بھی چھوٹی موٹی کئی فتوحات حاصل ہوئیں۔

معرکہ سرویہ۔ سلانیک کی تارخبر ہے کہ افواج برطانیہ کوہ پیچ بانڈی کی طرف اہم لنک پہنچ کر دوئم فرنچ لائن پر متصرف ہو گئی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ فرنچ لائن کے جنوب میں ایک برٹش سکٹر قائم ہو جائے اور فرانسیسی شمال کی طرف بڑھ سکے۔ دونیا کی جانب

جرمنی بر ایر بلغاریہ کے غضبناک حملوں کو پسپا کر رہے ہیں

معرکہ ہولناک۔ لندن ۵ نومبر افواج سرویہ کے ساتھ ڈیلی کرانکل کا جو جنگی نامہ نگار میدان میں گیا ہے۔ تصدیق کرتا ہے کہ سروی حقیقت میں بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے ہیں خصوصاً جنرل گلشن کے خلاف جس پیشقدمی کا موقعہ زیادہ تر اعلیٰ درجہ کے توپخانہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے جنرل مذکور کی جمعیت ڈیڑھ لاکھ جوان کی ہے اور ان کے پاس سامان توپخانہ دس لاکھ کے لیے کافی ہے۔ اس پر بھی دشمن کو نقصان عظیم برداشت کر کے آگے بڑھنا نصیب ہوا ہے۔

شاہ سرویہ کی اپیل۔ شاہ سرویہ نے حال میں ایک جنگی فرمان اپنے افسران فوج کے نام بدیں مضمون نافذ کیا ہے۔ بڑھاپے کی عمر مجھے لڑنے کی اجازت نہیں دیتی۔ مجھ میں طاقت جسمانی اتنی نہیں کہ اس کشمکش موت و حیات میں اپنی سپاہ کو خود آگے ہو کر بڑھاؤں۔ میں ایک ضعیف و ناتوان پیر مرد ہوں جو اپنے جنگی جوانوں اور رعایا کے زن و بچہ سب کے حق میں صرف دعائے خیر کر سکتا ہوں۔ پھر بھی ایک پیمان مقدس یہ کرتا ہوں کہ اگر اس لڑائی کا انجام ہماری شکست ہوا تو ہم سب کا مرنا ایک تا بدار موت ہو گا اور اس تباہی کو اپنی آنکھوں دیکھنے کے لئے میں بھی زندہ نہ رہوں گا۔ اپنی برباد و پامال زاد بوم کے ساتھ ہی میں بھی جان دیدوں گا۔

خونریز جنگ جاری۔ معرکہ اطالیہ کی نسبت روما سے ۵ نومبر کی تارخبر ہے کہ آئسونزو کے محاذ پر بڑی بھاری لڑائی ہو رہی ہے خاصکر گوریزیا سے شمال مغرب کی طرف بلندیوں پر اور اوسلیویا کے ارد گرد۔ یہاں اطالوی پیدل سپاہ نے رفتہ رفتہ غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ موسم پر خطر آ رہا ہے جو جنگی کارروائی میں حارج ہو گا۔

مغربی افریقہ میں آگورنمنٹ نائیجریا بقول محکمہ اخبار [illegible] سپاہ

بلغاریہ نے ۲۲ اکتوبر کو مقام پامنڈا پر اور ۲۴ اکتوبر کو پاشیو پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ دونوں جگہ علاقہ کامرون میں واقع ہیں۔ آخر الذکر معرکہ میں تین جرمن اور ۲۵ دیسی سپاہی مارے گئے اور برٹش فوج کے چار دیسی ہلاک نو مجروح ہوئے۔

احوال حرب براہ دہلی (۵ نومبر) صاحب وزیر ہند کے پیغام (۴ نومبر) کا خلاصہ حسب ذیل ہے:— آسٹروی اور جرمن معرکہ سرویہ میں کسی قدر آگے بڑھ گئے ہیں، جنگ جاری ہے اور سروی سختی سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ روسیوں کا بیان ہے کہ دشمن ریگا سے ۲۲ میل مغرب کی طرف بھگا دیا گیا ہے روسیوں نے ایک جان توڑ حملہ کر کے ڈونسک سے آٹھ میل جنوب مغرب کی طرف دو مستحکم بلند مورچے لے لئے۔ دریائے سٹر کے بائیں کنارے والے دیہات پر غنیم کے حملے روسیوں نے پسپا کیے آسٹروی سپاہ ٹیرا جانوف کے مغرب میں بھگا دیگئی۔ ایک اور حملہ سرحد گیلیشیا پر پسپا کیا گیا جس میں ۵ ہزار قیدی ہاتھ آئے مغربی میدان کے متعلق فرنچ رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ علاقہ شامپین میں جرمنوں کا مزید حملہ پسپا کیا گیا۔ اطالوی خبر ہے کہ آسٹروی سپاہ نے ٹرنک پہنچنے کے بعد بار بار جوابی حملے کئے تاکہ اطالوی حملہ آوروں کو روکیں مگر پسپا ہوئے اور انکو کمزور کرنے میں ناکام رہے۔ اطالویوں کو مزید فتوحات حاصل ہوئیں۔

مختلف حسین قلی خان سابق وزیر خارجہ ایران جرمنی میں سفیر ایران مقرر ہوا

ملک معظم کو اب زرا زیادہ اشتہا ہونے لگی ہے مگر ابھی تکلیف باقی ہے خاصکر ہلتے جلتے وقت۔

دو جرمن طیاروں نے جن میں ایک بڑا سا جنگی طیارہ تھا لوریول جاتے ہوئے ایک سٹیمر پر حملہ کیا اور ۳۶ بم گرائے۔ جو سب خالی گئے۔

قسطنطنیہ سے ایک معتبر نامہ نگار لکھتا ہے کہ برٹش افواج کا ارادہ موسم سرما گیلی پولی میں گزارنے کا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

بسم اللہ ... یؤتیہ من یشاء و اللہ واسع علیم

میں کبھی اک نورانی چہرے پر روشن ہوں

الفضل

پس جو شخص مجھ کو رد کرتا ہے ... قبول کیا جس کو خدا نے قبول کریگا
... اس کی سچائی ظاہر کرے گا

چندہ مقامی خریداروں سے
ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل
قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چندہ غیر ممالک سے
سات روپے

... کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے — حقیقۃ الوحی

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۳ | ۱۴ نومبر ۱۹۱۵ء | یک شنبہ | مطابق ۶ محرم ۱۳۳۴ھ | نمبر ۶۱

مدینۃ المسیح

حضرت اقدس ایدہ اللہ کی طبیعت بوجہ حرارت و درد سر ناساز رہی الحمد للہ فضل خدا نسبتاً آرام ہے +

ترجمۃ القرآن انگریزی پارہ اول کا قریباً نصف حصہ پریس میں جا چکا ہے باقی بھی اب انشاء اللہ جلد ہی تیار ہو کر روانہ مدراس کر دیا جائے گا۔ حضرت کا منشاء ہے کہ یہ ترجمہ نومبر کے اندر اندر شائع ہو جائے۔ ترجمہ ہذا کا متن لدھیانہ میں لکھا جا رہا ہے اسکے پہلے پارہ کا ربع ثالث ۹ نومبر کی شام تک لکھا ہو گیا تھا باقی بھی امروز فردا میں کتابت ہو کے آ جائے گا۔ برادرم شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی اسی غرض سے لدھیانہ گئے ہوئے ہیں +

افسوس کہ عزیز مولوی عبد الحی ۱۱ نومبر کو رحلت

اخبار احمدیہ

اسلام پور ڈھاکہ (بنگال) سے حکیم بشیر محمد صاحب عبد المجید نام ایک صاحب کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ احمدیت کے بہت قریب آ گئے ہیں۔ ہمدرد اسلام آزاد منش آدمی ہیں حق کے اظہار سے نہیں جھجکتے۔ دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شرح صدر عطا فرمائے اور خدمت اسلام کا اجر عظیم دے۔ آمین +

انچولی ضلع میرٹھ سے برادرم حکیم عبد الصمد صاحب دہلوی لوگوں کو اکثر سلسلہ کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ ان کا لڑکا بگرے عوارض میں مبتلا ہے احباب دعا کریں خدا شفا بخشے۔ [illegible] +

ایبٹ آباد سے آیا ہوا ایک خط حضرت کی ڈاک میں ملا

جو کسی متعصب ملانے کا لکھا ہوا ہے۔ آپ قادیان کو کادیاں لکھتے ہیں۔ اسے تو خیر عناد و تعصب سمجھ لیجئے۔ مگر احمدی آخر زمان کی مخالفت کے جوش میں ایسے آپے سے باہر ہوئے کہ املا انشاء کی کچھ سدھ نہیں رہی چنانچہ ایک مقام پر رقم فرماتے ہیں کہ "مرزا صاحب ہواس باختہ ہو کر پٹھان کوٹ پناہ گزین ہوئے" اور یوں خیر سے عربی دانی کا اتنا زور ہے کہ اردو خط میں کئی کئی سطریں عربی کی لکھتے چلے جاتے ہیں۔ سچ ہے ان لوگوں کا علم اب اسی مطلب کا رہ گیا ہے کہ حق کو اپنے میں حجاب اکبر بنکر مانع ہو۔ لیکن خدا کی شان دیکھو حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ لفظ خلیفۃ المسیح اس دشمن مسیح کے قلم سے بھی نکل ہی گیا۔ حق برزبان جاری۔ اسے کہتے ہیں +

جہلم میں اخویم مکرم جناب عبد الکریم صاحب احمدی کے ہاں چوری ہو گئی۔ مقدمہ زیر تفتیش ہے احباب دعا کریں کہ مال

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

مسرور فرمائے۔ اور اس تشویش وابتلا سے جس کا اہم پالیش میں بابو حافظ محمد صاحب کو ایک ہفتہ قبل بشارت ہوئی تھی کے مطابق ۵ نومبر کو برات جبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند عطا فرمایا۔ حضرت نے اس کا نام عبد اللہ تجویز فرمایا۔ خدا تعالیٰ عمر و نیک توفیق دے اور خادم دین بنائے۔

مظفر نگر میں بابو محمد تجمل حسین صاحب سوداگر کی بشو صاحبزادی آٹھ دس ماہ سے سخت علیل ہیں بہتیرے علاج معالجے کئے گئے مگر کسی سے مرض میں تخفیف نہیں ہوئی۔ دعا ہی مومن کا بڑا ہتھیار ہے حضرت اقدس کے حضور بھی التجا کی ہے احباب بھی دعا کریں۔

ڈیرہ غازیخان میں ولی محمد خان صاحب کی خوشدامن صاحبہ فوت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون خدا مغفرت فرمائے اور ان کی اولاد کو سخت صدمہ ہے۔

جالندھر سے ایک احمدی دوست پوچھتا کہ یہ مولوی محمد سعید صاحب حیدر آبادی کا ترجمہ۔ حضور نے فرمایا ترجمہ دیکھا تو نہیں مگر ایسا مخلص آدمی کا کیا ہوا ہے۔ بیشک اچھا ہوگا۔

ارکیمبہ شاہ کتاب سے ٹریننگ سکول میں میاں کالیکا اور محمد تقی علی ہمارے دو احمدی بھائی تعلیم پاتے ہیں ماہ رواں کی ۲۴ تاریخ کو ان کا سالانہ امتحان ہونیوالا ہے ان کی کامیابی کے واسطے دعا کی جائے۔

تونسہ میں بھی ایک عزیز زیر تعلیم ہیں۔ اکثر ہم مدرسہ طلباء ان کے ساتھ تعصب اور مخالفت کا برتاؤ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مخالفین حق کے شر سے بچائے۔ انہیں تبلیغ کرنے اور احمدیت کا نیک نمونہ بننے کی توفیق اللہ تعالیٰ توفیق دے احباب بھی دعا کریں۔

لدھیانہ سے بھائی محمد سردار خان وشریزی اکثر عرصہ سے بیمار ہیں احباب سے درخواست دعا صحت کرتے ہیں۔

نورمحل سے ایک عزیز حضرت اقدس ایدہ اللہ کے حضور لکھتے ہیں کہ دعا فرمائیں خدا تعالیٰ مجھے پکا با سید نماز بنا دے۔ آمین۔ مبارک ہیں وہ جو اپنی کمزوریوں کو محسوس اور انکے دور کرنے کی فکر کرتے ہیں برخلاف ان کے جنہیں افضال الٰہی کے لئے تڑپ ہو اور نہ جا۔

تمام جماعت احمدیہ غور سے پڑھے

رواج بمقابلہ شریعت

۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء کے الفضل میں حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ کا جو خطبہ جمعہ چھپا ہے اسکو غور کر پڑھنا چاہیئے کیونکہ بعض دوستوں کی تحریر دل سے ایسا اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ خطبہ جمعہ غور سے نہیں پڑھا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء میں جب گورنمنٹ نے مسلمانوں سے دریافت کیا کہ تمہارے "مقدمات وراثت کا انفصال رواج پر ہو یا شریعت پر۔ تو بعض نے لکھوا دیا رواج اور بعض نے شریعت۔ جن لوگوں نے رواج لکھوایا۔ انھوں نے سخت گناہ کیا۔ گورنمنٹ کو انکے متعلق یہ دقت پیش آئی۔ کہ ہر قوم کے رواج الگ الگ ہیں اسلئے مقدمات میں بہت طول ہونے لگا۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے اپنے کسی ذاتی فائدے کیلئے ایک خاص رواج کا پابند قرار دیتا۔ اسلئے اب یہ تجویز حکومت کیطرف سے درپیش ہے کہ گورنمنٹ کا ایک افسر کل قوموں کے رواج لکھے اور اس کتاب کو معتبر قرار دیا جائے اور جو رواجات اسمیں درج ہوں وہ بمنزلہ قانون کے ہو جائیں اور انکے سوا کچھ مسلم نہو۔ اب اس رواج کے متعلق ہماری جماعت کو یہ وقت درپیش ہے کہ وہ بالعموم شریعت کی تابع ہے مگر بعض یا اکثر ورثاء کے غیر احمدی ہونے کے باعث اس شریعت اسلامیہ پر بالخصوص اس صورت میں کہ مرنے والے نے کوئی وصیت نہ لکھی ہو۔ عمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حضرت خلیفۃ ثانی نے فرمایا ہے کہ ہماری جماعت کیلئے یہ موقعہ غنیمت ہے اسوقت وہ لکھوا دیں کہ۔ ہم خواہ کسی قوم یا ذات یا خاندان سے ہوں ہم احمدی ہیں اور شریعت کے تابع۔ اور ہمارا عملدرآمد شریعت اسلامیہ ہے۔ پس ہمارے مقدمات شرع کے مطابق فیصل ہوا کریں۔ اور جو مسئلہ اسلام میں مختلف فیہا ہو۔ اسمیں احمدی علماء کی رائے معتبر مانی جائے۔ پس اس مضمون کی تحریر پر دستخط کرواکے یہاں بھجوانے چاہئیں یہ مقصد ہرگز نہیں کہ گورنمنٹ مذہب میں کوئی دست اندازی کرنا چاہتی ہے۔ اور اسکی روک تھام ضروری ہے۔ بلکہ خدا کے فضل اور گورنمنٹ کی مہربانی سے یہ ایک ایسا موقعہ نکل آیا ہے کہ ہم اپنی دیرینہ آرزو کو پورا کر سکتے ہیں اور جو دقتیں شریعت پر عملدرآمد میں ہمیں پیش آتی ہیں ان کا دفعیہ ہو سکتا ہے +

طرح جماعت کا ایک ایک فرد کی تکلیف کا احساس کریں کسی جسم کا ایک حصہ مرجائے تو اسکو پتہ نہیں لگتا کیا ہوا تو بھی وہاں خبر نہیں ہوتی۔ لیکن زندہ اعضا رکھنے والا انسان سمجھتا کہ ایک حصہ پر کوئی تکلیف ہو تو تمام حصص جسم میں برقی رو کی طرح وہ تکلیف دوڑ جاتی ہے۔ پس میں جماعت میں بھی یہی روح دیکھنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی جگہ ایک کو تکلیف ہو تو اس سرے سے اس سرے تک تمام جماعت اس تکلیف اس دکھ کو محسوس کرے۔ گویا جماعت بمنزلہ ایک جسم کے ہو جس میں کوئی روح جو داخل ہو گیا ہو۔ روح سے جو تعلق جسم میں ہے۔ دیکھو جسم پر ایک جگہ پھوڑا ہو تو تمام بدن اس تکلیف کو محسوس کر کے تپ میں گرفتار ہو جاتا ہے یہ زندگی اور اتحاد کا نشان ہے پاؤں میں کھجلی ہو تو ہاتھ مدد کو دوڑتا ہے سر پر بار پڑنے لگے۔ اور مقابلہ نہ ہو سکے تو پاؤں لیکر دوڑ تے ہیں۔ یہ زندگی کی علامت ہے گردن۔ کان۔ آنکھ غرض تمام اعضا ایک دوسرے کی مدد کو پہنچتے ہیں پس جماعت کی زندگی کی علامت بھی یہی ہے کہ تمام افراد ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کریں اگر ہندوستان کے اس سرے پر تکلیف ہو تو چاہیئے کہ تمام اطراف عالم میں بجلی کی سی رو دوڑ جائے اور ایک احمدی کے دکھ کی ٹیس پانچ لاکھ سے زیادہ قلوب پر اثر کرے اگر ایک کو خوشی ہے تو تمام کے تمام خوشی سے بھر جائیں یہ بات ہو تو ہماری جماعت زندہ جماعت ہے نہیں تو جماعت زندہ نہیں اور اگر زندہ ہے تو بیمار ضرور ہے۔

زندگی تو نام ہے حرکت کا احساس کا جس جماعت میں حرکت نہیں احساس نہیں وہ کب حقیقی طور پر زندہ کہلا سکتی ہے میں ایک مجموعی حالت میں یکرنگی اور یکساں جوش ان کے کاموں میں نہیں دیکھتا۔ یہ تو ایسی حالت معلوم ہوتی ہے جیسے جان کندن کی حالت میں ہو۔ حلق میں پانی یا کوئی دوائی ڈالی گئی اور وہ اٹھ بیٹھا تھوڑی دیر بعد پھر اسی بستر پر گر پڑا کوئی تحریر نکل جائے کوئی لیکچر ہو جائے تو ایک جوش ایک حرکت ایک احساس ایک زندگی کی ہوتی ہے مگر چند روز بعد پھر دیسے کے دیسے بیکار ہیں اور بعض صاحب ہمیں یہی شکایت کرتے ہیں کہ خط لکھتے ہیں تو چندہ بھیجدیتے ہیں ورنہ بعض پھر خاموش۔ یہ حالت قابل اطمینان نہیں بلکہ خطرے کی حالت ہے۔ کیونکہ بیمار کی ایسی حالت بجائے صحت کے موت کی طرف لیجانے والی ہوتی ہے۔ پس تم میں سے جن کی روحانی زندگی موت کے قریب ہے وہ جلد جلد اپنی حالت بدلیں۔ کام کرنے والے اپنے اندر مستقل طاقت پیدا کریں۔ تاکہ انہیں کسی محرک کی ضرورت نہ رہے۔ تم کو ایسا بننا چاہیئے کہ دشمن بھی بول اٹھے کہ یہ جماعت ایک زندہ جماعت ہے اللہ تعالے نے ہماری جماعت میں زندگی کی روح پھونکی اس نے پانی تو اپنے فضل سے نازل کر دیا جس سے ہم زندہ ہوئے اب اس زندگی کو برقرار رکھنا بھی اسی کے فضل پر موقوف ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو جیسے گزر رہے ہیں۔ الٰہی ان میں اتنی طاقت پیدا ہو کہ وہ اس پانی کو جذب کر کے سرسبز و شاداب ہوں میں خدا کے حضور میں عرض کرتا ہوں تم بھی کرو کہ وہ آپ ہمیں زندہ کر کے ہم سے وہ کام لے جو اس نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اور اس کام کو جو اسی کا کام ہے پورا کرنے اور نباہنے کی توفیق عطا فرما دے۔ (آمین)۔ (لوشتہ اکمل)۔

فہرست نومبائعین

لغایت ۹ نومبر ۱۹۱۵ء

غلام محی الدین	شاہپور
غلام حسین	"
محمد رفیق	جہلم
عزیز الدین	گورداسپور
چوہدری نتھے خان	"
امام علی	راولپنڈی
محمد بشیر احمد	پٹیالہ
والدہ منشی قمر الدین صاحب	[illegible]
دین محمد	امرتسر
اہلیہ صاحبہ محمد عبدالکریم	حیدرآباد دکن
نعمت علی خان	بماسہ
غلام نبی	ماریشس جزیرہ
دوست محمد خان	"
احمد یعقوب	"
محمد عثمان	"
باقر علی خان	"
احمد بہادر خان	"
حسین شریف	"
عبدالرحیم	ماریشس جزیرہ
داؤد خان	"
محمد حسین	"
عبداللہ	کشمیری
چوہدری عبدالکریم خان	پٹیالہ
محمد امین شاہ	لدھیانہ
فضل الٰہی	گجرات
دین محمد	گورداسپور
حق بخش	ڈیرہ غازیخان
چوہدری یوسف شاہ	لدھیانہ
عبداللہ	"
احمد دین	"
فضل محمد	"
جان محمد	"
مسمات زینب	"
مسمات فاطمہ	"

میزان ۳۴

(القیہ اخبار احمدیہ)

پشاور میں غیر احمدیوں کی سینہ زوری

حال کے پشاور کی اصلیت جو ابتک معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہے یہ ہے کہ محلہ گل بہار شاہ میں ...... جو مسجد ہے اس کا ملا پچھلے اتوار کے روز اپنے جوش جہالت میں حضرت مسیح موعود اور بزرگان جماعت احمدیہ کو مغلظات سنا رہا تھا اور باواز بلند دشنام دہی کر رہا تھا۔ اس نے احمدیوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روکا اور پانی پینے پر آمادہ فساد ہو گیا اور پھر دن کی مدد سے پچاس ساٹھ آدمی اپنے ساتھ جمع لا یا جو احمدیوں پر حملہ آور ہوئے اور خدا کی شان اپنے ہی ساتھیوں کی لاٹھیوں سے وہ ملا سخت مضروب ہوا اور ایک احمدی بھی سخت زخمی ہوا۔ وہ بھی ہسپتال میں ہے۔ اور خود ہی تو احمدیوں پر ظلم کیا جبر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ احمدیوں نے ہمارے ملا کو مارا ہے۔ مزید حالات دریافت ہونے پر شائع کئے جائیں گے +

البو شہر سے اخویم مکرم منشی کرم الٰہی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں بفضلہ تعالٰی الوسیع تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ لوگوں پر بہت عمدہ اثر ہوا ہے چند ایک تو انشاء اللہ عنقریب آکر بیعت سے مشرف ہونگے۔ اور بعض میرے ساتھ جلسہ سالانہ پر آنے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالے قبول حق کے لئے انکے سینے کھول دے بعض ذی وجاہت اصحاب نے اجراء اخبار الفضل کا منشاء بھی ظاہر فرمایا ہے + ڈیرہ غازی خان کے چوہدری

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

فرمودہ سیدنا امیر المومنین خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(مورخہ ۵ نومبر)

اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْہَا کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (الانعام ع ۱۵)

ایک لطیفہ ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ دنیا میں اندھے زیادہ ہیں یا سوجاکھے؟ وزیر نے کہا اندھے زیادہ ہیں۔ بادشاہ نے کہا ہم تو سوجاکھے زیادہ دیکھتے ہیں۔ ... . اچھا فہرست بناؤ۔ وزیر ایک جگہ شارع عام پر بیٹھ گیا اور کچھ ایسا کام کرنے لگا جو اس کی شان کے شایان نہ تھا۔ اب جو گذرتا اس سے پوچھتا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ اس کا نام اندھوں میں لکھ لیتا۔ کیونکہ جو کچھ وہ کر رہا تھا۔ وہ تو نظر آ رہا تھا۔ عوام تو خیر خود بادشاہ نے بھی یہی سوال کیا اس لئے وزیر نے فہرست میں بادشاہ کا نام سب سے اوپر لکھ لیا۔ یہ قصہ سچ ہے یا سبق دینے کے لئے لطیفہ ہے۔ بہرحال سبق خیز ہے۔ اس آیت میں ایمان سے خالی کا نام مردہ رکھا ہے اور اس رنگ میں دیکھیں تو اکثر ایمان رکھنے کے مدعی مردہ ہی نظر آتے ہیں۔..... .. ..

کیونکہ درحقیقت زندگی وہی ہے جس میں فہم و فراست ہو۔ زندگی کے جو منافع ہیں جب تک وہ حاصل نہ ہوں زندگی کیسی اور کیونکر کہلا سکتی ہے اگر ایک سوجاکھا۔ آنکھیں رکھتے ہوئے آنکھوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو وہ گو دنیا کو سوجاکھا ہی نظر آتا ہو مگر ہے وہ اندھا۔ بلکہ اس اندھے سے جو فی الواقعہ بینا نہیں۔ اس کی حالت زیادہ قابل رحم ہے کیونکہ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے آنکھوں کے فوائد سے محروم ہے اور یہ بیچارہ تو سرے سے آنکھیں رکھتا ہی نہیں اس لئے اگر یہ فوائد سے محروم ہے تو تعجب یا حیرت کی بات نہیں۔ ایک انسان جسے یقین ہو کہ میں حق پر نہیں۔ اس سے وہ زیادہ قابل رحم ہے جو ناحق پر ہے اور سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں۔ ایسا بیمار جسے یقین ہو کہ میں بیمار ہوں اس کا علاج آسان ہے لیکن جو یہ بھی تسلیم نہ کرتا ہو کہ میں بیمار ہوں بلکہ باوجود بیماری کے اپنے آپ کو تندرست سمجھتا ہو اس کا علاج زیادہ مشکل ہے۔ اسی طرح جو لوگ جانتے ہیں کہ ہماری روحانیت مر چکی ہے۔ پھر جان کر مردہ کی حالت میں رہتے ہیں ان سے ان لوگوں کی حالت زیادہ خطرناک ہے جو سمجھتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں حالانکہ وہ مردہ ہیں۔

اس آیت میں مومن اور کافر کو زندہ اور مردہ قرار دیا ہے۔ پھر دوسرا فرق مومن اور کافر میں یہ بتایا ہے کہ مومن نور میں ہے اور کافر اندھیرے میں (اومن کان میتا فاحیینہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ) مردہ اور زندہ اور نور اور اندھیرے والے شخص میں جو نسبت ہے وہی نسبت ہے کافر اور مسلم میں مردہ انسان ہر ایک دنیاوی ضرر سے محفوظ ہے زندہ تکلیف اٹھاتا ہے اگر اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو اسے دکھ پہنچتا ہے۔ مردہ اس قسم کی تکالیف سے بچا ہوا ہے۔ لیکن زندہ اپنے دوستوں کی مدد کر سکتا ہے۔ مردہ اپنے پیاروں کی مدد نہیں کر سکتا اسی طرح نور میں بیٹھنے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ مجھے یہ ضرر پہنچنے لگا ہے تاریکی میں بیٹھا ہوا یہ نہیں سمجھ سکتا۔ انسان کے دو تعلق ہیں ایک اپنی ذات سے اور ایک دوسروں سے۔ اومن کان میتا میں بتایا ہے کہ مومن کے دونوں تعلقات درست ہوتے ہیں۔ وہ ایک زندہ کی طرح اپنی ذات کو بھی ضرروں سے بچاتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی نفع پہنچاتا ہے اور کافر مردہ کی طرح نہ خود ضرر سے بچ سکتا ہے نہ اپنے عزیزوں کو نفع پہنچا سکتا ہے

اب ہر ایک شخص جو ایمان کا دعویدار ہے۔ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ آیا۔ یہ دونو باتیں اس میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہیں تو وہ ایک زندہ اور نور میں بیٹھنے والے کی طرح ہے ورنہ مردہ اور تاریکی میں گھرے ہوئے کی مانند ہے۔ اگر اس کے احساسات تیز ہیں۔ کہ اپنے اور دنیا کے لئے نفع رساں ہوا اور اچھی اور بری بات کو سمجھ سکے حق باطل نیکی بدی میں تمیز کر سکے اور اسے یہ باتیں ایسی نظر آ جاتی ہوں جیسے روشنی میں مختلف رنگوں خصوصاً سفید و سیاہ کو دیکھ کر تمیز ہو سکتی ہے تو بے شک وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ اور اگر وہ ایک مردہ یا اندھیرے میں بیٹھنے والے کی طرح ایسی حالت میں ہے کہ نہ وہ اپنی ذات کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ لوگوں کو تو اسکو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے کہ جس بات کا وہ دعویٰ کرتا ہے وہ اس میں نہیں۔ وہ سوچے کہ لوگ تو مجھے زندہ اور نور میں سمجھتے ہیں مگر میں مردہ اور اندھیرے میں ہوں بصارت اور بصیرت کی غرض تو نفع و نقصان میں فرق ہے۔ اور انسان کو جو یہ حیوۃ ملی ہے تو اس کی غرض یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے فائدہ حاصل کرے پھر دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ اگر امتیاز کی طاقت اور نفع رسانی کی خواہش نہیں تو وہ انسان نہیں بلکہ حیوان محض ہے۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو جو مومن اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مامور کے ماننے والے ہیں اس پر بہت زیادہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا وہ فی الواقعہ زندہ ہیں اور نور میں ہیں یا صرف زبانی دعویٰ ہی دعویٰ ہیں۔ کیا جیسے وہ خدا کے کلام سے زندہ ہوئے فی الواقعہ تاریکی سے نکل آئے ہیں یا ابھی انکی روحوں میں ظلمات کے اثرات باقی ہیں۔ اور بعض اعضا میں ابھی ویسی ہی مردنی ہے جیسی پہلے تھی فرداً فرداً تو میں نہیں کہتا۔ مگر جماعت کی حیثیت سے میں دیکھتا ہوں کہ ان میں بہت کوتاہی ہے۔ ایک زندہ میں جو صفات ہونے چاہئیں وہ پورے طور پر ہماری جماعت میں ابھی نظر نہیں آتے ان میں ابھی وہ روح پیدا نہیں ہوئی کہ ایک سرے سے دوسرے تک فرد واحد کا حکم رکھیں انکے لئے ضروری ہے کہ جس طرح زندہ اپنے ایک عضو کی تکلیف محسوس کرتا ہے اسی

کس رنگ میں آیا کرتے ہیں۔ اور میں نے سیدنا احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کے نام اور کام کو پیش کیا سیٹھ صاحب نے ساری باتوں کو بہت غور و توجہ سے سنا میرا پتہ لیا اور اپنا پتہ لکھا دیا۔ ملا حسن محمد لطفی درس بھائی جیسی شاپ۔ اتواری بازار۔ ناگ پور۔ سی: پی۔ اخویم غلام نبی صاحب اور نیز سیٹھ صاحب کی خواہش تھی کہ چند روز کلکتہ میں ٹھہروں چونکہ مجھے ۴ نومبر کو بریسال اخویم ابوالہاشم خاں صاحب سے ملنا بہت ضروری تھا اس لیئے اسی وقت مجھکو وہاں سے روانہ ہونا پڑا۔ بفضلہ تعالیٰ ۴ نومبر کو بریسال پہونچا اگر میں آج نہ پہونچتا تو سخت دقت اٹھانی پڑتی۔

خاکسار فضیل احمد۔

تبلیغ احمدیت مارشس میں

ذیل کا خط ایک ایسے دوست کی طرف سے ہے۔ جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ سلسلۂ حقہ کے مخالف تھے اور ہمارے احمدی برادران مارشس ان کی معاندانہ کارروائیوں سے نالاں تھے۔ انجمن ترقی اسلام کی طرف سے انکو تبلیغی رسالے وغیرہ بھیجے گئے۔ جنہیں پڑھکر اللہ تعالیٰ نے انہیں شرح صدر اور قبول حق کی توفیق عطا فرمائی فالحمد للہ علی ذالک خدا کی شان وہی مہمل شراتی جو احمدیت کی بیخکنی کے درپے تھے اب بفضلہ ایسے مخلص احمدی بنگئے ہیں کہ انہیں سلسلہ کی ترقی کا تہ دل سے خیال ہے واللہم زد فزد۔ جیساکہ ان کی چٹھی سے ظاہر ہوگا۔ جو بلاکم وکاست بجنسہ درج کیجاتی ہے تاکہ ناظرین کو مارشس کی اردو کا بھی لطف حاصل ہو سکے۔ جس کا ایک نمونہ پہلے بھی پیش کیا جا چکا ہے۔

بعد از تسلیمات و تعظیمات واضح رائے علیہ کہ آپکا مرسولہ کتاب تحفۃ الملوک معہ نیاز نامہ بوقت سعید شرف صدور ہوا نہایت درجہ کی خوشی و خورسندی حاصل ہوئی۔ گویا کہ سوختہ باغیچہ پر آب رحمت برسا اور سیاہ جات تیرہ وار بینہ کا ضیائی نصیب ہوئی اور فقط ایک تحفۃ الملوک سے قریب ۳۰ اشخاص پر مذہب حق مرزا غلام احمد قادیانی رحمت اللہ کا حقہ ثابت و مستقیم ہو چکے ہیں اور نیز دفتر محسوب ہو چکے اور آپ یقین فرمائیگا کہ یہ قائم الایمان ہو گئے ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ رسالہ پس کتابیں نہیں ہیں ورنہ کمال درجہ کی ترقی شائع ہو جاتی اب کمترین النفس خدمت اقدس سے کہ بدین خط ہذا کتابیں مذکورہ ارسال فرماویں تاکہ شب و روز دعوت حق میں مصروف رہے اور ثواب دارین جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب رحمۃ اللہ کو پہونچے کتابوں کے نام خدمت سراپا برکت میں ارسال کرتا ہوں ملاحظہ فرماویں:

براہین احمدیہ کامل۔ حقیقۃ الوحی۔ النبوۃ فی خیرالامۃ۔ دافع البلاء۔ توضیح مرام۔ معیار الاخیار۔ اربعین۔ ازالہ اوہام کامل۔ کشتی نوح۔ ضرورۃ الامام۔ انجام آتھم۔ یہ کتابیں ضرور بضرور فی الفور روانہ فرماویں اور پارسل اس پتہ پر ارسال ہو۔ ٹاپو مورسیس موضع روزہل اسٹیشن ایضاً مولوی حیات اللہ صاحب مدرس مدرسہ منو۔ الاسلام روزہل لاکر سوانحش سانچے ملے

راقم الحروف خادم مسیح موعود و امام مہدی موعود مرزا غلام احمد قادیانی۔ فہرست کتب نیز روانہ فرماویں

مورخہ ۹ ماہ ذالحجہ ۱۳۳۳ھ

تبلیغ انگلستان میں

اخویم مکرم قاضی محمد عبد اللہ صاحب احمدی مشنری

اسلام اپنی تازہ چٹھی میں خبر دیتے ہیں کہ اس ہفتہ میں چار ضروری ملاقاتیں نئے مسلم احباب سے ہوئیں۔ تبلیغی خط و کتابت کے علاوہ چوہدری فتح محمد صاحب کا ایک لیکچر بھی ۱۱ اکتوبر کو انٹرنیشنل سوسائٹی آف فیلالوجی (بین الاقوامی مجلس محققین علم اللسان) کے ہال میں ”ارلی مسلم مشنریز“ کے مضمون پر ہوا۔ (جیساکہ پہلے لکھا جا چکا ہے) اس لیکچر میں مکرمی چوہدری صاحب نے ماشاء اللہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی بیان کئے اور بتایا کہ آنحضرت نے کس طرح پہلے اپنے گھر میں پھر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ کی بستیوں میں اور پھر غیر ممالک کے تاجداروں تک کو خدا تعالیٰ کا پیغام بھیجا اور دعوت اسلام دی اس کام میں حضور پر نور کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں کیسی کیسی مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ اور کن کن وجوہات سے لوگوں نے ایک ایسے شخص کی بات کو قبول کیا جو اس وقت میں بالکل بیکس بے سروسامان تھا۔ اس ضمن میں یہ بھی بتلایا کہ اسلامی جنگیں صرف دفاعی تھیں تلوار کے زور سے دین کو پھیلانے یا لوٹ گھسوٹ مچانے کی غرض سے ...... کوئی غزوات نہیں کیے گئے جب چوہدری صاحب لیکچر دے چکے تو دو اور شخصوں نے تقریریں کیں اور ہمارے مکرم مقرر کا شکریہ ادا کیا۔ ان میں سے ایک نے یہ بھی ذکر کیا کہ اسلامی مشنری بھیجنے کا ہیڈ کوارٹر اس وقت صرف قادیان ہے اس سے ہم یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ افریقہ میں بھی کوئی مشنری بھیجے وہاں اسلامی ترقی کے لئے نسبتہ زیادہ سہولتیں ہیں۔ اس جلسہ کے پریزیڈنٹ مسٹر یوسف علی خان آئی سی ایس پنشنر تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ میں قادیان میں ان کے سلسلہ کے سردار سے ملا ہوں۔ سلسلہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور بعد میں چوہدری صاحب سے کہا کہ میرا اسلام قادیان پہنچا دیں (وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) اس ہفتہ میں مسٹر کوہف اور ان کی بیوی کے دستخط شدہ بیعت فارم بھیجدیئے گئے ہیں مسٹر موصوف بڑے جوشیلے آدمی ہیں۔ پرسوں ایک روزانہ اخبار کے چیف ایڈیٹر مقرر ہو کے اسکندریہ گئے ہیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ انگلستان ہی میں رہینگی۔ والسلام۔

شرائط بیعت اور فارم بیعت

مع مختصر توضیح عقائد احمدیہ

عربی۔ انگریزی اور اردو میں چھپکر دفتر ترقی اسلام میں تیار ہیں جن احباب کو ضرورت ہو ٹکٹ ڈاک بھیج کر دفتر ترقی اسلام سے طلب فرماویں۔

شیر علی سیکرٹری ترقی اسلام قادیان

دعوت الی الخیر

ایک آریہ ڈاکٹر سے احمدی مبلغ کی گفتگو

میں جا رہا تھا جو سٹیشن میں کلکتہ کو جانیوالی گاڑی پر سوار ہوا۔ انٹر کلاس تعلیم یافتہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا

گاڑی جب ٹنل رہ پہاڑی سرنگ سے نکل گئی تو ایک ہندو وکیل صاحب نے ایک فیشنیبل شخص سے پوچھا۔ یہ بیج کیسا آپکے سینہ پر لگا ہوا ہے؟ جواب ملا کہ یہ سماج کا بیج ہے وکیل صاحب نے پوچھا۔ سماج کا؟ جواب ملا کہ گنیش گنج لکھنؤ سماج کا۔ وکیل صاحب نے کہا کہ گنیش گنج تو جگہ کا نام ہے۔ میں یہ معلوم کرنے کی خواہش رکھتا ہوں کہ کیا یہ کوئی مذہبی بیج ہے؟ آخر شخص مذکور نے وکیل صاحب کو بتایا کہ یہ آریہ سماج کا بیج ہے۔ وکیل صاحب نے ہاتھ میں لیکر دیکھا تو اوم لکھا ہوا تھا پھر اسکو واپس کر کے خاموش ہو گئے۔ گاڑی میں ہر شخص ایک دوسرے سے باتیں کر رہا تھا۔ میں تنہا خاموش تھا مجھکو خوشی ہوئی ایک آریہ بھائی سے اس سفر میں ملاقات ہو گئی اور میں نے انکے ساتھ گفتگو شروع کر دی دریافت پر معلوم ہوا کہ آپ کا نام شمبو نرائن پی۔ ایچ۔ ایل ایم ہے۔ آپ لکھنؤ میں پریکٹس کرتے ہیں اور اپنے کسی رشتہ دار سے ملاقات کے لئے بھاگلپور جا رہے ہیں ہم دونوں میں مذہبی گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وکیل صاحب نے جب ہم دونوں کو گفتگو میں سرگرم دیکھا تو سارے کمپارٹمنٹ کے لوگوں کو پکار کر کہدیا کہ دیکھئے صاحبان ایک قادیانی صاحب اور ایک دیانندی صاحب کا مباحثہ ہو رہا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ سب لوگوں کی نگاہیں ہم لوگوں کی طرف اٹھیں اور لوگ ہمہ تن گوش ہو کر ہم دونوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ میری دلی تمنا تھی کہ لوگ ہماری باتوں کو سنیں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ میں جماعت احمدیہ کا ایک فرد ہوں۔ خدا کی شان یہ تمنا ایک ہندو وکیل نے پوری کر دی۔

آریہ ڈاکٹر صاحب نے جب لوگوں کو ہمہ تن متوجہ دیکھا تو کہا کہ

طور پر مجھ سے کہا کہ کیا آپکے قرآن میں لائی جھوٹ نہیں ہیں۔ ہرگز نہیں۔ قرآن کا تو دعویٰ ہے کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ باطل اس میں کسی طرف سے بھی راہ نہیں پا سکتا۔ ان ہذا القرآن یہدی للتی ہی اقوم۔ بیشک یہ قرآن سیدھی محکم مضبوط بات بتاتا ہے اور جھوٹ اور جھوٹوں پر لعنت بھیجتا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔ قرآن کہتا ہے کہ میں حکمۃ بالغۃ یعنی گنجینہ گیان ہوں۔ موعظۃ یعنی سچا اپدیش ہوں۔ ذکر مبارک یعنی بہترا اپدیش ہوں الذکر الحکیم یعنی گیان سے بھرا اپدیش ہوں۔ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو اتنے بڑے دعویٰ اور دلائل کے ساتھ اپنے سچ پر قائم ہونیکا اعلان کرتی ہو

ڈاکٹر صاحب آپ لوگ خدا کو مجسم مانتے ہیں؟

میں۔ قرآن تو خدا کی نسبت فرماتا ہے لیس کمثلہ شیء وہ بے مثال ہے لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار۔ اسکو کوئی نہیں دیکھ سکتا وہ سبھوں کو دیکھتا ہے

ڈاکٹر صاحب۔ آپکے قرآن میں تو لکھا ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے ہاتھ پاؤں ہیں۔ اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا وغیرہ کے لئے ہاتھ پاؤں ہونا ضروری ہے۔

میں۔ استویٰ کے معنے اگر بیٹھنے کے لئے جائیں تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا ہم لوگوں کی طرح ہاتھ پاؤں رکھتا ہے۔ ہر ایک کا بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا اس کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے۔ دیکھئے یہ ریل چل رہی ہے۔ اس کا چلنا ہماری اور آپ کی طرح نہیں۔ گھڑی چلتی ہے۔ بادل چلتا ہے۔ ہوا چلتی ہے کیا یہ سب ہم لوگوں کی طرح پاؤں سے چلتے ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر ایک کا چلنا اس کی حیثیت کے اعتبار سے جداگانہ ہے۔ اسی طرح بیٹھنا بھی۔ دیوار کا بیٹھنا ایک حیثیت سے ہے آنکھ کا بیٹھ جانا اور حیثیت سے۔ ساہوکار یا مہاجن کا بیٹھ جانا اور حیثیت رکھتا ہے بادشاہ کا تخت پر بیٹھنا اور شان رکھتا ہے۔ آفتاب کے غروب ہونے کو انگریزی میں [illegible]

(آفتاب بیٹھ گیا) کہتے ہیں جب یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ہر ایک کا بیٹھنا اس کی حیثیت اور شان کے اعتبار سے الگ الگ ہے پس خدا چونکہ یکتا اور بے مثل ہے تو اس کا عرش پر بیٹھنا بھی لیس کمثلہ کے مطابق بے مثال ہے۔

اسٹیشن قریب ہونیکی وجہ سے گاڑی نے اپنی آواز دی گو ہم اس لئے سبھوں نے ہماری تقریر سنی۔ اور چیزیں کی آواز نے گاڑی کو رنج اٹھی احمد قادیانی کی جھوٹی خدا کا درود اس پر اور اس کے اطارع اور ان کی اولاد پر ہو ٹرین بھاگلپور پہنچی ایک ایک کر کے لوگ اترے آریہ ڈاکٹر صاحب بھی مجھ سے رخصت ہوئے اور اصرار کے ساتھ مجھسے وعدہ لیا کہ جب کبھی میں لکھنؤ آؤں تو ان سے ضرور ملوں۔

ایک شیعہ صاحب سے ملاقات

۳۔ نومبر کو میں کلکتہ پہونچا۔ خواجہ غلام نبی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ کی دوکان پر ایک سیٹھ صاحب سے ملاقات ہو گئی میں نے چاہا کہ ان کے ساتھ مذہبی گفتگو شروع کر دوں لیکن خواجہ غلام نبی صاحب نے سبقت کی اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے ان کی زبان تبلیغ حق میں کبھی نہیں رکتی خواہ کوئی برا منائے یا بھلا کہے۔ ان کی دوکان پر کیوں آکر سیٹھ صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کا ایک پیر تھا جس پر انکو اور ان کے گھر کے سارے لوگوں کو بہت بڑا اعتقاد تھا پیر صاحب کو مہدی ہونے اور صاحب باطن ہونے کا دعویٰ تھا۔ پیر صاحب نے کہا کہ میں مہدی کو جانتا ہوں سب نشان پورا ہو گیا ہے۔ تم اپنی ساری جائداد میرے نام لکھدو تو میں مہدی کا پتہ بتا دوں سیٹھ صاحب کا بیان ہے کہ ایسی اعلیٰ چیز کے پانے کے لئے میں نے اپنی جائداد اور دوکان کی پرواہ نہ کی اور سب کچھ پیر صاحب کو دیدیا اور رجسٹری کرا دی لیکن افسوس کہ میں نے سخت دھوکہ کھایا بعد کو مجھکو معلوم ہوا کہ پیر صاحب میں طرح طرح کی اخلاقی برائیاں موجود ہیں۔ پیر صاحب کی قابل نفرت حالت دیکھکر میں دنگ ہو گیا اور ناگپور میں دوسری دوکان کھولی۔

پھر میں نے سیٹھ صاحب کو بتایا کہ خدا کی طرف سے آنے والوں کی شناخت کا معیار کیا ہے؟ اور وہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۱۵ء

ادب و اطاعت

نہ غلامی ہے نہ منافیٔ توحید

خدائے تعالیٰ جب اپنی لاکھوں کھا مخلوق میں سے ایک شخص کو چنتا ہے تو اس الٰہی انتخاب کا مدعا یہی ہوتا ہے کہ لوگ خود رائی اور بیجا آزادی کے مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ادھر ادھر بھٹکتے نہ پھریں بلکہ ایک مرکز سے وابستہ اور ایک سلک میں منسلک رہیں۔ تب ہی وہ احکام ربانی کی تعمیل بھی یکرنگی و ہم آہنگی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ بن بسرے اور شتر بے مہار بن کر چاہیں کہ من حیث القوم اپنی عقبےٰ یا دنیا سنوار سکیں تو یہ ناممکن ہے کیونکہ ایک پورب کو جائیگا تو ایک پچھم کی جانب قدم اٹھائیگا ایک اُتر کا رخ کریگا تو دوسرا سیدھا دکھن کو ہولے گا۔ پھر جب کہ انہیں فروعی اختلاف اور آزادی رائے کا مادہ تو قدرتاً موجود ہے اسکے ساتھ ہی اگر وہ اصولاً بھی کسی امام مفترض الطاعت کے تابع نہ ہوئے تو انہیں وحدت عملی کسی عنوان صورت پذیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اور یہ نہیں تو تمام مصالح ملی برباد ہو جائینگی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ جس بے قیدی کی عارضی چمک دمک پر شیفتہ ہو کر شیوۂ اطاعت سے منہ موڑا تھا وہ بھی جلدی ہی طرح طرح کی قیود و آفات کے رنگ میں آپ اپنی حقیقت کھولکر انسان کے آگے رکھدیگی اور وہ اچھی طرح جان لے گا کہ جس ایک غلامی سے جان چھپا کر بھاگتا تھا۔ وہ در اصل صدہا قسم کی غلامیوں سے رستگاری کا موجب تھی ✣

فرض کیجئے ایک شخص ہے بڑا فہیم۔ بڑا ذہین۔ بڑا طباع۔ اور بہت ہی ہوشیار۔ مگر اپنے اپنی جوہروں کے زعم میں کسی کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر لینا نہیں چاہتا۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ خام کار اس کشمکش حیات کے ہولناک بحر ذخار میں اپنی کشتی عمر کو ساحل مسلامتی تک سلجھا سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ دنیا ہزارہا قسم کی آفات الجھنوں اور ابتلاؤں کی جگہ ہے جن کے اسباب و نتائج کا محدود عقل انسانی کبھی احاطہ کر نہیں سکتی۔ مگر وہ تو خود بینی و خود رائی کے نشہ میں مخمور ہے پھر کسی دوسرے کی کیوں سننے لگا؟ ظاہر ہے کہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھائے گا اور جہل و گمراہی کے تاریک غاروں میں منہ کے بل گر گر پڑے گا ✣

انسان کو اپنی زندگی میں اگر وہ کسی آئین شائستگی و شرافت کا پابند ہے تو ہوش سنبھالنے سے تا دم مرگ ایک نہیں دس بیس نہیں بلکہ صدہا موقعے ایسے پیش آتے ہیں کہ امور مذہبی یا معاشرتی یا مصالح ملکی میں وہ اپنے آپ کو ایک قابل اعتماد روشنی و رہنمائی کا محتاج پاتا ہے۔ مگر جب اور کسی کی سننا اور ماننا اس کا اصول زندگی ہی نہ ہو تو دوسروں کے مشوروں سے خواہ وہ کیسی ہی ہمدردی و دلسوزی سے دئے جائیں۔ وہ کب فائدہ اُٹھائے گا؟ ✣

خدائے تعالےٰ کے برگزیدوں اور ان کے تقویٰ شعار جانشینوں میں چونکہ مادۂ رشد و سعادت اس قدر غالب ہوتا ہے کہ دیگر خلائق پر وہ اس خصوص میں بالیقین فائق ہوتے ہیں اس واسطے ظاہر ہے کہ اول تو تمام متعلقات حیات میں اور خاصکر امور معاد میں انکی فہم و فراست زیادہ قرین صواب ہوگی اور دوسروں کے لئے باعث برکات و لائق استفادہ۔ پس جو لوگ ان کا اتباع کرینگے بے شبہ بہت سے خطرات سے بچینگے اور ان کے دینی بلکہ ایک حد تک دنیوی کام بھی بفضل و توفیق ربی بے قید و نافرمان لوگوں کے اعمال سے کہیں بڑھ کر مصالح الٰہی کے قریب تر اور مثمر بہ ثمرات ثابت ہونگے۔ اور یہ صلہ ہوگا ان کے رب کی طرف سے اس بات کا کہ انھوں نے دین و ملت کے بنیادی امور میں اپنی مرضی و آزادی کو قربان کیا اور خاصان خدا کی پیروی کو اپنے نفس پر لازم ✣

نادان ہیں جو شیوہ اطاعت کو غلامی قرار دیتے اور توحید کے خلاف بتلاتے ہیں۔ انھوں نے سمجھا نہیں کہ توحید کہتے کسے ہیں؟ وہ خود روزانہ زندگی کے صدہا معاملات میں معمولی دنیا داروں کی آراء اور مرضیات کا اتباع کرتے انکی معلومات کو اپنے واسطے دلیل راہ بناتے اور بعض اوقات حیوانات لایعقل تک کے آگے ہتھیار ڈالکر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اپنے نفس دنی کے سفلی جذبات اور ناسمجھ بچوں تک کی خواہشات پر اپنی تمام تر عقل و فہم دانشوری و دور اندیشی کو قربان کر دینا پڑتا ہے۔ اور تو اور جن عورتوں کو وہ خود عام طور پر ناقص الدین سمجھتے ہیں۔ انکی رضا جوئی یا تعمیل فرمائش کی خاطر دین ہی کی بعض اہم مصالح بے محابا نظر انداز کر دیجاتی ہیں۔ غرض بے شمار باتوں میں سرکش سے سرکش انسان بھی اپنی مرضی کو بالائے طاق رکھ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور باوجود یہ جاننے کے کہ میرا طرز عمل کسی خاص اصول یا وجہ معقول پر مبنی نہیں اسے اپنے امور معاد میں خلل انداز یا منافیٔ توحید نہیں سمجھتا مگر جب شیرازۂ ملت کا سوال درمیان میں آئے اور اپنی معاملات میں اصولی یکرنگی یا خاصان خدا کے ادب و احترام کا مسئلہ زیر بحث ہو تو بیجا آزادی اور خلاف اصول بے قیدی کی تباہ کار خواہش پاس توحید کا بت بن کر اس کو سر تسلیم خم کرنے سے مانع ہوتی ہے۔ حالانکہ توحید باری تعالیٰ کے منافی وہی عقائد و اعمال ہو سکتے ہیں جن میں انسان ماسوی اللہ کو شریک فی الصفات۔ شریک فی الذات یا شریک فی العبادات ٹھہرائے اور اگر یوں بات بات میں توحید کے بہانے حفظ مراتب کو بھی بالائے طاق رکھ کر شعار اطاعت کو شرک اور ابرار و اولیاء اللہ تک کی تقلید کو غلامی سمجھنے لگے تو دینی امور تو ایک طرف معاملات تمدن و معاشرت میں بھی اسے ایک قدم اٹھانا دشوار ہوگا ✣

بارہا گفتہ ام و بار دگر میگویم

بعض احباب کے مضامین ابھی تک انہی فرسودہ بحثوں پر چلے آتے ہیں جنہیں اب قریباً غیر ضروری و بے محل سمجھ کر عمداً ترک کر دیا گیا ہے۔ کیا ہمارے اہل قلم ان مفید مسائل پر قلم نہ اُٹھائینگے جنکی اسوقت زیادہ ضرورت ہے مثلاً اصلاحی تحریکیں۔ تبلیغی حالات اور علمی و اخلاقی مضامین وغیرہ۔ احباب

حقوق و فرائض نسواں سے کیوں غافل رہیں؟

آج کے ہیڈ لرسالہ میں ایک مضمون اس عنوان سے درج کیا گیا ہے کہ ہماری "عورتیں کیا کر سکتی ہیں؟" درحقیقت یہ مسئلہ احمدی جماعت کے لئے نہایت اہم اور محتاج توجہ ہے۔ یہ وقت خواب غفلت میں پڑے اینڈنے اور خراٹے لینے کا نہیں۔ ہماری نظر بڑی مآل اندیشی و احتیاط کے ساتھ اُن تمام ممکن وسائل پر ہونی چاہیئے جو کسی حد تک بھی ہماری اصلاح حال اور دین کی خدمت و اشاعت میں مفید و کارگر ہو سکیں۔ اس میں کسی سچے مسلمان کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ اسلام نے رجال و نساء کے باہمی حقوق و فرائض اس درجہ حکیمانہ اور معقول و معتدل قائم کئے ہیں کہ دیگر مذاہب میں اُن کی نظیر تلاش کرنا عبث ہے۔ پھر قرآن کریم نے اخلاقی و روحانی ترقیات اور اعمال صالحہ سے نساء المسلمین کو کہیں بھی محروم و مستثنیٰ نہیں کیا۔ پس حیف ہوگا اگر حقیقی اسلام کے دعویدار ہو کر ہم بھی غیر مسلم اقوام یا برائے نام مسلمانوں کی طرح اُن حقوق و فرائض سے غافل رہیں۔ اگر خدا کے فضل سے ہم اپنی خواتین کے لئے عمدہ تعلیم و تربیت کا خاطرخواہ انتظام کر سکیں تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ نہ صرف ہمارے امور معاشرت کے لئے ایک اہم ترین سامان عافیت و سبب فلاح پیدا ہو گیا بلکہ دین کی تبلیغ و خدمت کے واسطے بھی ہم سے زیادہ تعداد میں ہم کو ایسے مددگار مل گئے جو بہت کچھ ہمارا ہاتھ بٹا سکتے ہیں اور بالکل مفت۔ ہماری مستورات کے واسطے یہ ضروری نہیں ہے کہ بعض دیگر اقوام کی خواتین کے نقش قدم پر چل کے رواجی "اعلیٰ تعلیم" پائیں۔ پھر مردانہ جلسوں میں شریک ہوں اور لیکچر و سپیچیں دینے لگیں۔ بلکہ ضرورت صرف اتنی ہے کہ ہماری شریف بیبیوں میں اپنی اصلاح و ترقی کا خیال۔ علم دین کا مذاق اور اغراض سلسلہ کے ساتھ سچی ہمدردی و دلچسپی پیدا ہو۔ وہ اپنے گھروں میں بال بچوں کے واسطے۔ محلہ میں ہمسائیوں کے لئے اور گاؤں بستی میں ہوطن مستورات کے لئے۔ قابل تقلید نمونہ اور سلسلہ حقہ کے ساتھ حسن ظن پیدا ہونے کا ذریعہ بنیں۔ ان کے گھر اور انکی شبانہ روز زندگی ہر پہلو سے یہ یاد دلاتی ہو کہ واقعی ایسے مومنوں اور عارفین بندوں کے واسطے دوہی جنتیں ہونگی۔ جب ایک بہشت یہاں جیتے جی دم نقد مل گیا تو بھلا وہاں کیسے نہ ملیگا۔ خدا نے جو فرمایا ہے کہ "ولمن خاف مقام ربہ جنتان" تو کیا معاذ اللہ خدا کے وعدے ٹل سکتے ہیں؟ حاشا و کلا؟

یہ سوال واقع میں نہایت توجہ طلب ہے کہ جس قوم کا نصف سے زیادہ حصہ فلاح دنیوی یا نجات اخروی کے اسباب و تدابیر سے بیگانہ و بے تعلق ہے وہ کس طرح اپنے مقصد میں خاطرخواہ کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔ غرض ہماری خواتین کی تعلیم اور اصلاح و ترقی ایسا معاملہ نہیں ہے جسے سرسری سمجھ کر یونہی چھوڑ دیا جائے۔ لہذا ہم نے اس اشاعت میں ایک مضمون محض بطور تحریک سلسلہ جنبانی ہدیۂ ناظرین کر دیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ جماعت کے تمام صائب الرائے اہل قلم اس طرف متوجہ ہوں اور سستی و بے پروائی کو چھوڑ کر کامل غور و بصیرت کے ساتھ اُن امور پر قلم اُٹھائیں جو زنانہ تعلیم و تربیت کے معاملہ میں کسی نہ کسی طرح عملاً مفید و کارآمد ہو سکیں۔

ان مضامین کے سلسلہ میں یہ بات بہرحال ملحوظ رہنی چاہیئے کہ احمدی جماعت کا مقصود زنانہ تعلیم سے محض پڑھی لکھی عورتیں پیدا کرنا ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنے گھرانوں کی بڑی بوڑھیوں۔ بہو بیٹیوں اور بچیوں تک کو اسلامی و احمدی نقطۂ نظر سے ایسی عورتیں بنانا مدنظر ہے جو ہر پہلو سے قوم کے لئے مایۂ ناز ہوں۔ گھر کنبہ کی زینت اور اپنے متعلقین کے واسطے موجب سکینت۔ نیز ان کی تعلیم و تربیت کے مسائل میں دور از کار بلند پروازیوں پر طبع آزمائی کرنے کی مطلق حاجت نہیں۔ ہے بلکہ صرف ان تدابیر پر بحث کی جائے جو:-

(۱) فضولیات و تکلفات سے پاک بالکل سادہ
(۲) کم خرچ بالا نشین اور
(۳) بسہولت ممکن العمل } ہوں

ہم بھی اس بارہ میں وقتاً فوقتاً بعض ضروری امور گزارش کرتے رہیں گے۔ انشاءاللہ۔

یہاں اتنا اور عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ محترم معاصر "احمدی خاتون" کو ان مسائل میں خاص سعی و توجہ و دلچسپی لینی چاہیئے تاکہ مستورات جماعت کے لئے پسندیدہ و سود مند لٹریچر مہیا ہو۔ جماعت کا بھی فرض ہے کہ رسالہ موصوفہ کو مفید و مقبول بنانے میں معزز مدیرہ کا ہاتھ بٹائیں۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے خلیفۃ اولوالعزم امام المتقین حضرت فضل عمر (ایدہ اللہ) بھی اس نیک تحریک کے تہ دل سے مؤید ہیں۔

اِنّی مُہِینٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ

جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی نسبت یہ خبر عام طور پر شائع ہوئی اور خود مسلمانوں کی طرف سے بھی چھپا کہ مولوی صاحب کو آریوں سے مباحثہ میں شکست ہوئی۔ تو ہم نے لکھا تھا کہ باوجود اس کے کہ اسلام حق ہے پھر بھی آریوں کے بالمقابل شکست کھانا اسبات کا ثبوت ہے کہ ثناء اللہ اسلام کا قائم مقام نہیں۔ اور چونکہ یہ شخص حضرت مسیح موعود کی اہانت میں ساعی رہتا ہے اس لئے اسے خدا نے اس وحی الٰہی کے ماتحت ذلیل کیا۔ اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا کہ میری ذلت ہونی چاہیئے تھی۔ تو اسبات میں ہوتی جس میں مرزا صاحب کی اہانت کا مرتکب ہوا تھا۔ یہاں تو آپ کو لکھنا چاہیئے تھا کہ آریہ مناظر ذلیل ہوئے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی اہانت میں آریہ سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔

خدا کی قدرت ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو طریق فیصلہ اختیار کرتے ہیں۔ اسی کے مطابق ان پر اتمام حجت ہو جاتا ہے۔ جب حضرت صاحب نے صادق کی زندگی میں کاذب کے مرنے کا فیصلہ پیش کیا تو انہوں نے اس پر لکھا کہ یہ طریق فیصلہ مجھے منظور نہیں نہ کوئی دانا منظور کر سکتا ہے اور یہ کہ جو سرکش اور بڑے ہوتے ہیں ان کو مہلت دیجاتی ہے اور انکی عمر لمبی ہوتی ہے۔ آخر اسی طرح ہوا۔ تو بھی مولوی ثناء اللہ صاحب اس نشان سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے معترض ہوئے۔

اب انہوں نے لکھا تھا کہ آریوں کی اہانت ہونی چاہیئے تھی سو انکے مطابق انکے یہ طریق فیصلہ منظور کرنے کے بعد ۲۹ اکتوبر کے اہلحدیث میں وہ خود شائع کرتے ہیں کہ پنڈت دھرم ویر صاحب آریہ ایڈیٹر کو (جو مباحثہ جبلپور میں مناظر تھے) ایک سال قید سخت اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔

[illegible]

تخفیف جرائم کا عجیب سبب

بقول ٹیمیوں علاقہ برطانیہ میں سنگین جرائم کی تعداد میں غیر معمولی طور پر کمی واقع ہوگئی ہے جسکے کوئی اور اسباب ظاہری معلوم نہیں ہوتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جنگ کی وجہ سے کچھ تبدیلیاں تمام حالات و خیالات میں واقع ہوگئی ہیں۔ منجملہ ایک یہ کہ ڈاکوؤں اور دھاڑویوں نے پہلے کی نسبت جرائم سے جان بوجھ کر ہاتھ کھینچ لیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میدان جنگ میں لڑنے کے لئے بھیجے جائیں جنکی غلط افواہ پچھلے دنوں انہیں کسی طرح پہنچائی گئی تھی۔ گو یہ افواہ بے بنیاد ہو لیکن جرائم پیشہ لوگوں پر اس کا اثر اچھا پڑا ہے +

ایک نیا علاج

مرض ذیابیطس جیسا خوفناک اور مہلک ہے محتاج بیان نہیں حتی کہ یہ دنیا میں ہزار ہا قیمتی جانوں کے اتلاف کا موجب ہو چکا ہے اور اب تک اس کا کوئی تسلی بخش علاج معلوم نہ تھا۔ لیکن حال میں امریکہ کے محققین نے بعض طبی اصول ایسے دریافت کئے ہیں جن سے امید کی جاتی ہے کہ علاج ذیابیطس میں نہایت مفید و کارگر ثابت ہونگے۔ مریض ذیابیطس کی موت کا باعث اصل میں دو باتیں ہوتی ہیں۔ اول تو جسم میں خاص تیزابی مادوں کا پیدا ہو جانا دوسرے ان کا اثر زائل کرنے والے مادوں کا بدن میں نہ رہنا۔ لیکن اس جدید تحقیقات میں پتہ لگا ہے کہ سوڈیم بائیکار بونیٹ اور معمولی نمک کے استعمال سے یہ دونوں خرابیاں رفع ہو سکتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ طریق علاج تجربہ سے بھی مفید ثابت ہو چکا ہے +

رشوت ستانی کے اسباب

ہز آنر لاٹ صاحب بہادر پنجاب (بالقابہ) نے حال میں لوگوں کو انسداد رشوت ستانی کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا تھا کہ پبلک کو اس معاملہ میں مشترکہ کوشش کرنی چاہئیے۔ اخباری حلقوں میں اس کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ عوام اسکے ذمہ وار ہیں۔ کوئی حکام پر سارا الزام رکھتا ہے کوئی محض قانونی پیچیدگیوں کو رشوت ستانی کا سبب اصلی ٹھہراتا ہے۔ لیکن غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مصیبت کی اصلی وجہ نہ تو قانونی اینچ پینچ ہیں نہ حکام کی غفلت نہ عوام کی غلطی۔ بلکہ کم و بیش ان سب کا دخل ہے اور اصل میں تقویٰ پرہیزگاری اور خدا ترسی کے نہ ہونے سے اس قسم کی تمام خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جب تک لوگوں میں صحیح عقائد مذہبی راسخ نہوں اور عملی دینداری و نیک کرداری سے طریقوں کو حاکم و محکوم یکساں عزیز نہ رکھیں ایک رشوت ستانی کیا بہت سی تمدنی بدعنوانیوں کا سدباب مشکل ہے +

دو لاکھ کا عطیہ

بمبئی میں ایک میڈیکل کالج پہلے سے موجود ہے۔ پھر بھی ایک مقامی ذوم کیطرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ وہاں ایک اور میڈیکل انسٹی ٹیوشن قائم کرنے کے لئے دو لاکھ روپیہ دیا جائے گا۔ مجوزہ کالج کا انتظام اور عمارتوں وغیرہ کا اہتمام کارپوریشن کریگی اور تعلیم بمبئی یونیورسٹی کے مطابق دیجائیگی کالج کا نام معطیوں کے نام پر رکھینگے۔ پروفیسروں وغیرہ سے متعلق یہ شرط ضروری قرار دیجئی ہے کہ اس کے سٹاف میں صرف وہ لوگ تعینات کئے جائیں جو ملازم سرکاری نہوں۔ یہ کار خیر اور ایسے ہمدردان ملک کی فیاضی بلاشبہ قابل تعریف ہے۔ مگر کاش کہ جس طرح اہل وطن کی جسمانی ضروریات پر توجہ کی جاتی ہے اتنی ہی انکی **اخلاقی و روحانی** اصلاح حال کا بھی کسی کو فکر ہو جسکی کمی بے پرسی کے سبب آج ایک دنیا طرح طرح کی آفات و مصائب کا شکار ہو رہی ہے +

صاحب وزیر ہند کی نصیحت

انڈین سول سروس کے بچاس جدید عہدیداران کو ہندوستان روانہ ہونے سے پہلے صاحب وزیر ہند نے انڈیا آفیس میں چند قابل قدر ہدایات دیں آپ نے فرمایا کہ اسوقت قومی عزت آپ ہی لوگوں کے ہاتھ ہے۔ آپ ایسے زمانہ میں ہندوستان جا رہے ہیں جبکہ انکی نسبت تمام قلمرو میں ہمدردی و دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اور وہ ملک ہمارے ہی عطا کردہ حقوق کو ترقی دینے کا متلاشی ہے۔ آپکے پیشرو حکومت سے کام لیتے تھے مگر آپ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ نرمی و صلاحیت سے کام لینا چاہیئے۔ وغیرہ"۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ نصائح بڑی معاملہ فہمی و مآل اندیشی پر مبنی ہیں۔ اور امید ہے کہ نہ صرف نئے ممبران سول سروس بلکہ سابق عمال حکومت بھی انھیں حتی الوسع ملحوظ رکھینگے۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ تمام طبقات رعایا اپنی اپنی جگہ پر بیگانگی و غیریت کو ایک دم خیرباد کہدیں۔ اور حکام کی رفق و مروت کے جواب میں بیش از بیش وفاداری و ہوا خواہی کا ثبوت دیں کسی ملک کے قیام امن و انتظام کا اس سے بڑھ کر ذریعہ ہو نہیں سکتا کہ حاکم و محکوم ہر دو فریق باہم دگر حقوق و فرائض کو پوری پوری یکجہتی سے ملحوظ رکھیں دیگر ممالک و اقوام آج انواع و اقسام کی سیاسی مصائب میں مبتلا ہیں مگر ہند اور اہل ہند کی فلاح و عافیت اسی میں ہے کہ دولت عظمیٰ برطانیہ کی سچے دل سے خیر منائیں اور فرمانرواؤں کا ہر آڑے وقت میں ہاتھ بٹائیں +

درد بھرے خطوط

ایک مظلوم بھائی حضرت کی خدمت میں لکھتے ہیں "پیارے آقا اب تو بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ جان و مال دونوں خطرہ میں ہیں۔ دشمنوں نے طرح طرح سے ستانے پر کمر باندہ رکھی ہے۔ انہیں سے ایک کہتا ہے کہ جبتک زندہ ہوں چین سے نہیں بیٹھنے دونگا"

ہمارے غریب بھائیوں کیطرف سے حضرت کی خدمت میں ایسے جو عریضے بغرض دعا اکثر آتے رہتے ہیں ان سے ایسا خیال ہوتا ہے کہ مخالفین کے مظالم جو روز بروز ترقی پر ہیں تو شائد اعداء کی شرارت کا جام لبریز ہونے کو ہے اور غیرت الٰہی کچھ دکھایا چاہتی ہے۔ پس احمدی احباب کو چاہیئے کہ نصرت الٰہی کی توقع پر مردانہ وار صبر و استقامت سے کام لیں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ انعام وہی پاتے ہیں جو امتحان میں پاس ہوں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ ابتلاؤں اور آزمائشوں کا وقت ہے۔ الا ان نصر اللہ قریب

ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

آمین

عورتیں کیا کرسکتی ہیں؟

دینی معاملات اور قومی ضروریات کا کوئی اہم سوال پیش ہو اور کسی ہوشمند شوہر کو یہ خیال آجائے کہ اپنی بی بی کو اس کی مدد سے دیگر اہل بیت کو بھی اپنے تفکرات و خیالات میں شریک حال کرے تو اکثر خواتین جنہیں عام ہوتا ہے ان امور دین و دنیا کی سوجھ بوجھ۔ یہ کہکر ٹال دیا کرتی ہیں کہ ہم عورت ذات ہیں۔ گھر کی چار دیواری میں بند اور بال بچوں کی فکر و ہانت میں مبتلا ہم سے کیا ہو سکتا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو انکا یہ عذر ایک حد تک سچا بھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی لا انتہا بخششوں میں رجال کے بالمقابل نسا کیلئے کوئی بخل روا نہیں رکھا۔ کیا قوائے جسمانی و دماغی عورتوں میں نہیں ہوتے! کیا وہ روح جو نسل انسانی کے اشرف المخلوقات ہونے کی دلیل مانی گئی ہے مستورات کو عطا نہیں ہوئی! کیا تعلیم و تربیت کے سود مند و بابرکت اثرات دنیا کی اس نصف سے زیادہ آبادی کے حق میں کالعدم ثابت ہو چکے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

پھر یہ کون کہتا ہے کہ عورتیں سارے کام بالکل مردوں کے سے کر دکھلائیں علم و ہنر کے تمام کمالات جو مردوں میں پیدا ہو سکتے ہیں وہی بلا کم و کاست جنس لطیف کیواسطے بھی لازمی ہیں۔ نہیں بلکہ بہت سے کام تو دنیا میں ایسے ہیں کہ ان میں عورات کے لئے اگر دستگاہ حاصل کرنا محال یا وقت طلب ہے تو وہ فی دنیا بھی کبھی ایسا ضروری نہیں سمجھا گیا کہ بغیر انکے ہمارے کاروبار ہی اٹک جائیں۔

لیکن امور خانہ داری میں نظم و ترتیب۔ بال بچوں کی احسن طریق سے غور و پرداخت انہیں دینداری۔ نیک چلنی۔ خوش خلقی اور معقولیت کی روح پھونکنا۔ گھروں کو بلحاظ صفائی و سلیقہ اور دیگر اسباب عافیت کے سکھ کا ذریعہ بنانا۔ زن و شوہر کا باہمی حسن سلوک اور تفرقہ امور ضروریہ کی عام نگرانی وغیرہ وغیرہ کم از کم یہ باتیں تو بلا شبہ ایسی ہیں جن میں ہمارے گھروں کی بیٹھنے والی بیبیاں ہی صرف دخل دے سکتی ہیں بلکہ انکے ایک بڑے حصہ کا بار بڑی خوشی و آسانی سے اپنے ذمہ لے سکتی اور مردوں سے زیادہ اس کا انصرام کرسکتی ہیں۔

جبکہ ہاں کہ تحصیل علم ہر مرد اور ہر عورت کیواسطے بموجب ارشاد نبوی ایک فریضہ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ہماری عورتوں کو اگر علم و ہنر سیکھنے کا شوق ہو تو وہ صرف کتابی ذوق ہی کے لئے ختم ہو جائیں۔ علم تو علم کی خاطر پڑھنا بھی ضرور ایک اعلیٰ درجہ کا اور شریف مقصود ہے لیکن اگر اس علم کا ہماری عملی زندگی پر کوئی بابرکت و تحسین اثر نہ پڑا تو ایسی تحصیل کس کام کی؟

مثل مشہور ہے کہ ایک من علم کو دس من تجربہ چاہیئے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجربہ اور کام کی دنیا میں بڑی قدر و قیمت ہے۔ اگر کوئی شخص (مرد یا عورت) ذی علم ہو کر جاہلوں کے سے کام کرے یا اس کی حرکات و سکنات میں بدتمیزی بیہودگی و چھچھورا پن پایا جائے یا اس کے امور خانہ داری اور دوسروں کے ساتھ تعلقات و معاملات میں خوش اسلوبی دانشمندی اور نیک داری عیاں نہ ہوتی ہو تو عاقبت کا معاملہ تو الگ رہا۔ خدا جانے وہاں اسکو کیا پیش آئے۔ مگر اس چند روزہ زندگی میں بھی بتلاؤ کہ علم نے اسکو کیا فائدہ دیا اور دوسروں کو اس سے کیا فیض پہنچا؟

کیا ہماری بیبیاں۔ مائیں بہنیں اور بہو بیٹیاں اپنے گھروں ہی میں بیٹھی بیٹھی اتنا نہیں کرسکتیں کہ گھر کے سارے دھندے ان کی عقلمندی دور اندیشی اور خوش نظمی سے ایسے طور پر چلتے رہیں کہ مردوں کو جو ان کے شوہر ہوں یا باپ بھائی بجز باہر کے تفکرات کے اور کوئی ناگوار و زائد بار نہ اٹھانا پڑے جب وہ گھر میں قدم رکھیں تو نہ صرف یہ کہ انکا ہر ایک غم غلط ہو بلکہ اہل و عیال کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرنے اور دین و دانش کی باتیں بتلانے کا بھی موقعہ ملے۔ اگر عورتیں اس قسم کے فرائض اور ضروریات سے بے پرواہ رہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مردوں کو جیسے گھر سے باہر انجام واقسام کے افکار لاحق ہوتے ہیں ویسے ہی بلکہ ان سے بڑھ کر زندگی سے بیزار کردینے والے تفکرات گھر میں داخل ہوتے ہی انکے گلے کا ہار ہو جائیں گے۔ اور نتیجہ یہ کہ ان تلخیوں اور بے لطفیوں سے متاثر ہوتے ہوتے آخر کار انکے دینی و دنیاوی سارے مقاصد و مشاغل میں خلل پڑے اور فرق آئے گا۔

اگلے وقتوں میں کم و بیش ہر قوم کے اندر بعض بعض خواتین ایسی قابل حوصلہ والی اور باکمال ہو گزری ہیں جن کے نام آج تک بڑے فخر سے لئے جاتے ہیں۔ ان کی ناموری و شہرت بہنوں کے لئے غیر محدود تحریک ترقی کا موجب ہو سکتی ہے۔ مگر ان جیسے کمالات حاصل کرنا اور دیگر ہمجنسوں کے واسطے نمونہ بننا نوبت دور کی باتیں ہیں۔ ہماری مستورات کیواسطے تو فی الحال اتنی بلند پروازیوں اور اولوالعزمیوں کا نہ موقع ہے نہ ضرورت۔ بلکہ زمانہ موجودہ کی اہم ترین حاجت نسوان یہ ہے کہ انکی موجودہ غفلت جہالت اور نکما پن دور ہو اور ان کا وجود اپنی ذات۔ اپنے مردوں اپنے بال بچوں ہمسایوں۔ اور رشتہ داروں کے لئے سردست اوسط درجہ کا ہی مفید و بابرکت ثابت ہو سکے۔ یہ مدعا کیونکر حاصل ہو؟ یہ ایک اہم سوال ہے اور ہمارے زنانہ تعلیم سے تعلق رکھتا ہے۔ مردوں کی تعلیم میں بعض ابتدائی نقائص رہ جانے کے سبب آج تک قسم قسم کی نہایت اندیشناک و نامبارک خرابیاں دیکھی جاتی ہیں۔ پس کیا ضرورت نہیں ہے کہ عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق یہ سوال بہت جلد حل کیا جائے خصوصاً احمدی جماعت میں اس پر غور ہونے کی اس لئے نہایت ضرورت ہے کہ دیگر اقوام کا مقصود حیات اور قبلہ حاجات تو فقط اغراض دنیوی ہیں مگر ہمارے اندر دین کی تبلیغ و خدمت بھی ایک نہایت اہم مدعائے زندگی ہے جس میں عورتوں کے تعلیم و تربیت یافتہ ہونے سے بڑی مدد مل سکتی ہے اگر خدا چاہے۔

راقم خاکسار۔ ع۔ ح

مصنف خیالات در بارہ مستورات در حقیقت زد[illegible]

الفضل کے مضامین

آئندہ انشاءاللہ بڑے مفید و ضروری مسائل [illegible] [illegible]

عزیز عبدالحی غفرہ اللہ کی وفات

العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمارا نہایت ہی پیارا۔ عبدالحی۔ ہماری آنکھوں کا تارا عبدالحی بیس روز کی علالت کے بعد ۱۱ نومبر ۱۵ء روز پنجشنبہ وقت چار بجے عصر کے ہم سے رخصت ہوا۔ انکی وفات حسرت آیات اس نوجوانی میں ہمارے لئے ایک صدمہ عظیم ہے۔ اللھم اجرنا فی مصیبتنا ✦

مرحوم ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء مطابق ۵ شوال ۱۳۱۶ھ کو حضرت اقدس کی اس پیشگوئی کے ماتحت پیدا ہوا۔ اور لوگوں کے لئے خدا کے نبی کی صداقت کا ایک زبردست نشان بنا۔ وہ پیشگوئی ان الفاظ میں ہے:۔

اس تحریر کے لکھنے کے بعد مجھے پر نیند غالب ہوگئی اور میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور انکی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو انہیں کا ہے اور وہ بچہ خوش رنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں تب میں مولوی صاحب سے کہا کہ خدا نے بعوض محمد احمد آپ کو وہ لڑکا دیا کہ رنگ میں شکل میں طاقت میں اس سے بدرجہا بہتر ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تو اور ہی لڑکا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت بیمار سا اور نیم جان سا تھا یہ تو قوی ہیکل اور خوش رنگ ہے اور پھر میرے دل میں یہ آیت گزری۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور میں جانتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عدو الدین کا جواب ہے الخ

(صفحہ ۲۶۔ انوار الاسلام)

جن لوگوں نے عزیز مرحوم کو دیکھا ہے وہ اس پیشگوئی کی حرف بحرف تصدیق کریں گے۔ اگرچہ عمر ۱۶ سال کی تھی مگر باعتبار اپنے اخلاق و عادات و متانت کے اس عزیز نوجوان نے ایسی ترقی کی تھی کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ اور بے اختیار زبان سے نکلتا تھا کہ یہ حضرت نورالدین اعظم کا خلف الرشید انشاءاللہ علم و فضل میں ان کا نام روشن کرنے والا ہوگا۔ مرحوم انٹرنس کی دسویں جماعت میں پڑھتا تھا اور اپنی کلاس کے ہوشیار لڑکوں سے تھا۔ علاوہ اس کے دینی مطالعہ بھی جاری تھا قرآن مجید سورۃ نساء تک یاد تھا۔ بخاری۔ مشکوٰۃ بھی دیکھ چکے تھے۔ منطق علم ادب صرف و نحو کی متعدد کتابیں پڑھی تھیں۔ اس نے ہم جماعت اس کے بے تکلف بہت جو احترام اس کا کرتے تھے وہ ثبوت تھا اس بات کا کہ مرحوم کے اخلاق و اطوار کا پایہ کیسا اعلیٰ تھا۔

مرحوم ۲۲ اکتوبر ۱۵ء حسب معمول مدرسے گیا وہاں بیمار ہوگیا۔ اور شہر ہی میں نکلا تھے آئی۔ تپ نہایت شدید تھی۔ ایک سو پانچ درجے بلکہ چھ درجہ۔ ساتویں روز آٹھیں افاقہ ہوا بلکہ یہ سمجھا گیا کہ بخار ٹوٹ گیا۔ مگر بخار ابھی تھا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور دیگر طبیب دوستوں نے علاج میں حتی الامکان کوشش کی۔ برف وغیرہ ضروری ادویہ خاص آدمیوں کے ذریعے منگوائی جاتی رہیں۔ بخار تو گھٹ گیا۔ مگر ضعف بڑھتا گیا۔ ایک روز مرحوم نے قبلہ رخ ہوکر کلمہ طیبہ پڑھا حضرت مسیح موعود کے متعلق اپنا ایمان بتایا اور اپنے رضاعی بھائی اور رفیق احمد حسین اور مولوی سرور شاہ صاحب کو بلا کر کچھ وصیت کی۔ مگر اس وقت سب نے کہا کہ اللہ آپ کو شفا بخشے آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ اسکے بعد حالت بدستور رہی اور ۷۔ نومبر کو حضرت خلیفہ ثانی ان کو واپس لے گئے جبکہ مرحوم نے بھی خواہش ظاہر کی تھی تاکہ وہاں دعا کے لئے زیادہ تحریک ہوسکے اور غالباً مرحوم کا یہ خیال بھی تھا کہ میرے یہاں اپنے مکان پر رہنے سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو بار بار آنے میں تکلیف ہوگی ہے اس طرح پر گھر ہی میں اپنی ہمشیرہ کے پاس رہوں گا۔ حضور بوجہ محبت یہی بات پہلے سے چاہتے تھے۔ ۸۔ نومبر کو بظاہر تو کچھ افاقہ نظر آتا تھا مگر بنظر احتیاط حضرت خلیفۃ المسیح نے برادر عبداللہ مہاجر کو لاہور بھیجا۔ تاکہ وہاں سے کوئی قابل ڈاکٹر علاج کیلئے لایا جائے۔ چنانچہ بڑی کوشش و سعی کے بعد لاہور کے مشہور و معروف ڈاکٹر ہیرالال صاحب ۱۰ کے روز ایک بجے تشریف لائے۔ انھوں نے بڑی مہربانی سے ایکسو روپیہ فیس علاوہ سفر خرچ منظور کی۔ موجودہ علاج کو پسند کیا اور ٹائیفائڈ (تپ محرقہ ہذیان) بتایا۔ اور یہ کہا کہ معدہ میں بہت خلل ہے۔ انیمہ وغیرہ کیا۔ اور پچکاری کرنے سے نبض ایک حد تک واپس آگئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ دوائی اور مرض کی ایک جنگ ہے اگر رات خیریت سے گذر گئی تو صحت کی بہت حد تک امید ہے ایک آدمی ان کے ساتھ گیا تاکہ دوائیاں وغیرہ لیتا آوے۔ مگر افسوس کہ جام زندگی لبریز ہوچکا تھا۔ اور وہ وقت درپیش تھا جس سے بچے بڑے انبیاء اور اولیاء کو مفر نہیں۔ چار بجکر ۲۲ منٹ پر ہمارا عزیز عالم جاودانی کو سدھارا۔ اللھم اغفرلہ واکرم نزلہ ✦

اللہ تعالیٰ مرحوم کی اماں جان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ جس کا ثبوت اس وقت تک انھوں نے محض فضل الٰہی و توفیق ایزدی سے دیا ہے۔ ہمیں اس صدمہ میں مولانا سرور شاہ صاحب سے بھی ہمدردی ہے جنکو نسبت صہری کی وجہ سے دہرا صدمہ ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ وقت اور تمام اہلبیت نبوی نے بوجہ تعلقات جسمانی و روحانی جو غم محسوس کیا وہ ایک لازمی بات ہے۔ اللہ سب کو اجر بخشے۔ جماعت احمدیہ اس حادثہ جانگزا پر صبر اور دعا سے کام لے۔ کہ ایسی ایسی موتیں ہمارے انتباہ کے لئے ہیں۔ دنیا سرائے فانی ہے جو کچھ ہے عالم جاودانی ہے پس اس ہمیشہ رہنے والے گھر کی آبادی کے لئے اس فرصت چند روزہ میں جو کچھ ہوسکتا ہے کرلو۔ کہ پھر یہ وقت نہیں ملنے کا۔ مرحوم کا جنازہ غائب تمام جماعتوں میں بہ التزام تمام پڑھا جائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ✦

بحیرۂ روم میں نیویارک کو جاتا ہوا ایک اور جہاز ہنگل کے دن تارپیڈو سے غرق کیا گیا ✦

جرمن تارپیڈو کشتیوں نے سویڈن کا ایک سٹیمر گرفتار کیا۔

پرشیا (جرمنی) کے ۷۶۴۸۳ آدمی ۲۲ اکتوبر سے ۲ نومبر تک مارے گئے اور اب تک کل ۴۶۲۰۹۹ ہلاک ہو چکے ہیں ✦

(بقیہ اخبار احمدیہ)

جنازہ غائب۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب ایک مخلص احمدی تھے۔ کچھ عرصہ دارالامان کے محکمہ تعمیر میں ملازم رہے اور اپنے فرائض منصبی بڑی دیانت سے ادا کئے جو [illegible] سیکرٹری کے [illegible] رہے۔ سل سے بیمار ہو کر یہیں یہاں علاج کرتے رہے پھر انکے والدین انہیں بھیرہ لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔
وصیت کر چکے تھے۔ ان کا جنازہ یہاں لانے کے لئے تار بھی آچکا تھا اور اس نام پر یہاں قبر بھی کھدوا دی گئی تھی۔ مگر ڈاکٹر صاحب جو ہندو ہیں ان کی مہربانی سے سرٹیفکیٹ نہ مل سکا اور ان کی میت امانتاً بھیرہ میں فی الحال دفن ہوئی۔ منشی صاحب کے والدین نہایت ضعیف العمر ہیں یہی ان کے اکلوتے بیٹے تھے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ بخشے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔
لاہور میڈیکل سکول کی ملٹری کلاس میں ہمارے ایک احمدی بھائی منشی مطلوب خان صاحب داخل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیوی دونوں امتحانوں میں کامیاب کرے۔ احباب بھی دعا کریں۔
امرتسر وزیر ہند پریس سے برادر منشی الٰہی بخش صاحب نے حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ ازالہ اوہام حصہ اول طبع سوم صفحہ ۶ میں جو یہ عبارت درج ہے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہماری ایمانیات کی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ حضرت نے اس کا بایں مفہوم جواب لکھایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر احمدیوں کا ہمیں اس لئے کافر کہنا کہ ہم مسیح کے آسمان سے آنیکے منکر ہیں غلط ہے۔ نہیں کیونکہ کفر تو ترک ایمان سے عاید ہوتا ہے۔ حضرت صاحب نے یہ بات کہیں نہیں لکھی کہ مسیح آ سکتے تو اسی زمانہ میں کوئی حرج نہیں۔

تازہ خبریں

مشرقی محاذ کے متعلق لنڈن سے ۱۰ نومبر کی خبر ہے۔ [illegible] کا جنگی نامہ نگار روسی ہیڈکوارٹر سے اعلیٰ درجہ کے معتبر ذرائع کی بنا پر بیان کرتا ہے کہ جنگ کا دوسرا مرحلہ دشمن کا حملہ آخر ہو کر رک جانے سے طے ہوا۔ اب تیسرا مرحلہ اسوقت شروع ہوگا جبکہ ہم [illegible] آگے بڑھیں گے۔ ساتھ کے ساتھ ہم جو جارحانہ کارروائی شروع کرتے رہینگے وہ گویا تمہید ہوگی اس ضرب عظیم کی جو موسم بہار میں اپنے اتحادیوں سے ملکر دشمن کو لگانی ہے۔

سرویہ کے محاذ پر جرمنی و آسٹریا کو روسی اور مقامی حالات کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے اور ان کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔

حضور ملک معظم کو اب بفضل خدا آرام ہے۔ ۱۰ نومبر کو حضور ممدوح نے پریوی کونسل کی صدارت فرمائی۔

کناڈا ایسا خیال ہے کہ جنوبی افریقہ بھی چالیس ہزار کی جمعیت مشرقی افریقہ میں بھیجے گا۔

تبریز کے پناہ گزین ارمنوں میں اموات روز مرہ سے ہو رہی ہیں۔

پرنس آف ویلز بہادر میدان جنگ کو واپس چلے گئے ہیں۔

[illegible] کی لڑائی میں روسی جنرل نے غنیم کے (۸۷۰۰) قیدی گرفتار کئے۔

دو سٹیمر اور حال میں تارپیڈو سے غرق کئے گئے جن میں ایک فرنچ تھا۔ دوسرا اٹالین۔ اہل جہاز بچا لئے گئے۔

۲۵ ہزار عیسائی باشندگان اسیریا جو ایران میں آن کے پناہ گزین ہوئے ہیں انکی مدد کیلئے کینٹربری کے لاٹ پادری صاحب نے مدد کی اپیل کی ہے۔

کروپ کے کارخانہ اسلحہ سازی کو اس سال ۴ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ کا نفع ہوا پچھلے سال ۱۰ لاکھ ۹۵ ہزار ہوا تھا۔

آسٹریلیا گورنمنٹ اس بات پر غور کر رہی ہے کہ تمام جرمن تجارتی نام اپنے رجسٹر سے خارج کر دے۔

چاٹگام کے [illegible] سکولوں میں پراسرار طور پر آگ لگی۔ ۹ ہزار کا نقصان ہوا۔ [illegible] کی کان کوئلہ واقع آسنسول میں بھی اندر ہی اندر نہیں معلوم کیونکر آگ لگ گئی۔

غریب بھائیوں کو سردی کی تکلیف سے بچاؤ

موسم سرما آگیا ہے۔ دارالامان کے مساکین اور غریب مہاجر بھائیوں کے لئے لحافوں کی ضرورت ہے جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس سال کم از کم ایک سو لحاف تیار کرائے جاویں اور اس کے واسطے احباب میں تحریک کی جاوے کہ زمیندار احباب جن کی کاشت روئی کی ہو وہ لحافوں کے لئے روئی یہاں بھجوا دیں اگر پچاس من یا پچاس سیر پختہ روئی یہاں بھجوا دیں تو یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ غیر زمیندار احباب لحافوں کے دیگر اخراجات کے لئے یعنی پارچہ سلائی وغیرہ کے واسطے حسب توفیق چندہ عطا فرما کر مشکور رہوں۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین محاسب صدر انجمن احمدیہ

ضرورت

(۱) ایک ماہر [illegible] کی جو انگریزی زنانہ اور مردانہ کام سے خوب واقف ہو تنخواہ ۲۰ روپے سے ایک روپیہ سالانہ ترقی دیکر ۲۵ روپے تک ماہوار ہوگی۔

(۲) دو ہوشیار خوشقلم مال کے کام سے خوب واقف احمدی پٹواریوں کی تنخواہ ۱۲ سے ۱۵ تک۔

مندرجہ بالا امیدواران کو مالیرکوٹلہ پہنچنے پر تیسرے درجہ کا سفر خرچ ملیگا۔ پتہ

خان صاحب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ

درس قرآن شریف

حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی حکیم نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن شریف کے مکمل تفسیری نوٹ سورہ فاتحہ سے لیکر والناس تک علوم و معارف کا بے بہا ذخیرہ ضخیم چار سو صفحہ تقطیع کلاں قیمت چار روپیہ۔ ملنے کا پتہ

مینیجر دفتر الفضل قادیان [illegible]

خدامِ دین

نمبر ۲

باقی جماعتیں کیوں خاموش ہیں؟

قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت کے متعلق جن دوستوں نے خدمت کرنے کا وعدہ کیا ہے ان میں سے چند احباب کے نام ہم اس سے پہلے شائع کر چکے ہیں ان کے بعد جن مخلصین کی کوشش خدام کے عریضے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں موصول ہوئے ہیں ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ برادرم میاں عبدالغنی صاحب کنجاہی حال وارد گجرات کاٹھیاواڑ اندازاً ۲۵ جلد فروخت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں گو زیادہ کے امیدوار ہیں +

۲۔ اخویم مکرم چوہدری ابوالہاشم صاحب ایم اے بارسیال .... ۵۰ کاپی

۳۔ جماعت فیروزپور .... ۵۰ کاپی

۴۔ مکرمی بابو اختر علی صاحب چیچہ ۵۰ "

۵۔ برادر غلام حیدر صاحب ٹونڈلی راہوالی ۱۰ "

۶۔ برادر میاں محمد قاسم صاحب ڈالہوسی ۴ "

۷۔ برادر میاں محمد طفیل صاحب بٹالہ ۲ "

یہ خریدار دیئے ہیں اور زیادہ کے لئے کوشاں ہیں

۸۔ بابو غلام غوث صاحب سیتاپور ۱۰۰ "

۹۔ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب از طرف جماعت امرتسر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس زبانی وعدہ کیا ہے ۱۰۰ "

میزان	۳۹۳
سابقہ میزان	۱۰۲۵
کل میزان	۱۴۱۸

ان کے علاوہ جن احباب کرام کے اسماء ذیل میں لکھے جاتے ہیں انہوں نے بھی خدمت اسلام میں حصہ لینے کا وعدہ فرمایا ہے گو تعداد معین نہیں کی +

۱۔ جناب شیخ فضل احمد صاحب ..... پتوں

۲۔ جناب خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب بی ایس سی کانپور

۳۔ جناب مولوی امام الدین صاحب .. گولیکی

۴۔ جناب حافظ عبدالمجید صاحب .. منصوری

۵۔ جناب بابو محمد طفیل صاحب بٹالہ

۶۔ جناب ماسٹر عبدالقادر صاحب ہوشیارپور

۷۔ جناب شیخ فضل کریم صاحب .. دہلی

جس رفتار سے ہمارے مکرم احباب اس وقت تک اس کام میں حصہ لینے کے لئے بڑھ رہے ہیں وہ ایک قابل شکریہ رفتار ہے اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہماری جماعت کو ایسے مخلص خدام دین دیئے ہیں جو باوجود ہر قسم کی دنیاوی عزت اور عظمت رکھنے کے خدمت دین سے جی نہیں چراتے بلکہ اسے اپنے لئے ذریعہ عزت خیال کرتے ہیں لیکن پھر بھی ہماری جماعت جس کثرت سے بفضل خدا ہر طرف پھیلی ہوئی ہے اور جس طرح سینکڑوں شہروں میں اس کے قائم مقام موجود ہیں۔ اس کا خیال کرتے ہوئے جس جوش کے ساتھ ہر چہار سو سے لبیک کی آواز آنی چاہئے تھی اسکے سننے کے ابھی تک ہمارے کان مشتاق ہیں اور وہ خواہش ابھی تک پوری نہیں ہوئی +

دنیا دار لوگ یا غیر مذاہب کے کارکن اگر اپنی آواز پر اسقدر لبیک کی آوازیں سنتے۔ تو انکی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی اور واقعہ میں یہ ایک عظیم الشان کامیابی ہوتی لیکن احمدی جماعت دوسری جماعتوں کی طرح نہیں اس کی مثال اس وقت کے دیگر مذاہب یا دیگر جماعتوں سے دینا اس کی ہتک کرنا ہے اس کی مشابہت اگر کسی جماعت سے دی جا سکتی ہے تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی اس جماعت کو انہی سے مشابہت دی ہے۔ پس نادانی ہوگی۔ صرف اتنی سی آوازوں پر خوش ہونا کیونکہ صحابہ کی آوازیں اس طرح آہستہ آہستہ نہیں اٹھا کرتی تھیں بلکہ جب اُن کو پکارا جاتا تھا تو وہ ایک ہی آواز میں سب لبیک کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے پس ہم خدا تعالیٰ کے شکرگزار ہیں کہ اس نے ہماری جماعت کو مخلص دل دیئے ہیں لیکن ہم جماعت کو اس طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ابھی یہ رفتار صحابہؓ کی رفتار سے پورے طور پر مشابہ نہیں۔ دو ہفتہ سے زائد ہوگئے کہ لاکھوں متبعین کی جماعت کے اولوالعزم امام محترم کے پاک منہ سے ان الفاظ میں اعلان ہوا کہ خدمت دین کے لئے ہمیں **والنٹیروں کی ضرورت ہے** اور اب تک **صرف پچیس تیس** جماعتوں کی طرف سے جواب آیا ہے اور **بڑی بڑی جماعتیں** اب تک خاموش ہیں۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ لدھیانہ۔ انبالہ۔ ملتان۔ حیدرآباد سندھ۔ کراچی۔ بمبئی۔ بڑودہ۔ الہ آباد۔ مونگھیر۔ بھاگلپور۔ شاہجہانپور۔ میانوالی۔ پٹنہ۔ بانکی پور۔ کلکتہ۔ چاٹگام۔ ڈھاکہ۔ حیدرآباد دکن۔ مدراس۔ بنگلور۔ اجمیر۔ جے پور۔ بھوپال۔ کوئٹہ۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں کہ اب تک انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اور گو ہمیں یقین ہے کہ وہ اس کام سے بالکل غافل نہیں ہیں لیکن جو کام جلد کرنے کا ہو اس میں دیر لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ آج لوگ تیار ہوں تو کل کام کرنے کے قابل ہونگے جب کام کا وقت آگیا۔ تو بہت سے لوگ ارادہ ہی ارادہ میں رہ جائینگے اور وقت ہاتھ سے نکل جائیگا +

ہمارے مکرم دوستوں کو خوب یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ **ایک زندہ جماعت** کے افراد ہیں اور زندہ جسم کے اعضاء بھی زندہ ہی ہوتے ہیں۔ پس زندگی کی روح جو خدا تعالیٰ نے آپکے اندر پیدا کی ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی عمر عزیز اور اپنے قیمتی وقتوں کا ایک حصہ خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت میں صرف کریں اور خدمت دین کا موقعہ **خدمت قرآن سے بڑھ کر** اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ قرآن کریم ہی اسلام ہے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک ایسا موقعہ تبلیغ اسلام کا نکال دیا ہے کہ جو لوگ دین کا کافی علم نہیں رکھتے وہ بھی ہر قسم کے لوگوں کو اس ذریعہ سے تبلیغ کر سکتے ہیں جس شخص کی معرفت کسی غیر احمدی یا ہندو یا مسیحی کے گھر میں ترجمۃ القرآن

پہنچے گا وہ جس قدر اس سے فائدہ اُٹھائے گا اسی قدر ثواب اس کو بھی ملے گا۔ پس اس نادر موقع کو سستی سے کھونا ٹھیک نہیں۔ ضرورت ہے کہ سب احباب مقدور ہمت باندھ کر خدمت دین کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام مذاہب کے پیروؤں کو خدا تعالیٰ کی برگزیدہ جماعتوں کا نمونہ دکھا دیا کہ وہ کیسی کام کرنے والی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہوتی ہیں +

اللہ تعالیٰ تمام مخلص خدام دین کی سعی و ہمت میں برکت دے۔ تاکہ وہ جلد سے جلد دنیا کو اسلام کا نورانی چہرہ دکھلا سکیں کہ یہی اس جماعت کا اصل مقصود زندگی ہے اور یہی اس کے لئے باعث نجات۔ آمین +

مساجد کی بے حرمتی

پیسہ اخبار میں "ایک باغیرت مسلمان" نے چند مساجد لاہور کی سخت افسوسناک و عبرت خیز بے حرمتی کا دکھڑا رو کر آخر میں لکھا ہے کہ کیا کانپور کی وہ مسجد جس پر اس قدر ہنگامے نمایاں ہوئے ان مسجدوں سے زیادہ قیمتی تھی؟ شکر ہے کہ آج مسلمانوں کو ان باتوں کی سمجھ آئی۔ مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جو مساجد بظاہر آباد ہیں ان کی اصلی غرض کہاں تک پوری ہو رہی ہے؟ جب طریق تقوے سے ہی مسلمان اکثر عاری ہیں جو الصلوٰۃ کی غایت مقصود ہے تو تری ٹکروں سے کیا ہوتا ہے؟ اصل غرض کا مفقود ہو جانا کیا مسجدوں کی ویرانی نہیں؟ +

اعوذ باللہ من غضب الحلیم

گلوب لنڈن کا ایک نامور بالاتاریخ اور بڑا پرانا اخبار تھا مگر گورنمنٹ کے کاموں پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کیا کرتا تھا۔ سرکار برطانیہ نے ہر چند درگذر سے کام لیا مگر جب وہ اپنے تلخ و ناگوار لہجہ سے باز نہ آیا تو آخر اب ہمیشہ بند کر دیا گیا۔ اس کی ضبطی عارضی ہو یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بہر حال ۱۸۰۳ء سے اب تک ۱۱۲ سال جاری رہ کر معتوب ہونا کچھ کم عبرت خیز نہیں۔ شوخیوں شرارتوں سے باز نہ آنے والے یاد رکھیں کہ آسمانی گورنمنٹ کا حلم اور اس کی پکڑ بھی

ایسی ہی ہے جیسے دیگیرد سخت گیرد مر ترا +

اس گھڑی کو تو اللہ ہی سنوارے

لکھنؤ کا ایک [illegible] سخت شاکی ہے کہ مسلمان اپنی یونیورسٹی بنانے میں کیوں دیر لگا رہے ہیں؟ اس طرح تو ہندو پھر تعلیمی فوائد میں ان سے سبقت لے جائیں گے۔ ہمعصر موصوف ناحق ایک ایسی قوم کے غم میں گھلا جاتا ہے جس کی غفلت و شامت اعمال سے ساری زندگیاں بگڑی ہوئی ہیں۔ موجودہ اسلامی درسگاہوں نے کتنے ایک غزالی و قرطبہ کے سے مایہ ناز اسلامی نمونے پیدا کئے جو وہ موہوم بیت العلوم کرے گا۔ جس کی بیسیوں برس سے کسی طرح بیل ہی منڈھے نہیں چڑھ سکتی۔ حالانکہ ابتدائے تجویز کے وقت دس لاکھ روپیہ کی ضرورت بتلائی جاتی تھی اور بڑے خیالی پلاؤ اور زبانی دعوے کا غذی منصوبوں میں اب تک نہ جانے کتنے لاکھ بٹے کھاتے لگ چکے ہیں۔ ہمیں بھی یہ دیکھنا ہے کہ یہ نام کے مسلمان جب نکمے سے مسلمان نہ بنیں کس طرح فلاح پاتے ہیں۔ چاہے ایک نہیں کئی یونیورسٹیاں بنا لیں۔ اول تو ان لچھنوں خیر سے ایک ہی بننا امر محال ہے +

ایک نیا علمی اکتشاف

حال میں ایک اطالوی انجینیر مقیم مارسیلز نے ایک ایسی عجیب و غریب ایجاد کی ہے جس سے کشش ثقل کے سائنٹفک مسلمات بھی باطل ٹھہرتے ہیں۔ یہ ایجاد ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ کہا جاتا ہے کہ کسی جسم کے فضائے فلک میں معلق ایک ہی جگہ ٹھہرے رہنے کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ آلہ مذکور خاص حدود کے اندر جس بلندی پر چاہو قائم رکھا جا سکتا ہے اور جس طرح چاہو چلا لو۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ آلہ کسی حرکت دینے والی کل کا محتاج نہیں۔ چرخ کی شکل کا ہے طول میں (۱۰) فٹ اور عرض میں (۳۰) انچ۔ اس کا اپنا وزن ڈھائی من ہے اور سوا من کے قریب بوجھ برداشت کر سکتا ہے۔ موجد نے اسے بجلی کی لہروں سے عجیب طور پر کام لیا ہے مسلسل ہم گھنٹے تک ہوا میں ادھر رہ سکتا ہے۔ اس قسم کے علمی عجائبات بھی زبان حال سے شہادت دیتے

ہیں کہ یہ وہی وقت ہے جس کی قرآن کریم نے خبر دی تھی کہ [illegible]

قسطنطنیہ بیچ ڈالا

ینگ ترکی پارٹی کے متعلق جو خبریں مختلف اوقات میں شائع ہوئے ہیں ان میں ایک یہ کہ نوجوان ترکوں نے داخلت جنگ کے موقع پر دارالخلافہ قسطنطنیہ کو بلغاریہ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے۔ خدا جانے یہ کہاں تک درست ہے لیکن اگر واقعی بیچ ہو تو دول متحدہ تو اس ترکی پایہ تخت کو پیچھے تسخیر کریں گی۔ مگر ایک دوسری عیسائی سلطنت ہی یعنی بلغاریہ تو گویا اسے پہلے ہی لے چکی۔ اب یہ اور بات ہے کہ وہ اسی کے پاس رہے یا بعد میں دول مذکورہ کے ہاتھ لگے۔ تو گویا تسخیر قسطنطنیہ کی پیشگوئی تو ایک رنگ میں پوری ہو گئی جو ظہور مہدی کا ایک نشان ہے۔ پھر ترکوں کے "مقام خلافت" پر اور کسی کی فتح ہو یا نہ ہو یہ خدا کے فضل سے مسیح موعود کی تو فتح مبین ہو ہی گئی۔ کیونکہ جن نوجوان ترکوں کی "غداری" کا "اسلامی" اخباروں میں آج رونا رویا جا رہا ہے۔ ان کی غداری کی خبر مسیح موعود نے اپنے قریباً ۱۸ سال قبل ہی دیدی تھی۔ چودھویں صدی ..... کے بزرگ کا عبرت ناک قصہ قصیدہ بھی اخبار والے کیا بھول گئے ہیں؟ کاش اب بھی ضد سے باز آئیں۔ اور اس فرستادہ برحق کی تصدیق کریں +

فساد پشاور کے حالات

پشاور میں پچھلے مہینے احمدی و غیر احمدیوں کا جو باہم فساد ہوا اس کی مختصر کیفیت گزشتہ اشاعت کے اخبار احمدیہ میں درج کی گئی تھی۔ اس کے بعد دریافت کرنے پر جو حالات ہمارے معزز معتبر نامہ نگار نے ذاتی واقفیت کی بنا پر قلمبند کر کے بھیجے وہ آج کسی دوسری جگہ لکھے گئے ہیں جن سے متعصب اور جوشیلے مخالفین کی صاف طور پر زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اسلام لا تفسدوا فی الارض۔ ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ وغیرہ فرما کر فتنہ و فساد سے بار بار بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اختلاف عقائد کو صلاحیت کے ساتھ ٹھنڈے دل سے تو دور کر سکتے ہیں مگر لڑائی جھگڑوں سے تو اور باہمی بغض و عداوت بڑھتی ہے +

[illegible]

تصدیق المسیح

کلجگ یا قرب قیامت؟

صادق کی ایک بڑی شناخت یہ بھی ہے کہ جو اسکو قبول کر لیتے ہیں کوئی حقیقی نیکی اور سچائی چھوڑنی نہیں پڑتی۔ برخلاف اس کے جو کوئی کسی مفتری علی اللہ اور کذاب کا ساتھ دیتا ہے اس کو اپنے مقتدی کی خاطر بہت سی صداقتوں سے دستکش ہونا پڑتا ہے مثلاً ایک شخص دنیا میں یہ جھوٹا دعویٰ لیکے کھڑا ہوتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں یا ایک وہ ایسا نہیں۔ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ اس پر ایمان لائینگے وہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اپنی سادگی بھولے پن اور حسن ظن کی وجہ سے اس کے دجل کا شکار ہونگے یا جان بوجھ کر اسے جھوٹا مکار فریبی ٹھگ اور دغا باز سمجھتے ہوئے بطور ریل بھگت کے اسکی ہاں میں ہاں ملانے اور دنیا کمانے کی غرض سے بظاہر اسکے مرید و معتقد بنجائینگے گو دل میں اسے ویسا ہی سمجھتے رہیں جیسا کہ وہ درحقیقت ہے پہلی قسم لوگوں کے لوگ تو زیادہ دیر تک ایسے ظالم بلکہ اظلم شخص کے ساتھ تعلق نہیں رکھ سکتے جب وہ فی الواقعہ سچے مومن اور متقی ہیں تو خدا تعالیٰ کی غیرت بھی گوارا نہ کریگی کہ انھیں گمراہی و ہلاکت کے گڑھے میں گرنے کے لئے کسی ضال اور مضل کے پیچھے چلنے دے کیونکہ وہ اسبات کی ذمہ واری کر چکا ہے کہ مومنوں کا ولی ہو جاتا۔ اور انھیں تاریکیوں سے نکال کر نور کیطرف کھینچ لاتا ہے (اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ) سے قسم دوم کے لوگ۔ وہ چونکہ دانستہ ایک فریبی و مکار کے نہ صرف شریک حال ہوتے بلکہ اسکی غلامی اختیار کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اسکی مانند اور اسکے اتباع میں خود بھی طرح طرح کے دغا فریب مکر و زور اور کذب و باطل پرستی کی خطرناک حرکات کے مرتکب ہونگے اور بہت سی نیکیوں اور صداقتوں کا انھیں خون کرنا پڑیگا۔

لیکن برخلاف ایسے مفتری و کذاب کے جب کوئی خدا کا پاک بندہ فی الحقیقت خدا کیطرف سے دنیا کی اصلاح و ہدایت کیلئے مامور و مبعوث ہوتا ہے تو چونکہ اسکی زندگی اور بعثت کی غرض ہی محض صدق و حق کا بول بالا کرنا اور دنیا کو ترک باطل و قبول حق کی تعلیم دینا ہوتی ہے اسواسطے خدا تعالیٰ کی جانب سے سامان بھی اسی قسم کے مہیا ہوتے ہیں کہ وہ اور اس کے پیرو بہر حال صداقت پر قائم رہ سکیں دنیا کے جو ذلیل مقاصد اور سفلی اغراض کسی انسان کے لئے ترک حق کی محرک ہو سکتی ہیں انکی نہ تو داس مامور کی نظر میں کوئی وقعت و عظمت ہوتی ہے جس سے مرعوب ہو کر سچائی کے چھوڑنے پر مائل ہو نہ اسکے پیرووں میں دنیا طلبی و باطل پرستی کا وہ خبث دخل پاتا ہے جو حق پر قائم اور مستقیم الحال رہنے میں مزاحم ہو سکے۔ انکا قبلۂ حاجات اور مقصود بالذات محض خدائے لایزال اور اسکی رضا ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ کسی فانی غرض کی خاطر اپنے مولیٰ کی نظروں سے گرنا کسی حال میں گوارا نہیں کرتے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بڑا زبردست نشان یہ بھی ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ترغیب و ترہیب آپ کو کبھی اپنے دعاوی کے اظہار سے باز نہیں رکھ سکی۔ اسی طرح آپکی جماعت کے افراد کو بھی ہر چند کہ بڑی بڑی آزمائشوں اور سخت مشکلات کا سامنا ہوا اور آج تک ہوتا رہتا ہے لیکن جنھوں نے حق کی نعمت لازوال کو پالیا ہے وہ کیونکر کسی عارضی رنج و راحت کے خیال سے اسکو چھوڑ سکتے ہیں؟ نتیجہ یہ کہ بفضل خدا انکی استقامت انکے اخلاص اور ان کی پختگی ایمان سے عاجز آکر آخر مشکلات اور ابتلاء ہی انکے بالمقابل تھک کے رہجاتے ہیں۔

اب دوسری طرف ان ضدی و سخن پرور متعصبوں کی حالت دیکھئے جو صریح واقعات اور زبردست قرائن سے معلوم کر چکے ہیں کہ مسیح موعود سراسر حق پر اور خدا کیطرف سے مامور ہے مگر انکی تنگ خیالی یا غرض آلود شیخی اجازت نہیں دیتی کہ خدا کے راستباز کی سچائی کے آگے ہتھیار ڈالیں ان کا اس زمانہ میں یہ نقشہ ہو رہا ہے کہ چاہے خدا اور رسول کو چھوڑنا پڑے یا اپنے ہی صدیوں کے مسلمات خاک میں ملجائیں مگر مسیح موعود کو کسی عنوان سچا مان کے نہ دیں کیونکہ اسکی تصدیق و متابعت کرنے سے اپنی ساری شیخی خاک میں ملتی ہے اور باطل پرستی کے پچھلے سب کارناموں پر پانی پھرتا ہے۔

جب سے احمد آخر زمان کا ظہور ہوا جب سے قرب قیامت کے آثار و علامات نمودار ہوئے اور جب سے دنیا قدیم سنت اللہ کے مطابق انواع و اقسام کی ہولناک و بربادی بخش آفتوں اور عذابوں میں مبتلا ہونے لگی ہے۔ جسے کم و بیش تیس پچیس سال ہونے آئے۔ تب ہی سے ہم برابر یہ دیکھ رہے ہیں کہ جنھوں نے آسمان کے تیور پہچان کر خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو قبول کر لیا وہ تو بفضلہ تعالیٰ سمجھ گئے ہیں اور روز بروز زیادہ بصیرت کے ساتھ انھیں یقین ہوتا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ خدا ہی کی طرف سے ہے تاکہ اس کے مامور کی سچائی ظاہر ہو لیکن جن حرمان نصیبوں نے شیوۂ انکار پر اڑ کر آج تک اس راستباز سے منہ موڑے رکھا ہے۔ انھیں اس ظلم عظیم (تکذیب آیات اللہ) کے وبال میں اور بیسیوں ظلموں زیاں کاریوں اور سخت قابل ملامت اقوال و افعال کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔

ابھی حال کا ذکر ہے ایک ہمعصر نے جو اسلامی اخبار کہلاتا ہے اور بدنصیبی سے مسیح موعود کا بڑا پرانا اور سخت دشمن ہے بعض خارق عادت پیدائشوں اور آفات ارضی و سماوی سے متاثر ہو کر لکھا کہ واقعی یہ کلجگ کا زمانہ ہے۔ جس سے ہمیں بڑی عبرت ہوئی کہ دیکھو مسلمان کہلا کر قرآن و حدیث پر ایمان کا دم بھرتے ہوئے خدا اور رسول کے مقررہ نشانات کا ظہور اپنی آنکھوں دیکھ کے کلجگ کو تو تسلیم کر لیا مگر قرب قیامت کو مانتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ ایسا نہ ہو مسیح و مہدی کے دعاوی کی تصدیق ہو جائے حالانکہ کلجگ وغیرہ کے ہندوانی فسانے زمانہ موجودہ کے آثار و علامات پر پوری صفائی سے اتنے زیادہ چسپاں بھی نہیں ہوتے جتنے نبی کریم کے بتلائے ہوئے نشانات جو آپ نے ظہور مہدی و مسیح کی آمد ثانی کے متعلق فرمائے اور اب قریباً تمام پورے ہو چکے ہیں۔ گویا اپنے دین کی سوا ڈیڑھ ہزار برس کی مانی ہوئی باتیں جنکی سچائی پر اب واقعات نے اور بھی گہری مہر لگا دی ہے ایکدم چھوڑ کر مخالفین کی ہاں میں ہاں ملانی منظور۔ مگر مہدی آخر زمان کے نور پر کسی طرح پردہ پڑا رہے۔ یہ بدنصیبی و نامسلمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی لئے

غنیمت سمجھو یہ مہلت

خدا تعالیٰ کے پے در پے وعدوں اور اس کے پاک و برگزیدہ رسولوں کی بشارات کے مطابق آخری زمانہ کا عظیم الشان مامور و مرسل عین ضرورت کے وقت دنیا میں آیا تا دنیا کی اصلاح کرے اور طریق فلاح و نجات سے بھٹکے ہوؤں کو سیدھا رستہ بتائے۔ تو دنیا نے اس کی مخالفت کی اور سخت درد و رنج پیدا کرنے والے سلوک سے اس کے ساتھ پیش آئی لیکن خدا تعالیٰ کا سچا وعدہ تھا کہ غفلت شعار مخلوق آخر کار ضرور اس کی سچائی کو قبول کرے گی جس کے مطابق الحمد للہ کہ لاکھوں سعید روحوں نے باوجود شدید مزاحمتوں کے رفتہ رفتہ اس کی سچائی کے آگے سر تسلیم خم کیا اور اس کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوئیں اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے برابر جاری ہے کہ اطراف عالم سے ہزارہا نیک بندے ہر سال اس کی جانب کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ آج دنیا کے پردے پر کوئی قوم کوئی مذہب یا مذہبی فرقہ ایسا نہیں جس کا شمار اس طرح دن بدن بڑھ رہا ہو جیسا کہ مسیح موعود (علیہ السلام) کی جماعت بفضل خدا برابر ترقی کر رہی ہے۔ پھر یہ نہیں کہ اس سلسلہ کی اشاعت کرۂ ارض کے کسی ایک خطہ سے مخصوص ہو بلکہ مختلف اقطاع میں اس برگزیدۂ برحق کی منادی ہو رہی ہے اور لوگ آہستہ آہستہ اس کی صداقت کو قبول کرتے جاتے ہیں۔ اللھم زد فزد۔

خلق اللہ میں یہ چھانٹ کیوں ہو رہی ہے؟ اس کا پتہ صورت حالات اور خود اس انتخاب کے نتائج سے باسانی لگ سکتا ہے۔ کوئی مخالف، کوئی احمدیت کا سخت سے سخت دشمن اگر اس میں کچھ بھی حیا و انصاف کا مادہ ہے اور اگر تعصب نے اس کے خواص انسانیت کو بالکل سلب نہیں کر دیا جرأت کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ احمدی بنکر لوگوں میں معاذ اللہ فلاں گمراہی و تباہ کاری پیدا ہو جاتی ہے؟ یوں تو دنیا کا ذلیل سے ذلیل مذہبی فرقہ بھی اپنے سوا دوسروں کو بہر نا حق سمجھتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ عقل و نقل دونوں کی سند سے وہ کونسی خوبی اور سچائی ہے جسے احمدیت کی خاطر چھوڑنا یا کھونا پڑتا ہے؟

کیا خدا نخواستہ ذات باری تعالیٰ کی نسبت ایمان میں خلل پڑ جاتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ برخلاف اس کے ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ پر ایک ایسا زندہ و زبردست ایمان حاصل ہو جاتا ہے جس کا ثبوت اس قدر اس وقت دنیا کا اور کوئی بھی مذہب یا فرقہ نہیں دے سکتا۔ حتی کہ خدا تعالیٰ پاک کی جو ازلی و ابدی صفات ہر جگہ ہر زمانہ میں اس کے واجب الوجود ہونے پر یقینی شہادت پیش کرتی ہیں لیکن افسوس [illegible] کی دنیا نے غفلت و شامت اعمال سے عملاً اور اعتقاداً انکو بالکل بھلا بیٹھی تھی وہ آج مسیح موعود ہی کے طفیل بالبداہت ثابت ہو رہی ہیں۔ مثلاً اس کا اپنے نیک پاک بندوں سے ہمکلام ہونا۔ اس کا صادقوں کی نصرت فرمانا۔ انکی سچائی ظاہر کرنے کے لئے کھلے کھلے نشان دکھلانا۔ دشمنان حق کو ہر میدان میں ناکام و نامراد رکھنا وغیرہ وغیرہ اور صفات جن سے وثوق کے ساتھ یہ باور آ سکے کہ فی الواقعہ اس کا خالق و مالک ایک ہے جو اپنی صفات الوہیت اور اپنے سچے پرستاروں کے لئے بڑی غیرت رکھتا ہے

پھر کیا احمدی ہو کر خدا کے ماموروں مرسلوں پر سے معاذ اللہ اعتقاد اٹھ جاتا ہے؟ حاشا و کلا۔ بلکہ برعکس اس کے ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ اگلے پچھلے تمام انبیاء و رسل کی صداقت اور اصل حقیقت و حقیت ہی انسان پر پوری بصیرت کے ساتھ احمدی بنکر کھلتی ہے۔ ورنہ اغیار کے اعمال و عقائد کی پڑتال سے تو صاف و صریح طور پر یہ پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے نہ صرف انبیاء و رسل بلکہ ان کے مبعوث فرمانے والے خود خدائے قادر و قاہر کو بھی محض قصے کہانیوں کے رنگ میں مانا ہوا ہے۔ اگر ان میں زندہ ایمان اور عقائد حقہ موجود ہوتے تو ان کے اطوار و حالات زندگی میں خدا ترسی اور نیک کرداری کا کھلا جیتا جاگتا ثبوت ملتا جو اصل مدعا ہوتا ہے خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا۔ یوں ظاہر داری اصولوں پر تو بعض محاسن اور اخلاق ظاہری پہلے درجہ کے [illegible] اور دہریوں تک میں کیا نہیں ہوتے؟ ہمارا ایمان ہے کہ جنہوں نے خدا کے بھیجے ہوئے حقیقی مصلح و منجی کو بے باکی و شقاوت قلبی سے رد کیا ان کے اندر ضرور ضرور کوئی نہ کوئی گند ہوتا ہے خواہ وہ دنیا پر ظاہر ہو یا نہ ہو۔ احمدیوں کے اخلاق و عادات اور مراسم مذہبی دیکھنے میں کتنے ہی اعلیٰ و خوشنما معلوم ہوتے ہوں یہ کیوں؟ اس لئے کہ مسیح موعود کا دنیا کی نجات کے لئے آنا اصل اسی وجود پاک کا دوبارہ ظہور فرمانا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے بنی نوع انسان کے لئے اخلاق و اطوار و عادات و عبادات کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم کیا اور اسی اسوۂ حسنہ کی جمیع اطراف عالم میں بلند نامی اور مقبولیت کے واسطے یہ زمانہ مقرر و مقدر تھا۔ چنانچہ ہر ملک ہر قوم کی پاک اور دل بتدریج اس کی خوبیوں اور سچائیوں کو کسی نہ کسی رنگ میں قبول کرتی جاتی ہیں اور انشاء اللہ وہ وقت آ رہا ہے جبکہ ایمانیات میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی فتح دنیا کو دکھلا دیگی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اصل مذہب حق یہی ہے۔ باقی سب ڈھکوسلے ہیں اور وہ وقت آ رہا ہے جبکہ کیا عبادات کیا معاملات غرض حیات انسانی کے تمام متعلقات میں ایسا ہی دستور العمل معقول و قابل قبول سمجھا جائیگا جسے قرآن مجید پیش کرتا ہے اور جس کے ثبوت صداقت اور مخالفین اسلام پر اتمام حجت کیلئے مسیح موعود بروز مصطفےٰ بنکر دنیا میں آیا ہے۔

ایمانیات یا معتقدات کے علاوہ دو بڑی باتیں اور ہیں جن سے کسی سلسلہ کا حسن و قبح کھلتا ہے یعنی طریق عبادت اور امور معاشرت۔ سو ان میں بھی خدا کے فضل سے مسیح موعود لاکھوں بندگان خدا کی اصلاح اور قسم قسم کی افسوسناک غلامیوں سے رستگاری کا ہی موجب ثابت ہوا ہے۔ ہمارے مخالفین کے بہت سے گروہوں میں اس وقت ایک وہ لوگ ہیں جو حاملان اسلام کہلا کر بھی اسلام کی حقیقی تعلیمات کو بھلا بیٹھے ہیں۔ دوسرے باقی تمام غیر مسلم اقوام۔ سو اول الذکر تو اپنے ہی مسلمات کی رو سے ممکن نہیں کہ احمدیت پر کسی طرح حرف رکھ سکیں۔ رہے دیگر مذاہب کے لوگ انہیں جس کسی کو دعویٰ ہو کہ طریق عبادت یا طرز معاشرت میں اپنے دین و مشرب کی بہتر تعلیم ثابت کر سکتا ہے اسے ہر وقت اجازت ہے کہ مرکز احمدیت میں

معجزہ اور اسکی حقیقت

انسانی خلقت کی غرض وغایت جیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون (ترجمہ) ہمنے جنوں اور انسانوں کو محض عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور عبادت سے مراد رضائے الٰہی کا حاصل کرنا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ (ترجمہ) اے نفس تسلی یافتہ اپنے رب کیطرف چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خالص بندوں کے زمرہ میں شامل ہو کر میری بہشت میں داخل ہو جا۔ لیکن انسان ضعیف البنیان جو دوسرے انسان کے دل کی کیفیت معلوم نہیں کر سکتی چہ جائیکہ اس وراء الورا اور نہاں در نہاں ذات الٰہیہ کا خود پتہ لگائے پھر اسکی رضا کی راہوں پر قدم مار کر مفلحون کے زمرہ میں شامل ہو تکلیف مالایطاق اللہ تعالیٰ کیوں روا نہیں رکھتا۔ قولہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ پھر کیا ضروری نہ تھا کہ جزا و سزا کے لئے جو تمام مذاہب کا مسلمہ مسئلہ ہے۔ انسان کو ملزم کرنے کے لئے کوئی انتظام اس نے کیا ہوتا۔ ضرور بالضرور اس نے ایسا کیا ہے۔ جبھی تو وہ فرماتا ہے لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان (ترجمہ) کہ قیامت کے دن مجرمین کو خواہ وہ انسان ہوں خواہ جان انکے گناہوں کی نسبت نہیں پوچھا جاویگا یا بالفاظ دیگر یہ کہ انکو عذر کرنے کا کوئی موقعہ نہیں دیا جاویگا بوجہ اسکے کہ بذریعہ ارسال رسل وانبیاء جو خدا تعالیٰ کی ہستی کا زندہ نمونہ ہوتے ہیں اور جنھوں نے گویا علی وجہ البصیرت اسے دیکھ لیا ہوتا ہے اور جو رات دن اسکی ہمکلامی سے (ادی) مکرمنظور ہوتے رہتے ہیں۔ اسی دنیا میں ان پر اتمام حجت ہو چکا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جیساکہ وہ فرماتا ہے وخلقناکم ازواجا۔ اسواسطے ذات اپنی کے جو وحدہ لاشریک ہے ہر ایک چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے مثلاً ہیرا جو ایک بیش بہا چیز ہے اسکے ہم شکل بہت سے چمکتے ہوئے ایسے پتھر بھی پائے جاتے ہیں۔ جنھیں بعض نادان ہیرا سمجھ کر بسا اوقات ہزاروں لاکھوں روپیہ کا نقصان اٹھاتے ہیں۔ یا جیسے سونے کے مقابل پیتل ہے جسے بعض جھوٹے کیمیا گر سونا بتا کر سینکڑوں روپیہ مار لے جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس اللہ تعالیٰ نے ہر اچھی چیز کے مقابل بری شے پیدا کر کے لوگوں کو امتحان میں ڈالا۔ تا لوگوں پر ان کی کمزوریاں ظاہر ہوں اور اس طرح سے وہ سچے علوم حاصل کرنے کے دریے ہوں۔ اور زمانہ یوماً فیوماً ترقی کرتا ہے لیکن اس امتحان میں ہر کس و ناکس کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ اہل بصارت اور معقول لوگ ہی پاس ہوتے ہیں۔ پس ہر اچھی شے میں قدرت نے کچھ ایسے جوہر رکھے ہیں جنھیں وہ اپنے مقابل کی ناقص اور نکمی شے سے اہل علم والبصیرت کی نظروں میں تمیز کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح حق و باطل۔ صادق و کاذب میں بھی اللہ تعالیٰ نے مابہ الامتیاز رکھا ہے اسی مابہ الامتیاز کو معجزہ کہا جاتا ہے۔ پس معجزہ سے تمام وہ خارق عادت امور مراد ہیں جو اظہار صداقت کسی مامور من اللہ کے لئے اسکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ ظاہر فرمائے۔ خواہ وہ امور بظاہر انسانی طاقت کے اندر ہی معلوم ہوتے ہوں۔ البتہ فریق مقابل انکی نظیر لانے سے ہمیشہ عاجز رہے گا۔ خدا کے برگزیدہ لوگ جنھیں شرعی اصطلاح میں الرسل والانبیاء کہا جاتا ہے عین ضرورت کے وقت جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ تو جیساکہ پہلے اوپر ذکر کیا (ہر چیز کا جوڑا اللہ نے پیدا کیا) ان کا جوڑا بھی بالمقابل دنیا میں آ موجود ہوتا ہے یعنے جھوٹے مدعی نبوت۔ جو جھوٹ کو سچ سے ملتبس کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ کی غیرت یکدم جوش میں آتی ہے اور بعض ایسے امور اس مامور کی ذات یا دست قدرت سے اسکی تائید میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جن پر کوئی دوسرا قادر نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہمارے سردار باوقار جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منجملہ ان نشانات بینات کے جو آپکے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ قرآن کریم بھی نشان عظیم کی صورت میں عطا ہوا تھا جس کے منجانب اللہ ہونے میں کفار کے شک کرنے پر ان سے اسکی نظیر طلب کی گئی تھی لیکن تیرہ سو برس سے زائد عرصہ میں باوجود اسقدر پرزور تحدی کے جیسے خدا کا پاک کلام بالفاظ ذیل وشلہ بیان فرماتا ہے۔ (فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن) (ترجمہ) کہہ دے آؤ ایک سورت مانند اسکے اور بلا لو اپنی مدد کے لئے اللہ کے سوا جن کو چاہو اگر تم سچے ہو (اے محمدؐ) کہو اگرچہ جمع ہوں تمام انسان اور جن اس قرآن کی نظیر لائیں۔ کوئی بھی اسکی نظیر نہیں لا سکتا باوجودیکہ ہر زمانہ میں اسلام کے پودے کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے ناخنوں تک مخالفین نے زور لگایا اور اسے نابود کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ لیکن میری محدود واقفیت اگر خطا نہیں کرتی تو اسکی نظیر بنانے کے لئے قلم تک اٹھانے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی سچ ہے۔ نظیر لاکر پیش کرتے۔ اگر یہ قرآن معجزہ نہ تھا۔ اور اسکی مثل بنانا آسان امر تھا تو ان تمام کوششوں کی بجائے جو اسلام کو نابود کرنے کے لئے اسوقت تک دشمنان اسلام کرتے رہے ہیں کیوں نہ صرف بانی اسلام کے مطالبہ کے موافق ایک آدھ سورۃ مثل قرآن بنا کے پیش کر دی تا آسانی سے اس کا بطلان ثابت ہو جاتا۔ لیکن ایسا نہ کبھی ممکن ہوا نہ آئندہ ہو گا کیونکہ اس تحدی کے ساتھ ہی اسکی مثل نہ لانے کی زبردست پیشگوئی بھی بایں الفاظ موجود ہے (فان لم تفعلوا ولن تفعلوا۔ لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا)۔ پھر اگر اس کام کو کروگے۔ تو ہرگز نہ کر سکو اس قرآن کی مثل نہیں لا سکینگے۔ اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہوں) جس کا ظہور بفضلہ تعالیٰ تا قیامت ہر زمانہ میں تا رہ کر مخالفین اسلام کو ملزم اور طالبان حق کی رہنمائی کرتا رہے گا۔

معجزات کا ظہور جیساکہ گذرا عموماً انبیاء و مرسلین کے ہاتھ پر ہی ہوتا ہے (لیکن شاذ و نادر اگر اولیاء اللہ (کامل مومنین) کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہو تو بھی جائے تعجب نہیں۔ لیکن ہر ولی اللہ کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور مثل انبیاء کے لازمی نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ انکی طرح مامور نہیں ہوتے اور نہ ان پر ایمان لانا مدار نجات ہی ہوتا ہے) تا اظہار معجزات مومنین کے رفع شک اور اہل غفلت کے لئے رجوع الی الحق کا باعث ہوں۔

جاننا چاہیئے کہ جس طرح دیگر مادی اشیائے عالم کا حسن و قبح ہر ایک کو یکساں طور پر معلوم نہیں ہو سکتا اور نہ وہ جوہر جسکے کوئی شے قابل قدر و احترام ہے ظاہر و باہر

ہوتا ہے۔ جیسے ہر کوئی پہچان سکے۔ اسی طرح انبیاء کا ایک وجود باوجود دلائل واضحہ کے عوام پہچان نہیں سکتے۔ اگرچہ سچائی کے قبول کرنے کے لئے انکے دلوں میں جوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جو علیم بذات الصدور ہے۔ ان راستی پسند لوگوں کے حال پر رحم فرما کر بعض وہ امور انکے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔ جو صنعت اور راست بازوں راست طبع لوگوں کی نظروں میں شناخت کئے جا سکیں لیکن متعصب بدگمان اور شریر ان سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ کیونکہ شتابکاری سے وہ لوگ ماموروں کا انکار کرکے نور ایمان کو جو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کے دل میں ودیعت کیا ہے کھو بیٹھتے ہیں۔ اور ختم اللہ علی قلوبھم و علیٰ سمعھم و علیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب الیم کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ پھر خواہ ہزار ہا نشان بھی ملاحظہ کریں کوئی بھی کارگر نہیں ہوتا۔ میرے اس قول کی آیات ذیل شاہد ہیں:-

(۱) ولو اننا نزلنا الیھم الملٰئکۃ .. الخ

یعنی ہم اگر ان (کفار) پر فرشتے بھی اُتاریں۔ پھر مردے زندہ ہوکر ان سے ہمکلام ہوں بلکہ ہر شے کو ان کے سامنے لا کھڑا کریں۔ تو بھی وہ ایمان نہیں لانے والے:-

(۲) ان الذین حقت علیھم کلمت ربک۔ الخ

یعنے اے پیغمبر جو لوگ تمہارے پروردگار کے حکم کے مستوجب ٹھہر چکے ہیں وہ تو جب تک عذاب دردناک نہ دیکھ لینگے کسی طرح ایمان لانیوالے نہیں۔ اگرچہ تمام معجزے انکے سامنے آموجود ہوں:

(۳) وما تغنی الاٰیٰت والنذر ... الخ

نہیں کام آتے نشان اور ڈرانے اس قوم کو جو ایمان نہیں لاتی۔ ایسے لوگ حقیقی معجزات سے جو امتیازی حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں فائدہ نہ اُٹھا کر ایسے معجزات کے ظہور کے لئے درخواست کرتے ہیں جو قیامت کا نمونہ ہوں۔ اور جنہیں مان کر نہ کوئی شخص مومن ہی کہلا سکتا ہے اور نہ اسے اجر ہی مترتب ہو سکتا ہے کیونکہ قابل اجر تو وہی ایمان ہے جو غیب کے ساتھ ہو۔ بلکہ ایسے معجزات کا ظاہر کرنا سنت اللہ کے خلاف ہے۔ ایسے معجزے کے ظہور کے لئے کفار مکہ نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی اور

ظہور پر ایمان لانے کا وعدہ بھی کیا تھا جیسا اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے دسویں رکوع میں اس طرح بیان فرماتا ہے وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا ... الیٰ آخر رکوع۔ (ترجمہ) کافر بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ نکال دے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہا دے تو اسکے بیچ نہریں جاری۔ یا گرا دے ہم پر آسمان۔ جیسا کہ تو کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے۔ یا لے آوے اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن یا ہو جاوے تجھ کو ایک گھر سونے کا یا چڑھ جاوے آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں گے۔ تیرا چڑھنا بھی جب تک نہ اُتار لاوے ہم پر ایک کتاب جسے پڑھ لیں ہم۔ (اے پیغمبر) کہو سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی رسول۔ جب آیات متذکرہ بالا سے یہ بات پایۂ ثبوت پہنچ گئی۔ کہ منکرین کا گروہ معجزات سے مستفیض نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو پھر شاید کوئی کہے کہ معجزات کے ظہور سے کیا فائدہ۔ سو واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہمیشہ ایک ایسا گروہ بھی رہا ہے جو شروع زمانہ بعثت انبیاء میں جب انکی حقیقت بعض الٰہی حکمتوں کے ماتحت مخفی در مخفی ہوتی ہے غیب پر ایمان لاتا ہے۔ سو معجزات انکی حالت ایمانی کو بتدریج عرفان اور ایقان کے مراتب اعلیٰ تک پہنچانے میں مدد دیتے ہیں نیز سلیم الفطرت اور راستی پسند لوگوں کو حق کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ جو لوگ اسے اور اسکے برگزیدہ بندوں کے ساتھ حسن ظنی سے مان لیتے ہیں انہیں اسی ادنیٰ حالت ایمانی میں رہنے دے۔ بلکہ اس تھوڑے مگر اخلاص سے بھرے ہوئے عمل کے بدلے میں اللہ جلشانہٗ انکی تمام ظاہری باطنی کدورتیں دور کرکے ان کو مصفا آئینہ کیطرح بنا دیتا ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کو گویا یقین کی آنکھ سے دیکھ لیتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔ آمین:

بعض جہلاء جو حقیقت معجزہ سے بکلی ناآشنا ہیں انھوں نے خدا تعالیٰ کی شان ارفع و اعلیٰ کا کچھ پاس نہ کرکے بعض انبیاء و اولیاء کو معاذ اللہ خدا کا بڑا بھائی ہی بنا دیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون اور

اسکے وعدہ کے خلاف بعض وہ امور جن کا کرنا قدوس الٰہی کے شان کے شایاں نہیں بطور الہام انکے بیہودہ معتقدوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ جن کا انھوں نے اپنی زندگی میں کبھی دعوےٰ نہیں کیا اور نہ انکی کسی تصنیف میں ان کا نام و نشان پایا جاتا ہے۔ ان سب سے حضرت عیسےٰ کا نمبر اول ہے کیونکہ بقول عوام کالانعام انھوں نے برخلاف دیگر انبیاء کے اور جناب محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کیطرح ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں فوت شدگان کے ارواح اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو منسوخ کرکے ان کے قالبوں میں ڈال از سر نو دنیا میں واپس بھیجنے کے علاوہ چمگادڑوں وغیرہ بعض پرندوں کی خلق میں خدا کا ہاتھ بھی بٹایا ہے کوتہ فہموں نے پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ سنت اللہ کے خلاف اُسے آسمان دوم یا چہارم پر بھی جا بٹھایا۔ تاکہ اسکے عہدۂ خدائی میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے:

قرآن کریم کو کلام الٰہی ماننے والے تو ان عقاید فاسدہ کو ایک دم کے لئے بھی اپنے دلوں میں جگہ نہیں دے سکتے کیونکہ وہ ان سب کا نہ عقائد کی بڑے تفصیل اور بسط سے تردید کرتا ہے لیکن مضمون کے لمبا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے میں کسی قدر اختصار سے ان امور ثلٰثہ کو بیان کرونگا فاعتبروا یا اولی الابصار:

اوّل موتیٰ کا دُنیا میں واپس آنا بوجوہات ذیل باطل ہے

(۱) قرآن کریم ایک کامل بلکہ اکمل کتاب ہے جسے ہم مسلمان بقولہٖ آیت تبیانا لکل شیء تمام امور ضروریہ کو بیان کرنیوالی یقین کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وصیت بعد الموت تقسیم ترکہ وعدت بیوہ بعد الموت پیش آنیوالے مسائل کو بھی اس نے بیان کر دیا ہے جنکی تمدنی زندگی میں انسان کو اشد ضرورت تھی۔ اور جسکی عدم موجودگی میں طرح طرح کے فتنہ و فساد کے برپا ہونے کا احتمال تھا لیکن اگر مردوں کا کسی نبی یا ولی کے معجزے یا کرامت سے زندہ ہو کر دنیا میں واپس آنا مستعمل اور داخل سنت اللہ تھا تو کیا ضروری نہ تھا کہ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے متعلق مسائل ترکہ و عدت بیوہ وغیرہ بھی بیان ہوتے۔ مثلاً اگر کوئی مردہ زندہ ہوکر آجائے تو اسکی تقسیم شدہ جائداد و اسکی بیوی جو کہیں نکاح کر لیا ہے کیونکر واپس ہو سکتی ہے۔ مگر یہاں تک

میرا خیال ہے۔ ایسے مسائل کے متعلق اور محفوظ کتاب یعنی قرآن مجید بالکل خالی ہے گو کہا جاتا ہے کہ معاذ اللہ خدا کو یاد نہیں رہا کہ اس قسم کی بھی کوئی وحی نازل کرتا یعنی بعد ازاں جہاں صدہا مسائل آئندہ والوں کے حقوق کی بحث درج ہو تی۔ لیکن یہ بات بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ اسکی شان اس سے بلند تر ہے کہ بھول جائے۔ جیسا کہ وہ خود ہی فرماتا ہے لا یضل ربی ولا ینسیٰ (طٰہٰ) پس ثابت ہوا۔ کہ کوتہ اندیش لوگوں نے یہ بات از خود گھڑ لی ہے کہ مُردہ دنیا میں واپس آتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالےٰ مسائل متذکرہ بالا کو ضرور اپنے پاک کلام میں بیان فرماتا۔ بفرض محال اگر مان لیا جائے کہ اللہ تعالےٰ نے بوجہ شاذ و نادر ہونے کے ان مسائل کو قرآن میں بیان نہیں فرمایا۔ تو کم از کم حدیث یا فقہ کی کتاب ہی میں یہ مسئلہ دکھایا جانا چاہیئے۔ کہ ان مشکلات کا جو کسی مُردہ کے زندہ ہو کر دنیا میں واپس آنے پر پیدا ہوتی ہیں کس طرح اندفاع ہو سکتا ہے مگر ع این خیال است و محال است و جنوں ﷺ

(۲) اللہ تعالےٰ انسان کا اپنا مشاہدہ (جس سے بڑھ کر اطمینان دہ ثبوت ممکن نہیں) پیش کرتا ہوا فرماتا ہے الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون۔ کیا ان لوگوں نے (اسبات پر) نظر نہیں کی کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی اُمتوں کو ہلاک کر مارا (اور جنکو ہلاک کر دیا پھر) وہ انکی طرف لوٹ کر نہیں آتے

(۳) حقیقی موتیٰ کی واپسی کی بندش پر آیات فیمسک التی قضیٰ علیہ الموت اور حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا۔ دو ایسے شاہد ہیں۔ کہ اگر اور کوئی بھی ثبوت نہ ہو۔ تو یہی فریق مشہود علیہ پر ڈگری ہو سکتی ہے۔ ہاں ضد و تعصب کا علاج کوئی نہیں اور نہ کسی کا قائل کرانا ہمارے اختیار میں ہے۔ مطلب ان ہر دو آیات کا یہ ہے (۱) جنکی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے انکو (تو اپنے ہاں) روکے رکھتا ہے۔ (۲) یہاں تک کہ جب ان میں کسی کی موت آموجود ہوگی تو دُعا مانگیگا۔ کہ اے میرے پروردگار اب (ایک بار) مجھ پھر اُلٹا بھیج دیجئے تاکہ (دُنیا) جسکو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں

(پھر جا کر) نیک عمل کروں (ہم فرشتوں کو کہینگے کہ) حاشا و کلا) یہ ایک (بیہودہ) بات بکتا ہے (تو اسنے بکنے دو کیونکہ ایسی درخواستیں منظور ہوتی ہیں)؛۔

دوم۔ اس امر کے ثبوت میں کہ خلق خاصۂ خدا ہے اور کسی جن و انس کی اس میں خدا کے ساتھ شراکت نہیں منجملہ وجوہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کے فعل خلق کل شیئ کا بیان ہوا ہے۔ ازانجملہ سورۃ انعام رکوع ۱۳ میں اللہ تعالیٰ اپنی صفت خالقیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ذلکم اللہ ربکم لا الہ الا ھو خالق کل شیئ ... الخ (جس کا نام) اللہ تمہارا پروردگار ہے اسکے سوا (اور) کوئی معبود نہیں (وہی) تمام چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے ✦

(۲) معبودان باطلہ کی نفی خلق پر آیات ذیل شواہد بینہ ہیں:۔

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ ..... الحج رکوع ۱۰۔ خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم پکارتے ہو ایک مکھی (بھی) پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ اسکے (پیدا کرنے کے) لئے (سب کے سب) اکٹھے کیوں نہ ہو جائیں ✦ قل ارءیتم ما تدعون من دون اللہ اروني ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموٰت۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ بھلا دیکھو تو سہی کہ خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم پکارتے ہو۔ (ایک نظر) مجھ کو تو دکھاؤ کہ زمینی اشیاء میں سے انھوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے؟ اور آسمان کی چیزوں میں کس کس چیز میں انکی شرکت ہے۔ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیئ وھو الواحد القہار۔ کیا ان لوگوں نے ایسے شریک ٹھہرا رکھے ہیں کہ اسی کی سی مخلوقات انھوں نے بھی پیدا کر رکھی ہے اور اب ان کو مخلوقات کے بارہ میں شبہ واقع ہو گیا ہے (کہ کس کی پیدا کی ہوئی ہے) (تو ان سے) کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے ✦

سوم۔ یہ بات کہ آسمان پر کوئی بشر جا سکتا ہے بوجوہات ذیل غلط ثابت ہوتی ہے:۔

(۱) شروع سے آخر قرآن تک کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں جس میں کسی بشر کا آسمان پر جانا بیان ہوا ہو بلکہ برخلاف اس کے بکثرت ایسی آیتیں پائی جاتی ہیں جن سے یہ بصراحت ثابت ہوتا ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے جس سے کوئی بھی اور غیر نبی مستثنیٰ نہیں رہتا۔ اللہ تعالےٰ کا نہایت پختہ اور غیر متزلزل باندھا ہوا قانون ہے کہ ان کے رہنے سہنے آرام کرنے اور تا زیست سامان معیشت مہیا ہونے کے لئے زمین کفتی ہے حتیٰ کہ بعد مُردن بھی اسی زمین میں ہی دفن کئے جاتے ہیں۔ اس امر کی تصدیق آیات مندرجہ ذیل سے ہوتی ہے:۔

(۱) ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین ایک وقت معین (موت) تک تمہارے رہنے کی جگہ زمین ہی میں ہے (۲) فیھا تحیون وفیھا تموتون و منھا تخرجون۔ زمین میں ہی تم زندگی بسر کروگے۔ اور اسی میں مروگے اور اسی میں سے (قیامت کے روز دوبارہ) نکال کھڑے کئے جاؤگے ✦

(۳) الم نجعل الارض کفاتا۔ احیاء وامواتا کیا جیتوں اور مُردوں کے لئے زمین کو کافی نہیں بنایا۔

(۲) جس طرح اوپر ذکر ہوا۔ کہ زمین انسان کو موت و حیات کسی صورت میں بھی اپنے آپ سے جدا ہونے نہیں دیتی اسی طرح قرآن کریم سے بوضاحت تمام یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ بشریت جو لازمہ انبیاء ہے۔ بقید حیات مانع رفع الی السماء ہے۔ چنانچہ جب ہمارے امام و مقتداء فخر انبیاء و اولیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے جنکی شان ہے لولاک لما خلقت الافلاک کفار مکہ نے بعض وہ معجزات طلب کئے جن کا وقوع میں لانا تقدس ذات الٰہیہ کے شایان شان نہ تھا۔ تو ان میں سے بوعدہ ایمان ایک فرمایش او ترقیٰ فی السماء کی بھی تھی۔ جسکے جواب میں وحی الٰہی یوں ہوئی۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنے کہو سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک بشر رسول۔ جب محمد جیسا برگزیدہ نبی صفت بشریت کو عدم رفع الی السماء کی وجہ گردانے۔ حالانکہ ایک گروہ کثیر ایسے معجزہ کی رویت پر ایمان لانے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کی

اسلامی شرک پھیلانے کے کس قدر حریص تھے۔ بلکہ مدعی تو
عوام اندرین اسلام رفات والا کے لئے ایک کہا جانے والا
غم تھا جسکی شہادت خود اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں
الفاظ دیتا ہے۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا
مؤمنین۔ کیا تو اپنی جان کو اس قدر میں ہلاک کر ڈالے گا
کہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پھر بمقابلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضرت مسیح علیہ السلام کی کیا حقیقت ہے کہ
بغیر مطالبہ معجزے کے بلا ضرورت آسمان پر جائے۔
شاید کسی کے دل میں یہ وسوسہ گذرے۔ کہ ان
پیشکردہ دلائل سے اگرچہ یہ بات تو پایۂ ثبوت کو پہنچ
گئی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجود مطالبہ کفار کے
آسمان پر نہ گئے۔ اور نہ حضرت عیسٰی علیہ السلام یا کسی اور کے
لئے جانا ممکن ہے تو پھر معراج نبوی بھی جو تمام فرقہ ہائے اسلام
کا ایک مسلمہ عقیدہ ہے باطل ٹھہرے گا۔ کیونکہ وہ بھی عام طور
پر اسی طور پر مانا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی
جسم عنصری کے ساتھ ساتوں آسمانوں کی سیر کی سو جاننا چاہیئے
کہ کوئی خوش اعتقاد اس طرح کا معراج مانے تو مانا کرے مگر
قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے رو سے تو ایسا ہرگز ثابت
نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہم جسم عنصری کے ساتھ معراج کے قائل
ہیں۔ کیونکہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بوحی الٰہی
بجسدہ العنصری ترقی فی السماء کو خدا کی حکیمانہ شان
اور صفت بشریت کے منافی قرار دیا۔ تو پھر کسی مسلمان کو
کیونکر یہ حق پہنچ سکتا ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ کے منشاء
کے خلاف از خود ایک ایسا عقیدہ گھڑ لے جس کے بیان
کرنے میں قرآن و حدیث نہ صرف خاموش ہی ہوں۔ بلکہ
اس کے خلاف صاف اور صریح شہادت دے رہے ہوں
حاشا و کلا۔ معراج ایک روحانی نظارہ تھا جس کا ذکر مجملاً
آیت ذیل میں ہے۔ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک
الا فتنۃ۔ اس آیت میں لفظ رؤیا قابل غور ہے۔ اگر
کوئی شخص لفظ رؤیا سے گھبرا کر سرے سے اس بات کا ہی انکار
کرے۔ کہ یہ آیت معراج کے علاوہ کسی اور واقعہ کے متعلق ہے
تو اسے شاہ رفیع الدین کے ترجمہ شدہ قرآن میں اول
اس کے معنی پھر اس آیت کے متعلق حاشیہ موضح القرآن
دیکھنا چاہیئے۔ اگر ذرا ضدی اور متعصب نہیں۔ تو [illegible]
اسکی تسلی ہو جاوے گی۔ سورۃ بنی اسرائیل کے شروع کی آیت
سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد
الحرام الی المسجد الاقصٰی۔ سے بھی بعض لوگ
کھینچ تان کر معراج جسمانی کا استدلال کرتے ہیں مگر در اصل
آیت ہذا کا واقعہ معراج سے کوئی تعلق نہیں رکھتا لیکن
بالفرض اسے واقعہ معراج کے متعلق مانا بھی جائے۔ تو بھی
اس سے آسمان پر جانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت نہیں
ہو سکتا۔ کیونکہ جس سیر کا اس آیت میں ذکر ہے وہ مسجد
حرام (مکہ) سے مسجد اقصٰی (بیت المقدس) تک ہے اور
یہ دونو مقام سب جانتے ہیں سطح زمین پر واقع ہیں۔ نہ
آسمان پر۔ پس آسمان پر جسم خاکی کا جانا قرآن مجید سے ہرگز
ثابت نہیں ہوتا۔ فقط سلطان عالم احمدی
مدرس مدرسہ گوٹریالہ۔ ضلع گجرات

مراسلہ پشاور

غیر احمدیوں کے فساد کی مفصل کیفیت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط ملا۔ جواباً عرض ہے کہ۔ شہر پشاور۔ محلہ گل بادشاہ
میں جہاں مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب احمدی ریٹائرڈ
آنریری مجسٹریٹ پشاور رہتے ہیں۔ اور خاکسار بھی اس
کے قریب اپنے زر خرید مکان میں قیام رکھتا ہے۔ وہاں
ایک مسجد ہے جو ہمارے اور مولانا موصوف کے مکان کے درمیان
بالمقابل واقع ہے۔ اس مسجد کو مسجد گل بادشاہ کہتے ہیں۔
بارہا دیگر جب اسکی مرمت و تعمیر ہوئی تو مولانا موصوف نے بھی
اسکی حالت درست کرنے میں کافی مدد دی اور تالاب (حوض)
بھی کسی دوست نے بنوا دیا۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ السلام نے غیر احمدیوں کے خلف میں فتویٰ ترک نماز
دیدیا۔ تو وہاں احمدی نماز پڑھنے کم جاتے۔ اور قبل ازیں
ہمیشہ وہاں نماز مولانا صاحب اور ان کے اقارب میں
سے حضرت مولوی میرزا محمد اسمٰعیل صاحب احمدی مرحوم
سابق چیف محرر مدارس ضرور پڑھایا کرتے۔ بعد از فتویٰ
ترک نماز احمدی لوگ بھی جانے لگ گئے
سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۹۱۴ء کے درمیان کا واقعہ ہوا کہ رمضان
کا مہینہ تھا۔ ایک غریب الطبع مسکین مسافر احمدی شیخ فضل کریم
صاحب رات کو وہاں تہجد گزارنے چلے گئے۔ وہاں کے
امام مسمی فضل معبود نے اپنے چیلوں اور طلباء سے رات کے
وقت اس کو پٹوایا۔ اور اس کو تالاب میں گرانا چاہا۔ مگر وہ
کسی طرح رہائی حاصل کر کے نکل آیا۔ لحاف جو شیخ صاحب
اوڑھ کر گئے تھے اور جوتیاں غصب کر لیں مگر بعدہ واپس کر
دیں۔ میں اس اثنا میں آیا۔ اور شیخ صاحب سے دریافت کیا
وہ بیچارہ تو اوسان باختہ تھے۔ کچھ بتا نہ سکے۔ مگر امام کے
آدمی پہل کر کے یہ کہتے ہوئے بھاگ گئے کہ یہ شخص مسجد میں جوتے
چرانے آیا تھا۔ خیر اس واقعہ کی تھانہ میں رپورٹ کر دی گئی۔ اور
باہمی صلح پر فیصلہ ہوا۔ اور امام مسجد میاں فضل معبود کو پولیس
آفیسر نے احمدیوں کو مسجد سے منع کرنے پر روکا۔

اس کے بعد اکثر مقیم احمدی خود تو مسجد میں کم جاتے
مگر وہ بھی تو کل احمدیوں کو چنداں نہ روکتے۔ مگر جب کبھی کوئی
احمدی افغانستان سے یا ضلع پشاور سے یا پنجاب سے آتا۔ اور
مسجد میں نماز پڑھنے یا وضو کرنے جاتا۔ تو امام مسجد میاں فضل
معبود ضرور خود یا کسی چیلے کے ذریعہ سے روکتے۔ اور کہتے
کہ تم لوگ کافر ہو۔ بیدین ہو۔ خارج از اسلام ہو۔ ہماری
مسجد اور تالاب تمہارے آنے سے ناپاک ہو سکتے ہیں۔ بعض
تو چپکے سے چلے آتے۔ بعض نماز یا وضو کر لیتے۔ گذشتہ سال
اسی طرح میاں فضل معبود امام مسجد خود تو موجود نہ تھے۔
مگر اس کے بھائی میاں عبد الحق قائم مقام امام تھے۔ انہوں نے
کسی ناواقف اجنبی سے سختی کی جس پر مولانا صاحب تک نوبت
پہنچی۔ آپ نے مسجد میں جا کر میاں عبد الحق کو سمجھایا اور دھمکایا
کہ تمہارا اس قسم کا سلوک خلاف شرع و قانون ہے۔ اور
مسجد میں ہمارا بھی حق ہے۔ جب یہ اصل امام فضل معبود
واپس آیا۔ اور اس کو واقعہ معلوم ہوا۔ تو اس کو سخت ناگوار
گذرا۔ اور کسی سخت فساد کا خواہاں رہا۔ مگر اس کو ماہ رمضان
اور شوال میں وطن موضع سوات بار کسی سبب سے جانا پڑا۔
اور پھر اسکی جگہ اس کا بڑا بھائی میاں عبد الحق امام مسجد
قائم مقام رہا۔ احمدی وقتاً فوقتاً پانی لانے یا وضو کرنے
جاتے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۵

[illegible]

مضامین

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ الہام مسیح موعود

چندہ مقامی خریداروں ساڑھے چار روپے

باقی تمام خط و کتابت [illegible] الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۶

قیمت بہرحال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۳ | ۲۱ نومبر ۱۹۱۵ء | یکشنبہ | مطابق ۱۳ محرم ۱۳۳۴ھ | نمبر ۶۳

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس ایدہ اللہ کی صحت اچھی ہے مہمات دین میں بدستور مصروف ہیں + حضرت نانا صاحب قبلہ چند روز سے علیل تھے اب بفضلہ تعالیٰ افاقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آں مکرم کو شفائے کلی عطا فرمائے + عزیز عبدالحی مرحوم کی وفات پر کثیر التعداد احمدی تعزیت ناموں کے علاوہ کئی احباب کرام بھی ان دنوں خاص طور سے تشریف لائے۔ مثلاً منشی فرزند علی صاحب فیروز پور سے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب پانی پت سے + ترجمۃ القرآن کے ۹ رکوع مدراس جا چکے ہیں۔ ۱۰-۱۱-۱۲ تیار ہیں۔ مدراس میں عربی کے بلاک بنوائے ہیں۔ انگریزی کے لئے نیا ٹائپ منگایا گیا ہے + خطبہ جمعہ جو حضور نے ۱۹ نومبر کو فرمایا خاص طور پر زور دار پر جوش تھا جس میں حضور نے اپنی جماعت کو بحث مباحثہ اور دشتی سنانے وغیرہ [illegible]

اخبار احمدیہ

عزیز مرحوم مولوی عبدالحی صاحب غفرلہ کی وفات حسرت آیات پر بہت سے احباب کے ہمدردی آمیز تعزیت نامے دفتر اخبار نیز حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں پہنچے ہیں فجزاہم [illegible] ایسے حادثات پر بھی ہمدردی و اخلاص کا مقتضیٰ یہی ہونا چاہئیے کہ مرحوم کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی جائے +

سرینگر سے اخویم مکرم حافظ نور الدین صاحب احمدی سالک کی ایک منظوم بزبان کشمیری دفتر ہذا میں پہنچی جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ افسوس کہ الفضل میں اس کی اشاعت سے ہم بچند وجوہ معذور ہیں۔ مناسب ہوگا

کہ ایسی چیزیں بقدر ضرورت چھپوا کر مقامی پبلک میں شائع کی جائیں +

حیدر آباد دکن سے مکرمی قریشی صاحب خبر دیتے ہیں کہ اخی المکرمی مولوی غلام اکبر خاں صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد کے والد ماجد حضرت شیر احمد خاں صاحب (سلسلہ عالیہ کے بہت پرانے اور مخلص ممبر) اپنے وطن فرخ آباد میں انتقال فرما گئے ہیں۔ مرحوم اپنے تقوے۔ دینداری [illegible] میں اپنے علاقہ میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ آئندہ جمعہ کے دن اس مرحوم کا جنازہ پڑھ دیں اور ان کے پسماندگان کے لئے صبر اور نیکی کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا ہونے کی دعا کر دیں +

مدرسہ احمدیہ قادیان کے متعلم میاں نظام الدین صاحب ابن [illegible] سیالکوٹ لکھتے ہیں:۔ جو صاحب بندہ کو دو کتابیں ارسال فرماویں گے

باہتمام شیخ محمد عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۱۵ء

مرکزِ احمدیت کی کشش

دنیا پر غفلت، ضلالت کا ایک بحر ذخار موجیں لے رہا ہے۔ خالق و مالک حقیقی سے دور پھینکنے والی مخالف ہوائیں ایک طوفان بے تمیزی بنکر انھیں جو سلیم الفطرۃ ہیں اور قلب طیب سے بہرہ ور۔ انھیں جو صحیح معنوں میں انسان کہلانے کے قابل ہیں اور خوف و خشیۃ باری تعالیٰ کے زیر اثر ہیں ان کو بھی جو اس سرائے فانی کو مستقر جاودانی نہیں سمجھتے۔ اور اسی کی بازپرس سے ہمیشہ ترساں رہتے ہیں اور مضطرب اپنے ابتلا خیز تھپیڑوں سے پریشان کئے دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک صدق پسند کو ان ہولناک و مہلک جھونکوں سے بچائے۔ آمین +

اسی کرۂ خاکی پر اسی ہولناک تلاطم میں ایک اور عجیب و پُراسرار نظارہ بھی آپ کو دکھلائی دیگا۔ وہ کیا؟ گمراہی و معصیت خدا فراموشی و غفلت کے بڑھا ٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی ہلچل کیسی زبردست اور ہمہ گیر ہے۔ مگر اسی کے درمیان ایک دریائے عمیق بھی چلا جاتا ہے جو تمام کثافتوں سے پاک تمام مخالف ہواؤں کو دائیں بائیں ہٹاتا ہوا۔ اس طوفان موج خیز کو چیرتا ہوا سیدھا اپنی راہ چلا جاتا ہے یہ کیا ہے؟ اس خالق و مالک حقیقی تک پہنچنے اور دارین میں فلاح و سُرخروئی حاصل کرنے کا صراط مستقیم۔ جو مخلوق اس راہ راست پر چلتی ہے گو باقی خلائق کے مقابلہ میں ابھی آٹے میں نمک کی نسبت سے زیادہ نہو مگر چونکہ وہ اصل منزل مقصود کی دُھن میں راستہ کی تمام فانی وابستگیوں اور سراب آسا ترغیبات سے مستغنی بلکہ بیزار ہے لہذا اسکی یکرنگی و ہم آہنگی اور تیز مگر نہایت سنجیدہ و متین رفتار بھی اپنے اندر ایک ایسا انداز و امتیاز خاص رکھتی ہے کہ دنیا میں چارسو اُسی کی دھاک ہے +

ضیاء شمس ہر چند کہ اپنی جگہ نہایت تیز اور نور بیز ہے لیکن اسکی پرتو افگنی کا آخر ایک وقت مقرر ہے جب نیر اعظم سامنے سے ہٹ گیا تو پھر قمر منیر ہی اس کرۂ تاریک پر اجالا کرتا ہے۔ چنانچہ جب تاریکی ضلالت سے دنیا اندھیر ہو چکی تھی نبیوں کا سردار آفتاب ہدایت بنکر طلوع ہوا۔ پھر جب دنیا کا رخ اس سے پھر کر دوبارہ گھٹا ٹوپ اندھیرا سیر چھانے لگا تو ایک قمر الانبیاء کا ظہور ہوا جو اسی شمس ضیاء بار سے اقتباس انوار کرکے دنیا کو روشنی دیتا ہے +

وہ تیز رفتار مگر کوہ وقار دریائے عمیق دراصل اسی قمر منیر کے زیر اثر ہے جب ایک وقت خاص آتا ہے اور دریا کے قطرات پر اس (نبیوں کے) چاند کی غیر معمولی کشش پڑتی ہے تو وہ ہزار ہا کی تعداد میں بلکہ بیشمار اسکی طرف کھنچے ہوئے عظیم کی مانند سطح اسفل سے اونچے اُٹھتے چلے آتے ہیں اور تاثیرات قرب حاصل کرکے پھر اپنی اپنی جگہ جارہتے ہیں +

دوستو! وہ وقت قریب پھر آرہا ہے۔ قمر الانبیاء کی کشش خاص پڑنے کا۔ جبکہ مرکز احمدیت اپنے مصفا کے رشک گوہر قطروں کو غیر معمولی زور کے ساتھ اپنی طرف کھینچے گا۔ یعنی مسیح زمان مہدی دوران احمد نبی اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء (علیہ التحیۃ و الثناء) کے اخلاص کیش غلاموں کی تیسری عید کا موقعہ جو ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین چار روز تک برابر انھیں بیشمار روحانی نعمتوں سے مالامال اور دینی مسرتوں سے خوشحال کرتی رہتی ہے۔ وہ موقعہ کیا ہے؟ وہی جماعت مسیح موعود کا سالانہ اجتماع جو آخرین منھم کی معنی خیز مناسبت کے لئے ہوئے ہر سنہ مسیحی کے آخری مہینے کے ایام آخری میں خدائے تعالیٰ کے فضل و رحم کے ماتحت منعقد ہوتا ہے +

ہمیں یہ جتلانے کی ضرورت نہیں کہ بت تثلیث کا رسوخ زائل کرنیوالی قوم کی یہ عید ثالث خدا فراموش اقوام کے میلے ٹھیلوں کا کوئی انداز اپنے اندر نہیں رکھتی ہاں مگر چونکہ یہ اطراف ملک سے آئے ہوئے برادران فی اللہ کے مل بیٹھنے اور اپنے ایمان و اخلاص کو تیز کرنے کی مبارک تقریب ہوتی ہے اسواسطے اگر اسے میلے کے ہی نام سے موسوم کیا جائے تو "میلہ خداشناسی" کہنا غیر موزون نہوگا۔ پس اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ ایام جلسہ میں دارالامان قادیان آنے اور ہجوم خلق سے ارض حرم کی کیفیت دوبالا کرنے کی غرض و غایت کیا ہوتی ہے۔ یہی کہ برس دن کے تین سو ساٹھ دن تک دنیا کے پریشان کن جھمیلوں اور مکروہات علائق میں پھنسے رہنے کا جو اثر آپ کی ارواح و قلوب پر کم و بیش پڑتا ہے۔ وہ امام المتقین خلیفہ برحق حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے فیض صحبت اور کلمات طیبات سے زائل ہو جائے اور ہزارہا دور افتادہ اخوان کے باہمی میل جول سے بھی تخم ایمان کی آبیاری ہو +

ہر قوم ہر فرقہ ہر بار اپنے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اس بات کی کوشش کیا کرتا ہے کہ جلسہ کی رونق کسی طرح سنین ماضیہ سے بڑھ جائے۔ لیکن انکے پاس بجز شاذو نادر اتفاقی خصوصیت کے کوئی ایسی وزن دار و امتیازی وجہ نہیں ہوتی جسے پیش کرکے وہ بجا طور پر یہ کہہ سکیں کہ اس دفعہ کا اجلاس ضرور ہی غیر معمولی ہونا چاہیئے۔ لیکن الحمد للہ کہ اس جماعت کو خدائے تعالیٰ نے ایک ایسا زبردست سبب عطا فرمایا ہے جو کسی دوسری قوم کو حاصل نہیں اور ہرگز نہیں۔ وہ کیا؟ یہ کہ تم خدا کی آخری جماعت ہو جسکی لا انتہا ترقیات کے بڑے بڑے زوردار الٰہی وعدے تمہاری ہمتوں کو بلند کرنے تمہارے جوش و اخلاص میں دن دونا اضافہ کرنے اور

ہاں بڑھے چلو

کہنے کے لئے موجود ہیں۔ ان حتمی وعدوں اور بشارات کو پیش نظر رکھکر تم بالکل حق بجانب ہوے کہ زمانے نے دوسروں کے لایزال کا بڑھتا ہوا اجلال ظاہر کرنے کی غرض سے ہر سال پیشتر سے زیادہ سرگرمی و مستعدی اور عزم و اہتمام کے ساتھ جوق جوق یہاں آن کر دنیا کو دکھلادو کہ قمر الانبیاء کا جذب مقناطیسی انوار کی کشش۔ اور مرکز ہدایت کی روز افزوں طاقت و اقعی تمام فانی قوتوں اور انحطاط پذیر اسباب مادی سے بڑھی ہوئی ہے +

جلسہ کی تاریخیں ابھی دربار خلافت سے مقرر نہیں ہوئیں مگر ہمارے مکرم و محترم افسر بیت المال کی جانب سے

ابتدائی تحریک کا اعلان جو کسی دوسری جگہ درج ہے ظاہر کرتا ہے کہ انشاء اللہ عنقریب تاریخیں مقرر ہو جائیں گی کیونکہ مہینے سے گنتی کے چند ہی روز زیادہ انعقاد جلسہ میں باقی رہ گئے ہیں ۔

جلسہ کی شرکت احمدی احباب کا کام ہے مگر جلسہ ہر پہلو سے بارونق و کامیاب اور بابرکت بنانا خدا تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے پس تمام برادران دینی کو چاہیئے کہ اس مقصد کے لئے ابھی سے خاص طور پر دعاؤں میں لگ جائیں تیاری کے متعلق احمدی دوستوں کو کن کن امور کا خیال رکھنا اور اہتمام کرنا ضروری ہوگا ہم انشاء اللہ آئندہ عرض کریں گے ۔ وباللہ التوفیق ۔

"حفاظت اسلام کی ضرورت"

مضمون مندرجہ عنوان پر ان دنوں بعض اخبارات میں بحث ہو رہی ہے ۔ بحث کا اصل موضوع اسپر مبنی ہے کہ بنگال کے اکثر مقامات میں مسلمانوں کی دینی و اخلاقی حالت سخت قابل افسوس ہے حتی کہ انکے نام تک ہندوانی ہیں اور کالی دیبی کی پوجا وغیرہ مشرکانہ لغویات انہیں بالعموم مروج ہیں ۔ انکی اپنے مذہب سے ناواقفیت اور اخلاقی تنزل کے سبب عیسائی مشنریوں کو انہیں بڑی کامیابی ہو رہی ہے ۔ اسپر ایک معاصر یہ سوال کرتا ہے کہ " انگلستان و جاپان کو تو بصرف زر کثیر اسلامی تبلیغی مشن بھیجنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں مگر ہندوستان میں کروڑوں برائے نام مسلمانوں کو جو مسلمان والدین کے ہاں پیدا ہوئے ۔ دیگر ادیان کے چنگل سے چھڑا کر اسلام پر قائم رکھنے کی مطلق کوشش نہیں کی جاتی ۔ جو لوگ بوجہ جہالت پہلے ہی خلاف اسلام رسوم و عقائد کے پابند ہوں ۔ انہیں اسلام سے بالکل برگشتہ کرنے میں چنداں دقت پیش نہیں آسکتی " پھر لکھا ہے کہ " ان کے اسلام سے نکل جانے پر ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد جو پہلے ہی بہت کم ہے اور بھی قلیل اور ناقابل التفات رہ جائیگی اور اندیشہ پیدا ہوگا کہ کہیں بڑی قوم ہم سے مسلمانوں کو بھی جذب نہ کر لے " ۔

ان خیالات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان لیڈروں کو اس بارہ میں جتنا کچھ بھی درد ہے وہ قومی نقطہ نظر سے ہے یعنی اگر چہ اسلئے قوم اپنی بیدینی و غفلت کے سبب اغیار میں جذب ہو گئے تو مسلم قوم جیسی کو "اور بھی قلیل و ناقابل التفات" رہ جانے کی وجہ سے سیاسی نقصان پہنچے گا ۔ اگر انکے دلوں میں نفس اسلام سے سچی ہمدردی ہوتی تو بڑا فکر اس بات کا ہونا چاہیئے تھا کہ جو مسلمان بظاہر جائزہ اسلامی میں نظر آتے ہیں وہ کہاں تک حقیقی اعمال و عقائد اسلام کے پابند ہیں اور مسلمانوں کا خود وہ طبقہ جس میں ان نشیب و فراز کا کم و بیش احساس پایا جاتا ہے اور بظاہر بعض مراسم مذہبی کے بھی پابند ہیں ان کے دلوں میں شعائر اسلام کی عظمت و محبت عملاً کتنی کچھ ہے ؟ ۔

"اسلام کی حفاظت" انسانی ہاتھوں سے !

ایک بودا خیال ہے ۔ اسلام در اصل وہی الذکر تو ہے جسکی حفاظت کا اللہ تعالیٰ خود ذمہ لے چکا ہے ۔ مسلمان بیچارے اسکی کیا حفاظت کرینگے وہ پہلے اپنی تو خبر لیں کہ صحیح معنوں میں وہ اعتقاداً و عملاً کس حد تک مسلمان کہلا سکتے ہیں ۔ انکی حالت تو یہ ہے کہ اپنے بعض بودے معتقدات کے بل پر غیر مذاہب کے حملوں کو نہیں روک سکتے تا وقتیکہ مسیح موعود کے علم کلام سے ظاہراً یا در پردہ مدد دلیں جیسے کہ ان کے بعض بلند نام مولوی اسوقت کر رہے ہیں ۔ پس اسلام کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی اپنی حفاظت اور خیر اسی میں ہے کہ خدا کے فرستادے کو قبول کر لیں اور سچے اسلام کی پناہ میں آجائیں ورنہ صرف قومیت کے لحاظ سے کثرت بیچاری کیا چیز ہے اور اگر وہ کثرت خدا کی نظروں میں حق پر نہ ہو تو کسی کا کیا بھلا کر سکتی ہے ۔ آہ ! مسلمانوں نے قرآن کریم کو پس پشت ڈالدیا ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ جو سوجھتی ہے الٹی ہی سوجھتی ہے ۔ انہیں کثرت و قلت کا تو غم ہے مگر اسکی فکر نہیں کہ حق کے حامی وہ دستدار ہوں ۔ کیا قرآن کریم صاف صاف یہ نہیں فرماتا کہ خدائے تعالیٰ حق کے دوستدار صابروں کا ساتھ دیتا ہے اور اس کے اذن سے قلیل بھی کثیر پر غالب آ جاتے ہیں ۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین ۔

قصد کعبہ رو بہ ترکستان

آجکل کے قومیت پرست مسلمان لیڈروں کو احکام اسلام کا بھی احترام کہاں تک ملحوظ خاطر ہے اس سے ظاہر ہو جائیگا کہ بنگال میں جس انجمن نے حفاظت اسلام کا بیڑا اٹھایا ہے اسکے کسی ہمدرد نے ۲۵ ہزار روپیہ کی گرانقدر رقم یکمشت عطا فرمائی ہے جسکی آمدنی سو روپیہ ماہوار بیان کیگئی ہے یہ ایثار علیہ تو قابل تحسین ہے لیکن اگر اسکی بیان شدہ آمدنی ذر سود ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ حمایت و حفاظت دین کے کام پر سود کی رقم خرچ کرنا کس طرح بابرکت و سازگار ہوگا جبکہ وہی دین سود لین دین کو صراحۃً حرام مطلق ٹھہراتا ہے ۔

مسلمان اور دیوالی

بعض مسلمان اخباروں نے ان دنوں دیوالی نمبر کے نام خاص پرچے شائع کئے ہیں جن کے مضامین میں راجہ رامچندر جی اور نیز حضرت کرشن جی (علیہما السلام) کو پیغمبر ہند بیان کیا ہے ۔ گو یہ کوئی نئی بات نہ ہو ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بالخصوص کرشن جی مہاراج کو پیغمبر قرار دیا ہے مرزا مظہر جان جاناں بھی لکھ گئے ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی کا بھی یہی مذہب ہے لیکن دلچسپ اور غور طلب امر تو یہ ہے کہ وہی بات جب ایک مامور من اللہ کی زبان مبارک سے سنتے ہیں تو اسلامی غیرت کے دعویدار چڑ جاتے ہیں ۔ حالانکہ دوسروں سے سنکر بالکل ناگوار نہیں سمجھتے ۔ اصل یہ ہے کہ مامورین اللہ چونکہ خدا سے علم پا کر کہتے ہیں اسواسطے شیطان اپنے دوستداروں کو اسکی تردید پر ابھارتا ہے مگر خدا بھی آخر اپنے فرستادوں کی بات پوری کر کے رہتا ہے تاکہ آنکھوں والے دیکھ لیں کہ اللہ اپنے امر پر غالب ہے (واللہ غالب علیٰ امرہ) اور اپنے ماموروں کا بول بالا کرنا اسکی قدیم سنت (کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی) جب مخالفین کی متفقہ طاقت بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تو اس سے صاف یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک بڑی زبردست فوق الفوق ہستی ان کی حامی و مددگار ہے ۔ اور وہ ضرور حق پر ہیں ۔ تعجب ہے سلسلہ احمدیہ کے مخالف ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ بانئے سلسلہ (علیہ السلام) اگر معاذ اللہ مامور برحق نہیں بلکہ مخالف سچے ہیں تو پھر خدا کیسے ایک جھوٹے کا

دعوت الی الخیر

ماریشس میں احمدیت کی تبلیغ

روز ہل میں نماز عید الضحیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✻ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت امام ایدہ اللہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج عید کا دن ہے اور میں حضور سے دور ہوں۔ برسوں سے میں عید قادیان میں پڑھا کرتا تھا۔ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو سیدین گاؤں سے ایک میاں جی نے بلایا جو محمد حنیف معذور کے نام سے مشہور ہیں معذور اس لئے کہلاتے ہیں کہ ان کی دونوں ٹانگیں خشک ہو چکی ہیں اور وہ چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ میں ماسٹر نور محمد بن نوریا عبد الرحیم صاحب سوداگر بوٹ فروش وغیرہ منشی محمد اسمٰعیل خان ٹنکسر ہیر کس روز ہل سے گئے۔ کاتر ملی تیر کا ٹکٹ لیا گیا تھا۔ وہاں دو دوست ساتھ ہو گئے۔ ایک بابو ماطورا اور ایک میاں جی نطھو۔ جب سیدین پہنچے۔ اور محمد حنیف کے گھر میں گئے واقعی وہ بہت ہی معذور ہیں اور بہت خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ میں نے قریباً دو گھنٹہ وہاں وفات مسیح کے متعلق باتیں کیں۔ ان کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ اور میری باتوں کا ان پر خاص اثر معلوم ہوتا تھا۔ دو گھنٹہ کے اندر اندر بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ ان میں ایک حاجی ہاشم کہناس کا باشندہ بولا۔ ہم عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں مانیں گے امام ابو حنیفہ فقہ اکبر میں لکھ گئے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ میں نے کہا آپ حضرت امام اعظم کی تصنیف سے کوئی کتاب دنیا میں دکھلا سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگا فقہ اکبر امام اعظم کی تصنیف ہے مگر کہنے لگا کہ میرے پاس وہ کتاب نہیں ہے۔ قد خلت من قبلہ الرسل سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ رسول اللہ کے زمانہ میں زندہ نہ تھے کیونکہ محمد الا رسول جب آیت اتری تھی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اس لئے جب ما المسیح ابن مریم الا رسول اتری اس وقت مسیح بھی زندہ تھے۔ جیسے کہا ما المسیح ابن مریم الا رسول سے ثابت ہوا کہ مسیح سے پہلے جو رسول تھے وہ سب مر گئے اور ما محمد الا رسول سے معلوم ہوا کہ محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک رسول زندہ تھا عیسیٰ علیہ السلام سو وہ بھی مر گئے۔ اتنے میں ایک نوجوان نے وہاں چند لوگوں کو آواز دیکر بلا لیا۔ اور سر پر کھڑا ہو کر گالیاں دینے لگا کہ اس گھر والے کو جماعت سے خارج کرو کیونکہ اس نے کافر کو جگہ دی اور بہت شور مچایا۔ اور کئی لوگ بکواس زور سے کرنے لگے اور محمد حنیف کے چھوٹے بھائی نے عاجزی سے کہا کہ اب یہ شرارت پر تلے ہوئے ہیں اس لئے آپ یہاں سے تشریف لیجائیں۔ یکے پہلے ہی سے تیار کئے ہوئے تھے ہم وہاں سے دو بجے ظہر کو چلے آئے اور کاتر ملی تیر میں آکر کھانا کھایا اور وہاں بہت سے لوگ اس محلہ کے گھر پر جمع ہوئے۔ سوال کرتے رہے اور تسلی پاتے رہے اور بہت دلچسپی لیتے رہے اور بڑی عزت اور خاطر سے پیش آئے۔ اور ہمیں سٹیشن پر بھی چھوڑنے آئے۔ اللہ تعالےٰ کی عجیب شان ہے کہ وہاں سیدین میں اب لوگ ہماری طرفداری کر رہے ہیں اور بہت سے مخالفت کرتے ہیں۔ خدا کے فضل سے ہر جگہ سچائی کا بیج بویا گیا ہے۔ اور تمام جزیرہ احمدیت سے گونج اٹھا ہے اور لوگ حیرت کے سمندر میں غرق ہیں کیا وجہ ہے کہ اس قادیانی مولوی کے ساتھ تمام مسلمانوں میں یہی تذکرہ اور یہی باتیں جابجا ہو رہی ہیں۔ ۱۹۔ اکتوبر کو ہندوستان سے ایک مفتی مولوی فضل اللہ دیوبندی سنی سورتی جماعت والوں نے منگوایا ہے۔ اس کی آنے سے پہلے بہت شہرت تھی کہ وہ قادیان میں جبیں برس رہا ہے اور مرید تھا جب اس نے دیکھا کہ یہ سلسلہ سب غلط ہے تو مکہ میں جا کر اس نے توبہ کی اور مسلم بنا۔ مگر آنے پر معلوم ہو گیا کہ یہ صرف افواہیں تھیں جن کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور محض سیاہ جھوٹ نکلا۔ اور پہنچنے پر اس کی شہرت میں کمی ہو رہی ہے اس نے پہلے آکر یہ وعظ مدرسہ میں کیا کہ بادشاہ ہمیشہ بڑی قوم سے ہوا کرتا ہے بھلا مغل قوم سے بھی مہدی آسکتا ہے اور اس کے سوا کوئی دلیل اس نے بیان نہیں کی اور کہا کہ آئندہ میں مسیح کی آمد ثابت کرونگا اور وفات مسیح کو بالکل نکل گیا۔ اس کے آنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے پاس لوگ آتے رہتے ہیں۔ اور خدا کا فضل ہو رہا ہے۔ حضور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حضور کو یاد ہوگا کہ میں اور حضور حضرت خلیفہ اول کے پاس مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مولوی صاحب بخاری سنا رہے تھے۔ اس میں ایک یہ حدیث آئی کہ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ لوگ میرا کہا نہیں مانتے اور امام کو کچھ نہیں سمجھتے اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ انکو ہم نے بہت دفعہ کہا ہے کہ بولو اور لکھنا شروع کرو۔ یہ ہمارے وقت میں کام نہیں کرتے آپکے وقت میں کام کرینگے۔ مجھے خوب یاد ہے معلوم نہیں حضور کو یاد ہے یا نہیں۔ حضور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ کے فضل سے جناب گورنر صاحب بہادر ماریشس نے پبلک لیکچر روز ہل میں دینے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔ ہم گورنمنٹ کا تہ دل سے شکریہ کرتے ہیں اور ہم درگاہ رب العالمین میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ گورنمنٹ برطانیہ کو ہر میدان جنگ میں فتح دے اور ہمارے بھائیوں کو جو میدان جنگ میں لڑ رہے ہیں یا جانیوالے ہیں اللہ تعالےٰ انکو کامیابی سے واپس لاوے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کو کامیابی کا سہرا عنایت فرماوے یہی گورنمنٹ ہے جس کے زیر سایہ ہم امن و امان سے اپنے مقدس اسلام پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ اور صداقت اسلام کو جو عین احمدیت ہے اس کی حکومت میں آزادی کے ساتھ پھیلا رہے ہیں حضور بڑے زور سے ہمارے لئے دعائیں فرماویں لوگ سخت مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے رعب سے ہمارا وہ کچھ بگاڑ نہیں سکتے ورنہ وہ ہمارے آنے کو بہت برا ظاہر کر رہے ہیں۔ اور ہمارے پاس آمد و رفت کرنیوالوں کو ذبح اور تیغ کے علاوہ جرمانہ سزائیں جماعت سے خارج کیا جانا بہت زور لگا رہے ہیں مگر سچائی کو کون روک سکتا ہے سچائی ضرور پھیلیگی اور اس کے روکنے والا منہ کے بل گر جائیگا۔ کیونکہ روشنی کی آمد پر اندھیرا بھاگ جاتا ہے

حضور کی دعاؤں کے ہم بہت محتاج ہیں۔ یہاں ایک مولوی صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھکو بلوایا۔ اور دست بوسی(?) کرانے بند کر لئے۔ اور مجھسے سوال کیا کہ یہ رسالہ تم نے شائع کیا تھا جو وفات مسیح پر ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا مجھے سمجھ نہیں آیا۔ پھر مجھے کہا وفات مسیح سناؤ۔ میں نے اسکو انی متوفیک کی آیت مفصل طور سے بتائی۔ وہ وفات مسیح کا قائل ہو گیا۔ اور کہنے لگا اچھا یہ تو بات صحیح ہے کہ مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ مگر مرزا صاحب کی صداقت پر کیا دلیل ہے میں نے کہا سب سے پہلے وفات مسیح کا مسئلہ ہے اس کو آپ دلائل سے اچھی طرح پر مان چکے ہیں کہ اس میں ذرا بھی شک(?) نہ رہے۔ کیونکہ جب تک اسامی خالی نہ ہو دوسرا کس طرح کون متعین ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو یہ مرحلے کرنا ہوگا۔ کہ جو مر جاتے ہیں وہ واپس نہیں آ سکتے اور پھر تیسرا مرحلہ یہ ہونا چاہئے کہ آنیوالا کیا امتی ہوگا چوتھا مرحلہ یہ کہ آیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں (علیہ السلام) اس نے اصرار کیا کہ حضرت صاحب کی صداقت پر میں بولوں۔ مجھے کہنے لگا کہ تم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا مرزا صاحب کو وحی ہوتی تھی میں نے کہا ہاں ہوتی تھی۔ اس نے کہا خاتم النبیین کے بعد کس طرح ہوتی تھی۔ میں نے کہا عدم نزول وحی بعد از خاتم النبیین کے متعلق کوئی آیت پڑھیں کہنے لگا من اظلم ممن افترےٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی میں نے کہا ولم یوح الیہ شیء بھی پڑھیں۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس کو وحی نہ ہو وہ اگر کہے کہ مجھے وحی ہوتی ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھے تو اس سے بڑھکر کون ظالم ہے اس پر اس کا ناطقہ بند ہو گیا۔ میں نے کہا کہ وحی شریعت بند ہے۔ مبشرات اور منذرات کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ ہاں آپ یہ سوچیں کہ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ وحی ہوتی تھی۔ ممکن ہے نہ ہوتی ہو اور یونہی کہدیتے ہوں۔ تو اس کا فیصلہ خود قرآن کریم نے کر دیا ہے وہ فرماتا ہے من اظلم ممن افترےٰ علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح المجرمون۔ وہ بڑے ظالم ہیں اللہ پر جھوٹ باندھنے والا۔ دوم صادق کی تکذیب کرنیوالا۔ تو ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ کون سچا ہے اور کون ظالم ہے۔ تو اللہ نے فرما دیا کہ انہ لا یفلح الظالمون جو ظالم ہوگا وہ کامیاب و مظفر و منصور نہیں ہوگا۔ اب ہم دیکھتے ہیں حضرت مرزا صاحب کامیاب ہوتے ہیں اور آپکے مکذب ناکام۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپکے مخالف ظالم ہیں اور حضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ لو تقول علینا۔ یہ سب دلائل پیش کر رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ اس پر بھی اس نے سکوت کیا۔ اور لاجواب ہوا پھر اس نے کہا کہ قرآن میں آپ زیادتی کمی کے تو قائل نہیں ہیں۔ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ قرآن میں کوئی زیادتی کمی نہیں کر سکتا اور نہ اس کی کوئی آیت منسوخ ہے۔ تو پھر کہنے لگا کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان کیوں قرآن میں ہے۔ میں نے کہا میرے پاس قرآن ہے انہیں یہ کہاں ہے پھر کہنے لگا مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے میں نے کہا کہ آپنے اپنا ایک مکاشفہ لکھا ہے۔ کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ ہم نے وہ قرآن میں زیادہ کر دیا ہے۔ کلا و حاشا۔ ہمارے مخالف جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ انہوں نے قرآن میں انا انزلناہ قریبا من القادیان بڑھا دیا ہے۔ کشف کو حقیقت پر محمول کر رہے ہیں اس پر بھی وہ چپ ہو گیا پھر اس نے کہا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ میری شان میں ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ بالکل غلط بات ہے۔ حضور نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ جو قرآن میں یہ آیت آئی ہے یہ رسول کریم کے حق میں نہیں ہے بلکہ میرے حق میں ہے۔ ہاں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہی آیت الہام ہوئی ہے اور اس الہام میں آپ مراد ہیں۔ میں نے کہا کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود محبوب الٰہی ہیں جو انکی چال چلیگا وہ بھی محبوب الٰہی ہو جائیگا۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ چاند سورج سے روشنی لیکر دنیا کو روشن کر دیتا ہے مگر چاند میں ذاتی روشنی نہیں سورج میں ذاتی روشنی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو سورج ہیں اور حضرت مسیح موعود چاند ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ قرآن میں [illegible] میں نے کہا وہ بہت ہی بڑا انسان ہے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ تمہارے آدمی اذا العشار عطلت سے مراد ریل لیتے ہیں۔ میں نے کہا اس میں تو کوئی تحریف نہیں ہے مسلم میں خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی معنی کئے ہیں۔ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیها کہنے لگا یہ تو قیامت کی علامت ہے۔ میں نے کہا بیشک رسول کریم بھی تو قیامت کی علامت تھے تو کیا پھر قیامت آگئی قیامت الگ چیز ہے علامت قیامت اور چیز ہے اس پر بھی سکوت کر گیا۔ پھر کہا آسمانی نکاح والی پیشگوئی۔ میں نے کہا کہ قرآن کے معیار پر پرکھا جاوے تو وہ پاک نکلا ہے۔ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ وہ پیشگوئی غلط گئی تو بھی حضرت صاحب سچے ہیں کیونکہ آپ کی بہت سی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی ہے۔ اس کی ایک ٹانگ یہ تھی کہ اس لڑکی کا باپ مر جاویگا سو وہ نکاح کے بعد ایک سال کے اندر مر گیا اس کے بعد وہ ڈر گئے۔ اور سب نے خط حضور کو لکھے خدا تعالےٰ نے معاف فرما دیا پھر کہنے لگا کہ میں تو شروع سے مخالف نہیں ہوں اگر میں سوال لکھکر بھیجوں تو اس کے آپ جواب بھیجدیا کریں۔ حضور یہ ہم غریب الوطنوں کے لئے دعا فرماتے رہا کریں۔ اللہ تعالےٰ مخالفین کو حق کے آگے جھکا دے اور راہ راست دکھا دے۔ سر مڑنز یا کے مکان پر لوگوں کو دعوت دیگئی اور تمام بھائیوں کو جسمانی اور روحانی غذا سے سیراب کیا گیا۔ ۲۱۔ اکتوبر کو ۲ بجے تک سلسلہ کی باتیں اور قرآن سناتا رہا۔ اور ۲۴ اکتوبر کو ۱۲ بجے رات تک قرآن شریف اور سلسلہ حقہ بتاتا رہا یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ لوگوں کے ہر سوال کا جواب اللہ تعالےٰ اس وقت سکھا دیتا ہے۔ حضور دعا فرماتے رہیں۔ احمدیان کولمبو بڑی خوشی سے خط لکھتے ہیں۔ اس کی نقل قادیان ارسال کی جاویگی اور مسٹر کراسفورڈ کا خط بھی نقل کر کے بھیجا ہے۔ احمدیان کولمبو اور ماریشس کے لئے حضور دعا فرماویں۔

موجود تھا جس میں کیپٹن صاحب کو لیبو کی زیارت ہوا دین والسلام حضور کا غلام محمد ۲ اکتوبر

منجملہ ذیل اشخاص عید الضحیٰ کی نماز میں شامل تھے۔ فضل محمد نور محمد فیصد علی عبد اللطیف عبد العزیز عبد الغفور عبد المجید دوست محمد۔ محمد رسول۔ عثمان احمد۔ محمد یعقوب عبد الرحیم احمد بہادر۔ عبد الرحمٰن نادر۔ غلام نبی۔ ڈاکٹر ولی محمد خان منشی محمد اسمٰعیل خان۔ بابو عبد المجید۔ محمد منظور سبحان محمد۔ آدم۔ یوسف۔ زین العابدین۔ سلطان محمد محمد عظیم۔ عبد الرزاق۔

شہر میں بھی تین احمدیوں نے نماز عید الگ اپنے مکان میں ادا کی۔ یہ پہلا سال ہے کہ اس جزیرہ میں نماز عید احمدیوں نے الگ پڑھی اور روز بل میں بھی عید پڑھی گئی۔

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء

یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ

بہت سی باتیں اور بہت سے مطالب و مدعا ایسے ہیں جن کے حاصل کرنے سے انسان کو بعض راحتیں آرام اور خوشیاں پہنچتی ہیں پھر اس کام کو کرتے کرتے درمیان میں ایک اور خوشی حاصل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان اس خوشی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اسی طرف لگ جاتا ہے اور اپنے اصل مدعا کو بھول جاتا ہے۔ اور بعض وقت ایک کام کو پورا کرنے میں اس قدر ابتلا اور روکیں آجاتی ہیں جن کے پیش آنے سے انسان ہمت ہار کر بیٹھ جاتا ہے اور اس مدعا کو حاصل کرنے سے ناامید ہو جاتا ہے۔ وہ مصائب و ابتلا جو انسان کے راستہ میں آتے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ ان کی طرف متوجہ نہ ہو اور ان کی پرواہ نہ کرے۔ بعض انسان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ ان مصائب کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنے مطلب و مدعا کے حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں اور کسی ابتلا اور مصیبت کو کچھ نہیں سمجھتے۔ جو لوگ ایسے ہوتے ہیں ان کو لوگ پاگل کہتے ہیں۔ مجنون اور دیوانہ کہتے ہیں لیکن وہ کبھی اپنی مقصود و مدعا کو حاصل کرنے سے نہیں رکتے۔ اور نہ کسی کی ملامت کی کچھ پرواہ کرتے ہیں۔ لوگ انہیں پاگل کہے جاتے ہیں لیکن انہوں نے کام سے کام ہوتا ہے۔ درحقیقت پاگل کہنے والے خود پاگل اور مجنون ہوتے ہیں۔ قدیم سے جماعتیں اور سلسلے بنانے والوں کو لوگ پاگل کہتے آئے ہیں اور تمام انبیاء اور مرسلین اور اولیاء و اقطاب اور مجددین کو لوگوں نے پاگل و مجنون کہا ہے اور جن کاموں سے لوگ ڈرتے ہیں وہ انکو کر گذرتے ہیں اور جنکو پاگل کہا گیا آخر وہی اپنے مطالب میں کامیاب ہوئے حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک اور پھر نبی کریم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جس قدر بھی مامور خواہ وہ نبی یا رسول ہوں خواہ وہ مجدد غوث قطب ہوں سب کو لوگوں نے پاگل اور دیوانہ کہا ہے۔ مکہ جیسی بستی میں جو شرک اور بت پرستی میں اس قدر حد سے گذر گئی تھی گویا شرک میں ڈوبی ہوئی تھی اور جن کی زندگی کا انحصار ہی بت پرستی پر تھا اور ایسی خونخوار اور بت پرست قوم جس کی نظیر آج ہندوؤں میں بھی نہیں پائی جاتی کیونکہ وہ لوگ سفر کو بھی جاتے تو آٹے کے بت بنا کر اپنے ساتھ رکھتے تھے پھر ایسی ظلمت کے وقت میں نبی کریم کا ظہور پذیر ہونا کیسے خطرے کا مقام تھا اور پھر باوجود اس کے آپکے پاس نہ کوئی سپاہی تھی اور نہ کوئی لشکر تھا تو آپ نے ایسے وقت میں کھڑے ہو کر کہا کہ میں تمہارے بتوں کو باطل کر دونگا۔ اور شرک کو جزیرہ عرب سے نکال دونگا جو میرے مقابل میں اٹھیگا تباہ و ہلاک ہو جائیگا وہ رسوائی اور نامرادی کا منہ دیکھیگا۔

ایسی حالت کو دیکھکر ایک دنیا دار انسان مجنون اور دیوانہ ہی کہیگا۔ اور لوگوں نے کہا اور اس وقت بھی خدا کی طرف سے ایک آواز آئی لیکن لوگوں نے جیسا کہ انبیاء سابقین مرسلین اور مجددین کو کیونکر پاگل کہا تھا جس طرح پہلے لوگوں نے ان صادقین کو پاگل کہا اسی طرح یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعود کو پاگل ہی کہتے ہیں اور جو اعتراض پہلے لوگ کرتے تھے وہی اب یہ لوگ کرتے ہیں۔ الغرض یہ سلسلہ ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آیا ہے اور صداقتوں کے راستے میں روکیں آتی ہی رہی ہیں۔ لیکن بے استقلال اور بے ہمت انسان ایسے وقت میں اپنے آپکو علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اور کام کرنے کے وقت بے استقلالی سے کام لیتے ہیں۔ ہاں ناممکن کاموں میں پڑنے والے پاگل ہوتے ہیں لیکن ایسے کاموں میں پڑنے والا جو انسانی تدابیر کے ماتحت ہوں اور جنکے ہونے کے کچھ دلائل اور قرائن بھی نظر آتے ہوں جن کے کرنے سے بظاہر امید بھی نظر آتی ہو تو ایسے امور میں پڑنے والے کو پاگل نہیں کہا کرتے جس قدر ایجادیں ہیں اگر ان کے موجد ان کے پیچھے نہ پڑتے اور مصائب اور مشکلات کو برداشت کر کے انکو حاصل نہ کرتے اور پیچھے ہٹ جاتے تو آج دنیا کے لوگ کیونکہ یہ آرام اور آسائش کے سامان حاصل کرتے اور وہ خود کیونکر چین سے اپنی زندگی بسر کرتے ان لوگوں نے بڑے استقلال اور ہمت سے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تمام ابتلاؤں اور مشکلات و مصائب کا مقابلہ کیا اور ہمت کو نہیں ہارا اور کسی کی پرواہ نہیں کی کہ کوئی ان کے متعلق کیا کہتا ہے۔ کولمبس نے جس وقت امریکہ کی طرف سفر کرنیکا ارادہ کیا تو اس وقت اسے بھی لوگ پاگل کہتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھو یہ پاگل کہتا ہے کہ اس سمندر کے دوسری طرف بھی کوئی اور خشکی ہے چنانچہ جب اس نے ملکہ سپین سے مدد طلب کی اور یہ معاملہ مجلس امراء کے سامنے پیش ہوا تو سپین کے کارڈنیل نے (کارڈنیل وہ پادری ہوتا ہے جو پوپ کی طرف سے کسی ملک کے مذہبی معاملات کے تصفیہ کے لئے سب سے بڑا حاکم ہوتا ہے) اس پر مجنون یا کافر ہونیکا فتویٰ دیا اور کہا کہ دیکھو یہ شخص زمین کے گول

ہونیکا قائل ہے گویا اس کا خیال ہے کہ ہماری زمین کے
نیچے ایک اور ملک ہے اور وہاں جو لوگ رہتے ہیں
ان کی ٹانگیں اوپر ہیں اور سر نیچے اور درختوں کی جڑیں اوپر
کی طرف ہیں تو شاخیں نیچے کی طرف ہیں۔ ان مشکلات کے
ہوتے ہوئے اگر کولمبس اپنی تحقیقات کو چھوڑ دیتا تو وہ عزت
و شہرت جو اس نے حاصل کی اسکو کیسے ملتی جس زمانہ
میں سپین کی حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی اس وقت
کے ایک عالم گذرے ہیں روحانی و جسمانی علوم کو واقف
تھے جنکا نام محی الدین عربی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے
کشف میں دکھایا گیا ہے کہ اس سمندر کے پرے
ایک بڑا وسیع ملک ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ کولمبس نے
آپکے سلسلہ کے کسی آدمی سے ہی پہلے پہل یہ سنا تھا کہ
زمین گول ہے اور سپین کے پرے سمندر کے ختم ہونے
پر ایک بہت بڑا ملک ہے لیکن اس وقت لوگوں نے
اسے پاگل قرار دیا اور اسکو کافر بھی کہا۔ ایک بات اسکے
ذہن میں آگئی جس پر اس نے ثبات استقلال اور ہمت سے
کام کیا اور کسی کی پرواہ نہ کی غرض دنیا کے کاموں میں جن
میں یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ شاید آخر میں کامیابی نہ ہو
ہمت والے لوگ راستہ کی مشکلات سے نہیں گھبراتے
تو پھر انبیاء علیہم السلام کو تو دنیا میں ہدایت کے لئے خدا
تعالیٰ بھیجتا ہے ان کے سلسلہ کی اشاعت میں مایوس
ہو کر بیٹھ جانا کیسی نادانی کی بات ہے۔ اگر دنیا اس قابل
نہ ہو کہ خدا کی اس آواز کو سنیں تو نعوذ باللہ خدا تعالیٰ
کا اپنے پاک بندوں کو ایسے وقت میں بھیجنا ایک لغو
کام سمجھا جائیگا۔ ایسا کہنے والا خدا تعالیٰ پر الزام
دیتا ہے۔ نادان لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب
کا ذکر کرنا ٹھیک نہیں یا یہ کہ ان کے ذکر سے اسلام
کی ترقی نہیں ہو سکتی یا یہ کہ ان کے ذکر کرنے کی ضرورت
نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جب عالم الغیب
ہے تو اس نے کیوں بلا وجہ مرزا صاحب کو بھیجدیا
کیا وہ نہیں جانتا کہ اس وقت دنیا کو کسی ہادی کی
ضرورت ہے یا نہیں۔ موجودہ زمانے کی خطرناک
حالت یہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس وقت
خدا تعالیٰ کے کسی پاک انسان کی ضرورت ہے

جو دنیا کو ان کے گناہوں سے پاک اور مطہر کرے
لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں لیکن جو شخص مشکلات
اور روکوں کو دیکھکر ہمت و استقلال سے کام نہیں لیتا
ہے اور پیچھے ہٹتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے
ناامید ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر کون
کہہ سکتا تھا کہ دین تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائیگا
اور کون کہہ سکتا تھا کہ یہ لوگ تمام دنیا کے فاتح
بن جائینگے اور دنیا کے چاروں کونوں تک
لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند کرینگے۔ لیکن خدا تعالیٰ جانتا
تھا کہ اس وقت لوگوں کے دل خواہش مند ہیں۔
کہ خدا کی طرف سے کوئی آواز آئے جو انکو خواب
غفلت سے جگائے۔ اور یہ خواہش ایسی پوشیدہ
تھی کہ خود وہ لوگ بھی اس سے واقف نہ تھے جن
کے دلوں میں وہ خواہش موجود تھی چنانچہ آپ کی
بعثت پر سوائے چند سعید روحوں کے باقی سب
لوگ آپ کی مخالفت پر تل گئے لیکن آہستہ آہستہ وہ
فطرتی تڑپ جو مخفی تھی کہ اس آب حیات کے بعد میری
زندگی محال ہے غالب آتی گئی اور فوج در فوج لوگ
اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اسی طرح آجکل کے لوگوں کا
حال ہے کہ گو وہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت کرتے
ہیں لیکن درحقیقت انکے دلوں کے اندر سے ایک
آواز اٹھ رہی ہے کہ اس شخص کے قبول کرنے کے
بغیر ہماری نجات نہیں۔ بعض کے دلوں میں یہ آواز
ابھی بہت کمزور ہے بعض کے دلوں میں زیادہ زور
سے ہے لیکن آہستہ آہستہ وہ بلند ہوتی جائیگی اور
جو لوگ کہ آج نہیں سنتے وہ پھر سنینگے پس یہ کم ہمتی ہے
جو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ لوگ ہماری بات نہیں سنتے
تم ہمت نہ ہارو وہ آج نہیں تو پھر سنینگے۔ میرا اس
آیت کے پڑھنے سے مدعا اپنی جماعت کو اس بات
کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ وہ بے استقلالی سے کام
نہ لیں۔ یوسف علیہ السلام کو جب اہل قافلہ نکال کر
لے گئے تو ان کے بھائیوں نے خیال کیا کہ اب یوسف
علیہ السلام نہیں مل سکتے تو حضرت یعقوب علیہ السلام
نے انہیں کہا کہ خدا کی نصرت سے ناامید ہو کیونکر

جب خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک پیدا کی ہے
تو وہ ضرور ملیگا اس لئے تم اس کی تلاش سے مایوس
ہو کر مت بیٹھ جاؤ۔ یوسفؑ جو ایک حسین انسان تھے
اور جن سے ایک جسمانی رشتہ تھا اسکی تلاش سے یعقوب
نہیں تھکا اور نا امید نہیں ہوئے تو اسلام جو سب
حسینوں سے زیادہ حسین سب خوبصورتوں سے زیادہ
خوبصورت ہے بلکہ ہمارے مردہ دلوں کے لئے
آبحیات ہے۔ اس کے کھوئے جانے پر اس کی تلاش
کرنے کے لئے ہمیں کس محنت اور کوشش کی ضرورت
ہے لیکن افسوس کوئی اس کی تلاش نہیں کرتا۔ اس
کی تلاش کرنیوالے نا امید ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ سنو
اور کان کھولکر سنو کہ موت کا کوئی اعتبار نہیں کہ کس وقت
آجائے یہ وقت ضائع کرنیکا وقت نہیں خواہ دنیا
تمہیں پاگل ہی کہے خواہ تمہارے نفس بھی تمکو مجنون
کہیں اور ملامت کریں لیکن تم اپنے کام میں لگے
رہو اور کسی طرف توجہ نہ کرو۔ جب خدا تعالیٰ کہتا
ہے کہ یہ اسلام کی ترقی اور عروج کا وقت ہے
اور خدا تعالیٰ کے وعدے ہمارے سامنے ہیں کہ
اسلام تمام مذاہب پر غالب رہیگا تو شیطان اگر
لاکھوں مصیبتوں اور ابتلاؤں اور مشکلات کے
پہاڑ تمہارے سامنے کھڑے کر دے تو بھی تم
انکو کاٹ ڈالو۔ اگر وہ طرح طرح کی روکیں پیدا کرے
تو ان کی پرواہ نہ کرو کیونکہ اس وقت شیطان تمہارے
مقابلہ میں اپنی ساری طاقت اور تدابیر خرچ کریگا
پس تم اپنے مدعا کو حاصل کرنے کے لئے غافل اور
نا امید نہ ہو جاؤ کیونکہ خدا کے وعدے ہمیں تسلی دے
رہے ہیں وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی تائید سے ناامید
ہو کر بیٹھتا ہے وہ اس کے انعاموں کا وارث
نہیں ہو سکتا پس تم تبلیغ کے لئے کوشش کرو اور غافل
اور نا امید ہو کر مت بیٹھو جو لوگ اس پیغام کو سنیں وہ عمل
کریں اور لوگوں تک اس پیغام کو پہنچائیں۔ نبی کریم فرماتے
ہیں الحکمۃ ضالۃ المومن کہ کلمہ حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے
اس کی تلاش میں رہے اور جہاں ملجائے اسے لے لے
یہاں کلمہ حکمت کا نام مومن کی گم شدہ شے رکھکر مسلمان

ساتھی ہوا۔ اور اُس کے بالمقابل ان مذہب (بزعم خود) پچھلوں کو بہرات میں نیچا دکھا رہا ہے +

دنیا بھر میں عیسائی ہی عیسائی نظر آئیں گے

آگرہ میں پچھلے دنوں ایک پادری صاحب نے مشن کالجوں کی ضرورت پر کچھ دیا اور اس کے آخر میں فرمایا کہ وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ لوگ مسیح کی الوہیت کے قائل ہوجائینگے اور تمام دنیا میں عیسائی ہی نظر آئینگے" افسوس پادری صاحب نے اسکے ساتھ ہی یہ بھی کیوں نہ حکم لگا دیا کہ عنقریب ایک ایسی ہوا چلیگی کہ لوگ مذہب کے معاملہ میں عقل و فہم غور و تدبر سے کام لینے کی ہرگز ضرورت نہ سمجھیں گے کیونکہ بغیر ایسے حیرت خیز انقلاب کے تو ممکن نہیں کہ تمام دنیا ایک بشر کی خدائی بے چون و چرا قبول کر لے خواہ وہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے بھی بڑھ کر اولوالعزم و عظیم الشان کیوں نہ ہو +

جدید ضابطہ

گزٹ آف انڈیا کے ایک غیر معمولی پرچے میں قانون تحفظ ہند کے ماتحت ایک نیا ضابطہ حال میں شائع کیا گیا ہے جو تمام قلمرو ہند پر حاوی ہوگا۔ اس ضابطہ کی رو سے حضور گورنر جنرل با اجلاس کونسل امور ذیل کے مجاز ہونگے۔

(۱) کسی فیکٹری ورکشاپ کان یا کسی حرفتی کارخانہ کی کل پیداوار یا اس کا کوئی حصہ لے سکیں +

(۲) ایسی فیکٹری یا کان وغیرہ پر قبضہ کیا جا سکے گا +

(۳) ان کارخانجات پر اقتدار حاصل ہونے کے علاوہ کام کے قدیم انضباط کو ان سے متعلق یا تبدیل کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔ تاکہ جنگی اغراض کے لئے انکی پیداوار بڑھائی جا سکے

(۴) جو شے جناب ممدوح با اجلاس کونسل کی رائے میں جنگ کے واسطے کار آمد ہو۔ اسکی تیاری کے انضباط۔ قبضہ اور فراہمی میں سہولت کا بھی انتظام کر سکینگے +

(۵) برٹش انڈیا کی کسی بندرگاہ سے برٹش جہازوں کی روانگی کا انتظام ہوگی جہاز سارا یا اس کا کوئی حصہ آدمیوں جانوروں اور سامان کے لئے مخصوص کرنے کا بھی اختیار حاصل ہوگا۔ یہ ضابطہ جنگی ضروریات کے لئے نافذ کیا گیا ہے +

کفران نعمت کے خمیازے

اسی ضابطہ کے متعلق ایک ہمعصر لکھتا ہے " غرض ہم اسوقت ایک نہایت نازک زمانہ سے گذر رہے ہیں جو کم از کم حکومت انگریزی کے دوران میں ہندوستان میں پہلے کبھی نہیں آیا اور ہمارا فرض ہے کہ آجکل پھونک پھونک کر قدم رکھیں۔ کیونکہ ذرا سی حرکت یا غفلت سے شک پیدا ہونا ممکن ہے خواہ حکام کتنے ہی محتاط ہوں " +

ہمارے نزدیک تو یہ زمانہ نہایت مبارک ہے جو لوگوں میں مآل اندیشی سلامت روی اور روحانیت پیدا کرنے کے نت نئے سامان پیدا ہوتے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ آنکھوں سے دیکھنے کانوں سے سننے اور قلوب سے سمجھنے کا کام لیں۔ دیگر سلطنتوں میں بلا زمانہ جنگ جدل کے بھی ایسے ایسے مظالم سخت گیریاں اور اندھیر گردیاں کی گئی ہیں کہ خدا کی پناہ پھر بھی بہتیرے ناشکرے اور ناقدر دان دشمنان حکومت اس بابرکت و امن پسند گورنمنٹ کو ہمیشہ طرح طرح سے عیب ہی لگاتے رہے۔ خدا کی شان ایک وقت ایسا بھی آگیا جبکہ حکومت کو بعض کارروائیاں اس قبیل کی محض بحکم ضرورت و مجبوری بحالت اضطراری عمل میں لانی پڑیں کہ جن سے رعایا کے بے چین و ناشکرگزار عنصر کو زمانہ امن کی قدر عافیت جاننے کا موقعہ ملے۔ حالانکہ یہ ضابطے اپنی تفصیلی شرائط میں اتنے سخت بھی نہیں ہیں جتنی دیگر حکومتوں اور خود ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں بعض استبدادی کارروائیاں آئے دن ہوا کرتی ہیں۔ پھر ایسے ضابطوں کا براہ راست اثر بھی زیادہ تر انہی لوگوں پر پڑے گا جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ گویا چھوٹے پیمانہ پر راج کر رہے ہیں لہذا اخلاقاً بھی ان کا فرض ہونا چاہیئے کہ برٹش راج (امپیریل گورنمنٹ) کا اس آڑے وقت میں خوشی خوشی ہاتھ بٹائیں۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو لوگ بنج بیوپار یا حرفتی کاروبار میں ہمیشہ لاکھوں کروڑوں کے وارے نیارے کرتے ہیں اگر ان تک اس زمانہ آزمائش کا کچھ بھی اثر نہ پہنچتا۔ تو یہ ایک طرح کی بے انصافی ہوتی جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عام افراد رعایا یعنی غریب غرباء تک اس ناز حرب کی سینک لگنے سے نہیں بچے معمولی دیسی دستکاریوں کی کساد بازاری۔ تجارتی کاروبار کا عدم فراہمی اجناس کی گرانی وغیرہ مختلف شکلوں میں اس خیال کی تائید ہو رہی ہے کہ لوگ ناشکرے اور غافل بہت ہوگئے تھے جنہیں اب زمانہ کی سبق آموزیاں ہوش میں لا رہی ہیں۔ کیا مسیح موعودؑ نے برسوں پہلے سے خبر نہیں دی کہ ہر ایک کے لئے طرح طرح کی آزمائشوں کا وقت آرہا ہے +

ہمارا سالانہ جلسہ اور غیر احمدیوں کی شرکت

مقامی ہمعصر نور کی یہ تحریک بظاہر دلپسند اور قابل تائید ہے کہ اب کی دفعہ ہمارے برادران سلسلہ حتی الوسع غیر احمدی دوستوں کو بھی اپنے ساتھ لانیکی کوشش کریں تاکہ انھیں یہاں کے اسلامی کاموں اور سرگرم دینی مشاغل کو دیکھ کر سنی سنائی بدگمانیوں سے بچنے کا موقعہ ملے وغیرہ (مفہوم) لیکن عملی طور پر اس تحریک کے چند پہلو وقت طلب ہیں اگر خدائے تعالیٰ اپنے فضل سے ایسی روکیں کسی نہ کسی طرح دور کردے تو فی الحقیقت نہ صرف ایام جلسہ میں بلکہ انکے علاوہ بھی غیر احمدیوں کا یہاں آتے رہنا مفید ہو سکتا ہے۔ وہ دقتیں کیا ہیں ؟ :—

اول تو احمدیوں کے پاس ایسا فالتو روپیہ کہاں ہے کہ سفر دور یا نزدیک کے مصارف اپنے بھی برداشت کر سکیں اور دوسروں کے بھی بہتیرے غریب تو محض بوجہ عدم استطاعت خود بھی شریک نہیں ہو سکتے۔ انھیں شریک برکات کرنے کا فکر سب سے مقدم ہے۔

دوم۔ جن لوگوں میں کسی حد تک رواداری روشن خیالی یا تلاش حق کا مادہ ہوتا ہے انہی سے کچھ توقع کیجا سکتی ہے کہ قادیان آنا گوارا کریں ورنہ اکثر تنگ خیال متعصب تو قادیان کے نام سے بھی گھبراتے ہیں لیکن اُن لوگوں کو بالعموم اسی ہفتہ میں دیگر قومی جلسوں پر جانا ہوتا ہے جنھیں چھوڑ کر وہ ہماری شرکت موجودہ حالت میں کم ہی پسند کرینگے۔ پس سب سے پہلے تبلیغی کوششوں سے اغیار میں مرکز احمدیت کی کشش اور اشتیاق پیدا کرنیکی ضرورت ہے جب انکے دلوں میں دارالامان مہدی کی اصلی عظمت جاگزین ہو گی اپنی غرض کو آپ آتے رہینگے۔ دل فتح ہوئے پیچھے جسم کا جدھر چاہے کھینچ لے جانا کچھ بھی مشکل نہیں +

سوم۔ یہاں کی رونق اسلام کے نظارے دیکھنے کی غرض سے تو ایام جلسہ کیا بارہ مہینے تیس دن کسی نہ کسی وقت آنا چاہیئے اور دیکھنے لیکن جلسہ کے موقعہ پر بوجہ انبوہ کثیر عوام جلسہ گاہ میں

جلسہ عام۔ ہر طرح کی مدارات اور حضرت امام اولوالعزم کی ملاقات یا رفع شکوک تبادلہ خیالات میں چند در چند دقتیں ہوتی ہیں۔ اپنے تو خیر سب سمجھتے ہیں کہ یہاں کا آنا گھر کا (اموں نکاح)

تبلیغ کے کام میں

عورتیں کیا مدد دے سکتی ہیں؟

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ سلسلہ حقہ کی تبلیغ صرف اسی طریق سے نہیں ہوتی کہ ایک شخص پہلے علم و فضل کے خزانہ پر حاوی ہو جائے۔ پھر فن تقریر میں مہارت تامہ پیدا کرے۔ بعد ازاں مجمع یا کسی شخص کو مخاطب کر کے احمدیت کی دعوت لوگوں کو دیا کرے۔ بلکہ تبلیغ کے معنی بعض پہنچا دینے کے ہیں۔ اور یہ فریضہ ہر عامی و امی بھی ایک حد تک ادا کر سکتا ہے کہ اس کو [illegible] غفلت کے زمانہ میں محض خدا تعالیٰ کے فضل اور مسیح موعود علیہ السلام کی پاک تعلیمات سے اصلاح و ہدایت کی جو نعمت اسے حاصل ہوئی ہے اور اصلی مفہوم اسلام کا جو حق اسے پہنچا ہے وہ دوسروں کے کانوں میں ڈالے گو ان تک بھی جیسے بن پڑے پہنچا دے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کا پہنچانے والا جتنی زیادہ علمیت اہلیت۔ صلاحیت اور بات کرنے کا شعور و سلیقہ رکھتا ہو گا اور جتنا زیادہ بلحاظ تقویٰ و طہارت اور اعلیٰ خوبی خصلت کے نیک نمونہ ہو گا اتنا ہی لوگوں پر زیادہ اثر پڑیگا اور وہ زیادہ جذب و اخلاص کے ساتھ سلسلہ حقہ کی طرف کھنچے چلے آئینگے مگر تاہم اس بات پر تو ہر شخص اگر خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال ہو۔ ضرور قادر ہو سکتا ہے کہ سادگی و اعتدال کے ساتھ لوگوں کو اپنی رفتار گفتار اور بہت سے اطوار کے ذریعہ جتلا دے کہ ہم

مہدی آخر زمان

کی جماعت سے ہیں۔ جس کے قیام کی غرض اللہ تعالیٰ نے یہ رکھی ہے کہ دنیا میں سچی خدا ترسی حقیقی دینداری کا نیک نمونہ قائم ہو کر ایک بار پھر وہی زمانہ پیش نظر کر دے جو حبیب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور پاک نے پہلی دفعہ دکھلا کر چشم عالم کو خیرہ کر دیا تھا اور جس میں ہستی غفلت شعار ہی دوران کا[illegible] سارے [illegible] تبلیغ و نجات سے بدل گئے تھے۔

اس کے لئے کچھ ایسی زیادہ اعلیٰ قابلیت اور علمیت درکار نہیں کہ ہماری خواتین اس کے حصول سے بالکل ہی معذور ہوں۔ محض اتنی ضرورت ہے کہ خود دینداری و خوش اطواری اختیار کریں۔ اور اگر لکھی پڑھی ہیں تو کتابیں خود ورنہ اپنے شوہروں سے سن سنکر دین حق کی موٹی موٹی باتیں اور احمدیت کی امتیازی خصوصیات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ دعا کرتے ہوئے اس بات کی عادت رکھیں کہ جوان کی کوئی سہیلی عزیز ہو یا اپنے رشتہ داروں والی۔ دور کی ہو یا پاس پڑوس کی کسی کام کو یا محض باتیں چیت کرنے کو آئے اور ان سے ملے اس کے ساتھ موقعہ مناسب دیکھکر خدا رسول کی باتیں کریں لیکن عام عورتوں میں اکثر یہ عیب ہوتا ہے کہ جب باہم ملاقات کرتی ہیں تو بجز ادھر ادھر کی فضول گپوں اور فتنہ و فساد پیدا کرنیوالے شکوہ و شکایات کے ان کی گفتگو میں کام کی باتیں بہت ہی کم ہوتی ہیں۔ بخلاف اس کے ہماری احمدی ماں بہنوں میں یہ وصف خاص ہونا چاہیئے کہ ان کی مجلسیں اس قسم کی لغویات اور بیہودہ بلکہ ضرر رساں بحثوں سے بالکل پاک ہوں۔ انہیں جب آپس میں مل بیٹھنے کا اتفاق ہو تو ایک دوسری کو ہدایت نصیحت کرنے اور اللہ رسول کے کلمات خیر کان میں ڈالنے کا زیادہ خیال رہے جس وقت کوئی ضروری دنیوی معاملات درپیش ہوں اور دینی چرچا کرنے کا موقعہ نہ ملے تب بھی گفتار و رفتار میں ایک سنجیدگی و متانت شائستگی و صلاحیت ایسی پائی جائے کہ خواہ مخواہ دیگر غیر احمدی عورتوں پر ان کی صحبت و ملاقات کا نیک اثر پڑے اور ان پر ظاہر ہو جائے کہ احمدی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی مستورات بھی بیہودہ باتوں اور نکمے مشغلوں سے پرہیز کرتی اور دین و دنیا کے سارے کاموں میں خاص اللہ والی نظر آتی ہیں۔

اگر خدانخواستہ ہماری احمدی مائیں بہنیں مشرکانہ رسوم اور بددینی کی حرکات میں اپنی رشتہ یا ہمسایہ کی عورتوں سے ملتی جلتی رکھینگی یا خود سچی مسلمانی کا کوئی بھی قرینہ اور ثبوت اپنے ظاہر و باطن میں پیدا نہ کرینگی تو دوسری عورتوں پر ان کا کیا خاک نیک اثر پڑیگا۔ لیکن اگر ان میں خدا کے فضل سے حقیقی دینداری و خدا ترسی کی گونج ہیں اور نمودار ہوسکے تو یہ محال ہے کہ دیگر مستورات ان کی مذہبی خصوصیت سے متاثر نہ ہوں۔

بہت سے نظیریں ایسی سننے میں آئی ہیں کہ مرد پہلے دہریہ کے جیسے تھے لیکن سلیقہ شعار دیندار بیویوں کی برکت سے وہ بھی سنور کر ایسے نیک پاک ہو گئے کہ گویا ان کی کایا ہی پلٹ گئی۔ برعکس جن کی طاقت سے باہر معاشی جو ہر کر انسان خود اچھا بننے کی کوشش کرے پھر دوسروں پر بھی اس کا اثر جلدی یا بدیر ہوا دو طرح پر۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان مبارک میں عورت مسلم نے دین پھیلانے کے کار خیر کو بڑی مدد اور تقویت دی۔ تو کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثت ثانیہ کا وقت نہیں کیا اس جماعت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تشبیہ و نسبت نہیں دیگئی؟ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اب بھی جوش و اخلاص کے ساتھ احمدی مردوں کے ساتھ احمدی بیبیاں بھی خدمت دین میں ہاتھ نہ بٹائیں۔ کیا معاذ اللہ آج عورتیں اسی قابل رہ گئی ہیں کہ مرد اس پاک سعادت (سلسلہ) کو جتنا بنائیں خود عورتیں اسکو اتنا ہی بگاڑتی جائیں۔ اپنی سستی و غفلت سے اپنا امور دین کے ساتھ بیگانگی و بے اعتنائی سے کیا احمدی جماعت میں خدانخواستہ بھی سچی دیندار بیبیاں بالکل نہیں ہیں؟ کیا ان کے ذمہ خدا رسول کی طرف سے کوئی فرائض اور ذمہ داریاں خدمت دین کے متعلق عائد نہیں ہیں۔ اور کیا خدا رسول کی خوشنودی اور فلاح و نجات حاصل کرنے اور اپنی دنیا و عقبیٰ سنوارنے کی ضرورت سے وہ مستغنی ہیں؟ کوئی سند کوئی پروانہ [illegible] ملگیا ہے تو دکھلاؤ۔ وہ کہاں ہے؟ یقیناً ایسا کوئی پروانہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ برخلاف اس کے قرآن کریم جو اپنے دین کی خبر دیتا ہے صاف صاف بڑے زور کے ساتھ مرد و عورت دونو کو نیک کاموں اور دین کی باتوں میں شامل کرتا ہے۔ مگر دین کا چرچا پھیلانے اور خود پورے دیندار بننے سے بڑھکر آج کونسا نیک کام ہو گا۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی خواتین کو بھی اس میں شامل کرنے سے غافل رہیں۔ اور کیا وجہ ہو کہ [illegible] گھروں کی رونق۔ ہماری وجہ سکینت و تسکین و راحت ہو کر وہ اس قدر بابرکت کام میں ہمارے ساتھ حصہ نہ لیں۔ امید ہے کہ ہماری محترم [illegible]

کو بتایا ہے کہ کس طرح گم شدہ اشیاء کو انسان تلاش کرتا رہتا ہے اسی طرح حکمت کی تلاش مسلمان کو لگی رہنی چاہیئے۔ پس جبکہ کلمۂ حکمت مومن کا یوسف ہے جس کی تلاش کرنا اس کے لئے ضروری ہے تو وہ سعید روحیں مبارک ہیں جو کلمات حکمت کی حامل ہو سکیں اسی غرض میں جبکہ کوئی حق بتائے تو وہ اسے قبول کرے تلاش ہے جو اصل یوسف ہے۔ پس اس کی تلاش ہر ایک مومن کا فرض ہے پس اٹھو اور ان یوسفوں کی تلاش کرو کہ یعقوب علیہ السلام کا ایک یوسف گم ہو گیا تھا اور تمہارے کروڑوں یوسف گم شدہ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرنے والے لوگوں کی تعداد کتنی ہے کم سے کم اٹھارہ کروڑ ہے لیکن اس وقت وہ دین سے دور اور اللہ تعالیٰ سے غافل ہے اور آبحیات کی پیاسی ہے کیا وہ ہمارے یوسف نہیں پھر ان کے علاوہ کروڑوں کروڑ ایسی مخلوق موجود ہے جو اسلام کی صداقت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے کیا وہ ہمارے یوسف نہیں ہیں ضرور ہیں پس اس قدر یوسف کے کھوئے جانے پر بھی کیا تم سستی سے کام لوگے اور ہمت ہار کر بیٹھ جاؤ گے اٹھو اور ان کی تلاش کرو کہ ان کے مل جانے پر وہ حقیقی یوسف یعنی اسلام بھی مل جائیگا اور کبھی مت خیال کرو کہ لوگ سنتے نہیں۔ لوگ سنتے ہیں اور ضرور سنتے ہیں۔ دشمنوں کی ملامتوں کی پرواہ نہ کرو اور ان کے ملامت سے تم اپنے کاموں کو نہ چھوڑو کسی کو کیا معلوم ہے کہ موت کس وقت آجائیگی۔ خدا کے حضور تم نے جواب دینا ہے اگر تم نے غفلت میں اپنا وقت ضائع کر دیا تو خدا کے حضور کیا جواب دوگے اور کونسا منہ لیکر خدا کے سامنے جاؤ گے میں تمہیں یعقوب کی طرح کہتا ہوں لا تایئسوا من روح اللہ تم خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ناامید ہو کر نہ بیٹھ جاؤ۔ اگر کوئی چیز مقابلہ کے لئے تمہارے سامنے آئے تو اس کی مت پرواہ کرو۔ ایسا وہ قومیں ہیں جو اپنے بچوں عورتوں کو قوم کی خدمت کے لئے لگا رہے ہیں۔ موجودہ وقت میں جس قدر سامان جنگ سلطنت برطانیہ کے پاس ہیں اس کے مقابلہ میں جرمن اور آسٹریا کے پاس بہت ہی تھوڑا ہے لیکن باوجود اسباب کے اس وقت کے مدبرین نے ان کی ہمت اور استقلال کو مانا ہے وہ ذرا ہمت نہیں ہارتے اور باوجود کل سامانوں کی مخالفت کے مقابلہ سے ہاتھ نہیں روک سکتے۔ اس دنیاوی دشمن سے نصیحت حاصل کرو کہ اس کے لئے خدا نے کوئی وعدہ نہیں کیا کہ میں تم کو غالب کرونگا اور اس کی شکست دنیاوی سامانوں کے لحاظ سے یقینی معلوم ہوتی ہے بلکہ خدا کا ہاتھ بھی اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کسی کو کامیابی کی امید ہوتی ہے وہیں کوئی ایسی نئی بات پیدا ہو جاتی ہے کہ فتح کو شکست سے بدل دیتی ہے مگر پھر بھی وہ اس قدر ہمت اور استقلال سے کام کرتا ہے۔ تمہارے لئے تو خدا نے یہ وعدہ کیا ہے کہ تم فتح پاؤ گے پھر تم کیوں ہمت ہارتے ہو کیا صرف اس لئے ناامید ہوتے ہو کہ لوگ نہیں سنتے۔ نہیں یہ خیال مت کرو جو آج نہیں سنتا وہ کل سنیگا جو اس مہینے میں نہیں سنتا وہ اگلے مہینے میں سن لیگا۔ جو آج تم کو نفرت کرتا ہے وہ کل تم سے محبت اور الفت کریگا۔ اگر آج دور رہتا ہے تو کل قریب آئیگا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہم میں بہت سے ایسے احمدی موجود ہیں جو پہلے سخت مخالف تھے لیکن آج دین پر جان قربان کرتے ہیں پھر کیا وہ ہمارے لئے سبق نہیں کہ ہر ایک کام اپنے وقت پر ہوتا ہے اور جو لوگ ہمارے سخت مخالف ہیں ان سے ہمیں بالکل نہیں ڈرنا چاہیئے ناامید نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ نہیں معلوم کہ جب ہم مایوس ہو کر بیٹھ گئے ہوں وہی وقت ان کی ہدایت کا ہو۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اس وقت تک اپنے کام کو نہ چھوڑیں جب تک کہ موت ہمارے ہونٹوں کو بند نہ کر دے۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت بھی ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے لیکن ترقی کی جو رفتار ہے وہ بہت آہستہ اور سست ہے۔ درحقیقت اگر سوچو تو یہ ہماری غفلتوں اور سستیوں کا نتیجہ ہے۔ اسلام بھی اس وقت یوسف کی طرح غلام ہو کر بک رہا ہے تم اس کوشش میں لگ جاؤ کہ خدا کا چہرہ نظر آئے کیا تمہاری آنکھیں اس بات کو دیکھنے کی خواہش نہیں رکھتیں کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے چاروں طرف نظر آئیں۔ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ مسیح موعود کو دجال کہنے کی بجائے انہیں نبی کہا جائے۔ مبارک ہیں وہ جن کے ذریعے یہ کام ہوگا یہ وہ وقت آئیگا اور ضرور آئیگا جب یہ کام ہو کر رہیگا کیونکہ یہ خدا کے وعدے ہیں جو ضرور پورے ہونگے لیکن کاش وہ دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ہمارے ذریعہ ہوں تا ہم برکت پائیں اور ہم ہی ان درجات کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اسلام کو لانے والے اور اسی طرح ثریا سے ایمان لانے والے کا نام دنیا میں بلند دیکھیں خدا تعالیٰ تمہاری محنتوں کو ضائع نہیں کریگا۔ پس تم ہوشیار ہو جاؤ یہی تمہارے کام کرنے کے دن ہیں تم تھک کر مت بیٹھو میں تمہیں کہتا ہوں یا بنی اذہبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ۔ اے میرے بیٹو تم اسلام کی خبر لو اور اس سے غافل اور ناامید نہ ہو۔ روح کے معنے نصرت اور فضل اور رحم کے ہیں۔ پس تم خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد سے ناامید نہ ہو۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ تم لوگ ان انعامات کے وارث ہو۔ آمین۔

بقیہ اخبار احمدیہ

شروع سے ایک دوست نے حضرت اقدس ایدہ اللہ کو خط لکھا کہ کیا میں دو ایک مذہبی اختلافات رکھتے ہوئے بیعت کر سکتا ہوں حضور نے لکھا کہ اصل مقصد تو جماعت کا اتحاد ہے اگر کوئی رفع فتنہ کی غرض سے داخل سلسلہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ اختلافات بھی دور کر دیگا۔

امرتسر سے ڈاکٹر امیر الدین صاحب اپنے عزیز دوست محمد حسین صاحب کے لئے جنہوں نے پچھلے سال بیعت کی تھی اور جو کچھ عرصہ سے بیمار ہیں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

فتاوی لائلپور سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ آیا مسلمان شراب کا ٹھیکہ اپنی طرف سے لیکر دوسرے شخص کو دے سکتا ہے حضور نے لکھا کہ مسلمان کے لئے شراب کے کام میں کسی طرح بھی حصہ لینا جائز نہیں۔

قلعہ پھلور سے ایک بھائی اپنے سالانہ امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

الفضل کے متعلق

الفضل کو جن انتہائی مشکلات کی وجہ سے ہفتہ میں ۳ بار کی بجائے دو بار کیا گیا ہے۔ وہ ناظرین اخبار سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے۔ کہ اس وقت تک جماعت کے حصہ کثیر نے اس اخبار کے استحکام کیلئے جو صرف جماعت کی نفع رسانی کے لئے مد نظر رکھ کے جاری رکھا گیا ہے۔ عملی کارروائی کی طرف توجہ نہیں۔ اس زمانہ میں قومی ضروریات کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہیں کہ جن کا اخبار سے بہت بڑا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی قوم کی حالت کا اندازہ اس کے اخبارون سے لگایا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے سلسلہ کے اخبارون کا جہاں یہ ایک بڑا کام ہے کہ جماعت کو مرکزی حالات اور سلسلہ کی ضروریات وغیرہ سے آگاہ کریں، وہاں یہ بھی انکا اہم فرض ہے کہ تبلیغ سلسلہ کی نہایت ضروری خدمت کو انجام دیں اور یہ دونوں فرض اس وقت تک احسن طور پر انجام پذیر نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ قوم کی توجہ خاص طور سے بھی اخبارون کے قیام واستحکام کی طرف نہ ہو۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اخبار الفضل نے اس وقت تک جن مشکلات میں سے گذرتے ہوئے اپنے فرائض کو ادا کیا ہے انکو ملحوظ رکھکر بعض احباب اس کی ترقی اشاعت کے لئے خاص جوش رکھتے ہیں۔ اور اپنے جوش کا عملی طور پر ثبوت بھی دے رہے ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ دوسرے احباب بھی ان کے نقش قدم پر چلیں کہ اخبار کی ترقی میں کوشاں ہوں۔ اور وہ اس طرح کہ خود خریدار بنیں۔ اگر پہلے ہی خریدار ہیں۔ تو دوسروں کو خریدار بنائیں۔

گذشتہ ہفتہ میں مندرجہ ذیل احباب نے اخبار کے متعلق سعی فرما کر شکر گذاری کا موقع دیا۔ چونکہ ہمیں ایسے ہی بہت سے احباب کی ضرورت ہے جو ان کی طرح اخلاص اور جوش کا ثبوت دیں۔ اس لئے انہی کے الفاظ شائع کئے جاتے ہیں۔

(۱) جناب منشی حبیب احمد خان صاحب ملازم حضرت نواب صاحب مالیر کوٹلہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنی دانست میں اخبار الفضل کو کم از کم ہر ایک احمدی دوست کے ہاتھ میں دیکھنا چاہتا ہوں آج میں نے ایک احمدی کو اخبار کی خریداری کے متعلق کہا تو انہوں نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ آپ ان کے نام فی الحال چھ ماہ کی قیمت کا وی پی کر دیں۔ ششماہی ختم ہونے پر پھر وی پی کر دینا۔ جزاہ اللہ

(۲) جناب حافظ عبد المجید صاحب منصوری سے تحریر فرماتے ہیں الفضل کی رپوٹ پڑھکر قوم کی غفلت پر (جن میں خاکسار بھی شامل ہے) نہایت افسوس ہوا۔ الفضل اسم بامسمیٰ ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ قوم کے لئے آبحیات کا حکم رکھتا ہے خداوند تعالیٰ اس کے وجود مسعود کو قائم رکھے آمین۔ فی الحال خاکسار کی طرف سے اصحاب مندرجہ ذیل کے نام صرف چھ ماہ کے لئے الفضل جاری فرما کر مشکور فرماویں اور قیمت بذریعہ وی پی خاکسار سے وصول فرماویں

(۱) بخدمت سید محمد اسمٰعیل صاحب۔

(۲) بخدمت سید آغا میر صاحب۔

(۳) جناب مستری فضل کریم صاحب جالندھری حال مقیم قادیان لکھتے ہیں۔ کہ اخبار ہفتہ میں دو بار ہو گیا ہے۔ پہلے تین بار شائع ہوتا تھا۔ جس سے میرے دل کو بہت صدمہ پہونچا مجھکو اس اخبار سے خاص محبت ہے۔ پہلے بھی میں ایک غیر احمدی کے نام اپنے خرچ پر ایک اخبار جاری کرا چکا ہوں۔ لہذا اب ایک اور اخبار مستری نصیر الدین صاحب کے نام جاری کرتا ہوں۔

خدا تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے۔ امید ہے کہ دیگر احباب بھی بہت جلد اس طرف توجہ فرمائینگے۔

خاکسار (مینیجر)

احباب اخبار کی اشاعت میں سعی فرماویں۔

سالانہ جلسہ کا موقع آگیا

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خداوند کریم کے فضل وکرم سے وہ دور دراز ملکوں کے احباب کی ملاقات اور بڑے بڑے فیوض اور برکات کے حصول کا موقع یعنی جلسہ سالانہ قریب آگیا ہے۔ ان مبارک ایام کے فوائد مفصل طور پر تحریر کرنا میرے خیال میں چنداں ضروری نہیں مختصراً عرض ہے کہ یہ اجتماع اس مقدس انسان کا تجویز کردہ ہے جو اس عالم کی تمام تاریکیاں دور کرنے اور اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو پار لگانے آیا تھا اس لئے یہ اجتماع اس زمانے کی تمام زہروں کے واسطے تریاق اور دنیا میں اسلام کو پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے جس کے قیام اور بارونق بنانے میں ہم کو اپنے اوقات اور مال بلکہ تمام فوائد کو حتے الوسع قربان کر دینا چاہیئے اور جہاں تک ممکن ہو سعی کرنی چاہیئے کہ یہ خدا کے مرسل کا تجویز کیا ہوا کام خیر وخوبی سے پورا ہو لیکن یہ کام جس قدر ضروری اور اہم ہے۔ اس سال اسی قدر مشکل اور صرف کثیر کو بھی چاہتا ہے کیونکہ اس سال قحط کی وجہ سے ہر چیز گراں ہو رہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہر وہ شخص جس نے اس پیارے محبوب کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کر کے اس کے کاموں کے پورا کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے کوشش اور ہمت کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور بہت جلد اس عظیم الشان کام کے شروع کرنے کے واسطے خود اور اپنے گرد ونواح کے احباب کو جلسہ کے اخراجات کے واسطے روپیہ جمع کر کے روانہ کرنے میں لگا دیوے تا کہ بہت جلد ضروری اشیاء خرید لی جائیں اور تیاری شروع ہو جائے کیونکہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اب ضروری سامان کی فراہمی میں جس قدر دیر ہوگی اتنا ہی خرچ بڑھیگا۔ بلکہ وقت پر بعض اشیاء کا ملنا ہی دشوار ہو گا۔ والسلام۔ خلیفہ رشید الدین افسر جلسہ [illegible]

خط وکتابت میں خریداری نمبر ضرور لکھا کریں کیونکہ تعمیل میں دقت ہوتی ہے۔ (مینیجر)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۵

[illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر

قادیان ضلع گورداسپور سے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے — حقیقۃ الوحی ص ۶۵

قیمت بہر حال پیشگی [illegible]

جلد ۳ | ۳ نومبر ۱۹۱۵ء | چہار شنبہ | مطابق ۱۶ محرم ۱۳۳۴ھ | نمبر ۶۴

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس (ایدہ اللہ) کی صحت اچھی ہے +

نانا صاحب قبلہ کو آرام تو ہو گیا مگر کمزوری باقی ہے +

اخویم مکرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم بھی چند روز تک بخار میں علیل رہے ہیں اب آرام ہے فالحمد للہ۔ مگر انکی اہلیہ صاحبہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں احباب انکے واسطے دعا کریں +

مکرمی قاضی اکمل صاحب نے بھی کئی روز موسمی عوارض کی تکلیف پائی۔ شکر ہے اب آرام ہے +

اخویم ماسٹر عبد الرحمن صاحب کو ہندوستان سے باہر جانے کیلئے ایک سرکاری اسامی ہیڈ ماسٹری کی ملی ہے۔ تقریباً دو سو روپے مشاہرہ پر۔ ہفتہ عشرہ میں روانہ ہو جائینگے +

ترجمہ اور منارہ کے کام برابر سرگرمی جاری ہیں +

ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور احمدیہ جلسہ تبلیغ میں تائید اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب پر لیکچر دینے کی غرض سے باجازت [illegible]

اخبار احمدیہ

بھوانہ (جھنگ) میں برادر حسن خان صاحب کے ہاں بچوں کی تقریب ختنہ پر باوجود خویش اقرباء کے تقاضوں کے کوئی رسوم غیر مشروع ادا نہیں کی گئیں فالحمد للہ۔ بلکہ اس خوشی میں ۵ روپے صدر انجمن کی نذر کئے گئے اور ایک ایک سال کے لئے اخبار الفضل و نیز ایک غیر احمدی مولوی صاحب کے نام جاری کرائے گئے۔ فجزاہ اللہ۔ اس نیک نظیر کی دوسرے برادران ملت کو بھی تقلید کرنی چاہیئے +

دلاور پور منگھیرے اخویم وزارت حسین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ خبر دیتے ہیں کہ وہاں عزیز عبد الحی مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ اور کہ جناب مکرمی حکیم خلیل احمد صاحب احمدی مشنری اسلام (بنگال) کی اہلیہ محترمہ تپ شدید میں مبتلا ہیں۔ صاحب موصوف خود بھی علیل ہیں احباب خاص توجہ سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔ آمین +

مریدکے (گوجرانوالہ) میں برادر عزیز الدین صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ فالحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ عمر و توفیق نیکی بخشے۔ حضرت اقدس نے اس نومولود کا نام عبد المنان رکھا +

سیالکوٹ میں ایک بھائی پر دشمنوں نے ناحق ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ اور شہادتیں بھی جھوٹی بہم پہنچائی ہیں۔ اللہ مددگار ہو۔ احباب ان کے واسطے دعا خیر کریں +

راجپورہ میں ہمارے ایک اکیلے بھائی ہیں۔ غیر احمدی ان کی مخالفت تو کرتے ہیں مگر حیران ہیں کہ "قادیانی مرزا" کے تم کیسے ہی عاشق ہو۔ نادان نہیں سمجھتے کہ عشق کسی حسن پر ہی ہوتا ہے مگر نابیناؤں کا حسن نظر آنے کو چشم بصیرت چاہیئے۔ بہرحال احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بھائی کو ہر فتنہ و شر سے اپنی امان میں رکھے +

سیکھوال ضلع ہوشیارپور میں برادر عبد القادر صاحب کی والدہ اور اہلیہ بیمار تھیں۔ والدہ تو صحتیاب ہو گئیں مگر اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا غریق رحمت کرے

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

کے سبب۔ یا صبر کے فضائل و برکات مدنظر رکھ کر اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے بہرحال جب بہت سے موقعوں پر انسان کو گھر سے باہر بھی اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ضروری ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اپنے گھر میں۔ ماتحتوں اور بیوی بچوں کے ساتھ ہی وہ بات بات میں آپے سے باہر ہو کر کھاؤں پھاڑوں کرتا ہے۔ کیا ایسی حرکات ایک انسان۔ پھر مسلمان۔ پھر خاصکر ایک احمدی کے لئے موجب ننگ و عار نہ ہونی چاہئیں؟ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ہماری جماعت میں ایسے بداخلاق کوئی شاذو نادر ہی ہونگے۔ سو وہ بھی اس وجہ سے کہ انھوں نے حضرت احمد نبی اللہ (ع) کی غایت بعثت کو اپنی غفلت کے سبب ابھی تک سمجھا ہی نہیں۔ نہ اصول و احکام دین سے جیسی چاہیئے واقفیت حاصل کی۔ نہ حضور ممدوح کے پاک حالات زندگی اور اعلےٰ تعلیمات کا مطالعہ کیا۔ لیکن شامت اعمال سے جس کسی میں اس قسم کے اخلاقی نقائص کا کچھ بھی نام و نشان موجود ہو۔ اس کا فرض ہے کہ بہت جلد اپنی اصلاح کا فکر کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور کثرت سے استغفار۔ یہ وقت ہے کہ احمدی اپنے گھروں کو حقیقی دینداری کا نمونہ اور فلاح یافتہ ہونے کا ثبوت بنا کر دکھلائیں تاکہ دیگر خلائق پر ان کا نیک اثر پڑے اور جو لوگ اب تک نعمت ہدایت سے بے نصیب ہیں انکے دلوں میں سلسلہ حقہ کی جانب سے ایک کشش اور حسن ظن پیدا ہو۔ احمدی مرد ہوں یا عورتیں۔ بوڑھے ہوں یا بچے سب کو مل جلکر دنیا بھر کے مقابلہ میں جو جہاد کرنا ہے اسکے اسباب حرب یہی ہیں کہ سب سے پہلے اپنی اصلاح کی جائے۔ پھر اپنے قول فعل حرکات و سکنات۔ اخلاق و معاشرت۔ غرض ہر بات کو انسانیت اور سچی مسلمانی کے ایسے قابل رشک لائق تحسین سانچے میں ڈھالا جائے کہ ہر احمدی مجسم تبلیغ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر بھائی کو اپنی پاک مرضی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ضروری نوٹ۔ اس سلسلہ مضامین کیطرف توجہ فرمانے کی ہمارے جن احباب کرام کو اللہ تعالیٰ نے توفیق ملے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ عام نسواں کے متعلق جو کچھ لکھنا ہو۔ حتی الوسع سلیس و عام فہم ہو جسے ہماری محترم خواتین بھی بآسانی پڑھ اور سمجھ سکیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ زبان زنانہ یا قلعہ دہلی کا ہی محاورہ ہو۔ انشاء اللہ آیندہ ہم بھی اس کا خاص خیال رکھینگے۔ آپ کے الفضل کو ملاحظہ فرمانے والی بہت سی واجب الاحترام مخدرات بھی ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ فضل و توفیق الٰہی وہ بھی گاہ گاہ ان ضروری مسائل پر اپنے قیمتی خیالات ظاہر کرنے کی تکلیف گوارا فرمائینگی +

اسلام کا بول بالا چلتی ریل میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

چند روز ہوئے کہ بندہ اس گاڑی پر جو سوا دس بجے سیالکوٹ سے وزیرآباد روانہ ہوتی ہے ڈیوٹی پر آرہا تھا اس گاڑی میں اس روز سیالکوٹ سے پانچ چھ عیسائی پادری صاحبان بھی سوار ہوئے۔ ایک نوجوان پادری صاحب گاڑی میں پھر کر کتابیں بانٹ رہے تھے مجھے دیکھ کر راستے میں پادری صاحب نے کتابیں خریدنے کے لئے پوچھا۔ مگر میں نے ان کتابوں کو ناکمل ظاہر کرتے ہوئے خریدنے سے انکار کیا۔ اس پر پادری صاحب سے گفتگو شروع ہوگئی۔ ایک کتاب بنام مسیح اور محمد پادری صاحب نے مجھے دکھائی جس میں عیسیٰ علیہ السلام کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت صرف ان باتوں پر بیان کی گئی تھی کہ آنحضرت تمام لوگوں کی طرح اپنے ماں باپ سے پیدا ہوئے اور زمین میں دفن کئے گئے۔ مگر حضرت روح اللہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اور زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے سے انکار کیا اور بغیر باپ کے پیدا ہونے کے مقابلہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا وجود پیش کیا کہ وہ تو ماں کے پیٹ سے بھی پیدا نہیں ہوئے اب آپ فضیلت کس کو دیتے ہیں؟ +

پادری صاحب کیا آپ انجیل کو مکمل نہیں سمجھتے +

بندہ۔ نہیں میں اسے مکمل نہیں سمجھتا +

پادری۔ کیوں؟

بندہ۔ کیونکہ انجیل خود اس کا دعویٰ نہیں کرتی۔ چہ جائیکہ کوئی ثبوت دے +

پادری۔ قرآن شریف کو مکمل سمجھتے ہیں؟

بندہ۔ ہاں۔ قرآن کریم مکمل کتاب الٰہی ہے۔ اور وہ خود بتلاتی ہے کہ میں مکمل ہوں۔ گاڑی چل پڑی +

اگلے اسٹیشن پر پادری ایک گاڑی کے مسافروں کیطرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ کوئی کتب و رسلہ (رسالہ) خرید رہا ہے "بندہ نے الفاظ کتب و رسلہ کے معنے دریافت کئے تو اس پر پادری صاحب نے فیس طلب کی۔ گاڑی چل پڑی +

اگلے اسٹیشن پر بندہ نے ایک کاغذ پر صاحبزادہ سید محمد یوسف صاحب (جو اپنے آپ کو اہل سنت کہا کرتے ہیں) جو کہ بندہ کے ساتھ دوسرے گارڈ تھے۔ یہ انگریزی میں لکھوایا۔

جناب پادری صاحبان

بندہ کو عیسائی مذہب پر کچھ اعتراض ہیں۔ اگر آپ منظور کریں تو بندہ اسلام کی تصدیق اور عیسائیت کی تردید کرنے پر پبلک کے سامنے تیار ہے +

محمد صدیق گارڈ احمدی

یہ کاغذ میں نے ایک پادری صاحب بنام مسٹر میکسویل صاحب کو جو چند دیسیوں کے ساتھ انٹر کلاس میں بیٹھے ہوئے تھے جا کر دیدیا۔ اور یہ بھی کہدیا کہ پادری صاحب نے جو کتابیں فروخت کر رہے ہیں۔ اثنائے گفتگو میں ایک لفظ کے معنے پوچھنے پر مجھ سے پانچ روپے فیس طلب کی +

مہر عبد الغنی صاحب سیالکوٹی نے ساتھ دوسرے پادری صاحب سے گفتگو ہوئی + جو غیر احمدی ہیں +

پادری صاحب۔ وہ شیعہ آدمی ہے +

بندہ۔ ہمارا مقابلہ بھی شیروں کے ساتھ ہے +

پادری صاحب۔ آپ بالکل تیار ہے؟

بندہ۔ ہاں بالکل تیار ہوں +

پادری صاحب۔ ابھی؟

بندہ۔ ہاں۔ ابھی + گاڑی چل پڑی

وزیرآباد پہنچکر میں نے مہر عبد الغنی صاحب کو ساتھ لیکر صاحبزادہ محمد یوسف گارڈ کو کہکر پلیٹ فارم پر پادری سے جا کر پوچھا کہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ پادری۔ ہم یہاں کچھ نہیں کر سکتے آپ کسی روز گوجرانوالہ میں تشریف لاویں۔ اور وہاں آکر گفتگو کریں۔ بندہ نے عرض کیا کہ پادری صاحب یہاں جتنی گفتگو ہوگی اتنی ہی سہی۔ پادری یہاں ہمارے پاس وقت نہیں +

٭ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ پادری صاحب کوجرانوالہ مشن سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے + بندہ قرآن شریف کا بھی کچھ علم نہیں رکھتا۔ لہٰذا محض مسیح موعود کی برکت سے اس وقت اسلام کی

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

وہ لباس ہیں تمہارے لئے اور تم لباس ہو ان کے

(نسیمہ)

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں عورتوں کے متعلق مردوں سے فرماتا ہے کہ وہ تمہارے واسطے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اس ارشاد حکمت بنیاد میں دراصل مرد عورت کو ایک دوسرے کا جوڑا۔ باہم لازم و ملزوم۔ شریک رنج و راحت سبب عزت و عافیت۔ نہایت بلیغ حاوی اور جامع الفاظ میں قرار دیکر بڑی خوبصورتی سے ہر دو کے حقوق و فرائض کی جانب توجہ دلائی گئی ہے ٭

لباس کے تین ہی فائدے بالعموم ہو سکتے ہیں:۔ (۱) پردہ پوشی (۲) آرام و آسائش اور (۳) زینت و آرائش پس اگر زن و شوہر دونو خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلیں اور اپنے اپنے حقوق و فرائض کا ہمیشہ خیال رکھیں تو یہ تینوں فائدے بفضلہ خاطر خواہ طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس واجب الاحترام رشتہ کے متعلق تفصیلی احکام بھی موجود ہیں جن پر کاربند ہو کر ہم اپنی زندگی کو اسی جہان میں قابل رشک نمونہ جنت بنا سکتے ہیں اور خدا کے فضل سے سیدنا مسیح موعودؑ کی پاک تعلیمات کے طفیل اب بھی بہت سے گھروں میں اس ارشاد الٰہی کی تعمیل کے برکات اور شیریں ثمرات دیکھنے میں آتے ہیں۔ لیکن کمی تعلیم اور عدم توجہ کے سبب اور کچھ سابقہ غفلت کے سلسلہ میں کئی خاندان ایسے ہونگے جو ایک بڑی حد تک محتاج اصلاح ہوں اور جنہیں تعلقات زن و شوہر کی حالت ایک احمدی گھرانا ہونے کی حیثیت سے کچھ قابل فخر یا طمانیت بخش نہیں کہی جا سکتی۔ تو کیا درد و رنج پیدا کرنے والی بات نہیں کہ تمام دکھوں کے دور کرنیوالے مسیح کو مان کر۔ بلحاظ عقائد سچے مسلمان بنکر اور احکام خدا و رسولؐ کا اس زمانہ میں سب سے زیادہ اور صحیح ادب و احترام کرنیوالی جماعت میں (جسے صحابہ کرامؓ سے تشبیہ دی گئی ہے) شامل ہو کر بھی انسان کے عملی حالات اور اہم ترین تعلقات ویسے ہی افسوسناک رہیں جیسے دیگر اقوام کے لوگوں میں اس وقت عام طور پر دیکھے سنے جاتے ہیں ٭

اگر میاں بیوی میں خدانخواستہ ایسی سچی الفت اور ہمدردی نہیں جیسی کہ ہونی چاہیئے تو ظاہر ہے کہ انکے گھر میں وہ خیر و برکت قدم نہیں رکھ سکتی جس کا ہر شخص ہمیشہ محتاج ہے۔ جب دو دلوں میں فرق اور کدورت ہو تو شکوہ شکایات کے دفتر بھی ضرور کھلتے رہیں گے اور یقیناً ایک دوسرے کی پردہ دری و عیب شماری کا مرتکب ہوگا۔ ایسی حالت میں میاں کو بیوی کی اور بیوی کو میاں کی رضا جوئی و راحت رسانی کی بھی کیوں پروا ہونے لگی؟ پھر فرمایئے کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کا لباس یعنی پردہ پوش۔ یا موجب راحت رفیق زندگی اور زینت و عزت کا باعث سمجھے جا سکتے ہیں؟ ٭

کچھ شک نہیں کہ عورتیں بھی کمزوریوں سے خالی نہیں ہوتیں لیکن وہ بیچاریاں تو چند در چند معذوریوں کے سبب قابل عفو بھی ہیں۔ افسوس تو اُن مردوں پر آتا ہے جو تعلیم یافتہ۔ روشن خیال اور با اخلاق کہلا کر بھی خانہ داری کے نشیب و فراز سے بے پروا ہیں اور اس نازک رشتہ کے ضروری لوازمات کو نظر انداز کریں۔ کون کہتا ہے کہ عورتیں بالکل فرشتہ ہیں یا مردوں کو انکے ساتھ سلوک و برتاؤ میں بالکل بے نفس اور بے حس بنجانا چاہیئے۔ لیکن کم از کم یہ تو مشکل نہیں کہ جب بیوی کی کوئی بات ناگوار گزرے تو اسے نرمی شرافت اور صلاحیت سے سمجھایا جائے۔ اگر کسی کے ساتھ تلخی ترشی اور سخت کلامی سے پیش آئیں تو کیا اس کے دل میں ہماری سچی محبت اور خیر خواہی کے جذبات جیسے پہلے تھے جوں کے توں باقی رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ٭

خدا تعالیٰ نے اگر کسی کو محض اپنے فضل سے برتری و سرداری کا شرف عطا فرمایا ہے تو اسکو شکر گزاری و شرافت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ ماتحتوں کے ساتھ قابل تحسین برتاؤ کرے۔ خاص عورتوں کے متعلق تو قرآن مجید کا یہ حکم صریح موجود ہے کہ:۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

یعنی انکے ساتھ رہنے سہنے میں لائق تعریف طرز عمل اختیار کرو۔ مگر جب کوئی اسکے برخلاف اپنی رفیق زندگی کے ساتھ کسی قسم کی حق تلفی یا بد کلامی اور دل آزاری روا رکھے تو بتلاؤ کہ وہ خدا کا بھی نافرمان و گنہگار ٹھہرا یا نہیں؟ قطع نظر اس سے کہ ایسے اخلاق کا اسکے امور خانہ داری پر بھی یقیناً بہت برا اثر پڑے گا جسکے نتائج عذاب الٰہی کے رنگ میں خدا جانے کیسے ہولناک اور فضیحت خیز ہوں ٭

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ "میں گھر میں کسی بات پر ذرا اونچی آواز سے بولا تھا معاً خیال آیا کہ یہ عاشروھن بالمعروف کے مطابق نہیں اور بہت استغفار کیا" (مفہوم بالفاظ راقم) پس اگر کوئی شخص اسی برگزیدہ انسان کا پیرو ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ بد مزاجی یا کج خلقی برتے تو وہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ میں آپکی پاک تعلیمات کا فیض یافتہ ہوں۔ کیونکہ حضور نے ایک مقام پر صاف فرما دیا ہے کہ جو کوئی اپنی بیوی اور اسکے عزیزوں سے عمدہ برتاؤ نہیں کرتا وہ **میری جماعت سے نہیں** (مفہوم) اللہ اکبر کتنی سخت وعید ہے۔ جس شخص کا اس بات پر ایمان ہو۔ کہ مسیح موعود وہی احمد آخر زمان ہے جسے خدا رسولؐ نے اس پرفتن زمانہ کے لئے دُنیا کا نجات دہندہ قرار دیا۔ اسکی جماعت سے خارج ہونا کب اسکی ایمانی غیرت گوارا کرے گی ٭

پھر ایک نہایت اہم اور قابل لحاظ بات یہ ہے کہ جب کسی گھر میں شامت اعمال سے میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کے معمولی اسباب پیدا ہو جائیں تو ظاہر ہے کہ ہر شخص کے نزدیک عقلاً و شرعاً ان اسباب کو رفع دفع کرنا ہی قرین دور اندیشی و دانشمندی ہو سکتا ہے۔ ورنہ اگر بات بڑھنے لگیں تو آخر کار۔ خانہ بربادی تک نوبت پہنچ جانی بالکل ممکن ہے۔ پس مرد ہو یا عورت جو کوئی بھی آپس کی ذرا ذرا سی شکر رنجیوں کو طول دے وہ گویا اپنی رسوائی و تباہی کیطرف قدم بڑھانے والا ہوگا۔ اگر اس بھیانک انجام پر پہلے ہی نظر کر لی جائے تو گھروں میں روزمرہ جو چھوٹی موٹی ناگوار باتیں پیش آتی ہیں وہ بہت جلد بڑی آسانی سے ٹل جایا کریں۔ صرف خدا ترسی۔ حوصلہ اور ضبط شرط ہے۔ علاوہ ازیں جب اس زندگی میں کم و بیش ہر شخص کو غیروں کی بہت سی ناگوار باتوں پر رفع شر کی خاطر ضبط و درگزر سے کام لینا ہی پڑتا ہے خواہ وہ اخلاق ظاہری کا پردہ ڈھکا رہنے کے خیال سے ایسا کرے یا عقلمندی دور اندیشی اور شرافت …

بغداد سے حضرت پیران پیر رحمت اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے ایک دعا کی اجازت ملگئی ہے جس کے ذریعہ قرآن شریف پڑھاتا ہوں۔ آج ایک آدمی آیا دو بتا ہے کہ جو لڑکا پانچ چھ سیپارے سے پہلے پڑھ آیا ہوا اس کو ایک شخص ایک ماہ میں قرآن شریف ختم کرا دیتا ہے اور وہ بھی کچا ہوتا ہے اچھی طرح سے قرآن شریف نہیں پڑھ سکتا۔

افسوس! کہ آج کل کے ملان لوگ پیٹ کی خاطر کیسے کیسے حیلے بناتے ہیں؟ حضور انور! دعا فرماویں تو مولیٰ کریم سندھ کے لئے آسان راہ نکال دے اور اس عاجز کے حق میں بھی للہ دعائے خیر فرماویں والسلام

انگلستان میں

الحمدللہ کہ ہمارے دونو معزز و مکرم بھائی جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے و جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ احمدی مشنریان اسلام بخیر و عافیت ہیں اور خدمت اسلام میں کوشاں ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہفتہ مختتمہ ۱۴ اکتوبر ۱۵ء میں بھی ایک نوجوان انگریز احمدی ہوا۔ چوہدری صاحب اور مسٹر سلمان سے ان کی خط و کتابت ہو رہی تھی آخر ان کا جو خط آیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلسلہ حقہ کے متعلق شرح صدر عطا فرمایا اور وہ براہ راست قادیان پہنچنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے ہفتہ زیر ریویو میں ردوائن السپریچولزم و الہام الٰہی پر لیکچر دیا۔ تعداد سامعین قریباً بیس تھی گھنٹہ بھر تک تقریر کی۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب نہیں ہوئے۔ چوہدری صاحب نے اپنا مضمون الہام جو ٹریکٹ کی شکل میں چھپا ہوا تھا نیز پیشگوئیاں جن کا سب کو علم ہونا چاہیئے اور اے وارننگ (انذار) کی کاپیاں حاضرین میں تقسیم فرمائیں۔ ان کے مطالعہ سے امید ہے کہ انشاء اللہ ان کو حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق توجہ ہوگی اور استفسار کے خطوط آئینگے اس کے علاوہ بذریعہ خط و کتابت بھی سلسلہ تبلیغ بفضل خدا برابر جاری ہے۔ اسی ضمن میں یہ معلوم ہونا خالی از دلچسپی و مسرت نہ ہوگا کہ دین مسیحی کے ایک مقتدی یعنی پادری صاحب نے بھی احمدی تحریک کی جانب توجہ فرمائی ہے اور ہمارے لٹریچر کو متاثر ہو کر بہت کچھ مائل بہ قبول حق معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ان کی چٹھی کا جو ہمارے مکرم مبلغین کے پاس پہنچی ترجمہ یہ ہے:

پیارے جناب۔ آپکے خطوط اور رسالے پہنچے۔ میں مشکور ہوں اور انہیں دلچسپی سے پڑھا۔ ہاں میں دنیا کے لحاظ سے میں اور آپ ایک ہی ہیں۔ میں بھی خدائے واحد کو مانتا ہوں اور نیز حضرت محمدؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو خدا کا رسول سمجھتا ہوں جیسا کہ حضرت مسیح ناصریؑ کو میرا عقیدہ ہے کہ تمام برگزیدہ بندے خدا کے پیغمبر ہیں (؟) اور ہم سب اس کے نیچے ہیں۔

ان پادری صاحب نے چوہدری صاحب کو لیکچر دینے کے لئے اپنے چرچ میں بلایا جس پر ان کو لکھدیا گیا کہ حاضر ہونگے۔ اور نیز مسیح موعودؑ کے متعلق مزید رسائل بھی بھیجے گئے۔ جب ایسے لوگ اپنے اسلام کا اعلان کرینگے تو مسیحی مشن پر انشاء اللہ اس کا بڑا اثر پڑیگا۔ خدا تعالیٰ جلد تر انہیں شرح صدر اور اخلاقی جرأت عطا فرماوے۔ سکاٹلینڈ میں ایک شخص مسٹر [illegible] نامی ہیں جنہوں نے ایک مجلس جاری کی ہے موسوم بہ سسٹرہڈ آف دی ورلڈ قائم کی ہے جس کی غرض یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ اور سب ایک قوم بن جائیں۔ ہمارے مبلغوں نے ان کی طرف ایک طویل مراسلہ بھیجا جس میں یہ بتلایا گیا کہ عیسائیت میں تو یہ ہوا نہ ہوگا جس کی بنیاد چند دعاوی ہیں۔ یہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے ذریعہ عالمگیر امن و اتحاد قائم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں انتیاز قومیت کوئی نہیں ایک آقا اور ایک خادم اس کی نظر میں دونو برابر ہیں۔ اور یکساں حقوق رکھتے ہیں۔ جونہی کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے خواہ وہ کسی ملک کسی قوم اور کسی حیثیت کا ہو وہ ایک ہی سطح اخوت پر آکر سب کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس مراسلہ کا صاحب موصوف پر بڑا اثر ہوا۔ اور جناب میاں چوہدری صاحب کو ایک ہفتہ کے واسطے اپنے پاس بلایا ہے۔ یہ ایک عمدہ موقعہ ہے کہ ممبران سوسائٹی کو جن کی تعداد قریباً لاکھ ہوگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچ جائیگا۔ مادرے یا تو ان کی فہرست حاصل کیجائے یا اپنا تبلیغی ٹریکٹ بطور ضمیمہ ان کے رسالہ میں رکھ کر نام بھیجا جائے۔ انشاء اللہ امید ہے کہ صاحب موصوف منظور کر لینگے۔ پس رسالہ ’’مسیح آف پیس‘‘ (پیام امن) کی بڑی ضرورت ہے نیز اس کی بھی کہ سلسلہ کے متعلق عمدہ اور مفید و موثر لٹریچر بکثرت شائع کیا جائے۔ یہ لوگ صرف دلائل نقلی سے اتنے متاثر نہیں جتنے اس طریق تبلیغ سے جس میں انکو اسلام کے فوائد و برکات ظاہر کئے جائیں۔ جو انہیں حاصل ہو سکتے ہیں۔ زیادہ باریک باتوں اور اختلافی مسائل کی طرف ان کی توجہ نہیں۔ بعض تو اسلام میں ایک دو عمدہ باتیں دیکھکر ہی اس کو قبول کر لیتے ہیں۔

عید الفطر کے موقعہ پر لندن کے احباب نے چوہدری صاحب کو بلایا۔ اور احمدی جماعت نے وہیں دوگانہ ادا کیا۔ چوہدری صاحب نے خطبہ میں قربانی کی فلاسفی بیان فرمائی اور ضرورت وحدت پر زور دیا۔ نیز دس کے قریب معززین نماز عید میں شامل تھے۔

بعض خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری صاحب کے لیکچر ماشاء اللہ بڑی وقعت سے دیکھے اور توجہ سے سنے جاتے ہیں۔ اور ہمارے رسالوں اور ٹریکٹوں وغیرہ کا لوگوں پر بہت مفید اثر پڑتا ہے۔ فالحمد للہ۔

فرانس میں

برادر مکرم بابو عبد الرحیم صاحب خبر دیتے ہیں کہ ٹریکٹ ’’تحفۂ اسلام‘‘ کے فرانسیسی ترجمہ پر ۲۴ پونڈ ۶۰ روپیہ کی رقم مطلوب تھی جو خدا کے فضل سے چوہدری فتح محمد صاحب کی خدمت میں بھیجدی گئی جن کے تازہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب انشاء اللہ عنقریب تیار ہو جائیگی۔ بلجیک مشنری (بلجیم کے پادری) کی دوسری چٹھی کا جواب بھی چوہدری صاحب کے پاس لندن بھیجدیا گیا تھا جسے انہوں نے بہت پسند کیا اس کی ایک نقل پادری صاحب کو ارسال کیگئی اور ایک حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں نیز برادر موصوف لکھتے ہیں کہ عید اضحیٰ پر یہاں قربانی کیگئی جس میں [illegible] شریک ہوئے جو قریباً ۵ پونڈ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب ڈاکٹر محمد الدین صاحب۔ بیرسٹر میاں محمد صاحب۔ قاضی عبد الرحمن صاحب

نے ان کی قوت کو سلب کر لیا اور ان کو ہرگز ہرگز یہ توفیق
نہ ہو سکی کہ وفات حیات مسیح کے بارہ میں ایک لفظ بھی بحث کا
کر سکیں حالانکہ بار بار مطالبہ ہوتا تھا کہ کوئی آیت حیات مسیح
کے بارہ میں تلاوت فرماتے۔ جب مولوی احمد علی صاحب
قرآن شریف ہاتھ میں لیکر یہ حلف اٹھا چکے کہ حضرت
عیسیٰ زندہ ہیں۔ اور زندہ ہی آئینگے۔ اس کے بعد۔
پھر ڈاکٹر صاحب کھڑا ہوا اور حضرت عیسیٰ کی وفات کے دلائل نہایت
وضاحت سے بیان کئے جس سے حاضرین نہایت متاثر ہوئے
اور جو وقت تقریر کے لئے مولوی صاحب نے صرف نصف
گھنٹہ [illegible] کیا تھا اس وجہ سے صرف چند آیات سے
استدلال کر سکا۔ پھر مولوی احمد علی صاحب کھڑے ہوئے
توفی اور خلت پر اعتراض کئے اور اصحاب کہف اور حضرت
سلیمان وخضر کے متعلق فرضی داستانیں جو وفات مسیح
سے قطعاً غیر متعلق تھیں بیان کرتے رہے اس طرح اپنا
نصف گھنٹہ پورا کرکے بیٹھ گئے مولوی صاحب کے
اعتراضات کا جواب حکیم عبد الصمد صاحب نے نہایت
موثر پیرایہ میں بیان کرکے مولوی صاحب کے اعتراضات
کی حقیقت حاضرین پر کھولدی۔ پھر مولوی صاحب بلا کسی
استحقاق کے کھڑے ہوئے میں نے خیال کیا کہ شاید اپنے
دعوے حیات مسیح کے دلائل پیش کرینگے مگر مولوی صاحب
نے اپنی پہلی تقریر کا اعادہ کرنا شروع کر دیا چونکہ مولوی
صاحب کی ساری پونجی ختم ہو چکی تھی اس لئے وقت کے ختم
ہونے سے پہلے ہی تقریر ختم کر دی اور فرمایا کہ نماز عصر کا
وقت ہو گیا ہر چند مولوی صاحب سے عرض کیا گیا تمام لوگ
حیات مسیح کے دلائل سننے کے مشتاق ہیں کچھ فرمائیے جس
کا جواب بھی فرماسکیں۔ ہے کہ بہت کچھ بیان کر دیں گے
ہم منتظر رہے کہ مولوی صاحبان نماز عصر پڑھکر دوبارہ تشریف
لائینگے مگر وہ ایسے گئے کہ مسجد ہی جا کر ٹھہرے تعصب
میں عام لوگوں سے سنا گیا کہ مولوی صاحبان نماز کے
بہانہ سے قادیانیوں سے بھاگ گئے الحمد للہ جلسہ
مباحثہ نہایت کامیاب ہوا۔ لوگوں کے دلوں پر حق کی
کافی حجت ہو گیا وفات مسیح کو بہت سے لوگ مان گئے
عام طور سے حضرت مسیح موعود کے دعوی کے ثبوت
کے خواہشمند ہیں اور چاہتے ہیں کہ قادیان سے کوئی
بزرگ آئیں اور یہاں تبلیغ کریں میرے خیال میں اگر کچھ
روز یہاں باقاعدہ تبلیغ ہو تو عجب نہیں تمام گاؤں کو ہدایت
ہو جائے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیوں
کو فتح مبین عطا فرمائی۔ یہ سب حضور انور کی دعاؤں
کے پاک ثمرات ہیں۔ والسلام ۔

پنجاب میں

تبلیغی جلسہ ۱۴ نومبر ۱۹۱۵ء کو گڑھ شنکر میں جلسہ ہوا تمام شہر میں منادی کرائی
گئی چوہدری غلام احمد خاں صاحب صدر جلسہ مقرر کئے گئے
کچھ لوگ اپنی جماعت کے تھے کچھ شہر کے لوگ جمع ہو گئے
پہلے مولوی سلطان محمد صاحب نے تلاوت قرآن شریف کی اور
نظم پڑھی اس کے بعد مولوی محمد حسن صاحب نے وعظ کیا اور ان
کے بعد تعلیم پر تھوڑی سی تقریر کی کہ بچپن کو دین پڑھانا چاہئے
اور اس کے لئے قادیان میں مدرسہ کھلا ہے اور اس کے
بعد چوہدری مولوی عبد اللطیف صاحب کی جامع تقریر
ہوئی آپنے ضرورت امام پر تقریر فرمائی جو بہت لطیف
اور برجستہ تھی۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ اور رات کے
وقت بیعت اور مکان کے نہ ہونے پر گفتگو ہوتی رہی
چند روز کے بعد پھر [illegible] تحصیل کے شہر میں جلسہ مقرر کیا ہے
حاجی غلام احمد خاں صاحب اور مولوی عبد اللطیف صاحب
بہت اخلاص سے کام کرتے ہیں۔ دینی خدمت کے
لئے اپنے تمام ذاتی کاموں کو چھوڑ کر تیار ہو جاتے ہیں گڑھ شنکر
میں حاجی نبی بخش صاحب احمدی نے مہمان نوازی کی بہت خدمت
کی اور اپنے اخلاص اور محبت کا نمونہ دکھایا اللہ تعالیٰ جزائے
خیر دے آپ دعا فرماویں کہ [illegible] کا جلسہ کامیابی سے
ختم ہو اور لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کریں دنیا پر بہت
غفلت چھائی ہوئی ہے گڑھ شنکر کے راستہ میں حاجی
صاحب اور مولوی محمد حسن موضع [illegible] میں ٹھہرے اور
پہلے انجمن نہ تھی وہاں انجمن بنائی گئی۔ اور [illegible] سعادت علی
کو اپنے ہاں انجمن بنانے کی تحریک کی۔ عبد السلام کاٹھگڑھ

[illegible]

سکرٹری [illegible] محمد [illegible] صاحب حضرت اقدس
کی خدمت میں لکھتے ہیں : ---
سیدنا ومطاعنا امام اولو العزم حضرت فضل عمر ایدہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
حضرتنا! اس سے قبل ایک عریضہ خدمت اقدس میں ارسال
کر چکا ہوں بصد دست بستہ ۔ گذارش ہے کہ خانصاحب
محمد عمر نے (جن کا پہلے خط میں بیان کر چکا ہوں) ملان
مولوی لوگ جمع کرکے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دعوی کی تحقیقات کی۔ مولوی اور ملان لوگ
بیباک ہو کر بولنے لگے کہ حضرت مرزا صاحب کی
جماعت واقعی اصحاب رسول کے قدم بقدم چلتی ہے اور
آج اس زمانہ میں جیسا اس جماعت نے اسلام کا کام لیا
ہے ویسا کسی دیگر پارٹی نے نہیں کیا۔ خانصاحب ممدوح کو
بڑا شوق ہے اور بڑے بڑے مجمعوں میں تصدیق
کر رہے ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے بڑے مداح ہیں۔ حضور ان کے حق میں دعا
فرماویں کہ خداوند کریم اس کو ہدایت عطا فرمائے تاکہ
وہ سلسلہ میں داخل ہوں۔ آمین ۔
دیگر عرض ہے کہ دو طالب علم میرے پاس آئے حضرت صاحب
کے دعوی پر سوال کئے۔ میں ایک ایک سوال کا جواب
دیتا گیا وہ سنتے اور قبول کرتے گئے۔ دجال اور یاجوج
وماجوج۔ دابۃ الارض اور حضرت امام مہدی موعود
کی آخری علامات ظہور کو سنکر بولنے لگے کہ یہ تو واقع
میں ٹھیک بات ہے اور کہا کہ ہم پیر جھنڈے والے کے
پاس تھے وہ [illegible] سندھ میں آئے۔ پیر صاحب سنکر
بولے کہ یہ بات جھوٹ ہے۔ طالب علموں کا علماء کی طرف
بہت میلان تھا جب میں نے ان علماء کے علامات
اور یہودیوں سے مشابہ ثابت کر دیئے تو بہت حیران
ہو گئے۔ اور سنکر کہا کہ ہم خدا کی [illegible] آج کل بہت
خراب ہو گئے ہیں۔ اور ان کی بات پر اعتبار نہیں ان کو
ہدایت کی گئی کہ اگر اصل علم دین سیکھنا ہو تو دارالامان
چلو اور حضرت خلیفۃ المسیح الموعود کی بیعت کرو۔
دونوں نے دارالامان کا پتہ لکھا لیا۔ میں نے [illegible] پتہ
لکھ دیا۔ دو طالب علموں کا بیان ہے اور میں نے پہلے
ہی سنا ہے کہ غلام رسول نام ایک شخص یہاں قریب ہی
رہتا ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ میں ایک [illegible] قرآن مجید
لڑکے کو پڑھا سکتا ہوں اور وجہ یہ بتاتا ہے کہ مجھ کو

کا ترجمہ کرونگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارادہ میں برکت دے۔ آمین۔
خلاصہ یہ کہ وارد صاحب نے مجھے کہا کہ اگرچہ آپ اس وقت
لمبی تقریر کر چکے ہیں لیکن خدا کے لئے آپ پھر تقریر کریں
چنانچہ عاجز نے دوبارہ تقریر کی مجھے کہا گیا کہ مجھکو حضرت
امام مہدی صاحب کے معجزات سنائیں اس پر پہلے معجزات
کی حقیقت اور معجزات کی شناخت کا معیار بیان کیا اس
کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے علمی
معجزات دعائیہ معجزات پیشگوئیاں اور ان کے وقوع کا ذکر
خوب کھول کھول کر بیان کیا آخر میں جناب عبد الرزاق صاحب
رجسٹرار نے لوگوں سے خصوصاً وارد صاحب نے پوچھا
کہ کیا ان معجزات میں کسی طرح کا شک ہے اور کیا کوئی عقلمند
ان معجزات اور نشانات کا انکار کر سکتا ہے؟ کسی نے بھی
انکار نہ کیا بلکہ برحق ہونیکا اقرار کیا آخر میں اخویم حسام الدین
حیدر صاحب نے شرائط بیعت ترجمہ انگریزی کو پڑھکر سنایا
لوگوں نے اقرار کیا کہ یہ باتیں سب معقول ہیں اور مسیح
ومہدی کو نہ ماننے والا کافر ہے۔ منکر امام کو کافر نہیں
میں سے ایک نے خود کہا، مگر میں چاہتا ہوں کہ اور بھی
چند بڑے بڑے عالموں کو جمع کر کے ایک عام جلسہ کر لیں
اور اسی مجمع میں ان عالموں سے کہوں کہ اب لوگ ان باتوں
کا جواب دیں۔ میں نے کہا کہ اس وقت بھی تو اپنے ایک
بڑے مشہور مولوی صاحب کی حالت کو دیکھ چکے ہیں
اب اور کیا دیکھینگے؟ اب آپ لوگ یاد رکھیں یہ ہمارے
مسیح موعود اور مہدی برحق علیہ السلام کی صداقت کا
ایک معجزہ ہے کہ اس کے خادم کے بالمقابل کیسا ہی
بڑے سے بڑا مولوی یا پنڈت یا پادری آئے اس کی تائید
سے اس کی ایسی ہی حالت ہوگی جیسی کہ اس وقت آپنے دیکھی اور
اگر مخالفت کریگا تو علمی پردہ دری ہوگی مگر بہرحال میں تیار
ہوں آپ جب چاہیں عام جلسہ کریں اور جس قدر مولوی
صاحبان کو چاہیں بلوالیں۔ جناب رجسٹرار صاحب کے ذریعہ
سے مجھکو خبر دیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ وقت پر پہونچونگا
قرینہ ہے کہ جلسہ دسمبر کی ابتدا میں ہو حضور اقدس
اپنے خادم کے لئے دعا فرمائیں۔ پالنگ میں ایک
مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے۔ اور لوگ حقیقت جو میں لگ
گئے ہیں۔ صبح کے وقت جناب رجسٹرار صاحب نے
تقریر کر کے اشاعت سلسلہ کی رغبت کا اظہار فرمایا اور کہنے
لگے مولوی صاحب آپنے رات مولوی محمد فاضل صاحب
کو ہپنوٹائز تو نہیں کر دیا تھا۔ جو بات آپ کہتے تھے اس
سے انکار کرنیکی طاقت انکو نہ رہی تھی اور ہاں ہی کہنا
پڑتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ حق کا غلبہ اور "وجاعل الذین اتبعوک
فوق الذین کفروا" کا وعدہ تھا۔ افسوس ان پر جو کہتے ہیں
کہ احمد قادیانی علیہ السلام کو ساحر کہا گیا میں تو دیکھتا
ہوں کہ ان کے پیش کردہ دلائل اور ان کے ناچیز غلاموں
کی باتوں کو بھی لوگ سحر کار سمجھتے ہیں۔
۱۲۔ نومبر کو عاجز ہرتا پور لوٹ کر آیا۔ آج اللہ تعالیٰ
نے ایک ایسے انسان پر تبلیغ کرنے کی توفیق دی جس کا
دعویٰ ہے کہ اس وقت بنگال میں بارہ ۲۵ ہزار سے
زیادہ مرید ہیں اس نے بہت اچھا اثر لیا اور حضرت اقدس
کی کتابوں کے پڑھنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے متعلق پھر
انشاء اللہ لکھونگا۔ حضور اقدس کا ادنیٰ خادم خلیل احمد۔

صوبہ متحدہ میں

مظفر نگر سے اخویم مکرم عبد الحق صاحب حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں

میرے مخدوم و مطاع سید و مولا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد درخواست دعا و
توجہ خاص حضور انور میں گذارش ہے کہ قصبہ انجولی ضلع
میرٹھ میں آجکل احمدیت کی خوب تحریک ہو رہی ہے اور
کئی شخص بالکل احمدیت کے قریب آگئے ہیں۔ انشاء اللہ وہاں
انجولی نہایت توجہ اور بے تعصبی سے سلسلہ کے دلائل
سنتے ہیں۔ مکرمی دارو غہ عبد المجید صاحب اور حکیم عبد اللہ
صاحب کی ساعی جمیلہ کو خدا تعالیٰ بار آور فرماوے
ان کے ذریعہ سے عام طبائع احمدیت کی طرف مائل ہو
رہی ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ اسباب
بھی موید پیدا کر دئے ہیں۔ ایک غیر احمدی مولوی
صاحب انجولی آگئے ان سے دارو غہ صاحب کا مباحثہ
ہوا جس میں مولوی صاحب کو شکست فاش ہوئی جس کا
اثر عوام اور خواص پر نہایت اچھا ہوا اور تحریک
ہوئی کہ بڑے بڑے مولوی بلوا کر مباحثہ کرایا جائے
تاکہ اصلیت کا انکشاف ہو جائے پس کے مطابق ۱۹ نومبر
یوم الجمعہ تجویز کیا داروغہ صاحب نے بغرض تبلیغ سلسلہ خاکسار کو
طلب فرمایا چنانچہ نیاز مند اور اخویم محمد سلطان صاحب مظفر نگر
سے اور شیخ عبد الرشید صاحب اور میاں محمد صدیق صاحب میرٹھ
سے انجولی پہنچ گئے۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی احمد علی
صاحب مولوی عبد المومن صاحب مولوی محمد یوسف صاحب
مع اٹھارہ دیگر طالبعلمان و شاگردان کے تشریف لائے
اور زبانی درخواست مناظرہ پیش کی۔ ہماری طرف سے یہ
شرط پیش کی گئی کہ مناظرہ تحریری ہوگا اور پہلے حیات ممات
مسیح پر ہوگا تو مولویصاحبان کو عجب قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی۔
اور کسی طرح بھی تحریری مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے پھر یہی
خیال کہ کسی طرح سے تبلیغ ہو جائے حسب خواہش مولویصاحبان
تقریری مباحثہ منظور کیا پھر تو مولویصاحبان کو بھی طوعاً وکرہاً
حیات وممات مسیح پر ہی مباحثہ کے لئے آمادہ ہونا پڑا۔ بعد نماز جمعہ
آبادی سے باہر ایک باغ میں جلسہ مباحثہ قرار پایا۔
ہماری طرف سے عرض کیا گیا کہ مولویصاحب پہلے آپ تقریر کریں
کیونکہ آپ حیات مسیح کے قائل اور مدعی ہیں۔ اور ہم انکاری ہیں
قدرتاً بھی اول حیات ہے اور اس کے بعد ممات اس لئے بھی
آپکے ذمہ بار ثبوت ہے مگر اس پر بھی مولویصاحبان آمادہ نہ ہوئے
جس پر ہم نے مولوی احمد علی صاحب سے عرض کیا کہ آپ کم از کم
ایک آیت ہی حیات مسیح کے متعلق پیش کریں بس اسی پر فیصلہ
ہو جائیگا۔ اس پر مولویصاحب نے فرمایا کہ آپ ہی ایک
آیت وفات مسیح کی پیش کیجئے۔ میں نے کہا کہ ہم تو بفضل خدا بیسیوں
آیات قرآنی اور صدہا دلائل عقلی ونقلی اس وقت پیش
کر سکتے ہیں۔ لیکن تیار ہیں مگر آپ اگر کوئی آیت پیش نہیں
کر سکتے تو جس طرح میں قرآن شریف کو ہاتھ میں لیکر حلف
اٹھاتا ہوں کہ حضرت مسیح ناصری مثل دیگر انبیاء کے فوت
ہو گئے ہیں آپ بھی اگر آپ کو ان کے زندہ آسمان پر ہونیکا ایمان
اور یقین ہے اسی طرح حلف اٹھائیں تو پھر میں اول تقریر کرونگا
۔ اور آپ کو وفات مسیح کے دلائل سناؤنگا اس پر مولوی
صاحب نے قرآن شریف کو ہاتھ میں لیکر بایں الفاظ حلف
اٹھایا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر
زندہ ہیں اور وہی واپس آئینگے۔ مولوی صاحب کے اس جھوٹے
حلف کا ایک نتیجہ تو حاضرین جلسہ نے یہ دیکھ لیا کہ خدا تعالے

دعوت الی الخیر

بنگال میں

مداری پور۔ ۱۲۔ نومبر ۱۹۱۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حضور اقدس کا خادم تقریباً ایک ہفتہ سے مداری پور اور اس کے اطراف میں ہے۔ مداری پور میں ایک مشہور ذی علم مولوی صاحب ہیں جو قبل ازیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب پڑھ لے گئے تھے۔ ۵ نومبر کو ان سے ملاقات ہوئی کچھ باتیں جو کہ ان کی سمجھ میں نہ آئی تھیں مجھ سے پوچھیں۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ واضح طور سے انکو سمجھایا۔ مولوی صاحب موصوف نیک اور متقی انسان معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکو سلسلہ حق کے قبول کرنے کی اخلاقی جرأت اور قوت عنایت کرے۔

۹۔ نومبر کو اخویم ابو الہاشم صاحب سے رخصت ہو کر اخویم حسام الدین حمید صاحب کے ہمراہ میں "پالنگ" پہونچا۔ پالنگ مداری پور سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر ایک مشہور گاؤں ہے جہاں صرف ایک تھانہ اور ایک رجسٹری کچہری ہے۔ مگر تعلیمی حیثیت سے مشہور جگہ ہے کیونکہ صرف اسی گاؤں کے علاقہ میں نو ہائی اسکول ہیں۔ اور زیادہ تر ہندو تعلیم یافتہ ہیں مگر سنا جاتا ہے کہ اکثر ڈکیتیوں میں یہیں کے لوگ گرفتار ہوئے ہیں۔ نہیں معلوم یہ کہاں تک درست ہے۔ اگر اس خبر کی کچھ اصلیت ہو تو یہی تعلیم یعنی آنے والے جہاں کے علم سے بے خبری کا نتیجہ ہوگا۔

اخویم حسام الدین حمید صاحب کے دوست جناب عبد الرزاق صاحب سب رجسٹرار صاحب کے یہاں میں ٹھہرا۔ جناب رجسٹرار صاحب کو بعض اسلامی عقائد پر شبہات تھے جو انہوں نے میرے سامنے پیش کئے اور بہت زور اور سختی کے ساتھ اعتراضات کئے میں نے ان کا بفضلہ و قوتہ تعالیٰ مدلل اور مفصل جواب دیا دو روز تک ان کے ساتھ تقریریں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اب ان کو یقین ہو گیا ہے کہ اسلامی عقائد کی بنا واقعی معقول و مستحکم ہے۔ خدا نے چاہا تو عنقریب عاجز کی اس تبلیغ کا نتیجہ مبارک ثابت ہوگا۔ دسمبر کی تعطیل میں اخویم حسام الدین حمید صاحب کے ساتھ دار الامان میں حاضر خدمت ہونے کا بھی ارادہ کر لیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے ارادہ میں استقامت بخشے۔ رات کے وقت رجسٹرار صاحب کے مکان پر تعلیم یافتہ لوگوں کا ایک جلسہ بھی ہوا جس میں مسلمانوں اور مولویوں کے علاوہ بعض تعلیم یافتہ ہندو بھی شامل تھے۔ اطلاع دیدی گئی تھی کہ اسلام یعنی احمدیت کے متعلق جس کا دل چاہے سوال کرے اس کو تشفی بخش جواب انشاء اللہ دیا جائیگا چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک مولوی صاحب جن کا نام مولوی محمد فاضل ہے اور قاضی شاہ حسین صاحب خوندکار جن کے ہاتھ میں اس گاؤں کی مذہبی باگ ہے اسی غرض سے پہنچے دو چار اعتراض بھی کئے جو اب مفصلہ جواب پانے پر خاموش ہو گئے چونکہ سمجھدار لوگوں کا مجمع تھا اس لئے اگر کوئی غیر معقول بات کہتے تھے تو لوگ ان کو معقول کرنے لگتے تھے خصوصاً ایک ہندو سب انسپکٹر اسکول جناب بتیش بابو صاحب منصفانہ رائے دیکر خاموش کر دیتے تھے آخر میں مولوی صاحب نے کہا کہ میں جانتا نہیں ہوں مہربانی فرما کر مجھکو خود ہی سب باتیں بتلائیے۔ چنانچہ میں نے ۷ بجے شام سے ۱۱ بجے رات تک اس مجمع میں سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کی تقریر کی خاتمہ پر بوجہ صداقت کے رعب سے مرعوب ہو کر بیٹھے تھے اور کچھ لوگ خوشی کا اظہار کر رہے تھے کہ انسپکٹر پولیس جناب سید عبد الجبار صاحب تشریف لائے اور آتے ہی سیدنا مسیح موعود اور مہدی آخر زمان علیہ السلام کے متعلق اعتراضات شروع کر دیئے اللہ تعالیٰ کی شان کہ ان کے سب اعتراضات کا جواب ہماری تقریر میں مفصل طور پر ہو چکا تھا۔ حاضرین نے کہا کہ آپ دیر سے تشریف لائے تقریر ختم ہو چکی ہے آپکے اعتراضوں کا جواب مولوی صاحب (عاجز) نے اپنی تقریر میں عمدہ طور سے دیدیا ہے۔ آپکے مولوی صاحبان بھی موجود ہیں اب آپ اپنے مولینا محمد فاضل صاحب اور قاضی صاحب ہی سے پوچھ لیں کہ ان سب باتوں کا معقول اور تسلی بخش جواب دیا گیا ہے یا نہیں داروغہ صاحب نے پوچھا تو مولوی صاحب خاموش ہو گئے اصرار کرنے پر چونکہ مولوی صاحب بولے دو میری تائید میں تھا۔ مولوی صاحب کی باتوں کو سنکر تھانہ دار صاحب کی رغبت سلسلہ حقہ کی طرف پیدا ہوئی مجھے یقین تھا حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مولوی صاحب اس وقت قادیانی مولوی صاحب کے موافق کیوں بول رہے ہیں داروغہ صاحب نے بہت کچھ مولوی صاحب کو ہلایا جلایا۔ اور علیحدہ بھی باتیں کیں۔ لیکن خدا جانے مولوی صاحب کو کیا ہو گیا تھا کہ جب تک جلسہ میں بیٹھے رہے ہماری مخالفت میں کچھ بول سکے بلکہ تائید کرتے رہے ایک شخص نے حسن نظامی صاحب کا ایک رسالہ جس کو بنگلہ میں ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے پیش کیا مگر اس پر بھی کسی نے توجہ نہ کی اور نہ مولوی صاحب نے ہماری تقریر کو سننے کے بعد اس رسالہ کو وقعت دی۔ آج کل بنگلہ زبان میں مسیح اور مہدی کے متعلق جھوٹی اور بے ثبوت کہانیوں کو اور نیز شاہ نعمت اللہ ولی کے الحاقی اور جعلی قصیدے کو لوگ شائع کر رہے ہیں جس کی غرض یہ ہے کہ لوگ احمد قادیانی علیہ السلام کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھیں بلکہ بعض بنگلہ رسالہ میں تو کھلم کھلا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت بہت غلط باتیں شائع کی گئی ہیں۔ ضرورت ہے کہ جلد سے جلد سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کا بنگلہ میں ترجمہ شائع کیا جاوے۔ چونکہ حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری رضی اللہ عنہ کو یہاں اکثر لوگ جانتے ہیں اور ان کے نام کی عزت کرتے ہیں اس لئے میں نے اخویم حسام الدین حمید صاحب بی اے سے کہا کہ آپ خدا کے لئے مولینا حسن علی کی نادر کتاب تائید حق کا جس میں شاہ نعمت اللہ ولی کا اصلی قصیدہ بھی درج ہے اور تبلیغ کی عمدہ کتاب ہے بنگلہ زبان میں ترجمہ کر دیں اگر بنگالی بھائی اقدس احباب [illegible] طبع کرا سکیں تو میں اپنے بنگالی دوستوں کو مجبور کرونگا۔ خصوصاً اخویم اختر علی صاحب انسپکٹر سے کہونگا کہ آپکے خاندانی بزرگ کی یہ کتاب ہے آپ طبع کرائیں اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے۔ اخویم حسام الدین حمید صاحب کا ہم نے وعدہ کیا ہے کہ میں انشاء اللہ [illegible] تک تائید حق کا بنگلہ ترجمہ کر کے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت اقدس میں جا کر پیش کرونگا اور اس کے بعد بعجلت [illegible]

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

اسلام کام چاہتا ہے نہ کہ صرف نام

اسلامی تعلیم کا جب دیگر مذاہب کی تعلیمات سے مقابلہ کریں تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ طریق عبادت مختلف مذاہب کی امتیازی خصوصیات میں شمار کیا گیا ہے۔ اسلام میں اول درجہ کی اور اہم ترین عبادت نماز ہے جو دن رات میں کم از کم پانچ وقت لازمی رکھی گئی ہے۔ اسکے اوقات معینہ میں کیا کیا حکمتیں مرکوز ہیں اسکے ادا کرنے کی طرز و ترکیب کن کن وجوہ سے پُر حکمت معقول اور بابرکت ثابت ہوتی ہے۔ اسکے اندرونی و بیرونی ارکان میں کون کونسی خوبیاں اور پاک تاثیرات مضمر ہیں۔ ان تفصیلات کو اس وقت ہم زیر بحث نہیں لاتے بلکہ صرف ایک نہایت بلیغ و پُر مغز جامع و مانع کلمہ پر کسی قدر غور کرتے ہیں جو ہر نماز میں کئی کئی بار دہرایا جاتا ہے۔ نمازی جب دوسری رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھتا ہے تو نبی کریم پر سلام بھیجنے کے بعد (جن کے طفیل اسے نعمت اسلام نصیب ہوئی اور اس بابرکت و یگانہ طریق سے عبادت گزاری کا موقعہ ملا) یہ بھی کہتا ہے کہ: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْن

یعنی ہم کو بھی حقیقی سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔ یہ ایک مسلم کی طرف سے خداتعالے کے حضور یہ ایک ایسی وسیع اخلاق اور اعلیٰ درجہ کی دعا ہے جو آج تک کسی اور مذہب کے پرستار نے بارگاہ رب العزت میں پیش نہیں کی۔ السلام علینا میں جو سلامتی مانگی گئی ہے اس کا ہی مفہوم اگرچہ اپنے متعلقین کو [illegible] اخوان فی الدین سے گزر کر جمیع بنی نوع انسان کو بھی شامل کر لیتا ہے لیکن علینا کی ضمیر جمع متکلم میں جو ابہام و شک ہو سکتا تھا کہ ان سے شائد دعا مانگنے والے کی مراد اپنے ہی قریبی تعلق رکھنے والے ہوں یا زیادہ سے زیادہ دور و نزدیک کے دو چار لوگ بھی مگر اپنے ہی ہم مشرب و ہم عقیدہ۔ تو وعلی عباد اللہ الصالحین نے اس بات کو اور بھی صراحت سے کھول دیا کہ ایک سچا مسلم صرف اپنے ہی قوم کی خیر نہیں مانگتا بلکہ تمام عباد اللہ کا بھلا چاہتا ہے عام اس سے کہ وہ یار ہوں یا اغیار۔ لیکن عباد اللہ کے ساتھ الصالحین کی جو شرط لگا دی گئی ہے وہ بظاہر ایک طرح کا شبہ ڈال سکتی ہے کہ اسمیں صرف انکی خیر مانگی گئی ہے جو از خود پہلے ہی نیک ہیں اور غیر صالح خلق اللہ کے لئے طلب سلامتی میں بخل روا رکھا گیا ہے۔ لیکن یہ شبہ بھی دراصل قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ انسان جب کسی خیر و خوبی کا خواہاں ہوتا ہے تو اس کا تقاضائے فطری یہی ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے اپنی بھلائی کا طلبگار رہے۔ اسکے بعد ترتیب طبعی اسباب کو چاہتی ہے کہ جوں جوں علاقہ و نسبت کا بعد ہوتا جائے۔ اسکا دائرہ طلب بھی بتدریج وسعت پذیر ہو بلکہ یہ تو ایک زبردست پیرایہ خیر طلبی ہے کہ خدایا ہم تو تجھ سے فقط اپنا یا اپنوں ہی کا بھلا نہیں چاہتے۔ انکے علاوہ ان دوسروں کا بھی چاہتے ہیں جن سے ہمیں ابھی اک دور کا تعلق ہے۔ لیکن یہ علاقہ کا بعد بھی حقیقت میں اسلامی دعا کے عدیم المثال ہونے پر ایک محکم دلیل ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ دعا مانگنے والا اپنے معبود کے حضور ملتجی ہے کہ اے میرے مولیٰ وہ سلامتی جو ہم تجھ سے مانگتے ہیں اور جو تیرے ذریعہ حق میں ہو کر آتی ہے یہی نہیں کہ ہمارے شامل حال رہے بلکہ ایسا ہو کہ تیرے فضل سے دوسرے بندے بھی جن میں اس سے بہرہ یاب ہونے کی صلاحیت ہے اس کو پا سکیں۔ بخل و تنگ خیالی کا جو وہم کسی معترض کے ذہن میں گزر سکتا ہے اس کا ازالہ یوں اور بھی ہو جاتا ہے کہ السلام سے مراد محض کوئی دنیوی فلاح اور عارضی و فانی برومندی نہیں بلکہ وہ سلامتی ہے جو خدائے تعالیٰ کی نظر میں سلامتی قرار پائے۔ جو لازوال ہو۔ اور تمام عیوب مادی و روحانی سے پاک۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی سلامتی کے مستحق [illegible] کی رو سے وہی ہو سکتے ہیں جو اپنے مولیٰ کی رضا جو ہوں۔ اسی کے طاعت گزار۔ اور اسی لئے عباد اللہ کہلانے کے حقدار۔ یعنی اعمال صالحہ بجا لانے والے بھی ہوں۔ خیر انسان کو قائم و دائم کرنا سچے مذہب کا اعلیٰ ترین مدعا ہو سکتا ہے۔ اگر ذرا غور و تدبر سے کام لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی دعا کے اس حکیمانہ [illegible] حصہ میں بظاہر ایک اصول ہدایت تو مذکور ہے ہی مگر باطن ایک عظیم الشان پیشگوئی بھی مستور ہے۔ وہ یہ کہ جن لوگوں میں حقیقی رشد و سعادت کا مادہ ہوتا ہے۔ وہ خواہ فی الحال کسی دوسرے مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہوں لیکن انجام کار وہ عباد اللہ ہو کے رہیں گے: یعنی بلحاظ معتقدات و عبادات کے اسی معبود واحد کے سچے پرستار جو اللہ ہے۔ نیز اپنے معاملات میں نیک طینت اور صلح شعار۔ وہ کبھی نہ کبھی دین اسلام سے وابستہ ہو کر اس سلامتی کے وارث بن ہی جاتے ہیں جو دین حق کے طفیل انسان کو حاصل ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں صالحین کی تخصیص خود دعا کے مانگنے والوں کیلئے بھی ایک بڑا بھاری سبق ہے جو ہر روز بار بار یاد کرایا جاتا ہے یعنی یہ کہ اسلام کے رو سے خدا کے ساتھ کسی کا رشتہ یا اجارہ نہیں بلکہ اسکے افضال کا مورد انعامات کا بہرہ ور شخص ہو سکتا ہے جو اعمال صالحہ بجا لائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی اسکی بکثرت تاکید آئی ہے۔ کہ ایمان کی قدر و قیمت جبھی ہو گی جبکہ نیک کام بھی اسکی گواہی دیتے ہوں۔ ورنہ دل میں ایمان ہونے نہ ہونے کی کیا سند ہو سکتی ہے؟ اور زبان سے کہنے کا بھی کیا اعتبار ہے؟ زبانی عقائد کے دعوے تو ہر شخص ایسے بھی کر سکتا ہے جنکی نہ دل میں کوئی ہست و بود ہو نہ اعمال میں ان کی کوئی شہادت +

ماسوا اس کے۔ غیر مسلموں کیلئے بھی طلب خیر کی تعلیم دیکر حقیقی سلامتی کو صرف صالحین کے واسطے مخصوص کرنا عقلاً اس دلیل سے بھی صداقت اسلام کا ایک بڑا ثبوت ہے کہ وہ اس طرح گویا باقی خلق اللہ کو صالح بننے کی ترغیب دیتا ہے ورنہ بصورت دیگر نہ صرف اسکی سکھائی ہوئی یہ دعا بلکہ ساری تعلیم ہی بالکل لغو و عبث ٹھہرے گی۔ جب نیک و بد مصلح و مفسد۔ نیکو و شریر سب کے لئے انعامات کا دروازہ یکساں کھلا ہوا ہو اور گویا ایک طوفان بے تمیزی بپا۔ تو پھر کسی کو دین و مذہب کے جنجال میں پڑنے اور اوامر و نواہی کی حدود و قیود کا جوا اپنی گردن پر رکھنے کی ضرورت ہی کیا؟ غرض ایسی پاک اور حکیمانہ تعلیم آج بجز اسلام کے اور کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اور یہ بے مثل حسن و خوبی اسمیں اسی لئے ودیعت رکھی گئی کہ غیر مذاہب والے اسکی طرف آئیں اور برکات حاصل کریں بلکہ خود ان سے بھی جو پہلے ہی اسکے حلقہ بگوش ہوں اسلامی طریق عبادت ہر وقت بہ آواز بلند [illegible] مطالبہ کرتا ہے کہ فقط نام کے نہیں بلکہ کام کے مسلمان بنو ** اور اچھے اعمال بجا لانے میں مرتے دم تک ساعی رہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۵ء

غالب ترین جذبات

اسرارِ کائنات پر غور کرنے سے قدرتِ الٰہی کے وہ وہ جلوے نظر آتے ہیں کہ انسان محوِ حیرت ہو جاتا ہے۔ خود انسان جسے حکماء اور صوفیاء نے عالمِ صغیر سے تعبیر کیا ہے ایک ایسا عظیم الشان مجموعۂ عجائبات ہے جسکی نظیر دیگر موجودات میں تلاش کرنی عبث ہے۔ اسکی جسمانی خصوصیات پر ہی جنکے سبب سے وہ حیوانات مطلق سے ممتاز ہے اگر تدبر سے کام لیں تو خدا تعالیٰ کی بیشمار حکمتیں متحیر کر دیتی ہیں۔ قوائے باطنی کا حال اس سے بھی بڑھ کر تعجب خیز ہے۔ پھر روحانی جذبات کے متعلق تجسس کیجئے تو اور بھی عقل حیران ہوتی ہے اور بے اختیار ماننا پڑتا ہے کہ فی الحقیقت خدا کے بھیدوں کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔

انہی جذبات میں ایک جذبۂ محبت بھی ہے جسکے متعلق لوگوں نے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے ہیں مگر اس کا بیان بے پایان آج تک ختم ہونے میں نہیں آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا محبت ہے۔ پھر جب وہ ذات غیر محدود محبت ہے تو بھلا اسکے اوصاف کب ختم ہو سکتے ہیں۔ ؎

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں دراول وصف تو ماندہ ایم

ماہرانِ علمِ اخلاق و ادب نے محبت، ماتا اور الفت میں فرق کیا ہے جسے یوں سمجھ لیجئے کہ الفت تو معمولی دوست احباب کے باہمی تعلق ربط و ضبط کا نام ہے۔ ماتا وہ جو خون کے رشتہ سے ہوتی ہے مثلاً ماں باپ بھائی بہن اور اولاد کے درمیان جو زبردست جذبہ فطری رکھا گیا ہے جس کا مقابلہ بعض کا خیال ہے کہ دوسرے جذبات نہیں کر سکتے اور اسکی کوئی مصنوعی یا غرض آلود وجوہ قرار نہیں دیجا سکتیں بلکہ وہ ایک امر اضطراری و غیر اختیاری ہے۔ عام دوستیاں اور محبتیں تو ذرا سی بات پر ٹوٹ کر بالکل منقطع ہو جاتی ہیں مگر وہ جذبۂ خاص جسے ماتا کی آگ کہا گیا ہے کسی طرح سرد نہیں ہوتا۔ لاکھ اسے مٹانے کے اسباب پیدا ہو جائیں مگر کسی نہ کسی گوشۂ دل میں اسکی ذرا ظہور چنگاری ڈھکی دبی باقی ہی رہتی ہے۔ جہاں موقعہ ملا سلگ اٹھی۔ اس آگ کے کرشمے یہاں تک سنے گئے ہیں کہ انسان اسکے ہاتھوں مجبور ہو کر جان قربان کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ یہ سچ ہے کہ جوشِ خون بڑا بھاری جذبہ ہے جسکے آگے عام تعلقاتِ انس کی کچھ حقیقت نہیں مگر یہ کہ اسکو تمام جذباتِ روحانی کا سردار سمجھیں بالکل غلط بات ہے۔

ایک اور جذبۂ اعلیٰ ہے جسکی حلاوت ٹھہرانا عقلِ انسانی کی بساط سے باہر ہے اور جس کا اندازہ قطعاً غیر ممکن وہ کیا ہے؟ وہی عجیب غریب ولولۂ روحانی جس کی تاثیرات سب سے زیادہ حیرت افزا اور سب سے بڑھ کر کارگر مانی گئی ہیں وہ آگ لگانے میں شعلہ ہائے آتش کو مات کرتا اور سنگی کو بھگانے میں پانی کو پیچھے بٹھاتا ہے۔ اس ولولۂ روحانی کی کیفیت لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتی۔ اسکی پوری تعریف کوئی ماہرِ علوم نہیں کر سکتا۔ بہت ہی مختصر اتا پتا اس کا یہ ہے کہ وہ ایک تعلقِ خاص ہے جو سراپا **محبت** یارِ یگانہ میں ہو کر بندوں کو بندوں سے ہوتا ہے۔ اسکو الحب للہ فی اللہ کہتے ہیں۔ وہی دینی رشتہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ رشتہ خدا تعالیٰ نے ایسا زبردست بنایا ہے کہ دوسرے تمام رشتے اسکے آگے ہیچ ہیں۔ دیکھو وہی محبت کی آگ جسے بعض کے خیال کا انسان بالکل قابو سے باہر سمجھتا ہے کسی مقام پر ٹھنڈی بھی پڑ جاتی ہے۔ ان کی ماتا سے بڑھ کر اور کس دنیوی محبت کی آگ ہو گی؟ مگر شدید قحطوں کے حالات میں سنا گیا ہے کہ ماؤں نے اپنے بچوں کو اوچھالے پھینکدیا چند پیسوں یا ایک دو روٹیوں کے بدلے بیچ ڈالا حتیٰ کہ بعض معصوم بچوں کو بھی کھا لئے گئے ہیں۔ گویا اس پیٹ کی ایک آنچ کو دوسری آگ یعنی دوزخِ شکم کا شعلہ بھسم کر گیا (اللّٰھم احفظنا من کل بلاءِ اللّٰہ نیا ومنہ الآخرۃ)

لیکن برخلاف اس کے جو جذبۂ محبت محض لِلّٰہ و فی اللّٰہ ہوتا ہے اسمیں انسان اپنے تمام اغراض و فوائد بلکہ جان تک دوسروں پر سے نثار کر دیتا ہے۔ اس مقدس قربانی کا مدنظر پر دوسرے تمام جذبات کسی طمع سے نہیں۔ حقوق نہیں بلکہ خالصاً لوجہ اللّٰہ بطیبِ خاطر چڑھا دیئے جاتے ہیں۔ صحابۂ کرام (رضوان اللّٰہ علیہم) کی پاک زندگی میں اسکی بیشمار مثالیں ملتی ہیں کہ انھوں نے دین کی خاطر مال تو کیا مال سے جانوں کی بھی ذرہ بھر پروا نہیں کی۔ تو معلوم ہوا کہ گو دنیا میں انسانی جذبات اور بھی بڑے بڑے زبردست دیکھے جاتے ہوں جو اپنے انتہائی جوش کے وقت دیگر تمام خیالات پر غالب آ جاتے ہیں لیکن اوپر کی مثال نے ایسی طرح واضح کر دیا کہ اور سارے جذبات درحقیقت آنی فانی۔ ناپائدار اور ناقابلِ اعتبار ہیں۔ مگر ان سب پر بھی غالب وہ پاک جذبات ہیں جو انسانوں میں

دین اللّٰہ

کے تعلق سے جوش زن ہوتے ہیں۔

دین اللّٰہ ہمیشہ سے دنیا کے پردہ پر ایک ہی مذہبِ حق رہا یعنی اسلام۔ اور وہ آج اگر کہیں ڈھونڈا ملتا ہے تو بفضلہٖ احمدیت میں۔ جو عین اسلام ہے۔ پس احمدی قوم اپنے مولیٰ کے حضور سجداتِ شکر کرتی ہوئی بفخر و مسرت یہ کہہ سکتی ہے کہ اسوقت روئے زمین پر **قادیان** ہی ایک ایسا مرکز ہے جہاں سے اسلام کے نام لیوا اور فدائیانِ مخلص دور و نزدیک سے روز مرہ آتے رہتے ہیں لیکن سال میں ایک دفعہ وہ ہر چہار طرف سے ہزار ہا کی تعداد میں آ کر جمع ہو جاتے ہیں تاکہ اپنے دین و ایمان کو تازہ کریں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دوسرے سے بچھڑے ہوئے دنیاداروں کو جب عرصہ کے بعد ملنے کا موقعہ حاصل ہو تو ان کے شوقِ ملاقات کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور وہ سو کام چھوڑ کر بھی جمع ہونے کی تکلیف بخوشی گوارا کر کے ساری رکاوٹوں اور عذر و حیلوں کو بالائے طاق رکھ کر ایک دوسرے کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ بعض فانی و ناقابل اعتماد جذبۂ محبت سے مجبور ہو کر پھر وہ لوگ جنکا یہ سالانہ اجتماع دارالامان مہدی میں **محض اللّٰہ کے لئے** اور دینی جذبات کے ماتحت ہوتا ہے انھیں اس شوقِ ملاقات میں جتنی بھی زور دار کشش اور تڑپ ہو تھوڑی ہے۔

اس جلسہ کی بدولت کم از کم سال میں ایک دفعہ تو دور دور کے بھی احباب مل لیتے ہیں جن کے ملنے کی بظاہر اسباب اور کوئی صورت نہیں ہوتی۔ اور پھر کسی کو خبر نہیں کہ اگلے برس جلسہ تک خدا جانے کون جیئے کون مرے تو اس میں

انجمن ترقی تعلیم مسلمانان | کے متعلق جناب شیخ محمد صاحب

سیکرٹری امرتسر کی طرف سے اس مضمون کا اعلان فضل میں بغرض اشاعت موصول ہوا ہے کہ اس انجمن کا چھٹا سالانہ جلسہ فروری ۱۹۱۶ء میں بمقام امرتسر منعقد ہوگا جس کی صدارت آنریبل جناب سر راجہ علی محمد خان صاحب بالقابہ والئے محمود آباد نے منظور فرمائی ہے۔ امید ہے کہ یہی خوشخبری انجمن کے واسطے یہ خبر باعث مسرت ہوگی۔

دلیل مسلمانی | ایک معترض نے جو مشہور متعصب دشمن اسلام ہے حال میں مضمون چھاپا ہے کہ پرچہ دریدہ بیگی کی وجہ یہ کہ پریس کے تمام ملازم مسلمان ہیں اور وہ محرم کے سبب کام پر نہیں آسکے۔ ان کی مسلمانی۔ دینداری اور ایمانی غیرت کا ثبوت یہی کافی ثبوت تھا کہ اسلام کے رد میں سخت ترین ناپاک لٹریچران کے ہاتھوں تیار ہوکر اشاعت پاتا ہے پھر تعزیوں وغیرہ کی بدعات میں حصہ لینے سے اور بھی ان کی دینداری مستند ہوجاتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

اتحاد کی غرض وغایت | مسلمان اخبار وں نے دیوالی نمبر نکالنے پر ایک ہماجی مہربان نے خاص طور پر اظہار مسرت کیا اور ان کے اس فعل کو فراخ دلی پر محمول کرکے بڑی خلوص سے مبارکباد دی ہے کیونکہ یہ گویا دونوں قوموں کے باہمی تعلقات کو قریب تر لاتا ہے۔ اب دیکھئے اگلا قدم کیا اٹھتا ہے! ہم تو ان تدابیر اتحاد کو بچپن کا کھیل سمجھتے ہیں حقیقی اتحاد تب ہی ہوسکتا ہے کہ سماجی دوست اسلام کے خلاف دل آزار لٹریچر شائع کرنے سے باز آجائیں ہمارے بزرگان دین اور خاصکر نبی کریم کی شان میں گستاخی و بے ادبی سے توبہ کریں پھر ایک اہم سوال بار بار یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دلوں میں کدورت بدستور رہی اور معتقدات میں سخت تضاد و مخالفت جوں کی توں۔ تو اس منافقانہ یک جہتی کی (اگر یہ یک جہتی کہہ سکیں) آخر غرض وغایت کیا ہوسکتی ہے؟ سو خیر اتحاد تو باہمی منافرت و بیگانگی کے ہوتے ظاہر ہے کہ کسی طرح ممکن العمل نہیں۔ بھلا کافذون میں گلے ملنے اور ظاہرداری کی باتیں بنا کہیں حقیقی اتحاد کا موجب ہوسکتا ہے؟

اپنے بچہ کی قاتلہ | ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ندیا نے حال میں ایک مقدمہ کا

فیصلہ کیا ہے جس میں ۱۸ سالہ نوجوان عورت ماخوذ تھی۔ اس جرم میں کہ اپنے ۱½ سال کے بچہ کو ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ ملزمہ نے بیان دیا کہ شوہر مرگیا۔ ہم دونوں بیکس ہوں چار دن سے کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ اتنی مصیبت کا خاتمہ اسی طرح میری سمجھ میں آیا کہ پہلے اس معصوم کا کام تمام کر دوں کہ میرے پیچھے رلتا پھیرے۔ پھر آپ بھی مر رہوں۔ عدالت نے اس کو صرف چند گھنٹوں کی سزا دی۔ عیش و تنعم کے متوالے عبرت پکڑیں کہ خلق اللہ اس وقت کس کس رنگ میں مبتلائے عذاب ہو رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

ازطرف صدر انجمن احمدیہ قادیان

وصیت نمبر ۱۰۱۴ | حضرت رشیدہ بیگم عرف محمودہ بیگم

اہلیہ مقدسہ محترمہ مکرمہ مطہرہ حضرت اقدس فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی بنت جناب خلیفہ رشید الدین صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنی جائداد بہ تفصیل ذیل مہر الف ۱۰۰۰ روپیہ زیور ۵۰۰ روپیہ نقد ۸۰۰ جو بطور قرض کسی کو دیا ہوا ہے۔ اس کل جائداد ۲۳۰۰ روپیہ کے تیسرے (⅓) حصہ کی بعد وفات بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کر دی ہے۔ اور علاوہ اس جائداد کے اگر نا یہ متروکہ جائداد ثابت ہوگی تو اس کے دسویں (۱/۱۰) حصہ کی مالک بھی انجمن مذکور ہوگی۔ اگر کوئی جائداد یا رقم زندگی میں دیجاویگی تو وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا ہو جاویگی۔

افسر مقبرہ و سیر محمد اسحاق

ایک رشتہ کی ضرورت | ضلع ہوشیارپور کے ایک احمدی دوست ہیں جن کے لڑکے کی عمر ۲۰، ۲۲ سال ہے۔ دکان کرتے ہیں ساٹھ روپیہ ماہوار آمد ہے۔ اپنے شہر میں اچھے معزز ہیں۔ جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں وہ اکمل قادیان کی معرفت خط وکتابت کریں۔

(ب) اگر کوئی احمدی خاتون ہو وہ قرآن شریف پڑھا سکتی ہیں اور مسائل فقہیہ سے آگاہ کرسکتی ہیں تو ایک احمدی ٹھیکیدار کی بیوی کی تعلیم کے لئے درکار ہیں۔

[illegible] | ایک شہر میں ہمارے ایک احمدی مہربان نے تجارتی فرم ہاکی۔ کرکٹ وغیرہ کی کھولی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ منافع یقینی ہے چنانچہ ہو رہا ہے کوئی صاحب روپیہ رکھتے ہوں تو ان کو دیکر نفع کا معاہدہ لکھوالیں (۲) اگر ساتھ ملکر تجارت کرنا چاہتے ہوں تو بھی وہ تیار ہیں (۳) اگر اپنا کارندہ وہاں بھیجنا چاہیں تو بھی مگر اس صورت میں وہ کارندہ ان کے ماتحت ہوکر کام کرے گا۔ خط وکتابت معرفت اکمل قادیان

اعلان

قاعدہ یسرالقرآن کی طرز پر پہلے تین پارے دفتر میگزین نے چھپوائے تھے جن سے مبتدیوں علی الخصوص بچوں کو پڑھنے میں بہت سہولیت ہوتی ہے۔ اور وہ بکثرت فروخت ہو رہے ہیں۔ لوگوں کو اس قسم کے پاروں کی خواہش اور رغبت دیکھکر دفتر میگزین نے افادہ عام کے لئے اس طرز سے تمام قرآن کریم چھپوانیکا ارادہ کیا ہے اور سر دست پارہ چہارم اور پنجم چھپ کر تیار ہوگیا ہے۔ پہلے تین پاروں سے ان کی لکھائی چھپوائی اور کاغذ بھی عمدہ ہے۔ احباب جلد درخواستیں بھیجکر منگوالیں۔ درخواستیں بنام مینیجر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں

خط وکتابت کے وقت چٹ نمبر کا ضرور حوالہ دیا کریں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الفضل

چندہ مقامی خریداروں ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک ساڑھے سات روپے

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل

قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے — حقیقۃ الوحی ص ۶۵

جلد ۳ | ۲۸ نومبر ۱۹۱۵ء | یک شنبہ | مطابق ۲۰ محرم ۱۳۳۴ھ | نمبر ۶۵

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحت درست ہے۔ فالحمد للہ ❊

خاندان نبوت تمام بفضلہ خیریت ہے +

جلسہ سالانہ کی تیاریاں شروع ہوگئی ہیں اجناس اور سامان ضروری کی خرید کا اہتمام کیا جا رہا ہے بیرونجات کے احباب جلسہ فنڈ کیطرف جلد توجہ فرمائیں بہتر ہوگا تاکہ ہم رسانی اشیاء میں سہولت ہو۔ وقت پر بعض چیزیں ملنی بھی مشکل ہوتی ہیں +

منارۃ المسیح کی دوسری منزل قریب الختم ہے اس ملکی امداد کا بھی برادران سلسلہ کو بلا توقف فکر کرنا چاہیئے تاکہ جلد تیار ہو سکے +

ایک تحریک ابھی دنوں ہوئی ہے کہ قادیان میں احمدیہ پریس [illegible]

اخبار احمدیہ

موضع مونگ ضلع گجرات میں ایک مدرسہ احمدیہ راجہ فضل داد و راجہ جان محمد صاحبان کے دلانے میں کھولا گیا ہے فی الحال مولوی محمد صدر الدین صاحب مولوی فاضل مدرس ہونگے وہاں کی جماعت کو قرآن مجید کا درس بھی وہی دیا کرتے ہیں دوسرا مدرسہ کڑھیرہ میں کھولا گیا ہے۔ اس مدرسہ کے لئے زمین دو مرلے راجہ پائندے خاں صاحب نے اور ایک کمرہ لکڑی دی ہے۔ دو مرلے حافظ ولی داد صاحب نے دیئے۔ دو مرلے میاں محمد بخش صاحب درزی نے ایک مرلہ اور کچھ لکڑیاں سردار خاں صاحب نمبردار نے اور ایک مرلہ سندر مل ساہوکار نے بھی دیا ہے۔ امید ہے یہ مدرسہ بھی انشاء اللہ بارونق ہوگا۔ باقی امداد کا وعدہ مہتمم مدرسہ میاں عالم دین صاحب زمیندار نے کیا ہے۔ جزاہ اللہ۔ ابھی مدرس تجویز نہیں ہوا ❊

سمبڑیال ضلع سیالکوٹ سے محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں میں اکیلا احمدی ہوں اور سب مخالف ہیں جو بہت دل دکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کا مددگار اور مخالفین کو ہدایت بخشے۔ احباب سے دعا کے لئے ملتجی ہیں ❊

بیرپور (ریاست) سے فضل حسین صاحب خبر دیتے ہیں کہ رتن گڑھ (بیکانیر) کے ایک پیر صاحب آئے تھے جو اچھے تعلیم یافتہ سمجھدار اور بے تعصب آدمی ہیں۔ انہیں تبلیغ کی گئی۔ وفات مسیح کے قائل ہو گئے اور حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق کتب بینی اور تحقیق کا وعدہ کیا۔ نیز غیر احمدیوں کی ایک مجلس میں مہدی آخر زمان کی آمد کا سوال ہونے پر بڑی طمانیت بخش تقریر کی۔ اور حضرت صاحب کو ماننے کی ترغیب دلائی۔ جزاہ اللہ ❊

راہوں ضلع جالندھر سے عطا محمد صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں بعض معزز غیر احمدی اور ایک آریہ سماجی دوست نے بھی ہمارا انگریزی ترجمۃ القرآن خریدنے کا وعدہ کیا ہے۔ خوب تیار

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

[illegible] انشاء اللہ دوسروں کو بھی نیک نمونہ ہوگی ہم [illegible] کے احباب کو چاہئے کہ اسی طرح اپنے اپنے علاقہ میں اشاعت ترجمہ کی کوشش کریں۔

موضع [illegible] (لاہور) سے عبدالعزیز صاحب امام مسجد خبر دیتے ہیں کہ وہاں سب احمدیوں نے مکرمی عزیز عبدالحی مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جزاہم اللہ۔

ضلع جالندھر کے ایک دوست سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کا نام علی ہے اپنا نام بدلنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ دوسرا تجویز فرمانے کی حضرت سے استدعا کی حضور نے جواب میں لکھا کہ اول تو تبدیلی اسم کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ علی خدا کا بھی نام ہے لیکن اگر بدلنا ہی چاہیں تو عبدالرحمن نام رکھ لیں۔

جسوکی ضلع گجرات سے ایک صاحب شکایت کرتے ہیں کہ دخولہ قانون رواج کے متعلق اپنی دوستوں کو شرکت میموریل کی تحریک کی لیکن افسوس کہ ایک کے سوا کسی نے جواب تک نہیں دیا۔ جماعت کے اتحاد کا یہ اچھا موقعہ تھا جو گزر رہا ہے۔ درحقیقت ابھی ہماری برادری میں وحدت کی روح جیسی چاہئے پیدا نہیں ہوئی۔ حالانکہ بہت سی برکات کا اسی پر انحصار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہماری تمام کمزوریاں دور کرے۔ آمین۔

گوجرہ (لائلپور) کے سیکرٹری انجمن احمدیہ سید عابد علی شاہ صاحب کا پہلا بچہ فوت ہو چکا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک اور لڑکا عطا فرمایا ہے خدا کرے اس کا نعم البدل ثابت ہو اور بڑا ہو کر خادم دین بنے۔

برادرم مکرم جناب معراج الدین صاحب چیف سیکرٹری [illegible] کانپور نے بعض مولویوں کو ظہور مسیح و مہدی کی خوشخبری بذریعہ تحریر پہنچائی تو ان میں سے ایک نے کہا کہ دنیا پر جو طرح طرح کے عذاب جو آ رہے ہیں مرزا صاحب کو ماننے کی وجہ سے ہی ہیں۔ اگر آج احمدی انکو ماننا چھوڑ دیں تو سارے عذاب ٹل جائیں۔ ان لوگوں کی عقلیں کہاں گئیں! قرآن کریم کی نص صریح موجود ہے پھر اتنا نہیں سمجھتے کہ عذاب رسولوں کے آنے کے انکار پر آیا کرتے ہیں نہ کہ ماننے پر اصل یہ ہے کہ اگر چودھویں صدی کے مولوی ملانے ہی انا المطہر نا لکم کہنے والے نہیں تو مخبر صادق کی پیشگوئی کیونکر پوری ہو!

سید ارتضیٰ علی صاحب طالب العلم قادیان حال وارد لکھنؤ بہت دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت بخشے۔

لودہانوی بھائی محمد حیات خان ہیڈ ٹریژری ڈاکخانہ بیمار ہیں احباب سے درخواست دعائے صحت کرتے ہیں۔

جناب مکرم شیر زمان خان صاحب نائب تحصیلدار صوابی علاقہ (رخصتی) وارد سرائے نعمت خان (ہزارہ) بیماری کا بہت سخت حملہ ہوا ہے چلنے پھرنے سے معذور ہیں اللہ تعالیٰ شفائے کلی عطا فرمائے بڑے مخلص دوست ہیں اور تبلیغ کا خاص جوش و شوق رکھتے ہیں

فرانس کے احمدی احباب خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور بہادری سے سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وہاں انکو امن میں رکھے خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے گورنمنٹ عالیہ کو کامیابی ہو اور ہمیں صحیح سلامت اپنے وطن مالوف کو آنا نصیب ہو۔

جلسہ سالانہ کی شرکت اور ضروریات جلسہ میں صدر انجمن کی اعانت کے متعلق بعض مقامات کے احباب میں تو سرگرمی و توجہ پائی جاتی ہے مگر باقی انجمنوں اور جماعتوں نے ابھی اس طرف کچھ التفات نہیں کیا ضرورت ہے کہ ہر جگہ کے احمدی بھائی اس بارہ میں پوری توجہ اور ہمت سے کام لیں۔

لاہور سے میاں محمد سعید صاحب اپنے والد بزرگوار میاں چراغ الدین صاحب کی بیماری کی خبر دیتے ہیں احباب ان کے واسطے دعا فرمائیں۔ خاص طور پر دعائے خیر کریں میاں صاحب قبلہ حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خدام مخلص میں سے ہیں۔

ڈیرہ غازیخان کے احمدی احباب نے درس قرآن کا انتظام کیا ہے رات کے وقت لائبریری کے مکان میں ایک رکوع روزانہ کا درس ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ اولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نوٹ ساتھ ساتھ پڑھے جاتے ہیں ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے لئے بھی کوشش کر رہے ہیں جزاہم اللہ۔ [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] کی خدمت میں [illegible] خدا تعالیٰ نے ان کی تجارت میں برکت دے۔ دیگر احباب بھی توجہ فرمائیں۔

فتاوی احمدیہ

نکاح کن باتوں سے ٹوٹتا ہے

ایک صاحب نے لکھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کا نام بدلنا چاہتے ہیں کیا نکاح دوبارہ کریں؟

جواب۔ نام بدلنے سے نکاح میں فرق نہیں آتا۔ نکاح تو وہ بھی طرح ٹوٹ سکتا ہے کہ ایک تو کوئی شخص اپنی بیوی کو خود طلاق دیدے۔ یا بیوی ہی خلع کرالے۔ دوسرے اس سے کہ مرد کافر ہو جائے۔ (مفہوم)

سر منڈانا اور بال کتروانا

ناگپور سے حافظ نور احمد صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا کہ سراج الحق صاحب نعمانی کے تذکرۃ المہدی میں سر منڈانے کو منافق کی نشانی بتلایا گیا ہے۔ میں پہلے سر پر بال رکھا کرتا تھا مگر اب منڈوا دیا ہے آیا پھر مثل سابق بال رکھ لوں یا منڈایا کروں؟

جواب۔ فرمایا وہاں سر منڈانے سے مراد استرے سے منڈوانا ہے۔ بال کتروا لینا نہیں۔ (بالفاظ راقم)

دعا دافع کرب

ایک دوست نے اپنے کسی ابتلا تشویش اور تکلیف کی شدت میں حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ دل میں سخت گھبراہٹ رہتی ہے۔ نہ اندر نہ باہر نہ لیٹے نہ بیٹھے کسی جگہ کسی حال میں چین نہیں پڑتا۔ کبھی معلوم ہوتا ہے کہ جان نکلنے کو ہے کبھی یہ کہ دل میں ایک آگ سی بھڑکی ہوئی ہے کیا پڑھا کروں جس سے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور تسکین قلب حاصل ہو؟

جواب۔ ارشاد ہوا لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین بہت پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۵ء

نیم ملانوں کی حقائق اسلام سے بیگانگی عوام پر انکا بیجا تسلط اس مہلک اقتدار کا خاتمہ کیونکر ہو؟

مخبر صادق حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس پرفتن زمانہ کے متعلق جو خبریں دی ہیں ان میں نو علمائے وقت کی نسبت بھی یہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ بدترین خلائق ہونگے علماء ہم شر من تحت ادیم السماء اور درحقیقت ایسے لوگ جو دین کے ستون۔ امت کے پیشوا اور ورثۃ الانبیاء کہلاتے ہیں اگر صحیح معنوں میں علوم حقہ کے اہل اصول و اسرار شرعیہ کے واقف نہ ہوں تو وہ حاملان دین متین نہیں تو پھر انکے بدترین خلائق ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے کیونکہ ایک معمولی انسان کی غلط کاری و جہالت تو بالعموم زیادہ تر اسی کی ذات تک محدود رہتی ہے لیکن جو مقتدائے قوم مانے جاتے ہوں ان کی خرابیوں کا اثر دور دور تک پہنچا کرتا ہے۔ اور جب چودھویں صدی میں نام نہاد علمائے دین کی یہ کچھ حالت ہوتی تھی جس کے ماتحت وہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مصداق العلماء نہیں رہ سکتے تھے تو پھر نیم ملاوں اور ان بدنام کنندگان اسلام کا ذکر ہی کیا؟ جو خدا ہی علوم دینیہ سے بھی چنداں بہرہ ور نہوں خشیۃ اللہ یا سچی خداترسی جو حقیقی دین و دانش کا خاصہ لازمی ہے اور علم صحیح کا نتیجہ ضروری۔ آخر الذکر لوگوں میں عنقا صفت ہونا کچھ بھی محل تعجب نہیں۔ لیکن آہ! کہ اس وقت قوم مسلم کا سواد اعظم ابھی ... ملانوں کے زیر اثر ہے جن میں سے بعض تو مصالح دین و ملت کو پس پشت ڈالکر [illegible] بادی ننگ کو بالائے طاق رکھکر محض ابلہ فریبی کو اپنا منصب اصلی سمجھے ہوئے ہیں حالانکہ حقیقت میں خود بھی

فریب خوردۂ نفس

ہیں۔ جس قوم کی باگ ایسے حضرات کے ہاتھ میں ہو اس کی گمراہی و تباہی میں کون سے امور مانع ہو سکتے ہیں؟ اور تاسف خیز و عبرت انگیز حالت کو پہنچکر اس کی تقدیر کے نوشتے پورے ہونے میں اس دور آخر سے بھی آگے اور کیا تا خیر نجات متوقع ہو سکتی ہے؟

معاندین سلسلہ حقہ کبھی یہ تو دبی دبی زبان مرزائی راگ بے چوں و چرا سنتے رہتے ہیں۔ لیکن خدا کے بندو! خدا سے ڈرو کر ذرا اتنا تو سوچو کہ ابتو تمہاری اپنی زبانیں بھی علانیہ ہمارے خیال کی تصدیق کر چکی اور کر رہی ہیں۔ تمہارے اپنے متعدد لیڈروں نے بارہا کھلم کھلا اسبات کو قبول کر لیا کہ مسلمان سچ مچ کے نہیں بلکہ نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ بڑے بڑے اہل الرائے۔ پبلک سٹیج پر خاص اعزاز و امتیاز رکھنے والے اور اخباری دنیا کے فدایان قوم نے مان لیا کہ حاملان اسلام اس وقت نازک ترین افسوسناک حالت میں ہیں اور نہ صرف اپنی قوم کے لئے بلکہ خود مذہب کے واسطے بھی موجب ننگ و عار بنگئے ہیں۔

حال میں ایک مشہور مسلمان معاصر جو سلسلہ احمدیہ کا پرانا مخالف ہے اپنے ایک معزز نامہ نگار کے قلم سے بدیں الفاظ

حق برزبان جاری

کا مصداق ہوا ہے۔ "مقام تاسف ہے کہ نیم ملانوں نے جو اسلام کو اندھی اندرگھن کی طرح لگے ہوئے تھے اپنی ذاتی اغراض کی خاطر ریزے ریزے کر کے چھوڑا۔ اور اپنی ان نہتک کوششوں سے اسلامی صورت کو بالکل بدل دیا اور اسکو ایسے لباس میں پیش کیا کہ ہر ایک صاحب فہم و فراست کو اس کا مفہوم ادا نے کا موقعہ مل گیا۔ جب یہانتک نوبت پہنچ گئی اور قوم کے ایک حصہ نے اپنے احساس ہوشمندی اور معاملہ فہمی سے صورت حال کے اصل اسباب کا بھی بڑی حد تک پتہ لگا لیا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اب قوم اپنے تشخیص شدہ مرض کا چارہ کار نہیں سوچتی؟ اس بربادی بخش غفلت کے خطرناک نتائج میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ اور وہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ نے کچھ سوجھ بوجھ دی ہے بلکہ اصولی

اسباب نکبت

کی پہچان کی نظریں پہنچ گئی ہیں۔ کیا ان نتائج و مآل کار کے عند اللہ جواب دہ ذمہ دار نہونگے۔ اگر اب بھی عملی طور پر اسی جہالت کی دلدل میں پھنسے رہے جس میں عوام بہت بری طرح بیگل ہو رہے ہیں۔ کیا ان کا یہ فرض نہیں کہ نیم ملانوں کے بیجا تسلط سے خود بھی چھٹکارا پانے کیلئے ہاتھ پاؤں ماریں اور اپنی قوم پر سے بھی انکا مہلک اقتدار اٹھا دینے کو شاں ہوں۔ دونو طبقوں کیواسطے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے اور امت مرحومہ کو منزل فلاح کیجانب رو براہ لانے کی بہترین سبیل اس وقت یہی ہو سکتی ہے کہ . . . . . .

. . . . . . اپنے دین و ایمان کی باگ آئندہ کے لئے ان لوگوں کے ہاتھ میں نہ دیں جنہوں نے اپنی غفلت . . . . . . سے دین و ملت کی یہانتک نوبت پہنچائی ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ عقل و فہم سے کام لیکر خود بھی دین و مذہب کی واقفیت پیدا کریں۔ قرآن کریم جو بنائے اسلام ہے اس کا نہ صرف علم سیکھیں بلکہ اس پر حتی الامکان عمل کو بھی اپنا لازمہ زندگی بنائیں۔ جب تک مسلمانوں میں اس اشد ضرورت کا احساس واقعی پیدا نہ ہو گا ہرگز ہرگز ان کی اصلاح حال نہیں ہو سکتی احساس واقعی ہمنے اس لئے کہا کہ زبانی باتوں سے تو اب بھی انہیں کے بہتیرے ان نشیب و فراز کے مبصر اور امور واقعی کے مصدق ہیں جو آج پیدا نہیں ہوئے بلکہ برسوں سے موجود ہیں۔ عام ... ملانوں کے اقتدار و تسلط کے اثر ... سے بھی نہیں کہ مسلمانین

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

مسیح موعودؑ کی آمد

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

اس زمانہ میں جبکہ کفر و ضلالت گمراہی و بدعتی بڑے زور سے محیط عالم تھی۔ لوگ خدا تعالیٰ سے دور ہو چکے تھے۔ احکام شریعت پر عمل درآمد نہ کیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ کے سچے اور پاک مذہب اسلام پر وہ گندہ داغ لگا رہے تھے جو مسلمان کہلانے والے ایسے ناپاک اور گندے اعتراض کرکے لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے کہ جنکو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اسلام فلسفیوں اور لحاقات بیجا سے ملتبس ہو چکا تھا نور ایمان لوگوں کے دلوں سے نکل چکا تھا۔ اور ہر طرف گمراہی اور ضلالت اپنا دام پھیلائے نظر آتی تھی ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ جو ہمیشہ سے اپنی مخلوق کی ایسے خطرناک وقت میں دستگیری فرماتا رہا ہے۔ اس وقت بھی فرماتا۔ اور کسی برگزیدہ انسان کو بھیجکر گم گشتگان راہ ہدیٰ کو صراط مستقیم دکھاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان انسان کو بھیجدیا۔ اور خاصکر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح طور پر بتا دیا تھا وہ انسان یعنی حضرت مرزا غلام احمدؐ علیہ السلام آیا۔ اور زبردست نشانات کے ساتھ اپنی صداقت کا سکہ بٹھا گیا۔ ہر طرف سے اس کی سچائی ظاہر ہوئی زمین اس کے لئے شق ہوئی۔ آسمان اس کے لئے ہلایا گیا۔ دریا اس کے لئے چیرے گئے۔ پہاڑ اس کے لئے اڑائے گئے۔ طاعون اور دیگر امراض شدیدہ اس کے لئے بھیجی گئیں۔ لیکن دنیا اور غافل دنیا نے اس فرستادہ خدا کی باتوں پر کان نہ دھرا۔ بلکہ اسی شیوہ انکار و تکفیر کو اختیار کیا جو ان پہلوں نے انبیاء کرام کے مقابلہ میں اختیار کیا تھا کاش یہ لوگ سوچتے اور غور کرتے تا اس آب حیات سے مستفیض ہوتے جو آسمان سے ان کے لئے نازل کیا گیا تھا۔ دیگر مذاہب والے جنہیں پہلے ہی اسلام سے بُعد اور دوری ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ صادق ہی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے اگر حضرت مسیح موعودؑ کے قبول کرنے میں پس و پیش کی۔ اور حیل و حجت سے اس صداقت کو قبول کرنے کے بجائے ٹالدیا۔ تو اس قدر افسوس کی بات نہیں جس قدر ان لوگوں پر افسوس ہے جو مسلمان کہلاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا دم بھرتے ہیں۔ ان کا مسیح موعود علیہ السلام کو قبول نہ کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا ہے۔ کیونکہ ایسا انسان جس کی آمد کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی۔ اور ساتھ ہی اس کے پہچاننے کی بھی علامات بتا دیں جو پوری ہو رہی ہیں۔ اس کا انکار کرنیوالا دراصل آنحضرت صلعم کا ہی انکار کرتا ہے۔ کاش منکر اس پر غور کرتے لیکن جس شخص کے دل میں آنحضرت صلعم کی عزت و عظمت ہو۔ آپ کے احکام کی بجا آوری کو اپنا فرض جانتا ہو۔ شریعت اسلام کا پابند ہو۔ اور سب سے بڑھکر یہ اس کے دل میں نور ایمان ہو۔ وہ جو کچھ کہتا ہو کرتا بھی ہو۔ وہ غور کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔

اس وقت مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے میں جو بڑی روک ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے از خود کچھ اس قسم کی علامات مسیح موعودؑ کے متعلق قرار دے رکھی ہیں جو نہ کبھی پوری ہو سکتی ہیں۔ اور نہ ان کا مصداق مسیح موعود کبھی آسکتا ہے۔ اور یہ ٹھوکر انہیں اس وجہ سے لگی ہے۔ کہ حضرت مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے کے متعلق احادیث میں بطور استعارہ جو پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں ان کا لفظ بلفظ پورا ہونا انہوں نے ضروری سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ ایسی صریح غلطی ہے جس کو معمولی عقل کا انسان بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئیوں میں ہونے والے واقعات کے تمام پہلو کو بیان نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بعض پہلو پردہ اخفا میں بھی رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ ظاہر پرست اور حقیقت شناس لوگوں میں تمیز ہو جائے۔ اور مومنوں اور منافقوں میں امتیاز ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ جن کی نگاہ پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ پر ہوتی ہے پیشگوئیوں کے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور صداقت کو قبول کرنے سے بے نصیب ہو جاتے ہیں۔ پس جبکہ یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ ہر ایک پیشگوئی اپنے ظاہری الفاظ کے مطابق پوری نہیں ہوا کرتی تو حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں۔ ان کا ظاہری طور پر حرف بحرف پورا ہونا کیوں لازمی خیال کیا جاتا ہے۔ اور کیوں یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ جب تک یہ علامات الفاظ کے مطابق پوری نہ ہو جائیں مسیح موعود نہیں آسکتا۔ کیا اس میں کسی کو شک ہے کہ یہود حضرت مسیح ناصری کو قبول کرنے سے بے نصیب رہے اس کی یہی وجہ ہوئی کہ انہوں نے مسیح کی آمد کے متعلق جو علامات مقرر کی تھیں ان کو ظاہری الفاظ پر محمول کیا۔ جو اس رنگ میں پوری نہیں ہوئیں۔ مثلاً بائیبل میں پیشگوئی تھی۔ کہ دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ اور وہ باپ دادوں کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹوں کے دلوں کو ان کے باپ دادوں کی طرف مائل کریگا۔ تا ایسا نہ ہو کہ میں آؤں۔ اور سرزمین کو لعنت سے ماروں۔ ملاکی باب ۴ آیت ۵ و ۶۔ اس پیشگوئی کے مطابق یہود اس بات کے منتظر تھے کہ پہلے ایلیا آسمان سے اترکر امن امان قائم کریگا۔ اور تمام لوگوں کے دلوں سے حسد کینہ اور بغض دور کر دیگا۔ امن و امان اور دولت و آسائش مہیا کر دیگا۔ پھر اس کے بعد مسیح آئیگا۔ لیکن ایسا نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ اس لئے ان کی ظاہر پرستی نے انکو ضلالت کے تاریک گڑھے میں گرا دیا۔ اور وہ حضرت مسیح کے قبول کرنے سے بے نصیب رہے۔ یہودی آجتک رو رو کر اور بڑی عاجزی سے ایلیا کے آنے کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اور منتظر بیٹھے ہیں کہ کب وہ آسمان سے اترے لیکن یونہی ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اور قیامت تک کرتے رہینگے۔ اور کبھی اپنے مزعومہ ایلیا کو نہ پا سکینگے۔ کیوں! اس لئے کہ انہوں نے ظاہر پرستی کو مضبوطی سے اختیار کیا۔ اور حقیقت کو چھوڑ دیا جس ایلیا کے منتظر تھے وہ تو آگیا۔ مگر جس طرح اسکا آنا انہوں نے سمجھ رکھا تھا اس طرح نہ

ماننا پڑا اس سے انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ اسی طرح اگر اس زمانہ میں مسلمان بھی پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کے پیچھے پڑے رہتے۔ تو ان کا بھی وہی انجام ہوتا جو ایلیا کی آمد کا انتظار کرنے والوں کا ہوا۔ بلکہ ان سے بھی بدتر کیونکہ یہود کے پیش نظر تو بائبل کے وہ الفاظ بھی تھے۔ جن میں صاف طور پر ایلیا نبی کا آسمان پر اٹھایا جانا لکھا تھا جو یہ ہیں کہ ایسا ہوا کہ جونہی وہ دونوں یعنی ایلیا اور الیشع بڑھتے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے۔ تو دیکھو کہ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آکے ان دونوں کو جدا کر دیا۔ اور ایلیا بگولے میں آسمان پر جاتا رہا" ۲ سلاطین باب ۲ آیت ۱۱۔ اس عبارت سے بظاہر صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایلیا آسمان پر اٹھایا گیا تھا اور پھر اس کے بھیجنے کا وعدہ بھی تھا۔ اور اس طرح یہود کو دھوکا لگا۔ اور انہوں نے حضرت مسیح کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ گو یہود کے لئے بائبل کے الفاظ کی وجہ سے کسی قدر مشکلات تھیں لیکن اگر وہ تحقیقات آشنا ہوتے اور ظاہر پرستی کی بلا میں نہ پھنستے۔ تو حضرت مسیح کے اس قول کو ضرور قبول کر لیتے کہ وہ ایلیا جس کے آسمان سے اترنے کا تمہیں انتظار ہے۔ وہ یہی یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے۔ مگر اس بات کو انہوں نے بناوٹی سمجھا۔ اس لئے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ابد الآباد کے لئے گمراہی کے گڑھے میں گر گئے۔ لیکن مسلمانوں کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کے قبول کرنے میں اس قسم کی کوئی دقت نہیں ہے۔ قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ مسیح ناصری علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اور وہی دوبارہ دنیا میں بھیجا جائیگا بلکہ اس کے مقابلہ میں صاف طور پر قرآن شریف حضرت مسیح کی وفات کو بیان کرتا ہے۔ پس جب کہ قرآن کریم سے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہے۔ تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہی مسیح دوبارہ دنیا میں آئے۔ ہاں احادیث میں مسیحؑ کے آنے کا ذکر ہے۔ لیکن اس کے متعلق ضروری ہے کہ ہم مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔ اول یہ کہ احادیث کے وہی معنی کریں۔ جو قرآن کریم کے مطابق ہوں۔ نہ کہ اس کے خلاف یہ بات تو صاف ہی ہے۔ کہ اگر

کوئی حدیث اپنے مفہوم کے لحاظ سے آیات قرآن کے خلاف ہو۔ تو قرآن کریم سے تمسک کرنا فرض ہے۔ کیونکہ حدیث کا مرتبہ کسی حالت میں بھی قرآن شریف کے مساوی نہیں ہو سکتا حدیثوں کی نسبت ایسے احتمالات ہو سکتے ہیں جو ان کی صحت اور درستی کو معرض خطر میں ڈال دیں۔ لیکن قرآن کریم کی نسبت اس قسم کا خیال کرنا بھی معصیت اور کفر ہے پس بہر حال ہر ایک مسلمان کو قرآن شریف کو احادیث پر مقدم کرنا پڑیگا۔ اور قرآن شریف جب وفات مسیح کی تصدیق کرتا ہے۔ تو اگر کوئی حدیث ایسی بھی ہے جو اسی مسیح کی آمد کو ظاہر کرتی ہے۔ تو اس کو قبول نہیں کیا جائیگا دوم۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی پیشگوئیاں بھی موجود ہیں۔ جن میں استعارہ سے کلام کیا گیا ہے مثلاً یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا۔ کہ تم میں سے پہلے وہ فوت ہوگی جس کے لمبے ہاتھ ہیں اس سے یہی سمجھا گیا۔ کہ درحقیقت وہی پہلے وفات پائیگی۔ جس کے ظاہرہ طور پر ہاتھ لمبے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت آنحضرت صلعم کی ازواج نے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ لیکن جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ تو حقیقت کھلی۔ کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت کرنے والی تھی حالانکہ ناپنے سے ہاتھ لمبے حضرت سودہ رضہ کے نکلے تھے۔ اس حدیث سے دو باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلام میں استعارہ استعمال فرماتے تھے۔ دوم یہ کہ اس قسم کی کلام کا صحیح مطلب اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ وقوع پذیر نہ ہو جائے کیونکہ اگر اسی وقت اس کا صحیح علم ہو سکتا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو جبکہ وہ آپکے سامنے اپنے ہاتھوں کی لمبائی ناپ رہی تھیں کیوں نہ روک دیا۔ اور کیوں نہ فرما دیا۔ کہ اس کہنے سے میری مراد ان ہاتھوں کا لمبا ہونا نہیں بلکہ جود و سخا ہے۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے آسانی سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ حضرت مسیح

موعودؑ کی آمد کے متعلق جو احادیث ہیں۔ ان میں بھی استعارہ کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور ان استعاروں کا حل پیشتر اس کے کہ حضرت مسیح موعود مبعوث ہوتے۔ ناممکن تھا۔ اب جبکہ حضرت مسیح موعود مبعوث ہو گئے ہیں تو ان احادیث کا وہی مطلب ہے۔ جو آپ بیان فرما کر واقعات چسپاں کر کے دکھلا رہے ہیں۔ نہ کہ وہ جو ظاہری الفاظ سے نکلتا ہے۔ کیونکہ استعارہ میں کبھی ظاہری الفاظ کے معانی اور مفہوم مراد نہیں لئے جاتے پھر جبکہ ایسی احادیث بھی موجود ہیں جو مسیح ناصری کی آمد کے صریح خلاف ہیں تو اس صورت میں پہلی قسم کی حدیثوں کے ظاہری الفاظ پر اعتبار کرنا اور بھی فاش غلطی ہے۔ مثلاً بخاری کی حدیث (امامکم منکم ظاہر کرتی ہے کہ وہ تم میں سے۔ مسلمانوں میں سے) ہی تمہارا امام ہوگا۔ یہ بات تو ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری ہم میں سے نہیں ہیں۔ پھر وہ ہمارا امام ہم میں سے ہی کس طرح کہلا سکتے ہیں۔ پس تو اس طرح کی حدیثیں اور قرآن شریف کی آیات بتا رہی ہیں۔ کہ آنے والا مسیح مسیح ناصری نہیں۔ اور نہ وہ ہو سکتا ہے بلکہ مسلمانوں میں سے ہوگا۔

مٹ سکتا ہے۔ اگر وہ دونوں وجود جنہیں خدا نے ایک دوسرے کا لباس بنایا ہے اس کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ ذراسی کوتاہی اور بے اعتنائی کے سبب آپس کی خوشنودی یا لطف زندگی میں فرق آگیا تو خانہ داری کے بکھیڑوں کی ساری دوسری اکارت جائیگی پس ان کاموں کا سب سے پہلے فکر رکھیں۔ جنہیں خدا نے رفیق زندگی کی فرمائش یا فرائضات کے ساتھ تعلق ہو۔ میاں یا بیوی اپنی خوشی سے بطیب خاطر کیس خانہ داری کے خواہ بیمار بھی ہو کر رکھدے حتی کہ اپنی جان تک ہلکان کر دے مگر شوہر یا زوجہ کا بتلایا ہوا ایک ذرا سا کام کرنے میں سستی اور ٹال کر جائے تو آپس میں ضرور تلخی و بدمزگی پیدا ہوگی۔ اور اگر طرفین میں ایسی ہی عادات پختہ ہو جائیں تو انجام کار خانہ بربادی میں کیا شک ہے پس حتی الوسع اول تو ایسے موقع پیش آئیں کہ میاں کی غفلت سے بیوی کو یا بیوی کی غفلت سے میاں کو تقاضائے بشریت آزردگی اور اسکے جواب میں دوسری جانب سے بھی کوئی ملال آمادگی کا قول یا فعل

انگلستان میں سلسلہ احمدیہ کی ترقی

افضال الٰہی کا نزول

چار اور نئے احمدی ہوگئے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ ایمان فرنگ کی اسی سرزمین میں جہاں خدا تعالیٰ کے عظیم الشان مامور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی زبان پر لانا سم قاتل بتلایا جاتا تھا سعید روحیں یکے بعد دیگرے قبول حق سے اس امر کا جیتا جاگتا ثبوت دے رہی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارض مغرب من طلوع آفتاب صداقت اسلام کی جو خبر دی تھی اس کا ظہور آہستہ ہونے لگا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ وقت آرہا ہے کہ زندہ و بیدار۔ اقبال مند دکامگار قوموں کے خطۂ سعادت آثار میں

یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا

کا نظارہ دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھیگی۔

اخویم مکرم قاضی محمد عبداللہ صاحب احمدی مبلغ اسلام اپنی چٹھی مورخہ ۲۸ اکتوبر (بخدمت اعلیحضرت خلیفۃ المسیح و المہدی ایدہ اللہ بنصرہ) میں جن چار شخصوں کے حال میں احمدی مسلمان بننے کی خوشخبری سناتے ہیں ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) مس جمیدہ سٹروڈ صاحب۔
(۲) جے سٹروڈ صاحب۔
(۳) الیس شبیر کوریو صاحب۔
(۴) مسز وایولٹ میری کراکسفورڈ۔

ان چاروں معزز نومسلم احمدیوں کے پر شدہ فارم ہائے بیعت حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں پہنچ گئے ہیں اور حضور سے دعا کی درخواست کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اخلاص و استقامت عطا فرمائے اور ایمان و عقیدہ میں روز افزون ترقی دے آمین۔ ان چار کے علاوہ ایک اور نوجوان نے اپنی بیعت کے فارم پر چارہ بری دستخط کرکے علیحدہ بھی براہ راست بارگاہ خلافت میں ارسال کر دیا ہے۔ اور اس مژدہ جانفزا میں مسرت کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ نومسلموں کے دلوں میں دوسروں کو بھی داخل سلسلہ حقہ کرنے کا بڑا جوش و شوق ہے۔ (اللہم زد) فالحمد للہ علے احسانہ۔

مسز کراکسفورڈ صاحبہ نے اپنے اسلامی نام کیواسطے لکھا تھا چودھری صاحب نے ان کا سلیمہ رکھا ہے جس کو خاتون موصوفہ نے بہت پسند کیا۔ اور ان کے خطوں سے اسلام کے ساتھ گہری محبت پائی جاتی ہے۔ وہ اس کوشش میں ہیں کہ ان کی لڑکی صحیح اسلامی طریق پر تربیت پائے اور مسلمان بنے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظموں کو انگریزی میں ترجمہ شدہ دیکھنے کا ان خاتون کو بڑا شوق ہے۔

مسٹر کوریو صاحب نے ہمارے معزز مبلغوں کو بغرض ملاقات بلا بھیجا تھا چنانچہ دو مکرم بھائی مسٹر موصوف کے ہاں تشریف لیگئے اور ان کو بہت سادہ مزاج اور مخلص محب اسلام پایا۔ الحمد للہ۔

گزشتہ اشاعت میں ذکر تھا کہ سکاٹلینڈ میں ایک شخص ای ایچ اسکندر نامی انجمن موسومہ مینئیسٹرز آف دی لارڈ کا بانی ہے جس کی یہ خواہش ہے کہ جنگ بالکل بند کردی جائے اور دنیا میں امن و امان قائم ہوجائے۔ اس نے چودھری صاحب کو بلا بھیجا ہے اور آمد و رفت کا سفر خرچ اپنے پاس سے اٹھانے کا وعدہ کیا ہے چودھری صاحب کو اس غرض کے لئے ٹریکٹ بعنوان میسج آف پیس (پیام امن) کی بہت سی کاپیوں کی ضرورت ہے امید ہے کہ انشاء اللہ دفتر **ترقی اسلام** سے بھیجدی جائینگی۔

اخویم قاضی عبداللہ صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ نومبر اور دسمبر میں چودھری صاحب کے مفصلہ ذیل لیکچر ہونے تھے:۔

(۱) ۶۔ نومبر کو۔ سوفقہ سی میں۔ مذہبی دنیا میں انقلاب
(۲) ۷۔ نومبر ״ ״ ״ قرآن مجید کا ״
(۳) ۲۲ نومبر ״ ״ ״ عربی علم اللسان
(۴) ۵۔ دسمبر کو۔ سوفقہ سی۔ میں۔ اسلام اور موجودہ محاربہ عظیمہ

ان کے علاوہ ۸۔ دسمبر سے ۱۲۔ دسمبر تک برمنگھم میں لیکچر ہونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ تبلیغ کو بابار آور اور بابرکت کرے اور ہمارے مبلغوں کی مساعی مشکور ہوں۔

دوسری چٹھی مورخہ ۴۔ نومبر میں قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ مختلف اشخاص کے ساتھ بذریعہ خطوط تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوں کے اقتباسات بھی انہوں نے حضرت اقدس ایدہ کی خدمت میں بھیجے ہیں۔ جن سے نیر تبلیغ متلاشیان حق کے حالات و خیالات کا پتہ لگتا ہے ان کے ساتھ مسز کراکسفورڈ کے دو خط بھی پہنچے ہیں جنکا ترجمہ یا خلاصہ ہم انشاء اللہ آئندہ ہدیہ ناظرین کرینگے ان خطوط سے مسز موصوفہ کے جوش و اخلاص کا ثبوت ملتا ہے وہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اسی لئے خود لیکچر میں حاضر نہ ہو سکنے کی معذرت کی اور لکھا ہے کہ اپنی لڑکی کو اپنے بجائے بغرض شمولیت بھیجینگی۔

پھر لکھتے ہیں کہ لگاتار بارش اور شمالی ہوا چلنے سے سردی بڑھ گئی ہے۔ بعض دفعہ اس قدر کہر ہوتی ہے کہ کچھ نظر نہیں آتا۔ اور ہوا کی خنکی ایسی شدید ہے کہ باہر نہیں نکلا جاتا مگر انگلستان کے لوگوں کو بالکل معمولی معلوم ہوتی ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ فرانس سے خط آیا ہے سارے احمدی دوست خیر و عافیت سے ہیں اور دعا کے خواستگار ہیں۔

رپورٹ سالانہ انجمن احمدیہ سمبڑیال

(بابت ۱۹۱۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

انجمن احمدیہ سمبڑیال کا تعلق صدر انجمن ضلع سیالکوٹ سے ہے اس لئے ہر سال رپورٹ سیالکوٹ بھیجی جاتی رہی ہے لیکن ضلع سیالکوٹ کی باقاعدہ رپورٹ اراکین انجمن کی طرف سے کبھی بھی شائع نہیں ہوئی۔ چونکہ سمبڑیال کی چھوٹی سی انجمن ہے اور اس کے ممبر بھی قلیل اور غریب ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے سلسلہ کی خدمت سے اکثر احباب محبت رکھتے ہیں باوجود سال میں آٹھ دس مہینہ سفر میں رہنے

احباب جو اس میں شامل ہونگے۔ انکو اللہ کریم کے ان سے اجر عظیم ملیگا۔ جیسا اس بنا پر بذریعہ اعلان مشتہر کیا جاتا ہے کہ احباب بہت جلد اس رقم کو پورا کریں۔ کیونکہ کام شروع ہوچکا ہے امید کی جاتی ہے کہ احباب اس تحریک کو پڑھکر زیادہ سے زیادہ دسمبر کے پہلے ہفتہ تک اس رقم کو پورا کرینگے تاکہ کام جلسہ سے قبل ختم ہو جاوے۔ اور احباب جلسہ پر تشریف لاکر منارہ کو تیار و مکمل دیکھیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کا منشا قبل جلسہ کام ختم کرنے کا ہے اور اسلئے روپیہ کی بہت ضرورت ہے۔ اور یہ ہمارے دوستوں کو علم ہے کہ حضرت صاحب ترجمۃ القرآن کے ضروری کام میں معروف ہیں اور [illegible] کام کرتے ہیں کہ علاوہ دن بھر کے کام کے آدھی آدھی رات تک مصروف رہتے ہیں ادھر منارہ کی رقم کا خیال ہے کیا احباب حضرت صاحب کو منارہ کے چندہ کی فکر سے بہت جلد سبکدوش نہ فرمائینگے۔ منارہ کا چندہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر کی خدمت میں قادیان روانہ کیا جاوے۔ والسلام

خلیفہ رشید الدین

تذکرۃ الذاکرین

مصنفہ منشی خادم حسین صاحب — بجواب اہل التشیع کی تردید

چھپکر طیار ہوگئی ہے احباب ڈیڑھ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر جلد منگوالیں۔ اور اپنے شیعہ دوستوں میں تقسیم کریں اور [illegible] آنہ کے ٹکٹ میں دو کتابیں بھیجی جائینگی۔

مہتمم دفتر ترقی اسلام قادیان

تقسیم جنگ۔ ایران کے وزیر خارجہ نے حال میں ایسے احکام نافذ کئے ہیں جن سے اعدائے سلطنت کی چالاکیوں کا بہت کچھ خاتمہ ہو جائے گا سرکاری حلقوں [illegible] یہ خواہش بھی ظاہر کیجارہی ہے کہ برطانیہ [illegible] ساتھ دوستانہ تعلقات کی تجدید ہو جائے۔ وزیر ہند بہادر کا ارشاد [illegible] کہ آسٹریا و جرمن افواج اب تمام سرویا پر قابض ہیں جرمن فوجیں بازار اور نشفر پر متصرف ہیں۔ نش سے ۳ میل جنوب میں سرویوں [illegible]

تریاق ثلاثہ

یعنی

کھانسی نزلہ زکام کا تریاق ان بیماریوں کے رشتے سے دق سل ذات الریہ جیسے امراض شدیدہ ہو سکتے ہیں نزلہ زکام یا کھانسی والے ہوشیار ہو جائیں۔ ورنہ سل ہو جائیگی دق کا شکار ہونگے ذات الریہ کا نشانہ بنیگے ان تینوں امراض شدیدہ کے لئے تریاق ثلاثہ کا استعمال اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس کے استعمال سے لوگ امن میں رہینگے جن کو نزلہ کھانسی سینے کی خرخراہٹ دامنگیر رہتی ہو خدا کے فضل سے ہر سہ امراض مخوفہ سے وقت میں بچ جاتے رہینگے قیمت فی ڈبیہ ۸/

ملنے کا پتہ

نظام جان عبدالرحمن کاغانی قادیان

دوائے مقوی

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کی بنائی

ہی مجرب ہے جو نزلہ زکام ضعف اعضائے رئیسہ واختلاج قلب اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے یہ دوائی نسخہ جو تیار ہو کر [illegible] فروخت ہونا چاہیے قیمت فی بوتل [illegible]

المشتہر خاکسار بدرالدین احمدی قادیان

چکار حق و کامن راج بی بی ہر دو حصہ

یہ نیوں رسالے منظومہ بزبان پنجابی دوبارہ چھپکر شائع ہوگئی ہیں فی رسالہ ۔/ فی بیکٹ ۔/

محمد یمین احمدی تاجر کتب قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت

(۱) ایک ماہر ٹائپسٹ یعنی وہ جو انگریزی زنانہ اور مردانہ کام سے خوب واقف ہو تنخواہ ۲۰ روپے سے ایک روپیہ سالانہ ترقی دیکر ۲۵ روپے تک ماہوار ملیگی (۲) دو ہوشیار خوشنویس [illegible] کے کام سے خوب واقف احمدی ٹائپسٹوں کی تنخواہ [illegible] سے [illegible] تک منظور [illegible] امیدواران کو باہر کو [illegible] پہنچنے پر تیسرے درجہ کا سفر خرچ ملیگا

پتہ خانصاحب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ

نادر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب [illegible] کی بیاض سے ہے۔ یہ حضرت مغفور کی مجرب گولیاں ہیں ان کے فوائد ناظرین ہیں (۱) جن اصحاب کو دماغی محنت کرنے سے تکان ہو اور ضعف دماغی کوفت و تکان کی شکایت ہو ان کے استعمال کر طبیعت بشاش ہو کر تمام تکان رفع ہو جاتی ہے (۲) اعضا رئیسہ کی کمزوری کے لئے اکسیر ہیں (۳) تمام بدن کی کمزوری کے لئے تریاق ہیں (۴) پٹھوں کی تمام کمزوری کے لئے اپنے اندر بے نظیر طاقت رکھتی ہیں۔ بلکہ یوں کہنا خلاف نہ ہوگا انسان کے لئے اکسیر البدن

قیمت ۲۴ گولیاں ۱/ کو ملتی ہیں

دوائیخانہ ہمدرد بیماران قادیان

میدہ کی سیویاں بنانیکی مشین

یہ عجیب و غریب مشین ہم نے خاص عام کی سہولت کے لئے اپنے کارخانہ میں تیار کی ہے اس میں میدہ یا بیسن ڈالا جاتا ہے جس سے بچہ جوان تک اس کا استعمال کرسکتا ہے اس میں سیویاں ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۲ سیر بن سکتی ہیں قیمت میں ارزاں اور وزن میں ہلکی صرف ایک سیر یا جو [illegible] کے واسطے خاص رعایت ہوگی قیمت فی مشین مع دو عدد چھلنیاں موٹی اور باریک ۵/ مستری فضل کریم نزد مہمان خانہ مسیح موعود

قادیان

چار نسخہ مجرب کا طبیب

روغن مسیحائی یہ مقوی اعضاء رئیسہ ہے قیمت پانچ روپیہ تولہ

گولیاں مسیحائی قیمت تین روپے درجن

سرمہ مسیحائی آنکھوں کے ہر قسم کے امراض کے لئے قیمت دو روپے فی تولہ

منجن مسیحائی دانتوں کو چمکانے اور مسوڑوں کو مضبوط کرنے کے لئے۔ قیمت ۸/ فی تولہ

خاکسار عزیز الرحمن احمدی قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۱۵ء

خدامِ دین

(نمبر ۳)

اے بے خبر بخدمت قرآن کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

خدا تعالے کے فضل سے ہماری جماعت میں اتنا احساس تو پیدا ہو گیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو پاک عہد انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر کیا تھا اور جس کی ایک چھوڑ دو دو دفعہ تجدید بھی ہو چکی ہے اُسکے نباہنے میں اہمتر ضروریات دین کے موقعوں پر وہ ثابت قدم دیکھی جاتی ہے۔ فالحمد للہ علی ذٰلک۔ لیکن جو امر کسی قوم کا مقصود زندگی اور نصب العین ہو اُسکی جانب بار بار توجہ دلائے جانے کا محتاج ہونا ایک ایسا اندیشناک سقم ہے جو اُسے زندہ و بیدار قوموں کی صفِ اول میں کھڑا نہیں ہونے دے سکتا۔ ضرورت تو اسبات کی ہے کہ حیات ملی کی امتیازی خصوصیات بلا کسی زوردار تحریک کے خود بخود ہر شعبۂ زندگی میں جلوہ گر نظر آئیں جس طرح کھاتا پیتا سوتا جاگنا تقاضائے فطرت کے ماتحت ہر فردِ بشر کی حوائج ضروری سمجھے گئے ہیں جنکے ترکِ قطعی پر انسان قادر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح وہ خصوصیات بھی لازمۂ زندگی بن جائیں حتیٰ کہ انکا چھوٹنا موت دکھلائی دے۔ گویا اس امر کی احتیاج باقی نہ رہے کہ خاص خاص امور میں انہیں قصداً اُبھارنے کی کوشش کی جائے ۔

خدا کے مقدس مسیح کی بعثت اس زمانہ میں کیوں ہوئی؟ محض اس لئے کہ دُنیا کے پڑھے پڑھنے والی کروڑہا مخلوق جو اپنے عہد کو بھولی ہوئی تھی اور خوابِ غفلت میں بیہوش۔ اُسے جگائے اور ہوش میں لائے۔ لیکن جیسا کہ قدیم سنت ہے کہ خلق اللہ کی بیداری و اصلاح کے کام بتدریج ہوا کرتے ہیں اول اول مصلح ربانی کا اکیلا دم ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ ایک جماعت اسکو دیجاتی ہے کہ انکے اتباع میں دُنیا کو نمونہ بنکر دکھلائے۔ اور ان کا ہاتھ بٹائے۔ در اصل خدا کے کام تو بہر حال ہو کر رہتے ہیں کیونکہ وہ خود ان کا متکفل ہوتا ہے لیکن یہ لوگ برعایت اسباب بطور ایک درمیانی واسطے کے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ اور منشائے الٰہی کے امتثال میں ان کا کوشاں ہونا انکی اپنی ہی فلاح و نجات کا موجب ہوتا ہے پس اس جماعت کی سعادت اسی میں ہو سکتی ہے کہ باقی غفلت شعار خلائق کی جتنی زیادہ تعداد ہو اسی نسبت سے یہ اپنی مقدار مستعدی و رفتارِ کار کو تیز کرے تا کہ تاریکی ضلالت کو مٹانے میں مخالف طاقتوں کا مقابلہ کما حقہ ہو سکے ۔

دُنیا میں تاریکی کا غلبہ جبھی تک رہتا ہے کہ دین حق کا نورانی چہرہ چھپا رہے۔ قرآن کریم اقوام عالم کو وہی نورانی چہرہ دکھلانے آیا تھا مگر افسوس کہ دیگر اقوام تو درکنار آج حاملانِ قرآن ہی اعتقاداً اور عملاً اس سے مہجور ہو کر کوسوں دُور جا پڑے ہیں پس اب یہ اُسی جماعت کا فرض ہونا چاہیئے جو خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود نے آن کر خاص اسی غرض سے قائم کی کہ از سرِ نو دُنیا میں اُسکی روشنی پھیلائے۔ اور جب تک اُس جماعت کے افراد میں ایسی رُوح پیدا نہو کہ تائیدِ دین کی پاک اغراض میں اپنے امام وقت کے اشاروں پر چلے اسوقت تک وہ نور خاطر خواہ خوش اسلوبی و سرعت سے پھیل نہیں سکتا۔ لہذا دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کا اس درجہ اہتمام و التزام ہونے کی ضرورت ہے کہ افراد جماعت کی نظروں میں اُسوقت تک کہ وہ پاک اغراض بوجہ احسن پوری نہو جائیں مقاصد دنیوی کو کوئی وقعت و اہمیت حاصل نہو ۔

ترجمۃ القرآن انگریزی کی اشاعت اسوقت کیسی ضروری خدمتِ دین ہے۔ یہ امر اب محتاج بیان نہیں رہا۔ ہاں اس بات کا فکر ضروری ہے کہ یہ خدمت پوری مستعدی اور خاص رفتار سے انجام پذیر ہو تا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ کام جس جماعت کے سپرد ہوا ہے وہ جلد سے جلد اس کے ثمرات و برکات کی وارث ہو سکے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ صرف ایک مہینہ کی قلیل مدت میں مختلف مقامات کے احمدی احباب کی سعی و توجہ سے پارۂ اول کی تعداد خریداری سوا دو ہزار سے کچھ اُوپر پہنچ چکی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ تا حال نہ تو اس تحریک کی خاطر خواہ اشاعت ہوئی ہے نہ بہت سے احباب کو ہنوز اس طرف متوجہ ہونے کا کافی موقعہ ملا ہے اسواسطے ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ ابھی ہمارے بہت سے مخلص بھائی اس اہم ترین خدمتِ دین کے لئے کمر ہمت باندھ کر اُٹھینگے اور اپنے حصہ کا کام جلد سے جلد انجام دینے کی کوشش کرینگے ۔

امام اولوالعزم حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کا وہ خطبہ جسمیں انگریزی ترجمہ قرآن کی تحریک کیگئی تھی۔ ۲۸-اکتوبر کے الفضل میں شائع ہوا ہے جسے آج بوقت تحریر مضمون ہذا پورا ایک مہینہ گزرا۔ اور بیچ میں دو بار اس تحریک پر توجہ دلائی گئی۔ تو جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا اتنے سے عرصہ میں سوا دو ہزار سے زیادہ کی معقول تعدادِ خریداری بلحاظ شمار و اعداد تو کوئی مایوسی بخش رفتار نہیں ہے لیکن بروئے واقعات نہیں اس کا ایک پہلو ضرور قابلِ افسوس معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ اس مضمون کے نمبر ۲ محررہ ۱۷-نومبر میں ہم نے جن ۴۴ مقامات کے نام دیئے تھے کہ وہاں کے احباب نے ابھی اس طرف توجہ نہیں کی انہیں سے بجز لاہور اور سیالکوٹ کے باقی شہروں یا علاقوں کے برادرانِ دینی نے من حیث الجماعت تا حال بھی توجہ نہیں فرمائی جیسا کہ تازہ فہرست سے واضح ہوگا ہاں یہ ہمارا خیال ضرور ہے کہ جن احباب نے فرداً فرداً متعدد جلدوں کی فروخت کا ذمہ لیا ہے انہیں سے بعض دوست ایسے ہونگے جنکی موعودہ تعداد خریداری میں دیگر مقامی دوستوں کی سعی و اعانت بھی شکمی طور پر شامل ہو۔ اور ہمارے نزدیک ایسی صورتوں کی اطلاع بھی دفتر الفضل میں نہیں تو دفتر ترقی اسلام یا کم از کم حضرت اقدس ایدہ کی خدمت میں تو پہنچنی ضروری ہے تا کہ جن جن فہرستوں کا اعلان الفضل میں کیا جاتا ہے ان سے مقامی جماعتوں کی بیداری فرض شناسی اور کارگزاری کا اندازہ و موازنہ ہو سکے ۔

کئی لاکھ کی جماعت کے ذریعے اب تک تین ہزار سے بھی کم کی خریداری اس لحاظ سے بھی بلاشبہ غیر تسلی بخش ہے کہ اس رفتار سے ہم برسوں میں بھی مشکل اس قابل ہو سکینگے کہ

اپنا انگریزی ترجمۃ القرآن کسی معقول تعداد میں یورپ کے متلاشیان حق تک پہنچا سکیں۔ پس ہمارے مخلص برادران سلسلہ کو خاص عزم و ہمت کے ساتھ کھڑے ہو کر کامل گرمجوشی و مستعدی سے اس کام میں حق سعی و خدمت ادا کرنا چاہئیے۔ جب ایک ایسی قوم ہی جو ارادۂ الٰہی کے ماتحت کام کرنیوالی ہو نصرت دین کے مطالبات پورے کرنے میں سست پڑجائے تو پھر اور کس سے توقع کیجا سکتی ہے کہ وہ اس کا ہاتھ بٹائے اور شروع کئے ہوئے کام کو انجام تک پہنچا سکے؟ جوں جوں وقت گزرتا ہے سابق بالخیرات ہونے کا اجر کم ہوتا جاتا ہے۔ جب وہ وقت آئے گا اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں ہیں۔ کہ دنیا کی اقوام قرآن پاک کی خدمت و اشاعت اور اس کے علم و عمل میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینگی۔ اسوقت موجودہ غریب جماعت کے کس قدر افراد کو شریک ثواب ہونے کا کہاں موقعہ مل سکے گا؟ مگر آج جو درجات دین حق کے سر سے مشکلات کا رتی بھر بوجھ بھی ہلکا کرنے پر حاصل ہو سکتے ہیں کل وہ مدارج مشکلات کے پہاڑ کاٹ کر پھینکدینے سے بھی ملنے دشوار ہونگے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا منشاء معلوم ہوتا ہے کہ آگے آگے یہ مشکلات ہی سر سے باقی نہ رہیں۔ اسواسطے ہمارے احباب یہ وقت غنیمت سمجھیں اور سستی و بے پروائی میں نہ گنوائیں۔ کل کی کسے خبر ہے؟ دنیا میں ہزاروں لاکھوں انسان روزمرہ اس دار فانی سے کوچ کر جاتے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اسکی حیات مستعار کے کتنے دن یا ساعات و لمحات باقی ہیں۔ جو دم گزرتا ہے وہ مہلت معینہ میں سے گھٹتا ہے اور ہرگز ہرگز دوبارہ نہیں دیا جائے گا۔ بہرحال جن دوستوں نے گزشتہ فہرست کے اعلان کے بعد میں ترجمۃ القرآن انگریزی کے خریدار دیئے ہیں یا پختہ وعدے کئے ان کے اسمائے گرامی ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ دوسرے بھائی بھی اس مقدس خدمت میں بلا توقف مزید ہاتھ بٹائیں گے +

سابقہ میزان مندرجہ الفضل مورخہ ۱۸ نومبر ۔ ۱۴۱۸

- ۱۔ جناب مکرم عبداللہ بھائی صاحب سکندرآباد۔ آپ یہی تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نام وی پی کر دیں۔ پھر میں خود تقسیم کر دونگا + ۵۱ بہم
- ان ۵۱ کاپیوں میں سے ایک قسم اعلےٰ قیمتی منہ روپے باقی پچاس معمولی +
- ۲۔ جناب مکرم شیخ فضل احمد صاحب بٹوں ۔ ۔ ۔ ۴۰
- ۳۔ جناب میاں غلام قادر صاحب امرتسر ۸ مستقل
- ۴۔ سکتری جناب حافظ حبیب الرحمٰن صاحب میر حاجی پورہ ۲
- ۵۔ جماعت لاہور نے جسکے سکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے زبانی گفتگو کر گئے ہیں۔ ۵۰۰
- ۶۔ جناب ہاشم علی صاحب ۔ بھٹنڈہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰
- ۷۔ جناب شیخ طاہرالدین صاحب اڑیسہ ۔ ۲ خریدار
- ۸۔ جناب غلام دستگیر احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پربر ۱۰
- ۹۔ جناب مولوی نورالدین صاحب احمدی کلیا تپور ۔ ۲
- ۱۰۔ جناب عبدالغنی صاحب گودرہ (گجرات) ۲۵
- ۱۱۔ جناب محمد بخش صاحب کنلر روہتک ۲
- ۱۲۔ جناب نورالحسن صاحب بی اے کلاس علیگڑھ آپ بیس خریدار پہلے بھی دے چکے ہیں ۱۰
- ۱۳۔ جناب اکبر علی صاحب انجنیئر سوناکھی ۔ ۔ ۲
- ۱۴۔ جناب محمد عثمان صاحب لکھنؤ ۔ ۔ ۱۰
- ۱۵۔ جناب سردار احمد صاحب لائلپور ۔ ۵۰
- ۱۶۔ جناب شیر زمان خان صاحب صوابی ۔ ۵
- ۱۷۔ جناب ظہور الحسن صاحب مالاکنڈ ۔ ۷
- ۱۸۔ جماعت سیالکوٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰۰
- ۱۹۔ جناب منشی حامد حسین صاحب میرٹھ ۔ ۱۰

میزان ۸۴۶

میزان کل شمول میزان سابقہ ۲۲۶۴

ان کے علاوہ بعض احباب مثلاً محمد یوسف صاحب ایلینو بیس نے بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے گو تعداد ابھی نہیں لکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مخلص خدام دین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور انکی ہمت و اخلاص میں برکت دے۔ آمین +

آخر میں ہمیں مکرر یہ عرض کرنیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ تمام مقامی احباب کو جماعت کی حیثیت سے متفقہ اور باقاعدہ کوشش کی جانب بہت جلد توجہ فرمانی چاہیئے تاکہ خدمت قرآن کے ساتھ امور دین میں قوت متحدہ سے کام کرنیکی بھی برکات حاصل ہوں۔ ایسی خالص دینی خدمات کو بھی اگر ہم یکجہتی و اتحاد کے اصول پر انجام نہ دے سکیں تو یہ گویا واقعات کی زبان سے ہم پر اسبات کا کھلا کھلا فتویٰ ہوگا کہ ہم میں وحدت کی روح نہ موجود ہے نہ اس کے پیدا ہونے کی ہمیں کچھ پروا۔ اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آمین

احمدی پریس ایسوسی ایشن

بعض مقامی احباب کا یہ خیال تھا کہ قادیان میں ایک انجمن مندرجہ عنوان نام سے قائم کی جائے جو احمدی پریس کے حقوق و فرائض کی نگہداشت کرے۔ اسکی موجودہ حالت میں اصلاح و ترقی کی تدابیر سوچے اور جماعت کے اہل قلم احباب کی علمی خدمات شائع کو ایک منظم و باقاعدگی کی حالت میں لانے کیلئے کوشاں ہو۔ اور اسکے مقاصد میں ایک بڑی بات یہ بھی مدنظر تھی کہ سلسلہ کے مرکزی حالات اور مختلف صیغوں یا انسٹیٹیوشنوں کی کارگذاری کو ایک روشنی میں لانے اور انکے متعلق مفید مشورے دینے کا خاص اصول و ضوابط کے ماتحت اہتمام کیا جائے۔ مقام خلافت کے موجودہ اخبار نویسوں اور وقائع نگاروں کی ایک میٹنگ بھی ابتدائی مراتب پر غور کرنے کی غرض سے پچھلے ہفتے منعقد کیجانے کو تھی لیکن حضور امام محترم (ایدہ اللہ) کی اجازت اور صلاح و صوابدید کے بغیر اس تحریک کو آگے چلانا کسی طرح مناسب نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر حضور ممدوح کو ان دنوں ترجمۃ القرآن کی نگرانی اور دیگر ضروری مہمات دین میں غیر معمولی طور پر مصروف ہونیکے سبب اتنی فرصت نہیں کہ آپکے خدام محل اوقات گرامی ہونیکی جسارت کرتے لہذا یہ تجویز سردست ایک نامعلوم عرصہ کے لئے معرض التواء میں ڈالدی گئی ہے +

ہماری رائے میں۔ یہ ایسوسی ایشن تو خواہ کبھی قائم ہو لیکن اس بات کی تو بہرحال بڑی ضرورت ہے کہ مرکزی دفاتر و محکمہ جات مثلاً ہائی سکول۔ مدرسہ احمدیہ۔ مبلغین کالج۔ صدر انجمن۔ صیغہ ترقی اسلام۔ مقبرہ بہشتی۔ مہمانخانہ وغیرہ سے متعلق۔ ضروری و قابل اشاعت اطلاعات اخبارات میں چھپنے کے لئے باقاعدہ و مستند طور پر ذمہ دار افسران متعلقہ کیطرف سے ملتی رہیں۔ اس میں صرف اخبارات ہی کا فائدہ و سہولت نہیں بلکہ خود ان صیغوں کیلئے بھی یہ انتظام انشاء اللہ سودمند ثابت ہوگا۔ جماعت کو ان کے حالات سے برابر آگاہی ملتی رہے تو بیرونجات کے احباب میں ان کے ساتھ دلچسپی ہمدردی اور تعلق خاطر کی موجودہ حالت سے کہیں زیادہ توقع کیجا سکتی ہے۔ کیا ہمارے مکرم و محترم افسران محکمہ جات اس طرف توجہ فرمائینگے؟ +

جدید افواج غنیم کی حالت سقیم

قیصر جرمنی نے آغاز جنگ میں کہا تھا کہ جنگ ایک گھوڑا اور ایک جوان

رہگلیت تک بھی جا پڑے ہا ؤ تنگا بعد گہار تار کی تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ دشمن کی جنگی طاقت کا شاید عنقریب خاتمہ ہونیوالا ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ اس کے غرور کا سر نیچا ہو جائے۔ چنانچہ لیپاؤ کے میدان میں جب نئی سپاہ پہنچی تو جرمن جرنل ہینڈنبرگ نے اس کا ریویو کرتے ہوئے جنگ آزمودن سے کہا کہ دیکھو تم سے ایک بھی فوجی کام سیکھا ہوا نہیں سارے کے سارے اناڑی ہو۔ بال بچوں کو پیچھے چھوڑ کر گھروں سے نکلکر سیدھے یہاں آئے ہو۔ اس لئے میں نہیں کہتا کہ تم غضبناک حملے کرو۔ دیکھ غنیم کے سپہ سالار نے اپنے سپاہی کو ارشاد میں جا کر یہی کہا کہ ایسی فوج کے بل پر لڑائی کا خیال بھی کرنا غیر ممکن ہے۔

ایران بھی برطانیہ کے ساتھ ہے

دار الخلافہ دہلی سے ۲۹ نومبر کی سرکاری خبر ہے کہ ۱۰ نومبر کو ایران میں اپنی حکومت کے خلاف منشا اور اس کی اطلاع کے بغیر چند باغی سپاہ (جنگی پولیس) نے مفسدوں کو مدد دیکر ایک نیا فتنہ بمقام شیراز برپا کرا دیا۔ برٹش قونصل، امپیریل بنک آف پرشیا کا منیجر اور برطانی رعایا کے دیگر افراد کو گرفتار کر کے جنوبی علاقہ قبائل کی طرف بھیج دیئے گئے۔ جہاں وہ نظر بند ہیں مگر ان کے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں برتا جاتا ہے۔ برٹش لیڈیوں کو حراست میں لیکر بوشہر پہنچا دیا گیا اور وہاں وہ بلا کسی گزند کے حکام برطانیہ کے سپرد کر دی گئیں۔ حکومت ایران کو اس مقامی فساد کا بہت صدمہ ہے اور وہ معاملہ کی تحقیقات کر رہی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جرمن ریشہ دوانیوں کے زیر اثر حریت پرست عنصر کے برے دن آگئے ہیں۔ اور اب وہ اپنی حرکات مذبوحی سے انہیں بھی جلدی اپنے قریب لا کر چاہتا ہے کہ نا عاقبت اندیش نوجوان ترک احرار کی طرح جنہوں نے غنیم کی شہ پر سلطنت عثمانیہ کو خواہ مخواہ نار حرب میں جھونک دیا حکومت ایران کو بھی مبتلائے مصیبت کرے۔ لیکن ... ... ایران کے ذمہ وار عمل ایسے نادان کوتہ اندیش نہیں ہیں کہ اس نازک وقت میں برطانیہ و روس جیسی طاقتوں کے بالمقابل جرمنی کا ساتھ دیں یا ایسی مخالف حرکات سے چشم پوشی کریں۔ ایران ... ... اپنی غیر جانبداری پر ابتک ثابت قدم رہا بلکہ ابھی دنوں اس نے دولت عظمیٰ برطانیہ کی رفاقت اور اس کے ساتھ تجدید و استحکام تعلقات کی ضرورت و اہمیت کو بھی محسوس کر لیا ہے جیسا کہ کسی گزشتہ اشاعت کے پیغامات تار میں ذکر تھا۔ اور اگر بغور دیکھا جائے تو ایران کی خیر بھی اسی میں ہے کہ ان ہمسایہ طاقتوں سے بگاڑ نہ کرے۔

مجوزہ قانون رواج

کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ فی الحال اس کی کارروائی ملتوی کر دی گئی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ التوا بہت مبارک ہے جس کے ذریعہ گویا ہماری مہربان گورنمنٹ نے ہمکو موقعہ دیدیا ہے کہ غلط ساز رواجوں کے مقابلہ میں احکام شرعی کی اہمیت اور قدر و قیمت کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کاش کہ مسلمان اب بھی اپنے امور معاشرۃ میں واجبی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔

مراد آباد میں ہندو مسلمانوں کا اتحاد

جن دنوں میں مراد آباد کے ہندو مسلمانوں نے ہوم رول کیس کے خلاف اپنے غرض آلود سیاسی اتحاد کی بنیاد رکھی اور طرفین سے بڑی گرمجوشی اور تپاک کے ساتھ تواضع و مدارات کی کارروائیاں عمل میں آ رہی تھیں ہمنے انہی دنوں جتا دیا تھا کہ ایسی تحریکیں کبھی پائیدار و بارآور نہیں ہو سکتیں جنکی بنا اخلاص۔ خدا ترسی اور اعتقادات صحیحہ پر نہو۔ چنانچہ ان تاج رنگ کے جلسوں اور عطر پان الائچی سگرٹ وغیرہ کے تکلفات کا انجام قدرتاً یہی ہوتا تھا کہ اک عارضی و نمائشی ربط و ضبط اپنا جلوہ دکھا کر تھوڑے ہی دنوں میں نسیاً منسیا ہو گیا اور اب برخلاف اس کے بیہودہ لوگ قوموں میں بدستور نفاق و عناد کے آثار سنے جاتے ہیں۔ جس کی تازہ وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ کسی مسجد کے متصل ایک قبرستان پر ہندوؤں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اور وہ اس جگہ مندر بنانا چاہتے ہیں۔ یہ نزاع بڑھتے بڑھتے عدالت تک بھی نوبت پہنچ چکی ہے اور سرکاری طور پر تحقیقات کی جا رہی ہے۔ خدا جانے فیصلہ کس فریق کے حق میں ہو۔ ہمیں اس سے تو بحث نہیں ہمارا مدعا تو یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ پولیٹیکل اغراض کی خاطر چند ہمتی کبھی قابل اعتماد نہیں ہوتا۔ تبدیل حالات کے ساتھ ہی اس کا نقشہ بھی فوراً دگرگون ہو جاتا ہے۔ لہذا حقیقی اتحاد وہی ہو سکتا ہے۔ جو خالصتاً خدا ترسی کے رنگ میں ہو اور جس کی غایت مقصود ابنائے ملک و ملت میں بھی خدا پرستی و پرہیزگاری سلامت روی و صلح شعاری کی روح پھونکنا ہو جیسا کہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود (علیہ السلام) نے اب سے کئی سال پہلے اہل وطن کو بڑے زور سے اس طرف توجہ دلائی اور پیام امن پہنچایا۔ مگر افسوس ہے کہ لوگوں نے اس پر کچھ التفات نہ کیا۔ لیکن ہمکو یقین ہے کہ جو لوگ دونوں جہان میں بہبود و فلاح کے خواہشمند ہیں انہیں جلدی یا بدیر آخر انہی پاک اصول و ہدایات کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ جو اس مصلح ربانی کے مبارک دہن سے نکلیں اور جنہیں نظر انداز کر کے آج اہل دنیا مختلف رنگوں میں ہدف آفات بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے کہ اپنے حقیقی ہمدرد و خیر اندیش کو پہچان سکیں۔ آمین۔

حضور وائسرائے کی میعاد حکومت

پایونیر کا ولایتی نامہ نگار لارڈ کچنر بہادر کے آئندہ وائسرائے ہند ہونیکے امکانات پر اظہار رائے کرتا ہوا لکھتا ہے کہ لیکن ساتھ ہی لارڈ ہارڈنگ (بالقابہ) کی میعاد حکومت میں توسیع غیر اغلب نہیں معلوم ہوتی۔" خدا کرے ایسا ہی ہو اور ابھی کچھ عرصہ تک اور حکومت ہند کی باگ لارڈ ممدوح کے ہی ہاتھ میں رہے۔ کیونکہ آپ کا عہد شفقت اہل ہندوستان کے حق میں بہا غنیمت ثابت ہوا ہے اور رعایا کے تمام فرقے بالاتفاق ہز اکسلنسی کے قیام مزید کا خیر مقدم کرنے میں خوش ہونگے۔

سالانہ جلسہ

قریب آگیا ہے امید ہے کہ مقامی احباب اس کے متعلق ضروریات و متبادی شرکت کا خاص خیال رکھینگے اور ساتھ ہی ...

مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

مسیح موعود کی آمد

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

اب وہ پیشگوئی حدیثیں ہیں جن میں وہ علامات درج ہیں جن کا حضرت مسیح موعود کے وجود سے تعلق ہے۔ ان کے متعلق بھی اگر اسی بات کو مدنظر رکھا جائے۔ کہ ان کا ظاہری الفاظ کے مطابق پورا ہونا ضروری نہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر کشفوں کی تاویلیں کی جاتی رہی ہیں۔ اسی طرح انکو بھی خیال کیا جائے۔ اور وہ باتیں جو قرآن شریف کے خلاف ہوں۔ ان کو نظر انداز کر دیا جائے۔ تو معاملہ صاف ہے۔ اور کوئی بات ایسی نہیں رہتی۔ جو اس وقت پوری نہ ہو چکی ہو۔ اس میں کلام ہی نہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے کشفوں اور خوابوں میں استعارے پائے جاتے ہیں کیونکہ ایسے کشف اور رویا موجود ہیں جن میں الفاظ کچھ اور کہتے ہیں۔ لیکن مراد کچھ اور لی گئی ہے چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی طور پر اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنے ہوئے دکھائی دئیے تو آپ نے ان سے دو کذاب مراد لئے جنہوں نے پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ پھر ایک دفعہ آپ نے رویا میں گائیں ذبح ہوتی دیکھیں۔ تو اس سے مراد وہ صحابہ لئے گئے جنہوں نے جنگ احد میں جام شہادت پیا۔ پس ان باتوں کو جو حدیثوں میں پیشگوئیوں کے طور پر درج ہیں ظاہری الفاظ کے مطابق نہیں دیکھنا چاہئیے۔ بلکہ ان کی تاویل کرنا چاہئیے۔ لیکن افسوس کہ مسلمان ظاہری الفاظ پر اڑے ہوئے ہیں۔ اور حقیقت سے بہت دور جا رہے ہیں اس وقت مسیح موعودؑ کی آمد پر مسلمان جن باتوں کے منتظر ہیں۔ ان میں سے دو علامات یہ قرار دیتے ہیں۔ اول قتل خنزیر۔ دوم کسر صلیب اور ان کو اس حدیث سے مستنبط کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد

کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور تم میں اتریگے حاکم منصف ہو کر صلیب کو توڑینگے۔ اور خنزیروں کو قتل کرینگے اور کفار سے جزیہ موقوف کر دینگے۔ اور اونٹوں پر کوئی سوار نہ ہوگا۔ لوگوں کے کینے اور عداوتیں سب جاتی رہینگی۔ اور حسد سب دور ہو جائینگے۔ اور وہ لوگ اتنے غنی ہو جائینگے۔ کہ ان کو مال کی طرف بلایا جائیگا تو اس کو قبول نہ کرینگے۔ چونکہ اس حدیث کے ان ظاہری الفاظ پر مسلمانوں کی نگاہ ہے۔ اس لئے وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے الفاظ اپنے اصلی معنی صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود با سیاست حاکم ہونگے۔ ان کے زمانہ میں لوگ دولتمند ہونگے ان میں باہمی بغض اور عداوت حسد اور کینے سب دور ہو جائینگے۔" اہلحدیث ۲۰ اگست صفحہ ۹۔ اور یہ بھی کہتے ہیں "کہ اس حدیث میں جتنی نشانیاں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی تو پوری نہیں ہوئی۔ پہلی تو کیا ہوتیں وہ تو حکومت پر موقوف ہیں۔ جب تک مسیح موعود کو سیاست حاصل ہو۔ وہ کیسے ہو سکتی ہیں۔ آخری دو نشانیاں بھی پوری نہیں ہوئیں یعنی لوگوں کے عموماً اور مسلمانوں کے خصوصاً کینے عداوت اور حسد وغیرہ بھی بدستور ہیں۔ اہلحدیث ۹ جولائی صفحہ ۴۔

ان دو حوالوں سے جو ہم نے غیر احمدیوں کے مشہور اخبار اور سلسلہ احمدیہ کے پرانے مخالف اہلحدیث سے نقل کئے ہیں۔ ناظرین کو پتہ لگ گیا ہوگا کہ مسیح موعودؑ کے آنے پر مسلمان کن نشانات کے منتظر ہیں۔ لیکن ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ انہیں یہ علامات قیامت تک بھی دیکھنی نصیب نہ ہونگی۔ کیونکہ جس طرح وہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ اس طرح ان کا وقوع پذیر ہونا غیر ممکن ہے مثلاً مسلمانوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت مسیح با سیاست حاکم ہونگے اور سیاست کے زور سے صلیبوں کو توڑینگے۔ قرآن شریف کے اس حکم کے صریح خلاف ہے۔ کہ۔ لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں لیکن کیا جب حضرت مسیح موعود صلیبوں کو اس لئے توڑینگے۔ کہ عیسائی ان کی پرستش کرتے ہیں۔ تو کیا دین میں جبر کرنا نہ ہوگا۔ ضرور ہوگا۔ اسی طرح خنزیر کا قتل کرنا ہے مسلمان تو ان علامات کا اس لئے بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔ کہ اس طرح حضرت مسیح عیسائی مذہب کو نابود کر دینگے۔ لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اس طرح عیسائیت کو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ عیسائی خوش ہیں۔ کہ وہ علامات ضرور اسی طرح پوری ہوں جس طرح ان کے ظاہری الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ ایک مشہور عیسائی اپنے ایک رسالہ بنام ستارۃ الصبح یعنی نزول مسیح کے صفحہ ۱ پر لکھتا ہے "کہ ایک اور بات ہے جو خداوند (مسیح) کے نزول کے متعلق جس کا ذکر حدیثوں میں تاکیدی ہے اور ظاہراً عیسائیوں کے لئے ناگوار معلوم ہوتا ہے یعنی قتل خنزیر اور کسر صلیب لیکن اگر درستی کے خیالات کے ساتھ لکھا جاوے۔ تو یہ بھی لطف سے خالی نہیں۔ مسلمان عموماً عیسائیوں کی نسبت صرف اسی قدر جانتے ہیں۔ کہ وہ سور کھاتے ہیں۔ اس لئے قتل خنزیر سے وہ سمجھتے ہونگے کہ عیسائیوں کو رنج ہوگا۔ اور حضرت مسیح گویا عیسائیوں کو دق کرینگے جس سے مسلمانوں کے جی ٹھنڈے ہونگے یہ خیال بہت ہی عامیانہ ہے۔ اور مروت سے بعید اور نزول مسیح کے اغراض کی منافی (واقعہ میں مسلمانوں کا یہ خیال مسیح کی آمد کے اغراض کے منافی ہے کیونکہ جب وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح کے آنے کے وقت تمام لوگوں سے حسد کینہ اور بغض دور ہو جائیگا۔ تو پھر خنزیروں کو قتل کر کے عیسائیوں کو دق کرنے اور ان کے دلوں میں بغض اور کینہ پیدا کرنے کے کیا معنی) بھلا اس سے عیسائیوں کا کیا ہرج۔ اگر مسیح نے سوروں کو قتل کیا تو سور کھانے والوں کی اور بھی بن آئیگی۔ ایک تو سور مفت کا پھر وہ بھی مسیح کے ہاتھ کا مارا ہوا نور علیٰ نور۔ ہم خرما ہم ثواب لیکن مسیح کا آنا تو اس لئے ہوگا۔ کہ آپس کا بغض و عداوت دور ہو جائے۔ اگر قتل خنزیر کا نتیجہ ہوا کہ مسلمان خوشی منائیں۔ کہ عیسائی دق ہو رہے ہیں یا عیسائی افراط سے سور کھا کر مسلمانوں کو چڑا دیں۔

توگویا ابھی حساد و برپہ گیا۔ اور نزول ثانی کا مقصد فوت
ہوا۔ ہاں ممکن ہے کہ اس وقت سور معدوم کئے جاویں
کہ مسلمانوں کو اور نیز یہودیوں کو جو اپنی تعصبات میں مسلمانوں
سے بھی زیادہ پختہ اور سخت جان ہیں عیسائیوں کے
ساتھ شیر و شکر ہونے میں کچھ تامل نہ ہو۔ یہ خیالات ہیں
ایک عیسائی مشنری کے قتل خنزیر کے متعلق۔ اب
مسلمانوں کو عیسائی صاحبان سے فیصلہ کر لینا چاہیئے
کہ انہوں نے حدیث کے ظاہری الفاظ سے جو معنی
سمجھے ہیں وہ صحیح ہیں۔ یا وہ معنی صحیح ہیں جو مسلمانوں نے سمجھ
رکھے ہیں شاید مسلمان قتل خنزیر کی غرض یہ سمجھتے ہوں کہ
حضرت مسیح موعود ان کو قتل کر کے دنیا سے معدوم
کر دینگے۔ تاکہ عیسائی ان کو کھا ہی نہ سکیں۔ گو اول اول
عیسائیوں کے لئے خوب مزے ہونگے۔ کہ خنزیر کا
گوشت حضرت مسیح کے شکار کرنے کی وجہ سے بافراط
ملیگا لیکن آخر میں انہیں اس من بھاتی جو راک سے ہاتھ
دھونے پڑینگے کیونکہ جب تمام روے زمین کے خنزیر
کو قتل کر دیا جائیگا۔ تو پھر وہ کہیں سے کھا ہی نہیں سکینگے
یہ خیال جیسا لغو اور بیہودہ ہے ویسا ہی مضحکہ خیز بھی ہے
خدا جانے مسلمانوں کی سمجھ کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک خدا
کے نبی اور رسول کو ایسا مکروہ کام سپرد کرتے ہیں۔
پھر اگر ایک نبی کے خنزیروں کو قتل کرنے سے کوئی اہم
نتیجہ مترتب ہوتا تو بھی ایک بات تھی لیکن سوائے اس
کے کہ "شکار رکار بیکاران است" کی تصدیق ہو۔ اور کوئی
فائدہ نظر نہیں آتا۔ اور یہ بات تو اس صورت میں کہی جا سکتی
ہے جب یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت مسیح تمام دنیا
کے خنزیروں کا نام و نشان صفحہ روزگار سے مٹا دینگے
لیکن یہ بات تو ایسی ہے جس کا پورا ہونا ناممکن ہے
کیونکہ اول تو خنزیروں کا شکار کرنا کوئی آسان کام نہیں
بلکہ مشکل ترین شکار ہے دوم اگر یہ مان بھی لیا جائے
کہ معاذ اللہ حضرت مسیح کو اس میں خاص دسترس ہوگی
تو پھر تمام دنیا کے جنگلوں اور بنوں سے خنزیروں کو
تلاش کر کے قتل کرنا ایک بڑی لمبی عمر کو چاہتا ہے۔ اگر
حضرت مسیح اسی کام میں لگے رہے۔ تو جس کام کے لئے
انہیں بھیجا جائیگا۔ یعنی مخلوق خدا کی ہدایت اس کو کب

پورا کرینگے۔ اچھا اگر یہ سب کچھ مان لیں کہ حضرت
مسیح خنزیروں کو قتل کرنیکا کوئی خاص طریق استعمال
کرینگے۔ جس سے سوروں کا قتل کرنا آسان ہو جائیگا
اور ان کی عمر بھی اتنی لمبی ہوگی۔ کہ ساری دنیا کے چپہ
چپہ کو چھان مارینگے۔ اور کسی جنگل کسی غار اور کسی
کھوہ میں خنزیروں کو نہیں رہنے دینگے۔ تو قدرتاً یہ
سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر اس کا نتیجہ کیا ہوگا اس کا
یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ خنزیر کھانے والے لوگ اس کے
کھانے سے محروم ہو جائینگے اور بس میں کہتا ہوں
کہ یہ بات تو ایک اور طرح بھی حاصل ہو سکتی ہے جس
میں نہ حضرت مسیح کو اس قدر زحمت گوارا فرمانے کی
ضرورت ہے نہ ان کی اس قدر عمر خرچ ہوتی ہے۔ اور
وہ اس طرح کہ مسلمان عیسائی صاحبان سے بمنت التجا کریں
کہ براہ مہربانی آپ اس کا کھانا ترک فرما دیجئے تاکہ ہمارا
مسیح موعود جو دراصل آپ کا ہی یسوع مسیح ہے جب
دنیا میں آئے تو اسے اس کام کے لئے محنت اور وقت
نہ خرچ کرنا پڑے۔ امید ہے۔ کہ عیسائی صاحبان اس
بات کو ضرور قبول کرینگے۔ مسلمانوں کو خاطر جمع رہنا چاہیئے
کہ ہم نے عیسائی صاحبان کی نسبت التجا کو قبول کرنیکے
کے متعلق جو امید جنے ظاہر کی ہے۔ وہ کوئی امید
موہوم نہیں بلکہ امید واثق ہے۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہے
کہ وہ اس بات کے لئے خود تیار ہیں چنانچہ متذکرہ بالا
رسالہ کے ایڈیٹر پادری صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "اگر
سور ہی پر تکرار ہے اور اس کے دنیا میں رہتے ہوئے
یہودیوں اور مسلمانوں کے دلوں میں آشتی و محبت
نہیں پیدا ہو سکتی۔ تو ہم کو کوئی اعتراض نہیں کہ سور کھانا
عیسائی قطعاً چھوڑ دیں۔ یا وہ گائے کا گوشت
کھانا بھی چھوڑ دیں۔ تاکہ ہندو بھی ان کے ساتھ ایک
ہو جاویں۔ کیونکہ مسیح کے ایک گلہ میں سب قوموں کو
شریک ہونا ہے۔ پس ہم مسلمانوں کو اطمینان دلاتے
ہیں۔ کہ ہم کو قتل خنزیر سے ذرہ بھی تردد نہیں اگر عداوت
کا خبث خدا کے بندوں کو چھوڑ کر سوروں کی ہلاکت کا
باعث ہو جائے کہ عیسائیوں کے دل آپس میں صاف
ہوں اور وہ گدرینی دیوانہ کی مانند ٹھیک ہو جاویں"۔

پہنچے مسلمانوں کا مطلب بغیر التجا کرنے کے ہی حاصل
ہو گیا۔ عیسائی صاحبان تو خود بخود سور کا کھانا ترک کرنے
کے لئے تیار ہیں۔ اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ حضرت مسیح
موعود کے آنے کو قتل خنزیر کرنے کی ضرورت نہ سمجھیں اور
اگر ضرورت سمجھتے ہیں۔ تو کوئی ایسے معنے بتائیں۔ جو سوائے
حضرت مسیح کے سوروں کو قتل کرنے کے اور کسی
طرح پورے نہیں ہو سکتے۔ دوسری کسر صلیب کی
علامت ہے۔ اس کے متعلق وہی پادری صاحب لکھتے
ہیں۔ کہ کسر صلیب میں کچھ مشکل ضرور ہے۔ اور سمجھ میں
نہیں آتا کہ آپ کیوں صلیبوں کو توڑینگے۔ لیکن اگر آپ
ایسا کریں تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ جب ہمارا مسیح
مصلوب جو دو جہان کے گناہوں کے لئے قربان
ہوا۔ آپ ہمارے درمیان موجود ہوگا۔ تو پھر اس وقت
لکڑی یا پتھر یا سونے چاندی کی صلیب کی ہم کو کیا
ضرورت ہوگی؟ اگر سچ پوچھو۔ تو ہم صلیبوں کے توڑے
جانے کے پہلے سے عادی ہو چکے ہیں۔ پیوریٹن
جو نہایت زاہد تھے اور دین دین پکارتے تھے۔ انہوں
نے لاکھوں صلیب توڑ ڈالی تھیں۔ پھر اس میں بھی
کلام نہیں۔ کہ صلیب کے متعلق بعض لوگوں نے بت سی
بت پرستی کی رسوم پیدا کر رکھی ہیں۔ کہ جن کا مٹانا شاید
صلیب کے مٹائے بغیر مشکل ہو۔ غرضکہ ہم کو اس پر اصرار
نہیں۔ کہ جب ہمارے خداوند یعنی مسیح مصلوب
خود ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہوں۔ اس
وقت بھی صلیب بحال رہے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک
کہتے ہیں۔ کہ جب مسیح خدا کی ہیکل ہمارے درمیان
موجود ہوگی تو اس وقت ہم گرجوں کی بھی کوئی ضرورت
نہ رہیگی۔ آسمان پر نہ کوئی صلیب نہ کوئی گرجا۔ اور
جب آسمان کی بادشاہت زمین پر مسلط ہو جائیگی۔ تو عبادتوں
کی حفاظت کے لئے گرجوں اور صلیبوں کی ضرورت
اٹھ جائیگی۔ پس معلوم ہو جائے کہ سوروں کے
قتل سے ہم کو مطلق غم نہیں اور ان ظاہری صلیبوں
کے مٹ جانے سے کوئی تردد نہیں اس حوالہ سے
ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ وہ حدیث جس سے مسلمان
عیسائی مذہب کا معدوم ہونا سمجھے بیٹھے ہیں۔ ابھی سے

عیسائی صاحبان اپنے مذہب کی تائید اور نصرت خیال کرتے ہیں۔ اور اگر حدیث کے وہی معنی کئے جائیں جو غیر احمدی کرتے ہیں۔ تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ واقعہ میں اس سے تو عیسائیوں کے مذہب کی اور تائید ہوگی کیونکہ جب عیسائی صاحبان بڑی خوشی سے قتل خنزیر اور کسر صلیب کے خواہشمند ہیں۔ تو جو حضرت مسیح موعود کے اس فعل سے انہیں رنج اور تکلیف کیوں ہوگی؟ اب مسلمانوں کو چاہئیے۔ کہ اس حدیث کے کوئی ایسے معنی کریں۔ جن کی رو سے عیسائی صاحبان کو خوشی منانے اور اپنے مذہب کی تائید سمجھنے کا موقع نہ ملے کہ صاف نہیں سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ جس مسیح کی آمد کے وہ منتظر ہیں وہ انہیں کوئی فائدہ نہیں دیگا بلکہ الٹا نقصان رسان ثابت ہوگا۔ کیونکہ جن باتوں کے حضرت مسیح موعود کے وجود سے پیدا ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔ وہ پوری ہونے کی صورت میں فائدہ مند نہیں ہیں۔ ہم بڑے شوق سے یہ معلوم کرنے کے منتظر ہیں کہ اب مسلمان اس حدیث کے کیا معنے کریں گے اور خاصکر اخبار اہلحدیث جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے۔ وہ اس کے کیا معنی بیان کرتا ہے۔ لیکن امید نہیں۔ کہ کسی کو کوئی اور معنی سوجھیں۔ کاش مسلمان اس ظاہر پرستی کی بلا میں گرفتار نہ ہوتے۔ تا اس وقت انہیں یہ مشکلات نہ دیکھنی پڑتیں۔ کہ ایک تو وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعودؑ کے قبول کرنے سے بے نصیب رہے اور دوسرے۔ جو علامات حضرت مسیح موعود کی آمد کے متعلق انہوں نے سمجھ رکھی تھیں۔ وہ ان کے لئے مفید حال ثابت نہ ہوئیں۔ بلکہ الٹی نقصان دہ نکلیں اگر مسلمان حقیقت آشنا ہوتے۔ تو کبھی بھی اس حدیث کے ایسے معنی کرکے ان کے پیچھے نہ پڑتے جو ان کے لئے مفید نہ تھے۔ بلکہ ایسے معنی کرتے جو اصل میں مراد تھے میں یہاں مختصر طور پر قتل خنزیر اور کسر صلیب کے اصل معنی بیان کرتا ہوں۔ جن کو پڑھ کر ہر ایک وہ شخص جس کی فہم و فراست مر نہیں گئی اور جس کو عقل جواب نہیں دے گئی سمجھ لیگا کہ یہی ٹھیک ہیں۔ ان ہر دو علامات سے درحقیقت یہ مراد ہے۔ کہ

جس وقت حضرت مسیح موعود دنیا میں آئینگے اس وقت عیسائی مذہب انتہائی عروج پر ہوگا۔ اور لوگوں کو طرح طرح سے اپنا گرویدہ بنا رہا ہوگا۔ خنزیر نما بے حیائی اور بے شرمی حد کو پہنچ چکی ہوگی شرم و حیا کا خاتمہ ہوچکا ہوگا جس طرح خنزیروں میں شرم و حیا نہیں ہوتی۔ اسی طرح گویا عوام الناس کی حالت ہوگی۔ ایسے تاریک خطرناک اور پر معصیت زمانہ میں حضرت مسیح نازل ہوکر اپنے نفوس قدسیہ کی برکت سے ان باتوں کا قلع قمع کر دینگے۔ اور دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے عیسائی مذہب کو ساکت اور لاجواب کر دینگے۔ عیسائیت کی طاقت نہیں ہوگی۔ کہ اس کی براہین کے آگے ٹھہر سکے۔

یہ اصل حقیقت ہے۔ ان دونو علامات کی جو صاف اور صریح طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ پوری ہوچکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں کیا کوئی عیسائی ہے؟ کہ حدیث کے ان معنوں کی رو سے اس بات کے لئے خوشی مناتا ہو۔ کہ جلد تر نشان پورے ہوں۔ تا ہمارے مذہب کی تائید اور نصرت ہو۔ ہرگز نہیں۔ پس مسلمانوں کو چاہئیے کہ انہی معنوں کو قبول کریں۔ تا عیسائیوں کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے قبول کرنے سے بے نصیب رہیں +

اہلحدیث کے چند اعتراضات اور انکے جواب

(نوشتہ اکمل - قادیان)

پہلا اعتراض اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے چند اعتراضات در متعلق شان احمدیت کئے ہیں۔ ان کے مختصر جواب یہ ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کے احمد ہونے کے متعلق آپ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کی تحریروں سے ان کا یہ دعویٰ ثابت ہے مگر یہ دعویٰ خلاف قرآن مجید ہے کیونکہ جہاں احمد کی پیشگوئی کا ذکر ہے وہاں فلما جاءہم بالبینٰت قالوا ھذا سحر مبین آیا ہے۔ وجہ استدلال مولوی صاحب نے نہیں لکھی تاہم ہم جواب دیتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض ہے کہ آپ کو ساحر نہیں کہا گیا۔ تو اس کا مفصل جواب الفضل میں دیا جا چکا ہے۔ اور اگر جاءہم اور قالوا کی ماضی پیش کرتے ہو تو افسوس ہے کہ یہ اعتراض آپکے اپنے مسلمات کے بھی خلاف ہے چنانچہ اسی اہلحدیث میں اذ قال اللہ یٰعیسی بن مریم کا ترجمہ آپنے مسیح کو قیامت کے دن جب خدا کہیگا کیا گیا ہے۔ پس جس طرح یہاں ماضی کو مستقبل کے معنوں میں آپنے لیا ہے اسی طرح قالوا ھذا سحر مبین میں لے لیجئے پھر قرآن مجید میں سے متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جہاں آئندہ ہونے والی بات کو بوجہ تحقیق وقوع بصیغہ ماضی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ولو تری اذ وقفوا علی النار اور نادی اصحٰب الجنۃ پس جاءہم یا قالوا سے یہ استدلال آپ نہیں کر سکتے کہ یہاں کسی ایسے موعود کا ذکر ہے جو اس آیت کے نزول سے پہلے آچکا ہو۔ دوسری صورت اس اعتراض کے رفع کی یہ ہے کہ آپ تفاسیر دیکھیں وہاں جاءہم کا فاعل عیسیٰ بن مریم کو بیان کیا گیا ہے۔ اس صورت میں آپ کا کوئی اعتراض نہیں رہتا اور نہ حضرت مرزا صاحب کے احمد ہونے میں کوئی قدح ہو سکتی ہے۔

تفسیر تبصیر الرحمٰن صفحہ ۳۲۹ جلد دوم میں لکھا ہے۔ قالوا ھذا سحر مبین اذ لا تظہر المعجزات علی یدی ولد الزنا۔ یہ ثبوت مدارک التنزیل مطبوعہ مصر صفحہ ۲۷۳ عیسیٰ او محمد علیہ السلام پھر دیکھو فتح البیان صفحہ ۳۳۶ فلما جاءہم عیسیٰ + + + پھر وقیل المراد محمد صلعم۔ اخیر میں لکھا ہے۔ والاول اولیٰ بل ھو المتبادر من السیاق۔ یعنی عیسیٰ کی طرف جاء کا اسناد متبادر اور بہتر ہے۔ اس صورت میں آپ کا اعتراض باطل ہوا۔ اور ہمارا جو مسلک ہے وہ ہم نے ماضی بمعنی مستقبل سے واضح کر دیا۔

دوسرا اعتراض دوسرا اعتراض آپنے یہ کیا ہے کہ میر قاسم علی صاحب نے فاروق میں فلما توفیتنی کے معنے تفسیر ثنائی سے یہ نقل کئے ہیں۔

اور میں علاوہ تعلیم کے جب تک ان میں رہا ان کی اس بات پر خبر گیری کرتا رہا پھر جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی نگہبان تھا

(جلد سوم صفحہ ۱۵)

اور یہ کذب بیانی ہے لیکن اس لئے کہ سیر صاحب نے حوالہ غلط دیا ہے بلکہ صرف اس لئے کہ تفسیر ثنائی سے عبارت کا یہ حصہ مسیح کو قیامت کے دن جب خدا کہے گا اے عیسیٰ مریم صدیقہ کے بیٹے نقل کرنے کی وجہ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ میں (ثناء اللہ) آج کل بھی حضرت مسیح کو وفات یافتہ مانتا ہوں۔ حالانکہ یہ سوال جواب قیامت کے دن ہوگا جب کہ حضرت عیسیٰ بالاتفاق وفات پا چکے ہونگے۔

میں اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میر قاسم علی صاحب کو ہرگز اس بات پر اصرار نہیں کہ یہ سوال و جواب قیامت کے دن نہیں بلکہ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ سوال و جواب قیامت کے روز ہی ہونگے۔ اور اس صورت میں جو شخص توفیتنی کے معنے تو نے مجھے فوت کر لیا۔ کرتا ہے وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات مسیح کا قائل ہے اس طرح پر کہ حضرت عیسیٰ جناب باری میں عرض کرتے ہیں۔ کہ جب تک میں ان میں رہا۔ میں انکی خبر گیری کرتا رہا اور وہ بگڑے نہیں مگر جب میں وفات کی وجہ سے انمیں نہ رہا۔ تو پھر تو ہی نگران تھا۔ مجھے ان کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ یہاں سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ عیسائیوں کی گمراہی بہرحال وفات مسیح کے بعد ہے یعنی جب عیسائیوں کا عقیدہ بگڑا ہے بہرحال اس سے پہلے مسیح کی وفات واقع ہو چکی تھی دوئم یہ کہ مسیح دوبارہ دنیا میں نہیں آئے۔ ورنہ کنت انت الرقیب نہ کہہ سکتے۔ کیونکہ اگر دوبارہ آئیں تو اپنی امت کو بگڑا ہوا دیکھ لینگے پھر وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ مجھے کچھ علم نہیں۔ پس مولوی صاحب غور فرمائیں کہ فلما توفیتنی کے معنے فوت کر لیا کر کے انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح بن مریم عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے فوت ہو چکے ہیں

تیسرا اعتراض مولوی ثناء اللہ صاحب نے عزیز عبد الحی کی وفات کے متعلق یہ اعتراض کیا ہے کہ چونکہ اس کی پیدائش کے متعلق حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا تھا کہ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اس لئے حکیم نور الدین کے پہلے مرنے والے لڑکے سے دوسرا پیدا ہونے والا لڑکا اچھا ہونا چاہیئے یا بالفاظ دیگر وہ پہلے کے لئے ناسخ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عبد الحی کی نسبت بشارت ہے کہ وہ عمر طبعی کو پہنچے گا کیونکہ اگر وہ بھی لڑکپن میں مر کر اپنے والدین کو داغ جدائی دے گیا تو ناسخ نہیں ہو سکتا اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اول تو آپ نے تمام پیشگوئی کے الفاظ کو نہیں لکھا۔ صرف الہام کے الفاظ لکھے ہیں اور اس کے معنوں میں حیرت انگیز قطع و برید کر کے بخیر منہا لے لیا ہے مگر او مثلہا کو چھوڑ دیا ہے۔ اور پھر خود ہی یہ معنے پیدا کر لئے ہیں کہ عمر طبعی کو پہنچنا ضروری ہے۔ جناب والا۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں جو یہ ہیں۔

میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں[۱] اور ان کی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو انہیں کا ہے[۲] اور وہ بچہ خوش رنگ[۳] خوبصورت[۴] ہے اور آنکھیں بڑی بڑی[۵] ہیں۔ میں نے مولوی صاحب[۶] کہا کہ خدا نے بعوض محمد احمد[۷] آپ کو وہ لڑکا دیا جو رنگ[۸] میں شکل[۹] میں طاقت[۱۰] میں اس سے بدرجہا بہتر[۱۱] ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تو اور بیوی کا لڑکا ہے کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت بیمار سا نیم جان سا تھا یہ تو قوی ہیکل اور خوش رنگ[۱۲] ہے اور پھر دل میں یہ آیت گذری ما ننسخ من آیۃ الخ۔

(انوار الاسلام)

دیکھئے مولوی صاحب اس زبردست پیشگوئی میں پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ مولانا نور الدین کے ہاں ضرور لڑکا ہوگا۔

دوم یہ بتایا کہ وہ بچہ کم از کم اس عمر کو ضرور پہنچیگا کہ مولانا موصوف کی گود میں کھیلے۔

سوم۔ اس میں بارہ اوصاف ہونگے۔ جن پر میں نے نمبر لگا دیئے ہیں۔ اور عزیز عبد الحی کے دیکھنے والے اس کی تصدیق کرینگے۔

چہارم۔ یہ کہ وہ محمد احمد کا عوض بنے۔ اور آیت میں خیر اور مثل دونو لفظ ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ کئی باتوں میں اس سے اچھا ہوگا کئی میں برابر ورنہ او مثلہا کہنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اب بتاؤ کہ آیا عزیز عبد الحی محمد احمد سے خوش رنگ۔ خوبصورت قوی ہیکل تھا یا نہیں۔ اور آیا شکل میں اور طاقت میں بدرجہا بہتر تھا یا نہیں۔ دیکھنے والے سب یکزبان گواہی دیتے ہیں کہ تھا اور ضرور تھا پس پیشگوئی تو جس حد تک تھی پوری ہو گئی۔ باقی عمر کے متعلق کہاں لکھا ہے کہ وہ ضرور ساٹھ ستر برس یا اسی برس کا ہو کر فوت ہوگا۔ ہاں آپ مخفی نہ رہے کہ محمد احمد ۱۲ ماہ کا فوت ہوا تھا۔ پس اس سے چند ماہ بھی زیادہ عمر پا کر وہ خیر منہا کا مصداق ہو جاتا مگر خدا نے بجائے ۱۲ ماہ کے ۷ اسال عمر دی۔ اور پھر جن کے لئے یہ نشان اور عوض تھا یعنی مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ۔ انکو اس کی جدائی کا داغ بھی نہیں دکھایا۔ مولانا مغفور فرمایا کرتے تھے عبد الحی کے متعلق میری جس قدر خواہشیں تھیں۔ اللہ نے پوری کر دیں۔ سورہ بقر بھی اس نے یاد کر لی۔ قرآن مجید کا ترجمہ بھی پڑھ لیا۔ شادی بھی ہو گئی۔ مکان بھی بن گیا۔

پس عزیز عبد الحی کی وفات سے اس پیشگوئی میں کسی قسم کا نقص لازم نہیں آیا۔ بلکہ پیشگوئی ہر پہلو سے پوری ہوئی فالحمد للہ رب العالمین۔ مولانا مغفور رح کی بہت سی اولاد موجود ہے۔ آخر یحییٰ (علیہ السلام) بھی حضرت زکریا کی دعاؤں کا نتیجہ تھے۔ یرثنی و یرث من آل یعقوب کی التجا تھی۔ مگر آپ کی اولاد تو ہوئی

بقیہ

اور بڑی بھاری غلطی ۔

چوتھا اعتراض چوتھا اعتراض بڑا ہو گیا ہے مگر مختصر جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ اہلحدیث میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے لکھا تھا کہ خلیفہ ثانی مسیح موعود ۔ خلافت کے قابل نہیں کیونکہ انہوں نے ترجمہ انگریزی کے متعلق اپنی رائے پہلے دیدی ۔ اور پھر وہی مثال غزوہ احد کے متعلق پیش کی کہ مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے کے متعلق آنحضرت نے مشورہ پوچھا تو اپنی رائے بھی دی تعجب ہے کہ مفسر قرآن ہونے کے مدعی مولوی فاضل اور مشہور و معروف مناظر ۔ پھر ایسی فاش غلطی ہیچ چین خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنہ پاکان کند مولوی صاحب دیکھئے زاد المعاد صفحہ ۲۴۳ ۔

فصل فی غزوۃ احد ++++++++
ثم اقبل بہم المدینۃ فنسال عبد اللہ
حبل احد بمکان یقال عینین دسول
اللہ صلعم اصحابا الخروج ام یمکث
فی المدینۃ وکان رایہ ان لا یخرجوا من
المدینۃ وان تحصنوا بہا فان دخلوھا
قاتلہم المسلمون علی افواہ الازقۃ
والنساء من فوق البیوت ... علی
ھذا الرای عبد اللہ بن ابی وکان
ھو الرای فبادر جماعۃ من فضلاء الصحابۃ
ممن فاتہ الخروج یوم بدر واشاروا
علیہ بالخروج والحوا علیہ فی ذلک واشار
عبد اللہ بن ابی بالمقام فی المدینۃ وکان
رایہا ان لا یخرجوا من المدینۃ وتابعہ
علیہ بعض الصحابۃ فالح اولئک علی
رسول اللہ صلعم فنہض ودخل
ولبس لامتہ وخرج علیہم الخ ٭

اس عبارت کو غور سے پڑھئے صاف ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے پہلے ظاہر فرما دی کہ مدینہ سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے بلکہ ادھر ادھر اونچی بستی سے تاکوں پر لڑائی کریں اور عورتیں چھتوں پر سے مقابلہ کریں ۔ لیکن بعض صحابہ نے کہا کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہیئے اور اس پر بہت اصرار کیا ۔

پس مولوی ثناءاللہ صاحب کا اعتراض بالکل غلط ہے کہ صدر پہلے رائے دے تو وہ اس عہدہ کے قابل نہیں ہوتا ۔ بات تو بالکل معمولی تھی مگر مولوی ابوالوفاء صاحب نے ایک پاک انسان پر اعتراض کر کے جس کے زور قلم اور علم و فضل سے وہ خوب آگاہ ہے اپنی علمی پردہ دری کرالی ٭

دعوت الی الخیر

انگلستان میں احمدیت کی تبلیغ

اسی عنوان کے ماتحت گزشتہ اشاعت میں مسز کراکسفوڈ نامی جن یورپین نومسلم احمدی خاتون کا ذکر خیر ہو چکا ہے ان کے دو خطوں کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے جن کے مطالعہ سے ناظرین کرام انشاءاللہ اس امر کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ مسز موصوفہ کے دل میں اسلام اور سلسلہ حقہ کے ساتھ کس درجہ اخلاص ہے اور معہذا یہ بھی پتہ لگے گا کہ اسلام کے محاسن اور اپنے ابنائے وطن کیواسطے دین الحق کی ضرورت کو وہ بفضلہ تعالیٰ علی وجہ البصیرت سمجھتی ہیں ۔ انہوں نے اپنے ملک میں مشنریوں کے کام پر بیزار ہو کر بیس سالہ حیرت ہو نیکا جو ذکر کیا ہے اس میں فی الواقعہ بہت ہی تعجب انگیز و تاسف خیز ہے کہ مسیحی مشنوں نے جن غیر مذاہب کے لوگوں میں اپنا دین پھیلانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے ان سب کو بت پرست یا کافر سمجھتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمان بھی اسی زمرہ میں شمار کئے جاتے ہیں حالانکہ لفظ "ہیدن" کے معنے یہ ہیں کہ جو نہ عیسائی ہو نہ یہودی نہ مسلمان ۔ اس میں شک نہیں کہ فی زمانہ دنیا کی بیشتر اقوام بوجہ اپنی غفلت و جہالت کے بت پرستوں کی مانند ہیں اور انہوں نے معبودان باطل کی شکل میں ہزار ہا قسم کے بت بنا رکھے ہیں جیسے بت معبود حقیقی نہیں ہو سکتے اسی طرح وہ تمام خود ساختہ چیزیں یا من گھڑت باتیں بھی جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی سے روکیں اور بے سود ڈھکوسلے یا دعوت بدواعمال جو الجھا رکھیں کبھی انسانی نجات کا موجب یا اس کا معبود حقیقی نہیں ہو سکتیں تو گویا بلحاظ مفہوم و مدعا کے وہ بھی بلاشبہ ایک طرح کے بت ہی ہیں ۔ اور اس افسوسناک خرابی سے آج مسیحی دنیا بھی خالی نہیں بلکہ معبود حقیقی سے دور رکھنے والے عقائد و مراسم ان میں اس وقت شاید دیگر جملہ اقوام سے زیادہ موجود ہوں ۔ بہرحال اسلام کے نام لیوا لوگوں کا بھی بت پرستوں اور کافروں کی ذیل میں شامل کیا جانا سخت عبرت کا مقام ہے ۔ اور اس کے متعلق ہر سچے مسلمان کے دل میں کم از کم اتنا ہی احساس غیرت ضرور ہونا چاہیئے جو مسز کراکسفوڈ کی چٹھی سے پایا جاتا ہے مسز موصوفہ کا یہ احساس اور اشاعت اسلام کے متعلق ان کا جوش و اخلاص نہایت مبارک اور قابل تحسین و تقلید ہے ۔ ان کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وطن اور ابنائے وطن کی حقیقی خیر اندیش ہیں اور ان کے واسطے نعمت اسلام سے مالامال ہونیکی از بس آرزومند ۔ خدا تعالیٰ ان کے پاک ارادوں میں برکت دے اور سرزمین انگلستان میں خدا تعالیٰ کے پسندیدہ دین کا شاندار مستقبل انہیں اپنی آنکھوں دیکھنا نصیب ہو آمین ۔ بہرحال ان کے خط کا ترجمہ یہ ہے ٭

ترجمہ چٹھی مسز وائیولٹ کراکسفوڈ

مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۱۵ء ۔

پیارے بھائی عبداللہ ۔ السلام علیکم

عنایت نامہ کا شکریہ ۔ جس عظیم الشان کام (خدمت اسلام) کے واسطے تم یہاں آئے ہو ۔ اس میں تمہاری کامیابی کے لئے میں ہمیشہ دست بدعا ہونگی فی الواقعہ وہ دن بڑا ہی مبارک اور شاندار ہوگا جبکہ حقیقی اسلام کا بدر منور اس سرزمین میں لہریں مارتا ہوگا اور جو تاریکی و معصیت اس وقت بڑے زور سے یہاں تہاں پھیلی ہوئی ہے اس کو کیسے بھاگنا پڑیگا ۔ خدا تعالیٰ بہیر [illegible]

[illegible] کتاب ... اسلام کی [illegible] خدمت انجام دینے والوں کی آج ایسی اشد ضرورت ہے کہ پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ یہ خیال اگر افسوسناک ہوتا ہے کہ ہر سال ہزارہا پونڈ مشنریوں کو سمندر پار کے مقامات میں روانہ کرنے پر خرچ کیا جاتا ہے تاکہ وہ کافر بت پرست لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کریں اور یہ کافر یا بت پرست کی اصطلاح ایسی رکھی گئی ہے جس میں مسلمان بھی شامل سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن ان بت پرستوں سے بھی بدتر گزرے ہوئے طبقہ کے لوگ جو ہماری اپنی سرزمین انگلستان میں بستے ہیں انہیں گرجے میں سرنگوں کرنے کے بجائے گوارا کر لیا گیا ہے چراغ تلے اندھیرا اسی کو کہتے ہیں۔ کیا اچھا ہو اگر ذمہ وار با اختیار لوگ پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نکالنے کی فکر کریں۔

پیارے عبداللہ میری تمنائے دلی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں اپنے پاک مقاصد میں وہی الانتہا بامرادی کامیابی نصیب کرے جس کی میں مسٹر سیال (حضرت چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے) کے واسطے ہمیشہ خواہشمند ہوں۔

پیارے بھائیو! آپ لوگ وطن مالوف کو چھوڑ کر اسی لئے یہاں تشریف لاتے ہیں جن کی غرض یہ ہے کہ یہاں کی خلقت اللہ کو نجات کی سیدھی سچی راہ دکھلائیں اس میں آپ کو بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں جنہیں میں اچھی طرح سمجھتی اور نظر استحسان سے دیکھتی ہوں۔ آپ جو میرے واسطے دعائے خیر کرتے ہیں میں اس پر آپ کی صدق دل سے ممنون ہوں اور مجھے آپ کی دعاؤں کی ضرورت بھی بالیقین بہت ہے۔ دعا فی الحقیقت ہمارا سب سے زبردست ہتھیار ہے اور اخلاص مند روحوں کی دعائیں اپنی قدر و قیمت میں زر و جواہر سے بھی کہیں بڑھ کر ہوتی ہیں۔ ان کی طاقت کا اندازہ ہمارے قیاس سے بالاتر ہے خدا تعالیٰ ہر طرح سے اپنے فضل آپکے شامل حال کرے آمین۔

آپ کی مخلص (دینی بہن) مالوٹ کراکسفورڈ

دوسری چٹھی کا ترجمہ

جب مسز موصوفہ نے اپنا نام [illegible] تجویز ہونے پر چوہدری صاحب کی خدمت میں یہ چٹھی [illegible] لکھی ہے

پیارے بھائی۔ السلام علیکم۔ آپنے میرے واسطے ایسا عمدہ اور پیارا نام تجویز فرمایا اس پر آپ کا شکریہ۔ واقعی یہ ایک خوبصورت نام ہے اور مجھکو بلاشبہ توقع ہے کہ میرے واسطے موجب برکات ہوگا۔ مجھے اپنی زندگی میں سلامتی کی جس سے پیشتر ہے بڑی ضرورت ہے اور میں نہایت خلوص سے آرزومند ہوں کہ [illegible] میں آپکا آنا باعث مسرت و کامیابی ہو اور اگر ایک روح بھی مشرف باسلام ہوگئی تو مجھے اس کی بڑی خوشی ہوگی۔ آپنے جو کتاب ازراہ مہربانی مجھے بھیجی وہ میں نے بالکل ختم کر لی ہے۔ درحقیقت یہ بہت عمدہ کتاب ہے اور اس میں جو باتیں مجھے دریافت طلب معلوم ہوئیں وہ میں نے نوٹ کر لی ہیں۔ اپنی بیٹی اینا کے واسطے آپ سے ملنے کا انتظام کرونگی۔ خدا جلد وہ وقت لائے وہ ایک شرمیلی لڑکی ہے۔ شاید آپکے ساتھ زیادہ گفتگو نہ کر سکے۔ میں استدعا کرتی ہوں آپ اس کے حق میں دعا کریں کہ وہ بھی ایک سچی مسلمان بنجائے۔ میری بڑی خواہش ہے کہ اس کو اپنے ہی معتقدات کے مطابق تربیت کر سکوں۔ اب بھی جہاں تک بن پڑتا ہے ایسا ہی کرتی ہوں۔ لیکن اس وقت کی منتظر ہوں کہ تمام روکیں دور ہو جائیں مجھے اس ہفتہ کی ڈاک میں ایک عریضہ حضرت میاں محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ) کی خدمت میں بھی بھیجنا ہے۔ فارم بیعت خانہ پری کر کے واپس بھیجتی ہوں۔ عزیزہ

دیگر خطوط کے اقتباسات انشاء اللہ آئندہ درج ہونگے

تازہ خبریں

لارڈ کچنر ۲۶ نومبر کو روما پہنچے۔ تپاک استقبال کیا گیا جس میں اٹلی کے بڑے بڑے عمائد و افسران فوج بھی شریک تھے اگلے دن آپ اطالین محاذ دیکھنے کو تشریف لے گئے۔ اطالوی اخبارات لارڈ ممدوح کی اس آمد پر بہت کچھ خوش آئند امیدیں ظاہر کر رہے ہیں۔

سلانیک سے ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار تار دیتا ہے کہ [illegible] خود پیام [illegible] بھیجا ہے کہ ہفتہ کے اندر اندر روسی افواج بلغاریہ میں پہنچ رہیں گی۔ تیس ہزار کی جمعیت بھیجنے کا اٹلی نے بھی وعدہ کیا ہے۔

پیرس کی ایک تار خبر ہے کہ جرمنی نے سرویوں سے یہ خواہش کی تھی کہ جس رستہ دیدہ اور مفتوحہ علاقہ بھی ہمارے ہی پاس ہے۔ دفتر تھامنے میں جدال و قتال کی کارروائی بند کر دینگے مگر پرنس الیگزینڈر نے انکار کر دیا۔

ایران کی بے چینی کے متعلق پیٹروگراڈ سے ۲۶ نومبر کا تار ہے کہ برطانیہ اور روسی سفراء متعینہ ہمدان اور ممبران نوآبادی [illegible] برطانیہ و روس قزوین میں چلے آئے ہیں۔

یونان کے متعلق سرکاری پیام برقی دہلی ۲۷ نومبر مظہر ہے کہ دول متحدہ کے مطالبات کا یونان نے بہت دوستانہ و تسلی بخش جواب دیا ہے۔ اور تمام ضروری ذمہ داریوں کی حامی بھر لی ہے۔ جزیرہ مالٹا میں جو یونانی سٹیمر رکے ہوئے تھے برٹش گورنمنٹ نے بھی ان کے گزر جانے کی اجازت دیدی ہے

گیلی پولی میں ترکوں نے تین بار برطانی محاذ پر حملے کئے تا ان خندقوں پر جوان کے قبضہ سے نکل گئی تھیں پھر قابض ہو جائیں مگر پسپا کر دئیے گئے۔ ترکوں کے پاس سامان حرب تو بہت ہے مگر وہ ہوائی جہازوں کی گولہ باری سے ڈرتے ہیں جو قسطنطنیہ دیدی اعلیٰ ریلوے اور مناسترو وغیرہ پر ہوتی ہے۔

(بقیہ اخبار احمدیہ)

مولوی عبدالصمد صاحب بٹالوی لکھتے ہیں کہ میں قضا خانہ سنور کے دیہات میں تبلیغی دورہ کرتا رہتا ہوں۔ الحمد للہ کہ اس میں اچھی کامیابی ہو رہی ہے۔ حال میں خان صاحب رجب علی خان صاحب کے مکان پر مستورات میں ایک وعظ کیا گیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوال و عادات بیان کئے گئے خانصاحب موصوف نے زیادہ سہل و عام فہم زبان میں اس کی تشریح فرمائی۔ مرد بھی موجود تھے۔ حاضرین پر بفضل خدا اچھا اثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ دیا جاوے۔ ورنہ عدم تعمیل

چودھری برکت علی خان صاحب والد مولوی فضل خان صاحب مرحوم
تفصیل گذشتہ کرتے ہیں کہ وہ اسکی وفات مورخہ ۲۴
کو بعارضہ اسہال ہوئی۔ مرحوم ایک نیک اور متقی شخص
تھا۔ اور مرحوم کو قادیان سے انتہا محبت تھی۔ کرشنا پور
سکھواں سے جو ۵۵ کوس کا فاصلہ ہے پیدل آتا اور
قادیان سے پیدل ہی جاتا۔ آخر کار اُکو قادیان کی محبت
اتنی غالب ہوئی کہ ہجرت کی اور سب جگہ کا مال و متاع
سب فروخت کیا۔ اور مرحوم کی وفات اپنے گھر پر
ہوئی جنازہ بھی کرم بھائی عبد الرحمن
خان صاحب سپرنٹنڈنٹ انجمن احمدیہ شرقپور ۱۴
کو براہ ہوشیارپور لیکر آئے ۲۵ کو مرحوم مقبرہ بہشتی
میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالی مغفرت کرے احباب جنازہ
غائب پڑھیں۔ برکت علی۔ افسوس اطلاع پہلے پہنچ نہ سکی

ضرورت وقت

جلسہ کا وقت قریب آ لگا ہے۔ افسران متعلقہ
کی طرف سے ضروری اعلان شائع ہونے شروع ہوگئے
ہیں۔ جلسہ فنڈ اور تعمیر منارۃ المسیح کی اعانت میں شریک
ہوکر ثواب حاصل کرنیکا امید ہے کہ تمام احباب کو
خود خیال ہوگا۔ انکے علاوہ ایک بڑی ضرورت اس
وقت یہ ہے جس کا احمدی برادران کو خاص فکر ہونا چاہیے
کہ مقامی انجمنوں کی کارگزاری اور حسابات کی باقاعدہ رپورٹ
مکمل کرکے ان کے ضروری خلاصے احمدی کانفرنس
کے اجلاس میں پیش کرنے کے لئے سیکرٹری صاحبان
اپنے ساتھ لائیں تاکہ جماعت کی عملی سرگرمی کا اندازہ
یکجائی طور پر ہوسکے اور آئندہ کے لئے اچھا کر سبق
آموزی و ترغیب خدمت کا موقعہ ملے۔ ایک جنرل سیکرٹری

اخبار احمدیہ

مشرقی افریقہ سے برادر مکرم ایوب احمد صاحب
لکھتے ہیں یہاں حتی الوسع تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ کتاب تحفہ گولڑویہ
آج اسلام پہلے ایک یورپین انسپکٹر نار کو دی تھی
پھر ایک کپتان صاحب کو دی جن سے سفر میں صرف
دس منٹ کی ملاقات تھی۔ چلتے وقت جب کتاب دیکھی
تو وہ حیران ہوگئے۔ پوچھنے لگا پڑھ کر کسی دوسرے شخص
کو دیدیجئے گا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت نیک انسان
ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہاں جو لوگوں نے خدا کو
بالکل بھلا رکھا ہے بجز فسق و فجور اور کمانے کھانے
کے اور کسی بات کا خیال نہیں۔ اللہ تعالی ہدایت کرے۔
چیانگا ٹک میں پچھلے جمعہ کو علماء مخالفین سے حافظ حکیم مکرم
خلیل احمد صاحب احمدی مبلغ کا مناظرہ ہوا۔ الحمد للہ
کہ احمدیت کی فتح ہوئی مفصل رپورٹ انشاء اللہ آئندہ
شائع ہوگی۔ حکیم صاحب موصوف کے گھر میں بفضل
خدا حضرت کی دعا سے اب نسبتاً افاقہ ہے۔ فالحمد للہ
میرٹھ میں برادر عبد العزیز صاحب کچھ عرصہ سے بیمار
ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالی صحت بخشے۔
جالندھر سے منشی دوست محمد صاحب جلدی بیماری عیال
کے باعث شریک جلسہ نہو سکنے پر افسوس کرتے
ہیں اور حضرت کی خدمت میں دعا کیلئے ملتجی ہیں۔
برادر منشی محمد حسین صاحب کاتب کی لڑکی بہت بیمار ہے
اس سے بڑی لڑکی عرصہ ہوا گذرا کر اسی مرض
میں فوت ہوچکی ہے اس لئے بہت پریشان ہیں اور
دعا کے خواستگار۔ احباب خاص توجہ سے دعا فرمائیں
لدھیانوی بھائی محمد سردار خان ڈپٹی زیری ڈاکٹر بیمار ہیں
احباب دعا برصحت فرماویں۔
سرگودھا سے برادر محمد حسن صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی
نے اپنے فضل سے انکو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کا
نام احمد حسن رکھا گیا ہے۔ پہلے تین لڑکے بچوں والی
بیماری میں فوت ہوچکے ہیں۔ اللہ تعالی اس نو مولود کو
عمر دے اور خادم دین بنائے احباب دعا کریں۔
برادر غلام سرور صاحب چک ۳۱ رلا نیلپور میں
اکیلے احمدی ہیں اللہ تعالی وہاں بڑی جماعت پیدا
کردے اور برادر موصوف کے ہاں خدا تعالی نے
متیرا لڑکا دیا جس کا نام عطاء اللہ رکھا گیا اس کے
واسطے دعا کی جائے۔

ضرورت نکاح۔ لدھیانہ شہر کے رہنے والے
ایک احمدی دوست کو رشتہ کی ضرورت ہے۔ خواہ بیوہ
ہو مگر احمدی اور صالحہ ہو۔ عمر ۲۰ - ۲۲ برس تک کی ہو
ان دوست کی عمر ۲۶ سال کی ہے۔ دفتر الفضل
کتابت کا کام کرتے ہیں۔ ماہوار آمدنی [illegible]
افغان بادہ زئی۔ ان کی پہلی شادی [illegible]
کتابت معرفت منیجر الفضل قادیان
قاضی حبیب اللہ صاحب دلالپور [illegible]
اور نہایت درد دل سے جماعت [illegible]
عرصہ چند یوم سے انکا بچہ ابراہیم [illegible]
احباب ان کے بچے کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالی
اسکو صحت عطا فرماوے۔ جو اسکے بھائی کے لئے دعا کرنا
ہے۔ خدا اس کی مصائب اور بلاؤں کو دور کرتا ہے۔

طلبا درخواست کریں

چوبیس طالب علموں کے نام ریویو آف ریلیجنز جاری کرنے
کے لئے رسالہ کی قیمت بعض احباب نے دی ہے ۱۵ دسمبر
تک جو طالبعلم صرف آٹھ آنہ کے ٹکٹ دفتر ریویو آف
ریلیجنز میں اپنے پتہ کے ساتھ بھیجدیگا جنوری ۱۹۱۷ء سے
لیکر دسمبر ۱۹۱۷ء تک یعنی پورا ایک سال اس کے نام ماہ بماہ
رسالہ ریویو اردو جاتا رہے گا طلبا فوراً درخواست بھیجیں
طلبا کے سوا اور کسی کے لئے رعایت نہیں۔
جنازہ غائب پیر شہاب الدین عرف پیر بڈھا ساکن
کوٹلی ضلع گجرات فوت ہوگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون
خدا مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے
احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

احمدی احباب خبردار رہیں

تخت گاہ نبی اللہ کی عظمت کو مٹانے کے خواہاں سلسلہ
حقہ کی مرکزی حیثیت کے بد اندیش۔ جماعت کی امتیازی خصوصیات
کو منکران مسیح کی بے شرم داری و خوشامد پر قربان کرنیوالے
جگر گوشۂ رسول و خلیفۂ برحق (ایدہ اللہ) کے ساتھ صریح دشمنان
سلسلہ سے بھی زیادہ تعلق و عناد رکھنے والے اس کوشش میں ہیں کہ اگلے کسی طرح دارالامان مہدی کا اجتماع سالانہ
بارونق و کامیاب نہونے پائے۔ ہمیں خدا تعالی کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ خود ہی ناکام رہینگے۔ تاہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۱۵ء

جہان بھر میں

صرف ایک

خدا کی خدائی میں بڑے بڑے عالی شان شہر، بڑی بڑی بارونق بستیاں ہزاروں ہونگی۔ ان سے اتر کر خاصے اچھے آباد قصبے بھی بلا مبالغہ بڑے شہروں سے کہیں زیادہ تعداد میں ہونگے۔ اور قریوں (دیہات) کا تو کچھ شمار ہی نہیں۔ نہیں معلوم کتنے لاکھ ہوں۔ اب آپ ذرا عالم خیال میں سطح زمین سے اونچے جا کر ایک نظر دوڑائیں اور کرۂ ارض کی کم از کم ایک گردش پوری ہونے تک بڑے غور و توجہ سے دیکھتے رہیں کہ ان تمام آبادیوں میں کوئی بڑے سے بڑا اعلیٰ مرتبت اور عظیم الشان شہر بھی ایسا ہے؟ چہ جائیکہ قصبہ یا کوئی گاؤں ہو جس میں دن رات کتاب اللہ کے افہام و تفہیم کا چرچا رہتا ہو۔ کوئی شہر ایسا ہے جہاں کیا بڑے کیا چھوٹے کسی کی زبان بھی ناگفتنی اور بیہودہ کلمات سے آشنا نہ ہوتی ہو۔ برخلاف اس کے شہروں میں تو آپ اس قدر ناپاک گالیاں اور روح انسانی کو گندہ بلکہ مردہ کر دینے والی لغویات سنیں گے اور وہ وہ حرکات دیکھنے میں آئینگی کہ ایک شریف النفس اور خدا ترس انسان تو ان کے خیال سے بھی سو سو کوس بھاگے۔ کوئی شہر ایسا ہے کہ مختلف اطراف کی ہزاروں مخلوق اپنے قسم قسم کے صدہا دنیاوی مشاغل اور اسباب عزت و راحت پر خاک ڈال کے وہاں آن بسی ہو اور محض دین - ہاں دین حق کی خاطر گوشۂ عزلت اختیار کئے ہوئے اپنے مولا کی یاد میں سرشار رہتی ہو۔ کوئی شہر ایسا ہے جہاں سے خدا اور اس کے پیارے رسول کے نام کی منادی کرنے والے دور دراز ملکوں میں جا کر ایک ہی محترم امام مطاع متبوع کے زیر فرمان تبشیر و دعوت خلق اللہ کو دعوت خیر دے رہے ہوں! کوئی شہر ایسا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے سچے فدائیان اسلام کا مرکز ہو اور ان دنیا بھر میں کوئی شہر ایسا ہے جہاں کے بچے بھی بڑے بوڑھوں کی طرح دینی کاموں سے سچی محبت اور دلچسپی رکھتے ہوں؟ پھر کوئی ایسی مجازی طاقت والی بستی ہے جس میں تھکے ٹوٹے بوڑھے بھی جوانوں کی طرح اپنے رب کی بندگی اور اس کے منتخب دین کی خدمت کمال مستعدی و استقلال سے کرتے ہوں۔ اچھا کوئی گاؤں بھی ایسا ہے جو آثار ترقی و شائستگی میں شہروں کا ہم پلہ ہو بلکہ بعض بڑے بڑے شہر بھی اس کے آگے ہیچ ہوں؟ ان سب باتوں کو رہنے دو اور اب اس کی تفتیش کرو کہ کوئی قریہ ایسا ہے جس کی عظمت اور احترام کی آج سے ۱۳-۱۴ صدی پہلے خبر دی گئی ہو۔ پھر ٹھیک ان وعدوں کے مطابق خدا کا ایک راستباز وہاں برپا کیا گیا ہو۔ جسے بیسیوں برس پہلے اسی گمنام و کس مپرس بستی کے شاندار مستقبل کی پے در پے اطلاعیں ملی ہوں اور آج وہ حرف بحرف پوری ہو رہی ہوں۔ لوگ بڑے بڑے جلیل القدر اور رفیع الشان مقامات کی طرف بھی بغیر کسی دنیوی ضرورت و منفعت کے برسوں کیا مدت العمر قدم نہیں اٹھاتے۔ حالانکہ ان تک پہنچنے کے سارے سامان اور اسباب راحت موجود ہوں لیکن کوئی چھوٹا سا گاؤں ایسا بھی ہے جس تک پہنچنے کے لئے رستہ میں مختلف قسم کی صعوبات سفر پیش آتی ہوں پھر بھی روزمرہ آنے جانے والوں کا تانتا لگا رہتا ہو۔ اچھے اچھے ذی جاہ صاحب ثروت۔ گھر پر بڑے آرام و راحت میں زندگی بسر کرنیوالے کچے رستے میں یکے کی زحمت اٹھاتے اور بعض پاپیادہ بھی خوشی خوشی چلے آتے ہوں۔ سال میں ایک دو بار تو یہ نظارہ کئی مقامات پر دکھائی دیگا۔ لیکن بارہ مہینے تیسوں دن یہی کیفیت کسی جگہ نظر آتی ہے؟ اور پھر یہ تمام کلفت و زحمت سفر کسی سیر و تفریح کی خاطر نہیں کاروباری اغراض کے لئے نہیں۔ کسی لہو و لعب کیلئے نہیں۔ ہاں کسی جبر و اقتدار کے ماتحت نہیں بلکہ محض اخلاص دلی سے۔ دینی برکات حاصل کرنے کے لئے۔ بجائے کوئی ظاہری نفع کمانے کے اور قربانی و زیرباری گوارا کر کے۔ اور بطیب خاطر۔

روئے زمین پر کوئی بھی بستی ایسی ہے جس کے رہنے والے بلکہ اس کے ساتھ تعلق عقیدت رکھنے والے دور دور کے باشندے بھی باوجود عزت پانے اور محض متوکلانہ زندگی بسر کرنے کے حق و باطل کی لڑائی میں اک دنیا کا مقابلہ کر رہے ہوں پھر خدا کی تائید و نصرت بھی الحمدللہ کہ انہی کے ساتھ ہو ایسے صاف و صریح طور پر کہ ہر معمولی عقل اور موٹی سمجھ کا انسان بھی اسے بآسانی تسلیم کر سکے۔ وہ اس طرح کہ انکی پھیلائی ہوئی صداقت دنیا میں روز بروز زیادہ مقبول ہوتی جاتی ہو اور مخالفت اس کے آگے رفتہ رفتہ متضاد زائل ہوتی جاتی ہو۔ اور جس نے توہمات باطلہ کا قلع و قمع کرنے میں باوجود اپنے عجز و بے بضاعتی کے محض فضل ربی سے دور ہی بیٹھے بیٹھے اک دنیا کو ہلا ڈالا ہو!

ناظرین! تمام کرۂ ارض پر۔ کیا نئی دنیا اور کیا پرانی کہیں بھی کوئی بھی بستی ایسی نظر آئیگی جس میں کہ یہ ساری امتیازی خصوصیات پائی جاتی ہوں۔ مگر ایک اور صرف ایک اور یہ وہی چھوٹا سا موضع ہے جسے آج نہیں تیرہ سو برس سے

قریۂ کدعہ

کہتے ہیں۔ جو دمشق سے جانب مشرق واقع ہے! اور جہاں خدا کا برگزیدہ مسیح عین بشارات نبوی کے مطابق نازل ہوا۔ ہاں وہ یقیناً آسمان سے نازل ہوا۔ کیونکہ زمین سے ایسے نفوس قدسی برپا نہیں کئے جاتے۔ خاصکر جبکہ زمین کفر و شرک۔ غفلت و معصیت کے گھٹا ٹوپ بادلوں سے تیرہ و تار ہو چکی ہو۔ اور یہ آسمانی مصلح ربانی ٹھیک چودھویں صدی کے سرے پر مہدی بنکر آیا۔ احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہلایا۔ اس کے ظہور پاک نے مسیح کی آمد ثانی بھی نام پایا۔ کیونکہ احمد کی معنی تو دو کر نکلے بھی ہیں۔

ہجوم خلق سے عاجز ہیں ہم ہے۔ اور اس فرستادہ برحق نے مبارک راہ و رسم ڈالی کہ لوگ یہاں ہمیشہ بکثرت آتے ہیں نہیں نہیں خود خدائے پاک نے اس سے فرمایا کہ خلقت دور دور سے تیرے پاس آئیگی اس کثرت سے کہ راستے گھس جائینگے اور کہا تو ہجوم خلائق سے گھبرا نہ جانا۔ چنانچہ اس الہام کا مفہوم ہم سالہا سال سے خدا کی قدرت کا یہ تماشا اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ دوستو! کیا ایسی زبردست و پُر شوکت پیشگوئیاں کرنا پھر انہیں پورا کر کے بھی دکھلا دینا بھلا کسی انسانی منصوبہ کا نتیجہ ہو سکتا ہے لا واللہ۔ کاش کہ مخالفین دنیا کے پردہ پر ابتدائے آفرینش سے لگا کر آج تک کی تاریخ میں کسی مفتری و کاذب کی ایسی کوئی ایک ہی نظیر پیش کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور بالیقین قیامت تک نہیں کر سکتے تو انہیں خدا سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ خداوند تعالیٰ کے پاک کلام میں تو ایسے مفتری کے واسطے وعید سخت وارد ہے۔ ہاں صادق کی تکذیب کرنیوالے کے لئے بھی وہی سزا مقرر کی گئی ہے۔

پیارے احمدی بھائیو! روئے زمین پر وہ عدیم النظیر بستی یہی قادیان ہے جہاں تم ہمیشہ وفود کے آتے رہتے ہو اور درحقیقت تم سے بھی خوش قسمت ہو کہ بفضلہ تعالیٰ تمہیں وہ وہ نعمتیں اور برکتیں حاصل ہیں جو آج دنیا کے تاجداروں کو بھی میسر نہیں۔ مگر دوستو! تمہارا یہ آئے دن زیارت قادیان کی خاطر گھروں سے نکل کھڑے ہونا یا اپنے امام اولوالعزم (ایدہ اللہ) کی صحبت پاک سے فیض حاصل کرنے کے لئے گاہے ماہے آتے رہنا بھی اگرچہ بہت ضروری و بابرکت ہے مگر اور بات ہے لیکن جلسہ سالانہ کی تقریب میں شریک ہونے کے واسطے قدم رنجہ فرمانا چیزے دیگر۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ جلسہ خدا کے بھیجے ہوئے مامور برحق کا اپنا مقرر کردہ بڑی برکتوں والا اجتماع ہوتا ہے حقیقی خادمان اسلام حلقہ بگوشان حضرت احمد علیہ السلام۔ ہاں اس آسمانی قرنا کی آواز پر لبیک کہنے والے اخلاص کیش رہتے ہیں۔ دیکھو دنیا پر مقدم رکھنے والے منتخب افراد۔ دور دور سے جوق جوق آنکر اسی موعود مبارک قریہ کی رونق بڑھاتے ہیں پھر خدا نخواستہ کوئی بالکل مردہ دل یا طرح معذور و مجبور ہو احمدی ایسا ہو گا جس کے دل میں اس جلسہ کی شرکت کا شوق نہ ہو۔

ناظرین کرام! اب صرف تین ہفتے انعقاد جلسہ میں باقی رہ گئے ہیں۔ سلسلہ کی خدمات جو اس ارض حرم کے زائرین کی طرف سے امام محترم کے حضور بطور ہدیہ ہو سکتا ہے اس کا تو اب وقت نکل گیا جس سست عہد نے سال تمام میں کچھ نہ کیا وہ اب کیا کریگا پھر کہیں سال بھر بعد جو جیئیگا اس کا موقعہ پائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ لیکن کم از کم تیاری شرکت کے لئے تو اب بھی خاصی مہلت باقی ہے جلدی کرو۔ ضروریات جلسہ کی اعانت میں چندہ بھیجو۔ عازمان قادیان کی ٹھیک ٹھیک تعداد لے کر کے منتظمین متعلقہ کو اطلاع دو۔ جن جن کو باہم رفیق سفر ہونا ہے وہ پہلے ہی ضروریات کی بہم رسانی کا فکر کریں۔ کم و بیش ہفتہ بھر کے واسطے اپنے اپنے گھروں پر جو کچھ بندوبست کرنا ضروری ہو اس کے سارے نشیب و فراز چند روز قبل سے سوچ رکھو۔ ایسا نہ ہو وقت جو کسی کا انتظار نہیں کیا کرتا آنکھ چلا بھی جائے اور تم پیچھے رہ جاؤ۔ یا عین وقت کے وقت گھبراہٹ میں کوئی قابل اطمینان انتظام نہ کر سکو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہو۔ آمین

انسداد فساد کی ایک ہی تجویز

آپس کے فساد و نزاع کی اول تو کسی حالت بھی حمایت کرنا قرین دانشمندی و دور اندیشی نہیں ہو سکتا پھر خاصکر اس زمانہ میں تو حکام کو مبتلائے تشویش کرنا بہت ہی قابل ملامت اور افسوسناک بات ہے۔ لیکن بقول ہمعصر المیزان جن لوگوں کا گزارہ اور انحصار عزت و وقار ہی اس پر ہو کہ باہمی بغض و عداوت کی آگ کو بجھانیکے بجائے اس پر تیل چھڑک کر اور بھی شعلہ زن کریں فساد کو بھڑکاتے ہیں۔ ان کے لئے واقع میں یہ امر دقت طلب ہو گا کہ بین الاقوامی فتنہ و فساد کی باتوں سے کنارہ کش رہیں ہمعصر موصوف کا یہ خیال درست ہے کہ ایسے عناصر میں عوام تو بوجہ اپنی جہالت و کوتہ اندیشی کے ایک حد تک معذور رہتے ہیں لیکن انہیں فتنہ پرور طول دینے کی از خود جرات نہیں ہو سکتی جب تک کہ مقتدر و ذی اثر لوگوں کی طرف سے انکو اخلاقی اور قانونی مدد کا سہارا نہ ملے اسی واسطے ضرورت ہے کہ ہندو و مسلمانوں کے تنازعات کے موقعوں پر جہانتک ہو سکے اس طبقہ کو انہیں کسی طرح بھی حصہ لینے سے روکا جائے۔ اس محرم کے دنوں میں ہندو مسلمانوں کا جو جھگڑا بمقام علیگڈھ ہوا اس کے متعلق المیزان توقع ظاہر کرتا ہے کہ حکام اور مقتدر اشخاص کی سعی سے یہ اختلافات جلد مٹ جائیں گے۔ مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ جن مقتدر اشخاص سے رفع شر کی امید رکھی جاتی ہے وہ خود بھی جاہ طلب اور اہل غرض زمرہ میں نہوں جو کہ حکام کے خواہاں اور اس میں ساعی نہیں ہوتے کہ مختلف طبقات رعایا کی آپس میں پھوٹ ہو مگر پھر بھی آئے دن کہیں نہ کہیں باہمی کشیدگی اور عناد کا ڈھینگا مشتی پڑا رہتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ محض اس لئے کہ نہ مختلف محکوم اقوام نہ حکام۔ انسداد فساد کے صحیح طریق کیجانب تا حال متوجہ نہیں ہوئے۔ مجھے صرف ایک ہی طریق ہے اور وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے حقیقی مصلح خلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے تجویز فرمایا۔ اس کا منشاء یہ نہیں کہ جمیع ملل عالم یا کم از کم اقوام ملکی کا ایک ہی دین و مذہب ہو جائے۔ کیونکہ یہ تو سنت اللہ کے رو سے غیر ممکن بھی ہے لیکن یہ امر تو بالکل ممکن العمل ہے اور دیگر تدابیر اصلاح کی نسبت کہیں زیادہ سہل کہ ہر قوم کے افراد

بھائی خواہ جس مرد سے بھی ہو سیکھ دین سیکھنے کو ضروریات زندگی سمجھیں۔ جنہیں خدا کے فضل سے لکھنا پڑھنا آتا ہے وہ کتابوں سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ احمدیت کیا چیز ہے سچے احمدی کیسے ہوتے ہیں؟ احمدی غیر احمدی عقائد اور اعمال میں کن کن باتوں کا فرق ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ حقیقی اسلام احمدیت کا ہی نام ہے اس کی کیا اصلیت ہے؟ احمدی نماز کیوں علیحدہ پڑھتے ہیں۔ اپنی بیٹی کا رشتہ غیر کو کیوں نہیں دیتے؟ غرض اس قسم کی تمام ضروری باتوں کا ٹھیک ٹھیک علم ہر احمدی خاتون کو ہونا چاہئے۔ پھر نماز روزہ کی پابندی قرآن مجید کی تلاوت۔ اس سے محبت۔ اس کے علم فہم اور اس پر عمل کرنے کی تڑپ جیسے ایک احمدی مرد کے واسطے لازمی ہیں ایسے ہی ہر احمدی بی بی کے لئے بھی۔ ورنہ غیر احمدیوں کی طرح ان پر بھی خدا تعالےٰ وہی حکم لگائیگا کہ جب عقاید کے حسن و قبح اور اعمال کے نیک و بد کی انہیں اپنی عملی زندگی میں کچھ پروا ہی نہیں تو پھر عورتوں کا کیا دین اور کیا مذہب؟ جو کچھ ان کے مرد کہلاتے ہوں یا فی الواقعہ ہوں۔ وہی انہیں سمجھ لیگا مگر یاد رہے کہ ایسا دین عاقبت میں کچھ کام نہیں آسکتا نہ اس کے ماتحت نیک اعمال چنداں قابل اعتبار ہو سکتے ہیں کہ انسان دوسروں کی دیکھا دیکھی بعض حرکات عادات و خیالات کا پابند ہو جائے۔ یاد رکھو کہ ماں بہن ملا تار ہے۔ یا ان کی دینداری کو اپنے لئے باعث نجات سمجھ بیٹھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ وہاں نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ اپنے صحیح دین و ایمان اور نیک عمل کے بغیر باپ بھائی کام آئینگے نہ ماں بہنیں نہ شوہر یا اولاد بلکہ قرآن کریم میں تو صاف صاف یہانتک موجود ہے کہ اس دن آدمی اپنے نہایت عزیز رشتہ داروں سے بھی بھاگینگے سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ کون کس کی مصیبت کا بوجھ ہلکا کرے؟ جبکہ ہر نفس اپنے ہی گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا قہر الٰہی سے لرزتا ہوگا۔ الٰہی اس دن کے سہم و ہراس سے اپنی امان میں رکھنا۔ آمین۔ مختصر یہ کہ گو دنیا کی دوسری قوموں یا صرف نام کے مسلمانوں میں مذہب مستورات کی کیسی ہی افسوسناک حالت ہو لیکن احمدی گھرانوں میں ایسا ہرگز نہونا چاہیے جب احمدی کے معنی حقیقی مسلمان کے ہیں اور مسلمان کیلئے عقائد اور اعمال میں مرد و عورت برابر ہیں انکے لئے کوئی تمیز و تخصیص نہیں تو کیا وجہ ہے کہ جو قوم سچے مسلمان ہونیکی دعویدار ہو اس کا کوئی حصہ بیکار ہو۔ خاصکر مستورات جنکا اولاد کی بھی اخلاقی و دینی حالت پر بڑا بھاری اثر ہوتا ہے دین کی باتوں سے بے پروا ہوں۔ اگر اس بارہ میں غفلت کیجائے تو یہ پاک مقصد کس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم میں کا ہر فرد اپنی نہ صرف زبان و قلم کے ذریعہ بلکہ عملی حالت کے لحاظ سے بھی گویا مجسم تبلیغ ہو۔

ہمنے مانا کہ ساری احمدی خاتونیں حضرت امام المومنین رضہ یا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریات طیبات کی مانند اسلامی علم و عمل کا قابل تقلید نمونہ نہیں بن سکتیں۔ مگر کم از کم ان پاک نمونوں سے فائدہ اٹھاکر اپنی دینی اصلاح و ترقی کی کوشش تو ہر دیندار بی بی کو جو احمدی کہلانیکا فخر رکھتی ہے جہانتک بھی بن پڑے ضرور کرنی چاہیئے۔

ہر قوم کی دینی یا دنیوی اصلاح و ترقی کی بنیاد رکھے جانیکا ایک وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے ذکور و اناث خورد و بزرگ غرض ہر فرد میں پاک خیالات کا ذوق اور نیک کاموں کا شوق نیز اپنے ساتھ دوسروں کی بھی اصلاح کی ایک روح سرایت کر جاتی ہے سو الحمد للہ کہ آج حضرت خلیفہ ثانی کی توجہات سے جماعت کی مستورات کے لئے بھی دین میں ترقی کرنیکا وہ وقت موقعہ ایسا حاصل ہے کہ اسلام کی موجودہ دنیا میں اور کہیں بھی نہ پایا جائے گا چنانچہ عورتوں کو درس قرآن کریم حضور ممدوح خود دیتے ہیں۔ جمعہ کے روز نماز باجماعت اور خطبہ سننے کے فیض میں وہ برابر شامل ہوتی ہیں۔ پس جب امام محترم ایدہ اللہ کو خواتین قوم کی دینی بہتری کا اس درجہ خیال ہے تو کیا یہ امر موجب افسوس نہ ہوگا کہ بیرونجات کی احمدی بہنیں دینی ضروریات سے بیخبر ہیں یا رہیں یا کبھی جائیں۔ اور کیا ان اہم ضروریات سے بیفکر رہو یا خود بھی ایک دوسرے کے لئے صحیح معنوں میں لباس کہلا سکتی ہیں جبکہ امور دین میں وہ باہم دگر پردہ پوش اور سچی راحت و زینت کا موجب نہوں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دین سے غافل رہکر اگر اس زندگی میں کسی کی پردہ دری نہ بھی ہو تو عقبیٰ کی بازپرس کے وقت ضرور ہوگی کیونکہ خدا تعالےٰ صاف فرما چکا ہے کہ اے مومنو اپنے آپکو اور اپنے اہل کو بھی نار جہنم سے بچاؤ۔

جہلا کا اسلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اما بعد عرض ہے۔ اس ملک میں سخت بیدینی پھیلی ہوئی ہے مسلمان بہت ذلیل حالت میں اور اسلامی اصولوں سے بیخبر ہیں اکثر لوگ کلمہ طیبہ بلکہ سلام علیکم تک سے واقف نہیں عوام تو خدا کا نام تک نہیں جانتے۔ دیکھیے جلا بے کنجڑے وغیرہ جو توین یہاں مسلمانوں میں شمار ہوتی ہیں۔ ان کا اسلام صرف تعزیہ داری ہے۔ آجکل ڈھول ڈھکے کا زور و شور ہے۔ ہر ایک تعزیہ میں شریک ہوتا ہے جو لوگ کچھ سمجھدار ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تعزیہ داری نہو تو مسلمانی نظر نہ آوے ڈھول تاشہ بجانے کے وقت مثل دیوانوں کے نظر آتے ہیں مگر سب ہی یہ لوگ خوش ہیں انکو سمجھایا جاوے تو کہتے ہیں کہ یہ امام صاحب کا معجزہ ہے اتنے پیغمبر گذرے مگر اس دھوم دھام سے کسی نبی کی یادگار باقی نہیں ہے ان کی یہ مصروفیت اور انہماک دیکھکر خدا تعالیٰ کا فرمان کل حزب بما لدیہم فرحون یاد آتا ہے۔

دوسرے ایک میلہ یہاں ایک گاؤں مداری پور میں لگتا ہے وہاں کوئی پیر بتاتے ہیں جسے انہوں نے تو خدائی درجہ دے رکھا ہے غرض دین سے کوئی سروکار نہیں۔ تعزیہ داری میں ہماری مہربان گورنمنٹ کے ملازمین یعنی حکام پولیس کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ تمام رات نوین کے روز سوتے نہیں۔ جاہل اور بے وقوف قوموں کی لغویات تک بھی گورنمنٹ نہایت مہربانی سے انتظام و اہتمام کی حد درجہ گوارا کرتی ہے پھر بھی بعض ناشکرے دل سے اس کے احسان مند نہیں ہوتے یہ لوگ ایسے جنون میں ہوتے ہیں۔ کہ منہ اسف سے نیتیں

[illegible]

تبلیغی رپورٹیں

اندرون ملک سے

(۱) صوبہ متحدہ سے — از خلاصہ رپورٹ [illegible] حضور سے رخصت ہو کر ایک

ضروری کام کے لئے دیانگر سے گذرتا ہوا [illegible] ادہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ کانپور سے آگے ریل میں ایک نوجوان سوداگر جو علیگڈھ کا رہنے والا ہے اور کلکتہ میں ایک بڑے سوداگر کی دوکان پر رہتا ہے مذہبی گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے ان کے آگے وفات مسیح کا ذکر شروع کیا اس نے کہا میں نے آج تک مسیح کی وفات کا حال نہیں سنا بلکہ یہی لکھا دیکھا اور سنا کہ مسیح آسمان سے اتریں گے میں نے کہا قرآن کریم سے وفات مسیح صاف طور پر ثابت ہوتی ہے ایک دو نہیں بلکہ پوری تیس آیات کلام ربانی سے مسیح کے مرنے کی خبر ہے۔ پھر آسمان پر جانا اور وہیں کا وہیں آنا کیسا کیا خدا تعالیٰ اپنے کلام کے خلاف کرتا ہے۔ اس پر اس نے کہا نہیں خلاف نہیں کرتا قرآن سے کہاں ثابت ہے؟ میں نے ایک دو آیات پڑھیں اس پر وہ خاموش ہو گیا پھر میں نے ایک رسالہ مسیح موعود جو ماجد نے ترتیب کر کے انجمن احمدیہ سہارنپور کی طرف سے چھپوا کر مفت شائع کیا ہے اس کو دیا۔ اس پر اس نے کہا مجھے دو تین دو کیونکہ میں ایک [illegible] بھیجونگا اور ایک علیگڈھ وہاں سے اس پر دریافت کرونگا۔ میں نے کہا آپ خود ان آیات و احادیث پر غور کریں سوچیں یہ مولوی تو ہر ایک نبی ولی کی مخالفت کرتے چلے آئے ہیں پھر اس زمانہ کے مولویوں کی نسبت تو رسول اکرم صلعم نے بھی خبر دی ہے۔ اس لئے آپ خود غور کریں پھر خداداد عقل سے نتیجہ اخذ کر کے بطور سوال کے کسی جگہ لکھدینا مگر اس کے دوبارہ کہنے پر میں نے ایک اور رسالہ دیا جسکو اس نے بڑی دلچسپی سے جب تک میں ریل میں رہا ۱۲ یا ۱۳ صفحہ تک پڑھا۔ پھر مجھ سے مسیح موعودؑ کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے مسیح موعود و مسیح ناصریؑ کے حلیوں کے الگ الگ ہونے اور [illegible] سے خوب سمجھایا پھر میں نے کہا یہ مولوی دلائل نبیہ کا جواب تو دے نہیں سکتے مگر مثل عیسائیوں آریوں کے الزام لگاتے چلے جاتے ہیں جیسے رسول اکرم صلعم پر یہ لوگ الزام لگاتے اور آپ کے نشانات کو جھٹلاتے چلے آتے ہیں۔ مگر دلائل کیطرف توجہ نہیں کرتے آپ کی پیشگوئیوں کو جھٹلاتے چلے جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ سورہ الحاقہ میں فرماتا ہے کہ رسول اکرم صلعم بھی اگر ہم پر بعض باتیں افترا باندھتے جنکا حکم ہم نے نہیں دیا تو اس کی سزا میں ہم رگ حیات کاٹ دیتے جب رسول اکرم کے لئے یہ حکم ہے تو اگر حضرت مرزا صاحب خدا پر افترا کرتے تو کیوں خدا انکو ہلاک نہ کرتا پھر آپ کی خدا تعالیٰ اتنی تائید و مدد کیوں کرتا آپ نے تمام اسلام کے دشمنوں کو براہین احمدیہ میں اسلام اور قرآن نبی کریم کی تائید کے دلائل دیکر مقابلہ کے لئے بلایا مگر باوجود دس ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دینے کے کسی نے جواب نہ دیا اسی طرح کرامات الصادقین میں اپنے منکر علما کو خواہ ہند کے ہوں یا عرب کے یا مصر کے اس کی مثل بنانے کی طرف بلایا مگر کوئی کامیاب نہ ہو سکا غرض وہ بڑی متانت سے سنتا رہا پھر اس نے کہا اس بارہ میں کوئی اور تصنیف بتاؤ میں نے کہا حضرت اقدس نے قریبا اسی کتب تصنیف فرمائی ہیں جو قادیان ضلع گورداسپور سے مل سکتی ہیں اس پر اس نے کہا آپکے پاس کوئی اور ہو تو دو میں نے کہا میرے پاس تو الگ کوئی کتاب اس وقت نہیں ہاں کچھ ٹریکٹ ہیں جو لاہوری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے ہیں ان کے سات آٹھ نمبر میں نے دیئے مثلاً ابن مریم مر گیا حق کی قسم۔ وفات مسیح از انجیل۔ واقعہ صلیب کے بعد مسیح علیہ السلام کہاں گئے خروج دجال یاجوج ماجوج کشف المحجوب فی تعبیر خواب آخری زمانہ کا مصلح ظہور امام مہدی وغیرہ پھر میں نے اس کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا پتہ لکھدیا کہ مزید دریافت کرنا ہو تو خلیفہ وقت سے بذریعہ خط و کتابت کر لینا اپنا پتہ بھی لکھدیا اس کا بھی لکھ لیا خدا تعالیٰ اسکو ہدایت نصیب کرے آمین۔

خاکسار سراج الدین احمدی
عفی اللہ عنہ حال مقیم سرسا ضلع الہ آباد

(۲) ریاست پٹیالہ سے — از خلاصہ عریضہ [illegible] السلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فدوی مضافات سنور کے دیہات میں [illegible] کے تبلیغ کی خدمت میں مصروف ہے حضور والا کی دعائیہ توجہ کی از حد ضرورت ہے۔ موضع [illegible] میں تبلیغ ہوئی تو بڑی دلچسپی سے سنی گئی اور سامعین نے یک زبان ہو کر کہا کہ باتیں سب سچی ہیں۔ اور کہا کبھی [illegible] میں آکر سناؤ [illegible] بیماری کیوجہ سے آج کل دیہات میں مجمع کم ہوتا ہے مگر پھر بھی اچھا ہوا۔ پٹیالہ میں ایک مخالف ملا اور ارادہ کرکے ملا اور اس طرح گفتگو شروع کی کہ مولوی جی یہ تو بتلاؤ ہمارے مولوی تم لوگوں کو برا کیوں کہتے ہیں حالانکہ قرآن رسول دین خدا نماز روزہ وغیرہ ہمارا تمہارا ایک ہے۔ خاکسار نے عرض کیا صاحب سلسلہ احمدیہ کی خوبی اس وقت تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتی اور کسی عالم کے بھی سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک کوئی پہلا سلسلہ یا مجدد و امام جسکو سچا مانا گیا ہے بطور نمونہ تمہارے ذہن نشین نہ ہو۔ بولا سچ ہے عرض کیا گیا اچھا اب تم کسی اپنے مانے ہوئے سچے امام یا سلسلہ کا نام لو۔ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی۔ عرض کیا گیا انکو برا کہنے والے ہندو آریہ عیسائی سکھ دنیا کے دیگر کل ادیان لوگ ہیں ان کے بالمقابل جو تعداد میں کم ہو تمہارے پاس رسول اللہ صلعم کی سچائی کی دلیل کیا ہے وہ بھی بتاؤ کہ ہم سچا کہتے ہیں کوئی کیسے نہ کیسے بتلایا گیا یہ تو ایک تمہارا دعویٰ ہے دلیل نہیں۔ بولا بس ہمارے پاس اور ہمارے علماء کے پاس اس سے زیادہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ کہا گیا کسی ولی کو ہی پیش کرو۔ بولا ہم دلیل کے ساتھ کسی کو بھی سچا نہیں بتلا سکتے اس پر اسکو صادق و کاذب کی کسوٹی بتلائی گئی اور اس پر حضرت مسیح موعودؑ کو پیش کیا گیا۔ تو بولا بیشک اس طرح پر سچے ہیں۔

(نامہ نگار الفضل)

نوٹ۔ دیگر مقامات کی چند اور تبلیغی رپورٹیں آئی ہوئی ہیں جو افسوس کہ اس نمبر میں بوجوہ درج نہیں ہو سکیں انشاء اللہ آئندہ شائع کر دی جائیں گی۔ احباب اس کا خاص خیال رکھیں کہ اس عنوان کے تحت میں درج ہونے کے لئے جو تحریرات روانہ فرماویں انہیں قابل اشاعت امور کے علاوہ اور کچھ نہ لکھا کریں۔ خاصکر تفصیل [illegible]

دعوت الی الخیر

انگلستان میں

متلاشیان حق کے خیالات

یہ ثابت کرنیکی ضرورت نہیں کہ آفتاب صداقت سب سے پہلے سعید الفطرۃ انسانوں کے قلوب پر چمکا کرتا ہے۔ بعد ازاں اُسکی نورانی کرنیں نہاں خانۂ دل سے نکلکر عالم ظہور پر جلوہ نمائی کے لئے ایک تڑپ پیدا کرتی ہیں اور آخر زبان (یا قلم) کے ذریعہ آشکار ہوکے رہتی ہیں۔ اور رفتہ رفتہ جب اللہ تعالیٰ ان عشاق صدق و صفا کی راہ سے ساری روکیں دُور فرما دیتا ہے تو یہ وجود برملا صف صادقین میں آن کھڑے ہوتے ہیں۔ سرزمین مغرب میں خدا تعالےٰ کے فضل سے غلامان مسیح موعودؑ کے ہاتھوں تبلیغ اسلام کی جو تخم ریزی ہو رہی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ اس کے بہت سے ہونہار نونہال بھی وہاں پیدا ہوکر نشو و نما پانے لگے ہیں انکے قبول احمدیت کی کیفیت ہمارے احباب ان کالموں میں کم و بیش ملاحظہ فرما چکے ہونگے۔ ظاہر ہے کہ تسلی بخش نتائج ہمارے مبلغین احمدی مشنریوں کی اُنہی مساعی جمیلہ کے شیریں ثمرات ہیں جو وہ بذریعہ تحریر و تقریر وہاں انجام دے رہے ہیں۔ ان مساعی میں ایک بڑا حصہ اس خط و کتابت کا سمجھئے جو مکرمی چودھری فتح محمد صاحب ایم اے اور اخویم قاضی محمد عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی متلاشیان حق کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسی نامہ و پیام میں سے کچھ خطوط قبل ازیں درج اخبار ہو چکے ہیں۔ اور بعض کا ترجمہ یا خلاصہ ہم آج درج ذیل کرتے ہیں جس سے اُن خطوط کے لکھنے والوں کا اخلاص اور اسلام سے محبت ظاہر ہوتی ہے +

(۱) مس آر۔ ایچ صاحبہ اپنی چٹھی مورخہ ۳۱ - اکتوبر میں رقمطراز ہیں:-

میں نے آپکے دونو رسالے یعنی ایک دربارۂ الہام اور دوسرا ایمان کے درجہ سے ترقی حاصل کرکے ایقان تک پہنچنے کے متعلق بڑی دلچسپی سے پڑھے۔ میں ایسے امور میں اپنی جگہ پر بڑی راسخ الاعتقاد ہوں مگر ان رسائل کے مطالعہ نے مجھے مجبور کر دیا کہ ان مسائل کے متعلق ایک بار پھر غور کروں۔ اور میں نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ قرآن (مجید) کا مطالعہ کروں +

(۲) مس ایم ایچ صاحبہ اپنے خط مورخہ ۱۴ - اکتوبر میں یوں تحریر فرماتی ہیں :-

یہ زمانہ جملہ مذاہب (یا اقوام) کے لئے اُداسی کا ہے اور انھیں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں زبردست سے زبردست عقائد کو ہلا ڈالنے والی ہیں۔ لوگ ایسے دل شکستہ اور اس قدر تشویش میں مبتلا ہیں کہ اُن سے خدا کا ذکر بھی کرنا بے محل معلوم ہوتا ہے۔ ان بحران حالات کے متعلق احمدؑ کی پیشگوئی ضرور حیرت انگیز ہے۔ لیکن انگلش قوم کے لوگ اسکو قبول کرنیکی جانب متوجہ ہوتے نظر نہیں آتے

(خلاصہ)

(ہمیں خدا کے فضل سے مایوسی نہیں اور یہ بھی اسلام کی ہی تعلیم ہے۔ (الفضل))

(۳) مسز ایل آر صاحبہ اپنی چٹھی مورخہ ۲۷ - اکتوبر میں لکھتی ہیں :-

میں اپنے شوہر کی کتابوں میں تلاش کرتی رہی ہوں کہ کوئی جلد قرآن شریف کی بھی دستیاب ہو جائے کیونکہ میری خواہش ہے کہ میں اس کا مطالعہ کروں لیکن افسوس کہ اب تک انمیں سے مجھے کوئی قرآن نہیں ملا +

(۴) خاتون موصوفہ ہی اپنے دوسرے خط مورخہ ۲ نومبر میں یوں رقم فرماتی ہیں :-

آپکے پچھلے عنایت نامہ اور تحریرات منسلکہ سے مجھ کو بڑی دلچسپی حاصل ہوئی۔ ہاں میں آپکے اسلامی معتقدات سے واقفیت حاصل کرکے مسرور ہونگی۔ جو کچھ بھی آپ مجھے بتلائیں۔ ہم مسیحیوں کے واسطہ خدا کی محبت مسیح میں آشکار کی جا چکی ہے۔ لیکن میرا ذاتی اعتقاد ہے کہ تمام نسل انسانی کی ترقی میں مدد دینے والے محبت الٰہی کے طریقے ممکن ہے کہ اور بھی ہوں۔ اور جہاں تک کہ انسان کا مذہب یعنی خدا کے متعلق اسکے عقائد اسکو اپنے بنی نوع کے ساتھ عدل۔ نیکی۔ محبت اور حسن سلوک کی تعلیم دیں۔ بہرحال اچھے ہیں۔ خواہ وہ اس ہستی اعلےٰ کو خدا۔ اللہ۔ کرشن یا بدھ وغیرہ کسی نام سے پکارے۔ اور گو سردست میں نہیں سمجھ سکتی کہ مسیح کے حسن اور اسکی تعلیمات کو کسی اور پیغمبر یا ہادی کی خوبیاں اور اسکی تعلیمات میرے دل سے ہلا سکیں۔ تاہم مجھے اسلامی تعلیم کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا بڑا اشتیاق ہے میں دُعا (نماز) کی مختلف صورتوں اور اُن کے اوقات کے متعلق بھی از دیاد معلومات کی خواہشمند ہوں۔ جو مجھ کو اپنے پیارے (آسمانی) باپ کے حضور تہ دل سے مانگنی چاہیئے (ملخص)

ضروری گذارش

بخدمت جمیع احمدی برادران

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضرت فضل عمرؓ خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے دسمبر ۱۳ء میں جلسہ کے موقعہ پر جماعت کو بہت سی باتوں کیطرف توجہ دلائی اور منجملہ اُن کے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ ایک شخص کو مقرر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی سوانح عمری کے متعلق نوٹ لکھے۔ سب دوست اپنے معلومات اور معاملات جو حضرت مسیح موعود کے متعلق ہوں خواہ زبانی گفتگو یاد ہو یا کوئی تحریر حضرت صاحب کی ہو یا خطوط ہوں وہ میرے پاس بھیجدیں۔ اصل بعد نقل واپس ہونگے باقی جو خود کچھ لکھکر بھیجدینگے وہ سوانح عمری میں درج ہو جاویگا۔ اس حکم کیطرف بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ ۹ کے قریب خط مولوی عبیداللہ سنوری نے بھیجے ہیں یا بہت تھوڑے سے مضامین آئے ہیں۔ اب جملہ احباب کو حسب الارشاد حضرت فضل عمرؓ توجہ دلائی جاتی ہے کہ بہت جلد دوست جو جو باتیں یا نشانات متعلقہ شائع نہیں ہوئے۔ یا وہ واقعات و معاملات جو حضرت صاحب کے ساتھ انکے ہوئے یا خطوط جلد روانہ کریں یا نوٹ کرکے جلسہ سالانہ پر ہمراہ لاویں جو صاحب جلسہ پر تشریف نہ لا سکیں وہ بذریعہ ڈاک روانہ کردیں یہ اختیار ہے خواہ حضرت صاحب کے نام پر روانہ فرماویں یا عاجز کے نام پر روانہ فرماویں +

جو صاحب غفلت یا سُستی سے اس طرف توجہ نہ فرماوینگے۔ سوانح عمری شائع ہونیکے بعد ان کو افسوس کرنا پڑے گا کہ کیوں ہم نے فلاں تحریرات شائع نہ کرا دیں اس لئے اس کام کو مقدم خیال کرکے اس کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے +

عاجز قدرت اللہ سنوری از قادیان دارالامان

معارف قرآن مجید

از افاضات سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(نوشتہ اسسٹنٹ ایڈیٹر)

پچھلے دنوں جب خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب جج یہاں تشریف لائے تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا لیکن چونکہ آپ کو جلدی ہی واپس چلا جانا پڑا۔ اس لئے یہ درس جو صرف آپکی گذارش پر شروع ہوا تھا بند ہو گیا۔ اس درس کے کچھ نوٹ کسی پچھلی اشاعت میں درج کئے گئے تھے۔ ان کا بقیہ اس اخبار میں درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین اخبار اس مائدہ شیریں سے شیریں کام ہوں جسکی طرف ہر وقت انکی نگاہیں لگی رہتی ہیں +

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا ط میں یہ ذکر تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو نشان اور پیشگوئیاں ہوتی ہیں انمیں کسی قدر اخفا بھی ہوتا ہے تاکہ ایمانداروں اور نام کے مسلمانوں میں فرق ہو جائے۔ اور وہ اس طرح کہ اگر کسی پیشگوئی کی سمجھ نہ آئے تو وہ لوگ جو پکے مومن ہوتے ہیں۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ۔ خدا تعالیٰ کیطرف سے حق ہی حق آیا ہے یہ بات بھی خواہ کسی طرح پوری ہو۔ حق اور درست ہی ہوگی۔ لیکن منافق لوگ ایسے وقت میں ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور بالکل انکار کر کے کفار کی طرح یہ کہدیتے ہیں کہ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا کیوں خدا نے یہ بات کھول کر اور تفصیل سے بیان نہیں کر دی۔ اس سے تو کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اور اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا +

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ط	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفار یہ سوال کرتے ہیں مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا

ان کو اس کا جواب دیدو کہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ط اس سے ہمارا یہ ارادہ ہے کہ ایک قوم کی اِس ...

ظاہر کر دیں۔ اور ایک کی ضلالت +

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گمراہ کرنا تو شیطان کا کام ہے جیسا کہ قرآن شریف میں دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے ایک قوم کو گمراہ کرنے کے کیا معنی؟ اسکے متعلق یاد رکھنا چاہئیے کہ یہاں اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف اسبات کو منسوب کیا گیا ہے کہ چونکہ یہ لوگ ان نشانات و پیشگوئیوں کا انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کیطرف سے آتی ہیں اور اس وجہ سے گمراہ قرار دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے گویا انکی گمراہی خدا تعالیٰ ہی کیطرف منسوب ہوئی +

خدا تعالیٰ کا کلام اور نشانات بارش کیطرح ہوتے ہیں جس طرح جب بارش زمین پر برستی ہے تو جس جگہ مضر اور نقصان رساں بیج ہوتے ہیں وہ بھی پھوٹ آتے ہیں اور جس جگہ مفید اور نفع بخش بیج ہوں وہ بھی نکل آتے ہیں۔ اسی طرح جب خدا کے کلام کی بارش انبیاء کرام کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر ہوتی ہے تو جن دلوں میں گند ہوتا ہے وہ اسکی وجہ سے گند میں ترقی کر جاتے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں نیکی اور تقویٰ ہوتا ہے وہ اسمیں بڑھ جاتے ہیں۔ چنانچہ جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور ابوجہل میں دیکھنے والے کے لئے کوئی فرق نہ تھا۔ بلکہ ابوجہل زیادہ معزز اور با وقار سمجھا جاتا تھا لیکن جب آپ تشریف لائے۔ اور آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے کلام کی بارش ہوئی۔ تو ان دونوں میں فرق ظاہر ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں چونکہ تقویٰ و طہارت۔ نیکی اور صلاحیت کا بیج تھا۔ اس لئے اُس نے ترقی کر کے آپکو ایک اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دیا۔ لیکن ابوجہل کے دل میں گند اور شرارت کا بیج تھا جس نے پھوٹ کر اس کو فی النار والسقر کر دیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ دونوں میں کیا فرق ہے۔ تو فرمایا کہ خدا کے کلام کی وجہ سے بہتوں کی گمراہی ظاہر ہو جاتی ہے اور بہتوں کی ہدایت +

وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ	چونکہ پچھلی آیت سے شک ہوتا

تھا کہ خدا ہی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اس لئے فرمایا کہ خدا کسی کو مجبور کر کے گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ وہی لوگ جو خود بدی کرتے ہیں ان کو بدی میں چھوڑ دیتا ہے۔ یہ نہیں۔ کہ کسی نیک کو بد کر دے۔ یا کسی بے قصور کو بد قرار دے دے۔ بلکہ یہ فاسقوں

یعنی بدعہد لوگوں کے لئے ہے +

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ط	یہ فاسق کے نشانات بتلائے اول یہ کہ انہوں نے خدا سے جو انکا عہد باندھا

تھا۔ اسے توڑ دیا۔ دوم جنکے ساتھ تعلق رکھنے کا حکم تھا۔ اس سے قطع تعلق کر دیا۔ سوم ملک میں فساد ڈال دیا +

فسق کے معنی خروج کے ہیں یعنی اطاعت سے نکل جانیکے۔ قرآن شریف میں فاسق کا لفظ تین معنوں میں آیا ہے (۱) کافر۔ (۲) بدکار (۳) اور خارج عن الطاعت کے لئے اس آیت میں اول عہد کو توڑنے والے یعنی اطاعت سے انحراف کرنے والوں کو فاسق کہا گیا ہے۔ کیونکہ اسلام نے تو یہ عہد لیا تھا کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کہ تم سب ایک ہو کر رہنا اور آپس میں ہرگز ہرگز کسی قسم کا تفرقہ نہ ڈالنا۔ لیکن جب کوئی اس عہد سے باہر نکلتا ہے تو وہ اسکو توڑتا ہے اس لئے فاسق ہے۔ دوسرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منکرین کو بھی فاسق کہا گیا ہے۔ اور وہ اس لئے کہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے سب نبیوں کی اُمتوں سے آنحضرت صلعم کے متعلق عہد لیا۔ کہ اس کو ماننا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انکی کتابوں میں پیشگوئیاں بھی موجود تھیں۔ لیکن انہوں نے آپ کو قبول نہ کیا بلکہ انکار کر دیا۔ اور جب انکار کر دیا تو خدا تعالیٰ نے جو اَنْ یُّوْصَلَ بِہٖ کا حکم دیا تھا اسکو انہوں نے توڑ دیا۔ اور اس انسان کے ساتھ جس نے بنی نوع کے فائدہ اور بھلائی کا کام شروع کیا تھا۔ اور جسکے متعلق خدا نے حکم دیا تھا کہ اسکے ساتھ شامل ہو جانا۔ انہوں نے تعلق نہ رکھا۔ لیکن اگر انہوں نے یہ بھی نہ کیا تھا کہ باوجود حکم اور تاکید کے اور اپنی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود ہوتے تعلق نہ رکھا۔ تو اتنا تو کرتے۔ کہ امن سے رہتے اور کوئی شرارت وغیرہ نہ کرتے۔ مگر یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ انہوں نے تو زمین میں فساد شروع کر دیا۔ اور شریروں کے ساتھ مل گئے +

لوگوں کو ہمیشہ سے نبیوں کی معرفت یہ حکم ہوتا رہا ہے کہ تم نیکوں کے ساتھ ہونا اور انکی مدد کرنا۔ (اس آیت میں اسبات کیطرف بھی اشارہ ہے) لیکن اگر کوئی اپنی بدبختی

خدا ترسی و امن پسندی کے اصول پر بات کا عہد اگر کرین کہ ایک دوسرے کے ساتھ تنگ خیالی تعصب دل آزاری ہرگز روا نہ رکھین۔ نیز مذہبی مناقشات میں بجائے تو تو میں میں کے تحقیق حق کی غرض سے آشتی و نیک نیتی کے ساتھ صرف دوستانہ تبادلہ خیالات کو جائز رکھا جائے اور کوئی شخص دوسرے پر ایسا حملہ کرے جو خود اس کے مذہب پر بھی ہو سکتا ہو۔ جو دعویٰ ہو اپنی مسلمہ کتاب سے ہو۔ اور سب اہم تدبیر یہ کہ اس وقت ہندو مسلمان کی تخصیص نہیں بلکہ قریباً ہر قوم میں آخری زمانہ کے مصلح و ہادی کا انتظار ہے جس کے ظہور کی علامات و تاریخیں اکثر و بیشتر پوری ہو چکی ہیں۔ پس ہر سلیم الطبع و خدا ترس آدمی کا بڑا فرض اس وقت یہ ہونا چاہیئے کہ بے درپے ان وعدوں کو بے پروائی سے نظر انداز نہ کرین اور ان وعدوں کے مصداق کو دنیا کے کونے کونے میں ڈھونڈیں۔ اگر اور کہیں نہ ملے جس کا یقیناً کسی دوسری جگہ ہرگز ہرگز سراغ نہ ملیگا تو دارالامان قادیان کی جانب رجوع ہون جہاں وہ دامن شہزادہ مصلح آسمانی مرسل یزدانی دنیا کی رستگاری کے لئے آیا اور جس نے آفات مخلوق کیواسطے سلامتی کا پیغام لایا صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہماری باتون کا مضحکہ اڑانے والے یاد رکھین کہ خانہ ساز لیڈرون اور مصلحان ملک و قوم کی تدابیر سے تا قیامت وہ امن و طمانیت حاصل نہ ہوگی جو خدا سے صلح کرکے اس کے فرستادون کو ماننے سے ہوتی ہے۔

آغاز بے نگی

ترکون اور جرمنون کی وہ شوریٰ شوری جس نے انہیں آسودہ دکھلایا۔ ان کا وہ بڑھا ہوا ربط و ضبط جو کسی دور اندیشی و ہوشمندی پر مبنی نہ تھا اور جس کا مآل کار بے ربطی ہی ہو سکتا تھا۔ ممکن ہے کہ عنقریب دگرگون ہو جائے کیونکہ لندن کے ایک تازہ پیام برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ٹرکی اب اپنی قلمرو میں جرمنون کی موجودگی سے

خائف ہے بلکہ اس نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ جرمنون کے مزید داخلہ کی اپنی حدود میں اجازت نہ دیگی۔ اگر یہ خبر درست ہے تو تعجب نہیں کہ ٹرکی و جرمنی کے تعلقات میں فرق آ جائے اور جرمنی کا ایک بازو ٹوٹ جانے سے دول متحدہ کے مقاصد کو مزید تقویت پہنچے جس میں اٹلی ایران وغیرہ چند غیر جانبدار طاقتون کے تازہ طرز عمل سے پہلے ہی معقول اضافہ ہو چکا ہے اور جرمنی کی دلی تمنائیں مبدل بیاس ہو جائیں۔

پانچون دریاؤن کے نام پر

پنجاب۔ صوبہ جات اور صوبہ دہلی کی طرف سے پانچ ہوائی جہازون کا ایک بیڑا تیار ہونا تجویز کیا گیا ہے جو اس جنگ میں دولت برطانیہ کی طرف سے دشمن کی ہوائی افواج کا مقابلہ کرنے کو میدان جنگ میں بھیجے جائیں گے۔ ان کے نام پنجاب کے پانچون دریاؤن کے نام پر ستلج بیاس وغیرہ ہونگے۔ نیز بعض ہی خواہان سلطنت کا خیال ہے کہ اگر کافی رقم فراہم ہو سکے تو دریائے اٹک اور گنگا و جمنا کے نام پر بھی ہوائی جہاز تیار کئے جائیں اور سال نو کے آغاز سے پہلے بطور تحفہ کرسمس عایا کی جانب سے حضور ملک معظم کی خدمت میں پیش ہوں۔ تخمینہ کیا گیا ہے کہ فی سلح جہاز ۵۷ ہزار روپے کے حساب سے پانچون جہازوں پر پونے چار لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے اس فنڈ کا مربی ہونا منظور فرما لیا ہے اور ایک لاکھ روپے کے قریب چندہ فراہم بھی ہو چکا ہے بہت عمدہ تجویز ہے۔ ذی مقدرت رؤسا کو بہت جلد اس کی عملی تائید میں حصہ لینا چاہیئے۔

ایک معصر کی جسارت

کرزن گزٹ دہلی کے ایڈیٹر مرزا حیرت صاحب نے طویل سکوت کے بعد پھر ایک شان خاص سے عوام میں نام پانے کی طرف توجہ فرمائی ہے۔ انہوں نے اپنے اخبار کی اشاعت مورخہ ۱۵ نومبر میں خلیفۃ اللہ ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور لگے ہاتھون سلسلہ حقہ احمدیہ کے مقدس بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی حملہ کر گئے ہیں۔ ان کی اس ضرورت سے زیادہ بلند پروازی کا انجام ایک وقت کا سوال ہے۔ جب وہ آئیگا زمانہ خود دیکھ لیگا کہ حیرت صاحب کس صف میں کھڑے ہونے کے اہل ہیں۔ سردست ان کے متعلق مزید اظہار رائے کی تو حاجت نہیں لیکن کم از کم اتنا ہم ضرور سمجھانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب اس میدان میں قدم رکھنے سے پہلے اگر خدا ترسی کام لیکر اپنے ضمیر پر ضرور ایک نظر ڈال لیں کہ آیا اس میں کوئی رمق خشیۃ اللہ کی باقی ہے یا وہ بھی آپ کے انہماک عامی میں دست و زبان ہی کا ساتھ دینے کو تیار ہے۔ مرزا صاحب یہ سوچین کہ ہمیشہ یہیں نہیں رہنا۔ رب ذوالجلال کے حضور بھی ایک دن ضرور جانا ہے۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں آگے آپ سے کیا پہلے بھی پایا جوائندہ اس کی توقع رکھتے ہیں اور اس سلسلہ کا آپ یا کسی اور مخالف نے کیا بگاڑ لیا جو اب بگاڑ سکیگا۔ یاد رکھو جو سلسلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں ان کی مخالفت میں کبھی کوئی سرسبز ہوتا نہیں دیکھا گیا۔ آج بھی یہاں گو ہاں چوگان موجود ہے جس کے دل میں کچھ ارمان ہو با آسانی نکال سکتا ہے۔ غیرت الٰہی کے فیصلے کافی سے زیادہ موجود ہیں۔ مگر ان عبرت خیز نظائر سے کوئی سبق حاصل نہ کرے تو اس کی قسمت۔

قبل از وقت خیال

جماعت کی ضروریات اور تدابیر اصلاح و ترقی کے ضمن میں روزمرہ بہیتری باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں ہر ایک پڑھا لکھا مخلص اور ہوشمند احمدی اپنے سلسلہ کی کچھ نہ کچھ قلمی خدمت اخبار کے ذریعہ کر سکتا ہے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہمارے اہل قلم بھائیوں کے نزدیک ایک ہی کام تھا یعنی آپس کے اختلافات کا رونا جھینکنا سو اس کا انفصال میں سدباب ہی کر دیا گیا۔ چلیے چھٹی ہوئی۔ اس درد سری سے بھی نجات ملی۔ پھر اب کیا ضرورت ہے کہ اور کسی رنگ میں

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

کیا عورتوں کا اپنا مذہب کچھ نہیں ہوتا؟

بعض اشخاص کو خیال ہے کہ عورتوں کا اپنا مذہب کچھ نہیں ہوتا جس خاوند کا پابند ہو ہر حوالی میں بیوی اپنے آپکو سمجھتی ہے اور کسی حد تک اس کے مراسم بھی بجا لاتی ہے۔ عقائد کی چھان بین اور صحیح غلط ہونے سے اسے کچھ غرض نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ خاص صورتوں میں ایسا ہی ہوتا ہو۔ لیکن تحقیقات کرنے سے پتہ لگے گا کہ عام طور پر ایسا نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ جاہل مطلق یا بالکل بیدین گھرانوں میں مذہب کا مذہب کی حیثیت سے قرار واقعی طور پر دخل نہ ہوتا ہو صرف مراسم آبائی کے رنگ میں کچھ باتیں مذہب سے ملتی جلتی پائی جاتی ہوں۔ لیکن وہاں بھی اگر غور و مطالعہ کرنے کے بعد یہ ماننا پڑیگا کہ عورتوں کو مذہب سے تعلق ہے گو وہ غیر شرعی بدعات کی شکل میں کیوں نہ ہو۔ مگر ہوتا ضرور ہے۔ بلکہ ایسے حالات میں بھی آپ ان کو اکثر مردوں سے زیادہ راسخ العقیدہ اور اعمال میں ان سے بھی بڑھکر پابند پاؤ گے۔

اول اکثر و بیشتر تمام ادیان کے رو سے انسان کی روزانہ زندگی کے معاملات میں امور مذہبی کا کچھ نہ کچھ دخل ہوتا ہے لیکن اسلام کا ہمہ گیر ضابطہ اور دستور العمل تو بفضل خدا کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ متعلقات حیات کا کوئی پہلو اس کے حاوی و جامع اصول و احکام سے باہر نہیں جاتا۔ عبادات سے لیکر جزوی امور معاشرت تک کے قاعدے باندھے ہوئے ہیں۔ اول تو قرآن کریم میں کیا کچھ بیان کرنے سے چھوٹ گیا ہے؟ پھر اگر انسان اپنی کم علمی یا محدود عقل و فہم کے امر کو سمجھنے سے قاصر ہو تو نبی کریم کا اسوۂ حسنہ اور آپ کے کلمات طیبات زندہ تفسیر کی صورت میں تمام فروعی و تفصیلی باتوں کا پتہ لگانے کیلئے موجود ہیں۔ گویا بہ نسبت دیگر مذاہب کے اسلام میں یہ بڑی بھاری سہولت ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں کسی نہ کسی ذریعہ سے بادنیٰ تامل معلوم ہو سکتا ہے کہ آیا فلاں شخص عملاً اس کے اوامر و نواہی کا پابند ہے یا نہیں۔ اگر مسلم کا کوئی کام اسلامی طریق سے ہی سرانجام دیکر اپنے خالق و مالک کی عبادت اسلامی طریق پر بجا لاتا ہے تو بھی۔ اگر وہ سوتے وقت اپنے مولا کے فرمانبردار بندوں کی طرح نماز عشا پڑھنے کے بعد بھی احکام الہی و ارشاد نبوی کے مطابق یاد الہی کرتا ہوا ہی بستر پر جاتا اور اسی حالت میں چند گھنٹوں کے لئے اس جہان سے بیخبر ہوتا ہے تو بھی۔ اگر وہ خلق اللہ کے ساتھ مختلف قسم کے معاملات میں حصہ لیتا ہے تو بھی کسی سے محبت کرتا ہے تو۔ اور نفرت کرتا ہے تو حتیٰ کہ راہ چلتے کسی سے دوچار ہوتا ہے تو بھی۔ غرضیکہ اٹھتے بیٹھتے ہر حال ہر بات میں ایک پابند اسلام چھپا نہیں رہتا۔ بلکہ اگر اس سے کوئی ذرا سی حرکت بھی ظہور میں آئے تو بھی سچے مومن کی شکل و شباہت

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ

کے مصداق زبان حال سے خود بتلا دیتی ہے کہ اس کے اندر نور ایمان ہے اور اس کا جسم اور روح اسلام پر فدا ہیں۔

پس ایسی حالت میں یعنی جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں انکے متعلق یہ معلوم کر لینا کچھ بھی مشکل نہ ہونا چاہیئے کہ فلاں مرد یا عورت کو بذات خود بھی اپنے دین و مذہب سے کچھ واسطہ ہے یا نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں اس وقت مردوں ہزاروں لاکھوں ایسے موجود ہیں جو اپنی زندگی کو احکام دین سے بے تعلق رکھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ تو اگر عورتوں میں بھی ویسی ہی بلکہ اور زیادہ دین سے بیگانہ ہستیاں پائی جائیں تو کچھ بھی تعجب کی بات نہیں اس واسطے عام مسلمانوں میں یہ بات روزانہ زندگی کے حالات سے بدقت ہی دریافت ہو سکتی ہے کہ آیا ان کی عورتیں بھی اپنی جگہ کسی عقاید پر قائم اور احکام مذہبی کی پابند ہیں یا نہیں۔ کیونکہ جیسے مرد بجز چند مراسم آبائی اور علامات ظاہری کے دین کی حقیقت سے بیگانہ ایسے ہی عورتیں بعض رسوم و بدعات کے سوا ان خیالات تک سے ناآشنا کہ اسلام دراصل کہتے کسے ہیں۔ اس کے اصول و احکام کا منشا کیا ہے۔ اور انسانی زندگی میں اس کے آثار ظاہر کیا ہونے چاہئیں۔ پھر دونوں میاں بیوی کا اتفاق کا ذکر تو الگ بحث ہے۔ ہر چند کہ اسلام نے مناکحت اور ازدواج کے احکام میں اس امر کی گنجائش رکھ دی ہے کہ خاص حدود و شرائط کے ماتحت زن و شوہر کے عقائد مذہبی ایک دوسرے سے مختلف بھی ہو سکتے ہیں لیکن ایسا نہ اور اس ملک میں تو ایسی صورتوں کا وقوع ہی اتفاقاً ہوتا ہے اور میاں بیوی دونوں کے اصولاً متحد المذہب کی حالت میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا نفس مذہب سے بیپرواہی کے سبب کچھ نہیں کھل سکتا کہ عقائد کی صحت و سقم اور ان کے حسن و قبح کی نسبت زوجین باہم متفق ہیں یا مختلف الرائے۔ زیادہ تر اسی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو کر عام طور پر شہرت پا گیا ہے کہ عورتوں کا اپنا مذہب کوئی نہیں ہوتا؟

لیکن برخلاف اس کے سلسلہ احمدیہ جو بفضل خدا ایک زندہ مذہب رکھنے والی قوم ہے جس کے معاملات زندگی کو حقیقی اسلام کے اصول و احکام سے ایسا ہی گہرا اور حقیقی تعلق ہے جیسا کہ جسم کو روح سے اس واسطے ہمارے گھروں میں یہ خیال بفضل خدا بہت کم پائی جائیگی اور چاہیے کہ بالکل نہ پائی جائے کہ عورتوں کا اپنا کوئی دین نہ ہو۔ جو میاں کا مذہب سو بیوی کا۔ مرد اگر طرح طرح کی مشکلات اور قربانیاں گوارا کرکے احمدیت کو قبول کرتے یا احمدیت کی خصوصیات کے پابند بنتے ہیں۔ محض خدا رسول کی خوشنودی کے لئے اور اپنی عاقبت سنوارنے کی خاطر۔ تو کیا عورتوں کو اس خوشنودی اور سنوار کی حاجت نہیں؟

مگر کیا صرف سنی سنائی باتوں سے یا بے سوچے سمجھے شوہروں کی ہاں میں ہاں ملانے سے کوئی احمدی بی بی سچے معنوں میں ایک دیندار عورت یا احمدی خاتون کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

قرآن کریم ہمارے پیارے دین کی حسین بنیاد ہے مگر اس میں تو ایمان اور نیک عمل کو مرد و عورت دونوں کی فلاح و نجات کے واسطے لازمی رکھا گیا ہے۔ پس ہر ایک احمدی بی بی کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اپنے شوہر یا باپ

اور کم نصیبی ہے کسی نیک کو نیک نہیں سمجھ سکا تو اسے چاہئے تھا کہ یہ دیکھتا۔ کہ اس انسان کے ذریعہ دنیا میں فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان۔ اگر اسے فائدہ نظر آتا تو خود بھی اس کے ساتھ ہو جاتا۔ اور اگر فائدہ نظر نہ آتا۔ تو اسے خود تنگ نہ کرنا چاہئے تھا بلکہ اس کے متعلق خاموش ہو جاتا۔ اور اسکے معاملہ کو خدا پر چھوڑ دیتا کہ اگر یہ جھوٹا ہے۔ تو خدا خود اسے سزا دے گا لیکن وہ شخص جو ایسا نہیں کرتا بلکہ خود تنگ کرنے اور تکلیف پہنچانے کے درپے ہوتا ہے۔ وہ بہت ہی ظلم کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہوتا ہے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس کی سزا آخرت میں ملتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا کہ ہر ایک قسم کے کفر کی سزا اسی دنیا میں مل جاتی تو کوئی بھی کافر نہ رہتا۔ اور کافر ہرگز دنیا میں کسی قسم کی ترقی نہ کر سکتے۔ دوسرا وہ کفر ہے کہ جس کی سزا اسی دنیا میں ملتی ہے یہ وہ کفر ہے۔ جو نبی کو تنگ کرنے اور اسکی جماعت کو دکھ اور تکالیف دینے کی وجہ سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہماری **جماعت کو اگر یہ لوگ تنگ نہ کرتے اور ہمیں دکھ نہ دیتے۔ تو ان پر طاعون وغیرہ عذاب نہ آتے۔ اور اب بھی اگر یہ رک جائیں تو طاعون اس ملک سے جا سکتی ہے** +

پنجاب میں سب سے زیادہ طاعون کا زور ہوتا ہے جسکی یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے سب سے زیادہ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کو دکھ دیئے۔ اور اس کفر کے مرتکب ہوئے جو عذاب کا موجب ہوا کرتا ہے۔ توفسادِ فی الارض کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں عذاب آ جاتے ہیں۔ اس لئے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تک کوئی نبی نہ آ چکے۔ اسوقت تک کوئی عذاب نہیں آتا۔ جب نبی آ جائے۔ تو اس کے بعد عذاب آتا ہے + (باقی آئندہ)

مغربی محاذ پر چھوٹی چھوٹی لڑائیاں | فرانس کے مختلف مقامات پر ۱۰ نومبر میں چند جھڑپیں ہوئیں جنمیں دشمن پسپا ہوا اور اپنے قیدی اور لاشیں چھوڑ گیا +

خبریں

جنگ

جرمن افسروں کے خلاف بغاوت | لنڈن سے ۲۹ نومبر کا پیام برقی ہے کہ بیان کیا جاتا ہے۔ دمشق میں ترکی جنگی جوان جرمن افسروں سے بگڑ گئے اور دو کو نشانہ بندوق بھی بنایا +

اطالوی دباؤ | فیوم کے علاقہ سے تیس ہزار آسٹروی سپاہ اطالوی محاذ کیطرف گئی ہے جہاں (دشمن کو) کمک کی سخت ضرورت ہے +

نیم سرکاری مراسلہ | لنڈن۔ ۳۰ نومبر۔ گورنیریا کے نواح میں آگ لگی ہوئی ہے۔ باقی سولین آبادی بھی چھوڑ کر جا رہی ہیں سیڈ گوریا کے جنوب میں کچھ مورچوں پر اطالوی قبضہ ہو گیا ہے۔ آسٹروی بھی اسے تسلیم کرتے ہیں +

ناکام جرمن منصوبہ | ایضاً (٫٫) پولیس نے جرمنوں کے ایک منصوبہ کا پتہ لگایا ہے جس کا مرکز لوگینو کا جرمن قونصلخانہ تھا۔ اور منصوبہ یہ کہ اٹلی کے ذخائر حرب کے کارخانوں اور ریلوں کو ڈائنا میٹ لگا کر اڑا دیا جائے +

لارڈ کچنر پیرس میں | ایضاً (٫٫)۔ لارڈ کچنر پیرس پہنچ گئے۔ پریزیڈنٹ جمہوریہ فرانس نے ان کا استقبال کیا۔ لارڈ ممدوح نے اس سے قبل دسلی آئسونزو کے محاذ پر پہنچکر اس کے بعض حصص بھی ملاحظہ فرمائے۔ جہاں گورنیریا واقع ہے۔ حضور ملک معظم نے آپ کا استقبال کیا اور گرانڈ کروس کا اعزاز عطا فرمایا +

سربی مقابلہ | سلانیک کی تار خبر سے معلوم ہوا کہ مناسٹر کی حالت نازک ہے سول حکام نے شہر چھوڑ دیا ہے مگر کرنیل واسچ کا عزم بالجزم ہے کہ آخر دم تک ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ سرویوں نے ابھی تک مناستر پر حملہ نہیں کیا ہے۔ برف بلغاریوں کے سر پر منڈلا رہی ہے جسکے خوف سے بہتیرے بلغاری میدان چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں +

رومانیہ اور جنگ شاہ رومانیہ کا بیان | بخارسٹ کی تار خبر (۲۹ نومبر) ہے کہ شاہ (رومانیہ) نے اپنی پارلیمینٹ

کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ دنیا بھر کو لہولہان کر دینے والی خونریز جنگ ہمارے ارد گرد جاری ہے۔ اور اسکی شدت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ بحالت موجودہ روس پر ہمیشہ سے زیادہ یہ امر فرض ہو گیا ہے کہ ہمارے فوائد عظیمہ کی حفاظت کے لئے ہماری مساعی کو متحد کر دے۔ پھر شاہ نے سپاہ کے لئے سامان رسد کی بہم رسانی کا ووٹ پاس کرنے کی تحریک کی +

روسی محاربات | پیٹروگراڈ کے پیغامات تار (۳۰ نومبر) سے معلوم ہوتا ہے کہ علاقہ ایلکسٹ میں شدید جنگ ہوئی۔ اور دشمن کو بھاگنا پڑا۔ روسی غنیم کی خندقوں پر قابض ہو گئے۔ ایک جرمن ڈویژن کا کمانڈر گرفتار ہوا نیز چند گرانسر

اطالین میدان جنگ | گہرنیریا کے شمال مغرب میں بڑی غضبناک لڑائیاں ہوئیں جہاں غنیم کو بڑی مضبوط کمک پہنچ گئی تھی۔ اطالوی خندقوں میں دست بدست لڑائی بھی ہوئی۔ آخر کار دشمن کو ہزیمت ہوئی ۲۰۰ جرمن اسیر ہوئے اور تین کلارتوپیں اور بہت کچھ سامان جنگ اطالوی سپاہ کے ہاتھ آیا +

جرمن آبدوز غرق | ڈلگرک کے قریب ایک برٹش طیارے نے دشمن کی آبدوز کشتی غرق کر دی +

مانٹی نیگرو اور جنگ | بادشاہ جبل اسود نے اپنے ایک اعلان میں کہا کہ ہم مرتے دم تک مقابلہ کرینگے اور مر رہنے کو غلامی پر ترجیح دینگے +

جرمنی میں ناراضی | برلن میں ایک ہزار عورتوں نے محل شاہی کے سامنے مظاہرہ کیا۔ اور اس امر کا مطالبہ کہ ہمارے شوہروں کو میدان جنگ سے واپس بلا دیا جائے اور کھانے پینے کا بہتر بندوبست کیا جائے +

ہوائی جنگ | تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوائی جنگ میں غنیم کے بالمقابل برٹش طاقت غالب ہے ان دنوں دشمن کے کئی طیاروں سے اکیلے برطانی طیارے نے خوب مقابلہ کیا۔ اور نیز دشمن کی خندقوں پر گولہ باری کی۔ پھر ہوا نشینوں نے دھاوا کیا اور صحیح سلامت واپس آگئے۔ پھر ایک برٹش بحری طیارے اور ایک فرنچ ہوائی جہاز نے دشمن کے دو ہوائی جہاز ڈبو گرا لیا

مناستر کی حالت | تازہ خبر ہے کہ سولین شہر کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ مگر بلغاریوں کے قبضہ کی تاحال کوئی خبر نہیں آئی۔ بلقان میں

[illegible] باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۸ - دسمبر ۱۹۱۵ء

دشمن بلباسِ دوستی

عقلاء نے تین قسمیں دوست کی قرار دی ہیں۔ ایک اپنا دوست دوسرے دوست کا دوست تیسرے دشمن کا دشمن۔ اسی طرح تین ہی قسمیں دشمن کی ہیں۔ اول اپنا دشمن۔ دوم دوست کا دشمن سوم دشمن کا دوست لیکن بلحاظ اختلاف حالات عداوت کی بھی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ کھلم کھلا دشمن ہو۔ اور ساتھ ہی دل میں بھی۔ دوسری یہ کہ بظاہر کسی حد تک معاندانہ رویہ ہو لیکن بباطن چنداں گہری مخاصمت نہ ہو۔ تیسری صورت دشمنی بلباس دوستی کی ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو یہی قسم عداوت سب سے زیادہ خطرناک و ضرر رساں ہوتی ہے۔ کیونکہ ظاہر الظہور عداوت کے نتائج بد اور اس کی مضرت سے تو انسان اپنے بچاؤ کی سو تدبیریں اور احتیاطیں عمل میں لا سکتا ہے۔ اور قسم دوم انجام کار اتنی زیادہ نقصان دہ نہیں ثابت ہوتی اس لئے کہ جب ظاہری و عارضی وجوہ عناد کسی طرح دور ہو جائیں تو پھر کوئی گہری اور پائیدار مخالفت تو ہوتی نہیں جس کے اندیشناک اثرات دور تک پہنچ سکیں۔ لیکن دشمن بلباس دوست ایسی باریک راہوں سے اپنا کام کرتا ہے کہ انسان اس کے حملوں کی مدافعت تو کیا کریگا سرے سے اس کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کوئی میری تخریب کے درپے بھی ہے۔ اسی لئے اس دشمن دوست نما کو سب سے زیادہ خطرناک اور واجب الاحتراز سمجھا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ابلیس کا واقعہ صراحتاً مذکور ہے اور مذہبی دنیا میں عام طور پر مشہور کہ اس نے آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکلوانے کی یہ گہری چال چلی کہ دیکھو میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں تم میرا کہنا مان لو اور اس پھل کا مزہ چکھو۔ تمکو اس سے جو منع کیا ہے کہ اس کے پاس بھی نہ پھٹکنا تو اس کی غرض یہ ہے کہ کہیں تم اس کی تاثیر سے فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ بہشت کی زندگی نہ پالو (الاعراف ع ۲) آخر وہ بھولی بھالی مخلوق اس مار آستین کے دام تزویر میں پھنس گئی اور نہ سمجھی کہ یہ اصل میں ہمارا دشمن ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ آدم و حوا دونوں کو خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ عدو شیطان کے بہکانے میں آکر بہشت سے نکالے گئے۔

الغرض عداوت کی یہ تیسری قسم بہت ہی پُر خطر ہے۔ اس لئے ایک ہوشمند اور مآل اندیش انسان کا کام یہ ہے کہ ایسے اعدائے دوست نما کے سایہ سے بھی دور ہی رہے۔ ان کی سحر کار لفاظیوں اور فسوں سازیوں سے ہرگز متاثر نہ ہو۔ کیونکہ گو ان کا ظاہر تریاق ہو لیکن باطن لاریب زہر ہلاہل۔ دنیا میں شیطان جو ایک وسیع پیمانہ پر حکومت کر رہا ہے تو آخر اس کے اتنے بڑے اقتدار کا راز کیا ہے؟ یہی کہ وہ تباہ کن برائیوں کو ایسے خوبصورت لباس میں انسان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ سادہ لوح و کوتہ اندیش آدمی انہیں اپنے حق میں اچھا سمجھ کے اختیار کر لیتے ہیں اور نتیجۃً ہلاکت کے گڑھے میں جا پڑتے ہیں اور یہی اس دشمن ایمان کا مقصود و مدعا ہوتا ہے کیونکہ وہ عہد کر چکا ہے کہ اس آدم کی خاطر مجھ پر لعنت پھٹکار پڑی ہے مگر اب میں بھی جہاں تک بس چلیگا اس کی نسل کو گمراہ و تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑونگا۔

بالخصوص امور دین میں تو اس ظالم کے داؤ ایسے دلفریب اور خوشنما ہوتے ہیں کہ ان سے بچنا بہت ہی دشوار ہے۔ جو لوگ جامۂ دینداری زیب بدن کئے ہوئے ہوں اور خطا و ثواب کی صاف و صریح حدود سے ایسے باخبر کہ مشہور معاصی کا ارتکاب ان کے نزدیک بالیقین موجب نقصان دین ہو۔ ان سے جب شیطان اپنا کینۂ دیرینہ نکالنا چاہے تو انہیں کبھی اس کی تھوڑی ہی ترغیب دیگا کہ تم کلال خانہ میں جا کر شراب پیو یا علی الاعلان بدکاریاں کرو۔ یا نقب زنی خون ناحق اور بد دیانتی و قمار بازی وغیرہ سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ [illegible] وہ تو ایسے ایسے پیرایوں میں حملہ آور ہوگا کہ وہ اس کی ترغیبات کو بہتر سمجھ کر اس کا شکار ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کے آخیر میں شر وسواس الخناس سے پناہ مانگنے کی یوں تعلیم دی ہے محض اسی واسطے کہ اس کی دسیسہ دوانیاں اندر ہی اندر بیخ و بنیاد ایمان کو کھود کر اس کا قلع و قمع کر دیتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص کو اغوائے شیطان سے کسی گناہ کی خواہش پیدا ہو تو اگرچہ وہ گناہ بھی اپنی جگہ پر زہر قاتل ہو لیکن ممکن ہے کہ اس کے ارتکاب میں بعد ازاں کچھ موانع پیش آ جائیں اور وہ کرنے نہ پائے یا بعض اسباب پیدا ہو کر اس کو فعل مذکور سے از خود نفرت ہو جائے اور وہ باز رہے لیکن اگر کسی کے دل میں یہ بات جما دے کہ خدا کوئی چیز نہیں ہے (معاذ اللہ) جس کا خوف دلا کر بانیان مذاہب نے کچھ قواعد سے باندھ دیئے ہیں اور انہیں نیکی بدی کے اوامر و نواہی قرار دیا ہے سو لہذا انہیں نظر انداز کر کے مقتضائے انسانیت اور اخلاقی فرض بھی یہی ہو سکتا ہے کہ آدمی بدیوں سے بچے اور نیکیوں میں کوشاں ہو۔ یا اگر کسی حرمان نصیب کو انبیاء اور ان کے خلفاء برحق کی نسبت یہ خیال پیدا ہو جائے کہ خدا کو مانکر انکے ملنے اور اطاعت کرنے کی کیا حاجت ہے؟ اور اسے وہ اپنی جہالت سے عین توحید قرار دے۔ تو ہر ایک دانا و دور اندیش سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخصوں کے یہ زہریلے خیالات اپنے نتائج کے لحاظ سے کیسے خطرناک اور ہلاکت خیز ہونگے گو وہ کسی کو بادی النظر میں کتنے ہی معقول و خوشنما معلوم ہوں۔ اور مومن کو ان سے بچنے میں کمال تک دینی غیرت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ نقصان ایمان اور حبط اعمال کے وبال سے محفوظ رہ سکے۔

خلاصہ کلام یہ کہ دشمن بلباس دوستی کے مہلک اثرات سے امن میں رہنے کی احتیاج بلحاظ اپنی اہمیت کے اعداء ظاہری کے شر سے بچنے کی نسبت کہیں زیادہ ضروری ہے۔ جو شخص اس بارہ میں پوری پوری احتیاط اور مومنانہ حمیت و غیرت سے کام نہیں لیتا وہ ہر وقت معرض خطر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں کو ایسے خطرات سے حفظ و امان میں رکھے آمین۔

[illegible] از قمرین بدر نہار

خدا تعالیٰ اگر ہے اور ضرور ہے

اس کے انبیاء اگر برحق ہیں اور یقیناً ہیں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تمام نبیوں کے سردار ہیں نیز جامع جمیع کمالات نبوت۔ اور لاریب ہیں۔ مسیح اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احمد تعالیٰ کا ہی مامور برحق نبیوں کا ہی موعود چودھویں کا چاند۔ اور جناب ختمی مآب کا ہی بروز اتم ہے جس کے ظہور پاک کی اس پُرفتن زمانہ کے لئے پختہ خبر دی گئی تھی جو بلا ایک ذرہ برابر شک و شبہ کے

ہے اور ضرور ہے

تو ان سب باتوں کے ساتھ لامحالہ یہ بھی ماننا پڑیگا کہ اس نبی اللہ کے مدارج عالیہ بھی حرف بحرف وہی ہیں جنکا اس کی نسبت وعدہ تھا چنانچہ قرآن کریم اسے رسول عربی (فداہ نفسی) کا ہی بعث آخر فرما دیتا کر اور حضور پرنور نے بھی بڑے زور سے مسیح موعود میں اور اپنے میں نہایت شدید مناسبت ومشابہت بتلائی ہے۔ اب جو لوگ بظاہر مسیح موعودؑ کو مانکر آپ کے درجات کو گھٹانے اور ایک معمولی مجدد کا درجہ دیکر یعنی اور اس لغو حیلے سے اخبار کو اپنا حامی کا بنانا یا خود ہی انکی کثرت میں مدغم ہونا چاہتے ہوں کیا وہ جماعت کی عزت وعظمت اور اس کی امتیازی خصوصیات کے خیر سگال ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ لہذا جماعت کی خیر و فلاح اسی میں ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت اور ان کے خیالات سے دور و نفور رہے۔ اور جب یہ باتیں صریحاً سلسلہ کو تباہ کرنے والی ہیں اور یہی منکرین مہدی کا عین منشا ہے۔ تو کوئی سچا اور غیور احمدی ہرگز ہرگز ایسی باتوں کا روادار نہیں ہو سکتا

نوبت بایں جا رسید

سوئی سے موٹی عقل کا آدمی بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جب تک کوئی قوم ایک امام کے تابع ہو اپنے مرکز سے وابستہ نہ رہے اور اس کے ساتھ گہرا مخلصانہ تعلق نہ رکھے اس کا شیرازۂ جمعیت ہرگز پراگندہ ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ سلسلہ احمدیہ کی بنیاد یا تمام جماعت کے متفقہ امام حضرت احمد پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یا اور آپ کا مسکن مبارک خود خدا کا مقرر کردہ حرم محترم جس پر آسمان سے نور نازل ہوا جسے وحی الٰہی نے صراحتہً مرجع خلائق ٹھہرایا لیکن چند پرجوش غلط مدعیان احمدیت کا ایک مختصر سا جتھا ہے کہ آج اسی دارالامان مہدی کو ظلمت کدہ یا اندھیر نگری بتلاتا ہے۔ محض اس لئے کہ غرض آلود معاندین خلافت کے منصوبے اس میں سرسبز نہ ہو سکے تو کیا معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی ساری بشارتیں محض ملمع سے دم دلاسے تھے؟ استغفر اللہ۔ ان لوگوں کے ایمان۔ اسلام اور احمدیت کا اسی سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ صریح نصوص قرآنیہ کی بزرگداشت بھی اپنی مزعومات کی خاطر بالکل بالائے طاق رکھدی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر حضرت احمد نبی اللہ کے کلمات طیبات اور آپ پر نازل شدہ الٰہی الہامات کی اب ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رہی تو کیوں نہیں صاف صاف کہدیتے کہ ہمیں مسیح موعودؑ سے کچھ سروکار نہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے حال پر رحم فرمائے اور حق و باطل کی سمجھ دے۔

احمدی جماعت بے بصیرت نہیں

خلافت حقہ ثانیہ کی تائید میں جو بیشمار زبردست دلائل عقلی ونقلی اس وقت تک پیش کئے گئے۔ ان کا مخالفین سے تا حال کوئی معقول ومسکت جواب نہیں بن پڑا۔ محض سخن پروری وحق پوشی سے شور مچائے جانا اور طوفان بے تمیزی برپا کر کے مجلسوں میں خیالات مناتے رہنا اور بات ہے لیکن اوچھے ہتھیار کہاں تک کام دے سکتے ہیں؟ آخر ناخدا ترسی وجہالت کے یہ تیر بھی سارے ختم ہو گئے اور ترکش بالکل خالی رہ گئے تو گو پہلے بھی افتراپردازیوں میں کمی نہیں کی گئی لیکن اب بھڑنے سے یہ شیوہ اختیار کیا گیا ہے کہ طرح طرح کے بے بنیاد بہتان باندھکر اور نئے نئے دل آزار اتہام لگا کر افراد جماعت کو بدظن کرنے اور مرکز سلسلہ عالیہ کی وقعت واہمیت دلوں سے مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن بفضل خدا جماعت ایسی بے بصیرت نہیں کہ مخالفین کا صاف وصریح تعصب وعناد دیکھتے ہوئے بھی ان کی مفتریات کو غلط فہمی پر مبنی سمجھے یا صدق واخلاص ہی پر محمول کرتی رہے۔ ہمیں امید ہے ہمارے احباب خوب جانتے ہونگے کہ اس وقت جو خاص طور پر نظر عنایت مبذول ہو رہی ہے یہ اصل میں جلسہ سالانہ کو ناکام و بے رونق کرنے کے سارے منصوبے ہیں جو خدا چاہے یقیناً ناکامی ونامرادی کا منہ دیکھیں گے۔ خدا جس کام کو سنوارنیوالا ہو۔ کوئی ہے جو اسے بگاڑ سکے؟ حاشا وکلا۔ احمدی دوست اس دلق کے پردہ میں کمینہ سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں۔ اور ہمیں خدائے کریم و کارساز کے بھروسہ پر کلی اطمینان ہے کہ وہ دشمن بلباس دوستی کی ملمع کاریوں سے ہرگز دھوکے میں نہ آئینگے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ۔ من انداز قدت را می شناسم

خاص مستعدی اخلاص دکھلانے کا وقت ہے

منارۃ المسیح کی تعمیر اور جلسہ کی ضروریات میں اس وقت مالی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ پھر ترجمۃ القرآن انگریزی کی فروخت واشاعت بھی نہایت اہم کام ہے پس احمدی دوستوں کو اس وقت کمر ہمت باندھکر غیر معمولی مستعدی و ہمت سے ان خدمات دینی میں ہاتھ بٹانا چاہیئے اس بارہ میں آئندہ ایک ضروری مضمون مرقومہ اخویم مکرم شیخ یعقوب علی صاحب درج اخبار ہوگا امید ہے کہ احباب اسے پوری توجہ سے پڑھیں گے۔ اور تمام ممکن ذرائع سے بالاتفاق اس پر کاربند ہونے کی کوشش کرینگے۔

عازمان قادیان

ملاحظہ ہیں جلسہ کی تاریخیں ۲۶-۲۷ و ۲۸ دسمبر مقرر ہوئی ہیں۔ چندہ جلسہ فنڈ و ضیافت فنڈ

ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح علیہ السلام

صداقت مسیح موعود

مادی ترقی کا طریق | ہر ترقی کی ابتدائی حالت ادنیٰ ہوتی ہے اور انتہائی حالت اعلیٰ اور کمال کی حالت کہلاتی ہے مثلاً ایک درخت جب اس کی کونپل نکلتی ہے اس وقت اس کی ترقی کی وہ ابتدائی حالت ہوتی ہے۔ اور جس وقت وہ ترقی کرتے کرتے انتہائی درجہ کو پہنچ جاتا ہے اس وقت وہ کامل درخت کہلاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی جسمانی پیدائش کو دیکھو تو تمہاری اس کی ترقی کی ابتدائی حالت نطفہ ہوتی ہے جس سے بڑھتے بڑھتے انسان کی صورت شکل کا حرکت کرنیوالا بچہ بن جاتا ہے ظلمات ثلاث سے نکلکر روشنی میں قدم رکھتا ہے تو دنیاوی ترقی کا اس کا وہ پہلا دن ہوتا ہے جس سے بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھتا ہے کہ کامل انسان کہلاتا ہے اس کا ہر عضو اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ یہی حالت تمام ترقی کرنیوالی چیزوں کی ہے کہ ایک ان کی ابتدائی ترقی کی ادنیٰ حالت ہوتی ہے اور ایک ان کی ترقی کی انتہائی اور کمال کی حالت ہوتی ہے۔

پہلی تاریخ کے چاند کو ہی دیکھو جب آنکھ والوں کی طرف سے بھی پوشیدہ رہتا ہے لیکن ترقی کرتے کرتے ایک وہ وقت آتا ہے کہ بدر کہلاتا ہے تو تھوڑی سی بینائی رکھنے والا بھی اس کو دیکھ سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے روحانی ترقیات کا بھی وہی قانون رکھا ہے جو کہ اس نے جسمانی اور مادی ترقیات کے لئے رکھا ہے

روحانی ترقی کے مدارج | پس خدا تعالیٰ نے انسان کی روحانی ترقی کی بھی ادنیٰ اور اعلیٰ حالت رکھی ہے۔ جیسے کہ فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین ادنیٰ حالت روحانی ترقی کی یہ ہے کہ انسان صالح بنتا ہے اور اعلیٰ حالت میں نبی جسکو قرآن نے نبیین و رسل میں تقسیم کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے

تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ ورفع بعضہم درجات۔ ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر بہت فضیلت دی ہے۔ اس طرح کہ بعض کے ساتھ کلام کیا اور بعض کو درجات میں بلند کیا یہاں کلام سے مراد شریعت اور وحی کلام مراد ہے یعنی بعض کو یہ شرف بخشا کہ انکو شریعت دی گئی اور بعض کو بغیر شریعت کے نبوۃ کا درجہ عطا ہوا جیسے مسیح ہی کے احکام پر خود بھی چلتے تھے اور دوسروں کو بھی چلاتے تھے جیسا کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی شریعت پر چلتے تھے اور اسی کی بابت پر لوگوں کو بھی چلاتے کا انکو حکم تھا اسواسطے ایک موقعہ پر حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو ڈانٹتے ہوئے قال یٰہارون ما منعک اذ رأیتہم ضلوا ان لا تتبعن افعصیت امری۔ (موسیٰ نے کہا اے ہارون جب تو نے انکو گمراہ ہوتے دیکھا تو کس چیز نے میری اتباع سے تجھے روکا کہ تو نے میری حکم عدولی کی) اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موسیٰ آمر تھے اور ہارون مامور۔

الغرض اگر شریعت کی کلام نہ مراد لی جاوے اور کلام الہام وغیرہ لئے جاویں تو معنے غلط ہو جاویں گے ایسی صورت میں یہ معنے ہو جاویں گے کہ بعض کو بعض نبیوں پر یہ فضیلت دی اس طرح کہ بعض کے ساتھ کلام کیا اور بعض کے ساتھ کلام تو نہیں کیا لیکن ان کے درجات میں انکو ترقی بخشی حالانکہ نبی ہوتا ہی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے مکالمہ کا شرف حاصل ہو خود نبی کا لفظ ہی اس مفہوم کو ظاہر کر رہا ہے۔

ختم الرسل کا سب سے بڑا درجہ | لیکن آنحضرت صلعم کو خدا تعالیٰ نے ان دونوں مرتبوں سے بڑھکر ایک مرتبہ بخشا ہے جو نبی کا انتہائی درجہ ہے اور وہ درجہ نہ کسی نے آپ سے پہلے حاصل کیا اور نہ آپکے بعد کوئی وہ درجہ پا سکتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما۔ خدا تعالیٰ نے انسان کے وجود میں دو سلسلے رکھے ہیں ایک جسمانی اور دوسرا روحانی چونکہ روحانی سلسلہ جسمانی سلسلے پر زیادہ فضیلت اور عظمت رکھتا ہے اس لئے روحانی رشتہ داروں کو بھی جسمانی رشتہ داروں پر فضیلت ہے اسی لئے رسول اللہ

نے فرمایا کہ تم مومن نہیں ہو سکتے جبتک کہ اپنے والدین اور عزیزوں سے زیادہ مجھکو عزیز نہ سمجھو۔ پس خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ محمد جسمانی طور پر تو مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں لیکن اس سے بڑھکر روحانی طور پر تمہارا باپ ہے کیونکہ وہ رسول اللہ ہے اور رسول بھی وہ کہ خاتم النبیین ہے۔ خاتم النبیین کا مرتبہ اس کو اس لئے بخشا کہ ہمارے علم میں صرف یہی شخص اس عہدے کا مستحق تھا کیونکہ ہم ہر چیز کے ذرے ذرے کا علم رکھتے ہیں پس ہمارے علم میں محمد ہی ایک فرد کامل تھا جس کو یہ ترقی کے کمال کا عہدہ دیا گیا۔

ختم نبوۃ کے معنے | لیکن افسوس ہمارے مخالف متعصب مولویوں پر کہ انہوں نے آپکے اس عہدے کو ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ بجائے اس کے آنحضرت کی عزت اور عظمت ظاہر ہو آپ کی مذمت اور ہتک لازم آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ آپ ختم کرنیوالے ہیں نبیوں کو آپکے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا اول تو خاتم النبیین کا یہ مفہوم لغات اور محاورہ کے بالکل خلاف ہے کیونکہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ مسجد پر ہماری مہر ہو گئی تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ مسجد کے بعد کوئی مسجد ہوا ہی نہیں یا رسول اللہ نے فرمایا کہ مسجدی آخر المساجد تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد نبوی کے بعد کوئی مسجد نہیں بنائی جا سکتی۔ یا نہیں نبی علاوہ اس کے سب سے پیچھے آنا کوئی فضیلت کی بات ہے کہ مولوی صاحبان اس پر اس قدر زور دیتے ہیں۔

اس امت میں نبی ہونا آنحضرت صلعم کی ہتک ہے | ہمارے مخالف مولوی صاحبان اس کا جو مفہوم لیتے ہیں اگر بفرض محال وہی تسلیم کر لیا جائے تو پھر آنحضرت صلعم پر سخت ناجائز الزام آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے انبیاء کے مبعوث کرنے کو تمام انعاموں سے بڑا انعام ٹھہرایا ہے جیسا کہ فرمایا ہے واذ قال موسیٰ لقومہ یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا الآیہ سلطنت وغیرہ انعاموں سے نبوۃ کے انعام کو مقدم رکھا ہے پس آنحضرت تو رحمۃ للعالمین ہو کر آئے تھے ان کے آنے سے انعامات میں ترقی ہونی چاہیئے تھی نہ کہ سب سے بڑا انعام جس کا دروازہ پہلی امتوں پر کھلا ہوا تھا اس خیر الرسل کی بعثت سے اس امت خیر الامم پر اس کا دروازہ بالکل مسدود ہی کر دیا گیا جنے کہ

کوئی روحانی نبی ہونا چاہیے جو کہ روحانی سورج محمد مصطفےٰ صلعم سے روشنی حاصل کر کے دنیا کو ہدایت کے نور سے منور کرے چونکہ نبی کریم کے بعد نبوۃ وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو آپ کا کامل متبع ہو اور آپ کے تمام کمالات کو اپنے اندر جذب کرے اسی واسطے چودھویں صدی سے پہلے جس قدر مصلح پیدا ہوئے وہ مجدد کہلائے نبوۃ کا منصب انہوں نے نہ پایا کیونکہ سورج سے کامل طور پر روشنی حاصل کرنے والا چودھویں تاریخ کا چاند ہوتا ہے اسی طرح نبی کریم کے بعد ہر صدی پر روحانی چاند طلوع ہوتے رہے مگر وہ نبی کریم کے تمام کمالات اپنے اندر نہ لینے کی وجہ سے نبی نہ کہلائے حتیٰ کہ روحانی چاند کے طلوع کی چودھویں تاریخ یعنی چودھویں صدی آگئی جس میں اس نے اپنے سورج سے کامل روشنی حاصل کر کے چاند نے طلوع کیا اور بوجہ کامل نور حاصل کرنے کے نبی کہلایا اس مفہوم کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ٭ کہ کافر چاہتے ہیں اور چاہیں گے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے نور کو مٹا دیں لیکن اللہ اس اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا اگرچہ کافر ناپسند کریں دوسری جگہ قرآن میں آیا ہے۔ ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا اس آیت میں خدا تعالیٰ نے سورج کی روشنی کا نام ضیاء رکھا ہے اور چاند کی روشنی کا نام نور رکھا ہے پس متم نورہ میں جو وعدہ ہے وہ روحانی چاند کے نور تکمیل کا وعدہ ہے اور وہ چودھویں تاریخ کو ہی کامل ہوتا ہے چونکہ روحانی چاند صدی کے سر پر طلوع کرتے ہیں اس واسطے روحانی سورج سے کامل طور پر روشنی حاصل کرنیوالا روحانی چاند چودھویں صدی کے سر پر ہی پیدا ہونا چاہیے تھا چنانچہ پیدا ہو گیا ٭

دوسرے خلفاء کیوں نبی نہ کہلائے

یہاں پر ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جس صورت میں محمدی سلسلہ کو بنص قرآن کریم موسوی سلسلہ سے مشابہت ہے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم کے درمیان اور مسیح محمدی کے درمیان کوئی نبی نہیں پیدا ہوا حالانکہ حضرت موسیٰ اور مسیح موسوی کے درمیان بہت سے نبی پیدا ہوئے اس لئے محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے کم رہا کیونکہ قوم کے جس قدر زیادہ افراد معزز ہوتے ہیں اسی قدر وہ قوم زیادہ معزز کہلاتی ہے۔ پس اس لحاظ سے موسوی سلسلہ افضل ٹھہرتا ہے اور امت محمدیہ خیر امم کہلانے کی بھی مستحق نہیں ٹھہرتی ہیں اس کا جواب یہ ہے۔

اول چونکہ پہلے زمانے میں تمدن اور معاشرت کے سامان اس قدر وسیع جانے پہچانے نہ تھے کہ ایک نبی تمام دنیا کو تبلیغ کر سکتا اس واسطے اس وقت ضرورت تھی کہ مختلف ملکوں مختلف قوموں میں الگ الگ نبی بھیجے جاتے تاکہ سب کو تبلیغ ہو سکے اس واسطے اس وقت ایسے نبی کی ضرورت تھی جو جامع جمیع کمالات نبوۃ ہو کیونکہ خاص قوموں اور ملکوں کیطرف مبعوث ہوتے تھے اس واسطے اس قوم کے اور ملک کے مناسب حال نبیوں میں خاص خاص خوبیاں [illegible] ہوتی تھیں جو کامل نبوۃ کا جزو ہوتی تھیں اس کی مثال [illegible] ہے جیسے کہ پہلے چھوٹی ریاستوں کے مالک بھی بادشاہ کہلاتے تھے جیسے کہ ہندوستان میں کئی ملک [illegible] تھے لیکن جب حکومت وسیع ہو گئی تو اب وہ ریاستوں والے بادشاہ اپنے آپکو نہیں کہہ سکتے پس اسوقت نبی کریم کی نبوۃ کافۃ للناس ہونیکی وجہ سے آپ کی امت کے مجددین نبی نام نہ رکھا سکے حالانکہ جس طرح پہلی امتوں میں نبی خاص خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے آپ کی امت کے مجددین بھی خاص خاص قوم کی طرف مسلمانوں میں مبعوث ہوتے رہتے تھے کہ انہوں نے پہلے نبیوں سے بڑھ بڑھ کر کام کئے اور روحانی فائدہ پہنچایا لیکن پہلے چونکہ حضرت مسیح کی نبوت کافۃ للناس نہیں تھی جو ریاستوں کے مالکوں کو بادشاہ کہلانے میں مانع ہوتی اس واسطے وہ بادشاہ یعنی نبی کہلائے لیکن نبی کریم کی نبوت کافۃ للناس ہونے کی وجہ سے باوجودیکہ آپ کی امت کے مجدد پہلے انبیاء کے کمالات اور خوبیاں اپنے اندر رکھتے تھے نبی نہ کہلائے بلکہ مجدد یعنی جیسے نواب کہلائے لیکن موسوی سلسلہ سے مشابہت اور مماثلت قائم رکھنے کے لئے محمدی سلسلہ کے چودھویں صدی کے سر پر بھی ایک مسیح پیدا کیا اور اسے نبی کا خطاب دیا گیا چونکہ نبی کریم جامع کمالات ہونے کی وجہ سے کافۃ للناس نبی تھے اس واسطے چودھویں صدی کا مسیح محمدی بھی جامع کمالات ہونا چاہیے تھا کیونکہ چودھویں تاریخ کا چاند سورج کی روشنی پورے طور پر اپنے اندر لیتا ہے غرض چونکہ محمدی مسیح کی نبوت اور کمالات کا دار و مدار آنحضرت صلعم کے وجود باوجود پر ہے اس واسطے وآخرین منہم کی آیت میں مسیح کی آمد کو اپنی آمد قرار دیا ہے اور واذا الرسل اقتت کا بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح نبی کریم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں یعنی جو جو کمالات ضرورت کے مطابق الگ الگ طور پر مختلف انبیاء کے وجود میں پائے جاتے تھے آپ تنہا ان سب کمالات کے وارث تھے گویا آپ کا وجود گذشتہ تمام انبیاء کے قائم مقام تھا اسی طرح چودھویں صدی محمدی کے مجدد یعنی کامل اتباع کیوجہ سے پایا اور قائمقام تمام گذشتہ انبیاء کے ہوا پس آنحضرت کے بعد اور مسیح محمدی سے پہلے کسی نبی کے مبعوث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس سلسلہ کے اول میں نبی کریم تمام انبیاء گذشتہ کے قائمقام مبعوث ہوئے اور ان کا تمام دنیا کی طرف مبعوث ہونا بھی ثابت کرتا ہے کہ وہ تمام گذشتہ انبیاء کے قائمقام ہیں کیونکہ پہلے انبیاء اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے آنحضرت میں خدا تعالیٰ نے وہ کمالات رکھے کہ آپ تنہا تمام دنیا کو فیض پہنچا سکتے تھے اگر کہا جائے کہ خدا نے پہلے انبیاء جامع کمالات کا نبی کیوں نہیں پیدا کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس صورت میں تمدن اور معاشرت کے سامان مفقود تھے دور دراز ملکوں میں تعلق پیدا کرنا مشکل امر تھا یہ تو گویا ایک پرائمری سکول میں بی اے اور ایم . اے کو معلم بنانا ہے حالانکہ معمولی تعلیم یافتہ بھی اس سکول کو چلا سکتا ہے اور اس سلسلہ کے آخر میں مسیح موعود بوجہ نبی کریم کے کامل انوار حاصل کرنے کے جامع کمالات اور قائمقام

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

[illegible] اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

الفضل

قادیان ضلع گورداسپور کا ہفتہ وار

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (براہین)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ حقیقۃ الوحی

جلد ۱۱ | ۱۵ ستمبر ۱۹۲۳ء | پنجشنبہ | مطابق ۳ صفر ۱۳۴۲ھ | نمبر ۶۹

مدینۃ المسیح علیہ السلام

جناب مولوی فضل الدین صاحب مولوی فاضل جناب سید میر محمد اسحق صاحب پیغامیوں سے شرائط مباحثہ طے کرنے کیلئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ یہ اسی مباحثہ کی شرائط ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے لاہور تشریف لیجانے پر تجویز ہوا تھا۔ اس وقت تک اس کے متعلق خط و کتابت ہوتی رہی۔ لیکن جب اس طریق سے فیصلہ کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ تو مولوی صاحبان موصوف وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ تاکہ جلدی فیصلہ ہو سکے۔

منتظمین جلسہ بڑی سعی و سرگرمی سے جلسہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ بیرونی احباب کو بھی حسب دستور سابق مہمانوں کی تعداد اور دیگر ضروری امور کے متعلق جلدی اطلاع دے دینی چاہیئے۔

اخبار احمدیہ

خدام دین

احباب ذیل نے ترجمۃ القرآن انگریزی کے چند در سیپارے فروخت کرنے کا حال میں ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ انکے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) برادر عبداللہ صاحب بڑودہ۔ ۵ سیپارے۔ (۲) مولوی خان صاحب۔ مدن بلدیہ ایضاً۔ ۵ اسیپارے (۳) برادر مکرم اختر علی صاحب چھپرہ وصولی قیمت میں مصروف ہیں تعداد نہیں لکھی (۴) برکت علی صاحب زرگل، گجرات ۵ کاپی فی الحال اور جماعت مونگ و سعداللہ پور نے بھی ہاتھ بٹایا۔ تو انشاء اللہ زیادہ توقع ہے (۵) جماعت احمدیہ مدراس ۵۰ نسخے (۶) جماعت احمدیہ لکھنؤ ۲۰ جلد۔ باقی اور مفصل رپورٹ انشاء اللہ آئندہ۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اسماء محمدیاں بر منار بلند تر تعمیر منارۃ المسیح کی

اعانت میں حسب ذیل احباب کرام نے سو سو روپیہ عنایت فرمایا جنکے اسماء گرامی کتبہ منارۃ البیضاء پر کندہ کئے جائینگے:۔ (۱) اخویم مکرم جمال الدین صاحب گوجرانوالہ۔ (۲) سید اعجاز حسین صاحب سب ڈویژنل آفیسر اٹاوہ۔

(نوٹ۔ دیگر فدائیان مسیح محمدی کی فہرست انشاء اللہ آئندہ درج ہوگی۔ فی الحال یہی نام نامی دیئے جاتے ہیں تاکہ دیگر احباب کو بھی مسابقت بالخیرات بننے کی ترغیب ہو۔ ایڈیٹر)

تولد فرزند

(۱) دائرہ زیدکا میں عبداللہ خان صاحب کے ہاں۔ حضرت اقدس نے بچہ کا نام عزیز احمد تجویز فرمایا۔ (۲) ہوشیار پور میں پیرجی حاجی محمد صاحب کے۔ بروز جمعرات۔ نام محمد احمد (۳) سرشتہ پور (ہوشیار پور) میں شیر محمد صاحب ٹھیکدار کے ہاں۔ ۲۸۔ نومبر کو۔ نور محمد (۴) پٹیالہ میں حشمت اللہ صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ نام زینب۔ اللہ تعالیٰ ان سب

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۵ء

خواجہ صاحب کی ایک تحریر

حضرت مسیح موعود کے احمد ہونیکے متعلق

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

یوں تو ہر ایک انسان کے لئے یہ بات لازمی ہے کہ وہ اپنے قول کی خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری پابندی کرے اور اس کے خلاف کہنے یا کرنے سے باز رہے لیکن ایک ایسا انسان جسکو دعوٰی ہو کہ میں مبلغ اسلام ہوں میں دُنیا کو اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ اسکے لئے تو نہایت ہی ضروری ہے کہ وہ اندر باہر سے یکساں ہو۔ جو کچھ وہ کہتا ہو۔ اسی کے مطابق کرتا بھی ہو جو عقیدہ اس کا ایک وقت ہو۔ وہی ہمیشہ رہے۔ اور اگر اس میں کوئی تبدیلی واقع ہو تو صاف گوئی و حق پسندی سے اپنی پچھلی غلطی کا اقرار کرے مثل مشہور ہے کہ قول مرداں جان دارد۔ پس جو کچھ انسان کی زبان یا قلم سے ایک دفعہ نکل چکا یا تو اسپر قائم رہے یا مردانہ وار اخلاقی جرأت سے کام لیکر علانیہ مان لے کہ میں نے پہلے جو کچھ کہا وہ صدق و حق نہ تھا۔ بجز ان دو صورتوں کے تیسری صورت نفاق و زمانہ سازی کی ہی ہو سکتی ہے جو ان لوگوں کا کام ہے۔ صاف گوئی ایک ایسا وصف ہے جس سے ہر ایک مسلمان کو متصف ہونا ضروری ہے اور خاصکر ایک مبلغ اسلام ہونے کے مدعی کو۔ لیکن بُرا ہو طمع دُنیاوی کا۔ کہ یہ اچھے اچھے ہوشیاروں کو بھی اندھا کر دیتی ہے۔ ع "بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند" اور بڑے بڑے مستقل مزاج لوگوں کے پائے ثبات کو متزلزل کر دیتی ہے اور ستیاناس ہو بغض اور عناد کا۔ کہ یہ بھلے چنگے سمجھدار لوگوں کو بھی حق کی مخالفت پر کھڑا کر دیتا ہے۔ اور منکے اگلے پچھلے سب قول و قرار پر پانی پھیر دیتا ہے۔ دنیا جہان میں اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں جن سے ان باتوں کی تصدیق ہوتی ہے لیکن میں اس وقت کسی دُور کے واقعہ کیطرف ناظرین کو توجہ مبذول کرنے کی زحمت نہیں دے رہا۔ بلکہ اس گروہ کے ایک فرد خاص کی ایک تحریر کیطرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو بظاہر تو اپنے تئیں احمدیوں میں شمار کرتے ہیں لیکن در اصل انکے موجودہ اقوال و افعال سے احمدیت کے ساتھ سراسر بیگانگی بلکہ عناد دلی کا ثبوت ملتا ہے۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ لوگ کس طرح اپنی ہی سابقہ تحریروں کی اسوقت صراحتہً تکذیب کر کے اس امر کی سچائی پر مُہر لگا رہے ہیں کہ وہ جو کچھ پہلے تھے اب نہیں رہے بلکہ انکی سابقہ و موجودہ حالت میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے ✦

خواجہ کمال الدین صاحب ان لوگوں میں سے نہ صرف ایک چیدہ شخص ہیں بلکہ برائے نام خلیفۃ المسیح بھی بنائے گئے ہیں۔ اگرچہ خواجہ صاحب اس منصب کو اپنے لئے مفید و نفع رساں نہیں سمجھتے۔ کیونکہ بقول انکے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بلادِ غربیہ میں صرف نام لینا ہی سم قاتل ہے تو ان کا مجسّم خلیفہ بن کر ولایت میں تبلیغ اسلام کرنا تو انکے لئے زہر ہلاہل سے بھی کہیں بڑھکر مضر اور نقصان رساں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ صاحب ملے نہ خود کبھی اپنے نام کے ساتھ خلیفۃ المسیح اور نہ عام طور پر انکے خطاب دینے والے اسکے لکھنے کی جرأت کرتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح انکے پر اسرار مشن کو نقصان پہنچتا ہے یہ بھی گویا قدرت کا اک عجیب فیصلہ ہے کہ خلافت جیسے مہتم بالشان منصب کیلئے ہر کس و ناکس موزوں نہیں ہو سکتا مگر وہی جسے خدا تعالیٰ اس کا اہل بنائے کیونکہ خلیفے بنانا خدا ہی کا کام ہے تاہم انکے بعض سادہ لوح ملاؤں کی خانہ ساز تقسیم کی رو سے وہ بھی غیر مبائعین کے ایک خلیفہ ہی کہے جا سکتے ہیں۔ اور ان کا یہ دعوٰی بھی ہے کہ میں یورپ میں اسلام کا بیج بو رہا ہوں اور اسلام کی صداقت آشکارا کر رہا ہوں۔ انھوں نے پچھلے دنوں سیالکوٹ میں تقریر کرتے ہوئے بڑے زور سے بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمد نہیں ہیں اور کہ مبائعین کا یہ عقیدہ رکھنا اسلام پر ایک ایسا حملہ ہے جو آج تک نہیں ہوا ✦

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ایک نہایت جامع اور مدلل مضمون لکھ کر شائع فرما دیا تھا۔ اس مضمون کے مسکت ہونیکے نہ صرف خواجہ صاحب ہی قائل ہیں بلکہ انکے امیر مولوی محمد علی صاحب بھی۔ کیونکہ دونوں سے اس کا جواب آج تک نہیں بن پڑا۔ جو انکے لاجواب ہونے کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ لیکن یہاں میں خواجہ صاحب ہی کی ایک تحریر درج کر کے ان سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ جس وقت انکے قلم سے یہ نکلی تھی۔ آیا اسوقت بھی ان کا یہی عقیدہ تھا جو وہ اب ظاہر کر رہے ہیں۔ یا وہی جو ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے اور جسکی مخالفت پر اب آپ کمربستہ ہیں ✦

آپ نے اپنے ایک خط میں جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نام تھا۔ ولایت سے یہ الفاظ لکھے تھے۔ کہ "ہم لاکھ اختلاف رائے رکھتے ہوں۔ جو انشاء اللہ عنقریب مٹ جاوینگے **لیکن خدا احمد کی پہلی جماعت کو ان کمینے امور سے بہت بالاتر رکھے گا۔ اور اس نے رکھا ہے**" اس تحریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احمد قرار دیا ہے۔ ورنہ آپنے یہ کیوں لکھا کہ خدا احمد کی پہلی جماعت کو ان کمینے امور سے بہت بالاتر رکھے گا۔ کیا یہاں احمد سے آپکی مُراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے؟ ہرگز نہیں پھر اب آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احمد ماننے میں کیا روک ہے اور کیوں اسکے خلاف لکھتے پھرتے ہیں؟ ہزار ہا اور ایسی باتوں کو جانے دیجئے۔ لیکن کیا اسوقت آپکی مندرجہ بالا عبارت کو سامنے رکھ کر آپکے موجودہ عقیدہ سے مقابلہ کر تولنے پر صاف طور پر واضح نہیں ہو جاتا۔ کہ آپ اپنی اس تحریر کے خلاف کہہ رہے ہیں۔ موجودہ مزعومات کے ماتحت شائد آپ کو محولہ بالا الفاظ لینے نہ معلوم ہوں۔ لیکن اصل خط موجود ہے اگر آپنے ان کے لکھنے سے انکار کیا۔ تو اس کا عکس شائع کر دیا جائے گا۔ اب بتلایئے کہ کیا مبلغ اسلام ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جنکو اپنے قول کا پاس نہو جنکے عقائد ایسے متزلزل اور ردی ہوں

ہے لنگر وہ مصری مولویوں میں جا بیٹھے ہیں اور خلیفہ ثانی ست ابھی برابر ان کو آرٹیکل سے قرآن مجید کے ترجمہ اور اس کی اشاعت کا خیال آ رہا ہے کہ کس طرح قوم نے ایک کثیر رقم جو تقریباً ایک لاکھ کے قریب اس مبارک کام کے لئے دی اور ایک شخص نے خدا کا ذرا بھی خوف نہ کر کے اور مقوق العباد اور خوش معاملگی کے نام پر اس کو نظر انداز کر کے اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ اور قوم کو نئے سرے سے یہ کام کرنا پڑا جس پر پہلے کئی سال خرچ ہو چکے تھے اب اس کام کے لئے ایک لاکھ کی اور چاہیئے۔ پھر مدرسہ تعلیم الاسلام کی ترقی کا خیال ایک طرف ہے اور قوم کے لئے کالج کی ضرورت بڑے زور سے تحریک کر رہی ہے اور بجالت موجودہ ہمارے وہ بچے جو قادیان سے تعلیم پا کر کالجی تعلیم کے لئے دوسری جگہ جاتے ہیں ان کے لئے مقامی بورڈنگ ہوس کھولنے سے ان کے اخلاق اور مذہب کی حفاظت کے لئے ازبس ضروری ہیں۔

اسی طرح اشاعت اسلام کے لئے سوسائٹی الشورجوال ریویو آف ریلیجنز کو زیادہ مضبوط مفید اور شاندار بنانا بھی پیش نظر ہے۔

پھر ان سب علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کیا ہوا لنگر خانہ سب سے مقدم ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت یاتون من کل فج عمیق مہمانوں کا دور دراز مقامات سے آنا اور کثرت سے آنا لازمی امر ہے ان کی ضروریات خورد و نوش کے علاوہ ان کے لئے مکانات کی وسعت اور سامان رہائش کی موجودگی ازبس ضروری ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کی وحی سے اصحاب الصفہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کے درویشوں کی ایک جماعت کا قادیان میں مقیم رہنا ضروری بتایا ہے ان کی ضروریات انکے ساتھ ہیں۔

ان سب کے علاوہ موسمی تغیر و تبدل پر موسمی ضروریات اور غربا اور ضعفا کا تکلیف پانا دیکھا نہیں جا سکتا ان تمام مجموعی ضروریات پر یکجائی نظر کی جائے تو لاکھوں روپیہ کے اخراجات کو دیکھ کر بظاہر ایک کمزور انسان گھبرا اٹھتا ہے مگر جس سلسلہ کو خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے اور جس کی ترقی اور وسعت کے اس نے وعدے کئے ہیں اس ترقی کے لحاظ سے اس کی ضروریات کا انتظام بھی اسی الغنی الحمید خدا کی تائید ہی سے ہوگا یہ ہمارا یقین ہے مگر میرے دوستو! دنیا عالم اسباب ہے انبیاء علیہم السلام کی پاک جماعت کو من انصاری الی اللہ اور من یقرض اللہ قرضاً حسنة کی آوازیں دینی پڑتی ہیں ان کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ نصرت الٰہی کے مظاہر کو تلاش کرتے ہیں پس میں اگر اس پاک سلسلے کی خدمت کے لئے من انصاری الی اللہ کہتا ہوں تو میں بھی ہوں سعادت مند اور مبارک روحوں کا استقبال کرنا چاہتا ہوں جو خدا تعالیٰ کے سلسلہ کی تائید کے لئے ملائک کا مظہر ہو کر ہاتھ اٹھاتی ہیں۔

تم دین کو دنیا پر مقدم کرکے سلسلہ کی ضروریات کو مقدم کرنے کا معاہدہ کر چکے ہو پس اب خاموشی کا وقت نہیں سالانہ جلسہ بہت قریب آگیا ہے اور صدر انجمن کی حالت پہلے سے قریباً بیس ہزار روپیہ کی زیر بار ہے منارة المسیح کی تعمیر شروع ہوگئی ہے اور سالانہ جلسہ کے لئے ضروریات کا انتظام پہلے سے لازمی ہے۔ اس وقت کم از کم تیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے تاکہ پچھلے قرضے سے بے باق ہو کر سالانہ جلسہ تک ہم انتظام کر سکیں معمولی اور مقررہ چندے جو قوم دیتی ہے وہ مقررہ ضرورتوں کے لئے خدا کے فضل سے کفایت کر سکتے ہیں لیکن وقتی ضرورتوں کا بوجھ زاید اور یکمشت چندوں کے بغیر ہلکا نہیں ہو سکتا اس لئے احباب اسی مہینے کے اندر اس رقم کو پورا کر دینے کے لئے اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈال دیں میں خود اپنے دوستوں کو کوئی تجویز بتانی نہیں چاہتا کہ وہ اس رقم کے پورا کرنے کے لئے یہ کریں اور وہ کریں ہمیں روپیہ چاہئے۔ وہ اس کے پورا کرنے کی فکر کریں۔ احمدی انجمنیں اپنے ہاں اس ضرورت کو پیش کریں اس وقت ایک سو سے زیادہ انجمنیں ہیں اور وہ مختلف حیثیت کی ہیں۔ جن میں سے بعض ہزار روپیہ دے سکتی ہیں اور بعض ہزار سے بھی زیادہ دے سکتی ہیں اگر تیس ہزار افراد قوم ایک ایک روپیہ بھی اس مدکی ضرورت کے لئے دیں تو یہ رقم پوری ہو سکتی ہے میں جانتا ہوں کہ قوم دے سکتی ہے اور دینے والے بفضل خدا موجود ہیں ایسی سعید اور متمول روحوں کی ضرورت ہے جو اس مقصد کے لئے گلے میں جھولی ڈالکر تماشائے اہل کرم دیکھتے ہوئے اس ضرورت کو پورا کریں۔ میرے دوستو! اٹھ کھڑے ہو کہ یہ بیٹھنے کا وقت نہیں ہے میں جانتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ یہ سب اخراجات ضروری ہیں اور قوم ضعیف و قلیل اور بے سامان مگر یاد رکھو کہ یہ اخراجات کی روز افزوں مانگ اللہ قوم کی قلت و بے سروسامانی ہی خفتاً اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ قوم کے قوم بننے کا وقت اب آگیا ہے اب ارادتمندوں کی ارادت مخلصوں کا اخلاص اور سلسلہ کے عشاق کی جان نثاری معرض امتحان میں ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت اولوالعزم کی گریہ و زاری دعاؤں کے طفیل سے یقین ہے کہ قوم اس امتحان میں انشاء اللہ فائز المرام ثابت ہوگی۔

بالآخر میں اپنے تمام افراد سلسلہ اور انجمن ہائے احمدیہ کے کارکنوں کو خطاب کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ جس حال میں صدر انجمن ان ضروریات سلسلہ کے لئے ذمہ دار ہے اور وہ آپ کی بنائی ہوئی ذمہ دار ہے تو کیا یہ آپ کا فرض نہیں کہ صدر انجمن کو اس قابل بنا دیں کہ وہ سلسلہ کی بہترین خدمت میں اپنے قیمتی اوقات کو صرف کرنے کے لئے مالی مشکلات میں پڑے آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کام کو اپنے ذمہ لیں۔ صدر انجمن کا فرض ہوگا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اغراض و مقاصد کو سامنے رکھکر حضرت اولوالعزم خلیفہ ثانی کی ہدایات و منشاء کے ماتحت اشاعت و تبلیغ سلسلہ میں لگی رہے۔ میں زمانہ کے عربی الفاظ اور اشتہاری طریق اور اپیل کرنے والے جملوں کو بالکل الگ رکھکر نہایت سادے اور مخلصانہ طریق پر عرض کرتا ہوں کہ جن ضرورتوں کا میں نے ذکر کیا ہے یہ جہاں تک اسباب کا تعلق ہے قوم کے بیدار ہونے اور فوری توجہ کی محتاج ہیں۔ اور اب اتنا وقت نہیں رہا کہ متعدد اپیلیں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

[illegible] بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

[illegible] میں بھی اک نورانی چہرہ کے پیشاروں میں | عسیٰ اَنْ یَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | [illegible] اک دن دیکھنا [illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

رقم بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

پنجاب

چندہ غیر ممالک سے ساڑھے [illegible]

قیمت بہر حال پیشگی

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ | ۱۵ دسمبر ۱۹۱۵ء | چارشنبہ | مطابق صفر ۱۳۳۴ھ | نمبر ۷۰

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس ایدہ اللہ بفضلہ اچھی طرح ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں حضور کا درس قرآن سورہ نساء رکوع ۱۹ تک پہنچ چکا ہے۔ خاندان نبوت میں بھی بالعموم خیریت ہے۔ فالحمد للہ۔

اخویم مکرم شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری، حضرت اقدس کے حسب ہدایات و زیر نگرانی خدمت قرآن کے ضمن میں ایک نہایت مفید و ضروری کورس تیار کر رہے ہیں۔ جو عربی میں کی تسہیل تعلیم میں انشاء اللہ بہت مفید ہوگا۔

برادر مکرم شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی لدھیانہ سے اعلیٰ درجہ کے عربی کاتبوں کو بھیجے گئے ہیں تاکہ ترجمۃ القرآن اور جلد تیار ہو سکے۔ لسنے کاتبوں کی خدمات [illegible]

اخبار احمدیہ

فروخت اراضی | ۱۳ مرلے زمین خاص قادیان میں قصبہ کے جانب شمال مغرب بحساب بیس روپے فی مرلہ بکتی ہے۔ کل زر نقد [illegible] درخواست کے ساتھ فوراً آنا چاہئے۔ احمدی احباب اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں قیمت کی ترسیل میں مطلق تامل نہ فرمائیں کیونکہ جو سب سے پہلی اور ایک ہی درخواست منظور ہوگی۔ مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور

خدام دین کے اسمائے گرامی اس دفعہ بوجوہ درج اخبار نہیں ہو سکے۔ مگر اس کا ذکر ضرور ہے۔ ہمارے احباب کی رفتار سعی بھی معلوم ہوتا ہے کچھ دھیمی ہو گئی ہے۔ انہیں چاہئے کہ سستی و تساہل سے کام نہ لیں یہ وقت کمر ہمت باندھ کر کام کرنے کا ہے دینی ضروریات سے بےفکر ہو کر بیٹھ رہنے کا نہیں۔

مختصر تبلیغی اطلاعات

بوتالہ کے مدرس اول برادر عبد الرحیم صاحب اکثر ملنے والوں کو پیغام مسیح موعود پہنچاتے رہتے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ کئی شخص احمدیت کے قریب آ گئے ہیں۔ فالحمد للہ۔ خدا تعالیٰ جلدی ان کا شرح صدر کرے۔ بیگم پور میں ہمارے دوستوں نے ایک تقریب سے وفات مسیح پر لیکچر دینا شروع کیا حاضرین تمام متوجہ ہو گئے اور بالآخر مسیح کا سرینگر میں مدفون ہونا مان لیا بعض نے ہر چند اپنے مولویوں کو اکسایا کہ کچھ جواب دیں مگر وہاں تو بفضل خدا حق کا رعب چھا گیا تھا ان کی گویائی ہی گویا سلب ہو گئی۔ برہمن بڑیہ سے سید محمد عبد الواحد صاحب احمدی مبلغ مطلع فرماتے ہیں کہ ہفتہ ختمہ ۸ دسمبر میں تیرہ نئے آدمی داخل سلسلہ ہوئے اور اس نواح کے کل نو مبائعین کی تعداد ۵۹۶ تک پہنچ چکی ہے فالحمد للہ۔ نا ہجے سے مکرمی عبد الصمد صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں چار تبلیغی وعظ ہو

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۵ء

تمہاری غیرت گوارا کریگی؟
حاشا و کلا!

ایک برگزیدہ برحق مقام محمود پر کھڑا کیا گیا - خدا نے خود اسکو سراہا - اس شمع بزم خلافت کے پروانے محمودی کہلانے پر شکر ہے کہ اسکے برعکس نسبت نہیں دیئے گئے - مدح کی ضد ذم ہے اور محمود کے بالمقابل مذموم - مگر عام طور پر مدح تو انسانوں کی ہوتی ہے - اور حمد خدائے پاک کی - یا اسکی جسے خدا بھی عرش پر سراہے (احمدک اللہ من عرشہ) یا اسکی جو کان اللہ نزل من السماء کا رتبہ اعلیٰ پائے - پس جب وہ تو ایسے پاک وجودوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں تمہیں اپنی طرف بلائیں کہ ”ہمیں دیکھو اور ہماری سنو“ تو تم سمجھو اور سمجھو کہ انکی اصل غرض کیا ہو سکتی ہے؟ یہی نا کہ ”ہم وہ ہیں جنھوں نے خدا کے مامور کی عظمت و منزلت کو اپنے پاؤں میں روندنا چاہا - اور سنو جو ہم کہتے ہیں کہ خدا نے اپنے کوئی وعدے پورے نہیں کئے نہ اس سے ایفا کی امید - اور اسکے رسول کریم (مسیح موعود) نے جو نبی اللہ کی خوشخبری دی وہ بھی (پناہ بخدا) نری باطل کہانی تھی - اور اس کے مسیح نے تیس چالیس سال تک جو سبق رٹوایا وہ (معاذ اللہ) مجذوب کی بڑ تھی - اور سنو کہ عظمت اس مقام کی نہیں جہاں خدا کا پیارا نازل ہوا بلکہ عظمت کی اصل حقدار وہ ناشدنی جگہ سمجھو جہاں وہ پیارا پیام اجل کو لبیک کہتا اور محسن کش ایمان فروشوں سے بیزار ہو کر اپنے مولا کی طرف سدھار جاتا ہے (انا للہ) سنو کہ اسکی ساری دعا بھری فریاد کی آہیں کہ جنکی خداوند کے حضور ایک کی بھی شنوائی نہ ہوئی - اس کے اہلبیت اسکی ذریت جنکی تطہیر اور جن کے اصطفا کا یقین دلایا گیا تھا - وہ سب (معاذ اللہ) تقوی و طہارت سے خالی صدق و صفا سے بیگانہ اور دین حق کے دشمن بن گئے - دیکھو ہم اسی لئے دن رات ان کو مٹانے اور نیچا دکھانے کی سرتوڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ“ تب اے مسیح موعود کے مخلص غلامو اسکے رسول عربی کے اخلاص کیش کفش بردارو - ہاں اے خدائے غیور کے باحمیت بندو! تم میں سے کس کی غیرت گوارا کریگی کہ دارالامان مہدی کو حقیقی اور واقعی مدینۃ المسیح کو تختگاہ رسول کو منارۃ البیضاء کی پاک سرزمین کو ہاں اس خطۂ مقدس کو جسے خدا نے ارض حرم قرار دیا اور اس عظیم الشان قریۂ مبارکہ کو جو لاکھوں فدائیان سلسلہ حقہ کے امام محترم کا مقام خلافت ہے اور نبی اللہ بلکہ خود خدائے تعالیٰ کے حسب منشاء جماعت کا دائمی مرکز چھوڑ کر اور کسی طرف جائے؟ کیا تم کسی فرضی و جعلی مدینۃ المسیح کی جانب قدم صدق و اخلاص سے چل کر جا سکتے ہو - جہاں تمہیں وہ کچھ دیکھنا اور سننا ہوگا جو ہم نے اوپر بتلایا؟ احمدی کہلا کر تمہاری ایمانی غیرت اجازت دیتی کہ احمدیت کو مٹانے والوں کا ساتھ دو - اعدائے دین و ملت کی رونق محفل بڑھاؤ - اور خدائے ذوالجلال کے دفتر میں بر و تقوی کے بجائے اثم و عدوان کے معین و مددگار لکھے جاؤ؟ حاشا و کلا

سالانہ جلسہ
۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۱۵ء
کو ہوگا - یہ تینوں تاریخیں اچھی طرح یاد رکھیں

۲۵ دسمبر کی شام تک دارالامان میں پہنچ رہیں تو بہت مناسب ہوگا

محسن کش

اسلام پر ایسا وقت پڑا ہوا تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں پڑا - قرآن کریم ثریا پر اٹھ گیا تھا - دنیا کمرہی کی ضلالت سے اندھیر ہو رہی تھی - افراد امت کیا عوام کیا خواص دین اللہ کی حقیقت کو بالکل بھلا بیٹھے تھے غرض ”مسلمان در گور مسلمانی در کتاب“ کا پورا نقشہ کھچا ہوا تھا اور زمانہ کی حالت ظہر الفساد فی البر والبحر کا اعادہ کر رہی تھی کہ عین چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ وعدہ تھا ان تمام مصائب سے نجات دلانے والا نور آسمان سے نازل ہوا جسکی روشنی سے بہتوں نے اپنے اندھیروں کو دور کیا اور صراط مستقیم کے ہدایت یافتہ کہلائے لیکن واحسرتا واویلا کہ انہی میں سے کچھ عجب و انانیت کے پتلے نخوت و نفسانیت کے بندے بھی ایسے نکل آئے جنھوں نے اس آسمانی نور سے بہرہ یاب ہوئے پیچھے فطرۃ یہی پسند کیا کہ اس نور کو تاریکی بتلائیں - تریاق کو سم قاتل اور حقیقی حیات کو جو انھیں ابھی ہو کر ملی تھی موت جانیں کیونکہ وہ دراصل اپنے اندر کچھ تاریکی باقی رکھتے تھے - پھر دنیا طلبی کا مرض لایق تقدیم دین کا عہد بھول جانیکے سبب انکے قلوب بلکہ تمام اجسام میں سرایت کر گیا - اور ایمانی و عملی حالت کے لحاظ سے واقعہ میں ان پر ایک ایسا موت ہی وارد ہو گئی یہی ہیں جنھیں محسن کش کہتے ہیں اور ایسوں کا خمیازہ اعمال یہی ہو سکتا تھا یہیں ویل ہے اسپر جو حیات ابدی کے چشمے سے سیراب ہو کر اس سے پھر جائے اور نامرادی کی موت مرے - ویل ہے اسپر جو اجالا چھوڑ کر گھپ اندھیرے کی طرف لوٹ جائے اور ہاں ویل ہے اسپر جو سیدھے رستے سے بھٹک کر ضال بھی بنے اور نفس و شیطان کا شکار ہو کر مغضوب بھی؟

اِنَّ رَبِّیْ لَا یَضِلُّ وَلَا یَنْسٰی | تحقیق میرا رب نہیں بھولتا

بیشک - وہ اپنے پیارے ماموروں سے کچھ وعدہ فرماتا ہے اور ٹھیک ٹھیک پورے کرتا ہے - وہ اپنے رسول پاک کو - ہاں اپنے مہبط وحی کو سلام بھیج اپنے حبیب کے بروز اتم کو اسکی آنکھوں سے دکھلا دیتا ہے کہ تیری تختگاہ کا مستقبل شاندار ہے اور تیری پاک نسل کا اقبال روز افزوں ترقی پانے والا - چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے اور تاقیام قیامت حرف حرف اس کا بول بالا ہوتا رہے گا - مگر آہ! وہ جو بھلا بیٹھنے والے ازلی دشمن کے دام میں پھنس کر عہد وفا سے پھر گئے - کہتے ہیں کہ خداوند

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح و المہدی ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ

ہاں جو کوئی برائی کمائے اور وہ بدی اسکو گھیر لے

خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

پس یہ لوگ دوزخی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور آگ میں رہینگے اور وہ لوگ جو ایمان

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

لائے اور اچھے عمل کئے یہ جنتی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اسی میں رہیں گے

اور وہ لوگ جو مومن ہوئے اور نیک عمل کئے وہ لوگ جنت کے مستحق ہیں وہ اس میں رہیں گے۔

جب قومیں تباہ ہونے لگتی ہیں تو ان میں خود ستائی اور خود پسندی کا مادہ بڑھ جاتا ہے اور عمل اور کوشش کی بجائے سستی اور کاہلی ان کے اندر گھر کر لیتی ہے یہود پر بھی جب تنزل کا زمانہ اور دور آیا تو بجائے محنت اور کوشش کے اپنے باپ دادوں کے کاموں پر اپنی نجات کو منحصر سمجھنے لگے اور بجائے خود نیک اعمال بجا لانے کے حضرت ابراہیم اور اسحٰق کے نیک اعمال کو اپنی نجات کا ذریعہ جاننے لگے اور انھوں نے یہ یقین کر لیا کہ جب خدا تعالےٰ کے حضور میں ہمارے باپ دادا ایسے بڑے بڑے رتبوں پر ممتاز ہیں کہ گویا خدا تعالےٰ کے محبوب ہیں تو ہمیں جو انکی اولاد ہیں کہاں سزا مل سکتی ہے اور اگر ملی بھی تو صرف چند دن سزا ملکر پھر نجات ہو جائیگی چنانچہ اسوقت تک ان کا یہی عقیدہ ہے اور موجودہ زمانہ میں بھی ان کے عوام اسی خیال پر قائم ہیں کہ ان کے لئے بہت محدود سزا ہے اور خواہ وہ کوئی عمل کریں چند دن کی سزا کے بعد وہ دوزخ سے نجات پا جائینگے۔ ہمارے مفسرین لکھتے ہیں کہ یہود کا خیال تھا کہ سات دن یا چالیس دن تک وہ عذاب میں رہیں گے لیکن اس زمانہ کے مسیحی مصنفین آجکل کے یہود کا یہ خیال لکھتے ہیں کہ گیارہ ماہ یا حد سے حد ایک سال کوئی یہودی عذاب میں رہے گا اس کے بعد وہ دوزخ سے نکال لیا جائے گا اور باقی لوگ عذاب میں رہینگے لیکن اس قاعدہ سے داتن اور ابیرام اور کل ایسے یہودی جو دہریہ ہو گئے ہوں مستثنےٰ ہونگے اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہینگے داتن اور ابیرام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے لوگ ہیں اور انھوں نے حضرت موسیٰ کے خلاف بغاوت کی تھی اور آخر عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے تھے دیکھو گنتی باب ۱۶ آیت ۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۲۳ و ۳۲ و ۳۳۔ احادیث سے اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ ایاما معدودۃ سے کیا مراد ہے اور دنوں کی تعیین مفسرین نے ہی کی ہے اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ کونسی بات زیادہ درست ہے۔ حضرت ابوہریرہ کی ایک روایت سے جو بخاری احمد اور نسائی میں درج ہے یہ پتہ لگتا ہے کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوال پر یہود نے کہا تھا کہ نکون فیھا (یعنے فی النار) یسیرا ثم تخلفونا فیھا یعنے ہم کچھ مدت آگ میں رہینگے پھر تم لوگ ہمارے بعد اس میں پڑے رہو گے۔ لیکن ان الفاظ سے بھی یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہود کے نزدیک کس عرصہ تک وہ دوزخ میں رہ سکینگے۔ پس یہود کے عقیدہ کے مطابق دنوں کی جو تعداد بھی معین ہو جائے ہمیں اس کے قبول کرنے میں عذر نہیں کیونکہ اصل مطلب کے خلاف نہیں جو صرف اسقدر ہے کہ یہود خیال کرتے ہیں کہ صرف چند دن وہ دوزخ میں رہیں گے اور پھر اس سے نکال دیئے جائینگے اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ دعوٰی سراسر غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ اس دعوٰی کی تصدیق دو ہی طرح ہو سکتی ہے۔ اول تو یہ کہ تمہاری کتاب میں کوئی ایسا وعدہ موجود ہو کہ تم خواہ کچھ کرو تم کو سزا نہ دی جائے گی۔ اور اگر دی جائیگی تو بہت کم۔ دوم یہ کہ بنی اسرائیل کی قوم کی فطرت ایسی بنا دی گئی ہو کہ ان سے بدی اور بدکاری اور بدعملی ہو ہی نہ سکتی ہو اور اگر ہو تو بہت ہی کم بدی کا اظہار ہو لیکن یہ دونو باتیں غلط ہیں۔ اول تو اس لئے غلط ہے کہ تمہاری کتاب میں کوئی وعدہ موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ خدا تعالےٰ نے تم کو ہر صورت میں خواہ گناہ کرو یا گناہوں سے بچو۔ گناہوں کی سزا سے بکلی معاف کر دیا ہے یا بہت کم سزا دیکر چھوڑ دینے کا وعدہ کیا ہے اور دوسری بات بھی درست نہیں کیونکہ تم میں ایسے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ جنکی بدیوں نے ان کو گھیر لیا ہے اور شاذ و نادر ہی نیک اعمال ان سے سرزد ہوتے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ سے بالکل دور جا پڑے ہیں۔ اور یہ ایک مانا ہوا قاعدہ ہے کہ جب ایسا کوئی خدا تعالےٰ کا عہد نہ ہو جس میں عام معافی کا وعدہ ہو تو پھر جسکی بدیاں زیادہ ہونگی وہ سزا بھی ضرور پائے گا اور جسکی نیکیاں زیادہ ہونگی جنت کا مستحق اور حقدار ہوگا۔ پس تمہاری یہ امید اور خیال باطل ہے اور اسے ترک کر کے تم کو اپنے ایمان اور عمل کی درستی کی فکر کرنی چاہیئے۔

کیسے افسوس اور رنج کی بات ہے کہ قرآن کریم تو یہود کے ایسے لغو اور بیہودہ خیالات کی تردید کرتا ہے اور دلائل سے انکی بیہودگی ظاہر کرتا ہے لیکن اسوقت مسلمانوں کے بالکل ایسے ہی بلکہ ان سے بھی بڑھ کر خیالات ہیں اور ہزاروں ہیں جو اسی بات پر خوش ہیں کہ ان کے آباء بڑے نیک اور متقی تھے اور انکی نیکی اور تقوٰی کی وجہ سے یہ بھی جو انکی اولاد سے ہیں ضرور نجات پا جائینگے اور عذاب سے محفوظ رہینگے کیسے تعجب کی بات ہے کہ وہ قوم جو قرآن کریم پر ایمان لانے اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرنیکی مدعی ہے وہی اسوقت قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف عمل کرنے میں سب سے بڑھ کر حصہ لے رہی ہے منہ سے قرآن کریم کہدینا اور اسکی محبت کا اظہار کرنا اور

محض ہے اور عمل کرنا اصل شے ہے۔ اور منہ سے کہنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اصل فائدہ عمل سے ہوتا ہے جو لوگ قرآن کریم کو علانیہ پس پشت ڈال دیتے ہیں وہ درحقیقت قرآن کریم کے ویسے ہی دشمن ہیں جیسے کہ وہ جو منہ سے برا کہتے ہیں بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی تعلیم کے پھیلنے میں اس دشمن سے یہ اور بڑا کتنا ہے زیادہ روک ہیں کیونکہ وہ تو دشمن سمجھا جاتا ہے اور اسکی ملنے کا اس کے خلاف کوئی اثر نہیں۔ لیکن یہ شخص جو قرآن کریم کو مانتے ہوئے اس کے خلاف عمل کرتا ہے لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہے اور لوگ اس کے عمل پر قرآن کریم کی تعلیم کو قیاس کرتے ہیں حالانکہ اس کا قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں۔ اسوقت مسلمانوں میں ہزاروں لاکھوں انسان ایسے پائے جاتے ہیں جو اس اعتقاد پر پختہ ہیں کہ فلاں پیر صاحب کی برکت سے ہم عذاب سے بچ جاوینگے۔ حالانکہ یہود کا خیال یہ تھا کہ ہم کسی قدر عذاب پا کر چھوٹ جاوینگے۔ پس یہ ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے کیونکہ انھوں نے تو کسی قدر عذاب کے بعد نجات کی امید لگائی تھی اور انھوں نے سرے سے عذاب کا انکار ہی کر دیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ بات ہے کہ بعض پیر اور گدی نشین خود بدکار اور بدعمل ہیں اور اپنے مریدوں کو بدکاری اور بدعملی کی اجازت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے گناہ ہم نے اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ اول رضہ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری ایک بہن ایک دفعہ یہاں جو ہم سے ملنے آئی تو ہم نے اس سے دریافت کیا کہ بہن تم نے جو پیر پکڑے ہوئے ہیں تو ان سے تم کو کیا فائدہ ہے یونہی کچھ نذر نیاز ہی دینی پڑجاتی ہے اور تو کچھ نفع نہیں ملتا تھے۔ اس نے مجھے اسوقت تو کوئی جواب نہ دیا۔ اتنا کہا کہ پیر صاحب سے پوچھونگی جب وہ واپس گئی تو اس نے اپنے پیر سے دریافت کیا کہ آپ کی بیعت سے ہمیں کیا فائدہ ہے اس نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے تو قادیان گئی ہوگی یہ بات تجھے (مولوی) نورالدین (صاحب رضی اللہ عنہ) نے سکھائی ہوگی اس کے دھوکے میں نہ آئیو۔ ہماری بیعت کا یہ فائدہ ہے کہ اس دنیا میں تم جو چاہو عمل کرو۔ قیامت کے دن جب تم سے اللہ تعالے سوال کرے گا ہم آگے ہوکر کہدینگے حضور ان سے کچھ نہ پوچھئے انکے اعمال کے ہم ذمہ وار ہیں۔ پس تم تو دوڑتے ہوئے پلصراط پر سے گزر کر جنت میں داخل ہو جاؤگی۔ باقی رہے ہم۔ سو جب ہم سے سوال ہوگا کہ اب تم اپنا حساب دو۔ تو ہم کہدینگے کہ ایک امام حسینؓ کی قربانی کیا کم تھی کہ اب ہم سے فرداً فرداً سوال کیا جاتا ہے۔ پس یہ جواب سنکر اللہ میاں خاموش ہو جاینگے اور ہم بھی جھٹ جنت میں جا داخل ہونگے۔ اس قسم کے خیالات نے مسلمانوں کو بالکل سست کر دیا ہے اور ہر ایک نیک عمل سے وہ محروم ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک یہ خیالات بدستور چلے ہی جاتے ہیں +

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

اور جب ہم نے لیا عہد بنی اسرائیل سے

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ

کہ نہ عبادت کرنا مگر اللہ کی اور والدین

اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی

کے ساتھ احسان کرنا اور قریبیوں اور یتیموں

وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور لوگوں سے نیک بات کرنا

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

اور نماز قائم کرنا اور زکواۃ دینا

ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ

(لیکن) پھر تم (ان قول سے) پھر گئے مگر تھوڑے تم میں سے

وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ

اور تم اعراض کرنے والے ہو۔

اس آیت میں کسی خاص عہد کا ذکر نہیں۔ بلکہ وہ عام بدیاں مذکور ہیں جو اسوقت کے یہود میں عام طور پر پائی جاتی تھیں اور جن سے بائبل میں منع کیا گیا تھا۔ پس چونکہ یہود ان کے عام طور پر عادی تھے ان کو یکجا کرکے بیان کر دیا گیا ہے تاکہ ان کو یاد دلایا جائے کہ اب وہ اپنے مذہب سے کسقدر دور ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالے کے سوا کسی اور معبود کی پرستش سے بائبل میں بہت مقامات میں روکا گیا ہے لیکن یہ حکم خود دس احکام میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ خروج باب ۲۰ آیت ۳ تا ۵ کی یہ عبارت ہے "میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے۔ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا۔ تو ان کے آگے اپنے تئیں مت جھکا۔ اور نہ ان کی عبادت کر۔ کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں۔ اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں۔ پر ان میں سے ہزاروں پر جو مجھ سے پیار کرتے اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرتا ہوں" +

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم بھی انہی احکام میں مذکور ہے چنانچہ اسی باب کی آیت ۱۲ میں یوں لکھا ہے۔ "تو اپنے ماں باپ کو عزت دے تاکہ تیری عمر اس زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہووے"۔

ذی القربیٰ کے متعلق احبار باب ۱۹ کی آیت ۱۶-۱۷-۱۸ میں لکھا ہے کہ "تو عیب جوؤں کی مانند اپنی قوم میں آیا جایا نہ کر۔ اور اپنے بھائی کے خون پر کمر نہ باندھ۔ میں خداوند ہوں۔ تو اپنے بھائی سے بغض اپنے دل میں نہ رکھ۔ تو البتہ اپنے بھائی کو نصیحت کر تاکہ تو اس کے سبب خطاکار نہ ٹھہرے۔ تو اپنی قوم کے فرزندوں سے بدلا مت لے۔ اور نہ ان کیطرف سے کینہ رکھ۔ بلکہ تو اپنے بھائی کو اپنی مانند پیار کر میں خداوند ہوں"۔

نوٹ۔ توریت میں تمام رشتہ داروں کے واسطے عام طور پر بھائی کا لفظ استعمال ہوتا ہے

یتیموں کے متعلق استثنا باب ۱۴ آیت ۲۹ میں حکم ہے "اور لاوی اس لئے کہ اس کا کوئی حصہ اور میراث تیرے ساتھ نہیں۔ اور مسافر اور یتیم اور بیوہ جو تیرے پھاٹکوں کے اندر آئیں۔ اور کھائیں۔ تاکہ خداوند تیرا خدا تیرے ہاتھ کے سب کاموں میں جو تو کرتا ہے۔ تجھے برکت دے۔"

مساکین کے متعلق استثنا باب ۱۵ آیت ۱۱ میں یوں حکم ہے۔ کہ "مسکین زمین پر سے کبھی جاتے نہ رہینگے۔ اس لئے یہ کہہ کے میں تجھے حکم کرتا ہوں کہ تو اپنے بھائی کے واسطے اور اپنے مسکین کے لئے اور اپنے محتاج کے واسطے جو تیری زمین پر ہے۔ اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو۔"

تمام بنی نوع انسان سے نیک سلوک کرنے کا حکم۔ خروج باب ۲۳ آیت ۱ تا ۷ میں اس طرح ہے۔ "تو کسی کی جھوٹی خبر مت اڑا۔ تو ظلم کی گواہی میں شریروں کا ساتھی مت ہو۔ تو گروہ کی پیروی بدی کرنے میں مت کیجیو۔ اور تو کسی جھگڑے میں لوگوں کی بہتایت کے سبب انکی طرف مائل ہو کے ناحق مت کیجیو۔ اور نہ کنگال کی اسکے مقدمہ میں طرفداری کیجیو۔ اگر تو اپنے دشمن کے بیل یا گدھے کو بے راہ جاتے دیکھے۔ تو ضرور اسے اس کنے پہنچا دیجیو۔ اگر تو اسکے گدھے کو جو تیرا کینہ رکھتا ہے۔ دیکھے کہ بوجھ کے نیچے بیٹھ گیا۔ اور تو اسکی مدد کرنا نہ چاہے۔ تو البتہ اسکی کمک کر۔ تو اپنے محتاج سے اسکے مقدمہ میں انصاف کو مت پھیر لو۔ جھوٹے معاملہ سے دور رہیو۔ اور بے گناہوں اور سچوں کو قتل مت کیجیو۔ کیونکہ میں شریر کی تصدیق نہ کرونگا۔"

نماز قائم کرنے کا حکم استثنا باب ۱۳ آیت ۴ میں یوں ہے۔ کہ "چاہیئے کہ تم خداوند اپنے خدا کی پیروی کرو۔ اور اس سے ڈرو۔ اور اس کے حکموں کو حفظ کرو۔ اور اسکی بات مانو۔ تم اسی کی بندگی کرو۔ اور اسی سے لپٹے رہو۔"

پھر استثنا باب ۱۰ آیت ۱۲ میں اس طرح حکم ہے۔ کہ "اب اے اسرائیل خداوند تیرا خدا تجھ سے کیا چاہتا ہے۔ مگر یہ کہ تو خداوند اپنے خدا سے ڈرا کرے اور اسکی سب راہوں پر چلے۔ اور اس سے محبت رکھے۔ اور اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے خداوند اپنے خدا کی بندگی کرے۔"

اور زکوٰۃ کا حکم خروج باب ۲۳ آیت ۱۰ و ۱۱ میں یوں ہے "اور چھ برس زمین میں کھیتی کر اور اس سے جو پیدا ہو۔ جمع کر۔ پر ساتویں برس اسے چھوڑ دے کہ پڑتی رہے۔ تاکہ تیری قوم کے مسکین اسے کھاویں۔ اور جو ان سے بچے میدان کے چارپائے چریں۔ ایسا ہی تو اپنے انگور اور زیتون کے باغ کا معاملہ بھی کیجیو۔"

مگر باوجود ان احکام کے یہود کی حالت اس کے برخلاف تھی اور وہ ان احکام کی بالکل پروا نہیں کرتے تھے اور ان کے سلوک اپنوں اور بیگانوں سے خراب ہو رہے تھے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور چیزوں کو معبود بنائے ہوئے تھے۔ بعض عزیر کو ابن اللہ کہتے۔ بعض اپنے علماء کے ہر ایک حکم کو وحی الٰہی کے طور پر مانتے اور اپنی کتاب کے احکام کو رد کر دیتے۔ یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ ان کا سلوک نہایت برا تھا۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی ان کے اندر نام کو بھی نہ تھی عبادتوں میں سست اور زکوٰۃ دینے سے جی چرلتے تھے +

اس آیت میں بھی یہود کی بدیوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے ان کی تمام قوم کو یکساں نہیں قرار دیا بلکہ جو ان میں سے نیک تھے ان کو مستثنا کر لیا ہے۔ اس آیت کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ جیسا کہ قرآن کریم میں ہر جگہ اس بات کا لحاظ رکھا جاتا ہے اس جگہ بھی ترتیب الفاظ کو ہاتھ سے نہیں دیا گیا سب سے پہلے واحد خدا پر ایمان لانے اور اسکی عبادت کرنے کا حکم بیان کیا ہے جو سب انبیاء کا مشترک مشن تھا۔ اس کے بعد والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم بیان کیا ہے جو خدا تعالیٰ کی صفات کے اپنی اولاد کے لئے ایک حد تک مظہر ہوتے ہیں اس کے بعد دوسرے قریبی رشتہ داروں کا ذکر کیا کہ وہ بھی والدین کی عدم موجودگی میں والدین کے ہی قائم مقام ہوتے ہیں۔ ان کے بعد یتامی کو رکھ کر ان کے حقوق کا اظہار کیا کیونکہ وہ بوجہ اپنی صغرسنی کے اپنے بہت سے مطالبات کو پورا نہیں کروا سکتے۔ بعد میں مساکین کا ذکر کیا۔ کیونکہ گو وہ محتاج ہوتے ہیں لیکن بوجہ جوان و بالغ ہونے کے اپنی ضروریات کو طلب کر سکتے ہیں اور محنت بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی کا ذکر کیا۔ اور ان کو اس لئے بعد میں رکھا کہ یہ یتامی اور مساکین کی طرح محتاج نہیں بلکہ اپنی ضروریات کے آپ متکفل ہیں اس لئے سب سے کم احتیاج رکھنے کی وجہ سے سب سے آخر میں رکھا۔ غرض ان تمام احکام میں ایک ترتیب رکھی ہے۔ ایک خدائی پرستش کے ذکر کے بعد بنی نوع انسان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ایک وہ جو بطور حق سلوک نیک کے مستحق ہیں اور دوسرے وہ جو بطور رحم کے جو بطور حق کے مستحق تھے ان کا پہلے ذکر کیا کیونکہ وہ ایک صورت قرضہ کی ادائیگی کی تھی۔ اور جو بطور رحم کے احسان کے مستحق تھے ان کو بعد میں رکھا اور جو جسقدر رحم کا محتاج تھا۔ اسی درجہ پر اس کا بیان کیا۔ اس کے بعد عبادات کو رکھا اور ان میں سے بدنی اور مالی عبادات کی سردار عبادات کو چن لیا۔ اور ان کا ذکر بنی نوع انسانی سے حسن سلوک کے بعد اس لئے کیا کہ بنی نوع انسان کے ساتھ حسن سلوک پہلا قدم ہے اور انسان کو بعض مواقع پر فطرتاً بغیر کسی شریعت کے اسکی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور عبادات کا تفصیل طور پر پورا کرنا ایک دوسرا قدم ہے۔ پس جو پہلا قدم اٹھائے گا وہی دوسرا اٹھا سکے گا +

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ	اس آیت میں یہود کے دو اور گناہ بیان کئے ہیں جن کے وہ اکثر مرتکب ہوتے تھے ایک تو اپنا خون کرنا اور دوسرے اپنے آپ کو اپنے گھروں سے نکال دینا اپنے خون بہانے سے اس جگہ اپنے
اور جب لیا ہم نے تم سے عہد کہ آپس کے خون نہ بہاؤ گے	
دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ	
اور نہ اپنے آپ کو اپنے گھروں سے نکالو گے۔	

مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ

پھر تم نے اقرار کیا اور تم

تَشْهَدُونَ ۝

(اس بات کے) شاہد ہو۔

ہم قوموں کا قتل کرا ہے اور یہ لفظ اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ ان کو بتایا جائے کہ اپنی قوم کو قتل کرنا اپنا ہی قتل کرنا ہوتا ہے کیونکہ بعض افراد کی ہلاکت یا ان کا قتل تمام قوم پر بحیثیت مجموعی اثر کرتا ہے اور اس کے بعد تمام افراد پر بحیثیت انفرادی اثر کرتا ہے (یہی اس مسئلہ کو اس وقت بالتفصیل نہیں بیان کر سکتا لیکن اقوام کی ترقی و تنزل کے اسباب پر غور کرنے والے لوگ جانتے ہیں کہ یہ عظیم الشان اصل جو شہر ایک کی بجائے دوسرے الفاظ رکھ کر قرآن کریم نے بیان کر دیا ہے اپنے اندر ایسے وسیع مطالب رکھتا ہے کہ اس پر غور کرنے والی اقوام اس سے اپنی ترقی کے اسباب مہیا کرنے اور تنزل کے بواعث سے محفوظ رہنے میں بہت مدد لے سکتی ہیں) اپنے آپ کو گھروں سے نکال دینے سے بھی اپنے آپ کو گھروں سے نکالنا نہیں جیسا کہ تو داگلی آیت سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد بھی اپنی قوم کا نکالنا ہے اور اس جگہ بھی پہلی بیان کردہ حکمت کے ماتحت ہی قوم کے بعض افراد کے نکالنے کو ذکر کرنے کی بجائے اپنا نکالنا بیان کیا گیا ہے تاکہ ان کو اپنی حماقت کا علم ہو۔ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ تم کو ایک دوسرے کا قتل کرنا (خروج باب ۲۰ آیت ۱۳) اور آپس میں لڑنا (خروج باب ۲۳ آیت ۲) (چونکہ لڑائی کے لئے گھروں کو چھوڑ کر باہر نکلنا پڑتا ہے اس لئے گھر سے نکالنے کا محاورہ استعمال کیا گیا) منع کیا گیا تھا مگر تم نے اس حکم کو بھی توڑ دیا جیسا کہ اگلی آیت میں بیان کیا گیا ہے)

اس آیت کے ابتدا میں وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ کے الفاظ رکھے گئے ہیں اور اس سے پہلی آیت کو وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ سے شروع کیا گیا ہے حالانکہ دونوں عہد سب بنی اسرائیل سے ہی لئے گئے تھے۔ پھر دو آیتوں میں مختلف الفاظ کیوں رکھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کا یہ ایک عجیب کمال ہے جو اس کے بے نظیر ہونے کے ہزاروں دلائل میں سے ایک دلیل ہے کہ وہ الفاظ کی خفیف تبدیلیوں سے مختلف مضامین کو ادا کر جاتا ہے اور فقروں کا کام لفظوں سے لے لیتا ہے۔ اس جگہ بھی بنی اسرائیل کی جگہ کُمْ رکھ کر ایک خاص امر کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اول الذکر بدیاں تو وہ ہیں جو تمام بنی اسرائیل میں پھیلی ہوئی ہیں اور مؤخر الذکر بدیاں وہ ہیں جو خاص عرب کے رہنے والے قبائل میں رائج ہیں اور ایک جگہ بنی اسرائیل کا لفظ رکھ کر اس امر کی عمومیت کی طرف اشارہ کیا ہے تو دوسری طرف کُمْ فرما کر عرب کے قبائل کو خاص طور پر مخاطب کیا ہے کہ ان بدیوں کے تم خاص طور پر شکار ہو۔

ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ

پھر تم تو وہ ہو کہ قتل کرتے ہو اپنے آپ کو

اس آیت میں بتایا ہے کہ یہود یا غیر یہود کسی [illegible]

وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن

اور نکالتے ہو ایک فریق کو اپنے میں سے ان کے

دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم

گھروں سے مدد کرتے ہو ان کی

بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأْتُوكُمْ

گناہ اور تعدی کے ساتھ۔ اور اگر تمہارے

أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ

پاس قیدی آئیں تو ان کا بدلہ دیتے ہو اور حالانکہ تم پر ان کا

عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ

حرام ہے یعنی ان کا گھروں سے نکالنا۔ کیا تم ایمان لاتے

بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ

ہو کتاب کے کچھ حصہ پر اور انکار کرتے ہو کچھ حصہ کا

فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ

پس کیا بدلہ ہے اس کے لئے جو اس طرح کرے تم میں سے

إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ

مگر ذلت دنیا کی زندگی میں

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ

اور قیامت کے دن ایسے لوگ

أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ

سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ غافل

عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

نہیں ہے اس سے جو تم کرتے ہو

کے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو ان کے گھروں سے نکالتے رہے ہیں چنانچہ تاریخ عرب سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ میں تین قبیلے یہود کے تھے اور دو مشرکین عرب کے۔ یہود کے قبیلوں کا نام بنو قینقاع بنو نضیر اور بنو قریظہ تھا۔ اور مشرکین کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے بنو قینقاع اور بنو قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنو نضیر خزرج کے حلیف تھے جب ان دو مشرک قبیلوں کی آپس میں جنگ ہوتی تو ان تینوں یہودی قبائل کو بھی ان کی مدد کرنی پڑتی اور یہ ان کی طرف سے ہو کر آپس میں جنگ کرتے اور اس طرح ہر ایک قبیلہ اپنے عمل سے دوسرے یہودی قبیلہ کو جنگ کے لئے اس کے گھر سے نکالتا۔ لیکن جنگ کے بعد اگر بعض یہودی قید ہو جاتے تو یہودی قبائل آپس میں چندہ کر کے ان کو مشرکین سے چھڑوا دیتے اور کہتے کہ یہودی کا غیر یہودی کے پاس غلام رہنا درست نہیں۔ قرآن کریم ان پر اعتراض کرتا ہے

رجسٹر ڈائل نمبر ۵۳

۱۳۲۱ بخدمت منشی شاہ نواز

تحصیل نرائن گڑھ . ضلع انبالہ

Raipur

تو میاں کی تقریر تو تمام تر کتاب والیوں میں بہت حد تک صیانت ماننے کی احتیاج پائی" صفحہ ۵

ہمارے امام کی ہتک اور گالیاں	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت لکھتے ہیں۔

عقائد باطلہ جو میاں صاحب رکھتے ہیں صفحہ ۱
عقائد فاسدہ " "
میاں صاحب کی خلافت کیا اور ما سپر اوقات عزیزہ کو ضائع کرنا کیا۔ "
دنیا میں بیسیوں گزرے ہیں ان کے ساتھ یہ بھی ایک سہی" آپ کا اختیار نامبر خطبہ کو زائل کر رہے ہیں" صفحہ ۲
میاں صاحب کی تقریر ہیں ادنیٰ علمی نقصوں سے ہمیشہ ہی مملو نظر آتی" صفحہ ۵
"میاں صاحب مکرم کی باتیں ہمیشہ اسالیب کلام اور قواعد صحت کلام سے بہت حد تک الگ ہوتی ہیں" صفحہ ۹
کیا وہ جھوٹ نہیں بول رہا" صفحہ ۱۳
"خود گالیاں دیکر اور گالیاں دینے والوں کو مالی امداد دیکر جماعت میں دشنام دہی کا مادہ پیدا کیا" صفحہ ۱۷
میاں صاحب کی تجارت کتب میں فرق آ دیگا" " ۱۸
دنیا ایک بیہودہ فعل ہی نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے اندر کا ناقابل پسند نقشہ دنیا کو دکھانے لگے ہیں" صفحہ ۲۰
بھولے بھالے میاں صاحب [illegible] اور عام فہم و ادراک سے بیزار رکھنے والے میاں صاحب" صفحہ ۲۱
"میاں صاحب کو اگر علمی باتوں سے مزاولت ہوتی" " "
"میاں صاحب کے قلب کون سے جذبات راندن موجزن رہتے ہیں ان کا نام حسد رکھوں یا کینہ رکھوں" صفحہ ۲۲
"بکار محمود مذموم ہو جائے" " ۲۳

صدر انجمن احمدیہ کی ہتک	صدر انجمن احمدیہ کی نسبت ارشاد خواجہ ہے۔

"صدر انجمن کے نظام کو توڑ دینا اس کو نئے اصول پہلے آنا۔ صدر انجمن مرحومہ کی جائداد" صفحہ ۳
"ہم نے مولوی شیر علی کی موجودہ انجمن کو نہ کبھی تسلیم کیا نہ اس کا کوئی قانونی وجود ہماری نگاہ میں بحیثیت قائمقام صدر انجمن احمدیہ ہے" صفحہ ۷

ایک اور غضب	اگرچہ محولہ بالا حوالجات جو ایک

معمولی تقطیع کے ۲۴ صفحہ حجم رکھنے والے ٹریکٹ سے لئے گئے ہیں خواجہ کمال الدین صاحب کے اس کمال جدید کا خاصہ کافی نقشہ ہیں۔ جو انہوں نے مخالفت اہل بیت داجبہ میں بدرجہ کمال حاصل کیا ہے اور یہ اقتباسات بالا بلا دلتشریح و تفسیر صاف ظاہر کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب کے تیروں کا رخ گو بظاہر کہیں صدر انجمن کہیں جماعت احمدیہ کی طرف ہے مگر حقیقتاً ان تیروں کا نشانہ وہ عزیز وجود ہے جس نے خواجہ صاحب اور ان کے ہم نواؤں کی دل آزار روش کو دیکھکر دردِ دل کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔

جانتا ہے وارثِ اکس پہ پڑتا ہے عدو۔
کیا تجھے معلوم ہے کسکے جگر بار و نہیں ہوں۔

اور اس ٹریکٹ کا ہر ایک صفحہ نہیں بلکہ ہر ایک سطر مظہر ہے کہ جس طرح میدان کربلا میں شامی لشکر نے امام مظلوم کی ھل من ناصر سے ملتی جلتی آواز پیکان بر دہن اٹھا اسی طرح آج بھی ہمارے لاہوری مخالفین نے مطلقاً اس آواز کو گوش توجہ سے نہیں سنا خیر یہ تو ہوا جو ہوا لیکن غضب تو یہ ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب ترقی کرتے کرتے دانستہ یا نادانستہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی ہتک کرنی بھی سیکھ لی ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود کی ذات پر بھی [illegible] حملہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ نتیجہ اس منزل کا جو آپ نے ولایت جانے اور مخالفین سلسلہ کے آگے دستِ سوال دراز کرنے کے بعد کی ہے جیسا کہ اس دن سے ہوا جب خواجہ صاحب نے قبلہ حضرت مولانا مولوی شبلی صاحب قبلہ مولانا مولوی عبداللہ ٹونکی صاحب اور قبلہ حضرت حکیم نور الدین صاحب لکھنا شروع کیا۔ پھر اس کے بعد یہ ملک لیکچروں میں خیانت و بائنہ جیسے دشمن پیغمبران وحید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر توحید اور ہر کشن لال صاحب کو پیغمبر تجارت کہکر پکارا۔ اب اس سلسلہ کی آخری کڑی یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت وہ لقب استعمال فرماتے ہیں جو مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ سے دشمنانہ کلام میں استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا [illegible] آپ وہاں اعلیحضرت مرزا صاحب [illegible] خواجہ صاحب کی تحریریں ملاحظہ کر [illegible] جو اب تک اپنے تئیں احمدی کہلاتے [illegible] اعلیحضرت سلطان دکن اور [illegible] کہنے اور لکھنے میں کیا فرق نہیں [illegible] اندرونہ کا نقشہ ہے۔

عرض حال	برادران! ہم نے اس وقت تک بعض

یہ دکھلایا ہے کہ ہمارے قلب کو کس طرح [illegible] بیگانہ جاتی ہے اور کس طرح خواجہ صاحب اب میدان میں اور کر قادیان کی عزت پر حملہ آور ہو رہے ہیں کس طرح ان کی نظر میں آج حقیر ترین مخلوق وہ ہے جو عہد وفا کا پاس کر کے مدینۃ المسیح میں عزت کی زندگی بسر کرنا پسند کرتی ہے اور اپنی پیغمبر وشنی سے منکران احمد کا دیا ہوا کھلے جا رہے ہیں۔

برادران! ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے کراہت کے ساتھ اپنا وقت عزیز جو ضبط الکلمین کے بہرہ اور حقیقتاً امیر کے بڑھے ہوئے دعاوی کی تردید میں خرچ کرنا شروع کیا ہے۔ ورنہ خواجہ صاحب کیا اور ان کی مخالفت کیا۔ احمدیت کے سپاہیوں نے اس آخر تک کسی جماعت کا پاس کیا اور نہ آئندہ حق میں انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خواجہ صاحب حال اپنے تئیں احمدی ظاہر کرتے ہیں اور احمدی نہ رہ کر احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔

دو منتو خدا شاہد ہے کہ ان لوگوں کا وجود احمدیت کیلئے سخت مضر۔ سیدنا حضرت موعود کی ہتک اور اسلام کو اصل حالت میں پیش کرنے کا مانع ہے پس اس وجہ سے ہم نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اور ہم انشاء اللہ دکھا دینگے کہ کانشنس کی قتل کرنیوالی کونسی جماعت ہے جھوٹ کون بولتا ہے۔ چوری و سینہ زوری کون کر رہا ہے ولایت میں کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ غیر احمدیوں کو کس طرح دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ احمدیت کی صلح مخالفت کیجا رہی ہے اور حریت و بہودیت کی کون اور کس طرح خلاف ورزی کر رہا ہے اور کس طرح ندامتی سے بیزار۔ اہل بیت سے نفاق اور مسیح موعود سے انکار کیا جا رہا ہے [illegible]

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء

(مرسلہ ... عبداللہ ... آبادی)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝

(سورۃ الحج رکوع ۲)

ایمان جو انسان کو خدا تعالیٰ کے انعامات کا وارث کرتا اور اس کا مقرب بنا تا اور نعمتوں کا جاذب بناتا ہے وہ ایمان ہر قسم کے شکوک اور شبہات سے پاک اور ماسوا اللہ کی محبت سے خالی ہوتا ہے۔ وہی انسان کو کامیاب کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کا باعث ہوتا ہے لیکن وہ ایمان جس میں ماسوا اللہ کی محبت کی ملاوٹ ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ دو کشتیوں کا ایک جا ہونا غیر ممکن ہے ہمارے ہاں لوگ کہا کرتے ہیں کہ دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والا انسان کبھی نہیں بچ سکتا اگر دو کشتیاں کچھ وقت تک اکٹھی بھی چلی جائیں تو بھی پانی کی رو ضرور ایک نہ ایک وقت انکو علیحدہ کر دیگی اور دونو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والے انسان کی ٹانگیں چِر جائینگی اور وہ غرق و تباہ ہو جائیگا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والا اور دنیا سے محبت رکھنے والا کیونکر کامیاب ہو سکتا ہے؟ جب تک انسان کامل طور پر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا نہ کرے اور دنیا کی محبت کو نہ چھوڑے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ایسے ایمان کو لیکر خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتے ہیں لیکن ایسے کمزور ایمان والوں کو جب خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام یا اکرام ملتا ہے تو بس انکا ایمان پھوٹ پھوٹ کر نکلتا ہے اور جس جگہ بیٹھتے ہیں وہیں خدا تعالیٰ کے فضلوں اور کرموں کا ذکر شروع کر دیتے ہیں

اور خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے سرشار معلوم ہوتے ہیں کہ گویا ساری دنیا کے انعام انہی پر ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کا انکو اس قدر اعتبار ہو جاتا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ اور اگر کسی وقت انکو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو جھٹ شکایت شروع کر دیتے ہیں کہ خدا نے ہمیں کیا دیا ہم پر کونسا انعام کیا تھا جو اب تکلیف بھیجدی ہے۔ ایسے لوگوں کا ایمان اس ملمع شدہ چیز کی طرح ہوتا ہے جس کا ملمع کچھ دنوں بعد اتر جائے اور اس چیز کی اصلی حقیقت کھل جائے اسی طرح جب ایسے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو ان کا ایمان جو دنیا کی محبت سے ملوث ہوتا ہے اس ملمع کی طرح کھل جاتا ہے اور ان کا کامل ایمان اور خدا تعالیٰ پر یقین کی حالت ہوتی ہے کچھ دنوں بعد کھل جاتی ہے بعض لوگوں کا ایمان کامل بھی ہوتا ہے مگر جب ابتلا پیش آتا ہے تو ان کا ایمان بھی ڈگمگا جاتا ہے درحقیقت وہ اپنے آپ کو بڑا کامل الایمان خیال کرتے ہیں مگر ابتلاء کے وقت وہ ایسے بوٹے بیٹھتے ہیں جس کی کوئی حد نہیں۔ ایسے ہی سکول کے بعض طلباء کی حالت ہوتی ہے وہ بھی اپنے آپکو بڑا ہوشیار اور بڑا لائق سمجھتے ہیں مگر جب امتحان آتا ہے تو وہ انکی کمزوری کو بتا دیتا ہے اور آئندہ کے لئے اس لڑکے کو ہوشیار کر دیتا ہے جس کمزوری کو دیکھکر اسے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اسی طرح بہت سے ابتلا انسان کو فائدہ دیجاتے اور اس کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس ابتلاء کے بعد ہی انسان ترقی کرتا اور کوشش میں لگتا ہے جس طرح طلباء کے ماہواری امتحان انکو بتلا دیتے ہیں کہ تم نے اس ماہ میں کس قدر محنت کی اور اس کا کیا ثمرہ پایا اسی طرح ابتلاء انسان کو بتا دیتے ہیں کہ اس کے ایمان کی کیا حالت ہے اور وہ اپنے ایمان کو ملونی سے صاف کرنے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ابتلاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے وہ کبھی ترقی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتے اس قسم کے لوگ نہ تو دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں اور نہ آخرت میں۔ بعض ایسے لوگ جو ابتلاء کے وقت خدا تعالیٰ

سے قطع تعلق کر لیتے ہیں پھر انہیں ذلیل و خوار ہونا پڑتا ہے ایسے لوگ دین میں ہو کر دین سے خارج ہی ہوتے ہیں بظاہر وہ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے کا اور کامل ایمان اور یقین ظاہر کرتے ہیں مگر درحقیقت انکو خدا تعالیٰ سے ذرا بھی تعلق نہیں ہوتا پھر خدا تعالیٰ ایسے دو طرفہ تعلق رکھنے والے انسان کو کبھی پسند نہیں کرتا اور باوجود دین سے تعلق رکھنے کے وہ کسی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے ان کے مقابلہ میں کفار جو یک طرفہ تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انکو ترقی دیتا اور کامیاب کرتا چلا جاتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب ترکوں نے بغداد پر حملہ کیا تو ۱۸ لاکھ آدمی انہوں نے قتل کئے اور ایسی تباہی مچائی جس کا کوئی ٹھکانا نہیں یہ فرماتے تھے ایک شخص ایک ولی اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ دعا کریں کیونکہ مسلمان تباہ اور ہلاک ہو رہے ہیں اور کفار نے تمام بستہ بستہ آدمیوں کو قتل کر دیا ہے تو اس وقت اس نے کہا کہ میں جب آسمان کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہوں تو ملائکہ کی طرف سے یہ آواز آتی ہے۔ ایہا الکفار اقتلوا الفجار اے کافرو ان فاجروں کو مارو حالانکہ ان دونوں فریقوں میں بڑا فرق تھا ایک خدا کو ماننے والے تو دوسرے اس کے منکر ایک رسولوں اور اس کی کتابوں کو ماننے والے مگر دوسرے ان سے متنفر۔ ایک دین کو ماننے والے اور دوسرے اس سے بیزار ایک قرآن کو ماننے والے اور دوسرے اس کے نہ ماننے والے۔ اس میں کیا بھید ہے یہی تو ہے کہ کفار گو ایسے ظاہر دشمن ہیں کہ جنکے دل میں ذرا بھی ایمان نہیں وہ تو خدا کا انکار کرتے ہیں مگر یہ باوجود ماننے کے پھر نہیں مانتے اور دین سے خارج ہیں۔ مسلمان کہنے کو تو تھے کہ ہم میں ایمان ہے مگر دراصل ان میں ایمان نہ تھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہتے تھے مگر پھر نا کام و نامراد تھے یہی بات تو تھی کہ انکے ایمانوں میں دنیا کی محبت ملگئی تھی اور خدا تعالیٰ سے پورا تعلق نہیں رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خالص ایمان رکھکر خدا تعالیٰ کو نہیں پکارتے تھے بلکہ ان کا آدہ زاری کرنا کسی خاص مدعا اور مقصد کے لئے تھا وہ خدا کی عبادت کرتے تھے لیکن درحقیقت

ان کی عبادت کسی خاص غرض کے لئے ہوتی تھی۔
پس مومن کو چاہیئے کہ ایک طرف تو لذات سے اور ہر قسم
کی تکلیف اور آرام میں غرض ہر حال خدا تعالیٰ سے
راضی ہو۔ بہت مسلمان ایسے ہیں کہ ان سے کہا جاتا ہے
کہ تم نماز روزہ ادا کرو تو کہہ دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے
ہم کو دیا کیا ہے جو اس کی عبادت میں پڑیں حالانکہ وہ [illegible]
نہیں جانتے کہ جس منہ سے وہ یہ جواب دیتے ہیں اور
جس دماغ سے سوچتے ہیں وہ بھی خدا ہی کا دیا ہوا ہے
پس اس قدر احسان اور انعام ہیں ہم پر جس نے کیا تو
چاہیئے کہ ہم اس کی شکر گذاری میں نہ تھک جائیں مولانا
روم نے مومن ایمان والے انسان کے اخلاق ایک
عجیب قصہ سنایا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس
لقمان بطور غلام رہتے تھے اور ان سے بڑی محبت
تھی اور ان سے بڑا تعلق رکھتا تھا اور جو کچھ وہ کھاتا
انہیں بھی ساتھ ہی شامل کرتا ایک دفعہ بے فصل خربوزہ
اس کے پاس آیا تو اس نے اس کی قاشیں کاٹ کر
حضرت لقمان کو دیں تو انہوں نے اسے بڑے شوق
سے کھایا پھر ایک اور دی اسے بھی بڑے شوق سے
کھایا آخر اس شخص کو بھی یہ خیال آیا کہ بڑے ہی مزے
کی یہ چیز ہوگی جسے لقمان بڑے مزے اور شوق سے
کھاتا ہے جب اس نے خود ایک قاش لیکر منہ میں
ڈالی تو وہ نہایت تلخ تھی اس نے کہا لقمان یہ تو بڑی
تلخ اور کڑوی ہے تم نے اس مزے اور شوق
سے کھایا ہے سو حضرت لقمان نے جواب میں کہا کہ
جس کے ہاتھ سے ہزاروں دفعہ میٹھی چیزیں کھائی ہیں
اگر ایک دفعہ کڑوی اور تلخ کھالی تو کونسا حرج ہوگیا
اس شخص کے احسانات حضرت لقمان پر تھے کہا ہونگے
لیکن انہوں نے اس کی ایسی قدر کی کہ اس کی دی ہوئی
تلخ شے کو بھی میٹھا سمجھ کر کھالیا پھر خدا تعالیٰ کے
اس قدر احسانات کے ہوتے ہوئے جن کا کوئی [illegible]
نہیں مومن کو کس ایمان کا نمونہ دکھانا چاہیئے اور
اگر کبھی اس کے لئے تکلیف برداشت کرنی پڑے
تو کس خوشی سے اس کو قبول کرنا چاہیئے پس ہر ایک
انسان پر فرض ہے کہ وہ سوچتا رہے کہ [illegible] لقمان

کی روح ہے یا شیطان کی اگر اس کے اندر لقمان
کی روح ہے تو خدا تعالیٰ کی باتوں کو ماننے کے لئے
ہر وقت تیار ہے اور کسی وقت اس کے احکام پر اپنے
آپ کو سرکش نہیں پاتا بلکہ ہر وقت ہر رنج [illegible] پر
صبر کرنے والا ہے تو وہی کامیاب اور مظفر و منصور ہو
سکتا ہے اور وہ اپنے ایمان پر [illegible] کہ اس کا
ایمان اسی وقت کام آسکتا ہے جبکہ وہ ہر حالت میں
خدا تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہو اور اگر وہ اپنے ایمان پر بھروسہ
کریگا تو وہ ایمان ضرور اسے نامرادی کا منہ دکھائیگا
اس وقت تو ایمان لانے کے لئے خدا تعالیٰ نے بڑی
بڑی آسانیاں کر دی ہیں اور جو دقتیں صحابہ کے وقت
میں تھیں اب وہ نہیں اس وقت تو ایمان لانے کے
واسطے بڑی بڑی دقتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنا
پڑتا تھا۔ اور ایمان لانے پر قطعاً [illegible] تھی اس وقت نہ
تو تلوار ہے اور نہ جانوں کی قربانی کرنی پڑتی ہے صحابہ
باوجود ان سب مشکلات اور مصائب ابتلا کا نام نہیں
لیتے تھے اور ایسے مصائب اور مشکلات سے ہوتے
ہوئے بھی انہوں نے کبھی خدا تعالیٰ کی شکایت نہیں
کی اور ان کو کبھی ایسی ایسی ٹھوکروں پر ابتلا نہیں آیا جیسا
کہ اس وقت بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ فلاں بات پر
ہمیں ابتلا آگیا چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص
قادیان میں آیا کوئی شخص اس کے پاس سے دوڑتا ہوا گذرا
تو اسے کہنی لگ گئی اس بات پر اس کو ابتلا آگیا اور کہنے
لگا کیا مسیح موعودؑ کے ایسے ہی مرید ہیں پھر بعض ایسے
بھی ہوتے ہیں کہ اگر ایک وقت روٹی نہ ملے یا جلی ہوئی
مل جائے یا پانی ہی نہ ملے تو جھٹ ان کو ابتلا آجاتا
ہے۔ ایسے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے وقت بھی ایسے انسان موجود تھے لیکن
بہت ہی کم چنانچہ ایک دفعہ ایک جنگلی نے آنحضرتؐ
کی بیعت کی کچھ دنوں بعد اسے بخار ہوگیا تو وہ نبی کریمؐ
کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میری بیعت واپس
کر دیں کیونکہ مجھے تپ آگیا ہے۔ مگر برخلاف اسکے
ایسے ایسے بھی لوگ تھے جن کے قصے سنکر انسان
کی عقل دنگ رہ جاتی ہے ایک شخص کا ذکر احادیث

میں آتا ہے قرآن کریم میں بھی [illegible] ذکر
آیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کے
تشریف لے گئے تو تمام صحابہ ساتھ جانے کے واسطے
تیار ہو گئے اور گھوڑے اونٹ وغیرہ تیار کئے لیکن ایک
شخص نے یہ خیال کیا کہ میں مالدار ہوں جب جانے کا وقت
ہوگا تو جھٹ پٹ تمام تیاری کر لی جائیگی اور گھوڑے
اونٹ وغیرہ خرید لئے جائیں گے اسی تیاری میں وہ
لگا رہا کہ آپ تبوک کو رخصت ہو گئے تب اسے خیال آیا
کہ جلدی کوئی انتظام کرنا چاہیئے کیونکہ آپ تو رخصت ہو گئے
ہیں مگر انتظام کرتے کرتے معلوم ہوا کہ آپ دور نکل گئے
ہیں۔ پس جب اس نے دیکھا کہ اب آپ سے ملنا مشکل
ہے تو ارادہ کر لیا کہ جب آپ واپس تشریف لائیں گے تو ایسی
مشکلات بیان کرونگا جس کے سبب سے آپ مجھکو معذور خیال
فرما دیں گے جب نبی کریم مدینہ میں واپس تشریف لائے تو وہ
سب لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے معذرت کرنے آئے
اور ہر ایک نے کوئی نہ کوئی معذوری اپنے متعلق بیان
کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے لئے
دعائیں کیں وہ شخص کہتا ہے کہ جس وقت میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گیا تو وہ تمام عذر جو میں نے
دل میں گھڑے تھے دل کے دل ہی میں رہے اور کچھ
بھی بیان نہ کر سکا آخر مجھے یہی کہنا پڑا یا رسول اللہ مجھے
میرے نفس نے دھوکہ دیا تھا تو آپ نے اس کے واسطے
دعا نہ کی وہ کہتا ہے کہ جب میں آپ کے پاس سے اٹھا تو
بعض لوگوں نے کہا کہ تو نے عذر کیوں نہ کیا دیکھا آپ
تجھ سے ناراض ہو گئے اس پر کہتا ہے کہ مجھے خیال آیا
کہ میں اب بھی جاکر عذر کروں لیکن میرے دل میں آیا کہ پوچھوں
تو سہی کہ میرے سوا کسی اور نے بھی اپنی غلطی کا اقرار کیا
ہے۔ جب پوچھا تو دو اور شخص معلوم ہوئے وہ کہتا ہے
کہ صرف وہ دو ہی شخص مسلمان تھے باقی کو ہم جانتے تھے
کہ منافق ہیں پس میں نے منافقوں میں شامل ہونا نہ چاہا
ان تینوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم
دیا کہ کوئی ان سے کلام نہ کرے پھر کچھ دنوں کے بعد
بیویوں سے جدا رہنے کا بھی حکم دیدیا اور یہ بھی فرماتے
ہیں کہ میرا ایک چچا کا بیٹا تھا ایک دن تنگ ہو کر میں

اس کے پاس گیا اور کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ میرا کوئی
قصور نہیں۔ صرف سچائی کا نتیجہ ہے اس پر اس نے
آسمان کی طرف دیکھا اور کہا اللہ اور اس کا رسول ابھی جو
جانتے ہیں اور اس کے سوا کوئی جواب نہ دیا اس پر میں
وہاں سے چلا آیا راستہ میں ایک عیسائی بادشاہ کا
خط مجھے کسی نے دیا جس میں لکھا تھا کہ سنا ہے کہ تیرے
ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت برا سلوک
کیا ہے مجھے سنکر بہت افسوس ہوا ہے تو بہت بڑا
آدمی تھا تو ہمارے پاس آجا ہم تیری عزت کریں گے
میں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا حربہ ہے۔ جو ابھی خط
لیکر آیا تھا اس کے سامنے ہی خط پھاڑ کر آگ میں ڈال دیا اور
اس کو کہا میری طرف سے یہی جواب ہے اس شخص اور
اس کے ساتھیوں کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔
وضاقت علیهم الارض بما رحبت کہ زمین باوجود
فراخ ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی۔ لیکن باوجود اس ابتلا
اور اتنی بڑی مصیبت کے اس شخص کو بھی کس قدر عشق
تھا کہ اس کے دل پر ذرہ بھی میل نہیں آئی بلکہ اس کی محبت
کا حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیان کرتا ہے
کہ اپنی ناراضگی کے ایام میں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جاتا السلام علیکم کہکر بیٹھ جاتا اور پھر آپ
کے منہ کی طرف دیکھتا کہ کیا آپ سلام کا جواب دیتے
ہیں یا نہیں جب آپ کا دہن مبارک ہلتا نہ دیکھتا تو
خیال کرتا کہ شاید میں دیکھ نہیں سکا آپ نے اپنے منہ میں
جواب دیدیا ہوگا اور اپنے دل کی تسلی کے لئے پھر
اٹھکر آپ کی مجلس سے چلا جاتا اور پھر واپس آکر سلام
کہتا اور اسی طرح بار بار کرتا۔ یہ تو ایک مثال ہے صحابہ میں
اس کی بہت نظیریں موجود ہیں اگر وہ لوگ بھی ہماری
طرح ہی ذرہ ذرہ سی باتوں کو ابتلا خیال کرتے تو
کیسے کامیاب ہوتے۔ غرض ان لوگوں نے اپنے وطن
دوست مال بچے عزیز اقارب کو چھوڑا اور خدا کے
قریب ہوئے۔ سچی دوستی اور محبت اور کامل ایمان
کا پتہ مصیبت کے وقت ہی لگتا ہے۔ مصیبت کے
وقت ساتھ دینے والے ہی سچے دوست ہوتے
ہیں آرام کے وقت میں تو ہر ایک دوست بن جاتا

ہے تمہیں بھی چاہئے کہ ہر ابتلا کے وقت تم دیکھو کہ آیا ہمارے
ایمان تو ڈگمگا نہیں گئے۔ اگر تمہارے ایمانوں کو ذرہ
ذرہ سی مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ٹھیس لگنے
کا خوف ہے تو تم خدا تعالیٰ سے تعلق کو بڑھاؤ اور اپنے
ایمانوں کو کامل کرنے کی کوشش کرو۔ کامل ایمان اسی
شخص کا ہے جو ابتلا اور مصیبت کے وقت اپنے
ایمان میں ذرا جنبش نہیں دیکھتا سچے تعلق اور رشتہ
کا پتہ تو اس وقت لگتا ہے جبکہ مصیبت آوے ورنہ
آرام و آسائش میں تو بہت سے اور شریر بھی خدا تعالیٰ
سے بڑی عقیدت اور تعلق ظاہر کرتے ہیں مگر ان کے
تعلق اور محبت اور کامل ایمان کا تو اسی وقت پتہ
لگتا ہے جبکہ مصیبت اور ابتلا آوے۔ اس آیت
میں فرمایا کہ جس کا تعلق خدا تعالیٰ سے ایسا کمزور
ہے وہ تو کھلے گھاٹے میں ہے وہ کبھی کامیاب
اور مظفر و منصور نہیں ہو سکتا۔ پس ہماری جماعت
کو چاہئے کہ اپنے اندر ایسا ایمان پیدا کریں اور
ذرہ ذرہ سی باتوں پر ابتلا کا لفظ استعمال نہ کیا کریں
اگر روٹی نہ ملی تو کہدیا کہ ابتلا آگیا یا کوئی اور چھوٹی
سی تکلیف آگئی تو کہدیا ابتلا آگیا صحابہ رضی اللہ عنہم
کے وقت میں تو تلوار چلتی تھی اور ابتلا کا لفظ بھی اس
پر لاتے تھے تم اپنے حوصلوں کو وسیع کرو ایسے
کامل ایمان کے لوگ بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے
ہماری جماعت میں موجود ہیں جن سے بیویاں چھین
لی گئیں مکانات چھین گئے۔ عزیز جاتے رہے بچوں کو
سکولوں سے روک دیا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں
ان کو دی گئیں مگر انہوں نے کبھی ابتلا کا لفظ استعمال
نہیں کیا دیکھو شاہزادہ عبداللطیف صاحب کو کیسی
تکالیف دی گئیں مگر انہوں نے کبھی اس بات کا اظہار
نہیں کیا کہ مجھے ابتلا پیش آیا ہے۔ جو شخص شہزادہ عبداللطیف
کے واقعات کو پیش نظر رکھیگا وہ ضرور فائدہ اٹھائیگا
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق
ابتلا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لیکن جانتے ہو وہ کیا
ابتلا تھا آپ کے ابتلاؤں میں سے ایک تو ظاہر ہے یہ
تھا کہ انکو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے بچہ کو اپنے ہاتھ سے

قتل کردیں لیکن وہ بلا کسی عذر کے ایسا کرنے پر تیار
ہوگئے آخر اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے انعامات
کے وارث ہوئے لیکن ذرا سی باتوں پر ابتلا کا لفظ
بولنا ایمان کی کمزوری کا ثبوت ہے۔ بہت کم ہیں جنہیں
ابتلا آتے ہیں ابتلا کوئی چھوٹا سا لفظ نہیں ابتلا تو اخلاص
کی آزمائش کے لئے ہوتا ہے گورنمنٹ بھی اپنے خادموں
کی لیاقت ظاہر کرنے کے لئے ان کا امتحان لیتی ہے
ان ابتلاؤں سے تو جنکو لوگ آجکل ابتلا قرار دیتے ہیں
ان امتحانوں کی سختی ہی زیادہ ہوتی ہے پھر سمجھنا چاہئے
کہ خدا تعالیٰ کا امتحان کیسا ہونا چاہئے اس لئے
ہماری جماعت کو وہ ایمان چاہئے جو بڑے سے بڑے
ابتلا میں بھی قائم رہنے والا ہو لیکن ساتھ ہی ہم کو ابتلا
سے بچنے کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ہم کمزور انسان ہیں جو لوگ جلسہ
کے ایام میں ان کی یہ خواہش ہے کہ میں ان لوگوں کو جلسہ
کے ایام کے لئے توجہ دلاؤں اور مہمانوں سے اچھا
سلوک کرنے کی ترغیب دوں بعض لوگ اسباب کی
چنداں پرواہ نہیں کرتے اور مہمانوں سے جیسا سلوک
کرنا چاہئے وہ نہیں کرتے حضرت مسیح موعود کے وقت
میں بعض مہمانوں کو کھانے کی تکلیف ہوئی اور بعض لوگ
میزبانوں کی بے توجہی سے بھوکے رہے۔ تو حضرت
کو الہام ہوا یا ایہا النبی اطعموا الجائع والمعتر تو تمہیں
مہمانوں کی خاطر و تواضع اس طرح کرنی چاہئے جیسا کہ
تم چاہتے ہو کہ کوئی تمہاری خاطر کرے۔ کیا تم چاہتے
ہو کہ تم کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور وہ تمہاری طرف توجہ
بھی نہ کریں اور جب تمہارا سالن یا روٹی ختم ہوجائے
تو وہ تمہیں کہدیں کہ اب سالن ختم ہو گیا ہے پس ایسا ہو
کہ کوئی بات دریافت کریں تو ان کو [illegible] جواب دیدیا
جاوے۔ مثلاً اگر کوئی ناواقف شہر میں آجاوے اور
اس کو جگہ یاد نہ ہو تو اسے کہدیا جائے کہ آپ کی جگہ
یہاں نہیں آپ وہاں جائیں۔ وہ وہاں جاوے تو وہاں
والے کہدیں کہ فلاں جگہ چلے جائیں وہ بیچارا حیران
ہو کر ادھر ادھر چکر لگاتا رہے۔ پس ہر ایک کو چاہئے
خواہ وہ اس کا کام ہو یا نہ ہو اس کو واقف کرا دیں اور
اگر خود نہ ساتھ جا سکیں تو کسی دوسرے کو اس کے

ساتھ کہو ہیں جو اُنہوں نے کیا ہے اگر کوئی غلطی ان سے ہو جائے تو بھی اپنی طرف ہی اسے منسوب کریں کیونکہ مہمانوں کا کام نہیں کہ وہ تمہارے قواعد کو یاد کریں ہر قواعد صرف کارکنوں کی ہدایت کے لئے ہیں بعض دفعہ دو دو جگہ مختلف کھانے بھیجے سے بڑی دقت ہوتی ہے جو چیز یہاں بچے وہی وہاں بھیجو ہر ایک تکلیف برداشت کرکے بھی انتظام کی عمدگی میں کوشش کرو بہت دفعہ کام سے کلام اچھا ہوتا ہے۔ اگر تم اچھے اخلاق اور سلوک سے پیش آؤ گے تو وہ تمہاری محبت اور اخلاق ان ادنےٰ کھانوں سے بہتر ہے جن کے ساتھ ترش روئی اور بدخوئی کا برتاؤ ہو۔ پس تم کام بھی اچھا کرو اور کلام بھی اور اپنا ظاہر اور باطن دونوں یکساں رکھو بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جب ہم دل سے خدا کا نام لیتے ہیں تو منہ اور جسم کے ہلانے کی کیا ضرورت ہے مگر یہ ان کی جہالت ہے روح کو جسم سے تعلق ہوتا ہے پس یہ خیال مت کرو کہ ہمارے دل میں ان مہمانوں کی عزت اور محبت ہے جو کچھ دل میں ہے اس کو ظاہر بھی کرو اور صحابہؓ کی طرح مہمانوں کی خاطر تواضع کرو ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مہمان آ گئے تو ایک صحابی نے کہا یا رسولؐ ایک مہمان مجھے دیدیں میں اسے روٹی کھلاؤں گا دوسرے نے کہا یا رسول اللہ دو مجھے دیدیں جس کے دو مہمان تھے اس کے گھر صرف دو ہی آدمیوں کا کھانا تھا اس نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو سلا دو اور کچھ دکھانا کھانے کے وقت تم کو جگا دینگے بچے سو گئے بیوی سے کہا کہ میں تمہیں کہونگا کہ ذرا چراغ کی بتی کو درست کرو تو تم اس طرز سے اونچا کرنا کہ وہ بجھ جائے غرض اس نے ایسا ہی کیا۔ چراغ بجھنے کے بعد انہوں نے مہمانوں کو کہا کہ آپ اندھیرے ہی میں کھا لیں دیا تو اب بجھ گیا ہے مہمانوں نے کھانا شروع کیا تو یہ بھی اس طرز سے منہ ہلاتے رہے کہ گویا خود بھی کھا رہے ہیں جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسکرائے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے اس فعل پر ہنسا اور خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریمؐ کو بتلا دیا کہ میں اس شخص پر خوش ہوا ہوں پس تم کو بھی چاہیئے کہ تم مہمانوں کی خاطر میں لگ جاؤ اور کسی قسم کی غفلت نہ کرو۔ کیونکہ مہمان نوازی خدا تعالیٰ کی خوشی کا باعث ہوتی ہے بیشک مہمان داری ایک دوسری چیز ہے اور اصل غرض تو دین کی اشاعت اور اتحاد و جماعت ہے جس کے لئے جلسہ ہوتا ہے لیکن اگر مہمانوں کو تکلیف ہو تو وہ بے فکر ہو کر اس کام میں کیونکر شریک ہو سکتے ہیں جس کے لئے وہ یہاں آتے ہیں پس گو وہ اس لئے یہاں نہیں آتے کہ ان کی خاطر کی جائے لیکن آپ لوگوں کی خدمت اصل غرض کے پورا کرنے میں بہت کچھ مدد دے سکتی ہے۔

ایک اثنا عشری کے سوالات کا جواب حضرت فضل عمر سے

ایک اثنا عشری نے خلفاء راشدین میں اور صحابہ کرامؓ کے باہمی تعلقات اور پھر اسی کے مقابل حضرت مسیح موعود کے خلفاء اور اصحاب کے بارے میں سوالات کئے تھے جن کے جواب حضرت فضل عمر نے مفصل دیئے ہیں۔ اور ان میں نبوت بعدی کی تعریف خلافت سے کیا مراد ہے۔ اس کے انکار کا کیا نتیجہ ہے غیر مبائعین کو ہم کیا سمجھتے ہیں تمام متنازعہ فیہا مسائل پر مکمل بحث ہے جو احباب تشحیذ کے خریدار نہیں وہ دسمبر کا تشحیذ ۳ کے ٹکٹ بھیجکر منگوائیں اور رعایتی فہرست کتب سے بھی فائدہ اٹھائیں۔ المسل قادیان۔

درثمین اردو مکمل

حضرت اقدس کی اول اڈیشن والی کتب سے آپ کے اردو نظم و شعر کو نہایت خوبصورت لکھے چھپوایا ہے قیمت فی جلد ۵/ محمد یامین تاجر کتب قادیان

سیرۃ مسیح موعود نمبر ۲
المحمد للہ کہ کیا ہے چھپ گیا

سیرۃ کی پہلی جلد جن حالات پر شائع ہوئی ان کے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہیں اس کا دوسرا نمبر بہت پہلے شائع ہو گیا ہوتا اگر بعض دوستوں کی غفلت اور خود میری طبیعت کا سکا پر موثر نہ ہوتی آخر دو تین دوستوں اور کاتبوں کو معمول سے بہت زیادہ اجرت دیکر اس نمبر کو ختم کیا۔ اور چند روز میں اس کے قیمتاً لینے والوں کے پاس بذریعہ وی پی حسب معمول بھیجا جائیگا اس نمبر میں حضرت مسیح موعود کی ابتدائی چہل سالہ زندگی کے حالات اور کلام کی تصریح ہے۔ اور ایک دو نمبر میں انشاء اللہ العزیز چہل سالہ زندگی کے حالات ختم ہو جائینگے۔

احمدیہ پبلک کی قدردانی پر کسی کتاب کے شائع کرنے سے میں ڈرتا ہوں یہی وجہ ہے کہ پہلی اور دوسری نمبر بہت ہی کم چھپا ہے تاہم چونکہ مجھے اس کتاب کی تکمیل اور اشاعت کا خیال ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو حضرت اولوالعزم کے زیر سایہ میرے ہاتھ سے یہ ہو جائے میں دوسرے نمبر کی اشاعت کا اعلان کرتا ہوں قیمت فی ۱۲/ ادر رہ ہے معمولی کاغذ پر اور اعلیٰ کاغذ پر معمولی جلد کے ساتھ جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے خیال سے خریدیں گے یا مختلف انجمنیں کم از کم جلدیں خریدیں گی تو انہیں ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جاویگا بشرطیکہ ایسی درخواست ۲۵ جلدوں سے کم نہ ہو۔ میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ جس دن اس کے مستقل خریدار ۵۰۰ ہو جائینگے اسی دن اس کی قیمت میں علاوہ اس کے ہر کی رعایت کر دیجائیگی اور ایک ہزار ہو جانے پر حجم میں مزید اضافہ یا قیمت میں کمی کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔ اب یہ احمدی قوم کی قدردانی اور اپنے آقا و محسن کے حالات زندگی سے دلچسپی کا مذاق بتائیگا کہ وہ کس قدر توجہ کرتے ہیں۔ خریداری کی درخواستیں خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم سیرۃ مسیح موعود قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

ضرورت نکاح

میرے ایک دوست کے لئے جو نہایت شریف خوبصورت اور پرجوش احمدی ہیں۔ عمر تقریباً ۲۲ سال لیاقت علمی [illegible]

الفضل

قادیان ضلع گورداسپور

چندہ مقامی ساڑھے [illegible] روپے

چندہ غیر ممالک سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا ظاہر ہونا مبعوث ہونا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۳ | ۲۱ دسمبر ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۳ صفر ۱۳۳۴ھ | نمبر ۷۲

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمدللہ کہ حضرت اقدس ایدہ اللہ خیریت سے ہیں۔ ممبران خاندان کی حالت بھی عموماً اچھی طرح ہیں ✦

جلسہ کی تیاریاں بسرگرمی ہو رہی ہیں۔ جملہ ضروریات کا انتظام سنین ماضیہ سے زیادہ مستعدی سے کیا جا رہا ہے ✦

مہمان ابھی سے آنے شروع ہو گئے ہیں تاریخ جلسہ تک انشاء اللہ سب آجائیں گے ✦

عازمان دارالامان مطلع رہیں کہ بٹالہ سٹیشن سے قادیان تک بستروں اور اسباب مہمانان کے واسطے گڈوں کا انتظام ۲۵ و ۲۶ دسمبر دو روز رہے گا۔ جو صاحب بعد میں بٹالہ پہنچیں ان کو بطور خود کچھ انتظام کرنا پڑے گا۔ جلسہ کی تاریخیں ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر تین دن یاد رکھیں ✦

اخبار احمدیہ

فتاوی احمدیہ دین کے کام میں والدین کی اطاعت۔ ایک دوست نے حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ والدین غیر احمدی ہونے کے سبب چندہ دینے سے روکتے ہیں۔ حضور نے انکو لکھایا کہ دین کے کام میں ماں باپ کی اطاعت جائز نہیں (یعنی اگر وہ امور دین میں مزاحم ہوں تو انکی بات ماننی نہیں چاہیئے ✦)

استفسار و جواب (۱) جالندھر چھاؤنی سے برادر عبداللہ خاں صاحب نے پوچھا کہ وصیت کنندہ کو کل آمدنی کا دسواں حصہ دینا چاہیئے یا بعد منہائی اخراجات باقی کا؟ جواب وصیت کی شرط یہ ہے کہ کل آمد کا عشر (۱/۱۰) دیں۔ (۲) اخویم مکرم منشی محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایکٹ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب کا مشن کیا ہے ہمنے اس کا جواب دیا کہ ان کا مشن (اسلام بغیر مسیح موعود) ہے جو اس زمانہ میں صفر کے برابر ہے (۳) ایک دوست نے پوچھا کہ آم کی ایک حدیث کے سبب منشاء کسی شخص کی عمر سو سال سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ مشاہدہ اسکے خلاف ثابت ہے جواب حضرت نے لکھایا کہ رسول اللہ صلعم کے وقت لوگ تھے انہیں سے کوئی سو سال تک زندہ نہیں رہا ✦

تولد فرزند فیروز پور شہر سے اخویم مکرم منشی فرزند علی صاحب خبر دیتے ہیں کہ برادر اکبر علی صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ اس عزیز کو عمر طبعی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین ✦

ضروری گزارش۔ جو احباب کرام جلسہ میں شریک ہونگے اور اس سے اگلا پرچہ یہیں آکر لینا چاہتے ہوں وہ بواپسی مطلع فرمائیں۔ (مینجر الفضل)

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان پریس میں چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۵ء

عزیز عبدالحی مرحوم کی وفات

مرزا یعقوب بیگ صاحب کی افسوسناک غلط بیانیاں

اور

عزیز مرحوم کے بہنوئی صاحب کا جواب

ذیل میں ہم مفتی فضل الرحمن صاحب کا جواب ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ مفتی صاحب کو جو تعلق عزیز مرحوم سے تھا اور جو صدمہ اس عزیز کی وفات سے مفتی صاحب اور مفتی صاحب کی اہلیہ مکرمہ یعنی حضرت خلیفہ اول رض کی بیٹی اور صاحبزادہ مرحوم کی ہمشیرہ کو ہوا ہے اُس کا اندازہ محض ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے وہ یہ کہ جب عزیز مرحوم کا وصال ہو گیا۔ اور جنازہ ہمشیرہ کو منہ دکھلانے کے لئے لایا گیا تو فرط غم سے بیہوش ہو گئیں اور معاً یہ خبر بھی مشہور ہو گئی کہ حفصہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہماری غرض اس واقعہ کے اظہار سے صرف یہ ہے کہ جو تعلق مفتی صاحب کو صاحبزادہ مرحوم سے تھا وہ کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔ پھر مفتی صاحب نہ صرف رشتہ دار و تیماردار تھے بلکہ طبیب بھی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے اچھے طبیب ہیں۔ پس اُن کا جواب نہ صرف جواب بلکہ درد مند دل کی آواز ہے۔

ہم اس مضمون کو الفضل کے کالموں میں جگہ دینے کے ساتھ ہی اپنے مولیٰ کے حضور ایک دعا کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ اے علیم و عالم الغیب خدا! تجھے ہمارے قلوب ہمارے حالات کا سب علم ہے۔ مولیٰ! تو خوب جانتا ہے کہ ہماری جماعت اور ہمارے امام کو ہر آن محض تیری رضا جوئی مطلوب ہے۔ ہمیں کجروی اور ہٹ دھرمی ایسی ناپسند ہیں ہمارا معاملہ تجھ سے صاف ہے مگر

پیارے مولیٰ! دوست نما دشمن ہمارے دُکھے ہوئے دلوں کو طعن (?) برچھیاں لگا رہے ہیں وہ ایسی باتیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں جنکا ہمارے واہمہ کو بھی پتہ نہیں۔ خدائے آسمان آسمان کے نیچے دروغ بافی۔ غلط بیانی۔ بہتان بندی اور بہتانوں (?) کے حملے ہو رہے ہیں۔

آہ! ہم کو اور ہمارے امام کو مسیح موعود کے لخت جگر کو۔ حضرت خلیفہ اول کے پیارے محمود کو۔ وصی کو عبدالحی مرحوم کے حقیقی بہنوئی کو اپنے اُستاد اور پیشرو کے بیٹے کے علاج معالجہ میں بے توجہی کرنے کا الزام دیا جاتا ہے گویا ہمارا امام نعوذ باللہ اس کے بیان میں صاحبزادہ عبدالحی کے دشمن جان تھے۔

اے مالک یوم الدین! ہمارا معاملہ تیرے حضور صاف ہے اور یہ ایک ایسا جو ہم پر کیا گیا ہے اس کا استغاثہ اے احکم الحاکمین ہم تیرے حضور کرتے ہیں تو اس کا جواب دے۔ تو مریض قلوب کو شفا اندھی آنکھوں کو بصیرت۔ بہرے کانوں کو سماعت دے۔ ایسا ہو وہ حق سے فائدہ اٹھائیں۔ خدا تعصب سے باز آئیں۔ جھوٹ لکھنے اور بولنے سے شرمائیں۔ تیرا خوف کریں۔ ہدایت کے راستوں پر چلیں۔

آمین ثم آمین (ایڈیٹر)

مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

۱۴۔ دسمبر ۱۵ء کے اخبار پیغام صلح میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے صاحبزادہ عبدالحی صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات۔ اور میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین کا افسوسناک طرزعمل کے ہیڈنگ کے نیچے ایک مضمون لکھا ہے۔ اس مضمون میں پھر آپ نے مرہم عیسیٰ نما کیطرح زبانی لغاظی اور غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم اور اُن کے خاندان اور اولاد سے تمام جماعت احمدیہ کو ہمیشہ وابستگی رہی ہے اور یہی وجہ تھی کہ باوجود میاں محمود احمد صاحب کے فتوے کے.... حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر قوم اور دیگر احباب و بزرگان ملت ..... نے ضروری سمجھا کہ تعزیت کے لئے حضرت مولوی صاحب مرحوم کے گھر والدہ عبدالحی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ مرزا خدا بخش صاحب۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب۔ خاکسار۔ و دیگر احباب جماعت لاہور جنکی تعداد قریباً دو درجن اشخاص کی تھی حاضر ہوئے یہ حضرت مولوی صاحب مرحوم کے مخلص مریدین کے ذمہ ایک فرض تھا جو کہ انھوں نے مسنون طور پر ادا کیا۔

محبت کے جھوٹے دعوے

ہم نے پہلے فاروق کے ذریعہ ڈاکٹر صاحب موصوف سے اس امر کا مطالبہ کیا ہے اور اب پھر دوبارہ ان لوگوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں کو بقول ان بزرگان ملت کو (بزعم خود) حضرت مولوی صاحب کے خاندان اور اولاد کی محبت للہ تھی۔ تو پہلے وہ اس کا جواب دیں کہ کیا حفصہ انہی مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی بڑی بیٹی انکی اولاد ہے یا نہیں۔ آپ کی شریعت۔ آپکی طریقت۔ آپ کا مذہب۔ آپکی ملت۔ آپکا قانون۔ آپکا تجربہ۔ آپ کا مشاہدہ۔ آپ کا وجدان۔ آپ کا ایمان کیا حکم دیتا ہے کہ کیا وہ نورالدین رض کی اولاد ہے یا نہیں۔ اگر ہے (اور ضرور ہے۔ کسی طرح آپ کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا) تو آپ ذرہ ایمان سے جواب دیں کہ ایک سال ہو گیا ہے۔ آپنے آپکے بزرگان ملت نے۔ آپکے امیر قوم نے۔ ایک پیسہ کا کارڈ بیمار پرسی کا لکھا؟ چہ جائیکہ معالجہ یا ہمدردی کا اظہار کرتے۔ پھر یہ نام کے بزرگان ملت قادیان میں تشریف لائے اور مرحوم کی بہن کو۔ درانحالیکہ اسکے دروازہ کے سامنے سے دو دفعہ گذرے۔ کوئی دوسرا مکان پر جانے کی خاص تکلیف برداشت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ نہ تعزیت۔ نہ عیادت کے لئے زبان ہلائے۔ آپ کے بزرگان ملت یا امیر قوم ہونے کی یہی شناخت تھی۔ اور یہی اعظم نورالدین رض کی اولاد سے دلی وابستگی تھی۔ پھر اسی پر کیا موقوف ہے۔ نورالدین رض مرحوم کے خاندان سے

ولی وابستگی کا دعویٰ۔ اور نورالدین کا سگا اور حقیقی بھتیجا جو عمر میں ۳۰ سال سے متجاوز ہے۔ وہ بھی یہاں موجود تھا اگر فضل الرحمٰن کی بیوی سے عداوت تھی تو نورالدین کے بھتیجے سے ہی اظہار افسوس کر لیا ہوتا۔ خود آپ سب لوگ فضل الرحمٰن کو گلے ملے۔ اور ایک لفظ بھی کسی کے منہ سے نہ نکل سکا کہ میاں ہماری طرف سے عزیز عبدالحی مرحوم کی بہن کو اظہار افسوس کر دینا۔ مجھے افسوس ہے کہ دعوے ہمدردی کا۔ ولی وابستگی کا۔ اور امیر قوم اور بزرگان ملت ہونیکا۔ اور طرز عمل یہ کچھ۔ حضرت ڈاکٹر صاحب خدارا توجہ کرو۔ اور گریبان میں منہ ڈالو۔ آپ کا اگر عیب ہے یا نقصان کیا تھا تو وہ الزام فضل الرحمٰن کے ذمہ ہوگا (اگر واقعی کچھ ہے) نہ کہ نورالدین کی اولاد کے ذمہ۔ ان ناگوار واقعات کا ذکر۔ سو وہ بھی سن لو۔

مرہم عیسیٰ کا آنا کس غرض سے تھا حکیم مرہم عیسیٰ اگر قادیان میں آئے تو وہ باقرار خود اپنے سالے کی عیادت کو آئے۔ اور اس ضمن میں عبدالحی مرحوم کی بھی عیادت کر گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ حکیم مرہم عیسیٰ کی زبان اپنی زبان نہیں ہوتی جب وہ عزیز عبدالحی کے کمرہ میں آئے تو حضرت صاحبزادہ فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ۔ وہاں بیٹھے تھے۔ ان کی زبان تھی۔ اگر اسلام علیکم کہکر سنت اسلام ادا کرتے۔ ہاتھ تھے۔ اگر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے میرے روبرو وہ خاموش جاکر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل کا جواب وہ کیا چاہتے تھے یہی کہ انی مہین من اراد اہانتک وہ جب مولوی سرور شاہ صاحب سے مصافحہ اور اسلام علیکم کے لئے اٹھے تو مومن کے قلب پر جو کچھ خاص اثر ہوتا ہے ان کے قلب نے انکو اجازت نہ دی کہ ان سے مصافحہ کرتے یا ملتے۔ یہ قدرتی جواب تھا۔ اسی طرح جیسا جیسا مرہم عیسیٰ صاحب نے اپنی طرف سے سلوک کیا ویسا جواب پالیا۔

بدسلوکی کا بہتان ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھکر اور اس خدا کی قسم کھاکر جواب دیں جس کے ہاتھ میں آپ کی جان ہے کہ ان سے یہاں کے گروہ سے قادیان میں کیا بدسلوکی ہوئی۔ کیا انکو حضرت فضل عمر کی طرف سے دعوت کھانے۔ ٹھہرنے۔ اور چائے کے لئے مدعو نہیں کیا گیا۔ ماننا یا نہ ماننا ان کی اپنی اختیار کی بات تھی۔ شکوہ کرتے تم ان بدسلوکی کا۔ تو منہ کی بات تھی۔ وہ دوسرون کی باتیں دوسرون تک محدود رکھتے۔ چلی وہ جو آپ بیتی ہے۔ جگ بیتی سے کیا کام۔ ڈاکٹر رشید الدین صاحب کے خیال اور ان کے زیر اثر طبیبوں کے حال کی نسبت بہت سی جناک آمیز عبارت لکھی ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے عزیز مرحوم کی بیماری میں مشورہ نہ لیتے تھے

اپنی پیٹھ دیکھو نورالدین اعظم کی بیماری میں ہمنے کبھی نہ دیکھا کہ آپ مرزا یعقوب بیگ صاحب کسی وقت مولوی قطب الدین صاحب۔ یا مولوی غلام محمد صاحب۔ یا فضل الرحمٰن۔ یا کسی اور طبیب سے ہمارے پیارے باپ کی بیماری کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں۔ افسوس عزیز عبدالحی مرحوم کی بیماری تو چند روزہ تھی۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو تو خدا نے مہینوں علاج کا موقع دیا تھا۔ لیکن آپنے کسی طبیب سے کبھی کوئی مشورہ کیا اور نہ کسی ڈاکٹر سے مشورہ کرتے ہوئے دیکھا گیا افسوس تو یہ ہے کہ

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس ۔ توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

مرہم عیسیٰ کی طبی قابلیت اور تجربہ حکیم مرہم عیسیٰ صاحب کا بڑا ناتجربہ کار ہونا اور مولوی نورالدین صاحب کے خاص شاگردان میں سے ہونے کی ایک ہی دلیل پیش کرتا ہوں سن لیجئے۔ ایک دفعہ حضرت حکیم صاحب نے مجھے ایک نسخہ بتلایا کہ دق اور سل کے بیماروں کے لئے اکسیر کا کام کرتا ہے میں نے بڑی مسجد میں درس کے بعد حضرت قبلہ کے سامنے پیش کیا کہ حکیم صاحب کہتے ہیں کہ دق اور سل میں یہ اکسیر ہے آپنے فرمایا کہ حکیم صاحب سے سوال کرو۔ کہ کتنے مریضوں پر آپنے اس کا استعمال کیا اور ان میں سے کتنے اچھے ہوئے۔ تو حکیم صاحب نے جواب دیا کہ آٹھ دس پر استعمال کیا اور دو اچھے ہو گئے جس پر قبلہ مرحوم نے فرمایا دیکھا اس کو اکسیر کہتے ہیں۔ تم اپنے ہاتھ سے دق اور سل کے شفایاب مریضوں کو گن سکتے ہو۔ (میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا بیٹا ایسی باتوں پر اعتبار نہیں کیا کرتے یہ ہے حکیم صاحب کی تجربہ کاری کا نمونہ۔

مرزا خدا بخش کس گنتی میں ہیں دوسرے حکیم مرزا خدا بخش صاحب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ آپ کی بابت تو ہم کو اعتبار ہی نہیں کہ آپکے زیر علاج کبھی کوئی مریض اچھا ہوا بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ ان کا تجربہ بھی ہم خود اپنے سامنے کر چکے ہیں۔ ان سے ڈاکٹر صاحب کیا مشورہ لیتے۔ ڈاکٹر صاحب ایک فن کے پاس یافتہ سند یافتہ اور ایک شخص جو اس فن سے محض ناآشنا ہو اس سے مشورہ لیتا۔ میں ادب سے عرض کرونگا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب ازراہ مہربانی اس بات کا ضرور جواب مرحمت فرما دینگے کہ وہ خود لاہور کی پریکٹس میں حکیم مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش صاحب سے کس قدر رفقا کے علاج میں مشورہ لیا کرتے ہیں۔ تاکہ آپکے ہم لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاویں نیز حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی بیماری میں جبکہ یہ دونوں فاضل یہاں موجود تھے تو آپنے ان سے کتنی دفعہ ان کے علاج میں مشورہ لیا؟

خود بدولت کا دست شفا
زبان خلق نقارہ خدا
آپ کا [illegible] کے نام آیا ہوگا اور حضرت فضل عمر نے بے شک آپکو بلانے کی رائے ظاہر کی ہوگی کیونکہ آپ کا وہ خود ہی نہیں بلکہ تمام قوم کی جماعت پہلے تجربہ کر چکی۔ پھر جس [illegible] کے لئے آپکو بلایا آپنے ایسا دست شفا اس کے سر پر رکھا کہ قبر ہی میں جا آرام سے سویا۔ بھلا حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کے وقت آپ کہاں تھے۔ مولوی عبدالکریم مرحوم کے وقت آپ کہاں تھے۔ خود حضرت مسیح موعود کے وقت آپ کہاں تشریف رکھتے تھے۔ پھر قبلہ مولوی نورالدین مرحوم کیوقت آپ کہاں تھے اور آپنے کیا بتایا جواب آپکو بلایا جاتا۔ حضرت عورتیں تو سخت ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں قادیان کی عورتوں میں اگر کسی کے سامنے آپ کا نام بھی لے لیا جاوے تو وہ یہی جواب دینگی کہ مرزا یعقوب بیگ کو بلانے لگے ہو تو گویا اب اس کی عمر ختم ہو گئی ہے اس میں شک نہیں کہ زندگی اور موت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مگر بعض بعض اشخاص پر خاص امیدیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھی جاتی ہیں۔ پھر اگر عورتوں کے اس خیال کو دور کرنیکے لئے

آپ کو نہ بلایا گیا تو اس میں کیا ہرج ہوا۔

حضرت بفضل خدا اس بیچ کے ذمہ وار اس وقت ہو سکتے جب تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہوتی کہ ضرور مرزا یعقوب بیگ صاحب کے ہاتھ سے شفا ہو جاتی ہے اور ہمارا فلاں فلاں مریض دیکھو انہیں کے ہاتھ سے اچھا ہو گیا تھا۔ ایسے وقت میں عزیز مرحوم کو ملوا لینا چاہئے میں نے تو خود لاہور میں اپنی بیوی کو کہا کہ اگر چاہو تو مرزا صاحب کو بلا کر تمہاری تشخیص کرا دوں تو اس نے مجھے یہی جواب دیا کہ میں اب گویا میری زندگی ختم ہو گئی ہے۔ وہ تو ہمارے جدی عنائیں ہیں۔ سنا تو بہت ہے اور ایک دن ضرور مرنا ہے۔ محمود صاحب کو بلانا گویا میری موت کو بلانا ہے

اپنی تو خبر لو ڈاکٹر ہیرا لال صاحب قادیان میں موجود تھے جو فوراً بلا لئے جاتے۔ آدمی ایک دن لاہور گیا اور اس کی ناواقفی یا غلطی یہ ہوئی کہ اس نے رات کو انتظام نہ کیا۔ دوسری صبح کو ڈاکٹر صاحب کو ملا اور ان کو روانگی کا مشورہ کر کے تیسرے دن ایک بجے کے بعد یہاں پہونچا جس وقت آدمی گیا تھا اس وقت مریض کی حالت ایسی ردی نہ تھی۔ مگر از راہ مہربانی ڈاکٹر صاحب مجھے اس بات کا جواب دیں کہ عزیز مرحوم میں تو ابھی سانس باقی تھا جبکہ ڈاکٹر ہیرا لال صاحب پہونچے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے انگریز ڈاکٹر شہر لاہور میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے سو وقت بلایا۔ جب کہ وہ ٹمٹم سے نیچے بھی نہ اترنے پایا تھا کہ اس کو کہا گیا حضرت فوت ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب خدا سے ڈرو۔ دوسرے پر وہ الزام لگاتے ہو جس میں خود مبتلا ہو۔ ذرہ اس وقت کا اندازہ لگاؤ کہ وہ کس کی غفلت تھی۔ اور کس کی سستی تھی کہ مسیح موعود علیہ السلام جیسی قیمتی زندگی کے لئے ڈاکٹر کو خود شہر لاہور میں ایسے وقت بلایا گیا جبکہ آپ کی ایک سانس بھی باقی نہ رہی تھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ یہی حال ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کا ہے کہ تار کا جانا۔ انکا وقت پہ گاڑی نہ ملنے سے رک جانا۔ یہ سب کچھ مشیت ایزدی کی بات تھی۔ اگر مرحوم کی زندگی ہوتی تو ہزاروں تدبیریں ایسی بن جاتیں کہ مرحوم بچ سکتا۔ مگر اس کی تو قضا ہی آچکی تھی اس لئے ہر کام اپنے وقت سے نکلکر رہا۔ اور ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ اور انہیں باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ضرور ہے اور وہ خود ہی یہ سب سامان مہیا کر رہی ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ میں یوں کروں تو یوں ہو جائیگا۔ اور جو میں یوں کرونگا تو پھر یوں ہو جائیگا مگر اللہ تعالیٰ بتلاتا ہے کہ نہیں تو ہماری مشیت کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ ہم جو چاہتے ہیں وہی ہوا کرتا ہے یہ ہے

ایکا ایمان اور یہ ہے آپکی ڈاکٹری لیاقت ڈاکٹر صاحب آپکو اللہ تعالیٰ پر یقین اور بھروسہ بالکل نہیں۔ افسوس اپنا نام بزرگان ملت میں رکھکر پھر یہ الفاظ کہ علاج ہرگز تسلی بخش نہیں ہوا۔ کہنا کتنے افسوس کی بات ہے۔ علاج چیز کیا ہے بدون مشیت ایزدی کے میں تو کہتا ہوں۔ ؎

چون قضا آید طبیب ابلہ شود ۔ روغن بادام خشکی میکند

شاید آپ کو یہ قول کبھی کسی نے نہیں سنایا۔ حضرت قبلہ مولوی حکیم نور الدین مرحوم کا آپنے کیا تسلی بخش علاج کیا۔ دنیا بھر کی کتابیں ڈاکٹری ہوں یا ویدک۔ یونانی ہوں یا عربی۔ ذرہ دیکھ ڈالو کسی لائق طبیب۔ ڈاکٹر وید سے دریافت کرو۔ کہ مرض سل کا علاج قہوہ۔ دہی۔ بھی کہیں لکھا ہے۔ یہی دوا۔ اور یہی غذا۔ بندہ خدا کے خدا کو حاضر ناظر سمجھکر تو بتلا کہ کہیں یہ علاج ہے بھی۔ پھر نہ آپنے اس پر کسی سے مشورہ لیا۔ نہ کسی لائق ڈاکٹر کو بلایا۔ نہ خود ہوش و حواس سے کام لیا۔

اپنی طفل تسلیاں بھی یاد ہیں؟ آپ کے وجوہات علاج کا جواب یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر ہیرا لال صاحب کی تشریف آوری سے پہلے اسیطرح گھر والوں کو تسلی دیجاتی رہی ہے جس طرح خود نور الدین رضی اللہ عنہ کو ہر روز کہا جاتا تھا کہ آج کل کی نسبت بہت آرام ہے حالانکہ مرحوم بعض دفعہ کہہ بھی اٹھتا کہ میری طاقت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور تم مجھے روز بروز روبہ صحت بتلاتے ہو۔

ابھی کچھ بیٹھے مریض تپ محرقہ کو ہمیشہ مسہل اور یا شوئیہ سے ہی علاج کیا جاتا ہے۔ اگر احتیاط ہو تو یونانی کتابوں کا ملاحظہ ہو۔

لعنت اللہ علی الکاذبین مریض کو ہرگز ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ میں بھاگنے نہیں دیا گیا۔ اور یہ سراسر افترا اور الزام ہے۔ عزیز مرحوم اپنی وفات سے چند روز پہلے ڈاکٹر صاحب اور اطبا سے بضد ہو کر حضرت صاحب کے مکان میں گیا اور جبراً گیا۔ ورنہ کسی طبیب یا ڈاکٹر کی یہ رائے نہ تھی۔ اور یہ جانا اس کا میرے نزدیک اس کی سعادت تھی کہ حضرت مسیح موعود کے مکان میں اور حضرت کے بستر میں جا کر عالم جاودانی کو سدھارا اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے۔

میرے بچہ کے معالجہ میں آپ کی لیاقت عزیز مرحوم کو ابتدا سے میں ملیریا تھا۔ گو بعد میں اس نے ٹائیفائڈ کا رنگ اختیار کر لیا ہو۔ کونین میرے بچے عنایت الرحمٰن کو خود ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب آخری دم تک پلاتے رہے۔ حالانکہ وہ ٹائیفائڈ کا مشتبہ بھی نہ تھا۔ اور کیا پول اور کونین نے اس وقت اس غریب کا پیچھا چھوڑا جبکہ وہ قبر میں جا سویا۔ ذرا توجہ فرما دیتا

ایک سو چالیس گرین کونین روزکون دیتا رہا ہے قبلہ مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو گھوڑے سے گرنے کی تکلیف سے جو صدمہ ہوا تھا اس میں یہی حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۱۴۰ گرین تک روزانہ کونین دیتے رہے جس کی وجہ سے ان کی آنکھیں اور کان کمزور ہو گئے اور میں لائل پور سے ان کی حالت سنکر آیا اور کونین کو بند کر کے چند روز تک شربۂ بادام وغیرہ تیار رہا۔ جب جا کر کچھ طبیعت درست ہوئی۔

ڈاکٹر مرزا جی! یاد ہوگا کہ اس کونین کا اثر قبلہ مرحوم کو مرتے دم تک یہ رہا کہ کسی قدر اونچا سنتے تھے۔

دہی اور قہوہ ایک ہی وقت میں بھی کوئی دیتا ہے غذا کا انتظام ہمنے حتی الوسع مرحوم کے لئے جہاں تک ممکن تھا کیا۔ مگر ہاں ایسا نہیں کیا کہ دہی اور قہوہ ایک ہی وقت میں دیتے رہتے۔ کہیں دوا تھی کہیں غذا۔ کاش قبلہ مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کا بھی نبض کی تشخیص کے ذریعہ سے علاج ہوتا اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایسی فاش غلطی نہ کرتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سابق اسسٹنٹ سرجن مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس اور علاج صاحبزادہ عبدالحی صاحب مرحوم

عزیزی صاحبزادہ عبدالحی صاحب مرحوم ومغفور کے وصال کے بعد بعض غیر ذمہ وار اشخاص نے لاہوری پیغام میں اُنکے علاج کی نسبت کچھ اعتراض کئے تھے۔ مگر یہ میں خیال کرتا تھا کہ اکثر ایسے وہی اشخاص ہیں جنکو یونانی طب کے تعلقات کے باعث انگریزی طریقہ علاج سے نفرت ہے اور عوام کالانعام کے خیالات جاہلانہ سے ہاں میں ہاں ملایا کرتے ہیں خصوصاً ان ایام میں جبکہ سودیشی اور پولیٹیکل ذہنیت کے بہت جوش اُٹھ رہے ہیں تھے وھم عن اللغو معرضون پر عمل کر کے اخبارات میں کوئی جواب نہ دیا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ ان اعتراضات کا بڑا باعث اندرونی اختلافات کے کینے اور عداوتیں ہیں۔ اسواسطے بھی میں نے اس معاملہ کے متعلق اخباری دنیا میں آنا پسند نہیں کیا لیکن ضمیمہ اخبار پیغام صلح ۱۴ دسمبر میں پنجاب یونیورسٹی کے لائسنس طب انگریزی حاصل کردہ جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب نے بھی جب انہیں اعتراضات کی تائید کی تو میں نے مناسب سمجھا کہ پبلک کو کچھ حالات علالت عزیزی عبدالحی صاحب مرحوم سے اطلاع دوں سو واضح ہو کہ قادیان میں ماہ اکتوبر و نومبر میں ایک خاص قسم کے مچھر کی بہت پیدائش ہوگئی تھی۔ یہ مچھر جب انسان کو کاٹتا ہے تو انہیں سخت قسم کے بخار ملیریا پیدا ہوتا ہے جنکو میلگنینٹ ٹرشن

Malignant Tertion

بار بار آنیوالا تپ Remittant Fever

بولتے ہیں۔ اس کے اثر سے خون میں ملگنینٹ ٹرشن

بیرسیائٹس Malignant Tertion Parasites

پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور بخار کی وجہ یہی زہر ہوتی ہے یہ مچھر اب تک بھاری قادیان میں موجود ہے جس صاحب کو تحقیقات کرنی ہو۔ انکی خدمت میں زندہ یا مردہ مچھر روانہ کیا جا سکتا ہے۔ انہیں مچھروں کے کاٹنے سے عزیز مرحوم کو بخار آیا تھا اور ایک ہفتہ تک اسی قسم کا بخار چڑھتا رہا۔ علاج بھی ہوتا رہا جب مجھے تشخیص کامل ہوگئی کہ یہ ملگ نینٹ ملیریل فیور ہے تو میں نے کونین شروع کی۔ الحمدللہ اُس سے فوراً فائدہ ہوا اور بخار اُتر گیا۔ مگر ضعف بہت تھا اور مچھر بھی گھر میں موجود تھے۔ علاوہ ازیں صحت کے ہوتے ہی سخت بدپرہیزی شروع ہوگئی اور باوجود منع کرنے کے اس سے نہیں رُکے اور اس بات سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اچھی طرح واقف ہیں کہ پرہیز کے معاملہ میں اس گھر پر زور نہیں دیا جا سکتا۔ دن میں آٹھ آٹھ تربوز والدہ صاحبہ نے عزیز عبدالحی صاحب مرحوم کے لئے منگوائے اور روکنے پر بھی نہ وہ رُکے اور نہ دینے والے۔ اسی طرح اور کئی قسم کی بدپرہیزیاں ہوئیں جس سے مرض کا دوبارہ دورہ ہوا اور چونکہ وہ پہلے ہی بہت کمزور ہو گئے تھے اس دفعہ جانبر نہ ہو سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٭

جناب مرزا صاحب نے اس تپ کو محرقہ قرار دیا ہے۔ اور کوئی ثبوت پیش نہیں کیا سوائے افواہوں پر اعتماد کرنے کے۔ خاکسار یقینی طور پر کہتا ہے کہ یہ بخار تپ محرقہ نہ تھا بلکہ ملیریل فیور تھا۔ اور میرے پاس ثبوت موجود ہیں یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ کسی ایک دن میں سا[illegible] یا اسی گرین کونین دیگئی۔ مناسب حال خوراکوں میں میں نے اپنے ہاتھ سے صاحبزادہ صاحب کو کونین دی تھی اور ہر وقت اس کے نتائج کا نگران تھا۔ کوئی اس کا بداثر میں نے عزیز مرحوم میں نہیں دیکھا۔ کوئی علامت سنکونیزم کی

Cinchonism

بعد استعمال کونین کے انہیں نہیں پائی گئی۔ بلکہ پہلی دماغی علامات جو تپ کے زور کے وقت تھیں کم ہو گئیں اور فائدہ ہی ہوا۔ [illegible]

صاحب ایل ایم ایس نے بذریعہ خط مجھ سے دریافت کرنے کے بغیر اخبار میں میرے اوپر یہ الزام لگایا کہ محرقہ بخار میں کونین دیگئی۔ اور زیادہ مقدار میں دیگئی۔ بڑے تعجب کی بات کہاں تحقیق کر لینا مذہبی یا سائنٹیفک اشخاص [illegible]۔۔۔ کا شیوہ نہیں ہے ٭

بے توجہی اور بے احتیاطی کا الزام بھی محض خلاف واقعہ ہے۔ یہاں قادیان میں جتنے ڈاکٹر اور طبیب بستے ہیں سب سے برابر مشورہ ہوتا رہا۔ اور حکیم محمد حسین مرہم عیسےٰ جب یہاں آئے تو برابر وہ مجھ سے مشورہ کرتے رہے چنانچہ انہی کے مشورہ سے سوڈا اسلفاس جو یہاں موجود نہ تھا بٹالہ سے منگوایا گیا۔ میرے سامنے تو وہ ادویہ انگریزی ہی استعمال کرتے رہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں ہے کہ جب میں بعض حوائج ضروریہ کے واسطے اپنے گھر جایا کرتا تھا تو میری غیر حاضری میں کوئی دوائی انہوں نے یا مرزا خدا بخش نے بغیر میری اطلاع دی ہو اس کا میں ذمہ وار نہیں وہ اُن سے دریافت کیا جاوے۔ یہ محض جھوٹ ہے کہ میں نے حکیم مرہم عیسےٰ سے کلام نہیں کیا۔ جناب مرزا صاحب ایل ایم ایس کو ایسی جھوٹی افواہوں کے شائع کرنے سے شرم کرنی چاہیئے۔ ہاں مرزا خدا بخش صاحب جو اپنی کتابوں کے کام کیلئے یہاں آئے تھے۔ انہوں نے میرے ساتھ سلام علیکم نہیں کیا۔ اور میں نے بھی توجہ نہیں کی۔ لیکن پھر بھی میں نے انکے سامنے مولوی غلام محمد صاحب کو مخاطب کر کے تشخیص بخار کی۔ اور حالات علاج کے جو میں کر رہا تھا بیان کر دیئے تھے اور مرزا خدا بخش صاحب نے نہ مجھے اور نہ مولوی غلام محمد صاحب کو اسکی نسبت کوئی مشورہ دیا کہ یہ غلطیاں ہیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے ساتھ متفق ہیں۔ الخاموشی نیم رضا۔ یا انہیں جرأت نہیں تھی۔ اسکے وہی ذمہ وار ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان سے بھی ایک طرح مشورہ ہو گیا۔ مشورہ نہ کرنے پر جو اعتراض کئے ہیں محض خلاف واقعہ ہیں مگر وہ معذور ہیں کیونکہ سیدی ومرشدی حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم خلیفۃ المسیح اول کے وصال کے بعد سے وہ امر مشورہ پر ہی کاٹے بیٹھے ہیں۔ لہٰذا انکے متعلق جو لکھا وہ [illegible] ہے لطیف اعظم یہ مثلاً

سینوجین [illegible] ... ہم دو دعا [illegible]
کا باہر استعمال ہوتا رہا۔

افسوس کہ ہمارے سابق بھائیوں نے اپنے کینوں کو اتنا بڑھایا ہے کہ اب اپنے سائنس کے اصولوں کو بھی چھوڑتے جاتے ہیں حالانکہ وہ مشہور دن میں اچھے ہیں۔ اور نئی نئی تحقیقات فنون اور علوم کے جاننے کے مدعی ہیں۔ بلکہ علماء سے مشورہ کرنے والے رہتے ہیں۔ پھر بھی اب تک مجھے کوئی علم نہیں کہ مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس کلاس ڈاکٹر نے لاہور کی آب و ہوا سے کیا فائدہ اٹھایا۔ جو خلیفہ رشید الدین ایل ایم ایس ڈاکٹر نے قادیان کی رہائش کی وجہ سے حاصل نہیں کیا۔ انکو کونسی نئی بیماری یا اس کی دوائی ایجاد کی ہے۔ یا کوئی موت کا علاج تجویز کیا ہے۔ اگر اب بھی انہیں میری تشخیص اور طریقہ علاج پر اعتراض ہے۔ تو وہ اپنی تشخیص اور اپنا علاج کسی طبی اخبار میں پیش کریں پھر ان کا جواب دیا جائیگا۔

بالآخر مجھے اس بات کا سخت رنج ہے۔ کہ ان لوگوں نے ہمارے اس دلی صدمہ کو جو عزیز مرحوم کی وفات سے ہمیں ہوا تھا بہت بڑھا دیا ہے۔ اور صدمہ پر صدمہ دیتے ہیں۔ اور میڈیکل پریکٹس سے جو ہمیں مالی مفاد ہوتا ہے اس کی نسبت اخبار میں اعتراض شائع کر کے مالی نقصان بھی پہنچایا جاتا ہے۔ اور ہماری عزت کی پرواہ نہیں کی۔ عزیز مرحوم کے ساتھ جو محبت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ادام اللہ برکاتہ کو تھی وہ سب احمدیوں کو معلوم ہے۔ اور اس بیماری میں جس جانفشانی اور دلسوزی سرگرمی اور توجہ سے آپ نے عزیز مرحوم کا علاج کرایا ہے اس سے زیادہ خیال میں نہیں آتا۔ اور باوجود کئی ڈاکٹروں اور اطباء کے قادیان میں موجود ہونے کے باہر سے بھی ڈاکٹر بلانے کا انتظام کیا تھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو کتنی محبت عزیز مرحوم سے تھی۔ اور کتنا صدمہ ان کے وصال سے ان کو ہوا۔ مگر افسوس کہ وہ بھی برادران یوسف کے اعتراضوں سے نہیں بچے۔ خیر ہم صبر کرتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

ماریشس میں احمدیت کی تبلیغ

روز ہل۔ ماریشس سے اخویم مکرم مولینا غلام محمد صاحب مبلغ احمدیت اپنی تازہ چٹھی مورخہ ۵۔ نومبر ۱۹۱۵ء میں حضرت اقدس کو لکھتے ہیں۔ سیدنا ایہا الامام علیک السلام الی یوم القیام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں حضور کو گذشتہ ڈاک میں یہاں کے حالات سلسلہ احمدیہ کے متعلق عرض کر چکا ہوں اللہ کا محض فضل ہے کہ میں اور تمام جماعت احمدیہ صحت و عافیت سے ہیں۔ میں نے حضور مسیح علیہ السلام کی تحریرات میں جماعت کو نصیحت کی ہے اس کی نقل حضور کے ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہے۔

(۱) Teachings of Islam
(۲) Islamic mode of making
(۳) British Govt. and Jehad

جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کرنا اللہ اور رسول کی نافرمانی کرنا ہے۔ ہر ایک کی میں نے بیس کاپیاں چاہیں ابھی تک یہیں یہ کتابیں نہیں ملیں آخری رسالہ تو ضرور رسال فرماویں انگریزی میں۔ اللہ تعالیٰ ہماری سرکار برطانیہ کو نمایاں فتح عطا فرمائے اور ان کے دشمنوں کو تباہ کرے۔ مفتی صاحب نے لکھا تھا کہ ٹیچنگز آف اسلام گجراتی کی پچاس جلدیں بھیجی جاتی ہیں مگر وہ یہاں نہیں پہنچیں۔ لوگوں کو معلوم ہوتا جاتا ہے کہ ہم حق پر ہیں قرآن و حدیث ہمارے ساتھ ہے۔ مولوی لوگ انکو ہم سے متنفر کرتے ہیں کہ یہ صرف ظاہری طور پر اسلام کی باتیں کرتے ہیں ورنہ یہ تو پروٹسٹنٹ ہیں جو ہمارے پاس آتا ہے اور ہماری باتیں سن لیتا ہے تو وہ ضرور مان لیتا ہے کہ یہ بالکل صحیح اسلام ہے ہماری طرف سے عام لوگوں کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ خونی مہدی کوئی نہیں آئیگا۔ اور آسمان سے مسیح بھی کوئی نہیں آئیگا۔ اللہ تعالیٰ کا رسول آ چکا ہے یضع الحرب جس کی منادی ہے تبیلہ وہ ہو گا اور بس۔ لا اکراہ فی الدین۔

دین سے ہمدردی نہیں ہوئی چاہئے مسیح کی وفات تو بہت لوگ مانتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ حیات مسیح تو بالکل غلط ہے۔ یہ تو کسی طرح بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتی ان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ اسلام جو تم دیکھتے ہو صرف رسمی مسلمان ہیں سے مسلمان نہیں کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں ورنہ وہ نہیں جانتے کہ اسلام کس کو کہتے ہیں۔ قرآن سے بالکل ناواقف ہیں۔ حدیث سے بالکل ناآشنا ہیں۔ رسوم و عادات کی ظلمت میں پڑے ہوئے ہیں۔ جب ہمارے دلائل سنتے ہیں تو مان لیتے ہیں لیکن کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب پہلے اسکے علماء آتے۔ ہم نے انہوں نے اس بات کو بالکل بیان نہیں کیا۔ میں نے کہا اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا جب سورج نکلتا ہے تو ہر ایک شکل و رنگ الگ الگ دکھائی دینے لگتا ہے پہلے اندھیرے میں لوگ تھے جب خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کا چاند بنا کر بھیجا تو اس نے اسی اسلام کے گھر میں سے نکلے قرآن و حدیث سے مسیح کی وفات اور اپنی صداقت دکھا دی۔ بے شک قرآن و حدیث میں لکھا تھا مگر اندھیرے کی وجہ سے نظر نہیں آتا تھا۔ اس لئے فیج اعوج کے علماء چونکہ اندھیرے میں تھے اس لئے وہ حق کو نہیں دیکھ سکے۔ اور کسی ایک نے دیکھا بھی ہے اگرچہ وہ تھوڑے ہیں جن کے بیانات اور اقرارات موجود ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت امام مالک رض حضرت امام بخاری۔ ابن تیمیہ۔ خواجہ محمد پارسا وغیرہم۔ حضور اپنی تحریر سے ضرور مسرور فرمایا کریں ان کو تسکین ہو۔ جماعت احمدیہ مبلغین ماریشس کے لئے ضرور دعا فرماویں۔ تمام احمدیان ماریشس حضور کی خدمت میں دست بستہ السلام علیکم عرض کرتے ہیں والسلام۔ میری تمام جماعت حاضرین کو السلام علیکم۔ حضور کا غلام

(غلام محمد)

ناظرین خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل معاف (مینیجر)

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۱۵ء

کچھ کھلی کھلی باتیں نمبر ۲

خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب

کا

نا راستی سے پیار۔ اہلبیت سے نفار

اور

مسیح موعودؑ سے انکار

(کمیونیکیٹڈ)

گذشتہ نمبر گذشتہ نمبر میں ہم خواجہ کمال الدین صاحب کے ٹریکٹ موسومہ " احمدی جماعت میں اختلافات" سے متعدد حوالے نقل کر کے دکھا چکے ہیں کہ خواجہ صاحب نے اپنی خیالی کامیابی اور بڑائی کے غرہ پر ہماری جماعت ہمارے محترم امام صدر انجمن احمدیہ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک کی ہے۔ اب ہم بفضلہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے اُن گالیوں سے پُر ٹریکٹ میں جو کچھ لکھا ہے اس سے انھوں نے اپنے تئیں ہمارے قائم کردہ ہر سہ الزامات مندرجہ عنوان کا مستحق قرار دیا ہے۔ اور جسقدر گالیاں انھوں نے ہمیں دی ہیں ان سب کا اطلاق خیر سے خود انکی ہی ذات پر ہوتا ہے۔ چنانچہ لو انھوں نے ہماری جماعت کی نسبت 'کانشنس (ضمیر) کو قتل کرنیوالی جماعت' لکھا ہے۔ تو ذرا دیکھیں کہ کانشنس کا قاتل کون ہے؟

جرأت و جسارت خواجہ صاحب! ہمیں افسوس ہے کہ آپنے ہماری جماعت پر کانشنس کے قتل کا الزام دینے میں نہایت جرأت و جسارت سے کام لیا ہے۔ آپنے یہ ناپسندیدہ الفاظ ان لوگوں کی نسبت استعمال کئے ہیں جو کو آپ جیسے ہوشیار دنیا دار کے مقابل زر طلبی اور مغالطہ دہی میں تو ناتجربہ کار و خام ہیں لیکن علم حقہ میں تقوےٰ و طہارت میں انکے اندر بہت ہیں جو آپ کو درس دے سکتے اور آپکے پیشوا ہو سکتے ہیں۔ خیر آپنے گالیاں دیں۔ ہم آپکے لئے ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ کا منشا قتل کانشنس سے آخر ہے کیا؟

خلیفۂ اول سے اختلاف عقائد اگر کانشنس کے قتل سے آپکی مراد خلیفۃ المسیح کی رائے سے اختلاف رکھنا یا حضرت خلافت مآب سے بعض عقائد میں متفق نہ ہونا ہے تو یاد رکھئے اس کا ارتکاب آپ اور مولوی محمد علی صاحب نے چھ سال تک کیا۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے بار ہا فرمایا کہ "مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے" "میں تمہارا امام ہوں" "صدر انجمن احمدیہ خادم اور خلیفہ مخدوم ہے" پھر فرمایا "ہمارا اور غیر احمدیوں کا اختلاف اصولی ہے" پھر فرمایا "ہمارا اسلام اور ہے اور ان کا اسلام اور ہے" اب یہ ظاہر ہے کہ آپ لوگوں کے عقائد و آرائے اسکے خلاف تھے اور خلاف ہیں لیکن باایں ہمہ آپکے نزدیک حضرت خلیفہ اولؓ آپکے "پیشوا و مرشد" تھے اور آپ اُن کے "مخلص مرید" تھے۔ کیا آپ میں یہ کہنے کی جرأت ہے کہ آپ اور آپکے ہمنوا خلافتِ اول میں کانشنس کے قاتل تھے"؟

خلافت اولیٰ میں اختلاف عقائد خواجہ صاحب! اگر آپکو یہ علم نہیں کہ بعض صحابہ خلفائے راشدین سے بعض عقائد میں اختلاف رکھتے تھے تو کم از کم آپ کو یہ علم تو ہوگا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض آیات کی تفسیر اور رنگ میں فرماتے۔ مگر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ ان کو اور رنگ میں بیان کرتے۔ پھر خلافت اولیٰ میں حضرت خلیفۂ اولؓ کے بعض معانی سے مولانا سید سرور شاہ صاحب کو اور مولانا قاضی امیر حسین صاحب کو اختلاف ہوتا لیکن باایں ہمہ کانشنس کے قتل کا فتویٰ آج تک کسی بزرگ پر نہیں لگا۔

پس جناب خواجہ صاحب! ہمیں افسوس ہے کہ آپنے کانشنس کے قتل کا اصل مفہوم نہیں سمجھا کیونکہ اگر آپ سمجھتے تو پھر آپ کیونکر چھ سال کے تعامل کے خلاف جن میں آپ کا حضرت خلیفۃ المسیح اول سے اختلاف عقائد رہا، اب ہماری جماعت پر وہی الزام لگاتے ہیں جس کے مورد آپ خود ہوتے ہیں۔

کانشنس کے قتل کی مثالیں سنئے جناب خواجہ صاحب! کانشنس کا قتل نام ہے ایسی حالت کا کہ ایک شخص اپنے عقائد کے خلاف جھوٹ کہے۔ ایک صداقت پر ایمان رکھتا ہو مگر لوگوں کے خوف سے یا نقصان مایہ کے اندیشہ سے اول تو اس کا اظہار ہی نہ کرے، اور اگر کرے بھی تو ضمیر کا خون کر کے گول مول بات کہے مثلاً (۱) آپسے ولایت میں پوچھا گیا۔ محمد رسول اللہ افضل ہیں یا مسیح؟ تو آپ نے ضمیر کے خلاف جواب دیا۔ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ اور معنی یہ کئے کہ تمام رسول درجے میں ایک ہیں۔ حالانکہ ہر ایک مسلمان کا عقیدہ ہے کہ حضرت سرور انبیاءؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں اور یہی شائد آپکا اب تک عقیدہ ہو۔ (۲) پھر آپسے جینیوا میں پوچھا گیا "کیا آپ قادیانی ہیں؟" سائل کا منشاء صراحتاً لفظ قادیانی سے احمدی تھا۔ آپنے جواب دیا "میں ہرگز قادیانی نہیں ہوں"۔ حالانکہ آپنے بظاہر اعلان احمدیت سے انکار نہیں کیا۔ اور غیر احمدی اصطلاح میں آپ ابھی تک قادیانی ہیں۔ (۳) اخویم شیخ محمد حسین صاحب جج سے آپنے نادی پور میں کہا مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے۔ ایہہ منڈا (حضرت فضل عمر) تو سچا ہی نکلا۔ (یہ لڑکا تو سچا ہی نکلا) بھلا ہم میاں صاحب کی مخالفت کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔" مگر دل سے وہ مخالفت و عناد کہ حیطۂ بیان نہیں۔ (۴) آپنے ولایت سے ایک مطبوعہ کھلی چٹھی زیر عنوان 'میں آئندہ کیا کرنا چاہتا ہوں' قادیان کے سوا سب جگہ بھیجی اور صدر انجمن احمدیہ کے سرمایہ سے تیار شدہ ترجمہ قرآن کی نسبت پختہ کئے ہوئے منصوبے کو اس طرح مضبوط کرنا چاہا۔ لیکن باوجود اس خفیہ منصوبہ کے کانشنس کی خلاف ورزی کر کے آپنے ایک جلسہ میں صفائی جتلانے کے لئے کہہ دیا کہ جسقدر سرمایہ اسپر خرچ ہو اس کا نصف جمع کرنے کا میں کفیل ہوتا ہوں نصف تم دو۔ اور اس قرآن کو چھپا لیا۔

خبث باطن کا اظہار کیا ہے'

"میاں صاحب نے بہت فروشی کرکے جس ناکامی

و نامرادی کا سہرا باندھا'

"تمہارے اس کذب و افترا'

"کمینہ حرکات" لعنتوں کے بیوپار'

مذکورہ بالا مہذب الفاظ کے راقم جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے لخت جگر اور ہمارے آقا و پیشوا پر شمشیر زبان کے وار کئے یہ مدعی ہیں کہ "حتی الوسع اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر مسائل متنازعہ پر ہی لکھا" نیز آپ کا ادعا ہے کہ "ہم نے اس مضمون میں بھی حسب معمول گالیوں کے جواب میں گالی دینے سے پرہیز کیا ہے اور یہی ایک شریف انسان کے شایان بھی ہے" ضمیمہ پیغام ۱۴ دسمبر ۱۵ء

ناظرین آپنے ملاحظہ فرمایا نمونہ شرافت و ضبط جذبات کا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

اور سنیئے۔

"قادیان کے گدی نشین نے ہوش سنبھالا ہی"

"اور گدی پر قدم رکھتے ہی"

ایک شاگرد رشید اپنے تئیں بلال و وکنگ کہلانا پسند کرتے ہیں۔ اپنے استاد حضرت مولوی غلام رسول راجیکی کی نسبت لکھتے ہیں :-

"غالکش بہمن" } ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صـ۸

"مولوی غلام رسول کی حالت خواجہ صاحب کے مقابلہ میں وہی ہوتی ہے جو مولوی بٹالوی صاحب کی حالت حضرت اقدس علیہ السلام کے مقابلہ میں ہوئی تھی' } صـ۹

"میر حامد شاہ صاحب جتنی معلوم ہوتے تھے انکی غلط خوابوں نے ان کو ایک بچے کے سپرد کر دیا۔ اور ایسے بچے کے جو اس کام کا اہل نہیں ہے'

"صاحبزادہ صاحب ان کے خدا بن گئے ہیں' } صـ۹

برادران! یہ ہے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی تہذیب و شرافت کا نمونہ جسے ہم سپرد خدا کرتے ہیں ۔

مغالطہ دہی اور غلط بیانی

ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب لکھتے ہیں :

(۱) اخبار الفضل میں صاحبزادہ صاحب عبدالحی کی علالت کے متعلق کبھی سچے اور حقیقی واقعات شائع نہیں ہوئے۔

(۲) چائے کی دعوت تو محض ظاہرداری تھی ہمارے قادیان سے واپس آنے پر میاں محمود احمد صاحب نے عام طور پر مسجد میں اعلان کیا کہ جو لوگ لاہور والوں سے ملے ہیں وہ آیندہ ہماری مسجد میں نہ آئیں چنانچہ سوائے ایڈیٹر نور کے قریباً سب نے میاں صاحب سے جا کر معافی مانگی۔ تب ان کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ملی" (اسکی تردید خود ایڈیٹر صاحب نور کیطرف سے اسی پرچہ میں ہو گئی ہے۔ ایڈیٹر) } صـ۷

(۳) "انہوں (میاں صاحب) نے ان کی اولاد اور ان کے متعلقین سے وہ سلوک نہیں کیا جس کے وہ مستحق تھے' } صـ۷

(۴) عبدالحی کی وفات کی خبر قادیان سے باہر وقت پر اراداتاً نہیں دیگئی } صـ۶

(۵) اس عظیم الشان باپ کے فرزند کے ساتھ جس کے خود میاں صاحب پر بے شمار احسان ہیں۔ اس قسم کا سلوک کیا گیا جیسے کسی لاوارث کے ساتھ کیا جاتا ہے' } صـ۶

ڈاکٹر صاحب! کاش کہ اہالیان پیام بلڈنگز میں سے آپ ہی کجروی سے اجتناب فرماتے اور مغالطہ دہی اور واقعات آفرینی سے احتراز کرتے۔ صاحب من! الفضل نے وہی کچھ لکھا جس کا اُسے صحیح علم ہوا۔ البتہ بدر کے گزشتہ فائل تبلاتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول رض کی پہلی علالت کے ایام میں ٹھیک اطلاع کے اندر پہنچے اور حقیقی واقعات کا اظہار نہ ہوتا تھا۔ اور ایسا ہی آخری علالت کے ایام میں بھی آپ خود ایک طرف تو طبیعت اچھی ہے کا اعلان کرتے رہے۔ اور دوسری طرف حالت نازک دیکھ کر مولوی محمد علی صاحب کا "اعلان ضروری" تیار کرایا۔ اور حضرت کے وصال سے پہلے ہی دور و دراز مقامات کو لاہور سے روانہ کرا دیا گیا

امر دوم کے متعلق آپسے کسی نے غلط کہا۔ اور آپنے بھی غلط لکھا۔ سنیئے اگر منافق سچ بولنے کی جرأت رکھیں تو پھر انہیں نفاق کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ مسجد میں کوئی اعلان عام طور پر نہیں ہوا۔ اور نہ ہی آپکے ہال کی طرح قادیان کی مساجد سے ہم کسی کو روک سکتے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ حضرت امام دو رخی حالت اور دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے کو ناپسند فرماتے ہیں اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ مولوی شیر علی کی سی پوزیشن کا معزز اور متقی آدمی دعوت کرنے جائے۔ اور اس دعوت کو رد کرکے آپ لوگ تو اپنی بیگانگی کا ثبوت دیں اور ہمارے آدمی آپسے ملتے جائیں ۔

حضرت کو بعض لوگوں کا فعل ناپسندیدہ معلوم ہوا جسکی تمام احباب نے فوراً تلافی کر دی۔ اور انہیں سب سے پہلا اور پُر معذرت خط ایڈیٹر صاحب نور کا تھا ۔

امر سوم و پنجم کے متعلق ہم صرف اسقدر بتا دینا کافی سمجھتے ہیں کہ صاحبزادہ مرحوم وفات سے قبل فرماتے تھے "بیوی صاحب اور میاں صاحب کا میرے پاس بیٹھے رہنا مجھے اطمینان دیتا ہے'

اور دوران علالت میں بھی آپ لوگوں سے بیزاری اور حضرت میاں صاحب سے اخلاص کا اظہار کرتے تھے۔

باقی رہا امر چہارم یعنی تاریں دینے کا معاملہ۔ اگر مبارک احمد کی وفات پر تاریں دیجاتیں۔ اور صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات اور مسیح موعود کی وفات یکساں شمار ہوتی۔ تو لاریب ہماری غلطی تھی کہ صاحبزادہ عبدالحی کی وفات کو حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے برابر کیوں نہ شمار کیا ؟

آہ! تعصب و ضد تمہارا بُرا ہو۔ کہ تم اچھے اچھے ہوشیاروں کو بھی اندھا کر دیتے ہو۔ ڈاکٹر مرزا صاحب! اگر آپ کو علم نہیں تو مولوی محمد علی صاحب سے پوچھ لیجئے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رض کا انتقال دن کے ۲ بجے کے قریب ہوا تھا اور جنازہ عصر کے بعد ہی حضرت مسیح موعود نے پڑھ دیا تھا۔ اور تابوت میں بند کرکے میت رات بھر قبر تیار نہ ہونے کی وجہ سے رکھی۔ ہی صبح کو دفن کی گئی نہ کہیں تاریں دی گئیں اور نہ جنازہ تک کسی کا انتظار ہوا۔ اور یہی کیفیت صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے وقت ہوئی کہ ۷ بجے انتقال ہوا۔ اور دس بجے دفن کرکے آگئے تھے ۔

ناخدا ترسی

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور انکے ہم نوا مرہم عیسٰے صاحب (جنکو حضرت خلیفۃ اول رض کی بیماری میں شکایت تھی کہ ڈاکٹر لوگ یونانی اطبا بالخصوص مرہم عیسٰی صاحب کا مشورہ نہیں لیتے) نیز دو نے اور پیغام کے ایڈیٹر نے بعض مضامین اس طرز پر لکھے ہیں جنسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک عبدالحی مرحوم

[illegible]

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر چاہئے

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۳ | ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء | یکشنبہ | مطابق ۱۸ صفر ۱۳[illegible]ھ | نمبر ۷۴

مدینۃ المسیح علیہ السلام

آج کا اخبار زیادہ تر ایک ہی لمبے مضمون کی نذر ہو گیا ہے جو چونکہ پیامی مغالطوں کی قلعی کھولنے کیلئے اسکی اشاعت ضروری تھی اس لئے لفٹ صفحے ایک دم اسکے واسطے وقف کر دینے پڑے امید ہے کہ احباب غور و توجہ سے پڑھیں گے۔

دارالامان قادیان کی بہترین خبر آج ۲۴ ہی ہے کہ موعود مہمانوں کی آمد اور پچھلے دو تین روز میں قریباً ایک ہزار تک پہنچ گئی ہے اور ابھی ماشاء اللہ تانتا بندھا ہوا ہے یوں تو ہر سال خاصی معقول تعداد انعقاد جلسہ کی تاریخوں سے کئی کئی دن پہلے آجایا کرتی ہے لیکن اس دفعہ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوئی کہ ۲۴ تاریخ کو جمعہ تھا جو پھر کہیں ۳۱ دسمبر کو پڑنے والا تھا جس سے دو دو روز پہلے مہمان عموماً واپس جانے شروع ہو جاتے ہیں پس بہت سے احباب جنہیں پابندی ملازمت وغیرہ کی کوئی مجبوری نہ تھی یا ایک دو روز پہلے کی رخصت حاصل کر سکے وہ کثیر سو کی تعداد میں [illegible] ہی شریک جمعہ ہونے کی خاطر تشریف لے آئے تھے۔

ترجمۃ القرآن پارہ اول کے مدراس سے چھپکر امروز فردا میں آجانیکی توقع ہے۔ ترجمہ اردو کی کتابت کا کام کئی روز سے دن رات برابر ہو رہا تھا جو الحمدللہ کہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچ گیا۔ کاپیوں کا ایک بڑا حصہ بغرض انطباع ساتھ کے ساتھ لاہور بھیجا جا رہا ہے۔ لہذا امید ہے کہ انشاء اللہ جلسہ کے اختتام تک تیار ہو کر آجائیگا۔

منارۃ المسیح کی سب سے بالائی منزل پر برجی کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔

تازہ ترین اطلاع - ۲۵ دسمبر کی صبح کو معلوم ہوا کہ بیرونجات کے احباب چونکہ بہت سے تشریف لا چکے ہیں اس واسطے حسب الارشاد حضرت اقدس یہ قرار پایا ہے کہ جلسہ کی کارروائی اور تقریروں وغیرہ کا سلسلہ ۲۵ سے ہی سے شروع ہو جائے جسکی مفصل روئداد انشاء اللہ آئندہ ہدیۂ ناظرین ہوگی۔

اخویم مکرم قاضی محمد یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار نے ایک نوجوان احمدی مسمی عجب خان کو مستعد کیا ہے کہ پشاور کیمبلپور سے **ترجمۃ القرآن انگریزی کی پچاس کاپیاں** فروخت کرنے کا انتظام کریں اور خاکسار بھی اس کار خیر میں انکی مدد کریگا۔ جزاہما اللہ۔

قبولیت دعا۔ مالیرکوٹلہ سے برادر محمد عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد کو حضرت اقدس ایدہ اللہ کی دعا سے اب بالکل [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۵ء

مرحبا اے خیر اُمت مرحبا!

الحمد للہ والمنۃ کہ آج بزم احمدیہ ہر طرف رونق ہی رونق ہے۔ خدائے واحد کے ہزاروں سچے پرستار جا رسُو سے آکر قادیان کی زمینِ محترم میں جمع ہیں۔ گو قسم قسم کی مشکلات اور مقدرت مجبوری اس مبارک تقریب پر ان کی حاضری سے ان کو مانع تھے۔ مگر انکے شوق یا آذوق بعید آفرین ان صدق و اخلاص پر کہ بڑی سے بڑی روکاوٹوں کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور سب کے سب پروانہ وار شمع بزم رسالت پر نثار ہونے کو دُور دُور سے کھچے چلے آئے۔ آج ۲۷ دسمبر ۱۹۱۵ء تاریخ ہے اور جلسہ سالانہ کا پہلا دن۔ اکثر و بیشتر احباب رونق افروز جلسہ ہو گئے ہیں اور پیچھے رہے ہوئے یا اس کے بعض دوست غالباً کل تک پہنچ رہینگے۔ انشاء اللہ

احمد نبی اللہ بروزِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اخلاص کیش جماعت ان رموز کو بفضل خدا خوب سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں زندہ کون ہے۔ وہی جس کے اندر امور دین کے لئے غیرت و ہمت مستعدی و بیداری وغیرہا آثارِ حیات پائے جائیں۔ اور جو امتحانِ ایمان کے وقت سفلی علائق سے انقطاع کرنے میں مردانگی اور حقیقی زندہ دلی کا ثبوت دے سکے۔ ہاں یہ جماعت اچھی طرح جانتی ہے کہ آج دُنیا کے پردہ پر سوائے اسلام کے اور کوئی بات نہیں۔ وہ جانتی ہے کہ اسلام احمدیت ہی دوسرا نام ہے مگر خلافت حقہ اور مرکز سلسلہ سے وابستگی کے بدون احمدیت کوئی چیز نہیں۔ بلا ان دونوں بنیادی امور کے حیات ملی معلوم اور دین حق کی غایت مقصود معدوم ہیں خلافت حقہ سے نفور اور مرکز احمدیت سے دُور و مہجور رہ کر کیسی احمدیت اور کہاں کا اسلام؟

ایک سچے مسلمان اور ایک غیور احمدی کے لئے حقیقی دوست اسے نوجوان کی جدائی تو نظر رکھ کر عزیز ترین وجود وہی ہو سکتا ہے جس نے اصول شکر کے ماتحت اسلام اور احمدیت کے فیوض و برکات سے افراد جماعت کو مالا مال کر دینے والا ہو۔ لیکن بھائیو! وہ آقائے نامدار وہ پیارا دوست اور گرامی قدر وجود آج بجز اس مسیح موعود کے اور کون ہو سکتا ہے جسے خود خدائے پاک نے محمود بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نصرتیں اور افضال اسکے شامل حال ہوں۔ اور وہ دین احمد کی آبیاری کے لئے تا دیر سلامت [illegible]

جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقعہ پر قادیان نہیں آسکے وہ تو خیر معذور ہیں۔ اور نہیں کوئی ایسے زبردست موانع بھی درپیش نہ تھے اور پھر آنے کی چنداں پرواہ نہ کی۔ انھوں نے درحقیقت کچھ اپنا ہی کھویا۔ لیکن جن حضور نے **دین کو دنیا پر مقدم رکھنے** کے عہد واثق کا پاس کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے کے اصول کو سمجھا اس کے محل و موقعہ کی قدر جانی۔ تمام بندھنوں کو توڑ۔ فانی فوائد و اغراض سے منہ موڑ اور اہل و عیال تک کو چند روز کے لئے اللہ کے آسرے پر چھوڑ کر ارضِ حرم کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہونے۔ امام محترم کی زیارت کرنے اور برادران دینی سے بعد مدت ملنے کے شوق میں ہر قسم کی تکالیف و زیر باریاں گوارا کرکے بھی دارالامان مہدیؑ میں ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے انکی للہیت ان کا اخلاص فی الواقعہ قابلِ تحسین ہے اللّٰھم زد فزد۔ ہم تہ دل سے انکی ارادت و ہمت کے مداح ہیں۔ ہم بڑے تپاک سے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں ہم پوری بصیرت کے ساتھ انھیں اسبات پر مبارکباد دیتے ہیں کہ انکا یہ اجتماع درحقیقت بابرکت ہے اور ان کی قومی زندگی و دینی غیرت کا بین ثبوت ہم اپنے معزز و مکرم مہمانوں کے ایک ایک کمرہ میں پھر کر دیکھتے اور احمدیت کی رُوح کو جگہ جگہ مرکزی برکات سے سرور پاتے ہیں۔ فالحمد للہ۔ ہر کمرہ کے مقیم اپنے اپنے مقام پر سجدات شکر بجالاتے اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھتے سنائی دیتے ہیں ؎

شکر للہ کہ نہ مردیم و رسیدیم بہ دوست
آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما

درحقیقت یہ اخلاص و ہمت مستحق صد مرحبا ہے [illegible] نونہالان [illegible] ایک ہو کر ہر چیز اپنے [illegible] نے [illegible] ان کے مصدر پہنچانے اور [illegible] بے رونق کرنے کی سر توڑ کوشش [illegible] لئے لفظوں سے انکے سامنے معاندانہ منصوبوں کو [illegible] کر اپنی پختگی ایمان کا پورا ثبوت دیا۔ مرحبا صد مرحبا جزاکم اللہ۔

پیارے بھائیو۔ گو [illegible] آپ لوگ کو بھتے کو ہمارے چند روزہ مہمان ہیں لیکن [illegible] آپ کے زبردست تعلقات اس امر کے مقتضی ہیں کہ آپ اس مقدس سرزمین کو اپنا گھر ہی سمجھیں اور ہمیں اپنا خادم ہمارے امام محترم ایدہ اللہ نے بھی بار بار یہی تاکید فرمائی ہے کہ آپ صاحبان کی مدارات میں ہم کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اور اخلاص کا ثبوت دیں لیکن آپ جانتے ہیں جہاں ہزارہا مخلوق کا اجتماع ہوتا ہے وہاں حقِ میزبانی و خدمت ادا ہونا کتنا مشکل کام ہے۔ پس ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری بشری کمزوریوں یا تقصیرات خدمت سے چشم پوشی فرمائینگے۔ اور اس اصل مدعا دلی کو پیش نظر رکھینگے جو طرح طرح کی تکالیف و زیرباری گوارا کرکے کوسوں سے آپکو یہاں کھینچ کے لایا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اپنے گھروں پر آپکو ہر طرح کا آرام ملتا ہے۔ جو یہاں کسی طرح میسر نہیں آسکتا۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ لوگ اسجگہ دنیوی راحتوں اور سامان تعیش کی خاطر نہیں آئے۔ اسواسطے یہاں اگر آپکو ذرا بطور تکلیف بھی اُٹھانی پڑے تو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اسواسطے یقین ہے کہ آپکے لئے بہت سی برکات اور ثواب عظیم کا موجب ہوگی اور اسی لئے آپ اسی خوشی خوشی گوارا کرینگے۔ یہاں کے مختصر قیام میں آپکا مقصدِ اعظم امور ذیل کا اہتمام ہونا چاہیئے:۔ (۱) نماز با جماعت کا التزام (۲) حضرت فضل عمر کے کلمات طیبات اور دیگر بزرگانِ دین و ملت کی مفید نصائح سے مستفید ہونا۔ (۳) باہم ربط و اتحاد پیدا کرنا۔ (۴) جماعت کی بہبودی کے وسائل سوچنے میں خدام سلسلہ کو مدد دینا۔ (۵) ترقی اسلام اور کامیابی سلسلہ کیلئے بہت ہی درد دل سے دُعائیں کرنا۔ (۶) غریب [illegible]

۱؎ اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں [illegible] نہیں سما سکتا تو گلیوں دوکانوں اور راستوں میں بھی نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنیوالا یہ نظارہ بھی ہرسال دیکھنے میں آتا ہے کہ قیام گاہوں پر جدا جدا جماعتیں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ منہ

تصفیہ شرائط کے متعلق پیغامی پارٹی سے گفتگو اور ہمارا سفر لاہور

الفضل کے معزز ناظرین کو یاد ہوگا کہ جولائی ۱۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اپنے حلق کے متعلق ایک طبی مشورہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھے۔ لاہور کے معزز احباب میں سے شیخ محمد امین صاحب اور میاں چراغ الدین صاحب گورنمنٹ پنشنر نے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے موجودہ احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ورود لاہور کی تقریب پر ایک دعوت پر بلانے کی تحریک کی تھی اور حضرت خلیفہ ثانی سے اس موقعہ پر مسائل متنازعہ کے متعلق ایک تقریر کرنے کی خواہش کی تھی جسکو حضرت خلیفہ ثانی نے منظور فرمایا تھا اور اس پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے دوستوں کو ایک دعوت نامہ بھیجا گیا تھا جو درج ذیل ہے:۔

"مکرم معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بتقریب تشریف آوری حضرت خلیفہ ثانی ہم عاجزان نے چند احباب کو تناول ما حضر کے واسطے دعوت کی ہے اور خواہشمند ہیں کہ اس دعوت میں آپ بھی تشریف فرما ہوں کیونکہ اس موقعہ پر حضرت خلیفہ صاحب نے مسائل متنازعہ فیہا کے متعلق ایک تقریر فرمانا بھی منظور فرمایا ہے چونکہ یہ ایک بہت مبارک موقعہ ہے اس لئے ملتمس ہیں کہ آپ اس دعوت مسنونہ کو قبولیت کا شرف بخش کر مکان مبارک منزل پر تشریف لا کر مشکور فرماویں۔ ہمیں امید ہے کہ اس سے بہت برکات حاصل ہونگی۔" جو ہوتے ہوتے ایک پبلک جلسہ تقاریر کی شکل اختیار کر گیا تھا جس کے باضابطہ انعقاد کے لئے اسی وقت سے خط وکتابت کے ذریعہ تصفیہ شرائط کی کوشش جاری تھی لیکن پچھلی مسلسل خط وکتابت کے باوجود جب تصفیہ شرائط کی کوئی صورت فریق ثانی کیطرف سے نظر نہ آئی تو خاکسار نے (جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کیطرف سے تصفیہ شرائط کے واسطے مجاز تھا) ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے نام (جو مولوی محمد علی صاحب کیطرف سے تصفیہ شرائط کے لئے مقرر کئے گئے تھے) مورخہ ۴۔ نومبر ۱۵ء کو مندرجہ ذیل خط لکھا:۔

"مکرم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بسلسلہ خط وکتابت تصفیہ شرائط مجوزہ گزارش ہے کہ جو اب خط آنجناب کے مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۵ء کو جو رجسٹری شدہ چٹھی میری طرف سے آپکے بھیجی گئی تھی اس کا جواب ابتک نہیں آیا۔ ایک مہینہ سے زاید عرصہ گزر چکا ہے بہت انتظار کیا گیا مجبوراً آج عرض کرنا پڑا ہے کہ براہ مہربانی کوئی خاص تاریخ تصفیہ شرائط کے لئے مقرر فرماویں تاکہ بالمشافہ تحریراً خواہ تقریراً جیسے آپکی مرضی ہوگی شرائط کا جلد تر تصفیہ ہو جائے بہت دیر ہو گئی ہے جلسہ سالانہ سر پر آگیا ہے احمدی جماعت کے لوگ جمع ہونگے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا جائے نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم جلسہ سالانہ سے کچھ عرصہ پیشتر ہی تمام شرائط اور انتظام متعلقہ کا بذریعہ اخبارات ورسائل اعلان ہو جائے تاکہ ان ایام میں جلسہ مجوزہ میں جماعت کا مجمع کثیر شریک ہو سکے اور نیز یہ بھی فائدہ ہوگا کہ قوم ایک بہت بڑی زیر باری سے بچ جائیگی جو قوم کو اس صورت میں برداشت کرنی پڑیگی جو خدانخواستہ اگر اس موقعہ پر جلسہ مجوزہ نہ ہو سکنے کی وجہ سے دوبارہ آمد ورفت اور دیگر اخراجات کے سبب لازماً قوم کے عائد حال ہونگے . . . .

... امید ہے کہ آپ میری اس عرضداشت پر پوری پوری اور فوری توجہ فرمائیں گے۔ اگر آپ کسی درمیانی مقام میں جو لاہور اور قادیان کے درمیان واقع ہو کسی طرح پر بھی تصفیہ شرائط کے لئے آنا منظور نہیں کر سکتے گو آپ کے اور ہمارے درمیان مکان آسوپی کا ہونا تقاضائے انصاف ہے تو ہمکو یہ بھی منظور ہے کہ آپ جس مقام اور جس تاریخ پر چاہیں طلب فرمائیں ہم تصفیہ شرائط کے لئے جلد سے جلد آنے کو ہر طرح آمادہ ہیں غرض یہ ہے کہ آپکے تساہل سے اتنا وقت آپکی تجویز پر عمل کرنے میں گزر گیا ہے اور نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوا اللہ اب ایسا نہ ہو کہ ایام دسمبر کی تعطیلات اور جلسہ سالانہ کا موقع بھی ہاتھ سے چلا جائے"

اور جب ڈاکٹر صاحب نے ۱۰۔ نومبر تک اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا تو میں نے ۱۸۔ نومبر ۱۵ء کو پھر مندرجہ ذیل مضمون کا ایک اور کارڈ لکھا:۔

"از قادیان ۱۸۔ نومبر ۱۵ء

مکرم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بسلسلہ تصفیہ شرائط مجوزہ ۱۳ ستمبر ۱۵ء کو جو چٹھی رجسٹرڈ آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تھی ۴۔ نومبر تک اسکے جواب کا انتظار کیا گیا جب کوئی جواب نہ آیا تو پھر ۴ نومبر کو رجسٹرڈ خط بھیجا گیا کہ ۱۳ ستمبر کی رجسٹری شدہ چٹھی کا جواب عنایت کیا جاوے آج ۱۸ نومبر ۱۹۱۵ء ہو گئی ہے اور اس وقت تک نہ ۱۳ ستمبر والے اور نہ ۴ نومبر والے یعنی ہر دو خطوط میں سے کسی کا بھی جواب نہیں آیا حالانکہ لاہور اور قادیان کے درمیان روزانہ ڈاک کا سلسلہ جاری ہے اور اتنے عرصہ میں کئی بار خطوط کا جواب آ جا سکتا تھا۔ آج پھر رجسٹرڈ کارڈ ارسال خدمت کیا جاتا ہے کہ براہ مہربانی خطوط سابقہ کا جواب ارسال فرماویں تاکہ رفع انتظار ہو"

اس پر ۱۳ ستمبر و ۴ نومبر و ۱۸ نومبر کے خطوط کے متعلق ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا ایک خط (بلا تاریخ) ڈاک خانہ کی معرفت ۲۲۔ نومبر ۱۹۱۵ء کو مجھے قادیان میں ملا جس میں انہوں نے لکھا کہ "آپکو ہم نے مورخہ ۹ جولائی ۱۵ء کو لکھا تھا کہ کوئی شرائط طے ہونے سے پہلے ذیل کے امور پر اتفاق ہونا ضروری ہے

(۱) تقریریں دونوں فریق کے ہر ایک فریق کا [illegible] کریگا۔

(۲) جلسہ جس میں تقریریں ہونگی عام جلسہ ہوگا جس میں ہر مذہب وملت کے لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔

(۳) دونوں مسائل میں دعوی آپ کی طرف سے ہے اور پہل بھی آپنے کی کہ ہم کو میاں صاحب کی تقریر سننے کے لئے بلایا ہے اس لئے ہماری طرف سے دونوں تقریروں میں جواب ہوگا۔ یہ تینوں باتیں قطعی ہیں۔ اور اس کے جواب میں آپنے اپنی تحریر فرمایا تھا کہ اچھا بقول آپکے ہم ہی مدعی سہی اور ہم ہی جواب الجواب دینگے اور باقی آپ کے سب شرائط مندرجہ خطوط بھی منظور ہیں تشریف لائیے۔ لیکن اب آپ ان تینوں باتوں سے انکار کرتے ہیں اور اسی لئے جواب آپکے خطوط کا نہیں دیا گیا"

اس خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب کو لکھا گیا کہ آپ کی ان تینوں شرطوں میں سے کسی شرط کا ہمنے کبھی انکار نہیں کیا اور آپ کی یہ تینوں باتیں ہم کو منظور ہیں۔ براہ مہربانی ہمارے خط مورخہ ۴ نومبر ۱۵ء کا صاف صاف جواب عنایت کیجئے جس میں ہم نے لکھا ہے کہ کوئی خاص تاریخ تصفیہ شرائط کے لئے مقرر فرمایئے تاکہ بالمشافہ خواہ تحریراً خواہ تقریراً جیسے آپ کی مرضی ہوگی شرائط کا جلد تر تصفیہ ہو جائے بہت دیر

منتظم کانفرنس کی احتیاط کی وجہ سے فریق ثانی نے بار بار یہی
جواب دیا کہ ہم اس امر کے متعلق کچھ بھی تصفیہ نہیں دینا چاہتے
بلکہ مشورہ دا مولوی محمد علی صاحب انہوں نے ہم کو یہ تحریر
کردیا کہ اگر اسی [illegible] خیال سے حضرت میاں صاحب کسی
ایسے شخص کو جو غیر مبائع ہو اپنی طرف سے شرائط کے طے
کرنے کے لئے مقرر کریں تو ہم بھی اعتراض نہ کریں گے
جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ انہوں نے دل میں یہ رکھا ہوا
تھا کہ اگر شرائط طے نہ ہوسکے تو ہم یہ کہہ دینگے کہ ہم نے تو ہر
طرح فریق مبائع [illegible] ایک مبائع کو
تصفیہ شرائط کے واسطے پیش کیا مگر انہوں نے مجبوراً بھی
تصفیہ شرائط نہیں کیا اور اگر ہمارے پیغامات کوئی بات
پیدا ہوئی تو ہم کہدینگے کہ مرزا صاحب مبائع تھے یہ
ان کی شمولیت کا نتیجہ ہے۔ ہر چند ہم نے کوشش کی کہ
یہ [illegible] رفع ہو جاوے لیکن جب فریق ثانی کسی بات پر
نہ آیا تو ہم نے اس بات کو بھی ترک کر دینا مناسب سمجھا
اور لکھا کہ اچھا شرائط ہی طے کر لیتے ہیں۔ یہ طے ہوا کہ کل ۱۲
دسمبر کو ۱۰ بجے صبح کے بعد گفتگو شروع ہو حسب اقرار
فریقین ۱۲ دسمبر کو بوقت ۱۱ بجے دن ڈاکٹر محمد حسین شاہ
اور ان کی مجلس شوریٰ کے ۱۰ جولائی کے پیش کردہ مسودہ
پر [illegible] کے متعلق ہم کو تحریری طور پر اختیار دیا گیا تھا کہ
جو اعتراض آپ کو اس مسودہ پر ہوں پیش کریں تحریری گفتگو
شروع ہوئی فریق ثانی کے مقرر کردہ آدمیوں (حکیم محمد حسین
مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش) نے بجائے ترتیب وار گفتگو
کرنے کے یہ چاہا کہ سب سے پہلے مسودہ کی شرائط نمبر ۲ و ۴
و ۹ و ۱۲ پر گفتگو ہو۔ مسودہ کی شرط ۱۲ جو جلسہ مجوزہ
کے انعقاد کی تاریخوں کے متعلق تھی اس کے متعلق
ہم نے یہ جواب دیا کہ اس پر ہم کو کوئی اعتراض نہیں البتہ
یہ بات کہ جلسہ مجوزہ ۲۹ ۳۰ دسمبر کو منعقد
ہو یا ایسٹر کی تعطیلات میں اس کی تعیین ہم دیگر شرائط
کے تصفیہ ہو جانے کے بعد بلا تنازعہ کر دیں گے
مزید بحث اس پر ہوگی۔ اور شرط ۴ جو اخراجات
پولیس کے متعلق تھی اس کا ہم نے یہ جواب دیا کہ یہ
ہم کو منظور ہے۔ مسودہ کی شرط ۹ جس کا یہ منشا ہے
عام جلسہ کے علاوہ دو ایک خاص اور

پرائیویٹ جلسہ ۱/۲ گھنٹہ ہوا کرے جس میں ہر مقرر
اپنی تقریر آہستگی سے دو کاتبوں کو جو فریقین کی طرف
سے لکھنے والے ہوں لکھواتا جاوے اور بعد اختتام
تقریر کا مقابلہ ہو کر دونوں تحریروں پر مقرروں اور میر
مجلسوں کے دستخط ہوں اور بعد شام کو فریقین کے
[illegible] پبلک جلسہ میں سنا جائیں اس پر ہماری طرف
سے فریقین کی سابقہ خط و کتابت کے بہت سے حوالے
پیش کر کے بتایا گیا کہ چونکہ بہت سی ردوقدح کے بعد
فریقین میں ابتدا میں ہی یہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ پبلک
جلسہ میں فریقین کی طرف سے تقریریں ہونگی نہ تحریریں۔
اس لئے کیا یہ نئی تجویز کہ پبلک جلسہ میں فریقین کی طرف
سے تحریریں پڑھی جاویں جو کہ پہلے ایک خاص اور پرائیویٹ
جلسہ میں کاتبوں کے ذریعہ قلمبند کی جائیں اب پیش نہیں
ہوسکتی اور اگر اس طرح فیصلہ شدہ شرطوں پر دوبارہ گفتگو
شروع ہوگئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو شرائط اس وقت
تک خط و کتابت کے ذریعہ ڈاکٹر صاحب سے اتفاق میں
طے ہوئی ہیں وہ سب منسوخ ہو جائیں گی۔ اور شرط ۱۲
جو کہ غیر احمدیوں کی شمولیت جلسہ کے متعلق تھی اس کے
بارہ میں لکھا گیا کہ ڈاکٹر صاحب سے سابقہ جو خط و کتابت
پہلے ہو چکی ہے اس کو دیکھ لیں اس میں ہم نے مفصل
تحریر کر دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تحریک چونکہ
آپ کی طرف سے ہے کہ اس جلسہ میں غیر احمدی بھی ضرور
شامل ہوں اس لئے ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ ان
لوگوں کو آپ بیشک شامل جلسہ کریں اور اپنے حلقہ
میں بٹھا دیں ہم کو نہ جلسہ عام ہونے سے انکار ہے
اور نہ غیر احمدیوں کی شمولیت سے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں
کہ ہم ان کو اپنے حلقہ میں نہ بٹھائیں گے کیونکہ ہمارے
نزدیک جن مسائل پر اس جلسہ میں تقریریں ہونی قرار
پائی ہیں ان میں اصولاً غیر احمدیوں کی شمولیت ٹھیک

نہیں ہے ان میں ایک مسئلہ کفر و اسلام بھی ہے جن میں
غیر احمدیوں پر اثر ہونگے جن کو وہ طبعاً برداشت
نہیں کر سکیں گے لیکن ہم آپ کو منع نہیں کرنا چاہتے
آپ اپنی ذمہ داری پر اپنے حلقہ میں جس کو چاہیں بلائیں
ہم اپنے فریق کے ذمہ دار ہونگے اور آپ اپنے فریق
کے۔

ہمارے اعتراضات متعلقہ شرط ۲ و ۹ و ۴ کا فریق ثانی کے مقرر
کردہ آدمیوں سے جب کوئی جواب بن نہ آیا تو انہوں نے یہ
بہانہ بنایا کہ مجوزہ جلسہ میں تقریریں کرنے کا فیصلہ اس
وقت ہوا تھا جبکہ پرائیویٹ جلسہ کی تجویز تھی چونکہ اب
ایک پبلک جلسہ کی فریقین نے منظوری دیدی ہے
اس لئے سابقہ قرارداد خود بخود منسوخ ہوگئی ہے
لکھا کہ چونکہ آپ پبلک جلسہ میں تحریری پرچوں کے پڑھنے
سے اتفاق نہیں کرتے اس لئے ہم آئندہ تصفیہ شرائط
گفتگو قطعی طور پر بند کرتے ہیں۔

اس کے جواب میں ہم نے لکھا کہ آپ اپنے مسودہ شرائط
کی دفعات نمبر ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ وغیرہ پڑھیں انہیں
بروئے دفعہ ۴ وغیرہ جلسہ عام ہی میں تقریریں کرنے
کا فیصلہ ہے نہ کہ کسی پرائیویٹ اور خاص جلسہ میں نیز
جو آپ کی مجلس شوریٰ نے ۱۰ جولائی کو پیش کیا تھا وہ
پرائیویٹ جلسہ کے متعلق نہ تھا بلکہ عام اور پبلک
جلسہ کے ہی متعلق تھا اور توجہ دلائی کہ آپ ڈاکٹر محمد حسین
شاہ صاحب کا خط مورخہ ۹ جولائی بھی دیکھیں
کہ ان میں یہ باتیں قطعی طور پر فیصلہ ہو چکی ہیں۔

جب فریق ثانی کے مقرر کردہ آدمیوں نے دیکھا کہ اب کوئی عذر
کارگر نہیں ہوتا تو دوبارہ پھر قطعی طور پر تصفیہ شرائط کے
متعلق گفتگو کرنا بند کر دیا۔ اور اسی وقت ۱۱ دسمبر ۵ بجے
شام کو انہوں نے کہہ دیا کہ اب کوئی گفتگو تصفیہ شرائط کے
متعلق نہ ہوگی جس کے بعد فریق ثانی کے آدمی اٹھ کر
بلڈنگ میں چلے گئے اور ہم صبح واپس قادیان کو آنے
کی نیت سے شہر میں خرید و فروخت کی غرض سے چلے گئے
جب ہم شہر سے لوٹ کر ان کو واپس اپنے قیام گاہ
پر آئے تو معلوم ہوا کہ فریق ثانی کے آدمیوں میں سے
حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ نہایت مضطربانہ حالت میں ایک

[1] ملاحظہ ہو ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا خط مورخہ ۹ جولائی
جس میں انہوں نے ہم کو لکھا ہے کہ یہ تینوں باتیں قطعی ہیں
(۱) تقریریں دونوں فریق کے ہر ایک فریق کا امیر کریگا (۲) جلسہ پبلک
[illegible]

تقریر کیلئے بلایا گیا تھا اور جب اس نے ہم کو قیام گاہ
پر موجود نہ پایا تو قریشی صاحب کے مکان پر پہنچا جس کی وجہ
بعد میں یہ معلوم ہوئی کہ جب مرزا خدابخش اور حکیم محمد حسین
مرہم عیسیٰ ہمارے ساتھ تصفیہ شرائط کے متعلق آئندہ
گفتگو کرنا قطعی طور پر بند کر کے احمدیہ بلڈنگ پہنچے اور
وہاں جا کر اپنی سرگزشت سنائی اور پیغامیوں کو صاف
ظاہر ہو گیا کہ یہ فرار کر کے آئے ہیں اور ان کو یہ معلوم
ہو گیا کہ جو دو بات متعلق شرط ۹ و ۱۰ مبائعین کی طرف
سے بیان ہوئے ہیں ان کا بھی ہمارے پاس کوئی جواب
نہیں اور مرزا خدابخش و حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کی غلطی
ہے کہ انہوں نے یہ کہکر یہ بات کہ پہلے پبلک جلسہ کی
تجویز تھی اور اس میں تقریریں کرنے کا فیصلہ تھا اور اب پبلک
جلسہ کی تجویز ہے اور یہی وجہ شرط ۹ کا فیصلہ منسوخ ہو
گیا ہے تو پیغامیوں نے یہ تجویز کی کہ کسی طرح ہماری روانگی
لاہور سے پہلے دوبارہ تصفیہ شرائط کے متعلق گفتگو شروع
ہو جاوے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پیغامیوں کے گریز کی تشہیر ہو
جاوے بہر صورت ½ ۱۱ بجے رات کے حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ
نے ایک تحریر ہمارے سامنے پیش کی جس میں لکھا تھا کہ
آج ۵ بجے شام کو تصفیہ شرائط نہ ہونے کی وجہ سے ہم
نے تائید گفتگو کرنی بند کر دی تھی اور رات تنگ وقت کر دیا
تھا کہ اب اس کے بعد تصفیہ شرائط کی کارروائی ہماری طرف
سے ختم ہے اب یہ خیال کر کے کہ کسی طرح یہ جلسہ ہو جاوے
ہم ایک تجویز پیش کرتے ہیں جو منسلک چٹھی ہذا ہے آپ کو اس
کا لینا منظور ہے یا نہیں اس کے جواب میں اسی وقت
رات کو ہم نے حکیم مرہم عیسیٰ کو لکھا کہ آج شام کو جبکہ
ہمیں کہا گیا تھا کہ آپ الحمد کارروائی بند کرتے ہیں تو ہم صبح
واپس قادیان جانے کو تھے کہ اس وقت آپ کا رقعہ پہنچا ہے
کہ آپ ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں اور آیا ہم کو اس تجویز
کا لینا منظور ہے یا نہیں بجواب عرض ہے کہ ایک تو
اس رقعہ پر مرزا خدابخش کے دستخط نہیں ہیں جو آپ کے
رو سے رفیق تھے دوسرے جب کارروائی ختم ہو چکی
ہے اور اب آپ دوبارہ کارروائی شروع کرنا چاہتے ہیں
تو کیا آپ کو ایسی تجویز کے پیش کرنے کا مولوی محمد علی صاحب
نے اختیار دیدیا ہے نیز لازم ہے کہ آپ جو تجویز

پیش کرنا چاہتے ہیں اس کو بھی ایسے محدود اور مناسب الفاظ
میں پیش کریں کہ ہم تو تو میں میں تک نوبت نہ پہنچے اگر آپ
کوئی بھی ایسی تجویز جو پہلی قرار دادوں کے خلاف نہ ہو پیش
کریں تو ہم کو اس کے لینے میں انکار نہ ہوگا اور ہم آپ کی
خاطر لاہور اور ٹھہر جاوینگے چونکہ آپ نے اس تجویز کو مناسب
الفاظ میں پیش نہیں کیا اور لہجہ اس کا اچھا نہیں اس لئے
یہ واپس ہے آپ اس کو جب درست الفاظ میں لکھکر
پیش کرینگے تو ہم غور کر کے جواب دے سکینگے کہ آیا
آپ کی پیش کردہ تجویز کسی پہلی قرارداد کے تو مخالف
نہیں ہے اگر ایسا ہوگا تو ہم آپ کی تجویز کو لے لینگے
اور دوبارہ گفتگو شروع کرنے میں عذر نہ ہوگا اور یہ
بھی لکھا کہ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ آپ ہماری خواہش
پر محدود تعداد کے آدمی شامل جلسہ کرنے پر راضی
ہیں تو صحیح نہیں ہے ہماری طرف سے کوئی ایسی
خواہش آپ کے سامنے پیش نہیں کی گئی اس چٹھی
میں ہم نے یہ بھی نوٹ کر دیا تھا کہ ۱۰ بجے دن کی
گاڑی سے پہلے پہلے جو جواب دینا ہو دیں ورنہ دس
بجے کی گاڑی ہم لاہور سے واپس قادیان چلے جاوینگے
اس پر صبح ۸ بجے ۱۲ - دسمبر کو مرہم عیسیٰ کا ایک رقعہ آیا کہ
دس بجے تک جو وقت آپ نے مقرر کیا ہے بہت تنگ
ہے ۱۱ بجے تک آپ ہمارا انتظار کریں ہم نے یہ سمجھکر کہ یہ
لوگ محض ہمارا وقت ضائع کرتے ہیں دس بجے دن
کی گاڑی پر آنے کی طیاری شروع کر دی اور بستر ے
وغیرہ باندھ رہے تھے کہ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور
مرزا خدابخش آ گئے اور انہوں نے آکر ہمارے سامنے
ایک تحریر پیش کی جس میں انہوں نے پھر وہی بات لکھی تھی
جس کی گذشتہ رات کو ہم نے ان الفاظ میں تردید کر دی
تھی کہ ہماری کوئی ایسی خواہش آپ کے سامنے پیش
نہیں کی گئی جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ آپ ہماری
خواہش پر محدود تعداد کے آدمی شامل جلسہ کریں
اس کے علاوہ مرزا خدابخش اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ
کی اس تحریر میں برخلاف اس قطعی قرار داد کے جو
۹ جولائی اور اس کے بعد کی خط و کتابت کے ذریعہ
ہمارے اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے درمیان

فیصلہ پا چکی تھی۔ یہ لکھا تھا کہ خدا کے واسطے دین
کے واسطے اور جناب مسیح موعود و خلیفہ حق کے واسطے
ہماری اس تجویز کو منظور کر لیں جو شرط نمبر میں ہم نے
پبلک جلسہ کے علاوہ ایک فاصل اور پرائیویٹ جلسہ
کی کی ہے کہ اس میں ہر روز ½ ۲ گھنٹے ہر فریق اپنی تقریر
آہستگی سے دو کاتبوں کو لکھوائے اور بعد اختتام
تقریر کا مقابلہ ہو کر دونوں تقریروں پر مقرروں اور میر
مجلسوں کے دستخط ہو کر شام کو فریقین کے صرف
تحریری پرچے پبلک جلسہ میں سنائے جاویں اور
کوئی تقریر نہ ہو"

اس تحریر کو پڑھکر ہم لوگ حیران ہو گئے کہ یہ کس قسم کے
چالاک لوگ ہیں کہ پہلی تجویز جو تقریروں کے محفوظ کرنے
کے متعلق ہمارے مسودہ کی شرط ۹ میں درج ہے
اس پر تو بحث طے کرنے اور ایسی ایسی تجویزیں پیش کرتے
ہیں کہ جو پہلی قرار دادوں کے خلاف ہیں۔ ہمارے مسودہ
کی شرط نمبر ۹ یہ ہے کہ "ہر تقریر کی تقریباً [illegible] چار آدمی
قلمبند کرتے جاویں گے جن میں سے دو دو آدمی ہر
ایک فریق کے ہونگے روزانہ تقریروں کے ختم ہونے
کے بعد تقریروں کو قلمبند کرنے والے حسب ضابطہ برخاست
ہونے مجلس تقاریر کے موجودگی ہر فریق کے میر مجلس
کے باہم تقریروں کا مقابلہ کرینگے اور بعد مقابلہ کے آخر
میں ہر چار محرر ہر ایک مقابلہ شدہ تقریر پر دستخط کرینگے
اور دوسرے روز آغاز تقاریر سے پہلے ان مقابلہ شدہ
تقریروں پر دونوں مقرریں اور میر مجلسوں کے دستخط
ہو جایا کرینگے اس کے بعد ان محرروں کے لکھے
ہوئے نوٹ مصدقہ تقریریں سمجھی جاویں گی"

چونکہ ½ ۱۱ بجے رات کے رقعہ میں ہماری طرف سے
یہی وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر آپ ایسی کوئی تجویز پیش کریں
جو پہلی باہمی قرار داد کے خلاف نہ ہو تو ہم کو اس کے
ماننے میں عذر نہ ہوگا اور صبح ان لوگوں نے کوئی ایسی
تجویز پیش نہ کی بلکہ پہلی باتوں کو ہی دوبارہ پیش کرنا
شروع کر دیا تو ہم نے اس سے زیادہ لاہور میں ٹھہرنا
غیر ضروری سمجھا۔ البتہ یہ خیال کر کے کہ پہلی گفتگو کے
ختم کرنے کے بعد یہ لوگ اور صحیح گفتگو کا چاہتے ہیں

ان کو جواب یہ دیا ہے کہ اس ۱۲ دسمبر کی صبح کے رقعہ کے وقت بتا دیا تھا کہ ہم نے سوا گیارہ لاہور سے چلے جانا ہے تو دیکھئے آپ نے تصفیہ شرائط کے متعلق کل شام سے گفتگو ختم کر چکے ہیں اور آئندہ کارروائی ہونا نہ ہو سکی پر تو بھی ہم آپ کو ایک اور موقعہ تصفیہ شرائط کا دیتے ہیں کہ آپ جلسہ سالانہ کے بعد جنوری میں کوئی تاریخ مقرر کرکے امرتسر میں آجاویں چونکہ ہم کو قادیان لاہور آئے بہت سے دن ہو گئے ہیں اور اب ہم اس سے زیادہ یہاں نہیں ٹھہر سکتے لاہور میں کوئی گفتگو نہیں ہو سکتی ہماری طرف سے یہ ایک خاص رعایت ہے کہ ہم نے پیغام پارٹی کے قائمقاموں کو تصفیہ شرائط پر گفتگو کرنے کے لئے ایک اور مزید موقع دے دیا ہے جس سے ہماری غرض ہے کہ کسی طرح یہ لوگ جلد تقاریر مجوزہ پر آمادہ ہوں۔ ورنہ یہ لوگ تو اپنی طرف سے ۱۱ دسمبر کی شام کو باب شرائط گفتگو قطعی طور پر بند کر چکے تھے اور ہمارا حق تھا کہ اس کے بعد ہم ان کے فرار کا اعلان کرتے اور انکو کوئی موقعہ مزید گفتگو کا نہ دیتے۔ جب ہم نے پیغام پارٹی کے قائمقاموں کی درخواست کو قبول کر لیا اور امرتسر میں دوبارہ گفتگو کرنے کا انکو موقع دیدیا تو ہو سکتا تھا کہ لاہور میں ہی حرج کرکے ہم اور ٹھہر جاتے اور وہاں ہی پیغامیوں کو دوبارہ گفتگو کرنے کا موقع دے دیتے لیکن اتنے دن کی گفتگو کے تجربہ سے یہ بالکل ناممکن نظر آتا تھا کہ جلسہ سالانہ سے پیشتر جلد شرائط کا تصفیہ ہو جاوے اور کوئی صورت اس جلسہ مجوزہ تقاریر کی دسمبر کی ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ میں ہو سکے اس لئے ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ جب جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے نہ یہ کوئی امید ہے کہ تصفیہ جلد شرائط کا ہو سکے اور نہ دسمبر کی مذکورہ بالا تواریخ میں انعقاد جلسہ مجوزہ کی کوئی تدبیر ممکن ہے اور بہرحال جلسہ مجوزہ ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہونا ہے جیسے کہ پہلی قائمقاموں کی پیش کردہ شرط میں تھا تو کیوں ہم لاہور ٹھہر کر اور وقت ضائع کریں اور اپنے بہت سے ضروری کاموں کا حرج کریں جن کو درمیان میں ہی چھوڑ کر ڈاکٹر محمد حسین شاہ کے بلانے پر قادیان سے ہم چلے گئے تھے۔ لاہور ٹھہرنے میں اس طرح بھی تضیع اوقات تھی کہ فریق ثانی کے قائمقام دوسرے کاموں کے لئے گھروں میں بیٹھے رہتے اور سوائے چند گھنٹوں کی گفتگو کے ہمارا سارا وقت ضائع کرتے حالانکہ ہمکو لاہور میں سوائے اس کے اور کوئی کام نہ تھا ایک شکل یہ بھی دیکھی کہ پیغام پارٹی کے ایلچی ہمارا احمدیہ بلڈنگز میں آتے اور مجلس تصفیہ شرائط کی باتیں امیر پیغام وغیرہ کو جا کر سناتے اور ان سے نئے نئے مشورے لاتے۔ ان سب باتوں پر نظر کرکے ہم نے یہی فیصلہ کیا کہ جلسہ سالانہ کے بعد یہ لاہور سے چلکر اور ہم قادیان سے چلکر کسی تاریخ مقررہ پر امرتسر اکٹھے ہوں جو کہ مکان موزوں ہے اور وہاں انکو تصفیہ شرائط کی مزید گفتگو کا موقعہ دیا جاوے۔ امرتسر میں گفتگو کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ جس قرارداد کے مطابق ہم قادیان سے چلکر لاہور پہنچے تھے وہ یہ تھی کہ اول ہم نے ڈاکٹر محمد حسین شاہ کو لکھا تھا کہ آپ امرتسر آ کر ہم سے تصفیہ شرائط کا کریں اور انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ میں بوجہ ملازمت کے چونکہ لاہور نہیں چھوڑ سکتا آپ یہاں آ جاویں یہاں گفتگو کر لیں گے جس کا منشا تھا کہ وہ ہم سے بذات خود گفتگو کریں گے لیکن جب انہوں نے اس سے [illegible] کیا اور انہوں نے ایسے آدمی مقرر کئے جو امرتسر آ کر گفتگو کر سکتے تھے تو ہم نے ضروری سمجھا کہ کم از کم اس دوسرے موقع میں تو انکو امرتسر بلائیں تاکہ ان کو تصفیہ شرائط کا خیال پیدا ہو۔

خاکسار فضل الدین۔

تتمہ مضمون

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم

میرے مضمون "سفر لاہور بغرض تصفیہ شرائط کی روئداد" کے آخر میں یہ چند سطور بھی لکھوا دیں۔ کہ پیغام پارٹی کے قائمقاموں حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش کو جو رعائتی رقعہ امرتسر آ کر تصفیہ شرائط کرنے کا ۱۲ دسمبر کو بوقت ۱۱ بجے ان کے ہماری طرف سے بوقت روانگی از لاہور لکھا گیا تھا اس کا جواب بھی ان کی طرف سے آگیا ہے۔ اس میں انہوں نے پھر اسی بات پر زور دیا ہے کہ پبلک جلسہ میں تقریریں نہ ہوں بلکہ تقریریں ایک پرائیویٹ اور خاص جلسہ میں ہوں جس میں خود بدولت جناب مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام اطمینان کے ساتھ آہستہ آہستہ بلا خوف بول سکیں۔ اور ہر روز ۱½ گھنٹہ تک جلسہ ہو اور شام کے وقت پبلک جلسہ میں صرف وہ مسودے یا پرچے فریقین کی تقریر کے پڑھ دیئے جایا کریں جو کہ پرائیویٹ جلسہ میں فریقین کے کاتب لکھیں۔ سو پیغامیوں کے اس خط کا جواب ان کے حسب المراد ہماری طرف سے یہ لکھدیا گیا کہ اچھا اگر مولوی محمد علی صاحب کو پبلک جلسہ میں تقریر کرنے سے رکنا ہے تو یہ وہ جلسہ بھی ہم کو منظور ہے اگرچہ یہ اس قرارداد قطعی کے برخلاف ہے جو ہمارے اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے درمیان ۹ جولائی کو طے ہو چکی ہوئی ہے کہ تقریریں فریقین کے امیر پبلک اور عام جلسہ میں کرینگے امید ہے کہ پیغامی پارٹی اپنے امیر کو پبلک جلسہ میں نہیں تو مخصوص جلسہ میں تو تقریریں کرنے پر آمادہ کرینگی کیونکہ اصل خوف پیغامیوں کو یہی لاحق ہے کہ امیر پیغام پبلک اور عام جلسہ میں تقریر کرنے سے معذور ہیں۔

خاکسار فضل الدین از قادیان۔

پیغام کی شائع کردہ چٹھی کی اصل کیفیت

ہمارے لاہور سے چلے آنے کے بعد پیغام لاہور میں ایک مضمون بعنوان "جماعت محمودیہ کا مناظرہ سے فرار" شائع ہوا جس میں پیغام مرزا خدا بخش اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ غیر مبائعین کی ایک چٹھی چھاپی ہے جس کی اصل کیفیت یہ ہے کہ ۱۱ دسمبر کو شام کو پیغامی پارٹی کے یہ دونوں قائمقام جب لاجواب ہو کر تصفیہ شرائط کے متعلق آئندہ گفتگو بند کرکے احمدیہ بلڈنگز میں پہنچے اور وہاں جا کر فریقین کی تقریریں امیر پیغام اور اس کے ساتھیوں کو سنائیں تو انکو معلوم ہو گیا کہ مرزا خدا بخش و حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ سخت شکست کھا کر آئے ہیں اس واسطے ان سب کا منشا ہوا کہ ہماری روانگی از لاہور سے پہلے پہلے (جو صبح دس بجے ہونی تھی) کسی طرح دوبارہ گفتگو شروع ہو جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پیغام پارٹی کے فرار کی تشہیر ہو جائے اور سب لوگ ان پر پھٹکار کریں اس لئے انہوں نے

جو اسلام کیا ہے جو نہ قوموں کے حفاظت سکے سے کسی کی رگ تبیت جوش میں نہ آئیگی ہمارے دل عزت اور احترام سے بھر اسم قربانی کا انہوں نے تبلیغ و خدمت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ بعد از ان حضرت میر مجلس صاحب نے عزیز محمود احمد کی تقریر پر کچھ توضیحی ریمارک کئے۔ آپنے بڑے موثر پیرایہ میں فرض تبلیغ کی اہمیت پر زور دیا اور فرمایا کہ ان سامانوں کے ہوتے جو خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کی خاطر تکمیل اشاعت اسلام کی راہوں میں فی زمانہ مہیا فرما دیئے ہیں حالانکہ دیگر انبیاء کے وقت ان کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ بلکہ خود رسول خدا اور آپکے صحابہ تک کے زمانہ میں یہ میسر نہ تھے جن کی عدم موجودگی میں بھی انہوں نے اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا ہو غرض ایسے اسباب سہولت رکھتے ہوئے بھی اگر ہم اپنے فرض تبلیغ سے غافل رہیں تو ہماری جوابدہی کیسی سخت ہوگی۔

پھر چراغ الدین صاحب متعلم جماعت اعلیٰ کلاس نے سورۃ العصر کی سبق آموز و پُر تفسیر بیان کی اور اس کے ضمن میں تبلیغ حق کو ہر احمدی کا فرض قرار دیا۔ گو طرز بیان سادہ تھا مگر معارف قرآنی کے رنگ میں رنگین (وہ تقریر) نونہالان چمن احمدیت کے ایسے ہی پاک جذبات اور عالی خیالات ہونے چاہئیں۔ اللہم زد۔ بعدہٗ عبد القدیر صاحب طالب علم سوم مڈل نے صوم و صلوۃ کے عقلی و نقلی فوائد و برکات پر مختصر سی تقریر کی جو اپنی جگہ پر خاصی معنی خیز اور قابل تحسین تھی۔ (آفرین)۔ پھر مولا بخش صاحب متعلم سوم مڈل نے اتحاد و ترقی جماعت کے مبحث پر اپنے خیالات ظاہر کئے۔ (ان میں) معقد مساعی کی برکات۔ نماز با جماعت کی حکمت حصول ہمدردی اور تحریک، عادم وغیرہ کئی کام کی باتیں بیان کی گئیں۔ مبارک ہے اس عمر میں یہ تبیت اور واحدت قومیت اللہم زد۔ (باقی آئندہ)

اطلاع ضروری۔ منبعہ میں انشاء اللہ وی پی روانہ ہوں گے جن احباب کے ذمہ اخبار کی قیمت واجب ہے براہ مہربانی خیال رکھیں۔ (منیجر)

مولوی ثناء اللہ اپنے اصلی رنگ میں

پچھلے دنوں مولوی ثناء اللہ صاحب کا جبل پور میں مباحثہ ہوا تھا اس کے متعلق مولوی صاحب کے ایک رفیق مناظرہ کی تحریر کے مطابق الفضل میں لکھا گیا تھا۔ کہ مولوی صاحب کو سخت ناکامی ہوئی ہے۔ اور یہ ناکامی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سی توہین اور ہتک کا نتیجہ ہے۔ جیسے مولوی صاحب نے اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اب مولوی صاحب نے چونکہ اس رفیق مناظرہ سے مصالحت کر لی ہے۔ اور ایک تحریر دونوں کے دستخطوں سے شائع کی ہے۔ اس لئے وہ الفضل سے ملتجی ہیں کہ وہ بھی ان کے مصالحت نامہ کو شائع کر دے۔ اور ساتھ ہی ہمیں اس تحریر پر ریویو کرنیکا حق بھی دیتے ہیں۔ چونکہ اس تمام تحریر کی جان صرف ایک ہی فقرہ ہے۔ اس لئے ہم اس کو بجا طور پر لکھتے ہیں۔ جو یہ ہے کہ۔ "اما بعد مباحثہ جبل پور سے آج تک جس قدر تحریرات ایک دوسرے کے خلاف ہم فریقین سے شائع ہوئی ہیں۔ وہ رنج اور غصہ پر مبنی تھیں ان سے کوئی فریق مخالف استدلال استنباط کرنیکا حق نہیں رکھتا" ان الفاظ کو پڑھکر ہمیں تو علماء سوء شر من تحت ادیم السماء کی تصدیق ایک نئے پیرایہ میں ہوتی ہوئی نظر آئی لیکن کیا مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتلائینگے کہ جب ان کا غصہ اور رنج ان کی اس اپنی تحریر کے مطابق اپنے معمولی مخالف کے خلاف حق اور صداقت سے گری ہوئی باتیں لکھوا سکتا ہے تو ان کی وہ تحریریں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف شائع ہوتی رہتی ہیں۔ کیوں نہ اسی طرز پر سمجھی جاویں اور کیوں انہیں حق کے مخالف قرار دیا جائے۔ اور اگر وہ یہ کہیں۔ کہ مباحثہ جبل پور کے معاملہ میں جو تحریریں ہم نے شائع کی ہیں۔ وہ خلاف واقعہ اور صداقت سے دور نہیں۔ بلکہ حق اور درست ہیں۔ تو یہی الفاظ کے مد مقابل مولوی صاحب کہینگے۔ اس حالت میں دونوں کا یہ لکھکر دینا کہ جس قدر تحریرات ایک دوسرے کے خلاف ہم فریقین سے شائع ہوئی ہیں وہ رنج اور غصہ پر مبنی تھیں" بالکل فضول ہو جاتا ہے کیونکہ جب واقعات حق ہیں۔ اور ان میں کوئی بات ایسی نہیں لکھی گئی جو غلط ہو۔ تو پھر ان میں غصہ اور رنج کی آلائش کے کیا معنی اور پھر یہ لکھنا۔ کہ کوئی فریق مخالف استدلال و استنباط کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ ان کی سخت پردہ دری کر رہا ہے۔ کیونکہ جب آپنے باتیں درست اور صحیح لکھی ہیں تو کیا وجہ ہے۔ کہ کوئی فریق ان سے استدلال نہ کرے اب ہر شخص مولوی صاحب سے یہ پوچھنے کا جائز حق رکھتا ہے کہ اگر آپنے اپنے فریق مخالف کے خلاف۔ رنج اور غصہ سے مغلوب ہوکر واہی تباہی لکھا ہے۔ تو کیا یہ ایک مومن کی شان کے شایان ہے؟ مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے لا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اور مومنوں کا وصف خاص فرمایا والکاظمین الغیظ۔ لیکن آپنے بجائے غصہ اور رنج کو پی جانے کے نہ صرف ناجائز اور نادرست طور پر اس کا اظہار و استعمال کیا۔ بلکہ اس غصہ سے مغلوب ہوکر حق اور صداقت کو بھی خیرباد کہہ دیا۔ افسوس ہے ایسے رنج اور غصہ پر جو ایک مدعی علم کو اس طرح صراط مستقیم سے دور پھینکدے۔ اور اگر آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے۔ تو کسی فریق کو اس سے استدلال کرنیکا کیوں حق نہیں ہے۔ جو آپ لوگوں کو روکتے ہیں؟

بہرحال کچھ بھی ہو خواہ آپنے غصہ اور رنج کی وجہ سے صداقت کے خلاف قلم اٹھایا۔ یا جو کچھ لکھا وہ درست لکھا دونوں صورتوں میں ہمارا مطلب حاصل ہے۔ کیونکہ اگر آپنے پہلی صورت اختیار کی ہے۔ تو اس سے آپ کی دینداری اور تقویٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت اختیار کی ہے۔ تو اس طرح جو ذلت اور ناکامی آپ کو ہو چکی ہے۔ اس کو آپ بھی خوب محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپنے اس تحریر کے ذریعہ اس کے دور کرنے کی کوشش کی ہے لیکن خدا کی شان کہ آپ کو اور بھی زیادہ شرمندگی اٹھانی پڑی اب ہم غیر احمدی مسلمانوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا یہی مولوی صاحب ہیں جن کی تحریروں کو آپ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف پڑھکر خوش ہوا کرتے ہو۔ انہوں نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ میں ایسی تحریریں بھی لکھا کرتا ہوں جو رنج اور غصہ کے سبب حق سے کوسوں دور ہوتی ہیں۔ پس کیا آپ لوگ حضرت مسیح موعود کے خلاف بھی انکی تمام تحریروں کو انہی جذبات غم و غصہ کے ماتحت نہ سمجھینگے۔ جبکہ مولوی صاحب کے

نبی کریمؐ کی نسبت کیا کہو گے

لاہوریوں کے لیڈر خصوصاً مولوی محمد علی صاحب کی اکثر تحریرات میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق بے حیائی سے یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ابتدائی تیرہ سال اپنے منصب کو ہی نہ سمجھا۔ وغیرہ وغیرہ

معلوم نہیں ایسے لوگوں کے دلوں میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیسا ایمان ہوگا۔ جبکہ آنجناب کو بھی باوجود ابتدائی وحیوں مثلاً سورہ مزمل میں آپ کو مثیل موسیٰ جیسے صاحب جلال نبی خطاب فرمایا گیا ہے۔ مگر آنحضورؐ نے عرصہ تک مسکینی سے وقت گزارا۔ تکلیف پر تکلیف اٹھاتے رہے مگر اف تک نہیں کی۔ ورنہ وقتیکہ صریح ارشاد الٰہی ہوا بطور مدافعت بھی مقابلہ شروع نہیں کیا۔ گو باوجود وحی انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا کے قریباً دس بارہ برس تک مثیل موسیٰ کی حیثیت سے جلالی نبی کی شان اختیار نہ فرمائی اور سخت سے سخت اذیتیں سہکر بھی صبر و درگزر سے کام لیتے رہے مگر صریح حکم کے بغیر تلوار نہ پکڑی۔ حضرت اقدس جناب مسیح موعود نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ "جو لوگ خدا سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعوت نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے ہمارے نبی صلعم جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض احکام ادا کرنے کے بارے میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک اہل کتاب کے سنن دیرینہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور ہر وقت نزول وحی اور دریافت اصل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۸" یہی وہ اصل ہے جس کی بنا پر آپ نے پہلے مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر سمجھا اور پھر وفات شدہ سمجھکر اپنے تئیں مسیح موعود قرار دیا۔ پھر یہی وہ اصل ہے جس کی بنا پر پہلے غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے بعدہٗ ان کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی حرام ہونیکا فتویٰ دیا۔ پھر یہی وہ اصل ہے جس کی بنا پر پہلے اپنے تئیں عیسیٰ علیہ السلام پر جزوی فضیلت قرار دیتے رہے اور بعدہٗ تمام شان میں فضیلت ظاہر فرمائی۔ بالآخر یہی وہ اصل ہے جس کی بنا پر پہلے اپنے تئیں جزوی نبی قرار دیتے رہے اور بعدہٗ صریح طور پر اپنے تئیں نبی مانکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ پر تمام شان میں اپنی فوقیت ظاہر فرمائی۔ فافھم و تدبر۔ خاکسار حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

ایک احمدی اور پادری جوالا سنگھ صاحب کی مذہبی گفتگو

لکھنؤ محلہ گنیش گنج میں کسی ہفتہ بعد نماز مغرب سینٹ سکول میں پادری جوالا سنگھ صاحب آتے ہیں اور مذہبی گفتگو ہوتی ہے حسب معمول ۲۷ دسمبر کو پادری صاحب آئے ہوئے۔ مولوی [illegible] حسام الدین احمد صاحب سے گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں خاکسار بھی پہنچا چونکہ اخویم مرزا حسام الدین احمد صاحب [illegible] بولتے تھے اس لئے ان کی تقریر کے ختم ہوتے ہی عاجز نے پادری صاحب سے کہا۔

احمدی (عاجز خیرالدین احمد) میں اس بات کا قائل ہوں کہ یہود نے حضرت مسیح کو مارنے کے لئے صلیب پر چڑھایا مگر حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ نے صلیبی موت سے بچایا۔ یہ دعویٰ ہے دلائل اس کے حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت داؤد حضرت مسیح کے لئے پیشگوئی کرتے ہوئے ۲۲ ویں زبور میں فرماتے ہیں "بہت بیلوں نے مجھے گھیر رکھا ہے۔ بسن کے مضبوط بیلوں نے چاروں طرف سے ہجوم کیا ہے۔ وہ مجھ پر پھاڑنے والے اور گرجنے والے شیر کی طرح منہ پسارتے ہیں۔ میں پانی کی طرح بہا جاتا ہوں میرے بند بند الگ ہو چکے ہیں میرا دل موم کی طرح میرے سینے میں پگھل گیا میری قوت ٹھیکرے کی طرح خشک ہو گئی۔ میری زبان تالوے لگی جاتی ہے اور تو مجھے موت کی خاک میں پہنچاتا ہے۔ کیونکہ کتے مجھے گھیرتے ہیں بدشریروں کی گروہ میرا احاطہ کرتی ہے۔ وہ میرے ہاتھ اور پاؤں چھیدتے ہیں۔ وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ہیں۔ پر تو اے خداوند دور مت رہ! اے میری توانائی جلد میری مدد کے لئے آ! میری جان کو تلوار سے بچا! میری وحیدہ کو کتے کے ہاتھ سے۔ شیر کے منہ اور گینڈوں کے سینگوں سے مجھے رہائی دے! تو نے میری سنکے بچایا ہے"

یہ تمام پیشگوئی جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے حضرت مسیح پر چسپاں ہوتی ہے چنانچہ تمام عیسائی مفسرین نے بالاتفاق مانا ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح کے لئے ہے۔ اس میں حضرت مسیح کے ان واقعات کا پورا نقشہ ہے کہ جب وہ پکڑے گئے اور ہاتھ پاؤں چھیدے گئے نیز شریروں وغیرہ کے ہاتھ سے بچنے وغیرہ کا ذکر ہے جیسا کہ عبارت پیشگوئی "تو نے میری سن کے بچایا ہے" صاف طور سے بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے نہیں مرینگے لہذا الٰہی کلام کبھی غلط نہیں ہو سکتا

۲۔ حضرت مسیح خود فرماتے ہیں "اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان مانگتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان نہیں دیا جائیگا" اس پر قابل غور بات یہ ہے کہ یونس نبی کا نشان کیا تھا؟ سو واضح ہو کہ مچھلی نے آپکو نگلا کما قال اللہ تعالیٰ فالتقمہ الحوت الخ اور تین رات دن آپ بطن ماہی میں رہے۔ ایسی تاریک اور محبوس جگہ میں انسان کا زندہ رہنا محالات سے ہے لیکن حضرت یونس زندہ نکالے گئے جو ایک خارق عادت معجزہ ہے اسی طرح حضرت مسیح بد اور حرامکاروں کو فرماتے ہیں کہ یونس نبی کی طرح انکو نشان دیا جائیگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب آپ کاٹھ پر لٹکائے گئے اور تین رات دن مچھلی کے پیٹ کی طرح غار میں رہے مگر جس خدا نے حضرت یونس کو بطن ماہی سے نکالا اسی کی تائید نے حضرت مسیح کو موت کے منہ سے نکالا چنانچہ آپ زندہ ہی نکلے اور زندہ ہی بچنا ضروری تھا کیونکہ ممکن نہیں کہ ایک نبی کا فرمایا غلط ہو۔

الفضل کی خریداری اور توسیع اشاعت کا آپکو نہیں تو کیا غیروں کو فکر ہوگا! (مینیجر)

کیا تھا وہ پورا ہؤا۔ لوقا باب ۱۹۔ آیت ۴۱ ۔ ۴۴۔ پھر اس نے ان مادکو ساتھ لیکر ان سے کہا کو دیکھو ہم یروشلم کو جاتے ہیں اور جتنی باتیں نبیوں کی معرفت لکھی گئی ہیں ابن آدم کے حق میں پوری ہونگی۔ کیونکہ وہ غیر قوموں کے حوالے کیا جائیگا اور لوگ اس کو ٹھٹھے میں اڑائینگے۔ اور اس کو قتل کرینگے۔ اور وہ تیسرے دن جی اٹھیگا۔ لیکن انہوں نے ان میں سے کوئی بات نہ سمجھی اور یہ قول ان پر پوشیدہ رہا اور ان باتوں کا مطلب ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ (ماخوذ از بائبل مطبوعہ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۰۹ء)

خیر الدین احمدی۔ کارخانہ سائکل ہارٹ و نوشہرہ لکھنؤ

بقیہ مدینۃ المسیح

ارشاد عالی۔ ۲۵ دسمبر کو بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین نے مسجد اقصیٰ میں ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں جماعت اور خاصکر معزز مہمانان بیرونجات کو دو باتوں کی تاکید کی تھی اول یہ کہ جملہ احباب حتی الوسع بڑی جماعت میں شامل ہوکر . . . .

نمازیں ادا کریں۔ یہ نہ ہو کہ دیہاتی گذشتہ کیطرح اپنے اپنے ڈیروں پر الگ چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی کرلیں۔ دوسرے یہ کہ اپنا وقت سیر تماشے میں نگان نہ کھوئیں۔ یہ تو شہروں میں بھی کم نہیں ہوتے مگر یہاں آنے کی جو اصل غرض ہے وہ بہر حال مقدم ہونا چاہیئے یعنی لیکچروں وعظوں اور جلسہ کی دیگر ضروری کارروائیوں میں پوری توجہ اور مستعدی سے حصہ لینا جس کا پھر کہیں سال بھر بعد ہی موقعہ ملیگا خدا جانے اس وقت تک ہم میں سے کون کون جیئے اور دیکھیگا (مفہوم با لفاظ قلم)

درس قرآن مستورات میں برابر باناغہ ہوتا رہا۔

بیعت ایام جلسہ میں قریباً روزانہ کثیر التعداد مردوں نیز مستورات کی بیعت بھی برابر ہوتی رہی۔ اللھم زد فزد۔ جماعت کو سلسلہ حقہ کی یہ روز افزوں ترقی مبارک ہو اور حضرت امام اولوالعزم ایدہ اللہ کو ہماری طرف سے دوہری مبارکباد کہ اول تو حضور کے حلقہ بگوشوں کا تانتا [illegible]

خواجہ کمال الدین کے مطالبہ حلف کا جواب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خطبہ جس میں حضور نے خواجہ کمال الدین کے مطالبہ حلف کا جواب دیا تھا۔ وہ اس قابل تھا کہ غیر مبائعین اور غیر احمدیوں میں کثرت سے شائع کیا جاوے چنانچہ بعض احباب نے اخبار الفضل میں اس کے متعلق تحریک کی۔ اور اس کی خریداری کا وعدہ بھی فرمایا مگر قادیان میں دیگر کاموں کی کثرت کے سبب یہ کام التوا میں پڑا رہا۔ اس لئے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن المعروف مجمع الاخوان لاہور نے اس ضرورت کو محسوس کرکے اس کے شائع کرنے کا بندوبست کیا۔ اور وہ مضمون بفضل خدا چھپکر طیار ہوچکا ہے۔ جن احباب نے خریداری کے وعدے فرمائے تھے ان کی خدمت میں التماس ہے کہ خاکسار راقم کو اطلاع دیں۔ تاکہ مطلوبہ تعداد انکی خدمت میں بذریعہ وی پی ارسال کی جاوے یہ مضمون بصورت ہینڈبل شائع کیا گیا ہے۔ جو ۲۰×۲۶ کے آٹھ صفحوں پر ختم ہوا ہے۔ گویا دو ہینڈبلوں کے برابر ہے اس لئے مناسب ہے اس کی قیمت ایک روپیہ سینکڑہ رکھی گئی ہے جو گویا اصل لاگت ہے خرچہ ڈاک اس کے علاوہ ہوگا جو احباب ہمارے ہینڈبل مستقل طور پر خرید فرماتے ہیں ان کی خدمت میں حسب معمول بذریعہ وی پی ارسال ہوگا اور انہیں درخواست کرنے کی ضرورت نہیں جن احباب کو اس کی ضرورت ہو وہ بہت جلد تعداد مطلوبہ سے اطلاع دیں۔ کیونکہ مطبع میں پتھر محفوظ رکھا ہوا ہے تاکہ درخواستوں کے مطابق مزید تعداد بلا تکلف چھاپی جاسکے۔ مگر اس کام میں سستی اور دیر نہ کریں اگر اس اعلان کو مطالعہ فرماتے ہی فوراً جواب سے مشکور فرمائیں۔ تاکہ بہت جلد . . . . . . اس کی اشاعت تمام ہندوستان میں ہوجائے۔

خاکسار سعید ولد ورشاہ

سیکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور۔

بقیہ فہرست نو مبائعین

صد سلغم برہمن بڑیہ مرسلہ مولوی سید محمد عبد الواحد صاحب مبلغ احمدیت ورنگال

۵۱۔ معروا خاتون بی بی بنت قاضی [illegible]
۵۲۔ مظہر حسین پسر قاضی مذکور
۵۳۔ مجد الدین احمد پسر » »
۵۴۔ امین بی بی زوجہ [illegible] متوفی
۵۵۔ [illegible] بی بی زوجہ [illegible] »
۵۶۔ [illegible] الدین پسر » »
۵۷۔ شہاب الدین و چار ذ »
۵۸۔ فخر علی پسر نجیب اللہ »
۵۹۔ قمر النساء بی بی زوجہ فخر علی مذکور
۶۰۔ خیر النساء بی بی [illegible] قیام الدین »
۶۱۔ سید النساء [illegible] علی »
۶۲۔ مہر النساء دختر »
۶۳۔ رحمت علی پسر شیر علی
۶۴۔ کلثوم بی بی زوجہ تمیز الدین
۶۵۔ آفتاب میاں پسر معرفت [illegible]
۶۶۔ اشرف علی پسر امین الدین
۶۷۔ معز الدین پسر [illegible] متوفی
۶۸۔ سند علی » ریاض الدین
۶۹۔ [illegible] خان پسر منشی محمد دولت خان وکیل
۷۰۔ تمیز الدین پسر شرف علی [illegible]
۷۱۔ عبد الحفیظ پسر [illegible] متوفی
۷۲۔ فاطمہ بی بی زوجہ عبد الحفیظ مذکور
۷۳۔ کریم النساء بی بی زوجہ عبد الکریم
۷۴۔ عظیم النساء » [illegible] علی
۷۵۔ عائشہ بی بی بنت [illegible]
۷۶۔ کریمن النساء زوجہ کرامت [illegible]
۷۷۔ امیر النساء » [illegible]
۷۸۔ محمد اسمٰعیل پسر [illegible] متوفی
۷۹۔ بی بی [illegible] بی بی زوجہ منشی قاسم علی متوفی
۸۰۔ مفضل الدین پسر محمد علی
۸۱۔ [illegible] النساء بی بی زوجہ منشی نواب علی متوفی
۸۲۔ بارق علی پسر [illegible]
۸۳۔ [illegible] جان بی بی زوجہ [illegible]
۸۴۔ [illegible] علی پسر [illegible] علی متوفی
۸۵۔ [illegible] پسر مذکور
۸۶۔ [illegible] بی بی بنت مذکور
۸۷۔ کفایت علی پسر »
۸۸۔ [illegible] کی ماں »
۸۹۔ [illegible] پسر ارشاد علی۔
۹۰۔ مراد علی پسر احسن اللہ متوفی
۹۱۔ اشرف علی » مراد علی مذکور
۹۲۔ عالم النساء بی بی زوجہ [illegible]
۹۳۔ [illegible] النساء بی بی زوجہ ربیع اللہ متوفی۔
۹۴۔ نذر الدین پسر [illegible] مرحوم
۹۵۔ رمضان پسر صابر »
۹۶۔ [illegible] پسر منظور علی
۹۷۔ خان محمد۔ پسر [illegible] مرحوم۔
۹۸۔ سعید علی پسر عظمت علی متوفی۔
۹۹۔ منشی یوسف علی [illegible]
۱۰۰۔ شیخ [illegible] پسر شیخ محمد حسین

فالحمد للہ الذی اکمل هذه المائة السادسة

میزان ۶۰۰